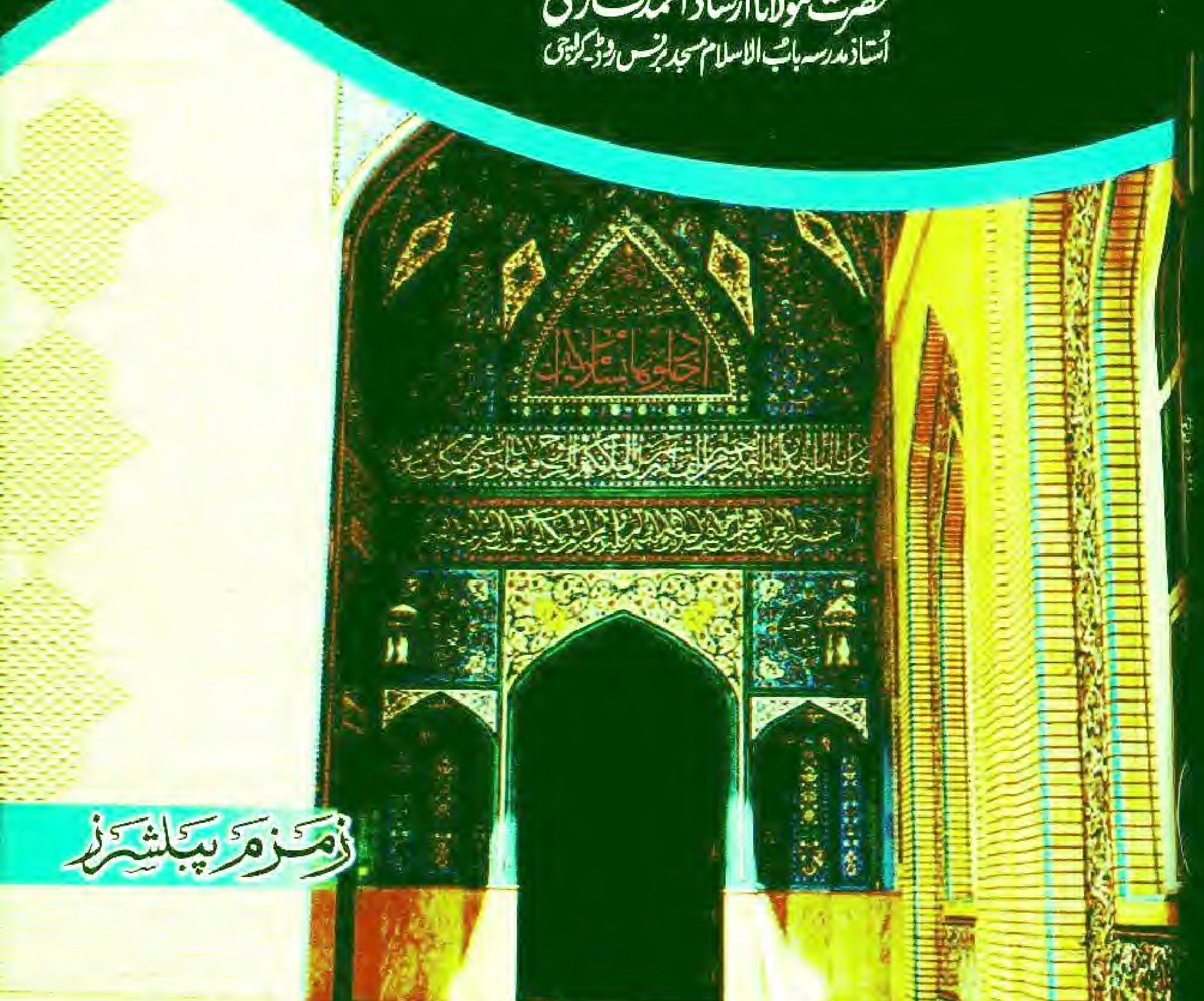
تسہیل
تربیت السالک

تالیف:
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ

صاحبِ تسہیل
حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی
استاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی



زمزم پبلشرز

قد افلح من تزکیٰ

تسہیل
تربیت السالک

جلد اول — دوسرا حصہ

شیخ و مرید کے آداب، آداب طریقت، نسبت ولایت کے حصول کا طریقہ اور علامات، ذکر و اشغال کے طریقے، مراقبات کی ضرورت و افادیت۔

اصطلاحات تصوف کے معانی کے اشاریہ کے ساتھ

حال و مقام، صحو و سکر فنا و بقاء، عروج و نزول ذکر کے انوار و امثال قبض و بسط کی کیفیات مختلف تجلیات کی تحقیق۔

سالک کیلئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے

راہ سلوک میں سالک کو پیش آنے والے احوال کی حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے قلم سے گراں قدر تحقیقات کا مجموعہ

تالیف:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

صاحب تسہیل

حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی

اُستاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

کتاب کا نام ـــــ تسہیل تربیت السالک جلد اوّل دوسرا حصہ

تاریخ اشاعت ـــــ جون ۲۰۰۹ء

باہتمام ـــــ احباب زمزم پبلشرز

ناشر ـــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی

فون: 021-2760374 - 021-2725673

فیکس: 021-2725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح واصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زرِ کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَزَاءً جَمِيْلًا جَزِيْلًا

ـــ مِنْجَانِبْ ـــ

احباب زمزم پبلشرز

ملنے کے دیگر پتے

- دارالہدیٰ اردو بازار کراچی۔ فون: 2726509
- دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Halliwell Road, Bolton Bl1 3NE
Tel/Fax : 01204-389080
Mobile: 07930-464843

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
36,Rolleston Street Leicestor
LE5-3SA
Ph: 0044-116-2537640
Fax: 0044-116-2628655
Mobile: 0044-7855425358

فہرست مضامین

چوتھا باب

اعمال کے بیان میں

پانچواں باب
احوال کے بیان میں

فہرست مضامین

پہلا باب
بیعت وصحبت شیخ کے بیان میں

دوسرا باب

پسندیدہ اخلاق کے بارے میں

تیسرا باب
برے اخلاق کے بیان میں

فہرست مضامین

فہرستِ مضامین

پہلا باب ۴۸

بیعت وصحبتِ شیخ کے بیان میں ۴۸

چوتھا باب ۲۳۵

اعمال کے بیان میں ۲۳۵

پانچواں باب ۳۰۹

احوال کے بیان میں ۳۰۹

چھٹا باب ۳۵۹

ذکر و شغل کے بیان میں ۳۵۹

نواں باب ۴۳۴

متفرقات کے بیان میں ۴۳۴

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تر تعریف، حمد و ستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے اپنے عاشقوں کے لئے اپنے جلوہ میں سکون و راحت رکھی اور اسی تمنا سے ان کے دلوں کو معمور فرمایا کہ ان کے دن رات اسی کے شوق لقاء اور تمنائے دیدار میں گزرتے ہیں اور اسی کی تجلیات کے پرتو میں وہ قرب الٰہی کی منازل طے کرکے تازیست سیرالی اللہ سے آگے سیر فی اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو سارے عاشقوں کے سردار، زاہدوں کے مونس و غمخوار اور عابدوں کے مددگار ہیں اور آپ ﷺ کی آل و اولاد اور تمام صحابہ، تابعین اور علماء اصفیاء و صلحاء شہداء پر کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ظاہر و باطن کی بقاو استحکام کا انتظام فرمایا۔

امابعد! شریعت کے علوم دو قسم کے ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی علوم۔ باطنی علوم کے حصول کے بغیر ظاہری علوم سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جو شخص علوم ظاہری سے متصف ہو لیکن عمل کا کورا ہو جو علوم باطنی کے عدم حصول کا نتیجہ ہے تو یہ شخص ایسا ہے جیسے ایک نابینا آدمی ہو اور اس کے ہاتھ میں قندیل (لال ٹین) ہو تو اس کی روشنی سے لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ خود سے اس استفادہ سے محروم ہے۔

تصوف و سلوک اسی ظاہری و باطنی علوم کے امتزاج کا دوسرا نام ہے جو اصطلاح میں طریقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ علمائے تصوف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی طرف بلاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں معرفت اللہ کی طرف بلانا کہتے ہیں۔

اس معرفت اللہ کے راستے میں دو چیزیں ہیں ایک اچھی صفات جیسے تقویٰ، توکل، صبر و شکر، قناعت، تواضع و انکساری تعلق مع اللہ کا حصول ضروری ہے دوسرے بری صفات جیسے عجب، کبر، بے صبری، ناشکری، قناعت کا نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی رکاوٹوں سے بچنا ضروری ہے۔ مطلوبہ اشیاء کے حصول اور غیر مطلوبہ سے بچنے کے لئے نفس کو جس اصلاح و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس حیلہ بہانے سے نفس کو سدھارنے کی ضرورت پڑتی ہے علمائے سلوک ان ہی درپیش مشکلوں کا حل ہر سالک کی استعداد کے مطابق بتاتے ہیں تاکہ حصول الی اللہ آسان ہو جائے یہی اس فن کا مقصود و موضوع ہے۔

مشائخ اپنے اپنے زمانے میں اس زمانے کے اعتبار سے سالکین کی ارشاد وتربیت فرماتے رہے۔ گذشتہ صدی میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز ان ہی یکتائے زمانہ روزگار میں سے ایک فرید وحید ہیں جن کی مثال قریب کے زمانے میں ملنی بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد وتربیت میں جو مقام آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو عطا فرمایا تھا وہ بالکل متقدمین (علماء) جیسا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ فن تصوف جو اپنی اصل بنیادوں پر باقی نہ رہا تھا آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کو اس کی اصل بنیادوں پر زندہ فرمایا تو غلط نہ ہوگا (چنانچہ آگے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مقدمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی)۔

تصوف وسلوک میں حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ ایک بیش بہا خزانہ اور گرانقدر ذخیرہ ہے۔ ان میں سے ایک سلسلہ جو ''تربیت السالک'' کے نام سے شروع فرمایا وہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کہ ہر سالک کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ راہ سلوک میں پیش آنے والے نشیب وفراز قبض وبسط کی کیفیات، احوال و واردات کا ورود اور ذکر وشغل کے انوار واثرات میں سالک کو اپنا دامن کس طرح سنبھالنا چاہئے اور ان حالات میں اپنے عمل اور اس کے اہتمام کو کس طرح باقی رکھنا چاہئے اور کسی خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ ہر قدم پر اصل مقصود پر نگاہ رکھ کر ان گھاٹیوں سے سلامتی سے کیسے گذر جانا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر اس کتاب کو تصوف کا مخزن معلومات (تصوف کا انسائیکلوپیڈیا) کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

لیکن یہ مفید وگرانقدر ذخیرہ آج سے سو سے کچھ کم سال پہلے کی اردو زبان میں ہے۔ وہ اردو زبان جو آج کل متروک ہو چکی ہے، حوادث زمانہ سے جس کے اسلوب بدل چکے ہیں اور اس کے ادب میں اچھی خاصی تبدیلی ہو چکی ہے مزید یہ کہ اس میں خط وکتابت سوال وجواب اور حال وتحقیق اکثر علماء کی ہے۔ ان میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ اہل علم کی ہے جس میں علوم وفنون کے قواعد وضوابط، استعارے اور کنائے نیز علوم کی اصطلاحات اور ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ عربی وفارسی کے بے شمار الفاظ نظم ونثر کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کے لئے اردو میں عمیق نظر کا ہونا ضروری ہے نیز فارسی وعربی کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

ان وجوہات کی وجہ سے اس مفید ذخیرے (تربیت السالک) سے استفادہ کے لئے ضرورت تھی کہ اس کو سہل اور آسان زبان میں منتقل کیا جائے تا کہ راہ سلوک کے مسافروں کے لئے یہ مشعل راہ کا کام دے۔

میرے مخدوم ومحترم شیخ حضرت واصف منظور صاحب رضی دامت برکاتہم کی جانب سے مجھے اس کام کی تسہیل کا پیغام مولانا رفیق صاحب زید مجدہ کی وساطت سے پہنچا۔ میرے لئے یہ خبر نوید مسرت سے کم نہیں تھی۔ چنانچہ میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ جس پر ارشاد ہوا کہ پہلے اس کو پڑھا جائے پھر علماء کرام سے اس کی تسہیل کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ بندہ نے اس کتاب کو پڑھا اور احباب سے رائے لی تو سب نے پسند فرمایا۔ پھر بندہ

حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ فہم سمجھ اور آسانی کی دعا بھی فرمائی اور بندہ کی درخواست پر مزید تسلی کے لئے شفقت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھ کر دی۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت کی دعاؤں کے سائے میں یہ کام شروع ہوا۔ ابتداً جو تسہیل کرتا وہ حضرت کے حکم کے مطابق حضرت کو سناتا بھی رہا جس سے اطمینان رہا۔ گزشتہ رمضان (۱۴۲۶ھ) میں آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بھی اس سنانے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا دو ایک رات سن کر حضرت نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور سننے کے سلسلہ کو یہ فرما کر موقوف فرما دیا کہ "دیگ سے ایک دو چاول ہی دیکھے جاتے ہیں انشاء اللہ آئندہ بھی صحیح ہوگا۔" یہ حضرت کا اعتماد و دعا بندہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

اسی طرح دوران تسہیل ایک موقع پر حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہ (مدیر اعلیٰ رسالہ الصیانۃ) سے اس تسہیل کا ذکر کیا مولانا نے بھی اس کو پسند فرمایا۔

یوں میری بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود صرف اللہ کے فضل و کرم اور بلا استحقاق انعام و احسان سے یہ کام ابتدا سے انتہا کو پہنچا۔

آخر میں اپنے احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی معاملے میں بھی میری معاونت فرمائی خصوصاً فارسی اشعار کے تراجم میں جن احباب نے سعی و کوشش کی ان میں خاص طور پر پروفیسر محمد میاں صاحب جو "سحر آفریدیؔ" کے نام سے معروف ہیں ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود خاصہ وقت صرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب تمام مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر خاص و عام سب کے لئے مفید فرمائیں اور میرے لئے میرے مشائخ اکابرین اساتذہ والدین اہل و عیال اعزاء و اقرباء اور ساری امت مرحومہ کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائیں اور اس آلہ محض سیاہ کار کو بھی صرف اپنی عنایت و شفقت سے فائز المرام فرمائیں۔ (آمین)

بندہ ارشاد احمد فاروقی

عفا اللّٰہ عنہ، وعافاہ و وفقہ لما یحب و یرضاہ واجعل الاخرتہ.

خیرا من اولاہ واجعل خیر ایامہ یویلقاہ.

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام، برنس روڈ کراچی

۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۲ نومبر ۲۰۰۸ء

تسہیل میں جو کام کیا گیا

- ✦ تمام عبارتوں کے قدیم طرز کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے سلیس اور آسان زبان میں نقل کیا گیا لیکن اس میں مفہوم کی پوری حفاظت کی گئی۔ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو عبارات دکھا کر ان سے مشورہ کا حصول بھی رہا۔
- ✦ وہ مشکل الفاظ جو فن تصوف کی اصطلاحات سے متعلق تھے ان کو بدلا نہیں گیا بلکہ ان کے آگے قوسین میں ان کی مختصرا وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ مشکل الفاظ کی جگہ ان کے ہم معنی متداول الفاظ ذکر کئے گئے۔
- ✦ عربی فارسی عبارات کا ترجمہ کیا گیا نیز تمام عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا گیا اشعار کے ترجمے میں اردو کے محاورہ کا خیال رکھا گیا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عبارت سے جو مفہوم ہوتا تھا اس کو لکھا گیا ہے کہیں اشعار کا ترجمہ اشعار میں ہی کیا گیا ہے اشعار کے مفہوم کی وضاحت کے لیے مفتاح العلوم شرح مثنوی، خطبات حکیم الامت اور دیوان حافظ مترجم سے مدد لی گئی ہے اور کہیں کہیں سیاق سباق کے مطابق وضاحت بھی کی گئی ہے۔
- ✦ کسی مغلق عبارت کی وضاحت بھی مختصرا کر دی گئی ہے۔
- ✦ حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے جو مقدمہ تحریر فرمایا تھا اس کو تبرکا یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کی تسہیل نہیں کی گئی۔
- ✦ ابتدا میں فن تصوف کی اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے معانی کی فہرست بھی لکھی گئی ہے تا کہ اگر موقع پر کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو فہرست کی طرف رجوع کیا جا سکے۔
- ✦ عنوانات میں بھی تسہیل کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔
- ✦ جو حالات لکھے گئے تھے ان کو جس عنوان کے تھے اس عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا تھا اور ان میں خط کے ذریعے فصل کر دیا گیا تھا تا کہ ایک ہی صاحب کا حال نہ لگے بلکہ مختلف اصحاب کے احوال سمجھ میں آئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی خط میں بہت سے عنوانات کے احوال تھے ان کو مستقل عنوان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ تسہیل میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا اور خوبصورت خط کے ذریعے اس فصل کو باقی رکھا گیا تاکہ مقصود مفقود نہ ہو۔

✦ تسہیل کی وجہ سے کتاب ناگزیر طوالت اختیار کر گئی تھی اس لیے پہلی جلد کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا جس کی نشاندہی کے لیے حصہ نمبر ہر جلد کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پہلی جلد ہی کے دو حصے ہیں مکمل دو جلدوں کا مغالطہ نہ ہو۔ چناں چہ ''جلد اوّل پہلا حصہ'' اور ''جلد اوّل دوسرا حصہ'' کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ باقی دوسری اور تیسری جلد الگ الگ ہی رکھی گئی ہیں۔

تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی

(الف)

اِتّبَاع: فرمانبرداری، طاعت، پیروی کرنا۔
آثار: اثر کی جمع ہے، سنت رسول، صحابہ کرام کے اقوال وافعال یہاں علامات کے معنی میں ہے۔
احتمال: شک وشبہ، گمان۔
اَحْقَرْ: بہت ہی ذلیل۔ لوگ تواضع کے لئے اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اِختلاج: دھڑکنا، بے چینی، عام طور پر دل کے دھڑکنے (گھبرانے) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اختلاط: لوگوں سے میل جول۔
اخلاق حمیدہ: اچھی اور عمدہ عادتیں۔ فن تصوف میں تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
اِسْتِحْضَار: یادداشت، کسی چیز کو ذہن میں رکھنا۔
استقامت: مضبوطی، کسی بات پر مضبوطی سے قائم (جمے) رہنا۔
اِسم ذات: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ”اللہ“۔
اِضطرار: بے چینی بے اختیاری۔
اِفاقہ: صحت، آرام، مرض میں کمی آنا۔
اِمالَہ: مائل کرنا، دوسری طرف پھیرنا، تصوف میں ”کسی بری عادت کو اچھی عادت کی طرف پھیرنا“
امر: حکم، اللہ تعالیٰ کا حکم مراد ہے۔ جمع اوامر۔
اَمرد: نوجوان لڑکا جس کا ابھی خط نہ نکلا ہو۔
اَنَانِیَّتْ: خودی، غرور وتکبر۔

اُنس: محبت و پیار، صوفیاء کی اصطلاح میں "بسط کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) جب ترقی کرتی ہے تو اس کو انس کہتے ہیں۔"

اِنْضِبَاط: مضبوطی، ڈھنگ، تعین "تصوف میں ہر کام کے لئے وقت مقرر کر کے اس وقت پر کام کرنا" جسے انضباط وقات کہتے ہیں۔

اَنْوار مِثالیه: سالک کو جو انوار ذکر و شغل کی وجہ سے روشنی، نور اور تپش وغیرہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اَنْوار خفیفه: وہ انوار جو سالک کے دل میں آتے ہیں۔

اِنْهِماك: مصروفیت و مشغولیت، گم ہو جانے کی کیفیت، تصوف میں "اللہ تعالیٰ کے دھیان میں مشغول ہو کر دوسری چیزوں سے گم ہو جانا۔"

الهام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں بات کا آنا۔ صوفیاء کے ہاں "اللہ تعالیٰ دل میں کوئی علم ڈال دیں خواہ ہاتف (غیبی فرشتے) کا کلام ہو۔"

(ب)

بَسْطْ: کشادگی، فراخی، صوفیاء کے ہاں "ذات حق کے لطف و فضل کے ورود سے دل کو جو سرور، راحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس پانچوں لطیفوں سے موافقت کر کے ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور ذوق وشوق سے عبادت میں متوجہ ہوتا ہے" اس کو بسط کہتے ہیں۔

بُعْدْ: دوری۔

(پ)

پاسِ اَنْفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سانسوں پر آگاہ رہے۔ جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جاتے ہوئے الا اللّٰه کہے۔ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے۔

(ت)

تاویل: حیلہ، بہانہ، کسی بات کو ظاہری مطلب سے پھیر دینا۔

تَجَلّی: چمک دمک، نور الٰہی تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے نور کا بندے پر پڑنا یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بندے کے ساتھ تعلق ہو جانا جیسے جب صفت رحمت کی تجلی جب بندے پر پڑتی ہے تو وہ

خوب رحم کرنے لگتا ہے وغیرہ۔

تجلی اسمائے مُتقابلہ: اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کے مقابل ناموں کی تجلی۔

تجلی ذاتی: اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔ ذات باری کا سالک پر منکشف ہونا۔

تدبیر: علاج، حکمت، تجویز۔

تَرَفُّعْ: غرور وتکبر۔

تَصَرُّفْ: دخل دینا، اختیار کرنا، استعمال کرنا، کچھ کا کچھ کر دینا۔ تصوف کی اصطلاح میں ''اپنی قوت ارادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توجہ، تصرف یا ہیئت کہلاتا ہے۔''

تَصَوُّفْ: علم معرفت، نفس کو پاکیزہ رکھنے کا راستہ (طریقہ) متاخرین علماء کے ہاں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہے۔

تصورِ شیخ: فن تصوف میں اس سے مراد شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل یا نگاہ میں رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔

تَضَرُّعْ: رونا، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

تَطْبِیقْ: دو چیزوں میں مناسبت پیدا کرنا، دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا۔

تعلیم: سکھانا، تعلیم وتربیت، تصوف میں ''شیخ کا مرید کی تربیت کرنا وغیرہ۔''

تَفْوِیْض: حوالہ کرنا، صوفیاء کے ہاں ''اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا'' سلوک کا ایک مقام۔

تلقین: تعلیم وتربیت، تعلیم کا ہم معنی ہے۔

تَلْبِیْس: دھوکہ، فریب۔

تَلْوِیْن: غیر مستقل مزاجی، رنگ برنگی حالت، مختلف الحال حالت۔ صوفیاء کے ہاں ''سالک کی حالت میں جو تغیر وتبدل آتا ہے (کہ حالت یکساں نہیں رہتی کبھی قبض کبھی بسط وغیرہ) اس کو تلوین کہتے ہیں۔'' اس کا مقام دل ہوتا ہے۔

تَمْکِیْن: مرتبہ، رتبہ، وقار وعزت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''یہ حالت تلوین کے بعد پیش آتی ہے جب سالک کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس تزکیہ خاص کر کے مطمئن ہو جاتا ہے تو شریعت کے ڈھانچے کا تابع اور حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے تو اس مقام کو مقام تمکین کہتے ہیں۔''

تنبیہ: خبرداری، نصیحت۔آگاہی۔

توحید: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھنا۔

توحید شُہودی: سالک توحید شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توجہ کے ناقابل جانتا ہے اور ایک ہی ذات واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور اس کے علاوہ کی نفی کرتا ہے۔

توحید وجودی: سالک توحید وجودی میں سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود جان کر ہزار ہا بتوں کی پرستش کرتا ہے۔

(ج)

جاہ: مرتبہ، رتبہ، عزت، بزرگی، شان۔

جَمْعِیَّتْ: اطمینان، یکسوئی۔

جہلِ بَسِیط:

جہلِ مُرکب: دوہری جہالت، جاہل ہونا اور خود کو جاہل نہ سمجھنا۔

(خ)

خاکسار: عاجز، متکلم اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔

خشوع: عاجزی، گڑگڑانا۔

خشیت: ڈر، خوف۔

خضوع: عاجزی، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

خِلْوَتْ: تنہائی، گوشہ نشینی۔

خلوص: سچا ہونا، ریاء سے پاک ہونا۔

خودرائی: اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا۔

(د)

دارومدار: انحصار، موقوف

دِلجمعی: تسلی، اطمینان، بےفکری۔یکسوئی

(ذ)

ذکر: یاد، چرچا، زبان اور دل سے خدا کی یاد۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں سارے غیر اللہ کو بھول جائے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کر لے۔ جمع اذکار۔

ذکر اسم ذات: اللہ اللہ کا ذکر۔ جس کی صوفیاء کے ہاں کئی قسمیں ایک ضرب والا دو ضرب تین ضرب والا وغیرہ۔

ذکر انحد: آنکھ بند کرے (سانس روک کر یا بغیر روکے) کلمہ والی انگلی کانوں میں زور سے ڈال کر بند کرے اس سے کان میں جو آواز پیدا ہوگی اس کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تاکہ غفلت نہ ہو۔

ذکر نفی اِثبات: لا الہ سے سب کی نفی اور الا اللّٰہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے اثبات کا ذکر۔

(ر)

رضا بالقضا: اللہ تعالیٰ کی مرضی و فیصلہ پر راضی رہنا۔

(ز)

زاری: رونا، عاجزی، محتاجگی۔

زجر و توبیخ: ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکی۔

زُھد: پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی۔

(ح)

حال: موجودہ زمانہ، حالت، کیفیت۔ صوفیاء کی اصطلاح کسی عجیب وغریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے اختیاری سے ہو وہ حال کہلاتا ہے۔

حجاب: پردہ، آڑ، تصوف میں ہر وہ چیز جو مقصود سے آڑ اور رکاوٹ ہو جائے۔

حسن پرستی: حسن کو چاہنا، حسین عورتوں کے پیچھے پڑے رہنا۔

حضوری، حضوری مع اللّٰہ: حاضری، قربت، نزدیکی۔ تصوف کی اصطلاح میں جب غیبت کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) سے ہوش آجائے تو حضوری کہلاتا ہے۔ غفلت جاتی رہے اور دل ہر

وقت ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے تو اسے حضور مع اللہ کہتے ہیں۔

حق الیقین: تصوّف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ السلوک صفحہ ۲۰۸)

(س)

سُکُرْ: نشہ، خمار، بے ہوشی، صوفیاء کے ہاں انوارِ غیب کے غلبہ کی وجہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیازی تجلی کا اٹھ جانا ''سکر'' کہلاتا ہے۔

سلطان الاذکار: ذکر کا ایک طریقہ ہے جس کی تفصیل ضیاء القلوب صفحہ ۲۶، ۲۷ پر ہے۔

سُلوک: راستہ چلنا، لوگوں سے معاملہ کرنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ کہلاتا ہے۔

سودا: جسم کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ وہ چار خلطیں یہ ہیں ① صفراء ② سودا ③ خون ④ اور بلغم۔

سوداوِیّتْ: اس خلط کا دوسرے خلطوں پر غالب آنا ہے۔

سُوز و گُداز: درد، جلن، دل میں نرمی و درد کی کیفیت پیدا ہونا۔

(ش)

شجرہ: نسب نامہ، وہ کاغذ جس پر مورث اعلیٰ کی اولاد کا نام نسل بعد نسل لکھا ہوا ہو مشائخ کے ہاں شیوخ کا سلسلہ جو حضور ﷺ تک جا کر ملتا ہے۔

شرع، شریعت: متقدمین کے ہاں تمام احکام جن کا انسان کو حکم کیا گیا ہے خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں ان کو شریعت کہتے ہیں۔ بعد میں متاخرین (بعد والے علماء) کے ہاں ظاہری اعمال کا نام شریعت ہوگیا۔

شطحیات: وہ کلمات جو اللہ والوں سے بے اختیار شریعت کے خلاف نکل جاتے ہیں۔

شوخی: شرارت، چلبلا پن۔

شیخ (مشائخ): پیر، مرشد، بزرگ۔ جمع شیوخ، مشائخ۔

(ص)

صَحُوْ: ہوشیاری، بیداری، فن تصوف میں انوارِ غیب کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز کا لوٹ آنا

صحو کہلاتا ہے۔

صِدق: سچائی، تصوف میں دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا کوئی مطلب نہ ہو نہ دکھاوا نہ کوئی اور چیز ہو۔ اسی طرح ہر عمل کو تمام فرائض، واجبات سنن آداب و مستحبات کے ادا کرنے کو بھی ''صدق'' کہتے ہیں۔

(ط)

طالب: ڈھونڈنے والا، چاہنے والا، مرید، پیروکار۔

طریقت: ''باطنی اعمال (پر عمل) کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔''

(ع)

عالم ملکوت: فرشتوں کا عالم، صوفیاء کی اصطلاح ''میں عالم ارواح'' کو کہتے ہیں۔

عالم ناسوت: دنیا کا عالم۔

عبدیت: بندگی، فرمانبرداری، غلامی۔

عُجب: تکبر، گھمنڈ، خود کو اچھا سمجھنا خود پسندی۔

عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔

عشق مجازی: دنیاوی انسانوں کا عشق، غیر اللہ کا عشق۔

علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت اور حقیقت کا پورا پورا علم۔ تصوف کی اصطلاح میں ''حق سبحانہ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کو دیکھنے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔'' (سالک) یہ سب اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔

عین الیقین: کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا آنکھوں دیکھا یقین ''علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔''

(غ)

غَیبَتْ: غیر موجودگی، غیر حاضری، تصوف میں ''کسی وارد کے دل پر آنے خواہ وہ صفات خداوندی کا غلبہ ہو یا ثواب و عذاب کا کچھ خیال ہو اور اس کے غلبے سے حواس بے کار ہو گئے اور اس کو کوئی خبر نہ رہی تو اس کو

غیبت کہتے ہیں۔"

(ف)

فِدوی: جانثار، تابع دار، عرضی پیش کرنے والا۔

فنا: ختم ہو جانا۔ صوفیا کے ہاں "اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب آ جائے کہ اس کو تعالیٰ کے علاوہ کی کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔"

فنافی اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ڈوب جانے کا مرتبہ (درجہ) اس کا مرتبہ فنا فی الرسول کے بعد آتا ہے۔

فنافی الرَّسول: وہ مرتبہ جس میں سالک اتباع رسول کو اپنی طبیعت ثانیہ بنا لیتا ہے اور اپنی ذات کو حضور ﷺ کی ذات اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر وشکر ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فنافی الشیخ کے بعد آتا ہے۔

فنافی الشیخ: تصوف میں وہ مرتبہ جس میں مرید ہر وقت اپنے مرشد کے خیال میں ڈوبا رہتا ہے۔ یہ مرتبہ تصور کے بڑھ جانے کے بعد ہوتا ہے کہ سالک کو ہر چیز میں شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے۔

فنافی الفنا، فنائے فنا: یہ مرتبہ فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ سالک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو کم کرے نہ اپنی ذات سے واقف رہے اور نہ ہی اپنے غیر سے واقف رہے۔ اس کو فنائے حقیقی کہتے ہیں۔

(ق)

قبض: تنگی، تصوف میں "کسی مصلحت کی وجہ سے سالک پر واردات آنا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفس کی پریشانی پانچوں لطیفوں کو منتشر اور پریشان کر دیتی ہے" اس کو قبض کہتے ہیں۔

قُرْب: قریب ہونا۔ نزدیکی۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔

قدم بوسی: پاؤں چومنا۔

قِیاس: اندازہ، جانچ، اٹکل دو جملوں کو ملا کر کوئی نتیجہ نکالنا۔

(ک)

کِبر: بڑائی، تکبر۔

کرامت: خلاف عادت وہ بات جو کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری تابعداری کرنے والے سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔ جمع کرامات۔

کشف: کھلنا، ظاہر ہونا۔ تصوف میں ''موجودہ چیزوں کے وہ حالات جو سالک کی نظر سے ثابت ہیں خواہ ماضی، حال اور مستقبل کے ہوں اس پر ظاہر ہو جائے۔''

کَفَّارہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی گناہ کی سزا مقرر ہونا۔

(ل)

لطیف: باریک، نازک، نرم و ملائم۔

لطیفہ: اچھی چیز، انوکھا، عجیب، صوفیا کے ہاں جسم میں وہ مقام اور جگہ جو ذکر کرتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

لطائف سِتہ: جسم کے وہ مقامات جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

① لطیفۂ نفس: ناف کے مقام سے تقط اللہ نکالنا۔
② لطیفۂ قلب: جس کا مقام دل ہے۔
③ لطیفۂ روح: جس کا مقام سینہ میں دائیں طرف ہے۔
④ لطیفۂ سِر: جس کا مقام معدہ کا منہ ہے۔
⑤ لطیفۂ خَفِی: جس کا مقام پیشانی ہے۔
⑥ لطیفۂ اَخْفٰی: جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔

(م)

ماھیت: حقیقت، کیفیت۔

مُبتدی: شروع کرنے والا۔ ''یہاں وہ شخص جو سلوک کی راہ میں نیا ہو مراد ہے۔''

مُتَاخَرِّین: وہ عطاء جنہوں تے امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ نہیں پایا یا جو تیسری صدی کے آغاز میں ہوں۔

متقدمین: وہ علماء جنہوں نے امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ پایا ہو یا جو تیسری صدی سے پہلے ہوں۔

نوٹ: یہ تفصیل فقہاء کی ہے بظاہر صوفیا کے ہاں بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان زمانوں کے صوفیا متقدمین اور متاخرین ہونگے۔

مَحُوْ، مَحْوِیّتْ: گم ہو جانے کی کیفیت بے خبری۔ فن تصوف میں ''تقریباوہی معنی ہیں جو فنا کے ہیں۔''

مُراقبہ: مراقبہ ''رقوب'' سے نکلا ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ تصوف میں مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ ''کسی ایک مفہوم (خواہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں یا روح کا جسم سے بے تعلق ہونا ہو یا اس قسم کا اور خیال ہواس) میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے دھیان میں نہ رہے۔''

مُراقبہ رُوئیت اللّٰہ: روئیت کا معنی دیکھنا ہے۔ تصوف میں مراقبہ روئیت یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور کرے (آیت) ﴿الم یعلم بان اللّٰہ یری﴾ (کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں) پر غور کرے اور اس غور کرنے پر اتنی ہمیشگی اختیار کرے کہ اس صورت کے دیکھنے پر ملکہ (مہارت و کمال) حاصل ہو جائے۔

مراقبہ معیت: (آیت) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورہ حدید: آیت ۴) کو معنی کے ساتھ تصور کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور کرے اور اسی خیال میں ڈوب جائے۔

مراقبہ موت: یہ تصور کرے کہ مجھ پر موت طاری ہو رہی ہے پھر نہلانے کفنانے اور دفنانے کا تصور کرے پھر منکر نکیر کے سوالات کا تصور کرے۔ غرض موت اور موت کے بعد والے احوال کا تصور کرے۔

مُراقبہ نایافت: یہ لطیفہ سری کا مراقبہ ہے جس میں لطیفہ سری کو خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھی جائے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ ذہن میں آئے اس کو بھی سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف مانے۔

مُرشِد: راہ نما، ہادی، یہاں پیر کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مُرطِبات: وہ دوائیں جو دماغ کو تر کرنے والی ہوں۔

مُستحضر: وہ بات جو ذہن میں ہو۔ کسی بات کو یاد رکھنا ذہن میں رکھنا۔

مسلك: راستہ، طریقہ، دستور۔

مُشاھدہ: دیکھنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''اللہ تعالیٰ کے نور کا نظارہ کرنا۔''

مَشِیْخَتْ: بزرگی، شیخ ہونا۔

مِصداق: وہ چیز جس پر کوئی معنی بولے جاسکیں جیسے حسن سیرت اس کو کہتے ہیں اور اس کا مصداق آپ ہیں۔

مطلوب: طلب کیا گیا، مانگا گیا، شیخ۔

مُلقِّن: تلقین کرنے والا۔ تعلیم کرنے والا۔

مَلکۂ یادداشت: یادرکھنے کی ماہرانہ صلاحیت۔ اس طرح یادرکھنا کبھی بھول نہ ہو۔
مُناجات: سرگوشی، دعا، عرض، التجا، وہ نظم جس میں خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کر کے دعا مانگی جائے۔ دعائیں۔
مُنتھی: انتہا کو پہنچا ہوا، پورا، کامل یہاں وہ شخص مراد ہے جو سلوک کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔
مُنحصر: جس پر کوئی چیز موقوف ہو۔
مَنصب: رتبہ، عہدہ، رتبہ، خدمت۔
مُنطبق: برابر، موافق ٹھیک ٹھیک۔
میلان: توجہ، رجحان۔

(ن)

ناکارہ: بے کار، فضول۔
نُزول: اترنا، ٹھہرنا، تصوف میں ''سالک کا عروج کے بعد واپس اترنا۔''
نسبت: کسی چیز کی طرف منسوب ہونا۔ کسی چیز سے لگاؤ ہونا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''مقبولیت یا حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔''
نفس (کی حقیقت): انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اس کو نفس کہتے ہیں۔
نَھی: روک، منع کرنا۔ وہ حکم جو کسی کو کوئی کام نہ کرنے کے لئے دیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع کیا ہے وہ مراد ہیں۔ جمع نواہی۔

(و)

وَارِدْ: آنے والا۔ صوفیاء کے ہاں ''وہ حال جو ذکر و شغل کی وجہ سے آئے'' جمع واردات۔
وَجْدْ: صوفیاء کی اصطلاح ''کسی عجیب و غریب پسندیدہ چیز کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو وجد یا حال یا جذبہ کہلاتا ہے۔''
وجدان: جاننے اور معلوم کرنے کی قوت (باطنی حس، چھٹی حس)۔
وضع قطع: شکل وصورت۔
وظیفہ: وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے۔ یہاں روزانہ کے ذکر و شغل کے معمولات کو کہتے ہیں۔ جمع وظائف۔

تمہید

بتویب تربیت السالک و تنجیۃ المہالک.

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا) نبوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے ''الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ'' (ترجمہ: کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔) حضرت حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند — نہ ہر کہ آئینہ مازد سکندری داند

ہزار نکتۂ باریک ترز موا ینجاست — نہ کہ ہر سربتر اشد قلندری داند

❶ ہر چہرے کو آراستہ کرنے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ دلبری بھی جانتا ہو (جیسے) ہر شخص جو آئینہ رکھنے والا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سکندری بھی جانتا ہو۔

❷ اس راستے میں ہزار نکتے بال سے باریک ہیں (اس لیے) ہر سر منڈانے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قلندری بھی جانتا ہو۔

(مطلب یہ ہے کہ جو شخص چار باتیں سیکھ لے وہ شیخ تھوڑی ہو جاتا ہے)۔ (خطبات حکیم الامت ۸/۳۷۶)

اس عہدہ کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اس عہدہ والے کے حق پر ہونے یا صرف حق پر ہونے کا دعوی کرنا معلوم ہو جاتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ طالبین کی استعداد اور (ان کے) مزاج کی خصوصیات پہچاننے میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ارشاد و تربیت کی شان مکمل طور پر ہو۔ مشائخ کی اونچی شان ان کی ارشاد و تربیت کی شان سے معلوم کی جاتی ہے اور خواص کے ہاں ان کے مشہور ہونے کی وجہ یہی ارشاد تربیت کی شان ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانے میں اس ارشاد و تربیت کی شان میں موجودہ تمام لوگوں پر فضیلت رکھتا ہو اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا؟ اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طریقہ ہے یا اس میں تبدیلی آگئی ہے۔ پہلی بات (کہ ان اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا) کے بارے میں عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے رسالہ ''آداب الشیخ والمرید'' قصہ نمبر (۱۴) میں تحریر فرماتے ہیں ''ضروری ہے کہ شیخ انبیاء کے دین

طبیبوں کی تدبیر (علاج) اور بادشاہوں کی سیاست سے آراستہ ہو (جب اس کے پاس یہ چیزیں ہوں تو) اب اس کو استاد کہا جائے گا۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کو پرکھے بغیر مرید نہ بنائے (یعنی بیعت نہ کرے) اور ''مواقیت'' میں ابراہیم دسوقی سے منقول ہے کہ ''اگر کوئی فقیہہ تمام عبارات اور تمام احکام کو بغیر کسی کمی کے پوری طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کو شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ ان عبادات اور احکام کو کمی یا کسی مرض وغیرہ کے ساتھ کرتا ہے تو پھر اس کو کسی (ماہر) طبیب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرے تاکہ اس کو شفا حاصل ہو۔ اسی وجہ سے تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو تنہائی میں رہنے اور مجاہدہ و مشقتیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ان اکابر کا (سلوک سے) مقصود صرف نفس کی اصلاح اور شرعی احکام کا اخلاص کے ساتھ کرنا ہے اور ممنوعہ باتوں سے بچنا تھا۔ شیخ اور مرید میں طبیب اور مریض کا تعلق تھا۔ اور اصلاح ایک مستقل فن تھا جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ شیخ کے شیخ ہونے کا دعویٰ بھی اسی وقت مانا جاتا تھا کہ جب وہ عبادتوں کے اسباب اور امراض (کو جانتا ہو اور) ان کے علاج سے پوری طرح واقف ہو اور (وہ) مرید کو ان باتوں کی تعلیم پر عمل کراتا ہو۔ اور ضرورت کے وقت سیاست (سزا و تنبیہ وغیرہ) سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان باتوں سے بے لگام (آزاد) نہ چھوڑتا ہو۔

آہستہ آہستہ ایسی تبدیلی آئی کہ یہ فن تقریباً مردہ ہوگیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ خواص کے خواص جو کہ مسند ارشاد (تربیت کے عہدہ) پر بیٹھنے والوں میں سے بھی اکثر اس فن کی حقیقت کو نہ جاننے لگے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول (طب) کے مطابق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھا ہونے کی کیا صورت (ہوگی)؟ کیونکہ رائی العلیل علیل (کہ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو)۔

اس لئے محققین مشائخ کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا تعلق بھی صرف اذکار و اشغال کی تعلیم میں ہی ہوگیا۔ مشائخ نے اپنے عہدہ کا فرض اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان (اذکار و اشغال) کی پابندی اور ان پر کیفیات اور احوال کے پیش آنے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا سمجھا اگرچہ باطن بری عادتوں کبر، حسد اور ریا وغیرہ جیسے برے اخلاق سے بھرا ہوا ہو حالانکہ کیفیات کا حاصل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ خاص طریقوں سے یہ باتیں تو فاسقوں (گناہ گاروں) بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت ہمیشہ جاری ہے کہ مردہ راستے کو زندہ کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء، علماء اور مجددین کو کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو کھڑا فرمایا ہے۔ ان (علماء و

مشائخ) میں ایک حضرت مجدد الملت محی السنّت قامع البدعت سیدی و مولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بلاشبہ آپ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی تربیت و ارشاد کی شان پہلے مشائخ جیسی ہے۔ (آپ نے) تصوف کی اہم اور مختصر حقیقت بڑے زمانے کے بعد ایسی صاف اور واضح اور تفصیل سے بیان کر دی ہے کہ اس کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں رہی۔ میں (یہ بات) بلند آواز سے کہتا ہوں جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کرے۔ عیاں راچہ بیاں۔ (جو بات ظاہر ہو اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

اس طرح یہ مضامین تقریباً ساری کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں ''تربیت السالک'' خصوصیت کے ساتھ بے نظیر (الجواب) کتاب ہے۔ یہ کتاب متفرق رسالوں میں چھپ کر کبھی کبھی کافی عرصے سے شائع ہو رہی ہے۔ جس میں اصلاح و تربیت کے فن کا قیمتی خزانہ ہے۔ آج تک تربیت کے فن میں کوئی کتاب ترتیب نہیں دی گئی ہے جس میں (اس فن) تربیت کے اصول و فروع (بڑے چھوٹے تمام مسائل) لکھے گئے ہوں۔ سالکین کو پیش آنے والے ہر قسم کے حالات، سوالات اور حضرت نے ان کے بارے میں جو تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں جو حالات ہیں وہ کمی زیادتی کے ساتھ ہر شخص کی حالت کے مطابق ہو سکتے ہیں جس سے (آدمی) کو اپنا اچھا یا برا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

میرے خیال میں اس (کتاب) کا ہر مسلمان کے پاس ہونا بہت ضروری ہے مگر کیونکہ اس کے مضامین ایک دوسرے میں ملے ہوئے تھے (کہ ایک مضمون کی بات ایک جگہ نہیں تھی بلکہ ایک مضمون کی بات مختلف مضمون میں ملی ہوئی تھی) جس کی وجہ سے ایک قسم کی بات پوری طرح ایک جگہ جمع نہیں ملتی تھی اور جو چیز ایک جگہ جمع ہو اس کا نفع اس چیز سے جو ایک جگہ جمع نہ ہو ظاہر ہے کہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کی درخواست پر مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھری نے اس کتاب کو بہت ہی اچھے طریقے سے بابوں کی شکل میں تقسیم کر دیا ہے اور (اس طرح) یہ مجموعہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی کوشش قبول فرمائیں اور سارے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں اور حضرت (تھانوی) مدظلہم العالی کے فیوض و برکات کو بہت دیر تک اس خیر و خوبی کے ساتھ جاری رکھیں۔ آمین

فقط

(از مولوی وصی اللہ عفی عنہ آستانہ عالیہ اشرفیہ تھانویہ کے خادموں میں سے ایک خادم)

نوٹ: قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ حضرت والا نے جو ذیقعدہ مہینہ کے (رسالے) تربیت السالک و تنبیہ الہالک) کے مقدمے کے آخر میں فرمایا ہے کہ جو مضامین امداد الفتاویٰ اس رسالہ (تربیت السالک) کے رنگ کے نقل کئے گئے ہیں ان کو (اس رسالہ

تربیت السالک میں) لکھنے کا ارادہ ہے۔ وہ مضامین بھی (رسالہ) التکشف سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

الحمد للہ! اب یہ مجموعہ ان تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

1. ایک تمہید جو احقر نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب کے مشورہ سے لکھی ہے۔
2. دوسرا خطبہ جو حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے۔
3. تیسرا اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ناظرین کی آسانی کے لئے نیچے دیئے گئے ابواب پر منقسم کر دی گئی ہے۔

مقدمہ، طریقت اور حضرت والا کی ارشاد و تربیت کی شان کی خصوصیات اور دوسری ضروری باتوں کے بیان میں ہے۔

پہلا باب: بیعت اور شیخ کی صحبت کے بیان میں۔

دوسرا باب: اخلاق حمیدہ کے بیان میں۔

تیسرا باب: اخلاق رذیلہ کے بیان میں۔

چوتھا باب: اعمال کے بیان میں۔

پانچواں باب: احوال کے بیان میں۔

چھٹا باب: ذکر و شغل کے بیان میں۔

ساتواں باب: خواب اور کشف کے بیان میں۔

آٹھواں باب: وساوس کے بیان میں۔

نواں باب: متفرق چیزوں کے بیان میں۔

خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الہالک

اما بعد الحمد والصلوۃ فقد قال اللّٰہ تعالٰی ﴿ولکن کونوا ربانیین الا بہ وھو الذی یری الناس﴾ بصغار العلوم قبل کبارھا کما قال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ.

یہ آیت بناء تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے۔ جس کے مختلف ومتعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علماً وعملاً قریب قریب مفقود ہورہی ہے۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے۔ باعتبار مقامات و احوال وافعال وآثار وارادات وخطرات کے۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے۔ اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین ومفیدین مبتلا ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا وہادینا، الحافظ الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما وعم برہما کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش وہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اس لئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور ان کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کر لئے جایا کریں اور جب کچھ معتد بہ حصہ ہو جایا کرے وقتاً فوقتاً شائع کر دیئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کے لئے ایک نہایت بکار آمد دستور العمل تیار ہو جائے۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۹ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائے اتم کرتا ہوں اور اس کا نام تربیۃ السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال وجواب کی شکل میں ہیں اس کی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال وتحقیق لکھا گیا ہے۔ اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیبہ میں نہ غموض ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاویٰ میں نقل ہونے کا التزام کیا گیا ہے۔ اور امداد الفتاویٰ میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کر دی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کے لئے درمیان میں ایک خط فاصل بنا دیا گیا تا کہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آسکے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

چوتھا باب

اعمال کے بیان میں

واعظ کا (وعظ کے) قبول ہونے نہ ہونے کی طرف نظر نہ کرنا

حَالؒ: جمعہ کی نماز کے بعد وعظ کا معمول تھا۔ لوگوں کی بے توجہی دیکھ کر خیال آیا کہ یہ میرا ذاتی تصور ہے ورنہ لوگ خود گرویدہ (عاشق) ہوتے۔

تَحقِیق: برا کیا۔ پھر شروع کر دیجئے اور یہ مسلک (قاعدہ، دستور) رکھئے۔

ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئی میکنیم

تَرجَمہ: "سناتا ہوں اپنی بات کوئی سنے یا نہ سنے۔"

مدارس کے قائم کرنے کا افضل الاعمال ہونا

حَالؒ: مدرسہ میں قیام وغیرہ کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کی فکر کر رہا ہوں لیکن خود کو کورا پاتا ہوں۔

تَحقِیق: (لوگوں کو) نفع پہنچانے کی برکت سے (آپ بھی) ان شاء اللہ تعالیٰ کورے نہیں رہیں گے۔ اسی طرح اس زمانے میں مدرسہ میں قیام کرنے سے بڑا کوئی عمل نہیں ہے۔

عمل کے ہمیشہ ہونے کی حقیقت

حَالؒ: پہلے تو میں کرتا ہی کیا تھا۔ مگر جو کچھ بھی کرتا تھا آج کل بعض رکاوٹوں کی وجہ سے الٹ پلٹ ہو گیا ہے۔ ابھی تک لازمی طور سے پڑھنا نہیں ہوتا ہے جب لازمی طور پڑھتا ہوں رکاوٹیں آ جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے لازمی کیا پڑھنا ہی بالکل رک جاتا ہے۔

تَحقِیق: یہ بھی ایک قسم کی ہمیشگی ہے کہ کبھی ہو اور کبھی نہ ہو خصوصاً جب کہ (نہ ہونے کی وجہ) عذر ہو۔ دوسرے یہ کہ کامیابی اس پر موقوف نہیں ہے کہ کبھی ناغہ ہی نہ ہو۔ (بلکہ) اس دھن سے لگا رہے کہ (ناغہ نہ ہو) اگرچہ ناغہ بھی ہو مگر اس (ناغہ نہ ہونے) کے پیچھے لگا رہے ایک دن مقصود حاصل ہوگا۔

نیند کی وجہ سے تہجد نہ پڑھنا افسوس کے قابل نہیں ہے

حال: مجھے یہ خیال بہت لگا رہتا ہے کہ شاید بڑی نعمت میری تقدیر میں نہیں ہے۔ اس وقت بہت ہی افسوس ہوتا ہے اور ناامیدی کی حالت ہو جاتی ہے۔ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ صرف آپ کی ذات مقدس کی دعا پر بھروسہ کروں اور اپنی بری عادتوں سے درگزر کروں۔ اکثر یہ بات ہوتی کہ تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔

تحقیق: حدیث میں ہے کہ "لا تفريط في النوم"۔

حال: اب یہ (تہجد پڑھنا) بھی حاصل نہیں ہے تو کسی دوسری چیز کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ افسوس ہی افسوس ہے۔

تحقیق: یہ (افسوس ہونا) کیا تھوڑی دولت ہے۔ ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی　　کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: "محبوب کو ہماری یہ پریشاں حالی محبوب ہے تو ہماری ناکام کوشش بے کار ہے تو ہی بہتر ہے۔" (افاضات یومیہ ۴/ ۲۸۶) ؎

اسی تگ ودو میں رہو یونہی عمر بھر　　بے ڈھنگی کچھ نہ کرنے سے ہے بہتر

عشاء کے بعد تہجد کے نوافل

حال: دوسری کوئی ایسی صورت ضرور تحریر فرمائیں کہ تہجد میں ضرور اٹھوں اور اپنے کام میں لگوں۔

تحقیق: فی الحال شروع رات ہی میں کر لیا جائے۔

حال: میرے لئے دعا فرمائیں کہ اشغال کی توفیق اور ہمیشگی نصیب ہو۔ دین کے کاموں میں (میری) ہمت کم ہے۔ جی بہت چاہتا ہے کہ رات میں کسی معین وقت میں نوافل ادا کروں۔ جاگتا رہتا ہوں مگر نفس و شیطان دونوں مل کر اس ارادہ کو ایسا ختم کر دیتے ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔ ہر دن ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیا کروں؟ کچھ تدبیر بتائیں۔ عملی طور پر کچھ نوافل عشاء کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔ عشاء کی نماز کے بعد نوافل اور ذکر و شغل سب کر لیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہوتے ہوتے آخر رات میں بھی توفیق ہونے لگے گی۔

سُؤال: کبھی کبھی تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ اس لئے عشاء کی نماز کے بعد آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں۔ جس دن تہجد کے وقت اٹھنا نصیب ہو جاتا ہے اس وقت بھی آٹھ رکعت پڑھ لیتا ہوں اس کے بعد اسم ذات کا ذکر کرتا ہوں۔ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جَواب: بہت مناسب ہے۔

سُؤال: بالکل تہجد کے وقت پر پڑھنے کی پابندی نصیب نہیں ہوتی ہے کیا کروں؟ عشاء کے بعد آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں اور کبھی تہجد کے وقت پر بھی پڑھ لیتا ہوں۔

جَواب: سب کافی ہے پریشان نہ ہوں۔

حَال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے معمولات پڑھ رہا ہوں صرف تہجد کی نماز اور بارہ تسبیح میں خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں بیمار ہوگیا تو یہ خیال آیا کہ اب تو تہجد کی نماز پڑھے بغیر ہی ثواب ملے گا کیونکہ مرض میں صحت کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ تندرست ہونے کے بعد ایک دو دن آنکھ نہیں کھلی سویا رہ گیا۔ پھر ایک دو دن عشاء کے بعد ہی پڑھ لی۔ پھر ایک آدھ دن وقت پر پڑھی پھر ناغہ ہونے لگا۔

غرض تقریباً ایک مہینہ اسی پریشانی میں گزرا۔ بہت دعا کی مگر مقصود حاصل نہیں ہوا۔ اب حضرت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس (تہجد کی) نماز اور بارہ تسبیح کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ کوئی تدبیر بھی بتائیں۔ اس کے گڑبڑ ہونے سے دل بہت پریشان رہتا ہے۔ سردی کے بہت ہونے کی وجہ سے بھی سستی ہو جاتی ہے۔ صبح شرمندگی ہوتی ہے کہ کیوں سوتا رہا۔ (حضرت!) میرے معالج! اب حضرت ہی توجہ فرمائیں اور اس خاکسار کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: دعا (کرنے) سے تو انکار نہیں ہے مگر اس کا اصل علاج ہمت ہے۔ کیونکہ یہ (تہجد کی نماز پڑھنا اور بارہ تسبیح وقت پر کرنا) اختیاری کاموں میں سے ہے جیسے کھانا پینا (اختیاری ہے) کبھی اس کے لئے دعا کرائی کہ میں روٹی توڑ کر کھا لیا کروں۔ اگر ہمت کرنے سے بھی آخر رات میں آنکھ نہ کھلے تو عشاء کے بعد پڑھ لیا کریں۔ بیماری میں تندرستی کا ثواب ملنا وہ عاجز کے لئے ہے نہ کہ جو کر سکتا ہو اس کے لئے وہ وسوسہ تھا اس کو دور کریں۔

حَال: خاکسار کی حالت آج کل بہت خراب ہے۔ پہلے تو یہ حالت تھی کہ تہجد کے تنگ وقت میں آنکھ کھلتی تھی

مگر صبح کی نماز سے پہلے پہلے بارہ تسبیح کر لیتا تھا۔ اس کے بعد پھر صبح کے وقت آنکھ دیر سے کھلنے لگی اور بارہ تسبیح کی آدھی تسبیح صبح کی نماز تک بڑی مشکل سے پڑھ سکتا تھا۔ اس کے بعد حالت ایسی خراب ہوئی کہ بہت زیادہ ناغہ ہونے لگا۔ (اور) بہت ہی فضول اور بے ہودہ خیال دل میں یہ بس گیا کہ کوئی اچھی حالت ہوگی تو حضور کو بتاؤں گا، ایسی بری حالت کو کیا بتاؤں۔ اسی خیال میں کچھ عرصہ اور گزر گیا۔ ایک دن تربیت السالک کے مطالعہ میں مشغول تھا اس سے معلوم ہوا کہ حالت جیسی بھی ہو اچھی یا بری شیخ کو ضرور بتانا چاہئے۔ پھر دل میں یہ خیال خود ہی آیا کہ اگر بری حالت نہ لکھی تو اصلاح کس حالت کی ہوگی۔

اس لئے حضور کی خدمت میں بہت ہی شرمندگی سے مرض عرض کرتا ہوں۔ علاج اور دعائے خیر فرمائیں۔ آج کل بھی مسلسل بارہ تسبیح قضا ہو رہی ہے۔ مگر پہلے جب قضا ہوتی تھی تو کسی دوسرے وقت ادا نہیں ہو سکتی تھی لیکن آج طبیعت پر بہت ہی زبردستی کر کے صبح کی نماز کے بعد ادا کی تو تسلی ہوئی۔ میں اپنی طرف سے تو اس بات کی جتنی کوشش کر سکتا ہوں کرتا ہوں کہ معمولات قضا نہ ہوں۔ اگر کبھی قضا ہو جائیں تو فوراً ادا کر لوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اگر حضور توجہ فرمائیں تو وہ مالک کریم مجھے ضرور کامیابی عطا فرمائیں گے۔ اول وقت بھی صبح سویرے آنکھ لگ جاتی ہے۔ اب میں بہت ہی حیران و پریشان ہوں اور اپنی حالت پر بہت ہی شرمندہ ہوں۔ بجائے ترقی کے الٹا تنزل (نیچے جانے) کا حال لکھتے ہوئے اور بھی شرم آتی ہے۔

تحقیق: ایسی رکاوٹیں بڑوں بڑوں کو ان کے مرتبہ کے مناسب پیش آتی ہیں۔ پریشان اور مایوس نہ ہوں۔ اگر آخر رات میں اٹھنا مشکل ہو تو پہلے وقت عشاء کی نماز کے بعد تہجد اور سارے معمولات پورے کر لئے جائیں۔ اگر اس میں بھی مشکل ہو تو تہجد عشاء کے بعد اور دوسرے معمولات مغرب کے بعد کر لئے جائیں۔ ایسی تبدیلیوں کو تنزل نہیں کہتے ہیں۔ غیر اختیاری بات سے کبھی نقصان نہیں ہوتا ہے۔

حال: شوال کے مہینہ سے تہجد چھوٹ گئی ہے۔ جب پڑھاتا تھا تو مدرسہ کے کام یعنی طلبہ کی پڑھائی میں کمی ہوتی تھی۔ سارا دن سستی رہتی تھی۔ ایک منزل قرآن بھی (روزانہ) پڑھتا تھا۔ اب جب سے شوال کے مہینے سے تہجد چھوٹ گئی ہے پڑھائی بھی اچھی ہوتی ہے اور سستی بھی نہیں رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزانہ (ایک) سپارہ پڑھ لیتا ہوں اور تندرستی بھی رہتی ہے پہلے کبھی کبھی بیمار بھی ہو جاتا تھا اب حضور والا ارشاد فرمائیں کیا کروں؟ تہجد کے چھوٹنے کا بہت دکھ ہے۔

تحقیق: (تہجد) عشاء کے بعد پڑھ لیجئے۔

جو چیز واجب نہ ہو اس کو چھوڑنا شیطان کے غلبہ کی وجہ سے نہیں ہے

حال: عشاء کی نماز کے بعد نام کے لئے تہجد کی نماز کچھ رکعتیں پڑھ لیتا ہوں اگر آخری رات میں (بھی) اٹھتا ہوں مگر نماز و ذکر کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ دن میں اپنے نفس کو برا بھلا سب کچھ کہتا ہوں مگر کچھ نتیجہ نہیں نکلتا ہے۔ شیطان و نفس غالب ہو رہے ہیں۔

تحقیق: جو چیز واجب نہ ہو اس کو چھوڑنا نفس و شیطان کا غلبہ نہیں ہے۔ یہ علامت اور شرمندگی ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن کام کرے گی۔ اس وقت اگر زیادہ نہ ہو (تو کم از کم) چار پائی پر بیٹھ کر ایک دو تسبیح پڑھ لیا کیجئے۔

بیوی کی نااتفاقی کی وجہ سے تکلیف اٹھانا بھی مجاہدہ ہے

حال: جناب کی بزرگانہ شفقت پر بھروسہ کرکے اپنی دردناک حالت عرض کرتا ہوں۔ بدقسمتی سے جس عورت سے میرا نکاح ہوا ہے وہ اور میں متضاد (مخالف) طبیعتوں کے مالک ہیں۔ میں نہ ہی اپنی شریک قسمت (یعنی بیوی) کو الزام دیتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی ہے بلکہ میں ایک انوکھی (سب سے الگ) طبیعت کا مالک ہوں۔ اس خیالات کے مختلف ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں میں انس (پیدا ہونے) کے بجائے غیریت کی ایسی دیوار کھڑی ہوگئی جو روزانہ مضبوط ہی ہوتی جا رہی ہے۔ ان گھریلو پیچیدگیوں نے میری زندگی اور کاروبار پر جو بہت اثر ڈالا ہے اس کو تحریر میں لانا تقریباً ناممکن ہے۔ ایک ہمیشہ کی مایوسی نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور دن بدن میری زندگی میں خوف آتا گیا۔ میں بچپن سے اپنے مستقبل کو روشن چمکدار سمجھتا رہا تھا مگر اب میرا مستقبل بہت ہی تاریک ہوگیا ہے۔ اس مایوسی اور ناامیدی کی حالت نے میری دنیا اور دین دونوں تباہ کر دیا ہے۔ کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

جناب بزرگ ہیں مقدس ہیں کچھ تصرف فرمایئے دعا کیجئے۔ خدا مجھے اس پریشانی سے نجات دے کسی طرح دل کو سکون حاصل ہو جائے۔ ۲ سال سے مسلسل اس دردناک عذاب میں مبتلا ہوں، اپنی موت کی آرزو کرتا ہوں۔ مجبور ہو کر یہ ارادہ کیا کہ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں مگر مجھے کوئی ایسا صاف، باطن والا نہیں ملتا جو مجھے اپنے رنگ میں رنگ لے۔ ارادہ کر رہا ہوں کہ کچھ دن کے لئے خدمت والا میں حاضر ہو کر حضور کی توجہات سے فائدہ اٹھاؤں۔

تحقیق: آنعزیز کا خط آیا۔ برخوردار ماشاء اللہ آپ (تو) ایک مستقل (مزاج اور) ہمت والے آدمی ہیں پھر یہ بےصبری اور بےاستقلالی (کیوں) عزم و ہمت دکھانے کے یہی تو مواقع ہوتے ہیں۔ آنے کے لئے جو لکھا

میرے سر آنکھوں پر۔

ع کرم نماؤ فرد آ کہ خانہ خانۂ تست

ترجمہ: ''کل کرم فرمائیے کہ یہ گھر آپ ہی کا ہے۔''

مگر یہ تو سمجھئے کہ جس غرض کے لئے ایسا خیال کیا ہے (یعنی رنگ میں رنگ جانے کا) وہ (تو) خود مجاہدہ پر موقوف ہے اور جو ناگواری آپ کو پیش آ رہی ہے یہ خود ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ اگر آپ کو دوسرے رنگ کی طلب ہے تو اس کے لئے موجودہ حالت میں آپ خوب تیار ہو سکتے ہیں۔ اس لئے برداشت کیجئے پھر (کسی) وقت یہاں پر آیئے کہ تھوڑی توجہ میں کام بن جائے گا۔

تعلیم و تلقین کا مفید ہونا اور اس میں تکلیف کا مصیبت نہ ہونا

حال: دن میں اکثر اوقات لکھنے پڑھنے اور کچھ نہ کچھ تعلیم میں صرف ہوتے ہیں۔ دن بدن بندہ کی طرف لوگوں کی توجہ نظر آتی ہے۔ دور دور سے لوگ۔ بندہ کے پاس کچھ دن قیام کر کے افکار و شغل (کی) تعلیم حاصل کرنے کے لئے امیدوار نظر آتے ہیں۔ اس وقت بھی صرف اسی غرض سے دور کے قصبے سے تین آدمی دس دن رہ کر رخصت ہونا چاہتے ہیں۔ یہ آدمی جب آئے تھے تو بندہ کے دل میں بہت شرم آئی تھی اور دل بہت پریشان ہوا تھا کہ اپنا کام تو نامکمل ہے اور حالت خراب ہے۔ بندہ کے پاس لوگوں کے سفر کر کے آنے کا بندہ قابل نہیں ہے۔

خدا کی قسم! بندہ کیونکہ (حضرت کی طرف سے اس کام کا) مامور ہے اس لئے ان لوگوں کا آنا قبول کیا۔ (دوسری بات یہ ہے کہ) ملک میں جگہ جگہ دنیا دار فقراء لوگوں کو ٹھگتے ہیں اس لئے بھی (لوگوں پر) رحم آتا ہے۔ کمی اگرچہ خود میں (بھی) ہے لیکن راستہ سے ہٹا ہوا نہیں ہوں خصوصاً اس قسم کے متوسلین سے مال کی لالچ نہیں کیا۔ ان کی خدمت بندہ پر بہت ہی بھاری ہے۔ آئندہ بھی (ان لوگوں سے) تعلق رکھ کر اپنا گزارہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ صرف توکل سے بندہ عاجز اور عاری (خالی) کی تائید فرماتے رہیں تا کہ طالبین کے کام بن جایا کریں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حال: بندہ کے بارے میں حضور نے یہ فرمایا تھا کہ تجھے دوام حضور حاصل ہے اس لئے بارہ تسبیح میں اللہ حاضری اللہ معی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نفی اثبات وغیرہ کافی ہے۔ اسی طرح قصد السبیل میں سادہ افکار لکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا بندہ کبھی کبھی پڑھتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

حَال: (مگر) حضور عالی کی تعلیم، تعلیم الدین اور قصد السبیل میں کچھ اختلاف ہے۔

تحقیق: ایسے امور میں گنجائش ہے۔

حَال: جن لوگوں کو اب تک تعلیم کی گئی ہے ان کو صرف نفی اثبات کے درمیان پڑھنے کو کہا گیا تھا لیکن کچھ تردد تھا۔ اگرچہ (یہ شک) ضروری باتوں میں نہ ہو لیکن حضور کی تعلیم ہے۔ ایک مولوی صاحب جو اکیاب شہر کے ہیں (انہوں) نے پوچھا کہ وہ اللہ حاضری کس کس جگہ میں پڑھیں۔ اس لئے عرض ہے کہ کیا وہ صرف نفی اثبات میں پڑھا جائے گا۔

تحقیق: منقول تو یوں ہی ہے۔

حَال: یا اثبات جہر (یعنی الا اللہ) ایک ضرب والا اور دو ضرب والا سب جگہ (اللہ حاضری کا) وردرکھا جائے۔

تحقیق: اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

حَال: ایک شخص جو اکیاب شہر کے ہیں جن سے بندہ کا میل جول نہیں ہے کسی سے سن کر بندہ سے قرض ادا ہونے کی دعا طلب کرنے آئے ہیں۔ اس کے جواب میں بعض منقول دعائیں لکھنے کا ارادہ ہے۔

تحقیق: ہاں! ہاں!۔

حَال: بندہ نے (خود) جب حضور عالی سے (قرض ادا ہونے کی دعا) طلب کی تھی تو (حضور کی طرف سے) یا وہاب ۱۴۱۴ مرتبہ وردرکھنے کا ارشاد ہوا تھا۔ اگر کسی ضرورت مند کو یہی بتایا جائے تو اس کو نفع ہوگا یا نہیں؟

تحقیق: ہاں! انشاء اللہ تعالیٰ۔

حَال: کیوں کہ غیر (یعنی جو بیعت نہ ہو یا اس سے میل جول نہ ہو اس) کو تعلیم کرنے کی اجازت نہیں تھی اس لئے اب اس شخص کو خط نہیں لکھوں گا۔

تحقیق: سب اجازت ہے۔

حَال: بندہ آج قیام گاہ چھوڑ کر ایک دوسری جگہ لوگوں کی چاہت کی وجہ سے آیا ہے۔ دریا کا سفر کرکے یہاں پہنچا ہے۔ طبیعت بہت پریشان ہے۔ اپنے وظائف میں خلل ہوتا ہے۔ کھانے پینے میں بے انتظامی، کھانا بے وقت، سونے کا موقع نہیں مل رہا ہے، طلبہ کے سبق میں خرابی اور ہر قسم کے لوگوں کا سامنا وغیرہ وغیرہ۔ آج جی برا ہوگیا کچھ ضروری بات عرض کرنا تھی (مگر) طبیعت کے انتشار نے عرض کرنے نہیں دیا ہے۔ فرصت بھی کم ڈاک خانے کی تکلیف بھی زیادہ بھگتنی پڑی۔ تین شخص جو دور سے آئے ہیں وہ بھی ساتھ آئے ہیں ان کو چھوڑ آنے سے وہ بے چین ہوئے ساتھ لانے سے داعی (بلانے والے) پر بوجھ ہوتا ہے۔ بندہ اس قسم کے مصائب میں گرفتار

ہے۔

تحقیق: یہ مصائب نہیں ہے۔

برند از برائے دلے بارہا خورند از برائے گلے خارہا

ترجمہ: ''اپنے دل کو بار باراس کے راستہ پر چلا پھول حاصل کرنے کے لیے بہت سے کانٹوں کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔''

مشقت اٹھاتے ہیں بار ہا اک دل کی خاطر کانٹوں کو سہتے ہیں ہرگاہ اک گل کی خاطر

فجر کی نماز سے پہلے تلاوت قرآن، مناجات مقبول پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے

حال: اس ناکارہ نے کچھ دنوں سے حضور کی توجہات اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تہجد پڑھنا شروع کی ہے۔ مگر صبح کو کچہری جلدی جانے کی وجہ سے دعا حزب البحر، دلائل الخیرات، دعا مغنی، مناجات مقبول اور قرآن مجید فجر کی نماز سے پہلے پڑھتا ہوں۔ (کیا یہ صحیح ہے؟)

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تمنا سے مقدم ضرورت عمل کی ہے

حال: اس کمترین کی خواہش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہو۔ آنجناب سے اللہ تعالیٰ کے واسطے درخواست ہے کہ (اس کے لئے) دعا یا درود کی ترکیب مرحمت فرمائیے۔

تحقیق: اس (دیدار اور اس کی تمنا) سے زیادہ ضروری دعا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضروریات میں مشغول اور متوجہ فرمائیں۔

ذکر و تلاوت قرآن کے بعد دعا

سوال: شجرہ کے بھیجنے کی درخواست کے جواب میں حضور نے ربیع الاول کے مہینے میں یاددہانی کے بارے میں فرمایا تھا۔ امید غالب ہے کہ اب حضور وطن میں تشریف رکھتے ہوں گے (تو اب) شجرہ مرحمت فرمائیے۔

جواب: بھیج دیا ہے۔

سوال: ذکر ختم ہونے کے بعد کوئی دعا پڑھ کر اٹھنا چاہئے یا یونہی؟ (اٹھنا چاہئے)

جواب: یہ دعا کیجئے ''اے اللہ! اپنی محبت اور معرفت اور توفیق ذکر و طاعت نصیب فرمائیے۔

سوال: قرآن مجید کی تلاوت کے بعد کیا دعا مانگنی چاہئے۔

جواب: اوپر والی دعا کے ساتھ اتنا اور اضافہ کیجئے کہ ”قرآن کی) تلاوت اور قرآن پر عمل کی توفیق مل جائے۔“

سفر کے عذر کی وجہ سے (اوراد و اذکار کا) ناغہ نقصان دہ نہیں ہے

حال: احقر سلام کے بعد حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ بندہ تقریباً ایک ہفتہ سے ایک عزیز کو لینے کے لئے کلکتہ آیا ہوا ہے۔ بارش کی وجہ سے ابھی تک واپس نہیں جا سکا۔ غالباً چار یا چھ دن اور ٹھہرنا پڑے۔ سفر کی وجہ سے تمام معمولات بند ہیں صرف اسم ذات خفی کا ورد ۲۴ ہزار مرتبہ مسلسل ہو رہا ہے۔ قرآن شریف اور مناجات مقبول ہمیشہ پڑھتا تھا مگر (اب) سفر کی وجہ سے مشکل لگتا ہے۔ اس لئے کہ اور بھی کام ہیں ان سب (اوراد و اذکار) کے چھوڑنے کا بہت رنج ہے۔ جلد ہی مکان واپس جانے کا ارادہ ہے پھر وہاں جا کر جو حال ہوگا اطلاع کرتا رہوں گا۔ دعا فرمایئے۔ اسی سے امید ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ والسلام

تحقیق: مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سفر کے عذر کی وجہ سے ناغہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ حدیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ یہ بھی آپ کی ہمت ہے کہ اسم ذات ۲۴ ہزار مرتبہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں۔ باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔

حال: حضرت مولانا قبلہ دام اقبالہ۔ سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ (میری) طبیعت کی عجیب حالت ہے (جو) اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے بخار مسلسل آتا ہے۔ اوراد کا سلسلہ بالکل گم ہو گیا ہے (یعنی اوراد نہیں ہو رہے ہیں) بہت کوشش کرتا ہوں مگر دماغ کام نہیں کرتا ہے۔ خدا کا شکر ہے میرے کرنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ کبھی نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں اور تیمّم کر لیتا ہوں۔ قرآن مجید (کا پڑھنا) بالکل چھوٹ گیا ہے۔ صرف نماز کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اب کیا کیا جائے۔

اوراد نہ ہوتے سے طبیعت میں ایک بے چینی ہوتی ہے۔ جب تک پوری طاقت استعمال نہ کروں (کچھ کر نہیں سکتا ہوں) کام کرنے سے مجبور ہوں۔ ذرا کچھ پڑھنے بیٹھا اور دماغ بے چین ہو گیا۔ سر میں درد ہو گیا۔ ایک دن زبردستی کر کے اوراد پورے کئے مگر سارے سینہ میں درد پیدا ہو گیا۔ کچھ پہلے سے تھا اور کچھ بڑھ گیا۔ حضور میرے لئے جو صورت مناسب ہو تجویز کر کے اطلاع فرمائیں۔

تحقیق: السلام علیکم۔ موجودہ حالت میں بخار اور کمزوری کی وجہ سے جو بے کاری ہے یہ نفع میں اس چیز سے کم نہیں ہے جو آپ پہلے (اوراد و اذکار) کر رہے تھے۔ بالکل پریشان نہ ہوں۔ جب مکمل صحت حاصل ہو جائے پھر شروع کر دیجئے۔ والسلام۔

حَالؔ: میں اس وقت سفر میں ہوں۔ حضور نے جو اشغال پڑھنے کے لئے فرمائے تھے (وہ) بے وقت کرنے کی باری آتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے جس کا بہت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: عذر کی وجہ سے ایسا ہوگا نا افسوس کے قابل نہیں ہے۔

طلبہ کو پڑھانا اور نصیحت کرنا نہیں چھوڑنا چاہیئے

حَالؔ: میرا حال آج کل میرے خیال میں بہت برا لگتا ہے۔ وہ (حال) یہ ہے کہ طلباء کو تعلیم دینے اور عوام کو نصیحت میں بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے کبھی (میں) تنگ اور پریشان ہو جاتا ہوں اور کبھی کبھی سخت بات بھی کرتا ہوں۔ اس میں ضرور گناہ گار ہوں گا۔ اس میں تباہی کا خوف ہوتا ہے اور اذکار و اشغال غالباً ناغہ ہو جاتے ہیں مگر پورا کر لیتا ہوں۔ اس لئے دل ہمیشہ دردناک رہتا ہے۔

اس سال خدا کے فضل سے (میں نے) باغ جس میں مکان (بھی) ہے اور کچھ پیداواری زمین خریدی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ گزر اوقات کے لئے دوسرے کی محتاجگی کی ضرورت نہیں رہے گی۔

تحقیق: طلبہ کی تعلیم اور (عوام کو) نصیحت (کرنے) کو نہ چھوڑیئے اگرچہ تنگی اور پریشانی ہو۔ جہاں تک ہو سکے غیظ و غصہ میں شرعی حدود سے آگے نہ بڑھا جائے اور جو غلطی ہو جائے اس کی استغفار سے تلافی کی جائے۔ اذکار و اشغال کو بالکل نہ چھوڑا جائے کہ اس سے اعمال میں بے برکتی ہو جاتی ہے لیکن اگر کمی ہو جائے تو نقصان دہ نہیں ہے۔ (لیکن تعلیم و نصیحت کے ذریعے) نفع پہنچانا اس سے افضل ہے۔

(اور) اس بات سے دل خوش ہوا کہ آپ کو معاش کا اطمینان حاصل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں سے محفوظ رکھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب آپ کی نیت خالص ہے اور عزم بھی تقویٰ کا ہے تو برائیوں سے محفوظ رہیں گے۔

قرآن کی تلاوت کی ترکیب

حَالؔ: حضور نے قرآن شریف پڑھنے کی جو ترکیب تحریر فرمائی ہے کہ جو (کچھ) پڑھو (یہ) خیال کرو کہ یہ زبان سے نکل رہا ہے۔ حضرت! (اس طرح پڑھنے سے) بہت مزہ آتا ہے۔ اللہ پاک حضور کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ (اور) زیادہ برکت عطا فرمائیں۔

شہرت طلب کرنے کے لئے وعظ کرنا منع ہے

سُوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حقیر ناچیز بندے کی گزارش یہ ہے کہ بندہ حضور کے ارشاد کے مطابق (کتاب)

احیاء العلوم کا مطالعہ کرتا ہے۔ تیسری جلد میں جاہ اور ریاء کی برائی کی کتاب میں اس (نیچے ذکر کئے گئے) مضمون سے میرے دل پر بڑی چوٹ لگی۔ وہ (مضمون) یہ ہے کہ:

''وقد وعد اللّٰه ان یوئید هذ الدین باقوام لاخلاق لهم فلا تشغل قلبك بامر الناس فان اللّٰه لا یضیعهم وانظر لنفسك.''

ترجمہ: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی تائید کا ارادہ ایسے لوگوں کے ذریعے (بھی) فرمایا ہے اس لئے تم اپنے دل کو لوگوں کے بارے میں مشغول نہ رکھو اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں فرمائیں گے (بلکہ) تم اپنے آپ کو دیکھو (یعنی اپنی اصلاح کی فکر رکھو)۔''

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے (اس) کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف (نیکی کا حکم) نہ کیا جائے۔ (حالانکہ) قرآن مجید جگہ جگہ اس کی خوبی بیان فرمائی ہے (جیسے): ﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس﴾ آخر آیت تک اور ﴿ومن احسن قولا ممن دعا الی اللّٰه﴾ آخر آیت تک۔ (اب احیاء العلوم کی عبارت اور قرآن مجید کے ارشادات میں جو مخالفت ہے) اس مخالفت کا جواب ارشاد فرمائیں اور ساتھ ہی بندہ کے حق میں کیا حکم ہے؟ (کہ اپنا ہی خیال رکھوں یا لوگوں کو بھی کہتا رہوں)۔

میری عادت یہ ہوگئی ہے کہ جس کو شریعت کے خلاف چلتا دیکھتا ہوں اس کو فوراً یہ بات بتا دیتا ہوں۔ اس کی وجہ سے اپنے پرائے سب میں قابل نفرت ہوگیا ہوں۔ یہاں کے لوگ شریعت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اب (ایسی حالت میں) میں خاموش رہوں یا اپنی عادت کے موافق شریعت کے احکام بیان کرتا ہوں۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! (احیاء العلوم کی عبارت سے) حضرت امام صاحب کا مقصد خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کو مخاطب کرنا ہے جو شہرت حاصل کرنے کے لئے وعظ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کی طرف بالکل ہی توجہ نہیں دیتے ہیں۔ اس لئے اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔ آپ اپنا طرز نہ بدلئے۔

ہمیشہ عمل کرنے کی ضرورت

حال: بندہ عرصہ اپنا حال خراب دیکھتا ہے توجہ فرمائیں۔ پہلے (میری) حالت یہ تھی کہ کوئی چیز یا کوئی کتاب بھی (میرے پاس) زائد ہوتی تو (وہ) کسی کو دے دیتا تھا۔ نہ دینے میں دل میں یہ خیال آتا تھا کہ آخرت کا نقصان ہوگا۔ (اور) اب یہ حالت ہے کہ کسی کو دینا تو کیا بلکہ اگر حلال طریقے سے (جو کچھ) مل جائے تو اور بڑھانے کی فکر ہے۔

مجھے اپنے میں (ایک) خرابی (یہ بھی) لگتی ہے کہ غصہ زیادہ ہوگیا ہے۔ اگرچہ غصہ میں کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں ہوتا ہے اور حواس (بھی) پوری طرح اختیار میں رہتے ہیں۔ لڑکوں کو مار پیٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ گرمیوں میں جب تک پنکھا ہوتا ہے تو نیند آتی ہے اس کے بعد مشکل ہوتی ہے۔ کھانے میں اگر گوشت نہ ہو تو پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا جاتا ہے۔ بارہ تسبیح کا ذکر ہمیشہ کرتا تھا اب بھی کرتا ہوں۔ کبھی اطمینان ہوا تو دل کی توجہ کے ساتھ کیا اور کوئی فکر ہوئی تو بغیر دل کی توجہ کے کرلیا اگر ناغہ ہوگیا تو قضا کرلیا۔ پہلے ہر کسی سے اختلاط (ملنے جلنے) سے نفرت تھی اب بھی ہے (لیکن) پہلے جیسی نہیں رہی۔ کوئی نیک ذکر ہوتا ہے تو سننے والوں کو رونا آتا ہے مگر میرا ایک آنسو بھی نہیں نکلتا ہے۔ اب حضور میری بیماریوں کا علاج فرمائیں اور پرہیز تحریر فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کے) حالات کا ایک ایک حرف پڑھا۔ آپ کو بلاوجہ فکر ہوگئی ہے جب تک گناہوں سے حفاظت ہے بالکل بھی بدحالی نہیں ہے۔ جائز و حلال چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے استعمال کرنے ہی کے لئے بنایا ہے۔ باقی حالات اور احساسات کا ایک ہی حال پر رہنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں جس کام (یعنی کسی عمل ذکر وغیرہ) کو اپنے اوپر لازم کرلیا جائے جس قدر ہو سکے اس کو ہمیشہ کرنا چاہئے خواہ دل لگے یا نہ لگے۔ اس کے علاوہ حال میں جو اس قسم کی تبدیلی ہو اس کی طرف بالکل بھی التفات نہ کریں۔

سُؤال: خادم حضور کی دعا سے سارے معمولات کرتا ہے۔ مگر کبھی وسوسے بہت آتے ہیں اور ذکر کرتے وقت اس میں مشغولیت ہو جاتی ہے۔ مگر میں اپنی دھن میں لگا رہتا ہوں۔ (وہ وسوسے) کچھ دن بعد خود ہی ختم ہو جاتے ہیں بلکہ غلام نے اسی پریشانی میں (حضرت سے) حبس دم (سانس روکے ہوئے ذکر کرنے) وغیرہ کے بارے میں پوچھا تھا (لیکن) جب بعد میں یکسوئی ہونے لگی تو بہت ہی شرمندگی ہوئی کہ اس فضول تحریر سے حضور کو تکلیف ہوئی ہوگی۔ میں اس کی معافی مانگتا ہوں۔ کیا عرض کروں ایک عجیب پریشانی کی حالت میں لکھ دیا تھا۔

(اب) طبیعت (ایک اور بات کو) چاہتی ہے اگر مناسب اور بہتر سمجھئے تو تحریر فرمایئے وہ یہ ہے کہ اب میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد ذکر میں مشغول رہا کروں اور تہجد وغیرہ بھی وقت آنے پر پڑھ لیا کروں کیونکہ رات میں یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ کی عظمت و ہیبت بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو تمام رات عبادت میں مشغول رہا کروں۔

آج کل حضور کی یاد بہت آتی ہے۔ ذکر سے فارغ ہونے کے بعد ہر وقت حضور کا ذکر کرتا ہوں اور حضور کی یاد سے دل کو ایک عجیب سی خوشی اور فرحت ہوتی ہے۔ پریشانی کے وقت کبھی خوف اور ہیبت زیادہ لگتی ہے۔ جی چاہتا

ہے کہ کپڑے چیر پھاڑ کر جنگل میں چلا جاؤں۔

جواب: ذکر کی کیفیت مطلوب ہے لیکن اس سے زیادہ اس کا دوام (ہمیشگی) مطلوب ہے اور دوام کیونکہ صحت کی حفاظت پر موقوف ہے اس لئے وہ (صحت کی حفاظت) بھی مطلوب ہے اگر چہ اصلی نہیں ہے۔

اور زیادہ جاگنے سے صحت محفوظ نہیں رہ سکتی ہے۔اس لئے رات بھر جاگنے کا بالکل ارادہ نہ کریں (یہ) سنت کے خلاف بھی ہے۔دن رات میں آٹھ گھنٹہ ورنہ کم از کم چھ گھنٹے سونا ضروری ہے ورنہ اب تو کپڑے پھاڑ کر جنگل میں نکل جانے کو صرف دل چاہتا ہے اس وقت خشکی کے غلبہ کی وجہ سے سچ مچ ایسا ہونے لگے گا۔

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق معمول اب تک جاری ہے۔اللہ تعالیٰ باقی رکھیں۔(رسالہ) الامداد میں بعض متوسلین کے حالات دیکھ کر رشک آیا اگر یہ اذکار واشغال کی دولت حاصل ہو جائے اور اس کے ثمرات مرتب نہ ہوں تو غبطہ کیوں نامناسب ہے۔ یہاں قابل افسوس بات یہ ہے کہ نہ عمل ہے، نہ قرب ہے نہ آگے بڑھنا ہے اور نہ ہی مکمل صلاحیت ہے۔مگر حضرت کے لطف سے اپنے حال کی طرف متوجہ ہوا ہوں اپنے آپ کو پوری طرح حضرت کے حوالے کر دیا ہے جیسا مناسب خیال فرمائیں۔

تحقیق: بچہ خود اپنی نشو ونما کو محسوس نہیں کرتا ہے بلکہ والدین اس کو محسوس کرتے اور خوش ہوتے ہیں۔بحمد للہ! آپ ترقی کی طرف چل رہے ہیں جو چیز آسان ہو جاتی ہے وہ دوام اور التزام اختیار کر لیتی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں خود تسلی ہو جائے گی۔اگر تربیت سالک کی دونوں جلدیں منگوا کر مطالعہ میں رکھیں (تو اچھا ہے)۔

سوال: فجر کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ اسم ذات آہستہ پڑھ لیتی ہوں۔عرصہ ہوا خواب میں دیکھا کہ والد صاحب فرماتے ہیں: ایک تسبیح اسم ذات پڑھ لیا کرو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد خیال آیا کہ یہ بہت کم ہے۔بس (اس کے بعد) ایک ہزار پڑھنے لگی۔اب جو ارشاد ہو وہ کروں۔

جواب: ایک ہزار کا جو معمول ہے کافی ہے پھر بھی اطلاع دیں۔

حال: پڑھتے وقت دل چاہتا ہے کہ دل میں بھی اللہ اللہ کے سوا کچھ نہ ہو مگر کوشش کے باوجود تمام خیالات کا مجمع لگ جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے کئے جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ سارے خیالات مرضی کے موافق ہو جائیں گے پریشان

نہ ہو۔
حَال: یہی حالت نماز میں ہوتی ہے۔ ایک ایک لفظ سوچ کر پڑھنے سے کچھ فائدہ ہوتا ہے لیکن پوری یکسوئی (حاصل) نہیں ہوتی ہے۔
تحقیق: اس میں زیادہ مبالغہ نہ کریں۔

حَال: میں تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھتا اور چھ ہزار (۶۰۰۰) مرتبہ اسم ذات اور پانچ ہزار (۵۰۰۰) مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں۔ یہ تعداد دن رات میں پوری کر لیتا ہوں۔ اب گزارش یہ ہے کہ میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مرتبہ اسم ذات اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرتبہ استغفار پڑھنا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اتنا پڑھ لیا کروں۔
تحقیق: جتنا پہلے معمول ہے ذمہ تو اتنا ہی سمجھئے باقی بغیر ذمہ داری کے جس دن چاہیں یا روزانہ جتنا چاہیں خواہ اتنا ہی جتنا لکھا ہے (بارہ ہزار اسم ذات اور دس ہزار استغفار) پڑھ لیا کریں یہ مصلحت ہے۔

حَال: (میری) حالت اب یہ ہے کہ قرآن شریف کے یاد کرنے اور نماز پڑھنے میں دل نہیں لگتا ہے۔ سستی اور غفلت پیدا ہوگئی ہے۔ اس بات کے لئے بہت کوشش کی کہ یہ سستی اور غفلت دور ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا۔
تحقیق: غفلت اور سستی کا مادہ اگر ختم نہ ہو اس میں کچھ برائی نہیں ہے۔ اس بات کا غم نہ کیجئے کیونکہ یہ اختیار میں نہیں ہے باقی ضروری اعمال پر اختیار ہے اس میں کوتاہی نہیں کیجئے بس اتنا ہی حکم ہے پریشان ہونے کا وقت نہیں ہے۔
حَال: اب تو ان میں بھی ہائے ہائے نکلتی ہے مگر آہستہ (نکلتی ہے)۔
تحقیق: کیا حرج ہے یہ سب مطلوب ہے۔
حَال: دل چاہتا ہے کہ وقت ملتا تو تنہائی میں جنگل میں ذکر کرتا مگر کوئی وقت نہیں ملتا ہے۔
تحقیق: (اس کام کے لئے) تھوڑا سا وقت نکال لیجئے تاکہ کچھ تسلی ہو جائے۔ اس تسلی سے کیفیت میں اعتدال ہو جائے گا اور دوام کے لئے کیفیت کی ضرورت ہے ورنہ کبھی کیفیت عمل پر غالب آ جاتی ہے اور اس دنیوی زندگی میں اصل مقصود عمل ہے مگر اُس عالم (آخرت) میں کیفیت اپنے نتائج کے ساتھ مطلوب ہے۔
حَال: (بندہ کا) حال بہت برا ہے کیا کہوں، دوسرے سے (اپنے) شریر نفس کی شرارت کی کیا شکایت کروں۔ یہ نفس تو بہانہ ڈھونڈتا ہے۔ موجودہ مرض کے بہانے معمولات میں کوتاہی کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ باری یہاں تک

پہنچی ہے کہ اوقات مقرر نہ رہے اور معمولات خصوصاً تہجد، بارہ تسبیح (کے نہ ہونے یا مقررہ وقت پر نہ ہونے کی) ابتدا مرض کی وجہ سے ہوئی اور مرض کے بعد سستی کی وجہ سے قضا ہونے لگے۔ (خادم جو) خادموں کے پاؤں کی خاک ہے نے (حضور کی خدمت میں) اس خیال سے حال عرض نہیں کیا کہ شاید بیماری کے بعد اعمال کی پابندی ہو جائے گی۔ اب بھی اگرچہ صحت پوری طرح حاصل نہیں ہوئی ہے (پھر بھی) پہلے کے مقابلے میں سینے کے درد اور بدن کی کمزوری میں کچھ کمی ہے لیکن (اعمال کی) پابندی کی دولت ابھی تک حاصل نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے اس شعر کی حالت ہے۔

ہرکس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویشتن فریاد

ترجمہ: "ہر ایک دوسرے کی زیادتی کی وجہ سے روتا ہے ـــــ سعدی اپنی ہی زیادتی کی فریاد کرتا ہے۔"

حضرت مرشدی میرے دنیا و آخرت کے وسیلہ! اپنا خود ساختہ (خود بنایا ہوا) حال عرض کرتا ہوں کہ اپنی شامت اعمال سے وہ دولت (جلن) جو پہلے تھی اب اس کا اثر نہیں ہے۔ معمولات کے ادا کرتے وقت خصوصاً نماز میں خیالات اور وسوسہ بہت آتے ہیں۔ نیک اور محنتی لوگ کشف و کرامت کے طالب ہوتے ہیں اور میں بندۂ گناہگار پابندی اعمال اور دل کی یکسوئی کو کشف و کرامت سمجھتا ہے۔ بہرحال شامت اعمال سے اس دولت سے بہت دور ہوں۔

تحقیق: (آپ نے) وجہ خود ہی لکھی ہے۔ جو کوئی اوراد نہیں کرتا اس کا کوئی حال بھی نہیں ہوتا ہے۔

حال: عرصے سے (اپنی) حالت عرض کرنے کو جی چاہتا تھا مگر شرمندہ ہوتا ہوں کہ کیا عرض کروں آخر کار دل میں یہی آیا کہ جو کچھ بھی حالت ہے عرض کر دوں۔ (میری) حالت آج کل یہ ہے کہ کچھ حالت نہیں ہے۔ دل میں کوئی الہامی بات محسوس نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی کوئی نئی کیفیت محسوس کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دل کی بنیاد میں ہے اس کی دھن تو شاید کسی وقت بھی غائب نہیں ہوتی ہے اور اسی سے بہت کچھ تسلی اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ کبھی مراقبہ کے وقت دل میں بہت زیادہ وسعت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسا تغیر اور ایسی تبدیلی تو سلوک کے راستے کی لازمی چیزوں میں سے ہے۔

حال: مگر پریشانی اس بات سے ہوتی ہے کہ کبھی اعمال میں سستی ہو جاتی ہے تہجد کی نماز چھوٹ جاتی ہے، کبھی اشراق کی نماز چھوٹ جاتی ہے۔ کبھی اس کی وجہ دل میں یہ آتی ہے کہ طبیعت کی کمزوری ہے مگر (ساتھ ہی) یہ

خوف ہوتا ہے کہ اس کی وجہ شوق کی کمی نہ ہو۔ جب غور کرتا ہوں تو شوق بھی پاتا ہوں۔ (اعمال کے) فوت ہونے سے بے چینی اور افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: (اعمال کے چھوٹنے کا سبب) کچھ بھی ہو اعمال میں بغیر مجبوری کے رکاوٹ آنا نقصان دہ ہے جس طرح بھی ہو اعمال ادا کر لینے چاہئیں ورنہ تھوڑے دنوں میں تعلق بھی نہیں رہتا ہے۔

حال: کیفیت کی وہ دولت جو حضور کی خدمت مبارک سے لے کر آیا تھا کئی دن ہوگئے وہ چھین لی گئی ہے۔ اگرچہ اپنی بداعمالی کی وجہ سے چھینی گئی ہے مگر دل کو بے چینی اور افسوس ہے۔ لیکن الحمدللہ معمولات میں زیادہ فرق تو ابھی تک نہیں آیا ہے۔

تحقیق: احوال اعمال کے تابع ہیں۔ اعمال پر استقامت کا اہتمام رکھنا ضروری ہے۔ اس سے ہر وقت کے مناسب پسندیدہ احوال خود بخود پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی حال سالک کی طبیعت کے موافق نہ ہو لیکن مصلحت کے موافق ضرور ہوتا ہے۔ اس مصلحت کو سمجھنا محقق کا کام ہے پیروی کرنے والے اور (اس راستے کی) ابتدا کرنے والے کو صرف محقق کا اتباع کرنا چاہئے اس کے مختصر کہنے کو مصلحت سمجھ لینا کافی ہے۔ جب تحقیقی دولت ملے گی تو خود بخود سمجھ آنے لگے گا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ کے معمولات چل رہے ہیں۔ یہی بڑی چیز ہے اطمینان سے کام میں لگے رہیے۔

حال: احقر حکم کے مطابق عشاء کی نماز کے بعد روزانہ بلاناغہ تین ہزار مرتبہ اسم ذات جہرا (آواز سے) کر لیتا ہے۔ کوئی نئی حالت نہیں ہے جس کی حضور کو اطلاع دوں۔ صاف بات تو یہ ہے کہ میں خود اپنی حالت پوری طرح نہیں لکھ سکتا ہوں۔ اور نہ ہی کوئی حالت سمجھ میں آتی ہے۔ میری حالت کیا ہے بلکہ میں تو خود کو پہلے جیسا ہی گندہ محسوس کرتا ہوں۔ پہلے کے مقابلے میں اتنا فرق ہے کہ اب روزانہ ذکر کر لیتا ہوں۔ یہ بھی صرف حضور کی دعا ہی کی برکت ہے ورنہ میں کسی قابل نہیں ہوں۔

تحقیق: کام کے لیے جاتیں ان شاء اللہ تعالیٰ سب کچھ سمجھ میں آئے گا۔

حال: نفلوں کی طرف دل بالکل مائل نہیں ہوتا ہے۔ بڑی زبردستی دو چار رکعت پڑھ لیتا ہوں۔ اس کا علاج تجویز فرمائیں۔

تحقیق: تکلیف برداشت کر کے کچھ (تھوڑی) نفلیں اپنے اوپر لازم کر لیں۔ آہستہ آہستہ شوق پیدا ہو جائے گا۔

خدمت عالی میں گزارش یہ ہے کہ اس وقت چند سوالات عرض کرنے کے قابل ہیں۔ مگر آج کل میری حالت کچھ ایسی گندی لگتی ہے کہ حالات اور پیش آنے والے احوال بیان کرتے ہوئے بہت شرم آتی ہے بلکہ مجھے تو تعجب وحیرت ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے رحمت کے خزانے کتنے کشادہ ہیں کہ مجھ گندہ پر میری کوتاہیوں کے باوجود مسلسل رحمت کی بارش جاری ہے۔ والحمد للہ العلی الکبیر۔ اس لئے پہلے اپنی گندی حالت عرض کرکے پھر دلی کیفیت عرض کروں گا۔

تحقیق: (گندی حالت کی) تلافی ضروری ہے جس کا تعلق ارادے اور اختیار سے ہے۔

حال: حالت یہ ہے کہ عرصے سے تہجد کی پابندی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: عشاء کے بعد پڑھ لیا کرو۔

حال: زبانی ذکر بھی تقریباً رکا ہوا ہے کبھی ہوگیا کبھی نہیں ہوا۔

تحقیق: یہ ٹھیک نہیں کرنا چاہئے چاہے وقت بدل دیا جائے چاہے مقدار کچھ کم کردی جائے۔

حال: کبھی نماز میں وسوسوں کی بھیڑ بھاڑ بہت ہوتی ہے۔

تحقیق: اگر بغیر ارادے ہے تو فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ارادے سے ہے تو ارادہ کو ختم کرنا چاہئے۔

حال: کبھی کلام اللہ (کے پڑھنے) میں کوتاہی ہوگئی۔

تحقیق: اس کا جواب بھی وہی ہے جو ذکر کے مسئلہ میں دیا گیا ہے۔

حال: جناب والا نے تحریر فرمایا تھا کہ مواعظ اور تربیت السالک ہمیشہ مطالعہ کیا کرو۔ کچھ دن تک اس پر عمل رہا لیکن طبیعت نہیں لگی۔ تھوڑا سا ہی پڑھا کہ طبیعت گھبرانے لگتی ہے۔ لیکن دیوان حافظ اور مثنوی شریف کی شرح دیکھنے میں طبیعت بہت لگتی ہے۔ مواعظ کے مضامین میں اگرچہ بہت مفید اور عجیب ہیں طبیعت تو چاہتی ہے خوب دیکھوں لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے۔

تحقیق: (مواعظ اور تربیت السالک کے دیکھنے میں) طبیعت اگرچہ نہ لگے مگر زیادہ وقت ان میں لگانا چاہئے اور دیوان اور مثنوی میں دل اگرچہ لگے مگر ان میں وقت کم لگانا چاہئے۔ مواعظ کے بارے میں جو لکھا کہ "اس پر عمل نہیں ہوتا" اس مضمون سے بہت تکلیف ہوئی افسوس! پارہ ہوکر ڈوب جانا کیا مطلب ہے۔ کیا عمل کی قدرت نہیں یا عمل کی رغبت نہیں ہے جلدی جواب دیں۔

حَالؑ: اسم ذات کے ذکر میں لطائف میں سے کوئی ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ جب تک طبیعت کا زور (جوش) رہتا ہے ذکر کرنے سے طبیعت بھرتی نہیں ہے لیکن نفی اثبات میں دل نہیں لگتا ہے لیکن جہر کے ساتھ طبیعت متوجہ رہتی ہے۔ (لیکن) میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا ہوں (کیونکہ جہر کے ساتھ تو بہت سی بری چیزیں (جیسے) غزلیات بھی رات کے وقت میں اعلی درجہ کی فرحت اور توجہ عام لوگوں کو دیتی ہیں (اس لئے یہ) کسی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

تَحقِیق: یہ سب وقتی باتیں ہیں۔ ذاکر کو تمکین (کی کیفیت) سے پہلے ایسی باتیں پیش آتی ہیں اور ان میں تبدیلی بھی آتی رہتی ہے۔ مگر استقامت کے ساتھ مشغول رہنے سے آخر میں جیسی استعداد ہوتی ہے ویسی ہی پسندیدہ حالت پر ٹھہر جاتی ہے اس لئے ان انقلابات سے بالکل نظر نہیں کرنا چاہئے۔ مقصود صرف دو چیزوں کو رکھنا چاہئے (۱) دوام طاعت (۲) کثرت ذکر فقط۔

حَالؑ: جناب والا! حضرت مولانا صاحب دام ظلہ العالی سلام کے بعد خدمت عالی میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالی جناب والا کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ میری اصلاح کیجئے۔ میرا حال یہ ہے کہ جب بچے وغیرہ میرے پاس رہتے ہیں تو (میرا) دل ان کے کام اور ان کی محبت میں زیادہ لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالی کی طرف رجوع کم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اب میرا حال یہی ہے۔ اپنے خیال میں بہت کوشش کرتی ہوں مگر دل اس طرح (جیسا بچوں کے پاس نہ ہونے کے وقت تھا) نہیں ہوتا ہے۔ جب یہ لوگ میرے پاس نہیں ہوتے ہیں تو دل کا رجوع اور اس پر (اللہ تعالی کی) محبت، دہشت زیادہ غالب رہتی ہے۔ دل اسی حالت میں خوش اور بے خوف رہتا ہے۔

جب اللہ تعالی سے زیادہ رجوع نہیں رہتا ہے دل میں پریشانی اور الجھن سی رہتی ہے۔ اسی طرح جب گناہ ہو جاتا ہے تو دل میں شرمندگی اور گھبراہٹ رہتی ہے مگر گناہ کرنے سے طبیعت رکتی نہیں ہے۔ کبھی تو گناہ کر کے دل سے بہت توبہ ہوتی ہے اور کبھی پریشانی سی رہتی ہے اور دل سے زیادہ استغفار نہیں ہوتا ہے۔ اب (آج کل) اس بات ڈر سے میری طبیعت بہت گھبرا رہی ہے اور جی چاہتا ہے کہ دل پھر اسی طرح اللہ کی طرف رجوع ہو جائے۔

تَحقِیق: یہ سارے حالات اچھے ہیں اور اللہ تعالی کے فضل سے دل میں حیات ہونے کی علامات ہیں اللہ تعالی مبارک کریں۔ ایسی تبدیلیاں سب کو پیش آتی ہیں کبھی کمی کبھی زیادتی اس کا کچھ غم نہ کریں۔ اولاد کی محبت اور ان کی خدمت یہ ان کا حق ہے۔ اس سے باطنی حالت میں جو کمی ہو جائے وہ بری نہیں (بلکہ) طبعی بات ہے لیکن جو

گناہ کی بات ہے (اس سے خواہ) اس (باطنی حالت) میں کمی بھی نہ ہو (تب بھی) وہ بری ہے۔ اس کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو آئندہ اس سے بچنے کی ہمت کرنا چاہئے۔ اگر پھر ہو جائے تو پھر (بھی) ایسا ہی کرنا چاہئے۔ اسی طرح ساری عمر ہمت نہ ہارنا چاہئے۔ اس طریقے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن کامیابی ہو جائے گی اطمینان رکھیں اور جو اوراد اپنے ذمہ کر لئے ہیں وہ جس طرح بھی ہو پورے کر لئے جائیں میرے مواعظ کے مطالعے کو بھی اوراد میں شامل سمجھیں۔

حال: ؎

ای خسرو خوباں نظری سوئے گدا کن　　رحمی بمن سوختہ بے سروپا کن

ترجمہ: ”اے حسینوں کے بادشاہ! اس فقیر کی طرف نظر کیجیے اس جلے ہوئے بے سروپا پر رحم کیجیے۔“

دارد دل درویش تمنائے نگاہے　　زاں چشم سیہ مست بیک غمزہ روا کن

ترجمہ: ”درویش کا دل آپ کی نگاہ کی تمنا رکھتا ہے اس مدہوش پر اک نظر کرم کا اشارہ کر دیجیے۔“

شمع و گل و پروانہ بلبل ہمہ جمع اند　　اے دوست بیا رحم بہ تنہائی ما کن

ترجمہ: ”باہم جمع ہیں سارے عاشق و معشوق یہاں —— ہم ہی تنہا ہیں فقط تو بھی آ جا او ہمدم۔“

میرے پیر و مرشد، قبلہ و کعبہ دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اس سے پہلے ایک خط خدمت میں بھیجا تھا۔ جس میں اپنی حالت کا کچھ رونا رویا تھا۔ اس کا جواب جو دیا گیا تھا اس نے ایسا اثر کیا کہ گویا آگ پر پانی گر گیا یہ (اثر) کوئی عجیب اور نئی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ جب (بھی) تقریر یا تحریر میں جو بھی جواب دیا گیا ہے وہ تسلی بخش ہی ہوتا ہے۔ خداوند کریم اس ذات کو دائم و قائم رکھے جس سے یہ فیوض اور برکات ہم غلاموں پر ہو رہے ہیں۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سے پہلے خط میں جو لکھا تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد پانچ سو بار اسم ذات کے ورد کا معمول ہے۔ وہ (معمول) حق تعالیٰ کی مدد سے پورا ہو جاتا ہے۔ اُس خط بعد (ایک تبدیلی یہ آئی) کہ پانچ سو پورا کرنے کے بعد دل (ذکر سے) بھرتا نہیں تھا بلکہ طبیعت کسی چیز کو تلاش کرتی رہتی تھی اور دل کی حالت اچھی نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے بندے نے پانچ سو کی جگہ (تعداد) ہزار کر لی۔ دوسری تبدیلی یہ آئی کہ پہلے تو (یہ تعداد) ٹہلتے ہوئے، لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے غرض کسی حالت میں بھی کر لیا کرتا تھا۔ مگر اب حضرت کی دعا اور حق تعالیٰ کی مدد سے یہ کیا کہ ایک جگہ بیٹھ کر تھوڑی سے ضرب کے ساتھ پورا کر لیتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج

تک اسی طرح یہ تعداد پوری ہو جاتی ہے۔

یہ سب اس توجہ کی برکت سے ہے جو حضرت کو اس نا کارہ خادم پر ہے۔ واللہ! (میں) کسی قابل نہیں ہوں۔ مگر اس در کا کتا ہوں۔ گھر والے کو جس طرح گھر والوں کا خیال ہوتا ہے اسی طرح کتے کی طرف بھی ہو جاتی ہے۔ میں بالکل اس قابل نہیں کہ یہاں رہ بھی سکوں مگر صرف حضرت کی توجہ اور حق تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے پڑا ہوا ہوں۔

اب صرف اس (بات) کی تمنا ہے کہ جناب دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنی محبت، کامل ایمان اور دین پر استقامت عطا فرمائیں۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ اسی امید پر عرض کر دیا۔ جناب کو معلوم ہے کہ میں نالائق ہمیشہ ورد کو ترک کر دیتا ہوں مگر اب تو حق تعالیٰ سے اکثر دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ ہمیشہ استقامت عطا فرمائیں اور جناب سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! یہ حق تعالیٰ کا انعام ہوا (کہ معمولات کی پابندی عطا ہوئی) جہاں تک ممکن ہو استقامت کی کوشش رکھیں۔ اس میں مددگار یہ ہے کہ اس نعمت پر شکر کریں (تاکہ) "لازیدنکم" (کہ میں شکر پر نعمت میں ضرور اضافہ کروں گا) کا وعدہ پورا ہو اور دعا بھی کرتے رہیں (تاکہ "استجب" (کہ میں دعا ضرور قبول کروں گا) کا ظہور ہوتا رہے (یعنی وعدۂ قبولیت کے مطابق دعا قبول ہوتی رہے)۔

حال: میرے اندر جو امراض ہیں (میں) ان کی فہرست تو بالکل گنوا ہی نہیں سکتا ہوں بلکہ بہت سارے عیوب ایسے ہیں جن کی مجھے خبر ہی نہیں ہے ان کے بارے میں مگر ان امراض میں سے کچھ حضرت کے سامنے علاج کے لئے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ حضرت ان کے ختم ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور خاص اوقات میں دعا بھی فرمائیں گے اور غلام کو کوئی تدبیر بھی بتائیں گے جس سے یہ امراض ختم ہو جائیں گے یا جو دل چاہیں وہ کریں مگر جس طرح بھی ہو کہ امراض ختم ہو جائیں۔ مگر اس کی درخواست سے شرماتا ہوں کہ میں کون ہوں جو تجویزات پیش کروں۔ بس اب ان امراض کو عرض کرتا ہوں جو دل چاہے وہ کیجئے۔

(حضرت!) میرے اندر تکبر، عجب (خود پسندی) خود بینی، ریا، بدنظری، اور گناہوں کی طرف رغبت وغیرہ (قسم کے) عیوب ہیں۔ جو ذکر کئے وہ تو ایسے ہیں جو بالکل ظاہر ہیں جن کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد میں سچ عرض کرتا ہوں دنیا میں جتنے عیوب ہیں وہ مجھ اکیلے میں ہیں۔ یہ ایسی بات ہیں جس کو میں یقینی طور سے جانتا ہوں کیونکہ جب بھی تربیت السالک میں لوگوں کے حالات دیکھتا ہوں تو وہ جس بر حالت کو لکھتے ہیں واللہ! وہ میرے اندر موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح جو کوئی زبانی بیان کرتا ہے وہ بھی (میرے اندر)

موجود ہوتی ہے۔ ایسے ہی جناب جو اپنی تقریر میں بیان فرماتے ہیں وہ بھی (میرے اندر) موجود ہو تو بھلا پھر کون سے گناہ سے میں بچا ہوا ہوں۔ معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے عیوب کی گھڑی میرے سر پر ہے۔ تواضع میرے اندر بالکل بھی نہیں ہے جو سمجھا جائے کہ یہ اس تواضع میں کہہ رہا ہوں۔ پھر شیخ کے سامنے حالات بیان کرنے میں تواضع کیسی بالکل (سارا) کچا چٹھا بیان کر دینا ضروری ہے۔ اس لئے ہر طرح (سے) ثابت ہے کہ سارے عیوب میرے اندر ہیں۔

تحقیق: سارے عیوب (آپ کے اندر) سہی مگر (مرض) لاعلاج نہیں ہے۔ علاج معلوم ہیں ان میں لگے رہو۔ ساری عمر اس کی ضرورت ہے۔ کامل لوگ بھی اس سے فارغ نہیں ہیں۔ فرق (صرف) قوت اور ضعف کا ہے۔ الا من شاء اللہ تعالیٰ۔ نہ ناامیدی ہونی چاہئے اور نہ فارغ ہوں اور بے فکری کا ارادہ یا لالچ کرنا ممکن ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے اللہ اللہ کا ذکر ایک ہزار مرتبہ، قرآن پاک کی تلاوت آدھا پارہ اور عشاء کے بعد تہجد پڑھنا معمول ہے۔

تحقیق: حق تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

حال: ابھی تک دل میں فرحت پیدا نہیں ہوئی۔

تحقیق: رحمت تو پیدا ہوگئی جو رہبری کر رہی ہے۔ فرحت خود اس کی باندی ہے اپنی باری پر وہ بھی حاضر ہو جائے گی۔

حال: میرا حال پہلے ہی کی طرح ہے۔ وظیفہ جو مقرر ہے پڑھ لیتی ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ نفع عطا فرمائیں۔

حال: تقریباً ہر وقت کبھی دل میں اور کبھی زبان سے اللہ اللہ کرتی رہتی ہوں۔ دھیان اکثر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رہتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ!

حال: اس کے باوجود دنیا کی جو بات میرے متعلق ہوتی ہے اس کا بھی بہت اور دھیان لگا رہتا ہے یا (اگر) کوئی کام ذمہ ہوتا ہے تو اس کا بھی دھیان لگا رہتا ہے۔

تحقیق: یہ طبعی بات ہے۔ اس کا کچھ ڈر نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جیسے جیسے ذکر کا غلبہ ہوگا اس کا اثر بھی خود بخود کم

ہو جائے گا۔

حال: اس فکر اور دھیان کی وجہ سے دل میں بہت الجھن رہتی ہے۔

تحقیق: یہی اس بات کی علامت ہے کہ اس کا اثر انشاء اللہ تعالیٰ کم ہو جائے گا جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔

حال: دل یہ چاہتا ہے کہ دنیا کی کسی بات کی فکر دل میں زیادہ نہ ہوا کرے، اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام فکروں زیادہ اپنا دھیان دل میں بسا دے۔

حال: جمال المحبوبین مراد المحسنین، محبوبی و مرشدی حضرت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مکن اے صبا مشوش سر زلف آں پری را — کہ ہزار جان حافظ بفدائے تار موئے
ایکہ با سلسلہ زلف دراز آمدۂ — فرصتت باد کہ بس بندہ نواز آمدۂ
آفریں بر دل نرم تو کہ از بہر ثواب — کشتۂ غمزدۂ خود را بنماز آمدۂ
زہد من با تو چہ سنجد کہ بہ نعمائے دلم — مست آشفتہ بخلوت گہ راز آمدۂ
پیش بالائے تو میرم چہ بصلح و چہ جنگ — کہ بہر حال براندازۂ ناز آمدۂ

ترجمہ

❶ اے صبا اس پری کی زلف کے کنارے کو مت بکھیر کہ حافظ اس کے ایک ایک بال پر ہزار جان سے فدا ہے۔

❷ اے وہ محبوب جو کہ لمبی زلفوں کی زنجیر لے کر آیا ہے ـــــ خدا کرے تجھے فرصت رہے کہ تو بندہ نواز بن کر آیا ہے۔

❸ تیرے نرم دل کو شاباس ہے کہ تو ثواب کی خاطر ـــــ اپنی ادا کے شہید کی نماز پڑھنے آیا ہے۔

❹ تیرے سامنے میرے زہد کا کیا وزن ہے جبکہ تو میرا دل لوٹنے ـــــ مست اور برہم ہو کر راز کی خلوت گاہ میں آیا ہے۔

❺ میں تیرے قد پر جان دیتا ہوں خواہ صلح ہو خواہ جنگ ـــــ اس لئے کہ تو ہر حال میں ناز کے ایک انداز کے ساتھ آیا ہے۔

از چشم زخم زہر گزندت مبادا زآنکہ — در دلبری بغایت خوبی رسیدۂ
پایم نمی رسد بزمیں دیگر از نشاط — تا سوئی من بلطف وعنایت تو دیدۂ

ساقیا یک جرعہ دہ زاں آب آتشگوں کہ من　　　در میان پختگان عشق او خامم ہنوز

ترجمہ

❶ تجھے نظر نہ لگے اور نہ کوئی تکلیف پہنچے کہ تو محبوب کے دروازے پر خوب حسین بن کر آیا ہے۔
❷ خوشی سے میرے پاؤں زمیں پر نہیں رکتے ہیں کہ تو نے میری طرف لطف و مہربانی سے دیکھا ہے۔
❸ اے ساقی اس سرخ شراب کا ایک گھونٹ مجھے بھی دے کہ اس کے پختہ عاشقوں کے درمیان میں ابھی تک ناپختہ ہوں۔

سحر کرشمۂ وصلش بخواب میدیدیم　　　زہے مراتب خوابے کہ بہ زبیداریست

ترجمہ: "رات کو ہم نے اس کی ملاقات کا کرشمہ دیکھا —— ہائے کیا خوب ہیں ایسے خواب جو کہ جاگنے سے بہتر ہے۔"

خواب اگرچہ مقصود نہیں اور نہ ہی مقصود اس پر موقوف ہے لیکن اپنی حالت کے اعتبار سے کبھی کبھی لگتا ہے کہ بعض خواب پسندیدہ حالات کی وجہ سے ہوتے ہیں اسی طرح کبھی کوئی پسندیدہ حالت بھی خواب کی وجہ سے پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اس لئے مزید فائدہ حاصل کرنے کے لئے کبھی کبھی عرض کر دیا جاتا ہے۔ ابھی دو خواب عرض ہیں۔ اگرچہ وہ خواب اپنی دلالت میں ظاہر ہیں لیکن زیادہ اطمینان کے لئے عرض کئے جاتے ہیں۔

پہلا خواب کافی دن ہو گئے تھانہ بھون میں دیکھا تھا لیکن شرم کی وجہ سے زبانی نہیں پوچھا تھا۔ خواب یہ دیکھا تھا کہ آپ نے میرے منہ پر بوسہ دیا۔ (دوسرا خواب) آج کل اسی قسم کا یہ (خواب) دیکھا کہ میں تھانہ بھون گیا ہوں اور آپ سے مصافحہ کیا۔ اس وقت آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ مصافحہ کے ساتھ ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور خوب جی بھر کر کھل کر معانقہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا "تم اپنا سارا بدن میرے سے ملاؤ" معانقے کے بعد اندر آ جانے کو فرمایا۔ وہ مکان حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا مکان لگا اور اس کا نقشہ...... کے مکان کی طرح تھا۔ بہت ہی زیادہ یکسانیت کا جیسا کہ خواب سے فہم ناقص میں (یہ سمجھ میں) آتا ہے کہ یہ (میرے اور آپ کے درمیان) ارشاد ہے اس یکسانیت کے آثار بے اختیاری طور پر اپنے اندر پاتا ہوں۔ اپنے اخلاق صاف (اور واضح) طور پر آپ کے اخلاق کا اثر نظر آتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے جب کبھی آپ کسی پر کسی بے قاعدگی کی وجہ غصہ فرماتے تھے تو مجھے یہ خیال آتا تھا کہ ان کا مزاج تیز ہے جلدی غصہ آ جاتا ہے مگر اب حال اور ذوق کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ہی کچھ اور تھی۔ ؎

در نیا بد حال پختہ ہیچ خام　　　پس سخن کوتاہ باید والسلام

ترجمہ: ''تجربہ کار آدمی کی حالت کو غیر تجربہ کار آدمی نہیں سمجھ سکتا ہے اس لیے بات مختصر کرنی چاہیے۔''

(بڑوں کی شان میں گستاخی کرنے سے اپنی زبان کو روکے رکھنا چاہیے اسی میں خیریت ہے۔) (دعوات عبدیت ۴/۴۴ تیصرف)

(نا پختہ پہنچ سکتا نہیں پختہ گام کو بات یہ ہے مختصر اب سلام ہو)

آپ سے جدا ہوکر جب سے پنجاب آیا ہوں گئی باتوں کا تجربہ ہوا ہے۔ اکثر لوگ رسمی اور عام پھرنے والے مولویوں کی بعض باتوں کی وجہ سے اس گروہ کو حقیر جاننے لگے ہیں۔ لیکن یہاں اس کی کسی کو پروانہیں ہے۔ مجھے اگر کسی شخص کے برتاؤ سے ذرا بھی تحقیر کی بو آتی ہے تو (میرے) مزاج بہت تبدیلی آجاتی ہے اور غیرت سے طبیعت بل اٹھتی ہے۔ ایسے لوگوں سے بالکل کوئی چیز لینے کو نہیں چاہتا ہے۔ یہ لگتا ہے یہ صاف طور سے اللہ تعالیٰ کے نام کی بے قدری (بے قیمتی) ہے۔ جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ بعض لوگ تحقیر کی نیت اور ارادہ بھی نہیں رکھتے ہیں رسم کی پیروی کی وجہ سے ان کا برتاؤ اچھا نہیں ہوتا ہے۔ میں اگر بحمداللہ کسی سے اس قسم کا لینے دینے کا برتاؤ نہیں رکھتا ہوں لیکن لوگ پھر بھی جان بوجھ کر یا بغیر جانے ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور غصہ حد کو پہنچ جاتا ہے لیکن (ہوتا یہ ہے کہ) قہر درویش برجان درویش (کہ درویش کا غصہ درویش ہی کی جان پر ہوتا ہے) آخر کار عوام کی ان باتوں پر صبر کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور عرض یہ ہے کہ اب حال اور ذوق کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو خیال کیا ہے اور جو دعا میرے حق میں کی ہے (اس کے بارے میں) جی اندر سے گواہی دیتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ پوری ہوگی اور اس کے آثار کبھی کبھی (موقع کی مناسبت سے) ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ گذشتہ دنوں حالت کی ترقی کی ایک شان تھی۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ کوئی بات اعتدال سے زیادہ منہ سے نکل گئی ہو۔ اسی طرح آج کل کچھ کوتاہیاں بھی ہیں۔ اس لئے دل کو مکدر (میلا) پاتا ہوں۔ اسی طرح حق کے علاوہ میں مشغول پاتا ہوں۔

ایں سرزنش کہ کرد ترا دوست حافظا پیش از گلیم خویش مگر پا کشیدۂ

ترجمہ: ''حافظ! تجھے جو دوست نے تنبیہ کی ہے شاید تو نے اپنی چادر سے زیادہ پیر پھیلائے ہیں۔''

(تو نے کیونکہ اپنے مرتبہ سے اونچی کوئی حرکت کی ہے اسی لیے دوست نے تجھے جھڑک دیا ہے۔)

(حاشیہ دیوان حافظ: ص ۳۶۲)

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائیں اور دنیا کی جو نعمت عطا فرمائیں اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی جانب

ہی کشش ہو اور اس نعمت میں برکت عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ! میں بروں میں برا ہوں مگر آپ کے نیک بندوں نے جن کے بارے میں ارشاد ہے: "انتم شهداء الله فی الارض" (کہ زمین اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو) مجھ بدکار کو نیک گمان کر لیا ہے۔ وہ میرے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ میرے اللہ! میری دعائیں اگرچہ قابل قبول نہیں ہیں لیکن اے خداوند عالم! آپ اپنے ان نیک بندوں کی دعائیں میرے لئے قبول فرمائیں کہ جن کے دلوں میں آپ نے میرے بارے میں نیک گمان ڈال دیا ہے۔

﴿وافوض امری الی الله علیه توکلت والیه انیب.﴾

جواب آنے پر عنقریب تھانہ بھون آنے کا ارادہ کر رہا ہوں جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائیں:

شاد باد ارواح آں رندے کہ او　　برسر کوئی مغاں یابد وفات

ترجمہ: "اس عاشق کی روح خوش رہے جس نے معشوق کی گلی میں وفات پائی ہے۔"

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ماشاء اللہ حالات شکر کے قابل ہیں۔ حق تعالیٰ اس میں برکت، آئندہ اور حرکت اور ان (حالات) میں کیفیت کے اعتبار سے استقامت اور مقدار کے اعتبار سے دوام عطا فرمائیں۔

خط کے ختم ہونے قریب کچھ اسباب کدورت (میلے پن) کے لکھے ہیں ان سے احتیاط ضروری ہے۔ اگر قوت حال اور آئندہ کی کمزوری کی وجہ سے کچھ بات ہو جائے تو فوراً استغفار کی کثرت اور (اللہ تعالیٰ سے) حفاظت اور مدد کی دعا کی جائے (اس سے) گذشتہ کا تدارک اور آئندہ کی حفاظت کی امید ہے مگر (ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ) اس ماضی اور مستقبل کی فکر میں زیادہ نہ پڑیں۔

ع ماضی و مستقبلت پردہ خدا است

ترجمہ: "تیرا ماضی و مستقبل خدا سے پردہ ہے۔"

السلام والله معكم فی كل مقال و مقام۔

حال: آج کل غلاب جب نیک کام میں مشغول ہوتا ہے تو جی بہت گھبراتا ہے اور وہ کام نہیں ہوتا ہے۔ خصوصاً جب قضا نمازوں کی ادا کرتا ہوں تو دل اتنا تنگ ہو جاتا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ قبلہ گاہا! بندہ ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ نمازوں کا قرض سر پر ہے۔ اگر ان کے ادا کرنے سے پہلے زندگی ختم ہو جائے تو ان کے بدلے شاید کیا حال ہو۔ بہت خوف ہے کہ اب یہ حالت ہے آئندہ اس سے بھی بری حالت نہ ہو جائے۔

اپنے گناہوں کی وجہ سے بہت ہی پریشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بہت ہی الحاح وزاری سے توبہ کرتا رہتا ہوں مگر پھر بھی احکام الٰہی میں چستی سے کام نہیں لیا جاتا ہے۔ بہت بہت دعا فرمائیں اور ہر کام کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: تھوڑا تھوڑا قضا کرتے رہیں انشاء اللہ تنگی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ایک دن کے ناغہ سے شروع کریں یہ بہت آسان ہو جائے گا۔ کام اگر چستی سے نہ ہو تو سستی ہی سے سہی جس طرح بھی ہو کر لیا جائے۔ دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: معمول کے اوراد کا بہت ہی پابند ہے۔ (معمول یہ ہے) بارہ ہزار اسم ذات، بارہ تسبیح اور دلائل الخیرات وغیرہ۔

تحقیق: ان شاء اللہ مقصود کے حاصل ہونے کی خوشخبری ہے۔ کسی رسالے کے مطالعے کا ذکر نہیں لکھا۔

حال: خاکسار کا حال رحم کے قابل ہے۔ دل اور اعضاء مریض اور سخت مریض ہو رہے ہیں۔ تھوڑا بہت ذکر اللہ وتلاوت کلام اللہ کیا کرتا تھا مگر اب تو وہ بھی چھوڑ بیٹھا ہوں نہ دوام رہتا ہے۔ حضور انور میں گزارش ہے کہ خاکسار کو اس ہلاکت اور مہلک مرض سے نجات دلائیں اور اس بدحال دل واعضاء کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: مولانا! مجھ سے جس اصلاح کی طلب ہے وہ اصلاح تعلیمی ہے جس کے بعد عمل کرنا آپ کا کام ہوگا یا (وہ اصلاح) اصلاح تصرفی (جو شیخ اپنے باطن کے زور سے کرتا ہے) جس میں آپ کو کچھ عمل نہ کرنا پڑے؟

حال: (مجھے) یہ خیال آتا ہے کہ اگر ساری عمر اسی آٹے دال کی فکر میں گزر گئی تو اصلاح ساری عمر نصیب نہیں ہوگی۔ اس کا بہت خیال رہتا ہے۔ (میرے لئے) بہت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ وہ وقت عطا فرمائیں کہ کچھ دن کے لئے ایک حجرہ ہو اور میں ہوں تنہا بیٹھ کر ذکر میں مشغول رہوں۔ کتاب ہو تو حضرت کے مواعظ اور ملفوظات ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت کے علاوہ کسی سے بات نہ کروں۔ خاموش رہوں۔ حجرہ کی زنجیر (یعنی کنڈی) بند ہو۔ ہائے۔ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روی　　　　بہ از آنکہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہائے

ترجمہ: ”ایک لحہ کے لیے بھی محبوب کی یاد میں لگنا شاہی شان وشوکت ہٹو بچو میں رہنے سے بہتر ہے۔“

یہ وقت حق تعالیٰ بہت ہی جلدی عطا فرمائیں آمین ثم آمین۔ (اللہ تعالیٰ) اپنا عشق اتباع شریعت کے ساتھ

عطا فرمائیں اور ہمیشہ اپنی مرضی کے موافق کاموں پر لگائے رکھیں۔
تحقیق: یوں ہی لگے رہو ان شاء اللہ ایسا وقت بھی آ جائے گا۔

حال: حضرت کے سفر کے دوران بندہ ظہر کے بعد (اسم ذات) بارہ ہزار مرتبہ پڑھتا تھا۔ اب تک نہ کوئی حالت ہے نہ کوئی کیفیات ہیں جس کو لکھا جائے اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ پہلے کے مقابلے میں کیا تغیر و تبدیل ہوا۔ برے اخلاق جیسے بغض، کبر، ریا، وغیرہ میں کیا کمی زیادتی ہوئی؟ بندہ پریشان ہے۔ حضور والا دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مقصود تک پہنچنا نصیب فرمائیں اور اخلاص وعمل کی توفیق عطا فرمائیں۔
تحقیق: اگر حال سمجھ میں نہ آئے تو نقصان دہ نہیں ہے کام میں لگے رہیں یہی مقصود ہے۔ چند دنوں میں خود بخود سب سمجھ میں آنے لگے گا اس کی فکر میں نہ پڑیں۔

حال: ایک شخص نے اپنی یہ حالت لکھ کر بھیجی کہ کاروبار کے زیادہ ہونے کی وجہ سے معمولات اور اوراد پوری طرح ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ اکثر ناغہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔
تحقیق: جتنا ہو سکے کرتے رہیے جو کمی رہ جائے (اس پر) استغفار اور ندامت کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہیں گے۔ (اشرف علی)
حال: خداوند تعالیٰ کی یاد تو پہلے بھی رہتی تھی مگر اب اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ سوتے بیٹھتے ہر وقت ہی (اللہ تعالیٰ کی یاد) دل میں ہے۔ دل سے رونا آتا ہے۔ کبھی سوتے ہوئے جاگ جاتا ہوں اور دل یہ چاہتا ہے کہ ذکر چھوڑ دوں اور بیٹھ کر سوچتا رہوں۔ ذکر میں طبیعت کم لگتی ہے۔ ہر وقت وہی خیال رہتا ہے کہ چھوڑ دو اور بیٹھے رہو۔ اس کے بارے میں جیسا ارشاد ہو۔
تحقیق: یہ جو لکھا ہے کہ "ذکر چھوڑ دوں اور بیٹھ کر سوچتا رہوں" یہ ذکر کی برکت ہے کہ فکر سے انسیت (شوق و رغبت) ہوگئی ہے۔ (اس لئے) ذکر کو ہرگز نہ چھوڑنا ورنہ بنیاد کے نہ ہونے سے عمارت گر جائے گی۔ چاہے دل لگے یا نہ لگے معمولات پر استقامت رکھیں۔

حال: حضرت والا! میری کم ہمتی بلکہ ہمت کا نہ ہونا تقریباً مایوسی کے درجہ تک پہنچ گیا ہے۔
تحقیق: ـــ

کوئے نومیدے مرو کامید ہا است   سوئے تاریکی مرو خورشید ہا است

ترجمہ: ''کیوں یاس کی گلیوں میں رہتے ہو—— امید کی گلیاں ابھی بہت ہیں۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہو۔)

حال: جس دن سے تھانہ بھون سے آیا ہوں روزانہ ارادہ کرتا تھا کہ (حضور کی) خدمت میں خط بھیجوں گا مگر نفس کی شرارت اور شیطان کی دشمنی کی وجہ سے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکا۔

تحقیق: آخر میں تو آپ ہی غالب رہے۔ والعاقبة للمتقين (کہ انجام کار تو متقیوں کے لئے ہے)۔

حال: حضرت والا نے مجھے بہت آسان تین باتیں فرمائیں تھیں۔

❶ کم از کم قرآن شریف کا پاؤ پارہ۔ چلتے پھرتے لا الہ الا اللہ کا ذکر۔ کبھی کبھی ساتھ میں محمد رسول اللہ کو بھی ملا لینا، کم از کم چار (رکعت) نوافل روزانہ پڑھنا۔

❷ ہر وقت اصلاح کے اہتمام وانتظام میں مشغول رہنا۔

تحقیق: بڑی چیز یہ (آخری) ہے۔

حال: ❸ اپنے حالات سے تفصیلی طور پر اطلاع دینا۔

تحقیق: یہ بھی گذشتہ کی تکمیل کے لئے ہے۔

حال: مگر افسوس ہے کہ تینوں باتوں کو جیسا کہ ان کے کرنے کا حق تھا نہ کرسکا۔

تحقیق: خیر جیسا آپ کا حق تھا ویسا تو کرلیا۔

حال: لیکن پہلے کے مقابلے میں میری حالت بہت اچھی ہے۔

تحقیق: زیادہ آہستہ آہستہ ہی ہوتی ہے۔

حال: کچھ دن قرآن شریف بھی پڑھا، اکثر نوافل پڑھے اور تھوڑا بہت چلتے پھرتے حکم کے مطابق ذکر بھی کیا۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہوجائے گا بے انتظامی ہی سے کرتے جائیں۔

حال: حضرت والا! کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کی بہت چاہت اور مادہ میرے دل میں اور اعضاء و جوارح میں نہ ہو۔ مجھ میں ریاکاری، مکاری، عیاری اور چالاکی بہت ہے۔ یہاں تک کہ اس خط میں بھی بلکہ اس قول میں بھی ان مذکورہ برائیوں کا اثر (موجود ہے)۔ میں اگر تواضع کرتا ہوں یا ادب سے پیش آتا ہوں تو اس میں نیت خراب ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے مخلوق مجھے اچھا سمجھے گی۔ دین کی باتوں کی طرف توجہ حقیقت کے

اعتبار سے کم ہے بلکہ دل متوجہ نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اپنے امراض کا احساس صحت کی ابتدا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی اور مضبوط صحت ہوگی۔ اطلاع اور اتباع کا سلسلہ نہ چھوڑا جائے گو بدانتظامی سے ہی ہو۔

ع کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ''بے ڈھنگی کوشش کچھ نہ کرنے سے ہے بہتر۔''

حال: حضرت والا اور حضرت والا کے متوسلین (تعلق والوں) کے علاوہ طبیعت کسی کی معتقد نہیں ہوتی ہے۔ اگرچہ (کسی سے) بداعتقادی بھی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ ''انا عند ظن عبدی بی'' (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حدیث قدسی میں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے) کا ظہور ہوگا۔

حال: مجھے حضرت والا کی شفقت کا کچھ احساس ضرور ہے۔ اسی وجہ سے مجھے اپنی ایسی حالت ہونے کے باوجود کامیابی کی امید ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: مجھ سے جماعت کی پابندی جیسی ہونی چاہئے نہیں ہوتی ہے لیکن نفس کو ملامت ضرور کرتا ہوں بلکہ ان چند سالوں کے عرصے میں کئی مرتبہ نماز قضا ہوگئی، اکثر فجر کی اور کبھی صرف وتر قضا ہوگئی۔ حضرت والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: نفس پر کچھ جرمانہ مقرر کرلیا جائے جیسے جماعت کے فوت ہونے پر آٹھ رکعت نفل اور قضا ہوجائے تو بیس رکعت نفل (پڑھ لیں)

حال: گناہ کا جتنا احساس پہلے تھا اب نہیں ہے۔

تحقیق: احساس کی کمی کا احساس اثر میں احساس ہی کے برابر ہے یہ تو ساری تدابیر ہیں ان کے ساتھ دعا اور التجاء کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فضل ہوجائے گا۔

حال: کبھی تہجد کی نماز تک تو خوب جی لگا رہتا ہے مگر اس کے بعد ذکر شروع کرنے سے پہلے طبیعت پر بہت بوجھ لگتا ہے۔ بہت زیادہ سخت کام معلوم ہوتا ہے کام اتنا اہم معلوم ہوتا ہے کہ لگتا ہے کہ کیسے پورا ہوگا۔ جی گھبراتا ہے اور یکسوئی باقی نہیں رہتی ہے۔ کبھی یہ کیفیت ایک یا دو تسبیح پڑھنے کے بعد ہوتی ہے اس کیفیت کا نتیجہ مایوسی اور رنج ہوتا ہے۔ طبیعت پر یہ بوجھ کبھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔

تحقیق: بوجھ ایک مشقت ہے۔ مشقت میں اگر جی نہ لگے (تو کوئی بات نہیں کیونکہ) مشقت بھی مفید ہونے میں جی لگنے سے کم نہیں ہے۔ جس طرح بھی ہو جہاں تک ممکن ہو (ذکر) پورا کرلیا جائے۔ آہستہ آہستہ ساری مشکل آسانی سے بدل جائے گی۔

حال: حضرت قبلہ وکعبہ دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کچھ دنوں سے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اپنا برا حال کچھ عرض نہ کرسکا۔ ایک دو دن سے بندے پر سرور (خوشی، انبساط) کا ایسا غلبہ ہے کہ اکثر اوقات ہنسنے کا دل چاہتا ہے تنہائی میں کسی بات کے بغیر ہنستا ہوں۔ اس میں ایک خاص (قسم کا) جوش ہوتا ہے اور اس جوش میں لفظ اللہ بہت زور سے کہنے کو جی چاہت ہے مگر برداشت کر کے آہستہ کہتا ہوں۔ اکثر بڑے بڑے ٹھنڈے سانس آتے ہیں اور ان کے ساتھ لفظ اللہ نکلتا ہے۔ اس سرور میں استغفار کرنے کو بہت جی چاہتا ہے اس لئے استغفار کی کثرت کرتا ہوں۔ کبھی ذکر کرنے کو دل چاہتا ہے تو ذکر کرنے لگتا ہوں۔

طبیعت تنہائی چاہتی ہے۔ اگر کوئی حجرہ میں آجاتا ہے تو دل پریشان ہوجاتا ہے مگر پھر یہ حالت اس میں قوت نہ ہونے کی وجہ سے دیر تک نہیں رہتی بلکہ بہت جلد اس آنے والے ہی کی طرح ہو جاتا ہوں۔ پہلے جو ناگواری ہوتی تھی (وہ نہیں رہتی ہے) اس سے کھل کر باتیں ویسے ہی کرنے لگتا ہوں۔ اس کے لئے قوت اور استقامت کی دعا فرمائیں۔

تنہائی پسندی کی یہ حالت پہلے سے تو تھی ہی مگر آج کے وعظ سے طبیعت اور بھی زیادہ تنہائی پسند ہوگئی ہے۔ اب دل میل جول سے بھاگتا ہے۔ وہ سرور آج اور زیادہ ہے ساتھ ہی استغفار اور ذکر کی کثرت بھی بحمد للہ ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: بندہ جو اسم ذات ایک ہزار مرتبہ کرتا تھا وہ بحمد للہ جاری ہے۔ مگر اس کو اتنی زور سے کرنے میں جیسے پہلے کرتا تھا۔ سر بہت درد کرنے لگتا ہے۔ اس لئے اکثر آہستہ ہلکی ضرب سے کر لیتا ہوں۔ کبھی ضرب کے ساتھ بھی کر لیتا ہوں۔

تحقیق: ضرب بالکل چھوڑ دو۔

حال: اس وقت بندہ نے مثنوی اٹھا کر یہ سوچ کر فال نکالی کہ آج کے وعظ پر عمل بھی کروں گا یا نہیں تو یہ شعر

نکلا۔ ؎

قابل تغیر اوصاف تن است　　روح باقی آفتاب روشن است

ترجمہ: ''بدلنے والے بدن کے اوصاف ہیں ـــــ روح باقی آفتاب روشن ہے۔''

امید ہے اس فال کی تعبیر بیان فرمائیں گے۔

تحقیق: (اس فال کا) معنی یہ ہیں کہ عمل کریں گے۔ (اس کی) تفصیل یہ ہے کہ (تفصیل سے پہلے دو باتیں سمجھ لیں ① روح باقی رہنے والی چیز ہے اور اس کی صفات بھی باقی رہنے والی ہوں گی اور جسم ختم ہونے والی ظاہری چیز ہے اس کی صفات بھی ختم ہونے والی ہوں گی) کیفیت جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے وہ جسم کی صفت نہیں ہے بلکہ روح کی صفت ہے۔ روح باقی رہنے اور روشنی کا نام ہے۔ اس لئے اس کی صفت بھی باقی رہنے والی ہی ہوگی۔ تغیر (جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے وہ) جسم کے ساتھ خاص ہے۔ (اور کیفیت) جسم کی (صفت) نہیں ہے اس لئے یہ زائل اور متغیر نہیں ہوگی۔

حال: اور صراط مستقیم پر استقامت کے لئے دعا فرمائیں اسی طرح یہ بھی دعا فرمائیں کہ خدا کرے مجھ کم بخت میں اختلاط اور میل جول کی عادت ختم ہو جائے اور یہ عادت چھوٹ جائے۔ جناب کو معلوم ہے کہ میں کم بخت اس میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے مگر ہمت اور تکلف کے ساتھ اس کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت سے میں اپنے معمولات روزانہ کرتا ہوں مگر کچھ دنوں سے معمولات ادا کرتے ہوئے کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے معلوم نہیں ہے۔ اگر یہ حالت قبض کی ہے تو اس کا علاج کیا ہے؟ بہر حال معمولات کو پورا ضرور کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ طبعی بات ہے کہ طبیعت ایک حالت سے اکتا جاتی ہے۔ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ ان شاء اللہ خود بخود اس میں اعتدال پیدا ہو جائے گا۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے کرنے کے حکم اور نہ کرنے کے حکم کو جہاں تک ممکن ہو پورا کرتا ہوں۔

تحقیق: بڑا مقصود یہی ہے۔

حال: ایک دن ظہر کے بعد اللہ اللہ کر رہا تھا کہ دل میں یہ بات آئی کہ انسان جس کا احسان مانتا ہے (اس کے

لئے) دل سے چاہتا ہے کہ اگر محسن مجھے کام کرنے کو کہے تو میں بسر و چشم (سر اور آنکھ سے یعنی خوشی کے ساتھ) کروں گا اگر محسن نے کچھ فرمائش کی تو بہت ہی خوشی سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات تو لاتعداد و لاتحصی (بے شمار) ہیں (اس لئے) ان کے اوامر اور نواہی کی تعمیل کیسی خوشی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اس دن سے اطاعت خداوندی میں اس خیال سے ایک عجیب لذت ملتی ہے۔

تحقیق: الحمد للّٰہ علی ذلک۔

حال: میں ان حالات کو جو قلب کے تھے کہ دل میں تمام قرآنی آیات اور ذکر اللہ لکھا ہوا لگتا تھا ابتدا میں مقصود سمجھتا تھا۔ مگر اب اس خیال کو دل سے نکال دیا ہے۔ بحمدللہ اس کی برکت سے ایک عظیم فائدہ تو ہوا کہ میں مسلسل پندرہ سال سے اس بات کی جدوجہد میں تھا کہ تہجد کی نماز آخری رات میں اٹھ کر پڑھا کروں مگر اب تک کامیابی حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اب جب سے ذکر کے لئے یہ وقت مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت فکر کے ساتھ آنکھ کھل جاتی ہے اور اٹھ بھی جاتا ہوں۔ اس فکر میں کئی کئی مرتبہ آنکھ بھی کھل جاتی ہے۔ تہجد کی نماز کے بعد ذکر میں خوب دل لگتا ہے۔ کوئی خاص بات اس درمیان میں نہیں ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت صرف مذکور (اللہ تعالیٰ) کی طرف خیال رہتا ہے۔ حضور کا تصور بھی زیادہ وقت رہتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ روزانہ ایک گھنٹہ لازمی طور پر حضرت اقدسؒ کے وعظ یا تصانیف پڑھنے کے لئے الگ سے مخصوص کر دیا ہے۔ پہلے اکثر ناغہ ہو جاتا تھا۔ مگر اب نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: ان حالات سے (خوشی ہوتی اور) خصوصی طور پر مضمون کے پہلے حصے سے (تو) بہت ہی خوشی ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دن بدن ترقی ہوگی کام کرتے رہیں۔ کبھی کبھی حالات سے مطلع کرتے رہیں۔

حال: معمول بفضل خدا جاری ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے انقباض (طبیعت کی تنگی) بہت کم ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: التکشف (رسالہ کی) چوتھی جلد شروع کی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مفید فرمائیں۔

حال: حضرت والا! احقر کو ایسا طریقہ تحریر فرمائیے کہ تھانہ بھون کی حاضری سے جو فائدہ ہوا ہے وہ بالکل اسی طرح باقی رہے بلکہ اس میں اور بھی اضافہ ہوتا رہے۔

تحقیق: معمولات کو لازم طور سے پورا کرنا اور میل جول میں کمی کرنا۔

حال: الحمد للہ تعالیٰ! بارہ تسبیح اور ۲۷ ہزار (مرتبہ) اسم ذات کا ذکر معمول کے مطابق جاری ہے اور آدھا پارہ قرآن مجید اور دوسرے معمولات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے (پورے) ہوتے رہتے ہیں۔ مگر نہ کوئی کیفیت ہے اور نہ کوئی حال ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کا غلبہ ہے مگر اپنی نا قابلیت اور نااہلیت کی وجہ سے دوری محسوس کرتا ہوں۔ بندگی کا حق کیونکہ ادا نہیں ہوسکتا ہے اور سوچنے سے اپنے گناہ بہت محسوس ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت وغفاری کے خیال سے بچوں کی طرح تسلی نہ ہو تو زندگی وبال جان بن جائے۔

(دماغ کی) قوت خیالیہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خیال رہتا ہے۔ دل میں ذکر اسم ذات (یعنی اللہ اللہ) کی حرکت ہر وقت سنائی دیتی ہے۔ کسی امداد کے لئے غیر اللہ کی طرف توجہ نہیں پائی جاتی ہے۔ گناہ سے طبعی نفرت اور حق تعالیٰ کی طاعت کی رغبت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن مراقبہ رویت (دیدار کا مراقبہ) جتنا وقت مل جاتا ہے کر لیتا ہوں۔ اکثر دورہ پر رہنے کی وجہ سے جماعت کی نماز سے محروم ہوں جب کبھی مل جاتی ہے تو غنیمت سمجھتا ہوں۔ حضرت کی زیارت (کرنے) کو دل بہت چاہتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر رخصت مل سکی تو جمادی الثانی کے مہینہ میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ امید ہے کہ منع نہیں فرمائیں گے۔

ع بات بنتی ہے میری تیرا بگڑتا کیا ہے

تحقیق: ماشاء اللہ بہت سی کیفیات اور بہت سے احوال ہیں مبارک ہو۔ پھر اس (بات) کے کیا معنی کہ نہ کوئی کیفیت ہے نہ حال ہے۔

حال: بہت افسوس ہے کہ اس دس دنوں میں دونوں ہفتہ کی رات میں ایسا اتفاق ہوا کہ تہجد کی دو رکعت پڑھ کر فارغ ہوا تو بالکل صبح ہوگئی۔ آج کل بادل رہنے اور گھڑی نہ ہونے کی وجہ سے یہ بات ہوئی۔ جب صبح ہوگئی اور جماعت میں دیر تھی تو بندہ نے ذکر پورا کر لیا۔ طبیعت میں اگرچہ کچھ جلدی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دو دنوں کے علاوہ روزانہ آٹھ رکعت تہجد اور تسبیح اطمینان سے کیا۔

تحقیق: پھر افسوس کی کیا بات ہے۔ دس روز میں اگر دو دن ایسا ہوگیا تو کیا یہ کامیابی نہیں ہے؟ اعتبار غالب کا

ہوتا ہے خدا کا شکر کیجئے۔

حال: دن میں عصر سے مغرب تک اکثر حصہ اور باقی اوقات میں کچھ درود شریف کا ورد رہا۔

تحقیق: اور کیا چاہئے۔

حال: پڑھانے کے اوقات میں اکثر غفلت ہو جاتی ہے۔ تقریر کرنے کی وجہ سے بھی مہلت نہیں ملتی ہے۔

تحقیق: یہ اوقات مستثنیٰ ہیں۔

حال: احقر کی طبیعت کچھ دنوں سے بیمار رہتی ہے۔ دانت کے درد کی شکایت ہے۔ اس کی وجہ سے معمولات اکثر پورے نہیں ہوتے ہیں۔ اسی طرح طبیعت مسجد کے علاوہ کہیں مانوس نہیں ہوتی ہے۔ طبیعت کی چاہت بھی یہی ہوتی ہے کہ ہر وقت مسجد میں سوئے بیٹھے رہو۔ معمولات ادا کرنے کی طرف طبیعت بالکل مائل نہیں ہوتی ہے۔ طبیعت یہی چاہتی ہے کہ دوسرے کے ذکر کو سنوں۔ کبھی کبھی لوگ مسجد میں ذکر کرتے ہیں اس کو سن کر بہت خوشی ہوتی ہے اور اس کی طرف طبیعت کا میلان بہت ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت انس اور ضعف سے مرکب ہے۔ اس لئے (ذکر میں) دل لگنے کا انتظار نہ کیا کیجئے۔ (ذکر) خود بھی کرنا چاہئے اگر چہ تھوڑا ہی ہو جی لگے یا نہ لگے۔ (اور) تربیت السالک کا مطالعہ ضرور کیا جائے۔

حال: گذشتہ جمعرات کو عشاء کے بعد احقر درود شریف کا ورد کر رہا تھا کہ اچانک عالم غیب سے ایک آواز آئی کہ "قسم ہے! خدا تعالیٰ کو آخرت کے علاوہ دنیا میں نہیں دیکھو گے۔ تم بےفکر خدا کی عبادت کرو" یہ کیا چیز معلوم نہیں۔

تحقیق: یہ حق الہام ہے۔ اس میں اسی کی تعلیم ہے جو اہل حق اور اہل تحقیق فرماتے ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ کام کرتے رہو نتائج کی فکر میں مت پڑو وہ اپنے وقت پر (جب ان کا وقت ہوگا) خود ہی ہو کر رہیں گے۔ ان میں سے جو (نتائج) آخرت میں ہونے والے ہیں دنیا میں ان کی خواہش نہ کرو۔

حال: حضور کی صورت مبارک کا بعض دنوں میں خود بخود اتنا استحضار ہوتا ہے کہ خود غلام کو (ایسا) لگتا ہے کہ میری صورت ویسی ہی ہے یہاں تک کہ نماز اور دوسری حالتوں میں آواز پر شبہ ہوتا ہے۔ کسی دن صورت تو اپنی ہی لگتی ہے لیکن بہت حسین۔ واللہ اعلم۔ (یہ) صرف خیال ہے یا کیا ہے؟

تحقیق: (یہ سب کچھ) توجہ کے قابل نہیں ہے۔ کام میں لگے رہئے اس طرف بالکل توجہ نہ کیجئے۔

حال: حضور والا! آج کل طبیعت میں کچھ کشش وغیرہ محسوس نہیں کرتا ہوں۔ ایک قسم کا سکون اور خلاء (خالی پن) دل میں (محسوس) ہورہا ہے۔ حضور والا! اس قسم کی کمی سے خدانخواستہ محرومی کا خوف تو نہیں کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ کمی نہیں ہے کام کئے جایئے۔ (یہ) سلوک کے رنگ ہیں۔

ع در طریقت ہرچہ پیش سالک خیر اوست

ترجمہ: ''تصوف کی لائن میں سالک کو جو بھی پیش آئے وہ بہتر ہے۔''

حال: کبر، خود رائی اور حسد بھی کم درجہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ نفس کی ایسی شرارتیں موجود ہیں جن کو ظاہر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ جن میں بعض اوقات بہت کمی ہو جاتی (لیکن) پورا پورا تزکیہ (صفائی) نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: جب اس کی تدبیر نہیں کی گئی تو تزکیہ کیسے ہوتا ہے؟

حال: یہ دو قبیح مرض شدت سے ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے (آپ کے) خادموں میں داخل ہونے سے ایک عرصہ تک رکا رہا۔ بالکل (بیعت کے) وقت پر ان کا وجود کم ہوگیا امید ہوئی کہ بیعت کی برکت باقی کو ختم کردے گی۔

تحقیق: (بیعت سے ختم ہونے کا) گمان بالکل غلط تھا۔ بیعت میں یہ (ختم کرنے کا) اثر دلیل کے بغیر ہے۔ بیعت صرف معاہدہ کے اتباع کا نام ہے۔ آگے (بیعت کے بعد) اتباع کی ضرورت ہے۔ اتباع عمل میں ہے اور عمل میں یہ (برائیوں کو ختم کرنے کی) خصوصیات ہیں۔

اخلاق کی اصلاح کی ضرورت

حال: مجھ میں یہ مرض بہت ہے کہ طلبہ کی بداخلاقی اور بداعمالی دیکھ کر دل بہت متاثر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کبھی سختی کی باری بھی آجاتی ہے۔ اپنی حالت اس کے خلاف ہے کہ پہلے تو اپنی بداخلاقیوں اور بداعمالیوں پر نظر ہی نہیں ہوتی ہے۔ اگر اچانک نظر ہوئی بھی تو دل اپنے لئے ایسا متاثر نہیں ہوتا جیسا کہ دوسروں کے لئے ہوتا ہے نہ ہی کبھی ایسی جرأت ہوتی ہے کہ نفس کو ایسی سزا دی جائے جس سے آئندہ اس کو اپنا ہی خیال اور فکر رہے اور دوسروں سے اندھا ہو جائے۔ میرے لئے اس کا جو علاج مفید ہو ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ فرق تو طبعی ہے۔ طبعی باتوں پر کوئی برائی نہیں ہوتی ہے۔ ہاں اپنی اصلاح سے غافل اور سست نہیں ہونا چاہئے۔ جس پر قدرت ہو اس کی اصلاح کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔ باقی دونوں جگہ (اپنے اور دوسروں کے معاملے میں) خرابی کے آثار ہیں۔ جو فرق ہو وہ نقصان دہ نہیں ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔

افضل اعمال کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں موافقت

سؤال: حدیث شریف میں قرآن شریف کی تلاوت کے فضائل دیکھیں تو تلاوت افضل معلوم ہوتی ہے درود کے فضائل دیکھیں تو درود شریف کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح تسبیح اور تقدیس کی (حالت ہے کہ ان کے فضائل دیکھنے سے یہ افضل معلوم ہوتے ہیں) ان میں موافقت کیا ہے؟

جواب: ایک دوسرے سے مقابلہ ہی کب ہے۔ فضیلت کی وجہیں مختلف ہیں۔ اسی لئے تو شیخ کے مشورہ اور تجویز کی ضرورت ہے۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی طبیعت کی یکسوئی کس میں زیادہ ہوتی ہے۔

تہجد میں کاہلی کا علاج

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت سے خادم آخر رات میں تہجد اور بارہ تسبیح پڑھنے لگا ہے۔ غالباً جس دن حضرت کو خادم کا خط ملا ہوگا اسی دن سے ظہر کی نماز کے بعد (بندہ) دلائل الخیرات یا اسم ذات پڑھ رہا تھا کہ اچانک یہ خیال آیا کہ حضرت کی کسی کتاب میں ہے کہ ''اگر کسی کا نفس شرارت کرے تو اگر وہ کچھ خرچ کرسکتا ہے تو کچھ پیسہ خیرات کرکے نفس کی اصلاح کرے اور اگر کچھ خرچ نہیں کرسکتا ہے تو کچھ نفل نماز پڑھ کر یا روزے رکھ کر اس کی اصلاح کرے۔''

عشاء کی نماز کے بعد نفس سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ اگر آج تو نے تہجد کی نماز میں سستی کی تو کل دن میں دس رکعتیں نفلیں پڑھنی پڑیں گی۔ اور اگر اگلے دن بھی ایسا ہوا تو پرسوں بیس رکعتیں پڑھنی پڑیں گی۔ اس دن سے تہجد کی نماز میں سستی نہیں ہوئی مسلسل وقت پر اٹھنے لگا۔ الحمد للّٰه علی ذالك۔

تحقیق: الحمدللہ! کہ تدبیر نافع ہوئی۔

نماز کے سجدہ میں تصور

سؤال: نماز کے سجدہ میں کبھی یہ (تصور کرکے) کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر رکھ دیا۔ یہ خیال جما کر بڑھ کر سجدہ کرتا ہوں کہ گویا اچانک خدا کے پیروں پر سر رکھ دیا ہے۔ اس صورت میں خوشامد کے ساتھ دل اندر سے کہتا ہے

کہ یا اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرمائیے۔ مزہ بھی آتا ہے۔ کبھی سجدہ کے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی والا سر رکھ دیا۔ پہلی صورت فعل اور دوسری صورت میں خیال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: پہلی صورت میں یہ اعتقاد تو نہ کرے کہ حق تعالیٰ کے ایسے پاؤں ہیں لیکن اگر بغیر اعتقاد گویا یہ تصور آجائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ دوسری صورت تو بالکل خطرہ سے خالی ہے۔

منعم حقیقی سے تعلق دلی اطمینان کا سبب ہے

سؤال: حمد و نعت کے بعد عرض ہے کہ یہ احقر کیونکہ ظاہری اور باطنی علم سے محروم ہے۔ اگرچہ مولوی مولانا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بھی حضرت مرشدنا مولانا محمد رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے کہ حضرت مولوی کے لقب سے نام لینے اور لفافہ اور خط میں مولوی تحریر فرماتے تھے ورنہ میں حقیقت میں جاہل اور بہت ہی بڑا جاہل ہوں۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کا اطمینان کرلیا کرتا تھا۔ اب دوسرے حضرات سے اتنی عقیدت نہیں ہے کہ ان کے ارشاد سے مطمئن ہوں۔

یہ احقر حضرت مولانا قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت اور مولوی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مجاز (بیعت) ہے۔ اب یہ احقر اپنے گذشتہ حالات کی کچھ کیفیت عرض کرتا ہے اور اب دل کی جو حالت ہے اس میں شک میں ہے۔ اس کو عرض کرکے اطمینان چاہتا ہے۔ "عرض یہ ہے کہ یہ احقر بیعت سے پہلے تو جنت اور اس کی حوروں کا طالب اور دوزخ کے عذاب سے ڈرتا تھا۔ لیکن حضرت مرشد برحق مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وعظ سے حضرت نے تشہد کے بارے میں وعظ فرمایا تھا۔ (اس میں) عبد کا مقدم ہونا (یعنی عبدہ کا پہلے ہونا) اور رسول کا بعد میں ہونا (یعنی ورسولہ کا بعد میں ہونا کے بارے میں فرمایا کہ) اس میں یہ اشارہ ہے کہ عبدیت کا نتیجہ عطیہ رسالت ہے اور یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوچکی ہے۔ اب جو بندہ عبدیت کاملہ حاصل کرے تو اس کے بدلے میں حق تعالیٰ جو عطا فرماتے ہیں وہ ولایت ہے۔ لیکن اب معلوم یہ کرنا چاہئے کہ عبد کس کو کہتے ہیں؟ (تو) فرمایا: "جو بندہ جنت کی طلب میں احکام پورے کرے یا دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لئے برے کاموں سے بچے تو حقیقت میں وہ بندہ نہیں ہے بلکہ عبد وہ ہے برے کاموں سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی اس کی نظر کے سامنے ہو۔"

حضرت کے بیان سے اس بات کی خواہش بہ تکلف ہوئی مگر بہ تکلف والا خیال بھی دل سے چلا گیا اور حق تعالیٰ کے دیدار کی طلب کا غلبہ دل پر ایسا طاری ہوا کہ لوگوں سے نفرت حتیٰ کہ بیوی بچوں سے بلکہ زندگی ہی سے

نفرت ہوگئی۔ صرف رونے سے الفت اور مخلوق سے بے قرار۔ بس یہ خواہش تھی کہ الٰہی اپنے دیدار کا شرف عطا فرما۔ ورنہ میں زندہ رہنا نہیں چاہتا بس موت دے دے اور کیا عرض کروں شرعی عقیدہ جاتا رہا اور غیر کے وجود کا خیال شرک لگتا تھا بلکہ دل میں یہی نقش تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی خود کو فرشتے نبی اور ولی وغیرہ سے تعبیر کرلیا ہے (یعنی فرشتہ، نبی ولی وغیرہ اپنا ہی نام رکھ لیا ہے) ورنہ حقیقت میں وہی ایک ذات ہے۔

بس عرصے تک اسی کا اثر رہا۔ پھر (بعد میں) یہ خیال بھی جاتا رہا اور وہ شرعی عقیدہ (جو چھوٹ گیا تھا اب) اس وجودی عقیدہ سے زیادہ پایا۔ اس وجودی عقیدہ سے پہلے جو شرعی عقیدہ تھا وہ صرف باپ دادا کا تقلیدی تھا۔

ع چہ نسبت خاک را باعالم پاک

ترجمہ: ''خاک کو پاک عالم سے کیا نسبت۔''

اس حالت سے اس کو کیا نسبت۔

جناب کے عزیز اوقات میں مخل تو ہوا ہوں تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔ اب اس عرض کا دلی اطمینان چاہتا ہوں کہ حضرت مرشد برحق مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے احقر کے دل کو قدر و قضا (تقدیر اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے) پر مطمئن کردیا تھا حتیٰ کہ نہ دنیوی نعمتوں کی طلب ہے اور نہ ہی آخرت کی نعمتوں کی طلب ہے۔ نہ برے خاتمہ کا رنج وغم ہے اور نہ ہی دوزخ کے عذاب کا رنج وغم ہے۔ دل قدر وقضا سے مطمئن ہے۔

ہاں! یہ خیال ضرور ہے کہ حق تعالیٰ کی موجودہ نعمتیں، عقل، حواس، آنکھ، کان، زبان ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کی منزلت قدر دل میں ایسی سما گئی ہے کہ ان کے شکریہ کے لئے دل یہی چاہتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے) احکام پورے کروں تاکہ میرا معبود مجھ سے راضی رہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال صرف ان نعمتوں کے شکر کی وجہ سے ہے اگر اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو لے لیں تو یہ دل کا خیال نہ رہے۔

مصیبتوں پر شکر گزار تو کیا صبر کرنے والا بھی نہیں ہوں۔ مگر جسمانی اور دلی راحت کے سامان کی قدر و منزلت میں رقت (نرمی) محویت (گم ہونے) اور اکثر حضوری اور دل کی عجیب وغریب کیفیت ہے۔ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے تو یہ موجودہ کیفیت کس شمار میں ہے۔ حالانکہ پہلی حالت جنت اور حور ہی کی طلب کی رہی۔ پھر دیدار کی طلب ہوئی اور اب رضا کی طلب ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ قدر وقضا ہی کا تھا۔ حضرت نے اکثر اطمینان قدر وقضا ہی سے فرمایا اور احقر کے دل میں بھی اسی کی بنیاد جمادی ہے۔ اس لئے دنیا وآخرت کی خواہشات بالکل دل میں نہیں ہیں۔ مثل مردہ بدست زندہ ہوں۔

اب یہ معلوم نہیں ہے کہ جنت وحور کے طلب کا خیال، دیدار کے طلب کا خیال اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل

کرنا۔ ان خیالات میں کون سا خیال افضل اور کون سی حالت بہتر ہے۔ دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ احقر پیدائشی طور پر صاف گو ہے اپنے ہم جنس کی مدد اور ماتحتی اس کے لئے بہت عار ہے۔ حق تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا کہ میرے اعضا جوارح صحیح وسلامت ہیں اور پھر کرم پر کرم یہ فرمایا کہ غنا قلبی (دلی بے پرواہی) عطا فرمائی کہ اس پر قانع رہنا۔ گرمی سردی کے لباس اور جو کی نان پر قانع کر دیا ہے۔ اگر چہ سر اور پیر ننگے رہیں گے مگر کچھ پروا نہیں ہے اور حضوری اور مولی کی رضا سے مست ہوں۔ صرف اعضاء ہاتھ، پاؤں کے ضائع ہونے سے گھبراتا ہوں۔ یہ صرف بے صبری ہے۔

جواب: تفصیلی حالات سے بہت خوشی ہوئی حق تعالیٰ استقامت کے ساتھ ترقی عطا فرمائیں۔ مجھ میں اکابر کے حالات کے بارے میں مشورہ دینے کی کیا صلاحیت ہے مگر حکم کو مجھے پورا کرنے کے لئے جو خیال میں آتا ہے عرض کرتا ہوں "یہ سب حالات رفیعہ ہیں مگر اب بھی ارفع کی طلب اور دعا ہونا چاہئے۔ منعم کا تعلق جب بھی اور زیادہ غالب آئے گا تو اس کے کسی تصرف سے گھبراہٹ نہ ہوگی۔ سوائے اس کے فضل کہ جس میں اپنا فضل اور نامرضی کا بھی داخل ہے۔ میں بھی دعا کا طالب ہوں۔

کم نہ سونا

حال: (بندہ) گناہگار گناہوں سے بھرا ہوا نے چند سالوں سے یہ عادت بنا لی تھی کہ رات میں دو گھنٹہ سے زیادہ نہ سوئے بلکہ تلاوت اور نماز کے لئے رات بھر جاگتا رہے۔ اب (حال یہ ہے کہ) دل ودماغ کی کمزوری اس حد تک ہوگئی ہے کبھی کبھی منہ سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ عبادت میں سستی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود چار گھنٹہ سے زیادہ آرام نہیں کرتا ہوں۔ مجھ پر خوف اس طرح غالب ہے کہ ہر آن ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ۔

ع شاید ہمیں نفس نفس آخریں بود

ترجمہ: "کہ شاید یہی سانس آخری سانس ہو۔"

مرنے کے بعد کیا معاملہ ہوگا۔ عبادت کی تھوڑی پونجی کام آئے گی یا نہیں۔ کبھی تو خوف کا غلبہ اتنا ہو جاتا ہے کہ ناامیدی کے قریب پہنچ جاتا ہوں۔

لہٰذا بہت ہی عاجزی کے ساتھ عرض ہے کہ احقر کے لئے دعا فرمائیں احقر کی روح اور جسم کا علاج کیا ہے؟ ارشاد فرمائیے تاکہ بندہ کو اس سے اطمینان حاصل ہو اور اس پر عمل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا و مال کی محبت بندے کے دل میں نہیں ہے اور نہ ہی بندے کو اس سے کوئی تعلق ہے۔ مسجد میں رہتا ہوں، بچوں کو تعلیم دیتا ہوں

اور مسجد کی خدمت کرتا ہوں اور کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہوں۔ خوف کے غلبہ کی وجہ سے اکثر اوقات پریشان رہتا ہوں۔ ضعف اور کمزوری دن بدن بڑھتی جا رہی ہے کیا عرض کروں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے بندہ کی ظاہری اور باطنی اصلاح فرمائیے۔ اس پریشانی سے نجات دلائیے۔

تحقیق: بہت ہی غلطی کی کہ آرام اور نیند میں ایسی کمی کی۔ ابھی تک اس پر اصرار بھی ہے۔ ایسی مشقت کے لئے تکلیف و مرض ضروری ہے۔ مرض کے بعد وسوسوں اور وہموں کے ایسے آثار بھی لازمی چیز ہے۔ آپ کو چاہئے کہ فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ سارے معمولات چھوڑ دیں یا مختصر کر دیں۔ اکثر اوقات آرام و نیند لازمی طور پر اختیار کریں اور تنہائی میں کم رہیں۔ کسی طبیب سے مشورہ کریں۔ احقر کی تالیفات میں سے رسالہ ''شوق وطن'' کا مطالعہ کریں۔ دو ہفتہ کے بعد (اپنے) حالات کی اطلاع دیں اور اس خط کو بھی اس خط کے ساتھ بھیجیں۔

فطری طور پر ناغہ ہو جانا دوام کے خلاف نہیں ہے

حال: میں صرف استغفار پانچ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جانے کیا بات ہے کہ جب بھی کام اوقات کی پابندی سے کرنا چاہتا ہوں تو تین چار دن تو (اس میں) کامیابی ہوتی ہے (لیکن) پھر اتنی وحشت ہوتی ہے کہ پریشان ہو کر سب کچھ چھوڑ دیتا ہوں۔ کچھ عرصہ تک یہ وحشت باقی رہتی ہے۔ کچھ دن بعد خیال آنے پر نفس کو غیرت وغیرہ دلا کر اوقات کی پابندی شروع کرتا ہوں۔ تین چار دن تک بہت عمدہ حالت رہتی ہے۔ اپنا مقررہ کام اچھی طرح کر لیتا ہوں (لیکن) پھر بھی جو وحشت ہوئی تو سب کچھ چھوٹ گیا۔ چنانچہ اس حالت سے میں بہت پریشان ہوں۔

تحقیق: بعض طبیعتوں میں یہ پیدائشی خصوصیت ہوتی ہے۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایسے شخص کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بھی ایک قسم کا دوام ہے کہ کبھی ہوا اور کبھی نہیں ہوا۔ اسی طرح کرتے رہنے سے حقیقی دوام حاصل ہو جاتا ہے حاصل یہ ہے کہ وہ (کبھی ہونا اور کبھی نہ ہونا) اگرچہ دوام نہیں ہے لیکن اثر اور برکت میں دوام کے حکم میں ہے۔

طالب علمی (کے زمانے) میں تہجد اور نوافل پڑھنا

سؤال: نظر کی کمزوری کی وجہ سے رات کو تعلیم کا کام تقریباً بالکل نہیں ہوتا ہے۔ کیا رات کو اٹھ کر تہجد پڑھ لیا کروں۔

جواب: ہاں ہاں۔

سوال: تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور عصر اور عشاء میں چار چار سنتیں پڑھ لیتا ہوں۔ (اسی طرح) عشاء کے بعد وتر سے پہلے چار رکعت (نفل) تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: اچھا ہے۔

سوال: طالب علم کے لئے نوافل بذات خود نامناسب ہیں یا تعلیم میں نقصان ہونے کی وجہ سے نامناسب ہیں؟ اگر تعلیم میں نقصان نہ جیسے اذان کے بعد ہی مسجد میں آ گئے اور جماعت دیر ہے تو (اس وقت) نوافل پڑھ لے تو کیا حرج ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں ہے (بلکہ) افضل و اکمل ہے۔

نماز میں یکسوئی نہ ہونا

حال: (میرا حال یہ ہے کہ) فجر اور عشاء کی نماز میں بہت دل لگتا ہے اور باقی تین نمازوں میں ایسا نہیں لگتا ہے۔

تحقیق: (ان اوقات میں) کیونکہ کاموں میں دل لگا رہتا ہے (اس لئے نماز میں دل نہیں لگتا ہے) مگر کچھ فکر نہ کریں ان شاء اللہ تعالیٰ خود لگنے لگے گا۔

حال: پانچ چھ دن تک عشاء کی نماز بالکل تنہائی میں پڑھی جان بوجھ کر نہیں پڑھی بلکہ موقع ہی ایسا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھنے میں اور خصوصاً الا اللہ پڑھتے وقت دل میں یہ خیال آتا تھا کہ میرے دائیں طرف ایک سفید پوش شخص کالا رنگ دبلا پتلا سر پر پٹے کی طرح بال کرسی پر بیٹھا ہے۔ جب میں مڑ کر دائیں طرف دیکھتی ہوں تو کچھ نہیں ہے۔ پھر پڑھنے میں مشغول ہو جاتی ہوں تو پھر وہی خیال آتا ہے۔ کوئی ڈر بھی نہیں لگتا ہے بلکہ اچھا لگتا ہے۔ پانچ یا چھ دن تک ایسا ہوا پھر میں نے صبح حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی دن سے وہ خیال بند ہو گیا۔ اب تنہائی میں نماز پڑھتی ہوں تو جب بھی یہ خیال نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ ہونا بھی نقصان دہ نہیں تھا مگر نہ ہونا زیادہ بہتر ہے کیونکہ غیر (اللہ) کی طرف مشغولی اگرچہ وہ پاک مخلوق ہی ہو پھر بھی (اللہ تعالیٰ سے) ایک قسم کا حجاب ہے۔

سنت کی اتباع کرنا تمام مصلحتوں پر مقدم ہے

حال: خادم پہلے تہجد کے وقت آٹھ رکعت پڑھتا تھا۔ ہر رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتا تھا۔ ایک عرصہ ہوا خادم

نے ایک دن حضرت دادا پیر صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ کی کتاب مبارک ''ضیاء القلوب'' کا مطالعہ کررہا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ''تہجد کی بارہ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص (قل هو الله احد) پڑھے'' اس دن سے دل کی چاہت کی وجہ سے اس پر عمل کررہا ہوں۔ اگر یہ عمل میرے مخدوم حضور اقدس کی رائے عالی اور تعلیم کے طریقے کے خلاف ہو تو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مشائخ نے یہ طریقہ ان پڑھ لوگوں کے لئے تجویز فرمایا ہے ورنہ افضل سنت کی موافقت کی وجہ سے یہی ہے کہ کوئی سورت متعین نہ کریں۔ ظاہر ہے کہ سنت کی اتباع کو تمام مصلحتوں پر ترجیح حاصل ہے۔

سلسلہ کے مشائخ کو ثواب پہنچانا

حال: سلسلہ کے مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو ثواب پہنچانا صرف محبت کی وجہ سے کوئی نفسانی غرض شامل نہیں ہے۔ ہاں! اسماء بدریین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس نیت سے شروع کیا تھا کہ مجھ پر غصہ کا غلبہ ختم ہو جائے اور حضرت والا میری خطا معاف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں مقصد حاصل ہوگئے مگر اس وظیفہ سے محبت ہوگئی ہے اب کسی مقصد کے بغیر پڑھتا ہوں۔

تحقیق: وہ اغراض بھی دینی ہی تھیں۔

کام کی غرض سے نفس سے وعدہ

حال: خادم نے حضور کے وعظ دعوت وعبدیت کی اس حکایت سے (جو آگے آرہی ہے) ایک تدبیر نکالی ہے۔ وہ حکایت یہ ہے کہ ایک بزرگ کو حلوہ بہت پسند تھا۔ وہ اپنے نفس سے کہتے تھے کہ ''ایک گھنٹہ ذکر کرلے پھر تجھے حلوہ دوں گا۔ چنانچہ ذکر کرنے کے بعد حلوہ کھاتے تھے۔'' مجھ سے جو ذکر میں سستی ہو جاتی ہے اس کے لئے میں نے بھی اسی طرح سوچا کہ میرے نفس کو پان بہت پسند ہے جو اس وجہ سے شروع کیا تھا کہ تمباکو نزلہ کی شکایت میں فائدہ دیتا ہے (اور مجھے نزلہ تھا) اب جب چھوڑنے کا ارادہ کرتا ہوں اور کم کردیتا ہوں تو پھر نزلہ شروع ہو جاتا ہے مگر ذکر کے دوران نہیں کھاتا ہوں۔ چنانچہ نفس کو پان اس وقت تک نہیں کھلایا جائے جب تک ذکر پورا نہ کرلیا جائے۔ اس تدبیر کو اختیار کرنے کے بارے میں حضور سے مشورہ کے لئے عرض کیا ہے۔

تحقیق: بہت بہتر ہے۔

روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کی جگہ تفسیر بیان القرآن پڑھنا

حال: نہ جاننے یا کم جاننے کی وجہ سے اکثر اوقات خصوصاً قرآن مجید کی تلاوت میں دل بہت پریشان ہوتا

ہے۔ بیان القرآن کامل دہلی سے منگوائی ہے۔ اگر اس کو پڑھنے کے لئے روزانہ اتنا وقت مقرر کرلوں جس میں پاؤ پارہ تفسیر کے ساتھ پڑھ لیا کروں اور اس طرح پڑھوں کہ اہلیہ بھی سنیں تو (کیا) مناسب ہے؟

تحقیق: بالکل مناسب ہے مگر جو جگہ سمجھ میں نہ آئے (اس میں اپنی) رائے سے مطلب نہ بتایا جائے۔

حال: چار دن سے ایک نئی حالت یہ ہے کہ سجدے میں جانے کے بعد دل چاہتا ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ چکے ہو دو مرتبہ اور کہہ لو پھر اور (مزید) دو مرتبہ (کہہ لو) اس میں ایک خرابی جو مجھے معلوم ہوئی یہ ہے کہ بعض سجدوں میں پانچ مرتبہ بعض میں سات مرتبہ اور بعض میں تین مرتبہ ہی سبحان اللہ کہا۔ نفل نماز میں ایسا ہوتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

درود شریف کثرت سے پڑھنا

حال: ذکر کرنے کے بعد کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے درود شریف پڑھنے کا جی چاہتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں۔

تحقیق: ضرور (پڑھ لیا کریں)

اگر اردو سے مناجات سے دلچسپی ہو تو وہ بہتر ہے

سؤال: مناجات مقبول عربی میں پڑھنا بہتر ہے یا اردو میں بہتر ہے؟ میں اردو میں پڑھتی ہوں کیونکہ عربی میں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہی ہوں اور اردو میں دلچسپی ہوتی ہے کہ یہ پڑھ رہی ہوں۔

جواب: اس خاص حالت میں اردو ہی بہتر ہے۔

تلاوت استحضار کے باقی رہنے کے بغیر بھی کافی ہے

حال: الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت اپنے تمام معمولات روزانہ پورے کرتا ہوں۔ حضرت سے اجازت لے کر قصیدہ بردہ کی جگہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا۔ پھر دل میں آیا کہ ایک منزل روزانہ پڑھوں۔ ایک منزل پڑھنا شروع کیا۔ قرآن مجید بند کر کے تلاوت کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد یہ خیال آیا کہ قرآن مجید بند کر کے تلاوت ٹھیک نہیں ہوتی ہے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے ہیں اور جلدی ہوتی ہے (اس لئے) دیکھ کر پڑھوں۔

اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک منزل بہت ہی اطمینان سے دیکھ کر تلاوت کرتا ہوں اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت کا فیض سمجھتا ہوں۔ تلاوت کرتے ہوئے قرآن مجید کے مضامین اور نصائح دل میں مستحضر ہوتے

چلے جاتے ہیں مگر تلاوت کے بعد وہ استحضار نہیں رہتا ہے۔ اگر یہ خیال ٹھیک نہ ہو تو استحضار کی کوئی صورت تحریر فرمائیں۔

تحقیق: کچھ ضرورت نہیں ہے۔ استحضار کا ہونا ہی کافی ہے اگرچہ باقی نہ رہے جب اس کی استعداد ہوگی وہ بھی ہونے لگے گا۔ اگر (استحضار) نہ بھی ہو تو (یہ نہ ہونے کی صورت) بھی نقصان دہ نہیں ہے بلکہ کبھی تو جان بوجھ کر استحضار کو باقی رکھنا ایسی باتوں کے لئے حجاب بن جاتا ہے جو اس سے بھی اہم ہیں۔

حال: کبھی معمولات بہت ہی دلچسپی سے ادا ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے اس کی بھی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔

حال: فی الحال گناہوں کے نقصان دہ ہونے کا پکا یقین ہو گیا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! اللھم زد فزد (اے اللہ! اضافہ فرمایئے اور اضافہ فرمایئے)

دعا میں ہاتھ اٹھانے سے انقباض کا علاج

حال: میں جب دعا مانگتا ہوں تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں طبیعت میں انقباض (تنگی) ہوتی ہے۔ طبیعت چاہتی ہے کہ جلدی سے ہاتھ منہ پر پھیر لوں اور بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگنے میں کوئی تنگی نہیں ہوتی ہے۔ یہ مرض کیا ہے؟ علاج کا طالب ہوں۔

تحقیق: اس ہیئت میں کیونکہ ایک قسم کی قید ہوتی ہے اور قید سے طبعی طور پر تنگی ہوتی ہے۔ ہاں! اس تنگی کی چاہت پر بھی عمل نہیں کرنا چاہئے۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے اگرچہ تنگی ہو اور ذرا لمبی دعا کی جائے اس سے آہستہ آہستہ تنگی بھی ختم یا بہت کم ہو جائے گی۔

حفظ قرآن اور تلاوت قرآن میں کس ترجیح ہے

حال: زید روزانہ آدھا گھنٹہ تلاوت کرتا ہے اور اس میں ایک پارہ پڑھ لیتا ہے۔ زید امامت بھی کرتا ہے اور اس کو چھوٹی سورتیں یاد ہیں۔ اس (امامت کی) ضرورت اور ثواب کی وجہ سے وہ آدھا دن مشہور (مشہور) رکوع حفظ کرتا ہے۔ ایسی صورت میں حفظ کرنے میں تلاوت کے ثواب کے مقابلے میں کمی نہیں ہوگی۔

تحقیق: ہر عمل کا ثواب الگ الگ ہے۔ ایک (عمل) دوسرے (عمل) سے کافی نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے حفظ میں مشغول ہونے سے تلاوت کے ثواب کی کمی ضروری ہوگی۔ اب بات یہ رہ گئی ہے کہ ان دونوں عملوں میں کس (عمل) کو ترجیح دینی چاہئے۔ اس میں ہر شخص کی حالت الگ ہے۔ آپ کی مجموعی حالت (کے اعتبار) سے

تلاوت ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

نماز میں آنکھ بند کرنا

سُوال: نماز میں آنکھیں بند کر کے قرات کرنے میں لذت آتی ہے۔ کیا یہ معمول رکھا جائے یا نہیں؟

جَواب: کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر دل سے اس کو افضل کے خلاف سمجھو۔

استقامت کی ضرورت

حَال: ماوانا و ملجانا حضرت والا صاحب! دامت برکاتہم و فیوضکم علینا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی برکت سے خادم اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے پر جما ہوا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اپنے معمولات بھی استقامت سے پورے کرتا ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالك.

تحقیق: اللہ تعالیٰ توفیق شامل حال رکھیں۔

باجماعت نماز میں دل سے درود کا جاری ہونا

حَال: میں جس وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں اور امام قرات شروع کرتا ہے اس وقت میرے دل سے خود بخود درود شریف جاری ہو جاتا ہے۔ کوئی حرج تو نہیں ہے۔ جب میں اکیلے پڑھتا ہوں اس وقت یہ بات نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے مگر زبان سے نہ پڑھیں۔

اتباع سنت بڑی نعمت ہے

حَال: عرض یہ ہے کہ پہلے بھی کبھی کبھی یہ حالت ہوتی تھی کہ حضرت سرور عالم روحی فداہ ﷺ کی ذات بابرکات کے محبت کا غلبہ ہوتا تھا اور ایک خاص حالت ہوتی تھی لیکن آج کل یہ حال ہے کہ ایک کمال جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ اس کا قریبی سبب اس طرح ہوا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک دن خواب میں دہلی کی جامع مسجد کی چھت پر دیکھا۔ اس وقت خواب ہی میں دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ عرب میں تو وہ مسجد نبوی مشہور ہے اور ہند میں یہ مسجد نبوی ہے۔ اس خواب کی تعبیر میں نے اپنی کم سمجھی میں یہ سمجھی کہ دہلی کی جامع مسجد کا نقشہ ایک پسندیدہ خیال تھا۔ اس خواب میں یہ ارشاد ہے کہ خواب دیکھنے والے کو اتباع نبوی نصیب ہوگا۔ اللھم ارزقنی وزدنی۔

اس خواب کے بعد سے یہ حال ہے کہ میرے نزدیک تمام احوال، کیفیات، ارشادات نکات اور تصوف کے مشہور لطائف رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ایک قدم چلنے کے مقابلے میں بہت ہی کم لگتے ہیں۔ یہ لگتا ہے کہ تمام انوارات و کیفیات اور تمام علوم کا وجود آفتاب رسالت کا طفیلی ہے اگر آفتاب رسالت کی شعاعیں نہ ہوں تو یہ تمام انوار و علوم اندھیرے سے بدل جاتے۔ چراغ نبوت کے فیضان کو چھوڑ کر دوسرے علوم وغیرہ کی طرف متوجہ ہونا (ایسا ہے کہ) عین سورج کے ہوتے ہوئے سورج کو چھوڑ کر سہا (ایک چھوٹا تارا ہے) کو تلاش کرنا ہے۔ ولنعم ما قال ؎

مصطفیٰ اندر جہاں انگہہ کسے گوید زعقل　　　آفتاب اندر جہاں انگہہ کسے گوید سہا

ترجمہ: ''پھر دنیا میں مصطفیٰ کسے کہا جائے گا ــــ پھر دنیا میں آفتاب کسے کہا جائے گا۔''

یہ لگتا ہے کہ سنت کا راستہ سونا اور یاقوت لیکن اس زمانے میں سنت کے خلاف کا راستہ اسی طرح غالب ہوگیا ہے کہ (جو) روشن سنت (کے راستے) پر چلنے والا ہے وہ غلبۂ حال میں یہ پکار اٹھتا ہے ؎

روئے زمین زتاریکیٔ منکران عشق　　　محتاج شست دشوئی وگر شد کجا است نوح

ترجمہ: ''منکران عشق سے اندھیرے میں ہے پھر زمین ــــ نوح کی ضرورت ہے دھلنا چاہتی ہے پھر زمین۔''

بہت ہی عجیب بات یہ ہے کہ سنت پر چلنے والے کو کافر کہا جاتا ہے، لیکن وہ زبان حال سے یہ کہتا ہے ؎

کافران را عشقیم اگر انصاف است　　　صد مسلماں تو اے خواجہ یک کافر ما

ترجمہ: ''کافر اگر ہمارے عشق سے انصاف کریں ــــ تو خواجہ تیرے سو مسلمان کے برابر ہمارا ایک کافر ہے۔''

لیکن اس حالت کے باوجود میں اپنے سنت کے اعمال کی بہت کمی پاتا ہوں ؎

ظلمت سنة من احيا الظلوم الى　　　ان　　　اشكت　　　قماه

يبت يجا فى جنبه عن فراشه　　　اذا استثقلت بالمشركين المضاجع

ترجمہ

❶ میں نے اس ذات کی سنت کو چھوڑ کر برا جس نے راتیں جاگ کر گذاریں جس کی وجہ سے قدموں پر ورم آگیا۔

❷ انہوں نے راتیں جاگ کر بستر سے علیحدہ گذاریں جبکہ مشرکوں کے لیے اپنے بستروں سے نکلنا بوجھل ہوتا

ہے۔

لیکن اس بات کی تسلی ہے کہ حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے ضعفاء پر رحم آتا ہے ؎

دلا خوش باش کاں محبوب جاں را　　بدرویشاں و مسکیناں سرے ہست

ترجمہ: ''اے دل خوش رہ کہ اس محبوبِ جان کو ـــــ درویشوں اور مسکینوں کی سرداری حاصل ہے۔''

تحقیق: ماشاء اللہ (یہ اتباع سنت) بڑی نعمت و بڑی غنیمت ہے ''اللھم احینا علیہ وامتنا علیہ واحشرنا علیہ'' (کہ اے اللہ! آپ ہمیں اس پر زندہ رکھئے اس پر موت عطا کیجئے اور قیامت کے دن انہی لوگوں میں اٹھایئے۔

دل کی صفائی اعمال کی اصلاح سے ہوتی ہے

حال: حضور! دل کی صفائی کے لئے کوئی وظیفہ تحریر فرمائیں۔

تحقیق: دل کی صفائی کے لئے وظائف مقرر نہیں ہیں۔ دل کی صفائی اعمال کی اصلاح سے ہوتی ہے۔ ظاہری اور باطنی اعمال کے ذریعہ سے (دل کی صفائی ہوتی ہے) اور وظیفے ان اعمال کی مدد کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر ان وظیفوں کا شوق ہو تو اپنے تفصیلی حالات لکھ کر بھیجیں تا کہ میں باقاعدہ تعلیم کروں۔

شیخ کے ذریعے سے اعمال پر استقامت فضل ربانی ہے

حال: بحمد للہ تمام معمولات چھ ہزار اسم ذات خفی کے ساتھ جاری ہیں۔ ہزار ہزار شکر ہے کہ بلاناغہ جاری ہیں یہ صرف اعلیٰ حضرت کی توجہات کا ثمرہ ہے۔

تحقیق: ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں　　مصلحت را تہمتے برآ ہوئے چیں بستہ اند

ترجمہ: ''عطاری اور مشک چھڑکنا تیری زلف کا کام ہے لیکن عاشقوں نے مصلحت کی وجہ سے چین کے ہرن کی طرف منسوب کردیا ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ معمولات پر استقامت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے جو شیخ کی طرف منسوب کی جارہی ہے۔)

قال علیہ السلام انما انا قاسم واللہ معطی۔ میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا

فرمانے والے ہیں۔

معانی کے تدبر کے ساتھ بلا تکلف تلاوت میں کوئی حرج نہیں ہے

حَال: طبیعت کلام مجید کی تلاوت اور اس کے معانی میں تدبر (غور وفکر) کی طرف زیادہ مائل ہے۔ آنجناب سے کیونکہ اس کی اجازت حاصل نہیں کی ہے اس لئے معمول سے زیادہ تلاوت نہیں کرتا ہوں اور نہ (ہی) معانی میں زیادہ تدبر کرتا ہوں۔

تحقیق: اگر خود بخود اس کی طرف کھنچاؤ (کشش) ہو تو میں اس منع کرنے سے رجوع کرتا ہوں (یعنی اب آپ کو اس صورت مذکورہ میں منع نہیں ہے)۔

اشعار پڑھنے میں کمی کرنا

سؤال: عرصہ ہوا کہ احقر نے اپنے دل کے کچھ حالات لکھ کر حضور کی خدمت میں بھیجے تھے۔ جس میں ایک (حال) یہ بھی تھا کہ میرا دل کبھی کبھی دینی رنگ (ومزاج کے) اشعار کو خوش آوازی سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضور نے جو جواب تحریر فرمایا تھا اس کا خلاصہ اجازت ہے لیکن تنہائی میں۔

جب سے میں نے یہی طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ جب کوئی آجاتا ہے جب ہو جاتا ہوں اگرچہ بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کبھی کسی نے آواز سن بھی لی تو استغفار کر لیا۔ اب عرض یہ ہے کہ اب بھی احقر تنہائی کا خیال رکھے۔ میرا حال یہ ہے کہ (اب) میری عمر بیس سال کے قریب ہے اور ڈاڑھی مونچھیں بھی نکل آئی ہیں۔ تو اب بھی میں تنہائی کا خیال رکھوں یا نہیں؟ جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: تنہائی تجویز کرنے کی شرط ڈاڑھی مونچھ نہ نکلنے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ فقہی مسئلے کی وجہ سے تھی اور (اب بھی) ہے۔ فقہاء نے لوگوں کے سامنے گانے سے منع کیا ہے اور تنہائی میں کبھی کبھی اجازت دی ہے۔ تنہائی کا موقع کیونکہ کم ملتا ہے (اس لئے) اس شرط کی وجہ سے اس (اجازت اور گانے) میں کمی ہوگی ورنہ (اس میں) مشغولیت بڑھ جائے گی۔ احادیث میں اشعار کی زیادتی کو ناپسند کیا گیا ہے۔

سہولت کی طلب کرنا نفس کی بندگی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی پر ترجیح دینا ہے

حَال: (میرے) حالت کے بارے میں عرض ہے کہ شہوت، غضب، حسد اور بخل یہ چاروں خبیث (مرض) مجھے اکثر تنگ کرتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھی شہوت کے آثار ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود اندر ہی اندر یہ ایک

قسم کی تیزی سے جوش پیدا ہوتا ہے۔ یہ کان، آنکھ سے کوئی گناہ ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ کبھی ظاہری اسباب کے سامنے آ جانے کی وجہ سے وہ جوش پیدا ہو جاتا ہے۔

باقی (دوسری) صفتوں کا بھی ای طرح ہوتا ہے لیکن توبہ و استغفار کے ساتھ حضور کی امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی کتابوں میں میں جو علاج لکھے ہیں ان کے مطابق علاج کرتا رہتا ہوں۔ اس لئے ان صفات کی شرارت ہمیشہ نہیں ہے۔ ان صفات کے ختم ہو جانے کی کوئی آسان تیز اثر کرنے والا نسخہ تجویز ہو تو میری نجات کی جلد امید ہے۔

تحقیق: بری صفات کے ختم ہونے کی جو آسان تدبیر پوچھی ہے حق کے طالب کو سہولت کی قید لگانے کے کیا معنی ہیں؟ ہاں اگر مشکل تدبیر اختیار میں نہ ہوتی یعنی وسعت (انسان کی گنجائش سے باہر ہوتی) تو بھی اس فرمائش میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اختیار میں ہونے کے باوجود ایسی درخواست کرنا حق کی بندگی کے مقابلے میں نفس کی بندگی کو ترجیح نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

آپ جو تدبیر کر رہے ہیں اسی میں ہمت اور قوی کیجئے جب بھی (بری صفات) ختم ہوں گی اسی سے ہوں گی۔ ہاں ذکر سے اس (کے ختم ہونے) میں مدد حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی بھی توفیق دے رکھی ہے۔

مستحبات کو ترک کرنا بری حالت نہیں ہے

حال: میری حالت بہت ہی گندی ہوتی جا رہی ہے۔ کبھی تہجد وغیرہ بالکل چھوٹ جاتی ہے پھر (دوبارہ) ہمت سے کام لیتا ہوں۔

تحقیق: مستحبات کے چھوٹ جانے کو گندی حالت ہونا نہیں کہا جاتا ہے۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے گندی حالت وہ ہے۔

جماعت کی پابندی (کرنا) سنت کے موافق حالت ہے

حال: کبھی تنہائی کا شوق ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا بہت خیال (اہتمام) رہتا ہے حتیٰ کہ تکبیر اولیٰ بھی نہیں چھوٹتی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ حالت بالکل سنت کے موافق ہے۔

سلوک کے راستے کی قابلیت کی علامات اور عمل کی ضرورت

حال: غفلت، کم ہمتی اور نالائقی کے اعتراف کے بعد کچھ احوال (خدمت میں) عرض کرتا ہوں۔ (ایک آیت کا ترجمہ ہے کہ جب لغولوگوں پر گزرتے ہیں تو کریم ہوکر گزرتے ہیں) میں جب گذشتہ سال کے آخری چوتھے حصہ میں تھانہ بھون میں مقیم تھا تو بعض خلفاء حضرات کے کشف وخواب میرے بارے میں واقع ہوئے۔ حضرت نے جب ان کی تحقیق بیان فرمائی تو پہلے نفس میں عجب پیدا ہوتا تھا مگر فوراً اس حالت سے نفرت ہوتی تھی۔ استغفار سے اس کا علاج کرتا تھا۔ (کہ زمانہ بلوغ بلکہ بچپن ہی سے یہ بات حاصل ہے کہ گناہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تنبیہ ضروری ہوتی رہی ہے)۔ پھر اپنی کاہلی کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرتا تھا کہ بغیر کچھ محنت وکوشش کے یہ سب خوشخبریاں بے کار ہیں۔ اس کے بعد کچھ دن تک یہ حال رہا کہ ارے (خط لکھنے والے کا نام) تجھ پر پردہ ڈالا گیا ہے اور تو مستور الرحمٰن ہے (اللہ تعالیٰ کا چھپایا ہوا) پھر دل میں یہ بات آئی کہ مستور الرحمٰن ہونا ایک بلند مقام ہے اور تیری شان ہی کیا ہے؟ حقیقت میں میرے ساتھ یہ شان (صرف) ستاریت کا معاملہ کیا گیا تھا (فان التجلی باسمائہ تعالیٰ مذکور فی کتب الفن) اس کے بعد ساری خوشخبریاں حالت کے اعتبار سے ختم ہوگئیں۔

دوسری بات یہ کہ گذشتہ شوال میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کے مزار پر طبی طور پر حاضر ہوا تھا مگر فاتحہ کے بعد وغیرہ تلاوت لازمی طور پر کرنے کے ساتھ (سرسری توجہ سے قواعد کی پابندی کے بغیر) ذکر کیا تو دل کے انشراح وانبساط (خوشی راست) کے ساتھ اٹھا۔ شاید کئی گھنٹوں تک طبیعت میں خوشی باقی رہی۔ پھر صرف حضرت گنگوہی کے لئے گنگوہ کا سفر کیا۔ وہاں سے جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی اٹھا۔ میں نے اس فرق کی جانب بالکل توجہ نہیں کی۔ شاہ عبدالقدوس گنگوہی کی طرف کچھ شوق نہیں تھا اور وقت کے تنگ ہونے کی وجہ سے بھی وہاں حاضری موقوف کر چکا تھا۔ مگر کچھ وقت نکل آیا تو مختصر فاتحہ پڑھ کر تبرکاً چند منٹ ذکر کرنے کا ارادہ کیا۔ (مزار پر داخل ہوتے ہی عظمت وہیبت محسوس ہوئی میں نے اس کیفیت کو قبر کی ظاہری شان وشوکت کی وجہ سے سمجھا) جیسے میں پانچ سات بار اسم ذات یا نفی واثبات کی تکرار کی تھی دل میں طوفان کی طرح جوش اٹھا اور مزار کی صفت کی طرف خیال گیا (چھت سے آگے) ابھی تو اوپر اڑا جائے گا۔ میں نے ذکر روکنے کے بعد دوبارہ ذکر شروع کیا تو پھر وہی کیفیت ہوئی۔ میں گھبرا کر جلدی سے باہر نکل گیا۔ مسجد میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت سے اس حالت کو بدلنے لگا۔ مزار سے آنے کے ۳ منٹ تک کان کے ساتھ (دائیں جانب) احتباس نقطہ کے برابر ریح (ہوا) کی

طرف احساس ہوتا رہا۔ میں نے اس شدید وجد کو خوف کی وجہ سے نہیں چھوڑا بلکہ مصلحتاً چھوڑا کیونکہ سفر تھا وقت میں گنجائش نہیں تھی ایسے وقت حالت خراب ہو جانا مناسب نہیں تھا۔

گنگوہ سے یہ شوق لے کر تھانہ بھون آیا کہ بہت جلد فرصت ملنے پر دوبارہ حاضر ہوں گا۔ مگر اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچ کر یہ شوق بالکل ختم ہوگیا۔ کیا حضرت گنگوہی سے مجھے تھوڑی سی مناسبت بھی نہیں ہے اور شیخ عبدالقدوس صاحب قدس سرہ سے قوی مناسبت ہے۔ کیا آپ سے مل کر شیخ صاحب کے شوق کا ختم ہو جانا میرے اوپر آپ کے اثر کے غلبہ کی دلیل نہیں ہے؟ اور ناف کے ساتھ والی جگہ کا رک جانا اس سے کیا مراد ہے۔

(تیسری بات) میں سرمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا منکر تھا۔ ان کے اشعار ذوق کے اعتبار سے لطیف لگتے تھے۔ انکار کی وجہ سے مگر پسند نہ آتے تھے۔ حضرت کی وجہ سے ۱۷، ۱۸ سال ہوئے انکار ختم ہوگیا اور ۲، ۳ سال سے ان کی طرف میلان زیادہ ہوگیا ہے۔ ان کے اشعار کو تلاش بھی کیا۔ مولوی...... خان صاحب اعظم گڑھی نے ایک خواب دیکھا (جناب نے خواب کی تعبیر دی تھی) کہ میں نے (خط لکھنے والے کا نام) دوسری باتوں کے علاوہ حکیم سرمد صاحب کا مسلک ہنگامہ و مستی بیان کیا ہے۔ اس واقع کے بعد سے مزید میلان اور ان کے مزار پر حاضر ہونے کا شوق پیدا ہوگیا ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ وہاں جانے سے کوئی کیفیت پیدا ہو جائے گی کم از کم کھاتے میں بے پروائی ہو جائیگی بقولہ ؎

سرمد کہ بکاسۂ گدائی نان را تر کردہ بآب میخورد میگزرد

تَرجَمَۃ: ''سرمد تو فقیری کی عجب شان رکھتا ہے پانی میں روٹی بھگو کر کھاتا ہے اور گذارہ کرتا ہے۔''

چوتھی بات یہ ہے کہ جب میرا قیام تھانہ بھون میں تھا تو بنئے سے جھگڑا ہوگیا اور میں حضرت سے روپوش ہوگیا۔ جھگڑا کی وجہ سے دن میں گزرنا مشکل ہوتا تھا۔ گردن نہیں اٹھتی تھی۔ آپ کے یہاں جوہڑ کے پاس سے چکر کاٹ کر جاتا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ لوگوں میں شرمندہ ہوں مگر جب حضرت سے معافی مانگ لی اس وقت سے اس جگہ سے گزرنا آسان ہوگیا صرف ہلکی سی شرمندگی تو کچھ دن باقی رہی۔ کیا یہ کیفیت شیخ کا باطن مرید کے ساتھ ہے کے بارے میں ہے؟

پانچویں بات یہ ہے کہ جب سے مولوی...... صاحب عربی شروع کی ہے ان کی طرف امید لگی ہوئی ہے کہ برملی (میں) ان کے وعظ کی کیفیت ایک بار حضرت کو لکھی تھی۔ اب حضرت کے اعظم گڑھ کے سفر (گزشتہ گرمیوں کے آخر جو سفر ہوا تھا) کے ساتھ بریلی میں مولوی...... صاحب کا شفقت نامہ مجھے موصول ہوا۔ پڑھ کر ایک حالت طاری ہوئی۔ اپنے بڑوں کی شفقت اپنی نالائقی مخلوق کا حسن ظن (مخلوق میں سے مولوی صاحب کے تھانہ

بھون میں خانقاہ کے حوض پر مجھ کو اور سعید ...... صاحب کانپوری کو سرگوشی کرتے ہوئے دیکھ کر یوں فرمایا کہ جانے چپکے چپکے کیا باتیں کرتے ہیں اگر مجھے یہ باتیں معلوم ہوئیں تو ساری کہہ دیتا)۔

ان ہی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ مخلوق کے حسن ظن کے سلسلہ میں ساتھ ہی مولوی ...... صاحب کا قصہ یاد (آیا کہ (خط ہاتھ ہی میں ہے) فوراً دل میں یہ بات آئی کہ مولوی ...... صاحب کو ایسی نسبت حاصل ہوگی جیسی نسبت حضرت نجم الدین کبریٰ کی ہوگی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان حضرت نجم الدین کبریٰ کو سلوک کی ابتدا میں یہ اندیشہ ہوا کہ میں باطنی علوم حاصل کر کے منبر پر سب بیان کر دوں گا۔

مجھے صفراء ہونے کی وجہ سے خیالات کثرت سے آتے ہیں مگر پہلے کچھ طریق کے بڑوں کی صحبت میں دو خیالوں کی سچائی ظاہری ہو چکی ہے۔ اس وقت ایک طریق کے بڑے کا خط صحبت کی جگہ ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے طبیعت اس خیال کی طرف جمتی ہے اصلاح فرمائیے گا۔

چھٹی بات یہ ہے کہ کبھی کبھی آہستہ مناجات (دعاؤں) (حتیٰ کہ آہستہ سے بڑھ کر قلبی ہو جاتی ہے) میں میری حالت سونے جاگنے کے درمیان ہو جاتی ہے۔ (اس وقت) کسی کے پکارنے یا کسی چیز کے کرنے کی وجہ سے چونک کر ایسا لگتا ہے کہ میں سو گیا تھا اور اب مناجات کا آخری حصہ خواب کی طرح لگتا ہے۔ ایک مرتبہ اسی حالت میں دو سرخ انڈے ایک دوسرے کے پیچھے چہرے کے سامنے سوا ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر نظر آئے اور حالت ختم ہوگئی۔ کیا یہ (قوت) متخیلہ کا تصرف ہے؟

اس واقعہ کے ۲،۳ مہینے کے بعد (رسول اللہ ﷺ کی نماز میں شیطان کے شعلہ کے واقعہ سے دلیل حاصل کرتے ہوئے) مجھے یہ خیال آیا کہ یہ شیطان نے مداخلت کی تھی۔ مرض کی وجہ سے مجھے بچپن ہی سے صورتیں کثرت سے نظر آتی تھیں۔ مگر وہ مختلف رنگ اور صورت کی ہوتی تھیں۔ یہاں تبدیلی نہیں تھی۔ باقی آئندہ۔

تحقیق: حالات معلوم کر کے اس وجہ سے دل خوش ہوا کہ مجموعی حالت طریق کی قابلیت والی شمار کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ فعلیت (کام کرنے کی صلاحیت) بھی نصیب فرمائے۔ عادۃً اس کا طریقہ صرف عمل ہے۔ اس عمل پر حق تعالیٰ کا فضل متوجہ ہو جاتا ہے۔ عمل کے بغیر یہ جو کچھ لکھا گیا ہے خیالات ہیں۔ مگر اچھے خیالات ہیں لیکن ضرورت عمل کی ہے۔

عمل کو کیفیت پر ترجیح

حال: آج دوپہر سے حزن (غم) تھا اس وقت دل یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح حضور کی صورت دیکھ لوں پھر دل چاہا

کہ نماز پڑھوں چنانچہ چار نفل پڑھنے سے تسلی ہوئی۔ ذکر ایک ہزار کرنے پر سکون حاصل ہوگیا۔ اب (یہ حالت ہے کہ) کیفیت تقریباً بالکل معلوم نہیں ہوتی ہے۔ جماعت کی نماز اور غیر جماعت کی نماز میں فرق صاف محسوس ہوتا ہے کہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ اب نماز راحت دینے والی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: ہزاروں کیفیات اس حالت پر نثار ہیں۔

نوافل واذکار کا اس لئے چھوڑنا کہ لوگ اچھا سمجھیں گے صرف شیطانی خیال ہے

سوال: اپنے قصبہ سے باہر کسی خاص آدمی مثلاً مولوی یا درویش یا سالک کے پاس کبھی کبھی جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو (میں) تہجد اور بارہ تسبیح اس خیال سے چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ خاص آدمی (مجھے) اچھا نہ سمجھیں۔ اس وقت چارپائی پر لیٹے ہوئے آہستہ آہستہ دل ہی دل میں زبانی ذکر کرتا رہتا ہوں۔ کیا میرا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

جواب: یہ صرف شیطانی خیال ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایمان افضل ہے یا مستحب ایمان کے ذیلی اعمال (افضل ہیں) ظاہر ہے کہ ایمان ہی افضل ہے تو جو شخص ایمان والا ہوگا وہ بھی افضل ہوگا تو کیا آپ اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ دوسرے مجمع میں جا کر فرض نماز نہ پڑھی جائے اور اللہ رسول کا نام نہ لیا جائے تاکہ مجھے لوگ مؤمن نہ سمجھیں۔ اگر آپ اس کو جائز نہیں سمجھتے تو ایمان کے ذیلی مستحب اعمال کو چھوڑنے کو اس لئے کیوں جائز سمجھتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ آپ مشائخ یا مولوی کی زیارت کو جاتے ہی کیوں ہیں؟ اگر کوئی معقول وجہ ہو تو لکھئے۔ باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔

اصل چیز شریعت کے اتباع کی مضبوطی ہے نہ کیفیات ہیں

حال: فدوی ایک بہت ہی گناہ گار اور روسیاہ خدا کا بندہ ہے۔ میری حالت بہت ہی تباہ ہو رہی ہے۔ حضرت والا کی ذات میں اخلاق رسول کی جھلک نظر آتی ہے اس لئے اس گناہ گار کو امید ہوتی ہے کہ اپنی تباہ حالت کا اظہار کر کے آپ سے مناسب علاج طلب کروں اور جناب کے قیمتی وقت کو ضائع کروں۔

کمترین نے ابتدائے عمر میں اپنے ایک آبائی پیر سے بیعت کی اور ان کے فرمائے ہوئے وظائف واوراد پڑھتا رہا۔ جس وقت میں نے ان سے بیعت کی تھی اس وقت مجھے دین کی ضروری باتیں بالکل معلوم نہیں تھیں۔ جناب پیر صاحب بھی علم دین اور دین کی ضروری باتوں سے محروم تھے۔ کمترین اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا کیونکہ میرا سسرال وہیں تھا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد فدوی کو جب دین کی ضروری باتیں معلوم ہوئیں اور (پیر صاحب کے پاس) عام طور پر آنے جانے سے کئی قسم کی اخلاقی کمیاں نظر آئیں تو میری پہلے والی ساری

عقیدت ختم ہوگئی۔ ان کے قول وفعل کی تاویل کر کے بھی عقیدت نہ ہوئی۔ لیکن میں نے ان کے بتائے ہوئے معمولات پر آج تک عمل کیا ہے اور کرتا ہوں لیکن اس لمبی مدت میں کچھ فائدہ نظر نہ آیا۔

(بعد میں) سات سال سے کمترین ایک نقشبندی سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں جانے لگا لیکن ان سے بیعت نہیں کی۔ انہوں نے بہت مہربانی فرمائی اور اپنے اوراد و وظائف بھی پڑھنے کو دیئے۔ کم ترین ان کو بھی پورا کر رہا ہے۔ شروع میں تو بہت کچھ روحانی ترقی نظر آئی اور حالت درست ہوگئی اور طبیعت میں خوب ذوق و شوق پیدا ہوگیا۔

اب ایک خاصہ عرصہ ہوا کہ اس ذوق وشوق کا پتہ نہیں ہے۔ اب شریعت کی حدوں سے باہر نکلتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی ہے۔ پہلے کے مقابلے میں حالت بہت بری ہوگئی ہے۔ دل کچھ اتنا مایوس ہو جاتا ہے کہ اس زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ اکثر خطرہ لگا رہتا ہے کہ نفس وشیطان کے شرور سے کہیں ایمان ہی نہ کھو بیٹھوں۔ نعوذ باللّٰہ منہا۔

تحقیق: اسی لئے تو محققین نے کیفیات کو معتبر نہیں سمجھا ہے، دیکھئے ذوق وشوق سب کچھ ہوا لیکن شریعت کا اتباع راسخ ہوتا جو اصل چیز ہے وہ نہیں ہوا۔ کاش اگر یہ ہوتا اور وہ نہ ہوتا تو نقصان دہ نہیں تھا مگر عام طور پر لوگ اس (شریعت کے اتباع والی) حالت کو درویشی سے دور سمجھ کر اس کی بے وقعتی کرتے ہیں۔

حال: کمتر دو سال سے ان نقشبندی بزرگ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا۔ شاید اس کی وجہ سے دل سیاہ ہوگیا ہو۔ جب (بھی) جانے کا ارادہ کرتا ہوں کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے۔ احقر لوہار کا پیشہ کر کے اپنا گزر اوقات کرتا ہے۔ عیالدار ہونے کی وجہ سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جانے آنے میں کیونکہ چھ سات دن لگ جاتے ہیں اور رقم بھی اچھی خاصی خرچ ہو جاتی ہے۔ جس کا حصول مجھ جیسے نادار کے لئے مشکل ہے۔ اپنی حالت کے بارے میں ان کے پاس بہت خط لکھ چکا ہوں لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا ہے۔ ان کا ارشاد بھی ہے کہ ہم کسی کو خطوں کا جواب نہیں دیتے۔

تحقیق: ان مجموعی حالات سے ان کا شیخ ہونا ہی مشکوک لگتا ہے ان کو چھوڑنا چاہئے۔

بغیر جی لگے بھی تلاوت درست ہے

حال: کلام مجید پڑھنے کے لئے بہت ہمت کرتا ہوں اور اس کے نہ پڑھنے کو بہت برا سمجھتا ہوں لیکن پڑھنے میں طبیعت نہیں لگتی ہے۔ دس پندرہ سورتیں زبانی یاد تھیں ان کو اکثر پڑھ لیا کرتا تھا ان کو بھی نہیں پڑھا جاتا ہے اور

بھولتا جاتا ہوں۔ اس کے لئے حضور سے دعا چاہتا ہوں کہ کس طرح اس کام میں (میرا) جی لگے۔ اس کی فکر بہت ہے اور کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔ نہ جائے رفتن کہ پائے ماندن .... (کہ نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے) کی کیفیت ہے۔

تحقیق: میں دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی ہمت کریں بغیر جی لگے پڑھا کریں۔ اگر کوئی سننے والا ملے تو اس کو سنا دیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دنوں میں شکایت ختم ہو جائے گی۔

رات کو جاگنے والے کو سونا بھی چاہیے

حال: جب جناب ڈیگ میں تشریف فرما تھے ایک نظام الاوقات لکھ کر جناب کی خدمت میں بھیجا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ساری رات جاگ کر گزاری جائے اور دن میں چھ گھنٹے سویا جائے۔ جناب نے اس کو اچھا فرمایا تھا۔ یہ نظام الاوقات جناب کے تشریف نہ لانے تک بنایا تھا۔ ظہر کے بعد بھی کچھ کام مقرر کیا تھا۔ لیکن روزانہ وقت میں شاید اتنی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے خیال آتا ہے کہ رات میں ایک گھنٹہ پونے بارہ بجے سے ایک بجے تک سویا جائے اور دن میں اس کے بدلے میں ظہر کے بعد جو کام تھا وہ کیا جائے۔ ظہر کے بعد مستقل کام صرف قرآن مجید کے دو پارہ قرآن مجید ایک پارہ خود تلاوت کرنا اور پارہ مولوی...... صاحب کا سنتا تھا۔

تحقیق: مناسب ہے لیکن کا وقت کچھ اور بڑھایا جائے۔

خاص وقت میں مقرر کیے ہوئے اور عارضی کام میں سے کس کو مقدم کیا جائے

حال: کبھی جس کام کا جو وقت مقرر ہے اس میں طبیعت نہیں لگتی ہے۔ کبھی سستی یا تھکن کی وجہ سے اور کبھی کسی وقتی کام کے پیش آجانے کی وجہ سے۔ جیسے کسی جگہ سے خط آگیا جس کا جواب لکھنا ضروری تھا اور وقت کسی خاص کام کا ہے۔ اگر (مقررہ) کام کیا جائے تو اس خط کا خیال آتا ہے۔ کبھی اس کے مضامین دل میں جوش مارنے لگتے ہیں کہ یہ لکھنا چاہئے۔ ایسے وقت کیا کرنا چاہئے؟ کیا مقررہ کام کو دوسرے وقت رکھنا چاہئے یا اسی وقت کام کو کر لینا چاہئے۔

تحقیق: اگر کبھی ایسا ہو اور چاہت زیادہ ہو تو وقتی کام سے فارغ ہو جانا چاہئے۔ اگر (ان دونوں شرطوں میں سے) ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو وقتی کام کو موخر رکھنا چاہئے۔

نفلی عبادت برداشت کے بقدر کرنی چاہیے

حال: اس وقت عبادت کا اتنا شوق ہے کہ جی چاہتا ہے کہ جو جو سنت ہو اگرچہ اس کے ادا کرنے میں تکلیف

ہو ضرور ادا کروں اور نوافل کثرت سے پڑھوں۔ (جی چاہتا ہے کہ) ہر وقت یہی کام رہے۔ مگر کیا کیا جائے جسمانی کمزوری اور تھکن ہو جاتی ہے۔ کبھی سر میں درد ہونے لگتا ہے لیکن مستقل نہیں رہتا ہے۔ جب تھک گیا چھوڑ دیا، تھوڑی دیر کے بعد پھر کیا۔

دس رمضان شریف تک تو لگتا تھا کہ جسم میں پہلے سے زیادہ قوت آگئی ہے۔ لوگ دبلے ہوتے تھے تو بندہ کو لگتا تھا کہ بندہ موٹا ہو رہا ہے۔ بہت اچھی طرح اور بشاشت سے سارے کام ادا ہوتے تھے۔ اتفاق سے دس رمضان شریف کو عصر کے بعد پیٹ میں اتنی شدت سے درد ہونے لگا کہ جس کا برداشت کرنا مشکل تھا۔ بے چین ہوتا تھا اور بخار بھی آگیا اور تمام رات پریشان رہا۔

گیارہ رمضان کو سارا دن ہلکا درد رہا اور رات میں بھی رہا۔ اب بحمد اللہ نہیں ہے مگر اس درد کی وجہ سے لگتا ہے کہ جسم کی آدھی قوت ختم ہوگئی ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد دماغ بالکل خالی لگتا ہے اور کمزوری بھی محسوس ہوتی ہے۔ "اللهم انی ضعیف فقو فی رضاك ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی وطوقنی حسن عبادتك یا ارحم الراحمین"

(آپ سے) کمزوری کے دور ہونے کی درخواست ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں مگر اتنی مشقت مناسب نہیں ہے۔

نماز میں دل کی یکسوئی اور مبتدی کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خطرناک ہونا

حال: بندہ کو ساری طاعت میں سب سے زیادہ میں مزہ، محویت (گم ہونا) اور استغراق (ڈوبنے کی کیفیت میں) ہوتا ہے۔ اتنا (زیادہ حاصل) ہوتا ہے کہ ساری نماز اس طرح ہوتی ہے کہ بحمد للہ غیر اللہ کا خیال غیر اللہ ہونے کی حیثیت سے شاید ہی کبھی آتا ہے۔ خصوصاً مغرب وعشاء کی درمیانی نفلوں میں۔ (ایسی کیفیت ہوتی ہے) پہلے تہجد کی نماز میں بھی ایسا ہی ہوتا تھا مگر اب کیونکہ طبیعت پر بارہ تسبیح کے ذکر کو پورا کرنے کی ایک قسم کی چاہت بلا اختیار رہتی ہے اس لئے عرصے سے اس وقت کی نماز میں دل کی چاہت کے مطابق دل کی یکسوئی نہیں اور مزہ رہتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

الحمد للّٰه علی احسانه الف الف مرة ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العظیم۔ گناہ اگر چھوٹا بھی ہو جاتا ہے تو اتنا غم کا پہاڑ ہوتا ہے کہ عرض نہیں کر سکتا ہوں مگر اس وقت بندہ کی حالت کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ عمومی طاعت کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ الحمد للہ نماز سے خصوصی عشق ہے اور گناہوں سے نفرت ہے۔ اگر کوئی یاد

دلانے والا نہ ہو تو اکثر خیال بھی نہیں آتا ہے۔ یاد دلانے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے شرم آتی ہے۔ نماز میں جب کوئی دوسرا خیال آتا ہے تو ساتھ ہی اس بات کا استحضار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ تیرے سینے کے اندر اس تیرے خیال کو دیکھ رہے ہیں (نہ یہ کہ جانتے ہیں بلکہ دیکھ رہے ہیں۔ بس فوراً وہ خیال غائب ہو کر حق تعالیٰ کا خیال آجاتا ہے)۔

''واعلموا ان اللّٰہ یحول بین المرء وقلبہ.'' ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ آدمی کے دل سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔'' (قالۃ بعض المفسرین تفسیر عثمانی ۵۱۷/۱) کی یاد بہت آسانی سے رہتی ہے۔ اپنے تمام معمولات میں بحمد للہ تعالیٰ خدا تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ اتنا پاتا ہوں کہ تقریباً ساری عمر کے بارے میں اب خیال بھی نہیں آتا ہے کہ مجھے کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی ضرورت کبھی پڑے گی۔ اس بات کا جوش خوب پاتا ہوں کہ خود کو تو چھوٹی سے چھوٹی بات میں شریعت کا پابند بنایا جائے اس کے بعد اس زمانے میں جو اسلام کی ضرورت ہو اس میں اپنی ساری کوشش مصروف (خرچ) کردی جائے۔ ہر وقت اور ہر گھڑی خدا تعالیٰ کے دین اور قرآن وحدیث کے پھیلانے میں سرگرم رہا جائے۔

آج کل خصوصاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا) کا خیال خاص طور سے رہتا ہے۔ یعنی بغیر کسی خوف اور طعنے کی پرواہ کئے بغیر اس بارے میں جدوجہد کرنی چاہئے۔ خواہ کچھ ہی تکلیف اٹھانی پڑے تاکہ اس طریقے سے یہ ناکارہ بھی حزب اللہ (اللہ تعالیٰ کے گروہ) میں شامل ہو جائے۔ جو حزب اللہ میں جو داخل ہو گیا اس کو کسی کا کیا خوف۔ یہ مختصر بے جوڑ عرض کیا گیا ہے۔ مطلب حضور نے خیال فرما لیا ہوگا اس لئے لمبا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

تحقیق: میں خوب سمجھ گیا۔ اصلی مقاصد جن میں عمل کے علاوہ امتیاز (تمیز) ہی (ایک) بلند حالت ہے مبارک ہو۔ تہجد میں بارہ تسبیح کا خیال بھی ذکر ہی ہے۔ اس لئے یکسوئی اور حضور کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن امر بالمعروف (کے بارے) میں اتنی بات گزارش کے قابل ہے کہ اس (موجودہ) حالت میں اس کی صرف چاہت کا ہونا تو پسندیدہ اور مقصود ہے لیکن اس کو کرنے میں ابھی کچھ تاخیر کی ضرورت ہے کہ مبتدی کے لئے اس (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے) میں نفس کی حرام خرابیاں مل جانا اکثر ہوتا ہے۔ جن سے بچنا ضروری ہے۔ خود امر بالمعروف فرض عین نہیں ہے۔ اس لئے جو کام فرض نہ ہو اور اس کا چھوڑنا سبب ہو حرام کے چھوڑنے پر اس (کام جو کہ فرض نہ ہو) کا چھوڑنا واجب ہو جائے گا۔ امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کی وضاحت فرمائی ہے اور یہی قتال کی آیات کے تاخیر سے نازل ہونے کا راز ہے یہاں تک کہ ان کے نفوس فضائل کی وجہ سے (تمام منازل کو

طے کر کے) مکمل ہو جائیں اور ان برائیوں سے پاک ہو جائیں۔

ترجمۂ قرآن کی تعلیم جدید طرز پر اور تصنیف کا خیال مشغلوں سے فارغ ہونے کے بعد ہونا چاہئے

سُؤال: آج کل مجھے سادہ قرآن کی تعلیم کی ضرورت بہت محسوس ہو رہی ہے۔ (تفسیر کی کتابوں کی نہیں) تفسیروں میں کیونکہ عمومی طور پر لغوی یا عربی بحثیں اتنی بھر دی گئی ہیں کہ کلام اللہ کا سادہ مضمون اس میں چھپ جاتا ہے۔ اسی طرح بہت ساری بحثیں جن کی اس زمانے میں ضرورت ہے جو ساری کی ساری قرآن کے ذیل میں آ سکتی ہیں (اس طور پر کہ قرآن سے شاید ہی کوئی چیز باہر ہو) طلبہ کے کانوں میں پڑ سکیں گی۔ ان بحثوں میں اپنے حضرات اور محققین کی تحقیقات خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ تفاسیر میں جو مضامین اس زمانے کی رعایت میں بیان کئے جاتے تھے وہ نہ لکھے جائیں جیسے اسم مسمّٰی میں اتحاد ہے یا دونوں الگ الگ ہیں۔

غرض یہ کہ جو غرض حضرت والا کی تفسیر لکھتے وقت نظر کے سامنے تھی قرآن مجید کی تعلیم کے لئے وہی میرے دل میں جمی ہوئی ہے۔ کیا عجب ہے کہ اسی بہانے سے اللہ تعالیٰ شانہ بندہ کو ''خیر کم من تعلم القرآن وعلمه'' (تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور اس کو سکھائے کے گروہ) میں شامل فرما دیں۔

اس میں شک نہیں کہ آج کل مدارس میں خالص قرآن شریف کے سمجھنے کی طرف توجہ بہت ہی کم ہے اگرچہ تفسیر کی کتابوں کی طرف توجہ ہوتی ہے کبھی کبھی تو مجھ جیسے مولویوں کو کلام اللہ کا ترجمہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس کو مقصود سمجھ کر نہیں پڑھا جاتا ہے۔ اس صورت میں شاید فائدہ بھی عام ہوگا یعنی جتنی استعداد کی ضرورت (تفسیر) بیضاوی وغیرہ کے لئے ہوتی ہے اس کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ کچھ عجب نہیں کہ اگر ان مضامین کو عوام کے سامنے بیان کیا جائے تو (یعنی جنہوں نے عربی تعلیم حاصل نہیں کی) اکثر مضامین سے عوام کو بھی فائدہ ہوگا۔ اس (تعلیم کے) درمیان پڑھانے والے اور پڑھنے والوں کے لئے خصوصی طور پر بیان القرآن کا مطالعہ مفید ہوگا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ یہ حقیقت میں بیان القرآن کی تدریس ہوگی۔

اس خیال کو حضرت کیا سمجھتے ہیں؟ اسلامی ضروریات کے بارے میں اور بھی خیالات ہیں جن میں سب سے بڑے دو خیال ہیں۔

❶ صحیح مسلم کی شرح کی تکمیل تاکہ حنفی طالب علموں اور عام (دوسرے) طلبہ حدیث کو بہت سی شروح کے انبار کی ضرورت نہ رہے۔ اس شرح کے ضمن میں اپنے اکابر کی بہت سی نئی تحقیقات لکھی جائیں۔

۲ حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مضامین کو آسان اور عام کیا جائے۔ انشاء اللہ ان کا وقت بھی آرہا ہے۔
اگر حضور والا کی توجہات (بندہ پر) اسی طرح رہیں تو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ بندہ کو اپنے دین کی کس کس خدمت سے نوازے اور یہ سب خیالات یا ان میں سے کچھ پورے فرمائے تصنیف کے لئے کیونکہ فراغت اور آزادی کی ضرورت ہے اس کے لئے دعا فرمائیں کہ وہ نصیب ہو۔

جواب: یہ تینوں خیال میرے مزاج کے موافق ہیں۔ بعض فائدہ کی وجہ سے میرے ذہن نے ان کے درمیان ایک خاص ترتیب بنائی ہے۔ تیسرا خیال پہلا خیال ہے (یعنی پہلے یہ ہونا چاہئے) اور پہلا خیال دوسرا خیال ہے (کہ یہ دوسرے نمبر پر ہونا چاہئے) اور دوسرا خیال تیسرا خیال ہے (یعنی دوسرا خیال تیسرے نمبر پر ہونا چاہئے) پھر ان سب کاموں کے لئے ایک مدت کافی تک علمی مشغلوں سے فراغت کی ضرورت ہے یہ سب اسی فراغت کے بعد ہوگا۔

قرآن کی تلاوت کی کثرت

حال: اپنے حال کے متعلق عرض ہے کہ پہلے جیسا ہی ہے۔ آج کل قرآن مجید کی تلاوت جو ہوتی ہے تو تیز اور رواں ہوتی ہے جس میں تقریباً روزانہ پندرہ پارے ہو جاتے ہیں۔ سمجھ کر اور بے سمجھے عمل کرتا ہوں۔

تحقیق: بہت مناسب ہے۔

حال: ذکر وغیرہ اپنے اوقات میں ہوتے ہیں۔ پرسوں یہ عشرہ بھی ختم ہو کر ان شاء اللہ تعالیٰ تیسرا عشرہ شروع ہونے والا ہے جو مقصود اعظم ہے کیا دور ہے کہ اس دور پڑھے ہوئے کی جانب خاص توجہات ہو جائیں کہ پاس رہنے والے تو ہر وقت مزے لوٹتے رہتے ہیں کل انشاء اللہ مفتی صاحب کا کلام ختم ہو کر پرسوں سے فلاں مولوی صاحب ساڑھے تین تین پارے تراویح میں اور فلاں مولوی صاحب اتنا ہی نفلوں میں سنانے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پورے فرمائیں اور نفع والا بنائیں اور ان راتوں کی برکات عطا فرمائیں۔

تحقیق: آمین۔

کبھی فعل کا عزم بھی علاج ہوتا ہے

حال: کیا کروں بال بچوں کا ساتھ ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ مزدوری کرتا یا گھاس کھود کر بیچتا تو نفس کی ساری حقیقت ڈھیلی ہو جاتی مگر مزدوری میں بے چارے بیوی اور بچوں کی گزر نہ ہوگی وہ بے چارے بے خطا اور بلاوجہ مصیبت میں پڑیں گے۔

تحقیق: بس اس کا عزم ہونا بھی نفس کے علاج کے لئے کافی ہو گیا ہے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: اب میری آخری عرض یہ ہے کہ حضرت والا میری خطاؤں کو معاف فرمائیں اور میرے لئے خاص طور پر مغفرت کی دعا فرمائیں۔ میرا معاملہ دونوں جہاں میں کہیں ٹھیک نہیں ہے۔

جواب: دل و جان سے دعا ہے کہ بے فکر رہیں اس طرح عمل سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے درجات بلند ہو گئے۔

نسبت حاصل ہونے کی دعا مطلوب ہے

حال: دعا کی حالت میں دل بہت لگتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت دعا ہی کرتا رہوں۔ میرا خیال ہے کہ دعا کے برابر کوئی چیز اثر کرنے والی نہیں ہے۔ حضور والا (کیا) نسبت کے حاصل ہونے کی دعا کرنا غلط تو نہیں ہے۔

تحقیق: عین مطلوب ہے۔

سوال: یاد پڑتا ہے کہ حضور نے کہیں تحریر فرمایا ہے کہ ثمرات (نتائج) پر نظر نہیں ہونی چاہئے۔

جواب: یعنی ان (ثمرات ونتائج) کے انتظار میں نہ رہے کہ اس سے دل پریشان ہو۔ دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: نسبت ذکر کا ثمرہ ہی ہے یا مقصود ہے؟ اگر مقصود ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ذکر سے مقصود تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے (پھر یہ نسبت کیسے مقصود ہے؟)۔

جواب: نسبت اسی (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی) کا دوسرا نام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور اللہ تعالیٰ کی رضا دونوں ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں۔

فرض، سنت اور نفل نماز کی ادا میں طبعی فرق

حال: نماز میں فرض کے مقابلے میں سنت اور سنت کے مقابلے نفل میں اطمینان اور دل کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہ بات اختیاری نہیں ہے۔ یہ معاملہ الٹ لگتا ہے۔ اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

تحقیق: (علماء نے) نمازوں کی قسموں میں فرق لکھا ہے۔ میرے نزدیک یہ طبعی بات ہے۔ اس کا سبب طبیعت کی خصوصیت ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعض نفوس کی خاصیت (یہ) ہوتی ہے (کسی چیز کو) لازم کر لینا ان (نفوس) پر بھاری ہوتا ہے۔ لازم نہ ہونے کی صورت میں خوشی کی وجہ سے آسان ہوتا ہے۔

بعض طبیعتوں کی طبعی خصوصیت یہ ہے کہ ان کو لازم کر لینے میں تو آسانی ہوتی ہے اور اختیار دے دینے میں سستی ہوتی ہے۔ دونوں (طبیعتیں) طبعی ہونے کی وجہ سے بری نہیں ہیں۔ اثر کے اعتبار سے دوسرا مزاج اچھا

لگتا ہے۔ بہر حال اس کی فکر میں نہ پڑیئے۔ والسلام

نماز میں بھول جانے کا علاج

سُؤال: جب سے بندہ یہاں آیا ہے نماز میں بہت ہی بھول ہوتی ہے۔ چنانچہ ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعت میں خواہ مخواہ یہ ڈر لگتا ہے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت پڑھی۔ اکثر تیسری یا چوتھی رکعت کے بارے میں شک ہوتا ہے کہ یہ تیسری ہے یا چوتھی ہے۔ جہاں تک ہو سکے یاد رکھنا چاہتا ہوں مگر ایک سیکنڈ میں بھول جاتا ہوں۔ پھر شک ہو جاتا ہے اور نماز دوبارہ پڑھتا ہوں۔ دوبارہ نماز کا معمول ہوتا جا رہا ہے۔ مہربانی فرما کر اس بھول اور شک کے دور ہونے کے لئے خاکسار غلام کے لئے دعا فرمائیں اور کوئی علاج تجویز فرمائیں بندہ احسان مند ہوگا۔

جَوَابْ: ایسی حالت میں دوبارہ نماز پڑھنا مرض کی حالت میں بد پرہیزی ہے۔ اس لئے شرعی احکام پر عمل کافی ہے۔ اس حالت کے بارے میں اگر شرعی احکام معلوم نہ ہوں تو بہشتی زیور کا سجدہ سہو کا باب دیکھئے اگر سمجھ میں نہ آئے تو لکھیں۔

صرف خط لکھنے کے لئے وضو کرنا شرعی حدود میں تصرف کرنا ہے

حَالْ: میرا معمول حضور کی خدمت میں باوضو خط لکھنے اور پڑھنے کا ہے۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ غلام کو تو اس میں برکت محسوس ہوتی ہے۔

تَحْقِیقْ: اپنے احساسات کا کبھی اعتبار نہ کیجئے۔ شرعی قواعد کے ذریعے اس کا حکم بتاتا ہوں۔ صرف اس کام کے لئے وضو کرنا شرعی حدود میں تصرف کرنا ہے کیونکہ کسی شرعی دلیل سے اس عمل کے لئے وضو کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے۔

اعمال پر استقامت حال سے بہتر ہے

حَالْ: بحمد اللہ الکریم آنحضور کی برکت سے معمولات اچھی یا بری طرح ادا ہو جاتے ہیں۔ اکثر رات کے آخری حصہ میں تہجد اور چھ تسبیح نفی اثبات اور چھ تسبیح اسم ذات دو ضرب والا ادا ہو جاتے ہیں۔ کوئی حال نہیں اور نہ ہی کسی حال کے قابل ہوں۔ دن رات گھر کے کاموں یا پڑھنے پڑھانے میں مشغولیت رہتی ہے۔

تَحْقِیقْ: اعمال کے مقابلے میں حال کچھ بھی بڑی چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ ایمان پر استقامت ہے۔ یہ ہزاروں حال سے بڑھ کر ہے لگے رہئے۔

گناہ گار سے نفرت و نہی عن المنکر (بری باتوں سے منع کرنا) مبتدی کے لئے نقصان دہ ہے

حال: اب یہ حال ہے کہ بلا ارادہ گناہ کے کام سے نفرت ہونے لگی ہے۔ جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتا ہوں تو لگتا ہے کہ یہ شخص تو جہنم کے راستے پر چلنے والا ہو گیا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ مسلمان بھائیوں کو نرمی سے گناہ سے روکنے کی کوشش کروں اور جتنا ہو سکے کرتا ہوں۔ جناب کی دعا کی برکت سے کوشش بے کار نہیں ہوتی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ بندہ کے لئے جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمائیں اور دعا کی درخواست ہے۔

تحقیق: گناہوں سے نفرت پیدا ہو جانا ایک بلند حال ہے لیکن گناہ کرنے والوں سے نفرت ہونا یہ مبتدی کے لئے خطرناک حالت ہے۔ کیونکہ اس کا سبب اکثر کبر اور خود کو بڑا سمجھنا اور اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرنا ہوتا ہے۔ تمکین (کے درجے) کے حاصل ہونے تک گناہ گار کو دیکھ کر یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ شخص تو ہم سے اچھا ہے مگر اس پر گناہ کا آ جانا جو برا ہے ایسا ہے جیسے کسی حسین آدمی کے چہرہ پر توے کی سیاہی مل دی جائے تو اس شخص کو سفید سمجھنا اور سیاہی کو سیاہی سمجھنا دونوں ایک حالت میں ہو سکتا ہے بس یہی معاملہ گناہ گار اور گناہ کے ساتھ کرنا چاہئے۔

اسی طرح مبتدی کو کسی کو گناہ سے روکنے کی کوشش میں مشغول نہیں ہونا چاہئے لیکن ضرورت کے مطابق عام خطاب یعنی جہاں کوئی دوسرا وعظ کہنے والا نہ ہو وعظ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے آگے بڑھنا خطرناک ہے۔ تعجب ہے کہ یہاں رہ کر بھی یہ باتیں معلوم نہیں ہیں۔

معمولات کو ہمیشہ کرنے سے رسوخ پیدا ہوتا ہے

حال: ارشاد عالی کے مطابق کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم کا دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ مطالعہ کے وقت دل پر اثر ضرور ہوتا ہے مگر باقی نہیں رہتا ہے۔ یہ بات بھی گزارش کے قابل ہے کہ کتاب کے مطالعہ میں جتنی یکسوئی ہوتی ہے اتنی نماز اور ذکر میں یہ حالت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اوپر اوپر کے خیالات دل کو گھیر لیتے ہیں۔ بہت کوشش بھی ہوتی ہے لیکن پوری طرح دور نہیں ہوتے ہیں۔

حضور والا کی توجہ سے معمولات لازمی طور پر ہو جاتے ہیں۔ طبیعت ضعیف زیادہ ہو گئی ہے اس لئے ابھی زیادتی کی درخواست نہیں کی جاتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ہمت قوی عطا فرمائیں اور حضور اقدس کو دیر تک صحیح و سلامت رکھیں۔

تحقیق: اثر کا باقی رہنا جس کا نام رسوخ ہے۔ یہ بڑی مدت کے بعد ہوتا ہے مگر معمولات کو ہمیشہ کرنے سے ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ تنگدل نہیں ہونا چاہیے کرتے رہئے ان شاء اللہ ایک دن مقصود حاصل ہو جائے گا۔

مطالعہ میں نماز اور ذکر کے مقابلے میں یکسوئی زیادہ ہونا طبعی بات ہے۔ جس کی وجہ ظاہر ہے کہ نماز اور ذکر یاد سے ہوتا ہے اور مطالعہ سوچ سے ہوتا ہے۔ خیالات کو روکنے والی چیز سوچ ہے۔ اس لئے یہ بات بری نہیں ہے۔ اس میں زیادہ زور نہ دیجئے۔

مبتدی کے لئے اخبار پڑھنا نقصان دہ ہے

سوال: جناب کے ارشاد کے مطابق معمولات سارے روزانہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اخبار دیکھنے کے بارے میں اگر اجازت دیں تو دیکھ لیا کروں۔ پہلے میں دیکھا کرتا تھا مگر جب سے جناب نے ہر قسم کی کتاب دیکھنے کو منع فرمایا تھا تو میں نے اخبار دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا اور آپ کے فرمانے کے مطابق کتابیں دیکھتا ہوں۔

جواب: ابھی اخبار نہ دیکھیں جب نقصان دہ نہیں ہوگا تو اجازت دے دوں گا۔ اب تو ذکر دل میں جمانے کی کوشش کریں۔

تمکین مقصود ہے جبکہ اعمال اور تقویٰ پر ہمیشگی ہو

حال: کبھی عین ذکر کے وقت دل کے اندر کچھ انوار آتے ہیں اور دل میں ایک قسم کی کشش پیدا ہوتی ہے۔ جس سے ذکر کا شوق زیادہ ہو جاتا ہے کہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ اس وقت درس و تدریس اور انسانی صحبت سے بھاگنے کو جی چاہتا ہے اور طبیعت تنہائی پسند ہوتی ہے یہاں تک کہ کسی شخص کا سامنے آجانا بھی طبیعت پر بوجھ ہونے کا سبب ہوتا ہے۔

کبھی اس کے خلاف بالکل کمی ہو جاتی ہے اور ایک قسم کی پریشانی ہوتی ہے اور اپنے اعمال کی نحوست یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید اب تیرے اوپر عذاب آنے لگا ہے اس وقت آدمیوں کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہوں کہ شاید اس مسلمان کی صحبت کی برکت یا حسن ظن کی وجہ سے نجات ہو جائے۔

جب اس حالت سے نجات ہوتی ہے تو رونے کی کیفیت اور نرمی پیدا ہوتی ہے کہ میرا رب کیسا رحیم و کریم ہے کہ میرے مخلوق میں سب سے برے ہوتے اور عذاب کے قابل ہونے کے باوجود مجھے اپنی رحمت سے بچا لیتا ہے۔ اپنے گناہوں کی کثرت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے انعامات کی کثرت کو سوچتا ہوں تو خود بخود آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور عذاب الٰہی سے ڈر لگتا ہے۔ اس لئے کہ خود کو مجرموں میں پاتا ہوں متقیوں میں سے نہیں

پاتا ہوں اور درجات تو تقویٰ والوں کے لئے ہیں۔ مجرموں کا اس میں کہاں حصہ ہے۔ اس لئے کہتا ہوں ؎

نگویم بزرگی وجاہم بہ بخش فرو ماندگی و گناہم بہ بخش

ترجمہ: ''جاہ ومرتبہ کا میں کچھ کرتا نہیں سوال ——— بس تیرا عفوو درگذر ہے میرے شامل حال۔''

مجھ پر اس قسم کی حالت طاری ہوتی ہے کہ اس وقت بطور حال کے صاف لگتا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے سب عاجز ہیں ''لا ملجا و منجا منك الا اليه'' (کہ کوئی ٹھکانہ اور کوئی راہ نجات اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہیں ہے) حتیٰ کہ انبیاء واولیاء کو بھی اس کے آگے بے اختیار پاتا ہوں مرشد سے کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر یہ خیال بھی مانع ہوتا بلکہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ''الیس اللّٰہ بکاف عبدہ'' (کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے) مگر یہ حالت قائم نہیں رہتی ہے۔ یہ خیال کیا ہے؟ بندوں اور مرشد کے ساتھ بے ادبی تو نہیں ہے یا عقیدت کی کمی نہیں ہے کہ محرومی کا سبب تو نہیں ہے۔

تحقیق: اکثر ذاکرین کو ایسے حالات پیش آتے ہیں۔ اپنی انتہا کے اعتبار سے پسندیدہ ہیں۔ لیکن مقصود ایک بھی نہیں ہے۔ یہ سب رنگ ہیں اور مقصود حالت تمکین ہے۔ جو تلوین کی حالت کے بعد خدا کے فضل سے نصیب ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی شرط اعمال پر مداومت اور استقامت ہے۔

اس لئے احوال کی طرف توجہ کرنے سے زیادہ اہم اعمال کا التزام ہے اگر چہ اعمال تھوڑے ہی ہوں۔ اس سے (بھی) زیادہ اہم ہمیشہ تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ ان دونوں باتوں پر جمے رہئے جو کچھ بھی تبدیلیاں ہوں اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ بس انشاء اللہ تعالیٰ ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور کلبۂ احزاں شود روز گلستان غم مخور

ترجمہ: ''یوسف لوٹ آئے گا کنعاں غم نہ کر ——— غموں کا گھر بن جائے گا گلستاں غم نہ کر۔''

عمل کو قبولیت کے قابل ہونے کا حقدار نہیں سمجھنا چاہئے

حال: جب کوئی عمل اچھا کیا جاتا ہے تو اس وقت دل کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ یہ خیال بھی ساتھ میں آتا ہے کہ بزرگوں نے جو یہ درجے حاصل کئے ہیں نیک عملوں سے حاصل کئے ہیں۔ میں بھی ہمیشہ نیک عمل کروں گا تو درجہ حاصل کروں گا۔ عرض یہ ہے کہ یہ خیال شیطانی ہے یا نہیں ہے؟

تحقیق: یہ خیال عین ثواب ہے۔ مگر اس کے ساتھ کبھی یہ وسوسہ بھی نہ کیا جائے کہ عمل سے ہمیں درجہ ملنے کا حق حاصل ہو جائے گا یا ہمارا عمل قابل قبول ہے ایسی حالت میں جو عطا ہو جائے وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

حَالؒ: عرض ہے کہ جب مدرسہ کے اسباب میں کمی ہوتی ہے تو دل گھبراتا ہے پھر حضور کی نصیحت یاد کرکے کچھ دیر بعد مضبوطی ہوتی ہے اس لئے عرض ہے مضبوطی کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیقؒ: دل و جان سے (دعا ہے)۔

حَالؒ: اس خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص اور اللہ تعالیٰ سے محبت بہت کم ہے۔ دعا فرمائیں کہ ہمت ہو جائے۔

تحقیقؒ: اس نمبر کو الگ لکھ کر دیجئے۔

معنی سوچ کر قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا عین سنت ہے

حَالؒ: میں جب نماز پڑھتا ہوں تو ہر آیت کو ٹھہر ٹھہر کر اس کے معنی کا خیال کرتے ہوئے پڑھتا ہوں اس طرح پڑھنے سے دل کی توجہ خوب ہوتی ہے اور یہ لگتا ہے کہ اللہ میاں کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کر رہا ہوں۔ (میں) اس طرح نماز پڑھتا ہوں یہ خلاف سنت تو نہیں ہے؟ اگر سنت کے خلاف ہے تو کس طرح پڑھنا چاہئے؟ برائے مہربانی اس کی صورت بتا کر ممنوع فرمائیں۔

تحقیقؒ: (یہ طریقہ) عین سنت ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اس پر دلالت کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ﴿ رتل القرآن ترتیلا ﴾ (کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے) حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ رب العالمین پڑھتے پھر ٹھہرتے پھر بسم اللہ الرحمٰن پڑھتے (اسی طرح) مالک یوم الدین پڑھتے پھر ٹھہرتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر کرو۔ اس کے علاوہ اور بھی قرآن و حدیث کی عبارتیں ہیں (جن سے اس طریقے کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے)۔

دل لگے (یا) نہ لگے کام پورا کرنا چاہیے

حَالؒ: عرصہ ہوا اس نالائق نے اپنے افسوس ناک حالات سے حضور کو مطلع نہیں کیا طبیعت پر بہت ہی ہیبت اور خوف غالب ہو رہا تھا کہ ایسا کیوں کیا۔ کئی ہفتے سے تو ایسے خیالات کا غلبہ رہا کہ ایسی نالائقی کیوں کی کہ اپنے حالات لکھنے کیوں بند کر دیئے اگرچہ وہ حالات ذکر کے قابل نہیں ہیں۔ آج ڈرتے ڈرتے یہ چند حروف لکھے ہیں مگر اپنی اس حالت پر بہت ہی شرمندہ ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کیجئے۔

اس مرتبہ طبیعت پر ایسے انقباض (دلی تنگی) کا غلبہ ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ وجہ معلوم نہیں کیا تھی۔ دل کی حالت بہت بے حس ہوگئی ہے کہ نہ نماز میں جی لگتا ہے اور نہ ذکر و اشغال کو جی چاہتا ہے۔ دل کے بغیر لگے

اگرچہ تھوڑا بہت کر لیتا ہوں۔ مگر بالکل بے مزہ۔ پہلے بحمد اللہ حالت اچھی تھی خوب جی لگتا تھا اکثر رات کو ذکر کرتے کرتے بہت رونا آتا تھا اور دل چاہتا تھا کہ رات بھر ذکر کرتے رہو مگر اب نوافل پڑھنا بھی بوجھ معلوم ہوتا ہے۔

حضور کو انہی باتوں کی اطلاع کرتے ہوئے شرم آتی تھی۔ مگر پھر خیال کیا کہ اپنے عیوب کو حضور سے چھپانا تو خودکشی کرنا ہے۔ حضور کے علاوہ کون ہے جو علاج کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے (میری) مدد کیجئے۔ خداوند کریم پھر حضور کی جوتیوں کے ذریعے ہی دوبارہ سے اپنی کامل محبت عطا فرمائیں اور سیدھی راہ پر چلائیں۔ حضور کے خادموں میں ہو کر ایسی شرمناک حالت پر رہنے پر شرم آتی ہے۔ دل بہت ہی بے چین ہے اور کوئی کام کرنے کو نہیں چاہتا ہے۔ جیسے کوئی گمی ہوئی چیز کے لئے پریشان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے (میری طرف) توجہ اور مہربانی کیجئے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اپنی محبت عطا فرمائیں۔ کسی اور چیز کی آرزو نہیں ہے۔ اس (خط) کا جواب اپنے ہاتھ سے فرمائیں تو زیادہ سکون حاصل ہوگا۔

تحقیق: سالک کو اس سے سخت گھاٹیاں ملتی ہیں جو شخص اس راستے پر چلے گا راستے کی اونچ نیچ پتھر اور کانٹے دیکھے گا تو کیا اس سے ڈر کر راستہ چلنا چھوڑ دیتے ہیں؟ کچھ بھی ہو کام پورا کرنا چاہئے دل لگے یا نہ لگے دل میں رقت (نرمی، رونا) ہو یا نہ ہو اس کو نہیں دیکھنا چاہئے۔

ہمت کی ضرورت

حال: آنکھ کا گناہ مسلسل ہوا جا رہا ہے جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائیں حضور بھی دعا سے مدد فرمائیں۔ میں خود کو اتنا قوی نہیں پاتا ہوں اگرچہ ہمت کرتا ہوں لیکن شکست ہو جاتی ہے۔ لیکن حضور کی دعا مدد کرے اور خداوند عالم توفیق نصیب فرمائیں تو بہت ہی آسانی سے اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔

تحقیق: یہ غلط ہے۔ دعا کے بارے میں تو سچی بات یہ ہے کہ (دعا کے مقابلے میں) آپ کی ہمت کی زیادہ ضرورت ہے اور اس (ہمت) میں کامیابی یقینی ہے۔ اس لئے آپ کا یہ (دعا سے کام ہونے کا) خیال تو بالکل باطل ہے۔ باقی خداوند کی توفیق (مل جانے کے بارے میں) خود بات تو صحیح ہے مگر اس سے مقصود (کہ آپ کچھ نہ کریں اور توفیق خداوندی ہو جائے) صحیح نہیں ہے۔ (یہ تو اس مقولہ) "کلمه حق اریدها الباطل" (کہ بات تو حق ہے مگر اس سے مراد غلط لی گئی ہے) کی طرح ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود ہمت کرنے کا پکا ارادہ نہ کرنا ہے۔

عوام کو خود کتابوں کا مطالعہ نہیں کرنا چاہیے

حال: قصص الانبیاء، خلاصۃ الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء ان تینوں کتابوں کے پڑھنے کی بندہ کو اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: ان کتابوں کو تو خود دیکھنا مناسب نہیں ہے لیکن کسی عالم کو سنا دو تو حرج نہیں ہے۔ وہ جہاں بتانے کی کوئی بات ہوگی بتا دے گا۔

استقامت کرامت سے اونچی چیز ہے

حال: الحمدللہ! سارے معمولات مسلسل اب تک ہو رہے ہیں۔ اب تک کوئی ناغہ بھی نہیں ہوا لیکن ایسا ہوا کہ کبھی دیر سے جاگا مگر زیادہ دیر نہیں ہوتی ہے۔ تمام معمولات اطمینان کے ساتھ ادا ہوئے کوئی نئی بات نہیں پیش آئی ہے۔

تحقیق: استقامت کرامت سے اونچی چیز ہے مبارک ہو۔

کتابیں پڑھنے اور تلاوت کرنے میں درمیانی توجہ کافی ہے

حال: جہاں تک ہو سکے کتابیں پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت خوب دھیان سے کرتا ہوں۔

تحقیق: اس میں دماغ پر بہت زور مت ڈالئے درمیانہ توجہ کافی ہے۔

حق واجب کو ادا کرنے کی صورت میں معافی مانگ لینا ضروری ہے

سوال: ایک شخص کا مالی حق میرے ذمہ واجب ہے، اس کو ادا نہیں کر سکتا ہوں اور اس کے معاف کر دینے کی امید ہے۔ تو (ایسی صورت میں) اس (صاحب حق) سے معاف کرا کر طبیعت کو یکسو کر لینا بہتر ہے۔

تحقیق: ہاں۔

سوال: یا ادائیگی کر سکنے کا انتظام کرنا بہتر ہے؟

جواب: معاف کرا لینے کے باوجود ادا کر سکنے کے وقت ادا کر دینے کا عزم افضل ہے۔

سوال: جیسے ایک شخص کا مال چوری کر لیا یا غصب کر لیا یا امانت میں خیانت کر لی۔ ادائیگی کے وقت اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے (کہ میں نے تمہارا مال چوری غصب یا خیانت کی تھی) لیکن معاف کرانے کی صورت میں صاف کہنا چاہئے کہ میں نے تمہارا مال چرایا یا غصب کیا تھا اور مقدار بھی بتا دے (کہ اتنے روپے یا اتنی چیز

لی تھی) کہ تم معاف کر دو یا تفصیل کے بغیر یہ کہے کہ میرے ذمے اگر تمہارا کوئی مالی حق ہے تو معاف کر دو کافی ہے۔

جواب: اگر یہ بات کسی اشارے وغیرہ سے معلوم ہو کہ ان ساری باتوں کے بغیر بھی معاف کر دے گا تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اس میں شک ہے تو بتانا ضروری ہے۔

نابالغ کا حق ادا کرنا (بھی) ضروری ہے

سؤال: اگر کسی مرے ہوئے آدمی کا مالی حق اپنے ذمہ ہے جس کے تین وارث ہیں۔ جس میں ایک نابالغ بھی ہے۔ دونوں (بالغ) وارث حق معاف کرتے ہیں تو نابالغ کی معافی یا اس کے شرعی ولی معافی معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں ہے بلکہ اس نابالغ کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ پھر اگر یقین ہو کہ یہ بالغین اس میں خیانت نہیں کریں گے تو ان کے حوالے کر دے ورنہ اس کو خود اس کی ضروری خرچ میں لگا دے جیسے کپڑے بنا دے۔

اصلی مقصود کام ہے

حال: دل کا جوش اور ولولہ ایسا نہیں ہے جیسا پچھلے سال تھا۔ دعا فرمائیے خصوصاً شریعت کی اتباع اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بڑھنے ـــــ کے لیے (دعا فرمائیں۔)

تحقیق: یہ کیفیات ایک حال پر نہیں رہتی ہیں۔ لیکن سکون ان کے ضعف کی دلیل نہیں ہے بلکہ کبھی سکون کا سبب ان کیفیات کا کمال ہے۔ اسی لئے نہ جوش توجہ کے قابل ہے اور نہ سکون اصل مقصود کام کرنا ہے۔ دعا کرتا ہوں۔

مواعظ کے مطالعہ کا مفید طریقہ

سؤال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ مواعظ کا مطالعہ کرتے وقت مجھے کن کن چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہئے جس سے جلد سے جلد فوائد حاصل ہوں۔

جواب: مواعظ کے مطالعہ کے وقت دو باتوں کا خیال رکھیں۔

1. کون کون سی ایسی برائیاں ہیں جو ہم میں ہیں ان کے ختم کرنے کی فکر کریں۔
2. کون کون سی خوبیاں ایسی ہیں جو ہم میں نہیں ہیں ان کے حاصل کرنے کی فکر کریں۔

تہجد، ذکر و شغل میں ناغہ کی تلافی

حال: میں اپنی ناکامیوں اور بدقسمتیوں کو کیا لکھوں۔ ایک مہینہ ہو گیا نہ تہجد کا التزام ہے اور نہ ہی ذکر و شغل کا ہے۔

تحقیق: اب سہی۔

حال: (اس ناغہ کی) ابتدا یوں ہوئی کہ ذی الحجہ کے شروع میں مجھے نزلہ وغیرہ کی اتنی شدید تکلیف ہوئی کہ پانچوں نماز پڑھنے میں بھی تکلیف ہوتی تھی۔ اس کے بعد ایام تشریق (بقرعید کے دنوں) میں کھانے پینے میں مشغول رہا۔ اس کے بعد پھر نزلہ نے تنگ کیا جو میرا پرانا مرض ہے۔ پھر کبھی کچھ بہانہ ملتا رہا۔ پھر عادت چھوٹ گئی۔ اس درمیان میں کبھی کبھی تہجد اور ذکر کی توفیق ملتی رہی لیکن نہ ہونے کے برابر۔

تحقیق: ایسی باتیں سب کو پیش آتی ہیں کچھ عجیب نہیں ہیں اور نہ ناقابل تلافی ہیں۔

حال: ہاں! تلاوت اور درود و مناجات مقبول وغیرہ کا التزام رہا۔

تحقیق: تو یہ کیا کم نعمت ہے۔

حال: ایک خاص بات یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ یہ شیطان کی طرف سے اچھا دکھانا ہے یا کیا ہے کہ دل کی حالت بری نہیں پاتا ہوں۔ وہی خیالات پہلے جیسے جوش والے ہیں بلکہ شاید دل کے جذبات جیسے اسباب سے تعلق کٹنا، جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگانے کی خواہش، اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ، حق و صادق علوم کو پھیلانے اور تعلیم کا شوق، مسلمانوں کے منافع کو حاصل کرنے کی جدو جہد کرنا اور کسی کے برا بھلا کہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلے میں کسی بڑے چھوٹی کی پرواہ نہ کرنا وغیرہ باتوں میں جوش کبھی اتنا نہیں پایا گیا۔

مرض کی حالت میں مجھے ڈاڑھوں کے درد میں جب تک کوئی میری عیادت کو نہیں آیا اور نہ کوئی دوا لانے والا تھا تو مجھے اتنی لذت اور لطف حاصل ہوا کہ شاید صحت میں بھی نہ تھا۔ ایک بات اور یہ کہ تہجد اور ذکر کا عزم بحمد للہ ہر روز رات کو کر کے سوتا مگر وقت پر سستی ہوتی آج تک التزام حاصل نہیں ہوا۔

تحقیق: کیا یہ اللہ تعالیٰ کی عطائیں نہیں ہیں۔

ع بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے

ترجمہ: "مصیبت ہوتی جو یہ نہ ہوتا"

اگر شاخیں کٹ گئیں (مگر) جڑ نہیں نکلی تو شاخیں پھر نکل آئیں گی بلکہ کبھی تو پہلے سے اچھی نکل آئیں گی۔

تہجد کی رکعت کی تعداد

حال: ناچیز جس وقت ضلع ہردوئی میں جناب اقدس سے بیعت ہوا تھا میں نے اور تین شخصوں نے خود کو تلقین و تعلیم کے لئے حضرت والا کے سپرد کیا تھا۔ بیعت سے فارغ ہونے کے بعد حضور والا نے پہلے مجھ ناچیز سے

مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا: تہجد کی نماز پڑھا کرو اور ذکر کی تعلیم کی (اور فرمایا) استغفار جتنا ہوسکے پڑھتے رہو۔

تابعدار نے عرض کیا: ناچیز تو بفضلہ تعالیٰ تہجد کی نماز پڑھتا ہے۔ پھر فلاں نے مجھ سے پوچھا: تہجد کتنی رکعت ادا کرتے ہو میں نے کہا: بارہ رکعت یا آٹھ رکعت اور اگر وقت تنگ ہو تو چار رکعت بھی پڑھتا ہوں فلاں نے آٹھ رکعت ہی تعلیم فرمائی۔

تحقیق: مطلب یہ تھا کہ اکثر یہی عادت ہے۔ زیادہ پڑھنا منع نہیں ہے بلکہ جتنی زیادہ ہو اتنی بہتر ہے۔ زیادہ سے زیادہ ان زائد رکعتوں میں تہجد کی نیت نہ کی جائے۔ بزرگوں نے سو سو رکعت پڑھی ہیں۔

ایک رکعت میں ایک سورت بار بار پڑھنا خلاف اولیٰ ہے

حال: میں نے یہ بھی عرض کیا: ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھتا ہوں۔ مگر...... نے فرمایا: تین مرتبہ ایک رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے۔ میں نے عرض کیا: ''کشف الحاجات ترجمہ مالا بدمنہ'' میں آنحضرت ﷺ سے ایک رکعت میں چار سورتوں کا پڑھنا آیا ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تین تین مرتبہ کسی سورت کا پڑھنا تہجد میں درست ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں شاید فرض نماز میں مکروہ ہو اور نفل نمازوں میں جائز ہو کیونکہ تراویح میں حفاظ ایک رکعت میں بہت سی سورتیں شامل کرتے ہیں۔

تحقیق: ایک سورت کا کئی بار پڑھنا اور کئی سورتوں کا پڑھنا اس میں فرق ہے۔ مکروہ ہونے کی بحث تو الگ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ حضور ﷺ کی اس طرح عادت نہیں تھی۔ اس لئے خلاف اولیٰ (بہتر کے خلاف) ضرور ہے۔

دن میں تہجد کے بدلے نوافل

حال: عذر کی وجہ اگر تہجد آخری شب میں نہ ہوسکے تو دن میں چار رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں۔ اسم ذات مبارک اکثر زبان پر جاری رہتا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب پسندیدہ ہے۔

کھانا کم کرنا

سوال: میرا دونوں وقتوں میں کھانے کا معمول چھ روٹی تھا۔ یعنی صبح تین روٹی کھاتا تھا اور شام کو تین روٹی کھاتا تھا۔ تبلیغ دین میں کم کھانے کا فائدہ دیکھا اور دعوت وعبدیت میں دیکھا کہ دن کو غذا پوری کھائے رات کو چوتھائی معدہ کم کھائے۔ اس لئے میں نے آہستہ آہستہ اندازے سے دو ہفتہ میں لقمہ دو لقمہ کر کے شام کی ایک روٹی کم کر

دی۔ اب صبح کو تین اور شام کو دو روٹی کھاتا ہوں۔ شام کو پانی بالکل نہیں پیتا ہوں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ کام جو میں نے اپنی رائے سے کیا ہے اچھا کیا ہے یا برا کیا ہے؟ حضور مہربانی فرما کر جو ارشاد فرمائیں گے اسی پر عمل کروں گا۔

جواب: شام کو ڈھائی روٹی کھائیں۔

بیوی کا تنگ کرنا بھی مجاہدہ ہے

حال: یہ سلیمان کا مضمون ہے حضرت! آپ نے مجھے ڈرایا تھا مجھے بہت فائدہ ہوا۔ اب تو شکر ہے کہ اللہ میاں کا کام با قاعدہ ہو رہا ہے۔ بیوی کے لئے بھی دعا کریں مجھے بہت تنگ کرتی ہے۔

تحقیق: میاں سلیمان کو کہو کہ خدا کا شکر کرو کہ سستی جاتی رہی میں بھی دعا کرتا ہوں۔ بیوی کے تنگ کرنے سے پریشان نہ یہ بھی مجاہدہ ہے جس میں تم کو ثواب ملتا ہے اور ستانے دو۔

بغیر غور وفکر کے تلاوت میں حرج نہیں ہے

حال: مجھے کلام پاک کچھ کم یاد ہے۔ اس لئے یاد کرنے کے لئے صبح ایک پارہ اس طرح پڑھتا ہوں کہ بعض رکوع دو دو تین تین مرتبہ پڑھ کر پکا کر لیتا ہوں۔ پھر وہی آدھا پارہ کر کے اوابین اور تہجد کے نوافل میں پڑھ لیتا ہوں۔ اس طرح غور وفکر معانی اور مطالب کی طرف توجہ کم ہوتی ہے اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔ عادت کی مقدار تلاوت میں تو غور وفکر مشکل بھی ہے۔ غور وفکر کے لئے ایک الگ بیٹھک ہونا آسان ہے۔ جس میں پڑھنے کی کوئی حد نہیں ہے۔

درود شریف منقول پڑھنا افضل ہے

حال: دلائل الخیرات میں بعض جگہوں پر اس قسم کے الفاظ ہیں "**اللهم صل علی سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم حتی لا یبقی من الصلاة شیء من انعام شیء من الرحمة شیء غیر ذلك**" اس کو پڑھنے سے طبیعت بہت رکتی ہے۔ احقر اس کی جگہ صلاۃ غیر متناہیہ پڑھتا ہے۔ اصل عبارت پڑھنے میں کوئی حرج ہے اگر ہے تو کیا پڑھنا چاہئے۔

جواب: اگر صحیح طور پر منقول ہو تو منقول پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ اس صورت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مبالغہ پر محمول ہے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں ورنہ (یعنی اگر یہ توجیہ نہ ہو تو) وہ درود جو منقول ہے اس کو پڑھنا بہتر ہے۔

ترقی کے اسباب کا مختلف ہونا

حال: دو چار باتیں اور بھی پوچھنی ہیں وہ عرض کرتا ہوں۔ امید ہے کہ صحیح جواب سے مشرف فرمائیں گے۔ جزاک اللہ حضوری (یعنی اللہ تعالیٰ کے دھیان کے درجے کے حاصل ہونے) کے بعد ترقی حاصل ہونے کا ذریعہ کیا ہے؟ کیا توجہ الی اللہ یعنی اسم ذات کے تصور میں خوب ملکہ (رسوخ) اور بے تکلفی پیدا کی جائے یا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہے؟

تحقیق: (یہ توجہ الی اللہ وغیرہ) مددگار نہیں ہے۔ جیسے کوئی حال پیش اس کے مطابق طریقے مختلف ہیں۔ جن (طریقوں) میں اعمال، اشغال، اقوال اور احوال سب داخل ہیں۔

لوگوں سے کم میل جول رکھنا

حال: ایک نئی حالت یہ ہے کہ میل جول کم ہو یا زیادہ سارا ہی بوجھ ہے۔ ہمیشہ تنہائی اور میل جول نہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر صرف شدید ضرورت کی وجہ سے میل جول ہو۔ یہ بھی جی چاہتا ہے کہ (لوگوں میں) ممتاز نہ بنوں۔ اس لئے اس سوچ میں کچھ پریشانی رہتی ہے۔

تحقیق: یہ پریشانی بھی مفید ہے۔

حال: اسی طرح احقر کی ذات سے یہاں آس پاس کسی کو فائدہ ہونے کی بھی امید نہیں ہے۔ نہ تو کوئی میرا ہو سکتا ہے اور نہ ہی میں کسی کا ہوسکتا ہوں۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے۔ میں کسی کو بھی اس کا اہل نہیں پاتا ہوں۔ امید ہے تعلیم فرمائی جائے گی۔ یہ مصلحت کے اعتبار سے مشورہ کے لئے عرض کیا گیا ہے۔

تحقیق: ناامیدی کیوں کی جائے کہ کسی کو نفع نہیں ہوگا۔

حال: لوگوں سے ملنے جلنے سے تھوڑا بہت حجاب (پردہ) ہو ہی جاتا ہے اور کدورت (میلا پن) آ ہی جاتا ہے۔

تحقیق: زیادہ یا خود سے میل جول کیوں کیا جائے۔ خود تنہائی اختیار کی جائے اور جب کوئی طالب ہو (یعنی دین سیکھنے آئے) تو اس کو نفع پہنچایئے۔

حال: اسی طرح احقر کی یہ خواہش ہے کہ اپنے ایک بیٹے کے ساتھ اس مہینہ شعبان کے آخر تک خدمت میں حاضر ہوں اور سارے رمضان وہیں قیام کروں۔ اس کے بعد لڑکے کو مدرسہ سہارنپور میں داخل کرا کے گھر واپس آؤں۔ ماشاء اللہ یہ بیٹا شوقین اور ذہین ہے اور حضور پر دل و جان سے فدا ہے۔ اس کی تمنا بھی یہی ہے کہ حضور

کے قریب رہوں اور کبھی کبھی قدم بوسی (زیارت) سے مشرف ہوتا رہوں۔اطلاعاً عرض کیا گیا ہے۔
تحقیق: کیا ہرج ہے لے آیئے۔

سُوال: برائے مہربانی ایسا علاج و دعا بتائیں کہ جس سے لوگوں کے ساتھ تعلق جو ہلاک کرتے اور اوقات کو ضائع کرنے والا اور نقصان دہ ہے چھوٹ جائے۔لوگوں سے یکسوئی اور ایک طرف ہونے کا طریقہ اور علاج کی صورت کیا ہے؟
جواب: بتکلف جان بوجھ کر کچھ ہمت کر کے یکسو اور ایک طرف رہنا شروع کیا جائے اور دوسری طرف قابل شمار حد تک توجہ کرنا چاہئے۔فقط

حال: میں اس وقت کیا حالت لکھوں عجیب کشمکش میں ہوں۔میرے دنیاوی تعلقات بہت ہیں۔اپنی آمدنی ضرورت کے جتنی ملتی نہیں ہے۔جس کی وجہ سے ایک قسم کی پریشانی ہمیشہ رہتی ہے۔دوسرا کوئی اور سنبھالنے والا نہیں ہے۔سب اپنے ہی ہیں۔ایسی حالت میں اگر اپنے بھائیوں سے الگ ہو جاؤں تو پریشانی تو کم ہو جائے گی لیکن شرم روک رہی ہے۔
تحقیق: میرے نزدیک تو کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔اس وقت مل کر رہنے کی وجہ سے خرچ اپنے قابو میں نہیں ہے اور اس وقت جتنا چاہا خود خرچ کیا جتنی گنجائش ہوئی دوسروں کی خدمت کی۔

حقوق معاف کرانے کا طریقہ

سُوال: اکثر جان پہچان والے سے رخصت ہوتے وقت یہ لفظ (خطا و قصور معاف کرنا) کیا ایسے رسمی لفظ سے حقوق معاف ہوں گے یا نہیں یا تفصیل کی ضرورت پڑے گی۔
جواب: اگر مخاطب کو وہ حقوق معلوم ہیں تو (یہ) لفظ کافی ہے۔اگر معلوم نہیں ہیں تو پوری تفصیل بتانا ضروری نہیں ہے۔لیکن یہ کہنا ضروری ہے کہ مجھ سے آپ کے کچھ حقوق ضائع ہوئے ہیں۔یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ اگر کوئی حق ہو تو معاف کر دیں یا جو کچھ ہوں معاف کر دیں۔

بلا ضرورت میل جول کا علاج

حال: (جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل سے) بلا ضرورت اختلاط (میل جول) گویا ہے ہی نہیں۔بات کرنے

کی یہ حالت ہے کہ جب بات کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو سے یہ آواز آتی ہے کہ "کیا ضرورت ہے" (حدیث میں ہے)"ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" (کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی چھوڑ دے) اس وقت نفس خواہ مخواہ بہت ضرورت پیش کرتا ہے۔ کبھی اپنے دھوکہ میں لے آتا ہے اور سمجھا دیتا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تحقیق: جب ایسی غلطی ہو جائے تو استغفار کیا جائے۔

خدا کی بےادبی کا علاج

حال: پھر (میں نے) یہ تدبیر اختیار کی کہ تین بجے رات کو کچھ روٹی کھاتا ہوں اور چائے بنا کر پیتا ہوں تو کمزوری میں کمی آجاتی ہے۔ آدھی تسبیح ذکر کچھ آواز سے اور کچھ آہستہ کرکے پورا کرتا ہوں۔ حضور کے تشریف لانے سے ایک رات پہلے ان سب تدابیر کے باوجود تہجد کی نماز کے بعد بہت رونے اور عاجزی کے بعد جب ذکر میں مشغول ہوا تو بلغم گلے میں اٹک گیا آواز ہی نہیں نکلتی تھی اس لئے نفس غالب آگیا۔ اور میں کمبخت نے دانت پیس لئے اور خود بخود یہ کہہ پڑا کہ "اگر یہی منظور تھا تو اپنا نام لینے کا شوق کیوں پیدا کیا موت ہی دے دیجئے؟"

تحقیق: بہت ہی برا کیا اگر زبان سے کہا ہے تو یہ تو سخت بات ہے۔ اس مادہ کو ختم کرنا واجب ہے، اگرچہ ندامت اور استغفار سے گذشتہ کا کفارہ ہوگیا مگر آئندہ کے لئے روکنا ضروری ہے۔ اس روکنے کا طریقہ بالکل ختم کرنا ہے۔ ختم کرنے کا طریقہ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مضبوط کرنا اور اس (عظمت کی مضبوطی) کو عشق کے ساتھ جمع کرنا ہے۔ میری رائے میں اس (عظمت الٰہیہ اور عشق) کی کمی ہے اس کی تلافی ضروری ہے۔

حال: اس کے بعد ندامت شروع ہوئی۔ دل کی حضوری ختم ہوگئی۔ بہت پریشان رہا۔ بار بار جی چاہا کہ جنگل وغیرہ میں بھاگ جاؤں۔ حضور کے تشریف لانے کے بعد معمول کے مطابق ظہر کے بعد خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ بہت ہی وحشت ہوئی جی چاہا کہ بھاگ جاؤں۔ مگر کمترین نے طبیعت کو سنبھالا اور یہ خیال آیا کہ یہی حاضری اس مرض کا علاج ہے۔ تھوڑے عرصے میں وہ کیفیت ختم ہوگئی۔

(بعد میں) دو تین دن تک دلی حاضری رہی۔ اب پھر وہی قبض کی حالت پیدا ہوگئی ہے۔ بہت ذکر کرتا ہوں مگر اثر نہیں ہوتا ہے۔ دو حالتوں میں سے ایک حالت رہتی ہے۔ کبھی صرف دل کی حضور اور کبھی اس کے ساتھ دل ایسا لگتا ہے اور ایسی لذت اور کیفیت ہوتی ہے کہ کمترین اس کو بیان نہیں کر سکتا ہے۔ اس پہلے جو قبض

کی حالت ہوتی تھی تو یہ تصور کر لیتا تھا کہ مذکور (اللہ تعالیٰ) موجود (ہیں) بس اتنا کافی ہے۔ جیسے کسی مجمع میں ایک شخص کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے تو اس حالت میں (اس کو) محبوب کو نہ دیکھنے سے پریشانی (تو) ہوگی مگر یہ خیال کر کے کہ محبوب کے پاس ہوں اور وہ دیکھ رہا ہے کچھ سکون بھی ہوگا۔

اب تو یہ حالت ہے کہ ذکر کے تھوڑی دیر بعد وحشت اور بہت ہی پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق: طبیعت ابھی تک محسوسات سے مانوس لگتی ہے۔ یہ ایک بڑا خطرہ ہے۔ اوپر جو جرأت کا واقعہ لکھا ہے وہ اسی کی شاخ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ادب کی کمی عشق کی کمی کی دلیل ہے۔ عشق کا تقاضہ تو یہ ہے کہ۔

ع ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود

ترجمہ: "وہ بادشاہ جو بھی کرے اچھا ہوتا ہے۔"

شیخ کی وضع قطع (ہیئت طور طریقہ) اختیار کرنا

حال: جس لباس سے (غیرہ کا) تشبہ پایا جاتا تھا میں وہ بالکل چھوڑ دیا ہے اور حضور ہی کا تشبہ اختیار کر لیا ہے۔

تحقیق: کیا خدا کا فضل ہوا ہے۔

حال: لوگ کیونکہ میرے اس طور طریقہ کے عادی نہیں تھے اس لئے مختلف القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ لوگوں کے اس سلوک سے دل خوش ہوتا ہے حالانکہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں اور دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

تحقیق: نہ خوشی کا ارادہ کریں اور نہ ہی خوشی کے دور کرنے کا ارادہ کریں۔

سوال: حضور بھی دعا فرمائیں کہ خدا بری باتوں سے محفوظ رکھے۔

جواب: آمین۔

(اپنے) سلسلے کے مشائخ کو ایصال ثواب (ثواب پہنچانا)

سوال: حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ اور دوسرے بزرگان دین جن کے بابرکت نام شجرہ میں لکھے ہوئے ہیں۔ اگر کبھی کبھی غرباء، مساکین کو کھانا کھلا کر یا ان کو نقد پیسے دے کر ان حضرات کو ایصال ثواب کر دیا کروں اور اس میں کوئی خاص اہتمام یا کسی مہینہ یا تاریخ کی قید نہ رکھوں بلکہ جب اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں کر دیا کروں۔ اس طریقہ میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ اگر اس میں کسی برائی یا کسی ناجائز بات کا شک ہو تو جس طرح حضور والا ارشاد فرمائیں اسی طریقہ پر عمل کروں گا۔

جواب: ثواب کا سبب ہے۔ مگر نیت یہ نہ ہو کہ اس عمل سے ان کی پاک روحوں سے فیض ہوگا اگرچہ باطنی فیض

ہی ہو۔

عمل پر اعتماد (کرنا) عبدیت کے خلاف ہے

حال: (میری) صحت کے لئے دعا فرمائیں تا کہ پھر اپنے کام پر لگ جاؤں کیونکہ زادراہ کی بالکل کمی ہے (یعنی آخرت کی تیاری کی کمی ہے)۔

تحقیق: اپنے عمل پر زادراہ ہونے کا گمان جیسا کہ آپ کی عبارت سے سمجھ میں آتا ہے (یہ) خود تواضع کے خلاف ہے۔

حال: کیونکہ دو سال کی محنت اور مشقت سے جو ثمرات (نتائج) حاصل ہوئے ہیں وہ میری سعادت کی واضح دلیل ہیں۔

تحقیق: یہ بات بالکل سنت کے خلاف ہے کہ ثمرات (نتائج) کو ریاضت کا سبب بتاتے ہیں۔ وہ حدیث یاد کیجئے کہ کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔

انہماک کے معنی

حال: بندہ کی حالت یہ ہے کہ ہر وقت یہ لگتا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ حاضر و ناضر ہیں۔ اس سے پہلے تو گناہ کی طرف میلان ہی نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر ہوا تو فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ حالت سرکاری کام کرتے وقت نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ صرف دنیا کے کام میں انہماک کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر (دنیاوی کام) انہماک سے نہ کیا جائے تو وقت بہت لگتا ہے اور کام بھی کچھ نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس وقت غفلت بھی نہیں ہوتی ہے کیونکہ اگر اس وقت شیطان کوئی وسوسہ ڈالتا ہے تو فوراً حق عز وجل کی طرف خیال جاتا ہے جس سے وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔

(سرکاری کام کے دوران) اگر نماز کا وقت آیا تو بار بار اٹھ کر گھڑی دیکھتا ہوں کہ جماعت میں کتنا وقت باقی ہے۔ کیا واقعی غفلت ہے جس کو بندہ سمجھ نہیں رہا ہے۔ اگر یہ غفلت ہے تو ضرور چھوڑنے کے قابل ہے اگر نہیں ہے تو خیر ہے۔ حضور والا تحریر فرمائیں کہ یہ کیا ہے تا کہ (حضرت کے) حکم کے مطابق عمل کیا جائے۔

تحقیق: یہ حالت غفلت نہیں تو انہماک بھی نہیں ہے۔ انہماک کے لئے غفلت ضروری ہے۔ (یعنی جب ایک کام میں انہماک ہوگا تو دوسرے کام سے غفلت ہوگی) بلکہ اگر تھوڑی سی غفلت بھی ہے تو انہماک کی دلیل نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ انہماک پوری مشغولی کو نہیں کہتے ہیں یہ تو بعض کاموں میں ضروری ہے بلکہ (انہماک) دلچسپی کی مشغولی جبکہ اس میں دوام یا غلبہ ہو کو کہتے ہیں۔ یہ (سرکاری کام میں دلچسپی کی مشغولی) آپ کو نہیں ہے۔

قرض کے ادا ہونے کی دعا کرنا

حَال: ایک فکر بہت پریشان کررہی ہے کہ بندہ مقروض ہے۔قرض کی ادائیگی کے لئے حضرت سے پوچھ کر دعا پڑھتا تھا۔اب (دعا پڑھنے کا) جی نہیں چاہتا ہے کہ (یہ) خدا کا نام مال کی غرض سے لینا ہے۔دل کو بہت سمجھاتا ہوں کہ یہ بھی دین ہی ہے۔ہاں!صرف دعا کرلیتا ہوں یہ نفس کا دھوکہ تو نہیں ہے؟

تحقیق: جس بات کے بارے نفس کے دھوکہ کا شبہ ہے وہ عین خلوص ہے۔مبارک ہو۔

ہمت کی ضرورت

حَال: (بندہ) اپنا حال کیا عرض کرے۔نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے۔کھانے کا اتنا غلبہ ہے کہ انتہاء نہیں ہے۔کئی مرتبہ نفلی روزہ رکھنا چاہا مگر اسی کی وجہ سے نہ رکھ سکا۔نفس کا اتنا غلبہ ہے کہ جو جی چاہتا ہے کرتا ہے۔مخالفت کی بہت ہمت کرتا ہوں مگر کامیابی نہیں ہوتی ہے۔ڈر ہے کہ کہیں مباح (جائز چیزوں) سے آگے بڑھ کے حرام چیزوں تک نہ پہنچ جائے۔

تحقیق: ہمت ہوتے ہوئے ڈر کی کیا بات ہے۔

حَال: پہلے جو ذوق وشوق اور چستی تھی وہ اب بالکل نہیں ہے۔غرض سارے حالات ہی افسوس کے قابل ہیں۔

تحقیق: لگتا ہے کہ تربیت السالک کے مضامین سے غفلت ہوگئی ہے۔

حَال: نفس کی موافقت کے وقت دل پر ایک حجاب سا لگتا ہے۔

تحقیق: وہی حجاب ہے ورنہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ شریف نے حجاب کی اجازت دی ہے۔

عمل میں کوتاہی کا خیال مطلوب ہے

حَال: نماز میں لذت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔اس کے علاوہ دوسری طاعتوں (نیک کاموں) میں بھی مزہ آتا ہے۔

تحقیق: کیفیات کو حضرت کے مزاج کے مطابق مقصود نہیں سمجھتا ہوں۔مگر کبھی یہ خیال ضرور آتا ہے کہ میرے عمل اور عمل کے طریقے میں ضرور کمی ہے مرشد کی صحبت اور ان کے مریدوں میں شامل ہوئے بغیر یہ وسوسہ ختم نہیں ہوگا۔یہی وہ ضرورت ہے جس کا مجھے احساس ہے اور میں (اسی لئے) تھانہ بھون میں قیام کرنا چاہتا ہوں۔

تحقیق: یہ وسوسہ تو عین مطلوب ہے۔وہ دن نامبارک ہے جس دن یہ گمان ہوجائے کہ ہمارے عمل میں کمی

نہیں ہے۔ اس لئے صحبت کا ارادہ اس غرض سے کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں! صحبت میں دوسرے فوائد ہیں جس میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ (اپنے عمل میں) کوتاہی کا یہ خیال اور بھی مضبوط بلکہ مشاہد ہو جائے (گویا نظر آنے لگے)

بد قسمتی کہنا خدا پر الزام ہے

حَال: محویت (گم ہونے کی کیفیت) واستغراق (ڈوبنے کی کیفیت) کا نہ ہونا (گم ہونے کی کیفیت) اب کم ہونے لگی تھی کہ سرکاری کاروبار کے فرائض کا ڈھیر لگنے لگا۔ فرصت کا وقت بالکل کم رہ گیا ہے۔ اپنی بد قسمتی کیا عرض کروں۔

تحقِیق: اس کلمہ (اپنی بد قسمتی ......) میں خدا تعالیٰ پر الزام ہے کہ میں نے تو کوتاہی نہیں کی خدا تعالیٰ نے میرے لئے نقصان تجویز فرما دیا ہے۔ کیونکہ قسمت کے مالک اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ توبہ کیجئے۔

تہجد کے نوافل عشاء کے بعد

حَال: اکثر رات کو تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔

تحقِیق: عشاء کے بعد پڑھ لیا کیجئے۔

حَال: موت کے بعد کا تذکرہ کرنے کا معمول ہے۔ ڈیڑھ ہزار بار اسم ذات کبھی جلدی جلدی اطمینان یا جلدی سے کر لیتا ہوں تہجد اکثر قضا ہو جاتی ہے۔ آنکھ کھلتی ہے مگر سستی سے اٹھا نہیں جاتا ہے کیا کروں۔

تحقِیق: عشاء کے بعد پڑھ لیا کریں۔

حَال: جو لوگ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکتے ہیں اور عشاء کے بعد آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے پڑھتے ہیں کیا یہ تہجد کی جگہ کافی ہو جائیں گی۔ اس کی سند کیا ہے؟ احقر سے ایک صاحب علم نے سوال کیا ہے۔

تحقِیق: ان سے کہہ دیجئے کہ بلا واسطہ تحقیق فرمائیں۔

حَال: آج کل حالت ایسی خراب ہوگئی ہے کہ نہ تو قرآن مجید حفظ کیا جاتا ہے اور نہ اس میں دلچسپی ہوتی ہے۔ حفظ نہ کرنے کی وجہ سے طبیعت کو صدمہ اور الجھن رہتی ہے۔ جیسے ہی کلام مجید لے کر بیٹھا طبیعت میں تنگی شروع ہوگئی۔ ادھر ادھر کے خیالات کی بھیڑ لگ گئی۔ بس (اس کی وجہ سے) کلام مجید بند کر دیتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اکثر نیند کے غلبہ کی وجہ سے تہجد کی نماز قضا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے سارا دن

طبیعت بوجھل اور پریشان رہتی ہے۔ اگر یہ خیال کروں کے (تہجد کی نماز) عشاء کے بعد پڑھ لیا کروں تو طبیعت کو بہت ہی بھاری لگتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ ایسی نعمت جو حق تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوگئی ہے (یعنی تہجد کی نماز کا آخر رات میں پڑھنا) اس عادت کو چھوڑ کر دوسرا وقت مقرر کرلوں۔ دل یہ بات بالکل بھی قبول نہیں کرتا ہے۔ اگر چہ تہجد ناغہ ہو جائے ایسا اتفاق کم ہوتا ہے۔

(مجھے) افسوس اس بات کا ہے کہ اس سے پہلے کسی دن بھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ اگر (رات کو) غسل کی ضرورت پیش آجاتی تھی تو اسی وقت غسل کر کے تہجد کی نماز ادا کرتا تھا۔ اب (تو) اکثر قضا ہو جاتی ہے اور اگر غسل کی ضرورت پیش آجائے تو صبح اٹھ کر غسل کرتا ہوں۔ اس وقت غسل نہیں کرتا ہوں۔ اس کا بھی افسوس ہوتا ہے مگر صرف افسوس ہی افسوس ہے عمل نہیں ہے۔

(اب) بہت ہی ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ حضور والا دعا فرمائیں کہ کلام مجید کے حفظ کا شوق روزانہ بڑھتا رہے اور تہجد کی نماز اور ذکر جس کو رات کے آخری حصہ میں کرنے کا معمول ہے اس سے محروم نہ ہو جاؤں۔

تحقیق: قرآن مجید حفظ کرنا کچھ دن کے لئے ملتوی کر دیجئے اور تہجد عشاء کے بعد پڑھئے اگر رات کے آخری حصہ میں پھر اٹھ جائیں تو دوبارہ پڑھ لیجئے۔ کیا رات کے ابتدائی حصہ میں پڑھنا بالکل نہ پڑھنے سے زیادہ بھاری ہے؟

اعمال اختیاریہ کی ضرورت

حال: اب بحمد للہ یہ ہے کہ وسوسے اور خیالات ذرا سی توجہ سے بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ نماز میں بھی (اللہ تعالیٰ کے) ساتھ ہونے کا غلبہ رہتا ہے۔ خواب بہت اچھے نظر آتے ہیں۔ رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکثر خلفائے راشدین کی زیارت نصیب ہوئی۔ کبھی دوسرے موقع پر عرض کروں گا۔

تحقیق: اعمال اختیاریہ کے بغیر ان احوال کو شمار کے قابل نہیں سمجھنا چاہئے۔

کوشش کا ضروری ہونا

حال: (محکمہ) بندوبست کی طرف سے حال ہی میں (مالگزاری) میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ خادم نے اس سلسلے میں مالگزاری کی کمی کے لئے عدالت بالا میں اپیل کی تھی اپیل سے پہلے بطور استخارہ جناب والا سے بھی اجازت حاصل کی تھی۔ خود بھی استخارہ کا عمل کر کے اطمینان حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اس اپیل کے مقدمہ میں حکم خلاف ہوا یعنی اپیل رد کر دی گئی۔ اس لئے جو کچھ پہلے (زمین کا محصول) مقرر کیا تھا اس میں کمی نہیں ہوئی۔ لیکن

دل چاہتا ہے کہ دوبارہ مقدمہ کیا جائے۔

تحقیق: ضرور (کیجئے) لیکن نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیجئے ورنہ تیس سال تک حسرت رہے گی (دوبارہ) مقدمہ سے دل کا ارمان تو پورا ہو جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ پہلے کوشش کرو اگر پھر بھی حکم غالب آئے تو پھر حسبی اللہ کہو۔

دل سے غافل نہیں ہونا چاہئے

حال: یہاں تک ۲۴ ذوالحجہ تک کا حال لکھا ہے۔ اب وحشت تو نہیں ہے نہ زیادہ حضور قلب ہے۔ موجودہ حالت ایک مثال دے کر پیش کرتا ہوں۔ جیسے ایک درخت پھولا پھلا ہوا اور باغبان نے اس کی ڈالیاں وغیرہ کاٹ کر صرف جڑیں زمین میں دبا دی ہوں خیال کے وسیع ہونے کی وجہ سے دل سے جو دوری ہوتی جا رہی تھی اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے تھے۔ جناب کی عنایت سے اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے یہ حالت پیدا نہ ہو۔ کیونکہ کمترین کا گمان ہے کہ راستے کا پتہ معلوم ہو گیا ہے کہ جیسا بھی انشراح (طبیعت کا کھلنا) ہو لیکن دل سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اب تک جو خیال آیا اسی طرف متوجہ ہو گیا۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور حسن عقل میں اضافہ فرمائیں۔

نماز قضا ہو جانے پر جرمانہ

حال: بچوں کی وجہ سے نماز اکثر نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ جو کچھ ارشاد فرمایا جائے اس کی تعمیل کی جائے۔

تحقیق: جب ایک وقت کی نماز قضا ہو جائے دو وقت فاقہ کرو۔

نفلی روزے

حال: دل نفل روزے رکھنے کو بہت چاہتا ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو ایام بیض (چاند کی ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) اور پیر کو روزہ رکھ لیا کروں۔

تحقیق: اگر کمزوری نہ ہو (تو رکھ لیں)۔

مواعظ کا مطالعہ

حال: وعظ الغضب دیکھتا تھا وہ (گھر) بھول آیا ہوں۔ اب (جو) ارشاد ہو وہ دیکھوں۔

تحقیق: ضرور بلکہ چند دن تک اس کو ہمیشہ دیکھیں۔

تہجد کا وقت

حال: گزارش ہے کہ رات میں دو تین بجے آنکھ کھلنے کے بعد نیند آ جاتی ہے جس کا رنج ہے کیا کروں؟

تحقیق: رنج کی کوئی بات نہیں اس وقت اٹھ کر تہجد پڑھ لیا کرو اور جتنا ذکر ہو سکا (کرلیں) باقی صبح کی نماز کے بعد کرلیا کریں۔ نفع میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

سری نماز میں بھی جہری (نماز) کی طرح ترتیل (قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا)

حال: ایک نوافل پڑھتے ہوئے خیال آیا کہ سری اور جہری نماز دونوں ایک ہی ذات کے لئے ہے۔ پھر (اس کے باوجود) جس طرح ترتیل اور قواعد کا خیال (ولحاظ) جہری میں ہوتا ہے۔ اس طرح سری میں کیوں نہیں رہتا ہے۔ بس اسی دن سے سری میں بھی قواعد کا لحاظ رہنے لگا۔

تحقیق: یہ علم نافع مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ سارے امور میں ایسی ہی خوش فہمی عطا فرمائیں۔

حال: مگر (میں) ایک سخت مرض میں مبتلا ہوں (نماز کے دوران) اگر کوئی شخص آ جائے یا آہٹ بھی سن لوں تو پھر خیال نہیں رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص (میرے) پاس کھڑا نماز پڑھنے لگتا ہے تو اس کی نماز کی طرف خیال جانے لگتا ہے کہ یہ شخص جلدی نماز پڑھ رہا ہے۔ جہری نماز میں تو الفاظ پر خیال کر کے کبھی رونا بھی آتا ہے مگر سری (نماز) میں (یہ کیفیت) نہیں ہوتی ہے۔ لیکن جتنی دیر تک تلفظ اور قواعد کا لحاظ رہتا ہے شوق و ذوق رہتا ہے۔

تحقیق: یہ اثر طبعی ہے جو خرابی کا سبب نہیں ہے لیکن اختیاری کاموں میں اس پر عمل نہ ہو ترتیل اختیاری کام ہے۔ اس کا اہتمام رہنا چاہئے اگر چہ تکلف کے ساتھ ہو۔

تہجد پڑھنے کی تاکید

حال: تنہا ہونے کی وجہ سے تہجد کی نماز میں آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس دولت سے محرومی رہتی ہے جیسا کہ کوئی اہل دل آدھی رات اٹھنے کا مزہ چکھ کر کہتا ہے:

نہ جاگنے میں ہے لذت نہ شب کے سونے میں ۔۔۔ مزہ جو آتا ہے پچھلے پہر کے رونے میں

جس کی وجہ سے افسوس ہوتا ہے کہ جب یہاں (حضرت کے پاس) ہی یہ حالت ہے تو مکان پر کیا حالت ہوگی۔ مگر اس مبارک مقام پر سونے کے شرف کے حاصل ہونے اور ندامت و افسوس سے تسلی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: (اس سے تسلی) نہیں (ہونی چاہئے) اس کی تلافی ضروری ہے ورنہ سونے کی جگہ بدلنا چاہئے وہاں کا کوئی اور انتظام کرنا چاہئے۔

اعتکاف میں معمولات

حال: اعتکاف میں کون سی چیز زیادہ کروں؟ ذکر، تلاوت قرآن یا رات میں نوافل؟

تحقیق: دن کو قرآن کی اور رات کو نوافل کی (زیادتی کرنی چاہئے)۔

حال: دعوات عبدیت کے وعظ بھی دیکھوں یا نہیں؟

تحقیق: ہاں! ہاں!

حال: اس چالیس دن کے اعتکاف میں جو بات میرے لئے مناسب ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اوپر لکھ دیا۔

حال: آج کل قرآن شریف، بہشتی زیور، اور فارسی کا سبق ہوتا ہے۔ یہ سبق پڑھتا رہوں یا ان چالیس دنوں کے لئے چھوڑ دوں۔

تحقیق: ہاں! چھوڑ دو۔

دلائل الخیرات پڑھنا

حال: حضرت شروع میں حضرت والا کا جو شجرہ چھپا تھا اس میں لکھا تھا کہ ظہر کے بعد ایک منزل دلائل الخیرات کی پڑھ لی جائے۔ (یہ) بندی جب سے اکثر پڑھتی رہتی ہے۔ اب رسالہ الامداد میں دیکھا جتنی دیر دلائل الخیرات پڑھنے میں لگتی ہو دوسرا کوئی درود پڑھا جائے۔ دوسرا کوئی درود اتنی دیر پڑھنا تو مشکل نہیں ہے لیکن روزانہ بیٹھنا مشکل ہے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

تحقیق: اگر یہ بات روزانہ ہو سکے تو ایسے شخص کے لئے دلائل الخیرات کی منزل پڑھنا ہی مفید ہے۔

دھن کا نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے

حال: صرف پرسوں بہت کوشش کے بعد تلاوت کے بعد گناہ کا خیال کر کے عذاب کا خیال بھی آیا اور گڑگڑا کر (یعنی عاجزی سے) خدا کی درگاہ میں توبہ اور استغفار کیا۔ اسی طرح گزشتہ رات ایک بجے دو رکعت نفل پڑھ کر استغفار کیا بناوٹی طور پر رونے کی شکل بنائی تھی۔ (لیکن) اللہ و رسول اور استغفار کا خیال اور زیادہ دھن جس کو کہنا چاہئے وہ اب تک حاصل نہیں ہوئی ہے۔

تحقیق: اس (دھن) کا حاصل نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

نماز کے وقت تصور

حال: حق تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی برکت سے کمترین کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ گویا خداوند عالم ہر وقت سامنے ہیں۔ دل نہیں چاہتا ہے کہ اللہ اللہ ختم کروں۔ سوتے وقت اللہ اللہ کرتا ہوں سو جاتا ہوں۔ کبھی کبھی نماز میں ایک سفید رنگ کی روشنی نظر آتی ہے۔ اس وقت ایک قسم کی خوشی ہوتی ہے اور نماز میں یکسوئی بہت ہوتی ہے۔ ایسا تصور ہوتا ہے کہ خداوند عالم بالکل قریب ہیں جیسے پاؤں پر سجدہ کر رہا ہوں۔ حضرت والا ارشاد فرمائیں یہ حالت کیسی ہے؟

تحقیق: پسندیدہ (حالت) ہے۔

حال: ایسا تصور کرلیا کروں یا نہیں؟

تحقیق: (ایسا تصور کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے مگر ایسا اعتقاد نہیں کرنا چاہیے۔

تشہد کے وقت تصور

حال: تشہد میں کیا خیال کیا جائے؟ مثلاً "التحيات لله والصلوات والطيبات" حضور ﷺ کا قول ہے "السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته" اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور "السلام علينا وعلى عباده الله الصالحين" آنحضرت ﷺ کا قول ہے۔ اور "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله" اپنا قول خیال کرنا چاہئے یا کوئی اور طریقہ ہونا چاہئے۔

تحقیق: سب اپنی طرف سے خیال کرنا بہتر ہے۔

ہول قبر کی نماز کا بے اصل ہونا

حال: نماز ہول قبر کے نام سے دو رکعت نماز نفل کی نیت کر کے میت کے لئے پڑھ کر دعا کی جاتی ہے کہ اس میت کو عذاب قبر سے نجات ہو اور اس نماز کا ثواب اس کی روح کو بھیجا جاتا ہے۔ کیا اس نماز کی کوئی سند ہے یا نہیں؟ اور اس کو پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اگر اس نماز کی کوئی سند ہے تو اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

تحقیق: اس نماز کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس نام اور قید کے بغیر میت کے لئے دعا کرنا یا جس عبادت بدنی یا مالی کی توفیق ہو اس کا ثواب پہنچانا ثابت ہے۔

شیخ سے دعا کی طلب

حَالؒ: اگر چہ ہمیشہ دعا کی طلب کرتا ہوں اور حضور فرماتے ہیں دعا کرتا ہوں۔ مگر ہمیشہ یہ بدگمانی سی رہتی ہے کہ حضور کے خدام میں ایک نام کے بیسیوں (آدمی) ہوں گے۔ کون عبدالعزیز (ہوگا) مگر مجھے آپ کی (دعا کی) ضرورت زیادہ ہے۔ خدا کے لئے ضرور دعا کریں (میری) حالت بڑی خراب ہے۔

تم نے کبھی نہ بھول کے بھی یاد کر لیا ہم نے تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا دیا

تحقیق: جب خط آتا ہے تو اس وقت تو خاص طور سے (یاد) کر لیتا ہوں۔ دوسرے اوقات میں عام دعا کرتا ہوں کیونکہ خاص طور پر یاد رہنا واقعی مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ کو تو اس (دعا) کے عام اور خاص افراد معلوم ہیں وہ سب کے حق میں اس کو قبول فرمائیں۔

حَالؒ: حضور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور لکھ دیں کہ ''میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مغفرت بے حساب و کتاب ہو جائے۔'' تو مجھے بڑا اطمینان ہوگا کیونکہ اس وقت ان شاء اللہ آخرت میں فضل ضرور ہوگا اس لئے کہ آپ کا چاہنا خدا کا چاہنا ہے۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں میدہد یزداں مراد متقیں

ترجمہ: ''جو تو چاہتا ہے چاہ لیتا ہے خدا ــــــ متقیوں کی مراد پوری کر دیتا ہے خدا۔''

تحقیق: بلاشبہ میں ایسا ہی چاہتا ہوں میرے لئے آپ کے لئے اور تمام ساتھیوں کے لئے۔

حَالؒ: (بندے کے) معمولات یعنی اسم ذات مغرب کی نماز کے بعد (۶۰۰۰) جہر اور ہلکی ضرب کے ساتھ اور بارہ تسبیح فجر کی نماز کے بعد جاری ہیں۔ (اس کے علاوہ اور جو کوئی بات) اس ناکارہ کے مناسب حال ہو اور اصلاح کے قابل ہو بتائی جائے تاکہ (بندہ) اس پر عمل کرے۔ اپنی تو ہر حالت اصلاح کے قابل ہے (حضرت کو) ان غلاموں سے تکلیف ہی تکلیف ہے اور (اس کے علاوہ) کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے مراتب کو بلند فرمائیں۔ اب التجا یہ ہے کہ غلام کے لئے دعا فرمائیں کہ استقامت نصیب ہو مولا کی رضا اور حضور کے ساتھ حشر ہو۔

تحقیق: آمین۔

شیخ کا تصور

حَال: بندہ بہت چاہتا ہے آپ کی تصویر میرے دل میں جم جائے مگر کچھ دن یہ بات دل میں رہتی ہے پھر بعد میں خیال تک نہیں رہتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے لئے مناسب تدبیر فرمائی جائے۔
تحقیق: اس کا ارادہ بالکل نہ کرنا (یہ) ہمارے طریق کے خلاف ہے۔

سُؤال: حضرت جی! ذکر کے وقت شیخ کا خیال آنا کیسا ہے؟ ذکر میں اگر شیخ کا خیال آئے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟
جَواب: آنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر لانا نہیں چاہئے۔
حَال: ایک بات عرض کرنے سے یہ رہ گئی تھی کہ جب ذکر شروع کرتی ہوں تو حضرت والا کا خیال آ جاتا ہے۔ جیسے دیکھو اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ ہم کو ایسے بزرگ کا زمانہ نصیب کیا یا فلاں بات خط میں لکھنا چاہئے۔ ایسے ہی خیالوں کا سلسلہ رہتا ہے تو سمجھتی ہوں کہ دوسری فضول باتوں سے یہ باتیں اچھی ہیں۔ اسی طرح کلام اللہ کی تلاوت میں خود بخود جناب والا کا تصور رہتا ہے۔ میرا یہ خیال کیسا ہے؟
تحقیق: کچھ بھی حرج نہیں ہے جبکہ بغیر اختیار کے ہو۔ کبھی ضرورت کے وقت ارادے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسے کوئی بات پوچھنے کے خیال سے (تصور کیا جائے)

شیخ کی صحبت

حَال: بارہ تسبیح کے علاوہ دن میں ۲۴ ہزار مرتبہ اسم ذات اللہ تعالیٰ کے فضل سے کر لیتا ہوں (آپ کی) بابرکت خدمت میں بیٹھے ہوئے بھی اسی (اسم ذات) کا آہستہ آہستہ ورد رکھتا ہوں۔ وعظ کو صاف صاف لکھنے کے لئے صرف ایک گھنٹہ ملتا ہے جو میری تحریر کی رفتار کے لئے کم ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ممکن ہے کہ حضور کی خدمت میں بیٹھے بیٹھے اسم ذات کے ورد کی جگہ وعظ صاف (کرکے) لکھتا رہوں لیکن ذکر نہیں ہوگا۔ اسی طرح ممکن ہے کہ صحبت کی برکات سے استفادہ میں رکاوٹ ہو۔
تحقیق: اگر میرے خاموش رہنے کے وقت لکھا جائے تو (صحبت کے استفادہ میں) رکاوٹ نہیں ہوگی مگر آپ کو الجھن اور گرانی ہوگی۔

حَالْ: اب جیسا ارشاد ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سونے کے وقت میں سے کچھ کمی کر کے یا کلام مجید دور میں سے کچھ وقت نکال کر وعظ لکھنے کے وقت کو بڑھالیا جائے یا جتنا ہو سکے اتنا ہی رکھا جائے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمانے والے ہیں۔

تَحْقِیقْ: رمضان شروع ہونے کے تین دن بعد مشورہ کیجئے۔

عشاء کے بعد تہجد کے نوافل

سُؤَالْ: جناب محمد علی صاحب معتمد جٹ پول نے اپنے بھانجے امام الدین صاحب سے کہا: قرآن وحدیث سے صرف آخر رات میں تہجد پڑھنا ثابت ہے۔تم جو ابتدائی رات میں عشاء کے بعد تہجد پڑھتے ہو وہ بدعت اور غیر ضروری ہے چھوڑ دو۔ یہ سن کر انہوں نے ابتدائی رات میں تہجد پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ان موصوف کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ابتدائی رات میں تہجد پڑھنے کو منع کرنے والے، اعتراض کرنے اور اس پر تعجب کرنے والے ہیں اور طعن کرتے ہیں۔

لہٰذا ہاتھ باندھے کمال ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں فقہی حکم یا اس کے بارے میں حدیث نقل فرمائیں اور ابتدائی رات میں نوافل پڑھنے کا مستحب ہونا وضاحت کے ساتھ اور صاف تحریر فرمائیں تو زندگی بھر احسان کے سمندر میں ڈوبا رہوں گا اور ان سب (کہنے والوں) کو مطمئن اور خاموش کردوں گا اور اپنے تمام پیر بھائیوں کو عمل کی غرض سے بتاؤں گا۔

جَوَابْ: درمختار میں ہے کہ رات کی نماز —— اگر رات کے تین حصے کئے جائیں تو درمیانی حصہ (رات کی نماز کے لئے) افضل ہے اور اگر رات کے دو حصے کئے جائیں تو آخری حصہ افضل ہے۔ درمختار میں طبرانی کی روایت ہے کہ رات کی نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اگر چہ بکری کے دودھ دوہنے کے (مختصر) وقفے کے برابر ہی کیوں نہ ہو—— جو حصہ عشاء کے بعد ہے وہ رات کا حصہ ہے۔اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ تہجد کی یہ سنت عشاء کے بعد سونے پڑھنے سے حاصل ہو جائے گی۔ (جلد ا صفحہ ۷۱۵)

درمیانی اور آخری رات کے افضل ہونے سے بھی ابتدائی رات کا جواز سمجھ میں آتا ہے۔طبرانی کی روایت میں اس کی صاف تصریح ہے۔ شامی میں اس پر خوب کھل کر بحث کی ہے۔ بہر حال (ابتدائی شب میں تہجد پڑھنے کا) یہ قول بے سند تو نہیں ہے۔اگر کسی کو افضل کی ہمت نہ ہو صرف چھوڑ دینے سے جائز پر عمل کر لینا زیادہ اچھا ہے۔

سوال: کمترین مولوی...... صاحب کا حقیقی ماموں زاد بھائی اور بہنوئی بھی ہے۔ پچھلی مرتبہ جنوری میں حضور مچھلی شہر رونق افروز ہوئے تھے تو کمترین نے حضور سے بیعت کی خواہش ظاہر کی تھی۔ مگر بدقسمتی سے اس شرف سے مشرف نہ ہوسکا۔ مگر حضور نے فرمایا تھا کہ چند دن توبہ واستغفار کرو اور نماز کو ہمیشگی سے پڑھو اور جہاں تک ہو سکے کبھی قضا نہ ہونے دو۔ حضور نے فرمایا تھا کہ تہجد کی نماز کی پابندی بھی لازمی کرو۔ اس کے بعد بارہ تسبیح کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کو فرمایا تھا۔ جس کے درمیان کبھی کبھی محمد رسول اللہ بھی کہہ لیا جائے اور گناہوں سے بچتے رہو۔ اس کے بعد بیعت قبول فرمائی جائے گی۔

بحمدللہ حضور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ نے اپنا مبارک اثر دکھایا۔ ۱۶ جنوری سے اب تک کسی وقت کی نماز قضا نہیں ہوئی ہے خدا سے دعا ہے کہ اس کی ہمیشگی کی توفیق عطا فرمائیں اور اب مرتے دم تک اس کی پابندی نہ چھوٹے۔ التماس ہے کہ حضور بھی اس عاجز کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا نیک توفیق شامل حال رکھیں۔

تہجد مسلسل چلی آرہی ہے۔ اس کے بعد حضور کی ہدایت کے مطابق بارہ تسبیح کلمہ شریف پڑھ لیتا ہوں۔ مگر آج کل چار پانچ دنوں سے اپنی کم قسمتی کی وجہ سے رات میں آنکھ نہیں کھلی جس کی وجہ سے تہجد کی نماز ناغہ ہوگئی۔ حضور نے کیونکہ یہ بھی فرمایا تھا کہ کبھی کبھی اپنے حالات حضور کو بتایا کروں۔ اس لئے حکم کی اتباع میں یہ خط بھیج رہا ہوں امید ہے کہ جواب سے عزت بخشی جائے گی۔

جواب: آپ (کے اعمال) کی پابندی سے دل خوش ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ بہشتی زیور و گوہر، اصلاح الرسوم اور قصد السبیل کا مطالعہ اور اس پر عمل بھی کیجئے اور اطلاع دیجئے۔ اگر کبھی (تہجد کے لئے) آنکھ نہ کھلے تو سورج نکلنے کے بعد پڑھ لیجئے۔ اگر خدانخواستہ اکثر ناغہ ہوتا ہو تو اس صورت میں عشاء کے بعد پڑھ لینا مناسب ہے اس کے بعد اگر آخر رات میں آنکھ کھل جائے تو دوبارہ پڑھ لیجئے ورنہ خیر ہے۔

حال: اس وقت (میرا) معمول یہ ہے کہ صبح آدھا پارہ کلام مجید اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ چھ سو مرتبہ ذکر نفی اثبات اور چھ سو مرتبہ ذکر اسم ذات کرتا ہوں۔ چار رکعت اشراق بھی شروع کردی ہے۔ مغرب کے بعد صرف چھ سو مرتبہ ذکر نفی اثبات اور چھ سو مرتبہ ذکر اسم ذات کرتا ہوں۔ عشاء کے بعد چار رکعت تہجد پڑھتا ہوں۔ (یہ سب) گزارش بتانے کے لئے ہے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ بہت کافی اور وافی ہے۔

حَالؒ: میری عادت ہمیشہ سے یہ تھی کہ رات کو آنکھ کھلنے پر اٹھنے میں سستی نہیں ہوتی تھی خواہ پھر نیند کی وجہ سے کام نہ ہو سکے مگر اٹھ جاتا تھا۔ اس دفعہ یہ بات نئی ہوئی کہ کئی کئی مرتبہ آنکھ کھلی اور اٹھ نہ سکا۔ دو مرتبہ نفلیں رہ گئیں (اور) ایک مرتبہ وتر بھی قضا ہوگئی۔ خود (یہ) سمجھ میں آیا کہ تو پہلے کے مقابلے میں جلدی سو جاتا ہے (اس لئے) آنکھ کھلنے پر نفس کہتا ہے: جلدی سونے کی وجہ سے جلدی آنکھ کھل گئی ہے ابھی بہت وقت ہے۔ بس غفلت نے پکڑ لیا (اس لئے) رات کو دیر سے سویا فکر رہی کہ آج دیکھئے آنکھ کھلتی ہے یا نہیں؟ (نتیجے میں) بہت اچھے وقت آنکھ کھلی۔ اگر اس ترکیب سے کام بن گیا بن گیا ورنہ پھر اطلاع دوں گا۔

تَحقِیق: یہ ترکیب نقصان دہ ہے ایسا نہ کیجئے۔ اگر کبھی ناغہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے سورج نکلنے کے بعد ادا کر لیجئے مگر وتر کو شروع رات ہی میں پڑھنے میں احتیاط ہے۔ اگر کثرت سے ایسا ہوتا ہے تو سارے معمولات عشاء کے بعد کر لیجئے۔

حَالؒ: زکام یا کسی دوسری وجہ یا راستہ کی تھکن کی وجہ سے اس رات کو تہجد میں اٹھنے کی نیت نہیں کرتا ہوں۔ عشاء کے بعد نفل پڑھ کر یا پڑھے بغیر سو جاتا ہوں۔ ضرورت کی وجہ سے ایسا کرنا بہتر ہے یا نہیں؟

تَحقِیق: بہتر کے بجائے جائز ہونے کی تحقیق (کرنا) کافی ہے۔ کیا تمام افضل کام ہی کئے جاتے ہیں۔

حَالؒ: نوافل کے لئے رات کو اٹھنا بہت ہی مشکل لگتا ہے۔ آج کل تو رمضان شریف کی برکت ہے کہ چاہو نہ چاہو اٹھنا پڑتا ہے۔ پھر بھی نفس کو بہت مشکل ہوتی ہے اور اٹھ کر بیٹھنے کے بعد بھی دس منٹ تک نیند نہیں کھلتی ہے۔ جس سے دل کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ اس کے لئے بھی (کوئی) نسخہ اور دعا فرما دیں۔

تَحقِیق: عشا کے بعد پڑھ لیا کریں۔

حَالؒ: میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہمت کروں گا لیکن حضرت کی دعا کے بغیر ہمت بھی کام نہیں دیتی ہے۔ روزانہ کڑھتا (افسوس کرتا) ہوں اور پکا ارادہ کر کے سوتا ہوں لیکن جلدی اٹھنے پر قدرت نہیں ہوتی ہے۔ حضرت جی! گھر کی مستورات تو خود بخود مجھ سے پہلے اٹھ جاتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں اور مجھے جگانے سے بھی (اٹھنے کی) ہمت نہیں ہوتی ہے۔ بہت ہی شرمندہ ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے دعا فرمائیں اور اس غفلت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے کو مراد کے ساحل تک پہنچا دیں۔

تَحقِیق: اگر یہی شرمندگی مراد کے ساحل تک پہنچنے کا ذریعہ ہو (تو کیا تب بھی)۔

حال: گزارش یہ ہے کہ فدوی کا ارادہ ہمیشہ تہجد پڑھنے اور ذکر کا مسلسل رہتا ہے۔ دنیا میں کسی اور چیز کے حاصل ہونے کا خیال اس طرح نہیں رہتا ہے۔ یہ خیال ہوگیا کہ جف القلم بما ھو کائن (یعنی جو کچھ ہونے والا ہے قلم اس کو لکھ کر خشک ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ سے جتنا) تقرب قسمت میں ہے حاصل ہوگا۔ صرف ہر عمل کرنے کے لئے ہمیشہ (تہجد و ذکر) کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر اس میں ایسا نقصان ہوتا ہے کہ اکثر ہفتہ میں دو تین دن آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ دن میں تدریس میں ایسی مشغولی ہو جاتی ہے کہ بعد میں قضا کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ اس کا بہت ملال رہتا ہے۔ لہٰذا دعا اور ہدایت کی درخواست کرتا ہوں۔

تحقیق: جس ذات مقدسہ کا ارشاد "سددوا وقاربوا" ہے (اسی کا ارشاد "لا تفریط فی النوم انما التفریط فی الیقظۃ" ہے (کہ نیند میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ کمی تو جاگنے کی حالت میں ہوتی ہے یعنی نیند میں کمی کوتاہی کا اعتبار نہیں ہے کہ بے اختیاری حالت ہے بلکہ جاگنے کی حالت کی کمی کوتاہی کمی کوتاہی ہے کیونکہ وہ اختیاری حالت ہے اس لئے یہ قابل مواخذہ ہے) اس لئے عقلی غم تو نہیں ہونا چاہئے (کہ بے اختیاری نیند کی حالت میں کمی ہوئی ہے) اور رہا طبعی غم تو وہ خود ایک مجاہدہ ہے اس لئے اس کو روکنے کی تدبیر کی کیا ضرورت ہے؟

ہاں قضا اختیاری چیز ہے اس کی کوتاہی پر عقلی غم بالکل مطلوب ہے۔ اس لئے اس کوتاہی کے روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد معمولات کر لئے جائیں اگر (آخر رات میں) آنکھ کھل گئی تو قند مکرر (ایک بار اور مٹھائی یعنی دوہرا فائدہ) دوبارہ شکر ہی سہی۔

اعمال میں کوتاہی کی وجہ

(اس سے پہلے ان صاحب نے خط میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھا تھا کہ اعمال اگرچہ میرے پاس نہیں ہیں مگر عقائد اپنے حضرات جیسے ہیں)۔

سوال: اب یہ خیال ہوتا ہے کہ خود عقائد بھی اپنے حضرات سے تعلق رکھنے والوں کے برابر نہیں ہیں بلکہ ناقص اور ناکافی ہیں ورنہ اعمال کی کوتاہی کے کیا معنی؟ اس سے لیکن کچھ شک ہے۔

جواب: عمل میں کوتاہی عقائد میں کمی کی وجہ سے نہیں ہے۔ (بلکہ) احوال کی کمزوری کی وجہ سے ہے خوف نہ فرمائیں۔

تہجد کے نوافل میں آنکھ بند کرنا

سوال: اکثر تہجد (کی نماز) آنکھ بند کر کے پڑھتا تھا اور دوسری نمازوں میں کبھی کبھی (بند کرتا تھا) جب مواعظ

میں معلوم ہوا کہ آنکھ کھول کر نماز پڑھنا سنت ہے۔ اب ساری نمازیں آنکھ کھول کر پڑھتا ہوں مگر عادت کے مطابق (آنکھ) بند کرنے کا دل چاہتا ہے۔ اس میں شوق بھی زیادہ لگتا ہے۔ اب جو ارشاد ہوگا ویسا ہی کروں گا۔

جَوَابْ: جو مبتدی ہو اس کو دونوں کی اجازت ہے۔

فرائض وسنن موکدہ کے مقابلے میں تہجد میں زیادہ دلی یکسوئی کی حکمت

سُؤالْ: حضور والا! فرائض، واجبات اور سنن موکدات کے مقابلے میں تہجد میں دل زیادہ لگتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ شیطانی دھوکہ تو نہیں ہے کہ فرائض میں جی کم لگے اور تہجد اور آخر رات کی نماز میں جی زیادہ لگے۔ ارشاد فرما کر ممنوع فرمائیں۔

جَوَابْ: اس میں دھوکہ نہیں ہے۔ طبعی بات ہے جو کام اپنے ذمہ نہ ہو اس کو کر کے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ہم کو بڑی دولت نصیب ہوئی کہ جو کام ہمارے ذمہ نہ تھا اس کی توفیق ملی۔ جو کام ذمہ ہوتا ہے اس میں سمجھتا ہے کہ یہ تو کرنا ضروری تھا کون سا بڑا کمال کیا۔ اس لئے طبعی باتوں میں انسان معذور ہے۔ (اور یہ تہجد میں یکسوئی ہونا طبعی بات ہے اس لئے کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی دھوکہ ہے)۔

تہجد کی رکعات

سُؤالْ: رات میں وتر سے پہلے چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں اور آٹھ رکعت آخر رات میں پڑھتا ہوں۔ یہ اس لئے لکھا کہ ایک بزرگ کے فرمانے سے شبہ ہوگیا تھا کہ جب چار رکعت شروع رات میں تہجد کی نیت سے پڑھ لیں تو پھر آخر رات میں تہجد ساقط ہوگئی۔ اب جو آخر رات میں پڑھی جائے گی وہ نفل ہوں گی تہجد نہیں ہوں گی۔ کیا یہ خیال صحیح ہے؟

جَوَابْ: (یہ خیال صحیح) نہیں (ہے) ذیل کی روایت سے تہجد کی رکعات فعلی اعتبار سے بارہ رکعت سے زیادہ مگر محدود اور قولی اعتبار سے غیر محدود رکعات ثابت ہیں۔ یعنی تہجد کی رکعات کی کوئی ایسی حد نہیں ہے کہ جس کے بعد کی نماز کو تہجد نہ کہا جائے۔ حافظ علامہ مفتی الانام تلخیص الجبیر اور حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری جو شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کے استاد ہیں (کی کتاب) ترغیب کے حاشیہ میں فرماتے ہیں ”رات کی نماز جو زیادہ تعداد منقول ہے وہ سترہ رکعت ہے اور یہ دن رات کی رکعات کی تعداد ہے۔ ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں اور ابن منذر اور حاکم نے اپنی مستدرک میں عراک کے طریق سے ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے وتر پانچ، سات، نو اور گیارہ رکعت وتر پڑھی یا اس سے زیادہ پڑھی۔

تہجد کی نماز کا مخصوص طریقہ نہ ہونا

سُؤال: تہجد کی نماز کے لئے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے خصوصی ارشاد فرمایا ہے وہ کس طرح ادا کرنا چاہئے؟

جَواب: کوئی خاص طریقہ نہیں فرمایا ہے (بلکہ) جس طرح دوسری نمازیں ہیں اسی طرح یہ بھی ہے۔

تہجد کے بعد سونا

حَال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد اپنا معمول پورا کرتے کے بعد فجر کی اذان دینے کے بعد تھکن کی وجہ سے تھوڑی دیر ۲۰ یا ۲۵ منٹ سو جاتا ہوں۔ جب نمازی جمع ہو جاتے ہیں تو اٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔ اس کے بارے میں حضرت کا کیا ارشاد ہے؟

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اگر جماعت فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو مفید ہے۔

دنیاوی غرض سے روزہ رکھنا عبدیت کے خلاف ہے

سُؤال: اس ناکارہ نے وضو کے باقی نہ رہنے کی وجہ سے تقریباً ایک مہینہ سے روزہ رکھنا شروع کر دیا ہے۔ میرے والدین اور بیوی پوچھتی ہے کہ روزہ کیوں رکھ لیا؟ ان کو جواب دیتا ہوں اس علاج سے وضو باقی رہتا ہے اور دل میں کہتا ہوں جب تک اللہ تعالیٰ میرا قرضہ ختم نہ کر دیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ (میرے لئے) کشادگی کریں ورنہ (میں) جب تک زندہ ہوں روزہ رکھوں گا۔ اس میں کوئی شیطانی یا نفسانی دھوکہ تو نہیں ہے؟

جَواب: صرف اس مقصد کے لئے روزہ رکھنا اخلاص اور عبدیت کے خلاف ہے۔

غفلت کی حقیقت

حَال: (حضرت!) آپ کی تصانیف میں اکثر یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ غفلت سے دل کی نورانیت چلی جاتی ہے۔ (اس لئے عرض ہے کہ) غفلت سے کیا مراد ہے؟ کیا خداوند عالم کا دھیان اور توجہ کا نکل جانا مراد ہے؟ کیا معاش کا کام کرتے وقت بھی یہ دھیان باقی رہے گا جیسے کسی غیر زبان کی تعلیم دینے میں اور طلباء کو سمجھانے میں مشغول ہو (تو اس وقت بھی دھیان باقی رہے گا) کیونکہ اس وقت تو اس کی توجہ اسی مضمون کی طرف ہوگی۔

تحقیق: (کسی کام میں) مشغول نہ ہونے کی حالت میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہونا اور ایسا کام بغیر

ضرورت کے اختیار کرنا جو (اللہ تعالیٰ کی طرف) توجہ میں رکاوٹ ہو غفلت سے یہ مراد ہے۔

دل کی سختی کے وسوسے کا علاج

حَالؔ: بندے کا مقصود (دل کی) سختی سے یہ ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ نماز کی حالت میں رونے لگتے ہیں، قرآن شریف پڑھتے پڑھتے رونے لگتے ہیں اور وعظ میں وعید کے مضامین سن کر نرم دل ہو کر رونے دھونے میں لگ جاتے ہیں۔ احقر کو نہ نماز میں رونا آتا ہے، نہ قرآن پڑھنے کی حالت میں اور نہ ہی وعظ سننے سے رونے کی باری آتی ہے (یہ بندہ کے نزدیک دل کی سختی ہے) مگر یہ حالت پسندیدہ نہیں ہے تو حضرت سلمہ اس کے لئے علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیقؔ: یہ باتیں غیر اختیاری ہیں اور ایسی باتوں میں ناپسندیدگی ثابت ہی نہیں ہوتی ہے۔

حَالؔ: طاعات کی طرف نہ طبعی نہ ارادے اور استحضار سے رغبت ہوتی ہے۔ اسی طرح گناہوں سے نفرت کا حال ہے۔

تحقیقؔ: رغبت اور نفرت کا طبعی طور پر ہونا مطلوب نہیں ہے بلکہ اعتقادی (رغبت ونفرت ہی) کافی ہے۔ اسی بات کا حکم ہے۔ اس (اعتقادی رغبت ونفرت) کی چاہت پر بار بار عمل کرنے سے اکثر طبعی رغبت ونفرت بھی ہو جاتی ہے اور اگر نہ بھی ہو تو کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔

علم کے دعوی کے چھوڑنے کا پسندیدہ ہونا

حَالؔ: ایک اور نفع یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں پر علمی مشغلہ کیونکہ زیادہ نہیں ہے بلکہ گویا ہے ہی نہیں اس لئے دل اپنے علم کے تصور سے بھی خالی ہو گیا ہے۔

تحقیقؔ: یہ (بات) اس وقت پسندیدہ ہے جب (کہ دل) صرف علم کے تصور سے خالی ہو علم سے خالی نہ ہو یا (اگر علم سے خالی ہو تو) وہ علم حق سے روکنے والا ہو ورنہ (یہ بات کہ دل کا تصور علم سے خالی ہونا) پسندیدہ نہیں ہے۔

توجہ اور تصرف پر عمل کو ترجیح

حَالؔ: بندہ کو حضرت کی خدمت مبارک سے رخصت ہو کر آئے ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے ہیں۔ جب سے آج تک بندے کے دل میں یہ پریشانی پیدا ہوتی ہے کہ اکثر پیرومرشد کو دیکھا گیا ہے کہ وہ باطن کے تصرف سے مریدوں میں طرح طرح (قسم قسم) کی کیفیات پیدا کرتے ہیں۔ اس سے مریدوں کا اعتقاد زیادہ جمتا ہے اور

ہمت بڑھتی ہے۔

خاکسار نے اتنی مدت تک خوف کی وجہ سے اس راز کو ظاہر نہیں کیا۔ اب مجبوری کی وجہ سے انتہائی عاجزی اور محتاجگی سے عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت مہربانی کی وجہ سے اپنی باطنی توجہ سے اس سیاہ بخت (بدقسمت) کی خبر نہیں لیں گے تو یہ نامراد دونوں جہاں میں نامراد رہے گا۔

تحقیق: کیا مراد حاصل ہونے کا طریقہ توجہ اور تصرف ہی ہے کیا خود عمل اور کوشش کرنے سے مراد حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اگر بات پہلی ہے (کہ توجہ و تصرف سے مراد حاصل ہوتی ہے) تو اس کی دلیل (کیا ہے) اور اگر دوسری بات ہے (کہ عمل اور کوشش سے مراد حاصل ہوسکتی ہے) تو پھر اس بات کے کیا معنی کہ "اگر مہربانی کی وجہ سے ـــــــ"۔

تربیت السالک کے مطالعے کی ترغیب

حال: حضرت کے حکم کے مطابق دستور العمل عالم فارغ کا شروع کردیا ہے۔

تحقیق: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: ہے تو نام ہی نام مگر تربیت السالک کے مطالعہ سے فکر ختم ہوگئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: (فکر) اس لئے (چلی گئی کہ کام) کرتے جائیں اخلاص آخر میں آ ہی جائے گا۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال: مطالعہ نے اتنا بے فکر کردیا کہ پرچہ لکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا۔

تحقیق: ماشاء اللہ۔

حال: الحمد للہ! مجھے تو فائدہ لگتا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟

تحقیق: غلط نہیں ہے۔

حال: جو خوف اور وہم تھے وہ مطالعہ سے ختم ہوگئے۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: یہ خیال آتا ہے کہ بعض (لوگوں) کو اس بات یعنی (ان سب باتوں کو سمجھنے) کے باوجود آپ نے ارشاد فرمایا کہ لکھا کرو۔ (اس سے) اب یہی لگتا ہے کہ (لوگوں کی) طبیعتیں مختلف ہیں کسی کو لکھنا مناسب (ہوتا ہے)

اور کسی کو (آپ نے) یہ فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ اب مطالعہ (کرنے) والے کو تسلی ہوتی ہے کہ خیالات پر کوئی فکر نہ کرو اور اگر فکر ہوتی تو پرچہ میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں لگتی ہے۔ (تربیت السالک کا) مطالعہ ختم ہو چکا ہے اب (آگے) جو ارشاد ہو۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ آپ سمجھ گئے ہیں مگر زیادہ احتیاط وحفاظت کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شبہ یا پریشانی پیش آئے اور وہ تربیت السالک کے مطالعہ سے ختم ہو جائے تو اس شبہ اور اس شبہ کے ختم ہونے صورت دونوں لکھ کر بتایئے تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھے اس سے مزید تسلی ہوگی۔ ماشاء اللہ آپ کافی سمجھ گئے۔ تربیت کے بعض حصہ الامداد (رسالہ) میں چھپے ہیں اور بعض قلمی ہیں سب دیکھ لیجئے وہ عجیب کتاب ہے۔

سؤال: کچھ اور احکام جو میرے حال کے موافق ہوں۔ معلوم ہو کہ میں اس کی پابندی کر رہا ہوں۔

جواب: تربیت السالک کو دوبارہ غور سے پڑھئے۔ بڑی مفید کتاب ہے۔ اب (دوسری مرتبہ ایک) نئے قسم کا فائدہ محسوس ہوگا۔

حال: کمترین حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق مواعظ اور تربیت السالک کا مطالعہ کرتا ہے۔ مواعظ تو کچھ مطالعہ کرتا رہتا تھا اور تربیت السالک کے مطالعہ کا بھی بہت جی چاہتا تھا۔ مگر یہ خیال رکاوٹ بنا ہوا تھا کہ کمترین کو خیالات بہت آتے ہیں اور جب (کسی طرح) مدد ہوتی ہے تو اس خیال پر عمل ہو جاتا ہے اس خیال سے کہ کہیں (ایسا نہ ہو کہ) اس میں (خود کو اس حال میں) دیکھ کر اس صفت کے حاصل ہونے سے پہلے یہ خیال کر لوں کہ یہ صفت مجھ میں ہے اور حضور کی خدمت میں غلط عرض کروں۔ لیکن اب یہ خیال ختم ہو گیا ہے۔

تحقیق: ایسے خیالات پر عمل نہ کیا جائے۔ ایسے خیالات تو بغیر کتاب پڑھے بھی آسکتے ہیں کیونکہ خیالات کا پیدا ہونا صرف کتاب (پڑھنے) پر ہی منحصر نہیں ہے۔ مگر جب آدمی باقاعدہ کام کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو راہ دکھاتے ہیں اور (خیالات کے) ایسے نقصانات سے بچاتے ہیں۔

دھن کی ضرورت

حال: مجھ میں سب سے بڑا عیب (جو سارے عیوب کی ماں ہے) یہی ہے کہ کم ہمتی اور کاہلی کی وجہ سے پابندی نہیں ہوتی ہے۔ کیفیت یہ ہے کہ ہر مہینہ نیا نظام الاوقات (TIME TABLE) بناتا ہوں اور شروع بھی کر دیتا ہوں مگر دو تین دن کے بعد کسی ہلکے عذر جیسے قوت کی کمی کا بہانہ یا کسی دوسرے کام کو پورا کرنے کی چاہت سے مغلوب ہو کر چھوڑ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس ہمت میں قوت اور طبیعت میں تقاضا پیدا ہونے کی کوئی تدبیر

بتا دیجئے کہ جس سے معمولات میں ہمیشگی حاصل ہو جائے۔

تحقیق: اس کی تدبیر کی مستقل کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسی بے نظامی سے جب کہ دھن لگی رہے نظام پیدا ہو جائے گا۔

نماز میں سہو (بھول جانا) نقصان دہ نہیں ہے

حال: کچھ دنوں سے عجیب اتفاق ہوتا ہے کہ چار رکعت والی نماز میں اکثر سہو ہو جاتا ہے۔ بہت کوشش کرتا ہوں اور اللہ جل شانہ کی بزرگی دل میں رکھ کر الفاظ پڑھتا ہوں مگر پھر کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: پھر نقصان ہی کیا ہے۔

نفل نماز کی تاکید

حال: میں مغرب کی نماز کے بعد اوابین پڑھتا تھا۔ کچھ دنوں سے اس خیال سے چھوڑ دی ہیں کہ مغرب کی نماز سے فوراً فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ یہ خیال آتا ہے کہ یہ شیطان کی شرارت نہ ہو۔

تحقیق: ہاں! (یہ شیطان کی شرارت ہے) اوابین کی نماز کے بعد ذکر کیا کرو۔

حال: عشاء کی نماز کے بعد بھی نوافل نہیں پڑھتا ہوں۔ صرف سنت اور وتر پڑھ کر قرآن کی تلاوت یا کسی کتاب کا مطالعہ کرنے لگتا ہوں۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ چیزیں یعنی کتاب کا مطالعہ اور ذکر وغیرہ نوافل سے ضروری اور بڑھ کر ہیں۔

تحقیق: بڑھ کر تو اس وقت دیکھا جائے گا جب دونوں (چیزیں) نہ ہو سکیں اور جب دونوں ہو سکیں تو دو عبادتیں ایک عبادت سے بڑھ کر ہیں۔

حال: کیا (یہ) واقعی نفسانی شرارت ہے یا نہیں؟ کہ نفس مجھے نوافل سے محروم رکھتا ہو۔

تحقیق: ہاں! (واقعی نفس کی شرارت ہے)۔

دعا میں الحاح (عاجزی ازاری) کی تفسیر

حال: چھوٹی لڑکی کے نزع کی حالت میں رات کو یہ واقعہ پیش آیا کہ گھر میں بہت پریشان ہو کر ساری رات دعا کرتی رہی کہ ''خداوند اس بچی کو اچھا کر دیجئے۔'' اچانک رات کو ایک آواز آئی ''سور! ہم سے لڑائی کرتی ہو'' اسی صبح بچی کا انتقال ہو گیا۔

تحقیق: یہ بہت ہی کام کی بات بتائی گئی جس کے سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ دعا میں الحاح (زاری،

منت سماجت) تھا جو مطلوب ہے پھر عتاب (غصہ وسزا) کیوں ہوا۔ بات یہ ہے کہ (دعا میں ایک الحاح مطلوب ہے دوسرے الحاح کے ساتھ چاہت کے خلاف ہونے پر ناگواری نہ ہونا بھی مطلوب ہے اس لئے) دعا میں الحاح (تو) تھا جو مطلوب ہے (مگر) اس کے ساتھ دعا قبول نہ ہونے کی صورت میں دل میں ناگواری بھی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر ناگواری ہونے کی وجہ سے عتاب ہوا۔ الحاح میں دعا قبول نہ ہونے کی صورت میں بھی رضا ہوتی ہے اگرچہ عقلی (رضا) ہی سہی لیکن پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

اصلاح اخلاق کتب کا مطالعہ

حَال: عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل (باتوں) کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

❶ جب کوئی نمازی یا غیر نمازی مسجد میں گپیں مارتا ہوا دیکھتا ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کیا خرافات واہیات (بے کار) بکتا ہے اس کے ساتھ دل میں یہ خیال بھی آتا ہے کہ کبھی کبھی تو میں بھی جب کوئی باتیں کرنے والا مل جاتا ہے تو مزہ میں ادھر ادھر کی باتیں ہانکتا ہوں۔ اس جرم کا تو میں بھی مجرم ہوں اور اب مجھے ان لوگوں کی باتیں بری لگ رہی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے کہ میرے اندر بخل اور حسد ہے کہ دوسروں کی گفتگو بری لگ رہی ہے۔

کبھی کبھی پڑوسی جب (اپنے) گھر میں بیٹھا گپ مارتا اور شیخیاں بگھارتا ہے تو بندہ کو اس کا یہ کام استہزاء کا سبب لگتا ہے مگر ساتھ ساتھ یہ خیال آتا ہے کہ بندہ کے اندر یہ برا مرض ہے دوسروں کی بول چال خواہ وہ کسی فائدہ کی وجہ سے ہو بندہ کو پسند نہیں آتی۔ اللہ کرے بندے سے یہ مرض ختم ہو جائے۔ ارشاد فرمائیں کہ بندہ کی یہ عادت بری ہے یا اچھی؟ اگر بری ہے تو اس بری عادت سے بچنے کا کیا طریقہ ہے جس پر عمل کروں؟

تَحقِیق: ان جزئیات کی کوئی انتہاء نہیں ہے ان کی مستقل تحقیق (کہ اچھی ہے یا بری) کے بجائے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف بالکل التفات نہ کیا جائے۔ اصلاح اخلاق کی کتابیں لازمی طور پر دیکھی جائیں اور ان کے مطابق اپنی اصلاح کی جائے۔ اس سے جزئیات بھی سمجھ میں آنے لگیں گی اور ان کی اصلاح کے طریقے بھی معلوم ہو جائیں گے اگر یہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا تو تھوڑے دنوں میں وساوس کا غلبہ ہو جائے گا۔

بات کم کرنا

حَال: دوسری عرض یہ ہے کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کل غفلت بہت کم ہوتی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اکثر لوگوں کے درمیان دیکھتا ہوں کہ (میں) اہل مجلس کے ساتھ اتنا مشغول نہیں ہوتا ہوں جتنا خدا کے ساتھ مشغول

ہوتا ہوں بلکہ کبھی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ کوئی بات شروع کرتا ہے تو (میں) پہلے دیکھتا ہوں کہ یہ بات ضروری ہے یا کوئی قصہ وغیرہ بیان کرنا مقصود ہے تو پھر اپنی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کر لیتا ہوں۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس نے کیا بیان کیا میں اپنے دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتا رہتا ہوں اور خیال بھی اس طرف کر لیتا ہوں۔

(اسی طرح) ایسی مجلس میں جو صرف تفریح کے لئے قصے بیان کئے جاتے ہیں، وہاں جیسا میں کرتا ہوں یعنی اپنے خیال کو خدا کی طرف کر لینا ایسا کرنا چاہئے یا ایسی مجلس سے چلا جانا چاہئے اور اپنے خیال کو اپنے خالق کی طرف کر لینا چاہئے۔

تحقیق: اگر وہ بات مباح ہو (جس میں نہ ثواب ہے نہ گناہ) تو ایسا کر لینا ہی کافی ہے اور اگر گناہ کی بات ہو تو اٹھ کر چلا جانا چاہئے۔

حال: سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ احقر نے کتابوں میں کئی جگہ کم بولنے کی تعریف دیکھی ہے۔ حضرت سے بھی سنا ہے اور جی (بھی) چاہتا ہے کہ بہت کم گفتگو کروں مگر معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے کہ مجھ سے یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ جہاں ایک دو دن کم گفتگو کی تو دل میں ایک رکاوٹ سی ایسی ہو جاتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں اور دل اندر ہی اندر جلنے لگتا ہے خدا ہی کو معلوم ہے کہ کیا بات ہے۔

تحقیق: اس کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے اور کم بولنے کی عادت بنانی چاہئے۔

دعا میں غلو (مبالغہ) نہیں کرنا چاہئے

سؤال: حضور والا نے دعوات عبدیت میں کہیں تحریر فرمایا ہے کہ امام محمد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ کے بعد اللہ پاک نے امام صاحب سے پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ امام صاحب نے عرض کیا: مغفرت (چاہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم کو عذاب دینا چاہتا تو تمہیں علم نہ دیتا۔

یہ خاکسار بھی یہی تمنا کرتا رہتا ہے کہ اس سے بھی ایسا ہی سوال ہو اور اسی طرح کا جواب دوں اور اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں: اگر تجھے عذاب دینا تو تجھے تھانہ بھون نہ بھیجتا اور ہمارے دوست اشرف علی کا خادم نہ بناتا۔ حضور والا سے اب عرض یہ ہے کہ اس گناہ گار کا اس قسم کی تمنا کرنا اللہ پاک کی درگاہ میں گستاخی تو نہیں ہے۔

جواب: دعا میں اصل مقصود مغفرت کا مانگنا ہے باقی یہ قیدیں کہ مجھ سے پوچھا جائے اور میں یوں کہوں اور یوں

جواب ملے (یہ سب) گستاخی ہے جیسے ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو اس سے روکا تھا ان کے بیٹے نے جنت کا سفید محل مانگا تھا۔

قضا نماز کا پڑھنا

حَال: مجھے اب یاد نہیں ہے کہ میں شروع بلوغ سے نمازیں پابندی سے پڑھی ہیں یا کچھ قضا کی ہیں۔ مگر یہ خیال ہے کہ نمازیں قضا بھی بہت ہوئی ہیں۔ اس خیال کی وجہ سے کچھ دنوں سے قضا عمری شروع کر دی ہے۔ ہر نماز کے ساتھ ایک (قضا) نماز ادا کر لیتا ہوں۔ اگر کسی وقت رہ گئی تو دوسرے وقت ادا کر لی۔ اب عرض یہ ہے کہ کتنے عرصے تک نمازیں پڑھوں۔

تحقیق: خود ہی اندازہ ہو سکتا ہے۔

دعا کا رضا کے خلاف نہ ہونا

سُؤال: ہم کو یہ تعلیم ہے کہ خدا کی مرضی پر صبر وشکر کریں اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اس پر خاموشی اختیار کریں۔ پھر اپنے مقاصد کے لئے مختلف قسم کی دعائیں کرنا تسلیم و رضا (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے) کے خلاف ہوگا۔ یہ بات کس طرح سمجھوں؟

جَواب: دعا کے معنی یہ ہیں کہ ہم آپ کی اجازت سے وہ چیز مانگتے ہیں جو ہمارے علم میں مصلحت اور خیر ہے اگر آپ کے نزدیک بھی (وہ) خیر ہے تو عطا کر دیجئے ورنہ نہیں دیجئے ہم دونوں حال میں راضی ہیں۔ اس رضا کی علامت یہ ہے کہ (ظاہری طور پر) قبول نہ ہونے سے شکوہ نہ کرنا اور تنگدل نہیں ہونا چاہئے (بلکہ) دعا کرتا رہے تو (یہ) دعا رضا کے خلاف نہ ہوئی۔ اسی طرح دعا میں استخارہ کی دعا کے علاوہ کیونکہ استخارہ کی دعا میں اس کا (مانگی جانے والی چیز) خیر ہونا خود آپ کے نزدیک بھی مشکوک ہے یہ نہ کہا جائے کہ اگر آپ کے علم میں خیر نہ ہو تو نہ دیجئے کیونکہ دعا میں (اس طرح کہنا) دعا کے مشروع ہونے کی حکمت کے خلاف ہے دعا کی حکمت اپنی محتاجگی کا اظہار ہے اور اس طرح کہنے میں استغناء کا وہم ہوتا ہے۔ (کہ ہم بے پرواہ ہیں اللہ تعالیٰ دعا قبول کریں یا نہ کریں)۔

نماز میں آنکھ بند کرنا

سُؤال: اکثر نماز پڑھتے وقت دل چاہتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھوں۔ کیا اس میں کچھ برائی ہے یا نہیں؟

جواب: کوئی برائی نہیں ہے لیکن آنکھ بند کرنے کو ثواب نہ سمجھیں بلکہ پریشان کرنے والے خیالات کا علاج سمجھیں۔

مشکل کے حل ہونے کی دعا

سؤال: مجھے عرصہ سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فاتحہ کی آرزو تھی۔ میرا بڑا لڑکا اجمیر شریف میں ملازم ہے۔ اس نے کہا قیام وغیرہ کا انتظام میں کرلوں گا تم آ جانا اس لئے بیٹے کو ساتھ لے کر اجمیر شریف گئی۔ جو کچھ مجھ سے ہوسکا میں نے پڑھا اور بیٹے نے بھی پڑھا۔ تیسرے دن رات کو بیٹے کو بشارت ہوئی کہ اپنی والدہ سے کہہ دو کہ تم اپنے پیر سے معلوم کرو وہ جو بتائیں وہ پڑھو ان شاء اللہ تمہاری مراد پوری ہو جائے گی۔

اس لئے عرض کرتی ہوں کہ کوئی وظیفہ عنایت فرمایا جائے جس کو میں کرتی رہوں اور دعا فرمائی جائے کہ خدا مجھ سے کرادے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بیٹے کو خوش قسمت اولاد دیں، روزگار میں ترقی ہو اور بیٹے کے نکاح کے فرض سے خیر اور اچھی طرح سے فارغ ہو جاؤں۔

جواب: ان سب مقاصد کے لئے یہ دعا ہر نماز کے بعد جی لگا کر سات مرتبہ پڑھیں اور دعا کریں۔ دعا یہ ہے: ”اللھم لا سھل الا ما جعلته سھلا وانت تجعل الحزن سھل اذا شئت“ اگر یہ دعا یاد ہونا مشکل ہو تو یہ شعر ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

ع فسھل یا الٰھی کل صعب بحرمة سید الأبرار سھل

ترجمہ: ”اے اللہ سیّد الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہر مشکل آسان فرما۔“

فرائض ونوافل کے قضا ہونے میں فرق

حال: آج کل حالت یہ ہے کہ عبادت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر خواہش کے مطابق عبادت ہو نہیں سکتی افسوس ہوتا ہے۔ ہر دن ارادہ ہوتا ہے مگر کچھ کمی رہ ہی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بارہ تسبیح اور چلتے پھرتے بھی کچھ ذکر ہو جاتا ہے۔ اصلاح نفس کی طرف توجہ رہتی ہے۔ پچھلی رات کو مسلسل اٹھتا ہوں مگر ساڑھے چار بجے تہجد کے وقت کے بارے میں شبہ ہوتا ہے کہ ہے یا نہیں اس لئے ذکر تو کر لیتا ہوں اور قرآن شریف کی منزل بھی نماز سے پہلے پڑھ لیتا ہوں۔ کبھی ایک پارہ اور کبھی آدھا پارہ مگر تہجد نہیں ہوتی ہے۔

کل کسی کام میں لگ گیا ظہر کی نماز کے لئے وضو کرنے کے باوجود کام میں لگ گیا اور نماز قضا ہوگئی۔ قضا تو

پڑھ لی لیکن اسی دن تہجد کی نماز بھی قضا ہوئی تھی۔ تہجد کا مجھے زیادہ افسوس ہوا تھا اور فرض نماز کا اتنا افسوس نہیں ہوا تھا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس میں نفس کا دھوکہ تو نہیں ہے یا کوئی نقصان دہ صورت تو پیدا نہیں ہوگئی بہت سوچتا ہوں سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ مولوی ...... صاحب سے پوچھا ان کی تقریر سے بھی کوئی تسکین نہیں ہوئی۔ حضور ارشاد فرمائیں کیا بات ہے۔

تحقیق: (عبادت میں) کمی کا رہ جانا تو لن تحصوا (کہ ہرگز احاطہ نہ کرسکو گے) کا ثبوت ہے جو کہ لازمی ہے (کہ آدمی کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق عمل نہیں کرسکتا ہے) تہجد عشاء کے بعد پڑھ لیا کیجئے اگر آخر رات میں جاگ گئے تو قند مکرر (دوبارہ میٹھا) ہی سہی ورنہ فوت تو نہ ہو۔

جو بات سمجھ میں نہیں آئی ہے مجھے خیال آتا ہے کہ میں نے اس کے بارے کبھی لکھا ہے مگر یاد نہیں ہے اور (یہ بھی) ممکن ہو کہ وہ (بات) کسی پوچھنے والے کی خاص حالت کے مناسب ہو۔ اس وقت جو بات ذہن میں خود بخود آتی ہے وہ عرض ہے۔ وہ یہ ہے کہ طاعات سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک چیز جلدی حاصل ہوتی ہے وہ مزہ ہے یہ ذوقی اور طبعی ہے (کہ اس کا اندازہ ذوق سے ہوتا ہے اور اس کا تعلق طبیعت سے ہے) دوسری چیز تاخیر سے حاصل ہوتی ہے وہ اجر وثواب ہے یہ اعتقادی اور عقلی ہے (کہ اس کا ثبوت اعتقاد سے ہوتا ہے اور اس کا تعلق عقل سے ہوتا ہے)۔

جو چیز جلدی حاصل ہونے والی ہے یعنی مزہ اس کو نیا نیا ہونے اور جدا اور مختلف ہونے میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ تہجد میں اس (نیا نیا ہونے اور جدا اور مختلف ہونے) کا موجود ہونا ظاہر ہے (کہ وہ فرائض کے علاوہ ایک نئی اور مختلف چیز ہے) اور فرائض کے عمومی ہونے اور مشترک ہوتے (کہ پانچوں نمازیں فرض ہونے میں برابر ہیں) کی وجہ سے ان میں یہ (نیا نیا اور مختلف وجدا ہونا) موجود نہیں ہے۔ اس لئے تہجد میں مزہ فرائض سے زیادہ ہوگا اگرچہ اجر وثواب کا اعتقاد فرائض میں زیادہ ہے۔

(اب قلق وافسوس دو وجہ سے ہوتا ہے) ایک مزہ کے فوت ہونے کی وجہ سے دوسرے اجر وثواب کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مزہ کے فوت ہونے کی وجہ سے جو قلق وافسوس ہوگا وہ تہجد کے فوت ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوگا (کیونکہ تہجد میں مزہ زیادہ ہوتا ہے اس لیے قلق وافسوس بھی زیادہ ہوگا) اور اجر وثواب کی وجہ سے جو قلق وافسوس ہوگا وہ فرض کے فوت ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوگا (کیونکہ فرض کا اجر وثواب تہجد سے زیادہ ہے)۔

مزہ کے فوت ہونے کی وجہ سے قلق وافسوس ہونا طبیعت کے غلبہ کی وجہ سے ہے اور اجر وثواب کے فوت

ہونے کی وجہ سے قلق و افسوس ہونا عقل کے غلبہ کی وجہ سے ہے۔ ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کا غلبہ ہونا غیر اختیاری ہے اس لئے اس پر کوئی ملامت نہیں ہے اور نہ ہی یہ نفس کا دھوکہ ہے مگر ذوق کے خراب ہونے کی ضرور دلیل ہے۔ اس لئے ذوق کی سلامتی کے لئے دعا ضروری ہے۔

سونے سے نماز قضا ہو جانا

سؤال: سوتے ہوئے سورج نکل آیا اور وقت معلوم نہ ہوا نہ کسی نے جگایا تو اس (سونے والے) کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر سوتے وقت اس نے جاگنے کا کافی انتظام کیا تھا تب تو گناہ نہیں ہوا اور اگر لاپروائی کی تھی تو گناہ ہوگا۔

لوگوں سے کم میل جول کرنا اور مبتدی کے لئے وعظ کا طریقہ

حال: فدوی کی حالت بہت بری ہے۔ لوگوں سے بہت متنفر ہوں اور ان کی صحبت سے بہت وحشت ہوتی ہے میں نے لوگوں سے سلام و کلام چھوڑ دیا ہے اسی طرح وعظ و نصیحت بھی چھوڑ چکا ہوں۔ خود سے زیادہ ذلیل ترین کسی کو نہیں دیکھتا ہوں۔ اس لئے وعظ کہنا اور نصیحت کرنا ایک دم بند کر دیا ہے۔ اس سے پہلے احقر کا معمول یہ تھا کہ حضرت والا کے مواعظ لوگوں کے سامنے بیان کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ملک کے اکثر لوگوں نے باطل رسموں کو چھوڑ دیا ہے اور حضرت کے متبع ہو گئے ہیں۔ اب میں ان لوگوں سے ملنے جلنے میں کنارہ کش ہو گیا ہوں باقی معمولات پہلے پرچے ہی کی طرح ہیں۔

تحقیق: (وعظ وغیرہ بند کر دیا) اچھا کیا اگر لوگ وعظ کے لئے اصرار کریں اور اگر ان کو نفع کی امید ہو تو احقر کے وعظ ہاتھ میں لے کر لوگوں کو صرف سنا دیئے جائیں اور اس کی تقریر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

حال: حضرت جی! ایک بات یہ ہے کہ پہلے جو اپنے رشتہ داروں سے تعلقات تھے یہ تو نعوذ باللہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ قطع (ختم یا توڑ) کر دیئے جائیں مگر کمی کے لئے کہتا ہوں (کہ تعلقات کچھ کم کر لئے جائیں) اب جیسا حضرت حکم فرمائیں۔

تحقیق: (تعلقات کم کرنا) بہت ضروری ہے خصوصاً ابتداء میں مگر (یہ خیال رہے کہ) کسی کا حق جو واجب ہو وہ فوت نہ ہو۔

حَالؒ: لوگوں سے میل جول بہت ہی ناپسند ہوتا ہے حتیٰ کہ جتنا وقت درس میں اور درس کی وجہ سے غفلت میں گزرتا ہے اس کا بہت ہی افسوس ہوتا ہے۔

تحقِیق: یہ پسندیدہ علامات ہیں۔

حَالؒ: طلباء کی تعلیمی حالت (کی بہتری) کے لئے کوشاں رہتا تھا (اور) اس سے کہیں زیادہ اخلاق و عادات کے پیچھے پڑا رہتا تھا۔ اسی طرح صرف ملازم ہونے کی حیثیت سے نہیں (کہ یہ کام ملازمت کی وجہ سے میرے ذمہ ہے) بلکہ ان کی تعلیم کے لئے دل سے کوشش کرتا تھا کہ ان کو علم آ جائے۔ صرف اپنی محنت وصول ہونے اور تاکید کرنے کے علاوہ واقعی ان کے لئے دعا بھی کرتا تھا۔

اس طرح کے سلوک و ہمدری سے اکثر طلباء بہت خوش ہوتے تھے اسی طرح میں اور والدین اور جملہ اراکین مدرسہ بھی خوش تھے۔ صرف اس خیال سے کہ گھر پر کتاب وغیرہ دیکھنے میں کمی رہ جاتی ہے اس لئے احقر جہاں رہتا ہے (میرے) اس طرز عمل کی وجہ (طلباء) وہاں آتے اور پڑھ کر جاتے تھے۔ اس طرح رہنے سے ان کو بندہ سے اور بندہ کو ان سے انسیت سی ہوگئی۔ یہ صرف انسیت ہی تھی تعلق نہیں تھا۔

اتفاق سے دو چار دن مصلحت کی وجہ سے (طلباء سے) سختی کا برتاؤ کیا تا کہ ان کو آئندہ تعلیم میں مفید ہو۔ اس وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ان میں سے دو طلبہ گھر پر بغیر بتائے اور احقر کی اجازت کے بغیر کسی دوسری جگہ بھاگ گئے۔ ان کے چلے جانے سے طبیعت کو کچھ افسوس لگتا ہے۔ پریشانی کوئی نہیں ہے۔ صرف کبھی خیال آ جاتا ہے۔

اس قلق کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ (طلباء کے ساتھ) صرف ملازمت کا سلوک کروں (تا کہ جتنا کام ملازمت کی وجہ سے ذمہ ہے وہی کروں ان پر زیادہ توجہ نہ دوں) اور کسی طالب علم کو خصوصی طور پر خیر خواہانہ برتاؤ نہ کروں تا کہ ان کے رہنے سے نہ کوئی خوشی یا دباؤ رہے اور نہ جانے سے کوئی رنج و قلق ہو۔

اسی طرح طلباء کے علاوہ بعض لوگ بندہ سے مانوس ہیں۔ خیال آتا ہے کہ ان سے بھی تعلقات ختم کرلوں تا کہ احقر کے نہ رہنے پر ان کو پریشانی نہ ہو جیسے مولوی...... صاحب کے چلے جانے سے لوگ پریشان تھے۔ اسی طرح دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھوں اس میں کیا مناسب ہے جو کچھ مناسب ہو تو تحریر فرمایا جائے۔

تحقِیق: خود سے بلا ضرورت تعلق پیدا نہ کیجئے۔ جو خود تعلق پیدا کرے اس سے اعراض نہ کیجئے۔ اسی طرح جہاں اصلاح کی ضرورت ہو منع نہ کیجئے۔ اس کے بعد اگر آپ کو یا ان کو قلق ہو تو اس قلق سے بچنے کی کوشش نہ

کیجئے۔ اگر ایک قلق سے حفاظت کر لی تو ممکن ہے کوئی دوسرے قلق میں ابتلا ہو جائے۔ اس کا بار بار تجربہ ہوا ہے۔

حَال ①: دن بدن خلو (تنہائی) کی طرف شوق اور عوام بلکہ علماء ظاہر کی طرف سے زیادہ نفرت بڑھتی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ رشتہ داروں سے بھی سلام کلام نہیں کرتا لیکن اگر کسی نے بات خود شروع کی تو جواب خوشی کے ساتھ دیتا ہوں اگرچہ (وہ) مخالفین ہی میں سے ہو۔

② اگر کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں تو بہت پریشان ہو جاتا ہوں خواہ وہ موافق ہو یا مخالف ہو۔ لیکن بعض لوگوں کی دنیوی ترقی دیکھ کر طبیعت کڑھتی ہے بلکہ منزل کی خواہش ہو جاتی ہے۔

③ دل میں کبھی کوئی دینی یا دنیوی بات کی خواہش نہیں ہوتی ہے۔ جنت اور دوزخ کا خیال لغو (بے کار) لگتا ہے۔ نہ کسی چیز کی دعا کی خواہش ہوتی ہے۔ ہاں اس قسم کے اشعار دعا کے طور سے پڑھتا ہوں۔

تحقیق: نمبر ا و نمبر ۲ کے حالات مطلوب نہیں ہیں۔ نمبر ۳ کا حال غلبہ کا اثر ہے اس کے اعتدال کی ضرورت ہے جو احکام کی اتباع کرنے سے خود بخود ہو جائے گا۔ خیر کی دعا کرتا ہوں۔

حَال: میں اپنے تمام تعلق رکھنے والے چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتا ہوں مگر وہ سب مجھ سے بالکل محبت نہیں کرتے ہیں جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: اس سے تو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ سے دل کے ہٹ جانے کا انتظام فرما دیا۔

سُوال: جناب! خدا سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی محبت میرے دل سے نکال کر اپنی خالص محبت کا متوالا اور عاشق بنا دے۔

جَواب: آمین۔

حَال: کوئی خاص حالت قابل ذکر نہیں ہے۔ مختلف اوقات میں اسم ذات بارہ ہزار مرتبہ کر لیتا ہوں۔ ضرب و جہر کی پابندی سے ایک وقت میں ادا نہیں ہوتا ہے۔ ہر وقت کی تعداد طبیعت اور دماغ کے برداشت کے مطابق الگ ہوئی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ حالت اچھی ہے۔ مگر ابھی آپ پر ذکر کا اثر نہیں ہوا ہے۔ ذکر کا اثر بات کم کرنے، لوگوں سے میل جول کم کرنے اور تعلقات کی طرف کم توجہ کرنے پر موقوف ہے۔ (ابھی آپ کو اس کی ضرورت

محسوس نہیں ہوئی ہے۔ آپ کو مواعظ اور مثنوی (اگرچہ سمجھ میں نہ آئے) کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

حَال: (حضرت!) تین چار دن سے (میری) حالت یہ ہے کہ دل چاہتا ہے کہ حجرہ بند کر کے ہر وقت ذکر کرتا رہوں۔ کسی سے نہ بولنے کو دل چاہتا ہے اور نہ ملنے کو جی چاہتا ہے۔ ملنے جلنے سے بہت نفرت لگتی ہے بلکہ جدھر آدمی ہوتے ہیں ادھر سے گزرنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہے دوسری طرف سے گزرتا ہوں۔ تنہائی بہت اچھی لگتی ہے۔

تحقیق: مبارک مبارک۔

حَال: حضرت یہ کوئی عیب تو نہیں ہے۔

تحقیق: بالکل نہیں ہے۔

حَال: جتنے لوگ یہاں ہیں سب نیک ہیں ان سے جو نفرت لگتی ہے اس سے ڈر لگتا ہے کہ یہ کہیں نفس کی شرارت نہ ہو۔

تحقیق: یہ نفرت نہیں وحشت ہے۔ وحشت بھی عقلی نہیں طبعی ہے۔ طبعی بھی ان لوگوں کی ذات سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بکھرنے کا سبب بنیں گے۔

حَال: حضرت! مجھ میں مستقل مزاجی بالکل نہیں ہے۔ بہت سارے ارادے کرتا ہوں مگر کبھی ان پر عمل نہیں ہوتا ہے۔ بعض کام شروع کر دیتا ہوں مگر وہ پورے نہیں ہوتے۔ شیطان اور نفس امارہ کا اتنا غلبہ ہے کہ صغیرہ کبیرہ گناہوں کے کرنے کے باوجود اپنے روحانی امراض کو مشفق معالج کے سامنے پیش کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی ہے اور لاکھوں بے کار عذر ذہن میں آتے ہیں۔

میں نے اپنی ابتدائی عمر کا ایک چھا خاصا حصہ جناب والا کے سایہ عاطفت میں گزارا ہے مگر افسوس ہے کہ اپنے احوال جن کی اصلاح واجب ہے کو بھی خواہشات نفسانیہ میں گرفتار ہو کر جناب کے سامنے پیش نہیں کر سکا اور حجاب ہوتا ہے۔ جناب نے پہلے تحریر فرمایا تھا کہ کچھ تلافی کرنی چاہئے۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طریقہ سے شروع کروں۔ میرے پاس یہ اسباق ہیں (کتابوں کے نام) متنبّی، مقامات، ملا جلال، میر زاہد، مطول، اور عصر کے بعد ایک وکیل مولوی ...... صاحب کو پڑھاتا ہوں۔ ایک سبق خارجی اوقات میں مولوی ...... صاحب مختصر المعانی پندرہ بیس منٹ پڑھتے ہیں۔

اب میری موجودہ حالت سستی، کم ہمتی اور اشغال کو دیکھ کر کوئی طرز عمل تحریر فرمائیں اور دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ عمل کی توفیق عنایت فرمائیں۔ انہی گناہوں کی شرم کی وجہ سے جناب والا کو خط لکھنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ اب یہ خط بھی اس خیال سے لکھ رہا ہوں کہ جو کچھ بھی جس طرح بھی ہو تھوڑے بہت احوال کی اطلاع دوں۔ کم از کم اس خط کو اصلاح نفس کی نیت سے بھیجنے کا ثواب ملے گا۔

تحقیق: شروع کرنا کیا مشکل ہے۔ اپنا سارا حال لکھ بھیجا اور میں نے جو کچھ لکھا اس پر عمل شروع کر دیا اگر اس میں رکاوٹ ہوئی تو مجھے بے تکلف اطلاع کر دی پھر میں نے اس کے جواب میں جو کچھ لکھا اس کے ساتھ بھی یہی عمل کیا یوں ہی...... کام بن جائے گا۔

دوست دارد دوست ایں آشفتگی کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ''اسی پریشانی کو محبوب رکھو یونہی عمر بھر بے ڈھنگی کوشش کچھ نہ کرنے سے ہے بہتر۔''

اس وقت تین باتیں لکھتا ہوں جن کو مقصود میں مکمل دخل حاصل ہے گو دخل ہونے کی وجہ آپ کی سمجھ میں نہ آئے۔

1. تکلف کا طور طریقہ بالکل چھوڑ دیا جائے۔
2. لوگوں سے میل جول شدید ضرورت کے بغیر چھوڑ دیا جائے۔
3. تنہائی آدھا گھنٹہ مقرر کر کے خدا تعالیٰ سے اصلاح اور ہدایت کی دعا کی جائے۔

حال: خادم عرض کرتا ہے کہ میرے گھر جو مہمان یا ملنے والے آتے ہیں ان کی ضروری خدمت کے علاوہ ان کے جانے تک ان کے پاس بیٹھنا بھی پڑتا ہے کبھی دین کبھی دنیا کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ وقت ضائع ہوتے دیکھ کر جی بہت کڑھتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اٹھ کر تنہائی میں چلا جاؤں لیکن اس خیال سے نہیں اٹھتا کہ یہ تو مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہیں ان کا دل ٹوٹے گا اور شریعت کی جو پابندی ہوتی ہے وہ اس سے رک جائے گی۔ خود میں تیسرا کلمہ پڑھتا رہتا ہوں۔ کبھی باتوں میں غفلت بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد عالی ہے؟

تحقیق: تھوڑی دیر پاس بیٹھ کر جب دیکھا جائے کہ اب غیر ضروری باتیں ہونے لگی ہیں کسی حیلے سے یا بغیر کسی حیلے سے اٹھ جانا چاہئے۔ پھر اگر مقیم (ٹھہرے ہوئے) ہیں تو کسی دوسری بیٹھک میں بھی اسی طرح کرنا چاہئے۔ (کسی کی) مروت میں اپنا دینی نقصان بالکل نہیں کرنا چاہئے۔ بس اسی طرح آہستہ آہستہ آپ کے نفس اور مہمانوں کو عادت ہو جائے گی۔

حَالؒ: (حضرت! میری) حالت یہ ہے کہ جب میرے پاس کوئی ایسا آدمی آتا ہے کہ جس سے میرا کوئی دینی یا دنیاوی کام یا اس کو کوئی دینی یا دنیوی کام مجھ سے ہوتا ہے تو (میری) طبیعت پریشان نہیں ہوتی ہے۔ (لیکن) جب وہ ضرورت سے زیادہ میرے پاس جم کر بیٹھتا ہے تو میری طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔

تحقیق: میری بھی بالکل یہی حالت ہے۔ آپ کی تسلی کے لئے اطلاع کر دی ہے۔

حَالؒ: جب کوئی شخص صرف ملنے کے لئے آتا ہے تو طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئی امیر آدمی ہو تو طبیعت پر بہ تکلف جبر کر کے اس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں۔

تحقیق: اس کی دلجوئی کے لئے اپنے آپ کو محبوس (قید) رکھنا مجاہدہ اور طاعت ہے۔

حَالؒ: لیکن اگر امیر نہ ہو تو پھر برداشت نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کی حقیقت آگے عرض کی جائے گی۔

حَالؒ: جب یہ خیال آتا ہے کہ امیروں غریبوں سب کے ساتھ ایک طرح کا برتاؤ ہونا چاہئے۔

تحقیق: اس کی تحقیق آگے آئے گی۔

حَالؒ: یہ بات اچھی نہیں ہے کہ غریبوں کو ہٹا دیا جائے اور امیروں کو بیٹھنے دیا جائے تو نفس یہ جواب دیتا ہے کہ امیروں کا آنا تو کبھی کبھی شاذ و نادر ہوتا ہے اور غریب جب اپنی طرف توجہ دیکھیں گے تو ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔

تحقیق: یہ فرق صحیح نہیں ہے اس لئے اگر کوئی غریب بھی اتفاقیہ شاذ و نادر آتا ہو تو اس فرق کی وجہ سے اس کو بھی بیٹھنے دیا جائے حالانکہ معمول ایسا نہیں ہے۔ اس لئے یہ فرق صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح فرق یہ ہے کہ دلجوئی تو دونوں میں برابر ہے۔ مگر دلجوئی کی کیفیت میں فرق ہے کہ ہر شخص کی دلجوئی کی کیفیت اس کی حالت وطبیعت اور عادت کے مختلف ہونے کی وجہ سے الگ ہوتی ہے یعنی امیروں کی مجموعی حالت، طبیعت اور عادت ایسی ہے کہ جب تک ان کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی جائے وہ خوش نہیں ہوتے اور غریب لوگ تھوڑی توجہ سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دونوں کی دلجوئی میں ایسا فرق (کرنا) برا نہیں ہے۔ لیکن غریبوں کو یا تو اٹھایا نہ جائے (بلکہ) خود کسی بہانہ سے اٹھ جائیں یا اگر اٹھانا ہی پڑے تو بہت نرمی سے (اٹھایا جائے) جیسے یہ وقت میرے کام کا یا آرام کا ہے یا اس طرح کی دوسری باتوں سے اٹھایا جائے۔

حَالؒ: اتنی بات تو (سب کے ساتھ) عام ہے کہ کوئی کام والا ہو یا نہ ہو طبیعت پر ضرور اثر ہوتا ہے یعنی دماغ تک جاتا ہے، سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ میں خود دوسرے سے کسی بات کا سوال کرتا ہوں

لیکن جب وہ اپنے جواب میں اس بات چیت کو پھیلاتا ہے تو طبیعت پریشان ہونے اور گھبرانے لگتی ہے چاہتا ہوں کہ یا تو خود پیچھا چھڑا کر چلا جاؤں یا وہ بات کو ختم کردے یا چلا جائے۔

تحقیق: آپ معذور ہیں عمل کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے جتنا اوپر لکھ دیا۔ ایک صورت اور بھی ہے سب کے ساتھ تو نہیں مگر بعض کے ساتھ اس میں آسانی ہوگی، وہ یہ ہے کہ ایک تختی پر اردو یا گجراتی میں اپنے عذر اور مرض کے اظہار کا مضمون لکھ کر رکھ لیا جائے اور موقع (آنے) پر وہ پیش کر دیا کریں۔

قرآن یاد کرنے کا طریقہ

حال: بندہ کو قرآن پاک حفظ کے لئے کئی سال ہوگئے دو مرتبہ مصلّٰی (یعنی مسجد میں تراویح میں قرآن) بھی سنایا۔ بدقسمتی سے معاش کی فکر کی وجہ سے پردیس چلا گیا اور نوکری کر لی۔ فرصت نہ ملنے کی وجہ سے کلام الٰہی کا دور بھی نہیں ہوا اور مصلّٰی بھی نہیں سنایا جس کی وجہ سے قرآن پاک کچا ہوگیا پچھلے مہینہ رمضان میں بہت کوشش و محنت کر کے پندرہ پارہ صاف کئے لیکن رمضان کے مہینہ کے بعد جو قرآن شریف (یاد کرنے کے لئے) دیکھتا ہوں تو طبیعت نہیں لگتی ہے اور دل گھبرا جاتا ہے اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ جہاں آدھا پاؤ سپارہ پڑھا دل ہٹ جاتا ہے۔ اردو وغیرہ کی کتاب دیکھنے سے یہ بات کبھی نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی دل گھبراتا ہے۔

اس لئے حضرت کی طرف رجوع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت دعا سے ضرور میری مدد فرمائیں گے اور حضرت جس طرح اس گناہوں کے بیمار کے لئے جو نسخہ تجویز فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا (تجویز پر عمل میں) کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہوگا۔

تحقیق: کچھ طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے اکیلے کام نہیں ہوتا ہے۔ کسی ایسے شخص کو تجویز کرلیں جو قرآن بطور استاد سنا کرے اور مشورہ دے سکے کہ اتنا یاد کرو اور اتنا سناؤ اور اگر دماغ کمزور ہو تو طبی علاج بھی کرائیں۔

سلوک میں درمیانی یا آخری درجہ ہو تو اس وقت دوبارہ مجاہدہ کی ضرورت (ہوتی ہے)

حال: عرض یہ ہے کہ پچھلی حالت جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ تھی اور ان دنوں میں گناہ کی چاہت بہت مغلوب تھی اور ایک قسم کی یکسوئی اور سکون حاصل تھا۔ اب وہ حالت نہیں رہی ہے کبھی گناہ کی چاہت کا بہت غلبہ ہو جاتا ہے اور پہلی جیسی یکسوئی نہیں رہی ہے۔

مرغ دل را جمعیت بدام افتادہ بود　　زلف بکشاری باز از دشت شہ تحیر ما
فغاں از بد یہا کہ در نفس ما است　　کہ ترشود ظن ابلیس راست

ترجمہ

❶ میرے دل کو کچھ اطمینان حاصل ہوگیا تھا تو نے اپنی زلف کھول کر ہمیں پریشان کر دیا۔ (یعنی ہماری یکسوئی ختم ہوگئی۔)

❷ میں اپنے نفس کی برائیوں سے پریشان ہوں اور ڈرتا ہوں کہ شیطان کا خیال میرے بارے میں صحیح نہ ہو جائے۔

اس حالت سے جی بہت غمگین ہوتا ہے اور جان گھلتی ہے۔ خدا کے لئے صراط مستقیم (سیدھی راہ) پر چلنے کے لئے دعا فرمائیں ورنہ یہاں کچھ حال نہیں ہے۔

ع چہ بر خیزد از دست و تدبیر ما
ترجمہ: ''ہم سے اور ہماری تدبیر سے کیا ہوسکتا ہے۔''

تحقیق: یہ وقت پہلے مجاہد کے بعد اب دوسرے مجاہد کا ہے۔ یہی ہے وہ وقت جس کے نہ جاننے سے ایک سالک واصل (پہنچے ہوئے) کو واپسی کا شبہ ہو جاتا ہے اور کبھی مایوس ہوکر بے کاری کی باری آ جاتی ہے حالانکہ یہ (کیفیت) کمالِ سلوک کی لازمی چیزوں میں سے ہے۔

اس (کیفیت) کی حقیقت یہ ہے کہ ابتدا میں جوش کی زیادتی سے طبعی امور مغلوب ہو جاتے ہیں تو (اس لئے) درمیانی حالت یا انتہائی حالت میں جوش کم ہونے سے وہ طبعی امور پھر واپس لوٹ آتے ہیں کیونکہ یہ ختم نہیں ہوتے ہیں صرف مغلوب ہو جاتے ہیں اس واپس لوٹنے کے وقت پھر مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس مجاہد میں تھکن اور کھینچا تانی کم ہوتی ہے اس کی وجہ نفس میں تہذیب کے اتر کر پختہ ہو جانا ہے مگر (اس وقت) عزم، توجہ، ہمت اور برداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (ذکر و اشغال کے) آثار سے نسبت میں کیونکہ ایک قسم کا کمال لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے (میں) آپ کو بیعت لینے کی اجازت دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو نفع پہنچنے کی امید رکھتا ہوں۔

حال: حضرت والا! احقر کو کچھ دنوں سے نفس کے اندر ایک بات محسوس ہوتی ہے کہ گناہوں کی چاہت بالکل

پہلے جیسی ہونے لگی ہے۔ حیران ہوں کہ عرصے سے نفس کمزور ہوا اور اب پھر دوبارہ اسی شدت اور جوش وابھار کے ساتھ چاہنے لگا جیسے ابتدا میں چاہتا تھا۔

تحقیق: اکثر اہل طریق کو یہی حالت پیش آتی ہے کہ کچھ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ ثانیہ (دوسرا مجاہدہ) کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر ان شاء اللہ تعالیٰ مضبوط ہوگا۔ کبھی کبھی کسی طبعی بات کی ہلکی سی چاہت مضبوطی کے خلاف نہیں ہے اس تغیر وتبدل کی مثال محسوس کی جانے والی چیزوں میں ایسی ہے جیسے رات کے آخر میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو صبح کاذب (جھوٹی صبح) کہتے ہیں جو آدمی اس کو جانتا نہیں ہے وہ خوش ہوتا ہے کہ تاریکی گئی پھر اچانک وہ نور ختم ہو جاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی دیر میں دوسرا نور آتا ہے جس کو صبح صادق (سچی صبح) کہتے ہیں وہ آتی ہے بلکہ ترقی کرتی ہے۔

حال: حضرت والا نے احقر کو جو مختلف اوقات میں گناہوں کے علاج ارشاد فرمائے ہیں احقر ان ہی پر عمل کر رہا ہے۔ حضرت والا کی دعا سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر گناہ کی چاہت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے اور پہلے کی طرح نفس کے روکنے میں تنگی اور مشکل پیش نہیں آتی ہے اور تھوڑی سی مخالفت اور تنبیہ سے نفس گناہ کی چاہت سے رک جاتا ہے۔

تحقیق: (اس بات کی) یہی علامت ہے کہ طبعی باتوں کی طرف لوٹنا کمزور ہوتا ہے ورنہ (نفس کا) مقابلہ مشکل ہو جاتا جیسے پہلے (مقابلہ مشکل) تھا۔

حال: حیرانی یہ ہے کہ نفس وشیطان اس (بات) میں کیا چھپی ہوئی چال ہے کیونکہ اعمال اور معمولات کو پورا کرنے میں کچھ سستی اور مخالفت نہیں کرتا ہے بلکہ نفس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھ کو کرنے پڑیں گے۔ حضرت والا سے احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس چال اور دھوکے کے لئے احقر کیا تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہو احقر اس کو پورا کرے گا۔ گناہوں کے پہلے (تجویز کردہ) علاج پر احقر برابر عمل کر رہا ہے۔

تحقیق: بس (اس کی) یہی تدبیر ہے۔ اسی سے انشاء اللہ سب شکایتیں ختم ہو جائیں گی۔ جب کبھی ایسا ہو بھی تو اس کا علاج یہی ہے کبھی (گناہوں کی) چاہت کے ہی نہ ہونے کا ارادہ نہ کیا جائے جیسے بخار کے موسم میں بعض لوگوں کو ہمیشہ بخار رہتا ہے مگر اس کا علاج یہی ہے کہ بخار کی دوا پی جائے اور اس کی کوشش بے کار ہے کہ بخار ہی نہ آئے۔

فکر وکوشش کی ضرورت

حال: (حضرت!) بندے کو کوئی ایسا جامع طریقہ بتائیں جو گناہوں سے بچنے کے لئے مجرب (یعنی آزمایا گیا)

ہو۔ ہر ہفتہ ہمیشہ توبہ کرتا ہوں کہ اس ہفتہ سے سارے برے کام چھوڑ دوں گا اور سارے اچھے کام جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں کروں گا۔ ایسا کرتا بھی ہوں لیکن ایک دو دن بعد سارا ارادہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ دل پر وہی تاریکی جو توبہ سے پہلے تھی آ جاتی ہے کیا کروں؟

حضور ہی اس بندہ ناچیز کی کچھ اصلاح فرمائیں معلوم نہیں (میرا) کیا حشر ہوگا؟ اگرچہ یہ توبہ کرنا اختیاری کاموں میں سے ہے کہ جبر کر کے گناہوں سے بچوں اور توبہ کے وقت پکا ارادہ بھی ہو جاتا ہے لیکن حیران ہوں کیا کروں۔ حضور ہی کچھ دعا فرمائیں اور کوئی جامع طریقہ بتائیں۔

تحقیق:

صوفی نشود صافی تادر نکشد جامی بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے
اندریں رہ می تراش دمی خراش تادم آخر دمے فارغ مباش
تادم آخر دم آخر بود کہ عنایت باتو صاحب سر بود

ترجمہ

❶ کوئی صوفی اس وقت تک صاف دل نہیں ہوتا جب تک جامے یعنی کسی کامل کے در پہ نہ پڑا رہے بہت وقت لگتا ہے جب خامی دور ہو کر پختگی حاصل ہوتی ہے۔
❷ اس راستے میں مسلسل محنت کرتے رہو ایک لمحہ بھی فارغ نہ رہو۔
❸ آخری سانس تک لگے رہو شاید کہ یہ آخری سانس اللہ تعالیٰ کے ہاں کار آمد ہو جائے۔

حاصل یہ کہ فکر و کوشش جاری رکھنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح کامیابی ہو جائے گی۔

قضا شدہ نمازوں کی قضا میں سستی کرنا باطن کے لئے نقصان دہ ہے

حَال: اگر پچھلی نمازیں باقی ہوں تو ان کی قضا میں سستی کرنا گناہ ہے یا نہیں ہے؟

تحقیق: عذر کے بغیر سستی کرنا گناہ ہے۔

دعا عبدیت کے خلاف نہیں ہے

حَال: آپ کی دعا کی برکت سے اس وقت اس ناکارہ کی حالت بہتر ہے۔ اپنے وقت پر سارے کام (اوراد وظائف) ہو جاتے ہیں۔ آنکھ کی طرف سے بہت رنج ہے۔ صرف ایک آنکھ کام دیتی تھی اب وہ بھی ٹھیک کام نہیں دیتی ہے۔ تلاوت کلام پاک اور کتب وغیرہ سے محرومی کا بہت رنج ہے دوسرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔

میری بینائی کے لئے دعا فرمائیں یا اللہ تعالیٰ یمان کے ساتھ بلالیں۔ بینائی کے بغیر زندگی بے کار ہے۔

تحقیق: صحت کی دعا تو سنت ہے اور عبدیت کی علامت ہے۔ مگر یہ کہنا کہ ''یا اللہ ایمان کے ساتھ واپس بلا لیں بصارت کے بغیر زندگی بے کار ہے'' بہت بے ادبی ہے اور عبدیت سے دور ہے۔ ہمیں (اللہ تعالیٰ کو) رائے دینے کا کیا حق ہے۔ حضرت حق (یعنی اللہ تعالیٰ) کے پاس سے جو بھی پیش آئے خیر ہے۔ صرف تلاوت اور کتب پڑھنے میں ہی ثواب و رضا نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ صحت کی حالت میں ہمیشہ نفلی طاعات کرنے والے کو مرض میں بغیر عمل کئے بھی پہلے عمل کا وہی ثواب ملتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کبھی صبر کا اجر عمل کے اجر سے (ثواب میں) بڑھ جاتا ہے لیکن بینائی کی دعا خود رائی نہیں ہے اس کی اجازت ہے۔ دعا مانگئے اور دل سے دعا مانگئے اور ساتھ ہی یہ سمجھئے کہ اگر اس کے خلاف ہو تو وہ بھی خیر ہے اس پر بھی رضا رہے۔

حال: بندہ کے لئے دعا فرمائیں کہ دنیا کے کام پورا کریں یا نہ کریں لیکن مقصود حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیشہ اور ہر حالت میں عطا فرمائیں۔

تحقیق: یہ کہنا بھی بے ادبی ہے ہمیں دنیا کے کاموں کی بھی ضرورت ہے۔ دعا یہ کرنا چاہئے کہ دنیا کے کام بھی پورے ہوں۔

گناہ گار کو استغفار کی ضرورت ہے نہ کہ تسلی کی تمنا کی ضرورت ہے

حال: چند دن ہوئے فدوی سے ایک ایسا گناہ ہوا کہ جس کی وجہ سے کمترین کے دل میں کمترین کی طاقت سے زیادہ صدمہ ہوا اور صدمہ ہوتے ہوتے بخار بھی ہو گیا۔ بحمد اللہ بخار تو جاتا رہا مگر وہ صدمہ اور پریشانی باقی ہے۔ توبہ اور استغفار جہاں تک اس گناہ گار سے ہو سکا اور جس طرح سے حضور نے فرمایا ہے اور حضور کی تحریرات میں دیکھا ہے مشغول ہوں۔ مگر دلی تسکین نہیں ہوتی۔ شاید حضور کے جواب کے بعد تسکین ہو گی۔

تحقیق: کیا مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے یہ لکھ دوں کہ جبرئیل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے قصور معاف کر دیا ہے۔ کیا بے کار فرمائش ہے تسلی نہیں ہوتی۔ اچھا ہوا تم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی، کیا سزا میں تھوڑی سی پریشانی بھی نہ ہو۔ یہی غنیمت سمجھو کہ عذاب نازل نہیں ہوا۔ تم کو تسلی کی درخواست کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو چاہو شرارت کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو پیار کر کے تسلی دے دیں کہ گھبراؤ مت اچھا کیا جو گناہ کر لیا میں کچھ نہیں کہوں گا تمہاری عقل کہاں ماری گئی ہے۔ بس اب خیر اسی میں ہے کہ استغفار کیا کرو اور تسلی مت تلاش کرو۔

اشراق وچاشت بغیر فاصلہ کے پڑھنا

سُؤال: اشراق کی چار رکعت اور چاشت کی چار رکعت اسم ذات کے ختم کے بعد ملاکر پڑھ لیتا ہوں۔ یہ صحیح ہے یا دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا کروں؟

تحقیق: فاصلہ کی ضرورت نہیں یہ بھی جائز ہے۔

دوام کا مختلف قسم کا ہونا

حَال: تصوف کی اصطلاح قبض وبسط، فناء ولقاء عشق وسوز وغیرہ کو میں نے اپنے لئے جو خطوط میں استعمال کیا کرتا ہوں اس سے میں شرمندہ ہوں یہ بھی خالی دعوی ہی دعوی ہے بقول قائل

عشق غذائے خاصان خدا است　　　تا نہ پنداری کہ آخر چار پایاں ست

ترجمہ: "عشق اللہ والوں کی غذا ہے تاکہ تو یہ نہ سمجھے کہ تو جانور ہے۔"

لیکن ان الفاظ (کو استعمال کرنے) سے بے چین دل کو ایک قسم کی تسلی ہے اذا الهائم المهجور يتسلى بذكر الدار والقصور۔ (کہ محبوب سے دور عاشق (محبوب کے) گھر اور محل کو یاد کر کے تسلی کر لیتا ہے۔)

چند ازیں الفاظ اضمار و مجاز　　　سوز خواہم سوز باایں سوز وساز
زیں چنیں بیچار گیہا صد ہزار　　　خوئے عشاق است ناید در شمار
بعد ازیں من سوز را قبلہ کنم　　　زانکہ شمعم من بسوزش روشنم

ترجمہ

1. صرف چند الفاظ کا عشق نہیں بلکہ عشق کا سوز وساز چاہتا ہوں۔
2. اس طرح کی لاکھوں انکساریاں عشاق کی بے شمار عادات ہیں۔
3. اس کے بعد میں اس جلن کو قبلہ بناتا ہوں کیونکہ میں شمع ہوں اس کی جلن سے میں بھی روشن ہوں۔

استغفر اللہ من الدعوی واقول ؎

مقام عشق جائے بس بلند است　　　تو پنداری کہ خوارزم و خجند است

ترجمہ: "عشق ایک اونچا مقام ہے تو اس کو خوارزم اور خجند (شہروں کی طرح) سمجھتا ہے۔"

ونعم ما قال العارف ؎

تو بیک زخمے گریزانی زعشق | تو بجز نامے چہ میدانی زعشق
عشق راصد نازو استکبار ہست | عشق باصد ناز می آید بدست
عشق چوں وافی ست وافی می خرد | در حریف بے وفا کم بنگرد
کارآں دارد کہ حق راشد مرید | بہرکار او زہر کارے برید
تابدانی ہر کرا یزداں بخو اند | از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

ترجمہ

❶ تو ایک زخم کھا کر عشق سے بھاگ رہا ہے ــــ تجھے تو صرف عشق کا نام ہی معلوم ہے۔
❷ عشق کو بڑا ہونے کا بڑا ناز ہے ــــ سونخرے کرکے عشق حاصل ہوتا ہے۔
❸ چونکہ عشق وفادار ہے اس لئے اس کا خریدار بھی وفادار ہی ہوتا ہے ــــ بے وفا مدمقابل میں عشق کم دیکھتا ہے۔
❹ کام وہ کرتا ہے جوحق کا خواہش مند ہو ــــ اس کا کام کرنے کے لئے وہ ہر کام چھوڑ دیتا ہے۔
❺

کبھی دوسرے کام میں مشغولی کچھ بھی جی کو اچھی نہیں لگتی ہے اور نہ (ہی) کسی چیز کا اچھی طرح نباہ ہوسکتا ہے۔ بس ایک بے کاری ہے۔ ذکر وشغل کبھی ہوتا ہے کبھی چھوٹ جاتا ہے۔ دماغی تبخیر کی بیماری کی وجہ سے ذکر میں دوام نہیں ہے۔ کچھ طبیعت کا انداز بھی ایسا ہے کہ طبیعت ایک طریقہ پرنہیں رہتی ہے۔ کبھی ذکر کی کثرت کبھی دعا کی کثرت کبھی استغفار اور کبھی درود شریف کی کثرت لیکن کلام مجید کی تلاوت اور درود شریف زاد السعید کے تمام صیغے کا ایک طرح کا دوام ہے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنی مرضیات کی زیادہ توفیق بخشیں۔

تحقیق: اس فکر کا دوام یہی ہے کہ ہمیشہ یہی فکر اور اپنے نقصان پر نظر اور افسوس رہے کافی ہے۔

سوال: چلہ کا ارادہ ہے کہ بیس شعبان سے عیدالفطر تک معتکف رہوں اور مسجد میں قیام کروں۔ اس کے لئے اجازت چاہتا ہوں۔ ایسے ہی ان دنوں میں اذکار اپنے معمولات سے زیادہ کرلوں اور چلہ کے بعد کم کردوں اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں ہے شبہ یہ ہے کہ یہ دوام کے خلاف تو نہیں ہے۔ اسی طرح اپنے معمولات سے فارغ ہوکر مراقبہ ان اللہ معکم وغیرہ وحدۃ الوجود کے علاوہ کرنے بیٹھوں یا پڑھاؤں یا نہیں پڑھاؤں؟

جواب: چلہ کی اجازت چاہی ہے اگر ہر طرح کی سہولت تو بیٹھیں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں۔ معمولات کو

زیادہ کرنے اور بعد میں کم کرنے میں کوہی حرج نہیں ہے یہ دوام کے خلاف نہیں ہے کہ یہ بھی دوام کی قسموں میں سے ہے کہ ایک چلہ تک کریں اس لئے اس صورت میں بھی دوام ہے کہ اس چلہ میں عذر کے بغیر ناغہ نہ کریں۔ اس زمانے میں مراقبے کم مفید ہوتے ہیں ذکر فکر کے ساتھ یا زبان یا کتاب کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کرنا جو طبیعت کے موافق ہو زیادہ اچھا ہے۔

حفظ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھ سکنے کا علاج

حَالؒ: اس بندۂ گناہ گار نے قرآن شریف جوانی کی عمر میں یاد کیا ہے جس کی وجہ سے زبان سے اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر نہیں پڑھا جاتا ہے اور جلدی جلدی پڑھنے کی عادت ایسی ہوگئی ہے کہ زبان سے حروف اچھی طرح نہیں نکلتے ہیں اگر ٹھہر ٹھہر از بر (یاد سے) نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ کا یہ خادم گناہ گار بہت ہی شرمندہ پریشان ہر دم رہتا ہے کہ کیا کروں اس گناہگار کے اختیار میں نہیں ہے کہ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر از بر (یاد سے) پڑھ سکے۔

کمترین کی عمر پچھتر سال کے قریب ہے بندہ بہت پریشان اور ڈرتا رہتا ہے اس لئے چونکہ حضور والا میرے مرشد و مولا اور حکیم الامت ہیں بہت ہی ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ پڑھنے کا کوئی ایسا طریقہ اور ایسی ترکیب بتا دیجئے جس سے قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سکوں اور الفاظ زبان سے اچھی طرح ادا ہوں۔ اس فرمان والا شان پر عمل کروں۔ اسی طرح اس کے ساتھ دعا بھی فرماتے رہیں کہ بندہ گناہگار اپنی تمنا کو حاصل کر لے۔

تَحْقِیقؒ: عادت کے مطابق پڑھتے رہئے کیونکہ اتنی جلدی تبدیلی مشکل ہے اور تبدیلی آنے تک ناغہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہاں روزانہ ایک پارہ یا کم خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے اگر از بر نہ پڑھا جائے تو قرآن پاس رکھ لیا جائے۔ از بر شروع کیا اور جہاں شبہ ہوا دیکھ لیا۔ امید ہے کہ کچھ دنوں میں اصلاح ہو جائے گی۔

حَالؒ: اکثر باتیں ایسی ہیں کہ جن کے کرنے یا نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے (مگر) وہ معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں مگر نفس و شیطان کے گمراہ کرنے اور کم ہمتی سے اکثر گناہ ہو جاتے ہیں روزانہ توبہ کرتا ہوں اور ہمت کرتا ہوں مگر پھر بھی ہوتے رہتے ہیں۔

تَحْقِیقؒ: بس (گناہوں سے بچنے کی) کوشش اور (گناہوں پر) توبہ کا سلسلہ جاری رہے۔

نماز میں کثرت سے بھول ہونے کا علاج

حَالؒ: پانچ وقت کی نمازوں میں مجھے بھول بہت ہوتی ہے خصوصاً فرض اور وتر کی نمازوں میں یاد نہیں رہتا کہ

کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں۔ کوشش کے باوجود کبھی آخری تشہد میں یہ دھوکا ہوتا ہے کہ صرف دو رکعتیں ہی پڑھی ہیں، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ پہلی ہی رکعت ہے یہاں تک کہ فجر کی نماز میں بھی ایسی ہی بھول ہوتی ہے۔ غرض رکعات کی کمی کا گمان واجب ہو جاتا ہے اگر (رکعت کی کمی) پوری کر کے نماز پڑھتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ پیوند والی نماز ہوگئی دوبارہ پڑھتا ہوں پھر وہی صورت پیش آتی ہے بلکہ ایک دو مرتبہ تو میں نے آٹھ دس مرتبہ نماز کو بار بار پڑھا ہے۔ ہر مرتبہ وہی صورت پیش آئی بلکہ نفس پر یہ تکرار زیادہ مشکل ہوئی۔

کبھی ظہر کی آخری دوسنتوں میں یہ خیال ہوا کہ پہلے کی (چار) سنتیں پڑھ رہا ہوں ابھی (تو) فرض پڑھے ہی نہیں ہیں اور (اس کے بعد) شروع سے پوری نماز (دوبارہ) پڑھی۔ غرض اگر روزانہ تین چار نمازیں سجدہ سہو سے تلافی کر کے پڑھتا ہوں تو دل خوش نہیں ہوتا ہے اور اگر دو بار یا تین بار پڑھتا ہوں تو نفس پر بہت بوجھ ہوتا ہے۔

بھول کی یہ حالت فرض اور واجب و وتر میں ہوتی ہے اور سنن و نوافل میں نہیں ہوتی ہے۔ یا بہت کم ہوتی ہے۔ برائے نوازش اس کی تدبیر و علاج بتائیے۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھولنے سے غم ہوتا ہے اور اس غم کے خوف سے اور (زیادہ) وہم غالب ہو جاتا ہے اور اس (وہم) کے غلبہ سے بھول ہونے لگتی ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ (بھول سے) غمگین نہ ہوا کریں بلکہ اپنے دل کو مضبوط اور بےفکر رکھیں کہ اگر بھول ہو بھی گیا تو فقہی مسائل کے مطابق عمل کرنے سے نماز ٹھیک ہو جائے گی پھر کس بات کا غم ہے اس تدبیر کو اختیار کر کے دوبارہ اس خط کے ساتھ اطلاع دیجئے۔

ذکر اور عمل کثرت سے کرنے کو کتب کے مطالعہ پر ترجیح

حال: میری طبیعت دعا کے پڑھنے میں زیادہ لگتی ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت، ذکر اور نماز میں اکثر وساوس اور خوف و اندیشے اور ہر قسم کے خیالات کی بھیڑ بھاڑ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے شوق و ذوق تو درکنار بلکہ ان دونوں کی ادائیگی میں بوجھ زیادہ لگتا ہے الا ماشاء اللہ مگر (ذکر و تلاوت) کے ختم ہونے کے بعد ذمہ داری کے پورا ہونے کی کیفیت لگتی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ جو بھی سہی مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ دعا میں اکثر ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے تلاوت میں کبھی کبھی۔

ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اگر طبیعت فکرمند بھی ہو اور حضور والا کی کتابوں خصوصاً کتب اخلاق کا مطالعہ جب نصیب ہو جاتا ہے تو ساری فکریں کافور کی طرح ہوا ہو (یعنی غائب اور اڑ) جاتی ہیں اور اس کے بعد

بہت فائدہ محسوس ہوتا ہے کہ اتنا عبادت میں محسوس نہیں ہوتا ہے مگر جہاں کسی دوسری دنیاوی باتوں میں مشغول ہوا پھر وہ حالت نہیں رہتی ہے کبھی نوافل خوب دھیان سے پڑھنے سے زیادہ ترجیح مطالعہ کو دیتا ہوں۔ کیا میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں؟

تحقیق: صحیح نہیں ہے۔ جو اصل مقصود ہے اس کے حاصل ہونے میں مطالعہ کے مقابلے میں ذکر اور نماز کو زیادہ دخل ہے۔ کتب کا مطالعہ اصل مقصود نہیں ہے اور ذکر اور نماز اصلی مقصود ہیں۔ جو چیز اصل مقصود نہ ہو وہ جتنی ضرورت ہو اتنا ہی ہونا چاہئے۔ اور جو چیز مقصود ہو وہ مستقل ہونا چاہئے۔ یہ ساری خرابی ذوق وشوق کو مقصود سمجھنے کی ہے اور یہی غلطی ہے۔ ظاہر ہے کہ چٹنی میں جتنا مزہ ہے غذا میں نہیں مگر بدن کا حصہ اور جو چیز بدن میں حل ہو وہ غذا ہی بنتی ہے۔

حال: بندہ کو جناب والا کی کتابیں پڑھنے کا شوق ہے جو رات دن پڑھتا ہوں۔

تحقیق: کتابوں کے مطالعہ کے مقابلے میں ورد و عمل کا حصہ زیادہ ہونا چاہئے۔ آپ کے شوق کی وجہ مضمون سے مزہ حاصل کرنا ہے نہ کہ ذکر کی صحبت سے مزہ حاصل کرنا ہے۔

اتباع کے اہتمام کی ضرورت

حال: حضور نے پچھلے خط کے جواب میں فرمایا تھا کہ میری کتابیں "قصد السبیل" وغیرہ پڑھ کر اپنی استعداد کے مطابق عمل کریں اور اس کے بعد اطلاع دیں۔ خاکسار نے قصد السبیل منگا کر دیکھی۔ اس وقت فرصت کم تھی اس لئے جو وظیفہ عامی مشغول (یعنی وہ عام آدمی جو مشغول ہو) کے لئے تجویز فرمایا گیا ہے اسی کو شروع کر دیا۔ مگر کتاب نہ دیکھنے کی وجہ سے پہلے صرف ایک وقت ایک تسبیح سبحان اللہ دوسری الحمد للہ کی اور تیسری لا الہ الا اللہ کی تسبیح شروع کر دی۔

اس پڑھنے کے درمیان میں جن پیر صاحب سے بچپن میں بیعت کی تھی وہ حضرت وصال فرما چکے ہیں (ان کو) خواب میں دیکھا کہ چارپائی پر سوئے ہوئے ہیں اور حضور کا نام لے کر فرما رہے ہیں تجھے ان سے فائدہ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا: کیوں؟ فرمانے لگے اس لئے کہ بے نیاز (بے پرواہ) ہیں۔

تحقیق: اس میں ایک بات (پیر صاحب کی بتائی ہوئی بات کے علاوہ) اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ تم بھی بے پروا اور کم اہتمام کرنے والے ہو تو ایسی حالت میں بے شک نفع کم ہوتا ہے۔ (پیر صاحب نے) اس بات کو اس لئے

ذکر نہیں کیا کہ اپنی حالت تو آپ کو معلوم ہے ہی۔ اب اس کی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ ایسا شیخ تلاش کرو کہ (وہ) طالب کی بے پروائی کے باوجود بے پروائی نہ کرے بلکہ اس کو راستے پر لگائے رکھے اور متوجہ کردے۔

دوسری تدبیر یہ ہے کہ طالب (اگر) اہتمام کی کمی کو چھوڑ دے تو بے پروا شیخ بھی اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ ان دو تدبیروں سے دونوں (قسم کی) توجہ جمع ہو جائیں گی اور طریق میں دونوں (قسم کی) توجہ کی ضرورت ہے۔

مواعظ کے مطالعہ کی ضرورت

حَالؒ: جناب عالی ایک بہت ہی برائی اپنے اندر یہ محسوس کرتا ہوں کہ جس نعمت عظمٰی (دعوات وعبدیت) کی وجہ سے یقین کی دولت نصیب ہوئی ہے اب اس کے مطالعہ سے جی چراتا ہے اور دل اکتاتا ہے۔ براہ نوازش اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیقؒ: بہ تکلف زیادہ سے زیادہ دیکھیں یہ بوجھ اسی سے ختم ہوگا۔

فرائض ونوافل میں طبعی فرق

حَالؒ: اپنا ایک حال عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ حضور قلب (دل کی یکسوئی) فرض کے مقابلے میں سنن ونوافل میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سنن ونوافل میں قرأت کے وقت الفاظ کی طرف توجہ زیادہ رکھتا ہوں اور فرض میں خاموش کھڑا رہنا پڑتا ہے اس لئے خیالات بکھرے رہتے ہیں۔ خیالات کے نہ بکھرنے کی کیا تدبیر کی جائے۔

تحقیقؒ: زبان کو بغیر ہلائے دل دل میں خیال سے قرأت پڑھا کیجئے۔

حَالؒ: دوسری عرض یہ ہے کہ ہر رات جب عشاء کے بعد سونے لگتا ہوں بلکہ شام ہوتے ہی دل میں بہت شدت سے یہ خواہش ہوتی ہے کہ یا اللہ تہجد کا وقت کب آئے گا۔ جب آخر رات میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور حضرت کی برکت سے اٹھ کر وضو مسواک کرتا ہوں تو دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ بہت جلدی نماز شروع کردوں۔ جب نماز میں کچھ جہر سے قرأت شروع کرتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ ساری رات نماز پڑھوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ذکر کرنے کے لئے الگ دل میں کشش ہوتی ہے تو گویا دل کو سمجھا بجھا کر نماز کو ختم کر کے ذکر شروع کرتا ہوں۔

دن میں بھی یہ خیال رہتا ہے کہ تہجد کا وقت کب آئے گا۔ اس خوش ہونے پر میرے اندر دو شبہ پیدا ہوئے

تہجد اور ذکر میں جتنی خوشی محسوس ہوتی ہے اتنی فرضوں میں محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ہاں پہلے کے مقابلے میں آج کل فرائض میں بھی کچھ لذت محسوس ہوتی ہے لیکن تہجد سے کم ہوتی ہے۔

تحقیق: فرض میں دوسری شق یعنی چھوڑنے کا اختیار ہی نہیں ہے اور تہجد میں اس دوسری شق کا بھی اختیار ہے۔ اس کے باوجود اس کی توفیق ہونا اس سے اللہ تعالیٰ کے انعام کا مشاہدہ زیادہ ہے اس لئے اس میں زیادہ خوشی ہوتی ہے اور ایسی خوشی مطلوب ہے قل بفضل اللّٰه وبرحمة فبذالك فليفرحوا۔ (کہ آپ (ان مومنوں سے) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے (ان مومنوں کو) خوش ہونا چاہیے) اگرچہ دوسرے اعتبار سے فرض کی توفیق میں انعام زیادہ ہے تو کبھی ایک اعتبار کا اثر طبیعت پر غالب ہوتا ہے اور کبھی دوسرے اعتبار کا اثر غالب ہوتا ہے۔ یہ غیر اختیاری بات ہے۔

حال: فرائض میں خشوع وخضوع کم ہوتا ہے اور تہجد کی نماز میں بحمداللہ خشوع کا اثر ہوتا ہے۔ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ حضرت سلمہ اس کے بارے میں چند کلمات تحریر فرما کر اطمینان فرمائیں۔

تحقیق: فرائض میں خشوع کم ہونے اور تہجد میں زیادہ ہونے کے اسباب پوچھے گئے ہیں۔ ایسی باتوں کے اسباب اکثر طبعی ہوتے ہیں۔ وہ اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں جو سارے لکھے نہیں جا سکتے ہیں۔ جیسے فرض کے اوقات میں مشاغل کی کثرت اور آخر رات میں ان کا نہ ہونا یا فرائض کے اوقات میں لوگوں کو معلوم ہونا اور آخر رات میں معلوم نہ ہونا یا فرائض میں ساری (فرض) نمازوں کا برابر ہونا (کہ ساری ہی فرض ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے اور سب ہی پڑھتے ہیں) جو لذت کو کم کرنے والا ہے اور تہجد میں تہجد پڑھنے والے کا امتیاز (یعنی جداگانہ حیثیت کہ کم لوگ تہجد پڑھتے ہیں) جو لذت کو بڑھانے والا ہے اور بھی اسی طرح کی باتیں ہیں۔

یہ باتیں غیر اختیاری ہیں اس لئے ان کے اسباب کو تلاش کرنا یا ان سے اثر لینا طریق (سلوک) کے خلاف ہے۔ اختیاری خشوع اگرچہ تھوڑا ہو غیر اختیاری خشوع سے اگرچہ (یہ غیر اختیاری خشوع) زیادہ ہو (تب بھی اختیاری خشوع) کیونکہ اس کا حکم ہے اور دوسرے (یعنی غیر اختیاری خشوع) کا حکم نہیں ہے (تو یہ اختیاری خشوع غیر اختیاری خشوع سے) بہت درجہ افضل ہے۔

آپ کی خاطر یہ لکھ دیا ورنہ جواب یہ تھا کہ یہ سوال غیر ضروری ہے۔

کھانا کم نہ کرنا

حال: رات دن میں چھ روٹی کھاتا ہوں جن سے پیٹ بھرتا ہے۔ بھوک کے فضائل دیکھ چکا ہوں اس لئے

اب ارادہ کیا ہے کہ کھانے کا تیسرا حصہ کم کر دوں۔

تحقیق: ایسا بالکل نہ کرنا آج کل اس سے نقصان ہوتا ہے۔ پیٹ بھر کھائیں۔

جہری اور سری نماز میں فرق

حال: (دوسرا شبہ) یہ ہے کہ جہری نماز میں جتنی لذت محسوس کرتا ہوں سری نماز میں نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: جہری (نمازوں) میں اپنے کان میں بھی آواز آتی ہے اس لئے اس میں توجہ، یکسوئی اور خیالات کا دفیعہ (رکاوٹ) زیادہ ہے۔ جتنے خیالات کم ہوں گے پریشانی کم ہوگی اور جتنی پریشانی کم ہوگی یکسوئی زیادہ ہوگی اور یہی لذت کا مدار ہے۔ یہ بھی طبعی بات ہے جو غیر اختیاری ہے۔

حال: ان دونوں شبہوں کی وجہ سے یہ وسوسہ پیدا ہوگیا ہے کہ تہجد اور ذکر کے لئے دل میں بہت کشش کے ساتھ انتظار رہتا ہے یہ کشش (کہیں) نفس کی کوئی شرارت تو نہیں ہے۔ ہاتھ باندھے عرض کرتا ہوں کہ یہ خوشی اور کشش کیسی ہے؟ اس کو واضح فرما کر سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ یہ کیفیات غیر اختیاری ہیں اور ان کی وجہ پسندیدہ ہے اس لئے نفس کی شرارت کا وسوسہ نہیں کرنا چاہئے۔

طالب علمی میں اعمال کی اصلاح کا ضروری ہونا

حال: بخدمت حضرت شیخی وسیدی ومرشدی ومولائی ووسیلتی الی یوم الدین مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدمت اقدس میں گزارش یہ ہے کہ تقریباً سات سال کا عرصہ ہوا احقر خانقاہ میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ سال کسی بڑے مدرسہ میں جا کر کتابیں پوری کرنی ہوں گی۔ اس مدرسہ کا نصاب جہاں تک ہے وہ انشاء اللہ رمضان المبارک تک پورا ہو جائے گا۔

(اب عرض یہ ہے کہ) باہر سے کتابیں پوری کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اچھے خاصے زمانے تک رہنے کی گنجائش ملے یا نہ ملے۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ اب جو چار پانچ مہینہ باقی ہیں اس زمانہ میں ظاہری اور باطنی اصلاح حاصل کروں (اس لئے) اس زمانے کو غنیمت سمجھتا ہوں خدا جانے بعد میں ایسا موقع ملے گا یا نہیں۔

بہت دنوں سے یہ پرچہ لکھنے کا ارادہ تھا مگر ایک دن حضرت والا نے یہ فرمایا تھا کہ طلباء کو اپنی کتابوں کے علاوہ کسی دوسری بات کی طرف مشغول نہیں ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے نہیں لکھا تھا مگر پھر خیال ہوا کہ شاید یہ شیطانی وسوسہ ہو کہ مجھے دھوکہ دے کر فیض و برکت سے محروم رکھے۔ اب حضرت سے اپنا مقصود ظاہر کر دیا۔

حضرت والا شیطان کے دھوکے اور فریب کو خوب سمجھتے ہیں۔ اب حضرت والا احقر کے لئے جو مناسب سمجھیں اور تجویز فرمائیں احقر اسی پر بسر وچشم (یعنی انتہائی فرمانبرداری سے) عمل کروں گا۔

تحقیق: اس (سلوک کے) طریق میں دو چیزیں ہیں ① کثرت ذکر ② اور اعمال کی اصلاح۔ کثرت ذکر تو طالب علمی کی حالت کے مناسب نہیں ہے اور کثرت ذکر سے جو مقصود ہے وہ ان کو علم کی مشغولی کی وجہ سے مل جاتا ہے جب کہ تقویٰ ہو۔ باقی رہی اعمال کی اصلاح وہ بہر حال فرض ہے اور طالب علمی کی حالت اس سے الگ نہیں ہے۔ اس لئے اس کا سلسلہ شروع کر دو۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے قصد السبیل دو بار غور سے مطالعہ کر کے اس سے جس طریق کا خلاصہ ذہن میں آئے اس کی اطلاع دو پھر اصلاح کا طریقہ بتاؤں گا۔

طبیعت پر بوجھ کی حالت میں عبادت میں ثواب کا زیادہ ہونا

حال: مجھے اس سفر کا طبعی طور پر کبھی شوق نہیں ہوا اور اب بھی نہیں لگتا ہے۔ عقل اور ایمان کے اعتبار سے طبیعت کو مجبور کر کے انشاء اللہ تعالیٰ (سفر کا) ارادہ کیا ہے اور ہے۔ اللہ تعالیٰ قوت اور ہمت عطا فرمائے۔ طبیعت اب بھی ہچکچاتی ہے۔ حضور سے ایسی دعا اور توجہ کی درخواست ہے جو حضور کمترین کے لئے مناسب سمجھیں۔

تحقیق: شوق بمعنی ولولہ (جوش) نہ خود مطلوب ہے نہ (ہی) قبولیت شرطوں میں سے ہے۔ (صرف) اخلاص کے ساتھ عمل (کا) ہونا (ہی) کافی ہے اگرچہ جوش نہ ہو بلکہ طبعی طور پر اگر بوجھ ہی ہو۔ اسباغ الوضوء علی المکارہ (کہ طبیعت کی ناگواری کے باوجود وضو کو اچھی طرح کرنے) والی حدیث اس کی نقلی دلیل ہے۔ جس سے اس مقصد سے زیادہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسی ناگواریوں سے اجر اور فضیلت بڑھ جاتی ہے۔ (اور) اس کی عقلی حقیقت یہ ہے کہ طاعات کسی کے لئے غذا کی طرح ہیں (جس طرح غذا کا شوق ہوتا ہے ایسے ہی ان کو طاعات کا شوق ہوتا ہے اور ہر طاعت کا شوق بڑھتا ہے) اور کسی کے لئے دوا کی طرح ہیں (دوا کا کسی کو شوق نہیں ہوتا ہے بلکہ مجبوری کی وجہ سے کھائی جاتی ہے مگر) دوا کا مفید ہونا اس کے شوق ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ (بلکہ دوا شوق ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں مفید ہوتی ہے)۔

اسی طرح شوق نہ ہونے کی حالت میں دوا (یعنی عمل) کا استعمال مزید ہمت اور مجاہدہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اور بھی حکمتیں ہوتی ہیں جیسے عجب سے حفاظت (اس کمی کی وجہ سے اپنے کسی عمل پر عجب نہیں ہوگا) اور اپنے نقص کا مشاہدہ (اپنے عیوب کا نظر آنا) ہے ان کے علاوہ اور بھی فائدے ہیں۔ بس بندہ کا مذہب تو یہ ہونا چاہئے۔ ؎

بدرد صاف ترا حکم نیست دم درکش　　　کم آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

ترجمہ: ''گدے اور صاف کی فکر تیرے ذمہ کچھ نہیں ـــــ جو کچھ ملا ہے آقا سے سب مہربانی ہے اُن کی۔''

طاقت کے بعد تھوڑے اور زیادہ عمل کا اثر میں برابر ہونا

حال: (حضرت!) اوراد اور اشغال کی زیادتی کو بہت جی چاہتا ہے۔ مگر جب بھی زیادتی کی اختلاج یا دردِ سر وغیرہ ہونے لگا بس وہیں سر پیٹ کر رہ گیا۔ میرے مولا ایسا شخص حسرت اور ناامیدی کے علاوہ کیا کرے اپنی قسمت پر آنسو بہانے کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے۔ اسی پر میرا ایک شعر بہت مناسب ہے۔ ؎

داخل چہ شود واصل درکوچہ جانانہ　　نے ہمت پروازی نے طاقت رفتاری

ترجمہ: ''واصل کیسے جائے کوچۂ یار میں ـــــ نہ اڑنے کی ہے ہمت نہ چلنے کی طاقت۔''

پہلے حضرت والا کی برکت سے سلطان الاذکار شروع کیا تھا اس سے اختلاج ہونے لگا پھر چھوٹ گیا۔ زیادہ ضرب سے سینہ میں درد ہونے لگتا ہے۔ اب ایسی حالت میں کیا کروں۔ بہت سے کام کرنا چاہتا ہوں۔ مگر جسمانی قوت کی وجہ سے نہیں کرسکتا۔ تمنا یہی ہے کہ (کام کروں) اور ارادہ بھی ہے مگر عمل نہیں کرسکتا ہوں۔

سلطان الاذکار کو بہت جی چاہتا ہے لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ اگر دوبارہ اجازت ہو تو یہیں سے شروع کر دوں۔ گھر میں تھوڑی تھوڑی دیر کرلیا کروں۔ اگر برداشت نہ ہوسکا تو چھوڑ دوں گا۔ اب مجھ جیسے کو اذکار کے ذریعے مقصود تک پہنچنے میں ترقی کیسے ہو۔ میں کیونکہ اپنے اندر کوئی چیز نہیں پاتا ہوں اس لئے حضرت والا کی دعا کا زیادہ محتاج ہوں۔

تحقیق: قوی کے زیادہ عمل میں جو اثر ہے ضعیف کے تھوڑے عمل میں وہی اثر ہے۔ اسی تھوڑے عمل سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔

علمی کام

حال: آج کل کچھ علمی شغل کام زیادہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ دنوں سے طبیعت سست ہونے کی وجہ سے معمولات پوری طرح ادا نہیں ہوتے ہیں پھر بھی تھوڑا بہت زبانی ذکر ضرور کرلیتا ہوں اور دلی توجہ اور حضور مسلسل رہتا ہے۔ (اس کے علاوہ) اور کوئی نئی حالت نہیں ہے۔

تحقیق: علمی کام خود نعم البدل (بہترین بدلہ) ہے اور بیماری یا سستی جو بیماری کی وجہ سے ہو عذر ہے جو حدیث کی روشنی میں اجر و برکت کو باقی رکھنے والی ہے۔

پانچواں باب

احوال کے بیان میں

لذت اور شوق کا مطلوب نہ ہونا اور حال اور مقام میں فرق

حَال: پہلے عبادت میں جو خلوص اور ذوق تھا اب نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: ذوق مطلوب نہیں ہے کیونکہ وہ ایک حال ہے مقام نہیں ہے۔ حال اور مقام میں فرق اختیاری اور غیر اختیاری کا ہے۔ اہل فن کا قول ہے کہ المقامات مکاسب والاحوال مواہب (کہ مقامات اپنی کوشش سے حاصل کی جانے والی چیزیں ہیں اور احوال اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیزیں ہیں) حضرت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ لذت کا طالب حق کا طالب نہیں ہے کام میں لگنا چاہئے نتیجہ پر نظر نہیں کرنا چاہئے۔

لذت مطلوب نہیں ہے

حَال: بندہ کو عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف بندہ کا دل پوری طرح راغب نہیں ہے۔

تحقیق: عبادت میں لذت اختیاری نہیں ہے۔ غیر اختیاری چیزوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ اپنی قدرت اور اختیار میں جو کام ہیں ان کے پیچھے لگا رہنا چاہئے۔

لذت اور شوق کا مطلوب نہ ہونا

حَال: (حضرت!) ناچیز اپنے معمولات (یعنی اسم ذات چھ ذات ہزار مرتبہ) میں مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی دعا سے اکثر دن تہجد کے بعد صبح صادق سے پہلے اور کچھ دن صبح صادق کے بعد اور بہت کم دن فجر کی نماز کے بعد کرتا ہے لیکن جو رغبت وصلاحیت (حضور کے) دربار میں حاضری کے وقت حاصل تھی اور جو حالت تھی (یعنی ذکر کی حالت میں ایسا دل لگتا تھا کہ رونا آجاتا تھا) اب وہ حالت نہیں ہے۔

تحقیق: حالت ایک طرح کی نہیں رہتی ہے مگر یہ خصوصیات احساسات اور ذوق کے اعتبار سے مقصود نہیں ہیں مقصود محفوظ رہنا چاہئے۔ مقصود ذکر اور طاعت ہے خواہ اس میں بسط (طبیعت کھلی) ہو یا قبض (طبیعت تنگ) ہو۔ کچھ قبض کے فائدے بسط سے زیادہ ہیں (اس لئے) ہمت سے کام میں لگے رہیں۔ پہلے پہلے (یعنی شروع شروع میں) ایسی ہی تبدیلیاں ہوتی ہیں پھر جب اس کا وقت مقدر ہوتا ہے حق تعالیٰ استعداد کے مناسب تمکین (کی حالت) عطا کر دیتے ہیں۔ گھبرا جانا کمزوری کی دلیل ہے۔ آرے طریق دولت چالاکی ہمت وسستی (آجا طریق کی دولت تیزی سے ہو یا ہمت سے ہو یا سستی سے ہو)۔

سوال: (حضرت! میری) حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی جب نماز میں دل لگتا ہے تو کبھی رکوع لمبا ہو جاتا ہے کبھی سجدہ لمبا ہو جاتا ہے۔ بالکل سجدہ کی حالت میں بدن میں ایک حرکت اور روح میں عجیب کشش پیدا ہوتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کہیں تنہا ہو کر بالکل الگ ہو جاؤں۔ آدمیوں سے طبیعت گھبراتی ہے۔ اس حرکت میں جو سرور اور حالات (پیش) آتے ہیں میرے پاس ان کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ہیں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک عجیب لذت، فرحت اور طمانیت حاصل ہوتی ہے جس کی انتہاء نہیں ہے۔

جب تدریس (میں مشغول ہوتا) اور آدمیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہوں تو وہ حالت باقی نہیں رہتی ہے۔ بلکہ جب نماز بھی تنہائی میں پڑھتا ہوں اس وقت یہ حالت ہوتی ہے مجمع میں اور جماعت میں نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے۔

جواب: مجمع میں طبعی طور پر کیونکہ دوسروں کی طرف التفات (توجہ) ہوتا ہے اس لئے تنہائی والی یکسوئی نہیں رہتی ہے اور اس لذت کے حاصل ہونے کے لئے یکسوئی کو خاص دخل ہے۔ مگر کیونکہ یہ لذت مقصود نہیں ہے اس لئے اس کے لئے کسی سنت مطلوبہ کو نہیں چھوڑا جائے گا (جیسے جماعت کی نماز کہ مجمع اور جماعت میں وہ لذت حاصل نہیں ہوتی ہے اس لئے جماعت کی نماز چھوڑ دی جائے جو کہ سنت مطلوبہ ہے) لیکن اگر سنتوں کی حفاظت کے ساتھ ہو جائے تو پسندیدہ ہے۔

حال: (حضرت!) بندہ کو پہلے ذکر میں لذت آتی تھی مگر اب ذکر میں کمی ہوگئی ہے اور قرآن شریف میں زیادہ لذت آتی ہے۔

تحقیق: ذکر میں لذت نہ آنے کی بھی کچھ فکر نہ کیا کریں۔ کام کرتے جائیں۔ جس دن لذت آجائے اس دن اس کو غذا سمجھ لیں اور جس دن نہ آئے اس دن اس کو دوا سمجھ لیا کریں۔

غیر اختیاری باتوں پر پکڑ نہ ہونا

حَالؒ: اکثر اوقات نفس گناہگار بندوں کو حقارت سے دیکھتا ہے اور خود کو اہل علم میں سمجھ کر دوسرے سے عزت کرانا چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے نہ عمل کی ہمت۔ کبھی امیر آدمی کا بیٹا سمجھ کر عزت کرانے کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ عزت تو اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے رسول اور مؤمنوں کے لئے ہے۔

تحقیق: یہ سب وساوس ہیں جب آپ ان کو برا سمجھتے ہیں ارادہ نہیں کیا کہ ایسا خیال ہو بلکہ ارادہ یہ ہے کہ ایسا نہ ہو تو یہ نہ تو عزت کرانے کی طلب ہے، نہ تکبر ہے اور نہ اپنے آپ کو اونچا سمجھتے ہیں کیونکہ یہ سارے برے کام اختیاری ہوتے ہیں۔ اس لئے جو اختیار سے نہ ہو وہ برے اخلاق نہیں ہیں۔ صرف برے اخلاق کا وسوسہ ہے۔ جس پر پکڑ نہیں ہے بلکہ پکڑ تو ان کے ارادہ پر ہے۔

حالات کا مقصود نہ ہونا

حَالؒ: حضور نے تہجد کے بعد تیرہ تسبیح پڑھنے کے لئے فرمایا تھا۔ بحمد اللہ فدوی پابندی سے پڑھتا ہے۔ اسی طرح پانچوں نمازوں کے بعد تین تسبیح ایک سبحان اللہ کی ایک لا الہ الا اللہ کی ایک اللہ اکبر کی تسبیح پڑھتا ہے۔ یہ بھی پابندی سے پڑھتا ہے۔ ان کے پڑھنے میں دلی یکسوئی نہ ہونے کی وجہ سے دل کو افسوس ہوتا ہے۔ فدوی اگرچہ کوشش بھی کرتا ہے۔ اس کے بارے میں جو ارشاد ہو بتایئے۔

تحقیق: ذکر پر استقامت خود ایک بلند مقام ہے۔ دلی یکسوئی وغیرہ حالات ہیں اور مقام حال سے افضل ہوتا ہے۔ آپ بالکل افسوس نہیں کیجئے اور وہ حدیث یاد کیجئے۔ کہ ”جو لوگ سعادت مند ہوتے ہیں ان کے لئے سعادت مندوں کے عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں“ اس لئے عمل کا آسان ہونا خود سعادت کی دلیل ہے اور سعادت ہی بڑا مقصود ہے ہاں احضار قلب یعنی خود دل کو متوجہ رکھنا یہ ضروری ہے پھر (اس کے بعد) خواہ پوری توجہ حاصل ہو یا نہ ہو۔ (اسی طرح) انشاء اللہ تعالیٰ جب وقت آئے گا تو احوال بھی عطا ہوں گے کام میں لگے رہئے۔

ع کلبۂ احزاں شود روزی گلستاں غم مخور

ترجمہ: ”غموں کا گھر ایک گلستان بن جائے گا غم نہ کرو۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ کرم کی امید کرنا چاہیے۔)

حال: رمضان شریف کے معمولات طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے چھوٹ گئے تھے۔ اب پہلی شوال سے شروع کئے ہیں۔ شغل سرمدی (شغل سرمدی کی تفصیل کے لیے کلیات امدادیہ: ص ۲۷ ملاحظہ کیجیے۔) کے ساتھ آج تک کوئی نئی بات پیش نہیں آئی لیکن اتنی کیفیت محسوس ہوتی ہے کہ شریعت کے ہر حکم کو پورا کرنے کا جی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے معلوم نہیں ہے کہ مجھ سے کسی بات پر پوری طرح عمل نہیں ہوتا ہے۔

(کتاب) ضیاء القلوب میں جو انوار کے ظاہر ہونے کے بارے میں دیکھتا ہوں وہ آثار تو کچھ (بھی) معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ ہم تو کسی قابل نہیں حضرت کی خدمت ہم سے کیا ادا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزاء عطا فرمائیں۔ کیا وجہ ہے معلوم نہیں اپنے زمانے کے سارے علماء دنیادار اور برا چاہنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ دعا فرمائیں۔

تحقیق: اگر کوئی نئی بات نہیں ہوتی تو اس زیادہ تھوڑی ہوتی کہ شریعت کے ہر حکم کو پورا کرنے کو دل چاہتا ہے۔ جب یہ بات پہلے نہیں تھی تو یہ نئی بات بھی ہوگئی۔ انوار وغیرہ کی طلب میں نہ پڑیئے وہ لوازم اور مقاصد میں سے نہیں ہیں (بلکہ) عارضی اور زائد چیزوں میں سے ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا نہ ہونا (ہی) فائدہ ہے کہ (ان کا ہونا ان کے لئے) حجاب ہوجاتا ہے۔ پھر برا چاہنے کا سبب حق پرستی ہے اس لئے صبر و شکر کرنا چاہئے۔

احوال میں تعدیل (برابری، درستگی) کا مطلوب ہونا

حال: مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خوف غالب ہے۔

تحقیق: اس صورت میں (کتاب) ''اکسیر ہدایت'' یا کسی اور کتاب میں رحمت الٰہیہ کے مضامین بہت دیکھنا چاہئے۔

حال: قرآن شریف پڑھنے بیٹھتا ہوں تو رونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جاتا ہے۔

تحقیق: اس کا علاج رحمت و بشارت کی آیات ہیں۔

حال: (جب) آپ کا نام یاد آتا ہے اس وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

تحقیق: اس وقت کسی دوسرے کام میں لگ جانا چاہئے۔

نماز میں دل کی گھبراہٹ کا علاج

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے عامی مشغول کا ذکر کرتا ہوں۔ عشاء کے بعد وتر سے پہلے جو نفل پڑھنے کے لئے فرمائے ہیں اگر حضور ان کی کچھ تعداد متعین فرما دیں تو بہتر ہے۔ دوسری بات یہ کہ

حضور! نماز میں دل بہت گھبراتا ہے ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ نیت توڑ کر بھاگنے کے قریب ہو جاتا ہوں مگر ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے۔ حضور دعا بھی فرمائیں اور جو کچھ حضور تجویز فرمائیں حضور کو اختیار ہے۔

تحقیق: (وتروں سے پہلے) آٹھ نفلیں کافی ہیں۔ نماز میں یہ تصور کیا کیجئے کہ عرش پر چاند کے نور کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے اور وہاں سے بارش کی طرح میرے دل پر ٹپک رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے وحشت ختم ہو جائے گی۔ کسی وقت تنہائی میں بھی پندرہ بیس منٹ تصور کرلیا کریں۔ چلتے پھرتے یا باسط کی کثرت ہر وقت رکھیں۔ دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیں۔

حال: کچھ دنوں سے دل پر سخت بے چینی رہتی ہے اور دل بہت گھبراتا ہے۔ میں نے ایک دن کیمیائے "سعادت" کا مطالعہ کیا اس میں امام (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے جاں کنی (دم نکلنے کی حالت) کی تکلیف اور قبر کی ہیبت کے بارے میں جو لکھا ہے اس سے دل پر بہت گھبراہٹ رہتی ہے۔

تحقیق: کیمیائے سعادت کی "کتاب الرجاء اور کتاب المحبۃ" چند بار مطالعہ کرنا مناسب ہے۔

حال: کبھی دل میں یہ خیال آتا ہے کہ نعوذ باللہ منہ مجھے خداوند کریم اور رسول اللہ ﷺ کی محبت جان سے زیادہ نہیں ہے پھر اگر ضرورت ہو تو بزدل نفس کیسے کر سکے گا۔

تحقیق: جان کے ساتھ محبت طبعی ہے اور خدا اور رسول کے ساتھ عقلی ضروری ہے۔ جان دینے کی مشکل عقلی محبت کی کمی کی دلیل نہیں ہے کچھ (بھی) وہم نہ کریں۔

سوال: حضور خداوند کریم سے دعا فرمائیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔

سوال: کوئی ایسا ارشاد فرمائیں کہ مردار دنیا کی محبت دل سے بالکل نکل جائے۔

جواب: کیمائے سعادت ہی کی "کتاب ذم الدنیا" دیکھئے۔

گناہ گار کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

حال: گناہوں میں مبتلا ہونے لگتا ہوں اس کی وجہ سے ناامید ہو جاتا ہوں۔

تحقیق:

کوئے نو امیدی مرو کامیدہا است　　　سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

اعمال پر استقامت بلند حالت ہے

حالت: رات میں جو بارہ تسبیح (پڑھنے کے لئے) فرمائی ہیں (وہ) معمول ہے۔ دن کے اذکار کبھی تین ہزار کبھی چھ ہزار غرض فرصت کے مطابق زیادتی کمی ہوتی ہے۔ دعا سے خوش فرمائیں۔ کوئی نئی کیفیت ہوگی تو اطلاع کروں گا۔

تحقیق: اعمال پر استقامت خود ایک بلند حالت ہے جو ساری کیفیات سے زیادہ ترجیح رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

تنگدستی وتنگدلی کا علاج

حال: تنگدستی سے کبھی کبھی تنگدلی ہوتی ہے کیا کروں؟

تحقیق: کوئی نوکری مل جائے تو قبول کر لیجئے یا کسی مطبع کا کام تصحیح وغیرہ منگا لیجئے۔

فنا کے آثار

حال: کبھی کبھی دل میں ایسا خیال آتا ہے جس سے ذکر کا ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے۔ کبھی ایسی حالت ہوتی ہے کہ طبیعت بالکل ست اور ناامید ہو جاتی ہے اور سوچنے سے لگتا ہوں کہ مجھ سے کوئی برا نہیں ہے اور عالم میں جس قدر خرابیاں ہیں میری شامت اعمال سے ہیں۔ جب یہ خیال آتا ہے دل پر بہت ناامیدی چھا جاتی ہے اس کا کیا علاج ہے؟

تحقیق: یہ مرض (ہی) نہیں ہے (کہ) جس کا علاج ضروری ہو یہ حالات خود مطلوبہ اور پسندیدہ حالات میں سے ہیں۔ یہ اضمحلال کے آثار ہیں جو فنا کا حصہ ہے۔

حال: اس راستے کی منزلیں بہت مشکل اور خطرناک ہیں۔ پہلے پہلے دل پر علوم قابض ہوئے اپنی کم استعدادی کے مطابق تقدیر اور وحدت الوجود (صرف اللہ تعالیٰ کے وجود کو حقیقی وجود ماننا) اور ذوقی طور پر ان میں ایک دوسرے کا تعلق معلوم ہوا۔ اس کے بعد موقع کے مطابق شرعی احکام اور تکوینی امور (ہونے والی باتوں) کے اسرار (چھپی ہوئی باتیں) معلوم ہونے لگے۔ اس میں ایسی ترقی ہوئی کہ گناہوں کی حکمتیں معلوم ہونے لگیں۔ اس وقت یہ لگتا تھا کہ بالکل کفر اور اسلام کی سرحد پر کھڑا ہوں اگر ذرا پیر پھسلا تو گرا۔

جب سے تھانہ بھون آیا ہوں علوم وغیرہ تو اکثر بند رہے خیر اس کا تو کچھ غم نہیں تھا۔ اس پر مزید یہ ہوا کہ

آپ کی تقریر بھی یاد نہیں رہتی ہے۔ رمضان میں آپ نے بہت کچھ ارشاد فرمایا اور حافظ عرفاں کے درس میں بھی فرمایا اس کے علاوہ بھی اکثر اوقات اب تک بیان ہوتا رہا ہے لیکن میں بھول جاتا ہوں۔ یونہی نامکمل سا کچھ یاد رہ جاتا ہے اور طبیعت میں پہلی کی طرح لینے والی قوت نہیں رہی ہے۔ اب تو کچھ مسائل وغیرہ لکھتا ہوں وہ بھی کچھ محفوظ نہیں رہتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ دل میں کچھ نہیں ہے خالی پڑا ہے کچھ ایسی غفلت رہتی ہے کہ دل کو سارے علوم سے خالی پاتا ہوں۔

ہم سبق گشتیم با مجنوں بصحرائی جنوں سبحہ مصلیٰ برطرف درس وفتاویٰ برطرف

ترجمہ: ”مجنوں کے ہم سبق صحرا کے جنوں میں ہم —— نمازی کی نماز یک طرف درس وفتاویٰ یک طرف۔“

تحقیق: یہ آثار فنا اور ضعف کے مجموعہ کا نتیجہ ہیں۔ پہلے والے پسندیدہ ہیں دوسرے برے نہیں ہیں کیونکہ کوئی مقصد فوت نہیں ہوا۔ اس میں بھی تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی متوجہ ہونے کی طرح بہت سی حکمتیں ہیں جیسا کہ جلدی انکشاف ہوگا۔

حال: کل عصر کے بعد ایک کام سے خانقاہ سے باہر گیا تو ایک کتے کے پلے (بچے) پر نظر پڑی۔ اس کی صورت مجھے بہت ہی پسندیدہ لگی۔

تحقیق: یہ تواضع کے مرتبے کا غلبہ تھا جو فنا تک پہنچا ہوا ہے۔

حال: اس کے بعد یہ حالت ہوئی کہ لگتا تھا کہ اب تک جتنا ذکر میں نے کیا سب میں کوئی نہ کوئی غرض پوشیدہ تھی اس لئے تو شرک میں مبتلا رہا کہ غیر محبوب کا طالب رہا۔ (میں) خود کو بہت ملامت کرتا تھا کہ تو نے حق تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی۔ اگر ان کو پہچان لیتا تو کبھی کسی بات کا طالب نہ ہوتا۔ وساوس ختم ہونے کی نیت سے ذکر کرنا بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام تو خود ہی مقصود ہے۔ تو بڑا مکار ہے ہر بات میں تو نے کوئی نہ کوئی مقصد نکال رکھا ہے۔

تحقیق: یہ بھی دوسرے رنگ میں فنا کا غلبہ ہے۔

حال: کل عصر، مغرب اور عشاء کی نماز سے بہت تسلی ہوئی۔

تحقیق: یہ ”نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے“ کی دولت کا ظہور ہے۔

حال: حضور کی ہدایت سے خوشی ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے حضرات اور اس بڑی دولت کی بے قدری ساری عمر نہیں کروں گا۔ جو حضرت سچی طلب سے احقر کو اپنا خادم بنالیں بس صرف اللہ تعالیٰ کے لئے دل سے ان کا خادم اور غلام ہوں اور جو مجھ سے الگ اور دور ہوں تو میں اور زیادہ ان سے آزاد اور بے پرواہوں۔

ظاہری اعتبار سے اگرچہ ذلیل ہوں مگر حضور کی دعا سے باطنی اعتبار سے بادشاہ ہوں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ کسی سے نفع نقصان کی امید اور تعریف اور برائی کی پروانہیں رہی۔ دل کو اکثر تلاش کرتا ہوں تمام دنیاوی باتوں میں نہ ہونا ہی مطلوب ہے اور تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہی غالب ہے۔ یہ سب صرف حضور ہی کے انوار، فیض اور باطنی نسبت کا نتیجہ ہے ورنہ کیا میری ہستی بخدا کچھ نہیں ہوتی۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہی طریقہ چاہئے۔

حال: (میری) طبعی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی میرے سامنے میری تعریف کرتا ہے تو (مجھے) بہت ہی برا لگتا ہے اور اس کو بھی مناسب تنبیہ کر دی جاتی ہے۔

تحقیق: بری باتوں کو روکنا ان پر منع کرنا مطلوبہ حالت ہے۔

حال: اگر کہیں اچھے لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں تو مجھے بہت شرمندگی ہوتی ہے اور خود کو ان کے مقابلے میں صرف ہیچ سمجھتا ہوں۔ کوئی تعظیم (عزت) واکرام کرتا ہے تو بھی بہت شرمندگی ہوتی ہے۔

تحقیق: (یہ) فنا اور تواضع کے آثار سے ہے۔ مبارک ہو۔

حال: الحمد للہ! حضور کے فیض سے اب یہ بات حاصل ہوگئی ہے کہ کسی کے بارے میں دل میں حسد نہیں رہتا ہے۔ عیب اور لوگوں کے اعراض الناس (لوگوں کی عزت کے معاملے میں پڑنے) سے بہت وحشت ہوتی ہے۔ جس چیز کو دیکھتا ہوں اپنے لئے اس سے ایک عبرت پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ لہو ولعب (کھیل کود) گالی گلوچ دیکھ کر اور سن کر بھی ایک قسم کی عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کسی کی بات خواہ اچھی ہو یا بری یاد نہیں رہتی ہے۔

کبھی تو دماغ جب پریشان ہوتا ہے تو کیفیت ہوتی ہے کہ یہ چاہتا ہوں کہ کسی کے ساتھ کہیں ایسی جگہ جاؤں کہ وہاں کچھ دیر جی بہل جائے مگر وہاں بھی ان باتوں سے خیال نہیں پڑتا ہے بلکہ کبھی تو جب کسی تماشہ میں گیا ہوں ایسا ہوا کہ وہاں اور زیادہ پریشانی ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ دنیا کے لئے اتنی کوشش کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ دین کے لئے تھوڑا بھی نہیں کرتے ہیں۔ یہ خیال کر کے آنسو بھر آئے مگر بہت مشکل سے رونے

سے محفوظ رہا اور وہاں سے کسی بہانے سے ہٹ کر نجات ملی۔

میرے مکان کے آس پاس سارے ہندوؤں کے مکانات ہیں ان کے یہاں دن بھر گانا بجانا رہتا ہے۔ شادی وغیرہ کے ایام میں بہت فحش گالیاں گاتے ہیں۔ اس بات کا خیال کر کے رونا آتا ہے بلکہ کبھی تو رو دیتا ہوں کہ کاش ان کے گالی دینے کے وقت میں خدا کی یاد کرتا تو میرے لئے کتنا مفید ہوتا مگر افسوس کہ (یہ) ہو نہیں سکتا۔ اس پر رونا آجاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ایک گالی کا بھی خیال نہیں رہتا ہے۔

بعض لوگ اگر کسی وقت مجھے کوئی سخت بات کسی کام کے لئے کہہ دیتے ہیں تو تھوڑی دیر بعد یا کچھ دنوں بعد اس کا خیال دل میں نہیں رہتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اس قصہ کو چھیڑ دے تو ایک قسم کی نفرت پیدا ہوتی کہ فضول گزری ہوئی بات کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔

تحقیق: یہ ساری علامتیں فناء حسی کی ہیں۔ مبارک ہو۔

حال: کبھی یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جسم میں کون سی چیز ڈال دی ہے جس کی وجہ سے میں حرکت کر رہا ہوں۔ جب غور کرتا ہوں تو اپنے وجود کا خیال ہی نہیں آتا ہے۔ اس وقت خدا کی شان پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے مگر یہ خیال آتا ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

ع این خیال است و محال است و جنون

ترجمہ: "یہ خیال ہے، محال ہے اور جنون ہے۔"

تحقیق: یہ فناء علمی کی علامت ہے۔ مبارک ہو۔

حال: میرا خیال یہ تھا کہ شاید یہ دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ اس لئے دماغ کو قوی کرنے والی دوائیں استعمال کیں مگر ابھی تک حالت پہلے دن جیسی ہے۔

تحقیق: اگر دماغی کمزوری ہے تو اس کی مستقل تلافی کی ضرورت ہے اگرچہ یہ آثار دماغی کمزوری کے نہ ہوں۔

کیفیات مقصود نہیں (ہیں)

حال: پندرہ دن سے گذشتہ ہفتہ تک دل پر ایک عجیب کیفیت طاری رہی۔ کبھی لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور محبت کا شوق بڑھ رہا ہے اور منہ سے کچھ عاجزی انکساری کے کلمات کہہ رہا ہوں۔ چہرہ پر غنودگی سی لگتی تھی۔ ایسی کیفیت خصوصاً ہفتہ کے دن صبح سے شام تک زیادہ رہی۔ اتوار کے دن خیال ہوا یہ سب دماغی خیال ہے اس وقت سے طبیعت صاف لگتی ہے۔

تحقیق: ہاں! کبھی یہ وجہ بھی ہوتی ہے اور کبھی ذکر کا اثر بھی ہوتا ہے۔ بہر حال دماغی وجہ سے ہونا تو نہ پسندیدہ ہے نہ برا ہے اور ذکر کی وجہ سے ہونا پسندیدہ ہے۔ دونوں حالتوں میں ایسی کیفیات مقصود نہیں ہیں توجہ ذکر کی طرف رکھنا چاہئے خواہ کیفیات ہوں یا نہ ہوں۔ دماغی آفت کی صورت میں طبی علاج یعنی دماغ کو تر کرنا بھی ضروری ہے۔

حَال: حضرت مولانا صاحب ملجائے ماوائے درماندگان دامت فیوضکم۔ فدوی بہت پرانا مریض ہے جس نے اکثر دل کے طبیبوں سے رجوع کیا لیکن نہ بیماری سے شفا ہوئی اور نہ جان ہی ختم ہوئی۔ آخر کار اب مسیح الزمان افلاطون دوراں سے رجوع کیا ہے۔ رجوع کرنے کے بعد اپنے مرض کے تفصیلی حالات عرض نہیں کئے اس لئے اصل مرض میں بھی کچھ کمی نہیں ہوئی ہے۔ احقر کے خیال میں اظہار نہ کرنے کی بھی ایک خاص وجہ تھی۔ احقر کے خیال میں یہ بات پکی ہوگئی تھی کہ جیسے (دوسرے) امراض حسد، تکبر اور حسد وغیرہ صرف صحبت کے فیض سے ختم اور کم ہوگئے ہیں تو یہ مرض بھی اسی طرح آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا لیکن اس کے ختم نہ ہونے کی وجہ سے عرض کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

اصل مرض یہ ہے کہ جو کیفیت یا حالت پیش آتی ہے اس کی مدت تین دن ہے یعنی تین دن سے نہ کبھی ایک گھڑی زیادہ اور نہ ایک گھڑی کم (ہوتی ہے) تیسرے دن کے بعد بالکل خالی جیسا پہلے تھا اسی طرح رہ جاتا ہوں۔ اس حالت میں احقر کو تیس سال گزر گئے ہیں۔ حالت پیش آنے کے لئے کسی خصوصی اہتمام کی ضرورت نہیں ہے خود بخود بغیر ارادے کے پیش آجاتی ہے۔ اس کے لئے نہ کوئی مدت معین ہے کبھی ایک مہینہ کبھی دو یا تین مہینہ میں اور کبھی ایک مہینہ میں دو تین مرتبہ لیکن اس کا قیام صرف تین دن ہے اس میں اختلاف نہیں ہے۔

اس کی ترقی (کہ اس مدت میں زیادتی ہو جائے) کے لئے بہت کوشش کی بے کار ہوئی۔ گذشتہ دو سال سے جب حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا ہوں نہ کبھی مقررہ معمولات قضا ہوئے اور نہ کبھی رات ایک بجے سے چار بجے تک جاگنا قضا ہوا۔ اگر اتفاقی طور پر کسی بیماری کی وجہ سے ہوگیا ہو تو اس کا ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن معلوم نہیں کہ یہ حالت مسلسل کیوں باقی نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: غالباً اس فن کے ضروری اصول جن کو میں اکثر اوقات بیان کرتا رہتا ہوں آپ کو یاد نہیں رہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو آپ کے اس پوچھنے کا جواب ہے کہ (اس فن میں) کوئی کیفیت مقصود نہیں ہے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے کہ کیفیت ہوتی تو ہے اگر بالکل بھی نہ ہو تو بھی اصل مقصود میں کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔ اکابر کو بھی

کوئی کیفیت ہمیشہ نہیں رہتی ہے بہت ہی کم شاذ و نادر ایسا ہوتا ہے۔

جب بات یہ ہے تو اس کیفیت کا ختم ہو جانا مرض نہیں ہے۔ اس کے لئے کوشش کرنا وقت کا ضائع کرنا اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ "آدمی کے اسلام میں کامل ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی کام چھوڑ دے" قرآن کریم میں ہے کہ "اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو"

حَال: جب حضور سفر پر تشریف لے گئے تھے تو فدوی کی نگاہ دل پر تھی۔

تحقیق: اپنی رائے سے شغل مناسب نہیں ہے۔

حَال: حالت اس طرح زور وشور سے شروع ہوتی ہے کہ دوسری طرف توجہ کرنا ناممکن لگتا ہے لیکن تیسرے دن کے آخر میں خود بخود دل سے نگاہ ہٹ جاتی ہے۔ غرض کہ اس عرصے میں تین مرتبہ یہ حالت ہو چکی ہے۔ جب یہ حالت ختم ہوتی ہے تو بہت ہی بے چینی اور پریشانی ہوتی ہے لیکن کوئی چارہ (علاج) نہیں ہے۔

تحقیق: چارہ (علاج) ہے وہ یہ کہ اس کا پیچھا چھوڑا جائے۔

حَال: اگرچہ یہ محتاج اچھی طرح جانتا ہے کہ کوشش کے باوجود غیر اختیاری بات میں کامیابی نہ ہو تو وہ (بندہ) اس کا مکلّف (ذمہ دار) نہیں ہے۔ لیکن دل کی اس بے چینی اور روحانی اذیت کا بھی کچھ علاج ہے جو میرے اختیار سے بالکل باہر ہے۔ جس سے کوئی لمحہ نجات نہیں ہے۔

تحقیق: اگر اللہ تعالیٰ کو اس بے چینی ہی کا عطا فرمانا مقصود ہو تو آپ اس سے بھاگنے والے کون۔

ع این بلائے دوست تطہیر شما است

ترجمہ: "دوست کی طرف سے یہ آزمائش تمہاری پاکی کے لیے ہے۔"

حَال: افسوس! اگر یہ ناکارہ خشک زاہد ہی رہتا تو اتنی ایذا اور روحانی تکلیف مجھ نالائق کو نہیں ہوتی۔ بچپن سے برداشت کرتے کرتے اب ادھیڑ پن بھی ختم ہونے کے قریب ہے۔ اتنا برداشت کیا کہ یہ ظاہری جسم خاک کے ڈھیر کی طرح رہ گیا ہے۔

تحقیق: آپ نہ برداشت کیجئے نہ اس کا علاج ڈھونڈیئے اپنا موجودہ حال یہ طریقہ رکھئے ؎

خوشا وقت شوریدگان غمش ۔۔۔ اگر ریش بینند وگر مرہمش

دما دم شراب الم در کشند ۔۔۔ اگر تلخ بینند دم در کشند

ترجمہ

❶ اس کے غم کے ماروں کے لیے کیا ہی اچھا وقت ہے اگر زخم ملے تو اس پر مرہم رکھتے ہیں۔

۲ ہر وقت رنج والم کی شراب پیتے رہتے ہیں اگر رنج کی کڑواہٹ محسوس کرتے ہیں تو خاموش رہتے ہیں۔

حَال: انوار وآثار آئندہ کے کشف کا اظہار فضول اور لایعنی ہے اس کا کیا مطلب ہے کہ جب مقصود نہیں ہے اور نہ مقصود میں اس کو دخل ہے اس لئے اس کا ذکر کرنا بھی بے کار ہے۔ جب تک جہالت کی وجہ سے اس کو مقصود سمجھتا رہا منزل مقصود سے دور رہا (اور) عجیب بات یہ ہے کہ اب نہ سمجھنے کے باوجود محروم ہوں۔

تحقیق: جب اس کو مقصود ہی نہیں سمجھتے تو پھر محرومی کا ذکر حسرت کے ساتھ کیوں، اس سے تو غیر مقصود کو مقصود سمجھنے کا شک ہوتا ہے کہ غیر مقصود سمجھنے کو بھی حصول کی ایک ترکیب سمجھ کر اس (غیر مقصود) کا انتظار رہے پھر غیر مقصود سمجھنے کا دعویٰ کیسے صحیح ہوا۔

حَال: اب احقر کا مقصود یہ ہے کہ منزل مقصود تک پہنچنا تو اہل اللہ اور خاص خاص لوگوں کا کام ہے مجھ جیسے نالائق بدکردار کی نظر اگر دل پر جم جائے اور اس کو بقاء نصیب ہو جائے تو بہت ہی غنیمت سمجھوں گا تاکہ بے چینی ختم ہو جائے۔

تحقیق: یہ نظر کا جم جانا کون سا مقصود ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ میں تو سمجھا نہیں۔

حَال: فدوی نے جو وقت کی پابندی اور دوسرے واقعات کے بارے میں جو عرض کیا ہے وہ فخر کے اظہار کے لئے نہیں ہے بلکہ (اس لئے کیا ہے کہ) مریض کو پوری طرح خشک وتر (اچھا برا حال) طبیب کو بتانا چاہئے۔

تحقیق: ضروری بات تھی اچھا کیا (جو بتا دیا)۔

حَال: فخر کے قابل تو یہ گنہگار کسی طرح بھی نہیں ہے۔ یہ نالائق خبیث تو اس قابل ہے کہ اگر ہزار مرتبہ قتل کیا جائے پھر ہزار مرتبہ رجم کیا جائے (یعنی پتھروں سے مارا جائے) اور پھر ہزار مرتبہ جلا کر خاک اڑائی جائے تو بھی اپنی سزا کا عشر عشیر (دسویں حصہ کا دسواں حصہ یعنی بہت تھوڑے حصے) کو بھی نہیں پہنچتا ہے۔

تحقیق: بس یہی فیصلہ ہے۔ یہ نعمت کہ اپنے کو ایسے سمجھا جائے یہ بڑی برکت اسی کی ہے جس کو آپ ناکامی سمجھتے ہیں۔

حَال: اس عریضہ (پرچے، خط) میں جو کلمہ بے ادبی کا ہو اس کی معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: سب معاف ہے۔

حَال: طبیب صادق! اس احقر کی مدد فرمائیں اور اس الٹے پاؤں واپس لوٹنے (یعنی کیفیات کے حاصل ہو کر ختم ہو جانے) سے اس عاجز کو ضرور نکال دیں تاکہ بے چینی اور پریشانی ختم ہو آخر اس بے چینی اور پریشانی کی بھی حد ہونی چاہئے۔

تحقیق: میں نے ساری باتوں کے بارے میں عرض کر دیا ہے اگر پھر بھی کوئی الجھن ہو تو زبانی سمجھئے۔

حال: اب تو یہ ناچیز اس درفیض پر پڑا ہے حضور کے تشریف لانے سے پہلے یہاں سے الگ ہونے کا ارادہ اور نیت نہیں ہے۔

تحقیق: میں تو کچھ نہیں ہوں مگر آپ کے حسن ظن کی وجہ سے یہ الگ نہ ہونا خالی نہیں جائے گا۔

حال: آئندہ جو تقدیر میں لکھا ہوگا ہوگا۔

تحقیق: انشاء اللہ اچھا ہی لکھا ہے جس کی یہ علامات ہیں جو اس پرچہ کے مضمون سے ظاہر ہیں۔

حال: باطنی توجہ اور دل کی رغبت عشق و محبت کی طرف ہے۔ اسی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔

تحقیق: یہ ٹھیک ہے مگر محبت کی حقیقت سمجھنا ضروری ہے۔

حال: عاجز کو کیونکہ محبت حاصل نہیں ہے۔

تحقیق: یہ (بات) صحیح نہیں ہے۔ (قرآن و حدیث میں ہے چنانچہ) قرآن میں ہے کہ "ایمان والے اللہ تعالیٰ سے بہت شدید محبت کرتے ہیں۔" اور حدیث میں آپ ﷺ نے شراب پینے والے کے بارے میں فرمایا "کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔"

عقلی محبت تو ہے ہی مگر طبعی محبت بھی ہے وہ ایک میلان ہے جو ہر مؤمن کو حاصل ہے اگرچہ کسی رنگ میں بھی ہو۔

حال: (میں) تو اسی اندوہ میں رہتا ہوں دوسرا کوئی ورد اور وظیفہ مزہ نہیں دیتا ہے۔

تحقیق: مزہ مقصود نہیں ہے۔

حال: اگرچہ یہ حال اختیاری نہیں ہے۔ مگر پھر بھی (اپنی) بے نصیبی پر رونا آتا ہے۔

تحقیق: یہ بے نصیبی نہیں ہے۔ جب تک نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا تھا کیا کسی غیر نبی کا یہ کہنا کہ مجھے نبوت نہیں ملی یہ بدنصیبی صحیح ہو سکتا تھا۔

حال: دل کی کیفیت یہ ہے کہ کیسے ہی اعلیٰ ترین درجات کی بات ہو اس کی طرف رغبت نہیں ہے عشق کے ذرہ کی طرف رغبت ہے۔ یہ بات بے اختیاری ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ ساری (کیفیت) اچھی ہے صرف حقیقت کے کھلنے کی ضرورت ہے جس کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ "من كان له قلب او القى السمع وهو شهيد" (جو اپنے دل کو متوجہ رکھتا ہے اور دل سے

متوجہ ہوکر سنتا ہے)

حَال: احقر کی جو ظاہری باطنی کیفیت تھی مختصراً تحریر کی ہے۔ اس میں جو بات ختم کرنی ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: سب ٹھیک ہیں۔ مگر بارہ تسبیح کی اور ضرورت ہے۔

حَال: کمترین میں جو عیوب ہیں وہ تحریر کے احاطہ سے باہر ہیں۔

تحقیق: اس کے لئے امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی کتابوں کا مطالعہ اور عمل ضروری ہے۔

حَال: اب تعلیم اذکار وعلاج مربیانہ کا طالب ہوں۔

تحقیق: بارہ تسبیح اذکار ہیں۔ اور کتب امام غزالی کی کتابیں کا مطالعہ اور علاج ہیں۔ عرض کر چکا ہوں۔

واردات محمودہ وآثار ذکر قلب

حَال: بارہ تسبیح ادا کرنے کے بعد مراقبہ میں خواب کی طرح صبح کے قریب ایک آواز سنائی دی کہ مولوی صاحب نماز......۔

تحقیق: یہ پسندیدہ واردات اور حق الہامات میں سے ہے۔ مبارک ہو۔

حَال: دوسری رات وہی ذکر کی حالت خواب کی طرح ہوکر گویا دل کی طرف سے ایک آواز دو درخت یا دو بانس کے گھسٹنے کی سنائی دی۔

تحقیق: دل کے ذکر کے آثار میں سے ہے مگر توجہ کے قابل نہیں ہے۔

دل کی یکسوئی کا طریقہ

حَال: ذکر جب تک ہمیشہ ہوتا رہتا ہے تو کچھ سکون اور برکت محسوس ہونے لگتی ہے۔ مگر دنیوی کاموں میں وقت کی ضرورت اور دنیوی کاموں کے فائدہ کی وجہ سے بعض گناہ مجبوراً کرنے پڑ جاتے ہیں۔ (اس کی وجہ سے) وہ ساری برکت اور حلاوت اور سکون بلکہ ذکر کی توفیق بھی چلی جاتی ہے۔ بہت استغفار کرتا ہوں مگر پھر وہ بات نصیب نہیں ہوتی ہے۔

دنیاوی کاموں اور ذکر کا ایک ساتھ ہونا مشکل لگتا ہے۔ اس زمانے میں جھوٹ اور دھوکہ کے بغیر کام نہیں چلتا ہے کہ بدبخت رواج ایسا ہوگیا ہے کہ دوسرے کو بدبخت بناتا ہے۔ (اس حالت میں) مجھ جیسے کم ہمت کی کیسے رہبری ہوگی۔

تحقیق: انشاء اللہ اسی طرح کوشش کرنے سے ایک دن یکسوئی کا سامان جمع ہو جائے گا۔ استغفار اور دعا مانگنے

میں کمی نہ کیجئے۔

حَال: بہت پریشان ہوں اب ساری زندگی دنیا سے چھٹکارا بظاہر نہیں لگتا ہے کہ دن بدن مہنگائی ہے خدا خیر کرے۔

تحقیق:

گر جہاں پر برف گردد سر بسر تاب خور بگذا ردش از یک نظر

ترجمہ: ''اگر ساری دنیا بھی برف سے بھر جائے تو برداشت کر اور ایک نظر ڈال کر چھوڑ دے۔''

(مطلب یہ ہے کہ جس طرح اگر سارا عالم برف سے بھر جائے تو سورج کے نکلتے ہی ساری برف پگھل کر بہہ جائے گی اسی طرح اگر بہت ہی مہنگائی ہو جائے تو کیا اللہ تعالیٰ کے کام بنانے سے کام بنیں گے اس لیے فکر نہیں کرنی چاہیے۔) (دعوات عبدیت ۲/۱۹۰ بتصرف)

نہ امید نہ ہو جائیں۔

شوق وضعف کے آثار اور ضعف کا علاج

حَال: میرے ساتھ پہلے کبھی ایسی بات پیش نہیں آئی جواب پیش آتی کہ جب ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو ایک دو تسبیح کے بعد یا تو چیخنا شروع کر دیتا ہوں یا کودنا اور بدن کو پیٹنا شروع کر دیتا ہوں۔ ان باتوں کی ابتدا تو اختیاری ہوتی ہے کہ میں روک سکتا ہوں۔ مگر پھر (بعد میں) بے اختیار ہو جاتا ہوں اور زور زور سے ضربیں لگاتا ہوں حتیٰ کہ آواز بیٹھ جاتی ہے۔ ایک دن چار پائی پر (ذکر کرنے) بیٹھ گیا تھا بے اختیار اتنا کودا کہ چار پائی ٹوٹ گئی۔

تحقیق: اس کا سبب شوق اور ضعف کا مرکب ہے۔ شوق کا علاج ضروری نہیں ہے کہ اس کو خود بخود سکون ہو جاتا ہے لیکن ضعف کا علاج کرنا چاہئے۔ کسی طبیب کی رائے سے ٹھنڈی سکون پہنچانے اور قوت دینے والی چیزوں کا استعمال کر کے پھر اطلاع دیجئے۔

حَال: دو دن یہ ہوا کہ رات کو اٹھ کر جو تسبیح لے کر بیٹھا تو نیند کی اتنی زیادتی ہوئی کہ مجھے ایسی زیادتی بہت کم ہوتی ہے۔ میں بیٹھا بیٹھا کبھی نہیں سوتا ہوں لیکن لیٹ کر فوراً نیند آ جاتی ہے۔ معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: ضعف ہے۔

حَال: (مجھے) اکثر عاشقانہ اور بے چینی والے اشعار پسند ہیں۔ (کسی) خوفناک بات سے آنسو جلدی نکل

جاتے ہیں اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ عاشقانہ حالت میں رہنا طبیعت کو پسند ہے۔
تحقیق: وہی شوق اور ضعف کا مجموعہ اس کا سبب ہے۔
حال: خواب میں اکثر اپنے آپ کو چیختا اور ذکر کرتا دیکھتا ہوں، کبھی آپ بھی نظر آتے ہیں اور اشعار پڑھتے ہوئے خود کو روتا ہوا پاتا ہوں۔
تحقیق: اوپر تشخیص اور تجویز لکھ چکا ہوں۔

حال: مراقبہ میں بے خود ہو جاتا ہوں کچھ خبر نہیں رہتی ہے اور کبھی مراقبہ میں بے خودی کی حالت میں وحشت لگتی ہے اور کچھ خبر نہیں رہتی ہے کہاں گیا ہوں اور کہاں جاتا ہوں۔ نیند معمولی نہیں آتی ہے بلکہ سونے کے گھنٹہ دو گھنٹہ بعد نیند آتی ہے۔ دل میں خدا کا ذکر خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت زور شور سے ہر حالت میں لگتا ہے۔ حبس دم کی حالت میں کبھی ایسا لگتا ہے کہ جیسے سارے وجود میں ذکر ہوتا ہے اور حبس دم کے بغیر بھی کبھی ہو ہو سی آواز محسوس ہوتی ہے۔
تحقیق: پسندیدہ حالات ہیں۔ مگر ان احوال اور احساسات کے ساتھ ہی کچھ ضعف اور مرض کے آثار بھی مل گئے ہیں۔ طبی علاج اور صحت کے بعد جو باقی رہ جائیں وہ معتبر ہیں۔

پسندیدہ حالات

حال: (حضرت کے) حکم کے مطابق ذکر و شغل میں سرگرداں (پریشان) رہتا ہوں مگر پھر وہی پچھلی حالت یعنی بے ہوشی طاری رہتی ہے۔ شوق اور ذکر کی بہت ہی زیادتی ہے۔ یہ یقین ہے کہ اگر ایک گھنٹہ میں سوا لاکھ مرتبہ بھی پڑھوں تو بھی تکلیف نہ ہو بلکہ خوشی ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا سے تعلق بہت ہی مشکل لگتا ہے حتیٰ کہ لوگوں سے ملنا جلنا برا لگتا ہے بلکہ جی چاہتا ہے کہ ہر وقت تنہائی میں رہوں اور اپنے شغل کے علاوہ دوسرا کوئی کام مجھے اچھا نہیں لگتا ہے یہاں تک کہ تین چار وقت تک کھانا نہ کھایا جائے تو بھی کچھ تکلیف نہیں لگتی ہے۔

فی الحال امامت کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے ہر وقت یہی تمنا رہتی ہے کہ آپ کی خدمت میں رہوں۔ اس وقت چونکہ خالی ہاتھ ہوں اس لئے مجبور ہوں۔ امید ہے کہ شعبان میں ضرور حاضر رہوں گا۔ امید ہے کہ دعا فرمائیں گے۔ اس وقت بہت بے چین ہوں اس لئے درخواست ہے کہ ذکر میں زیادتی (کی اجازت) فرمائیں۔

تحقیق: آپ کے سارے حالات اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ترقی و برکت عطا فرمائیں۔ ذکر ابھی نہیں بڑھائیں جب شعبان میں آنے کا ارادہ ہے تو اس وقت مناسب مشورہ دیا جائے گا۔

حال: تہجد، بارہ تسبیح لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر اور درود شریف کی تسبیح اور نماز باجماعت کے ساتھ یہ تمام معمولات اللہ کے فضل سے چل رہے ہیں۔ حضور کی برکت سے دل سے ہر دم اور ہر لمحہ الا اللہ نو مہینے سے جاری ہے۔ حضور کے طفیل سے دس دن سے سینہ کے اوپر سے اللہ ہر دم اور ہر لمحہ جاری ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور ترقی عطا فرمائیں۔ یہ سب اچھا ہے (لیکن) مقصود اور آگے ہے۔

حال: کیا میں حضور کا شکریہ ادا کرسکتا ہوں؟

تحقیق: حقیقی شکر اللہ تعالیٰ کا ہے۔ واسطے کا شکریہ ظاہری بھی اتباع سنت ہے اس میں بھی اجر و نفع ہے۔

سؤال: اب کون سا ذکر کیا جائے اور کون سے طریقے سے اور کتنی تعداد میں کیا جائے ارشاد فرمائیں تو احسان عظیم ہے۔

جواب: جس وقت فرصت ہو اور جتنا برداشت ہو سکے اسم ذات یعنی اللہ ضرب اور ہلکی آواز کے ساتھ کچھ تعداد مقرر کر کے شروع کریں پھر تعداد اور وقت کے بارے میں اطلاع دیں۔

سؤال: سینے کے اوپر کا مقام کس لطیفہ کا ہے؟

جواب: یہ تحقیق آپ کے لئے نافع نہیں ہوگی کام کرتے جائیں۔ کبھی موقع ہوگا تو کل سارے لطائف کی حقیقت احکام کے ساتھ بتا دی جائے گی۔

حال:

جمال ہمنشین در من اثر کرد   وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

ترجمہ: ”ہمنشین کے حسن نے مجھ میں یہ اثر کر دیا ہے ورنہ میں وہی مٹی ہوں“ (یعنی مجھ میں جو اچھی باتیں پیدا ہوگئیں ہیں وہ شیخ کی محبت کی برکت سے ہیں ورنہ میں تو وہی خاک ہوں۔)

عرض ہے کہ میں نے آپ کو پہلے جو خط لکھا تھا آپ نے اس کے جواب میں دو باتیں لکھی تھیں۔ ایک تو میری اس بات کے جواب میں کہ (میں اپنے اندر کفر کی حالت پاتا ہوں) آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ: ”یہ حالت

ہیبت کہلاتی ہے۔ صحابہ پر بھی یہ حالت گزری ہے۔'' آخر میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ: ''انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ حالت انسیت سے بدل جائے گی۔'' دوسری بات یہ تھی کہ میں نے لکھا تھا کہ ''میں دل کو علوم سے خالی پاتا ہوں۔'' اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا تھا: ''اس میں بھی حکمتیں ہیں جیسے......وغیرہ۔''

الحمد للہ! آپ کا فرمانا صحیح ہوا۔ دونوں باتیں ہوگئیں۔ ہیبت انسیت سے بدل گئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بھی پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہوگئی۔

وعدہائے اہل دل گنج بود   وعدۂ نااہل خود رنج بود

تَرجَمَہ: ''ہوتے ہیں اہلوں کے وعدے شادمانی کا سبب ـــــ نااہلوں کے وعدے ہوتے ہیں پریشانی کا سبب۔''

اس قصے کی حقیقت یہ ہے کہ ایک دن عشا کے فرضوں کے بعد جب کہ آپ مسجد میں موجود تھے۔ ایک قسم کی سخت بے چینی ہوئی جس کو برداشت کرنا مشکل سمجھ کر مسجد سے چلا آیا مگر بے چینی کے ساتھ ایک قسم کا مزہ بھی تھا۔ بس یہ نمونہ تھا ''وزلزلوا زلزالا شديدا'' (''ایمان والوں کو خوب جھنجوڑا گیا'') اور ''وليبلى المؤمنين منه بلا احسنا'' (''تا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر خوب احسان کریں'') کا خیر تھوڑی دیر ہی میں یہ حالت ختم ہوگئی۔

دوسرے تیسرے دن عشاء کے وقت نماز میں ایک حالت ہوئی اور تھوڑی دیر رہی حالت کو ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے ''ثم انزل السكينة على رسوله وعلى المؤمنين وانزل جنودا لم تروها'' (''پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں پر سکینہ نازل کی اور ایسے لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہیں آتے'') اس حالت میں بالکل دل میں ایک ہلکی سی گرمی محسوس ہوتی تھی اور اسی کی وجہ سے سکون، اطمینان، بشاشت اور ایک بہت ہی لطیف خوشی تقریباً شکر کی طرح معلوم ہوئی۔

یہ بشاشت سارے جسم میں محسوس ہوتی تھی۔ جیسے کسی شخص کو اپنی جان سے زیادہ کوئی چیز کے حاصل ہونے پر ایک خوشی اور اطمینان محسوس ہوتا ہے بس ایسا ہی محسوس ہوتا تھا۔ وہ خاص گرمی جو دل میں محسوس ہوتی تھی وہ تھوڑی دیر کے بعد ختم ہوگئی مگر اس کا ایک اثر دوامی (ہمیشہ کی) شان سے اب تک ہے۔ کبھی کبھی وہ حالت پھر لوٹ آتی ہے۔ اس وقت ایک مغلوبیت سی ہو جاتی ہے۔ آپ کے موجود رہنے سے اس میں ترقی ہوتی ہے اور آپ کے جانے کے بعد اس حالت میں کمی ہو جاتی ہے۔

پچھلے دنوں جب آپ تشریف لے گئے تھے تو دل میں تنگی لگتی تھی اس حالت کا خاص اثر یہ ہوا کہ آپ سے

تعلق بڑھ گیا اور ایسا لگتا ہے کہ آپ کے پاس سے کوئی چیز میرے اندر آتی ہے۔ کبھی محبت کے غلبہ میں پاؤں چومنے کو جی چاہتا ہے مگر کیونکہ آپ کو یہ بات پسند نہیں ہے اس لئے طبیعت رکتی ہے اور دوسرے (اپنی حالت پر) یہ شعر سچ آتا ہے۔

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ　　اندراں دم پائے بوسی شد گناہ

ترجمہ: ''جب خدا بخش دے عرش بریں ـــــ پھر گناہ ہے چاہت فرش زمیں۔''

آپ میرے اس اظہار محبت کو دعوی نہ خیال فرمائیں میں کسی دعوی کے قابل بھی نہیں محبت تو بڑی چیز ہے اس کا دعوی تو ایک بڑا کام ہے۔ اس لئے یہ اظہار بھی ایک نادان دل کی گستاخی اور رسوائی پسند دل کا تقاضہ ہے۔ ورنہ میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا کہ محبت کا دعوی کروں۔

کجایابم وصال چوں تو شاہے　　من بدنام رند لا ابالی

ترجمہ: ''میں تجھ تک کیسے پہنچ سکتا ہوں کہ تو تو بادشاہ ہے اور میں بدنام نشہ میں چور لا پرواہ ہوں۔''

اسی حالت کا یہ بھی اثر ہے کہ یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ بعض دوستوں نے ایک شوق بھرا خط بھی لکھا مگر کیا کروں ابھی تو جی نہیں چاہتا لیکن اگر کوئی مجبوری پیش آ گئی تو دیکھا جائے گا۔ اسی حالت کا ایک اثر یہ ہے کہ پہلے کے مقابلے میں فواحش اور گناہوں کی چاہت مغلوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور رقت بھی اکثر رہتی ہے۔ ایک عجیب بات اس حالت میں یہ ہے کہ اس حالت کا غلبہ رات کو زیادہ ہوتا ہے۔ عشا مغرب و غیر اوقات میں ابتدا بھی اس کی رات کو ہوئی اور اسی طرح مسجد اور نماز ہی میں یہ حالت پیدا ہوئی اور مسجد اور نماز میں وہ زیادہ لوٹ آتی ہے۔ اس حالت کی ابتداء اور غلبہ کا وقت چونکہ رات ہے اس لئے یہ شعر حال کے مطابق وردزباں ہے۔

وشمس الناس تطلع بعد فجر　　وشمسی تطلع بعد العشاء

ترجمہ: ''لوگوں کا سورج فجر کے بعد نکلتا ہے ـــــ اور میرا سورج عشاء کے بعد نکلتا ہے۔''

اور حافظ کے یہ اشعار جو انہوں نے ان احوال کے بارے میں کہے ہیں مجھے خوشی پر ابھارتے ہیں۔

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند　　وندراں ظلمت شب آبحیاتم دادند
بیخود از شعشعہ پر تو ذاتم کردند　　بادہ از جام تجلی صفاتم دادند
چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شبے　　آں شب قدر کہ ایں تازہ براتم دادند
کیمیا ئیست عجب بندگی پیر مغاں　　خاک او گشتم و چنداں در جاتم دادند

ہمت حافظ او انفاس سحر خیزاں بود ۔ کہ زبند غم ایام نجاتم دادند

تَرجَمَہ

❶ رات انہوں نے مجھ کو غم سے نجات دی ـــــ آبحیات مجھ کو تاریکی میں دے دیا۔
❷ بے خود کر دیا مجھے اپنی ذات کے نور سے ـــــ تجلی کے جام میں مجھے مینا دے دیا۔
❸ کیا ہی مبارک صبح تھی اور کیا ہی مبارک تھی وہ رات ـــــ جس شب قدر میں مجھ کو حکم نامہ دے دیا۔
❹ عجب کیمیا ہے پیر مغاں کی بندگی ـــــ ان کی خاک بننے پر مجھے اتنا اونچا کر دیا۔
❺ حافظ کی اور صبح اٹھنے والی کی ہمت ہے ـــــ کہ زمانے کے غم سے مجھ کو چھٹکارا دے دیا۔

میری بساط اور میری حیثیت تو کسی قابل بھی نہیں اور نہ مجھ سے کوئی ذکر و شغل ہوتا ہے اور نہ ہی شب بیداری ہوتی ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے اور آپ کی نظر التفات کا نتیجہ ہے۔ مجھ سے آپ کو تکلیف کے علاوہ کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ جس پر آپ خوش ہوں۔ یہ (تو) آپ کی عنایت (مہربانی) ہے آپ میری ہر طرح سے اصلاح فرماتے ہیں اور مجھ جیسے ناکارہ سراپا (مجسم) تکلیف اور کدورت (میلے) کو اپنی صحبت میں رکھنا گوارا فرماتے ہیں میں آپ کی عنایت کا حق کیسے ادا کر سکتا ہوں اس لئے یہ عرض ہے ؎

رہا نیدی مرا از شر ہستی ۔ جو پیمودی دما دم جامِ مے را
حماک اللہ عن شر لنو ائب ۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا
جزاک اللہ کہ چشم باز کردی ۔ مرا باجاں ہمراز کردی
نیا رم گوہر شکر تو سفتن ۔ سر موئے زاومساں تو گفتن
مرا از زلف تو موئے بسند است ۔ ہوس رارہ مدہ بوئے بسند است
فی الجملہ نسبت بتو کافی بود مرا ۔ بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است
کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل ۔ نسیم صبح تیری مہربانی
نگاہ ناز او فہمید راز سینہ جوشی را ۔ رساند آخر بجائے عشق فریاد خموشی را

تَرجَمَہ

❶ ہستی کے شر سے تو نے مجھ کو رہائی دے دی ـــــ مسلسل شراب پلا کر یہ مہربانی کر دی
❷ مصائب کے شر سے تجھ کو محفوظ فرمائے رب ـــــ دونوں جہاں میں تجھ کو بہتر جزا دے رب
❸ جزاک اللہ کہ مجھ کو بینا کر دیا ـــــ جان جاناں کا مجھ کو ہمراز کر دیا۔

④ تمہارے شکر کے موتی پروسکتا نہیں —— تمہارے احساں کو کچھ بیان کرسکتا نہیں۔
⑤ کافی ہے تیری زلف کا مجھ کو ایک ہی بال —— آرزوئیں بہت ہیں چلا نہ مجھے ہوس کی چال۔
⑥ مجھے تجھ سے اتنی ہی نسبت کافی ہے —— بلبل کے لئے گل کے پیچھے رہنا ہی کافی ہے۔
⑦ سینہ کی جلن کے راز کو اس کی پیاری نظر نے سمجھ لیا —— خاموش فریاد کو عشق کا درجہ عطا کیا۔
ترقی اور دوام واستحکام (ہمیشگی اور پختگی اور مضبوطی) کے لئے دعا فرمائیں۔ ؎

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے — جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

تحقیق: مبارک ہو یہ حالت مبارک ہو۔ دل سے ترقی اور استقامت کی دعا ہے اور دعا کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں۔

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ اس حالت مذکورہ میں دماغی کمزوری کی وجہ سے سر میں کبھی بوجھ اور پریشانی محسوس ہوتی ہے۔ اس وقت تنہائی کو چھوڑ کر جان بوجھ کر دل دوسری طرف متوجہ کرتا ہوں تو بہتری ہو جاتی ہے۔ بھول بہت ہو جاتی تھی لیکن نماز میں کم ہوتی ہے۔

تحقیق: فکر کی کوئی بات نہیں ہے اگر ممکن ہو تو دل اور دماغ کے لئے کوئی طبی تدبیر حکیم صاحب سے پوچھ لیں۔

حال: کل جمعہ کی نماز میں سجدہ میں ایسا مزہ آیا کہ گویا محبوب نے میرا سر اپنے گھٹنوں میں رکھ لیا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اب تو حضور والا کی برکت سے درود شریف، استغفار، جمعہ کا خطبہ اور اذان وغیرہ تمام دینی باتیں ایک عجب کیفیت پیدا کرتی ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اخلاقی کیفیت یہ ہے کہ غصہ کی قوت اب بھڑکتی نہیں ہے۔ طبیعت کے خلاف بات پر طبیعت دب کر رہ جاتی ہے اور ابھرتی نہیں ہے اور نرمی سے جواب خود بخود نکلتا ہے۔ کئی دن سے یہی حالت دیکھ رہا ہوں۔ جن لڑکوں کو پڑھاتا ہوں نہ ان کا ہاتھ اپنے بدن کو لگنا گوارا ہے اور نہ اپنی انگلی ان کے جسم کے کسی حصہ پر لگنا گوارا ہے۔ اس کے خلاف بہت ہی ناگوار ہوتا ہے۔ نظر آسانی سے نیچے رہتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حصولِ تمکین کا علاج

حال: جو کچھ حضور نے ارشاد فرمایا تھا پڑھتا ہوں۔ کبھی مزا آتا ہے اور کبھی ایسا لگتا ہے کہ کوئی چیز پاس سے چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضور کی دعا کی برکت سے مستقل مزاجی عطا فرمائیں۔

تحقیق: پہلی حالت بسط (طبیعت کے کھلنے) کی ہے اور دوسری حالت قبض (طبیعت کے تنگ ہونے) کی ہے۔ کام میں لگے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح مستقل مزاجی یعنی تمکین (کی حالت) عطا ہو جائے گی۔ ابتدا میں ایسی رنگ برنگی کیفیت ہوتی ہے۔

نیند کی کثرت کا علاج

حال: مجھے ایک مرض ہو گیا ہے جس کی اطلاع قبلہ وکعبہ کو ہو جانا ضروری ہے۔ صبح کی نماز کے لئے آنکھ نہیں کھلتی ہے اور اگر کھل بھی جاتی ہے تو نیند کا اتنا غلبہ اور سستی ہوتی ہے کہ میں اس پر غالب نہیں ہو پاتا ہوں اور اکثر نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یعنی میں اٹھ کر سو جاتا ہوں۔ جاگنے کی حالت میں جس کا بہت صدمہ ہوتا ہے۔ باقی نمازیں (ادا) ہو جاتی ہیں۔ مگر عشاء کے بعد جو تہجد کی رکعتیں پڑھنی ہوتی ہیں نہیں پڑھ پاتا ہوں۔ کبھی کبھی وظیفہ (اللہ) جو ایک ہزار مرتبہ (پڑھنے کے لئے) فرمایا گیا ہے پورا نہیں ہوتا ہے بالکل نیند مجھ پر غالب آ جاتی ہے۔ ارادہ کیا کہ تہجد کی رکعتیں تہجد کے وقت پر اٹھ کر پڑھوں مگر اس وقت اٹھنا تو درکنار پانچ وقت کی نمازوں میں خرابی پیدا ہونے لگتی ہے۔

تحقیق: رات کو کھانا جلدی کھایئے اور ذرا کم کھایئے اور عشاء جلدی پڑھ کر سو جایئے تہجد والا وظیفہ کسی اور وقت مثلاً مغرب کے بعد پڑھ لیجئے پھر اطلاع دیجئے۔

حال: آج کل اس ناکارہ کی حالت یہ ہے کہ رات یا دن جب بھی اسم ذات کے ذکر یا بارہ تسبیح کے لئے بیٹھتا ہے تو نیند کے غلبہ سے پریشان ہو جاتا ہے، آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، زبان سے الفاظ نکلتے چلے جاتے ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہا ہوں۔ مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو زبان سے صحیح الفاظ نکلتے ہوئے پاتا ہوں۔ اس خیال سے کہ تری کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے سر میں تیل ڈالنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ پھر بھی یہی حالت رہتی ہے۔ کوئی تدبیر ارشاد فرمائی جائے۔

تحقیق: ایسی کوئی تدبیر نہ کیجئے جو صحت کے لئے نقصان دہ ہو۔ عشاء کے بعد ذکر کر لیا کیجئے۔ اس کے بعد کھانا کھایا کیجئے دن میں بھی کھانے سے پہلے ذکر کیا کیجئے پھر اطلاع دیجئے۔

حَال: حضرت والا نے جو لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھنے کو فرمایا ہے اس کو جب پڑھنے بیٹھتا ہوں تو نیند بہت آتی ہے اور دل پریشان رہتا ہے، دنیاوی خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔ دل لگانے کی بہت کوشش کرتا ہوں مگر ابھی تک طبیعت جمتی نہیں ہے۔

تحقیق: السلام علیکم۔ جگہ بدل دیا کرو، اٹھ کر ٹہلنے لگا کرو اگر پھر بھی نیند آئے تو سو جایا کرو اور وظیفہ ایسے وقت میں پڑھ لیا کرو جس وقت نیند نہ آئے اگر اس وقت بھی نیند آئے تو سمجھ لو کہ کمزوری ہے۔ وظیفہ کم کر دو جتنے میں تھکان نہ ہو۔ اس کی پروا مت کرو یہ خود ہی چلی جائے گی۔

اس کا جواب بھی دو نمبر والے کی طرح ہے۔ (یعنی اس حال سے پہلے والے حال کی تحقیق والا ہے) ایسا (دل لگانے میں زیادہ کوشش کرنا) مت کرو بہت کوشش بھی نقصان دہ ہے سرسری طور پر دل کو متوجہ کر لینا کافی ہے خواہ متوجہ ہو یا نہ ہو۔

حَال: آج ایک خاص دکھ عرض کرتا ہوں کہیں جناب خفا نہ ہو جائیں جس کا بڑا خوف ہے۔ میں شرم کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اور بھی بڑا دکھ اس وقت میری زندگی کا ہے جس سے ہمیشہ غمگین رہتا ہوں۔ کم بخت ہمیشہ کی عادت ہے اور اب طبیعت ثانیہ بن گئی ہے کہ فجر کے لئے بغیر کسی کے اٹھائے آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ اگر کبھی کسی نے نہ اٹھایا تو دن چڑھے تک سوتا رہتا ہوں۔ افسوس کبھی مسجد پہنچ جاتا ہوں کبھی وقت کم ہوا تو گھر میں ہی نماز پڑھ لیتا ہوں۔

اب (ایک نئی) یہ آفت شروع ہوئی ہے کہ کبھی کبھی اٹھانے سے بھی اپنی بدنصیبی کی وجہ سے نہیں اٹھتا ہوں۔ اس وقت نیند کی ایسی بے ہوشی ہوتی ہے کہ اندھا ہو جاتا ہوں اور بعد میں پڑھتا ہوں۔ اور تہجد بھی پڑھ لیتا ہوں۔ غرض عجیب آفت میں مبتلا ہوں۔ حضور میرا علاج جس طرح ہو سکے فرمائیں اور مدد فرمائیں اور آخر وقت میں میری ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیں۔

تحقیق: خفا ہونے کی کیا بات ہے یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے "لا یکلف اللّٰہ الا وسعھا" بالکل اس کا غم نہ کیجئے۔ جناب رسول مقبول ﷺ کا صاف ارشاد ہے کہ "لا تفریط فی النوم" کہ نیند میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اپنی طرف سے جاگنے کا اہتمام کر لینا ضروری ہے جیسے کسی سے فرما دیا جائے کہ جگا دیا کرے اور جلدی سو جانا چاہئے اور کھانے اور پانی میں کچھ کمی کی جائے۔ اگر کوئی گھڑی الارم والی ہو تو الارم لگا کر اپنے پاس رکھ لی جائے اور اٹھنے کے وقت ہمت سے کام لیا جائے۔

ان تدبیروں کے بعد بھی اگر کوئی ایسی کوتاہی ہو جائے جو اختیار سے باہر ہو تو بالکل غمگین نہیں ہونا چاہئے۔ غم کی زیادتی سے دل کمزور ہو جاتا ہے پھر سے اعمال چھوٹنے کی باری آ جاتی ہے ؎

بدرد صاف ترا حکم نیست دم درکش — کہ انچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

ترجمہ: ''گدے اور صاف کی فکر تیرے ذمہ کچھ نہیں ـــــ جو کچھ ملا ہے آقا سے سب مہربانی ہے ان کی۔''

(یعنی جو حالت بھی پیش آئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں پریشان نہیں ہونا چاہیے نہ ہی کسی حالت کی طلب کرنی چاہیے۔)

ہاں ایک کام اور کیا جائے کہ سورہ کہف کی آخری آیتیں ''ان الذین امنوا'' سے آخر سورت تک پڑھ کر دعا کر کے سو جائیں۔ اور پھر اطلاع دیجئے۔ کسی طبیب سے بھی مشورہ کر لیجئے شاید کسی طبی اصلاح کی ضرورت ہو۔

حال: احقر میں بہت سارے عیبوں میں (ایک عیب) صبح دیر سے اٹھنا بھی ہے۔ جس کی وجہ سے نماز قضا پڑھتا ہوں۔ اگر کبھی جلدی اٹھ جاتا ہوں تو نیند کے غلبہ یا سستی سے پھر سو جاتا ہوں۔ کرم والا سے امید ہے کہ کوئی دعا یا جو احقر کے حال کے مناسب نسخہ ہو تجویز فرما کر اس خبیث مرض سے خادم کو رہائی دلا دیں تاکہ شفا حاصل ہو۔

تحقیق: (پانچ کام کرو) ① کھانا عصر کے بعد کھا لیا کرو ② شام کو پانی کم پیو ③ عشا کی نماز جہاں جلدی ہو (وہاں) پڑھو ④ سورہ کہف کی آخری آیات ''ان الذین امنوا'' (سے آخری سورہ تک) پڑھ کر دعا مانگو کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے ⑤ سارے گھر والوں سے کہہ دو جس کی آنکھ پہلے کھل جائے وہ تم کو جگا دے۔

دل کی سختی اور بناوٹ کی حقیقت

حال: دل کی سختی کی یہ حالت ہے کہ بہت چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں رووں مگر آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا ہے۔

❶ بناوٹ کو دل نہیں چاہتا ہے۔

❷ اگرچہ زیادہ وقت تنہائی میں گزرتا ہے۔ جسم مسجد میں ہوتا ہے اور خیالات نجانے کہاں کہاں لے جاتے ہیں۔

❸ خلاصہ یہ کہ (اس) تابعدار کی حالت مدد کے لائق ہے ورنہ دیکھئے کیا انجام ہو۔

❹ کتاب تعلیم الدین کے صفحہ ۷۰ پر لطائف ستہ کے ذکر کا طریقہ لکھا ہوا ہے۔ خاکسار آج تک اس طریقے سے محروم ہے۔

❺ بہت ہی ادب سے گزارش ہے کہ عمر کا زیادہ حصہ گزر گیا ہے قویٰ بھی ضعیف ہوگئے اگر خاکسار کے لئے یہی موجودہ حالت بہتر ہے تو خیر ورنہ جو ارشاد ہو اس پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اگر خدمت عالی میں حاضری مناسب ہے تو بہت شوق سے حاضری کے لئے تیار ہوں اور جب تک حکم ہوگا رہوں گا۔ اجازت کے بغیر حاضری کی جرأت نہیں کرسکتا ہوں۔

تحقیق: یہ (رونا) دل کی سختی نہیں ہے۔ رونے کی وجہ دل کا نرم ہونا ہے جو غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری مطلوب نہیں ہے۔ دل کی سختی یہ ہے کہ گناہ کے بعد افسوس نہ ہو۔

❶ اس کو بناوٹ نہیں کہتے ہیں بری بناوٹ ریا ہے جو مخلوق کو خوش کرنے کے لئے ہو۔

❷ اس سے کوئی خالی نہیں اس کا کچھ (بھی) غم نہ کیجئے۔

❸ خود یہ غم اور افسوس ہی بہتر انجام ہونے کی علامت ہے۔

❹ طریقہ ذریعہ ہوتا ہے اور ذریعہ مقصود نہیں ہوتا ہے۔ ذریعے مختلف اور کئی ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے لئے کوئی خاص طریقہ تجویز کرلیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر طریقے کا استعمال کرے۔ جس طرح پنساری کی دوکان میں دوائیں بے شمار ہوتی ہیں مگر ہر مریض کے لئے ساری دوائیں استعمال نہیں کی جاتی ہیں۔

❺ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تعلیم کی تکمیل کے لئے خط وکتابت ہی کافی ہے۔

حَال: عرض یہ ہے کہ میری حالت بہت خراب ہے۔ میرا دل بہت سخت ہوگیا ہے۔ اس کا کچھ علاج جو بہت آسان ہو فرمائیے۔ میری حالت ایسی ہے کہ کچھ عرصہ تو بہت اچھا گزرتا ہے اور دل بہت اچھا رہتا ہے۔ نماز میں بھی دل لگتا ہے اور ساری باتیں اچھی ہوتی ہیں۔ کچھ عرصہ بہت خراب گزرتا ہے کہ نہ نماز میں دل لگے نہ کسی اور چیز میں۔ جہاں تک ہوسکتا ہے کسی کام میں کمی نہیں کرتا ہوں مگر دل کچھ ایسا سخت ہوجاتا ہے کہ نیک کام میں کچھ مزا نہیں آتا ہے۔ میری حالت درست ہونے کے لئے دعا یا عمل تحریر فرمائیے۔

تحقیق: دل نہ لگنا اور مزا نہ آنا یہ سختی نہیں ہے بلکہ اس (دل نہ لگنے اور مزا نہ آنے) پر جو آپ کے دل میں جو رنج ہوا ہے یہ خود دل کی ترکی کی علامت ہے۔ حالانکہ یہ رنج کی بات نہیں ہے تو جو حقیقت میں رنج کی بات ہو

یعنی گناہ کا ہو جانا اس پر تو ایسے دل میں بہت ہی رنج ہوگا پھر سختی کہاں رہی۔ سختی تو یہ ہے کہ گناہ کرنے میں خوف نہ ہو، گناہ ہو جانے کے بعد پروانہ ہو اور گناہ پر رنج نہ ہو۔ (آپ) اطمینان رکھیں اپنے کام میں لگے رہیں۔ باقی اس سے زائد (چیزیں) کیفیات کہلاتی ہیں ان کی تفصیل ضروری نہیں ہے۔

حَالؒ: السلام علیکم بندہ کے دل میں سختی زیادہ ہوتی جا رہی ہے اور ذکر میں دل حاضر نہیں رہتا ہے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ جس حضور اور نرمی پیدا ہو جائے۔ میرے لئے امداد بھی فرما دیجئے میں سہت پریشان ہوں۔ دعا بھی فرما دیجئے۔

تحقیقؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! دل کی سختی اس کو کہتے ہیں کہ گناہوں پر جرات ہو جائے اور خدا کا خوف نہ رہے اور جس کو آپ نے سختی سمجھا ہے وہ سختی نہیں ہے۔ دل کا حاضر رہنا اختیار سے باہر ہے اس کا ارادہ نہ کیجئے۔ ہاں حاضر رکھنا اختیار میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خود ذکر یا مذکور (جس کا ذکر لیا جا رہا ہو) کی طرف خیال رکھئے۔ اس کے لئے مستقل کسی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اصل کو عمر بھر کے لئے یاد رکھئے کہ اس سے ہزاروں فکریں ختم ہو جائیں گی۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

خشکی اور گرمی کے غلبہ کے آثار

حَالؒ: بندہ جب سے آپ کے پاس سے آیا ہے کہیں کچھ پتہ نہیں ہے۔ آج سے حالت بہت ہی بگڑی ہوئی ہے۔ دل ہر وقت جاری رہتا ہے۔ نظر کچھ نہیں آتا ہے بلکہ آگ سی محسوس ہوتی ہے اور آنکھ کے نیچے صرف موٹی سی روشنی محسوس ہوتی ہے۔ طبیعت میں چین نہیں ہے بلکہ نفس کو خوف رہتا ہے کہ کہیں چوٹ نہ لگے۔ اگر لگے بھی تو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ آپ سے جدا ہو کر بہت پریشان ہوں۔ اب اجازت ہو تو حاضر ہوں۔ اطمینان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

تحقیقؒ: یہ خشکی اور گرمی کا غلبہ ہے۔ تمام اذکار کو چھوڑ کر صرف درود شریف جتنی مقدار آسان ہو اکتفاء کیا جائے۔ کسی طبیب کو نبض دکھا کر مبردات (ٹھنڈی چیزیں) مرطبات (تر کرنے والی چیزیں) تجویز کرا لئے جائیں۔ باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔ دو تین دن کے بعد پھر اپنا حال لکھیں۔

اسباب پر نظر حال کی کمی کی علامت ہے نہ کہ عقائد کی خرابی کی علامت ہے

حَالؒ: برائے کرم توجہ فرمائی جائے کہ میری نظر اسباب سے ہٹ کر مسبب (اسباب پیدا کرنے والے) پر ہو

جائے۔ یہ میرے اعتقاد میں بہت ہی کمی اور خرابی پیدا ہو رہی ہے اور میں سخت پریشان ہوں۔

تحقیق: یہ عقائد میں کمی اور خرابی نہیں ہے (بلکہ) حال کی کمی ہے جو نقصان دہ نہیں ہے۔

رقت کے آنسو پونچھنا نہ پونچھنا برابر ہے

حال: معلوم نہیں تہجد کی برکت سے یا اسم ذات کی وجہ سے پہلے کے خلاف مکروہات میں مستقل مشغولیت کے باوجود اکثر نماز با جماعت ملتی ہے ایسی رقت کے بعد جو آنسو جاری ہوں ان کو پونچھ دینا بہتر ہے یا نہیں۔

تحقیق: دونوں برابر ہے۔

حال: رات میں خصوصاً جبکہ کوئی دوسرا نہ دیکھ رہا ہو تو دل یہ کہتا ہے: یہ آنسو سرکاری عطیہ ہیں ان کو پونچھنا نہیں چاہئے شاید ان ہی کی برکت سے قیامت میں کچھ کام بن جائے۔ ممکن ہے میرا خیال غلط ہو اس کے بارے میں جو ارشاد عالی ہو وہ صحیح اور مبارک ہے۔

تحقیق: جس وقت جس بات کو جی چاہے اس وقت کا حال ہے اس وقت اسی حال کا اتباع بہتر ہے۔

قبض (تنگی) اور بسط (کشادگی) کے آثار

حال: کبھی ذکر کے بعد دل میں خوشی اور ایک قسم کی صفائی محسوس کرتا ہوں اور کبھی ذکر کے وقت یا ذکر کے بعد دل کی سختی کے علاوہ کچھ نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: پہلی حالت بسط کی ہے اور دوسری حالت قبض کی ہے۔ دونوں حالتیں بلند ہیں بلکہ دوسرا زیادہ بلند کہا جاتا ہے کہ اس سے ٹوٹن، حقارت اور ذلت پیدا ہوتی ہے۔

سوال: تاریخ اور اسی طرح تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سالک کو قبض و بسط کی یہ دو حالتیں شروع سے آخر تک رہتی ہیں۔ مبتدی اور متوسط کو خواہ کسی دوسرے رنگ کی اور منتہی کو کسی دوسرے رنگ کی ہوتی ہے لیکن ہوتی سب کو ہے۔

جواب: فرمایا کہ یہ صحیح ہے۔ عامی اور مبتدی کو جو حالت پیش آتی ہے اس کو خوف اور رجا (امید) کہتے ہیں، متوسط کو جو ہوتی ہیں اس کو قبض و بسط کہتے ہیں اور منتہی کو اس کی استعداد کے مطابق ہوتی ہیں اس کو انس و ہیبت کہتے ہیں۔

سوال: تاریخ سے دور اسی طرح جس طرح سالک بہت ہی انقباض (کی حالت) میں خود کو مرتد اور کافر سمجھتا ہے اور اس سے اعمال کی توفیق کم ہو جاتی ہے۔ لگتا ہے کہ اسی طرح بہت ہی انبساط اور لذت (کی حالت) میں

بھی اگر کچھ ذوق وشوق پیدا ہوگیا اور اعمال کی توفیق (بھی) اگر کچھ زیادہ ہوگئی تو (اس سے) نفس میں شوخی اور انانیت پیدا ہوجاتی ہے اور اپنی حد میں نہیں رہتا ہے اور اگر یہ مان لیا جائے کہ انانیت پیدا نہیں ہوئی تو بھی اپنے (صاحب) کمال (ہونے) کا وسوسہ تو پیدا ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اعمال بھی کم ہوجاتے ہیں۔

جواب: فرمایا: یہ ادلال یعنی ناز ہے اور اس میں دونوں باتیں ہوتی ہیں اگر (اس میں) شوق پیدا ہو تو اعمال کی توفیق بڑھ جاتی ہے اور اگر استغناء (لاپروائی) پیدا ہوگیا اور یہ سمجھ لیا کہ اب تو ہم صاحب کمال ہوگئے تو اعمال کی توفیق کم ہوجاتی ہے۔

غیبت اور فنا کے آثار

حال: یہ عاجز حضور کے ارشاد پر مستقل عمل کررہا ہے۔ ایک نئی بات جو پیش آئی ہے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں سارے جسم کی ایک عجیب حالت ہوجاتی ہے۔ اپنا پڑھنا اپنے کو ہی سنائی نہیں دیتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ منہ سے الفاظ بڑی مشکل سے نکلتے ہیں۔ معلوم نہیں کیا وجہ ہے۔

تحقیق: اگر اس سے پہلے کسی مرض کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو یہ حالت غیبت وفنا کی ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں ورنہ (اگر کسی مرض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو) علاج کروائیں۔

سؤال: بندہ کو جو تین ہزار مرتبہ اسم ذات (پڑھنے کے لئے) بتایا گیا ہے بحمد للہ اس کو اب تک کررہا ہوں۔ یہاں آکر اس میں صرف اتنی تبدیلی ہوتی ہے کہ تہجد اور ورد (دونوں) عشا کے بعد سونے سے پہلے کرلیتا ہوں۔ یہ تبدیلی اس لئے کی کہ جناب نے چلتے وقت فرمایا تھا کہ اگر تہجد کے وقت نہ ہوسکے تو عشا کے بعد ہی کرلیا کرو۔ خدا کا شکر ہے اس وقت تک اسی طرح دل لگتا ہے۔

کبھی نماز میں یہ حالت ہوجاتی ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں یا کیا کررہا ہوں اور آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ کبھی جو پڑھتا ہوں بھول جاتا ہوں ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ یہاں پر کیونکہ نماز میں ہی پڑھاتا ہوں کیونکہ جو طلبا امام ہیں وہ بالکل ہی غلط پڑھتے ہیں۔ اسی (نماز پڑھانے کی) حالت میں یہ کیفیت ہوجاتی ہے اور بھول جاتا ہوں۔ کبھی بالکل چپ کھڑا رہ جاتا ہوں مگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار سے کم نہیں ہوتا ہے کہ فوراً ہوش آجاتا ہے تو اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ اندازہ کہ اتنی دیر لگتی ہے صرف میرا اندازہ ہی ہے اور آج تک کسی مقتدی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تو چپ کیوں کھڑا ہوجاتا ہے جس سے لگتا ہے کہ وہ سکتہ بہت کم ہوتا ہوگا۔ مگر اس حالت میں جو مزہ آتا ہے اس کو لکھ نہیں سکتا ہوں اب اگر ارشاد ہو تو نماز پڑھاؤں

ورنہ چھوڑ دوں۔

جواب: حق تعالیٰ نے معمولات پر پسندیدہ نتائج عطا فرمائے ہیں اگرچہ یہ مقصود نہیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے۔ یہ حالت غیبت کہلاتی ہے۔ اگر کوئی ایسا امام موجود ہوتا جس کی اقتدا جائز ہوتی تو بہتر امامت نہ کرنا تھا لیکن اب نماز کی حفاظت فرض ہے اور اس حالت کی رعایت مستحب ہے اور فرض مستحب سے مقدم ہے۔ اس لئے امامت مت چھوڑ و اور اتنے ہلکے وقفے سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی ہے لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ وقفہ لمبا ہوتا ہے تو بھی کیونکہ یہ نیند کی طرح ہے اس لئے اس سے بھی کراہت نہ ہوگی اور نہ ہی سجدہ سہو ہوگا لیکن جو الفاظ اس حالت میں پڑھے گئے ہوں ان کو دوبارہ پڑھنا ہوگا جیسا کہ نیند (میں پڑھنے) کا (یہی) حکم ہے۔

حال: اس نیاز مند (محتاج) کی حالت یہ ہے کہ دن کا زیادہ وقت حیرت کے عالم میں گزرتا ہے۔ جس ہیئت میں بیٹھ جاتا ہوں سر نیچے کئے ایک حالت میں کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں۔ رات کو سونے کے بعد سکون ہوتا ہے تو اپنے وظائف پورے کر لیتا ہوں کسی کام میں دل کو چین نہیں ہے۔ اگر کوئی کام کرتا ہوں تو بہت بے چین اور بے قراری سے (کرتا ہوں) اور حیرت سے خوشی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ غیبت کی حالت ہے جو سلوک کے درمیانے حالات میں سے ہے اور پسندیدہ ہے اگرچہ مقصود نہیں ہے اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔

تلوین میں تصنیف وغیرہ مشاغل سے ذہن خالی کرنے کی ضرورت

حال: ہر دن ارادہ کرتا ہوں کہ تصانیف قاسمیہ کی شرح وتسہیل کا کام شروع کروں مگر آج کل طبیعت عجب طرح کی ہو رہی ہے کہ ہر کام میں سستی ہو رہی ہے۔

تحقیق: تو ابھی رہنے دیجئے۔

حال: صحیح مسلم کا کام بھی تین چار دن بلکہ ہفتہ سے نہیں ہوا۔

تحقیق: اسے بھی رہنے دیجئے۔

حال: تعلیم اور تدریس میں بھی بہت بے توجہی ہوتی ہے۔ اس میں بھی کچھ دن سے حق ادا نہیں ہوتا ہے بلکہ حرج ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ مجھے ان چیزوں کو لازمی طور کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائیں تاکہ اپنے بزرگوں کے سامنے سے چھپ نہ جاؤں اور شرمندہ نہ ہوں۔ عزم (پکا ارادہ) تو مستقل ہوتا ہے مگر کیا کہوں طبیعت لکھنے پڑھنے

کے ہر ایک کام سے اڑتی ہے۔ کتابیں دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہے۔

تحقیق: جب تک ان احوال کا غلبہ رہے تصنیف مکمل طور پر بند کیجئے اور بند ہونے سے افسوس نہ کیجئے۔ پھر جب وقت ہوگا خود مشورہ دوں گا۔ اب ذہن خالی کر لیجئے۔

حال: کبھی عزت آبرو بڑھانے کا بھی خیال آتا ہے مگر الحمدللہ بہت ہی کمزور ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کمزور کو کمزور نہ سمجھا جائے اس کا علاج ضرور کر دیا کیجئے کہ فوراً کوئی تواضع کی عملی صورت اختیار کر لیجئے کہ نفس کو مشکل لگے مگر (وہ صورت) لوگوں میں زیادہ بری نہ ہو۔

جوش چھوڑ کر ہوش سے کام لینا ضروری ہے

حال: میں کسی بزرگ کو کیا بدعتیوں کے علاوہ کہ مجھے ان سے بالکل نفرت ہوتی ہے کسی مسلمان کو بھی ذلت کے خیال سے نہیں دیکھنے کے باوجود ایک مرتبہ ایک شخص نے عرس میں جانے کے فوائد بیان کئے اور میں نے عرس کے دنوں میں جانے کی خرابی بتائی۔ اس (شخص) کے فوائد میں یہ بات تھی کہ وہاں جانے سے بہت سے بزرگوں سے ملاقات ہو جاتی ہے جن سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: اگر کسی بزرگ کے مزار پر دوسرے شخص سے فیض لینے کی نیت سے جائے تو بڑے غیرت کی بات ہے وہ نہ ادھر کا ہوگا نہ ادھر کا ہوگا کیونکہ جتنے لوگ وہاں پر حاضر ہوں گے وہ سب صاحب مزار کو بزرگ سمجھ کر حاضر ہوئے ہوں گے اور زیارت کے لئے آنے والوں کا خلوص نہیں ہوگا اور خلوص کے بغیر فائدہ نہیں ہوگا۔

اس کے بعد مجھے جوش آیا تو میری زبان سے یہ نکلا کہ "میں تو جس شخص سے فیض لینے کا ارادہ کر لوں (تو) اگر اس کے درمیان میں حضرت خضر علیہ السلام آ کر یہ کہیں کہ: میں خضر ہوں مجھ سے فیض لو تو میں ان کی طرف نظر بھی نہ کروں کیونکہ پہلی نیت بدلنے میں غیرت لگتی ہے۔" اس شخص نے فوراً کہہ دیا: "انشاء اللہ تم کافر مرو گے" نعوذ باللہ منہ کیونکہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں اور انبیاء کی اہانت کفر ہے یہ تم نے ان کی اہانت کی ہے۔

میں نے بعد میں خیال کیا تو مجھے افسوس ہوا کہ یہ بات میں نے اس شخص سے کیوں کہی مگر کیونکہ میں نے کہتے ہی اہانت کا خیال نہیں کیا تھا اس وجہ سے دل میں اطمینان رہا۔ میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ نااہل سے اپنے ذوق کی بات بالکل نہیں کہنی چاہئے۔

حدیث دوست با دشمن نگویم — کہ ہرگز مدعی محرم نہ باشد

ترجمہ: "اپنوں کی بات کو غیروں سے نہ کہنا کبھی ـــــ مدعی کو اپنا سمجھنا نہ کبھی۔"

(یہ بات) بالکل صحیح ہے اور میری عادت بھی نہیں ہے مگر کبھی لوگوں کی حرکتوں پر غصہ آجاتا ہے تو کچھ باتیں اس قسم کی نکل جاتی ہیں۔ مجبوری کی حالت ہوتی ہے۔

تحقیق: اس شخص کا کفر کا حکم لگانا تو زیادتی ہے۔ غالباً اس وقت آپ کے دل میں خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کا خیال بھی نہیں آیا ہوگا لیکن پھر بھی اتنا جوش (میں آنا) مناسب نہیں ہے۔ ہر وقت ہوش سے کام لینا ضروری ہے۔ آپ کو استغفار کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں۔ آپ دوسرے لوگوں سے ایسی باتوں میں گفتگو ہی کیوں کرتے ہیں جو ایسی باتوں کی باری آئے۔

مبتدی (ابتدا کرنے والے) اور منتہی (آخر تک پہنچنے والے) کے حالات میں فرق

حال: اس مرتبہ خدمت اقدس میں بیٹھنے کا موقع کم ملا مگر الحمد للہ دل اکثر حضرت والا ہی کی خدمت میں حاضر تھا۔ آج کل تھانہ بھون حاضر ہونے سے سکون بڑھتا ہے اور دل میں ایسی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے کہ اس سے سارا بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ پہلے خدمت والا میں حاضر ہونے سے پریشانی بڑھتی تھی۔

تحقیق: وہ ابتدا کی حالت تھی اس وقت طلب وشوق کی حرارت (گرمی) ہوتی ہے (اور) یہ انتہا کی حالت ہے اس وقت انس وتمکین (انسیت اور قرار) کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔

ایک منتہی کا حال

مولائی ادرکنی فانی غارق فی لجۃ الشھوات والعصیان

ترجمہ: ''میرے مولا! میری مدد کیجئے کہ میں ـــــــ خواہشات اور گناہوں کے دریا میں ڈوب رہا ہوں۔''

حالت یہ ہے کہ پہلے تو غیر اللہ کی طرف ذرا سے میلان سے بھی نفرت اور غیرت آتی تھی کہ حقیقی محبوب کے ہوتے ہوئے غیر بالکل التفات کے قابل نہیں ہے اور اب (حالت یہ ہے کہ) ذرا سی چیز بھی اپنی طرف مائل کر لیتی ہے حتیٰ کہ شہوت کی نظر سے بھی نہیں ڈرتی ہے (لیکن) الحمد للہ جلد خبردار ہو جاتا ہوں اور فوراً توبہ و استغفار کر لیتا ہوں۔ مگر معلوم نہیں کہ اب دل غیر اللہ کی طرف اتنی جلدی کیوں مائل ہو جاتا ہے۔

تحقیق: ابتدا میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے اور انتہا میں انس کا غلبہ ہوتا ہے۔ شوق میں طبعی رکاوٹ ہے اور انس میں

عقلی رکاوٹ ہے مگر امتحان کا وقت یہی ہے۔ اس لئے (غیر اللہ) کی طرف میلان کا ہونا غم کا سبب نہیں ہے لیکن اس پر عمل غم کا سبب ہے۔ اس سے سستی غیرت حق کا سبب ہے حدیث میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے کہ ان کا بندہ یا بندی زنا کرے" اور حدیث میں ہے کہ "آنکھیں زنا کرتی ہیں" اس لئے ہمت سے کام لینا چاہئے۔

یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حال: کچھ دنوں سے میری طبیعت کو یکسوئی نہیں ہوتی ہے۔ ایک قسم کی وحشت اور بے اطمینانی کی حالت رہتی ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد سو مرتبہ لاحول ولاقوۃ اور سو مرتبہ درود شریف اور عشا کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں لیکن اس سے دل کو اطمینان اور سکون حاصل نہیں ہوتا ہے۔

اس لئے بہت ہی ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ کوئی ایسا وظیفہ تحریر فرما دیجئے جس سے میری شکایت ختم ہو جائے اور طاعت کا شوق پیدا ہو۔

تحقیق: السلام علیکم۔ یکسوئی نہ ہونے سے آپ کا کیا نقصان ہے؟ اس کا جواب آنے کے بعد عرض کروں گا۔ والسلام

کیفیات شوقیہ کا بقا ضروری نہیں

حال: کچھ دن سے خادم کی ظاہری و باطنی حالت میں کچھ تبدیلی سی محسوس ہوتی ہے۔ پہلے جناب والا کی خدمت میں حاضری کا شوق اور اشتیاق بے اختیاری اور بے چینی سے تھا۔ (اب) اس میں کمی ہے۔ پہلے ہر وقت خیال رہتا تھا اب کبھی کبھی یاد اور شوق آتا ہے۔

تحقیق: یہ بری حالت نہیں ہے کیفیت شوقیہ ابتدائیہ کا بقا ضروری نہیں ہے۔

قبض کی حالت کا لمبا ہونا ضروری نہیں ہے

حال: قبض و بسط کا آنا جانا اب تک جاری ہے لیکن قبض دیر تک رہتا ہے اور بسط کا زمانہ کم ہوتا ہے۔

تحقیق: طریقت میں سالک کو جو بھی (حال) پیش آئے اس کے لئے خیر ہے۔

حال: اب اشغال میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہتی ہے۔

تحقیق: الحمدللہ۔

حال: لیکن ان اشغال میں جن میں غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے غفلت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: وہ کون سا شغل ہے معلوم نہیں بہر حال اس کو چھوڑ دیا جائے۔

مثالی انوار توجہ کے قابل نہیں

حال: الحمدللہ یہ محتاج ۲۵ ہزار مرتبہ اسم ذات خفی اور ایک ماہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سورہ اخلاص ایک لاکھ سے زیادہ تک پڑھتا ہے۔ پیشانی میں روشنی محسوس ہوتی ہے۔ نماز میں، دعا مانگنے میں اور کبھی اس کے علاوہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا لگتا ہے کہ پیشانی پر سورج کی جلن اور گرمی اور کبھی آگ کے پاس ہونے سے خوف ہو جاتا ہے کہ میرے جسم یا کپڑوں میں اس کا اثر ہوگیا ہے یعنی اس کی تپش اور جلن محسوس ہونے لگتی ہے اور کبھی باطن میں بھی جلن اور گرمی لگتی ہے۔ اس کا جواب بھی عطا فرمایا جائے اور علاج اور دعا ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: جو روشنی محسوس ہوتی ہے وہ توجہ کے قابل نہیں ہے۔ کبھی خشکی اور گرمی کے غلبہ سے بھی ایسا ہو جاتا ہے اور اگر ذکر کے انوار بھی ہوں تو یہ انوار مثالیہ ہیں جو نہ قرب کا سبب ہیں اور نہ قرب کی وجہ سے ہیں۔ انوار حقیقیہ ہوں جو دل میں ہوں وہ ایک نعمت ہے اور وہی حقیقی انوار ہیں۔ ان انوار مثالیہ میں بھی کچھ مصلحتیں اور حکمتیں ہیں۔ ان میں ایک بڑی حکمت یکسوئی (کا حاصل ہونا) ہے لیکن مقصود کا کوئی حصہ اس میں نہیں ہے۔

شوق کا طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے نہ کہ اہتمام سے بڑھنا مفید ہے

حال: آج کل روزے رکھنے کا بہت جی چاہتا ہے خصوصاً اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دولت شوق عطا فرمائی ہے۔ اگر اجازت ہو تو رکھوں۔ امید ہے کہ اس سے شوق میں ترقی ہوگی اور مقصود جلد حاصل ہوگا۔

تحقیق: شوق کا اپنی طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے اور اہتمام سے بڑھانے میں شک ہوتا ہے کہ بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ کر اس قاعدہ کے مطابق کہ "جب کوئی چیز تکمیل کو پہنچ کر جاتی ہے تو اس میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے" (شوق) ختم نہ ہو جائے۔

اب دو شوق ہیں ایک مقصود کا دوسرا اس شوق کا (شوق ہے تو) دو ایک سے بہتر ہوتے ہیں اہتمام کرنے سے دوسرا ختم ہو جائے گا۔ اس لئے روزوں سے اپنے کو شکستہ نہ کریں دوسرے یہ کہ روزوں کی کثرت سے خشکی ہوکر خوش مزاجی ہو جاتی ہے اور یہی شوق کی وجہ ہے۔ پہلے لوگوں کی قوتیں مضبوط تھیں (اس لئے ان سے) اندازہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

حال: ہاں! یہ لکھنا باقی رہ گیا ہے کہ مجھے رونا دھونا حاصل ہو۔ ارادہ کرتا ہوں اور اندر سے جی بہت چاہتا ہے مگر اس پتھر دل کو جوتک نہیں لگتی ہے۔ ایسی توجہ فرمائیے کہ رونے دھونے کے مزے حاصل ہوں۔

تحقیق: شوق کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہی بالکل یہاں بھی سمجھ لیجئے کہ زیادہ رونے سے کبھی شوق ختم ہو جاتا ہے اور آنسو کے نہ نکلنے سے کبھی اندر ہی اندر شوق بڑھتا ہے۔ ہر طالب کی کیونکہ استعداد الگ ہے جو عالم الغیب ہی کو معلوم ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس شخص کی تربیت کا کیا طریقہ ہے۔

ع بندہ را فرمان چہ باشد ہر چہ فرمائی برائم

ترجمہ: ''بندہ کے لیے کیا حکم ہے جو فرمائیں پورا کروں گا۔''

کیفیات سے (مقصود تک) پہنچنے یا محروم رہنے پر استدلال کا غلط ہونا اور اللہ تعالیٰ پر بدظنی کا علاج

حال: (حضرت!) ارشاد کے مطابق کام کر رہا ہوں۔ وجد اور شوق روزانہ بڑھ رہا ہے مگر یہ دلیل بالکل محرومیت کی دلیل ہے۔

ع یہ خلش کہاں سے ہوئی جو جگر کے پار ہوتا

جب سلف کے مجاہدات کا حال پڑھتا ہوں تو مجھے اپنے منزل پر نہ پہنچنے کا قوی شبہ ہو جاتا ہے (کیونکہ) نہ وہ قوت ہے نہ (ہی) اتنی دنیا سے بے تعلقی اور نہ ہی وہ مجاہدات میں خلوص ہے۔ بس اس خیال سے کبھی کبھی عزم چلا جاتا ہے مگر اپنے نفس کو امید دلاتا ہوں کہ جب حضرت جیسا رہبر طریقت اور شمع ہدایت موجود ہے تو کیا تعجب کہ آسانی سے ہی مقصود پر پہنچ جاؤں پھر بھی نفس کا گمراہ کرنا چل رہا ہے۔

﴿وما ابری نفسی ان الانفس لامارة بالسوء﴾

ترجمہ: ''اور میں رہنے نفس کو بری نہیں کہتا ہوں (کہ) نفس تو بری باتوں کا حکم کرتا ہے۔''

پھر کبھی مولائے روم (ان الفاظ سے) تسکین فرما دیتے ہیں۔

خاک شو در پیش شیخ باصفا ناز خاک تو بروید کیمیا

ترجمہ: ''شیخ کے سامنے رہو خاک سے ـــــ بن جاؤ گے کیمیا خاک سے۔''

اگر فنا کا اس سے بھی حقیر کوئی درجہ ہے تو میرا دل اس کے لئے بھی راضی ہے۔ حضرت کے بارے میں کوئی سوء ظن ہو اس کی جگہ اپنی جہالت کا اعتراف بہت آسان لگتا ہے۔ کبھی تو جی یہ چاہتا ہے کہ من تو شدم (کہ میں تو ہو جاؤں) والی بات ہو جائے مگر جانور اس سے بہت دور ہیں اور میں جانوروں میں سے ہوں۔

نماز میں خشوع ترقی پر ہے مگر بدگمانی ہو رہی ہے کہ کہیں اس میں ریا نہ ہو۔ سورۃ الماعون کی وعید (کہ ان

نمازیوں کے لئے ہلاکت ہو جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں اور ریا کار ہیں) نظر کے سامنے رہتی ہے خدا رحم فرمائے۔

تہجد میں جب جب یہ تصور بندھ جاتا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ چوتھے آسمان پر جلوہ گر ہیں جہاں بہت سارے مخلصین (بندوں) کی سن رہے ہوں گے وہاں اس بے تمیز ذرہ پر بھی نظر ہوگی تو قرآن کی ہر آیت تیر کی طرح اثر کرنے لگتی ہے۔ اگر طاقت ہوتی تو ساری رات بھی اس لطف کے سامنے کم لگتی ہے۔

تحقیق: کیفیات سے (مقصد پر) پہنچے یا محروم رہنے کی دلیل پکڑنا یہ علاج کرانے والے کا کام نہیں ہے کیونکہ پہلی (مقصود پر پہنچنے والی) صورت میں عجب (خود پسندی) کا خوف ہے اور دوسری (محروم رہنے والی) صورت میں ناشکری کا خوف ہے اور دونوں (چیزیں) نعمت کو ختم کرنے والی ہیں۔ طالب کا کام حالت کی اطلاع کرنا ہے اور اس حالت کی تحقیق معالج کا کام ہے۔ آپ کے خط کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ سے بدگمانی سے بھرا ہوا ہے —— جس کو آپ اپنے نفس سے بدگمانی سمجھتے ہوں گے وہ تعجب ہے کہ وجد و شوق جو کامیابی کی ابتدا سے آپ اس کو محرومیت کی دلیل فرماتے ہیں اور شاعری نکتہ سے اس کی تائید فرماتے ہیں جن کی شان میں فی کل واد یھیمون (کہ وہ (شاعر) ہر میدان میں حیران پھرتے ہیں) آیا ہے۔ اس شاعر کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہاں جگر کے جتنے پار ہوتا ہے اتنی ہی خلش بڑھتی ہے۔ (اس کی) وجہ یہ ہے کہ ظاہری زندگی جگر کے پار ہونے سے ختم ہو جاتی ہے اس لئے خلش ختم ہو جاتی ہے اور یہاں جگر کے پار ہونے سے حیات بڑھتی ہے اس لئے اس کا احساس بڑھتا ہے اس سے خلش بڑھتی ہے اسی کو ایک عارف نے فرمایا کہ ؎

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ترجمہ: ''فرمان یار پہ جو لٹاتے ہیں اپنی جاں —— پاتے ہیں غیب سے وہ ہر دم اک نئی جاں۔''

سلف کے مجاہدات پر نظر کرنے سے جو ناامیدی لکھی ہے اس سے ایک ایسا خیال پیدا ہوتا ہے جس سے استغناء واجب ہے اور وہ خیال یہ ہے کہ یا تو آپ مجاہدات کو (مقصد تک) پہنچنے کی علت (وجہ) سمجھ رہے ہیں حالانکہ (مقصد تک پہنچنے کی) وجہ صرف فضل ہے اور مجاہدہ اس کا حیلہ (بہانہ) ہے اور مجاہدہ کبھی قوی ہوتا ہے اور کبھی ضعیف ہوتا ہے۔ کیا آپ نے وہ حدیث نہیں پڑھی کہ ایک زمانے میں اگر احکام کا دسواں حصہ بھی ادا کر لیا جائے گا تو نجات ہو جائے گی۔

یہی جواب خشوع خضوع کے بارے میں بدگمانی کا ہے۔ چوتھے آسمان کی تخصیص کی وجہ معلوم نہیں آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ والسلام۔

پھران صاحب کا خط آیا جو جواب کے ساتھ نیچے لکھا جاتا ہے

حَالؒ: مجھے اب تک وجد وشوق کومحرومیت کی دلیل اور مجاہدات عظیم کو (مقصد تک) پہنچنے کی علت ہونے کا دھوکہ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے اعتزال کے بہت قریب ہو چلا تھا مگر حضرت کی رہبری سے میں خبردار ہوگیا اپنے دل میں سے ایسے واہی (بے کار) خیال کونکال دیا ور وجد وشوق جو حقیقی نعمت ہے اس کا ہر وقت شاکر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ناشکری سے بچائے۔ شکر و ناشکری اپنے لئے ہے (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ) جوشکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ گناہوں کومعاف فرمائیں۔

عرض حال یہ ہے کہ تین چار دن سے یہ لگتا ہے کہ دل کے سامنے انگیٹھی رکھی ہے جس کی وجہ سے دل پر گرم لگتا ہے۔ اس گرمی کا زیادہ احساس نماز، ذکر، اہل اللہ یا نیک باتوں کے وقت ہوتا ہے۔ بلا وجہ بھی خاموش رہنے کوطبیعت چاہتی ہے۔ ہر روز رات کوخواب میں خود تلاوت یا نماز میں مشغول دیکھتا ہے۔

تَحقِیق: جامع الفضائل السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اصلاح کے خیال سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ استقامت اور برکت عطا فرمائیں۔ یہ گرمی محبت کی ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ اسی طرح خواب خوشخبریاں ہوتی ہیں۔ اگر اس گرمی سے کچھ تکلیف محسوس ہوتو اطلاع دیجئے ورنہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ والسلام

خشکی کے آثار

حَالؒ: یہ ہے کہ ذکر تلاوت وغیرہ مسلسل کر رہا ہوں۔ معمول سے زیادہ ذکر کرنا چاہتا ہوں مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہوں اس وجہ سے زیادہ نہیں کرتا ہوں۔ رات کو ذکر کے وقت یہ لگتا ہے کہ سر پر اللہ بڑے نسخ (رسم) خط میں لکھا ہوا ہے۔ کبھی اس کے نظر آنے سے خوشی ہوتی ہے۔ وجہ معلوم نہیں کیا ہے کیا یہ خیال ہے یا ذکر کا اثر ہے یا کوئی اور علت ہے امید کرتا ہوں کہ بتائیں گے۔

تَحقِیق: لگتا ہے کہ کمزوری کی وجہ سے خشکی بڑھ گئی ہے۔ (سر پر اللہ کے) لفظ کا لکھا ہوا نظر آنا اسی خشکی کی وجہ سے ہے جلدی علاج کرانا چاہئے اور (ذکر) بلند آواز سے اور ضرب کے ساتھ مکمل طور پر روک دینا چاہئے بلکہ اگر طبیعت برداشت نہ کرتی ہوتو ذکر کی مقدار بھی کم کر دینی چاہئے۔ (ذکر) معمول سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔ دماغ کو تر کرنے اور قوت کے بعد جو حالت ہو اس کی اطلاع دیجئے۔

جو سہو مٹ جانے بھول جانے کی وجہ سے ہو وہ برا نہیں ہے

حَال: حضور کے فیض سے اب نماز میں کبھی خوب جی لگتا ہے اور کبھی یہی خیال نہیں رہتا ہے کہ کتنی رکعت پڑھی (ہیں) اس وقت سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔ اکثر نماز میں ذکر کی طرف بالکل خیال نہیں رہتا ہے، مذکور میں مشغولی کی وجہ سے کچھ خیال ہی نہیں رہتا ہے بلکہ رکعت کو یاد رکھنے کے لئے زبردستی یہ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ کتنی رکعت ہوئی ہیں جیسے ہی ذرا غفلت ہوئی بس معاملہ درہم برہم ہوگیا۔

تحقیق: ایسا سہو (بھول جانا) برا نہیں ہے کیونکہ اس کا سبب محو (مٹ جانا یا گم ہو جانا) ہے۔

ناغہ ہونے سے دل ٹوٹنے کا علاج

حَال: افسوس صد افسوس بندے کی ساری محبت بے کار ہوگئی۔ جو کچھ کیا کرایا تھا وہ سب مٹ گیا۔ کیا کہوں کہ سب کچھ ختم ہوگیا اور اس ختم ہونے پر اتنا صدمہ بھی نہیں ہے جتنا ہونا چاہئے تھا رنج ضرور ہے اور آئندہ کے لئے کوشش بھی ہے لیکن ایک لاکھ (بار) حسرت اس بات پر ہے کہ رنج اور کوشش پوری طرح نہیں ہے۔

ع قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند

بات یہ ہے کہ میں اپنے کام میں مسلسل مشغول تھا۔ سب سے پہلے صحیح مسلم ختم کرانے کی کوشش میں صبح کے بعد سورج نکلنے تک کا معمول قضا ہوا۔ میں نے اس پر کچھ توجہ نہیں دی۔ (اور) اس لئے توجہ نہیں دی کہ پہلے تو وہ (معمول) آپ کا بتایا ہوا نہیں تھا (بلکہ) اپنا تجویز کیا ہوا تھا۔ دوسرے یہ سمجھا کہ آخر وقت تو حدیث پڑھانے میں خرچ ہوگا۔ تقریباً ۲۵ دن ہوئے مجھے اچانک نزلہ، دردسر اور بخار کا زور شروع ہوا۔ بخار تو ہلکا ہوتا تھا لیکن نزلہ اور جسم ٹوٹنے کی وجہ سے ہمت بہت کمزور ہوگئی۔ ایک دو دن اسی حالت میں کام کرتا رہا آخر کار نہ چل سکا۔

پندرہ دن تک مرض کا سلسلہ اس طرح رہا کہ اگر درمیان میں ایک دو دن میں صحت معلوم بھی ہوئی تو کمزوری کی وجہ سے زیادہ ہمت نہیں کر سکا اور سستی رہی بلکہ اس عرصہ میں سبق وغیرہ بھی نہیں پڑھا سکا۔ شروع میں اذکار کے چھوٹنے کے باوجود دل میں اثر رہتا تھا آہستہ آہستہ وہ بھی نہ رہا اور ادھر بہت غفلت ہوگئی حتیٰ کہ طاعات کا وہ اہتمام اور گناہوں سے بچنے کی وہ توفیق بھی نہ رہی۔ غرضیکہ عجیب خراب حالت رہی۔ رات کو کبھی کبھی اٹھنے کی کوشش بھی کرتا لیکن نزلہ کی وجہ سے معلوم نہیں اس مرتبہ دماغ پر ایسا اثر ہوگیا کہ ہر دماغی کام میں سستی ہوتی تھی۔ اب بھی کچھ باقی ہے۔

اتفاق سے جب صحت ہوئی تو گھر میں چھوٹے بھائی کے نکاح کی تقریب شروع ہوگئی۔ والد صاحب مرحوم تو زندہ نہ تھے اور حضرت والدہ صاحبہ کو جو کچھ زور اور حق تھا وہ ہم ہی چند بھائیوں پر تھا۔ غرض ان کے بہت ہی تعلق کو دیکھ کر تین چار دن تک اس میں مشغول رہنا پڑا۔ اس درمیان میں بھائی بہنیں اور ان کی اولادیں گھر پر جمع ہوگئیں ان کی ضروریات اتنی زیادہ تھیں کہ لمحہ بھر کے لئے بھی فکر سے مہلت نہیں ملتی تھی۔ اب تک بھی اس مجمع کا اچھا خاصا حصہ باقی ہے۔

غرض ان پچیس دنوں میں بالکل غفلت رہی۔ اب حال یہ ہے کہ کوئی ذکر و شغل نہیں ہے ہاں دو تین روز سے دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر عجب طرح کی رکاوٹیں پیش آ جاتی ہیں۔ بہرحال ارادہ میں کوئی سستی نہیں ہے۔ کئی مرتبہ خط لکھنے کا ارادہ کیا تو شرم معلوم ہوئی کہ کیا لکھوں ایک ایسے بے کار کا کان کھایا خواہ مخواہ حضرت والا کو بھی پریشان کردے گا لیکن اور کوئی چارہ بھی معلوم نہیں ہوا اس لئے حاضر ہوں۔

مدرسہ کے اسباق انشاء اللہ ۲۰، ۲۵ رجب تک ختم ہوکر سالانہ امتحان شروع ہو جائے گا۔ اگر یہی صورت (میرے لئے بہتر) ہو کہ وہاں (یعنی آپ کے پاس) جلدی حاضر ہو جاؤں تو حضرت مہتمم صاحب کو ایک سفارشی خط تحریر فرما دیجئے کہ وہ مجھ کو ۱۸، ۱۹ رجب تک تھانہ بھون جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ رمضان المبارک تک ایک چلہ اور پھر دس شوال تک دوسرا چلہ ہو جائے شاید کہ حضور والا کی توجہات کی برکت سے جو کچھ فوت ہوگیا اس کی کچھ تلافی ہو جائے۔ (جو) شاید یہاں رہ کر نہ ہو سکے۔ بہرحال جو رائے مبارک ہو اس سے برائے شفقت قدیمہ اگر جلد مطلع فرمائیں تو میں اس کے بارے میں سب باتیں طے کرلوں۔

تحقیق: روحی وروحی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

زست کو تہ خود زیر بام ۔۔۔ کہ از بالا بلندان شرمسار

ترجمہ: ''میں اپنی ہی کمی کی وجہ سے خود شرمندہ ہوں ـــــ کہ بڑے رتبے والوں سے شرمندہ ہوں۔''

میں جواب میں دیر ہونے کی وجہ سے حقیقت میں شرمندہ ہوں۔ مگر یہ دیر اطمینان کے وقت کے ملنے کے انتظار میں ہوئی جب (وقت اطمینان) نہ ملا تو مشغولیتوں کے ہجوم میں ہی لکھنے بیٹھ گیا۔ بندہ کی تجویز کو کبھی توڑ دینا ہی حکمت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ہمارے بارے میں فیصلہ پر راضی ہیں۔

میرے عزیز! اس دولت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے چھن جانے سے افسوس نہیں ہوتا ہے یعنی اس کے چھن جانے کے لئے (دل کی) اتنی سختی اور دوری ضروری ہے کہ اس چھن جانے کے ساتھ قلق و افسوس اور شرمندگی

جو کہ قبولیت اور قرب کی علامات ہیں اکٹھی نہیں ہو سکتی ہیں۔

رہی یہ بات کہ صدمہ بھی زیادہ نہیں ہے تو اگر اصل پر نہیں ہے تو اس نہ ہونے پر تو ہے تو کسی بات پر تو ہوا وہ بات غیر نہیں ہے اس لئے یہ اصل کے حکم میں ہے۔ اس لئے یہ شدید افسوس خود علامت ہے کہ (یہ) بے کار اور مٹنا نہیں ہے لیکن بوسیدہ اور ٹوٹ گیا ہے لیکن ہر بوسیدہ درست ہونے کے قابل اور ہر ٹوٹا ہوا جڑ جانے کے قابل ہے بلکہ کبھی (تو) اس لئے توڑتے ہیں کہ اس شخص کی گرہ اچھی نہیں تھی دوبارہ اچھی گرہ لگاتے ہیں توڑنے جوڑنے میں کبھی اناڑی (نیا) آدمی جوڑ ٹھیک نہیں بٹھاتا ہے تو ماہر فن اس جوڑ کو پھر اکھاڑ کر دوبارہ بٹھاتا ہے۔

اس اکھاڑنے کے وقت جو صدمہ ہوتا ہے وہ بعض حیثیتوں سے پہلے سے زیادہ ہوتا ہے مگر حقیقت کو پہنچاننے والے اس پر شکر کرتے ہیں۔ یہ خالی مضمون نگاری نہیں ہے بلکہ حقیقی بات ہے۔ کبھی پسندیدہ احوال کے مسلسل ہونے کی وجہ سے عجب اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ (عجب و کبر) صرف عیبوں اور برائیوں کے سوچنے اور استحضار کرنے سے ختم نہیں ہوتا ہے اس کے لئے غیب سے ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے جیسی اس وقت کی گئی ہے۔ (پھر) اس وقت (اپنی) حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ آہا! ہم کچھ بھی نہیں دوسرے ہی کے چلانے سے چلتے ہیں پھر کبھی ناز نہیں ہوتا ہے۔ کیا اس میں کسی کو شک ہے کہ حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو جو توبہ پھسلنے (لغزش کے ہو جانے) کے بعد حاصل ہوئی وہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ عرفی (شاعر) نے خوب کہا ہے اگرچہ اس ارادے سے نہیں کہا ہو۔ ؎

اے متاع درد در بازارجاں انداختہ　　　گوہر ہر سود درجیب زیاں انداختہ

تَرجَمہ: ”اے وہ شخص کہ تو نے درد کی پونجی کو بازار عشق میں ڈال دیا ـــــ ہر مفید موتی کو زیاں کی جیب میں ڈال دیا۔“

جو ہو گیا اس سے توبہ کر لیجئے زیادہ کے پیچھے نہ پڑیئے اور نہ اس سوچ میں رہئے کہ کہیں آئندہ ایسا نہ ہو جائے۔

ع ماضی و مستقبل پردہ خدا است

تَرجَمہ: ”ماضی اور مستقبل خدا کا پردہ ہے۔“

ایسی فکر ہی کے بارے میں کہا گیا ہے۔ اگر کسی کو بخار آ گیا تو دوا کرنا چاہئے نہ اس کا افسوس کہ بخار کیوں آیا یا یہ سوچنا کہ علاج کے بعد کہیں دوبارہ بخار نہ آ جائے اگر دوبارہ آ جائے گا تو دوبارہ نسخہ پلا دیا جائے گا۔ ایسی سوچ سے تو طبیعت کمزور ہو کر مرض بڑھتا ہے۔

یہ تو کلی شکایت کا ایک کلی جواب ہے۔اب شاید کچھ جزئی باتوں کا جواب بھی رہ گیا ہومگر خط پڑھ کر اس کے بارے میں بھی لکھتا ہوں وہ ایک ہی بات نکلی یعنی رجب کے آخر میں آ جانا۔ مجھے کیونکہ مدرسہ کے مصالحہ (فوائد) معلوم نہیں اس لئے جناب مہتمم صاحب سے عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی ہے لیکن اگر کوئی قومی رکاوٹ نہ ہوئی تو امید ہے کہ آپ کے فرمانے کے بعد ان کو عذر نہ ہوگا۔ باقی رمضان کا قیام اس لئے شاید زیادہ مفید نہ ہو کہ رمضان میں آسانی کی ضرورت ہے اور سفر میں مشکل ہے اور رمضان کے علاوہ دنوں میں ہر حالت کی برداشت ہو جاتی ہے۔ میری رائے میں شعبان کے ختم تک کا قیام پھر رمضان کے بعد فوراً ہی یا دیر بعد کچھ قیام کافی ہے۔

اب آخر میں ایک کام کی بات بتاتا ہوں کہ اگر دوبارہ کبھی ایسا ہی واقعہ پیش آئے جیسا اب آیا تھا تو ہمت کر کے خواہ دلچسپی ہو یا نہ ہو کچھ کام کر لیا کیجئے خواہ پورا نہ ہو اور خواہ پوری قیدوں کے ساتھ نہ ہو مگر زبردستی تنہائی میں تھوڑا سا وقت نکال کر اگرچہ صحرا ہی ہو جا کر الٹا سیدھا کام کر لیا اگر (مقررہ) وقت نہ بدلے تو بہت نافع ہے ورنہ وقت کی پابندی بھی ختم ہی سہی۔ اس کا فائدہ عمل سے معلوم ہوگا۔ والسلام

انہیں جید عالم کا دوسرا خط

حَال: عرصہ ہوا شفقت نامہ شرف صدور لایا تھا۔ جس سے الحمد للہ والمنۃ دل پر ایک عجیب اطمینان اور سکینہ نازل ہوئی۔ واللہ باللہ! شاید تصوف کی کئی کتابوں کے مطالعے سے بھی اتنا فائدہ حاصل نہیں ہوتا جتنا کہ حضرت والا کے چند کلمات سے اس عاجز پریشان کو شفا حاصل ہوئی۔ جب خط مبارک کو دوبارہ پڑھ کر فارغ ہوا تو زبان پر خود بخود یہ شعر تھا۔

نامہ آیا گویا عیسیٰ آیا   تن افسردہ میں جی سا آیا

اللہ تعالیٰ ہماری اور سارے مسلمانوں کی طرف سے آپ کو بہترین اور مکمل بدلہ عطا فرمائیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ حضور کے اس قسم کے احسانات کا شکریہ ہم خدام سے کیا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول کی کامل شکر گزاری تو ناممکن ہے مگر ایسے مربی شیخ کے انعامات بھی ایسے ہیں کہ کوئی شکریہ یا خدمت حتیٰ کہ جان خرچ کرنا بھی اس کی تلافی کر سکے۔

خیر اس سے زیادہ کیا لکھوں کہ اور جو کچھ دل میں چھپا ہوا ہے اس کو کیسے بتاؤں مگر اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ حضرت والا کی توجہات و برکات اگر اسی طرح شامل حال رہیں تو یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قوت سے ہم جیسے روسیاہوں (کالے چہرے والوں) اور ناکاراؤں کا بیڑا بھی پار ہو جائے گا۔

تحقیق: خدا تعالیٰ کے فضل سے بیڑا تو پار ہو چکا ہے اب صرف اس پار کا استقلال (ہمیشگی ہونا) اور مضبوطی باقی ہے یعنی کبھی آدمی اپنے برے عمل کی وجہ سے پار سے واپس لوٹ آتا ہے۔ اب اس کی حفاظت کی ضرورت ہے جس کا طریقہ حالات کی اطلاع (کرنا) اور اس کے بعد جو مشورہ دیا جائے اس کی اتباع (کرنا) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ اطلاع کرنے میں شرم کی جائے اور نہ اتباع کی جگہ اپنے رائے پر عمل کیا جائے۔ کچھ دن اس پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ لوٹنے کا خوف نہیں رہتا ہے ہاں صرف مقدر کے درجہ میں۔

غم خصوصی قید کے ساتھ مجاہدہ ہے

حال: کل میرے یہاں میرے چھوٹے بھائی کی لڑکی کا تین سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اگرچہ یہ معمولی واقعہ تھا۔ مگر بات یہ ہے کہ اس بچی کو میرے ساتھ انس نہیں عشق تھا اور مجھے بھی دنیا میں کسی عزیز قریب کے بچے سے اتنی محبت نہیں تھی جو اس سے تھی بلکہ (میں) اس کو اولاد کی جگہ خیال کرتا تھا۔

اس واقعہ سے بندہ بہت غمگین اور بے چین ہے۔ حق تعالیٰ اپنی محبت میں اپنے علاوہ تمام کی محبت سے بیزار فرما دے کہ حی و قیوم (یعنی اللہ تعالیٰ سے عشق رہے) حضرت بھی میرے سکون کے لئے دعا فرمائیں۔ اس کا خیال بلا اختیار اکثر اوقات آ جاتا ہے اور بے چین رکھتا ہے۔

تحقیق: یہ بھی باطن کے لئے مفید ہے۔ سلوک کے راستے کے اکابر نے بیان کیا ہے کہ غم کے برابر کوئی مجاہدہ مفید نہیں ہے جبکہ اس سے کام لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے غفلت نہ ہو اور غیر اللہ کی بے ثباتی اور اپنی کمزوری اور عجز کا استحضار رکھا جائے اور اس استحضار سے اخلاق میں انکسار اختیار کرے جو چاہے تجربہ کر لے۔

یکسوئی کی اقسام

حال: دماغ کی کمزوری کی وجہ سے حضرت کے حکم کے مطابق تہجد کے بعد بارہ تسبیح ضرب کے بغیر آہستہ کرنے کا معمول ہے مگر ذکر کے وقت یکسوئی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: (آپ نے) یکسوئی نہ ہونے کی شکایت لکھی ہے۔ اپنی طرف سے دوسرے خیالات کا استحضار نہ کیا جائے اس پر بھی اگر یکسوئی نہ ہو (تو) وہ نقصان دہ نہیں ہے۔ جس یکسوئی کا نہ ہونا نقصان دہ ہے وہ اعتقادی یکسوئی ہے ایسے یکسو (رہنے والے) کو حنیف کہتے۔ اس کو حاصل کرنا واجب ہے اور اختیاری ہے باقی خیالی یکسوئی وہ نہ تو اختیاری ہے نہ واجب ہے اور نہ اس کا نہ ہونا نقصان دہ ہے۔ اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے اس کے نہ جاننے سے بہت سے لوگ پریشان ہیں۔

قبض کے آثار

حَالؔ: حضور کے ارشاد کے مطابق صبح چار ہزار مرتبہ اور شام تین ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر اور تہجد آٹھ رکعات نوافل پڑھنے شروع کر دیئے ہیں۔

تَحْقِیْقْ: الحمدللہ۔

حَالؔ: یہ حضرت کی دعا کی خاص برکت ہے کہ فوراً ہی بغیر تاخیر کے عمل شروع ہوگیا۔ الحمد للّٰہ علی ذالک۔

حَالؔ: پرسوں مغرب سے پہلے ایسا لگتا تھا کہ دل میں کوئی چیز اڑ رہی ہے۔

تَحْقِیْقْ: یہ ایک قسم کا قبض تھا۔

حَالؔ: گذشتہ ہفتہ کبھی ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو دل کو ایک تعلق تھا وہ ختم ہوگیا ہے اس وقت طبیعت کو بہت بے چینی ہوتی تھی مگر الحمدللہ اب تین دن سے یہ بات پیش نہیں آئی۔

تَحْقِیْقْ: یہ (تعلق ختم ہونے کا وہم قبض تھا) جو ختم ہوگیا۔ قبض بھی نقصان دہ نہیں ہے اگرچہ تکلیف دہ ہے بس اس کو برداشت کرنا چاہئے۔

خلوت کا مفید ہونا

حَالؔ: جلوت (مجمع) کا میلا پن ذرا دیر بھی خلوت (تنہائی) میں جانے سے ختم ہو جاتا ہے۔

تَحْقِیْقْ: حقیقت میں خلوت ایسی ہی چیز ہے لیکن اس کا لحاظ رہے کہ اس سے خلوت کے کم کر دینے پر ہی بس نہ کر لی جائے۔ (یعنی چونکہ خلوت سے میلا پن ختم ہو جاتا ہے اس لئے جلوت کے میلے پن کا خیال نہ کیا جائے)۔

ہیبت وانس کا غلبہ

حَالؔ: کل عصر کے بعد سے مجھ پر حضور والا کا اتنا خوف طاری ہوا کہ جس کی حد نہیں ہے کہ سامنے آنے سے روح فنا ہوتی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ کہیں منہ کالا کر جاؤں۔ حضرت مجھے خانقاہ سے نکلوا دیں تو بہتر ہے۔ جو پرچہ حضرت کو کل دیا تھا وہ سارا تکبر سے بھرا لگتا تھا۔ مغرب تک یہی حال رہا۔ مغرب کے بعد ذکر کے بعد تک وہی کیفیت رہی۔ عشاء کے بعد یہ حالت تھی کہ دل چاہتا تھا کہ کاش میں فاسق فاجر اور کافر ہوتا تو بہتر تھا کہ لوگ مجھے ذلیل وخوار سمجھتے اور کوئی پاس نہیں آنے دیتا۔

(غرض) دل پر اتنی تکلیف تھی کہ اگر کوئی آرے سے چیرے تو بھی اتنی تکلیف نہ ہو۔ اسی حالت میں سو

گیا۔ جب تہجد کے لئے اٹھا تو ایسا لگتا تھا کہ حضور میرے سامنے موجود ہیں بس زبان سے بے اختیار عشقیہ اشعار جاری ہوگئے۔ وضو کے بعد بے اختیار زور سے ہائے نکل گئی بڑی مشکل سے نفل پڑھے پھر ذکر کیا تو نفی اثبات کا ذکر ہر مرتبہ دل کو ٹکڑے کر دیتا تھا اور بے اختیار کثرت سے عشقیہ اشعار زبان سے نکلتے تھے۔ ذکر کے دوران بھی دو تین مرتبہ چیخیں زور سے زبان سے نکلیں کبھی زبان بند ہو جاتی تھی اور ذکر زبان سے نہ نکلتا تھا۔ ایک مرتبہ جسم بے اختیار اٹھ کر زمین پر گر پڑا پھر باقی تسبیح پوری کرنے میں یہ شدت (تیزی) نہیں رہی۔ صبح کی نماز سے پہلے دل چاہتا تھا کہ اپنی ذلت و رسوائی کے خیال کو بھی بھول جاؤں دنیا میں میرا ذکر فکر اور وجود ہی نہ رہے تو اچھا ہے۔

صبح ذکر کرنے میں بکری اور مرغی نظر آئی پھر ایک گھوڑا نظر آیا جس کی پیٹھ پر ایک میلا پھٹا ہوا چار جامہ (کپڑے کی زین) تھا اس کی پیٹھ پر سے ایک ننگی عورت اتر کر بھاگ گئی۔ ذکر کے دوران کچھ مرتبہ قل ہو اللہ احد کا خیال دل میں خود بخود آیا۔ ذکر کے ختم کے بعد لگتا تھا کہ محبوب میرے دل میں سمایا ہوا ہے اور عجیب لطف تھا۔ آہستہ آہستہ لطف میں کمی آگئی مگر کیفیت بالکل نہیں گئی ہے۔

تحقیق: یہ ہیبت و اُنس کا باری باری غلبہ ہوا جو دونوں مبارک ہیں مگر۔

ع عاشقی زیں ہر دو حالت بر تر است

ترجمہ: ''عاشقی ان دونوں حالتوں سے اونچی چیز ہے۔''

انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی آجائے گی۔

نزولِ تجلی

حال: رات تہجد کے وقت ذکر کے دوران یہ معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف میرے پاس آگیا ہے اور حضرت نے اس کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اور مجھے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر دونوں کو ملا دیا۔ وہ میرے سینے سے بالکل چمٹ گیا۔ اس کے بیچ میں جو کالا پتھر ہے اس سے میرا دل خوب مس ہوا۔ بیت اللہ نے اس کے بعد بہت تیزی سے چند بار طواف کیا پھر میں اس میں داخل ہوا اور وہ میرے سینے میں داخل ہوگیا اب بھی ایسا لگتا ہے کہ جیسا کہ وہ میرے سینے میں ہے۔

تحقیق: مبارک ہو خاص تجلی دل میں اتری ہے۔

اسماء متقابلہ کی تجلی

حال: کل مغرب کے وقت سے حزن شروع ہوا تھا جو تقریباً صبح سات بجے تک رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے محبوب

نے اپنے چہرے کو نقاب سے چھپالیا ہے اور عاشق اس کو دیکھنے کے لئے بے چین ہے۔ جدائی کی حالت میں جو الفاظ نکلتے تھے وہی نکل رہے تھے۔ اس کے بعد پھر حضوری (کی حالت) شروع ہوگئی ایسا لگتا تھا جیسا کہ محبوب نے پردہ اٹھادیا ہے۔

تحقیق: یہ اسماء متقابلہ کی تجلی ہے۔

حال: اس عشرہ میں بھی بندہ کا حال پہلے ہی کی طرح رہا۔ قبض اور بسط برابر پیش آتا رہا۔ ایک حالت پر ٹھہراؤ نہیں ہے۔ لوٹنا پیٹنا بھی کبھی کبھی بالکل بے قابو ہو کر ہو جاتا ہے۔

تحقیق: (یہ) اسماء متقابلہ کی تجلی ہے۔

رونا روکنا نہیں چاہئے

سوال: کبھی کبھی ذکر کرتے وقت اسی طرح شوقیہ جدائی والے شعر سنتے وقت رونا غالب ہوتا ہے۔ اس رونے کو روکا جائے یا رویا جائے؟ مگر رونے سے یہ خیال آتا ہے کہ سننے والے اچھا سمجھیں اس لئے رونے کو روکا جاتا ہے کیا کیا جائے؟

جواب: اس وقت روکنا مناسب نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ لوگ اچھا سمجھیں گے یہ اس وقت نقصان دہ نہیں ہے جب آپ خود کو اچھا نہ سمجھیں بلکہ اگر طبیعت سلیم (اچھی) ہو تو یہ خیال زیادہ مفید ہے کہ لوگ تو تجھے اچھا سمجھیں اور تو اچھا نہیں ہے اس لئے اچھا ہی بن جانا چاہئے۔

نزول کے آثار

حال: پرسوں سے غلام پر کوئی حالت طاری نہیں ہے اور نہ کسی حالت کے طاری ہونے کی خواہش ہے بلکہ دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی حالت ہی طاری نہ ہو کیونکہ (حالت کا طاری ہونا) سنت کے خلاف ہے نیک اعمال ہونے کی رغبت اور گناہوں سے بچنے کا شوق ہے۔ ذکر، نوافل تلاوت وغیرہ جو کچھ ہو جاتا ہے اس کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ (ان اعمال میں) لذت آنے نہ آنے کا بھی کچھ خیال نہیں ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اس پر ہمیشگی کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔ اپنا پلہ اعمال سے خالی نظر آتا ہے۔ حضور والا میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

(یہ بھی) عرض ہے کہ غلام بال بچوں والا آدمی ہے زیادہ ذکر و شغل کا وقت تو ملتا نہیں ہے حضور والا کی غلامی میں حاضر رہنے کو ذکر و شغل سے زیادہ مفید پایا ہے۔ اپنا تو آئندہ بھی یہی عقیدہ ہے کہ شیخ کی صحبت کے ساتھ تھوڑا

ساذ کربھی جس کو شیخ تجویز کردے کافی ہے۔ حضور والا کی عنایت اور کرم سے ہی کچھ آنکھیں کھلی ہیں آئندہ بھی حضور اقدس کی خاص توجہ سے امید ہے کہ غلام کی ظاہری اور باطنی حالت میں اصلاح وترقی ہوتی رہے گی۔ میں نے حضور والا کا کچھ حق ادا نہیں کیا اور نہ (میں) اس لائق ہوں (کہ شکر ادا کروں) میری حقیقت ہی کیا ہے؟ حضور والا کی ذات مقدسہ سمندر کی طرح ہے جس میں مجھ جیسے ناپاک قطرے گرکر ہلاک ہوتے ہیں۔

ختم ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ آدمی حالت طاری ہونے کے بعد اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے۔ حالت کے ختم ہونے کے بعد اپنی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ میری حقیقت تو کچھ بھی نہیں ہے اور مزید کیا عرض کروں۔ عرض کرنا بھول گیا کہ چند دنوں سے تہجد کے وقت حضور ﷺ کی محبت میں بھی کچھ اشعار زبان سے جاری ہوجاتے تھے۔

آج دوپہر سے خود بخود اتباع سنت کا خیال آرہا ہے اور یہ سمجھ آرہا ہے کہ حضرت والا کا اتباع بالکل سنت کی اتباع ہے اور سنت کا اتباع ہی حق تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے۔ اس کے خلاف (کوئی چیز) ان کی درگاہ میں مقبول نہیں ہے۔ اس لئے جب میں حق تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوں تو پوری طرح سنت کا اتباع کرنے والا بن جاؤں۔ جو کام ہو سنت کے مطابق ہو اور جو کوئی قول یا فعل ہو سنت کے خلاف نہ ہو۔ حضور والا اتباع سنت کی توفیق کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ سب نزول کے آثار ہیں جو عروج سے افضل ہے مبارک ہو۔

صحیح نہ ہونے کا خوف بھی صحیح ہونے کی علامت ہے

حال: میرے دل کی حالت اچھی بھی ہے اور بری بھی ہے لیکن برائی کے مقابلے میں اچھائی کا مجھے بالکل اعتبار نہیں ہے اگرچہ اس بات پر کہ۔

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

ترجمہ: "بلا ہوتی جو یہ بھی نہ ہوتا۔"

پر ہزار ہزار شکر کرتا ہوں۔ دل کے گناہوں میں مبتلا رہتا ہوں اگرچہ حضور کی توجہات (کی برکت) سے دل میں حضور مع اللہ کی کیفیت بھی اکثر پاتا ہوں لیکن دل کے گناہوں کی وجہ سے اس (دل کی کیفیت) کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی اس کا اعتبار کرتا ہوں۔ خاص دعا فرمائیں کہ اللہ دل کی تمام خباثتوں سے نجات عطا فرمائیں بہت پریشان ہوں۔

دل خرابی می کند دلدار را آ گہ کنید　　　اے شہنشاه بلند اختر خدا را ہمتے

ترجمہ: ''بگڑی ہے دل کی حالت دلدار کو بتاؤ ـــــ اے خوش نصیب آقا کچھ حوصلہ بڑھاؤ۔''

حقیقت میں دل کبھی ایسا خبیث ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں (اپنی) ناقص عقل اور ٹیڑھی سمجھ پر یہ چاہتا ہوں کہ ہر بات عقل میں آ جائے ورنہ بہت پریشانیاں رہتی ہیں تاویل (بہانہ بنانے) اور اچھا گمان (کرنے) کا گویا مادہ ہی نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے گمراہیوں کا بہت خوف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مدد فرمایئے۔

تحقیق: صحیح کی فکر اور صحیح نہ ہونے کا خوف یہ بھی صحیح ہونے ہی کی علامت ہے۔ شکر کیجئے اور کام میں لگے رہئے۔ توکل سے بھی کام لینا چاہئے۔ صرف اپنی تدبیر ہی کو کام کا مدار نہ رکھئے مگر خوب اہتمام سے تدبیر (بھی) کیجئے۔

شوق وانس میں فرق

حال: اس سے پہلے طبیعت میں ایک قسم کا تردد رہتا تھا مگر اب وہ ختم ہو گیا ہے۔

تحقیق: وہ کیفیت شوقیہ تھی اس کی عمر لمبی نہیں ہوتی ہے۔ سارے اہل طریق کو یہ بات پیش آتی ہے۔ باقی رہنے والی کیفیت انس ہے جو الحمد للہ باقی ہے۔

حال: لیکن الحمد للہ حضور قلب کی کیفیت مسلسل باقی ہے۔

تحقیق: یہی انس ہے جو باقی رہتا ہے اور یہ انس سے افضل ہے۔

حال: موجودہ حالت سے پہلے یہ سلسلہ رہا کہ جس حالت کو حضور انر بتا دیا وہ حالت اسی دن سے بدل گئی مگر موجودہ میں صرف سرور کے کم ہونے اور کبھی ذکر میں کیفیت ہو جانے کے علاوہ کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

تحقیق: اس خاص قسم کی لذت بھی زیادہ باقی نہیں رہتی ہے جیسے پرانی بیوی سے دل تو زیادہ مل جاتا ہے مگر جوش وخروش نہیں رہتا ہے۔ یہ بات غم کا سبب نہیں ہونی چاہئے اس کے لئے یہی حالت ضروری ہے۔

عالم غیب سے جذب کی کیفیت

حال: میں آج صبح کے فرائض سے فارغ ہو کر مسجد سے آ کر جناب نائب تحصیل دار صاحب کے مکان میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایسا محسوس ہوا کہ حضور کی طرف سے بڑے زور وشور سے بڑی مقدار میں (میں اس کی نہ کوئی کیفیت نہ رنگ اور نہ مقدار بیان کر سکتا ہوں یہ مقدار (جو لکھی ہے) ایک خیالی بات لکھی دی ہے)

بالکل میرے دل کی طرف جا رہی ہے اور مسلسل آ رہی ہے اس سے دل متاثر ہو رہا ہے، بے اختیار دل سے اسم ذات (خفی) جاری ہوگیا اور زبان بالکل بند ہوگئی۔ طبیعت میں نشاط (خوشی) اور دل میں کشادگی محسوس ہوتی تھی یعنی ایسا لگتا تھا کہ دل کھل رہا ہے اور دل کے اندر وسعت بڑھ رہی ہے لیکن دل میں کوئی ایسی حرکت جو ذکر کرنے والے دل سے سنی جاتی ہے یعنی دل کا اچھلنا وغیرہ کچھ نہ تھی یا مجھے محسوس نہیں ہوئی۔

(اس وقت) میری عجیب حالت ہوگئی اور مجھ پر ایک خاموشی کا عالم طاری ہوگیا۔ کچھ طبیعت گھبرائی اور گھبرا کر میں وہاں سے جانے کے لئے اٹھا کہ یہاں سے جا کر اپنے گھر میں تنہائی میں بیٹھ جاؤں گا۔ لیکن یوں اچانک اٹھنے سے نائب صاحب نے کہا بھائی صاحب کہاں چلے بیٹھئے۔ بس مجھ شرم سی محسوس ہوئی اور مجبوری سے بیٹھ گیا۔ لیکن خاموش (بیٹھا رہا) اور دل کی مسلسل وہی حالت رہی۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا۔ اس مرتبہ جو اٹھا تو نہ کسی قسم کی وحشت اور نہ گھبراہٹ کی وجہ سے (اٹھا) بلکہ (عام) سادی طرح اٹھا۔ گھر پر آنے کے بعد بھی اور وہاں سے یہاں تک (راستے میں) چلنے کے دوران بھی مسلسل پہلے جیسی حالت رہی یعنی تقریباً دو گھنٹہ تک (یہ حالت) مجھ پر طاری رہی۔

اندازاً دو گھنٹہ کے بعد اسم ذات کا ذکر تو بند ہوگیا لیکن اس کی جگہ حسبنا اللہ کا ذکر بغیر ارادے اور بغیر کسی خیال سے دل سے خود بخود جاری ہوگیا اور یہ ذکر حسبنا اللہ زیادہ دیر تک جاری رہا۔ اس کے بعد طبیعت اپنی حالت کی طرف واپس آگئی۔ شام سات بجے (تک) جب میں یہ خط لکھ رہا ہوں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ہاں کبھی کبھی حسبنا اللہ کی یاد آ جاتی ہے اور اس کو میں نے زبان سے پڑھنا شروع کر دیا لیکن بغیر کسی کیفیت کے (پڑھنا شروع کر دیا)۔ پہلی مرتبہ جب حسبنا اللہ اچانک جاری ہوا تھا تب زبان سے یہی پڑھتا رہا تھا مگر اسم ذات کا ذکر دل سے ہی جاری رہا زبان سے نہیں کیا۔

تحقیق: ذاکروں کو ان کی غفلت پر تنبیہ (خبردار) کرنے کے لئے اکثر ایسی کیفیتیں پیش آتی ہیں اور یہ عالم غیب کی طرف سے جذب ہوتا ہے۔ مبارک ہو۔

اعمال میں بے توجہی اور گھبراہٹ کا علاج

حال: میں حضور کی ہدایت کے مطابق تہجد کی نماز کے بعد چھ تسبیح نفی اثبات کے ذکر کی اور چھ تسبیح اسم ذات دو ضرب والے ذکر کی اور مغرب کی نماز کے بعد تین ہزار اسم ذات ایک ضرب والا ذکر کرتا ہوں۔ اور صبح تقریباً ایک گھنٹہ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرتا ہوں۔ ان سب اعمال میں مگر بہت بے توجہی رہتی ہے۔ اکثر جی گھبراتا

ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ چھوڑ دیہ (سب) کچھ نہ کرو بالکل بے فائدہ ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ (اس خیال سے) مغلوب نہیں ہوتا ہوں بلکہ سب کام پورے کرتا ہوں اگرچہ بے توجہی ہی کے ساتھ ہو۔

تحقیق: اس (جی کے نہ چاہنے) کا سبب معلوم ہونا چاہئے (کہ کیا ہے؟) اگر یہ دماغی کمزوری کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج ہونا چاہئے، اگر اس کا سبب مشاغل کی کثرت ہے تو ان مشاغل کو جتنا کم کیا جا سکتا ہو کم کرنا ضروری ہے اور جو نہ ہو سکتے ہوں تو زبانی مشورہ ضروری ہے، اگر طبیعت میں شوق کی کیفیت کی کمی ہے تو بزرگوں کی سیرت کی کتابوں کا خصوصی اہتمام سے مطالعہ ضروری ہے جیسے ''تذکرۃ الاولیاء اور مقاصد الصالحین'' وغیرہ اور اگر ان میں سے کوئی سبب نہیں ہے تو زبانی گفتگو ضروری ہے۔

حال: حضور نے جن کتابوں کو دیکھنے کی ہدایت فرمائی تھی میں نے دیکھ لیا جن کی تفصیل یہ ہے کہ ''تبلیغ دین، فروع الایمان، قصد السبیل، جزاء الاعمال، تربیت السالک، اور تعلیم الدین کے دونوں حصے'' دعوات عبدیت کی پہلی اور چوتھی جلد ابھی لے سکا ہوں انشاء اللہ العزیز اور جلدیں بھی منگوا لوں گا۔ دعوات عبدیت دیکھ نہیں سکا ہوں یقین ہے کہ کل سے شروع کر دوں گا توجہ اور یکسوئی حاصل ہونے کے لئے کوئی صورت فرمائی جائے کہ جس کے کرنے سے توجہ اور یکسوئی حاصل ہو۔

تحقیق: ایسا لگتا ہے کہ ان کتابوں کو سرسری پڑھا ہے۔ گہرائی اور دلچسپی سے نہیں پڑھا ہے ورنہ کیفیت کا پیدا نہ ہونا نہیں ہو سکتا ہے۔

موت کے یاد آنے سے دماغ میں بے چینی پیدا ہونے کا علاج

حال: بندہ کے حالات یہ ہیں کہ جب موت یاد آ جاتی ہے تو بہت بے چین ہو جاتا ہوں اسی (حالت) میں دماغ ٹھیک نہیں رہتا ہے۔ اس کا کیا علاج کروں؟

تحقیق: جب موت یاد آئے تو جنت کا تصور کر لیا کریں اور (یہ تصور بھی کیا کریں) کہ جنت اعمال صالحہ سے ملے گی۔

نوافل میں بیوی کی طرف میلان میں حرج نہیں ہے

حال: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب مکان میں نماز پڑھتا ہوں تو میرے برابر میں میری بیوی کچھ فاصلے پر نماز پڑھتی ہیں۔ وہ اپنی الگ نماز پڑھتی ہیں۔ ایسی حالت میں کبھی ان کی طرف کچھ میلان ہو جاتا ہے۔ کیا ان کو پیچھے ہٹا دیا کروں یعنی برابر میں نہ کھڑے ہونے دیا کروں یا کوئی حرج نہیں ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات تہجد کی نماز میں (آپ کے آگے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لیٹی ہوتیں اور آپ ﷺ سجدہ میں جاتے وقت ان کے پیر کو انگلی لگا دیتے تو وہ پیر سمیٹ لیتی تھیں۔ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ محبت تھی اس سے عادت کے مطابق میلان ہونا ضروری ہے مگر پھر بھی اس کو روکا نہ گیا۔

باطنی حالات کے آثار

حال: حضور کے ڈیگ تشریف لے جانے کے بعد عجیب حالت پیش آئی جس کے پورے نقشے کو حضور کے سامنے بیان کرنے کے لئے الفاظ تلاش کرتا ہوں تو نہیں ملتے ہیں۔

تحقیق: یہ (الفاظ کا نہ ملنا) ان حالات کے حقیقی طور پر باطنی ہونے کی علامت ہے کہ ان کے بیان کرنے کے لئے کیونکہ حال کا قال احاطہ نہیں کر سکتا ہے (یعنی جو حال پیش آتا ہے اس کیفیت کو پوری طرح بیان نہیں کیا جا سکتا ہے) اور وجدان (احساس) کو زبان بیان نہیں کر سکتی ہے۔

حال: حضرت ایسا لگتا تھا کہ کچھ نہیں رہا اور نہ (ہی) سرور تھا۔ نماز میں طبیعت کچھ تھکن کے بعد لگتی تھی مگر بحمد للہ دنیاوی وسوسہ اور خیال نہیں آتا تھا۔

تحقیق: وہ پہلی حالت کا ختم نہ تھا بلکہ وحشت اور جدائی سے اس (پہلی حالت) کی کمزوری تھی جو ختم ہوگئی۔

حال: دو تین دن تک یہ کیفیت باقی رہی اور حضور کی توجہ کے بعد پہلے جیسی حالت ہوگئی۔ اسی دن سے یہ لگنے لگا کہ حضور انور کے سینہ مبارک سے انوار بندہ کے سینے میں داخل ہو رہے ہیں اور روزانہ ہی ایسا لگتا رہتا ہے۔

تحقیق: اس پہلی حالت کے ختم نہ ہونے کی یہی دلیل ہے۔

دل کی شہادت پر عمل کی شرط

حال: احقر نے کئی بار آزمایا ہے کہ جب میں دل کی شہادت پر اس کی شرطوں کے ساتھ اس خیال کے غالب ہونے سے کہ میں نا قابل نا اہل ہوں اسی طرح علمی مشغلہ کی وجہ سے پوری یکسوئی بھی نہ ہونے کی وجہ سے اور اس لئے کہ میرے دل کی شہادت کیا چیز ہے (اپنی شہادت پر) عمل نہ کروں تو مجھے اس کام میں کہ جس کا دل مخالف ہو اور جس کے نہ کرنے کو دل چاہتا ہو ضرور دنیاوی نقصان ہوتا ہے اور کبھی یہ بڑھ کر بعض دینی فضائل تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ ارادہ کرتا ہوں کہ آئندہ شہادت پر عمل کرنے سے نہیں پھروں گا (یعنی عمل کروں گا) مگر کبھی اسی خیال کا غلبہ پھر نہیں کرنے دیتا ہے۔

عارف سہروردی قدس سرہ نے الہام پر اس کی شرطوں کے ساتھ عمل نہ کرنے کے باب میں لکھا ہے کہ عمل نہ کرنے سے احوال چھن جاتے ہیں۔ آہ! اور شہادت مذکورہ بھی الہام کی ایک قسم ہے۔ حضور والا دعا بھی فرمائیں کہ عمل پر ہمیشہ ہمت ہو جایا کرے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) صحیح سمجھ بھی عطا ہو اور مفید مشورہ بھی عطا فرمائیں کہ اب عمل کیا کروں۔

تحقیق: یہ بالکل صحیح ہے ایسے وارد (آنے والے خیال) پر اس کی شرطوں کے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے۔ اتنی بات اس میں دیکھنے کے قابل اور ہے کہ یہ عمل کا رجحان اس وقت ہے جب بار بار دل میں وہ آئے یا ایک بار آئے مگر محبت کے ساتھ آئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس (عمل کرنے) میں خواہ مقدار (اور تعداد) کے اعتبار سے قوت ہو یا کیفیت کے اعتبار سے قوت ہو۔

وارد کو روکنا نہیں چاہئے بلکہ اس پر عمل کرنا چاہئے

حال: چند معمولی باتیں درپیش ہیں جن کو عرض کرنے کی ہمت جناب عالی کے تکلیف کے خیال سے نہیں ہوتی تھی لیکن بار بار چاہنے اور طبیعت کے اس طرح سمجھانے سے کہ تو مریض ہے تیرے اندر کچھ تبدیلی اور سکون و حرکت پیدا ہو (اس کے بارے میں یہ) سمجھنا چاہئے کہ ماہر طبیب کے نسخہ کا اثر ہے۔ کچھ آثار پسندیدہ اور مفید ہوتے ہیں اور کچھ نقصان دہ اور برے ہوتے ہیں۔ (یہ آثار) اگرچہ معمولی ہی ہوں لیکن اس کی اطلاع ضروری ہے تاکہ طبیب اس کی اصلاح کر سکے ورنہ (یہ) تیری ہلاکت کا سبب ہوگا۔

اس لئے جناب کی بے انتہا شفقتوں کو خیال کر کے عرض کر دینا ہی مناسب لگتا ہے۔ (وہ بات یہ ہے کہ) اسم ذات کو کثرت سے کرنے کی وجہ سے کبھی بے اختیار زبان پر اس کثرت اور لذت سے جاری ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے روکنے کی قدرت نہیں ہوتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عام مجمع میں چلتے پھرتے زور زور سے نکلنے لگتا ہے۔ (اس کے) بعد خیال آتا ہے کہ یہ لوگ کیا سوچیں گے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: اس حال کا اتباع کرنا چاہئے روکنا نہیں چاہئے۔

خشیت کے آثار

حال: میں سچ عرض کرتا ہوں کہ کبھی کبھی میری ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ معاذ اللہ شرعی فتویٰ کی روشنی میں العیاذ باللہ اپنے ارتداد کا شبہ ہو جاتا ہے۔ اب تو مجھے اسی کا خوف ہے کہ کہیں معاذ اللہ ایسی حالت میں موت نہ آ جائے۔ اپنی ایسی حالت کو کسی کو بتانے سے پہلے تو شرم آتی ہے دوسرے فضول اور بے کار سمجھتا ہوں "لا حول

ولا قوۃ الا باللّٰہ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت“

تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں اور یہ خشیت خود ایمان کی علامت ہے۔ صحیح بخاری میں دیکھا ہوگا (حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں:) میں نے ستر صحابہ کو دیکھا جو سب کے سب بدری تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے بارے میں نفاق سے ڈرتا تھا۔

احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے

حال: (حضرت!) مجھے نہ تو کوئی نظر آتا ہے، نہ دل میں کوئی خاص حرکت محسوس ہوتی ہے۔ کچھ خیالات و احساسات ہیں جن کے غالب ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات بالکل مجبور ہو جاتا ہوں حالانکہ (مجھے) بہت شوق ہے کہ جیسے (اور) لوگوں کا دل ذاکر ہو جاتا ہے میرا بھی ہو جاتا تاکہ ذکر کی زیادہ لذت حاصل ہوتی۔ مگر یہ شوق ہی ہے۔

الحمد للہ اہل مقصد جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ظفر کے سامنے تھا (وہ) اپنے اکابر کی تحریرات سے خوب سمجھ چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزاروں ہزار شکر کہ اس مقصد سے حضرت کی غلامی دن بدن قریب کرتی جا رہی ہے۔ (مگر) جی ضرور چاہتا ہے کہ اس قسم کے احوال ضرور پیش آتے۔ کیا عجب ہے کہ اگر حضرت والا خصوصی توجہ فرمائیں تو بندہ کو یہ بھی حاصل ہو جائے۔

تحقیق: مقصود سے قریب ہوتے ہوئے ان احوال کی آرزو (کرنا) تنزل کی آرزو (کرنا) ہے۔ ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ　　　پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

ترجمہ: ”جب خدا بخش دے عرش بریں —— پھر گناہ ہے چاہت فرش زمیں۔“ (یعنی منزل کے قریب پہنچ کر راستے کی منزلوں کی خواہش کرنا ہے جو منزل کی ناشکری کی وجہ سے گناہ ہے۔)

مایوس کرنے والی باتیں شیطان کی ڈالی ہوئی ہیں

حال: میرے ایک دوست نے میرے پاس خط لکھا کہ ایک دو رات میں (وہ) تہجد (پڑھ لینے) اور تسبیح (کر لینے) کے بعد سجدہ کی حالت میں سو رہا تھا۔ ایک شخص نے (اس کو) ایک دوست کی آواز میں یوں کہا کہ اب کیا کرو گے۔ اس کو سن کر اٹھ کر دیر تک اسم ذات پڑھتا رہا۔ اور بھی لکھا ہے کہ پہلے بہت علامات و آثار دیکھے تھے اس وقت کم ہوگئے ہیں اس لئے وہ پریشان ہے۔

بندہ نے اس کا جواب جو کچھ حضرت سے ملا تھا اس کے مطابق دیا کہ آثار و علامات مقصود نہیں ہیں۔ اس

میں کبھی کمی کبھی زیادتی ہوتی رہتی ہے وہ توجہ کے قابل نہیں ہے۔ (بلکہ) نہ ہوں تو بہتر ہے اور بغیر کوشش کے ہوں تو اس کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے وغیرہ۔ لیکن بندہ کو اس شخص کے بارہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ (خط کے) شروع میں جس عبارت پر نشان لگا ہوا ہے۔ (اس کے بارہ میں) اگر اس معنی کچھ بتانے کے قابل ہوں تو بتائے جائیں۔ خوشبو کیوں معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ (نشان لگی ہوئی عبارت کی) صورتیں اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ ایسی مایوس کرنے والی باتیں شیطان ڈالتا ہے لاحول پڑھ دیا کریں۔ خوشبو میرے نزدیک غیبت سے پاک روحوں کا کھلنا ہوتا ہے شکر کریں (اس کو) کمال نہ سمجھیں۔

حال: دوسری بات یہ کہ یہ شخص مراقبہ کی تعلیم کے قابل ہے یا نہیں؟

تحقیق: اگر علم یا اہل علم کی محبت رکھتا ہو یعنی سمجھ اچھی ہو تو قابل ہے۔

حال: اگر مراقبہ کے قابل ہے تو کون سا مراقبہ مناسب ہوگا؟ ضیاء القلوب میں جو (مراقبہ کی) چھ صورتیں لکھی ہوئی ہیں بندہ نے شاید خود ان (صورتوں میں) سے کچھ (مراقبہ) کیا ہوگا۔ (میرا) جب سے حضور عالی سے تعلق ہوا ہے تو میرے لئے جو مراقبہ کی صورت تجویز کی گئی ہے وہ ساری صورتوں سے الگ ہے۔ شاید اکثر لوگوں کو اس آزادی صورت میں دلچسپی نہ ہو۔

تحقیق: ضیاء القلوب سے سلطان الاذکار کا طریقہ مناسب ہے۔

رقت (نرمی) کی علامات

حال: کیا ایسا رونا بھی پسندیدہ ہے کہ جو کسی رونے والے کو دیکھ کر رونا آ جائے۔ میری حالت یہ ہے کہ کوئی ہندو روئے یا مسلمان یا بچہ یا بڑا خواہ کسی وجہ سے روئے میری حالت خراب ہو کر آنسو بھر آتے ہیں مگر اس وقت وجہ رب العالمین کی طرف ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ دل کے نرم ہونے کی علامت ہے اور جب وہ کسی اچھی بات کا آلہ (ذریعہ) بنے تو پسندیدہ ہے جیسا آپ نے لکھا ہے کہ اس وقت توجہ رب العالمین کی طرف ہو جاتی ہے۔

طبعی سستی نقصان دہ نہیں ہے

سوال: کیا کشف یا ایمانی سمجھ سے آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ میری بدقسمتی یا سستی ایسی تو نہیں ہے کہ جو سستی کو لازم پکڑ لے وہ دنیا و آخرت کی کامیابی سے محروم ہو جائے۔ (میری سستی) مجھے دنیا اور دین لہیں کا بھی نہ رکھے گی۔

جواب: یہ (آپ کی سستی) طبعی وطبی سستی ہے جو نہ بری ہے اور نہ نقصان دہ ہے۔ جو سستی بری ہے وہ اعتقادی سستی ہے یا ضروری چیزوں میں عملی سستی ہے۔ بےفکر رہئے یہ مرض نہیں ہے۔

دل کی حالت پر افسوس رہنا خیر کی علامت ہے

حال: کوئی نئی حالت تحریر کے قابل نہیں ہے۔ ہاں دل کی حالت ایسی رہتی ہے جس سے افسوس ہوتا ہے۔ معلوم انجام کیا ہوگا۔ رحمت الٰہی کے خیال کرنے سے امید بندھ جاتی ہے اور اپنی خطاؤں کو دیکھنے سے ناامیدی چھا جاتی ہے لیکن پھر یہ خیال آ جاتا ہے آخر ان ہی کا بندہ ہوں ازل سے میرے لئے جو تجویز ہو چکا اس کو کون ٹال سکتا ہے۔

ع کہیں کس سے ناامیدی کی ہوا میں تباہ

دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں ادھر اہل عیال کے بارے میں بھی خیالات آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہی فضل فرمائیں۔

تحقیق: افسوس رہنے (کے بارے میں) جو لکھا ہے تو یہی خیر کی علامت ہے۔ اپنے کام میں لگے رہئے اور کوتاہی پر استغفار کرتے رہئے۔

حال: عرصہ سے خط نہ لکھ سکا۔ دنیا کے کاموں میں اتنی مصروفیت ہے کہ عرض نہیں کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً مہینہ ڈیڑھ مہینہ یا کچھ زیادہ عرصے سے اوراد کی ادائیگی میں بھی وقت کم ملتا ہے۔ جیسے بھی ہوتا ہے روزانہ معمولات ضرور ادا کر لیتا ہوں۔ تلاوت قرآن شریف، دلائل الخیرات اور مناجات مقبول کی منزل تو ضرور ہو جاتی ہے۔

تحقیق: غنیمت سمجھنا چاہئے۔

حال: لیکن بارہ تسبیح معین وقت پر ادا نہیں ہو سکتی جس کا بہت غم رہتا ہے۔

تحقیق: غم بھی نفع سے خالی نہیں ہے۔

حال: عشا کے بعد تھکن کی وجہ سے اکثر غنودگی بہت ہوتی ہے اس لئے چھوڑ دیتا ہوں کہ تہجد کے وقت ادا کروں گا اور تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ دن کو ہی پڑھ لیتا ہوں۔ جہاں تک ہو سکے ناغہ نہیں ہوتا ہے مگر دل کی حضوری کے ساتھ ادا نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے۔

حال: دعا کی امید رکھتا ہے کہ مجھے خیر کی توفیق عطا ہو۔
تحقیق: آمین۔

خوشخبری کے انتظار میں کھانا نہ حرام ہے

سؤال: کسی سالک نے اپنے گناہ پر معافی ہونے کے اطمینان نہ ہونے پر (یہ) ارادہ کرلیا کہ جب تک خدا کے راضی ہونے کی خوشخبری نہیں ملے گی تب تک کھانا نہیں کھاؤں گا۔ ایسی قسم کھانا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟
جواب: ایسی قسم حرام ہے کیونکہ دنیا میں یقینی خوشخبری تو ممکن نہیں ہے خوشخبری گمان کے طور پر حاصل ہو وہ اختیار میں نہیں ہے۔ اگر خوشخبری حاصل نہ ہوتی تو نفس کو ہلاک کرنا لازم آئے گا (جو حرام ہے)۔

مستقل مزاجی کے حاصل ہونے کا طریقہ

سؤال: حضور! میری طبیعت میں مستقل مزاجی بالکل نہیں ہے۔ جس کام کو شروع کرتا ہوں اس کا کچھ نتیجہ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوئی تجویز فرما دیجئے۔
جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بحمدہ تعالیٰ میں خیریت سے ہوں دعا کرتا ہوں۔ مستقل مزاجی کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ دن نفس پر زبردستی کرکے تکلیف کے ساتھ کسی کام کو ہمیشہ کیا جائے بس اسی طرح عادت ہونے کے بعد مستقل مزاجی حاصل ہو جاتی ہے جلدی کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: "پختگی اور مستقل مزاجی حاصل ہونے کے لیے ایک وقت لگتا ہے۔"

قبض کا علاج

حال: حضور نے قبض کے لئے جو حبس دم (سانس روکنا) ارشاد فرمایا تھا اس کو اب تک مسلسل کرتا ہوں۔ اب بہت فرق محسوس ہوتا ہے طبیعت کھلنے لگی ہے۔
تحقیق: چند دن تک حبس دم (سانس روکنے) کے بعد آنکھ کے سامنے کچھ ہرا اور زرد رنگ گول گول سا لگتا تھا مگر اب نہیں لگتا ہے۔ واللہ اعلم یہ کیا چیز ہے اور اس کا سبب کیا ہے۔
جواب: کبھی یہ لطائف کے انوار ہوتے ہیں اور اکثر دماغ کے تخیلات ہوتے ہیں۔
سؤال: اب (بھی) یہی حبس دم کرتا رہوں یا نہیں؟

جواب: کسی دن کرلیا اور کسی دن چھوڑ دیا۔

حال: کچھ دنوں سے طبیعت میں بوجھل سی تھی (اور) کچھ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے بخار تھا اس لئے خط لکھنے میں دیر ہوگئی۔ حضرت کے جواب سے کیونکہ ایک قسم کی تسلی ہو جاتی ہے اس لئے طبیعت چاہتی ہے کہ لکھتا رہوں خواہ کوئی ضرورت نہ ہو۔ اب اچھا ہوں ایک دو روز تو ایسا لگا کہ دل بالکل ہی خالی ہے ذرا سا بھی جذب نہیں۔ عبادات کا ادا کرنا بھی مشکل لگتا تھا۔ پھر بھی عزم یہی تھا کہ خواہ کچھ ہی ہو مگر یہ کڑوا پیالہ اب مجھے موت تک پینا ہی پڑے گا۔ مگر بحمد للہ اب معاملہ پھر ابتداء کی طرف لوٹنا شروع ہوگیا ہے۔ وہی طاعت میں آسانی وجد وشوق پیدا ہونے لگا ہے۔ نماز میں تو کبھی کبھی مگر تنہائی پوری توجہ ہوتی ہے۔ مگر ذکر کے وقت دل لگنے کے باوجود خیالات بہت کثرت سے آتے ہیں۔ پھر (خیالات کو) سمیٹ کر ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں۔ ایک عرصے بعد پھر وہی ہیجان شروع ہو جاتا ہے۔ غرض ختم ہونے تک یہی نفی اثبات رہتا ہے کبھی تو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ ماشاء اللہ آپ نے خوب سمجھا ایسے وقت ایسا ہی کرنا چاہئے۔ یہ قبض کی حالت تھی جس کا آپ نے خوب حق ادا فرمایا اور اسی تدبیر سے اس قبض پر بسط ہوتا ہے اگرچہ (اس تدبیر سے) بسط کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔

خیالات کی کھینچا تانی میں جو طریقہ عمل آپ نے لکھا ہے اس کا حق بھی یہی ہے۔ یہی مجاہدات مطلوبہ ہیں جو کشادگی کی چابی ہیں۔ مگر اس وقت اتنی کوشش نہ کی جائے (کہ جس سے) برداشت نہ ہونے والی تکلیف ہونے لگے۔ ہلکی پھلکی کو درمیانی درجہ کی کوشش کافی ہے ورنہ کبھی برداشت نہ ہونے کی وجہ سے تعطل (بے کار ہونا) پیدا ہو جاتا ہے۔ عارف شیرازی کے (اس) قول کے یہی معنی ہیں۔ ؎

دوش با من گفت پنہاں رازداں تیز ہوش　　کز شما پنہاں نشاید داشت راز مے فروش

گفت آساں گیر بر خود کارہا کز روئے طبع　　سخت می گیرد جہاں برمرد مان سخت کوش

ترجمہ

❶ رات مجھ سے ایک عقلمند نے چھپ کر کہا ـــــ مے فروش کے راز کو تم سے چھپایا جا سکتا نہیں۔

❷ کہنے لگا طبیعت کے موافق رکھو آساں اپنا کام ـــــ مشقت میں پڑنے والے کو مشقت میں ڈالا جاتا ہے۔ (یعنی دنیا میں آسان کام اختیار کرنا چاہیے۔) (حاشیہ دیوان حافظ: ص ۲۵۷)

اسی کا محل ہے۔

حَال: کل رات ہی سے کمترین کی عجیب حالت ہے کہ کسی کام میں طبیعت نہیں لگتی ہے۔ ہر وقت ایک (قسم کی) اداسی سستی چھائی رہتی ہے۔ ذکر، تہجد، تلاوت قرآن شریف اور نماز نفل وغیرہ میں اس سے پہلے بے حد بشاشت (خوشی) تھی۔ اب ہر ایک (عمل) پہاڑ کی طرح بھاری لگتا ہے بلکہ ہر ایک (عمل) مزید کوشش کے باوجود پہلے کی طرح ادا نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح پہلے یہ لگتا تھا کہ پہلے کے گناہ تو یقینی طور پر معاف ہو گئے ہوں گے اس لئے دوبارہ اس کی طرف توجہ یا معافی کی درخواست پہلے سے حاصل شدہ چیز کا حاصل کرنے کی طرح لگتا تھا۔ اب (یہ حالت ہے کہ) انہی پہلے کے گناہوں کا اتنی کثرت سے استحضار کہ دل پھٹا جاتا ہے کہ اگر ابھی موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ طبیعت بہت پریشان ہے اور گھبراتی ہے کیا کروں؟

(اس کی) اصل وجہ تو مشیت ایزدی (اللہ تعالیٰ کا چاہنا) ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو (صحیح) معلوم ہے کہ اصل وجہ یہ ہے۔ کبھی ایک ہلکا سا وہم یہ ہوتا ہے کہ کبھی حضرت کی خدمت میں کوئی نامناسب حرکت ایسی ہوتی ہوگی جس سے حضرت والا کے دل میں تکدر (میلا پن) پیدا ہوا ہو اور (اس کی وجہ سے) بندے کی طرف سے توجہ اور شفقت کی باگ ڈور پھیر لی گئی ہو خواہ قصداً ایسا ہوا یا (اس) تکدر کی وجہ سے ایسا ضرور ہوتا ہو اور بندہ کو اس کی اطلاع بھی نہیں ہوئی ہو جیسے دس بارہ دن سے احقر کی عادت تھی کہ فجر اور عصر کے بعد صرف یہ دیکھ کر کے کوئی اور صاحب پنکھا نہیں جھلتے ہیں اور حضرت کو پنکھے کی ضرورت تھی (تو میں) پنکھا لے کر بیٹھ جاتا تھا اور اپنی سمجھ میں اس کو جناب والا کی راحت کا سبب سمجھتا تھا۔ جناب کو ہوا بھی نہیں پہنچتی تو یہ فعل بے کار رہا۔ (اس لئے یہ فعل) ضرور کچھ حضرت کو ناپسند ہوا ہوگا جس کو جناب عالی انتہائی حلم سے برداشت فرماتے رہے آخر کل ظاہر فرما ہی دیا کہ مجھے تمہارے جھلنے سے ہوا نہیں پہنچتی ہے۔ بندہ کو اسی وقت سے بہت پریشانی ہے کہ بندہ کی طرف سے جناب کو تکلیف پہنچی۔

اسی طرح (یہ بھی) ممکن ہے کہ اور بہت سی نامناسب حرکتیں ہوئی ہوں گی جس سے جناب کو تکلیف پہنچی ہوگی۔ ہر صورت میں (عرض ہے کہ) اے میرے برے حال پر شفقت کرنے والے! اور ہدایت کے سورج! پہلے تو اپنی خطاؤں کی معافی کی درخواست ہے دوسری درخواست بہت ہی عاجزی کے ساتھ یہ ہے کہ احقر سے کوئی (بھی) حرکت کسی طرح بھی حضرت کی ناگواری کا ذریعہ ہوئی ہو تو اس کی تنبیہ (خبرداری) فرما دی جائے۔ واللہ ثم واللہ! بندہ کو نہ اپنی ذات کا ڈر ہے اور نہ اپنی عقل و سمجھ پر اعتماد ہے کہ کیا اچھا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا ہے۔ سب سے زیادہ خوف اس (بات) کا رہتا ہے کہ جناب کو احقر کی وجہ سے کہیں تکلیف نہ پہنچ جائے۔ والسلام

تحقیق: سالک کو اس سے زیادہ سخت اور برے حالات پیش آتے ہیں۔ یہی تو عشق کا امتحان ہے۔ (قرآن

پاک کی آیت کا ترجمہ ہے)۔

امتحان میں پکا ہونا یہ ہے کہ یہ مضمون ہر وقت ہو جائے۔ ؎

ناخوش تو خوش بود برجان من دل فدائے یار دل رنجان من

ترجمہ: ''اپنے یار کی ناگواری بھی گوارا ہے مجھے میرا دل اپنے یار پر فدا ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ محبوب کی طرف سے جو بات بھی پیش آئے اگر چہ وہ میری طبیعت کے خلاف ہو سب مجھے گوارا ہے میں اپنے یار پر جو مجھے رنج دینے والا ہے اپنی جان قربان کرتا ہوں۔) (خطبات ۳/۴۱۵)

صبر کیجئے تنگی کے بعد آسانی ساتھ ہی آتی ہے ؎

چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو آں صلاح تست آیس دل مشو

ترجمہ: ''اے سالک! اگر تجھے اس راستے میں قبض کی حالت پیش آئے تو تو مایوس نہ ہو کیوں کہ تیری اصلاح اسی میں ہے۔''

انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ گھاٹی ختم ہو جائے گی۔

باقی میرے تکدر کا وسوسہ ذہنی گھڑی ہوئی باتی ہے۔ اگر کوئی بات ہو تو کہہ دیتا لیکن میری خدمت نہ کرنا خدمت (کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

دین پر استقامت کے ساتھ عمل کرنا بلند حالت ہے

حَال: دوسری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی ناجائز کام ہوتا دیکھتا ہوں تو طبیعت کو بہت رنج ہوتا ہے اور غصہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ دل بے چین ہو جاتا ہے کہ کسی طرح اس کو منع کروں۔ چنانچہ موقع کی مناسبت سے منع کر دیتا ہوں۔

اگر کسی اچھے کام کا دل میں خیال آتا ہے تو بہت ہی شدت کے ساتھ آتا ہے۔ اور جب تک اس کو کر نہیں لیتا ہوں دل میں (اس کو کرنے کی) چاہت ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ جب کر لیتا ہوں تو تب سکون ہو جاتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ بلند حالت ہے۔ خدائے تعالیٰ جماؤ اور ترقی عطا فرمائیں۔

حَال: جس فعل سے لوگوں کو روکتا ہوں یا جس فعل کا لوگوں کو شوق دلاتا ہوں تو کچھ نہ کچھ اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! یہ وعظ میں خلوص کی برکت ہے۔

حال: کبھی کبھی جب لیٹا ہوتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ ایک دن اسی طرح روح نکل جائے گی اور میں مردہ ہو جاؤں گا تو میرے ذمہ جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق (ہوں گے وہ) رہ جائیں گے تو قیامت میں اس کے ادا کرنے کی کیا صورت ہوگی۔ کوئی صورت سمجھ نہیں آتی صرف یہ خیال آتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و رحمت سے معاف فرمائیں تو نجات ملے گی ورنہ بہت مشکل ہے۔

اسی طرح یہ خیال بھی آتا ہے کہ ہمارا کوئی عمل اس قابل نہیں ہے کہ جو قبول ہو کیونکہ قبول ہونے کے لئے خشوع شرط ہے اور وہ نہیں ہے۔ جب یہ خیال آتا ہے تو اس کے ساتھ رونا بھی آتا ہے۔ جب خوب رو لیتا ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ جس طرح (بھی) مجھ سے ہو سکے حکم پورا کرتا جاتا ہوں قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ان اعمال سے معافی کی امید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرما دیں تو (یہ ان کی رحمت سے) دور کی بات نہیں ہے کیونکہ رحمت بہت وسیع ہے۔

تحقیق: یہ سارے علوم اور احوال سنت کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

انوار توجہ کے قابل نہیں ہیں

سوال: میری ماں حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہیں کہ پہلے جو کرامتیں نظر آتی تھیں (وہ اب نظر نہیں آتی ہیں) بلکہ بالکل اندھیرا ہو گیا ہے دیکھا نہیں جاتا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اب حضور کی خدمت شریفہ میں عرض کرتی ہیں: جناب اپنے شاگردوں میں شمار فرما کر آئینہ کی صفائی کے لئے کوئی ذکر تعلیم فرمائیں۔ شب و روز رونے دھونے میں ہے لیکن کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والدہ سے کہہ دیں جن (باتوں) کو تم کرامات سمجھتی ہو وہ (اس سلوک کے) راستے کے چور تھے۔ خدا کا شکر کرو سب بند ہوا ورنہ ساری زندگی غیر اللہ کے تماشہ میں مبتلا رہتیں۔ سب پر لاحول پڑھ کر ذکر و طاعت میں مشغول ہو۔

موت کے خیال کے غالب ہونے کا علاج

سوال: خادم کو کچھ دنوں سے کبھی کبھی موت کا خیال اتنا ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو جاتے ہیں، بہت پریشانی ہوتی ہے دل میں بالکل تازگی نہیں رہتی ہے۔ کچھ گھڑیوں کے بعد جب خیال کم ہوتا ہے تو طبیعت ٹھیک

ہو جاتی ہے۔ دن رات میں کسی وقت بھی موت کا خیال غالب ہو جاتا ہے۔ کیا تدبیر کی جائے اور یہ معاملہ کیا ہے خادم کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

جواب: موت کا خیال مبارک حالت ہے لیکن اگر اس سے صحت میں کچھ خرابی ہوتی ہے تو اس کا اعتدال رحمت کا مراقبہ اور رسالہ شوق وطن کے مطالعے سے کی جائے۔

ہاتھوں میں کسی چیز کے رینگنے کی حقیقت

حال: دل میں تو اسم ذات ہی کی طرح لگتا ہے مگر دونوں ہاتھوں میں ایک چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ دوران خون کی حرکت ہوگی۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! ہاتھوں میں جو چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اس کے بارے میں حقیقتاً آپ کی رائے صحیح ہے۔ اکثر اس کا سبب یہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگر مزاج خراب نہ ہو تو یہ حالت بھی اس لئے پسندیدہ ہے کہ اس سے خصوصی طور پر یکسوئی اور ذکر کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس صورت میں اس کو ختم کرنے کا اہتمام نہ کیا جائے ورنہ (اگر مزاج خراب ہے تو) طبیب سے علاج کرایا جائے۔

دینی کاموں میں مستقل مزاجی نہ ہونے کا علاج

حال: دل بہت پریشان رہتا ہے (میرے) امراض ہلاک کرنے والے ہیں۔ قریب ہے کہ (مجھے) ہلاکت میں ڈال دیں۔ دین کے کاموں میں غیر مستقل مزاجی روزانہ ترقی پر ہے۔ حضرت نے جو ذکر فرمایا تھا وہ کرتا ہوں مگر وساوس بہت آتے ہیں۔ برے اخلاق حد سے (زیادہ) بڑھ گئے ہیں۔ غرض تمام بری باتوں میں مبتلا ہوں۔ تلاوت سے بھی کبھی جی چرانے لگتا ہوں۔ خدا کی قسم بہت ہی حیران و پریشان ہوں۔ میرے آقا! خدا کے لئے اس دور پڑے ہوئے احقر کی طرف بھی توجہ فرمائیں (کہ اس کی حالت) ٹی بی کے بخار سے بھی خطرناک ہے۔ تعلیم کے سلسلہ میں بھی طبیعت پر بہت زبردستی کرتا ہوں اس سے بھی جی اکتاتا ہے۔

تحقیق: اگر اس کا سبب سستی یا بری صحبت ہے تو اس کا علاج کچھ آرام کرنا ہے اور اگر کوئی دوسرا سبب ہے تو مجھے بتایئے تاکہ علاج بتایا جائے۔

محبوبہ بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج

سوال: احقر وابتر کی طرف سے باادب گزارش ہے کہ (میری) اس بے خوف تحریر کو غور سے پڑھیں اور میری

گستاخی کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول ہدیٰ (ﷺ) کے طفیل معاف فرمایئے۔ میری عرض یہ ہے کہ میری بیوی کو انتقال ہوئے ڈیڑھ دو سال ہوئے ہیں۔ مجھے اپنی اس بیوی سے بہت محبت تھی بلکہ میں تو اس کا عاشق تھا۔ اس سے جو اولاد ہوئی اب تک موجود ہے اور بیوی انتقال کر گئی۔ اس کے مرنے سے اتنا رنج ہوا کہ وہ لکھنے سے بیان نہیں ہوسکتا ہے۔

اتنا عرصہ گزر گیا مگر اب تک وہی (پہلی والی) حالت ہے۔ صرف مجنون کی تشبیہ کافی نہیں ہے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے۔ میرے ورد اور وظائف بالکل چھوٹ گئے ہیں۔ مشکل سے پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہوں لیکن خشوع وخضوع کا تو نام ہی نہیں ہے۔ اس (کیفیت) کو دور کرنے کے لئے بہت سی ترکیبیں اختیار کیں لیکن کوئی مفید نہ ہوئی۔ میں اتنا مجبور ہوں کہ میری دین و دنیا دونوں خراب ہو رہے ہیں۔

(میری حالت یہ ہے کہ) میں قرض دار ہوگیا ہوں۔ جو کچھ اسباب میرے پاس تھے وہ رہن ہو چکا ہے اور بک گیا ہے۔ آخرت کا انجام بھی بہتر نہیں سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں میں بہت زیادہ خوف زدہ رہتا ہوں مگر مجبور ہوں۔ اس لئے گزارش ہے کہ حضور دعا فرمائیں کہ مجھے کوئی عورت ویسی ہی ملے یا جو خیال ہے بالکل ختم ہو جائے۔ ان دونوں میں جو میرے لئے بہتر ہو وہ آپ (طے) فرمائیں بلکہ اس محبت کی جگہ حضور ﷺ کی محبت کا میرے دل میں گھر ہو جائے۔ مجھے بھی کوئی ترکیب بتا دیں۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیر کی دعا کرتا ہوں (آپ کو) نکاح کرنے سے فائدہ ہوگا اگر ویسی ہی عورت نہ ہو اس لئے کوئی مضبوط رکاوٹ نہ ہو تو نکاح کر لینا چاہئے۔ جب تک نکاح کا (انتظام) نہ ہو رسالہ تبلیغ دین میں سے زہد اور دنیا کی برائی کے مضمون کا مطالعہ کریں اور دو ہفتہ بعد اطلاع کریں۔

فنا کے مقام کی تحقیق

حضرت کے بعض متعلقین جن کو حضرت کی طرف سے بیعت کی اجازت ملی ہوئی ہے ان کے زبانی سوالات جن کے حضرت کی طرف سے زبانی جوابات (بندہ نے) ان کو اپنے الفاظ میں جمع کیا ہے۔ جس کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

سؤال: فنا میں بے خودی اور بے شعوری ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: ارشاد فرمایا: فنا میں اپنی اور مخلوق کی طرف سے بے توجہی ہو جاتی ہے چاہے استغراق (ڈوبنے کی کیفیت) ہو یا نہ ہو۔ فنا کے لئے استغراق ضروری نہیں ہے۔ فنا کی دو قسمیں ہیں۔

❶ ایک یہ ہے کہ سالک کی جتنی بھی بری صفات ہیں ساری اچھی صفات سے بدل جائیں جیسے کسی میں غرور و تکبر، کنجوسی، ریا لالچ وغیرہ صفات ہیں ان کی جگہ تواضع، سخاوت، برداشت، قناعت، اخلاص اور توکل وغیرہ صفات پیدا ہو جائیں اور یہ بری صفات مغلوب اور کمزور ہو جائیں اور اس کا موقع اور اس کے استعمال کی جگہ بھی بدل جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا موقع آئے جہاں ان (اچھی صفات) کو استعمال کرنا برا اور بے موقع ہے جیسے کوئی گناہ کا موقع ہو تو ایسی جگہ (ان صفات) تواضع سخاوت برداشت وغیرہ کو استعمال کرنا برا اور بے موقع ہوگا۔ (اور اسی طرح) جہاں گناہ کا کوئی شبہ نہ ہو وہاں ان صفات کو استعمال کرنا پسندیدہ ہوگا۔ اسی طرح باقی صفات کو سمجھ لیجئے۔

بس اس فنا (کی پہلی قسم) میں سالک کی بری صفات غرور و تکبر، غصہ اور شہوت وغیرہ حقیقت میں فنا ہو جاتی ہیں اور ان کا ازالہ اور میلان دوسری طرف ہو جاتا ہے۔ (اور) سالک صفات حمیدہ اخلاص، تواضع، صبر شکر، حلم توکل اور رضا وغیرہ کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ ان بری صفات کے فناء ہو جانے کو فنائے حسی اور حقیقی اور ان کی جگہ اچھی صفات پیدا ہو جانے کو ان (صوفیاء) کی اصطلاح میں بقا کہتے ہیں۔

❷ دوسری قسم فنا کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی حضوری کے غلبہ کی وجہ سے سالک اپنے اور مخلوق کے علم (معلوم ہونے) اور توجہ (اس کی طرف متوجہ ہونے) سے فنا ہو جاتا ہے۔ (اور) سالک اللہ تعالیٰ کے علم اور توجہ کے ساتھ باقی رہتا ہے اور حقیقت میں سالک اور مخلوق فنا نہیں ہو جاتے ہیں بلکہ سالک اور مخلوق کا علم اور توجہ فنا ہو جاتا ہے۔ اس معنی میں اس فنا کو ان (صوفیاء) کی اصطلاح میں فنائے علمی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سالک کو پہلے اپنی اور دوسروں کی طرف علم اور توجہ بھی اس طرح اب نہیں رہا فنا ہو گیا۔

فانی شوی و بدوست باقی   ایں طرفہ نیشند و ہستند

ترجمہ: ”تو فانی ہو جا اور دوست کے ساتھ باقی رہ اس راستے میں نہیں ہے اور ہے۔“ (یعنی حقیقی توجہ تو ہے مگر پہلی جیسی نہیں ہے اس لیے یہ کیفیت ایسی ہے کہ توجہ ہے بھی اور نہیں بھی۔)

اس فنا کے بعد سالک کو جو کیفیت حاصل کرے اس (کیفیت) کو بقا کہتے ہیں۔ اگر علم فنا سے بھی فنا حاصل کر لے (یعنی اس کو اپنے فنا ہونے کا بھی علم نہ رہے) تو ان (صوفیاء کی اصطلاح میں) اس کو فنا در فنا اور فناء الفناء کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس فنا میں سالک کو اپنی خطا اپنے فنا ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا ہے کہ میں فنا ہو گیا ہوں۔ اس معنی میں اس کو فنا در فنا اور فناء الفناء کہتے ہیں۔ اس فناء الفنا کے بعد سالک جو کیفیت حاصل

کرے اس کو بقاء البقاء کہتے ہیں۔

ان جوابات کو جمع کرنے والا کہتا ہے کہ اس فنا میں سالک کو مکمل فنا اور کامل بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ سیر الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف چلنا) جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے کٹ جانے کا نام ہے اس جگہ ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد سیر فی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ میں چلنا) جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہنے کا نام ہے اس جگہ سے شروع ہو جاتی ہے۔ اس تجلی اور مشاہدہ کی حد نہیں یہ بے حد ہے۔ ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں　　بمیرد مستقی تشنہ ودریا ہم چناں باقی

اُے برادر بے نہایت در گہیست　　ہرچہ بروے میر سی مایست

ترجمہ

❶ نہ حد ہے اس کے حسن کی نہ سعدی کے سخن کی انتہا ہے پیاسا مرجاتا ہے پینے والا دریا یونہی رہتا ہے باقی۔ (یعنی آدمی کی زندگی ختم ہو جاتی ہے مگر یہ تجلی ختم نہیں ہوتی ہے اسی کے بارے میں اگلا شعر ہے)

❷ کچھ انتہا نہیں ہے اس در کی میرے یارو ـــــ ٹھہرو نہیں کہیں پر آگے قدم بڑھاؤ۔

اسی طرح عارف سالک کو جتنا اس کا ذوق اور وجدان (احساس) ہو یہ معرفت اتنی ہی حاصل ہوتی ہے اور جتنا انس ومحبت اور تقویٰ ہو یہ نسبت اتنی ہمیشہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے عارف سالک ہمیشہ قرب اور ترقی کرتا رہتا ہے اور معرفت سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرتا ہے بلکہ جتنا (قرب) ہوتا جائے خواہش اتنی ہی اور باقی رہتی ہے اور خواہش کیوں نہ باقی رہے جس (ذات) کے حسن و جمال اور عظمت کی انتہا نہیں اس کی معرفت کی بھی حد نہیں ہے اس کو کب گھیرا جا سکتا ہے۔

سالک کو حال اور مکاشفہ کے غلبہ کی وجہ سے سالک کبھی جو کوئی چیز معلوم ہوتی نظر آتی اور متحضر ہوتی ہے اس کو تجلی مثالی کہتے ہیں۔ بعض سالکین دھوکہ میں آکر ان تجلیات مثالیہ کو جو ایک اصطلاحی تجلی ہے مخلوق ہے حقیقی تجلی جس کا وعدہ آخرت میں ہے سمجھتے ہیں حالانکہ یہ اور جو کچھ نظر آتا ہے یہ سب خیال ہے۔ ؎

ہرچہ درفہم تو آید آں توئی　　در گزر کانجا نمی گنجد دوئی

ترجمہ: ''جو تیری سمجھ میں آیا ہے تو وہی ہے ـــــ گذر جا کہ یہاں دوڑ نا مناسب نہیں ہے۔''

اس (مثالی) تجلی کو حقیقی تجلی نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ حقیقی تجلی جو دیکھنے میں معتبر ہے وہ صرف آخرت میں ہوگی آیت ''لیس کمثلہ شیء'' اور آیت اس بات کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ تجلیات سے پاک اور وراء الوراء ہیں۔

ع چہ نسبت خاک را باعالم پاک

ترجمہ: ''خاک کو پاک عالم سے کیا نسبت۔''

اللہ تعالیٰ ان سب سے بہت اونچے ہیں یہ ان کی شان ہے۔

عارف کی معرفت بہت سے پہچاننے سے عاجزی اور ہم نے آپ کو نہیں پہچانا ہے۔ یہ بھی کہ جس طرح عارف کی طبیعت معرفت و مشاہدہ سے کبھی نہیں بھرتی ہے اسی طرح آخرت میں دیدار الٰہی سے کبھی طبیعت نہیں بھرے گی۔ اسی طرح سے یہاں یہ نسبت اور معرفت محبت اور تقویٰ کے برابر ہوگی اسی طرح وہاں (آخرت میں) بھی قرب و دیدار الٰہی ہر خاص و عام کو معرفت اور تقویٰ کے برابر اور نسبت کے موافق ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرتبہ کے موافق دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے اور باقی مخلوق اپنے مرتبہ نسبت اور معرفت کے موافق دیدار الٰہی سے مشرف ہوگی۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کیمیائے سعادت میں نقل کیا ہے اور دوسری تصوف کی کتابوں میں لوگوں نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم تحقیقہ الحال۔

سُؤال: فن تصوف کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فنا میں بے خودی اور بے شعوری ہو جاتی ہے۔

جواب: فرمایا: یہ بھی ایک خاص اصطلاح ہے ورنہ فنا کے لئے بے خودی ضروری نہیں ہے۔ جس میں بے خودی ہوتی ہے وہ غیبت ہے اس کو فنا نہیں کہتے ہیں۔

سُؤال: فنا کی نسبت زائل ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: فرمایا: یہ زائل نہیں ہوتی ہے (بلکہ) ٹھہر جاتی ہے۔

تمکن اور سکون عقل کے غالب ہونے کی دلیل ہے

سُؤال: حال کے غلبہ اور کیفیت کے وقت انانیت اور خودی مغلوب لگتی ہے مگر پھر وہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

جواب: وہ کیفیت ہر وقت نہیں رہتی ہے۔

سُؤال: ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ۔ کیا وجہ ہے کہ حالات اور دل پر آنے والے خیالات ذوق شوق، انس حقیقت، شورش و مستی وغیرہ کا سالک کو کبھی کبھی غلبہ رہتا ہے اور بعد میں ان سب (حالات وغیرہ) میں سکون لگتا ہے اور حالت یکساں رہتی ہے۔

جواب: فرمایا: یہ بعد والی حالت تمکن اور سکون کی ہے۔ پہلے طبیعت کا غلبہ ہوتا ہے اس کے بعد عقل کا غلبہ رہتا ہے اس وجہ سے سکون ہو جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی حالت یہی تھی کہ ان کی طبیعت عقل کے تابع تھی یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ عشق الٰہی کے کمال کے باوجود کبھی مغلوب نہیں ہوئے اور درمیانے زمانے کے

اولیاء کو چونکہ عقل پر طبیعت کا غلبہ ہے اس لئے ان سے مغلوبیت کے احوال زیادہ ہوتے ہیں۔

انوار اور رنگوں کا نظر آنا

سؤال: ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ۔ اہل سلوک نے اس فن کی کتابوں میں ذکر اور مراقبہ کی حالت میں رنگوں اور انوار کے معلوم ہونے اور نظر آنے کے بارے میں لکھا ہے کہ جب سالک ذکر اور مجاہدہ سے دل اور روح کی صفائی حاصل کر لیتا ہے تو اکثر ذکر کے رنگ اور انوار ملکوتیہ (فرشتوں کے جیسے انوار) کا ظاہر ہونا کبھی اپنے وجود میں اور کبھی وجود کے باہر الگ دیکھتا ہے۔ اس کے آثار کو پسندیدہ اور ناپسندیدہ بھی لکھا ہے۔ کیا یہ سب حقیقت میں خیال کے تصرف (یعنی خیال کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں) اور دماغ کی خشکی کی وجہ سے خیالی صورتیں اس طرح بن کر ظاہر ہوتی ہیں یا حقیقت میں اس کی بھی کچھ اصل ہے۔

جواب: زیادہ تر ایسا ہی ہے (یعنی یہ سب خیال کے تصرف اور دماغ کی خشکی ...... آخر تک) اور اگر حقیقت میں کسی کو کچھ ملکوتی (فرشتوں جیسے) واقعات معلوم اور نظر آ جائیں تو (یہ مقصود نہیں ہیں بلکہ) یہ غیر مقصود ہیں اور توجہ کے قابل نہیں ہیں۔ اس موقع پر بہت بڑی گمراہی ہوتی ہے کہ اگر شیخ کامل اور محقق کا سایہ نہیں ہو تو حق کا طالب غیر مقصود کو مقصود سمجھتا ہے اور انواع و اقسام کی غلطیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور ساری زندگی رنگوں اور انوار ہی کی لذت اور کوشش میں غمگین رہتا ہے بلکہ تنگ آ کر ذکر اور طاعت جو اصل مقصود ہے (کو) چھوڑ بیٹھتا ہے اور شیخ سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے۔

غرض یہ کہ اس کی ساری زندگی اسی الٹ پھیر میں گزر جاتی ہے اور اس کا دینی یا دنیوی کوئی کام بھی صحیح نہیں ہوتا ہے۔

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب	که حیف باشد ازو غیر او تمنائے

ترجمہ: ''دوست کی رضا چاہیے وصل و فراق سے کیا مطلب ـــــ دوست سے کچھ اور چاہنا افسوس کی بات ہے۔''

اسی وجہ سے جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے نورانی حجاب کو ظلماتی حجاب سے زیادہ سخت فرمایا ہے اور اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو اس کی طرف توجہ کرنے سے روکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طالب اس جگہ اصل مقصود سے (پیچھے) رہ جاتا ہے اور یہ بڑی محرومی ہے۔ اس اشغال کی مشغولی، کثرت فکر اور مراقبہ و مجاہدہ سے اصل مقصود نفس کی اصلاح دل کی صفائی اور اس آیت کریمہ کے مضمون ''الا بذکر اللہ تطمئن

القلوب'' (کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے) سے (معلوم ہوتا ہے کہ) دل کی یکسوئی اور دل کے اطمینان کی دولت اور حضور مع (کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ساتھ ہونے کا دھیان) کی نسبت (مل جانے) یکسوئی یادداشت کے ملکہ (یادداشت کی کیفیت) کے مضبوط ہو جانے کی تدبیر اور توکل، اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا، اخلاص، توحید، اور خشیت وغیرہ کے مقامات کو صحیح کرنا ہے۔ ورنہ بذات خود اس (اشتغال وغیرہ) کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اصل مقصود صرف ذکر اور طاعت حق ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

سُؤال: لطائف کے رنگ اور انوار کی طرف توجہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی، کیا یہ سلوک کے راستے کا حصہ ہے کہ فن کی کتابوں میں اس کو ذکر کیا ہے؟

جَوابْ: فرمایا: سلوک کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ لطائف کے رنگ اور انوار عارضی ہیں کیونکہ لطائف کی جانب توجہ رکھنے سے طالب کو جلدی یکسوئی حاصل ہوتی ہے اس لئے شیوخ اس کی جانب متوجہ کرتے ہیں۔ اس مشغولی میں اگر کسی کو کچھ رنگ اور انوار نظر آ گئے تو پہلے اس کی بے قیمتی نہیں کرتے ہیں تاکہ (طالب کی) یکسوئی میں کمزوری نہ ہو جائے بلکہ جب یکسوئی کا ملکہ مضبوط ہو جاتا ہے تو اس کی طرف سے توجہ ہٹا دیتے ہیں۔

رحمانی تجلی اور شیطانی تجلی کی پہچان

سُؤال: ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ۔ ممکن ہے ہے ان (نظر آنے والی) مثالی صورتوں کے ساتھ شیطان بھی متجلی ہو جائے (یعنی نظر آ جائے) تو رحمانی تجلی اور شیطانی تجلی کی کیا پہنچان ہے؟

جَوابْ: فرمایا: اگر اس کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی اور وحشت کی علامت پائی جائے تو (یہ) شیطانی تجلی ہے اور اگر نور ہدایت اور انس اور خوشی کی علامت پائی جائے تو رحمانی تجلی ہے۔

سُؤال: تاریخ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ۔ اس تجلی کے ساتھ کشف وخواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا صرف دل ہی کے ساتھ ہوتا ہے یا آنکھ سے بھی دیکھنا ہو سکتا ہے۔

جَوابْ: فرمایا: حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب قدس سرہ) فرماتے تھے: اس تجلی کا نظر آنا صرف دل کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ مراقبہ کی حالت میں آنکھ کھلی بھی ہو لیکن اس کا نظر آنا اسی باطنی آنکھ سے ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ظاہری آنکھ بند بھی کر لی جائے تب بھی وہ نظر آئے گا۔

اور خود یہ فرمایا: یہ (بات) بھی عقل کے قریب ہے کہ آنکھ بند کر لی جائے وہ (پھر بھی) نظر نہ آئے جیسے

عینک لگی ہوئی ہو اور آنکھ بند کر لی جائے تو کچھ نظر نہیں آتا ہے تو یہ آنکھ بند کر لینے پر نظر نہ آنا بھی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس آنکھ سے نظر آتا تھا۔

بسط کی حالت میں اعمال کی زیادتی

سوال: تاریخ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ۔ بسط اور انس کی حالت میں اعمال اپنے پچھلے معمول سے زیادہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ ایسی حالت میں خشوع خضوع اور ہمت اور اعمال کا شوق بہت ہوتا ہے۔

جواب: ارشاد فرمایا: ہاں! (ایسے موقع پر) دل میں خیالات کی چاہت پر عمل کرنا چاہئے۔

فنا کی نسبت کا ٹھہرنا

سوال: ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ فنا کی نسبت ختم ہوتی ہے یا نہیں؟ ارشاد ہوا تھا کہ (فنا کی نسبت) ٹھہر جاتی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ حال تو ایک غیر اختیاری اور عطا کی جانے والی چیز ہے اور مقام اختیاری چیز ہے تو حال (جب اختیاری چیز ہے تو وہ) کیسے معلوم ہوسکتا ہے۔

جواب: فرمایا: رسوخ (مضبوط اور پختہ ہونے) اور تمکن (ٹھہرنے) کے بعد حال (جو غیر اختیاری چیز ہے) ٹھہر جاتا ہے۔ اس کو معنی میں مقام ٹھہر کہتے ہیں یہ بھی تصوف کی ایک اصطلاح ہے یعنی مقام کے ایک معنی باطنی اختیاری عمل اور دوسرے معنی ثابت و راسخ حال کے ہیں۔

فنا و زہد میں فرق

سوال: تاریخ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ۔ فرمایا تھا کہ فنا غیر کی طرف توجہ نہ ہونے کا نام ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ سالک کو اس غیر کی طرف توجہ نہ ہونے کے بعد پھر (دوبارہ) غیر کی طرف توجہ ہوتی ہے یا نہیں کیونکہ یہ ایک (حال ہے اور) حال میں ظاہر ہے کہ ہمیشگی نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زہد بھی ایک مقام (درجہ) ہے جس میں غیر اللہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے تو پھر اس (زہد) مقام اور اس (فنا کے) حال میں کیا فرق رہا۔

جواب: ارشاد فرمایا: (سالک کو مخلوق کی طرف) توجہ نہ ہونے کے بعد دوبارہ توجہ ہوتی ہے لیکن اتنی نہیں ہوتی جتنی پہلے ہوتی تھی بلکہ بہت کم ہوتی ہے۔ فنا میں دلچسپی والی توجہ اور وساوس کا کم ہو جانا ایک ضروری بات ہے ورنہ یہ بات فنا کے خلاف ہوگی۔

زہد حرص کے مقابلے میں اور اس (فنا) میں حرص نہیں ہوتی ہے۔ توجہ اور وساوس سب ہوتے ہیں۔

سُؤال: تاریخ ۱ محرم ۳۲ھ۔ (کیا) فنا میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف التفات اور توجہ نہیں ہوتی ہے یا جس (شی) کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس کی طرف بھی التفات نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ جو تعلق اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا غیر نہیں ہے۔ (یعنی وہ بھی اللہ تعالیٰ میں کمی کی وجہ سے ہے)۔

جَوابْ: ارشاد فرمایا: اگر ذات کی تجلی کے غلبہ سے فنا ہوا ہے تو صفات اور ممکنات (جو چیز ممکن ہوں) کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے اور اگر افعال اور صفات کی تجلی سے فنا ہوا ہے تو ممکنات کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

فنا کس کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے

سُؤال: تاریخ ۱۸ محرم ۳۳ھ۔ فنا (کس چیز کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے؟ کیا) توحید کے غلبہ یا محبت اور خشیت کے غلبہ وغیرہ سے (پیدا) ہوتی ہے؟

جَوابْ: فرمایا: استحضار کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے خواہ وہ غلبہ کسی (بھی) وجہ سے ہو۔ تحقیق علمی کے درجہ میں فنا ہی کو توحید کہتے ہیں اور حال کے درجہ میں فنا کہتے ہیں۔

بقا کی تفسیر

سُؤال: ۱۸ محرم ۳۳ھ۔ بقا کس چیز کا نام ہے؟

جَوابْ: ارشاد فرمایا: فنا میں حق کی حاضری کے غلبہ کی وجہ سے مخلوق کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اس (بقاء کی توجہ اور) فنا سے پہلے کی توجہ میں فرق ہوتا ہے (فنا سے) پہلے جو توجہ تھی وہ خودغرضی اور نفس کی خواہش کی وجہ سے تھی اور (اب) یہ توجہ جو فنا کے بعد ہوتی ہے جس کا نام بقا ہے (وہ) خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کا آئینہ سمجھ کر ہوتی ہے۔ ایسا شخص رسول کا نائب اور اس قابل ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور وہ شیخ ہونے کے قابل بھی ہوتا ہے۔

احوال کا غلبہ ابتداء والے اور آخر والے سب کو ہوتا ہے

سُؤال: ۲ صفر ۲۲ھ۔ احوال کا غلبہ اور دورہ شروع اور آخر والے سب کو کبھی کبھی ہمیشہ ہوتا ہے یا صرف شروع کرنے والے کو ہوتا ہے (اور آخر والے کو نہیں ہوتا ہے)۔

جَوابْ: ارشاد فرمایا: (احوال کا غلبہ اور دورہ) شروع اور آخر والے سب کو کبھی کبھی ہوتا ہے لیکن آخر والے کو اتنا (غلبہ) نہیں ہوتا ہے کہ حالت کے غلبہ سے اپنے انتظامات (کاموں) میں فرق کردے۔ وہ ابوالوقت (وقت پر

قدرت رکھنے والا) اور اپنے حال پر غالب ہوتا۔ (اور) شروع کرنے والا (ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ) حال پر غالب نہیں ہوتا ہے اور حال اس پر غالب ہوتا ہے اور یہ غلبہ وجد کہلاتا ہے۔ غیر پسندیدہ حالت جو غالب ہو کو صرف وجد کہتے ہیں۔ یہ سلف صالحین کو بھی ہوا ہے لیکن اتنا نہیں ہوا کہ وہ بالکل مغلوب ہو گئے ہوں۔ چنانچہ آیت تقشعر الخ۔ انہیں لوگوں کی شان میں ہے۔

آنحضرت ﷺ کے حالات میں بھی ہے کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو سینہ مبارک سے دیگ کے جوش کی طرح آواز نکلتی تھی۔ یہ حضور ﷺ کا وجد تھا۔

رقت (نرمی) مقصود نہیں

حَال: نفی اثبات کا ذکر ایک ہزار بار اور اسم ذات کا ذکر ڈیڑھ ہزار بار کرتا ہوں مگر پہلے ذکر میں رقت لگتی تھی اب نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: کام کئے جاؤ رقت وغیرہ کے حالات مقصود نہیں ہیں۔ اصل مقصود استقامت اور عبدیت ہے۔

استقامت اور تمکن آہستہ آہستہ ہونے والے کام ہیں

حَال: میری حالت یہ ہے کہ پہلے یکسوئی اور نماز میں دل لگنے میں ترقی ہوگئی تھی۔ (بندہ نے) جس کی اطلاع حضور کو دی گئی تھی۔ اب دوبارہ سے اس (ترقی) میں تنزل (ہوگیا) ہے۔ اگرچہ ابھی تک بالکل پہلے سے حالت اچھی ہے۔ حضرت والا کی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترجمہ: ''مٹی جن کی اک نظر سے سونا بن جائے —— کاش کہ ان کی نظر ہم پہ مر جائے۔''

حضرت کے فرمائے ہوئے باقی معمولات پر عمل کرتا ہوں۔ نیند کا اسی طرح غلبہ ہے اس میں کسی طرح کمی نہیں ہوتی ہے مگر کبھی کبھی ہوتی ہے۔

تحقیق: عزیزم السلام علیہ ورحمۃ اللہ۔

بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں۔ احوال میں شروع میں اسی طرح تغیر اور تبدل اور کمی زیادتی ہوتی ہے کچھ فکر نہیں کیجئے۔ ایک عرصہ بعد اگر کوشش مسلسل ہوتی رہے تو تمکن اور استقامت حاصل ہو جاتی ہے۔ ؎

صوفی نشود صافی تا درنکشد جامے   بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ''صوفی کے صافی ہونے کو جام مشقت چاہئے —— کچے کو پکا ہونے کو ایک مدت

چاہئے۔"

نیند طبعی چیز ہے نقصان دہ نہیں ہے۔

قبض کے کچھ اسباب

سوال: میں جو ذکر تہجد، فجر اور ظہر کے بعد کرتا تھا اب ایسی حالت ہوگئی ہے کہ دل کو ذکر کرنے سے بالکل نفرت ہوگئی ہے دل ایک لمحہ بھی مشغول ہونا نہیں چاہتا ہے بلکہ ہر نیک کام میں ایسا ہی ہوگیا ہے۔ اس کا علاج کیا ہے اور کیا کروں؟ اس حالت کو اندازاً ایک مہینہ ہوا ہے۔ خدا جانے میری تقدیر میں کیا لکھا ہے۔

میں اس ذکر کی وجہ سے کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوا ہوں۔ حضرت کی خدمت سے آکر اس ذکر ہی میں (مشغول) تھا کہ آج ایک سال ہوگیا ہے۔ (مگر) اب تہجد کی نماز بھی چھوڑ دی ہے۔ دل میں ذوق وشوق ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہے۔ کسی کام کا بھی دل میں ذوق وشوق نہیں ہوتا ہے۔

جواب: یہ حالت قبض (کی حالت) کہلاتی ہے۔ اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اور ہر سبب کی الگ الگ تدبیر ہوتی ہے۔ کیا آپ کے دل میں کسی کا عشق تو نہیں ہوگیا ہے یا کسی ناجنس دنیا پرست کی صحبت تو حاصل نہیں ہوئی ہے؟ اطلاع دیں۔

نماز میں لذت آنا

حال: کبھی نماز میں ایسی خوشی اور لذت محسوس ہوتی ہے کہ دنیا اور دنیا کے اندر کسی چیز میں یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔ بالکل سنت کے مطابق (حالت) ہے (کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:) "وجعلت قرة عيني في الصلاة" (کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے)۔

دل کی نرمی (کی حالت) مبارک حالت ہے

حال: اکثر قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اور اسی طرح دوسرے اوقات میں دل پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ بے حد نرمی (ہوتی ہے) اور دل کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ اس راستے میں میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائے جائیں۔ سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے اور دل میں عجیب خوشی اور بہار لگتی ہے۔ یہ حالت تقریباً ایک گھنٹہ تک رہتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔ مگر کچھ دنوں تک مقویات (قوت دینے والی دوائیں) اور مفرحات (جو طبیعت میں کشادگی اور فرحت پیدا کرنے والی دواؤں) کا سلسلہ جاری رکھنا مناسب ہوگا۔

حال: نماز میں تو خشوع ہونے پر بے حد نرمی ہوتی ہے اور لگتا ہے کہ سارے جسم سے اللہ اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔

اپنا حال بے اختیار ظاہر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے

حال: کبھی لوگوں سے اپنا جہاں تک ہو سکے چھپاتا ہوں۔

تحقیق: اس (اپنا حال چھپانے) کی زیادہ کوشش نہ کریں اگر بے اختیار ظاہر ہو جائے (تو) ہونے دیں۔

دلی اطمینان کی تقسیم وتفسیر

حال: احقر کو اپنے برے حال پر بہت شرمندگی اور پریشانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب" "کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے" احقر کو اس کے خلاف (کیوں ہوتا ہے کہ) بے اطمینانی اور پریشانی رہتی ہے۔

تحقیق: اس آیت میں (اطمینان سے) طبعی اطمینان مُراد نہیں ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول "ولکن لیطمئن قلبی" (کہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے) سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطمینان حاصل نہیں تھا تو اس سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نعوذ باللہ ذکر سے ان کو کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ حاشا وکلا (ہرگز نہیں خدا نہ کرے) تو اس بات کو کون کہے گا۔

اس لئے اس آیت میں اطمینان سے عقلی اطمینان مراد ہے یعنی اعتقادی ایمان (مراد) ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قول بلی سے ظاہر فرمایا ہے۔ اس لئے اس آیت سے ایمانی اعتقاد مراد ہے۔ اس کی دلیل آیت کے آگے اور پیچھے کا حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ" اس (آیت) کے جواب میں (یہ آیت) ارشاد فرمائی گئی ہے یعنی یہ (کافر) لوگ دشمنی کی وجہ سے فوری معجزات کی فرمائش کرتے ہیں اور جو لوگ اہل ایمان ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں اور اس ذکر میں ایک بڑا ذکر قرآن ہے (تو وہ اہل ایمان) اس سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور اس قرآن کے معجزہ کو نبوت پر دلالت کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں یہی خاصیت ہوتی ہے کہ جس درجہ کا ذکر ہوتا ہے اسی درجہ کا اطمینان حاصل

ہوتا ہے۔ اعتقادی ذکر سے اعتقادی اطمینان اور حالی ذکر سے حالی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

آپ اعتقادی ذکر میں حالی اطمینان تلاش کرتے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ حاصل ہو جائے گا۔ اس کے حاصل نہ ہونے سے ذکر کے مفید نہ ہونے کا شبہ نہ کریں۔

اعمال کے ضائع ہو جانے کا خوف ایمان کی علامت ہے

حَال: (میری) صورت حال یہ ہے کہ حضور نے جو احکام (اپنی) زبان مبارک سے (مجھ کرنے کے لئے) فرمائے تھے میں اب تک ان کو کر رہا ہوں وہ اعمال یہ ہیں پانچ وقت نماز، تہجد بارہ تسبیح کے ساتھ۔ اور صبح کلام مجید کے بعد مناجات مقبول عربی پڑھنے کے بعد اپنے کام پر جاتا ہوں۔ لیکن بندہ کو یہ خوف ہے کہ قیامت کے دن یہ محنت بے کار جائے تو بہت مشکل کا سامنا ہوگا۔

تحقیق: یہ خوف تو ایمان کی علامت ہے۔

سُؤال: اس لئے گزارش کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے بندہ کو (کوئی) ایسا اصول بتا دیا جائے کہ اعمال کی قبولیت کے بارے میں یقین کے درجہ تک پہنچ جاؤں۔

تحقیق: ہمارے سارے اعمال قبول ہوتے ہیں یہ یقین جائز ہی کب ہے (کہ اس کے لئے کوئی اصول بتایا جائے) اور اس کے خلاف کہ ہمارے سارے اعمال قبول نہ ہونے کا) شبہ بالکل باطل ہے۔ (کہ کچھ اعمال قبول بھی ہوتے ہیں)۔

دنیاوی پریشانی کا علاج

حَال: خاکسار کی طبیعت آج کل زیادہ پریشان رہتی ہے۔ یہ خاکسار دنیاوی باتوں کے بارے میں اگرچہ لکھنا نہیں چاہتا تھا مگر اس خیال سے عرض کیا کہ خاکسار کے خیال میں اس پریشانی کا اثر دین کے کاموں پر ہو رہا ہے۔ اس لئے (ان دنیاوی باتوں کو) عرض کرنا مناسب سمجھا۔

(خاکسار کا حال یہ ہے کہ) ورد اور وظائف باقاعدہ نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی تہجد کے وقت باقاعدہ آنکھ کھلتی ہے۔ اکثر دیر ہو جاتی ہے جس نے پریشانی کو اور بڑھا دیا ہے۔

تحقیق: پریشانی کی طرف متوجہ ہونا پریشانی بڑھنے کا سبب ہوتا ہے۔ جب پریشانی ہو تو پریشانی کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے حق تعالیٰ کی طرف یہ خیال کر کے متوجہ ہوں کہ وہ ان تمام کاموں میں ہمیں کافی ہیں اور ان ہی سے تعلق بڑھانا ساری بلاؤں کو دور کرنے والا ہے۔ بس اس طریقہ سے فوراً پریشانی کا اثر کم ہو جائے گا حتیٰ

کہ پریشانی بالکل ختم ہوجائے گی کر کے دیکھئے اور آرام لیجئے۔

دل کی جلن کا علاج

سؤال: (میری) کیفیت یہ ہے کہ تھوڑے عرصے سے دل پر کچھ ایسا لگتا ہے کہ جیسے کچھ (اثر ہو جس کو) جلن کہوں یا آگ کہوں (کچھ سمجھ نہیں آتا ہے) ہر وقت ایسا لگتا ہے جیسے کوئی چیز رینگ رہی ہے۔ اب تک میں نے یہ خیال کیا کہ کوئی مرض ہے (اور) اب یہ خیال آیا کہ حضور کو اطلاع دوں کہ یہ کیا بات ہے میرے لئے نقصان دہ ہے یا مفید ہے۔

جواب: یہ جلن کبھی ذکر کے اثر سے بھی ہوتی ہے اور کبھی مرض کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ پہلے طبیب کو دکھانا چاہئے اگر وہ مرض سے اطمینان دلا دیں (کہ مرض نہیں ہے) تو پھر ذیل کی باتوں پر عمل کریں۔

❶ (ذکر) بلند آواز سے کرنا اور (اس میں) ضرب لگانا چھوڑ دیں۔

❷ ذکر کے بعد ایک ہزار مرتبہ یا باسط پڑھیں۔

❸ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پانی پر دم کر کے پیا کریں۔

❹ حق تعالیٰ کی رحمت کے مضامین کا مطالعہ کریں۔ اگر کیمیائے سعادت (کتاب) یا اس کے ترجمے اکسیر ہدایت میں امید کا باب مطالعہ کریں تو مناسب ہے۔

❺ مفرحات (دل کو خوش کرنے والی) اور مقویات (دل و دماغ کو قوت دینے والی دوائیں) کو استعمال کریں۔ ایک ہفتہ بعد دوبارہ اطلاع دیں۔

حال: (حضرت!) میرے مزاج میں دو نئی باتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ ایک غصہ بہت جلدی آتا ہے جس کی وجہ سے مجھے شرمندگی ہوتی ہے دوسرے دل ایک قسم کا اچاٹ (بیزار) سا رہتا ہے۔ طبیعت یکسو نہیں رہتی ہے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عادت سے نجات عطا فرمائیں۔

تحقیق: غصہ کا علاج اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اپنے گناہوں کو یاد کرنا ہے اور اچاٹ رہنے کا علاج اللہ تعالیٰ کا ذکر توجہ سے کرنا ہے۔ اس سے پریشانی ختم ہوجائے گی۔ دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: چند دن پہلے تو (میرے دل کی) گرمی کا یہ حال تھا کہ ذکر یا نماز کے وقت دل میں محسوس ہوتی تھی۔ اب چوبیس گھنٹہ دن رات یہ لگتا ہے کہ دل کے سامنے انگیٹھی روشن ہے مگر ابھی برداشت سے زیادہ نہیں ہے۔

تحقیق: شاید یہ (گرمی) بڑھ جائے اس لئے پہلے ہی سے حفاظت کے طور پر یہ ضروری ہے کہ ایک تو مختلف اوقات میں درود شریف کی کثرت رکھئے دوسرے روزانہ پندرہ منٹ جب معدہ بھرا ہوا نہ ہو چاند کو اپنے دل پر نکلتا ہوا تصور کریں۔ تیسرے حضرت حکیم صاحب سے کوئی طبی تدبیر معلوم کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

وہم کا علاج

سوال: میرے مزاج میں کچھ ہلکا سا وہم ہے۔ کوئی (ایسا) طریقہ بتائیں جس کو بندہ ہمیشہ کرے جس سے یہ عیب ختم ہو جائے۔

جواب: وہم کا ختم ہونا کسی عاقل کے پاس رہنے پر موقوف ہے اگر اس کی فرصت نہ ہو تو پھر یہ طریقہ ہے کہ اس کی چاہت پر عمل نہیں کیا جائے آہستہ آہستہ اسی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

گانا، موسیقی کے آلات اور شرعی حرام چیزیں دل کے انوار کا ذریعہ نہیں ہوتے

سوال: جب گانا شرعی طور پر حرام ہے اور موسیقی کے آلات بھی ممنوع ہیں اور حقیقت میں شریعت کے حکم کے علاوہ بھی گانا بجانا اور اس سے لذت حاصل کرنا ایک ہلکی حرکت ہے جو دنیاوی وقار کے بھی خلاف لگتی ہے اس کے باوجود اس بات پر بہت تعجب ہے کہ یہ چیزیں دل پر وارد، کیفیات اور انوار الٰہیہ کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہیں۔

جواب: (ان چیزوں کا) کیفیات کا ذریعہ بننا تو صحیح ہے لیکن کیفیات کا انوار ہونا صحیح نہیں ہے۔

کیفیات نہ ہونے سے پریشان نہیں ہونا چاہئے

حال: اہلیہ مرحومہ کی زندگی اور موت کے دو مہینہ بعد تک دل میں نرمی اور عبادت میں خشوع وخضوع اور دعا میں تضرع تو تھا۔ اس کے بعد تقریباً تین مہینہ کی لمبی بیماری میں معمولات وقت سے ادا ہوتے رہے۔ کچھ دن ایسی آفت ہوئی کہ تہجد میں اٹھنا نصیب نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل تقریباً دو مہینہ سے تہجد اور سارے معمولات ادا ہو رہے ہیں بلکہ اسم ذات کا ذکر جو بیماری اور کمزوری کی وجہ سے چھوٹ گیا تھا وہ بھی دن رات میں بارہ ہزار کی تعداد میں کچھ ضرب اور جہر سے ادا ہو رہا ہے مگر وہ کیفیات جن کا ذکر اوپر ہوا پیدا نہیں ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ کبھی کبھی دعا میں جی نہیں لگتا ہے۔ یہ بات ہی اچھی ہے کہ نماز میں کچھ دلی یکسوئی رہتی ہے۔ (معمولات یہ ہیں) تہجد کے بعد ذکر بارہ تسبیح، صبح کی نماز کے بعد درود شریف پانچ تسبیح، ظہر کے بعد استغفار پانچ تسبیح اور ہر نماز فرض ونفل کے بعد اسم

ذات کا ذکر۔

اس سے پہلے یہ حالت تھی کہ زیادہ تر خفیہ طریقہ سے اسم ذات جاری رہتا تھا۔ اب اکثر ارادہ کرنے پر بھی غفلت رہتی ہے۔

ع بحیرتم کہ سر انجام ماچہ خواہد بود

ترجمہ: ''حیرت میں ہوں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔''

ایک خرابی اور یہ ہوگئی ہے کہ پہلے اگر گناہ ہو جاتا تھا تو بہت شرمندگی اور عاجزی کے ساتھ استغفار کی توفیق ہوتی تھی اور اب (حالت یہ ہے کہ) شرمندگی تو کچھ ہوتی ہے مگر استغفار میں وہ بات نہیں ہوتی ہے امید کہ دعا سے سرفراز فرمائیں گے۔

تحقیق: کام کرتے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ پہلے سے زیادہ اچھی کیفیات ملیں گی مایوسی اور پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ اگر معمولات میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو استغفار کرنا چاہئے۔

ثمرات (نتائج) کا ظہور استعداد کے مطابق مختلف ہوتا ہے

حال: غلام کو درود شریف کے ورد اور مناجات مقبول پڑھنے میں جس طرح ذوق وشوق ہوتا ہے اس طرح قرآن مجید کی تلاوت اور نماز میں نہیں ہوتا ہے۔ کتنا ہی ذوق وشوق کوئی مقصود نہیں ہے پھر بھی حضور اقدس کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

تحقیق: وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ہو جائے گا طبیعتوں کی استعداد مختلف ہوتی ہے اس لئے ثمرات کی ترتیب میں اختلاف رہتا ہے۔

ہیبت کے آثار

حال: ؎

رازیکہ برخلق نہفتیم و نگفتیم   با دوست بگوئیم کہ او محرم راز است

ترجمہ: ''جس راز کو ہم نے سب سے چھپایا کسی کو نہ بتایا اپنے دوست کو بتاتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا راز دار ہے۔''

عرصہ ہوا میں نے اپنے حالات کی اطلاع اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ میں اپنی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شرمندہ تھا اس پر مزید یہ واقعہ پیش آگیا تھا کہ مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوگئی تھی کہ جس کی وجہ سے آپ سے

اس حالت کے بارے میں زبانی عرض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ کئی مرتبہ چاہا کہ زبانی نہیں تو لکھ کر ہی عرض کروں لیکن آپ کی موجودگی میں ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ہمت تو اب بھی نہیں ہوتی تھی اور شرم آتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ آپ فرمائیں گے اس کو جنون ہے یا (یہ) وہمی ہے (اور یہ) خیالی باتوں پر اتنی بکواس کیوں کرتا ہے۔ مرض کو چھپانا کسی حال میں (بھی) بہتر نظر نہ دیکھ کر چاہے نہ چاہے اس حالت کو ظاہر کرتا ہوں اور عنوان کا شعر دوبارہ یاد دلاتا ہوں۔

راز یکہ برخلق ہنفتیم ونگفتیم باد دست بگوئیم کہ اومحرم راز است

ترجمہ: ”جس راز کو ہم نے سب سے چھپایا کسی کو نہ بتایا اپنے دوست کو بتاتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا راز دار ہے۔“

عرض یہ ہے کہ میں کچھ عرصے سے حالت اور احساس کے اعتبار سے اپنے اندر کفر کی حالت پاتا ہوں۔ اگرچہ بحمد للہ عقیدے میں کچھ فرق نہیں لیکن ذوق کے اعتبار سے اپنے اعمال اور افعال کفر لگتے ہیں۔ ایک حسرت ہوتی ہے خصوصاً پرہیزگاروں کو دیکھ کر تو شرمندگی اور حسرت اور بھی زیادہ ہوتی ہے ان کے مقابلے میں اپنی حالت کفر کی لگنے لگتی ہے۔ اس وقت اس حالت میں یہ اشعار

چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من خود را نمیدانم نہ ترسا وٗ یہودیم نہ گبرم نے مسلمانم
عجائب حالتے دارم کہ من خود را نمید انم نہ دانم من کدامستم نہ باایم نہ با آنم
سودہ شد از سجدۂ پیش بتاں پیشانیم چند برخود تہمت دین مسلمانی نہم

ترجمہ

❶ کیا کروں مسلمانو! میں خود کو جانتا نہیں ہوں ـــــ نہ آتش پرست ہوں نہ یہودی نہ ہی مسلمان ہوں۔

❷ عجب حالت ہے میری میں خود کو مسلمان سمجھتا نہیں ہوں ـــــ نہ معلوم کون ہوں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں۔

❸ پیشانی کالی ہو چکی ہے بتوں کو سجدہ کرنے سے میری ـــــ دیں اسلام کی کچھ تہمت خود پہ رکھتا ہوں۔

ع ہر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

ترجمہ: ”میری ہر رگ تار بن گئی ہے اب مجھے زنار کی ضرورت نہیں ہے۔“

یاد آنے لگتے ہیں اور رقت اور جلن ہوتی ہے۔

ہزار بار دل کو سمجھاتا ہوں کہ مسلمان ہو کر خود کو کافر سمجھنا جنون ہے مگر جواب یہ آتا ہے کہ

مرادلیست بلفر آشنا کہ چندیں بار بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

ترجمہ: "میں اپنے کفر آشنا دل کو کئی بار کعبہ لے گیا ـــــ مگر یہ برہمن اور ہندو ہی واپس آیا۔"

استغفر اللہ میں کیا بکواس کرر ہا ہوں مجھے مخاطب کا لحاظ بھی نہیں رہا ہے ؎

مخاطب اند کے نازک مزاج است سخن کم گو کہ کم گفتن رواج است

میم بس تند و عہد پارسائی است فزودن در تکلف نارسائی است

ترجمہ

❶ مخاطب ہے نازک مزاج خیال رکھنا ـــــ کم گفتگو کا ہے رواج کم گفتگو کرنا۔

❷ شراب تیز ہے پرعہد ہے پارسائی کا ـــــ تکلف میں زیادتی ہے سبب نارسائی کا۔

اللہ اللہ! میری کیا حالت ہوگئی۔ پہلے میں اپنے دل کو رسول اللہ ﷺ کے قریب پاتا تھا اور اب سنت کے راستے سے کوسوں دور ہوں۔ سنت تو سنت اب تو صرف فرائض اور اسلام ہی اگر محفوظ رہے تو بہت غنیمت ہے۔ اس حالت کے بارے میں ارشاد عالی کا منتظر ہوں۔

تحقیق: مبارک ہو۔ یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے جو بلند حالت ہے۔ اکابر صحابہ میں سے ہر ایک اپنے بارے میں نفاق کا خوف رکھتا تھا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہی یہ حالت انس سے بدل جائے گی۔ مخاطب (یعنی مجھ) پر بھی یہ حالت گزری ہے جس سے ہزاروں فائدے حاصل ہوئے (جیسے) عجب کا زائل ہونا، قدرت کا مشاہدہ۔ اپنی عاجزی وغیرہ۔

حال: (حضرت میرا) حال یہ ہے کہ جب سے آپ کے پاس سے رخصت ہو کر آیا ہوں دل پر ایک ہیبت رہتی ہے (جو) روزانہ بڑھ رہی ہے۔ اپنی حالت اتنی حقیر لگتی ہے کہ (اپنا) ہونا تو کیا معنی بلکہ ہونے کے کسی جزء کا بھی مصداق نہیں ہوں کہ جس پر ہونے کا کوئی بھی سچا آئے وہ بھی نہیں ہوں۔ ؎

نہ ہونا ہائے کیا ہوگا ہمارا کہ ہونے پر نہ ہونے کا گماں ہے

یہاں تک کہ کمزوری بھی ہوگئی ہے۔ شاید اسی میں گھل گھل کر برف کی طرف ختم ہو جاؤں گا۔ دعا کی بہت ضرورت ہے۔

تحقیق: یہ ہیبت اور احتیاط مبارک اور بلند حالات میں سے ہے اگر اس میں ختم ہو جائے تو شہادت کبریٰ (بڑی شہادت) ہے۔ مگر سنت کی چاہت یہ ہے کہ جہاں اپنا علم اور اپنی قدرت کام دے سکے اعتدال اور تعدیل

(میانہ روی اور برابری) کو اپنا اصلی ٹھکانہ بنانا چاہئے۔ ہیبت کے ساتھ انس، احتیاط اور خود سے بدگمانی کے ساتھ امید اور رحمت، فنا کے ساتھ بقاء نیستی (نہ ہونے) کے ساتھ ہستی (ہونا) اور تواضع میں مبالغہ کے ساتھ نعمت کے مشاہدہ کا اہتمام واستحضار کرے تاکہ ختم ہونے سے پہلے دوسروں کا خاتمہ صحیح کر سکے۔

ذکر کی گئی کیفیات میں مضبوط نسبت والے کو۔ بے چینی کم ہوتی ہے اکثر سوچنے سے بڑھ جاتی ہے۔ یہ سوچنا موجودہ کیفیات سے محرومی پیدا ہونے کی وجہ سے اس سلوک کے راستے میں نقصان دہ سمجھا جاتا ہے۔ (اس) کے یہی معنی ہیں۔ حافظ شیرازی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

دوش بامن گفت پنہاں راز دان تیز ہوش — کز شما پنہاں نہ شاید داشت راز مے فروش

گفت آساں گیر برخود کارہا کز روئے طبع — سخت مے گیرد جہاں برمردمان سخت کوش

ترجمہ

❶ رات مجھ کو ایک عقلمند نے چھپ کر کہا ــــ مہ فروش کے راز کو تم سے چھپانا مناسب نہیں۔

❷ کہنے لگا اپنا کام طبیعت کے موافق آسان رکھو یہ جہاں مشقت میں پڑنے والوں کو مشقت میں ڈالتا ہے۔

آپ کو اگر ہیبت کے آثار اور اپنے بارے میں بدگمانی کا غلبہ زیادہ ہو تو یہ سوچا کریں کہ پیش بریں نیست کہ ہم ہر حال میں ناقص اور گناہ گار ہیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں کامل لوگوں کی نجات ہوگی اسی طرح توبہ کرنے والوں کی بھی ہوگی۔ اگر (ہم) صدر نشین (مجلس کے امیر) نہ ہوں گے تو جوتیوں میں ہی جگہ مل جائے گی اگر پہلے (نجات) نہیں ہوگی تو جوتیاں لگنے کے بعد ہی سہی۔ اس لئے یہ سمجھ کر اللھم اصلحنی (کہ اے اللہ میری اصلاح فرمایئے) کی جگہ اللھم اغفر لی کی کثرت کرنی چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مزاج صحیح ہو جائے گا۔ اس کے بعد بھی یہ قبض مغلوب نہ ہو تو (آپ کو) رمضان کے بعد فوراً یہاں آ جانا چاہئے۔

دل کی یکسوئی کا مقصود ہونا

سُؤال: احقر نے یکم محرم یعنی سال کے شروع سے اوراد واذکار اور قضا نمازوں کی پابندی سے ادا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ (حضرت سے) دعا اور توجہ سے مدد چاہتا ہوں۔ ابھی تک الحمد للہ اطمینان کے قابل حالت ہے دعا فرمائیں استقامت نصیب ہو۔

گھر پر اوقات کا حرج ہو جاتا تھا اس لئے یہ اہتمام کیا ہے کہ فجر اور مغرب کے بعد جب تک سارے وظائف واذکار سے فارغ نہیں ہو جاتا مسجد سے گھر نہیں آتا ہوں۔ مسجد میں دل کی یکسوئی بھی زیادہ ہوتی ہے

لوگ اگرچہ آتے جاتے رہتے ہیں جس (اپنی) شہرت کا خیال ہے۔ اگر میری رائے میں غلطی ہو (تو) بتا دیا جائے۔

(پہلے) صبح ہوا خوری (سیر وتفریح) کرتے ہوئے تلاوت کرتا تھا لیکن اب سب کچھ مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ ہوا خوری میں مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے وضو میں شک ہو جاتا تھا جس سے حرج ہو جاتا تھا۔ جب تک ساری چیزوں سے فارغ نہیں ہو جاتا ہوں مسجد سے نہیں نکلتا ہوں۔ کبھی کبھی صبح کے وقت ہوا خوری کا جی چاہتا ہے۔ صبح آٹھ سوا آٹھ بجے تک فارغ ہو جاتا ہوں۔ ارادہ ہے کہ اس وقت چل پھر آیا کروں گا ورنہ چھٹی کے دن خوب دور تک چل پھر آیا کروں گا۔

جواب: (نماز ذکر واذکار) مسجد ہی میں مناسب ہیں کیونکہ مقصود (دل کی) یکسوئی ہے وہ جہاں بھی حاصل ہو۔

قبض کے فائدے

حال: گزارش یہ ہے کہ آج ایک سال ہوگیا خادم حضرت سے خط کے ذریعہ سے بیعت ہوا۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق میں نے قصد السبیل (رسالہ) میں لکھے ہوئے چاروں دستور العمل میں سے اپنی کم عقلی کی وجہ سے (خود کو) علماء مشغولین کے گروہ میں شامل کر کے ان حضرات کے دستور العمل کو اختیار کیا تھا۔ پہلے پہل (تو) ذکر واذکار کا بہت شوق تھا۔ اس لئے جب تک چوبیس ہزار تک اسم ذات کا ذکر پورا نہیں کر لیتا تھا دل کو چین نہیں آتا تھا۔ تہجد اور سارے وظائف پابندی سے ادا کرتا تھا۔ اگر کبھی شوق کم بھی ہوا تو تھوڑے دنوں میں ختم ہو جاتا تھا (یعنی شوق کے کم ہونے کی کیفیت ختم ہو جاتی تھی) اس شوق کے کم ہونے کے وقت کبھی ناغہ بھی ہو جاتا تھا۔ کبھی ہمت کر کے دل چاہے نہ چاہے ادا کرتا تھا۔

اب حضرت والا! کیا آفت آگئی ہے کہ آج تقریباً تین ماہ سے زیادہ ہوگئے ہیں کہ وظائف، ذکر اذکار، تہجد اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ سب کچھ چھوٹ گئی ہے حتیٰ کہ فرض و واجب مجبوری اور مشکل کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔ نہ خشوع ہے نہ خضوع ہے بلکہ ہمیشہ وساوس میں ڈوبا رہتا ہوں۔ ذکر واذکار کی طرف دل جاتا ہی نہیں ہے۔ اب مجھے اس خوف نے پکڑا ہوا ہے کہ اگر ایسی حالت میں موت آجائے تو ایمان سلامت نہیں رہ سکتا ہے۔ اس لئے بہت پریشان ہوں کیا کروں کہاں جاؤں۔ میری حالت ایسی کیوں ہوگئی ہے۔ خدا جانے میری کیا حالت ہوگی۔ دن رات یہی خیال ہے۔

حضرت والا کی خدمت اقدس میں اتنے دنوں سے اس خیال سے عرض نہیں کیا تھا کہ حضرت کی خدمت

میں ایسی حالت کیسے عرض کروں شرم کی بات ہے۔ (اور) کبھی یہ خیال آتا تھا کہ حضرت کی خدمت میں (یہ حالت) عرض کی جائے گی تو ضرور حضرت کچھ تدابیر ارشاد فرمائیں گے اور میری حالت ایسی بری ہے کہ کبھی اس پر عمل نہیں کرسکوں گا۔ کبھی یہ خیال آتا تھا کہ جب میری تقدیر ہی میں یہ بڑی دولت نہیں ہے تو ہزار کوششوں سے کیا ہوسکتا ہے۔

غرض اسی سوچ وفکر میں خدمت شریف میں عرض نہیں کیا تھا۔ لیکن اب یہ خیال آیا کہ حضرت سے عرض کر دوں اگر کچھ نہ ہو تو حضرت والا کے دعا فرمانے ہی سے کچھ ہوسکتا ہے۔ بیمار کو اپنے ماہر اور شفقت کرنے والے طبیب سے اپنی بیماری کا اظہار نہ کرنا سراسر حماقت ہی حماقت ہے۔ اگر حضرت کچھ دوا ارشاد فرمائیں تو عمل کی توفیق کے لئے بھی دعا فرمائیں گے تو امید ہے کہ خدا تعالیٰ کی مہربانی سے عمل بھی ہو جائے اور بیماری بھی ختم ہو جائے۔ یقیناً اس وقت حضرت کی خدمت عالی مرتبہ میں یہ عرض کرتا ہوں اور حضرت سے دعا اور اس بیماری کا علاج چاہتا ہوں۔ یہ بھی عرض ہے کہ کیا اس قسم کی بیماری لاعلاج تو نہیں ہے اور (کیا) یہ محرومی کی نشانی تو نہیں ہے۔ میری طرح کسی اور کو بھی یہ بیماری ہوئی بھی ہے یا نہیں اور ایسی بیماری کے بعد کوئی منزل مقصود تک پہنچا یا نہیں پہنچا ہے۔ اسی طرح (کیا) کسی طرح بھی خدا تعالیٰ کا عشق اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوسکتی ہے یا نہیں (اس کے لئے) کوئی تدبیر بتائیے۔

دل میں حضرت والا کی محبت بہت ہے۔ کبھی حضرت کی بات یاد آنے سے رونا آتا ہے۔ اکثر جب حضرت یاد آتے ہیں (تو) دل میں ایک قسم کی جلن ہوتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے اس تکلیف میں ایک قسم کی لذت (ہوتی) ہے جس کی وجہ سے دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ یہ جلن رہے۔ کبھی اس جلن کی وجہ سے رات کو بہت دیر سے نیند آتی ہے۔ کیا یہ پسندیدہ ہے یا برا ہے؟

اب خدمت شریف میں چند خواب عرض کرتا ہوں اور تعبیر کا شوق رکھتا ہوں امید ہے کہ رحم فرما کر تعبیر مرحمت فرمائیں گے۔

کبھی کتا دیکھ کر، کبھی پانی کے اوپر سے اور کبھی کسی مصیبت کی وجہ سے میں کبھی خود کو اڑنے والا دیکھتا ہوں مگر بہت اوپر سے اور بہت دور سے نہیں۔ خود کو کئی مرتبہ پڑھنے کے شغل میں دیکھا۔ کبھی دیوبند میں کبھی کہیں اور۔ دو مرتبہ حضرت والا کو دیکھا۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے چلے ہیں اور یہ خادم بھی حضرت کے ساتھ ہے۔ ایک اور شخص بھی میرے مدرسہ کے طلباء میں سے ساتھ ہے۔ میں ننگے بدن تھا صرف ستر کے برابر کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ میں زمین پر ہاتھ رکھ کر چوپائے کی طرح چل رہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے یہ

صرف تعظیم ہی کے لئے تھا۔

حضرت ایک ہندو کی دکان پر گئے۔ اس نے حضرت کی بہت ہی تعظیم کی۔ میں اس (ہندو) کی طرف گرم نظر سے دیکھتا تھا اور اکثر میری نظر حضرت کے چہرے مبارک پر تھی۔ دیکھتے ہوئے آنکھ سے آنسو نکلتے ہوئے لگتے تھے۔ پھر اس ہندو نے حضرت کو شربت پلایا۔ مجھے لگتا ہے کہ حضرت نے کچھ شربت مجھے بھی عنایت فرمایا۔ پھر حضرت نے مجھے کھیر دی۔ میں نے پیٹ بھر کھائی۔ پھر وہاں سے واپس آتے وقت جامع مسجد سہارنپور میں اذان ہوگئی۔ میں (یہ) دیکھ کر جاگ گیا۔

دوسری رات خواب میں یہ دیکھا کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے گنا چھیل کر دو حصہ کر کے ایک حصہ مجھے دیا اور ایک حصہ دوسرے کو دیا۔ ان خوابوں کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: میں نے پورا خط پڑھا پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے یہ حالت قبض کہلاتی ہے جس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ (ان اسباب میں) ایک سبب یہ بھی ہے کہ برداشت سے سے زیادہ کام کیا جائے۔ آپ کو بھی یہی سبب پیش آیا ہے۔ یہ حالت بری نہیں ہے (بلکہ) پسندیدہ اور مفید ہے بلکہ محققین نے اس کو بسط سے بلند ترین کہا ہے۔ کیونکہ اس سے برے اخلاق کا علاج زیادہ ہوتا ہے۔

بہر حال نہ (یہ مرض) لاعلاج ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نہ چاہے کہ یہ محرومی کی علامت ہے۔ تمام ذاکرین کو قریب قریب ایسی حالت پیش آتی ہے پھر اس سے نجات بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اور ترقی ہوتی ہے۔ اس کے پسندیدہ ہونے کی ایک علامت شیخ کی محبت کا ہونا ہے جو خود آپ کے خط میں موجود ہے اور جو محروم ہوتا وہ اس سے محروم رہتا ہے۔

غرض یہ کہ بالکل تسلی رکھیں اور ذکر و شغل بھی تھوڑا تھوڑا شروع کریں اور اپنی رائے سے زیادہ نہ کریں۔ مجھے معمولات کی اطلاع کرتے رہیں۔ میری تعلیم کے مطابق عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ ترقی ہوگی۔

سارے خواب اچھے ہیں۔ سارے خواب ثمرات کے حاصل ہونے اور برکات کے بڑھنے کی علامات ہیں۔

انوار کو دیکھنا

حال: ایک رات تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے بیٹھا تو سلام کے بعد گھر کے چھجے پر فانوس کی طرح کا ایک نور نظر آیا۔ اس کو دیکھنے سے میرا دل خوش ہوا۔ یہ کیا چیز دیکھی ہے؟ میرا تفکر ہے اکثر ذکر و شغل سے کوئی نورانیت نظر نہیں آتی ہے۔ بندہ نے اب تک کوئی ذکر و شغل شروع نہیں کیا ہے۔ یہ بات مولوی سلطان احمد صاحب کے

علاوہ کسی کو نہیں بتائی ہے۔

تحقیق: کبھی ایسے انوار خیال کی وجہ سے ہوتے ہیں اور کبھی فرشتوں (یا عالم ارواح) کے انوار ہوتے ہیں۔ اکثر خیال کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اس (پہلی صورت) میں بھی سالک کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے یکسوئی ہوتی ہے۔ جس کو اگر ذکر میں استعمال کرے تو اور زیادہ نفع ہوتا ہے۔

بیوی سے محبت (کا) بڑھنا تقویٰ کی علامت ہے

سوال: کچھ عرصے سے بیوی سے محبت بڑھ گئی ہے۔ یہ میرے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

جواب: (یہ) عین سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو اس کے اچھے ثمرات عطا فرمائیں۔ جب تقویٰ بڑھتا ہے تو بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے۔

تڑپنے اور بھاگنے کا علاج

حال: حکیم صاحب کی ہمشیرہ کی حالت پہلے لکھ کر بھیجی تھی کہ بہت کثرت سے وظائف کرتی تھیں، ان کی طبعت بگڑ جاتی تھی کہ بھاگنے کا ارادہ کرتی تھیں۔ ان کے بارے میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سارے وظائف چھڑوا دو پھر ان کے حال کے بارے میں بتانا۔

اس لئے عرض ہے کہ آج کل ان کی حالت سنبھلی ہوئی ہے۔ اب تڑپنا اور نکل کر بھاگ جانا وغیرہ سب بند ہے۔ مگر کبھی طبیعت اندر سے بگڑتی ہے مگر اتنی قوت ہے کہ اس کو برداشت کر لیتی ہیں۔ نماز اور تہجد وغیرہ میں پہلے جیسے انوار نظر آئے تھے اب بھی نظر آتے ہیں۔ پہلے کبھی ڈر جاتی تھیں اب ڈرتی نہیں ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ میرا جی قرآن شریف پڑھنا چاہتا ہے۔ جو کچھ بھی مولانا صاحب اجازت دیں گے پڑھوں گی یا جو فرمائیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ کچھ تعداد میں درود شریف پڑھتی ہیں (جس کے بارے میں) مجھ سے پوچھا تھا۔ میں نے کہا: مختصر پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔ ذکر تلاوت درود شریف میں سے جو کچھ ارشاد ہوا ان سے کہا جائے یا جو مصلحت ہو ارشاد ہو۔ اب ان کے بارے میں جو کچھ ارشاد عالی ہو اس پر عمل کرنے کے لئے کہہ دیا جائے گا۔

تحقیق: ان کی طبیعت کے سکون کی وجہ سے اطمینان وخوشی ہوئی اللہ تعالیٰ شانہ کامل شفا عطا فرمائیں۔ قرآن شریف اتنا پڑھنے میں حرج نہیں جتنے سے تھکن نہ ہو۔ درود شریف بغیر عدد اور بیٹھنے کی قید کے بغیر چلتے پھرتے پڑھنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ دوسرے وظائف ابھی بند رکھیں۔ جب تک صحت کے بعد پوری قوت نہ آ جائے

اور ماہر طبیب کہہ دے کہ اب نہ مرض ہے نہ کمزوری۔ ہاں عشاء کے بعد چار سے آٹھ رکعت تہجد بھی پڑھ لیا کریں۔ پھر اطلاع دیں ان شاء اللہ تعالیٰ حالت ٹھیک ہو جائے گی۔

دل کی کمزوری کا علاج

حَال: (حضرت! مجھے) قرآن مجید کے ساتھ انتہائی شوق و رغبت پیدا ہوگئی ہے جو ذکر سے باہر ہے۔ مدرسہ میں فلاں قاری صاحب جو فلاں قاری صاحب کے شاگرد ہیں ان کے فیض سے کچھ طلباء بھی تیار ہوئے ہیں۔ مصری لہجے کے سننے کی (مجھ میں) طاقت نہیں ہے۔ چنانچہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ کو توجہ ہوئی ہے اور قرآن مجید کا مضمون خیال میں آ کر طبیعت میں شوق پیدا ہو کر دل میں درد پیدا ہوتا ہے، رونا آتا ہے بے ہوشی ہو جاتی ہے اور بہت اثر رہتا ہے۔

موجودہ حالت میں بندہ پر توجہ فرما کر ضروری باتیں بتائی جائیں اور جو بات حالت کے مناسب ہو وہ فرمائی جائے۔

تَحْقِیق: یہ حالت خود تو پسندیدہ اور مبارک ہے مگر اس کی زیادتی غالباً دل کی کمزوری کا اثر ہے زیادتی سے کیونکہ دوسری ضروری باتوں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اس کا علاج ضروری ہے پورا علاج تو طبیبوں کی رجوع ہے کہ وہ دل کو قوت دینے والی دوائیں تجویز کریں اور وقتی علاج یہ ہے کہ درس وغیرہ کے وقت ایسی جگہ بیٹھئے جہاں خود قرات کی آواز نہ پہنچے۔

حَال: نزول اطمینان کی پہلے والی حالت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ رہنے لگی تھی اور کبھی تفکر میں گردن دل کی طرف جھک جاتی تھی جس سے ایک مراقبہ کی صورت بن جاتی تھی۔ لیکن میں اس کا زیادہ ارادہ نہیں کرتا تھا۔ اکثر مغلوبیت کی شان کی وجہ سے کبھی ایسی حالت ہو جاتی تھی لیکن اس حالت کے بعد کمزوری کی وجہ سے آس پاس درد پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق تھوڑا بہت علاج کیا جس سے الحمد للہ درد میں کمی آگئی اگر اس کی وجہ جو دل کی کمزوری ہے وہ اب بھی بہت کچھ باقی ہے مگر اس (پچھلی) حالت سے اب فائدہ ہے۔ دل تھوڑا بہت ضرب اور جہر سے ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن دل کی کمزوری کی وجہ سے نہیں کرتا ہوں۔

تَحْقِیق: یہی مناسب ہے۔

ادب کے آثار

حَال:

درد من از حد فزوں گشت اے آلہ　　کن دوا از بہر امداد آلہ

ترجمہ: ''اے اللہ! میرا درد حد سے زیادہ بڑھ گیا —— امداد کے واسطے کوئی علاج کر دے۔''

درد از یارست و درماں نیز ہم　　دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

ترجمہ: ''درد بھی محبوب کی جانب سے ہے اور علاج بھی —— اس کے اوپر دل اور جان دونوں فدا ہو چکے ہیں۔''

خدمت والا میں عرض ہے کہ اس احقر کی حالت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ اس کو منہ کے سامنے عرض کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ اسی لئے پاس رہنے کے باوجود پہلے ایک دو مرتبہ بھی اپنا حال خط کے ذریعے ہی عرض کیا تھا۔ اب دوبارہ موقع پا کر خط کے ذریعے ہی حال عرض کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ (بھی) ادب کا ایک حصہ ہے۔

حال: آپ کی موجودگی میں خط کے ذریعے عرض کرنے میں بھی ایک قسم کی شرمندگی محسوس ہوئی۔

تحقیق: یہ بھی پہلے سے زیادہ اسی ادب کا ایک حصہ ہے۔

مجبوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں کمی نقصان دہ نہیں ہے

حال: (حضرت! میری حالت یہ ہے کہ) کلام مجید اور درود شریف تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ! ہمارے سلسلے میں دوسری پریشانی پیدا کرنے والی باتیں جیسے سماع وغیرہ نہیں ہیں۔ ایسی باتوں سے تو میں اب ڈرنے لگا ہوں۔ مجھے کیونکہ ان سے تکلیف ہونے لگتی ہے اور لگتا ہے کہ کہیں اختلاج قلب نہ ہو جائے کیونکہ دل کی کمزوری کی حالت اسی کے قریب ہو رہی ہے لیکن بات جس میں (میں) ابھی ایک تک مجبور ہوں وہ یہ ہے کہ دیوان حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ یا مثنوی وغیرہ کے اشعار غلبہ حالت میں پڑھتا ہوں۔ یہ ایک پریشانی پیدا کرنے والی چیز مجھ میں باقی ہے۔ اس کو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے ہر طرح سے جی کو سمجھایا مگر اس پر میرا بس نہیں چلتا ہے۔ کبھی حضرت مولانا کا ارشاد یاد آ جاتا ہے۔

بند کن چوں میل سیلانی کند　　ورنہ رسوائی و ویرانی کند

ترجمہ: ''جب کسی چیز کی طرف توجہ نہ رہے تو اس کو چھوڑ دے —— ورنہ یہ چیز رسوا اور ویران کر دے گی۔''

مگر حالت یہ ہے:

چوں کنم من آتش دل تیز شد　　شیر ہجر آشفتہ و خونریز شد

ترجمہ: ”میں کیسے کوئی کام کرو کہ دل کی آگ تیز ہو چکی ہے —— اور جدائی کا شیر پریشان اور خونخوار ہو گیا ہے۔“

ع چوں کنم من تیر خوردہ در جگر

ترجمہ: ”میں کیسے کوئی کام کروں کہ جگر میں تیر اترا ہوا ہے۔“

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ بحیر تم کہ عجب تیرے کماں زدۂ
اے کہ دل بردی و درجانی ہنوز دردہا دادی و درمانی ہنوز
ایکہ عکس روئے خود در آفتاب انداختی آتشے در سینہ جاناں کباب انداختی
درد درون سینہ ام تخم محبت کاشتی چشم معموری بریں ملک خراب انداختی
ایکہ عکس خود نمودی اندریں آئینہ پس بجاں ہم گناں در اضطراب انداختی
ما جنون واحدلی فی الشجون بل جنون فی جنون فی جنون
بل جنون فی ہواہ مستطاب قل بلی واللہ یجزیک الصواب

ترجمہ

❶ میرے سینے میں بغیر نشان کا زخم لگا ہوا ہے —— حیران ہوں کہ بے کمان کا عجیب تیر لگا ہوا ہے۔
❷ اے وہ کہ جو دل کو لے بھاگا اور ابھی تک جان میں ہے —— تو نے مجھے درد بھی دیا ہے اور علاج بھی۔
❸ اے وہ کہ جس نے اپنا عکس سورج میں ڈال دیا ہے —— عاشقوں کے سینے کی آگ نے کباب پکا لئے ہیں۔
❹ تو نے میرے سینے میں محبت کا بیج بو دیا ہے —— اس ویران ملک پر تو نے آبادی کی نظر ڈال دی ہے۔
❺ اے وہ کہ جس نے اپنا عکس ان آئینوں میں رکھ دیا ہے —— پھر تمام لوگوں کی جان کو اضطراب میں ڈال دیا ہے۔
❻ غموں میں مجھے کوئی ایک جنون نہیں —— بلکہ جنون در جنوں در جنون ہے۔
❼ بلکہ اس کی خواہش میں تو جنون اچھا ہے —— کہہ دو کیوں نہیں اللہ تمہیں درستی کی جزا دے۔

یوں آپ کے خدام میں بہت سے...... ہیں لیکن وہ خود کو سنبھالے ہوئے ہیں لیکن احقر رسوا ہو کر ۔

تنہا نیم دریں باغ رسوامے پرستی ہر سر دریں خیاباں برہنہ پا یست
ہر کو مرید اشرف علی جناب شد از سوز عشق سینۂ اش ہم چوں کباب شد

ترجمہ

❶ میں اس باغ میں تنہا اور رسوا ہوں —— ہر شخص اس چمن میں ننگے پاؤں ہے۔
❷ جو شخص بھی حضرت عالی مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا مرید ہوا —— اس کا سینہ بھی عشق کی جلن سے کباب کی طرح ہو گیا۔

عشق کی یہ علامات صرف نام کو احقر کی طرف سے منسوب ہو رہی ہیں حقیقت میں کمال کے ساتھ متصف کوئی اور ذات ہے، ورنہ مجھ جیسے بے کار سے تو کمال اور کمال کے لئے۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند   زچشم مست ساقی دام کردند
چو خود کر دند راز خویش را فاش   عراقی را چرا بدنام کردند
بچشم تیز بینت ہر چہ نیکو است   چو نیکو بنگری عکس رخ او است
جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ   زگل رویاں عالم بستہ پردہ
حسن خویش از روئے خوباں آشکارا کردہ   بس بچشم عاشقاں خود را تماشا کردہ

ترجمہ

❶ پہلے انہوں نے شراب کو پیالے میں ڈالا —— پھر مست نظر سے ساقی کو بھی پھانس لیا۔
❷ جب اپنے راز کو خود ہی فاش کر دیا —— تو عراقی کو کیوں بدنام کرتے ہیں۔
❸ جو کچھ تیری تیز نظروں میں اچھا ہے —— تو جب تو اچھا دیکھ رہا ہے تو یہ اس کے چہرے کا عکس ہے۔
❹ اس کے حسن نے ہر جگہ جلوہ کیا ہوا ہے —— پھول جیسے چہروں والوں سے دنیا کو ڈھانپ دیا گیا ہے۔
❺ تو اپنا حسن حسینوں کے چہروں سے ظاہر کر دیا ہے —— اور خود کو عاشقوں کی نگاہ میں ایک تماشا بنا دیا ہے۔

جب سے مجھے درد ہوا ہے اس کے بعد سے مجھ پر اکثر غفلت رہتی ہے توجہ الی اللہ کم ہوتی ہے۔

تحقیق: کم تو نہیں ہے مگر درد کی طرف مجبوراً توجہ کی وجہ سے (توجہ الی اللہ) میں کمی ہے۔ توجہ قائم نہیں رہتی ہے جو بری نہیں ہے۔

حال: نماز میں بھی بہت خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: اسی مجبوری کی وجہ سے کمی ہے۔

حال: لیکن کبھی کبھی توجہ الی اللہ بھی ہو جاتی ہے۔ اس غفلت سے دل میں کچھ قوت سی لگتی ہے۔

تحقیق: دل کی طرف توجہ نہیں ہونے کی وجہ سے دل کے مرض کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے۔

حال: کیا معلوم کہ یہ بھی ایک حکمت ہو۔

تحقیق: تا کہ مرض نہ بڑھے۔

حال: پہلی حالت میں اکثر نفسانی خواہشات یہاں تک کہ نکاح کی خواہش بھی بالکل کمزور ہوچکی تھی مگر اب دوبارہ ایک فرح بخش (خوشی دینے والی) کیفیت کے ساتھ ان خواہشات کی واپسی ہوگئی ہے۔ مگر الحمد للہ غلبہ نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ابھی تک نکاح کے بارے میں کوئی پکا ارادہ ہوا ہے۔

تحقیق: یہ طبعی تبدیلیاں ہیں جو نہ پسندیدہ ہیں اور نہ ہی بری ہیں۔

حال: دل کو خوش مزاج احباب کے ساتھ خوش طبعی (مذاق) کرنے میں ایک (قسم) کی قوت حاصل ہوتی ہے۔

تحقیق: مگر زیادہ نہ ہو۔

حال: زیادہ تنہائی سے جی گھبراتا ہے۔

تحقیق: اسی طبعی مرض کا اثر ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حال: کبھی کبھی اس غفلت سے جی کڑھتا ہے جو توجہ الی اللہ کے بعد دوبارہ پیدا ہوگئی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ میری کیا کم ظرفی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نعمت آتی ہے اس کو بھی برداشت نہیں کرسکتا ہوں بالکل یہ حالت ہوگئی ہے۔ ؎

من شمع جاں گدازم تو صبح دلکشائی | سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیکت ایں چنینم دور آں چنانکہ گفتم | نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

ترجمہ

❶ میں جاں گداز شمع ہوں اور تو دلکشا صبح ہے اگر تجھے نہ دیکھوں (کہ صبح ہی نہ ہو) تو بھی جل کر مروں (کہ رات بھر جل کر شمع ختم ہو جائے گی) اور اگر تجھے دیکھ لوں تو بھی مر جاؤں (کہ صبح لوگ شمع بجھا دیں گے)۔

❷ تیرا قرب میرے لیے ایسا ہے (کہ لوگ بجھا دیں گے) اور تیری دوری ایسی ہے جو میں نے کہا (کہ خود ہی رات بھر جل کر مر جاؤں گی عجب مجبوری ہے) مجھ میں نہ تجھ سے ملنے کی قوت ہے نہ تیری جدائی کی طاقت ہے۔

حالات کو برداشت کرنے کی استعداد بھی نہیں ہے یقیناً دوری ہوگئی ہے ؎

دامن کشاں گزر کرد یا راز سر مزارم اے نالہ ہائے ہوے اے گریہ ہائے وائے

حافظ اندر درد وغم می سوز و با درماں مساز زانکہ درمانے ندارد درد بے آرام دوست

ترجمہ

❶ دامن سمیٹ کر وہ میرے مزار سے گزر گیا —— ہائے میں رو رہا ہوں ہائے میں رو رہا ہوں۔

❷ حافظ درد وغم میں جلتا رہ علاج نہ کر کہ دوست کے لاعلاج درد کا کوئی علاج نہیں ہے۔

تحقیق: یہ مجبوری کی وجہ سے دوری حقیقی دوری نہیں ہے۔

حال: خواجہ صاحب نے اپنا ایک شعر جو انہوں نے مولانا عراقی کی کسی غزل پر تضمین کرتے ہوئے کہا ہے سنایا تھا واقعی بہت تسلی کا مضمون ہے وہ یہ ہے ؎

بے مرادی گر مراد دلبرست عین مقصود ایں ہمہ حرماں ماست

ترجمہ: ”یہی نامرادی دلبر کی مراد ہے تو یہی نامرادی میرا مقصود ہے۔“

تحقیق: یہ بے مرادی بھی وہی مجبوری کی دوری ہے۔

حال: مزید عرض یہ ہے کہ مجھے آپ کی تعلیم اور حسن تربیت کی قدر اب معلوم ہوئی جبکہ میں نے اس کے آثار اپنے اندر دیکھے۔ آپ نے مجھے شروع ہی سے یہ لکھنے وغیرہ کا کام میرے حوالے کر دیا تھا۔ میں نے اسی میں مجاہدہ و تربیت کے آثار دیکھے۔ مجھے اس سے وہی نفع ہوا جو دوسروں کو دوسرے مجاہدوں سے ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے مجھے روزانہ ملاقات اور بات کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ اگرچہ وہ گفتگو کسی قسم کی بھی ہو۔ اس کی اجرت سے یہاں کے قیام کا فائدہ مزید اضافہ تھا۔ علوم کا نفع اس کے علاوہ تھا۔

ع چہ خوش بود برآید بیک کرشمہ دوکار

ترجمہ: ”کیا خوب ہے کہ ایک پنچ دو کاج۔“

یہ آپ ہی کا حصہ تھا کہ مجھ جیسے آزاد اور لاپروا کے لئے اسی قسم کا آسان مجاہدہ تجویز فرمایا۔ جزاکم اللہ۔

تحقیق: یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے آپ کے فائدہ کی باتیں میرے دل میں ڈالیں جن میں سے بعض کے ساتھ میرا ارادہ بھی نہیں ہوا۔

حال: مزید عرض یہ ہے کہ مجھے حالت کے غلبہ میں اس کثرت سے اشعار یاد آنے لگتے ہیں کہ لگتا ہے کہ ایک دریا ہے جو امڈا چلا آتا ہے ایسا لگتا ہے کہ مجھے ہی بہا کر لے جائے گا اور جوش سے سارا بدن کانپنے لگتا ہے۔

تحقیق: اس ساری حالت کا سبب وارد کی قوت اور محل ورود کی کمزوری ہے۔

دماغ کی کمزوری کے آثار

حَال: جو واقعات جاگنے کی حالت میں پیش آتے ہیں ان میں سے بعض کے بارے میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے کبھی ان واقعات کو خواب میں دیکھا تھا یا پہلے کبھی نظر آئے تھے۔ معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: (یہ) دماغ کی کمزوری ہے۔

حَال: طبیعت جیسی یہاں لگی ہوئی ہے وہ خاص فائدہ تو بھلا اور کہاں نصیب ہوسکتا ہے مگر دوسری وجہوں کے ساتھ ان کے علاج کا خیال ہے۔ میرا ارادہ پنجاب جانے کا ہورہا ہے۔ ربیع الثانی کے ختم پر ارادہ ہے اگرچہ ابھی پکا نہیں ہوا ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ سفر مبارک کرے کوئی حرج نہیں ہے۔

حَال: اس لئے طویل مضمون کیا گیا جو سر درد کا سبب ہے امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔ نہ معلوم پھر کیا موقع ہو۔ ؎

اقول لصاحبی والعیس تھوی بنا بین المنیفۃ والضماء
تمتع من شمیم عرار نجد فما بعد العشیۃ من عرار
اے کہ باسلسلہ زلف دراز آمدہ فرصت باد کہ بیگانہ نواز آمدہ

ترجمہ

❶ میں اپنے ساتھی سے باتیں کررہا ہوں اور حال یہ ہے کہ اونٹ ہمیں منیفہ اور ضماء (جگہوں کے نام ہیں) کے درمیان لیے جارہی ہے۔

❷ نجد کی گھاس کی خوشبو سونگھ لو شام کے بعد یہ خوشبو کہاں ملے گی۔

❸ اے وہ کہ تو لمبی زلف کی زنجیر لے کر آیا ہے خدا تیری عمر لمبی کرے کیونکہ تو دیوانہ نواز واقع ہوا ہے۔

تحقیق: فائدہ کے ساتھ استفادہ بھی ہے پھر سر درد کا احتمال کہاں ہے۔

دعا کی قبولیت نعمت ہے

حَال: حضرت کی تقریر تحریر سے کشف و کرامت کا غیر مفید بلکہ خطرناک ہونا معلوم کرکے اس کی خواہش دل سے نکل گئی۔ نہ یہ چیزیں مجھ میں ہیں اور نہ ہی مجھے ان کی خواہش ہے۔ مگر ایک روز ایک واقعہ پیش آیا جس کا عرض کرنا اپنی سمجھ کے موافق مفید سمجھتا ہوں اور عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس زمانے میں حضرت کی طبیعت

ناساز رہا کرتی تھی اور بخار آیا کرتا تھا۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد حضرت کے چہرۂ مبارک پر کمزوری دیکھ کر خادم کی طبیعت پر بوجھ ہوا۔ نماز سے فارغ ہوکر میدان میں چلا گیا اور سجدہ میں گر کر جہاں تک عاجزی اور زاری اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کرسکا کی اور دعا مانگی کہ اللہ! میرے ماوی ملجا کو جلد صحت عطا فرما دیں۔

دعا سے فارغ ہوکر مسجد کی طرف چلا عیدگاہ کی مشرقی طرف جب آیا تو دل سے یہ صدا جاری ہوگئی اور پے در پے آواز آنے لگی کہ حضرت اچھے ہوگئے۔ اب انشاء اللہ دورہ نہ آئے گا۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت کو دورہ نہ آیا اور روزانہ چہرۂ مبارک سے بشاشت ظاہر ہوتی رہی۔ الحمد للّٰہ الذی بنعمته تتم الصالحات۔

تحقیق: یہ ایک نعمت تھی جس پر شکر واجب ہے اور فخر کرنا جائز نہیں ہے جس میں اکثر طریقت کے کچے لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ذاتی تجلی

حال: کئی دنوں سے حضور کی توجہ (کی برکت) سے ذکر کے وقت غلبہ محسوس ہونے لگتا ہے۔ آج تو جب تصور ذات کا خیال ہوا تو کوئی بات اس کے تصور کے سوا خیال ہی نہیں آتی کہ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ذرہر چہ گفتہ اند شنیدہ ایم وخواندہ ایم

ترجمہ: "اے وہ ذات! جو خیال قیاس وگمان و وہم اور ہر چیز سے برتر ہے —— لوگوں نے (یہ بات) کہی ہم نے سنی اور ہم نے پڑھی ہے۔"

پھر یہ خیال ہوا کہ اللّٰہ اسم للمستجمع الصفات الکمالیہ (کہ اللہ تو تمام صفات کمالیہ کے مجمع کا نام ہے) اور وہ (اللہ تعالیٰ) یہاں پر موجود ہیں قطع نظر کسی دوسری صفت کے مسمّٰی (ذات) کا خیال رکھنا چاہئے اس لئے ایسا ہی کیا۔ آج سے پہلے اس بات کا خیال ذکر کے وقت نہیں ہوتا تھا۔ اس خیال سے دل کو ایک قسم کی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: اس کو تجلی ذاتی کہتے ہیں۔ یہ ایک بلند حالت ہے۔

حال: یہ صرف حضور گرامی کی توجہ سے مزید انعام ملا۔ یہ تصور حضور کی توجہ سے خود بخود پیدا ہوگیا۔

تحقیق: الحمد للہ۔

دماغ کے تصرف کا غلبہ

حال: حمد وصلاۃ اور مسنون سلام کے بعد فقیر ظہور بہت ہی ادب کے ساتھ حضرت مولانا شاہ اشرف علی

صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ حقیر حضرت مولانا امروہی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وحضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ تعالیٰ کے خدام میں سے ہے۔ (کتاب) شفاء العلیل جو حضرت ولی اللہ صاحب کی لکھی ہوئی ہے کے مطالعہ سے عرصے سے اسم پاک یامغنی گیارہ سو مرتبہ اور سورۃ مزمل گیارہ بار صبح کی نماز کے بعد شروع کر دیا ہے۔ ان کی خاصیات کچھ خاکسار کے حال کے مناسب نہیں اس لئے طبیعت میں خیال ہوا کہ ان کو غنا کے حاصل ہونے کے لئے پڑھا جائے۔ اس کے بعد خیال ہوا کہ خدا کو خدا ہی کے لئے یاد کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس ورد کو چھوڑ دیا۔

اب کافی عرصے بعد کچھ عرصہ سے اس ورد پر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے طبیعت مائل تھی لیکن ابھی شروع کرنے کی باری نہیں آئی تھی کہ پیر کی رات فقیر نے خواب میں جناب کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ پڑھا کرو، میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ آپ نے صبح اور تہجد میں سے کسی وقت کے لئے فرمایا تھا۔ اسی خواب میں اور بھی باتیں تھیں جو مجھے یاد نہیں رہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہمیں بیس روپیہ نذر دو۔

اس لئے گزارش ہے کہ خاکسار نے وہ ورد آج صبح کی نماز کے بعد سے شروع کیا ہے۔ جناب اس کو ظاہری اجازت مرحمت فرمائیں اور اس خواب کی تعبیر مرحمت فرمائیں۔ جس نذر کا ذکر کیا تھا اس وقت خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے معذور ہوں باقی اس کو ضرور پیش کروں گا اور قبول کرنے پر اصرار کروں گا۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ بھیج رہا ہوں۔ یں (خواب کی یہ بات) بھول گیا کہ جناب نے فرمایا تھا کہ تمہارے لئے دعا کی جائے گی۔ اس لئے دونوں جہاں میں بھلائی اور ظاہری اور باطنی غنا کے حاصل ہونے کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ خواب نہیں (بلکہ) دماغ کا تصرف ہے۔ پہلے والا خیال واپس لوٹ آیا۔ نذر کا مضمون بھی دماغ کا تصرف ہے جس کی وجہ طبیعت پر رسم (رواج) کا غلبہ ہے جس کا علاج ضروری ہے۔

کبھی وارد کے ہونے سے نہ ہونا زیادہ مفید ہوتا ہے

حَال: کئی مہینے گزر گئے ہیں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی ہے۔ جو شخص ذکر پوچھتا ہے اس کو بھی (کوئی) واردات نہیں ہوتے ہیں۔ احقر کو (وارد کا) کوئی شوق تو نہیں ہے مگر کبھی خیال آتا ہے کہ یہ کیا ہے کوئی دوسری بات تو نہیں ہے یعنی شاید کوئی گناہ ہوا ہے یا کیا بات ہے معلوم نہیں ہے۔ ہر وقت سچی توبہ سچے دل سے کرتا ہوں مگر ہر وقت سکون، خوشی اور اوراد کے اوقات کی پابندی بڑے شوق سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گناہ سے بہت نفرت ہے گویا یہ طبعی بات ہے۔ الحمد لله على ذلك۔ شریعت کی باتوں کا بہت شوق ہوتا ہے مگر کبھی بھول

سے یا تدریس وتعلیم کے شغل کی وجہ سے غفلت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: تکمیل عبدیت کے لئے خصوصاً وارد کا نہ ہونا کبھی وارد کے ہونے سے زیادہ نفع والا ہوتا ہے اور عجب کے دور ہونے میں اس کو خاص دخل ہے۔ اس لئے (اس وارد کے نہ ہونے) پر بھی خوش رہنا چاہئے۔ اصلی مقصود دوسرا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چیز محفوظ ہے اس کو محفوظ رکھے۔ عارف رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے کیا خوب اس قول میں فرمایا ہے۔

روز ہا گررفت گو رو باک نیست   تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

ترجمہ: ''دنوں کے گذر جانے پر حسرت اور افسوس نہیں کرنا چاہیے اگر گئے تو بلا سے گئے عشق جو اصلی دولت ہے اور سب خرابیوں سے پاک ہے اس کا رہنا کافی ہے۔'' (خطبات حکیم الامت ۱۱/۴۸)

گناہوں سے ڈرا کر مایوس کر دینا شیطانی دھوکہ ہے

حال: آج کل ایک خیال نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی گذشتہ عمر میں ایسے شدید گناہوں کا ڈھیر جمع کیا ہے جس کو نہ تو کسی کے آگے بیان کر سکتا ہوں اور شاید نہ ہی کسی مسلمان نے آج تک ایسے تاریک اور سیاہ گناہوں کا اتنا ذخیرہ جمع کیا ہوگا۔ تو اے اللہ! اگر فرض کرلوں کہ اب باقی عمر اطاعت ہی میں گزاروں (حالانکہ یہ بھی ناممکن ہے) تو رضا الٰہی کا حاصل ہونا تو درکنار شاید ان گناہوں کی تلافی بھی نہ ہو سکے اور موت آجائے (تو) پھر اے اللہ! میرا کیا حشر ہوگا اور کس طرح وہ راستہ ملے گا جو تیری رضا اور محبت کا راستہ ہے۔ اس خیال کو بڑے اچھے حیلوں کے ساتھ دور کرتا ہوں مگر پھر آتا ہے اور بار بار آتا ہے۔

اب اس کے علاوہ کوئی تدبیر خیال میں نہیں آئی کہ حضرت سے دعا اور توجہ کا طالب ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر رحم فرما کر حق تعالیٰ شانہ کے دربار میں میرے لئے خاص دعا فرمائیے۔ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ (منتخب) بندوں کی سنتے ہیں اور زیادہ کیا لکھوں۔

تحقیق: ظاہری طور پر تو یہ خشیت کا اثر ہے لیکن باطنی طور پر یہ ایک شیطان کا دھوکہ ہے پہلے تو وہ خدا تعالیٰ کی رحمت کو ہمارے جرم جو کہ محدود ہے سے بھی کم دکھانا چاہتا ہے دوسرے اس کو قوت دے کر وہ ناامیدی اور پھر تعطل (بےعملی) میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اس کو دور کیجئے معافی (درگزر) کا یقین کیجئے۔

دعا میں گھبراہٹ کا علاج

سؤال: ایک شخص کو دعا مانگتے وقت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اگر اس کے ختم ہونے کی کوئی تدبیر ہو تو

(ارشاد فرمائی جائے) حضرت کے ارشاد کے مطابق عمل کیا جائے (گا)۔

جواب: (ان صاحب کے لئے) بہتر یہ ہے کہ (یہ صاحب) کچھ جامع دعائیں منتخب کرلیں اور چاہے جی لگے یا نہیں لگے ان کو توجہ سے پڑھیں۔ کیونکہ جی لگنا الگ چیز ہے اور توجہ الگ چیز ہے ان شاء اللہ تعالیٰ پھر گھبراہٹ نہ ہوگی۔ بعض طبیعتوں میں یہ گھبراہٹ سوچنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ بعد پھر اپنی کیفیت سے اطلاع دیں اور اس خط میں یہ پرچہ بھی رکھ کر بھیجیں۔

غیر اللہ کی طرف عقلی توجہ بری ہے نہ کہ طبعی توجہ بری ہے

حال: رات میں بیوی کے ساتھ ایک بستر پر رہنے اور خوش طبعی (مذاق) کی باتیں کرنے سے شہوت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے۔ جتنی دیر تک جاگتا رہتا ہوں بیوی کی طرف توجہ رہتی ہے۔ اتنی دیر تک اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں نہیں رہتی ہے۔ کیا اس وجہ سے علیحدہ بستر پر سونے سے کوئی حرج ہوگا یا نہیں یا کس طرح رہنا چاہئے؟

تحقیق: بیوی سے ملاعبت (کھیل، مذاق) اس کے حقوق میں سے ہے اور حقوق کو ادا کرنا باطن کے لئے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ باطن کی نورانیت کے لئے مددگار ہے۔ یہ طبعی توجہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں رکاوٹ نہیں ہے لیکن اگر غیر اللہ کی طرف عقلی توجہ ہو (وہ نقصان دہ ہے) یعنی دو مطلوب باتوں (غیر اللہ کی توجہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) میں ٹکراؤ کے وقت غیر اللہ کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پر ترجیح دے تو یہ بے شک برا ہے۔ اس لئے صرف اس وہم پر علیحدہ بستر پر مت سو۔ لیکن ہر بات میں اعتدال ضروری ہے۔ جس سے کوئی دینی مقصود میں خلل (رکاوٹ) نہ ہو۔

وارد کو غلبہ کے وقت نہیں روکنا چاہئے

حال: پانچ چھ دن (پہلے) کی بات ہے کہ بندہ صحیح مسلم کا تحریری پرچہ لے رہا تھا۔ (امتحانی) پرچہ (طلبا کو) دے چکا تھا اور طلباء لکھنے میں مشغول تھے۔ میں آہستہ آہستہ کلمہ طیبہ مبارکہ کا ورد کر رہا تھا، میری عادت یہ ہے کہ جب بھی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کلمہ شریف کا ورد رکھتا تو اس میں بھی الا اللہ پر سانس سے ضرب لگاتا ہوں۔ میں وہاں بھی چپکے چپکے زبانی ذکر میں مشغول تھا یہاں تک کہ مجھے یہ بھی خیال نہیں رہا کہ میں کسی مجمع یا مدرسہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس وقت کثرت ذکر سے یہ حال ہوا کہ پہلے میرے دل میں حرکت ہوئی اور خیال کرنے سے لگتا تھا کہ جو حرکت میں زبان سے کر رہا ہوں بالکل وہی دل کر رہا ہے واللہ اعلم (یہ) میرا خیال تھا یا کیا تھا؟

تحقیق: اگر خیال بھی ہو تو یہ بھی مقصود کا زینہ ہے۔

از صفت و زنام چہ زاید خیال — واں خیالات ہست دلیل وصال

ترجمہ: ''صفت اور نام سے زیادہ کیا خیال ہو کہ ـــــ جہاں اس کا خیال ہی وصال کی دلیل ہے۔''

حال: اس وقت میرے دل میں بہت گرمی اور بہت ہی کھلی ہوئی حرکت محسوس ہوتی تھی حتیٰ کہ تھوڑی دیر کے بعد میرا سارا بدن کانپنے لگا جس کو میں روکنا چاہتا تھا مگر روک نہیں سکتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا اسی دوران کئی طالب علم میرے سامنے سادہ کاغذ وغیرہ اٹھا کر لے گئے اور بعض نے کچھ سوال پوچھنا چاہا مگر مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی۔ جب کچھ دیر کے بعد میں نے زبان سے ذکر بند کر دیا تو پھر بھی دیر تک میرے دل میں اور بدن میں وہ حرکت رہی اور اس کی ایک (قسم) کی لذت اور خوشی پاتا تھا جو حرکت کے ختم ہونے کے بعد دیر تک باقی رہی۔

جب یہ حرکت ہو رہی تھی تو میری کیفیت یہ تھی کہ شاید اگر تھوڑی دیر وہ (حرکت) اور رہتی تو میں بے ہوش ہو کر ذبح کیے ہوئے کی طرح لوٹنے لگتا کیونکہ آثار ایسے ہی لگتے تھے۔

تحقیق: (اگر لوٹنے لگتے) تو کیا حرج تھا۔ اس (یعنی وارد) کا بغیر شدید ضرورت کے روکنا اکابر کے بیان کے مطابق واردات کے حقوق کا ضائع کرنا ہے ان واردات کے غلبہ کے وقت انہی کا تابع ہو جانا چاہیے۔ ؎

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق — نیست فردا گفتن او شرط طریق

ترجمہ: ''اے دوست! صوفی ابن الوقت ہوتا ہے ـــــ اس راستے کی شرط کل نہیں کہنا ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ صوفی وقت کے تقاضے کے مطابق کام کرتا ہے جس کام کا جو وقت ہوتا ہے اسی وقت پر وہ کام کرتا ہے آج کے کام کو کل پر ٹالتا نہیں ہے۔) (مفتاح ۱/۹۲ بتصرف)

یکسوئی کے حاصل ہونے کا طریقہ

سوال: آج کل فکر کی قوت میں پہلے کے مقابلے میں زیادتی ہے۔ جب بھی فارغ ہوں تو کچھ نہ کچھ علمی اور شرعی سوال و جواب سوچتا ہوں، یکسوئی نہیں ہوتی ہے۔ "الھم اجھل وساوس قلبی ذکرك و خشیتك" (اے اللہ! میرے دل کے وسوسوں کو اپنا ذکر اور اپنا خوف بنا دیجیے)۔ یکسوئی حاصل ہونے کے لیے کیا جائے؟

جواب: ذکر و فکر کی کثرت (کی جائے)۔

سوال: ذکر کے دوران خدا تعالیٰ سے محبت کے وقت کبھی یہ خیال آتا ہے کہ اپنا ہاتھ چوم لوں۔ حضور! یہ عجیب حالت بری تو نہیں ہے؟

جواب: نہیں۔

ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را　　　کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

ترجمہ: "میں بار بار اپنے ہاتھ کو چومتا ہوں کیونکہ اس نے تیرا دامن پکڑ کر میری طرف کھینچا ہے۔"

بھول دل کی خرابی کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے

حال: حضور آج کل میرا اسکول صبح سے کھلتا ہے اور گیارہ بجے کے قریب بند ہوتا ہے۔ جب میں اسکول سے فارغ ہو کر آتا ہوں تو اگر طبیعت تھکی ہوئی نہ ہو تو اس وقت وضو کر کے کچھ ذکر مثلاً تین ہزار اسم ذات کر لیتا تھا اور بعد میں کچھ سو جاتا تھا تاکہ رات کو سحری کے وقت اٹھنے میں گڑ بڑ نہ ہو۔

اس جمعہ کو ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کو جب اٹھا تو خیال تھا کہ آج جمعہ ہے۔ جب اسکول سے واپس آیا تب بھی راستے میں (جمعہ کا) خیال تھا۔ مگر جب گھر آیا اور وضو کیا اس وقت بھول گیا۔ جب ذکر شروع کیا تو نیند محسوس ہونے لگی۔ پھر یہ خیال ہوا کہ تین ہزار کر کے کچھ سو جاؤں اور (باقی) ظہر کی نماز کے بعد پورا کر لوں گا۔

جب چارپائی پر (سونے کے لئے) گیا تو نیند جاتی ہوئی لگی پھر دعوات عبدیت ہاتھ میں لے لی کہ شاید اس کو دیکھتے ہوئے نیند آ جائے مگر اس (کے پڑھنے) میں ایسا جی لگا کہ نیند بالکل جاتی رہی اور جمعہ کا بالکل خیال نہ رہا۔ یہاں تک کہ جب نیند سے ناامیدی ہوگئی تو یہ سوچنے کہ اب اگر کچھ دیر بعد نیند آگئی تو شاید ظہر کی نماز کا وقت نہ رہے۔ اس وقت ظہر کی نماز پڑھی اور تین ہزار اسم ذات پڑھ کر سو گیا۔

پانچ بجے کے قریب اٹھا تو وضو کر کے عصر کی نماز پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو یاد آیا کہ آج جمعہ تھا اور میں جمعہ نہ پڑھ سکا بہت افسوس ہوا۔ غالباً یہ شیطانی غلبہ تھا۔ وما انسانيه الا الشيطان اذكره۔ کہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس واقعہ سے دل کو پریشانی نہیں ہوئی۔ اس قسم کے حالات سے کیونکہ بے چینی سی ہوتی تھی وہ نہیں ہوئی جس کی وجہ سے یہ خیال آتا ہے کہ دل کی حالت خدانخواستہ خراب تو نہیں ہوئی۔ حضور میری حالت پر خاص توجہ فرمائیں۔

دریا و کوہ در رہ من خستہ وضعیف　　　اے خضر بے خجستہ مدد کن بہتم

ترجمہ: "دریا اور پہاڑ میری راہ میں ہیں اور میں کمزور ہیں ـــــ اے بابرکت خضر میری ہمت کی مدد کر۔"

تحقیق: نہیں! دل کی حالت خراب نہیں ہوئی بھول طبعی پیش آنے والی باتوں میں سے ہے۔ اس کے بارے میں صاف حدیث ہے کہ میری امت سے خطا اور بھول کو معاف کیا گیا ہے۔ مگر عبدیت کی چاہت کی وجہ سے

اب پھر بھی استغفار کرنا چاہئے کیونکہ اہتمام کی کمی بھی ایک قسم کی کوتاہی ہے۔

تنہائی اور میل جول میں فرق

حَال: تنہائی میں وحشت ہوتی ہے اور میل جول کی حالت میں دل کی رقت حاصل ہوتی ہے اور سبحان اللہ سبحان اللہ زبان پر جاری رہتا ہے۔

تحقیق: تنہائی میں اگرچہ وحشت ہو وہ وقتی ہے (جو) ذکر میں مشغول ہونے سے چلی جائے گی۔ میل جول میں اگرچہ رقت ہوتی ہو مگر وہ نفس کی لذت ہے (اس لئے وہ رقت) معتبر نہیں ہے۔

وجد کے آثار

حَال: خاکسار جس وقت نماز میں تشہد سے فارغ ہوتا ہے اور درود شریف پڑھنے والا ہوتا ہے تو سارے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جیسا کہ ٹھنڈا پانی ڈالنے کے وقت ہوتا ہے۔ یہ ہر نماز خواہ نفل ہو یا فرض میں ہوتا ہے اور کئی سال سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ معلوم نہیں کیوں ہوتا ہے۔ اس کا خیال مسلسل رہتا ہے۔ حضرت والا سے امید ہے کہ اس کی وجہ تحریر فرما کر اس ناکارہ کو مطمئن فرمائیں گے۔

تحقیق: یہ ایک قسم کا وجد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے "تقشعرا منه جلود الذين يخشون ربهم" (کہ اس سے ان لوگوں کی کھالیں کانپ اٹھتی ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں)۔

یہ مختلف مزاج ہونے کی وجہ سے مختلف اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آپ کو نبی ﷺ کے شوق و محبت کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کا محرک درود شریف ہوتا ہے اگر نماز کے علاوہ میں درود سے نہیں ہوتا ہے تو پھر نماز کی یکسوئی اس کی ترجیح کا سبب ہوتی ہے۔

گذشتہ حالت کے لوٹانے کا اہتمام باطن کے لئے نقصان دہ ہے

حَال: میرے حضرت! شعبان کے شروع سے ذکر میں ایسی دلچسپی تھی کہ ذکر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ہر دن یہ ارادہ کرتا تھا کہ جب تک دل و دماغ کام کریں ذکر کرتے رہو۔ شعبان کے آخر میں اس (دلچسپی) میں کمی ہوئی۔ جس دن حضرت ڈیگ شریف تشریف لے جاتے تھے احقر نے عرض کیا کہ دو تین دن سے ذکر میں جی لگنا کم ہو گیا ہے۔ (اس پر) حضرت نے دو کاموں کی پابندی کے لئے ارشاد فرمایا۔ ایک روزانہ غسل کرنا دوسرا ذکر شروع کرنے سے پہلے یاباسط کی ایک تسبیح پڑھنا۔ چنانچہ اسی دن سے یہ دونوں کام شروع کر دیئے۔

رمضان شریف کے شروع میں نماز پڑھتے ہوئے ایسی محویت (گم ہو جانے کی کیفیت) ہوتی کہ سارا جسم اور ظاہری اور باطنی حواس گویا نماز میں پیوست (چسپاں) ہو جاتے ہیں۔ ۲۰ رمضان المبارک تک یہ کیفیت رہی اعتکاف کے دن سے نماز کی حالت (وکیفیت) تو کم ہوگئی لیکن قرآن شریف کی تلاوت میں وہ حلاوت (مٹھاس) محسوس ہوتی تھی۔ دل یہ چاہتا تھا کہ نوافل کی جگہ بھی قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہوں اور دن رات اس میں مشغول رہوں۔

عید کے بعد سفر ہوا، غذا مزاج کے مطابق نہ ملنے کی وجہ سے تبخیر (معدہ) ہوکر دماغ کو بہت تکلیف ہوئی۔ اس وقت نہ ذکر میں لطف تھا اور نہ نماز میں دلچسپی تھی اور نہ ہی قرآن شریف میں وہ کیفیت تھی اگرچہ زبردستی معمول پورے کرتا تھا۔

الحمد للہ علاج کرنے سے اب دماغ کی حالت صحیح ہونے کی وجہ سے تبخیر کچھ نہ کچھ اچھی ہے۔ لیکن وہ کیفیت جو ذکر، نماز اور تلاوت قرآن شریف میں شعبان اور رمضان میں تھی مختلف اوقات میں تھی اب نہیں رہی ہے۔ اب اس حالت تک پہنچنا بہت مشکل لگتا ہے۔

تحقیق: وہ (شعبان اور رمضان والی) حالت ذرا بھی مقصود نہیں تھی۔ جس کا نہ ہونا افسوس کا سبب ہو۔ کبھی قبض بسط سے افضل ہوتا ہے۔ بالکل بھی کسی خاص حالت کو واپس لانے کا اہتمام نہ کیا جائے کہ (یہ) باطن کے لئے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ وہ لایعنی (بے کار بات) میں مشغول ہونا ہے۔ یہ نکتہ ساری زندگی کے لئے معمول بنانے کے قابل ہے۔

شوق خوف سے افضل ہے

حال: کبھی کبھی (حدیث) "لذتوں کو توڑنے والی چیز (موت) کو یاد کرو" پر بھی عمل کرتا ہوں۔ اس سے خوف میں مبتلا ہونے کی جگہ اس عالم (آخرت) کا شوق طاری ہو جاتا ہے۔ میں اس کو دور کرنے کے لئے اپنے برے اعمال اور عذاب قبر کی سختی کا دھیان کرتا ہوں تو اس سے وقتی وحشت طاری ہوتی ہے مگر (یہ گویا) قسم پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ بعد میں وہی وطن (آخرت) کی آرزو کا غلبہ شروع ہوتا ہے۔ اب جیسا حکم ہو ویسا ہی عمل کیا جائے۔

تحقیق: خوف سے افضل شوق ہے۔ اس کو دور کرنے کی فکر نقصان دہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر شکر کیجئے اور بڑھائیے۔

یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حَال:

الا یا ایھا الساقی مرا جام الستی ، دہ   ترا تا خیر ما عاشق چنیں خوشخو نمی شاید

تَرجَمہ: ''اے ساقی مجھے الست بزم والی کیفیت کا جام دے ——— تیرے لئے مجھ جیسے اچھے عاشق کے لئے دیر کرنا مناسب نہیں۔''

عمدۃ العافین مجد دالملۃ والدین حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اپنی پریشان داستان کو حضرت والا کی خدمت میں تفصیل سے لکھ رہا ہوں قوی امید ہے کہ پوری طرح غور فرما کر خوب مہربانی سے بہت سارے ارشادات سے سرفراز فرمائیں گے۔ غالبًا حضرت والا سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ گذشتہ ماہ رمضان ۱۳۳۵ھ سے ان دنوں تک یعنی محرم الحرام ۱۳۳۶ھ حضرت کے ارشاد کے مطابق تمام راتوں میں چھ ہزار مرتبہ اسم ذات خفیفہ پڑھتا ہوں مقاصد میں ترقی کے بارے کوئی اثر نہیں پاتا ہوں جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب ہوں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے) زبانی ذکر کی توفیق بھی بڑی نعمتوں میں سے ہے ذکر کے وقت دل اور خیال نہ مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) اور نہ ہی (اللہ تعالیٰ کے) نام کی طرف متوجہ ہوتا ہے ایسے ہی نماز میں یکسوئی اور توجہ الی اللہ نہیں ہوتی ہے صرف قرأت بھی دل کی توجہ سے نہیں ہوتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

زبان در ذکر و دل ار فکر خانہ   چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ
چہ شد گر مصحفم در پیش ما باشد   چو دل در فکر گاؤ جیش ما باشد
اے بمسجد میروی بہر سجود   سر بجنبد دل نہ جنبد ایں چہ سود

تَرجَمہ

❶ زبان پر ذکر اور دل میں گھر کی فکر ——— ایسی پانچ وقتوں کی نماز سے کیا حاصل۔
❷ قرآن اگر میرے سامنے ہو تو کیا ——— جبکہ دل میں گائے بھینس کی فکر ہو۔
❸ اے وہ شخص جو سجدہ کے لیے مسجد جاتا ہے ——— سر تو ہلے مگر دل نہ ہلے تو اس سے کیا فائدہ۔

لہٰذا اس سلسلہ میں حضرت کی توجہ اور ارشادات کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے میرا کوئی کام مستقل نہیں ہوتا ہے۔

گر شود لطف و کرم در شان من　　جلوہ طاعت وہد عصیان من

ترجمہ: ''اگر مجھ پر لطف و کرم ہو تو ــــــ میرے گناہوں کو طاعت کی توفیق دیجیے۔''

تحقیق: تربیت السالک کی تینوں جلدوں کا غور سے مطالعہ کیا جائے جو کچھ لکھنا تھا وہاں لکھ دیا گیا ہے۔ مختصر جواب کافی نہیں ہے۔

یکسوئی نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے

حال: کل سے ایک قسم کی بے چینی رہتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کسی طرح جلدی منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اپنی طرف سے کوشش کرتا ہوں کہ یکسو ہوں مگر یکسوئی نام کو نہیں ہوتی ہے۔ برائے مہربانی اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔

تحقیق: یہ بے چینی یکسوئی کے ارادے (کی وجہ) سے ہے۔ (آپ کا جو) معمول (ہے وہ) کافی ہے۔ آپ جیسی یکسوئی چاہتے ہیں اختیاری نہیں ہے اور غیر اختیاری کا کوئی علاج نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ وقت کا ضائع کرنا ہے۔ غیر اختیاری کا نہ ہونا نقصان دہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے علاج کی ضرورت نہیں ہے۔

احوال کا مطلوب نہ ہونا

حال: معمول پہلے کی طرح مسلسل چل رہا ہے (وہ یہ ہے کہ) چھ ہزار مرتبہ اسم ذات (اللہ اللہ کا ذکر) ایک منزل قرآن مجید دو تین بخاری شریف کے ورق (پڑھتا ہوں) اس کے علاوہ کوئی ایسا حال نہیں ہے کہ جو عرض کرنے کے قابل ہو اپنی حالت پر افسوس ہے کیفیت اور کمیت میں کچھ تبدیلی نہیں ہے بلکہ جتنا بھی میں دیکھتا ہوں ترقی کے بجائے تنزلی ہے تہجد میں ایک پارہ پڑھنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جاتی ہے۔

حضرت والا روحانی طبیب ہیں اس ناچیز جیسی زخمی آنکھ جس سے آنسو نہ بہتے ہوں باطنی احساس نہ رکھنے والا کوئی نظر انور سے نہیں گذرا ہے گمان بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس دورافتادہ گوچے میں سب سے زیادہ ناسمجھ اور سب سے کم تر ہوں خیر یہی بہتر ہے کہ آپ جناب سے نسبت رکھتا ہوں۔

ع فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا

ترجمہ: بس میرے لیے آپ سے نسبت کا ہونا ہی کافی ہے۔

تحقیق: ثمرات مقصود اعمال کا نتیجہ ہیں نہ کہ احوال (اعمال کا نتیجہ ہیں) بلکہ کہ احوال مقصود ہیں نہ مقصود کی شرط ہیں۔ اکثر سلف کی نسبت اسی طرح مستدر رکھتی ہے۔

آپ کو مبارک ہو کہ انجام خیر ہوگا اعمال میں سستی نہیں کرنا چاہیے۔

مواجید (وہ کیفیات جو سماع کے سننے کی وجہ سے صوفیوں کو پیش آتی ہیں یا اعمال کی خاص کیفیات) اور لذت کی طلب مرض ہے

حَال: حقیر اپنے کام میں مستقل لگا ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتا ہے اور نہ (مقرر کئے ہوئے) وقت میں کبھی فرق آتا ہے۔ لیکن جس توجہ کے ساتھ ہونا چاہئے وہ بات نہیں ہوتی ہے۔ اس کا بہت زیادہ افسوس ہے۔

تحقیق: مواجید اور لذت کی طلب کا مرض ابھی تک دل سے نہیں گیا ہے اگر یہ توجہ اختیاری ہے تو شکایت کیسی اگر غیر اختیاری ہے تو وہی مواجید کی طلب ہے۔

حَال: یہ تمنا ہے کہ

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترجمہ: "مٹی جن کی نظر سے سونا ہو جائے —— کاش کہ ان کی نظر ہم پہ ہو جائے۔"

تحقیق: تصرف کی طلب کا مرض ابھی تک نہیں گیا۔

حَال: (اور یہ بھی تمنا ہے کہ) خدا کی یاد میرے دل میں اس طرح ہو کہ جس طرح کوئی عاشق اپنے معشوق کی یاد میں لگا رہتا ہے اور کسی وقت (بھی) اس کو بھولتا نہیں ہے۔ خدا کی یاد ہو اور ذہن ہو اور کچھ نہ ہو۔ دنیا کی کیسی ہی اور کتنی ہی مصیبت کیوں نہ ہو آپڑے اس کی رضا پر شاکر رہوں کبھی اف نہ کروں۔

تحقیق: یہ (بھی) وہی احوال اور مواجید کی لذت اور عمل کی توفیق کی نعمت کی ناشکری ہے۔ کیوں صاحب اگر اتنی بھی توفیق نہ ہوتو کیا (اللہ تعالیٰ پر) آپ کا کچھ قرض ہے؟

حَال: رمضان کے بعد ایک مہینہ تک پھوڑے کی بیماری میں مبتلا رہا۔ جس کی وجہ سے چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا مشکل تھا۔ اسی دوران اور اس کے بعد عزیز واقارب کی بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک بھتیجی قریب البلوغ اور میرا لڑکا قریب البلوغ کا انتقال ہوگیا اور ان دونوں سے کچھ پہلے میری ایک لڑکی اور ایک لڑکے کا انتقال ہو چکا تھا (اللہ تعالیٰ ان بچوں کو جنت نصیب فرمائے اور ہم لوگوں کو صبر کے ثواب سے سرفراز فرما کر صابرین میں نام درج فرمائے)۔

میرے ماوی! ان ساری مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت برداشت سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم سے گستاخی کا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکلا مگر طبعی رنج ہوا۔ خاص دوستوں سے غم کا اظہار کیا مگر مجھے اس میں شبہ ہوا کہ کہیں طبعی رنج کے خلاف اور رضا بالقضا کے خلاف اور صبر کے خلاف نہ ہو۔ اس لئے بعد میں زبان کو (اس اظہارِ غم سے) روکا۔ اب حضرت سے گزارش ہے کہ خادم کی تسلی فرمائیں کہ یہ اوپر جو باتیں ذکر کی گئیں (طبعی رنج کے) کے خلاف ہوا یا نہیں۔ یہ غم کا اظہار اس لئے کیا کہ غم میں کمی ہو جائے ورنہ اظہار کئے بغیر گھٹ کر رنج اور بڑھ جائے گا۔

تحقیق: کچھ برا نہیں (ہوا)۔

سوال: طبعی رنج کی حد کیا ہے؟

جواب: جس میں اختیار نہ ہو۔

سوال: تسکین کے ایک دو کلمہ تحریر فرمائیں جس سے مجھے اور لڑکے کی والدہ کو پوری تسکین ہو جائے اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو صبر عنایت فرمائیں اور ان ساری مصیبتوں کے ثواب سے سرفراز فرمائیں۔

جواب: رسالہ شوقِ وطن کا مطالعہ ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

حال: خادم نے پہلے تحریر کیا تھا کہ نماز وغیرہ میں رحمت اور عذاب کی آیات پر بے اختیار چیخ مارتا ہوں اور قرأۃ بند ہو جاتی ہے۔ مگر اب دل میں خیال آتا ہے کہ یہ تو مخلوق کے ایک تکلیف دینے کی ایک صورت ہے کیونکہ جب چیخ زور سے نکلتی ہے تو سارے نمازی یا جو ذکر کرنے والے قریب میں ہوتے ہیں اچانک آواز سے چونک جاتے ہیں اور ان کا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہوا۔ اب جب وہ حالت پیدا ہوتی ہے تو برداشت کر لیتا ہوں یا بہت آہستہ آواز نکلتی ہے۔ میرا خیال ٹھیک ہے یا نہیں؟

تحقیق: (آپ کا خیال) ٹھیک ہے۔

سوال: برداشت کرنا نقصان دہ تو نہیں ہوگا۔

جواب: نقصان دہ نہیں ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے سارے معمولات کرتا ہوں اور اطاعت اور گناہوں سے بچنے کا خیال بھی رہتا ہے۔ الحمد لله علی ذالك حمداً كثيراً طيبًا مباركًا فيه۔ حضرت بھی دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی غلامی میں کمال نصیب فرمائیں۔

جواب: دل و جان (سے دعا ہے)

مواجید (وہ کیفیات جو سماع کے سننے کی وجہ سے صوفیوں کو پیش آتی ہیں یا اعمال کی خاص کیفیات) اور احوال کی تمنا لغو ہے

حال: پچھلے خط میں (میں نے) جو کچھ عرض کیا تھا اس سے مقصود صرف حضور کو متوجہ کرنا تھا۔

تحقیق: صرف متوجہ کرنا (مقصود تھا) یا خصوصی طور سے اسی مقصود کی طرف متوجہ کرنا (مقصود تھا) اگر یہی بات ہے تو اس کے لئے خاص اسی عنوان کی کیا ضرورت تھی اور اگر دوسری بات ہے تو میں نے بے توجہی (کب) کی تھی؟ جو توجہ کی کوشش کی گئی تو اگر یہ دوسری صورت ہے تو شکایت باقی ہے۔

حال: (اس خط سے صرف حضور کو متوجہ کرنا مقصود تھا) ورنہ حضور کی بار بار ہدایت پر میری مجال (ہمت و قدرت) نہیں کہ ان باتوں کی خواہش کروں جن کے بارے میں حضور بار بار ہدایت فرما چکے ہیں۔ اپنی جہالت اور حماقت (بے وقوفی) سے ممکن ہے تحریر اس عنوان کی ہوگئی ہو جس کی وجہ سے حضور کے خیال میں یہ بات آئی ہو کہ مواجید اور احوال کی تمنا ہے۔

تحقیق: آخر اس عنوان کی کوئی وجہ تو ہے۔

بلند حالات

حال: مرض سے پہلے چوبیس ہزار (اسم ذات) کا معمول تھا۔ (اب) رات کا معمول بارہ تسبیح اور دن کا معمول بارہ ہزار (اسم ذات) کا ہے۔ کمزوری کی وجہ سے بارہ ہزار مرتبہ کرتا ہوں۔ کیفیت یہ ہے کہ دو دن سے خوف خدا کا غلبہ ہو رہا ہے اور اکثر اوقات اپنے عیوب نظر کے سامنے ہو رہے ہیں۔ اپنے جو بھی نیک اعمال کرتا ہوں ان کو قابل شمار نہ کرنا (بے حیثیت سمجھنا) اکثر ذہن میں رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے خوف اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔

ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ جب کسی آدمی کے رضا کے مطابق کام نہیں ہوسکتا ہے تو احکم الحاکمین (اللہ تعالیٰ) کی رضا کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہمارے اعمال خود ایک (قسم کے) گناہ ہیں۔ مگر اعمال صالحہ کرنے کو جی چاہتا ہے اور کر کے خوشی ہوتی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری بلند حالتیں ہیں اللہ تعالیٰ زیادتی فرمائیں۔

حال: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سفر کے شروع میں حزب البحر زکوۃ کے طریقے سے پڑھنے کا ارادہ ہے۔ اگر میرے حال کے مناسب ہو تو برکت کے لئے پڑھنے کی اجازت فرمائی جائے۔

تحقیق: اس غرض کے لئے زکوٰۃ کی ضرورت نہیں ہے۔

غیر اختیاری باتیں شرمندگی کے قابل نہیں ہیں

حال: حضرت! (مجھے) تھوڑی دیر میں بالکل بھول ہو جاتی ہے۔ بھولنے اور گناہ کی کثرت سے شرمندہ رہتا ہوں۔

تحقیق: غیر اختیاری باتوں میں شرمندگی کیوں؟

اللہ تعالیٰ سے ملنے کے شوق میں آخرت کے سفر کی جلدی تمنا کرنا صحیح ہے

حال: طبیعت بہت گھبراتی ہے اور کسی جگہ بھی نہیں لگتی ہے۔ عجیب بے چینی ہے کہیں سکون و چین نہیں ہے۔ اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے۔ غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے دن بہت کم رہ گئے ہیں، ایک گھنٹہ کا بھی اعتبار نہیں لگتا ہے۔ عقل سے یہی نہیں بلکہ طبعی طور پر بھی (خود کو) قید خانہ میں قید محسوس کرتا ہوں۔ مگر اس بات کا خیال دل کو ہلا دیتا رہتا ہے کہ لوگوں کے کچھ قرض ذمہ ہو گئے ہیں مرنے کے بعد کہاں سے دوں گا۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ چار پانچ مہینہ رہ جاؤں تو قرض کی ذمہ داری سے فارغ ہو کر پھر اپنے اصلی وطن چلا جاؤں گا۔ (یا اللہ! ایسا ہی ہو)۔

آج کل کئی دنوں سے اس بات کی تمنا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا مگر دعا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ہاتھ اٹھاتا تھا تو بے ادبی کا خیال رکاوٹ بنتا اور اکثر یہ شعر پڑھتا تھا۔

ع اے برتر از قیاس و گمان و خیال و وہم الخ

اے وہ ذات جو قیاس، گمان اور وہم سے برتر ہے۔ مگر (اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی) چاہت باقی رہتی ہے اور ہے بھی کیا کروں؟

لوگ (میرے) نکاح فکر میں ہیں۔ اکثر مرتبہ جی چاہتا ہے کہ انکار کر دوں اور لکھ دوں کہ میں مخدوش (شک وشبہ کی) حالت میں ہوں اس لئے نہیں کرتا ہوں مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعی طور پر کوئی گناہ نہ ہو جائے اور یہ بھی لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سارے حالات پسندیدہ ہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا کی چاہت پر یہ دعا کیجئے کہ "اے اللہ! (آپ کی) زیارت جلدی نصیب ہو" اس کا خلاصہ آخرت کے سفر کی جلدی کی تمنا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کے شوق میں صحیح ہے۔

نکاح کے بارے میں یہ عمل رکھئے۔

ع چونکہ بر میخت بہ بندو بستہ باش

ترجمہ: ''جو بندھن میں بندھ جاؤ تو بندھن میں بندھے رہو۔''

نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے اور شیخ کا تصور

حال: (حضرت!) اس وقت کوئی نیا ایسا حال نہیں ہے جس کو عرض کروں۔ اس خط سے صرف خیریت پوچھنا مقصود ہے۔ ہاں! ایک بات پوچھنے کی یہ بھی ہے کہ مجھے اکثر ایسا اتفاق پیش آتا ہے کہ نماز اور وظیفہ میں اچانک بغیر ارادہ کے حضور کا خیال نظر کے سامنے آجاتا ہے گویا آپ اپنی جگہ پر ہیں اور میں اپنی جگہ پر ہوں (اور میں) آپ کو نماز پڑھتے ہوئے قیام کی حالت میں دیکھ رہا ہوں اور یہ سمجھ رہا ہوں کہ آپ کے دل میں انوارِ الٰہی آرہے ہیں اور آپ کے دل سے وہ انوار میری طرف متوجہ ہورہے ہیں۔

(میں) فرائض میں تو اس خیال کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں مگر وظیفہ میں اس خیال سے دلچسپی لیتا ہوں۔ اس سے مجھے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس وقت دوسرے لایعنی خیالات نہیں آتے ہیں۔ یہ خیال بھی کسی برے عقیدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک وسیلہ (ذریعہ) سمجھ کر کرتا ہوں۔

گزارش یہ ہے کہ ایسا خیال کچھ نقصان دہ تو نہیں ہے اور میرا نماز میں اس خیال کی طرف متوجہ کرنا اور وظیفہ میں دلچسپی لینا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ زیادہ کیا عرض کروں۔

تحقیق: نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے کیونکہ اس حال کا حاصل ثبات (جماؤ، ثابت قدمی) ہے اور کم سے کم درجہ کی تو ضرور ہے۔ جو بات پوچھی گئی ہے (یعنی اس خیال کی طرف نماز میں متوجہ نہ ہونا اور وظیفہ میں متوجہ ہونا) اس کا جواب یہ ہے کہ خواص کے لئے اس تفصیل سے (جو آپ نے ذکر کی) تصور کرنا جائز بلکہ زیادہ مفید ہے۔

پسندیدہ آثار

حال: میں نے جب سے کلمہ طیبہ کا ذکر شروع کیا ہے پہلے کے مقابلے میں دل میں نرمی محسوس ہوتی ہے۔ اس کا علم یوں ہوا کہ کمزور، خصوصاً بے زبان جانوروں کو دیکھ کر زیادہ رحم آتا ہے اور ان کی تکلیف دیکھ کر دل میں پہلے سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ پسندیدہ آثار ہیں اگر کمالات میں سے نہیں ہیں۔

سینہ میں گرمی محسوس ہونے کا علاج

حَال: احقر کو اپنے سینہ بہت گرمی محسوس ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سینہ میں آگ بھری ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔

تحقیق: جہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) اور ضرب (لگانا) چھوڑ دیجئے اور ذکر کے وقت یہ تصور کیجئے کہ چاند میرے دل سے لگا ہوا ہے۔

ذکر میں شوق کی زیادتی کی اصلاح

حَال: (دوسرے یہ کہ) ذکر کرتے کرتے دل نہیں بھرتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کوئی ایسی جگہ ہو کہ جہاں شور وغل بالکل نہ ہو اور وہاں جا کر دن رات ذکر کرتا رہوں۔

تحقیق: اس لئے (ذکر کی) تعداد میں دو باتوں کا لحاظ رہے۔ ایک یہ کہ شوق کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے دوسرے یہ کہ طبیعت کے برداشت سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرح یہ کیفیت مفید ہوگی۔

ذکر میں لذت مقصود نہیں ہے

حَال: حضور! میرا معمول اکثر تہجد کی آٹھ رکعت (پڑھنا) ہے۔ لمبی قرأت کرنے کے شوق میں (میں نے) تبارک الذی (انتیسویں) پارے میں سے لمبی لمبی سورتیں یاد کر لی تھیں۔ ان سورتوں کو بہت دنوں سے پڑھتا چلا آ رہا ہوں۔ اس سے نماز میں بڑا سرور اور لذت ہوتی ہے۔ کچھ دنوں سے نماز کے بعد بارہ تسبیح کے ذکر میں اتنی لذت نہیں ہوتی ہے۔ اب حضور والا سے عرض ہے کہ کیا یہی معمول رکھوں۔

تحقیق: ہاں! گو ذکر میں اتنی لذت نہیں آتی کیونکہ ذکر دوسرے وقت میں بھی تو ہوگا لذت اس میں پوری ہوگی۔

حَال: فجر کی نماز کے بعد آدھا پارہ قرآن شریف، مناجات مقبول کی ایک منزل، اسم ذات ایک ضرب والا چوبیس ہزار مرتبہ اور چلتے پھرتے استغفار اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور والا کی دعا میں اچھی طرح ادا ہو جاتا ہے۔

تحقیق: آدھا پارہ کم ہے ایک کرنا چاہئے۔

حَال: قلب جاری ہو گیا ہے۔

تحقیق: اس کا کیا مطلب ہے صاف لکھیں۔

حَالْ: ذکر میں کوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ خیال کرتا ہوں تو کچھ پتہ نہیں چلتا ہے لیکن اچھی لگتی ہے۔

تَحْقِیق: یہ کس وقت (ہوتا ہے)

حَالْ: ذکر، نماز اور تلاوت میں اکثر یکسوئی اور لذت ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے۔ اس سے احقر کو بہت رنج ہوتا ہے۔

تَحْقِیق: کیا میرا رسالہ تربیت السالک نہیں پڑھا اور اگر پڑھا ہے تو کیا اس کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں ہے۔

حَالْ: حضور دعا فرمائیں کہ ہمیشہ یکسوئی اور لذت حاصل ہو جائے۔

تَحْقِیق: تحقیق کے بعد دعا کی درخواست کا ہونا یا نہ ہونا معتبر ہوگا۔

روشنی نظر آنا

حَالْ: تین چار دن ہوئے کہ رات میں کبھی سامنے اور کبھی بائیں جانب اور کبھی سر کے اوپر روشنی محسوس ہوتی ہے۔

تَحْقِیق: کسی طبیب سے تجویز فرما کر اطلاع دیں کہ دماغ میں گرمی یا خشکی تو نہیں ہے۔

کامیابی کی علامت

حَالْ: یہ احقر اللہ تعالیٰ کے فضل سے چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور دس ہزار مرتبہ استغفار روزانہ پڑھ لیتا ہے۔ تہجد کی نماز اور بارہ تسبیح پڑھتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا ہے۔ غرض الحمد للہ ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہے اور غفلت بہت ہی کم ہوتی ہے۔

حضرت! کچھ عرصہ سے ذکر میں رقت (نرمی، رونے کی کیفیت) بہت ہوتی ہے خصوصاً ذکر کے وقت وہ آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ پہلے تکلیف کے ساتھ اتنا ذکر ہوتا تھا اور اب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ بہت ہی آسانی سے ذکر کرتا رہتا ہوں۔

تنگی فقر و فاقہ ہو یا قبض اور بسط ہو یا کوئی اور مصیبت ہر حال میں بہت خوش رہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پریشانی نام تک کے لئے نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توکل کی اتنی قوت عطا فرما دی ہے کہ خاص اللہ پر بھروسہ کر کے اس پر ہی نظر رکھتا ہوں۔ مخلوق سے مانگنا یا اپنا کوئی راز ظاہر کرنا تو گویا کفر و شرک کی طرح برا لگتا ہے۔

اب الحمد للہ! کبر کے مرض سے بالکل حفاظت ہے۔ کبر کے وسوسے سے بھی گھبراتا ہوں۔ جب کبر کا وسوسہ

ہوتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سوچنے لگتا ہوں تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب مجھے اپنے سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں لگتا ہے۔ الحمد للہ! اب اپنے اندر بہت تواضع پاتا ہوں۔ اس کا ظاہری اثر تو یہ لگتا ہے کہ ساری دنیا کے لوگوں سے میری صلح ہوگئی ہے۔ اب مجھے میرا کوئی دشمن ہی نظر نہیں آتا ہے۔ دشمنوں سے اس سلوک کا یہ اثر ہوا کہ (ان سے) دوستی ہوگئی۔

جب میں تھانہ بھون سے پہلے وطن گیا تھا تو یہ حالت تھی کہ میں ہر مسلمان کو اپنا مخدوم سمجھتا تھا اور ایسا سلوک ہر مسلمان سے کرتا تھا۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ جو لوگ میرے مخالف تھے اور مجھ سے ایک قسم کی دشمنی رکھتے تھے وہ بھی مجھ پر شفیق (مہربان) ہو گئے۔ ان کو میری حالت پر رحم آتا تھا۔

چنانچہ (اسی رحم کا اثر یہ ہوا کہ) میرے ہم پیشہ ایک شخص نے مجھ پر رحم کھاتے ہوئے کہا: بھائی صاحب تم کب تک اس طرح بے کار رہو گے کچھ کام کرو۔ میں نے کہا: حضرت! الحمد للہ میں بالکل بے کار نہیں ہوں بلکہ خدا کے کرم سے مجھے اس کام کی توفیق ملی ہے جس کے لئے میں پیدا ہوا ہوں۔ اللہ کرے ایسی بے کاری اگر آپ کے عرف (جاننے) میں بے کاری ہے تو مجھے (یہ بے کاری) مبارک ہے۔ وہ کہنے لگے: وہ کیا کام ہے؟ میں نے کہا: اللہ اللہ کرنا۔ کہنے لگے: روٹیوں کی بھی کچھ فکر کرنی چاہئے روٹیاں پہلے ہیں بعد میں اللہ اللہ کرنا۔ میں نے کہا: حضرت یہ آپ کے لئے ہے میں تو روٹیوں کی فکر سے آزاد ہوں۔ جب سے روٹیوں کے لئے اپنا فکر کرنا بے کار لگا ہے تو فکر کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے اور رازق مطلق کے حوالے کر دیا ہے۔ ؎

کارساز ما بسازد کار ما　　　فکر ما در کار نہ آزار ما

ترجمہ: ''ہمارے کام بنانے والا ہمارے کاموں میں ہی لگا ہوا ہے اب ہمارے کاموں میں ہمارا سوچ بچار کرنا یہ خود ہماری تکلیف ہے۔''

وہ یہ سن کر خاموش ہو گئے، پھر میں نے ان سے عرض کیا: آپ اللہ کے واسطے میرے لئے یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی محبت عنایت فرمائے۔

تواضع کا باطنی اثر اپنے اندر یہ پاتا ہوں کہ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے سے کچھ شرم آتی تھی۔ اب بے تکلف خود کر لیتا ہوں جیسے بازار سے خود سودا لانا، اناج سر رکھ کر چکی پر پینے کے لئے دے کر آنا وغیرہ وغیرہ گویا سنت سمجھ کر گھر کے کام خوشی کے ساتھ کر دیتا ہوں۔ اس سے ایک کشادگی ہوتی ہے۔ غرض نفس کے خلاف ہر کام کرنے سے کشادگی ہوتی رہتی ہے۔

الحمد للہ! دل میں گناہ سے بہت نفرت ہے اور غفلت ہو جانے کا ہر وقت دل میں خیال رہتا ہے۔ ہر کام

کرتے وقت ذرا دیر پہلے یہ سوچ لیتا ہوں کہ میں یہ کام اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ (یا نہیں) چنانچہ ذکر وفکر کھانا پینا غرض تمام کاموں میں اسی کا ہی خیال رہتا ہے۔

حضرت ایک نئی بات یہ دیکھتا ہوں جس کو بتانے سے شرم آتی ہے لیکن ضرورت سمجھ کر عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت سے مجھے بے حد محبت ہوگئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ہر وقت حضرت کی کچھ خدمت کیا کروں یہاں تک کہ حضور کی ناراضگی میں بھی عجیب لطف آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اپنی باقی عمر یہیں (حضرت کے) قدموں ہی میں پڑا رہ کر گزار دوں۔ چنانچہ اللہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرنی ہے کہ یا تو میرے لئے ایسا سامان (یعنی انتظام) فرما دیا جائے کہ میں یہیں (تھانہ بھون میں) رہوں اور بچوں کے لئے کوئی ایسا کام کر لیا کروں کہ اچھی طرح گزارہ ہو جائے ورنہ کم از کم پروردگار عالم سے اتنا فرما دیا جائے کہ مہینے میں ایک ہفتہ فارغ ہو کر یہاں (تھانہ بھون میں) رہ جاؤں۔

حضرت! یہاں سے جانے کے بعد وطن میں تھانہ بھون آنے کے لئے تڑپتا ہوں۔ واللہ! تھانہ بھون سے اتنا انس ہو گیا ہے کہ لکھ نہیں سکتا ہوں۔ جب تک وطن میں رہتا ہوں دل تھانہ بھون میں ہی رہتا ہے۔ دن رات حضرت کی تصانیف سے یہ لگتا ہے کہ حضرت ہی کی خدمت میں ہوں۔ جب زیارت کا شوق ہوتا ہے تو دعائیں کر کے یہاں آنا نصیب ہوتا ہے۔ دن رات دل چاہتا ہے کہ حضرت کی کچھ خدمت کروں مگر نااہل ہونے کی وجہ سے مجبور رہتا ہوں۔ جب محبت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے تو دل کی تسلی اس طرح کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے رو رو کر حضور کے لئے دونوں جہاں کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں اس سے صبر آ جاتا ہے۔

آج کل تربیت السالک، التکشف، تعلیم الدین اور قصد السبیل مطالعہ میں رکھتا ہوں۔ (حضور!) اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رضا نصیب فرمائیں اور ایمان پر رکھ کر ایمان کے ساتھ دنیا سے میرا خاتمہ فرمائیں۔ اکثر مجھے میری موت یاد رہتی ہے جو الحمدللہ میرے گناہ سے بچنے میں مددگار ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ وہی حالات ہیں جو کامیابی کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے میری مبارک بادی کے معنی یہ ہیں کہ کامیابی مبارک ہو۔

فجر کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب

سؤال: مجھے نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور فجر کی نماز کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے اکثر قضا ہو جاتی ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر کوئی وظیفہ یا کوئی ترکیب فرمائی جائے کہ اس پر عمل کرنے سے تمام خیالات ختم

ہو جائیں اور فجر کے وقت آنکھ کھل جایا کرے۔

میرے ایک دوست ہیں ان سے مجھے بے حد محبت ہے ان کے خیالات بھی اکثر نماز میں آتے ہیں۔ اس لئے کوئی تعویذ یا ترکیب عنایت فرما دیجئے کہ جس سے (ان کی) محبت ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے سے اپنا عشق اور اپنی محبت عطا فرمائیں (آمین) حضور کا بہت شکرگزار رہوں گا۔

جواب: عشا کی نماز ایسی مسجد میں پڑھو جہاں جلدی ہوتی ہو اور فوراً سو جاؤ شام کے کھانے میں کچھ کمی کرو یعنی دو چار لقمے (کم کھاؤ) شام کو پانی مت پیو کسی شخص سے کہہ کر سو جاؤ کہ مجھے جگا دینا۔ سورہ کہف کی آخری آیات:

﴿ان الذین امنوا وعملو الصالحات کانت لھم جنت الفردوس نزلا ۝ خلدین فیھا لا یبغون مولاہ قل لو کان البحر مدار اکلمات ربی لنظر البحر قبل ان تنفذ کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ۝ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجون لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادۃ ربہ احدا ۝﴾

ایک مرتبہ پڑھ کر یہ دعا کرو کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے۔

جس شخص سے آپ نے محبت کے بارے میں لکھا ہے وہ شخص کہاں ہے؟ کیا وہ آپ سے ملتا ہے یا نہیں؟ تفصیلی حال لکھ کر تدبیر پوچھو اور اپنے جواب کے ساتھ یہ خط بھی بھیجو۔

کسی دن آنکھ نہ کھلنا نقصان دہ نہیں ہے

حال: کسی کسی دن آنکھ نہیں کھلتی ہے جس کا بہت رنج و ملال رہتا ہے۔

تحقیق: ﴿عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم﴾ (کہ بہت چیزوں کو تم ناگوار سمجھتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہوتی ہیں)۔

حال: (اس نہ اٹھنے پر) اللہ تعالیٰ سے بہت شرمندگی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہی وہ (خیر کی) چیز ہے۔

حال: (جس دن نہیں اٹھتا تو) صبح پہلے معمول کے مطابق وظیفہ یا تو نماز سے پہلے کر لیتا ہوں یا نماز کے بعد کر لیتا ہوں۔

تحقیق: مناسب ہے۔

نیند کی زیادتی کا علاج

حَالؒ: (حضرت!) مجھے نیند بہت آتی ہے۔ میں نے اپنی معلومات سے بہت علاج کرایا مگر فائدہ نہیں ہوا۔ یہ بات بھی نہیں ہے کہ میں رات کو سوتا نہیں ہوں بلکہ کئی بار ایسا اتفاق ہوا ہے کہ ساری رات سویا ہوں مگر پھر بھی نیند آتی ہے۔ (اور اس نیند کے غلبہ میں) یہ نہیں جانتا ہوں کہ (میں) کہاں ہوں خالی پیٹ رہنے کے باوجود نیند اپنا رنگ نہیں چھوڑتی ہے۔

اب میری حالت یہ ہے کہ سارا دن سینے کا کام کرتا ہوں اور مغرب کے بعد عشاء تک کا وقت کلام مجید یاد کرنے اور مسائل کی کتاب دیکھنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ کلام مجید یاد کرتے وقت اتنی نیند آتی ہے کہ میں حیران رہ جاتا ہوں۔ جب مسائل کی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں تو نیند کا غلبہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ حضور! مطلب یہ ہے کہ مغرب سے عشا تک جو کام کرنا چاہتا ہوں نیند آنے کی وجہ سے وہ رہ جاتا ہے اور دن میں کوئی وقت نہیں ملتا ہے کہ اس میں کلام مجید یاد کروں کھانا عشاء کے بعد کھاتا ہوں مگر پھر بھی نیند زیادہ ہی رہتی ہے۔

ہاں! کلام مجید یاد کرنے اور مسائل کی کتاب دیکھنے کی جگہ کسی دوسرے فضول قصوں اور بے ہودہ باتوں میں مشغول ہوں تو نیند بالکل نہیں آتی ہے۔ کھانے کے بعد تو نیند بہت ہی آتی ہے۔ اگر عشاء کے بعد کھانا نہ کھاؤں اور نہ پڑھوں تب بھی نیند کا غلبہ اسی طرح رہے گا جس طرح کھانے کے بعد ہوتا ہے اس کو بھی آزمایا ہے۔

غرضیکہ حضور! نیند کی بڑی شکایت ہے۔ کوئی کام اس کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے اور جس وقت ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہوں تو نیند کا کیا پوچھنا۔ یہاں تک کہ نماز میں، جماعت کے انتظار میں اور جمعہ کے خطبہ میں ساری نیند ہی نیند رہتی ہے۔ حضور اس کا کچھ علاج بتائیں۔

تحقِیق: میرے نزدیک یہ یقیناً مرض ہے۔ کسی ماہر طبیب سے کافی عرصے تک باقاعدہ علاج ضروری ہے متفرق طور سے علاج کافی نہیں ہے۔ اگر طبیب کی رائے میں (یہ) مرض نہیں ہے تو پھر اس کی وجہ مزاج کی خصوصیت ہے جس میں تم معذور ہو اس لئے کچھ فکر نہ کرو۔

باقی فضول کاموں میں نیند نہ آنا اور ذکر میں نیند آنا اس کی وجہ ان فضول مشاغل کی غرابت (نیا پن کہ ہر نئی چیز دلچسپ ہوتی ہے) لذت اور ان مشاغل کو سوچ کر کرنا ہے جس کی وجہ سے اس میں فکر کی قوت متوجہ ہو جاتی ہے اور یہی فکر کی توجہ نیند کے نہ آنے کا سبب ہے۔ ذکر وغیرہ کوئی نئی چیز نہیں ہے معمولی الفاظ ہیں اور (یہ چیز) صرف یاد پر ہوتی ہے جس میں سوچنا نہیں پڑتا ہے دوسرے یہ کہ نفس کو ذکر وغیرہ میں اتنی لذت نہیں آتی ہے

(جتنی فضول کاموں میں آتی ہے) اس لئے فکر کی قوت اس میں استعمال نہیں ہوتی ہے اس وجہ سے ذکر وغیرہ میں نیند آتی ہے۔

بہرحال اس میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن کام کرنا کیونکہ ضروری ہے اس لئے ذکر وغیرہ کے لئے ایسا وقت مقرر کرو جس میں نیند نہ آئے۔ اگر ایسا وقت زیادہ نہ ملے تو کام کم کردو کیونکہ نوافل میں کمی کرنا جائز ہے اور جب وہ کام جتنا ہوسکے تو اس کی باطنی برکت بھی زیادہ سے کم نہیں ہوتی ہے یہ مجرب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اگر بیٹھے ہوئے بھی نیند آئے تو ٹہل کر پڑھو یا جماعت کا انتظار کرو۔

حال: (حضرت! مجھے) تھانہ بھون میں نیند زیادہ آتی ہے۔ دو مرتبہ آخر شب میں ذکر اور تہجد ادا نہ کر سکا۔ نفل نمازوں میں پڑھ لی اور ذکر بھی دن کو کیا۔ دو دن عصر کے بعد کھانا کھایا پھر بھی دیر تک سویا۔ لکھنؤ میں رات کے پانچ (۵) گھنٹے سوتا تھا یہاں کم از کم سات گھنٹے سوتا ہوں۔ کل سادی چائے بنا کر صرف اس لئے پی کہ آخر شب میں آنکھ کھل جائے پھر بھی جاگنے کے وقت پانچ بجے تھے۔ لکھنؤ میں حال یہ ہے کہ اگر دودھ کی چائے بھی رات کو پی لی تو بہت کم نیند آتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ رات کو نیند کم آئے۔ حضرت والا ارشاد فرمائیں یا تحریر فرمائیں کہ کیا کروں۔

تحقیق: لکھنؤ کی آب و ہوا سے یہاں کی آب و ہوا اچھی ہے۔ یہ صحت کی علامت ہے دوسری بات یہ کہ وہاں مشاغل مختلف تھے اور یہاں بے فکری اور یکسوئی ہے اس کی فکر چھوڑ دیجئے۔

حال: میری اکثر عادت یہ ہے کہ عشا کے بعد ایک وعظ پڑھنا شروع کیا ہے۔ کبھی چند ورق پڑھنے کے بعد نیند آگئی کبھی کچھ زیادہ پڑھ کر نیند آگئی۔

تحقیق: بہت خوب ہے۔

سوال: حضرت والا نے اگر ہردوئی کا سفر کیا تو میرے لئے تھانہ بھون میں قیام کرنا اچھا ہے یا حضرت کے ساتھ سفر کرنا (اچھا ہے) اہلیہ سے تذکرہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا: اگر آپ حضرت کے ساتھ سفر کریں گے تو میں والدہ صاحبہ کے پاس رہوں گی۔ اگر میرے لئے سفر بہتر ہو تو سفر کے خرچ کے لئے روپیہ مکان سے منگوالوں گا۔

جواب: اس کو ایک الگ پرچہ پر لکھ کر دیجئے گا سوچوں گا۔

انوار اور کشف توجہ کے قابل نہیں ہیں

حال: (حضرت میں) بارہ ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہوں اور بارہ تسبیح صبح پڑھتا ہوں۔ دعا فرمائیے کیونکہ تہجد

میں مجھے نیند آتی ہے۔ (میں) اپنے حضرت سے خط و کتابت رکھوں گا۔ انتظام ہونے پر خدمت میں حاضر ہوں گا۔ جب حضرت کا والا نامہ (خط) آتا ہے تو دل میں ایک خاص کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

(مجھے) رات میں کبھی روشنی زرد لگتی ہے اور کبھی سرخ لگتی ہے اور اللہ اللہ کرنے پر بھی محسوس ہوتی ہے اور دن میں بھی محسوس ہوتی ہے۔ میرے دل میں نئی نئی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت! میری طرف توجہ فرماتے رہئے چھ مہینہ سے محنت کر رہا ہوں اور حضرت کی اجازت سے کر رہا ہوں۔

ایک شخص کا مرنا مجھے (اس کے مرنے سے) پہلے معلوم ہو گیا تھا۔ کشف سے کالا بدن لگتا ہے۔ میں بہت رد کرتا ہوں لیکن دل میں ایک انکشاف ہو جاتا ہے۔ منشی فلاں صاحب سے میرے کشف کے حالات معلوم فرمائیں۔ ان کو بھی معلوم ہیں۔ تفصیلی حالات وہ بتائیں گے۔

تحقیق: معمولات کافی ہیں۔ فی الحال تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ ایسے انوار کبھی ملکوتی (فرشتہ روح کے عالم کی وجہ سے) ہوتے ہیں اور کبھی اخلاط (جسم کی چار خلطیں صفرا، سودا، خون بلغم) کے بھڑکنے کی وجہ سے یا ناسوت (جسم کے عالم کی وجہ سے) ہوتے ہیں اور دونوں حالتیں توجہ کے قابل نہیں ہیں اگرچہ مفید ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا شکر کیا جائے مگر کمال نہ سمجھا جائے۔ کشف تو ناقص کے لئے فتنہ ہے اس کی طرف بالکل توجہ نہ کریں بلکہ اس کو نقصان دہ سمجھیں اور اس پر فخر یا نظر نہ کریں۔ ذکر کی مشغولی سے اس کو مغلوب کریں۔ لگتا ہے کہ تم کو اس پر فخر ہے۔

حال: اس سے پہلے احقر نے لکھا تھا کہ دو چار دن ذکر کر کے طبیعت ایسی اچاٹ (بیزار) ہو جاتی ہے کہ ہمت کرنے سے بھی نہیں لگتی ہے۔ پھر دو چار دن بعد طبیعت میں خود بخود صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بہت دعا کرتا ہوں مگر حالت صحیح نہیں ہوتی ہے۔ حضور سے بھی احقر نے اس حالت کا علاج پوچھا تھا۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ حالت تو اچھی ہے کونسی حالت کے دور ہونے کے لئے دعا مانگتے ہو۔ حضور! اس کے جواب میں عرض ہے کہ احقر پہلے اس حالت کو بری حالت سمجھتا تھا اس وجہ سے اس کے دور ہونے کی دعا مانگتا تھا۔ اب حضور کے تحریر فرمانے سے اپنی غلطی کی درستگی ہوگئی۔ اب خادم کے نیچے ذکر کئے گئے حالات ملاحظہ ہوں۔

دو دن سے مسلسل ذکر پورا کر رہا ہوں اور طبیعت میں ہر وقت خوشی رہتی ہے۔ ذکر کے درمیان خشوع خضوع کا غلبہ رہتا ہے، کبھی رقت (رونا) طاری ہو جاتی ہے، اور عبدیت کا غلبہ بھی ہے۔ حضور کی محبت بے حد ہے۔ خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے مجبور ہوں ورنہ حضور کی خدمت ضرور حاضر ہوتا۔ حضور کے دیکھنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے۔

پرسوں (کی بات ہے کہ) صبح کے وقت اثبات کا ذکر کر رہا تھا کہ رقت طاری ہوگئی اور اسی حالت میں کچھ غنودگی آگئی۔ (اسی میں) خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد ہے۔ میں اور میرے ایک دوست ہیں۔ مسجد کے مغرب کی طرف یا غالباً دروازہ پر دیکھا کہ تکون باغیچہ ہے اور اس میں ایک حجرہ ہے، میں اپنے دوست سے کہہ رہا ہوں کہ اس حجرہ کے اندر چلو اس میں بہت اچھا باغیچہ ہے۔ چنانچہ (ہم) اندر جانے کے ارادے سے گئے تو دیکھا اس پر تالا لگا ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ (یہ) کسی بزرگ کا باغیچہ ہے۔ پھر نیند ختم ہوگئی۔

کل ظہر کے بعد کے معمولات جناب مخدومی ...... صاحب کے آنے کی وجہ سے پورے نہ کر سکا۔ عشا کے بعد پڑھ رہا تھا۔ مسجد کے اندر تھا۔ مسجد کے پردے کھلے ہوئے تھے (یعنی اطراف میں سمٹے ہوئے نہیں تھے) چراغ بھی بجھا ہوا تھا۔ (میں) دو ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھا تھا کہ ڈر سا لگنے لگا۔ یہ خیال آنے لگا کہ مسجد میں جنات نماز پڑھنے آتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تکلیف پہنچائیں۔ پھر یہ خیال آیا کہ اللہ کا کلام پڑھ رہا ہوں کیا اذیت دیں گے۔ اس سے پہلے بھی میں اکثر وظائف پڑھے ہیں مگر پہلے کبھی کسی قسم کا خوف محسوس نہیں ہوا۔

چنانچہ اس خیال کے آتے ہی خوف ختم ہوگیا۔ تقریباً تین ہزار مرتبہ (اسم ذات) پڑھا ہوگا اور آنکھ بند کئے ہوئے تھا کہ ایک تارا سا محسوس ہوا۔ میں خیال سمجھا اور مسلسل ذکر کرتا رہا پھر بائیں طرف ایک بجلی کی طرح چمک ظاہر ہوئی۔ چنانچہ میں بہت ڈرا اور ڈر کر وہاں سے چلا آیا۔ مکان پر آکر باقی ذکر پورا کیا۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ یہ کیا تھا۔

تحقیق: کبھی اخلاط بھڑکتے ہیں اور کبھی نور اور ذکر بھڑکتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں سے ایک بھی مقصود نہیں ہے مگر فائدہ دونوں میں ہے اور وہ فائدہ یکسوئی (کا حاصل ہونا) ہے۔ باقی سب حالات ماشاء اللہ اچھے ہیں۔

بعض وجہوں سے موت کی تمنا کرنا عبدیت کے خلاف ہے

حال: حضور عالی! طبیعت پہلے کی حالت پر آگئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ!

حال: خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حضور نے اس نالائق کے لئے دعا فرمائی جس سے ایک عجیب حالت پیدا ہوگئی اور آج تو اتنی خوشی ہے کہ آنسو نکل رہے ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اگر خوشی کی زیادتی سے روح نکل جاتی تو اچھا تھا۔

تحقیق: اس وجہ سے موت کی تمنا کرنا عبدیت کے ادب کے خلاف ہے۔ اس سے تو یہ بات لازم آئی کہ روح کا نہ نکلنا برا ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہوا تو اس میں صورت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے کرنے کی طرف ہی کو منسوب کیا ہوا ہے۔

فنا، تفویض (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے) اور عشق کے آثار

ایک منتہی کا حال: حضور کے فیض، برکت و دعا سے معمولات روزانہ پورے ہو جاتے ہیں۔ آج کل کیونکہ رات کچھ بڑی ہونے لگی ہے، اس وجہ سے رات میں ہی (سارے معمولات) پورے ہو جاتے ہیں۔ اگر کبھی (رات کو) نہ ہوئے تو صبح فجر کے بعد پورے ہوتے ہیں۔ آج کل دل کی نئی حالت یہ ہے کہ تنہائی میں اکثر خاتمہ کا خیال کر کے رونا آتا ہے اور اکثر چیزوں کو دیکھ کر خدا کی قدرت کا خیال خود بخود پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی مشکل سے رونا رکتا ہے اور تکلیف کے ساتھ دل کو دوسری طرف متوجہ کرنا پڑتا ہے۔

تقدیر کے لکھے کا خیال کر کے دل قابو میں نہیں رہتا کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے کس گروہ (کامیاب یا ناکام) میں شامل کیا ہے کیونکہ دارو مدار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ کا معلوم نہیں ہے۔ پھر بعد میں صرف (اللہ تعالیٰ کے) رحم و فضل پر بھروسہ ہوتا ہے۔ اس حالت نے میرے دل و دماغ کو بے کار کر دیا ہے۔ اپنی روح کا خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جسم کے اندر ہے، وقت مقررہ پر نکل کر چلی جائے گی اور یہ جسم مٹی کی طرح رہ جائے گا۔

کبھی (تو میری ایسی حالت ہوتی ہے کہ) مجھے اپنا خیال نہیں رہتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو زمین پر چلتا پھرتا ہوں اور وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے بولتا ہوں، کام کرتا ہوں اور روتا ہوں۔ کوئی کام کرتا ہوں اگر وہ طاعت و دعوات کا کام ہوتا ہے تو مجھے یہ یقین ہوتا ہے کہ میرا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہونے کے قابل نہیں ہے مگر کیونکہ اس کا حکم اور فرمان ہے (اس لئے) فرمانبرداری کے طور پر کرتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اعمال کے اعتبار سے بدلہ عطا فرمائیں اور مجھ سے خود پوچھیں کہ تو خود اپنے خیال کے مطابق یہ فیصلہ کر کہ تیرے کام کیسے ہوتے ہیں، بدلہ دینے کا قابل ہیں یا نہیں؟ تو میں یہی کہوں گا کہ نہیں (بدلہ دیئے جانے کے قابل نہیں ہے) کیونکہ عبادت اور طاعت میرے نزدیک ایسی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی شان کے قبولیت کے قابل ہو۔

کبھی یہ خیال آتا ہے کہ جب (اعمال کی) یہ حالت ہے تو (ان کے) قبول ہونے کی امید کیسی مگر صرف اس خیال سے کہ ؎

گل راچہ مجال ست کہ پرسدز کلال   از بہر چہ سازی و چرا می شکنی

ترجمہ: ''مٹی کی کیا مجال کہ کمہار سے پوچھے کہ تم مجھے کیوں بناتے ہو اور کیوں توڑتے ہو۔''

کام میں لگے رہو جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ اپنی طرف سے جہاں تک ہو سکے کوتاہی کیوں ہو۔ اگر ازل کے دن (یعنی تقدیر میں) خدانخواستہ برے ہو بھی گئے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے صحیح علم کے مطابق بہتر ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جس قابل سمجھا وہ اسی قابل ہے اور اس کے علاوہ اس میں برا بھلا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جس قابل میں تھا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی بنا دیا اس کے حکم میں کیوں اور کیا کیسا۔ مگر پھر اس بات پر رونا آتا ہے کہ خود (ہی) برے ہیں اور اپنی برائی اور نااہلی پر رونا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کے سعید (خوشبخت) وشقی (بدبخت) بنانے پر بالکل ناگواری نہیں ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کسی چیز کی اہلیت کے خلاف ناممکن ہے۔

جب تک اس خیال کا اثر رہتا ہے ساری دنیا کے لوگوں اور چیزوں سے بے التفاتی ہو جاتی ہے۔ نہ ہی کسی چیز سے اور نہ ہی کسی شخص کے افعال اور اعمال سے ناگواری ہوتی ہے۔

کبھی کوئی ذرا سی بات شریعت کے خلاف کرتا ہے یا کہتا ہے تو بہت ناگوار ہوتا ہے اور پہلے خیالات اس وقت بالکل مٹ جاتے ہیں حالانکہ خود پوری طرح سے شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کرتا ہوں اکثر ایسے لوگوں سے میں نے سلام کرنا کم کر دیا ہے۔ جن لوگوں سے کئی بار سنت کے مطابق کیا وہ وعلیکم السلام (کہنے) کے بجائے آداب عرض کرتے ہیں۔ اس وقت میرے دل میں بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ اگر کوئی بے تکلف ہوتا ہے کہہ دیتا ہوں کہ ''آداب عرض'' سلام کا جواب نہیں ہے۔ مگر لوگ ایسے عادی ہو گئے ہیں کہ چھوڑتے ہی نہیں ہیں۔ مجھے یہ خیال ہو گیا کہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ میں نے تو سنت ادا کی اور اس نے واجب چھوڑ دیا گویا اس کے واجب چھوڑنے کا سبب میں ہو گیا اور مجھ سے ایک مسلمان کو نفع پہنچنے کے بجائے نقصان پہنچا۔ اس خیال سے جن لوگوں کے بارے میں غالب یقین یہ ہو گیا کہ یہ ٹھیک جواب نہیں دیں گے تو میں ان کو سلام نہیں کرتا ہوں۔

بعض لوگ تو (مجھے) متکبر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ زیادہ ہیں۔ بعض لوگ تو ایسے خبیث ہیں کہ اس طرح سلام کرنے کو (نعوذ باللہ) بدتمیزی اور بدتہذیبی کہتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں نے مجھ سے بھی کہا۔ ایسے لوگوں کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں؟ مجھے ایسے لوگوں کو دیکھ کر تنگی اور وحشت ہوتی ہے۔ کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ کوئی سامنے سے گزر جاتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے یا کوئی کسی کا ذکر کرتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ میرے دل میں ایک قسم کی ظلمت (تاریکی پیدا ہو گئی ہے۔ غصہ اور نفرت ہونے لگتی ہے۔ اس وقت موقع پا کر بہت استغفار کرتا ہوں۔ مگر اس کا اثر مشکل سے بہت دیر کے بعد جاتا ہے بلکہ کبھی تو کئی دن تک رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد خیال تک نہیں رہتا ہے۔ حضور

مولانا رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے قول کے مطابق میرے دل کی خرابیاں تو نہیں ہیں۔

اے بسا ظلمے کہ بینی ورکساں — خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں

اندر ایشاں تافتہ ہستی تو — از نفاق و ظلم بدمستی تو

ترجمہ

❶ تم جو لوگوں پر بہت سا ظلم دیکھتے ہو —— اے فلاں! ان لوگوں میں یہ تمہاری ہی عادت ہے۔

❷ تیری شخصیت ہی کا عکس ان لوگوں میں ہے —— یعنی تیرا نفاق ظلم اور بدمستی۔

حضور دل کی اصلاح کے لئے دعا فرمائیں۔ والسلام۔

تحقیق: ماشاء اللہ! بلد حالات حاصل ہیں۔ فنا وتفویض اور عشق ان کا مجموعہ ہے۔ مبارک ہو ہزار مبارک دل و جان سے رسوخ وترقی کی دعا کرتا ہوں۔

بیوی سے ہم بستری کی وجہ سے پریشان ہونے کا علاج

حال: (حضرت! میرا) حال یہ ہے کہ کبھی ذکر واذکار کی طرف طبیعت کا میلان بہت ہو جاتا ہے۔ رات دن ہر وقت جی چاہتا ہے کہ ذکر میں مشغول رہوں۔ چنانچہ اس میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ زیادہ مشغولی نافل میں رہتی ہے۔ جب سجدہ میں جاتا ہوں تو بہت دیر تک جی نہیں چاہتا کہ سجدہ سے سر اٹھاؤں۔ سجدہ میں (ایک) عجیب قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو بتانے سے قاصر ہوں۔ کبھی اس کے الٹ نفس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ بالکل پریشان ہو جاتا ہوں۔ عجیب قسم کی پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ غرض الحرب سجال (کہ جنگ ڈول کی طرح ہوتی ہے کہ کبھی اوپر آتا ہے تو کبھی نیچے جاتا ہے یعنی کبھی کوئی جیتا ہے کبھی دوسرا جیتا ہے کبھی نفس کا اور کبھی میرا غلبہ ہوتا ہے) کا قصہ ہے۔

اس وقت بہت دعاء، استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ بہت سوچتا ہوں کس وجہ سے ایسی حالت ہوتی ہے کچھ صاف پتہ نہیں چلتا ہے۔ دو چار دن ہوئے ایک قسم کی (نئی) پریشانی پیدا ہوئی۔ جہاں تک غور کیا اس کی وجہ عورت کے ساتھ ہم بستر ہونے کے علاوہ کوئی اور معلوم نہیں ہوئی۔ مگر اس پریشانی کی وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے کیونکہ شرعی وجہ معلوم کرتا ہوں تو معلوم نہیں ہوتی۔ مگر اس کی وجہ سے دل پر ایسا سخت صدمہ ہوا کہ اب پکا ارادہ ہوتا ہے کہ بالکل ایسے فعل کے قریب نہ جاؤں۔ اس کی وجہ سے دل پر تاریکی اور پریشانی بہت ہوتی ہے۔ یا تو مجھ میں کوئی خرابی ہے یا عورت میں (کوئی خرابی ہے) ورنہ باطنی طور پر مواخذہ کی صورت کیوں قائم ہوتی ہے مگر حقوق العباد کا خیال کرتا ہوں تو ہر طرف سے راستہ بند پاتا ہوں اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: سبب کی تشخیص میں تو آپ کی رائے ہی کو اس لئے ترجیح دیتا ہوں کہ (آدمی کو) اپنی حالت کا خود زیادہ اندازہ ہوسکتا ہے۔ پھر ماشاء اللہ (آپ کو) اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ بھی حاصل ہے۔ اس لئے اسی کو سبب قرار دے کر عرض کرتا ہوں کہ نہ آپ میں خرابی ہے اور نہ عورت میں اور نہ (ہی) فعل مواخذہ والا ہے اور نہ ہی یہ مواخذہ کی چیز ہے۔ میرے خیال میں آپ کا دل و دماغ کمزور ہے اور ایسے شخص کو اس فعل (صحبت) سے روح کے اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے طبعی بوجھ اور پریشانی ہوتی ہے۔ یہ تاریکی حیوانی روح میں ہے نہ کہ انسانی روح میں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب نفس میں ہمبستری کا شدید تقاضا بھی نہ ہو (بلکہ) وہ صرف شہوت اور لذت کو حاصل کرنے کے لئے ہو یا (بیوی کے) حق کے ادا کرنے کے لئے ایسا کیا جائے۔

اس کا علاج دل اور دماغ کو وقت دینے والی دواؤں کو ایک مناسب مدت تک استعمال کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس فعل (ہم بستری) میں کمی کیجئے یعنی بہت ہی تقاضا ہو اس وقت توجہ کیجئے باقی (بیوی کے) حق کی کمی کا شبہ ہو تو پہلی بات یہ کہ "لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا" (کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بناتے ہیں یعنی جب آپ یہ کر ہی نہیں سکتے تو آپ اس کے مکلّف ہی نہیں ہیں) دوسرے یہ کہ (آپ اپنی) بیوی سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اس (صحبت کی کمی) پر راضی ہو تو ٹھیک ورنہ اگر تم چاہو میں تمہیں بجائے بیوی بنا کر رکھنے کے تمہیں آزاد کرنے پر راضی ہوں۔ جب اس کم پر راضی ہو جائے گی تو پھر اس کمی میں شرعی طور پر برائی نہیں رہے گی۔

حال: آج کل دل میں بے چینی ہے۔ جب ذکر کرتا ہوں تو آرام ملتا ہے۔ ہر وقت آواز سنائی دیتی ہے کہ کوئی میرے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھتا ہے۔ کبھی عذاب کی آیت کبھی ثواب کی آیت اور کبھی "ان الذین یبایعونك" کبھی "ان المجرمین فی ضلال وسعر" وغیرہ۔ معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: میرے نزدیک اس کا سبب دماغ کی خشکی ہے۔ اس کا علاج بھی ضروری ہے۔

سوال: والد صاحب کے بڑھاپے کی کمزوری روزانہ بڑھ رہی ہے۔ چار پائی سے جب کوئی پکڑتا ہے تو تب ہی اٹھ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے دور اور لمبے سفر سے دل کچھ رکتا ہے مجبوری ہے۔

جواب: سفر کی ضرورت نہیں ہے۔ جلدی جلدی حالات کی اطلاع کرتے رہنا ضروری اور کافی ہے۔

خالق سے زیادہ مخلوق کا خوف طبعی باتوں میں سے ہے

حال: حضور! اس حالت کو لکھنے سے ڈرتا ہے کہ شاید حضور کو برا نہ لگے مگر چونکہ یہ بھی میری ایک حالت ہے اس

لئے عرض کرتا ہوں حضور معاف فرمائیں۔ وہ (حالت) یہ ہے کہ کبھی حضور کی ناراضگی کا اتنا ڈر اور خوف ہوتا ہے کہ اتنا اللہ تعالیٰ شانہ کا نہیں ہوتا ہے حالانکہ حضور اللہ تعالیٰ کی طرح ہر وقت میرے افعال کو نہیں جانتے ہیں مگر صرف اس خیال سے کہ ؎

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست　　دست او جز قبضۂ اللہ نیست

ترجمہ: ''پیروں کی دسترس سے کوئی نہیں ہے غائب ـــــ سمجھو کہ ان کا قبضہ اللہ کی طرح ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے قبضے سے کوئی باہر نہیں ہے ایسے اللہ والوں کے قبضے سے بھی کوئی باہر نہیں ہے۔) (مفتاح ۴/۲۴ بتصرف)

(یہ خیال ہوتا ہے کہ) شاید کوئی حرکت حضور کی مرضی کے خلاف ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو حضور کو بتا دیں اور حضور غمگین ہو جائیں تو ساری برکتیں چھن جائیں گی۔ اس خوف کی وجہ سے بہت تنگ رہتا ہوں۔ حضور یہ کیا بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈر نہیں لگتا اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو حضور دعا فرمائیں۔

تحقیق: (اس میں) کوئی خرابی نہیں ہے۔ طبعی امور میں انسان بے اختیار ہے۔ (اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے خوف میں) فرق طبعی خوف میں ہے اور عقلی خوف میں تو اس کا الٹ ہے (کہ عقلی خوف اللہ تعالیٰ کا زیادہ ہے) اس طبعی بات کی وجہ یہ ہے مخلوق کا مشاہدہ کیا ہے اور خالق کا مشاہدہ نہیں کیا۔

خوف و رجا دونوں کی ضرورت

حال: پورے ایک مہینہ بعد یہ نالائق پھر چھپا ہوا حاضر ہوتا ہے اور حاضر نہ ہو تو کیا کرے۔ ؎

زیں انجمن فغانے دیوانہ چوں رود　　یک لالہ چوں برنگ تو در ہیچ باغ نیست

ترجمہ: ''اس چمن سے دیوانے کا رونا کیسے ختم ہو ـــــ تجھ جیسے رنگ و روپ کا پھول کسی باغ میں نہیں ہے۔''

تحقیق: یہ سب کچھ بے سوچے سمجھے لکھا گیا ہے۔ ورنہ کیا ہمارا کیا کرایا جو برباد ہو گیا، کیا ہماری کوشش جو ضائع ہو گئی ہو۔ اگر ساری عمر بھی جان کھپا دے تب بھی اس نے کچھ نہیں کیا۔ جب بات ایسی ہے تو اس بات کے کیا معنی کہ کرنے کے بعد امید اور کھو دینے کے بعد ناامیدی (یعنی جب کچھ کیا کرایا ہی نہیں تو امید اور ناامیدی کیوں بلکہ) دونوں حالتوں میں خوف اور امید برابر ہونی چاہئے۔

حال: اللہ کے لئے جلد پہنچئے اور میرے درد کی دوا کیجئے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ سے نسخہ لکھوا دیا کیجئے۔

حال: ؎

سراپا عقدۂ مشکل شدم چوں شبنم غلطاں   تو اے خورشید طلعت برسر بالیں بیا بکشا

ترجمہ: ''سراپا عقدۂ مشکل ہوں گرہ جیسا ــــــ تو اے خورشید روشن آ گرہ کو میری کھول دے۔''

تحقیق: رحمتش آمد ویکشود۔ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت آئی اور ایک ہوگئی۔''

حال: آپ کے دروازے پر تو ہزاروں مریض شفا حاصل کرتے ہیں، ناکام کامیاب ہوکر جاتے ہیں بس ایک نظر سے اس بوسیدہ حال کو بھی دیکھ لیجئے کہیں ایسا نہ ہو اسی (طرح اعمال واشغال چھوڑ کر) واپس لوٹ جانے والی حالت میں خاتمہ نہ ہو جائے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہیں ہوگا۔

حال: ؎

خستہ دلاں بہر طرف منتظر اند صف بصف   رخصت یک نظارہ دہ نرگس سرمہ سائے را

ترجمہ: ''منتظر ہیں صف بنائے چہار خستہ دلاں ــــــ اک اجازت دید کی دیں سرمگیں آنکھیں انہیں۔''

تحقیق: ہمارے یہاں نہ انتظار ہے اور نہ نظارہ میں شک بلکہ ؎

خستہ دلاں ز ہر طرف مشتغل اند صف بصف   رخصت صد نظارہ ہست نرگس مرسائے را

ترجمہ: ''مشتغل ہیں صف بنائے خستہ دل چہار سو ــــــ سو دفع دیکھیں اجازت سرمگیں آنکھوں کو ہے۔''

محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے

حال: حضرت کی دعا کا طالب ہوں (دعا فرمائیں) کہ اللہ تعالیٰ اس بے کار کو بھی کام کا بنا دیں۔ حضرت! میں سچ عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں میرے برابر کوئی گناہ گار نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہ کیا تو میں تباہ اور برباد ہو جاؤں گا۔

تحقیق: بس انشاء اللہ تعالیٰ یہی محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی چابی ہے۔

حال: حضرت کی برکت والی خدمت میں آنے سے پہلے کسی کے لئے دل میں محبت اور کسی کے لئے نفرت لگتی تھی۔ اب دل میں ان باتوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ جب کبھی (وہ لوگ جن سے محبت یا نفرت لگتی تھی) یاد آتے ہیں

تو جیسے دوسرے عام لوگ یاد آتے ہیں اسی طرح (یہ لوگ بھی) یاد آتے ہیں۔ غرض اس وقت دل میں خدا تعالیٰ کی یاد کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دل میں جتنی جگہ ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

شوق اور انس کی حالت

حال: اس سے پہلے بندہ کی حالت یہ تھی کہ بہت رونا آتا اور عاجزی ہوتی تھی یہاں تک کہ کبھی کھانے کے وقت دیکھا کہ ترکاری اچھی ہے یا باریک چاول ہے اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ (بعض) آدمی ہماری طرح ہی کے فاقہ میں بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ (مجھ) بندہ کو کیسا کھانا کھلاتے ہیں۔ اس (خیال آنے) پر روتا ہوا کھانا چھوڑ دیتا تھا۔ تہجد اور وظیفہ کے بعد رونا بہت آتا تھا۔ اس سے بھی دل کو آرام وخوشی ہوتی تھی۔ اب معلوم نہیں خدا کی کیا رضا ہے (یہ سب) پہلے سے کم ہوگیا ہے۔ لیکن ذکر میں خوشی بہت ہوتی ہے اور رونا میں فرق آگیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ پہلے کی طرح ذوق وشوق پیدا ہو۔

تحقیق: وہ (پہلے والی) حالت شوق کی تھی اور یہ (موجودہ) حالت انس کی ہے۔ دونوں (حالتیں) پسندیدہ ہیں اس کو تنزل نہ سمجھا جائے۔ یہ تبدیلی ہے اور تبدیلی بھی خیر کی طرف ہے یعنی (یہ تبدیلی) خیر کے ساتھ ہے کیونکہ انس شوق سے زیادہ مفید اور زیادہ ثابت ہوتا ہے غرض کام میں لگے رہئے ایسی تبدیلیوں کی طرف توجہ نہ کریں۔

خوش فہمی

حال: (مجھے) دارالعلوم دیوبند سے عربی تعلیم کرنے کے بعد کسی شیخ کامل کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ ہوا جن کا قدم شریعت سے نکلا ہوا نہ ہو۔ (یعنی جو شریعت کے خلاف نہ کرتا ہو) یہ (صفت) حضرت میں پوری طرح سے موجود ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ (بندہ کو) تعلیم فرمائی جائے۔ بیعت سے تعلیم ہی مقصود ہے۔ حضور کی مرضی سے مناسبت (پیدا ہوجانے) کے بعد بیعت کی درخواست کی جائے گی جیسا کہ حضور والا کا طریقہ ہے۔

تحقیق: میں آپ کی خوش فہمی سے بہت خوش ہوا۔ ایسے شخص کو باطنی نفع جلدی ہوتا ہے آپ اپنی کیفیت، صحت، قوت، مہلت (فرصت) اور مشغلہ بتائیے اور یہ خط بھی ساتھ بھیجئے۔

حق تعالیٰ کا خوف مرض نہیں ہے

حَالؒ: (میری) حالت یہ ہے کہ اکثر حضور کو خواب میں دیکھتا تھا، کبھی ساتھ کھانا کھاتے ہوئے اور کبھی بدن ملتے ہوئے دیکھتا تھا۔ اکثر نماز میں بھی حضور کا خیال آجاتا تھا۔ لیکن ہفتہ دس دن ہوئے جب سے اس آیت شریفہ ﴿واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى﴾ کی تفسیر پڑھی ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف رہتا ہے جس کی وجہ سے دوسرا کام نہیں کر سکتا ہوں۔ امید ہے کہ علاج ارشاد فرمائیں گے۔

تحقیقؒ: علاج تو مرض کا ہوتا ہے نہ کہ صحت کا ہوتا ہے۔ یہ حالت تو بالکل صحت ہے پھر علاج کیسا۔ ہاں اگر اس خوف سے کسی شرعی واجب سے رکاوٹ ہو تو دوبارہ پوچھئے۔

انکسار کی حالت

حَالؒ: کچھ دنوں سے (میری) طبیعت ایسی ہوگئی ہے کہ مجھے کوئی کتنا ہی برا بھلا کہے مگر (اس سے) میری طبیعت میں پریشانی اور الجھن نہیں ہوتی ہے۔ اس سے پہلے (یہ حالت تھی کہ) ناک پر مکھی نہ بیٹھے۔ گرمی اور تیزی بے حد تھی۔ اس میں حضور کی دعا سے بہت کمی آگئی ہے۔

تحقیقؒ: مبارک ہو۔

مدح وذم (برائی اور تعریف) کے اثر نہ ہونے کی ترکیب

سُؤالؒ: حمد وذم (کسی کے تعریف اور برائی) کے بالکل اثر نہ ہونے یا کم ہونے کی کیا ترکیب ہے۔

جَوابؒ: تعریف اور برائی کرنے والے کو (اپنی) حقیقت سے بے خبر اور (اس کو اپنے) گمان پر چلنے والا سمجھا جائے۔ وہ تو صرف اپنی رائے کو ظاہر کر رہا ہے اور ان دونوں (تعریف اور برائی) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا اور آزمائش سمجھیں اس مجموعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوگی۔

خوش فہمی کا مطلب

سُؤالؒ: ایک ضروری پوچھنے کی بات یہ ہے کہ (کتاب) قصد السبیل میں عام آدمی جو مشغول ہو اس کا دستور العمل لکھا گیا ہے کہ "سو مرتبہ اللّٰہ اکبر اور سو مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ پڑھے" اور وہ عام آدمی جو مشغول نہ ہو اس کے بارے میں لکھا ہے کہ "(اس کو) اشغال کی تعلیم بالکل نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس میں شوق اور استعداد ہو تو

تین ہزار سے چھ ہزار تک اسم ذات (اللہ) بغیر جہر اور ضرب کے (کرنے کے لئے) بتایا جائے۔

اس سے زیادہ (اس کے لئے) مناسب نہیں ہے لیکن اگر کوئی عام آدمی علماء کی صحبت کی وجہ سے علماء کی طرح اچھی سمجھ والا ہو گیا ہو تو وہ الگ ہے۔ (یہاں پوچھنے کی بات یہ ہے کہ) اچھی سمجھ سے کیا مراد ہے۔ کیا (اس سے) مراد عجب اور نفسانی حیلوں سے محفوظ رہنے کی قوت ہے یا کیا ہے؟

جَوَابٌ: (اچھی سمجھ کا) مطلب یہ ہے کہ اکثر ایسے اشغال سے کچھ واردات وثمرات پیش آتے ہیں۔ اس لئے وہ شخص ایسا ہو کہ ان واردات وثمرات کی وجہ سمجھانے سے سمجھ سکے۔ عجب وغیرہ سے محفوظ رہنا بھی اس کا ثمرہ ہے۔

خوف کے غلبہ کا علاج

حَالٌ: احوال یہ ہیں کہ میرا حال یکساں نہیں رہتا ہے۔ کبھی کیسا اور کبھی کیسا۔ کبھی تو ایمان کی فرحت وخوشی ہوتی ہے اور دل خوش خوش رہتا ہے۔ کبھی اپنے برے وجود کا خیال اور خاتمہ کا خوف غالب رہتا ہے۔ دل اندر ہی اندر کہتا ہے کہ دیکھئے میرا حال کیا ہوگا۔ ایسی حالت میں کمزوری ہو جاتی ہے اور کمزوری میں کچھ نہ کچھ بیماری ہو جاتی ہے۔ بیماری اور خوف دونوں ملی جلی ہوتی ہیں۔ نہ بیماری لگتی ہے اور نہ ہی خوف لگتا ہے۔

آج کل یہ حالت ہے کہ ایک مہینہ سے بیمار ہوں۔ پہلے دس پندرہ دن تو طبیعت پر خوف غالب رہا بعد میں موسمی بخار کی بیماری ہو گئی۔ خاتمہ کے خوف کی وجہ سے کوئی بات اچھی نہیں لگتی ہے۔ دل مایوس رہتا ہے اور طبیعت گھبراتی ہے۔ یہی خیال رہتا ہے کہ میں نے گناہ بہت کئے ہیں اور موت کا وقت قریب آتا جا رہا ہے معلوم نہیں میرا کیا حال ہوگا۔ صحت میں یہ خیال کم رہتا ہے اور بیماری میں زیادہ خوف ہوتا ہے۔ ظاہر میں کوئی بیماری بھی نہیں لگتی ہے (بلکہ) جسم میں کچھ نہ کچھ ہلکی تکلیف رہتی ہے۔

غرضیکہ طبیعت مایوس رہتی ہے اور دل گھبراتا ہے خصوصاً رات میں خوف زیادہ غالب رہتا ہے اور طبیعت بہت گھبراتی ہے اس وقت کیا کیا کروں؟ ایسی حالت میں جو معمول وغیرہ ہیں وہ کبھی خوشی سے ادا نہیں ہوتے ہیں۔ مشکل سے پڑھا جاتا ہے۔ ایسے وقت میں توبہ کرنے کو دل زیادہ چاہتا ہے اور صحت وخوشی کے وقت دل عبادت کرنے کو زیادہ چاہتا ہے۔ کبھی تو ایسا لگتا ہے کہ دل میں بہت خوشی اور محبت ہے اور کبھی ایسا لگتا ہے کہ دل کچھ ہے ہی نہیں۔ صحت اور خیر کے ساتھ خاتمہ کی دعا کیجئے۔

تَحْقِيقٌ: (آپ نے) جو کچھ مجموعی حالت لکھی ہے کہ اس سب کا خلاصہ قبض وبسط ہے اور دونوں حالتیں بہت ہی بلند ہیں۔ دونوں سے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا ہے اس لئے دونوں کو نعمت سمجھ کر شکر کرنا چاہئے۔ جب قبض کا

غلبہ ہو تو اس وقت ''اکسیر ہدایت'' ترجمہ کیمیائے سعادت یا ''ثلاثین'' ترجمہ اربعین میں سے ''کتاب الرجاء'' کا مضمون بار بار دیکھنا چاہئے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے

حَال: (باقی) حضرت کی دعاؤں کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ بے کار کو بھی کام والا بنادیں۔ حضرت! میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا میں میرے برابر کوئی گناہ گار نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہیں کیا تو میں تباہ اور برباد ہو جاؤں گا۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ بس یہی محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے۔

دماغ کی کمزوری پریشانی کا سبب نہیں ہونی چاہئے

حَال: خادم کی بہت ہی ادب سے یہ درخواست ہے کہ پورے ایک سال سے دماغ کی حالت معمول کی طرح ہے۔ دماغ کو تر کرنے والی دواؤں اور بادام کے شیرہ وغیرہ اکثر استعمال کیا مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ بلند آواز سے ذکر تو بالکل نہیں کر سکتا ہوں صرف زبانی ذکر کرتا ہوں۔ مغرب وعشاء کے درمیان تین ہزار مرتبہ اسم ذات کے ذکر کا معمول ہے اور تہجد کے بعد بارہ تسبیح کرتا ہوں یہ بھی زبانی کرتا ہوں بلند آواز سے) بالکل نہیں ہو سکتا ہے۔

کچھ دن سے تو ایسا ہوتا ہے کہ تین ہزر بھی مشکل سے ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کوئی دماغ پر کیل رکھ کر دباتا ہے۔ حکیم صاحب سے حال عرض کیا تو انہوں نے بھی دماغ کے تر کرنے والی دوائیں استعمال کرائیں۔ جب کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تو میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا: میرا دماغ کبھی اچھا بھی ہوگا یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا: تمہاری ہمیشہ یہی حالت رہے گی۔ جب سے میں بہت ہی پریشان ہوں خدا جانے کیا سبب ہے۔

تحقیق: پریشانی کی کیا بات ہے۔ کیا کمزور دماغ والوں پر اللہ تعالیٰ کا راستہ بند ہے۔ اگر ایسا ہوتا (کہ مریض پر اللہ تعالیٰ کا راستہ بند ہوتا) تو مرض کے بارے شرعی احکام نہیں ہوتے۔ (بلکہ بات یہ ہے کہ) مریض تو صحیح کے مقابلے میں مقصود کے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ احادیث میں صاف طور سے یہ بات ہے کہ اگر مرض کی وجہ سے فرض اعمال کے علاوہ دوسرے اعمال میں کچھ کمی رہ جاتی ہے تو بھی اجر پورا ملتا ہے۔ فرض اعمال میں بھی مریض کو بہت آسانی دی گئی ہے۔

حَال: (اس بات پر) تعجب ہے کہ (ذکر کے وقت کے علاوہ) دوسرے وقت میں کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے۔ مگر

ذکر کے وقت زیادہ محسوس ہوتا۔ اگر کمزوری وغیرہ سمجھی جائے تو (پھر) درد وغیرہ کی بھی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ تلاوت قرآن شریف کے وقت بھی بہت بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے خادم بہت پریشان ہے۔

تحقیق: ایسا لگتا ہے کہ توجہ کو ایک طرف کرنے میں بوجھ ہوتا ہے۔ یکسوئی کے حاصل کرنے کے لئے زیادہ کوشش نہ کرکے اطلاع دی جائے کہ اس وقت کیا حال ہوتا ہے۔

حال: واللہ! دل تو یہ چاہتا ہے کہ اسم ذات پاک کا ذکر کرتے کرتے شام سے صبح کردوں مگر دماغ کام نہیں دیتا ہے۔ عجب کشمکش میں مبتلا ہوں۔ حضور اقدس! اللہ تعالیٰ کے واسطے اس بے کار کی مدد فرمائی جائے اور دل سے دعا فرمایئے تاکہ یہ بے کار حضور کی خاص توجہ اور دعا کی برکت سے اس درد (ودکھ) کے گڑھے نکل جائے۔

تحقیق: دعا سے کیا انکار مگر جو کرنے کے لئے کہا ہے وہ کرکے نتیجہ بتائیں۔

جذبہ کی حقیقت

سوال: جذبہ کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: کمائی اور مجاہدہ کے بغیر جو باطنی احوال حاصل ہو جاتے ہیں ان کو جذب کہتے ہیں اور اجتبا (چناؤ انتخاب) محبوبیت ومرادیت (یعنی پسندیدگی) بھی کہتے ہیں۔

کرامت کے بارے میں ایک تحقیق

مقدمہ

پہلا مسئلہ: کرامت کے بارے میں محققین کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ''کرامت اس بات کو کہتے ہیں جو کسی نبی علیہ السلام کی پوری طرح اتباع کرنے والے سے ظاہر ہو اور عادت کے قانون کے خلاف ہو۔ (یعنی عادت کے طور پر ایسا نہ ہوتا ہو) اگر وہ خود کو کسی نبی کا پیروکار نہیں کہتا ہو تو وہ بھی کرامت نہیں ہے جیسے جوگیوں، جادوگروں وغیرہ سے بھی ایسے باتیں پیش آجاتی ہیں۔ اسی طرح اگر وہ شخص (جس سے خلاف عادت بات پیش آئی ہے) نبی کی پیروی کا دعویٰ تو کرتا ہو مگر حقیقت میں پیروی نہیں کرتا ہو (یعنی زبان سے کہتا ہو اور عمل نہیں کرتا ہو) خواہ اصول (عقائد) میں خلاف کرتا ہو۔ جیسے بدعتی لوگ یا فروع (عمل) میں (خلاف کرتا ہو) جیسے فاسق فاجر (گناہگار آدمی) اس سے بھی اگر ایسی (خلافت عادت) بات پیش آگئی تو وہ بھی کرامت نہیں ہے بلکہ استدراج ہے۔ (غیر مسلم مسلمان گناہ گار سے خلاف عادت پیش آنے والی بات کو استدراج کہتے ہیں اور مسلمان نیک و پرہیزگار سے پیش آئے تو اس کو کرامت کہتے ہیں)۔

اس بات کے ایسے (گناہ گار وغیرہ) شخص سے پیش آجانے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ خود کو کامل سمجھنے لگتا ہے اور اس دھوکہ کی وجہ سے کبھی حق کو تلاش کرنے اور اس پر چلنے کی کوشش نہیں کرتا ہے نعوذ باللہ (اللہ کی پناہ) یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔ اس لئے (خلاف عادت پیش آنے والی بات) کرامت اس وقت کہی جائے گی جب کہ مؤمن جو کہ سنت پر چلتا ہو اور پوری طرح متقی پرہیزگار ہو۔

اب ہمارے زمانے میں جس شخص سے کوئی عجیب کام ہو جائے تو اس کو غوث قطب سمجھتے ہیں خواہ اس کے عقائد اعمال و اخلاق کیسے ہی ہوں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بزرگوں نے صاف فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا اور پانی پر چلتا ہوا دیکھو تو اگر وہ شریعت (کے اعمال کا) پابند نہ ہو تو اس کو بالکل بے کار (یعنی کچھ نہ) سمجھو۔

دوسرا مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیئے کہ کرامت کے لئے ولی کو اس (کرامت) کا علم ہونا بھی ضروری نہیں ہے اور نہ ہی کرامت کے بارے میں ولی کے ارادے کا ہونا ضروری ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے (اس کرامت کا) ارادہ نہیں ہوتا ہے۔ (اور کبھی علم نہیں ہوتا ہے) اور کبھی (علم و ارادہ) دونوں باتیں ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے کرامت کی تین قسمیں ہیں۔ (جو ذیل میں ہیں)

① ایک قسم وہ ہے کہ جس میں علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فرمان مبارک سے نیل کا جاری ہونا۔

② دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں علم ہو اور ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم عَلَیْہَا السَّلَام کے پاس بے موسم پھل کا آجانا۔

③ تیسری قسم وہ ہے جس میں نہ علم ہو اور نہ ارادہ ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور (اس) کھانے کا دوگنا اور تین گنا ہو جانا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خود تعجب ہوا۔ جس سے پہلے سے ان کے علم و ارادے کا اس کے بارے میں نہ ہونا معلوم ہوا۔

اوپر جو تین قسمیں بیان کیں ان کے علاوہ ایک یہ بھی ہو سکتی ہے جو کہ حقیقت کے خلاف ہے کہ جس میں ارادہ ہو اور علم نہ ہو (اور یہ حقیقت کے خلاف) اس لئے (ہے) کہ بغیر علم کے ارادہ ممکن نہیں ہے۔

(ان تینوں میں) تصرف اور ہمت کا لفظ صرف پہلی قسم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسری اور تیسری قسم کو تصرف نہیں کہتے ہیں لیکن (ان کو) برکت و کرامت کہتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ: یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک اور لحاظ سے کرامت کی دو قسمیں ہیں۔ ① حسی ② معنوی۔

(حسی جو ظاہری طور پر محسوس کی جا سکے معنوی وہ جو حقیقت میں ہو اور ظاہر نہ ہو جیسے باطنی) اکثر عوام (عام) لوگ حسی کو جانتے ہیں اور اسی کو کمال سمجھتے ہیں جیسے (کسی کے) دل میں جو کچھ ہے اس کو جان لینا، پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا وغیرہ۔ خواص (خاص لوگوں) کے ہاں بڑا کمال معنوی کرامت ہے یعنی شریعت پر جما رہنا، اچھے اخلاق کا عادی ہونا، نیکی کا پابند ہونا اور ان کاموں کا بے تکلف (بغیر تکلیف) کے اس سے ہونا، حسد و کینہ اور دوسری بری صفات سے دل کا پاک رہنا اور کوئی سانس غفلت میں نہ گزرنا وغیرہ کرامت ہے۔ جس میں استدراج کا شبہ نہیں ہے۔

پہلی قسم (یعنی حسی) میں یہ (استدراج کا) شبہ موجود ہے۔ اسی لئے کاملین کرامت کے ظاہر ہونے کے وقت بہت ڈرتے ہیں۔ کہ یہ استدراج نہ ہو یا خدانہ کرے اس (کے ہونے) سے عجب نہ پیدا ہو جائے یا اس کی وجہ سے عوام میں شہرت اور امتیاز پیدا ہو کر (یہ کرامت) ہلاکت کا سبب نہ ہو بلکہ بعض اولیاء نے مرتے وقت (اس بات کی) تمنا کی ہے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی کرامت ظاہر نہ ہوتی تا کہ اس کا بدلہ اور ثواب بھی آخرت میں ملتا کیونکہ یہ بات ضروری ہے کہ دنیا میں کسی کو کسی نعمت میں کمی رہے گی تو اس کا بدلہ آخرت میں عطا ہوگا۔

چوتھا مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ علما نے کرامت کی قوت ایک خاص حد تک معین کی ہے۔ جو باتیں بہت ہی بڑی ہیں جیسے بغیر باپ کے اولاد کا پیدا ہونا یا کسی جماد (پتھر بے جان چیز) کا حیوان بن جانا یا فرشتوں کا باتیں کرنا ایسی بڑی باتوں کا ہونا کرامت سے ناممکن ہے۔ (مگر) محققین کے نزدیک کوئی حد نہیں ہے کیونکہ وہ فعل اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے کرامت و (اللہ تعالیٰ سے) قرب و مقبولیت کو ظاہر کرنے کے لئے صرف اس ولی کے ہاتھ سے اس کرامت کا ظہور ہو گیا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوئی حد نہیں ہے تو پھر کرامت کیسے محدود رہ سکتی ہے۔

اگر کرامت کا معجزہ کے برابر ہونے کا شبہ ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب صاحب کرامت (کرامت والا) جب خود کہتا ہے کہ میں نبی کا غلام ہوں تو جو کچھ بھی اس سے پیش آئے نبی کے تابع ہو کر ہے مستقل (علیحدہ) نہیں ہے کہ اس شبہ کی گنجائش ہو۔ ہاں جس عادت کے خلاف چیز کے بارے میں نبی کا ارشاد ہو کہ اس کا ہونا ناممکن ہے تو وہ کرامت کے طور پر نہیں ہو سکتا ہے جیسے قرآن مجید جیسا کوئی کلام لانا۔

پانچواں مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ "اپنی کرامت کو چھپانا واجب ہے مگر جہاں ظاہر کرنے کی ضرورت ہو (جیسے) غیب سے اجازت ہو یا (کرامت کی) حالت اتنی غالب ہو کہ اس میں ارادہ اور اختیار باقی نہ رہے یا کسی حق کے طالب و مرید کے یقین کو مضبوط کرنا مقصود ہو وہاں ظاہر کرنا جائز

ہے۔

چھٹا مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ بعض اولیائے کاملین کا مقام (درجہ) عبودیت اور رضا کے غلبہ کا ہوتا ہے اس لئے وہ کسی چیز میں تصرف نہیں کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی کرامتیں معلوم ہی نہیں ہوتی ہیں۔ کچھ اولیائے کاملین کو تصرف کی قوت عطا ہی نہیں ہوتی ہے تسلیم تفویض ہی ان کی کرامت ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کے لئے کرامت کا پایا جانا یا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے۔

ساتواں مسئلہ: یہ بھی جاننا چاہئے کہ بعض اولیاء سے انتقال کے بعد بھی تصرفات اور عادت کے خلاف باتیں ہوتی ہیں اور یہ بات تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہے (یعنی ہر زمانے میں اتنی کثرت سے لوگوں میں مشہور ہوا کہ ان کو جھوٹا نہیں سکتے ہیں اس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے)۔

آٹھواں مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ کرامت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ طبعی اسباب کی وجہ سے نہ ہو خواہ وہ اسباب جلی (بڑے اور ظاہری) ہوں یا خفی (چھوٹے اور چھپے ہوئے) ہوں۔ اس جگہ لوگوں کو دو غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ تو صرف عجیب باتوں کو ہی کرامت سمجھتے ہیں اور عامل (جس سے یہ بات ہوتی ہے اس) کے کمال کے معتقد ہو جاتے ہیں۔ آج کل اس قسم کے بہت قصے ہو رہے ہیں۔

کہ اس میں بعض آثار تو صرف خیالی ہیں اور بعض کے حقیقی بھی ہوں تو بھی (وہ) طبعی خفی اسباب سے جڑے ہوئے ہیں۔ کرامت ان سب خرافات (بے ہودہ اور بے کار باتوں) سے پاک ہے۔

بعض کرامات کو بھی طبعی قوت سمجھ کر سب کو ایک لکڑی سے ہانکتے ہیں۔ طالب حق اور صاحب بصیرت کو قوی قرائن (اندازہ مناسبت) اور انصاف کی نظر سے (دونوں میں) فرق معلوم ہو جاتا ہے کہ اس فعل میں قوی طبیعہ (طبعی قوتوں) کو دخل ہے یا قوت قدسیہ کا دخل ہے یا کسی کا بھی دخل نہیں ہے بلکہ غیب کی طرف سے ہے۔

نواں مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ جس فعل کو ظاہری قوی (قوتوں) سے کرنا منع ہے (وہ کرامت کے طور پر بھی کرنا ہے) جیسے کسی بے گناہ کو قتل کرنا یا کسی دل پر زور ڈال کر اس سے کچھ روپیہ لے لینا یا کسی کا چھپا ہوا راز معلوم کرنا یا جان بوجھ کر کرنا محرم کی طرف توجہ کرنا۔ بعض لوگ صرف عادت کے خلاف چیز کے ہونے کو ہی ولایت کا حصہ سمجھتے ہیں اور ان سارے تصرفات کو جلال اور کرامت میں داخل سمجھتے ہیں۔

دسواں مسئلہ: اسی طرح یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ولی سے اگر کبھی کوئی ناجائز بات ہو جائے اور وہ اس کو بار بار نہ کرے اور جب کوئی اس کی غلطی کو بتا دے تو توبہ کر لے یا کسی اختلافی مسئلہ میں غلط صورت کو اختیار کر لے تو یہ باتیں اس کی ولایت کے خلاف نہیں ہیں۔

یہ کل دس مسئلے تھے جو اس باب کے بارے میں ضروری تھے۔

قبض کی بعض اقسام کا علاج

سُؤال: (حضرت!) اب کچھ اپنی تباہی کا حال بیان کرتا ہوں امید کرتا ہوں کہ سمع خرشی (کان کھانے، دماغ چاٹنے) کے بارے میں معاف فرمایا جاؤں گا جس کا پورا یقین ہے۔ حضرت! اب تو بہت ہی بری حالت ہے۔ وظیفہ وغیرہ سب چھوٹا ہوا ہے۔ اگر زبردستی تسبیح لے کر بیٹھتا ہوں تو جی گھبراتا ہے، تسبیح گننے کی قید سے جی الجھتا ہے تو خاموش بیٹھ جاتا ہوں۔ ہاں اس میں (یعنی کے بیٹھنے کے وقت) بھی کچھ دیر تک نیند کہوں یا کیا کہوں (اپنے بارے میں) خبر نہیں رہتی ہے کہ (میں) کہاں ہوں اور کیا ہوں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ شغل اشغال کیونکہ دل الجھتا ہے اس لئے بالکل بند ہیں لیکن اس کا نہ ہونا میری جان کو تکلیف دینے والا بنا ہوا ہے۔

ایک بات یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کیونکہ خدا جانے میں کچھ سمجھتا ہوں اور کچھ اور ہو۔ وہ بات یہ ہے کہ اکثر اوقات اور کبھی کبھی ہر کام میں اور کبھی کبھی نہیں بھی اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں رہتا ہے۔ اگر اس وقت کچھ تسکین ہے تو اس لئے ہے کہ اگرچہ زبانی یا ارادہ سے تسبیح سے ذکر نہیں کرتا ہوں۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ کبھی اپنے اللہ کا دھیان تو آ جاتا ہے۔

اس حالت سے پہلے جو سوز و گداز (جلن اور نرمی کا حال) رہتا تھا وہ اب نہیں ہے۔ اب فرمائیے کہ یہ کون سی حالت ہے اور اس کا کیا علاج کیا جائے۔ کل رسالہ تعلیم الدین کا صفحہ نمبر ۹۶ پڑھ رہا تھا کہ ایک جگہ جہاں حضور نے سالک کی لغزشات (غلطیاں) ذکر فرمائی ہیں (یہ) نظر سے گزرا کہ۔

لیکن الحمدللہ دشمنی نہیں پائی جاتی ہے اب فرمائیے کیا ہوا اور کیا کروں؟

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سالک اگر عبادت میں کوتاہی کرتا ہے تو راجح (کامیاب) ہو جاتا ہے۔ اب فرمائیے کہ میں کس ذیل (گروہ) میں ہوں۔ اللہ کے لئے جلد جواب دیجئے گا اور علاج فرمائیے گا کیونکہ اوپر جو عبادت ذکر کی گئی ہے اس کو دیکھ کر میرا دل بے چین ہو گیا ہے اور ایسی گھبراہٹ و پریشانی سی پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کو کیا بیان کروں دل ہی جانتا ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی بات خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ میری کیا حالت ہوگی۔ اللہ کے لئے صاف صاف جواب تحریر فرمائیے گا ہر چہ باد۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

اس سے پہلے اتنی تسبیح پڑھتا تھا کہ نماز و نوافل کے علاوہ روزانہ تیس تیس ہزار تسبیح پڑھتا تھا۔ اب میری

قسمت کے یہ حالت ہوئی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ پہلے ابتدا میں جو جوش وخروش تھا وہ اب ایک معمولی حالت ہوگئی ہے۔ کوئی نئی حالت محسوس نہیں ہوتی ہے بلکہ پہلے سے بہت کمی لگتی ہے۔ میرے خیال سے پہلے کی ترقی کے مقابلے میں کمی لگتی ہے۔ اب آپ تحریر فرمایئے کہ (یہ) کیا ہے؟ خدانخواستہ جو تعلیم الدین کی عبارت میں ہے جس کو اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ حالت تو نہیں ہے؟

مختصر طور پر عرض یہ ہے کہ اب ذکر وغیرہ کچھ نہیں ہوتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ لگتا ہے کہ فکر کچھ ضرور ہے کیونکہ دل میں کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد ضرور رہتی ہے، معلوم نہیں اشغال ومعمولات میں یہ کمی کیوں ہوگئی ہے۔ براہ کرم مجھے بتایئے۔

کبھی اپنی تصویر مجسم (سراپا، جسم والی) اپنے سامنے بیٹھے ہوئے نظر آتی ہے۔ کتنا ہی آنکھ بند رہتی ہے۔ کبھی کبھی تو جو چیز روشن ہو آسمان کے رنگ کی طرح ہو وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھنے کے باوجود بھی نظر آتی ہے۔ جیسے ایک تجربہ یہ ہوا کہ ایک دن اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ دروازے کے سامنے ایک چھجہ تھا اس پر کچھ حصہ مکان کے اندر سے کھلا ہوا تھا جہاں سے آسمان نظر آتا تھا۔ آنکھ بند کرکے جو دیکھا تو وہی نقشہ نظر آیا پھر دوبارہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھا بالکل وہی نظر آیا۔ فقط

جواب: مشفقم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا حال اچھا خاصہ ہے۔ عبادت کے مختلف طریقے ہیں فکر بھی عبادت ہے، بغیر قید کے ذکر بھی عبادت ہے، اپنے کو ذلیل وخوار کم اور ناقص سمجھنا بھی عبادت ہے۔ غرض مقصود ہر حال میں حاصل ہے۔ ہاں بری حالتیں دو ہیں ایک گناہ دوسرے غفلت وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہیں ہے۔ (باقی) رہا غلبہ اور شوق یہ عارضی حالات ہیں سالک کے لئے ان کا نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ نہ ہی کیفیت بالکل اسی طرح ہمیشہ رہ سکتی ہے۔

آپ کو جن حجابات (پردوں) کا شبہ ہوگیا ہے وہ صرف وہم ہے اور کچھ نہیں ہے آپ بغیر دلیل کے صرف (میری) تقلید (پیروی) سے میری تحریر پر مطمئن رہئے اور اپنے کام میں آسانی اور خوشی کے ساتھ لگے رہئے۔ پریشانی سے یقینی طور پر دل کمزور ہو جاتا ہے جس سے نقصان ہونے کا شبہ ہے۔

غرض نہ آپ مریض ہیں اور نہ ہی علاج کے محتاج ہیں لیکن فن کے نہ جاننے کی وجہ سے صحت کی خبر نہیں ہے تو یہ بھی کوئی نقصان دہ بات نہیں ہے۔ اس میں جو تحریر فرمایا ہے کہ (یہ جواب اس عبارت کا ہے جس میں سائل نے لکھا تھا کہ ''آسمان کا رنگ وغیرہ کا'') وہ خیالی قوت کا تصرف ہے۔ اکثر مشترک حس (دماغ میں خیال کا خزانہ جہاں کہیں دیکھی ہوئی صورتیں جمع ہوتی ہیں) میں جو چیز نظر آتی ہے اس کا رنگ اور انوار رہ جاتے ہیں جو

آنکھ بند کرنے پر بھی نظر آتے ہیں۔ نہ یہ (کوئی) اچھی بات ہے نہ بری بات ہے اس لئے شک نہ فرمائیں۔

دل کی سوزش (جلن) اور وحشت کی بعض اقسام کا علاج

سوال: یہاں ایک حافظ صاحب ہیں جو نعل بنانے کا پیشہ کرتے ہیں۔ درویش دوست اور ذاکر شاغل آدمی ہیں۔ کل انہوں نے بندہ سے اپنے کچھ حالات کہے اور اصلاح چاہی۔ بندے نے عذر کر دیا کہ میں خود طفل مکتب (مدرسہ کا بچہ) ہوں (میرا) اصلاح و علاج سے کیا تعلق۔ حضور کا پتہ بتا دیا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ تو ہی ایک خط لکھ دے۔

(ان کا) حال یہ ہے کہ یہ صاحب ایک پنجابی درویش صاحب جن کا نام خاموش صاحب تھا کسی وقت ان کے پاس گئے تھے۔ یہ صاحب طبیعت کے بہت ہی غبی (کند ذہن) ہیں لیکن قرآن شریف کے حفظ کرنے کا بہت شوق تھا۔ درویش صاحب نے دعا کی جس سے امید کے خلاف (ان کو) اسی سال قرآن شریف حفظ ہو گیا۔ تب یہ ان ہی (درویش صاحب) کی صحبت میں چند دن رہے۔ بیعت تو نہیں ہوئے مگر کچھ سیکھ لیا۔

جب سے ان کی یہ حالت ہے کہ تھوڑا سا زندگی کے گزارنے کے برابر نعل بنانے کا کام کر لیا جب اتنا مل گیا تو نعل لگانے سے بھی انکار کر دینا۔ ان کے بیوی بچے مر گئے مگر ان کو بالکل پرواہ نہیں۔ نعل بناتے ہیں اور جماعت قضا نہیں ہونے دیتے ہیں۔ اگر کوئی اہل اللہ مل جاتا ہے تو نعل کے کام کی بھی پرواہ نہیں (ہوتی ہے) قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔

کچھ دن ہوئے ایک فقیر صاحب بنور میں آئے تھے۔ ظاہری طور پر شریعت کے پابند تھے۔ ان کی طرف بہت لوگ رجوع ہوئے۔ کچھ لوگوں نے ان کو بھی کہا کہ مل لو۔ انہوں نے پہلے تو انکار کیا مگر لوگوں کے اصرار پر چلے گئے۔ فقیر صاحب نے ان کو پاس بلا کر کہا: آنکھیں بند کرو اور زبان کو تالو سے لگا کر خیال کرو کہ سانس میں کیا آواز محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے اسی طرح کیا معلوم ہوا کہ اوپر نیچے دونوں سانسوں میں اللہ اللہ نکلتا ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا: اسی طرح روزانہ کیا کرو۔

انہوں نے اسی طرح کچھ دن کیا۔ اب وہ کہتے ہیں: میرے سینے میں جلن ہے اور دل میں اتنی وحشت ہو گئی ہے کہ کسی کام میں دل نہیں لگتا ہے یہاں تک کہ نماز اور تلاوت میں بھی دل گھبراتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قریب ہے کہ نماز چھوڑ دوں۔ احقر نے کتنا ہی عذر کیا مگر انہوں نے کہا: ضرور کچھ بتا دو۔ اب حضور کوئی علاج بتا دیں۔

جواب: ان صاحب سے کہہ دیجئے کہ گھبرائیں نہیں۔ اگر وہ ذکر اب بھی کرتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ اس کو

بالکل چھوڑ دیں اور اس کی جگہ (جتنا وقت ذکر میں لگتا تھا) اتنا وقت قرآن کی تلاوت یا درود شریف پڑھنے میں لگائیں اور چلتے پھرتے بھی درود شریف پڑھیں۔ ہر نماز کے بعد اور رمضان شریف میں صرف مغرب عشاء اور سحری کھانے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پانی پر دم کر کے پئیں۔ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دل پر چاند کا تصور کریں (کہ دل پر چاند بنا ہوا ہے) اور روزانہ تازہ یا گرم پانی جو مزاج کے موافق ہو اس سے غسل کریں۔ تین چار دن بعد حالات بتائیں۔ انشاء اللہ بالکل سکون ہو جائے گا۔

آئندہ اس کا خیال رکھیں کہ ہر شخص کی تعلیم پر خصوصاً سیاحوں کی (تعلیم) پر بالکل عمل نہ کریں۔ کسی محقق شیخ کو اپنا عروہ وثقی (مضبوط سہارا) بنالیں۔ والسلام

حد سے زیادہ صدمہ کا علاج

سُوال: میرے مولانا مرشدنا! السلام علیکم۔ مجھے اس وقت ایک بہت بڑا صدمہ ہوا ہے۔ جس کے بھاری بوجھ کو میرا دل برداشت نہیں کر رہا ہے۔ میرا لڑکا جگر گوشہ ۱۹ سال کی عمر میں اس نے اپنی ذاتی قابلیت سے انٹر بھی پاس کر لیا تھا (اور) اب اس کے پھل پھول کا زمانہ آیا تھا کہ یکدم ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ کیونکہ وہ میرا ایک ہی لڑکا تھا اس لئے دنیا میں میرا قصہ ہی ختم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آپ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے لئے صبر کی دعا فرمائیں ورنہ مجھے وحشت ہو رہی ہے یا کچھ پڑھنے کو بتایئے گے۔ فقط

جَواب: مجمع اخلاق و الطاف دام لطفہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! (آپ کے) صاحبزادے کے انتقال سے رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آپ "کیمیائے سعادت" یا اس کے ترجمہ "اکسیر ہدایت" کا باب الصبر بار بار مطالعہ کیجئے اور اٹھتے بیٹھتے لاحول کثرت سے پڑھئے۔ جس کے ساتھ زیادہ عقیدت ہو کثرت سے اس کی صورت کا تصور کیجئے ان شاء اللہ سکون ہو جائے گا۔ میں بھی خیر کی دعا کرتا ہوں۔

آپ کو کیونکہ میرے ساتھ دینی تعلق ہے جس کی وجہ سے خیر خواہی میں تکلف کی اجازت نہیں ہے (کہ میں کچھ کہنے میں تکلف کروں) اس لئے یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ (آپ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ) صاحبزادے کے انتقال کے رنج سے زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ (جو) آپ نے افسوس کی وجہ میں طبعی تقاضے سے آگے بڑھ کے اس کی عقلی وجہ یہ لکھی کہ "انٹرینس پاس کر لیا تھا اور اب اس کے پھل پھول کا زمانہ آیا تھا۔ دنیا

میں اب میرا قصہ ختم ہو گیا" اس سے تو معلوم ہوا کہ زیادہ افسوس کی وجہ دنیا کے مزے فوت ہو جانا ہے تو یہ ایسا ہوا کہ بڑا مقصود دنیا ہے۔ طالب حق کی زبان اور اس کے قلم سے ایسے کلمات نکلنا ایسا ہے جیسا کہ موحد (توحید پرست) کی زبان سے شرک کے کلمات کا نکلنا ہے۔ اس مصیبت سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ دل ایسا کیوں ہے جس کی یہ آرزو ہے۔ اس کی اصلاح ضروری ہے۔

حَال: مرحومین کے انتقال کا صدمہ اور ان کی یاد بہت کوشش کے باوجود کم نہیں ہوتی ہے۔ تنہائی کے اوقات اور نماز تلاوت یا بے کار وقت میں بہت زیادہ یاد آ کر اکثر دل پر غالب ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے بات آہ واہ کے علاوہ آنسوؤں تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ اتنا شغف (بے انتہا محبت) یا محویت (گم ہو جانے کی کیفیت) شرعی طور پر پکڑ کے قابل نہ ہو۔

تحقیق: نہیں! طبعی بات پکڑ کے قابل نہیں ہے۔

حَال: یادِ الٰہی کے اوقات میں بھی اس کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

تحقیق: معذوری ہے۔ (جو پکڑ کے قابل نہیں ہے)

حَال: اس خیال اور یاد کے دور ہونے کے لئے کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ لاحول یا درود شریف پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ مجھے اس صدمہ سے نجات دیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ خیال بھی آ جاتا ہے کہ مرحومین کو بھلانے کی کوشش کہیں مروت کے خلاف نہ ہو۔ حقیقت بیان فرمایئے۔

تحقیق: مروت کے خلاف وہ بھلانا ہے کہ جو یاد ان کے لئے مفید ہو اس کو بھلایا جائے اور ظاہر ہے کہ اس یاد سے ان کو کیا فائدہ ہے؟ اور آپ کو نقصان ہے اس لئے (اس یاد کو) بھلانے کی کوشش ضروری ہے۔ ہاں ان کو ایصال ثواب وغیرہ اس کو نہ چھوڑا جائے (اور) یہ وہ بھلانا ہے جو مروت کے خلاف ہے۔

عجیب مضامین اور ارادہ کو برداشت کرنا

حَال: (یہ بھی کہ) اکثر فارغ اوقات میں اور کبھی ذکر کے درمیان سلوک اصلاح و اخلاق کے مضامین ذہن میں آتے ہیں۔ کبھی خدا کی رحمت و قرب کے بارے میں اور کبھی اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ہمارے افعال کو اور وہ علیم بذات الصدور (دلوں کے رازوں کو جاننے والے) اور سمیع اور علیم (سننے اور جاننے والے) ہیں۔ پھر ایسے مضامین کا سلسلہ خیال میں دیر تک رہ جاتا ہے پھر اس کے غلبہ کی چاہت ان کو روکنے کی

ہوتی ہے۔

فارغ اوقات میں تو اس وجہ سے کبھی ذکر کے اوقات میں تاخیر ہو جاتی ہے تو ذکر کے وقت ہونے پر دل پر بوجھ ہوتا ہے اور ذکر کے دوران بھی ذکر کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے تو اس وقت کیا کروں؟ کیا مضامین کی طرف سے خیال ہٹا لوں یا نہیں؟ ان مضامین کے خیال کو روکنے میں لذت اور خوشی ہوتی ہے۔ یہ سوچ کر کہ یہ میرے لئے سلوک میں مددگار ہوں گے کبھی کبھی ان کے مطالعہ سے ہمت ہوگی پھر یہ خیال بھی آتا ہے کہ کہیں یہ (مضامین) اصل مقصود سے رکاوٹیں نہ ہوں اس کے بارے میں میری اصلاح کی جائے۔

تحقیق: کوئی عجیب بات ہو تو روک لیا کیجئے۔

میت کی حالت کے بارے میں غم کا علاج

حال: (مجھے) یہ خیال ہر وقت پریشان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معلوم نہیں میری والدہ صاحبہ کا معاملہ کیا رہا۔ مغفرت ہوگئی یا نہیں ہوئی۔ دل کو بہت سمجھاتا ہوں، بہلاتا ہوں مگر دل و دماغ سے یہ بات ہٹتی نہیں ہے۔ دل کے لئے اس خط کا جواب اور جو علاج مناسب ہو جلد تحریر فرمائیں۔

تحقیق: مغفرت کے لئے ایصال ثواب کیجئے۔ ثواب پہنچانے سے کیونکہ مغفرت ہو جاتی ہے اس سے امید ہو جائے گی پھر غم ختم ہو جائے گا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

شوق کی کیفیت

حال: حضرت جی! آج صبح سے طبیعت میں اتنا جوش ہو رہا ہے کہ ایک جان کیا لاکھ جان اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے قربان ہیں۔ (حضرت!) یہ کون سی حالت ہے۔

تحقیق: اس کیفیت کا نام شوق ہے۔

سالک کو خاص وارد پیش آنے پر اس کا اتباع کرنا

حال: مسجد میں نفل پڑھ رہا تھا کہ اپنی نالائقی اور حضور کی شفقت کا ایسا خیال آیا کہ رونا شروع ہو گیا۔ سلام کے بعد تو ایسا ہوا کہ قریب تھا کہ آواز پیدا ہو۔ ایک صاحب تشریف لے آئے۔ رونا فوراً ختم ہو گیا کچھ آنسو باقی رہے۔ حضور! اپنی بے وقوفی پر جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر جی بھر کر رونا بھی نہیں آتا ہے۔

تحقیق: پھر کیا حرج ہے بلکہ اس میں زیادہ نفع ہے۔

حال: نماز کبھی تو ایسی گزر جاتی ہے کہ خبر بھی نہیں ہوتی ہے اور کبھی جب خیال آتا ہے تو بہت لطف آتا ہے کہ لفظ لفظ پر لگتا ہے کہ مناجات (دعائیں) کر رہا ہوں خصوصاً ایسی حالت میں سجدہ تو لمبا ہو جاتا ہے۔ اب میں کیا کروں؟

تحقیق: پھر لمبا ہونے میں حرج ہی کیا ہے۔

حال: حضور جس وقت اسم ذات کی تعداد پورے ہونے کے قریب ہوتی ہے تو لطف زیادہ پیدا ہوتا ہے اور پوری ہونے پر افسوس ہوتا ہے ایسے وقت میں کچھ (اور) پڑھ لیا کروں یا نہیں؟

تحقیق: ضرور برداشت کے مطابق (پڑھ لیا کریں)

حال: آج جس وقت ڈھائی ہزار کے قریب پہنچا تو ایسا لطف پیدا ہوا کہ گردن خوب ہلنے لگی اگرچہ اختیاری چیز تھی اور ایسا خیال آیا کہ پیارے (نے) میری زبان کو اپنے پیارے نام کی توفیق اور قوت دے کر (خود) کھلا کھلا کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں تعداد تقریباً دو تین سو یا کچھ زیادہ ہو گئی۔ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: یہی کرنا چاہئے۔

فنا کے آثار

حال: (حضرت!) میرے لئے دعا فرماتے رہیں کہ مجھے گناہوں سے بچنے کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں استقامت پیدا ہو جائے۔ حضرت! میری حالت بہت ہی گندی لگتی ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا تابعدار بندہ بن جاؤں۔ میرا ایک ایک عضو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہو جائے۔

تحقیق: حضرت! کچھ دنوں سے میری حالت ایسی ہوگئی ہے کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کی ضد (اس کے خلاف بات) دل میں پیدا ہو جاتی ہے کہ ممکن ہے کسی کو یہ خیال ہو۔ اس وجہ سے اپنا اصلی مقصود بتا نہیں سکا۔ اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو میں روزانہ تحریر کروں گا اگرچہ طبیعت اس وقت بھی نہیں چاہتی ہے یعنی انشراح و شگفتگی (طبیعت کا کھلنا اور خوش ہونا) نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی تنگی اور رکاوٹ ہے جس کی وجہ وہی اوپر والا سبب ہے۔ کبھی یہ وہم آتا ہے کہ حضرت کو کیا اطلاع دوں پھر کوئی بڑی بات ہوئی تو عرض کرنا حالانکہ نہ بتانے میں نقصان ہے جس کا احساس بھی ساتھ ہی ہو جاتا اور نہ بتانے کی وجہ سے حضرت سے ایک قسم کا حجاب بھی ہو جاتا ہے جو محرومی اور بدنصیبی کی علامت ہے۔

مجھے حضرت سے اتنی شرم آتی ہے کہ جب حضرت کہیں باہر سے تشریف لاتے ہیں تو میں فوراً سامنے نہیں

آ سکتا ہوں بلکہ سامنے ہوتا ہوں تو چھپ جاتا ہوں۔ یہ کیسی حالت ہے۔ مجھے یہ حالت مجھے اکثر پیش آتی ہے ذکر کرتے کرتے طبیعت کبھی لیٹنے کو چاہتی ہے اگر نہ لیٹنا چاہوں تو ایسا نہیں کر سکتا ہوں بلکہ ضرور لیٹنا پڑتا ہے۔ جب لیٹ جاتا ہوں تو تمام رگیں کھنچنے لگتی ہیں اور بالکل یقین ہو جاتا ہے کہ اب روح فناح ہو رہی ہے۔ بس اب زندگی کے دن پورے ہو چکے اس حالت میں تکلیف تو بہت ہوتی ہے مگر حضرت کا کرم واحسان ہر حال میں ساتھ رہتا ہے۔

حضرت کا تصور اکثر رہتا ہے۔ ایسا بہت کم وقت گزرتا ہوگا جس میں حضرت کا خیال وتصور نہ رہتا ہو۔ دل ہر وقت بغیر ارادے کے ذکر کرتا رہتا ہے۔ سونے کے بعد بھی جب دل کی طرف خیال جاتا ہے تو دل کو ذکر کرتا ہوا پاتا ہوں۔ روح کے فنا کی حالت تو ہمیشہ رہتی ہے۔ اس حالت میں اور نزع کی حالت میں کوئی فرق نہیں لگتا ہے۔ حضرت! یہ تو بہت سخت حالت ہوتی ہے۔ اس میں دنیا داروں کو بہت سخت تکلیف اور پریشانی ہوتی ہوگی۔ مجھے تو اس وجہ سے اس کی پریشانی اور تکلیف نہیں ہوتی ہے کہ (میری) اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی ہے بلکہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس کی بھی خبر نہیں رہتی ہے۔

(بس) حضور کا تصور ہوتا ہے جو ایک نورانی جسم (کی شکل میں) نظر آتا ہے۔ حق سبحانہ کی دلیل وعظمت کے مشاہدہ (دیکھنے) سے بہت ہیبت لگتی ہے اور اس وقت میں کبھی تو یہ چاہت ہوتی ہے کہ بس اب اسی حالت میں رہوں۔ انوار کا غلبہ اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ باقی (دوسری) چیزیں نظر نہیں آتی ہیں۔ اسی حالت میں کبھی تو یہ چاہت ہوتی ہے کہ ابھی اس حالت سے افاقہ ہو جائے اور دنیا میں رہ کر خوب عبادت کروں اور ذکر سے پیٹ بھروں۔ اس وقت جو تمنا اور خواہش ہوتی ہے تو (وہ) صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر کی (خواہش ہوتی ہے) بس (اس وقت) کہتا ہوں کہ اس حالت سے اچھا ہو کر دنیا میں رہ کر اتنا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں گا کہ کچھ کھانے پینے کی یا کسی سے بولنے بات کرنے کی بھی یاد نہ رہے گی۔ بس صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مست رہوں گا۔

اس میں جو خوشی اور حاصل ہوتی ہے (وہ) بیان تو کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی ہے کبھی اس حالت میں حضور رسول مقبول ﷺ کا خیال آتا ہے پھر تو کبھی اس حالت سے کو طبیعت چاہتی ہی نہیں ہے۔ بس پھر تو طبیعت یہ چاہتی ہے کہ حضور کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ یہ جو فنا کی حالت ہوتی ہے کیا اس کا ہمیشہ ہونا ضروری ہے۔

تحقیق: نہیں! (اس حالت کا ہمیشہ ہونا ضروری نہیں ہے)۔

حال: یا کبھی ہوتی ہے (اور اس کا) ہمیشہ ہونا ضروری نہیں ہے۔

تحقیق: ہاں! یہی بات ہے۔

حال: کبھی ذکر کی حالت میں حضرت حق کے جلال وعظمت کا مشاہدہ ہوتا ہے تو اپنے سے زیادہ ذلیل وخوار کسی کو نہیں پاتا ہوں۔ اپنی ذلت وخواری میں جتنی زیادتی کرتا ہوں اپنا حال اتنا ہی مضبوط پاتا ہوں۔ اس حالت میں بھی حضرت کو اپنے قریب پاتا ہوں اور حضرت کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتا ہوں۔ محبت اتنی بڑھتی ہے کہ اس وقت یہ حال ہوتا ہے کہ حضور کی جوتی ہو اور میرا سر ہو۔ ہر ہر گلی میں ہر ہر دروازے پر جوتی پڑتی جائے اور حضرت کے نام سے یہ آواز لگائی جائے کہ یہ (ان کا) چھوٹا سا نالائق گناہ گار خادم ہے جوتیوں سے اس کی اصلاح کی جارہی ہے اور اس کا حال مضبوط کیا جاتا ہے۔ جس کو میں ہی خوب جانتا ہوں کسی کو کیا معلوم ہے۔

کبھی کبھی حضور ﷺ کا تصور جمعہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد آتا ہے۔ حضور کی شفقت اور اپنی نالائقی پر نظر ہو کر ایک محبت کا جوش پیدا ہوتا ہے جو بے قرار کر دیتا ہے کہ میں چیخ مار کر رونے لگتا ہوں۔ اس حالت سے مجھے کبھی بھی برداشت نہیں ہو سکا۔ کتنا ہی برداشت کرنا چاہتا ہوں مگر برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ حالت یہاں (حضرت کے پاس) اور کانپور میں بھی ہوتی ہے۔

کبھی (تو ایسا ہوا کہ) کتے بھی میری طرف بھونکتے ہوئے دوڑے اور ان کی آواز سن کر لوگ گھروں سے نکل آئے مگر وہ لوگ ایسے تھے جو مجھے جانتے نہیں تھے۔ اس حالت میں میری طبیعت یہ ہو جاتی ہے کہ تمام کپڑے پھاڑ کر ابھی جنگل چلا جاؤں۔ کبھی تو گریبان تک ہاتھ بھی گیا مگر حق تعالیٰ نے میری رکنے اور برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت! حضور ﷺ کے تصور میں تو یہ حالت نہیں ہونی چاہئے۔ عقل کے لحاظ سے اس حالت میں شریعت کا اتباع نظر کے سامنے ہونا چاہئے مگر اس کا خیال بھی نہیں آتا ہے۔ اتنا بے چین اور بے تاب ہو جاتا ہوں کہ بس یہی چاہت ہوتی ہے کہ جنگل میں مارا مارا پھروں دوسری باتیں اس وقت نظر سے ہٹ جاتی ہیں۔ یہ حالت کیسی ہے؟

تحقیق: جو حالت غیر اختیاری ہو وہ سب سے اچھی ہے۔

حال: اگر تنہائی اختیار کرتا ہوں ایسی تنہائی کہ کسی سے زیادہ نہ ملوں بلکہ تنہائی میں زیادہ رہوں تو پھر طبیعت لوگوں سے بات کرنے کو نہیں چاہتی ہے اور نہ پڑھنے کو چاہتی ہے بلکہ طبیعت یہ چاہتی ہے کہ زمین میں اگر گڑھا کھود کر اس میں بیٹھ جاؤں نہ کوئی میری صورت دیکھے اور نہ میں کسی کی صورت دیکھوں بلکہ اس وقت کسی غیر کی صورت کا خیال بھی آ جاتا ہے تو بہت برا لگتا ہے۔ علم حاصل کرنے کے بعد میرا ارادہ بھی یہی ہے کہ ایک اچھے خاصے زمانے تک میں گوشہ نشینی اختیار کروں گا۔ میں علم حاصل کرنے کی غرض سے اس خیال کو ہنس بول کر کمزور کر

دیتا ہوں۔ (یہ خیال) یکسوئی کی وجہ سے مجھے اکثر ہوا کرتا ہے اس خیال میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: فی الحال تو یہی مناسب ہے جو کر رہے ہیں۔

حال: مجھے ایسے لگتا ہے کہ اگر میں اس حال کو کمزور اور ختم نہ کر دوں تو یقیناً پڑھنا چھوٹ جائے گا اور پڑھنے سے مجھے بہت ہی محبت ہے۔ ابھی جس حالت میں مظفر نگر خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر تو پڑھے گا تو بہت جلد فنا ہو جائے گا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

تحقیق: اگر صحیح بھی ہو تو کیا نقصان ہے۔

حال: (حضرت!) مگر میری طبیعت پڑھنے کو چھوڑنا نہیں چاہتی ہے۔ اب کچھ دنوں سے رات بارہ بجے یا ساڑھے بارہ بجے تک کتابیں دیکھتا ہوں اور اس کے بعد نوافل سے فارغ ہو کر سو جاتا ہوں۔ حضرت سے اگر کسی دن کوئی بات کرتا ہوں تو کئی دن اس کی خوشی رہتی ہے اور اگر کسی دن ڈانٹ پڑتی ہے تو وہ شان جلالی ہمیشہ نظر کے سامنے رہتی ہے اور بات کرنے کی کچھ جرأت نہیں رہتی ہے۔ اور نہ سامنے آنے کی جرأت ہوتی ہے۔ حضرت! اتنا رعب اور خوف کیوں ہوتا ہے ہم لوگوں کی حالت تو ایسی نہیں ہونی چاہئے جیسی باپ بیٹے کی ہوتی ہے مگر یہاں خور زیادہ غالب رہتا ہے۔

تحقیق: اعتقاد کی عظمت کی وجہ سے (ایسا ہوتا ہے)۔

حال: جس وقت حضرت کو میری ذات سے کوئی تکلیف ہوتی ہے اور پھر ڈانٹ پڑتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ابھی فنا ہو جاؤں اس وجہ سے نہیں کہ نفس کو برا لگا بلکہ اس وجہ سے کہ میری نامعقول حرکت سے حضرت کو تکلیف کیوں پہنچی ہے۔

یہ بات اس لئے نہیں لکھی کہ میرے دل کا مقصد یہ ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہو کر میری اصلاح نہ کریں بلکہ یہ بھی اور حالتوں کی طرح میری ایک حالت ہے اس لئے لکھ دی۔ بلکہ حضرت مجھ پر زیادہ سختی کیا کریں۔ اس لئے کہ ابتدائی تربیت باقاعدہ نہیں ہوتی ہے اور اس طرح (غصہ اور ناراض ہو کر) منع کرنے سے نفع اتنا ہوتا ہے کہ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس پر سختی ہو۔ حضور کی سختی سختی نہیں ہے بلکہ درستی ہے۔ حضرت کے موجود نہ ہونے کے وقت میں جھنجھانے گیا تھا

جس زمانے میں حضرت میرٹھ میں علاج کے لئے تشریف فرما تھے۔ میں حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار پر جا کر مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد قبر شریف کے اندر سے انوار نظر آنے لگے۔ پھر ایک انسانی ہیئت کی پوری نورانی صورت نظر آئی۔ قد میرے قد سے بڑا تھا، رنگ گندمی تھا ڈاڑھی مبارک زیادہ بھری ہوئی نہ تھی اور

نہ لمبی تھی۔ صورت بہت ہی خوب صورت تھی۔

ایسی خوب صورت میں نے کسی مزار پر نہیں دیکھی۔ خوب انوار کا مشاہدہ ہو رہا تھا کہ اچانک نظر اس قبر پر چلی گئی جو حضرت میاں جیو رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی قبر سے پہلے ہے اس پر غلاف وغیرہ پڑے رہتے ہیں تو انوار چھپ گئے۔ اس دوسری قبر سے ایک بہت ہی حسین وجمیل نوجوان نظر آیا۔ جس کے جسم پر زخم کے نشانات لگتے تھے اور سارا بدن خون سے لہولہان لگتا تھا اور ڈاڑھی چھوٹی چھوٹی تھی۔

اس کے بعد دوبارہ حضرت میاں جیو رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے مزار کی طرف متوجہ ہوا مگر پھر کتنی ہی توجہ کرتا رہا وہ انوار نظر نہ آئے۔ حضرت میاں جیو رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی نسبت بہت ہی قوی اور مؤثر لگی اور ان دوسرے صاحب کی نسبت مجھے معمولی محسوس ہوئی۔ اس مزار کے نظر آنے کے بعد پھر حضرت میاں جیو صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے انوار کیوں نظر نہیں آئے؟ حالانکہ دیر تک مراقبہ کرتا رہا۔

تحقیق: یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حال: پڑھنے میں اکثر میری حالت یہ ہوتی ہے کہ استاد کی تقریر سن کر یا کسی طالب علم کی آواز سن کر بہت مزہ آتا ہے۔ استاد کی تقریر اور معنوں پر نظر نہیں رہتی ہے بلکہ اس بات پر نظر ہوتی ہے کہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا۔ کتنوں ہی نے پڑھا ہوگا آج کوئی ان کے نام کو بھی نہیں جانتا ہے اور مجھے بھی یہی ہونا ہے کہ ایک دن فنا ہو جاؤں گا کچھ دن کے بعد کوئی نام کا جاننے والا بھی نہیں رہے گا۔ اس آواز میں ایک قسم کی محویت ہی ہو جاتی ہے اور (وہ آواز) بہت ہی پیاری لگتی ہے۔

اکثر لوگ میرے پاس بیٹھے باتیں کرتے ہیں مجھے علم نہیں ہوتا ہے کہ کیا باتیں ہوئیں۔ کبھی بعض لڑکے کہتے ہیں کہ بھئی کسی سے مت کہنا تو میں پوچھتا ہوں کیا نہ کہوں۔ وہ خاموش ہو کر کہتے ہیں نہیں۔ اکثر اوقات آخرت کا خیال رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے جب تک مجھ سے کوئی خود مخاطب نہ ہو (کسی کی) کوئی بات سنائی نہیں دیتی ہے۔

نماز کی حالت میں دل ذکر کرتا رہتا ہے۔ دوسرے لوگوں کو سانس محسوس ہوتی ہے۔ ایک دن ایک صاحب اجازت نے بلا کر پوچھا کہ کیوں تمہارا اس میں کیا فائدہ کہ تم نماز میں سانس لیتے ہو۔ ان کا پوچھنا بوجھ تو لگا اور جی چاہا کہ ان حضرت سے بھی اسی طرح پوچھوں کہ اس میں نقصان کیا ہے؟ مگر اپنا اور اپنے سے بڑا سمجھ کر کہہ دیا کہ یہ حالت مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میں جان بوجھ کر نہیں کرتا ہوں۔ (حضرت!) کیا یہ منع ہے نماز میں روکنا چاہئے میں نے اگر روکنا بھی چاہا تو یہ حالت رکتی نہیں ہے بلکہ دل کے اندر ایک قسم کی پریشانی اور تاریکی

محسوس ہوتی ہے۔

بعض کام حضرت کی اجازت سے کرتا ہوں تو اس میں ایک قسم کی فرحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے اور بغیر اطلاع واجازت (کوئی کام) کرنے سے یقینی طور پر نقصان ہوتا ہے جو نظر تو بالکل معمولی آتا ہے جیسے سہارنپور کے جلسے میں بغیر اجازت کے جانا اگرچہ اسٹیشن پہنچ کر اطلاع کر دی تھی مگر وہ خوشی نہیں ہوئی جو یہاں سے اجازت لینے کی ہوتی ہے۔ اسی طرح سہارنپور میں بغیر اجازت کھانا کھانے بازار جاتا تھا (تو اس سے) طبیعت بہت رکتی تھی اور کہتی تھی کہ پہلے حضرت سے اجازت لینا چاہئے مگر بعض لوگوں کے کہنے کی وجہ سے بغیر اجازت چلا گیا آخر کار اس سے تنگی رہتی تھی اور ایک قسم کی بے تکلفی لگتی تھی کہ جو جی میں آیا کر لیا۔ اجازت کے ارادہ سے خوشی و فرحت کا احساس ہوتا تھا۔ اجازت واطلاع کے بعد تو اور بھی فرحت اور خوشی ہوتی تھی۔

کبھی مجھے خود یہ خیال ہوتا تھا کہ ذرا ذرا سی باتوں کو کہوں بلکہ ایک اور بات ذہن میں آئی ہے کہ میرے کہنے سے کہیں اجازت سے یہ شبہ نہ ہو کہ اس (اجازت) کا مقصد یہ ہو کہ (حضرت) کہہ دیں گے کہ میرے ساتھ کھالینا اگرچہ اس کی کوئی اصل نہیں سمجھتا ہوں مگر ایک وہم پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت رک جاتی ہے۔ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: اجازت لینی چاہئے۔

حال: آخر حق تعالیٰ نے ہر کام کرنے کی قدرت تو دی ہی ہے اگرچہ بعض باتیں نفس کو ناگوار لگتی ہیں۔

تحقیق: تمام حالات پڑھے جن پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اللھم ادم واقم اے اللہ! ہمیشہ قائم ودائم رکھیں۔

ایک صالحہ کا حال

حال: خادمہ کی حالت سوا مہینہ سے یہ ہے کہ اگرچہ یہ کیفیت پرانی ہے مگر سوا مہینہ سے اس میں شدت آگئی ہے۔

تحقیق: پھر حرج کیا ہے۔

حال: بحمدللہ کہ ؎

بازم دیدہ روشن شد بدیدارت   گرفتم قوت جان از حقہ لعل شکر بارت

ترجمہ: "تیرے دیدار کے لئے میری آنکھ پھر روشن ہوگئی —— تیرے شیریں موتی کے ڈبے سے میں نے قوت جاں حاصل کی ہے۔"

آج ایک ہفتہ سے زیادہ ہوگیا کہ پڑھنا بند ہوگیا۔ کتنا ہی چاہا کہ پڑھوں مگر مجبور تھا نہ پڑھ سکا فنا کا کچھ ایسا غلبہ تھا کہ ہر در و دیوار اور جو شخص سامنے آئے (اور) تمام چیزیں فانی لگتی ہیں۔ ان کو دیکھنے سے عجب قسم کی وحشت ہوتی تھی اور لگتا تھا کہ میں خود فنا ہو جاؤں گا، کچھ عرصہ بعد میں ہوں گا اور گوشہ قبر ہوگا۔ سینہ میں ایک آگ بھڑکتی تھی کہ تمام سینہ جلا جاتا تھا۔ جس وقت کوئی نئی کیفیت ہوتی تھی تو وہ آگ سارے بدن میں دوگنی ہوکر پھیل جاتی تھی جس طرح ہنڈیا خوب پک رہی ہو اور اس ڈھکن کھول کر ہاتھ وغیرہ کوئی چیز سامنے کر دی جائے تو جیسا بھاپ اثر کرے گی اتنا سوز و گداز (جلن و نرمی) اور صورت کے اعتبار سے پریشانی لگتی تھی جس کو بیان کرنا ممکن نہیں۔

طبیعت چاہتی تھی کہ زمین پھٹ جائے اور میں ایک دم اس میں سما جاؤں ایک عجیب و غریب بلا و مصیبت میں گرفتار لگتا تھا۔ اچانک ایک چیخ نکلنے لگتی تھی مگر اس کو برداشت کرتا تھا کہ کسی کو کچھ خبر نہ ہو۔ لوگ ذکر کرتے تھے آواز بالکل مردہ لگتی تھی۔ میرے اندر ایک عجیب جوش اٹھتا تھا۔ طبیعت چاہتی تھی کہ سارے لوگوں سے کہہ دوں کہ ذکر کریں مجھے سننے میں بہت ہی لذت حاصل ہوتی تھی قریب ہوتا کہ میں الا اللہ کی ایک ضرب اتنی زور سے لگاؤں کہ لوگوں کے دل ہل جائیں مگر اس کو بھی برداشت کرتا تھا اس وقت (میری حالت پر) یہ شعر سچا آتا تھا:

شب تاریک موج گردابے چنیں مائل — کجا دانند حال ما سبکسار ان ساحلہا

ترجمہ: ''تاریک رات میں خوفناک موجیں یوں حائل ہیں ساحل کے مطمئن لوگوں کو ہمارا حال کیسے معلوم ہو۔''

حضور کو دیکھنے کی تمنا کسی وقت دل بھولتی نہیں ہے ؎

خیالک مونسی فی کل واد — و وصلک مقصدی فی کل ناد

ترجمہ: ''تیرا خیال ہر وادی میں میرا ساتھی ہے ــــــ اور تیری ملاقات ہر مجلس میں میرا مقصود ہے۔''

حضور کو یاد کر کے یہ کہتا تھا ؎

ای گل بشکر آنکہ شگفتی بکام دل — با بلبلاں بیدل شیدا مکن غرور

زاہد اگر بہ حور قصور ست امید وار — مارا شر ابخانہ قصور است یار حور

گر دیگراں بعیش وطرب خرم اندو شاہ — مارا غم نگار بود مایہ سرور

ترجمہ

❶ اے پھول اس شکرانہ میں کہ تو دل کے مقصد کے مطابق کھل گیا ــــــ بے دل عاشق اور بلبلوں کے ساتھ

غرور مت کر۔

۲ زاہد اگر حور اور محلات کا امیدوار ہے —— ہمارے واسطے محل شراب خانہ ہے اور حور یار ہے۔

۳ اگر اور لوگ عیش و عشرت میں خوش ہیں —— ہمارے لیے محبوب کا غم خوشی کا سرمایہ ہے۔

اور کبھی یہ کہتا تھا ؎

دو ہفتہ شد کہ ندیدم مہ دو ہفتہ خود را کجا روم بکہ گویم غم نہفتہ خود را

ترجمہ: ”دو ہفتے ہوگئے میں نے اپنے چاند کو نہیں دیکھا —— کہاں جاؤں اپنے مخفی غم کو کس سے کہوں۔“

اور کبھی حق تعالیٰ کی طرف طبیعت منتقل ہوتی اور یہ کہتا ؎

توئی کہ درد غمت بار نا گزیر من است جفاؤ ہر چہ رسد از دل پذیر من است

جزبہ تسلیم و رضا کو چارہ در کف شیر نر خونخوارہ

ترجمہ

۱ تیرے درد اور غم کا بوجھ میرے لئے ضروری ہے —— جو ظلم بھی پہنچتا ہے میرا دل اسے قبول کر لیتا ہے۔

۲ خونخوار شیر کی ہتھیلی میں سوائے تسلیم اور رضا مندی کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

اگر کچھ سکون و راحت ہوتی ہے تو حضور کی یاد میں ہوتی ہے کہ آخر اب مرتا تو ہوں ہی اگر ایک ظاہری نظر سے دیکھ لوں تو دل کی تمنا حاصل ہو جائے۔ کیا ہی اچھی بات ہو کہ حضور کی مبارک گود میں (اس) بے کار خادم کا سر رکھا ہوا اور اس وقت روح پرواز کر جائے اس خیال سے خوشی اور سکون ہوتا ہے میں یہی جانتا ہوں ؎

بسکہ نادیدم زورد دوری آں سنگدل دل بدرد آمد زآہ و نالہ من سنگ را

دورم از یار نیارم سوئے او رفتن چو اشک ساخت دریا گردمن فرسنگ درفرسنگ را

ترجمہ

۱ میں اس سنگدل کی دوری کے درد سے رو گیا —— میرے آہ و نالہ سے دل نے پتھر کو بھی غمگین کر دیا۔

۲ یار سے دور ہوں اس کے پاس جا نہیں سکتا کیونکہ آنسوؤں نے میرے اردگرد میلوں کا دریا بنا ڈالا ہے۔

اور کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ ؎

دوش بریاد تو چشمم دمیدم خوں میگریست سوز من مید ہد شمع واز من افزوں میگریست

ترجمہ: ”کل رات تیری یاد میں خون کے آنسو رو رہا تھا —— میری جلن دیکھ کر شمع مجھ سے زیادہ

رو رہی تھی۔"

یہ حالت اکثر رات کو پیش آتی تھی۔ اس وقت دل میں کہتا تھا کہ خدا اس مصیبت میں کسی کو نہ ڈالے مگر پھر توبہ کرتا تھا کہ یہ تو حق تعالیٰ کی نعمت ہے اگرچہ صورت کے اعتبار سے کچھ تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت میں روحانی خوشی ہوتی ہے۔

ہر غنچہ کا بسینہ ز پیکاں او دمید ــــ مارا شگفت صد گل راحت بباغ دل

ترجمہ: "اس کے تیر سے جو کلی سینے پر چٹکی ــــ ہمارے دل کے گلستاں میں خوشی کے سو پھول کھل اٹھے۔"

یہ سب حقیقت میں حضور کے کرم کی وجہ سے ہے ورنہ کہاں مجھ سا گناہگار اور بے کار اور کہاں یہ حالت۔

ع بو صل دوست لطفش رہنموں گشت

ترجمہ: "اس کی مہربانی نے یاد کی ملاقات کی طرف رہنمائی کر دی۔"

ورنہ میری کیا حقیقت اور اصل تھی مجھ جیسے نالائق کتنے پھرتے ہیں کہ ان میں اپنے اختیار سے ذرا بھی حرکت پیدا نہیں ہوتی ہے۔

منگل کے دن حضور کے آنا کا سن کر سکون و ٹھنڈک حاصل ہوئی اس سے پہلے جب مظفر نگر میں حاضر خدمت ہوا تھا اور جناب نے گلے لگایا تو بالکل سکون حاصل ہو گیا تھا اور وہ جلن، گرمی، اور فنا کا غلبہ ختم ہو گیا تھا۔ وہاں سے آنے کے بعد پھر وہی حالت ہو گئی اور اب حضرت کے تشریف لانے سے پہلے آنے کی خبر سن کر وہ حالت ختم ہو گئی۔ یہ عجیب بات ہے۔

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند ــــ وندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیا ئیست عجیب بندگی پیر مغاں ــــ خاک او گشتم و چندیں در جانم دادند

ترجمہ

❶ کل صبح انہوں نے مجھے غصہ سے نجات دے دی ــــ اور اس تاریک رات میں مجھے آب حیات عطا کر دیا۔

❷ پیر مغاں کی اطاعت بھی کیا عجیب چیز ہے ــــ میں ان کے قدموں میں رہنے کی وجہ اتنے اونچے درجہ پر پہنچ گیا۔

امید کرتا ہوں کہ حضور کی توجہ و برکت سے اب ایسا غلبہ نہ ہو۔ ان حالات کا ختم ہونا نہیں چاہتا بلکہ علم

حاصل کرنے کے زمانے تک نہ ہونا چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ امید کرتا ہوں کہ حضور کی برکت سے جو بہتر اور مناسب ہوگا ہو کر رہے گا۔

تحقیق: پڑھنے سے جو اصلی مقصود ہے وہ اس (غلبہ) میں بھی حاصل ہے اور جب (یہ غلبہ احوال) بغیر اختیار ہو تو پھر اس کے بارے میں کوئی تجویز بھی نہیں کرو ؎

مصلحت نیست از مرا سیری ازاں آب حیات　　ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

ترجمہ: ''میرا اس آب حیات سے سیر ہو جانا اچھا نہیں اللہ تعالیٰ ہر آں ہر گھڑی یہ پیاس بڑھاتا رہے۔''

حال: پہلے پہلے میں نے یہ حالت مولوی ...... صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی۔ مولوی ...... صاحب نے سکون بھی دلایا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا وہی پریشانی باقی رہی۔ حضرت! جو لوگ اپنے شیخ کے نہ ہونے کے وقت یا شیخ کی اجازت سے ایسے موقع پر کسی دوسرے سے رجوع کریں تو کیا (ان کو) نفع ہوتا ہوگا۔

تحقیق: کبھی جب تشخیص صحیح اور مناسب ہو تو (نفع) ہوتا بھی ہے۔

حال: چنانچہ یہ حالت مجھ پر گزر چکی ہے اور کبھی کبھی دو تین مہینہ میں ہوتی ہے مگر اتنا غلبہ نہیں ہوتا ہے ایک آدھ گھنٹے میں طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ میں خود بھی جانتا تھا اور مولوی ...... صاحب سے بھی عرض کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ اس حالت کے بعد ایسا لگتا ہے کہ میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا۔ حضرت یہ کیا بات ہے کہ آپ کو دیکھنے سے طبیعت کبھی بھرتی نہیں ہے حالانکہ آپ کو اس سے تکلیف ہوتی ہوگی۔

تحقیق: بالکل نہیں۔ (کوئی تکلیف) نہیں ہوتی ہے۔

حال: مگر طبیعت نہیں رکتی کیا کروں ؎

چہ حسن است اینکہ گر ہردم رخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دیگر بینم
چنین شوقے کہ من دارم چہ تسکین بایم از ناگہ

ترجمہ: ''کیا ہی اچھا ہوا گر ہر وقت تیرا سو سو بار دیدار کرتا رہوں ــــــ
لیکن پھر بھی یہ تمنا رہے گی کہ ایک بار اور دیکھ لوں۔'' میرے اس شوق کی تسکین کیسے ہو۔

ضعف بہت بڑھ گیا ہے اور بڑھتا جا رہا ہے اگرچہ دودھ و گھی وغیرہ کھاتا رہتا ہوں۔ اگر کسی کا ہاتھ وغیرہ لگ جاتا ہے تو سارا بدن پکے ہوئے پھوڑے کی طرح دکھتا ہے۔ یہ کیفیت عرصے سے ہے۔

تحقیق: مقویات (قوت دینے والی دوائیں) اور مرطبات (تر کرنے والی دواؤں) کا استعمال مستقل ضروری ہے۔

حال: (مزید) حالت یہ ہے کہ احقر خود کو ناکارہ اور پستی والا لگتا ہے اور اس کے ساتھ یہ مشاہدہ رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بارش کی طرح اس ناچیز و نالائق پر برس رہی ہے۔ میں جس حالت میں ہوں خدا کا شکر ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی خوشی میں خوش رہتا ہوں۔

حضرت! اطلاعاً عرض ہے کہ (میرے اندر سے) جو برے امراض ختم ہو گئے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں تا کہ دوبارہ لوٹ نہ آئیں اور جو اچھی دعائیں پیدا ہو گئی ہیں اللہ تعالیٰ ان میں روزانہ مضبوطی پیدا کرتے چلے جا رہے۔ احقر (اس بات پر بھی) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ آپ کی صحبت نصیب ہو گئی۔ یہ سب (آپ کی) صحبت کی برکت سے ورنہ اس ناکارہ کو یہ دولت کہاں نصیب ہوتی۔ جو کچھ ہے آپ کی شفقت و توجہ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ میرا منہ اس قابل کہاں تھا۔

احقر دن رات اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مجھے، اور ہمارے سارے اکابر احباب اور پیر بھائیوں کو (اللہ تعالیٰ) اپنی مرضیات پر راضی رکھ کر قائم اور انجام خیریت کے ساتھ فرمائیں اور حضرت مولانا صاحب قبلہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی بھلائی کی دعا مانگتا ہوں۔ یہ جو کچھ ہے آپ ہی کا فیض ہے اللہ تعالیٰ دیر تک آپ کی فرشتہ صفت ذات کو ہمارے سروں پر دیر تک رکھ کر حضرت کو دونوں جہاں میں اونچے درجات عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔ (اسی طرح) اے اللہ! جیسے اللہ تعالیٰ نے ہم سب لوگوں کو دنیا میں حضرت کی صحبت و غلامی نصیب فرمائی ہے ایسے ہی آخرت کے گھر میں حضرت کا ساتھ اور حضرت کی غلامی میں نیک ثمرات جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے اپنے فضل سے عطا فرمائیں۔ احقر دعا کا طالب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر ہمیشہ باقی رکھیں اور اعمال صالحہ پر استقامت عطا فرمائیں۔

تحقیق: سارے حالات پڑھ پڑھ کر بال بال میں جان آئی۔

حال: (حضرت!) روزانہ ذکر میں ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خود اپنا وجود اپنی جگہ پر نہیں لگتا ہے اپنی خبر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت کے حالات میں لکھ نہیں سکتا ہوں، اس کو بتا نہیں سکتا ہوں لیکن سرور بہت ہوتا ہے۔

تحقیق: آخری حالت جو لکھی ہے فنا اور وجود کی کمزوری کا غلبہ اس کا سبب ہے۔ مبارک حالت ہے۔

کیفیات ہمیشہ نہیں رہتی ہیں

حال: یہ احقر حضرت والا کی خوشی کو نجات کا ذریعہ اور (اللہ تعالیٰ کے) قریب ہونے کا ذریعہ اور درجات کی ترقی کا یقین کرتا ہے۔ اگر اسی طرح مسلسل حضرت کی توجہ رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کامیابی کی امید کرتا ہوں۔ روزانہ (حضرت کے) اثر اور (حضرت کی) دعا کی برکت محسوس ہوتی ہے۔ جس دن غالباً خدمت عالیہ میں خط جاتا ہے اس دن تعظیم کی تبدیلی اور رغبت و ہیبت اور رونے کی خاص کیفیت نماز میں پاتا ہوں جو بعد میں ختم ہو جاتی ہے اپنے اعمال کی برائی سے قائم نہیں رہتی ہے جس کا بہت افسوس اور قلق رہتا ہے۔

تحقیق: کبھی کبھی (اس حالت) کا ہونا بھی غنیمت ہے اور ان کیفیات میں ہمیشگی تو ہوتی بھی نہیں ہے قال الشیر ازی یعنی طمع مدار وصال دوام را۔ **ترجمہ:** ”وصال کے ہمیشہ حاصل رہنے کی امید مت رکھو۔

حال: شروع شروع میں کچھ دن تک وظیفہ کے بعد دعا میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے بغیر آنسوؤں کے بدن کانپنا شروع ہو جاتا تھا۔ مگر اب ایسی حالت ہے کہ گناہوں کو یاد کرتے اور رونے کی خواہش کے باوجود رونا نہیں آتا ہے۔ اس بارہ میں کچھ ارشاد فرمائیں۔ (میں نے) وظیفہ کا وقت فجر کی نماز سے پہلے ساڑھ چار بجے کے قریب مقرر کیا ہے۔ تسلی فرمائیں کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور جو کچھ بھی میری ناقص حالت کے مناسب خیال فرمائیں ارشاد فرما کر مشکور فرمائیں۔

(میرا) دل تو یہی چاہتا ہے کہ حضرت کی تعریف میں سارا دن گزار دوں اور بہت سارا وقت اس طرح گزار بھی دیتا ہوں خوب لذت حاصل کرتا ہوں۔ اس میں آپ کی طرف سے کچھ منع تو نہیں ہے یہ بھی کہ کالج آتے جاتے تعلیمی (کتابوں کا) مطالعہ تو کچھ نہیں ہوتا ہے کیا پڑھا کروں؟ برائے مہربانی خادم کی کامیابی کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: اس (بات) کا غم نہ کریں کہ رونا نہیں آتا ہے۔ جوش وخروش کی طرح کی جو کیفیات ہوتی ہیں وہ ہمیشہ نہیں رہتی ہیں مگر ان کا اثر ہمیشہ رہتا ہے بالکل تسلی رکھیں۔ موجودہ حالت میں وظیفہ کا جو وقت مقرر کیا ہے وہ مناسب ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

حال: تہجد کے وقت قرآن مجید کی تلاوت میں کبھی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر مضمون کی تصویر آنکھ کے سامنے بن جاتی ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ سے سرگوشی ہو رہی ہے مگر یہ کبھی کبھی ہوتا ہے اکثر نہیں ہوتا ہے

دل تو چاہتا ہے کہ اکثر ہوا کرے مگر یہ تو ایک حال ہے جس کے معنی ہی میں ثبات نہیں ہے اس لئے یہ صرف تمنا ہی ہے۔

تحقیق: اس (کیفیت) کا غلبہ تو ایک غیر اختیاری بات ہے جس کا ہونا بھی بعض وجہوں سے نعمت ہے اور نہ ہونا بھی بعض وجہوں سے نعمت ہے اور تمام غیر اختیاری باتوں کا یہی حال ہے لیکن بغیر غلبہ کے یہ اختیاری ہے ''وفی ذلك فلیافس المتنافسون'' کہ اس میں بڑھنے والوں کو بڑھنا چاہئے۔

کاہلی کا علاج

حال: تعلیمی کام میں زیادہ مشغولی کی وجہ سے بہت ہی کم فرصت ملتی ہے۔ سارا دن گویا ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی ہے۔ صرف فجر کے بعد تھوڑا سا موقع کلام مجید کی تلاوت کا ملتا ہے، مغرب کی نماز کے بعد ایک ضرب اسم ذات ڈیڑھ ہزار مرتبہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد کھانا وغیرہ کھاتے اور عشاء کی نماز پڑھتے پڑھتے ساڑھے نو بج جاتے ہیں، بہت سے بہت دس بجے تک کچھ کتاب کا مطالعہ کیا پھر سو جاتا ہوں۔

کئی مرتبہ جاگتا ہوں مگر اتنی کاہلی ہوتی ہے کہ اٹھ کر بیٹھا مگر پھر سو جاتا ہوں۔ تہجد کی نماز کبھی ملتی ہے اور کبھی نہیں ملتی ہے۔ روزانہ ارادہ کرتا ہوں کہ آج ضرور اٹھوں گا مگر رات کو جب آنکھ کھلی تو بہت ہی سستی ہوتی ہے۔ بڑا پریشان رہتا ہوں کہ اب کیا کروں۔ کوئی ایسا علاج بتایا جائے کہ کاہلی دور ہو جائے۔ دن میں کم از کم پندرہ بیس منٹ سوتا ہوں اور کھانا بھی درمیانی مقدار سے زیادہ نہیں کھاتا ہوں۔

تحقیق: (آپ کی) طبیعت کمزور لگتی ہے قوت حاصل کرنے کے لئے علاج کیجئے اور دن میں کچھ زیادہ سوئیے۔

حال: ایک قوی شبہ یہ ہوتا ہے کہ اس نالائق کو گویا اللہ تعالیٰ سے پوری محبت نہیں ہے (عیاذ باللہ) کیونکہ جب کسی کو کسی سے قوی تعلق یا محبت ہوتی ہے تو اس کے ساتھ بات کرنے میں کاہلی کا نام تک نہیں ہوتا ہے اور یہاں ارادہ کرنا پڑتا ہے اور پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی ہے (اور) کاہلی رکاوٹ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی صورت تجویز فرمائیے ورنہ بہت مشکل ہے۔

تحقیق: محبت کے درجے اور اس کی قسمیں الگ الگ ہیں اور ہر ایک کے آثار (علامات) بھی الگ الگ ہیں۔ آپ نے الگ الگ درجوں کو ایک دوسرے میں ملا دیا اس لئے محبت کے نہ ہونے کا شبہ ہوا۔ بحمد للہ تعالیٰ محبت تو حاصل ہے، اچھا (آپ یہ بتائیے کہ) اگر آپ کو (اس بات میں) اختیار دیا جائے کہ اگر حق تعالیٰ سے

تعلق رہے گا تو تمام پسندیدہ چیز چھین لی جائیں گی ورنہ اللہ تعالیٰ سے تعلق چھین لیا جائے گا تو آپ کون سی صورت کو اختیار کریں گے؟ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اختیار کریں گے تو یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے؟

وقت کو ضائع ہونے سے بچانا پسندیدہ ہے

حال: حضرت! چند دنوں سے ایک ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے کہ اس پر مجھے کبھی خود بخود شرمندگی ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب دل کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ اگر کوئی مجھے میرے سامنے برا بھلا کہتا ہے تو جواب دینے کے مقابلے میں خاموش رہنا اچھا لگتا ہے۔ یہ ایک قسم کی بے شرمی سی لگتی ہے۔ مخالف کی برائی کو بہت ہی ٹھنڈے دل سے سن لیتا ہوں ذرا بھی جوش نہیں آتا ہے۔

پہلے یہ حالت نہیں تھی بلکہ اور غیرت محسوس ہوتی تھی۔ اب تو دل یہ سمجھا دیتا ہے کہ لڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ دل کو پریشانی ہوتی ہے جس سے معمولات میں خرابی ہو جاتی ہے۔ رہی یہ بات کہ اگر یہ شخص اپنی بات میں سچا ہے تو ہم اسی قابل ہیں اگر جھوٹا ہے تو بوجھ اس کے سر پر ہے اس کا جواب دے کر خواہ مخواہ تو تو میں میں کرنا بے کار ہے پھر یہ بھی خیال آتا ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ مالک ہیں اور (بندوں پر) پوری قدرت ہونے کے باوجود صرف اپنے فضل سے حلم اختیار کرتے ہیں تو ہم جیسے غلاموں کو لڑنے جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہمیں تو کسی بندہ پر اختیار نہیں ہے۔ بس جی چاہتا ہے کہ آقا (اللہ تعالیٰ) کی عادت اپنے اندر پیدا ہو جائے۔

(اس کے باوجود) کبھی جب حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آتا ہے کہ "من استغضب فلم یغضب فھو حمار" کہ جس کو غصہ دلایا جائے اور وہ غصہ نہ ہو تو وہ گدھا ہے تو (اس قول کی وجہ سے) جی چاہتا ہے کہ خاموش نہیں رہنا چاہئے لیکن تجربہ سے خاموشی میں زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ کسی شخص پر (ہمیں) یہ اختیار نہیں ہے کہ شریعت کے خلاف کام کرنے پر اس کو زبردستی روک دیا جائے اس لئے دنیاداری اور خودداری کی حیثیت سے خاموش رہنا زیادہ محفوظ لگتا ہے۔

پھر یہ خیال آتا ہے کہ یہ قول شاید بالکل وسوسوں کی وجہ سے یاد آتا ہو ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے کہ یہ شریعت کے مطابق ہے۔ ان خیالات کی کھینچا تانی سے کبھی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے کہ کیا کرنا چاہئے۔ اب حضور اس کا فیصلہ فرمائیں۔

تحقیق: آپ کی حالت اچھی ہے کہ اس کی وجہ اچھی ہے یعنی وقت کو ضائع ہونے سے بچانا اور اللہ تعالیٰ کے

اخلاق کو اپنانا ارادہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول اس صورت میں ہے جہاں یہ وجہ نہ ہو۔

بلند حالات

حَالؒ: (حضرت!) دس دن سے حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بے قراری (بے چینی) پیدا ہوئی اور چھ دن رہی۔ ایسی بے قراری تھی کہ دل کا نرم ہونا اور بار بار موت مانگنا کہ اللہ تعالیٰ موت دے دیں۔ اب اس وقت بے قراری میں سکون ہونے کے بعد اللہ کی یادداشت کا ملکہ پیدا ہوگیا ہے۔ ہر وقت اللہ اللہ کہتا رہتا ہوں اگر زبان بند بھی کر لیتا ہوں تب بھی دل میں (اللہ تعالیٰ کی) یاد ہر وقت رہتی ہے۔ چاہے کسی بھی کام یا بات وغیرہ میں مشغول رہوں مگر دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کا ہر وقت جوش رہتا ہے۔

دو تین دن ہوئے احقر کے گھر سے خط آیا کہ تمہارے بھائی کا لڑکا فوت ہوگیا اللہ کی محبت کی یادداشت دل میں ایسی جمی ہے کہ جس کی وجہ سے احقر کو کچھ غم نہیں ہوا۔ احقر نے دل کو کتنا ہی پھیرا لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے بھائی کے لڑکی کی صورت بھی دل میں نہیں آئی اور نہ ہی مرنے کا غم ہوا بلکہ خیال اللہ تعالیٰ کی طرف گیا۔

احقر کو نماز، مناجات، مقبول، قرآن شریف اور ذکر وظیفے غرض ہر عبادت میں دل میں ایسا مزہ پیدا ہوتا ہے کہ (اس کو) لکھ نہیں سکتا ہوں اور جی یہ چاہتا ہے کہ پڑھتے رہو اور دل میں اللہ تعالیٰ کی یادداشت میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے بہت ٹھنڈا پانی پینے کی وجہ سے دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ سینے میں ہر وقت اللہ کی یاد کی چوٹ لگی رہتی ہے۔ اس کیفیت کی تعریف اور مزہ (میں) لکھ نہیں سکتا ہوں کیونکہ اگر میٹھی کراری (چیز) ہو تو لکھ دیا جائے اس کو کیسے لکھا جائے جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہوگی وہی اس درد کے مزے کو سمجھے گا۔

اب ہر وقت یکسوئی رہتی ہے خواہ خلوت (تنہائی) ہو یا جلوت (مجمع ہو) احقر کو تنہائی بہت اچھی لگتی ہے۔ مولوی...... صاحب کے پاس اصلاح کی غرض سے اور گھر کے کام سے بے تعلق ہو کر تنہائی میں رہتے ہوئے تقریباً چار سال ہوگئے ہیں۔ گھر پر احقر کی تھوڑی سی زمینداری ہے اسی سے گزر ہوتا ہے۔ موروثی زمین تھی چھوڑ دی۔ احقر کو حرام آمدنی کی پیداوار ہضم نہیں ہوتی ہے۔ موروثی (زمین) کا دانہ کھاتے ہی الٹی ہو جاتی ہے۔ رشتہ داروں میں جن کے پاس موروثی زمین ہے وہاں کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ کئی مرتبہ دھوکہ سے کھلا دیا لیکن ہضم نہیں ہوا کھاتے ہی فوراً الٹی ہوگئی اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

احقر جب ظہر کی نماز کے بعد آپ کے پاس بیٹھتا ہے تو احقر کے سینے میں جوش ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ حضرت کے سینہ مبارک سے احقر کے سینے میں کچھ آ رہا ہے۔ سینہ میں جس جگہ کچھ آتا ہوا محسوس ہوتا ہے ذکر کے

وقت اس جگہ خود جوش کرنے لگتا ہے وہ نور دل پر (اس طرح) لگتا ہے کہ موٹے قلم سے اللہ کا نورانی نام لکھا ہوا ہے۔ غلبہ نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں خوش محسوس ہوتی ہے اور دل میں نرمی وغیرہ کچھ نہیں ہوتی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے خوف ہوتا ہے کہ میری نماز الٹ کر میرے منہ پر نہ پھینک دی جائے۔ نماز رقت (روتے ہوئے) اور خشوع سے ادا ہوتی ہے۔

احقر کو فاقہ میں مزہ آتا ہے دل تنگ نہیں ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کی خوشی ہوتی ہے کہ (اللہ تعالیٰ) جس حالت میں رکھیں وہ سب اچھا ہے۔ احقر کے پاس جب کچھ نہیں ہوتا ہے جب بھی ایسا لگتا ہے کہ خزانہ لئے ہوئے ہوں یعنی مطمئن رہتا ہوں۔ احقر کو اچھے کپڑے اور اچھے کھانے کی بالکل حرص نہیں رہتی ہے جو کچھ مل گیا اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر کھا اور پہن لیتا ہوں۔ جو مل گیا وہی نعمت لگتی ہے شہوت بالکل نہیں ہوتی ہے بلکہ (شہوت کا) وسوسہ تک بھی نہیں ہوتا ہے۔

احقر کو خدا اور رسول کے مطابق جو کام ہو اس میں خوشی اور آرام ہوتا ہے۔ شریعت کے خلاف کام دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے جوش ہوتا ہے اور غصہ سے جہاں اور جیسا موقع ہوتا ہے کرتا ہوں۔ اگر دل میں یہ بات آئی اور یقین ہو گیا کہ منع کرنے سے رک جائے گا تو نرمی سے سمجھا دیتا ہوں ورنہ ایسی جگہ سے ہٹ جاتا ہوں۔

احقر کے دل میں یہ بات ہر وقت رہتی ہے کہ جو کام کیا جائے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے۔ اس لئے احقر خوب سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے اور اس بات کا عادی ہو گیا ہے۔ احقر کو کوئی کتنا ہی برا بھلا کہے احقر (اس کا) کچھ بھی خیال نہیں کرتا ہے۔ (اس احقر کو) کیفیت یا خواہش ذرہ برابر بھی نہیں ہوتی ہے۔ ہر وقت اللہ کے کام یعنی عبادت میں سوچ بچار رہتا ہے کہ میری عبادت اچھی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔ (میں) خوف اور رحمت کے درمیان رہتا ہوں۔ اس (رحمت اور خوف کے) وقت لگتا ہے کہ میرا دل اللہ تعالیٰ کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی جانب اوپر کی طرف کھنچتا ہے۔ اسم ذات آٹھ ہزار (۸۰۰۰) مرتبہ پڑھتا ہوں اور جی چاہتا ہے نفی اثبات کروں۔ آٹھ ہزار کے علاوہ جو مناسب ہو حضرت تحریر فرمائیں۔

احقر بہشتی زیور اور بہشتی گوہر کے گیارہ حصے کے ساتھ برابر مکان پر گھر والوں اور گاؤں والوں کو سناتا اور پڑھتا تھا اس وجہ سے مسائل خوب یاد ہو گئے ہیں اور اس کے مطابق گھر والوں کے ساتھ (خود بھی) عمل کرتا تھا۔

یہ کتاب جو مولوی ...... اعظم گڑھی نے پڑھنے کو فرمایا ہے مسلسل پڑھتا تھا ”آداب معاشرت، تبلیغ دین، امداد السلوک، اغلاط العوام، قصد السبیل، اصلاح الرسوم، القول البدیع، شوق وطن، مواعظ السرور، مثنوی تحفۃ العشاق، دردنامہ غم ناک، رسالہ جہاد اکسیر، مواعظ دعوات عبدیت کا پورا پہلا اور دوسرا حصہ، ارتکاب الغیبۃ، فتاویٰ

رشیدیہ، غذائے روح، معمولات اشرفیہ، صفائی معاملات، جزاء الاعمال، تنبیہ الغافلین، تعلیم الدین، فروغ الایمان، نشر الطیب، ارشاد و مرشد، حقوق الاسلام، گزار معرفت، تعلیم الطالب، مواعظ روح الرواح'' یہ ساری کتابیں احقر کئی کئی مرتبہ پڑھ چکا ہے اور اپنے مقام کے لوگوں کو سنایا بھی ہے۔ اب جو کچھ فرصت ملتی ہے تو آداب معاشرت، امداد السلوک اور تبلیغ دین دیکھ لیتا ہوں اور کبھی کبھی جہاد اکبر پڑھتا ہوں۔ اب اس وقت جو احقر کے لئے مناسب ہو حکم فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کے) حالات پڑھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ بیان نہیں ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اور) زیادہ برکت عطا فرمائیں۔ اگر نفی اثبات کا شوق ہو تو جتنا برداشت ہو سکے اتنا کرنے کی اجازت ہے۔ تنبیہ الغافلین دیکھنا یاد نہیں کیسی بات ہے۔ باقی سارے معمولات ماشاء اللہ بہت مفید نسخہ ہے ہمیشہ کرتے رہیں۔

حال: (حضرت!) پہلے یہ حال تھا کہ اگر کبھی صبح آنکھ نہیں کھلتی تھی تو بہت صدمہ ہوتا تھا اور دن بھر اس کا افسوس رہتا تھا، کبھی اپنے جسم کو مارتا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ اگر کبھی آنکھ نہیں کھلتی ہے تو ایک (قسم کا) صدمہ تو ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نور سے فائدہ اٹھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے نور سے فائدہ اٹھانا چاہئے اسی رنج وافسوس میں نہیں رہنا چاہئے۔

حضور کی دعا سے اگر صبح کو آنکھ کھل جاتی ہے تو صبح ہی کو بارہ تسبیح پوری کر لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ الحمد للہ باری تعالیٰ (یہ) آپ کا فضل ہے ورنہ یہ بندہ ناچیز و ناپید کیا ہے کہ آپ کی اطاعت کے لئے اٹھ سکے۔ اس حالت میں فوراً اپنی نیستی (نہ ہونا) و عجز اور باری عز وجل کے فضل و احسان کا خیال ہوتا ہے۔

تحقیق: (آپ کی) حالت بلند ہے مبارک ہو مگر کوتاہی کی وجہ سے استغفار بھی ضرور کیا جائے کہ وہ مشاہدہ میں داخل ہے۔

کیفیات کا مقصود نہ ہونا

حال: الحمد للہ بارہ تسبیح اور ستائیں ہزار مرتبہ اسم ذات کا ورد پہلے کی طرح ہو رہا ہے۔ اسی طرح دوسرے معمولات جیسے قرآن کی تلاوت وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہو رہے ہیں۔ حق تعالیٰ کی عزت اور اپنی ذلت نظر کے سامنے ہے۔ ظلمانی حجاب کی آڑ میں راستہ چل رہا ہوں جہاں شیطان کا گزر کم ہے۔ شریعت کو (اپنا) پیر بنالیا ہے حق تعالیٰ پر بھروسہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے۔ جو امور اختیاری ہیں ان کی کوشش کرتا ہوں، اور بے اختیار امور کے لئے دل میں تنگی نہیں ہے اگرچہ نفس اپنے ذوق اور مزے کے لئے ذکر کے بہت سارے نتائج

کے ہونے کو چاہتا ہے۔ مگر نفس کی (نتائج کی طلب کی) یہ تمنا سنجیدگی کے ساتھ ہے بے چینی بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ نفس یہ سمجھتا ہے کہ اس جہاں (یعنی دنیا) میں ذکر وشغل کے نتائج غیر یقینی اور فانی ہیں یقینی نہیں ہیں۔ بس ایسی فانی باتوں کے لئے دل کی تنگی اور بے چینی بے فائدہ ہے۔ حضرت والا کو مطلع کرنے سے برکت مقصود ہے۔ دعائے خیر کا طالب ہوں۔

تحقیق: اس خط کے مضمون پر دوبارہ مبارک باد دیتا ہوں۔

حال: ذکر وشغل کم زیادہ ہو رہا ہے لیکن تقریباً ایک مہینہ سے دل میں کوئی کیفیت محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ناغے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ کیفیت خود مطلوب نہیں ہے بلکہ دوسرے کی وجہ سے مطلوب ہے (وہ اس مددگاری کی وجہ سے مطلوب ہے) جیسے (بھوک کا حال ہے کہ) بھوک اس لئے لگتی ہے کہ غذا حاصل کی جائے جس پر زندگی کی بقا موقوف ہے۔ (کہ بھوک خود مطلوب نہیں بلکہ بقائے زندگی کا سبب ہونے کی وجہ سے مطلوب ہے) اس لئے یہ خیال ہوتا ہے کہ بھوک نہ لگنا جسمانی مرض ہے (اسی طرح) دل میں کیفیت اور ذوق و شوق کا نہ رہنا روحانی مرض ہے۔ (چونکہ یہ روحانی مرض ہے) اس لئے عرض کیا گیا ہے مناسب علاج تجویز فرمائیے۔

تحقیق: یہ مثال ہر طرح سے صحیح نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ بہتر مثال یہ ہے کہ جیسے دوا کی رغبت خود مطلوب نہیں ہے اگر (یہ رغبت) دوا کی آسانی کے لئے ہو تو بہتر ہے لیکن اگر دوا رغبت کے بغیر بھی استعمال کی جائے تو بھی دوا کی خصوصیت مرتب ہوگی۔ آپ کو تربیت السالک کی جلدوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

حال: اس وقت تمام حالات بیان کے قابل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایک رسمی اور ضابطہ (معمول) کی محبت اور انس رہ گیا ہے۔ نہ ذوق ہے نہ شوق اور نہ ہی سوز وگداز (دل میں جلن ونرمی) ہے اگر کچھ (تھوڑا سا) خوف رہ گیا ہے تو وہ بھی رسمی ہے دل ہلانے اور کانپنے والا نہیں ہے۔ معمولات ورد اور وظائف ایک خشک دماغ نمازی کی طرح پورے کر لیتا ہوں ناغہ نہیں کرتا ہوں۔ دن رات افسوس سے ہاتھ ملتا رہتا ہوں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔

اصل یہ ہے کہ یہ حالت صرف ایک دن کی بے اعتدالی سے بدل گئی ہے۔ جب حضرت والا فتح پور گئے ہوئے تھے۔ فدوی کو ایک خاص ضرورت کی وجہ سے دہلی جانا پڑا۔ دہلی میں اگرچہ معمولات کبھی ناغہ نہیں ہوئے۔ ایک دن صرف تھکن اور لوگوں کے آنے کی وجہ سے عشا کے بعد جو معمول تھا نہ کر سکا۔ اسی وقت سے حالت بدل

گئی۔ صبح جو اٹھا تو نہ وہ شوق تھا نہ وہ ذوق تھا۔ طبیعت ڈر گئی کہ خدا خیر کرے۔ چنانچہ آج تک اسی واپسی کی حالت میں مبتلا ہوں۔

(میں نے) بہت چاہا کہ یہ خراب حالت حضرت اقدس کے کان مبارک تک نہ پہنچے کہ حضرت والا کو رنج ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے چاہنے میں (کوئی) چارہ نہیں ہے۔ اس حالت کی وجہ سے زندگی سے دور اور موت کے قریب ہوگیا ہوں۔ نفس کی یہ حالت ہے کہ طرح طرح سے مکاریاں کرتا ہے اور قسم قسم کے شبہات پیش کرتا ہے۔ کبھی قرآن شریف کی تلاوت میں (میرے سر پر خاک) ایسے خیالات پیدا کرتا ہے جن کی کوئی حد نہ ہو۔ حضرت اقدس! اس خاکسار کی وہ کیفیت ہے کہ جیسے کسی جذامی کو فاخرہ (فخر والا) لباس پہنا دیا جائے۔ ظاہر میں مسلمان ہوں اندر کی حالت کا خدا حافظ ہے۔

اب فدوی اپنی مختصر حالت جو طبیعت کا رنگ ہے عرض کرتا ہے۔ فدوی کی طبیعت اس قسم کی ہے کہ جب تک تنہا رہے اور کوئی دنیاوی کام نہ کرے یہاں تک کہ معمولی سا کھانے پینے کی طرف بھی توجہ نہ ہو تو شوق و ذوق محبت وانس بے حد بڑھ جاتا ہے اور اگر دنیاوی کام کی طرف ہلکی سی توجہ کی جائے تو پھر وہ جوش اور طبیعت کا رنگ (باقی) نہیں رہتا ہے۔ اس بات کا کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے آج تک محروم ہوں نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

افسوس اس مسافر کے حال پر جس کا گھوڑا بہت لاغر (دبلا کمزور) اور لنگڑا ہو اور مسافر سفر بھی بے وقت شروع کرے ہائے حسرت! اس مسافر کو منزل مقصود تک پہنچنے کی کب امید رکھنی چاہئے۔

تحقیق: السلام علیکم! حق تعالیٰ رحیم وحکیم ہیں۔ جس ذوق وشوق سوز وگداز کو آپ کمال سمجھتے ہیں نہ وہ کمال ہے اور جس خشکی اور وسوسہ کو آپ نقصان سمجھتے ہیں نہ وہ نقصان ہے۔ اگر آپ کو وہ کیفیات حاصل ہوتیں تو آپ کیونکہ ان کیفیات کو بڑی چیز سمجھتے ہیں (تو اس سے) ضرور عجب پیدا ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے (آپ کو) عجب سے بچایا جو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اس پر شکر واجب ہے نہ کہ الٹ شکایت کی جائے۔

آنکس کہ تونگرت نمے گرداند　　او مصلحت تو از تو بہتر داند

ترجمہ: "جس شخص نے تجھے مالدار نہیں بنایا ہے وہ تیرے فائدے کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔"

اس مضمون میں یہ باطنی دولت بھی داخل ہے۔

جس چیز کو آپ نقصان سمجھ رہے ہیں اگر یہ نہ ہوتی تو آپ میں یہ عاجزی نہ پیدا ہوتی جو بڑی نعمت ہے۔ اس پر بھی شکر (ادا کرنا) واجب ہے۔ لیکن اس میں کیونکہ ناشکری کا شبہ ہے اس لئے اب اس کی حقیقت سمجھ لیجئے

تا کہ اس پر بھی شکر کیجئے۔ آپ کے بارے میں لگتا ہے کہ آپ تربیت السالک کے مضامین کو ذہن سے نکال دیتے ہیں۔ (ایک) کلیہ (قاعدہ) سمجھ لیجئے کہ جو اختیاری افعال ہیں ان میں اللہ اور رسول (کے حکم) کے خلاف نہ کیا جائے تو اس صورت میں احوال چاہے کچھ بھی ہوں وہ (احوال) کیونکہ غیر اختیاری ہیں ان کی کچھ (بھی) پرواہ مت کیجئے کام کرتے رہیے۔ آپ محروم نہیں ہیں وقت آنے پر یہ بات حقیقی طور پر بھی معلوم ہو جائے گی۔ اب تقلیداً اگر (یعنی میری پیروی کے طور پر) مان لیجئے۔

حَال: کچھ دنوں سے پہلے جیسی کیفیت، غلبہ اور جوش نہیں رہا ہے مگر حضور والا کے طفیل سے یہ (بات) اب بھی ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق جو پہلے نہیں محسوس ہوتا تھا اب محسوس کرتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ (آپ کی) حالت پسندیدہ ہے۔ جوش مقصود نہیں ہے اس کا نتیجہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہے۔ دعا کرتا ہوں۔

بازاری لوگوں کو دیکھ کر دل کا گھبرانا اور پریشان ہونا

حَال: (حضرت!) جب میں بازار جاتا ہوں تو کبھی دل بہت پریشان ہوتا ہے کہ یا اللہ! یہ تو سارے جہنم کے ایندھن نظر آتے ہیں۔ اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بازار میں اکثر تو کافر ہوتے ہیں اور مسلمان بھی عام طور سے ناجائز خرید وفروخت کی وجہ سے غافل نظر آتے ہیں۔ اس وقت میں سر نیچے کر کے جلدی بھاگتا ہوں۔ اگر کام ہوا تو اس کو پورا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہوں ورنہ دل گھبرانے لگتا ہے۔

کبھی ان ہی خیالات میں دیر تک بیٹھا رہ جاتا ہوں۔ شاید دوسروں کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی ہے۔ حضرت! یہ خیالات کیوں بکھر جاتے ہیں؟ کیا اس میں کچھ فائدہ ہے یا یہ شیطانی وسوسے ہیں۔ اگر یہ وسوسے ہوں تو حضور اس سے بچنے کی دعا فرمائیں۔ اگر یہ فائدہ کی بات ہے تو کیا یہ تنبیہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں میں اس طرح مشغول نہ ہونا۔

تحقیق: یہ نہ فائدہ کی بات ہے اور نہ ہی شیطانی وسوسہ ہے بلکہ یہ طبعی بات ہے مگر اس (خیال) کے ساتھ جان بوجھ کر یہ خیال لانا چاہئے کہ ممکن ہے سب پر اللہ تعالیٰ رحم فرما دیں اور یہ ہم سے اچھے ہو جائیں۔

غیر اختیاری بات کے حاصل ہونے پر غم نہیں ہونا چاہئے

حَال: (حضرت!) میں روزانہ رات میں دو گھنٹے سوتا ہوں باقی سارے اوقات معین (ومقرر) ہیں۔ ہر روز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی تمنا رہتی ہے مگر اب تک کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کوئی صورت ارشاد فرمائیے۔

تحقیق: جو بات غیر اختیاری ہو اس کے حاصل نہ ہونے پر غم (کرنا) ہی ناجائز ہے تو اس کی وجہ پوچھنا بھی فضول ہے۔

دل کی یکسوئی حاصل نہ ہونے کا علاج

حال: آج کل دل کی یکسوئی بالکل نہیں ہوتی ہے (اس کی وجہ سے) پریشانی ہوتی ہے مگر کام میں لگا رہتا ہوں۔

تحقیق: دل کی یکسوئی غیر اختیاری (چیز) ہے۔ اس کے نہ ہونے سے پریشان نہ ہوں۔ ہاں دل کو متوجہ کرنا اختیاری (چیز) ہے یعنی اپنی طرف سے متوجہ رہیں خواہ (دل کی یکسوئی) ہو یا نہ ہو اور اکثر اس (دل کو متوجہ رکھنے کی وجہ) سے یکسوئی ہو ہی جاتی ہے۔

قابلیت کے آثار

حال: الحمدللہ تعالیٰ! تمام معمولات پہلے کی طرح بغیر تکلیف کے مسلسل ہو رہے ہیں۔

تحقیق: الحمدللہ۔

حال: حقیقت میں یہ حضرت والا کی توجہ دعا کا نتیجہ ہے ورنہ احقر کسی قابل نہیں ہے۔

تحقیق: یہ سمجھنا بھی قابلیت کی علامت ہے۔ اس نعمت پر شکر کیجئے کہ (اللہ تعالیٰ نے) عجب سے بچایا۔

طبیعتوں کی مختلف خصوصیات

حال: اکثر عصر سے عشاء تک ایک خاص محویت کی کیفیت رہتی ہے اور تہجد کے وقت نہیں رہتی ہے حالانکہ اس وقت بالکل تنہائی ہوتی ہے۔

تحقیق: طبیعتوں کی خصوصیات مختلف ہیں۔ آپ کی طبیعت اس وقت زیادہ متاثر ہوئی جس میں فنا اور زوال کی آمد ہے۔ تہجد کا وقت اگرچہ تنہائی کا ہے مگر وہ تعلقات کے آنے کا وقت ہے تو آئندہ کا اثر ہوتا ہے اور اگر حال کا اثر ہوتا تو معاملہ الٹ ہوتا (کہ اس وقت آپ پر آئندہ صبح ہونے اور اس میں تعلقات وغیرہ کے آنے کے اثر کی وجہ سے یکسوئی کی کیفیت نہیں ہوتی ہے حالانکہ یہ وقت تنہائی کا ہے تو اگر حال کا اثر ہوتا تو یہ بات نہ ہوتی)۔

افسوس دل کا رونا ہے

حال: اللہ اللہ ذکر کرتے وقت دل چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر (رونا) نہیں آتا ہے۔ میری (اس) حالت پر افسوس (ہوتا ہے)۔

تحقیق: یہ افسوس بھی دل کا رونا ہے جو نفع میں آنکھ کے رونے سے کم نہیں ہے۔

حال: چلتے پھرتے اللہ اللہ زیادہ یاد رہتا ہے پھر یاد کرتا ہوں تو استغفار پڑھتا ہوں۔

تحقیق: دونوں (لا الہ الا اللہ اور استغفار) کا حاصل ایک ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کمالات کے استحضار کے وقت سبحان اللہ پڑھنا

حال: حضور کی برکت سے آخر رات میں اکثر چار کبھی کبھی ۶، اور آٹھ رکعت نفل (پڑھتا ہوں) اور چھ تسبیح لا الہ الا اللہ کی اور چھ تسبیح دو ضرب والے اسم ذات (اللہ اللہ) کی اور فرصت کے وقت معمولی سی ایک ضرب والے اسم ذات (اللہ اللہ)...... ایک ضربی والے ذکر میں اکثر سرور اور کشش کی کیفیت ہو جاتی ہے۔

عصر کی نماز کے بعد اکثر ٹہلنے چلا جاتا ہوں۔ سبزہ دیکھ کر اور اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہ کے کمالات خیال کر کے بے اختیار دیر تک سبحان سبحان اللہ کہتا ہوں۔ پھر یہ خیال آتا ہے کہ حضرت صاحب سلمہ نے تو تجھے اسم ذات (پڑھنے کے لئے) فرمایا ہے یہ (سبحان اللہ کہنا) اپنا اجتہاد نہ کر۔ بالکل اس خیال سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگتا ہوں ورنہ اکثر دل یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات کو خیال کرتے وقت اللہ اللہ کہا کروں۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔ جس حالت میں سبحان اللہ کہنے کی چاہت ہو اس میں یہی کلمہ (سبحان اللہ) کہہ لیا کیجئے یہ اجتہاد نہیں ہے اگر ہر وقت سبحان اللہ (پڑھنے کا) معمول ہوتا تو اجتہاد ہوتا (کہ جب ہر وقت سبحان اللہ ہی پڑھنا ہے تو اس وقت خاص طور پر پڑھنا اجتہاد ہوتا)۔

دل کی اصلاح اور صحیح مقاصد کے بارے میں وضاحت

حال: دل کے حال کی اصلاح، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل ہونے، مقام احسان اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے (حاصل) ہونے کے لئے کوئی ذکر و شغل اور عمل کی تعلیم فرمائیں۔

تحقیق: (آپ) کیونکہ سچے طالب ہیں اس لئے مجھے بھی سچائی اور خلوص کے ساتھ خیر خواہی سے سچی بات عرض کر دینا چاہئے۔ آپ نے جو مقاصد لکھے ہیں وہ واقعی صحیح مقاصد ہیں مگر ان الفاظ کی تفسیر میں غالباً اتنی

غلطیاں ہو رہی ہیں کہ سب سے پہلے ان کی تحقیق ضروری ہے۔ تحقیق کے لئے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خطوط کافی نہیں ہیں بلکہ اس کے لئے سامنے بیٹھ کر بات کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے بغیر یہ نقصان ہے کہ شاید ان (باتوں) کی تفصیل ذہن میں کچھ غلط ہو اور (ان باتوں کے) حاصل ہونے کے بعد بھی حاصل نہ ہونے یا نہ پہنچنے کا وہم ہو۔

سالک کو دیوانے کہے جانے سے شرم نہیں کرنا چاہئے

حَالؒ: تصوف کا مشغلہ جاری ہے۔ اس کچھ دن کی صحبت سے بہت فائدہ ہوا۔ خلوت (تنہائی) کی عادت ہو رہی ہے۔ اس عالم کی ساری باتیں اچھی لگتی ہیں۔ کبھی کبھی یہ عالم خواب لگتا ہے۔ ہر وقت جی چاہتا ہے کہ کبھی اللہ اللہ اور کبھی اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرتا رہوں مگر اس خیال سے کہ لوگ دیوانہ کہیں گے رک جاتا ہوں۔ (اس بارے میں) کیا ارشاد عالی ہے؟

تَحقِیق: (حدیث میں آتا ہے) "اذکروا اللّٰہ حتی یقولوا انہ مجنون" (کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر (اس کثرت سے کرو کہ) مجنوں کہا جانے لگے یہ) حضور ﷺ کی چاہت ہے۔

ع ما نمی خواہیم ننگ و نام را

تَرجَمہ: "ہم عار اور شہرت نہیں چاہتے ہیں۔"

"عاشقوں کا مزاج ہے۔"

حضوری کا غلبہ بہت ساری مطلوبہ باتوں کے لئے رکاوٹ ہے

حَالؒ: (حضرت مجھ پر) ایک وقت وہ بھی گزرا ہے کہ ایسی حضوری (اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا خیال) ہوگئی تھی کہ (میں) پیر نہیں پھیلا سکتا تھا، لیٹ نہیں سکتا تھا اور بیٹھے بیٹھے سوتا تھا۔ (اس) حضوری (کے غلبہ) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے ادب رکاوٹ بنتا تھا۔ ذکر چھوٹ گیا تھا۔ درخت پتھر سب میں اسی دیکھنے کا ظہور تھا۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوئی جب اللّٰہ سمیع اللّٰہ بصیر الخ کا (شغل) سانس کو اوپر اور نیچے کی جانب روک کر کیا کرتا تھا۔ ان تینوں صفات میں اللہ بصیر کا غلبہ زیادہ تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ دل کو ذرا سی بھی حرکت نہیں ہوتی ہے اس قدر (دل کی) سختی بڑھ گئی ہے۔

تَحقِیق: وہ حال عارضی (وقتی) تھا۔ وہ کمال بھی نہیں ہے کیونکہ وہ بہت ساری مطلوبہ باتوں کے لئے رکاوٹ بھی ہوتا ہے۔ مقصود اعتدال تو یہی ہے کہ اور یہ باقی بھی ہے۔ یہ سختی نہیں ہے۔

تلوینیات مقصود نہیں

حَالؒ: اللہ تعالیٰ کی ذات کیونکہ متجزی (یعنی ٹکڑے اور تقسیم ہونے والی) نہیں ہے اس لئے اپنا کوئی ذکر یا فعل ذات کے کسی حصہ کے ساتھ متعلق نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے ذکر قلبی بھی اتنا لمبا ہوتا اور پھیلتا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔

تحقیقؒ: مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ذات کا نہ ختم ہونے والا ہونے سے ذکر کا بھی زمانے کے اعتبار سے نہ ختم ہونے والا ہونا لازم نہیں آتا ہے جیسا کہ اس تحریر سے سمجھ میں آتا ہے۔

حَالؒ: پہلے یہ تصور تھا کہ "ان اللّٰہ معنا" اب یہ حالت ہے کہ "انا مع اللّٰہ" پہلے دونوں محدود اب دونوں غیر محدود بے اختیار یہ شعر کہنے کو جی چاہتا ہے۔

میں ہوں دیوانہ مضطر تو وہ ہرجائی ہے نہ ٹھکانہ کہیں ہے میرا نہ مسکن انکا

تحقیقؒ: یہ سب تلوینیات (مختلف حالات اور رنگ) مقصود نہیں ہیں۔ تمکین علی المقصود (مقصود پر جاؤ سکون) مقصود ہے۔

فنا کے حاصل ہونے کا طریقہ

حَالؒ: دن رات اس پریشانی میں ہوں کہ اپنا تصور مٹ جائے۔

ع تو خود حجاب شدی حافظ از میاں برخیز

ترجمہ: "حافظ تو خود ہی آڑ بن ہو گیا ہے اب درمیان سے ہٹ جا۔"

تحقیقؒ: کوشش اور پریشانی سے نہیں مٹتا (بلکہ) کام کرتے رہئے پھر خواہ اس کا نتیجہ مٹنا ہو یا کچھ اور ہو سب خیر ہے۔

ع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست

ترجمہ: "سلوک کے راستے میں سالک کو جو بھی پیش اسکے لیتے بہتر ہے۔"

سُؤالؒ: کبھی جی چاہتا ہے کہ نفس بالکل یاد میں فنا ہو جائے اور خودی کی بلا سے نکل جائے تو کیا اچھا ہوتا۔ اس کا کیا علاج کروں؟

جوابؒ: اعمال کو ہمیشہ کرتے رہنے سے اس کی بھی امید ہے۔

انوار مقصود نہیں ہیں

سُؤالؒ: قصد السبیل، مالا بدمنہ اور ضیاء القلوب کی عبارت سے لگتا ہے کہ سالک کو جو کچھ انوار و تجلیات نظر ان کو

لائے نفی (نفی والے لا) کے نیچے لانا چاہئے (یعنی ان کی نفی کرنی چاہئے اس کا کیا مطلب ہے۔ کبھی (ان انوار و تجلیات میں) ایسی کشش ہوتی ہے کہ سالک اگر ان سے اعراض کرے (تو ہی) شاید وہ خیال چلا جائے ورنہ (اس کا) چلا جانا مشکل ہے۔ اس صورت میں نفی کے نیچے لانے کے کیا معنی ہوں گے۔ اس (انوار و تجلیات کی) صورت میں تو جی چاہتا ہے کہ خود کو ہی لائے نفی کے نیچے لایا جائے (یعنی خود ہی کی نفی کر دی جائے) مگر ان انوار کو نفی نہ کیا جائے۔ کیونکہ تو دل کی خوشی کا سبب ہے۔

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس   گر نباشد نور یارم ہم نفس

ترجمہ: "اگر محبوب کا نور میرے ساتھ نہ ہو تو میں کیا حیلہ کروں۔"

جواب: اس (نفی کرنے) سے مراد اس وقت (نفی کرنا) ہے جب وہ (انوار و تجلیات) حقیقی مقصود سے آڑ ہو جائے۔

غیر اختیاری باتوں کا فوت ہو جانا محرومی کا سبب نہیں ہے

حال: اب رمضان شریف آ گئے ہیں جمعہ، جماعت اور نماز میں کھڑا ہونا تو چھوٹ گیا ہے اور روزے بھی نہ رکھ سکا تو بڑی بدنصیبی ہے۔

تحقیق: کیا جو باتیں بندے کے اختیار میں نہیں ہیں اس میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کی محرومی یا نقصان طے کر دیا ہے۔

قبض کا علاج

حال: عرض یہ ہے کہ کچھ دنوں سے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا ایسا خیال رہتا ہے کہ گویا حق تعالیٰ کی مخلوق ہے ہی نہیں۔ اس خیال سے کچھ ایسی بے خودی سی رہتی کہ اپنی اور کسی دوسری کی اچھی طرح خبر نہیں تھی اور دل میں قسم قسم کے علوم اور اسرار (راز) آتے تھے اور دل کی حالت بدلتی رہتی تھی۔ کبھی خوشی ہوتی اور کبھی اللہ تعالیٰ سے بہت خوف لگتا تھا۔

اب دو دنوں سے اچانک حالت بدل گئی۔ نہ پہلے کی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا خیال رہتا ہے اور نہ بے خودی سی رہتی ہے۔ ہوش و حواس بالکل صحیح ہو گئے ہیں۔ اپنی اور دوسرے کی ساری خبر رہتی ہے اور نہ ہمارے دل میں (علوم و اسرار کا) خیال آتا ہے اور نہ ہی کچھ دل کی حالت بدلتی ہے۔ کچھ قبض کی طرح کی حالت رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت کو ایک فکر اور پریشانی رہتی ہے کہ اچانک کیا ہو گیا۔ پرچہ دینے کی جلدی تھی اسی

وجہ سے کہ فکر ختم ہوکر اطمینان حاصل ہو جائے۔

تحقیق: یہ قبض ہے اس کی طرف توجہ نہ کرو۔ کام میں لگے رہو اور استغفار کثرت سے کرو۔ اس (قبض) کے فائدے بسط سے بھی زیادہ ہیں۔ صبر تسلیم و رضا تفویض (اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا) اس کے آداب میں سے ہے۔

حال: حضور انور! اللہ تعالیٰ کے واسطے بندہ کے لئے دعا اور توجہ فرمائیں بہت ہی بری حالت ہے۔ ہفتہ میں (تہجد کے لئے رات کو صرف) دو دن آنکھ کھلی اور چار دن ناغہ ہوا۔ کتنا ہی (اٹھنے کا) ارادہ کرکے اور دعا مانگ کر سوتا ہوں کہ اے رب عزوجل! صبح تہجد کے وقت آنکھ کھل جائے مگر صبح صادق کے بعد آنکھ کھلتی ہے حالانکہ عشا کے بعد ہی پلنگ پر لیٹ جاتا ہوں۔

ایک دن یہ ارادہ کر کے سویا کہ اگر آنکھ نہیں کھلے گی تو روزہ رکھوں گا۔ اس دن ایسا ہوا کہ صبح کی جماعت ہی فوت ہوگئی حالانکہ دوسرے دنوں میں جماعت اطمینان سے مل جاتی تھی۔ حضور والا کی دعا کی بہت ضرورت ہے۔ باری تعالیٰ حضرت کے طفیل بندہ کی اصلاح فرمائیں۔ بہت ہی خراب حالت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے حضور دعا فرما دیں۔ حضور والا اس بندہ کا ظاہری و باطنی دونوں علاج فرمائیں تا کہ حالت کی اصلاح ہو جائے بہت پریشان ہوں کہ کیا ہوگا۔

تحقیق: آپ نے جو حالت لکھی ہے یہ قبض کہلاتی ہے۔ اس کے اسباب مختلف ہیں اور علاج بھی مختلف ہیں۔ اگر آپ سے کوئی گناہ نہیں ہوا اور دوسرے جنس (یعنی برے لوگوں) کی صحبت بھی نہیں ہوئی تو اس کا سبب امتحان ہے۔ توکل اور صبر سے کام لیجئے اور استغفار کیجئے۔ میرا مواعظ اور تربیت السالک دیکھے جس سے رحمت متوجہ ہو۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے معمولات پورے کر رہا ہوں۔ آج کل پانچ چھ دن سے کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ میری کیا حالت ہے۔ دل نہ نماز نہ وظیفہ میں اور نہ ہی کسی دنیاوی کام میں لگتا۔ ہر وقت ایک گھبراہٹ سی رہتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں نے کوئی خطا کی ہے۔

تحقیق: یہ قبض ہے کبھی اس کا سبب طبعی یا طبی تبدیلی ہوتا ہے، کبھی کوئی گناہ اور کبھی امتحان مطلوب ہوتا ہے اس لئے جہاں کوئی سبب معلوم نہ ہو سکے سارے علاج کو جمع کرنا چاہئے یعنی طبیب سے نبض وغیرہ دکھا کر مزاج کو معتدل کیا جائے، استغفار کی کثرت کی جائے اور بغیر توجہ اور شک وشبہ کے کام میں لگے رہنا چاہئے۔

حَال: احقر سے عذر کی وجہ سے حالات عرض کرنے میں تاخیر ہوئی امید ہے کہ حضور معاف فرما کر شکر گزار، فرمائیں گے۔ حضور والا کی محبت کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے استغنا (بے پرواہی) کی کیفیت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف شوق و رغبت اور آخرت میں جو نعمتیں ہیں ان سب کا بہت ہی مشوق پیدا ہوگیا ہے۔ دنیا ایک ایسی جگہ جہاں محبت کے قابل کوئی چیز نہ ہو اور بالکل غیر آباد ویرانہ لگتی ہے۔ دل ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ اس ویرانے سے نکل کر اپنے محبوب سے مل جاؤں۔ سب کے ہونے باوجود خود کو ایک اجنبی جس کا کوئی مددگار بھی نہ ہو محسوس کرتا ہوں۔ ایسا لگتا تھا کہ میں قبر میں ہوں اپنے رب کے علاوہ کسی سے کوئی کام نہیں ہے۔

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ارادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مختلف قسم کی نعمتوں کے یاد آنے اور ہر ہر چھوٹی چھوٹی چیز میں ان کے احسان کے نظر کے سامنے ہوکر بہت ذلت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرنے کا خیال آتا ہے اور جو کام اللہ تعالیٰ نے منع کئے ہیں ان سے رکنے کی فکر ہوتی ہے۔ ذکر اور قرآن پاک کی تلاوت اور نماز میں بہت ہی محبت ہوتی ہے۔

اب وہ حالت عرض کرتا ہوں یہ زمانہ پہلی مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا تھا۔ (میں) بہت سخت حیران و پریشان تھا اور مسلمانوں کو دیکھ کر حسرت ہوتی تھی۔ حضرت کی خدمت میں (یہ حالت) عرض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آخر کار اس (حالت کی وجہ) سے ایک اور حالت پیش آئی جو اس سے بھی وحشت ناک ہے۔ جس کی وجہ سے بالکل مایوسی ہوگئی (اس حالت سے) ڈر کر (میں) واپس گھر چلا گیا تھا۔ اب دونوں حالتوں کو ترتیب سے عرض کرتا ہوں۔

پہلی حالت یہ ہے کہ اپنے اندر کفر محسوس کرتا تھا یہاں تک کہ شیطان لعین نے اللہ تعالیٰ کے وجود میں شک ڈالا جس کی وجہ سے بے قرار تھا۔ بہت ہی بے قراری کی وجہ سے ایک دن صبح بازار کے مشرقی جانب اکیلا چلا گیا۔ تسبیح کے علاوہ کوئی چیز (میرے پاس) نہیں تھی۔ ایک کتا آیا اور زور سے بھونکنے لگا اور شدید حملہ کرنے لگا۔ اس وقت میں نے بہت ہی جم کر ذکر شروع کیا اور نفس سے کہا: میں تو باری تعالیٰ کے وجود میں شک کرتا تھا اور اب کس طرح خدا کو بلا رہا ہوں۔ (اس سے) نفس کو کچھ تسلی ہوئی کہ الحمد للہ اپنے اندر ایمان ہے یہ سب شیطان کا وسوسہ ہے اس سے برے خاتمہ کا خوف نہیں کرنا چاہئے۔

آخر کار بہت دیر کے بعد کتا خود بخود چلا گیا۔ میں اتنی دیر تک ذکر میں مشغول رہا۔ کتے کے حملے کی کیفیت یہ تھی کہ کچھ دور جا کر پھر لوٹ کر آتا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ اس مرتبہ کاٹے گا۔ کوئی دوسرا شخص کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ اس دن کا واقعہ یاد آکر تعجب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتے کے کاٹنے سے کیسے بچایا۔ آخر میں حجرہ میں واپس آیا

لیکن اب تک اس قصہ کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد کفر کے وسوسے تو کم ہوگئے لیکن بالکل ختم نہیں ہوئے۔

اس کے بعد ایک اور بری حالت شروع ہوئی جس کو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے وہ یہ کہ حضور کے بارے میں برے برے خیالات آنے لگے تھے۔ میں جتنا روکتا اتنا ہی اور زیادہ آتے تھے کہ یہاں آکر یہ ردی (گھٹیا، بری) حالت پیش آئی ہے۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو دل میں خیال کیا کہ گھر واپس چلے جانا چاہئے اور جب تک یہ خیالات ختم نہ ہوں (حضور کی) خدمت میں رہنا ہلاکت کا سبب ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت تو مقرب (اللہ تعالیٰ کے خاص بندے) ہیں اور مقرب کے بارے میں ایسے (برے) خیالات کا ہونا ہلاکت کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

اسی کھینچا تانی میں تھا کہ بیمار ہوگیا جس کی وجہ سے سہارنپور جانا پڑا۔ اس وقت یہ خیال ہوا کہ اب وہ بے کار خیالات ختم ہو جائیں گے۔ جب ظاہری جدائی ہوئی تو اور بھی پریشان ہوا۔ ایک تو دوری (دوسرے) وہ خیالات آخر حضور کی محبت جو اس (بری) حالت سے پہلے پیدا ہو چکی تھی (بلکہ) اس سے بھی جب پہلے جب استاذ نا جناب مولوی حبیب اللہ صاحب تفسیر جلالین پڑھاتے تھے اسی وقت سے حضرت کی محبت ہوگئی تھی۔ (اس محبت کی وجہ یہ ہوگی کہ) استاد صاحب آپ کا تذکرہ اکثر کیا کرتے تھے۔ کبھی عادات شریفہ بیان فرماتے اور کبھی قرآن کی آیات کے حل میں جناب کے اقوال نقل فرماتے تھے۔ اس سے حضرت کی محبت دل کی تہہ میں پہنچ گئی تھی۔

خلاصہ یہ کہ محبت کی وجہ سے دوری تلخ (کڑوی) تھی اور ان (خیالات کے) حالات کی وجہ سے حاضر ہونا مشکل تھا۔ کچھ صحت حاصل ہونے کے بعد یہاں رہنے کے ارادے سے آیا تھا پھر وہی حالت محسوس ہوئی۔ اس لئے رخصت (چھٹی) کا پرچہ دے کر چلا گیا تھا۔ باقی حالات کل پیش کروں گا۔

تحقیق: اس وقت جواب دوں گا۔

(برے خیالات والی) پچھلی حالت جو اس پرچے میں لکھی ہے وہ اگر ظاہری طور پر ناپسندیدہ ہے مگر جب وہ غیر اختیاری تھی تو بری نہیں تھی اور ناگواری کی وجہ سے ایک مجاہدہ تھی جس کی وجہ سے مفید تھی۔ ایسی حالت کو قبض کہتے ہیں۔ وہی (قبض کی حالت) اس موجودہ بسط کی حالت کا ابتدائی سبب ہوئی۔ (اور) اس بسط کا اتنا لذیذ ہونا اسی قبض ہی کی وجہ سے ہے اور یہی معنی اس قول کا ہے

از دست ہجر یار شکایت نمی کنم　　　گر نیست غیبتی ندہد لذت حضور

ترجمہ: ''دوست کی جدائی کی شکایت نہیں کرتا ہوں اگر وہ غائب نہ ہوتا تو موجودگی کی لذت بھی نہ ہوتی۔''

مبارک ہو کام میں لگے رہیں۔

مزاج کی گرمی کے آثار

حال: رونے کے وقت کپڑے پھاڑنے اور سر پر پٹکنے کا خیال آتا ہے اور منہ پر طمانچہ مارنے تک بات پہنچ جاتی ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ کہیں خراش اور ورم نہ آ جائے۔

تحقیق: ان کیفیات کو رونے سے مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال: ذکر کے وقت جنگل جانے کا بہت خیال ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ نعرہ لگاتے ہوئے پھرا کروں لیکن بڑی مشکل سے روکتا ہوں۔

تحقیق: اشعار پڑھنے سے اس کو مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال: ذکر میں ایک کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دل کے پاس ایک چراغ جلتا رہتا ہے۔ ذکر کے وقت اس کی روشنی بہت تیز معلوم ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہلکی ہوتی ہے لیکن رہتی ہے۔ ہر وقت غور کرنے سے ہر رونگٹے سے اللہ اللہ کی صاف آواز لگتی ہے۔ ذکر کے وقت کان سے تار کی طرح کی ایک آواز آتی رہتی ہے۔

تحقیق: یہ سارے دماغ کی گرمی کے آثار ہیں اسی طرح اوپر کے بعض واقعات بھی دماغی گرمی کی وجہ سے ہیں۔ طبیب سے مزاج کے اعتدال کا علاج معلوم کیجئے۔

مبتدی کا گناہوں کو یاد کر کے رونا

سوال: اپنے گذشتہ گناہوں کو یاد کر کے رونا بہتر ہے یا ایک مرتبہ خالص توبہ کر کے اپنے کام میں لگے رہنا چاہئے۔

جواب: آپ کی جو حالت ہے یعنی ابتداء کی حالت اس میں گناہوں پر رونا بہتر ہے۔

رونا نہ آنا

حال: چار پانچ دن سے رونا نہیں آ رہا ہے۔

تحقیق: رونا نہ آنا ذرا بھی نقصان دہ نہیں ہے ورنہ ''فان لم تبکوا فتباکوا'' کہ اگر رو نہ سکو تو رونے کی

صورت ہی بنالو' نہ آتا۔

اختیاری باتوں میں کوتاہی کی اصلاح کا ضروری ہونا اور غیر اختیاری باتوں کا توجہ کے قابل نہ ہونا

حَال: (حضرت آپ کی) ڈیڑھ مہینہ کی برکت والی صحبت سے جو کچھ بندہ کی ناقص سمجھ میں آیا وہ یہ ہے کہ اختیاری باتوں کی کوتاہی کی اصلاح کرنی چاہئے اور غیر اختیاری باتوں کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ اسی خیال کی وجہ سے اکثر استغفار کرتا ہوں اور (حضرت کے) ارشاد کے مطابق پابندی سے جو اتباع کر رہا ہوں۔ اس اتباع (کرنے کو) حضرت کی برکت اور اللہ تعالیٰ شانہ کا عطیہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بھی نہ ہوتا تو کیا کر سکتا ہوں۔

الحمد للہ مجاہدہ صرف علاج ہے مجاہدہ کے باوجود بھی اللہ پاک کے فضل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ رات کو دن کے مقابلے میں غذا میں کچھ کمی تو کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ سوتے وقت "اللهم اليك فوضت امری" (کہ اے اللہ! میں نے اپنے معاملے کو آپ کے حوالہ کیا) پڑھ لیتا ہوں کہ (رات کو اٹھانا) اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے غذا کم کرنے کے باوجود بھی اگر وہ کام نہ لیں، توفیق نہ عطا فرمائیں تو کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

الحمد للہ! گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے علاوہ ساری مخلوق کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے یعنی "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" (کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں) ایسا بننا چاہئے۔ چنانچہ اس کی فکر کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شروع ہوگئی ہے۔ اس کے جرمانے کے لئے نقد پیسوں کا جرمانہ اور نفل نماز بھی جرمانے کے طور پر شروع کر دی ہے۔ جس شخص کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو معافی مانگتا رہتا ہوں اور خدا سے نیک عمل اور اصلاح کی توفیق مانگتا رہتا ہوں۔ تنہائی میں اپنی کوتاہی اور اللہ تعالیٰ جو بڑی عظمت اور درجے والے ہیں (ان کی عظمت واونچائی) کے سامنے خود کو کچھ نہیں سمجھ کر رونا آجاتا ہے کبھی نماز میں جو کچھ سمجھ میں آیا اس وقت بھی رونا آتا ہے۔ یہ احوال ہیں ان کو عرض کر دیا۔

تحقیق: ماشاء اللہ! خوب (صحیح) سمجھے (میرا) دل خوش ہوا۔

حَال: جو کچھ کمی ہے اس کو (حضرت) ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: صحبت، کہنے سننے اور مواعظ سے خود ہی کمی کا علاج ہو جائے گا۔

چھاتی کے نیچے حرکت کا نظر آنا

حَالؔ: چھاتی کے ڈھائی انچ نیچے حرکت کرتی ہوئی کون سی چیز ہوتی ہے۔
تَحْقِیقؔ: (حرکت کرتی ہوئی وہ چیز) پھیپھڑا ہے۔

حضور (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور دھیان) واسطے اور بغیر واسطے کے ساتھ

حَالؔ: حضرت! اب یہ دکھ ہو رہا ہے کہ اسباق کے مطالعہ کے وقت معبود حقیقی کا حضور نہیں رہتا ہے۔ اگر حضور کی طرف توجہ کرتا ہوں تو نہ کتاب، نہ مطالعہ سمجھ میں آتا ہے اور نہ ہی سبق سمجھا سکتا ہوں اور اگر یہ (کتاب، مطالعہ سمجھنا اور سبق سمجھنا) ہوتا ہے تو حضور باقی نہیں رہتا ہے۔
تَحْقِیقؔ: اوہو! بڑی غلطی میں پڑ گئے وہ حضور جو واسطے کے ساتھ ہو وہ بھی حضور ہی ہے اور یہ حضور واسطے کے ساتھ ہے۔ اگر سمجھ میں نہیں آیا ہو تو تفصیل سے لکھوں؟

ہیبت و انس

حَالؔ: (حضرت!) کبھی کبھی میری حالت باادب غلام کی طرح ہو جاتی ہے جس طرح وہ آقا کے سامنے ڈر و خوف اور فرمانبرداری کے انتظار اور غلطی اور خطا پر شرمندہ بیٹھا رہتا ہے خدا کی قسم میری حالت بھی ایسی ہو جاتی ہے۔ کبھی ناز ونخرہ کی باتیں جیسا کہ باپ بیٹے میں ہوتی ہیں ایسی ہی کرتا ہوں۔
تَحْقِیقؔ: پہلی (خوف و ڈر والی) حالت ہیبت کی حالت ہے اور دوسری (ناز ونخرہ والی) حالت انس کی حالت کہلاتی ہے۔ انس میں انبساط کو ادب کی حد سے آگے جانے نہ دیا جائے کیونکہ یہ کبھی (اللہ تعالیٰ کے) غصہ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔
حَالؔ: (میں نے) ایک مرتبہ یہ کہا: اگر خدا تعالیٰ میرے لباس میں تنگی کرے تو میں بالکل بھی وہ لباس نہیں پہنوں گا اور یہ کہوں گا غنی ہونے کے باوجود (مجھ) فقیر کو کیوں نہیں دیا وغیرہ۔
تَحْقِیقؔ: یہ (بات) ادب کی حد سے باہر ہے۔

موت کے خوف کے غلبہ کا علاج

حَالؔ: (حضرت!) عرض یہ ہے کہ (مجھ پر) موت کا خوف اتنا غالب ہو گیا ہے کہ بیٹھنے سے اٹھنے کی اور اٹھنے سے بیٹھنے کی امید نہیں ہوتی ہے۔ ہر صبح یہ خوف بہت زیادہ ہو جاتا ہے کہ آج کیا حال مجھ پر گزرے گا اب کس

وقت بھی مجھے موت آ جائے گی۔ غرض یہ خوف سارے اوقات میں رہتا ہے اور آخرت کی طرف خیال کرنے سے یہ خوف بہت زیادہ ہو جاتا ہے کہ ان باتوں (آخرت کے حالات) سے کس طرح نجات ملے گی۔ میرا یہ خوف علاج کے قابل ہو تو علاج فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ (مجھے) دنیا اور آخرت کی ساری آفتوں سے نجات عطا فرمائیں۔ میرے دل سے ان باتوں کا خوف دور فرمائیں اور اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور انس عطا فرمائیں۔ میرے لئے جو کچھ مفید ہو عنایت فرمائیں۔

تحقیق: میرے رسالے شوق وطن کا مطالعہ کریں اس سے اعتدال ہو جائے گا۔

شرعی عقلی باتوں کا ذوقی باتوں پر غالب ہونا پسندیدہ ہے

حال: کمترین (ناکارہ اپنے) بکھر ہوئے اور بے جوڑ احوال کو کیسے عرض کرے کہ عشق آساں نمود اول و لے افتاد مشکلہا۔ (کہ عشق ابتداء میں آسان ہوتا ہے بعد میں مصیبتیں پیش آتی ہیں۔ حاضر ہونے سے پہلے کے حالات حضور کی خدمت میں لکھ کر بھیجے تھے ان میں سے اکثر کی اصلاح ہو گئی ہے۔

تحقیق: الحمدللہ۔

حال: ایک ضروری مرض عرض کرنا بھول گیا تھا وہ یہ کہ (میں) دعا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اپنے وجود کے تصور سے وحشت ہوتی تھی۔ الحمدللہ! اس مرض سے بھی صحت حاصل ہو گئی ہے۔

تحقیق: الحمدللہ! کہ شرعی عقلی باتوں کو ذوقی باتوں پر غلبہ ہوا۔

حال: (حضور کے) قدموں کے چومنے کے بعد جو کیفیت ہوئی اس کے بعد یہ دونوں خط موجود ہیں، اس کے بعد سے نہ تلوینات ہیں اور نہ مواجید بلکہ حضوری کی کیفیت رہتی ہے۔

تحقیق: یہ ان (تلوینات اور مواجید) سے زیادہ کامل ہے جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

قرآن مجید کی تلاوت سے دلچسپی نہ ہونے کا علاج

حال: (حضرت! میں) قرآن مجید کی تلاوت کا بہت شوق رکھتا تھا اور روزانہ بڑے شوق سے پڑھتا تھا۔ مگر آج کل حالت بالکل الٹ ہے۔ کوئی علاج فرمائیں۔

تحقیق: بلا تکلف پڑھتے رہیے۔ دلچسپی کا انتظار نہیں کیجئے عمل کرنے سے دلچسپی خود ہو جاتی ہے۔

مبتدی کا دوسرے سلسلہ والے بزرگوں سے ملنا

سُؤال: مبتدی کے لئے دوسرے سلسلے کے بزرگوں سے ملنا اوران کے پاس بیٹھنا نقصان دہ ہے یا نہیں ہے؟
جَواب: اکثر نقصان دہ ہے۔

اپنے اندر ندامت کا بڑھنا مفید ہے

(یہ خط ایک منتہی کا خط ہے۔ان کو اجازت کے خط میں کچھ ہدایات لکھی گئی تھیں)

حَال: (ساتویں ہدایت) جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ "اگر دل قبول کرے تو بیعت کر لیں اور اگر قبول نہ کرے تو بھی صاف انکار نہ کریں" اس کے بارے میں یہ پوچھنا ہے کہ جتنا لوگ نیک وصالح سمجھتے ہیں اتنے نیک وصالح ہونے کی صلاحیت بھی اندر نہیں ہے (بلکہ میں تو) عیب سے بھرا ہوا ہوں حالانکہ اندر کی صلاحیت زیادہ ضروری ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے "اللهم اجعل سريرتي خيرا من علانيتي واجعل علانيتي صالحة" (اے اللہ! آپ میرے باطن کو میرے ظاہر سے اچھا بنا دیں اور میرے ظاہر کو بھی نیک بنا دیں) بیعت سے حسن ظن بڑھتا جائے گا (یعنی میرے بارے میں لوگوں کا حسن ظن بڑھتا جائے گا) اور (کیونکہ اس حسن ظن کے قابل نہیں ہوں اس لئے) میرے اندر ندامت بڑھتی جائے گی۔ اس کا کیا علاج ہے؟

تَحقِیق: یہ خود بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ اس ندامت سے اپنی اصلاح کی فکر بڑھے گی۔

طبعی وحشت اور عقلی توجہ دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں

حَال: کبھی ذکر کی مشغولی میں لوگوں سے نفرت ہوتی ہے۔اس صورت میں دوسروں کی طرف توجہ کیسے ہوگی۔
تَحقِیق: طبعی وحشت اور عقلی توجہ دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں۔

چوری کی تہمت لگنے سے پریشانی کا علاج

سُؤال: ایک صاحب جو احقر سے پوچھ کر ذکر کرتے ہیں ان کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ کوئی ان پر چوری کی تہمت نہ لگا دے۔ یہ خیال اتنا غالب ہو گیا ہے کہ دن رات بہت پریشان رہتے ہیں۔اسی فکر میں دبلے ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز ذکر ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بس یہی خیال رہتا ہے۔ وہ خود چور نہیں ہیں۔ان کے والد پر ایک دفعہ تہمت لگائی گئی تھی۔

احقر نے ان سے کہا ہے کہ یہ صرف شیطان کا دھوکہ ہے۔ اس لئے آپ اطمینان سے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ نہیں ہوگا۔ صبح شام لازمی طور پر ایک سو مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ الخ پڑھئے۔ اکثر چلتے پھرتے پڑھتے رہئے۔ جب وہ (تہمت کا) خیال آئے تو اس کو ذہن میں بسایئے نہیں بلکہ فوراً لاحول پڑھ کر خیال بدل دیجئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ان کے خیال میں خاصی کمی آگئی مگر بالکل ختم نہیں ہوا۔ اب کیا کروں؟

تحقیق: ان پر سوداء کا غلبہ ہے اس لئے طبیب سے علاج کرانا بھی ضروری ہے۔ آپ نے جو علاج بتائے ہیں وہ کافی ہیں۔ وہ سارے مفید ہیں۔ اس کے ساتھ اتنی بات اور شامل کرلیں کہ اگر ایسا ہو بھی گیا تو صرف مخلوق میں ذلت ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں معاملہ صاف ہے تو اس مخلوق کی ذلت کا کیا نقصان ہے بلکہ اس سے تو نفس کا علاج ہو جائے گا۔

نکاح نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف ہونے کا علاج

حال: (حضرت! اسی طرح) ایک صاحب کو ہر وقت اپنے نکاح کرنے کا خبط رہتا ہے مگر غربت اور عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے نکاح نہیں ہوتا ہے۔ کئی عورتوں سے رشتہ کی کوشش ہوئی مگر وہ منع کر دیتی ہیں۔ وہ ہر وقت اسی خیال میں منہمک تھے۔ (انہوں نے) احقر کو اپنی پریشانی بتائی اور ساتھ ساتھ کوئی دعا پوچھی۔ بندہ نے دعا اور ترکیب بتانے سے انکار کر دیا۔ باقی کیونکہ وہ ایک عرصے سے ذکر کرتے تھے (اس لئے) چند دن کے لئے ان کو یہ بتا دیا کہ مغرب کے بعد اپنی موت اور موت کے بعد کے پیش آنے والے واقعات کو سوچئے اور کل من علیھا فان اکثر اوقات پڑھئے اور کبھی کبھی روزہ رکھ لیجئے۔ (اس علاج سے) ان کو اپنے خیال میں کچھ کمی محسوس ہوئی۔ بندہ نے یہ دونوں علاج بتائے اس میں کیا مناسب تھا اور اب ان سے کیا کہوں؟

تحقیق: صحیح بتایا اس میں اتنی بات اور بڑھالیں کہ نکاح نہ ہونے سے تکلیف ہوگی تو اس (تکلیف) میں اجر ملے گا اور نفس کی اصلاح مجاہدہ سے ہوگی۔

لوگوں سے تعلق نہ رکھنا

حال: کئی دن ہوئے بندہ نے ایک خط میں اپنے کچھ احوال لکھے تھے اس خط کے جواب میں حضرت کا خط مبارک آیا۔ اس میں تحریر تھا کہ خط کے تمام حصوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مزاج بالکل میرے مزاج کے مطابق ہوگیا ہے الخ اس خط مبارک کو پڑھنے سے جو کچھ خوشی حاصل ہوئی بیان سے باہر ہے بار بار زبان

سے یہ شعر نکلتا تھا کہ ؎

فی الجملہ نسبتے کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس ست

ترجمہ: ''خلاصہ یہ کہ مجھے تو یہی نسبت کافی ہے ـــــ (جس طرح) بلبل کے لیے یہ ہی کافی ہے کہ وہ پھول کے ساتھ قافیہ شعر میں تو ہے۔''

جو کچھ ہے حضور کا ہی کرم ہے ؎

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اللہ پاک حضور کے سایہ کو ہمیشہ ہمارے سر پر رکھیں اور ہمیں حضور کے فیوض سے مستفیض فرمائیں۔ الحمد للہ! معمولات جاری ہیں نئی کوئی خاص بات نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذوق وشوق میں ترقی ہے۔ کبیرہ گناہوں سے بچاؤ ہے بلکہ اگر کبھی صغیرہ گناہ ہو بھی جاتا ہے تو بہت زیادہ بے چینی ہوتی ہے۔ اگر معمولات میں سے کوئی چیز رہ جائے تو دل اتنا گھبراتا ہے کہ جب تک اس کو پورا نہ کرلوں یا اس کی تلافی نہ کرلوں تو جی نہیں لگتا ہے۔ بہت سے کام تو میں اس طرح کرتا ہوں کہ صاف لگتا ہے کہ دل میں کوئی اس کام کو کرنے کو بہت چاہ رہا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ارشاد فرمارہے تھے کہ مخالفین تو مخالفین موافقین بھی مجھ سے پوری طرح خوش نہیں ہیں۔ میں نے اس پر غور کیا اور غور کرتا ہوں کہ اللہ میاں! وہ کیسے معتقدین ہیں اور ان کی طبیعتیں کیسی ہیں کہ حضرت کے مزاج کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اعتقاد کے علاوہ مجھے حضرت کے مزاج سے اتنی محبت ہے کہ حضرت کا کوئی قول وفعل اور کوئی ادا ایسی نہیں جو عقلی اور طبعی طور پر ذرا بھی بوجھ ہو اگرچہ (اس پر) عمل نہ کرسکوں لیکن جی ایسا چاہتا ہے کہ معاملات، معاشرات، عادات اور اخلاق میں بالکل حضرت کا اتباع نصیب ہو جائے۔ چنانچہ طبعی طور پر اس کا اہتمام اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ بلکہ دل میں کہتا ہوں کہ تو اس قابل کہاں کہ تجھ سے کہاں پوری طرح حضرت کا اتباع ہو سکے مگر خود ہی یہ جواب دیتا ہوں کہ ؎

من طریق سعی مے آرم بجا لیس للانسان الا ما سعی

ترجمہ: ''میں شراب کی کوشش ہی کرتا ہوں کیونکہ انسان کو اس کی کوشش ہی کا نتیجہ ملتا ہے۔''

اگر بندہ میں حضرت کا عشر عشیر (دسویں کا دسواں حصہ) کیا ایک ذرہ بھی اثر آگیا تو نجات کی کافی امید ہے۔

حضرت! خدا کی قسم! میری حالت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ اس کو حضرت کے علاوہ کسی سے عرض نہیں کرسکتا

ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں کہ لوگ مجھے مجنوں یا احمق یا خبطی کہیں گے۔ بس جس میں حضرت جیسے اخلاق ہوں تو وہ پورا پورا کامل لگتا ہے ورنہ یہ لگتا ہے کہ (یہ صاحب) نیک ہیں مگر کامل اکمل (پورے کامل) نہیں ہیں۔

حضرت کے سامنے بھی اس وقت یہ عرض کرتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے کہ آج کل لوگوں کی حالت بہت ہی افسوس ناک ہے خدا جانے مجھے کوئی کیا کہے۔ طبیعت میں آزادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ رشتہ دار یا عزیز سے بھی ملنے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ اگر کوئی بغیر ارادے کے مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ جان بوجھ کر کسی کے پاس حتیٰ کہ بیمار تک کے پاس نہیں جاتا ہوں۔ لوگ (مجھے) بے مروت کہتے ہیں۔ مگر میں کیا کروں (میں) اپنے دل میں ان تعلقات کی گنجائش ہی محسوس نہیں کرتا ہوں۔ یہ بات جانتا ہوں کہ عزیز رشتہ داروں سے ملنا، مریض کی عیادت کرنا سنت ہے مگر پھر بھی ایسے تعلقات سے طبیعت الجھتی ہے اس خیال اصلاح کا طالب ہوں۔

تحقیق: (آپ کی موجودہ حالت) ایک حال ہے اس وقت کے لئے (یہی) مناسب ہے۔ کچھ دن بعد اس میں عملی طور پر اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ اگرچہ اعمال کو ہمیشہ کرتے رہنے کی برکت سے (لوگوں کے ساتھ) بے تعلقی اس وقت سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔

مجبوری کی وجہ سے حال کوئی کمی نہیں ہے

حال: (حضرت!) پندرہ بیس دن سے ایک حالت (بندہ کے ساتھ) یہ پیش آ رہی ہے کہ اگر کسی کو غلط راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہوں تو (میرا دل) بے اختیار یہ چاہتا ہے کہ یہ سیدھے راستے پر آ جائے۔ اگر اس کو سچا طالب محسوس کرتا ہوں تو دل اور بھی بے چین ہو جاتا ہے۔ یہ بات جانتا ہوں کہ تجھے (دوسرے کی) کیا پڑی ہے تو تو اپنا حال درست کر۔ اس وقت کچھ ایسی بے خودی سی ہوتی ہے (اور بعد میں شرمندہ بھی ہوتا ہوں) کہ اس کو سمجھانے کے لئے بات کرتا ہوں تو اس کو بہت فائدہ ہوتا ہے اور وہ بہت ہی دعائیں دیتا ہے۔

ان پندرہ بیس دنوں میں کوئی چار پانچ واقعات ایسے ہوئے کہ ان میں سے ایک شخص ایک پیر سے بیعت تھے جن کو مسلمان کہنا بھی مشکل ہے۔ وہ ایسے خوش ہوئے کہ انہوں نے فوراً (اس پیر سے اپنی) بیعت توڑ دی، کئی آدمی ایسے تھے جو کسی سے بیعت ہی نہیں تھے مگر (پیر کی) تلاش میں تھے۔ میری بات کے بعد انہوں نے حضرت سے خط و کتابت شروع کر دی مگر میں نے ان کو اس کی ترغیب نہیں دی بلکہ ان کے پوچھنے پر اپنے بہت سے بزرگوں کے نام بتائے اور حضرت سے اپنا تعلق بتایا۔ اس (لوگوں کو ترغیب دے کر حضرت سے بیعت کرانے کے) بارہ میں بندہ بہت سخت ہے۔ مجھے ترغیب دے کر لوگوں کو حضرت سے بیعت کرانے میں غیرت

آتی ہے ایسا لگتا ہے کہ اس میں تو ایک طرح کی حضرت کی بے قدری ہے۔ جس کو ہزار مرتبہ غرض ہو وہ جائے۔ دل اگرچہ یہ چاہتا ہے کہ اس فیض کے چشمہ سے ہر کوئی سیراب ہو جائے۔

کل پرسوں سے یہ خیال آ رہا ہے کہ یہ (لوگوں سے بات کرنا) حقیقت میں بڑا بننا ہے۔ اس لئے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ بس یہ خیال آ رہا ہے کہ جب تک حضرت کے قدموں میں ہو سکے رہوں تا کہ اپنی اصلاح کر لوں اور کسی دوسرے کی طرف کبھی بھی توجہ نہ ہو۔ اگر حضور کے نزدیک بھی یہ (لوگوں سے بات کرنا) بڑی غلطی ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے معاف فرمائیں ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

تحقیق: مجبوری میں کوئی قصور نہیں ہے خصوصاً جب (یہ بات کرنا) مفید بھی ہو اور نیت بھی مشہور کرنے اور شہرت کی نہ ہو۔

حالات کا پیش آنا ترقی کی علامت ہے

حال: ایک یہ خیال آ رہا ہے کہ مجھے ذکر کرتے ہوئے کئی مہینے ہو گئے ہیں مگر ذاکرین جیسی کوئی حالت مجھے پیش نہیں آئی ہے۔ میں اگرچہ یہ جواب بھی دیتا ہوں کہ ''آمدی دے کہ پیر شدی۔'' ترجمہ تو آتے ہی پیر ہو گیا۔

یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ حالات کچھ بھی مقصود نہیں ہے نہ ان کا حاصل ہونا فخر کا سبب ہے اور نہ ہی ان کا حاصل نہ ہونا غم کا سبب ہے۔ الحمد للہ! دل میں ان باتوں کی تمنا وسوسہ کی طرح بھی نہیں ہے۔ پھر بھی یہ خیال آتا ہے کہ یہ حالات مقصود نہیں ہیں مگر ان سے یہ معلوم رہتا ہے کہ راستہ طے ہو رہا ہے۔

تحقیق: یہ بھی (کوئی) کلیہ نہیں کبھی واپسی کی حالت میں بھی اس سے زیادہ حالات پیش آتے ہیں۔

حال: ان حالات کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ شبہ ہو رہا ہے کہ مجھے اس راستے سے مناسبت نہیں ہے۔

تحقیق: اوپر لکھ دیا گیا ہے۔

دل کی یکسوئی کے حاصل ہونے کا طریقہ

حال: (میں) حضور کے ارشاد کے مطابق حضور کے مواعظ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ (ان کے مطالعہ سے) دل پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے۔ ایک وعظ سے دل کی یکسوئی کے معلوم ہونے سے (اس کی) توفیق ہوئی۔ چار پانچ دن تو ایسا لگتا تھا کہ اس نعمت کا حاصل ہونا بہت ہی آسان ہے۔ مگر اس کے بعد پھر وہ کیفیت ختم ہو گئی۔ اب کبھی کبھی خیال ہو جاتا ہے۔

حضرت میرے اندر یہ مرض ہر تقریباً بات میں ہے۔ (میرا) دل بہت جلدی متاثر ہو جاتا ہے مگر پھر وہ اثر

(جو جلد پیدا ہوا تھا) باقی نہیں رہتا ہے۔ حضرت دعا بھی فرمائیں اور کوئی علاج بھی بتائیں جس سے دل کی استقامت پیدا ہوجائے۔

تحقیق: اس کا طریقہ بس (عمل پر) ہمیشگی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے اگرچہ تکلف کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو جیسے ابتدا میں قرآن کچا ہوتا ہے مگر مستقل ہمیشہ پڑھنے سے پکا ہوجاتا ہے۔ یہی حال باطنی حالات کا ہے۔

پڑھائی میں طبیعت کی گھبراہٹ کا علاج

حال: (حضرت! میں) آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کر رہی ہوں کچھ دن حکیم کا بھی علاج کیا جب آرام محسوس ہوا (علاج) چھوڑ دیا۔ آپ کی دعا سے میری طبیعت بہت اچھی ہے۔ اب پڑھنے کے بارے یہ عرض ہے کہ جب سے حافظ جی پڑھانے آتے ہیں اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے پڑھنے میں غلطی ہے اس وقت سے جو سورتیں زبانی یاد ہیں وہی یاد کرتی ہوں اور (اس کے علاوہ) سب پڑھنا چھوڑا ہوا ہے۔

آج کئی دن ہوگئے کہ (ایک دن) میں پڑھنے بیٹھی اس دن مجھ سے پڑھا نہیں گیا اور طبیعت گھبرانے لگی۔ اس دن سے طبیعت یاد کرنے میں بھی رکی ہوئی ہے۔ اس حالت کی اصلاح فرمائی جائے۔ اب میری حالت یہ ہے کہ فرض نماز پڑھتی ہوں قضا نمازیں پڑھتی ہوں اور درود شریف پڑھتی ہوں۔ کئی دن سے کبھی بارہ بجے اور کبھی بارہ بجے کے بعد میری آنکھ گھبرا کر کھل جاتی ہے اور پیٹھ پر گرمی سی لگتی ہے۔

تحقیق: پڑھنا اگرچہ غلط ہو لیکن پڑھنا مت چھوڑو۔ جب تم جان بوجھ کر غلط نہیں پڑھتی ہو تو سب معاف ہے۔ تھوڑا تھوڑا صحیح بھی کرتی رہو۔ یہ گھبراہٹ غالباً اس خیال سے ہے کہ ہمارا پڑھا ہوا سب بے کار ہے اگر یہ وجہ ہے تو اوپر جو لکھا گیا اس سے ختم ہوجائے گی اگر یہ وجہ نہیں ہے تو لگتا ہے کہ ابھی مرض یا اس کا اثر باقی ہے اس لئے پھر دوبارہ طبیب سے رجوع کرو۔

بے اختیاری مجاہدہ یعنی مرض، غم اور فکر وغیرہ کا مفید ہونا

حال: پچھلے سال خدمت عالی میں تبخیر کی جو شکایت عرض کی تھی وہ اب تقریباً ایک مہینہ سے پہلے کی طرح ہوگئی بلکہ پچھلے سال سے زیادہ ہے۔ دماغ بالکل بے کار ہوگیا ہے۔ کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ دن میں کچھ ذکر و شغل کر لیا کروں لیکن دماغ کے کام نہ دینے کی وجہ سے مجبور اور معذور ہو جاتا ہوں۔ ہاں تہجد کی نوافل کے بعد ہلکے جہر سے ذکر کر ہی لیتا ہوں۔ اپنی بری حالت پر بہت افسوس ہوتا ہے کہ خدمت عالی میں بھی حاضر ہو کر وہی قسمت کی محرومی ہی رہی۔

ع تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل

ترجمہ: "بدنصیبوں کو رہبر کامل سے کیا فائدہ ہوگا۔"

اب (یہ) محتاج ضرورت مند مجبور ہو کر اپنی مانگی ہوئی زندگی کے سارے واقعات حضرت عالی خدمت میں پیش کر کے دعا اور مشورہ چاہتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اپنے بزرگوں سے سنا تھا کہ جب میری عمر پانچ سال کی تھی تو اس وقت ایک مشکل مرض ہوا تھا۔ جس سے زندگی کی امید باقی نہیں رہی تھی۔ احقر کے جد امجد طبیب تھے۔ انہوں نے آخری علاج کسی کشتہ سے کیا۔ مرض سے اگرچہ نجات مل گئی مگر ہمیشہ کے لئے (پیاس، گرمی) پکارتا رہا۔ جوانی کی ابتدا میں تبخیر کے مرض کا زور شروع ہوا۔ تایا حکیم صاحب مرحوم یعنی بھائی مرحوم کے والد بزرگوار نے مراق (جنون، مالیخو لیا) تجویز کر کے لودیانہ میں علاج شروع کر دیا۔ ہمیشہ ماءالجبن (وہ پانی جو دودھ کو پھاڑ کر سفیدی دور کرنے کے بعد رہ جاتا ہے) وتبرید (ٹھنڈی دوا) استعمال ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ والد مرحوم اور تایا صاحب مرحوم کا انبالہ میں علیحدگی کا زمانہ آیا۔ تایا صاحب پنشن لے کر منولی ریاست میں منیجر ہو گئے۔ خاکسار بھی علاج اور دوسرے فائدہ کے لئے ان کی خدمت میں اکثر منول میں رہتا تھا۔

اس کے بعد حکیم...... صاحب سے رجوع کیا۔ حکیم صاحب نے اس کے علاوہ کوئی اور دوا تجویز نہیں کی کہ تو ہمارے پاس رہا کر۔ چنانچہ ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ وہ مریض کو دیکھنے یا سیر وتفریح کے لئے جاتے ہوئے مجھے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ جب تک زنان خانے (عورتوں کے رہنے کی جگہ) میں نہ جاتے تھے مجھے اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دیتے تھے۔ اتفاق سے منشی...... سے پرانے تعلقات کی وجہ سے مطبع سے شراکت ہو گئی۔ اس لئے حکیم...... صاحب کی خدمت میں حاضر رہنے کا بہت موقع ملا۔ اس کے بعد حکیم صاحب موصوف کی حیات میں حکیم...... صاحب سے رجوع کیا لیکن ان سے ہمیشہ بحث وتکرار ہوتی رہی کوئی علاج موافق نہیں آیا۔ اس کے بعد حکیم...... سے رجوع کیا پھر آب وہوا کے موافق نہ آنے کی وجہ سے دہلی چھوڑ کر وطن واپس چلا آیا۔ یہاں آکر بھی حکیم...... سہارن پوری وحافظ صاحب...... سے علاج کراتا رہا۔

غرضیکہ جب تک علاج کرتا رہا فائدہ ہوتا رہا جب علاج چھوڑ دیا پہلے جیسی حالت ہو گئی۔ (آخرکار) مجبور ہو کر علاج بالکل چھوڑ دیا اور علاج کی جگہ دودھ کا استعمال زیادہ شروع کر دیا۔ اس سے صاف فائدہ محسوس ہوا۔ چنانچہ دس بارہ سال تک تبخیر بالکل نہیں ہوئی۔ خاکسار کیونکہ دو سال سے یہاں مقیم ہے۔ دودھ کا استعمال سفر یا تنگی کی وجہ سے بہت کم ہوتا ہے اس لئے تبخیر پھر لوٹ آئی۔ اب یہ بات بھی ناممکن اور قیاس سے دور ہے کہ صرف جسمانی صحت جو عارضی ہے اس کے لئے روحانی (صحت) جو دائمی ہے (اس کے لئے) صحت کے فیض

سے محروم ہوکر واپس وطن چلا جاؤں لیکن یہ بھی بہت ناگوار بلکہ ناقابل برداشت تکلیف ہے کہ اس جگہ (حضرت کے پاس) رہ کر بھی چوپایوں (جانوروں) اور حیوانوں کی طرح زندگی گزاروں۔

(احقر کی حالت یہ ہے کہ) احقر کو ذکر وشغل کی قوت نہیں ہے۔ دماغ بے کار ہونے سے بالکل بے کار ہوگیا ہوں۔ جب طبیعت نہیں مانتی تو آدھا گھنٹہ ذکر کرتا ہوں تو (اس کے نتیجے میں) دو گھنٹے تک دماغ کی پریشانی سے پریشان رہتا ہوں۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ہفتہ تک اس محتاج کے دماغ کو راحت مل جائے اور تبخیر وغیرہ نہ ہو تو خاکسار کا دماغ تندرستوں اور صحت مند انسانوں کی طرح کام کرتا ہے۔ ابھی تین دن سے کالا ہلیلہ مقرر دوا دودھ کے ساتھ کھانا شروع کی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبخیر کم لیکن زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اب کوئی دوا تین دن سے زیادہ فائدہ نہیں دیتی ہے۔ چوتھے دن اسی دوا سے نقصان شروع ہوجاتا ہے۔ اس لئے دعا کا طالب ہوں۔

اس تمام سمع خراشی (کان کھانے) کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ محتاج نہ تو اس موجودہ حالت میں حیوانوں کی طرح بالکل ذکر وشغل سے خالی ہے اس میں نہ تو زندگی گزارنا چاہتا ہے اور نہ اس دربار عالی سے جدا ہونا چاہتا ہے بلکہ (یہ تو) اس پاک مٹی میں اپنی ہڈیاں ملانا چاہتا ہے۔ یہ محتاج اگرچہ بیماری کے زمانے میں جب کہ بالکل بے کار رہا اور تہجد کے معین وقت کے علاوہ ذکر وشغل کچھ بھی نہیں کیا۔ (جس کا اس محتاج کو بہت افسوس ہے) حضرت عالی کی صحبت سے ایسا فائدہ ہوا کہ نہ زبان کو اس کے بیان کرنے کی قوت ہے اور نہ ہی اس کو تحریر کرسکتا ہوں۔ ارادہ تھا کہ یہاں کچھ اپنے حالات گزارش کرتا لیکن دو مضمون ہو جانے کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ کبھی دوسرے وقت خط کے ذریعے سے عرض کردوں گا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر یہ محتاج یہاں رہنے کے وقت کام (یعنی ذکر وشغل) میں مصروف رہتا تو موجودہ فوائد جو صرف حضرت کی صحبت کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں (ان کے علاوہ) اور زیادہ فائدہ ہوتا۔ اس کے علاوہ تنگی کا زمانہ بھی ہے جو میرے کم حوصلہ اور کم ہمتی کو بتاتا ہے۔ صبر اور مستقل مزاجی کا کوئی حصہ بھی اس نالائق میں نہیں ہے۔ دعا کا طالب ہوں اور مشورہ بھی چاہتا ہوں کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: جس طرح ذکر وشغل کا اختیاری مجاہدہ باطن کے لئے مفید ہے اسی طرح مرض اور غم کا غیر اختیاری مجاہدہ بھی باطن کے لئے مفید ہونے میں اس سے کم نہیں ہے بلکہ اختیاری مجاہدے میں (تو) عجب کا بھی احتمال ہے اور بے اختیاری (مجاہدہ) میں پوری پوری عاجزی اور محتاجگی ہی ہے اس حیثیت سے یہ (بے اختیاری مجاہدہ) اس (اختیاری مجاہدہ) سے زیادہ مفید ہے بالکل پریشان نہ ہوں۔ اگر ذکر نہ ہو تو فکر ہی کافی ہے (اور) اگر یہ نہ ہو

تو ہادی (اللہ تعالیٰ) کا قرب کافی ہے (اور اگر) اس میں بھی کمی ہو تو اس (کمی) کا غم بھی کافی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو ان سب (چیزوں کا) افسوس تو ہوگا ہی وہ بھی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت کو اپنی تنگ تجویز کے تابع کیوں سمجھا جائے۔ ہلیلہ (ہڑ ایک دوا کا نام) اور دودھ ابھی کچھ دن جاری رکھئے۔ مال دین سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔ جب مجھ سے دینی فائدہ حاصل کرنے میں شرم نہیں تو مالی فائدہ میں شرم کیوں ہو۔ اگر کبھی (مالی فائدہ مجھ سے) نہ ہو سکے گا تو بوجھ نہیں اٹھاؤں گا عرض کر دوں گا دونوں طرف سے توکل اور بے تکلفی کا معاملہ ہونا چاہئے۔

حال: بندہ حضور کی خدمت سے واپس آنے کے بعد سے بخار میں مبتلا ہے اور تلی بھی بہت بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ چار راتوں سے تہجد اور وظیفہ بھی نہیں ہوا لیکن جب صبح ہوتی ہے تو دل میں اتنا غم اور پریشانی ہوتی ہے کہ آنکھ سے پانی نکلتا ہے اور کبھی کبھی تو رونا آتا ہے۔ ذکر کرنے کا شوق بھی اتنا ہوتا ہے کہ اگر نہ کروں تو دل میں بالکل بھی راحت اور چین نہیں ملتا ہے۔ آج رات کو اٹھا تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر وظیفہ کروں گا مگر بالکل بھی نہ ہو سکا۔ دل میں کیا کیا خیالات آتے ہیں خادم کو اس وقت لکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ (سارے) حالات اچھے ہیں۔ بیماری کی وجہ سے جو کمی ہوئی ہے اس سے نفع میں کمی نہیں ہوتی ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر ان حالات کا دوبارہ غلبہ ہو تو فوراً اطلاع دیں سستی نہ کریں۔

اچھے اور پسندیدہ حالات

(ان صاحب کا پہلے یہ خط آیا)

حال: (حضرت!) دو چار مہینہ میں ایک دو ہفتہ کے لئے کبھی بواسیر کا دورہ ہو جاتا تھا مگر اب تین مہینہ سے مسلسل پریشان ہوں۔ مرض کی شدت کے علاوہ وضو بھی پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے پانچ نمازوں کے علاوہ سب کچھ چھوٹ گیا۔ تکلیف کی وجہ سے طبیعت سست ہوگئی ہے۔ نفس آرام چاہتا ہے مجبوراً جو کچھ بھی ہو جاتا ہے اسی کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ علی کل حال ہر وقت زبان پر رہتا ہے اور ''فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ'' (کہ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے پر پکا اعتقاد ہے)۔

اپنی حالت کا اندازہ کرنے سے یہ خیال آتا ہے کہ بس اب وقت قریب ہے افسوس کہ یہی وقت کچھ کرنے کا تھا اور اسی وقت میں مختلف امراض میں مبتلا ہو گیا یہ عمر یوں ہی برباد ہو گئی۔ دل کی حسرتیں دل میں رہ گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پہلے تو یہ کہ مجھے خواب نظر ہی نہیں آتے تھے دوسرے یہ کہ میں کبھی ان پر توجہ نہیں دیتا تھا۔ میں کیا اور

میرے خواب ہی کیا'' نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم'' ترجمہ: نہ میری شب ہے نہ میں شب پرست ہوں کہ خواب کی بات کروں۔ (یعنی میں اس لائق نہیں ہوں کہ میرا خواب کوئی اہم خواب ہوگا)۔

مگر مریض کو طبیب کے سامنے اپنے تمام امراض، حالات اور ہر اچھی بری کیفیت ضرور بتانی چاہئے۔ اس لئے کچھ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ تقریباً ایک مہینہ سے (خود کو) خواب میں سورۃ مریم پڑھتا (ہوا دیکھتا) ہوں۔ جب سلام علیك پڑھتا ہوں تو اس کو بار بار ذرا جوش اور بلند آواز سے دہراتا ہوں اور آنکھ کھل جاتی ہے۔ جاگنے کے بعد قال سلام علیك زبان پر مسلسل جاری رہتا ہے۔ کبھی ''وسیق الذین اتقوا الی الجنة زمرا'' سے ''اجر العاملین'' تک خواب میں پڑھتا ہوں اور ''سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین'' زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور آنکھ کھل جانے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ لیکن سورۃ مریم شروع سے پڑھنا اور تیسرے رکوع ''واذکر فی الکتاب ابراھیم'' کی ایک آیت ''سلام علیك'' پر آنکھ کھلنا اور اس کا زبان پر جاری رہنا زیادہ پیش آتا ہے۔

نماز میں بغیر ارادے کے سورہ نصر (اذا جاء نصر اللّٰه) زبان سے نکلتی ہے پھر اس کو ہی پڑھ لیتا ہوں حالانکہ دوسری (سورت) پڑھنا چاہتا ہوں لیکن زبان سے اذا جاء نصر اللّٰه ہی پڑھی جاتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر دوسری صورت نہیں پڑھتا ہوں۔ کچھ دن ساری نمازوں فرض اور نفل میں بغیر ارادے کے (یہی سورت) پڑھی جاتی ہے۔ ہاں سورہ اخلاص (قل ھو اللّٰه احد) سے مجھے بہت لگاؤ (محبت) ہے۔ پہلے ہر نماز کی دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھتا تھا۔ مگر اب یہ التزام نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: سارے حالات پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظاہری اور باطنی برکت عطا فرمائیں۔

حال: الحمدللہ! میں نے آج تک کسی مرض میں ناپاک یا شریعت کے خلاف کوئی دوا اندر یا باہر کے لئے استعمال نہیں کی۔ آئندہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیشہ محفوظ رکھیں۔ (آمین) میرے مولا! دو حسرتیں بے چین کر رہی ہیں اللہ کے لئے دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ ان دونوں تمناؤں کو پوری فرما دے۔ ایک درسی کتابیں پوری ہو جائیں۔ دوسرے حج بیت ہو جائے اور سب سے آخری خواہش اور مقصود حسن خاتمہ کا ہے بس اس کے علاوہ کچھ (اور) ارمان نہیں ہے۔

تحقیق: آمین آمین!

پھر دوسرا خط یہ آیا:

حال: پچھلا خط جو اس خط کے ساتھ ہے اس (پچھلے خط) کے جواب میں حضرت کے ہاتھ مبارک سے جو تحریر

ہے معلوم نہیں اس میں کیا عجیب وغریب اثر تھا اور ہے اس کو پڑھ کر ساری پریشانی اور بے چینی ختم ہوئی اور مرض سے فی الحال ایسا سکون ہوگیا ہے گویا تھا ہی نہیں۔ تقریباً تین مہینے ہوگئے ہیں ابھی تک (وہ مرض کا) دورہ نہیں ہوا ہے۔ اس تحریر کو بار بار پڑھتا ہوں۔ ہر بار ایک تازہ مزہ پاتا ہوں طبیعت بھرتی ہی نہیں ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ہر وقت اس کو پڑھتا رہوں۔ خصوصاً (یہ بات کہ سارے حالات پسندیدہ ہیں خدا تعالیٰ ظاہری اور باطنی طور پر برکت عطا فرمائیں)۔

ان دونوں جملوں پر الگ الگ ایک حالت ہو جاتی ہے خوشی میں چیخ مار کر رونے کو دل چاہتا ہے بڑی مشکل سے برداشت کرتا ہوں۔ (یہ) اس وجہ سے نہیں ہے کہ اس میں میری تعریف کچھ ٹپکتی ہے بلکہ اس وجہ سے کہ مجھ جیسے مخلوق میں سب سے ذلیل اور لوگوں میں بہت کم درجے کے آدمی جو حیوانوں کی طرح ہے کے بارے میں ایسے زبردست وقت کے شیخ کے حق لکھنے والے قلم سے ایسے الفاظ کا نکلنا صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور میرے لئے یقیناً مبارک ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

اس بار تقریباً پانچ چھ مہینے مرض کا دورہ رہا۔ اس مدت میں نفس سے بڑی بھاری جنگ لڑنی پڑی۔ (یہ بات) سنا کرتا تھا مگر اس کا تجربہ نہیں ہوا تھا کہ نفس سے ایسی جنگ اور لڑائی بھی ہوتی ہے۔ گناہوں کی طرف اگرچہ میلان تو نہیں ہوا مگر اچھے اعمال حتیٰ کہ پانچ نمازوں میں ہی اتنی سستی اور کاہلی محسوس ہوئی کہ اگر حق تعالیٰ کا فضل اور اپنے حضرات اور سلسلہ مقدسہ کی برکت نہ ہوتی تو خدا جانے کیا پیش آتا۔ نفس نے کتنا ہی چاہا کہ نماز روزہ چھوڑ کر گمراہ کرے مگر جھک مار کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی کہ پانچ وقت کی نماز اپنے اوقات پر اور قرآن کی تلاوت کی توفیق عطا ہوئی۔

پہلے مجھے ایک قسم کی وحشت اور پریشانی تھی اور بغیر کسی وجہ کے غصہ اور بات بات پر رونا آتا تھا۔ اگر کسی بات پر اچانک ہنسی آجاتی تو تنہائی میں منہ پیٹتا تھا کہ تو کیوں ہنسا (آیت) ﴿فليضحكوا قليلا وليبكوا كثيرا﴾ (کہ کم ہنسو اور زیادہ رو) کے خلاف کیوں کیا۔

تحقیق: اس (آیت) کے یہ معنی نہیں ہیں۔

حال: (اس لئے نفس سے یہ کہتا ہوں کہ) اچھا (اے نفس!) اب تو کسی ناگہانی (اچانک پیش آنے والی) آفت کے لئے تیار ہو کر بیٹھ جا۔ اکثر کوئی ایسا سبب ضرور پیش آجاتا ہے کہ اس ہنسی خوشی کی وجہ سے بہت زیادہ رنج اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے (میں) بہت اہتمام کرتا ہوں کہ کوئی بات یا صحبت ایسی نہ ہو کہ جس سے ہنسی زیادہ ہو یا مسرت ہو۔

بھی خود کو منافق سمجھتا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ کبھی سے یہ خیالات بہت آتے ہیں کہ تو اللہ کے نزدیک مردود ہے ورنہ تجھے فلاں عالم جیسا علم ملتا اور فلاں متقی جیسا تقویٰ ملتا وغیرہ وغیرہ۔ کبھی ہر چیز جو نظر کے سامنے ہے یا ذہن میں ہوتی بہت بری لگتی اور اس سے نفرت بڑھتی تھی۔ اپنا وجود صرف بے کار اور زندگی برے اعمال کا سبب لگتی تھی۔ اسی وجہ سے خودکشی کرنے کا دل چاہتا تھا۔

مگر اب اس بیماری اور اس تحریر شریف کے پڑھنے کے بعد ایک دم بالکل حالت بدل گئی ہے۔ اب ایک قسم کا سکون ایک قسم کی خوشی صبر وشکر اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا بہت قیمتی لگتا ہے۔ ذرا سی نعمت کی ناشکری سے دل ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی عنایت ورحمت سے اپنے حوصلے، قابلیت اور حق سے زیادہ شامل حال نظر آتی ہے۔ نماز سے زیادہ کسی چیز میں خوشی نہیں ہوتی ہے۔ ''الصلاۃ معراج المؤمنین'' (کہ نماز مؤمنوں کی معراج ہے) کو دل والوں اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں ہی کا حصہ ہے۔ دل یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت نماز میں رہوں خصوصاً سجدہ کی حالت میں رہوں۔

پہلے اس خیال سے کہ دنیا میں جتنا زیادہ رہنا ہوگا اتنا ہی گناہوں میں زیادتی ہوگی اس لئے موت کی تمنا اور دعا کرتا تھا۔ اب ایسا لگتا ہے کہ کوئی جلی قلم (یعنی موٹی لکھائی) سے پرچہ پر ''الدنیا مزرعۃ الاخرہ'' (کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے) لکھ کر ہر وقت سامنے لیئے رہتا ہے اس حدیث کے بارے میں دل میں عجیب عجیب مضمون آتے ہیں۔ اب تمنا ہے کہ دنیا میں بہت زیادہ زندہ رہوں اور ہر وقت اور ہر سانس اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہوں۔ اچھے اعمال کا اتنا ذخیرہ جمع ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس بندہ سے اللہ تعالیٰ اور اس امتی سے حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ خوش ہوں اگر موت آ جائے گی تو گناہ تو نہ بڑھیں گے۔

جب سونے لیٹتا ہوں تو اپنے ۲۴ گھنٹے کے اعمال اور اقوال کا حساب کرتا ہوں۔ الحمد للہ! صرف اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور آپ حضرات کی توجہ اور دعا کی برکت سے ظاہر میں تو اچھے اعمال ہی زیادہ لگتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوں۔

تحقیق: یہ ابتدائی حالت ہے اور یہ (سب) اس کے مناسب ہے۔ اس کے بعد اس کیفیت کا نعم البدل (اچھا بدلہ) ملے گا اور اس کی حقیقت بھی اسی وقت سمجھ میں آئے گی اور اس وقت سمجھ میں نہیں آئے گی۔

حال: ہر غلطی کی آئندہ اصلاح کرتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں۔ خیال، نظر اور زبان کا بہت اہتمام کرتا ہوں کہ شریعت کے خلاف کوئی حرکت نہ ہو۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو انسان بھی حیوان ہے اور ساتھ میں خطا اور بھول سے مل کر بنا ہے تو (انسان اور حیوان میں) صرف بولنے کا فرق

ہے۔ آہ! پھر مجھ جیسا انسان کہ جس نے انسانیت کو ہی عیب لگا دیا۔ انسان کو تو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ ایک انسان ہم ہیں کہ (ہم نے تو اپنے اعمال سے) شیطان کو بھی چھٹی دے دی ہے۔ (کہ ہم بھی شیطانیت میں اس کی جگہ کافی ہیں) "اللھم رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین" (کہ اے اللہ! آپ ہماری مغفرت اور ہم پر رحم فرمائیں کہ آپ بہترین رحم کرنے والے ہیں) آمین۔

معلوم نہیں کہ پہلی حالت بہتر تھی یا موجودہ حالت اصلاح کی طرف چل رہی ہے یا دونوں حالتیں مہلک ہیں۔ میرے آقا میں کیا اور میری حالت کیا؟

تحقیق: دونوں حالتیں اچھی ہیں لیکن "للاخرۃ خیر لك من الاولی" دوسری حالت پہلی حالت سے زیادہ اچھی ہے۔

حال: (حضرت!) اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمایئے میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کو کل کیسے منہ دکھاؤں گا۔ شیطان اور نفس نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا ہے۔ میرے آقا اللہ تعالیٰ کے لئے (میرے لئے) دعا کیجئے (اور دعا کے لئے) ہاتھ مبارک اٹھا دیجئے کہ میرا مرنا جینا، کھانا پینا اور ہر حرکت اور فعل شریعت شریفہ کے مطابق ہو۔ مجھ سے صرف وہی اقوال اور افعال ہوں جو اللہ تعالیٰ کی خوشی کا سبب ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے مطابق ہوں۔

جس دن حضور نے اپنے مبارک قدموں سے ...... کو برکت والا بنایا اور مدرسۃ القرآن (وہ کمرہ جس میں خادم بچوں کو علمی خدمت کرتا ہے) کو تشریف لے جا کر منور (روشن) فرمایا وہاں والوں کے لئے عمومی طور پر اور احقر کے لئے خصوصی طور پر وہ دن بہت مبارک دن تھا۔ حضور کا کمرہ کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمانا کہ (حافظ صاحب نے بہت ہی سادہ اور درویشوں والی وضع اختیار کی ہوئی ہے سبحان اللہ) ...... نعمت غیر مترقبہ (ایسی نعمت جس کا انتظار ہی نہ ہو اور وہ مل جائے) تھی اور ہے۔ میرے دل کا کیا حال ہے میں کہہ نہیں سکتا ہوں۔

اسی رات میں نے خواب میں کسی بزرگ غالباً حضرت مولانا شاہ ...... محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ "مبارک باد دی جا رہی ہے اور کس بات پر مٹھائی مانگی جا رہی ہے۔ فرمایا: عزیزی مولوی اشرف علی صاحب شیخ نے تم کو درویشی کا خطاب عطا فرمایا کیا یہ تھوڑی بات ہے۔ پھر میں خوشی سے چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔

تحقیق: میں اس سارے خط کے جواب میں پھر (اپنے) وہی الفاظ دہراتا ہوں کہ سارے حالات پسندیدہ ہیں اللہ تعالیٰ ظاہری اور باطنی برکت عطا فرمائیں کہیں کہیں درمیان میں کبھی کچھ (الفاظ) بڑھا دیئے ہیں جو مزید

ہیں۔ آخر میں اتنا اور بڑھاتا ہوں کہ خط کے آخر میں جو خواب لکھا ہے وہ الحمد للہ دیکھنے والے اور جس کے بارے میں (یعنی حضرت تھانوی) دیکھا گیا ہے دونوں کے لئے خوشخبری ہے۔

حَال: احقر آج کل اسم ذات چوبیس ہزار مرتبہ اور استغفار بارہ ہزار مرتبہ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہے۔ قرآن شریف تجوید سے پڑھنا شروع کیا ہے اور جمال القرآن بھی پڑھتا ہوں۔ قاری صاحب کے پاس مدرسہ میں حاضر ہوکر تجوید کی مشق آدھا گھنٹہ کرتا ہوں۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تجوید کے مطابق میرا قرآن پاک صحیح کرادیں۔ جس کی مجھے بہت ضرورت اور بہت ہی تمنا ہے۔ فرصت کے اوقات میں حضور کی تصانیف مطالعہ میں رہتی ہیں۔ مواعظ بھی بہت زیادہ دیکھتا رہتا ہوں۔

جامع مسجد خورجہ میں یا جہاں بھی سفر میں مجمع میں پڑھتا ہوں تقریباً ہر جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد ایک وعظ تقریر کی طرح پڑھ کر سناتا ہوں۔ جس سے عوام کے فائدہ کے علاوہ مجھے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا رہتا ہوں۔ غفلت بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اکثر اوقات تنہائی میں رہتا ہوں۔ لوگوں سے زیادہ میل جول رکھنے سے طبیعت گھبراتی ہے۔ الحمد للہ! یہ حالت ہے۔ ؎

نہ ہے مطلب کسی سے یاد اس کی میری ہمدم ہے
نہ کوئی کام ہے مجھ کو نہ دھندا سوا اس کے

حضور کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے استغناء قلب (دل کی بے نیازی و بے پروائی کی کیفیت) کی نعمت ایسی عجیب عطا فرمائی ہے کہ میں شکریہ ادا نہیں کرسکتا ہوں۔ ہر وقت اطمینان وسکون قلب نصیب ہے جس کی وجہ سے دن عید (کی طرح) اور رات شب برات (کی طرح) ہے۔ الحمد للہ! کیسی ہی تنگی اور مصیبت ہو لیکن پریشانی نام تک کو نہیں ہوتی ہے۔

آج کل روزگار نہ ہونے کی وجہ سے اکثر تنگی رہتی ہے لیکن واللہ! ایسی (تنگی کی) حالت میں بھی مجھے زندگی کی آسانی حاصل ہے اگر سات سلطنتوں کے بادشاہ اس کو دیکھ لیں تو خدا جانے حسد وشرک سے میرا کیا حال کریں۔ فقر وفاقہ تنگی اور بیماری کی جو حالت بھی مجھ پر پیش آتی ہے اس میں بہت ہی خوش رہتا ہوں۔ کیونکہ یہ پورا یقین ہے کہ (یہ حالت) میرے آقا حقیقی کی طرف سے ہے بلکہ واللہ! کبھی تو مصیبت میں مزہ آتا ہے۔ لیکن دعا تو ہر وقت عافیت ہی کی کرتا ہوں۔ پھر بھی جو پیش آتا رہتا ہے وہ لطف وکرم محسوس ہوتا ہے۔

ع درد از یاد است و درماں نیز ہم

ترجمہ: ''درد اور دوا دونوں دوست ہی کی طرف سے ملے ہیں۔''

حضرت مولانا صاحب! اس ذات مقدس کی قسم ہے کہ اپنے اوپر ہر لمحہ اپنے کریم مولا کی نعمتوں کی بارش اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ کوئی لمحہ اور کوئی گھڑی (ان نعمتوں سے) خالی نظر نہیں آتی ہے۔ ہر وقت جی چاہتا ہے کہ اپنا جان و مال اور اولاد سب اپنے حقیقی آقا کے راستے میں دے دوں۔ اپنا نفس تو مجھے بہت ذلیل بلکہ ارذل (بے حد ذلیل) اور بے حد نمک حرام لگتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اگر ہزاروں روپیہ میرے پاس ہو تو سب اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دوں مگر مفلس ہوں اس کے باوجود بھی الحمدللہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک طالب علم صاحب کو دو وقت کا کھانا دینا شروع کر دیا ہے خدا تعالیٰ قبول فرمائیں۔ ابھی تک بے کار ہوں حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تجارت کا کام عطا فرما دیں۔

تحقیق: سبحان اللہ! خط پڑھ کر روئیں روئیں میں جان آگئی۔ ''اللھم زد فزد'' (اللہ خوب مزید اضافہ فرمائیں) میں خیریت سے ہوں اور اس خیریت کے لئے بھی دعا کا طالب ہوں۔

حال: خدمت عالی میں گزارش یہ ہے کہ حضور کا خط مبارک ملا جو پریشانی کے دور ہونے اور اطمینان حاصل ہونے کا سبب بنا۔ اس سے جناب والا کی ناخوشی کا وسوسہ بھی ختم ہو گیا اور یہ یقین ہو گیا کہ بدقسمتی سے خطوط ضائع نہیں ہوتے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ ضائع نہ ہوں اس سے بہت پریشانی ہوتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ احقر سے شاید کوئی غلطی ہوئی ہے جو جواب سے محرومی کا سبب بنی ہے۔

جناب نے یہ تحریر فرمایا کہ ''معمولات میں برکت کے لئے دعا کرتا ہوں'' اس جملہ بے حد خوشی اور وجد جیسی حالت ہوئی۔ احقر اس وقت کچھ تفصیل سے اپنے معمولات اور حالات عرض کرتا ہے۔ اس میں اگرچہ حضرت کی سمع خراشی (کان کھانا تو) ہوگا لیکن اس خیال سے (لکھ رہا ہوں) کہ احقر کو پوری طرح اطمینان ہو جائے کہ فلاں بات خراب ہے اور فلاں بات اچھی ہے۔ معمولات یہ ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد مراقبہ رؤیت، سورہ یٰسین کی تلاوت اس کے بعد اگر وقت میں گنجائش ہو تو کسی کتاب کا مطالعہ اس کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر مدرسہ جانا۔ مدرسہ جاتے ہوئے راستے میں یا تو اسم ذات یا مراقبۂ رؤیت خصوصاً مراقبہ ''الم یعلم بان اللّٰہ یری'' اور کبھی کبھی حضرت مینائی کے وہ اشعار جو دعوات عبدیت میں لکھے ہوئے ہیں پڑھتا ہوں۔ مدرسہ پہنچ کر تدریس میں مشغول ہو جاتا ہوں خصوصاً دینی کتابوں کو پڑھانے میں یا ان کتابوں میں جن میں زیادہ تقریریں نہیں کرنی پڑتی ہیں۔ طالب علم جب عبارت پڑھ کر ترجمہ کرتا ہے میں رسم ذات کا ذکر اور اس کے ساتھ مراقبہ رؤیت کرتا ہوں۔

مدرسہ سے چھٹی کے بعد ضروری حاجات سے فارغ ہوکر وضو کر کے بعض کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد قیلولہ کر کے تھوڑا سا ذکر اسم ذات توجہ کے ساتھ یا استغفار کرتا ہوں۔ اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھتا ہوں ظہر سے فارغ ہونے کے بعد مدرسہ کے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ پھر عصر کی نماز کے بعد گھر آتا ہوں۔ راستے میں کسی اہل علم سے علمی مذاکرہ مگر لایعنی (دعا فرمائیں کہ اس سے محفوظ رہوں)۔

گھر آکر گھر والوں سے باتیں یا کتابیں پڑھنا یا لیٹ کر مراقبہ یا دالان میں چہل قدمی کے ساتھ ہلکی آواز میں ذکر تو گویم ـــــ (آخر تک) وغیرہ شوق اور ولولے (ضرب) کی حالت میں پڑھتا ہوں۔ اس سے وجد کی سی کیفیت ہو جاتی ہے یا کبھی کبھی صحرا یا تالاب کی طرف نکل جاتا ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد مسنون دعاؤں اور سورۂ ملک پڑھنے کے بعد عشاء تک کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ عشا کے بعد بھی کتابیں پڑھتا ہوں پھر سو جاتا ہوں۔ رات کے آخری وقت اٹھ کر تہجد میں آٹھ رکعت میں تقریباً آدھا پارہ کلام اللہ شریف کا پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد بارہ تسبیح پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد ذوق کی صورت میں الگ سے وقت کی گنجائش کے مطابق (معمول کے علاوہ) اسم ذات کرتا ہوں۔ پھر تقریباً ایک پارہ قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ پھر صبح کی نماز پڑھتا ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد رونا اور مناجات پڑھنا۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ قبرستان جانا۔

یہ احقر کے معمولات ہیں۔ یہ سب جناب کی دعا و توجہ کی برکت کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کہ (خدا تعالیٰ نے) احقر کو اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائی۔ استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جناب کے مراتب (درجوں) کو بلند فرماتے رہیں۔ آمین

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ سارے معمولات اچھے ہیں۔

حال: حالات نیچے لکھے جاتے ہیں۔

ذکر میں کبھی کبھی رونا اور کبھی کبھی سلطان الاذکار کی طرح کی کیفیت کا ہونا۔ ذکر میں مراقبہ کے وقت روشنی کا خیال میں آنا۔ ایسا لگتا ہے کہ مسلسل تارے کا خط چاروں طرف ہے۔ جب تک اس کا خیال کیا (جب تک رہتا ہے) بعد میں نہیں رہتا ہے۔ یعنی جب ذکر شروع کیا اور توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کی تو نہیں رہتا ہے۔ دوبارہ ذکر کے دوران جب تک دل کی طرف توجہ کی تو پھر وہی روشنی کا خیال آنا اور ذکر کے وقت دل سے سر تک ایک دھاری لگتی ہے جیسے بارش کے بعد جب چھپر کی لوئی سے بقیہ پانی قطرہ قطرہ کر کے ٹپکتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک قطرہ زمین تک دھاری کی صورت میں لمبا ہو گیا ہے۔

دو ہفتہ پہلے مسلم شریف کے سبق کے درمیان جب احقر معمول کے مطابق اسم ذات کا ذکر یعنی اللہ اللہ

ضرب کے بغیر آہستہ پڑھ رہا تھا تو طبیعت کا میلان درود شریف کی طرف اتنا ہوا کہ آخر کار درود شریف پڑھنے کی باری آئی اور تقریباً دو ہفتہ یہی حالت رہی یہ حالت مسلم شریف کے سبق میں پیدا ہوئی تھی اب نہیں ہے۔

ایک دن اثبات کا ذکر کر رہا تھا کہ بہت ذوق ہوا اور ایسا لگا کہ میں آسمان کے ایک طبقہ کو طے کر کے دوسرے طبقہ میں پہنچا اور احقر دو طبقوں کے درمیان ہو گیا۔ ایک شخص آسمان کے اوپر کھڑا ہوا نظر آیا۔ سفید لباس، لمبا قد لیکن میں یہ یقین سے نہیں بتا سکتا ہوں کہ صورت مرد کی تھی یا عورت کی تھی کیونکہ نظر نہیں آیا۔ ہاں انداز سے مرد کی شباہت لگتی تھی اور اس کی لاغری بھی محسوس ہوئی۔ اس کے سارے اعضا چھپے ہوئے تھے لیکن پنڈلی صاف نظر آئی۔

اس کے بعد ذکر کے وقت روزانہ یہی منظر رہتا ہے۔ دل کے قریب ایک سفید چیز زردی مائل لگتی تھی لیکن اب اس کا ایک گوشہ (کنارہ) لگتا ہے۔ ''الم یعلم بان اللّٰہ یری'' کا مراقبہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ بعض اوقات نیند سے اٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) دیکھ رہے ہیں اور تم سوئے ہوئے ہو۔ ایک دن بیت الخلاء میں اس (مراقبہ) کا غلبہ ہوا تو بہت شرم آئی اور بتکلف آگے سے بھی ستر کیا۔ کبھی چارزانو بیٹھتا تو اچانک خبردار ہو جاتا ہوں اور ادب سے بیٹھ جاتا ہوں۔ کبھی سونے میں اس کا غلبہ ہوا تو پیر سمیٹ لیتا ہوں۔

صبح کی نماز میں اکثر رونا آجاتا ہے اور مغرب میں ایک دو مرتبہ رونا آیا۔ بعد میں خیال آتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضوری کی یہ حالت اس ہفتہ بہت کم ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ سارے حالات اچھے ہیں۔ اللھم بارك (اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں)۔

حال: دنیاوی پریشانی کے وقت حضوری بالکل نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے یہ طبعی بات ہے۔

حال: (حضرت! میری) باطنی کیفیت اب یہ ہے کہ اب کسی بات کا غلبہ زیادہ نہیں رہتا ہے نہ اس بات (یعنی کسی بات کے غلبہ) کی تمنا ہے۔ طبیعت میں روزانہ بالکل ایک قسم کی سادگی ہوتی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے زیادہ اولیٰ (بہتر لگتی ہے) اور عبدیت نظر کے سامنے رہتی ہے۔ ہر طرح سے یہی اچھا لگتا ہے حق تعالیٰ اپنی طاعت کی توفیق اور رضا بالقضا (اپنے فیصلے پر راضی رہنا) نصیب فرمائیں، جہاں تک ہو گنا ہوں اور نافرمانی سے دور رکھیں اور اپنے نیک اور مخلص بندوں میں شامل فرمائیں۔ میں اگرچہ اس درجہ کا نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ دعا فرمائیے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمائیں اور خاتمہ بالخیر فرمائیں۔

(ورنہ) اپنے ذخیرۂ اعمال کے بارے میں سوچتا ہوں تو کچھ نہیں لگتا ہے بلکہ اپنی حالت سے ایک حیرت سی ہو جاتی ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔

(لیکن) اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے (میری) فرمانبرداری کی گردن ہر وقت جھکی رہتی ہے۔ جو کچھ اعمال ہو سکتے ہیں، اس کی کوشش میں لگا رہتا ہوں اور جو (کام) کر لیتا ہوں غنیمت سمجھ کر حق تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتا ہوں۔ جو کچھ الٹی سیدھی نماز، روزہ وظائف اور خدمت خلق ہو جاتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے بقول سعدی:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی　　　منت شناس از وکہ بخدمت بداشتت

ترجمہ: ”بادشاہ پر احسان نہ جتاؤ کہ تم اس کی خدمت کر رہے ہو بلکہ بادشاہ کا احسان مانو کہ وہ تم سے خدمت لے رہا ہے۔“

ورنہ میں کس لائق تھا اور میری حقیقت ہی کیا ہے جو یہ خدا کے بندوں کی خدمت میرے حوالے کی جاتی ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جو ایک ناچیز بندہ کو اپنی غلامی نصیب فرما کر طاعت کی توفیق عطا فرمائی۔ دماغ کی کمزوری کی وجہ سے اپنے جی کی باتیں بیان نہیں کر سکتا ہوں۔

تحقیق: سب حالات پسندیدہ ہیں بلکہ مقصود ہیں۔ بارک اللہ تعالیٰ فیھا۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائیں۔

دینی مشکلات اور وساوس سے بچنے کی تدبیر

حال: (حضرت!) ایک عرصہ سے دل میں شوق ہے کہ حضور عالی شان کے مبارک قدموں پر سر رکھ کر اور رو رو کر اپنی بدحالی عرض کروں مگر یہ شوق پورا ہوتا نظر نہیں آتا ہے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کیا ہے؟ چنانچہ حضور کی خدمت میں پہلے بھی چند مرتبہ اپنے برے حالات تفصیلی طور پر عرض کئے تھے۔ جس پر حضور نے خدمت میں حاضر ہونے کو فرمایا تھا۔ غلام کی بدقسمتی سے ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ خدمت میں حاضر ہونے سے محروم رہ جاتا ہوں۔ دل میں یہ خیال بھی آتا ہے کہ حضور کی خدمت میں بار بار تفصیلی حالات عرض کرنے سے حضور کو سننے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو مگر کیا کیا جائے کہ غلام اپنی دینی دنیاوی مشکلات کے حل ہونے کے لئے حضور کے علاوہ اپنا کوئی وسیلہ نہیں پاتا ہے۔

اس لئے بہت ہی عاجزانہ طور پر مشکلات کا حل عرض کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ حضور عالی شان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے واسطے اس غلام کی عرض پر توجہ فرما کر دعا فرمائیں گے۔ جو مشکلات پیش آنے والی ہیں ان کے بارے میں ارشاد فرمائیں گے کمترین اس پر عمل کرے گا۔ کمترین کے چند بار تفصیلی حالات عرض کرنے پر حضور

عالی شان نے ارشاد فرمایا تھا (کہ تمہارا حاضر ہونا بہتر ہے) مگر غلام یہ سوچتا رہا کہ کوئی فرصت کا موقع مل جائے کہ بندہ کچھ عرصہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرے۔

اسی گزرے ہوئے مارچ کے مہینہ میں حضور عالی شان کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا کہ موسم ربیع کے غلہ سے فارغ ہونے کے بعد کافی فرصت ملنے کی امید ہے جس پر حضور انور نے فرمایا تھا کہ بے شک فرصت کے وقت آنا چاہئے۔ غلام نے اس لئے جون کے مہینہ میں حاضر ہونے کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر اب اس وقت حاضر ہونا مشکل لگتا ہے۔ اب اس وقت یہ مصیبت آگئی ہے کہ ہمارے گاؤں ہی کا ایک شخص میرا اور میرے بھائی دوست محمد خان کا مخالف تھا۔ دوست محمد خان نے اس کے خلاف بالکل سچا دعوی فوجداری عدالت میں دائر کیا (چلایا) جب اس کو سزا کا خوف ہوا تو وہ فوج میں بھرتی ہو گیا اور مقدمہ سے بچ گیا۔ مگر اس نے دل میں کینہ رکھا۔ چنانچہ فوج سے چھٹی لے کر گاؤں آیا اور ۱۵ اپریل کو مجھ پر حملہ کیا۔ جس پر بندہ نے اس کو ہلکی ضربیں لگائیں اور اپنا ہاتھ خود توڑ کر ضلع کی فوجداری میں دعوی دائر کیا۔ جس (مقدمہ) میں غلام اور بھائی دوست محمد خان کی دو دو سو روپیہ کی ضمانت ہوئی۔ اب ۲۴ تاریخ کو پیشی ہے۔ جون تک اس مقدمے کے فیصلے ہونے کی امید نہیں ہے یا شاید اگر ہو بھی جائے تو نجانے کیا صورت حال ہو۔

چنانچہ پہلے بھی حضور کی خدمت میں اس مقدمہ کا حال بیان کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ ذکر کرنے کا یہ موقع آگیا ہے کہ اس موقع پر جو بندہ کے حاضر ہونے کا ارادہ تھا وہ پورا ہونے کی امید نہیں ہے۔ عدالت صرف دس بارہ دن کی تاریخ دیتی ہے جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونے اور رہنے کے لئے کافی نہیں ہے اس لئے دل بہت پریشان ہے۔

❷ کمترین کو دینی و دنیاوی مشکلات اور مصیبتوں نے بہت گھیرا ہوا ہے۔ کبھی ان مشکلات سے گھبرا کر یہ خیال آتا ہے کہ اس خراب زندگی سے تو موت ہی اچھی لگتی ہے۔ مگر موت سے بھی خوف آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ موت کے بعد آخرت کی کیا مصیبتیں پیش آئیں۔

❸ اے پیر صادق، راہنمائے حقیقی اور حکیم الامت! غلام حضور کے سارے خادموں سے نالائق اور گرے ہوئے اخلاق (کا مالک) اور بہت گناہ گاروں سے گنہگار ہے۔ خود کو پکا مسلمان بھی نہیں سمجھتا ہے۔ مگر یہ گناہ گار حضور کے قدموں میں گر کر رہے اس غلام کو اس بات پر بھی ایمان ہے کہ اولیاء اللہ کی نظر اکسیر (سونا بنانے والی، بہت ہی مفید) ہوتی ہے۔ ان کی نظر عنایت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے گنہگار شخص بھی صحیح ہو کر ہمیشہ کی نجات حاصل کر سکتا ہے۔

۴ دینی مشکلات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت خدشے (وسوسہ خیالات) آتے ہیں۔ دل میں بہت خیال آتے ہیں۔ دل میں بہت جھگڑے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کر لیتا (یعنی مان) لیتا ہوں۔ پھر یہ خیالات آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام (قرآن شریف) میں فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے چھ دن کے بعد عرش پر قرار پکڑا'' اور یہ بھی فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا عرش مؤمن کا دل ہے'' اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں: جہاں تم دو ہو وہاں تیسرا میں ہوں۔ بندہ نے ایک کتاب میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دو علم سیکھے ہیں۔ ایک علم تمہیں بتاتا ہوں اگر دوسرا علم تمہیں بتاؤں تو میرا نرخرہ کٹ جائے۔ اس سے غلام کو یہ خیال ہوا کہ جو علم بتایا گیا ہے وہ تو شریعت ہے اور اصل جو علم ہے وہ باطنی علم ہے وہ فقراء اہل اللہ کو معلوم ہے جو عوام کو نہیں بتاتے ہیں۔

اس قسم کے اور بہت سے وہم ہوتے ہیں کیا کیا عرض کروں۔ حضور کی خدمت میں عرض کرنے سے یہ بھی خیال آتا ہے کہ حضور کا قیمتی وقت زیادہ نہ لوں مگر یہ بھی خیال آتا ہے کہ مر جاؤں اپنا حال کس کو جا کر سناؤں اور کس حکیم سے ان روحانی بیماریوں سے نجات حاصل کروں۔

۵ عالی جاہ! کبھی کبھی دل میں ایسے وسوسے آتے ہیں کہ غلام دل ہی دل میں خود کو کافر سمجھ لیتا ہے اور کبھی یہ خیال آتا ہے کہ کافر نہیں تو منافق ضرور ہوں۔ اس کے بعد کافروں اور منافقوں کا حشر سامنے آتا ہے تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ خودکشی کر کے مر جاؤں۔ عالی جاہ! جو شخص ان مصیبتوں اور حادثوں میں مبتلا ہو تو اس کی زندگی ایک مشکل کام ہے۔ بے شک غلام ظاہری نماز پڑھتا ہے لیکن دل میں یہ خیال بھی آتا ہے کہ جب تک دل حاضر نہ ہو اس نماز سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

۶ کبھی دل میں ایسی گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ ساری ذمہ داریوں کو چھوڑ کر جنگل چلا جاؤں شاید ان مصیبتوں اور فکروں سے آزاد ہو جاؤں۔ مگر چھوٹے چھوٹے بچے اور بیوی موجود ہیں دل میں یہ خیال آتا ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ان کی پرورش و تربیت وغیرہ میرا فرض ہے شاید ایسا کرنے (یعنی جنگل چلے جانے کی وجہ) سے اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ لیں۔

۷ (میری) دنیاوی حالت یہ ہے کہ آمدنی قلیل اور خرچ زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے غلام پر بہت قرض ہو گیا ہے۔ لیکن اس معاملہ کا دین سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ جب قرض خواہ پیسہ مانگتا ہے تو دین دنیا سب بھول جاتی ہے اور ایک مصیبت پیش آجاتی ہے۔

۸ کمترین اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی یہ تجویز سوچتا ہے کہ اس غلام کے پاس جو تھوڑی سی زمین

ملکیت میں ہے یا اس احقر کے پاس مکان ہے اس کو رہن رکھ کر یا بیچ کر قرضہ ادا کر دوں۔ جو کچھ روپیہ باقی رہے وہ اپنی بیوی بچوں کے حوالے کروں اور خود حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ حضور کی خدمت میں اپنا سارا ظاہری اور باطنی حال عرض ہے۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عمل کروں گا۔

تحقیق: دنیاوی مشکلات کی تدابیر (علاج) بتانا تجربہ کاروں کا کام ہے جو واقعات کے پہلوؤں سے باخبر ہوں۔ باقی میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نجات عطا فرمائے اور دینی مشکلات کی تدبیر بتانا ہم جیسوں کا کام ہے۔ اس لئے میں کئی بار بتا چکا ہوں کہ یہاں آنا چاہئے۔ اب معلوم ہوا کہ آپ نہیں آ سکتے ہیں تو اس کا بدل بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ۔

صبر کن حافظ بہ تلخی روز وشب   عاقبت روزے بیابی کام را

ترجمہ: ''دن رات کی تلخیوں پر حافظ صبر کرنا ـــــ آخر کو ہوگا تو ایک دن کامیاب۔''

اس صبر کی شرح (تفصیل) یہ ہے کہ جتنے کام اختیار میں ہیں ان کو کیا جائے اور جو کام غیر اختیاری ہیں ذرا بھی حرکت نہ کریں نہ (اس کے لئے) کچھ علاج کریں بس خدا کے حوالے کر کے خاموش رہیں۔

حضور قلبی (دلی توجہ)

حال ①: دو چار باتیں پوچھنی ہیں۔ امید ہے کہ تکلیف فرما کر تعلیم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں۔

❶ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا سے کھانے پینے اور تمام حالات میں آسانی سے حضور حاصل ہے۔ اسم (نام) کی طرف توجہ رہتی ہے مگر مسمّٰی (وہ ذات جس کا یہ نام ہو یعنی اللہ تعالیٰ) کا راستہ ابھی تک نہیں ملا ہے۔ اس کا کیا طریقہ ہے۔ امید ہے کہ رہبری فرمائی جائے گی۔

تحقیق: یہی حضور مسمّٰی (یعنی اللہ تعالیٰ) تک پہنچنا ہے۔ معلوم نہیں آپ کو کیا شبہ ہو گیا ہے۔

حال ②: اگر جان بوجھ کر دل سے تصور نہ کروں تو پھر اسم ذات کا تصور کس موقع پر کیا جائے۔

تحقیق: کسی موقع کی ضرورت ہی کیا ہے۔

سؤال: بندہ وظیفہ ذکر و قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ سب کچھ کرتا ہے مگر اب تک ایسی حالت پیدا نہیں ہوئی کہ ہر وقت یاد الٰہی میں مشغولی رہے کسی وقت غفلت نہ ہو اس کے لئے احقر کے لئے کوئی علاج وظیفہ مناسب ہو تو ارشاد فرمایا جائے۔

جواب: یہ عادۃ ناممکن ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حنظلہ! لیکن یہ حالت کبھی کبھی ہوتی ہے۔

یکسوئی حاصل ہونے کا علاج

حال: بندہ مغرب کی نماز کے بعد اسم ذات تین ہزار کی مقرر تعداد کرلیا ہے۔ مگر اس میں مجھ سے دو کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔ ایک تو میرا خیال ایک جگہ نہیں رہتا ہے جب ذکر کے لئے بیٹھتا ہوں تو پھر مجھے یہ خبر ہی نہیں رہتی ہے کہ کیا کر رہا ہوں۔ چاروں طرف کے خیال گھیرے رہتے ہیں۔ کچھ دیر بعد چونکتا ہوں کہ ارے میں کن خیالات میں ہوں اور (پھر) ذکر کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ مگر پھر دوبارہ وہی پہلے جیسی کیفیت ہو جاتی ہے۔

اگر زور ڈال کر خیالات کو جمع کرنے میں زیادہ کوشش کرتا ہوں تو دماغ پر زیادہ زور پڑتا ہے اور دماغ کیونکہ کمزور ہے اس لئے پریشان ہو جاتا ہوں۔ اپنی اس نااہلیت پر افسوس ہوتا ہے۔ جب کیفیت یہ ہے تو ذکر کا کیا اثر ہوگا۔ حضرت! اگر مناسب سمجھیں تو کوئی ایسی چیز تجویز فرمائیں جو یکسوئی کے لئے مفید ہو۔

تحقیق: بہت زور مت ڈالو۔ ہلکی توجہ کافی ہے۔ یکسوئی کی یہی تدبیر ہے کہ بغیر یکسوئی کے کام کرتے رہو انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی برکت سے یکسوئی بھی (حاصل) ہو جائے گی۔

کم ہمتی کا علاج

حال: دوسری کوتاہی مجھ سے یہ ہوتی ہے کہ اگر میری طبیعت خراب ہوتی ہے تو مجھ سے بیٹھ کر کام نہیں ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مجھ میں جان ہی نہیں رہی ہے اگر کوئی فکر کی بات پیش آتی ہے تو بھی یہی کیفیت ہوتی ہے زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ مجھے امراض تو بہت ہیں اور میں کمزور ہوں اس لئے شفاء کیسے ہوگی۔

تحقیق: طبی علاج کرو۔ یہ کم ہمتی بدن کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ علاج کے بعد پھر مجھے اطلاع کرو۔

حال: (مجھ سے) کچھ ناگوار باتوں اور کچھ اپنی کم ہمتی کی وجہ سے معمولات چھوٹ گئے ہیں۔ اپنی سمجھ کے مطابق بہت کوشش اور ہمت کرنے کے باوجود نماز قضا ہو جاتی ہے اور اکثر گناہوں کے خیالات دماغ میں پکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت اشتعال (جوش) ہوتا ہے۔ آنکھ، کان اور زبان پر بالکل قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ دو چار دن ہمت کر کے نظر کی حفاظت کرتا ہوں مگر پھر دوبارہ پہلی جیسی حالت ہو جاتی ہے بلکہ اور زیادہ بدنظری کا شوق ہو جاتا ہے۔

دل تو بہت چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد میں وقت گزرے مگر اس گناہ گار کی بتیس سالہ زندگی میں

کامیابی نہیں ہوئی۔ مدد فرمایئے اور اللہ تعالیٰ کا غلام بنا دیجئے۔

تحقیق: آپ کو بہت زیادہ ضرورت ہے کہ (آپ) روزانہ کیمیائے سعادت یا اس کے اردو ترجمہ اکسیر ہدایت کا مطالعہ کیجئے۔

حال: میری حالت یہ ہے کہ آپ نے جو ذکر واذکار (تعلیم) فرمائے تھے کرتا ہوں۔لیکن جو وقت آپ نے (ان اذکار کا) بتایا تھا کبھی اسی وقت اور کبھی دوسرے وقت اور کبھی بڑی بڑی مجبوری کی وجہ سے ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ مجبوری کے علاوہ ناغہ نہیں ہوتا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ میرے اندر طلب اور دھن (شوق، خواہش) نہیں ہے بلکہ آنکھ کھلتی رہتی ہے اور اٹھنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ بس بات یہ ہے کہ طلب اور دھن نہیں ہے۔

تحقیق: دھن چند دن کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے۔اس (پابندی کرنے) کے لئے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم یہ دیکھتے ہو کہ پہلے دھن ہو پھر کام کرو اور دھن اس کا انتظار کر رہی ہے کہ جب یہ پابندی کریں تو حاصل ہوں۔

فاقہ کی برکات

حال: احقر آج کل روزانہ دس ہزار مرتبہ استغفار پڑھ لیتا ہے اگرچہ حالت بالکل یہ ہے کہ ؎

سبحہ برکف توبہ برلب دل پراز ذوق گناہ   معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

ترجمہ: ''ہاتھ میں تسبیح، ہونٹ پر توبہ اور دل گناہوں سے لبریز ـــــ معصیت کو بھی ہمارے استغفار پر ہنسی آتی ہوگی''۔

اور چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات ایک پارہ قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہوں لیکن کیفیت بالکل ایسی ہوتی ہے کہ ؎

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر   ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: ''ہے زباں پہ تسبیح دل میں خیال گاؤ خر ـــــ اس طرح تسبیح کا پڑھنا کیا دکھائے گا اثر''۔

حضرت ذکر کے درمیان اکثر عظمت الٰہی نظر کے سامنے رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے واللہ اپنی طاعت (اپنے نیک کام) سے ہی شرمندہ ہوتا ہوں اور جب گناہ بھی ہو جاتا تو بہت ہی غیرت آتی ہے۔ اپنی طاعت ہی میں خود کو ہزاروں کوتاہیوں میں دیکھتا ہوں۔ یہ شعر میری حالت کا ترجمہ ہے کہ ؎

میری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
میری توبہ سے تو توبہ استغفار کرتی ہے

لیکن کیونکہ یہ ذکر ہی سرمایۂ تسلی ہے اگر اچھا نہ ہو برا ہی سہی شاید ذکر کرتے کرتے اچھا ہی نصیب ہو جائے ذکر کے بغیر بھی چین نہیں آتا ہے۔

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

پہلے ذکر تکلیف سے ہوتا تھا (اور) اب تو الحمد للہ ذکر کے بغیر چین نہیں ہے۔ بظاہر بالکل غفلت نہیں ہوتی ہے اگرچہ حقیقت میں غافل ہوں۔ ذکر کی برکات جو مجھے نظر آئیں کیا ہیں اور کہاں تک ہیں عرض کر سکتا ہوں۔ واللہ مجھے بالکل مست کی طرح کر دیا ہے۔ میری حالت یہ ہے کہ بہت تنگی ہے اور فاقے پر فاقے ہوتے ہیں۔ حال ہی میں بخار کی وجہ سے ایک بچہ کا انتقال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بھی مشکلیں پیش آتی رہتی ہیں لیکن ان تکالیف کا ظاہری اثر ہونے کے باوجود یعنی فاقہ میں کمزوری بھی ہوتی ہے اور رنج کی بات پر رنج بھی ہوتا ہے لیکن اس پروردگار عالم کی قسم ہے کہ اس پر مجھے عیش (زندگی آسانی) حاصل ہے کہ واللہ ساری زندگی میں ایسی آسانی کبھی نہیں ملی ہے۔ ہزاروں روپیہ کمایا اور خرچ کیا کبھی بھی ایسی زندگی کی آسانی اور بے فکری اور اطمینان حاصل نہیں ہوا جیسا کہ اب تنگی میں حاصل ہے۔

حضرت واللہ! اللہ تعالیٰ کا ذکر عجیب چیز ہے (اس کا) اثر ضرور ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ (یہ بات) ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو۔ جب میرے ذکر جس میں سینکڑوں کوتاہیاں موجود ہیں اس کی یہ کیفیت ہے تو جن حضرات کو ذکر کا اعلیٰ (اونچا) درجہ حاصل ہے ان کی اللہ جانے کیا کیفیت ہوگی مستی کا کیا عالم ہوگا۔

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند صاف گر باشد ندانم چوں کند

ترجمہ: ”جب گدلا پانی ہی مجنوں بنا رہا ہے اگر صاف ہو تو نجانے کیا کرے۔“

مختصر یہ کہ مجھے الحمد للہ کسی واقعہ سے بھی پریشانی نہیں ہوتی ہے بلکہ بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی (کہ بغیر دولت اور خزانے کے قارون کی طرح سینکڑوں خادموں رہنے) کی حالت ہے۔ بس اطمینان ہے کہ۔

ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود
ہرچہ از دوست میرسد نیکوست

ترجمہ: ”وہ بادشاہ جو کچھ کرے اچھا ہوتا ہے، دوست سے جو ملے اچھا ہوتا ہے۔“

دنیا کی ساری فکروں سے آزاد ہوں اور اکثر یہ شعر زبان پر رہتا ہے۔

کار ساز ما بسازد کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

ترجمہ: ”ہمارے کام بناتا ہے ہمارے کام بنانے والا اس لئے اپنے کاموں کی فکر کرنا خود کو تکلیف

دینا ہے۔''

اور یہ سب حضور کی وجہ سے حاصل ہوا ہے ورنہ میں اکیلا اگر ہزار سال بھی ذکر کرتا تو یہ (سب کچھ) ہرگز نہیں ملتا۔ ؎

بے عنایت حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو بھی اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوگا۔''

(حضرت!) ذکر و تلاوت اور نماز میں اکثر رقت (رونے کی کیفیت) رہتی ہے حضرت! دل میں ایک آگ سی لگی رہتی ہے اور دل میں سوز (جلن) اور درد بہت اچھا لگتا ہے۔ حضرت کی تصانیف کثرت سے مطالعہ میں رکھتا ہوں۔ ''مذاق العارفین'' جو ''احیاء العلوم'' کا ترجمہ ہے اس کی چوتھی جلد بھی آج کل میرے مطالعے میں ہے۔ جامع مسجد میں جمعہ کے دن حضرت کا ایک وعظ یا کبھی آدھا وعظ تقریر کی طرح پڑھ کر سناتا ہوں۔ جس سے مجھے بہت فائدہ ہوتا ہے اور سننے والے بھی بہت ہی فائدہ ہونا بتاتے ہیں۔ لیکن حضرت! واللہ! میرے آقا (اللہ تعالیٰ) نے مجھ پر یہ قدرتی رحمت جو فاقے اور تنگی کی صورت میں جو نازل فرمائی ہے اس سے مجھے بے انتہا روحانی فائدہ ہوا ہے۔ دل میں ایک نور لگتا ہے۔ جس سے عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ تواضع اور انکسار کی عجیب حالت پیدا ہوگئی ہے جس کو بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ ذوق کی کیفیت تحریر میں کیسے لاؤں۔

غرض حضرت کی دعا اور توجہ کی وجہ سے میرے آقا کا مجھ پر بے انتہا فضل و کرم ہے۔ میں الحمد للہ ہزاروں روحانی نعمتوں اور جسمانی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔ حضرت! ایسا لگتا ہے کہ دل میں کوئی تسلی دینے والا موجود ہے۔ ؎

ہمدم مصائب میں بھی ہوں میں خوش و خرم دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا میرے دل میں

ایک خیال سے اکثر یہ پریشانی پیدا ہوتی ہے اور دن رات یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھئے ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوگا یا نہیں؟ مرض کی شدت، دنیا سے جانے، جان نکلنے کی تکلیف اور شیطان کے بہکانے کا خیال کچھ ایسی بے چینی پیدا کرتا ہے کہ پریشانی ہو جاتی ہے لیکن پھر یہ خیال آنا شروع ہو جاتا ہے کہ جب پروردگار عالم نے صرف اپنے فضل و کرم سے مجھ پر اپنے احسانات، عنایات اور رحمت کے انبار (ڈھیر) کے انبار نازل فرما رہے ہیں تو ایسی محتاجگی، مجبوری اور انتہائی ضرورت کے وقت اور بھی زیادہ یقیناً ان شاء اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا اور وسعت و رحمت سوچتا رہتا ہوں بس یہ پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ان حالات سے جتنی خوشی آپ کو ہے مجھے بھی اس زیادہ ہے کم نہیں ہے۔ مبارک ہو اللہ تعالیٰ زیادہ ترقی اور استقامت نصیب فرمائیں۔ الحمد للہ بڑی نعمت ہے۔

دنیوی باتوں میں رونا آنے اور دینی باتوں میں نہ آنے کے فرق کی وجہ

حال: اگر اپنے کسی قریبی رشتہ دار یا خود کو کوئی ذاتی دنیوی تکلیف ہو تو رونا بہت جلدی آجاتا ہے مگر دینی کام نماز، وظیفہ وغیرہ میں (کمی آنے سے) کبھی رونا نہیں آتا ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ باتیں مقصود نہیں ہے۔ (لیکن) صرف اس کی وجہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیاوی باتوں میں رونا اور اتنی جلدی آنا اور دینی باتوں میں رونے کا نام نشان بھی نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: دنیاوی باتوں میں غم کی وجہ سے رونا آتا ہے (کہ دنیاوی باتوں کے نقصان پر غم ہوتا ہے) اور یہاں (دینی باتوں میں) غم ہی کیا ہے (کہ دینی باتوں میں کمی کی وجہ سے غم نہیں ہوتا ہے اس لئے رونا بھی نہیں آتا ہے)۔

طلب کی علامات کے آثار

حال: بندہ آج کل شیطان کی عجیب کشمکش میں مبتلا اور پریشانی میں ہے۔ شیطان یہ خیالات لاتا ہے کہ فلاں کامیاب ہوا اور تو نہیں ہوا۔ بندہ اس کو ایک دوسرے سے حسد کرنا اس لئے نہیں سمجھتا ہے کہ اس شخص سے نعمت چھن جانے کا وسوسہ بھی دل میں نہیں آتا ہے بلکہ (بندہ اس کو) ایک دوسرے سے آگے بڑھنا سمجھتا ہے جو طریقت میں شرک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس شہرت کو پسند کرتا ہے دوسرے یہ کہ دنیا میں اعمال کے نتیجہ کا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے تیسرے یہ کہ شیطان مقصود کی طرف سے غیر مقصود کی طرف لانا چاہتا ہے چوتھے یہ کہ شیطان بندہ کو اس (بات) کا مستحق بناتا ہے کہ (دنیا میں اعمال کے) نتیجہ ظاہر ہوں (کہ یہ نتیجہ کا ظاہر ہونا ہمارا حق ہے)۔

بندہ اس خیال کو نفس کا دھوکہ سمجھتا ہے اور لاحول پڑھتا ہے (بندہ) دل کو سمجھاتا ہے کہ اگر یہ خیال کرلیں جو دنیا ہی میں نتیجہ ظاہر ہوں تو تیرا کون سا عمل ایسا ہے کہ جس پر نتیجہ کا ظاہر ہونا ضروری ہو۔ ہر شخص اپنے کمال کے لحاظ سے (یعنی جس درجہ کا وہ کامل ہوتا ہے اسی لحاظ سے) کسی فعل یا عمل کو پسند کرتا ہے۔ جب انسانوں میں یہ طریقہ مروج ہے تو وہ احکم الحاکمین جو تمام صفات میں سب سے کامل ہیں اس طریقہ کو کیوں پسند نہیں کریں گے۔ اس اصول کو نظر کے سامنے رکھ کر تو ہی دیکھ لے کہ تیرا کون سا عمل ایسا ہے (کہ اس پر نتیجہ مرتب ہو) تیرے عمل

پر تو اگر غصہ ہی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کہ تو کس منہ سے ایسا (اعمال کے نتیجہ ظاہر) ہونا کہتا ہے۔ اور یہ اشعار پڑھتا ہوں۔ ؎

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن   بازی اگر چہ نہ پا سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے کہتا اپنے آپ کو عشق باز   اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

اور کبھی اس طرف خیال جاتا ہے بقول شہیدی کے ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پہ   تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

جب کبھی اس حالت سے افاقہ ہوتا ہے تو افسوس ہوتا ہے کہ لاحول ولاقوۃ کس خرافات میں ہوں۔ اگر اس سے آدھے وقت ہی میں محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتا تو کیا (ہی) اچھا ہوتا۔ باری تعالیٰ کا تصور ہوتا لیکن پھر شیطان بہکا دیتا ہے۔

بندہ کی حقیقی حالت یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں ہفتہ کے شروع میں ایک دن تو ضرور (رات کے معمول کا) ناغہ ہو جاتا ہے اگر چہ دن میں اس کی تلافی کر لیتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر آنکھ کھلی بھی تو نیند کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ نفل تو کھڑے ہو کر پڑھ لئے یا ذکر میں خبر نہیں رہتی ہے کہ کیا پڑھا اور کس حالت مین (پڑھا) اس وجہ سے یہ (معمول) اختیار کیا کہ ساڑھے تین بجے اٹھتا ہوں اور چار بجے تک نوافل سے فارغ ہو جاتا ہوں صبح صادق کے بعد ہی نماز سے پہلے تسبیح پوری کر لیتا ہوں۔ حالانکہ جی چاہتا ہے کہ نوافل میں قرأت لمبی کروں مگر مجبور ہوں ایک دن لمبی قرأت کروں اور دوسرے دن بالکل آنکھ ہی نہ کھلے۔

دن میں دنیا کے کام کی وجہ سے ایک گھنٹہ مشکل سے سونے کو ملتا ہے دوسرے آنے جانے کی تھکان بھی ہوتی ہے لیکن یہ فائدہ ضرور ہے کہ حضور والا کی صحبت اقدس ایک ڈیڑھ گھنٹہ حاصل ہو جاتی ہے۔ بندہ اپنی ناقص رائے میں حضور والا کی ایک گھنٹہ کی صحبت کو اپنی عبادت تو کس شمار میں ہے بلکہ کسی کامل (شخص) کی سارے دن کی عبادت سے بہتر سمجھتا ہے اپنی حالت کو بالکل اس (شعر) کی طرح پاتا ہوں کہ ؎

علم رکھتا ہوں سو بے سود عمل ہیں سو خراب ہیں   دل و جان رکھتا ہوں وہ بھی پریشان دونوں

ایسا شخص اگر اپنے آپ کو کسی نتیجہ کا مستحق سمجھے تو اس سے زیادہ حماقت (بے وقوفی) کیا ہوگی۔ دل کو کتنا ہی سمجھاتا ہوں مگر شیطان نے بہت ہی پریشانی میں ڈال رکھا ہے۔ حضور والا باری تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ باری تعالیٰ بندہ ناچیز کو شیطان ملعون کے شر محفوظ رکھیں۔ ہاں! دل یہ چاہتا ہے کہ حالت اس (شعر) کی طرح ہو جائے

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید   یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید

بکشائے تربتم رابعد از وفات و بنگر   کز آتش درونم دود از کفن برآید

تَرجَمہ

❶ جب تک مجھے میرا مقصد حاصل نہ ہو جائے میں طلب سے نہیں رکوں گا یا تو میرا مقصد حاصل ہو جائے یا میری جاں چلی جائے۔

❷ مرنے کے بعد قبر کھول کر دیکھ لینا میرے دل کی آگ کی وجہ سے کفن سے دھواں نکل رہا ہے۔

باری تعالیٰ بندہ کو استقامت عطا فرمائیں خواہ مرتے وقت بھی معلوم ہو جائے کہ تو بالکل ناکام رہا مگر اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں رچ (بس) جائے۔ حضور والا بندہ کی حالت ملاحظہ فرما کر اگر مرض تشخیص فرمائیں تو اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: یہ مرض نہیں ہے (بلکہ) بالکل (یہی) خدا کی مرضی ہے۔ یہ سب طلب کے آثار اور علامات ہیں۔ حق تعالیٰ مبارک فرمائیں کام میں لگے رہنا چاہئے خواہ الٹا سیدھا ہی سہی۔ انشاء اللہ یہ بھی (فائدہ سے) خالی نہیں جائے گا۔ جس کامیابی کے بارے میں آپ کو خیالی کشمکش ہے اس کی حقیقت کامیابی کے طالبوں کی خدمت سے ایک طرح کی مناسبت ہے۔

باقی حقیقی کامیابی وہ دوسری چیز ہے اس کے لئے پیر ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں رسوخ (پختگی) ہے۔ یہ الحمدللہ آثار سے آپ کو معلوم ہوتی ہے۔

جذب کا طریق (راستہ)

حَال: مولانا روم (رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ) کا مذہب تو یہ ہے کہ اس طریق کی اصل جذب ہے مگر وہ کسبی (یعنی اپنی کوشش سے حاصل کی جانے والی چیز) نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اگر یہ مسئلہ سب کے ہاں اتفاقی ہے تو تب تو میری جذب کے حاصل کرنے کی خواہش صرف ہوس اور لایعنی ہے ورنہ ارشاد فرمائیں کہ بندہ کی محنت و مشقت میں وہ کون سی کڑی ہے جس کے ملا دینے سے جذب کی طرف پہنچنا آسان ہوں۔ باقی عمل تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسی پر ہوگا ـــــ کار کن موقوف ہر جذبہ مباش۔

ایک عرصہ سے اس بات کے لئے جی چاہ رہا تھا آج چونکہ چاہت بہت زیادہ ہوئی اس لئے لکھ دیا۔

تحقیق: یہ مسئلہ تقریباً اتفاقی ہے اگرچہ طریقہ مختلف ہو۔ باقی اس کا یقینی راستہ وہی سلوک ہے (چنانچہ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا﴾ (کہ جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کریں گے ہم

انہیں اپنے راستے کی طرف رہنمائی فرمائیں گے) اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہنچائیں گے نہ یہ کہ راہ دکھائیں گے کیونکہ یہ راہ دکھانا تو مجاہدہ سے پہلے ہوتا ہے نہ کہ مجاہدہ کے بعد (کیونکہ مجاہدہ کے بعد تو پہنچائیں گے)۔

شیخ کی اتباع نہ کرنے کا علاج

حَال: (حضرت! میرا حال یہ ہے کہ) تہجد بالکل نہیں ہوتی ہے جس کی وجہ سے طبیعت میں بہت بے چینی اور ملال (افسوس) رہتا ہے۔ ویسے تو جناب نے عشاء کے بعد وتر سے پہلے (تہجد) پڑھنے کے لئے فرمایا تھا مگر اس طریقہ کو پہلے تو طبیعت قبول نہیں کرتی ہے۔

تحقیق: افسوس! (کیا) اعتقاد اور اتباع یہی ہے کہ ایک شخص کو جاننے والا اور خیر خواہ سمجھا جائے اور پھر اس (شخص) کی تعلیم کے بارے میں یہ کہا جائے کہ طبیعت قبول نہیں کرتی ہے تو اس صورت میں اس (تعلیم کرنے والے) کو ہر تعلیم میں بھی شک رہے گا کہ شاید حضرت سائل صاحب (سوال کرنے والے) سلمہ کی طبیعت مبارکہ قبول نہ فرمائے۔ پھر (ایسی صورت میں جب کہ سائل کے قبول کرنے میں شک وشبہ ہو تو) تعلیم کرنے کے لئے کس کا دل چاہے گا۔ (اس لئے) بہتر تو یہ ہے کہ ایسے قدر نہ کرنے والے معلم کو چھوڑ کر (کوئی) دوسرا معلم تجویز کرو خواہ وہ نفس ہو یا دوسرا شیخ ہو۔

ہیبت کے آثار

حَال: آج دوسرا دن ہے کہ ایک ایسی حالت (مجھ پر) طاری ہے کہ جس کو برداشت کرنا (میرے لئے) بہت مشکل ہے۔ ہر وقت خیال رہتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ قیامت کا دن آگیا ہے۔ خود کو مخلوق کا غلام اور روپے پیسے کا غلام دیکھ کر ایسا خوف ہوتا ہے کہ کچھ بیان نہیں کرسکتا ہوں۔ نفس کے دھوکوں کو دیکھ کر پریشانی زیادہ ہوتی ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو راحت سے بدل دیں۔

تحقیق: یہ ہیبت کی کیفیت ہے جو اونچے حالات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ یہ پریشانی بالکل مفید ہے اس کی تبدیلی کی کوشش کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر مایوسی ہونے لگے تو احیاء (العلوم) یا (اس کے ترجمہ) کیمیاء (سعادت) میں سے کتاب الرجاء وغیرہ کا مطالعہ مناسب ہے۔

معیت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کی کیفیت) کے غلبہ کے آثار

حَال: کچھ دن غالباً محرم ۳۷ھ کے ابتدا سے یا اس سے کچھ پہلے سے ذکر کے وقت ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

میرے دل میں جلوہ فرما (یعنی بیٹھے ہوئے) ہیں۔ (لیکن) کوئی صورت دل میں نہیں آتی ہے مگر دل نور سے بھرا ہوا، آباد لگتا ہے اور یقینی طور پر یہ بات دل میں اترتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں تشریف فرما ہیں۔ (میں) یہ جانتا ہوں کہ دل میں جو کچھ انوار وغیرہ ہیں وہ (اللہ تعالیٰ کے) غیر ہیں مگر ﴿ان اللّٰہ بکل شیء محیط﴾ (اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے) کی تصویر اس وقت دل میں محسوس کرتا ہوں۔ اس حالت کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

تحقیق: اعتقاد تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو تمام صورتوں اور شکلوں سے پاک سمجھنے) کے ساتھ یہ حالت معیت (کی کیفیت) کا غلبہ ہے۔ اس کے بعد اس سے بھی زیادہ اور ترقی ہوگی۔

غفلت کا علاج

حال: نیند کی زیادتی ہے کبھی کبھی مذکورہ عبادت میں کمی آجاتی ہے۔ حضور کی بارگاہ سے امید کرتا ہے کہ غفلت کا علاج فرما کر بندہ کو بہتری کی تعلیم فرمائیں گے۔

تحقیق: العلاج بالضد۔ (علاج ضد سے ہوتا ہے) اس لئے غفلت کا علاج ذکر ہے جو اختیاری فعل ہے (یہ آپ پر لازم ہے) اگر غفلت سے مراد نیند ہے تو لا تفریط فی النوم (کہ نیند میں کوئی کمی نہیں ہے) حدیث ہے پھر پریشانی کی کیا وجہ ہے۔

قسادت (دل کی سختی) کی تفسیر

حال: میرے حضرت پہلے میری حالت یہ تھی کہ اگر کسی کو مصیبت میں دیکھتا یا مجھے کوئی مصیبت پہنچتی تو روتا تھا اور دل میں نرمی پیدا ہوتی تھی اب یہ حال ہے کہ اس سال دو مہینہ پہلے بہت سارے لوگ بخار کی وجہ سے مر گئے اور اب بھی ہیضہ چل رہا ہے میں کسی کو اگر روتے ہوئے دیکھتا ہوں تو اس سے پوچھتا ہوں روتے کیوں ہو موت سے تو کوئی بچا ہوا نہیں ہے اور دل میں پہلے کی طرح نرمی نہیں پاتا ہوں یہ دل کی سختی ہے یا کیا ہے؟

تحقیق: دل کی سختی (کا ہونا یا نہ ہونا) گناہوں کے ساتھ خاص ہے اور یہ ایک طبعی حالت ہے جو نہ اچھی ہے نہ بری ہے۔

حال: الحمد للہ! دل ہر گناہ سے محفوظ ہے مگر اعضاء جوارح سے گناہ ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: کیوں ہو جاتے ہیں؟

قساوت (دل کی سختی) کے آثار

حَال: (حضرت!) بعض دوسرے ایسے گناہ اور ان کے عذاب کو نظر کے سامنے رکھ کر اکثر عقلی (طور پر) ندامت اور رنج ہوتا ہے لیکن روحانی اور قلبی رنج جتنا ہونا چاہئے نہیں ہوتا ہے۔ (حضرت!) اگر یہ حالت قساوت (دل کی سختی) کی وجہ سے ہے تو وعدہ وعید دیکھنے کے لئے مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق اور جنت و دوزخ کے حالات دیکھنا میرے لئے زیادہ تاثیر کرے گا۔ خصوصاً حضرت کی تصانیف میں اس مضمون کی کوئی کتاب میرے پاس نہیں ہے۔ تجربہ سے یہ بات نظر آئی ہے کہ مجھے حدیث کی عبارت (تحریر، مضمون) سے......دوسری کتاب کے مقابلے میں زیادہ اثر ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ قساوت تو نہیں ہے لیکن اگر ایسا حال ہو جائے تو مشکوٰۃ دیکھئے زیادہ مفید ہے اسی طرح دوسری حدیث کی کتاب بھی (دیکھئے)۔

قساوت قلبی کی حقیقت

حَال: حضرت نے مجھ سے جو دل کی سختی کے بارے میں پوچھا ہے کہ اس کی تشریح لکھوں تو جواب میں عرض ہے کہ مجھے ہر کرنے کے کام سے پہلے ایک خوف اور مایوسی لگی رہتی ہے جو اکثر اوقات غلط ثابت ہوتی ہے۔ جب میں نے صرف ونحو (عربی گرامر) کا علم پڑھنا شروع کیا تھا تو مجھے یقین تھا کہ (میں) نحو پر حاوی نہیں ہو سکوں گا۔ (لیکن) جب اس کی کتابیں پڑھیں تو تھوڑی سی محنت سے اس پر جتنا ہو سکا حاوی ہوگیا۔ (اسی طرح) پھر معقول (عقلی علوم کی کتابیں) کے بارے میں پھر تجوید وغیرہ کے بارے میں (بھی) یہی وسوسہ تھا جو فن شروع کرنے کے بعد ختم ہوگیا۔

اسی طرح میں نے بعض کتابوں میں (جیسے قول الجمیل، ضیاء القلوب جن کو عرصہ ہوا کہ دیکھا تھا) جو جو اعمال لکھے ہوئے ہیں کچھ ان کو دیکھنے اور کچھ اپنے گھر میں کہیں کہیں سننے سے اگر کبھی ان اعمال کو کیا یا اللہ اللہ کر لیا تو جو آثار و انوار (ان اعمال کے) لکھے ہوئے ہیں میرے اندر محسوس نہیں ہوئے اور نہ ہی (ان اعمال کی) بنیادی چیزوں کو (اپنے اندر) محسوس کر سکا ہوں اور نہ ہی آج تک کسی عمل میں استقامت نصیب ہوتی ہے۔ (اسی طرح) جیسے لوگوں کے بارے میں سننے میں آتا ہے ان کے دل کی عجیب وغریب کیفیات ہوتی ہیں مجھ میں ان کیفیات کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہاں کبھی کبھی کوئی ابھارنے اور چاہت والی کوئی چیز پیش آجاتی ہے تو اس وقت دل پر ایک قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جیسے کبھی اشعار لکھوں تو نعتیہ مناجات (دعائیہ) مضمون سامنے آجائے

تو دل پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں جو اشعار لکھتا ہوں ان کا ذوق بھی اچھا ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ یہ حالت میرے دل کی انتہائی ہے اس لئے میرے خیال میں میرے دل کی سختی بڑھی ہوئی ہے۔

تحقیق: اس تفسیر کا خلاصہ تو بعض غیر اختیار ابھار کا ہونا یا نہ ہونا ہے اور قساوت (دل کی سختی) کی حقیقت ایک ایسا ابھار جو اختیاری فعل سے پیدا ہوتا ہے اس لئے وہ ابھار بھی اختیاری کے حکم میں ہے اور گناہ کے فعل میں منحصر ہے۔ اس لئے قسوت (دل کی سختی) وہ خاص اثر ہے جو بار بار گناہ کرنے سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے قساوت کی برائی اور وعید آئی ہے ورنہ غیر اختیاری باتیں جس کا انسان کو کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے ان پر برائی اور وعید نہیں آ سکتی ہے۔ ورنہ یہ ﴿لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا﴾ (کہ اللہ کسی کو اس کی برداشت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتے ہیں) کے خلاف ہوگا۔

جس بات کا آپ نے ذکر فرمایا ہے یہ ایک طبعی بات ہے جو دل کی کمزوری کا اثر ہے۔ یہ برا نہیں ہے اور نہ ہی اس کو دور کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جیسا دل میں نور اور قوت پیدا ہوگی یہ خود بخود ختم ہو جائے گی لیکن یہ ختم ہونا کوئی ضروری چیز نہیں بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

فنا کے غلبہ کے آثار

حال: (حضرت!) آج کل (میری) عجیب حالت ہے کہ کسی چیز میں غور و فکر کرنے سے طبیعت گھبراتی ہے۔ یہاں تک کہ مصنوعات (بنی ہوئی چیزوں) میں اس خیال سے غور و فکر کرنا کہ یہ بنانے والے کے لئے دلیل ہے اس سے بھی طبیعت انکار کرتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ بغیر دلیل کے دیکھنا چاہئے۔ جاگنے کی حالت میں بھی غنودگی (نیند) سی لگتی ہے۔ کسی دوسرے کا بات کرنا مشکل اور ناگوار لگتا ہے۔ اپنی بات کرتا ہوں دوسرے کے بات کرتے وقت غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔

تحقیق: (آپ نے) جو حالت لکھی ہے یہ فنا کا غلبہ ہے۔ مبارک ہو۔

اچھی عقلی باتیں عمل کے ساتھ کافی ہیں

حال: (حضرت!) غلام کو اگرچہ گناہ اور منکرات (ممنوعہ اور، بری باتوں) سے نفرت تو ہے اور اسی طرح خدانخواستہ اگر گناہ ہو جائے اور معمول قضا ہو جائے تو توبہ، استغفار اور نفس کا برا کہنا تو ضرور ہوتا ہے مگر خشیت (اللہ تعالیٰ کا خوف) غالب نہیں لگتی ہے بلکہ امید غالب ہے کیونکہ اگر کچھ منکرات ہو بھی جائیں تو توبہ کے بعد دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔ نہ موت سے خوف اور نہ حیات کی آرزو ہے۔ دوزخ سے

ڈر اور جنت کا شوق دنیا کی حرص ونفرت بالکل نہیں ہے۔ براہ کرم کوئی علاج تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اچھی باتیں اگر طبعی نہ ہوں عقلی (بھی ہوں تو) عمل کے ساتھ کافی ہیں۔

موت کی فکر

حال: (حضرت!) مجھے ہر وقت موت کا ڈر لگا رہتا ہے اچھا پہننے اور خوشی سے زندگی گزارنا اور خوشی کی باتوں سے طبیعت ہٹ گئی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اکثر یہ خیال آتا ہے کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اور مرنے کے بعد معلوم نہیں کیا حشر ہوگا۔ اس خیال سے طبیعت غمگین ہو جاتی ہے اور یہ خیال کرتا ہوں کہ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔

تحقیق: اس غم پر ہزار خوشیاں قربان (ہیں)۔

حال: حضور دعا فرمائیں کہ (میرا) خاتمہ بھلائی کے ساتھ ہو۔ حضور کے فیض اور برکت سے میری حالت میں بہت تبدیلی آگئی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

حزن (غم وغیرہ) کا مجاہدہ کرنا

حال: جن دنوں طبیعت غمگین رہتی ہے ان دنوں میں عبادت کا ذوق بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

تحقیق: حقیقت میں حزن عجیب مجاہدہ ہے جو دل کے صاف ہونے میں خاص اثر رکھتا ہے۔

حزن کی زیادتی کا علاج

حال: (میں) عید سے پہلے شدید بخار میں مبتلا تھا۔ عید کے ایک دو دن کے بعد افاقہ ہوا کہ فوراً ہی میری اہلیہ بیمار ہوئی۔ کھانسی کی شدت سے چھ ماہ کا حمل ساقط ہوگیا اور اچانک اس کے بارہ گھنٹے بعد انتقال ہوگیا۔ جب سے میرے دل پر اتنا افسوس غالب ہے کہ عرض نہیں کرسکتا ہوں۔ کمزوری زیادہ ہوگئی ہے۔ نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ باقی تمام اشغال نہیں کر رہا ہوں۔ دماغ اور دل دونوں صدمہ کی زیادتی سے بے کار ہوگئے ہیں۔

تحقیق: ؎

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم راحت جاں طلبم در پئے جاناں بروم

ترجمہ: ''(یہ دنیا محبوب کے بغیر اصل میں ایک ویراں منزل ہے) وہ دن کتنی خوشی کا ہوگا جس دن میں اس ویراں گھر (دنیا) سے جاؤں گا میری جاں کو آرام ملے گا اور میں محبوب کے ساتھ ساتھ پھروں گا۔''

طبعی حزن وافسوس ہونا چاہئے۔ طبعی ہونے کے علاوہ یہ (حزن وافسوس) خود بہت ساری مصلحت حکمتوں اور بہت سارے رازوں کو شامل ہے۔ لیکن عقل اور دین کے اعتبار سے اوپر کے مضمون کا استحضار اور اس سے تسلی بھی ضروری ہے۔ ایسے وقت میں رسالہ ''شوق وطن'' کا مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا نیز احیاء العلوم کی کتاب الصبر کا بھی مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

موت کی تمنا

سوال: اگر اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے مرنے کی دعا کی جائے تو منع تو نہیں ہے؟

جواب: (موت کی دعا) کیوں؟ (کی جائے)۔

حال: حضور! میرا دل مرنے کو بہت چاہتا ہے اور مرنا مجھے بہت ہی مطلوب ہے۔ مجھے دنیا میں موت جیسی دوسری کوئی چیز مطلوب نہیں ہے۔ کسی کا جنازہ دیکھ کر دل بہت چاہتا ہے زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ ''یا الٰہی آپ مجھے کب اٹھائیں گے'' یہ خیال آتا ہے کہ دنیا میں رہ کر رات دن خطائیں ہوتی ہیں اور رات دن پریشان حال رہتا ہوں اس سے تو بچوں گا۔ ہاں جس وقت کوئی گناہ ہو جائے اس وقت مرنا مطلوب نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اصل سوال کا جواب (یہ ہے کہ) ماشاء اللہ (آپ کی) حالت مبارک ہے ایسی حالت میں موت کی دعا کرنا منع نہیں ہے۔

طبعی رنج

حال: لیکن معمولات کے چھوٹ جانے سے رنج ہوتا ہے۔

تحقیق: طبعی رنج کا کوئی حرج نہیں ہے مگر عقلی رنج نہیں ہونا چاہئے جو کچھ بندے کے ساتھ ہوتا ہے خیر ہوتا ہے۔

جو حال بغیر اختیار کے ہو ترقی ہے

حال: پہلے ایک عرصے تک تو ذات محبت کا تصور اکثر رہتا تھا مگر میں کیونکہ مختلف اوقات میں ''موت کے بعد کا

مراقبہ" کیا کرتا تھا۔ اس سے موت کا شوق ہونے لگا تھا۔ کبھی جی چاہتا تھا کہ اس عالم (موت کے بعد کے عالم میں) چھلانگ لگا کر چلا جاؤں۔ اس حال کے عرض کرنے پر ارشاد ہوا تھا کہ "نسبت تعلق مع اللہ" کی خوشخبری ہو" یہ مراقبہ اب تک مسلسل ہو رہا ہے۔

اب چند دنوں سے یہ بات ہے کہ ہر وقت عالم آخرت کا خیال بغیر ارادے کے ہوتا ہے۔ اسی عالم کے ذکر وفکر سے لذت محسوس ہوتی ہے۔ "ان الدار الاخرة لهی الحیوان" (کہ آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے) کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ عرض یہ ہے کہ (اللہ کی) ذات کے بجائے یہ تصور (موت کا) قائم ہوگیا ہے۔ اس لحاظ سے میں نے ترقی کی یا تنزل (پستی اختیار) کی۔

تحقیق: جو حال بغیر ارادے اور اختیار سے ہو وہ ترقی ہی ہے تنزل نہیں ہے اگرچہ بعض وجہوں سے پہلی حالت ہی زیادہ کامل ہو لیکن جس وقت جو حال ہو وہی مناسب ہے اس مناسبت کی حقیقت و آثار اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرا حال زیادہ مناسب، زیادہ بہتر اور زیادہ مفید ہوتا ہے۔ "وللاخرة خير لك من الاولى" کہ آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے کے عام میں یہ مسئلہ بھی شامل ہے یعنی جس طرح آخرت جو دنیا کے بعد والی حالت ہے اس پہلی دنیا کی حالت سے بہتر ہے ایسے ہی بعد والا حال پہلے حال سے بہتر ہے، (کہ اس آیت میں دونوں لام استغراق کے لئے ہیں یعنی زیادہ خیر آخرت میں ہے)

نظافت (پاکیزگی، صفائی) پسندی

حال: اب ایک نیا حال یہ پیش آیا کہ دل چاہتا ہے کہ نماز کی جگہ خوب اچھی ہو، بستر اچھا پاک ہو اور گھر بھی خوب اچھا ہو۔ اگر مسجد (صاف) ہو تو دل بہت لگتا ہے۔

تحقیق: باطن کی نظافت کی وجہ سے ظاہری نظافت کی چاہت ہوتی ہے۔ مبارک ہو۔

اپنی صفت پر نظر نہیں ہونی چاہئے

حال: الحمد للہ! اب بندے کی حالت پہلے سے ہزار گنا بہتر ہے۔ ایسا لگتا ہے بلکہ کامل یقین ہے کہ حضور نے اپنی دعا کی برکت سے مجھ جیسے دنیا کے کتے کو گمراہی کے کنویں سے نکال کر راستہ پر لگا دیا اور مخلوق سے بے پرواہ کر دیا ہے۔

تحقیق: اس طرف بھی توجہ نہ کریں کیونکہ یہ بھی اپنی صفت ہے اور اس طریقہ سے اپنی صفت پر نظر ہی نہیں کرنا چاہئے۔

حال: (حضرت! میرا) حال یہ ہے کہ خادم ہر وقت اپنی حالت کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ اب چند دنوں سے

خادم کو اپنی حالت میں تبدیلی محسوس ہو رہی ہے۔ وہ یہ کہ اب سے پہلے جو یادِ الٰہی میں محویت (گم ہو جانے کی کیفیت) رہتی تھی اس میں کمی ہے۔

تحقیق: یہ ایک حال ہے جو ابتدا میں طبعی طور پر قوی ہوتا ہے اور عقلی طور پر کمزور ہوتا ہے اور آخر اس کا الٹ ہوتا ہے (کہ طبعی طور پر کمزور اور عقلی طور پر قوی ہوتا ہے) اور الٹ زیادہ معتبر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اعمال میں کمی نہ ہو ورنہ کمی کی وجہ ظاہر ہے (کہ عمل کی کمی کی وجہ سے ہے)۔

حالات کی تفصیل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے

حال: کمترین کی حالت کبھی کبھی گناہوں کی طرف بہت مائل ہو جاتی۔ اطمینان کی جو حالت ہوتی ہے وہ بالکل مٹ جاتی ہے۔ کبھی کبھی توحید کا غلبہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اسم ذات کے علاوہ دل کو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ رات کو (خواب میں) کبھی کبھی درختوں اور مکانوں پر اڑتا پھرتا ہوں اور کبھی برائیوں میں مبتلا رہتا ہوں۔ جب سو کر اٹھتا ہوں تو طبیعت بڑی پریشان ہوتی ہے۔ تہجد کی نماز کئی مرتبہ تو قضا ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اصل وقت پر ادا ہوتی ہے۔ جب قضا ہو جاتی ہے تو سورج نکلنے کے بعد ادا کر لی جاتی ہے۔

حضرت والا اس خاکسار کی کم سمجھی کے مطابق صاف صاف لکھیں کہ یہ حالتیں کیسی ہیں اور حضرت والا خیر کی دعا فرمائیں کہ خاکسار کو خداوند عالم کی پوری پوری محبت ہو جائے۔

تحقیق: حالات کی تفصیل کے پیچھے نہ پڑیں (کہ وہ کیسے ہیں) ایسی تبدیلیاں سب کو پیش آتی ہیں۔ الٹا سیدھا کام کرتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح ایک دن اطمینان حاصل ہو جائے گا۔ ہاں تربیت السالک کے مطالعہ سے مدد ملے گی۔

دعا میں رک جانے کے اسباب

حال: دعا کرنے سے پہلے امنگ (جوش ولولہ کی کیفیت) ہوتی ہے کہ اس طرح عاجزی سے دعا کروں گا اور یوں کہوں گا مگر عین دعا کے وقت خاموشی ہوتی ہے سوائے خدایا صراط مستقیم پر قائم رکھ کے کوئی بات زبان سے نہیں نکلتی ہے حیرت میں ہوں کیا وجہ ہے۔

تحقیق: دعا سے پہلے امنگ ہونا پھر عین دعا کے وقت پر خاموش ہو جانا اس کے مختلف اسباب ہیں۔ کبھی شوق کا ضعیف ہو جانا اس کا سبب ہے کہ پہلے کچھ شوق ہوا پھر کمزور ہو گیا، کبھی دعا کے وقت (اللہ تعالیٰ کی) ہیبت کا غلبہ ہے، کبھی تفویض (اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے) کا غلبہ، کبھی توحید کا غلبہ کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا کیا سوال کیا

جائے اور کبھی حیرت کا غلبہ کہ کیا مانگوں اور کیا نہ مانگوں۔ میرے خیال میں آپ میں آخری سبب ہے۔ باقی آپ خود دیکھ لیجئے ان باتوں کا علم محسوس کرنے سے ہو جاتا ہے۔

بیوی سے تعلق رکھنا

حَال: بیوی سے تعلق ہے مگر ایسا ہے کہ مصیبت لگتی ہے۔ اکثر گھبراتا ہوں کہ بہت بڑا تعلق اور بھیڑ ہو گئی لیکن جب اس کے پاس رہتا ہوں تو محبت بھی بہت زیادہ لگتی ہے۔ ایک مرتبہ بہت سخت بیمار ہو گئی تھی تو اندر سے جی چاہتا تھا کہ مر جاتی تو نجات ملتی مگر جان بوجھ کر اس خیال کو دور کرتا تھا کہ گناہ نہ ہو۔ خیر اچھی ہو گئی۔

تحقیق: ہاں! ایسا خیال بھی نہ کیا جائے کہ بعض اوقات یہ خیال ہمت کے درجہ تک پہنچ کر موثر ہو جاتا ہے (کہ اس پر آدمی عمل کر بیٹھتا) تو اس وقت قتل کا گناہ لازم آ جاتا ہے۔

حَال: وہ مجھ کو بہت مانتی ہے کیونکہ دیندار تمیز دار لکھی پڑھی اور عقل مند بھی ہے، اس لئے زیادہ تکلیف نہیں ہے ورنہ خدا جانے کیا ہوتا۔ بہشتی زیور اور تبلیغ دین پوری پڑھ چکی ہے اور جہاں تک ہو سکے اس پر عمل بھی کرتی ہے۔

تحقیق: خدا کے بندے! ایسی نعمت سے گھبراتے ہیں، جس کو حدیث میں خیر المتاع فرمایا ہے۔

حَال: اب اس کو کون سی کتابیں دی جائیں۔

تحقیق: جتنے ہو سکیں میرے مواعظ دکھائے جائیں۔

حَال: تلاوت نماز وغیرہ کی پابند ہے میں نے (اس سے) کہا تھا کہ مولانا مدظلہ سے مرید ہو جاؤ تو (اس نے) کہا کہ ابھی ذرا اپنی حالت اور درست کر لو پھر (بیعت ہوں گی)۔ اس کے بارے میں اب کیا کروں؟

تحقیق: اس کی رائے صحیح ہے قبول کریں۔

حَال: وہ اب تک میکہ میں ہے۔ اس کے والد کچہری کا کام کرتے ہیں جس کی آمدنی میں ہر قسم کی رقم ہوتی ہوگی اس کے کھانے میں احتیاط کس طرح ہو سکتی ہے؟ اگر اس کے کھانے کے اندازہ سے کسی طرح اس کے گھر والوں کی خدمت یا اُسی کے ذریعہ سے کھانے کے انتظام میں (کچھ پیسے) شامل کرا دوں تو جائز ہو سکتا ہے؟

تحقیق: اس سے کیا ہو سکتا ہے۔

حَال: اس بات سے مجھے اکثر پریشانی رہتی ہے۔

تحقیق: (بیوی کے والد کی) آمدنی کی کیفیت تفصیل سے لکھنی چاہئے۔

حَال: میرے مکان پر چونکہ شرعی محرم نہیں ہے اس لئے (بیوی) اب تک میکہ میں ہے ہاں جب میں رہوں گا

تو کوئی بات ہی نہیں۔

تحقیق: اپنے پاس کیوں نہیں بلا لیتے؟

حال: میں بہت چاہتا ہوں کہ ان تمام تعلقات سے کسی طرح سے نجات ملے جس سے یکسو ہو کر اطمینان سے رہوں مگر اب تک کوئی صورت نظر نہیں آئی شاید میرے مقدر میں یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی طرح رکھنے میں ہے۔

تحقیق: میں اوپر لکھ چکا ہوں۔

بیوی سے صحبت کا نفس کشی (نفس کو مارنے) کے خلاف نہ ہونا

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ میری شادی کے بعد آج تک عشاء کے بعد نماز اور دوسرے وظیفہ ادا کرنے کے بعد مکان واپس آتا ہوں۔ ہفتہ میں دو تین بار نفس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ بیوی سے صحبت کے بغیر نیند نہیں آتی ہے۔ مجبور ہوں کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ تہائی رات گزرنے کے بعد بیوی سے صحبت کی جائے مگر نہیں ہوتا ہے۔ سونے کے وقت تیمم کر کے سوتا ہوں اس لئے شرمندہ ہوتا ہوں کہ سوتے وقت بغیر کئے سو رہا ہوں نفس کی چاہت کی وجہ سے مجبور ہوں۔ نفس نتواں کشت الاظل پیر۔ نفس کی تربیت پیر کی سرپرستی میں ہی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ نفس کشی (نفس کو مارنے) کے خلاف نہیں ہے بلکہ بیوی کے ساتھ سونا تو بیوی کے حقوق میں سے ہے چنانچہ بیوی سے ناراضگی کی صورت "واھجروھن فی المضاجع" "ان عورتوں کو الگ بستروں میں سلاؤ (یعنی اپنے ساتھ نہ سلاؤ)" عورتوں کو تجویز ہوئی۔

غلبہ حال

حال: کبھی عین مناجات (دعا) کی حالت میں خیال ہوتا ہے کہ اشیاء مطلوبہ (جو چیزیں مانگی جا رہی ہیں) وہ اگرچہ جائز ہیں مگر معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اور (تمہارے لئے) مفید بھی ہیں یا نہیں اور ممکن ہے کہ تیرے لئے مفید نہ ہوں۔ جب یہ خیال آتا تو (دعا میں) رغبت کم ہو جاتی ہے اور طبیعت سست ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسی باتوں میں عمومی طور پر رغبت رہتی ہے جو ذوق وشوق کو مضبوط کرنے والی ہوں۔ چنانچہ اکثر نماز کے بعد یہ دعا و مناجات رہتی ہے کہ اے اللہ! میرے قلب کو غیروں کی محبت سے پاک وصاف کر کے اپنی محبت عطا فرما "اللھم طھر قلبی عن غیرك بنور معرفتك" **ترجمہ:** "اے اللہ! میرے دل کو اپنے غیر کی محبت سے پاک وصاف فرمائیے اور اپنے معرفت کے نور سے اس روشن فرمائیے۔" اور کبھی صیغہ جمع کا استعمال

کرتا ہوں (ہمارے قلب کو) لیکن اس صورت میں یہ خطرہ بھی ہو جاتا ہے کہ یہ ساری چیزیں سب کو تو مل نہیں سکتی ہیں تو پھر رغبت کم ہو جاتی ہے حالانکہ ادعیہ ماثورہ عمومی طور پر جمع کے صیغہ کے ساتھ آئی ہیں اس لئے کچھ پریشان ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: یہ بھی ایک حال ہے جس کی تعدیل (یعنی برابری) ہو جائے گی۔

غلبہ نیند کا علاج

حال: خدمت میں گزارش یہ ہے کہ جس وقت وظیفہ پڑھتا ہوں خواہ دن ہو یا رات ہو نیند کا غلبہ بہت ہوتا ہے۔ تہجد کی نماز میں بھی نیند کا زور ہوتا ہے جس سے طبیعت بہت ہی پریشان رہتی ہے۔ جب وظیفہ نہیں پڑھتا ہوں تو پھر نیند وغیرہ کچھ بھی محسوس نہیں ہوتی ہے حتیٰ کہ وظیفہ کے دوران کئی مرتبہ وضو بناتا ہوں وضو کے کچھ دیر بعد پھر نیند کا غلبہ ہوتا ہے جس سے پریشان ہو جاتا ہوں اور اسی پریشانی کی حالت میں حضور کو اطلاع دیتا ہوں۔ میری طبیعت بہت ہی عاجز رہتی ہے کیا علاج کروں؟ حضور جیسا حکم دیں گے ویسا عمل کروں گا حضور میرے لئے دعا کریں۔ احقر وظیفہ وغیرہ میں کمی کرنا بھی نہیں چاہتا ہے۔ جو حالت تھی عرض کر دی اب جیسا حضور حکم دیں گے عمل کروں گا۔

تحقیق: ٹہلتے ہوئے وظیفہ پڑھئے۔

حال: ذکر اور تہجد کے وقت بارہ تسبیح پڑھنے میں نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے۔

تحقیق: سیاہ مرچیں پاس رکھئے جب غلبہ ہوا ایک دانہ چبا لیجئے۔

بیٹھ کر ذکر کرنے سے گھبراہٹ کا علاج

حال: سب (ذکر) چل پھر کر پورا کرتا ہوں بیٹھ کر پڑھنے سے وحشت اور گھبراہٹ اتنی ہوتی ہے کہ کیا بیان کروں۔ کئی مرتبہ اسم مبارک کا ذکر کرنے بیٹھا بس ایسا لگا جیسے کوئی چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہو اٹھ کر بھاگ چنانچہ چھوڑ دیا۔

تحقیق: اسم ذات تھوڑا سا ضرور مقرر کر لو ایسی جگہ بیٹھو جہاں دوسرے ذاکر کی آواز آتی ہو پھر چند دن کے بعد اطلاع دو۔

شیخ سے حضور وغیوبت (یعنی شیخ کے سامنے موجود ہونے اور نہ ہونے) میں فرق

حال: حضور کے آستانہ مبارک پر رہنے کی اگرچہ تھوڑے ہی دنوں سہی بے حد خواہش ہے لیکن یہ عجیب بات

ہے کہ غائبانہ (موجود نہ ہونے کے وقت) بہت اشتیاق رہتا ہے لیکن زیارت نصیب ہونے کے بعد پھر طبیعت میں الجھن ہوتی ہے۔

تحقیق: ہاں بعض طبیعتوں کی خصوصیت یہی چاہتی ہے اور اس کا راز قید (و پابندی) کا بوجھ ہے کیونکہ یہ غیر اختیاری ہے اس لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

شیخ سے حضور وغیبوبیت (یعنی شیخ کے سامنے موجود ہونے اور نہ ہونے) کا فرق

حال: معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ طبیعت میں وہ بات جو (حضور کے) دربار عالی کی حاضری میں تھی نہیں پاتا ہوں۔ اس میں بہت کمی لگتی ہے۔

تحقیق: نقصان دہ نہیں ہے وہ کمی صرف لطف ومزہ کی ہے نفع کی نہیں جیسے غذا کھانے کے وقت منہ میں جو مزہ آتا ہے بعد میں نہیں رہتا مگر غذا کا نفع ختم نہیں ہوتا ہے۔

عبدیت کا حال اور مقام

حال: ایک ہفتہ سے یہ کیفیت ہے کہ نماز و اذکار کے بعد دعا کرنے میں (دعا کی) قبولیت کی درخواست کرتے ہوئے شرم وحجاب محسوس ہوتا ہے کہ میری نماز و ذکر جو سراسر کوتاہیوں سے بھری ہوئی ہے نہ اس میں خشوع خضوع ہے نہ حضور قلب (دل کی یکسوئی وتوجہ) ہے پھر اس کو پیش کر کے قبولیت کی درخواست کرنا بہت بے حیائی ہے۔ اس کیفیت میں جو کچھ غلطی ہو اس کی اصلاح سے مطلع فرما دیجئے۔

تحقیق: عبدیت کے اعلیٰ درجہ کا حال ہے۔ مبارک ہو۔ اب اس سے زیادہ ایک (اور) عبدیت کا مقام ہے وہ یہ کہ اس حال کے غلبہ کے باوجود حکم کو مقدم رکھ کر قبولیت کی دعا ضرور کی جائے۔ اس میں ایک قسم کا مجاہدہ بھی ہے کہ طبیعت کی چاہت پر شریعت کی چاہت کو مقدم کیا۔

نسبت کا سلب نہ کر سکنا اور صاحب تصرف

سوال: دوسری تحقیق یہ ہے کہ جو صوفیاء تصرفات وغیرہ کی مشق رکھتے ہیں وہ دوسرے صاحب نسبت کی نسبت کو کیسے سلب کر لیتے ہیں۔

الجواب: نسبت کو کوئی سلب نہیں کر سکتا۔ وہ تو تعلق مع اللہ کا نام ہے نفسانی کیفیات کو ضعیف کر دیتا ہے جس سے

ایک قسم کی غباوت (کم سمجھی) ہو جاتی ہے۔ کبھی اس کا اثر ارادہ پر ہو کر اعمال تک پہنچتا ہے یعنی اعمال میں سستی ہونے لگتی ہے لیکن (پھر بھی) اختیار سلب نہیں ہوتا ہے۔ اپنے قصد سے اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

سُؤال: اس سے ان کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔

الجواب: اکثر تو کچھ بھی (فائدہ) نہیں بلکہ یہ گناہ ہوتی ہے ہاں کبھی کسی کیفیت کے زیادہ ہونے سے بعض واجبات (کی ادائیگی) میں رکاوٹ ہونے لگتی ہے اس وقت اس کو ضعیف کرنے میں مفید ہوتی ہے۔

سُؤال: تصرفات کی مشاقی کے بغیر صاحب نسبت اور صاحب تصرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: نہیں۔ لیکن پیدائشی وقدرتی طور پر تصرف کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر چہ صاحب نسبت بھی نہ ہوں۔

سُؤال: اوپر کے جواب سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ اصل نسبت جو تعلق مع اللہ ہے سلب کرنے سے سلب نہیں ہوتی ہے۔ صرف نفسانی کیفیات ضعیف اور مضمحل (کمزور) ہو جاتی ہیں (اب یہاں چند باتیں پوچھنی ہیں جو ذیل میں نمبروار ذکر کی جاتی ہیں)۔

❶ لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ اہل طریق کے ہاں اس کے ضعیف کر دینے کا کیا طریقہ ہے۔

❷ اگر کوئی مشاق (مشق کرنے والا) ایسا عمل کرے تو اس کے روک دینے کی بھی کوئی تدبیر ہے کہ اس کا اثر اپنے اوپر نہ آنے دے تا کہ اس کے بلاوجہ تصرف سے بچ جائے اس سے بھی مطلع فرمایئے۔

❸ اہل طریق نے تصرفات کے جو طریق (اس) فن کی کتابوں میں لکھے ہیں ان کو حاصل کرنا صرف مشاقی (مشق کرنے) پر موقوف یا اس کی کچھ اور بھی خاص شرائط ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ "بغیر مشاقی صاحب نسبت صاحب تصرف ہوسکتا ہے یا نہیں آپ نے تحریر فرمایا کہ نہیں لیکن بعض لوگ قدرتی طور پر تصرف کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر چہ صاحب نسبت نہ ہوں۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تصرف ہونے کے لئے صاحب نسبت ہونا ضروری نہیں ہے صرف تصرفات کی مشاقی (مشق) کر لینے سے (آدمی) صاحب تصرف ہو جاتا ہے لیکن حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ضیاء القلوب صفحہ ۴۴ میں جہاں تصرفات کے بعض طریق لکھے ہوئے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔

"اما ایں تصرفات عجیبہ وغریبہ بدون حصول نسبت فنا و بقا دست نمید ہد وایں معاملات از متو سلطان سلوک اکثر واقع میشوند الخ۔"

تَرجَمَہ: "بہر حال یہ عجیب وغریب تصرفات فناء اور بقاء کی نسبت کے حاصل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ یہ معاملات سلوک کے متوسط لوگوں کو اکثر پیش آتے ہیں۔"

بہر کیف میری ناقص سمجھ میں اس میں (یعنی حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی تحقیق نہیں) اور اس (یعنی آپ کی) تحقیق میں فرق لگا اس لئے دوبارہ عرض ہے تشفی فرمائی جائے۔

جَوَاب:

❶ اس کا طریقہ ہمت کا استعمال کرنا ہے۔

❷ اگر دوسری کی ہمت بھی قوی ہو تو اس سے روک سکتا ہے۔

❸ صرف مشاقی (سے حاصل ہوتا ہے)۔

❹ اور حضرت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ارشاد کے معنی یہ ہیں کہ عجیب وغریب تصرفات کا دین میں مفید ہونا۔ بقا اور فنا کی نسبت کے حاصل ہونے پر موقوف ہے۔ یعنی مشاقی (مشق کرنے) یا قوۃ فطریہ (کے ہونے) کے ساتھ یہ (بقا اور فنا کی نسبت کا حاصل ہونا) بھی شرط ہے۔ یہ قید اگرچہ ذکر نہیں کی گئی ہے مگر مشاہدہ کی دلیل اور دوسرے قواعد سے یہ حکم اس (قید) کے ساتھ ہے۔ کیونکہ سالک کا اصل موضوع (ومقصد) یہی دین کا نفع ہے تو سلوک کی کتاب میں یہی مراد ہوگا اور اس (فنا و بقاء کی نسبت) کے بغیر اس (سلب کرنے والی) نسبت کا دینی نفع نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو صاحب تصرف (ہوگا اور) انوار سے خالی ہوگا تو اس سے نور کیسے پھیلے گا یا ان عجیب وغریب تصرفات سے مراد وہ خاص (تصرفات ہوں جو سلوک کے بارے میں ہوں جیسے مرید سے توبہ کرانا وغیرہ۔ ان کو عجیب وغریب کہنا اس بات کا ایک اور سبب ہے کہ (وہ خاص تصرفات سلوک کے بارے میں ہی ہیں) ورنہ مرض وغیرہ تو باطل والے بھی سلب کر لیتے ہیں ایسی معمولی (ہلکے درجہ کے) تصرف کو کیوں فرماتے۔ دونوں وجہوں کا مقصد قریب قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت حاصل ہونے کا طریقہ

سُوَال: مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر سالک کو عشق اور معرفت کی نسبت حاصل ہوتی ہے یا نہیں؟

جَوَاب: گناہوں کا چھوڑنا ذکر کی کثرت کرنا اور مرشد کو اپنے حالات کی اطلاع کرتے رہنا اس (نسبت کے حاصل ہونے) کا طریقہ ہے اگرچہ (مرشد کی) خدمت میں حاضری نہ ہو۔

وجودی اور فنا کی توحید کا غلبہ، کبر کا علاج اور لطائف کا ذکر یہ ایک اجازت یافتہ منتہی کے سوالات کا جواب ہے

احقر کی جانب سے سیدی ومولائی مرشدی ومقتدائی مدظلہ العالی کی خدمت میں "بسم اللہ الرحمن

الرحیم حامدا و مصلیا اما بعد ''احقر اپنے کچھ حالات عرض کرکے ارشاد کا طالب ہے۔

پہلا حصہ: ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ احقر ایک گاؤں گیا تھا۔ وہاں قلب پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ پوری طرح بیان نہیں کی جاسکتی ہے۔ ایک خالص سکون تھا کہ ایسا خلوت میں بھی کبھی نہیں ہوا۔ جو اس جلوت میں (نصیب ہوا) تھا میں اس کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا ہوں۔ حضور مع اللہ کہا جائے یا (کیا کہا جائے؟) ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بالکل اتصال ہے (کہ اللہ تعالیٰ سے بالکل ملا ہوا ہوں) حتیٰ کہ (درمیان میں) کسی کے خیال کی بھی گنجائش نہیں حضور والا کی جوتیوں کے طفیل کیونکہ احقر کا مذاق (مزاج و ذوق) خالص تنزیہہ (یعنی اللہ تعالیٰ کو شکل وصورت سے پاک سمجھنے) کا ہے اس لئے یہ بیان نہیں کرسکتا کہ اتصال کے کیا معنی ہیں۔ اسی خیال میں کبھی اتنی ترقی ہوئی کہ بے اختیار لا الہ الا اللّٰہ کہتا اور سر سجدہ کی طرح جھک جاتا اور اپنا خیال بھی باقی رہتا ہے۔ کبھی عظمت اتنی طاری ہوتی کہ اتنا اتصال گستاخی اور بے ادبی ہے پیچھے ہٹ کر رہنا چاہئے لیکن اس پیچھے ہٹنے کے معنی بھی نہیں بتا سکتا کہ کیا ہیں۔ ہاں یہ مضمون ذہن میں آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کے درمیان) سبب آڑ رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کو بغیر پردہ کے نہ دیکھا جائے اور ساتھ ہی اس سبب کا سلسلہ کہیں ختم ہوتا ہے اسباب کے اس سلسلے کے آگے اللہ تعالیٰ جو سارے اسباب کو پیدا کرنے والے ہیں خود موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان اسباب کے بعد موجود ہونا اللہ تعالیٰ کا خود اختیار کیا ہوا ہے کوئی لازمی چیز نہیں ہے۔

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو (اسباب کی) آڑ بھی باقی نہیں رہتی اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا جاسکتا ہے اس وقت یہ (شعر) کہتا تھا ؎

اے تو پنہاں در ظہور خویشتن   آشکارا ہم نبور خویشتن

ترجمہ: ''اے تو پوشیدہ اپنے ظہور میں ـــــ ظاہر ہونا بھی اپنا نہ ہو''

کبھی نماز میں بعض وقت یہ حالت ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف توجہ بالکل اپنی طرف بھی نہیں رہتی مگر یہ حالت کچھ سیکنڈ کے لئے ہوتی اس سے زیادہ باقی نہیں رہتی تھی۔ نماز کے باہر لوگوں سے علاج معالجہ کے متعلق باتیں کرتا تھا مگر قلب میں یکسوئی تھی۔ باتیں کرنے میں توجہ ہٹتی تھی لیکن (جیسے ہی) بات ختم ہوئی اور وہی حالت واپس لوٹ آئی۔ اس حالت میں جو لطف تھا وہ میری رگوں میں اب تک موجود ہے۔ پوری طرح خوشی سرور اور فراغت تھی۔ نماز کے بعد دل یہ چاہتا تھا کہ مسجد سے اب کہیں نہ جاؤں مگر مجبوری کی وجہ سے جانا پڑتا تھا۔ کبھی خیال کرکے یہ حالت چلی نہ جائے (اس لئے) شکر کرتا تھا کیونکہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور

کبھی دعا مانگتا "اللھم لا تنزع منی صالح ما اعطیتی" (کہ "اے اللہ! جو بھلائیاں آپ نے مجھے عطا فرمائی ہیں ان کو (میرے کسی گناہ کی وجہ سے) واپس نہ چھین لیجئے۔" اس وقت یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت (میری طرف) متوجہ ہے۔ حضرت والا کے لئے اور والدین اور...... کے لئے دعا کرتا اور جو کچھ بھی سمجھ میں آتا دعا کرتا۔

دو دن یہ حالت رہی گو یکساں نہیں رہی مگر کوئی وقت اس حالت سے بالکل خالی نہ تھا۔ اسی دوران ایک اثر یہ تھا کہ غیر ضروری کلام سے نفرت تھی۔ اور جو کچھ کلام کرتا تھا وہ جامع مانع (ضرورت کے لئے کافی اور ضرورت سے زائد نہیں) ہوتا تھا اس میں حضرت والا کا عکس ہوتا تھا لب ولہجہ بھی وہی آواز بھی قریب قریب اسی طرح۔ صفائی ستھرائی کی جانب سے انتہائی میلان اور میل کچیل سے سخت نفرت لیکن نماز میں کیسا ہی کوئی میلا آدمی ساتھ کھڑا ہو نفرت نہ تھی۔ صورت کے اچھا ہونے کی طرف بہت زیادہ میلان تھا۔

ایک اثر یہ تھا کہ ہر چیز کی حقیقت گویا آنکھ سے نظر آتی تھی حتیٰ کہ کئی مرتبہ ایسا لگا کہ لوگوں کی قلبی حالت منکشف ہوتی (نظر آتی) ہے۔ لیکن جب ایسا ہوا میں نے فوراً (اپنا منہ دوسری طرف) پھیر لیا ایک تو اسی وجہ سے کہ یہ تجسس ہے اور گناہ ہے دوسرے کچھ طبعی نفرت سی تھی حتیٰ کہ اگر یہ حالت ختم نہ ہوتی تو میں لوگوں سے بات چیت کرنے میں لگ جاتا کہ اگر چہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو مگر اس میں بھی نہ پڑوں (اس وقت یہی سمجھ میں آیا تھا نہ معلوم یہ طریقہ غلط تھا یا صحیح اور مجھ کو کیا کرنا چاہئے تھا) بہت دفعہ ایسا ہی ہوا اور میں نے اُس انکشاف کو نہ ہونے دیا۔

ایک بات یہ تھی کہ وہ اتصال (اللہ تعالیٰ سے ملے ہوئے ہونے کی کیفیت) ایک ایسی چیز تھی کہ بائیں طرف (یعنی) دل (کی طرف سے) محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ داہنی طرف سینہ کے اندر سے محسوس ہوتی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا بات تھی۔ پورے دو دن یہی حالت رہی اس کے بعد کم ہوگئی حتیٰ کہ اب بھی ہے مگر کبھی کبھی اور اتنی خالص نہیں جتنی اُن دو دن میں تھی۔ اس میں لذت اتنی تھی کہ دل بے حد تڑپتا ہے کہ یہ ہمیشہ کیوں نہیں رہتی ہے۔ اور جب اس میں کمی ہوئی تھی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا کہ اے اللہ کیا ہوگا۔ مگر اپنا ہی ایک واقعہ یاد تھا جو حضرت کے ساتھ ہی گورکھپور کے سفر میں پیش آیا تھا وہ یہ کہ مجھولی جاتے وقت حضرت سکنڈ کلاس میں تھے اور خدام تیسرے درجہ میں تھے۔ اُس وقت ایک دم احقر پر یہی حالت طاری ہوئی جب وہ ذرا کم ہوئی تو بے اختیار دل چاہا کہ حضرت والا کے پاس ہوتا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک اسٹیشن آیا اور حضرت والا سکنڈ میں سے اتر کر خدام کی گاڑی میں تشریف لائے کسی نے عرض کیا کہ حضرت سکنڈ میں سے کیوں اتر آئے فرمایا کہ دل چاہا کہ احباب

کو دیکھ آؤں احقر نے مجھولی پہنچ کر یہ حالت عرض کی تو فرمایا کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ؎

در بزم عیش یک دو قدم درکش و برو   یعنی طمع مدار وصال حدام را

ترجمہ: ''اک دو لمحے ہی رہنا ہے کافی مجلس یار میں —— امید نہ رکھنا ہر دم رہنے کی مجلس یار میں۔''

اس واقعہ کو یاد کر کے اس دفعہ بھی خاموش ہو گیا۔ وہ حالت اب بھی کبھی کبھی ہوتی ہے مگر تھوڑی دیر کے لئے (ہوتی ہے) حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ یہ حالت کیسی تھی۔ اور احقر کو کیا کرنا چاہئے تھا اور اب کیا کرنا چاہئے؟ دل بہت چاہتا ہے کہ ہر وقت وہی حالت رہے۔

دوسرا حصہ: دوسری ایک حالت (اور) بھی قابل عرض ہے وہ یہ کہ اسی حالت کے دوران میں جب میں گاؤں سے چلنے لگا تو ایک شناسا (جاننے والے) نے ایک چھوٹی سی ٹوکری میں آم دیئے اور ایک مرتبان میں سرکہ کی چٹنی دی۔ قیام کی جگہ سڑک سے تقریباً آدھا فرلانگ تھی۔ اس وقت بہت سارے آدمی جمع تھے دینے والے نے آم کی ٹوکری اور چٹنی کا مرتبان میرے سامنے لا کر رکھ دیئے۔ جب میں اٹھا تو انہوں نے کوئی آدمی ان کو پہنچانے کے لئے نہیں دیا۔ مجھے خود اٹھانے میں شرم آئی اور انتظار (کرتا) رہا کہ وہ کوئی آدمی پہنچانے کے لئے دیں یا مجمع میں سے کوئی اٹھا لے۔ انہوں نے آدمی نہیں دیا۔ مجمع میں سے ایک صاحب نے دونوں چیزوں کو اٹھا لیا یہ (صاحب) ایک حافظ صاحب تھے جنہوں نے بندہ سے بیعت ہونے کی درخواست کی تھی۔ بندہ نے ان کا شوق دیکھنے کے لئے ٹال دیا تھا۔ اس کا اٹھا لینا غنیمت معلوم ہوا مگر بطور تواضع اُن سے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں خود لے جاؤں گا۔ (سچ بات یہ ہے کہ یہ سب بناوٹ تھی۔)

غرض بندہ اس سب مجمع کے ساتھ سڑک پر پہنچا۔ اس وقت ایک موٹر کے آنے کا وقت تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا ہوا کہ اس دن وقت پر موٹر نہیں آئی۔ بہت دیر کے بعد ایک آئی تو بالکل بھری ہوئی تھی۔ خبر ملی کہ ایک اور موٹر آنے والی ہے مگر وہ نہیں آئی۔ دو گھنٹہ دھوپ میں پڑا رہنا پڑا۔ اس کے بعد کوئی ٹمٹمیں (دو پہیوں کی انگریزی گاڑی جس پر سائبان نہیں ہوتا ہے) آئیں مگر کسی میں جگہ نہ ملی اور کسی سے معاملہ طے نہ ہوا غرض بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

اس وقت اس آیت کی طرف خیال گیا۔ ''ما اصابکم مصیبة فبما کسبت ایدیکم'' ''کہ تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوئی ہے۔'' اور دل کھٹکا (شک ہوا) کہ یہ اس گناہ کا اثر ہے کہ ایک غیر شخص سے یہ خدمت لی اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار سمجھا یہ کبر ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ فکر یہ

ہوئی کہ کہیں اس گناہ کی نحوست سے حضور مع اللہ کی وہ حالت ختم نہ ہو جائے۔ توبہ استغفار کیا اور دعا مانگی "اللھم لا تجعل مصیبتنا فی دیننا" ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں ہمارے دین کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا نہ فرمائیے۔" اے اللہ اگر اس گناہ کا یہ وبال ہے تو دنیا کی تکلیف چاہے اور بھی کچھ پہنچ جائے مجھے منظور ہے لیکن دینی مصیبت اور اس (حضور مع اللہ کی) حالت کا زوال منظور نہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک ٹمٹم آگئی اور میں روانہ ہوا۔ سارا رستہ توبہ استغفار و دعا کرتا رہا۔ سوچتا رہا کہ اس کا کفارہ کیا کروں؟ اس کے علاوہ کچھ خیال نہ آیا کہ نفس کی اس شرارت کا علاج یہ تھا کہ اس ٹوکری کو اس مجمع کے سامنے سر پر رکھ لیتا لیکن وہاں سے روانہ ہو چکا تھا اور شہر کے قریب تھا۔ (اس لئے اب یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے) دل میں ٹھان لیا کہ شہر میں ایسا کروں گا اور بعد میں حضرت والا کو اطلاع دوں گا اور جو تجویز ہوگی وہی کروں گا۔ چنانچہ شہر پہنچ کر جب گھر کے قریب پہنچا تو اس ٹوکری کو سر پر رکھ کر چلا۔ پھر یہ خیال آیا کہ معلوم نہیں کہ مطب میں کون کون ہو۔ (ان کے سامنے) شرم کا سبب ہے یہ حرکت شرمندگی کا سبب ہے خصوصاً نوکر کے سامنے (تو ہے ہی) مگر اس کی پروا نہیں کی اور اسی طرح مکان پر پہنچا۔ دازہ میں نیچے کرایہ دار ملے اُن سے سلام علیک کی اور اسی طرح مطب میں پہنچا۔ اتفاق سے اس وقت وہاں (کوئی) نوکر نہ تھا نہ کوئی اور تھا صرف مولوی ...... تھے۔ ان سے سلام علیک کر کے ٹوکرا سر سے اتار کر رکھ دیا۔ اب حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ احقر نے کیا بات صحیح کی اور کیا غلط؟ اور یہ علاج کافی ہے یا کسی اور علاج کی ضرورت ہے؟

تیسرا حصہ: وہ کیفیت اب اس طرح باقی ہے کہ کبھی کبھی ہو جاتی ہے۔ کبھی نماز میں کبھی نماز کے باہر۔ مگر نماز میں ایک فرق ہو گیا ہے کہ اُس زمانہ میں داہنی طرف سینہ میں محسوس ہوئی تھی اور اب سینہ کے درمیان میں بلکہ دل کے قریب بائیں جانب ہے۔ میں یہ بیان نہیں کر سکتا کہ کس چیز سے اتصال معلوم ہوتا ہے اور سینہ میں درمیان میں اور دائیں اور بائیں جانب (کا آپس میں) کیا تعلق ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے بارے میں احقر کا مذاق خالص تنزیہہ کا ہے۔ والسلام باالادب التمام۔

پہلے حصہ کا جواب: یہ حالت توحید وجودی وفنا کے غلبہ سے مرکب تھی اور چونکہ اس غلبہ کے اترنے کی پہلی جگہ روح ہے دل نہیں ہے اس لئے دائیں جانب سے ہوتی ہوئی لگتی تھی۔ اس حالت میں کمی آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے کیونکہ اس حالت کا ہمیشہ رہنا اعتقادی اور عملی طور پر خطرناک ہے۔ اور آپ نے اس (انکشاف کی حالت) کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اجتہاداً مناسب تھا لیکن زیادہ مناسب یہ تھا کہ اس میں اپنے ارادے سے کچھ تصرف نہ کیا جاتا بلکہ اس کے تابع بن جانا چاہئے تھا طبعی طور پر اس حالت کی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

مگر عقلی اعتبار سے مطلوب نہیں ہے۔

دوسرے حصہ کا جواب: یہ (کبر کا) ڈر اور (اس ٹوکری اور مرتبان کے) اٹھانے والا کا انتظار اس (حضور مع اللہ کی) حالت کے کمزور ہونے کی وجہ سے تھا جو برا نہ تھا۔ اس کا سبب شرمندگی تھی تکبر نہیں تھا اس لئے اس کا علاج بھی ضروری نہ تھا مگر جو علاج کیا گیا اس میں نفع ہوا البتہ مبتدی کو اگر ایسی حالت پیش آوے تو اکثر اس کی وجہ اس کا کبر ہوتا ہے اس کو یہ علاج کرنا ضروری ہے۔

تیسرے حصہ کا جواب: لطیفۂ قلب (قلب کے لطیفے) کا تعلق بائیں طرف سے ہے اور لطیفۂ سر (سر کے لطیفہ) کا تعلق درمیان سے ہے اور تمام لطائف میں جوڑ ہے۔ ان سب لطائف پر روح کا عکس یعنی کی روشنی پڑنا سمجھ میں آتا ہے اور کبھی اصل سے زیادہ روشنی محسوس ہونے لگتی ہے۔ (یعنی اصل تو روح متاثر ہوتی ہے پھر اس کی روشنی کسی لطیفہ پر پڑتی ہے اور کبھی جس لطیفہ پر روشنی پڑتی ہے وہ لطیفہ روح جو کہ اصل ہے اس سے زیادہ محسوس ہوتا ہے)۔

رجاء (امید)

حَالؒ: ایک بات دل میں یہ سما گئی ہے کہ میں جنت ہی میں جاؤں گی حالانکہ یہ جانتی ہوں کہ میں بڑی گنہ گار ہوں۔ دوزخ کے ذکر اور آیات وعید (ڈرانے والی آیات) سے بھی ڈر لگتا ہے لیکن غالب گمان بھی ہے کتنا ہی چاہتی ہوں کہ یہ وثوق (مضبوطی) کی حالت امید سے بدل جائے لیکن کچھ نہیں ہوتا۔

تَحْقِیق: یہ امید ہی (کی حالت) ہے مگر قوی (یعنی مضبوط ہے) جو مطلوب ہے۔ اگر یہ علم قطعی یقینی ہوتا تو وعید سے ڈر نہ لگتا کیونکہ ہم جیسوں کا ڈر احتمال ہی سے ہوتا ہے۔

رجاء وخوف کے متعلق چند شبہات کا ازالہ (جس کا نام) الجلاء والشوف فی احکام الرجاء والخوف جس میں سوال و جواب ہیں

خدمت والا عرض ہے کہ خاکسار کے دل میں کچھ دن سے یہ بات آئی ہے (جس کے چند حصے ہیں ان کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے)۔

(پہلا حصہ) خوف ورجاء میں اعمال کو کچھ بھی دخل نہیں (یعنی اعمال کی کوئی تاثیر نہیں ہے)۔

(دوسرا حصہ) اتنا تو پہلے سے عقیدہ تھا کہ اعمال حسنہ (اچھے اعمال) کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے غصہ سے خوف ہونا ضروری ہے اور افعال سیۂ (برے اعمال) میں مبتلا ہو کر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نجات کی امید

رکھنا چاہئے۔

(تیسرا حصہ) لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھتا تھا کہ اعمال حسنہ سے امید میں قوت ہوتی ہے اور اعمال حسنہ کے بغیر امید کا خیال خالی ہوس ہے۔ اسی طرح اصل خوف گناہوں سے بچنے کو سمجھتا تھا اور تقویٰ کے بغیر خوف کا ہونا صرف دعویٰ سمجھتا تھا۔

(چوتھا حصہ) مگر اب یہ خیال ہے کہ اعمال حسنہ سے خوف میں کمی ہونا اور رجاء میں قوت ہونا اس پر دلالت کرتا (یعنی بتاتا) ہے کہ اپنے اعمال پر نظر ہے۔ اسی طرح گناہ کرنے والے کو خوف کا زیادہ ہونا بتا رہا ہے کہ یہ گناہ نہ ہوتا تو اپنے آپ کو قابل سمجھتا۔ اس لئے ہر حال میں امید وخوف کی حالت برابر ہونا چاہئے۔

(پانچواں حصہ) جب شروع میں یہ خیال آیا تو مجھ کو اندیشہ ہوا کہ خدانخواستہ یہ خیال ان ٹوٹے پھوٹے اعمال کو بھی نہ چھڑوا دے لیکن یہ اندیشہ اس طرح دور ہو گیا کہ اعمال کی اصل بنیاد امتثال امر (حکم کو پورا کرنا) ہے اگر چہ خوف اور امید حکم پورا کرنے کا سبب بن جائیں لیکن ان پر اتنا مدار نہیں ہے کہ اگر (خوف وامید) کسی دوسرے راستے سے حاصل ہو جائیں تو اعمال کی ضرورت ہی نہ رہے بلکہ جس طرح خوف وامید کا حکم ہے اسی طرح دوسرے اعمال کا بھی مستقل طور سے حکم ہے۔

لیکن یہ خیال اکثر دل میں رہتا ہے نیکیوں اور برائیوں سے جزا وسزا کا تعلق ہونے کی وجہ سے (کہ نیکیوں سے اچھا بدلہ اور برائیوں سے سزا ملے گی) یہ دلیل حاصل کی جا سکتی ہے کہ اعمال سے خوف اور امید کی زیادتی ہو سکتی ہے (کہ نیک اعمال سے امید میں زیادتی اور خوف میں کمی ہو سکتی ہے اور برے اعمال سے خوف میں زیادتی اور امید میں کمی ہو سکتی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اعمال سے خوف وامید میں کمی یا زیادتی ہو سکتی ہے لیکن) حدیث میں ہے کہ "لا يدخل الجنة احد بعمله" (کہ کوئی بھی اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوگا) تو اس (حدیث) سے معلوم ہوتا ہے اعمال کی وجہ سے خوف وامید میں کمی زیادتی کا فرق نہیں ہونا چاہئے (نہ اچھے اعمال سے امید کا بڑھنا اور خوف کا کم ہونا اور نہ ہی برے اعمال سے خوف کا بڑھنا اور امید کا کم ہونا چاہئے کیونکہ جب کوئی اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا تو اعمال کے اچھا برے ہونے سے کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے)

جواب: پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ امید اور خوف میں جو چیز مشترک ہے وہ احتمال (گمان) ہے۔ امید میں نفع کا گمان ہے اور خوف میں نقصان کا گمان ہے۔ اس نفع ونقصان سے ان دونوں میں فرق ہو جاتا ہے۔ (کہ گمان تو دونوں میں ہے لیکن ایک میں نفع اور دوسرے میں نقصان کا ہے) اب اس گمان کی کوئی بنیاد ہونی

چاہئے۔

تو اگر نفع یا نقصان دنیاوی ہے تو اس کی بنیاد تجربہ ہوگا اور اگر آخرت کا نفع نقصان ہے تو اس کی بنیاد وحی ہوگی۔ وحی نے وعدو وعید سے (یعنی اچھے اعمال پر اچھے بدلے کے وعدہ اور برے اعمال پر سزا سے ڈرا کر یہ) بتا دیا کہ طاعات سے نفع کا گمان ہے اور گناہوں سے نقصان کا گمان ہے اگرچہ طاعات پر (اچھے بدلے کا) وعدہ اور گناہوں پر سزا کی دھمکی ہے۔ مگر جب ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد (کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتے) کو دیکھا جائے تو (اس وعدہ وعید سے) یقین ثابت ہوتا ہے کہ (طاعات پر یقینی طور پر اچھا بدلہ اور گناہوں پر یقینی طور پر سزا ملے گی) لیکن کیونکہ اس وعدہ میں قبول ہونے کی شرط ہے (کہ اگر طاعات قبول ہوں تو اچھا بدلہ ملے گا) اور وعید میں معاف نہ ہونے کی شرط ہے (کہ اگر گناہوں کو معاف نہ کیا تو سزا ملے گی) اب کیونکہ ان شروط کا علم یقینی طور سے معلوم نہیں ہے (کہ کونسی طاعت قبول ہوئی کہ یقینی طور پر بدلہ ملے اور کون سا گناہ معاف نہیں ہوا کہ یقینی طور پر سزا ملے گی) تو طاعات پر اچھا بدلہ اور گناہوں پر سزا بھی یقینی نہیں رہی تو اب (خوف وامید کے) گمان کا درجہ ہی رہ گیا ہے۔

اصل مقصد یہ ہے کہ وحی سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امید کی بنیاد طاعات ہیں اور خوف کی بنیاد گناہ ہیں۔ طاعات اور گناہ یہ سب اعمال ہیں۔ اس لئے اعمال کا امید اور خوف میں داخل ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہوا تو اس دخل کے اعتقاد کا شرعی طور پر حکم ہوا۔

(لیکن) اس دخل میں کچھ تفصیل ہے کہ اعمال (کا لفظ) اصل (یعنی بنیادی عقائد یعنی) ایمان وکفر اور فروع (اعمال یعنی) طاعات اور گناہ دونوں کو شامل ہے۔ (اب یہ سمجھو کہ) اس نفع ونقصان میں ایمان کا دخل تو علت کے درجہ میں ہے (علت ایسا سبب جس کے بغیر مسبب نہیں ہوتا ہے اگر مسبب پایا جائے تو سبب ضرور پایا جائے گا) اور باقی فروع (دوسرے اعمال) سبب کے درجہ میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان نجات کی علت ہے (کہ بغیر ایمان کے نجات نہیں ہوگی جب نجات ہوگی تو ایمان یقینی طور پر موجود ہوگا) اور کفر سزا کی علت ہے (کہ کفر کے ساتھ سزا ضروری ہے کہ کفر ہوگا تو سزا ضروری ہوگی) تو یہ دونوں ایسی علتیں ہیں کہ مسبب ان کے بغیر نہیں پایا جاتا ہے۔

(اب یہ سمجھیں کہ) جب یہ سب پایا جائے گا تو مسبب کا پایا جانا یقینی ہے تو یہاں پر خوف اور امید کا ثبوت اس طرح ہوگا کہ (جو سبب ہے یعنی) ایمان اور کفر ان کا باقی رہنا یقینی نہیں ہے اور علت کا باقی رہنا ضروری نہیں ہے (تا کہ مسبب جزا وسزا پائے جائیں) اس لئے (ان کے باقی رہنے یا نہ رہنے کی وجہ سے) خوف اور امید

یہاں بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

باقی رہے فروع وہ صرف مسبب ہیں علت نہیں ہیں (کہ مسبب سبب کے بغیر بھی پایا جا سکتا ہے کہ اس مسبب کے لئے کوئی دوسرا سبب ہو جائے) کیونکہ یہ بات ممکن ہے کہ طاعات کی شرعی حقیقت بھی پائی جائے اور وہ ہمیشہ بھی ہوں مگر کسی خرابی کی وجہ سے قبول نہ ہوں اسی طرح گناہ بھی پائے جائیں اور وہ ہمیشہ بھی ہوں مگر کسی نیکی یا صرف (اللہ تعالیٰ کے) فضل سے معاف ہو جائیں۔ اس لئے ان (طاعات) پر اچھا بدلہ اور (گناہوں پر) سزا ہو ہی نہ تو ان (فروعی اعمال میں) علت ہونا نہیں پایا گیا (علت اور سبب کی تشریح گزر چکی ہے) اس کے برخلاف ایمان وکفر (میں) کہ ان میں کوئی درجہ ایسا نہیں ہے کہ ایمان ہو مقبول نہ ہو یا کفر ہو اور معافی ہو جائے۔ جب یہ بات سمجھ گئے تو اب سوال کے حصوں (کے جواب) کو دیکھو۔

جز و اول: اگر اس میں کچھ تاویل نہ کی جائے تو صحیح نہیں۔

جز و دوم: یہ خوف اسی وجہ سے تو ہے کہ حسنات (نیکیاں) شاید مقبول نہ ہوں ورنہ مقبولیت کی صورت میں تو وعدہ یقینی ہے اور یقینی (چیز) میں گمان نہیں ہوتا تو پھر خوف کی جو تفسیر گزری ہے اس کی وجہ سے خوف کا کیا مطلب ہے اسی طرح امید اس وجہ سے ہے کہ سیئات (برائیاں) شاید معاف ہو جائیں ورنہ معاف نہ ہونے کی صورت میں سزا یقینی ہے اور یقینی میں گمان نہیں ہوتا پھر امید کی جو تفسیر گزری اسی وجہ سے امید کا کیا معنی ہے؟

تیسرے حصے کا جواب: یہ سمجھئے (کہ اچھے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید میں قوت ہوتی ہے) کا بھی حکم ہے جیسا کہ ابتدا میں گزرا ہے۔ باقی بغیر عمل امید کا ہوس ہونا (اس صورت میں ہے کہ) جب اعمال میں ایمان کو بھی شامل کیا جائے تو بالکل صحیح ہے (کیونکہ بغیر ایمان کے امید ہوس ہی ہے) اور اگر اعمال سے مراد اعمال ہوں تو یہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ معافی کے گمان کی وجہ سے امید کے لئے ایمان بھی کافی ہے جیسا کہ گزر چکا کہ طاعات نجات کے لئے سبب ہیں۔

اسی طرح اصل خوف معاصی سے اجتناب الخ (آپ کی اس عبادت سے) امید کے ساتھ (خوف کا) مقابلہ نہیں رہا بلکہ یہ ایک مستقل مضمون ہو گیا ورنہ تقویٰ کے بغیر جو خوف ہوگا وہ حقیقت میں قوی ہوگا۔ کیونکہ نقصان کا گمان زیادہ ہوگا غالباً (آپ کا) یہ مقصود ہے کہ اگر سچ مچ نقصان کا گمان قوی ہوتا تو وہ گناہوں سے روک دیتا سو یہ بات صحیح ہے مگر قوی خوف کے نہ ہونے سے وہ خوف جس کی اوپر تفسیر اور وضاحت کی ہے اس خوف کا نہ ہونا لازم نہیں آتا۔

چوتھے حصہ کا جواب: (یہ بات) اور اس سے اعمال پر نظر ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ وعدہ و وعید پر نظر ہونے کا

اثر ہے۔ کیونکہ اس وعدہ وعید کا تعلق اعمال سے ہے تو اس لئے اعمال پر اس درجہ میں (کہ اس کا تعلق وعدہ وعید سے ہے) نظر ہونا ضروری ہے۔ (اور) جب بنیاد ہی صحیح نہیں ہے تو اس پر جو آپ نے کہا کہ ''اس لئے ہر حال میں (امید وخوف کی حالت برابر ہونی چاہئے)'' کا حال بھی معلوم ہوگیا۔

پانچویں حصہ کا جواب: اس کی ایک بات صحیح ہے کہ (اعمال کی) اصل بنیاد حکم کا پورا کرنا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ خوف اور امید کسی اور طریقے سے حاصل ہو جائیں کیونکہ قرآن وحدیث سے وہ طریقہ عمل میں ہی منحصر ہے جیسا کہ گزر چکا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خوف اور امید کا راستہ تو یہی ہے اس کے بغیر خوف اور امید کا وجود ہی ممکن نہیں ہے۔ یوں کہئے کہ خوف اور امید کا وجود نہیں ہو تو بھی امر اور نہی کی وجہ سے عمل کرنا ضروری ہے۔ امید ہے کہ اس تقریر سے سارے حصوں کا جواب ہوگیا ہوگا۔

تنبیہ: یہ کہ یہ ساری بات (اس) خوف اور امید کے بارے میں ہے جس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے جس کی بنیاوعدہ ووعید ہے جو اعمال سے متعلق ہیں ایک مرتبہ اور ہے جو ہیبت وانس کا مرتبہ ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ذاتی جلال وجمال ہے۔ حقیقت میں اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی اپنی اصطلاح میں خوف اور امید اس کو کہنے لگے تو اس کا صحیح حکم یہ ہے کہ ہر حال میں امید اور خوف کی حالت برابر ہونی چاہئے جو چوتھے حصے کے آخر میں مذکور ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

اوپر کی تحقیق کے بارے میں چند شبہات کا دفعیہ

حال: سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا صاحب مدفیوضکم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ خدمت والا میں گزارش ہے کہ احقر کے جواب میں حضرت والا نے جو تفصیلی اور جامع مضمون تحریر فرمایا ہے اس کو چند بار غور سے پڑھا۔ حق تعالیٰ آپ کو ان فیوض وبرکات کے ساتھ خدام کے سروں پر دیر تک قائم رکھیں آمین ثم آمین اور اس ناکارہ کو اطاعت کی دولت نصیب فرمائیں آمین۔ بحمدللہ تعالیٰ پورا مضمون سمجھ میں آگیا لیکن ایک شبہ اسی دن سے اجمالا (مختصر طور پر) ذہن میں تھا مگر ذہن تفصیل آئے بغیر گزارش کرنے سے مجبور رہا۔ اب عرض ہے کہ تیسرے حصہ سے صرف ایمان کا معافی کے گمان کی وجہ امید کے لئے کافی ہونا معلوم ہوا اور تنبیہ میں (جو کہ حضرت والا نے جواب کے ختم پر تحریر فرمائی ہے) یہ ہے کہ ہیبت وانس کے مرتبہ کا اعمال سے کوئی تعلق نہیں۔

تحقیق: یہ مراد نہیں کہ ایک (چیز) کے وجود کو دوسری (چیز) کے وجود میں دخل نہیں کیونکہ بغیر ایمان کے تو نہ انس کا ثبوت ہوتا ہے نہ ہیبت کا ثبوت ہوتا ہے یہ تجلیات جمالیہ وجلالیہ غیر مؤمن کو نصیب نہیں ہوتیں بلکہ مراد یہ

ہے کہ اعمال پر نظر کرنے کو اس میں دخل نہیں یعنی اس وقت اعمال پر نظر نہیں ہوتی اسی طرح دخل فی الوجود درجہ سببیت میں بھی نہیں کیونکہ ان تجلیات کے حاصل ہونے میں بالکل اعمال کے دخل کی ہو نفی نہیں ہے کیونکہ نفی تجلیات کے لئے ان اعمال پر فقط ہونے کی نفی ہے اسی طرح مسبب ہونے کی بھی نفی ہے کہ کثرت سے اس کے بغیر بھی تجلیات ہوتی ہیں۔

اعمال پر نظر کرنے کو اس (تجلیات کے حصول) میں دخل نہیں ہے یعنی ان تجلیات کے وقت اعمال پر نظر نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح ان تجلیات کے ہونے کے لئے یہ اعمال سبب کے درجہ میں بھی نہیں ہیں کیونکہ کثرت سے ان اعمال کے بغیر بھی تجلیات ہوتی ہیں بلکہ اعمال کا ہونا صرف شرط کے درجہ میں ہے۔

حَال: کمترین کو یہ شبہ ہے کہ ہیبت وانس کا تعلق اعمال سے نہیں ہے تو کیا ایمان سے بھی نہیں ہے۔

تحقیق: ایمان سے بھی نہیں ہے۔

حَال: اگر (ہیبت وانس کا تعلق) ایمان سے ہے اور اس کے علاوہ دوسرے اعمال سے نہیں ہے تو اگر شامل نہیں بلکہ ایمان کے علاوہ دوسرے اعمال مراد ہیں تب تو امید اور انس میں کوئی فرق نہیں رہتا کیونکہ صرف ایمان کی وجہ سے جو جو امید ہے وہ معافی کے گمان کی وجہ سے ہے اور معافی تجلی جمالی ہے پس جیسا کہ انس میں تجلی جمالی یعنی رحمت پر نظر ہوتی ہے اسی طرح امید میں بھی ہوئی اور اگر انس سے اعمال کا تعلق نہیں ہے اور اسی طرح ایمان سے بھی نہیں ہے اور ایمان کے بغیر بھی انس کا مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے تو یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف لگتی ہے۔ جواب سے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: اوپر معلوم ہوگیا کہ مطلق دخل فی الحصول کی نفی نہیں (کیونکہ شرط ہونا ثابت ہے اگر چہ سبب نہیں) دخل التفات کی نفی سے اسی طرح سببیت کی۔

(ایمان کی ہیبت وانس) کے حاصل ہونے میں بالکل نفی نہیں ہے (کیونکہ اس کے لئے ایمان کا شرط ہونا ضروری ہے اگر چہ سبب ہونا ضروری نہیں ہے)۔

حضور کا مختلف درجے والا ہونا

سُؤال: احقر کے خیال میں احضار (کسی چیز کا خود خیال کرنا یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا مراد ہے) اختیاری فعل ہے جس کو مستقل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور (کسی چیز کا خود خیال رہنا یہاں اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا اور یاد رہنا مراد ہے) کی دولت عطا ہوتی ہے۔ احضار اور حضور کا حال ایسا ہی جیسا کاٹنے اور کٹنے کا حال ہے

(یعنی جیسے کاٹنے میں کٹنا پایا ہی جاتا ہے ایسے ہی احضار میں حضور موجود ہوتا ہے) کسی ایک کے موجود ہونے کے وقت دوسرے کا موجود ہونا ضروری ہے (حضرت سے امید ہے کہ جو صحیح بات ہوگی وہ بتائیں گے۔)

اس وجہ سے (بندہ) اپنے گمان میں حضور قلب کے نہ ہونے کی وجہ سے حضرت کی خدمت میں شکایت کرتا ہے (اس شکایت کی) وجہ یہ ہے کہ حضور اگر چہ اختیاری چیز نہیں ہے اور نہ اس (کے حاصل کرنے) کا حکم ہے مگر وہ (یعنی حضور) احضار جو اختیاری چیز ہے اور جس (کے حاصل کرنے) کا حکم ہے کی وجہ سے بطور انعام عطا ہوتا ہے (نہ کہ احضار سے پیدا ہو کر ملتا ہے) اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی چیز کا اچھا ہونا اس کے اجزائے ترکیبی کے اچھا ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے اس وجہ سے حضور کے نہ ہونے کا مطلب احضار کا نہ ہونا ہے ان دونوں (احضار اور حضور) کے یقینی طور پر نہ ہونے کی وجہ سے شکایت ہے۔ احضار کے نہ ہونے کی شکایت اصل کے اعتبار سے ہے اور حضور کے نہ ہونے کی شکایت تبع کے طور پر ہے۔

جواب: تمام باتیں صحیح ہیں مگر ایک نکتہ نظر سے اوجھل ہو گیا جو غلطی کا سبب بنا ہے۔ وہ (نکتہ) یہ ہے کہ حضور ایک ایسی چیز ہے جس کے مختلف درجے ہیں اس لیے کہ احضار اختیاری کے نتیجے میں حضور کے کسی نہ کسی درجے کا پایا جانا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ درجہ طالب کا مطلوبہ درجہ بھی ہو (یعنی طالب کو اس سے اونچا درجہ مطلوب ہو۔)

اس کی مثال تو حفظ قرآن کی طرح ہے کہ قرآن کے یاد کرنے کے مختلف طریقوں کی وجہ یاد ہونے کے مختلف درجے ہوتے ہیں (یعنی کچا یاد کرنے کی وجہ سے کچا اور پکا یاد کرنے کی وجہ سے پکا ہوتا ہے۔)

اس لیے اس (سلوک کے) راستے میں احضار کے نتیجے میں حضور کا جو بھی درجہ پایا جائے کافی ہے احضار کو ہمیشہ کرنے سے حضور میں ترقی حاصل ہوتی اور یہ ترقی استعداد کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے (جیسا کہ حفظ قرآن کے یاد کرنے کے طریقے کے مختلف ہونے کی وجہ سے کچا یا پکا مختلف یاد ہوتا ہے) اور یہ (حضور) بالکل غیر اختیاری ہوتا ہے۔

نسبت کی حقیقت اور صاحب نسبت کی علامت

حال: یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نسبت ہیں اس نسبت کی حقیقت کیا ہے؟

تحقیق: نسبت کے لغوی معنی ہیں لگاؤ اور تعلق اور اصطلاحی معنی (یعنی علماء سلوک کے ہاں) بندہ کا حق تعالیٰ سے خاص قسم کا تعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ اطاعت اور ذکر اکثر اوقات غالب رہے۔ حق تعالیٰ کا بندہ سے

خاص قسم (کا تعلق کا ہونا ہے) یعنی قبول ورضا جیسا فرماں بردار عاشق اور وفادار معشوق میں ہوتا ہے۔

حال: اور صاحب نسبت ہونے کی علامت کیا ہے؟

تحقیق: اس شخص کی صحبت میں آخرت کی رغبت اور دنیا سے نفرت رغبت الی الاخرت ونفرۃ عن الدنیا کا اثر ہو اور اس کی طرف دینداروں کی زیادہ توجہ ہو اور دنیا داروں کی کم ہو مگر یہ پہچان خصوصاً اس کا پہلا حصہ عام لوگ جو اس کو سمجھتے نہیں ہیں ان کو کم ہوتی ہے اہل طریق کو زیادہ ہوتی ہے۔

حال: فاسق اور کافر بھی صاحب نسبت ہوتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: جب نسبت کے معنی معلوم ہوگئے تو ظاہر ہوگیا کہ فاسق وکافر صاحب نسبت نہیں ہوسکتا۔ بعض لوگ غلطی سے نسبت کے معنی خاص کیفیات جو ریاضت ومجاہدہ کا نتیجہ ہوتا ہے سمجھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہر مرتاض (ریاضت کرنے والے) میں ہوسکتی ہے مگر یہ جہلاء کی اصلاح ہے۔

کم ہمتی کا علاج

حال: ایک مرض جو کہ سب سے بڑھ کر ہے اور سب کی جڑ ہے وہ کم ہمتی ہے مجھ سے کوئی کام ہوتا ہی نہیں۔

تحقیق: جتنا بھی ہوجائے وہ بھی نہ کئے ہوئے کی ندامت سے مل کر محروم نہ رہنے دے گا۔

حال: جس قدر امراض ہیں حضرت کی خدمت کی حاضری کی برکت سے کچھ نہ کچھ سب کے علاج معلوم ہیں مگر وہی مثل ہے کہ۔ ؎

جانتا ہوں علاج عیب و خطا — پر طبیعت ادھر نہیں آتی

اتنا کم ہمت ہوں کہ کوئی سخت (محنت ومشقت والا) کام نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ خود بھی کوشش میں ہوں اور طبیعت پر جبر کرکے بہت سے کام کرتا ہوں مگر اس کے لئے حضرت حق (اللہ تعالیٰ) کی مدد اور توفیق کی ضرورت ہے اور اس کا وسیلہ حضرت والا کی دعا ہے اس لئے اس صورت میں بھی دعاء کے لئے عرض ہے۔ غرضیکہ اس ناکارہ خدام کو بھی اگر یاد کرلیا کریں تو اس سے نجات کی امید ہے جیسا کہ آج ہی فرما رہے تھے کہ بزرگوں کے قلب کی طرف حق تعالیٰ کی نظر ہوتی ہے تو جو ان کے دل میں آتا ہے اس پر بھی نظر ہوتی ہے۔ لہٰذا خدا کے لئے کبھی کبھی دل میں غریبوں کا خیال ضرور کرلیا کریں تاکہ یہ بھی خدا کے یہاں بخشے جاویں۔

تحقیق: یہ مطلوب تو بغیر مانگے تم کو حاصل ہے۔

حال: آج کل عبادات خصوصاً نماز سے بعض وقت بے رغبتی ہوجاتی ہے۔ اور سخت آ سکت گھیرتی ہے جس

سے دل کو تکلیف اور ندامت ہوتی ہے اور ایک آدھ بار قضا بھی ہوگئی جس سے سخت الجھن ہوئی۔ اور پھر نماز کے لئے دربارِ الٰہی میں کھڑے ہوتے ہوئے شرم ہوتی رہی کہ کیسے حاضر ہوں۔ مگر نماز ادا کر کے معافی مانگی۔ کبھی صلوۃ توبہ پڑھی۔ اس حالت کے دور ہونے کی کیا صورت ہے۔ تلاوت سے جی نہیں گھبراتا۔ نہ ہمت ہارتی ہے۔

تحقیق: (اس کی) یہی صورت ہے کہ پہلے (یعنی ابتدا میں) تکلیف سے اس کام کو کیا جائے کچھ دن کے بعد سہولت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کی اعانت کے لئے اپنے نفس پر کوئی جرمانہ نقد جو نہ بہت آسان ہو اور نہ بہت مشکل ہو مقرر کیا جائے یا کچھ نوافل ایسی تعداد میں کہ نہ بہت آسان ہو اور نہ بہت مشکل ہو اپنے ذمہ لازم کر لی جائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے لازم کر لینے سے یہ شکایت دور ہو جائے گی۔

حال: ایک خادم نے نفس کے قابو میں نہ آنے کی شکایت لکھی اور لکھا کہ اس کی شرارتوں کی جو سزا تجویز کرتا ہوں تو اس پر بھی عمل کرنے پر پوری قدرت نہیں ہوتی۔ یہ صاحب ایک عرصے سے ایسی کم ہمتی کی باتیں لکھا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا عملی علاج بھی ہو چکا ہے۔ مگر اپنے آپ کو ہمیشہ عاجز ہی سمجھتے ہیں۔ حضرت کے اس استغناء (بے پروائی، بے فکری) کے جواب سے آنکھیں کھل جائیں گی اور ان شاء اللہ ہمت کریں گے۔

تحقیق: قدرت سب کچھ ہے لیکن اگر کوئی اس قدرت کا استعمال ہی نہ کرے تو اس کا کیا علاج ہے۔ میں اس سے زیادہ فضول باتیں سننا نہیں چاہتا۔ اگر ہماری تعلیم صحیح نہیں ہے تو کہیں اور جایئے۔ (النور: ص ۴۱۸)

حال: احقر نے پہلے نیاز نامہ (خط) میں عرض کیا تھا کہ (اگر حضور کی طرف سے) عریضہ (خط کے آنے) میں دیر ہو جائے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور نے احقر کو اپنے دربار سے رد کر دیا۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "یہ بات دلیل سے پیدا ہوتی ہے بغیر دلیل کے پیدا نہیں ہوتی ہے۔" حضور والا! اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ حضور کے بعض مواعظ میں یہ قصہ پڑھا ہے کہ ایک آقا اپنے غلام کے ساتھ مسجد کی طرف سے گزرا تو اذان سن کر غلام نماز کے لئے چلا گیا اور دیر لگائی تو مالک نے آواز دی کہ تم کو کس نے روک رکھا ہے؟ غلام نے کہا: "جس نے آپ کو اندر آنے سے روک رکھا ہے۔" اس سے یہ سمجھ میں آیا ہے کہ اہل حق کا طریقہ بھی یہی ہے جس کو اپنے دربار کا اہل دیکھا بلا لیا جس کو نالائق دیکھا اس کو رد کر دیا۔ اسی طرح یاد آتا ہے کہ مثنوی شریف یا کسی دوسری کتاب میں دیکھا ہے کہ زمین آسمان کے درمیان معلق ہے اور گرتی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرف گرنا چاہتی ہے آسمان اس کو دھکیل دیتا ہے اسی طرح جو اہل دنیا مشائخ سے دور رہیں مشائخ نے ان کو دھکیل دیا ہے۔

تحقیق: حفظت شیئا و غابت عنك اشیاء (تم نے ایک بات یاد رکھی اور بہت سی باتیں بھول گئے) پہلے تو اس کے کلیہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف پر دلیل موجود ہے جناب رسالت مآب ﷺ کو ابوطالب کے ایمان کی کتنی تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے (ان کی) اس آرزو کو احببت (آپ ان کے ایمان کو محبوب رکھتے تھے) کو فرمایا ہے۔ تو کیا ان کے ایمان نہ لانے کا سبب بھی یہی ردنبوی تھا؟ بات یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے تو پھر آپ نے اسی پر موقوفہ ہونا کیسے سمجھ لیا اور یہ خیال کیسے کر لیا؟ اگر یہ کہئے کہ یہ خیال گمان کے معنی میں ہے تو جب کبھی ایسا ہوتا ہے تو مجھے ایسا گمان ہو گیا تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ اس صورت میں آپ نے یہ غور نہیں کیا کہ اس رد کا سبب اس مردود کا کوئی اختیاری فعل ہوتا ہے یا بلا سبب وہ رد ہوتا ہے دوسری صورت پر "ادع الی سبیل ربك" (اپنے رب کے راستے کی طرف بلایئے) اور "عظهم و قل لهم فی انفسهم قولا بلیغا" ترجمہ: "اور آپ ان لوگوں کو نصیحت کیجیے اور ان کو کام کی باتیں بتایئے۔" کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر فعل اختیاری کی وجہ سے ہوتا ہے تو اس رد کا علاج کیا یہ ہوگا کہ اس گمان کو رد کرنے والے پر اس ارادے سے ظاہر کر دیا جائے کہ وہ اپنے رد کو چھوڑ دے۔ یا یہ علاج ہوگا کہ اپنے اختیاری فعل کا علاج اور اصلاح کرے پہلی صورت میں اس کو اس اطلاع سے کیا فائدہ۔ اگر یہ فائدہ کہا جائے کہ وہ اس فعل کو بتا دے تو یہ کس عبارت سے پتہ چل رہا ہے دوسرے "بل الانسان علی نفسه بصیرة" ("کہ انسان خود اپنے آپ کو جاننے والا ہے) اب آپ کو معلوم ہوا کہ کتنی اشیاء غائب ہے۔ افسوس اپنی کوتاہی کو دوسرے کے سر رکھا جائے)۔

سؤال: اس وقت احقر کی جو کچھ حالت ہے احقر کو کچھ عجیب سی لگتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تک احقر جاگتا رہتا ہے تب تک تو شریعت پر عمل کرنے کا خوب دل میں جوش و خروش رہتا ہے اور جس وقت میں سو جاتا ہوں اس وقت نہ تو شریعت پر عمل کرنے کی کچھ خواہش معلوم ہوتی ہے اور نہ ہی خوف خدا حتیٰ کہ میں کبھی چارپائی پر لیٹا ہوا ہوتا ہوں اور اذان سنائی دیتی ہے لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے غلبۂ چارپائی پر سے اٹھنے کی ہمت نہیں ہوتی اور نہ اس وقت کچھ خدا کا خوف ہی لگتا ہے حتیٰ کہ کبھی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔ پھر جس وقت اٹھ کر وضو وغیرہ سے فارغ ہوتا ہوں تو پھر وہی جوش و خروش اور شریعت پر عمل کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اب حضور والا کی خدمت مبارک میں عرض ہے کہ جناب والا اس کا کچھ علاج فرمائیں کہ جس سے یہ حالت جاتی رہے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ جوش و خروش اور خوف (کی) ایک (قسم) طبعی ہے اور بندہ کو اس کا حکم نہیں ہے اور ایک (قسم) عقلی ہے اور بندہ کو اس حکم ہے۔ جو تغیر لکھا ہے وہ پہلی قسم ہے جس کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ صورت میں اس کا سبب طبعی ہے۔ یعنی نیند کے غلبہ کی وجہ سے ہو اس کا بوجھل ہونا ہے اور یہ نہ برا

ہے اور نہ ہی نقصان دہ ہے۔ دوسری قسم بغیر تبدیلی کے باقی ہے لیکن اس بوجھ سے جو واجب کاموں میں رکاوٹ آجاتی ہے اس کا علاج واجب ہے۔ البتہ اس ثقل سے جو افعال واجبہ میں اختلال ہوتا ہے وہ واجب العلاج ہے اور اس کا علاج ہمت ہے۔

خوش فہمی

حال: الحمد للہ کہ جس مقصود مطلب کا چاہنا تھا بفضل اللہ حاصل ہونے والا ہے۔ اس لئے چاہتا تھا کہ کوئی ایسا مصلح ملے کہ مجھے ڈانٹ پیٹ کر سیدھا کرے والحمد للہ کہ اس کلیہ سے میری ہزاروں چھوٹی چھوٹی مشکلات حل ہوئیں۔ وہ یہ کہ دع مالا یعنیك (لایعنی چھوڑ دو) اور آزادی کا خلل نہ کرنا چاہئے۔ اور دل پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔ اور خلوت (تنہائی) اچھی ہے ان باتوں سے ہزاروں چھوٹی باتیں حل ہوتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہی امید۔

تحقیق: آپ کی خوش فہمی سے بہت مسرت (خوشی) ہوئی لیهنئك العلم (آپ کو علم مبارک ہو)۔

حال: بفضلہ فدویہ اختلاج اور سستی کے مرض کے باوجود اپنے تمام معمولات شوق کے ساتھ پورے کر لیتی ہے بلکہ اکثر ذکر کی پچاس تسبیح ہو جاتی ہیں۔ لیکن خیالات بے حد ستاتے ہیں لیکن فدویہ زیادہ توجہ نہیں کرتی۔ ادھر چند روز سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خیالات سطحی ہوتے ہیں اور دل کے اندر کوئی اور ہی شے بیٹھی ہوئی ہے واللہ اعلم۔ ایک نفع یہ سمجھ میں آیا کہ پہلے تنہائی سے بہت گھبرایا کرتی تھی اور اکثر شب کو خوف سے نیند نہ آتی تھی اب اس کے بجائے کسی کا آنا یا اپنا کہیں جانا بوجھ لگتا ہے۔ ایک نفع یہ معلوم ہوا کہ واقعات کا اثر دل پر کم ہوتا ہے نہ کسی کی موت سے اتنا صدمہ ہوتا ہے نہ کسی کی بیماری سے ویسی پریشانی ہوتی ہے۔ ایک نفع یہ سمجھ میں آیا کہ دنیا کے کاموں میں دلچسپی بہت کم ہوگئی ہے یہ خیال ہوتا ہے اصلی مقصود یہ نہیں ہے ضرورتاً یہ بھی سہی۔ چند روز سے یہ حالت ہے کہ جب ذکر کرتی ہوں تو ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا لیکن دماغ پچاس تسبیح کے بعد عاجز ہو جاتا ہے۔ یہی وہ شکایت ہے جو ماجدہ سلمہا کے ذریعہ سے عرض کی تھی۔ کیونکہ اس کی وجہ بدہضمی و اختلاف ہے۔ لہٰذا دعا کی درخواست کی تھی مرض ختم ہو جائے گا تو قوت ان شاء اللہ تعالیٰ خود آ جائے گی۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور اوپر کے حالات معلوم ہونے سے جو مسرت مجھ کو ہوئی وہ شاید اس سے زیادہ ہو جو تم کو ہوئی ہوگی۔ کیونکہ ظاہری طور پر ان باتوں کی حقیقت میں کچھ زیادہ سمجھتا ہوں۔ حق تعالیٰ برکت و استقامت بخشیں۔

حَال: بندہ اپنا ایک حال عرض کر کے اصلاح چاہتا ہے وہ یہ کہ بندہ رمضان سے پہلے جب بجنور میں بیمار ہوا تو مرض قولنج تھا۔ پورے چار دن تڑپ تڑپ کر گزرے۔ اسی دوران ایک بات ناامیدی تک پہنچی۔ حکیم صاحب معالج نے بھی امید چھوڑ دی۔ اس وقت جو حالت پیش آئی اسی کے بارے میں عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ طبیعت مرنے کو نہیں چاہتی تھی۔ اس حالت سے دل میں بے چینی ہوئی کہ یہ حالت تو اچھی نہیں ہے اگر اس حالت میں دم نکل گیا تو خاتمہ خراب ہوا۔ غور کیا کہ یہ موت کی ناپسندیدگی کیوں ہے تو بعض باتیں تو ایسی معلوم ہوئیں کہ وہ وسوسہ کے درجہ میں تھیں مثلاً یہ کہ ابھی زندگی رہے تو دنیا کی لذتوں سے فائدہ اٹھائیں اور زندگی نہ رہی تو سب چھوٹ جائیں گے۔ یا یہ کہ میں یہاں ہوں اور بال بچے پردیس میں ہیں مرتے وقت بال بچوں کو بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ یہ بالکل وسوسہ کے درجہ میں تھے میں نے ان کی طرف سے ہاں یا نہیں کی توجہ بالکل ہٹالی اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ خیالات ختم بھی ہو گئے۔

ہاں دو باتیں ایسی تھیں جو حقیقت میں زندگی کی تمنا کا سبب تھیں۔ ایک یہ کہ بال بچے ایسی حالت میں ہیں کہ میرے بعد کوئی ان کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے۔ دو لڑکیاں چھوٹی ہیں کاش اتنی مہلت مل جائے کہ لڑکا کسی قابل ہو جائے تو بچوں کے لئے اطمینان کا سبب ہو۔ اہلیہ کی حالت یہ ہے کہ کسی کے ساتھ اس کا نباہ ممکن نہیں میرے بعد وہ کہاں جائے گی مکان تک رہنے کو نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ میرے ذمہ کچھ مالی حقوق ہیں۔ بعض لوگوں کی امانتیں ہیں اور بعض کے قرض ہیں ان کا کیا ہوگا۔ یہ سب کتاب میں لکھے ہوئے تو ہیں مگر میرے بعد ادا کیسے ہوں گے۔ اگر کچھ مہلت ہو تو ادا کی امید ہو سکتی ہے۔

ان دونوں کے جواب بھی ذہن میں آتے تھے پہلے کا یہ کہ کار دنیا کسے تمام نکرد۔ اس بات کا کیا یقین ہے کہ اگر زندگی کچھ دنوں کی اور بھی ہوگئی تو لڑکا کسی قابل ہو جائے گا یا وہ قابل ہو کر ماں بہنوں کے ساتھ ہمدردی کرے گا یا اور بچے نہ ہو جائیں گے۔ یا زندگی ہونے سے روپیہ اتنا مل ہی جائے گا۔ جس سے بیوی بچے میرے بعد فراغت سے بسر کر سکیں۔ غرض جب بھی مرنا ہوگا اس کی کیا دلیل ہے کہ ہر طرح سے اطمینان ہو جائے گا۔ لہٰذا جو بات اب ہے وہی جب ہوگی۔ تو کیوں حکم خداوندی میں دخل دیا۔

اور دوسری بات یعنی حقوق کے فکر کا جواب بھی تقریباً ایسا ہی تھا۔ وہ یہ کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ حقوق ادا ہو ہی جائیں گے کیونکہ جو ضرورتیں قرض لینے کی اب تک پیش آئیں وہ کہاں چلی جائیں گی۔ لہٰذا اب مرنا اور آئندہ مرنا برابر ہے۔ تھوڑی دیر تک یہ جواب وسوال دل میں رہے اس کے بعد دونوں کے جواب کے لئے ایک مشترک بات دل میں یہ آئی کہ خدا تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے اور خدا تعالیٰ رحیم وکریم بھی ہیں تمام ضرورتوں کے علم کے

ساتھ اگر موت ہی کو میرے لئے پسند فرمایا ہے تو اشکال کی جگہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ حق تعالیٰ مختار مطلق ہیں بنظر مہر (محبت کی نظر) یا بنظر قہر (غصہ کی نظر) جس طرح بھی یہ حکم نافذ فرمادیں عین صواب (بالکل صحیح) ہے۔

(بندہ کے ذہن میں حضور کی جوتیوں کے طفیل یہ بات اچھی طرح مرکوز (جمی ہوئی) ہے کہ حق تعالیٰ کا ہر کام حسن ہے بلکہ حسن وہ ہے جو حق تعالیٰ کا کام ہو خواہ کسی کے لئے نقصان دہ ہو یا مفید) پھر اس کے خلاف کی تمنا کرنا بہت ہی بے ادبی ہے اور موت آنے والی ہے تو آئے ہی گی میں بے ادب بن کر کیوں مروں؟ اس لئے میں بالکل خاموش ہوگیا اور یہ خیال رہا کہ جو ہونا ہوگا ہوکر رہے گا۔ میں دخل درمعقول (معاملے مداخلت) کرکے اپنے سر بلا (مصیبت) کیوں لوں۔

درد کی تکلیف اس وقت بہت زیادہ تھی حتیٰ کہ اب جس وقت وہ تکلیف یاد آجاتی ہے تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ میں نے اس حالت میں نماز کیسے پڑھی تھی۔ الحمد للہ کوئی نماز قضا نہیں ہوئی ہمشیرہ اور والدہ اس وقت پاس بیٹھی رو رہی تھیں اور میں اس ادھیڑ بن (سوچ بچار) میں تھا آخر یہ کہہ کر کہ ؎

نہ رونے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

خاموش ہوگیا۔

تھوڑی دیر کے بعد دوسرا خیال پیدا ہوا کہ یہ سب کچھ ہے کہ قضاء قدر میں دم مارنا نہ چاہئے۔ لیکن حق تعالیٰ نے دعا مانگنے کی اجازت تو دی ہے بلکہ حکم فرمایا ہے اور قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے لہٰذا دعا مانگنا چاہئے۔ چاہا کہ دعا مانگوں لیکن پھر یہ خیال آیا کہ کیا دعا مانگنا چاہئے۔ اطالت عمر کی دعا مانگنا تو موت کی ناپسندیدگی ہے جو برا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق اور موت کی تمنا ہوتی نہ کہ موت کی ناپسندگی۔ بہت دیر تک کچھ سمجھ میں نہ آیا بالآخر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ مجھے اس وقت کوئی دعاء نہیں آتی۔ اپنی طرف سے دے دیجئے جو کچھ (آپ کی) مرضی ہو۔

پھر یہ خیال آیا کہ ایسا بھی تو ممکن ہے کہ زندگی بھی ہو جائے اور کوئی بات اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ ہو کیونکہ حق تعالیٰ کی قدرت سے یہ بھی باہر نہیں آخر یوں دعا مانگی یا اللہ! مجھے اس مرض سے نجات دیجئے اور حقوق کی ادائیگی اور موت کی تمنا کی تمام رکاوٹوں کے دور ہونے کا موقعہ دیجئے۔ مگر اس میں بھی شرط یہی ہے کہ کوئی بات آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ میں موت ہی کو پسند کرتا ہوں۔ (یہ لفظ زبان سے نکلتے نہ تھے۔ اور دل اندر سے اس کو قبول نہ کرتا تھا۔ مگر جبرا (زبردستی) نکالے) اس کے بعد حدیث کی دعا یاد آئی۔ "احینی ما

علمت الحیوۃ خیر الی وتوفنی اذا علمت الوفاۃ خیرا لی" (اے اللہ جب میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھئے اور جب موت میرے لئے بہتر ہو مجھے موت دیجئے۔") اس کے یاد آنے سے بہت سکون اور اطمینان ہوا اور اس پر دعاء کو ختم کیا)۔

اس کے بعد درد میں سکون آنا شروع ہوا اور زندگی کی امید پیدا ہوئی۔ درد تو جاتا رہا مگر جاڑا بخار تیزی سے شروع ہوا۔ صبح وشام دووقت بہت ہی تیزی ہوتی تھی اور ایک بخار اترنے نہیں پاتا تھا کہ دوسرا چڑھ آتا تھا۔ پندرہ سولہ دن تک یہی حالت رہی۔

تحقیق: ماشاء اللہ ان مجموعی حالات وواقعات میں حق تعالیٰ کی یہ نعمتیں جمع تھیں عقل طبیعت پر غالب اور عشق اور دین غالب علی الطبع اور عشق اور دین فھنیئا لکم تمہیں مبارک ہو۔

ابتدائی حالات

حال: فی الحال نماز میں پہلے سے خشوع لگتا ہے اور کبھی کبھی دل بہت چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ پاک کا دھیان رکھوں۔ اس میں لذت بھی آتی ہے لیکن جب بیٹھتا ہوں اس وقت حسرت کی آہ نکلنا چاہتی ہے اور دل میں یہ خیال بار بار لوٹ کر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام خلوص کے ساتھ ایک دفعہ بھی نہیں لے سکا۔ اس سے بہت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب ابتدائی حالات ہیں اور مبارک ہیں کام کئے جائیں۔ سب حال اپنے ٹھکانہ پر آجائے گا۔

ترقی عقلی مطلوب ہے اگرچہ واسطے کے ساتھ ہو اور طبعی ترقی مطلوب نہیں ہے

حال: ایک بات عرض کرنے کے قابل ہے وہ یہ کہ سلسلہ انتقاء الفتن میں جتنے رسالے اور تحریرات اس وقت تک لکھے ہیں ان سے کچھ قرب میں زیادتی نہیں لگتی ہے بلکہ اور تنزل (کمی) کا شبہ ہوتا ہے۔

تحقیق: حقیقت میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہوگا مگر معلوم ہونا طبعی ہے عقلی نہیں معتبر دوسرا ہے پہلا نہیں ہے یعنی شرعی دلائل کی وجہ سے یہ ترقی کا سبب ہے کیونکہ اس میں دینی نفع ہے ضروری اور پھیلنے والا ہے۔

حال: اس میں جتنا مشغول ہوتا ہوں نسبت میں کمزوری ہوتی جاتی ہے۔

تحقیق: اس ضعف کی حقیقت مقصود کی طرف واسطے کے ساتھ توجہ کا ہونا ہے اس کے مقابلہ میں جو قوت ہے وہ بغیر واسطے کے توجہ ہے جیسے محبوب کو آئینہ کے واسطے سے دیکھنا ہے کہ بار بار دل بے قرار ہوتا ہے کہ آئینہ کی طرف پیٹھ کر کے مڑ کر بغیر آئینہ کے واسطہ کے محبوب کو دیکھ لوں۔ لیکن اگر کبھی محبوب کی رضا اور امر اسی واسطے کے

ساتھ ہوتو عاشق کو قرب اسی واسطے کے ساتھ دیکھنے میں ہوگا اگر چہ انکشاف (صاف دیکھنے کی) لذت بغیر واسطے کے دیکھنے میں زیادہ ہے۔ اس لئے جس نے نسبت وتعلق کو خاص اس بغیر واسطے کے دیکھنے کو سمجھا اس کو واسطے کے ساتھ دیکھنے میں تعلق کی کمی کا شبہ ہوگا ورنہ معاملہ الٹ ہے۔ میں ہمیشہ سے وجداناً یہی سمجھتا ہوں کہ حدیث میں جو آیا ہے "انه ليغان على قلبى" (وہ غین یہی مخلوق کی طرف ان کی رہنمائی وہدایت کے لئے توجہ کرنا ہے کہ وہ غین مخلوق کے آئینہ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے)۔ عاشق طبعی بے صبری سے اس کو حجاب کہتا ہے۔

حَال: اس سے یہ خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہیں نفس کا شبہ نہ ہوگیا ہے کیونکہ بحث وتکرار اور تو تو میں میں اکثر نفس کے شبہ سے کم خالی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ صحیح ہے لیکن اس کا علاج استغفار سے کرلیا جائے۔ ایک نکتہ تنبیہ کے قابل ہے یہ ہے کہ عمل کرنے والے کو جب تک اس شبہ کا خوف رہتا ہے حفاظت خداوندی اس کی رفیق رہتی ہے لیکن مبتدی کو شبہوں کے غلبہ کی وجہ سے ایسی مشغولی بہت نقصان دہ ہے۔ مالم يتعين له۔

حَال: اب جو ارشاد ہو ویسا کیا جاوے۔

تحقیق: اعمل واستغفر (عمل کرتے رہئے اور استغفار کرتے رہئے)۔

جسمانی مرض سے نفسانی مرض کا علاج ہو جانا

حَال: جب سے تھانہ بھون سے واپس آیا ہوں مسلسل کھانسی میں مبتلا تھا دماغ اور جسم کی کمزوری اتنی ہوگئی ہے کہ (مشقت وصحت) کی قسم کا کوئی کام بھی خوشی کے ساتھ ادا نہیں ہوتا ہے۔ صفائی اور عبادات کی پابندی کا رہا سہا (بچا کھچا) غرور بھی مٹی میں مل گیا ہے۔ جب سے کچھ کام شروع کیا ہے۔ بلند آواز سے تلاوت نہیں کرسکتا ہوں۔ اس لئے آہستہ تلاوت کرتا ہوں دعا فرمائیے ایک طرف استقامت ہو دوسری طرف نفس کی برائیوں سے نجات ہو۔

تحقیق: جو نفسانی مرض کسی روحانی مرض کا علاج ہو جائے جیسا کہ آپ نے قصہ لکھا ہے اس مرض پر ہزار صحت قربان ہے مگر چونکہ صحت کے بعد دوا علاج چھوٹ جاتا ہے اس لئے دعا کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ اس جسمانی مرض سے بھی نجات دیں بہرحال اس کا ہونا بھی رحمت مرغوبہ (پسندیدہ رحمت) اور ختم ہونا بھی رحمت مطلوبہ (مانگی جانے والی رحمت) ہے۔

آثار کا غیر مطلوب ہونا

حَال: کچھ دنوں سے دل میں یہ چاہت بہت زیادہ پیدا ہو رہی ہے کہ میں چونکہ ضعیف بھی ہوں کہ تعلیم کے ساتھ ذکر و شغل میں زیادہ محنت نہیں کر سکتا اور قلب میں قساوت (سختی) اتنی ہے کہ جتنے دن ذکر کرتا ہوں ہر دن پہلے سے ذوق شوق، یکسوئی اور دلچسپی میں پہلے کے مقابلے میں کمی آتی جاتی ہے دل پر ذکر کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

تحقیق: مگر ایسے آثار مطلوب ہی کب ہیں۔

حَال: اس وجہ سے میں مدرسہ سے دو مہینہ رخصت لوں اور وعظ کا کام جو میرے ذمہ ہے اس کو تقریباً روزانہ دو گھنٹہ کر لیا کروں اس میں اگر ماہانہ دس روپیہ بھی مل جایا کریں تو وہ کافی ہوں گے۔ دو مہینہ ذرا کفایت سے رہنا طبیعت پر کچھ بوجھ نہ ہوگا۔ اتنی عمر غفلت میں آج کل کرتے ہوئے گزر گئی سارا سال رمضان کا منتظر رہتا ہوں کہ چھٹیاں ہوں گی تو کچھ اس کام میں محنت کروں گا مگر رمضان میں معلوم نہیں کیا ہو جاتا ہے بالکل بے کار ہو جاتا ہوں۔ سردیوں کے زمانہ میں صحت اچھی ہوتی ہے اس لئے سردیوں میں تو کچھ محنت ہو بھی سکتی ہے گرمیوں میں تو کچھ بھی ہمت نہیں ہوتی شاید اس طرح میرا کام ہو جائے۔

بغفلت عمر شد حافظ بیابا ما بمیخانہ   کہ شنگولان سرمستت بیاموزند کارِ خوش

ترجمہ: "عمر غفلت میں گذر گئی حافظ آ ؤ ہمارے ساتھ شراب خانہ میں ــــــ تا کہ مست معشوق تجھے ایک بہتر کام سکھائیں۔"

حضرت اگر میرے لئے یہ تدبیر مفید ہو تو میں مہتمم صاحب سے رخصت کی درخواست کروں۔

تحقیق: اس کی اگرچہ ضرورت تو نہیں جیسا کہ اوپر گزرا کہ یہ آثار مطلوب ہی نہیں ہیں۔ اگر بہت ہی شوق ہو کوئی حرج نہیں۔ اسباق کے لئے کوئی معلم تجویز ہو جانا ضروری ہے۔

یکسوئی کا پسندیدہ ہونا

حَال: اکثر طبیعت کو یکسوئی پسند ہے۔

تحقیق: فال نیک ہے۔

مواعظ کے اثر کا باقی رہنا کافی ہے

حَال: احقر نے گھر میں کچھ قرآن مجید صحیح کیا ہے۔

تحقیق: ہم کو کیسے اطمینان ہو قاری صاحب کو سنا کر ان سے پوچھو۔

حال: اگر حضور والا کا ارشاد ہو اور بھی صحیح کروں گا لیکن صبح کو فرصت بہت کم ہے۔ گذشتہ منگل سے قرآن مجید ایک پارہ تلاوت کرتا ہوں اور اسم ذات سولہ ہزار اور دعوات عبدیت جلد اول مطالعہ کرتا ہوں۔ وعظ ششم (چھٹے وعظ) تک دیکھ چکا ہوں لیکن حافظہ کم ہونے کی وجہ سے یاد کم رہتا ہے۔ دعاء ارشاد فرمادیں۔

تحقیق: نقصان دہ نہیں کیونکہ اثر باقی رہ جاتا ہے۔

آثار انس

حال: کسی سے کلام کرنے کو بھی طبیعت نہیں چاہتی۔

تحقیق: مخلوق سے وحشت اور اللہ تعالیٰ سے انس کی علامت ہے بشرطیکہ مزاج میں سوداویت کا اثر موجود نہ ہو جس کی تشخیص طبیب سے ہوسکتی ہے ورنہ سواویت اور انس کے اثر سے مرکب ہے۔

حال: یا مرشدی! دعا ضرور فرمایئے کہ حق تعالیٰ اس ناکارہ غلام کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے۔ (النور: ص ۳۶)

منتہی میں کیفیات روحانیہ کا غالب ہونا اور ان کے نفع میں قوت و بقاء کا مشروط ہونا

سوال: کانپور میں جب آپ تشریف فرما تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور پاس بیٹھنے سے عشق کا اثر بہت محسوس ہوتا تھا۔ پھر میں جب تھانہ بھون خدمت والا میں حاضر ہوا تو فوراً کوئی اثر مجھے معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے مجھ کو تردد ہوا اور خیال ہوا کہ خود مجھ میں پہچاننے کی قابلیت جاتی رہی ہے۔ اس لئے تردد کے دور کرنے کے لئے میں نے جناب والا سے سوال کیا کہ کیا "حضرت کاملین کے حال کا اثر پاس بیٹھنے والوں پر نہیں پڑتا (کیا) یہ امر مخصوص مغلوب الحال کے ساتھ ہے؟ اس کے جواب میں ارشاد ہوا: ہاں! کاملین کا حال لازمی ہوتا ہے متعدی (پھیلنے والا) نہیں ہوتا لیکن جب وہ ارادہ کرتے ہیں اس وقت اثر ہوتا ہے اس سے شبہ جاتا رہا۔

جواب: اس وقت کا کہا ہوا تو (مجھے) یاد نہیں باقی اس وقت جو تحقیق ذہن میں ہے وہ لکھتا ہوں۔ منتہی میں نفسانی کیفیات کا غلبہ نہیں رہتا ہے۔ روحانی کیفیات غالب ہوتی ہیں اور وہ بہت لطیف (نازک) ہوتی ہیں اگر مفید (فائدہ دینے والے) اور مستفید (فائدہ پہنچانے والے) کی توجہ ہو تو مگر اس کی پہچان فوراً کم محسوس ہوتی ہے اس کا نفع تو قوی اور باقی ہوتا ہے۔ معتدل المزاج دوا کہ اس کا اثر تیز نہیں ہوتا ہے اگر موافق آئے تو اس کا اثر باقی زیادہ رہتا ہے۔

اولیاء اللہ کے مزارات پر آثار محسوس ہونے کا سبب

سُؤال: ایک نیا شبہ پھر پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر میں جاتا ہوں اور متوجہ ہوتا ہوں تو مجھ کو بہت اثر محسوس ہوتا ہے۔ ہر صاحب قبر کی نسبت جس رنگ کی ہو اسی رنگ سے قلب رنگ جاتا ہے کہیں سکون و اطمینان کہیں جذب و شورش اس کی کیا وجہ ہے کیا موتے (مردہ) کا حال زندہ لوگوں سے الگ کے ہے یا وہ خود جان بوجھ کر زیارت کرنے والے کی کیفیت بنا دیتے ہیں۔

تحقیق: بعض اموات (مردے) جو اہل تصرف ہیں وہاں یہ بھی ممکن ہے مگر اس کا زیادہ سبب طالب کے ارادے کا ہے اور قوت و یکسوئی کے ساتھ ہوتا ہے طبعی قاعدہ ہے کہ نئی چیز کا ارادہ اور اثر ارادے کے تابع ہے اور اسی معمول پر اگر ایک زمانہ گزر جائے پھر یہ قوت نہ رہے گی اور یہی احساس کا اختلاف کبھی زندوں میں بھی ہوتا ہے۔

نیند کے بعد روشنی نظر آنا

حَال: ایک عرصہ دراز سے (جس کی پوری مدت معلوم نہیں) احقر جب نیند سے بیدار ہوتا تھا تو ایک تجلی نظر آیا کرتی تھی کبھی تو یہ تجلی سفید روشنی کی صورت میں نظر ہوتی تھی اور کبھی سرخ روشنی کی صورت میں نظر آتی تھی۔ مگر یہ تجلی مسلسل بلاناغہ جب نیند سے بیدار ہوتا تھا تو بیداری میں مع حواس کے اپنے قریب پاتا تھا۔

ایک دن بیماری اور سخت مجبوری و بدحواسی کی حالت میں نیند سے بیدار ہوا تو کچھ بدحواسی کی وجہ سے خیال نہیں ہوا اور اس پر تھوک دیا۔ اس بات کا خیال نہیں ہوا کہ اس تھوک کو کسی کپڑے وغیرہ میں لے لیں یا کنارہ پر تھوک دیں۔ اسی روز سے اچانک یہ تجلی بند ہے اور وہ صورت تجلی کی جو روزانہ بلاناغہ ہوا کرتی تھی اب نصیب نہیں ہوتی۔ بہت توبہ و استغفار کیا مگر اب وہ بات کہاں نصیب ہو۔ لیکن کبھی کبھی ہلکی سی روشنی ملتی ہے مگر اس پہلی حالت کے گم ہو جانے سے بہت صدمہ ہے۔ اگر حضور والا کوئی ضروری تدبیر مناسب خیال فرما دیں تو تحریر فرما کر مشکور فرما دیں یہ کیفیت جس کے بارے میں میں نے لکھا ہے اگر حافظہ غلطی نہ کرتا ہو تو پچپن تیس سال سے ہوگی۔

تحقیق: کیا وہ کوئی مقصود چیز تھی؟ کیا اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا تھا۔

قرآن مجید کی تلاوت میں یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حَال: احوال یہ ہے کہ اب کمترین پابندی کے ساتھ ہر روز مواعظ بھی پڑھنے لگا۔ جب تک پڑھتا رہتا ہوں

اس وقت تک ایسا لگتا ہے کہ حضور فرمارہے ہیں میں اور دوسرے حضرات سن رہے ہیں۔ اتنی یکسوئی کلام مجید کی تلاوت کے وقت نہیں ہوتی غالبا (یہ بات) مطالب نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے یا کوئی اور وجہ ہو جو میری سمجھ میں نہیں آتی۔

تحقیق: وجہ سمجھنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ جو بغیر ارادے کے ہے نقصان دہ نہیں ہے۔ (النور:ص۲)

نیند غالب ہونے کا علاج

حال: حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعا سے سارے معمولات پورے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی پچھلی رات کو آنکھ کھلتی ہے اس وقت اگر نفل ادا کرتا ہوں تو اچھا رہتا ہے مگر جب ذرا وظیفہ یا تلاوت کے لئے بیٹھا تو فوراً نیند غالب ہو جاتی ہے۔ کبھی تو ایک طرف گر بھی جاتا ہوں۔ اس کی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آئی کہ نفل ادا کرتے ہوئے ایسا کیوں نہیں ہوتا ہے۔ اور وظیفہ کے وقت کیوں۔

تحقیق: نفل میں مختلف حرکتوں سے نفس کو آرام کم ملتا ہے اور ذکر و تلاوت میں ان کے نہ ہونے سے زیادہ آرام ملتا ہے ان اعمال کے اثر میں فرق کی وجہ یہ ہے لیکن وجہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں احکام کی تحقیق ضروری ہے وہ بتاتا ہوں کہ ایسی حالت میں ذکر و تلاوت کا وقت دوسرا مقرر کر لیا جائے اور اس وقت نوافل ادا کئے جائیں۔

حال: نیند زیادہ ہے۔

تحقیق: صحت کی علامت ہے لیکن اگر بہت زیادہ ہے تو طبیب سے علاج پوچھو۔

سینہ میں حرکت کا توجہ کے قابل نہ ہونا

حال: دل کی حرکت سے سینہ بھی ہلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: (یہ) توجہ کے قابل نہیں ہے۔

نکاح کا سلوک میں رکاوٹ ہونا یا رکاوٹ نہ ہونا

حال: ایک بات یہ عرض کرنی ہے کہ میری نانی و ہمشیرہ نے میرے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ میں نے ان کو منع بھی کیا کہ ابھی اس کی ضرورت نہیں لیکن انہوں نے زیادہ اصرار کیا اور میرے انکار سے انہوں نے ناراضگی بھی ظاہر کی۔ آخر کار جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو پھر میں نے بھی منظور کر لیا۔ اب گزارش یہ ہے کہ لڑکی والے اور اپنے گھر کے لوگ میرا نکاح عنقریب کرنے والے ہیں۔ معین تاریخ تو معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ رمضان

سے قبل نکاح کر دیں گے۔ اب حضور والا سے یہ گزارش ہے کہ میرے لئے اس وقت نکاح کرنا مناسب ہے یا نہیں۔

جواب: اس کا اندازہ تو اپنے مقصود کی تعیین سے کر سکتے ہو اگر باقاعدہ سلوک طے کرنے ہے جس کے لئے تضرع (فارغ رہنا) عادۃً شرط ہے تب تو نکاح مناسب نہیں اور اگر صرف احکامات کو پورے کرتے رہنا اور ممنوع چیزوں سے بچتے رہنا مقصود ہے تو نکاح اس میں رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر نکاح کرنا ہو تو اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ اگر بیوی کے خرچ اور حقوق کی ادائیگی کی استطاعت ہو تو جائز ہے ورنہ منع ہے۔

کامیابی کے آثار

حال: احقر کے معمولات اور حالت بدستور ہے۔ ذکر میں مسلسل یکسوئی تو نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: تربیۃ السالک میں جگہ جگہ اس کا فیصلہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے تربیۃ اچھی طرح دیکھی نہیں ورنہ شاید ہی کوئی پریشانی باقی رہتی۔

حال: لیکن تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے یکسوئی ہو جاتی ہے لیکن ذکر کی حالت میں دل نہیں گھبراتا۔

تحقیق: یہ سب کامیابی کے آثار ہیں۔

ضرورت فہم سلیم، ایک طالب کا خط

حال: احقر ناچیز کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے حضور کا فرمایا ہوا ذکر و شغل پورا کر لیتا ہوں اگرچہ یہ پورا کرنا صرف عادت کے طور پر ہوتا ہے شوق سے نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: تربیۃ السالک دیکھنا نہ دیکھنا برابر کر دیا۔

حال: میں نے پہلے بھی پوری حالت لکھی تھی تو حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ قبض (کی حالت) ہے جو نفع میں بسط (کی حالت) سے زیادہ ہے۔ اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس احقر کو اب تک قبض کی حالت سے نجات نہیں ملی بلکہ میں خود کو پہلے کے مقابلے میں اور پریشان پاتا ہوں کیونکہ پہلے یہ حالت تھی جب کبھی کام سے فارغ رہتا تھا یا چلتے پھرتے زبان سے ذکر خود جاری رہتا تھا اور اکثر کام کرتا رہتا اور ذکر کو جاری پاتا تھا۔ اب وہ حالت بدل کے یہ حالت ہوگئی کہ اب چاہتا ہوں کہ ذکر کو فراغت کے وقت بتکلف جاری رکھوں لیکن اپنے اندر اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: قدرت نہ پانا بالکل غلط ہے۔

حَالؒ: لہٰذا اب حالت آئندہ اس سے اور خراب ہونے کی امید لگتی ہے حضور مدد فرمائیں۔
تحقیقؒ: مدد کا طریقہ کیا ہوگا؟ افسوس اس بدفہمی (غلط سمجھ) پر آپ کے کرنے کا کام میں کیسے کروں؟
حَالؒ: ورنہ یہ ناکارہ چند روز میں حضور کے فرمائے ہوئے ذکر وغیرہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔
تحقیقؒ: کیا دھمکی دیتے ہو۔
حَالؒ: اگر مناسب ہو تو کوئی تدبیر فرمائیں۔
تحقیقؒ: اس کج فہمی سے بہت تکلیف ہوئی۔
حَالؒ: حضور میرے دادا صاحب کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت جسمانی اچھی قوت عطا فرمائیں۔
تحقیقؒ: دعا کرتا ہوں۔
حَالؒ: کیونکہ ان کی صحت کے بعد فراغت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ہے۔
تحقیقؒ: کچھ کام نہیں۔
حَالؒ: دوبارہ عرض ہے کہ احقر حضور کے حکم کے مطابق شرح دیوان حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ دیکھتا ہے اور تربیۃ السالک بھی دیکھتا ہے اس میں یہ تحریر دیکھی ہے۔
تحقیقؒ: وہ مضمون پورا صفحہ کے حوالہ کے ساتھ نقل کیا جائے۔
حَالؒ: عبارت یہ ہے کہ "جب قبض دفع نہ ہو تو مرشد سے رجوع کرے اور دعا کرائے۔"
تحقیقؒ: حوالوں میں دیکھا اس عبارت کا کہیں بھی پتہ نہیں چلا آپ کے نزدیک اس عبارت کا اور ان عبارتوں کا ایک ہی مطلب ہے جس کو اتنی بھی سمجھ نہ ہو اس کو عبارت بدلنے کی ہی کیا ضرورت ہے۔

ان صاحب کا دوسرا خط

حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ مضمون پورا صفحہ کے حوالہ کے ساتھ نقل کیا جائے لہٰذا حضرت کے حکم کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔ التکشف جلد چہارم عرفان حافظ صفحہ ۲ اس شعر ؎

بوئے نافۂ کآخر صبازاں طرہ بکشاید زتاب جعد مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا

ترجمہ: "اس نافہ کی مہک کی قسم جو آخر صبا اس طرہ سے کھولے گی ——— اس کے مشک والے گھنگرو بالوں کی شکن کی وجہ سے دلوں میں کتنا خون پڑ گیا ہے۔"

(مطلب یہ ہے کہ نسیم سحری کی مہک اس کے بالوں کی وجہ سے ہے جس کی یاد میں ہمارے دل زخمی ہیں۔)
(حاشیہ دیوان حافظ: ص ۲۹)

کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ ''صبا کی طرف نسبت اشارہ ہے کہ قبض میں مرشد کی طرف رجوع کرے کیونکہ قبض کے علل (وجوہات) وآثار ومصالح وطریق بسط یا اس قبض کا عین بسط یعنی حکمت میں بسط کی طرح ہونا یہ سب مراتب مرشد سے حل ہوتے ہیں نیز اس سے لازم گیا کہ سالک قبض میں اپنی رائے پر ہرگز عمل نہ کرے ورنہ بہت سے اس میں صورۃً یا معنیً ہلاک ہو چکے ہیں۔'' التکشف جلد چہارم عرفان حافظ صفحہ۲ شعر

اے باد اگر بہ گلشن احباب بگذری　　زنہار عرضہ دہ برجاناں پیام ما

گو نام مازیاد بعمداً چہ میبری　　خود آید آنکہ یادنیاری زنام ما

ترجمہ

۱ اے ہوا! اگر تو دوستوں کے چمن سے گذرے تو ضرور معشوق کو ہمارا پیغام دے دینا۔

۲ کہہ دینا کہ تو جان بوجھ کر ہمارا نام کیوں بھلاتا ہے ـــــ وہ دن خود آرہا ہے جس دن تو ہمارا نام نہ لے گا۔

(مطلب یہ ہے کہ ہمارا نام جان بوجھ کر بھلانے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ ہم خود ہی فنا ہونے والے ہیں تو جان بوجھ کر ہمارا نام بھلانے کی کیا ضرورت ہے۔) (دیوان حافظ مترجم: ص ۳۶)

اس شعر کی تشریح میں حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ ''اور اس کا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ کہنے والے پر حالت قبض غالب ہے اور وہ کبھی کبھی مرشد کی توجہ اور اکثر و ہمیشہ مرشد کی تعلیم سے ختم ہو جاتا ہے۔'' اس لئے حالت قبض میں تنگ ہو کر مضطربانہ مرشد سے بعنوان شکایت عرض ہے کہ حضرت میرے حال پر توجہ اور میری خبر گیری کیجئے کیونکہ میں ابھی تک مرا تو نہیں جب مر جاؤں گا جب ہی رخ پھیر لیجئے چونکہ قبض شدید میں گونہ معذور ہوتا ہے اس لئے ایسے امور معاف ہیں اور اس میں تعلیم بھی ہے قبض میں رجوع الی المرشد کی۔

تحقیق: اس صفحہ کے بارے میں دوسرے کاغذ میں لکھ دیا ہے۔

حال: پہلا خط بھیجا ہے اس خط میں جو میں نے یہ لکھا تھا ورنہ یہ ناکارہ چند روز میں الخ جس کے جواب میں حضور نے یہ تحریر فرمایا (کیا دھمکاتے ہو) نعوذ باللہ منہ توبہ توبہ ہرگز میرا یہ خیال نہ تھا اور نہ اب ہے اور نعوذ باللہ نہ آئندہ ہوگا میں اور میری کیا حقیقت بلکہ میرا مقصد اس تحریر سے یہ تھا کہ حضور میرے حال پر متوجہ ہوں اگرچہ اس عبارت سے جو کچھ بھی سمجھ میں آئے مگر میرا مقصد وہی اپنے حال پر متوجہ کرنا تھا۔

تحقیق: توجہ کا کیا طریقہ ہوتا ہے۔

حال: حضور نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ''اس کج فہمی (ٹیڑھی سمجھ) سے سخت تکلیف ہوئی'' بے شک، حضور کو ضرور

ضرور تکلیف پہنچی ہے کیونکہ جب سے خط آیا ہے حضور کی تکلیف کا اندازہ خود مجھ کو معلوم ہوا اس سے کئی گنا زیادہ حضور کو تکلیف پہنچی ہوگی۔ لہٰذا میں اپنی کج فہمی (ٹیڑھی سمجھ) وغلط فہمی (غلط سمجھ) سے توبہ کرتا اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسی کج فہمی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں اور سیدھے راستے پر لگا دیں اور فہم سلیم (صحیح سمجھ) عطا فرمائیں اور (حضور) جو سزا چاہیں دیں ؎

دارم امید عاطفتے از جناب دوست   کردم جنایتے وا میدم بعفو اوست

ترجمہ: ''حضرت والا سے میں مہربانی کی امید رکھتا ہوں ــــ میں نے جرم کئے ہیں اور ان کی معافی کا امیدوار ہوں۔''

اتنا تو ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس خط نے ایک مسہل کا کام کیا گو جب سے یہ خط پڑھا ہے اور جب سے ملا ہے اب تک کسی کام میں انہماک (مشغول) نہیں ہوا ہر وقت حضور کا خیال رہا اور استغفار و ذکر جاری رہا۔ نہ کھانے میں مزا معلوم ہوتا اور نہ کسی کی بات چیت میں معلوم ہوتا ہے جیسے مریض ہوں لہٰذا پھر دوبارہ حضور سے معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: معاف کو معاف ہی ہے مگر اس معافی سے معاملہ تو صاف نہ ہوا پہلے خط میں میرے کچھ سوالات ہیں ان کا جواب دیا جائے تو بات صاف ہو ان پر نمبر ا و نمبر ۲ و نمبر ۳ لکھ دیا ہے۔

ان ہی صاحب کا تیسرا خط

حضور کے حکم کے مطابق سوالوں کے جواب عرض کرتا ہوں۔

❶ بے شک میری تحریر سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ میں نے تربیۃ السالک کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر کر دیا کیونکہ مجھ کو یہ چاہئے تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا کہ ان کی رحمت وعین مہربانی واحسان ہے کہ مجھ سے اتنا بھی کام لیتے ہیں اور اتنے کام کرنے کی بھی توفیق مرحمت فرمائی ہے۔ نعوذ باللہ اگر وہ اتنی بھی توفیق مرحمت نہ فرمائیں تو (اللہ تعالیٰ پر) میرا کون سا زور یا دعویٰ ہے کہ جو کچھ کام ہوگا (نماز روزہ ذکر وغیرہ) اس سے سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے جتنا ہو جائے خدائے تعالیٰ کا انعام ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ ہم کو اس پروردگار رب العالمین کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جتنا بھی شکریہ ادا ہو سکے کرنا چاہئے۔

❷ بے شک غلط سراسر غلط ہے کیونکہ قدرت تو ضرور پاتا ہوں لیکن خیال کر کے کرتا نہیں یہ دوسری بات ہے۔

❸ بے شک ایسی صورت میں مدد نہیں ہو سکتی واقعی یہ کام میرے ہی کرنے کا ہے حضور کیسے کر سکتے ہیں الحمد للہ!

کہ اب (یہ باتیں) میری ناقص فہم میں آگئیں اور اب میں جو خط پڑھتا ہوں تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں اور پچھتاتا ہوں اور اپنے اوپر سخت لعنت ملامت کرتا ہوں اور (خود کو برا بھلا) کہتا ہوں کہ کیسے میں نے ان باتوں کو لکھ دیا اس وقت مجھ کو کمبختی سوار تھی یا کیا حال تھا سوچتا ہوں تو یہ مثال فوراً ذہن میں آتی ہے کہ اگر کوئی مریض کسی طبیب کے پاس جائے اور طبیب مریض کی نبض وغیرہ دیکھ کر کے کوئی نسخہ تجویز کر کے مریض کو دے اور یہ بھی کہہ دے کہ تمہارا مرض مہلک ہے اس دوا کو پیو اور فلاں فلاں اشیاء سے پرہیز کرو۔ اس کے بعد مریض طبیب سے نہایت عاجزی کے ساتھ یہ عرض کرے کہ جناب یہ کڑوی دوا تو مجھ سے پی نہ جائے گی جناب ہی تکلیف فرما کر ان اشیاء سے پرہیز فرما کر دوا پی لیا کریں اور مجھے اچھا کر دیں۔ مریض کی باتیں سن کر کے طبیب ناخوش ہوگا اور اس کو مطب سے نکلوا دے گا۔ حضور کا فضل وکرم اس احقر پر بہت کچھ ہے جو تحریر سے باہر ہے۔ میرے خط سے حضور کو بہت تکلیف پہنچی میں تو اس قابل تھا کہ ڈنڈوں سے پٹ کر باہر کر دیا جاؤں اور جو جو سزائیں دی جائیں وہ سب کم ہوں گی۔ حضور کے اس جواب سے پہلے خط کی باتیں بفضلہٖ تعالیٰ اب سمجھ میں آگئیں جس کو اوپر میں نے لکھ دیا ہے۔ اب حضور سے معافی چاہتا ہوں اور اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ جب سے پہلا خط ملا ہے اس دن سے نماز اور ذکر اطمینان سے ادا ہوتا ہے اور ایک طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ "اللھم احسن عاقبتنا الامور کلھا" (اے اللہ! ہمارے ہر کام کے انجام کو اچھا فرمائیے)

تحقیق: غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فہم وعمل وحال صالح عطا فرمادے اور ثابت رکھے۔

قبض کی علامات

حال: احقر کو اس وقت قبض کی حالت ہے انبساط کی حالت نہیں ہے مجھے اس کی شکایت نہیں ہے کیونکہ حضور والا کی تصانیف میں درج ہے کہ یہ بھی اچھی حالت ہے بلکہ بسط سے بھی زیادہ بلند بھی ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے سالک میں عجز وانکسار پیدا ہوتا ہے لیکن رنج اس بات کا ہے کہ اس حالت پر گنہگار کو کوئی حزن وانکسار نہیں ہے۔

تحقیق: رنج نہ ہونے کا رنج یہ بھی قبض ہی کی بدولت ہے اس سے بھی مقصود حاصل ہے۔

حال: کبھی فرحت اور بشاشت (خوشی) نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ ایک لطیف قبض ہے جو نعمت بڑی نعمت ہے حدیث میں آتا ہے کہ "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ وسلم دائم الفکرۃ متواصل الاحزان." **ترجمہ:** "رسول اللہ ﷺ ہمیشہ فکرمند اور مسلسل غمگین رہتے تھے۔"

حَال: حضور کی باندی حضور والا کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ حضرت نے جو کچھ وظیفہ تلقین فرمایا ہے وہ صبح اور شام ورد کرتی ہے اور کبھی کبھی منزل مناجات مقبول کی منزل بھی پڑھتی ہے۔ جس وقت وظیفہ پڑھتی ہے وظیفہ کے دوران یہ خیال ہوتا ہے کہ سب کو چھوڑ دو اور دل پر گرمی کی بہت شدت اور تاریکی سی لگنے لگتی ہے بہت دیر تک یہ تاریک خیال اور گھبراہٹ رہتی ہے اور دل کوئی کام کرنے کو نہیں چاہتا ہے کہ، نماز یا قرآن شریف وغیرہ پڑھے یا کیا کرے۔ حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ اس کا علاج بتائیں۔

تحقیق: یہ کیفیت قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ مزاج کی خرابی بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔ کسی طبیب کو نبض وغیرہ دکھا کر قلب و دماغ کا علاج پوچھا جائے۔ اگر وہ مرض کی جانب سے بالکل اطمینان دلا دیں تو پھر مجھ کو اطلاع کی جائے۔

حَال: ایک دن قبض کی حالت میں یہ بات دل میں آئی کہ تم ہزار ہا ارادے کرتے ہو جو پورے نہیں ہوتے الا ماشاء اللّٰہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے) تو اب جو تمہارا خدا کو یاد کرنے اور اہل اللہ کے دروازے پر پڑنے کا ارادہ پورا ہوتا ہے تو یہ بھی تو اس کی ہی مرضی ہے تو بلا کر محروم کرنا یہ انصاف کے خلاف ہے اور بے انصافی سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

تحقیق: اس کو بے انصافی نہ سمجھنا چاہئے محروم رکھنا بھی عین انصاف ہے۔ اول تو وہ مالک ہیں۔ (جو پھر ہم میں ہزاروں کوتاہیاں ہیں جن کی وجہ سے محروم رہنا تعجب نہیں اس کے بجائے سمجھیں کہ وہ بڑے رحیم ہیں کوتاہیوں کو بھی معاف کرتے ہیں ان سے امید ہے۔

حَال: گھبراہٹ ختم ہوگئی اور اس عنایت پر رونا اور بڑا لطف آیا۔ ارادہ کی کمی اور اطمینان کو ترقی ہے آج تو کتاب (مواعظ) دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا دل یوں چاہتا ہے کہ صرف نماز ہی پڑھوں چنانچہ ایسا ہی کیا۔

تحقیق: اچھا کیا۔ اگر معمول کے خلاف کرنے کا کبھی کبھی غلبہ ہو اسی طرح عمل کریں اور اگر بکثرت ایسا ہو تو بتکلف (تکلیف کے ساتھ) معمول پورا کریں۔

حَال: آواز سننے سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے ارادہ کیا ہے کہ ایسے موقعوں پر جنگل نکل جایا کروں گا۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ ایک جگہ بے حس بن کر مشغول پڑا رہوں مگر ایسا کرنے سے نیند آتی ہے اور سستی بڑھتی ہے اگرچہ دل لگتا ہے تو ایسے موقع پر کیا کروں۔

تحقیق: اس پر عمل نہ کریں اس کا انجام بے کاری ہوگا پھر محویت میں قرب بھی نہیں ہوتا عمل سے قرب ہوتا ہے۔

ایک اہل حدیث صاحب کی طرف سے

حَالؒ: طبیعت بہت ہی مغموم رہتی ہے وجہ معلوم نہیں ہے۔

تحقیق: "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکرۃ طویل الحزن او کما قال" حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فکر مند اور مسلسل غمگین رہتے تھے اس لئے سنت کی موافقت کی وجہ سے مبارک حالت ہے۔

حَالؒ: اب کئی دنوں سے دل چاہتا ہے کہ کسی اندھیری کوٹھڑی میں خاموش بیٹھا رہوں کسی سے بات چیت و تعلق نہ رکھوں۔

تحقیق: "فی حدیث الوحی حبب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلاء" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی پسند ہوگئی تھی۔ یہ بھی اسی سنت سے موافقت کی وجہ سے بھی یہ ہے مبارک حالت ہے۔

حَالؒ: بلکہ بازار چلتے وقت کسی کو سلام علیکم کہنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔

تحقیق: "روی احمد عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بینا انا جالس مر علی عمرو سلم فلم اشعر بہ الی قول ابی بکر قد شغلك عن ذلك" امام احمد نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے "وہ فرماتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے انہوں نے مجھے سلام کیا۔ مجھے (ان کے سلام کرنے کا) احساس نہ ہوا (اس پر انہوں نے حضرت ابوبکر سے جا کر یہ بات کہی کہ عثمان نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ پھر یہ دونوں میرے پاس آئے اور حضرت ابوبکر نے مجھ سے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا: "مجھے حضرت عمر اور ان کے سلام کا احساس بھی نہیں ہوا۔" اس پر ابوبکر نے فرمایا: عثمان! تمہیں کسی خاص بات نے (سلام کا جواب دینے سے) روک دیا۔"

یہاں حال قوی تھا کہ اس نے واجب سے روک دیا (کہ یہاں سلام کا جواب دینا واجب تھا جو نہیں دیا) اور ضعیف حال صفت سے روک سکتا ہے۔ (کہ سلام کرنا سنت ہے اس سے روک دیا) وہاں روکنے کا نتیجہ احساس کا نہ ہونا ہے اور یہاں ارادے کا نہ ہونا ہے۔ یہاں دونوں کا حال بنیاد اور نتیجہ کے اعتبار سے ایک ہی قسم ہیں۔ اس لئے یہ بھی صحابہ کی سنت سے موافقت کی وجہ سے مبارک حالت ہے۔

حَالؒ: حضور نے جو فرمایا ہوا ہے چلتے پھرتے وقت درود شریف یا قرآن شریف یا لا الہ الا اللہ پڑھتے رہا کرو۔ اسی کو پڑھتا ہوں اسے چھوڑ کر نہ کسی کو سلام کہنے کو دل چاہتا ہے اور اگر کوئی سلام کہے تو نہ اس کو جواب

دینے کو دل پسند کرتا ہے۔

تحقیق: یہ بوجھ طبعی ہے جس کی وجہ میں نے اوپر عرض کر دی لیکن جب تک شعور ہو واجب کو ادا کرنا ضروری ہے اور طبعی بوجھ سے اجر بڑھتا ہے ماخذہ حدیث اسباغ الوضوء علی المکارہ۔ (اس کی اصل وضو کی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

منافع ومصالح قبض

ان ہی صاحب کا دوسرا خط

حال: آج چار دن ہوئے کہ مجھ پر مغرب کے بعد سے شدید قبض کی حالت طاری ہے۔ قلب بالکل خالی لگتا تھا اور ایسا لگتا کہ میں بالکل مردود ہو گیا ہوں حالانکہ میں اس وقت اپنے کو کافروں سے بھی بدتر سمجھتا تھا نہ نماز میں پہلی سی حالت نہ ذکر کی رغبت بار بار خودکشی کو دل چاہتا تھا۔ مگر پھر یہ سوچتا تھا کہ یہ حالت تو غیر اختیاری ہے میرے بس سے باہر ہے مگر خودکشی اختیاری بات ہے اس پر ضرور عذاب ہوگا۔ یوں بھی دل کو سمجھایا کہ کمبخت اس حالت میں مرنا کون سا اچھا حال ہے اپنی حالت درست کر کے موت کی تمنا کرنی چاہئے۔

غرض عشاء کے وقت تک سخت بہت بری حالت رہی۔ عشاء کی نماز کے بعد (اس حالت میں) کچھ کمی محسوس ہوئی تو میں نے نوافل میں دیر تک حق تعالیٰ سے آہ وزاری کے ساتھ التجا کی کہ مجھ میں اس حالت کا تحمل نہیں میں ضعیف ہوں اس طرح میرا امتحان نہ لیجئے، میرے حال پر رحم فرمایا جائے اور اگر اسی میں رضا ہے تو میں راضی ہوں مگر میرا خاتمہ ایمان پر کیا جائے۔

الحمد للہ! صبح وہ حالت بالکل ختم ہوگئی اور حواس درست ہوئے اور اب پہلے سے زیادہ انوار بسط فائض ہیں مگر جیسی رات میری جان پر گزری ایسی مصیبت کبھی نہ دیکھی تھی مگر یہ عجب بات تھی کہ اس بے چینی اور خودکشی کی تمنا میں بھی لطف تھا والسلام۔

تحقیق: مبارک مبارک۔ یہ وہ حالت ہے کہ جس حالت کے بارے میں میری دل سے یہ تمنا ہوتی ہے کہ یہ بصیرت اور استقلال کے ساتھ میرے متعلقین پر طاری ہو کیونکہ اس کے فائدے اتنے ہیں کہ شمار میں نہیں آتے مثلاً عجب وکبر کی جڑ کٹ جانا۔ ہر وقت اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے غصہ کی جگہ میں ہونے کا استحضار وساوس و خطرات غیر اختیاریہ یعنی شیطانی تصرفات کی انتہا معلوم ہو کر جھجک کا نکل جانا جو کہ شرعاً عین مطلوب ہے۔ اگر مرتے وقت کسی کو ایسی حالت پیش آئے وہ طبعی طور پر گھبرا جائے اور خدا جانے گھبراہٹ میں کیا سمجھ بیٹھے زندگی اور علم کی حالت میں اس کے پیش آجانے سے اس (حالت) کا محقق ہو جاتا ہے اگر مرتے وقت پیش آئے وہ

موثر نہیں ہوتی ''وغیر ذلك من المنافع والمصالح'' اس کے علاوہ اور بھی فوائد اور مصالح ہیں جن سب کا خلاصہ فنائے تام (مکمل فنا) ہے اور اس کے بعد جو بسط ہوتا ہے وہ بھی بے نظیر ہوتا ہے۔

الحمد للہ! اس حالت کے فائدے حق تعالیٰ نے مجھ کو بھی دکھائے ہیں تب ہی سے اس کو مقصود کے حاصل ہونے کے لئے آخری منزل اور مکمل سبب سمجھ رہا ہوں اور اسی (وجہ) سے اپنے احباب کے لئے اس کا متمنی ہوتا ہوں۔ دوبارہ مبارک باد دیتا ہوں۔

حَال: خدمت بابرکت میں گزارش یہ ہے کہ دو ماہ جب سے قبض ہے اور یہ قبض روزانہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ سرور وانجذاب (یعنی خوشی اور جذب کی کیفیت کا حال) جو کچھ تھا وہ تو مفقود ہی ہے اس کے ساتھ جو حضور کی کچھ کیفیت تھی اب کچھ دنوں سے وہ بھی غائب ہوگئی ہے۔ کبھی کبھی ہلکی سی کیفیت ہو جاتی ہے باقی اوقات بالکل طبیعت خالی رہتی ہے۔ اس عرض سے مقصود صرف اطلاع ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کیونکہ نفع نقصان تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں میری سمجھ میں اپنی یہ حالت کچھ نہیں آتی ہے ہاں دوسروں کے لئے ذہن خوب چلتا ہے۔

تَحقِیق: الجواب۔ ؎

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست — برصراط مستقیم ایدل کسے گمراہ نیست
بدر دو صاف ترا حکم نیست دم درکش — کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف ست
باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش — بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش
چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو — آں صلاح تست آیس دل مشو
چونکہ قبض آید تو دروے بسط بیں — تازہ باش وچیں میفگن برجبیں

ترجمہ

❶ طریقت میں جو کچھ سالک کو پیش آئے اس کے لئے بہتر ہے —— اے دل سیدھے راستے پر کوئی شخص گمراہ نہیں ہے۔

❷ گدلے اور صاف کی طلب وتجویز تیرے لیے نہیں ہے —— کیونکہ جو کچھ ساقی انڈیلے عین مہربانی ہے۔

❸ مالی کو اگر پھول کا ساتھ چاہیے تو اس کو بلبل کی طرح ہجر کے کانٹوں پر صبر کرنا چاہیے۔

❹ اے راستہ چلنے والے اگر تجھ کو کوئی ناگواری پیش آئے —— یہ تیری اصلاح کے لئے ہے دل سے ناامید نہ ہو۔

۵ جب اس میں تجھ کو ناگواری پیش آئے ——— تو کشادگی دیکھ تازہ رہ پیشانی پر بل نہ لا۔

مگر شرط یہ ہے کہ شریعت، اعمال طریقت کے معمولات میں کوتاہی نہ ہو ورنہ وہ قبض نہیں بطالت وتعطلل (باطل چیز اور بے کاری) ہے جو کہ باطن کو مضر ہے۔

حَالؔ: لیکن اب حالت یہ ہے کہ میں سخت پریشان ہوں اور خدا جانے مجھ سے کیا خطا اور گناہ ہو گیا جس کی وجہ سے دو تین دن سے طاعت اور عبادت الٰہی میں بے انتہا کاہلی اور سستی ہو رہی ہے حتیٰ کہ دو روز سے تو فجر کی جماعت چھوٹی ہوئی تھی۔ آج تو یہ غضب ہو گیا کہ بغیر جماعت وقت پر بھی نہ ہو سکی بلکہ قضا ہو گئی۔ اس وقت سے طبیعت بہت زیادہ مرجھائی ہوئی ہے اور بے لطف اور بے مزہ ہے اگرچہ ایسی بیان نہ کرنے والی حالت کا تحریر میں لانا نہایت شرمناک اور افسوس و ملامت کے قابل ہے مگر جب ایسی حالت کا علاج مقصود اور مدنظر ہے تو پھر اس کے بیان کرنے کے علاوہ اور چارہ کار ہی کیا ہے۔

تَحْقِیْقؔ: اگر آپ کے لئے اس شکستگی (ٹوٹے پن) اور افسردگی (مرجھائی ہوئی حالت میں) ہی میں مصلحت ہو اور اس کے اسباب اس طرح جمع ہو گئے ہوں کہ گناہ بھی نہ ہو اور فائدہ بھی حاصل ہو جائے۔

حَالؔ: اکثر اوقات حالت یہ ہے کہ انشراح رہتا ہے (یعنی طبیعت کھلی رہتی ہے) اور کبھی کبھی تنگی محسوس ہوتی ہے۔

تَحْقِیْقؔ: کوئی حرج نہیں قبض مستقبل کے لحاظ سے خود بسط ہے۔

حَالؔ: (بندہ) جس دن سے حضور کے مبارک قدموں (یعنی مبارک صحبت) سے واپس آیا ہے جس کو آج بارہ دن ہوئے ہیں۔ بہت بری حالت ہے۔ ذکر کے وقت زبان ایسی بھاری ہو جاتی ہے جیسے تالا لگا دیا گیا ہے۔ جسم ایسا بھاری ہو جاتا ہے کہ جس کے وزن کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ذہن ایسا سست اور بے حس ہو جاتا ہے جس کا اظہار نہیں کر سکتا ہوں۔ نیند کا غلبہ بغیر ضرورت ایسا ہوتا ہے کہ چند مرتبہ گر کر چوٹ بھی لگی۔ بہت پریشان ہوں۔ ان سب باتوں کے علاوہ سخت افسوس ناک بات یہ ہوئی کہ جو ایک قسم کی کشش یا نسبت باطنی تھی وہ بالکل گم ہو گئی ہے۔ دل تڑپتا ہے، آنسو جاری ہیں۔ آہ و بکا (رونے دھونے) کے سوا کوئی تسلی حاصل نہیں ہے۔ اللہ کے لئے (مجھ پر) رحم فرمایئے کوئی تدبیر تسلی دینے والی یا باطنی کشش سے اس ہلاکت کے گڑھے جس کا کنارہ بھی نہیں ہے نکال کر تسلی کے ساحل تک پہنچا دیجئے۔ ورنہ اس نابکار نانہجار بدکردار بدشعار کو جان تلف (یعنی خودکشی) کرنے

کے لئے فتویٰ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

تحقیق: مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ حالت قبض کہلاتی ہے اور فائدہ میں یہ بسط سے بھی زیادہ ہے۔ اگرچہ بالکل قبض کے وقت وہ فائدے معلوم نہ ہوں۔ مگر بعد میں اکثر معلوم بھی ہوجاتے ہیں۔ اور اگر معلوم نہ بھی ہوں تب بھی حاصل تو ہوتے ہیں اور حاصل ہونا ہی مقصود ہے نہ کہ اس حاصل ہونے کا علم مقصود ہے۔ چنانچہ جو حالات اس وقت آپ پر طاری ہیں یہ بہت ہی انکسار وعبدیت کے آثار ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قرب کے ملنے کی قوی امید ہے۔ جیسا کہ اکابر کا الہام ہے۔ "انا عند المنکسرۃ قلوبھم" (کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ٹوٹے دل والے لوگوں کے پاس ہوں) قال العارف الرومی ؎

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ جز شکستہ می نگیر د فضل شاہ

ترجمہ: "دل ودماغ کو تیز کر لینے کا نام راستہ پانا نہیں ہے اس لیے کہ شاہ کا فضل تو متوجہ ہی شکستہ دل پر ہوتا ہے۔"

بالکل پریشان نہ ہوں جتنا ذکر ہوسکے کر لیجئے اگرچہ کچھ تکلیف سے ہی کرنا پڑے۔ اگرچہ اس میں دلچسپی بھی نہ ہو۔ جس (ذکر) میں زیادہ تکلیف ہو اس کو کم اور استغفار کی کچھ کثرت رکھیں۔ جب تک یہ حالت رہے ہفتہ میں ایک دو بار اطلاع دیتے رہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ ختم ہوجائے گی۔ سب کو یہ حالت پیش آتی ہے۔ میں تو اس سے خوش ہوا کہ یہ راستہ طے ہونے کی علامت ہے یہ سب راستے ہی کی گھاٹیاں ہیں۔

حال:

مابریں در نہ پئے حشمت وجاہ آمدہ ایم از بدحادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم

ترجمہ: "ہم اس در پہ حشمت اور مرتبہ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم یہاں حوادث سے پناہ لینے آئے ہیں۔"

حضرت شیخنا ومرشدنا ومولانا محمد اشرف علی صاحب بارک اللہ فی حیاتکم وفی حسن نیاتکم احقر غلامان وکہتر خادمان ہیچکارہ...... السلام علیکم عرض کرتا ہے خوشنودی مزاج عالی درگاہ رب العزت سے مطلوب ہے۔ احقر اپنی اس حالت پر پریشان ہے پہلے پہلے جبکہ خدمت عالیہ سے رخصت ہوکر آیا تو حالات وواردات کا اس قسم کا دور دورہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اگر بڑھاپا بھی آیا اور کمزوری بھی ہوئی تو دل کی تازگی انشاء اللہ ویسی ہی رہے گی لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس حالت میں تبدیلی شروع ہوئی آہستہ آہستہ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ ذکر کرنے کو

بھی جی نہیں چاہتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ طبیعت کا نشاط جاتا رہا جس کی مختلف وجوہات پیش آئیں کچھ تو اکثر اوقات دماغی بے خبری سے پریشان رہنا اور طبیعت کا کمزور ہو جانا دماغ کا بے کار ہو جانا دوسرے معصیت اور غفلت سے طرح طرح کے ایسے لمبے خیالات جن کی حد نہ ہو کا ہونا اور بے کار امیدوں وغیرہ کی دل پر بھیڑ ہونا اب تو یہ حالت ہے کہ ؎

نے زجاں یک چشمہ جوشاں می شود　　نے بدن از سبز پوشاں می شود
نے صدائے بانگ مشتاقی درد　　نے صفائے جرعہ ساقی درد

ترجمہ

❶ نہ روح میں کوئی چشمہ جوش مار رہا ہے نہ بدن سبزے سے چھپ رہا ہے۔
❷ نہ کوئی مشتاق آواز ہے نہ ساقی کے گھونٹ میں صفائی ہے۔

بڑھاپے کے آنے آنے میں آہستہ آہستہ ساری قوتیں کمزور ہو رہی ہیں کچھ پہلے سے فطرۃ میں بہت کمزور اور کمزور دل ہوں ادھر نفس کے مجاہدات میں قوت کی ضرورت۔ کما قال ؎

گر بمردن یار در دست آمدے　　پس رہ حق سخت آساں تربدے
ہست اینجا ہر نفس مرگ دگر　　کز مرارش موت دار د صد خطر

ترجمہ

❶ اگر مرنے سے یار مل جاتا تو عشق کی راہ بہت ہی آسان ہوتی۔
❷ یہاں تو ہر لمحہ اک نئی موت کا سامنا ہے جس کے بعد موت کو خطرے محسوس ہوتے ہیں۔

دل اتنا متاثر ہو گیا ہے کہ یکا یک خواہشات کے ہجوم سے شرمندہ ہو کر بالکل اسی طرح رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ خیال آتا ہے کہ جب ابھی سے یہ حال ہے آگے جا کر تو اور کمزوری بڑھے گی نہ معلوم اس وقت کیا حال ہوگا۔

"اللھم احفظنا من الفتن ما ظھر منھا وما بطن اللھم انی ضعیف فقوفی رضاك ضعفی وخذ الی الخیر بناسیتی واجعل الاسلام منھی رضائی."

اے کریم اے رحیم سرمدی　　در گزر از بدسگالاں ایں بدی
اے عظیم از ما گناہان عظیم　　تو توانی عفو کردن درجریم
ماز آزو حرص خود را سوختیم　　دیں دعارا ہم زتو آموختیم

حرمت آں کہ دعا آموختی ۔ در چنیں ظلمت چراغ افروختی
دست گیر و رہ نما توفیق دہ ۔ جرم بخش و عفو کن بکشا گرہ
دست گیر از دست ماما را بجز ۔ پردہ را بردار پردہ ما مدر
باز نہ مارا ازیں نفس پلید ۔ کاردش تا استخواں مارسید
ایں چنیں بندگراں را اے ودود ۔ کہ تواند جز کہ فضل توگشود
ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست ۔ ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست

ترجمہ

❶ اے ہمیشہ کرم اور رحم کرنے والے —— نافرمانوں کی برائیاں درگزر فرمادے۔
❷ اے ہم بڑے بڑے گناہوں والوں سے بڑے —— تو مجرموں کو معاف کرنے پر قادر ہے۔
❸ ہم نے خود کو حرص اور لالچ سے جلا ڈالا ہے —— یہ دعا بھی ہم نے تجھ سے ہی سیکھی ہے۔
❹ تجھے ہم کو دعا سکھانے کا واسطہ —— اور اس بات کا کہ تو نے ایسی تاریکی میں چراغ روشن کر دیئے۔
❺ دستگیری اور رہنمائی فرما توفیق دے —— درگزر اور معاف فرما اور گرہ کھول دے۔
❻ ہماری دستگیری فرما اور —— ستاری فرما رسوا نہ فرما۔
❼ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس ناپاک نفس کا چاقو دوبارہ ہماری ہڈیوں تک پہنچ جائے۔
❽ اے محبت کرنے والے اس بھاری بند کو بجز تیرے فضل کے کون کھول سکتا ہے۔
❾ یہ مانگنا بھی تو نے ہی سکھایا ہے —— ورنہ کوڑا کرکٹ کی جگہ پر کس چیز کا باغ اُگے گا۔

آپ سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں اس لئے کہ ؎

گر نداری تو دم خوش در دعا ۔ رود عامی خواہ زا خوان صفا

ترجمہ: ''اگر تیری دعا میں جان نہ ہو مخلص بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتے رہو۔''

اپنی حالت تو خراب ہے اور اس پر ان اشعار کی حالت سچی آتی ہے ؎

سال بیگہ گشت وقت کشت نی ۔ جز سیہ روئی فعل زشت نی
کرم در بیخ درخت تن فتاد ۔ بایدش برکند برآتش نہاد
بر سر راہ زادکم مرکوب ست ۔ غم قوی و دل تنک تن نارست
عمر ضائع سعی باطل راہ دور ۔ نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور

موئی برسر ہمچو برف ازبیم برگ   جملہ اعضا لرز لرزاں ہمچو برگ
روز بیگہ لاشہ لنگ راہ راز   کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز
بیخہائے خوئے بدمحکم شدہ   قوت بر کندن آں کم شدہ
خاربن در قوت و بر خواستن   خارکن در سستی و در کاستن

غفلت کا یہ خیال ہے کہ ـ

بارہا از خوئے خود خستہ شدی   حس نداری سخت بے حس آمدی
آفتے بنود تبر از ناشناخت   تو بر یار و ندانی عشق یاخت
یار را اغیار پنداری ہمے   شادیٔ را نام بنہادی ہمے
اینچنیں لطفے کہ دارد یا رما   تو گریزانی از واے بے وفا
اینچنیں نخلے کہ لطف یار ماست   چونکہ مادر زدیم نخلش وار ماست
اینچنیں مشکیں کہ زلف میر ماست   چونکہ بے عقلیم آں زنجیر ماست
اینچنیں لطفے چو نیلے میرود   چونکہ فرعونیم برما خون شود
آہ آہ از ہجر یار برد بار   ما ازد بیزار او برما نثار
گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن   مصلحی تو ایتو سلطان سخن
قادری بیگاہ چہ بود یا بگاد   از تو چیزے فوت کے شد ای آلہ
چوں گریزانی زنالہ خاکیاں   غم چہ ریزی بردل غمناکیاں
چوں گریزانم کہ بے تو زندہ نیست   بے خداوندیت بود بندہ نیست
از کہ بگریزم از خود اے محال   ای رفیقاں راہ ہار ابست یار
آہوئے لنگیم او شیر شکار   جزکہ تسلیم و رضا کو چارۂ
در کف شیر نر خونخوارۂ   ماشکاریم اینچنیں دامے کر است
گوئی چوگانیم چوگانی کجاست   تاکہ پائم میرود رانم درو
در نماند پاچو بطانم درو

ترجمہ

❶ سال ہے وقت ہوگیا اب دانہ ڈالنے کا وقت نہیں ـــــ کام کے خرابی اور چہرے کی کالک کے سوا کچھ

نہیں۔

۲ درخت کی جڑ میں کیڑا پڑ گیا ـــــ اس کو آگ میں رکھ کر نکالنا پڑے گا۔

۳ راستے میں میرا توشہ ایک سست سواری ہے ـــــ سب غم قوی ہے دل تنگ ہے اور جسم بیمار ہے۔

۴ زندگی ضائع ہوگئی، کوششیں بے کار ہوگئیں، راستہ دور ہے ـــــ نفس کاہل ہو چکا، دل کالا پڑ گیا اور روح بے صبری ہوئی جارہی۔

۵ موت کے خوف سے سر کے بال سفید ہوگئے ـــــ تمام اعضاء میں پتے جیسی لرزش آ چکی ہے۔

۶ دن ضائع ہوگئے جسم لنگڑا ہوگیا راستہ بھول گیا ـــــ کارخانہ ویران ہے اور کام ناموافق ہیں۔

۷ ہر عادات کی جڑیں مضبوط ہوگئیں ہیں اور ان جڑوں کو اکھاڑنے کی طاقت نہ رہی۔

۸ کانٹوں کا درخت مضبوط اور اونچا ہو چکا ہے جبکہ لکڑ ہارا سست اور کمزور پڑ چکا ہے۔

۹ تو کئی بار بری عادت کی وجہ سے بے حال ہوگیا ـــــ تجھ میں حس ہی نہیں ہے تو بالکل بے حس ہوگیا ہے۔

۱۰ اجنبیت سے بدتر کوئی مصیبت نہیں ـــــ یار کے پاس ہے لیکن عشق ظاہر کرنا نہیں آتا۔

۱۱ یار کو غیر سمجھتا ہے اور خوشی کو غم کا نام دیتا ہے۔

۱۲ ہمارا یار اتنا نرم ہے اور اے بے وفا تو اس سے بھی گریز کرتا ہے۔

۱۳ ایک ایسا باغ جو ہمارے یار کی مہربانی ہے جب ہم کوئی دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو اس کا باغ ہمارا گھر بن جاتا ہے۔

۱۴ ہمارے محبوب کی زلفیں محبوب کی مانند ہیں لیکن چونکہ ہم بے عقل ہیں اس لئے اسے قید اور زنجیر سمجھتے ہیں۔

۱۵ ایسی مہربانی جو دریائے نیل کی طرح بہہ رہی ہے لیکن جب ہم فرعون ہیں تو یہ ہمارے لئے خون کا دریا ہے۔

۱۶ ایسے حلیم محبوب کی جدائی پر افسوس ہے ہم اس سے بے زار اور وہ ہم پر قربان۔

۱۷ اگر ہم غلط کہیں تو تم اس کو درست کردو مصلح تو ہی ہے تو کلام کا بادشاہ ہے۔

۱۸ ہر وقت ہر گھڑی تو قادر ہے اے معبود تجھ سے کوئی چیز کیسے چھپ سکتی ہے۔

۱۹ جب تو خاکیوں کے نالے کو نظر انداز کرے گا تو پھر غمنا کیوں کے دل پر کیا غم کرتا ہے۔

۲۰ میں تجھ سے کیسے اعراض کروں کہ تیرے بغیر زندگی نہیں تیری خداوندی کے بغیر کوئی بندگی نہیں۔

۲۱ اپنے سے بھاگنا ناممکن ہے۔

۲۲ اے دوستوں یار نے راستہ بند کر دیا ہے میں لنگڑا ہرن ہوں وہ شکاری شیر۔

۲۳ خونخوار شیر نر کے قابو میں تسلیم و رضا کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

۲۴ ہم شکار ہیں ایسا جال کس کا ہے ہم گیند بلے ہیں کھلاڑی کہاں ہے۔

آنے کا ارادہ جلدی تھا لیکن تقدیر سے طبیعت کچھ ناساز ہوگئی اب صحت ہے اللہ تعالیٰ جلدی آنے کی توفیق دیوے۔

چونکہ برمیخت بہ بندو بستہ باش　　چونکشاید چابک برجستہ باش

اوقات خوش آں بود کہ بایار بسر شد　　باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

ترجمہ

۱

۲ وقت تو وہی اچھا ہے جو یار کے ساتھ گذرا ہو ــــ باقی سب بے کار اور بے خبری ہے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ تبدیلیاں منتہی کے لئے طبعی ونفسانی ہیں نہ کہ روحانی وقلبی اس لئے ایسی تبدیلیاں نقصان دہ تو کیا مفید ہوتی ہیں۔ اس میں عبدیت کی حقیقت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ان سے عجب فنا و خالی ہاتھ ہونا آنکھ سے نظر آجاتا ہے۔ یہ حقیقت میں قبض کی قسم ہے جس کی حکمتیں یہ ہیں۔ اختیاری کام کی پابندی ایسے ہی وقت دیکھنے کے قابل ہے (اور یہ) امتحان کا وقت ہے اگر اس امتحان میں پاس ہوگئے تو اعلیٰ درجہ کے نمبر کے مستحق ہوگے۔ خوب غور کر کے سمجھئے۔ کئی بار اس کو پڑھئے میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں۔

قبض کے فوائد

حال: کبھی برے اعمال کی وجہ سے انسان سے طاعات میں لذت ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں اور اس قبض میں جو سالکین کو پیش آتا ہے کیا فرق ہے؟

تحقیق: یہ بھی قبض کی ایک قسم ہے اور یہ بھی سالکین کو پیش آتی ہے اور ایک دوسری قسم جو کبھی خرابی، سستی اور ملال کی وجہ سے (سالک کو) طبعی طور پر پیش آتی ہے اور کبھی امتحان کے لئے بھی پیش آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لئے پیش آتی ہے کہ معلوم ہو کہ یہ حق کا طالب ہے یا لذت کا طالب ہے۔

حال: تربیت السالک و اکمال الشیم کے مطالعے سے مجھے میری حالت قبض کی حالت لگتی ہے۔ ان رسالوں

میں کیونکہ قبض کا علاج بھی لکھا ہوا ہے اس لئے ہر طرح طبیعت کو بہلانے کے باوجود ان کا کچھ اثر نہیں ہوتا ہے۔ مجبور ہو کر حضور کو علاج کے لئے حضور کو تکلیف دی۔ امید کہ حضور والا علاج فرما کر پریشانی دور فرمائیں گے اور موجودہ حالت کے بارے میں بتائیں گے کہ یہ بری ہے یا اچھی ہے۔

تحقیق: جو بات غیر اختیاری ہو سب پسندیدہ ہے اور ایسا قبض خود مفید حالت ہے۔ اس کا علاج ضروری نہیں۔ علاج کے عنوان سے بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ مقصود نہیں کہ اس حال کو ختم کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبض کے وقت یہ عمل کیا جائے گویا وہ اعمال قبض کے آداب وحقوق ہیں پھر ان اعمال کے بعد خواہ وہ قبض رہے یا جائے، دونوں حالت میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا اور سب اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہئے اس دستور العمل سے اگر پریشانی کی ذات (باقی) بھی رہے تو اس کا وصف نہ رہے گا مشاہدہ سے معلوم ہوگا۔

مطلوبیت مقامات ہے نہ حالات

حال: مجمع الفضائل منبع الفواضل مخزن برکات مظہر حسنات حکیم الامت مولانا و مرشدنا و ہادینا حضرت مخدومنا مولوی اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس تحریر کے لکھنے تک بندہ خیریت سے ہے اور حضرت عالی شان کی خیر و عافیت ہمیشہ مطلوب ومرغوب ہے۔ حضور عالی! ایک عرصہ دراز سے خدمت میں حاضر ہونے کی تمنا ہے رکاوٹیں پیش آتی رہتی ہیں۔ گزارش یہ کہ خاکسار کی عمر ۵۲ سال کی ہے۔ ۳ سال طالب علمی میں گزرے اس کے بعد ایک بزرگ سے بیعت کی۔ افسوس کہ نہ پیر کی خدمت حاصل ہوئی نہ ذکر واذکار کا سلسلہ جاری رہا لیکن بزرگوں سے عقیدت تھی۔ اکثر توحید ونعمت میں اشعار پڑھنا آب دیدہ ہونا شعار (طریقہ، عادت) تھا اگرچہ خواہش و ہوس اور شہوات میں قید رہا۔ اچھے اچھے خواب نظر آتے تھے۔ چار پانچ مرتبہ سردار دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آخر میں ایسا دیکھا کہ میدان میں پڑا ہوا معلوم ہوا کہ حضور تشریف لاتے ہیں۔ میں اٹھ بیٹھا حضور نے خاکسار کو اپنے گلے لگایا اس طرح کہ ریش مبارک کے بال میرے شانہ کو چھوتے تھے میں نے دو بار کہا صدقے آپ کے یا رسول اللہ۔ صدقے آپ کے یا رسول اللہ۔ الحمد للہ علی ذلک۔

ایک بار دیکھا کہ میں بادل کا ٹکڑا ہو گیا ہوں جو دو سو گز کا چوکور ہوگا اور زمین سے ایک میل کی بلندی پر درمیانی چال پر رواں تھا۔ پیچھے چند بادل کی ٹکڑیاں آرہی تھیں جن پر میں تھوکتا تھا میر جسم بالکل نہیں تھا۔ میں صرف بادل ہی بادل ہو گیا تھا۔ یہ اور بہت سے خواب اسی قسم کے دیکھے۔ بلندیوں پہاڑوں بے حساب زینوں پر

چڑھا کرتا تھا۔ ایک بار دیکھا کہ بہت سے زینوں پر چڑھ گیا ہوں وہاں چند زرد لباس پہنے ہوئے لوگ ملے مجھ کو سونے اور روپیہ کے سکے دیئے۔ آخر میں ایک خوب صورت لڑکا آیا اور موتی کا مالا میرے گلے میں ڈالا۔ میں اس کو پہن کر فخر و ناز سے ٹہلنے لگا۔

افسوس کہ تین چار سال سے اس قسم کے خواب بند ہیں بلکہ اس کے الٹ نیچے اترنا، گرنا، پڑنا برعکس نشیب میں اترنا گرنا پڑنا عصا، جوتا، چھتری گم جانا نظر آتا ہے عصا، جوتا اور چھتری وغیرہ کا چند سال سے ہوا وہوس (خواہش) اور شہوات سے مغلوبی ہے۔ اس کی وجہ یہ لگتی ہے کہ کسی کامل (بزرگ پیر) کا سایہ نہیں طبیعت کو اطمینان اور یکسوئی نہیں شکر خدا کہ اب حضور کا دامن ہاتھ لگا ہے چونکہ مریض کو حضرت کے ساتھ (عقیدت) کامل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے واسطے مسیحائی کیجئے۔

ابتداء میں کیونکہ ایسے ایسے خواب دیکھے جن کی برکات سے "اینما تولوا وفی انفسکم" (جہاں تم منہ پھیرو وہاں اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تمہاری جانوں میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں) کا راز کھل گیا تھا اس لئے ہمیشہ ہستی مطلق کا جلوہ پیش نظر ہے اور ہر وقت یہ بیت وردزبان ہے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اس سرفرازی (عزت ومرتبہ) کے باوجود پھر یہ خرابی کیسی اس کا غم بہت کھا رہا ہوں۔ زندگی سے بیزار ہوں۔ عجیب بات یہ کہ مقام نور اور مجلس نبوی ﷺ کی آرزو رکھتا ہوں خدا نصیب کرے۔

ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ کسی مکان کے صحن میں کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ حضور اندر ہیں۔ سامنے ایک عوددان رکھا ہوا ہے۔ مجھے کہا گیا کہ فاتحہ پڑھو۔ اس دن سے فاتحہ پڑھنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ ایک بار دیکھا کہ ایک کشادہ مکان ہے۔ لوگ کہتے ہیں: سیّد محی الدین کا مکان ہے۔ میں بالا خانہ پر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ہزار ہا لوگ کی ضیافت ہے۔ شیرینی کی دکانیں جا بجا لگی ہیں۔ لوگوں نے کہا: تم بھی کھاؤ میں نے کہا: حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں بڑی دیر کے بعد بڑی شان وشوکت کے ساتھ حضور کی تشریف آوری ہوئی۔ میں فوراً اٹھا اور حضور کے گلے لگ گیا۔ اور زار زار رونے لگا۔ بار بار کہتا تھا کیا حضور مجھ کو نہیں جانتے تھے؟ حضرت بار بار فرماتے تھے: تمہیں کیا چیز کھانے کے لئے منع ہے۔ بس نیند سے آنکھ کھل گئی۔

حضور عالی! افسوس ہے کہ چند سال سے ایسی بشارتیں بند ہیں۔ خاکسار نے ایک عرصے تک وعظ کہنے میں زندگی گزاری ہے اور (شہر) کے اطراف (وعظ وغیرہ کے لئے) دورہ کرتا رہا ہوں گوئی میں ایک مدت بسر کی اکناف واطراف میں دورہ کرتا رہا اقسام کے تشویشات اور تفرقے رونما تھے ڈیڑھ ماہ پہلے ربیع الثانی کی پندرہویں

شب میں یہ ایک خواب دیکھا میرے ہاتھ میں ایک بانسا یا ایک جھنڈا ہے جس کی نوک آسمان سے لگی ہوئی ہے۔ میں تاروں میں چھید (سوراخ) کرتا ہوں آخر میں پانچ تاروں میں سوراخ کر ڈالا گھر میں فوراً تارہ سے رنگ برنگ کے انوار گرنے لگے۔

حضور عالی! بارہ سال سے مجھ کو ایک دینی مدرسہ (مدرسہ فتح البرکات) کے نام سے بنانے کی آرزو ہے لیکن اس کی تجویز بنی نہیں۔ اسی ماہ کی ۲۷ تاریخ میں چند مقامی لوگوں نے بڑی تمنا سے ایک مسجد کی خدمت میرے ذمہ دی ہے۔ اسی کے متعلق مدرسہ بھی شروع کرنے کی گنجائش ہے اگرچہ لوگ بالکل غریب ہیں لیکن میرے ہوا خواہ ہیں حضرت کی اجازت ہو تو مدرسہ شروع کرتا ہوں جس میں مقامی اور اطراف کے لوگ جوان بوڑھے تعلیم پائیں گے۔ کیمیائے سعادت مثنوی شریف۔ احیاء مکتوبات کا درس دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ درسیہ کتب کی تعلیم بھی ہوگی۔ آج کل کیونکہ ہر طرف لاعلمی کے وجہ سے الحاد و زندقہ کا زور ہے اور بے علم پیروں کی گرم بازاری ہے مسجدیں ویراں ہوتی جارہی ہیں روحانی تعلیم کی اشد ضرورت ہے دعا فرمائیے کہ خاکسار کو مدرسہ شروع کرنے میں سہولت عطا فرمائے اور غیبی تائید ملے میری برسوں کی تمنا پوری ہو جائے۔

التماس

حضور عالی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے خاکسار کو کمال (یعنی انتہائی) عقیدت تھی۔ وہ تو مرحوم ہو چکے اب ان کے بدلے آپ کی ذات بابرکات ہے اب آپ کا دامن ہے اور میرا ہاتھ ہے۔ بندہ کو در فیض اثر سے محروم نہ فرمائیے اپنا غلام بنائیے۔ خاکسار کیونکہ بہت ضعیف و نحیف ہے اور ایک ناقص العقل و قلیل الفراست (کم سمجھ) ہے دماغ قوی طبیعت بارکش نہیں رکھتا ہے کوئی شغل مختصر بتلائے غائبانہ روحانی تربیت فرمائے۔

در پہ آیا ہوں ذری جاوے حکیم الامت — میں کھڑا ہوں مجھے بٹھلا دے حکیم الامت
ہوں مریض عصیاں میری مسیحائی کر — کوئی درماں مجھے دکھلا دے حکیم الامت
تشنہ مدت سے ہوں کر تشنگی کو دور مری — ایسا شربت کوئی پلوا دے حکیم الامت
سارا آموختہ اب بھول کے بیٹھا ہوں میں — یک سبق تازہ تو سکھلا دے حکیم الامت
دستگیری مری کر بہر خدا بہر نبی — مجھ کو منزل میں تو پہنچا دے حکیم الامت

حالات

افسوس کہ تربیت سے پہلے حضرت قبلہ پیر طریقت کا انتقال ہو چکا خاکسار شوق و ہمت ساتھ لئے ہوئے

مقصود کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک مسافر بزرگ کے ارشاد سے اسم اعظم ذات کا ورد کرنے لگا پیشتر مراقبہ صوری میں ہیبت ہوتی تھی غرض حجاب کثرت اٹھنے کے بعد ہستی مطلق کا جلوہ ظاہر ہوا تھا پھر مراقبہ معنوی کی طرف رجوع ہوا حجاب غیریت نکلنے سے ذکر ذاکر بھول کر مذکور ہی مذکور کا جلوہ رہ جاتا ہے فوراً یہ بیت زبان پر آتی ہے۔ ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصور یار　　جب کبھی گردن جھکائی دیکھ لی

دل کا شوق اور آگے بڑھنا چاہتا ہے لیکن ہیبت طاری ہوتی ہے فوراً آنکھ کھل جاتی ہے یہ بیت زبان پر آتی ہے۔ ؎

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم نہ دادند　　تو بروں در چہ کردی کہ دروں خانہ آئی

تَرجَمہ: ''میں کعبہ کے طواف کے واسطے گیا اور انہوں نے مجھ کو راستہ نہیں دیا ——— تو نے باہر کیا کہ تو اندر آتا ہے یا آئے۔''

بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں (خدا خیر کرے) حضور عالی لطائف طے ہونا۔ مقام نور میں پہنچنا۔ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونا۔ یہ تین مقصود میری زندگی کے ثمرات ہیں۔

اب امید ہے کہ حکیم الامت کی توجہات سے یہ مریض نیم جاں صحت یاب ہوکر اپنے دل اور آنکھ کو ٹھنڈا کرے گا اور جواہر مقصود سے اپنے دامن کو بھرے گا۔

دستگیری مری کر بہر خدا بہر نبی　　مجھ کو منزل میں تو پہنچادے حکیم الامت

خاکسار کے اشعار

پیا آتے ہیں جب دل میں تو دل مسرور ہوتا ہے
جدا ہوتے ہیں جب دل سے تو دل رنجور ہوتا ہے
ہمیشہ آنے جانے سے رکھو آباد میخانہ
مرے ساقی کریموں کا یہی دستور ہوتا ہے
تمہاری مہر کے صدقے ہمیشہ مہرباں رہیو
تمہاری مہربانی سے مرا غم دور ہوتا ہے
مرے دل میں سما جاؤ مری آنکھوں میں رہ جاؤ
مرا دیدہ تمہاری دید میں مسرور ہوتا ہے

ہمیشہ چشم حق بیں کو انہوں کی دید حاصل ہے
اگرچہ غافلوں سے وہ صنم مستور رہتا ہے
رگ جاں سے مری نزدیک تر رہتے ہو تم پیارے
مگر یہ بندہ غافل تم سے کوسوں دور ہوتا ہے
پیا تھی جیو میں پنہاں نہ تھی مجھ کو خبر اس کی
کہ دلبر محمل دل میں سدا مستور ہوتا ہے
مٹا کر زنگ کثرت کو جو دیکھی پیو کی صورت
جہاں میں پیو کا وہ ناظر و منظور ہوتا ہے
تری تیغ ادا سے ذبح جو ہوتا ہے دنیا میں
حیات جاودانی سے سدا مسرور ہوتا ہے
پلا دو ساقیا یک جام وحدت مہربانی سے
بدل نصرت تمہارا شاکر و مشکور ہوتا ہے

دیگر

وہ نبیوں میں لقب رحمت کا پایا مقتدا ہوکر
خطاب الفقر فخری کا لیا وہ بادشاہ ہوکر
ہوا اول میں موجب خلق کا وہ مبتدا ہوکر
بنا آخر میں ختم المرسلیں وہ منتہا ہوکر
دو عالم کو بنایا شیفتہ وہ مہ لقا ہوکر
جہاں کے سارے محبوبوں میں نکلا دلربا ہوکر
بلائیں زلف کی لے کہتی ہیں صل علی حوریں
ملایک کہتے ہیں وا مرحبا تجھ پر فدا ہوکر
اداؤں سے تری جن و پری بے چین رہتی ہیں
کیا مدہوش حوروں کے تئیں نازک ادا ہوکر

فقط بی بی زلیخا حسن یوسف کی ہوئی شیدا
ترا عشاق ہوا ہے خالق عالم خدا ہوکر
انا من نور کہنا تجھ کو شایاں ہی بنی اللہ
تو جب کونین کو روشن کیا نور خدا ہوکر
تری زلفوں کا قیدی بن کے رہنا خوش ہے نصرت کو
کرے کیا لے کے شاہی تیری زلفوں سے جدا ہوکر

(کشف العلم، کشف الحق) دو رسالے لکھے گئے ہیں حضور کی خدمت میں بھیجے جائیں گے اور تصحیح کے بعد طبع کئے جائیں گے۔ حضور کی تصنیفات کی فہرست اور خاکسار کی رہنمائی کے لئے ایک رسالہ بالفعل مرحمت فرمائیں تو عین سرفرازی ہے۔ انشاء اللہ۔

تحقیق: حالات سے دل خوش ہوا مگر ضرورت مقامات کی ہے کیونکہ وہی مقاصد ہیں اور حالات کتنے ہی عالی ہوں اور اگرچہ محمود بھی ہوں مگر مقصود نہیں۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے سارے حالات ہیں مقامات نہیں ہیں۔ حالات کا نہ ہونا مقصود اور نہ ہونا نقصان دہ ہے۔ اس بات کی شرح و تفصیل میرے رسائل دیکھنے سے ہوسکتی ہے خصوصاً ''قصد السبیل، مختلف مواعظ اور تربیت السالک'' دیکھنے سے۔ اس وقت اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے یہ متن ہے جس کی شرح کا پتہ اوپر ذکر کے رسائل سے ملے گا، مدرسہ کے لئے دعا دل و جان سے کرتا ہوں۔ (النور: ص ۶۳)

اشرف علی از تھانہ بھون

یوم الاحد ۳۹ھ

نماز میں روشنی دیکھنا

سؤال: حضور کا ارشاد ہے کہ برے خیالات کا آنا نقصان دہ نہیں ہے لانا نقصان دہ ہے۔ کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خود آرہے ہیں یا میں لایا ہوں مشکوک حالت ہو جاتی ہے کوئی معیار بتا دیا جائے جس سے ایسی حالت میں واضح طور پر فرق سمجھ لیا کروں۔

جواب: معیار کی ضرورت نہیں جب (خیالات کے) آنے اور لانے میں شک ہے تو (ان دونوں میں) کم درجہ (جو آتا ہے وہ) یقینی ہے (اور قاعدہ ہے کہ) یقین شک سے ختم نہیں ہوتا ہے اس لئے اس کو آنا ہی سمجھنا چاہئے۔

حال: پانچ چھ روز ہوئے ظہر کی سنن پڑھ رہا تھا تیسری رکعت میں مجھے بائیں آنکھ میں ایک دائرہ نما روشنی معلوم ہوئی اور نماز کے ختم آنکھ بند رکھنے میں اور کھولنے میں یکساں حالت رہی۔ سلام پھیرتے ہی وہ ختم ہوگئی۔ جب فرض شروع کیا تو اس میں شروع ہی سے دائیں آنکھ میں بہت تیز روشنی کا دائرہ پیدا ہوا اور نماز کے ختم تک رہا۔ سلام پھیرتے ہی یہ بھی ختم ہوگیا مجھے اپنے زشتی اعمال کو دیکھتے ہوئے یہ تو کبھی خیال بھی نہیں ہوا کہ میں بھی کسی حالت اور ثمرہ کا (نتیجہ) کا مستحق ہوں اور اب جناب والا کے مواعظ دیکھنے کے بعد کبھی اس جانب توجہ ہو ہی نہیں سکتی۔ میری عرض اس واقعہ کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ دماغی تصرف ہے۔

تحقیق: غالب یہ ہی ہے۔

حال: یا اور کوئی حالت ہے۔

تحقیق: ذکر کے انوار کا احتمال (گمان) ہو تو ہدایت فرمائی جائے۔

تحقیق: ہر حال میں اس کی طرف توجہ نہ کی جائے یعنی کمال مقصود نہ سمجھا جائے اور ہر حال میں شکر کیا جائے۔ اگر دماغی تصرف بھی ہو تب بھی کیونکہ اس سے یکسوئی ہوتی ہے اور وہ یکسوئی معین (مددگار) اور مقصود ہے کما قال العارف الرومی ؎

از صفت و زنام چہ زائد خیال   واں خیال ہست دلال وصال

(النور: ص ۸۱)

ترجمہ: "تعریف اور نام سے زائد کیا خیال —— وہ تیرا خیال ہے جو کہ وصال کی علامت ہے۔"

مال اور اولاد وصحت کے فوات میں تفاوت اثر

سؤال: دوسری تحقیق یہ ہے کہ متوسطین (درمیانے زمانے کے) اولیا کے حالات میں دیکھا سنا جاتا ہے کہ ان کو محبوب چیز جیسے اولاد اور صحت تندرستی کے ضائع ہو جانے سے غلبہ حال کی وجہ سے کچھ غم والم نہیں ہوا ہے بلکہ خوش ہوتے ہیں اور مسرت (خوشی) ظاہر کی ہے اس کے برخلاف انبیاء علیہم السلام اور کمل (کاملین) اولیاء جن کے حالات انبیاء علیہم السلام کی طرح ہوگئے ہیں ان کو بہت ہی تمکین کی وجہ سے محبوب چیز کے جدا ہو جانے سے طبعا ہر طرح کا غم والم محسوس ہوا ہے اور اس کے ساتھ دل سے خدا کے ساتھ اس کی مرضیات پر راضی اور خوش بھی رہے ہیں۔ بہرحال اولاد چونکہ ایک محبوب چیز ہے اور فطری طور پر ہر ایک کو اس سے محبت و تعلق ہوتا ہے اس لئے اس کے ضائع ہو جانے سے غم والم پیش آتا ہے اکمل اولیاء و انبیاء علیہم السلام کو بھی اس قسم کا

احساس طبعا ہوتا ہے لیکن دل سے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہتے ہیں۔ عوام اس سے جدا ہیں کہ وہ ایسے موقع پر بے چین ہو جاتے ہیں اور دل سے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی نہیں رہتے ہیں۔ بہرصورت اکمل اولیاء اور انبیاء کو اس قسم کا احساس طبعی طور پر صرف اولاد ہی کے ساتھ ہوتا ہے یا مال ومتاع کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی محبوب شے ہے۔ مال ومتاع کے ساتھ کیونکہ عوام کو زیادہ تعلق ہوتا ہے بخلاف خواص کے کہ ان کو اس سے بہت کم تعلق ہوتا ہے۔

اس لئے میرے ناقص مال ومتاع کے تلف ہو جانے سے غالبا طبعی طور پر رنج وغم والم نہ ہوتا ہوگا یا اولاد و صحت وتندرستی کی طرح مال ومتاع کے تلف ہو جانے سے بھی ان حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی بشری تقاضے کی وجہ سے غم والم ہوا ہے۔ تسلی فرمائی جائے۔

جواب: (مال ومتاع کے تلف ہونے سے ان حضرات کو بھی) طبعی طور پر کچھ نہ کچھ اثر ہوتا ہے مگر اولاد کے طبعی اثر کے برابر نہیں ہوتا ہے اس فرق کی وجہ بھی طبعی ہے وہ یہ کہ مال دوسری پسندیدہ ضروریات کے حصول کا آلہ ہے خود اس میں کوئی پسندیدگی نہیں ہے اور اولاد وصحت میں خود پسندیدگی ہے۔ اس فرق کی وجہ سے دونوں کے اثر میں بھی فرق ہے۔ (النور: ص ۱۲)

مقصودیت اعمال نہ احوال

ایک طالب صاحب کا خط آیا جو ذیل میں مع جواب کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔ اس جواب سے پہلے ایک مضمون کلی لکھا گیا تھا اس کو پہلے نقل کیا جاتا ہے۔

مضمون کلی

مخدوم مکرمی دام مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ الطاف نامہ (خط) نے دو حیثیت سے مسرور (خوش) کیا۔ پہلے تو یاد آنے پر اور دوسرے مقصود حقیقی کی طلب سے۔ پہلے کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دوسرے کے لئے اس مقصود تک پہنچنے کی دعا کرتا ہوں۔ میں اس وقت تمام رسمی تعلقات اور تواضع چھوڑ کر صرف خلوص اور خیر خواہی سے اس طریق (سلوک کے راستے) کے بارے میں چند ضروری باتیں اصول جیسی ہیں عرض کرتا ہوں اگر ان کا اعتقاد اور ان پر عمل بطور تحقیق یا تقلید رکھا جائے تو ہمیشہ کی پریشانی اور غلط فہمی و کجروی (ٹیڑھے راستے) سے بچ جائے و باللہ التوفیق۔

پہلی بات: ہر مطلوب میں کچھ بنیادی باتیں ہوتی ہیں، کچھ مقاصد اور کچھ زائد اور تابع (ذیلی) باتیں ہوتی

ہیں۔ مطلوب سے پہلے بنیادی باتیں ہوتی ہیں جو کہ خود مقصود نہیں ہوتی ہیں (کیونکہ مقصود تو مطلوب ہوتا ہے) اور زائد اور ذیلی باتیں مطلوب کے بعد ہوتی ہیں جو مقصود نہیں ہوتی ہیں۔

اسی طرح اس راستے میں بھی کچھ باتیں بنیادی ہیں اور وہ چند علوم اور مسائل ہیں جو بصیرت شافی المقصود (مقصود کو جاننے) پر موقوف ہیں۔ کچھ مقاصد ہیں اور ان ہی کو حاصل کرنا مقصود ہے ان پر کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہے۔ کچھ زائد باتیں ہیں کہ ان کا ہونا کامیابی کا معیار ہے اور نہ ہونا ناکامی کا معیار ہے۔

دوسری بات: بنیادی باتوں میں سے اوپر کی پہلی بات (چند علوم رسائل) ہے جو غالباً ساری بنیادی باتوں میں سب سے بڑی اور ساری بنیادی باتیں اس میں موجود ہیں۔ دوسری بنیادی باتوں کے بارے میں سلوک کے درمیان وقتاً فوقتاً (موقع بموقع) تنبیہ و اطلاع کی جاتی رہتی ہے۔

مقاصد (چند) خاص اعمال ہیں جو اختیاری افعال ہیں۔ جن میں ایک حصہ اعمال صالحہ کا ہے۔ جس کا تعلق (اعضاء) جوارح سے ہے جن کو سب جانتے ہیں۔ (وہ) نماز، روزہ، حج و زکوۃ اور دوسری وجب و مستحب طاعات ہیں۔ دوسرا اعمال صالحہ کا حصہ جس کا تعلق دل اور نفس سے ہے۔ جیسے اخلاص۔ تواضع اللہ تعالیٰ کی محبت، شکر، صبر، رضا (اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا) تفویض (اللہ تعالیٰ کے سپرد تمام کام اور خود کو بھی حوالے کر دینا) توکل خوف اور امید وغیرہ ہے ان (اعمال) کی ضدوں (جیسے ریا، تکبر، اللہ تعالیٰ کی محبت کا نہ ہونا، ناشکری، بے صبری، وغیرہ) کو ختم کرنا ہے۔ ان اختیاری عمال کو مقامات کہتے ہیں۔ ان ہی کو نصوص (قرآن و حدیث) میں حاصل کرنے کا حکم ہے اور ان کی ضدوں کو ختم کرنے کا کف اور ردع (رکھنے) کے معنی میں ہے۔ ان اعمال کا مقصد اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حاصل ہونا ہے جو سلوک کی روح اعظم (بڑی روح) ہے۔

زوائد خاص احوال ہیں جیسے ذوق وشوق (کا ہونا) قبض وبسط (کی کیفیت کا پیش آنا) محو وسکر، غیبت وجد و استغراق کا اور ایسی ہی چیزوں کا ہونا ہے۔ یہ باتیں غیر اختیاری ہیں۔ مذکورہ اعمال کے نتیجہ میں ہوتی ہیں اور کبھی نہیں بھی ہوتی ہیں۔ ان باتوں کو نہ حاصل کرنے کا حکم ہے اور نہ ہی ان کی ضدوں کو ختم کرنے کا حکم ہے۔ اگر (مذکورہ اعمال کے نتیجہ میں یہ) ہو جائیں تو پسندیدہ ہیں اگر نہ ہوں تو سلوک کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے المقامات مکاسب و الاحوال مواھب۔ (کہ مقامات حاصل کئے جاتے ہیں اور احوال عطائیں ہیں۔

خلاصہ یہ کہ سلوک کے راستے میں تین باتوں سے بحث ہوتی ہے ① علوم جن سے مقصود میں بصیرت حاصل ہوتی ہے ② اعمال جو مقصود ہیں اور ان ہی کا اہتمام ضروری ہے ③ احوال جو کہ مقصود نہیں ہیں لیکن

پسندیدہ ہیں (ان کے ہونے) کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔

تیسری بات: یہ قواعد کلیہ میں باقی جزئیات کو ان ہی کے مطابق سمجھ لیا جائے۔ اس میں ابتداء میں شیخ کی ضرورت ہے، کہ اس کا درجہ طبیب کی طرح ہے اور طالب کا درجہ مریض کی طرح ہے۔ طبیب سے اپنا حال کہا جاتا ہے وہ نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اس کا استعمال کر کے اس کو اطلاع کی جاتی ہے وہ پھر جو رائے دیتا ہے اس پر عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح صحت کے حاصل ہونے تک سلسلہ جاری رہتا ہے اسی طرح سلوک میں بھی یہی دو باتیں ہیں (کہ) مقصود کے حاصل ہونے تک یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت کے پکا ہونے تک اطلاع اور اتباع ہے۔

خط طالب مع جواب

حَالؔ: میرے مخدوم مکرم ومحترم زاد مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کے بمبئی قیام کے زمانے میں میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے شاہ..... صاحب مرحوم مدراسی سے بیعت کی تھی بیعت کے بعد ذکر و وظیفہ کے بغیر میرے جذبات اتنے ابھرے تھے اور نماز میں مجھے اتنا لطف آتا تھا کہ عرض نہیں کر سکتا۔

تحقیقؔ: یہ کیفیات احوال میں سے ہے جو کہ غیر مقصود ہے نیز احوال کو دوام نہیں ہوتا (یعنی احوال ہمیشہ نہیں رہتے ہیں)۔ مقصود نہ سمجھنے کا انجام مایوسی و پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں۔

حَالؔ: شاہ صاحب کا وصال ہو گیا اور تمام جذبات وشوق میں انحطاط ہونے لگا۔ اب کسی بات میں لطف نہیں آتا نماز بے لطف رسمی طور پر ادا کر لیتا ہوں۔

تحقیقؔ: اگر یہ بے لطفی کی کیفیت عمل پر استقامت کے ساتھ ہے تو یہ قبض کہلاتا ہے جو احوال رفعیہ میں سے ہے اور بے حد مفید ہے اور اگر اعمال کے چھوڑنے کے ساتھ ہے تو حجاب (پردہ) ہے جس کے تدارک اور لازمی کی صورت اعمال کی طرف لوٹنے سے ہو گئی ہے۔

حَالؔ: یہ شامت اعمال اور میرے گناہوں کے نتیجے ہیں۔

تحقیقؔ: نہیں! بلکہ فن میں بصیرت (سمجھ بوجھ) نہ ہونا اس کا سبب ہے۔ جس کا علاج بہت سہل ہے یعنی مبادی (بنیادی باتوں) کا استحضار اور اعمال پر دوام واستمرار (یعنی اعمال کو ہمیشہ کرنا ہے)۔

حَالؔ: یہاں جس بزرگ کا نام سنتا ہوں ڈھونڈ کر ملتا ہوں۔

تحقیقؔ: طلب کی علامات ہیں مگر جب تک کسی محقق کی خالص تقلید اور اطلاع کا سلسلہ جاری نہ ہوگا مقصود سے قرب نہ ہوگا یا قرب ہو بھی گیا مگر بصیرت نہ ہونے سے تسلی نہ ہوگی۔

حال: وہ مجھ کو بڑے بڑے اذکار بتا دیتے ہیں۔

تحقیق: یہ سب محقق نہ ہونے کی علامات ہیں۔

حال: میرا دل مردہ۔ ذرا بھی عبادت کا شوق نہیں ذکر یا وظیفہ مجھ سے ہو نہیں سکتا۔

تحقیق: محققین سب حالات کا لحاظ کر کے حال کے مناسب (ذکر و وظیفہ) بتاتے ہیں اور جو محققین نہ ہوں ان کے بارے میں کہتے ہیں

خستگاں را چو طلب باشد و قوت نہ بود گر تو بیداد کنی شرط مروت نہ بود

ترجمہ: ''مفلسوں کو جب طلب ہو اور روزی نہ ہو—— اگر تو ظلم (ناانصافی) کرے گا تو انسانیت نہ ہوگی۔''

حال: مولوی ...... صاحب فرنگی محلی یہاں تشریف لائے تھے۔ میں نے سنا تھا کہ وہ بھی اسی راہ کے سالک (چلنے والے) ہیں ان سے ملا التجا کی۔ انہوں نے کئی وظیفے ارشاد فرمائے۔ میں مشکل سے ان وظائف کو ایک ہفتہ ہی کر سکا۔

تحقیق: میں اپنے معمول کے خلاف (یعنی یہ میرا معمول نہیں ہے کہ کسی کے بارے میں کچھ بتاؤں مگر) صرف جناب کی سچائی اور طلب کو دیکھ کر سچی بات ظاہر کرتا ہوں کہ آپ نے ان کے بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ بتانے والے کی بڑی غلطی تھی وہ تو اس طریق کی کسی ابتدائی منزل پر بھی نہیں ہیں۔

حال: ذکر وظیفہ سے پہلے میرے کمبخت دل کو تیار کرنا چاہئے کہ پہلے کی طرح ذوق و شوق پیدا ہو۔

تحقیق: خود اسی (بات ذوق و شوق پیدا کرنے) کے اہتمام ہی کی ضرورت نہیں اعمال اختیار یہ سلوک کے قدم ہیں ان سے چلنا چاہئے۔

حال: میرے مخدوم! میں صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی مخلوق) میں مجھ سے زیادہ بدترین اور ارذل (بہت زیادہ ذلیل) کوئی نہ ہوگا سر سے پاؤں تک گناہ و معصیت میں آلودہ ہوں۔

تحقیق: ایسا سمجھنا یہ بھی ایک مقام ہے۔ الحمد للہ یہاں تک تو قدم پہنچا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ترقی ہو جائے گی۔ اعمال میں اشتغال شروع کرنا چاہئے۔

حال: یہ صرف شامت اعمال ہے جس کی سزا میں بھگت رہا ہوں۔

تحقیق: احوال کا نہ ہونا تو شامت اعمال ہے نہیں ہاں اگر اعمال میں رکاوٹ ہے تو وہ بے شک قابل نظر ہے جس کی تلافی اختیاری ہے یعنی ہمت سے دوبارہ اعمال کو کرنا۔

حَال: مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ناامید بھی نہیں ہوں کبھی کبھی گھبرا کر پاگل بن جاتا ہوں دل دھڑکنے لگتا ہے۔

تحقیق: فن میں عدم بصیرت سمجھ بوجھ ہونے کی وجہ سے خلاف حقیقت خیالات بہت آتے ہیں وہی اس کا سبب بھی ہیں۔ بنیادی باتوں کے استحضار سے یہ پریشانی ختم ہو جائے گی۔ اس سے جو سوداویت وغیرہ ہوگئی ہو اس کا طبی علاج بھی ساتھ ساتھ ضروری ہے۔

حَال: حکیموں کی تجویز ہے کہ سوداویت بڑھ گئی ہے۔

تحقیق: ایسا ہو جاتا ہے جس کا تدارک ابھی عرض کیا ہے۔

حَال: کئی دنوں سے ارادہ کر رہا ہوں کہ آپ کی خدمت میں اپنا حال سچا سچا عرض کروں سو عرض کر دیا۔

تحقیق: بہت ہی اچھا ہوا۔

ع نہ تواں بنفتن درد از طبیبان

ترجمہ: ''درد کا چھپانا ممکن نہیں ہے طبیبوں سے۔''

حَال: للہ ایسی توجہ فرمائیے کہ مجھ بد بخت گناہ گار کی حالت سنبھل جائے ورنہ میرا تو کہیں ٹھکانہ نہیں۔

تحقیق: میں نے واللہ دل سوزی و خیر خواہی کا کافی حق ادا کر دیا ہے آگے عمل کرنے سے نفع نظر آجائے گا۔

حَال: شدید سزا کا مستحق عبداللہ احمد۔

تحقیق: (سزا نہیں) بلکہ جزائے مزید۔ (النور: ص ۱۲۶)

حَال: نماز میں میں یہ چاہتا ہوں کہ رقت ہی رقت رہے اس کی کیا صورت ہے۔

تحقیق: غیر اختیاری باتوں کا کبھی ارادہ نہ کریں۔ (اس کا) انجام پریشانی ہے۔ جو ہو جائے خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور اصلی کام میں لگیں۔

حَال: عشا کے بعد اسم ذات شریف یعنی (اللہ اللہ) جو میں پڑھتا ہوں اس میں پہلے لگتی تو رقت نہیں تھی مگر اب وہ بات نہیں ہے علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ مرض نہیں لازمی بات ہے۔ سب کو یہی ہوتا ہے۔ باقی سب محمود ہے اصلی کام میں لگے رہئے۔ ان باتوں کی فکر نہ کیجئے۔ (النور: ص ۲۳۶)

حَال: مگر رقت (رونے اور نرمی کی کیفیت) پھر بھی نہیں ہوئی۔ حضور اصلاح فرما دیں۔

تحقیق: رقت مقصود نہیں۔ اس فکر میں نہ پڑیئے۔ اوپر بھی غیر اختیاری باتوں کا قاعدہ لکھ چکا ہوں۔ (النور: ص ۲۳۷)

حَال: دو سال کا عرصہ ہوا جب حضور میں حاضر ہوا تھا۔ عرض کیا تھا کہ اللہ اللہ کے بجائے انا للہ کہنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے۔ حضور کی توجہ سے یہ حالت اس وقت مٹ گئی اور اپنے کام میں مشغول رہا۔ اب ایک نئی حالت پیدا ہوئی وہ یہ کہ قلب میں اللہ تعالیٰ کے تصور سے کبھی سورج اور کبھی چاند کی طرح لگتا تھا اور سارا جسم تاروں کی طرح لگتا تھا۔ پھر یہ سب مٹ کر تمام جسم میں ایک روشنی سی پھیل گئی۔

تحقیق: ان آثار کی یہی کیفیت ہے۔ ؎

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست　　تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

(النور: ص ۲۴۵)

ترجمہ: ''اگر دن گزر گئے تو کہہ چلو ڈر نہیں ہے ـــــ تو وہی ہے اے وہ ذات کہ تیری طرح کوئی پاک نہیں ہے۔''

حَال: (حضور کے) ارشاد عالی کے مطابق تربیت السالک کے چوتھے اور پانچویں حصہ کا مطالعہ کیا گیا۔ دل کو بہت اطمینان حاصل ہوا۔ ان سب رسالوں کے مطالعہ سے میری ناقص سمجھ میں یہ باتیں آئیں اور دل کو بھی اس پر اطمینان ہوا۔ اگر میری سمجھ غلط ہو تو فرمائیں۔

وہ باتیں یہ ہیں ضروری اور اختیاری چیزوں پر پورا پورا عمل کرنا۔

تحقیق: خصوصی طور پر جن چیزوں میں شریعت کی تاکید ہے ان کا سخت اہتمام رکھنا۔

حَال: غیر ضروری بات میں اختیاری چیزوں کے پیچھے ہرگز نہ پڑنا جلدی نہ کرنا خواہشات کو روکنا۔ الحمد للہ اب وسوسہ وغیرہ کم ہیں۔

تحقیق: ماشاءاللہ آپ بالکل صحیح سمجھے۔ (النور: ص ۳۱۹)

حَال: احقر کو جناب والا سے بہت شرمندگی ہے کہ حاضر خدمت ہونا تو درکنار خط بھیجنے سے بھی قاصر (مجبور و معذور) ہے صرف معمولات ادا کر لینا تو ایسا ہے کہ جیسے ایک ہی نسخہ پیتے چلے گئے، جس کا نتیجہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ جناب والا کے فیض سے محروم ہوں۔ قلب بالکل غافل و لاہی (بھولنے والا) ہو گیا ہے اور بالکل کورا (خالی) لگتا ہے اس میں کوئی محرق (ابھارنے والا) نہیں رہا۔ قبض و بسط کسی چیز کی حس نہیں رہی۔ معمولات بھی بے ترتیب ہوتے ہیں اگرچہ ناغہ نہیں ہوتے ہیں۔ افسوس اور ملال تو ان سب باتوں پر ضرور رہتا ہے اور حاضر ہونے کی دھن ضرور ہے۔ باقی قلب کی حالت بہت خراب ہے۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں کہ جناب والا حاضر

ہونے تک دور ہی سے مدد فرمائیں۔

گھر والوں کی طرف سے سلام کے بعد عرض ہے کہ معمولات برابر جاری ہیں مگر ناغہ ہو جاتے ہیں اور ان میں جی نہیں لگتا توجہ فرمائیے۔

تحقیق: حاصل آپ کے سارے خط کا حاصل یہ ہے کہ اعمال ہیں مگر احوال نہیں۔ تو اس میں سوال یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور بات کی تحقیق ضروری ہے وہ یہ کہ کیا احوال لازمی ہیں یا غیر لازمی ہیں۔ اگر لازمی ہیں تو ان کی دلیل کیا ہے اور اگر لازمی نہیں ہیں تو رنج کیوں ہے؟ (ایسی حالت میں تربیت السالک کی جلدوں کا مطالعہ ضروری ہے) گھر والوں کے لئے بھی یہی جواب ہے۔ (النور: ص۳۵۲)

حال: ایک بات میرے اندر یہ ہے کہ جس طالب علم سے ذرا تعلق زیادہ ہو جاتا ہے اس کے بارے میں دل یہ چاہتا ہے کہ میرے پاس ہی پڑھتا رہے۔ مدرسہ میں مدرسین اساتذہ بھی ہیں اور غیر اساتذہ بھی۔ اگر اساتذہ کے پاس جا کر پڑھتا ہے تو خیر کچھ قلق نہیں ہوتا۔ ہاں اگر غیر اساتذہ کے پاس سبق شروع کرتا ہے تو قلق ذرا زیادہ ہوتا ہے۔ نفس سے خطاب کرتا ہوں تو کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ یہ نفس کی ہی شرارت ہے البتہ اگر وہ مسلم غیر دیندار ہوتا ہے تو نفس کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ قلق وافسوس اس وجہ سے ہے کہ ہیں اس طالب علم پر صحبت بری کا اثر نہ پڑ جائے۔ چنانچہ ایک مدرس مدرسہ میں بدعت کے کاموں کی طرف میلان رکھتے ہیں بلکہ اس میں شرکت بھی کرتے ہیں۔ ہمیشہ دل سے چاہتا رہتا ہے کہ ان کا تعلق مدرسہ سے ختم ہو جائے تو اچھا ہے۔ طالب علم ان کے پاس پڑھ کر ان جیسا ہو جاتا ہے (اہل مدرسہ کو اس طرف بالکل توجہ نہیں)۔

آج اپنے ایک طالب علم کو ان کے پاس خوشنویسی سیکھتے ہوئے دیکھا (یہ صاحب عربی خط خوب جانتے ہیں) بس دیکھتے ہی قلب پر بہت بڑا اثر ہوا۔ تین چار گھنٹہ مسلسل رہا۔ سمجھاتا تھا کہ آخر کیوں اتنا رنج کرتا ہے اگر وبگڑ جائے تو تیرا کیا نقصان ہے؟ تجھ سے جہاں تک ہو سکے اصلاح کرتے رہنا اس کے بعد کہیں دل کا اثر کم ہوا۔ دل اب بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ (طالب علم) ان سے سیکھنا چھوڑ دے۔ ایک تو یہ بات ہوتی ہے، دوسری یہ کہ اگر کسی مدرس کے پاس سے چھوڑ کر میرے پاس پڑھنے آ جائے تو کچھ خوشی لگتی ہے نفس کو مزہ آتا ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت تو غیر اختیاری ہے اور اثر بھی غیر اختیاری ہے مگر اس کی چاہت پر عمل کرنا اختیاری ہے تو اختیاری سے بچئے اور غیر اختیاری کی فکر میں نہ پڑیئے اگر رنج ہو تو برداشت کیجیے۔ (النور: ص۳۸۸)

حال: بتاریخ ۵/شعبان کو عشاء و مغرب کے درمیان غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ خادم کے بائیں ہاتھ کی

طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر حلوے کی طرح ایک چیز خادم کو عطا کی اسی وقت خادم کے دائیں ہاتھ یعنی دائیں طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز یعنی حلوا خادم سے لے لیا یعنی خادم نے ان کو دے دیا۔ اسی وقت خادم کو معلوم ہوا کہ بائیں جانب کا دست مبارک حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور دائیں جانب کا مبارک ہمارے حضور سرور عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ حلوا دیتے وقت خادم کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی جناب اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھو گیا تو خادم کی زبان سے الحمد للہ نکلا اور خادم نے خود اپنے ہاتھوں کا بوسہ لے کر آنکھوں سے لگایا اور درود شریف پڑھا پھر آنکھ کھل گئی۔ اس وقت خادم کے دل میں بے حد فرحت و سرور پیدا ہوا بلکہ اس فرحت کا اثر خادم کے دل میں اب تک باقی ہے تحقیق کے لئے عرض کیا ہے۔

تحقیق: بائیں طرف دل ہے۔ وہ حلوا عشق کے بعض حالات ہیں جن کا سبب موسیٰ علیہ السلام کی نسبت (و تعلق) ہے چنانچہ دیکھنے کی تمنا اسی سے پیدا ہوئی تھی۔ دایاں ہاتھ قوی اعمال کا آلہ ہے۔ اس سے حلوے کے لے لینے میں اشارہ ہے کہ احوال کو غیر مقصود سمجھ کر اعمال میں مشغول ہونا چاہئے۔ اعمال کے اہتمام کا سبب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت (و تعلق) ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اعمال احوال سے افضل ہیں اور قرب کا زیادہ سبب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ممکن ہے کہ آپ کسی شک وشبہ کا جواب ہو۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ احوال کو اعمال میں فنا کر دینا چاہئے۔

غیر صاحب حال کا جنت سے بے پروا ہونا مذموم ہے

حال: ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی طلب میں جنت کا خیال بھی مغلوب ہے۔

تحقیق: جو شخص صاحب حال نہ ہو اس کا یہ حال حقیقت معلوم ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ علم کی کمی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوزخ کی سزا دیں اور اس سے ناراض نہ ہوں تو کیا جو شخص صاحب حال نہ ہو وہ اس پر راضی ہوگا۔ اس لئے یہ دھوکہ ہے۔ اور (اگر) صاحب حال ہو تو اس کا یہ حال معاف ہے۔

آثار فنا

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ مخدومی ومکرمی وسیدی وشیخی مدت فیوضکم العالی۔ اما بعد! سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ حضرت والا کے سفر کے دوران بندہ نے ہمیشہ کے معمولات کے علاوہ ظہر کے بعد بھی بارہ ہزار کا معمول رکھا تھا۔ اور حالات یہ ہے کہ ذکر کے دوران کبھی دائیں بائیں یا سامنے انوار چاند کی روشنی کی طرح لگتے ہیں۔ کبھی سر پر چاند کی طرح اور کبھی سفیدی اور کبھی ستارے نظر آتے ہیں۔ مگر دیر تک نہیں رہتے ہیں۔ جب

خیال اس طرف جاتا ہے تو غالب ہو جاتے ہیں۔ جب اپنے نفس پر نفسانی خیالات کا غلبہ پاتا ہوں یا دنیاوی خیالات آتے ہیں تو ذکر کے دوران اگر یکسوئی نہ ہو یا خیالات آتے ہوں تو حضرت والا کا تصور کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے سب ختم ہو جاتے ہیں۔ جب مراقب ہو کر بیٹھتا ہوں تو اپنے قلب میں ایک نور معلوم ہوتا ہے خدا کے فضل سے اس وقت اپنے مرض کا بھی پتا چلتا ہے اور (رسالے) تکشف کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہوا۔ بہت سے اہم مسائل معلوم ہوئے اسی طرح اپنے علاج بھی ملے وغیرہ ذلک۔ یہ حالت ایک قسم پر نہیں رہتی ہے کبھی رغبت کبھی رہبت (ڈر) وغیرہ طاری ہوتا ہے۔ کبھی مشاہدہ وقرب خداوندی کے خیال کا غلبہ کبھی حضوری کا اثر پاتا ہوں۔ مراقبہ سے قلب میں ایک (قسم کی) کشش پاتا ہوں۔ اپنی اصلاح کی اور ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ خداوند کریم کو کس طرح راضی کروں اور کیسے ان کی ناراضگی سے بچوں اور کس طرح سے ان سے ملوں۔ اسی کشش سے قلب ہمیشہ بے چین اور مضطرب (بے قرار) ہے اور آہ کی آواز نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کی طلب ہے۔ اس جدائی کے صدمہ سے جی چاہتا ہے کہ اپنے سینہ کو پھاڑ دوں اور اپنے کو ہستی سے مٹادوں اس کا بیان مجھ سے ہو نہیں سکتا ہے۔ ہمیشہ جی چاہتا ہے کہ اپنے کو فنا کر کے مشاہدہ باری عز اسمہ کرتا رہوں مگر اپنے نفس سے ہوتا ہی نہیں کیا کروں؟

کبھی قلب پر ایک جوش پیدا ہوتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ عبادت میں لگا رہوں غفلت سے کوئی وقت نہ گزرے غفلت کے بعد ہمیشہ اپنے قلب کو صدمہ سے بھرا ہوا پاتا ہوں۔ اگر کبھی معمولات قضا ہو جائیں تو اس کا بیان ہی نہیں ایک کشش ہوتی ہے۔ وہ چین نہیں لینے دیتی ہے۔ جب تک کہ قضا کو ادا نہ کیا جائے اس وقت تک میل جول سے دل سے دل تنفر۔ مراقبہ کیوں مغرب کے بعد ہوتا ہے لہٰذا اس وقت سے صبح تک کسی سے بات چیت کرنے میں بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ اس وقت صدمہ زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ (اگر کبھی گناہ ہو جائے تو) گناہ پر نہایت شرمندہ (ہوتا ہوں اور) توبہ کرتا ہوں ہر دن اہتمام سے روزانہ عشاء کے بعد دو رکعت رکعت نفل پڑھ کر توبہ کرتا ہوں چونکہ ہمیشہ فکر اصلاح ہے لہٰذا کوئی شغل اگرچہ وہ ہلکا سا ہی کیوں نہ ہو ایک بڑی رکاوٹ لگتا ہے حضور والا! (میں) جب اپنے حالات کو دیکھتا ہوں اور افعال و اقوال وغیرہ ذلک کی طرف خیال کرتا ہوں تو اپنے کو کچھ نہیں پاتا ہوں۔ کیا بتاؤں اپنے برے حال کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ حضور والا کیا تحریر کروں مجھے حسرت ہی حسرت رہی۔

ع بپایاں آمد ایں دفتر حکایت ہمچناں باقی

ترجمہ: ”کاپی بھر گئی لیکن قصہ باقی ہے۔“

تحقیق: فرحت فرحا کثیرا فزاد لم اللہ ہذہ العلوم و ہذہ الاعمال و ہذہ الاحوال۔ میں بہت ہی خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان علوم، اعمال اور احوال کو زیادہ فرمائیں۔

یہ جلد اول القاسم کے پرچوں میں مدت سے مسلسل چھپی ہوئی اس کی جلد۶ کے نمبر۲ بابت رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ میں اس جملہ پر ختم ہوئی ہے اس لئے یہ منقص اجر نہ ہوگی مگر اس جلد کے ختم ہونے کے قبل ہی کارکناں مطبع احمدی لکھنؤ نے اس کو جداگانہ طبع کرانے کا اہتمام کرنا چاہا چونکہ اس وقت تک یہ مکمل شائع نہ ہوئی تھی اس لئے صرف القاسم کی جلد۳ نمبر۹ بابت ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ کے مضمون تک جو کہ اس جملہ پر ختم ہوا ہے سلسلہ تعلیم کا جاری رہ سکتا ہے چھاپکر رسالہ الابتلاء لاہل الاصطفاء شائع کر سکے البتہ اس مطبوعہ احمدی میں خدا جانے کس عارض اتفاقی سے درمیان کی تھوڑی سی عبارت بے ترتیب ہوگئی جو اس کے بالکل صفحہ اخیر پر درج ہے کہ وہ القاسم میں مقدم ہے و یہ بے ترتیبی چھ مضر نہیں لیکن محض رفع اشتباہ کے لئے اس پر بھی متنبہ کردیا بہرحال اس نمبر۹ جلد۳ کے بعد کا مضمون بوجہ مذکورہ مستقلا شائع ہونے سے رہ گیا، اس لئے ضرورت معلوم ہوئی کہ اس بقیہ کو بھی بعنوان تتمہ جلد اول جداگانہ شائع کردیا جائے یہ بقیہ القاسم میں جلد۴ نمبر۱۰ بابت جمادی الاول ۱۳۳۲ھ سے جلد۶ نمبر۲ بابت رمضان ۱۳۳۳ھ تک میں پھیلا ہوا ہے، نیز معلوم نہیں کس وجہ سے نامعلوم سے خود القاسم میں یہی تھوڑا سا مضمون اس جلد اول کے مسودہ میں سے شائع ہونے سے رہ گیا، مناسب معلوم ہوا کہ اس تتمہ کے ساتھ اس کو بھی بعنوان ضمیمہ جلد اول ملحق کردیا جائے پس اول تتمہ کا مضمون پھر ضمیمہ کا مضمون بترتیب پیش کیا جاتا ہے۔

فقط

محمد اشرف علی سابع جمادی الاخری ۳۴ھ

(النور: ص ۱۵۰)

حال: خیال ہوتا ہے کہ میرا حال جو کچھ ہے وہ صرف حضرت کی محبت و برکت و دعا کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ حالات و واردات محمودہ قلب پر نازل فرماتے ہیں۔ ضعف اور مرض کے ساتھ ہو جانے سے کیفیات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے، جس کو غلطی اور نادانی سے اپنے خیال میں بڑی چیز سمجھ لیا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے　　خواجہ را حاصل بجز پندار نیست

ترجمہ: ''خواجہ جانتا ہے کہ حاصل رکھتا ہے ــــ خواجہ کو جاننے کے سوا حاصل نہیں ہے۔''

تحقیق: یہی خیال مقصود کی شرط اور علامت ہے اللھم زد فزد۔ اللہ زیادہ فرمائیں اور ترقی عطا فرمائیں۔

حَالؒ: البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نعمت کا شکر ہے کہ ان کا احسان حد سے زیادہ (میرے) حال کی طرف متوجہ ہے کہ میری سخت گستاخیوں اور بدعملیوں کے باوجود وہ میری پردہ پوشی فرماتے ہیں اور مجھ جیسے بے کار نابکار کو اپنی خاص نعمتوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ والحمد للّٰہ علی احسانہ ؎

اے خدا قربان احسانت شوم　　　این چہ احسان است قربانت شوم

تَرجَمہ: "اے میرے اللہ میں تیرے احسان پر قربان ہو جاؤں ـــــ یہ کیا احسان ہے کہ میں تجھ پر قربان ہو جاؤں۔"

ورنہ اپنا نقصان پہنچانا حد سے گزر گیا ہے ان کی نعمت حد سے زیادہ گزر گئی۔ آخر کار مجھ کو بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عفو (معافی) ومغفرت غالب آئے گی۔ ورنہ میں اپنے آپ کو گناہ سے محفوظ نہیں پاتا ہوں اور توبہ بھی کوئی پختہ (پکی) نہیں ؎

گرا و توبہ بخشد بماند درست　　　کہ پیماں ما بے ثبات است وست

تَرجَمہ: "اگر وہ ذات توبہ قبول فرمالے تو درست ہے ـــــ کیوں ہمارا عہد پیماں پائیدار اور درست ہے۔"

تحقیق: اس کی وجہ فنا (کی حالت) کی قسم ہے۔ اس کی تکمیل توکل تفویض اور حال کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ سے التجا اور جو چیزیں آئندہ نقصان دہ ہوں ان کو چھوڑنے سے کرنی چاہئے۔

حَالؒ: ایسا لگتا ہے کہ شرعی مسائل مجھے بہت کم یاد رہ گئے ہیں حالانکہ دن رات اکثر یہی مشغلہ ہے۔ مسئلہ پیش آجانے کے وقت کتاب سامنے ہوتی ہے تو اس وقت تو کچھ معلوم ہو جاتا ہے پھر دل کی توجہ اس طرف نہیں رہتی ہے اور اس استحضار کا اثر بھی مٹ جاتا ہے قلبی حالات میں بھی خبط میری حالت کخبط العشواء (بغیر سمجھ بوجھ کے کام کرنے والے کی طرح) ہے، میں کسی کام کا نہیں رہا نہ دل دانا نہ چشم بنیاد یہ حالت ہے کہ ؎

ہمہ در بند پنداریم ماندہ　　　بصورتہا گرفتاریم ماندہ
ہماں بہتر کہ ما مشت ہوسناک　　　کنیم آئینہ از زنگ ہوس پاک
زبود خود فراموشی گزینیم　　　پس زانوئے خاموشی نشینیم
ہماں بہتر کہ ما در عشق پیچیم　　　کہ بے ایں گفتگو ہیچیم ہیچیم

تَرجَمہ

❶ ہم ہر وقت آرام کی فکر میں رہے ہیں ـــــ شکل وصورت میں گرفتار رہے ہیں۔

❷ یہی بہتر ہے کیونکہ ہم لالچی کی مٹھی ہیں —— ہم نے آئینہ کو حرص کے زنگ پاک کیا۔
❸ اپنی ہستی کو بھول چکے ہیں —— خاموشی سے بیٹھے ہوئے ہیں۔
❹ یہی بہتر ہے کیونکہ ہم عشق میں لپٹے ہوئے ہیں —— کیونکہ اس گفتگو کے بغیر ہم کچھ نہیں کچھ نہیں۔

تحقیق: اس کا سبب فنا کے ساتھ قلب و دماغ کے ضعف کا مل جانا ہے اور سب محمود ہے بے فکر رہیں۔
(النور:ص ۱۸۰)

حال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق رمضان میں قرآن کا پڑھنا زیادہ رہا اور بہت ہی دلچسپی رہی۔ اب اکثر اوقات دل چاہتا ہے کہ ایسی خاموشی سے کسی کونے میں زندگی بسر کی جائے کہ موت و زندگی کی بھی خبر نہ ہو۔ زندگی کے کاموں کو سمیٹ رہا ہوں اس پر عمل بھی کر رہا ہوں حکام سے ملاقات ترک کر دی کیونکہ ہوس تو اسی سے بڑھتی ہے۔ ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھاتا تھا حضرت کی خدمت سے واپسی کے بعد جو میں نے نماز و خطبہ پڑھایا تو لوگوں پر بڑا اثر ہونے لگا (لوگوں کا مجھ سے) اعتقاد شروع ہو گیا مجھ کو عجب کا خطرہ ہوا خوف ہوا کہ پڑھتے پڑھتے کچھ کا کچھ نہ ہو جائے۔ میں نے بالکل بے مروتی سے امامت سے انکار کر دیا۔ اب جامع مسجد میں اگرچہ فاصلہ پر ہے نماز مقتدی کی صورت میں پڑھتا ہوں۔

تحقیق: الحمد للہ کہ آثار فنا شروع ہو گئے حق تعالیٰ ان کو مکمل اور راسخ (مضبوط) فرمائے۔ میرا دل اپنے احباب کے لئے جس چیز کا چاہتا تھا وہ یہی فنا ہے۔ امامت چھوڑنے میں جلدی فرمائی آئندہ ایسی باتوں میں مشورہ مناسب ہے مگر الخیر فی ما وقع (کہ خیر جو ہوا اسی میں ہے) اس کے بہانے سے جامع مسجد کی نماز نصیب ہو گئی جس میں ثواب کا تضاعف کئی گنا زیادہ ہے۔

حال: ڈر اور خوف اور جو وہم پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر توجہ کئے بغیر کام میں لگا ہوا ہوں سب سے زیادہ خطرہ یہ رہتا ہے کہ تو بدترین خلائق (مخلوق میں سب سے برا) ہے اور تیرا کوئی نیک کام کسی قابل نہیں ہے۔

تحقیق: یہ خطرہ تو بحر معرفت (اللہ تعالیٰ کی پہچان کے سمندر) کا قطرہ ہے خدا تعالیٰ اس کو دریا کر دے۔
(النور:ص ۵۶۹)

دل کے رونے کا مقصود ہونا

حال: حضرت! جب میں وعظ وغیرہ کہتا ہوں تو سننے والوں میں سے بعض رو دیتے ہیں مگر مجھے کبھی رونا نہیں آتا ہے اور نہ کبھی ذکر وغیرہ میں خدا کے خوف سے رونا آتا ہے۔ اس کا سبب سنگدلی (دل کی سختی) بے رحمی یا کچھ

اور ہے؟ اپنے سنگدل (سخت دل بے رحم) ہونے کا خیال بہت آتا ہے۔ حدیث "انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء" (کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم فرماتے ہیں) خیال کر کے دل کو صدمہ ہوتا ہے۔ خادم کے تشفی فرمائیں۔ اگر کوئی رنج والا روئے تو اس کی مدد وغیرہ کر دوں گا مگر مجھے رونا نہیں آتا ہے۔

الجواب: رونا دل کا مقصود ہے آنکھ کا نہیں سو وہ حاصل ہے اس کی دلیل رونا نہ آتے پر افسوس ہوتا ہے۔

(النور، ص ۱۵۲)

اپنے ہی سلسلے کے سمجھدار آدمی کو اپنے باطنی حالات بتانے کا جائز ہونا

سُؤال: حضرت کے تعلیم اور نفع ذکر بالکل کسی سے نہیں کہہ سکتا ہوں یا مثل مولوی عبدالغنی صاحب وغیرہ سے کہہ سکتا ہوں۔

الجواب: وہ اپنے ہیں اور فہیم (سمجھدار) ہیں ان سے کہہ سکتے ہیں۔

حالات مبارکہ

حَال: ذکر میں بعض اور حالات بھی ہوتے ہیں مثلاً ایک مرتبہ ایسا لگا کہ دل وسیع کشادہ ہو گیا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا لگا کہ حضور کے دست حق پرست (حق والے ہاتھ) میں بندہ گنہگار کا ہاتھ لطریق بیعت دیر تک لگتا رہا۔ ایک مرتبہ ایسا لگا کہ حضور کا دایاں ہاتھ بندہ کے قلب پر رکھا ہوا ہے۔ کبھی انوار دل سے یا دل کے برابر میں جو بھی چیز ہے اس سے نظر آتے ہیں۔ اور کبھی اندر سے نماز واذکار میں سستی نہیں رہی بغیر تھکن کے ادا ہوتے ہیں بلکہ انس پاتا ہوں۔ ذکر بے اوقات کے علاوہ دوسرے بعض اوقات دل سے اللہ اللہ ایک حرکت کے ساتھ سمجھ میں آتا وہ حرکت شاید پھیپھڑے یا دل کی ہے۔ اسی طرح نماز کے اوقات میں خواہ کسی دوسرے کام میں کیسی ہی مصروفیت ہو یہ حرکت نماز کی یاد دہانی کرایا کرتی ہے۔ اگر کسی گناہ کی طرف ارادہ ہوتا ہے تو اس وقت بھی نفی اثبات یا اللہ اللہ جاری ہو جاتا ہے۔ کبھی اور طریق سے بھی تنبیہات (خبرداری نصیحتیں) ہوتی ہیں۔

ایک مرتبہ تہجد کی نماز کے وقت آنکھ لگ گئی اٹھنے میں دیر ہو رہی تھی تو سوتے میں یہ آیت بار بار زبان پر تھی "یوم یجمعکم لیوم الجمع" الایۃ۔ ایک مرتبہ اسی طرح یہ آیۃ زبان پر تھی "وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر" ایک مرتبہ خواب میں لگا کہ حضور اقدس نے روپیہ اور زیور سے بھری ہوئی ایک تھیلی امانت رکھنے کے لئے عاجز کو دی ہے۔ عاجز حضور کے سامنے اس کو گن رہا ہے آنکھ کھل گئی۔ یہ سب کچھ حضور کی توجہات وتصرفات ہیں۔ بندہ محض گنہگار ہے اور اس وقت کچھ یاد نہیں آتا ہے کیا عرض ہو۔

تحقیق: یہ سب حالات مبارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ترقی واستقامت نصیب فرمادے۔

حال: اس کے باوجود ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے خالی اور کورا رہ جاتا ہوں اس کو اپنی غفلت اور گناہوں کا باعث سمجھتا ہوں۔

تحقیق: ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے جب ایسا گمان ہو تو استغفار کی کثرت کرنی چاہئے اور کبھی اس میں دوسرے اسباب اور حکمتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس اعتبار سے یہ بھی ایک بلند حالت اور نعمت ہوتی ہے جس پر صبر اور شکر ضروری ہے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے استغفار، شکر اور صبر سب کو کرلیا جائے۔

حال: البتہ ایک تجربہ ضرور یہ ہوا ہے کہ بندہ عاجز کے حال پر حضور کی توجہات دوسرے دنوں کے مقابلے میں شب جمعہ اور جمعہ کے دن زیادہ ہوتی ہیں۔

تحقیق: میرا اس میں خاص دخل نہیں صرف حق تعالیٰ کی جانب سے انا عند ظن عبدی کی (کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کا معاملہ ہوتا ہے۔

حال: دینی فوائد کے علاوہ دنیوی فوائد سے بھی بندہ محروم نہیں ہے۔

تحقیق: الحمد للہ فراغ دنیوی بھی نعمت ہے۔ (النور: ص ۱۵۷)

انوار کا توجہ کرنے کے قابل نہ ہونا

حال: میں اب تک نہیں سمجھا کہ لطائف میں جو فیض ہوتا ہے وہ کیا چیز ہوتی ہے؟ کتابوں کے دیکھنے سے ملتا ہے کہ انوارات رنگ برنگ کے اگر نمایاں ہوں تو اعتبار کے قابل نہیں ہیں ان کی نفی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ (بھی) محسوس ہوتا جائے اس کی بھی نفی ضروری ہے۔ انوارات کے علاہ جو (کچھ) محسوس ہوتا ہے اس کی مثال ذرا مشکل ہے لیکن اسم ذات کی کثرت سے لطائف میں سوزش (جلن) ہوتی ہے اور کوئی ہوا کی طرح بھر کر پھیل پھیل جاتی ہے۔ شروع میں اس میں (بھاری پن) بوجھ محسوس ہوتا ہے اور جتنا غور وفکر کیا جاتا ہے اس میں باریکی سی پائی جاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا چیز ہے اور اس سے کیا کام ہوگا۔

حقیقت میں یہ انوار و آثار توجہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان میں اکثر طبعی اسباب کا دخل ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی ملکوت (عالم ارواح) ناسوت (دنیا، اجسام کا عالم) کی طرح توجہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ناسوت اگر تاریک پردہ ہے تو ملکوت نورانی پردہ ہے۔ پردہ کوئی بھی ہو رکاوٹ تو ہے ہی۔ اس لئے اس رکاوٹ کو

دور کرنا واجب ہے۔ لیکن کیفیات میں (یہ بات ہے کہ) اگر یہ ہوں (کیونکہ ان ہونا ضروری نہیں ہے اگر یہ ہوں تو) ان کا ہونا مفید ضرور ہے کیونکہ ان سے مشاغل (ذکر و شغل کرنے والے کو) ایک قسم کی یکسوئی (حاصل) ہوتی ہے۔ اگر اس (کیفیت) کو ذکر میں استعمال کرے تو مقید ہے یعنی مذکور (جس کا ذکر کیا جا رہا ہو یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ خالص کرے ورنہ اگر اس میں مشغول ہوگیا تو یہ دوسری خطرہ والی چیز سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز ہے کہ مقصود سے غیر مقصود میں مشغول ہوگیا (کہ مقصود تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ کیفیات میں مشغول ہوگیا)۔

سوزش کے بعد جو چیز پھیلتی ہے وہ حرارت (گرمی) ہے۔ حرکت سے اس میں لطافت (باریکی) آجاتی ہے۔ اس میں بھی وہی ساری بات ہے جو اوپر (کیفیت کے بارے میں) ذکر کی ہے کہ یہ بھی یکسوئی پیدا کرنے والی ہے مگر مقصود نہیں ہے (النور: ص ۶۰)

حَالؔ: اللہ تعالیٰ کا جمال یہ نہیں دیکھتے ہیں اور نہ ہی تصوف والوں کو اس کا دعوی ہے۔ محسوس ہونے والی اور عجیب وغریب چیزیں یا جو کچھ سرور حاصل ہوتا ہے تصوف والوں کے نزدیک اس کی فنا ضروری ہے۔

تحقِیق: اس کی تحقیق نمبرا میں گزر چکی ہے۔

حَالؔ: تمام لطائف و دیگر مقامات مجددی میں جس کو فیض کہا جاتا ہے وہ حس میں ایک ہی صورت سے آتا ہے اور مراقب کو ایک ہی حالت تک پہنچاتا ہے۔

تحقِیق: نہ اس کا مطلب سمجھ میں آیا ہے اور نہ اس سے جو مقصود ہے وہ سمجھ میں آیا واضح لکھنا چاہئے۔

حَالؔ: مجھ کو معلوم تھا کہ خفی (لطیفے) کا رنگ سیاہ ہے مجھ کو اس قسم کا رنگ اکثر اوقات دوسری جگہوں پر محسوس ہوتا ہے۔

تحقِیق: خفی (لطیفے کے رنگ) سیاہ ہونا تو نقل کیا گیا ہے نہ کہ ہر سیاہ (چیز کا) خفی (ہونا نقل کیا گیا ہے) دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ کسی لطیفہ میں یہ سیاہی خفی (لطیفے) کا عکس ہو اہل کشف انوار لطائف کے ایک دوسرے پر عکس پڑنے کے قائل ہیں۔ تیسری بات یہ کہ بعض سیاہی ملی ہوئی ہوتی ہے اور یہ حقیقت خفی کا سیاہ ہونا منقول ہے نہ کہ ہر سیاہ کا خفی ہونا دوسرے ممکن ہے کہ دوسرے لطیفہ میں یہ سیاہی خفی کا عکس ہو کیونکہ اہل کشف تعاکس انوار لطائف کے قائل ہیں تیسرے بعض سیاہی خلطی ہوتی ہے اور یہ درحقیقت سند منع ہے متعلق احتمال اول کے۔

(النور: ص ۱۶۱)

خلوت کی ضرورت

حَالؔ: میرے خالی باطن میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔ دیکھئے کب تک یہ صرف دکھاوا میری قسمت میں ہے۔

تحقیق: یہ باطن کا خالی ہونا نہیں ہے یہ کمائی ہے مبارک ہو۔

سوال: بعض ملنے والے بے کار زیادہ دیر تک کان کھاتے اور ہرج کرتے ہیں۔ ان سے سہولت اور نرمی کے ساتھ اٹھ جانے کی درخواست کردی جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

جواب: ان کو نہ اٹھایئے خود کوئی تنہائی کی جگہ اپنے لئے مقرر کرکے ان سے اجازت لے کر اٹھ جایئے۔

ذکر کے انوار

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ ہے کہ رات کو ذکر کی حالت میں خواب کی طرح اچانک ایک چاند روشن سے میرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسا کہ میں بالکل بیدار ہی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ختم ہوگیا۔

تحقیق: قرائن (اندازے) سے یہ ذکر کے انوار لگتے ہیں مبارک ہو۔

پریشانی کا علاج

سوال: میری طبیعت کچھ عرصہ سے بہت پریشان ہے اور کچھ کام نہیں ہوتا بلکہ صبح کی نماز بھی جماعت سے نہیں ہوتی ہے۔ حضور للہ دعاء فرمائیں خدمت میں حاضری کو بھی جی چاہتا ہے۔

الجواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تازہ غسل کرکے کپڑے بدل کر عطر لگا کر دو رکعت نفل پڑھ کر استغفار کرنا اور ایک ہزار بار یا باسط پڑھنا اس کے لئے مفید ہے اور آنے کا اختیار ہے۔

حال: حضور والا اس ناچیز کی مدد فرمائیں۔ مجھ سا نالائق شاید دنیا میں کوئی بھی نہ ہوگا۔ عموماً دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں کوئی دین کے کام کا اور کوئی دنیا کے کام کا۔ مگر یہ بدنصیب کسی کام کا بھی نہیں ہے۔ جب اپنی یہ حالت سوچتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ اس زندگی سے مرنا اچھا ہے مگر اپنی بداعمالیوں پر یہ خیال ہوتا ہے کہ میں ناحق پیدا کیا گیا۔ یوں تو ظاہری و باطنی کوئی پرزہ سیدھا نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ دل کی کمزوری ہے۔

ادنی حالت اس ناپاک کی یہ ہے کہ شعبان کے آخر میں آنحضرت نے عنایت شفقت سے رحم فرما کر اس نالائق کو در اقدس حاضری کی اجازت عطا فرمائی تھی مگر اب تک نہ حاضر ہو سکا حالانکہ ظاہری اور حقیقی طور پر کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے اگر ہے تو صرف دل اور ارادہ کی کمزوری یا نفسانی شرارت کہ اب تک ہمت نہیں ہوتی۔ اس دل کی کمزوری کے لئے دو تین ماہ سے گورکھپور جو صرف تین گھنٹہ کا راستہ ہے جانے کا قصد و سامان کرتا ہوں اور کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ سب سامان سفر درست کیا اور بالکل چلنے کے وقت ہمت پست ہوگئی اور نہیں گیا۔

چنانچہ کل بھی یہی واقعہ ہوا کہ سب اسباب بندھا ہوا تھا اور نہیں گیا۔ دل میں سبب تلاش کرتا ہوں تو سیکڑوں شرعی اور فرضی حیلے مل جاتے ہیں لیکن اصلیت یہ ہے کہ مجھے کسی سے ملنے یا بات کرنے میں بڑی الجھن ہوتی ہے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ کسی بات کا جواب دھڑکن و گھبراہٹ کی وجہ سے ٹھیک نہیں نکلتا۔ ملنا ملانا تو دور کی بات ہے صرف اس خیال سے تکلیف ہوتی ہے کچھ عجیب حالت ہے اکیلے نہایت شوق سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ جہاں کوئی شخص آیا اور سننے لگا بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب بھول گیا اور پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے نماز میں بھی جو سورت سیکڑوں بار کی پڑھی ہوئی ہے اگر پڑھتا ہوں اور کسی نے ذرا سا بول دیا بس بھول گیا۔ اب دوہرا کر پڑھوں تب پڑھ لوں ورنہ سب بھول جاتا ہوں۔

دینی و دنیاوی اپنا صاف نقصان دیکھتا ہوں مگر قلب و زبان میں قوت نہیں کہ اس کو دور کروں۔ تھوڑی سی زمینداری ہے اس میں پٹی دار لوگ اور ملازم لوگ طرح طرح کے ظلم کرتے ہیں۔ مگر میرے قلب و زبان میں اتنی قوت نہیں کہ حق ناحق بات کو طے کرسکوں۔ اسی طرح دینی معاملات میں بھی اکثر اوقات اس دل کی کمزوری کی وجہ سے بے غیرتی کی حد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور زبان نہیں کھلتی ہے۔ خاندان کے لوگ اکثر مروجہ بدعات اور بری باتوں میں مبتلا ہیں مگر میں نفرت کے باوجود کچھ ان باتوں کی برائی بیان کر کے منع نہیں کرسکتا۔ غرضیکہ کچھ عجیب حالت ہے۔ دل کی کمزوری کا بہت علاج کیا مگر یہ حالت ختم نہیں ہوتی۔

اب حضور سے یہ عرض ہے کہ حضرت مجھ ناچیز پر رحم فرما کر دعا فرمائیں کہ اللہ پاک مجھ سے یہ مرض دور کر دیں اور زبان کی گرہ کھول دیں تاکہ یہ خاکسار در اقدس پر حاضر ہو جائے اور اپنی مراد کو پہنچے۔ ساتھ ہی حاضری کی اجازت بھی عطا فرمائی جائے بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے اس بدبخت کو کھینچ لیا جائے تاکہ بغیر آئے نہ رہا جائے۔

حضور یہ خط کئی بار اٹھ کر ٹہل ٹہل کر لکھا ہے۔ اگر کوئی بات (حضور کی) طبیعت کے خلاف لکھی گئی ہو تو شفقت کے واسطے معاف فرمائیں کیونکہ اول تو یہ ناچیز کم علم ہے دوسرے دماغ و قلب کی کمزوری کی وجہ سے بہت لاچار ہے۔ مہینوں سے اس عریضہ کے لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا اور چند بار صفحہ یا دس پانچ سطر لکھا اور دماغ بے کار ہو گیا آج کچھ نصیب جاگا ہے کہ یہ عریضہ لکھا گیا۔ مضمون کی بے ربطی (بے جوڑ ہونا) کی معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: پورا خط پڑھا۔ سارے خط کا حاصل وہی ہے جس کو خود آپ نے بھی لکھا ہے اور اس کو سب سے بڑا مرض سمجھا ہے یعنی دل کا کمزور ہونا۔ اس کے بارے میں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ کوئی باطنی و اخلاقی مرض نہیں ہے۔ ایک طبی مرض ہے جو دین کو خود نقصان پہنچانے والا نہیں۔ لیکن بعض جگہ اس کی چاہت پر عمل کرنا نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے وہ ضرور اپنے اختیار سے ہوتا ہے۔ جس سے بچنا بھی اختیاری ہے اور ایسا نقصان تو اپنے

اختیار سے آنکھ اور کان سے بھی کر سکتا ہے (یعنی اگر آنکھ کان کو بھی اپنے اختیار سے غلط استعمال کر لے تو ان سے بھی نقصان ہو سکتا ہے) تو کیا کوئی شخص آنکھ کان کو نقصان پہنچانے والا کہہ سکتا ہے۔ بہرحال خود ضعف قلب کوئی مرض نہیں بلکہ مرض طبی ہونے کے سبب خود اجر کا سبب ہے اور بعض آثار کے اعتبار سے باطن کے لئے مفید ہے جب کہ اس سے پستی اور شکستگی (کمی اور ٹوٹا پن) پیدا ہوتا ہے جو سلوک کے راستے میں بہت بڑے مقصد میں سے ہیں۔ ؎

ہر کجا پستی ست آب آنجا رود　　ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ　　جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

ترجمہ

❶ جہاں پر پستی ہے پانی اس جگہ جاتا ہے ـــــ جو جہاں ہو وہی اس کا جواب ہے۔
❷ یہاں دل دماغ تیز کرنے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ بادشاہ کا فضل صرف ٹوٹے ہوئے کو دیکھتا ہے۔

(کامیابی اور ناکامی کے لئے) پرکھنے کا بڑا معیار شریعت کی چاہت اور عدم چاہت ہے۔ اس پر عمل اختیاری ہے اور اس میں ضعفاء کی باضابطہ اعانت بھی ہے۔ پھر پریشانی کی کیا وجہ خوب غور کیجئے۔

خوراک زیادہ کھانے کی اجازت

حَالْ: کھانا بہت زیادہ کھاتا ہوں پھر بھی سیر نہیں ہوتا کوئی ترکیب ارشاد فرمائیے کہ تھوڑے پر قناعت ہو جائے۔

تحقیق: خوراک کم کرنے کی فکر میں نہ پڑیں۔ ضعف ہو جائے گا۔ جب خدا تعالیٰ نے کھانے کو دیا ہے اور اجازت بھی دی ہے پھر تنگی کیوں کرتے ہو۔ پیٹ بھر کر کھانا گناہ تھوڑا ہی ہے۔

عاجزی انکساری اور شیخ کی عظمت کے غلبہ کے آثار

حَالْ: ؎

داغ دل عجاب لالہ زارے کردہ ام پیدا　　زگل زخم جگر رنگیں بہارے کردہ ام پیدا
ما غریباں را تماشائے چمن در کار نیست　　داغہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست
من زجاں جاں شکایت میکنم　　من نیم شاکی روایت میکنم
دل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام　　وزنفاق ست من خندہ یدم ام

شور جگر چکیدن پیغام وصل شوخی ست　　بانگ شکست دلہا آواز مرحبائیست

درمیان جاں عجیب لبیکہاست　　وین نیاز و سوز دردت پیکہاست

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید　　لیک تا سر پائے بتوانی چشید

بار محبوباں باید کشید　　زہر چوں شہد و شکر باید چشید

ترجمہ

❶ میں نے دل کے داغ سے عجب عجیب باغ پیدا کیے —— پھول سے اپنے اندر زخم جگر پیدا کیا اور اسے رنگیں بہاریں پیدا کیں۔

❷ ہم غریبوں کو چمن کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے —— ہمارے سینے کے داغ باغ سے کم نہیں ہیں۔

❸ میں محبوب سے شکایت نہیں کرتا ہوں —— میں شکایت کرنے والا نہیں ہوں ایک بات کہتا ہوں۔

❹ دل میں کہتا ہے کہ میں محبوب سے رنجیدہ ہوں —— میں اپنی ہی کمی کی وجہ سے ہنستا ہوں۔

❺ جگر سے آہ وفغاں نکلنا امید وصل کا سبب ہے —— ٹوٹے ہوئے دلوں کی آواز ہی مرحبا کا سبب ہے۔

❻ میں بہت سی لبیک کی صدائیں ہیں —— یہ نیاز مندی اور تیرے درد کی جلن میرے قاصد ہے۔

❼ ایسی لبیک ہے کہ تو اس کو سن نہیں سکتا ہے —— لیکن (جذبہ عشق کو) سر سے پاؤں تک محسوس کر سکتا ہے۔

❽ محبوب کی تکلیف کو برداشت کرنا چاہیے —— زہر کو شہد وشکر کی طرح ہی لینا چاہیے۔

میری کچھ عجیب حالت ہوگئی ہے اس سے پہلے بھی میں کوئی ذکر وشغل کا پابند نہ تھا لیکن حضرت کے سامنے بے تکلف اپنے حالات عرض کر دیا کرتا تھا اور بہت دیر دیر تک گفتگو کرنے میں بھی مجھے کچھ ڈر نہ تھا۔ نہ کسی مضمون کے پوچھنے میں حجاب تھا لیکن اب یہ حال ہے کہ آپ کے سامنے خاص اپنی حالت کے بارے میں گفتگو کرنے میں بہت ہی بوجھ لگتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ آپ مجھ پر شفقت کرتے ہیں اور ہر طرح سے دلجوئی فرماتے ہیں۔

تحقیق: اس کی وجہ شیخ کی عظمت اور اپنی انکساری کا غلبہ ہے۔

اصطلاحی تشبیہ اور وجودی توحید میں فرق

حال: پہلے خط میں ایک مضمون تھا اس کی نسبت مزید استفادہ کی غرض سے عرض کرتا ہوں۔ آپ نے میری اس

تحریر کے بارے میں ''کبھی رات کو نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی روشنی اور شعاع جو مسجد کی دیوار پر پڑتی ہے اس سے قلب میں ایک نور محبت کی کیفیت کے ساتھ جوش مارتا ہے اور آیت مثل نورہ کمشکوۃ (کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایک طاق کی ہے جس میں ایک چراغ ہے) یاد آجاتی ہے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ) میں ظاہر (ہونے والی چیز) کا غلبہ ہے جس کو اصطلاح میں تشبیہ کہتے ہیں۔

عرض یہ ہے کہ آیا اسی تشبیہ کا غلبہ اور مظہر میں ظاہر کا غلبہ توحید وجودی ہے کہ جس کی وجہ سے غلبہ انکشاف میں اقوال مشہور انا الحق وسبحانی وغیرہ نکلے۔

تحقیق: اس کیفیت مذکورہ کا تعلق حواس سے ہوا ہے اور کیفیت توحید وجودی کا تعلق زیادہ قلب اور وجدان سے ہے۔

درد کا محبوب ہونا

آج کل دل کی حالت یہ ہے کہ وہ درد پھر دوبارہ ہو جاتا ہے اس کے ساتھ دوسری بیماری بھی مل جاتی ہے جیسے وحشت، خوف اور گھبراہٹ۔ کبھی دل کی کپکپاہٹ بھی ہونے لگتی ہے۔ یہ سارے ہیں تو جسمانی بیماریاں لیکن کبھی باطنی حالات بھی ان بیماریوں کے ساتھ مل جاتے ہیں جیسے کسی گناہ پر تنبہ ہوا یا خوف کی کیفیت طاری ہوئی یا بے چینی ہوئی جو آجکل کبھی ہو جاتی ہے بس فوراً خوف ہونے لگا۔ کبھی توجہ الی اللہ سے بھی یہ بیماریاں پیش آجاتی ہیں۔

غرض اس ورد کی عجیب کیفیت ہے یوں تو ایک مرض ہے مگر بعض باتوں کے لئے ایک یاد دلانے والی چیز کا کام دیتا ہے اس درد کا ذکر میرے ہر خط میں ہے، اور ان خطوط کے اکثر مضامین کا مفہوم اس سے جڑا ہوا ہے بقول استاذ ذوق علیہ الرحمہ۔

ع ہوں وہ حرف درد جس پہلو سے اٹھو درد ہے

تحقیق: ایسا درد محمود ہے جس سے درد مطلوب میں اعانت ہو۔

دل کی صفائی کا محسوس ہونا

حال: کبھی دل کی حالت محسوس ہوتی ہے کہ جیسے صاف کیا ہوا بالکل نازک شیشہ ہو اس وقت بے اختیار یہ شعر زبان پر آجاتا ہے کہ ؎

آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما   بس نازک است شیشہ دل در کنار ما

ترجمہ: ''اے محبوب پھول کی پتیاں بھی آہستہ گرا ہمارے مزار پر —— کیونکہ ہمارے پہلو میں

دل کا آئینہ نازک ہے۔"

تحقیق: کمزوری اور صفائی سے ملی ہوئی حالت ہے۔

علاج نہ کرانے کے مقابلے میں علاج کرانے کی فضیلت

حال: حضرت جی! اس بات میں طبیعت بہت ہی فکر مند ہے کہ میری طبیعت میں کبھی یہ بات نہیں ہوئی کہ اپنے نفس کے لئے کھانے یا پینے کا کوئی خاص آرام اختیار کیا جائے۔ جب تک گھر پر رہا جو کچھ گھر والوں اور بال بچوں نے کھایا پہنا وہی آپ بھی کھایا اور پہنا اسی طرح سفر میں بھی یہی حالت رہی۔ جو (چیز) ضروری ہو اس کا اہتمام کیا گیا اور اس کے علاوہ کا نہیں کیا۔ اب اس وقت طبیعت میں کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اب اگر کسی وقت (کوئی) چیز کھانے میں نیت کرتا ہوں تو دو خیال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا جانے گھر والے کس طرح پر ہوں گے (یعنی کیا کھا رہے ہوں گے) اور ان کو تو شاید یہ صورت حاصل نہیں ہوگی۔ دوسرے یہ کہ دل میں ندامت ہوتی ہے کہ اللہ کی نعمتیں تو پہلے سے کھا رہا ہے اس میں تو نے کیا کر دیا اور آئندہ چل کر تو کیا کرے گا اور نعمتوں کے زیادہ ہونے کی صورت میں تو کیا کچھ کر کے دکھائے گا۔ طبیعت میں ایک دہشت وخوف معلوم ہوتا ہے۔ اس میں جیسا کچھ ارشاد عالی ہو۔

تحقیق: یہ ایک پسندیدہ حالت کا غلبہ ہے اور مبارک حالت ہے اس میں یہ عمل کرنا چاہئے کہ جس چیز سے صرف لذت ہی مقصود ہو وہاں اس حال کی چاہت پر عمل کیجئے (کہ نہ کھائیے) اور جہاں تداوی یا تقویت (علاج وقوت) کی ضرورت ہو وہاں نسبت حال کے مقابلے میں شریعت کے مستحب حکم علاج کرائے پر عمل افضل ہے اور تقویت (قوت حاصل کرنا) علاج کرانے میں داخل ہے۔

بدحالی کا علاج

حال: میرے قبلہ وکعبہ دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میری جو حالت ہے وہ ابتداء سے جناب کو معلوم ہے کہ سر سے پیر تک گناہوں میں غرق ہوں۔ دل اتنا تباہ و برباد ہو گیا ہے کہ خدمت میں رہتے ہوئے اتنی مدت ہوگئی مگر خدا کی قسم آج پہلا دن ہے۔ مثل ہے کہ بارہ برس دلی میں رہے اور بھاڑ ہی جھونکا۔ مجھے بھی خدمت اقدس میں رہتے ہوئے بارہ برس گزر گئے ہوں مگر جیسا تھا ویسا ہی ہوں بس اپنی حالت پر یہ شعر یاد آتا ہے کہ:

ان کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

خدا کی قسم! دل اتنا گندا ہے کہ جس کی کچھ انتہا نہیں۔ دن بھر ایک عجیب ادھیڑ بن میں گزر جاتا ہے۔ ہر وقت برے اور بے کار خیالات آتے رہتے ہیں اور قلب کو پریشان رکھتے ہیں۔ چونکہ بارہا سن چکا ہوں کہ وساوس کی طرف ان کوختم کرنے کے لئے بھی توجہ کرنا نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے اس لئے التفات نہیں کرتا۔ مگر خدا کی قسم! دل کو کیا کروں کہ ان سے دکھتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ کبھی تو وہ حالت ہوتی ہے کہ پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اور کسی کا خیال ہی نہیں اور کبھی ایسا ڈوبتا ہوں کہ شاید قعر (گہرائی) میں جا گرتا ہوں۔ میں اپنی حالت پوری بیان نہیں کرسکتا کچھ اس ششں و پنج (سوچ و بچار فکر) میں رہتا ہوں کہ کبھی جو حالت ہے اس میں یقین ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ تجھے ضرور معاف کردیں گے اور کبھی ناامیدی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ وساوس اتنے آتے ہیں کہ کمبخت......تو اور تیرے اعمال اس قابل کہ بخشے جاویں اے اللہ تو ہی مددگار ہے میرے ......میں تباہ ہوگیا برباد ہوگیا۔

کئی مرتبہ جناب سے معلوم کرکے اللہ کا نام لینا شروع کیا مگر کیا کروں افسوس صد افسوس کیا کہوں چھوٹ گیا پورا نہ کرسکا۔ پھر سنا کہ اگر (کوئی) کرنے کے بعد چھوڑ دے تو یہ بہت (نقصان پہنچانے والا) ہے اس سے (بہتر ہے کہ) کرے ہی نہیں یہ سمجھ کر پھر معلوم کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ کیا منہ لے کر سامنے جاؤں۔ مگر پھر خیال آیا کہ یہ وسوسہ شیطانی ہے شیطان نے اس بہانہ سے حملہ کیا ہے۔ یہ سوچ کر دل پر ایک ایک چوٹ لگی رویا شکایت کی، افسوس کیا حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! ؎

اجب الصالحين ولست منهم لعل الله يرزقني صلاحا

ترجمہ: ''میں صالحین سے محبت کرتا ہوں مگر میں خود صالحین میں سے نہیں ہوں —— شاید (اسی محبت صالحین کی محبت کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ مجھے فلاح و کامیابی عطا فرما دیں۔''

میں کسی قابل نہیں مگر آپ کو سب قدرت (حاصل) ہے۔ مولانا! اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمائیے۔ میں نے بے شک بارہا معلوم کرکے اس کو ترک کر دیا افسوس شیطان نے حملہ کیا جو کام شروع کیا اس کو ترک کیا۔ قسمت کی طرف منسوب نہیں کرسکتا کہ شکایت ہے پس چپ ہوں اب کبھی کبھی روتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں۔ نہ تو علمی لیاقت (قابلیت و صلاحیت) حاصل کی اور نہ جو حاصل کیا اس پر عمل کیا میرے بڑے......کس کے پاس جاؤں۔ سب کو دیکھتا ہوں کہ کام میں لگے ہیں اور دولت لوٹ رہے ہیں اور یہ بدنصیب، یوں (ہی) محروم ہے۔ حضرت کی توجہ تو پوری ہے اس لئے کہ اگر پوری توجہ نہ ہو تو بس نہ معلوم کیا ہو جائے۔ خدا کی قسم! ایمان کی خیر نہیں۔ یہ حالت تو توجہ ہونے پر ہے بڑے......میں کیا کروں؟

(حضرت کی) خدمت میں رہنے سے سنتے سنتے بہت باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ ان ہی میں سے یہ بھی جانتا ہوں کہ خود کچھ کہے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ مگر بدبختی دیکھو کہ سب کچھ جان کر کچھ نہیں ہوتا۔ کم نصیبی نہیں تو اور کیا ہے۔ اتنے بڑے دربار میں (ہوں) اور محروم۔ افسوس صد افسوس للہ میری مدد کیجئے۔ یہ کہتے ہوئے بھی شرماتا ہوں اس لئے کہ خود کچھ کہے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے غرضیکہ اصلی اور مختصر حالت یہ ہے کہ چکی کے دو پاٹوں میں آ گیا ہوں دونوں طرح کے خیالات آتے ہیں۔ اگر ایک طرف ناامیدی ہے تو دوسری طرف امید ہے۔ اگر ایک طرف گناہ ہیں تو فوراً دوسری طرف رحمت پر نظر ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت والا کی دعا اور حق تعالیٰ کی توفیق سے اتنا ضرور ہے کہ جب گناہ کا خیال آتا ہے تو اس کے دو ہی منٹ بعد استغفار کی توفیق ہو جاتی ہے۔ الٰہی تیرا شکر ہے لاکھ لاکھ شکر ہے۔

کبھی تو اپنی ان باتوں کو دیکھتا ہوں اور ان پر نظر ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ میری اصلاح ہوگئی مگر فوراً ہی دوسری طرف اپنے گناہ اور اپنے خیالات اور اپنی حالت سامنے آ جاتی ہے۔ وہ اصلاح ہو جانے کی ساری خوشی خاک میں مل جاتی ہے۔ میری پہلے عادت تھی کہ میں فضول باتیں کہ جن کا نہ سر ہوتا تھا نہ پیر سوچا کرتا تھا۔ اور گھنٹوں اس میں محو رہا کرتا تھا اب بھی وہ خیالات برابر آتے ہیں مگر فوراً ہی خیال آ جاتا ہے کہ فضول ہیں استغفار پڑھ کر حق تعالیٰ کا نام مبارک لینے لگتا ہوں غرضیکہ ایک عجب حالت ہے "لا الی ھو لاء ولا الی ھولاء" (نہ ادھر ہوتا ہوں نہ اُدھر) اگر کچھ امید ہے تو اس سے کہ کچھ امید نہیں (میری) جو حالت ہے کسی دوسرے کے سامنے بیان کرتے ہوئے شرماتا ہوں کہ کہے گا کہ اللہ اکبر ظاہر میں تو یہ پارسائی اور باطن میں یہ خباثت مگر آپ سے کیا چھپاؤں جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے میں کیا عرض کروں مجھے کیا لطف آتا ہے ایسا لگتا ہے کہ ارے حق تعالیٰ کی درگاہ تک یہ حمد و ثنا پہنچی دل سے نکلتا ہے "اللھم ربنا لك الحمد" اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے سن لیا۔

اس خط کو لکھ رہا ہوں اور مختلف خیالات آ رہے ہیں۔ مگر سوچتا ہوں اچھی یا بری حالت جو بھی ہے کہہ تو دوں اگر ان سے بھی چھپاؤں تو محرومی کے علاوہ اور کیا ہے۔ کئی مرتبہ عصر کے بعد پرچہ دینے کا ارادہ ہوا تو اس میں اس لئے رکا کہ زبانی اس تفصیل سے عرض نہیں کر سکتا لہٰذا یہ خط لکھا۔ بس میں پھر اتنا کہوں گا کہ عجب حالت ہے کہ گناہ اتنے ہیں کہ دنیا میں شاید کسی اور کے نہ ہوں گے بلکہ یقیناً نہ ہوں گے اور پھر بے فکر اے اللہ کیا کروں حیران ہوں جانے کیا کیا بک گیا۔ اب یوں پوچھتا ہوں کہ خود تو کچھ ہوتا نہیں گناہوں کی پوٹیں ہیں اب کروں تو کیا۔ اللہ تعالیٰ سے تقریباً ہر وقت معافی مانگتا ہوں مگر نئے گناہ اتنے ہو جاتے ہیں کہ ان ساری باتوں

کے بے کار ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ جب کبھی برے خیالات کا غلبہ ہوتا ہے یا بری نگاہ ہو جاتی ہے تو بس وہ دن میرا غارت (برباد) ہو جاتا ہے۔ سارے کاموں میں بے برکتی اس طرح معلوم ہوتی ہے جس طرح کہ مجھے محسوسات نظر آتے ہیں۔ گناہ کی بے برکتی اور قلب کا تکدر (میلا پن) تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے آنکھوں کے سامنے کوئی شے کھول کر رکھ دی اور اس کی سیاہی معلوم ہوگئی۔ قلب بالکل سیاہ و برباد ہوگیا ہے۔ نکما ہوں مگر اس در کا ہوں مدت ہوگئی ہے۔ کتے کی طرح پڑا ہوا ہوں۔ کہاں جاؤں کس سے کہوں اب تو اسی در پر پڑا رہوں گا اور یہیں جان دینا ہے۔

دم اسی در پہ نکل جائے تمنا ہے یہی　　عمر بھر اب نہ نکلتا ہو تیرے کوچہ سے

بڑے...... میرے لئے ایک دعا کرو اس کی مجھے بہت ہی تمنا ہے۔ وہ یہ کہ بس تم اپنے ہاتھ سے میرے اوپر خاک ڈال دو اور ایمان کے ساتھ اس جہاں سے جانا نصیب ہو جائے۔ یہ آخری تمنا ہے خدا کے لئے خاص اوقات میں میرے لئے تو یہی دعا کرو کہ بس تم مجھے قبر میں اتار دو۔ مجھے پھر ایمان کی سلامتی نظر نہیں آتی۔ میں بہت کچھ بک چکا۔

اب میرا معمول یہ ہے کہ میں نے عشا کے بعد چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لینا مقرر کر لیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ہو جاتی ہیں۔ چونکہ ایک جگہ بیٹھ کر تو ذکر کیا مگر چھوٹ گیا اس لئے صرف پانچ سو کی تعداد اس وقت مقرر کر لی ہے اس کو بھی بعد عشا ہی پورا کر لیتا ہوں اس میں کسی کی قید نہیں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے غرضیکہ جو حالت بھی ہو اس کو پورا کر لینا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ ہو بھی جاتا ہے۔ اس میں سراسر نفس کی آرام طلبی ہے مگر صرف اس لئے کہ اس طرح برابر جاری ہے اس پر عامل ہوں۔

اگر میری اس تدبیر میں کوئی کمی ہو تو مطلع فرمایا جائے۔ اس لئے کہ یہ بندہ گندہ درگندہ کی ایجاد ہے۔ توبہ توبہ کیا کہہ دیا بس اس ششش و پنج میں رات دن کٹتا ہے آپ حالت کو جانتے ہو ذرا سے کو پالا ہے خود جوتھا کہہ دیا اور خط صرف اس لئے لکھا ہے تاکہ پوری کیفیت عرض کر سکوں۔ ورنہ زبانی (کہنے میں) رہ جاتا ہے۔ اس میں بھی اصل حالت بیان نہ ہوسکی مگر آگے شیخ کی فراست (سمجھ بوجھ) پر چھوڑتا ہوں کہ وہ ہر ایک کی حالت اور استعداد کو جانتے ہیں۔ میری استعداد بہت خراب اور مضمحل اور کمزور ہوگئی ہے۔ مجھے یہ بات اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسے کہ میرے سامنے ایک دیوار ہے اور اس کو صاف بالکل بلاشبہ دیکھ رہا ہوں۔ اس کا جواب چاہے تحریر میں اور خواہ کان پکڑ کر بلا کر زبانی جس طرح چاہیں دے دیجئے۔ غرضیکہ اس کو آپ پر چھوڑتا ہوں جو چاہیں کریں۔ زیادہ کیا عرض کروں تمہارا نافرمان بیٹا۔

تحقیق: برخوردار ـــ

ع معشوق من ست آنکہ بہ نزدیک توزشت ست

ترجمہ: "مجھے وہ پسند ہے جو تمہارے نزدیک برا ہے۔"

تم کو اس مجموعی حالت پر حسرت ہے اور مجھے مسرت (خوشی) ہے۔ یہ تمام حالات تو دو باتوں کی دلیل ہیں جو کہ اعلیٰ مقاصد میں سے ہیں۔ ایک اپنی بدحالی کا احساس دوسرا خوش حالی کی فکر۔ چار باتوں کو اپنا معمول کرلو پھر محرومی کا نہ ہونا میرا ذمہ۔ ایک ذکر کا جو معمول مقرر کرو اگرچہ تھوڑا ہو اس کو پورا کرلیا کرو خواہ دل سے یا بے دلی سے (یعنی خوشی سے یا بغیر خوشی کے)۔ دوسرے گناہوں سے نفس کو ہمت کے ساتھ روکو اور کمی پر فوراً استغفار کرو۔ تیسرے ماضی و مستقبل کو مت سوچو نہ نفع کا ارادہ کرو۔ چوتھے حالات سے وقتاً فوقتاً (کبھی کبھی) طلاع دو اگرچہ وہ حالات اطلاع کے قابل بھی نہ ہوں۔ اس سب کے ساتھ میری رائے میں تمہارے اعضاء رئیسہ (دل دماغ جگر وغیرہ) میں گرمی کا اثر ہے طبی علاج ضرور کرو۔ اس کا بھی ان حالات میں دخل ہے اور اس دستور العمل کے بعد بےفکر رہو۔ ـــ

بر تو من مشفق ترم از صد پدر　　من غم تو میخورم تو غم مخور

ترجمہ: "میں تم پر سو باپوں سے زیادہ مہربان ہوں۔ ـــــ میں تیرے لیے فکرمند ہوں تم غم نہ کرو"

تمہارا خیر خواہ

اشرف علی

گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ محبت کی وجہ سے ندامت ہونا

حال: مجھے کسی گناہ کے بعد کیا عرض کروں اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے ندامت کم ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے زیادہ ندامت ہوتی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بلند حالت ہے۔

شدید عذر کی وجہ سے قرضوں کے ادا کرنے میں تاخیر ہونا باطن کے لئے نقصان پہنچانے والا نہیں ہے

حال: اسی طرح قرضے وغیرہ حقوق العباد ذمہ میں ہوں ان کی ادائیگی میں سستی کرنا کیسا ہے؟ مگر ارادہ ان کے ادا کرنے کا پکا ہے۔ صرف اتنی سستی ہوتی ہے کہ اگر خود کو بھی ضرورت ہو اور قرض خواہ کو بھی ہو تو اپنی ضرورت کو

ذکر الٰہی

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
شمس و قمر میں توہی تو   برو بحر میں توہی تو
قلب و نظر میں توہی تو   ہر سو ہے فیض امر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
ذرّوں میں اور کرنوں میں   قطروں میں اور جھرنوں میں
قوس و قزح کے رنگوں میں   آتا ہے جلوہ نظر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
کوئی ہے اونچا تو کوئی نیچا   کوئی ہے شاہ تو کوئی گدا
سارے جہاں کا ہے یہ تغیر   سب کچھ زیر و زبر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
تجھ بن کہیں بھی جی نہ لگے   اچھا تجھ سے کچھ نہ لگے
اب تو جی کو یہ ہی لگے   تجھ بن نہیں گذر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
سارے زمانے کی وسعت   تیرے سمانے کو ہے تنگ
اک مومن کا دل ہی ہے   ہوتا ہے یاں پہ بسر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
اٹھوں بیٹھوں جو بھی کروں   یاد میں اے رب تجھ کو کروں
ذکر کسی کا میں نہ کروں   لب سے اپنے مگر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
دل کو کیا ہے خالی سب سے   تیری طلب ہے آگے سب سے
قلب و جگر کو بھرا ہے تجھ سے   سانسوں میں ہے ذکر تیرا

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

خوابوں میں ہے خیالوں میں تو ہی ہے میری باتوں میں
انگ انگ میں ہے سانسوں میں ایسا ہے مجھ پہ اثر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

تجھ سے جو نسبت ہے میری دونوں جہاں کی ہے عزت میری
ساری عمر کی ہے پونجی میری یہ ہی بنا ہے فخر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

مجھ کو گناہوں سے اپنے ڈر ہے ہر دم مجھ کو اس کی فکر ہے
غفاری پر تیری نظر ہے ستاری ہے سپر سرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

عرض ہے ارشاد ہی یہ یارب اس کو اپنا بنا لے اے رب
دل کے ارماں پورے ہوں سب ہو جو کرم اس پر تیرا

وظیفہ میں روشنی نظر آنا

سؤال: اکثر اوقات یہ بھی ہوا کہ تہجد کے ورد شریف پڑھتے وقت میرے شمال کی جانب یا سامنے ایسے ستارے اور روشنیاں نظر آئیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ پھر جب میں نے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ شاید کسی طرف سے روشنی میرے مکان میں آگئی مگر کچھ نہیں۔ ایک مرتبہ ایسا لگا کہ میرے سامنے کوئی مشعل لایا جب گھبرا کر آنکھ کھول دی تو کچھ نظر نہ آیا۔

جواب: ان باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے کبھی خیال ہی ہوتا ہے اور کبھی ذکر کے انوار بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بھی مقصود نہیں ہوتے گو محمود ہیں تو شکر کیا جائے مگر کمال نہ سمجھا جائے۔

سؤال: تہجد کے وقت بارہ تسبیح کے بعد درود شریف پڑھ رہا تھا کہ تمام مسجد میں آدھے گھنٹے تک سفید نور بھر گیا۔ جس کو میں نے دیکھا یہ کیا چیز ہے۔

جواب: اہل طریق (تصوف والوں) کی تحقیق کے مطابق یہ ارواح کا نور ہے۔

وحشت کا علاج

حال: آج طبیعت پھر متقاضی ہوئی اور بہت پریشان ہوئی اور خط لکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ حضور کی برکت ایسی شامل حال ہے کہ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: طبیعت میں اتنی تبدیلی ہو جاتی ہے کہ جس کے بارے میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ میری حالت اصلاح کی طرف چلی جاتی ہے جس پر مجھے خود تعجب آتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: دنیا کی محبت روزانہ دل سے اٹھتی چلی جاتی ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ ایک دم دنیا کو ترک کر دوں اور ایک دم کہیں جنگل بیاباں میں چلا جاؤں مگر چونکہ اہل وعیال لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے حضور دل کے اطمینان کے لئے کچھ تجویز فرما دیں تاکہ یہ وحشت دور ہو۔

تحقیق: قرآن مجید کی تلاوت بڑھا دیجئے اور اکثر چلتے پھرتے درود شریف کا شغل رکھئے اور یہ عزم کر لیجئے کہ مشورہ کے بغیر اپنے حال میں جان بوجھ کر کوئی تبدیلی نہیں کریں گے۔

انابت (اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے) کے آثار

حَال: ابتداء میں جیسا کوئی معمولی گناہ مثلاً جھوٹ وغیرہ پر کچھ خیال نہ آتا تھا۔ مگر اب نہایت سخت اور بہت برا لگتا ہے۔

تحقیق: انابت کی علامات سے ہے۔

حَال: جو حضرات مجھ سے محبت کرنے والے ہیں اُن سے بھی صاف کہہ دیا ہے کہ مہربانی فرما کر میرے سامنے کچھ نہ کہا کیجئے۔

تحقیق: جزاکم اللہ تعالیٰ۔

خوشخبری کی آیات پر رونا آنا

حَال: فجر کی نماز کے بعد کلام مجید پڑھتا ہوں جیسا کہ ابتداء سے معمول ہے۔ مگر اب رونا آتا ہے۔ خواہ آیت خوشخبری کی ہو یا خوف کی ہو یہ کیا بات ہے؟ حضور ایسا نہ ہو کہ خوشخبری کی آیت میں جو مجھے رونا آتا ہے میرے واسطے کوئی نقصان کی بات ہو۔ حضور مطلع فرمائیں۔

تحقیق: رحمت ہے نقصان نہیں بلکہ بشارت کی آیتوں پر رونا آنا فطرت کی سلامتی (اچھا ہونے) کے زیادہ قریب ہے۔ کہ اس سے جوش زیادہ ہوتا ہے اور جوش سے رونا (بھی زیادہ ہوتا ہے)۔

وارد کا اتباع کرنا

حَال: ضرب خفی لگاتا ہوں مگر سینہ سے کبھی باریک کبھی موٹی آواز خود بخود نکل جاتی ہے۔

تحقیق: جو کیفیت خود بخود ہو جائے اس کے بدلنے کا ارادہ نہ کیجئے بلکہ اس کا اتباع کیجئے۔

حَال: پھر اسی میں مزا آتا ہے اور اسی کشش کے ساتھ رونا بھی آتا ہے مگر اس رونے کے ساتھ قلب کی حالت بدل کر مزید لطف کا سبب ہوتی ہے۔ وہم کو اس میں بالکل دخل نہیں ہے۔ حضور! اگر کچھ خرابی ہو تو مطلع فرمائیے یا جو اصلاح ہو اس سے مطلع فرمائیے۔

تحقیق: کچھ خرابی نہیں۔ بالکل محمود ہے۔

حَال: بارہ تسبیح کے ذکر میں ایک ذکر ختم ہو جانے کے بعد کچھ بے اختیاری سے زبان پر سبحان اللہ وبحمدہ اور کبھی ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم" اور کبھی دونوں کلمے جاری ہوجاتے ہیں اور کچھ دیر تک جاری رہتے ہیں۔ جن سے کبھی کبھی تو زبردستی توجہ ہٹا کر پھر بارہ تسبیح کا دوسرا ذکر شروع کرتا ہوں۔ زبردستی سے مراد یہ ہے کہ طبیعت اس کو روکنے کو نہیں چاہتی۔ کلمات مذکورہ کے دوران ذکر میں قلب میں کشادگی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ اس گنہگار پر کتنی رحمت فرمائی گئی ہے کہ ذکر کی توفیق ہوئی اگر بے اختیاری میں یعنی جبکہ چاہت کی زیادتی کے ساتھ ہو یا ویسے ہی کچھ دیر ان کو پڑھ لیا کروں تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: حرج کیا معنی بلکہ اس کے ترک میں حرج ہے۔ جب ایسی کیفیت ہو تو اس کیفیت کے غلبہ تک اگلی تسبیح کو روک دیا کیجئے۔

حال: اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ حضور رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک یا کوئی روایت سن کر دل میں بہت محبت کا جوش پیدا ہوتا ہے اور دیر تک روتا رہتا ہوں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور سامنے جلوہ افروز (بیٹھے ہوئے) ہیں۔ یہ حالت مجمع میں بھی ہوتی ہے اور تنہائی میں ہوتی ہے۔ بے اختیار کھڑا ہونا چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ دل میں دو خیال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مجمع کے لوگ کہیں گے کہ یہ مکار ہے اور عقائد کے لئے بھی نقصان پہنچانے والا ہے۔ دوسرے یہ کہ اندرونی کیفیت تو یہ ہوتی ہے مگر ظاہر میں کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی حیرت میں رہتا ہوں اور کھڑے ہونے کی باری نہیں آتی۔ پھر ذکر کی حالت میں ایک قسم کی دوری لگتی ہے اور اس دوری سے پھر پریشانی ہوتی ہے۔ اب میں کس بات پر عمل کروں۔ کھڑا ہو جایا کروں یا نہ ہوا کروں؟

تحقیق: مبارک حالت ہے۔ اگر برداشت نہ ہو سکے تو کھڑے ہو جائیں مگر کسی کو بتانا نہیں چاہئے کہ میں کیوں کھڑا ہوا پھر عقائد کے لئے نقصان دہ نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے بہت اصرار سے پوچھا کہہ دیا کی جی گھبراتا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

حال: اسم ذات کا ذکر کرنے کے دوران ایک جوش سا پیدا ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ کی ضرب دل پر ایسی لگ رہی ہے جیسے کوئی کسی چیز سے چوٹ لگاتا ہے اور حلق اور سینہ کے درمیان اس وقت ایسا لگتا ہے کوئی وزنی شے چوکور تختے کی طرح رکھی ہوئی ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بے اختیار جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی آ جائے۔ اس وجہ سے برداشت کرتا ہوں ایسے وقت برداشت کیا جائے یا نہیں؟

تحقیق: نہیں۔

سُوال: گزارش یہ ہے کہ رات ذکر میں بہت کشمکش پیدا ہوئی وحدت (اللہ تعالیٰ اکیلے ہونے) کے غلبہ کے ساتھ حضور ﷺ کا خیال آیا۔ اندر سے یہ چاہت ہو رہی تھی کہ ایک وجود کے علاوہ کسی کا وجود نہیں اور طبعی طور پر حضور ﷺ کا خیال ایسا غالب تھا کہ حضور کا فنا نظر نہیں آتا تھا۔ پھر یہ اندیشہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کے وجود کے سامنے حضور کا وجود تو کچھ بھی نہیں پھر اس کا فنا کیوں نظر نہیں آتا۔ جب حق تعالیٰ کے وجود کے ساتھ حضور کے وجود کا فانی نہ ہونا خیال میں آتا ہے تو کہیں یہ شرک نہ ہو جائے۔

جَوَاب: یہ شرک نہیں ہے۔ اس لئے کہ ساری ممکن چیزیں (جو وجود میں آسکتی ہوں، ہوسکتی ہوں ان) کی عمومی طور پر اور حضور ﷺ کی خصوصی طور پر دو حیثیتیں ہیں۔ ایک (ان کی) ذات کی حیثیت ہے دوسرے ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت کی حیثیت ہے۔ (اپنی) ذات کی حیثیت میں تو یہ سب کچھ بھی نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت میں موجود ہیں (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وجود دیا تو وہ موجود ہیں ورنہ اپنی ذات میں ان کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے) قاعدہ (واصول) ہے کہ ایک چیز پر کسی حیثیت سے حکم لگانا (اصل میں) اس حیثیت پر حکم لگانا ہے۔ اس لئے (اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت والی) اس خاص حیثیت سے حضور ﷺ کے وجود کا حکم لگانا حقیقت میں اللہ تعالیٰ پر (وجود) کا حکم لگانا ہے۔ (یعنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وجود عطا فرمایا ہے اس لئے آپ کے وجود کا حکم لگایا گویا اللہ تعالیٰ کے وجود پر حکم لگانا ہے اس لئے) یہ بالکل توحید ہے۔

سالک ان احوال میں غیر مختار ہوتا ہے۔ کبھی اس کی نظر ذات ممکن (ہونے والی چیز) پر ہو جاتی ہے اور کبھی دھوکے کی حیثیت یعنی (چیز کے) وجود پر نظر جاتی ہے۔ جس طرف بھی نظر جائے تکلف کے ساتھ دوسری طرف نظر نہیں کرنی چاہئے۔ اس وقت وہی نظر اس کی تربیت کا طریقہ ہے۔ بس یہ غلطی تھی کہ تکلیف کے ساتھ حضور ﷺ کے فنا پر نظر کی گئی تھی اور وجود کی حیثیت پر نظر کرنے کو فنا کے خلاف سمجھا جاتا تھا (حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا حکم تھا) جب وجود پر نظر گئی تھی تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے وجود پر ہی نظر سمجھنا چاہئے۔ جس طرح میں نے ذکر کیا اور اس (وجود حق) کا لطف حاصل ہونے دینا تھا۔

حَال: گزارش احوال یہ ہے کہ حضرت والا سے ایک عریضہ (خط) میں احقر نے ایک کشمکش کی حالت کا اظہار کیا تھا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ ایک بار ذکر کے وقت جناب حضور ﷺ کا خیال آیا اور آپ کا فنا نظر نہ آنے سے فکر تھا جس کا جواب حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ حیثیتیں مختلف ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کر کے ہر چیز موجود نہیں ہے پس رسول اللہ ﷺ پر اس (اللہ تعالیٰ کی نسبت والی) خاص حیثیت سے وجود کا حکم لگانا

حقیقت میں حق تعالیٰ پر وجود کا حکم کرنا تھا۔ الخ اس جواب سے جتنا نفع ہوا بیان سے باہر ہے اب جس چیز کا ڈر یا خیال بھی ذکر یا صلوۃ (درود) وغیرہ میں آتا ہے اس سے وجود حق ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

ع جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی

ترجمہ: جزاک اللہ کہ آپ نے میری آنکھ کھول دی۔

تحقیق: مبارک۔

حال: کبھی جہری ذکر میں قلب کے اوپر ایک عجیب تجلی محسوس ہوتی ہے جس سے بے تاب ہو جاتا ہوں۔ قلب کو اس کی طرف بہت زیادہ محویت اور کشش ہوتی ہے کبھی ایسا لگتا ہے کہ دل بے تاب ہوکر پھٹ جائے گا۔ (میں یہ) جانتا ہوں کہ انوار اور اطوار (طریقے) سب (اللہ تعالیٰ کے) غیر ہیں (اللہ تعالیٰ کی) ذات واحد ان سب (چیزوں) سے پاک ہے مگر اس وقت اللہ تعالیٰ کے اکیلے ہونے کے غلبہ کی وجہ سے ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کے علاوہ فانی لگتی ہے اور اس تجلی کی طرف کشش اور بے تابی بے اختیار ہوتی ہے۔ میں نے ابھی تک اس کی نفی اور دفع کی کوشش نہیں کی اس کی طرف توجہ نقصان پہنچانے والی تو نہیں۔

تحقیق: جان بوجھ کر توجہ نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر خود بخود توجہ ہوتی ہو تو اس کی نفی بھی نہ کی جائے اگر اس نفی نہ ہونے کو اصطلاح میں توجہ کہا جائے تو یہ توجہ نقصان پہنچانے والی نہیں ہے۔

حال: اگر اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی نسبت کے ساتھ والی حیثیت میں کیا جائے کہ اس حیثیت میں یہ بھی (اللہ تعالیٰ کا) غیر تو نہیں ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔

تحقیق: یہ نہ کیا جائے کہ اس حیثیت کا استحضار کیا جائے کہ یہ تکلف پریشانی کا سبب ہوگا۔ اس اضافت کے اعتبار کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے فنا نہ ہونے کا جو شبہ پیدا ہوتا تھا اس کو حل کر دیا گیا باقی بے ساختہ و بلا قصد جو تصور ہونے لگے اس سے آگے نہ بڑھا جائے۔

حضور قلب (دل کی یکسوئی) کی ضرورت

حال: مگر میں امید کرتا ہوں کہ اندر اور باہر دونوں سانس لیتے ہوئے اللہ اللہ کہتا ہوں اور جب اللہ اللہ کہتا ہوں نفس اسم ذات شریف سے خالی نہیں رہتا۔

تحقیق: اس تکلف کی ضرورت نہیں صرف زبان سے معمولی طور سے کیا کیجئے۔ قلب کو جہاں تک ہو سکے حاضر رکھئے۔

حالات باطنہ وعلوم ظاہرہ کا خلط نہ ہونا

سُؤال: "لا یواخذ کم اللّٰہ باللغو" اللہ تعالیٰ تمہاری لغو باتوں کی پکڑ نہیں فرمائیں گے پارہ اذا سمعوا اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا کیا ہے۔

جَواب: اس بات کو ان مضامین کے ساتھ مخلوط نہیں کرنا چاہئے تھا۔ حالات باطنی اور علوم ظاہرہ جدا جدا خط میں آنا چاہئے۔

آثار شوق ومحبت

حَال: نماز میں اکثر یہ جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں اور کبھی کلام پاک کی تلاوت میں بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ روؤں مگر جہاں خیال کیا تو یہ بات ختم ہوگئی معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: محبت وشوق کا اثر ہے خدا تعالیٰ مبارک فرمائے اور ختم ہو جانا بھی رحمت ہے۔ ورنہ تحمل نہ رہے جو پہلے تو بدن کو نقصان پہنچانے والا ہے دوسرے باطن کو بھی نقصان پہنچانے والا ہے (اور وہ نقصان یہ ہے) کہ عمل چھوٹ جائے اور ترقی عمل سے ہی ہوتی ہے۔

حَال: مجھے بڑا شوق ہے کہ کسی طرح (بھی) ہو اللہ پاک کی محبت میں بے چین رہوں۔

تحقیق: مگر اس کے ساتھ یہ بھی دعا کرو کہ اس بے چینی میں چین رہے۔

(اس جواب میں شریعت وطریقت دونوں کے اصول کی رعایت کی گئی ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ جواب دیا جاتا کہ بے چینی مطلوب نہیں ہے تو ان صاحب کا یہ حال چلا جاتا کیونکہ طریقت میں (سالک کو جو حال پیش آتا ہے وہ) عزیز مہمان ہوتا ہے اگر اس کی قدر نہیں کی جائے تو وہ روٹھ جاتا ہے تو اس (بے چینی مطلوب نہ ہونے والے) جواب میں طریقت کے اصول کی مخالفت ہو جاتی۔ اگر یہ جواب دیا جاتا کہ یہ بے چینی پسندیدہ ہے تو یہ شریعت کے خلاف ہوتا کہ شریعت میں اطمینان اور چین مطلوب ہے (قرآن کریم میں ہے کہ) ﴿الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب﴾ (کہ دلوں کو چین اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے حاصل ہوتا ہے)۔

بس اس جواب میں شریعت وطریقت دونوں کی رعایت ہے۔ اس پر بے اختیار یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

احوال میں دوام (ہمیشگی) نہ ہونا

حَال: مراقبہ میں ایک خاص رقت (رونے کی کیفیت) طاری ہوتی ہے مگر حضور! معلوم نہیں یہ کیا بات ہے کہ

کوئی دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ رقت قلبی نہیں ہوتی۔

تحقیق: غیر اختیاری احوال دائم نہیں ہوتے۔ اگر دائم ہوں تو ان میں لذت نہ رہے۔ اور اس کے اکثر فوائد کی بنیاد اسی لذت پر ہے۔ (النور: ص ۲۳۹)

توحید وجودی کے غلبہ کے آثار

حال: جتنے خطرات پیدا ہوتے تھے سب ذاکر معلوم ہوتے تھے حتیٰ کہ شیطان پر لاحول نہیں پڑھ سکتا تھا اب یہ حالت نہیں رہی۔

تحقیق: یہ توحید وجودی کے بعض آثار کا غلبہ تھا جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہے۔ اس حالت کا نہ رہنا بہتر ہوا۔

حال: ایسا لگتا تھا کہ ہر شے دیکھ رہی ہے نظر نہیں اٹھا سکتا تھا۔ نہ کسی کو دیکھ سکتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے سوتا تھا۔ لیٹ نہیں سکتا تھا۔ اب یہ حالت نہ رہی جسم میں بہت قوت لگتی تھی۔ اور ایسا لگتا تھا کہ پھٹ جائے گا۔ یہ خیال ہوتا تھا کہ کھانے پینے کی ضرورت نہیں۔ غرور اتنا بڑھ گیا تھا کہ اگر میں نہ چاہوں تو ملک الموت روح کیسے قبض کر سکتے ہیں۔

تحقیق: یہ سب وہی تھا جس کا نہ رہنا بہتر ہوا۔

حضور دائمی کا مقصود ہونا

حال: بندہ اصلی مقصود تو حضور دائمی (ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا دھیان رہنے کو) سمجھتا ہے۔ وہ بحمد للہ حاصل تو ہے۔ لیکن کبھی یہ تعلق بہت سست و مضمحل (کمزور) بلکہ ختم لگتا ہے تو جان پر بن جاتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مردوں میں ہوگیا ہوں۔ جب دوبارہ وہ حالت واپس لوٹ آتی ہے تو کچھ تسلی ہوتی ہے۔ بس اس کا علاج چاہتا ہوں کہ یہ قوت اور شدت کے ساتھ ہو جائے خدا کی قسم! ہمیشہ نہ ختم ہونے والی تو بخدائی لا یزال ہفت اقلیم کی سلطنت کو بھی (اس کے آگے) گرد سمجھوں گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اندیشہ ہے کہ ایک دن جان کھو کر رہوں گا۔

تحقیق: یہ تو حضور (کی کیفیت) کا غلبہ ہے جو ہمیشہ نہیں رہتا ہے ہاں صرف حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہے اور کافی ہے۔ ؎

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو — یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ”دور کی مجلس میں ایک دو پیالہ پی اور جا ——— ہمیشہ کے ملنے امید مت رکھ۔“

(مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ ان کیفیات کے رہنے کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ یہ جب ہو جائیں ٹھیک ہیں لیکن ہمیشہ ان کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔)

تلوین (غیر مستقل مزاجی، حالات کا بدلتے رہنا) تمکین (سکون اطمینان حالت کا یک حال پر رہنا) کی ابتدا ہے

حَالؒ: دوسری عرض یہ ہے کہ دیوان حافظ یا کوئی اور درد بھری نظم دیکھتا ہوں یا سنتا ہوں تو اس حزن (غم) میں کمی ہوتی ہے اور جوش وحرارت بڑھتی ہے۔ جس طرح کہ کوئی انگیٹھی میں آگ پھونکتا ہے مگر کچھ دیر بعد پھر وہی پہلے والی غم کی حالت واپس لوٹ آتی ہے۔ امید کہ اس پرانے بیمار کا علاج پورا فرمایا جائے۔

ع برکر یماں کار ہا دشوار نیست

تَرجَمۂ: "کریموں پر کام مشکل نہیں ہیں۔"

تحقیقؒ: یہ احوال اسی طرح آگے پیچھے وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک روز تمکین حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ تلوین ہی تمکین کی ابتدا ہے اس سے نہ گھبرائیے یہی مقصود کا قاصد ہے۔

غیر شرعی بات پر غصہ اور رحم آنا

حَالؒ: اب ایسا لگتا ہے کہ غیر شرعی بات پر غصہ اور رحم دونوں برابر ہوتے ہیں۔

تحقیقؒ: مبارک ہو بلند حال ہے۔

اپنے نفس پر غصہ آنا

حَالؒ: کبھی سبق پڑھانے یا اسباق کا مطالعہ کرنے یا کسی اور وجہ سے تصور مسمّٰی (اللہ تعالیٰ کے تصور) سے غفلت ہوتی ہے تو اس نعمت کے ختم ہونے کے خوف سے اپنے نفس پر بہت ہی سخت غصہ اور طبیعت میں افسوس ہوتا ہے پھر اس کے بعد چند مرتبہ استغفار اور توبہ اور زاری کی جاتی ہے جب جا کر سکون اور اطمینان اور طبیعت کو آرام ہوتا ہے۔

تحقیقؒ: استغفار ایسی حالت میں مسنون ہے۔ افسوس بھی نقصان پہنچانے والا نہیں ہے مگر غصہ نقصان پہنچانے والا ہے اس لئے ایسا نہ کیا جائے۔

حَالؒ: اگر کسی وقت احقر سے کوئی فضول بات یا کام بے خبری سے ہو جاتا ہے تو یہی مذکورہ حالت ہوتی ہے۔

تحقیق: اس میں غصہ نقصان پہنچانے والا نہیں ہے۔

جدید وارد کا نہ ہونا

حال: اب چند روز سے کچھ وارد نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ مقصود نہیں لہٰذا سکون اور اطمینان ہے۔ ارشاد عالی سے مسرور فرمایئے (خوش کیجئے)۔

تحقیق: یہی میں کہتا ہوں (کہ وارد مقصود نہیں ہے)۔

حال: اب تک حالت بدستور ہے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

تحقیق: تبدیلی نہ ہونا بھی حالت محمودہ مطلوبہ ہے۔

اشعار کے اثر کے اتباع کرنے سے بچنا

حال: (حضرت! میری حالت ایسی ہے کہ) جاگنے کی حالت میں اگر کوئی شخص اچھا شعر پڑھتا ہے تو دل پر اثر ہوتا ہے۔ کبھی دل میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے مگر بہت ضبط (برداشت) کرنے کے بعد رونے سے محفوظ رہتا ہوں۔ حضور! عجیب حالت ہے میرے دل کی اصلاح کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور کے مسلک کے خلاف امر میں گرفتار ہونے سے مجھ کو بلا میں مبتلا ہونا معلوم ہوتا ہے خاکسار کی اصلاح حضور کے ہاتھ میں ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت تو بری نہیں ہے لیکن اس کی چاہت کا اتباع نہ کیا جائے اور کیوں کہ اس کی چاہت پر عمل نہ کرنے کے لئے شدید مجاہدہ کرنا پڑے گا۔ اس (چاہت پر عمل نہ کرنے) کا مجاہدہ ہونا اس کے اثر (نتیجہ) پر موقوف ہے اور اس کا اثر بھی مفید ہے جس طرح (اس کی چاہت کا) اتباع کرنے کی صورت میں (اس اتباع کا) اثر برا اور نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے۔

دن اور رات کی نمازوں میں یکسوئی کا فرق

حال: ظہر، عصر، فجر میں اتنا دل نہیں لگتا جتنا مغرب اور عشاء میں لگتا ہے خصوص عشا کی نماز تو نہایت اچھی ہوتی ہے۔

تحقیق: شب کو طبعا یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور شواغل کم ہوتے ہیں اور یہ حالت قرآن کے زیادہ موافق ہے۔ قال اللّٰہ تعالٰی. ﴿اشد وطاء واقوم قیلا﴾

دل کے انقباض کا علاج

حسب حالے ننوشتیم شدا یامے چند ۔۔۔ قاصدے کو کہ فرستم تبو پیغامے چند
ما بداں مقصد عالی نتوانیم رسید ۔۔۔ ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند
اے ضیاء الحق حسام الدین ما ۔۔۔ بہر ماحق ساخت نورو ضیا
تو ضیائے خویش از ما وامگیر ۔۔۔ نور افشانی کن اے بدر منیر
اے ولم در ہجر پدرت چوں ہلال ۔۔۔ دار ہاں مارا ازیں رنج و ملال
در خور بزم شہاں گرنیستم ۔۔۔ من بروں در بخدمت ایستم

ترجمہ

❶ ہم نے چند دنوں سے تمہیں اپنا حال نہیں لکھا ــــ کیوں کہ چند پیغام جس قاصد کو دے کر تمہارے پاس بھیجا تھا وہ نہیں آیا۔

❷ ہم اسی لیے تجھ تک اپنی بات نہ پہنچا سکے ــــ مگر تیری مہربانیاں پھر بھی زیادہ ہیں۔

❸ اے ضیاء الحق اور ہمارے حسام الدین ــــ ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو نور اور ضیاء بنایا ہے۔

❹ تو اپنی روشنی ہم سے دور نہ کر ــــ اے روشن چاند تو نور پھیلاتا رہ۔

❺ اے محبوب میرا دل تیری جدائی میں تیرے دروازے پر سوکھ کر کانٹا ہوگیا ہے ــــ تو مجھے اسی حال میں رکھ کہ میں اسی میں خوش ہوں۔

❻ اگر میں بادشاہوں کی محفل کے لائق نہیں ہوں تو مجھے دروازے کے باہر ہی کھڑا رہنے دے۔

از جانب احقر انام بدنام کنندۂ نکونامے چند احقر ...... بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد خدمت عالی میں عرض یہ ہے کہ تقریباً تین ماہ سے بندہ سے (حضرت کی) خدمت عالی میں کوئی خط نہیں لکھا گیا مختلف پریشانیاں راستے کی رکاوٹ بنی رہیں زیادہ تر یہ وجہ بھی ہوئی کہ (میں جہاں رہتا ہوں) یہ جگہ ڈاک خانہ سے دور ہے جس کی وجہ سے اکثر دیر ہو جاتی ہے لیکن دل کو اسی طرف کشش رہتی ہے۔

دورم بصورت از در دولت سرائے دوست ۔۔۔ لیکن بجان و دل زمقیمان حضرتم
دریاو کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف ۔۔۔ اے خضر پے خجستہ مددوہ بہمتم

خیالک راحتی فی کل حین　　وذکرک مونسی فی کل حال

منال اے دل کہ در زنجیر زلفش　　ہمہ جمعیت است آشفتہ حالی

سویدائے دل من تاقیامت　　مبادا زسوز و سودائے تو خالی

ترجمہ

❶ میں صورتاً محبوب سے دور ہوں ـــــ لیکن دل اور جان سے قریب ہوں۔

❷ میں کمزور وضعیف ہوں اور میرے راستے میں دریا اور پہاڑ ہیں ـــــ اے حضر میری ہمت بڑھائیے۔

❸ تیرا خیال ہر وقت میرے لیے راحت ہے ـــــ تیرا ذکر ہر حال میں میرا مونس ہے۔

❹ اے دل مت رواس کی زلف کی زنجیر ہی ـــــ میں میری پریشانی کا علاج ہے۔

❺ میرے دل میں تیری محبت ہمیشہ رہے ـــــ کبھی اس سوز سے میرا دل خالی نہ ہو۔

دل اکثر پریشان رہتا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلدی ملاقات نصیب فرمادیں۔

تحقیق: آمین بخیر۔

حال: کبھی وہم وسواس سے طبیعت پریشان ہوجاتی ہے۔ یہ وہم ہر عبادت میں ہونے لگتا ہے طہارت میں نماز میں روزہ میں سب چیزوں میں وہم ہوجاتا ہے جس سے طبیعت منقبض (تنگ) ہوجاتی ہے۔

تحقیق: اگر اس وہم کا اتباع نہ کیا جائے تو یہ انقباض بھی مفید ہے۔

حال: (حضرت!) آپ سے جدا ہو کر سب سے زیادہ تنگی جو محسوس ہوئی وہ یہ ہوئی کہ قلب کو مجاہدہ اور حرام سے بچنے سے سخت تنگی ہونے لگی یہاں تک کہ کبھی تو زندگی تلخ ہونے لگی اور اس تنگی میں قلب کے اندر موت کی آرزو پیدا ہونے لگی ہے۔ کبھی دل کی تنگی کی وجہ سے بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ جیسے کوئی سخت درد کے اندر کراہا کرتا ہے اور ہائے وائے کیا کرتا ہے۔ اس کے بعد کچھ افاقہ ہوا اور قلب کے اندر شکستگی (ٹوٹنے کی حالت) پیدا ہوئی اور عجب وتکبر کم ہوتا معلوم ہوا غلبہ حال میں یہ مصرعہ مطابق حال زبان پر جاری ہوا۔

ع خوب شد اسباب خود بینی شکست

ترجمہ: ”بہت اچھا ہوا خود کو دیکھنے کے اسباب ٹوٹ گئے۔“

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ”کچے کو پکا ہونے کے لئے بڑا وقت لگتا ہے۔“

حالات کے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا مراحل کے طے ہونے کی علامتوں میں سے ہے

اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائیں۔

در طریق عشقبازی امن وآسائش خطاست ریش باد آں دل کہ بادرد تو جوید مرہمے
چوں در زراد خانہ باز شد غمزہائے چشم تیر انداز شد
برد لم زو تیر وسود ائیش کرد عاشق شکر و شکر خائیش کرد
عشق میگوید بگوشم پست پست صید بودن خوش تراز صیادی است
تو نہ صیادی نہ جویائے منی بندۂ افگندۂ رائے منی
ہر زماں گوید بگوشم بخت تو گر ترا غمگین کنم غمگین مشو
من ترا غمگین و گریاں زان کنم تاکت از چشم بداں پنہاں کنم
تلخ گردانم از غمہا خوئے تو تاکہ گردد چشم بد ازروئے تو

ترجمہ

❶ عشق کے راستے امن وآرام چاہتا غلطی ہے ـــــ پریشان ہو وہ جو تیرے درد کا علاج چاہے۔
❷ جب راستے میں محبوب کے گھر دروازہ کھلا ہو ـــــ تو محبوب کی آنکھوں سے تیر مل گئے۔
❸ میرے دل پر تیر چلا کر محبوب نے مجھے دیوانہ کر دیا ـــــ عاشق نے اس پر شکر ادا کیا اور اس کی شکر گذاری کی۔
❹ عشق میرے کان میں آہستہ آہستہ کہتا ہے ـــــ کہ شکار ہونا زیادہ اچھا ہے شکاری بننے سے۔
❺ تو نہ شکاری ہے کہ میرا متلاشی ہے ـــــ میں تو تیرے راستے کا گرا پڑا بندہ ہوں۔
❻ تیرا خوش نصیب ہر وقت تیرے کان میں کہتا رہتا ہے ـــــ اگر میں تجھے غمگین کر دوں تو تو غمگین نہ ہو۔
❼ میں تجھ کو اس لیے غمگین کرتا اور اس لیے رلاتا ہوں ـــــ کہ تجھے بروں کی آنکھوں سے چھپا لوں۔
❽ میں تجھے غم دے کر تجھے مکدر اس لیے کر دیتا ہوں ـــــ تاکہ بری نگاہ تجھ سے دور رہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تنگی کے ساتھ ان واردات کا القاء مصداق ہے قول عارف شیرازی کا ؎

درد از یار است و درماں نیز ہم دل فدائے اوشد وجاں نیز ہم

ترجمہ: ''درد و دواء دونوں دوست کی طرف سے ملے ہیں ـــــ دل و جاں دونوں ہی اس پر فدا ہیں۔''

حال: اس عاجز کے پاس کچھ اعمال کا سرمایہ نہیں اور یہ احوال جو کچھ بھی ہیں آپ کی صحبت کے طفیل دولت

مستعار (ادھار مانگی ہوئی دولت) کی طرح میرے گھر مہمان ہیں بجز امید کہ اس سے ہر شکستہ خورسند ہے اور کس چیز پر نظر رکھیں مبتلائے معصیت کے پاس سرمایۂ اعمال کہاں نفس و شیطان جیسے سخت دشمنوں سے جہاد بھی مجھ جیسے کم ہمت کی ہمت کہاں البتہ خدا تعالیٰ کی عنایت سے سب کچھ امید ہے ۔

ور نمی تانی بکعبہ لطف پیر — عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گیر
در پناہ لطف حق باید گریخت — کہ ہزاراں لطف بر ارواح ریخت
اے محبّ عفو از ما عفو کن — اے طبیب رنج ناسور کہن
کیمیا داری کہ تبدیلش کنی — گرچہ جوئے خون بود نیلش کنی
بہر مانے بہرآں فضل نخست — کہ تو کردی گمرہاں را باز جست
حق آں رحمت کہ بر تلوین ما — رحمتے کن اے امیر لونہا
تا فضیحتہائے دیگر را نہال — کردہ باشی اے کریم مستعاں
ابتلائم میکنی آہ الغیاث — اے ذکور از ابتلایت چوں اناث
ایں دل شوریدہ را تدبیر بخش — ایں کما نہائے دو تورا تیر بخش

ترجمہ

❶ اگر تو مرشد کی مہربانی سے کعبہ نہیں پہنچ سکتا ہے تو ــــ تو عاجزی پیش کر اور تدبیر اختیار کر۔
❷ اللہ کی مہربانی کی پناہ کی طرف دوڑنا چاہئے ــــ جس نے روحوں پر ہزاروں مہربانیاں فرمائی ہیں۔
❸ اے درگزر کو پسند فرماتے والے ہم سے درگزر فرما ــــ اے پرانے زخم کی تکلیف کے طبیب۔
❹ تو کیمیا رکھتا ہے (یعنی قیمتی دل) مگر تو اس کو تبدیل کرے ــــ اگر خون کی نہر بھی ہو تو اس کو نیل بنا دے گا۔
❺ ہماری کوشش سے کچھ نہیں ہوگا پہلے اس کا فضل چاہیے ــــ کیونکہ تو نے بہت سے گمراہوں کو راہ دکھا دی ہے۔
❻ اے مستقل مزاجی عطا کرنے والے اللہ ہماری ــــ غیر مستقل مزاجی پر ایک رحمت کی نگاہ ڈال۔
❼ اے کریم و مدد کرنے والے تو نے دوسروں کی ــــ برائیوں کو جانتے ہوئے چھپایا ہے۔
❽ تو نے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے آہ افسوس ــــ اے اپنی آزمائش سے مرد کو عورت بنانے والے۔
❾ اس پریشان دل کے لیے کوئی تدبیر کر ــــ اس کمان کو تیر عطا کر مجبوری پر صبر کر...... دیتا کو تلاش کر۔

تحقیق: پچھلے احوال و واردات کے بعد واردات غیبی یہ اس عجب کا علاج ہے جس کا آپ کو گمان ہے مبارک ہو۔

حال: اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ کی صحبت کے طفیل کچھ دیوانگی کا ذوق نصیب فرمایا فللہ الحمد علی ذالك و تذکرت قول المعارف حیث قال۔ ؎

ہرچہ غیر شورش و دیوانگی است — اندریں رہ روئے در بیگانگی است
باکہ خفتی وزچہ پہلو خاستی — کہ چنیں پرجوش چوں دریاستی
سخت مست و بیخود و آشفتۂ — دوش اے جاں برچہ پہلو خفتۂ
جرعۂ یک ریخت ساقی الست — بر سر ایں شورہ خاک زیردست
جوش کرد آں خاک دمازاں جوشیشم — جرعۂ دیگر کہ بس بے کوشیشم
گر روا بدنالہ کردم از عدم — در بنود ایں گفتنی اینک تن زدم

ترجمہ

(۱) جو کچھ اس کا غیر ہے پریشانی اور دیوانگی ہے ـــــ اس راستے میں چلنا اجنبیت بھی ہے۔
(۲) کس کے پاس تو سویا اور کس پہلو سے تو اٹھا ـــــ اس طرح جوش میں ہے جیسے تو دریا ہے۔
(۳) بہت مست اور مدہوش اور پریشان حال ہے تو ـــــ اے جان گذشتہ رات تو کس پہلو پر سویا۔
(۴) ساقی الست نے ایک گھونٹ کو پلایا ـــــ اس کمزور عاجز شوریلی زمین کے اوپر۔
(۵) مٹی کے جوش مارا جس کے نتیجے میں ہم پیدا ہوئے اب دوسرے جوش کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔
(۶) اگر عدم میں رونا جائز ہوتا تو میں یہ ذرا سا بول (قالو بلی) نہ کہتا اور خود کو ہلاک نہ کرتا۔

تحقیق: یہ سب شکر ہے جس پر مزید کا وعدہ ہے۔ اللہم زد و بارک۔ (اللہ اضافہ اور برکت عطا فرمائیں۔)

موت کی محبت کا ولایت کی علامت ہونا

حال: (حضرت!) زندگی سے طبیعت گھبراتی ہے جی چاہتا ہے کہ خدا کی راہ میں کوئی مجھ کو اس طرح ذبح کرے جیسے بکر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے یا جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حکم ہوا تھا اسی طرح میرے لئے بھی حکم ہوتا اور میں ذبح کر دیا جاتا۔ بہرحال (طبیعت چاہتی ہے کہ) کسی طرح عالم ارواح میں پہنچ جاؤں مگر خدا کے نام کے ساتھ پہنچوں تاکہ اس کے نام سے وہاں تعلق رہے۔ اگر اس کا قرب نہیں تو کچھ نہیں۔ بال بچوں کا ساتھ ہے

ان کے تعلق کو ترک کرنا شرعی اجازت کے خلاف ہے ان کا تعلق بیڑی (کی طرح) ہے جو ادھر ادھر ملنے نہیں دیتی۔

تحقیق: بہت ہی پسندیدہ حالت ہے موت کی محبت ولایت کی علامات میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک فرمائے۔

دل کی فراغت کا اہتمام

حال: حضرت کے دل کو فارغ رکھنے کے اہتمام یعنی دل کسی چیز اور کسی شخص سے لگا ہوا نہ رہے کو دیکھ کر اور حسن العزیز میں حضرت کا عمل دیکھ کر اور عوارف میں حضرت کی زبان مبارک سے بعض بزرگوں کی حکایات سن کر میرے قلب میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت سے دل کو فارغ رکھنے کی طرف میلان پیدا ہوا اور حتی الامکان اس کا اہتمام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے نفع محسوس ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ یہ اہتمام نقصان پہنچانے والا تو نہ ہوگا۔

تحقیق: نقصان پہنچانے والا کیا معنی (یہ تو) بہت ہی مفید ہے۔

حال: دل کی فراغت کے بارے میں سوچتا تھا کہ کیا کروں کہ دل کی فراغت حاصل ہو۔ دل میں یہ بات اچانک آئی کہ جو بات اور جو کام ضروری نہ ہو نہ اس کو دیکھو نہ سنو اور نہ اس کا تصور دل میں کرو یہ چیزیں خواہ ماضی کے بارے ہوں یا مستقبل کے بارے میں ہوں۔

تحقیق: بارك الله تعالٰی فی فهمکم ذلك كذلك۔ (اللہ تعالیٰ آپ کی اس سمجھ میں برکت عطا فرمائیں بات اسی طرح ہے)۔

بیداری اور خواب میں طبعی فرق

حال: جاگتے میں حضرت سے بات نہیں کر سکتا۔ خواب میں جب کبھی (حضرت سے) گفتگو کا اتفاق ہوتا ہے تو بہت ہی بے تکلفی سے گفتگو ہوتی ہے حالانکہ قاعدہ کے مطابق خواب میں بھی تکلف ہونا چاہئے اس کا کیا سبب ہے؟

تحقیق: اگر طبیعت کا غلبہ ہوتا تو وہی بات ہونا چاہئے تھا جو لکھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حقیقت کا غلبہ ہے اور حقیقت میں پوری مناسبت حاصل ہے اس لئے خواب اس کا ظہور ہوتا ہے۔

اپنے نفس سے بدگمانی رکھنا

بحمد اللہ آپ کا جواب آنے کے بعد وہ شدت نہیں رہی اور غلبہ کی حالت میں بھی بہت کچھ خیر گزری کیونکہ۔

ع ورنہ ہست اندر قضا از بدتر

ترجمہ: ''ورنہ فیصلہ میں سب سے بری چیز تقدیر ہے۔''

جتنی خیریت رہی اس پر اللہ تعالیٰ کا ہزار لاکھ شکر ہے ؎

ع بلا بودے اگر اینہم بنودے

ترجمہ: ''مصیبت ہوتی اگر یہ بھی نہ ہوتا۔''

اس کے علاوہ اس آزمائش میں اور بھی مختلف قسم کے فوائد ہوئے۔ عجب کا ختم ہونا، عجز، محتاجگی، عبدیت اور برداشت و عرفان اور بعض گناہوں کے ہونے کی کیفیت، تربیت کے معاملے میں برداشت و صبر اور طالب پر شفقت وغیرہ وغیرہ۔ اب اگرچہ سکون ہے لیکن دل میں ایک ڈر بیٹھا ہوا ہے کہ کہیں پھر کوئی فتنہ پیش نہ آجائے۔

تحقیق: جو شخص اپنے نفس پر سوءِ ظن اور اپنی اصلاح و حفاظت کا مراقبہ (نگہبانی) اللہ تعالیٰ پر توکل کے ساتھ رکھتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے۔

حال: اس غلبہ کی حالت میں بھی اور اب بھی اپنے حال کے مناسب نوحۂ مرغ (مرغ کا نوحہ) جو مثنوی کے دفتر ہشتم (آٹھویں دفتر) میں مرغ و صیاد (شکاری) کے مناظرہ کے تحت میں لکھا ہے بڑا پسند آتا ہے یہی مناجات اور دعا ہے آپ بھی دعاء فرما دیں۔ ؎

از تنا قصہائے دل پشتم شکست — بر سرم جانا بیامی مال دست
زیردست تو سرم را راحتے ست — دست تو در شکر بخشی آیتے ست
سایۂ خویش از سر من برمدار — بیقرارم بیقرارم بیقرار
خوابہا بے زار شد از چشم من — در غمت اے رشک سرو و یاسمن
گر نیم لائق چہ باشد گردمے — ناسزائے را بہ پرستی در غمے
مرعدم را خود چہ استحقاق بود — کہ بر و لطف چنیں درہا کشود
توبہ بے توفقیت اے نور بلند — نیست جز بر ریش توبہ ریشخند

ترجمہ

❶ دل کی کوتاہیوں نے میری کمر توڑ دی ـــ اے محبوب آ اور میرے سرپرستی کر۔

۲ تیری سرپرستی میں مجھے آرام ہوتا ہے—— تیری سرپرستی کا میں شکرگذار ہوں۔
۳ اپنی سرپرستی کا سایہ میرے سر سے نہ اٹھا—— کیوں کہ میں بہت ہی بے قرار ہوں۔
۴ محبوب جو سرو یاسمن کے لیے قابل رشک ہے—— تیرے ہجر میں میری آنکھوں سے خواب بھی بے زار ہو گئے۔
۵ اگرچہ میں لائق نہیں ہوں مگر کوئی لمحہ—— کسی غم میں نالائق کو پوچھ لے۔
۶ عدم کو خود کیا حق حاصل ہے—— اس پر اس طرح مہربانیوں کے دروازے کھولے جائیں۔
۷ اے نور بلند بغیر توفیق کے توبہ—— نہیں ہے سوائے توبہ کے ساتھ مزاح کرنے کے۔

اس خط کا جواب آنے کے بعد آنے کا ارادہ ہے جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرما دیں۔

تحقیق: آمین بالخیر۔

حال: کبھی کبھی جب اپنے اندر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام برے اخلاق میرے اندر موجود ہیں پھر جی میں یہ آتا ہے کہ یہ سب تو ان اخلاق کے مادے ہیں جس کو ختم کرنا میرے اختیار میں نہیں اس پر عمل تو نہیں ہوتا ہے۔ اب شبہ یہ ہوتا ہے کہ دوسری بات جو جی میں آئی ہے یہ کہیں شیطان یا نفس کی طرف سے تو نہیں۔

تحقیق: جب تک ان مواد سے مقابلہ آسان نہ ہو جائے نفس پر یہ بدگمانی یہی سلامتی کی بات ہے۔

اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونے کا علاج

حال: ایک باعلم وعمل اجازت یافتہ کی طرف سے۔

بندہ بھی اپنے حال زار کو پیش کر کے اصلاح کا طالب ہے۔ اس سال اپنے جاننے والوں کی بہت سی موتیں ہوئیں۔ ان کو خیال کر کے دل پر اتنا خوف ہوتا ہے کہ ناامیدی کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ بہت دفعہ غور کیا کہ کچھ اپنی اصلاح کی تدبیر کروں لیکن جب اس کو تفصیلی نظر سے دیکھا تو حیران رہ گیا کہ کس کس حالت کی اصلاح کروں۔ دین کے پانچ ارکان، عقائد، عبادات، معاملات معاشرت اور اخلاق میں سے جس کو دیکھتا ہوں تو صرف عقائد کے بارے میں تو کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ صحیح ہیں باقی میں صفر ہی صفر نظر آتا ہے لیکن صرف عقائد کی درستی کیا کام آ سکتی ہے جب کہ ان سے جو مقصود ہے یعنی اعمال وہ درست نہ ہوں۔

جس وقت یہ خیال آتا ہے تو راتوں کو میری نیند اڑ جاتی ہے کہ آخر اس کا کیا انجام ہونا ہے عمر ختم ہونے آ گئی اور کسی ایک شعبہ کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صحیح ہے نہ دنیاوی حالت درست اور قابل اطمینان ہے نہ دینی

ہی اطمینان کے قابل ہے۔ اصل مقصود دوسری صورت دینی حالت ہے اس میں جو شعبہ مشکل اور زیادہ اہتمام کے قابل ہے یعنی تکمیل اخلاق (اخلاق کو مکمل کرنا) اس کا تو نام ہی لینا فضول ہے۔ اخلاق کا تو علم ہی پورا نہیں تا بعمل برآں چہ رسد (عمل تک پہنچ کیسے ہو) کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ معلوم نہیں دل میں ایمان بھی ہے یا نہیں اور معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ کا ارادہ میرے ساتھ کیا ہے۔ اگر خدانخواستہ کچھ برا ارادہ ہوا تو کیا ہوگا کبھی تو یہاں تک بات پہنچتی ہے کہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ارادہ برا نہ ہوتا تو اعمال حسنہ اور اصلاح کی توفیق کیوں نہ ہوتی کم سے کم دین کا کوئی ایک شعبہ تو درست ہوتا۔ اس وقت صرف اس دعا پر اکتفا کرتا ہوں "اللھم لا تفعل بنا ما نحن له اهل وافعل بناما انت له اهل" (کہ اللہ ہمارے ساتھ وہ معاملہ نہ کیجئے جس کے ہم مستحق ہیں بلکہ ہمارے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ کی شان کے لائق ہے)۔

میں نے واجد علی شاہ کی قید خانہ کی سرگزشت علی گڑھ میں پڑھی۔ اس کو پڑھ کر بہت رونا آیا کہ ایسے دنیا دار کی حالت بھی جو عیاشی میں مشہور ہوا ہے مجھ سے اچھی ہے۔ اس کے کلام سے ہر جگہ عاجزی اور مسکنت ٹپکتی ہے تکبر بالکل نہیں معلوم ہوتا ہے۔ یہاں کہنے کو سب کچھ ہے لیکن باطنی امراض کی پوٹ ہیں سب سے پہلے نماز کو دیکھتا ہوں کہ بہت کوشش کی مگر حضور قلب اور یکسوئی نہیں ہوئی۔ ذرا سا خیال بٹنے سے پھر خبر ہی نہیں رہتی کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوں مزے کی بات یہ ہے کہ یہ معلوم ہے کہ یہ وساوس ہیں اور اگر دوسرا کوئی مجھ سے اس کی شکایت کرے تو علاج بھی بتا سکتا ہوں کہ اس کی طرف توجہ نہیں کرنا ہی علاج ہے مگر خود اس پر قادر نہیں ہوتا کبھی ایسا ہوتا بھی ہے کہ دھیان صرف حق تعالیٰ کی طرف ہو جاتا ہے اور ایک خالص سکون محسوس ہوتا ہے لیکن دو چار سیکنڈ سے زیادہ اس کو قرار نہیں ہوتا خاص کر جب اس قسم کے وساوس آتے ہیں کہ تیرا فلاں کام شریعت کے خلاف ہے گو وہ ایک مستحب ہی ہو لیکن یہ خیال ہوتا ہے کہ اس مستحب کو ترک کی وجہ دین کی طرف توجہ کی کمی کے علاوہ اور کیا ہے۔ اور یہ بڑا پورا مرض ہے مثلاً نماز پڑھتے میں پیجامہ کا پائنچہ ہی لٹک جائے تو خیال ہوتا ہے کہ اتنا اونچا کیوں نہ رکھا جو نصف ساق تک رہتا بس اسی خیال میں بہت سا حصہ نماز کا غارت ہو گیا وعلی ہذا۔

میں ان سب باتوں کو حضرت کے جوتیوں کے طفیل سے جانتا ہوں مگر کر نہیں سکتا ہوں۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے دین کے شعبوں میں بھی اسی قسم کی خرابیاں ہیں۔ معاملات میں حتی الامکان بہت احتیاط رکھتا ہوں مگر کچھ نہ کچھ بے احتیاطی ہو ہی جاتی ہوگی۔ معاشرت میں حتی الامکان غیبت وغیرہ سے احتیاط رکھتا ہوں۔ مطب میں کسی کو مجلس سجانے نہیں دیتا مگر حالت اطمینان کے قابل نہیں اخلاق تو میں عرض کر ہی چکا ہوں کہ ان کی حقیقتوں کا بھی علم نہیں تکمیل کیسی۔ تسلی کا ذریعہ ہے تو یہی کہ حضرت والا کی ذات سے وابستگی کا نام لگا ہوا ہے اور

ایک اطمینان سا ہے کہ جس بات کو چاہیں گے معلوم کرلیں گے۔

تقریباً ایک مہینہ کا عرصہ ہوا کہ شاہ جہانپور کھوڑ جانا ہوا تھا وہاں پھر یکسوئی پیدا ہوئی جیسی پہلے ایک دفعہ ہوئی تھی اور کچھ دیر تک رہی۔ خدا جانے اس مقام کی کیا خصوصیت ہے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ کیفیات غیر اختیار یہ ہیں ان کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے مگر یہ خیال جان مارتا ہے کہ کوئی مستحب بھی کیوں چھوٹتا ہے۔ وضع قطع لباس وغیرہ کسی (چیز) میں بھی ذرا بھی فرق ہے تو قلب میں اس مستحب سے انکار نہیں تو کیا ہے۔ حضرت والا کو حق تعالیٰ نے ہمارے اطمینان کا ذریعہ بنایا ہے للہ کوئی ایسی بات ارشاد فرمائیں، جو اطمینان بخش ہو۔ اکثر یہ تمنا ہوتی ہے کہ جلد جلد تھانہ بھون حاضر ہوا کروں لیکن اپنی صحت وقوت جواب دے چلی اور گھر میں بیماری ہمیشہ کی اور اب والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ وغیرہ سب میرے یہاں ہی ہیں۔ ان کی خدمت اور ان کے لئے کسب معاش فرصت نہیں دیتی۔ اس طول طویل (لمبی چوڑی) تحریر کے ملاحظہ (پڑھنے) میں حضرت کا بہت سا وقت ضائع ہوگا مگر میں اور کہاں جاؤں از آنکہ پناہے دگر نیستم۔ حضرت دعا بھی فرمادیں کہ اس حقیر کے اصلاح کی بھی اور اطمینان ظاہری و باطنی کی کوئی راستہ نکل آئے والسلام بالادب التمام۔

تحقیق: پورا کام انبیا کے علاوہ کوئی نہیں اور وہ کاملین بھی خود کو کامل نہیں سمجھتے۔ سب کو اپنے نقص نظر آتے ہیں خواہ وہ نقص حقیقی ہوں یا اضافی ہوں اور نقص نظر آنے سے غمگین بھی ہیں اور غمگین بھی ایسے کہ اگر ہم جیسوں پر وہ غم آجائے تو کسی طرح صحیح سلامت نہیں رہ سکتے کمال کی تو توقع ہی چھوڑنا واجب ہے۔ ہاں کمال کی کوشش توقع بلکہ عزم واجب ہے اور اس کا یہی رنگ ہوگا جو آپ مشاہدہ کررہے ہیں۔ اس کی مثال وہ مریض ہے جس کی تندرستی سے تو مایوسی ہے مگر صحت کی فکر اور اس کی تدبیر کا ترک جائز نہیں سمجھا جاتا اور نجات بلکہ قرب بھی کمال پر موقوف نہیں ہے (بلکہ) تکمیل کی فکر پر وعدہ ہے ''واللہ لا یخلف المیعاد'' (اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے ہیں) بس اسی طرح سے عمر ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور بڑی نعمت ہے۔ ''وھذا ھو معنی ما قال الرومی'' (یہی معنی ہیں مولانا رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے اس ارشاد کے) ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش تادم آخر دمے فارغ مباش

تادم آخر دمے آخر بود کہ عنایت باتو صاحب سر بود

ترجمہ

❶ اس راستے میں مسلسل محنت میں لگے رہنا ہے ـــــ آخری سانس تک کوئی سانس فارغ مت ہو۔

❷ آخری سانس تک کوئی آخری سانس ایسا ہو کہ اوپر والا مجھ پر مہربان ہو جائے۔

سب سے اخیر میں خواہ اس کو اظہار حال کہئے یا آپ کی ہمدردی یا شبہ کو دور کرنا جو چاہے نام رکھئے یہ کہتا ہوں کہ میں بھی اسی کشمکش میں ہوں مگر اس کو مبارک سمجھتا ہوں جس کا اثر یہ ہے کہ یہ سمجھ نہیں سکتا کہ خوف کو غالب کہوں یا رجا کو مگر مجبور ہوکر اس دعا کی پناہ لیتا ہوں جس سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے۔ "اللھم کن لی واجعلنی لك والسلام" (اے اللہ! آپ میرے ہوجایئے اور مجھے اپنا بنا لیجئے)۔ فقط

نماز میں دل کے جوش کو برداشت کرنا

حَال: ماوا و ملجانا حضرت مولانا صاحب! دامت برکاتہم وفیوضکم علینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خادم کی حالتیں یہ ہیں کہ کبھی جب حضرت کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں یا تنہا پڑھتا ہوں تو قلب میں جیسے ہنڈیا میں جوش ہوتا ہے ویسا ہی جوش اٹھتا ہے اور چیخنے کو جی چاہتا ہے مگر یہ بات رکاوٹ بن جاتی ہے ؂

شیخ کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے ۔۔۔ نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

تحقیق: ہاں نماز میں برداشت کرنا ہی پسندیدہ ہے۔

دل کی نرمی کے آثار

حَال: بندہ کی دل کی سختی اتنی ہے کہ بندہ کے لیے گذشتہ گناہوں کو یاد کرکے رونے کی بہت کوشش کرتا ہے مگر آنکھ سے آنسو کا قطرہ بھی نہیں نکلتا ہے۔

تحقیق: آنکھ سے نہ رونا دل کی سختی نہیں ہے ورنہ بتکلف رونے کو اس کی جگہ نہ سمجھا جاتا۔

حَال: کبھی حضرت کے وعظ وغیرہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی تکالیف اور نبی کریم ﷺ کی امت پر شفقت اور دین کے لیے صحابہ کی اسلام کے پھیلانے کے لیے جدوجہد دیکھ کر بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل آتے ہیں۔

تحقیق: الحمدللہ! آنکھ کا رونا موجود ہے۔

حَال: ابھی تک دل کی یکسوئی حاصل نہیں ہے اگر کبھی ہو تو بتکلف ہوتی ہے کبھی بلا تکلف بھی ہوتی ہے مگر کم ہے۔

تحقیق: جب بتکلف حاصل ہے تو نقصان کیا ہے جس کا حکم ہے وہ تو موجود ہے پھر کیا کرنا ہے۔

حَال: دل ایسا سخت ہے کہ ایسی حالت میں بھی رونا نہیں آتا۔

تحقیق: جب رونا نہ آنے پر افسوس ہوا تو دل سخت کہاں ہوا معلوم ہوا کہ تربیۃ السالک کو غور سے نہیں دیکھا۔

حال: دو ہفتہ سے خصوصاً یہ حالت ہے کہ بعض اوقات کی نماز میں رقت (رونے کی یا نرمی کی حالت) طاری ہو جاتی ہے کہ صاف الفاظ نہیں نکلتے اور گھنٹوں نماز ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور نماز کے ختم کے بعد بھی دیر تک رقت طاری رہتی ہے۔ کسی وقت نماز میں یہ حالت بالکل نہیں ہوتی اور معمول کی طرح نماز ہو جاتی ہے پورے الفاظ ادا نہ ہونے کی صورت میں مجبوری کی وجہ سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ شاید نماز میں کچھ خرابی پیدا ہو جاتی ہو تسلی بخش جواب کا امیدوار ہوں۔

تحقیق: الحمد شریف اور چھوٹی تین آیتوں کی مقدار قرأت واجب ہے اگر اس کے حروف صاف نہ ہوں تو دوبارہ صاف پڑھا جائے اور اس کے بعد صاف نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

وحشت کے غلبہ کے آثار

حال: میرے لئے خاص طور پر توجہ فرمائیں جس سے دماغ سے انتشار نکل جائے (مجھے) کسی کام میں ایسی یکسوئی حاصل نہیں ہوتی جس سے دوسری طرف خیال نہ جائے خاص کر ذکر کے وقت آج کل اور زیادہ پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ ذکر پورا ہو جاتا ہے مگر نہایت بے توجہی سے ہوتا ہے۔ مجھ کو سخت تعجب ہوتا ہے کہ لوگ مراقبہ کے وقت کیسے یکسوئی حاصل کر لیتے ہیں۔ پہلے کے مقابلے میں اب ذکر و شغل میں لطف بہت کم آتا ہے۔ کبھی خیال ہوتا ہے کہ خدا جانے کیا بات پیدا ہوئی ہے جس سے دماغ میں لطافت (پاکیزگی) کی جگہ کثافت (نجاست) کہاں سے آگئی ہے کہ کچھ پتہ ہی نہیں چلتا۔

ہمتم بدرقہ راہ کن اے طائر قدسی   کہ دراز ست رہ مقصد و من نوسفرم

ترجمہ: "اے مقدس شیخ میرے مقصد کی رہنمائی کر ——— کیونکہ مقصد کا راستہ لمبا ہے اور میں نیا مسافر ہوں۔"

کبھی طبیعت بہت گھبراتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ کسی طرح جلدی سے دنیا مٹ جائے جس سے نجات ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانا نصیب ہو۔ کبھی کبھی جی یہ چاہتا ہے کہ کسی حرکت پر اعتراض کرنے والا نہ ہو پس تھوڑی دیر کے بعد پھر خیال بدل جاتا ہے مگر کام میں یکجہتی پھر بھی نہیں ہوتی عجیب نا قابل بیان حالت ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں بالکل جنوں کی سی حالت ہے حضور دعا فرمائیں۔

تحقیق: جو حالت لکھی ہے یہ وحشت کے غلبہ کے آثار ہیں اصل میں یہ دنیا سے وحشت ہے دین سے وحشت نہیں ہے ورنہ دنیا کے مٹنے اور خدا کی طرف جانے کی چاہت نہ ہوتی۔ پس یہ یقینی طور پر دین سے وحشت نہیں

ہے مگر اس کا ایک رنگ یہ بھی ہے کہ یہ دین میں بھی وحشت ہونے لگتی ہے چونکہ اس دین کا ثبوت بھی دنیا میں ہی ہے تو یہ وحشت بھی دین کے ساتھ عارضی طور پر مل جاتی ہے حال ومحل کا تعلق نہیں ہے جیسا کسی کو کوئی غم ہوا اور وہ غم نماز میں بھی رہے تو نماز اُس غم کا ظرف (برتن) تو ہے مگر خود وہ غم نماز تو نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا میں سفر آخرت کی دعا

حَالؔ: (حضرت!) طبیعت بہت گھبراتی ہے کسی کام میں کسی جگہ طبیعت نہیں لگتی پریشان ہوں۔ طبیعت میں بے چینی رہتی ہے کہیں سکون وچین نہیں ہے۔ اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے اور بہت گھبراتی ہے اور جہاں غور کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے زندگی کے ایام بہت کم رہ گئے ہیں ایک گھنٹہ کا اعتبار نہیں لگتا ہے۔ عقلی طور پر ہی نہیں بلکہ طبعی طور پر قید خانہ میں محبوس لگتا ہوں۔ مگر اس بات کا خیال دل کو ہلا دیتا ہے کہ میرے ذمہ لوگوں کے کچھ قرض ہیں مرنے کے بعد کہاں سے دوں گا۔ اس واسطے جی چاہتا ہے کہ چار پانچ ماہ اور رہ جاتا تو قرض سے فارغ ہو کر اپنے وطن اصلی پہنچ جاتا (یا اللہ ایسا ہی ہو)۔

اندنوں کئی روز اس بات کی بہت ہی تمنا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا، مگر دعا کرنے کی ہمت نہ ہوئی، ہاتھ اٹھاتا تو بے ادبی کا خیال رکاوٹ ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھتا۔

ع اے برتر از قیاس و خیال و گماں و وہم الخ

ترجمہ: "اے وہ ذات جو قیاس، خیال گمان اور وہم سے بلند وبالا ہے۔"

مگر پھر (اللہ تعالیٰ کے) دیدار کی چاہت باقی رہتی ہے اور بھی کیا کروں، لوگ نکاح کی فکر میں ہیں اکثر جی چاہتا ہے، انکار کر دوں اور لکھ دوں کہ میں مخدوش (ڈر وخوف، شک وشبہ والی) حالت میں ہوں اس لئے نہیں کرتا مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعاً گناہ نہ ہو جائے یہ بات بھی ہے کہ لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے جو مناسب ہو تحریر فرمائیے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب حالات محمود (پسندیدہ) ہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا کی چاہت پر یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ! اللہ تعالیٰ کا دیدار جلدی نصیب ہو اس (دعا) کا حاصل آخرت کے سفر کی جلدی تمنا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں درست ہے اور نکاح کے بارہ میں یہ عمل رکھئے۔

ع چونکہ برمیخت بہ بند و بستہ باش

ترجمہ: "جب بندھن میں بندھ جاؤ تو بندھن میں بندھے رہو۔"

پہلے کاتب کا دوسرا خط

حَال: احقر کے خط کے جواب میں (آپ کا) نوازش نامہ (خط) آکر اطمینان کا سبب ہوا جو حالت پہلے خط میں عرض کی تھی اس میں پہلے کے مقابلے میں اب کمی ہے یعنی بے چینی کی جگہ سکون اور طبیعت جیسے گھبراتی اور پریشان تھی اس (حالت) میں کمی ہے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے شوق میں بھی اب کمزوری ہے۔ جناب نے پہلے خط کے حالات کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ ''ماشاء اللہ حالات اچھے ہیں مبارک'' اور یہ بھی کہ اس سے پہلے جوابی کارڈ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ ''مبارک حالت ہے مبارک ہو شکر کرو'' اب ان حالات میں بھی کمزوری کا ہونا کیا باعث ملال ہے اور اس پر حالت کے کم ہونے سے زیادہ افسوس کروں؟

تحقیق: یہ (حالت) اُس سے بھی زیادہ اونچی اور سنت کے موافق ہے۔

تلونیات

احقر بہت عرصہ سے یہ دیکھتا ہے کہ جب دس بارہ روز معمولات خوب پابندی سے ہوئے تو بے حد بے چینی، گھبراہٹ اور عالم کے اجزا کی بے ثباتی کا یقین اور جذب و کشش بڑھ جاتی ہے۔ جب ان میں کمی ہو جاتی ہے تو حالت میں فرق آ جاتا ہے۔ جہاں تک غور کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمی بھی منجانب اللہ بلا اختیار ہوتی ہے اگرچہ ظاہرا اپنے کسی عذر سے ہو۔ اس لئے ابتداء سے اب تک کسی وظیفہ کے ناغہ ہو جانے سے سخت پریشانی محسوس نہیں ہوتی بلکہ پھر بھی اطمینان ہی رہتا ہے ہاں اگر تین چار وقت متواتر معمولات ادا نہ ہوں تو پھر طبعی پریشانی محسوس ہوتی ہے اور پھر جب معمولات کئے تو بہت زیادہ جی لگتا ہے اور رونا بھی خوب آتا ہے۔ ان معاملات میں کیا خیال رکھنا چاہئے۔

تحقیق: یہ سب تلونیات (تبدیلیاں) ہیں جو توجہ کے قابل نہیں ہیں۔

حَال: اکثر پیش آنے والی باتوں میں خود کو موم کی طرح پاتا ہوں کہ جس طرف چاہا گھما دیا اس لئے رنج کی باتوں میں نہ زیادہ رنج ہوتا ہے اور نہ خوشی میں زیادہ خوشی۔ ''ویکون لی فی بعض الاحیان ادلال وتدل علی ربی واجدنی فی غیرہ علی یعد خفیف فاضطرب ثم یزول''۔

تحقیق: یہ بھی تلوین میں سے ہے۔

بیوی سے صحبت نقصان دہ نہ ہونا

حَال: (میرے) حضرت! آج کل ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں وہ یہ کہ اپنی بی بی سے زیادہ محبت ہو گئی

ہے جس کی وجہ سے معمولات میں حرج واقع ہوتا ہے جس کا علاج ضروری معلوم ہوتا ہے اور اس محبت کو مائل الی اللہ کر دیا جائے۔ معمولات کو گرتے پڑتے کسی طرح ادا کئے جاتا ہوں اور کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے جس کی وجہ وہی محبت ہے مگر وہ بات نہیں جو حضرت کی خدمت مبارک میں تھی۔ اللہ تعالیٰ پھر بہت جلد حضور کی قدم بوسی حاصل کرائے۔ آمین احقر کے لئے دعاء خیر فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ زہد وتقویٰ عطا فرمائے اور مقصود حقیقی حاصل کرائے اور للہ بہت ہی توجہ کا امیدوار ہوں ورنہ بالکل ہلاک ہو جاؤں گا۔

تحقیق: بی بی سے خواہ کتنی ہی محبت ہو بری اور نقصان دینے والی نہیں، ہاں وہ محبت دین واعمال دین کے اعمال سے رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے اس لیے یہ بات اختیاری ہے اور اس کا تعلق ہمت سے ہے۔ (میرے پاس) موجود رہنے اور نہ رہنے کا جو فرق ہے وہ طبعی ہے کیا حضرت حنظلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شبہ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جواب آپ کو معلوم نہیں باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ ہے کہ معمولات بحمد اللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہو رہے ہیں بہت کم ناغہ ہوتا ہے مثلاً مہینہ میں ایک یا دو بار ہوتا ہے۔ اس سے تو بہت خوش ہوں کہ مجھ جیسے ناکارہ کو حق تعالیٰ توفیق دے رہے ہیں مگر ایک اور بات اکثر خیال میں آتی ہے اُسی کی وجہ سے فکرمند ہوں کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اہلیہ کے انتقال کو ساڑھے دس ماہ کا عرصہ ہو گیا مگر ان کا خیال کسی وقت دور نہیں ہوتا جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سے اس قدر بھی تعلق نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے تعلق کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کی جدائی کا افسوس کیا معنی رکھتا ہے اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو کس منہ سے حاضری ہوگی؟ چاہئے تو یہ تھا کہ غیر اللہ سے محض ضابطہ کا تعلق ہوتا اور دلی تعلق حق تعالیٰ جل شانہ سے ہی ہوتا یہاں اس کا الٹ ہے۔

نماز میں اتنا حضور نہیں ہوتا جتنا قبرستان میں جی لگتا ہے۔ مرحومہ کی قبر پر جمعہ کے جمعہ جاتا ہوں وہاں سے واپسی کو دل ہی نہیں چاہتا۔ ابھی عید کا واقعہ ہے صبح تلاوت کے بعد مکان سے چلا گیا راستے میں قبرستان ہے وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ پونے سات بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک بیٹھا رہا۔ پہلے تو کچھ پڑھ کر بخشا اس کے بعد خاموش بیٹھتا ہوں، بیٹھ گیا چھوٹی سی قبر کے پاس ایک دیوار ہے اس پر بیٹھ جایا کرتا ہوں اسی پر بیٹھ گیا۔ وہاں خیالات میں اتنا ڈوب گیا کہ کسی آنے جانے والے کا بھی پتہ نہیں رہا اور اس کا علم یوں ہوا کہ شام کو حافظ...... صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا تو قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے کئی آوازیں دیں مگر تو نے کچھ جواب نہیں دیا آخر میں تجھے تیرے حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کو سن کر اور بھی فکر ہے کہ نماز میں تو آہستہ کی آواز بھی کان میں پڑ جاتی ہے اور قبرستان میں کئی آوازیں دی جائیں اور وہ کان میں بھی نہ پڑیں۔

لہٰذا عرض ہے کہ خدا کے واسطے خادم پر توجہ خاص فرمائیں احقر تو بالکل گیا گزرا ہوا۔ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو کیا ہوگا للہ خبر لیجئے فقط۔

تحقیق: حلال محبت میں ایسی مشغولی اگر غیر اختیاری ہو جس سے دینی ضروری اعمال میں رکاوٹ نہ آئے تو یہ ذرا بھی دین میں نقصان دہ نہیں ہے اور نہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوتی ہے۔ راز اس میں یہ ہے کہ یہ محبت طبعی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت عقلی تو یہ دونوں ایک قلب میں جمع ہوسکتی ہیں۔ اگر حق تعالیٰ کی محبت قلب میں نہ ہوتی یا کم ہوتی تو اس (طبعی محبت کی) حالت سے فکر وغم ہی نہ ہوتا بالکل اطمینان رکھیں۔ اگر اس حالت پر موت بھی آگئی تو ذرہ برابر بھی خطرہ نہیں البتہ دوسرے فوائد کی وجہ سے اگر نکاح کرلیا جائے تو زیادہ مفید ہے۔

امور طبعیہ کا قابل التفات ہونا

حال: ایک بات پوچھتے ہوئے شرم تو آتی ہے مگر دل میں شک وشبہ پیدا ہوگیا ہے مجبوری کی وجہ سے بے حیائی اختیار کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ چند روز سے میرے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ جب کبھی صحبت کا موقع آتا ہے تو فراغت کے بعد طبیعت کچھ ایسی (بوجھل) ہوگی ہے جیسے کسی گناہ کے کرنے پر ہوتی ہے۔ ایک جائز بلکہ مسنون فعل کے وقوع پر خلاف عقل اور عادت کیوں دل میں ایسا گمان ہوتا ہے اور یہ حالت غسل کے پہلے ہی پہلے ہوتی ہے پھر بشاشت (خوشی تر وتازگی) تو آجاتی ہے مگر جب تک کوئی عبادت اور استغفار نہیں ہو لیتی رہ رہ کر وہم ہوتا ہے کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے اگر یہ خیال فاسد اور نقصان دہ ہے تو اس کے دور ہونے کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے۔

تحقیق: ایک حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف محبت سے توجہ کرنے سے طبعی طور پر تنگی ہوتی ہے اور طبعی باتیں بری نہیں ہیں یہ خود بخود ختم ہوجائے گا۔

حال: احقر ایک ہفتہ سے بہت پریشان ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دو ہفتہ سے اس قصبہ میں طاعون کی بیماری ہے اگرچہ تھوڑی ہے زوروں سے نہیں ہے لیکن پھر بھی خدا جانے کیوں میں اپنے کو پریشان پاتا ہوں۔ اپنے کو بہت سمجھاتا ہوں لیکن کوئی اطمینان کی صورت نظر نہیں آتی۔ واللہ اعلم موت سے اتنا خوف کیوں کھا رہا ہوں اس سے صاف اپنے ضعف ایمان کی علامت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک طبعی بات ہے۔ میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے جن کے کمالات پر اتفاق ہے سنا ہے ایک بار فرماتے تھے "مجھ کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے" اور وہ جو حدیث میں

آیا ہے "من احب لقاء اللّٰہ" (کہ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے) وہ بالکل موت کے قریب کی حالت ہے جو سب مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ سے جو موت کا شوق منقول ہے وہ بھی ایک حالت ہے جو غیر اختیاری ہے جیسے کہ خوف غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری باتوں کے نہ حاصل کرنے کا حکم ہے اور نہ ہی ان کو ختم کرنے کا حکم ہے بالکل تسلی رکھیں۔

حال: جب اس کو خیال کرتا ہوں تو اور بے قراری دوبالا (دوگنا بڑھ) جاتی ہے اور اس وقت سارے عالم میں تاریکی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: وہ تاریکی معصیت کی نہیں طبعی تنگی کی ہے۔

حال: رات کو جب سوتا ہوں تو صبح کی امید نہیں لگتی ہے کہ خدا جانے صبح کیسے گزرے گی۔

تحقیق: یہ تو پسندیدہ بلکہ مقصود حالت ہے۔

حال: لہٰذا حضور سے مودبانہ گزارش ہے کہ حضور میرے ایمان کے استقلال کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: دعاء سے انکار نہیں مگر یہ استقلال کے خلاف نہیں۔

حال: کوئی تدبیر تحریر فرمادیں جس سے کہ اطمینان قلب عطا فرمائیں۔

تحقیق: کسی تدبیر کی ضرورت نہیں۔

حال: اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو یہ تحریر فرمادیں کہ میری یہ حالت کیا ہے۔

تحقیق: حالت اچھی خاصی ہے۔

حال: مجھ کو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: کچھ بھی نہیں۔

عقلی خوشی کا مطلوب ہونا نہ کہ طبعی خوشی کا مطلوب ہونا

حضور نے دو وظائف ورد کرنے کے لئے فرمائے تھے وہ بفضلہٖ تعالیٰ ورد کرتا ہوں۔ اکثر نماز ادا کرنے کے بعد دل میں کسی قسم کی خوشی ہوتی ہے مگر ایک روز کا واقعہ ہے کہ میری طبیعت بے حد خراب تھی اور بالکل میرا یہ خیال تھا کہ اب میں چند منٹوں کا مہمان ہوں۔ ایک قسم کا جوش میرے دل میں پیدا ہوا کہ توبہ وغیرہ کرنا چاہئے اگرچہ میں نے توبہ وغیرہ کی مگر کسی قسم کی خوشی میرے دل میں نہ ہوئی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا میرا دل سیاہ ہے یا اور کوئی بات ہے۔ امید ہے کہ حضور اس واقعہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ کیا بات ہے۔

تحقیق: عقلی خوشی ہونا کافی ہے اور وہی مطلوب ہے طبعی خوشی بہت سارے اسباب کے ساتھ جڑی ہوتی ہے جن میں سے ایک بدن کی صحت بدنی مزاج اور مزاج کا اعتدال بھی ہے۔ اس (بدن کی صحت اور مزاج کے اعتدال) کے نہ ہونے سے یہ خوشی نہیں ہوئی جو توجہ کے قابل نہیں ہے۔

دعاء میں جی نہ لگنے کا علاج

حال: مہینوں سے میری یہ حالت ہے کہ دعاء میں بہت عجلت (جلدی) کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ذرا دیر تک دعا مانگوں اور خوب جی کھول کر اپنی داستان اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کروں لیکن خدا جانے کیا بات ہے کہ ذرا دیر تک ہاتھ پھیلانے کو جی نہیں چاہتا اور نہ ہاتھ اٹھتا ہے۔ سخت مجبور ہوں لہٰذا حضور سے التجا کرتا ہوں کہ یہ میری کیسی حالت ہے اور میں اب ایسے وقت میں کیا کروں۔

تحقیق: باوجود دل نہ لگنے کے دیر تک دعا کریں اس سے دل لگنے لگے گا۔

یادالٰہی

حال: یادمولا سے کسی دم فرصت نہیں ہر وقت اُن کا ہی دھیان رہتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: اپنی تمام چیزوں کے بارے میں یہ بات کھلی معلوم ہورہی ہیں کہ ان کی ملک ہیں تیری کوئی چیز نہیں وہ جو تصرف کریں تجھے کوئی حق نہیں۔ اگر دل میں کسی وقت خیال آتا ہے کہ اس نعمت سے بہت سے لوگ محروم ہیں فوراً یہ خیال آجاتا ہے کہ تو کون تو اس کی ملک اور سب اس کی ملک ہیں جسے چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔

تحقیق: اس کے ساتھ یہ خیال لانا بھی ضروری ہے کہ جو اس وقت محروم نظر آتے ہیں ممکن ہے کہ اخیر میں مرحوم ہو جائیں اور ان کو یقینی محروم سمجھنا ہی نہ چاہئے۔

حال: بندہ اپنے مالک کے اس فضل کا ہر وقت شاکر ہے اگر یہ کوئی قابل قدر ہے تو صرف حضرت کی جوتیوں کا طفیل اور حضرت ہی کے طفیل سے آئندہ ترقی کی امید ہے ورنہ یہ نالائق کس لائق ہے۔ اب جی چاہتا ہے کہ کوئی سانس یادمولا سے خالی نہ ہو اور یہ خودی اٹھ جائے اور سب ان کے حوالہ ہو جائے۔

تحقیق: آمین ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حسی کیفیت کا محسوس نہ ہونا

حال: ان اذکار سے کوئی حسی کیفیت محسوس نہیں ہوتی ہاں خیال کرنے سے اتنا محسوس ہوتا ہے کہ بندہ پہلے اکثر

تمام نماز غفلت کے ساتھ پڑھ لیتا تھا اور ان ایام میں اکثر حصہ یا تو قرآن شریف کے الفاظ و معنی کا خیال رہا یا یہ خیال رہا کہ خدائے عزوجل کے سامنے کھڑا ہوں۔ بظاہر اعضا میں بھی نماز کے وقت تذلل (اپنی ذلت) کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: اس کے سامنے حسی کیفیت کیا چیز ہے۔

اختلاج قلب کا علاج

حال: ایک ہفتہ سے تقریباً کبھی کبھی جب (خدا اور رسول کی) اچھی باتیں سن لیتا ہوں تو اختلاج ہونے لگتا ہے اور بار بار یہ جی چاہتا ہے کہ خوب زور سے چیخیں مار مار کر روؤں۔

تحقیق: (ذکر میں) ضرب و جہر چھوڑ دیجئے اور طبیب سے تعدیل مزاج (مزاج کے اعتدال کا علاج) کرائیے۔

موت کا شوق

حال: ایک مدت سے یہ حال ہے کہ جب کبھی جوش ہوتا ہے کہ مرنے کو جی چاہنے لگتا ہے دربار الٰہی میں حاضری کا شوق ہو جاتا ہے اور موت سے ڈر نہیں لگتا ہے۔ پھر سوچتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہ اعمال کا یہ حال ہے اور کس بنیاد پر یہ جرأت مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ خواہ مخواہ دل یہی کہتا ہے تم بخش دیئے جاؤ گے بلا اعمال بھروسہ ہو رہا ہے یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ مقبولیت کی بہت ہی قریبی دلیل ہے۔

گوشہ نشینی

حال: کام بحمد اللہ جاری ہے ترقی کم بیش (کم زیادہ) کر رہا ہوں۔ کوتاہی میری ہی طرف سے ہوتی ہے ورنہ وہاں (اللہ تعالیٰ کے ہاں) سے عطاء میں کیا کمی ہے۔ اکثر یہی جی میں آتا ہے کہ سب کام چھوڑ چھاڑ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاؤں۔ صد کتاب وصد ورق در نار کن۔ **ترجمہ:** ''سو کتابیں اور سو ورق آگ میں ڈالو۔''

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ پسندیدہ حالات سے مسرت ہوئی۔ چھوڑنے کا پسندیدہ ہونا بعض اعتبار سے گوشہ نشینی کو پسند کرنے اور بعض اوقات میں گوشہ نشینی اختیار کرنے سے بھی افضل ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرنے میں کبھی خطرہ بھی ہوتا جب کہ دل کے کمزور ہونے کی وجہ سے پریشانی کا گمان بھی ہو۔ اس کے خلاف گوشہ نشینی کو پسند کرنے میں کہ یہ خالص بغیر خطرہ کے ہے۔ اور ''نیة المؤمن خیر من عمله'' **ترجمہ:** ''مؤمن کی نیت اس کے

عمل سے بہتر ہے۔'' کی وجہ سے اجر اور اثر میں (یہ چھوڑنے کی پسند) گوشہ نشینی کے قریب ہے۔ اس لئے فی الحال اس پر اکتفا کیا جائے۔ جب وقت آئے گا خود غیب سے اس کے اسباب مہیا ہو جائیں گے دونوں حالتوں میں یہ مضمون نقد حال ہونا چاہئے۔ ؎

چونکہ بر میخت بہ بندد بستہ باش   چوں کشاید چابک و برجستہ باش

ترجمہ: ''جب بندھن میں بندھ جاؤ تو بندھن میں بندھے رہو۔ جب بندھن سے کھل جاؤ جو چاہو وہ کرو۔''

گوشہ نشینی کے چھوڑنے کو پسند کرنا بعض اعتبار سے اور بعض اوقات میں خصوصاً گوشہ نشینی سے بھی افضل ہوتا ہے۔

سستی کا علاج

حال: کچھ عرصہ سے اس قدر خیالات پریشان رہتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ کئی دفعہ ارادہ کرتا ہوں اور ذکر شروع بھی کر دیتا ہوں پھر چھوٹ جاتا ہے جس پر افسوس بھی ہوتا ہے۔ یوں تو سر سے پیر تک گنہگار ہوں پر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس گناہ کا وبال ہے بعینہ یہ حالت ہے۔ ؎

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد   پر طبیعت ادھر نہیں آتی

والدہ ...... کے انتقال کو سال بھر سے زیادہ زمانہ گزر گیا لیکن اب بھی کثرت سے بے اختیار خیال آجاتا ہے۔ کبھی تو (ان کی یاد) دل کو بے چین کر دیتی ہے ممکن ہے کہ یہ حزن اس کا سبب ہو۔ عرض حال کے بعد امیدوار ہوں کہ جو بندہ کے لئے مناسب تدبیر ہو ارشاد فرمائیں گے کہ اس پر عمل کروں گا اور دعا بھی فرمائیں کہ خدا توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: سستی کے اسباب مختلف تھے۔ بڑا سبب اپنے ہم خیال (ساتھی) کا نہ ہونا ہے۔ ظاہری (دنیاوی) سفر بھی تنہا مشکل سے کٹتا ہے کوئی رفیق ڈھونڈیئے۔

دل کی کمزری کا علاج

حال: تہجد کے وقت نفلوں کے ادا کرنے اور ذکر کرنے میں ایک قسم کا خوف لگتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی شخص سامنے آکر کھڑا ہونا چاہتا ہے یا کسی ہیبت ناک صورت سے خوف دلانا چاہتا ہے۔ اس وقت تک اگرچہ ایسا نہیں ہوا مگر ایک قسم کا خوف دل پر غالب رہتا ہے جس کی وجہ سے یکسوئی نہیں ہوتی ہے بہت پریشان ہوں۔

تحقیق: کسی کو پاس رکھئے خلوت اگرچہ نہ ہو اس کا سبب دل کا کمزور ہونا ہے۔

قلب کا جاری ہونا

حَالؒ: (حضرت! میں اپنے) قلب کے جاری ہونے کو جناب کے جوتے اٹھانے کے طفیل نہ مقصود سمجھتا ہوں اور نہ ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن ہمیشہ یہ خیال آتا رہتا ہے کہ قلب جاری ہو جائے۔

تحقیقؒ: (صرف) اس خیال (کے آتے رہنے) سے تو کبھی جاری ہو ہی نہیں سکتا اور اس کے علاوہ (جاری) کرنے سے تو یہ جاری ہونے کا شبہ بھی ہے لیکن یہ بات تحقیق کے قابل ہے کہ آپ جاری ہونے کے کیا معنے سمجھتے ہیں۔

سُؤالؒ: اگر کوئی شخص نماز میں جان بوجھ کر زبانی یا دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ قلب جاری ہونے کی کیا تعریف ہے اور کیا صاحب قلب (جس کا دل جاری ہوتا ہے اس) کو اس کا علم ہوتا ہے؟

جَوابؒ: نماز میں نہ زبانی ذکر کریں اور نہ دل سے ذکر کریں خود نماز کی طرف توجہ کرنا نماز میں مطلوب ہے۔ قلب جاری ہونا کوئی اہل فن کی اصطلاح نہیں۔ ذکر میں مطلوب یادداشت (یاد رکھنے کی وہ ماہرانہ صلاحیت کے کبھی بھول نہ ہوں) ہے اس کا نام خواہ کچھ بھی رکھ لیا جائے۔

محبت وعظمت کے آثار

حَالؒ: حضرت جی! اکثر یہ حالت رہتی ہے کہ تین چار دن تک تو حق تعالیٰ کی محبت وعظمت قلب میں رہتی ہے۔ جس سے قلب میں ایک نور سا معلوم ہوتا ہے اور مزہ رہتا ہے اور ساری عبادات نماز ذکر قرآن شریف سب میں یہی حالت رہتی ہے۔ پھر تین چار روز کے لئے کچھ بھی نہیں رہتا نہ وہ محبت رہتی ہے نہ وہ عظمت نہ وہ مزہ بالکل صفائی ہو جاتی ہے۔ حضرت جی! میری یہ حالت کیا ہے؟ پھر وہی پہلے جیسی حالت ہو جاتی ہے۔

تحقیقؒ: محبت وعظمت تو دونوں حالت میں محفوظ ہے۔ صرف ان کا رنگ مختلف ہے کبھی قبض کبھی بسط اس لئے کسی رنگ کی خصوصیت مقصود نہیں۔ اسی طرح مزہ ولذت بھی مقصود نہیں۔

تجلی تنزیہ کے آثار

حَالؒ: ایک دن ذکر کے وقت خواب جیسی حالت میں یہ نظر آیا کہ (میں) اللہ تعالیٰ کے قریب میں ہوں لیکن ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے بہت ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر پردہ دار (جو پردہ کے پیچھے ہے اس) پر نہ نظر پڑی۔ اسی حالت میں قدرے افسوس بھی محسوس ہونے لگا کہ دیدار نصیب نہیں ہوا اسی دوران میں وہ حالت ختم ہوگئی۔ حقیقی بیداری کی حالت میں بھی اس افسوس کا اثر محسوس ہوا۔ بلکہ اب تک ہے کہ آنکھیں منتظر ہی ہیں۔

ع دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی

حضرت یہ کیا بات تھی کیا تجلی الٰہی تھی یا کچھ تخیلات کے کرشمے ہیں۔

تحقیق: (یہ) غالباً تنزیہ کی ساتھ تجلی تھی۔ جو نظر آنے سے زیادہ مکمل ہے کہ اس زندگی میں نظر آنا تشبیہ کی خصوصیات میں سے ہے اور تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو شکل وصورت سے پاک سمجھنا) تشبیہ کے مقابلے میں قرب کا زیادہ ذریعہ ہے اگر چہ ہماری سمجھی ہوئی تنزیہہ سے بھی اللہ تعالیٰ بلند وبالا ہیں۔

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ　　وز گراں جانی و چالاکی ہمہ

ترجمہ: ''ذات الٰہی پاکی ناپاکی پریشانی اور تیزی سے بے نیاز ہے۔''

آثار ہیبت

حال: ایک تسلی طلب یہ بات ہے کہ جب میں پہلے بیعت کا خیال کرتی تھی تو دل میں ایک جوش سا اٹھتا تھا جس سے مجھے خوف ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو عین (بیعت کے) وقت پر بے قراری سے رونے اور چلانے لگوں۔ لیکن جب حق تعالیٰ نے حصول برکت کا (یعنی بیعت کا) وقت عنایت فرمایا تو عجیب قبض کی حالت تھی حتیٰ کہ جو کلمات (بیعت کے لئے) مجھ سے کہلوائے گئے بڑی مشکل سے ادا کرسکی۔ اس سے بڑا رنج ہوا کہ نہ معلوم یہ کیا بات تھی۔ بیعت سے فارغ ہونے کے تھوڑی دیر تک یہی حالت رہی۔ اس کے بعد بے حد مسرت وفرحت معلوم ہوئی۔ روزانہ کے معمول کی تلاوت کلام اللہ کرنے لگی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا جانے کہاں کی دولت مل گئی ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی اتنی حضوری وشوق سے میں نے تلاوت کی ہو۔ رات کو پھر وہی قبض کی حالت یاد آئی تو نہایت رنج ہوا کہ توبہ کے وقت نہ معلوم اس قدر دل وزبان کیوں رکی جاتی تھی۔

اسی کے ضمن میں ایک پرانا واقعہ یاد آیا جس نے صدمہ دوبالا (دوگنا) کر دیا۔ وہ یہ ہے کہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہونے کے بعد جب محرم الحرام میں بیت اللہ میں عام (سب لوگوں کا) داخلہ ہوا تو اس ناچیز بندی کو بھی یہ دولت نصیب ہوئی۔ اس وقت بھی بالکل یہی حالت رہی۔ آنکھوں سے (آنسوؤں کی) بارش برس رہی تھی مگر دل جیسے کسی نے مٹھی میں پکڑ لیا تھا حالانکہ اندر جانے سے پہلے خیال تھا کہ خدا جانے اس وقت کیا کیفیت ہوگی۔ حطیم کے اندر اور حجر اسود کے پاس بھی کئی بار اسی کے قریب حالت ہوئی تھی۔ مذکورہ بالا شب میں یہ سب باتیں یاد کر کے اتنا رنج ہوا بیان کرنا مشکل ہے اور رنج کا سبب یہ ہے کہ ان سب واقعات کو میں اپنے بے حد گناہگار ہونے کی علامت سمجھتی ہوں۔ جس وقت بھی خیال آتا ہے صدمہ ہوتا ہے۔ ''اَللّٰھُمَّ اغفر

وارحمنی'' امید کہ جناب والا اس کی تحقیق سے سرفراز فرما کر تسلی بخشیں گے۔

تحقیق: یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے جو ایک بلند حالت ہے۔ یہ کیفیت و ہیئت میں قبض کی طرح ہوتی ہے اس کا سبب انتہائی درجہ کی عظمت ہے اور طبیعت پر عقل کے غلبہ کی علامت ہے۔ اور اس میں کچھ حیرت بھی مل گئی ہے۔ اگر اس وقت جوش خروش ہوتا تو وہ عقل پر طبیعت کے غلبہ کی علامت ہوتی جو اس پہلی حالت کے برابر نہیں (یعنی پہلی والی حالت زیادہ مفید ہے)۔ مبارک ہو۔

حال: ضروری بات یہ لگتی ہے کہ ان دنوں دعا کے وقت رقت بہت طاری ہوتی ہے اور دل میں خوف و ہیبت ہوتی ہے کہ یہ مانگوں اور شاید (یہ جو مانگ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی) مرضی کے خلاف ہو۔ لہٰذا اس کی رضا ہی طلب ہوتی ہے اور کسی خاص بات کی طلب کی ہمت نہیں ہوتی۔ ہر وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ عزاسمہ سے شرمندگی معلوم ہوتی ہے۔ یہی دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اپنی مرضی کے موافق مجھ سے کام لے۔ ہدایات اور دعا کا طالب ہوں۔ فقط

تحقیق: یہ حالت ہیبت کی ہے جو بلند حالات میں سے ہے۔ جب تک اس کی خود بخود تعدیل (برابری) نہ ہو اس حال کا اسی طرح اتباع کرتے رہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

مبتدی کو کسی کے کام کا واسطہ (ذریعہ) بننا

سوال: گزارش یہ ہے کہ دیوبند کے ایک محصل (چندہ وصول کرنے والے) صاحب گزشتہ سال فارغ ہو کر سلٹ جا کے ایک مدرسہ میں مدرس ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک سوال بھیجا تھا جس کا جواب جناب مولانا...... صاحب نے تحریر فرما دیا۔ باقی سائل (سوال پوچھنے والے) نے بہت عجز انکسار کے ساتھ یہ تحریر فرمایا کہ اگر حضور مولانا مد ظلہم بھی مہربانی فرما کر اپنے دستخط فرمائیں تو بڑی عنایت ہوگی۔ الغرض اگر حضور سائل کی درخواست کے مطابق دستخط فرمائیں گے تو احقر ظہر کے بعد یہ فتویٰ خدمت میں پیش کرے گا ورنہ (بغیر دستخط ہی) بھیج دے گا۔

جواب: ان کے پاس (بغیر دستخط ہی) بھیج دیجئے۔ پھر اگر ان کا دل چاہے وہ میرے پاس بھیج دیں گے پھر میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ سلوک کے راستے مبتدی کو ایسی باتوں میں واسطہ نہیں بننا چاہئے۔

کیفیات کا غیر مقصود ہونا

حال: حضور نے گزشتہ ہفتہ کے عریضہ پر ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ایک غیر اختیاری کیفیت ہے اس کی تصرف کے

علاوہ کوئی تدبیر نہیں ہے اور میں تصرف سے خالی ہوں اور خدا کرے ہمیشہ خالی رہوں اگر پھر بھی شوق ہو تو میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں الخ۔ میرے حضرت! مجھے یہ صرف غیر اختیاری وسوسہ آتا تھا وہ عرض کر دیا گیا۔

تحقیق: مگر عرض کرنا شکایت کے لہجہ میں تھا اگر یہ صرف وسوسہ تھا تو قابل التفات نہیں ہے۔

حال: اب میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہوں کہ اے میرے اللہ! مجھے بھی اس کے وسوسہ اور شوق سے خالی فرمایئے۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ جناب کی جوتی کا صدقہ مجھے تو اس خانقاہ مقبولہ سے ہزار ہا فائدے ہوئے ہیں جو کہ ضروری اور مقصودی ہیں۔ میں تو کوئی بیس تیس پشت سے پیرزادہ اور سیدوں کے خاندان سے ہوں صدہا (کئی سو) لوگ ہمارے یہاں جوتے سیدھے کرتے رہے اور ہم ان کو معاش کا ذریعہ بنا کر ان سے لیتے رہے۔

آج وہ حالت ہے کہ ان کی جوتی سیدھی کرنے کا خود مجھے شوق ہے۔ ان سے لینا چھوڑ دیا گیا اگر کوئی تعظیم وتکریم کرتا ہے تو شرم آتی ہے۔ یہ بھی حضور کے طفیل سے سمجھتا ہوں۔ دوسرے اگر بیوی بچے نہ ہوتے تو تعلقات کا رکھنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ لوگ وہابی وغیرہ کہتے ہیں۔ سخت شکایتیں کرتے ہیں۔ پرواہ نہیں رہتی۔ رسم رسومات چھوڑ دیئے گئے۔ بحمد اللہ بعض بعض مضامین قلب میں آتے ہیں۔ پھر وہی مضمون حضور کے مواعظ یا ملفوظ میں پائے جاتے ہیں۔ اس سے بندہ کی اپنے ہادینا مرشدنا سے نسبت ثابت ہوتی ہے جو بڑے فیض کی شرط ہے۔

یہی تمنا ہے غمزدوں کی ۔۔۔ تمہارے قدموں میں دم نکل جائے

تحقیق: ماشاء اللہ ایسا تعلق مفتاح سعادات ہے۔

حال: جمعہ کے دن جو حضور والا نے تنبیہ فرمائی تو واللہ بغیر زیادتی کے عرض کرتا ہوں کہ یہی زبان پر جاری رہا کہ عفاک اللہ نکو گفتی عفاک اللہ نکو گفتی۔ **ترجمہ:** ”اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے تو نے ٹھیک کہا ہے اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے تو نے ٹھیک کہا ہے۔“ اور دل نے یہ چاہا کہ کچھ وقت یہ ہدایت کی رحمت میرے سر پرستی رہے کیونکہ واللہ! جس بات پر حضور نے تنبیہ فرمائی کہ واقعی میں اس سے غافل تھا۔ خصوصاً اس شفقت بھرے فرمان نے تو دل کو ہلا دیا کہ فرمایا (مجھے آپ پر بہت افسوس ہے کہ جس بات کے لئے مجھ سے تعلق رکھا وہ نہیں پوچھتے ہو۔ الخ) میرے حضرت! بہت شرمندگی ہوئی کہ مجھے تو ایسا شفیق رہبر ملا کہ جواز خود اس نالائق کو نفع کی بات پر تنبیہ فرما رہا ہے۔ اور میں بے وقوف غافل بیٹھا ہوں۔ مرشدنا تاسف (افسوس) فرما رہے ہیں مثلاً۔

ع گنہ بندہ کرد است او شرمسار

ترجمہ: ”بندہ گناہ کرے اور رب شرمندہ ہو۔“

تحقیق: اللہ تعالیٰ فہم میں زیادہ برکت عطا فرمائیں۔

حال: پہلے عریضہ (خط) پر حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ چھ ہزار اسم ذات سے بارہ ہزار تک عمل کر کے اطلاع دینا۔ میرے حضرت! اب دل کی خوشی کے ساتھ پڑھ لیتا ہوں۔ چھ ہزار فجر کی نماز کے بعد اور چھ ہزار چاشت کے وقت اور تہجد کے بعد بارہ تسبیح اصل معمول ہے۔ اس دفعہ ذکر سے دل کچھ لگنے لگا ہے اور دل چسپی کی امید ہوئی ہے۔

تحقیق: اس کا سبب وہی غیر مقصود سے کم ہو جانا ہے مبارک ہو۔

حال: جناب نے جو ارشاد فرمایا تھا "کہ کسی اہل تصوف سے رجوع کر لیجئے۔" اس دن سے سخت غمگینی اور پریشانی ہے اور یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے کہ شاید میرا خاتمہ اچھا نہ ہوگا ہر وقت رو کر دعا "مانگ رہا ہوں اے اللہ میرے میرا خاتمہ بخیر فرما اور اپنی مرضیات پر مضبوط فرما اور غیر مرضیات سے محفوظ فرما۔"

تحقیق: یہ خاص اسی صورت میں خطاب تھا جب کہ کیفیات ومواجید (احوال) کی طلب باقی رہے ورنہ کچھ بھی نہیں اطمینان فرمائیے۔ اب تو کوئی غم کی بات ہی نہیں رہی۔

سوال: میرے حضرت! خاص اصلاح ہی کے لئے خدمت میں آکر گرا ہوں معالجہ فرمائیے۔

جواب: جو کچھ وقتاً فوقتاً کہا گیا وہ علاج ہی تھا جو بحمد اللہ مفید (ثابت) ہوا۔

سوال: اگر کوئی شخص کیفیات اور واردات کو مقصود نہ سمجھے (اور اس کو) بالکل یقین ہے کہ یہ مقصود نہیں اور سمجھتا ہے کہ ان کے حصول سے مقصود کو پہنچنا آسان ہوتا ہے کیونکہ وہ سب شوق دلانے والے ہوتے ہیں اور اس سے مزہ آتا ہے۔ بس اس خیال سے اگر ان (کیفیات و واردات) کی خواہش کرے اور اس کے لئے دعا کرے اور اس کو چاہے تو کیسا ہے کیا سالک کے لئے اتنی گنجائش ہے؟

جواب: دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ قبول نہ ہونے کی صورت میں ذرا بھی افسوس نہ ہو اور اس کی تدبیر نہ کرے۔

حال: حضور والا! نماز میں جو دلچسپی اور خضوع وخشوع پیدا ہو گیا تھا وہ حضرت کو اطلاع دینے کے بعد فوراً جاتا رہا۔ عجیب حالت ہے جس حالت کا اظہار کرتا ہوں وہی حالت اکثر ہو جاتی ہے۔ امید کہ حضور تسلی فرمائیں گے۔

تحقیق: وہ کیفیات معتبر ہی نہیں جو مصلح (اصلاح کرنے والے) کو اطلاع دینے سے جاتی رہیں۔ اطلاع دینا ضروری ہے خواہ ایک کیفیت بھی نہ رہے۔ غیر اختیاری کیفیات مطلوب ہی نہیں۔ ہاں جو امور اختیاری ہیں ان

میں کوتاہی نہیں ہونا چاہئے جیسے نماز میں قلب کو خود حاضر کرنا گو حاضر نہ رہے۔

کیفیات فنا

حَال: جمعہ سے آج تک بعض فاسد اعتراض جو خود بے اختیار پیدا ہوتے تھے وہ بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو گئے اب تو اپنے کو مردہ بدست زندہ ہو یعنی مردے کی طرح بے اختیار جو زندہ با اختیار کے ہاتھ میں ہو) سمجھتا ہوں۔

تَحقِیق: یہی فنا کی حالت فیض کے لئے شرط ہے۔

حالات محمودہ

حَال: گزارش یہ ہے کہ تین چار روز سے طبیعت ذکر کی طرف زیادہ مائل رہتی ہے، شوق کی کثرت ہے اور طبیعت بالکل نہیں گھبراتی ہے اور ہر وقت ذکر ہی کی طرف دھیان لگا رہتا ہے۔ کبھی کبھی ذکر کے وقت جوش ہوتا ہے، آواز بلند ہو جاتی ہے رقت بھی طاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی کو ظاہر کرکے اور اپنے گناہوں پر رونا آتا ہے۔ تنہائی بہت اچھی لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ایسی جگہ ذکر کروں کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ خیر یہاں تو آزادی ہے مگر مکان پر جانے سے طبیعت بہت گھبراتی ہے کہ وہاں کیسے کروں گا۔ اس میں کچھ تو مخالف نکلیں گے وہ تو مخالفت پر کمر باندھے ہوئے ہوں گے۔ اس کا تو مضائقہ نہیں مگر جو لوگ موافق اور معتقد ہوں گے وہ سمجھیں گے۔ جس سے ریا کا ڈر ہوتا ہے اس سے بہت متردد رہتا ہوں۔

حلال رزق کی صورت کی بھی زیادہ فکر رہتی ہے۔ باقی دوسری باتوں سے بحمد اللہ اطمینان ہو گیا اور ہو جائے گا۔ نماز کا بھی اب زیادہ شوق ہو گیا ہے۔ خصوصاً تہجد کی نماز میں رکوع سجدے میں طبیعت زیادہ لگتی ہے۔ جلدی سر اٹھانے کو دل نہیں چاہتا۔ دعا بھی عاجزی سے ہونے لگی ہے۔ اپنے نفس کو سب سے ذلیل پاتا ہوں اگرچہ کسی شریعت کے خلاف بات پر طبعی غصہ آتا ہے مگر آئندہ حال کے اعتبار سے خود کو برا سمجھتا ہوں کہ شاید یہ شخص مجموعی حالت کے اعتبار سے ہم سے اچھا ہو۔ حقوق العباد کا زیادہ خیال ہو گیا ہے اگر اتفاقاً کسی سے گفتگو ہو گئی تو جب تک اس سے معافی چاہ نہیں لیتا تب تک سخت پریشانی رہتی ہے اگرچہ زیادتی دوسری جانب ہی کی ہو جب بھی اس سے معافی کی درخواست فوراً کرتا ہوں۔ خیال ہوتا ہے کہ اس صورت میں تو زیادہ اجر ہے۔ مہر کے قرضے کی بھی سب سے زیادہ فکر رہتی ہے خیال رہتا ہے کہ نہ معلوم موت کا وقت کب آ جائے اور یہ قرض باقی رہ جائے تو حساب کے دن یعنی قیامت کے دن سخت رسوائی ہوگی۔

غرضیکہ جو کچھ شرعی احکام ہیں خواہ ظاہر یا باطن خود معلوم ہیں یا کتابیں دیکھنے سے یا حضور کی تقریر و تحریر سے معلوم ہو سکتے ہیں ان کو جہاں تک کر سکوں پورا کروں۔ خصوصاً اخلاق کی درستی کا زیادہ خیال رہتا ہے حضور کو دیکھ کر بہت اطمینان و سکون پیدا ہو جاتا ہے اور بہت محبت معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حضور کے چہرۂ مبارک کی زیارت سے جلالت و عظمت خداوندی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بہت مرغوب ہو جاتا ہوں۔ جناب کے ڈانٹ ڈپٹ و ملامت کو کرامت اور کمال سمجھ کر کے اپنے لئے ہدایت کی راہ قرار دیتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب حالات عین (بالکل) طریق ہیں۔

پسندیدہ حالات

حال: احقر آج کل دس ہزار مرتبہ استغفار اور چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہے (لیکن) کبھی کسی عارض (بیماری یا کوئی عذر کی وجہ) کی کمی زیادتی بھی ہو جاتی ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ہر طاعت کے بعد ایسی غیرت ہوتی ہے کہ جیسے معصیت کے بعد ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میری ہر طاعت میں کمی اور بہت سی کوتاہیاں مجھ کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہر وقت اپنے اوپر انعامات خداوندی کی بارش دیکھتا ہوں اور جب معصیت ہو جاتی ہے تب تو سوائے رو کر معافی کرانے کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے بہت شرمندگی ہوتی ہے۔ چند دن سے ایسی حالت ہے کہ تمام دنیا سے دل ٹھنڈا ہو گیا ہے اور قلب تمام عالم سے بالکل بے تعلق لگتا ہے یہاں تک کہ بیوی بچوں اور عزیز رشتہ داروں سے جو محبت باقی ہے اس کا درجہ صرف اتنا ہے کہ جیسے کوئی مسافر سرائے میں ٹھہرتا ہے اور وہاں کے لوگوں سے معمولی میل جول ہو جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ تعلق نہیں لگتا ہے بیوی سے بچوں سے ہنستا بولتا ہوں ان کے حقوق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا کرتا ہوں لیکن حقیقت کے اعتبار سے قلب بالکل بے تعلق سا لگتا ہے۔

ایک حالت یہ ہے کہ کوئی گھڑی اور کوئی لمحہ مجھ کو ایسا نہیں لگتا جس میں فضل خداوندی میرے شامل حال نہ ہو، ہر وقت اپنے حقیقی آقا کا کرم و احسان دیکھتا ہوں جس کی وجہ سے میں ہر حالت میں نہایت مسرور اور بے انتہا خوش رہتا ہوں۔ چند دن سے تنگی غالب ہے لوگ مجھ پر رحم کر کے خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں لیکن حضرت مولانا! ہے اس ذات مقدس کی قسم کہ میں اس تنگی کو ہفت اقلیم (ساری دنیا) کی سلطنت پر ترجیح دیتا ہوں اس وجہ سے کہ اس تنگی کی وجہ سے مجھے اتنا باطنی فائدہ ہوا ہے کہ ہزاروں ریاضتوں اور مجاہدوں سے بھی نصیب نہ ہوتا۔ حضرت! حقیقت یہ ہے کہ مشاہدہ سے ایسا لگتا ہے کہ اصل میں حقیقی مربی (تربیت کرنے والے) حق تعالیٰ ہیں بندہ کے

لئے جو راستہ زیادہ مفید بلکہ بہت زیادہ مفید ہوتا ہے اس راستہ سے اپنے بندہ کی تربیت فرماتے ہیں۔ چنانچہ مجھے کوئی حالت ایسی پیش نہیں آتی جس میں تربیت کی شان نہ معلوم ہوتی ہو الحمد للہ الحمد للہ! میں ہر گھڑی بے انتہا خوش وخرم رہتا ہوں کوئی معاملہ دنیا کا کوئی تکلیف دینے والا معاملہ مجھے تکلیف نہیں دیتا ہے الحمد للہ پریشانی تو نشان کو بھی نہیں ہوتی لیکن تکلیف طبعی ہو جاتی ہے لیکن اس حال کا ایسا غلبہ ہے کہ اکثر اوقات تکلیف اور مصیبت میں بھی احساس بہت کم ہوتا ہے۔ کبھی تو الٹا اور مزا آنے لگتا ہے۔ قلب میں ایک آگ لگی ہے جو ہر وقت خصوصاً ذکر کے وقت بھڑکتی رہتی ہے۔ رقت اکثر طاری رہتی ہے اپنے نفس سے دن بدن بدگمانی بڑھتی جاتی ہے۔ حضرت! میرا نفس مجھ کو سخت نمک حرام اور نافرمان نظر آتا ہے۔ اس کے شر سے بچنے کے لیے خدا تعالیٰ سے ہر وقت امداد چاہتا رہتا ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ہر روز پانسو مرتبہ لاحول پڑھا کروں۔ مجھے اس کا مضمون بہت اچھا لگتا ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے تعلق گوارا نہیں ہوتا۔

عرصہ سے بیکار ہوں اور خدا کے فضل سے ملازمت کے لئے لوگ مجھ کو بلاتے ہیں لیکن حضرت! مجھ کو نوکری کرنا شرک کی طرح برا لگتا ہے۔ یہ چاہتا ہوں کہ ایسا پابندی اور تابعداری کا تعلق تو خدا تعالیٰ سے کرنا زیبا ہے۔ ملازمت نہ کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آج کل اکثر خصوصاً تاجر پیشہ شخص بے احتیاط ہیں ان کے نزدیک حرام وحلال سے کچھ بحث کرنا فضول ہے ان کا مقصد روپیہ ہے شریعت سے بحث نہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم دنیا دار ہیں ہم سے شریعت پر عمل کرنا کیسے ممکن ہے۔ دل کھول کے بے ایمانیوں اور دغا بازیوں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ جو لوگ آج کل ملازمت کے لئے دہلی بلاتے ہیں وہ پچاس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ لیکن انہی صفات سے موصوف ہیں۔ اب میں ان کے یہاں ملازمت کر کے شریعت کے خلاف باتوں سے کیسے بچ سکتا ہوں۔ میرے عزیز واقارب بہت زور شور سے کوشش کرتے ہیں اور مجھ کو مجبور کرتے ہیں کہ نوکری کرلو۔ اگر دغا بازی بے ایمانی کریں گے تو وہ کریں گے تم تو صرف لکھ دینے والے ہو۔ میں کہتا ہوں بھائی مجرم کی اعانت کرنے والا بھی مجرم مانا جاتا ہے۔ میں اپنے عزیزوں سے کہتا ہوں کہ دیکھو گھبراؤ مت ایسا معاملہ انشاء اللہ عنقریب آئے گا کہ اس تنگی کا بدل ہو جائے گا، یعنی انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ایسا کوئی سامان فرمادیں گے کہ تمام تکالیف کا نعم البدل (بہترین بدلہ) ہو جائے گا۔

میں الحمد للہ اپنے آقا پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں کہ ضرور ہوگا کیونکہ وہ ہر وقت میری دستگیری فرما رہے ہیں۔ میں نے اپنے تمام تفکرات اور کام ان کے ہی سپرد کر دیئے ہیں۔ حضرت! اگر میں بھوکا ہوں یا فاقہ ہو یا کپڑا نہ ہو غرض کچھ بھی تکلیف ہو لیکن اس کی کچھ فکر اور پروا نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ذکر میں کسی مشغولی کی وجہ سے غفلت ہوتی

ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ جتنا وقت اس حالت میں گزرا بڑا نقصان ہوا۔ اس کا کوئی بدل نہیں غرض ذکر ہی میرا مایۂ تسلی ہے جو الحمدللہ ہر وقت کرتا رہتا ہوں۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے شمار سے بے شمار (گن کر اور بغیر گنے) جتنا ہو جاتا ہے۔ یہ سب حضور کی ہی عنایت کی بدولت ہے جو مجھ جیسے ذلیل اور ارزل (بہت ہی ذلیل) شخص پر ہے کیونکہ ؎

بے عنایات حق و خاصان حق　　　　مگر ملک باشد سیہ ہتش ورق

ترجمہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوگا۔''

ورنہ میں کہاں اور یہ انعامات اور احسانات الٰہی کہاں ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل　　　　نسیم صبح تیری مہربانی

حضرت! میں حضور کی عنایت اور توجہ اور مہربانی کا بہت زیادہ حاجت مند ہوں اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ غریب اور خطا کرنے والے شخص پر اور زیادہ توجہ فرمائی جائے اور دعا فرمائی جائے میرا حقیقی آقا مجھ سے راضی ہو جائے اور نیک عملوں کی زیادہ توفیق نصیب ہو۔ فقط

تحقیق: بے حد دل خوش ہوتا ہے حق تعالیٰ مضاعف (کئی گنا) برکت و ترقی فرمائے اور ناکارہ کو بھی نیک دوستوں کی برکت سے اچھا ٹھکانہ عطا فرمائے۔ دوستوں سے بھی اس دعا کی امید ہے۔

حال: جب سے میرے سارے گھر والے حضور سے کھنڈوہ میں بیعت ہوئے ہیں شریعت کی پابندی خوب ہو رہی ہے ہر چھوٹا بڑا نماز روزہ کا پابند ہے۔ دوسرے نمبر کا بھائی جو بڑا سخت دل تھا اب ایسا نمازی ہوگیا ہے کہ اللہ اللہ۔ والدہ صاحبہ کا زخم کی وجہ سے آپریشن ہوا یعنی پیر کی ہڈی نکالی گئی اگرچہ بڑی سخت تکلیف تھی مگر ایک نماز بھی نہیں چھوٹی۔ سبحان اللہ یہ اس مقلب قلوب (دلوں کے پھیرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ) کی شان ہے ورنہ بیعت ہونے سے پہلے میرے گھر کی گندی حالت تھی۔ میں تبدیل ہو کر آیا تھا بہت ہی کڑھتا (دل دکھتا) تھا اور سب کی ہدایت کی دعا مانگتا تھا۔ یہ حضور والا کی کھلی کرامت ہے کہ بیعت کا شرف بخش کر سب کو سیدھا کر دیا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

ہدایت تو اللہ صاحب ہی کی طرف سے ہے مگر حضور کی دعا نے بھی بڑا کام کیا اس سے پہلے ہر ایک کے ساتھ میں دماغ کھپاتا تھا اب سب ایسے ہوگئے ہیں کہ ممنوع امور میں آپ کی کتاب دکھانے کی دیر ہے ''اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا'' (یعنی ہم نے مان لیا اور سچا جان لیا) کہتے ہیں گھر میں عورتیں بھی بدعات سے دور ہوگئی ہیں۔ صرف چھوٹا بھائی ذرا کبھی میری غیر حاضری میں نمازیں ترک کر دیتا ہے۔ بارہا سمجھا چکا ہوں تھوڑی تھوڑی سزا بھی دیتا

ہوں اگرچہ (وہ) انگریزی طلبہ کی طرح سرکش اور لاپروا نہیں ہے مگر پھر بھی صحبت یا انگریزی کے اثر سے تغافل کرتا ہے میں ڈراتا ہوں کہ اگر شریعت کے کاموں میں غفلت کی تو انگریزی تعلیم سے چھڑا لوں گا، کبھی کبھی تو جی میں آجاتا ہے کہ خوب دل کھول کر پیٹوں۔ حضور والا اس کے راہ ہدایت پر آنے اور اماں کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے مگر سختی مناسب نہیں۔

حال: میرے ماں باپ سے زیادہ شفیق مولا! یہ احقر اب اپنی حالت کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی دعا کی برکت معمولات بغیر ناغے کے ادا ہوتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد چھ ہزار بار اسم ذات آدھا پارہ قرآن شریف اور اسم ذات سے پہلے بارہ تسبیح پھر ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ اشراق کی نماز کے بعد یٰسین شریف ایک بار پڑھتا ہوں شام کو مغرب کی نماز کے بعد تین ہزار اسم ذات اور سورہ واقعہ ایک بار پڑھتا ہوں پھر قضائے عمری دو سال سے پڑھ رہا ہوں۔ کئی سال ہوئے رمضان شریف میں ایک نامعقول حرکت ہوگئی تھی مگر کم ہمتی سے کفارہ کے روزے ابھی تک نہیں ادا کئے تھے آج کل آج کل ہو رہی تھی۔ ایک دن تنہائی میں میری بی بی نے کہا کہ مجھ کو تمہارے کفارہ کے روزہوں کی تم سے زیادہ فکر ہے۔ اس بات کو سن کر میرے دل پر سخت چوٹ لگی اور فوراً روزے رکھنے شروع کر دیئے۔

اب حضور والا طبیعت میں شریعت کی پابندی کی دھن پیدا ہوگئی ہے ...... جب کوئی کام کرتا ہوں تو دل پر شریعت کے حکم کا غلبہ خود بخود طاری ہو جاتا ہے۔ شرع کے خلاف کام خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو پہاڑ لگتا ہے۔ ننگ و عار بالائے طاق رکھ کر کوئی کتنا ہی برا کیوں نہ کہے بدعات و رسوم کے پاس (بھی) نہیں جاتا ہوں۔ ہر وقت اللہ اور آخرت کی یاد دل میں رہتی ہے جی ڈرتا ہے کہ خدا جانے ان گنتی کے (یعنی تھوڑے) دنوں کی زندگی کے بعد کیا پیش آئے، خاتمہ کیسا ہوگا اور آخرت میں کیا گزرے گی۔ حقوق العباد اور معاملات کی صفائی کا بھی بڑا خیال رہتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ دوست دشمن سب کے پاؤں چوم چوم کر حقوق ضائع کرنے کی معافی مانگ لوں۔ اب دنیا میں کوئی اپنا دشمن معلوم نہیں ہوتا۔ اس الرحم الراحمین نے دل سے بغض حسد اور کینہ نکال لیا ہے۔

اب اپنے (آپ کو) سنوارنے کی پڑگئی ہے جب آدمیوں کے پاس ضرورۃً جانا ہوتا ہے تو ان کی دنیوی باتوں کی مشغولی پر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ بڑے غافل ہیں۔ ساری باتوں کو سن کر بڑی نفرت ہوتی ہے۔ کان تو باتیں سنتے ہیں ...... اور دل ہر وقت فکر آخرت میں مشغول رہتا ہے۔ مولانا صاحب! شاید ہی کوئی وقت (مثلاً تعلیم و درس) کا ایسا جاتا ہوں جس میں مجھ کو آخرت کا دھیان نہ رہتا ہو۔ کبھی اللہ کی محبت میں مست ہو جاتا

ہوں اور اس کی رحمت واسعہ کو یاد کر کر کے جھومتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ سب سے اچھے عالم میں جلدی چل کر اپنا اصلی ٹھکانہ دیکھ لوں اور انعامات الٰہی کی خوب سیر کروں۔ کبھی کبھی قیامت کے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے اور دل کو اس بات کی بڑی مسرت رہتی ہے کہ یہ آنکھیں اللہ جل جلالہ کو رحمۃ للعالمین حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اور حضرت شیخ محمد قاسم نانوتوی قدس رہ اور حضرت قطب الاقطاب مولانا گنگوہی نوراللہ مرقدہ کو دیکھیں گی بڑا لطف رہے گا۔ دنیا کی زندگی ہیچ (حقیر) ہے اللہ صاحب آخرت کی نعمتیں نصیب فرمائیں۔

غرض ایسے ایسے خیالات سے دل کبھی کبھی خوش ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ حالت رہتی ہے کہ عذاب قبر وحشر اور کوتاہی اعمال سے سخت فکر اور خشیت طاری ہوجاتی ہے۔ جب کسی صالح شخص کی وفات ہوتی ہے تو دل مسرور ہوتا ہے اور جب گنہگار تارک صوم وصلوۃ مرتا ہے تو دل پر بڑی ہیبت سوار ہوجاتی ہے اور نزع کی آفتوں کو یاد کر کے بے حد فکر ہوتی ہے۔ قبر کی تاریکی اور عالم تنہائی اور اپنی بے چارگی و بے مائیگی (کچھ نہ ہونے کی حالت) کو خیال کر کے یہ شعر پڑھا کرتا ہوں۔

تمہارے حکم سے باہر کہیں عشاق ہوتے ہیں
ہنساتے ہو تو ہنستے ہیں رُلاتے ہو تو روتے ہیں

حضور والا! بندہ اپنی ایک خاص حالت کا اظہار کرتا ہے وہ یہ کہ کبھی بلکہ کچھ عرصہ سے اکثر اوقات میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میری بخشش اللہ صاحب ضرور کریں گے بشرطیکہ اب گمراہی کے کوچہ میں نہ جاؤں شریعت کا پابند رہوں اگرچہ کوتاہیاں بھی بے حد وشمار ہوتی ہیں مگر اللہ میاں رحیم پیاری ماں سے زیادہ شفیق وکریم ہیں توبہ کرنے والے اور اپنی طاقت کے مطابق اچھے کام کرنے والوں کو بخشتے ہیں۔ صراط مستقیم پر چلنے والوں کی غیر اختیاری کوتاہیوں پر گرفت نہیں کرتے اور اے فلاں تو نے علامۂ تھانوی فاضت انوار فیوضہم کا دامن پکڑا ہے خبردار ان کے قدم بقدم چلنے سے کوتاہی نہ کرنا۔ شرع کے خلاف بات پر راضی نہ ہوجانا۔ اگر اس اہتمام ونیت کے بعد بھی کوتاہی ہوجائے تو ناامید نہ ہوجانا۔ اللہ پاک کی درگاہ میں رو پیٹ کر معافی کا طالب ہوجانا اللہ میاں ضرور ضرور بخشیں گے اور جنت ضرور ضرور دیں گے انشاء اللہ دائمی چین نصیب ہوگا۔ اعمال پر بھروسہ کرنا نادانی ہے۔ نماز ہے تو لنگڑی لولی اور روزہ نکما غرض جملہ اعمال ٹوٹے پھوٹے اور اس قابل نہیں کہ ان پر ثواب تو درکنار عذاب پر ہی نہ ہو تو غنیمت ہے۔ غرض جو کچھ ملے گا اللہ صاحب کی رحمت واسعہ سے ہی ملے گا اور ملے گا ضرور ملے گا وغیرہ وغیرہ اب حضور فرمائیں میرے یہ خیالات کیسے ہیں۔

تحقیق: بالکل مطلوب حالت ہے۔

حال: کبھی کبھی ایک حالت اور غالب آتی ہے وہ یہ کہ کبھی میرے دل پر اچانک ایسا رنج وملال چھا جاتا ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ بہت تلاش کرتا ہوں کہ یہ رنج وغم کس بات کا ہے معلوم ہو جائے مگر خاک پتہ نہیں لگتا۔ مسلسل غمگینی چھائی رہتی ہے۔ بندہ اس وقت یہ سوچتا ہے کہ میرا کوئی مالی نقصان تو نہیں ہوگیا کسی اور قسم کا نقصان تو نہیں ہوگیا جس کا یہ رنج ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نقصان نہیں ہوا یہ اندوہ آپ ہی آپ ہوگیا ہے بھلا یہ کیا حالت ہوگی؟

تحقیق: (یہ حالت) پہلی حالت سے بھی اونچی ہے۔

حال: طبیعت کی نزاکت ایسی بڑھ گئی ہے کہ اپنے سے کسی کو ذرا بھی تکلیف (ہاتھ یا زبان سے) پہنچتی ہے تو گھنٹوں ملال رہتا ہے کہ کسی کو کیوں رنج پہنچا۔ جب چار آدمی بیٹھے ہوں تو سوائے دینی چرچے کے دوسری چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ خوب مذہبی باتیں کرتا رہوں۔ کبھی کبھی تو ایسے جوش خروش سے محویت کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں کہ قابو میں نہیں رہتا ہوں۔ اس حالت میں کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ کہیں یہ لمبی لمبی باتیں اپنے علمیت کے اظہار کے لیے نہ نکل رہی ہوں جس سے ریاکاری کی آفات میں مبتلا ہو جاؤں۔ اس خیال کے آتے ہی چپ ہو جاتا ہوں آہستہ آہستہ گفتگو کرنے لگتا ہوں۔

حضور والا مجھ کو حضور اقدس کی کتب اور مواعظ وملفوظات حسن العزیز، تعلیم الدین، قصد السبیل وغیرہ وغیرہ سے اتنے بڑے منافع حاصل ہوئے ہیں کہ جن کو لکھ کر بیان کرنا مشکل ہے۔ حضور اقدس کے کمالات حضور والا کی بزرگی اونچی ولایت پر جب نظر جاتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ گھر گھر بازار بازار گلی، گلی، دوڑ دوڑ کر چیختا پھروں اے غافلو! دوڑو دوڑو تھانہ بھون میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی خاص رحمت سے ہمیشہ کی کامیابی کا سودا خریدو اور اس کے فیوض وبرکات سے جلد اپنی حالت درست کرو ورنہ بہت ہی پچھتاؤ گے۔ غفلت کے گڑھوں میں بے خبری کی نیند لینے والو! خدا کے لئے اٹھو اور ایک خاص ہدایت کے بادل کے صحت بخش چھینٹوں سے اپنے مریض دلوں کا علاج کرو۔

مولانا صاحب! سچ تو یہ ہے کہ آپ کے کمالات کی پہچان اور پھر ولایت کی تہہ —— پانے کا دعویٰ ہی غلط غلط غلط صریح غلط ہے اور یہ جو تھوڑی بہت پہنچان ہوئی ہے وہ بھی حضور والا ہی کے علوم وکمالات کی مدد سے ورنہ کہاں ہم ...... اور کہاں حضور والا کے کمالات۔ حضور کے صدقہ سے اللہ میاں کی محبت اللہ صاحب کے رسول اللہ ﷺ کی محبت نصیب ہوئی اے شرور وآفات سے محفوظ رہے وہ جس کے فیوض وبرکات کی نہریں ہر جگہ زور

وشور سے جاری ہیں۔

کبھی جب رنج وملال کے وقت ذکر میں بیٹھ جاتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اب میں اللہ صاحب کی خاص حفاظت میں آگیا ہوں۔ اس وقت ذکر الٰہی ایک مضبوط قلعہ لگتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ ہر رنج ومصیبت کو کھونے کے لئے اس امن وامان راحت بخش ...... قلعہ میں آکر چھپ جانا چاہئے۔ اس قلعہ میں آکر رہنے کے بعد گویا دنیا سے الگ ہو جاتا ہوں عجب لطف سے ذکر ختم ہوتا ہے بعد ذکر پھر دل پر فرحت چھا جاتی ہے۔

چند دنوں سے نماز میں بھول بہت ہو جاتی ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد وسوسہ ہوتا ہے کہ تکبیر کہے بغیر ہاتھ باندھے ہیں، سجدہ کرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک ہی سجدہ ہوا ہے۔ کبھی کبھی رکعات کی تعداد یاد نہیں رہتی خیال نہیں رہتا ہے کہ پہلا قاعدہ ہوا ہے یا نہیں ہے، سورت ملائی ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کی وجہ سے بار بار نماز دہرانے میں بہت پریشانی ہوتی ہے اللہ بھول سے بچائے۔ اس کا علاج کیا کروں؟ حضور والا بندہ کے لئے دعائے خیر فرمائیں اسی طرح نظر عنایت رکھیں۔

تحقیق: تدبیر وہی ہے کہ جو حالت غیر اختیاری ہے اس پر غم نہ کیا جائے اور جو پیش آجائے اس کے متعلق جو شرعی حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ جن صاحب کا خط رہنے پرچہ کے ساتھ بھیجا ہے ان کے بارے میں آپ کو اپنی معلومات لکھنا چاہئے تھی ورنہ ان کا خط نہیں بھیجتے۔

یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ

حال: عرض ہے کہ چلتے پھرتے وظیفہ پورا کرنے میں جتنی دل کی یکسوئی ہوتی ہے اتنی ایک جگہ بیٹھے حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت! یہ راز سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے اگر اس کے لئے کوئی علاج ہو تو مرحمت فرمایئے کہ بیٹھے میں بھی اتنی دل کی یکسوئی حاصل ہو۔

تحقیق: کوئی کیفیت خاص مقصود نہیں۔ اعمال کا تعین اور ان کو ہمیشہ کرنا چاہئے۔ خواہ کچھ ہی کیفیت ہو یا نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر بھی کچھ معمول زیادہ مقدار میں رکھا جائے یکسوئی حاصل ہونے کا بھی یہی طریقہ ہے یہ نہیں کہ پہلے یکسوئی ہو پھر آپ بیٹھیں۔

ڈھول کی آواز سے بے خودی کی کیفیت طاری ہونا

حال: عرض کرنے کے قابل ایک بات اور یہ ہے کہ ایک صاحب ذاکر شاغل جو مجھ سے کچھ دینی تعلق رکھتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے کچھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ جب سے مجھ سے دینی تعلق پیدا ہوا ہے پہلے وہ کبھی

ایسی مجلسوں میں نہیں جاتے تھے۔ محرم کے دن تھے ان کا نوکر تماشا دیکھنے چلا گیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس کو دیکھنے کے لئے میں چلا گیا۔ وہاں (ان کو) ڈھول کی آواز پر اللہ اللہ کی صدا محسوس ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ اس سے تو آواز اللہ اللہ نکلتی ہے اور ہم انسان ہو کر غافل ہیں۔ اس پر کیفیت غالب اور بے خودی ہو کر تقریباً دو گھنٹہ اچھلتا کودتا رہا۔ اس حالت سے مجھ کو بہت دیر بعد افاقہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حرکت مجھ سے معذوری میں ہوئی۔ معلوم ہونے پر میں نے ان کو سمجھایا کہ ایسی جگہ جہاں ناجائز مجلس ہو طالب کو نہیں جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ایسی جگہ کبھی نہیں جانا چاہئے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ حالت محمود تھی۔ مگر اس کا ہونا اپنی (اصل) جگہ میں نہیں ہوا۔ لیکن طالب کو ہونا نفس کے ابھارنے اور حیوانی قوت کے غلبہ سے ہوتا ہے۔

تحقیق: اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

حال: یا ایسے موقع پر شیطان کو بھی اس میں کچھ دخل ہوتا ہے۔

تحقیق: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے تاکہ آئندہ آسانی سے دھوکہ میں ڈال سکے۔

حال: یا واردات قلبیہ (دل میں آنے والے حالات کی وجہ) سے روحانی کیفیات کو (اس میں) صرف دخل ہوتا ہے۔

تحقیق: نہیں۔

دل کی کمزوری کے آثار

حال: رات کے ایک بجے جناب حضرت محمد ﷺ کی وفات شریف کا بیان پڑھتے ہوئے فدوی کو بے ہوشی ہوئی اور میں زمین پر لوٹ رہا تھا اور زبان سے محمد ﷺ کا لفظ نکلتا تھا۔ جب سے میں وعظ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں تو فدوی کی ایسی حالت ہوتی ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔ جمعہ کے دن خطبہ پڑھا جاتا ہے کبھی ایسی حالت ہوتی ہے۔ جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو کبھی یہ ہوتا ہے کہ جو حرف پڑھا جاتا ہے بلند آواز ہوتی ہے۔ نماز میں بھی کبھی پاؤں زمین سے اونچے ہوتے اور آنکھ بند ہوتی ہے اور اندر سے آواز ہم ہم نکلتی ہے۔ اللہ و رسول ﷺ کے نام کا ذکر ہوتا ہے تو فدوی کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کبھی امام نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں تو اس وقت بھی آنکھ بند ہو کر زمین پر لوٹتا ہوں اور ہاتھ اوپر اٹھتے ہیں اور زبان سے ہائے ہائے نکلتا ہے اور کبھی وظائف میں بھی آواز بلند ہوتی ہے۔

میری ساری حالت بری ہے اس لئے عرض کیا کوئی بزرگ کہتے ہیں کہ آپ کو خدا کا فیض ہوا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ شیطان آپ کو غفلت و فریب دے رہا ہے۔ فدوی کو ان دونوں باتوں کی سمجھ نہیں ہے۔ میں بے وقوف

بدتمیز بے حوصلہ کم عقل گنہگار بندہ ہوں۔

تحقیق: اس اختلاف کا فیصلہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ حالت پیش آتی ہے اگر وہ متقی اور دیندار ہے تو وارد رحمانی کا اثر ہے۔ اور اگر متقی اور دیندار نہیں ہے تو شیطانی اثر ہے اور دل کی کمزوری کی ملاوٹ دونوں حالتوں میں ہے۔

جذب الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنا)

حال: گذشتہ ہفتہ میں کئی دن جناب حق تعالیٰ شانہ کی طرف بہت ہی کشش خیال و سرور رہا جیسے عشق کی کیفیت کی حالت ہوتی ہے اور ہر وقت ذکر کرنے کو دل چاہتا تھا۔ حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ بہت ہی انس اور ذکر میں لذت ولطف تھا مگر اب کچھ دن سے وہ حالت بہت ہی کم ہوگئی حضور دعا اور اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: ایسی حالت اگر کبھی کبھی ہو جائے تو بڑی نعمت ہے اس حالت کا غلبہ اگرچہ نہیں رہا مگر اثر باقی رہتا ہے اس لئے اس کو حالت کا ختم ہونا سمجھا جائے۔ فقط

عشقیہ کیفیت

حضور والا کی برکت سے آخر رات میں نفل اور چھ تسبیح تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور چھ تسبیح اسم ذات دوضربی اور فرصت کے وقت اسم ذات مبارک ایک ضرب والے کا بھی ورد رہتا ہے۔ حضور والا! اب حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی کیفیت عشقیہ کا اثر ہوتا ہے اور کبھی کبھی کچھ نہیں کبھی بہت سخت کشش ہوتی ہے مگر برداشت کرتا ہوں کہ اگر چلاؤں ہائے ہائے کروں تو طلبہ کیا کہیں گے۔

ایک عریضہ کے جواب میں حضور والا نے یہ شعر تحریر فرمایا تھا کہ۔

ع کوئے نومیدی مرد کہ امید ہاست

ترجمہ: ''ناامیدی مت کرو امیدیں بہت ہیں۔''

تو تمام دن اس کو خیال کر کے نہایت مسرور ہوتا رہا مگر برداشت کیا گیا۔ جی چاہتا تھا کہ کودوں اچھلوں۔ میں اس قسم کے حالات فوراً تحریر نہیں کرتا ہوں۔ اس میں کوئی حرج ونقصان تو نہیں ہے کیونکہ (یہ حالات) ہمیشہ تو رہتے نہیں ہیں کبھی کشش کبھی کچھ کبھی کچھ دعا کا محتاج ہوں۔ فقط

تحقیق: (آپ نے) جو حالت لکھی ہے بس میں اپنے دوستوں میں اس کا انتظار کیا کرتا ہوں بہت خوشی ہوئی میرے مکرم! برداشت نہ کیا کیجئے۔ ؎

نسازد عشق را کنج سلامت خوشا رسوائی کوئے ملامت

ترجمہ: ”عشق میں سلامتی ممکن نہیں ہے ـــــ عشق میں رسوائی اور ملامت ہی خوش نصیبی ہے۔“
اور ریا قصد سے ہوتی ہے یوں لپٹتی نہیں رہتی ہے۔

غیر اختیاری کیفیات نہ ہونے کا علاج

حال: جو جوش اور کیفیت پہلے تھی اب اس میں کمی ہے۔ حالانکہ کسی معمول میں کوئی کمی بفضلہٖ تعالیٰ اپنے خیال میں نہیں ہوئی۔ اگرچہ مقصود نہیں ہے مگر بعض وقت معین (مددگار) ہوکر سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے خیال اس کے طلب کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

تحقیق: اس میں کوئی حرج نہیں مگر اس کا طریقہ دعا ہے نہ کہ سعی و اکتساب (کوشش و کمائی) ہے۔

نماز میں حضور قلبی نہ ہونے کا علاج

حال: نماز میں حضور قلبی کچھ (تھا جو) ختم ہوگیا ہے خدا جانے کیا بات ہے اصلاح کی ضرورت ہے۔

تحقیق: تدبیر کا استعمال اختیار میں ہے اگر نتیجہ نہ ہو کچھ نقصان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مکمل استحضار کی تمنا

حال: شروع میں حدیث النفس کا بہت غلبہ رہا جس سے بہت الجھن رہتی تھی بلکہ ناامیدی ہوگئی تھی مگر الحمد للہ اب کچھ کمی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ احقر کو ہمیشہ تمنا رہتی ہے کہ حق تعالیٰ کا مکمل استحضار ہر وقت حاصل رہے۔ جس حد تک ترقی مطلوب ہو اس حد تک پہنچ جائے کہ اس کے نہ ہونے یا کمی سے قلب وحشت میں رہتا ہے۔ اپنے گمان کے مطابق اگر ذرا بھی حاصل ہوا تو بس تسلی اور راحت قلب نصیب ہو جاتی ہے کیا اس کیفیت کا منتظر یا (اس کے حاصل ہونے کی) کوشش میں لگے رہنا غیر مقصود کیفیات کی کوشش میں لگے رہنے میں سے تو نہیں ہے؟ میں تو اس کو ہمیشہ کیفیت مقصود سمجھتا رہا ہوں اور اس کو اصل کامیابی سمجھتا ہوں جب کہ یہ طاعات کا نتیجہ ہوں اگرچہ (میں) یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ کیفیت اختیاری نہیں صرف (خالص) اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اگرچہ ذکر کی کثرت اور اطاعت جو اس کے اسباب ہیں وہ اختیاری ہیں۔ اس حیثیت سے یہ کیفیت بھی تو کہیں کیفیات غیر اختیاریہ غیر مقصود میں داخل نہیں ہو جاتی۔

تحقیق: خود کیفیت تو مقصود ہے اور (یہ) اختیاری بھی ہے مگر اس میں مبالغہ غیر مقصود ہے اور (یہ) غیر اختیاری ہے اس لئے پہلی بات کے لیے تو سرسری توجہ کافی ہے کیجئے اور دوسری بات کے لئے کوشش نہ کیجئے۔ امید ہے کہ

اس تقریر سے سوال کی ساری باتیں حل ہوگئی ہوں گی۔

حال: غرض احقر کی دلی آرزو ہے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کے ساتھ قلب کو ایک قرب خاص حاصل رہے اور اس کی یاد کسی وقت کسی حال میں دور بلکہ مضمحل (کمزور) تک نہ ہو اور ایمان کی حلاوت (مٹھاس) دل کو نصیب ہو جائے اور نفس کی ساری بری صفات سے نجات حاصل ہو۔

تحقیق: ہاں آرزو کے درجہ میں یہ مطلوب ہے اور اس کا طریقہ دعا ہے دعا کیا کیجئے۔

حال: اللہ تعالیٰ حضور کی دعا و توجہ کی برکت سے اس چلہ میں تمام اچھی تمنائیں پوری فرمادیں۔

بے عنایات حق و خاصان حق ۔۔۔۔ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ: ”اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوگا۔“

الحمدللہ اب امید ہو چلی ہے کہ انشاء اللہ کثرت کلام سے نفرت حاصل ہو جائے۔ دعا فرمائیں۔

تحقیق: ہاں دل و جان سے (دعا کرتا ہوں)۔

دل کی کدورت (میلے پن) کا علاج

حضرت! جتنا وقت چمڑہ کی خرید و فروخت اور انتظامات میں گزرتا ہے اور اس میں جو مشغولی ہوتی ہے اگرچہ (یہ مشغولی) الحمدللہ بالکل شریعت کی حدود میں ہوتی ہے اور چونکہ یہ ذریعہ ذکر کا مددگار بھی ہے اس لئے الحمدللہ یہ دنیا بھی نہیں لیکن پھر بھی اس حالت سے فارغ ہونے کے بعد دل میں اور قلب میں کدورت اور رنج محسوس ہوتا ہے جس کا تدارک (علاج) استغفار سے کرتا ہوں۔

تحقیق: (یہ حالت) بالکل سنت کے موافق ہے کہ ضروریات کے سبب بھی کدورت کو قبول کرے اور اس کے تدارک کے لئے استغفار بھی کرے۔ سنت ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے "انه ليغان على قلبى وانى لاستغفر الله" الحدیث

ترجمہ: ”کہ میرے دل پر غفلت ہو جاتی تھی۔“

جس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ آپ ﷺ امت کے کاموں میں جیسے جنگ وجدل کے معاملات، ان کی ہمدردی دلجوئی، تعلیم و تزکیہ میں مشغول رہتے تھے اور اتنی دیر جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہوتی تھی جو حقیقت میں غفلت نہیں ہوتی تھی مگر آپ ﷺ اس کو غفلت شمار فرماتے تھے اور اس پر استغفار فرماتے تھے۔

(شرح مسلم ۲۱۲/۱)

سلوک کی انتہاء کے احوال

ایک اجازت یافتہ صاحب کا خط

الحمد للہ! اس وقت (حالت یہ ہے کہ) سلوک کے راستے میں کچھ شبہات محسوس نہیں ہوتے ہیں۔ آنحضرت قبلہ کے طفیل اس راستے کی انتہا جو کچھ اپنی ناقص فہم (سمجھ) میں آئی ہے وہ اصلاح کی غرض سے بے تکلف عرض کرتا ہوں امید کہ تکلیف فرما کر اصلاح فرمائی جائے گی۔ وہ یہ ہے کہ نفس کا مشاہدہ (یعنی مشاہدہ جیسے یقین) کا حاصل ہو جانا۔ باطن کی آنکھ میں اپنے اور دوسروں کے وجود کا فنا اور نہ ہونے کے برابر ہو جانا، دل کا بالکل یکسو ہو کر ذکر اور مذکور کی طرف متوجہ اور مائل ہو جانا، تمام تعلقات اور سارے خیالات وحالات کا باطن سے فنا و غائب ہو جانا، ہمیشہ بیدار اور فکر مند رہنا، اپنی اور دوسروں کی ذات بلکہ دو جہاں اور سارے غیر سے دل کا آزاد اور فارغ ہو جانا، رضا و تسلیم (اللہ تعالیٰ سے خوش رہنا اور سر جھکائے رہنے) کا عادی بن جانا اور تمام حالات اور سارے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی مشیت (چاہت) و مرضی پر دل اور زبان سے راضی اور خوش (رہنا ہے)۔ بس اپنی ناقص فہم کا خلاصہ عرض کر چکا۔

جواب خط

مَاشَآءَ اللّٰہ لیھنك العلم (آپ کو علم مبارک ہو) خوب سمجھ گئے اللھم ادم واقم (اللہ ہمیشگی عطا فرمائیں اور قائم رکھیں)۔

تلاوت کے وقت غلبۂ حال میں لفظ اللہ بلند آواز سے کہنا

حَالؒ: میں نے یہ لکھ دیا تھا کہ کبھی کبھی جب میں مناجات یا قرآن وغیرہ سن لیتا ہوں تو ایک وجدی کیفیت غالب ہو کر بلا تکلف لفظ اللہ بلند آواز سے نکل جاتا ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا "اس میں کیا حرج ہے کیا شبہ پڑ گیا؟" شبہ کچھ نہیں لیکن مجھے سنت کے خلاف لگا۔

تحقیقؒ: جو بغیر غلبۂ حال کے ہو وہ سنت کے خلاف ہے۔

تنگی معاش کے فکر کا علاج

حَالؒ: خادم کو نماز میں بہت پریشانی ہوتی ہے اور طبیعت نہیں لگتی ہے۔ معاش کی تنگی کی وجہ سے بھی ہر وقت اچاٹ (بیزار) رہتا ہے۔ خادم کو عشا کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ کی فرصت ہے آرزو ہے دل کی یکسوئی کے لئے

کوئی دعا ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: میری کتاب "اکسیر فی ثبات التقدیر" کا غور سے مطالعہ کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔

مسلمانوں سے ہمدردی

حال: مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا رنج کسی وقت دل سے دور نہیں ہوتا ہے۔ کتنی ہی کوشش کرتا ہوں مگر سکون نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس سکون کا مطلب تو یہ ہے کہ (مسلمانوں کی تباہی و بربادی) کا رنج نہ ہو۔ اس لئے ایسا رنج تو مطلوب ہے اور سکون بیدردی ہے۔

ذوق و خشوع کا مختلف الوان (مختلف رنگوں والا) ہونا

حال: جب سے غلام یہاں حاضر ہوا ہے تو نماز میں وہ حضور و خشوع نہیں جو پہلے تھا اور ذکر و شغل کا بھی یہی حال ہے مگر ہاں ذکر میں ذوق ہے اگر چہ پہلے جیسا نہیں ہے خشوع و ذوق کے نہ ہونے کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔

تحقیق: ذوق و خشوع تو ہے مگر خود اس کے الوان (رنگ) مختلف ہیں۔ کسی ایک خاص قسم کے نہ ہونے سے خشوع و ذوق کا نہ ہونا لازم نہیں آتا۔

حضور دائمی ہونا

حال: آج کل ایک ایسی حالت ہے کہ جس کو میں لکھ نہیں سکتا ہوں مگر اتنا ضرور لکھ سکتا ہوں کہ کسی وقت غیبت نہیں ہوتی ہے۔ ہر وقت حضور رہتا ہے۔ اسی وجہ سے بدن میں قوت ہوشیاری پوری طرح نہیں رہتی بلکہ ضعف ہو جاتا ہے۔

تحقیق: غفلت عن الحق (اللہ تعالیٰ سے غفلت) کو غیبت کہنا اہل تصوف کی اصطلاح کے خلاف ہے اور اصطلاح کے خلاف میں کلام کرنا دھوکہ ہوتا ہے۔ موہم تلبیس ہے۔ یہ کہنا چاہئے کہ غفلت نہیں ہوتی ہے۔ بہر حال ایک نعمت عظمیٰ (بڑی نعمت) ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اسی وجہ سے بدن میں ضعف ہو جاتا ہے وغیرہ (کہنا کیسے صحیح ہے کیونکہ) حضور دائم کو ضعف میں دخل کس طرح ہے۔

آثار عبادت

حال: پہلے تو عبادت ہوتی ہے گنی چنی (تھوڑی سی) مگر اس کی بھی مثال بالکل پھل جھڑی کی سی ہوتی ہے

چھوٹنے کے بعد کچھ بھی نہیں۔

تحقیق: بالکل غلط مثال ہے کیونکہ اعمال کے ختم ہونے سے انکا اثر ختم نہیں ہوتا بلکہ جمع رہتا ہے تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نوکر جو کام کرتا ہے کام ختم ہو جاتا ہے مگر تنخواہ چڑھ جاتی ہے مگر دن یا مہینہ ختم ہونے پر ملے گی۔ جس اثر کو آپ مجتمع دیکھنا چاہتے ہیں وہ مقصود نہیں جیسے کسی مزدور کو ہر وقت سلفہ (تھوڑا سا تمباکو) نہ ملے تو وہ کہے کہ سب محنت ضائع جا رہی ہے۔

مایوسی کا علاج

حال: دو روز کی نماز مغرب وعشاء بھی غفلت کی وجہ سے قضا ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں نہایت رویا اور عرض کیا: اے خدایا! یہ کس معصیت (گناہ) کی سزا ہے۔ دوسری رات کو سویا تو یہ معلوم ہوا کہ غیب سے اس کا جواب ملتا ہے کہ "تیرے باطن کے تزکیہ (پاک کرنے) اور ترقی مراتب کے لئے ایسا کیا گیا۔" آنکھ کھل گئی خدا کی رحمت پر نظر گئی اور نہایت خوش ہوا۔

تحقیق: یہ جو کچھ وارد ہوا انکشاف سے بعض مصالح (مصلحتوں) وحکم (حکمتوں) واسرار (چھپے ہوئے رازوں) اور غلطیوں کا انکشاف ہے جو بلا اختیار ہو جائیں جس سے سالک کی ناامیدی کا علاج مقصود ہے کہ اس ناامیدی سے اعمال میں تعطل اور احوال میں ناشکری ہونے کا گمان ہوتا ہے اس لئے اس انکشاف کی اس نعمت پر شکر کرنا چاہئے اور اس کا مطلب سستی کی اجازت نہ سمجھنا چاہئے۔

حال: اپنے ناقص افعال واعمال کی طرف ہمیشہ خیال رہتا ہے اسی سوچ میں رہتا ہوں کہ کب تک پوری اصلاح ہوگی۔ کبھی تو مایوسی (ہو جاتی ہے اور) کبھی امید (ہوتی ہے) یہ دو حالتیں ہر وقت موجود رہتی ہیں مگر مایوسی غالب رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر وقت ایک پریشانی لگی رہتی ہے اور سارے اعضاء سست ہو جاتے ہیں اس ناچیز کی طرف حضور کی خاص توجہ فرمانے کا امیدوار ہوں۔ ؎

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترجمہ: "مٹی جن کی نظر سے سونا ہو جائے ــــــ کاش کہ ان کی نظر ہم پہ ہو جائے۔"

تحقیق: میں تو متوجہ ہی ہوں مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ (آپ سے) اصلاح کی حقیقت سمجھنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے ورنہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر تو مایوسی ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ آپ اس کی حقیقت لکھئے تا کہ اس میں جو غلطی ہو اس کو بتاؤں۔

طبعی اور عقلی چیزوں میں فرق

حَال: منکرات (ممنوع اور بری باتوں) سے جو عقلی اور شرعی طور سے بچا جاتا ہے یعنی عقل اور شریعت کی وجہ سے بچا جاتا ہے طبیعت کی چاہت کی وجہ نہیں (بچا جاتا ہے) جیسے کھانے پینے کے کہ طبیعت ہی چاہتی ہے لہٰذا حضور والا سے سوال ہے کہ کبھی منکرات طبعا بھی برے ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جَواب: (کبھی طبعا بھی برے) ہو جاتے ہیں۔

سُوَال: اگر طبعاً برے ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں یہ طبعاً برا ہو جانا ہے یا نہیں؟

جَواب: کمال ہے مگر مامور بالتحصیل (اس کے حاصل کرنے کا حکم) نہیں (دیا گیا ہے)

سُوَال: پہلی صورت اس کے حاصل کرنے کا طریقہ کیا جائے؟

جَواب: جب اس کے حاصل کرنے کا حکم ہی نہیں ہے تو اس کے حاصل کرنے کا بھی کوئی طریقہ نہیں صرف خدا تعالیٰ کا فضل ہے اس کے لئے دعا کرنا محمود (پسندیدہ) ہے۔

اتباع سنت

حَال: جب میں نماز کے بعد دنیا کے لئے دعا مانگتا ہوں تو خداوند تعالیٰ کی عظمت و جبروت ((ایسی طاری ہوتی ہے کہ) شدید ضرورت کے باوجود دنیوی حاجت کے لیے دعا نہیں مانگی جاتی ہے باوجودیکہ چاہتا ہوں کہ جوتے کا تسمہ بھی اسی سے طلب کرنا چاہئے۔

تحقیق: اتباع کے قابل وہ کیفیت ہے جس کے غلبہ کے وقت اس کی ضد یاد نہ ہو اور جب اس کی ضد بھی مستحضر ہو اور وہ اقرب الی السنۃ (سنت کے زیادہ قریب) ہو تو وہ وجدانیات (محسوس و معلوم ہونے والی چیزوں) کے اتباع سے سنن کے اتباع کو ترجیح و تقدیم ہے۔

آثار شیطانی

حَال: باجہ کی آواز سے جو مکان کے دروازے کے سامنے سے اکثر بارات وغیرہ جاتی رہتی ہیں (اس سے آتی ہے) خود بخود رونے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق: یہ شیطانی اثر ہے طبیعت کو اس طرف سے ہٹا لینا چاہئے۔

دینی کتابوں کے اثر کا مطلوب ہونا

حَال: عرض یہ ہے کہ حضور والا کی تحریر کے مطابق ان کتب کا مطالعہ شروع کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے سمجھ میں تو سب کچھ آ جاتا ہے کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جو غور کرنے کے بعد بھی سمجھ میں نہ آئے لیکن حافظہ کی کمی ہے کہ مضمون پورا پورا یاد نہیں رہتا ہے۔ حضرت والا سے دعائے خیر کا طالب ہوں کہ خداوند تعالیٰ قوت حافظہ میں ترقی عطا فرمائیں۔

تحقیق: یاد نہ رہنا نقصان دینے والا نہیں بار بار دیکھنے سے جو اثر مقصود ہے وہ طبیعت میں پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ مضمون یاد نہ رہے۔

حَال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے مواعظ کا مطالعہ بہت کرتا ہوں لیکن مضمون بہت کم یاد رہتا ہے۔

تحقیق: (مضمون کا یاد نہ رہنا) نقصان دہ نہیں کیونکہ اس کا اثر باقی رہتا ہے جس طرح یہ تو یاد نہیں رہتا کہ میں نے کس وقت کیا کھایا تھا مگر ان غذاؤں کا جو اثر ہے یعنی قوت وہ باقی رہ جاتی ہے۔

استقامت کے آثار

حَال: سلام کے ہدیہ کے عرض ہے کہ بعد دوسرے اوراد کے علاوہ دلائل (الخیرات) کا ورد پورا ہوتا رہتا ہے۔ طبیعت میں استقامت نہیں ہے۔ حضرت اس کے لئے دعاء اور خاص ہدایت مناسب فرمائیں۔ حزب البحر و دعائے مغنی وحزب الاعظم تینوں کی یا تینوں میں سے کسی کی اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں۔ طبیعت نفی اثبات کے مقابلے میں مسنون دعاؤں میں زیادہ لگتی ہے۔ باقی بندہ کے حق میں بہتر وہی ہے جو حضرت ارشاد فرما دیں گے۔ خادم نے اس تاریک شہر میں کبھی کبھی امر بالمعروف (نیکیوں کا حکم) کرنا شروع کر دیا ہے دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ اخلاص اور قبولیت مرحمت فرمائیں۔

تحقیق: اوراد و اذکار کا پورا ہوتے رہنا یہ خود استقامت کی علامت ہے چونکہ استقامت کے اور بھی مراتب ہیں جو ابھی حاصل نہیں (ہیں) ان مراتب کے نہ ہونے پر استقامت نہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش　　　　که انچہ ساقی ماریخت عین الطاف ست

ترجمہ: ''گدلی یا صاف شراب کی تجویز کا ہم کو حق نہیں ہے جو کچھ مل جائے باطنی تربیت کے لیے وہی بہتر ہے اور ساقی کی مہربانی ہے۔''

(یعنی استقامت کے کئی درجہ ہیں جو بھی ہمیں مل گیا اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے جو درجہ نہیں ملا اس کی فکر میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ جو مل گیا وہ اس کی عین مہربانی ہے ہمارا تو یہ بھی حق نہیں ہے اس لیے اس ملنے نہ ملنے کی فکر نہیں کرنی چاہیے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار رہنا چاہیے۔)

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

ترجمہ: ''مصیبت ہوتی اگر یہ بھی نہ ہوتا۔''

میری رائے میں تربیۃ السالک کا غور اور تکرار کے ساتھ مطالعہ ضروری ہے حزب اعظم کو ان دونوں پر ترجیح ہے۔ موجودہ حالت میں مسنون دعاؤں اور تلاوت قرآن میں وقت صرف کرنا زیادہ فائدہ مند ہے۔ (ذکر) نفی و اثبات کا وقت بھی اسی میں صرف کر دیا جائے۔

مایوسی کا برا ہونا

حال: مجھے اس حالت سے یہ بھی ڈر ہے کہ نعوذ باللہ میرا خاتمہ اسی ڈر اور ناامیدی پر نہ ہو۔

تحقیق: عقلی ناامیدی بری ہے یعنی یہ اعتقاد ہو جائے کہ مجھ پر ہرگز رحمت نہ ہوگی اور موجودہ حالت ایسی نہیں۔

خالق سے مخلوق کا ڈر طبعی طور پر زیادہ ہونے کی وجہ

حال: صرف یہ خیال ہے کہ نظر روکنے کے وقت یا کسی اور گناہ سے روکنے کے وقت حضور کا حق تعالیٰ کے ڈر کی طرح ہوتا ہے بلکہ حضور والا کا ڈر قلب میں زیادہ ہوتا ہے کہ اگر حضور کو معلوم ہوا تو بہت ناخوش ہوں گے اگر پتہ نہ دیا تو پھر بھی مصیبت سے پھر اصلاح کیسے ہوگی۔ پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ شرک نہ ہو۔ حضور سے یہ عرض ہے کہ اس میں احقر کی جو غلطی ہے اس کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: مخلوق کا ڈر خالق سے طبعی طور پر زیادہ ہونا برا نہیں کہ غیر اختیاری ہے اور عقلی اور اعتقادی طور پر زیادہ ہے اور آیت ﴿لانتم اشد رهبة فی صدورهم ورهم من الله﴾ کا یہی مطلب ہے طبعی طور پر زیادہ ہونے کی تین وجہیں ہیں ایک یہ کہ مخلوق محسوس ہے اور حق تعالیٰ محسوس نہیں اور طبعی طور پر حاضر کا اثر غائب سے زیادہ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ مخلوق سے معاف کرنے کی امید کم ہے اور خالق سے زیادہ تیسرے یہ کہ مخلوق کی نظر میں ذلت پسند نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں ذلیل ہونا پسند ہے۔

حقوق العباد کا فکر ہونا

سؤال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ اگر کسی کو دل سے حقیر سمجھا یا کسی پر حسد کیا یا اور کوئی برے اخلاق جس کا

تعلق دوسرے سے ہو اس کا ارتکاب دل سے لیا لیکن ہاتھ اور زبان سے کوئی غلط نہیں کیا تو یہ بھی حقوق العباد میں داخل ہے اور اس کو بھی معاف کرانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا اس لئے یہ حقوق العباد نہیں ہوئے صرف اللہ تعالیٰ سے توبہ آئندہ کی اصلاح کافی ہے۔

حال: اب کیفیت عرض کرتا ہوں کہ کبھی بہت خوف محسوس ہوتا ہے خصوصاً مراقبہ کے وقت اور طبیعت بہت گھبراتی ہے اور ایسا جی چاہتا ہے کہ ابھی چلا جاؤں اور حقوق العباد سے چھٹکارا (حاصل) کر کے آؤں لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کس کس مشکل سے یہاں آنا نصیب ہوا اور یہیں کی وجہ سے یہ چاہت پیدا ہوئی ہے اور جا کر معلوم نہیں کب چھٹکارا ملے یہاں تین ماہ اور رہ جاتا تو کچھ پختگی آ جاتی۔ (یہاں سے) جانے کو جی نہیں چاہتا یہاں سے جانا گو جنت سے علیحدہ ہونا ہے۔

تحقیق: عزم چونکہ حقوق کے ادا کرنے اور پورا کرنے کا ہے اس لئے یہاں رہنے کی وجہ سے اس میں جو وقفہ ہوگا نقصان دہ نہیں اور جن حقوق کی صفائی بذریعہ خط یا وکیل کی ہو سکے اس میں وقفہ کی بھی ضرورت نہیں۔

حال: ملخصاً۔ ایک دوست کے بچے میری نگرانی میں پڑھتے ہیں وہ ان کے لئے خرچ بھی دیتے ہیں۔ میں نے انتہائی احتیاط پر عمل شروع کیا کہ حساب میں ایک پیسہ کی غلطی نہ ہو مگر خرچ کے مشترک ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکا اور جدا انتظام بھی ممکن نہ ہوا پھر ایک مناسب رقم کھانے کی مقرر کر لی وہ رقم اتنی ہے کہ یقیناً ان کا کچھ بچتا ہی ہوگا اگر چہ میں ان بچوں کی راحت و رغبت کا ہر طرح خیال رکھتا ہوں مگر میری دلی چاہت کے مطابق اس میں کامیابی نہیں ہوئی اور رخصت پر عمل کیا جس پر وہ دوست دل سے راضی بھی ہیں۔

تحقیق: عزیمت اور رخصت (کسی چیز کا اعلیٰ اور ادنیٰ) دو درجے وہاں ہوتے ہیں جہاں صاحب حق یہ دو درجے خود مقرر کرے۔ اور جب ان دوست کی طرف سے یہ تقسیم نہیں ہے تو جس کو آپ رخصت سمجھے ہیں وہ عزیمت ہی ہے۔

تمکین کے آثار

حال: حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم السلام علیکم۔ کمترین ہاتھ باندھے عرض کرتا ہے کہ (بندہ) حضور والا کے فرمان کے مطابق ظاہری اور باطنی اعمال کا پہلے سے اب زیادہ اہتمام رکھتا ہے اور چند امور کی پابندی تو

بہت دنوں سے کر لی ہے۔ (وہ یہ ہیں کہ) کم بات کرنا، لوگوں سے کم میل جول کرنا، تنہائی اختیار کرنا۔ اس لئے کہ میرے ذمہ کوئی دنیاوی کام نہیں جو ان کی ضرورت پڑے اگر کبھی آزمائش پیش آ جاتی ہے تو اس کا نقصان محسوس ہوتا ہے۔ حضور اس عریضہ کے جواب آنے کے بعد یہ سب وخیالات کم ہوگئے حاضری کے بعد دو مرتبہ سخت وحشت ہوئی مگر پھر حضور کی عنایت سے طبیعت سنبھل گئی۔

اب موجودہ کیفیت یہ ہے کہ ذکر اللہ کے وقت کبھی تو ایسی حضوری ہو جاتی ہے کہ گویا دیکھ رہا ہوں اور نہایت ادب اور خشوع وخضوع سے (اللہ تعالیٰ کے) سامنے ذکر کر رہا ہوں اور اپنی ناکامی عرض کر رہا ہوں اور کبھی مشاہدہ (اللہ تعالیٰ کو دیکھنے) کی سی حالت نہیں رہتی ہے مگر دل کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا خیال گھیرے رہتا ہے اور اللہ ''حاضری اللہ ناظری اللہ معی'' کا تصور کرنے سے پھر وہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ چونکہ عمر کا اکثر حصہ گزر گیا اور اب جو باقی ہے وہ ضعف وناتوانی کا ہے اور اس پر مزید امراض بھی ہیں۔ محنت بھی جیسی (ہونی) چاہئے نہیں کر سکتا (ہوں)۔ اپنی حالت پر سخت افسوس رہتا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا نہ لوگوں سے ملنے کو جی چاہتا ہے نہ کھانے پینے میں مزہ آتا ہے۔ طبیعت ہر وقت مغموم رہتی ہے۔ اس غلام کو پورا اطمینان ہے کہ حضور میرے حال پر بہت شفقت اور عنایت سے توجہ فرمائیں مگر میرے میں ہی استعداد نہیں ہے ورنہ اب تک کی اصلاح ہوگئی ہوتی۔

رمضان شریف میں خشکی بڑھ گئی بواسیر کے مرض میں زیادتی ہوگئی۔ یہ خیال ہوا کہ رمضان شریف کے بعد علاج اور مرتب غذا وغیرہ کے استعمال سے صحت حاصل ہو جائے گی۔ مگر ابھی تک مرض میں ترقی ہے کوئی صحت نہیں۔ دعا کے لئے عرض کرتا ہوں گھی اور دودھ وغیرہ کا استعمال رکھتا ہوں اور دوا بھی استعمال کرتا ہوں۔ کل سے حکیم ہاشم صاحب سے علاج کرانے کا ارادہ ہے کئی روز ہوئے ذکر کی حالت میں قلب پر اس صورت کا نقش محسوس ہوا اور اس کے آس پاس سفید نقوش تھے خواہ حروف ہوں یا اور کچھ مگر کمترین نے بالکل التفات نہیں کیا۔ چند منٹ میں زائل ہوگیا۔

صورت نقش (اس میں نقوش)

حضور نے تعلیم الدین میں تحریر فرمایا ہے کہ صاحب تلوین (مختلف الحال آدمی آدمی غیر مستقل حال والا) ابھی راستہ میں ہے۔ حضور پھر مجھے بھی پہچانئے کب تک راستہ میں پڑا رہوں۔ دس بارہ سال ہوگئے جب کمترین نے اپنے حالات عرض کئے تھے تو جواب ارشاد ہوا تھا کہ یہ سب تلوین ہے پھر تمکین ہوگی مگر (تمکین ہونے کا) وقت معین نہیں۔ اب تو آستانہ پر پڑا ہوں کبھی تو اصلاح ہو جائے گی نا امید از رحمت شیطاں بود (ترجمہ:) ''اللہ

تعالیٰ کی رحمت سے شیطان نا امید ہوتا ہے۔'' جب یہ مصرع یاد آتا ہے تو اپنی ناامیدی سے توبہ کرتا ہوں اور پھر امید باندھتا ہوں اور اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام لینے کی اور اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمائی ہے یہی کیا کم فضل واحسان ہے۔ ۲۴ ہزار اسم ذات کا ورد رکھتا ہوں جب سے حاضر ہوا ہوں کبھی زائد بھی ہو جاتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ تمکین کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے اس مکتوب کے مضامین سے بہت مسرت ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن مقصود سے قریب ہوتا جائے گا۔ ؎

کوئے نومیدی مرد کامیدہا ست سوئے تاریکی مرد خورشید ہاست

ترجمہ: ''ناامیدی کی گلیوں میں کیوں رہتے ہو امیدیں بہت ہیں ــــ تاریکی میں نہ رہو آفتاب بہت ہیں۔''

باقی اہل طریق کے یہاں یہ بات طے ہے کہ طلب مقصود ہے وصول مقصود نہیں اس کی یہ تفصیل ہے کہ مقصود کے حصول کا قلب میں تقاضا نہ رکھے کہ یہ بھی حجاب پردہ ہے کیونکہ اس تقاضے سے پریشانی ہوتی ہے اور پریشانی یکسوئی اور تفویض (خود کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینے) کو منتشر کر دیتی ہے اور جمعیت وتفویض ہی وصول کی شرط ہے اس (بات کو) خوب راسخ کر لیا جائے کہ (یہ بات) سلوک کی روح ہے۔ یہ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کی عطا کردہ خصوصیات میں سے جس کو وقت کے مشائخ میں سے بہت کم نے سمجھا ہے۔

آثار عروج ونزول

حال: کمترین کے پوتا پیدا ہوا ہے اکثر بیمار رہتا ہے اس کی دادی نے تعویذ کے لئے مجھ سے کہا جناب مولانا ...... صاحب سے ایک تعویذ لے کر چلا راستہ میں خیال آیا کہ مسمّٰی کو چھوڑ کر اسماء کی توجہ کرنا اللہ تعالیٰ سے عرض کرو جو کچھ عرض کرنا ہے یہی الفاظ ہیں جو اس وقت تصور میں آئے تعویذ لا کر دے دیا اور کہہ دیا کہ ابھی رکھ دو۔ یہ واقعات اس لئے عرض کئے کہ ایسے مواقع میں کیا مناسب ہے اور کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ عروج کے آثار (میں) سے ہے اور نزول اس سے بھی اکمل ہے وہ یہ کہ ہمارا اتنا رتبہ نہیں جو مسمّٰی (نام والے یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف بغیر اسماء (نام) کے توجہ کرنے کے قابل ہوں اسی راز سے ''واذکر اسم ربك'' **ترجمہ:** ''کہ اپنے رب کے نام سے ذکر کرو'' فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اصلاح کی خدمت کی وجہ سے سلوک میں ترقی ہونا

سؤال: کل بروز منگل روانگی کا ارادہ ہے۔

جَوَابْ: خدا تعالیٰ کے سپرد۔

سُؤالْ: اس کے بعد اگر خدمت بابرکت میں خط بھیجوں تو کون سا خط شامل ہونا چاہئے۔ یہ

جَوَابْ: ہاں۔

سُؤالْ: یا اس سے پہلے والا۔

جَوَابْ: میرا یہ دل چاہتا ہے کہ آپ خدا کے بندوں کی کچھ دینی خدمت کریں کہ یہ خدمت بھی (اللہ تعالیٰ تک) پہنچے اور قریب ہونے میں مددگار ہے وہ خدمت یہ ہے کہ

اگر کوئی سچا طالب ہو اس کو اللہ کا نام بتا دیا کریں اور اگر وہ شوق رکھتا ہو تو اس کو داخل سلسلہ بھی کر لیا کریں۔ اس کی برکت سے سلوک میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوگی جیسے کسی طالب علم کو کتاب شروع کرا دینے سے اپنی استعداد بھی بڑھ جاتی ہے۔ باقی خدا تعالیٰ مالک و معین (مددگار) ہے۔

خشیت اور دل کی کمزوری کے آثار

حَالْ: ایک مشکل اور پیش آئی وہ یہ کہ مقبرہ میں زیارت کے لئے جب کبھی جاتا ہوں تو جب مقبرہ اور مردوں کا خیال کرتا ہوں تو اپنا کیا حال ہوگا اس خیال کے بعد ایسی حالت ہوتی ہے کہ بہت شدت کے ساتھ اندر سے چیخ آتی ہے اور بے ہوش ہونے کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اس وقت بہت برداشت کر کے ساتھ چیخ کو روکتا ہوں اور جی میں یہ خیال آتا ہے کہ لاؤ یہاں سے کسی جنگل کی طرف چلا جاؤں لوگوں کے پاس جا کر کیا کروں گا۔ اس وقت حضرت والا کو یاد کرنے سے ڈر لگتا ہے کہ یہ خیال اگر حضرت والا کو کسی طرح سے معلوم ہو جائے گا تو مجھ کو خانقاہ سے نکال دیں گے۔ اس کے بعد افسوس کے ساتھ چلا آتا ہوں کہ خدا جانے کب اس جنگل میں گھر کرنا پڑے کیا یہ وحشت دل کی کمزوری کی وجہ سبب سے ہے؟ اگر دل کی کمزوری ہے تو اس کا علاج بتلا کر سرفراز فرمائیں۔

تحقِیقْ: کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے اور کبھی اس کی وجہ خشیت مطلوبہ ہوتی ہے چند روز میں اس کا اندازہ ہو جائے گا۔ احتیاطاً دل کو قوت دینے والی چیز کا استعمال کر لیا جائے۔

نماز کی قبولیت کے آثار

حَالْ: جب بندہ رجب کے مہینہ میں تھانہ بھون میں آپ کی خدمت میں فیض حاصل کرنے کے لئے چھ روز ٹھہرا تھا بندہ نے وہاں آپ کی صحبت میں رہ کر آپ کے فیض کی بڑی برکت دیکھی ہے جو آج تک دوسرے شخص میں نہیں دیکھی ہے۔ یہ زبان بیان کرنے کے قابل نہیں ہے۔ پھر بھی اس لئے تحریر کرتا ہوں کہ آپ بندہ کو اس

معاملہ سے خبردار کردیں کہ یہ کیا معاملہ تھا جو بندہ نے دیکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب آپ فجر ومغرب وعشا میں جماعت کی نماز میں تلاوت قرآن میں کوئی سورت تلاوت کرتے تھے تو بندہ آپ کے پیچھے اگلی صف میں ہوتا تھا۔ قرآن کے جو کلمات آپ کی زبان سے نکلتے تھے وہ نور کے ٹکڑے بن کر سب مقتدیوں کے اوپر پھیل کر اوپر کو چلے جاتے تھے۔ بندہ نے بہت حافظوں کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں مگر ایسا معاملہ کسی حافظ کے پیچھے نہیں دیکھا۔

تحقیق: شاید حق تعالیٰ نماز وقرآن کو قبول فرما لیتے ہوں اگرچہ میں اس قابل نہیں۔

حال: بندہ کے دل پر ہمیشہ نماز میں جو وسواس گزرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو ایک سفید پتلا سامنے کھڑا نظر آتا رہتا ہے۔ اگر بندہ اس کی طرف خیال کرتا ہے تو نماز میں بے ہوشی ہو جاتی ہے اور اگر خیال نہ کیا تو وہ سامنے سے جاتا نہیں ہے جب تک نماز پڑھتا رہتا ہوں وہ اسی طرح نظر آتا رہتا ہے۔ اگر آنکھیں بند کرلوں تو نماز میں بے ہوشی ہو جاتی ہے اب یہ فرمائیں کہ اس سفید پتلا کے سامنے نظر آنے سے نماز میں تو کوئی خرابی نہیں ہے۔

تحقیق: نہ آنکھیں بند کرو اور نہ اس کی طرف توجہ کرو پھر نماز میں کچھ حرج نہیں۔ نہ اس کی تحقیق میں پڑو کہ وہ پتلا کیا ہے کئی احتمال ہیں۔

انس وہیبت کے آثار

حال: پہلے بندہ پر یہ حالت تھی کہ امید رجاء کی وجہ سے طبیعت پر سکون تھا اب دو تین ماہ سے یہ حالت ہے کہ خوف زیادہ ہے اور اکثر وقت طبیعت کانپتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آگ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

تحقیق: پہلی حالت انس کی تھی یہ ہیبت کی ہے دونوں حالتیں بلند (حالات میں) سے ہیں بلکہ دوسری حالت زیادہ مفید ہے۔

حال: حضور والا سے پہلے ڈر زیادہ رہتا تھا اگرچہ الحمد للہ اعتقاد تو تھا لیکن ڈرتا بہت تھا اور حضور کی عظمت غصہ والی لگتی تھی اور اب ڈر نہیں لگتا ہے اور ڈر نہیں ہوتا اور حضور کی عظمت شفقت والی لگتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ جا کر حضرت سے لپٹ جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے برداشت ہے کہ عقلی طور پر ایسا نہیں کروں گا۔ پس عرض ہے اللہ تعالیٰ سے پہلے خوف کم اور رجا کی امید قوی تھی اور اب اس کا الٹ ہے اور حضور والا سے پہلے خوف زیادہ اور اب اس کا الٹ ہے۔ یہ کیا حالت ہے اور یہ تغیر تبدل کیوں ہوا؟ اس میں تردد ہے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: دونوں کا سبب اللہ تعالیٰ کی پہچان میں ترقی اور زیادتی ہے مگر حق تعالیٰ کے کمالات غیر محدود وغیر متناہی ہیں لہٰذا انس وہیبت کی حالت آگے پیچھے پیش آتی رہے گی کبھی کبھی ایک ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا

ہے اس کے بعد ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے ہیبت ہوتی ہے پھر ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا ہے مگر پہلی انس والی تجلی سے مختلف ہوتی ہے اگر چہ فرق ہلکا سا ہو پھر ہیبت کی تجلی ہوتی ہے اور اسی طرح پہلی تجلی ہیبت والی تجلی سے مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ مخلوق کے کمالات محدود و متناہی میں معرفت (کے) ہوتے ہوتے ان کا احاطہ ہو جاتا ہے (یعنی وہ شمار میں آ جاتے ہیں) اور احاطہ کی خصوصیت عادی ہو جانا ہے اور عادی ہو جانے کی خصوصیت ہیبت کا کم ہو جاتا ہے۔

مقدمہ علاج کا فرض نہ ہونا

حَالؒ: ایک ذاکر نے مختلف قسم کے حالات لکھ کر علاج چاہا اس کا یہ جواب دیا گیا۔

تحقیق: علاج تو اس وقت ہو جب یہ حالات امراض ہوں یہ حالات تو خود بہت سے امراض نفسانیہ کی دوائیں ہیں جو بعد میں سمجھ میں آئے گا۔

دل کے سکون کا باقی نہ رہنا

حَالؒ: یہاں خانقاہ میں رہ کر تو وہ سکون قلب حاصل ہوتا ہے کہ شاید کسی بادشاہ کو بھی حاصل نہ ہو نہ گھر کا خیال آتا ہے نہ خط لکھنے کو جی چاہتا ہے، نہ خانقاہ سے باہر جانے کو جی چاہتا ہے، نہ یہاں کسی سے زیادہ ملنے کو طبیعت چاہتی ہے اور قلب میں ایک کیفیت اور توجہ الی اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) پیدا ہو جاتی ہے تہجد کبھی قضاء نہیں ہوتی مگر گھر جا کر یہ کیفیت آہستہ آہستہ بہت ہی کم ہو جاتی ہے اس کے باقی رہنے کی کیا صورت کی جائے۔

تحقیق: (اس کا باقی رہنا) عادۃً ممکن نہیں کسی کو ہوا بھی نہیں جو ہے غنیمت ہے ؎

در بزم عیش یک دو قدح نوش کن برو یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ''دور کی مجلس میں ایک دو پیالے پیو اور جاؤ —— ہمیشہ ملنے کی امید نہ رکھو۔'' (یہ کیفیات ہمیشہ نہیں رہتی ہیں اس لیے ان کے ہمیشہ رہنے کی تمنا نہیں کرنا چاہیے۔)

فرائض ونوافل میں خشوع کے فرق کی وجہ

حَالؒ: فرائض میں خشوع خضوع کم ہوتا ہے اور تہجد کی نماز میں بحمد اللہ اکثر خشوع ہوتا ہے۔ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ حضرت سلمہ اس کے متعلق چند کلمات تحریر فرما کر اطمینان فرما دیں۔

تحقیق: (آپ نے) فرائض میں خشوع کے کم ہونے اور تہجد میں (خشوع کے) زیادہ ہونے کے اسباب

دریافت فرمائے ہیں۔ ایسی باتوں کے اسباب اکثر طبعی ہوتے ہیں اور وہ بھی مختلف جو لکھنے میں نہیں آسکتے مثلاً فرض کے اوقات میں مشاغل کی زیادتی اور رات کے آخر میں ان کا یا ان واقعات میں لوگوں کی اطلاع کا ہونا اور اخیر شب میں اطلاع کا نہ ہونا یا فرائض میں سب لوگوں کا شریک ہونا جو لذت کو کم کرنے والا ہے اور تہجد میں تہجد پڑھنے والے کا اکیلا جدا ہونا جو لذت کو زیادہ کرنے والا ہے اسی طرح اور دوسری باتیں ہیں یہ باتیں غیر اختیاری ہیں اس لئے ان کے اسباب کی تلاش یا ان سے متاثر ہونا (سلوک کے) راستے کے خلاف ہے۔ اختیاری خشوع اگر چہ تھوڑا ہو غیر اختیاری خشوع اگر چہ زیادہ ہو پہلا (یعنی اختیاری خشوع) کیونکہ اس کا حکم ہے (اس لئے یہ) دوسرے (یعنی غیر اختیاری خشوع) سے کئی درجے افضل ہے۔ آپ کی خاطر سے یہ لکھ دیا ہے ورنہ جواب یہ تھا کہ یہ سوال غیر ضروری ہے۔

اختیاری امور کا علاج کے قابل ہونا نہ کہ غیر اختیاری امور علاج کے قابل ہوتا ہے

حَالؔ: احقر کا ایک عیب یہ ہے کہ کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھتا ہے اور اس کی علامات چند طریقے سے ظاہر ہوتی ہیں۔

❶ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب نظر آئے اور بندہ اس کا مرتکب نہیں تو دل میں اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کا خطرہ (خیال) گزرتا ہے۔

❷ اگر اس شخص کو اس گناہ سے منع کرتا ہوں تو تیز زبان سے منع کرتا ہوں۔

❸ کبھی ان کو دیکھنے سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔

❹ ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ عام آدمی جو نماز وغیرہ شریعت کے احکام کے پابند نہیں اور عام طور پر گناہ میں مبتلا ہیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔

❺ ان کے ساتھ اپنے سے بڑا اور اچھا جیسا نرمی اور تعظیم کا برتاؤ نہیں کرتا ہوں۔

❻ ایک علامت اپنے کو اچھا سمجھنے کی یہ پاتا ہوں کہ اگر کوئی میری تعریف کرے اور وہ کہے کہ تم مجھ سے اچھے ہو تو اس وقت اس کی بات کے رد کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ نہیں صاحب آپ کو کیا پتہ میرے اندر بڑے بڑے عیب ہیں آپ مجھ سے بہت اچھے ہیں میں بہت خراب ہوں آپ کے پیر کی خاک کے برابر ہوں لیکن دل کی حالت اس قول کے مطابق نہیں پاتا بلکہ کبھی ایسا لگتا ہے کہ فقط زبان ہی سے کہہ رہا ہوں۔ حضرت والا احقر کے ان امراض کا علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: ان علامات کے متعلق الگ الگ لکھو کہ ان میں کیا کیا اختیاری ہیں اور کیا کیا غیر اختیاری اور یہ لکھو کہ اختیاری کا ترک بھی اختیاری ہوتا ہے یا نہیں اور یہ لکھو کہ کیا غیر اختیاری کا علاج ضروری ہے؟

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو درج ذیل ہے

حال: ❶ پہلی علامت کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب نظر آئے اور بندہ اس کا مرتکب نہیں تو دل میں اپنے کو اچھا سمجھنے کا خطرہ گزرنا یہ غیر اختیاری ہے۔

❷ دوسری علامت اگر ایسے شخص کو گناہ سے منع کرتا ہے تو تیز زبان سے منع کرتا ہے یہ اختیاری ہے۔

❸ تیسری علامت کبھی ایسے شخص کو دیکھنے سے نفرت سی معلوم ہوتی ہے یہ غیر اختیاری ہے۔

❹ چوتھی علامت عام آدمی جو نماز وغیرہ شریعت کے احکام کے پابند نہیں اور عام طور پر گناہ میں مبتلا ہیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ غیر اختیاری ہے (یعنی ان کو دیکھ کر دل میں جو حقارت آ جاتی ہے)۔

❺ ان کے ساتھ اپنے سے بڑا اور اچھا جیسا نرمی اور تعظیم کا برتاؤ نہ کرنا یہ اختیاری ہے۔

❻ چھٹی علامت دوسرے کی بات رد کرنے کے لئے یہ کہنا کہ نہیں صاحب آپ کو کیا پتہ میرے اندر بڑے بڑے عیب ہیں آپ مجھ سے بہت اچھے ہیں میں بہت خراب ہوں آپ کے پیر کی خاک کے برابر ہوں لیکن دل کی حالت اس قول کے مطابق نہ پانا یہ غیر اختیاری ہے۔

جو بات اختیاری ہوتی ہے اس کا ترک بھی اختیاری ہے اور جو بات غیر اختیاری ہے اس کا علاج ضروری نہیں ہے اس لئے کہ غیر اختیاری امور میں مواخذہ نہیں ہوگا۔

اب بندہ کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ جتنے عیوب اختیاری ہوں گے ان کا دفع کرنا بھی اختیاری ہوگا لہٰذا ان کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے ان کا مقابلہ کیا جائے اور امور غیر اختیاریہ کے پیچھے ہی نہیں پڑنا چاہئے۔ احقر کے جوابات میں اور اس سمجھ میں اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو ہدایت فرمائی جائے۔

تحقیق: ٹھیک ہے اتنے اضافہ کی اور ضرورت ہے کہ امور غیر اختیاریہ کی چاہت پر عمل کرنا کبھی برا ہوتا ہے اور اختیاری ہوتا ہے اس کو اختیار سے چھوڑنا بھی واجب ہے۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تر تعریف، حمد و ستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے اپنے عاشقوں کے لئے اپنے جلوہ میں سکون وراحت رکھی اور اسی تمنا سے ان کے دلوں کو معمور فرمایا کہ ان کے دن رات اسی کے شوق لقاء اور تمنائے دیدار میں گزرتے ہیں اور اسی کی تجلیات کے پرتو میں وہ قرب الٰہی کی منازل طے کرکے تازیست سیرالی اللہ سے آگے سیر فی اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور درود وسلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو سارے عاشقوں کے سردار، زاہدوں کے مونس وغمخوار اور عابدوں کے مددگار ہیں اور آپ ﷺ کی آل واولاد اور تمام صحابہ، تابعین اور علماء اصفیاء وصلحاء شہداء پر کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ظاہر و باطن کی بقا واستحکام کا انتظام فرمایا۔

امابعد! شریعت کے علوم دو قسم کے ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی علوم۔ باطنی علوم کے حصول کے بغیر ظاہری علوم سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جو شخص علوم ظاہری سے متصف ہو لیکن عمل کا کورا ہو جو علوم باطنی کے عدم حصول کا نتیجہ ہے تو یہ شخص ایسا ہے جیسے ایک نابینا آدمی ہو اور اس کے ہاتھ میں قندیل (لال ٹین) ہو تو اس کی روشنی سے لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ خود سے اس استفادہ سے محروم ہے۔

تصوف وسلوک اسی ظاہری و باطنی علوم کے امتزاج کا دوسرا نام ہے جو اصطلاح میں طریقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ علمائے تصوف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی طرف بلاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں معرفت اللہ کی طرف بلانا کہتے ہیں۔

اس معرفت اللہ کے راستے میں دو چیزیں ہیں ایک اچھی صفات جیسے تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت، تواضع و انکساری تعلق مع اللہ کا حصول ضروری ہے دوسرے بری صفات جیسے عجب، کبر، بے صبری، ناشکری، قناعت کا نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی رکاوٹوں سے بچنا ضروری ہے۔ مطلوبہ اشیاء کے حصول اور غیر مطلوبہ سے بچنے کے لئے نفس کو جس اصلاح وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس حیلہ بہانے سے نفس کو سدھارنے کی ضرورت پڑتی ہے علمائے سلوک ان ہی درپیش مشکلوں کا حل ہر سالک کی استعداد کے مطابق بتاتے ہیں تاکہ حصول الی اللہ آسان ہو جائے یہی اس فن کا مقصود وموضوع ہے۔

مشائخ اپنے اپنے زمانے میں اس زمانے کے اعتبار سے سالکین کی ارشاد و تربیت فرماتے رہے۔ گذشتہ صدی میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز ان ہی یکتائے زمانہ روزگار میں سے ایک فرید وحید ہیں جن کی مثال قریب کے زمانے میں ملنی بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد و تربیت میں جو مقام آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کو عطا فرمایا تھا وہ بالکل متقدمین (علماء) جیسا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ فن تصوف جو اپنی اصل بنیادوں پر باقی نہ رہا تھا آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے اس کو اس کی اصل بنیادوں پر زندہ فرمایا تو غلط نہ ہوگا (چنانچہ آگے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مقدمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی)۔

تصوف و سلوک میں حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ ایک بیش بہا خزانہ اور گرانقدر ذخیرہ ہے۔ ان میں سے ایک سلسلہ جو "تربیت السالک" کے نام سے شروع فرمایا وہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کہ ہر سالک کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ راہ سلوک میں پیش آنے والے نشیب و فراز قبض و بسط کی کیفیات، احوال و واردات کا ورود اور ذکر و شغل کے انوار و اثرات میں سالک کو اپنا دامن کس طرح سنبھالنا چاہئے اور ان حالات میں اپنے عمل اور اس کے اہتمام کو کس طرح باقی رکھنا چاہئے اور کسی خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ ہر قدم پر اصل مقصود پر نگاہ رکھ کر ان گھاٹیوں سے سلامتی سے کیسے گذر جانا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر اس کتاب کو تصوف کا مخزن معلومات (تصوف کا انسائیکلوپیڈیا) کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

لیکن یہ مفید و گرانقدر ذخیرہ آج سے سو سے کچھ کم سال پہلے کی اردو زبان میں ہے۔ وہ اردو زبان جو آج کل متروک ہو چکی ہے، حوادث زمانہ سے جس کے اسلوب بدل چکے ہیں اور اس کے ادب میں اچھی خاصی تبدیلی ہو چکی ہے مزید یہ کہ اس میں خط و کتابت سوال و جواب اور حال و تحقیق اکثر علماء کی ہے۔ ان میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ اہل علم کی ہے جس میں علوم و فنون کے قواعد و ضوابط، استعارے اور کنائے نیز علوم کی اصطلاحات اور ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی کے بے شمار الفاظ نظم و نثر کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کے لئے اردو میں عمیق نظر کا ہونا ضروری ہے نیز فارسی و عربی کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

ان وجوہات کی وجہ سے اس مفید ذخیرے (تربیت السالک) سے استفادہ کے لئے ضرورت تھی کہ اس کو سہل اور آسان زبان میں منتقل کیا جائے تا کہ راہ سلوک کے مسافروں کے لئے یہ مشعل راہ کا کام دے۔

میرے مخدوم و محترم شیخ حضرت واصف منظور صاحب رضی دامت برکاتہم کی جانب سے مجھے اس کام کی تسہیل کا پیغام مولانا رفیق صاحب زید مجدہ کی وساطت سے پہنچا۔ میرے لئے یہ خبر نوید مسرت سے کم نہیں تھی۔ چنانچہ میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ جس پر ارشاد ہوا کہ پہلے اس کو پڑھا جائے پھر علماء کرام سے اس کی تسہیل کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ بندہ نے اس کتاب کو پڑھا اور احباب سے رائے لی تو سب نے پسند فرمایا۔ پھر بندہ

حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ فہم سمجھ اور آسانی کی دعا بھی فرمائی اور بندہ کی درخواست پر مزید تسلی کے لئے شفقت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھ کر دی۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت کی دعاؤں کے سائے میں یہ کام شروع ہوا۔ ابتداً جو تسہیل کرتا وہ حضرت کے حکم کے مطابق حضرت کو سناتا بھی رہا جس سے اطمینان رہا۔ گزشتہ رمضان (۱۴۲۶ھ) میں آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بھی اس سنانے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا دو ایک رات سن کر حضرت نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور سننے کے سلسلہ کو یہ فرما کر موقوف فرمادیا کہ "دیگ سے ایک دو چاول ہی دیکھے جاتے ہیں انشاء اللہ آئندہ بھی صحیح ہوگا۔" یہ حضرت کا اعتماد و دعا بندہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

اسی طرح دوران تسہیل ایک موقع پر حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہ (مدیر اعلیٰ رسالہ الصیانۃ) سے اس تسہیل کا ذکر کیا مولانا نے بھی اس کو پسند فرمایا۔

یوں میری بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود صرف اللہ کے فضل و کرم اور بلا استحقاق انعام و احسان سے یہ کام ابتدا سے انتہا کو پہنچا۔

آخر میں اپنے احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی معاملے میں بھی میری معاونت فرمائی خصوصاً فارسی اشعار کے تراجم میں جن احباب نے سعی و کوشش کی ان میں خاص طور پر پروفیسر محمد میاں صاحب جو "سحرآ فریدی" کے نام سے معروف ہیں ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود خاصہ وقت صرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب تمام مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر خاص و عام سب کے لئے مفید فرمائیں اور میرے لئے میرے مشائخ اکابرین اساتذہ والدین اہل و عیال اعزاء و اقرباء اور ساری امت مرحومہ کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائیں اور اس آلہ محض سیاہ کار کو بھی صرف اپنی عنایت و شفقت سے فائز المرام فرمائیں۔ (آمین)

بندہ ارشاد احمد فاروقی

عفا اللّٰہ عنہ، وعافاہ و وفقہ لما یحب و یرضاہ واجعل الاخرتہ.

خیرا من اولاہ واجعل خیر ایامہ یویلقاہ.

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام، برنس روڈ کراچی۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۲ نومبر ۲۰۰۸ء

تسہیل میں جوکام کیا گیا

- تمام عبارتوں کے قدیم طرز کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے سلیس اور آسان زبان میں نقل کیا گیا لیکن اس میں مفہوم کی پوری حفاظت کی گئی۔ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو عبارات دکھا کر ان سے مشورہ کا حصول بھی رہا۔
- وہ مشکل الفاظ جو فن تصوف کی اصطلاحات سے متعلق تھے ان کو بدلا نہیں گیا بلکہ ان کے آگے قوسین میں ان کی مختصرا وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ مشکل الفاظ کی جگہ ان کے ہم معنی متبادل الفاظ ذکر کئے گئے۔
- عربی فارسی عبارات کا ترجمہ کیا گیا نیز تمام عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا گیا اشعار کے ترجمے میں اردو کے محاورہ کا خیال رکھا گیا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عبارت سے جو مفہوم ہوتا تھا اس کو لکھا گیا ہے کہیں اشعار کا ترجمہ اشعار میں ہی کیا گیا ہے اشعار کے مفہوم کی وضاحت کے لیے مفتاح العلوم شرح مثنوی، خطبات حکیم الامت اور دیوان حافظ مترجم سے مدد لی گئی ہے اور کہیں کہیں سیاق سباق کے مطابق وضاحت بھی کی گئی ہے۔
- کسی مغلق عبارت کی وضاحت بھی مختصرا کر دی گئی ہے۔
- حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے جو مقدمہ تحریر فرمایا تھا اس کو تبرکا یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کی تسہیل نہیں کی گئی۔
- ابتدا میں فن تصوف کی اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے معانی کی فہرست بھی لکھی گئی ہے تاکہ اگر موقع پر کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو فہرست کی طرف رجوع کیا جا سکے۔
- عنوانات میں بھی تسہیل کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔
- جو حالات لکھے گئے تھے ان کو جس عنوان کے تھے اس عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا تھا اور ان میں خط کے ذریعے فصل کر دیا گیا تھا تاکہ ایک ہی صاحب کا حال نہ لگے بلکہ مختلف اصحاب کے احوال سمجھ میں آئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی خط میں بہت سے عنوانات کے احوال تھے ان کو مستقل عنوان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ تسہیل میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا اور خوبصورت خط کے ذریعے اس **فصل** کو باقی رکھا گیا تا کہ مقصود مفقود نہ ہو۔

- تسہیل کی وجہ سے کتاب ناگزیر طوالت اختیار کر گئی تھی اس لیے پہلی جلد کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا جس کی نشاندہی کے لیے حصہ نمبر ہر جلد کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ پہلی جلد ہی کے دو حصے ہیں مکمل دو جلدوں کا مغالطہ نہ ہو۔ چناں چہ ''جلد اوّل پہلا حصہ'' اور ''جلد اوّل دوسرا حصہ'' کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ باقی دوسری اور تیسری جلد الگ ہی رکھی گئی ہیں۔

تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنیٰ

(الف)

اِتّبَاع: فرمانبرداری، طاعت، پیروی کرنا۔
آثار: اثر کی جمع ہے، سنت رسول، صحابہ کرام کے اقوال وافعال یہاں علامات کے معنی میں ہے۔
احتمال: شک وشبہ، گمان۔
اَحْقَرْ: بہت ہی ذلیل۔لوگ تواضع کے لئے اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اِختلاج: دھڑکنا، بے چینی، عام طور پر دل کے دھڑکنے (گھبرانے) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اختلاط: لوگوں سے میل جول۔
اخلاق حمیدہ: اچھی اور عمدہ عادتیں۔فن تصوف میں تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
اِسْتِحْضَار: یادداشت، کسی چیز کو ذہن میں رکھنا۔
استقامت: مضبوطی، کسی بات پر مضبوطی سے قائم (جمے) رہنا۔
اِسم ذات: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللہ"۔
اِضطرار: بے چینی بے اختیاری۔
اِفاقہ: صحت، آرام، مرض میں کمی آنا۔
اِمالَہ: مائل کرنا، دوسری طرف پھیرنا، تصوف میں "کسی بری عادت کو اچھی عادت کی طرف پھیرنا۔"
امر: حکم، اللہ تعالیٰ کا حکم مراد ہے۔جمع اوامر۔
اَمرد: نوجوان لڑکا جس کا ابھی خط نہ نکلا ہو۔
اَنَانِیَّتْ: خودی، غرور وتکبر۔

اُنس: محبت و پیار، صوفیاء کی اصطلاح میں "بسط کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) جب ترقی کرتی ہے تو اس کو انس کہتے ہیں۔"

اِنْضِبَاط: مضبوطی، ڈھنگ، تعین "تصوف میں ہر کام کے لئے وقت مقرر کر کے اس وقت پر کام کرنا" جسے انضباط وقات کہتے ہیں۔

اَنْوار مِثالیه: سالک کو جو انوار ذکر و شغل کی وجہ سے روشنی، نور اور تپش وغیرہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اَنْوار خفیفه: وہ انوار جو سالک کے دل میں آتے ہیں۔

اِنْهِماك: مصروفیت و مشغولیت، گم ہو جانے کی کیفیت، تصوف میں "اللہ تعالیٰ کے دھیان میں مشغول ہو کر دوسری چیزوں سے گم ہو جانا۔"

الهام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں بات کا آنا۔ صوفیاء کے ہاں "اللہ تعالیٰ دل میں کوئی علم ڈال دیں خواہ ہاتف (غیبی فرشتے) کا کلام ہو۔"

(ب)

بَسْطْ: کشادگی، فراخی، صوفیاء کے ہاں "ذات حق کے لطف و فضل کے ورود سے دل کو جو سرور، راحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس پانچوں لطیفوں سے موافقت کر کے ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور ذوق و شوق سے عبادت میں متوجہ ہوتا ہے" اس کو بسط کہتے ہیں۔

بُعْدْ: دوری۔

(پ)

پاسِ اَنْفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سانسوں پر آگاہ رہے۔ جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جاتے ہوئے الا اللّٰہ کہے۔ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے۔

(ت)

تاویل: حیلہ، بہانہ، کسی بات کو ظاہری مطلب سے پھیر دینا۔

تَجَلِّی: چمک دمک، نور الٰہی تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے نور کا بندے پر پڑنا یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بندے کے ساتھ تعلق ہو جانا جیسے جب صفت رحمت کی تجلی جب بندے پر پڑتی ہے تو وہ

خوب رحم کرنے لگتا ہے وغیرہ۔

تجلی اسمائے مُتقابلہ: اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کے مقابل ناموں کی تجلی۔

تجلی ذاتی: اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔ ذات باری کا سالک پر منکشف ہونا۔

تدبیر: علاج، حکمت، تجویز۔

تَرَفُّعْ: غرور و تکبر۔

تَصَرُّفْ: دخل دینا، اختیار کرنا، استعمال کرنا، کچھ کا کچھ کر دینا۔ تصوف کی اصطلاح میں ''اپنی قوت ارادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توجہ، تصرف یا ہیئت کہلاتا ہے۔''

تَصَوُّفْ: علم معرفت، نفس کو پاکیزہ رکھنے کا راستہ (طریقہ) متاخرین علماء کے ہاں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہے۔

تصور شیخ: فن تصوف میں اس سے مراد شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل یا نگاہ میں رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔

تَضَرُّعْ: رونا، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

تَطْبِیقْ: دو چیزوں میں مناسبت پیدا کرنا، دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا۔

تعلیم: سکھانا، تعلیم و تربیت، تصوف میں ''شیخ کا مرید کی تربیت کرنا وغیرہ۔''

تَفْوِیْض: حوالہ کرنا، صوفیاء کے ہاں ''اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا'' سلوک کا ایک مقام۔

تلقین: تعلیم و تربیت، تعلیم کا ہم معنی ہے۔

تَلْبِیْس: دھوکہ، فریب۔

تَلْوِیْن: غیر مستقل مزاجی، رنگ برنگی حالت، مختلف الحال حالت۔ صوفیاء کے ہاں ''سالک کی حالت میں جو تغیر و تبدل آتا ہے (کہ حالت یکساں نہیں رہتی کبھی قبض کبھی بسط وغیرہ) اس کو تلوین کہتے ہیں۔'' اس کا مقام دل ہوتا ہے۔

تَمْکِیْن: مرتبہ، رتبہ، وقار و عزت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''یہ حالت تلوین کے بعد پیش آتی ہے جب سالک کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس تزکیہ خاص کر کے مطمئن ہو جاتا ہے تو شریعت کے ڈھانچے کا تابع اور حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے تو اس مقام کو مقام تمکین کہتے ہیں۔''

تنبیہ: خبرداری، نصیحت۔ آگاہی۔

توحید: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھنا۔

توحید شُہودی: سالک توحید شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توجہ کے ناقابل جانتا ہے اور ایک ہی ذات واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور اس کے علاوہ کی نفی کرتا ہے۔

توحید وجودی: سالک توحید وجودی میں سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود جان کر ہزار ہا بتوں کی پرستش کرتا ہے۔

(ج)

جاہ: مرتبہ، رتبہ، عزت، بزرگی، شان۔

جَمْعِیَّتْ: اطمینان، یکسوئی۔

جہلِ بَسْیِط:

جہلِ مُرکب: دوہری جہالت، جاہل ہونا اور خود کو جاہل نہ سمجھنا۔

(خ)

خاکسار: عاجز، متکلم اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔

خشوع: عاجزی، گڑگڑانا۔

خشیت: ڈر، خوف۔

خضوع: عاجزی، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

خِلْوَتْ: تنہائی، گوشہ نشینی۔

خلوص: سچا ہونا، ریاء سے پاک ہونا۔

خودرائی: اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا۔

(د)

دارومدار: انحصار، موقوف

دِلجمعی: تسلی، اطمینان، بے فکری۔ یکسوئی

(ذ)

ذکر: یاد، چرچا، زبان اور دل سے خدا کی یاد۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں سارے غیر اللہ کو بھول جائے اور حضورِ قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کر لے۔ جمع اذکار۔

ذکر اسم ذات: اللہ اللہ کا ذکر۔ جس کی صوفیاء کے ہاں کئی قسمیں ایک ضرب والا دوضرب تین ضرب والا وغیرہ۔

ذکر انحد: آنکھ بند کرے (سانس روک کر یا بغیر روکے) کلمہ والی انگلی کانوں میں زور سے ڈال کر بند کرے اس سے کان میں جو آواز پیدا ہوگی اس کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تا کہ غفلت نہ ہو۔

ذکر نفی اِثبات: لا الہ سے سب کی نفی اور الا اللّٰہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے اثبات کا ذکر۔

(ر)

رضا بالقضا: اللہ تعالیٰ کی مرضی و فیصلہ پر راضی رہنا۔

(ز)

زاری: رونا، عاجزی، محتاجگی۔

زجر و توبیخ: ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکی۔

زُھد: پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی۔

(ح)

حال: موجودہ زمانہ، حالت، کیفیت۔ صوفیاء کی اصطلاح کسی عجیب و غریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے اختیاری سے ہو وہ حال کہلاتا ہے۔

حجاب: پردہ، آڑ، تصوف میں ہر وہ چیز جو مقصود سے آڑ اور رکاوٹ ہو جائے۔

حسن پرستی: حسن کو چاہنا، حسین عورتوں کے پیچھے پڑے رہنا۔

حضوری، حضوری مع اللّٰہ: حاضری، قربت، نزدیکی۔ تصوف کی اصطلاح میں جب غیبت کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) سے ہوش آجائے تو حضوری کہلاتا ہے۔ غفلت جاتی رہے اور دل ہر

وقت ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے تو اسے حضور مع اللہ کہتے ہیں۔

حق الیقین: تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ السلوک صفحہ ۲۰۸)

(س)

سُکُرْ: نشہ، خمار، بے ہوشی، صوفیاء کے ہاں انوار غیب کے غلبہ کی وجہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیازی تجلی کا اٹھ جانا ''سکر'' کہلاتا ہے۔

سلطان الاذکار: ذکر کا ایک طریقہ ہے جس کی تفصیل ضیاء القلوب صفحہ ۲۶، ۲۷ پر ہے۔

سُلوك: راستہ چلنا، لوگوں سے معاملہ کرنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ کہلاتا ہے۔

سودا: جسم کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ وہ چار خلطیں یہ ہیں ① صفراء ② سودا ③ خون ④ اور بلغم۔

سوداوِیَّتْ: اس خلط کا دوسرے خلطوں پر غالب آنا ہے۔

سُوز و گُداز: درد، جلن، دل میں نرمی و درد کی کیفیت پیدا ہونا۔

(ش)

شجرہ: نسب نامہ، وہ کاغذ جس پر مورث اعلیٰ کی اولاد کا نام نسل بعد نسل لکھا ہوا ہو مشائخ کے ہاں شیوخ کا سلسلہ جو حضور ﷺ تک جا کر ملتا ہے۔

شرع، شریعت: متقدمین کے ہاں تمام احکام جن کا انسان کو حکم کیا گیا ہے خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں ان کو شریعت کہتے ہیں۔ بعد میں متاخرین (بعد والے علماء) کے ہاں ظاہری اعمال کا نام شریعت ہوگیا۔

شطحیات: وہ کلمات جو اللہ والوں سے بے اختیار شریعت کے خلاف نکل جاتے ہیں۔

شوخی: شرارت، چلبلا پن۔

شیخ (مشائخ): پیر، مرشد، بزرگ۔ جمع شیوخ، مشائخ۔

(ص)

صَحْوْ: ہوشیاری، بیداری، فن تصوف میں انوار غیب کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز کا لوٹ آنا

صحو کہلاتا ہے۔

صِدق: سچائی، تصوف میں دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا کوئی مطلب نہ ہو نہ دکھاوا نہ کوئی اور چیز ہو۔ اسی طرح ہر عمل کو تمام فرائض، واجبات سنن آداب و مستحبات کے ادا کرنے کو بھی "صدق" کہتے ہیں۔

(ط)

طالب: ڈھونڈنے والا، چاہنے والا، مرید، پیروکار۔

طریقت: "باطنی اعمال (پر عمل) کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔"

(ع)

عالم ملکوت: فرشتوں کا عالم، صوفیاء کی اصطلاح "میں عالم ارواح" کو کہتے ہیں۔

عالم ناسوت: دنیا کا عالم۔

عبدیت: بندگی، فرمانبرداری، غلامی۔

عُجب: تکبر، گھمنڈ، خود کو اچھا سمجھنا خود پسندی۔

عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔

عشق مجازی: دنیاوی انسانوں کا عشق، غیر اللہ کا عشق۔

علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت اور حقیقت کا پورا پورا علم۔ تصوف کی اصطلاح میں "حق سبحانہ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کو دیکھنے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔" (سالک) یہ سب اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔

عین الیقین: کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا آنکھوں دیکھا یقین "علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔"

(غ)

غَیبَت: غیر موجودگی، غیر حاضری، تصوف میں "کسی وارد کے دل پر آنے خواہ وہ صفات خداوندی کا غلبہ ہو یا ثواب و عذاب کا کچھ خیال ہو اور اس کے غلبے سے حواس بے کار ہو گئے اور اس کو کوئی خبر نہ رہی تو اس کو

غیبت کہتے ہیں۔"

(ف)

فِدوی: جانثار، تابع دار، عرضی پیش کرنے والا۔

فنا: ختم ہو جانا۔ صوفیا کے ہاں "اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب آ جائے کہ اس کو تعالیٰ کے علاوہ کی کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔"

فنافی اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ڈوب جانے کا مرتبہ (درجہ) اس کا مرتبہ فنافی الرسول کے بعد آتا ہے۔

فنافی الرَّسول: وہ مرتبہ جس میں سالک اتباعِ رسول کو اپنی طبیعت ثانیہ بنا لیتا ہے اور اپنی ذات کو حضور ﷺ کی ذات اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر و شکر ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فنافی الشیخ کے بعد آتا ہے۔

فنافی الشیخ: تصوف میں وہ مرتبہ جس میں مرید ہر وقت اپنے مرشد کے خیال میں ڈوبا رہتا ہے۔ یہ مرتبہ تصور کے بڑھ جانے کے بعد ہوتا ہے کہ سالک کو ہر چیز میں شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے۔

فنافی الفنا، فنائے فنا: یہ مرتبہ فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ سالک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو گم کرے نہ اپنی ذات سے واقف رہے اور نہ ہی اپنے غیر سے واقف رہے۔ اس کو فنائے حقیقی کہتے ہیں۔

(ق)

قبض: تنگی، تصوف میں "کسی مصلحت کی وجہ سے سالک پر واردات آنا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفس کی پریشانی پانچوں لطیفوں کو منتشر اور پریشان کر دیتی ہے" اس کو قبض کہتے ہیں۔

قُرْب: قریب ہونا۔ نزدیکی۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔

قدم بوسی: پاؤں چومنا۔

قِیاس: اندازہ، جانچ، اٹکل دو جملوں کو ملا کر کوئی نتیجہ نکالنا۔

(ک)

کِبر: بڑائی، تکبر۔

کرامت: خلاف عادت وہ بات جو کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری تابعداری کرنے والے سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔ جمع کرامات۔

کشف: کھلنا، ظاہر ہونا۔ تصوف میں ''موجودہ چیزوں کے وہ حالات جو سالک کی نظر سے ثابت ہیں خواہ ماضی، حال اور مستقبل کے ہوں اس پر ظاہر ہو جائے۔''

کَفَّارہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی گناہ کی سزا مقرر ہونا۔

(ل)

لطیف: باریک، نازک، نرم و ملائم۔

لطیفہ: اچھی چیز، انوکھا، عجیب، صوفیا کے ہاں جسم میں وہ مقام اور جگہ جو ذکر کرتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

لطائف سِتہ: جسم کے وہ مقامات جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

① لطیفۂ نفس: ناف کے مقام سے نقط اللہ نکالنا۔
② لطیفۂ قلب: جس کا مقام دل ہے۔
③ لطیفۂ روح: جس کا مقام سینہ میں دائیں طرف ہے۔
④ لطیفۂ سِر: جس کا مقام معدہ کا منہ ہے۔
⑤ لطیفۂ خَفِی: جس کا مقام پیشانی ہے۔
⑥ لطیفۂ اَخْفٰی: جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔

(م)

ماھیت: حقیقت، کیفیت۔

مُبتدی: شروع کرنے والا۔ ''یہاں وہ شخص جو سلوک کی راہ میں نیا ہو مراد ہے۔''

مُتَاخَرِّین: وہ عطاء جنہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ نہیں پایا یا جو تیسری صدی کے آغاز میں ہوں۔

متقدمین: وہ علماء جنہوں نے امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ پایا ہو یا جو تیسری صدی سے پہلے ہوں۔

نوٹ: یہ تفصیل فقہاء کی ہے بظاہر صوفیا کے ہاں بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان زمانوں کے صوفیا متقدمین اور متاخرین ہونگے۔

مَحْوْ، مَحْوِیّتْ: گم ہو جانے کی کیفیت بے خبری۔فن تصوف میں ''تقریباوہی معنی ہیں جو فنا کے ہیں۔''

مُراقبہ: مراقبہ ''رقوب'' سے نکلا ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ تصوف میں مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ ''کسی ایک مفہوم (خواہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں یا روح کا جسم سے بے تعلق ہونا ہو یا اس قسم کا اور خیال ہو اس) میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے دھیان میں نہ رہے۔''

مُراقبہ رُوئیت اللّٰہ: رویت کا معنی دیکھنا ہے۔ تصوف میں مراقبہ رویت یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور کرے (آیت) ﴿الم یعلم بان اللّٰہ یری﴾ (کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں) پر غور کرے اور اس غور کرنے پر اتنی ہمیشگی اختیار کرے کہ اس صورت کے دیکھنے پر ملکہ (مہارت وکمال) حاصل ہو جائے۔

مراقبہ معیت: (آیت) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورہ حدید: آیت ۴) کو معنی کے ساتھ تصور کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور کرے اور اسی خیال میں ڈوب جائے۔

مراقبہ موت: یہ تصور کرے کہ مجھ پر موت طاری ہو رہی ہے پھر نہلانے کفنانے اور دفنانے کا تصور کرے پھر منکر نکیر کے سوالات کا تصور کرے۔ غرض موت اور موت کے بعد والے احوال کا تصور کرے۔

مُراقبہ نایافت: یہ لطیفہ سری کا مراقبہ ہے جس میں لطیفہ سری کو خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھی جائے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ ذہن میں آئے اس کو بھی سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف مانے۔

مُرشِد: راہ نما، ہادی، یہاں پیر کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مُرطِبات: وہ دوائیں جو دماغ کو تر کرنے والی ہوں۔

مُستحضر: وہ بات جو ذہن میں ہو۔ کسی بات کو یاد رکھنا ذہن میں رکھنا۔

مسلك: راستہ، طریقہ، دستور۔

مُشاهده: دیکھنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''اللہ تعالیٰ کے نور کا نظارہ کرنا۔''

مَشِیْخَتْ: بزرگی، شیخ ہونا۔

مِصداق: وہ چیز جس پر کوئی معنی بولے جاسکیں جیسے حسن سیرت اس کو کہتے ہیں اور اس کا مصداق آپ ہیں۔

مطلوب: طلب کیا گیا، مانگا گیا، شیخ۔

مُلَقِّن: تلقین کرنے والا۔ تعلیم کرنے والا۔

مَلکۂ یادداشت: یاد رکھنے کی ماہرانہ صلاحیت۔ اس طرح یاد رکھنا کبھی بھول نہ ہو۔

مُناجات: سرگوشی، دعا، عرض، التجا، وہ نظم جس میں خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کرکے دعا مانگی جائے۔ دعائیں۔

مُنتھی: انتہا کو پہنچا ہوا، پورا، کامل یہاں وہ شخص مراد ہے جو سلوک کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔

مُنحصر: جس پر کوئی چیز موقوف ہو۔

مَنصب: رتبہ، عہدہ، رتبہ، خدمت۔

مُنطبق: برابر، موافق ٹھیک ٹھیک۔

میلان: توجہ، رجحان۔

(ن)

ناکارہ: بے کار، فضول۔

نُزول: اترنا، ٹھہرنا، تصوف میں ''سالک کا عروج کے بعد واپس اترنا''

نسبت: کسی چیز کی طرف منسوب ہونا۔ کسی چیز سے لگاؤ ہونا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''مقبولیت یا حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔''

نفس (کی حقیقت): انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اس کو نفس کہتے ہیں۔

نَھی: روک، منع کرنا۔ وہ حکم جو کسی کو کوئی کام نہ کرنے کے لئے دیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع کیا ہے وہ مراد ہیں۔ جمع نواہی۔

(و)

وَارِدْ: آنے والا۔ صوفیاء کے ہاں ''وہ حال جو ذکر و شغل کی وجہ سے آئے'' جمع واردات۔

وَجْدْ: صوفیاء کی اصطلاح ''کسی عجیب و غریب پسندیدہ چیز کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو وجد یا حال یا جذبہ کہلاتا ہے۔''

وجدان: جاننے اور معلوم کرنے کی قوت (باطنی حس، چھٹی حس)۔

وضع قطع: شکل و صورت۔

وظیفہ: وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے۔ یہاں روزانہ کے ذکر و شغل کے معمولات کو کہتے ہیں۔ جمع وظائف۔

تمہید

بتويب تربيت السالك و تنجية المهالك.

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا) نبوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے ''الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ'' (ترجمہ: کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔) حضرت حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند — نہ ہر کہ آئینہ مازد سکندری داند

ہزار نکتۂ باریک ترز موا یجاست — نہ کہ ہر سر بتر اشد قلندری داند

1. ہر چہرے کو آراستہ کرنے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ دلبری بھی جانتا ہو (جیسے) ہر شخص جو آئینہ رکھنے والا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سکندری بھی جانتا ہو۔
2. اس راستے میں ہزار نکتے بال سے باریک ہیں (اس لیے) ہر سر منڈانے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قلندری بھی جانتا ہو۔

(مطلب یہ ہے کہ جو شخص چار باتیں سیکھ لے وہ شیخ تھوڑی ہو جاتا ہے)۔ (خطبات حکیم الامت ۸/۳۷۶)

اس عہدہ کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اس عہدہ والے کے حق پر ہونے یا صرف حق پر ہونے کا دعویٰ کرنا معلوم ہو جاتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ طالبین کی استعداد اور (ان کے) مزاج کی خصوصیات پہچاننے میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ارشاد و تربیت کی شان مکمل طور پر ہو۔ مشائخ کی اونچی شان ان کی ارشاد و تربیت کی شان سے معلوم کی جاتی ہے اور خواص کے ہاں ان کے مشہور ہونے کی وجہ یہی ارشاد تربیت کی شان ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانے میں اس ارشاد و تربیت کی شان میں موجودہ تمام لوگوں پر فضیلت رکھتا ہو اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا؟ اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طریقہ ہے یا اس میں تبدیلی آگئی ہے۔ پہلی بات (کہ ان اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا) کے بارے میں عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے رسالہ ''آداب الشیخ والمرید'' قصہ نمبر (۱۴) میں تحریر فرماتے ہیں ''ضروری ہے کہ شیخ انبیاء کے دین

طبیبوں کی تدبیر (علاج) اور بادشاہوں کی سیاست سے آراستہ ہو (جب اس کے پاس یہ چیزیں ہوں تو) اب اس کو استاد کہا جائے گا۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کو پرکھے بغیر مرید نہ بنائے (یعنی بیعت نہ کرے) اور ''مواقیت'' میں ابراہیم دسوقی سے منقول ہے کہ ''اگر کوئی فقیہہ تمام عبارات اور تمام احکام کو بغیر کسی کمی کے پوری طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کو شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ ان عبادات اور احکام کو کمی یا کسی مرض وغیرہ کے ساتھ کرتا ہے تو پھر اس کو کسی (ماہر) طبیب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرے تا کہ اس کو شفا حاصل ہو۔ اسی وجہ سے تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو تنہائی میں رہنے اور مجاہدہ و مشقتیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ان اکابر کا (سلوک سے) مقصود صرف نفس کی اصلاح اور شرعی احکام کا اخلاص کے ساتھ کرنا ہے اور ممنوعہ باتوں سے بچنا تھا۔ شیخ اور مرید میں طبیب اور مریض کا تعلق تھا۔ اور اصلاح ایک مستقل فن تھا جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ شیخ کے شیخ ہونے کا دعویٰ بھی اسی وقت مانا جاتا تھا کہ جب وہ عبادتوں کے اسباب اور امراض (کو جانتا ہو اور) ان کے علاج سے پوری طرح واقف ہو اور (وہ) مرید کو ان باتوں کی تعلیم پر عمل کراتا ہو۔ اور ضرورت کے وقت سیاست (سزا و تنبیہ وغیرہ) سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان باتوں سے بے لگام (آزاد) نہ چھوڑتا ہو۔

آہستہ آہستہ ایسی تبدیلی آئی کہ یہ فن تقریباً مردہ ہوگیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ خواص کے خواص جو کہ مسند ارشاد (تربیت کے عہدہ) پر بیٹھنے والوں میں سے بھی اکثر اس فن کی حقیقت کو نہ جاننے لگے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول (طب) کے مطابق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھا ہونے کی کیا صورت (ہوگی)؟ کیونکہ رائی العلیل علیل (کہ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو)۔

اس لئے محققین مشائخ کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا تعلق بھی صرف اذکار و اشغال کی تعلیم میں ہی ہوگیا۔ مشائخ نے اپنے عہدہ کا فرض اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان (اذکار و اشغال) کی پابندی اور ان پر کیفیات اور احوال کے پیش آنے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا سمجھا اگرچہ باطن بری عادتوں کبر، حسد اور ریا وغیرہ جیسے برے اخلاق سے بھرا ہوا ہو حالانکہ کیفیات کا حاصل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ خاص طریقوں سے یہ باتیں تو فاسقوں (گناہ گاروں) بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت ہمیشہ جاری ہے کہ مردہ راستے کو زندہ کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء، علماء اور مجددین کو کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو کھڑا فرمایا ہے۔ ان (علماء و

مشائخ) میں ایک حضرت مجدد الملت محی السنّت قامع البدعت سیدی ومولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بلاشبہ آپ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی تربیت وارشاد کی شان پہلے مشائخ جیسی ہے۔ (آپ نے) تصوف کی اہم اور مختصر حقیقت بڑے زمانے کے بعد ایسی صاف اور واضح اور تفصیل سے بیان کر دی ہے کہ اس کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں رہی۔ میں (یہ بات) بلند آواز سے کہتا ہوں جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کرے۔ عیاں راچہ بیاں۔ (جو بات ظاہر ہو اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

اس طرح یہ مضامین تقریباً ساری کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں "تربیت السالک" خصوصیت کے ساتھ بے نظیر (الجواب) کتاب ہے۔ یہ کتاب متفرق رسالوں میں چھپ کر کبھی کبھی کافی عرصے سے شائع ہو رہی ہے۔ جس میں اصلاح وتربیت کے فن کا قیمتی خزانہ ہے۔ آج تک تربیت کے فن میں کوئی کتاب ترتیب نہیں دی گئی ہے جس میں (اس فن) تربیت کے اصول وفروع (بڑے چھوٹے تمام مسائل) لکھے گئے ہوں۔ سالکین کو پیش آنے والے ہر قسم کے حالات، سوالات اور حضرت نے ان کے بارے میں جو تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں جو حالات ہیں وہ کمی زیادتی کے ساتھ ہر شخص کی حالت کے مطابق ہو سکتے ہیں جس سے (آدمی) کو اپنا اچھا یا برا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

میرے خیال میں اس (کتاب) کا ہر مسلمان کے پاس ہونا بہت ضروری ہے مگر کیونکہ اس کے مضامین ایک دوسرے میں ملے ہوئے تھے (کہ ایک مضمون کی بات ایک جگہ نہیں تھی بلکہ ایک مضمون کی بات مختلف مضمون میں ملی ہوئی تھی) جس کی وجہ سے ایک قسم کی بات پوری طرح ایک جگہ جمع نہیں ملتی تھی اور جو چیز ایک جگہ جمع ہو اس کا نفع اس چیز سے جو ایک جگہ جمع نہ ہو ظاہر ہے کہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کی درخواست پر مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھری نے اس کتاب کو بہت ہی اچھے طریقے سے بابوں کی شکل میں تقسیم کر دیا ہے اور (اس طرح) یہ مجموعہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی کوشش قبول فرمائیں اور سارے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں اور حضرت (تھانوی) مدظلہم العالی کے فیوض وبرکات کو بہت دیر تک اس خیر وخوبی کے ساتھ جاری رکھیں۔ آمین

فقط

(از مولوی وصی اللہ عفی عنہ آستانہ عالیہ اشرفیہ تھانویہ کے خادموں میں سے ایک خادم)

نوٹ: قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ حضرت والا نے جو ذیقعدہ مہینہ کے (رسالے) تربیت السالک وتنبیہ الہالک) کے مقدمے کے آخر میں فرمایا ہے کہ جو مضامین امداد الفتاویٰ اس رسالہ (تربیت السالک) کے رنگ کے نقل کئے گئے ہیں ان کو (اس رسالہ

تربیت السالک میں) لکھنے کا ارادہ ہے۔ وہ مضامین بھی (رسالہ) التکشف سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

الحمد للہ! اب یہ مجموعہ ان تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

1. ایک تمہید جو احقر نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب کے مشورہ سے لکھی ہے۔
2. دوسرا خطبہ جو حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے۔
3. تیسرا اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ناظرین کی آسانی کے لئے نیچے دیئے گئے ابواب پر منقسم کر دی گئی ہے۔

مقدمہ، طریقت اور حضرت والا کی ارشاد وتربیت کی شان کی خصوصیات اور دوسری ضروری باتوں کے بیان میں ہے۔

پہلا باب: بیعت اور شیخ کی صحبت کے بیان میں۔

دوسرا باب: اخلاق حمیدہ کے بیان میں۔

تیسرا باب: اخلاق رذیلہ کے بیان میں۔

چوتھا باب: اعمال کے بیان میں۔

پانچواں باب: احوال کے بیان میں۔

چھٹا باب: ذکر و شغل کے بیان میں۔

ساتواں باب: خواب اور کشف کے بیان میں۔

آٹھواں باب: وساوس کے بیان میں۔

نواں باب: متفرق چیزوں کے بیان میں۔

خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الہالک

اما بعد الحمد والصلوۃ فقد قال اللّٰہ تعالٰی ﴿ولکن کونوا ربانیین الا به وهو الذی یری الناس﴾ بصغار العلوم قبل کبارها کما قال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه.

یہ آیت بناء تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے۔ جس کے مختلف ومتعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علما وعملا قریب قریب مفقود ہو رہی ہے۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے۔ باعتبار مقامات و احوال وافعال وآثار وارادات وخطرات کے۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے۔ اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین ومفیدین مبتلا ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا وہادینا، الحافظ الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما وعم برہما کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش و ہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اس لئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور ان کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کر لئے جایا کریں اور جب کچھ معتدبہ حصہ ہو جایا کرے وقتاً فوقتاً شائع کر دیئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کے لئے ایک نہایت بکار آمد دستور العمل تیار ہو جائے۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۹ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی سے دعائے اتم کرتا ہوں اور اس کا نام تربیۃ السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال و جواب کی شکل میں ہیں اس کی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال وتحقیق لکھا گیا ہے۔ اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیبہ میں نہ غموض ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاویٰ میں نقل ہونے کا التزام کیا گیا ہے۔ اور امداد الفتاویٰ میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کر دی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کے لئے درمیان میں ایک خط فاصل بنا دیا گیا تا کہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آسکے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

طریقت کی حقیقت

سلوک کا خلاصہ: (چند چیزیں ہیں)۔

❶ اس میں نہ کشف وکرامات ضروری ہیں۔

❷ نہ قیامت کے دن معاف کروانے کی ذمہ داری ہے۔

❸ نہ دنیا کے کاموں کے بنانے کا وعدہ ہے کہ تعویذ گنڈوں سے کام بن جائیں یا دعا سے (عدالتی) مقدمات میں کامیابی حاصل ہو جائے یا روزگار میں ترقی کا ہونا، جھاڑ پھونک سے بیماری کا چلا جانا یا کوئی (آئندہ) ہونے والی بات بتا دی جائے گی۔

❹ نہ ہی اس میں تصرفات ضروری ہیں (جو کام مرید نہ کر سکے شیخ کی توجہ کی برکت سے ہو جائے شیخ کی مرید پر ایسی توجہ ڈالنے کو صوفیاء کی اصطلاح میں تصرف کہتے ہیں) کہ پیر کی توجہ سے مرید کی خود بخود اصلاح ہو جائے، اس کو گناہ کا خیال بھی نہ آئے خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو زیادہ ارادہ بھی نہ کرنا پڑے یا علم دین و قرآن کے لئے ذہن وحافظہ بڑھ جائے۔

❺ نہ ایسی باطنی کیفیت پیدا ہونے کا کوئی وقت مقرر ہے۔ کہ ہر وقت یا (خاص) عبادت کے وقت (آدمی) لذت سے سرشار رہے یا عبادت میں وسوسہ ہی نہ آئے (اور) خوب رونا آئے (اور اس میں) ایسا گم ہو جائے کہ اپنی اور دوسرے کی خبر ہی نہ رہے۔

❻ نہ ہی ذکر وشغل میں انوار کا نظر آنا یا کسی (قسم کی) آواز کا سنائی دینا ضروری ہے۔

❼ نہ اچھے اچھے خواب نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے بلکہ (اس کا) اصل مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے جس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پوری طرح چلنا ہے شریعت کے بعض حکم ظاہری ہیں جیسے نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ نکاح وطلاق، ادائے حقوق زوجین، قسم، کفارہ قسم، لین دین، مقدمات کی پیروی وشہادت، وصیت تقسیم ترکہ اسی طرح سلام وکلام، کھانا، سونا، اٹھنا بیٹھنا، مہمانی میزبانی وغیرہ ان چیزوں کے مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں۔

بعض حکم باطنی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، دنیا سے محبت کم کرنا، اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ پر راضی رہنا، حرص نہ کرنا، عبادت میں دل کا حاضر رکھنا، دین کے کاموں کو اخلاص کے ساتھ کرنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، خود پسندی (اپنے آپ کو اچھا سمجھنا) نہ ہونا، غصہ کو ضبط کرنا (یعنی روکنا پینا) ان کو سلوک کہتے ہیں۔

جس طرح ظاہری احکام پر عمل کرنا فرض ہے اسی طرح باطنی احکام پر بھی عمل کرنا فرض و واجب ہے نیز ان باطنی خرابیوں کی وجہ سے اکثر ظاہری اعمال میں بھی خرابی پیدا ہو جاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی محبت کے کم ہونے کی وجہ سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی تعدیل ارکان کی رعایت کئے بغیر پڑھ لی بخل کی وجہ سے زکوٰۃ دینے اور حج کرنے کی ہمت نہ ہوئی یا کبر یا غلبۂ عصبیت کی وجہ سے کسی پر ظلم ہوگیا (اور) حقوق تلف ہوگئے۔

اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط کی بھی جائے تو بھی جب تک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی وہ احتیاط چند دنوں سے زیادہ نہیں چلتی اس لئے نفس کی اصلاح ان دو وجہوں (یعنی باطنی خرابی کی وجہ سے ظاہر اعمال کا متاثر ہونا اور باوجود ظاہری اعمال کی احتیاط کے زیادہ دن تک ان اعمال کا نہ چلنا) کی وجہ سے ضروری ہے۔ لیکن یہ باطنی خرابیاں سمجھ میں ذرا کم آتی ہیں اور جو سمجھ میں آتی ہیں ان کی اصلاح کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے وہ نفس کی کشاکش (کھینچا تانی) کی وجہ سے اس پر عمل مشکل ہوتا ہے۔

ان وجوہات کی وجہ سے پیر کامل کو تجویز (انتظام و بندوبست) کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ (پہچان) کر بتاتا ہے اور ان کا علاج بھی بتاتا ہے۔ اسی طرح نفس میں اصلاح وٹھیک ہونے کی استعداد، اس کے علاج میں آسانی اور اس کی تدبیر میں قوت پیدا ہونے کے لئے کچھ اذکار و اشغال بھی سکھاتا ہے۔ ذکر خود ہی عبادت ہے۔

اس لئے سالک کو دو کام کرنے پڑتے ہیں ایک ضروری ایک مستحب ضروری یہ کہ احکام شریعہ ظاہری و باطنی پابندی اور مستحب کثرت ذکر ہے۔ احکام کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور کثرت ذکر سے رضاء قرب زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ سلوک کے راستے اور مقصود کا خلاصہ ہے۔

طریقت کے حقوق

(طریقت صوفیاء کا وہ طریقہ جس سے روحانی کمال حاصل ہوتا ہے)

طریقے میں داخل ہوکر جو کام کرنے پڑیں گے (وہ ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں)

❶ بہشتی زیور کے گیارہ حصے شروع سے آخر تک ایک ایک حرف کر کے پڑھنے یا سننے ہوں گے۔

❷ اپنی سب حالتیں بہشتی زیور کے مطابق رکھنی پڑیں گی۔

❸ جو (بھی) کام کرنا ہو اور اس کا جائز و ناجائز ہونا معلوم نہ ہو تو (کرنے سے) پہلے علماء حق سے پوچھنا پڑے گا پھر ان کے بتانے کے مطابق کرنا ہوگا۔

❹ نماز پانچ وقت جماعت کے ساتھ (مسجد میں) پڑھنا ہوگی۔ ہاں اگر کوئی عذر (و مجبوری) جماعت معاف

ہونے کی ہوتو پھر کوئی حرج نہیں ورنہ اگر بغیر عذر کے جماعت چھوٹ جائے تو اس پر نادم ہونا اور استغفار کرنا چاہئے۔

۵ اگر مال ہو اور اتنا ہو کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ دینا ہوگی اسی طرح باغ کی پیداوار کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔ زکوٰۃ کے مسائل بہشتی زیور میں مل جائیں گے اور باغ کی پیداوار کے مسائل زبانی (علماء سے) معلوم کر لئے جائیں۔

۶ اگر حج فرض ہو چکا ہو تو حج کرنا ہوگا اور اگر صدقہ اور قربانی واجب ہو تو یہ بھی کرنے ہوں گے۔

۷ اپنی بیوی اور بچوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ ان کا (ایک) دینی حق یہ بھی ہے کہ ان کو ہمیشہ شریعت کے احکام بتائے جائیں۔ پڑھے ہوئے لوگوں کے لئے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دن رات میں ایک وقت مقرر کر کے تھوڑا سا بہشتی زیور شروع سے آخر تک سنا اور سمجھا دیں۔ جب ختم ہو جائے دوبارہ شروع کر دیں۔ جب تک ان کو مسائل پکے یاد نہ ہو جائیں سناتے رہیں۔ جو لوگ پڑھے ہوئے نہ ہوں وہ جو بات بھی کسی عالم سے سنیں اس کو یاد کر کے گھر والوں کو سنا دیا کریں۔

یہ کام طریقت میں داخل ہو کر چھوڑنے پڑیں گے۔

۱ ڈاڑھی منڈانا۔

۲ جب ڈاڑھی چار انگل سے کم ہو کاٹنا۔

۳ کنگھی سے ڈاڑھی اوپر کر کے رکھنا۔

۴ سر میں چاند کھلوانا (اطراف سے بال رکھ کر درمیان سے صاف کروانا)

۵ کھڈی رکھانا۔

۶ یا آگے سے منڈانا۔

۷ پائجامہ، لنگی یا کرتا، چولہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا۔

۸ عمامہ کا شملہ آدھی کمر سے نیچے رکھنا۔

(مردوں) کو سرخ اور پیلے رنگ کے کپڑے پہننا یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ خود پہننا یا لڑکوں کو پہنانا۔

اسی طرح (عورت و مرد دونوں کو) ناپاک رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ یا کفار کا لباس پہننا۔

مردوں کو ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی پہننا یا سونے کی انگوٹھی پہننا یا عورتوں کو کھڑا جوتا۔ یا

مردانہ لباس پہننا، بجنے والا زیور پہننا یا ایسا باریک یا چھوٹا کپڑا پہننا جس میں بدن کھلا رہے۔

کسی عورت یا مرد کو بری نگاہ سے دیکھنا۔ عورتوں یا چھوٹے لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا۔

مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا یا تنہا کسی جگہ میں رہنا یا بغیر کسی سخت مجبوری کے سامنے آنا، اگرچہ پیر صاحب اور رشتہ ہی کیوں نہ ہو اگر سخت مجبوری ہو تو اس صورت میں سر، بازو، کلائی، پنڈلی، اور گلا نامحرم کے سامنے کھولنا تو حرام ہے منہ پر بھی گھونگھٹ رہنا ہی بہتر ہے، عمدہ کپڑے اور زیور کے ساتھ تو سامنے آنا بہت ہی برا ہے۔

اسی طرح نامحرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا، بولنا ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب باتیں چھوڑ دینا چاہئے۔

ختنہ، عقیقہ اور شادی میں جمع ہونا یا برات میں جانا ہاں عین نکاح کے موقع پر آس پاس کے مردوں کو جمع کرتے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کوئی کام فخر کرنے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے کرنا آج کل رسموں میں کھانا کھلانا، لینا دینا ہوتا ہے اس میں نوتہ بھی داخل ہے اس کو بھی چھوڑنا چاہئے۔

اسی طرح فضول خرچی کرنا یا کپڑے (پہننے) میں بہت تکلف کرنا یہ بھی فخر کرنے اور دکھلاوے میں داخل ہے۔

مردہ پر چلا کر رونا، اس کا تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں وغیرہ کرنا، دور دور سے ایک لمبے عرصے تک میت کی تعزیت کے لئے آنا، میت کے کپڑے شرعی طریقے سے تقسیم کئے بغیر خیرات کر دینا (میت کی میراث میں) لڑکیوں کا حصہ نہ دینا۔

حکومت وریاست والوں کا غرباء پر ظلم کرنا (لوگوں کی) جھوٹی شکایت کرنا، موروثی کا دعوی کرنا۔

رہن یا رشوت کی آمدنی کھانا (رہن کی آمدنی اس طرح کہ جب کسی نے کوئی چیز رہن رکھوائی تو اس کو کرائے پر دے کر یا اگر بکری وغیرہ ہے تو اس کا دودھ حاصل کرنا وغیرہ)۔

تصویر بنانا یا رکھنا۔ صرف شوق کے لئے کتے پالنا، پتنگ بازی، آتش بازی، کبوتر ومرغ بازی کرنا۔ اسی طرح (ان کاموں کے لئے) بچوں کو پیسے دینا۔

گانا سننا خواہ باجے کے ذریعے ہو یا بغیر باجے کے ہو اس میں گرامو فون بھی داخل ہے (آج کل ٹیپ ریکارڈ وغیرہ بھی اسی میں داخل ہیں)

عرسوں میں جانا، بزرگوں کی منت ماننا (کہ اگر فلاں کام ہوگیا تو فلاں بزرگ کے نام پر کھانا کھلاؤں گا یا

خیرات کروں گا وغیرہ) فاتحہ نیاز گیارہویں متعارف طور پر کرنا۔ (اگر فاتحہ میں متعارف قیدیں نہ ہوں کہ کھانا سامنے ہونا، کسی قاری صاحب یا مولوی صاحب کو بلانا اور ان کا فاتحہ دینا وغیرہ بلکہ شریعت کے مطابق کسی بھی نیک عمل کا ثواب کسی کو دے دینا پس یہی فاتحہ ہے) رواج کے مطابق میلاد کرنا، تبرکات کی زیارت کے لئے عرس کا انتظام کرنا اور اس وقت عورتوں مردوں کا ایک ساتھ ہونا یا عورتوں کا مردوں کے سامنے آنا۔

شب برات کا حلوا لگانا، محرم کو تہوار منانا، رمضان المبارک میں ختم قرآن کے وقت ضروری سمجھ کر مٹھائی تقسیم کرنا۔

ٹونے ٹوٹکے کرنا، ستیلا (چیچک) وغیرہ کو ماننا، فال وغیرہ نکلوانا، کسی نجومی یا آسیب زدہ سے کوئی بات پوچھنا، غیبت کرنا، چغلی کرنا، جھوٹ بولنا، تجارت میں دھوکہ دینا۔

انتہائی مجبوری کے بغیر ناجائز نوکری کرنا، اسی طرح جائز نوکری میں کام خراب کرنا، عورت کا شوہر کے سامنے زبان درازی کرنا، یا بغیر شوہر کی اجازت کہیں جانا یا بغیر اجازت مال خرچ کرنا۔

حافظوں کا مردوں پر قرآن پڑھ کر یا تراویح میں قرآن سنا کر کچھ لینا، مولویوں کا وعظ پر یا مسئلہ بتا کر اجرت لینا، بحث ومباحثہ کرنا، درویشوں کی صورت مشکل والوں کو پیری مریدی کی ہوس کرنا، تعویذ گنڈوں کا کام کرنا۔

یہ مختصر فہرست کرنے نہ کرنے والے کاموں کی ہے اس کی تفصیل احقر کے رسالوں میں ملے گی۔

شیخ کامل کی پہچان

شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں۔

1. ضرورت کے مطابق دین کا علم رکھتا ہو۔
2. عقائد، اعمال اور اخلاق میں شریعت کا پابند ہو۔
3. نہ دنیا کی حرص رکھتا ہو اور نہ ہی (کسی) کمال (کے پائے جانے) کا دعوی کرتا ہو کیونکہ یہ بھی دنیا ہی کا حصہ ہے۔
4. کسی شیخ کامل کی صحبت میں کچھ دن رہا ہو۔
5. زمانے کے منصف علماء ومشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔
6. عوام بنسبت خواص یعنی سمجھدار اور دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔

۷ جو لوگ اس سے بیعت ہوں ان میں اکثر کی حالت شریعت کی پیروی کرنے اور دنیا کی حرص کم رکھنے کے لحاظ سے اچھی ہو۔

۸ وہ شیخ تعلیم و تلقین (کرنے) میں اپنے مریدوں پر شفقت رکھتا ہو، ان کی کوئی بری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو نہ یہ کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔

۹ اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہوتی ہو۔

۱۰ خود بھی ذکر و شغل کرتا ہو کہ بغیر عمل یا عزم عمل کے تعلیم میں برکت نہیں ہوتی ہے۔

جس شخص میں یہ علامات ہوں اس میں کوئی اور بات نہیں دیکھنی چاہئے اس سے کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے یا نہیں، اس کو کشف ہوتا ہے یا نہیں، جو دعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے یا نہیں یا صاحب تصرف ہے یا نہیں کیونکہ یہ (مذکورہ) باتیں شیخ ہونے ولی ہونے کے لئے لازمی نہیں ہیں۔

اسی طرح یہ بھی نہیں دیکھنا چاہئے کہ اس کی توجہ کرنے سے لوگ مرغ بسمل (ذبح کئے ہوئے) مرغ کی طرح تڑپتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ بھی بزرگی کے لئے لازمی چیزیں نہیں ہیں۔ یہ ایک نفسانی تصرف (تصرف کا مطلب ہے کہ شیخ کا مرید پر ایسا باطنی اثر جس کے ذریعے سے مرید وہ کام کرنے لگے جو وہ خود نہ کر سکے) کی قوت سے کرتا ہے جو مشق کرنے بڑھ جاتا ہے یہ جو شخص متقی پرہیزگار نہ ہو بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہے۔ اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس کے اثر سے جو کچھ ہوتا ہے اس کے اثرات باقی نہیں رہتے ہیں صرف ایک غبی (کم عقل والے) مرید میں جو ذکر سے بالکل متاثر نہ ہوتا ہو شیخ کے چند روز اس عمل کرنے سے ذکر قبول کرنے کا کچھ احساس و اثر پیدا ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ اثر ہمیشہ باقی رہے۔

شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کی تفسیر

سُوال: شریعت، طریقت، معرفت و حقیقت کے بارے میں بتائیں کہ ان کی حقیقت کیا ہے اور ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ مختصر طور پر بیان تحریر فرمائیے۔

جَواب: شریعت ان احکام کے مجموعہ کا نام ہے جن کا بندوں کو پابند بنایا گیا ہے اس میں ظاہری و باطنی سارے اعمال آ گئے۔ متقدمین (پہلے زمانے کے اہل علم) لفظ فقہ کو اس کا ہم معنی سمجھتے تھے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے فقہ کی تعریف معرفة النفس مالها و ما عليها منقول ہے (تو شریعت کے دو حصہ ہوئے ایک ظاہری اور ایک باطنی تو) پھر متاخرین (بعد کے علماء و اہل علم) کے ہاں اس کے ایک حصہ ظاہری اعمال کا نام

فقہ ہوگیا۔ اور (دوسرے) حصہ باطنی اعمال کا نام تصوف ہوگیا۔ (اب) ان باطنی طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔

پھر ان باطنی اعمال کے ٹھیک ہونے کی وجہ سے دل میں جو صفائی ستھرائی پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ سے کچھ دنیاوی چیزوں کی حقیقت خصوصاً اچھے برے اعمال کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقتیں خواہ وہ صفات کے لحاظ سے ہوں یا فعل کے لحاظ سے ہوں (پھر) خصوصاً اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے درمیان کے معاملات کی حقیقتیں منکشف (کھلتی اور ظاہر) ہوتی ہیں۔ ان مکشوفات (کھلنے اور ظاہر ہونے والی چیزوں) کو حقیقت کہتے ہیں۔ اس انکشاف (کھلنے اور ظاہر ہونے) کو معرفت کہتے ہیں۔ جس پر یہ چیزیں منکشف ہوتی ہیں اس کو محقق اور عارف کہتے ہیں۔

ان سب چیزوں کا تعلق شریعت ہی سے ہے۔ عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ شریعت صرف ظاہری احکام کے حصہ کو کہتے ہیں کسی اہل علم سے یہ اصطلاح منقول نہیں ہے۔ اس سے عوم کی مراد بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ظاہری اور باطنی احکام میں جدائی اور الگ الگ ہونے کا اعتقاد ہے۔

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کی تشریح

اگر کسی سچی اور حقیقی بات پر اعتقاد پکا ہو اور صرف اتنا ہی ہو تو یہ علم الیقین ہے اگر اس اعتقاد کے ساتھ انسانی حالت پر اس کا غلبہ ہو لیکن اس کو دوسری چیزوں کا احساس و خیال بھی باقی رہے تو یہ عین الیقین ہے اگر دوسری چیزوں کا احساس باقی نہ رہے تو یہ حق الیقین ہے۔ اسی کو فن تصوف کی کتابوں میں مختلف عنوان سے لکھا ہے۔

متقدمین اور محققین کے سلوک کے طریقے میں فرق اور محققین کے طریقہ کی ترجیح

سُؤال: ایک گمنام خادموں میں سب سے کمترین بے کسوں (محتاجوں) کے ماویٰ وملجأ (ٹھکانہ) اور گمراہوں کے رہنما حضرت مولانا ــــــ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کی خدمت عرض کرتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً

امابعد! احقر آج کچھ حال عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہے گو وہ حالات بہت ہی گندے اور شرم کے قابل نہیں اور آپ کے قیمتی اوقات کا نقصان بھی ہے۔ مگر کیا کیا جائے انما شفاء العی السوال (کہ نہ جاننے کا

علاج صرف پوچھنا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ہاتھ میں کیمیا (سونا بنانے کی صلاحیت) دی ہے کہ۔

ع گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنند

ترجمہ: ’’(مشائخ کے پاس کیمیا کی طرح ایسی قدرت ہے کہ وہ ناپاکی کے لحاظ سے) خون کی نہر (بھی ہوتو اس) کو دریائے نیل (کی طرح پاک وصاف) بنادیتے ہیں۔‘‘ (مفتاح ۵/۲۴۸ دفتر دوم)

امید ہے کہ حضرت والا احسن کما احسن اللّٰه الیك (کہ اچھا سلوک کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے) پر نظر کرنا نقصان کو برداشت فرمائیں گے۔ احقر کو حضرت کی صفات والی ذات سے بڑی بڑی امیدیں ہیں۔

خواہی کہ خدائے برتو بخشد باخلق خدائے کن نکوئی

ترجمہ: ’’اگر چاہتے ہو کہ خدا تمہیں معاف کرے تو خدا کی مخلوق کے ساتھ نیکی کرو۔‘‘

جناب کو معلوم ہے کہ احقر نے اچھی بری تعلیم حاصل کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بزرگوں کی جوتیاں اٹھانے کی برکت سے بھی (تعلیم کا) کچھ حصہ ملا ہے۔ اسی وجہ سے بندے کے دل کی حالت معمولی طور پر اچھی تھی (کہ) ہر بات صحیح سمجھ میں آتی تھی۔ وعظ ونصیحت اور تلاوت وغیرہ کا اثر ہوتا تھا۔ نظر ہر بات کی تہہ تک پہنچتی تھی۔

(مندرجہ ذیل خط کو حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ۲۱ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جس کو آسانی کے لئے ان ہی حصوں کی طرز پر ان ہی عنوان کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے)۔

❶ (ادراک فہم وعقل کا صحیح ہونا)

اب سے چھ سات سال پہلے کی بات ہے کہ اگر تھوڑی دیر بھی کسی بری صحبت میں شرکت ہو جاتی تو (اس کے) ساتھ ہی دل کو انکار اور نفرت محسوس ہوتی تھی۔ نیک صحبت اور اچھی بات سے طبیعت میں فوراً خوشی اور نشاط پیدا ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب مراد آبادی کے ہاں جانا ہوا۔ میں اس سے پہلے حافظ صاحب کو اچھی طرح جانتا نہیں تھا۔ لیکن دل میں ایسا نیک اثر محسوس ہوا جس سے میں نے پہچان لیا کہ حافظ صاحب نیک آدمی ہیں اور ان کی صحبت اچھی صحبت ہے۔ اس کے بعد اس بات کی ہر طرح تحقیق کی اس کو صحیح پایا۔

❷ (مفید باتوں کا اثر قبول کرنا)

اسی طرح ایک مرتبہ دہلی شہر کے باہر ایک مسجد میں نماز پڑھی مسجد کے ساتھ ایک مزار تھا۔ اس مزار کی طرف

خواہ مخواہ دل کا ایسا میلان ہوا کہ بے اختیار اس کے پاس چلا گیا اور وہاں سے ہٹنے کا جی نہیں چاہا۔ اس (مزار) کا کتبہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ (یہ) حضرت خواجہ باقی اللہ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ کا مزار ہے۔ غرض ہر اچھی بری چیز کا احساس بہت ہی صحیح ہوتا تھا۔ ہر بات کی خیر اور اس کا شر گویا نظر آتا تھا یعنی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نظر آجاتا تھا۔

۳ حقائق و اسرار کا کھلنا اور اس کو کمال نہ سمجھنا)

بہت سے مواقع ایسے پیش آئے کہ جاہلوں اور عوام سے کسی بات کے بارے میں تقریر کرنا پڑا تو بندہ نے اس بات کی ایسی باریکی اور حقیقت بیان کی کہ جس سے مخالف اور موافق دونوں (قسم کے) لوگوں کو اتفاق ہوا اور حقیقت حال واضح ہوجانے کی وجہ سے معلوم ہوا کہ یہ لفظی جھگڑا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک مجلس میں اس بات پر بحث ہورہی تھی کہ آلات موسیقی بہت سے امراض کے لئے علاج ہیں تو ایسی چیز منع کیوں ہے؟ میں نے کہا: "یہ غور کرنا چاہئے کہ آلات موسیقی سے فائدہ کیوں ہوتا ہے۔ آلات موسیقی سے آواز پیدا ہونے کی اصل یہ ہے کہ ان میں ایک قسم کی روح ہے لوگ آج کل اس کو بجلی کہتے ہیں۔ اس بجلی کو ایک خاص طریقے سے حرکت ہوتی اور اس بجلی کی حرکت سے ہوا یا ہوا کی بجلی میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ انسانی روح کو کیونکہ جمادی (بے جان، دھات، پتھر کی) روح سے کچھ نہ کچھ مجانست (ایک جنس ہونے کی کیفیت حاصل) ہے (یعنی یہ بھی روح ہے اور وہ بھی روح ہے) یا یوں کہیں کہ انسان کے بدن میں (بھی) بجلی ہے اس لئے اس انسانی بجلی کو بھی باہر (کی بجلی جو اس کی ہم جنس اس) کی طرف میلان ہوتا ہے اسی کا نام سرور اور بدن کی قدرتی گرمی کا بھڑکنا ہے۔

انسانی روح کیونکہ اشرف (بلند و بالا) ہے اس لئے ہماری روح اس (بجلی کے) ہوائی تعلق کی وجہ سے کھنچ کر انسانی روح میں شامل ہوجاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی روح میں آہستہ آہستہ کثافت (موٹا پن، گندگی) بڑھ جاتی ہے۔ وہ نورانیت (باقی) نہیں رہتی ہے جو انسانی روح میں ہونی چاہئے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ علوم عالیہ (قرآن حدیث کے علوم) سے مناسبت کم ہوجاتی ہے اور گھٹیا پن بڑھ جاتا ہے، افعال اور عادات وغیرہ ساری چیزوں میں پاکیزگی کی جگہ گندگی آجاتی ہے یہاں تک کہ آہستہ آہستہ (یہ گندگی) روح سے آگے چل کر جسم پر بھی اثر کرتی ہے۔ ایسے لوگوں کو خونی اور صفراوی امراض کم ہوتے ہیں۔ بلغمی اور سب سے زیادہ سوداوی (امراض) ہوتے ہیں۔ (تجربہ اس بات کا گواہ ہے اس زمانہ میں خونی مزاج ہی باقی نہیں رہے بلکہ زیادہ تر مزاج سوداوی ہوگئے ہیں)۔

(اس لئے) یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آلات موسیقی کسی مرض کا علاج ہیں۔ صرف روح کی حرکت کی وجہ سے

جس کو دوسرے لفظوں میں سرور کہا گیا ہے ایسا خیال کر لیا گیا ہے ورنہ (حقیقت میں) ان آلات موسیقی کا نتیجہ روح اور بدن کو خراب کرنا ہے بلکہ ماہیت کا بدل جانا ہے۔ جیسا کہ شراب کے بارے میں ہے کہ نباتات (جڑی بوٹیوں) کا جلدی اثر کرنے والا صاف کیا ہوا جو ہر روح میں شامل ہوکر (روح میں) کھوکھلا پن پیدا کرتا ہے۔ روح حجم کی زیادتی کی وجہ سے باہر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اسی کا نام بدن کی قدرتی گرمی کا بھڑکنا ہے۔ جاہل لوگ اسی کو قوت سمجھتے ہیں لیکن جو روح دماغ میں کام کرتی ہے اس میں اجنبی اجزا (حصے) شامل ہونے کی وجہ سے افعال میں ان کا اثر پیدا ہو جاتا ہے اور (وہ) افعال انسانی (افعال) نہیں رہتے ہیں۔ جتنے اجنبی اجزاء دماغ میں شامل ہوتے ہیں اتنا ہی افعال میں خلل پیدا ہو جاتا ہے (یعنی جتنا نشہ چڑھتا ہے اتنا ہی اثر افعال میں ہوتا ہے) اسی کا نام نشہ ہے۔

کچھ دنوں تک شراب (مسلسل) پینے کی وجہ سے انسانی روح میں گندگی بیٹھ جاتی ہے اور افعال میں خلل (کا ہونا) طبیعت ثانیہ (یعنی یہ افعال میں خلل کا مزاج) بن جاتا ہے۔ ان علوم (عالیہ) سے انسانی طبیعت کو جو مناسبت ہوتی ہے بالکل اجنبیت ہو جاتی ہے۔ کہا تو (یہ) جاتا ہے کہ شراب تمام قوی کو قوت دینے والی ہے تو (اگر ایسا ہے تو) پھر ایسا ہونا چاہئے تھا کہ شرابیوں میں دماغی ترقی زیادہ ہوتی مگر نظر آتا ہے اور آخری نتیجہ اس کے خلاف ہے۔ انگلستان میں جہاں شراب باقاعدہ اور احتیاط سے پی جاتی ہے۔ وہاں محققین سے یہ ثابت ہوا ہے کہ (وہاں) دیوانے بہت زیادہ ہوتے ہیں ہر ۱۸۳ آدمیوں میں ایک دیوانہ کا اوسط ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ سرور اور قوت دھوکہ ہے اس کی حقیقت صرف روح کا کھوکھلا پن ہے اور حقیقت میں "لا شفاء فی الحرام" (کہ حرام میں کوئی شفا نہیں) بالکل صحیح ہے۔ ان چیزوں کے استعمال سے انسانی طبیعت بدل کر غیر انسانی بن جاتی ہے اور اخلاط (جن سے انسان کا جسم بنا ہے) میں سودا کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے اس تقریر کو بہت پسند کیا اور کہا: بالکل ٹھیک ہے جو لوگ اس (شراب) کا خاص مشغلہ رکھتے ہیں وہ سوداویت کا خزانہ ہیں (بازاری لوگ وغیرہ)

اسی طرح بہت باریک باریک باتوں میں کئی مرتبہ تجربہ ہوا لیکن اس کا شکر ہے کہ اساتذہ کا قول سنا ہوا تھا کہ یہ باتیں توجہ کے قابل نہیں ہیں اس لئے کبھی ان چیزوں کو کمال نہیں سمجھا۔ اگر یہ حاصل ہوئیں تو الحمد للہ کہا اور نہ ہوئیں تو پرواہ نہیں کی۔

۴ (اچھی باتوں میں برائی اور بری میں اچھائی نظر آنا مگر اس کا مغلوب نہ ہونا)

مگر تقریباً تین سال ہوئے کہ دل میں ان کی ضد پیدا ہوئی۔ اس (پہلے ولی) پسندیدہ حالت کا ہوتا یا نہ ہونا

تو کچھ توجہ کے قابل نہیں تھا مگر ضد پیدا ہونے سے ایسی بے چینی ہوئی کہ اللہ کی پناہ۔ اب یہ حالت ہوئی کہ بری باتوں میں بھلائی اور بھلی باتوں میں برائی اسی طرح نظر آنے لگی جیسے پہلے اس کا الٹ تھا۔ (لیکن) الحمد للہ کبھی (ان سے) مغلوب ہونے کی باری نہیں آئی۔

❺ (بری باتوں سے اثر ہونا اور اچھی باتوں سے نہ ہونا برائی کی طرف کھچاؤ ہونا اور اس کی کچھ مثالیں)

لیکن یہ بھی ضروری تھا کہ اچھی بات سننے سے بھی بالکل اثر نہیں ہوتا تھا اور بری بات کی ہوا بھی لگ جانے سے اثر ہوتا تھا۔ طبیعت اس (بری بات) کی طرف بے اختیار کھنچتی تھی۔ کافروں کی رسموں کی اچھائیاں، سائنس کی حالیہ تحقیقات کی ضرورت پر چاہت، ہر بات میں نیچری (قدرتی، سرسید احمد خاں کے) خیالات کی طرف داری کرنا (حمایت کرنا مددگار ہونا) حق بات کا دل پر اثر نہ ہونا۔ باطل (بات) کا فوراً اثر ہونا، نظر میں علی گڑھ کے طلباء کی وقعت (قیمت) اور اسلامی مدارس کے طلبا کی بے وقعتی (بے قیمتی) امیروں کی طرف دل کا کھنچاؤ، غریبوں سے کھنچاؤ، عزت کی خواہش، اللہ تعالیٰ کی پناہ بعض شرعی مسائل پر اعتراض اور ان میں ترمیم (اصلاح) کی ضرورت کا محسوس ہونا اور ترقی کے وہی معنی جو اہل زبان لیتے ہیں (ان ہی معنی کو صحیح سمجھنا) یہ باتیں بار بار ذہن میں آتی تھیں اور ایسی دلیل کے ساتھ اور واضح ہو کر کہ کبھی تو (یہ) شرح صدر کا درجہ ہوتا تھا۔ اس کے مقابلے میں کوئی ثبوت ذہن میں نہیں آتا تھا۔

❻ (اس کو خطرناک سمجھنا اور اس کو دور کرنے کی کوشش کرنا)

الحمد للہ! (یہ) وسوسہ کے درجہ میں ہی رہا۔ بندہ نے اس کو ہمیشہ خطرناک سمجھا۔ اپنے اختیار سے اس کو دور کرنے کی کوشش کی اور افعال تک اس کے اثر کے نہ آنے کی کوشش کی جیسے علماء صلحاء کے علاوہ عوام سے ملنا چھوڑ دیا۔ (اس حالت میں ایک بات اور دیکھی کہ اس حالت میں غیروں سے ملنے سے نقصان کم ہوتا تھا اور جاننے والوں سے زیادہ نقصان ہوتا تھا اس لئے جاننے والوں سے تنہائی اختیار کر لی) حالانکہ یہ میرے پیشے کے لئے نقصان دہ ہے۔ اخبار کا دیکھنا بھی بالکل چھوڑ دیا، آنے والوں سے کہہ دیتا کہ اپنی ضروری باتوں کے علاوہ کوئی بات نہ کریں، اسی تنہائی کو مکمل کرنے کے لئے اچکن تک پہننا چھوڑ کر طلباء کی حالت اختیار کر لی تاکہ لوگوں اور خصوصی طور پر امیروں کو خود ہی کھنچاؤ ہو جائے۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ لوگ مولوی صاحب کہہ کر پکارنے لگے اور دوسرے الفاظ سے پکارنے میں تامل (سوچ بچار) کرتے ہیں۔ (میرے) پیشہ کو اس کا کچھ نقصان پہنچنے کا احتمال تھا اس کی پروا نہیں کی۔ اس سے پہلے دل میں کیونکہ روانی تھی اور اس وقت حالت اگرچہ الٹ تھی مگر باطل کی طرف میلان ہوتے وقت اتنی بات ضرورت

محسوس ہوتی تھی کہ یہ احساس (جواب ہو رہا ہے) اس احساس کے خلاف ہے جو پہلے ہو چکا ہے۔

(خیال کا پھیر لینا) اس لئے اس کی طرف سے خیال کو جان بوجھ کر پھیر لیتا تھا۔ دوسرے کسی خیال میں لگ جاتا تھا۔ اگر وہ خیال کسی طرح بھی بھولتا نہیں تھا تو کسی دنیاوی کام میں لگ جاتا تھا جیسے خط لکھتا یا (کسی سے) بات چیت میں لگ جاتا تھا۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہوتا تو آخری علاج یہ تھا کہ دو رکعت پڑھ کر یہ دعا ''اللهم يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك'' پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے بہت فائدہ ہوتا تھا۔ کبھی آخری علاج یہ ہوتا کہ دل میں کہتا کہ حق تعالیٰ کے احکام کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

بحمد اللہ احقر کے دل میں یہ مضمون طالب علمی کے زمانے سے ایسا بیٹھا ہوا ہے کہ گویا یقینی درجے میں ہے، اس میں کسی قسم کا خوف تک نہیں۔ کافروں کی رسموں کی اگر کوئی معقول (عقل میں آنے والا) رد اس وقت ذہن میں نہیں آتا تھا لیکن اس کو بھولنے کے لئے جان بوجھ کر اس کے خلاف زبان سے کہتا تھا۔

حالی ایجادات کو اپنے پاس تک آنے نہیں دیتا تھا حتیٰ کہ گھڑی کو بھی بغیر ضرورت کے جیب میں نہیں ڈالتا تھا۔ نیا چرہ (نیچری وہ لوگ کہلاتے تھے جو قانون فطرت پر چلتے ہوں یا جو سر سید احمد خاں کے پیرو ہوں) کی تصانیف سے بالکل بچتا تھا۔ حق سے متاثر نہ ہونے کا باوجود وعظوں میں ضرور شرکت کرتا تھا۔ علی گڑھ کے طلباء سے اگر ملاقات ہوتی تو بے توجہی سے پیش آتا تھا اور اسلامی مدارس کے طلباء سے بتکلف ملتا اور ان کے دکھ درد میں شرکت کرتا تھا۔ غریبوں کو بتکلف امیروں پر ترجیح دیتا تھا۔ کبھی ایسا ہوا کہ ایک امیر آدمی کے ہاں بلایا گیا اور اسی وقت ایک بیوہ عورت کے ہاں جانے کی ضرورت پیش آئی تو پہلے بیوہ کے ہاں گیا بعد میں امیر کے پاس گیا۔

دوسرے حب جاہ (مرتبہ، منصب کی محبت) کا ایک علاج یہ کیا کہ مجھے اور میرے ہم پیشہ دوسرے لوگوں کو کسی جگہ مشورہ کے لئے بلایا گیا۔ اس موقع پر ان لوگوں کی تجویز میرے نزدیک غلط ہونے کے باوجود ان ہی کی تجویز کو ترجیح دی اور کام ان ہی کے حوالے رکھا۔ اگر کبھی بہت ہی بے قاعدگی (بے اصولی) دیکھی تو اس کو مشورہ دے دیا مگر کام میں اپنا نام نہیں آنے دیا۔ اس سے (اگرچہ) مالی نقصان ہوا مگر اس کی پروا نہیں ہے۔

کبھی کچھ احباب کے ساتھ شکار پر جانا ہوا فائر کرنے کا میرا پہلا نمبر تھا اس کو ہٹا کر اپنا نمبر سب سے آخر میں رکھا۔ شرعی باتوں میں جہاں کہیں اختراع (نئی بات نکالنے) کا وسوسہ ہوتا تو اس کو زبردستی دل سے نکال دیتا اور دلیل کے بغیر مان لیتا۔ اگر زیادہ وسوسہ ہوا تو قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیتا اور کسی دوسرے کام میں لگ جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس میں پوری کامیابی رہی۔ اور کبھی مغلوبیت نہیں ہوئی صرف وسوسہ کا ہلکا سا درجہ

ہی رہا ہوگا۔ یہ بات اساتذہ کی صحبت سے اچھی طرح ذہن میں بیٹھی ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ حاکم مطلق ہیں کسی قانون اور کسی مصلحت سے مجبور نہیں ہیں ان برے خیالات کے خطروں سے حفاظت کے لئے یہ سارے علاج پابندی اور بہت ہی نگرانی سے کئے۔ اگر کچھ کمی کوتاہی ہوئی تو استغفار کرتا تھا۔

۷ (جب ذرا علاج سے غفلت ہوتی تو ساری محنت بے کار ہوتی)

اس سارے اہتمام کے باوجود دل میں ان کی استعداد پیدا ہوگئی تھی کہ جب ذرا سا ان کے علاج سے غفلت ہوتی تو لگتا کہ دل ایمان سے خالی ہے اور جب ذرا سا گناہ یا خلاف اولیٰ (غیر بہتر) کام ہوتا تو گویا ساری محنت بے کار ہوگئی اور دل کی ایسی ہی حالت ہوگئی جو گرم توے کی ہوتی ہے جس پر گیلا کپڑا رکھا گیا ہو جب تک اس پر گیلا کپڑا ہے تو وہ ٹھنڈا لگتا ہے اور جیسے ہی نمی ذرا کم ہوئی کپڑا بھی جل گیا۔ حقیقت پہچاننے والی وہ حالت جو اس سے پہلے تھی وہ تو بہت دور ہوگئی۔ اگرچہ اس (پہلے والی) حالت کی تمنا تو نہیں تھی کیونکہ یہ شعر سنا ہوا تھا۔ ؎

گر بعلم آئم ما ایوان اوست   ور بجہل آئم ما زندان اوست

ترجمہ: "اگر ہمیں علم حاصل ہو تو یہ ان کا ہی دربار ہے اور اگر ہم جہل میں مبتلا رہیں تو ان کا ہی قید خانہ ہے۔"

(مطلب یہ ہے کہ اگر ہمیں علم حاصل ہو تو یہ ان کی عطا ہے اور اگر ہم جہل میں مبتلا رہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے۔) (یہاں جہل سے مراد وہ جہل ہے جو نقصان دہ نہیں ہے)۔ (خطبات حکیم الامت ۵/۳۹۳)

مگر یہ خوف تھا کہ معلوم نہیں انجام کیا ہونا ہے۔

اسی دوران کئی بار جناب والا کا وعظ سننے کا موقع ملا۔ مگر ایسا لگتا تھا کہ (وعظ کے) مضامین دل کے اوپر سے گزرتے چلے جاتے ہیں اور بالکل اثر نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر ہر مضمون کا رد فوراً دل میں آتا تھا اور اس (رد) کا اثر باقی رہتا۔ حق کے مقابلے میں باطل کا اثر تو تھا ہی یہ اثر برا ہی ہوتا تھا اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔

۸ (باطل حق نظر آتا تھا)

ایک مرتبہ احقر نے جناب والا کے ساتھ تھوڑی دیر ریل کا سفر کیا اور یہ حال عرض کیا تو جناب نے ارشاد فرمایا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے یہ یا تو شیطان کی طرف سے غمگین کرنا ہے یا کوئی اچھی بہت اعلیٰ درجہ کی حالت پیدا ہونے والی ہے اور کوئی علم القا ہونے والا ہے۔ اس سے بہت اطمینان ہوا۔ لیکن اس بات کو بھی کافی عرصہ گزر گیا اور وہ حالت بھی کچھ بڑھتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ کی پناہ دین اسلام بھی ایک خیالی دھوکہ نظر

آتا تھا۔ دوسرے بہت سے مذاہب کچھ نہ کچھ اچھے لگتے تھے۔ ہندو مذہب کی خوبیاں ذہن میں آتی تھیں (لیکن اب وہ بالکل بھی یاد نہیں ہیں) سب سے زیادہ دہریت (خدا کو نہ ماننے والا مذہب) حق لگتی تھی اور تمام باطل مذاہب اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق حق کے مقابلے میں کچھ نہ کچھ اچھے لگتے تھے یہاں تک کہ سنیوں سے شیعہ، مقلدین سے غیر مقلدین اور بدعت کو روکنے والوں سے بدعتی خصوصاً اہل تصوف سے زیادہ اجنبیت (غیریت) تھی۔ الحمد للہ! مگر اتنا ہوش تھا کہ غیر مزاج الٹ گیا ہے۔ اس لئے یہ یقین کرلیا کہ اس وقت جو جتنا برا نظر آتا ہے وہ اتنا ہی اچھا ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی گزارش کے قابل ہے کہ اس (بری) حالت میں تین چیزوں سے بڑا فرق آتا تھا۔ (ایک) تہجد (دوسرے) قرآن کی تلاوت خواہ کیسی ہی اور بے توجہی سے ہی کیوں نہ ہو اور (تیسرے) جناب والا کی صحبت سے (بڑا فرق آتا تھا) جس دن تہجد یا تلاوت قضا ہو جاتی تو میری موت (ہوتی) تھی۔ چوتھی بہت ہی مفید چیز سلسلہ چشتیہ کے مشائخ کا شجرہ پڑھنا تھا۔ اس کو پڑھتے ہی ایک عجیب حالت ہوئی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ دل کے اوپر سے کوئی چیز چھیل دی گئی ہو اور وہ سارے خیالات کچھ دیر کے لئے ختم ہو گئے میں اس حالت کو اس سے زیادہ بیان نہیں کرسکتا دنیا سے بالکل بے رغبتی ہو جاتی تھی۔

اس حالت میں تقریباً تین سال گزر گئے۔ بزرگوں سے یہ سنا ہوا تھا کہ اچھے برے کسی قسم کے بھی واردات (پیش آنے والے احوال) کا کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہئے اس لئے ایک قسم کا اطمینان تھا۔ ایک مرتبہ امداد السلوک کتاب میں نظر آیا کہ "وساوس کی مثال تبخیر کی طرح ہے بہت پریشان کرنے والی چیز ہے لیکن خود کوئی مرض نہیں ہے اور نہ ہی اس کو روکنے کے علاج سے کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا ایک مادہ ہوتا ہے جس سے یہ پیدا ہوتی ہے۔ جب تک اس مادہ کو نہ نکالا جائے یہ رک نہیں سکتی۔ اس مادہ کی تلاش میں کوشش کرنا خدا کے خاص بندوں کا کام ہے۔"

۹ (ترقی کے راستے بند ہونے کی فکر)

اس تحریر کے مطابق ان خطرات کے مواد کو تلاش کرنے اور ان کو لگانے کی کوشش کی مگر جن چیزوں سے نقصان ہوا ان کو چھوڑنے کے باوجود وقتی فائدہ کے علاوہ کچھ نہ ہوا۔ اس سے اور وحشت ہوئی کہ آخر کیا ہوگا کیا میری ترقی کا راستہ بند ہی ہو گیا ہے اگر ایسی حالت میں موت آگئی تو کیسی ہوگی۔

۱۰ اختلاج اور دل کی کمزوری کے حالات)

ایک مرتبہ تقریبا ایک مہینہ شیعوں کی صحبت رہی اس سے یہ حالت اور بڑھ گئی یہاں تک کہ کمزوری کے آثار

اعضاء میں بھی نظر آنے لگے۔ ریل کی آواز سے اختلاج ہوتا تھا۔ اس کے بعد ایک دن کے لئے ڈپٹی خواجہ عزیزالحسن کے پاس مقیم رہا۔ ان کی ایک دن کی صحبت سے معلوم نہیں کیا اثر ہوا کہ بہت سکون ہوا اور یہ اختلاج وغیرہ بالکل نہیں ہوا۔ کچھ دنوں تک یہ سکون باقی رہا پھر وہی۔ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھتا تھا کہ یا اللہ! یہ وہی نظر ہے جو ہر چیز کو صحیح دیکھتی تھی اور اس کی حقیقت تک پہنچ جاتی تھی اب بالکل الٹ کام کرتی ہے۔ پہلے مخلوط (ملی ہوئی) باتوں سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر لیتی تھی۔ اب (یہ حالت ہے کہ) الگ کرنا تو دور کی بات ہے دودھ کو پانی اور پانی کو دودھ دکھاتی ہے۔

اسی دوران میں ایک مرتبہ پھر حضور عالی کی خدمت میں تھانہ بھون میں (اپنی حالت) عرض کی تو جناب والا نے پوچھا کہ کیا ان کی کوئی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے یا کوئی بری صحبت رہی ہے۔ میں نے عرض کیا: کچھ بھی نہیں ہوا۔ میں تو جہاں تک ہو سکے جان بوجھ کر ان چیزوں سے بچتا ہوں یہاں تک کہ اخبار تک نہیں پڑھتا ہوں۔ جناب نے کچھ سوچ کر فرمایا: اس کی وجہ طبیعت کی لطافت (نرمی، نزاکت خوبی) لگتی ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی یہ حالت خود بخود ختم ہو جائے گی۔ اس ارشاد والا سے بہت تسلی ہوئی۔ اس بات کو غالبا سات آٹھ مہینے ہوئے ہوں گے۔

(اس کے بعد) تھوڑے عرصے تک اطمینان رہا۔ اس کے بعد پھر وہی سودا شروع ہوا۔ اس وقت میں نے یہ احتیاط کی کہ اپنی سمجھ کو بالکل بے اعتبار سمجھ لیا یہاں تک کہ (اگر) کوئی فقہی مسئلہ پوچھتا تو کسی دوسرے سے پوچھنے کے لئے کہہ دیتا تھا۔ گائے کے بارے میں بندہ نے جو کتاب لکھی ہے وہ اسی زمانے کی لکھی ہوئی ہے۔ بندہ کو اس کتاب پر اس وجہ سے اطمینان نہیں کہ یہ سمجھ کے الٹ جانے کے زمانے کی لکھی ہوئی ہے۔ خدا جانے کیا صحیح اور غلط قلم سے نکل گیا ہو، بہت سی جگہ جہاں یہ شک ہوا کہ یہ مضمون غلط ہے وہاں نشانی لگا دیئے ہیں۔ اسی ضرورت کی وجہ سے اس کا سارا مذہبی حصہ سنایا تھا۔ بندہ کا ارادہ اس کا طبی حصہ بھی دکھانے کا تھا مگر زیادہ اوقات کا حرج مناسب نہیں سمجھا یہ خیال بھی ہوا کہ اگر طبی مضمون میں غلطی بھی ہوگی تو کون سا گناہ لازم آئے گا۔

⓫ (اچھی بات سننے سے نقصان زیادہ ہوتا تھا)

اس حالت کے تفصیلی واقعات کہاں تک عرض کروں وعظ سننے اور کتاب پڑھنے سے بچتا تھا کہ جو اچھی بات بھی سنائی دیتی تھی اس سے اور زیادہ نقصان ہوتا تھا اس کے بجائے کبھی بری بات بھی سن کر فائدہ ہی ہوتا تھا۔

کئی مرتبہ جناب والا کے وعظ سننے کا اتفاق ہوا جس کا اثر یہ ہوتا کہ وہی پرانی باتیں ہیں جو مولوی کہتے ہیں۔ میں اس حالت کو مختصرا بتا سکتا ہوں تو اس طرح (بتا سکتا ہوں) کہ جو بات محسن الملک اور دوسرے دنیا والوں

کے دل میں تھی وہی میرے دل میں بھی آئی تھی لیکن اتنا فرق تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور بزرگوں کی دعاؤں سے میں اس (بات) سے مغلوب نہیں ہوا جس طرح وہ لوگ (اس بات سے) مغلوب ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ہے کہ اتنا ہوش مسلسل رہا کہ یہ حالت ٹوٹی ہوئی حالت ہے (اور) جہل مرکب (دوہری جہالت کہ جاہل ہونا مگر خود کو عالم فاضل سمجھنا) سے بچا رہا۔ بہت سوچا کہ یہ کس گناہ کا وبال ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

۱۲ (بخل کی علامتیں اپنے اندر پاتا)

اب ایک نیا کرشمہ سنئے جناب والا کا ایک وعظ مسجد خیر نگر میرٹھ میں اس آیت پر ہوا ﴿انما الحیاۃ الدنیا لعب ولھو وان تومنوا وتتقوا یوتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم﴾ (کہ دنیاوی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب عطا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے مالوں کو نہیں مانگتے ہیں۔

جس میں بخل کی برائی اور ترکی چندہ کی تحریک تھی۔ بندہ کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ بیان کو اپنے حالات کے مطابق کرتا جاتا ہوں (کہ اس میں میرے حالات کے مطابق کہاں بات ہے اپنے اندر) جو حال بیان کے خلاف پایا اس کو خصوصی طور پر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور باقی (دوسرے) مضامین معمولی طور پر سن لیتا۔ اگر ایسی باتیں (جو باتیں بیان کے خلاف اپنے اندر پائیں) وہ زیادہ ہوئیں تو ان میں جتنی یاد ہو سکیں محفوظ کر لیں اور باقی کو چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ ساری باتوں کے پیچھے آدھی بھی نہ رہ جائیں۔

اس وجہ سے اس وعظ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ مجھ میں بخل کی حقیقت ہے۔ اس بات کو بیان میں اچھی طرح محفوظ کر لیا۔ کئی دن تک غور سے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ مثال صحیح ہے اور بخل بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ کپڑے صدقہ کرنا تو دور کی بات ہے پہنتے وقت ہی یہ خیال آتا ہے کہ پہنوں گا تو میلے ہو جائیں گے۔ اگرچہ اس خیال کا اثر عملی طور پر ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ (کہ میں کپڑے پہننا چھوڑتا نہیں تھا) لیکن یہ خیال آتا ضرور تھا۔ (پہلے میں) ہمیشہ اس کو معمولی بات سمجھتا تھا۔ اب جو آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بری شاخ ہے جس کی جڑ جہنم میں ہے۔ کوئی محتاج کپڑا مانگتا تو بہت ہی بوجھ ہوتا تھا بلکہ کسی دوسرے کو دیتے ہوئے دیکھتا تو تعجب ہوتا تھا۔ جب کوئی چندہ وغیرہ دینا ہوتا تو ناگوار ہوتا تھا اگرچہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ چندہ نہ دیا ہو۔ میں غلطی سے اس کو یہ سمجھتا تھا کہ یہ ناگواری کے باوجود دینا ثواب کے زیادہ ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ اس ناگواری کی وجہ بخل ہے۔ زیور کی زکوٰۃ ذمہ میں واجب تھی اور دو سال سے ٹال مٹول ہوتا رہا جس کی وجہ صرف سستی ہے۔ غرض غور کرنے سے معلوم ہوا کہ میرے اندر بخل کی صفت ہے۔

اس وعظ کو سننے کے بعد میری حالت میں ایسی تبدیلی ہوئی کہ وہ میرے بیان سے باہر ہے۔ دل کی بے چینی کی عجیب حالت ہوتی ایسا لگتا تھا کہ دل ایمان سے خالی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی محسوس ہوتا تھا کہ یہ حالت پہلی حالت سے اچھی ضرور ہے۔ میں اگر اس کی مثال دے سکتا تو یہ دیتا کہ جیسے سرسام (ایک بیماری جس کی وجہ سے دماغ میں ورم آجاتا ہے) کے مریض کے دماغ کو دواؤں سے جب صاف کیا جائے تو اس کے حواس کی خرابی ختم ہو جاتی ہے مگر کمزوری بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور اٹھنے بیٹھنے سے بھی مجبور ہو جاتا ہے اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اس کو آرام نہیں ہے مگر حقیقت میں یہ کمزوری اس قوت سے اچھی ہے جس میں وہ اٹھ اٹھ کر بھاگتا تھا۔ اس کمزوری کی حالت میں اس کی طبیعت آہستہ آہستہ صحیح ہوتی جاتی ہے اور افعال صحیح ہو جاتے ہیں اگرچہ ان افعال میں کمی ہوتی ہے۔

اسی طرح مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ نعوذ باللہ دل ایمان سے خالی ہے مگر معلوم نہیں کیا بات ہے کہ طبیعت اندر سے کہتی ہے کہ یہ حالت اس حالت سے ضرور اچھی ہے۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ اسی فساد کا حصہ ہے یا اس کی کچھ اصلیت بھی ہے۔

غرض بزرگوں کے اسی قول کہ واردات کا کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہئے یاد کر کے اس (حالت) کی اچھائی برائی کی طرف نظر کئے بغیر یہی قرار دیا کہ بلا سے دل کی حالت (اچھی بری) کچھ بھی ہو بخل کے مرض سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ علاج کرنے میں اختیار کا دخل ہے اور میں اسی کا مکلّف ہوں کہ (مجھے اسی کا حکم ہے) اور بخل کے علاج کی طرف توجہ کی۔

۱۳، ۱۴ (بخل کا علاج خرچ سے کرنا اور اس علاج کا دوسری بیماریوں کے لئے مفید ہونا)

بتکلف (تکلیف کے ساتھ) خرچ کرنا شروع کیا۔ گھریلو اخراجات میں تنگی کر کے زکوٰۃ ادا کرنا شروع کی۔ تھوڑے دنوں میں پچاس روپے زکواۃ ادا کر دی۔ (ان دنوں) اتفاق سے جنگ روم اور بلقان کا زمانہ تھا۔ اس (پچاس روپے کی) رقم کی تملیک کر کے (تملیک کہتے ہیں کسی کو مالک بنا کر وہ رقم ایسی جگہ دلوا دی جائے جہاں زکوٰۃ استعمال نہیں ہوسکتی ہو) اس چندہ میں دلوا دی کچھ روپیہ میں پہلے لے چکا تھا۔ یہ سب ملا کر سو روپے کے قریب ہوگئے تھے۔ جس دن زکوٰۃ ادا ہوئی ایک دم ایسا لگا کہ دل کی وہ کیفیت ایسی بدل گئی جیسا کہ کسی کی آنکھ موتیا کے پانی کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہو اور وہ سالوں تک اور نابینا رہ کر بصارت سے ناامید ہو چکا ہو پھر ایک دم ڈاکٹر اس کی آنکھ میں سے (موتیا کا) پانی نکال دے کہ اس کو بلا مبالغہ نیا جنم ملتا ہے اور وہ اندھیرے کے بجائے نور کے عالم میں آجاتا ہے۔ ایسا لگا دل میں بالکل پریشانی نہیں ہے اور صرف ایک قسم کا سکون ہے۔ ساری باتیں

سیدھی سمجھ میں آتی ہیں۔

مگر ایک قسم کی تھکن ضرور ہے جیسے سرسام کے مریض کو زبردست بیماری کے بعد ایک دم صحت حاصل ہو جائے کہ اس کے افعال میں صلاحیت تو ہو جاتی ہے مگر کمزوری (باقی) رہتی ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ اس کی (یہ موجودہ) حالت اگرچہ اچھی حالت ہے لیکن اس (حالت) سے ایک قسم کی اجنبیت ہے جیسا کہ کسی کی کوئی چیز عرصے سے کھوئی ہو اور ایک دم مل جائے تو اس کو (اس چیز کو) پہچاننے میں کچھ وقت لگتا ہے یا جیسے کوئی بہت ہی اندھیرے میں دیر تک رہنے کے بعد ایک دم روشنی میں نکل آئے تو اس کی آنکھ خیرگی (چکا چوند تیز روشنی کی وجہ سے آنکھوں کا جھپکنا) کرنے لگتی ہے۔

پہلے تو یہ خوف ہوا کہ یہ کوئی دوسری اس سے بری حالت نہ ہو جس کو میں پہچان نہ سکا ہوں مگر دو دن بعد یقینی طور پر محسوس ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ حالت اچھی ہی ہے۔ پھر بھی میں نے نفلیں اور سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر (یہ) دعا مانگی۔

"ربّ ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطانا نصیرا ﴿۸۰﴾"

ترجمہ: "اے میرے رب! مجھے خوبی کے ساتھ پہنچایئے اور مجھے خوبی کے ساتھ لے جایئے اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجئے جس کے ساتھ نصرت ہو۔"

اور اس خوف کی وجہ سے کہ ایسا نہ ہو کہ میں کسی غلطی میں نہ پڑ جاؤں اس کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں کی۔ لیکن یہ غور کرتا رہا کہ یہ نفع کس چیز سے حاصل ہوا۔ بہت سوچنے کے بعد یہی سمجھ میں آیا کہ وہ زکوٰۃ میں تاخیر اور بخل کا وبال تھا۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے سے حق تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا۔ اس وقت اس آیت کے معنی سمجھ میں آئے۔

﴿وویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوٰۃ وھم بالاخرہ ھم کافرون﴾

ترجمہ: "ہلاکت ہو مشرکین کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں اور آخرت کے دن کا انکار کرتے ہیں۔"

۱۵ (بخل کے علاج سے جو نفع حاصل ہو اس کے شکریہ کے لئے خرچ کی نیت کرنا اور نفس کے جھگڑے کے باوجود اس پر عمل کرنا)

اس کے شکریہ میں میں نے مزید پچاس روپے ترکی چندہ میں دینے کا پکا ارادہ کرلیا۔ صدقہ میں اگرچہ چھپا کر کرنا افضل ہے مگر اس چندہ کے لئے اعلان کرنے کو زیادہ اچھا سمجھا تا کہ (اس سے چندہ کے لئے) حرکت اور

ترغیب ہو۔ ایک تقریب میں رواجی خرچوں کی جگہ یہ رقم اظہار کے ساتھ دی اور جلسہ والوں سے بھی کہا کہ یہ رقم تقریب میں اس لئے دے رہا ہوں کہ آپ لوگ بھی تقریبات میں اس کو رواج دیں۔

اس وقت میرے عزیز واقارب اور برابر کے لوگ موجود تھے۔ ان لوگوں کو معلوم تھا کہ میں تنگی سے گزارہ کرتا ہوں۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ ان لوگوں کے سامنے چندہ دینے سے یہ لوگ سوچیں گے کہ یہ مالدار ہے اور ہم سے چھپاتا ہے۔ یہ خیال بھی آیا کہ اس وقت رقم میرے پاس موجود بھی نہیں ہے اپنے ذمہ کر لینا ٹھیک نہیں ہے ادا ہوں یا نہ ہوں۔ تیسرے یہ خیال بھی آیا کہ یہ لوگ (شاید) میری تعریف کریں اور اس سے (میرے اندر) عجب پیدا ہو۔ مگر میں نے کہا: جب نیت کر چکا تو اس کے خلاف کرنا کہیں یہ آیت مجھ پر سچی نہ ہو جائے۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝﴾

(سورہ توبہ آیت ۷۵ تا ۷۷)

ترجمہ: ''اور ان میں بعض آدمی ایسے کہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرما دے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم خوب نیک کام کریں سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دے دیا کہ وہ اسی میں بخل کرنے لگے اور روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے عادی ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دل میں نفاق پیدا کر دیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہے گا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹے ہیں۔''

آج جس قید سے خدا خدا کر کے میں نکلا ہوں دوبارہ نہ پھنس جاؤں۔ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف ہونا چاہئے۔ عزیز واقارب مالدار سمجھیں گے تو کیا ہوگا اور عجب وغیرہ (کا خیال) یہ سب نفس کی شرارتیں اور ڈرانے والی چیزیں ہیں۔ اگر اس وقت غلطی ہوگئی تو شرمندگی کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوگا اور ترکی چندہ کی تحریک کا حکم کیسے پورا ہوگا۔ غرض ان سب مواقع میں نفس کا دھوکہ سمجھ کر اور (آیت) ''من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب'' (ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے (تنگی سے) راستہ نکال دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے اس کو رزق عطا فرماتے ہیں کہ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ہے) پر نظر کر کے بغیر تردد کے اعلان کے ساتھ پچاس روپیہ اپنے ذمہ کر لیا۔

اس میں قدرتی بات یہ پیش آئی کہ جب لوگوں نے ایک نئی بات دیکھی اور چندہ کے لئے مفید بھی ہے تو اکثر (لوگوں) نے واہ واہ کی جس سے عجب کے خیال کی تصدیق ہوئی۔ مجھے خیال آیا کہ کسی تقریب میں تر کی چندہ کے لئے دس پانچ روپے سے زیادہ کوئی نہیں دیتا ہے اور میں نے پچاس روپے کی رقم دی۔ میں نے اگرچہ اس خیال کی بالکل پرواہ نہیں کی کیونکہ یہ (عجب کا) خیال (پچاس روپے) دینے کے بعد ہونے والا تھا نہ کہ دینے کی وجہ سے ہونے والا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس (خیال) کا قدرتی علاج بھی پیدا ہوگیا وہ یہ کہ اسی وقت مجمع میں سے ایک شخص نے کہا: یہ کوئی (نئی) بات نہیں ہے ابھی ایک قصبہ میں ایک رئیس کے ہاں تقریب ہوئی۔ جس میں مٹھائی کے خرچ کا اندازہ پانچ سو روپیہ لگایا گیا۔ انہوں نے مٹھائی کو روک کر پورا پانچ سو روپیہ تر کی چندہ میں دے دیا۔ اسی طرح ایک قدرتی علاج یہ بھی ہوا کہ اسی وقت ایک بیوہ عورت نے پندرہ روپے (چندہ کے لئے) بھیجے۔ ان دونوں رقموں کے سامنے میری رقم مقدار اور کیفیت دونوں میں کوئی چیز نہیں تھی۔ میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

⓰ (چند واقعات جن سے بخل کے مرض کا ختم ہونا معلوم ہوا)

الحمد للہ ثم الحمد للہ! اس کے بعد غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اب بخل بہت کم ہے۔ جس طرح (پہلے) طبیعت خرچ کرنے سے رکتی تھی اب نہیں رکتی ہے۔ ایک دن میں مسجد سے آ رہا تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ میں ننگے پاؤں ہوں۔ میں نے فوراً اپنا جوتا اس کو دے دیا اور غور کیا کہ طبیعت رکتی ہے یا نہیں تو اب الحمد للہ رکاوٹ نہیں تھی۔ ایسے بہت سے موقعوں پر طبیعت کا امتحان کیا (تو معلوم ہوا کہ) اب وہ بات نہیں ہے۔ اگر کچھ بخل باقی ہوگا بھی تو میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہوں۔

⓱ (حرص کے کم ہونے کو باطن کی صحت کی دلیل بنانا)

بندہ کے ذہن میں اور بیماری میں فرق کرنے والی کھانے کی حرص کی ایک عادت تھی۔ اس حدیث کے مطابق کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔ بہت جگہ غور سے دیکھا کہ جس قوم میں کھانے کی بہت ساری قسمیں اور اہتمام زیادہ ہوتا ہے تو ان کی حالت کبھی اچھی نہیں پائی۔ علی گڑھ کالج اور اسلامی مدارس میں صاف واضح فرق موجود ہے۔ ایک سفرائی (بیرونی، ولدیتی) وکیل کھانے میں سات سو روپیہ ماہانہ خرچ کرتا ہے۔ بندہ تے (اپنے بارے میں) بہت دفعہ غور کیا کہ (اپنی) پچھلی حالت میں کھانے کی حرص اور اہتمام کی ضرورت گویا حقیقتاً ذہن میں آئی تھی اور ان صلحا پر جن کے کم کھانے کے قصے مشہور تھے ایک قسم کا اعتراض رہتا تھا۔ جیسے خواجہ علاء الدین صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ بندہ اس سے سمجھتا تھا کہ دل میں کفر کا بیج ہے۔

الحمدللہ اب وہ (حالت) نہیں ہے۔ اب اگر دستر خوان پر پلاؤ قورمہ اور دال دونوں چیزیں ہوں تو دونوں برابر لگتے ہیں اور طبیعت پیٹ بھر کھانے سے کم کھانے کو ترجیح دیتی ہے۔ اب وہ وجوہات بھی جو زیادہ کھانے کی ذہن میں تھیں یاد نہیں ہیں۔

۱۸ (پہلے والی حالت کا دوبارہ لوٹ آنا)

غرض جب سے زکوۃ ادا ہوئی ہے حالت بھی پلٹ گئی ہے۔ اب الحمدللہ بات سیدھی سمجھ میں آتی ہے اور اچھی (بات) اچھی اور بری (بات) بری محسوس ہوتی ہے۔

(اب) اہل علم سے رغبت اور امراء (امیروں) سے بے رغبتی ہے۔ اب بری صحبت یا اخبار پڑھنے سے بھی وہ اثر نہیں ہوتا ہے جو پہلے ہوتا تھا بلکہ اب تو بری صحبت سے بھی اچھی بات حاصل ہو جاتی ہے۔ (اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب بری صحبت سے بچنے کو ضروری نہیں سمجھتا ہوں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ضروری سمجھتا ہوں مگر حقیقی بات کا بیان ہے) کہ اگر پہلے کبھی بے اختیار بھی بری صحبت کا اتفاق ہو جاتا تو بجلی کی طرح (تیزی سے) برا اثر سرایت کر جاتا تھا اور اس (بری صحبت والوں) پر اپنا اثر تو کہاں (دور کی بات ہے) اس سے اثر نہ لینا بھی ناممکن تھا۔ الحمدللہ اب بری صحبت سے ایسا نہیں ہوتا ہے۔ اثر تو بالکل نہیں لیتا ہوں بلکہ کبھی اپنا اثر ہی آ جاتا ہے اور طبیعت حق بات کو لے لیتی ہے اور باطل کو چھوڑ دیتی ہے۔ جو حالت اس سے پہلے تھی اس کا الٹ ہو گیا تھا تو اب الحمدللہ وہ (پہلے والی صحیح) حالت دوبارہ لوٹ آئی اور ساتھ ہی یہ اضافہ بھی ہوا کہ پہلے شر کا علم نہیں تھا اب شر کا علم بھی ہے کہ چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں اور لوگوں میں جو شر سے واقف نہیں ہوتا ہے وہ اس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۱۹ (اس ساری سرگذشت کی چند وجوہ)

اس طویل خط کے لکھنے سے اپنا یا جناب کا وقت ضائع کرنا مقصود نہیں ہے (بلکہ) تین ضرورتوں کی وجہ سے اس کی جرات (ہمت) کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ اس خوشی میں جس کو میرا دل ہی جانتا ہے آپ جیسے مربی (تربیت کرنے والے) کو کیسے شامل نہ کروں کہ اگر۔

ع خار و گل ہمہ پروردہ تست

ترجمہ: "پھول ہوں یا کانٹے ہوں سب آپ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔"

اور (اس حدیث) "من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ" (کہ جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا) کو کیسے بھول جاؤں۔

میں بے رودریا (بغیر رعایت اور دھوکے) کے عرض کرتا ہوں کہ جناب والا کا شکریہ میں اس سے زیادہ ادا نہیں کرسکتا۔ ؎

از دست گدائے ناتواں نیا بدہیچ　　جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند

ترجمہ: "ایک کمزور فقیر سے تمہیں مخلص دعا کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔"

مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب پریشانی زیادہ ہوتی تھی اور کچھ بات بن نہیں پاتی تھی تو بے اختیار یوں دعا کرتا تھا۔

"اللهم ارحمني بحق اشرف علي وبحق امدادالله وبحق رشيد احمد وبحق اولياءك وبحق حبيبنا محمد صلى الله عليه وسلم"

ترجمہ: "کہ اے اللہ! اشرف علی، امداد اللہ، رشید احمد، اپنے ولیوں اور ہمارے حبیب محمد ﷺ کے واسطے سے مجھ پر رحم فرمائیے۔"

دوسری ضرورت یہ تھی کہ مجھے بتایا جائے کہ میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں کہ زکوٰۃ کا دینا اس (نفع) کا سبب تھا ایسا نہ ہو کہ سبب کوئی دوسرا ہو اور مجھے اس کی خبر بھی نہ ہو اور یہ نفع وقتی ہو اور سبب کے باقی رہنے کی وجہ سے مرض دوبارہ لوٹ آئے۔

تیسری ضرورت یہ ہے کہ بندہ کو یہ خیال آیا کہ جب زکوٰۃ کا ادا نہ ہونا جو ایک ظاہری عمل ہے یہ اثر رکھتا ہے تو دل کے اعمال جو اس سے زیادہ ضروری ہیں وہ کیا اثر رکھتے ہوں گے۔

۲۰ (اپنی حقیقت حال کے بارے میں علاج کے ساتھ پوچھنا خصوصاً عجب اور حسد کے بارے میں)

میں جناب والا کا دامن پکڑتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ جس سے مجھے معلوم ہو کہ میرے اندر کیا کیا مرض ہیں اور ان کے کیا علاج ہیں تاکہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو دور کرنے کی کوشش کروں۔ اپنا عیب خود کو نظر آنا مشکل ہے اور دوستوں کی عادت ہے کہ کسی بات کی تعریف تو منہ پر کردیتے ہیں لیکن (کوئی) عیب نہیں بتاتے ہیں۔ وہ اس کو عیب پوشی (عیب چھپانا) سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ دوستی نہیں ہے اصلاح کو چھوڑنا ہے۔ کبھی کوئی ایسا دوست بھی ملا جس نے مجھے کسی بات پر ٹوکا اور میں نے غور کیا تو وہ عیب حقیقت میں مجھ میں موجود تھا تو اس کی اصلاح کرلی۔ میں اسی کو حقیقی دوستی سمجھتا ہوں۔

جب ساتھیوں اور دوستوں کی یہ حالت ہے تو اپنا عیب کیسے معلوم ہو اس لئے میں نے اندازوں سے اپنے بارے میں لوگوں کے خیالات معلوم کئے کہ اگرچہ وہ منہ پر نہ کہیں مگر حقیقت میں (میرے بارے میں) ان کے

خیالات کیا ہیں؟ بعض لوگوں کا خیال تو میرے بارے میں یہ تھا کہ وہ مجھے متکبر سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بعض میرے عزیز رشتہ داروں کا ہے۔ میں نے جتنا غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی وجہ (میرا) کم بولنا اور کسی شکوہ شکایت میں (ان کے ساتھ) شامل نہ ہونا ہے۔ اپنے معمولات کی پابندی کے ساتھ میں لوگوں سے اتنا میل جول نہیں کر سکتا ہوں جتنا وہ مجھ سے چاہتے ہیں۔

کسی کے برے بھلے میں پڑنے کا نتیجہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے کہ کسی کی بلاوجہ کی شکایت کو صحیح کہو یا اس کی مخالفت کرو۔ صحیح کہنا جھوٹ ہے اور اس میں کسی کی غیبت یا بہتان شامل ہے۔ (اسی طرح) مخالفت اگر اپنے بڑے کے ساتھ ہے تو بے فائدہ ہے اور اگر بڑے سے ہے تو بے فائدہ ہونے کے ساتھ بے ادبی بھی ہے۔ مخالفت کی صورت میں بھی بات کہیں سے کہیں نکل کر غیبت بہتان اور بہت سی برائیوں تک پہنچ ہی جاتی ہے۔

اس عرصہ میں تجربہ ہوا کہ جاننے والوں سے اس ٹوٹی ہوئی حالت میں زیادتی ہوتی ہے اور غیروں سے نقصان کم پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے بھی جاننے والوں سے دوسروں کے مقابلے میں علیحدگی رہی۔ اس (علیحدگی کی) وجہ سے ان کو یہ خیال ہوا ہوگا۔ مگر میں نے اس کی زیادہ پرواہ نہیں کی کیونکہ اس کی وجہ میں سمجھ چکا تھا۔ کسی کی زبان کہاں تک پکڑی جا سکتی ہے۔ ان سے الگ رہنے میں اس سے زیادہ کیا نقصان ہے کہ (مجھے) متکبر کہہ لیں گے۔ غیروں سے کیونکہ نقصان کم پہنچتا ہے اس وجہ سے ان سے بولنے چالنے میں دل کشادہ رہتا ہے اس لئے یہ لوگ مجھے متکبر نہیں کہتے ہیں بلکہ غریب لوگ مجھ سے زیادہ مانوس ہیں۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن سے مجھے بہت دفعہ تکلیف پہنچی مگر میں نے ان سے کبھی برائی تک بھی نہیں کی۔ وہ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں اور میں ان کے پیچھے مسلسل نماز پڑھتا ہوں۔ غرض غیر مجھے متکبر نہیں کہتے ہیں۔ معلوم نہیں کون سا خیال صحیح ہے یہ تو ایک ایسا مرض ہے کہ جس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ مجھ میں ہے اور میرا خیال ہے کہ نہیں ہے۔

ایک مرض اور ایسا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مجھ میں نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ مجھ میں ہے وہ مرض حسد ہے۔ جب اپنے ساتھیوں میں کسی کو کوئی نعمت ملتے دیکھتا ہوں تو کچھ ناگوار (ناپسند) ہوتا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ فوراً محسوس ہو جاتا ہے کہ یہ حسد ہے۔ میں اس کا علاج یہ کرتا ہوں کہ اس کو اس نعمت کے ملنے میں رکاوٹ بننے کے بجائے اگر میں اس کے حاصل ہونے کے لئے کچھ کر سکتا ہوں تو اس کوشش میں لگ جاتا ہوں کہ یہ نعمت اس کو مل جائے۔ اتنا کہ جس سے مجھے کوئی نقصان اور حرج بھی نہ ہو۔ اب تک میں نے اپنے نفس سے دھوکہ نہیں کھایا ہے پھر بھی یہ خیال آتا ہے کہ دل پر اتنا اثر بھی کیوں ہوتا ہے۔ اگر یہ حسد ہے تو اس کا کوئی مناسب علاج

ارشاد فرمائیں۔

اسی طرح کا ایک مرض احقر میں عجب بھی ہے جو لوگوں کو معلوم نہیں ہے اور مجھے معلوم ہے۔ جب اپنے ہاتھ سے کوئی کام اچھا ہو جاتا ہے تو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ کوئی دیکھے اور تعریف ہو۔ جتنا ہو سکتا ہے اس کا علاج کرتا ہوں۔ مگر بعض صورتیں ایسی پیدا ہوتی ہیں کہ ان کا علاج سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ جیسے میرے پیشہ والا جب کوئی کام میں غلطی کرتا ہے اور میں صحیح کرتا ہوں تو اپنے بارے ضرور اچھا خیال پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ صاف غلطی کر رہا ہے تو اپنے کام کو غلط اور اس کو صحیح کیسے کہوں۔ پھر بھی اتنا کرتا ہوں کہ اگر وہ مشورہ میں شریک ہو گیا اور اس سے غلطی ہوئی اگر غلطی زیادہ بڑی نہ ہو جس سے صاف نقصان کا خوف نہ ہو تو اپنے کام کو غلط اور اس کو صحیح کہہ دیتا ہوں اور خود ہاتھ روک کر کام اس کے حوالے کر دیتا ہوں۔

یہ میرے پاس انتہائی (آخری درجہ کا) علاج ہے۔ اس میں مالی نقصان بھی ہوتا ہے مگر اس پر بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ جب اپنے کام کو صحیح اور دوسرے کے کام کو غلط سمجھ لیا تو یہ عجب ہو ہی گیا۔ مالی نقصان بھی ہوا اور اصل بیماری باقی رہی۔

ان چند امراض کا احساس تو مجھ کو ہوا۔ "وعلم الامراض عند طبیبها" (کہ مرضوں کا علم تو ان کے طبیب کے پاس ہوتا ہے) میں جناب والا کی ذات پر بڑا بھروسہ رکھتا ہوں۔ اس مرتبہ بھی کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب تھانہ بھون حاضر ہوں گا۔ میری یہ حاضری صرف زیارت کے لئے نہیں ہوگی بلکہ طالب علم والی ہوگی۔ عید الفطر کے قریب آنے کا ارادہ ہے۔ زیادہ دیر اس خط کے لکھنے میں ہی ہوئی۔ اس وقت جو کچھ الٹا سیدھا خیال میں آتا گیا لکھ کر روانہ کرتا ہوں۔ عبارت اور اس کے آپس میں جوڑ کو دیکھے بغیر ملاحظہ فرمائیں۔ ایسے برے حالات کے بتانے سے بھی شرم آتی ہے مگر کیا کروں نتواں نہفتن درد از طبیباں۔ ؎

ترجمہ: "طبیبوں سے درد چھپایا نہیں جا سکتا ہے۔"

زانکہ تو برخار گلشن کنی　　دیدۂ ہر کور را روشن کنی

ترجمہ: "ہر کانٹے کو پھول اور ہر اندھی آنکھ تو ہی روشن کر سکتا ہے۔"

اب میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اور سلام عرض کرتا ہوں اور اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ اور خوب جاننے والے ہیں کے حوالے کرتا ہوں اور صلاۃ وسلام تمام انسانیت کی بہترین شخصیت (محمد ﷺ) اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر ہو۔

جواب: حمد وصلاۃ کے بعد جواب میں عرض ہے کہ یہاں چند باتیں جن کو پہلے سمجھنا چاہئے جو نیچے ذکر کی جاتی

ہیں۔
پہلی بات: (تصوف کے) اس راستے میں اصل مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی قربت ہے۔ جتنی باتوں کا اس (رضا وقرب) میں حصہ ہے اتنا ہی ان کے کرنے کا حکم ہے اور حصہ کے درجہ (کہ کس چیز کا کتنا حصہ اس) کے بتانے کا کام شارع کا ہے۔ خواہ صاف بتائیں یا دلالت کے طور پر بتائیں جس کا علم صحیح قیاس (اندازہ) سے ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ چیز جس سے بچا جائے اور اصل بری چیز (اس راستے میں) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اللہ تعالیٰ سے دوری ہے خواہ صاف صاف ہو یا دلالت کے طور پر ہو جیسا کہ اوپر مامور بہ (جس کے کرنے کا حکم ہے) میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایک بات سوچنے کی یہ ہے۔

دوسری بات: یہ ہے کہ جتنی باتوں کا اللہ تعالیٰ سے قریب یا دور ہونے میں حصہ ہے وہ سب اختیاری باتیں ہیں۔ ان میں کوئی بھی غیر اختیاری نہیں ہے۔ اس آیت کے یہی معنیٰ ہیں ﴿لا یکلف اللّٰہ نفسا﴾ (ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں۔'')۔

تیسری بات: یہ ہے اختیاری باتوں میں دل کی ظاہری اور باطنی باتیں سب شامل ہیں۔ قرآن وحدیث کو تلاش کرنے اور وجدان سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ ظاہری باتیں اعضاء و جوارح کے اچھے یا برے اعمال ہیں۔ باطنی باتیں دو قسم کی ہیں۔ جن باتوں کا اللہ تعالیٰ سے دور ہونے میں حصہ ہوگا وہ یہ ہیں برے اعمال اور باطل عقائد اور برے اخلاق یہی باتیں ہیں جن کو نہ کرنے کا حکم ہے۔

چوتھی بات: یہ ہے کہ جو دوسری بات سے اور مستقل بھی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جو باتیں اختیار سے باہر ہیں (یعنی بے اختیاری ہیں) اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے یا دور ہونے میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ ہی ان کے کرنے کا حکم ہوگا اور نہ ان کے نہ کرنے کا حکم ہوگا۔

پانچویں بات: یہ ہے کہ غیر اختیاری باتوں کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن جن سے بعض پر اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے یا دور ہونے کے سبب کا شبہ ہوتا ہے وہ صرف چند قسمیں ہیں۔ (ان میں سے) اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے بارے میں ایک پسندیدہ حالات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے ہوئے کمالات ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کے بارے میں وساوس وڈرانے والے خیالات یا قبض کی بعض قسمیں یا گناہ کی طرف قوی یا کمزور درجہ کا میلان اور چاہت کا ہونا ہے۔

ان غیر اختیاری باتوں پر اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے اور دور ہونے کی نفی کرنے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان

سے اللہ تعالیٰ سے قریبی یا دوری نہیں ہوتی ہے۔ (یعنی یہ چیزیں بالکل ہی قریب اور دوری میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہیں بلکہ) یہ بات ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو (کسی) عمل یا صرف (اپنے) فضل سے قریب بنالیا ہو اور اس کو بعض اپنے عطا کردہ کمالات کے ساتھ نواز دیا ہو۔

اسی طرح یہ بات بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو (کسی) برے عمل (کی وجہ) سے مردود بنایا ہو اور اس کو بعض غیر اختیاری آزمائشوں میں مبتلا کر دیا ہو مگر یہ آزمائشیں دوری کا سبب نہ ہوں اگرچہ دوری کی وجہ سے ہوں جن کا علاج صرف (ان) دور کرنے والے اعمال کے چھوڑنے سے ہوسکتا ہے۔

ان باتوں کے جاننے کے بعد یہ جاننا چاہئے کہ آپ کی سرگزشت کا خلاصہ چند مضامین ہیں۔

❶ ادراک فہم و عقل کا صحیح ہونا۔

❷ مفید باتوں کا اثر قبول کرنا۔

❸ حقیقتوں اور چھپی ہوئی باتوں کا کھلنا اور اس کو کمال نہ سمجھنا۔

❹ اس کے بعد اچھی باتوں میں برائی اور بری باتوں میں اچھائی کا نظر آنا مگر اس سے مغلوب نہ ہونا۔

❺ اچھی باتوں سے اثر نہ ہونا اور بری باتوں سے اثر ہونا اور برائی کی طرف کھنچاؤ کا ہونا اور اس کی کچھ مثالیں۔

❻ مگر ساتھ ہی اس وسوسہ کو خطرناک سمجھنا اور اس کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔ اس دور کرنے کے بعض طریقوں کی کچھ تفصیل اور اس میں خیال کو پھیلانے سے کام لینا بھی ذکر کیا اور اس مبالغہ کی کچھ جزئیات لکھی ہیں۔

❼ جب ذرا علاج سے غفلت ہوئی تو ساری محنت ضائع ہونا سمجھنا۔

❽ باطل کا حق نظر آنا۔

❾ ترقی کے راستے بند ہونے کی فکر کا ہونا۔

❿ اس کے بعد اختلاج اور دل کی کمزوری کے کچھ آثار ذکر کئے ہیں۔

⓫ اچھی بات سننے سے نقصان زیادہ ہوتا تھا۔

⓬ بخل کا اپنے اندر معلوم ہونا۔

⓭ بخل کا علاج خرچ سے کرنا۔

⓮ اس علاج کا دوسری بیماریوں کے لئے مفید ہونا۔

⓯ بخل کے علاج سے جو نفع حاصل ہوا اس کے شکریہ کے لئے اور خرچ کی نیت کرنا اور نفس کے جھگڑنے کے

باوجود عمل کرنا۔

۱۶ چند واقعات جن سے بخل کے مرض کا ختم ہونا معلوم ہوا۔

۱۷ حرص کے کم ہونے سے باطن کی صحت کی دلیل بنانا۔

۱۸ پہلے والی حالت کا دوبارہ لوٹ کر آنا۔

۱۹ اس ساری سرگذشت کی چند وجوہ۔

۲۰ اپنی حقیقت حال کے بارے میں علاج کے ساتھ پوچھنا خصوصاً حسد اور عجب کے بارے میں۔

میں نے ان سارے مضامین کو بہت ہی دلچسپی اور گہرائی سے ایک ایک حرف کر کے بلکہ اکثر جگہوں کو دوبارہ پڑھا۔ میں اس بارے میں جو کچھ سمجھا ہوں وہی لکھنا بھی چاہتا ہوں۔ اس کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ہوں اور نہ ہی کرتا ہوں کہ بس صحیح وہی تشخیص اور وہی تجویز ہے (جو میں نے کی) لیکن انتہائی خیر خواہی اس سے زیادہ نہیں ہوسکتی کہ جتنا سمجھ میں آئے اس کو پیش کرنے سے نہ رکا جائے اور جو اپنے لئے پسند کیا جائے وہی دوسرے کے لئے پسند کیا جائے۔

جس طرح طب میں مسالک (طریقے اور راستے) مختلف ہیں اور آپ مثلاً طبیب ہیں مرض کے لئے خصوصاً محبوب مریض کے لئے وہی طریقہ استعمال کریں گے جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ راجح اور مفید ہوگا۔ پس اسی اصل کے مطابق میں بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ "فاستمعوا وان رفیتم فاتبعو" (کہ سنو اگر پسند آئے تو اس پر عمل کرو) عارفوں کا ارشاد ہے کہ طرق الوصول الی اللّٰہ بعدد انفاس الخلائق (کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے لوگوں کی تعداد کے برابر ہیں)۔

اسی لئے ہر زمانے میں اگرچہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے اصلی کلیات بدلے نہیں گئے مگر کلیات کی حفاظت کے باوجود ان کلیات کے بہت سے علاج کے طریقوں کی جزئیات میں مزاج وطبیعت، استعداد پیش آنے والے اسباب کے مختلف ہونے کے مطابق ہر زمانہ اور ہر شخص کے لئے بہت ہی بدلتے رہتے ہیں۔ میں نے جو طریقہ اپنے مرشد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے سمجھا اور اس کو بہت سے مریضوں کے لئے اپنی آنکھوں سے مفید دیکھا جس کی وجہ سے اس کو مجرب المجرب (تجربہ کی گئی چیز کا مزید تجربہ کیا گیا) کہنا بالکل صحیح اور یقینی ہے۔

اس (طریقے) کا خلاصہ وہی ہے جس کو پانچ باتوں میں مختصر طور سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ مگر پھر بھی پوری طرح عمومی انداز میں اور آسان الفاظ میں اور فائدہ کے پوری طرح حاصل ہونے کے لئے کچھ تفصیل سے اگرچہ وہ بھی مختصر ہی ہو عرض کر دیتا ہوں۔ آپ نے جو جو تنگیاں، صعوبتیں

(سختیاں) گھاٹیاں اور آزمائشیں لکھی ہیں یہ تو سو حصوں میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہے جو جو بعض لوگوں کو پیش آتی ہیں (اس وقت کچھ بعض کے احوال یاد آ گئے اور ان احوال نے مجھے سر سے پاؤں تک ہلا دیا کہ مشکل سے خود کو سنبھال کر لکھنا بند نہیں کیا)۔ مگر وہ ان سب پریشانیوں کو محبوب کی (عطا کی ہوئی) نعمت سمجھ کر زبان حال سے مترنم ہوتے (گنگناتے) ہیں۔

خوشا وقت شوریدگان غمش　　اگر ریش بینند وگر مرہمش

دما دم شراب الم در کشند　　اگر تلخ بنیند دم در کشند

ترجمہ

❶ اس (محبوب) کے غم میں مبتلا رہنے والوں کے لیے کیا ہی خوش نصیبی ہے چاہے زخم لگے یا مرہم ملے۔

❷ (اللہ تعالیٰ کے یہ عاشق) درد کی شراب مسلسل پیتے رہتے ہیں کسی قسم کی کڑواہٹ محسوس کرتے ہیں تو بھی خاموش رہتے ہیں۔

(یعنی یہ لوگ مصیبتوں اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ سے گلہ شکوہ نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کو اپنے محبوب کی طرف سے سمجھ کر خوش ہوتے ہیں ان کو کسی پر ظاہر نہیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو کر خاموش رہتے ہیں۔)

اور صبر کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر کر کے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں اور اپنے کام کے انجام کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں اور کوئی علاج نہیں کرتے ہیں۔ یہی علاج نہ کرنا ہزاروں علاج سے زیادہ کام آتا ہے اور اس اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے کی برکت سے نتیجہ وہ نصیب ہوتا ہے کہ "مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا حظر علی قلب بشر ای فمن لا یفعل کذلك" (کہ جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان سے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال آیا جس آدمی نے ایسا مجاہدہ نہیں کیا ہوگا)۔

جو لوگ استدلال یعنی دلیل پکڑنے والے ہیں ان کو اس کے بعد بھی تحقیق کا انتظار رہے گا اس کی شرح (و تفصیل) علمی اصول سے کرتا ہوں اگرچہ آخر میں اس کا تعلق بھی فطری ذوق اور وجدان (احساس) سے ہی ہے اور ہر استدلال کا آخر فطرت ہی ہوتی ہے۔ وہ شرح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی میں کم زیادہ دو چیزیں ایسی پیدا کی ہیں (کہ وہ) ساری عمر ختم نہیں ہوتی ہیں۔ ایک علوم کے بارے میں خیال دوسرے اعمال کے بارے میں نفس کا میلان۔ نہ ان (چیزوں) کا ہونا اختیاری (چیز) ہے اور نہ ہی ان کا باقی رہنا کوئی اختیاری چیز ہے۔ اس لئے ان کا ختم ہونا اور زائل ہو جانا بھی اختیاری نہیں ہے یہاں تک کہ حدیث میں ایک قصہ کے بارے میں آپ

ﷺ کا فرمان ہے کہ جو چیز (عورت کی شرم گاہ) اس عورت (یعنی بیوی) کے پاس ہے وہی اس (دوسری) عورت (جس پر نظر پڑنے کی وجہ سے شہوت کا غلبہ ہوا ہے) کے پاس ہے۔ ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ میں (بھی) بشر ہوں بھول جاتا ہوں جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو اور میں (بھی) غصہ کرتا ہوں جس طرح تم غصہ کرتے ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ وحی کے نہ آنے کے زمانے میں (اتنے غمگین و پریشان ہوتے کہ) آپ یہ ارادہ فرماتے کہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرالیں۔

اتنا فرق ہے کہ عوام کو بعض خیالات اور وساوس کی زیادتی سے گناہوں کی طرف میلان اور چاہت کی وجہ سے غلبہ (اور عمل کرنے کی چاہت) کی باری آجاتی ہے خواہ (وہ اس غلبہ اور تقاضہ پر) عمل کریں یا نہ کریں اور خواص کو جو مجاہدہ کر چکے ہوں یا مجاہدہ کے برابر استغراق کا حال (ڈوبنے کی کیفیت) وغیرہ ان پر غالب کر دیا جاتا ہے یا ان کی طبعی قوتیں کمزور کر دی جاتی ہیں اور (ان وساوس کی) زیادتی اور (عمل کرنے کی) چاہت کی باری نہیں آتی ہے یا اس (عمل کی چاہت کی باری) کبھی کبھی آجاتی ہے مگر (وہ خیال) گزرتا ہوا یا تھوڑی دیر ٹھہر کر خطرہ (خوف) اور ہلکا اور کمزور سا گناہ کا میلان پیدا ہو جاتا ہے مگر (اس پر) عمل (کرنے سے) بچنے کے لئے بھی ہمت اور ارادے ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح کرنے پر بھی قدرت ہوتی ہے (کہ وہ اس گناہ کو کر سکتا ہے) لیکن عام آدمی جس نے مجاہدہ نہیں کیا ہے اس کو اس (وسوسہ) کی مخالفت اور اس کو دور کرنے میں مشقت اور تکلیف کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مجاہد جو حقیقت میں مجاہدہ کر چکا ہو یا مجاہدہ تو نہ کیا ہو مگر مجاہد کی طرح ہو اس (وسوسہ) کو دور کرنے اور مخالفت میں آسانی سے کامیابی ہوتی ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ بات (مخالفت اور دور کرنے کی صلاحیت) مجاہدے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو جاتی ہے۔ ان وجہوں سے وہ (حضرات) کبھی کسی خیال (اور وسوسہ) سے مغلوب نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کی طبعی قوتوں میں کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان میں سے نفس کے جھگڑنے کا مادہ نکال دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے شرح صدر (سینہ کھلنے) کے قصہ میں جس چیز کا آپ کے قلب مبارک سے نکال دیا جانا آیا ہے وہ یہی (نفس کے جھگڑنے کا مادہ نکال دیا جانا) لگتا ہے (ممکن ہے کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام سے اس مادہ کے نکلنے کا دوسرا کوئی طریقہ ہو۔) اور حدیث میں جو "نعم ولکن اسلم" (ہاں مگر میں محفوظ رہتا ہوں) آیا ہے اس کی وجہ یہی ہے (نفس کے جھگڑنے کے مادہ کا نکال دیا جانا ہی) لگتی ہے۔ (پوری حدیث یہ ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں رگوں میں خون کی

طرح چلتا ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا شیطان آپ کی رگوں میں بھی دوڑتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! مگر اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقابلے میں میری مدد فرمائی ہے اس لیے میں محفوظ رہتا ہوں۔) یہی انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے مسئلے کا خلاصہ ہے۔ ہمیں بچنے کے لئے ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کام پر ہی قدرت نہ رہے جیسا کہ اوپر مجاہدہ کرنے والوں کی خصوصیت میں لکھا ہے (کہ مجاہدہ کرنے والوں کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود عمل سے بچنے کے لئے ارادے ہی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو نفس کے جھگڑنے کا مادہ کے نکل جانے کے باوجود اختیار ختم نہیں ہو جاتا ہے وہ بھی ارادے سے ہی بچتے ہیں)۔

غرض عام آدمی کے دل میں وسوسہ رکنا زیادہ ہے اور گناہ کی طرف میلان چاہت کے درجہ میں ہوتا ہے اور خواص میں سے یہ دونوں درجے (وسوسہ کا رکنا اور گناہ کی طرف میلان کا چاہت کے درجہ میں ہونا) حقیقی یا حکمی طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔ یعنی اکثر نہیں ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ہونے سے وہ بھی خالی نہیں ہیں۔ یہ احتمال مرنے تک ان میں بھی باقی رہتا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں یہ چیز ان کی کوشش کے بغیر ہی ختم کر دی جاتی ہے۔

اس کے بعد اب (سنئے کہ) سالکوں اور تربیت کرنے والے شیوخ کا طریقہ مختلف ہے بعض تو ہر ہر وسوسے کو دور کرنے کے لئے اور ہر ہر بری عادت (جس سے ظاہری باطنی گناہ کی چاہت پیدا ہوتی ہے) کے ختم کرنے کے لئے علاج کرتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ ہر وقت دل اور نفس کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ جب کبھی کوئی مرض دیکھتے ہیں تو پھر نیا علاج کرتے ہیں۔ احیاء العلوم اور سلوک کی کتابوں کا یہی حاصل ہے۔

آپ کے خط سے لگتا ہے کہ آپ نے بھی یہی (ہر ہر مرض کے دور کرنے کے لئے علاج کرنے والا) طریقہ اختیار فرمایا ہے اس سے آپ کی پریشانی سخت اور قصہ لمبا ہو گیا مگر الحمد للہ کامیابی ہوئی۔ اس کامیابی کی وجہ سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس خط کے جواب کو طویل نہ کرتا کیونکہ جو شکایت (بیماری) ختم ہوگئی اس کی تحقیق کرنا ایک زائد بات ہے (اس لئے) آخر کے صرف دو مضمونوں ۱۹، ۲۰ کے بارے میں مختصر لکھ کر ختم کر دیتا لیکن کیونکہ مجھے آگے عمل کا طریقہ بتانا ہے اس لئے اس ساری لمبائی کی ضرورت پیش آئی۔

غرض یہ کہ سلوک و تربیت کا ایک طریقہ یہ ہے۔ آپ نے تو اس کو دیکھ بھی لیا کہ اس میں کتنی مشقت ہے اور اس میں ساری مشقت کے بعد بھی آرام نہیں ملتا ہے۔ کیونکہ امراض کے دوبارہ لوٹ آنے کا خوف لگا ہوا ہے بلکہ واپسی کے خوف سے آگے خود بعض امراض کے وجود کی پریشانی اور ساتھ ساتھ ماضی پر حسرت بھی (ایک) الگ (چیز) ہے۔ غرض ہر وقت تین باتیں موجود ہیں ① ماضی کی حسرت ② (موجودہ) حال کے شبہات ③

مستقبل کا خوف۔

جب محققین مجتہدین اور طریق کے مجددین نے (ان مجددین میں سب سے کامل میرے مرشد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ ہیں "والفضل بیداللّٰه یوتیه من یشاء") کو دیکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام کے طریقے سے دکھایا کہ اس طریقہ میں مشقت بہت ہے اور محنت کے نتیجہ کے حاصل ہونے میں ایک لمبا زمانہ چاہئے۔ کبھی (اس لمبی حالت پر) مشہور مصرع سچا ہو جاتا ہے۔

ع تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم

تَرجَمہ: "تو جب تک مجھ تک پہنچے گا میں خدا تک پہنچ جاؤں گا۔"

دوسری بات یہ کہ اس زمانے کے لوگوں کی قوتیں کمزور اور ہمتیں کم ہیں۔ ان ساری باتوں کو دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ کے الہام سے تربیت کا ایک دوسرا طریقہ اختیار فرمایا۔ وہ یہ کہ ہے کہ یہ سب ماضی حال مستقبل اللہ تعالیٰ سے پردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مشاہدہ (اپنے نور سے فائدہ اٹھانے) کے لئے پیدا کیا ہے نہ ماضی مستقبل کے مطالعہ کے لئے پیدا کیا ہے رومی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے "ماضی اور مستقبل اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ ہے۔"

اس کے باوجود ماضی کے لئے توبہ ضروری تھی اور مستقبل پر نظر رکھنے کے لئے تقویٰ کا عزم ضروری تھا لیکن جو چیز ضروری ہوتی ہے جتنی ضرورت ہو اتنی ہی کافی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گذشتہ گناہوں پر توبہ کی شرائط کے ساتھ خوب توبہ کرے پھر بار بار اس کے سبق کو دل میں نہ دہرائے اور مختصر طور پر مستقبل کے لئے اللہ پر توکل کرے کہ ان شاء اللہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ بس (اتنا ہی کافی ہے) اس کے بعد ہر وقت اسی قصہ میں نہ لگا رہے۔ اس سے زیادہ دوسرا کام ہے جس کو حدیث میں ان الفاظ سے فرمایا گیا ہے "راقب اللّٰه تجده تجاهك" (کہ اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھو تو تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے) اس (مراقبہ، دھیان) میں مشغول ہونا چاہئے۔ یعنی ذکر وفکر عمل کے وقت میں عمل کہ وہ بھی ذکر میں شامل ہے۔

خلاصہ یہ کہ (اللہ تعالیٰ کے) قرب کو مقصود سمجھے اور اس کے لئے جو راستہ ہے یعنی عقائد کے صحیح کرنے کے بعد اعمال اختیار یہ (کا اختیار کرنا) جس وقت جو عمل ہو خواہ یہ (عمل) ظاہری ہو جیسے نماز، زکوٰۃ، وغیرہ خواہ باطنی ہو جیسے خوف شکر رضا و عجز وغیرہ اور ذکر وفکر بھی عمل کا ایک فرد (حصہ، جزء) ہے۔ پس اسی میں اکثر اوقات مشغول رہنا چاہئے۔ جو اسباب (اللہ تعالیٰ سے) دوری کے ہیں یعنی ظاہری گناہ یا باطنی (گناہ) ان سے بچتے رہنا چاہئے۔ اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ قرب کے اسباب پیدا کرنے کی فکر کرے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے

دوری کے اسباب کو ختم کرنے کی فکر میں رہے۔

اختیاری باتوں میں جن میں کوتاہی ہو جائے اور اس کو نقصان دہ اور بڑی چیز سمجھے اور اس کی اصلاح کرے اور جو غیر اختیاری باتیں ہیں ان کے ہونے نہ ہونے کی طرف توجہ ہی نہ کرے اور اس کی اصلاح کی بھی زیادہ کوشش نہ کرے جیسے اگر کسی ضروری عمل میں رہ گیا تو اس کی قضا کرے اور اگر کوئی گناہ ہو گیا تو اس سے استغفار کرے اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو جائے۔ اسی ایک بات کے پیچھے نہ پڑ جائے کہ ہائے یہ کام مجھ سے کیوں چھوٹ گیا یا یہ کام مجھ سے کیوں ہوا۔ اس (بات کو) یہ (مجتہدین وغیرہ) لوگ غلو اور مبالغہ سمجھتے ہیں جن سے کتاب وسنت نے منع فرمایا ہے۔ "لا تغلوا فی دینکم" (دین میں غلو مت کرو) "من شاق شاق اللّٰہ علیہ" (جو خود کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں ڈال دیں گے اور اس سے نباہ نہ ہو سکے گا) "سددوا وقاربوا واستقیموا ولن تحصوا" (کہ ٹھیک ٹھیک چلو اور میانہ روی اختیار کرو اور جمے رہو اور تم دین کو انتہا تک کبھی احاطہ نہ کر سکو گے یعنی اگر یہ ہوس ہو کہ تم دین پر غالب آ جاؤ اور کوئی چھوٹی بات بھی تم سے نہ رہ جائے تو تم ایسا بالکل بھی نہیں کر سکو گے) "من علیہ النوم فلیرقد" (کہ جس کو نیند کا غلبہ ہو وہ لیٹ جائے) "لا تفریط فی النوم انما التفریط فی الیقطۃ" (کہ نیند میں کوئی قصور نہیں ہے بلکہ قصور تو بیداری میں ہے)۔

عارف شیرازی فرماتے ہیں۔ سخت میگرد جہاں برمرد ماں سخت کوش۔

ترجمہ: "سختی کرنے والوں سے جہاں سختی کرتا ہے۔"

اس غلو اور مبالغہ کا اثر اس وقت کی (موجودہ) قوتوں اور ہمتوں پر خصوصی طور پر یہ ہوتا ہے کہ مایوسی بہت جلد ہی اپنا رنگ لاتی ہے اور سالک کو بے کار کر دیتی ہے۔ کبھی جان اور کبھی ایمان پر اتنا اثر پہنچتا ہے۔ جان پر تو اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور خیالات کی زیادتی سے سودا بڑھتا ہے۔ ایمان پر تو یہ اثر ہوتا ہے کہ علاج اور عمل میں مبالغہ کے باوجود گمان کے مطابق کامیابی بالکل شفاء حاصل نہ ہونے یا دیر سے حاصل ہونے میں یا حاصل ہو کر ختم ہو جانے سے اور امراض کے بار بار لوٹ آنے سے اللہ تعالیٰ سے تنگی اور شکایت پیدا ہو کر ناگواری اور ناراضگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ہمیں سر مارتے (محنت کرتے) ہوئے اتنے دن ہو گئے اور "والذین فینا لنھدین سبلنا" (کہ جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے) کے وعدے خدا جانے کہاں گئے۔ ہزاروں آدمی جان یا ایمان سے اس راستے میں ہلاک ہو گئے ہیں۔

(ایسے لوگوں کے ساتھ) ایک مرض ہر وقت یہ لگا رہتا ہے کہ وہ اپنے عمل کو پہنچا ہوا اور اپنی محنت و کوشش کو کامیاب سمجھ کر ہمیشہ نتیجہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ عمل کا پلہ اللہ تعالیٰ کی ''عطاء'' دین سے بڑھا ہوا سمجھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود کو کبھی کامیاب نہیں سمجھتے ہیں اس لئے ناشکری ہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اگر اپنے گمان کے مطابق کامیاب بھی ہوگئے تو اگر وہ کامیابی پھر ختم ہوگئی کیونکہ ایسی تبدیلیاں ساری عمر رہتی ہیں (تو ان کو) دوبارہ وہی تنگی اور پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ ان کا سلسلہ ساری عمر میں بھی ختم نہیں ہوتا ہے۔ (اس صورت میں) ان کا یا دوسرے کا نفس دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ اس راہ خدا سے خدا ہی بچائے کہ اس میں مصیبت کے علاوہ راحت کا کوئی نام ہی نہیں ہے۔ دیکھ لیجئے کتنا بڑا خطرناک طریقہ ہے۔ اور خوف لازمی بھی (یعنی خود کو بھی) ہے اور متعدی بھی (کہ دوسرے کو بھی ہوتا ہے)۔

اس لئے اس غلو کے نقصان اور خرابیوں کو دیکھ کر ان لوگوں (مجتہدین) نے یہ تجویز کیا کہ ان باریکیوں اور گہرائیوں کو بالکل نظر انداز کر دے۔ اگر کوئی اچھا خیال ہو تو اس کو کمال نہ سمجھے اور نہ ہی اس کے باقی رہنے کی تمنا کرے اور نہ اس کے فوت ہونے پر حسرت کرے۔ اگر کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اس کو دور کرنے کے لئے محنت نہ کرے (بلکہ اس وقت) ذکر کی طرف بہت مبالغہ سے نہیں بلکہ معمولی طور پر متوجہ ہونا کافی ہے خواہ وہ (وسوسہ) دور ہو یا نہ ہو اور اس (طریقہ) سے (وہ) وسوسہ دور ہو ہی جاتا ہے۔ مگر اس شخص کو بہادری سے اس پر بھی تیار رہنا چاہئے کہ اگرچہ وہ وسوسہ دور (ہو یا) نہ ہو ذکر اللہ تعالیٰ سے قرب کے ارادے سے نہ کے وسوسہ کو دور کرنے کے لئے کرے۔ اگر قبض کی حالت پیش آئے تو اس کو برا نہ سمجھے اس کے ختم ہونے کی فکر اور تمنا نہ کرے۔

خلاصہ یہ کہ (ہمیشہ) اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بھاگتا رہے۔ جو بات اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہو (وہ سب وہ احکام ہیں جن کو کرنے کا حکم کیا گیا ہے خواہ وہ واجب ہوں یا مستحب ہوں) اس پر عمل کرتا رہے۔ اگر (کوئی حکم) فوت ہو جائے قضا کرے۔ یہ بہت ہی آسان ہے مشکل نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ﴿وما جعل علیکم فی الدین من حرج﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین میں کچھ تنگی نہیں کی ہے۔

(اور) جو بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے (وہ سب احکام جن میں بچنے کا حکم کیا گیا ہے) اگر یہ ہو جائیں تو استغفار کرے۔ خود کو خواص میں سے نہ سمجھے کہ عام حالات کے پیش آجانے سے گھبرائے اور نہ ہی جلدی نتائج کے حاصل ہونے اور نہ مستقبل میں اونچے درجات کے ملنے کا طالب رہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اعمال کی توفیق اور آخرت میں جنت عطا فرمائے اور دوزخ سے نجات عطا فرمائے۔

بس (یہ) ہو گیا مسنون سلوک۔ اگر یہ شبہ ہو کہ وساوس اور گناہوں کی طرف میلان نقصان دہ نہیں ہے بلکہ نقصان دہ تو صرف عمل ہے یہ بات تو مجاہدہ کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہے پھر مجاہدہ کیوں کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت میں اس کے لئے مجاہدہ فرض و واجب نہیں ہے۔ مجاہدہ میں صرف یہ فائدہ ہے کہ گناہوں کے میلان کے مقابلے میں زیادہ مشقت نہیں ہوتی ہے نفس آسانی سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ جو مجاہدہ نہیں ہوتا ہے اس کو بہت مشکل پیش آتی ہے۔ بس (صرف) مجاہدہ کا یہ ہی فائدہ ہے باقی یہ نہیں کہ میلان ہی ختم ہو جائے۔ میں اس کی یہ مثال دیتا ہوں کہ گھوڑا شائستہ (سدھایا ہوا) ہو کر بھی شوخی (شرارت) کرتا ہے مگر شائستہ ہونے کی وجہ سے جلدی قابو میں آ جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو گھوڑا شائستہ نہ ہو اس کو قابو میں کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔

وساوس، قبض اور گناہوں کے میلان کا فائدہ

اب (آخر میں) وساوس کے کچھ فائدوں اور بھلائیوں، قبض کی کچھ اقسام اور گناہوں کی طرف میلان کے سالک کے لئے مفید ہونے کو بیان کر کے اس کو ختم کرتا ہوں۔ ان چیزوں میں چند الطاف رحمانیہ (اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں) ہیں جن کو دیکھ کر آزمائش میں مبتلا آدمی بے اختیار یہ کہہ کر تسلی حاصل کرے گا۔

"الا لا یجارن اخو البلیه فللرحمن الطاف خفیه"

مصیبت میں مبتلا شخص رونا دھونا اور شکایت نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ مہربان کے یہاں بہت نعمتیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔

ن کے فائدے مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ اس شخص کو کبھی عجب نہیں ہوتا ہے۔ (ہمیشہ) سمجھتا ہے کہ میں بدحال ہوں۔

❷ ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے۔ اپنے علم اور عمل پر کبھی فخر نہیں ہوتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ میرا علم، عمل اور حال کیا چیز ہے اس کی حقیقت دیکھ چکا ہوں۔

❸ اگر یہ گھاٹی سے گزر چکا ہے تو شیطان کے مقابلے میں اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے ڈرتا نہیں ہے کہ بس اس سے زیادہ کیا کرے گا۔ اس سے گزرے بغیر لطیف الطبع (نازک طبیعت والے) کو ہر نقصان دہ صحبت تک سے خوف ہوتا ہے جس کو میں نے ایک بار بیان کیا تھا کہ "اس کی وجہ لطافت طبع (طبیعت کی نزاکت) لگتی ہے۔"

❹ اگر مرتے وقت اچانک حالت پیش آ جاتی ہے تو پریشان ہوکر نجانے کس کس خیال میں مرتا ہے۔ اگر اس گھاٹی سے گزر چکا ہوتا ہے تو اس حالت کو برداشت کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر اس (موت کے) وقت بھی ایسا ہوا تو پریشان اور بدگمان نہ ہوگا اطمینان سے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں جان دے گا۔

❺ یہ شخص محقق ہو جاتا ہے۔ دوسرے مبتلا کی مدد آسانی سے کرسکتا ہے۔

❻ اپنے اوپر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھتا ہے۔

❼ اس حدیث کے معنی اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ مغفرت بندے کے عمل سے نہیں ہوگی (بلکہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگی۔ اس کے علاوہ بہت سے فائدہ ہیں کو شمار نہیں کئے جا سکتے ہیں۔

میں نے اسی مجموعہ کو کہا تھا کہ ''کوئی اچھی حالت پیدا ہونے والی ہے۔''

امید ہے کہ عبارت میں جوڑ نہ ہونے کے باوجود بھی ان شاء اللہ آپ اس مضمون کو اپنے مضمون کے حصوں کے مطابق ترتیب دے کر ساری مشکلیں حل کر لیں گے مجھے ہر ہر حصہ پر ترتیب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن آخر کے صرف مضمون یعنی ۱۹، ۲۰ کیونکہ یہی سوال سے مقصود بھی ہیں۔ دو چار جملے خصوصیت اور تعیین کے ساتھ لکھ دینا مفید لگتا ہے۔

آپ کا کہنا دوسری (آگے تک) اس کے بارے میں میں کہتا ہوں! ''نہ سبب کی فکر کیجئے اور نہ ہی واپس لوٹ آنے کا خوف کیجئے۔ بس نفس سے یہ کہہ دیجئے ''ان عدتم عدنا'' کہ اگر تم دوبارہ ایسی شرارت کرو گے تو ہم وہی علاج کریں گے۔

آپ کا کہنا ''تیسری ضرورت'' (آگے تک) میں اس بارے میں کہتا ہوں: نہ امراض کی فکر کیجئے اور نہ دوبارہ لوٹ آنے کی فکر اور نہ ہی تفصیلی علاج وغیرہ کی فکر میں رہئے۔ آپ کا کہنا ''اس میں تکبر ہے'' آپ کا کہنا ''حسد ہے'' آپ کا کہنا ''عجب ہے'' میں ان سب کے بارے میں کہتا ہوں کہ: ''اس فکر چھوڑ دیئے اگر فرض کریں کہ ہے بھی تو ان اخلاق کے مادہ کا ہونا نقصان دہ نہیں ہے بلکہ ان پر عمل نقصان دہ ہے اور عمل بھی ایسا جو جان بوجھ کر ہو ورنہ صرف وہ عمل کا وسوسہ ہے عمل نہیں ہے۔

اب یہاں پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ آپ کو اور خود کو اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کے حوالے کرتا ہوں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے اور آپ کے لئے حسن خاتمہ کی امید کرتا ہوں۔ وہی ہر بات اور ہر جگہ اپنے بندوں پر نعمتوں سے فضل کرنے والے ہیں۔ اشرف علی (رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی) نے اس (عبارت) کو ایک ہی بیٹھک میں لکھا ہے جس کی مقدار تین گھنٹے تھی۔

مرید کو پیر سے فائدہ ہونے کے لئے دونوں کے مزاج کا ایک ہونا شرط ہے

حَالؒ: حضرت اقدس! السلام علیکم وعلی من لدیکم۔ حضور والا کو یہ تو معلوم ہوگا کہ بندہ محتاج سلسلہ فلاں سے منسلک ہے اور ایک شیخ سے بیعت ہوا کہ ان جیسا ظاہری باطنی کمالات والا آج تک نظر سے نہیں گزرا۔ ان کے اخلاق کا اخلاق محمدیہ ہونے کا اعتراف نہ صرف ان کے سلسلہ (اور ان سے تعلق رکھنے) والوں کو ہے بلکہ دوسروں کو بھی ہے۔ مگر افسوس بدقسمتی سے اپنی غفلت کی عادت کی وجہ سے اس ذات کہ جس سے روحانی و جلالی جمال ظاہر ہوتا ہے فائدہ نہ اٹھا سکا۔

حضرت مولانا ـــــ قدس سرہ کی محبت کا نقش دل پر ابھی تک مضبوط (جما) ہوا ہے اور یہ یقین ہے کہ ساری زندگی رہے گا۔ بڑے بڑے نامور مشائخ نظر آئے مگر واللہ ثم باللہ مولانا کے عشر عشیر (دسواں حصہ) بھی نہ لگے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ یہ میری محرومی ہے یا ایک دن یہ چنگاری سینکڑوں من غفلت کے ڈھیر سے نکلے اور میرے وجود کو جلا ڈالے گی۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام ـــ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

تَرجَمَہ: ''سارا عالم گھوم پھر چکا اور محبوبوں کی محبت آزما چکا ہوں ـــــ بہت ساری حسینائیں دیکھ چکا ہوں لیکن تو (ان سب سے مختلف) کوئی دوسری ہی چیز ہے۔''

لیکن اس کے باوجود مولانا کی حیات ظاہری میں دل کچھ اس زمانے کے شیخ العالم اور شیخ کل جو حرم محترم میں تھے ان کی طرف مائل تھا۔ اگرچہ اپنے پیر ہی کو حصول فیض کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ میں نے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں ایک کارڈ اپنے (حضرت کی) زیارت کے شوق اور دعا کی درخواست لکھ کر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور بھیجا۔

زبان پر خدایا یہ کس کا نام آیا کہ
میرے نطق نے بو سے میری زباں کے لئے

اگرچہ اس کارڈ کا جواب نہیں ملا اور چند ماہ بعد حضرت حاجی صاحب کا وصال ہوگیا، مگر وصال کے بعد بندہ نے ایک خواب دیکھا جس سے پورا یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خواب اس کارڈ کا جواب ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی ایسا موقع عطا فرمائیں کہ میں بالمشافہ (آپ کے سامنے بیٹھ کر یہ) خواب عرض کروں اور پھر (انتہائی) ادب کے ساتھ (آپ سے) التجا کروں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس خواب کی تعبیر پوری

فرمائیں جواب آپ کے قبضہ میں ہے۔ لکھ کر اس خواب کو بیان کرنے سے غیرت روک رہی ہے۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

ترجمہ: "میں (شرم کی وجہ سے) اپنی آنکھ اور کان سے غیرت ختم کر دوں ـــــ نہ تجھ کو دیکھوں نہ تیری بات سنوں (یعنی مجھے شرم آ رہی کہ خواب بیان کروں)۔"

حضرت مولانا انتقال فرما گئے۔ مولانا کے بعد دنیا اندھیری نظر آتی ہے۔ اس تاریکی میں چاروں طرف دیکھتا اور اندھوں کی طرح تلاش کرتا ہوں مگر اس میں نا امیدی اندھیرے کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے۔ رہ رہ کر دل سے کہتا ہوں۔

تہی دستاں قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیواں تشنہ می کرد سکندر را

ترجمہ: "رہبر کامل سے انہیں کیا فائدہ حاصل ہو جن کی قسمت میں ہی کورا پن لکھا ہو خضر بھی سکندر کو آب حیات سے پیاسا ہی لائے۔"

(مطلب یہ ہے کہ اگر قسمت ہی کوری ہو تو کسی شیخ کامل سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔)

مگر وہ خواب کچھ نہ کچھ امید دلاتا اور تسلی دیتا ہے کہ "لا تقنطوا من رحمة الله" (کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو) (میرے) حضرت جن پر میری روح اور میرے ماں باپ قربان ہوں کی زندگی میں مجھے شروع میں انسان کی کمزوری کی وجہ سے آپ کے بارے میں کچھ شکوک تھے جن کا اظہار میرے لئے شرم و عیب کا سبب ہے۔ مگر الحمدللہ ثم الحمدللہ مظفر نگر میں جمال جہاں آراء (وہ حسن جو جہاں کو زینت بخشے) دیکھنے سے وہ (شکوک کا) اندھیرا رحمت کے نور (روشنی) سے بدل گیا۔ حضور کی زیارت کے وہ سارے وہم و خیال جو دل کے لئے پردہ بنے ہوئے تھے نکال کر پھینک دیئے۔

اے خدا قربان احسانت شوم ایں چہ احساں است کہ قربانت شوم

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیرے احسان پر قرباں ہو جاؤں یہ کیا احسان کہ تجھ پر قرباں ہو جاؤں۔"

(جب سے دیکھا ہے) اس وقت سے دل میں جو آگ ہے وہ روزانہ بڑھ رہی ہے۔ وہ چنگاری جو حضرت مرشدی قدس سرہ نے دل میں پیدا کر دی تھی اور جس پر دنوں کے گزرنے اور غفلت کی عادتوں نے راکھ کے تودے جما دیئے تھے اب پھر دل کی انگیٹھی میں سے حضور کی زبردست بجلی والی کشش کی وجہ سے نکلنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے اب (میرے بارے میں) بے پروائی اور بے غرضی سے کام نہ لیجئے اس راستے کو گم کر دینے والے کی مدد (و رہنمائی) فرمایئے اور جس نہ ختم ہونے والی دولت کی (طلب و) خواہش نے وقت کی کامل

شخصیت کے مبارک ہاتھ میں میرا ہاتھ دیا تھا۔ (لیکن) میں پھر بھی اپنی بد قسمتی کی وجہ سے اس دولت سے محروم رہا اللہ تعالیٰ کے لئے وہ (ہمیشہ نہ ختم ہونے والی دولت تو مجھے) عطا کر دیجئے کیونکہ آپ کے شیخ طریقت کی وصیت بھی خواب کے ذریعے میرے بارے میں ہے اس وقت میری حالت بالکل اس شعر کے مطابق ہے۔

دوگونہ رنج عذاب ست جاں مجنوں را بلائے صحبت لیلیٰ وفرقت لیلیٰ

ترجمہ: ''مجنوں کی جاں کوتو دوہرا عذاب و رنج ہے—— لیلیٰ کی جدائی کی مصیبت بھی اور صحبت کی نزاکت بھی۔''

مدرسہ اسلامیہ میں حضور اقدس کی زیارت کا شوق (لکھا) اس کے بعد ملازمت کی موجود پریشانیاں (مثلاً تنخواہ کا وقت پر نہ ملنا یا کبھی کبھی چندہ وصول کرنے جانا) لکھ کر مشورہ طلب کیا تھا کہ مسجد کی امامت بہتر ہے کہ مدرسہ میں پڑھانا اور آخر میں اپنے خط کے طویل ہونے کی معذرت چاہی تھی۔

تحقیق: آپ کا خط جو بغیر تکلف کے صحیفۂ صدق (سچا خط) کہنے کے لائق ہے (میرے) دل کے کھلنے کا سبب ہوا اس لئے میں یہ (بات) ضروری سمجھتا ہوں جو کچھ دل میں آیا ہے وہ صحیح صحیح بتا دوں۔

وہ چند باتیں یہ ہیں۔

❶ اس (سلوک کے) راستے میں ہر صاحب طریق (شیخ و پیر) کا طریقہ الگ الگ ہوتا ہے۔

❷ فائدہ کے لئے دونوں کے مزاج کا ایک ہونا شرط ہے۔

❸ شیخ بنانے میں جلدی کرنا اس راستے میں منع ہے۔

❹ لمبی صحبت اٹھائے بغیر کسی کا مزاج معلوم نہیں ہوتا ہے۔

❺ میرا مزاج مولانا مرحوم کے مزاج سے بہت سی باتوں میں الگ ہے۔

یہ سب ابتدائی باتیں تھیں۔ اب مقصودی بات عرض کرتا ہوں۔ مجھے کسی بھی مسلمان کی خدمت سے انکار نہیں ہے۔ لیکن (اوپر بیان کی گئی باتوں کی وجہ سے بات یہ ہے کہ) آپ کے لئے فائدہ اسی میں ہے کہ آپ (مجھے شیخ بنانے کی) تجویز میں جلدی نہ کیجئے (یہ تیسری بات ہے) کیونکہ شاید میرا مزاج آپ کے مزاج سے جدا ہو۔ (یہ پہلی بات ہے) جس کی وجہ سے آپ کو فائدہ نہ ہو (یہ دوسری بات ہے) بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملاقات بار بار کی جائے اور پرکھا جائے یا لمبی خط و کتابت کی جائے جو ملاقات کی طرح ہے کے حکم میں ہے۔ (یہ چوتھی بات ہے) اس لئے اگر آپ مولانا مرحوم کے مزاج میں رنگے ہوئے ہوں گے تو میرے مزاج سے دلچسپی نہیں ہوگی (یہ پانچویں بات ہے) اگرچہ آپ مجھ سے بدگمان بھی نہیں ہوں گے (اور یہ اختلاف) اجتہادی یا

فطری (کوشش اور طبیعت کے) اختلاف کی وجہ سے ہو۔ اگر (آپ مولانا کے) پورے رنگ میں نہ رنگے ہوں گے یا اس میں کچھ تبدیلی آ گئی ہوگی اور حالات کے بدلنے سے ایسا ہو بھی جاتا ہے تو (پھر) شاید آپ کو مجھ سے مناسبت ہو جائے۔ اس کے بعد جو رائے اختیار کی جائے گی وہ شمار کے قابل ہوگی۔

اگر ایسا نہ ہو تو شاید آپ کو (مجھے شیخ بنانے کے بارے میں) اپنی رائے بدلنی پڑے اور اس بات کو ظاہر کرنے سے بدمزگی پیدا ہوگی اور اگر اس بات کو چھپایا جائے تو (دل کے) تنگ ہونے اور دھوکہ میں پڑنے کا سبب ہوگی یہ دونوں ہی باتیں نقصان دہ ہیں۔

اس جگہ کی مناسبت سے بغیر پوچھے ہی اپنے مزاج کے بارے میں چند باتیں بتا دیتا ہوں۔ ان بہت سی باتوں میں چند باتیں یہ ہیں۔

❶ میری توجہ خواب کی طرف نہیں ہوتی ہے۔

❷ میں تصرفات سے خوش نہیں ہوتا ہوں۔

❸ رسموں کے پیچھے نہیں چلتا ہوں۔ اگرچہ وہ اس میں مباح ہی کیوں نہ ہوں۔

❹ میرا مزاج اعراض کرنے والے کے پیچھے نہ پڑنا ہے۔

❺ مجھے صرف اعمال کا اہتمام ہے حالات کا نہیں ہے۔

❻ میرے نزدیک مجاہدہ گناہوں کو چھوڑنا اور مباح کاموں کو کم کرنا ہے نہ کہ مباح کاموں کو چھوڑنا ہے (مباح کام وہ کہلاتے ہیں جن کے کرنے اور نہ کرنے میں کوئی ثواب نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی پکڑ ہوتی ہے) اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

❼ سنجیدگی کے نہ ہونے سے مجھے تنگی ہوتی ہے۔

آخری بات کے (تدریس یا امامت میں کون سی چیز اختیار کی جائے) بارے میں عرض یہ ہے کہ میں تعلیم (یعنی تدریس) کے کام کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں جبکہ تنخواہ میں پریشانی نہ ہو۔ چندہ کی وصولی کو سب سے برا سمجھتا ہوں۔ اگر چندے کی وصولی کے بغیر تدریس نہ ملے تو آخری درجہ امامت وغیرہ ہے۔

تھوڑی تھوڑی بات کے بارے میں مشورہ دینا معمول کے خلاف ہے (اس لئے اوپر مجموعی طور پر قاعدے بیان کر دیئے ہیں تھوڑی تھوڑی باتوں کو) ان (قاعدوں) کے مطابق سمجھ لیجئے (آخر میں جو خط کے لمبے ہونے کی معذرت چاہی تھی اس کے بارے میں عرض ہے کہ) ضرورت کی وجہ سے خط کے لمبے ہونے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

پہلا باب

بیعت وصحبت شیخ کے بیان میں

بیعت کی غرض دین کی اصلاح ہے

حال: حضرت کے بیعت فرما لینے کے بعد ہی حضرت والا کے تصرف کی برکت سے غلام کے گھر میں جن کا کاموں میں رکاوٹ ڈالنا ختم ہوگیا ہے۔ سال سے بھی زیادہ کا بخار بھی ختم ہوگیا ہے۔ اب نہ مریضہ کو تکلیف ہے اور نہ ہی بچہ پر کچھ اثر ہے۔ (یہ) غلام رمضان کے آخر میں کچھ بیمار ہوگیا تھا۔ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے اب تک (ذکر وشغل کی) محنت نہ ہوسکی، جس کی وجہ سے ذکر میں جو توجہ اور دھیان حاصل ہوا تھا ختم ہوگیا اور شوق وذوق بھی مٹ گیا۔

میری بڑی سالی کو اپنی بہن کی حالت سن کر آپ سے بیعت ہونے کا بہت شوق پیدا ہوا ہے۔ ان کا اپنے میاں سے جھگڑا چل رہا ہے اس لئے میں نے ان کو (میاں بیوی کے آپس کے) معاملے کی اصلاح کرنے کے لئے نصیحت کردی ہے اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس کے بعد حضرت کو لکھوں گا۔ ان کو (بیعت کی) جلدی ہے جیسا حضرت ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مریضوں کی صحت یابی سے خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھیں۔ لیکن (آپ کی اہلیہ کی) بہن کو جو اس (ٹھیک ہونے کے) قصے سے بیعت ہونے کا شوق ہوا ہے یہ ان کی ناواقفی کی علامت ہے۔ نہ یہ (بیعت کے بعد ٹھیک ہونا) کوئی کمال کی بات ہے اور نہ ہی اس کا باطن سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی بیعت سے یہ بات یقینی ہے کہ صحت حاصل ہوگی بلکہ صحت ہونے میں بیعت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بیعت تو دین کی اصلاح کے لئے ہے اس لئے ان کو بیعت ہونے کے اسباب کی حقیقت بتا دی جائے (کہ یہ دین کی اصلاح کے لئے ہے نہ کہ دنیاوی کاموں کے بننے کے لئے ہے) پھر ان کی جو رائے ہو۔

(آپ کے حال کے بارے میں ارشاد ہے کہ) ذوق وشوق اور توجہ اور دھیان (جو آپ نے ذکر کئے) یہ

مقصد نہیں ہے (بلکہ مقصد تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس لئے) مقصد رضا الٰہی سمجھئے۔

جس پیر کے اکثر مرید بے نمازی ہوں وہ قابل بیعت نہیں

سُؤال: جس پیر کے اکثر مرید بلکہ تقریباً تمام ہی بے نمازی ہوں تو کیا وہ شخص بیعت کی صلاحیت رکھتا ہے؟

جَواب: صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔

پیر کے اختیار میں ولایت دنیا نہیں ہے

سُؤال: کیا ولایت ایسی چیز ہے کہ پیر (میں) تجھ کو امانت حوالے کرتا ہوں کہہ کر دے سکتا ہے؟ (یا نہیں)

جَواب: ولایت ایسی چیز نہیں ہے لیکن بعض اوقات ایسا ہو سکتا ہے لیکن ولایت دینے میں اس کا کچھ دخل نہیں ہے۔

کبیرہ گناہ کرنے سے بیعت ختم نہیں ہوتی ہے

حَال: اس بے کار کا جہاز کبیرہ گناہوں کے سمندر میں غرق ہو رہا ہے۔ یہ گناہ گار ذلیل آج کل بری عادتوں میں مبتلا ہو گیا ہے یعنی کچھ کبیرہ گناہ بار بار توبہ کے باوجود ہو گئے۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی سوانح سے کبیرہ گناہوں کے کرنے سے بیعت کا ختم ہو جانا معلوم ہوا اس سے اور بھی زیادہ پریشانی میں ہوں۔ (آپ) اپنی خاص توجہ اور ہمت اس ذلیل کی جانب کر کے اس کے دل کی اصلاح فرمائیں اور اس کے (حالات کی) خبر لیں۔

تحقیق: (گناہ کبیرہ سے) بیعت ختم ہو جانا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے اگر حضرت قدس سرہ سے منقول ہے تو پھر مطلب بیعت کی برکات کا ختم ہونا ہوگا اور اگر بیعت ہی ختم ہونا ہے تو یہ فرمان (بیعت کے ختم ہونے میں) دلیل نہیں ہے۔

(آپ کی طرف توجہ کرنے اور خبر لینے کے بارے میں ارشاد ہے کہ) جو کام آپ کے کرنے کا ہے میں اس میں کیا خبر لوں۔

طالب کو اپنی خستہ حالی بھی شیخ کو بتانا چاہئے

حَال: اکثر (میرا) دل اپنی حالت بتانے کو چاہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ خیال بھی آتا ہے کہ ان بکواس باتوں کو کیا بتاؤں جب کہ مجھ سے کچھ ہوتا بھی نہیں ہے۔ اس لئے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

تحقیق: ضرور بتانا چاہئے۔ (یہ بھی شیطان کا دھوکہ ہی ہے کہ بدحالی کیا بتائی جائے تاکہ نہ حالت بتائے اور نہ ہی اصلاح ہو اور حالت مزید خراب ہو جائے اس لئے بتانا چاہئے بلکہ بتانے میں تواضع زیادہ ہے اس لئے کہ اچھی حالت بتانے میں تو عجب وکبر کا خوف بھی ہو سکتا ہے جو اس میں نہیں ہے۔ بندہ)

شیخ کی صحبت گناہوں سے نفرت پیدا ہونے کا طریقہ (وذریعہ) ہے

حال: میری حالت کچھ عرصے سے بہت خراب ہوگئی ہے۔ شرم اگرچہ حالت بتانے سے روک رہی ہے لیکن پھر بھی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں کیونکہ طبیب سے چھپانا بہت ہی نقصان دہ ہے۔ وظائف وغیرہ کے لئے میرے کچھ اوقات مقرر تھے وہ چھوٹ گئے ہیں، طبیعت گناہوں کی طرف مائل ہوگئی ہے اور جن بری باتوں سے مجھے نفرت تھی اب ان سے نفرت محسوس نہیں کر رہا ہوں۔ میرے لئے دعا فرمایئے اور کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھنے کے لئے بتایئے جس کی برکت سے میرا یہ نقصان ختم ہو جائے۔

تحقیق: یہ باتیں دور رہ کر پیدا نہیں ہوتیں (کہ گناہوں سے نفرت اور طبیعت کا میلان ان کی طرف ختم ہو جائے وغیرہ) بلکہ کچھ دن یہاں (میرے پاس) رہنا ضروری ہے لیکن آنے سے پہلے وقت کی تعیین کے لئے مجھ سے مشورہ کیجئے گا۔

مرشد سے بے حجاب ہو کر (یعنی بغیر شرم ولحاظ کے) فائدہ اٹھانا چاہئے

حال: یہ بندہ جو وحشت میں مبتلا ہے عرض کرتا ہے کہ آج کل طبیعت پر وحشت ہے لیکن غلبہ نہیں ہے۔ میرے حضرت! میرا کوئی خیال باقی نہیں رہتا ہے ایسے وہم آتے ہیں جو عقل سے دور نہیں ہوتے بلکہ عقل ہی باقی نہیں رہتی ہے۔ وہ کام جو ضروری اور جائز ہیں جن کی ہر آدمی کو ضرورت ہوتی ہے جو نہایت آسانی سے ہو سکتے ہیں انتہائی مشکل نظر آتے ہیں اور کرنے کی ہمت وجرات نہیں ہوتی ہے۔

میرے حضرت! کیا میں پتھر ہوں کس سے کہوں کون (میری) سنے گا، مجھے خشکی اور بیماری بھی ہے معلوم نہیں کیوں ہے باوجود یہ کہ دوسرا کوئی تعلق نہیں اور اگر دوسرا کچھ تعلق ہو تو یہ بات برداشت نہیں ہوتی ہے لیکن خود کو کہاں چھوڑوں۔ اگر (ذکر وشغل کا) کچھ ذوق پیدا ہوتا ہے تو لوگوں کی رہنمائی کا خیال آتا ہے (جس سے وہ ذوق باقی نہیں رہتا) اگر طبیعت میں تنگی ہوتی ہے تو ہر ایک سے نفرت ہوتی ہے (اس لئے) کسی بات کو قرار نہیں

ہے۔ بھلا جس میں دو الٹ باتیں (جیسے دن رات) جمع ہوں اس آدمی سے کیا ہوسکتا ہے۔

خدا کی قسم! میں بے کار ہوں مجھے اپنی کوئی چیز ایسی معلوم نہیں جس سے میں فائدہ حاصل کروں۔ خدا کی قسم! میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ کون کون سی بات کہوں اور کہاں تک کہوں میرا رب جانتا ہے۔ میرے حضرت! میں بے بس ہوں، قلم بھی بے کار ہے، کچھ سمجھ نہیں آتا جب غلبہ ہوتا ہے تو کچھ نہیں رہتا ہے، جہاں پڑا رہوں پڑا رہوں۔ آپ کے پاس آتا ہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں۔ وہ وحشت کے غلبے کے دن نہیں ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں کچھ کروں لیکن کیا کروں، جو کچھ لکھا سچ لکھا لیکن غلط لکھا مجبور ہوں۔ اپنے حضرت صاحب سے شرم آتی ہے کہ وہ کیا فرمائیں گے۔ وہ واقعی کامل ہیں لیکن میں خود خراب ہوں، مجبور ہوں، بے وقوف ہوں، مجبور ہوں، رحم کے قابل ہوں، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور اب گھر جا رہا ہوں۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قال الشیر ازی۔

شیخ سعدی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا:

چند آنکہ گفتم غم باحبیباں درماں نہ کردند مسکین غریباں
ماحال دل را با یار گفتیم نتواں نہفتن درد از طبیباں

ترجمہ

❶ درد اپنا کہہ سنایا ہم نے اپنے دوستوں سے ــــ کچھ مداوا ہوسکا نہ ان غریبوں سے ہمارا۔
❷ آخر اپنا درد ہم نے اپنے یاروں سے کہا ــــ چھپ سکا نہ درد آخر یوں طبیبوں سے ہمارا۔

جب تک کسی ایک کی مان کر نہیں چلیں گے اور اس سے (کوئی بات کہنے میں) کوئی شرم ولحاظ نہیں کریں گے اور اس کے علاوہ سب کو کچھ نہیں سمجھیں گے کچھ نہیں ہوگا۔ میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں پہلے شاید تفصیل سے نہیں کہتا تھا اب تفصیل سے کہتا ہوں۔

ع دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست
ترجمہ: ''دو دل رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔''

بے تکلف بات یہ ہے کہ اگر اپنے مرشد سے (آپ کو) پورا پورا اعتقاد ہے اور ان کو بھی (آپ سے) شفقت ہے تو ان سے شرم ولحاظ ختم کیجئے اور سب سے منہ موڑیئے اگر (دونوں آپ کے اعتقاد اور ان کی شفقت میں) کسی ایک چیز میں کمی ہے تو پھر جس سے بھی اطمینان ہو اس کی آزادی سے اطاعت کیجئے اور مرشد صاحب کو برکت کے لئے رکھیے۔

جو پیر شریعت کا اتباع نہ کرتا ہو اس کی بیعت جائز نہیں ہے

حال: میری ہمشیرہ ایک بدعتی شخص کے نکاح میں ہیں مگر ان کے عقائد بفضلہٖ تعالیٰ بہت اچھے ہیں۔ ان کا شوہر ان کو ایک بدعتی سے بیعت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ میرے بہنوئی خود بھی مجاور اور پیرزادہ قوم میں سے ہیں۔ وہ پیر جن سے بیعت ہونے کو کہتے ہیں عرس بھی کرتے ہیں اور میرے بہنوئی ان کے کشف کے متعلق بہت ساری کرامات بیان کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ ان پیر صاحب سے کہو کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کو دکھا دو تو بیعت کر لیں گے۔ انہوں نے دکھانے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اگر وہ دکھا دیں تو کیا ان سے بیعت کر لینا جائز ہے؟ کیا کوئی خلاف شرع شخص اگر رسول اللہ ﷺ کو دکھا دے تو اس سے بیعت جائز ہے یا یہ اس کے کامل ہونے کی دلیل ہے؟

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جناب رسول اللہ ﷺ کو دکھا دینا اگر خیالی طور پر ہو بھی جائے تو یہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) مقبولیت کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ ایک قسم کا تصرف ہے۔ (جو کوئی کمال نہیں ہے) جب تک (کسی پیر میں) اصل معیار یعنی شریعت کا اتباع اور (اس کی) صحبت کی برکت نہ دیکھی جائے اس وقت تک بیعت جائز نہیں ہے۔

تکمیل کی علامت

حال: تین دن سے میرے دل میں کسی قسم کا تردد اور کوئی پریشانی معلوم نہیں ہوتی ہے بلکہ ہر وقت اطمینان رہتا ہے۔

تحقیق: یہ تکمیل کی علامت ہے مبارک ہو۔

بیعت کی اجازت اور اہلیت کی شرط

حال: (میری) عرصے سے یہ خواہش تھی کہ کچھ دن آپ کی خدمت میں رہ کر اپنے باطن کی اصلاح کروں لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب سے اب تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ کچھ اہل و عیال کا خیال اور کچھ اپنی کم مائیگی (بے حیثیت و بے بساطی کی کیفیت) بھی رکاوٹ بنتی رہی۔ اس تحریر کا سبب یہ ہوا کہ بعض لوگ مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں اور میرے ذریعے سے (آپ کے) سلسلہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو آپ کی طرف رہنمائی کرتا ہوں (کہ وہ آپ سے بیعت ہو جائیں) اس کے جواب میں وہ لوگ کہتے ہیں: ''ہم میں اتنی طاقت

نہیں کہ ہم وہاں جائیں اور (پھر دوسرے یہ کہ) مولانا صاحب (حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) تشریف فرما ہوتے ہیں تو بیعت نہیں کرتے اور اپنے پاس بلاتے ہیں۔ اس لئے یہ طریقہ آسان ہے کہ ہم تمہارے ذریعے سلسلہ میں داخل تو ہو جائیں گے۔

(ان کے مجھ سے بیعت ہونے کی) یہ صورت (مجھے) بغیر بیعت کی اجازت کے ممکن نہیں ہے اور اجازت باطنی استعداد کے بغیر مشکل ہے۔ آج کل لوگوں کے خیالات رسمی بیعت کے زیادہ ہیں (اس لئے) یہ خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ شریعت کے خلاف لوگوں کے پھندوں میں پھنس کر ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔

تحقیق: باطن کی اصلاح اگر اس لئے کی جائے کہ میں لوگوں کو بیعت کروں گا تو ایسے شخص کے باطن کی اصلاح کبھی نہ ہوگی، تکبر ہمیشہ ساتھ لگا رہے گا۔ اس لئے اس سے توبہ کیجئے پھر اصلاح فائدہ مند ہو سکتی ہے۔

رہا یہ کہ لوگ کسی کے ہاتھ میں پھنس جائیں گے اور اس خیال کی وجہ سے ہر شخص بیعت کی اجازت مانگنے لگے تو کچھ دنوں بعد یہی وجہ دوبارہ پیش آئے گی جس کی وجہ سے یہ اجازت دی گئی تھی (کہ پھر کچھ لوگ آپ سے دور ہوں گے پھر ان کے کسی ہاتھ پھنسنے کے خیال سے ان کے قریب کسی کو اجازت دینی پڑے گی اسی خطرے کی وجہ سے آپ کو اجازت دی گئی تھی)۔

دوسری وجہ اگر بیعت کی اجازت کے لئے اہلیت شرط ہے تو سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ شخص اپنے آپ کو اہل نہ سمجھے۔ اس لئے (ان دونوں حالتوں میں سے) بیعت کی اجازت لینے کی ضرورت و گنجائش کسی حال میں بھی نہ ہوئی۔ (اپنے اندر) اخلاص پیدا کیجئے۔

نسبت ایک ہی ہے

سوال: معلوم ہوتا ہے کہ نسبتیں بہت ساری ہیں۔

جواب: نسبت ایک ہی ہے۔ اس کے رنگ مختلف ہیں۔ کسی کو خشیت (اللہ تعالیٰ کے خوف کی کیفیت) ہوتی ہے۔ کسی کو محبت ہوتی ہے اور کسی کو حضور مع اللہ (ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا دھیان) ہوتا ہے۔ استعداد کے مطابق یہ کیفیتیں باقی رہتی ہیں۔

نسبت سلب نہیں ہوتی ہے

سوال: کیا نسبت سلب کرنے سے سلب ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: اصل نسبت جس کو حضور مع اللہ (اللہ تعالیٰ کا ہر وقت دھیان) کہتے ہیں وہ کسی کے سلب کرنے سے کسی

طریقہ سے بھی سلب نہیں ہوتی ہے لیکن اگر گناہ ہونے کی وجہ سے سلب ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے۔
ہاں وہ کیفیت شوقیہ جو سالک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتی ہے جو لوگ اس کو سلب کرنے کی مشق کرتے ہیں وہ اس کو سلب کر سکتے ہیں۔ جس طرح خوشی کے وقت اگر کوئی غم پیدا ہو جائے تو وہ خوشی کی کیفیت چلی جاتی ہے اور ایک قسم کی اداسی ہو جاتی ہے۔ (لیکن وہ شوقیہ کیفیت) پھر ذکر کی برکت سے دوبارہ واپس آ جاتی ہے۔

نسبت بغیر مجاہدہ کے بھی حاصل ہوتی ہے

سُوال: عام مسلمان جو قلب کو پاک اور صاف کرنے میں مشغول نہیں ہوتے ہیں ان میں صاحب نسبت ہوتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ بعض لوگ ان میں مہذب، اخلاص اور اعمال کے اعتبار سے بہت اچھے اور ایمان اور تقویٰ میں کامل ہوتے ہیں۔

جَواب: عام مسلمانوں میں سے بعض لوگ ان لوگوں سے بھی اچھے ہوتے ہیں جو سالہا سال نفس کی پاکی، ریاضت، مجاہدہ کے بعد نسبت حاصل کرتے ہیں اور پھر بھی ناقص کے ناقص ہی رہتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق اتنا ہوتا ہے کہ ریاضت کرنے والوں کو اس نسبت کے حاصل ہونے کا علم ہو جاتا ہے اور ان لوگوں کو نسبت ہونے کا علم نہیں ہوتا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہوتے ہیں۔

صاحب نسبت کی پہچان کا طریقہ

سُوال: اللہ والے اور صاحب نسبت کے پہچاننے کا کوئی خاص طریقہ ہے یا صرف اعمال و احوال سے پہچانے جاتے ہیں؟

جَواب: (یہ لوگ اپنے) اعمال اور احوال سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔ لیکن احوال میں تھوڑے کشف کی بھی ضرورت ہوتی ہے (اس کا طریقہ یہ ہے) کہ اپنے آپ کو تمام خیالات سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہوں پھر جو حال اپنے اندر معلوم ہو وہی نسبت اس صاحب نسبت میں ہے۔ صرف کشف سے بھی اس کا ادراک ہوتا ہے۔

پہچاننے کا بہترین طریقہ اعمال سے پہچاننا ہے کہ اس (شخص) میں شریعت کا اتباع پوری طرح ہو یعنی استقامت کے ساتھ ہو یہ تو اس کے کامل ہونے کی علامت ہے۔ تکمیل کی علامت اس کی صحبت کا موثر ہونا ہے۔

سلوک کی انتہاء ابتدا کی طرح ہے

سُوال: سلوک کی ابتدا میں سالک کے دل پر بہت سے احوال پیش آتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ دن بدن ان کا

غلبہ ختم ہو جاتا ہے اور سالک کی حالت بھی عام لوگوں کی طرح ہو جاتی ہے حالانکہ اوراد وغیرہ وہی رہتے ہیں۔ شاید صوفیوں کے ہاں جو مشہور ہے کہ سلوک کی انتہا ابتدا کی طرح ہوتی ہے اس کے یہی معنی ہیں۔

جَوَابٌ: ہاں اس کے یہی معنی ہیں۔ وہ احوال جو قلب پر شروع میں پیش آتے ہیں عادت بن جاتے ہیں جو چیزیں عادت بن جاتی ہیں ان میں جوش وخروش نہیں ہوتا۔

نسبت اور رضا میں فرق

سُؤَالٌ: نسبت کے لئے ضروری اور لازمی بات یہ ہے کہ سالک کو شریعت کے احکامات پورا کرنے میں ایسی مہارت اور مضبوطی حاصل ہو جائے کہ یہ اعمال اس کی طبیعت کا حصہ بن جائیں (جس کا نتیجہ یہ ہو) کہ یہ اعمال سالک سے بغیر تکلیف ومجبوری کے ہونے لگیں۔ اور رضا میں بھی یہی بات ہوتی ہے کہ (شریعت کے احکام پر) دل میں ناگواری اور شکایت نہ ہو تو دونوں میں کیا فرق ہوا۔

جَوَابٌ: پہلی صورت اعمال اختیاریہ میں ہے یعنی وہ اعمال جو بندے کو خود کرنے پڑتے ہیں جیسے نماز، روزہ ذکر وغیرہ میں آسانی ہو جائے اور تکلیف نہ ہو اور ناگواری نہ ہو، دوسری صورت احوال غیر اختیاریہ میں ہے یعنی جو انسان خود نہ کرتا ہو جیسے کوئی بلا ومصیبت پیش آ جائے تو اس میں ناگواری اور شکایت نہ ہو۔

شیخ کی توجہ کا اثر

سُؤَالٌ: اولیاء اللہ کے حالات میں اکثر یہ بات ملتی ہے کہ فلاں شیخ نے فلاں شیخ کو ایک نظر اور ایک توجہ میں ولی اور اللہ والا بنا دیا اور تکمیل کر دی اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس میں اپنے تصرف سے تکمیل کی قابلیت و استعداد پیدا کر دی یا ایک ہی نظر میں پوری تکمیل کر دی اور کامل اللہ والا بنا دیا۔

جَوَابٌ: ایک نظر میں ولی اور خدا رسیدہ بنا دیا کا مطلب یہ ہے کہ اس میں ان اعمال کے کرنے کی صلاحیت و استعداد پیدا ہو جاتی ہے جو آدمی اپنے اختیار سے کرتا ہے (جیسے نماز روزہ ذکر وغیرہ لیکن) تکمیل نہیں ہوتی ہے۔

احقر یعنی جامع ملفوظات کہتا ہے۔ (یہاں چند باتیں ہیں)

پہلی بات: ایک نظر میں تکمیل کے لئے قوی صلاحیت واستعداد کی ضرورت ہے (کہ جس کی تکمیل کی جائے اس میں کامل استعداد ہونی چاہئے ورنہ) تصرف کرنے والے کے تصرف کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔

دوسری بات: یہ بات کسی ولی کی دعا یا خلاف عادت کہیں کسی ولی سے ہوگئی ہو تو اور بات ہے ورنہ تھوڑی بہت ریاضت، مجاہدہ کی مشغولی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے۔

تیسری بات: یہ بات ہمیشہ نہیں ہوتی ہے کہ جب چاہا جس کو چاہا ولی بنا دیا کوئی یہ خیال کر کے کسی شیخ پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھے کیونکہ یہ فعل اور تصرف شیخ کے اختیار میں نہیں ہے کہ ایک نظر میں ولی بنا دے بلکہ اس کا بھی ایک وقت ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کسی ولی سے ایسا کرا دیتے ہیں۔

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است فانی است و گفت او گفت خدا ہست

ترجمہ: ''یہ دعائے شیخ ہے ایسی کہ فانی نہیں ـــــ ان کا فرمان رب کے فرمان سے باہر نہیں۔''

سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے کام میں لگا رہے اس خیال میں آ کر ریاضت و مجاہدہ نہ چھوڑ بیٹھے یہ بات بہت ہی کم ہوتی ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے۔

کارکن کار بگذار از گفتار اندریں رہ کار باید کار

ترجمہ: ''کام کرو کام باتیں بنانا چھوڑو ـــــ اس راستے میں کام ہی تمہارے کام آ سکتا ہے۔''

ضرورت نہیں یاں کسی گفتگو کی
فقط چاہیے کام اس راستے میں

ولایت کے معنی

سؤال: ولایت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: (اللہ تعالیٰ کے ہاں) قبولیت کو ولایت کہتے ہیں اور نسبت بھی اسی کو کہتے ہیں۔

اعمال کی اصلاح کرنا واجب ہے لیکن یہ بیعت پر موقوف نہیں ہے

حال: سالکین راہ تصوف کے قبلہ و کعبہ کی جانب سے (بندہ کو) والا نامہ شرائط کی فہرست کے ساتھ موصول ہوا جناب نے بندے کو آسمانوں سے گزار کر رحمت کے سائے میں پہنچا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بندہ کی رہائش کیونکہ ایک جگہ نہیں تھی اس لئے تردد میں تھا کہ خط کے جواب کے لئے کہاں (کا پتہ دوں اور کہاں) منتظر رہوں۔ اسی وجہ سے خط کا جواب دینے میں تاخیر ہوئی ورنہ لمحہ بھر بھی تاخیر نہ کرتا امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔

اب کچھ فراغت کا وقت ہاتھ آیا ہے تو حضرت کے والا نامہ کا جواب لکھ رہا ہوں۔ میں نے آپ کی ارسال کی ہوئی تمام شرائط پڑھی ہیں ان کو میں دل و جان سے قبول کرتا ہوں۔ لیکن سفر کی حالت میں کچھ احکام پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے جیسے بہشتی زیور کا گھر والوں کو سنانا اور بعض ممنوع باتیں جن سے حضرات نے روکا ہے بندے میں

تھیں لیکن شرائط کے ملنے سے پہلے حضور کی دعا کی برکت سے اب وہ بندے سے بہت دور ہیں۔ بعض ممنوعات کے لئے نفس کو روکنے کی طاقت بندے میں نہیں ہے اسی لئے پیر کامل اور طبیب ماہر کی تلاش تھی۔

اب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربان ہوگئے ہیں۔ اگر حضرت مہربانی فرمائیں تو کچھ تعجب نہیں کہ بندے کا مقصد حاصل ہو جائے (جس کی وجہ سے) روح اور جسم کے مسام روشن اور خوشبودار ہو جائیں۔

ع یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابنائے جنس

ترجمہ: ''ایک نظر فرما کر غیر سے بیگانہ کیجیے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ بندہ تمام شرائط پر پورا عمل بھی نہیں کرسکتا ہے اور نہ ہی ان کو چھوڑ سکتا ہے۔ پھر بھی حضرت کے دربار سے ناامید نہیں ہے۔ اس لئے امید ہے کہ آپ جناب آیت کریم ﴿لا تقنطوا من رحمة الله﴾ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو'' پر نظر فرما کر اس نفس کے مریض کو اپنے لطف وکرم کی دوائی سے شفا بخشیں گے۔

مرض دارم عصیاں لادوائے مگر الطاف تو باشد طبیم

ترجمہ: ''گناہوں کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہوں —— شاید تیری مہربانیاں میری طبیب ہو جائیں۔''

ہاں نفس کی اصلاح کرنے کے لئے فرشتہ صفات حضرت والا کو اپنا طبیب کامل اور پیر مکمل خیال کر کے ایک خط حضرت کی خدمت میں بھیجتا ہوں، اب قوی امید ہے کہ اس غریب وفقیر کو اپنی درگاہ فیض سے ناامید نہیں فرمائیں گے۔

طریقت سلوک کی کتاب سے پہلا سبق تعلیم فرما کر خوش فرمایا اور امتیاز بخشا۔

تحقیق: بیعت واجب نہیں ہے لیکن اعمال کی اصلاح واجب ہے اور واجب کو مقدم کرنا واجب ہے (یعنی اعمال کی اصلاح واجب ہے اور بیعت واجب نہیں ہے اس لئے اعمال کی اصلاح کو پہلے کرنا چاہئے) اگر اعمال کی اصلاح کا دارومدار بیعت پر ہو تو پھر بیعت بھی واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے۔ (اصلاح کا) کام شروع فرمائیں اور اپنی حالت کی اطلاع فرماتے رہیں جب مناسب سمجھوں گا بیعت سے انکار نہیں کروں گا۔

بزرگوں کے حالات کا مطالعہ شیخ کی صحبت کا بدل ہے

حال: احقر ابھی تک موضع بہادر گنج میں درس وتدریس میں مشغول ہے۔ نفس کا کھنچاؤ بے ہودہ باتوں کی طرف

اور روح کا کھنچاؤ نیکیوں کی طرف ہے۔ اسی کھینچا تانی میں عمر کے قیمتی اوقات گزر رہے ہیں۔ ہر وقت دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ نفس مغلوب ہو جائے، ذکر الٰہی سے غفلت نہ ہو دل میں وسعت کی صورت دکھائی دے لیکن اس کے لئے غالباً شیخ کی صحبت کی ضرورت ہے۔ بیوی بچوں کے خرچے کا وجوب ایسا ہے کہ وہ خدمت شیخ سے رکاوٹ ہے اس کے لئے کیا تدبیر ہے؟

تحقیق: ایسی حالت میں بزرگوں کے حالات اور ان کے اقوال کا مطالعہ لازمی طور سے کرنا بھی ان شاء اللہ شیخ کی صحبت کے بدلے مفید اور کافی ہے۔ اگر میرے مواعظ مستقل مطالعہ میں رہیں تو ان شاء اللہ یہ سب شکایات دور ہو جائیں گی۔

شیخ کی صحبت کی ضروت

حال: اس احقر اور خطا کار نے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور سے جو جناب مولانا رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد تھے بیعت ہو کر فیض حاصل کیا تھا۔ لیکن وہ چند سال بعد انتقال فرما گئے۔ اس بندہ پر کچھ خواب میں اور کچھ جاگنے کی حالت میں عجیب وغریب حالات پیش آنے شروع ہو گئے، چند دن کے بعد دیوانہ ہو گیا۔ نماز چھوڑ بیٹھا اور موت کے قریب ہو گیا اور شہر سے باہر چلا گیا۔ بدعات اور خلاف شرع باتیں بھی مجھ سے ہوئیں۔

اسی عرصے میں مولوی عبدالرحمٰن ثانی جو حضرت اقدس کے مرید اور شاگرد ہیں کے پاس گیا اور ان سے اپنا حال بیان کیا کہ میرا حال بہت خراب ہو گیا ہے لیکن جب بھی جزاء الاعمال کا مطالعہ کرتا ہوں کچھ صحت حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت مولوی عبدالرحمٰن ثانی صاحب نے کہا: ان حالات کو حضرت اقدس (حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں پیش کرنا چاہئے اس کے علاوہ اصلاح کی کوئی صورت مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس لئے ہاتھ باندھے ہوئے حضرت کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ بندہ کو اپنے غلاموں میں سمجھ کر (اصلاح حال کے لئے) ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: پہلے گزرے ہوئے حالات لکھنا کافی نہیں ہے آج کل کے تازہ حالات لکھیں کہ اب کیا حال ہے اور صحت کیسی ہے۔ طبیبوں میں سے کسی سے رابطہ کر کے باقی بیماری کا علاج شروع کر دیں اور اس کی خبر دیں۔

اس کے بعد ان صاحب کا دوبارہ یہ خط آیا

حال: آج کل بندے کا حال یہ ہے کہ ایک شخص مولوی حسن علی صاحب ثانی نے جو خلاف شرع یعنی برہنہ رہتا

اور نماز نہیں پڑھتا ہے بعض اوقات بندے کے پاس آکر شریعت کے خلاف کچھ باتیں کرنے کے لئے بتائیں۔ اس کے بعد آج کل بندے میں تین باتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ ایک بندے کے چہرے پر سفید اور کالے بادل کی طرح (ایک نشان سا) نکل آیا ہے جس کی وجہ سے عجیب وغریب باتیں دیکھتا ہوں۔ دوسرے جس طرف دیکھتا ہوں درخت وغیرہ انسان کی طرح نظر آتے ہیں۔ تیسرے بندے کی نظر میں ہر وقت حقہ (ڈبیا) یا کیڑوں یا انسان کی طرح (یہ چیزیں) سامنے رہتی ہیں۔ یہ سب باتیں بندے سے کس طرح دور ہوں گی۔ بندہ نوازی فرما کر مطلع فرمائیں۔ ایک طبیب مقرر کیا تھا لیکن یہ چیزیں دور نہ ہوئیں۔ بندے کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

تحقیق: طبیبوں سے رجوع کرنے کا مشورہ میں نے جسمانی امراض کے لئے دیا تھا لیکن نفسانی امراض جس میں اہم (مرض) خیال کا فاسد ہونا ہے۔ اس کے (علاج و) اصلاح کا طریقہ صرف عاقل و کامل (شیخ) کی صحبت ہے اگر وہاں میسر ہو تو اس کے اختیار کرنے کا اہتمام کریں ورنہ اگر ہمت اور وسعت ہو تو یہاں آنے کا ارادہ کریں کہ یہاں بفضلہ تعالیٰ عاقل اور کامل لوگوں کا مجمع ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تنہائی ایک بڑی دولت ہے اور تمام اشغال کو چھوڑ کر قرآن کی تلاوت اور بندے کے مواعظ کا مطالعہ کریں اور خوش مزاج اور اپنی طبیعت کے مطابق صالحین کی صحبت اختیار کریں پھر اپنے حال کی خبر دیں۔

پیر کے نوازنے کا کیا مطلب ہے؟

سُؤال: (پیرو) مرشد جب کسی سے خوش ہوتے ہیں تو اس کو نوازتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ مرید جتنا بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات پورا کرتا جائے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتا جائے گا۔ اس لئے ہر حکم کے پورا کرنے پر اس کی قبولیت بڑھتی رہتی ہے پھر پیر کے نوازنے کا کیا مطلب ہے؟ جیسے شاہ بھیک اور شاہ ابوالمعالی رحمہ اللہ علیہما کا قصہ میں نے خود میں حضرت کے وعظ میں سنا ہے کہ خوش ہوئے اور بلا کر لقمہ کھلا دیا۔ اس لقمہ کے کھاتے ہی ان پر فیض باری تعالیٰ ہوا اسی طرح دوسرے بزرگوں کے قصے بھی ہیں ٹوپی پہنا دی یا خرقہ پہنا دیا تو ان کا قلب روشن ہو گیا یا کوئی پیالہ دیا تو ولایت عطا ہوگئی۔

جَوَاب: یہ سب مجاہدات اور احکامات کے پورا کرنے کے بعد ہوتا ہے جیسا کہ مطالعہ کے سبق سمجھنے کی خوب استعداد ہو جاتی ہے پھر بھی سمجھنے کا فیض استاد کی طرف کیا جاتا ہے۔

ہر شخص کی تربیت اس کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے

حَال: افسوس (ہے کہ) دل کسی کام کا نہیں رہا ہے۔ قوتیں کمزور ہوگئی ہیں۔ (بال جو) سیاہ (تھے) سفید ہونے

لگے ہیں لیکن دل میں اسی طرح سیاہ وتاریکی ہے اور اعمال میں (بھی) غفلت ہے طبیعت کی پیدائشی آزادی سونے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہے۔ طبیعت کو شروع ہی سے فساد پسند ہے۔ حالت نیک ہو یا بد دونوں میں فساد ساتھ رہتا ہے۔ بڑھاپا قریب آنے لگا ہے لیکن جنون کا وحشت پیدا کرنے والا فساد بڑھ رہا ہے۔

بجوش آورد پیری بیشتر در عشق خون ما　　قد خم کار ناخن کرد باداغ جنون ما

ترجمہ: ''بڑھاپے نے ہمارے عشق کے خون میں اور جوش پیدا کر دیا ــــــ کبڑے پن نے ہمارے جنون کے داغ کے ساتھ ناخن کا کام کر دیا۔''

کبھی کبھی بغیر کسی وجہ کے وعظ میں رقت ہوتی ہے آنکھوں میں پانی آجاتا ہے مگر اس وقت یہ بھی خیال آتا ہے کہ رونے سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال　　صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

ترجمہ: ''عرفی! اگر رونے سے محبوب کا وصال حاصل ہوتا ــــــ تو اس وصال کی تمنا میں ہم سو سال رو سکتے ہیں۔''

(مطلب یہ ہے کہ صرف رونے سے کام نہیں بنتا ہے بلکہ کام بننے کے لیے کام کی ضرورت ہے۔)

(اس خیال کے بعد) پھر آنسو پی جاتا ہوں اور برداشت کرتا ہوں۔

گراں افتادہ لنگر کوہ درد سینہ فرسارا　　خدا صبر دہد دلہائے از جا رفتۂ مارا

ترجمہ: ''ایک بھاری بوجھ ہمارے بوسیدہ سینوں پر آپڑا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو صبر دے جو (بوجھ کی وجہ سے) اپنی جگہ سے ہٹ چکے ہیں۔''

عمر رفت و سفر عشق بآخر نرسید　　گریہ آغاز بنا کامیء انجام کنیم

ترجمہ: ''عمر گذر گئی مگر عشق کا سفر مکمل نہیں ہوا ــــــ مقصود کے حاصل نہ ہونے پر ہم نے رونا شروع کر دیا۔''

جنوں را کار باقی است بامشت غبار ما　　کہ بازیگاہ طفلاں می شود خاک مزار ما

ترجمہ: ''ہمارے جنوں کو ہماری مٹی سے ابھی کام باقی ہے ــــــ ہماری قبر کی مٹی بچوں کے کھیلنے کی جگہ ہے۔''

سرآمد زندگی وزنارسائی ہائے خود دستے　　بزلف اونزد بخت پریشاں روزگار ما

ترجمہ: ''زندگی پوری ہوئی مگر ہماری ہی کمی کی وجہ سے اس کی زلف سر نہ ہوتی اس لیے ہم پریشاں

ہیں۔"

نہ جاں را وصل دلخواہی نہ دل را قوت آہے　　　من حسرت نصیب از زندگانی تہمتے دارم

ترجمہ: "نہ جاں کی چاہت ہی پوری ہوتی ہے نہ دل میں آہ برداشت کرنے کی قوت ہے میں اپنی بدنصیبی ہی کو برا بھلا کہتا ہوں۔"

نہ در کنعاں نہ در نہ در بازار مصرش می تواں دیدن　　　بیاباں گرد حیرت کرد شوقش کارواں ہارا

ترجمہ: "نہ کنعاں میں نہ مصر کے بازار میں تجھے دیکھا جاسکتا ہے ـــــ تیرے دیدار کے شوق نے کاروانوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔"

ولنعم ما قال العارف الجامی قدس سرہ. ؎

عاشقاں از ہیبت تیغ تو سر پیچیدہ اند　　　جامی بیچارہ راچوں دیگراں پنداشتی

ترجمہ: "عاشقوں نے تیری تلوار کی ہیبت سے سر پھیر لئے ـــــ تم جامی بے چارے کو کیوں دوسروں کی طرح سمجھتے ہو۔"

حال دل را بایار گفتیم　　　نتواں نہفتن درد از حبیباں

ترجمہ: "اپنا درد ہم نے اپنے یاروں سے کہا ـــــ چھپ سکا نہ درد آخر یوں طبیبوں سے ہمارا۔"

تحقیق: ہر شخص کی تربیت اس کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کیفیت سے آپ کی تربیت ہو رہی ہے۔ خدا کا شکر کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کے انتظار میں رہئے۔

حال: یہ تمام احوال جو اوپر بیان ہوئے ان میں ایک بات رہ گئی تھی کہ آپ سے دلی لگاؤ ہے اور آپ کو دیکھنے سے خوشی، سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ یہ (کیفیت تو) شفاعت کی چابی اور ہدایت کا چراغ بنے گی۔

نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنا مفید ہوتا ہے

حال: یا کوئی اور (صورت و) تدبیر آپ ارشاد فرمائیں تاکہ (میں اس پر) عمل کروں۔ میں نے اپنی طرف سے یہ تدبیر اختیار کی ہے کہ اپنے ہم خیال حضرات سے کثرت سے ملتا ہوں اور سب سے زیادہ کثرت سے ...... سے ملتا ہوں۔ ان کے ہاں مجھے کچھ تسلی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اکثر نیکی ذکر اور اچھی باتیں فرماتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات کو بھی اکثر اوقات پڑھتا رہتا ہوں۔ دعوات عبدیت کے حصے بھی اکثر پڑھتا رہتا ہوں۔ ان تدبیروں

سے تسکین تو ہوتی ہے لیکن بہت کم۔ آگے جو آپ کا ارشاد ہو (میں اس پر) عمل کروں گا۔

تحقیق: ہاں! یہ بہت اچھا معمول ہے۔ اپنے خواجہ صاحب یا کسی ہم خیال سے تنہائی میں ملئے، جب مجمع زیادہ ہو جائے اٹھ جایئے۔

راقم عرض کرتا ہے کہ میرا کانپور جانا ہوا۔ وہاں یہ سارے جواب میں نے (حضرت قدس سرہ سے) زبانی کہہ دیئے جس سے بہت ہی فائدہ ہوا۔

ڈر کا علاج اور شیخ کا تصور کرنا (پہلے یہ خط آیا تھا)

حال: یہ ناچیز آپ کا خادم ہے۔ (ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ) دو جوگی بیٹھے تھے۔ اس دن آپ کا وعظ سنا تو اس وقت بھی جوگی نظر آئے تھے۔ میں ڈر کر آپ کے سامنے رونے لگا۔ آپ نے تسلی دی پھر ڈر ختم ہو گیا۔

آج ایک فقیر کو دیکھ کر ڈر گیا بہت پریشانی ہے اور کام کرنے میں دل نہیں لگتا ہے۔ وظیفہ سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ (آخر تک) ۲۵ مرتبہ اور اگر کوئی کام وغیرہ نہ ہوا تو سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔

امید ہے کہ میرے لئے کوئی مناسب علاج یا دعا ارشاد فرمائیں گے۔ اور میں اردو کی مناجات بھی پڑھتا ہوں۔

اس کا جواب یہ دیا گیا

(تم) درود شریف پڑھ لیا کرو اور میرا تصور کر لیا کرو۔ تصور اس وقت کا کیا کرو جب میں وعظ کہہ رہا تھا۔ اور پھر حال کی اطلاع دو اور یہ خط بھی ساتھ ہی بھیجنا۔

اس جواب کے بعد پھر یہ خط آیا

جناب والا نے جو (علاج) میرے لئے تجویز فرمایا تھا اس سے مجھ کو فائدہ ہوا اب جوگی کبھی نظر نہیں آتا ہے اور دہشت بھی نہیں ہوتی ہے۔ صرف سینہ میں کچھ گرمی محسوس ہوتی ہے۔ حضور نے یہ بھی کہا تھا کہ جو حالت ہو اس کو اپنے خط کے ساتھ میرے پاس بھیجنا۔ اس لئے اپنی حالت خط کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

پھر یہ جواب دیا گیا

کچھ فائدہ ہونے سے دل خوش ہوا۔ الحمد للہ، درود شریف اور تصور (جس کے بارے میں پہلے لکھا گیا تھا) کرتے رہو۔ گاجریں تراش کر اس پر شکر ڈال کر رات کو شبنم میں رکھ کر صبح کھا لیا کرو اور پھر اطلاع دو۔

طالب کا خود ہی علاج مقرر کرنا برا ہے

(پہلے یہ خط آیا)

سُؤال: عرض ہے کہ گناہ سے محفوظ رہنے کا کوئی مراقبہ بتایئے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اوراس کی برکت اور حضرت کی دعاؤں کی برکت سے گناہوں سے محفوظ رہوں۔

اس کا جواب یہ دیا گیا۔

جَوابْ: کیا آپ خود ہی اپنے لئے طریقہ علاج تجویز فرما سکتے ہیں؟ افسوس (ہے کہ) جو علاج میں نے بتایا یعنی ہمت اس کو ردی کر دیا اور خود (اپنا علاج) تجویز کیا تو آپ خود ہی شیخ ہیں پھر دوسرے سے کیوں پوچھتے ہیں۔

پھر یہ خط آیا۔

حَالْ: میرے خط کے جواب میں (آپ کا) ہدایت نامہ ناراضگی اور غصہ سے بھرا ہوا ملا، بہت شرمندہ ہوں اور معافی کا امیدوار ہوں۔

بالکل بھی نہ تو اپنا علاج تجویز کرنے کا حق ہے اور نہ ہی خود (بندہ) شیخ ہے اور نہ حضرت کے فرماتے ہوئے علاج کو کم کرنے ردی کیا ہے اور نہ کر سکتا ہے بلکہ خدا کا شکر ہے کہ حضرت کے ارشاد کی قدر و قیمت دل میں بہت زیادہ ہے اور خدا کرے ایسا ہی رہے (آمین) خلاصہ یہ کہ معاف فرمایا جائے۔

اس کا یہ جواب دیا گیا۔

معافی کو معافی ہی ہے۔ میں کوئی بدلا تھوڑی لے رہا ہوں لیکن کیا غلطی کو بھی نہ بتایا جائے اب بھی یہ نہیں بتایا کہ اس علاج پر عمل بھی کیا یا نہیں فضول باتوں سے خط بھر دیا اس (بات) کا بھی افسوس ہے۔

سلسلۂ امدادیہ کی امتیازی شان

حَالْ: عرض یہ ہے کہ کبھی حقوق العباد (کی ادائیگی) کے بارے میں دل پر ایسا بوجھ ہوتا ہے کہ لگتا ہے کہ جان (اسی) غم میں گھلی جا رہی ہے۔ جب تک ان حقوق کی ادائیگی کی صورت نہیں بنتی چین نہیں آتا ہے۔

تَحقِیق: مبارک ہو۔ یہ حالت سنت کے مطابق ہے اور سلسلۂ امدادیہ کی جداگانہ شان ہے اور یہی اس (سلسلے) کی قبولیت کی علامت ہے۔

شیخ کی طبعی عادتوں میں اتباع کرنے کا حکم

حَالْ: شیخ کی جو طبعی عادتیں ہیں اگر مریدان کا اتباع کرے تو یہ باعث ثواب ہے یا نہیں؟

تحقیق: اجر (ملنے) کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

حال: (یہ اتباع) مفید ہے یا نہیں؟

تحقیق: بلاواسطہ تو مفید نہیں ہے بواسطہ مفید ہے۔ کیونکہ یہ (اتباع شیخ سے) محبت ہونے کا ذریعہ ہے یا محبت ہی کا اثر ہے اور (شیخ سے) محبت کا مفید ہونا ظاہر ہے۔

حال: شریعت کے اعتبار سے تو کوئی مخالفت نہیں ہے؟

تحقیق: شریعت کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہے ہاں اس میں ایسا مشغول ہونا جو دوسرے ضروری کاموں میں خلل کا ذریعہ ہو تو یہ نقصان دہ ہے۔

حال: اس (اتباع) سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برابر کا شبہ تو نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے حرکات وسکنات میں اتباع کرنے میں اجر ہے اور صحابہ محبت کی وجہ سے طبعی عادتوں میں بھی آپ ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔

تحقیق: اوپر اجر کی نفی کی گئی تھی اب (اس سے رسول اللہ ﷺ سے) اتباع کا شبہ نہیں رہا۔

حال: خلاصہ یہ کہ میری طبیعت بھی چاہتی ہے کہ جیسے آپ چلتے ہیں چلوں، جیسے آپ گردن مبارک کو بائیں طرف کبھی کبھی سینہ کی طرف جھکا دیتے ہیں اسی طرح جھکاؤں، جیسے آپ ڈاڑھی پھاڑ کر رومال سے پونچھتے ہیں۔ پونچھوں، نماز سے فارغ ہو کر جب حضرت منہ پھیر کر بیٹھتے ہیں تو ہاتھ سے بعض دفعہ کرتا ہٹایا کرتے ہیں میں بھی ہٹایا کروں۔ یہ ساری ادائیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں اگر کچھ حرج نہ ہو تو اجازت فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! مجھ میں حضرت کے اخلاق و عادات اور طرز و انداز پیدا کر دے حضرت بھی دعا فرما دیں۔

حضرت کی محبوبیت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ جو وظائف میں نے حضرت سے خود اجازت لے کر پڑھنا شروع کئے تھے اب جی چاہتا ہے کہ سب چھوڑ دوں، اور حضرت جو پانچ وقت کی نماز کے بعد (وظائف) پڑھتے ہیں میں بھی پڑھا کروں اور بڑے بڑے معمولات جیسے ہیں ویسے ہی باقی رکھوں اس بارے میں حضرت کیا فرماتے ہیں؟

دعائے حزب البحر ہر نماز کے بعد پڑھتا تھا اسے بھی ایک ہی مرتبہ پڑھتا ہوں۔ اس سے دل اس وجہ سے نہیں اٹھ گیا ہے کہ حضرت نے فرمایا میں نہیں پڑھتا (بلکہ) اس وجہ سے اٹھ گیا کہ اس کے پڑھنے والوں کو لوگ بزرگ سمجھتے ہیں اور جس (چیز) سے بزرگی ٹپکے (اگر) وہ شرعاً ضروری نہ ہو تو (میں) اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں جو (بات) میرے لئے مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

(اسی طرح آپ) جو معمولات نمازوں کے بعد پڑھتے ہیں اگر وہ میرے لئے مناسب ہوں تو ایک پرچہ پر لکھ دیں یا جہاں آپ کے یہ معمولات لکھے ہوں تو اس سے مطلع فرمائیں۔ کیا کروں حضرت کو تکلیف نہ دیتا مگر طبیعت بہت دنوں سے اس بات کو چاہ رہی ہے اس وجہ سے تکلیف دی معاف فرمائیے گا۔

تحقیق: میرے نزدیک یہ انہماک (بہت مشغولی) ہے۔

شیخ کی صحبت کا شوق رکھنا اور خط وکتابت کرنا بھی شیخ کی صحبت کے برابر ہے

حال: (میرا) جی بہت چاہتا ہے کہ میں آپ کی صحبت حاصل کروں لیکن بہت سارے مشاغل مہلت نہیں دیتے۔

تحقیق: (شیخ کی صحبت کا) یہ شوق بھی نفع (پہنچانے) میں (شیخ کے) قریب رہنے کے برابر ہے خصوصاً جبکہ (شیخ سے) خط وکتابت بھی ہوتی ہو۔

حضرات مشائخ کو سورۃ اخلاص کا ایصال ثواب کرنا

حال: ایک بات جو یاد نہیں رہی تھی وہ یہ ہے کہ بندہ کا کئی سال سے یہ معمول ہے کہ روزانہ وتر کے بعد تین تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی، حضرت مولانا محمد قاسم، حضرت مولانا رشید احمد، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا میاں جی نور محمد، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم ولایتی قدس اللہ اسرارہم کی ارواح طیبہ کو اس کا ایصال ثواب کرتا ہوں (روزانہ ۴۵ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا ہے اور آخر میں یہ کہہ دینا کہ اے اللہ! اس مجموعہ کا ثواب ان بزرگوں کی ارواح کو پہنچا دے) اس معمول میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: قاعدے سے تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر آپ کے سوال سے آپ کے ذوق کا پتہ چلا جو میرے ذوق کے مطابق ہے اس لئے اپنے ذوق کے بارے میں بتاتا ہوں اگر آپ کا بھی یہی ذوق ہو تو ویسے ہی ان سب حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کیا کیجئے۔

میرا ذوق یہ ہے کہ اس عمل سے دل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کو ثواب بخشا جائے تو ان کی ارواح طیبہ خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کر کے یا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے میری طرف متوجہ ہو کر مجھے باطنی نفع یا اس نفع کی ترقی کا سبب بنیں گی۔ اس لئے میں اس کو توحید خالص کے خلاف سمجھتا ہوں۔ ان حضرات کے ادب کے بھی خلاف کہ ان کو ثواب اپنی غرض کے لئے بخشا جائے۔

اس سلسلے میں میری ایک تفصیلی تحریر ہے جو تتمہ ثانیہ امداد الفتاویٰ میں طبع ہو چکی ہے۔

بیعت جلدی کرنا یا نہ کرنا شیخ کی قلبی توجہ پر موقوف (ومنحصر) ہے

حَالؒ: عرض (حال) یہ ہے کہ اکثر لوگ جن کو اپنے مشائخ سے بیعت کرنے اور (لوگوں کی) تربیت کرنے کی اجازت نہیں ملی ہے اس کام کو آسان سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ پیر بننا کیا مشکل ہے۔ واقعی رسمی پیری اور سجادہ نشینی تو ایک بڑی مزیدار بادشاہت ہے لیکن اس کی حقیقت ایک مشکل ترین کام ہے خصوصاً جبکہ سامنے والا قلب سے حقیقت پہچاننے سے دور اور صرف رسم ورواج کا پابند ہو۔ عوام کی عقیدت اور محبت بھی (کسی) خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

اسی لئے بیعت کرنے سے ایک حد تک بچتا ہوں بلکہ بعض اوقات تو (جو) لوگ بیعت ہو چکے ہیں ان کو بھی چھوڑنا پسند کرتا ہوں لیکن یہ بات کیونکہ اہل طریق (مشائخ تصوف) کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے اس لئے خود صبر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جلدی بیعت کرنے میں بعد میں بڑی خرابی نکلتی ہے۔ جن تمام باتوں کی آپ شکایت فرمایا کرتے تھے ان کو بالکل صحیح دیکھتا ہوں۔

ایک ایک قطرہ کا مجھے دینا پڑا حساب خون جگر ودیعت مژگان یار تھا

(یعنی خون جگر یار کی آنکھوں میں امانت تھا جس کے بہنے سے امانت ضائع ہوتی اور حساب ہر قطرہ کا دینا پڑا کیونکہ وہ صرف آنسو نہیں تھے)۔

دوسری طرف بدعتی اور گمراہ لوگوں کی بہتات (بیعت کرنے کے لئے) اتنی مجبور کر دیتی ہے کہ دل چاہتا ہے کہ جو بھی بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بغیر سوچ بچار کے فوراً بیعت کر لیا جائے اس سے کچھ ہو نہ ہو گمراہ لوگوں کے پنجوں سے تو وہ چھوٹ ہی جائے گا۔ غرض اس قسم کے تردد میں دل گرفتار ہے۔

پھنسانا تھا دل کو گیسوئے پیچاں میں پھنس گیا
قسمت میں ہو جو پیچ تو کیوں کر نہ بل پڑے

شب تاریک بیم موج گرداب چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

تَرجَمَہ: ''خوفناک اندھیری رات میں موجیں یوں حائل ہیں ـــــ ساحل کے بے فکر لوگ ہمارا

حال کیا جائیں۔“

(مطلب یہ ہے کہ ہم تو کسی کو بیعت کریں یا نہ کریں کے پیچ و تاب میں پھنسے ہوئے ہیں آپ چوں کہ اس راہ سے گذر چکے ہیں اس لیے ہمیں بتایئے کہ ہم کیا کریں)۔ (خطبات حکیم الامت بتصرف ۱۱/۸۴)

اس بارے میں جو بھی ارشاد عالی ہو اس کو نجات کا سبب خیال کروں گا۔

تحقیق: جس وقت کوئی بیعت کی درخواست کرے اس وقت بیعت کرنے اور نہ کرنے میں جس چیز کا دل چاہے ان شاء اللہ خیر اسی میں ہوگی۔

شیخ کو کسی حال کے نہ ہونے کی خبر دینا بھی مفید ہے

حال: آج کل اپنا کوئی حال نہیں ہے۔

تحقیق: (شیخ کو) اس (کیفیت یعنی کسی حال کے نہ ہونے) کی اطلاع کرنا بھی مفید اور نفع والا ہے کبھی اس میں بھی کوئی بات ہوتی ہے۔

اپنے شیخ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے

حال: ایک بات یہ بھی (عرض) ہے کہ دنیا میں کسی سے دین کے بارے میں فائدہ حاصل کرنے کا خیال نہیں ہوتا ہے۔ دل میں یہ یقین ہے کہ جو کچھ دنیا میں (میرے فائدے کے لئے ہیں) صرف حضور ہی ہیں حالانکہ دنیا میں بہت بزرگ ہوں گے مگر دل کسی اور کی بزرگی کا اعتقاد نہیں رکھتا ہے۔ دوسرے سے فیض حاصل ہونے کے خیال ہی سے (اس طرح) نفرت ہوتی ہے جس طرح شرک وکفر سے نفرت ہوتی ہے۔ کسی بزرگ کو حضور کے مقابلے میں بزرگ سمجھنا ایسا لگتا ہے جیسے کفر کا خیال ہوتا ہے۔ اگر بزرگوں کے لئے ایسا خیال کرنا برا ہے تو حضور (آپ) میرے دل کی اصلاح کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: محبت کی شدت کی وجہ سے انسان اس طرح حد سے بڑھ جانے پر مجبور ہے۔ اس میں اصل بات صرف اتنی ہے کہ اپنے شیخ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ میری کوشش سے ان سے زیادہ کوئی فائدہ پہنچانے والا مجھے نہیں ملے گا۔ بس اتنا اعتقاد رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جان بوجھ کر تصور شیخ (یعنی شیخ کا خیال) کرنے کا نقصان دہ ہونا

سوال: حضور والا کا اذکار میں خیال کرنا بندے کو فائدہ دیتا ہے۔ اگر حضرت کا حکم ہو تو میں اس تصور کو مسلسل

کرتا رہوں۔

جواب: شیخ کا تصور کرنا خصوصاً نماز میں جان بوجھ کر کرنا خلاف سنت ہے اور بعض حالات میں بہت ہی نقصان دہ ہے۔ ہاں اگر بغیر ارادے کے خیال آ جائے تو بھی اس کو باقی رہنے نہ دیا جائے (بلکہ اس وقت) ذکر یا مذکور کی طرف مزید توجہ کر لینی چاہئے۔ اگر پھر بھی باقی رہے تو یہ حالت مبارک ہے اس کو نعمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ یہ بہت زیادہ محبت کی وجہ سے ہے۔ دوسرے گندے خیالات کی طرح اس کو دور کرنا ضروری نہ سمجھا جائے کیونکہ جو خیال اللہ تعالیٰ سے روکنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے خیال کے برابر نہیں ہے (کیونکہ شیخ کا خیال اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہے نہ کہ دوسرا خیال اسی لئے اس کو دور کرنا ضروری نہ سمجھا جائے)۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو تو دوبارہ پوچھ لی جائے۔

بیعت ہونے کا مناسب صحیح طریقہ

حال: میں جناب مولانا''...... (سے بیعت ہو کر) ان کے حلقہ (مریدین) میں داخل ہوا تھا۔ کچھ عرصہ تک حلقہ میں شامل رہا۔ اب مولانا کے یہاں حالت بہت کمزور ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے (کچھ حالات یہ ہیں)

کشف ایسا یقینی سمجھا جاتا ہے کہ اس پر ملازمین کو احکامات جاری کئے جاتے ہیں، پوچھا جاتا ہے: کیا دیکھا۔

دیوبندیوں کو گندے عقیدہ والا کہا جاتا ہے۔

میلاد شریف میں قیام کیا جاتا ہے اور کئی آدمی سلام پڑھتے ہیں۔

مدرسہ کے سالانہ جلسے میں پھول لٹائے جاتے ہیں۔

ایک صاحب کو کشف ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں پھول اٹھاتے ہیں یا پھول اکٹھا کر کے اپنی گود میں رکھ لئے جاتے ہیں۔

ایک شخص مولانا کے خاص ملازموں میں ہے، وہ نماز نہیں پڑھتا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے صرف ایک عیب ہے کہ نماز نہیں پڑھتا ہے۔

ان خرافات کو کہاں تک بیان کر کے جناب وقت خراب کروں۔ میں نے اب (ان کے) حلقہ سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اسم ذات جس قدر ہو سکتا ہے پڑھ لیتا ہوں اور جناب سے اپنی مدد کی امید کرتا ہوں کہ مجھ کو

بیعت سے مشرف فرمائیں جیسا حکم فرمائیں گے اسی طرح عمل کروں گا۔ فقط

تحقیق: آپ ایک دفعہ (بیعت میں) جلدی کر کے پچھتا رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری مرتبہ بھی پچھتانا پڑے۔ اس لئے بیعت کرنے میں جلدی کرنا صحیح نہیں ہے۔ (بلکہ بیعت کرنے کی) اچھی صورت یہ ہے کہ جس سے بیعت ہونے کا ارادہ ہو پہلے اس کے پاس ایک دو مہینے قیام کیا جائے۔ جب دل اچھی طرح مطمئن ہو جائے تو بیعت کی درخواست کرنی چاہئے۔ درخواست کے وقت اگر دوسرے کا دل بھی مطمئن ہوگا تو وہ قبول کرے گا ورنہ اگر اس نے کوئی عذر کیا تو (اس کے پاس) اور قیام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس طرح کرنے سے دوسرے کا انکار طویل نہ ہوگا۔ ایسی بیعت کا لطف دیکھنے کے قابل ہوگا۔ یہ طریقہ (بالکل) ٹھیک نہیں ہے کہ جس کو سنا اس کے پیچھے چل دیئے بقول شاعر۔ ؎

لختے برداز دل گزرد ہر کہ زپیشم　　　　من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

ترجمہ: ''راستے میں بیٹھا ہوں دل کے سو ٹکڑے لیے ـــــ جو گذرتا ہے سامنے سے جاتا ہے اک لیے۔''

(یعنی ہر راہ رو کے پیچھے نہیں چلنا چاہیے بلکہ پہلے سوچ بچار سے ایک کے پیچھے چلنا متعین کرنا اور پھر اس کے پیچھے چلنا چاہیے۔)

متعلقین پر (خلاف شرع کاموں کی وجہ سے) غصہ کرنے کا حق مقتدی (یعنی سربراہ، راہنما، پیشوا) کو ہے

حال: احقر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ابھی تک اپنے وظیفہ کو اہتمام سے پورا کر رہا ہے۔ لیکن میرا حال مختلف قسم کا رہتا ہے۔ (پتہ نہیں مجھے) کیا ہو جاتا ہے کہ گھر والوں کو شرع کے خلاف چلنے کی وجہ سے ان پر غصہ کرتا ہوں اور برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ یہاں تک کہ یہ حالت ہوگئی کہ سب گھر والے مجھ سے خفا اور ناراض ہو گئے۔ حضرت والد صاحب بھی (اس وجہ سے) غمگین ہیں بلکہ مجھے دیوانہ سمجھتے ہیں۔ میری حقیقت حال بھی دیوانوں کی طرح ہو جاتی ہے۔ گاؤں میں دشمن بھی بہت ہیں کبھی دل میں خیال آ جاتا ہے شاید کسی نے مجھ پر جادو کیا ہے کہ اپنے مربیوں سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہوں، ان لوگوں کو دیکھ نہیں سکتا ہوں اور کبھی دل میں رحم بھی آ جاتا ہے۔

لیکن گھر کے علاوہ دوسری جگہوں پر حالت اچھی رہتی ہے مگر گھر میں جا کر وہی حال ہو جاتا ہے۔ اس وقت پردیس میں حال اچھا ہے۔ مدرسہ میں پڑھانے سے بھی طبیعت اچھی رہتی ہے۔ مدرسہ کا کام تلاوت قرآن اور

مناجات مقبول کے بعد کرتا ہوں۔ ذکر کے وقت میں اگر (مدرسہ کا کام) نہ کروں تو طلبہ کو پڑھانے کا دوسرا وقت نہیں ملتا ہے اس لئے کیا ذکر تلاوت اور مناجات کے بعد تھوڑی دیر فاصلہ کر کے کر لیا کروں (جیسے) تلاوت قرآن اور مناجات کے بعد گھنٹہ دو گھنٹہ طلبہ کو پڑھانے کے بعد باقی وظیفہ جو چھ ہزار مرتبہ ذکر اللہ ہے کر لیا کروں؟

تحقیق: اپنے متعلقین پر غصہ ہونے کا حق گھر کے مربی (تربیت کرنے والے) اور پیشوا کا ہے۔ آپ (ابھی) خود اپنے کام سے فارغ نہیں ہوئے (اس لئے ابھی) آپ کے لئے کسی سے الجھنا صحیح نہیں ہے۔ اگر مدرسہ میں دل مطمئن رہتا ہے تو مدرسہ میں زیادہ رہا کیجئے۔ ذکر سبق کے بعد بھی مفید ہوگا۔

طالب میں اپنا علاج خود کرنے کے بجائے خود کو حوالے کرنے کی صفت کا ہونا ضروری ہے

حال: میں نے پہلے خط میں دلائل الخیرات اور ربنا اتنا الخ کے پڑھنے کی اجازت کے لئے لکھا تھا۔ اس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میری آخرت درست ہو جائے۔ بزرگوں کے ارشاد کے مطابق جو کام کیا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتے ہیں۔ میں پڑھتا تو رہتا ہوں جو ثواب سے خالی نہیں ہے لیکن (بات یہ ہے کہ) ایک خود کسی نسخہ کو استعمال کرنا ایک قلم کے حکم سے اس پر عمل کرنا اس میں بہت بڑا فرق ہے۔

تحقیق: جو آپ نے اجازت مانگنے کی جو وجہ لکھی ہے وہ صحیح ہے۔ مگر اس کا طریقہ یہ نہیں ہے جو آپ نے اختیار کیا کہ خود نسخہ تجویز کر کے طبیب سے اجازت مانگی بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے (آدمی کو) اعتقاد ہو اس کے سامنے اپنی پوری حالت پیش کر کے خود کو اس کے حوالے کر دیا جائے کہ جو نسخہ میرے لئے تجویز کیا جائے گا میں اس کو استعمال کروں گا۔ آپ کا کوئی خط اس مضمون کا نہیں آیا اس لئے میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا ہوں جب ایسا خط آئے گا تو ان شاء اللہ مشورہ دوں گا۔

شیخ کے بیعت نہ لینے کی وجہ سے متکبرانہ (تکبر والی) ناراضی کا علاج

ایک صاحب کا خط آیا جو بیعت نہ ہونے کی وجہ سے ناراض اور شکایت کر کے چلے گئے تھے۔

حال: منبع الجود والکرم حضرت مولانا مولوی شاہ اشرف علی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ من جانب بندہ...... آپ کی برکت سے بھرپور خدمت میں شرف ملاقات کے بعد واپس آیا ہوں۔ اب دوبارہ یہ ناچیز ایک خواب تعبیر معلوم کرنے کے لئے بھیجتا ہے اور امید کرتا ہے کہ جناب

اس خواب کی تعبیر بیان فرمائیں گے۔ خواب یہ ہے۔

بندہ نے شب جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس نیت سے درود شریف پڑھا کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے حبیب ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ بندہ سو گیا۔ بندے نے جو خواب دیکھا وہ یہ ہے۔

میں نے آپ کو ایک بالا خانہ میں پایا۔ جب آپ نیچے آتے ہیں تو میں روتا ہوا نیچے آتا ہوں جب آپ اوپر تشریف لاتے ہیں تو میں روتا ہوا اوپر آتا ہوں۔ اسی طرح آپ نیچے آتے ہیں و میں بھی روتا ہوا نیچے آتا ہوں اور (آپ کے) رعب کی وجہ سے (آپ سے) بات نہیں کر سکتا ہوں اور قریب (بھی) نہیں ہو سکتا ہوں۔ آخری سیڑھی سے اترتے وقت میری طرف چنگاریاں آرہی ہیں، ض اور ان سے (یہ) آواز آرہی تھی کہ یہ تجھے جلا دیں گی۔ میں نے کہا: اس سیڑھی کی پناہ میں میں اس کے شر سے محفوظ ہوں۔ اور آپ کو صرف یہ کہتے ہوئے سنا "میں سمجھوں گا"۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ: میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں آئے تھے بہت سوچنے سے چند باتیں ذہن میں آتی ہیں۔

❶ آپ ان دو شخصوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ایک ہی خط میں (بیعت ہونے کی) درخواست لکھی تھی، اور میں نے مشورہ دیا تھا کہ خط الگ الگ آنا چاہئے۔

❷ آپ نے آتے ہی میرا خط دکھایا تھا اور دو روپیہ پیش کیا تھا جس کے لینے سے میں نے عذر کیا تھا۔ اور آپ کے اصرار پر آپ کو منع کر دیا تھا۔

❸ آپ نے بیعت (کرنے) کے لئے اصرار کیا اور میں نے بیعت کی شرائط بیان کیں۔ جس میں غالباً یہ بھی تھا کہ (بیعت ہونے میں) جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ آپ نے پھر اصرار کیا (اس پر) میں نے انکار کر دیا۔ آپ کو (میرا انکار کرنا) برا لگا اور آپ اسی حالت میں اٹھ کر کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ باہر آکر میری شکایت کی۔

اب معلوم نہیں میرے ذہن میں جو باتیں آئی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں اگر صحیح نہیں ہیں تو اپنی پوری پہچان کرائیے تا کہ میں آپ کو پہچان سکوں۔ خواہ میرا خیال صحیح ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اصل خط بھی جواب کے ساتھ آنا چاہئے تو جواب دوں گا۔

اس جواب پر جو اوپر دیا گیا ان صاحب کا دوسرا خط آیا

حَال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ من جانب ...... جناب کے ذہن میں جو باتیں آئی ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ بندہ وہی خادم ہے جس سے ایسے موقع پر (جب کسی آرزو کے چاہت کے باوجود پوری نہ ہونے پر دل پر بوجھ کی

وجہ سے) جو بے ادبی کی حرکتیں ہوسکتی ہیں بندے سے بھی ہوئیں۔ آئندہ سچے ارادے اور خلوص دل سے جو فرمائیں گے کرنے کے لئے تیار ہوں۔ معلوم نہیں کہ جناب نے اصل خط کون سا سمجھا ہو اس لئے دونوں اس خط کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (یہ بات) معلوم نہیں کہ آپ کو اپنی حرکتوں کا بے ادب اور بدتمیز ہونا خواب کے علاوہ کسی عقلی دلیل سے بھی ہوا ہے یا نہیں اگر صرف سے خواب ہی سے معلوم ہوا ہے تو خواب شرعی دلیل نہیں ہے۔ آپ ڈریں نہیں (بلکہ) بے فکر رہیں۔ یہ انگارے تو کیا چیز ہیں اگر کوئی خواب میں خود کو دوزخ میں جلتا ہوا بھی دیکھ لے اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم بھی سن اور اس کی حالت شریعت کے مطابق بھی ہو تو بھی وہ خواب کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر آپ اپنی غلطی کو شرعی دلائل کی وجہ سے سمجھتے ہیں تو اس کی کیا صورت ہے لکھئے اور وہ غلطیاں کیا ہیں؟ اور کس وجہ سے (ان کو غلطی) سمجھتا ہے (لکھئے) اگر جواب بھیجا جائے تو یہ دونوں خط پھر بھیج دیئے جائیں۔

اس کے بعد پھر ان صاحب کا یہ خط آیا

بندہ کو اپنی غلطی کا احساس خواب کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ شرعی دلیل کی وجہ سے ہوا ہے اور وہ شرعی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کچھ بات کے وقت ان دونوں حضرات کی آواز کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہونے پر ادب سکھانے کے لئے کہ آپس میں بات کرتے وقت بھی اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ ہونے دو یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿**یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اتم**﴾ کیونکہ آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانشین (خلیفہ ونائب) ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ ایسے الفاظ جو بندہ نے کہے آپ کی شان کے مناسب نہیں تھے۔ اپنی اس غلطی کی معافی چاہتا ہوں۔

ع بر کریماں کا رہا دشوار نیست

ترجمہ: ''کریموں کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔''

اس خط کا یہ جواب دیا گیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ یہ آیت خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وارد ہوئی ہے۔ (اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) علاوہ کسی دوسرے کے لئے یہ حکم ثابت کرنا قیاس (شرعی

اندازے) کے خلاف ہے۔ جو قیاس شرعی دلیل بن سکتا ہے وہ صرف مجتہد کا قیاس ہے اور یہ قیاس مجتہد سے منقول نہیں ہے تو پھر اس دلیل کو شرعی دلیل کیسے کہہ سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین نہیں ہے اس کو بلاوجہ زبان سے تکلیف دینا اور شکایت کرنا آپ کے نزدیک شرع کے خلاف نہیں ہے۔ اس لئے اگر آپ کا یہی اعتقاد ہے تو یہ بالکل غلط ہے اس پر قرآن کریم کی بہت سی آیات اور بہت سی احادیث شاہد (گواہ) ہیں۔ اگر آپ کا یہ اعتقاد نہیں ہے تو پھر تکلیف نہ دینا اور شکایت نہ کرنا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے ساتھ خاص کیوں ہے (بلکہ یہ حکم تو خواہ جانشین نبوی ہو یا نہ ہو سب کے لئے ہے) پہلے یہ بات بتایئے پھر کچھ عرض کروں گا۔

اس کے بعد پھر ایک ناپسندیدہ مضمون کا خط آیا جس کا مختصر جواب دیا گیا اس کے بعد پھر یہ خط آیا۔

معدن الفتوت والبرکات سلمہ ربہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ من جانب...... (آپ کا نوازش نامہ (خط) آیا۔ جس کے بارے میں حقیقتاً کہتا ہوں کہ وہ (میرے) مرجھائے ہوئے دل پر ایسا تیر نشانہ پر لگنے کی طرح ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کا اثر سوتے جاگتے کسی حالت میں بھی ختم نہیں ہوتا ہے۔ آپ نے کس درد اور نرمی کے ساتھ (لکھا کہ) بندہ اس مرغ کی طرح تڑپ رہا ہے جس کو آدھا ذبح کیا گیا ہو۔

عرض ہے کہ (اپنی) خدمت عالی میں حاضر ہونے کی اجازت عطا فرمایئے تو بہتر ہے ورنہ دروازہ نہیں چھوڑوں گا۔ تھانہ بھون میں یا آس پاس جہاں فرمائیں گے ٹھہرا رہوں گا اور دروازہ نہیں چھوڑوں گا۔

حضور نے جو الفاظ فرمائے ہیں وہ یہ ہیں "ان بعض الظن اثم" (اثم مکرر "حرج کس کا ہوا"۔ آپ کے نزدیک جو بہتر مراد ہے وہ بندہ کو معلوم نہیں اور اثر بندے پر طاری ہے۔

جواب: اگر (میرے پاس آنا ہو تو) تکبر کو طاق میں رکھ کر اور ہر قسم کی ذلت (اٹھانے) کے لئے تیار ہو کر اور میرے تمام سوالات جو پچھلے خط میں تھے اور جو نئے ہوں ان کے جوابات دینے کے لئے تیار ہو کر اور جن سوالوں کا جواب نہ آئے ان میں یہ کہنے کے لئے کہ "میری سمجھ میں نہیں آتا" کہنے کے لئے تیار ہو کر آؤ تو منع نہیں ہے۔ یہ خط اور پچھلے سارے خط لا کر پیش کرنا ہوں گے۔

شیخ کا طالب کو اصلاح کے لئے باطنی امراض کے بارے میں تنبیہ کرنا

ایک عالم جو کسی شیخ طریقت کے خلیفہ بھی ہیں سے حضرت والا کی شان مقدس میں بے احتیاطی سے ایک

تحریری غلطی ہوئی پھر معافی کی درخواست کی۔ اس صورت حال میں دونوں طرف سے خطوط آنے جانے کا اتفاق ہوا۔ دونوں طرف کے یہ خطوط جو بہت ہی مفید ہیں ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

عالم صاحب کا خط

سیدی ومولائی دام مجدکم۔ خادمانہ مسنون سلام کے بعد اس وقت مولانا صاحب ـــــ کا خط مبارک آیا۔ میں ممدوح (مولانا تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی) کا بہت ہی احسان مند ہوں کہ انہوں نے تفصیل کے ساتھ میری غلطی پر مجھے تنبیہ فرمائی اور سچی ہمدردی اور اخلاص کا حق ادا فرمایا۔ دل اور زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ بحمد اللہ (اللہ تعالیٰ نے) ایسے دوست عطا فرمائے ہیں جن دوستوں کی ہر مسلمان کو تمنا ہوتی ہے۔ مولانا ممدوح کے لئے بھی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس اخلاص کے بدلے دونوں جہاں کی برکتیں عطا فرمائیں۔

اب جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھے اپنی غلطی کا حقیقتاً یقین ہوا کہ جن سنی سنائی یا لکھی ہوئی باتوں کی وجہ سے میرا یہ خیال ہوا جو میری تحریر جس کا نام ـــــ ہے میں ہے (وہ سنی سنائی یا تحریری باتیں) شریعت کے لحاظ سے قابل اعتماد نہ تھیں۔ نہ ہی ان کی وجہ سے ایسا خیال کرنا صحیح اور جائز تھا۔ اس لئے (میں) حق تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کی توبہ کرتا ہوں۔ (میں) جناب سے اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں جو جناب کے لئے رنج اور شکایت کا سبب بنی۔ (اس سے) پہلے خط میں جو معافی مانگی تھی اس کو جناب نے معافی مانگنے کی صورت پر شمار فرمایا تھا۔ حقیقت میں غلطی کی وجہ صاف اور واضح نہ ہونے کی وجہ سے وہ غلطی اور خطا (جان بوجھ کر) یقینی طور سے نہیں ہوئی تھی۔ اب مولوی صاحب کے خط سے شکایت کی وجہ معلوم ہوئی اور اپنی غلطی کا (اب) یقین ہوا (جو پہلے نہیں تھا) کہ حقیقت میں جب تک کوئی بات شرعی طور پر پوری طرح ثابت نہ ہو جائے اس کا یقین یا کسی کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے۔

اور الحمد للہ کہ آپ حضرات سے تعلق کی وجہ سے یہ نعمت نصیب ہے کہ اپنی غلطی پر اڑنا یا اس کے اقرار سے رُکنا یا کوئی بہانا بنانا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا اور کبر کے شبہ والا ہے۔ اس لئے نہ اس کی توبہ سے عار ہے نہ اقرار سے تنگی ہے۔ اللہ گواہ ہے اس کا دل اقرار کئے ہوئے ہے کہ میں خطاؤں سے خالی نہیں ہوں اسی لئے خطا کے تسلیم کرنے میں کبھی رکاوٹ بھی نہیں ہوتی۔ آپ حضرات کا دامن اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اٹھارہ بیس برس کے بعد خدانخواستہ چھوٹے۔ قلب میں اس تعلق کی خاص قدر ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو آپ حضرات کے تعلق ہی کی وجہ سے ملا ہے۔ حق تعالیٰ اس میں برکت بخشے اور اسی پر دنیا سے اٹھائے۔

حضرت والا سے ادب کے ساتھ اتنی درخواست ضرور ہے کہ (میں) چونکہ ضعیف و مریض ہوں اس لئے زیادہ غم و پریشانی کو برداشت کرنا مشکل ہے۔ یہ تو یقینی بات ہے کہ آئندہ بھی کوئی خطا ولغزش ہو تو بعید نہیں لیکن اگر حضرت بزرگانہ و مربیانہ پرانے تعلق کی وجہ سے صاف یوں فرمادیں کہ ''یہ تیری غلطی ہوئی اس کو تسلیم کر اور توبہ کر۔'' انشاء اللہ کبھی بھی انحراف نہ ہوگا۔ جناب کا اپنے لئے مربی و آمر و ناصح (تربیت کرنے والا، حکم کرنے والا اور نصیحت کرنے والا) ہونا زبان نہیں بلکہ دل تسلیم کئے ہوئے ہے۔ آئندہ جس طرح بھی حضرت کی مصلحت ہو مقصود اظہار حال ہے مشورہ دینا نہیں ہے۔ خدا کرے کہ میرے لئے خطا کا زمانہ گناہوں کے نیکیوں سے بدل جانے کا زمانہ نہ بنے۔ جناب کے دیگر روحانی اکابر کے تعلق روز افزوں اور موجب برکات بنتے ہیں والسلام نعم الختام میں عزم عرض کرتا ہوں اور جناب سے دعا چاہتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس قسم کی دیگر غلطیوں سے محفوظ رکھے اور بچنے کی توفیق بخشے۔

حضرت مولانا صاحب قبلہ کی طرف سے جواب

مشفقم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا اگرچہ ضابطہ تو یہی تھا کہ اس کے بعد صرف اس کے کہ ''میں نے معاف کردیا'' کے علاوہ اور کچھ نہ عرض کرتا مگر چونکہ آپ نے اپنی محبت بلکہ اپنے کمال سے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ''صاف یوں فرمایا کریں کہ یہ تیری غلطی ہوئی'' جس میں درخواست یا کم از کم (کہنے کی) اجازت ہے کہ میں کچھ عرض کردیا کروں۔ اس لئے وہ تو عرض ہے ہی کہ میں نے دل و جان سے معاف کردیا اور اب میں دل سے ویسا ہی خادم ہوں، باقی اس کے علاوہ اس اجازت کی وجہ سے اور بھی کچھ عرض ہے مگر یہ عرض اس وقت مفید اور رہنمائی کے قابل ہو سکتی ہے جب کہ میں تو اتنی ہی بے تکلفی سے عرض کروں جتنا اپنے مرید سے کہتا ہوں اور آپ جواب اتنی ہی سچائی اور اخلاص کے ساتھ دیں جتنی سچائی و اخلاص سے حضرت مولانا...... مدظلہ کو دیتے۔ یہ تشبیہ صدق وخلوص کے اعتبار سے ہے نہ کہ تعظیم و اعتقاد کے اعتبار سے ہے۔ واللہ شہید علی ذلک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہیں۔

اب وہ عرض بتاتا ہوں آپ کی معذرت کا خلاصہ دو ایسی باتیں ہیں جن کو ملانے سے تیسری بات جو کہ نتیجہ اور اصل ہے وہ سمجھ میں آتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کا میری طرف ان باتوں کی نسبت کرنا شرعی دلیل کے بغیر تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ کسی شرعی دلیل کے بغیر کسی کی طرف کوئی بات منسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ ان دونوں باتوں سے تیسری بات جو ان دونوں کا نتیجہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا وہ بات میری طرف منسوب کرنا جائز نہیں تھا پھر آپ نے غلطی کے معلوم ہونے کو فلاں مولوی صاحب کے خط کی وجہ سے بتایا ہے۔ (کہ آپ کو فلاں

صاحب کے خط کی وجہ سے غلطی معلوم ہوئی) اب میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ دونوں باتیں تو میرے پہلے خط میں بھی صاف طور سے موجود تھیں (جس کی وجہ سے میرے خط ہی سے آپ کی غلطی معلوم ہو جاتی ہے لیکن) پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میرے خط سے تو معلوم نہ ہوا اور فلاں مولوی صاحب کے خط سے معلوم ہوا۔ کیونکہ سوچنے کے باوجود میرے خیال میں اس کی کوئی وجہ نہیں آئی اس لئے میرے ذہن میں تین احتمال آئے اور یہ بدظنی بغیر دلیل نہیں ہے بلکہ کسی ایک احتمال کے یقین کے بغیر آپ سے پوچھا کرتا ہوں ممکن ہے کہ کوئی چوتھی بات نکل آئے۔

یہ میرے احتمالات طبیب کی اس تشخیص کی طرح ہیں جس میں اس کو یقین نہ ہو۔ اس لئے باتیں وہ مریض سے پوچھے کہ تم نے کیا کیا فلاں چیز کھائی تھی، یا تم ہوا میں نکلے تھے۔ (اب) اگر مریض نے چھپایا تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے اور طبیب کو اگر جواب سے کچھ چھپانے کا شبہ ہو گیا تو اس کو جھوٹا گمان کرنا تو دلیل کے بغیر جائز نہیں لیکن علاج سے منع کر دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر اس خط کے جواب میں مجھ کو سچائی کا اندازہ ہوا تو میں اس حکم کی تعمیل آئندہ بھی کر سکوں گا کہ میری غلطیوں پر متنبہ کر دیا کرو ورنہ اس خدمت سے منع کر دوں گا جس میں میرا کوئی نقصان نہیں ہے کہ میرا فائدہ اس پر موقوف نہیں نہ آپ کا نقصان ہے کہ بفضلہ تعالیٰ آپ کے معالج اللہ تعالیٰ سلامت رکھے موجود ہیں۔

وہ تین احتمال یہ ہیں۔

❶ ایک یہ کہ اب بھی دل سے غلطی کا یقین نہیں ہوا اور صرف فلاں مولوی صاحب کے فوائد پر متوجہ کرنے سے یہ معذرت عمل میں آئی۔

❷ دوسرا یہ کہ میرے خط سے بھی سمجھ میں آ گیا تھا مگر قبول کرنے سے عار آئی اور اب بھی اس طرح نباہا کہ اشرف کے خط سے نہ سمجھا تھا اس لئے اب بھی رجوع نہیں کرتا کیونکہ دعوے سے رجوع کرنا عار کی بات ہے اس لئے غلطی کے اعتراف کے باوجود اس عار کو اب بھی گوارا نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے خط کی طرف اس معلوم ہونے کو منسوب فرمایا۔

❸ تیسرا یہ کہ واقعی میرے خط سے سمجھ میں نہ آیا تھا اور اب سمجھ میں آ گیا تو اس صورت میں دونوں خطوں کے نہ سمجھ میں آنے میں برابر ہونے کے باوجود یہ فرق ہوتا (کہ میرے دونوں خطوں سے تو سمجھ میں نہیں آیا اور فلاں مولوی صاحب کے خط سے سمجھ میں آیا) اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرے خط کے وقت غصہ اور دل میں کھوٹ تھا اس لئے مجھ کو اپنا خیر خواہ نہ سمجھا تھا اور میری محبت دل میں نہ تھی وہ سمجھنے کا حجاب ہو گیا۔ اور

مولوی...... کو اپنا خیر خواہ سمجھا اور ان کی محبت دل میں تھی تو اس فرق کا سبب صرف جماعت بنانا و گروہ بندی کے غلبہ کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے کہ مجھ کو دوسرے سلسلہ کا سمجھا اس لئے تعلق کم ہوا اور ان کو اپنے سلسلہ کا سمجھا اس لئے تعلق پورا تھا تو حق پر چلنے والے کے لئے ایسی جماعت اور گروہ بندی کیسی ہے۔ یہ ممنوع بات تو تیسرے احتمال میں تھی۔ پہلے احتمال میں ریا تھی اور دوسرے میں تکبر ظاہر ہے اس کی وجہ بتائی جائے۔

دوسری بات عرض کے قابل یہ ہے کہ جو شخص ذرا بھی زبان کے فہم اور جذبات کو سمجھتا ہوگا۔ وہ آپ کی اس عبارت سے کہ "یہ نعمت نصیب ہے کہ اپنی غلطی پر اڑنا یا اس کے اقرار سے رکنا یا بہانا بنانا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے اور کبر کے شبہ والا ہے۔ اس لئے نہ اس کی توبہ سے عار ہے۔ نہ اقرار سے تنگی ہے۔" دو باتیں سمجھے گا ایک یہ کہ اس موقع پر کہ ایک شخص کے سامنے جس پر بہتان باندھا تھا معذرت کرتے ہوئے جتنی عاجزی اور شرمندگی دل پر سوار ہونی چاہئے اس کے ہوتے ہوئے یہ قواعد کلیہ قلم سے نہیں نکل سکتے۔ یہ تو نہایت فرصت کی باتیں ہیں۔ اس (کے سمجھنے) کا معیار یہ ہے کہ اگر یہی غلطی آپ سے مولانا مدظلہ کی شان میں ہوگئی ہوتی تو معذرت کے وقت ایسے جملوں کے لکھنے کی آپ کی ہمت ہوتی بلکہ خط ہی لکھنے کی ہمت نہ ہوتی۔ پریشان ہوکر دوڑتے اور پاؤں پکڑتے۔ سچ یہ ہے کہ یہ طریقہ بالکل بتاتا ہے کہ آپ کا قلب پریشان نہ ہوا تھا تو بس یہ (دل کا پریشان نہ ہونا) بھی ایک کمال کا دعویٰ ہے اور دعویٰ بھی غلط ہے اور اس غلط دعویٰ پر اللہ کو گواہ کیا گیا ہے غلط ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے خط کے بعد یہ اقرار کیوں نہ ہوا۔ کیا اتنا مسئلہ شرعیہ آپ کو معلوم نہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ معلوم ہونے کی ضرورت ہی نہیں تھی اور بتانے کے بعد معلوم ہو جانا ضروری تھا پھر یہ قول وفعل میں تناقض نہیں تو اور کیا ہے۔

تیسری عرض یہ ہے کہ اس زمانہ میں آپ کے جو اقوال سنے گئے اور نیز آپ کی جو وضع اور ہمیشہ کی شان ہے وہ کبر سے خالی نہیں اس کا علاج کیجئے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اب تو آپ کی سمجھ میں آیا ہوگا کہ ذکر وشغل اصلاح واخلاق کے لئے کافی نہیں۔

پانچویں بات یہ ہے کہ جن لوگوں کی تقریرات وتحریرات سے آپ نے اپنا غلطی میں پڑنا تحریر فرمایا ہے۔ ان کے بارے میں یہ درخواست ہے کہ اگر وہ لوگ مجھ سے بیعت نہیں تب تو میں ان کے نام معلوم نہیں کرتا کہ نہ ان کی شکایت ہے نہ ان کی اصلاح میرے سپرد ہے۔ اگر وہ (مجھ سے) بیعت ہیں تو ان کے نام معلوم ہونے میں میرا تو کوئی فائدہ نہیں لیکن ان کی اصلاح کے فائدہ کے لئے بتانا ضروری ہے تاکہ ان کو بھی اصلاح التزام اور جھگڑے کے طریقے سے بتاؤں۔

اگر آپ خود اب (مجھ سے) محبت کا اور خاص تعلق کا دعویٰ نہ کریں تو اس صورت میں آپ کو اظہار پر مجبور

نہیں کرتا ہوں لیکن اگر دعوی اب بھی باقی ہو تو اس کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ (آپ) اس درخواست کو قبول کریں اور اپنی سوچی ہوئی مصلحتوں کو کچھ نہ سمجھیں۔ اگر محبت اور خاص تعلق کا دعوی نہیں ہے تو یہ دوسری بات بھی نہیں ہے۔ والسلام۔

طالب علم کا اپنے علم کو کافی سمجھنا برا ہے

ایک طالب علم کا خط بعض علمی تحقیقات پوچھنے کے بارے میں آیا تھا۔ اس کا یہ (مندرجہ ذیل) جواب دیا گیا۔

جواب: (جہاں تک) مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ اس سے پہلے آپ نے مجھ سے (اپنے) باطن کی اصلاح کے بارے میں تعلق قائم کیا تھا۔ اگر میری یاد صحیح ہے تو اگر اب بھی آپ کا باطنی اصلاح کا ارادہ ہے تو اس کے آداب میں ایک ادب یہ بھی ہے کہ جو علوم غیر ضروری ہوں وہ اس سے (یعنی جس شخص سے باطنی اصلاح کا تعلق ہو) نہ پوچھے جائیں۔ اگر اب آپ کا باطنی اصلاح کا ارادہ نہیں ہے تو پھر اس سوال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے دوبارہ (اپنا خط) بھیج دیجئے۔

حال: (آپ کا) نامہ عالی آیا (جس بات کی طرف آپ نے توجہ دلائی) پہلے ذہن میں نہیں تھی اب ذہن میں بیٹھ گئی ہے۔ اگرچہ میں نے پہلے بھی مخالفت نہیں کی تھی (کہ مجھے یہ بات معلوم ہونے کے باوجود میں نے علمی تحقیقات کے متعلق آپ سے سوال کیا) لیکن اس طرح (پھر بھی) مجھے معلوم نہیں تھا۔ لیکن یہ اصول ہمارے لئے اچھے رہبر ہیں۔

اب میں نے یہ ارادہ کیا ہے بلکہ شروع بھی کر دیا ہے کہ روزانہ مغرب یا عشاء یا اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو رات کے آخری حصہ میں پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ جس طرح ہو کر لیتا ہوں اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔ میرا دماغ کمزور ہو گیا ہے اس لئے اتنی تعداد مقرر کی ہے اور یہ (نفی اثبات) بھی (درمیانی آواز سے) نہ بالکل آہستہ نہ زیادہ آواز سے کہ کسی دوسرے کو معلوم ہو (اس طرح) جہاں تک ہو سکے تنہائی میں اور ضرب ہلکی حرکت سے لگا کر کرتا ہوں۔ یہ باتیں حضرت کو (اپنے بارے میں) خبر دینے کے لئے عرض کی ہیں۔

تحقیق: جس طرح اس مضمون کے ذہن میں آ جانے سے مجھے خوشی ہوئی اسی طرح اس بات پر افسوس بھی ہوا کہ یہ طلب کیسی (طلب) ہے کہ نصیحت (وتربیت) کرنے والے کی بات کو اتنی لاپروائی اور بے توجہی سے دیکھا جاتا ہے کہ وہ بات صاف ہونے کے باوجود ذہن میں نہیں آتی ہے تو ایسی (لاپروائی اور بے توجہی کی) حالت میں نصیحت (وتربیت) کرنے والے کا دل (نصیحت وتربیت کے لئے) کیا بڑھے گا۔

حضرت اس کا سبب اکثر یہ ہوتا ہے کہ طالب اپنے علم (ہی) کو کافی سمجھتا ہے جس کی وجہ سے دوسری بات کی دل میں اہمیت وحیثیت نہیں ہوتی ہے۔ اگر بات یہی ہے (کہ طالب علم اپنے ہی کو کافی سمجھنے کی وجہ سے دوسرے کی بات کو بے اہمیت وحیثیت سمجھتا ہے) تو اس (طالب) سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے راستے کا کوئی چور نہیں ہے۔

شیخ میں بجلی کی قوت ہونا خیال کرنا صحیح نہیں ہے

سُؤال: اللہ تعالیٰ آپ کی بجلی والی قوت کچھ اس (بندے کی) طرف بھی پھیرے کہ جس سے اس ناکارہ کی دین ودنیا سنور جائے۔ واللہ! میرا اس دنیا میں کوئی دوست نہیں ہے ایک صرف آپ ہی کے بھروسے پر بے فکری ہے۔

جَوَاب: آپ سے محبت کی وجہ سے شکوہ کرتا ہوں کہ آپ نے مجھ میں بجلی کی قوت کے ہونے کا گمان کیا اور اس کو اپنی طرف پھیرنے کے لئے لکھا۔ آپ نے (ہماری) اچھی قدر (وعزت) کی۔ ہم کو تو اس پر ناز (گھمنڈ) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حضرت حاجی صاحب رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کی برکت سے ان شعبدوں (جادوگری، فریب دھوکہ) سے محفوظ رکھا۔ آپ نے ہمارے سارے ناز پر پانی پھیر دیا۔ اگر آپ سے محبت نہ ہوتی تو کچھ شکوہ (شکایت) نہ ہوتا اور بجلی والی قوت کو دین سنوارنے میں کیا حصہ ہے بلکہ (اس سے) اکثر دنیا بھی بگڑتے ہوئے دیکھی ہے۔

شیخ کی محبت کامیابی کی کنجی ہے

حَال: بفضلہٖ تعالیٰ معمولات جاری ہیں۔ الحمدللہ کسی دن بھی ناغہ نہیں ہوتا ہے۔ (رات) ڈیڑھ دو بجے اٹھ جاتا ہوں اور صبح تک (ذکر واوراد میں) مشغول رہتی ہے۔ کبھی عجیب حال ہوتا ہے کہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ سب معمولات جاگنے کی حالت میں کئے ہیں یا سونے کی حالت میں کئے ہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اس پر غم اور افسوس ہوتا ہے اور (اس پر) استغفار کرتا ہوں۔

اور کیا عرض کروں کوئی حال نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کیفیت ہے۔ جس کی وجہ سے خط لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اگر کسی چیز کو نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ دل میں آپ کے خادموں کی محبت بہت زیادہ محسوس کرتا ہوں یہاں تک کہ اب تو اپنے والدین کی محبت سے بھی زیادہ محسوس کرتا ہوں اور اسی کو (اپنی) نجات کا سبب اور سعادت کی کنجی یقین کرتا ہوں اور کیا عرض کروں احقر کے لئے دعا فرمائیں۔

تَحقِیق: آپ کہتے ہیں کہ (آپ کی) کوئی حالت اور کیفیت نہیں ہے۔ ڈیڑھ بجے رات سے صبح تک (ذکر و

اوراد) میں مشغول رہنے کے سامنے کیفیت اور حال کیا چیز ہے۔ کبھی تواضع کرنا نعمت کی ناشکری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے اور استقامت اور برکت کی دعا کیجئے اور کام میں لگے رہئے۔ حالات سے اطلاع دیتے رہئے اگر چہ وہ حالت آپ کے نزدیک اطلاع کے قابل ہی نہ ہو۔

بے خبری کی حالت میں جو (اذکار ہوجانے کی) حالت لکھی ہے اگر وہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے ہے تو وہ ایک طبعی چیز ہے جو نہ تو قابل تعریف ہے اور نہ ہی بری ہے۔ اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے نہیں ہے تو یہ بے خبری ذکر کے آثار کی وجہ سے ہے جو پسندیدہ ہے اگر چہ (یہ حالت) مقصود نہیں ہے۔

آپ نے جو محبت کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت میں (سلوک کے) راستے کی شرط ہے اور منزل تک پہنچنے میں بہت زیادہ مددگار ہے اگر چہ جس سے محبت کی جائے وہ اس کے لائق نہ ہو مگر محبت کرنے والے کو اس کے اعتقاد کی وجہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

خودرائی (اپنی رائے پر چلنا سلوک کے) راستے میں بری چیز ہے

حَالؔ: حضرت! فرق نہ ہونے سے میری مراد نماز کی طرح ہے کہ جس طرح نماز ظاہری برائیوں سے روکنے کے لئے خاص ہے اسی طرح اوراد باطنی برائیوں سے روکنے کے لئے خاص ہیں۔ اوراد پڑھنے کے باوجود مجھے نفسانی امراض سے نہیں روکتے ہیں تو (ان میں) ضرور کوئی کمی ہے۔ اوراد کے پڑھنے سے میری غرض اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کچھ نہیں ہے نہ (میرا مقصد) کشف وکرامات ہے، نہ لوگوں میں عزت چاہنا ہے اور نہ کوئی دوسرا مقصد ہے۔ مطلب کو پہنچنے سے میری مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے

تحقیقؔ: "ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر" کی تفسیر آپ نے خود تراش لی ہے اور اسی بنیاد پر اپنے شبہ کی بنیاد رکھی ہے جو بناء الفاسد علی الفاسد (یعنی فاسد کی فاسد پر بنیاد رکھنا) ہے۔ کیا آپ نے ایسے نمازی نہیں دیکھے جو بے حیائی اور برے کاموں میں مبتلا ہیں شاید وہاں آپ کو قرآن پر اشکال ہوا ہوگا (کہ نماز کے بے حیائی کاموں سے روکنے کے باوجود لوگ ان میں مبتلا ہیں تو نماز میں نقص ہے) اگر اشکال ہوا ہے تو پہلے اس کو دور کرنا چاہئے۔ اگر اشکال نہیں ہوا تو اشکال کی جگہ کے ہوتے ہوئے (کہ نماز کے باوجود بے حیائی اور برے کام موجود ہیں) اشکال کیوں نہیں ہوا۔ (اور جب اشکال نہیں ہوا تو) اشکال کا جو جواب آپ کے ذہن میں (اشکال نہ ہونے کی صورت میں) ہے (اشکال ہونے کی صورت میں) بھی وہی جواب سمجھ لیجئے۔

مطلب کو پہنچنے کی جو تفسیر آپ نے کی ہے ٹھیک ہے اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔

اس کے بعد یہ خط آیا

بحمد للہ میرے دل سے سارے اشکال اچھی طرح ختم ہو گئے۔ اب اگر کوئی کمی مجھ میں ہے تو اپنی کمی کی وجہ سے ایک خدشہ ہے کہ جب اوراد پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہوں تو یہ خیال اور وہم فوراً آ جاتا ہے کہ تیرا کوئی رہنما اور پیشوا ایسا نہیں ہے کہ جس سے تجھے تعلق اور نسبت حاصل ہو (ایسی حالت میں) تو مقصد و مراد کو کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

یہ خیال اس قدر زیادہ ہو جاتا ہے کہ سارے ذکر پر سوار ہو جاتا ہے۔ پھر وظیفہ کے بعد اس ذلیل خیال پر بہت نادم اور غمگین ہو جاتا ہوں لیکن یہ خیال پھر بھی جاتا نہیں ہے۔ اب یہ خیال نماز میں بھی آنے لگا ہے۔ مجھے اس حالت پر اکثر ایسا غصہ آ جاتا ہے کہ (جی چاہتا ہے کہ) کوئی چاقو چھری لے کر خود کو ہلاک کر لوں لیکن اس حال میں خود کو نہ پاؤں واللہ! اس کا کوئی مفید علاج فرمایئے اگر سلسلہ میں منسلک (شامل) کر لیں تو شاید بے حد مفید ہو جیسا حکم فرمائیں تابعدار ہوں۔

جَوَابْ: اشکال ختم ہو جانے سے خوشی ہوئی۔ اب آپ کو ایک نیا وہم ہوا ہے کہ جب تیرا کوئی رہنما و پیشوا نہیں تو تو مقصد و مراد کو کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ (تو اب سمجھئے) تعلق سے (آپ کی) مراد صرف تعلق ہے یا خاص تعلق؟ اگر (تعلق سے آپ کی مراد) صرف تعلق ہے تو تعلق نہ ہونا سمجھنا غلط ہے کیونکہ آپ کی تعلیم اور نصیحت کرنے کے لئے ایک شخص موجود ہے۔

اگر (تعلق سے) خاص تعلق مراد ہے تو مقصد، مراد کے حاصل ہونے کا سبب اسی (تعلق) کو سمجھنا غلط ہے کیونکہ کسی چیز پر کوئی حکم لگانے کے لئے کسی صحیح دلیل کا ہونا ضروری ہے (کہ آپ نے خاص تعلق کی وجہ سے مقصد مراد کے حاصل ہونے کا حکم لگایا ہے تو اس حکم لگانے کی (کوئی وجہ) دلیل کا ہونا ضروری ہے (بے وجہ اور) دلیل کسی چیز پر کوئی (حکم لگانا صحیح نہیں ہے) اس لئے اگر آپ کے پاس (اس حکم کی) کوئی صحیح دلیل ہے تو پیش کیجئے اور اگر نہیں ہے تو یہ حکم (دلیل کے بجائے) صرف وہم کا حکم ہے (کیونکہ صرف وہم کا حکم غلط ہوتا ہے اس لئے) آپ اس کو غلط سمجھیں۔

اگر پھر بھی یہ خیالات آتے رہیں تو یہ طبعی (طبیعت کی وجہ سے) ہے جو باطن کے لئے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ جیسے فرض کریں کہ جسمانی امراض بہت ہو جائیں جس کی وجہ سے اطباء جواب دے دیتے تو اس شخص کے بارے میں کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص مقصود و مراد کو حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ اگر آپ اس کو لازم سمجھ لیں

(کہ یہ شخص کامیاب نہیں ہوگا) تو شریعت کا یہ حکم کہ مریض پر (اللہ تعالیٰ کی) رحمت زیادہ نازل ہوتی ہے کہاں جائے گا۔ (آپ) اس میں بار بار غور کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مرض ختم ہو جائے گا۔

آپ اپنی رائے پر چلنے کی وجہ سے ہمیشہ پریشان رہے ہیں اور اب تک آپ کی آنکھیں نہیں کھلی ہیں۔ (اس لئے) اگر آپ اپنی خیر چاہتے ہیں تو اپنی رائے سے کوئی کام نہ کریں۔ اپنے ذمہ اس سے زیادہ کوئی کام نہ سمجھیں کہ جس سے (آپ کو) اعتقاد ہو اس کو اپنے حالات کی اطلاع کرتے رہیں اور وہ جو رائے دے اس کو مان کر چلتے رہیں اور اپنے نفس کو ناکامی پر راضی کریں۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو آپ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکیں گے۔

خط کے آخر میں آپ نے اپنا (ایک) علاج تجویز فرمایا ہے کہ اگر اس سلسلہ میں داخل کر لیں تو شاید فائدہ ہو جائے گا (اس لئے آپ) تو ایسے مریض کی طرح ہو گئے جو طبیب کے نسخہ لکھنے کے بعد ایک نسخہ خود لکھ کر طبیب کو دکھاتا ہے کہ نسخہ شاید یہ زیادہ فائدہ دینے والا ہے۔

نفس کا محاسبہ کرنا اور شیخ کو اس کی اطلاع کرنا

حَال: (اپنے) نفس سے محبت کو ختم کرنے کے لئے خادم کا (یعنی میرا) خیال لکھا (میں) اپنے حالات (جیسے) پانچ وقت نماز جماعت سے پڑھی یا بغیر جماعت پڑھی، ادا پڑھی یا قضا پڑھی عشا کی نماز کے بعد وظیفہ کلمہ شریف چھ سو مرتبہ پڑھا یا نہیں پڑھا اور چھ رکعت نماز نفل وتر سے پہلے پڑھی یا نہیں پڑھی (یہ سب) لکھ لیا کروں اور تین چار دن بعد حضور کی خدمت میں بھیج دیا کروں۔ آہستہ آہستہ نفس پر سختی کرتا جاؤں (اس طرح) نفس خود بخود عادی ہو جائے گا۔ اس سے میری غرض بلاوجہ حضرت کا وقت لینا نہیں ہے صرف چند سطور ہوں گی (لیکن اس کی وجہ سے) نفس حساب اور حساب لینے والے کے خوف سے شرارت سے باز آ جائے گا (خصوصاً جبکہ) حساب لینے والا آپ جیسا ہو، اگرچہ مریض کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ طبیب کو رائے دے، مریض کا دل اکثر چیزوں کا چاہا کرتا ہے اور طبیب کو اختیار ہوتا ہے جو چاہے حکم کرے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے یہ گزارش کی ہے۔ چند دنوں سے یہ گزارش کرنے کا ارادہ تھا طبیعت کو روکتا رہا آخر مجبور ہو کر یہ گزارش کرنا ہی پڑی۔ اگر مزاج عالی کے خلاف ہو تو تنبیہ فرمائیں۔

جَوَاب: بہت بہت مبارک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (اس سے) فائدہ ہوگا۔

(شیخ کو اپنی) حالت کی اطلاع کرنے کا مفید ہونا

حَال: اس نالائق سے ایک بہت بڑی خطا یہ ہوئی کہ جب سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں صرف

ایک مرتبہ اپنا حال عرض کیا ہے۔ اس خطا کی انتہائی ادب کے ساتھ معافی چاہتا ہوں۔ آئندہ کے لئے عہد کرتا ہوں کہ (اپنے) حالات کی جلدی جلدی اطلاع کرتا رہوں گا۔ حضور والے کے کرم سے معافی کی قوی امید ہے۔ آئندہ ایسی خطا نہیں ہوگی۔

تحقیق: اطلاع کرتے رہنا بے حد مفید ہے۔

شیخ کی محبت کا (سلوک کے) راستے میں بے حد مفید ہونا

حال: کل سے حضور والا کی محبت کا بہت غلبہ ہے۔ دل چاہتا ہے کہ حضور پر اپنی جان قربان کر دوں، اگر اپنے بدن سے کھال اتار کر حضور کو اس کا جوتا پہنا دیا جائے تو دل ٹھنڈا ہو۔ اب جی چاہتا ہے کہ اپنے عشق اور اپنی محبت کو حضرت کی طرف منسوب کروں۔ یعنی خود کو عاشق (اور حضرت کی معشوق) کہوں۔ حضرت کے اتباع کو (اپنے لئے) اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا سبب سمجھتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ میری تمام باتیں، کام اور تمام حرکات و سکنات حضور والا کی جیسی ہو جائیں اور میرا دل بھی حضور کے دل کی طرح ہو جائے تاکہ میں بھی وہی باتیں پسند کروں جو حضور کو پسند ہوں۔

تحقیق: یہ (یعنی شیخ سے ایسی) محبت سلوک کے راستے میں بہت ہی مفید ہے۔

شیخ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا

حال: کل جمعہ کی نماز کے بعد سے یہ دل چاہ رہا ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں ایک پگڑی پیش کروں۔ حضرت والا اس کو اپنے سر پر باندھیں اور میں اپنی آنکھوں سے حضرت کے سر پر وہ پگڑی دیکھوں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ یہ خیال خود بخود اچانک پیدا ہوگیا ہے جو ارشاد فرمائیں گے ویسا ہی کروں گا۔

تحقیق: دو چار دن کے بعد اگر دوبارہ یہ بات پیدا ہو تو بہت سستی قیمت والی پگڑی پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر دوبارہ یہ بات پیدا نہ ہو تو خود پیدا کر کے نہ لائی جائے۔

شیخ کے کپڑوں سے برکات کا حاصل ہونا

حال: آج فلانی صاحبہ ٦ بجے رخصت ہوئیں۔ یہ بات عجیب ہے کہ وہ جب سے یہاں تشریف لائیں تھیں دل میں عجیب سکون، تر و تازگی اور اطمینان پیدا ہوا۔ میں نے اس کو خیال سمجھ کر توجہ نہ کی۔ ایک دن خواجہ صاحب نے بھی کہا: میری حالت بھی یہی کہ مجھے اپنی حالت میں اس دن سے بڑا فرق محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: پہلے سمجھئے کہ لباس دو قسم کا ہوتا ہے۔

❶ لباس شرعی جس کو شریعت نے لباس کہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿هن لباس لكم وانتم لباس لهن﴾ کہ وہ (بیویاں) تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔

❷ لباس عرفی جو لوگوں کی بول چال میں لباس ہو جیسے شیخ جو لباس پہنتا ہو وہ لوگوں کے عرف میں شیخ کا لباس ہوتا ہے۔

(اب سمجھئے کہ) جس شخص سے دینی تعلق ہو (جیسے شیخ) تو اس کے لباس سے (جو کہ لباس عرفی ہے) برکت محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ اس لباس کا تعلق صرف جلد سے ہوتا ہے (باطن سے نہیں ہوتا ہے) زیادہ لمبا بھی نہیں ہوتا ہے (جس طرح بیوی کا تعلق تاحیات اور ہر دم ہوتا ہے تو جب اس لباس عرفی سے برکت محسوس ہوتی ہے تو) لباس شرعی (جو کہ بیوی ہے) سے زیادہ برکت محسوس ہونی چاہئے اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ اس (لباس) کا تعلق باطن سے ہوتا ہے دوسرے لمبا بھی ہوتا ہے۔ (اس لئے اس سے برکت کا حاصل ہونا کوئی دور کی بات نہیں ہے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا وجدان (معلوم کرنے کی قوت) اور مشاہدہ (آنکھوں دیکھا حال) تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندی خود کچھ بزرگی والی خاص صفات رکھتی ہے تو اس صورت میں برکت کے حاصل ہونے کے بہت سارے سبب جمع ہو گئے۔

(شیخ سے) آسانی کی درخواست کرنا فضول (و بے کار) ہے

سُؤال: بندہ کو دماغی کمزوری کی بیماری ہے جس کی وجہ سے تلاوت و ذکر رکے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے خصوصاً ذکر و تلاوت کرنے کو دل بہت چاہتا ہے۔ ہر وقت یہ خیال ہوتا رہتا ہے کہ عمر اب بہت کم رہ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کے طریقے معلوم کر کے کچھ عاقبت کی فکر کروں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور نجات کا سامان ہو۔ کوئی آسان یا مشکل طریقہ جس سے دماغی محنت نہ ہو بتایئے۔ آئندہ ہمیشہ تفصیل سے معمولات اور حالت پابندی سے لکھا کروں گا۔ ابھی چند وجوہات کی وجہ سے نہیں لکھ سکتا۔

جَواب: افسوس! کہ آپ نے کوئی بھی کام کی بات نہیں لکھی۔ یہ فرمائش خوب کی کوئی آسان یا مشکل طریقہ جس میں دماغی محنت نہ ہو بتایا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آسان طریقے کے ہوتے ہوئے مشائخ طریقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مصیبت میں ڈالتے ہیں۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے تو ایسے لوگوں سے پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اگر یہ خیال نہیں ہے تو اس (آسانی کی) فرمائش کے کیا معنی ہیں اس جہالت کا علاج اور کسی طریقہ کا تعین

بغیر پاس رہے ممکن نہیں ہے۔

آپ کو اختیار ہے اگر آپ کو مجھ سے تسلی نہ ہو تو خوشی سے اجازت ہے کہ جس شیخ سے چاہیں بیعت ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ کے لئے وہ شیخ النار (جھنمی) نہ ہوں شیخ النور (نور والے) ہوں۔ امید ہے کہ آپ کی طرف کوئی فضول مضمون نہ آئے گا۔ ضروری خدمت کرنے سے کوئی انکار نہیں ہے۔

شیخ سے حسن ظن کا مفید ہونا

حَال: اس سے پہلے خط میں میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضور والا نے جو حسبنا اللّٰہ کا بلا تعداد پڑھنا بتایا تھا تو مجھے اس کا خیال ہی نہیں رہتا ہے بہت ہی کم کبھی کبھی جب یاد آ جاتا ہے تو پڑھ لیتا ہوں۔ ابھی تک وہ (پہلا) خط آپ تک نہیں پہنچا ہوگا کہ خود بخود دل سے حسبنا اللّٰہ جاری ہو گیا اور ساتھ ساتھ زبان پر بھی جاری رہا۔ اس کو حضور کی کرامت کے علاوہ اور کیا سمجھا جائے اور (ہو بھی) کیا سکتا ہے۔

جَوَاب: (حسبنا اللّٰہ کے دل اور زبان پر) جاری ہونے کی وجہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن آپ کو اس حسن ظن سے فائدہ ہوگا۔

شیخ کے اتباع کی ضرورت

حَال: میں عجب معذوری کی حالت میں ہوں۔ اپنی بدقسمتی پر آنسو بہاتا رہتا ہوں۔ بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ کمترین نے اپنے ایک دوست کے پاس جناب کی تصنیف کردہ ایک دو کتابیں دیکھیں۔ دل میں جناب کی تمام تصنیفات منگوا کر مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ ''بہشتی زیور'' حصہ اول، دوم سوم، ''الاجتہاد'' اور ''تعلیم الدین'' تو پوری پڑھ چکا ہوں۔ قصد السبیل بھی آج ختم ہو چکی ہے۔ اصلاح الرسوم اور فروع الایمان ابھی مطالعہ میں ہیں۔

ان کتابوں کے مطالعہ سے طبیعت میں کچھ اطمینان حاصل ہوا ہے لیکن کبھی پھر وہی ناامیدی ہو جاتی ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ کوئی مناسب علاج تجویز فرمایا جائے۔

تحقیق: کسی پکے (معتبر) صاحب حال وکمال سے پکا تعلق پیدا کر کے اس کا اتباع کیا جائے۔

شیخ کی توجہ کا مطلب

سُوَال: میں حضور کی توجہ اور دعا کا امیدوار ہوں۔ حضور کی توجہ جب تک میرے حال پر نہیں ہوگی میں کامیاب

نہیں ہوسکتا ہوں اور نہ ہی مجھ میں کچھ اثر ہوسکتا ہے۔

جواب: توجہ کا (کیا) مطلب (ہے) صاف لکھئے اور یہ بھی کیا وہ میرے اختیار میں ہے یا آپ کے اختیار میں ہے۔

سلوک کی راہ کے اصول جاننے کا مطلب

حال: آج حضرت کے ملفوظات نمبر ۱۲ میں دیکھا کہ سلوک کی راہ کے اصول جانے بغیر صرف ذکر پر قناعت کرنے سے جمعیت (دل کا ایک طرف یکسو ہونا) حاصل نہیں ہوسکتی جس کے بغیر کوئی کام بھی صحیح نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے تمام اصول جانے پھر ذکر شروع کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کام کرتا رہے اور حالات کی اطلاع دیتا رہے۔ اس اطلاع میں ہی اصول کی تعلیم ہوتی جائے گی۔ جتنے اصول معلوم ہوئے ان کی پابندی کی جاتی رہے۔

مقصود سمجھنے سے پہلے بیعت نہیں ہونا چاہئے

حال: ایک ہفتہ ہوا میں ہمیر پور (واپس) آگیا ہوں۔ جو اذکار آپ نے بتائے تھے وہ پابندی کے ساتھ ادا کر رہا ہوں۔ ذوق وشوق اب تک پیدا نہیں ہوا ہے جیسی حالت تھی ویسی ہی اب ہے۔ حضور کی توجہ اور دعا کا محتاج ہوں۔ مجھ میں سنت کے اتباع اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے پیدا ہونے کے لئے دعا فرمایئے۔

تحقیق: یہاں میرے (پاس خانقاہ میں رہنے) کے زمانے میں آپ کو اپنی حالت کی بہت جلدی جلدی اطلاع دینی چاہئے تھے۔ بہت سے سوالات کا حل بالمشافہ (آمنے سامنے) اچھا ہو جاتا ہے۔ اب اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپ کام میں لگے رہیں اور (اپنے) حالات کی اطلاع دیتے رہئے وقت کے اعتبار سے جو مناسب ہوگا تعلیم دیتا رہوں گا۔

ایک بات سے میرا دل بہت تنگ ہوتا ہے وہ یہ کہ آپ کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک ذوق وشوق بھی مطلوب ہے جو نہ آپ کے اختیار میں ہے اور نہ ہی میرے اختیار میں ہے۔ اس کا فیصلہ آپ کو بیعت سے پہلے کرنا چاہئے تھا۔ (اور بیعت سے پہلے بیعت ہونے نہ ہونے کے) پرکھنے کے زمانے میں جب آپ نے (ذوق وشوق کے) آثار نہیں دیکھے تو آپ کو یہ بات بتانی چاہئے تھی اس پر میں جو جواب دیتا اور وہ جواب وہی (ذوق وشوق کا) بے اختیاری ہونا ہی تھا۔ اس کے بعد اگر آپ کا دل اس جواب کو قبول نہ کرتا تو آپ کو بیعت نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اگر دل قبول کر لیتا تو اب (ذوق وشوق کے) نہ ہونے پر (آپ کو) شکایت نہ

ہوتی۔

جب آپ نے بار بار بیعت کی درخواست کی تو مجھے دھوکہ ہوا کہ آپ کو (میرے سے بیعت ہونے میں) اپنے مطلوب کے حاصل ہونے کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ اسی لئے آپ (بار بار) درخواست کر رہے ہیں۔ مجھے غیب کا علم نہیں تھا کہ آپ (اپنے) دل میں کیا لیے بیٹھے ہیں۔ اب آپ اپنے خیال میں مجھے ان کیفیات کے پیدا کرنے کا ذمہ دار سمجھتے ہیں (اس لئے) اب میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ میں نے (ذوق وشوق کے ہونے کی) کب ذمہ داری لی تھی یا کب کہا تھا کہ یہ (سلوک کے) راستے کی لازمی چیزیں ہیں۔ آپ نے اس منشی کی طرح حساب لگالیا ہے جس نے یہ کہا تھا کہ ''لکھا جوں کا توں (تو پھر) کنبہ ڈوبا کیوں'' کہ اب جب وہ (ذوق و شوق کے) آثار جن کے ہونے کا آپ نے گمان کیا ہوا تھا پیدا نہیں ہوئے تو (آپ کو) شکایت ہوئی (کہ کیوں نہیں ہوئے اب) ایسی حالت میں اگر ذوق وشوق کا ہونا غیر اختیاری کہا جائے تو (اس صورت میں) طالب کا نفس اس جواب کو حیلہ بہانا سمجھتا ہے۔

بس یہی تنگی کا سبب ہے۔ اب آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ تفصیل سے (سوچ بچار کر کے) اس مسئلے کا فیصلہ کر لیں کہ آپ اس (سلوک کے) راستے میں کیا چاہتے ہیں اور کس کس نتیجہ کے پیدا ہونے کی آپ کو امید ہے۔ (پھر) میں بھی بے تکلف بتا دوں گا کہ کیا کیا باتیں ہونے والی ہیں اور کن کن باتوں کے ہونے میں شک ہے۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہوگا کہ اس (یعنی میری) دوکان سے اپنی چیزیں خریدیں یا دوسری دوکان تلاش کریں اور مجھے بھی یہ اختیار ہوگا کہ اس خریدنے والے کو اپنی دوکان پر بٹھاؤں یا آگے (دوسری) دوکان پر بھیج دوں۔

اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ میں نے پہلی بار آپ کو بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ (تشویش کا پیدا ہونا) اس انکار کا سبب ہے۔ اسی لئے میں اکثر لوگوں کو بیعت کرنے سے انکار کر دیتا ہوں تا کہ نہ طالب (بیعت ہونے والے) کو دھوکا ہو اور نہ مجھ کو دھوکا ہو گول مول قصہ سے دونوں کو بدمزگی ہوتی ہے۔ بہت جلدی جواب دیجئے اور اس جواب کے ساتھ یہ خط بھی اسی طرح واپس بھیجئے۔

شیخ سے قریب اور دور ہونے میں فرق

حَال: اس وقت عجیب بات عرض کرتا ہوں کہ جب تک میں حضرت کی خدمت سے دور رہتا ہوں تو اکثر جوش وغیرہ کا حال رہتا ہے اور جب حضرت کی خدمت میں جاتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ کسی نے جلتی آگ پر پانی ڈال

دیا۔ حضرت کے سامنے جا کر لذت تو بہت حاصل ہوتی ہے مگر یہ جوش وخروش طبیعت میں نہیں رہتا ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔

تحقیق: (شیخ سے) دور ہونے میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے اور قریب ہونے میں انس (رغبت اور میلان) ہوتا ہے۔ هذا هو مقتضى سلامة الفطرة ويكون خلافه بعارض۔ فطرت سلیمہ کا تقاضہ یہی ہے اور اس کے خلاف ہونا کسی وجہ سے ہوتا ہے۔

شیخ کے اتباع کا معنی

سوال: حضرت کی خدمت میں انتہائی ادب کے ساتھ صرف یہ عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لیے مجھے صرف بارہ تسبیح کی جہرا (آواز سے) یا اخفا (بغیر آواز کے) اجازت مرحمت فرما دیجئے۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں ایسی جگہ ذکر کروں گا کسی شخص کو اطلاع نہ ہوگی اور چلتے پھرتے ذکر خفی ہی کرتا رہوں گا۔

اگر حضور والا اجازت نہ فرمائیں تب بھی میں راضی ہوں کیونکہ دل بہت بے قرار ہے اس لئے عرض کر دیا۔ آئندہ جو حضور کی مرضی ہو وہی صحیح ہے۔ مریض کا دل تو بد پرہیزیوں کو چاہا ہی کرتا ہے لیکن اگر طبیب (بھی) منظور کرے تو مریض کی تو موت ہی آجائے۔

جواب: جزاک اللہ! اتباع کا یہی معنی ہے اور یہی اتباع کامیابی اور نجات کی چابی ہے میں آپ کو دوبارہ تمام کارخانے (ذکر و اوراد) کے شروع کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

بندگی کی علامات اور سنت کا طبیعت میں سرایت کرنا

حال: ہفتہ دس دن سے دل میں خود بخود یہ بات پیدا ہوئی کہ (اپنے) باطنی حالات حضور کو بتا کر علم کی ترقی اور باطنی درجوں کی بلندگی حاصل ہونے کی درخواست کروں۔ اس لئے اس بات کے پیدا ہونے کی وجہ سے کچھ جھوٹ موٹ عرض کرتا ہوں۔ اب یہ حالات جیسے (بھی) ہوں خواہ مذمت کے لائق یا تعریف کے قابل ہوں (سب) حضور کی توجہ اور نور فیض کا نتیجہ ہیں ورنہ دودھ پیتے بچے کی کیا حیثیت ہے کہ اس سمندر میں غوطہ لگائے جس کا کنارہ ہی نہ ہو۔ جزاک اللہ آمین ثم آمین۔

(حالات یہ ہیں) اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبعی طور پر عبادت کا شوق اور گناہ سے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو (اللہ تعالیٰ کے ہاں) پوچھ کا سبب اور چھوٹی سے چھوٹی خیر کو نجات کا سبب سمجھتا ہوں۔ اگرچہ ہر لمحہ غفلت اور گناہ ہی میں گزرتا ہے۔ دل ذکر سے بے حد مانوس ہوگیا ہے، اب زیادہ دیر تک

(ذکر نہ کرنے کی) مہلت نہیں دیتا ہے۔ جاگنے کی حالت میں پانچ دس منٹ کی غفلت بھی دل پر بہت بھاری ہے۔ کسی چیز کی طرف دیر تک متوجہ رہنے سے بے چینی شروع ہو جاتی ہے۔ (ذکر میں) مشغول نہ ہونے کی حالت میں بھی قوت یادداشت کے اعتبار سے ذکر اور جس کا ذکر کیا جاتا ہے کے ساتھ ایک خاص تعلق اور لگاؤ رہتا ہے۔ (ذکر کی) مشغولی میں نہ تنگی ہوتی ہے اور نہ طبیعت اکتاتی ہے پوری طرح دلی توجہ (ذکر کی طرف) رہتی ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق وشوق، اسی کی جلن اور نرمی کے احساس اور خوشی اور بے خودی کی حالت، علم اور یقین اللہ تعالیٰ سے خوش رہنے اور اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے اور ان کی محبت و انسیت میں ترقی محسوس ہوتی ہے۔

تصور اسم ذات کا رہتا ہے، وساوس اور (کسی بھی قسم کے پیش آنے والے) خوف کو اسی سے دور کرتا رہتا ہوں۔ طلب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی ہے اور صفات پر ذرا بھی نظر نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ جن صفات کے مالک ہیں رحم و کرم، وغیرہ میرے ساتھ ان صفات کا معاملہ فرمائیں گے بلکہ مقصود و مطلوب صرف ذات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق ہو جائے۔

ذکر حبیب (اللہ تعالیٰ) کے ذکر کے سامنے دنیا کی تمام لذتوں پر مٹی ڈالتا ہوں۔ بے کار بے فائدہ بات پر شرمندگی ہوتی ہے۔ خاموش اور تنہا رہنا پسند ہے۔ (لوگوں کے) مجمع اور جماعت وغیرہ سے زبردستی روک دیا گیا ہوں۔ طبیعت بر بسط (یعنی کشادگی) غالب ہے ضبط (تنگی کی حالت) پر آسانی کے ساتھ قدرت حاصل ہے۔ خود کو کچھ نہ سمجھنے اور کم سمجھنے کا غلبہ ہے اور حالت یہ ہے کہ اگر (میرے) اختیار میں ہو تو خود زمین میں دھنس جاؤں۔ (کسی قسم کے کچھ ہونے کے) دعوی کے خیال تک بھی نہیں ہوتا ہے۔

دل میں یہی بات بیٹھی ہوئی ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) پوچھ ہو گی تو صاف یہی کہہ دوں گا کہ اے اللہ! سر سے پاؤں تک کمیوں سے بھرا ہوا اور بالکل مفلس (کنگال) ہوں، میرے پاس صرف مغفرت کی امید کے کچھ نہیں ہے۔ کشف و کرامات دل میں بالکل بے قیمت ہیں۔ خلوت سے زیادہ خدمت ہی پسند ہے اسی کی توفیق کی دعا ہے۔

دوست (اللہ تعالیٰ) کی جدائی کی وجہ سے دل بے قرار ہے۔ زندگی سے دل بیزار ہے۔ دنیا میں رہنے سہنے سے سخت بے چینی ہے۔ ہجرت (یعنی دنیا سے جانے) کے شوق کے ولولے سے دل بھرا ہوا ہے۔ مدینہ طیبہ میں مرنے کی خواہش ہے۔ (کسی) بلا اور مصیبت میں بے قراری اور پریشانی نہیں ہوتی ہے بلکہ کبھی کبھی تو پریشانی کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ تھوڑا سا تعلق اگرچہ ضروری ہو وہ بھی بھاری لگتا ہے یہاں تک کہ بدن کے کپڑے بھی

بوجھ لگتے ہیں۔ دنیا والوں سے پوری طرح فراغت حاصل ہے نہ کسی سے کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی امید ہے اور نہ ہی کسی کے تعریف کرنے اور برائی کرنے کی پرواہ ہے۔ ہمت اور قوت میں اضافہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے۔ ہر صورت میں ان کو اپنا شفیق ہی سمجھتا ہوں۔

بس احقر کے تکلیف اور ریا کی تحریر ختم ہوئی۔ جو حالات اصلاح کے قابل ہوں امید کہ ان کی اصلاح فرمائی جائے گی۔

ماحال دل را با یار گفتیم نتواں نہفتن درد از طبیباں

ترجمہ: ''آخر اپنا درد ہم نے اپنے یاروں سے کہا —— چھپ سکا نہ درد آخر یوں طبیبوں سے ہمارا۔''

(ایک بات اور یہ ہے کہ) احقر اگرچہ نفس کے وساوس بالکل بے فکر ہے لیکن پھر بھی اس ملعون کی نیت اور ارادوں سے کبھی سخت تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔ فقط

تحقیق: ماشاء اللہ (تمام) حالات بلند ہیں۔ سب کا خلاصہ خالص بندگی کا حاصل ہونا اور سنت کا (طبیعت میں) اتر جانا ہے۔ مبارک ہو۔

شیخ سے روحانی قرب کی صورت حال

حال: میں ایک غریب شخص ہوں۔ حضور کی تصانیف کے مطالعہ سے (حضور کو) دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو دیکھنے کا شرف عطا فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بہتری ہونے والی ہے حضور کی ذات و برکات سے وہ بھی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے۔ آپ کی شفقت کے بھروسے پر اب میں گھر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ دوبارہ حضور کی خدمت میں آنے کی امید نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آنے جانے کا خرچہ چھتیس روپے ہے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کا خرچہ بھی ہے۔ اس خیال سے دل ناامید ہو جاتا ہے۔ میرے حق میں جو بہتر ہو حضور تجویز فرمائیں۔

تحقیق: جسمانی طور پر دور ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ روحانی قرب اس طرح رہتا ہے کہ ہمیشہ حالات کی اور جو کچھ تعلیم کیا گیا تھا اس کی اطلاع لازمی کی جاتی رہے۔

شیخ کی صحبت کا مفید ہونا اگرچہ کام تھوڑا ہو

حال: تقریباً بیس دن سے طبیعت ایسی کمزور ہے کہ شمار کرنے کے قابل (ذکر و شغل کی) محنت نہیں ہوتی۔

اتفاق سے میرے دینی دنیاوی سارے مشاغل دماغی ہیں۔ اس لئے معدہ اور دماغ دونوں میں خرابی محسوس ہوتی ہے اور کبھی تکلیف ہوتی ہے۔ خط بھیجنے کا عرصہ بھی اسی وجہ سے لمبا ہوگیا ہے خاص طور پر ایسے وقت میں ہے کہ حال کی جگہ بدحالی ہو۔ اگرچہ (ذکر وشغل) بالکل نہیں چھوڑا ہے۔

تھانہ بھون میں غالباً بارش کا موسم ختم ہونے کے قریب ہوگا اور سردی کا موسم شروع ہوگیا ہوگا۔ اس لئے مجاہدہ رہا ہے کہ (ملازمت سے) رخصت لے کر حاضرِ خدمت ہوں لیکن وہاں آنے کے بعد محنت ہی محنت ہے۔ اس لئے خیال ہوتا ہے کہ شاید (اور محنت) برداشت نہ ہوسکے اور یہ معاملہ اقدم رجلا واوخراخری کہ ایک قدم آگے بڑھاتا ہوں تو دوسرا پیچھے ہٹاتا ہوں کا ہے۔ اب جیسے حضرت کی رائے سنوں گا اور عمل کروں گا۔ بظاہر حاضری میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔

تحقیق: غمگین نہیں ہونا چاہئے ایسی باتیں سب کو پیش آتی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان سے کوئی نقصان نہیں ہے اور المعذور ماجور لا مازور (کہ معذور آدمی کو ثواب ملتا ہے نہ کہ اس کو گناہ ہوتا ہے) دماغی کمزوری کو یہاں آنے میں رکاوٹ نہ سمجھا جائے اگر کام زیادہ نہ بھی ہو تو پاس رہنا بھی مفید ہے جس کا فائدہ بھی شمار کے قابل نہیں ہوتا ہے۔

کامیابی کی ابتداء

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندہ آج کل چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور بیس ہزار مرتبہ استغفار اور ایک پارہ قرآن شریف روزانہ پڑھ لیتا ہے۔ تہجد کے بعد دوازدہ تسبیح (بارہ تسبیح) پڑھتا ہے۔ (اسی طرح روزانہ) بلاناغہ دوسری تصانیف جیسے تعلیم الدین وغیرہ کے ساتھ ساتھ ایک وعظ کا مطالعہ کرتا ہے۔

حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت (ہیشگی) عطا فرمائیں کیونکہ نفس کی شرارت کی وجہ سے کبھی کبھی گڑبڑ ہوجاتی ہے۔ جب کبھی انسان غالب آجاتا ہے مقررہ کام میں کمی آجاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرماتے ہیں تو میں غالب آکر کمی پوری کر لیتا ہوں۔ غرض ہر وقت کشمکش رہتی ہے مگر ایسے وقت میں حضور جو مثنوی کا شعر پڑھتے ہیں۔

اندریں رہ می تراش وی خراش تادم آخر دمے فارغ مباش

ترجمہ: ''راہ طریقت میں جہد مسلسل ہوتا ــــــ کہ عمر کا کوئی لحہ ضائع نہ ہو۔''

یاد کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب کامیابی کی ابتداء ہے۔

حال: دل کی حالت بہت اچھی لگتی ہے۔ (میرے) حضرت! ایسا لگتا ہے کہ ذکر کی برکت سے دل میں ایک نور ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے (اپنے) سارے عیوب نظر آتے ہیں۔

تحقیق: (یہ) بڑی رحمت ہے۔

حال: اسی لئے میں پرسوں بیٹھے ہوئے ذکر کر رہا تھا اور گذشتہ گناہوں کا خیال نظر کے سامنے تھا۔ (مجھے) معلوم ہوا کہ میرے اندر تکبر کا ایک ایسا مرض ہے جس کی وجہ سے یہ سب گناہ ہوتے ہیں۔ مجھے دین و دنیا کے نقصانات اسی مرض کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں نے (اپنے گناہوں کی) اللہ تعالیٰ سے بہت ہی عاجزی اور رو کر معافی مانگی اور پکا عہد کیا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ دین یا دنیا کے کسی بھی کام میں تکبر نہیں کروں گا۔ تواضع اختیار کرنے کا اقرار کر کے تواضع شروع بھی کر دی ہے۔ حضرت بھی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل اور جان سے دعا ہے۔ آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا۔

حال: ایک اور گزارش یہ ہے کہ اکثر اوقات تنہائی میں رہتا ہوں دنیا کے کام کاج سے فراغت کے باوجود خلوت طویلہ (لمبی تنہائی) حاصل نہیں ہوتی ہے جی گھبراتا ہے۔ خلوت طویلہ کی ضرورت اس لئے محسوس ہوتی ہے کہ اس سے دل کی ایک عجیب حالت ہو جاتی ہے جو ذکر اللہ میں معین و مددگار ہوتی ہے۔ خلوت کے بعد دل پریشان ہو جاتا ہے۔

اس لئے میری گزارش ہے کہ اگر حضور تجویز فرمائیں تو چالیس دن کے لئے تھانہ بھون حاضر ہو جاؤں۔ (میری) حالت یہ ہے کہ دنیا کے کاروبار نہ ہونے کی وجہ سے (معاش) تنگی بہت ہے۔ مقروض بھی زیادہ ہوں یہاں تک کہ تقریباً دس ہزار روپیہ قرض دینا ہے اور بھی بہت سی مشکلیں ہیں یہ بھی عرض ہے کہ یہ قرض سودی نہیں ہے بلکہ رعائتی ہے۔ (اب) اگر ایسی حالت میں اجازت ہو تو حاضر ہو جاؤں۔

تحقیق: اگر اس قرض کے علاوہ قرض لینے میں کوئی اور نقصان نہ ہو تو اتنے بڑے قرض میں اتنا اضافہ اور سہی۔

حال: حضرت! اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ مجھے اس قرض اور تنگی سے اتنا فائدہ ہوا ہے کہ ہزاروں مجاہدوں سے بھی نہ ہوگا۔ اس سے پہلے تو اس بات کا (کہ قرض و تنگی میں فائدہ ہوتا ہے) بڑوں کی ماننے کی وجہ سے اس کا قائل تھا:

درد از یار است وحرماں نیز ہم

ترجمہ: ''درد اور محرومی دونوں دوست سے ملی ہیں۔''

اور ع ہرچہ آں خسرو کند شیریں بود

ترجمہ: ''وہ بادشاہ جو بھی کرے سب میٹھا ہوتا ہے۔''

لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! اب پوری طرح تجربہ ہوگیا ہے کہ کھلی آنکھوں سے اس کا نفع دیکھ رہا ہوں۔ بلکہ موجودہ تنگی کی حالت بہت ہی رحمت لگتی ہے اس حالت میں مجھ کو اتنی لذت اور اتنا مزہ آتا ہے کہ شاید ہی کسی بادشاہ کو وہ حاصل ہو۔

تحقیق: بے شک یہ (تنگی) ایسی ہی چیز ہے۔

حال: ذکر کی برکت سے دل کو استغناء بہت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ الحمد للہ بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی (بغیر مال و دولت کے قارون کی طرح ہو خادموں میں رہنے) کا مضمون لگتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

سوال: (حضرت میرے لئے) استقامت کی دعا فرمائیں۔ یہ دعا بھی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی اور اپنے حبیب کی پوری محبت عطا فرمائیں اور پوری طرح اس کی اتباع کی بھی توفیق عطا فرمائیں۔ حضرت! براہ کرم میرے لئے یہ بھی دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں مجھے باطنی نسبت (وتعلق) بھی بہت جلدی عطا فرما دیں۔ جس سے میرے سارے عیبوں کی اصلاح ہو جائے۔

جواب: سب (کاموں کے لیے) دعائیں کرتا ہوں۔

پہلے شیخ کی وفات کے بعد دوسرے شیخ سے بیعت کرنا

سوال: (میرے) دل میں ایک خوف پیدا ہوگیا ہے وہ یہ ہے کہ (حضرت کی وفات کے بعد) حضرت کے خدام سے بیعت ہونے کے بعد کبھی کبھی دل میں خیال آتا ہے کہ میں نے جس سے بیعت کی ہے کہیں یہ (صاحب) سلوک کے بزرگوں کی مرضی کے خلاف نہ ہوں۔ دل کو پھر سمجھاتا ہوں کہ میرے مرشد تو خود ہی فرماتے تھے: جہاں اچھی چیز مل جائے لے لو اور مجھے مرشد سے بھی کوئی بری عقیدت تو نہیں ہے (کہ دوسرے کی طرف رجوع کیا) بلکہ ان کی وفات کی وجہ سے مجبوری ہوگئی ہے۔ ایک بات یہ بھی کہ میں نے جن سے بیعت کی ہے خاندانی سلسلے اور عقائد کے لحاظ سے پہلے شیخ کی طرح ہی ہیں۔ اگر کوئی برائی ہوتی تو آپ مجھ کو ضرور منع فرماتے لیکن اس کے باوجود بعض اکابر کے ملفوظات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ (یہ دوسرے شیخ سے بیعت ہونا پہلے شیخ کے) خوش نہ ہونے کا سبب ہوا جیسا کہ مرزا مظہر جاناں جان رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ کے ملفوظات میں لکھا ہوا ہے۔

جواب: (ملفوظات میں) کیا لکھا ہے۔ اس عبارت کے ساتھ یہ خط بھی واپس آنا چاہئے۔

سوال: بڑوں کے معاملات میں ہم جیسے کم ظرفوں کی کیا حیثیت کہ (اس میں کچھ کہیں لیکن) دل میں اک

شک سا ہوا تھا۔ اس شک کو دور کرنے کے لئے حضرت کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ آپ جو کچھ ارشاد فرمائیں اس سے میری تسلی ہو جائے گی۔

جواب: اس عبارت کا انتظار ہے۔

ان دونوں جوابوں کے بعد دونوں کا یہ جواب آیا

بندہ قصوروار بہت ہی کمزور حافظے والا ہے۔ مجھے نہ ان ملفوظات کے نام یاد رہے اور نہ ہی کہیں ان کا پتہ میں نے لکھا۔ بہت پریشانی ہوئی کہ (حضرت کو) کیا جواب دیا جائے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات تھے اپنے خیال کے مطابق ان کو دیکھنا شروع کیا۔ جہاں غالب گمان تھا (کہ یہاں ضرور وہ عبارت مل جائے گی) دیکھا کچھ نہ ملا۔ بہت ہی شرمندگی ہوئی کہ اب کیا جواب لکھا جائے۔

اسی ناامیدی کی حالت میں ورق الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا کہ فصل در بیان استفادہ حضرت ایشاں از حضرت حافظ سعد اللہ صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور بیان حالات و مقامات حضرت مرزا صاحب یہ کتاب مطبع احمدی ۱۲۶۹ھ ہے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی نام نہیں ہے کیونکہ کتاب کا آخری صفحہ بھی نہیں ہے اس لئے یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ چھاپہ کہاں کا ہے۔ بہرحال اس کی عبارات ان ہی الفاظ سے نقل کرتا ہوں۔

(وہ یہ ہے) جب حضرت مرزا صاحب بڑھاپے کی وجہ سے طالبوں (مریدوں) کے حال کی دیکھ بھال کرنے کے قابل نہ رہے تو بندہ نے شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد قدس سرہ کی طرف توجہ کی اور ان سے رجوع کیا (یعنی بیعت کی) اور حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بھی حاضری رہی۔ حضرت کے خلیفہ شیخ صبغۃ اللہ نے حضرت کو یہ بات بتا دی۔ حضرت کی طبیعت پر بوجھ ہوا۔ حضرت نے فرمایا: تمہیں یہاں فیوض و برکات و تاثیر میں کیا کمی نظر آئی کہ تم نے دوسری جگہ رجوع کیا۔ بندہ نے عرض کیا: بندہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اونچی نسبت کے علاوہ کچھ اور مقصود نہیں ہے اور اس کا حصول بلند توجہات پر موقوف ہے اور حضرت جسمانی کمزوری کی وجہ سے یہ نہیں کر سکتے۔ (اس لئے) میں نے حضرت کے ایک بھائی سے رجوع کیا اور اخلاص و بندگی کو مضبوط کیا۔ بہرحال حضرت کی طبیعت کا بوجھ ختم نہیں ہوا۔

اس واقعہ کے بعد (حضرت کا انتقال ہو گیا اور) میں حضرت کے مزار پر حاضر خدمت ہوا۔ حضرت کو ناخوش پایا۔ حضرت نے میری طرف سے توجہ ہٹالی۔

جواب: یہ رجوع شیخ کی زندگی میں ہوا تھا۔ اس پر وہ رجوع جس کی ہم بات کر رہے ہیں اس کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں۔

سُؤال: کئی سال بعد شیخ صبغۃ اللہ نے (بندے کو یہ) خوشخبری سنائی کہ حضرت نے میرے بارے میں فرمایا: ''ہم مرزا صاحب سے راضی ہیں جو کچھ انہوں نے کیا وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے'' فقیر شکر کے سجدے بجا لایا کیونکہ اللہ والوں کی رضا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔

فقیر راقم کہتا ہے: ''اس واقعہ کے بعد ایک صاحب جو حضرت محمد زبیر کے مریدوں میں سے تھے انہوں نے حضرت محمد عابد صاحب کی خدمت میں رجوع کیا۔ انہوں نے (خواب میں دیکھا کہ) حضرت محمد زبیر کی روح اس سے ناخوش ہے بلکہ (اس نے دیکھا کہ) حضرت اس پر تلوار تانے ہوئے ہیں۔ اس نے حضرت محمد عابد صاحب کی خدمت میں پناہ لی۔ حضرت محمد عابد صاحب نے فرمایا: ''آپ اتنا کیوں ناراض ہیں آپ کے خاندان میں سے ایک آدمی نے اللہ تعالیٰ کے لئے رجوع کیا ہے اس کو معذور سمجھیں۔''

جَواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ خواب حجت نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ شاید یہ رجوع بلا ضرورت ہوا ہو تو اس پر اس رجوع کو قیاس نہیں کر سکتے جو ضرورت کی وجہ سے ہوا ہو۔

سُؤال: حضرت جلال پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے ایک آدمی فقیر سے بیعت ہو گیا۔ اس نے حضرت کو خواب میں دیکھا کہ حضرت نے فرمایا: تم نقشبندی کیوں ہو گئے اور ہمارے طریقہ کو کیوں چھوڑ دیا۔

جَواب: خواب کا حجت نہ ہونا یہ جواب تو ایک ہی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات ممکن ہے اس شخص نے پہلے طریقہ کی تحقیر کی ہو۔ اس لئے اس پر یہ غصہ ہوا۔

یہ جواب صرف طالب علمانہ حیثیت سے طریق کے تقاضے کے خلاف لکھ دیا ہے تا کہ (آپ نے جو ان خوابوں کو دلیل بنایا ہے آپ کو) اس دلیل بنانے کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

اب جواب لکھ لینے کے بعد طریق کا حق ادا کرتا ہوں وہ یہ کہ جب شبہ میرے ہی بارے میں ہے تو میرے جواب لکھنے کا مطلب گویا (لوگوں کو) اپنی طرف بلانا اور جو لوگ کچھ شک و شبہ میں ہوں ان کو گھیرنا ہے اور یہ طریق کے خلاف ہے۔ اس لئے (آپ) یا تو دوسرے سے تحقیق کرتے اور اگر مجھ سے تحقیق فرمایا ہے تو اب دوسروں سے رجوع کیجئے۔

اس کے بعد (ان صاحب کا) خط آیا

(یا اللہ) یہ آخر رات کا (وقت) قبولیت کا وقت ہے۔ یا اللہ! میری فریاد تھانہ بھون پہنچا دے میری تر آنکھیں اور گرم دل تھانہ والے کو دکھا دے۔ حضور والا نے طریق کا حق ادا فرما دیا اور یہاں میری تمنا کی جڑ ہی کٹ گئی۔ میں تو طریق کے آداب کو نہیں جانتا تھا لاعلمی کی وجہ سے نیک نیتی سے اس اعتقاد کی وجہ سے کہ اچھا

برا جو کچھ بھی ہے جس پر مجھے عمل کرنا ہے آپ ہی سے پوچھنا چاہئے۔ میرے لئے دوسروں سے تعلق رکھنا اچھا نہیں ہے (اس لئے) پوچھ بیٹھا اور یہ نہیں سمجھا (کہ یہ پوچھنا) نقصان دہ ہوگا۔

اب معلوم ہوا کہ خطا ہوئی تو ندامت سے دل پر چوٹ لگی اپنے کردار سے توبہ اور تبری کرتا ہوں للہ قصور معاف فرمایئے۔ میں نیا شخص نہیں ہوں جو گھبرا جاؤں رجوع سے قبل بھی آپ کا تھا اب بھی ہوں اور پھر بھی رہوں گا جوتیاں کھانے کو سر حاضر ہے۔ مگر در چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ آپ مجھے رد کر دیں گے تو آپ کو کیا ملے گا میرا تو بگاڑ ہو جائے گا۔ مانا کہ میری غلامی سے بھی آپ کو کیا نفع مگر میرا تو بھلا ہے ؎

بندگان از من ترا بہتر بسے خواجہ جو تو مرا نبود کسے
گر بخوانی یا برانی از درم جزور تو نیست جائے دیگرم
از در خویشم مراں اے ماَمنم نامنم خاک در تو تامنم
در ہوایت مرد نم بادا نصیب استجب یا من ہو نعم المجیب

ترجمہ

❶ تیرے غلاموں میں مجھ سے بہتر بہت غلام ہیں لیکن میرے لئے تجھ سے بہتر کوئی آقا نہیں ہے۔
❷ تو اپنے در سے مجھے بلائے یا بھگائے تیرے در کے علاوہ میرا کوئی در نہیں ہے۔
❸ اے میری پناہ گاہ مجھے تو اپنے در سے نہ ہٹا میں مرنے تک تیرے در کی خاک رہوں گا۔
❹ اے خوش نصیب میں تیری محبت میں مر گیا ہوں میری دعا قبول کر لے اے بہترین قبول کرنے والے۔

یہ جواب گیا

(آپ نے) جو کچھ تحریر فرمایا ہے یہ آپ کی عین بزرگی ہے۔ ورنہ واللہ میں خود کو ناکارہ سمجھتا ہوں۔ اور ایسی حالت میں جو کچھ عرض کیا تھا وہ ناخوشی یا ناپسندی کی وجہ سے نہیں بلکہ معاملہ کی بات ہے۔ اس (پوچھنے) کی صورت یہ ہوسکتی تھی کہ عام عنوان سے تحقیق فرمائی جاتی نہ یہ کہ "تجھ سے رجوع کرنے میں میرا احتمال ہے" اس عنوان کا تو یہی اثر ہوسکتا ہے جو ہوا کیا کروں ایسی تاثیرات غیر اختیاری ہیں۔ آپ ہی تدبیر بتایئے کہ یہ اثر دل سے نکلے اور ویسے تعلیم سے منع نہیں مگر انشراح میرے قبضہ میں نہیں۔ اب جو حکم ہو میں حاضر ہوں۔

انتخاب جواب باصواب

اس کی صورت یہ ہوسکتی تھی کہ عام عنوان سے تحقیق فرمائی جاتی۔ نہ یہ کہ مجھ سے رجوع کرنے میں یہ احتمال

ہے۔ اس عنوان کا تو یہی اثر ہوسکتا ہے جو ہوا کیا کروں ایسی تاثیرات امور غیر اختیاریہ ہیں۔ آپ ہی تدبیر بتلائیے کہ یہ اثر دل سے نکلے۔ اور ویسے تعلیم سے منع نہیں۔ مگر انشراح میرے قبضہ میں نہیں۔ اب جو حکم ہو میں حاضر ہوں۔

عرض حال گنہگار

حَالؒ:

رنگ اخلاص از فغانم داشتے سوئے اورہ چوں نہ جانم داشتے

تَرجَمَہ: ”اگر تم میرے رونے ہی کو اخلاص سمجھتے —— تو جو بات تم نے سمجھی وہ نہ سمجھتے۔“

(مطلب یہ ہے کہ ان صاحب اپنے دوسرے شیخ (یعنی حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی) سے بیعت ہونے بارے میں تحقیق فرمایا کہ کیا دوسری بیعت کرنا سلوک کے خلاف تو نہیں ہے اب اگر اس کا یہ جواب دیا جاتا کہ نہیں تو اس سے یہ بات سمجھ میں آتی کہ حضرت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لوگوں کو اپنے سے بیعت کی طرف متوجہ کر رہے اور یہ بات طریقت کے خلاف ہے لیکن یہ بات ان صاحب کے ذہن میں اس پوچھنے کے وقت نہیں تھی اس لیے انہوں نے اپنے اور اپنے ذہن میں اس بات کے نہ ہونے کو بیان کیا ہے۔

حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا یہ مفہوم سمجھنا چونکہ ان کی عبارت سے یہی بات سمجھ میں آسکتی جس کو حضرت ”اس عنوان کا تو یہی اثر ہوسکتا ہے“ کہہ کر بیان فرمایا ہے۔)

گناہ گاروں کے ماوی ملجا (جائے پناہ) مدظلہم العالی۔

آداب اور عاجزی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ (آپ کے) نامہ عالی (خط) کو پڑھنے کے بعد دل کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی ہے۔ ناامیدی اور محرومی کا سماں نظر آنے لگا۔ غرض اس مرتبہ جواب میں غیر معمولی دیر ہوئی۔ کچھ سمجھ نہیں آتا کیا عرض کروں۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ تحقیق کے لئے جو عام عنوان اختیار نہیں کیا گیا اس کی وجہ صرف علم اور سمجھ بوجھ کی کمی کے کچھ بھی نہیں ہے۔ میں اس کو عین (خالص) اخلاص سمجھ رہا تھا کہ جس بات کا تعلق آپ سے ہو اس کو کسی دوسرے سے کیوں پوچھوں خواہ کسی (بھی) عنوان کے ساتھ ہو اچھی بات نہیں ہے۔ اپنا جو بھی اچھا یا برا عمل اور اعتقاد کا خیال اور احتمال ہو آپ کے سامنے آنا چاہئے۔ (میرے) بنے بگڑے سب کو آپ ہی سنواریں گے اب ہم کو دوسرے سے کیا تعلق جب کہ۔

ع سپردم تبو مایۂ خویش را

تَرجَمَہ: ”میں نے اپنی تمام پونجی آپ کے حوالے کردی ہے (کی حالت ہے)۔“

تحقیق: یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ مگر میں تو دوسری بات عرض کر رہا ہوں۔ میری مراد عام عنوان سے یہ ہے کہ خواہ مجھ ہی سے پوچھا جاتا مگر اس عنوان سے (پوچھا جاتا) کہ کیا شیخ کے مرید کو دوسرے شیخ سے بیعت کرنا کیسا ہے۔

حال: (میرا پوچھنا جو علم و سمجھ کی کمی کی وجہ سے عین اخلاص سمجھتے ہوئے تھا) خالص خطا نکلا اور مقدر کی بات الٹا ہی نتیجہ لائی۔ جب یہ معلوم ہوا کہ خطا ہوئی ہے تو میرے خیال میں اس کا علاج صرف تھی۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے جتنی میں توبہ کر سکتا تھا توبہ کی اور اب بھی کرتا ہوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی میری غلطی ہے کہ جس کو (میں) اخلاص اور توبہ سمجھتا ہوں وہ نہ تو توبہ ہے اور نہ اخلاص ہے اب پریشان ہوں کیا کروں۔

کئی دن تک اس پریشانی میں رہنے کے بعد خیال آیا کہ حقیقی بات بتا کر سمعنا و اطعنا (کہ ہم نے سنا اور ہم نے طاعت کی) کہہ کر کسی غیبی اشارے کا انتظار کروں۔ میں اور کیا تدبیر کر سکتا ہوں صرف تعلیم کو ہی کیسے کافی سمجھا جا سکتا ہے خصوصاً مجھ جیسے اور استغفر اللہ کیا مجال ہے جو منہ کھولوں اور یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ جب توبہ قبول فرماتے ہیں تو اشقیاء (بدبخت لوگوں) کو (اپنی) دوستی کا لباس عطا فرماتے ہیں۔ (اس لئے) اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے بھی اللہ تعالیٰ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ پھر میں ناامید کیوں ہوں۔ میں اپنے رب کی وسیع رحمت سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں (بھی) میری چاہت کے مطابق (حضرت کے دل میں) کچھ القاء فرمائیں گے۔

تحقیق: توبہ کے قبول ہونے میں کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو دوسری بات کہہ رہا ہوں کہ (جو کچھ آپ نے کہا اس کے) صحیح ہونے اور (اس پر) معذرت کے باوجود انشراح (دل کا کسی بات کے لئے کھل جانا) میرے بس میں نہیں ہے۔ یہ تو پہلے خطوط کے وقت تھا۔ (اور اب کا حال یہ ہے کہ) اب دل میں (کوئی) تنگی محسوس نہیں کرتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ واقعہ آپ کے لئے رحمت بنا ہے کہ اس سے بہت سے خیالات کی اصلاح ہوگئی ہے۔ غرض اب اطمینان رکھئے۔ ان شاء اللہ اب کھلے دل کے ساتھ خدمت کروں گا۔

ایسی درخواست جس سے شیخ کو رائے دینا محسوس ہوتا ہو نہیں ہونی چاہئے

حال: اب بندے کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ جب تک روح میں قوت نہیں ہو جب تک نیک عمل کرنا مشکل ہے۔ اس کے متعلق فیصلہ فرما دیں۔

تحقیق: (آپ نے) جو لکھا ہے وہی فیصلہ ہے۔ طالب کو صرف (اپنے) حالات کی اطلاع دینی چاہیے اور جو کرنے کے لئے کہا جائے وہی کرنا چاہئے ایسی درخواستیں جس سے (شیخ کو) رائے دینا ظاہر ہو نہیں کرنی چاہئے۔

(اللہ تعالیٰ سے تعلق و) نسبت کی ابتدا کی علامت

حال: آج کل بندہ ناچیز کو ایسا لگتا ہے کہ میرے دل میں کوئی نئی بات پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد ہر وقت دل میں رہتی ہے کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: (اللہ تعالیٰ سے تعلق و) نسبت کی ابتدا ہے۔ مبارک ہو۔

حال: (میرا) معمول (یہ ہے کہ) رات کو بارہ تسبیح اور دن میں بارہ ہزار مرتبہ اسم ذات (اور) کیفیت کل صبح سے (یہ ہے کہ مجھ پر) ایک حالت چھائی رہتی ہے۔ جس کو بالکل اسی طرح لکھنا مشکل ہے۔ مثال کے طور پر لکھتا ہوں۔ اگر دنیا میں کسی سے تعلق اور لگاؤ ہو جائے تو ہر وقت اسی کی طرف خیال لگا رہتا ہے۔ اس کو راضی کرنے اور اس کے ناراض نہ ہونے کا خیال ہر وقت رہتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا خیال بات جس کا اس محبوب سے کوئی تعلق نہ ہو بری لگتی ہے۔ طبیعت میں ایک قسم کی پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی وقت اس محبوب کی طرف طبیعت متوجہ ہوتی ہے۔ میری حالت بھی یہی ہو رہی ہے کہ ایک قسم کا ایسا تعلق محسوس ہوتا ہے کہ خیال کے ہر وقت اسی طرف رہنے سے دل میں سکون اور آرام محسوس ہوتا ہے اگرچہ اس حالت میں ایک قسم کا بوجھ بھی ہے لیکن اس بوجھ سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بلکہ چین اور آرام (ہی ہوتا) ہے۔ اگر کوئی چیز اس خیال کے خلاف پیش آتی ہے تو بہت ہی پریشانی ہوتی ہے اور فوراً اسی طرف خیال کے متوجہ ہونے سے سکون اور آرام ہو جاتا ہے۔ یہ حالت کل کی تھی۔

آج تہجد کے بعد اس حالت کے ساتھ ساتھ ایک بات اور پیش آئی کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کی جگہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ (ان سے) ظاہر ہیں۔ اس کی مثال اس طرح سمجھ میں آتی ہے کہ جس طرح بجلی گھر میں تمام روشنیوں کا مجمع (مرکز، وخزانہ) ہوتا ہے۔ جس لالٹین (بلب وغیرہ) کو جو روشنی ملتی ہے اسی خزانے سے ملتی ہے۔ ان لالٹینوں میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ جب اس خزانے والا بجلی بند کر دیتا ہے ان لالٹینوں میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ دیکھنے والا جب لالٹین کو روشن دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ روشنی اس (لالٹین) کی اپنی نہیں ہے بلکہ (یہ) اس بجلی کے کارخانے سے آرہی ہے۔ یہ سب لالٹین اس روشنی کے ظاہر ہونے کی جگہیں۔ (اصل روشنی ان کی نہیں بلکہ اس خزانے و کارخانے کی ہے)۔

(اس کی مثال یہ ہے کہ) کافر اللہ تعالیٰ کی صفت مضل (گمراہ کرنے والی صفت) کے ظاہر ہونے کی جگہ

ہے اور مؤمنین اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی (ہدایت دینے والی صفت) کے ظاہر ہونے کی جگہ ہیں۔ صبح سے پستی اور نہ ہونے کی حالت بہت غالب ہے۔ پہلے جو سمجھداری تھی اب بالکل نہیں ہے۔ جو کام بھی دیکھتا یا کرتا ہوں تو یہ سمجھتا ہوں کہ کرانے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے انسان تو صرف واسطہ ہے۔

تحقیق: الحمد للہ باطنی نسبت اور فنا و توحید کی حالت شروع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مکمل فرما دیں۔

صحبت کی برکات

حال: حضرت کی بابرکت خدمت میں آنے سے پہلے کسی کے لئے دل میں بغض تھا کسی کے لئے محبت تھی۔ جب بھی ان لوگوں کا خیال آتا تو دل میں کسی کے لئے بغض اور کسی کے لئے محبت محسوس ہوتی تھی۔ اب دل میں ان باتوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ جب بھی یہ لوگ یاد آتے ہیں جیسے عام لوگ یاد آتے ہیں۔

دل میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت کے علاوہ اور کچھ محسوس نہیں کرتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ دل میں جتنی بھی جگہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

بیعت کی اجازت

حال: احقر کا حال یہ ہے کہ آج کل جب بھی گھر سے خط آتا ہے تو اس میں غمی یا خوشی کی کوئی خبر ہو یا کوئی (آدمی) غمی یا خوشی کی خبر سناتا ہے تو جس وقت سنتا ہوں اس وقت (تو) دل پر کچھ اثر ہوتا ہے (لیکن) بعد میں اس طرف بالکل بھی خیال نہیں ہوتا ہے۔ دل میں ایک اطمینان اور سکون ہر وقت رہتا ہے۔ خیال ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے۔ کبھی ذکر کرتے وقت بدن کے کسی حصے میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ ایک دن ذکر کے دوران ایسا محسوس ہوا کہ سارے بدن میں سوئیاں چبھوئی جا رہی ہیں۔

کل رات بندے نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نے بندے کو مغرب کے بعد بلایا اور میرا دایاں ہاتھ اپنی گردن پر رکھا۔ اس کے بعد حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ پر توجہ ڈالی۔ اس وقت میرے دل کی عجیب حالت ہوئی اور ایسا لگتا تھا کہ حضرت کے سینۂ مبارک سے میرے سینہ میں کوئی چیز آ رہی ہے جس کی وجہ سے میرا دل منور اور روشن ہو رہا ہے۔ میں بڑے جوش میں آیا اس کے بعد حضرت نے مجھے چھوڑ دیا۔ (وہاں) ایک دو آدمی اور بھی ہیں (حضرت نے) سب پر توجہ ڈالنی شروع کی۔ اس وقت دل کی عجیب حالت ہوئی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سارا دل نور سے بھر گیا ہے۔ مجھے اس وقت خیال آیا کہ حضرت تو فرماتے تھے کہ میں کسی پر توجہ نہیں ڈالتا اور

نہ یہ میری عادت ہے اور (ساتھ ساتھ) میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر یہ توجہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔ اس کے بعد میں جاگ گیا۔ طبیعت پر عجیب خوشی لگتی تھی۔ سارا دن ایک عجیب خوشی میں گزرا۔

ایک اور گزارش یہ ہے کہ بندہ کو والدین دو سال سے بلا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ رمضان شریف سے پہلے جب میں یہاں آیا تو مسلسل چار خط آئے کہ جلدی آ جاؤ اور (آنے کے لئے) بہت ہی مجبور کیا۔ مگر میں نے سب کے جواب میں یہی لکھا کہ میں یہاں حضرت کی خدمت میں جب تک چھ سات مہینہ نہیں رہوں گا بالکل واپس نہیں آ سکتا ہوں۔ اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے تھے۔ اب دوبارہ خط آنے لگے ہیں کہ جلدی آ جاؤ چھ سات مہینہ کے بجائے آٹھ مہینہ ہو گئے ہیں۔ اب تمہارا کوئی عذر (بہانہ) نہیں رہا ہے۔ آج سفر کا خرچہ بھی آ گیا ہے۔ (مجھے) بلانے کی وجہ یہ ہے کہ (گھر والے) میرے بڑے بھائی صاحب کی شادی کرنا چاہتے ہیں اور وہ میرے بغیر شادی نہیں کرتے۔ رمضان شریف سے پہلے جو مجھے بلایا تھا (تو اس وقت) شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی۔ مگر بھائی صاحب نے شادی نہیں کی اور بھاگ کر کلکتہ چلے گئے تھے اور وہاں سے خط لکھا میں اس کے (یعنی میرے) بغیر شادی نہیں کروں گا۔ اس لئے والد صاحب نے اب بہت عاجزی سے خط لکھا ہے کہ تم جیسے بھی ہو سکے جلدی آ جاؤ۔

لہٰذا بندہ حضرت خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حضرت کی اس بارے میں کیا رائے فرماتے ہیں۔ اگر بندے کے لئے یہاں اور رہنا مناسب ہو تو بندہ اور رہنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اگر جانا مناسب ہو تو چلا جائے گا۔ غرض حضرت میری مصلحت (بہتری) جس میں سمجھیں میں بھی اس میں بہتری سمجھتا ہوں۔ میں (یہ بھی) خوب جانتا ہوں کہ حضرت میری مصلحت (بہتری) والی رائے فرمائیں گے۔ اگرچہ حضرت کسی کو مشورہ نہیں دیتے مگر میں امید کرتا ہوں کہ بندہ کو اس قاعدہ میں شامل نہ فرما کر مشورہ دے کر ممنوع فرمائیں گے۔

تحقیق: سارا حال پڑھا دل خوش ہوا۔ ان شاء اللہ روزانہ ترقی ہوگی۔ اب کیونکہ جسمانی دوری نقصان دہ نہیں ہوگی اس لئے وطن (واپس) جانا بہتر ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام پر آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر کوئی سچا طالب (آپ سے) اللہ تعالیٰ کا نام اور راستہ پوچھے یا بیعت بھی ہونا چاہے تو اس کی درخواست قبول کر لیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ سے مخلوق کو نفع ہوگا۔ یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ اس اجازت کی خبر اپنے خصوصی محبت کرنے والوں کو کر دیں۔

خط میں لکھے ہوئے سلام کو شیخ سے نہ کہنا الزام کا سبب نہیں ہے

سؤال: جتنے خط بھی احقر کے نام آتے ہیں۔ ان میں سب حضرت کو سلام کہنے کا لکھتے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ

حضرت سے کہہ دینا۔ (میں) لفظی سلام نہ ہونے کی وجہ سے کہتا نہیں ہوں۔

بلکہ جن لوگوں سے بے تکلفی ہوتی ہے ان کو لکھ دیتا ہوں کہ خود لکھو میرے ذمہ کوئی لازمی تو نہیں ہے۔

جواب: (آپ کے لئے) کوئی لازمی نہیں ہے۔

طالب کا نتیجہ کو خود تجویز کرنا ادب کے خلاف ہے

حال: بندہ جس وقت دورہ (حدیث) میں پڑھتا تھا اس وقت ایک رات حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس وقت (میری) حالت بہت اچھی تھی اب کم ہوگئی ہے۔ اب چاہتا ہوں کہ پھر زیارت سے مشرف ہوں اور ذوق وشوق الٰہی پیدا ہو جائے۔ اس لئے دل بہت فکر مند ہے۔

تحقیق: (جب) آپ نتیجے اور نتیجوں کے (حاصل ہونے کے) طریقے خود ہی تجویز اور مقرر کر سکتے ہیں پھر تو آپ خود ہی شیخ ہیں پھر ہم ناکاروں کی طرف (کیوں) رجوع کرتے ہیں۔

مناسبت کے بغیر بیعت کرنا مفید نہیں ہے

حال: انتہائی ادب سے عرض ہے کہ اگر حضرت کی مرضی کے خلاف نہ ہو اور بندہ کے لئے بھی نقصان دہ نہ ہو تو صرف برکت حاصل ہونے اور پورا تعلق پیدا ہونے کے لئے بیعت سے مشرف فرمایا جائے۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

ترجمہ: ”فقیروں کو نوازنا بادشاہوں کے لئے کیا تعجب کی بات ہے۔“

تحقیق: بیعت بغیر مناسبت کے مفید نہیں ہے۔ آپ کو اچھی مناسبت نہیں ہوتی ہے۔ اوپر کی درخواست اور آگے کا مضمون بھی کی مناسبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

حال: اگر مرضی کے خلاف نہ ہو بلکہ مرضی ہو تو کچھ نصیحت وغیرہ یا جو طبیعت چاہے فرما کر شرف فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ بھی مناسبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔ روزانہ میری تفصیلی تعلیم کے بعد بھی (کیا) اس بلا تفصیل درخواست کی ضرورت باقی تھی۔

سوال: اگر کبھی کبھی فرصت ملے تو کتاب دیکھوں یا نہیں اگر دیکھوں تو کون کون سی دیکھوں؟

جواب: ساری قصد السبیل پوری طرح غور سے دس مرتبہ دیکھیں پھر پوچھا جائے۔

حال: احقر ناکارہ حضرت مولانا سے بیعت ہے۔ مرشد مرحوم کی وفات کے بعد شیخ کو تلاش کرتا رہا۔ مگر کہیں دل نہ لگا۔ اب احقر کافی عرصہ سے حضور کی تصنیفات پڑھتا ہے خصوصاً رسالہ امداد، حسن العزیز۔ اور آپ کے

مریدوں سے مل کر بھی بہت خوش ہوتا ہے۔ اس لئے بندے کی طبیعت کا میلان حضور کی طرف ہوا ہے بلکہ عرصہ سے جی چاہتا تھا مگر خط لکھنے میں نفس کی کمی رہی۔ بزرگانہ شفقت کی وجہ سے امید کرتا ہوں کہ اس احقر کو اپنے خادموں میں شمار فرما کر تعلیم و تلقین فرمائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ (اس احقر کو) احسان اور عبدیت کا درجہ عطا فرمائیں۔ احقر کو جو دنیوی فکریں درپیش ہیں ان کی وجہ سے (فی الحال خود آپ کی) خدمت میں حاضر ہونے سے مجبور ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے قدم چومنے کی برکت حاصل کرے گا۔

اب احقر اپنی حالت سناتا ہے۔ کمترین کی عمر تقریباً پچاس سال ہے۔ دوکانداری پیشہ ہے۔ ضعف دماغ کا مرض بہت ہے یہاں تک کہ تھوڑی کتاب پڑھنے یا ذکر جلی کرنے سے دماغ میں خشکی اور کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے۔ فجر کے بعد ۱۰۰۱ سو مرتبہ یا مغنی اور قرآن پاک ایک یا ڈیڑھ پارہ پڑھتا ہے۔ عشاء کے بعد ۱۰۰۱ سو بار یا وھاب ۱۰۰ سو بار لا حول، ۱۰۰ سو بار اعوذ باللہ اور ۱۰۰ بار درود شریف پڑھتا ہے۔ یہ سب کچھ مرشد مرحوم نے تجویز فرمائے تھے۔ اب آپ جو ارشاد فرمائیں اس پر عمل کیا جائے گا۔

تہجد کی نماز کے لئے بہت جی چاہتا ہے مگر پڑھ نہیں سکتا ہے۔ احقر کا نفس بہت سرکش (نافرمان) ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا ہے کراتا ہے۔ بندہ کو ایک بہت برا خبیث مرض حسن پرستی کا ہے اس کا علاج بھی تجویز فرمائیں۔ بندہ بہت ہی گستاخ ہے (اس لئے) جو باتیں ادب کے خلاف ہوتی ہیں ان کی معافی چاہتا ہے کیونکہ طبیب سے مرض کا چھپانا برا ہے (اس لئے سب بیان کیا)۔

تحقیق: بیعت اور تفصیلی تعلیم کا سبب (شیخ و مرید کے درمیان) مناسبت اور (مرید کا شیخ کی) صحبت (میں رہنا) ہے۔ یہ (دونوں چیزیں) ابھی حاصل نہیں ہوئی ہیں۔ رہی مختصر تعلیم وہ غائبانہ بھی ہوسکتی ہے۔ آپ فی الحال اوراد کے سلسلے میں قصد السبیل اور نفس کے امراض کے علاج کے سلسلے میں تبلیغ دین پر عمل کرنا شروع کریں۔ اگر مجھ کو (آپ کی طرف سے اپنے) حالات کی اطلاع ہوتی رہے گی تو تعلیم کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔ یہ بھی شرط ہے کہ یہ خط بھی (اطلاع کے خط کے) ساتھ آئے۔

تہجد عشا کے بعد پڑھیں حسن پرستی کے بارے میں سوال یہ ہے کہ میلان میں تو اختیار نہیں ہے لیکن عمل میں تو اختیار ہے پھر ترک کیوں نہیں کرتے۔

شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست کرنا ادب کے خلاف ہے

حال: اب تک ابتدائی تعلیم و تلقین کے حاصل ہونے اور آپ کی مہربانی کی کرامت سے اللہ تعالیٰ کی جانب

سے بہت ہی فیض اور فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اب (آپ کی) خدمت شریفہ عالیہ میں درخواست ہے کہ اگر آپ عنایت پر (اور) عنایت ہو جائے گی، مزید اوراد، اذکار، مراقبہ یا اشغال تجویز فرما کر (ایک اور) قدم بڑھا کر اور (اونچے) درجات میں داخل کیا جائے اگر چہ میرا اس طرح لکھنا بہت ہی گستاخی ہے۔

تحقیق: (جب یہ گستاخی ہے تو) پھر گستاخی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے حالات اور معمولات، تفصیلی طور پر ہمیشہ لکھتے رہیے۔ کسی شغل وغیرہ کی خود فرمائش نہ کیجئے۔

شیخ کی محبت

حال: (اس) غلام کو خوش قسمتی سے ایک عرصہ تک (آپ کی) خدمت مبارک میں رہنے کا موقع ملا۔ کبھی کبھی زیارت بھی ہوتی ہے۔ دل میں حضور کی محبت اور قدر و قیمت ہمیشہ تمام بزرگوں سے زیادہ رہی مگر اس مرتبہ کی جدائی دل کو جس قدر بے چینی ہوتی ہے ایسی کبھی نہیں ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ جو اذکار حضور نے (بندہ کو کرنے کے لئے) ارشاد فرمائے ہیں ان کو کرتے ہوئے بھی کبھی کبھی جناب کا صرف خیال ہی نہیں بلکہ پورے جسم و صورت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے کہ حضور استاد کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں اور (یہ بندہ) تابعدار طالب علم کی حیثیت سے سامنے بیٹھا حضور کو سنا رہا ہے۔ اگر چہ اس حالت سے دل میں ہر وقت ایک لذت و مٹھاس محسوس کرتا ہوں۔ (اس کے باوجود) ایک شبہ کی وجہ سے بندہ کو یہ افسوس ہوتا ہے کہ کیا (بندہ کو) اس سے پہلے حضور کی سچی محبت جس کے بارے میں (اس) پرانے خادم کا دعوی نور الیقین کا تھا وہ حاصل نہیں تھی۔

تحقیق: (وہ نور الیقین والی محبت حاصل) تھی مگر اس وقت اس محبت کے ظاہر ہونے کے اسباب پورے نہیں تھے۔ کیا کسی خاص سال میں (درخت پر) پھل آنا اس بات کا سبب ہے کہ اس سے پہلے اس درخت میں یہ (پھل آنے کی) قوت نہیں تھی؟

شیخ کی ضرورت اور شیخ کے پاس رہنے کی شرط

حال: جناب کی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ (بندہ) مسکین کی اصل زبان آرومی ہے۔ اس مسکین نے عربی کتابیں (پڑھنی) شروع کی ہیں۔ کنز، شرح وقایہ، فرائض شریفہ، تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ پڑھی ہیں۔ اپنی استعداد کے مطابق اور کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ احیاء العلوم کچھ استاد سے پڑھی ہے اور باقی کا خود تین مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔

اب مجھ کو سلوک کی کتابیں دیکھنے کی خواہش ہوئی۔ کہ ابن عباد الشاذلی کی مفاخر العلیہ ابن عطاء اللہ سکندری

کی شعرانی کی التنویر فی اسقاط التدبیر و لطائف المنن للشعرانی وغیرہ کتب کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اب میں بہت پریشانی وقلق اور بے چینی میں ہوں کہ ردالمختار میں ہے کہ دل کا علم فرض عین ہے جو احیاء العلوم میں ربع مہلکات میں بیان کیا گیا ہے علم القلب فرض عین فہو مبین فی ربع المہلکات من الاحیاء لکھا ہے اور احیاء العلوم ربع المہلکات بیان شروط الارادت ومقدمات المجاھدۃ وتدریج المرید فی سلوک سبیل الریاضۃ میں یہ لکھتے ہیں: "فمن لم یکن له شیخ یهدیه قادة الشیطان الی طرقه لا محالة" احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ "چار مہلک چیزیں! مرید ہونے کی شرطوں، مجاہدے کی ابتدا اور مرید کے سلوک کے راستوں سے آہستہ آہستہ محنت کے بیان میں" اس میں لکھا ہے کہ "جس کا کوئی شیخ نہیں ہوتا ہے تو شیطان اس کو یقینی طور پر اپنے راستے پر چلاتا ہے۔" اب میں نے یہ دیکھ کر طلب شیخ کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ خلاصۃ التصانیف لحجۃ الاسلام امام غزالی میں لکھا ہے کہ "استغنی الشیخ عن المتكلفین بالعلم بمتلقی عن رسول اللّٰہ ﷺ فالاقتداء بمثل هذا المرشد هو عین الصواب والظفر بمثل هذا المرشد نادر الا سیما فی هذا الزمان الخ" اہل علم کو شیخ کی ضرورت نہیں تھی رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی وجہ سے لیکن اب اس زمانے میں ایسے شیخ کی اقتداء (اور پیروی) کرنا بالکل صحیح ہے لیکن اب ایسے شیخ کامل جانا بہت ہی مشکل ہے خصوصاً اس زمانے میں۔ اس میں بہت حیرانی ہے پھر کتاب وسنت کو پکڑ کر عمل کرنے کو گئے تو لطائف المنن کی بعض عبارات میرے دل دل کو حیران کرتی ہیں۔ وہ یہ کہ "كانت صور مجاهدتی من غیر شیخ انی كنت اطالع كتب القوم كرسالة القشیر وعوارف المعارف والقوة لابی طالب المكی والاحیاء للغزالی ونحو ذالك وعمل بما ینقدح لی من طریق الفهم ثم بعد مدة یبدولی خلاف ذلك فاترك الاول واعمل بالثانی هذا مثال من لا شیخ" میرے بغیر شیخ کے مجاہدے کی صورت ایسی تھی کہ میں علماء کی کتابیں پڑھتا جیسے "ابوطالب مکی" کی "رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف اور قوۃ" اور امام غزالی کی احیاء العلوم اور دوسری کتابیں تو جو مجھے سمجھ میں آتا میں اس پر عمل کرتا کچھ عرصے بعد مجھے معلوم ہوتا کہ یہ غلط ہے تو میں پہلے کو چھوڑ کر دوسرے پر عمل کرنے لگتا بس یہی مثال ہے اس شخص کی جس کا شیخ نہیں ہے۔ اور دوسری جگہ کہتا ہے۔ "وكان امام الغزالی رضی اللّٰه عنه یقول لما اجتمع بشیخه المذكور وضیعنا عمر فانی البطالة یعنی بالنسیة لما ذاقه من احوال اهل الطریق وكان شیخ عزالدین رضی اللّٰه عنه. یقول ما عرفت الاسلام الكامل الا بعد اجتماعی علی الشیخ ابی الحسن الشاذلی رضی اللّٰه عنه فان فائدة الشیخ انما هی اختصار الطریق المرید لا غیر ومن سلك بغیر شیخ قائد قطع عمره ولم یصل الی

مقصوده لان مثال الشيخ دليل الحجاج الى مكة فى اليالى المظلمة" جب امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات انہی شیخ سے ہوئی اور ان کو تصوف کے احوال کی لذت حاصل ہوئی تو امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اپنی زندگی کی بطالہ میں ضائع کر دی۔ (اسی طرح) امام شیخ عزالدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں مجھے اپنے شیخ سے ملنے کے بعد ہی کامل اسلام کا علم ہوا کیونکہ مرید کے لئے سلوک کے راستے کو مختصر کرنے کے علاوہ شیخ کا فائدہ کچھ نہیں ہے۔ جو شخص سلوک کے راستے پر بغیر شیخ کے چلتا ہے وہ اپنی تو پوری کر سکتا ہے مگر مقصود تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ شیخ کی مثال مکہ کی اندھیری راتوں میں حجاج کے اپنا کی طرح ہے۔ اور جگہ فرماتے ہیں۔"صار للناس اليوم مهم موانع لا يحصى فلذلك او جب بعض علماء الشريعة على الطالب ان يتخذ له شيخا يرشده الى طريق لا زالة هذه الموانع" آج لوگوں کے لئے بڑی بڑی رکاوٹیں ہیں اسی لئے بعض علماء نے سلوک کے طالب کے لئے شیخ کے اختیار کرنے کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ وہ اس کی سلوک میں ان رکاوٹوں کے دور ہونے کی پڑھائی کرے۔

پھر احقر نے اوپر کی عبارت سے سمجھا کہ بزرگ کو بغیر شیخ کے تکلیف ہوتی ہے تو پھر شیخ کی وجہ سے انہوں نے نجات پائی۔ اب میں فکر میں ہوں کہ کون سا طرز عمل اختیار کروں۔ اور نہایت حیران ہوں۔ ہمارے ملک میں کچھ بزرگان ہیں ان میں سے بعضے فرماتے کہ اب شیخ کامل نہیں ملے گا پس تم کتاب وسنت پر عمل کرو۔ اس طرح عمل کرتا ہوں تو ایک وقت احیاء کے طریق سے عمل کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ دوسرے وقت حکم لابن العطاء و لطائف کے طریقہ سے عمل کرنے کو دل چاہتا ہے اور تیسرے وقت کسی پر بھی عمل کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے اسی میں حیران ہوں۔ آخر فقہ وحدیث وتفسیر پر فقط اکتفا کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ردالمحتار سے یہ معلوم ہوا کہ علم القلب فقہ وحدیث میں اچھی طرح واضح نہیں۔ اس لئے دل میں بے چینی ہے۔

ہمارے ملک میں بعض بزرگان ہیں وہ فتوحات المکیہ کا بہت مطالعہ کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں شریعت میں ایک فن فقہ ہے وہ عوام کی اصلاح کرنے کے واسطے ہے ہمارے لئے نہیں ہے اور وہ لوگوں کے دنیا کمانے میں حرام وحلال کی تمیز کرنے کے لئے انتظام کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے کہتے ہیں۔ اور جذبات میں انا عیسیٰ ومہدی کہتے ہیں۔ صحو میں تصوف وعشق الٰہی کا طریقہ بیان کرنے والے اس زمانہ میں کوئی شیخ نہیں۔ اب ہمارے شیخ پیغمبر خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس ان کو وسیلہ قرار دے کر ہمیشہ درود شریف پڑھ کر یارسول اللہ پکارتے رہنا چاہئے۔

اس میں بھی مجھ کو بہت حیرانی ہے کیونکہ پہلے مشائخ اور بزرگ حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی مذاہب میں رہے

ہیں۔ پس کیا یہ بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ اس سے دل پریشان ہوتا ہے۔ اور ''قال عبدالوھاب الشعرانی رضی اللّٰہ عنہ فی اللطائف ان الکل واحد منھا امراضا لا تعرف الا بالمشافھة من شیخ حسے یدلا علی کیفیة الدرواء یخاطبنا ونخاطبه'' عبدالوہاب شعرانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لطائف المنن میں فرمایا ہے: مہر ایک میں ایسے امراض ہیں جو بغیر کسی زندہ شیخ کی صحبت کے نہیں پہچانے جاتے ہیں کہ ہم ان سے بات کریں اور وہ ہم سے بات کریں۔ یہ دیکھ کر میرا قلب آپ کی طرف متوجہ ہوگیا۔ کیونکہ آپ کے چند رسالوں کو دیکھ کر آپ کی خدمت میں آنے کا ارادہ ہوگیا۔ اب اپنے خاص حالات لکھتا ہوں۔

میری بستی کینور ہے۔ یہاں ایک پرانی مسجد تھی اس کو شہید کر کے نئی مسجد بنائی گئی تو خطیبان، اور جماعت میں تفرقہ ونزاع (دوفریق ہوگئے اور جھگڑا) ہوا۔ ایک فریق کہتا تھا کہ مسجد ہماری ہے دوسرا کہتا تھا کہ نہیں ہماری ہے۔ الغرض بات عدالت تک نوبت پہنچی۔ چالیس ہزار روپے مقدمہ میں خرچ ہوچکے اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ ان لوگوں کے پاس رہنے سے میرا دل پریشان ہوتا تھا اس لئے ان لوگوں کو چھوڑ کر میں نے کینور جا کر امامت اور معلّمی اختیار کر لی ہے۔ آپ کے چند رسالے خصوصاً تربیۃ السالک دیکھ کر ہر وقت آپ کی طرف متوجہ رہتا ہوں۔ اور آپ کے پاس آنے کا ارادہ نیچے ذکر کئے گئے مضمون سے واضح ہے۔ ''قال ابن عباد رحمه الله ان الاعتساب الی الطریقة اخذ تدریب وتھذیه وفرق فی الخدمت بالمجاھة للمشاھدة والغنا فی التوحید والبقاء'' اس طریق پر آپ کی خدمت میں تربیت پانے کے لئے میرا دل بہت خواہشمند ہے جیسا آپ ارشاد فرما دیں اس کو بجا لاؤں۔ اور اگر اس طرح میں بیعت کے لائق نہیں تو اس عبارت کے مطابق ابن عباد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں:

''علم میں مشغول ہونے اور اس کے ذریعے سے نفس کا علاج کرنے کا جو طریقہ ہے اس کو صرف باہمت لوگ ہی اختیار کر سکتے ہیں رہا عام آدمی کا طریقہ وہ یہ ہے کہ وہ ایک دیانت دار، معتبر عالم کو خلوص دل سے اپنے لئے رہنما جانے اور اس میں سے اپنے مختلف حالات کے بارے میں پوچھ پوچھ کر چلتا رہے جس سے اس کو تسلی حاصل ہو اور اس کا دل مطمئن رہے اور اپنے حالات کے موافق خوب محنت کے ساتھ تقویٰ اور استقامت کو لازم رکھے۔''

مفاخر العلیہ اور قول جمیل میں لکھا ہے کہ ''آدمی اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک وہ کامیاب لوگوں کو دیکھ نہ لے جس طرح آدمی علماء کی صحبت کے بغیر علم حاصل نہیں کر سکتا ہے۔'' ان باتوں کی وجہ سے حضور مبارک کی خدمت میں آنے کی اجازت دیں تو ضرور آتا ہوں ورنہ احقر کے دل کو تسلی بخش بیان کی بہت آرزو

ہے اور حضرت کے پاس آنے کی بہت خواہش ہے اب حضرت جو کچھ ارشاد فرمائیں اس کی تعمیل کی جائے گی۔

احقر کی زبان چوں کہ اصلی اروی ہے اور اروی کے ترجمے ہی کی مدد سے کچھ اردو فارسی الفاظ معلوم ہوتے ہیں اور بامحاورہ استعمال نہیں آتا ہے اس لیے اگر کوئی لفظ محاورہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے شان کے خلاف ہو تو معاف فرمائیں۔

تحقیق: آپ کے حالات سے دل خوش ہوا۔ میں صاحبِ کمال نہیں ہوں اور خدمت سے انکار نہیں ہے لیکن آنے کی شرط یہ ہے کہ کچھ دن تک جو میں کہوں سنتے رہیں کوئی سوال نہ کریں اور میری باتوں میں غور کریں پھر (اس کے بعد) بولنے کی اجازت ہے۔

طریق میں (خود کو) حوالے کرنا شرط ہے

حال: اس ناچیز نے جناب کی اکثر اردو تصانیف دیکھ کر کئی بار عالیجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ مگر افسوس کہ کثیر العیالی اور فکر ہمیشہ راستے کی رکاوٹ ہی رہی۔ تنگدستی کا بھلا ہو کبھی کھانے پینے کی ضروریات سے فارغ نہ ہوا۔ میں نے سایل تصوف بھی اکثر دیکھے ہیں۔ خدا جانے کیوں مجھے معارف لدنیہ و مکتوبات امام ربانی وغیرہ یا مکتوبات حضرت مولانا شاہ خلیل الرحمٰن قدس سرہ وغیرہ زیادہ پسند آئے۔ اسی وجہ سے نقشبندیہ خاندان سے ایک خاص انس پیدا ہوگیا ہے۔ لہٰذا عالی جناب سے گزارش ہے کہ اگر کوئی فلاح دارین کی صورت جناب اقدس کے وسیلے سے ہوسکتی ہے تو انکار نہ فرمایا جائے۔ اور اگر اس بدنصیب کی بدنصیبی سے غائبانہ بیعت ناممکن ہو تو کوئی وظیفہ خاص باجازت خاص عنایت فرمایا جائے جس میں بتوجہ آنحضرت علی مرتبت فلاح دارین یقینی ہو قلب نہایت تاریک دنیاوی لذتوں کا عادی اور نفس کی ترغیبات کا فرمانبردار ہے۔ خدا کے لئے اس کافر کو مسلمان فرمایئے۔ اور خدامان درگاہ میں جگہ دیجئے۔ رحم فرمایئے رحم۔

تحقیق: مجھے خصوصی طور پر خدمت کرنے سے انکار ہے۔ بات یہ ہے کہ اس طرح تخصیص کرنا حوالے کرنے کے خلاف ہے۔ حوالے کرنا ہی سلوک کے راستے میں پہلی شرط ہے۔

نسبت ڈالنے کا طریقہ

حال: حضرت نے تعلیم الدین صفحہ ۷۰ میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ (طالب حق کو) مکمل یا مختصر ریاضت کرائے جب دل (تمام) تعلقات سے خالی ہو جائے جو نسبت کے لئے لازمی چیز ہے تو پھر ذکر، شغل اور مراقبہ کرنے کو کہے۔ جس سے نسبت قوی ہو جائے۔ یہاں پوچھنے کی بات یہ ہے کہ نسبت ڈالنے کا کیا طریقہ ہے؟

تحقیق: (القاء نسبت کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ) توجہ ڈال کر (مرید میں) ہمت پیدا کرے۔ لیکن یہ طریقہ صرف کند ذہن (اور غبی لوگوں) کے لئے ہے جن پر ذکر کا کچھ بھی اثر نہ ہو ورنہ اس میں کچھ نقصانات بھی ہیں۔

شیطان کا شیخ کی صورت میں نہ آنا اکثر ہوتا ہے نہ کہ ہمیشہ ہوتا ہے

حال: میں نے حضور کو دوبار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ تو حضور نے فرمایا: جو خواب تم نے دیکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اس خواب سے (مجھے) یہ یقین ہوگیا کہ اس (خواب) میں میری طرف سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ مجھے اس بات کا خوف رہتا ہے کہ میری وجہ سے کوئی گمراہی یا غلطی کی وجہ سے کوئی گناہ نہ کرے یا کسی دینی کام میں میری طرف سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔

اس یقین (کہ خواب صحیح ہے اور میری طرف سے کوئی غلطی نہیں ہوتی ہے) کی وجہ یہ ہے کہ حضور نے کسی بیان یا کسی جگہ (بیان میں) فرمایا تھا کہ شیطان شیخ کی صورت میں نہیں آتا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر (خواب میں) شیخ اپنے ہونے کا انکار کرے (کہ وہ میں نہیں ہوں) تو پھر یہ (شیخ کا خواب میں آکر رہنمائی کرنا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی اشارہ اور سامان ہوگا (کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) تو وہ غلط نہیں ہوگا۔

اگر شیخ خود اپنی صورت میں (خواب میں) ہو تو یہی مراد ہے کہ (شیخ خود رہنمائی کرے) دونوں صورتیں شیطان کے وسوسے سے محفوظ ہیں۔ یہی مقصود ہے۔

تحقیق: یہ (بات کہ شیخ کی صورت میں شیطان نہیں آتا ہے ایسا) اکثر ہوتا ہے۔ اس دعوے کے تمام اسباب خیالی ہیں یقینی نہیں ہیں۔ (اس لئے اس کا یقین نہیں کرنا چاہئے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت شیخ کی محبت کا ذریعہ ہے

حال: حضرت والا (میں) سنت کے اتباع کا بہت اہتمام کرتا ہوں۔ اگر ذرا سی بات بھی سنت کے خلاف ہو جاتی ہے تو دل میں تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حضرت کی محبت کی طرح محسوس نہیں ہوتی ہے (لگتا ہے کہ حضرت کی محبت زیادہ ہے) اس کی وجہ سے کبھی بہت ہی قلق ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہونے اور بڑھنے کے لئے کوئی طریقہ ارشاد فرمائیں۔ مجھے یہ ڈر ہوتا ہے کہ یہ میری بری استعداد کی وجہ سے نہ ہو۔ حضور اس کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: یہ صرف شبہ ہی شبہ ہے (کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت کم محسوس ہوتی ہے) حقیقت میں حضور

ﷺ ہی کی محبت زیادہ ہے خود مجھ سے محبت ہونے کا ذریعہ ہی حضور ﷺ کی محبت ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اتباع سنت کی یہ کیفیت کیوں ہوتی (کہ ایک سنت چھوٹ جانے سے دل میں تکلیف ہوتی ہے)۔

رہی یہ بات کہ اس شبہ کی وجہ کیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ① رسول اللہ ﷺ کی محبت جس کا حکم ہے ② شیخ کی محبت۔

اب یہ سمجھئے کہ بعض چیزیں طبعی طور پر ہوتی ہیں حقیقت میں اگرچہ نہ ہوں۔

شیخ کی محبت میں ایک چیز زیادہ ہے وہ یہ کہ شیخ سے جسمانی طور سے قریب ہونا اور ملنا ملانا یہ چیز طبعی طور پر محبت اور اس کے جوش کو زیادہ کرتی ہے اس لئے شیخ کی محبت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت میں یہ چیزیں نہیں ہیں اس لئے اس کے زیادہ ہوتے ہوئے بھی وہ زیادہ محسوس نہیں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رسول اللہ ﷺ ہی کی محبت زیادہ ہے۔ (اس لئے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ، رسول اللہ اور شیخ کی محبت ہونے کے لئے دعا کرنا

حَال: (میرے) حضرت! میں نماز کے بعد اللہ تعالیٰ، رسول اللہ اور شیخ کی محبت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس میں کوئی خرابی ہو تو بتائیے۔

تحقیق: حدیث میں ہے کہ "اللھم ارزقنی حبك وحب من یحب" (اے اللہ! مجھے اپنی اور جس سے آپ محبت کرتے ہیں اس کی محبت عطا فرمائیے۔ اس لئے یہ دعا سنت ہی ہے۔

رسالہ ایم فی السم سلوک کے راستے کے بیان میں

یہ ایک خط کا جواب ہے۔ جس میں ایسا وظیفہ یا طریقہ معلوم کیا گیا تھا جس سے نیک کاموں میں ترقی اور گناہوں سے دوری آسان ہو جائے۔ جس کا جواب یہ دیا گیا کہ نیک کام اور برے کام دونوں اختیاری چیزیں ہیں جن میں ترقی یا دوری کے لئے وظیفہ کا کوئی تعلق و اثر نہیں ہے۔ جو چیزیں اختیاری ہوں ان میں اختیار کو استعمال کرنے کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ ہاں اختیار کرنے میں سہولت و آسانی کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ نفس کی مخالفت کرنے سے آہستہ آہستہ نفس کی مخالفت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ میں نے تمام فن لکھ دیا۔

نوٹ: (اس کے) آگے شیخ کے دو کام ہو جاتے ہیں۔ ایک بعض نفس کے امراض کی تشخیص دوسرے مجاہدے کے طریقوں کی تجویز جو ان (بیماریوں) کا علاج ہے۔

رسالہ الطم فی السم اصلاح کی حقیقت کے بیان میں

(یہ ایک صاحب کو بطور خط جواب دیا گیا تھا)۔

جو چیزیں اختیاری نہ ہوں ان کے پیچھے نہ پڑنا، جو اختیاری ہیں ان کو ہمت سے کرنا، اس میں جو کمی کوتاہی ہو جائے اس پر استغفار کرنا اس کی تلافی اور توفیق کی دعا کرنا ہی اصلاح کی حقیقت ہے۔

فقط

اعمال کی اصلاح کا بیعت، ذکر اور شغل سے مقدم ہونا

حال: خادم کو بیعت فرما کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے تعلیم و تربیت اور رہنمائی فرمائیں۔

تحقیق: اعمال کی اصلاح بیعت ذکر اور شغل سے مقدم ہے۔ جس کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے میرے کم از کم چالیس مواعظ، رسالہ اصلاح الرسوم، آداب معاشرت اور تہذیب السالکین کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر ذکر و شغل سب بے کار ہے۔ پہلے ان (تمام کا مطالعہ کر کے ان) سے فارغ ہو جایئے۔ تربیت سے کام اچھا ہوتا ہے ورنہ جس مکان کی بنیاد کچی ہوگی وہ مکان جلد ہی گر جائے گا۔ اس (بات) کی طرف نہ ہی طالبوں کی اور نہ ہی مشائخ کی نظر ہے۔ اسی لئے (بیعت کا) فائدہ نہیں رہتا ہے۔

شیخ کے اتباع اور حالات کی اطلاع کرنے کی ضرورت

حال: بندہ نے آپ کے فرمانے کے مطابق جناب مولوی عبدالمجید صاحب سے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

تحقیق: اللھم بارك (اے اللہ! آپ قرآن پاک پڑھنے میں برکت عطا فرمائیں)۔

حال: خادم کے اکثر حالات تحقیق مواعظ اور تربیت السالک میں ملتی ہے۔ ان حالات کی بھی اطلاع دی جائے یا نہیں۔

تحقیق: مناسب ہے کہ اپنے حال اور اس کی مواعظ یا تربیت سے جو تحقیق ہو ان دونوں کو ساتھ بھیجیں تاکہ اگر کوئی بات خصوصی طور پر کمی بیشی، تنبیہ کے قابل ہو تو بتا دیا کروں گا۔

حَالؒ: (میرے) حضرت! کوئی تدبیر ایسی نکل آئے تو اچھا ہو کہ میرا کام بھی بن جائے۔

گدائے کوئے شائیم حاجتے داریم   روا مدار کہ محروم زاستاں برویم

ہیچکس نیست تو درکوئے تواش کارے نیست   ہرکس اینجا بامید ہوسے می آید

تَرْجَمَہ

❶ ضرورت مند فقیر ہیں تیری گلی کے ہم ــــــ ایسا نہ کر کہ واپس محروم جائیں ہم۔

❷ وابستہ ہے تیرے در سے ہر ایک کی ضرورت ــــــ آتا ہے یہاں ہر کوئی امید کو لئے۔

تحقیق: (مقصد و مراد تک) پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ کام کرتے رہیں اور خبر دیتے رہیں۔ اسی (طریقے) سے سب پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پہنچادیں۔

بات کا آغاز

دکن کے ایک صاحب ایک عرصے سے بیعت و تعلق رکھتے اور خطوط بھیجتے رہتے تھے لیکن کبھی کام کی بات پوچھتے نہیں تھے۔ حضرت ہمیشہ ان کو تنبیہ فرما دیتے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی کام سے دور کی باتیں بھر کر خط بھیجتے تھے۔ آخر میں ان کے ایک خط کا جواب حضرت نے تحریر فرمایا جو نیچے تحریر کیا جاتا ہے۔

تمام خط فضول مضامین میں سے بھرا ہوا تھا۔ آخر میں کچھ تھوڑی کام کی بات تھی۔ جس میں معمولات کے بارے میں مضمون تھا (حضرت نے تحریر فرمایا) میں مگر (آپ کے خط کا) خاتمہ ایسا خوب صورت تھا کہ واہ واہ (اتنے عرصے سے) ابھی تک بارہ تسبیح اور ایک پارہ تلاوت اور مناجات مقبول ہی کو کافی سمجھا ہوا ہے۔ اب اضافہ پوچھا جا رہا ہے۔ تنہائی کافی ملنے کے باوجود اب اضافہ کا ہوش آیا ہے۔ اب سمجھ میں آیا کہ آپ کو مجھ سے مناسبت نہیں ہے۔ (اس لئے آپ اپنے لئے) دوسرا شیخ مقرر کر لیجئے۔

اس کے بعد ان صاحب کا جو خط آیا وہ جواب کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے

حَالؒ: آج فجر کی نماز کے بعد میرے خط کے جواب میں حضرت کا خط مبارک موصول ہوا۔ حضور نے خط کے آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ آپ کو مجھ سے مناسبت نہیں ہے دوسرا شیخ مقرر کر لیجئے۔ اس جملہ کو پڑھ کر پریشانی اور فکر سے ایک عجیب وحشیانہ حالت ہوئی ہے نہ کھانا کھایا جاتا ہے نہ کسی کام میں جی لگتا ہے۔

ابھی ظہر کی نماز کے بعد اپنے مالک حقیقی خداوند کریم کی پاک درگاہ میں بہت ہی خشوع خضوع سے دعا کی

ہے اس کی درگاہ عالی سے قوی امید ہے کہ اس بے کس (اکیلے، محتاج) بے قرار کی دعا قبول فرمائے گا۔ (میرے حضرت اقدس!) اس جملہ سے میری جو حالت ہوتی ہے اس کو میں بات کے لمبا ہو جانے کے خوف کی وجہ سے عرض نہیں کر سکتا ہوں۔ (میرے حضرت) اللہ تعالیٰ کے لئے (مجھے) معاف فرمائیے۔ (میں) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میری تلاش اور جستجو میں (مجھے) آپ سے زیادہ اس (سلوک کے) راستے میں کامل، تجربہ کار اور اپنے مریدوں پر شفقت کرنے اور اس (سلوک کے) مشکل راستے میں پوری طرح کام آنے والا کوئی نظر نہیں آیا۔ نہ ہی مجھے آپ جیسا مرشد قیامت تک مل سکتا ہے۔ خدا کے لئے اپنے دروازے سے اس ناچیز کو دور نہ کریں۔ بھلا جب مجھے آپ جیسا مرشد مل ہی نہیں سکتا بغیر کسی زیادتی کے پہلا مبالغہ سو بار قسم کھا کر کہتا ہوں اگر خط کے لمبا ہونے اور اس لمبے ہونے کی وجہ سے حضور کی ناراضگی کا خوف نہ ہوتا تو میں کئی صفحوں پر اس خط کو لکھتا۔ اگرچہ اس خط کا کچھ حصہ حضرت کو شاید پسند نہ ہوگا مگر میں اپنی اتنی حالت عرض کیے بغیر رہ نہیں سکتا (اس لئے یہ اتنی حالت تو عرض کر ہی دی)۔ اب میں مسجد میں بیٹھ کر قسم کھا کر لکھتا اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں آج سے پوری کوشش، توجہ محنت اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس (سلوک کے) راستے کو طے کروں گا۔ اگر اس میں میری طرف سے حضور کو کوئی سستی یا غفلت معلوم ہو تو حضور (اپنے) پرانے خادموں میں شمار فرما کر جو سزا مناسب سمجھیں ضرور دیں۔ اگر حضور کے پاس رہے بغیر میری حالت اچھی نہیں ہو سکتی تو حضور مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں۔ (میں حاضر ہوں گا) اللہ تعالیٰ کی قسم آخرت کی کامیابی کے مقابلے میں مجھے دنیا کی کامیابی اور بہتری کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اس پہلے خط میں جو اضافے کی درخواست کی تھی اس دن سے ہی جو وقت کام سے بچا رہتا ہے اس میں فجر اور مغرب کے بعد ایک پارہ کی جگہ تین پارے اور ایک گھنٹہ اسم ذات پڑھتا ہوں تاکہ کوئی وقت ذکر کے بغیر نہ رہے۔

پہلے والے معمولات یہ ہیں: تہجد کے بعد بارہ تسبیح، فجر کے بعد ایک پارہ تلاوت، ظہر کے بعد حضور کے مواعظ میں سے کوئی وعظ جو حسن العزیز الامداد وغیرہ میں ہو ایک آدھ گھنٹہ اور مغرب اور اوابین کے بعد عشاء تک بچوں کو قرآن مجید پڑھاتا ہوں۔ اب یہ وقت ذکر اسم ذات کے لئے مقرر کر لیا ہے۔ آئندہ جو ارشاد فرمائیں گے عمل کروں گا۔ عشا کے بعد مناجات مقبول پھر آرام کرتا ہوں۔ باقی جو وقت نہیں لکھا وہ سرکاری مدرسہ میں بچوں کو قرآن مجید، دینیات اور اردو کے سبق پڑھانے کا ہے۔

(میرے) حضرت! پہلے کے معمولات میں اضافہ نہ کرنے کی چند وجوہات تھیں ورنہ احقر بہت کچھ اضافہ کرتا۔ اکثر دماغ کی کمزوری اور بہت سی بیماریاں تھیں۔ تندرستی، صحت کے زمانے میں قحط کی وجہ سے مدرسہ کے

اوقات کے علاوہ مغرب کے بعد قرآن مجید کی گھریلو تعلیم اجرت پر تھی۔ خیر خدا کے لئے اس مرتبہ کی خطا اور غفلت معاف فرمائیے۔ آئندہ صرف کام کی باتوں کے علاوہ فضول باتیں نہیں لکھوں گا۔

تحقیق: مجھے (آپ سے) کوئی دشمنی تو نہیں ہے۔ اگر راہ (سلوک) پر چلتے رہو تو میں خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ (آئندہ) معمولات بھی لکھو اور حالات بھی لکھو اس کے علاوہ کوئی دوسرا مضمون مت لکھو۔ ہر ہفتہ ایک خط بھیجو جو ایک صفحہ سے زیادہ نہ ہو۔

حال: میں ایک عرصے پہلے کسی وقت امروہہ میں کچھ اہل تصرف کی توجہ کے حلقے میں بیٹھا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت کے پاس دو تین دن گیا تو حالت درست ہوگئی۔ یہ حالت پہلے تھی (کہ حالت درست ہوئی) لیکن اب آفت یہ ہے کہ اس (حضرت کے پاس آنے جانے) سے بھی اثر نہیں ہوتا ہے۔ بہت سوچا تو معلوم ہوا کہ دو باتوں میں سے کوئی ایک تو ضرور ہے کہ یا تو میرا دل بہت سخت ہوگیا ہے یا شاید میرے حال پر حضرت کی عنایت پہلے جیسی نہ رہی۔

تحقیق: یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ جب موثر (جس پر اثر ہو) میں جوش اور گرمی نہیں رہتی ہے تو اس کو (آنے جانے سے اثر ہونے) کا اثر محسوس نہیں ہوتا ہے اگر چہ اثر ہوتا ہے۔

حال: ان میں سے جو بھی ہو (مجھے) بڑی مشکل کا سامنا ہے کس طرح کام چلے:

تو بتقصیر خود افتادی ازیں در محروم　　از کہ می نالی و فریاد چرامی داری

ترجمہ: ”تو اپنی ہی غلطی کی وجہ سے اس در سے محروم ہوا ہے اس لیے اب کیوں روتا ہے اور کس سے فریاد کرتا ہے۔“

مگر ؎

نفس وشیطان چو پسندید بچاہم انداخت　　دستگیرار نشود است تہمتن چہ کنم

ترجمہ: ”نفس و شیطان نے جب چاہا گمراہ کیا مجھے ـــــ کوئی قوی میری مدد نہ کرے تو میں کیا کروں۔“

تحقیق: سب کا حاصل یہ ہے کہ طالب کی جانب سے حالات کی اطلاع ہو اور اس پر جو مشورہ دیا جائے اس کا اتباع ہو۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا فضل ضرور ہو جاتا ہے۔

حال: مجھے ایک پریشانی یہ ہے کہ مجھے وحشت کا ایک مرض ہے۔ ایک کام دیر تک کرنے سے گھبرا جاتا ہوں۔

پڑھانے میں ایک تو مختلف اسباق ہونے کی وجہ سے نیا پن رہتا تھا دوسرے برسوں سے اس کی عادت پڑ گئی تھی جس کی وجہ سے دل گھبراتا نہیں تھا۔ مگر ذکر میں تھوڑی دیر بعد دل گھبرانے لگتا ہے۔ پھر ہمت (بھی) کمزور ہے۔

تحقیق: اگر قوت کمزور نہیں ہے تو ہمت تو ارادے کا نام ہے۔ جس کو فوراً کرنا اختیاری بات ہے، اگر چہ گھبرانا اختیاری چیز نہیں ہے اس لئے اس کا دور کرنا بھی اختیاری نہیں ہے۔ لیکن اس کے چاہنے کے مطابق عمل نہ کرنا اور کام پورا کرنا تو اختیاری ہے۔ بس اسی کو (اختیار کرنے اور کام پورا کرنے) پر (اللہ تعالیٰ کا) فضل ہو جاتا ہے۔ ترتیب السالک کا مطالعہ کرنے سے اس بات کی شرح ہو جائے گی۔

حال: اُن باتوں کا خیال کر کے ناامیدی ہو جاتی ہے۔

تحقیق:

ع ناامیدی را خدا گردن زدہ است

ترجمہ: "ناامیدی کی اللہ تعالیٰ نے گردن ماری ہوئی ہے۔"

یہ ناامیدی راہ سلوک کی حقیقت نہ جاننے کی وجہ سے ہے۔

حال: حضرت! اللہ تعالیٰ کے لئے میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرے لئے کام آسان ہو جائے یا میں مقصود تک پہنچ جاؤں یا اس کی طلب میں (ہی) کام ہو جائے۔

تحقیق: یہ یا کیا (کہ یا یہ ہو جائے یا ہو جائے یا یہ ہو جائے) بلکہ یہ سارے کام ہی مطلوب ہیں۔ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ مگر ان کے حاصل ہونے کا طریقہ وہی عادت کی شرط ہے (کہ ہر کام کی عادت بنالی جائے اور اس کو ہمیشہ کیا جائے) "وھو الذی قد اخبرت عنه قریبا" (اور وہ شرط عادی وہی جو میں نے ابھی قریب میں ہی بتائی ہے)۔ (وہ وحشت کے حال کی تحقیق میں ہے)۔

حال: حضرت کی توجہ سے ساری مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔

ہمتم بدرقہ راہ کن اے طائر قدس کہ دراز است رہ مقصد و من نوسفرم

ترجمہ: "میری رہنمائی کیجیے اے میرے مقدس شیخ —— میں نیا مسافر ہوں اور میرا سفر دراز ہے۔"

تحقیق: رہنمائی کرنے کے بھی وہی معنی ہیں جو تدارک تقصیر میں گزر چکے ہیں۔

حال:

بیمن ہمت حافظ امید ہست کہ باز اری اسامر لیلای لیلة القمر

ترجمہ: ''حافظ کی ہمت کی برکت سے امید ہے ـــــ کہ پھر میں چاندنی رات میں اپنی محبوبہ سے بات کروں گا۔''

دعائے گوشہ نشیناں بلا بگر داند   چرا بگوشہ چشمے بما نمی نگری

ترجمہ: ''گوشہ نشینوں کی دعائیں بلائیں ٹالتی ہیں تم گوشہ چشم سے ہمیں کیوں نہیں دیکھتے ہو۔''

تحقیق: میں یہ کہتا ہوں کہ۔

ع   چرا بدیدن ما سوئے تو نمی نگری

ترجمہ: ''ہمارے تمہاری طرف دیکھنے کو تم کیوں نہیں دیکھتے ہو۔''

شاید آپ بھول گئے ہیں کہ آپ کے متوجہ نہ ہونے کے زمانے میں کئی مرتبہ میں نے اپنے دل سے چاہا کہ کچھ کرنا چاہئے تو کیا (متوجہ نہ ہونے کے زمانے میں تو توجہ کی) اور اب متوجہ ہونے کے زمانے میں توجہ نہیں کروں گا۔

حال: میری حالت بے ڈھنگی ہے۔ اس کی وجہ سے شاید ہفتہ میں دوبارہ اطلاع کرنی پڑے۔ اگر حضرت کچھ دنوں کے لئے اس کی اجازت مرحمت فرمادیں تو بہت ہی عنایت ہوگی۔

تحقیق: ضرورت کے وقت سب کو اور آپ کو ہمیشہ اس کی اجازت ہے۔

حال: آپ کو اپنے حالات کی اطلاع دینا ضروری ہے اس لئے ہر طرح کی اطلاع دینا ضروری ہے۔ ورنہ آج کل جی یہ چاہتا ہے کہ خاموش اور (سب کچھ) بھولا ہوا رہوں۔ لیکن اطلاع دینی بھی ضروری ہے کہ اگر اطلاع نہ دی جائے تو آئندہ ترقی کا سلسلہ رک جاتا ہے۔ بلکہ جو ترقی موجود ہوتی ہے وہ بھی جاتی رہتی ہے۔

تحقیق: ہاں! اکثر یہی ہوتا ہے (کہ اطلاع دینی ضروری ہے) لیکن (آپ کے لئے) اب اتنا کافی ہے کہ جو حالت سمجھ میں نہ آئے صرف اس کی تحقیق کر لی جائے۔

حال: کبھی کبھی خواب سے دل میں خوشی ہوتی ہے کہ یہ (خواب) اچھا ہوگا۔

تحقیق: یہ خیال صحیح ہے۔ حدیث شریف میں اچھے خواب کو خوشخبری فرمایا ہے۔

حال: حضور کو ہر حالت میں اطلاع کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اکثر گناہ سے طبیعت رکتی ہے۔

تحقیق: یہ دل کے صحت کی طرف آنے کی علامت ہے۔ اس عادت کو ترک نہ کریں۔

حَال: حضور نے سفر سے منع فرمایا تھا۔ لیکن مجبوری کی وجہ سے تین چار دن کا ایک سفر کرنا پڑا۔ نکاح کی شرکت تھی۔ جن صاحب کا نکاح تھا وہ مجھ سے ناراض تھے۔ میرے نہ جانے سے ناراضگی میری طرف سے سمجھی جاتی حالانکہ میں ناراض نہ تھا۔ دوسری بات یہ کہ انتظامی کاموں میں کچھ خدمت میرے ذمہ بھی تھی۔ جناب (سے گزارش ہے کہ) دعا کے ساتھ اجازت عنایت فرمائیں۔ اس کی برکت سے اور ہمت بھی کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کام میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

تحقیق: دینے اور روکنے والا میں کون ہوں۔ مگر میری رائے اب بھی نہیں بدلی ہے۔ ان کا شبہ ایک کارڈ (لکھ کر اس کے ذریعے) سے دور کیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ طریقہ اس ناراضگی کے شبہ کو دور کرنے کا ہے۔ اگر یہ طریقہ ان کے لئے کافی نہ ہو تو آپ پر کیا ملامت ہوگی۔ ہاں اگر ان سے کسی نقصان کا خوف ہے تو اور بات ہے۔

رہا انتظامی خدمت تو وہ انتظام ہی فضول ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ طبیب صرف مریض کی خواہش کی وجہ سے نسخہ بدلتا نہیں ہے۔

حَال: بعض مرتبہ ذکر کرتے وقت (میری) ایسی حالت ہوتی ہے کہ اپنے پاس والوں کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی ہے۔ یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: اس طرح پوچھنا ادب کے خلاف ہے۔ طالب کے دو کام ہیں۔ ایک (اپنے حالات کی) اطلاع کرنا دوسرے اعمال کے بارے میں معلوم کرنا کہ اب میں کیا (عمل) کروں۔

حَال: (میرے خط کے جواب میں آپ کا) خط مبارک آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ معمولات کے ساتھ حالات بھی لکھا کرو۔ ابتدا (خط) میں خواب کا کچھ حال لکھا گیا تھا۔ اس کا جواب ملا کہ ہم کو خواب کی تعبیر سے کچھ مناسبت نہیں ہے۔ اس (جواب) کی وجہ سے کچھ حالات لکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تحقیق: کیا حالات خواب ہی میں ہوتے ہیں۔ جاگنے کی حالت میں کیا کچھ حالات نہیں ہوتے ہیں؟ کیا فضول و بے کار عذر ہے۔

سُؤال: ایک صاحب نے اپنی پریشانی لکھی کہ ان کو وسوسے بہت ہوتے ہیں۔ وہ وساوس بھی ایسے تھے کہ جیسے کچھ نہ جاننے کی حالت ہو۔ یعنی شک کسی چیز میں شک پھر اس میں بھی شک کہ شک ہوا ہے یا نہیں۔ ان کو یہ

جواب دیا گیا۔

جواب: بحمد اللہ مجھے وسوسے کے بارے میں اتنا تجربہ ہے کہ شاید ہی کسی کو ہو۔ اس کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ سارے وسوسے ہیں۔ اور (اس وسوسے) کے ہونے میں جو شک ہے کہ (یہ وسوسہ ہے یا نہیں) وہ بھی وسوسہ ہے۔ اگر میرے تجربہ کار ہونے میں شک ہو تو یہ بھی وسوسہ ہے (اس کی) بالکل پرواہ نہیں کیجئے۔ میری بات مان لیجئے۔ وسوسہ میں نجات کا راستہ بات ماننا ہی ہے۔ تحقیق کرنا نقصان دہ ہے۔ یعنی تکلیف دہ ہے۔ مگر گناہ اس میں بھی نہیں ہے۔

اس پر سائل نے یہ اطلاع دی جو نیچے لکھی جارہی ہے۔

حال: احقر کو بہت سکون ملا۔ اللہ تعالیٰ حضور والا کو دونوں جہاں میں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین! گویا حضور والا مجھے دوبارہ ایمان کی دولت عطا فرمادی۔ ورنہ ان وسوسوں کی وجہ سے مجھے اپنے ایمان میں بھی شک ہوگیا تھا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

سوال: تربیت السالک کے مطالعہ سے اکثر اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ باتیں (جن کا علاج تجویز کیا جاتا ہے) ہم میں بھی ہیں۔ اس لئے یہ باتیں حضور کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہر شخص اپنے حالات (یعنی بیماری) کے مطابق خود (علاج) وعمل کرے۔

جواب: جس کو اس فن کی سمجھ بہت ہو صرف اس کو اجازت ہوسکتی ہے (ہر کسی کو نہیں)۔

مرید کو پیر سے فائدہ ہونے کے لئے دونوں کے مزاج کا ایک ہونا شرط ہے

حال: حضرت اقدس! السلام علیکم وعلی من لدیکم۔ حضور والا کو یہ تو معلوم ہوگا کہ بندہ محتاج سلسلہ فلاں سے منسلک ہے اور ایک شیخ سے بیعت ہوا کہ ان جیسا ظاہری باطنی کمالات والا آج تک نظر سے نہیں گزرا۔ ان کے اخلاق کا اخلاق محمدیہ ہونے کا اعتراف نہ صرف ان کے سلسلہ (اور ان سے تعلق رکھنے) والوں کو ہے بلکہ دوسروں کو بھی ہے۔ مگر افسوس بدقسمتی سے اپنی غفلت کی عادت کی وجہ سے اس ذات کہ جس سے روحانی و جلالی جمال ظاہر ہوتا ہے فائدہ نہ اٹھا سکا۔

حضرت مولانا ــــــ قدس سرہ کی محبت کا نقش دل پر ابھی تک مضبوط (جما) ہوا ہے اور یہ یقین ہے کہ

ساری زندگی رہے گا۔ بڑے بڑے نامور مشائخ نظر آئے مگر واللہ ثم باللہ مولانا کے عشر عشیر (دسواں حصہ) بھی نہ لگے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ یہ میری محرومی ہے یا ایک دن یہ چنگاری سینکڑوں من غفلت کے ڈھیر سے نکلے اور میرے وجود کو جلا ڈالے گی۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام　　　بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ترجمہ: ''سارا عالم گھوم پھر چکا اور محبوبوں کی محبت آزما چکا ہوں ـــــ بہت ساری حسینائیں دیکھ چکا ہوں لیکن تو (ان سب سے مختلف) کوئی دوسری ہی چیز ہے۔''

لیکن اس کے باوجود مولانا کی حیات ظاہری میں دل کچھ اس زمانے کے شیخ العالم اور شیخ کل جو حرم محترم میں تھے ان کی طرف مائل تھا۔ اگر چہ اپنے پیر ہی کو حصول فیض کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ میں نے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں ایک کارڈ اپنے (حضرت کی) زیارت کے شوق اور دعا کی درخواست لکھ کر مدرسہ حظاہر العلوم سہارنپور بھیجا۔

زبان پر خدایا یہ کس کا نام آیا کہ
میرے نطق نے بو سے میری زباں کے لئے

اگر چہ اس کارڈ کا جواب نہیں ملا اور چند ماہ بعد حضرت حاجی صاحب کا وصال ہو گیا، مگر وصال کے بعد بندہ نے ایک خواب دیکھا جس سے پورا یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خواب اس کارڈ کا جواب ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی ایسا موقع عطا فرمائیں کہ میں بالمشافہ (آپ کے سامنے بیٹھ کر یہ) خواب عرض کروں اور پھر (انتہائی) ادب کے ساتھ (آپ سے) التجا کروں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس خواب کی تعبیر پوری فرمائیں جواب آپ کے قبضہ میں ہے۔ لکھ کر اس خواب کو بیان کرنے سے غیرت روک رہی ہے۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم　　　گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

ترجمہ: ''میں (شرم کی وجہ سے) اپنی آنکھ اور کان سے غیرت ختم کر دوں ـــــ نہ تجھ کو دیکھوں نہ تیری بات سنوں (یعنی مجھے شرم آرہی کہ خواب بیان کروں)۔''

حضرت مولانا انتقال فرما گئے۔ مولانا کے بعد دنیا اندھیری نظر آتی ہے۔ اس تاریکی میں چاروں طرف دیکھتا اور اندھوں کی طرح تلاش کرتا ہوں مگر اس میں نا امیدی اندھیرے کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے۔ رہ رہ کر دل سے کہتا ہوں۔

تہی دستاں قسمت راچہ سود از رہبر کامل　　　کہ خضر از آب حیواں تشنہ می کرد سکندر را

ترجمہ: ''رہبر کامل سے انہیں کیا فائدہ حاصل ہو جن کی قسمت میں ہی کورا پن لکھا ہو خضر بھی سکندر کو آبحیات سے پیاسی لائے۔''

(مطلب یہ ہے کہ اگر قسمت ہی کوری ہو تو کسی شیخ کامل سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔)

مگر وہ خواب کچھ نہ کچھ امید دلاتا اور تسلی دیتا ہے کہ ''لا تقنطوا من رحمة اللّٰه'' (کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو) (میرے) حضرت جن پر میری روح اور میرے ماں باپ قربان ہوں کی زندگی میں مجھے شروع میں انسان کی کمزوری کی وجہ سے آپ کے بارے میں کچھ شکوک تھے جن کا اظہار میرے لئے شرم و عیب کا سبب ہے۔ مگر الحمدللہ ثم الحمدللہ مظفرنگر میں جمال جہاں آراء (وہ حسن جو جہاں کو زینت بخشے) دیکھنے سے وہ (شکوک کا) اندھیرا رحمت کے نور (روشنی) سے بدل گیا۔ حضور کی زیارت کے وہ سارے وہم و خیال جو دل کے لئے پردہ بنے ہوئے تھے نکال کر پھینک دیئے۔

اے خدا قربان احسانت شوم ایں چہ احساں است کہ قربانت شوم

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیرے احسان پر قرباں ہو جاؤں یہ کیا احسان کہ مجھ پر قرباں ہو جاؤں۔''

(جب سے دیکھا ہے) اس وقت سے دل میں جو آگ ہے وہ روزانہ بڑھ رہی ہے۔ وہ چنگاری جو حضرت مرشدی قدس سرہ نے دل میں پیدا کر دی تھی اور جس پر دنوں کے گزرنے اور غفلت کی عادتوں نے راکھ کے تودے جما دیئے تھے اب پھر دل کی انگیٹھی میں سے حضور کی زبردست بجلی والی کشش کی وجہ سے نکلنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے اب (میرے بارے میں) بے پروائی اور بے غرضی سے کام نہ لیجئے اس راستے کو گم کر دینے والے کی مدد (و رہنمائی) فرمایئے اور جس نہ ختم ہونے والی دولت کی (طلب و) خواہش نے وقت کی کامل شخصیت کے مبارک ہاتھ میں میرا ہاتھ دیا تھا۔ (لیکن) میں پھر بھی اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اس دولت سے محروم رہا اللہ تعالیٰ کے لئے وہ (ہمیشہ نہ ختم ہونے والی دولت تو مجھے) عطا کر دیجئے کیونکہ آپ کے شیخ طریقت کی وصیت بھی خواب کے ذریعے میرے بارے میں ہے اس وقت میری حالت بالکل اس شعر کے مطابق ہے۔

دوگونہ رنج عذاب ست جاں مجنوں را بلائے صحبت لیلیٰ وفرقت لیلیٰ

ترجمہ: ''مجنوں کی جاں کو تو دوہرا عذاب و رنج ہے ـــــ لیلیٰ کی جدائی مصیبت بھی اور صحبت کی نزاکت بھی۔''

مدرسہ اسلامیہ میں حضور اقدس کی زیارت کا شوق (لکھا) اس کے بعد ملازمت کی موجود پریشانیاں (مثلاً تنخواہ کا وقت پر نہ ملنا یا کبھی کبھی چندہ وصول کرنے جانا) لکھ کر مشورہ طلب کیا تھا کہ مسجد کی امامت بہتر ہے کہ

مدرسہ میں پڑھانا اور آخر میں اپنے خط کے طویل ہونے کی معذرت چاہی تھی۔

تحقیق: آپ کا خط جو بغیر تکلف کے صحیفۂ صدق (سچا خط) کہنے کے لائق ہے (میرے) دل کے کھلنے کا سبب ہوا اس لئے میں یہ (بات) ضروری سمجھتا ہوں جو کچھ دل میں آیا ہے وہ صحیح صحیح بتا دوں۔

وہ چند باتیں یہ ہیں۔

1. اس (سلوک کے) راستے میں ہر صاحب طریق (شیخ و پیر) کا طریقہ الگ الگ ہوتا ہے۔
2. فائدہ کے لئے دونوں کے مزاج کا ایک ہونا شرط ہے۔
3. شیخ بنانے میں جلدی کرنا اس راستے میں منع ہے۔
4. لمبی صحبت اٹھائے بغیر کسی کا مزاج معلوم نہیں ہوتا ہے۔
5. میرا مزاج مولانا مرحوم کے مزاج سے بہت سی باتوں میں الگ ہے۔

یہ سب ابتدائی باتیں تھیں۔ اب مقصودی بات عرض کرتا ہوں۔ مجھے کسی بھی مسلمان کی خدمت سے انکار نہیں ہے۔ لیکن (اوپر بیان کی گئی باتوں کی وجہ سے بات یہ ہے کہ) آپ کے لئے فائدہ اسی میں ہے کہ آپ (مجھے شیخ بنانے کی) تجویز میں جلدی نہ کیجئے (یہ تیسری بات ہے) کیونکہ شاید میرا مزاج آپ کے مزاج سے جدا ہو۔ (یہ پہلی بات ہے) جس کی وجہ سے آپ کو فائدہ نہ ہو (یہ دوسری بات ہے) بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملاقات بار بار کی جائے اور پرکھا جائے یا لمبی خط و کتابت کی جائے جو ملاقات کی طرح ہے کے حکم میں ہے۔ (یہ چوتھی بات ہے) اس لئے اگر آپ مولانا مرحوم کے مزاج میں رنگے ہوئے ہوں گے تو میرے مزاج سے دلچسپی نہیں ہوگی (یہ پانچویں بات ہے) اگرچہ آپ مجھ سے بدگمان بھی نہیں ہوں گے (اور یہ اختلاف) اجتہادی یا فطری (کوشش اور طبیعت کے) اختلاف کی وجہ سے ہو۔ اگر (آپ مولانا کے) پورے رنگ میں نہ رنگے ہوں گے یا اس میں کچھ تبدیلی آ گئی ہوگی اور حالات کے بدلنے سے ایسا ہو بھی جاتا ہے تو (پھر) شاید آپ کو مجھ سے مناسبت ہو جائے۔ اس کے بعد جو رائے اختیار کی جائے گی وہ شمار کے قابل ہوگی۔

اگر ایسا نہ ہو تو شاید آپ کو (مجھے شیخ بنانے کے بارے میں) اپنی رائے بدلنی پڑے اور اس بات کو ظاہر کرنے سے بدمزگی پیدا ہوگی اور اگر اس بات کو چھپایا جائے تو (دل کے) تنگ ہونے اور دھوکہ میں پڑنے کا سبب ہوگی یہ دونوں ہی باتیں نقصان دہ ہیں۔

اس جگہ کی مناسبت سے بغیر پوچھے ہی اپنے مزاج کے بارے میں چند باتیں بتا دیتا ہوں۔ ان بہت سی باتوں میں چند باتیں یہ ہیں۔

❶ میری توجہ خواب کی طرف نہیں ہوتی ہے۔
❷ میں تصرفات سے خوش نہیں ہوتا ہوں۔
❸ رسموں کے پیچھے نہیں چلتا ہوں۔ اگر چہ وہ اس میں مباح ہی کیوں نہ ہوں۔
❹ میرا مزاج اعراض کرنے والے کے پیچھے نہ پڑنا ہے۔
❺ مجھے صرف اعمال کا اہتمام ہے حالات کا نہیں ہے۔
❻ میرے نزدیک مجاہدہ گناہوں کو چھوڑنا اور مباح کاموں کو کم کرنا ہے نہ کہ مباح کاموں کو چھوڑنا ہے (مباح کام وہ کہلاتے ہیں جن کے کرنے اور نہ کرنے میں کوئی ثواب نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی پکڑ ہوتی ہے) اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔
❼ سنجیدگی کے نہ ہونے سے مجھے تنگی ہوتی ہے۔

آخری بات کے (تدریس یا امامت میں کون سی چیز اختیار کی جائے) بارے میں عرض یہ ہے کہ میں تعلیم (یعنی تدریس) کے کام کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں جبکہ تنخواہ میں پریشانی نہ ہو۔ چندہ کی وصولی کو سب سے برا سمجھتا ہوں۔ اگر چندے کی وصولی کے بغیر تدریس نہ ملے تو آخری درجہ امامت وغیرہ ہے۔

تھوڑی تھوڑی بات کے بارے میں مشورہ دینا معمول کے خلاف ہے (اس لئے اوپر مجموعی طور پر قاعدے بیان کر دیئے ہیں تھوڑی تھوڑی باتوں کو) ان (قاعدوں) کے مطابق سمجھ لیجئے (آخر میں جو خط کے لمبے ہونی کی معذرت چاہی تھی اس کے بارے میں عرض ہے کہ) ضرورت کی وجہ سے خط کے لمبے ہونے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

جو آدمی دین کی خدمت کر سکتا ہو اس کا دین کی خدمت کرنے سے بچنا

سُؤال: اگر خود میں دین کی خدمت کرنے کی قوت (اور صلاحیت) ہے اور خود کو اس خدمت کے قابل نہ سمجھ کر یا فتنہ میں مبتلا ہونے کے ڈر سے خدمت دین نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ تو نہیں ہوگی؟

جَواب: (اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ) نہیں ہوگی جبکہ دوسرے خدمت دین کے قابل لوگ خدمت دین کر رہے ہوں۔

سُؤال: یہ بات اس لئے عرض کی کہ (یہ) خادم اپنے وطن میں موجود مدرسہ جو اس کے زیر اہتمام ہے صرف دو ماہ کے لئے اس سے الگ ہونا چاہتا ہے۔ دوسرے حضرات نے اس کا ذمہ لے لیا ہے۔

جَواب: جب تک اس مدرسہ کا پورا حال معلوم نہ ہو (میں) کوئی مشورہ نہیں دے سکتا ہوں۔

کسی کا شیخ کی اجازت کے بغیر تعلیم کرنا

سوال: (مجھے) حضرت کا ایک ملفوظ (فرمان) یاد ہے کہ (کسی کو) اگر شیخ کسی وجہ سے (تعلیم کی) اجازت نہ دے اور مرید اپنے اندر (تعلیم کرنے کی) اہلیت (قابلیت وصلاحیت) پائے تو (اس کو) تعلیم (کرنے) کی اجازت ہے۔ (پوچھنا یہ ہے کہ) یہ (اجازت کے بغیر تعلیم کرنا) شیخ کی زندگی میں ہے یا موت کے بعد ہے۔

جواب: جب زندگی میں شیخ کو بتا کر اجازت لے سکتے ہیں تو بغیر اجازت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

سوال: اس اہلیت (قابلیت کے پرکھنے کا) پیمانہ کیا ہے؟

جواب: ذوق کی باتیں بتائی نہیں جا سکتی ہیں۔ جیسا ہوتا ہے اور قلب بھی سلیم (صحیح) ہے تو خود دل شہادت دیتا ہے شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کرنے سے دل سلیم ہوتا ہے۔

سوال: اگر یہ معلوم ہو پھر بھی تعلیم نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی پکڑ تو نہیں ہوگی؟

جواب: پکڑ نہیں ہوگی جبکہ دوسرا کام کرنے والا قابل موجود ہو۔

(تعلیم کی) اجازت حاصل کرنے کی شرائط

ایک صاحب جن کو (تعلیم کی) اجازت دی گئی تھی ان کا پہلا خط۔

حال: مولوی ...... صاحب بنگالی جو حضرت کی اجازت سے (مجھ) احقر کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ (میں) ان کی حالت بہت اچھی اور بلند پاتا ہوں بلکہ اس قابل سمجھتا ہوں کہ ان کو (تعلیم و) تلقین کی اجازت دے دی جائے۔ مجھے ان میں نسبت کے آثار (علامتیں) معلوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا مناسب (معلوم ہوتا) ہے کہ اب حضرت والا ان کو اپنی تربیت میں لے لیں۔ اگر وہ حضرت کے نزدیک بھی اجازت (دیئے جانے) کے قابل ہوں تو (ان کو) اجازت عطا فرمائیں۔

تحقیق: وہ اس وقت جا رہے ہیں۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ اس بارے میں ان کا امتحان لے سکوں۔ لیکن اگر وہ آپ کے نزدیک اجازت دیئے جانے کے اہل ہیں تو (آپ) اپنی طرف سے اجازت دے دیں۔ کیونکہ میں نے جن کو (تعلیم کی) اجازت دی ہے ان کو اس بات کی (بھی) اجازت دی ہے کہ وہ (بھی) جس کو (تعلیم کا) اہل سمجھیں اجازت دے دیں۔ وہ اجازت ان ہی کی طرف سے ہوگی۔

''ان صاحب کا دوبارہ خط آیا''

حال: حضرت والا کے امتحان لئے بغیر مجھے مولوی صاحب کو اجازت دینے کی جرات نہیں ہوتی ہے۔ مجھے

حضرت والا کے ہوتے ہوئے خود اجازت دینے کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ ہاں! (میں نے) ان کی تسلی کے لئے اتنا کہہ دیا ہے کہ الحمد للہ! میرے نزدیک آپ کو تمکین کی نسبت عطا ہوگئی ہے۔ کیونکہ (یعنی یہ اس لئے کہا کہ) طالب کو تربیت کرنے والے کے بتائے بغیر قرار نہیں ہوتا ہے اور وہ خود کو محروم ہی سمجھتا ہے۔ اب آئندہ وہ حضرت والا کی خدمت میں اپنے احوال کی اطلاع کرتے رہیں گے۔ حضرت جو مناسب خیال فرمائیں ان شاء اللہ وہی بہتر ہوگا۔

تحقیق: بہت اچھا۔ جس طرح اجازت کے حاصل ہونے کے لئے نسبت (کا حاصل ہونا) شرط ہے اسی طرح ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ تربیت اور اصلاح کرنے کے طریقوں سے (بھی) واقف ہو جائے تاکہ طالبین کی خدمت کر سکے۔

شیخ کی صحبت کی ضرورت

حال: (حضرت میرے لئے) اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت نکال دیں کہ کم از کم دو تین مہینہ کے لئے بالکل فارغ ہو کر حضرت کے پاس رہوں۔ کئی مرتبہ دل میں یہ بات آئی کہ آدھا دن کام کیا کروں اور آدھا دن حضرت کے پاس بیٹھا رہوں مگر ضرورتوں کی وجہ سے مجبور ہوں۔ دو بچے ایک بیوی ایک میں چار آدمی ہیں۔ بہت ہی کم خرچ رکھتا ہوں مگر ہر چیز مہنگی ہے کام ہی نہیں چلتا۔ (آنے کے بارے میں) ظاہر میں تو بالکل ناامیدی ہوگئی ہے کہ کس طرح فارغ ہو سکتا ہوں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے کوئی صورت نکال دیں گے ان کے نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اس دعا کی سب سے زیادہ بہت ضرورت ہے۔

تحقیق: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ بیوی کو دو مہینہ اس کے ماں باپ کے گھر ان ان سب (بیوی اور ان کے گھر والوں) کی خوشی سے چھوڑ دیا جائے۔ اس طرح آسانی سے موقع مل سکتا ہے۔

حال: احقر کافی عرصے سے (ایک) کامل پیر کی تلاش میں رہا۔ اس درمیان میں (میں نے) تین بار حضور خواب میں دیکھا جس کی تفصیل نیچے ہے۔

پہلی مرتبہ دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے خواب میں کہہ رہا ہے: تم حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی تصوف کی کتابیں دیکھو۔

دوسری مرتبہ دیکھا کہ میں حضور بابرکت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں جہاں تھا حضور کسی کام سے وہیں

تشریف لا رہے تھے۔ اچانک (میں نے) دیکھا کہ سارا حجرہ منور اور روشن ہو گیا۔

تیسری مرتبہ دیکھا کہ حضرت والا مجھے روٹی عنایت فرما رہے ہیں۔

جب سے میں نے خواب دیکھا ہے میرا دل بہت ہی بے چین ہو گیا ہے۔ میری حالت ایسی نہیں ہے کہ میں حضور کے ہاں دو چار مہینہ قیام کر سکوں۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ دس پندرہ دن کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے برے اخلاق کی اصلاح کراؤں۔ صرف جناب کی اجازت کا انتظار ہے۔

تحقیق: اخلاق کی اصلاح کے لئے آنے کی اجازت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ علم کے حاصل کرنے میں حرج نہ ہو۔

حال: افسوس ہے کہ وساوس پھر غالب آجاتے۔ دل چاہتا تھا کہ اس پریشانی کے وقت میں حضور کی خدمت میں رہنا شاید میرے لئے جلدی اثر ہونے کا ذریعہ ہوتا۔ لیکن مفلسی کا خیال روک دیتا ہے۔ شاید حضور کو یاد ہو کہ خط لکھا تھا کہ نانا صاحب نے مجھے کھانے کپڑے کے علاوہ چار روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ اگر وہ اپنا وعدہ پورا کریں تو شاید حضور کی خدمت میں رہنا (مجھ) خادم کے لیے آسان ہو جائے۔ مگر افسوس دو مہینہ ہو گئے انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اب حضور سے عرض ہے کہ میرے لئے کوئی نکلنے کا راستہ بتائیں تاکہ میں اسی پر عمل کروں۔ میرے لئے دعا بھی فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ (مجھے) ہمت مستقل مزاج اور (اعمال میں) استقامت عطا فرمائیں اور دین و دنیا کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائیں۔

اب نانا صاحب کے وعدے وعید کو تو دیکھ لیا۔ اب (میرا) ارادہ ہے کہ نانا صاحب کو لکھوں کہ یا تو (مجھے) چار روپیہ ماہانہ عطا فرمائیے یا میرا حساب کر کے جو کچھ مجھے دے دیجئے میں اس کا جو چاہے کروں۔ پوچھنا یہ ہے کہ حضور کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ جو حکم ہو اس پر عمل کروں۔

تحقیق: مشورہ تو کچھ سمجھ میں آتا نہیں ہے (ہاں) دعا کرتا ہوں اگر (میرے یہاں) رہنے کو دل چاہے تو کوئی تکلف نہیں ہے، ان شاء اللہ چار روپیہ ماہانہ میں دے دیا کروں گا۔

حال: اللہ تعالیٰ (مجھے) وہ دن بھی دکھائیں کہ (میں خوب) دل بھر کر (آپ کی) خدمت میں رہوں۔

تحقیق: ہاں (یہ) ہونا تو ضروری ہے ابھی (تو) ہانڈی کے نیچے آگ جلی ہے پکنا (ابھی) باقی ہے۔

طالب کو رائے دینے کا (کوئی) حق نہیں ہے

حال: حضرت میرے لئے اگر کوئی دین کی طرف مائل ہونے کی تدبیر مناسب ہو تو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مریض کو (اپنے علاج کے بارے میں) رائے دینے کا کوئی حق نہیں ہے ورنہ وہ (مریض نہیں بلکہ) طبیب ہوگا۔

حال: میں نے اس ابتلا (مرض، آزمائش) کے بارے میں حضرت کی جتنی (بھی) تحریرات پڑھی ہیں یاد آتا ہے کہ وہ سب ازالہ کی ہیں۔ (اس لئے مائل کرنے کی تجویز کی رائے دی ہے)۔

تحقیق: ﴿بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه ولما ياتيهم تاويله﴾

ترجمہ: ''بلکہ انہوں نے جھٹلایا اس چیز کو جس کو اپنے علم سے احاطہ نہ کر سکے (یعنی علم سے نہ سمجھ سکے) اور ابھی تک ان کے پاس اس کی حقیقت نہیں آئی ہے۔''

حال: (ان تمام تحریرات کا ازالہ والا ہونا اور علاج کی تدبیر کے مائل کرنے کا ہونے کی وجہ سے) خیال ہوتا ہے کہ شاید مائل کرنے کی تدبیر (اس لئے فرمائی) کہ اس میں خرابیاں بھی ہوسکتی ہیں۔

تحقیق: طالب کا خیال ہی کیا کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔

حال: (میرے) حضرت! مجھے آپ کی دعا اور توجہ کی بہت ہی ضرورت ہے۔ (اس لئے) اگر کوئی ایسی صورت ہو جس سے حضرت (مجھ پر) مہربان ہو جائیں تو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: لم افهم ما اردتم به: اس (سوال) سے آپ کا جو مقصد ہے وہ میں نہیں سمجھا۔

حال:

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں ۔۔۔ می دہد یزداں مراد متقیں

ترجمہ: ''تو جو چاہتا ہے چاہ لیتا ہے خدا ـــــ مراد متقیوں کی پوری کر دیتا ہے خدا۔''

مراد ماہمہ موقوف یک کرشمہ تست ۔۔۔ ز دوستان قدیم قدر ایں رہی دریغ مدار

ترجمہ: ''تیرے ایک کرشمے سے ہماری مرادیں برآئیں ـــــ تو اپنے پرانے یاروں سے انکار نہ کر۔''

تحقیق: انکار نہ کرنے کو (اگر) انکار سمجھ لیا جائے تو اس کا کیا علاج ہے۔

حال: حضرت نے بندے کے لئے جو اوراد اور ذکر کے وظیفہ ارشاد فرمائے یا قصد السبیل سے (دیکھ کر کرنے کے لئے) فرمائے تھے (وہ سب) الحمدللہ! کرتا ہوں۔ (اب مزید عرض یہ ہے کہ) کوئی مراقبہ تحریر فرما دیجئے جو (میرے) بے چین دل کی تسکین کا ذریعہ ہو جائے (میری) طبیعت (بھی) گھبراتی ہے اس کے بارے میں پہلے بھی لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی تدبیر فرمائیے۔

تحقیق: مراقبہ کا مناسب یا مفید ہونا یا گھبراہٹ کو مرض سمجھنا اور اپنی رائے سے ہے اس کے علاج کے لئے مراقبہ کو تجویز کرنا اس کا آپ کو کیا منصب (رتبہ، درجہ) حاصل ہے۔ کیا یہ (مرض کو تشخیص کر کے علاج تجویز کرنا) ایسا ہی نہیں ہے کہ مریض طبیب سے کہے کہ میرے لئے کوئی سہل تجویز کر دو۔ پھر تو ایسا شخص خود ہی طبیب ہے مریض کہاں ہے۔ مرض کی تشخیص کرنا ہی بڑا کام ہے اور باقی تشخیص کے بعد دوا کی تجویز تو کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جب مرض ہی کی تشخیص کر لی تو علاج بھی کتابوں میں مل جائے گا۔ طبیب اور پیر سے علاج و دوا پوچھنا فضول ہے۔ باطنی احوال کے بتانے کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کرنا چاہئے۔

شیخ کے علاوہ کسی کو (اپنے) معمولات نہیں بتانا چاہیے

سؤال: آپس میں بعض دوست ایک دوسرے کو اپنے معمولات بتاتے ہیں یعنی ہم یہ کرتے ہیں یہ (معمولات دوسروں کو بتانا) کیسا ہے؟ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے معمولات کسی کو نہیں بتانا چاہئے۔

جواب: نہیں بتانا چاہئے۔

سؤال: مبتدی سالک (جو راہ سلوک کی ابتدا میں ہو) کو اپنی کوئی حالت یا خواب شیخ کے علاوہ (اپنے) کسی بھروسے والے یا بغیر بھروسے والے کو بتانا چاہئے یا نہیں۔

جواب: نہیں بتانا چاہئے۔

سؤال: ان ہی سلوک کی راہ کے دوستوں میں سے ایک صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت مولانا مدظلہ سے دو زادہ (بارہ) تسبیح کی اجازت لے کر شروع کرو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (اس سے) اللہ تعالیٰ کی رضا اور صحبت کی منزلیں جلدی طے کر لو گے۔

اگر میرے حال کے مناسب ہو تو بندہ ڈرتے ڈرتے ان کی اجازت کی درخواست کرتا ہے ورنہ (یعنی اگر میرے حال کے مناسب نہ ہو تو) اپنی جہالت اور کم سمجھی کو اس غلطی کا سبب سمجھ کر معافی کی درخواست کرتا ہے۔

﴿والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس﴾

ترجمہ: ”غصہ کو پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے“

تحقیق: ان دوست کو منع کر دیجئے کہ (مجھے) مشوروں سے معاف رکھئے۔ مجھے (اجازت طلب کرنا) طبیعت

پر بوجھ محسوس ہوا۔ صرف اپنے معمولات لکھ دیا کیجئے جو مناسب ہوگا تعلیم کر دیا جائے گا۔

پیر کو کسی سے سلام اور پیغام بجھوانا اور ادب کا مدار عرف (عام بول چال) ہونا

سُؤال: (میں رسالہ) النور کو بھی پڑھتا ہوں۔ اس میں پیر کے حقوق کے سلسلہ میں چند حقوق نمبروار بیان کئے گئے ہیں۔ ان حقوق میں دو حقوق احقر کی سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پیر کو کسی کے ذریعے سلام اور پیغام نہیں پہنچانا چاہئے۔

حدیثوں میں اس یہ بات ثابت ہے (کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہنچاتے تھے)۔

جَواب: حدیث میں جائز ہونا ثابت ہے نہ کہ واجب ہونا۔ مشائخ حدیث کے مقابلے سے بچنے کے لئے اس کے جائز ہونے کا انکار نہیں کرتے (بلکہ) اس کو خلاف ادب کہتے ہیں۔ ادب کا مدار عرف پر ہے۔ زمانے کے بدلنے سے مدار بدل سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح فرمایا کرتے تھے۔ اب بزرگوں کے ساتھ مزاح کرنا ادب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

پیر کے بیٹھنے کی جگہ کی طرف نہ تھوکنا

سُؤال: دوسرا نمبر یہ کہ پیر جس جگہ بیٹھتا ہو اس طرف اگر شیخ موجود نہ بھی ہو تو تھوکنا نہیں چاہئے۔ یہ بات حدیث لا تطرونی کے صاف خلاف ہے۔ (حدیث لا تطرونی کا مطلب یہ ہے کہ میری تعریف کر کرنے میں مبالغہ نہ کرو)۔

جَواب: اطراء شرعی حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں اگر کوئی شخص ادب کی وجہ سے ایسا کرے اور عقیدے میں کوئی خرابی نہ ہو (کہ اس کو واجب یا ثواب کی چیز سمجھتا ہو) تو وہ شرعی حد سے کہاں نکلا ہے۔

سُؤال: (یہ باتیں) جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ کے رسالہ میں ہیں۔

جَواب: میں نے دیکھا نہیں ہے۔ اگر ہو تو اس صورت میں یہ جواب ہے۔

شیخ کو ہدیہ دینے کی شرائط

حَال: خدمت سے مقصد یہ ہے کہ اگر خدمت قبول کی جائے تو اپنی پاک اور طیب کمائی سے جب بھی اور جتنا بھی دل میں بھیج دیا کروں۔

تحقیق: اس (ہدیہ بھیجنے) میں چند شرطیں ہیں۔

1. (ہدیہ بھیجنے کی) پابندی نہ ہو۔
2. (ہدیہ) اتنا زیادہ نہ ہو کہ (قبول کرنا) طبیعت پر بوجھ ہو۔
3. (ہدیہ سے) یہ مقصد نہ ہو کہ میری یعنی پیر کی توجہ (ہدیہ دینے والے کی طرف) زیادہ ہوگی۔

سوال: اپنی حالت بتانا چاہتا ہوں الحمدللہ! اب حضرت کی بابرکت توجہ کی وجہ (میری) توجہ اپنے باطنی امراض کی طرف ہونے لگی ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

حال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ بعض دوست کبھی کبھی میرے لئے جو ہدیہ بھیجتے ہیں میں نے اپنے نفس کو لالچ سے بچانے کے لئے ان ہدیوں کو واپس بھیجنا شروع کر دیا ہے۔ ایک صاحب کا خط آیا کہ میں جب سہارنپور آیا تھا تو مجھے تم سے خوشی ہوئی تھی۔ میں تمہارے لئے ایک جوتے کا جوڑا بھیجوں گا۔ میں نے ان کو جواب لکھ دیا کہ (اگر تمہارے خط میں) میری طرف سے خوشی ہونے کا ذکر نہ ہوتا تو میں اس ہدیہ کو قبول کر لیتا مگر (اس ذکر کرنے کی وجہ سے) اخلاص میں کچھ شک ہو گیا ہے۔ (کہ آپ کو میری طرف سے خوشی ہوتی اور اس کی وجہ سے یہ ہدیہ بھیجنا چاہتے ہیں) آپ صرف بدلہ کے لئے (یہ ہدیہ) بھیجنا چاہتے ہیں اس لئے اگر ہدیہ آئے گا تو میں واپس کر دوں گا۔

چنانچہ ابھی تک تو آیا نہیں اگر آئے گا تو واپس کرنے کا ارادہ ہے۔

تحقیق: (آپ کی) رائے بالکل صحیح ہے۔ اخلاص میں شک کیا اخلاص کا نہ ہونا یقینی ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ اہل دین کو کیسا حقیر (چھوٹا) سمجھتے ہیں۔

حال: لیکن ہدیہ واپس کرنے سے بعض دوستوں کو رنج ہوتا ہے۔ وہ تقسیم خلوص کا دعوی کرتے ہیں۔ ظاہری طور پر ان کے دعوے کو جھٹلانے والی کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ ایسے ہدیوں کے بارے میں کیا کروں؟

تحقیق: صرف جھٹلانے والی کوئی چیز نہ ہونا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اپنے دل کی سکون واطمینان کے ساتھ گواہی بھی ہونا چاہئے کہ اس میں اخلاص ہے۔ اس وقت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ اس ہدیہ کی حیثیت زیادہ نہ ہو اور اصل ہدیہ کی پابندی نہ ہو اور ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ اس ہدیہ کا قریبی سبب صرف جس کو ہدیہ دیا جائے اس کی محبت ہو نہ کہ اس کے کسی دنیاوی یا دینی بڑے کے تعلق کی وجہ سے

ہو ہاں اگر کوئی دور کا سبب ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (اس کی مثال یہ ہے) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت نبوت کی وجہ سے ہے لیکن ان کو ہدیہ دینے کا سبب محبت تھی نہ کہ نبوت خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

بیعت مناسبت کے بعد کرنا چاہئے

تحقیق: (آپ کے) سلسلے (مریدین) میں داخل ہونے کو دل چاہتا ہے۔ اس وجہ سے اصرار نہیں کرتا کہ شاید کمترین اس لائق نہ ہو ورنہ (حضرت کے) اس آستانے کے علاوہ غلام کا کوئی (دوسرا) ٹھکانا نہیں ہے۔ چاہے تو حضور اپنے سلسلہ میں داخل فرمائیں یا یونہی رہنے دیں۔ آپ سے اعتقاد کے بارے میں اتنا عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کسی دوسرے سلسلہ میں بیٹھنے اٹھنے سے طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے۔

تحقیق: جس بات سے آپ کو خوشی ہو (یعنی بیعت ہونے یا ایسے رہنے سے) بندہ کو کوئی انکار نہیں ہے۔

پیر مرید میں مناسبت ہونے کی ضرورت

سؤال: بندہ ..... فلاں صاحب سے کچھ (ذکار اوراد وغیرہ) پوچھ لیا کرتا تھا۔ وہ ہمارے مسلک کے خلاف ہیں اور میں ان کی رائے کے خلاف ہوں اس لئے اب ان کو تکلیف دینا چاہتا ہوں اور نہ ہی طبیعت چاہتی ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب (خود ہی اذکار وغیرہ مجھے) بتا دیا کریں یا کسی دوسرے کے حوالے (زیر تربیت) فرمائیں جن سے پوچھ لیا کروں۔

جواب: (تمہیں بتانے میں) مجھے کیا انکار ہے تم سے تو اولاد کی طرح تعلق ہے۔ ابھی مولوی فلاں صاحب کے حوالے کرتا ہوں۔ یہ پرچہ ان کو دکھا دینا۔ وہ تمہیں تعلیم کر دیں گے۔ جب ان کو پچیس مرتبہ اپنے حالات بتا دو تو بعد میں اگر دل چاہے تو مجھ سے پوچھ لیا کرو اور اس کی بھی اجازت ہے کہ اگر چاہو تو ان ہی سے پوچھتے رہو۔

سؤال: حضور (میری اس) غلطی کو (مجھے) بتا دیں اور معاف (بھی) فرما دیں کہ جس کی وجہ سے مجھے (حضور نے خط میں) لکھا ہے کہ آپ کو حضرت مولانا ..... سے تعلق رکھنے سے جلدی فائدہ ہوگا۔ اس (فرمان) کی وجہ میری کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جو حضور کی طبیعت کے خلاف ہو یا کوئی دوسری خاص بات ہے کہ بندے کے لئے حضرت مولانا ..... کی صحبت دین کے بلند فہم (پیدا ہونے) کے لئے بہت جلد اثر کرنے والی ہے۔ (اگر یہ بات ہے تو) حضور سے عرض ہے کہ حضرت مولانا سے (کیا) یہ عرض کروں کہ بندہ کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب زید مجدہ نے حضور کی خدمت میں بھیجا ہے یا خود ہی اپنے طور پر رہنے کا خیال ظاہر کروں۔

جواب: خدانخواستہ (میرے) اس مشورہ کا سبب نہ ناراضگی ہے اور نہ کوئی غیبی راز ہے۔ (بلکہ) بات صرف یہ ہے کہ میرے مزاج میں تنگی ہے اور دوسرے حضرات کے اخلاق میں وسعت (کشادگی زیادہ) ہے اس لئے اس تنگی کی وجہ سے میرے اور آپ کے مزاج میں مناسبت نہیں ہوتی ہے اور نفع کے لئے مناسبت شرط ہے۔ جہاں توسع (کشادگی) ہے وہاں چھوٹے چھوٹے واقعات سے اثر نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے مزاج میں مخالفت نہیں ہوتی ہے (کہ چھوٹی چھوٹی باتیں نظر انداز ہو جاتی ہیں تو اگر مزاج میں مخالفت ہو بھی تو ختم ہو جاتی ہے اس لئے اگر وہاں فائدہ کی امید ہے۔

رجوع کرنے کے مضمون میں آپ کو اختیار ہے خواہ میرا نام لیں خواہ خود ہی اپنا خیال ظاہر کریں۔

حال: (اور مجھے) بعض بزرگوں سے محبت تھی وہ بھی کمزور ہوگئی ہے پہلے کبھی کبھی میں سمجھتا تھا یہ جو بعض بزرگوں سے محبت ہے یہ اپنے شیخ کی محبت میں رکاوٹ ہوگی (مگر اب) وہ بھی نہیں رہی الحمد للہ! یکسوئی ہے۔

تحقیق: توحید (کا) مطلب یہی ہے اصل یہ ہے کہ آپ پر پہلے ظاہریت کا غلبہ تھا اس لیے ان ہی بزرگوں سے مناسبت تھی جن پر ظاہر کا غلبہ ہے۔ حاجی صاحب! سچ کہتا ہوں اہل باطن آج کل بہت کم ہیں الا ماشاء اللہ۔

اب (حال یہ ہے کہ) آپ پر باطن کا غلبہ شروع ہونے لگا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مکمل فرمائیں۔ میں ان آثار سے بہت خوش ہوا۔ یہ آپ کے دل سے حجاب (پردہ) کے ہٹنے کے آثار ہیں جو میرے اور آپ کے درمیان حائل تھا اب اس مناسبت کی برکات انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے مگر آپ خود ان برکات وغیرہ کے منتظر نہ رہیں سب کی نفی کریں۔

دوبارہ بیعت کرنا

سوال: اب میری ایک عرض یہ ہے کہ کافی دنوں سے میرا جی چاہتا تھا کہ میں حضرت سے بیعت (ہونے) کی درخواست کروں لیکن اب تک اسی لئے رکا رہا کہ میں نے مفتی احمد علی صاحب مرحوم سے اپنا (بیعت ہونے) کا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر حضرت نے انکار فرمایا: (میں) حضرت حاجی صاحب کے مریدوں کو بیعت کرنا خلاف ادب سمجھتا ہوں۔ اب میرے دل میں اس خواب سے مزید حرکت پیدا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے کہ بیعت معیت اور اعتقاد سے اونچی چیز ہے کیونکہ میں نے حضرت والا کا نام مبارک لیا مگر کافی نہیں ہوا۔ (اس لئے) اگر حضرت کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو حضرت والا مجھ کو (ظاہر) صورت کے اعتبار سے بیعت فرمالیں حقیقت میں تو بیعت ہے ہی اور اگرچہ آپ پہلے پسند نہیں فرماتے تھے مگر وہ جوش کا زمانہ تھا اس وقت دوسری حالت تھی۔

جواب: اگر استخارہ کرنے کے بعد بھی بیعت ہونے کا رجحان ہو تو اطلاع دیجئے۔

حال: (مجھے) بعض بزرگوں سے کچھ محبت تھی وہ کم ہوگئی ہے۔ پہلے کبھی کبھی میں سمجھتا تھا کہ (مجھے) جو کچھ بزرگوں سے محبت ہے شاید وہ حضور کی محبت میں رکاوٹ ہو اب وہ بھی نہیں رہی ہے۔ الحمد للہ یکسوئی ہے۔

تحقیق: توحید کا مطلب یہی ہے اصل (بات) یہ ہے کہ پہلے آپ پر ظاہر کا غلبہ تھا اس لئے آپ کو ان بزرگوں سے زیادہ مناسبت تھی جن پر ظاہر کا غلبہ ہے۔ حاجی صاحب! سچ کہتا ہوں باطن والے لوگ اس وقت بہت کم ہیں الا ماشاء اللہ۔ اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ باطن کا غلبہ شروع ہونے لگا ہے، اللہ تعالیٰ مکمل فرمائیں۔

مجھے ان آثار (وعلامات) سے بہت خوشی ہوئی۔ یہ آثار آپ کے دل سے ان پردوں کے ہٹنے کے ہیں جو میرے اور آپ کے درمیان تھے۔ اب آپ اس مناسبت کی برکات دیکھیں گے۔ مگر آپ خود ان برکات کا انتظار نہ کریں اور ان کو کچھ نہ سمجھیں۔

شیخ سے مناسبت نہ ہونے کے اسباب

حال: (رسالہ) النور میں دو جگہ بعض خادموں کے بارے (لکھا ہوا) دیکھا کہ حضور نے فرمایا تم کو مجھ سے مناسبت نہیں ہے۔ جب (سے) یہ (لکھا ہوا) دیکھا ہے (مجھے) بہت ہی ڈر لگتا ہے کہ اگر خوانخواستہ یہ بات میرے ساتھ پیش آجائے تو (میرا) زندگی گزارنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ آہ یہ وہ میرا داغ ہے جو دشمن کو بھی نہ ملے۔

یہ ڈر اپنے معمولات میں سستی اور استقامت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حضور (میرے لئے) دعا فرمائیں ان شاء اللہ حضور کی دعا مقبول ہے۔

تحقیق: (آپ کے معمولات کی سستی دور ہونے اور استقامت کے لئے) دعا کرتا ہوں۔ مناسبت کا نہ ہونا بات نہ سمجھنے یا نہ ماننے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب یہ بات نہ ہو تو کوئی ڈر کی بات نہیں ہے۔

”طالب کے اخلاق کو بیعت کرنے میں دیکھنا چاہئے نہ کہ تعلیم کرنے میں دیکھنا چاہئے“

سؤال: ہمارے پاس دو شخص آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ بتاؤ۔ اکثر لوگوں میں اخلاص کم نظر آتا ہے، بعض

لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ذکر و اذکار وغیرہ پوچھ کر چلے جاتے ہیں لیکن کرتے نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے ان (دو شخصوں) سے کہا: اس وقت آپ کا آنا دوسرے کام کی وجہ سے ہوا ہے اگر کبھی خاص اسی کام کے لئے آئیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ جو بزرگوں کا بتایا ہوا ہے بتا دوں گا۔ کچھ مدت گزر گئی وہ نہیں آئے اسی طرح تحریر سے یہ (بھی) معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں اخلاص کم ہے۔

مگر مجھے (اس طرح لوگوں کو واپس کرنے سے) یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ تو مجھ سے ناراض تو نہیں ہو جائیں گے۔ اس سے بھی ڈر لگا کہ کہیں یہ حضور کے حکم کی مخالفت تو نہیں ہو جائے گی حضور نے مجھے اس خدمت کا حکم فرمایا ہے۔ دل پر اس وقت ایک بوجھ اور شرم کی کیفیت بہت ہوتی ہے کہ کیا ہم اس لائق نہیں ہیں۔

ان میں سے ایک شخص ہمارے بزرگوں کے معتقدین میں سے تھا۔ میرے ذہن میں آیا کہ جو لوگ ہمارے بزرگوں کے نسل در نسل صرف نام کے معتقدین ہیں ان کو ہمارے بزرگوں کے علاوہ کسی دوسرے (بزرگ) کے پاس جانا ایک عار (عیب) لگتا ہے اس لئے یہ دوسروں کے پاس نہیں جاتے۔ لوگوں کے یہ کہنے سے بھی ڈرتے ہیں کہ (لوگ کہیں گے) اپنے مرشدوں کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس گئے۔ میرے خیال میں آیا کہ اس عار کی وجہ سے ان لوگوں کو ہم سے فائدہ نہیں ہوگا تو ایسے لوگوں کو دوسرے حضرات کے پاس جانے کی ترغیب دی جائے تو بہتر ہے۔

(پوچھنے کی بات یہ ہے کہ) کیا میرا یہ خیال صحیح ہے یا غلط اور بیعت اور تلقین میں لوگوں کے اخلاص اور کام کرنے کی اچھی نیت دیکھنے کے لئے (بیعت میں) تاخیر کرنا صحیح ہے یا نہیں یا جو لوگ آئیں ان کو ان کے کہنے پر فوراً بغیر سوچ اور تاخیر کے بیعت اور تلقین کی جائے۔

جَوَابٌ: آپ کی سمجھداری اور اخلاص سے (مجھے) بہت خوشی ہوئی۔ میرے نزدیک بیعت کرنے میں تو ان سب خیالات کی رعایت کرنا اچھا ہے مگر تعلیم کے لئے کسی خیال کی طرف توجہ نہ کریں۔ (جو بھی آئے) سب کو طریقہ بتا دیں اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اخلاص پیدا ہونے کی امید ہے۔

گناہ کرنے سے بیعت کا نہ ٹوٹنا

سُؤَالٌ: اگر کوئی شخص کسی پیر کا مرید ہے اور اس سے کوئی گناہ کبیرہ زنا یا کوئی حرام کام ہوا تو کیا اس سے بیعت باقی رہتی ہے یا (ٹوٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے) دوبارہ بیعت ہونے کی ضرورت ہے۔

جَوَابٌ: اس (حرام کام کرنے) سے بیعت تو نہیں ٹوٹتی ہے مگر اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے اگر کوئی بہت

بدپرہیزی کرے تو اس سے اس کی زندگی تو ختم نہیں ہوتی ہے لیکن اس سے قوت اور صحت ایسی خراب ہو جاتی ہے کہ اس کی حالت موت سے بھی خراب ہو جاتی ہے۔

شیخ کے پاس آنے کی شرط

حَالؒ: کبھی دل سے یہ شوق بہت پیدا ہوتا ہے کہ تہجد کے بعد ان لوگوں کی طرح کچھ ذکر کیا کروں جو اپنے مرشد کے سامنے بیٹھ کر ان کے ارشاد کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ اس وقت فوراً یہ خیال بھی آتا ہے کہ مجھ جیسا بھی کوئی بدقسمت اور گناہ گار دنیا میں نہیں ہوگا کہ تقریباً بیعت ہوئے نو سال ہو چکے ہیں ابھی تک حضرت کی خدمت میں خانقاہ میں حاضر نہ ہو سکا۔ بڑی حسرت ہوتی ہے کہ نہ دین کا رہا اور نہ ہی دنیا کا رہا ہوں۔ دنیاوی تعلقات میں روزانہ زیادتی ہوتی جارہی ہے۔ خانقاہ میں حاضر ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکیاں عطا فرمائیں ہیں۔ ان کی شادی کرنے کی بہت ہی فکر ہے۔ آج کل لوگوں کے رہنے سہنے کے طور طریقے دیکھ کر بہت ہی افسوس اور بے چینی ہوتی ہے کہ لوگ غریبوں کو پوچھتے تک نہیں ہیں تو شادی بیاہ کون کرتا ہے۔ اگر حضور کی خوشی ہو تو کسی طرح بھی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت کے پاس کچھ دن رہوں۔

تَحْقِیق: اگر معاش (گذر بسر کی چیز) سے اطمینان ہو یعنی چند دنوں کے لئے آئیں ان کے لئے اگر کچھ (گذر بسر کے) بندوبست کا انتظام ہو تو خبر دیجئے تاکہ مشورہ دوں۔

مرید کرنے کے لئے اہلیت کا ہونا شرط ہے

سُؤَال: عام لوگوں میں سے ایک شخص اپنے شیخ سے تعلیم و تلقین لیتا ہے۔ کسی رات اپنے محلّہ کی مسجد میں نم آنکھوں اور سینہ پر بوجھ لئے ہوئے سویا ہوا تھا۔ اچانک اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "اے شخص اٹھ اور مولوی عبدالرحمٰن کے پاس جا کر ان سے مرید ہو جاؤ۔ یہ شخص نیند سے بیدار ہوا اور میرے پاس آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کے مطابق مجھے تلقین کرو۔ میں یہ بات سن کر حیران رہ گیا میں نے کہا: میں کہاں اس قابل کہ رسول اللہ ﷺ مجھے حکم کریں کیوں کہ میں اپنے میں اس کام کی صلاحیت نہیں پاتا ہوں۔ اب میں (آپ کی خدمت میں) بھیگی آنکھوں اور ننگے سر (یعنی انتہائی عاجزی سے) عرض کرتا ہوں کہ بندہ کے لئے اس شخص کے بارے کیا بہتر ہے فرمائیں۔ ہدایت کا سورج ہمیشہ روشن رہے۔

جَوَاب: اس شخص کا شیخ کہاں ہے اور اس کی کیا حالت ہے؟ صرف تلقین کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے اور

بیعت کرنے کے بارے میں جب آپ کو نہ دیکھ لوں اور آپ میں کچھ نہ دیکھ لوں میں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں۔ کیونکہ خواب شرعی حجت نہیں ہے اور بیعت کے لئے صلاحیت کی ضرورت ہے۔

بیعت کی ضرورت

حَال: (مجھے) اس بات کا یقین تھا کہ جو کام سنت نبوی کی طرف لے جاتا ہو وہ (کام اللہ تعالیٰ کے ہاں) قبول ہے۔ (لیکن) بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ تصوف کا نام تک نہیں جانتے (لیکن) پھر بھی دن رات عبادت میں مصروف رہتے اور رسول اللہ ﷺ کے نام پر قربان ہو جاتے ہیں۔ اگر تصوف کے بعد بھی نتیجہ یہی ہو تو بیعت ہونے سے کیا کوئی نیا فائدہ ہوتا ہے (یا) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت اسلامی کافی ہے۔

تحقیق: یہ یقین صحیح ہے۔ بیعت ہونے کی ضرورت عمومی طور پر نہیں ہے (کہ ہر کسی کے لئے بیعت ہونا ضروری ہے) لیکن (بات یہ ہے کہ) اس (دن رات عبادت کی مشغولی والی) حالت کے باوجود نفس کو دھوکہ ہوتا ہے اور بعض چھپے ہوئے امراض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ بغیر کسی پکے چار پیر کے بتائے بغیر سمجھ میں نہیں آتے۔ اگر سمجھ میں آ بھی جائیں تو ان کا علاج سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ اس لئے (شیخ کا ہونا اور) شیخ سے تعلق ہونا ضروری ہے۔

شیخ سے مناسبت نہ ہونے کی علامات

حَال: ایک بڑے ہی نقصان کی بات اور بڑا برا اور مہلک مرض مجھ میں ہے اور ایک عرصہ سے ہے۔ ہر مرتبہ خط لکھتے وقت بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مگر اب بہت ہمت کر کے لکھتا ہوں۔ آپ ہی سے نہ کہوں گا تو کس سے کہوں گا۔ وہ بات یہ ہے کہ مجھے کئی جگہ حضور کی صحبت حاصل رہی ہے۔ دس بارہ مرتبہ دلی میں، دو مرتبہ تھانہ بھون میں اور سہارنپور، نجیب آباد، سولی، مراد آباد، میرٹھ اور دیوبند وغیرہ میں بھی حضور سے ملاقات ہوئی ہے۔

آپ سے عقیدت، محبت اور ہر وقت آپ کا خیال رہنے کے باوجود میری حالت بہت عجیب ہے اور یہ خبیث مرض مجھ میں ہے کہ آپ کے سامنے آپ کی عقیدت و محبت کم ہو جاتی ہے اور آپ کے پیچھے ذوق وشوق اور بہت انسیت اور محبت ہوتی ہے مگر جیسے ہی آپ کی صورت (مبارکہ) دیکھی اور کچھ دیر پاس بیٹھا تو وحشت ہوتی ہے اور طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔

اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ سے بہت پریشان رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جلد ہی اس کا علاج فرمایئے۔ یہ حالت بہت ہی خطرناک ہے میں تو سمجھتا ہوں۔

ع صحبت عیسیٰ بنائے خر کو انسان کس طرح

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

ناقص کا صفا کیش سے نہ مطلب برآئے جو کور ہو اسے عینک سے کیا نظر آئے

خدا کے لئے جلدی سے (میری) خبر لیجئے میری تو حالت ایسی ہوگئی ہے جیسے عارف شیرازی فرماتے ہیں۔

زروئے دوست دل دشمناں چہ دریابد چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

ترجمہ: ''دوست کے چہرے سے دشمنوں کے دل کو کیا حاصل ہوگا —— بجھا ہوا چراغ کہاں اور آفتاب کی شمع کہاں۔''

کیا ظاہر میرا دوست اور باطن دشمن ہے (یا) حضرت سے جدائی (ہی) بہت مفید ہے اور ملنا بہت ہی نقصان دہ ہے۔ ملنے کی تمنا اور شوق بہت بڑھا ہوا ہے ہر وقت تسلی دیتا ہوں کہ۔

زود باشد کہ بباید سلامت یارم اے خوش آں روز کہ آید سلامت برما

ترجمہ: ''یقیں کامل مجھے اب جلد ہوگا میرا کام کیسا پیارا دن ہوگا جس میں ہوگا میرا کام۔''

جواب: یہ (حالت) محبت وعقیدت کی کمی (کی وجہ سے) نہیں ہے بلکہ مناسبت کے نہ ہونے کی وجہ سے وحشت ہے۔ اس وحشت کی وجہ محبت کی کمی کا شبہ ہوتا ہے۔ مناسبت زیادہ پاس نہ رہنے اور مزاج نہ پہچاننے کی وجہ سے ہے۔ مزاج نہ پہچاننے ہی کی وجہ سے آپ سے بعض کام مزاج کے خلاف بھی ہو جاتے ہیں جس سے آپ کے دل پر کچھ وحشت ہو جاتی ہے۔

اس کا علاج ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی نقصان دہ چیز نہیں ہے۔ لیکن علاج کے ضروری نہ ہونے کے باوجود بھی اگر علاج کے لئے دل چاہتا ہے تو (میرے) پاس زیادہ رہنے یا بار بار آنا جانا لازمی کرلو۔

شیخ سے محبت کا ہونا اللہ تعالیٰ سے محبت ہونے کی علامت ہے

حال: کچھ دن ہوئے ایک مرتبہ نماز کے درمیان حضور کا اور اللہ جل شانہ کا خیال آیا۔ نماز کی توفیق عطاء کرنے پر اللہ تعالیٰ کا احسان ذہن میں آیا اور سیدھے راستے پر حضور کے فیض سے چلنے کی وجہ سے حضور کا خیال آیا (یعنی اللہ تعالیٰ اور حضور کا دونوں کا خیال آیا) تو حضور سے ایسی محبت محسوس ہوئی کہ جیسے حضور کا تصور میرے دل کے اندر سرایت کرگیا کہ میرے دل میں صرف حضور ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خیال اتنا نہ رہا جتنا حضور کا تھا (یعنی دونوں خیالوں میں حضور کا خیال زیادہ رہ گیا)۔

نماز کے بعد حیرت میں ڈوبا رہا کہ یہ بات کیا ہے (کہ اللہ تعالیٰ پر حضور کا خیال غالب آیا) کئی دنوں سے لکھنے کا ارادہ تھا کہ حضور کو لکھوں لیکن اس ڈر سے کہ یہ اچھی بات نہیں ہے نہیں لکھا۔ پھر یہ خیال آیا کہ اگر اچھی بات بھی نہیں ہے تو بھی حضور سے عرض کرنی چاہئے۔ اس لئے التجا کی کہ حضور میرے دل کی اصلاح کے لئے خصوصی طور سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے (مجھے) صراط مستقیم پر جمائے رکھیں۔ ﴿ان القلوب بين الاصبعين من اصابع الرحمن يقلبها كيف يشاء﴾ (کہ دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں ان کو جیسے چاہے پلٹ دیتے ہیں) کا خیال کر کے طبیعت بہت بے چین رہتی ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت کوئی خراب کیفیت نہیں ہے اس لئے اس کے علاج کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ نہ جاننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے کم ہونے کا خیال پیدا ہو گیا ہے ورنہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی محبت زیادہ (اور غالب) ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی محبت کے زیادہ ہونے کی) دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی آپ سے کہے کہ ان دو محبتوں میں سے جس کو پسند کرو صرف ایک محبت ہی رہ سکتی ہے تو اس وقت یقینی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کی محبت رہ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے غالب ہونے کی یہ واضح دلیل ہے۔ یہ (اللہ تعالیٰ کی) محبت طبعی ہونے کے باوجود عقلی محبت کی طرح ہے (کہ اگر عقل کے اعتبار سے دیکھا جائے تو عقلی بات ہی صحیح ہے لیکن دوسری چیزوں کے مقابلے میں وہ عقلی بات کم لگتی ہے جیسے عقلی اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی کی محبت اصلی اور حقیقی ہے لیکن شیخ سے انس ہونے کی وجہ سے شیخ کی محبت زیادہ محسوس ہوتی ہے مگر جہاں دونوں کا مقابلہ آئے تو آدمی شیخ کے مقابلے اللہ تعالیٰ ہی کی محبت کو اختیار کرتا ہے اور کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) اس کی علامتیں نازک ہیں (جس کی وجہ سے ہر وقت یہ محسوس نہیں ہوتی ہے اور) جس کی وجہ سے اس کے کم ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے ورنہ قوی یہی (اللہ تعالیٰ کی محبت) ہے۔ انسان کو بھی اسی عقلی محبت کا حکم ہے (کہ اس اعتبار سے محبت حقیقی اللہ تعالیٰ ہی سے ہو اس لئے آپ) بالکل مطمئن رہیں۔

اس کے علاوہ (ایک بات یہ بھی ہے کہ) شیخ کی محبت اللہ تعالیٰ ہی کی محبت ہے کیوں کہ شیخ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے ہی ہے وجہ یہ ہے کہ شیخ سے محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے حاصل ہونے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہی شیخ کی محبت کے لئے ذریعہ ہیں (کہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہی شیخ کی محبت ہوئی) اب پہلی محبت اللہ تعالیٰ کی ہے (جو خالص ہے اس میں دوسری کوئی چیز نہیں ہے) دوسری محبت شیخ کی محبت ہے (جس میں شیخ کی محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو محبت اکیلی ہوگی جس میں ایک چیز صرف اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور وہ محبت جس میں

دو چیزیں ہوں ایک شیخ کی محبت دوسرے اللہ تعالیٰ کی محبت تو ان دونوں میں وہ محبت جو اکیلی ہوگی وہ اس محبت سے زیادہ ہوگی جس میں دو چیزیں ہوں تو اللہ تعالیٰ کی محبت شیخ کی محبت کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔

شیخ اور رسول کی محبت کا سعادت کی کنجی ہونا

حَالْ: جس وقت رسول مقبول (ﷺ) اور آپ کا ذکر سنتا ہوں رونے کی ایک حالت ہو جاتی ہے اور ضبط سے کام لینا پڑتا ہے۔

جَوَابْ: یہ حالت تو اعلیٰ درجہ کی حالت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت پھر شیخ کی محبت کامیابی کی چابی ہے۔ مبارک ہو۔

حَالْ: (مجھے اپنے) دل میں حضور والا کی محبت بہت ہوتی ہے۔ حضور کبھی اپنی طبیعت کے ضعف وغیرہ کو بیان فرماتے ہیں تو اس وقت دل میں تیر سا لگ جاتا ہے اور دل سے یہ بات نکلتی ہے کہ "لا زالت شموس فیوضکم" کہ آپ کے فیوض کے سورج کبھی غروب نہ ہوں حتیٰ کہ ہم ہی حضور سے پہلے مر جائیں۔

تَحْقِیقْ: ان شاء اللہ یہ معلم کی صحبت مقصود تک پہنچنے کی چابی ہے جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں۔

شیخ کی محبت

حَالْ: بفضلہٖ تعالیٰ ایک چیز پہلے سے مجھے حاصل تھی مگر آج کل اس میں زیادتی ہے اور وہ چیز حضور کی محبت ہے۔ بس یہی جی چاہتا ہے کہ (حضرت کے) چہرۂ مبارک کو دیکھتا رہوں۔ اگر حضرت کا رعب نہ ہوتا تو پیشانی مبارک پر بوسہ دیتا، سینہ سے لپٹ جاتا اور پیروں پر لوٹتا۔

تَحْقِیقْ: شیخ کی محبت کامیابی کی چابی ہے۔

حَالْ: بس (میری) یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی محبت میں اور ترقی نصیب فرمائیں۔ جی چاہتا ہے کہ مجھے حضرت کی طرح چلنا، بات کرنا، طریقہ اور انداز نصیب ہو جائے۔ اس کے حاصل ہونے کے لئے حضرت دعا فرمائیں۔

تَحْقِیقْ: دل و جان سے (دعا کروں گا)۔

حَالْ: اس محبت کی وجہ سے التماس ہے کہ حضرت عصر کی نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر جو پڑھتے ہیں، جو پیشانی پر لکھتے ہیں اور جس دعا میں محبت پڑھتے ہیں مجھے بھی (ان کی) اجازت عطا فرما دیں۔ اگر تکلیف نہ ہو تو ان

(سب چیزوں) کا فائدہ بھی بتا دیں۔ میں نے لوگوں سے یہ دونوں دعائیں معلوم کر لی ہیں۔

تحقیق: (آپ کے معلوم کر لینے کے باوجود بھی) میں دوبارہ لکھ دیتا ہوں۔

سر پر ہاتھ رکھ کر "بسم اللّٰہ الذی لا الہ ھو الرحمن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن" **ترجمہ:** میں نے اللہ تعالیٰ کے نام سے نماز ختم کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے اللہ! "آپ مجھ سے فکر و رنج کو دور کر دیں۔" یہ دعا حصن حصین میں ہے اور اس کا فائدہ اس کے ترجمہ سے ہی ظاہر ہے۔

پیشانی پر صرف لفظ لکھتا ہوں اور اس کا فائدہ کسی دلیل سے معلوم نہیں ہے بچپن سے پڑھنے کی عادت ہے۔

جس دعا میں محبت ہے وہ دعا یہ ہے کہ "اللھم اعط محمد الوسیلۃ واجعل فی المصطفین محبتہ فی العالمین درجتہ وفی المقربین دارہ" قاضی ثناء اللہ صاحب نے کسی تصنیف میں فائدہ لکھا ہے بچپن میں دیکھا تھا اب یاد نہیں ہے۔

حال: اس پہلے والے خط میں جو شکایت (بیماری، الجھن) لکھی تھی کہ معمولات ادا کرتے وقت (ایک) بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ الحمد للہ وہ شکایت اب ختم ہوگئی ہے۔ (اسی طرح اس سے پہلے والے خط میں جو حضرت کے پاس ہے) لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی برکت سے نماز کے ہر رکن میں ایک خاص لطف نصیب ہوتا ہے۔ التحیات درود اور دعا میں ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور جب حضرت تکبیرات انتقال ادا کرتے ہیں تو کلیجہ اچھلنے لگتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک نئی بات یہ ہوئی کہ جب اسم ذات وغیرہ سے فارغ ہوا مناجات مقبول جو آج صبح نہیں پڑھی تھی اس کو بھی پڑھ کر فارغ ہوکر اپنے حجرہ کی طرف چلا تو ایسا لگا کہ کسی نے پکڑ کر روک لیا اور حضرت کی محبت کا جوش پیدا ہوا اور رونا شروع ہوگیا اور بار بار یہ شعر زبان پر جاری ہوگیا۔

آنا نکہ بنظر خاک را کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

ترجمہ: "مٹی جن کی اک نظر سے سونا ہو جائے ــــ کاش کہ ان کی نظر ہم پہ ہو جائے۔"

اپنے دل کو بہت سمجھاتا رہا کہ حضرت نے تو بہت نظر کی (جس کی وجہ سے) تم کیا تھے اور کیا ہوگئے یہ سب حضرت کی نظر نہیں تھی تو اور کیا تھا۔ دل کی طرف سے جواب ملتا تھا کہ بے شک حضرت کی نظر تھی۔ مگر تمنا اور زیادہ

(نظر ہونے) کی ہے اور یہ اشعار بھی پڑھتا تھا۔

ایکہ تو ہر خار را گلشن کنی دیدہ ہرکور را روشن کنی

ترجمہ: ''تو ہی کانٹے کو پھول بناتا ہے ـــــ تو ہی اندھے کو بینا بناتا ہے۔''

آخر جب نہ رہا گیا تو حضرت کے سامنے جا کر بیٹھ گیا وہاں بھی روتا ہی رہا۔ خیال تھا کہ جب تک حضرت بیٹھے رہیں گے (حضرت کا) چہرۂ مبارک دیکھتا رہوں گا حافظ صاحب (حضرت سے) آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ اس خیال سے چلا آیا کہ شاید کوئی راز کی بات ہو۔ آنے کے بعد کھانا کھا کر سو گیا۔ دو خواب دیکھے جن کو آگے لکھتا ہوں۔

❶ خواب میں دیکھا کہ حضرت مجھے تسلی دے رہے ہیں کہ تم دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بڑے اولیاء کے علاوہ کسی چیز سے بھی مت ڈرو۔ مگر آج جو غم لکھا اس کی وجہ خوف نہ تھا بلکہ حضرت کی محبت اپنی کمی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا شوق وجہ تھی۔

❷ (خواب میں) دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے لوگ حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ بخاری شریف شروع کرنے کی بات چل رہی ہے کہ حضرت بخاری شریف پڑھائیں گے۔ وہ جماعت جو بخاری شریف شروع کرنے والی ہے اس جماعت میں میں بھی ہوں۔ حضرت نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور تشریف لائے۔ حضرت کی داڑھی جتنی ہوتی ہے اس سے کچھ بڑھی ہوئی ہے اور ہر طرف سے برابر تراشی ہوئی نہیں ہے بلکہ کہیں سے بڑی اور کہیں سے چھوٹی ہے۔ چہرہ مبارک حضرت کا بہت نورانی ہو رہا ہے۔ حضرت بیٹھے اور بخاری شریف شروع کروائی۔ بخاری کی عبارت پڑھنے والے کوئی اور صاحب تھے جن کو میں پہچانتا نہیں تھا۔ حضرت نے عجیب عجیب نکتے بیان فرمائے جن کو یاد نہ رہنے کی وجہ سے میں بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ تقریر میں یہ بات بھی آئی کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تدبیر پر غالب آتی ہے۔ (ان خوابوں کی) تعبیر بیان فرمایئے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطنی طور پر سنت کے اتباع اور اس کی برکتیں حاصل ہوں گی۔

حال: میرے ماوی (میرا ٹھکانہ) تو آپ ہی ہیں۔ میں نے حضرت کی باتیں مختصر طور سے تقریباً دو سو سے زیادہ جمع کر لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان سے دنیا و آخرت میں بہت فائدہ حاصل کروں گا۔

تحقیق: اگر دل چاہے تو ان (باتوں) کو صاف لکھ کر مجھے دکھا دیجئے۔ نظر ثانی (دوبارہ دیکھنے) سے وہ باتیں معتبر بھی ہو جائیں گی اور دوسروں کے فائدہ کے قابل بھی ہو جائیں گی۔

حال: خادم کی خواہش یہ ہے کہ حضرت کے معمولات اور طور طریقوں کے کچھ اصول معلوم ہوجائیں تو اپنی لکھی ہوئی باتیں بتانے میں بہت آسانی ہوگی۔ مثال کے طور پر حضرت کے معمولات کے دو چار اصول لکھتا ہوں ① لایعنی (غیر ضروری) اور فضول (چیزوں) سے بچنا۔ ② دل کو خالی رکھنا (یعنی کسی شخص یا کسی چیز سے جی نہ لگانا دلی تعلق نہ رکھنا)۔ ③ اوقات کا انضباط رکھنا (یعنی ہر کام کے لئے وقت مقرر کرنا اور اس کام کو اسی وقت مقررہ پر کرنا)۔ ④ مخلوق کو فائدہ پہنچانا اور نقصان پہنچانے سے بچنا۔ امراء (مالداروں) کا جان بوجھ کر احسان نہ لینا۔ اسی طرح اور معمولات بھی ہیں جو مجھے معلوم نہیں یا یاد نہیں ہیں۔

ان معمولات کے معلوم ہونے کے بارے میں گزارش ہے کہ اگر یہ کسی تصنیف میں لکھے ہوئے ہیں تو اس تصنیف کے بارے میں بتادیں یا اگر بلا تکلف حضرت خود اپنے قلم مبارک سے دو چار معمولات تحریر فرمادیں کہ میں اس کو اپنی ساری عمر کے لئے تعویذ بنالوں۔

تحقیق: پہلے تو مجھے اتنی فرصت نہیں ہے (کہ میں تحریر کروں) دوسرے ایک وقت میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں کہاں یاد آسکتی ہیں۔ اس کو لکھنے (اور محفوظ کرنے کا) طریقہ یہی ہے کہ دیکھتے جائیں اور (جو معمول واصول مل جائے اسے) لکھتے ہیں۔ پھر بھی مولوی محمد مصطفیٰ صاحب نے معمولات اشرفی کے نام سے ایک اچھا خاصا مجموعہ لکھا ہے اس سے کافی مدد ملنے کی امید ہے۔

حال: (ذکر و شغل کے) معمولات (الحمد للہ) آسانی کے ساتھ ہوجاتے ہیں۔ گھریلو کام کاج زمینداری کی طرف سے دل کو ایک قسم کی نفرت اور لاپروائی ہوتی جارہی ہے۔ آج کل مزاج میں غصہ زیادہ ہوگیا ہے۔ اگر شریعت کے خلاف کوئی بات گھر والوں یا کسی دوسرے میں دیکھتا ہوں تو سختی سے بات کرتا ہوں۔ گھریلو کاموں میں بھی اکثر جھنجھلا کر جواب دیتا ہوں۔ اپنے ذاتی بناؤ سنگھار یا مال و جائداد کے بڑھانے کی دل میں بالکل کوئی خواہش نہیں ہے۔ نہ ہی اس کی کوئی کوشش کرتا ہوں، ہاں نماز کے بعد یہ اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کرتا ہوں کہ (اے اللہ!) آپ نے مجھے جو کچھ (مال وغیرہ) عطا فرمایا ہے اس کو (ہمیشہ) باقی رکھئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنا سرمایہ اور اتنی جائیداد میرے گذر (بسر) کے لئے کافی ہے۔

اکثر جب کسی کام میں الجھن (اور پریشانی) پیش آتی ہے کہ عدالت جانا پڑے گا تو خیال آتا ہے کہ ان سب مسائل (جھگڑوں، جھمیلوں) سے خود کو الگ کرلوں۔ مگر والدہ اور اہلیہ کے اصرار کی وجہ سے کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہوں، میرے علاوہ دوسرا کوئی اور شخص کام کرنے والا نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں: تمام کاروبار خراب ہو

جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہو جاتا ہے کہ عدالت تک جانا ہی نہیں پڑتا ہے اور کام بھی ہو جاتا ہے۔

لباس کی حالت یہ ہے کہ پہلے شیروانی اور انگریزی بوٹ وغیرہ استعمال کرتا تھا مگر جب سے حضور والا کے لباس کو دیکھا ہے (لباس میں) وہی طریقہ اختیار کر لیا ہے اور اس کے استعمال سے بہت ہی لطف (مزا) آتا ہے۔ لوگوں نے پہلے (اس لباس کا) بہت مذاق اڑایا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھی اس ناکارہ کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ زمینداری وغیرہ کرتے ہوئے طبیعت اس لئے اکتا جاتی ہے کہ نجانے کون سا کام نہ چاہتے ہوئے بھی شریعت کے خلاف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگرچہ جس قدر ہو سکے احتیاط کرتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ تمام حالات پسندیدہ ہیں۔

حال: (ان تمام حالات کے باوجود) صرف اپنے اس خیال پر تقویت ہے کہ تو ایک ایسے فیض کے چشمہ تک پہنچ گیا ہے کہ ''آنکہ واخاک را بنظر کیمیا کنند''۔

ترجمہ: ''وہ لوگ جو اپنی نگاہوں سے خاک کو سونا بنا دیتے ہیں۔''

یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کوئی سچے یقین، سچے اعتقاد اور سچی پیاس والا اپنی پیاس بجھائے بغیر نہیں آتا ہے۔

تحقیق: خیر میں کیا چیز ہوں۔ یہ سب حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں جو ایک بے حس نل سے جاری ہیں۔

تربیت کرنے والے شیخ کی ہر خرابی کا طالب پر اثر نہ کرنا

حال: میرے دل میں ایک خیال آتا ہے کہ میری عملی حالت بہت خراب ہے۔ جو لوگ اچھے اعتقاد اور اعتبار سے مجھ سے تعلق رکھتے ہیں اگر ان کو میری صحبت سے (میری عملی خرابی کی وجہ سے) میری صحبت کا برا اثر پڑے تو یہ میری طرف سے (ان کو) دھوکہ ہوگا یہ خیال کبھی ایسا آتا (اور زیادہ ہو جاتا) ہے کہ دل چاہتا ہے کہ تعلیم و تربیت کا کام چھوڑ دوں۔

موقع موقع کے پیش آنے والے مسائل پوچھے جائیں تو اگر (معلوم و) یاد ہو تو بتا دوں ورنہ خاموش رہوں۔ پھر یہ خیال آتا ہے کہ آپ مصلحتوں کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ نے مجھے جو اجازت عطا فرمائی ہے اس کی مصلحت میری عقل سے اونچی ہو جو ابھی میری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔

غرض یہ کہ میں اس کام کو اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور اپنی طرف سے نیک امید پر کرتا ہوں اور اس کام میں دلیل کے بغیر آپ کی تقلید کرتا ہوں۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے اس کام کو آخرت میں مفید بنائیں

اور اس کام میں ہر قسم کی گمراہی اور ہر فتنے سے میری حفاظت فرمائیں۔ اس خیال کے بارے میں جو اوپر لکھا ہے آسان سا کوئی تسلی بخش جواب دیں تو عنایت (مہربانی) ہوگی۔

تحقیق: یہ خیال اس سلوک کے راستے کے سب بزرگوں کو ہوتا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کوئی بھی اپنی حالت کو اچھا نہیں سمجھتا ہے اس کے باوجود سب یہ (تعلیم و تربیت کی) خدمت کر رہے ہیں۔ سب کے نزدیک اس کی ایک اتفاقی وجہ یہی ہے کہ تربیت کرنے والے کی ہر خرابی کا اثر دوسرے شخص پر نہیں ہوتا ہے بلکہ (جس خرابی کا اثر ہوتا ہے اس میں) ایک تو یہ ہے کہ جو خلاف شرعی کام کھلم کھلا ہو خواہ زیادہ ہو یا کم ہو اور اس پر شرمندگی اور اس کا کوئی علاج نہ ہو (دوسرے یہ کہ) یا کوئی عقیدہ اور نیت میں کوئی خرابی ہو جیسے دھوکہ دہی اور مال و عزت و شہرت کی محبت وغیرہ حسن ظن کا اثر غالب اور نفع کا سبب بنا رہتا ہے۔

شیخ سے فائدہ حاصل کرنے کی شرط

حال: بندہ جناب والا کا معتقد جناب کے علم کی وجہ سے ہے اور آپ سے محبت آپ کے اخلاق کی وجہ سے ہے۔ باقی ایسی محبت جو پیر و مرید کے درمیان ہوتی جو کہ لوگوں میں مشہور ہے ایسی مجھ میں نہیں ہے۔ اس لئے عرض یہ ہے کہ ایسی محبت نہ ہونا فائدہ حاصل کرنے میں کمی کا سبب ہے یا نہیں ہے۔

تحقیق: (کوئی) کمی کا سبب نہیں ہے۔ فائدہ حاصل کرنے کا سبب عقلی محبت ہے نہ کہ طبعی محبت ہے۔

بیعت ہونے میں جلدی نہ کرنا

حال: خادم نے اس سال جمادی الثانی کے مہینہ میں ایک خط لکھ کر بھیجا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ اس خادم کو بیعت کر کے اپنے حلقۂ غلامی میں داخل کر لیں۔ سلوک کے راستے میں جو کچھ (بندے کے لئے) ارشاد فرمائیں گے دل و جان سے عمل کروں گا۔ اس کے جواب میں (آپ نے) ارشاد فرمایا تھا کہ (آپ کے) حالات (معلوم ہونے) سے دل بہت خوش ہوا۔ (اور) آپ فی الحال قصد السبیل میں سے عالم مشغول کا دستور العمل موقع بموقع مطالعہ شروع کر دیں اور حالات اور معمولات کی اطلاع دیتے رہئے۔ ان شاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا بیعت کرنے کی (ابھی) جلدی نہیں ہے۔

حضرت کے ارشاد کی وجہ سے جتنا ہو سکتا ہے قصد السبیل سے عالم مشغول کے خاص دستور العمل کے (مطالعہ) کی پابندی ہو رہی ہے۔ مگر (یہ سب کچھ) بے مزہ ہو رہا ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ اس خادم کو حلقۂ غلامی میں لے کر بیعت سے سرفراز فرمائیں۔ دنیا میں حضور کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔ میری دینی حالت

بہت بری ہے۔ امید ہے کہ حضرت اس دور رہنے والے کی مدد فرما کر بیعت فرمائیں گے اور صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے باطنی مرض کا علاج فرمائیں اور اپنے حلقۂ غلامی میں داخل فرمائیں گے۔

تحقیق: اس (یعنی مطالعہ کی پابندی ہوتی ہے لیکن مزہ نہیں آتا) سے معلوم ہوا کہ لطف (ومزہ) کے لئے بیعت کی جاتی ہے اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ لطف (ومزہ) خود کوئی مقصودی چیز نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بیعت سے یہ بات پیدا ہو جائے (یعنی لطف ومزہ آجائے) ضروری نہیں ہے۔

موت کے بعد بیعت کا نہ ہونا

حال: زید کو کسی شیخ سے بہت ہی عقیدت تھی۔ لیکن ان سے (بیعت ہو کر) تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا کہ زید کی موت کا وقت قریب آگیا تو شیخ کو تار کر کے آنے کے لئے عرض کیا۔ شیخ جب تشریف لائے تو اس وقت تک زید کا انتقال ہو گیا۔ ہاں زید نے ایک کام یہ کیا کہ شیخ کے نام ایک خط لکھ دیا کہ میں آپ سے بیعت ہوں۔ اب وہ شیخ زید کو اس خط کے ذریعے سے بیعت کر سکتا ہے یا نہیں۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ بیعت کا مقصد تعلیم وتربیت ہے وہ تو اب ہو نہیں سکتی ہے۔ صرف اپنے سلسلہ کے بزرگوں کے فیوض و برکات کے حاصل ہونے کی امید پر (بھی) سلسلہ میں داخل کر لینا مناسب ہے یا نہیں؟

تحقیق: شیخ زید کو بیعت نہیں کر سکتا ہے۔ باقی برکت کے لئے شیخ کا زید کی بیعت کو قبول کرنا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ وہ تو زید کی محبت اور اعتقاد کی وجہ سے اصل ہو گئی ہے۔ (اس لئے بھی بیعت کی ضرورت نہیں ہے)

جو بیعت لینے کا اہل نہ ہو اس کو بیعت نہیں لینا چاہئے

سوال: ایک مرتبہ حافظ فلاں صاحب نے جو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بھی ہیں فرمایا تھا: اگر تم سے کوئی بیعت ہونا چاہے تو اس کو فوراً بیعت کر لیا کرو تو اچھا ہے۔ ان کے اس فرمان کے اعتماد پر میں نے بہت سارے لوگوں کو بیعت کر لیا۔ اب بھی کبھی کبھی ایسا موقع آجاتا ہے کہ لوگ (بیعت کرنے کے لئے) اصرار کرتے ہیں۔

میں لوگوں کو بیعت کرنے کا خود کو اہل نہیں سمجھتا نہ مجھے خود کو پیر کہلوانے کا شوق ہے اور نہ ہی یہ شوق ہے کہ بیعت کرنے کے ذریعے (لوگوں سے) کماؤں۔ مگر کبھی کبھی ایسے مواقع آجاتے ہیں کہ (لوگ بیعت ہونے کے لئے اصرار کرتے ہیں) خصوصاً اپنے رشتہ داروں کچھ مرد اور اکثر عورتیں بیعت کے لئے اصرار کرتی ہیں۔ (اس موقع پر) میں نے صرف یہ فائدہ دیکھا ہے کہ ان لوگوں کو بیعت کرنے کی وجہ سے میرے منہ سے بھی توبہ کے

الفاظ نکلیں گے، کچھ نہ ہو تو بھی یہ لوگ نماز وغیرہ کے تو پابند ہو جائیں گے اور مجھے ان کی تعلیم (وتربیت) کا موقع ملے گا ورنہ میرے رشتہ داروں میں بڑے بڑے پیر ہیں یہ لوگ ان سے بیعت ہو جائیں گے اور میرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ ان پیروں میں جو بہت سے بڑے پیر اور خدا پرست سمجھے جاتے ہیں ان کا ایک معمولی سا کلام یہ ہے کہ۔

وہی جو متکئ عرش تھا خدا ہوکر اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہوکر

اس پر دوسروں کا اندازہ کر لیجئے۔

اس مصلحت (وفائدہ) کے لئے مجھے حافظ صاحب کے ارشاد کی وجہ سے بیعت کرنے کی جرات ہوئی۔ (یہ تو حافظ صاحب کی بات کی وجہ سے تھا) اب حضور آپ فرمائیں کہ میں نے کیا غلط کیا یا سب کچھ ہی غلط کیا۔ آئندہ اگر موقع آئے تو کیا کروں، بیعت کروں یا نہ کروں۔ میں یہ بھی خوب جانتا ہوں ہر کہ ازخویشتن گم است کہ را پیری کند جو خود گمراہ ہو وہ دوسرے کی رہنمائی کیسے کرے گا۔

جَوَابْ: پہلے ایک مثال فرض کیجئے کہ ایک شخص (طب کے) قواعد (اور قانون) کے خلاف مطب (دواخانہ) کرتا ہے اور مریضوں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔

دوسرا شخص بھلائی اور خیرخواہی کے لئے مریضوں کو اس مطب سے بچانے کا ذریعہ اختیار کرے کہ خود مطب کھول لے اور کہے کہ میں بھی طب نہیں جانتا ہوں میرے مطب میں یہ فائدہ ہے کہ لوگ ہونے سے بچیں گے۔ (یہ بھی کہے کہ) جس (مرض) میں خطرہ اور خوف ہو اس کا علاج اگر چہ میں بھی نہیں کروں گا مگر جن چیزوں میں خطرہ نہ ہو بتاتا رہوں گا۔ تو کیا اس بھلائی کی وجہ سے (مطب کھولنے کی) اجازت دی جائے گی یا یہ صورت مطب نہ کھولنے سے زیادہ نقصان دہ ہوگی کہ مطب نہ کھولنے کی صورت میں مریضوں کے مرنے کا سبب یہ (مطب کھولنے والا) خیرخواہ نہیں تھا لیکن اب جتنے مریض علاج نہ ہونے کی وجہ سے (کہ اس کے مطب میں علاج نہیں ہوتا ہے) ہلاک ہوں گے ان کا ذریعہ یہ خیرخواہ بنے گا۔

اگر ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے تو ان کا حکم معلوم کیجئے اگر فرق ہے تو بتائیے؟ رہی لوگوں کو گمراہی سے بچانے والی بات تو وہ زبان سے بھی ہوسکتی ہے پھر اگر کوئی نہ بچے تو وہ جانے۔

اگر بیعت کرنے کے لئے کسی کے ذہن میں یہ صورت آئے کہ بیعت کرکے کسی صحیح پیر کے پاس لے جائے تو غور وفکر کے بعد اس میں بھی کچھ خرابیاں نظر آتی ہیں۔

❶ لوگ دوسرے پیر کے پاس جائیں گے نہیں۔

❷ کچھ دن بعد لوگوں کے زیادہ مرید ہونے سے ایسے غیر کامل پیر میں خود کو کچھ سمجھنے، خود کو اچھا سمجھنے اور ریا وغیرہ چیزیں پیدا ہو جائیں گی۔

❸ تعلیم وتربیت کرتے ہوئے شرم کی وجہ سے کبھی اپنی جہالت کا اقرار بھی نہیں کرے گا۔

❹ اور ضلو فاضلوا کہ جو لوگ خود گمراہ ہوں اور دوسروں کو گمراہ کریں والا حال ہوگا۔

شیخ پر اعتراض کرنا محرومی کا سبب ہے

حَال: جناب نے (ایک مرتبہ ایک) عمومی مجلس میں فرمایا تھا: ''شیخ پر اعتراض کرنا محرومی کا سبب ہے۔'' جناب عالی! واللہ! مجھے جو محبت اور عقیدت جناب سے ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ لیکن خود بخود اراداے کے بغیر دل میں خیال آتا ہے کہ حضرت ایسا کیوں کرتے ہیں؟ پھر اعوذ باللہ پڑھتا ہوں کہ یہ تو اعتراض ہے پھر غور وفکر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتراض (حضرت سے) بداعتقادی کی وجہ سے نہیں ہوتے ہیں بلکہ صرف جو سمجھ میں نہ آئے اس کے بارے میں ہوتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا۔ اب (یہ ارشاد سننے کے بعد کہ پیر پر اعتراض محرومی کا سبب ہے) پریشان ہوں کہ میری محرومی کا سبب یہی تو نہیں ہے۔

تَحْقِیق: یہ اعتراض کیونکہ غیر اختیاری ہے اور جتنا ہوسکتا ہے اختیار سے دفع بھی کرتے ہیں اس لئے یہ نقصان دہ نہیں ہیں۔ پھر بھی بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل کو استعمال کر کے اس (اعتراض ہونے والی بات) کی حقیقت کو معلوم کر لیجئے۔

شیخ کی صحبت اور کتابی تعلیم کے فائدے

سُؤَال: علم کی کتابیں فقہ حدیث اور تصوف ساری موجود ہیں۔ اگر کوئی عمل کرنا چاہے تو کتابوں سے دیکھ کر عمل کرسکتا ہے تو پھر کسی خاص شخص (پیر ومرشد) کی صحبت اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ (پھر بھی صحبت اختیار کرنے کے بارے میں چند باتیں ہیں)۔

❶ میرے خیال میں کسی کی صحبت اختیار کرنے سے ایک تو بزرگوں کے سلسلہ کی برکت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے خاص شخص اگرچہ وہی چیزیں بتاتا ہے جو کتابوں میں موجود ہیں لیکن بزرگوں کی زبان میں تاثیر ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے عمل کا شوق بڑھتا ہے۔ تیسرے (آدمی کو) اپنی استعداد (وصلاحیت) خود معلوم نہیں ہوتی ہے اور دوسرا شخص استعداد معلوم کر (کے علاج) کرسکتا ہے۔ چوتھے (آدمی کو) خود اپنے عیب کم معلوم ہوتے ہیں تو (آدمی جس کی تقلید وپیروی) کرتا ہے وہ بتاتا، سمجھاتا، خیال رکھتا اور سختی کرتا ہے۔

❷ میں (کسی) سلسلہ میں داخل نہیں ہوں اس لئے (بزرگوں کی) برکت سے محروم ہوں۔

❸ جو کچھ پوچھتا اور حالت بتاتا ہوں سب کا سب لکھ کر کرتا ہوں جو کتاب کی طرح ہوا تو زبانی فائدہ جو مقصود تھا وہ حاصل نہیں ہوا۔ (اس کی وجہ سے) یہاں (حضرت کے پاس) رہنا یا دوسری جگہ سے پوچھنا برابر ہوا۔

❹ جو کچھ معلوم کیا (پوچھا) اس کا جواب مل گیا۔ اب اس (پر عمل کرنے) کے لئے اپنی ضرورت اور استعداد خود معلوم ہونی چاہئے ورنہ (جواب میں جو عمل بتایا تھا سب) بے کار ہے۔

❺ جب تک امر و نہی اور سنت کے خلاف (عمل کرنے) پر ٹوکا نہیں جائے گا اس وقت تک پوری طرح پیروی ہونا (یعنی مرید کا شیخ کی پیروی کرنا) مشکل ہے۔ اس کے لئے سختی کی ضرورت ہے۔ (اور) بندہ اس سے بھی (سلسلہ میں داخل نہ ہونے اور شیخ کے نہ ہونے کی وجہ سے) محروم ہے۔

غرض سلسلہ میں داخل ہونے کے بارے تو میرا خیال ہے کہ جس وقت سلسلے میں داخل ہونے کے قابل ہو جاؤں گا حضرت خود (سلسلہ میں) داخل فرمالیں گے۔ ہاں اگر مناسب ہو تو (اس بات کی) اجازت عطا فرمائیں کہ اگر کچھ عرض کرنا ہو تو زبانی عرض کر دیا کروں اور امید کرتا ہوں کہ (جناب) باپ اور بزرگوں جیسی شفقت فرما کر بندے کی غلطیوں کو بتاتے رہیں گے۔

جواب: تمام خیالات صحیح ہیں جن (کے معلوم ہونے) سے دل خوش ہوا۔ (میں) روک ٹوک اس وقت کروں جب کچھ کوتاہی دیکھوں۔ میں (بھی) صرف تحریر (لکھی ہوئی کیفیت) ہی کو کافی نہیں سمجھتا ہوں بلکہ تحریری مضمون میں کوئی بات زبانی تحقیق کے قابل سمجھتا ہوں (کہ زبانی پوچھے بغیر حالت واضح نہیں ہوگی تو) کوئی وقت مقرر کر کے زبانی سن لیتا ہوں۔

(شیخ کے) پاس رہنے کے فائدے صرف وہی نہیں ہیں جو آپ نے لکھے بلکہ زبانی جو فائدے کی باتیں سنی جاتی ہیں وہ تحقیقات اور مسائل کا خلاصہ ہوتی ہیں جن کو سن کر اپنی حالت صاف ہو کر کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اہل اللہ جو برکت والے ہوتے ہیں ان کی صحبت کا ایک فائدہ ان کی صحبت کے نفع کے ساتھ ان کے طرز عمل سے سبق حاصل کرنا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے (آج کل) موجودہ حالات میں یہ صحبت کتاب اور عمل سے بہت زیادہ مفید ہے۔ اگر صحبت کے فائدے میں (مجھے) ذرا بھی شبہ یا کمی ہوتی تو میں کبھی بھی طالبین کے لئے تجویز نہ کرتا اور اگر (بعض لوگوں کی حالت اچھی ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں کو) منع کرنا شروع کر دوں تو دوسروں (یعنی جن کی حالت اتنی اچھی نہیں ہے ان) کی (صحبت میں نہ رہنے کی) درخواست بھی قبول کرنا پڑے گی تو صحبت کے مقرر کرنے کی ضرورتیں اور فائدے جس کی وجہ سے صحبت تجویز کی ہے سب ختم ہو جائیں گے۔ (ان تمام

باتوں پر) خوب غور کریں اور مطمئن رہیں۔

شریعت کے خلاف کرنے والے پیر سے بیعت توڑنا واجب ہے

حَالؒ: میں ایک شخص بیعت ہوا بیعت ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس شخص کے عقائد خراب ہیں اور ان کا مذہب اپنا بنایا ہوا ہے۔ اس لئے ایک عجیب پریشانی میں مبتلا ہوں۔ آپ فرمائیں کہ کیا کروں بیعت توڑ سکتا ہوں یا نہیں۔

تحقیقؒ: بیعت توڑ دینا واجب ہے۔

حَالؒ: پیر صاحب کو بیعت توڑنے کی خبر کر سکتا ہوں یا نہیں؟

تحقیقؒ: کسی جھگڑے وغیرہ کا خوف نہیں ہے تو بتا دینا بہتر ورنہ خود اپنا (بیعت توڑنے کا) ارادہ ہی کافی ہے۔

بیعت توڑنے کا طریقہ

حَالؒ: بیعت توڑنے کا طریقہ کیا ہے؟

تحقیقؒ: اس پیر سے تعلق نہ رکھنے کا پکا ارادہ کر لینا (ہی بیعت توڑنے کے لئے کافی ہے)۔

تربیت کے طریقوں کا مختلف ہونا

حَالؒ: بندہ ناچیز نے کئی مرتبہ (آپ کو) خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ کوئی نہ کوئی رکاوٹ آتی رہی۔ (ایک وجہ یہ ہوتی کہ) آس پاس میں کئی جگہ علاج شروع ہوا جس کی وجہ سے وہاں جانا پڑا۔ ایک بڑی رکاوٹ یہ (بھی) ہوئی کہ جب بھی خط لکھنے بیٹھا لکھنے کے لئے بہت ساری باتیں جمع ہو گئیں ان تمام باتوں کا لکھنا مشکل ہو گیا جس کی وجہ سے نہ لکھ سکا۔ آخر کار یہ ارادہ کیا کہ تمام باتیں خواہ نہ لکھ سکوں لیکن جتنی لکھی جا سکیں اتنی تو لکھ ہی لوں کہ اگر ساری باتیں نہ لکھی جا سکیں تو تھوڑی باتیں چھوڑی بھی تو نہیں جا سکتی ہیں۔

(حالت یہ ہے کہ بندہ) جیسا کہ (آپ کے ساتھ) کورگھپور کے سفر میں ساتھ تھا۔ (سفر کے دوران) کبھی کبھی اپنے بارے میں یہ خیال آیا کہ میری عادت وطبیعت ہی خراب ہے۔ اس کا بدلنا ممکن نہیں ہے۔ (اور) اعظم گڑھ کے وعظوں سے یہ خیال اور بھی پکا ہو گیا۔ (جس کی وجہ سے) ناامیدی کی حالت ہو گئی یہاں تک کہ ایک دن تو قریب تھا کہ حضرت سے اجازت لے کر واپس چلا جاؤں۔

لیکن جونپور کے وعظ سے کچھ تبدیلی آئی (پھر حالت میں) ترقی ہوتی چلی گئی۔ تنوج کے وعظ میں حضرت کا یہ لفظ کہ باطن کا طبیب کسی بھی مرض کو لاعلاج نہیں کہتا ہے۔ علاج کر کے دیکھو اس سے دل کو جو قوت حاصل

ہوئی ہے میں وہ بیان نہیں کرسکتا۔ میں نے مواعظ لکھتے ہوئے تمام مواعظ میں ان جگہوں پر نشان لگا لئے ہیں جن کو میں نے اپنے بارے میں سمجھا (گویا) حضرت کے اس لفظ سے جان میں جان آئی۔

اس کے باوجود میں جب بارہا غور کرتا ہوں اپنی حالت ایسی لگتی ہے کہ خدا کرے کسی کی نہ ہو۔ ساری دنیا کو کیا دیکھوں جب اپنے بھائیوں کے حالات ہی کو غور سے دیکھتا ہوں تو حیرت میں رہ جاتا ہوں۔ فلاں کی حالت تو ماشاء اللہ بہت ہی اچھی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں اس تک نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ بڑے بھائی صاحب کو دیکھتا ہوں تو اگر چہ وہ اس (تصوف کے) راستے میں سستی کرتے ہیں مگر ان کی حالت (بھی) مجھ سے بہت بہتر ہے۔ افسوس ہے کہ سب سے گری ہوئی حالت فلاں کی ہے اس کے باوجود غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کے کچھ حالات قابل رشک (بھی) ہیں۔ رہ گیا میں تو کہنے میں سب سے آگے اور حقیقت میں سب سے پیچھے ہوں۔

میرٹھ کے ضلع اچرونڈ کا ایک شخص جس کو میں نے آپ کے فرمانے کے مطابق ذکر بتا دیا تھا ایک مہینہ میں اس کی حالت کچھ سے کچھ ہوگئی۔ اس کو دیکھ کر تو ڈوب مرنے کو جی چاہتا ہے کہ دیکھنے میں تو میں نے ہی اس کو تعلیم کی ہے لیکن حقیقت میں میں اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ یہاں ان خرابیوں کو بیان نہیں کرسکتا جو مجھ میں ہیں لیکن ہیں ضرور۔ میرا خیال ہے کہ اگر میں اعظم گڑھ کے وعظوں کو دوبارہ دیکھوں گا تو مجھ میں پھر ناامیدی پیدا ہوگی۔ بہرحال کچھ بھی ہو اب یہ ارادہ کرلیا ہے کہ ہر وعظ کے ختم پر (جن جگہوں کو اپنے بارے میں سمجھوں گا نشان لگاؤں گا پھر ان) نشان والی جگہوں کو حضرت سے پوچھوں گا۔ بندے نے اپنی باگ ڈور حضرت کے ہاتھ میں دی ہوئی ہے۔ اب صرف دعا یا حضرت کا وسیلہ ہے۔

تحقیق: مجھے آپ کا خط پڑھ کر آپ سے ہمدردی کے لئے پریشان ہونے کے بجائے میں دل ہی دل میں بہت ہنسا اور آپ کے خود طبیب ہوتے ہوئے ان خیالات سے متاثر ہونے پر تعجب ہوا۔ کیا آپ نے اس بات کو کبھی دیکھا نہ ہوگا کہ ایک شخص جس کی نبض اور اس کا پیشاب دیکھ کر آپ نے اسے تندرست کہا۔ اب اگر وہ شخص آپ کے ساتھ سفر میں ہے۔ آپ سفر میں صحت اور مرض کے موضوع پر عام تقریریں کریں تو وہ (جس کو آپ صحت مند کہہ چکے ہیں) خود کو مریض نہیں سمجھے گا یا آپ کی ہر وقت روک ٹوک پر جو آپ احتیاط اور شفقت کی وجہ سے اس نیت سے کریں کہ موجودہ اچھی حالت باقی رہے اور صحت کی تکمیل ہو جائے۔ وہ (صحت مند آدمی) اس روک ٹوک پر غور کرنے کے بعد اس کے ذہن میں اپنی بد پرہیزی کا خیال پکا نہ ہوجائے گا۔ (اب جب اس کے ذہن میں ان تقریروں کی وجہ سے) اپنے مریض ہونے اور بد پرہیز ہونے کا خیال پکا ہوگیا تو آپ کا اس پر صحت مند ہونے کا حکم لگانا صحیح ہوگا یا اس کا اپنے اوپر مریض ہونے کا حکم لگانا صحیح ہوگا (بالکل اسی طرح جب میں آپ کو

روحانی اعتبار سے صحت مند کہہ چکا ہوں پھر ان تقریروں کی وجہ سے آپ کا خود کو مریض سمجھنا صحیح ہے یا میرا آپ کو صحت مند کہنا صحیح ہے)۔

حضرت! جس طرح طب کے فن کے اعتبار سے کوئی آدمی بھی صحیح (تندرست، صحت مند) نہیں ہے اسی طرح (باطنی) تربیت کے فن کے اعتبار سے کوئی بھی تربیت یافتہ کامل نہیں ہے اس کی اصل یہ ہے کہ ہر شخص کی صحت اس کے خاص مزاج کے اعتبار سے ہے۔

شیخ کا ڈانٹ ڈپٹ کرنا

سُؤال: میں نے ایک جگہ (لکھا ہوا) دیکھا ہے کہ اولیاء اللہ کا ایک گروہ ایسا ہوتا ہے جو اپنے کو ملامتیہ لقب کہلاتے ہیں۔ ظاہری حالت دیکھنے والے ان کے کاموں کو برا سمجھتے ہیں اور اسی کی وجہ سے ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ مگر ان کامل اللہ والوں کو (لوگوں کے) اس (لعن طعن) کی بالکل پرواہ نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ جان بوجھ کر ایسے کام کرتے ہیں جس سے لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوں۔

بندے کی سمجھ میں آتا ہے کہ آپ نے بھی خود کو اسی مذکورہ گروہ میں شمار کر کے اس کام یعنی ڈانٹ ڈپٹ غصہ کو اختیار فرمایا ہے۔ (جو ظاہری حالت دیکھنے والوں کے خلاف ہوتا ہے اور بہت سے لوگ اس ڈانٹ ڈپٹ کو دیکھ کر دور ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ ہدایت پا لیتے ہیں) حضور نے اصلاح کے لئے ایسا اچھا اور مفید طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ اچھے اور طلب رکھنے والوں کی جلدی اصلاح ہو جاتی ہے اور اعتراض کرنے والوں اور بے دین لوگوں کی دوری اور گمراہی بڑھتی ہے۔ تو حضرت کے یہ فعل نبوت کی شان والا ہے (یعنی جس طرح رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت سے مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ ہوئی اور کافروں کے کفر اور گمراہی کا ذریعہ بنی) احقر کا یہ خیال اور عقیدہ صحیح ہے یا نہیں؟ بتا دیجئے۔

جَوَاب: ایک جملہ کے علاوہ سب خیالات صحیح ہیں۔ وہ خیال یہ ہے کہ وہ قصداً اس کام کو کرتے ہیں جس سے لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوں کیونکہ میں جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتا ہوں۔

علاج ایک ہی پیر سے کرانا چاہئے

حَال: حضور کی پوری توجہ حاصل ہونے کے لئے وہ بہت سارے معمولات جو حضور کے مزاج یا مصلحت کے خلاف تھے چھوڑ دیئے ہیں۔

تحقیق: یہ آپ کی محبت اور طلب کی علامت ہے۔ مگر ابھی اس کی تکمیل کی ضرورت ہے۔ (آپ کو) جو باتیں

میں اب تک صاف اور واضح نہیں کہتا تھا اگرچہ اشارۃً کہتا تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی غلط دیکھنے والے کو میرے ایسے مشورے دینے سے میرے بارے میں ایک جلیل الشان بزرگ کے ادب میں کمی کرنے کا خیال پیدا ہو۔ الحمد للہ میں اس بے ادبی سے پاک ہوں۔ مگر آج آپ کے اس جملہ ''بہت سے معمولات (سے آخری تک)'' نے اجازت دی صاف صاف عرض کروں۔ وہ (بات) یہ ہے کہ ایسا ہوتا ہے کہ دو طبیبوں کے علاج کا طرز یا طبی تحقیقات مختلف ہوتی ہیں یا کبھی ایک ہی ہونے کے باوجود مریض کے حالات مختلف اوقات میں مختلف ہوتے ہیں۔ کبھی مریض پہلے طبیب کو چھوڑ کر دوسرے طبیب کے پاس ایسی حالت میں پہنچتا ہے کہ اگر پہلے طبیب کے پاس جاتا تو وہ بھی اپنا علاج (اور تجویز) کو بدل دیتا۔

دونوں صورتوں کی مشترکہ بات یہ ہے کہ کبھی اس چیز کی ضرورت ہوتی ہے کہ مریض پہلے طبیب سے اعتقاد تو کامل ہی رکھے مگر دونوں کی تحقیق یا علاج کے اصولوں کو ایک جگہ جمع نہ کرے بلکہ دوسرے طبیب ہی کے طریقۂ علاج میں اپنی شفا کو سمجھے۔

اس تمہید (ابتدائی بات) کے بعد عرض ہے کہ آپ کو بھی (علاج کی) ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہیں کہ صرف آپ کی خیر خواہی اور (پوری) بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جن باتوں کو آپ (باطنی) حالات سمجھ رہے ہیں وہ سب وجودی توحید کے سنے ہوئے مضامین ہیں۔ ان سب کو اپنے لئے نقصان دہ سمجھ کر ظاہری اور باطنی اعمال مقصود اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی انتہائی مقصود سمجھ کر کام کیجئے تو ''لنھدینھم سبلنا'' (کہ ہم ان مجاہدہ کرنے والوں کے لئے ہدایت کے راستے کھولیں گے) کا وعدہ نقد دیکھیں گے (میرا حال تو یہ ہے)''وقال الذی امن یقومی اتبعونی اھدکم سبل الرشاد'' کہ ایمان والے نے کہا: اے میری قوم! میری اتباع کرو میں تمہیں ہدایت کا راستہ دکھاؤں گا۔

خدا تک پہنچنا بیعت پر موقوف نہیں ہے

حَال: (آپ کو) خط لکھنے کے بعد ایک عرصہ تک جواب کا انتظار کرتا رہا۔ افسوس کہ جواب نہیں آیا۔ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ (میرا) خط بھی حضرت کی خدمت میں نہیں پہنچا یا مجھے جواب نہ پہنچا اور خط راستہ میں ہی ضائع ہو گیا۔

تحقیق: کیا یہ سوال مجھ سے کرنے کا ہے کہ (آپ کا خط آیا تھا یا نہیں یا میرا جواب آپ تک پہنچا یا نہیں) کیا مجھے کسی خاص خط کا آنا یا نہ آنا یاد رہ سکتا ہے۔

حَال: اس خط میں ایک پریشانی لکھی تھی (جس کی وجہ سے پریشانی ہے اور وہ پریشانی یہ ہے) کہ حافظ سیّد احمد صاحب بریلوی (سید احمد شہید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ) کے حالات (زندگی) پڑھنے سے دل کا میلان (اور لگاؤ) حضرت ممدوح کی طرف اتنا زیادہ ہوگیا (جو ابھی تک باقی ہے) کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سیرت پڑھ کر بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف اتنا میلان نہیں ہوتا ہے۔

بہت غور کرنے کے بعد بندے کی سمجھ میں یہ آیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے واقعات بار بار سنے ہیں اور سیّد صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے حالات پہلی بار دیکھے ہیں اس وجہ سے سیّد صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے حالات سے عجیب تاثیر پیدا ہوئی ہے۔ مرض کو پیش کر کے خود ہی تجویز کر دی اس گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ پہلے خط کے نہ ملنے کی وجہ اپنے دل کی تسلی کے لئے بندے نے یہ جواب سوچ لیا ہے۔ لیکن جو کچھ حضرت ارشاد فرمائیں گے وہی صحیح ہوگا۔

تَحقِیق: جب یہ بات اختیاری نہیں ہے اور جو بات اختیاری نہ ہو وہ بری نہیں ہوتی ہے تو تمہیں کو اس کے تحقیق کرنے کی کیا ضرورت ہے (یعنی جب سیّد صاحب کا تاثر غیر اختیاری ہے تو کوئی برا تو اب یہ کس وجہ سے اس کو جاننے کی کیا ضرورت ہے)۔

حَال: بندے نے آج تک آپ کی خدمت میں یہ درخواست پیش نہیں کی کہ بندے کو بھی اپنے غلاموں میں شامل فرما کر عزت بخشیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بندے ناکارہ میں آپ کے خادموں میں شامل ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تمنا تھی کہ اگر حضرت کی توجہ ہوئی تو خود ہی بیعت فرمائیں گے اگرچہ مجھ میں کوئی بات نہیں ہے۔ مگر اجازت کے بعد حاضر ہو کر مرید ہوں گا۔

لیکن اب (رسالہ) امدادیہ میں خود حضرت کا مضمون مبارک شائع ہوا کہ خدا تک پہنچنے کا بہترین راستہ یہی ہے کہ ایک کامل پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ان کے تابع ہو جاؤ۔

تَحقِیق: اگر اس سے یہ سمجھا گیا ہے کہ اس سے مراد بیعت ہے تو غلط ہے۔ تابع ہونا آپ کا اختیاری فعل ہے اور بیعت کا قبول کرنا دوسرے کا فعل ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ زید کا خدا تک پہنچنا عمرو کے اختیار سے نہیں ہوسکتا ہے خوب غور کرلیں۔

سُوَال: احقر کے خط کے جواب حضرت کا خط مبارک آیا۔ حضرت نے اس میں پوچھا ہے کہ "کیا فیض کے لئے بیعت ضرری ہے؟" اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ سوال بندے کی استعداد سے اونچا ہے ہاں بندے کے ذہن میں یہ بات ہے کہ بیعت مکمل فائدہ کے لئے ضروری ہے۔

جواب: یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔

سوال: اگر فیض کے لئے بیعت ضروری نہیں ہے تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ سارے بزرگوں کے سلسلے بے کار ہیں۔

جواب: مکمل فیض کے لیے ضروری نہ ہونے سے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ یہ بے کار ہیں کیونکہ فائدہ صرف اسی پر موقوف نہیں ہے۔

سوال: مہربانی کریں اور اس سوال و جواب کو ختم کریں۔

جواب: غلط کو میں کیوں صحیح کہوں۔

سوال: اس ناچیز کے حال پر توجہ فرمایئے اور اس کو سلسلہ میں داخل فرمایئے۔

جواب: اگر سلسلہ میں داخل کیے بغیر خدمت کروں تو اس میں کیا نقصان ہے۔

سوال: ناچیز کی (اس بیعت سے) کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے۔

جواب: میں (اس اخلاص کی) تصدیق کرتا ہوں لیکن یہ اخلاص بیعت کے قبول کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے۔

سوال: اللہ کے لئے بیعت سے محروم نہ فرمایئے۔

جواب: اصرار کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی ہے اگر آپ کے نزدیک بیعت ضروری ہے تو کسی دوسرے سے رجوع فرمایئے۔

بیعت ہونے کی شرطیں

حال: میں نے گذشتہ سال بیماری کے دوران خواب میں دیکھا تھا کہ (میں) حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ عرض کر رہا ہوں کہ مدرسہ سے میری چھ مہینے کی چھٹی ہے۔ اس وقت میں میرے لئے کہاں رہنا مفید ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اس زمانے میں مولانا فلاں صاحب کی خدمت میں رہو یا میرے پاس تھانہ بھون آجاؤ۔ ایک سال بعد پھر اس بیماری میں خواب میں دیکھا کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوں اور حضرت سے مرید ہونے کی درخواست کر رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت نے ہاتھ میں ہاتھ لیا اور بیعت فرمایا۔

(میں نے) یہ دو خواب دیکھے ہیں حالانکہ میں حضرت مولانا صاحب سے بیعت ہوں۔ مگر دل کا امتحان لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنی دلی محبت ہے آپ سے ہے اتنی حضرت مولانا صاحب (جن سے بیعت ہوں) نہیں ہے۔ لیکن (ان سے) عقیدت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اس خواب اور ان رازوں کے بارے میں بتایئے۔

تحقیق: اس کا پورا جواب تو زبانی (طور پر) ہی دیا جا سکتا ہے۔ تحریر میں کیا کیا باتیں بیان کروں۔ مگر جتنی ضرورت ہو اتنی باتیں لکھتا ہوں۔

❶ ایک پیر سے بیعت ہو کر دوسرے پیر سے تعلیم (وتربیت و) اصلاح کا تعلق رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے خصوصاً جب جس پیر سے بیعت ہوا ہو اس سے مناسبت کم ہو اور دوسرے پیر سے مناسبت زیادہ ہو۔

❷ جس پیر سے تعلیم واصلاح کا تعلق رکھنا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہاں کے طور طریقے سب سے پہلے معلوم کر لئے جائیں تاکہ بعد میں وحشت نہ ہو۔

❸ ہر تربیت کرنے والے کا طریقہ الگ ہوتا ہے۔ اس لئے طریقہ معلوم کرنے کے بعد اس کے قبول کرنے کے لئے خود کو تیار کر لے۔ تیار کرنے کی علامت یہ ہے کہ اس طریقے کے اختیار کرنے میں چاہے کسی قسم کی بھی تکلیف ہو، ذلت یا کوئی جسمانی یا مالی نقصان ہو تو سب براشت کرے۔

❹ میرا تربیت کا طریقہ (اصلاح وتعلیم میں) سخت ہے جس کو اصلاح کے عاشق کے علاوہ دوسرا کوئی اور برداشت نہیں کر سکتا ہے۔

❺ اصلاح کا تعلق قائم کرنے سے پہلے کچھ دن میرے پاس ٹھہر کر (طریقۂ اصلاح کے بارے میں) اور زیادہ بصیرت حاصل کر لی جائے پھر اپنے نفس کے لئے بصیرت کے ساتھ فیصلہ کیا جائے اس کے اور اصلاح کرانے کا کام شروع کرنا مفید ہے۔

❻ خصوصاً اخلاق رذیلہ (جیسے) کبر کا علاج میرے نزدیک بہت اہم بھی ہے اور سخت بھی ہے۔ اس کے لئے زبان سے ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ ہاتھ سے مارنے کا موقع بھی آجاتا ہے۔

❼ اکثر لوگوں میں کبر بہت زیادہ اور پھیلا ہوا ہے خصوصاً وہ شخص جو مدرس ہو یا وعظ وغیرہ کہتا ہو۔

❽ کبر کی قسمیں اتنی زیادہ ہیں کہ شمار کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اکثر ان میں اتنی باریک ہیں کہ محقق کے علاوہ کسی کی نگاہ ان تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ اس میں علما ظاہر کو بھی تلاش کے بغیر اس محقق کے پیچھے چلنا پڑتا ہے۔ ان سب باتوں میں غور کر کے کچھ لکھنا ہو تو لکھو۔

تربیت کی ضرورت

حال: نماز اور دوسری عبادتوں میں حدیث احسان کے مطابق دل کو یکسوئی حاصل نہیں ہے۔

(حدیث احسان سے مراد وہ حدیث ہے۔ جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم

اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر (ایسا نہیں کر سکتے کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو تو یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہے ہیں۔'')

اب عرض یہ ہے کہ اس عقیدت مند کی تربیت فرمائیں باقی دعا کی درخواست کے علاوہ اور کیا لکھوں۔

تحقیق: اگر باقاعدہ تربیت کرانی ہے تو صاف بتائیے مجھے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر صرف رسم کے طور پر یہ تربیت کا لفظ لکھ دیا ہے تو دعا کرتا ہوں مگر اس راستے میں صرف دعا کافی نہیں ہے جیسا کہ بیوی کے بغیر بیٹے کے پیدا ہونے کی دعا کی جائے وہ کافی نہیں ہے۔

باطن کی اصلاح کے لئے شیخ کی ضرورت

حال: بخدمت حضرت تاج الاولیاء مسند الاتقیاء سید العلماء دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بہت دنوں سے (اپنے اندر سے) رذائل ختم ہونے کے بارے میں عرض کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ حقیقی ذکر و شغل سے تو محروم ہوں کچھ اخلاق ہی کی اصلاح ہو جائے تو لاکھ لاکھ غنیمت ہے۔ لیکن یہ حالت بھی بتانے کی توفیق نہ ہوئی۔

اس خط کے لکھنے کا مقصد آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ رذائل کے بارے میں تو مجھے یقین ہے کہ مجھ نالائق میں موجود ہیں۔ جس (بری عادت) کا جو وقت ہے اس پر اس کے ظاہر ہونے کا احساس بھی مجھے ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کبر اپنے وقت پر ظاہر ہوتا ہے جیسے پڑھاتے وقت (طلباء کو سمجھانے کے لئے) کسی مضمون کی تقریر کی اور دل میں یہ خیال آیا کہ جس طرح میں نے طلباء کو یہ مضمون آسانی اور سہولت کے ساتھ سمجھایا ہے فلاں آدمی اس طرح نہیں کر سکتا ہے۔ اگر کسی طالب علم نے بھی اس خیال کی تائید کر دی تو اس سے دل اور بھی خوش ہوا اور دوسرے (شخص) کی عظمت دل سے نکل گئی۔

اسی طرح دوسرے کی اچھی حالت دیکھ کر دل یہ چاہتا ہے کہ یہ اچھی حالت اس کی نہ ہوتی بلکہ میری ہوتی اگرچہ ان کی اس چاہت پر عمل نہیں کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی یہ خیال بھی ہوتا ہے شاید عمل بھی ہو جاتا ہو۔

اسی حالت میں عرض یہ ہے کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ سارے رذائل کا بالکل ہی ختم ہو جانا تو ناممکن ہے اور نہ ہی انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا پابند (یعنی مکلّف) ہے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ برائیاں جو کام انسان سے کروانا چاہتی ہیں (جیسا کہ تکبر کی حقیقت انسان سے تکبر کروانا چاہتی ہے) انسان صرف ان کے نہ کرنے کا پابند ہے اور یہ بات (ان کی چاہت کو پورا نہ کرنا) اختیاری ہے۔ یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جو بات اختیاری ہو اس کو نہ کرنے میں اختیار کے استعمال کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے (کہ یہ برائیاں جس برائی کو کرانا چاہتی ہیں ان کو بغیر اختیار

کے آدمی نہیں کر سکتا اس لئے اس کو نہ کرنے کے لئے بھی اختیار ہی کو استعمال کیا جائے اور نہ کیا جائے یہی اس کا علاج ہے) اگرچہ کبھی کبھی مشائخ کی توجہ، دعا اور علاج کرنے سے (اس کے دور ہونے میں) کچھ آسانی ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی (اصل یہی ہے کہ) انسان کو ہمت کر کے رکنا چاہئے خواہ اس میں سہولت ہو یا نہ ہو۔

ان باتوں کو عرض کرنے کے بعد یہ عرض ہے کہ جو کچھ عرض کیا وہ صحیح ہے یا نہیں؟

تحقیق: (سب کچھ) صحیح ہے۔

حال: پہلی صورت (کہ رذائل سے انسان کا خالی ہونا مشکل ہے) کیا شیخ سے رذائل کے ختم ہو جانے کے لئے اصلاح کرائی جاتی ہے (یا نہیں کیونکہ رذائل کا ختم ہونا تو محال ہے)۔

تحقیق: (اپنے اندر) رذائل کے موجود ہونے کا علم اور رذائل کو دور کرنے کے طریقۂ علاج کے لئے شیخ کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد (یعنی رذائل کے موجود ہونے کے علم اور علاج کے طریقے کے بعد) صرف عمل رہ جاتا ہے جو طالب کا کام ہے اس میں شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی بعض رذائل کی تحقیق کے لئے شیخ کی ضرورت پیش آ ہی جاتی ہے۔

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ایک دوسرے میں مل جاتی ہیں (جس سے ان کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے) جیسے یہ کبر ہے یا استغناء ہے۔ اس (کے پہچاننے) کی آسان صورت کیا ہے؟ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کبر ہے اور یہ استغناء ہے۔

تحقیق: اگر کبر کی تعریف سچی ہو تو کبر ورنہ استغناء ہے۔

حال: تیسری عرض یہ ہے کہ یہ خیال رہنا کہ کبھی رذائل کے چاہنے پر بھی عمل ہو جاتا ہے اور کرنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا ہے اس کے معلوم ہونے کا بھی کوئی طریقہ ہے یا نہیں ہے۔ اسی طرح کیا یہ صرف وسوسہ ہی ہے یا ایسا ہوتا بھی ہے کہ رذائل کی چاہت پر عمل ہو بھی جائے اور کرنے والے کو معلوم نہ ہو۔

تحقیق: اتنی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو بات خوب خیال کرنے کے باوجود سمجھ میں نہ آئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے کرنے کا پابند نہیں بنایا ہے۔

حال: چوتھی عرض یہ ہے کہ بعض دفعہ بالکل رذائل کی حقیقت ہی معلوم نہ ہو مثلاً حقیقی کبر کو استغنا سے الگ نہ کر سکے (کہ یہ معلوم ہی نہ ہو کہ یہ کبر ہے یا استغناء تا کہ ان کو الگ الگ کر سکے) تو ایسی صورت میں اپنے شیخ کی طرف رجوع کرے یا تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی مفید ہوگا۔

تحقیق: دونوں طریقے صحیح ہیں۔

کامل شیخ کی ضرورت

حَالؒ: ایک صاحب نے (ایک کتاب) درمنضود کے ترجمہ کی عبارت جو تواضع کے متعلق تھی نقل کر کے اس پر عمل کرنے کی ایک صورت متعین کر کے اس (صورت) کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے پوچھا ان کو جو جواب دیا گیا وہ یہ ہے۔

تحقیق: طب کی کتابیں طبیبوں کے لئے ہیں مریضوں کے لئے نہیں ہیں۔ مریضوں کے لئے تو طبیب کی بات ہی کتاب (کے درجے میں) ہے۔ آپ جیسے بزرگوں کے ذمہ یہ ہے کہ صرف کتابوں پر عمل نہ کریں بلکہ اپنے حالات (اپنے کسی) مصلح کے سامنے پیش کر کے علاج پوچھیں۔ ہاں اگر مصلح کوئی کتاب پڑھنے کے لئے کہے تو اس وقت وہ کتاب بھی مصلح کی بات کی طرح ہے۔

باطن کی اصلاح کے لئے کامل شیخ کی ضرورت

حَالؒ: احقر کو عرصہ سے حضرت والا سے عقیدت ومحبت ہے۔ مجھے یہ شوق ہے کہ بزرگوں سے جو چیز حاصل کی جاتی ہے وہ چیز حاصل کروں۔ میں ایک اناڑی آدمی ہوں (مجھے) کچھ معلوم نہیں کہ بزرگوں سے کیا چیز حاصل کی جاتی ہے۔ اس لئے حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ بزرگوں سے کیا چیز حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق مجھے تربیت کا طریقہ تعلیم فرمائیں اس پر ان شاء اللہ ضرور عمل کروں گا۔

تحقیق: نفس میں کچھ امراض ہوتے ہیں جن کا علاج کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن جس طرح جسمانی امراض کا علاج کتابوں میں لکھا ہے لیکن پھر بھی طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح نفسانی امراض کے علاج کے لئے شیخ یعنی معلم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ بات (آپ کی) سمجھ آگئی ہے تو پھر امراض بتاؤں گا پھر ان کے سمجھنے کے بعد علاج بتاؤں گا۔

حَالؒ: عرض یہ ہے کہ بزرگوں سے حاصل کرنے والی کیا چیزیں ہیں اور ان کو حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

تحقیق: کچھ ظاہری اور باطنی وہ اعمال ہیں جن کو کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسی طرح کچھ ظاہری اور باطنی وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ ان دونوں قسم کے اعمال میں کچھ علم اور عمل کے لحاظ سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اس (سلوک) کے راستے کے بزرگ طالب کے حالات سن کر اور ان حالات کو سمجھ کر ان کا علاج بتاتے ہیں۔ ان پر عمل کرنا طالب کا کام ہے۔ اس راستے میں مدد کے لئے کچھ ذکر بھی تیار کئے ہیں

اس بیان سے بزرگوں سے حاصل ہونے والی چیز اور اس کا طریقہ دونوں معلوم ہو گئے۔

شیخ سے مناسبت پیدا ہونے کا طریقہ

حَالؒ: ایک بات عرض کرنے کی جرات کرتا ہوں اگرچہ ڈر بھی لگتا ہے کہ گستاخی نہ ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ "من احب الناس الیك یا رسول اللّٰہ" کہ یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے پوچھنے کی جرات ہوتی ہے کہ یہ سوال سنت کے خلاف نہ ہوگا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اہل طریق میں جن لوگوں کو حضرت سے تعلق ہے ان میں حضرت کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ یہ سوال دل میں خودبخود آیا اور بار بار اس کو پوچھنے کا دل چاہا ورنہ پوچھنے کی جرات نہیں کرتا۔ اگر حضرت والا (بتانے کے بعد) اس کے کسی کو نہ بتانے کا حکم فرمائیں گے تو بندہ ان شاء اللہ موت تک کسی کو نہیں بتائے گا۔

تَحْقِیق: میں بتانے میں کوئی بہانہ نہیں کرتا اگر کوئی ایسا ہوتا کہ (جس سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے) میرے بیٹے! سچ بات یہ ہے کہ اب تک ؎

ہر کسے از ظن خود شد یار من　　　وزدروں من نہ جست اسرار من

تَرجَمَہ: "ہر کوئی اپنے گمان میں میرا دوست بن بیٹھا ہے مگر میرے دل کے رازوں سے کوئی واقف نہیں ہے۔"

کسی کو بھی پوری مناسبت نہیں ہوئی ہے اور اجنبیت کی وجہ وہی پوری مناسبت کا نہ ہونا ہے۔ شاید اس مناسبت کے نہ ہونے کی وجہ میری ہی کمی ہے۔

حَالؒ: میرے خیال میں (رسالہ) تربیت السالک میں تیسرے سوال کا اپنے جواب کے ساتھ نقل کیا جانا سالکین کے لئے بہت زیادہ مفید لگتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ کے کسی بندہ کو حضرت سے پوری مناسبت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔ اس جواب کو دیکھ کر میری جو حالت ہوئی ہے واللہ! اس کے بارے میں میں کیا عرض کروں بالکل سچ فرمایا ہے کہ ؎

ہر کسے از ظن خود شد یار من　　　وزدروں من نجست اسرار من

تَرجَمَہ: "ہر کوئی اپنے گمان میں میرا دوست بن بیٹھا ہے مگر میرے دل کے رازوں سے کوئی واقف نہیں ہے۔"

حضرت والا مزید اتنا عرض کرتا ہوں کہ واللہ! مجھے حضرت کے اسرار (چھپے ہوئے راز) معلوم ہو جانے کی بہت طلب ہے اور سوال کرنے کی وجہ بھی یہی ہے۔ اگر وہ اسرار اس نا لائق کی برداشت کے لائق ہوں تو اللہ کرے مجھے ضرور معلوم ہو جائیں۔ باقی معلوم کرنے کی جرات اس لئے نہیں کرتا کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ دوسرے یہ کہ میں اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے بالکل اس قابل نہیں ہوں کہ مشائخ کے اسرار مجھے معلوم ہونے کی درخواست کروں۔ لیکن اتنی عرض ضرور کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت سے مکمل مناسبت نصیب فرمائیں۔ آمین آمین الف آمین بحرمة سیدالمرسلین صلی اللّٰہ علیه وسلم واله وصحبه اجمعین۔

تحقیق: میرے عزیز! بہتر ہے کہ تیسرے جواب کا مضمون بھی نقل کر دیا جائے۔ مجھے اس کے نقل کرانے سے اس خیال نے روکا تھا کہ شاید احباب کا دل نہ ٹوٹے۔ لیکن اگر نقل کرانے میں فائدہ زیادہ ہے تو میں اس کی موافقت کرتا ہوں۔

میرے بیٹے! میرے اسرار ہی کیا ہوتے ہیں مولانا کا قول تو میں نے تبرکاً نقل کر دیا۔ میری مراد یہ ہے کہ میرے مزاج سے پوری مناسبت کسی نے بھی پیدا نہیں کی۔ اس لئے میرے عزیز یہ بات میرے کرنے کی نہیں ہے۔ (یہ مناسبت کا نہ ہونا) خود محبت کرنے والوں کا فعل ہے اس کے حاصل ہونے کا طریقہ خوب تلاش وجستجو اور اتباع (شیخ) ہے۔ واللہ الموفق۔

پھر مناسبت کے بعد اگر کچھ اسرار ہوں گے تو مجھے خود ہی اسرار کے بتانے کا شوق پیدا ہوگا ورنہ نئے اسرار پیدا ہوں گے۔

حال: حضرت والا! یہاں (واپس) آکر ایک فائدہ محسوس ہوا کہ (حضرت کی) ظاہری جدائی نے دل کو تڑپا دیا۔ اب (حالت یہ ہے کہ) میں ہوں اور حضرت کی یاد ہے۔ حضرت کی ہر ہر چیز سے محبت ہے اور حضرت سے ہر تعلق رکھنے والے سے محبت اس وجہ سے ہے کہ اس کی آنکھوں نے حضرت کو دیکھا ہے۔ حضرت کی درگاہ سے ہر تعلق رکھنے والے کو اپنے سے ہزار درجہ افضل سمجھتا ہوں اور ہر ایک کی محبت اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں۔

تحقیق: اگر یہ جدائی غیر اختیاری ہوتی تو یہ (ساری حالت) حکمت کے آثار تھے۔ اختیاری جدائی میں ان آثار کا خیال آنا اپنے بارے میں حکمت ودانائی کا دعویٰ ہے جو خود حکمت کے خلاف ہے۔

حال: (حضرت کی مجلس میں اپنے ذکر کئے جانے کے معلوم کرنے کی) وجہ صرف یہی تھی کہ میں حضرت کی

زبان پر اپنے تذکرہ کا طالب رہتا ہوں کہ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ ان کی مجلس میں ہوتا ہے۔ بعض صحابہ بھی آپس میں پوچھا کرتے تھے کہ "ھل ذکر نبی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بشیء" کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی بھی طرح یاد کیا ہے۔ (میرا) مقصد صرف یہی تو تھا اور کچھ نہیں تھا۔

نوٹ: ان صاحب نے خانقاہ میں مقیم ایک صاحب کو لکھا تھا حضرت کسی محفل میں میرا ذکر فرمایا کریں تو مجھے بتا دیا کریں۔ اس پر حضرت نے تنبیہ فرمائی تھی۔

سؤال: مشائخ کے ارشادات میں معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کے حکم کے بغیر کوئی دینی یا دنیاوی کام نہیں کرنا چاہئے۔ آپ نے اکثر مجھے دنیاوی باتوں کے پوچھنے کو منع کیا ہے۔ اس کے متعلق بندے کے لئے کیا ارشاد ہے؟

جواب: مشائخ نے جو شیخ کے امر کے بغیر کسی کام کے کرنے کو منع فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے شیخ کو بتانے کے بعد اگر شیخ منع کرے تو پھر نہ کرے۔ شیخ کے امر سے مراد شیخ کی اجازت ہے نہ کہ شیخ کے حکم کا ہونا ضروری ہے۔ (یعنی شیخ حکم دے کہ یہ کام کرو یہ مراد نہیں ہے۔)

شیخ کی صحبت کی ضرورت

حَال: میرا حال عجیب ہوگیا ہے۔ ایک وحشت سی ہوتی ہے۔ (اوراد و وظائف کے) اوقات (مقررہ) میں فرق آگیا ہے (کہ وہ ان مقررہ اوقات پر نہیں ہوتے) حیران اور پریشان ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضور اس کا علاج فرمائیں۔ دوبارہ عرض ہے کہ حضور کچھ (پڑھنے کے لئے) بتا دیں جو نماز کے بعد پڑھ لیا کروں تا کہ تمام کام اوراد وغیرہ وقت پر ہوں اور سکون حاصل رہے۔ مجھے کوئی مرض اور دماغی خرابی وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت! کبھی کلام مجید اور مناجات مقبول پڑھنے کو جی نہیں چاہتا ہے اور کبھی طبیعت ہوتی ہے اور اتنی خوشی ہوتی ہے کہ بس دل نکال کر رکھ دوں۔ اس حالت پر بہت رونا آتا ہے۔ اس سے بھی بہت حیرت میں پڑ گیا ہوں۔

تحقیق: اس حالت میں آپ کا میرے پاس کم از کم ایک مہینہ کے لئے آنا مفید ہے۔ بعض باتوں کے لئے جسمانی قرب کی ضرورت ہوتی ہے۔

حَال: (میرا) دل یہ بھی چاہتا ہے کہ کاش حضور کے قدموں کی خاک مجھ ناچیز کی آنکھوں میں لگائی جائے تا کہ یہ نابینا بینا ہو جائے۔

تحقیق: اپنے شیخ کی محبت سعادتوں (خوش بختیوں) کی چابی ہے۔

حال: تیسری بات یہ ہے کہ حضور سے جدائی کی حالت میں (حضور کی محبت میں) بہت ہی جوش وخروش رہتا ہے۔ دل میں آتا ہے کہ اب جب حضرت سے ملوں گا تو قدموں میں گر جاؤں گا، قدموں کو بوسہ دوں گا اور ایسا ایسا کروں گا۔ غرضیکہ (میں) ان جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا ہوں۔ واللہ! سچ عرض کرتا ہوں کہ کبھی تنگ ہو کر (دل) کہتا تھا کہ سب چھوڑ چھاڑ کر حضرت کی خدمت میں رہو۔

ع خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور وہ کہیں

کبھی خط لکھتے وقت روتے روتے برا حال ہو جاتا تھا۔ مگر صرف حضور کے ڈر کی وجہ سے (حضور کے پاس) نہیں آتا تھا کہ حضور ناراض ہوں گے ورنہ بندہ کب کا آجاتا۔ یہ چند کلمات محبت کے خوشی کے جوش میں لکھے گئے ہیں کہ۔

ع عشق و مشک را نتواں نہفتن

ترجمہ: "عشق ومشک چھپائے نہیں چھپتے۔"

یہ بھی ہماری ہی کم ظرفی ہے ورنہ جن کو کامل محبت ہے وہ (محبت کے ایسے) دعوے نہیں کرتے۔ یہاں آنے کے بعد وہ جوش وخروش (جو حضرت کی جدائی میں ہوتا ہے) رہتا نہیں ہے۔ جیسے آگ پر پانی چھڑک دیا جائے (تو آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے) حضرت والا! اس کا سبب کیا ہے؟

تحقیق: (محبت میں کمی) نہیں ہے بلکہ یہ بھی محبت ہی کا ایک رنگ ہے۔ یہ (آنے کے بعد کی حالت) انس (کی حالت) ہے اور جدائی کی حالت شوق کی حالت ہے۔

شیخ کی جیسی صورت مثالی کا دل پر نقش ہو جانا نعمت ہے

حال: رسالہ روح الارواح کیا ہے؟ مطالعہ کے وقت طبیعت میں رقت (نرمی پیدا) ہوئی لیکن بعد میں پھر ویسی قساوت (سختی) پیدا ہو گئی۔ اسم ذات کا ذکر کرتے وقت حضور کی مثالی صورت میں دل نقش ہو جاتی ہے اور لفظ اللہ کی ہلکی سی ضرب اس صورت کے مشابہ پڑتی ہے۔ اس کی وجہ سے وہم میں پڑ جاتا ہوں کہ یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

کبھی کبھی تو اس (صورت کے دل پر نقش ہونے کا) غلبہ ایسا ہے کہ پانچوں نمازوں میں حضور کی صورت کا

خیال جما رہتا ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ مجموعی (طور پر) حالت بہت اچھی ہے۔ مجھے تو خوشی ہوئی۔ رقت کی کمی یا زیادتی بری چیز نہیں ہے۔ جتنی ہو جائے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ حالت قابل تعریف ہے ان شاء اللہ ترقی ہوگی۔ صورت مثالیہ کا بغیر اختیار پیدا ہونا بڑی نعمت ہے۔ لوگ ذکر و شغل کرکے اس کو پیدا کرتے ہیں جو ہمارے ہاں پسندیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر کسب کے عطا فرمایا ہے (اس بات پر) اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے۔

اس (پیدا ہوتے والی) صورت پر ضرب پڑنے سے کیا حرج ہے۔ جائز نہ ہونے کی تو کوئی بھی وجہ نہیں ہے۔ اچھا ہے آپ کی برکت سے شاید مجھ پر اچھا اثر ہو جائے۔

باطنی نسبت کی ابتدا

حَال: احقر کے دل میں آج کل کوئی نئی بات پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے یاد الٰہی ہر وقت دل میں رہتی ہے کہیں بھی نہیں بھولتی ہے۔

تحقیق: یہ نسبت کی ابتدا ہے۔ مبارک ہو۔

دوسرا باب

پسندیدہ اخلاق کے بارے میں

خلوت (تنہائی)، سفر تدبیر اور توکل کے بارے میں تفصیل

حال: جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں دنیا کی کچھ برائیوں نے گھیر لیا ہے۔ پہلی چیز زبان درازی ہے کیونکہ طالب علموں کو ان کے برے کاموں اور بری باتوں سے بغیر زبان درازی کے دور رکھنا بہت مشکل ہے۔ دوسری چیز عورت کو دین پر اور اچھی عادتوں پر چلانا اور اس کی بداخلاقی پر صبر کرنا بندے کے لئے بہت ہی مشکل ہے۔ (میرے لئے ان معاملات کے لئے) دعا خیر فرمائیں۔

(ایک اور بات یہ پوچھنی ہے کہ) طالبوں کو دین اور اخلاق کی تعلیم دینا بہتر ہے یا اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بہتر ہے۔ اسی طرح سفر کرنا سالک کے لئے بہتر ہے یا بغیر اسباب کے توکل کرنا بہتر ہے۔ میری سمجھ کے مطابق ارشاد فرمایئے۔ ان شاء اللہ حضور کے ارشاد سے (بندہ کو) تسلی ہوگی۔

تحقیق: (آپ کے لئے) خیر کی دعا کرتا ہوں۔ (ذرا) وہ حدیث یاد کیجئے۔

"المؤمن الذی یخالط الناس و یصبر علی اذا ھم خیر من المؤمن الذی لا یخالط الناس و لا یصبر علی اذاھم."

ترجمہ: "وہ مؤمن جو لوگوں سے میل ملاپ کرتا ہو اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہو اس مؤمن سے بہتر ہے جو نہ لوگوں سے میل ملاپ کرتا ہو اور نہ ہی ان تکلیفوں پر صبر کرتا ہو۔"

جو شخص سلوک کی ابتدائی حالت میں ہو اس کے لئے تنہائی بہتر ہے۔ جو سلوک کی انتہا کو پہنچ چکا ہو اور عالم نہ ہو تو اس کے لئے (بزرگوں کی) قبروں کی زیارت اور سیر و تفریح کے لئے سفر کرنا نقصان دہ نہیں ہے، ابتدائی حالت والے کے لئے نقصان دہ ہے اور عالم کے لئے نفع سے رکاوٹ کا سبب ہے۔

کم ہمت والے اور اہل و عیال والے کے لئے توکل اسباب و تدبیر کے ساتھ بہتر ہے اور مضبوط ہمت

والے اور تنہا (غیر شادی شدہ) کے لئے اسباب اور تدبیر کے بغیر توکل بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حاصل ہونے اور غیر اللہ کی محبت کے دل سے نکل جانے کا طریقہ

حال: کوئی ایسی دعا بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت زیادہ ہو جائے اور دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری رہے، غیر اللہ کی محبت دل سے نکل جائے یا کم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دل میں کسی اور کا خوف بالکل نہ رہے۔

تحقیق:

صوفی نشود صافی تادر نکشد جامے بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ''صوفی کے صافی ہونے کو جام مشقت چاہیے کچے کو پکا ہونے کو ایک لمبی مدت چاہیے۔''
(یعنی صوفی جب تک مجاہدے نہ کرلے کچا ہی رہتا ہے پختگی مجاہدوں کے بعد حاصل ہوتی ہے)۔

(خطبات حکیم الامت ۵/۲۸)

ایک عرصے تک ذکر و شغل سے لگے رہنے، مفید کتابوں کا مطالعہ کرنے اور اللہ والوں کی صحبت مستقل اختیار کرنے سے یہ دولت مل جاتی ہے۔ اس کے لئے کوئی خاص وظیفہ نہیں ہے۔

خشوع پیدا ہونے کا طریقہ

حال: گھر پر الحمد للہ تنہائی حاصل ہے۔ لیکن وسوسے بہت آتے ہیں۔ گھبرا جاتا ہوں۔ زبان چلتی ہے مگر توجہ نہیں ہوتی ہے۔ تلاوت کے وقت اکثر دل کو غفلت ہوتی ہے بعض مرتبہ تو جہاں تک پڑھنا ہے اگر وہاں پر نشانی نہ رکھوں تو آگے پڑھتا چلا جاتا ہوں۔ نماز کی بھی یہی کیفیت ہے۔ توجہ حاصل نہیں ہوتی ہے نہ ہی اخلاص اور نہ ہی خشوع حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق: اس بات کا تجربہ ہے کہ جب خشوع کے ارادے سے ذکر، تلاوت اور نماز کو مستقل کیا جاتا ہے تو خشوع اور ساری اچھی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ دیر ہونے سے پریشان نہ ہوں کام کرتے رہیں۔ ''ان شاء اللہ یک لبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور''

ترجمہ: ''کہ ان شاء اللہ ایک دن غموں کا گھر گلستان بن جائے گا غم نہ کریں۔''

حَالؔ: اب میری حالت یہ ہے کہ نماز کے آخری سجدہ میں ہوتا ہوں تو خشوع کا خیال آتا ہے تو میں اس سجدہ میں ٹھہر ٹھہر اور خوب گڑگڑا کر اتنی آواز سے تسبیح پڑھتا ہوں کہ آواز میرے کانوں تک آئے اور زیادہ تسبیح کرتا ہوں۔ اکثر آخری سجدہ میں ایسا ہوتا ہے اور دوسرے سجدوں میں کم ہوتا ہے۔ رکوع اور کم قیام میں اور بھی کم قعدہ میں ہوتا ہی نہیں ہے۔

جب قیام میں ایسا ہوتا ہے تو میرا جسم جو (اس حالت کے پیش آنے سے پہلے) سیدھا کھڑا تھا اب (اس حالت کے پیش آنے کے بعد) سر، گردن اور کمر آگے کو جھک جاتے ہیں اور جھکاؤ ہو جاتا ہے۔ اس وقت سیدھا کھڑا ہونا برا لگتا ہے۔ عاجزی سے جھک کر کھڑا ہونا اچھا لگتا ہے۔ دعا مانگتے وقت بھی اکثر یہ حال ہوتا ہے۔

تحقیقؔ: (اس کیفیت کو) حد سے زیادہ نہ کیجئے۔ اس سے طبیعت پر بوجھ ہوگا اور بوجھ سے ناامیدی یا الجھن ہو جاتی ہے۔

حَالؔ: (میں) نماز میں جتنا ہو سکتا ہے خشوع وخضوع کی کوشش اور فکر کرتا ہوں۔ (خشوع وخضوع کی) صورت تو شاید بن جاتی ہوگی مگر حقیقت کا کہیں پتہ نہیں چلتا ہے۔ بالآخر اپنی یہ حالت بنا کر عاجزی اور ندامت کے ساتھ (اللہ تعالیٰ سے) عرض کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ میں کر نہیں سکتا ہوں (مجھے) کامل نماز کی توفیق عطا فرمائیے۔

تحقیقؔ: نماز کی تکمیل جس طرح دل کو متوجہ رکھنے سے ہوتی ہے اسی طرح ندامت اور محتاجی (کو ظاہر کرنے) سے اس کے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ان شاء اللہ حقیقت میں مل جائے گی۔

سُؤالؔ: اللہ اللہ (کے ذکر) کے علاوہ دوسرے اذکار میں کیا (ان کا) معنی سمجھ لینا خشوع کے لیے کافی ہوگا۔ (کہ صرف ان اذکار کا معنی سمجھ میں خشوع ہوگا)

جَوابؔ: اس (معنی کے سمجھنے) سے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا خیال رکھا جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الذی یراك حین تقوم وتقلبك فی الساجدین﴾

تَرجَمَہ: ”وہ (اللہ تعالیٰ کی) ذات آپ کو (نماز میں) کھڑے ہونے کی حالت میں دیکھتی ہے اور آپ کو سجدہ کرنے والوں میں سجدہ کرنے کو دیکھتی ہے۔“

محبت کے آثار

حال: جب آپ ہمارے پاس آکر واپس تشریف لے جاتے ہیں اس دن کھانے پڑھانے کسی چیز کا بھی جی نہیں چاہتا ہے۔ ایک قسم کی مردے پن کی حالت ہو جاتی ہے جس کے آثار جسم پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی رنج وغم تکلیف نہیں ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ محبت ہے جو ایک پسندیدہ بات ہے۔

حال: (میرا) دل حضور کے قدم چومنے کو بہت چاہتا ہے۔ اکثر حضور کو خواب میں دیکھتا ہوں۔

تحقیق: یہ محبت کے آثار ہیں جو اس (سلوک) کے راستے میں بہت ہی مفید ہے۔

حال: کچھ عرصے سے اپنے حالات حضور کی خدمت میں پیش نہ کر سکا۔ اس کی وجہ سستی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ (اب حال عرض ہے کہ) بارہ تسبیح اور بارہ ہزار اسم ذات معمول ہے۔ کبھی کبھی ناغہ ہو جاتا ہے۔ (مجھے) نہ اچھے کپڑے کی خواہش ہے اور نہ ہی اچھے کھانے کی طلب ہے۔ (بس) دل یہی چاہتا ہے کہ اگر بیوی بچے نہ ہوتے تو مدینہ طیبہ میں جا کر رہتا تاکہ جنت البقیع میں دفن ہو جاؤں یا (دل یہ چاہتا ہے کہ) تھانہ بھون میں آکر حضور کی خدمت میں عمر بسر کر دوں۔

روزانہ ان دونوں باتوں کی فکر رہتی ہے۔ کبھی تو ایسا غلبہ ہوتا ہے بیوی بچوں کے ہوتے ہوئے بھی چلا جاؤں۔ تھانہ بھون آنے کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے۔ (میں) یہ سمجھتا ہوں کہ ہر لحاظ سے مدینہ طیبہ میں رہنا مشکل ہے لیکن میں چونکہ اس راستے کی ابتدا میں ہوں، نااہل ہوں جب تک میرے اخلاق اچھے نہیں ہوں گے مدینہ طیبہ کا ادب ادا کرنے کا لائق نہیں ہوں۔ اب حضور سے عرض کرتا ہوں کہ (مدینہ سے قیام نہ کرنے کی وجہ جو عرض کی ہے) کیا یہ وسوسہ ہے یا کیا ہے؟

تحقیق: سچی اور حقیقی محبت ہے۔

حال: دل میں یہ بات روزانہ آتی ہے کہ تھانہ بھون شریف یا مدینہ طیبہ کی تیاری کرنا چاہئے۔ پھر یہ فکر غالب ہوئی کہ جنوری کے بعد چار مہینہ تو تھانہ بھون میں رہوں۔ اب میرے لئے جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اس کے علاوہ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

حال: معلوم نہیں کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے یا نہیں ہے؟

تحقیق: (محبت ہے یا نہیں ہے) یہ فکر ہی محبت کی علامت ہے اور جب (محبت کی) علامت ہو تو جس کی علامت ہے (یعنی محبت) وہ بھی موجود ہوگی۔ اس لئے (آپ کے دل میں) اللہ تعالیٰ کی محبت یقینی ہے۔

حال: ذکر کرتے وقت یہ خیال کر کے اتنا روتا ہوں کہ ذکر کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ رات کو جب لیٹتا ہوں تو بہت دیر تک نیند نہیں آتی ہے لیٹے لیٹے روتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب محبت کی علامات ہیں۔

حال: ذکر کرتے وقت بعض دفعہ جی چاہتا ہے کہ کوئی تلوار سے میری گردن جدا کر دے اور ایک ایک بوٹی الگ الگ پھینک دے اور اسی پر میرا خاتمہ ہو جائے۔

تحقیق: محبت کی پسندیدہ علامت ہے۔ قال ابن المنصور رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

اقتلونی یا ثقاتی ان فی موتی حیاتی

ترجمہ: ”میرے دوستو! مجھے مار دو ——— کہ میرے مرنے میں ہی میری زندگی ہے۔“

(یہ اشعار حضرت منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت پڑھے جب ان کو پیروں میں بیڑیاں پہنا کر گلے میں طوق ڈال کر تختہ دار پر لے جایا جا رہا تھا۔ (مفتاح ۴/۲۹۳) مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد ہی محبوب یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی اور اصل زندگی ہی وہی ہے اس لیے موت ہی اس زندگی کا سبب ہے تو موت ہی اصل زندگی ہے۔)

اللہ تعالیٰ اور شیخ کی محبت کا غلبہ

(حضرت کے خلیفہ کی جانب سے ایک خط آیا۔)

حال: کمترین بندے کی جانب سے عالی جناب قبلہ و کعبہ سیدی و محبوبی دام ظلہم العالی کی خدمت میں السلام علیکم! کئی دن تک اللہ تعالیٰ کی محبت کا بہت ہی غلبہ رہا۔ اس خیال کا بھی غلبہ رہا کہ اگر مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے کچھ حجاب ہوا تو کیا کروں گا۔ اس بات کا بہت صدمہ رہا اگرچہ کئی دفعہ دل کو سمجھایا کہ مایوس نہیں ہونا چاہیے مگر اپنی نااہلی اور نالائقی پر نظر رہی کہ اگر ایسا ہوا بھی تو کوئی عجیب بات نہیں ہے کیونکہ میں بہت ہی نااہل ہوں، مجھ سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور شکر نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ خیال ہوتا تھا کہ جنت میں کوئی نعمت نہ ملے مگر اللہ تعالیٰ کچھ بھی حجاب نہ ہو۔ پھر یہ حالت صبر کرتے ہوئے مغلوب ہوئی لیکن شوق ابھی بھی ہے اور آرزو یہی ہے کہ حجاب کچھ بھی نہ ہو اگرچہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا جو کچھ بھی ذرہ حضرت کی برکت سے حاصل ہوا ہے وہ تو عرصہ سے ہوا لیکن اس مرتبہ (اس میں) غلبہ بہت ہوا ہے۔

اب کئی دنوں سے حضور کی محبت کا غلبہ ہے۔ اگر چہ حضور کی شدید محبت اور بڑی عظمت جو میرے دل میں ہے اس کا اظہار مجھ سے نہ ہو سکے گا کیونکہ میرے اندر اظہار کا زیادہ مادہ نہیں ہے۔ نہ ہی یہ کوئی پسندیدہ چیز ہے۔ یہ (اظہار کرنا) ایک طرح کا دعویٰ (محبت) بھی ہے جو مجھ جیسے اور نالائق سے ہونا ایک عجیب بات ہے مگر مجبوری کی وجہ سے اب کچھ اظہار کیا ہے۔

طبیعت کو بارہا سمجھاتے کے باوجود یہ خیال بار بار آتا ہے کہ اگر حضور کا وصال حق تعالیٰ سے میرے مرنے سے پہلے ہوا تو مجھے کیسے چین آئے گا مجھے حضرت کی محبت کا بے حد غلبہ ہو رہا ہے۔ اگر ان خیالات کے غلبہ کی وجہ سے کبھی شریعت کی حد سے آگے نہیں بڑھتا ہوں مگر بے چینی ضرور ہے۔

اگر یہ تمام وجوہات پسندیدہ اور مقصودی ہیں تو مبارک (بات) ہے اگر چہ کتنا ہی صدمہ ہو اور اگر کوئی بری بات ہے تو (اس کا) علاج فرمائیے۔ پرسوں جب جناب سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا جب سے کچھ اطمینان ہوا ہے ورنہ بڑا (برا) حال تھا۔ سب کچھ اس لئے تحریر کیا کہ زبانی عرض کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ والسلام۔

تحقیق: محبی ومحبوبی زاد اللہ تعالیٰ عرفاً وقرباً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دونوں حالتیں بلند ترین ہیں۔ پہلی حالت کا بلند ہونا تو ظاہر ہی ہے کہ حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق ہونا مطلوب اور مقصود آیا ہے جو اس کے خوب بلند ہونے کی دلیل ہے۔ اس کا (کبھی) غالب اور کبھی معتدل (درمیانہ) ہونا اس کے مختلف رنگوں میں سے جو حالات کے بدلنے سے بدلتے ہیں۔ یہ (غلبہ اور اعتدال) دونوں ہی پسندیدہ ہیں لیکن اعتدال زیادہ پسندیدہ اور سنت کے موافق ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ

"شوقا الی لقائك فی غیر ضراء مضره"

ترجمہ: "میں آپ سے آپ کی ملاقات کے شوق کو طالب کرتا ہوں جس میں نقصان پہنچانے والی حالت اور گمراہ کرنے والا فتنہ نہ ہو۔"

دوسری حالت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت ہی کا ایک طریقہ اور رنگ ہے اگر چہ واسطہ کے ساتھ ہی ہو۔ بعض حالتوں میں بعض فائدے پہلی حالت سے زیادہ اس دوسری حالت میں حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ دوسری صورت تو ساری ہی پسندیدہ ہے۔

رہا خیال (میرے آپ سے پہلے) انتقال سے متاثر ہونے کا تو یہ بھی اسی محبت کا لازمی حصہ ہے اور پسندیدہ چیز کے سارے لازمی حصہ بھی پسندیدہ ہوتے ہیں۔ باقی یہ بات طبعی ہے وقتی ہے ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتی

ہے۔اسی طرح کیونکہ یہ (میری) محبت کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس (وقت یعنی میرے انتقال) کے وقت مدد فرمائیں گے جیسا کہ صحابہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاملہ فرمایا۔

عبدیت (بندگی) کی علامات

حَال: ظہر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے دو باتوں کی فکر ہوئی۔ایک یہ کہ میرا خاتمہ کس حالت پر ہوگا۔اس وقت تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے (میرے) ہوش وحواس درست ہیں پھر بھی مجھے وسوسے آتے ہیں۔موت کے وقت تو نہ ہوش ہوگا اور نہ ہی حواس درست ہوں گے اس وقت کیا حالت ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آخرت میں میرا انجام کیا ہوگا کیونکہ اپنے اعمال کی طرف سے دیکھنے سے برے اعمال کے علاوہ نیک اعمال نظر نہیں آتے ہیں۔

تحقیق: یہ عبدیت (بندگی) کی علامت ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کی حالت ہے۔

حَال: میرے گھر والے اللہ اور رسول کے ایسے عاشق ہیں کہ شریعت کی کوئی بات کچھ بھی ناگوار نہیں ہوتی ہے۔ حضور ان کو بھی تعلیم فرمائیں، نمازی ہیں۔ (میں نے) کئی مرتبہ کہا: مولانا کو اپنا حال تو لکھو تو کہتی ہیں: میرا حال ہی کیا ہے الحمد للہ ان کو کوئی وسوسہ بھی نہیں آتا ہے۔

تحقیق: ان کا یہ کہنا میرا حال ہی کیا ہے یہی تو بڑا حال ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں عبدیت (بندگی) ہے۔اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ان کے لئے لا الہ الا اللہ مناسب ہے۔

ہر وقت یہی خیال رکھیں اور کسی وقت کے لئے ایک آسان تعداد بھی مقرر کر لیں پھر کبھی کبھی حالات کی اطلاع دیں۔

حَال: حضور! مجھے نماز قضا ہونے سے ایسا صدمہ نہیں ہوتا کہ جس سے بے چین ہو جاؤں بلکہ یہ خیال آتا ہے کہ صدمہ کیوں نہیں ہوا قضا ہو جائے تو ہو جائے کچھ بھی رنج نہیں ہوتا ہے۔بعض گناہوں کے ہونے سے بہت رنج ہوتا ہے اور بعض کے ہونے سے کم یا بالکل نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: رنج تو سب (گناہوں کے ہونے) پر ہوتا ہے مگر سب کی قسمیں مختلف ہیں ایک قسم رنج کی یہ ہے کہ رنج نہ ہونے پر رنج ہوتا ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ بعض گناہوں پر طبعی رنج ہوتا ہے اور بعض پر عقلی رنج ہوتا ہے۔اس لئے طبعی رنج نہ ہونے پر رنج ہونا یہ عقلی رنج ہونے کی دلیل ہے (یعنی رنج نہ ہونے پر رنج ہونا بھی رنج ہی ہے)۔

حال: کبھی یہ خیال آتا ہے کہ (اپنی) حالت تو بالکل گندی ہے۔ صرف حضور کی تحریرات دیکھ کر شکر کرتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ حالت تو ایسی بدتر ہے اور اس پر حضور کی شفقت، ڈر لگتا ہے کہ کسی دن یہ راز کھل گیا تو بہت رسوائی ہوگی۔

تحقیق: (اگر رسوائی ہو جائے تو) کیا حرج ہے۔ رسوائی نہ ہونے کا خیال بھی (اپنائیت کے درمیان) ایک پردہ (کہ پورے حالات معلوم نہیں ہیں جو اپنائیت میں کمی کی بات ہے اس لئے) یہ پردہ بھی اٹھنا چاہئے۔ (تاکہ اپنائیت ہو جائے)

محبت اور عبدیت کے آثار

حال: ذکر میں سوز و گداز اور طبیعت میں جوش آ جاتا ہے۔ کوئی آواز سنائی دیتی ہے لیکن خیال کرتا ہوں تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ جیسے ذکر (خود ہی) گونج کر کان میں سنائی دیتا ہے۔ یہ آواز ہے یا (میرا) خیال خام کچھ بھی ہو اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہوں کیونکہ مقصود اللہ تعالیٰ کی بلند ذات ہوتی ہے لیکن یہ آواز اچھی معلوم ہوتی ہے۔

خدا کی طلب رمضان شریف کے بعد سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اسی فکر میں سارا دن گزر جاتا ہے بلکہ کبھی کبھی تو رونا آتا ہے رونے میں عجیب لذت محسوس ہوتی ہے۔ دعا میں زیادہ رونا آتا ہے، ترک کرنے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ میں بہت گناہ گار ہوں حقیقت میں ایسا ہی ہوں اگر (مجھ میں) کوئی بھلائی ہے تو یہ اعلیٰ حضرت کے طفیل اور خدا کا فضل ہے ورنہ اس ناکارہ سے کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔

حضوری (اللہ تعالیٰ کا ہر وقت دھیان) کچھ نہ کچھ حاصل ہے۔ لیکن یہ دھیان (کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت میرے ساتھ ہیں مجھے دیکھ رہے ہیں) اوپر سے آگے، سے پاس سے یا دل میں کس طرف سے ہونا چاہئے۔ اس ناکارہ کا خیال دل میں زیادہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح خدا کی ذات کا تصور کس طرح کرنا چاہئے کہ وہ موجود ہیں یا باقی ہیں یا فنا ہیں یا وہ معبود ہیں جس طرح بھی کرنا چاہئے ہیں بتائیے۔

میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں مسجد سے نماز پڑھ کر گھر جا رہا ہوں۔ مسجد کے دروازے پر ایک عورت کھڑی تھی وہ بھی میرے ساتھ چلنے لگی۔ میں نے اس سے کہا: میرے پیچھے چل۔ اس نے کچھ جواب نہیں دیا اور نہ ہی پیچھے ہوئی۔ میں آگے بڑھنے کے لئے دوڑا تو وہ بھی دوڑی حتیٰ کہ بائیں جانب اس عورت سے پیچھے ہی رہا۔ دروازے تک اس کا خیال آتا ہے۔ پھر میں مکان کے اندر چلا گیا۔ بعد میں معلوم نہیں کہاں گئی۔

تحقیق: ماشاء اللہ سارے حالات پسندیدہ ہیں۔ یہ آواز (جو آپ کو ذکر کے وقت سنائی دیتی ہے) اکثر اپنے

اندر ہی کی ہوتی ہے۔ بعض لوگ اس کو بالکل ہی عالم غیب کی آواز سمجھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ بھی یہ آواز عالم غیب سے بھی ہوتی ہے۔ یہ خود کی آواز بھی یکسوئی حاصل ہونے اور خیالات و وساوس کے دور ہونے کا ذریعہ ہوتی ہے اس لئے یہ بھی پسندیدہ ہے لیکن چونکہ یہ مقصود نہیں ہے اس لئے اس کو کمال نہ سمجھیں اور اس کی طرف توجہ بھی نہ کریں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ جو چیز پسندیدہ ہو ضروری نہیں ہے کہ وہ مقصود بھی ہو (اس لئے یہ آواز اگرچہ پسندیدہ ہے لیکن مقصود نہیں ہے)۔

سوز گداز اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طلب کی فکر میں سارا دن گزر جانا اور رونا یہ سب محبت کی علامات ہیں۔ خود کو کچھ نہ سمجھنا عبدیت کی علامات ہیں۔ یہ سب حالات مطلوب ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

تصور پہلے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہونا چاہئے خواہ جس طرح بھی آسان ہو اس کا کوئی معین آسان طریقہ نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ یہ خیال رکھیں کہ وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر کبھی اللہ تعالیٰ کا تصور جم نہ سکے اور خیالات و وساوس پریشان کریں تو دل کی طرف اس طرح توجہ رکھیں کہ اللہ اللہ کر رہا ہے۔

وہ عورت دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ (آپ نے) اس سے بچنے کا ارادہ کیا۔ ان شاء اللہ محفوظ رہیں گے۔

حَالؒ: (کچھ باطنی حالات لکھنے کے بعد یہ لکھا تھا) مگر اب حالت ایسی ردی ہوگئی ہے کہ سب حالات، کیفیات اور دعوے جھوٹے لگتے ہیں۔ (اب) میرے اندر ان (چیزوں) میں کسی کا بھی اثر (باقی) نہیں رہا ہے۔

"فیالتینی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا."

تَرجَمَہ: "کاش کہ اس میں اس سے پہلے مر جاتا اور بھولا بسرا ہو جاتا۔"

اپنے سے برا کسی کو بھی نہیں سمجھتا ہوں کافر بھی مجھ سے اچھا ہوگا کیونکہ اس کو تو (کیفیت اور حالات میں سے) کچھ ملا ہی نہیں اور مجھے خدا نے نعمت دی تھی مگر میں نے (اپنے) گناہوں سے اس کی ناقدری کی۔

تَحقِیق: یہ (موجودہ) حالت اس پہلی وہم اور گمان والی حالت سے ہزار درجے بہتر ہے کہ وہ اپنے کچھ ہونے کی حالت تھی جو (اپنے ہونے کا ایک قسم کا) دعوی تھا اور یہ حالت اپنے کچھ نہ ہونے اور فنا کی حالت ہے۔

ع چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا

تَرجَمَہ: "مردہ چراغ کہاں سورج کا نور کہاں۔"

حال: عالی خدمت حضرت قبلہ وکعبہ دام ظلہم العالی۔ سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ گذشتہ مہینے میں چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا بہت اور یکسوئی کا خصوصی غلبہ ہوا۔ اکثر یہ آیت۔

﴿انما المؤمنون اذا ذکراللّٰہ وجلت الخ﴾

ترجمہ: ''بلاشبہ ایمان والے وہی لوگ ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔''

کہ پانی پر جاری ہوتی تھی۔ قال اور حال (قول اور حالت) ایک ہو جاتا تھا۔ عشا سے پہلے اکثر ایسا ہوا۔ اور پھر عشا کی نماز میں ایک خاص لذت حاصل ہوئی جس کو بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ بہت ہی یکسوئی، نماز کے معانی اور نماز کے مقاصد کی طرف خاص توجہ ہوئی اور قال اور حال ایک ہوگیا۔ لیکن اس حالت میں جسم پر ایک بھاری بوجھ اٹھایا ہوا لگتا تھا جس کی وجہ سے دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی جسمانی کمزوری ہوتی تھی۔ اب یہ حالت تو نہیں رہی لیکن غالباً ایک ہفتہ سے ندامت غالب ہے۔ اگر اس حالت میں مجھے کوئی قتل کر دے تو طبعاً خوشی ہو اگرچہ عقلاً نہ ہو۔ اس ندامت سے بہت ہی غم ہے، خود کو دنیا میں رکھے جانے کے قابل نہیں سمجھتا ہوں۔ اپنے عیوب بہت ہی کھل کر سامنے آرہے ہیں۔ سر سے پیر تک عیب ہی عیب نظر آتے ہیں۔ ہر عبادت عیب سے بھری ہوئی ہے۔ عذاب کا خوف بھی نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ثواب کا شوق ہے۔ صرف...... اور ندامت کا بہت ہی غلبہ ہے۔ دل کو رحمت الٰہی سے تسلی دیتا ہوں لیکن حالت کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ کچھ بھی اثر نہیں ہوتا ہے۔ خود کو دینی کام اور دین و دنیا میں رہنے کے قابل نہیں سمجھتا ہوں ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تجھے دنیا میں رکھنا چاہیں اور تو نہ رہنا چاہے۔

بحمد اللہ اس حالت کے باوجود گناہ کا کوئی کام نہیں ہوتا ہے ہاں دل کو بہت تکلیف ہوتی ہے جو حقیقت میں دنیا کے ہزاروں وسوسوں سے زیادہ ہے۔ کبھی اپنی بے کسی (لاچاری، مجبوری) اور آخرت کے لئے کچھ نہ ہونے کی موجودہ حالت میں بہت رونے کو دل چاہتا ہے اور اپنی نا قابلی پر خود بخود بہت ہی غم ہوتا ہے۔ آج کل بحمد اللہ تندرستی ہے۔ جو باتیں ذکر کی گئی ہیں ان میں طبی سبب بظاہر کوئی معلوم نہیں ہے اطلاعاً عرض ہے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ سب عبدیت کاملہ کے آثار ہیں جو انتہا میں حاصل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے تاکہ

﴿لئن شکرتم لازیدنکم﴾

ترجمہ: ''کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری (اس شکر ادا کردہ) نعمت میں ضرور اضافہ کروں گا۔''

کی دولت حاصل ہو جائے۔

حَالؒ: میں نے آپ سے جو کسی اہل تلوین (رنگ برنگی طبیعت والے) کے پاس کچھ دن رہنے کا خیال لکھا تھا (اور یہ خیال بھی پرانا تھا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ختم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو (اس کا) بدلہ عطا فرمائیں۔ مجھے اپنی نااہلی خوب معلوم ہے۔ صرف فرض پر ہمیشگی اور کبائر کو چھوڑنے کی توفیق (کامل جانا) مطلوب ہے۔ (اگر یہی حاصل ہو جائے تو) اسی کو معراج سمجھوں گا۔

ذکر میں جب جوش آتا ہے تو (دعائیں) مانگنے لگتا ہوں اور خود دعائیں مانگتا ہوں۔ ایک بار دعا مانگنے کا جی چاہا تو یہ سوچا کہ میرا قلب تو پاک ہے پھر (خود ہی) عرض کیا: ہماری روک ٹوک سے تو پاک ہو چکا ہے۔ مگر بعد میں اس طرح اونچا اڑنے سے توبہ کرتا ہوں کم سے کم درجے کے تقوے کو انتہا بنالیتا ہوں۔

ذکر پر نہیں ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ یہ بھی ایک دوام ہے۔ سماع کا خیال بھی پرانا ہے اور زائل نہیں ہوتا ہے۔ میں سماع کے الفاظ میں کبھی کبھی دعائیں کرتا ہوں۔ پہلی جب خشکی کا زمانہ تھا اس وقت اس کو بہت ہی ناپسندیدہ سمجھتا تھا۔ آپ کو میری حالت معلوم ہے دین کے کسی بھی کام کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ دماغ قلب اور (اعضاء) جوارح سب ضعیف ہیں۔ معدہ اور نگاہ بھی ضعیف ہے۔ قبض ہے، ہلکی بواسیر، خشکی دماغ اور کم نیند آنے جیسے دوسرے امراض میں مبتلا ہوں۔ (افسوس ہے کہ کہیں اردو کی تعلیم بھی نہیں دے سکتا ہوں)۔

اگر مجھے کوئی کام ہے تو اپنی اصلاح کا کام ہے۔ کسی کو فائدہ پہنچانا تو دور کی بات ہے مجھے تو اپنی ہی خبر لینے کی ضرورت ہے۔ (میری) اصلاح آپ کے ہاں رہ کر ممکن ہے۔ والدہ کے پاس رہ کر مجھ سے ان کی کوئی خدمت نہیں ہو سکتی ہے۔ میں خود بھی بھائی کے ذمہ ہوں۔ (والدہ مجھے اپنے ہاں روکتی بھی نہیں ہیں) والدہ کو صرف مجھ سے ہی سہارا ہے، بھائی صاحب دن میں دکان پر رہتے ہیں۔ موجودہ صورت حال میں فرمائیے کہ میں آپ کو اختیار کروں یا والدہ صاحبہ کو اختیار کروں۔ میں اس (دونوں میں کس کو اختیار کرنے کے معاملے) میں شک میں ہوں۔ یکسوئی چاہتا ہوں۔ میرے لئے ان دونوں باتوں میں سے جو بھی زیادہ مفید ہو بتائیے۔

تحقیق: اہل تلوین () کی محبت کے خیال کے ختم ہونے سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

اس کے بعد "منتہی بنالیتا ہوں" تک جو حالت لکھی ہے اس سے اور زیادہ خوشی ہوئی۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے عبدیت (بندگی) کا ایک مطلوب درجہ عطا فرمایا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں ترقی ہوگی۔

سماع کا خیال اپنے اختیار سے نہیں ہے اس لئے اس پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ ہاں اس کے چاہنے پر عمل نہ

کیا جائے کیونکہ یہ نقصان دہ ہے۔ہاں کچھ اشعار کو خوش الحانی سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ کسی زبان میں بھی (وہ اشعار) ہوں۔

(خشکی کی حالت میں) ناپسندیدگی کی جو وجہ تھی وہ بھی پسندیدہ تھی۔یعنی صورت کے لحاظ سے بھی (اتباع) کا نہ چھوٹنا ہے (اس لئے یہ بھی پسندیدہ ہے کہ ممنوع کام کی صورت بھی اختیار نہ کی جائے) اور (اب سماع کے الفاظ میں دعا کرنا) یہ بھی پسندیدہ ہے کہ یہ صورت پر (جو کہ ممنوع چیز کی ہے) معنی کا غالب آجانا ہے (یعنی اشعار کے جو اصلی معنی ہیں وہ ممنوع صورت پر غالب آجاتے ہیں) اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرمائیں گے۔یعنی صورت اور معنی کے ایک ہونے کی صفت عطا فرمائیں گے۔

اپنے جسمانی ناکارہ پن کے بارے میں جو لکھا ہے وہ باطن کے لئے نقصان دہ نہیں ہے (اس لئے) بے فکر رہیں۔والدہ کو چھوڑنا تو یہ ہے کہ آپ کو جب ان کی ضرورت ہو اس کے باوجود ان کو ناخوش کرکے یا بہت لمبی مدت کے لئے ان سے جدا ہو کر آئیں ورنہ اگر زیادہ یہاں رہیں اور کبھی کبھی ان سے مل کر آجائیں تو یہ چھوڑ کر آنا نہیں ہے۔امید ہے کہ وہ اس کو خوشی سے قبول کرلیں گی۔

حَالؒ: ایک دن اپنی حالت کے بارے میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ تمہارے ذمہ خدمت خلق کا کام ہے لیکن تم میں ابھی اس کام کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ تمہیں خود اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔(اس لئے) تم خود کو دینی پیشواؤں میں شمار نہ کرو لیکن شیخ کے حکم کی تعمیل میں جو کچھ ہو سکے کرتے رہو۔شیخ کی برکت سے جو کچھ اصلاح لوگوں کی ہو جائے تو ہو جائے ورنہ تم تو کسی قابل نہیں ہو۔

اسی طرح تم خود کو ولایت میں اونچے مقام پر نہ سمجھو اور نہ ہی دینی پیشواؤں میں شمار کرو کیونکہ ان کے حالات، دین کی سمجھ، ذکاوت وفراست اور مراتب بہت ہی اونچے ہوتے ہیں، تم کہاں اور کہاں وہ حضرات جو پاک نفوس کے مالک ہیں وہ کہاں:

چہ نسبت خاک را باعالم پاک

تَرجَمَہ: ''خاک کو پاک جگہ سے کیا نسبت ہے۔''

جب دل میں یہ خیالات آتے ہیں تو اپنے حالات بہت ہی گھٹیا اور ذلیل معلوم ہوئے۔ان سے دل میں ایک قسم کی عبرت اور ندامت ہوئی۔اسی طرح دین کے معاملے میں جتنی اپنی کمی کوتاہیاں نظر آتی ہیں اتنی ہی ندامت اور افسوس ہوتا ہے جس کو میں زبان سے کہہ نہیں سکتا ہوں۔توبہ واستغفار سے ان کوتاہیوں کی تلافی کرتا

ہوں اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا پکا ارادہ کرتا ہوں لیکن پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ آپ بھی میرے لئے دل سے دعا فرمائیں کہ ان کوتاہیوں کی پوری اصلاح ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے اس دنیا سے (اپنا) کامل بندہ بنا کر اٹھائیں اور آخرت کے عذاب سے نجات عطا فرمائیں۔ اسی بات کی (مجھے) فکر ہے اور اسی کے لئے آپ سے دعاؤں کا طالب ہوں۔ باقی کسی بزرگی اور کمال وغیرہ کی مجھے ہوس نہیں ہے بقول شخصے ؎

زاہد شدی شیخ شدی دانشمند   ایں جملہ شدی ولیکن انسان نہ شدی

ترجمہ: "زاہد شیخ عقلمند سب بن گیا ہے تو ـــــ انسان نہ بنا تو کچھ نہ بنا ہے تو۔"

(یعنی زاہد اور شیخ بننا آسان ہے مگر مسلمان بننا مشکل ہے۔) (خطبات حکیم الامت ۷/۱۲۱)

اب تک میں تصوف اور درویشی کو نجانے کیا کچھ سمجھتا تھا لیکن بہت ٹھوکریں کھانے کے بعد یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ بس انسان بن جاؤ یہی سب کچھ ہے، اگر انسان نہ بنے تو سارا کمال وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام کمالات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان (اللہ تعالیٰ کا) کامل بندہ بن جائے اور سلوک کے راستے پر چلنے کا مقصد بھی یہی ہے۔

باقی کمالات، حالات کیفیات اور مکاشفات مقصودی چیزیں نہیں ہیں۔ اسی غور وفکر میں تھا کہ مولانا رومی یا کسی اور صاحب کا شعر یاد آیا۔ ؎

ہفت شہرے عشق را عطار گشت   ماہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

ترجمہ: "حضرت فرید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتوں شہر گھوم چکے ہیں اور ہم ابھی ایک گلی کے کنارے پر ہیں۔" (یعنی پیاری حالت اللہ تعالیٰ کے عشق ومعرفت میں کچھ بھی نہیں ہے)

اس پر بات کھل کر سامنے آئی کہ حقیقت میں ابھی اپنی حالت کچھ بھی نہیں ہے لیکن جو کچھ (اچھی) حالت ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ہے اور جو کچھ نہیں ہے اس کی اصلاح کی فکر اور اس کے لئے حضور سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور اور تمام پیروں کے صدقے میں میری تمام کوتاہیوں کی شریعت کے موافق اصلاح فرمائیں اور مجھے اس (اپنی اصلاح کے) کام میں کامیابی عطا فرمائیں۔

ع با کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ: "کریموں کے لئے بہت سارے کام مشکل نہیں ہیں۔"

انتہائی گیا گزرہ بندہ ہوں۔ میں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی باطنی حالت کو لفظوں میں لکھا ہے۔ کبھی کبھی اس حالت

کا غلبہ صحو و تمکین کی حالت میں پورا رہتا ہے (اس وقت) اپنی ساری اچھی بری حالت سامنے آ جاتی ہے تو بہت شرمندگی ہوتی ہے۔

(پیچھے جو شعر گزرا اس میں) ہفت شہرے کا کیا مطلب ہے سمجھ میں نہیں آیا کہ مولانا کی اس سے کیا مراد ہے۔ اگرچہ اتنا سمجھ میں آیا ہے کہ عشق کے مراتب مختصر طریقے سے بیان کئے ہیں۔

تحقیق: ان مراتب کی یہی تفصیل ہے۔ ان کا نام کوئی ضروری نہیں ہے۔

توکل

سوال: اس خط کے لکھنے کا مقصد ایک شبہ کا حل چاہنا ہے۔ وہ شبہ یہ ہے کہ بندہ اپنے خرچ وغیرہ میں جتنا ہو سکے شریعت کا خیال رکھتا ہے یعنی واجب خرچوں کے بعد جو خرچہ مستحب ہو اس کو کرتا ہوں مگر اتنا کہ قرضہ نہ ہو اگرچہ کچھ باقی نہ رہے۔ اسی اصول کی وجہ سے اپنے بزرگوں یا عزیزوں کی خدمت کرتا ہوں یا اگر کوئی مجھ سے قرض مانگے تو اس کے ساتھ خدمت اور احسان کرنے میں اس اصول کو اپنے سامنے رکھتا ہوں (اور اسی کے مطابق) اپنی گنجائش کے مواقف خدمت و احسان کرتا ہوں۔

بعض اوقات بلکہ اکثر ہی جی چاہتا ہے کہ اپنے بزرگوں کی اور زیادہ خدمت کروں یا میرے یہاں اکثر غریب اور ضرورت مند کاشت کار رہتے ہیں جن کو اکثر ہر قسم کی ضرورت رہتی ہے۔ ان ضرورت مندوں کو دیکھ کر تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر اس اصول کا خیال نہ کروں تو اکثر مقروض رہوں۔ مگر آیت ﴿**والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالك قواما.**﴾ **ترجمہ:** "وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی بخل کرتے ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان رہتے ہیں۔") کو اپنے سامنے رکھ کر اپنی گنجائش کے مطابق ہی احسان کرتا ہوں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ (میں) شریعت کے مطابق ہی کر رہا ہوں اس لئے یہ بھی پسندیدہ ہے لیکن جب ان حدیثوں "ولکن الزهادة فی الدنیا ان لا تکون بما فی یدیك اوثق مما فی یدالله" (اور زہد یہ ہے کہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے وہ اس سے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے زیادہ بھروسہ والا نہ ہو)۔

"انفق یا بلال ولا تخش من ذی العرش اقلالا" (بلال! خرچ کرتے رہو اور عرش والے سے کمی کا خوف نہ کرو)۔ کو دیکھتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ جو بھی بطور احسان خرچ کرنے کا موقع آئے تو فوراً خرچ کیا جائے اور مقروض ہونے کا خیال نہ کیا جائے۔ (پھر) یہ خیال آتا ہے کہ حدیث میں (خرچ کرنے کی) جو حالت

آئی ہے وہ بڑے لوگوں کے لئے ہے اور ہم ابھی (ایمان کے اعتبار سے) کمزور ہیں اس لئے ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے۔ مگر یہ (حدیث والی دوسری) حالت کیونکہ پہلی والی حالت سے زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے ہمیں بھی وہ حالت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اپنی طبیعت کو دیکھتا ہوں کہ ایسی ہے کہ دوسرے کا احسان اپنے اوپر بہت ہی بوجھ محسوس ہوتا ہے اور مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ مجھ پر دوسروں کا قرض ہو جائے اگرچہ میں خود دوسروں پر جتنا ہو سکے احسان کرتا رہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی رحمت اور بہت ہی فضل کا خیال کرتا ہوں کہ دوسری حالت پیدا ہو جائے مگر ابھی تک شریعت کا پہلا ہی قاعدہ زیادہ محفوظ لگتا ہے۔ اور دوسرے قاعدے پر عمل کے بارے میں سوچتا ہی رہتا ہوں۔

اب پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ توکل (اللہ تعالیٰ پر بھروسے) کی کمی ہے اور اگر ہے تو اس کا علاج کیا ہے؟

جواب: یہ توکل کی کمی نہیں ہے اور نہ ہی ان حدیثوں کے خلاف ہے جو سوال میں لکھی گئی ہیں (بلکہ) پہلی حدیث میں بندے کے پاس جو کچھ ہے اس پر بھروسہ نہ کرنا ہے اور دوسری حدیث میں جو کچھ بندے کے پاس ہے اس کو نہ روکنا مراد ہے اسی طرح اس دوسری حدیث میں جو خرچ کرنے کا حکم ہے وہ دوسری حدیثوں کی روشنی میں اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرنا ہی ہے۔ (یہ توکل ہی ہے) اس لئے علاج کی ضرورت نہیں ہے۔

حال: (میں نے) ہمیشہ اپنے سامنے یہ رکھا کہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھوں۔ روزی کے معاملے میں خاص طور پر اسی کو اپنے سامنے رکھا۔ پھر بھی جب آمدنی رک جاتی ہے خواہ تین دن کے لئے ہی کیوں نہ ہو بے اختیار طبیعت پریشان ہو جاتی ہے حالانکہ (اس موقع پر) اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے دیتے ہیں جہاں سے خیال بھی نہیں ہوتا ہے۔ (اور حال یہ ہے کہ) آمدنی ہونے پر اطمینان ہو جاتا ہے دیر ہونے سے پریشانی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ ضرور ہوتا ہے کہ پریشانی کے وقت رجوع اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہوتا ہے اور (اللہ تعالیٰ سے) تنگی کی شکایت زبان پر تو کیا دل میں بھی نہیں ہوتی ہے۔ یہ تو میرا حال ہے۔ میرے گھر میں یہ کیفیت ہے کہ جب تنگی ہو تو اس کو کبھی پریشانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ تو یوں کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیں گے ہم فکر نہیں کرتے۔ اس بات سے مجھے اپنے اوپر افسوس ہوتا ہے کہ عورت کی ذات مجھ سے اونچی ہوگئی۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری یہ حالت پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ ہے؟ اگر ناپسندیدہ ہے تو اس کا کیا علاج کروں۔

تحقیق: (آپ میاں بیوی) دونوں کی حالت پسندیدہ ہے۔ (اور) دونوں میں فرق طبعی ہے۔ عورتوں میں کیونکہ انجام کا خوف وفکر فطرتی طور پر کم ہوتی ہے اور مردوں کی قوت فکر زیادہ کام کرتی ہے اسی وجہ سے یہ فرق ہے۔

حال: آج سے ایک ہفتہ بھر پہلے ایک دن صبح دس بجے طبیعت اتنی گھبرائی اور دل بھی بہت گھبرایا تو حضرت کے پاس آکر کم از کم آٹھ دن رہنے کا پکا ارادہ کیا جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب جو کانپور (شہر کے) ڈپٹی کلکٹر ہیں وہ میرے پیر بھائی ہیں، مجھ پر بہت ہی مہربان رہتے ہیں۔ ان سے مشورہ کیا، یہ بھی بتایا کہ آج کل زیادہ قرض دار ہوگیا ہوں، (اگرچہ آنے جانے کے) خرچ کی گنجائش ہے لیکن قرض ہونے کی وجہ سے حضرت ناراض ہوں کہ ایسی حالت میں کیوں آیا تو خواجہ صاحب نے مشورہ دیا کہ حضرت سے (آنے کی) اجازت لے لو اگر حضرت اجازت دیں تو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(اس لئے) عرض کرتا ہوں کہ تقریباً ڈیڑھ ہزار روپے کا قرض دار ہوگیا ہوں ہر وقت اس کی فکر رہتی ہے۔ قرض تھوڑا تھوڑا ادا کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔ میرے گھر والے کیونکہ میرے ساتھ ہی رہتے ہیں اس لئے جو کچھ بچا لیتا ہوں (تھوڑا بہت) اس سے قرض ادا کرتا رہتا ہوں۔ الحمد للہ! میری آمدنی کا ذریعہ غیر محدود ہے، توکل ہی اس کی اصل ہے۔ میں چمڑہ کا کاروبار کرتا ہوں۔ کانپور میں چمڑہ خریدتا ہوں اور کانپور میں ہی بیچ دیتا ہوں جیسا کہ اس سے پہلے خط میں آپ کو بتا چکا ہوں۔

میں نے اللہ تعالیٰ کے دربار کی ملازمت اختیار کر لی ہے۔ ظاہری طور پر چمڑہ کا کام ۶ - ۷ گھنٹے کر لیتا ہوں۔ (جس دن سے اللہ تعالیٰ کی ملازمت اختیار کی ہے) اس دن سے میں نے کام تو بہت کم کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے نفع بہت دیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ بھی ہوا کہ جس دن اپنا کام کر لیتا (کہ آج اتنا کام یا اتنے وقت تک کام کروں گا) اس دن اللہ تعالیٰ گویا غیب سے دیتے کہ نقصان والا مال خرید لایا اور اس میں نفع ہو جاتا تھا۔ جب کام مقرر نہیں کیا تو نفع والا مال خرید لایا اور بہت نقصان ہوتا ہوا نظر آیا جس کو میں برداشت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر جیسے ہی میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور توبہ کی تو اللہ تعالیٰ گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسی نقصان والے مال سے نفع عنایت فرما دیتے ہیں۔ اس بات کو میں ہر دن دیکھتا ہوں۔

(اب عرض یہ ہے کہ) جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اگر روزانہ کا یہ کام (چمڑہ خریدنا بیچنا) بند ہو جائے تو مجھے دنیاوی نقصان ہوتا ہے اور اگر میں نے جو اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کیا ہے اس کے مطابق مسلسل کام کرتا رہوں تو

میری تجارت میں بھی مسلسل نفع ہی ہوتا رہتا ہے نقصان کا کوئی خوف تک بھی نہیں ہوتا ہے۔ روحانی فائدہ جو اس دنیاوی نفع کے علاوہ ہے وہ اس کے علاوہ ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ مبارک کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یقین توکل کی دولت عطا فرمائی۔ جب ایسا یقین عطا ہوا ہے تو ان شاء اللہ (آنے سے) کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

حال: اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر حضور اجازت دیں صرف آٹھ دن کے لئے (خدمت میں) حاضر ہو جاؤں۔ شاید اس آٹھ دن کی تھوڑی سی مدت میں میری اس (گھبراہٹ کی) حالت میں کچھ بہتری آجائے۔

اگر (آپ کے نزدیک میرے) قرض کی مجبوری رکاٹ ہوتو (اس بارے میں) میں یہ عرض کروں گا کہ خدانخواستہ مجھے اچانک کوئی جسمانی بیماری ہو جائے جس کا علاج ضروری ہو اور (اس کے لئے) دہلی (میں) حکیم اجمل خان صاحب کی خدمت میں جانا پڑے تو مجبورا سارا خرچ برداشت کرنا پڑے گا۔ (اس وقت) یہی کہا جائے گا اگر چہ میں قرض دار ہوں قرض ادا کرنا سارے کاموں سے پہلے ہے لیکن جب جسمانی صحت ٹھیک نہیں ہوگی تو قرض بھی ادا نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں جسمانی صحت کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔ اس لئے اسی ضرورت کو سمجھ کر میں آٹھ دن کے لئے حاضر ہونے کی اجازت چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں جسمانی صحت سے روحانی صحت زیادہ ضروری ہے اور جب کہ میری دنیا کا دارومدار بھی اسی روحانی حالت پر ہے۔

مختصرا گذارش ہے کہ اگر مناسب ہوتو خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت عطا فرمائیں۔

تحقیق: ان موجودہ حالات میں آنے کے لئے منع نہیں ہے۔

حال: یا کوئی اور تدبیر جو بھی حضرت ارشاد فرمائیں اس پر عمل کروں۔ خود اپنے خیال سے میں نے یہ تدبیر کی ہوئی ہے کہ اپنے ہم خیال دوستوں سے بہت زیادہ ملتا ہوں بلکہ سب سے زیادہ فلاں صاحب سے ملتا ہوں۔ ان کے ہاں مجھے کچھ نہ کچھ تسلی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اکثر نیک ذکر اور (دوسری) اچھی باتیں فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات اکثر دیکھتے رہتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ دعوات وعبدیت (کتاب) کا بہت زیادہ مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ ان تدبیروں سے سکون تو حاصل ہوتا ہے لیکن بہت کم حاصل ہوتا ہے۔ اب جو حضور ارشاد فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: ہاں! یہ بہت اچھا معمول ہے لیکن خواجہ صاحب سے یا کسی اپنے ہم خیال سے تنہائی میں ملئے جب مجمع زیادہ ہو جائے تو اٹھ جایئے۔

راقم (لکھنے والا) عرض کرتا ہے کہ قدرت سے میرا کانپور جانا ہوا اور تمام جواب میں نے زبانی کہہ دیئے۔

حضرت مدظلہ کے ایک خلیفہ (صاحب) کا خط

حَالؒ: احقر نے تمام اسباب کو چھوڑ کر توکل اختیار کیا ہوا ہے۔ اس لئے خط لکھنے بھیجنے میں دیر ہوئی کہ (پوسٹ) کارڈ خریدنے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ حضرت کو بھی یہ بات معلوم ہو جائے کہ احقر کسی کا بھی قرض دار نہیں رہتا ہے۔ احقر نے اپنے دوستوں سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر میرے پاس آئیں تو اپنے کھانے کا خود ہی انتظام کر کے آئیں یا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے آئیں کہ اگر مل گیا تو کھالیں گے ورنہ ویسے ہی سو جائیں گے۔ میرا معاملہ کیونکہ توکل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ لالچ اور خواہش کے بغیر حلال بھیجیں گے اس میں سے خود بھی کھاؤں گا اور دوسروں کو بھی کھلاؤں گا۔ قرض لے کر نہ خود کھاؤں گا اور نہ ہی دوسروں کو کھلاؤں گا۔ مجھے اس میں عافیت لگتی ہے اور یہ میرا مزاج ہے۔

میری یہ بات سن کر میرے ایک دوست کہنے لگے قرض لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے قرض کو اللہ تعالیٰ جلدی ادا کر دیتے ہیں۔ احقر نے جواب دیا کہ اس بات میں شک نہیں ہے کہ ایسا قرض ادا تو ہو جاتا ہے مگر حرص (لالچ) کے بڑھ جانے کا خوف ہے کیونکہ قرض لینے کے بعد ادا کرنے کی فکر ہوگی اور قرض دینے والا بھی مانگے گا۔ پھر قرض واپس کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوگا تو نظر مخلوق پر ہونے لگے گی اور یہ پھر یہ کہ (ہر وقت) یہ دھن اور خیال رہے گا کہ کہاں سے مل جائے کہ قرض ادا کروں۔ اسی فکر میں حلال وحرام سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔ میری یہ بات سن کر وہ چپ ہو گئے۔ میں نے ان سے اتنا اور کہا کہ مجھے اچھا بننے کی خواہش نہیں ہے جس کی وجہ سے قرض لے کر کھلاؤں۔ کوئی کتنا بھی برا بھلا کہے مجھے پرواہ نہیں ہے۔ (مجھے تو بس) اپنے کام سے کام ہے۔

حضرت! جس دن فاقہ ہوتا ہے بھوک پیاس کچھ بھی معلوم نہیں ہوتی ہے۔ دل میں تنگی بھی پیدا نہیں ہوتی ہے بلکہ دل میں خوشی اور (مزہ و) لذت محسوس ہوتی ہے اور نور کی طرح کوئی چیز دل پر محسوس ہوتی ہے۔ پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے اور عبادت میں لذت بہت ہوتی ہے۔ احقر کو اچھے کھانے اور کپڑے کی بالکل حرص نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ بغیر لالچ اور خواہش (نفس) کے عطا کر دیتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر (کھا اور) پہن لیتا ہوں اور (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کرتا ہوں۔

حضرت! احقر خود کو بہت ہی کم سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں اور خوف، امید کے درمیان رہتا ہے۔ دنیا کے ختم ہو جانے اور آخرت کے باقی رہنے کو سوچتا ہے۔ دنیا بہت ہی حقیر (ذلیل) بے

بنیاد لگتی ہے۔ دل (خواہشات کے ختم ہونے کی وجہ سے) اتنا ٹھنڈا ہوگیا ہے کہ کسی چیز کی خواہش اور لالچ نہیں ہے۔ خواہش ہے تو اعمال صالح کی کہ ہر کام، ہر عبادت میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا خیال (ہر وقت) رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے کام سے ایسی دلچسپی اور راحت ہے کہ بیان نہیں کرسکتا ہوں۔ گناہوں سے ایسی نفرت اور مشقت وتکلیف ہوتی ہے کہ لکھ نہیں سکتا ہوں۔

احقر کو گناہ کے کام دیکھ کر آنکھ میں درد محسوس ہوتا ہے۔ باجے یا گانے کی آواز کان میں سنائی دیتی ہے تو کان میں درد سا محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہ کے کام دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ کبھی دھوکہ میں کوئی گناہ احقر سے ہوجاتا ہے تو فوراً رنج وغم ہوتا ہے۔

حضرت! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساری بری صفات ختم ہوگئی ہیں اور جو اچھی صفات پیدا ہوتی ہیں وہ روزانہ پکی ہوتی جارہی ہیں۔

حضرت! ۲۱ شعبان سے چالیس دن کا اعتکاف کرکے چلہ کرنے اور خلوت (تنہائی) سے دلچسپی رہتی ہے۔ ہر وقت دل میں نور محسوس ہوتا ہے اور احقر ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہے ذرا بھی غفلت ہونے سے دل کھچنے لگتا ہے۔ عبادت میں یکسوئی رہتی ہے اور خوب جی لگتا ہے منہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ دل کو راحت اور دل میں نور محسوس ہوتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ذکر بند نہ کروں (جب) نماز پڑھنے لگتا ہوں تو بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

قرآن شریف مناجات مقبول کا زاد السعید اور ذکر کرنے میں اسی طرح ہر وقت ذکر کرتے ہوئے یہ کیفیت رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لینے میں جو مزہ آتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں آتا ہے۔ ایسی لذت محسوس ہوتی ہے کہ بیان نہیں کرسکتا ہوں۔ دل کی یکسوئی اور لذت کے مقابلے میں ہفت اقلیم (ساری دنیا) کی بادشاہت گرد کی طرح ہے جو لکھی نہیں جاسکتی ہے۔ جس کو عشق ہو وہی اس کا مزہ معلوم کرسکتا ہے اس جگہ یہ شعر یاد آیا۔ ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کہ دانی کہ چیست   حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

ترجمہ: ''اے وہ شخص جس کے پاؤں سے کانٹا بھی نہ ٹوٹا ہو اس کو ان شیروں کا حال کیسے معلوم ہو جو خطروں کو سر پر لیے پھرتے ہیں۔'' ؎

خطروں میں پھرنے والوں کا علم کیا ہو ان کو
کانٹا بھی نہ ٹوٹا ہو ساری عمر میں جن سے

(مطلب یہ ہے کہ ہمیں کیونکہ عشق نہیں ہے اس لیے عاشقوں کا حال ہمیں کیسے معلوم ہوگا۔)

ذکر کرنے میں کبھی کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ رونگٹے رونگٹے سے اللہ اللہ کی آواز آتی ہے اور سامنے بالکل

نورانی اجالا ہو جاتا ہے۔ ایک دن حالت یہ ہوئی کہ احقر مسجد میں اعتکاف کی حالت میں سو رہا تھا کہ رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بدن کے اوپر نورانی چاند کی روشنی کی طرح اجالا ہے۔ آنکھ کھلنے کے بعد احقر نے خود کو ذکر کرتے ہوئے پایا۔ احقر کو نہ روشنی کی خواہش ہے نہ کیفیات کی خواہش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے حاصل کرنے کی دھن میں رہتا ہے۔ اور حالت یہ ہے۔

اندریں رہ می تراش ری خراش　　　تادم آخر دمے فارغ مباش

ترجمہ: ”اس راستے میں مستقل محنت کرتے رہو تا کہ آخر عمر تک کوئی لمحہ فارغ نہ رہو“

تادم آخر دمے آخر بود　　　کہ عنایت باتو صاحب سر بود

ترجمہ: ”شاید تمہارا آخری سانس اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کام آجائے۔“

حضرت آپ کی محبت اور دعا کی برکت اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ اس نالائق کا منہ (اس قابل) کہاں تھا کہ یہ دولت نصیب ہوتی۔ حضرت! (میں) ساری زندگی جناب والا کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کا اس نالائق سے کیا شکریہ ادا ہوگا۔ (خط کے) لمبا ہو جانے کے خوف سے معمولات تحریر نہیں کئے۔

(آخر میں) احقر اعمال صالحہ میں استقامت عطا ہو جانے کے لئے اصلاح اور دعا کا طلب گار ہے۔

تحقیق: دل بے حد خوش ہوا دولت یہ ہی ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ عطا فرمائے۔

حال: حضرت! تنگی فاقہ مستی اور تکلیفوں کے زمانے میں دل جو (ایک) خاص (نور، ذوق و شوق کی) حالت تھی ایک مہینہ کے اندر ہی اس میں (ایسی کمی زیادتی ہوئی کہ) زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ الحمد للہ! اس حالت کا اثر باقی تو اب بھی ہے لیکن کمی بھی ضرور ہے۔

تحقیق: ایسی کمی زیادتی کی طرف نظر نہیں کرنا چاہئے کبھی کبھی ناشکری کے دعوے کا شبہ ہو جاتا ہے۔

ہر چہ از دوست میر سد نیکو است　　　خواہ عسرت یا فراخی

ترجمہ: ”دوست کی طرف سے جو بھی حال ہو سب اچھا ہے خواہ تنگی ہو یا فراخی ہو۔“

حال: الحمد اللہ اب اچھا کھانے، پینے اور پہننے کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے جو کچھ مل جاتا ہے یا ملے گا اسی پر بس (اکتفاء) کر لیتا ہوں اور ان شاء اللہ کروں گا۔ جو کچھ سامنے آجاتا ہے لگتا ہے گویا مفت مل گیا اور (اس کی) بڑی قدر ہوتی ہے۔ گناہوں سے نفرت ہو گئی ہے اور ان سے بچنے لگا ہوں۔

حضور کے ایک جملے سے احقر کو بہت ہی فائدہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا یہ جواب خدا کے سامنے چل سکتا ہے میں تو تمہارے کہنے سے مان لوں گا مگر خدا حقیقت حال کو دیکھتے ہیں۔ یہ جملہ ہر وقت احقر کے ذہن میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس جملہ کی وجہ سے کسی سے جھوٹ بولنا یا دھوکہ دینا یا ہیر پھیر کرنے کی جرات نہیں ہوتی ہے۔ اس جواب کے آگے نفس کی بھی کچھ نہیں چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ (خود تو) اگرچہ کچھ عمل نہیں کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے حضور کی محبت نصیب فرمائی ہے جس سے اپنی چھوٹی چھوٹی غلطیوں، نفس اور شیطان کی شرارتوں کا پول کھل جاتا ہے۔ آئندہ نہ کرنے کی ہمت اور توفیق ہوتی ہے کہ آئندہ ان شاء اللہ یہ غلطی نہیں کروں گا۔

تحقیق: مبارک (ہو) مبارک (ہو)۔ فقط

اللہ تعالیٰ (جل شانہ) اور رسول اللہ (ﷺ) سے محبت زیادہ ہونے کا طریقہ

سوال: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت زیادہ ہو جائے (اس کا طریقہ کیا ہے)؟

جواب: شریعت کے احکام کو پورا کرنا اور ذکر کی کثرت کرنا اسی (محبت کے زیادہ کرنے) کا طریقہ ہی تو بتایا گیا ہے۔ (یعنی شریعت کے احکام پر عمل کرنا ہی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت بڑھنے کا ذریعہ ہے)۔

توبہ کی توفیق مل جانا کامیابی کی علامت ہے

حال: حضرت کا خط کافی دنوں پہلے آیا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضور کی ہدایت کے مطابق عمل کر رہا ہوں۔ (رسالہ) جزاء الاعمال دیر سے ملا۔ امتحان کے قریب ہونے اور فرصت نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً پندرہ منٹ روزانہ پڑھتا ہوں۔ کل اور پرسوں رات کو جلدی سو گیا تھا اس لئے نہیں پڑھ سکا۔

جزاء الاعمال پڑھنے، ذکر کرنے اور تکشف (کسی چیز کا کھلنا) کی لکھی ہوئی ہدایات پر (ان ہدایات کے مطابق) عمل کرنے سے یہ اثر ضرور ہوا کہ اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو دل کو محسوس ہو جاتا ہے رات کو (اپنے نفس کا) حساب کرتے وقت توبہ کر لیتا ہوں۔ میں اسی اثر کو اپنے لئے بہت سمجھتا ہوں۔

تحقیق: بے شک (یہ) بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کے پیدا ہونے کے ذریعے ترقی کرنا

سوال: جن لوگوں کو صرف کلمہ شریف کے پڑھنے یا اسم ذات کے ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد سوتے جاگتے میں حاصل ہوتی ہے ان لوگوں کو (اس کے علاوہ) اور کون سا عمل بتانا اچھا ہے۔

جواب: ان لوگوں کو کوئی نئی چیز بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر انہیں فرصت حاصل ہو اور ہمت، قوت اور مزاج وصحت بھی اچھی ہو تو وہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اسی کو بڑھا دیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل ہونے کا طریقہ

سوال: (حضرت!) مجھے کوئی ایسی دعا (پڑھنے کے لئے) بتائیں جس سے مجھے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لذت، گناہوں سے نفرت اور شیطانی وسوسوں سے دوری حاصل ہو۔

جواب: ان سب چیزوں (کے حاصل ہونے) کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہے لذت مقصود نہیں ہے (بلکہ) اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور ذکر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا بڑھ جانا اصل مقصود ہے

حال: الحمدللہ! ڈیڑھ مہینے سے تہجد کی نماز اور آپ کا فرمایا اسم ذات کا ذکر اپنے وقت (مقررہ) پر ہو رہا ہے۔ (حضرت سے) دعاؤں کا طالب ہوں کہ اللہ ہمیشہ (وقت پر) کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ذکر کی حالت میں کبھی تو سرور اور دل میں خوشی ہوتی ہے اور کبھی کسی دن جتنی بھی ضرب لگاتا ہوں دل پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا ہے (گویا) حلق سے نیچے ہی نہیں اترتا ہے۔

نام صرف زبان پر ہی رہتا ہے اگرچہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ دل بھی زبان کا ساتھ دے مگر میں اس کی طرف توجہ نہیں دیتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ کسی دن ایسا کیوں ہوتا ہے۔

تحقیق: حق تعالیٰ برکت اور استقامت عطا فرمائے۔ ذکر میں مسرت اور فرحت (ایک) بڑی دولت ہے۔ مجھے اس بات پر بڑی ہنسی آئی کہ دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے، آپ اثر کس چیز کو کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے تعلق کا بڑھ جانا ہی اصل اثر ہے۔ الحمد للہ یہ چیز حاصل ہے۔ (آپ کو اس بات کے) معلوم نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے۔ ان شاء اللہ جلدی ہی تسلی بھی نصیب ہو جائے گی۔ اطمینان سے کام میں لگے رہئے اور حالات بتاتے رہئے۔

توحید کا غلبہ

حال: ایک بات اور (آپ کی خدمت میں) عرض کرنی ہے وہ یہ کہ پہلے میں ایسے اشعار پڑھا کرتا تھا جس میں رسول اللہ ﷺ سے مدد اور آپ کی شفاعت کی طلب و درخواست ہوتی تھی۔ درود شریف بھی میرا خاص وظیفہ تھا قرآن شریف سے بھی زیادہ درود شریف میں میرا دل لگتا تھا۔ مگر اب کچھ عرصے سے نہ وہ اشعار ہیں، نہ

سرور کائنات ﷺ کی محبت کا غلبہ ہے اور آپ ﷺ کی محبت میں دل کا آپ کی طرف جھکنا (مائل ہونا) اور آپ کے عشق میں بے تاب رہنا بھول سا گیا ہوں۔ درود شریف بھی صرف عادت کی وجہ سے پڑھ لیتا ہوں جی نہیں لگتا ہے۔ اس کے برخلاف قرآن شریف میں اب جی بہت لگتا ہے۔ آپ کے ارشاد عالی کا منتظر ہوں۔

تحقیق: یہ (حالت) توحید کا غلبہ ہے جو مقاصد میں سے ہے (اس لئے) شکر کیجئے۔

حال: کچھ دنوں سے باجے کی آواز مجبوراً بھی اگر سنائی دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف عجیب توجہ ہوتی ہے۔ لیکن جان بوجھ کر سننے سے اپنے آپ کو روکتا ہوں، یہ ظاہری طور پر سنت کی مخالفت کی وجہ سے تنزل تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ توحید کا غلبہ ہے کہ بنی ہوئی چیز اپنے بنانے والے کی طرف کھینچتی ہے۔ اگر چہ بات ہر بنی ہوئی چیز میں ہوتی ہے لیکن اچھی آواز میں کچھ خاص خصوصیتیں ہوتی ہیں جو اہل فن کے ہاں معروف ہیں۔

(باجے کی طرف) میلان فطری بات ہے جو حس کی سلامتی اور ادراک کی باریکی کی وجہ سے ہے۔ (اور کیونکہ باجے کی طرف مائل ہونا فطری ہے اس لئے) یہ سنت کی مخالفت نہیں ہے بلکہ متقی کے لئے یہ میلان دین میں زیادہ مددگار ہے۔ (اور اس کی) وجہ یہ ہے کہ میلان کے باوجود اس کے چاہنے پر عمل نہ کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

شہوت دنیا مثال گلخن ست　　　　که ازو حمام تقویٰ روشن ست

ترجمہ: "دنیا کی شہوت رکھتی ہے انگارے کا بھرم ـــــ تقویٰ کا جس سے رہتا ہے جذبہ گرم۔"

(مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا کی شہوت نہ ہوتو تقویٰ میں کمال ہی کہاں رہا۔ دنیا کی شہوت حمام کے ایندھن کی طرح ہے جس طرح ایندھن سے حمام روشن رہتا ہے اسی طرح تقویٰ کا حمام دنیا کی شہوت سے روشن رہتا ہے اگر یہ نہ ہوتو تقویٰ کا حمام ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی شہوت کو دل میں نہیں رکھنا چاہیے۔)

(خطبات حکیم الامت ۱۵/ ۳۲۷)

کبھی اس سے طبعی نفرت ہونا یہ غلبہ حال کی وجہ سے ہے کہ یہ مبتدی (ابتدا) یا متوسط (درمیان والے) کے لئے مفید ہوتا ہے۔

حال: آج فجر کی نماز کے بعد سے یہ حالت ہے کہ اپنے اعضاء، تمام انسانوں، حیوان اور جماد (درخت پتھر) وغیرہ ایسی محبت ہوگئی ہے کہ بار بار اپنے اعضاء کو بوسہ دیتا ہوں اور دوسروں کو بھی بوسہ لینے کو جی چاہتا ہے حتیٰ کہ

خنزیر، کتے کو بوسہ لینے کو طبیعت چاہتی ہے۔ اسی وقت سے تمام اعضاء پرلرزہ طاری ہے اور پسینہ بھی آ رہا ہے۔

اسباب سے چونکہ وہ صرف علامت ہیں اس لئے نظر اٹھ گئی ہے اور حقیقی موثر (اثر کرنے والے) اللہ تعالیٰ ہی ہیں جیسے شیخ اشعری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: اسباب کیونکہ حقیقی طور پر موثر نہیں ہیں اس لئے روزی کے بارے میں جو پریشانی تھی وہ بھی ختم ہوگئی ہے۔ نظر صرف اللہ تعالیٰ پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اغنی و اقنی۔ تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ ہی نے کسی کو فقیر بنایا اور کسی کو مالدار بنایا ہے۔''

ساری مخلوقات سے محبت ہوگئی ہے اس لئے سب کے لئے دعا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ حضور کو سابقین واولین (سبقت کرنے اور پہلے والوں) میں شامل فرمائے۔ (آمین ثم آمین) ہماری یہ حالت حضور کے جوتوں کے صدقے میں ہے ورنہ من آنم کہ من دانم (کہ میں جانتا ہوں کہ میں کون ہوں)۔

تمام مخلوقات سے محبت کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ جیسا کہ مجنوں لیلیٰ کے کتے کو پیار کرتا تھا کہ کبھی تو یہ لیلیٰ کی گلی میں گیا ہوگا اسی طرح جب ساری مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے تو میں سب کا خادم ہوں اس لئے بوسہ دیتا ہوں۔

تَحقِیق: مبارک ہو۔ یہ توحید کا غلبہ ہے۔ ان شاء اللہ اس سے آگے اور اونچے درجے پر ترقی ہوگی جس کو آپ دیکھیں گے (اس کی بات اسی وقت) بتادی جائے گی۔

ایک خلیفہ صاحب کی طرف سے خط

عبدیت و کامل نزول کے آثار

آج کل بندے کے دن رات مرغ اور مچھلی کی طرح (بے چین) گزر رہے ہیں۔ جب سے حضور کا اجازت بیعت کا عنایت نامہ (خط) آیا ہے (حضرت! آپ کے) حکم تعمیل کر رہا ہوں۔ مگر یہ عجیب حالت ہے کہ جو لوگ مجھ سے بیعت ہو جاتے ہیں ان کی حالت تو رشک کے قابل ہو جاتی ہے مگر میری حالت ...... کے لائق ہوگئی ہے۔ دل کا چراغ بالکل بجھا جا رہا ہے۔ رات دن لوگوں کی فکر میں رہتا ہوں یہ بنا وہ بگڑا (اور) اپنی کچھ بھی خبر نہیں رہتی ہے۔ اکثر تو اتنا بے خبر ہو جاتا ہوں کہ مجھے اپنے جسم و جان کی بھی فکر نہیں رہتی ہے۔

موت کے خیالات اتنے ذہن پر سوار ہوگئے ہیں کہ ساری رات روتا ہوں اور بے چینی آرام بن گئی ہے۔ زندگی کی (ساری) راحت ختم ہوگئی ہے۔ پہلے آزادانہ رہتا تھا اگرچہ گناہ کبیرہ تو نہیں کرتا تھا لیکن بہت آزادی سے رہتا تھا۔ (اور) اب حضور نے مجھے قید کر دیا ہے۔ راستے میں چلنا پھرنا، کھانا پینا اور بات کرنے سننے سب

(باتوں) میں ڈر لگتا ہے یہاں تک کہ وعظ و نصیحت سے بھی ڈر لگتا ہے۔ وعظ و نصیحت کے لئے تو حضور سے اجازت حاصل کرنے کا ارادہ تھا کہ اگر حضور منع فرما دیں گے تو لوگوں سے نجات مل جائے گی (ایک تو) وعظ و نصیحت میں اوقات بہت ضائع ہوتے ہیں (دوسرے) اس سے شہرت بھی ہوتی ہے جس سے نفس خوش ہوتا ہے یا (حضرت) اس کا علاج فرمائیے۔

یہ بھی ضرور فرمائیے کہ لوگ تو اچھے ہوتے جا رہے ہیں اور میں برا ہوتا جا رہا ہوں۔ (یہ بات مجھے یوں سمجھ میں آتی ہے کہ) میرے خیال میں جن لوگوں سے حضور ناراض ہوتے ہیں ان کو تو اجازت فرما دیتے ہیں اور جن سے خوش ہوتے ہیں ان کو اپنی خدمت مبارکہ میں رکھ کر مارتے پیٹتے ہیں۔ اس لئے یا تو میری حالت پہلے جیسی بنا دیجئے یا ایسی دعا فرما دیجئے کہ جو لوگ مجھ سے (بیعت کا) تعلق رکھتے ہیں وہ مجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں میں ان سے آگے بڑھ جاؤں ورنہ مجھے کیا فائدہ ہے۔

پہلے تو اپنی نجات کا سامان بھی نظر آ جاتا تھا اب کوئی چیز بھی یقینی نہیں لگتی ہے (حتیٰ کہ) نہ نماز نہ روزہ اور نہ ہی ذکر و شغل۔ کوئی ایسی بات فرمائیے جس سے یقین ہو۔ اب اس کا کیا کروں۔ اب تو ایسا لگتا ہے کہ نہ ادھر کا رہا اور نہ ادھر کا رہا ہوں۔

تحقیق: یہ سب عبدیت کامل اور نزول کے آثار ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ اسی طرح لگے رہیں جو کوتاہی محسوس ہو اس پر استغفار اور اس کے محسوس ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں۔ اپنی رائے سے کسی قسم کی کچھ بھی تبدیلی نہ کریں خود کو پہلے اللہ تعالیٰ اور بعد میں شیخ کے سپرد کرنا اپنا طریقہ بنائے رکھیں۔ میں (بھی آپ کے لئے) حفاظت کی دعا کرتا ہوں۔

(لوگوں سے) خوش اخلاقی سے ملنے کی وجہ

حال: ایک دن خوش اخلاقی کے بیان میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے آدمی ہیں (اس لئے) ان سے اچھی طرح ملنا چاہئے۔ بداخلاقی سے ملنے سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوں گے۔

تحقیق: (یہ بات) ٹھیک ہے۔

حقیقت کے پہچاننے کی علامت

حال: الحمد للہ! پہلے جو محویت (مٹے ہوئے ہونے، عشق کی کیفیت) کا خیال آتا تھا اب اس (محویت) کا کچھ بھی خیال نہیں آتا ہے۔ میر درد صاحب کی یہ رباعی سکون کا ذریعہ (بنی ہوئی) ہے۔

ہر چند نشد دل از حقیقت آگاہ پائے طلبش ہست ہماں برسر راہ

ترجمہ: ''کتنا ہی دل تیری حقیقت سے آگاہ نہیں ہے مگر تیری طلب میں پاؤ صحیح اٹھتے ہیں۔''

یا رب تو زخود نشان دہی یاندہی ما ایم ہمیں نام تو اللہ اللہ

ترجمہ: ''اے رب تو اپنا پتہ دے یا نہ دے ہمارا وجود ہی تیرا نام ہے اللہ اللہ۔''

اللہ تعالیٰ کا اس بندے پر انتہائی کرم یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے علاوہ کوئی اور خواہش دل میں پیدا بھی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ حقیقت پہچاننے کی علامت ہے۔ مبارک ہزار بار مبارک۔

حال: (اسی طرح) نہ یہ خیال آتا ہے یہ معمولات کچھ قابل قدر ہیں۔

تحقیق: بالکل صحیح ہے مگر یہ بے قدری صرف اسی وجہ سے ہو کہ یہ ہمارا عمل ہے۔ دوسری حیثیت سے بہت زیادہ قابل قدر اور ایک بڑی نعمت ہے۔ یعنی اس حیثیت سے کہ (یہ) اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور ان کی توفیق ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے آثار

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے (ذکر وشغل کے) معمول وقت کی پابندی کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ موت کا اتنا خوف رہتا ہے کہ حواس (عقل وہوش) گم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اگرچہ بہت بھروسہ کرتا ہوں لیکن خوف کی حالت غالب رہتی ہے۔

گذارش ہے کہ اس کے بارے جو حضرت ارشاد فرمائیں اس پر عمل کیا جائے گا۔

تحقیق: یہ حالت بری نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے خوف کا اثر ہے جو سارے کا سارا پسندیدہ ہے۔ ہاں اس میں کچھ دل کی کمزوری کا اثر بھی شامل ہے۔ اس کا طبی علاج کرنا چاہئے۔ میرا رسالہ شوق وطن بھی بار بار دیکھنا مفید ہے۔

حال: اس (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کے) وقت اپنی زندگی بہت عزیز لگتی ہے۔

تحقیق: یہ (بھی) اسی (اللہ تعالیٰ کے) خوف کی مزید تفصیل ہے۔ کوئی الگ سے مستقل حالت نہیں ہے۔

حال: جس کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو فوراً پہلے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اس کو کرنے میں دینی نفع یہ ہے اور دینی نقصان یہ ہے یعنی (شروع کرنے سے) پہلے ہی جائز اور ناجائز ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پہلے ہی سے معلوم ہو گیا۔

تحقیق: (یہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے آثار کی وجہ سے ہے۔ مبارک ہو۔

تفویض (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے) توکل (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے) کا غلبہ

حال: سنت کا راستہ دکھانے والے حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (حضرت کی خدمت سے) دور پڑا ہوا (یہ بندہ) حضرت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ (ایک) عرصے سے خدمت سے دور ہوں۔ کئی دفعہ آنے کا ارادہ کیا پھر ارادہ ختم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ خدمت گرامی میں حاضر ہونے میں کیا حکمت ہے۔ (اللہ کرے) خیر کے علاوہ کوئی اور سبب نہ ہو۔ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے اس ناچیز کو اپنی مرضی (وچاہت) پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنی ہمیشہ کی رضا جو کہ سب سے بڑی چیز ہے عطا فرمائیں اور اپنے غضب (وغصہ) سے بچائیں۔

تحقیق: آمین۔

حال: آج کل (میری) حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی (کرنے اور نہ کرنے کے کام) کے علاوہ سارے کاموں میں خاص طور پر معاش کے معاملے میں تفویض وتوکل (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے اور بھروسہ کرنے) کا غلبہ ہے۔ بس میری حالت یہ ہے کہ چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں، اختیار کرتا ہوں کہ کچھ اختیار نہ کروں اور اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے کرنے والے احکام کو پورا کرنے اور نہ کرنے والے احکام کو پورا نہ کرنے اور ان سے بچنے میں بھی یہی راستہ اچھا لگتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اپنی تدبیر اور تجویز کو ٹوٹا پھوٹا دیکھتا ہوں (اس لئے) اب تو تدبیر یہی ہے کہ (کوئی) تدبیر نہ ہو۔

سب کام کر اپنا تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

لیکن اس (تدبیر نہ کرنے اور تقدیر کے حوالے کرنے) کے باوجود۔

"اسال اللّٰہ الجنۃ اعوذ باللّٰہ من النار."

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ سے جنت کو مانگتا اور جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

اچھی باتوں کی اللہ تعالیٰ سے دعا اور شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

تحقیق: (حالت) بالکل سنت کے مطابق ہے۔ مبارک ہو۔

حال: ان حالات کے علاوہ کبھی یہ حال بھی ہوتا ہے کہ اس دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے گھبرا کر طبعی طور پر دل جنت کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں مزے کے اعتبار سے جنت کو بالکل اپنے قریب دیکھتا ہوں کبھی کبھی اس حالت میں مزے کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ کانی اجد ریح الجنۃ (کہ گویا میں جنت کی خوشبو

سوئلہ رہا ہوں کا مقولہ) سچ ثابت ہوتا ہے۔ دل میں سکون وخوشی فراخی اور وان الآخرھی ہی دارالقرار (کہ آخرت ہی ٹھکانا ہے) کا پیدا ہونا اسی حالت کی وجہ سے ہے۔

لیکن جنت کو آنکھوں سے نہ دیکھنے کی رکاوٹ بشری زندگی لگتی ہے۔ اس حالت کا ایک اثر یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ دنیا سے کنارہ کشی ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عین رحمت ہے کہ سالک کی مختلف حالات سے تربیت فرماتے رہتے ہیں۔ فتبارك الله رب العالمين والله يدعو الى دار السلام.

یہ گویا اس حالت کی تعبیر ہے ؎

کیا اس حال کی تقریر کیجئے   کیا اس ذوق کی تعبیر کیجئے

موت کی (وہ) تکلیف جس کے بعد جنت ملتی ہے (اس) کا اس حالت میں کوئی خیال بھی نہیں آتا ہے۔

تحقیق: (یہ) بلند حالت ہے ادامہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ اس حالت کو دوامیشگی عطا فرمائیں)۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کے آگے لطائف وانوار کی کچھ قدر (وقیمت) نہیں ہے

حال: حضرت (آپ) نے میری تسلی اور سکون کے لئے تحریر فرمایا کہ کلبہ احزان گلستان ہوگیا ہے (یعنی غموں کا گھر باغ ہوگیا ہے) لیکن اپنے حقیقی محبوب (اللہ تعالی) کی قسم ہے کہ میں تو اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ اب اس راستہ میں جو پہلا قدم رکھا تھا وہی ابھی تک نہیں اٹھا ہے (کہ آگے قدموں کے بعد) دروازہ کہاں (میرا) مقصود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابوں میں لطائف ستہ (چھ لطیفے) اور ان کے جو انوار اور احوال لکھے ہیں ان میں سے ایک چیز بھی (مجھے) پیش نہیں آئی ہے۔

اگر یہ بات حضرت نے آئندہ (مستقبل) کے اعتبار سے (میری) تسکین کے لیے فرمائی ہے تو یہ میرے لئے ایک اعلی پیشین گوئی ہے۔ میں اس کو اپنے نزدیک (ایک) بڑی خوشخبری سمجھتا ہوں۔

تحقیق: (آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ کو) آئندہ کی حالت (جو مجاہدے وغیرہ کے بعد حاصل ہوتی ہے) وہ موجودہ حالت ہی میں الحمد للہ حاصل ہے اس کے سامنے لطائف کیا چیز ہیں اور ان کے انوار کیا ہیں۔ اب ان کی تمنا کرنا ایسا ہے ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ   پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

ترجمہ: "جب بادشاہ کے ہاتھ چومنے کا اونچا درجہ حاصل ہو جائے تو پھر پاؤں چومنے کی خواہش کرنا گناہ کی بات ہے۔" ؎

جب خدا بخش دے عرش بریں
پھر گناہ ہے چاہت فرش زمیں

(مطلب یہ ہے کہ مجاہدوں کے بعد جو حالت حاصل ہوتی ہے وہ تمہیں حاصل ہے اس کے بعد انوار اور لطائف کی خواہش کرنا چھوٹی چیزوں کی خواہش کرنا ہے اس کی مثال تو یوں ہوئی وزارت ملتی ہو اور یہ کہے جالی کھر یا دو۔) (خطبات حکیم الامت ۱۶/۱۲۶ بتصرف)

دل کی اصلاح

حَال: یہ ساری توفیق حضور والا کے قدموں کی برکت سے ہے۔ ان باتوں کو ہمیشہ کرنے کی توفیق ملنے پر میری زبان (حضرت کا) شکر ادا کرنے سے عاجز ہے۔ ایک عرصے سے مجھے اپنے بالغ نہ ہونے تک کے سارے گناہ یاد تھے اب وہ سارے نگاہ کے سامنے رہنے لگے ہیں۔ مجھ پر اس کا اثر یہ ہوا کہ مجھے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں مجھ سے زیادہ برا اور گناہ گار کوئی نہیں ہے یہ تواضع کے طور پر نہیں ہے بلکہ حقیقتاً ہے (میں) بالکل جہنم کے لائق ہوں، مجھ سے کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہیں ہوا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہ فرمائیں تو میں جہنم سے بچ نہیں سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اور بندوں کے پچھلے حقوق (جو ادا نہیں کئے تھے) یاد آئے ان کو ادا کیا اور آئندہ ادا کرتے رہنے کا مضبوط ارادہ کیا ہے۔ جن حقوق کی ادائیگی اس وقت کر سکتا تھا ان کو ادا کیا اور (اب تک) ادا کر رہا ہوں۔ اپنی گذشتہ خطاؤں کی معافی کے بارے میں جن کے حقوق ادا کرنے سے رہ گئے تھے ان کے پاس (معافی کے لئے) خطوط لکھے ہیں۔ کچھ روزے جو معذوری کی حالت میں قضا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادا کر لیئے ہیں۔

حضور والا کے اقوال اور افعال (باتوں اور کاموں) سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے شریعت (کے تمام احکامات) کی پابندی (ضروری) ہے (اسی طرح) تصوف بھی اسی میں داخل ہے۔

گذرے ہوئے دنوں میں گناہ بہت زیادہ ہوئے (اس کے بارے میں) یہ سمجھ میں آیا کہ والدین نے علم دین نہیں پڑھایا بلکہ سرکاری مدرسہ (انگلش اسکول) میں (بچپن میں ہی) داخل کر دیا تھا وہاں کافروں کی صحبت ایک عرصے تک رہی۔ اس کی وجہ سے (میری) یہ حالت ہوئی۔ اب آپ کے ہاں کی حاضری کو بہت ہی غنیمت

سمجھتا ہوں۔ (کیونکہ) یہاں پر علم دین اور نیک صحبت جو شریعت پر چلنے کا سبب اور مددگار ہے (یہ) دونوں حاصل ہیں۔ (اس لئے) اب کسی دوسری جگہ قیام کی ضرورت نہیں ہے جبکہ (اللہ تعالیٰ نے) رزق بھی دوسری جگہ سے زیادہ اور خالص حلال یہاں عطا فرمادیا ہے۔ (اب تو) ارادہ (یہی) ہے کہ باقی عمر یہیں پوری کروں۔

حضور والا دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری یہ عرض قبول فرمائیں آئندہ آپ کی جو مرضی ہو (میں بھی) اسی پر راضی ہوں۔ چھ مہینے کی رخصت کی درخواست یکم شعبان کو بھیجنے کا ارادہ ہے کیونکہ نو رمضان کو گذشتہ چھ ماہ کی رخصت ختم ہو جائے گی اس لئے چھٹی کی دوسری درخواست پہلے بھیجنی چاہئے۔ حضور والا رخصت کی منظوری کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل و جان سے (دعا کروں گا)۔

حالؒ: دل کی جو حالت ہے عرض کرتا ہوں۔ اب ذکر سے انسیت ہوگئی ہے، چلتے پھرتے زبان سے ذکر جاری رکھتا ہوں اور (ذکر کرنا) اچھا لگتا ہے۔ جب کسی کام میں مشغول نہ ہوں تو ہر سانس کے آنے جانے میں دل سے بے اختیار اللہ اللہ نکلتا ہے۔ پہلے حضور کی خدمت میں بیٹھنے سے صاف صاف فحش گالیاں نکلتی تھیں۔ جس سے اتنی پریشانی ہوئی تھی کہ اگر اس کے بجائے میں جل کر کوئلہ ہو جاتا تو بہتر تھا۔

تحقیق: (وہ گالیاں) اندر نہیں جاتی تھیں بلکہ باہر نکلتی تھیں۔

حالؒ: مگر اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس (حالت) سے نجات حاصل ہوئی اور (اب) دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے۔

تحقیق: الحمدللہ! کہ (وہ گالیاں سب) نکل چکیں۔

تواضع اور شکر کا غلبہ

حالؒ: بندہ کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تعلق حاصل ہے اور زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ کوئی کام کروں یا نہ کروں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس ہوتا ہے، کھانا کھاتا ہوں یا پانی پیتا ہوں تو دل میں نرمی اتنی ہوتی ہے کہ کیا بیان کروں؟ اور یہ کہتا ہوں کہ یا اللہ! آپ کے ایک لقمے اور ایک پانی کے قطرے کا بھی اس ناکارہ سے شکریہ ادا نہیں ہوسکتا ہے۔

گناہ ہر وقت سامنے رہتے ہیں اسی وجہ سے کوئی برا کہے تو برا نہیں لگتا ہے اور اچھا کہے تو کچھ زیادہ اچھا نہیں لگتا ہے۔ کبھی کبھی تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہوئے شرم آتی ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ کسی کو منہ نہ دکھاؤں۔

حضرت! کیا عرض کروں کچھ کہہ نہیں سکتا دین پر استقامت، عقل سلیم (کے حاصل ہونے) اور (میرے) حسن خاتمہ کے لئے دعا فرمائیے۔

تحقیق: جو حالات آپ نے لکھے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کے لئے یہ آیت پڑھ دینا کافی ہے۔ ﴿وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون﴾ (کہ اس میں آگے بڑھنے والوں کو آگے بڑھنا چاہئے) ﴿ولمثل هذا فلیعمل العاملون﴾ (کہ عمل کرنے والوں کو اس طرح عمل کرنا چاہئے) اللہ تعالیٰ (آپ کو اس حالت پر) استقامت برکت عطا فرمائیں۔ والسلام۔

زہد کے آثار

حال: (اس کے علاوہ یہ ہے کہ) جب کوئی چیز دیکھتا ہوں تو فوراً خیال آتا ہے کہ یہ آج ایسی اچھی ہے کل فنا ہو جائے گی۔ اکثر موت کی یاد رہتی ہے کبھی کبھی تو ایسی حالت ہوتی ہے کہ آج کل میں مر جاؤں گا۔

تحقیق: یہ زہد کے آثار کی وجہ سے ہے۔ مبارک ہو۔

عقلی خوف کی ضرورت

حال: اس نالائق سے زندگی میں بڑے بڑے گناہ ہوئے ہیں جن کا شمار و حساب نہیں ہے۔ وہ اکثر کیا بلکہ ہمیشہ ہی سامنے رہتے ہیں مگر اس (گناہوں کے ہمیشہ سامنے رہنے) کے باوجود بھی شریر نفس جیسا کہ شرمندہ ہونے اور ڈرنے کا حق ہے شرمندہ ہونے اور ڈرنے نہیں دیتا ہے، صرف معمولی سا خیال آ جاتا ہے کہ ایسے ایسے گناہ مجھ سے ہوئے ہیں۔ جس (آدمی) کی تباہ کاریاں ایسی ہوں وہ کیا خاک اپنی مغفرت کی امید کر سکتا ہے الا ما شاء اللہ۔

تحقیق: اگر طبعی شرمندی اور خوف نہ ہو تو بھی عقلی خوف جو اختیاری ہے کافی ہے۔

حال: ایک خیال یہ بھی بہت پریشان کرتا ہے کہ اپنے گناہ گار ہونے، خود کو عذاب وسزا کا مستحق سمجھنے، اپنے اعمال کو حقیر اور کچھ نہ سمجھنے کے باوجود بھی ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ حق جل وعلا اس نالائق کو معاف فرما دیں گے اور جنت کی نعمتوں کے تصور میں اطمینان سا لگتا ہے۔ معلوم نہیں یہ کس درجہ کی غفلت اور دل کی سختی ہے کہ

ع کام دوزخ کے کروں جنت کا رہوں امیدوار

جتنا بھی دوزخ کے عذاب معلوم اور نظر کے سامنے رہتے ہیں مگر پھر بھی اس بے فکری پر کبھی گھبراہٹ اور ڈر نہیں لگتا ہے۔ (بے فکری کا) حال (مغفرت کا) خیال ہمیشہ سے ہے۔ مجھے اس میں اپنی بہت ہی خرابی اور تباہ

حالی معلوم ہوتی ہے۔ کوشش کے باوجود بھی یہ حالت نہیں بدلتی ہے۔ اگر میرا خیال برا اور رد کرنے کے قابل ہے اللہ کے لیے تو اس نالائق کی بدحالی اور تباہ حالت پر رحمت کی نظر اور مدد سے توجہ فرمائی جائے۔

تحقیق: (یہ (مغفرت کی) امید طبعی ہے اگر اس کے ساتھ عقلی بھی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دوا یا دعا رضا بالقضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنے) کے خلاف نہیں ہے

حال: ایک خیال بار بار (دل میں) یہ آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان کی والدہ سے بھی زیادہ شفیق ہیں اور جب بندہ کے لئے آخرت میں کوئی بڑا درجہ مقرر فرما دیتے ہیں جس کو یہ بندہ اپنے عمل کی کمی کی وجہ سے حاصل نہیں کرسکتا ہے تو اس کو غم و رنج اور مصیبتوں و تکلیفوں میں مبتلا فرما کر اس درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ کبھی آزمائش کے لئے ایسا کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ (بندے کے) صبر کرنے کے بعد (بندے پر) اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔ یہ آزمائش (اس بندہ کے) اس درجہ تک پہنچنے کے لئے دوسروں پر حجت قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے (کہ دوسرے اگر یہ کہیں کہ اس کو اتنا اونچا درجہ کیوں ملا تو اس کا جواب یہ ہو کہ اس نے اتنی بڑی مصیبت کو جھیلا ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات﴾ **ترجمہ:** ''ہم تمہیں کچھ خوف سے کچھ بھوک سے اور کچھ اموال، جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ بندوں پر مصیبتوں کا آنا ان کے لئے عین اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

الا لا يجارن اخوا لبلية   فللرحمن الطاف خفيه

ترجمہ: ''مبتلائے مصیبت رونا دھونا نہ کرے ـــــ کہ اللہ تعالیٰ مہربان کے ہاں بہت نعمتیں چھپی ہوئی ہیں۔''

اس صورت میں (جبکہ یہ مصیبتیں ان بندوں کے حق میں رحمت ہیں تو) ان کے دور ہونے کی تدبیر یا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ ہم سے یہ مصیبتیں ہٹالیں ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی بچہ اپنے والد کی (تعلیم وغیرہ کے معاملے میں) سختی جو آئندہ زندگی کے لئے ضروری ہے کو ہٹانے کی کوشش کرے خصوصاً جبکہ اس کو معلوم ہو کہ والد صاحب کو اس آزمائش سے مقصود ان کے بعد اس کو اپنا ولی عہد بنانا ہے۔ والد صاحب یہ سختی اس لئے کرتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں کے لئے اس عہدے کے حق دار نہ ہونے کو ثابت کریں۔ ایسی صورت میں اگر لڑکا ان تکلیفوں کے ٹلانے کی کوشش کرے اور باپ ہی سے کہے کہ مجھے ایسی تکلیف نہ دیجئے یا سفارشیں کریں یا دوسری تدبیریں

اختیار کرے تو اس وقت اس سے زیادہ کون نالائق ہوگا۔ اس صورت میں باپ کو بھی رنج ہوگا۔ اور اس کو لوگوں کے سامنے بھی شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا یا دوا کرنا ظاہر کے اعتبار سے رضا بالقضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنے) کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ عقل کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے۔ مسلم شریف میں کتاب الایمان میں ایسی ایک حدیث یاد آتی ہے کہ ایک شخص کو رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بچھو نے ڈنک مار لیا یہ حدیث لمبی ہے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب قالوا من هم یا رسول اللّٰه قال الذین لا یرقون ولا یسترقون وعلی ربهم یتکلون."

ترجمہ: "کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا! یا رسول اللہ! وہ لوگ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ لوگ ہوں گے جو نہ جھاڑ پھونک کرتے ہوں گے اور نہ کراتے ہوں گے اور اپنے رب پر بھروسہ کرنے والے ہوں گے۔" اس حدیث سے وہ اسباب جو اندازے اور گمان والے ہوں اسی طرح وہ اسباب جو دور کے پوشیدہ اور وہمی ہوں دونوں (اسباب) سے بچنا عین توکل معلوم ہوتا ہے۔"

دوا یا دعا میں اندازے اور گمان کے اسباب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس لئے دونوں سے بچنا بہتر لگتا ہے۔ لیکن دعا کی بہت ہی فضیلت آئی ہے حتیٰ کہ الدعا یرد القضا (کہ دعا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو بدل دیتی ہے) فرمایا گیا ہے۔ (اس کے علاوہ) رسول اللہ ﷺ سے دوا کرنا بھی ثابت ہے طب نبوی بھی مشہور ہے۔ اسی طرح بعض لوگ گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں (یعنی گناہوں میں ہونا آزمائش ہوتی ہے) اگر ان کو دور کرنے کی کوشش نہ کریں تو گویا گناہ پر راضی رہنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! اس خیال کے ظاہر کرنے کی وجہ کوئی علمی تحقیق وغیرہ نہیں ہے بلکہ بہت پریشانی ہے کہ کیا کیا جائے؟ کبھی پھوڑے میں درد ہوتا ہے تو یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے اور یہی مرضی ہے تو ہم بھی خوش ہیں (اس سے) خوب گناہ جھڑتے ہیں دوا نہیں لگاتا اور درد میں عجیب مزہ آتا ہے۔ کبھی نماز میں اٹھا بیٹھا نہیں جاتا ہے اور کپڑے میں مواد (پیپ خون وغیرہ) لگ جاتا ہے تو شبہ ہوتا ہے کہ کہیں نماز ہی نہ ہوئی ہو یا دل سے ادا نہ ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی رحمت صرف بلاء (اور آزمائش ہی) میں نہیں ہے۔ (اس لئے) دعا سے بلاء کی صورت کا

دور نہ ہونا مقصود ہوتا ہے نہ کہ رحمت کا دور ہونا مقصود ہوتا ہے۔ (اس لیئے) (بلا دور ہونے کی) دعا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اے اللہ! یہ رحمت (جو بلاء کی صورت میں آئی ہے) ہمیں دوسری صورت میں عطا فرمائیے۔ جب تک (بلاء کی) صورت دور نہ ہوتو یہ سمجھے کہ اس وقت تک اسی رحمت میں ملنا مقصود ہے۔ اس لئے اس پر راضی رہے۔

وہ اسباب جو گمان والے ہیں ان کا مسئلہ دوسرا ہے ان کو بلاوجہ اس مسئلہ (دعا) میں شامل کرلیا گیا ہے لیکن دم نہ کرنے کے لیے اس حدیث سے دلیل حاصل کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ گمان والے اسباب میں سے نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس کو بالمشافہ بتائیں۔

دوری کی صورت میں قربی

حَالؒ: کبھی کبھی دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو تصور رہتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی میری طرف کچھ توجہ نہیں ہے۔ میری طرف سے جو توجہ ہوتی ہے اس میں بہت کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ ؎

کیا کہوں درد حال پنہانی وقت کوتاہ و قصہ طولانی
مرتے ہیں آزاد میں مرنے کی موت آتی ہے پر نہیں آتی
قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے جو شخص کے جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو یاد نالہ تو پروانہ کو جلنا غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا
الا یا ایھا الساقی ادر کاسا وناولہا کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

تَرجَمَہ: ”پھرادے جام ساقیا تھمادے جام ساقیا ــــــ تھی ابتدائے عشق آساں ہے مشکل اس کی انتہا“

تَحقِیق: یہ حالت دوری کی صورت میں بھی قرب ہی مقصود تھا اگر چہ یہ قرب دوری کی صورت میں تھا اب صورت کے اعتبار سے بھی قریب تجویز کردیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک دوسرے کے لئے ضروری ہے

حَالؒ: ایک عرض یہ بھی ہے کہ جب احقر کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام احقر کے سامنے لیا جاتا ہے تو بدن فوراً کانپنے لگتا اور درود مبارک فوراً زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور بہت دیر تک رہتا ہے۔ یہ حالت رہتی ہے

کہ اگر (نعوذ باللہ) اگر میں جان بوجھ کر درود شریف نہ پڑھنا چاہتا ہوں تو میں ایسا بالکل نہیں کر سکتا ہوں۔

جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو بالکل محسوس ہی نہیں ہوتا ہے۔ یہ حالت دین میں کسی قسم کی زیادتی تو نہیں ہے اگر ہے تو اس کا علاج فرمائیے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں طبعی طور پر (ہر آدمی کا) مزاج مختلف ہے۔ بعض لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت کے آثار غالب ہوتے ہیں اور بعض لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے آثار غالب ہوتے ہیں۔ یہ دونوں محبتیں ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں (یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ہو تو ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہوگی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پائی جاتی ہیں دونوں الگ الگ نہیں ہیں)۔

اس لئے یہ دونوں مزاج (اللہ تعالیٰ کے ہاں) قبول اور پسندیدہ ہیں صرف رنگ کا اختلاف ہے حقیقت (یعنی محبت) جو مقصود ہے دونوں جگہ موجود ہے۔

اس لئے کوئی فکر اور شک وشبہ نہ کریں، یہ نہ ہی دین میں کسی قسم کی زیادتی ہے اور نہ ہی اس کے علاج کی ضرورت ہے۔ یہ ایک مبارک حالت ہے جب اس کا غلبہ ہو اسی کے مطابق کرنا چاہئے۔ ہاں عقلی اعتقاد ایک اختیاری چیز ہے (اور محبت ایک طبعی چیز ہے) اس لئے اعتقاد کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی ذات عالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں فرق ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اعتقادی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہونی چاہئے۔ (اور محبت چونکہ طبعی چیز ہے جو اختیاری نہیں ہے اس لئے اس میں کمی زیادتی میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

تواضع، اللہ تعالیٰ کی رحمت، وسعت اور عظمت کا غلبہ

حَالؒ: پہلے (میری حالت یہ تھی کہ) کسی کو سنت کے خلاف کوئی کام کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو بہت بوجھ محسوس ہوتا تھا اور کافی دیر تک دل میں غصہ رہتا تھا۔ اب یہ حالت نہیں ہے بلکہ کسی کی طرف توجہ کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص میرے سامنے شریعت کے خلاف کوئی کام کرتا ہے فوراً دل میں یہ خیال آتا ہے کہ شاید یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے اچھا ہو؟

پوچھنا یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی بری بات کو دیکھ کر برا سمجھنا ایمان کا بہت ہی کمزور درجہ ہے۔ کیا نعوذ باللہ میرے ایمان میں کوئی کمی تو نہیں ہے پھر جب اللہ تعالیٰ کے جلال پر نظر ہوتی ہے تو دل اور بھی زیادہ پریشان ہوتا ہے۔

تحقیق: برے کام کو دل سے برا سمجھنا اعتقاد کے طور پر ہے، طبعی طور پر نہیں ہے۔ بعض اوقات (برے کام طبعی طور پر برا سمجھنے کے مقابلے میں) دوسرے اسباب غالب آ جاتے ہیں (جس کی وجہ سے طبعی طور پر برا نہیں سمجھا جاتا ہے) ان اسباب میں سے ایک سبب آپ کی کیفیت موجودہ ہے جو آپ پر غالب ہے۔ اس (کیفیت کا) خلاصہ (اور نتیجہ) یہ ہے کہ یہ تواضع اور اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت پر نظر ہے۔ یہ عین مطلوب (ومقصود) ہے۔ اس وجہ سے اگر کوئی طبعی طور پر انکار نہ ہوتو کوئی شک وشبہ کی بات نہیں ہے۔

ناکامی اور اہلیت کے نہ ہونے کا اعتقاد کامیابی واہلیت کا بڑا سبب ہے

(حضرت کے) ایک اجازت یافتہ کے بارے میں ان کے بھائی کا خط۔

اعلیٰ حضرت مولانا ومرشد دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت کی قدم بوسی کے شوق میں خدمت عالی میں عرض ہے کہ یہ ناچیز آج ہی فیض آباد سے فتح پور عید گزارنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ بڑے بھائی مولانا فلاں صاحب کی بیماری کے بارے میں حضرت کو خوب معلوم ہوگا۔ آج بخار کی تیزی میں عجیب پریشان کن باتیں فرمارہے تھے جس کا مطلب صرف یہ سمجھ میں آیا کہ! لب خموش دل آوازوں سے بھرا ہوا اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ وہ کونسی لذت والی تکلیف ہے جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور چہرہ (ہشاش) بشاش ہے اور ایک عجیب طرح کی بے خودی کی کیفیت طاری ہے۔

اس (بیماری) سے پہلے دیوان حافظ کا مطالعہ کرتے تھے (اب) یہ کہہ کر ہٹا دیا ہے کہ یہ دیوان حافظ نہیں ہے بلکہ آتش کدہ ہے۔ ایک خط بھی آپ کی خدمت میں لکھا ہے اور اس بدگمانی کی وجہ سے کہ راز فاش نہ ہو جائے کسی کو دکھایا نہیں ہے۔ خیر یہ راز و نیاز تو آپ جانیں لیکن اللہ تعالیٰ کے واسطے صرف تسلی بخش چند کلمات ان بھائی کو تحریر فرمادیجئے۔ زیادہ حد ادب۔ کمترین عفی عنہ از ضلع بارہ بنکی۔

خود ان اجازت یافتہ کا خط شدید بخار کی حالت میں لکھا ہوا ان الفاظ سے آیا۔

حضرت مولانا صاحب! میں عاجزی غلامانہ سلام عرض کرتا ہوں۔ اس وقت میں جو کچھ بھی عرض ہے (اس کے بارے میں درخواست ہے کہ وہ سب) معافی کے قابل (خیال فرمائیں) کیونکہ مجھے اس وقت بخار ہے اور کپکپاہٹ ہے اور دماغ میں جنون کے خیالات گھوم رہے ہیں۔ بہت دنوں سے جس فکر (وپریشانی) میں ہوں وہ کہہ دیتا ہوں۔ جناب عالی! آپ کے مریدوں سے بلکہ تمام خاندانی بزرگ کے مریدوں میں سے میں سخت شک

وشبہ میں ہوں اور اگر میں اس شبہ کو ساری عمر بھی ہضم کرلوں تو بھی ختم نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ میں اپنی حقیقت کو خوب جانتا ہوں اس سے کام نہیں ہوتا ہے کہ کہیں خود کو ولی سمجھ کر انا خیر من الناس کا نعرہ لگانے لگوں۔ آپ نے اگرچہ مجھ کو بیعت اور تعلیم وتربیت کی اجازت عطا فرمائی ہے اور اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ سب کے سامنے مجھے رسوا کیا ہے۔ (میرے جاننے والوں میں) کسی شخص کو بھی کسی ذریعے سے بھی (میری بیعت کی اجازت کی) اطلاع ہوجاتی ہے تو میں شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہوجاتا ہوں۔ اب میں اہل باطل کے طریقہ پر کس منہ سے اعتراض کروں (کہ وہ نااہلوں کو خلافت دے دیتے ہیں جب کہ آپ نے بھی ایسا ہی کیا) پہلے مجھے یہ خیال آیا کہ حضور نے (باطنی دولت سے) سرفراز فرما دیا ہوگا جب ہی تو اجازت دی اس کے بغیر خلافت (کا ملنا) کیسے ممکن ہے لیکن (یہ خیال) کب تک رہتا ہے کہ آفتاب روشن ہوگیا۔ (پھر دوسرا) خیال یہ آیا کہ بزرگوں کے راز ہماری سمجھ سے باہر ہوتے ہیں یہ راز بھی سمجھ میں آیا کہ بزرگان دین اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہوتے ہیں (وہ) اگر کسی مردود کو قبول فرما لیتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ بن جاتا ہے۔ (پھر یہ خیال بھی کام نہ آیا کہ) ہائے افسوس! اس خیال کے کام نہ آنے پر تو میرے) صبر کا پیمانہ بھر گیا برداشت کی حد کہاں تک ہو۔ ؎

عاشق نامراد کے تا در یار خود رسد　　　آنکہ نوشتۂ ازل درد وفراق بودہ است

ترجمہ: ''ناکام عاشق اپنے محبوب تک کب پہنچ سکتا ہے کہ اس کے نصیب میں ازل سے درد اور فراق لکھا ہے۔''

اس لئے خدائے وحدہ لاشریک کا واسطہ اس ذات کا واسطہ کہ جس کا نام لوں تو زبان جل جائے۔ ؎

مرادر دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد　　　وگر پنہاں نہم در دل زباں واستخواں سوزد

ترجمہ: ''میرے دل میں ایسا درد ہے کہ اگر بیان کروں تو زبان جل جائے اگر دل میں چھپالوں تو ڈر ہے کہ زباں اور ہڈیاں جل جائیں۔''

(جس کے لئے خدا کا واسطہ دیا) وہ عرض یہ ہے کہ آپ اس بات کا اعلان کردیجئے کہ (فلاں یعنی میں) قابل اجازت نہیں ہے یا (پھر یہ کیجئے کہ) مجھے یہ (میری قابلیت بیعت کے) راز بتا دیجئے اور میری ذبح کئے ہوئے مرغ جیسی حالت کو جینے دیجئے۔ میں حلف اٹھاتا ہوں (جس طرح) وہ راز جو حج سے واپسی کے وقت آپ نے بتایا تھا ابھی تک کسی کو نہیں بتایا ہے۔ (اسی طرح) یہ راز بھی کسی دوسرے کے سامنے نہیں بتاؤں گا مگر اس کو جس کا راز آپ کا راز ہے افسوس ہے کہ۔

ع　ہائے نالہ نے مجھے رسوا کیا ورنہ

(آگے شعر یاد نہیں ہے)۔

حضور اس غلام کی خطا معاف فرمایئے آگے ادب روک رہا ہے زبان بے قابو ہوگئی سلام عرض کرتا ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ نے جو کہا میں تے الٹا کیا اگر عصی ادم ربه فغوی (کہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے اپنے رب کا قصور ہوگیا اور وہ غلطی میں پڑ گئے۔) نہ ہوتا تو اس وقت قرآن (کا قہر وعذاب) میرے سر پر ہوتا (مگر اس آیت کا مضمون بعد والی آیت کے ساتھ توبہ کرنے والے کے لئے رحمت کی خوشخبری دیتا ہے عاقل) والسلام۔ ہزار بار توبہ، ہزار بار توبہ اور ہزار بار توبہ افسوس کہ (میں نے) عادت کے خلاف ایسا کام کیا جس نے سب کے سامنے رسوا کر دیا لیکن غنیمت کہ بخار (میرے) جنون کا پردہ بن گیا۔

بات اصل میں یہی ہے (کہ مجھے خلافت کے بوجھ سے اپنی نااہلی کی وجہ سے بہت زیادہ پریشانی ہے جو میرے اعصاب پر اس قدر سوار ہو چکی ہے جس کی وجہ سے میری حالت جنون کی سی ہوگئی ہے) میرے بادشاہ، میرے سردار ناراض نہ ہو جائیں (بلکہ) میرے دل کی بے چینی دور کیجئے کہ آپ مسیحا ثانی ہیں، ہر غلام کے جان جانی ہیں، خدا کی قسم یوسف ثانی میں لا تثریب علیکم الیوم (کہ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں) آپ کی شان ہے اور آپ سائل بے پانی ہیں۔ نام کیا لوں معشوق کا عاشق نام ہو۔

فَائِدَہ: اس خط کے مضمون سے حضرت مرشدنا حاجی صاحب قدس سرہ کے اس ارشاد کی تصدیق (سچائی ثابت) ہوتی ہے کہ عارف (باللہ) کا ہذیان (بخار کی حالت میں بے معنی گفتگو) بھی عرفان ہے۔

اس دوسرے خط کا یہ جواب دیا گیا۔

(از اشرف علی عفی عنہ) لطف مجسم کے خط کے مطالعہ کے مطابق زاداللہ لطفہ۔ السلام علیکم۔

(آپ کا خط جو کہ) آتش خانہ (آگ کا گھر ہے) پہنچا۔ جس نے خود میرے جان وجسم میں گرمی بھر دی ہے۔ میرے عزیز! آپ کے خط سے جو معلوم ہوا کہ آپ کو نااہلی اور ناکامی کا جو اعتقاد ہے اہل طریق (سلوک والوں) کے ہاں خصوصاً اہل چشت (کے مشائخ) کے ہاں یہی کامیابی کا بڑا مدار (وسبب) ہے۔ منظور نظر، نور بصر ہونا (آپ کو) مبارک ہزار بار مبارک ہو۔ ہم ناکامی کو خوش نصیبی اور قید کو رہائی سمجھتے ہیں زاداللہ تعالیٰ ہذا التذلل والتحرق والتمل والتعشق، اللہ تعالیٰ آپ کی عاجزی اور آپ کے عشق میں تڑپنے اور جلنے کو اور زیادہ فرمائیں۔

مصلحت نیست مرا سیری از آں آبحیات ضاعف اللہ بہ کل زماں عطشی

تَرجَمَہ: "میرا اس آب حیات سے سیراب ہو جانا اچھا نہیں ـــ بڑھتی رہے فضل خدا سے یہ پیاس ہر دم یونہی۔"

(یعنی اللہ اللہ تعالیٰ کے عشق کی اس جلن تڑپ کے ختم ہونے کو نہیں چاہتے ہیں بلکہ وہ اسی کے اضافہ کی تمنا کرتے ہیں۔) (خطبات تبصرف ۲۲۶/۵)

کوئی نومیدی مرد کہ امید ہا است سوئے تاریکی مرد خود شید ہا است

ترجمہ: ''نا امیدی کی گلیوں میں مت جاؤ کہ امیدیں بہت ہیں تاریکی میں مت رہو کہ آفتاب بہت ہیں۔''

روز ہاگر رفت گورو باک نیست تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

ترجمہ: ''(کیفیات کے بغیر) اگر دن گذرتے رہیں تو ان سے کہو جاؤ گذرتے رہو (مگر) تو (یعنی وصل کی چاہت اور تڑپ) جو ہمارے ساتھ ہے وہ ایسی ہے کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ کیفیات کو بالکل بھی مقصود نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ طاعات سے صرف اللہ تعالیٰ کو مقصود سمجھنا چاہیے اسی طرح جس کو وصال سمجھتے ہو کہ یہ وصال ہمیں ملے گا اس کو بھی نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ صرف عمل کو سمجھنا چاہیے اور اسی میں ہمت سے لگے رہنا چاہیے۔) (خطبات حکیم الامت ۶۹/۱۲)

گر مرادت را مذاق شکر است بے مرادی نے مراد دلبرست

ترجمہ: ''اگر تمہاری مراد کا مزہ میٹھا ہے ـــــ تو کیا بے مرادی دلبر کی مراد نہیں ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کے تم طالب ہو وہ بہت اچھی چیزیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ (جو محبوب اور دلبر ہیں ان) کی چاہت یہ ہے کہ تمہیں تمہاری چاہت نہ ملے تو اب ان کی مراد تمہاری مراد سے افضل ہوگی۔ اس لیے اگر تمہاری چاہت (کیفیات وغیرہ) نہ ملے اور اللہ تعالیٰ مل جائیں تو سب کچھ مل گیا۔ اس وجہ سے ان کیفیات وغیرہ پر نگاہ کیے بغیر طاعات پر لگا رہنا چاہیے۔) (خطبات حکیم الامت ۴۳۵/۲۲)

ارید وصاله یرید هجری فاترك ماارید لما یرید

''میں من سوئے وصال ومیل اوسوئے فراق ـــــ ترک کام خود گرفتم تابراید کام دوست۔''

ترجمہ: ''میں وصال چاہتا ہوں وہ فراق چاہتا ہے ـــــ چھوڑتا ہوں اپنی چاہت اس کی چاہت کے لئے۔''

والسلام علی العاشق المستہام

پہلے خط کا جواب یہ دیا گیا۔

عزیزم! السلام علیکم۔ میں نے (آپ کے بھائی) شاہد صاحب کے خط کے جواب میں (آپ کے) مشورہ

اور ضرورت کے مطابق تسلی بخش جواب لکھ دیا ہے۔ آپ کے مزاج کی رعایت کرتے ہوئے اس خط کو علیحدہ لفافے میں بھی بند کر دیا ہے۔ اس خط کو دیکھے بغیر ان کو دے دیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ آپ خوب محنت کے ساتھ ان کے دل و دماغ کا علاج کریں ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی۔ انہوں نے اپنے خط میں کوئی پریشانی کی بات نہیں لکھی ہے آپ اطمینان رکھیں اور جب ان کی طبیعت بہتر ہو تو مجھے بھی (اطلاع کر کے) مطمئن کریں۔

توبہ کے کمال کی علامت

حَالؒ: ذکر کرتے وقت کبھی کبھی گناہ یاد آ جاتے ہیں تو زبان سے لفظ اللہ تک نکلنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

تحقیقؒ: یہ توبہ کے کمال کی علامات ہیں۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی حقیقت

حَالؒ: آج کل اللہ تعالیٰ کے شوق میں زیادتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسے راستے نکلنے کا قصہ ہے۔ دل میں بہت سے خیالات آتے ہیں مگر مجبور ہوں۔ صرف جناب کی شفقت کی نظر سے امید ہے کہ (کچھ راستہ نکلے) جس طرح شوق اور طلب کی دولت عطا فرمائی ہے اسی طرح مطلوب اور شوق بھی عطا فرمائیں گے۔

تحقیقؒ:

تعلق حجاب است و بے حاصلی   چو پیوندہا بگسلی واصلی

ترجمہ: ''غیر اللہ سے تعلق حجاب اور لا حاصل ہے —— جب اس تعلق کو ختم کرو گے تو اللہ تعالیٰ سے ملو گے۔''

(یعنی انانیت تکبر یہ حجاب اور رکاوٹیں ہیں جب ان کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل ہو جائے گا۔
(خطبات حکیم الامت ۷/۷۷ بتصرف)

(تعلق حجاب و بے حاصلی ہے   وصل اس کی انتہا سے شروع ہے)

بس اللہ تعالیٰ کی قربت کا حاصل ہونا مخلوق سے یہی قطع تعلق (تعلق کا ٹوٹنا) ہے جو الحمد للہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اور زیادہ ترقی عطا فرمائیں اور اس (اللہ تعالیٰ کے تعلق کے) عالم میں اس سے زیادہ کی خواہش عطا فرمائے۔

آخرت کا خوف مطلوب ہے

حَالؒ: آج کل بہت زیادہ موت کا خیال رہتا ہے۔ جب گناہ نظر کے سامنے ہوتے ہیں تو شرمندگی ہوتی ہے

اور انجام کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ وہاں کیا معاملہ پیش آئے۔ ایسے وقت طبیعت بیزار ہو جاتی ہے اور کاروبار کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔

تحقیق: آخرت کے خوف کی وجہ سے دنیا سے طبیعت کا بیزار ہو جانا بالکل مطلوب (ومقصود) ہے اور (اس حالت پر حدیث) "کن فی الدنیا کانك غریب" (کہ دنیا میں اجنبی مسافر کی طرح رہو) اور الدنیا سجن المؤمن (کہ دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے) سچی ثابت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

حال: (حضرت!) بہت زیادہ روتا ہوں۔ رونے کی وجہ (اللہ تعالیٰ کا) خوف (اور ان سے) محبت ہے۔ اذکار میں رونا تو درمیانی درجہ کا ہے لیکن تلاوت، مناجات اور دعاؤں میں اتنا زیادہ ہے کہ نماز کی قرات کی ادائیگی کے صحیح ہونے میں کمی آ جاتی ہے۔ اسی طرح جسمانی صحت میں بھی خرابی لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے (علاج اور توجہ فرمائیں کہ یہ وقت) شفا دینے والے علاج اور کفایت کرنے والی توجہ کا وقت ہے۔

تحقیق: یہ (حالت) تو سراسر مطلوب ہے۔ اس کو ختم کیوں کیا جائے۔ اگر (یہ حالت) جسمانی صحت میں خرابی کا ذریعہ ہے تو اس جسمانی خرابی کا علاج طب کے ذریعے فرمایئے۔

حال: احقر پہلے اِدھر اُدھر بہت پھرا ہے۔ اگر اس سلوک کے موجودہ راستے میں کسی خرابی کی وجہ سے کوئی رکاٹ ہوئی تو مجھے بہت بڑے نقصان کا شک و وہم ہے۔

تحقیق: خود راستے کی رکاوٹ بننے کے علاوہ کوئی اور رکاوٹ نہیں بن سکتا ہے۔

باطن کی اصلاح جو فرض ہے

حال: کچھ دنوں سے (میرے دل میں) ایک نیا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ طالب علمی کے زمانے میں باطن کی اصلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ (بلکہ) اس زمانے میں اس کی طرف توجہ کرنا تعلیم حاصل کرنے کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہے۔ اس خیال کے بارے میں بتائیں صحیح ہے یا غلط ہے۔

تحقیق: باطن کی اصلاح کے ایک معنی تقویٰ اور گناہوں سے بچنے کے ہیں۔ وہ ہر وقت (ضروری) اور فرض ہے۔ (اور) یہ علم کے حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بنتا ہے۔

دوسرے معنی (دینی امور میں) اہتمام اور ذکر و شغل کو لازمی طور کرنا ہے۔ وہ فرض بھی نہیں ہے اور یہ طالب علمی میں رکاوٹ بھی ہے۔

نسبت کے بارے میں تحقیق جو (سلوک کے) راستے کا مقصود ہے

ایک منتہی (جو اس سلوک کے راستے میں انتہاء کو پہنچ گئے) کا خط۔

حَالؒ: جناب والا! یہ نالائق آپ کے سامنے ایک ضروری عرض کرنا چاہتا ہے۔ امید کرتا ہے کہ حضور توجہ فرما کر مناسب رائے سے سرفراز فرمائیں گے۔

عرض یہ ہے کہ اس نالائق کو پھرتے پھراتے تیس سال ہوگئے ہیں اور حالت ابھی تک پہلے دن کی طرح ہے۔ اس لئے کمترین نے ارادہ کیا کہ ایک آخری کوشش اور کرے شاید (اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ) فضل ہو جائے۔ اس کے بعد میں سمجھ لوں گا کہ میری کوشش بالکل بے فائدہ ہے۔ اس لئے آپ سے گذارش ہے آپ میرے لئے جو لمبی سے لمبی مدت مناسب سمجھیں میرے خیال کے لئے مقرر فرمائیں۔ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس (لمبی سے لمبی) مدت کو پورا کروں گا۔ اگر میرا جرم معافی کے قابل نہیں ہے تو مجھ کو آپ کسی دوسرے شخص کے پاس بھیج دیجئے کہ میں وہیں جا کر اپنی قسمت آزماؤں۔ آپ خود خیال فرمائیں کہ میں یہ آخری درخواست کس دل سے لکھ رہا ہوں کہ ساری عمر کا ساتھ چھوڑنے پر راضی ہو رہا ہوں۔ افسوس!

تحقیق: میں (اس بات پر بھی) خوش ہوں گا (کہ) اگر (آپ) بے تکلفی سے یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کے ذہن میں ① سلوک کے راستے کا مقصود کیا ہے ② اس کے مقصود ہونے کی صحیح دلیل کیا ہے ③ اس مقصود کا حاصل نہ ہونا وجدانی (حسی) ہے یا کسی دلیل کی وجہ سے ہے۔ ④ یہ مقصود کسی کو حاصل ہوتے ہوئے دیکھا بھی ہے یا نہیں (یعنی وہ کسی کو حاصل بھی ہوا ہے یا نہیں)۔

ان صاحب کا دوسرا خط یہ آیا

حَالؒ: میں ان ہی سوالات کا منتظر تھا۔ اب نمبر وار جوابات لکھتا ہوں۔

❶ میں سلوک کے راستے کا مقصود نسبت سمجھتا ہوں۔

❷ سلوک کے راستے کا مقصود نسبت کا ہونا خود آپ کی زبان سے سنا ہے جب کہ آپ کے مکان پر ہم لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا تھا: مجھے جو بات معلوم ہوتی ہے وہی اس سلوک کے راستے کا مقصود ہے۔ وہ دو چیزیں ہیں۔ ① نسبت ② اور مقامات۔ تمام مشائخ نے یہ بات صاف فرمائی ہے کہ سارے حالات کی بنیاد نسبت ہی ہے۔ آپ نے خود بھی تعلیم الدین میں یہ بات صاف فرمائی ہے۔

❸ نسبت کا حاصل ہونا وجدانی (یعنی حسی) ہے۔ جس طرح بھوک پیاس وجدانی (حسی) ہوتی ہے (کہ محسوس ہوتی ہے یہی حال نسبت کا ہے کہ وہ بھی محسوس ہوتی ہے حتیٰ کہ) میں اخود کو دو مرتبہ نسبت کے حاصل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ جب آپ حج سے واپس تشریف لائے تھے اور میں نے ذکر شروع کیا تھا۔ ایک دن آپ نے فرمایا: میں نے بیج بو دیا ہے اب (دل کی کھیتی کو) پانی تم خود پلاؤ۔ اسی دن سے میں نے اپنے اندر ایک

بڑی تبدیلی کو محسوس کیا۔ چند دن بعد اچانک وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ میں بے چین ہوکر دوڑنے لگا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے دل میں یہ کہہ دیا: کیونکہ پڑھنے میں نقصان ہوتا تھا اس لئے سلب (کھینچ) لیا گیا ہے اور پڑھنے کے لئے دیا جائے گا۔ یہ بات اس مضبوطی اور بھروسے سے معلوم ہوئی کہ جس کو عین الیقین کہنا چاہئے۔ میں نے اس کو سلوک کی کتابوں جو خطرہ شیخ لکھا وہ سمجھا۔

دوسری مرتبہ جب علم سے فارغ ہوا اور آپ سے ضیاء القلوب شروع کی جس میں تقریباً ہم بیس آدمی تھے۔ ختم کے دن آپ نے فرمایا: جس کو ذکر و شغل کرنا ہو وہ بیٹھا رہے جس کو نہ کرنا وہ چلا جائے۔ جب سب بیٹھے رہے تو آپ نے فرمایا: جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب کچھ میں نے دے دیا۔ سب کو دوازدہ تسبیح (بارہ تسبیح یہ اگر چہ تیرہ تسبیح ہیں لیکن مشائخ کے ہاں بارہ تسبیح کے نام سے مشہور ہیں) اور شغل سرمدی اور چند ہدایات تعلیم فرمائیں تھیں۔

میں اپنی ہلاکت سے سمجھا کہ جو بہت ہی فائدہ دینے والے علوم ہم کو معلوم تھے سب بتا دیئے۔ یہ نہ سمجھا کہ ولایت کا نور اور ہمیشہ خوش نصیبی کا بیج عنایت فرمایا ہے۔ (اور) جو اثر محسوس کیا وہ ذکر کا نتیجہ سمجھا۔ میرا اسی دن اپنے گھر جانا ہوا۔ گھر پر شادی کے لئے عزیز رشتہ داروں نے شور مچا کر دل کو پریشان کر دیا۔ اسی طرح قبض کا مرض بھی ہوگیا جس سے معدہ بھرا رہتا تھا۔ کھانا بھی مدرسہ کے مقابلے میں اچھا ملا۔ زیادہ کھا جاتا تھا۔ رات چھوٹی ہوتی تھی آنکھ نہیں کھلتی تھی۔ اس لئے معمولات نہ کر سکا۔

(مکان پر) تیس دن پورے کر کے جلدی سے کانپور بھاگا وہاں جا کر پہلے کی طرح معلوم ہوا کہ آپ نے دل میں کہہ دیا: ہم نے نسبت دی تھی جو تو نے ضائع کر دی۔ جب یہ معلوم ہوا تو غم کا پہاڑ سر پر پھٹ گیا۔ لیکن پھر سوچا کہ اگر اس کی تلافی ممکن ہے تو عمل سے ہے۔ اس لئے پھر دوبارہ سے کام میں مشغول ہوا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آفت آئی کہ ایک بدصورت شخص کا عشق پیدا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ سے بالکل غفلت ہوگئی جس سے دوری آپ ہی کے تصرف سے ہوئی پھر آپ تھانہ بھون چلے آئے۔

مجھے ذکر سے فائدہ نہ ہونے کی کوئی شکایت نہیں ہے۔ میرا دل اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے بالکل خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شوق غالب رہتا ہے۔ خود اپنی ذات میری نظر میں بہت بری لگتی ہے۔ یہ سب کچھ ہے مگر نسبت ہی نہیں ہے۔ وہ کسبی (خود حاصل کرنے والی) چیز نہیں ہے وہ تو جب ہی حاصل ہوگی جب آپ (اس کو) القاء فرمائیں گے (یعنی جب آپ میرے دل میں ڈالیں گے) کسی بزرگ کا قول ہے۔ اگر ترا عمر نوح بودے و ہمہ دریں راہ صرف کردے آتش نیافتے کہ از ما بتو رسیدہ است۔

تحقیق: نمبر (۱) ونمبر (۲) کا جواب صحیح ہے۔

(نسبت) کے بارے میں عرض ہے کہ اس کے حسی ہونے کی بنیاد پر اس کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کا حکم لگانا اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے (نسبت کیا ہے) اس کی حقیقت کو متعین کیا جائے کیونکہ ہر وہ چیز جو حسی ہوتی ہے نسبت نہیں ہوتی ہے۔ (اس لئے تمام حسی چیزوں میں ہر ایک کی پہچان کے لئے ہر ایک کی الگ الگ حقیقت ہوتی ہے تاکہ ہر ایک دوسرے سے جدا ہو جائے۔ جیسا کہ بھوک ایک الگ حقیقت ہے اور پیاس ایک الگ حقیقت ہے دونوں حسی چیزیں ہیں اب) اگر کسی شخص کو بھوک لگتی ہے لیکن پیاس نہیں لگتی ہے (اور وہ بھوک اور پیاس کی حقیقت کو نہ جانتا ہو) اور پیاس کو بھوک سمجھتا ہو اور بھوک نہ لگنے کی شکایت کرے تو (اس کا پیاس پر بھوک کا) حکم (لگانا) غلط ہوگا حالانکہ بھوک بھی حسی چیز ہے (اس لئے دونوں میں فرق کرنا صحیح ہونا چاہئے لیکن چونکہ دونوں کی حقیقتیں الگ الگ ہیں اس لئے ایک پر دوسرے کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے)۔

باقی جو قصہ آپ نے لکھا ہے اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ نسبت کی حقیقت وہی تھی جو آپ کو حاصل ہوئی تھی پھر نہیں رہی۔ اگر (آپ کو) مجھ پر اعتماد ہے اور ہونا چاہئے میں دوسروں سے یہ بات نہیں کہہ سکتا ہوں مگر آپ سے (تعلق کی وجہ سے) نہیں چھپاتا کہ آپ طالب ہیں میں طالب سے تواضع کرنے کو چوری سمجھتا ہوں اس لئے کہتا ہوں کہ آپ کو مجھ پر اعتماد کرنا چاہئے۔ اگر مجھ پر اعتماد ہے تو اچھی طرح سمجھ لیجئے وہ کیفیت (جو آپ کو حاصل ہوئی تھی) وہ نسبت کے (مختلف) رنگوں میں سے ایک رنگ تھا۔ جس میں میری جوش کی کیفیت ملی ہوئی تھی جو ابتدا میں اکثر ہوتی ہے۔ (اس وقت) میں بھی اس راستے میں نیا تھا اور آپ بھی نئے تھے۔ (اور) اب مجھے خود معلوم ہوا ہے کہ اس وقت اور اس وقت کی کیفیات میں ایسا فرق ہے کہ جیسا موسلا دھار بارش اور چھوٹی چھوٹی بوندوں میں ہوتا ہے۔ موسلا دھار بارش میں جوش وخروش (تیزی) بہت لیکن زمین کے لئے کم فائدہ پہنچانے والی ہوتی ہے اور چھوٹی چھوٹی بوندوں میں جوش (تیزی) کچھ نہیں ہوتی ہے لیکن زمین کو بہت فائدہ پہنچانے والی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ رنگ (جو اس وقت آپ کو محسوس ہوا تھا) مجھ میں اور آپ میں پکا نہیں تھا اور اب الحمدللہ پکا ہے۔

آپ نے جو اپنی کیفیت لکھی ہے آپ کے قول "میرا قلب ماسوی کے تعلق سے آخر تک" نسبت کا یہ رنگ مکمل ترین ہے۔ مبارک ہو۔ نسبت کی حقیقت صرف یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق (ولگاؤ) ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور فرمانبرداری غالب رہے۔ اب یہ خواہ قبض کے ساتھ ہو خواہ بسط کے ساتھ، خواہ مزاح کے ساتھ ہو خواہ حزن کے ساتھ، خواہ شوق کے ساتھ ہو خواہ انس کے ساتھ خواہ ہیبت کے ساتھ (غرض کہ) زیادہ سے زیادہ

اطمینان کا شوق ہو۔ (اور دوسرے) مشائخ سے مل لیجئے، پھر جو دل میں آئے کہنے کی اجازت ہے۔

ان صاحب کا تیسرا خط آیا

حَال: عالی جاہ! اس تحریر سے میری تشفی و (تسلی) بالکل نہیں ہوئی ہے بلکہ اور زیادہ دل میں پریشانی پیدا ہوگئی ہے۔

تحقیق: (اس کی وجہ) آپ نے اس تحریر میں ذکر نہیں فرمائی۔

حَال: میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو چیز عطا فرمائی تھی وہ جب اذکار واشغال سے قوت حاصل کرے تو وہی نسبت ہے۔

تحقیق: (یہ بات) صحیح ہے لیکن (بات یہ ہے کہ) اس (عطا کی ہوئی) چیز کی حقیقت قوت حاصل کرتی ہے نہ کہ خاص رنگ (یعنی وہ جو اس موقع پر ایک خاص کیفیت ہوتی ہے وہ قوت نہیں پکڑتی ہے بلکہ اس کی حقیقت قوت حاصل کرتی ہے اس لئے اس کے باقی نہ رہنے کو ہی نسبت کا قوت حاصل نہ کرنا نہ سمجھا جائے) اس لئے اس سے پہلے خط میں آپ کا قول ''میرا دل اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے خالی ہے'' میں (تو) اسی کو بڑا رنگ کہتا ہوں۔ (تو پھر آپ) نسبت کے قوت حاصل نہ کرنے کا کیوں کہتے ہیں۔ (یعنی اس نسبت کا بڑا رنگ دل کا اللہ تعالیٰ کے ماسوی سے خالی ہونا ہے تو جب یہ حاصل ہے تو نسبت نہ ہونا یا قوت نہ ہونا کیسے کہا جائے)

حَال: کیا مطلب ہے کہ ملکہ یادداشت (ہی) اس (نسبت) کا اثر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اب بھی (نسبت) اسی طرح عطا کرتے ہیں اور وہی لوگ (جن کو آپ نسبت عطا کرتے ہیں) صاحب نسبت ہو جاتے ہیں۔ (رسالہ) تعلیم الدین (کی عبارت) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کسی بزرگ کے عطا کرنے سے ضعیف نسبت پیدا ہوتی ہے پھر اشغال وغیرہ سے وہ نسبت مل جاتی ہے۔ لیکن اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ میں غلط سمجھا ہوں۔ وہ (کیفیت جو حاصل ہوتی تھی) کوئی چیز نہیں ہے اور نسبت کوئی اور چیز ہے۔

تحقیق: میں تو اپنی (تعلیم الدین والی اور ابھی موجودہ آپ کے جواب والی) دونوں تحریروں میں کوئی مخالفت نہیں سمجھتا ہوں۔

حَال: (اگر دونوں تحریروں میں کوئی مخالفت نہیں اور جو میں سمجھا وہ بھی صحیح نہیں ہے تو) پھر آپ نے مبالغہ سے کیوں تعریف کی تھی کہ جو کچھ میرے پاس تھا سب کچھ میں نے دے دیا۔

تحقیق: مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے نسبت کے بارے میں کہا تھا۔ اگر ایسا ہوا بھی تو اب اس کے خلاف کب کہہ رہا ہوں۔

حَالؒ: جن لوگوں نے (نسبت) ضائع نہیں کی ان میں کیوں باقی رہی جیسے مولوی ...... صاحب مولوی کہ یہ حضرات مسلسل مشغول رہے اوران کی مشغولی بڑھتی گئی۔

تحقیق: (آپ) خود مولوی...... صاحب سے پوچھئے وہ تو خود کو محروم اور آپ کو دولت مند سمجھتے ہیں اور جو مولوی ...... صاحب کا حال مجھے نہیں ہے۔

حَالؒ: (آپ نے مجھے اپنے اوپر اعتماد کرنے کو لکھا ہے) مجھے آپ پر اعتماد کیا میں تو دنیا میں آپ جیسا دوسرا کوئی سمجھتا ہی نہیں ہوں۔ ایک مولانا رشید احمد کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہے میری نظر میں آپ جیسا دوسرا کوئی صاحب کمال نہیں ہے آپ صرف ایک مرتبہ یہ فرما دیجئے۔ میرے پاس جو کچھ تھا میں نے دے دیا۔

تحقیق: کیا میں تصرف کے دعوی کی اہلیت رکھتا ہوں (جو دعوی کروں)

حَالؒ: پھر آپ پر میرا اعتماد دیکھئے کہ کیسا ہے اور یا یہ فرما دیجئے کہ تیرے اندر نسبت ہے تجھے معلوم نہیں ہے میں بغیر دلیل اس بات پر ایمان لے آؤں گا۔

تحقیق: میں یہ بات تو پہلی مرتبہ میں کہہ چکا ہوں مگر دوسرے الفاظ میں کہا ہے۔

حَالؒ: میرے رنج وغم کی وجہ یہی ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اس دولت سے بالکل محروم رہوں گا۔ اس محرومی کی کچھ علامتیں بھی مجھے معلوم ہوتی ہیں۔ بہرحال میرے اطمینان کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو صرف آپ کے فرمانے پر بغیر دلیل کے ایمان رکھتا ہوں۔ صرف دو لفظوں میں میرا کام بن جائے گا یا مجھے آئندہ کے لئے امید دلا دیجئے (کہ تمہیں آئندہ نسبت مل جائے گی کہ مجھے اطمینان ہو جائے گا) یا ابھی خوشخبری سنا دیجئے کہ جس چیز کے تم طالب ہو وہ چیز تمہیں مل گئی ہے۔ والسلام۔

میرا یہ اعتقاد تو ضروری ہے ہی کہ جب تک حضور اپنے سینۂ مبارک سے یہ دولت مرحمت نہ فرمائیں خود میری محنت سے یہ دولت مجھے نہیں مل سکتی ہے۔ اسی میں تاخیر سے بھی گھبراتا نہیں ہوں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ (نسبت حاصل کیئے بغیر) محروم ہو کر دنیا سے نہ چلا جاؤں ورنہ میری طرح خسارہ والا کوئی نہیں ہوگا۔ (مجھے) یہی تصور کہ حضور کا ارادہ مجھے محروم رکھنے کا ہے میرے لئے ﴿نار الله تطع على الافئده﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کی آگ جو دلوں تک پہنچے گی) کا اثر رکھتا ہے (کہ میرا دل اس خیال سے بہت ہی رنج وغم میں ہے)۔

تحقیق: توبہ توبہ اپنے خیر خواہ کے بارے میں ایسا گمان نہ کیجئے۔ آپ یقین رکھیں کہ نہ دھوکا دوں گا نہ بخل کروں گا، نہ بے توجہی کروں گا اور نہ ہی خیر خواہی میں کمی کروں گا۔ میرے خیال میں آپ کی تسلی ہونے کی وجہ خاص کیفیات کا نہ ہونا ہے۔ یہ کیفیات (نسبت کے ہونے کے لئے) ضروری نہیں ہیں لیکن شاید کسی خاص شغل

سے ہو جائے۔ (آپ) سلطان الاذ کار حبس نفس (سانس روکنے) کے ساتھ شروع کر دیجئے اور کیفیات کی اطلاع دیتے رہئے۔ اگر اس سے بھی تسلی نہ ہو تو کوئی دوسرا شغل بتادوں گا۔

ان صاحب کا چوتھا خط آیا

حَال: الحمدللہ! آج آٹھ سال کی سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد بالکل اطمینان اور سکون حاصل ہو گیا ہے۔ میرے منہ میں زبان اس قابل نہیں کہ (میں) اس نعمت پر (آپ کا) شکر ادا کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے۔

تحقیق: میں خود (بھی) اس پر خوش ہوں کہ آپ خوش ہوئے۔

حَال: میری ایک کیفیت یہ بھی ہے کہ نفس کی لذت حاصل کرنے (کے شوق و جذبے) کا اکثر حصہ مٹ گیا ہے۔ دل میں اکثر ہلکی ہلکی آگ سلگتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کا شوق اتنا غالب رہتا ہے کہ کبھی تو یہ خیال آتا ہے کہ دل پھٹ جائے گا۔ دل کو اگر زبردستی کر کے بھی دنیا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں تو ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔

تحقیق: سبحان اللہ! یہ (نسبت نہیں ہے تو پھر) اور کیا ہے۔

حَال: لیکن میں سخت غلطی میں مبتلا تھا۔ اس غلطی کی وجہ سے عبادت میں مشغولی فضول لگتی تھی۔ اس لئے مجھے یہ قوی خیال تھا کہ میں خدا کی بارگاہ میں مردود ہوں۔

تحقیق: اس (حالت) میں بھی حکمت تھی کہ مکمل طور پر عاجزی پیدا ہو جائے۔ یہ میرا اصلی مزاج ہے۔ فطوبی لکم۔ آپ کو خوش خبری ہو۔

حَال: (اب) مجھے خاص کیفیت و حالت کی ذرا بھی آرزو نہیں ہے۔ آرزو صرف اسی بات کی ہے کہ زندہ رہوں تو اسی کی یاد میں اور مروں تو اسی کی یاد میں اور اٹھوں تو اسی کی یاد میں۔

ع چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

ترجمہ: ''جینے مرنے ہر حال میں اس کے عشق میں مبتلا رہتا ہوں۔''

(اس شعر جیسا) اپنا حال ہو۔ (میں) ان تمام باتوں میں خود کو یقینی طور پر سچا نہیں سمجھتا ہوں نفس کے دھوکے کا قوی احتمال ہے۔

تحقیق: یہ احتمال بالکل وہی مطلوب چیز ہے کہ بین الخوف والرجاء (کہ ایمان خوف امید کے درمیان ہوتا ہے اور یہی مطلوب ہے)۔

حَال: حالات کی پاکیزگی، صفائی کبھی ہے اور کبھی نہیں ہے۔

تحقیق: (حالات کی پاکیزگی وصفائی) تو ہمیشہ رہتی لیکن ان میں قوت اور کمزوری کا فرق ہے (کہ کبھی زیادہ ہوتی ہے اور کبھی کم ہوتی ہے یہ وہی حالت ہے جو) رسول اللہ ﷺ نے حضرت حنظلہ کو فرمایا تھا۔ (جب انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا بات ہے کہ ہماری حالت آپ کی مجلس میں کچھ اور ہوتی ہے جو بعد میں نہیں رہتی) تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: حنظلہ کبھی کبھی۔ (یعنی ہر وقت حالت یکساں نہیں رہتی ہے بلکہ بدلتی رہتی ہے کبھی قوی کبھی کمزور)۔

حال: سلطان الاذکار حبس دم (سانس روکنا) کس طرح کیا جائے۔

تحقیق: اب اس لئے نہ کیا جائے کہ تسلی حاصل ہوگی کیونکہ (وہ تو حاصل ہو چکی ہے اب) اس کو حاصل کرنے کے لئے کرنا حاصل کی ہوئی چیز کو دوبارہ حاصل کرنا ہے ہاں وہ بھی مفید ہے میں بتا دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کرنے کا غلبہ

حال: کسی کو شریعت کے خلاف (کام کرتے ہوئے دیکھ کر) جیسے ڈاڑھی منڈانے یا بے نمازی یا کوئی معمولی آدمی جیسے مزدور وغیرہ کو سلام کرنے کا جی نہیں چاہتا ہے اور طبیعت اس کو کرتی ہے۔ یہ تکبر تو نہیں ہے۔

تحقیق: (یہ تکبر کی وجہ سے) نہیں بلکہ دینی غیرت (کی وجہ سے) ہے۔ (لیکن) ساتھ ہی یہ بات دل میں سوچ لیا کریں کہ شاید اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی عمل میرے سارے اعمال سے افضل ہو اس لئے یہ مجھ سے افضل ہے۔

تواضع کمالات میں سے ہے

حال: ایک دوست کے پاس (رسالہ) امداد آتا ہے۔ اس نے آکر مجھے فہرست جس میں بندہ کا نام تھا دکھایا۔ واللہ! مجھے بہت شرم آئی کہ یہ فہرست میرے بھائی وغیرہ بھی دیکھیں گے تو (اس خیال سے اور) زیادہ شرم آنے لگی۔ یہ شرم آنا کیسا ہے؟

تحقیق: کمال ہے۔ کیونکہ تواضع کمالات میں سے ہے۔

حضور وخلوص (دل کے حاضر اور ریاء سے پاک رہنے) کے درجات مختلف ہیں

حال: الحمد للہ! تمام معمولات پہلے کی طرح ہو رہے ہیں۔ اسم ذات میں کبھی کسی دن بھی زیادتی ہوگئی کہ ایک لاکھ سے زیادہ پڑھ لیا۔ مگر ایک بار بھی خلوص اور اظہار سے ادا نہیں ہوا اور نہ ہی اب تک ہوتا ہے۔ مگر الحمد للہ! دل غمگین نہیں ہوتا ہے۔ (بلکہ) یہی شوق اور آرزو ہے کہ زندگی بھر اس سے بھی زیادہ مشغولی رہے۔

تحقیق: یہ بھی خلوص اور حضور ہی کا اثر ہے۔ اس میں بھی بہت سارے درجات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے اکمل درجہ نصیب فرمائے۔ مگر جو چیز حاصل ہے اس کی نفی کیوں کی جائے جو نعمت کی ناشکری کا ذریعہ ہے۔

محبت کے رنگ مختلف ہیں

حَالؒ: کبھی کبھی چھوٹی بی بی کی حالت یاد آنے پر ان سے ملنے کا خیال آتا ہے۔ کیا یہ آنجناب کی محبت میں نقصان دہ تو نہیں ہے۔ بیوی کی حالت یہ ہے کہ میرے یہاں آنے پر سخت روتیں ہوں گی۔ میرے کپڑے وغیرہ نکال کر دیکھ دیکھ کر روتی ہوں گی۔ مجھے ان سے اتنی محبت نہیں ہے لیکن ان کی حالت پر رحم بہت ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ محبت شریعت میں مطلوب (چیز) ہے۔ کوئی چیز جو شریعت میں مطلوب ہے وہ دوسری مطلوب چیز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ ورنہ دونوں چیزوں کا شریعت کا حکم بن کر اکٹھا ہونا لازم آئے گا (کہ شریعت دو چیزوں کا حکم کرے اور وہ ایک دوسرے کے لئے نقصان دہ ہوں) یہ ناممکن ہے۔ اس لئے ایک دوسرے کے لئے نقصان دہ ہونا بھی باطل ہے۔

اس کا راز یہ ہے کہ دونوں محبتیں الگ الگ رنگ کی ہیں۔ ایک ایک رنگ میں بڑھی ہوئی ہے اور دوسری دوسرے رنگ میں بڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

نسبت کے مختلف رنگ

سُؤال: اکثر بزرگوں کو کئی سلسلوں سے (بیعت کی) اجازت حاصل ہوتی ہے۔ کیا ان حضرات کو اجازت دینے والوں کی طرف سے کئی نسبتیں بھی حاصل ہوتی تھیں (جیسے نسبت چشتیہ، نسبت نقشبندیہ وغیرہ) یا صرف اجازت (بیعت) حاصل ہوتی تھی؟ (اور کیا) کئی نسبتیں ایک شخص میں جمع ہوسکتی ہیں؟ اسی طرح ایسا شخص جس کو کئی سلسلوں سے اجازت حاصل ہے کسی شخص کو اجازت دیتا ہے تو اس کو بھی متعدد نسبتیں حاصل ہونی چاہئے لیکن چشتیہ حضرات میں دوسرے سلسلوں کے آثار نظر نہیں آتے ہیں۔ اگر ہیں تو مختلف نسبتوں کا حال کس طرح معلوم ہوسکتا ہے۔

جَوابؒ: نسبت ایک حقیقت واحدہ (اکیلی حقیقت) ہے (جس کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہیں) استعداد کے مختلف ہونے کی وجہ سے (اس کے) رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ (اس اختلاف میں) چشتیہ وغیرہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک چشتی اور ایک نقشبندی کی نسبت ایک ہی رنگ کی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دو چشتیوں کی نسبت کا رنگ مختلف ہو۔

اسی طرح اوقات کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہ رنگ مختلف ہوسکتا ہے۔ صاحب اجازت کے لئے نسبت کا حاصل شرط ہے اس کا رنگ خواہ کچھ بھی ہو (حتیٰ کہ) جو اجازت دینے اور جس کو اجازت دیئے جانے دونوں کے رنگ مختلف ہوں۔ اس تحقیق کے بعد کسی سوال کی ضرورت نہیں ہے۔

ادب کا غلبہ

حَالؔ: پہلے طبیعت دنیاوی باتوں کی طرف بہت مائل تھی خصوصاً اچھے کپڑے اچھے کھانے وغیرہ کی طرف اور اس کے خلاف ہونے سے رنج ہوتا تھا۔ (مگر اب) الحمدللہ حضور کے فیض اور (صحبت کی) برکت سے طبیعت ان باتوں کے اہتمام سے ہٹ گئی ہے۔ (اب) اگر طبیعت اس طرف (کبھی) راغب ہوتی ہے تو یہ شعر پڑھ کر سکون حاصل کر لیتا ہوں۔ ؎

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات   ہنس کر گزار اسے یا رو کر گزار دے

آج کل بالکل اسی شعر کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہوں۔

ذکر کرتے یا کوئی اور کام کرتے وقت جب یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو خاص طور پر رات کو لیٹتے وقت یہ خیال غالب ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہوں پھر پلنگ پر گدا اور چادر بچھا کر اور پیر پھیلا کر آزادی سے لیٹنا بدتہذیبی ہے۔ ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت بہت وسیع ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے بستر کی کیا حیثیت و قیمت ہے اس لئے بستر پر تو لیٹتا ہوں مگر پیر پھیلانا کسی صورت میں بھی گوارا نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کچھ عرصہ سے پیر سکیڑ کر لیٹتا ہوں۔

تحقیق: سبحان اللہ ماشاء اللہ۔

حَالؔ: حضور! بندے کی حالت خراب ہوگئی ہے کہ حضور کا نام مبارک زبان سے کیا (لوں) قلم تک سے لکھ نہیں سکتا ہوں کیا کروں؟ مجبور ہوں اور معلوم نہیں کہ اس کا سبب کیا ہے۔ یہاں تک کہ شجرہ پڑھتا ہوں تو (وہ شعر جس میں آپ کا نام ہے اس طرح پڑھتا ہوں)۔

ع   تھانوی مرشدی شمس الہدیٰ کے واسطے

(پڑھتا ہوں)۔

تحقیق: گول (مول) بات ہے مفصل لکھنا چاہئے آخر دل میں کیا آتا ہے کیا کوئی ہاتھ پکڑتا ہے یا زبان روکتا ہے۔

اس کے بعد ان صاحب کا دوسرا خط یہ آیا

حَال: گذارش ہے کہ ادب کی وجہ سے دل (نام لینا) گوارا نہیں کرتا ہے۔

تحقیق: پھر (تو) اس میں برائی کیا ہے جس کی فکر میں پڑ گئے۔

حَال: پھر یہ وسوسہ آتا ہے کہ دادا پیر سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ تک کسی صاحب کا نام لینے میں کیوں ادب محسوس نہیں ہوتا ہے۔ ان کے نام فخر سمجھ کر خوشی خوشی لیتے ہو۔ اس وسوسہ کی وجہ سے حضور کو (اس بات کی) اطلاع دی۔

تحقیق: بعض طبیعتوں کے اعتبار سے جو نظروں کے سامنے ہو اور جو غائب ہو ان دونوں میں کچھ باتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تواضع کی علامات

حَال: اپنے برے اخلاق کے بارے میں کیا عرض کروں پہلے سے تو بہت فرق ہے، مگر اپنے بڑوں کی تواضع اور بے نفسی دیکھ کر اپنی عاجزی اور انکساری کو کبر سمجھتا ہوں۔ شیخ شیرازی کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

ع گدا گر تواضع کند خوئے او است

ترجمہ: ”تواضع کرنا فقیر کی عادت ہے۔“

تحقیق: (اللہ تعالیٰ کا) شکر کیجئے کہ یہ بھی تواضع کا نتیجہ ہے۔

حَال: احقر کو ایک مرض اور وہم یہ ہو گیا ہے کہ اپنے گندے نام سے پہلے یا بعد میں (تواضع کے لئے) کون سے الفاظ لکھوں جو بہت ہی ذلت (گھٹیا پن) اور تواضع والے ہوں؟ وہ الفاظ جو لکھے جاتے ان کو لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ یہ الفاظ تو بڑے بڑے لوگوں کے لئے ہیں اس لئے ان الفاظ کو اپنے لئے استعمال کرنا تکبر اور دکھلاوا (ریا) ہے۔

یہ ساری باتیں معلوم کرنے کے لئے عرض کی ہیں کہ احقر کا خیال کیسا ہے (صحیح یا غلط مطلع فرمایئے)۔

تحقیق: خیال (تو) اچھا ہے مگر (ان الفاظ کو) متعین (کرنے سے پہلے) مشورہ کر لیجئے۔ خود اپنی رائے پر عمل نہ کریں۔

توبہ کی ضرورت

حَال: اگر میں کسی (گناہ کے) کام سے توبہ کرتا ہوں (توبہ کے بعد) پھر وہ کام بغیر ارادے کے ہو جاتا ہے تو

(مجھے) بار بار توبہ کرنے سے شرم آتی ہے۔

تحقیق: یہ طبعی بات ہے۔ مگر کبھی اس پر عمل نہ کیا جائے (بلکہ ہر بار توبہ کرلی جائے)۔

حال: طبیعت کبھی کبھی گناہ کبیرہ کی طرف مائل ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گناہ بہت کم ہوتا ہے۔

تحقیق: (اس پر اللہ تعالیٰ کا) شکر کیجئے۔ فقط

اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا

حال: دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف خوب متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہیں ملتی ہے۔ (ایک تو) مدرسہ کا کام بہت ہے۔ (دوسرے) لوگوں کا (مختلف کاموں کے سلسلے میں) آنا جانا (اور اس میں مشغولیت تیسرے) بعض قریبی رشتہ داروں کے لڑکے کی دیکھ بھال (چوتھے) گھر آنا جانا۔ سارا دن ان ہی بے کار باتوں میں دن رات خراب ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی یہ خیال آتا ہے کہ شاید اس میں ثواب ملے، اللہ تعالیٰ بھی اس خدمت کی برکت سے نجات عطا فرمائیں۔ مگر (یہ خیال) بدمزہ طریقہ سے آتا ہے اس کے بارے میں کیا کروں؟

تحقیق: بس۔

ع　　چونکہ بر میخت بہ بند و بستہ باش

ترجمہ: ''بندھن میں جو بند ہو بندھن میں بندھے رہو۔ (یعنی جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں ان کو کرتے رہئے کہ یہ بھی بڑے کام ہیں)۔''

نعمت کا شکریہ

حال: عرض یہ ہے کہ اس خاکسار کو ایک ہفتہ سے یہ خیال آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنے فضل وکرم سے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ کی امت میں پیدا کرنے اور حضور والا کی خادمی عطا کرنے پر روزانہ شکرانہ کے لئے دو رکعت نماز (روزانہ کے وظیفہ کے علاوہ) سو مرتبہ درود شریف اور ماہانہ ایک روپیہ ان چار طلبہ کو جو یہاں عربی پڑھتے ہیں دوں گا۔ بندے کا یہ خیال جائز ہے یا ناجائز۔

تحقیق: جائز ہے مگر کسی کو بتایئے نہیں۔

خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ترتیب

حال: (بندے کا حال یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم ہے۔

تحقیق: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت) کم نہیں ہے بہت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اس سے زیادہ ہے اس لئے

یہ ترتیب بالکل حقیقت کے مطابق ہے۔

تنہائی کا فائدہ

سؤال: احقر کا بہت عرصے سے روزانہ یہ معمول ہے کہ فجر کی نماز کے بعد حجرہ میں اندر سے دروازہ بند کر کے اوراد وظائف ذکر وغیرہ میں مشغول رہتا ہوں اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں فارغ ہوتا ہوں۔ ذکر کی حالت میں اکثر بدن میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے جس کے بارے میں اس سے پہلے بھی بتا چکا تھا۔ اس حرکت سے ایک طرح کی لذت وسرور اور انسیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ حالت کبھی ذکر کی زیادتی سے، کبھی تلاوت قرآن معمول سے زیادہ کرنے جیسے حفظ پڑھنے سے اور کبھی نوافل میں رکوع وسجدے کو لمبا کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

اس حالت کے پیدا ہونے میں تنہائی ایک بڑا سبب لگتی ہے۔ یہ تو حضور نے پہلے فرمایا تھا کہ یہ حالت پسندیدہ ہے مقصود نہیں ہے اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر یہ حالت مطلوب نہیں ہے لیکن مطلوب تک پہنچانے والی بھی ہے یا نہیں؟ یعنی (پوچھنے کی بات یہ ہے کہ) اگر مجمع میں یہ اوراد و وظائف کروں تو یہ حالت نہیں ہوتی ہے اور خلوت میں ہوتی ہے تو کیا تنہائی کے وظیفہ میں مجمع میں وظیفہ کے مقابلے میں قرب زیادہ حاصل ہوگا یا کم ہوگا یا برابر ہوگا۔ کیونکہ وظائف اور ذکر دونوں حالتوں (تنہائی اور مجمع) میں کیے گئے مگر مجمع نہ وہ سرور حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ بات پیدا ہوتی ہے (تو کیا تنہائی کے ذکر و وظیفہ میں زیادہ قرب ہے؟)

جواب: مطلوب تک پہنچانے والا ایسا تو نہیں ہے جیسا آپ نے لکھا ہے (کہ تنہائی میں چونکہ سرور ولذت حاصل ہوتی ہے اس لئے یہ مجمع کے ذکر سے قرب کا زیادہ سبب ہوگا) ہاں اس کیفیت سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اس سے ذکر میں دل حاضر رہتا ہے اور ذکر کے شوق میں زیادتی ہوتی جو ہمیشہ عمل کرنے میں مددگار رہتا ہے اور یہ (ہی) سلوک کے راستے کی اصل ہے۔ (یعنی عمل ہمیشہ کرتے رہنا سلوک کے راستے کی اصل ہے)۔

تکلف اور ادب میں فرق

حال: (میرا) دل چاہتا ہے کہ آپ سے میرا دل خوب مل جائے۔ ابھی تک اچھی طرح سے دل کھلا نہیں ہے۔ تکلف معلوم ہوتا ہے۔ بہت سی باتیں اس تکلف کی وجہ سے پوچھ نہیں سکتا ہوں۔

تحقیق: یہ تکلف نہیں ہے بلکہ ادب ہے۔ تکلف میں انقباض ہوتا ہے یعنی پاس بیٹھنے والے سے دل رکتا ہے جب یہ نہیں ہے تو تکلف نہیں ہے۔

حال: دل یہ چاہتا ہے کہ حضرت سے بغیر پوچھے کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کا ادب تو

باقی رہے اور یہ جھجک اور تکلف نہ رہے۔

تحقیق: پوچھنا تو اختیاری چیز ہے اس سے کون منع کرتا ہے۔ (یعنی ادب وتکلف جھجک تو غیر اختیاری چیزیں ہیں لیکن پوچھنا تو اختیاری ہے یہ تو کیا کریں)

دعا کے قبول نہ ہونے کا اعتقاد رکھنا برا ہے

حال: اب تکلیف اتنی بڑھ گئی ہے کہ صبر نہیں ہوسکتا ہے۔ ہر وقت استغفار کرتا، توبہ کرتا اور روتا رہتا ہوں مگر نہ رونا قبول ہے نہ توبہ قبول ہے۔

تحقیق: (رونا اور توبہ قبول نہ سمجھنا) ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ کیا قبول ہونا یہی ہے کہ تکلیف ختم ہو جائے اگر اس سے اچھی چیز مل جائے جیسے اجر وثواب تو کیا اس کو قبول ہونا نہ کہیں گے۔ جیسے کوئی کسی سے پیسہ مانگے اور وہ روپیہ دے دے تو کیا یوں کہہ سکتے ہیں کہ درخواست منظور نہیں ہوئی (جبکہ اس سے بڑی چیز مل گئی اسی طرح اگر تکلیف ختم نہیں ہوئی مگر اس سے بڑی چیز اجر وثواب مل گیا)۔

حال: حضور! مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے شفا عنایت فرمائیں۔

تحقیق: اس (تکلیف کے ختم ہونے) سے بڑھ کر رضا بقضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا) ہے۔ اجر کے ملنے میں بھی اور راحت میں بھی ہاں دعا بھی کرتے رہئے باقی اس کے لئے وظیفہ کیا پڑھئے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف کی علامات

حال: تیسری بات یہ ہے کہ بندہ کبھی کبھی بیماری (معذوری بڑھ جانے) کے خوف سے سردی میں غسل کی جگہ وضو کا تیمم کرتا ہے۔ دل کو اطمینان نہیں ہوتا ہے وسوسہ سا رہتا ہے اور نفس مشورہ دیتا رہتا ہے کہ نماز تو ضروری ہے اس لئے اس کو تیمم سے پڑھو لیکن تلاوت قرآن (کیونکہ ضروری نہیں ہے اس لئے) نہ کرو۔ کبھی کہتا ہے کہ جب تجھے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو جان کا خیال کیوں کرتا ہے اور بیمار ہونے سے کیوں ڈرتا ہے مرض کی حالت میں ہی غسل کرلے۔

تحقیق: طبعی طور پر ایسا خیال آنا اللہ تعالیٰ سے ڈر کی علامت ہے جو مطلوب ہے۔ مگر عقل کے اعتبار سے فتویٰ قبول کرنے اور اس پر عمل کرتے میں (دلی) تنگی نہیں ہونی چاہئے۔

عشق الٰہی کے راستے کے معنی

سؤال: یہ شک کبھی کبھی تنگ کرتا ہے کہ تعلیم الدین (رسالہ) میں لکھا ہے کہ اہل طریق کے ہاں سلوک کی

ترتیب یہ ہے کہ پہلے دل سے ارادہ کرے پھر ایک کامل شیخ کا انتظام کرے پھر شیخ کامل اجمالی (مختصر) یا تفصیلی محنت کرائے یا پہلے (مرید میں) نسبت ڈالے پھر محنت کرائے الخ اس سے چند سطروں پہلے لکھا ہے کہ کسی بزرگ کی توجہ اور ہمت سے پہلے نسبت حاصل ہوتی ہے اور یہ سلوک کا سب سے قریبی راستہ ہے۔ اور اس زمانہ میں مشائخ کا معمول ہے اور اس طریقہ کا لقب طریق عشق ہے۔ الخ

(ان عبارتوں کی وجہ سے) کئی مرتبہ خوف سے گھبرا کر اس شبہ نے پریشان کر دیا کہ جب (اس عشق الٰہی میں) اللہ والوں کی توجہ اور ہمت کا مکمل دخل ہے اور غالباً ہمارے بزرگوں کا بھی یہی طریقہ ہے تو ایسی توجہ و ہمت کی درخواست ضرور کرنا چاہئے جس سے دل میں نسبت اور تعلق مع اللہ ڈالا جائے۔ پھر اس تعلق مع اللہ سے اللہ تعالیٰ کی طاعت اور نماز و ذکر میں دل کو حضور حاصل ہو۔

لیکن میں نے اس پر نہ پہلے عمل کیا (کہ اس توجہ و ہمت کی درخواست کی) اور نہ اب عمل کرنے کی جرات ہے کیونکہ مریض کو ماہر اور شفیق طبیب کی تجویز میں دخل و رائے دینے کا کیا حق ہے۔ اسی خیال سے شبہ کو دفع کر دیا۔ لیکن اگر اس کے علاوہ بھی کسی طریقے سے اس شبہ کو دور کر دیا جائے تو عین عنایت ہوگی تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر زمانے کی تحقیقات مختلف ہوتی ہیں اور ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ کبھی کلام میں اختصار ہوتا ہے اور بعض احکام کلیہ بھی نہیں ہوتے ہیں (کہ صرف ان ہی پر عمل کیا جائے) ان سب باتوں کو ذہن میں حاضر رکھ کر سنئے۔ "اس طریق عشق کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنے کے اسباب مہیا کیے جائیں۔ عشق سے یہی اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنا مراد ہے۔ توجہ و ہمت نسبت ڈالنے سے اس کا مہیا کرنا بھی مراد ہے۔ اس میں ایک قید اور ہے کہ اسی ارادے سے مہیا کرنا اگر یہ ارادہ نہ ہو تو اس مہیا کرنے کو ہمت نہیں کہا جائے گا۔ توجہ اور ہمت سے وہ مشہور و معروف معنی نہیں ہے کہ (پیر) مریدوں کو لے کر بیٹھے اور دونوں تمام خیالات سے خالی ہو کر ایک دوسرے کی طرف توجہ کریں۔"

ان چیزوں (توجہ ہمت اور نسبت کے ڈالے جانے) کا نتیجہ استعداد کے برابر اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنے کی علامتوں (حضور قلب یا تعلق یا یکسوئی وغیرہ) کے بھی درجات مختلف ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس نسبت کے ڈالنے کے لئے اس کا ہر درجہ ضروری ہو۔

اوپر کے مضمون پر ایک سوال

سوال: اوپر جو طریق عشق کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے وہ احقر کی سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ ..... فلاں ..... صاحب اور

مولوی...... فلاں...... صاحب سے بھی سمجھنے کی درخواست کی تھی ان حضرات نے بھی یہی عذر کیا کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ اس لئے اس کی شرح و وضاحت کی امید کرتا ہوں۔

جواب: ضرورت کے بقدر اس کی وضاحت یہ ہے کہ (سب سے) پہلے انجذاب الی اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچنے) کے اسباب مہیا کیے جائیں (وہ اسباب یہ ہیں) جیسے ذکر کی کثرت کرنا یا وہ جس شکل میں خصوصی طور سے یکسوئی پیدا کرنے، وساوس کو ختم کرنے اور اشغال کی گرمی پیدا کرنے کا اثر ہو یا جن لوگوں پر طبعی طور پر عشق (الٰہی) کا غلبہ ہو ان لوگوں کی صحبت میں کثرت سے بیٹھنا یا ایسے نثر (شعری) یا نظم کے مضامین کا مطالعہ کرتے رہنا (جن میں طریق عشق کی باتیں ہوں) اور اس کے ساتھ ساتھ غذا میں اتنی کمی کرنا کہ جس سے (طبیعت پر) بوجھ اور سستی نہ ہو اور نہ ہی کمزوری ہو۔ انجذاب کے اسباب ہیں۔ اسی انجذاب کا نام عشق ہے۔

اس انجذاب کے اسباب کو جان بوجھ کر جمع کرنا توجہ اور ہمت کہلاتا ہے۔ یہ توجہ اور ہمت طالب اور شیخ دونوں میں ہو سکتی ہے یعنی اگر توجہ اور ہمت طالب نے جمع کی تو کہیں گے کہ طالب نے توجہ کی اگر طالب میں اس کے جمع ہونے کے لئے شیخ اہتمام کرے اور کبھی کبھی طالب کو اس کا حکم کرتا رہے تو کہیں گے شیخ نے ہمت اور توجہ کی۔

القاء نسبت (نسبت کا ڈالنا) یہی ہے مگر یہ (نسبت کا ڈالنا) صرف شیخ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ اس نسبت ڈالنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شیخ اپنی قوت خیالیہ سے طالب میں کسی اثر کے پیدا ہونے کا ارادہ کرے۔

اگر یہ اسباب عمل کے اعتبار سے جمع تو کر لئے گئے ہوں مگر اس سے انجذاب پیدا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کو ہمت نہیں کہیں گے۔ اگر چہ اتفاقاً (اچانک) اس سے بھی انجذاب پیدا ہو جائے۔

توجہ و ہمت سے مشہور و معروف معنی مراد نہیں ہیں کا مطلب یہ ہے کہ توجہ (و ہمت) کا تعلق صرف اسی (مشہور و معروف طریقے) سے ہی نہیں ہے۔ باقی یہ بھی ایک طریقہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ خرابیاں ہیں جس کی وجہ سے محققین اور متبعین سنت نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

(پھر) ان اسباب کو جمع کرنے کا نتیجہ جو انجذاب الی اللہ ہے یہ نتیجہ ہر شخص میں مختلف درجہ میں استعداد جتنی ہوتی ہے اتنا ہوتا ہے ایسا نہیں ہے کہ ہر شخص میں (اللہ تعالیٰ کے تعلق و عشق میں صرف) جلنے، پریشان ہونے، بے چین ہونے اور آگ کے بھڑکنے ہی کے رنگ پیدا ہوں۔ (یہ ضروری نہیں ہے) ہاں! خود انجذاب سب میں ہوتا ہے خواہ قوی ہو، کمزور ہو۔ یہ انجذاب طبعی ہوتا ہے۔ (اور) اسی (انجذاب کے طبعی ہونے کی) قید کی وجہ سے

یہ طریق (عشق) ایک مستقل قسم (بن جاتا) ہے جو طریق عمل وسلوک کے مقابلے میں ہے ورنہ صرف انجذاب تو طریق عمل (وسلوک) میں بھی ہوتا ہے اگر چہ وہ عقلی اور اعتقادی ہوتا ہے۔

اسی طرح اس انجذاب کی جو علامات (اور نتائج) ہیں (جیسے) تعلق و یکسوئی وغیرہ یہ سب (کے سب) انجذاب کے لئے ضروری ہیں۔ مگر یہ (ضروری) نہیں کہ ان (انجذاب کی) علامتوں (میں سے ہر ایک علامت) کا اس انجذاب کے لئے ہونا ضروری ہے۔ اس (علامتوں کے پائے جانے) میں استعداد کے مختلف ہونے سے (انجذاب کی علامتیں بھی) مختلف ہوتی ہیں۔ یعنی یہ تعلق و یکسوئی بھی (اگر استعداد قوی ہو تو) قوی ہوتی ہے اور کبھی (استعداد ضعیف ہو تو) ضعیف ہوتی ہے۔

(اس استعداد کے کمزور ہونے اور قوی نہ ہونے کی وجہ سے جو اختلاف میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے تو) طالب ناسمجھ یہ سمجھتا ہے کہ مجھ کو وہ تعلق و یکسوئی حاصل نہیں ہے اور اس قاعدے کی وجہ سے کہ جب سبب نہ ہو تو مسبب بھی نہیں ہوتا ہے تو جب (وہ علامت) تعلق و یکسوئی مجھے حاصل نہیں (تو جس کی وجہ سے یہ ہوتے ہیں یعنی) انجذاب وہ بھی مجھے حاصل نہیں ہے۔ اس کے حاصل نہ ہونے پر اس پر ناامیدی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ جو طریق کے لئے سخت ضروری ہے۔ اس تحقیق کے ذہن میں حاضر رکھنے سے حقیقت صاف ہوگی اور ناامیدی سے محفوظ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ محبت کا ایک دوسرے کے لئے ضروری ہونا

حَال: اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں دل میں کسی کی بھی محبت نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی بھی اتنی نہیں ہے۔

تحقیق: رسول اللہ ﷺ کی محبت اللہ کی محبت کے لئے ضروری ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی محبت آپ کو طبعی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت عقلی ہے۔ کیونکہ (یہ رسول اللہ ﷺ کی محبت) دوسرے رنگ کی ہے اس لئے آپ کو اس محبت کے نہ ہونے کا وہم ہوا ہے۔ ورنہ قاعدہ ہے جب مسبب ہو تو سبب ضرور ہوتا ہے (تو رسول اللہ ﷺ کی محبت سبب ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کا تو جب اللہ تعالیٰ کی محبت ہے تو رسول اللہ ﷺ کی محبت ضروری موجود ہے)۔

تواضع کی علامات

حَال: عرض ہے کہ ایک سال سے میری حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی عشاء کی نماز کے بعد یا نماز میں

اللہ پاک کی قدرت وجلال وہیبت وشان وصفت وصنعت اور مالک الملک ہونے کا مراقبہ میں تصور کرتا ہوں اور خود ایک حقیر بندہ ناچیز خیال کرتا ہوں۔ اس وقت میرے جسم کے بال اور روئیں کانپ اٹھتے ہیں۔ کئی بار جسم میں کپکپی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت اللہ پاک کا حاضر ناضر ہونا دل میں تصور پیدا ہوتا ہے اور دم رک جاتا ہے، سارے اعضاء یعنی ہاتھ پاؤں اور بدن ایک حد تک بے حس اور بے حرکت ہو جاتے ہیں۔ اور بے ہوشی کا عالم پیدا ہو کر یہاں تک کہ کبھی کبھی مسجد سے مکان تک نہیں جا پاتا ہوں ایسا خوف محسوس ہوتا ہے کہ راستے میں کہیں گر نہ جاؤں۔

کبھی پونہ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ تک یہ حالت رہتی ہے۔ کبھی ساری رات جسم میں نشہ کی حالت باقی رہتی ہے۔ صبح تک جسم بھاری رہتا ہے۔ اس لئے بہت ہی فکر میں مبتلا ہوں کہ کہیں شریعت کے خلاف کچھ نہ ہو یا شیطانی شرارت نفس میں گھس گئی ہو تو گناہ نہ ہو جائے۔ امید کرتا ہوں کہ حضرت اپنی عنایت وکرم سے مجھے اپنی کیفیت سے محروم نہیں رکھیں گے۔

کبھی کبھی یہ قصور ہو جاتا ہے کہ راستہ چلنے اور بیٹھنے میں جہاں تک نگاہ جاتی ہے اور جو کچھ نگاہ سے دکھائی دیتا ہے اس کے اور میرے درمیان اللہ تعالیٰ ہی ہیں اللہ تعالیٰ کا نام زبان سے جاری ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ حضور میری غلطی کو معاف فرما کر اصلاح فرمائیں گے۔

تحقیق: اصل حالت پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ مگر میرے خیال میں مزاج بھی طبعی میانہ روی سے نکلا ہوا ہے۔ (اس لئے) کسی ماہر طبیب سے مشورہ اور علاج ضروری ہے۔

حال: موت کی تمنا ہوتی ہے مگر جب اس کے ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور من نوقش عذب (کہ جس سے حساب لیا گیا اس کو عذاب دیا گیا) کا خیال آتا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی عظمت و کبریائی نظر کے سامنے ہونے سے خوف کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ اپنے وجود کی کچھ خبر نہیں رہتی ہے۔ اپنے اعمال اور گناہ کا اندازہ کر کے انتہائی شرمندہ ہوتا ہوں۔

پستی کا ایسا غلبہ ہے کہ اگر اختیار ہو تو خود ہی زمین میں دھنس جاؤں دعوی کا نام تک نہیں ہوتا ہے۔ تنہائی میں اکثر خاتمہ کے بارے میں خیال کر کے رونا آجاتا ہے۔ اکثر چیزوں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی قدرت کا تصور خود ہی پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی بڑی مشکل سے رونا رکتا ہے۔

تحقیق: (رونے کو) روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حال: تقدیر کا لکھا خیال کر کے (کہ نہ جانے کیا لکھا ہے) دل قابو میں نہیں رہتا ہے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے

کس گروہ میں شامل کیا ہے (کامیاب لوگوں میں یا ناکام لوگوں میں) کیونکہ (اس کا) دارومدار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ کے بارے میں بھی معلوم نہیں ہے (کہ کس حال میں ہوگا کامیابی یا ناکامی) اس خیال سے بہت ہی رونا آتا ہے اور دل بے چین ہو جاتا ہے۔ اس وقت زبان پر یہ شعر آتا ہے۔

مرا اے کاش کے مادر نمی زاد　　وگر حیز ادپس شریم نمی داد

ترجمہ: ”کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا ـــــ اگر جنا تھا تو دودھ نہ پلایا ہوتا۔“

پھر صرف اللہ تعالیٰ کے رحم و فضل ہی پر اعتماد کر کے تسلی ہوتی ہے۔ اپنے پاس کوئی ایسے اعمال نہیں جو الوہیت کی شان کے قابل ہوں بلکہ ہمیشہ ڈر ہی لگا رہتا ہے کہ خدانخواستہ ان اعمال کی وجہ سے پکڑ نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ اپنی برائی اور نااہلی پر رونا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوشبخت اور بدبخت بنانے پر کوئی ناگواری نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کسی چیز کی اہلیت (کہ جو چیز جس کی اہل ہو خوش بختی یا بدبختی) کے خلاف ناممکن ہے۔

تحقیق: (اللہ تعالیٰ کا علم کسی کی اہلیت کے خلاف نہیں ہوتا) مگر اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ سے سعادت کا سوال کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے۔ دعا کر کے قبول ہونے کی امید کرنا چاہئے ان سب (سعادت کا سوال و دعا اور اس کی قبولیت کی امید رکھنے) کو اس بات کی علامت سمجھنا چاہئے اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے لیے سعادت کا ہے۔

حال: دل میں اکثر یہ خیال رہتا ہے کہ مجھ سے تمام دنیا والے اچھے ہیں حتیٰ کہ ہندوؤں کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ یہ بھی مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہیں کہ دنیا ہی کا کام صحیح کر لیتے ہیں میں تو کسی کام کا نہیں ہوں۔ کبھی خودکشی کا خیال آ جاتا ہے مگر اس کے حرام ہونے کا خیال آ جاتا ہے۔ کہاں تک عرض کروں توجہ فرمائیں ورنہ میرے خراب ہو جانے کا ڈر ہے۔

تحقیق: یہ حالت بہت ہی بلند ہے۔ یہ (نفس کا) خوب ٹوٹنا پھوٹنا ہے جس کے نتائج بہت ہی بلند ہیں۔ جن نتائج کی طرف حدیث "من تواضع للّٰہ رفعه اللّٰہ" (کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرماتے ہیں) میں اشارہ ہے۔ عارفین نے صاف واضح طور پر فرمایا ہے کہ۔

”مؤمن مؤمن نباشد تا آنکہ خود را از کافر فرنگ بدتر نہ پندارد۔“

ترجمہ: ”کہ مؤمن اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ خود کو فرنگی کافر سے بھی برا نہ سمجھے۔“

یعنی حال کے اعتبار سے (کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے دیں اور اس مؤمن کو گمراہ کر دیں)

اعتقاد کے اعتبار سے نہیں۔ ایسا شخص گمراہ نہیں ہوتا ہے۔ گمراہی کی بنیاد عجب (خود پسندی) ہے۔ مگر اس حالت کی طرف بہت توجہ مت کیجئے۔ کام میں لگے رہئے توجہ کرنا نقصان دہ ہے کہ اس سے کبھی ناامیدی اور کبھی تواضع کا کبر پیدا ہوتا ہے۔ یہ صرف کبر کے ہونے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کا غلبہ

حَالؒ: آج کل مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے کہ معقول اور فلسفہ کے علماء اللہ تعالیٰ کی تشریہہ کے لئے جو الفاظ تنزیہہ میں اس سے بھی دل کو نفرت محسوس ہوتی ہے اور علماء شریعت کی تشبیہ اچھی لگتی ہے۔

تَحْقِیق: ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اس راز یہ ہے کہ حکماء کی تنزیہہ حدود سے خارج ہے اور اہل شرائع کی استعمال کرتے ہیں حدود میں داخل ہے۔

عبدیت کا مقصود ہونا

حَالؒ: فروری کے مہینہ کے شروع میں اختلافی کیفیت پیدا ہوئی تھی۔ یہ ہر سال کا معمول ہے کہ ان دنوں میں اختلاج ہو جاتا ہے۔ اس وقت وظیفہ کی برکت سے جو فائدے محسوس کر رہا تھا ان میں کمی محسوس ہوئی اس وقت سے مجھے پریشانی ہے۔

تَحْقِیق: اس سے کبھی پریشان نہ ہوں ورد سے جو اصل مقصود ہے وہ مرض (اختلاج) میں بھی حاصل ہے یعنی عبدیت۔

حَالؒ: گزارش ہے کہ یہ خیال آتا ہے کہ بندے کو بندہ ہونے کی حیثیت سے یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کے ذمہ جو خدمتیں ہیں ان کے بدلے میں کسی خاص بات (اجر وثواب) کا انتظار کرتا رہے یا ان (کاموں) کو (جو ذمہ ہیں) اس (بدلے) کی نیت سے ادا کرے بلکہ بندے کو (ان کاموں کو) صرف اپنے معبود کا حکم اور خود کو بندہ سمجھ کر دل و جان سے فرمانبردار رہنا چاہئے حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ کے) راضی ہونے یا ناراض ہونے کا طالب بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ بات دوسری ہے کہ محبوب حقیقی محض اپنے فضل سے اس (فرمانبرداری) کے بدلے میں "مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر" (کہ وہ نعمتیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے ان کو سنا نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال آیا) عطا فرمائیں۔

دعا بھی اسی (ذمہ کی خدمتوں) میں شامل ہے کیونکہ یہ بھی عبادتوں میں ایک بڑی عبادت ہے (کہ حدیث میں آتا ہے) "الدعا مخ العباد" (کہ دعا عبادت کا مغز ہے) اس کو بھی یہ سمجھ کر کرنا چاہئے کہ ہمیں دعا

کرنے کا حکم ہے (اس لئے کرتے ہیں) اور قبول ہونے یا نہ ہونے پر نظر نہیں رکھنی چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ہمیں اپنا کام کرنا چاہئے۔ ؎

ہے سننا نہ سننا شہا کام تیرا لئے جاؤں گا عمر بھر نام تیرا

حضرت والا یہ بات صحیح ہے یا نہیں ہے حضرت والا دعا فرمائیں کہ (مجھے) اپنی محبت ومعرفت کامل نصیب فرمائیں، اپنا مطیع وفرمانبردار بنائیں، اپنی معیت اور مکمل قرب اور مکمل حضور (ہر وقت اللہ کے حاضر رہنے کا خیال میرے) ہر رگ وریشہ میں بسا دیں۔ اللھم تقبل منا.

تحقیق: شروع میں کچھ کمی ہوگئی ہے کہ آپ کا قول ''اپنی ذمے کی خدمتوں کے بارے میں'' اس میں اتنی قید اور ہے کہ اپنی رائے اور خواہش سے (یعنی اپنی خدمتوں کے بدلے کی امید اپنی رائے اور اپنی خواہش سے نہ ہو کہ ان کے بدلے یہ ملے یہ ملے وغیرہ) ورنہ بندے کو بندہ ہونے کی حیثیت سے اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ وہ ان خدمات پر جس بدلہ کے طلب اور انتظار کرنے کا اس کو حکم ہے انتظار نہ کرے اور ثواب (اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی بھی شامل ہے) کا حکم ہے یا مانگنے کا حکم ہے یہ بہت ساری احادیث سے ثابت ہے۔ (تو) اس چیز کا طلب نہ کرنا عبدیت کے خلاف ہے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''من لم یسال اللّٰہ یغضب علیہ'' (کہ جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں)۔

دعا کے بارے میں جو لکھا ہے کہ قبول ہونے اور نہ ہونے کو نہ دیکھے تو اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ قبول نہ ہونے کی صورت میں بھی دعا کرنا نہ چھوڑے تو یہ صحیح ہے اور اگر مطلب یہ ہے کہ دعا کا قبول ہونا نہ چاہے تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ دعا کے قبول ہونے کا مطلوب ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ادعو اللّٰہ وانتم مؤمنون بالاجابۃ'' (کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کی قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے دعا مانگو) ایک جگہ ارشاد مبارک ہے ''لا یقل احدکم اللھم اغفر لی ان شئت اللھم ارحمنی ان شئت الیعزم المسئلۃ'' (کہ تم میں کوئی دعا میں یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو مجھے معاف فرما دیں اور آپ چاہیں تو مجھ پر رحم فرما دیں (بلکہ) اور کہنا خواہ زبان یا اعضاء وجوارح سے ہو دونوں شامل ہیں)۔

مولانا رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

چوں طمع خواہد زمن سلطان دیں خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ترجمہ: ''جب خدا ہی مجھ سے طمع کو چاہتا ہے تو پھر قناعت پر خاک ہو۔''

(مطلب یہ ہے کہ اعمال حسنہ پر اللہ تعالیٰ نے جس انعام کا وعدہ کیا ہے اس کی امید رکھنی چاہیے کیونکہ یہ

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ایسے موقع پر قناعت صحیح نہیں ہے۔)

اس کا راز یہ ہے کہ طاعات (اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے اعمال پورے کرنے) میں ثواب کا چاہنا اور دعا کر کے قبولیت کو چاہنا محتاجگی ہے کہ ہمیں آپ (یعنی اللہ تعالیٰ) سے کسی قسم کی بھی بے پروائی نہیں ہے حتیٰ کہ جن چیزوں کا آپ نے ہمیں محتاج بنایا ہے ہم ان کے محتاج ہو کر ان کو بھی آپ ہی سے مانگتے ہیں یہ خالص عبدیت ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "غیر مودع عنه ولا مستغنی عنه ربنا" (کہ ان نعمتوں سے ہمیں چھٹکارا ہے اور نہ ہی ہم اس سے بے پروا ہیں) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے ﴿**وفی ذلك فلیتنافس المتنافسون**﴾ (کہ اس میں آگے بڑھنے والوں کو آگے بڑھنا چاہئے)۔

بعض حضرات سے جو باتیں منقول ہیں جن سے بے پروائی کا شبہ ہوتا ہے تو وہ ان کے ناقص حال کی وجہ سے جو دلیل نہیں ہے اگرچہ ان میں معذور بھی ہوں بہت فرق ہے ان لوگوں میں جو پیشوا ہوں (کہ لوگ ان کے پیچھے چلیں) اور ان لوگوں میں جو پیشوا نہ ہوں مگر ان پر کچھ علامت بھی نہیں ہے۔ ہم جو بات کہہ رہے ہیں ہاں (ان طاعت کے اعمال کے) ثواب کا ایسا انتظار کہ اگر ان ثواب والی باتوں کا حکم ہوتا اور ان پر ثواب کا وعدہ نہیں ہوتا بلکہ صرف اعمال کا حکم ہوتا تو پھر کوئی ان کو نہ کرتا یہ عبدیت کے خلاف ہے۔

حَالْ: (اس کے بعد) یہ گذارش کرنا بھی ضروری ہے کہ کچھ دنوں سے احقر کی حالت یہ ہے کہ احکام کی حکمتیں کھلی آنکھوں دکھائی دیتی رہتی ہیں حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے احکام کی مصلحتیں (یہ احقر) بیان نہیں کر سکتا ہے۔ کسی کو شریعت کے خلاف کرتے ہوئے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ شریعت کے علاوہ عقل سے بھی اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ غلطی پر ہے۔

یہ حالت اس خواب سے پہلے سے ہے۔ غالب یہ ہے کہ جب سے فلاں صاحب میرے یہاں بیمار ہو کر آئے تھے جب سے یہ حالت پیدا ہوئی تھی اور وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کر رہی تھی مگر ایک مہینہ سے جب الانتباہات کا حاشیہ لکھنا شروع کیا ہے اس میں بہت کمی آ گئی ہے۔ کبھی تو سوچنے سے بھی (وہ مصلحتیں) سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ (میرے) ناقص خیال میں اس کی دو وجہیں آتی ہیں ایک تو یہی حاشیہ لکھنے کی طرف دماغ اتنا مصروف ہے کہ دن رات اسی کی طرف توجہ ہے دوسرے اس حاشیہ میں یقینی دلائل لکھے گئے ہیں اور احکام کے راز اقناعی دلیل (جس دلیل کو کافی سمجھ لیا جائے اس پر اکتفا کر لیا جائے۔) سے تھے ان سے طبیعت ہٹ گئی اس کی دلیل یہ ہے کہ حدوث مادہ کی بحث لکھتے وقت سے یہ تبدیلی زیادہ ہوئی ہے۔

تحقیق: عبدیت یہ ہے کہ چلائیں تو چلئے ٹھہرائیں تو ٹھہریئے۔ نہ کسی چیز کی تمنا ہو نہ کسی چیز کا انکار ہو۔ اس فکر ہی کو چھوڑ دیجئے پھر ایسے علوم عطاء ہوں گے کہ ان کے سامنے رازوں کا علم بھی کچھ نہیں ہے۔

حال: (اپنا) کچھ حال عرض کر کے بندہ انتہائی ادب اور خوشامد کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ ان حالات میں جو خیر ہے اور جو شر ہے اس کو بتائیں اور شر کے دور ہونے اور خیر کے حاصل ہونے کے بارے میں بھی ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: یہ سارے حالات خیر ہیں۔

اعتدال (میانہ روی) کی ضرورت

حال: میں نے کل ایک طالب علم کو بے وقوف پاگل کہہ دیا تھا۔ اس کو ناگوار (برامحسوس) ہوا۔ میں نے اس سے بہت لجاجت (خوشامد، سماجت) سے جماعت کے تمام طلبہ کے سامنے معافی مانگی اور جماعت کے دوسرے طلبہ سے بھی معافی مانگی کہ میں نے کسی کو پاگل وغیرہ سخت الفاظ کہے ہوں تو معاف کر دیں آئندہ نہیں کہوں گا۔ الحمدللہ! اب میں ہمت کے ساتھ زبان تھام کر پڑھاتا ہوں مگر غصہ ضرور آ جاتا ہے۔

تحقیق: شاباش! جزاک اللہ!

ع ایں کا راز تو آید و مرداں چنیں کنند

ترجمہ: "یہ کام جو آپ نے کر لیا مرد اسی طرح کرتے ہیں۔"

مگر شاگردوں کو ان کی کوتاہی پر اتنا کہہ دینا برا نہیں ہے۔ اور اس طرح استغفار کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ کبھی تو مصلحت کے خلاف ہے کہ یہ ان کی بے باکی، جرأت اور اخلاق کی خرابی کا سبب بن سکتا ہے۔ ہاں ڈانٹ ڈپٹ میں میانہ روی سے آگے نہیں جانا چاہئے۔ یہی معاملہ مریدوں، گھر والوں اور ماتحتوں کی ڈانٹ ڈپٹ میں کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے عشق کا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہونا

حال: غلام کو رات میں جناب والا سے محبت کا اتنا جوش ہوا کہ رات کو نیند نہیں آئی۔ یہ صرف حضرت کی شفقت کا نتیجہ تھا ورنہ غلام کا دل تو بہت ناپاک ہے۔ اب جی یہ چاہتا ہے اور خداوند کریم کی بارگاہ یہ تمنا ہے کہ خداوند حضرت کی جان کو خادم کی جان بنا دے اور میرا وجود بالکل ختم ہو جائے۔ اب اس وقت بھی بہت شدت سے محبت کا جوش ہو رہا ہے۔ مگر افسوس کہ حضرت سے دور ہوں مگر الحمدللہ دل سے قریب ہوں۔ خداوند کریم سے

دعا ہے کہ آپ کے ساتھ ہی خادم کی موت و زندگی ہو۔ آمین ثم آمین۔ ساری تمنائیں ختم ہوگئیں اب تو یہی تمنا ہے۔

تحقیق: السلام علیکم! جو عشق اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا عشق ہے مبارک اور ترقی ہو۔

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبحیات　　ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

ترجمہ: ''اس آبحیات سے میرا سیر ہو جانا اچھا نہیں بڑھتی رہے فضل خدا سے یہ پیاس ہر دم یونہی۔''

مگر یہ عشق اسی قید کے ساتھ جو حدیث میں آئی ہے (تیرے دیدار کا شوق) بغیر کسی نقصان دہ بدحالی اور کسی گمراہ کن فتنہ میں مبتلا ہوئے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عشق کی شدت میں نہ جسم کو نقصان پہنچے نہ دین کو نقصان پہنچے۔

توحید کے غلبہ، فناء و عبدیت اور تلوین کے بعد تمکین کی علامات اور نسبت اور ملکۂ یادداشت میں فرق

انوار النظر فی آثار الذکر:

کیونکہ یہ ایک ہی ذکر کے کئی خطوط تھے اور ان میں کچھ مضامین اہم اور مفید تھے۔ اس لئے ان تمام خطوط کو سلسلہ وار درج کیا جاتا ہے۔ ان خطوط کا مستقل نام بھی رکھ دیا گیا ہے۔ (جو اوپر لکھا ہے (انوار النظر فی آثار الذکر)۔

پہلا خط

حال: سیدی سندی مولائی مستندی غیاث الطالبین عون المسترشدین لازالت محبّ الطافکم علینا ماظرة آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدمت سراپا خیر و برکت میں گذارش یہ ہے کہ آج کل حضرت والا کی بابرکت صحبت کی وجہ سے الحمد للہ! اس احقر پر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق بہت غالب رہتا ہے۔ کسی چیز کو دیکھ کر جی خوش نہیں ہوتا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب نہ ہو لاکھوں چیزیں دیکھ بھی لیں تو کیا (کہ جب تک دیدار الٰہی نہ ہو گویا کچھ نہیں دیکھا)۔

کبھی دل کو یہ بے چینی ہوتی ہے کہ اگر معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ ہم سے دور ہوتے تو اتنی بے چینی نہ ہوتی،

افسوس تو یہ ہے کہ وہ تو قریب ہیں اور دور میں ہی ہوں اس وقت اکثر یہ شعر پڑھتا ہوں۔ ؎

واشد ما بلغ المحب من الهوى قرب الحبيب ولا يكون بلاق

ترجمہ: ''عشق میں عاشق کے لیے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ محبوب سے قرب کے باوجود اس ملنے کے لیے ترسے۔''

ہر وقت یہ دھن لگی رہتی ہے (اللھم زد فزد اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائیں اور زیادہ فرمائیں) کہ رب سے ملاقات کا وقت کون سا ہوگا۔ کبھی تو یہ بدن (ایک) کانٹا لگتا ہے کیونکہ اگر یہ قید (جسم کی) نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا۔ پھر (اس خیال کے بعد) اللہ تعالیٰ کی خوشی میں خوش رہتا ہوں (کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی اس جسم کی قید کی ہے تو میں اس قید پر خوش ہوں) کہ جب تک یہ قید اللہ تعالیٰ نے میرے لئے رکھی ہے بسر وچشم (سر اور آنکھ سے) قبول ہے۔ مگر اس قید سے آزاد ہوکر کہیں میں ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کرسکیں گے۔ ''استغفر الله اعوذ بالله من ذلك'' اس خوف سے زیادہ کوئی خوف نہیں کہ اللہ نہ کرے موت کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہو۔

تحقیق: یہ (قیامت میں دیدار الٰہی کے نہ ہونے کا خوف) حقیقی ایمان ہے اور یہی دیدار کے ہونے کی خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔ ﴿الذين يخشون ربهم بالغيب لهم مغفرة واجر كبير﴾ ''جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔''

حال:

''اللهم ارزقنی لذة النظر الى وجهك الكريم وشوقا الى لقائك اللهم انى اعوذبك ان تصعدنى وجهك يوم القيامة.''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے اپنے بزرگی والے چہرے کے دیکھنے کی لذت عطا فرمایئے اور اپنے سے ملنے کا شوق (بھی) عطا فرمایئے۔ (اور) اے اللہ! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ قیامت کے دن مجھ سے اپنا چہرہ پھیرلیں۔''

تحقیق: آمین۔

حال: حضرت میرے استقامت اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ محبت اور اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہنے کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل اور جان سے (دعا کروں گا)۔

حال: میرے برے حال پر توجہ فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کی) درخواست کے بغیر ہی (توجہ) ہے۔

حال: (حضرت!) میں کچھ نہیں۔ خدا کی قسم کچھ نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے) پہلے (مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ کے) آستانہ خلیل اور پھر اس آستانہ پر منت وسماجت نصیب فرمائی۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں (آستانۂ خلیل میں) استعداد بنی اور یہاں (میرے ہاں) وہ ظاہر ہوئی۔ یہ حضرت صدیق اور حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے دور کی طرح ہے اور پہلے یعنی دور صدیقی کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے جو ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم یعنی امانت کے ادا کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ ہر حق والے کو اس کا حق دو پہلے والے کو پہلے اور دوسرے کو دوسرے درجہ میں۔ یہ حق دینا ایک یہی ہے۔

حال: اپنے برے حال پر روتا ہوں تو اتنی خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے سے) ملانے والوں سے تو تعلق (وجوڑ) عطا فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کیا عجب ہے کہ ایک دن ان کی برکت سے میری پہنچ بھی اللہ تعالیٰ تک ہو جائے ؎

بود موری ہوسے داشت کہ در مکہ اسد ہائے بردست کبوتر زد و ناگاہ رسید

ترجمہ: ”ایک چیونٹی مکہ پہنچنا چاہتی تھی کبوتر کے پاؤں پر بیٹھ کر مکہ پہنچ گئی۔“

اے خسرو خوباں نظرے سوئے گدا کن رحمے عن سوختہ بے سروپا کن

ترجمہ: ”اے بادشاہ! فقیر کی طرف نگاہ کرم کیجیے اس جلے ہوئے بے سروپا پر رحم کیجیے۔“

آج کل ذکر میں نور وغیرہ تصور (مجھ) سے کچھ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس سے طبیعت الجھتی ہے صرف ذات بسیط (خالص اللہ تعالیٰ کا ذکر جو بغیر کسی تصور وغیرہ کے ہو) کرتا ہوں۔

تحقیق: الحمد للہ! یہی حضرت مرشد کا حقیقی مزاج ہے۔ میرا وجدان (احساس) بھی یہی ہے۔

حال: اس کے بعد (یعنی ذکر کے بعد) خود بخود تصور کئے بغیر ایک سفید روشنی دل کو گھیرے ہوئے لگتی ہے۔

تحقیق: وہ مزاج اس کو مغلوب کر دے گا۔

حال: سحری کے بعد کچھ بوجھ محسوس ہوتا ہے اس لئے آج کل ذکر نفی واثبات کا وقت مغرب کے بعد کھانے سے پہلے مقرر کر لیا ہے۔ مگر میرے مزاج میں رنگا رنگی (غیر مستقل مزاجی) بہت ہے۔ آج کل رمضان میں ذکر کچھ اپنے وقت مقررہ پر ہوتا ہے۔ مگر شوال میں تعلیمی کاموں میں مشغول ہو کر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی بیماری ہو جائے تو پھر اوقات کی پابندی نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: کچھ (بھی) فکر نہ کریں۔ یوں ہی کرتے رہیے محرومی نہیں ہوگی۔

اندریں رہ می تراش و می خراش تادم آخر دمے فارغ مباش

ترجمہ: ''اس (سلوک کے) راستے میں مسلسل محنت کرتے رہو تا کہ عمر بھی کوئی لمحہ ضائع نہ ہو۔''

تادم آخر دمے آخر بود کہ عنایت باتو صاحب سربود

ترجمہ: ''شاید تمہارا آخری سانس ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کام آجائے۔''

(مطلب یہ ہے کہ (سلوک کے راستے کی محنت) ایک دن کا کام نہیں ہے بلکہ ساری عمر کا کام ہے لگے رہو کوشش کرتے رہو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی تمہارے ساتھ ہو جائے گی۔)

دوست دارد دوست ایں آشفتگی کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ''دوست کو ہماری یہ پریشانی محبوب ہے تو ہماری یہ ناکام کوشش بے کار رہے ہی تو بہتر ہے۔'' (افاضات یومیہ ۴/ ۲۸۶)

حال: پہلے مجھے حضرت شیخ کے ساتھ اور کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت غلبہ محبت تھا۔ حضرت شیخ کی صورت دیکھ کر برداشت نہیں کرسکتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لے کر رو دیتا اور درود شریف کا بہت خیال رکھتا تھا۔ اب تو صرف تصور ذات بسیط میں دل لگتا ہے۔ دل میں اسی کی دھن ہے۔ (اس کے آگے) ساری محبتیں مغلوب لگتی ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو یہی توحید کا غلبہ ہے، یہی تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک سمجھنے) کا غلبہ ہے۔ ظاہری طور پر تو یہ غلبہ ان پہلی محبتوں کا کمزور کرنے والا ہے لیکن حقیقت میں ان محبتوں کو قوت دینے والا ہے۔ چنانچہ امتحان کی جگہوں پر اس کا امتحان ہوتا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ وہی (پہلی) محبتیں تو اس دولت تک پہنچانے والی ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مقصود جتنا عظیم ہوگا اس کے وسائل بھی اتنے ہی عظیم و قیمتی ہوں گے مگر مقصود کے مقابلے میں مغلوب ہوں گے۔ اس لئے مقصود کے اعتبار سے تو کمزور ہیں اور وسائل سے پرانے تعلق کے مقابلے میں اب موجودہ تعلق قوی ہے۔

حال: زیادہ کیا عرض کروں دل (اللہ تعالیٰ کے عشق میں) بے چین ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے

تحقیق: اگر (اللہ تعالیٰ کے کسی صورت میں ہونے) کے شبہ کا غلبہ ہوتا تو اسی وقت وصال (ملنے) کا اعتقاد اور

حال ہو جاتا اگر چہ صاف وصال نہ سہی (لیکن) یہ حالت کمزور و ناقص ہوتی۔ وصال نظر نہ آنا غلبہ تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو تمام شکلوں صورتوں سے پاک سمجھنے) کی علامت ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے اور یہ قربت تک بہت زیادہ پہنچانا والا ہے۔ اس لئے یہ وصال نہ ہونا ہی وصال ہونے کے معنی میں ہے۔ اس معنی کی جو صورت ہوگی وصال پر ختم ہوگی اگر چہ جلدی نہ ہو بلکہ دیر سے ہو مگر ہے کامل۔

اہل تشبیہ (جو اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت ومثال مان لیتے ہیں ان) کا وصال جو نقد ہے وہ (اصل میں) وصال کا شبہ ہے وصال نہیں ہے جو ادھار نہ ہوگا وہ کامل نہیں ہوگا۔ یہ حق تعالیٰ کی مکمل نعمت ہے۔

دوسرا خط

حَالؒ: حضرت اقدس سیدی سندی مولائی مستندی غیاث الطالبین وعون المسترشدین ہادی الضالین وقطب الواصلین الذالت بحار کرحکم زاخرۃ وشابیب فضلکم علی ناخرۃ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط مبارک میرے خط کے جواب میں موصول ہوا۔ جس کے پڑھنے سے بے اختیار رونا جاری ہوگیا۔ معلوم نہیں اس (خط) کے حرف حرف میں کیسی آگ بھری ہوئی تھی کہ دل کو اور بھڑکا دیا اور پہلے (جو) شوق (تھا اس) میں زیادتی ہوگئی۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق:

"بارك الله فی استعداد کم فان القابل اذا کان کاملا فی قابلیته یتاثر من کل فاعل ولو لم یکن کامل فی فاعلیته لکن اللائق بالقابل ان یعتقد الکمال فی الفا فانه ینفعه بهذا الاعتقاد."

اللہ تعالیٰ آپ کی استعداد میں برکت عطا فرمائیں قابل آدمی جب اپنی قابلیت میں کامل ہوتا ہے تو وہ ہر فاعل (کام کرنے والے) سے اثر لیتا ہے اور...... متاثر ہوتا ہے اگر چہ وہ (جس سے اثر لیا) اپنی قابلیت میں کامل نہ ہو مگر قابل آدمی کی شان یہ ہے کہ وہ کمال کا اعتقاد فاعل میں سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد اس کے لئے مفید ہے (یعنی ان صاحب نے جو حضرت کے خط سے اثر لیا اور فرمایا کہ آگ بھر دی تو یہ ان صاحب کی قابلیت کے بارے میں حضرت نے لکھا کہ انہوں نے اس کا اثر لیا تو یہ ان کی قابلیت ہے اور آخر میں یہ بھی فرما دیا کہ اس اثر کو شیخ کی طرف ہونے کا اعتقاد رکھنے میں ہی مرید کی بھلائی ہے)۔

حَالؒ: کل ذکر کرتے وقت صاف معلوم ہو رہا تھا کہ آج کل حضرت کے دل میں کوئی نئی بات پیدا ہو رہی ہے

ضبط کامل (پوری طرح برداشت) کی وجہ سے اس کا اثر حضرت پر ظاہر نہیں ہو رہا ہے اور احقر پر اس کا اثر ہو رہا ہے کہ (احقر کا) دل اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے بے چین ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت ہی صحیح پہچان ہے۔ مختصر طور پر وہ حالت یہ ہے کہ عاجزی و کمزوری کا مشاہدہ یعنی نظر آنا انکساری و محتاجگی کا غلبہ اور موجودہ حال میں اپنی فنا کا دعویٰ ہے۔ تفصیلی طور پر اس حالت کی حقیقت و حکمت بہت نازک ہے۔ ہر شخص اس کے سننے بلکہ سمجھنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ تم کو اپنا راز دار سمجھ کر تم سے خود کہنا چاہتا تھا لیکن تمہارے دل کو انتہائی مناسبت کی وجہ سے پہلے ہی معلوم ہوگیا اس لئے اب جلدی ہی بتا دوں گا۔ اگر تمہارے بارے میں بھی غلط فہمی کا خیال ہوتا تو تم کو بھی نہ بتاتا۔ تمہارے بارے چونکہ میں ایسا احتمال نہیں ہے بلکہ اس نازک حالت میں جو کچھ خرابیاں ہونے کا احتمال ہے تم کو بتانے سے ان کے دور ہونے کی امید ہے تو تم ان خرابیوں کے دور ہونے کا ذریعہ بن سکتے ہو۔ فانتم فیه مفتاح الخیر (تم تو اس معاملہ میں خیر کی کنجی ہو)۔

حال: آج کل ظاہری طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت کے دل سے میرے دل کی طرف فیضان ہو رہا ہے۔ ذکر کی حالت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ حضرت کے دل سے میرے دل کی طرف کوئی چیز آ رہی ہے۔

تحقیق: وہی اوپر کی حالت ہے لیکن جگہ اور حالات کی وجہ سے رنگ بدلا ہوا ہے۔

حال: حضرت والا کو اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس بے چینی کے وقت میں مدد فرما رہے ہیں۔ ورنہ معلوم نہیں میرا کیا حال ہوتا (اب) الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے بے چینی اور شوق تو ہے لیکن جلدی نہیں ہے۔

تحقیق: یہ اپنے اکابر کی تمکین کی برکت ہے قال الشیخ عبدالحق الردولوی شیخ مشائخنا منصور بچہ بود کہ از یک قطرہ بفریاد آورو اینجا مردانند کہ دریا ہا فرد برند و آروغے نزنند۔

ترجمہ: ''حضرت شیخ عبدالحق ردولوی جو ہمارے مشائخ کے شیخ ہیں وہ فرماتے ہیں منصور (حلاج) تو بچے تھے جو ایک قطرے میں فریاد کرنے لگے یہاں اللہ کے بندے ایسے ہیں جو دریا کے دریا پی جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے ہیں۔''

حال: اگر اللہ تعالیٰ کو اسی بے چینی میں رکھنا منظور ہے تو بسر و چشم (دل اور آنکھ سے) منظور ہے۔ (میں اللہ تعالیٰ سے) راضی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔ (اور) اگر وصال (یعنی ملاقات) کا دروازہ کھل جائے تو

زہے قسمت (خوش قسمتی ہے) کیونکہ وہ تو اصل حالت ہے جس کی طرف دل فطرۃً (حقیقی طور پر) مائل ہے کیونکہ پہلے تو وصال ہی وصال تھا فراق کا نام تک نہیں تھا۔ فراق تو بعد میں آیا ہے۔ دیکھئے اس فراق کے بعد وہ دولت وصال وحضور کی نعمت نصیب میں ہے یا نہیں۔ ؎

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں ہو

تحقیق: یہ خاص حال (ہے) جس کا سبب اللہ تعالیٰ کی رضا (کے حصول) کا غلبہ ہے جو حقیقی طور پر ایک بلند رتبہ ہے۔ مگر اس (اللہ تعالیٰ کے وصال کے زخم بھرنے) کے بعد اس رنگ سے کامل ایک اور رنگ ہے۔ ؎

اگر بخشیں زہے قسمت نہ بخشیں تو کروں زاری
کہ اس بندے کی کیوں خواری مزاج یار میں آئی

حال: پھر میں دکھے دل اور غمگین آواز سے کہتا ہوں۔ ؎

تری هل يعود الشمل بعد تفرق ۔ مشتت قلب المستهام طويل

ترجمہ: "جمعیت بکھر جانے کے دوبارہ حاصل نہیں ہوتی ہے عاشق کا غم طویل ہوتا ہے۔"

فياليت امی لم تلدنی اواتنی ۔ سقيت بينبوع الوصال خليلی

ترجمہ: "کاش میری ماں مجھے پیدا ہی نہ کرتی تو میں اپنے دوست سے خوب ملاقات کرتا۔"

تحقیق: حسن ظن اس کی جگہ یوں کہنا چاہئے۔ ؎

ارانی يعود الشمل بعد تفرق ۔ مشتت قلب المستهام طويل

ترجمہ: "جمعیت بکھر جانے کے بعد دوبارہ حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ عاشق کا غم طویل ہوتا ہے۔"

فيادر امی ولدتنی لانتی ۔ ساشفی بينبوع الوصال خليلی

ترجمہ: "کیا ہی اچھا ہوا جو میری ماں نے مجھے پیدا کیا اب میں اپنے دوست سے جی بھر کر ملوں گا۔"

حال: اس وقت ذکر وتلاوت قرآن کے علاوہ کسی چیز کو جی نہیں چاہتا ہے۔ نہ کچھ لکھنے کو اور نہ لوگوں سے ملنے جلنے کو جی چاہتا ہے۔ جو حکم ہو ارشاد فرمائیں وہ کروں گا۔

تحقیق: میں نے خود اس (تلاوت کرنے اور لوگوں وغیرہ سے نہ ملنے) کو (اپنے لئے) پسند کر رکھا ہے اگرچہ (اس پر) عمل کی ہمت نہ ہو تمہیں اس کے خلاف کیا بتاؤں۔

حَال: ایک (اور) بات عرض کرنے کے قابل یہ ہے کہ (میرے) جن حالات پر حضرت خوشخبری تحریر فرماتے ہیں ان کو ظاہر کرنے اور کتاب تربیت (السالک) میں لکھوانے سے دل میں بہت شرمندگی ہوتی ہے کہ کس منہ سے ان حالات کو ظاہر کروں۔ ہائے! میں تو کسی لائق نہیں ہوں۔ واللہ! کچھ نہیں ہوں۔ حضرت کے یہ (خوشخبری کے) کلمات سچ تو یہ ہے کہ (یہ) صرف اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت کی برکت ہے۔ ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت (خوشبو) گل نسیم صبح تیری مہربانی

دل چاہتا ہے کہ میری اطلاع کے بغیر فلاں صاحب لکھ دیا کریں ان سے اتنا حجاب نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: (یہ بات) ہے تو بہت بہتر مگر وہ (فلاں صاحب) ذرا سست ہیں لیکن (میں ان کو) تاکید کر کے لکھوا لیا کروں گا جو تحریریں نقل نہ ہوئی ہوں مجھے دے دو ان (فلاں صاحب) کو لکھنے کے لئے دے دوں گا۔

تیسرا خط

حَال: دوپہر کے وقت کچھ نیند اور بیداری کی حالت میں دیکھا کہ میں نے حضرت والا کو اپنا کچھ حال لکھ کر دیا۔ جس کی ساری باتوں کا جواب تو حضرت نے عطا فرما دیا (لیکن میری تحریر میں) ایک بات کچھ صاف لکھی ہوئی نہیں تھی۔ حضرت اس بات کا مطلب مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ اس وقت لگتا ہے کہ میں ایک پل پر کھڑا ہوں اور حضرت کے سامنے اس بات کا مطلب عرض کر رہا ہوں کہ پہلے تو راستہ بھی نظر آتا تھا اور اب تو حالت یہ ہے کہ میں خود ان کو کافروں سے بھی برا سمجھتا ہوں۔

تحقیق: یہ (حالت) عبدیت اور فنا کا غلبہ ہے۔ اس سے پہلے جو واقعہ ہوا تھا کہ حضرت کے دل میں کوئی کیفیت ہے اور وہ آپ کی طرف منتقل ہو رہی اور جو ب اس کی کیفیت کے بارے میں یہی بتایا گیا تھا (کہ وہ عبدیت اور فناء ہے کو) یہ اس واقعہ کا ظہور ہے۔

(یہ واقعہ صفحہ ۳۰۵) پر حال نمبر میں ہے)۔

حَال: (آگے خواب یہ ہے کہ) اس کے بعد میں نے ایک ہندو لڑکے سے جو بہت چھوٹا تھا کہا: وہ کتاب لے آؤ جس میں حالات لکھے جاتے ہیں۔ وہ لڑکا گیا اور کتاب کے بھاری ہونے وجہ روتا ہوا لا رہا ہے حالانکہ میں اس وقت اس کے قریب آ گیا مگر وہ کتاب اسی پل (جس پر کھڑے ہو کر میں آپ کو سوال سمجھا رہا تھا) پر لے گیا۔ اس وقت میں نے بڑی زور سے چیخ ماری کہ اس بچہ نے (صرف) ایک بندہ کے کہنے پر اپنی ہمت سے زیادہ کام کیا۔ (اور) ہم نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آسان احکام (جو ہماری ہمت سے زیادہ نہیں ہیں) کو بھی پورا نہیں کیا۔ (ہی اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے) سب عہد اور وعدے بھول گئے۔

تحقیق: ہندو لڑکے کو اس حالت میں دیکھنا غالباً اسلام کے غالب ہونے کی خوشخبری ہے۔ خود کو اس حالت میں دیکھنا وہی فنائیت اور عبدیت کی حالت ہے۔

حال: (آگے خواب میں دیکھا کہ) اس کے بعد کسی نے کہا: اس کو (یعنی مجھے) حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کراؤ، اس کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کراؤ اور اس کو حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کراؤ۔ اسی ترتیب کے ساتھ جلدی جلدی ان سب حضرات کی زیارت نصیب ہوئی۔ والحمد للّٰہ علی ذلك۔ جلدی اتنی ہوئی کہ حسرت ہی رہی کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف دیر تک حاصل رہتا۔

تحقیق: یہ (ان حضرات کی) زیارت کا ہونا ان سب حضرات کے مقامات کے حاصل ہونے کی خوشخبری ہے۔ جلدی جلدی ہونا اس حاصل ہوتے میں وقفہ نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ مبارک ہو۔

حال: (آگے خواب یہ ہے کہ سب حضرات کی) زیارت کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس احقر کے پاس تشریف لائے اور (کافی) دیر تک منظوم اشعار میں حضرت والا کی تعریف فرماتے رہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پہلے شیخ کامل اور رہبر ہونے اور بعد میں حلیہ اور عادات تک کی تعریف فرمائی۔

تحقیق: حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکہ شہید ہیں اور سنت کو زندہ کرنا شہادت کے حکم میں ہے جو اس وقت (مجھ سے) ہوا ہے۔ اسی طرح شہادت سے پہلے مجاہدہ ہوتا ہے اور اس وقت کے واقعات سارے مجاہدات ہیں۔ اس وجہ سے (کہ سنت زندہ کرنے اور مجاہدات کرنے) سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح سے کچھ مناسبت اور قرب زیادہ ہوگیا ہو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔

رہبر طریق ہونے کے متعلق فرمانا شاید اس لئے ہو کہ اعتراض کرنے والوں کی وجہ سے کوئی (شک و) شبہ نہ ہو جائے۔

حال: (آگے کا خواب یہ ہے کہ) اس کے بعد (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) ایک بات فرمائی جو گویا خاص طور پر نصیحت تھی کہ گنگوہ والے پیر کی باتوں پر نہ جانا (کہ) ان لوگوں کو نہ کشتی کا پتہ ہے نہ دریا اور تم فنا کے سمندر میں بغیر کشتی کے تیرتے جا رہے ہو۔

تحقیق: ان باتوں سے غالباً مراد حکایات و شکایات ہیں جن کی وجہ سے طبعی طور پر دل غمگین ہونے کا خیال ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں تسلی کر دی گئی (کہ ان کی باتوں سے پریشان نہ ہونا) کشتی سے مراد معروف (جانے پہچانے) واسطے ہیں اور یہاں یہ (تیرنے کا) مرحلہ غیر معروف واسطوں کے ذریعے طے ہوا اس لئے بغیر کشتی

کے فرمایا ہے۔

حال: (آگے خواب یہ ہے کہ) اس وقت فنا کا دریا عجیب کشادہ نظر آیا اور میں نے خود کو اس میں سکون و اطمینان کے ساتھ تیرتے ہوئے دیکھا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: (آگے خواب یہ ہے کہ) اس دریا کو چاروں طرف سے نیلے بادل نے گھیرے ہوئے رکھا ہے محسوس ہوا۔ دل میں عجیب ٹھنڈک محسوس ہوئی۔

تحقیق: یہ سکینہ ہے جو دل میں اترتا ہے۔ نیلا رنگ طبعی طور پر دل کو اچھا لگتا ہے۔ یہ اس سکینہ کے خوشی کا سبب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (سکینہ کو) بادل کی شکل میں دیکھنا اس کے گھیرے ہوئے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ٹھنڈک اس کا ظاہری نتیجہ ہے۔

چوتھا خط

حال: رات حضرت والا کے پیچھے نوافل میں چوتھی رکعت کے قعدہ میں کچھ غنودگی ہوگئی تھی۔ اس (غنودگی کی) حالت میں ایک باریک بادل گھیرے ہوئے محسوس ہوا۔ اس میں سے بارش کے قطرے مجھ پر گرے جن سے گھبرا کر میں نے آنکھیں کھول دیں۔ مگر سلام کے بعد جب آسمان کو دیکھا تو بالکل صاف تھا کہیں بادل کا نام بھی نہ تھا۔

تحقیق: سکینہ غیبی تھا۔

غیب را ابرے و آبے دیگر است　　آسمانے آفتابے دیگر است

ترجمہ: ''غیب کا بادل اور پانی الگ ہے اور چاند سورج بھی الگ ہے۔''

حال: پہلے جو بےچینی تھی وہ آج کل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سکون سے دل میں بڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔ زاداللہ (اللہ تعالیٰ اس کو بڑھائیں)۔

حال: پھنسی کی تکلیف میں ایک (قسم کا) لطف اور مزہ آتا ہے۔

درد از یار ست و درماں نیز ہم　　دل فدائے اوشد وجاں نیز ہم

ترجمہ: ''درد اور دوا دونوں دوست کی طرف سے ہیں دل اور جان دونوں اس پر فدا ہیں۔''

تحقیق: اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے۔

ع از محبت تلخہا شیریں بود

ترجمہ: ''محبت میں کڑوی چیز بھی میٹھی لگتی ہے۔''

پانچواں خط

حال: آج رات نماز اور ذکر میں سرور حاصل ہوا۔ اس کا اثر اب تک بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رات کو خاص طور پر زیادہ تھی۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: غنودگی کی حالت میں بادل گھیرے ہوئے لگتا تھا۔ کیا یہ شب قدر کے انوار تھے کوئی اچانک کیفیت تھی۔

تحقیق: دونوں احتمال ہیں۔ رات کو شروع ہی سے لگ رہا تھا کہ آج شب قدر ہے۔ اگر شب قدر نہیں تھی تو قرآن کے انوار تھے۔

چھٹا خط

حال: رات کو مغرب کے بعد حضرت والا کی مسند (بیٹھنے کی جگہ) کے پاس بیٹھا ہوا ذکر کر رہا تھا اس وقت دل میں نور محسوس ہوا۔ ایسا لگتا تھا کہ کوئی بھاری چیز دل میں آگئی ہے جو بہت خوشی کا سبب ہوئی۔

تحقیق: مجھے لگتا ہے کہ یہ تمکین کی نسبت ہے جو تلوین کی نسبت کے بعد عطا ہوئی ہے۔ مبارک ہو۔

ساتواں خط

حال: حضرت سیدی مولائی ثقتی ورجائی دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شکر فیض تو چمن چوں نکند ابر بہار   کہ اگر خار دگر گل ہمہ پر وردہ ست

ترجمہ: ''تیرے فیض چمن کا شکر ابر بہار ادا نہیں کر سکتا کہ پھول اور کانٹے سب تیرے پیدا کیے ہوئے ہیں۔''

میں حضرت کی توجہات کا شکریہ کس زبان سے اور کس قلم سے ادا کروں۔

ع شکر نعمتہائے تو چند انکہ نعمتہائے تو

ترجمہ: ''تیری نعمتوں کا شکر اتنا ہے جتنی تیری نعمتیں ہیں۔''

جب سے حضرت والا کی مبارک تحریر آئی ہے اطمینان اور سکون کی کیفیت پہلے سے زیادہ ہے۔ دل میں طاعات کی طرف شوق اور گناہوں سے نفرت بہت زیادہ ہے۔ والحمد للّٰہ علی ذلك۔ پرسوں ذکر کے

وقت دل میں یہ بات بہت ہی غلبہ کے ساتھ آئی کہ الحمد للہ! دل میں نسبت القاء ہوگئی (ڈالی گئی) ہے۔

تحقیق: یہ صحیح ہے۔

حال: مگر ایک حیرت تھی کہ یا اللہ! کیا اس طرح بغیر گمان کے یہ دولت مجھ جیسے نالائق کو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ خیال بار بار آتا اور اس کو بار بار دفع کرتا کہ

ع چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا

ترجمہ: "بے جان بجھا ہوا چراغ کہاں آفتاب کی روشنی کہاں۔"

چنانچہ اس کے بارے میں حضرت سے عرض کیا۔ حضرت کے وجدان (احساس، علم) نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔ حضرت والا! کیا جس وصال کی مجھے تمنا تھی وہ مجھے نصیب ہوگیا؟

تحقیق: ہاں! (نصیب ہوگیا) آگے اللہ تعالیٰ اس کے نہ ختم ہونے والے درجات میں ترقی عطا فرمائیں۔

حال: اتنا اثر تو محسوس کرتا ہوں کہ دل میں سکون اور چین ہے بے تابی اور بے چینی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ یہ ہے کہ دل میں ایک نئی چیز محسوس کرتا ہوں جو پہلے نہیں تھی۔ حضرت والا! کیا اسی کا نام نسبت ہے۔

تحقیق: ہاں! وہ (نسبت) یہی ہے۔ جس کی طلب میں ایک عالم حیران و پریشان ہے۔

حال: اس شکر کے علاوہ اور کیا کروں کہ خود کو اپنے محبوب (اللہ تعالیٰ) میں فنا کر دوں۔

تحقیق: یہ بھی کوئی کیا کرے گا۔ یہ بھی وہی کریں گے جن کے لئے تم ایسا کرنا چاہتے ہو۔

حال: اس وقت یہ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ~

مجھ پہ یہ لطف فراواں میں اس قابل نہ تھا
تیری اس رحمت کے قرباں میں تو اس قابل نہ تھا
یہ تہی دستِ ازل تیرے در سے اے کریم!
لے چلا ہے بھر کے داماں میں تو اس قابل نہ تھا

(ازل یعنی ہمیشہ سے خالی ہاتھ۔)

تحقیق: اللہ کرے یہی قابل نہ ہونے کا اعتقاد اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کے ساتھ ہمیشہ رہے۔

حال: اس احقر کو حضرت والا کی توجہات ہمیشہ یاد رہیں گی۔

تحقیق: میں کیا کروں؟ میری توجہ کیا یہ تو سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

حال: ان توجہات کے بدلے میں اپنی جان پیش کرنے کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ (آپ کا) غلام

ہوں، بیٹا ہوں اور (آپ کی) نعمتوں میں پلا ہوں۔ (آپ) جب اور جس وقت جو ارشاد عالی ہو یہ غلام جان اور حال لے کر خدمت عالی میں حاضر ہو جائے گا۔

تحقیق: میں تو ان سب چیزوں سے بڑھ کر (ایک چیز) چاہتا ہوں (وہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے دربار میں (میرے لئے) دعا اور سفارش (چاہتا ہوں)۔

حال: حضور والا! اس وقت مجھے پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ نیت پکی اور اس کی قبولیت بھی شیخ کی برکت سے ہی ہوگی۔ میرا دخل نہ (نیت کے) حاصل ہونے میں تھا اور نہ آئندہ (پکے پن اور قبولیت میں) ہوگا۔

تحقیق: (اس کے لئے) دعا کرتا ہوں باقی اس کی حفاظت کرنے والی بڑی چیز ہمیشہ عمل کرتے رہنا ہے۔

حال: حضرت والا کل سے جس وقت سے آپ نے یہ تحریر لکھی ہے کہ "میرے وجدان میں یہ تمکین کی نسبت ہے جو تلوین کے بعد عطا ہوئی ہے مبارک ہو۔" (جب سے) دل پر ایک خوشی ہے۔ یہ بری چیز تو نہیں ہے۔

تحقیق: (آیت) ﴿قل بفضل اللّٰہ وبرحمته فلیفرحوا﴾ (کہ آپ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کی وجہ سے خوش رہو) میں اسی خوشی کا (اللہ تعالیٰ نے) خود حکم فرمایا ہے اور عجب (خود پسندی) دوسری چیز ہے جس کو منع فرمایا ہے کہ "لا تفرح ان اللّٰہ لا یحب الفرحین"۔ **ترجمہ:** اتراؤ مت اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

حال: (اس خوشی کی حالت پر) غور کرتا ہوں تو عجب نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ واللہ! میں اسے (صرف) اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں۔ اپنی نااہلیت سے بے خبر نہیں ہوں۔

تحقیق: ٹھیک ہے شکر کی خوشی اور اترانے کی خوشی میں یہی فرق ہے۔

حال: واللہ! یہ صرف حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہے۔ (عربی عبارت کا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے شروع اور آخر میں تمام تعریف ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا مسلسل بہت شکر ادا کرتا ہوں۔ سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل و اصحاب تمام پر درود ہو۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے میرے سردار میرے مرشد مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور میرے سردار اور میرے مولی مولانا اشرف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دنیا اور آخرت میں بہت ہی زیادہ اور پورا بدلہ عطا فرمائیں۔

تحقیق: ہزار آمین۔

آٹھواں خط

حَال: حضرت اقدس سیدی وسندی ومولائی ومستندی ثقتی ورجائی لازالت شابیب کرکم ناظرہ آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا سلاموں کے بعد سو (قسم کی) تعظیم کے ساتھ عرض ہے آپ کی پاکیزہ سانسوں کی برکت سے اس احقر کی حالت اصلاح کی طرف جا رہی ہے۔ الحمد للہ! آج کل مجھے کسی طاعت کے لئے ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ دل میں خود بخود ہر کام کا تقاضا (چاہت) پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دل میں کوئی تقاضا پیدا کرنے والا بیٹھا ہوا ہے۔ ہر کام میں بہت زیادہ لطف آتا ہے۔ پہلے قرآن شریف کی تلاوت میں اتنا دل نہیں لگتا تھا جتنا ذکر میں لگتا تھا۔ اب الحمد للہ تلاوت قرآن میں خاص حلاوت (مٹھاس) محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ بھی تمکین اور انتہاء کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ رسوخ (مضبوطی) عطا فرمائے۔

حَال: مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ کمی بھی محسوس کرتا ہوں کہ پہلے کسی چیز پر نظر پڑتی تھی تو وہ بالکل حقیر اور جیسے کچھ نہیں ہے لگتی تھی۔ (یہاں تک کہ) اپنا جسم کبھی خواب وخیال لگتا تھا۔ اپنے وجود کے خیال سے ہی شرمندگی ہوگی تھی۔ اب یہ حالت اتنے غلبہ کے ساتھ محسوس نہیں ہوتی ہے صرف ذوقا وعقلا (احساس اور عقل کے اعتبار سے) ہر چیز کی فنا اور کمزوری کا خیال ہے وہ حال جو پہلے غالب تھا اس میں کمی آگئی ہے۔

تحقیق: تمکین کے لئے کیونکہ نزول (اترنا، لوٹنا) ضروری ہے اور نزول میں فناء کے بعد بقا (کا حال) ہوتا ہے۔ پہلے جو آثار تھے وہ فنا کے تھے اور یہ (موجودہ) آثار بقا کے ہیں۔ اس لئے اس وقت ایسا (محسوس) ہونا لازم ہے۔ یہ بھی تمکین کے حاصل ہونے کی دوسری علامت ہے۔

حَال: الحمد للہ! اب برے اخلاق اپنے اندر کم پاتا ہوں۔ تکبر وریا تو گویا بالکل ہی (باقی) نہیں رہے ہیں۔ الحمد للّٰہ علی ذالك۔

تحقیق: اللھم بارك۔ (اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں)

حَال: احقر کے لئے اس وقت ذکر زیادہ کرنا یا تلاوت قرآن زیادہ کرنا یا زیادہ نوافل پڑھنا (کون سی چیز) زیادہ بہتر ہے۔ دلی چاہت سب میں برابر ہے۔ سب سے آسان ذکر ہے۔

تحقیق: ذکر کو غالب رکھو اور تلاوت ونوافل بھی سنت کے برابر مقرر کرلو۔

حَال: اس وقت طبیعت مراقبات کی طرف زیادہ راغب معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: تھوڑی دیر یہ بھی کرلیں۔

حَال: اب تک پاس انفاس کرتا تھا اور اب انفاس کی طرف (یعنی سانسوں کے آنے جانے کی طرف) خیال کرتے ہوئے غیرت آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف کیوں توجہ کی جائے۔

تحقیق: الحمدللہ! یہ خاص میرا مزاج ہے۔ میں اس کو توحید کے غلبہ کی علامات سمجھتا ہوں۔

حَال: حضرت کوئی مراقبہ تجویز فرما دیں تو کرلیا کروں۔

تحقیق: شغل کے ساتھ مراقبہ کا ایک طریقہ سلطان الذکر ہے۔ وہ اچھا ہے اگر طریقہ معلوم نہیں ہے تو زبانی پوچھ لیں۔

حَال: اب تک زبانی ذکر جتنا کیا کرتا تھا اتنا ہی کروں یا کچھ کم زیادہ کروں۔ فقط اشرفی توجہات کا امیدوار کمترین غلامان۔

تحقیق: اتنا ہی مناسب ہے۔ کمی کو تو دل قبول نہیں کرتا ہے اور زیادہ کو نباہنا مشکل ہے۔

حَال: مدرسہ کا افتتاح ہوگیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو آج جانے کا ارادہ کروں۔

تحقیق: مبارک ہو۔

نواں خط

حَال: کل دوپہر کو سلطان الاذکار کر کے سوگیا۔ نیند میں بھی دل کی عجیب کیفیت رہی۔ دل سوتے میں بھی ذکر کرتا ہوا لگ رہا تھا۔ سرور نشاط (خوشی) کا غلبہ بہت تھا اس لئے ایسی نیند آئی کہ مسجد مدرسہ میں جماعت ہوگئی۔ نیند ہی میں دل پر یہ آیت وارد ہوئی ﴿فلا یتوبون الی اللّٰہ ویستغفرونہ واللّٰہ غفور رحیم﴾۔

گھبرا کر آنکھ کھل گئی۔ دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھی اور توبہ واستغفار بھی کیا۔

تحقیق: یہی وہ باتیں ہیں جو سالک اور واصل کو نصیب ہوتی ہیں۔ مبارک۔

حَال: رات ذکر کرتے وقت قبلہ کی جانب سے ایک سورج طرح چمکتی ہوئی روشنی آئی اور سارے بدن میں سرایت کر کے گھیرے ہوئے محسوس ہوئی۔ اس وقت دل کو بہت ہی خوشی ہوئی۔

تحقیق: یہ اعمال واذکار کے انوار ہیں۔

حَال: سلطان الاذکار کرتے وقت دل پر نشاط اور ٹھنڈک بہت محسوس ہوتی ہے۔ دل اور بدن کے ذکر کے تصور میں بحمداللہ کامیاب ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: الحمدللہ! ''اقامھا اللّٰہ و ادامھا'' اللہ تعالیٰ قائم رکھیں اور اس کو دوام عطا فرمائیں۔

حَال: یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور (آپ کی) توجہات عالیہ کی برکت سے ہے۔ اپنی نااہلیت کے علاوہ

کیا عرض کروں۔ اپنی حالت کو دیکھ کر تو کامیابی سے مایوس تھا ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی امید ہی۔ الحمد للہ پوری ہوتی ہوئی لگتی ہے۔ مجھے اپنے خدا سے ابھی بہت کچھ امید ہے۔ واللّٰه ذو الفضل العظیم۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ

کوئی نومیدی مرو کامید ہا است سوئے تاریکی مرد خورشید ہا است

ترجمہ: ''ناامید نہ رہو کہ امیدیں بہت ہیں تاریکی میں نہ رہو کہ سورج بہت ہیں۔''

(یعنی اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے فضل وکرم کی امید رکھو۔) (خطبات حکیم الامت ۱۶/۱۶۲)

دسواں خط

حال: سیدی سندی مولائی مستندی لازالہم بتلک الفیوض العاصم سالمین دائمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل لوہاری کے سفر میں نسبت کو (کوئی) خاص قوت محسوس ہوئی۔ احادیث وقصوں کی مشغولی کے باوجود اللہ تعالیٰ سے غفلت نہیں ہوئی۔ آج رات کو دل (پھوڑے) میں بہت تکلیف تھی۔ نفس میں بہت سستی پیدا ہوئی کہ تہجد کی نماز نہ پڑھوں آخر سنت ہی تو ہے۔ خواب میں حضرت والد کو دیکھا فرمار ہے ہیں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ لینا لیکن تہجد نہیں چھوڑنا۔ خواب میں یہ بات بھی آئی کہ بیٹھ کر ہی پڑھ لینا۔ الحمد للہ دو بجے اٹھ بیٹھا اور تہجد کی نماز ادا کی۔

صبح کی نماز پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ میں حیدرآباد کی ایک مسجد میں اعتکاف میں ہوں۔ نیچر یہ اور بدعتیوں کی ایک جماعت مسجد میں موجود ہے۔ میں نے کھڑے ہو کر تقریر کی کہ ہم لوگ علماء کی جماعت ہیں، ہم مجذوب ہیں۔ ہم کو اپنی یہی حالت پسند ہے۔ جس میں ہم ہیں ہمیں تمہاری ترقی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ اپنے طریقے سے کبھی نہیں ہٹیں گے۔ تم کو سو مرتبہ کہتے ہیں کہ تم ہمارا راستہ چن لو۔ ہم سے یہ امید نہ رکھو کہ ہم تمہارے خیالات میں کسی قسم کی بھی تمہاری موافقت کریں گے۔ مجھے ایسا لگا کہ مجمع اس تقریر سے مرعوب ہو گیا۔

تحقیق: السلام علیکم۔ اس سے پہلے خط میں بندہ نے لکھا تھا۔

سوئے تاریکی مرد خورشید ہا است کوئی نو میدی مرد کامید ہا است

ترجمہ: ''ناامیدی میں کیوں رہتے ہو کہ امیدیں بہت ہیں تاریکی میں کیوں رہتے ہو کہ سورج بہت ہیں۔''

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے تم کو دکھا دیا وہ خورشید ہا امید ہا یہی ہیں۔ اور بھی ہوں گے۔ اس خواب میں خصوصیت کے ساتھ اس بات کی خوشخبری بھی ہے کہ آپ سے ان شاء اللہ تعالیٰ خوب ہدایت کا ظہور ہوگا۔ میرے نزدیک تم اس بات کے اہل ہو کہ تم کو تعلیم و تلقین و بیعت لینے کی اجازت دی جائے۔ اگر اجازت دینے سے اکابر کی ملک میں تصرف کرنے کا وہم نہ ہوتا تو میں اجازت دے دیتا۔ (یعنی حضرت مولانا خلیل احمد اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہما اللہ تعالیٰ کی ملک میں خلافت دینے سے تصرف ہوگا جو اکابر کی ملک میں تصرف ہے) اور زیادہ کیا لکھوں۔

گیارہواں خط

حَالؒ: حضرت اقدس سیدی سندی مولائی مستندی ثقتی ورجائی لا زالت سحب الطافکم علی ماطرۃ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام اور سو تعظیم کے بعد خدمت جو سراپا برکت ہے میں گذارش ہے کہ احقر کے خط کے جواب میں آپ کے دو (خط) والے نامے پہنچے۔ دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ ندامت و شرمندگی سے آنسو آ گئے۔

ع چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا

تَرجَمَہ: ''بجھا ہوا چراغ کہاں اور آفتاب کی روشنی کہاں۔''

ناچیز...... اور یہ امانت کا بوجھ (کہاں) اللہ تعالیٰ کی شان اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ اور کیا عرض کروں میں کچھ نہ تھا نہ ہوں ہاں

جمال ہم نشیں در من اثر کرد   وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

تَرجَمَہ: ''دوست کے حسن نے مجھ میں اثر کیا ہے ورنہ میں تو وہی خاک ہوں۔''

(مطلب یہ ہے کہ میں خود تو وہی خاک ہوں مگر قابلیت و صلاحیت مجھے حاصل ہوتی ہے وہ شیخ کی صحبت کی برکت ہے میرا کچھ نہیں ہے۔)

عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کا شکر گذار ہوں۔ "اللھم ما اصبح بی او باحد من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك فلك الحمد ولك الشكر."

بارہا گفتہ ام و بارد گر می گویم   کہ من دل شدہ ایں رہ نہ بخودمی پویم

تَرجَمَہ: ''کئی بار کہہ چکا ہوں پھر دوبارہ کہتا ہوں میں اس راستہ پر خود نہیں چلتا ہوں کوئی چلاتا ہے مجھے۔''

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند   انچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

تَرجَمہ: ''مجھے آئینہ کے پیچھے طوطی کی طرح بٹھا رکھا ہے جو کچھ استاد ازل نے حکم دیا تھا میں وہی کہہ رہا ہوں۔''

(طوطی کو آئینہ کے پیچھے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ آئینہ اپنی صورت کی دوسری طوطی دیکھے اور آئینہ کے دوسری طرف سکھانے والا بولنا شروع کردیتا ہے طوطی اپنی تصویر کو یہ سمجھ کر کہ دوسری طوطی بول رہی ہے خود بھی اسی طرح سے بولنا شروع کردیتی ہے۔)

یہاں مطلب شعر کا یہ ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اصل خدا تعالیٰ مجھ سے کہلوا رہے ہیں میں خود کچھ نہیں ہوں۔) (حاشیہ دیوان حافظ مترجم ۲۸۷)

اگرچہ میں کچھ نہیں اور واللہ! کسی قابل نہیں لیکن الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں نسبتیں (نسبت رشیدیہ خلیلیہ نقشبندیہ) و (نسبت امدادیہ اشرفیہ چشتیہ) عطا فرمادیں۔ وله الحمد وله الشكر۔

یک جہاں بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ روند

تَرجَمہ: ''جب کئی لوگ اس امانت کے بوجھ کو نہ اٹھا سکے تو انہوں نے مجھ دیوانے کے نام کا قرعہ ڈال دیا۔''

توجہات عالیہ کا امیدوار کمترین......۔

تحقیق: اس کا جواب ہزاروں ہزاروں مبارک بادوں کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے۔ رہا خلیفہ بنانے کا قصہ جس میں اکابر کی ملک میں تصرف کا مجھے وہم تھا۔ اس کے بارے میں اب سمجھ میں آیا کہ ایک نسبت کا خلیفہ میں بنادوں (کہ اپنی طرف سے خلافت دے دوں) اور دوسری نسبت (جو مولانا خلیل احمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی ہے) میں تصرف نہ کروں فانفذ ته توكلا على الله وافوض امری وامرك الى الله۔ میں اس نسبت کی خلافت اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے دیتا ہوں اور اپنے اور تمہارے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

بارہواں خط

حَال: حضرت سیدی سندی مولائی مستندی لا زالت سحب الطافکم علی ما نظرہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج رات عشاء کی نماز کے بعد تسبیحات کرتے کرتے غنودگی آگئی اور سو گیا نیند میں کسی نے خبردار کیا کہ سنتوں میں تاخیر کیوں کی۔ اس کے بعد میں نے حضرت والا کو خواب میں دیکھا۔ احقر نے عرض کیا! حضرت دیکھ لیجئے میری تو یہ حالت ہے کہ سنتیں چھوڑ کر سو گیا۔ آپ معلوم نہیں مجھے خلافت کیوں

دے دی، میں تو ہرگز اس قابل نہیں ہوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: میں تو تیری اس حالت کا منتظر تھا کہ تو سنتیں چھوڑ کر سوئے اور تجھے خبردار کیا جائے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اٹھ کر سنتیں وتر پڑھے۔

تحقیق: ''میں اس کا منتظر تھا'' کے معنی یہ ہیں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ تم مرید ہو یا مراد ہو۔ ایسی جگہوں پر خبردار کیا جانا مراد ہونے کی علامت ہے۔ اس لئے یہاں مقصود سنتوں کا چھوڑنا نہیں تھا بلکہ مراد ہونے (نہ ہونے) کو معلوم کرنا تھا اگرچہ یہ (سنتوں کا چھوڑنا) مراد ہونے کی خاص علامت ہے۔ جس طرح یہ خبردار کیا جانا مراد ہونے کی علامت ہے اسی طرح اس بات میں بھی موثر ہے کہ آئندہ خصوصی اہتمام کیا جائے اور شریعت کے احکام میں کوتاہی نہ کی جائے۔

حال: کل سے کچھ لوگ میرے سامنے (میرے) خلیفہ بنائے جانے کی باتیں کرتے ہیں تو مجھے بالکل ایسا لگتا ہے کہ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔ دل میں خوشی کے بجائے ایک غم ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ (بلاوجہ) ایک آدمی کا مذاق اڑانے سے ان لوگوں کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ صبر کرتا ہوں ؎

اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال　　مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

ترجمہ: ''اے دل! اس کی زلف میں پھنس کر پریشان نہ ہو عقل مند مرغ جال، میں پھنس کر صبر کرتا ہے۔''

تحقیق: الحمد للہ! یہ خود پسندی (عجب) نہ ہونے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ترقی عطا فرمائیں کہ خود کو کبھی اہل نہ سمجھیں لیکن (اس کے ساتھ ساتھ) یہ حالت مزید شکر کا سبب ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے نااہلی کے باوجود یہ نعمت عطا فرمادی۔ اس کو اہلیت کے ملنے کی خوشگوئی (نیک فال) سمجھنا چاہئے۔ والنعم ما قیل ؎

داد اورا قابلیت شرط نیست　　بلکہ شرط قابلیت داد او ست

ترجمہ: ''اس کی عطا کے لیے قابلیت شرط نہیں بلکہ قابلیت کے لیے اس کی عطا شرط ہے۔''

تیرھواں خط

حال: حضرت اقدس سیدی سندی مولائی مستندی ثقتی ورجائی لازالت بحار کرمکم ذاخرۃ امین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں مگر ساتھ میں ڈرتا ہوں کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔ کچھ باتیں تو اپنی حالت کے بارے میں پوچھنی ہیں۔ ان کے پوچھنے کی اجازت تو دربار والا سے ہمیشہ سے ہے۔ ایک دو باتیں اپنی ہمت و وسعت سے زیادہ پوچھتا ہوں۔ گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔

سوال ①: نسبت (تعلق) اور ملکۂ یادداشت (یاد رکھنے کی ماہرانہ صلاحیت) دونوں ایک ہیں یا آپس میں کچھ

فرق ہے۔

جواب ①: نسبت وتعلق اور لگاؤ ہے جس کے لئے ملکۂ یادداشت ضروری ہے یعنی جب کسی سے تعلق ہو جاتا ہے تو ہر وقت اس کا دھیان اور خیال رہتا ہے۔ نسبت نام ہے (اللہ تعالیٰ سے) خاص تعلق کا ہونا جس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔

❶ **اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کی یاد کا ہونا جو دوسرے الفاظ میں ملکۂ یادداشت ہے۔**

❷ **ہمیشہ طاعت (فرمانبرداری) کرنا۔ (اس کی مثال یوں سمجھئے کہ) جس طرح کوئی کسی پر عاشق ہو جائے تو عاشق ومعشوق کے درمیان عشق کی نسبت (یعنی تعلق) ہے اب اس نسبت کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں ① معشوق اکثر اوقات عاشق کے ذہن میں ہوتا ہے۔ ② عاشق جان بوجھ کر کبھی معشوق کی نافرمانی نہیں کرتا ہے۔**

سوال ②: اللّٰه معكم اين ماكنتم (کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں تم جہاں بھی ہو) ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس ساتھ ہونے سے مراد ذات کا ساتھ ہونا ہے۔ کیا اس ساتھ ہونے کا علم سالک کو بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا حضور و یادداشت ہی کا نام ہے یا کسی اور چیز کا نام ہے اور دوسری کیفیت کا نام ہے۔

جواب ②: یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ساتھ ہونا (اللہ تعالیٰ کے) قریب ہونے کا خاص مقام ہے جس کا احساس ہوتا ہے یہ حضور اور یادداشت کا نتیجہ ہے نہ کہ وہ یہی ہے۔

سوال: قرآن شریف کی تلاوت کے وقت میرے لئے کون سا مراقبہ مناسب ہے۔ حضرت نے بعض ذاکرین کے لئے یہ مراقبہ تجویز فرمایا تھا کہ اپنی تلاوت کے بارے میں یوں تصور کرو کہ اللہ تعالیٰ شانہ، تلاوت فرما رہے ہیں اور تم سن رہے ہو۔ مجھے اس تصور سے آواز کے پیدا ہونے اور الفاظ کے مسلسل ایک دوسرے کے پیچھے آنے سے بہت ہی وحشت ہوتی ہے۔ اب تک تو میں یہ تصور کرتا رہا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی تلاوت محبوب ہے۔ بہت ہی محبت سے تلاوت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو یہ کلام سنا رہا ہوں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا تصور مناسب ہو تو ارشاد فرمائیں۔

جواب: تمہاری حالت کے مناسب یہی دوسرا تصور ہے۔

سوال: نماز اور ذکر میں پھنسی کی طرف خیال چلا جاتا ہے۔ یہ حضور (حاضر رہنے) کے خلاف تو نہیں ہے۔ اس تکلیف کے خیال کے بعد کبھی کبھی دوسرے خیالات بھی خود بخود آجاتے ہیں۔

جواب: جو چیز حضور (حاضر رہنے) کی ضد ہے وہ نقصان دہ نہیں ہے (یعنی خود بخود وہ چیز ذہن میں نہ رہی)

ہاں (جو چیز نقصان دہ ہے) وہ خود ذہن حاضر رکھنے کی ضد ہے (یعنی خود جان بوجھ کر خیالات لائے جائیں یہ مضر ہے) اس لئے (جو خیال خود آجائے پھر) خود چلا جائے وہ خود ذہن حاضر رکھنے کی ضد نہیں ہے (یعنی خود ہی چلا گیا ہو یہ خود ہی نہیں لایا گیا ہے اس لئے نقصان دہ نہیں ہے)۔

حَالؒ: پہلے ابتدا میں تو مجھے کچھ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نئی چیز میرے دل میں ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ عام مسلمانوں سے زیادہ مجھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سب کو تعلق ہے میرے اندر کون سی نئی چیز ہے۔ نہ وہ (پہلے جیسا) ولولہ ہے نہ جوش ہے۔ جس طرح دوسرے لوگ عبادت کرتے ہیں میں بھی کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ نزول (اتار) ہے جو انتہاء کے بعد ہوتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کو حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب میں ما النهاية (کہ انتہا کیا ہے) فرمایا ہے العود الى البداية (ابتداء کی طرف واپس لوٹنا) مبارک ہو۔

چودہواں خط

حَالؒ: حضرت سیدی سندی مولائی مستندی لازالت سحب الطافکم علی ماظرہ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج رات کو ذکر کرتے وقت سارا بدن روشن لگتا تھا۔

تحقیق: یہ ذکر کے انوار ہیں۔

حَالؒ: دل چاہتا ہے کہ بغیر کیفیت کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کا) حضور ہو۔ جو حضور انوار کے ساتھ ہوتا ہے اس کے بارے میں دل میں خود بخود یہ بات آتی ہے کہ یہ حضور کامل (پورا) نہیں ہے۔

تحقیق: حقیقت میں تو یہ بات صحیح ہے۔ لیکن محسن ومربی سے جس وقت جو عطا ہوتا ہے وہی صحیح ہے۔ اس کے خلاف کی تمنا نہیں کرنا چاہئے۔

حَالؒ: آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ حضور کے ساتھ یہ احقر بھی ہے۔ جمعہ کا وقت آگیا۔ خطبہ اس احقر نے پڑھا اور نماز حضرت والا نے پڑھائی۔ پہلا خطبہ میرا ہی بنایا ہوا تھا اور دوسرا خطبہ مشہور خطبوں میں سے تھا۔ پھر خواب ہی کی حالت میں دل پر یہ آیت وارد ہوئی۔

﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوا ها﴾

ترجمہ: ”کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے۔“

تحقیق: خطبہ لوگوں سے خطاب ہے اور نماز اللہ تعالیٰ سے مناجات ہے۔ کہ لوگوں کا وقت باتوں کے ذریعہ رہنمائی کرنے کا ہے اور میرا حال کے ذریعہ تربیت کرنے کا ہے اور دونوں ہی اپنے اپنے درجہ میں نعمت ہیں۔

حَالؒ: آخری رات میں تہجد کی نماز کے بعد میں سو گیا تھا۔ خواب میں دیکھا ایک بہت اونچا تخت ہے۔ اس پر میں اور (میرے) مرحوم بھائی...... صاحب لیٹے ہوئے ہیں وہ تخت دیوار سے ذرا اٹھا ہوا ہے (کہ دیوار اور تخت کے درمیان کچھ فاصلہ ہے) اس درمیانی (فاصلے والی) جگہ میں جانور آ کر اپنی کمر تخت سے رگڑتے تھے۔ میں نے اس تخت کو دیوار سے ملا دیا کہ اب کسی جانور کے آنے کی گنجائش نہیں رہی۔

پھر ہم نماز کے لئے اس تخت سے اترنے لگے مجھے بہت فکر تھی کہ اتنے اونچے تخت سے کیسے اتریں گے۔ قدرتی طور پر اس تخت کے قریب ایک ٹیلہ پیدا ہو گیا اس پر پیر رکھ کر ہم اتر گئے۔ اس تخت کے نیچے کنواں تھا اس سے لوگ پانی بھرتے تھے۔ بھائی صاحب مرحوم تخت سے اتر کر بھاگے کہ میں تو بھیگ گیا اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ میں نے جا کر (ان کو) چھتری دے دی پھر آنکھ کھل گئی۔

تحقِیق: عالم دنیا کے کچھ حالات فرشتوں کے عالم میں پہنچتے ہیں جس سے روح متاثر ہوتی ہے جیسے حالیہ واقع میں کچھ عارضی پریشانیاں، کچھ جانوروں کی سیرت والے لوگوں کی بے ہودہ باتیں جو ان باتوں سے اپنے ضمیر کو خوش کرتے تھے۔ یہ لوگ خواب میں جانوروں کے کمر رگڑنے کے مشابہ ہیں (کہ کمر رگڑنے سے سکون اور راحت ہوتی ہے)۔

ان قصوں کا تعلق مختلف وجوہات کی وجہ سے دونوں بھائیوں سے تھا۔ بھیگنا بھی اسی تاثر کی وجہ سے تھا (کہ ان لوگوں کی باتوں کی تکلیف کا اثر بھی ہوا) شریعت کے موافق تمام باتوں کی روک تھام کر دی گئی ہے یہ تختہ اور دیوار کے درمیانی فاصلے بند کرنے کے مشابہ ہو گیا ہے جو اس اصلاح کا نتیجہ ہوا وہ چھتری لگانے کے مشابہ ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ ان (لوگوں کی باتوں وغیرہ کی) پریشانیوں کی وجہ سے روح متاثر تھی اور ان کی اصلاح کی وجہ روح کو خوشی ہوئی۔ خواب کے بعض حصوں کی تو تعبیر یہ ہے۔ باقی اعمال صالحہ کا نتیجہ ہے۔

حَالؒ: صبح کی نماز کے بعد قرآن شریف پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ خواجہ صاحب حضرت والا سے (میری طرف اشارہ کر کے) فرما رہے ہیں: یہ سہارنپور کب جائیں گے؟ حضرت والا نے فرمایا: یہ منگل کو جائیں گے۔ خواجہ صاحب اس قدر جلدی جانے پر تعجب کرنے لگے کہ میں تو چاہتا تھا کہ یہ یہاں رہ کر حضرت سے بخاری شریف پڑھ لیں۔ پھر خواجہ صاحب خود ہی فرمانے لگے: میں چاہتا ہوں کہ حضرت سے بخاری شریف وہ پڑھے جو پہلے پڑھا ہوا بھول گیا ہو۔ حضرت نے ہنس کر فرمایا: پھر ایسے تو میاں...... صاحب ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا: یہ بھی تو ایسے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: نہیں ان کا آفتاب روشن ہے۔ اس کے نمبر حدیث میں بہت

اچھے تھے۔ ایک مولوی ...... صاحب سے تو کم تھے باقی ساری جماعت سے اس کے نمبر زیادہ تھے۔ مولوی ...... صاحب بردوانی جو فخر بنگال ہیں ان سے بھی اس کے نمبر زیادہ تھے۔

تحقیق: اس میں خوش خبری معلوم ہوتی ہے کہ میاں ...... صاحب کے لئے بھی اس طرف توجہ کرنا مناسب ہے اور ان میں بھی صلاحیت ہے۔ تمہارے لئے فضیلت (کام کرنے) کی خوشخبری ہے۔

پندرھواں خط

حال: حضرت اقدس سیدی مولائی ثقتی ورجائی لازالت بحار کرمکم ذاخرہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ع اے لقائے تو جواب ہر سوال

حضرت نے (مجھے) بظاہر حضور بغیر کیفیت (اللہ تعالیٰ کی ایسی حاضری جس میں کوئی کیفیت نہ ہو) کی تمنا کرنے سے منع فرمایا تھا مگر غالباً باطنی طور پر ضرور توجہ فرمائی ہوگی۔ الحمدللہ! رات کو بہت زیادہ بغیر کیفیت کے حضور ہوا۔ ذکر کرتے ہوئے بھی تلاوت کرتے ہوئے بھی جاگتے ہوئے بھی بغیر کیفیت کے حضور حاصل ہوا۔ تلاوت اور ذکر میں ایسا حضور ہوا کہ بے ساختہ (خود بخود) رب ارنی انظر الیك عرض کرنے کو جی چاہتا تھا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: رات خواب میں دیکھا کہ احقر ایک سڑک پر کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں وعظ کہہ رہا ہے۔ مجھ پر رونے کی کیفیت طاری ہے (وعظ کہتے ہوئے) ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہوں مجمع میرے ساتھ ہی رہتا ہے تو پھر دوبارہ کھڑا ہو جاتا ہوں اور وعظ کہتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں ایک زینہ کے پاس پہنچا جو ایک تہہ خانے میں جاتا ہے۔ اس وقت میں نے لوگوں سے کہا: اب وعظ ختم ہوگیا۔ اب آپ لوگ چلے جائیں تو لوگوں نے مصافحہ کیا اور چلے گئے۔ میں اس تہہ خانے سے گزرتے ہوئے لگتا ہے کہ مظاہر علوم پہنچ گیا مہتمم صاحب وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ آپ سے حالی وعلمی فیض پہنچے گا۔

حال: رات کو ذکر اور تلاوت کرتے وقت قرآن شریف اور درود شریف کی ایک خاص محبت میرے ذہن میں آئی۔ والحمد للہ علی ذلك۔ تلاوت اور درود شریف پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کی ایک خاص محبت میرے دل میں محسوس ہوئی۔

تحقیق: یہی ہیں وہ باتیں جو وصول کے درجہ کے بعد عطا ہوتی ہیں۔

حَال: حضرت والا! کل رات کو تہجد میں ایک بے خودی کی ایسی حالت ہوئی کہ نہ تو الفاظ ہی منہ سے نکلے اور نہ ہی دعا مانگی جائے۔ (بلکہ) دل ایسا ہٹ گیا کہ بڑی مشکل سے تہجد کی نماز مکمل کی۔ ایسا خیال غالب آیا کہ عبادت سے غیریت معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں اور ساتھ ہی نماز کی فرصت (بھی تھی) اور اپنی عبدیت بھی نظر کے سامنے تھی۔ یہی نظر کے سامنے تھا کہ دعا مانگنا عبادت ہے مگر کوئی کام بھی نہ ہوتا تھا ـــــ مگر اطمینان ایسا تھا کہ کسی کام کا وہم و خیال اور گمان نہ تھا۔ یہی حالت صبح تک رہی۔ سارا دن بدن پر ایک بے خودی ولرزش محسوس ہوتی رہی۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مکمل فنا عطا فرمائیں۔ آمین

تحقیق: السلام علیکم۔ توحید کا غلبہ تھا۔ اس سے اونچی حالت اس کے بعد اس کا مغلوب (یعنی معتدل) ہو جانا تھا۔ کیونکہ پہلی حالت ولایت کی اثرات سے تھی اور دوسری حالت نبوت کے اثرات سے تھی۔ دوسری حالت پہلی حالت سے افضل ہے۔

یکسوئی اور محبت کے حاصل کرنے کا طریقہ

حَال: (یہ) فقیر جو معمولات آپ نے بتائے ہیں ان کو ہمیشہ (پابندی سے) ادا کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میرے دل میں یکسوئی نہیں ہوتی ہے اور محبت اور درد زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ کیا (میرے اندر یہ یکسوئی محبت درد) ہے ہی نہیں۔ اس بات سے دل کو بہت فکر رہتی ہے کہ کہیں تباہ نہ ہو جاؤں۔

تحقیق: اگر (مولانا رومی کی کتاب) مثنوی معنوی اور دیوان حافظ کے دو دو صفحے روزانہ کر لئے جائیں تو مفید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا

حَال: عرض یہ ہے کہ احقر دو سال سے عالم مشغول کے طریقے پر عمل کر رہا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ دنیاوی ضرورتوں کی وجہ سے پورا ایک مہینہ بھی پابندی کے ساتھ نہیں کر سکا۔ پہلے سال جب ذکر چھوٹ جاتا تھا تو دل بہت پریشان ہوتا تھا، مرنے کو جی چاہتا تھا۔ ذکر کر کے دل بہت خوش ہوتا تھا۔ ایک مہینہ سے اپنے کو سب باتوں میں مجبور پاتا ہوں۔ (اور) اب یہ اعتقاد ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے وہ اس سے کروا ہی لیتے ہیں۔ اُسی اعتقاد نے دنیاوی تکلیفوں کے احساس کو کم کر دیا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ اعتقاد اتنا بڑھ گیا کہ اب ذکر کے چھوٹنے سے بھی دل اتنا پریشان نہیں ہوتا ہے جتنا پہلے پریشان ہوتا تھا۔ بلکہ دل کو ایک (قسم کی) تسلی ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتے تھے۔

عبادت کی لذت بھی چلی گئی۔ خوف اور امید بھی نہیں ہے۔ عبادت اس لئے کرتا ہوں کہ بندہ ہوں عبادت کرنے کا مجھے حکم کیا گیا ہے۔ مناجات مقبول پڑھتا ہوں اس لئے کہ مجھے اس کے پڑھنے کا حکم ہے۔ دوزخ سے ڈرتا اور جنت کی تمنا بھی اس لئے کرتا ہوں کہ اس کا مجھے حکم ہے۔ ساری باتیں ہی اسی کو سامنے رکھ کر کرتا ہوں اس لئے دل ہر وقت کہتا رہتا ہے کہ تیری تقدیر میں جو ہونے والا ہے ہو چکا ہے۔ بہشت کی تمنا اور دوزخ سے خوف وغیرہ کچھ بھی کام نہیں آئے گا اگر تو جنتی ہے تو یہ (جنتیوں والا) کام تجھ سے ضرور ہوگا ماشاء اللّٰہ کان (جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے) گویا (یہ سب کچھ) ظاہری آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ (میری) یہ نازک حالت کیا ہے؟ اس حالت سے بہت پریشان ہو کر دل کی تسلی کے لئے حافظ کا یہ شعر ؎

حدیث از مطرب وے گو وراز دہر کمتر جو　　　که کس نکشود نکشاید بحکمت ایں معمارا

ترجمہ: ''گویئے اور شراب کی باتیں کرو دنیا کے راز کی تلاش میں مت پڑو کیونکہ کسی نے حکمت و دانائی سے اس کو نہ حل کیا ہے نہ کر سکے گا۔''

(مطلب یہ ہے کہ تقدیر اور جنتی ہوں گا یا دوزخی ہوں گا اس فکر میں نہ پڑو بلکہ عمل اور کام میں لگے رہو کیونکہ یہ تقدیر کا مسئلہ کسی سے نہ حل ہوا ہے نہ ہوگا۔)

پڑھتا ہوں مگر دل ہر وقت (وہی) تقدیر کی بحث کرتا ہے۔ پابندی کے ساتھ ذکر نہیں ہوتا ہے اس لئے اتنا غم بھی نہیں ہے۔ تین چار دن ہوئے دل سے زبردستی کہا کہ اگر تو (حضور و دھیان کی) قید کے ساتھ ذکر نہیں کرتا تو اب حضور اور دھیان وغیرہ کی قید کے بغیر زبانی اسم ذات کا ورد کر اور بارہ ہزار (جو معمول ہے اس) میں سے چھ ہزار (حضور دھیان وغیرہ کی) قید کے ساتھ کروں گا۔ اس خیال کی اجازت لینے کے لئے خط لکھنے والا تھا کہ اچانک حضرت کو خواب میں دیکھا حضرت نے فرمایا: اگر فرصت نہ ہو تو چھ ہزار ہی کر لو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زبانی ورد کرتے رہو۔ اس دن سے چھ ہزار معمول بنا لیا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ ذکر صرف زبانی کرتا ہوں شوق سے نہیں بلکہ زبانی کرتا ہوں۔

مجھ میں اب نہ دنیا کی محبت ہے اور نہ ہی دین کی ہے۔ اگر کچھ محبت ہے تو وہ تقدیر کی ہے۔ حضرت! مجھ کمینے کی مدد فرمائیں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ میں (کہیں) قدریہ (ایک گمراہ فرقہ) کا اعتقاد تو پیدا نہیں ہو گیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ عشق میں ترقی ہو اور یہ سارے خیال چلے جائیں۔ حضرت! آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں آپ کے علاوہ کس سے عرض کروں۔ دل میں اس بات کی پریشانی بھی ہے کہ یہ ساری فضول باتیں مجھ میں کیوں پیدا ہوئیں جن باتوں کو لکھ کر حضرت کے دل کو بھی پریشان کیا۔ شاید یہ بھی تقدیر ہے۔ استغفر اللہ۔ میں

کیا بک رہا ہوں۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اللہ اللہ! یہ کیا ہوگیا۔ اے مہربان طبیب! (میرا) علاج فرمائیے۔ بے بسی سے سب کچھ لکھ دیا ہے۔ بددعا نہ فرمائیے۔

ع زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو

ترجمہ: ''زندہ کرلے تو تیری عطا ہے موت دے تو یہ جاں تجھ پر فدا ہے۔''

تحقیق: (جب باتوں کو تقدیر کی طرف سمجھنا اور اس پر راضی رہنا یہ) اصل (بنیاد) تو پسندیدہ چیز ہے لیکن جب تک کہ وہ حد میں رہے اگر حد سے آگے بڑھ جائے ہلاکت تک لے جاتی ہے۔ حد یہ ہے کہ (اس تقدیر پر ہر چیز کو سمجھتے ہوئے) گناہ نہ کیا جائے اور (کسی معاملے میں) اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور الزام نہ رکھا جائے۔ (کہ ان سب چیزوں کو تقدیر کی طرف سے سمجھ کر کرنا شروع کر دے) اگر حد سے آگے بڑھنے کا گمان ہو تو پھر یہاں (میرے پاس) آئیں۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی علامات

حال: میرے آقا! میری بھی اللہ تعالیٰ تک رسائی (پہنچ) ہوگی یا نہیں؟

تحقیق: اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجاہدہ کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس مجاہدہ پر اللہ تعالیٰ تک رسائی کا وعدہ ہے۔ (اور) اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے ان شاء اللہ تعالیٰ (آپ کی بھی) ضرور رسائی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل ہونے کا طریقہ

سُوال: ایسا کوئی علاج بتائیے جس سے ہمیشہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائے۔

جواب: (توجہ کے دو درجے ہیں) ① ایک درجہ عمل کا ہے ② دوسرا درجہ حال کا ہے) توجہ کا جو درجہ عمل کا ہے وہ (آدمی کے) اختیار میں ہے۔ اس کا طریقہ و علاج یہ ہے کہ جان بوجھ کر ذہن کو حاضر رکھا جائے۔ اس کی وجہ سے جو درجہ توجہ حال کا ہے وہ خود بخود حاصل ہو جاتا ہے۔

حیاء کی علامات

حال: (ادب سے) ہاتھ باندھے عرض کرتا ہوں کہ کام (ذکر و اشغال) کرتا رہتا ہوں اور یکسوئی بھی حاصل ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا اور رسول کی محبت ہی سب پر غالب ہے اور تنہائی محبوب (پسندیدہ) ہے۔ کبھی کبھی ذکر کرتے وقت خود بخود آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بے حد شوق ہوتا ہے لیکن شرم کی وجہ سے (اس کی) دعا نہیں کرتا ہوں کیونکہ نہ (مجھ میں) اعمال ہیں نہ کمال ہے۔

تحقیق: یہ ایک حال ہے۔ اور پسندیدہ ہے جب حیا کامل ہوجائے گی یعنی مقام بن جائے گی پھر دعا (بھی) ہونے لگے گی۔

خشوع کی حقیقت

حال: تراویح میں قرآن سنانے میں خشوع وخضوع نہیں ہوتا ہے حالانکہ ہر رکعت کے لئے جب کھڑا ہوتا ہوں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ اپنا خیال اللہ تعالیٰ کی طرف عجز و نیاز (محتاجگی) کے ساتھ رکھوں گا۔ مگر جب قرآن شریف شروع کرتا ہوں تو قرأت اس خیال میں ختم ہوجاتی ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں۔ رکوع سجدہ میں بہت افسوس ہوتا ہے۔ حضرت والا دعا فرمائیں کہ میری یہ تمنا پوری ہو اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہوتو تو میں اس میں (بھی) خوش ہوں۔

تحقیق: خشوع سکون کا نام ہے (یعنی خشوع سکون کو کہتے ہیں) اور یہ خیال کہ کہیں بھول نہ جاؤں حرکت ہے۔ جو سکون کی ضد (مخالف چیز) ہے۔ کوئی چیز اپنی ضد کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی ہے۔ یہ خیال (کہ بھول نہ جاؤں) طبعی طور پر ضروری ہے۔ اس لئے اس حالت (یعنی بھولنے کے خیال) میں خشوع کا حاصل ہونا مشکل ہے۔ (جب خشوع اس حالت میں حاصل ہی نہیں ہوسکتا تو) اس کے حصول کا اہتمام کرنا ہی ایک نہ ہونے والے کام کو کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

لیکن یہ خشوع کا نہ ہونا نقصان دہ اور افسوس کے قابل اس لئے نہیں ہے کہ خشوع سے جو چیز مقصود ہے کہ غیر کی طرف توجہ نہ ہو وہ حاصل ہے۔ گویا خشوع صورت کے اعتبار سے نہیں ہے مگر معنی کے اعتبار سے حاصل ہے۔ یہ خیال کیونکہ طاعت کو پورا کرنے کے لئے ہے اور طاعت مقصود ہے اس لئے کہ مقصود کی طرف توجہ بھی توجہ ہے۔ چنانچہ خشوع کی فضیلت کی بعض احادیث میں لم یحدث فیھا نفسہ بشیء من الدنیا (کہ اس میں دنیا کی کوئی بات جی میں نہ آتی ہو) اور بعض احادیث میں الا بخیر (کہ صرف بھلائی کی بات کی ہو) آیا ہے اس کی وضاحت رسالہ تشرف میں کتاب الصلوٰۃ کے شروع میں ہے جو مطالعہ کے قابل ہے۔ ہاں طبعی طور پر ناگوار ہونا یہ استغفار عن الغین کی طرح ہے۔ (حدیث میں ہے کہ میرے دل پر غفلت ہو جاتی تھی جس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ آپ ﷺ امت کے کاموں میں جیسے جنگ و جدل کے معاملات ان کی ہمدردی دلجوئی تعلیم و تزکیہ وغیرہ میں مشغول ہوتے تھے اور اتنی دیر جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہو جو حقیقت میں غفلت نہیں ہوتی تھی مگر آپ ﷺ اس کو غفلت شمار فرماتے تھے اور اس پر استغفار فرماتے تھے۔) (شرح مسلم)

تذکیر نعمت (نعمت کو یاد رکھنا) یہ اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات میں سے ہے۔ اس کی ناقدری نہ کی جائے۔

میں بھی (پہلے) اسی میں مبتلا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت دکھادی آگے اپنی (اپنی) ہمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کرنے کے آثار

حال: بندہ کمترین گناہوں کے سمندر میں غرق ہونے کے علاوہ ایک اور پرانے لاعلاج مرض میں مبتلا ہے۔ امید ہے کہ ایسا نسخہ جس سے شفا اور کامل اصلاح ہو عطا فرما کر مدد فرمائیں گے۔ وہ لاعلاج مرض یہ ہے کہ بے دین اور بدعتی کے علاوہ اگر کوئی دوستوں اور ساتھیوں میں سے بہت ساری خوبیاں رکھنے کے باوجود کسی بدعت میں مبتلا ہو جیسے عرس، میلاد شریف کرنا، ختم، لا الہ الا اللہ کے لئے اجرت پر پڑھنا وغیرہ نظر آئیں اگرچہ ان برائیوں سے زیادہ برائیاں مجھ میں ہوں اس (دوست اور ساتھی) سے نفرت ہوتی ہے۔ (میں) اس کے ساتھ پھر دوستی نہیں رکھ سکتا ہوں اور اس کو بدعتیوں میں شمار کرتا ہوں۔ کسی سے نفرت کرنا خود پسندی وعجب کے علاوہ کسی اور وجہ سے سمجھ نہیں آتا ہے۔ یہ بات میری طبیعت بن گئی ہے اور ایسی مضبوط ہوگئی ہے کہ کوشش کرنے اور بہت محنت کرنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتی ہے۔ اس کے لئے میں کیا کروں؟

تحقیق: (آپ کی) تشخیص غلط ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کرنا ہے۔ ایسے شخص کو برا سمجھنا ضروری ہے۔ لیکن (اس کے ساتھ ساتھ) خود کو اس سے زیادہ برا سمجھنا بھی ضروری ہے، ایک نفرت طبعی ہوتی ہے دوسری عقلی۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیب خود کو برا نہ سمجھنا ہے نہ کہ دوسرے کو برا سمجھنا عیب ہے۔ (یعنی وہ دوسرا تو ہے ہی برا لیکن خود کو اچھا سمجھنا یہ عیب ہے)۔

حال: جب کسی بے دین آدمی سے اس کی بے دینی پر کوئی بات ہو جاتی ہے تو اس وقت بہت ہی غصہ آتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اس ظالم بے دین آدمی کو ختم کر دوں۔ جب تک دماغ اس سے فارغ نہیں ہو جاتا اس وقت تک اسی قسم کے اچھے برے خیالات آتے رہتے ہیں اور ان کی طرف میلان بھی تیزی سے ہوتا ہے کہ اس کو برداشت کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اپنے دل ودماغ پر بھی برا اثر ہوتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے لئے (اس بے دین آدمی سے) نفرت کا اثر باقی رہتا ہے بہت ہی مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اگرچہ حد (شرعی) پر رہنے کا ہر وقت اہتمام کیا جاتا ہے۔ آئندہ حضرت جیسا ارشاد فرمائیں کہ کیا کیا جائے اس حالت میں کمی آجائے۔

تحقیق: یہ اللہ تعالیٰ کے لئے (کسی سے) نفرت کرنا بالکل مقصود ہے۔ اور اس کا اثر (غصہ وغیرہ کی شکل میں) ہونا غیر اختیاری ہے۔ (ہاں) افعال میں میانہ روی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حال: اس قسم کے خیالات جو بے دین کے مقابلے میں آتے اور ان کی طرف میلان وکشش ہو تو یہ پسندیدہ

ہے یا ناپسندیدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا نفس کی خواہش کی طرف سے ہے۔

تحقیق: (ان خیالات کی وجہ سے) جب تک کوئی گناہ نہ ہو اس کو نفس کی خواہش کی طرف سے نہ سمجھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حاصل ہونے کے اسباب

حال: حضرت! احقر کی ہمیشہ سے یہ تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کامل محبت دل میں پیدا ہو اور دنیا کی بری محبت دل سے نکل جائے۔ مگر یہ خیال آتا تھا کہ محبت ایسی چیز ہے جس کا پیدا ہونا اختیار میں نہیں ہے اس لئے بہت فکرمند تھا۔ الحمد للہ! دعوات عبدیت کے پانچویں حصہ کے پڑھنے سے وہ فکر بالکل ختم ہوگئی۔ (اس میں) حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی محبت اگرچہ غیر اختیاری ہے لیکن اس کے اسباب بندہ کے اختیار میں ہے۔ وہ اسباب ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

١ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کرنا۔

٢ اللہ تعالیٰ کے (ہم پر جو) انعامات (ہیں ان) کو سوچنا (اور ان کے مقابلے میں) اپنے برتاؤ (سلوک و معاملے) کو سوچنا۔ (کہ ہم اللہ کا یا ان نعمتوں کا کتنا شکر کرتے ہیں اور طاعت کتنی کرتے ہیں)۔

٣ کسی اللہ والے سے تعلق رکھنا۔

٤ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہمیشہ کرتے رہنا۔

٥ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔

اب احقر نے اللہ تعالیٰ کی کامل محبت پیدا ہونے کے لئے ان اسباب کو اختیار کرلیا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ حضرت بھی (میرے لئے) اس میں کامیاب ہونے کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل سے دعا ہے (کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی کامل محبت کے حصول میں کامیاب فرمائیں)۔

حال: اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو بطور شفقت اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: تدبیر (ان اسباب کے اختیار کرنے میں) کچھ کمی غلطی نہیں ہے۔ صرف ایک غلطی کا خیال ہے کہ جس پر خبردار کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ خود اپنے ذہن میں محبت کا کوئی درجہ (یا کوئی صورت) بنا کر اس کا انتظار کرتے رہو یہ (درجہ بنا کر انتظار کرنا) غلطی ہوگی۔ بلکہ ان اعمال کے اختیار ہمیشہ کرنے سے جو درجہ حاصل ہوتا جائے وہی اس درجہ میں (اس وقت) مطلوب ہے۔ پھر چاہے اس درجہ سے گمان کے مطابق ترقی و زیادتی ہو یا ایک ہی حالت پر رہے ہاں رسوخ (پختگی) میں ترقی ضروری ہے فرق صرف محبت کے رنگ میں ہوتا ہے۔ (کہ کبھی کمی کبھی زیادہ

لیکن رسوخ میں ترقی ہوتی رہتی ہے خواہ کمی زیادتی محسوس ہو یا نہ ہو)۔

اخلاص اور خشوع کے حاصل ہونے کا طریقہ

حَال: آج یہاں استسقاء کی نماز ہوئی۔ نماز اور دعا میں بہت دیر لگی (اس میں امام یا دعا کے دیر تک مانگنے پر اعتراض نہیں ہے) دیر تک دعا مانگے جانے کی وجہ سے دل گھبرا جاتا ہے۔ دعا کے شروع میں جو خشوع وخضوع ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے موقع پر اس خیال سے کہ اگر دعا چھوڑ کر چلا جاؤں تو لوگ اعتراض کریں گے یا شرعاً کوئی پکڑ نہ ہو جائے دعا میں سب کے ساتھ ہاتھ اٹھائے رہے تو یہ اخلاص کے خلاف تو نہیں ہے۔

تحقیق: اخلاص اختیاری فعل ہے۔ اسی طرح خشوع بھی اختیاری فعل ہے۔ ایسی حالت میں یہ نیت بدل دے کہ اگر لوگ اعتراض کریں گے اور اس نیت سے (لوگوں کے ساتھ) دعا میں شامل رہے کہ جو عمل نفس پر مشکل ہوتا ہے اس (کے کرنے) میں ثواب زیادہ ملتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اسباغ الوضوء علی المکارہ (کہ وضو کو ناگواریوں کے باوجود پورا کرنا) اس سے اخلاص ہو گیا۔

توجہ سے دعا میں مشغول رہے اگرچہ جان بوجھ کر توجہ کرے اس سے خشوع حاصل ہو گیا۔ خشوع کے لئے رونا یا دل لگنا ضروری نہیں ہے۔ اسی خلوص کے لئے اس وسوسے کا ختم ہونا کہ لوگ اعتراض کریں گے ضروری نہیں۔

شکر کی حقیقت

حَال: شریعت میں شکر کی حقیقت کیا ہے۔

تحقیق: جو حالت طبیعت کے موافق ہو۔ چاہے اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو (یعنی اپنے اختیار اور محنت سے حاصل ہوئی ہو یا بغیر اختیار اور محنت کے حاصل ہوئی ہو) اس کو دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھنا، اس پر خوش ہونا، اس کو اپنی قابلیت سے زیادہ سمجھنا، زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔ اور اس نعمت کا اعضاء و جوارح سے گناہوں میں استعمال نہ کرنا شکر ہے۔ (آنکھ ہاتھ پیر کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا اور گناہوں میں استعمال نہ کرنا شکر ہے)۔

شکر کے حاصل ہونے کا طریقہ

حَال: احقر کا مقصد بھی شکر کے حاصل کرنے کا طریقہ پوچھنا تھا۔ امید ہے کہ حضرت سلمہ اس کے حاصل ہونے کا طریقہ اور اس کے حاصل ہونے کے لئے معاون طریقہ ارشاد فرمائیں گے۔

تحقیق: شکر ادا کرنے کے سارے طریقے اختیاری ہیں۔ ان کو مشقت سے بار بار کرنا ہی شکر حاصل ہونے کا طریقہ ہے اور یہی شکر کے حاصل ہونے کا آسان طریقہ ہے۔

زہد (تقویٰ، پرہیزگاری) کے حاصل ہونے کا طریقہ

حال: حضرت والا! زہد کے حاصل ہونے کا علاج اور آسان طریقہ بتایئے۔ شریعت میں اس کی حقیقت کیا ہے یہ بھی بتایئے۔

تحقیق: دنیا کی رغبت کم ہونا اس کی حقیقت ہے۔ اس کے فانی ہونے کا مراقبہ کرنا اور ضرورت سے زیادہ کے حاصل کرنے میں مشغول نہ ہونا اس کے حاصل ہونے کا طریقہ ہے۔ زاہدوں کی صحبت کو اختیار کرنا اور ان کے قصے پڑھنا اس کے حاصل ہونے کا آسان طریقہ ہے۔

صدق (سچائی) اور اخلاص کی حقیقت اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ

حال: صدق اور اخلاص کی شرعی حقیقت کیا ہے۔ اس کے حاصل ہونے کا کون سا طریقہ ہے نیز اس کے حاصل کے لئے کون سی چیز مددگار ہے تحریر فرمایئے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی اطاعت (فرمانبرداری) کا جو کام کرنا ہے اس کو کمال (مکمل پورے طریقے) کے ساتھ کرنا صدق ہے۔ اس طاعت کے کام میں کوئی نافرمانی کا کام (جیسے ریاء وغیرہ) نہ کرنا اخلاص ہے۔ طاعت میں کس چیز سے کمال پیدا ہوتا ہے اس کے جاننے پر صدق موقوف ہے اور طاعت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیسے ہوتی ہے اس کے جاننے پر اخلاص موقوف ہے۔

اس کے بعد آخری چیز صرف نیت اور عمل رہ جاتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اختیاری ہیں۔ ان کو حاصل کرنے کا طریقہ بھی اختیاری ہے۔ اس کے لئے مددگار (عمل کے) وعدہ وعید کا استحضار کرنا اور نیت کا مراقبہ کرنا ہے۔

اس کے بعد ان صاحب کا دوسرا خط آیا جو جواب کے ساتھ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

حال: حضرت سلمہ نے اخلاص وصدق کے بارے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آ گیا۔ مگر اور زیادہ واضح ہونے کے لئے ان حقیقتوں کی مثال سے وضاحت فرمائیں تو زیادہ آسانی ہوگی۔

تحقیق: صدق کی مثال نماز کو اسی طرح پڑھنا جس کو شریعت نے صلوۃ کاملہ (مکمل نماز) کہا ہے یعنی نماز کے تمام ظاہری باطنی آداب کے ساتھ ادا کرنا۔ اسی طرح تمام عبادات میں شریعت نے جو درجہ کمال کا بتایا ہے (ان کو اسی طرح کرنا صدق ہے)۔

اخلاص کی مثال نماز میں ریاء عمل کے دکھلاوے کی نیت نہ کرنا ہے جو کہ نافرمانی ہے۔ کسی دوسرے کی رضا کا چاہنا۔

اخلاص اور خشوع و خضوع میں فرق

حال: یہ بھی بتائیے کہ اخلاص اور خشوع وخضوع میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

تحقیق: اخلاص کا تعلق نیت سے ہے اور خشوع وخضوع کا تعلق اعضاء و جوارح اور دل کے ظاہری و باطنی ممنوعہ حرکتوں سے ساکن رہنے سے ہے۔ خواہ ان ممنوعہ حرکات سے رکنے میں نیت طاعت کے علاوہ کی نہ ہو (جیسے عادۃً یا بلانیت ہی کر لیتے ہوں) اس لئے اخلاص خشوع سے جدا ہوسکتا ہے۔ (یعنی اگر طاعت کی نیت کے علاوہ کوئی عمل کیا خواہ عادۃً یا یونہی عادۃً کرلیا تو یہ اخلاص نہیں ہوگا اخلاص کے لئے ضروری ہے کہ طاعت اور ریاء سے پاک رہنے کی نیت سے کرے مگر خشوع وخضوع اگر طاعت کے علاوہ بغیر نیت یا یونہی بغیر نیت کے بھی کیا تو بھی خشوع خضوع ہوگا)۔

حال: اسی طرح کیا جس طاعت کا ارادہ ہو اس میں اس طاعت کے علاوہ کسی دوسری طاعت کے ارادے سے بھی یہ فعل (طاعت) اخلاص ہوگا یا نہیں ہوگا؟

تحقیق: مثال سے واضح کیا جائے۔

حال: الحمد للہ! حضرت سلمہ کے ارشادات سے بہت سے خلجانات دور ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ کی ذات گرامی اور حضرت کے فیوض کو ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اخلاص اور خشوع کے فرق کے بارے میں حضرت اقدس کا جو ارشاد ہے (اگر چہ ان حرکات میں نیت غیر طاعت کی ہو) اس میں یہ شبہ ہے کہ جب وہ ممنوعہ حرکتیں ہیں تو ان میں طاعت کی نیت ہو ہی نہیں سکے گی اور ہر صورت میں غیر طاعت ہی کی نیت ہوگی۔

تحقیق: یہ ضروری نہیں ہے کہ ان میں غیر طاعت ہی کی نیت ہو کیونکہ ممکن ہے کہ کسی چیز کی بھی نیت نہ ہو کہ بے کار حرکتیں ہوں جو لاپرواہی یا عادت کی وجہ سے ہوتی ہوں خواہ وہ اعضاء و جوارح کی حرکات ہوں یا دل کی ہوں۔

حال: حضرت سلمہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس کے بارے میں کچھ اور وضاحت فرمائیں تاکہ کسی قسم کا کوئی شبہ نہ رہے۔

تحقیق: ابھی عرض کر چکا ہوں۔

حال: کسی طاعت میں غیر طاعت کا ارادہ نہ ہو مگر دوسری طاعت کا ارادہ ہو جیسے نماز کی حالت میں ریاء کا تو

ارادہ نہیں ہے اور نہ ہی اور غیر طاعت کا ارادہ ہے جیسے نماز کی حالت میں جان بوجھ کر کوئی شرعی مسئلہ کا مطالعہ کرے یا کسی نیکی کے سفر کے انتظام کے بارے میں سوچتا رہے۔

تحقیق: یہ مسئلہ ذرا مشکل ہے۔ اس کے بارے میں قواعد کی روشنی میں عرض کرتا ہوں۔ اس وقت میرے سامنے دو حدیثیں ہیں۔ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جس میں صلی رکعتین مقبلا علیھما بقلبه۔ (کہ دو رکعتیں اس طرح پڑھیں دل سے ان میں (اللہ تعالیٰ کی طرف) متوجہ رہے۔) دوسری حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ انی لاجهز جیشی وانا فی الصلاۃ (کہ میں نماز کی حالت میں لشکر کو تیار کر رہا ہوتا تھا)۔

ان دونوں حدیثوں سے اخلاص کے دو درجے معلوم ہوئے۔ طاعت کا ایک کا درجہ یہ ہے کہ اس طاعت کے علاوہ دوسری طاعت کو جان بوجھ کر سوچا بھی نہ ہو۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ دوسری طاعت میں بغیر ارادے کے سوچ ہو جائے۔ ان دونوں (درجوں) میں امر مشترک (جو دونوں میں ایک جیسی بات ہے) یہ ہے کہ اس پہلی طاعت سے دوسری طاعت کا ارادہ نہ کیا جائے۔ (پہلی صورت میں جان بوجھ کر ادا نہ کرنا تھا اور دوسری صورت میں دوسری طاعت کا ارادہ نہ کرنا دونوں ایک جیسی باتیں ہیں) مثال کے طور پر نماز پڑھنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نماز میں یکسوئی سے لشکر کی تیاری کریں گے۔

خلاصہ یہ کہ ان دونوں درجوں میں اخلاص کی حقیقت تو ہے اخلاص کے ہونے میں کوئی شک نہیں ہے ہاں کسی چیز (کی ضرورت) کے پیش آجانے کی وجہ سے ان میں فرق ہو گیا ہے۔ پہلا درجہ زیادہ کامل ہے اور دوسرا درجہ اگر (کسی ضروری) سبب کی وجہ سے ہے تو زیادہ کامل نہیں ہے اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ہے تو وہ بھی زیادہ کامل ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضرورت تھی۔ اس ضرورت (ہونے نہ ہونے) کا معیار اجتہاد ہے۔ لیکن دونوں صورتیں میں اخلاص کے بالکل خلاف نہیں ہے ہاں خشوع کے خلاف ہونا نہ ہونا ایک اندازے پر ہے۔ (جس کا جو پرکھنے کا اندازہ ہوگا اسی کے مطابق نتیجہ ہوگا) میرے ذوق (مزاج اندازے طبیعت) کے مطابق اگر ضرورت کی وجہ سے ہے تو یہ خشوع کے خلاف نہیں ہے اب اس کو مثال کے مطابق کر لیجئے۔

حال: اگر نماز صرف اس غرض سے پڑھے کہ کوئی نماز نہ جاننے والا آدمی میری اس نماز کو دیکھ کر اپنی نماز درست کرے۔ ایسی طاعت کا ارادہ نماز سے اخلاص کو خراب کرنے والا ہے یا نہیں ہے؟

تحقیق: اس میں تو خود نماز سے مقصود غیر نماز ہے اس میں بظاہر اخلاص کے نہ ہونے کا شبہ ہو سکتا ہے۔ مگر میرے ذوق (مزاج وطبیعت) میں اس میں کچھ تفصیل ہے کہ شارع (نبی علیہ الصلاۃ والسلام) کے لئے تو یہ اخلاص

کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ اس (نماز سکھانے کی) صورت میں تبلیغ کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو حکم ہے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ کے لئے فرائض واجبات سنن موکدات میں (سکھانا) احتیاط کے خلاف ہے اور خصوصی طور پر سکھانے کے لئے نفل نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رضا بالقضا کی حقیقت اور اس کے حاصل ہونے کا طریقہ

حال: رضا بالقضا کو حاصل کرنے کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایئے۔ اسی طرح اس کا معیار اور اس کی مقدار بھی تحریر فرمایئے کہ انسان کو کتنا کرنے کا حکم ہے اور شریعت میں رضا بالقضا کس کو کہتے ہیں۔

تحقیق: رضا بالقضا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض نہ کرنا ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ اگر (اللہ تعالیٰ کے مرضی کے خلاف فیصلے پر) تکلیف کا احساس ہی نہیں ہے تو یہ رضا طبعی ہے (دوسرا درجہ یہ ہے کہ) اگر احساس تو ہو (لیکن اعتراض نہ ہو تو) یہ رضا عقلی ہے۔ پہلے درجہ کا بندے کو حکم نہیں ہے دوسرے درجہ کا بندے کو حکم ہے۔

اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو باتیں طبیعت کے خلاف پیش آئیں اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حکمت کو سوچا جائے۔

حال: میرے حضرت! (مجھے جو مالی نقصانات ہوتے ہیں) طبیعت میں ان مالی نقصانات کا بہت ہی صدمہ اور افسوس ہے اگرچہ اس افسوس کا زبان سے کچھ بھی اظہار نہیں ہے مگر (طبیعت) نقصانات پر تیار بھی نہیں ہے۔ مجھے (اپنی یہ) حالت رضا بالقضا کے خلاف لگتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے نقصانات ہی کو بہتر سمجھتے ہیں تو ہمیں اس میں صدمہ کی کیا ضرورت ہے۔ عقلی حالت تو یہ ہے اور یہی سوچ کر سکون آتا ہے لیکن طبعی حالت یہ نہیں ہے۔ طبیعت (ان مالی نقصانات سے) متاثر ضرور ہے لیکن الحمد للہ! عقل متاثر نہیں ہے۔ کبھی تو (ان نقصانات پر طبیعت) بڑی تیار ہو جاتی ہے۔ یہ صدمہ مال کی محبت کی وجہ سے تو نہیں ہے۔ اس بارے میں علاج کے ساتھ تسلی فرمائیں۔

تحقیق: طبعی افسوس ہونا بلکہ مال کی طبعی محبت نہ کوئی بری چیز ہے اور نہ ہی رضا بالقضا کے خلاف ہے۔ رضا کی حقیقت اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کرنا ہے۔ اس لئے آپ کی جو کیفیت ہے۔ وہ عقلی حکم کی ہے اور یہی رضا ہے۔

مستحب (پسندیدہ) توکل کے حاصل کرنے کا طریقہ

حال: حضرت سلمہ توکل کے مستحبات کے بارے کچھ ارشاد فرمائیں تاکہ (توکل کے) فرائض پر عمل کرنا آسان

ہو جائے۔

تحقیق: مستحب توکل کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) فطری طور پر دل کا قوی ہونا (۲) اور واجب حقوق کا ذمہ نہ ہونا ہے۔ یا جن کے حقوق ذمہ ہیں ان کا بھی ایسا ہی (متوکلانہ مزاج کا) ہونا۔ کیا یہ شرطیں موجود ہیں؟

صبر کی حقیقت اور اس کی تفصیل

حال: صبر کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ صبر پر جو ثواب کا وعدہ ہے وہ کس صورت میں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے انتقام لینے یا اپنی تکلیف دور کرنے پر قادر ہے اور انتقام نہ لے اور نہ ہی تکلیف دور کرے اور صبر کرے تو اس پر اجر ملے گا یا قادر نہ ہو پھر صبر کرے تو اس پر بھی ملے گا۔ مثال کے طور پر کسی نے زید کو تھپڑ مارا اور وہ انتقام لینے پر قادر نہیں ہے یا زید کا لڑکا مر گیا اس پر اس سے کہا جاتا ہے کہ صبر کرو یا اس کا مال چوری ہو گیا اس پر کہا جا رہا ہے کہ صبر کرو۔ ان صورتوں میں وہ مجبور ہے اس کے دور کرنے یا انتقام لینے پر قادر نہیں ہے ان صورتوں میں صبر کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ کیا ان صورتوں میں بھی ثواب ملے گا یا نہیں ملے گا۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ نابینا شخص کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے کسی نامحرم عورت کو نہیں دیکھتا ہوں اور ایک بینا بھی یہی الفاظ کہے تو صاف معلوم ہے کہ نابینا کے پاس وہ آلات ہی نہیں ہیں جس سے وہ گناہ کر سکتا ہے تو اس کا یہ کہنا بے کار ہے۔ ہاں بینا شخص ثواب کے قابل ہے کہ وہ نامحرم کو دیکھنے پر قادر ہے لیکن دیکھتا نہیں ہے۔

تحقیق: بے صبری کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ جس طرح تکلیف پہنچائی گئی اسی طرح تکلیف پہنچا کر انتقام لینا ایسا نہ کرنا صبر ہے۔ یہ صورت انتقام پر قادر ہونے کی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے برا بھلا کہنا یا اس کے سامنے یا پیچھے بددعا دینا۔ یہ جو انتقام پر قادر نہ ہو وہ بھی کر سکتا ہے۔ اس کا چھوڑنا بھی صبر ہے۔

تیسری صورت میت کے گھر والے اگرچہ اس تکلیف کو دور کرنے پر قادر نہیں ہیں لیکن (غیر شرعی) رونے دھونے، شکوہ شکایت پر تو قادر ہیں۔ یہ ان کی بے صبری ہے۔ ان کے لئے ایسا نہ کرنا صبر ہے۔

چوتھی صورت کہ جو کسی کام کرنے پر قادر نہ ہو جیسے اندھا کہ دیکھنے پر بالکل قادر نہیں ہے مگر تصور کرنے یا اگر آنکھیں ہوتیں تو دیکھنے کا پکا ارادہ کرنے یا دیکھنے کے لئے آنکھیں ہونے کی تمنا کرنے پر تو قادر ہے۔ یہ تمام کام اس کی بے صبری ہے۔ اس کے لئے ان کاموں کو نہ کرنا صبر ہے۔ (معلوم ہوا کہ) ہر شخص کو اس کے حال کی

مناسبت سے صبر کرنے پر ثواب ملتا ہے۔

یہ ساری تفصیل تو ثواب اور صبر کی ہے۔ ایک ثواب خود تکلیف برداشت کرنے پر بھی ملتا ہے۔ اس کے لئے صبر ضروری نہیں ہے۔ اگر صبر کیا تو دو ثواب ملیں گے۔ ایک صبر کا دوسرا تکلیف کا۔ اگر صبر نہ کیا تو تکلیف کا ثواب ملے گا اور صبر نہ کرنے کا گناہ ہوگا۔ جیسے ایک شخص نماز پڑھے اور روزہ نہ رکھے تو نماز کا ثواب ملے گا روزہ نہ رکھنے کا گناہ ہوگا۔

امید ہے تمام سوالات کے جوابات مل گئے ہوں گے۔

عبدیت کے آثار

حَال: (معلوم نہیں کیوں) بندہ کے لئے دو چار سطریں لکھنا بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ یہ ہے کہ دو چار سطروں کے لکھنے تک بھی بے تکلفی نہیں رہتی ہے اور یہ تکلف کی دلیل ہے۔

حَال: الحمد للہ! معمولات پہلے کی طرح مسلسل ہو رہے ہیں۔ کبھی اگر کچھ کمی ہو جاتی ہے تو اس کی تلافی کی کوشش بھی زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ دل میں ایک (قسم کا) اطمینان اور لذت سی رہتی ہے۔

تحقیق: یہ لذت حقیقت پر نظر رہنے کی وجہ سے ہے۔ کوشش نہ ہونا عبدیت اور تمام امور اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے کی حالت کا اثر ہے۔ مگر کبھی کبھی اس میں نفس کے خرابی کی طرف دھوکہ دینے کا احتمال بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے جتنا ہو سکے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو تلافی کر لینا درست ہے۔ یہ اصل دھوکہ میں مبتلا ہونے کا علاج ہے۔

حَال: ایک خاص بات جس پر روزانہ طبیعت مرکوز (جمتی) چلی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ آج کل کسی جھگڑے میں خواہ دینی ہو دنیاوی یا اپنی ذات ہی کا ہو یا کسی دوسرے کا ہو دخل دینے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ ہر وقت عليك بخاصة نفسك (تم صرف اپنی اصلاح کی فکر کرو) کا ایک نشہ سا رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ آج کل بخل کے پیچھے چلا جا رہا ہے اور خواہشات کی پیروی کی جا رہی ہے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے اور دنیا کو ترجیح دیئے جانے کی گھٹا چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ (ان حالات میں) اس وقت جی یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح ایمان سلامت لے جائیں۔ کاش پہاڑوں میں بکریاں چرانے کا مشغلہ ہی ہاتھ آجائے یا زمین کے پیٹ میں جگہ مل جائے۔ بار بار ليتني شجرة تعضد (کہ کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا) کا خیال آتا ہے۔ یہ تمنا ہوتی ہے کہ کوئی مجھے نہ جانے اور نہ ہی میں کسی کو جانوں اور اسی طرح جان جان آفریں (جان ڈالنے والے یعنی اللہ تعالیٰ) کے حوالے کر دوں مگر کیا کروں ہم بے کار لوگوں کو جھگڑوں

سے پوری طرح رہائی نہیں ملتی ہے۔

تحقیق: یہ خاص مزاج اس ناکارہ کا بھی ہے اگرچہ اب تک (اپنی) کم ہمتی سے حاصل نہیں ہوا، اب اس کے حاصل ہونے کے کچھ اسباب نظر آتے ہیں اللہ کرے اس میں کوئی خرابی نہ ہو۔

حال: (میری حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ) جس حالت میں رکھیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

تحقیق: یہ (حالت) تفویض (اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے) کا قصہ ہے۔ یہ (گذشتہ میں جو رغبت ذکر کی تھی) اس رغبت سے بھی افضل ہے اگرچہ کمزوروں کے لئے دوسری حالت زیادہ مفید ہے۔

عقلی محبت کی عشق پر فضیلت کی تحقیق

حال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ (کتاب) صراط مستقیم (مولفہ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ) میں مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایمانی یا عقلی محبت کو عشق پر بہت ترجیح دی ہے۔ طریق عشق کو ایک حد تک برا لکھا ہے حالانکہ بڑے بڑے صوفیائے کرام (جیسے) مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا جامی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے عشق کی مدح سرائی (تعریف) کی ہے۔ اس بارے میں حضرت کی جو تحقیقی رائے ہو اس سے تفصیلاً مطلع فرمائیں۔

تحقیق: پہلے چند باتیں سمجھ لیں۔

❶ فضیلت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک چیز کی ذات کے اعتبار سے دوسری چیز کی کسی خاص حالت کے اعتبار سے۔ پہلی کو فضیلت ذاتی اور دوسری فضیلت اضافی کہنا مناسب ہے۔

❷ دونوں فضیلتیں ولایت کے کمالات میں سے ہیں جو نبوت کے کمالات سے حاصل ہوتے ہیں۔ (یعنی ولایت کے کمالات نبوت کے کمالات سے حاصل ہوتے ہیں) اس لئے ولایت کا جو کمال نبوت کے کمال سے مشابہ ہوگا وہ دوسرے کمال سے جو نبوت کے کمال کی مشابہت میں کم ہے افضل ہوگا۔

❸ عشق محبت کا ایک خاص درجہ ہے جس میں تیزی اور شدت ہوتی ہے۔

ان تمام باتوں کو جاننے کے بعد اب سمجھئے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں جو محبت الٰہی کی صفت ہوتی ہے اس میں نفسانی تیزی و شدت نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے یقینی طور پر محبت کی یہی قسم اپنی ذات کے اعتبار سے افضل ہوگی۔ (یعنی اصل محبت اپنی ذات کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام کی محبت ہی ہے لیکن) اگر کسی خاص استعداد و صلاحیت کی وجہ سے باطن کی تربیت کے لئے محبت کی دوسری قسم زیادہ مفید ہوسکتی ہے (اس کی مثال

یوں سمجھئے کہ) گوشت تمام غذاؤں میں سب سے بہتر افضل غذا ہے لیکن کسی خاص طبیعت کے اعتبار سے جو کا حریرہ، شوربہ زیادہ مفید بتایا جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ مولانا شہید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ذاتی فضیلت کے اعتبار سے محبت ایمانی کو ترجیح دے رہے ہیں (جو محبت میں اصل ہے) اور مغلوبیت کے بعض آثار کی وجہ سے نفسانی محبت کو نقصان دہ بتا رہے ہیں۔

دوسرے حضرات صوفیہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اضافی فضیلت کے اعتبار سے عشق (جو کہ محبت کا دوسرا درجہ ہے) کی مدح سرائی کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اہل حال کے کلام میں عشق کے ایسے مضامین آئے ہیں یا ان حضرات صوفیہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی عشق سے مراد کمال محبت ہے جو محبت ایمانی کو شامل ہے۔ (اب دونوں باتیں شاہ صاحب) اور صوفیہ کی ایک ہوگئیں کہ شاہ صاحب نے اس کمال محبت کو ذاتی محبت فرمایا اور صوفیا نے اسی کو عشق کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

(اسی طرح مولانا کی مذمت سے) اس شخص کو برا کہنا مراد ہے جس میں محبت کا یہ کمال موجود نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه" کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک کمال ایمان والا نہیں ہوسکتا کہ جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کے بچے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

صوفیاء رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے کلام کی ان دو وجہوں کے بیان سے مولانا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور صوفیاء رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے کلام میں اختلاف ختم ہوگیا۔ واللہ اعلم۔

تیسرا باب

برے اخلاق کے بیان میں

گناہوں سے بچنے کا علاج ہمت اور استغفار ہے

حال: یہ خیال آتا ہے کہ اس زندگی سے تو موت ہی بہتر ہے۔ آئندہ گناہوں سے چھٹکارا ملے گا۔ اس (گناہوں سے چھٹکارا ملنے) کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں منتظر ہوں کہ کیا کروں۔ اس کا علاج تحریر فرمایئے۔

تحقیق: پہلے (تو آپ) ہمت کریں اور جو (عمل میں) کمی کوتاہی ہو جائے اس پر استغفار کریں۔

زبان درازی (بہت بولنے گالیاں دینے، بدزبانی کرنے) کا علاج

حال: مجھ میں زبان درازی کا عیب بہت ہے۔ اکثر خود بخود بےکار باتیں کرتا ہوں۔

تحقیق: (تین کام کیجئے) ① ہمت کیجئے (کہ ہمت کر کے بدکلامی سے بچئے) ② (اگر پھر بھی ہو جائے تو) ہو جانے کے بعد استغفار کیجئے ③ لوگوں سے میل جول کم کر دیجئے۔

غیبت اور بےکار بات کے کرنے سے بچنے کا طریقہ

حال: جب کسی کے پاس بیٹھنے سے غیبت یا دوسری بےکار باتوں میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو کیا (ایسے وقت) آنے جانے والوں کو جلدی رخصت کر دینا اور تنہائی میں رہنا مناسب ہے؟

تحقیق: ان لوگوں کو رخصت کرنے کے بجائے خود اٹھ جانا زیادہ بہتر ہے۔ رخصت کرنے میں دل شکنی ہوتی ہے (یعنی لوگوں کا دل ٹوٹتا ہے)

کم ہمتی کا علاج ہمت ہے

حال: حضور والا کا خط مبارک پہنچا عزت و امتیاز عطا ہوا۔ غفلت کی واضح کیفیت نہ لکھنے پر حضور سے معافی مانگتا ہوں۔ اس عاجز کا مطلب یہ ہے کہ ذکر میں کچھ کمی ضرور معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اس (یعنی ذکر کی کمی) کا علاج تو اختیاری چیز ہے۔ ہمت کر کے ذکر کو ہمیشہ کیجئے۔ م ہمتی کا علاج ہمت کے علاوہ اور کیا بتاؤں۔

حال: خاکسار اپنا کچھ حال عرض کرتا ہے براہ کرم اس کو توجہ سے سن لیجئے۔ میں کوئی غرض یا دنیاوی مطلب پیش نہیں کر رہا ہوں، صرف ایک علاج کی تمنا ہے۔ مرض یہ ہے کہ میرے دل کی کیفیت ایک حالت پر نہیں رہتی ہے۔ بہت کوشش کرتا ہوں کہ میں خدا کا نیک اور فرمانبردار بندہ بن کر عمر گزاروں مگر کوئی کوشش بھی کامیاب نہیں ہوتی ہے (میری دونوں حالتیں درج ذیل ہیں)۔

(ایک حالت تو یہ ہے کہ) میں خود بخود پانچوں نمازیں بہت ہی پابندی کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ بہت ہی خشوع خضوع اور عاجزی وانکساری کے ساتھ لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہوں۔ استغفار، درود شریف اور قرآن شریف کی تلاوت کثرت سے کرتا ہوں۔ نفس امارہ کو بھی بہت برا بھلا کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی مراقبہ قلب میں کرتا ہوں۔ گناہوں سے اکثر نفرت ہونے لگتی ہے۔ دل میں (ایک) نور سرور پیدا ہوتا ہے۔

مگر دو تین مہینہ تک یہ حالت رہنے کے بعد معاملہ بالکل الٹ ہو جاتا ہے۔ نہ وہ نماز، نہ تلاوت اور نہ ہی ذکر بلکہ اس کی جگہ برے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ گناہوں کا ذوق وشوق بلکہ عورتوں سے تعلق رکھنے کو بہت جی چاہتا ہے۔ طبیعت کے چاہنے کے مطابق تعلقات پیدا بھی ہو جاتے ہیں۔ دل ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ روزانہ ایک نئی حسین عورت بغل میں ہو۔ غرض ان فاسد خیالات کا اتنا زور ہوتا ہے کہ تمام دن رات ان ہی میں کھویا اور ڈوبا رہتا ہوں۔ نیند بھی نہیں آتی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ خیال بھی رہتا ہے اور دل بھی (اس بات سے) ڈرتا رہتا ہوں کہ تو ان گناہوں کے عذاب میں ضرور مبتلا ہوگا۔ چنانچہ جب بھی کوئی مصیبت، فکر یا رنج پیش آتا ہے تو فوراً عذاب الٰہی کا خیال آتا ہے۔ پھر بے غیرت دل شرمندہ ہوتا ہے اور آستانۂ الٰہی کی طرف جا کر دوبارہ سے وہی نماز، استغفار، درود اور ذکر سب کچھ کرتا ہے۔ (میں) دوبارہ نیک لوگوں کی طرح ہو جاتا ہوں۔

میری عمر اس وقت ۳۲ سال کی ہے یہ قبض اور بسط کی حالت زندگی کا کچھ ایسا یقینی حصہ بنی ہوئی ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں آتا ہے۔ قبض و بسط کی حالت رتقریبا سب ہی کو پیش آتی ہے مگر ایسا قبض نہیں ہوتا کہ نور نظر کو بالکل ہی قبض کر لے۔

حضور! اللہ تعالیٰ کے لئے (میرے) اس مہلک مرض کا علاج فرمائیے۔ اس نے میری زندگی کو بالکل خراب کر دیا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قابل کیا ہے کہ مجھ جیسے گمراہ کو ہدایت کا راستہ بتائیں۔ ایسی کوئی تدبیر

بتائیے جس پر میں عمل کروں تو یہ گند مجھ سے دور ہو جائے۔

میری جو بھی حالت تھی وہ عرض کر دی۔ بہت بزرگوں سے ملا ہوں مگر بیعت کسی سے نہیں ہوا۔ آپ اگر (اپنی) قوت قدسیہ کا مجھ پر اثر ڈالیں اور کچھ توجہ فرمائیں تو میری حالت درست ہو سکتی ہے۔ بہت ہی امید ہے کہ آپ سے فیض ضرور حاصل ہوگا۔

تحقیق: آپ کی حالت کوئی عجیب نہیں ہے۔ ایسا بہت لوگوں کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ کم ہمتی اس کا سبب اور قوت اور ہمت اس کا علاج ہے۔ اس قوت اور ہمت کی مدد کے لئے دو تدبیریں ہیں۔ پہلے درجہ کی تدبیر تو یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو کسی اہل اللہ کی خدمت میں چند دن حاضر رہ کر ہر طرح اس کی پیروی کریں۔ اگر اتنی مہلت نہ ملے تو دوسرے درجہ کی تدبیر یہ ہے کہ روزانہ پابندی سے کیمیائے سعادت کا غور سے مطالعہ کیجئے۔ کبھی کبھی حالات سے مطلع کرتے رہئے۔ باقی قوت قدسیہ نہ میرے اندر ہے اور نہ ہی مجھے اس کا اثر ڈالنا آتا ہے۔ میں تو صرف ایک طالب علم آدمی ہوں۔

بدنظری کا علاج

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ اپنی دو بیویوں کے علاوہ (دوسری) اجنبیہ عورتوں کا خیال بھی دل میں آتا ہے۔ جب کسی اجنبیہ عورت پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس کا خیال بھی دل میں آتا ہے اور اس کے دیکھنے کا بھی دل چاہتا ہے خوبصورت ہو یا نہ ہو۔

تحقیق: بلاشبہ یہ ایک مرض ہے۔ (اور) اس کا علاج مجاہدہ ہے یعنی زور کے ساتھ نفس کی مخالفت کرنا اور خطا ہو جانے پر کوئی جرمانہ مقرر کرنا ہے۔ مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں پڑھوں گا۔ اس سے ان شاء اللہ اصلاح ہو جائے گی۔

حال: تیسری عرض یہ ہے کہ جب مثنوی پڑھتا ہوں تو دل کچھ اچھا ہو جاتا ہے اس لئے کئی دن تک پڑھتا ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ دفتر اول ختم ہو، دفتر دوم شروع کیا۔ کچھ شعر سمجھ میں آئے ہیں اور اکثر نہیں آئے ہیں۔ دل حدیث تفسیر اور فقہ سے بھی زیادہ مثنوی دیکھنے کا جی چاہتا ہے سمجھ میں آئے یا نہیں۔ چاہتا ہوں صرف متن ہی پڑھتا رہوں۔

تحقیق: (متن ہی پڑھتے رہیں) کوئی حرج نہیں ہے لیکن اپنی طرف سے کوئی معنی نہ نکالیں۔

سوال: پرسوں احقر نیند سے جاگا تو زبان پر یہ اسم پاک جاری تھا "اللّٰه جمیل وهو الجمال" اس کی تفصیل اور تعبیر بیان فرمائیں (پھر ذکر و شغل کے کچھ لکھنے کے بعد اخیر میں لکھا ہے) چونکہ دوکان پر زیادہ بیٹھنا

ہوتا ہے۔ اکثر ہر قسم کی عورتیں نظر کے سامنے سے گزرتی ہیں۔ پہلی بار نظر پڑنے سے سکون نہیں ملتا ہے دوبارہ دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ جان بوجھ کر نظر نیچی کر لیتا ہوں۔ اس کا علاج اور اپنی حالت کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

جواب: (یہ نیند سے جاگنے پر زبان پر اس اسم مبارک کا آنا) اس مرض کا جواب ہے جو آپ نے آخر میں لکھا ہے۔ (یعنی) یہ بات بتائی گئی ہے کہ جب کسی جمیل (خوبصورت) کی طرف میلان ہو تو اس وقت یہ اس حدیث کے مضمون کا تصور اور مراقبہ کرنا چاہئے کہ اصل جمیل تو اللہ تعالیٰ ہے اس لئے دوسرے کی طرف نظر نہیں کرنا چاہئے۔ حدیث میں دوسرا جملہ یحب الجمال ہے وھو الجمال کا (زبان پر) جاری ہونا قوت خیالیہ کی غلطی ہے۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ جمال معنوی (باطنی خوبصورتی) کو محبوب رکھتا ہے اور جمال معنوی گناہوں سے ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے گناہوں سے بچنا چاہئے۔ اس مراقبہ سے نفس کی (دوبارہ دیکھنے یا دیکھنے) کی چاہت ختم ہو جائے گی۔

حال: راستہ وغیرہ میں کہیں بدنگاہی کا موقع مل جاتا ہے تو اپنے دل سے یہ کہتا ہوں: ''اگر تو خود کو بدنگاہی سے بچالے تو تیرے لئے یہی بہت بڑی کرامت ہے بلکہ لاکھوں کرامتیں اس پر قربان کر دی جائیں تو اس لائق عوارف کا یہ قول بھی یاد آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت طلب کرتے ہیں اور ہم کرامت کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت آسانی سے نظر کی حفاظت کر لیتا ہوں۔ ان خیالات کے بارے میں بتا دیں کہ صحیح ہیں یا نہیں۔

تحقیق: بالکل صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم وفہم میں زیادہ برکت عطا فرمائیں۔

حال: یہ ناکارہ حضرت کی برکت اور توجہ سے اگرچہ معمولی کام میں مشغول رہتا ہے۔ مگر اس ملک میں کفار کے ساتھ ہمیشہ رہنے اور ملازمت کی وجہ سے جو کام ذمہ ہیں ان کے مکروہات کی وجہ سے اپنی حالت پر جتنا بھی غور کرتا ہوں صرف ظلمت ہی ظلمت نظر آتی ہے۔ (نماز، نفل ذکر وغیرہ کی) اصل (کیفیت) تو کہاں (حاصل ہے) صرف نماز، نوافل اور ذکر کی نقل ہی تھوڑی دیر کر لیتا ہوں (لیکن) ان مکروہات اور گناہوں میں مبتلا رہ کر عمر گذر رہی ہے۔ ایسی حالت کیا خاک نفع ہو سکتا ہے۔ یہ قصہ کیونکہ بار بار عرض کر چکا ہوں اس لئے بار بار کان کھانے کو نامناسب سمجھ کر مختصر طور پر ذکر کرنے کے بعد دعا کی امید کرتا ہوں۔

گذشتہ شب کا ایک خواب عرض کرتا ہوں پورا واقعہ تو یاد نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ حضور سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما ہیں اور حضرت خاتون (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینہ مبارک سے کچھ کپڑا ہٹا کر فرما رہے ہیں: ادھر کا (یعنی دائیں طرف کا سینہ) ان کا ہے (اس کا اشارہ امامین حضرت حسن و حسین کی طرف معلوم ہوا ہے اگرچہ ان حضرات کا وہاں تشریف فرما ہونا یاد نہیں ہے) اور ادھر (یعنی بائیں جانب کا سینہ) ان کا ہے (یہ اشارہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے)۔ ان حضرات کا حلیہ مبارک نہ تو اچھی طرح دیکھنا نصیب ہوا اور نہ ہی یاد ہے۔ اس کے فوراً بعد آنکھ کھل گئی۔ اب تک حیرت ہو رہی ہے کہ مجھ جیسا تباہ حال اور سیاہ کار (کہاں) اور (عظیم) دولت (کہاں)۔ اگر یہ بات معلوم نہ ہوتی کہ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں شیطان نہیں آسکتا ہے تو مجھ ناکارہ کو اپنا یہ خواب صرف خیال اور وہم لگتا۔ مگر الحمد للہ! اس کا کامل یقین ہے اس لئے کبھی اس دولت کے نصیب ہونے پر خوشی ہوتی ہے اور کبھی اپنی بداعمالیوں پر بہت افسوس ہوتا ہے۔

(میری) نماز کی حالت یہ ہے کہ دنیا بھر کے خیالات خصوصاً جاگیر کے معاملات جو لوگوں یا جاگیر کے بارے میں ہوتے ہیں جن میں دن بھر مشغول و مصروف رہتا ہوں۔ نماز کو خاص طور پر خراب کرتے ہیں۔ یہی حال تہجد کے نوافل اور ذکر کا ہے۔ اپنی اس حالت سے بہت ہی تنگ ہوں اور خود بخود جی چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھا اپنی بداعمالیوں پر افسوس کرتا ہوں۔

ایک کافی عرصے سے بدنظری کے مرض میں مبتلا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بدنظری میں لذت کا آنا اسی (زنا کی) آفت کی ابتدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضور کی برکت سے اب اس مرض میں پہلے کے مقابلے میں بہت کمی آگئی ہے۔ پہلے (تو حالت یہ تھی کہ) ہر عورت حتیٰ کہ چوپائے اور دوسرے جانوروں کے مخصوص مقامات پر نظر ڈالنے کو بار بار جی چاہتا تھا جس سے مجبور ہو کر بار بار نظر ڈالتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑتی ہوئی نظر کو کوئی روکتا ہے اور نظر فوراً نیچی کر لیتا ہوں۔ مگر اپنی بیوی اور صحبت کی ہیئت (و صورت) کا خیال اکثر نظر کے سامنے رہتا ہے۔ یہ خیال کیونکہ حلال اور منکوحہ کا ہے اس سے بچنے کی زیادہ کوشش نہیں کرتا ہوں۔ معلوم نہیں یہ نہ بچنا مناسب ہے یا نہیں ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس مشغولیت کے بجائے ذکر اور اللہ تعالیٰ کی یاد کی مشغولیت نصیب ہو۔

تحقیق: عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے پرچہ کا ایک ایک حرف پڑھا (اب) جواب عرض کرتا ہوں۔ موجودہ حالت میں روزگار چھوڑنے سے اس سے زیادہ ظلمت کا خوف ہے جو معاشی پریشانی کی وجہ سے

پیش آتا ہے۔ جتنا (عمل وغیرہ) ہوسکے کرتے جائیے اور جو کچھ کمی کوتاہی ہو جائے اس پر استغفار کیجئے۔

خواب بہت ہی مبارک ہے۔ کیا بداعمالیوں کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہوسکتی ہے۔

اسی طرح خیالات سے کس کی نماز پاک ہوسکتی ہے۔ جتنا ہوسکے دل کو حاضر رکھنا چاہئے اور جو کمی کوتاہی ہو جائے اس پر استغفار کرنا چاہئے۔

بدنظری کا علاج ہمت کرنا ہے اس کے علاوہ اس پر عذاب کے استحضار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ باقی منکوحہ کا خیال گناہ تو نہیں ہے لیکن حد سے زیادہ ایسا ہے جیسا بہت سارا گھی کھا لینے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔

حال: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! حضرت اقدس کی برکت سے بری صفات جیسے بغض، حسد، غیبت اور لالچ وغیرہ سے بالکل دوری ہے لیکن مال کی محبت ابھی تک پہلے کی طرح ہے۔ اسی طرح بدنظری کا مرض بھی جڑ سے نہیں اکھڑا ہے۔ ان دونوں مرضوں کے دور ہونے کے لئے دعا اور دوا کا طالب ہوں۔

تحقیق: نظر فعل اختیاری ہے ہمت کیجیے۔ مال کی محبت کا کیا مطلب ہے؟ کیا مال کی طرف میلان ہے یا مال حقوق واجبہ کے ادا کرنے میں رکاوٹ ہے۔

حال: یہ روسیاہ (کالے چہرے والا) بہت دنوں سے اس مرض میں مبتلا ہے کہ اچھی اور حسین کو دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ پہلے یہ مرض روزانہ بڑھ رہا تھا مگر اب حضور کی محبت کی برکت سے اس میں بہت کمی آ گئی ہے۔ ایسے مواقع میں اب نگاہ کی حفاظت کر لیتا ہوں۔ کبھی کبھی نفس غالب آ جاتا ہے مگر فوراً ہی خبردار ہو جاتا ہے اور توبہ و استغفار کر لیتا ہے۔

اصل مرض (ایک اور) یہ ہے کہ اکثر دل میں یہ خیال آتا ہے کہ مجھے حسین عورتیں دیکھیں۔ نفس کی خواہش ہوتی ہے کہ میں اس راستے پر چلوں جس میں عورتیں مجھے دیکھیں۔ اکثر اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے جاتا ہوں۔ مگر سرکش نفس دوبارہ غالب آ جاتا ہے اور اسی راستے پر لے جانا چاہتا ہے۔

تحقیق: (جو فعل اختیاری ہو اس) فعل اختیاری کا علاج ہمت اور ارادے کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے (کہ خوب ہمت اور ارادہ کر کے وہ کام نہ کیا جائے) ہاں اس ہمت کو مضبوط کرنے اور قوت دینے کے لئے اپنے اوپر کوئی جرمانہ مقرر کر لینا مناسب ہے (مثال کے طور پر جرمانہ یہ ہو کہ) جب بھی ایسی غلطی ہو جائے سو رکعت نفل پڑھنا چاہئے۔

حال: اکثر دل چاہتا ہے کہ کپڑے خوب صاف ہوں اور ہر وقت صاف ستھرا رہوں۔ جب نیا کپڑا بدلوں تو

لوگ خصوصاً عورتیں میری طرف دیکھیں۔

تحقیق: اس کا علاج یہ ہے کہ جان بوجھ کر کپڑے ہلکے درجے کے کپڑے پہنے جائیں۔

حال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے سے برا کوئی نہیں لگتا ہے اور کبھی نفس خود کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے لیکن الحمدللہ! فوراً خبردار ہو جاتا ہے اور اپنے گناہوں کو خیال کر لیتا ہے۔ پھر وہ خیال ختم ہو جاتا ہے کبھی اس کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی ہے۔ اپنے امراض کو کہاں تک لکھوں بس حضرت کی برکت والی ذات ہی سے امید ہے کہ کشتی کو پار لگائیں گے ورنہ نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔

تحقیق: جب تم میرے پاس ہی نہیں ہو (تو) اگر میرے اندر کچھ اثر بھی ہو تو وہ اثر بھی (پاس نہ ہونے کی وجہ سے تم تک) نہیں پہنچ سکتا ہے۔ (یعنی میرے پاس رہنا ان سب کا علاج ہے جب تم میرے پاس ہی نہیں ہو تو تمہیں کیسے فائدہ ہوگا)۔

حال: اصل مرض میں بہت کمی ہے اتفاقیہ کبھی کسی نامحرم کی طرف آنکھ اٹھ جاتی ہے۔ اس کے کفارے کے لئے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت پڑھنے کا معمول بنالیا ہے کیونکہ دوسرے اوقات میں فرصت نہیں ملتی ہے۔

تحقیق: اس (مغرب کے بعد چھ رکعت مقرر کر لینے) سے فائدہ کم ہوگا۔ جرمانے کی نفلیں اس ہمیشہ کے معمول کے علاوہ ہونی چاہئیں ورنہ ہمیشہ کے معمول سے زجر، تنبیہ (ڈانٹ ڈپٹ) نہیں ہوتا ہے کیونکہ نفس کہتا ہے یہ تو ہر حال میں پڑھنا ہی ہیں خواہ بدنظری ہو یا نہ ہو تو (اس کی وجہ سے) بدنظری کیا چھوڑوں اور یہ بھی کہے گا کہ اس سے تو کفارہ ہو ہی جاتا ہے پھر پرہیز کیوں کروں۔ مستقل (علیحدہ سے) پڑھنے سے کیونکہ یہ پڑھنا نفس پر بھاری ہوگا اس لئے وہ اس بھاری ہونے کی وجہ سے بدنظری چھوڑے گا۔

حال: بدنظری کے بارے میں تو شاید اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے۔

لختے برد از دل گزرد ہر کہ زپیشم   من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم

ترجمہ: "جو بھی میرے سامنے سے گزرتا ہے میرے دل کا ٹکڑا لے جاتا ہے ــــ میں اپنے زخمی دل کے ٹکڑے بیچنے والا ہوں۔" (یعنی ہر آ جانے کو دیکھنے کا جی چاہتا ہے اور دل ہر ایک پر عاشق ہو جاتا ہے۔)

اس کے بارے میں اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ جب کسی پر نظر پڑی تو فوراً اس جگہ سے نگاہ ہٹا کر تیزی سے

اس جگہ سے چلا گیا اور توبہ واستغفار کر لی۔ مگر پھر بھی نفس کی چاہت ایسی ہوئی ہے کہ اللہ کی پناہ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ دیکھنے کے بعد بھی دو چار سیکنڈ اس کو دیکھتا رہتا ہوں پھر جب خیال آتا ہے فوراً نظر ہٹا کر توبہ کرتا ہوں۔ لیکن یہ جو دو چار سیکنڈ دیکھ لیتا ہوں اس کا کیا کروں؟ اس سے بہت پریشان ہو جاتا ہوں یہ معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کر لی ہے مگر دل صاف نہیں ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل میں ابھی اس کا ملال ورنج باقی ہے۔ اور زیادہ دل پریشان ہوتا ہے۔

تحقیق: استغفار سے دل اتنی جلدی صاف نہیں ہوتا ہے۔ آئندہ جب ایسے موقع پر چند بار نفس کو روکنے سے اس کے نور سے دل میں پوری صفائی ہوتی ہے۔ اس کے لئے ہمت قوی چاہئے۔

حال: ایک اور بات یہ ہے کہ وسوسے بہت آتے ہیں۔ وسوسے اگر وسوسے ہی رہیں تو نقصان دہ نہیں ہوتے ہیں لیکن ان کا سلسلہ چلتا رہتا ہے (کہ ایک کے بعد دوسرا، پھر تیسرا) جس کی وجہ سے خراب خیالات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس لئے یہ وسوسے ہی نہیں رہتے ہیں۔ ہاں جب خیال آیا کہ ارے ..... یہ کیا کر رہا ہے کہ ان وسوسوں کو آگے بڑھا رہا ہے یہ تو گناہ ہے تو رک جاتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ مشکل تو یہ ہے کہ یہ خیال ہی کم آتا ہے اس لئے وہ وسوسے یقینی طور پر گناہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے حضرت سے ان وسوسوں کے بارے میں دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ (حضرت دعائیں کہ) اللہ تعالیٰ مجھے ان وسوسوں سے نجات عطا فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ آپ (ان وسوسوں کے دور کرنے کے لئے) جو تدبیریں کر رہے ہیں وہ کافی ہیں۔ بار بار کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خیال جلدی جلدی آنے لگے گا پھر یہی حال بن جائے گا۔

حال: (حضرت! عرض یہ ہے کہ) میری حالت (دینی اعتبار سے) خراب ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضور کے تشریف لانے سے حالت دوبارہ اچھی ہوگئی۔ حضور کے مواعظ اکثر مطالعے میں رہتے ہیں۔ ان سے بہت فائدہ ہو رہا ہے۔ مجھ میں دو عیب بڑے قوی ہیں۔ ایک ریا دوسرے بدنظری کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے لیکن اس کے لئے کوشش نہیں کرتا ہوں بلکہ اس کے نہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر اچانک بدنظری کا موقع آجاتا ہے تو بدنظری کرکے گناہگار ہو جاتا ہوں۔

اگر عیوب چھپاتا رہوں تو اصلاح کیسے ہوگی۔ حضور کی توجہ کی ضرورت ہے۔ میرے لئے جو بھی حکم ہو اس پر عمل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مدد کرنے والے ہیں۔

تحقیق: ہمت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ بدنظری (سے بچنے) کی اصل بھی یہی ہے۔ جس وقت ایسا

موقع آئے تو یہ خیال کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت بھی دیکھ رہے ہیں، اگر ہمارا پیر اس حرکت کو دیکھتا تو (ایسا کرنے کو) ہماری کبھی جرات (وہمت) نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے دیکھتے ہوئے جرات کرنا غضب کی بات ہے پھر اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے بارے میں پوچھیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے سزا کا حکم دیا تو کیا بنے گا۔ بار بار اس خیال کو کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔ ریاء کے بارے میں کبھی زبانی عرض کروں گا۔

حَالؒ: (آپ کا) الطاف نامہ (خط مبارک) ملے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا۔ اب تک اپنی بدحالی نے (آپ کے سامنے) اپنا حال پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔ (میری) غفلت وکم ہمتی پہلے ہی کی طرح ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ تباہ کر رہی ہے۔ اس (حالت) پر بدنظری (کی عادت) مزید ظلم ڈھا رہی ہے۔ بہت تدبیریں کرتا ہوں لیکن اب تک تو پہلے کی طرح ہوں۔ ؎

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم   باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

تَرجَمَہ: ''ہر رات کہتا ہوں کل یہ کام چھوڑ دوں گا پھر جب کل آتا ہے تو کہتا ہوں کل چھوڑ دوں گا۔''

(یعنی ہر مرتبہ آئندہ نہ کرنے کا ارداہ کرتا ہوں مگر ہر بار آئندہ ہی کرتا رہتا ہوں۔

کل آپ کہہ رہے ہیں کل کا کیا اعتبار   وعدے ہزار آپ کے کل کل پہ ٹل گئے)

اللہ تعالیٰ کے لئے خیر کی دعا اور علاج فرما کر مدد فرمائیے۔

تَحقِیق: کیا خاک تدبیریں کر رہے ہیں۔ اس کی تدبیر صرف ہمت ہے جو اختیاری چیز ہے وہی نہیں ہوسکتی تو برائے مہربانی میرے پاس خط نہ بھیجا جائے۔ مجھ سے یہ تکلیف نہیں اٹھائی جاتی ہے۔

حَالؒ: (حضرت!) بدنظری کے نقصان سے بچنے کے لئے یہ کمترین اکثر وقت گاؤں سے باہر رہتا ہوں ظہر و عصر کی نمازیں جماعت سے نہیں مل سکتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پانی بھرنے کا تالاب مسجد کے بالکل سامنے اور قریب ہے۔ ان ہی اوقات میں غیر محرموں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اس لئے احتیاطا مسجد نہیں جاتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ قبلہ!

تَحقِیق: وہاں جماعت موکد ہی نہیں ہے۔

حَالؒ: احقر کا حال یہ ہے کہ عرصے سے حضرت کی خدمت میں آنے کا ارادہ کر رہا تھا جب بھی آنے کا ارادہ کرتا کچھ ایسے حالات پیش آتے کہ حاضری نہ ہوتی تھی۔ احقر نے اس بات کو اپنے پچھلے خط میں بھی لکھا تھا۔

اب بھی جس دن سے آنے کے لئے گھر سے چلا ہوں بہت زیادہ رکاوٹیں پیش آئیں مگر جو حالت پیش آئی (جو نیچے ذکر کرتا ہوں) اس کی وجہ سے مجبور ہو کر چل پڑا ہوں۔

وہ حالت (جو پیش آئی) یہ ہے کہ کئی دنوں سے طبیعت کو مار مار کر اوراد کی طرف راغب کیا تھا۔ ایک دن گھر میں کچھ مقدمہ کے کاغذات تلاش کر رہا تھا۔ میرے گھر والے دوسرے گھر میں تھے۔ اچانک ایک پڑوسی لڑکی جو قریبی رشتہ میں بہن ہوتی ہے میرے پاس آئی اور کہا: میرے شوہر کو خط لکھ دو (اس وقت میری والدہ صاحبہ بھی میرے پاس تھیں) میرے دل میں فوراً ہی یہ خیال آیا کہ تم اس کو خط لکھنے سے انکار کر دو اور کہہ دو کہ مجھے فرصت نہیں ہے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ تمہاری والدہ موجود ہیں مگر کیونکہ ان کو کم نظر آتا ہے اور نفس کا کچھ اعتبار نہیں ہے کہ دھوکہ دے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ ایسا بھی کیا دھوکہ ہوگا لاؤ لکھ دو۔

مجھے مدت سے یہ خیال تھا کہ میں اپنے نفس پر زیادہ قدرت رکھتا ہوں کہ اگر کوئی غیر محرم میرے ساتھ سو بھی جائے تو بھی اس کے بارے میں کسی قسم کا وسوسہ بھی نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس کا خط لکھنے بیٹھ گیا۔ خط لکھنے کے درمیان یہ خیال بہت ہی پکا دل میں آیا کہ لاؤ اس کو آزماؤ کہ یہ لڑکی بدمعاش ہے یا لوگ ویسے ہی بدنام کرتے ہیں مگر پھر یہ خیال آیا کہ یہ شرعاً جائز بھی ہے یا نہیں مگر عقل پر ایسا پردہ پڑا کہ تمہاری نیت شہوت کی تو ہے نہیں اس سے بوسہ مانگ کر دیکھو اگر یہ اصل میں بدمعاش ہے تو تیار ہو جائے گی تو پھر بوسہ نہ لینا یہ ناجائز کیوں ہوگا۔ بس اسی خیال کی وجہ سے اس سے بوسہ مانگ لیا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے فوراً ہی یہ خیال آیا کہ نفس نیکی کے پردہ میں تجھے گناہوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اس وجہ سے فوراً اس سے علیحدہ ہوگیا اور اس کا خط نامکمل چھوڑا اور بہانہ کر کے کھڑا ہوگیا۔ حالانکہ اس کے بعد بہت توبہ واستغفار کیا مگر طبیعت میں ایک انقباض سا ہے۔ اوراد وغیرہ کی بالکل ہمت نہیں پاتا ہوں۔ پھر یہ بھی عہد کیا کہ کبھی اپنا اعتبار نہیں کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فضل شامل حال ہوا کہ اسی روز میری بیوی سے اس لڑکی کی لڑائی ہوگئی۔ وہ پڑوس میں گانا گا رہی تھی میری بیوی کسی کام سے اچانک گھر کی چھت پر گئی۔ میری بیوی نے اس کو بہت مارا۔ اس وجہ سے اس کا آنا بھی بند ہوگیا۔ پھر میری بیوی نے اس کے گانے کی حرکت اور مارنے کے بارے میں مجھے بتایا۔ میں پہلے ہی اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اس کا آنا بند کروں مگر رشتہ کی وجہ سے مجبور تھا۔ اس کے مارنے سے بہت خوش ہوا اور اپنی بیوی سے کہا: ایسی عورت کی ہمارے گھر میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اب عرض یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہوا وہ اس وجہ سے کہ۔

ع درد از طبیباں نتواں نہفتن

ترجمہ: ”چھپا نہیں سکے ہم درد طبیبوں سے۔“

بتا دیا میں قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی۔ اب اللہ تعالیٰ کے لئے میری مغفرت کی دعا فرمایئے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوکر مجھے دوبارہ اوراد و اشغال کی ہمت اور استقلال کی توفیق عطا فرمائیں۔

تحقیق: اچھا کیا جو بتا دیا۔ تعجب ہے سمجھدار ہوکر بھی نفس کا اس طرح امتحان لیا۔ نفس کا کیا بھروسہ۔ اللہ تعالیٰ نے خیر کی (کہ بچالیا) مگر اس کا علاج ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جتنا وقت ذکر و شغل میں لگتا تھا اس میں آدھا گھنٹہ اور اضافہ کرکے اس سارے وقت میں صرف نوافل پڑھتے رہیں۔ ذکر و شغل جو لذت کی چیز ہے بالکل چھوڑ دیں۔ محرم کے دس دن تک ایسا کریں اور نفس کو کہہ دیں کہ جب بھی کبھی ایسی شرارت کرے گا نماز کا مجاہدہ تجھ پر ڈالوں گا۔

حال: عاجزانہ ایک گزارش یہ بھی ہے کہ (اس) غلام میں خودبخود یا اشعار پڑھنے سے جب شورش (گناہوں کی رغبت و چاہت) ہوتی ہے تو ساتھ ہی ابتدائی عمر کی باتوں کی طرف دل کا لگاؤ ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی نامحرم کی طرف دیکھنے یا نظر پڑ جانے سے اس کی کوئی ادا پسند آگئی اور خیال میں محفوظ رہ گئی (شورش کے علاوہ) دوسری حالتوں میں تو اس میں کمزوری اور کمی رہتی ہے لیکن (شورس کی) اس حالت میں زیادتی ہوتی ہے۔ الحمد للہ اگرچہ یہ حالت مغلوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ غالب ہے۔

اس حالت میں اکثر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے لیکن وہ خیالات کاٹنے لگتے ہیں۔ ان خیالات کے مقابلے میں جتنا کر سکتا ہوں پسندیدہ خیالات لاکر نفی کرتا ہوں۔ غیر پر التفات نہیں کرتا ہوں۔ پرسوں اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نالہ اور ادغریب پڑھ کر یہ حالت ہوگئی تھی۔

تحقیق: ایسی حالت میں اشعار پڑھنا مکمل طور پر چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس نفس کے ابھار کا اختیاری سبب ہے اور جب بے اختیار شورش ہو تو اس کی تدبیر وہی ہے جو آپ کر رہے ہیں۔

حال: جناب والا! احقر ناکارہ نے اپنی بری حالت جس کا نام چھپی ہوئی بیماری اور باطنی شکایت ہے کو حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ اپنی بیوی کے علاوہ دوسری اجنبی عورتوں کا خیال دل میں آتا ہے۔ جب کسی وقت کسی اجنبی عورت پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس کا خیال بھی دل میں آتا ہے، اس کو دیکھنے کا دل چاہتا ہے۔

اس کے جواب میں حضرت نے ارشاد فرمایا تھا (کیا اس (دیکھنے کا) ترک (کرنا) اختیار میں نہیں ہے۔

حضور والا! اس کا ترک ضرور اختیار میں ہے مگر یہ احقر ناکارہ کامل عہد و پیمان کے باوجود بری عادت اور شیطان اور برے نفس کے حملہ سے عاجز اور مغلوب ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے خدمت اقدس میں فریاد کرتا ہے کہ (اس کے علاوہ) کوئی کامل نسخہ اور علاج بتائیں۔

تحقیق: سبحان اللہ! کیا سمجھ ہے۔ اختیاری چیزوں امیں ختیار کا استعمال ہی علاج ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کیا علاج بتایا جائے۔ اس علاج سے انکار کی کیا وجہ ہے اور دوسرے علاج کی درخواست کیوں ہے۔ اگر دوسرا علاج بھی آپ کے نزدیک مشکل ہو اور اس میں بھی ایسی ہی مجبوری ہو تو پھر کیا ہوگا۔

(خلاصہ یہ کہ) میں علاج بتایا کروں اور آپ مجبوری بتایا کریں۔ خیر اب بات یہ ہے کہ اگر اس علاج پر عمل نہیں کرتے تو (آئندہ) خط و کتابت بند۔

سؤال: احقر کی اس عرض پر "کہ نظر میں احتیاط نہیں ہے علاج فرمایا جائے" (کے جواب میں) حضرت والا نے فرمایا: "یہ فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری" (اس کے بارے عرض یہ ہے کہ) اگر یہ فعل غیر اختیاری ہے تو اس میں نظر جھکانے کا حکم کیوں ہے اور اگر اختیاری ہے تو پھر اس پر عمل کیوں ہوتا ہے۔

حضور کے خبردار کرنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ (نظر جھکانا) اختیاری فعل ہے اور اس کا علاج اختیار کا استعمال کرنا ہے۔ اس کے باوجود اختیار کے استعمال کرنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے اور گناہ ہو جاتا ہے۔ ہمت میں قوت نہیں ہے اس کی تدبیر کیا کروں؟

جواب: (ہمت میں) قوت بھی اختیار کو استعمال کرنے سے پیدا ہوگی۔ اختیار کو استعمال کرنے میں قوت کی نہیں ہمت کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اس میں تکلیف ہو۔ (مثال سے سمجھئے کہ) طالب علم میں علمی استعداد کس چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ علم کے مطالعہ کرنے، سبق میں بیٹھنے اور بحث و مباحثہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اب اگر (طالب علم) ان چیزوں میں بھی اس قوت کا انتظار کرے جو ان کے بعد حاصل ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ محرومی کے علاوہ اور کیا ہوگا۔ اس لئے ان (اسباب علم) کو خود کو تکلیف میں ڈال کر اختیار کیا جاتا ہے۔

اس سوال (کہ اختیاری صورت میں عمل کیوں نہیں ہوتا اور غیر اختیاری صورت میں نظر جھکانے کا حکم کیوں ہے) سے بہت رنج ہوا کہ ایسے اوابین (اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے والوں) میں یہ شبہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کا ارادہ ہی نہیں ہے انا للہ (میری) ایسی حالت میں چونکہ میں ایسے رنج کو برداشت نہیں کر سکتا ہوں اس

لئے خط و کتابت سے معافی چاہتا ہوں۔ جس نے نظر جھکانے کا حکم دیا ہے وہ ہی قیامت کے دن قولی یا عملی جواب دے گا۔

حَالؒ: احقر نے حضور والا کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ بدنظری سے خود کو روک لوں گا۔ الحمد للہ! اب تک اس گناہ میں مبتلا نہیں ہوا صرف اچانک نظر پڑ جاتی ہے تو فوراً اس کا انتظام کر لیتا ہوں اور نظر دوسری طرف کر لیتا ہوں۔

تحقیقؒ: مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

حَالؒ: (حضرت آپ کی) خدمت میں حاضر ہو کر جس مرض کے بارے میں عرض کیا تھا اس مرض کے علاج کے لئے (آپ نے رسالہ) غض البصر کا مطالعہ کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ جب سے یہاں آیا ہوں صرف ایک مرتبہ مطالعہ کیا لیکن ایک مرتبہ دیکھنے سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنا فائدہ ہوا کہ (اگرچہ) مرض ابھی ختم تو نہیں ہوا لیکن ختم ہونے کے قریب ہو گیا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنا غالب ہو گیا ہے کہ اگر (بدنظری کی طرف دل کی) چاہت ہو تو فوراً مغلوب کر لیتا ہوں۔ چاہت تو ضرور ہوتی ہے لیکن حضور کی دعا کی برکت سے (میں) غالب آ جاتا ہوں۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہت (کا ہونا) بھی ختم فرما دیں۔

تحقیقؒ: چاہت کا ختم اور کمزور ہو جانا بھی ایک مدت تک اس پر عمل نہ ہونے پر موقوف ہے۔ پھر دب جاتی ہے گرچہ میلان پھر بھی رہے۔

تکبر کرنے اور خود کو اونچا سمجھنے کا علاج

حَالؒ: احقر نے کچھ عرصے پہلے ایک خط خدمت میں بھیجا تھا۔ جس میں اپنے کچھ حالات بتائے تھے۔ جس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا تھا "کہ جو معمول بنا لیا ہے وہی شکایت کے دور ہونے کے لئے کافی ہے (زیادہ) جلدی اور پریشانی نہ کرو" اس ارشاد پر عمل کیا اور کر رہا ہوں جس سے بہت فائدہ ہوا۔ آج کل ایک اور شرمندہ کرنے والی بات پیش آئی ہے جس کو بتانے سے طبیعت انکار کرتی ہے اور حیا رکاوٹ بنتی ہے۔ مگر اس خیال سے کہ نہ بتانے سے اس میں اور زیادتی نہ ہو جائے یا اس کی وجہ سے کوئی دوسرا نقصان پیدا نہ ہو جائے (اس لئے عرض کرنے کے علاوہ) کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی (اس لئے عرض کرتا ہوں کہ میں) کچھ عرصے سے اپنے اندر تکبر

کے آثار پاتا ہوں۔ چھوٹی عمر یا نیچے (جماعت) کے طالب علموں سے سلام و کلام کرتے ہوئے اور ان کے پاس بیٹھتے ہوئے شرم آتی ہے (اور عیب محسوس ہوتا ہے)۔ وہ سارے کام جو پہلے آسانی اور بغیر تکلیف کے ہو جاتے تھے جیسا کہ طلبہ کا طریقہ اور عمل ہونا چاہئے (ان کاموں کو) کرتے ہوئے شرم سی آتی ہے۔ اکثر باتوں میں اپنی عزت کا خیال آتا ہے۔ ایسے کام کرنے کا شوق ہوتا ہے جس میں ایک الگ شان ہو۔

تحقیق: انسان کو صرف اس بات کا حکم ہے کہ وہ برے اخلاق کی چاہت پر عمل نہ کرے رہی یہ بات کہ برے اخلاق کی چاہت ہی نہ رہے یا کمزور ہو جائے تو نہ ہی انسان کو اس بات کا حکم ہے اور نہ ہی یہ بات آسانی سے حاصل ہوتی ہے۔

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ''کچے کو پکا ہونے کو ایک مدت چاہئے ہے۔''

(یعنی برے اخلاق کی چاہت کا نہ ہونا یا کمزور ہو جانا یہ بڑے مجاہد اور مستقل مجاہدے کرتے رہنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔)

اور نہ ہی علم حاصل کرنے کی مصروفیت میں آپ کے پاس اس کا وقت ہے۔ اس لئے آپ کو جتنا حکم ہے آپ اسی کو کافی سمجھئے یعنی دل میں یہ اعتقاد رکھیں کہ میں سب سے کمتر ہوں۔ اس اعتقاد کے لئے اپنے عیبوں کا استحضار کرنا مددگار ہوگا۔ جن لوگوں کی بے قیمتی ذہن میں آئے ان کی خوب عزت کیجئے اگرچہ نفس کو ناپسند ہو ان کو تکلیف کے ساتھ سلام کیجئے۔ یہ ناپسندیدگی غیر اختیاری چیز ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ نہیں ہے۔ لیکن لوگوں سے (اچھا) معاملہ کرنا اختیاری چیز ہے اس میں کمی پر پکڑ اور پوچھ ہے۔ ان شاء اللہ اس طرح کرنے سے برائی کا سبب بھی کمزور ہو جائے گا۔

بداعمالیوں پر حسرت وافسوس ہونا تعجب کی بات نہیں ہے

حال: اکثر مغرب کی نماز کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنی بداعمالیوں پر حسرت وافسوس کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں دونوں جہاں میں کامیابی اور بھلائی کی التجا اور دعا کرتا ہوں۔ اس وقت اکثر رونا بھی آ جاتا ہے جو بے تکلف (بناوٹی) ہوتا ہے۔ مگر اس کے بعد طبیعت میں اطمینان اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔ معلوم نہیں یہ عجب ہے یا نفس کی شرارت کی وجہ سے تو نہیں ہے؟

تحقیق: (یہ نفس کی شرارت اور عجب کی وجہ سے) نہیں ہے بلکہ مبارک حالت ہے۔

حال: (حضرت!) نفس کے دھوکے کیونکہ بہت گہرے ہوتے ہیں جیسا کہ کتابوں اور حضور کے مواعظ سے

معلوم ہوتا ہے اپنی کمزوری اور نا اہلی ہمیشہ نظر کے سامنے رہنے کے باوجود مسجد میں کسی نمازی کے سامنے رونے سے یہ خیال آتا ہے کہ شاید یہ نفس کا دھوکہ نہ ہو کہ دیکھنے والا اچھا اور خوف الٰہی سے ڈرنے والا سمجھے حالانکہ دل سے یہ ارادہ نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: (یہ) وسوسہ نہ کیجئے۔

عشق کا علاج

حال: حضرت کی خدمت عالی میں گزارش یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں مجھے شملہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقاً راستے میں صبح کے وقت مجھے ایک مست فقیر مل گئے۔ اس وقت مجھے ایسا وہم ہوا کہ میں ان سے نہیں ملا۔ ان کے جانے کے بعد ان سے نہ ملنے کی وجہ سے میں میرے سینہ میں دائیں طرف درد پیدا ہوگیا۔ ان کا خیال میری آنکھوں اور سینہ میں جم گیا۔ ان کی تصویر میرے سینے میں بارہ سال تک مکمل رہی اور ساتھ میں اللہ اللہ ہر وقت کہتا رہا جس کی وجہ سے بہت تڑپ رہی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسی دن شام کے وقت سفر میں راستے میں ایک بہت ہی حسین عورت گھوڑے پر سوار ہوکر سیر کرنے کے لئے نکلی تھی جس کو دیکھ کر میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا۔ میں نے اپنی ساری عمر میں ایسا حسن نہیں دیکھا۔ اس عورت کے دیکھنے سے میرے بائیں طرف درد پیدا ہوگیا جب وہ عورت ہنسی تو میرے سر سے پیر تک ایک قسم کا زہر جاتا ہوا محسوس ہوا۔ جس کی وجہ سے مجھے تڑپ بہت ہوگئی۔ ایک جنون کے مرض میں مبتلا ہوگیا۔ چھ مہینوں سے صرف عورت کا خیال اور تصور مجھے ستاتا رہتا ہے۔

ہر وقت اس کا تصور میرے سامنے ہے جس کی وجہ سے سینہ میں تکلیف آگ اور سینہ میں ایسی تکلیف ہوئی کہ جس کی وجہ سے ملازمت چھوٹ گئی۔ دہشت کی وجہ سے اس عورت کے مکان پر نہیں گیا اور ملازمت چھوڑ کر امروہہ آگیا ہوں۔ اب بھی بہت تکلیف ہے۔ یا امیر المؤمنین! اس کا خیال میرے سینے سے جلد جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اور آپ کی محبت نصیب ہو۔

تحقیق: السلام علیکم۔ کوئی تنہائی کا وقت مقرر کر کے پانچ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ اس طرح پڑھے کہ لا الہ کے ساتھ اس عورت کے تعلق کو دل سے نکالنا تصور کیجئے اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ یہ تصور کیجئے کہ خدا اور رسول کی محبت کو دل میں داخل کیا شروع کیجئے۔ اس کے بعد اپنے مرنے کا مراقبہ کیجئے کہ دنیا سے رخصت ہوکر اللہ تعالیٰ کے سامنے جانا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کا سوال کریں تو کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھاؤں گا۔ اس عورت کے مرنے کا تصور کیجئے کہ مر کر گل سڑ کر کیڑے پڑ جائیں گے۔ صورت بگڑ جائے گی کہ دیکھنے والے کو بھی نفرت ہوگی۔ فرصت کے

وقت میں استغفار کی کثرت کیجئے۔ دو ہفتہ بعد اپنی حالت کی اطلاع دیجئے اور ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجئے۔

حَال: سلام کے بعد خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ آپ نے جو پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا میں نے اس پر عمل کیا۔ اس کی برکت سے مجھے اس عورت کی صورت سے نفرت پیدا ہوگئی اور اس کے خیال سے طبیعت فارغ ہوگئی۔

تحقیق: الحمدللہ! ہزار ہزار مرتبہ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے)۔

زیادہ بات کرنے کا علاج

سُؤال: اکثر اوقات دوستوں، بزرگوں اور عزیز رشتہ داروں میں (بیٹھے ہوئے) کچھ فضول بات زبان سے نکل جاتی ہے۔ (اگرچہ) معلوم ہے کہ جو چیز ذہن اور حافظہ کو کمزور کرتی ہے وہ زیادہ بات کرنا ہے۔ اس لئے بندہ اس کے لئے کیا کرے کہ یہ عادت بندے سے بالکل ختم ہو جائے اور زبان سے ضروری بات کے علاوہ کوئی لفظ نہ نکلے۔

جَواب: زیادہ بات کرنے کا علاج یہ ہے کہ (زیادہ بات کرتے پر) نفس پر کوئی سزا و جرمانہ مقرر کیا جائے جیسے ہر مرتبہ فضول بات کرنے پر ایک آنہ یا دو آنہ یا دو یا چار رکعت مقرر کر لی جائیں۔ (اتنا مقرر کیا جائے) جتنا نفس کے لئے نہ بہت ہی آسان ہو اور نہ ہی بہت مشکل ہو کہ برداشت سے باہر ہو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (اس طرح کرنے سے) بہت جلدی یہ مرض سارا کا سارا ختم ہو جائے گا۔

توبہ توڑنے کا علاج

حَال: (بندے کا حال یہ ہے کہ) نفس و شیطان مسلسل تکلیف دے رہے ہیں۔ کبھی کبھی نفس کا اتنا غلبہ ہو جاتا ہے کہ صغیرہ گناہ تو کیا کبیرہ گناہوں سے بھی بچا نہیں رہتا ہے۔ (پھر) حالت بدلنے پر یعنی گناہ کی طرف نفس کے ابھار کے ختم ہونے کے بعد بہت شرمندگی ہوتی ہے تو بار بار توبہ کرتا ہوں اور پکا ارادہ کرتا ہوں کہ آئندہ نہیں کروں گا۔ دوبارہ جب گناہوں کا ارادہ ہوتا ہے تو توبہ استغفار کر کے مضبوط ہو جاتا ہوں۔ پھر کبھی دوبارہ وہی پہلی جیسی حالت ہو جاتی ہے۔

اس لئے حضرت سے امید کرتا ہوں کہ بندہ کے لئے قلبی توجہ کے ساتھ ایسی دعا فرمائیں یا باطن کی ہمت سے ایسا تصرف فرمائیں کہ نفس کی حالت مطمئن ہو جائے اور گناہوں کا شوق بالکل چھوٹ جائے۔ بندہ بہت حیران ہو گیا ہے اب تو اللہ تعالیٰ (اس کو) اپنی رحمت میں داخل فرما کر قبول فرمائیں۔

تحقیق: اگر نفس پر بھاری جرمانہ مقرر کریں تو ان شاء اللہ (بہت) فائدہ ہوگا۔ میرے نزدیک جب (نفس) گناہوں کی طرف دوبارہ جانے لگے تو اس کے علاج کے لئے پچاس نفلیں پڑھی جائیں اور پھر اطلاع دیں۔

اجنبی عورت کے عشق کا علاج

سؤال: میں ایک عورت پر بھی عاشق ہوں اور ایک دنیا پرست کے ساتھ بھی رہتا ہوں۔ اس سے پہلے خط میں جو حالت لکھی تھی اب بھی وہی ہے۔ اس حالت کا نام حضرت نے (حالت) قبض لکھا تھا۔

جواب: اس دنیا پرست کے ساتھ رہنا فوراً چھوڑ دو۔ اگر اس سے کوئی دنیاوی ضروری حاجت ہو تو کم ملو اور (جب ملو تو) دلی نفرت کے ساتھ ملو۔

اس عورت سے ظاہری اور باطنی طور سے دور ہو جاؤ۔ ظاہری دوری تو یہ ہے کہ نہ اس سے بات کرو، نہ اس کی آواز کان میں پڑنے دو، نہ اس کو دیکھو، نہ اس کا تذکرہ کرو اور نہ ہی اس کا تذکرہ کسی سے سنو۔ باطنی دوری یہ ہے کہ اس کے تصور کا ارادہ نہ کرو اور اگر تصور آ جائے تو کسی دوسرے کام میں لگ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہو اگرچہ دل نہ لگے پھر بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو۔ موت اور موت کو سوچا کرو اور پھر اطلاع دو۔

حال: الحمد للہ! اس عورت کی محبت میں ضعف آنا شروع ہو گیا ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ فائدہ ہوگا۔

حال: ان شاء اللہ تعالیٰ حضور کے حکم اور ہدایت کے مطابق ہمت کر کے نفس کی مخالفت کروں گا۔

تحقیق: یہی بات سب سے زیادہ ضروری ہے۔

سؤال: تصور کی کوشش ہر مرتبہ کرتا ہوں مگر کامیابی نہیں ہوتی ہے۔ (اس سے) کبھی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے جب تصور ٹھیک نہیں ہوتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تصور جمانے کی کیا اور کس طرح کوشش کروں۔

جواب: سرسری (ہلکا سا) خیال ہی کافی ہے۔ اس میں زیادہ کوشش نہ کریں۔

حال: حضور کی ہدایت کے مطابق عمل کر رہا ہوں۔ حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ جزاء الاعمال (رسالے) کا چند بار غور سے مطالعہ کر کے اطلاع دوں۔ کئی دنوں سے ارادہ کر رہا تھا مگر آج تک باری نہیں آئی۔ جزاء الاعمال کئی مرتبہ

پڑھ چکا ہوں، لا الہ الا اللہ کا ذکر پانچ سو مرتبہ ضرب کے ساتھ کرتا ہوں۔ کبھی کبھی اتفاق سے چھوٹ جاتا ہے۔ باقی لکھی گئی ہدایت کے مطابق تکشف پر عمل کر رہا ہوں۔ الحمد للہ! اپنی حالت پہلے سے بہت اچھی محسوس کر رہا ہوں۔ یہ سب حضور کی توجہ اور دعاؤں کا اثر ہے ورنہ مجھ جیسے گناہ گار اور خطا کار کے بارے میں کیا امید تھی کہ اس راستے پر چل سکے۔

تحقیق: الحمد للہ! وہ تدبیریں مفید ہوئیں اور بھی (دوسری بہت) جگہوں پر مفید ہو چکی ہیں۔ صدق رسول اللہ ﷺ ان لکل داء دواء (رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے)۔

حال: ان سب (احتیاطی) باتوں کے باوجود اب بھی جب اس عورت کا خیال آتا ہے تو دل میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے اور ایک مزہ ولذت محسوس ہوتی ہے مگر فوراً دوسری طرف توجہ کر کے اس خیال کو دور کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ (خیال آجانا) طبعی بات ہے مجاہدہ سے اس کا ختم ہونا بہت کم ہوتا ہے ہاں (مجاہدہ سے) اس طبعی بات میں کمی ضرور آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل (آپ میں) آئی۔ یہ بات ضروری ہے کہ جب بھی وہ حرکت ہو سستی نہ کریں اور فوراً اس کا علاج کریں (اور اس کا علاج وہی ہے) جو آپ کر رہے ہیں کہ فوراً خیال کو دوسری طرف لے جاتا ہوں۔

حال: دس پندرہ دن ہوئے ایک خاص ضرورت کی وجہ سے وطن جانا ہوا تھا۔ اس عورت نے مجھے سلام کیا مگر میں نے جواب نہیں دیا۔

تحقیق: جزاک اللہ وبارک اللہ! بہت اچھا کیا۔

حال: میں نے اس سے کوئی بات بھی نہیں کی۔

تحقیق: جزاک اللہ بارک اللہ! بہت اچھا کیا۔

حال: میری نگاہ دوبارہ اس کے چہرے کی طرف اٹھی ضرور مگر فوراً پھیر لی۔

تحقیق: جزاک اللہ بارک اللہ بہت اچھا کیا۔

حال: نگاہ نیچے کئے ہوئے ایک مرتبہ ہنسی بھی آگئی۔

تحقیق: آئندہ ہنسی کو روکنے کا بھی اہتمام کیا جائے۔

حال: (وطن میں) قیام کیونکہ تھوڑا تھا اس لئے واپسی کے فوراً توبہ استغفار بہت کی۔

تحقیق: کوتاہی کے بعد یہی علاج ہے۔

سوال: اس میں شک نہیں ہے کہ اس عورت کے ساتھ محبت بہت کمزور ہوگئی ہے اور گھر والوں (یعنی اہلیہ)

سے محبت زیادہ ہوگئی ہے۔ (مگر) اب تک اس کی محبت دل سے بالکل نہیں نکلی ہے۔ جب اس کا خیال آجاتا ہے تو دل میں ایک سنسناہٹ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضور ہی کچھ دعا فرمائیں اور کوئی (دوسری) تدبیر بتائیں جس سے یہ کیفیت بھی ختم ہو جائے۔

جواب: اس کی تدبیر اسی میں منحصر ہے کہ اس عورت سے اتنی دوری ہو کہ کبھی اس کا سامنا نہ ہو۔ اس وقت یہ کیفیت نہیں رہے گی اگر چہ کمزور میلان اور ہلکی سی پسندیدگی رہے گی جو نہ بواسطہ اور نہ ہی بالواسطہ مضر ہے۔

حال: گذارش یہ ہے کہ یہ احقر الخلق (مخلوق میں سب سے حقیر بندہ) ایک عرصے سے حضور کی خدمت میں حاضری اور زیارت کی تمنا رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب کانپور میں میری یہ تمنا پوری ہوئی۔ خدمت اقدس میں اپنی بری حالت عرض کرتے ہوئے ڈرتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ بے ادبی ہو جائے جس کا نتیجہ نقصان اور محرومی ہو۔

ع بر بے ادب ہرگز نبا شد فضل رب

ترجمہ: ”ہوتا نہیں فضل رب بے ادب پر کبھی (ہوتا ہے فضل رب باادب پر جبھی)“۔

لیکن مریض اگر معالج سے مرض کی حالت نہ کہے تو کیا کرے بہت پریشان تھا لیکن مکرمی ...... کے ہمت دلانے سے کچھ ہمت بندھی اور ؎

انہیں افسانہ غم ڈرتے ڈرتے سنایا کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے

(لیکن) حضور نے جس مہربانی اور ہمدردی سے میرا برا حال سنا اس کا شکریہ ادا کروں تو ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا عرض کروں۔

ع شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

ترجمہ: ”آپ کی نعمتوں کے برابر شکر یہ ہے آپ کا۔“

حضور کے دربار سے خط کے ذریعے تفصیلی حال لکھنے کی اجازت ہوئی تھی اس لئے کمال ادب کے ساتھ عرض کرنے کی جرات کرتا ہوں اور حضور کی شفقت بزرگانہ سے امید کرتا ہوں کہ بے ادبی اور گستاخی کو معاف فرمائیں گے۔ ؎

مرد خشمے اگر دستے بداماں تو زد غالب وکیلش من نمید اند رسوم داد خواہی را

ترجمہ: ”اے غالب! اگر وہ تیرے دامن پر ہاتھ مار رہا ہے تو اس پر غصہ مت کر ـــــ اس کا وکیل میں ہوں مجھے معلوم ہے کہ اسے انصاف (بخشش) مانگنے کے طریقے معلوم نہیں ہیں۔“

احقر کی عمر اس وقت چالیس سال ہے۔ ابتدائی عمر اکثر گناہوں میں گزری جس میں کبیرہ گناہ بہت زیادہ اور صغیر گناہ بہت کم ہوئے۔ مگر چونکہ صغیرہ گناہ بار بار کرنا (صغیرہ گناہ کو) کبیرہ بنا دیتا ہے۔ اس لئے میں اپنے سارے گناہوں کو کبیرہ ہی سمجھتا ہوں اور ان پر شرمندہ ہوں۔ لیکن خود کردہ را علاجے نیست۔ خود کے لیے کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جب اپنے گناہوں کو سوچتا ہوں تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ (میرے گناہ ایسے ہیں کہ) جہنم کا عذاب میرے لئے کافی نہیں ہوگا۔ مجھ جیسے نافرمان غلام کے لئے اگر صرف جہنم کے عذاب ہی کو کافی سمجھا جائے تو یہ کمال رحمت ہے۔

قیامت کے دن جب ان گناہوں کے ڈھیر کے ساتھ جس کا مقابلہ وہاں کوئی نہیں کر سکے گا یہ نافرمان غلام مالک حقیقی کے سامنے پیش کیا جائے گا تو کیا حالت ہوگی۔ اس خیال سے دل کانپتا ہے لیکن چونکہ خدا کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے اس لئے تسلی رہتی ہے۔ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہتا ہوں اور بہت ہی شرمندہ ہوں۔

اس وقت اس خط کے ذریعہ حضور والا کی خدمت میں مختصر طور پر اپنے گناہوں کا اظہار کر کے خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرتا ہوں اور کمال ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضور میرے لئے خصوصی اوقات میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرمائیں اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور بزرگان دین کے طفیل دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائیں۔ خدا کے لئے میری گزارش قبول فرمائیں۔ ورنہ حسرت اور ناامیدی میرا کام تمام کر دے گی۔

یہ حالت تو ابتدائی جوانی کی تھی۔ اب اس کے بعد کی حالت عرض ہے کہ جب میری عمر کم وبیش بیس سال کی تھی تو طبیعت کا رجحان ایک خاص طرف ہوا لیکن کیونکہ اس عمر کے اعتبار سے یہ ایک معمولی بات تھی اس کو روکنے کی طرف کچھ بھی خیال نہ ہوا گویا کہ یہ کوئی بات ہی نہیں تھی۔ اب اگر الفاظ کے صحیح معنی کا مجھے اندازہ ہے تو رجحان سے میلان ہوا میلان سے دلچسپی اور دلچسپی سے محبت پھر عشق ہو گیا اور جنون کی ابتدا ہے۔ اس کے بعد دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ جس عورت سے میں محبت کرتا تھا کیونکہ اس کی نسبت دوسرے کے ساتھ طے ہوگئی تھی اس لئے ادب لحاظ شرم اور دوسری رکاوٹیں ایسی ہوئیں کہ اس سے کبھی محبت کے اظہار کا موقع نہیں ملا۔

میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت سے اب تک ایک لحہ ایک منٹ بھی ایسا نہیں گزرا کہ اس کی یاد سے دل خالی ہو۔ اگر سونے کی حالت میں سمجھا جائے تو عمر کا یہ حصہ ایسا ہے کہ اس میں یہ حالت نہ ہوگی تو بہت ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ سوتے وقت اس کا نام زبان پر اور دل میں اس کا خیال یقینی تھا ادھر آنکھ لگی

ادھر وہ صورت سامنے آ گئی۔ ایک تو رات کو نیند ہی کم آتی ہے اور جب آتی تو ساتھ لے کر آتی جب آنکھ کھلی تو اس کا خیال دل کو تنگ کر رہا ہوتا تھا اگرچہ ان سب باتوں میں مبالغہ ہو لیکن حالت اس سے ملی جلی ہے۔

سن شعور کی ابتدا ہی سے عبادت کا ذوق زیادہ تھا۔ اگرچہ ایک عرصہ تک نمازیں ترتیب کے ساتھ نہیں ہوئیں روزے بھی قضا ہوئے لیکن آہستہ آہستہ الحمدللہ پابندی ہوگئی لیکن وہ خیال دل سے نہیں گیا۔

کبھی وہ اور کبھی اس کا رہا غم غرض خالی دل شیدا نہ پایا

نفس کو بار بار ملامت کی بہت سوچا بہت عقل لڑائی لیکن سب بے فائدہ یہ صورتیں اختیار کیں کہ برسوں اس کی طرف نہیں گیا دل سے اس کا خیال ہٹانے کی ہر طرح کوشش کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پہلے میں آزاد زندگی گزارنا چاہتا تھا دل نکاح کرنے پر راضی نہ تھا۔ لیکن خیال آیا کہ یہ عشق و محبت عمر کا تقاضا ہے اگر نکاح کر لیا جائے تو یقین ہے کہ آہستہ آہستہ یہ حالت ختم ہو جائے گی۔ ادھر والدین نے زور دیا کہ نکاح ضرور کرنا چاہئے چنانچہ نکاح ہوا۔ خدا تعالیٰ نے صرف اپنے فضل و کرم سے بیوی بھی بہت نیک عطا فرمائی۔ پڑھی لکھی سلیقہ والی نماز روزہ کی پابند لیکن (اس کے باوجود) اس حالت میں بالکل کچھ فرق نہیں آیا۔ خدائے برتر نے اپنے فضل عمیم سے تین اولاد نرینہ عطا فرمائیں۔ نو سال بعد بیوی کا انتقال ہو گیا۔ بچے کیونکہ بہت چھوٹے تھے ان کی پرورش کے خیال اور نفس کے خیال سے دوسرے نکاح کے لئے مجھے مجبور کیا گیا۔ (چنانچہ دوسری شادی ہوئی) یہ بیوی بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت ہی نیک اور فرمانبردار دی ہیں۔ نماز روزہ کی پابند اور ہر طرح سے اچھی ہیں۔ ان سے بھی تین اولاد ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ ان کا اور اولاد کا اس محبت پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ وہی حالت رہی اور روزانہ زیادہ ہوتی چلی گئی۔

اب یہ خیال ہوا کہ کہیں دور چلے جانا چاہئے کیونکہ ایک ہی بستی میں رہنے سے سال ڈیڑھ سال میں کبھی سامنا ہو ہی جاتا ہے اس لئے میں ...... چلا گیا وہاں سے ...... چلا گیا۔ ایک عرصہ تک دور رہا، سالوں اپنے وطن نہیں آیا لیکن سب بے فائدہ۔ کیا یہ آسمانی آفت مجھ پر مسلط کی گئی ہے جس نے مجھے نہ دین کا رکھا اور نہ دنیا کا رکھا ہے۔ ایک عرصہ دنیا سے دل ٹھنڈا ہو گیا ہے کسی چیز سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں ہے۔ خوشی دل سے کھو گئی ہے حزن و ملال غالب ہے۔ دل میں ایک چبھن ہے جو مسلسل موجود ہے۔ بعض دنوں میں دل کی بے چینی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ کسی طرح بھی چین نہیں آتا ہے پھر اس حالت میں کمی آ جاتی ہے۔ دنیا کی تمام چیزوں سے اسی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ نہ بیوی سے انسیت ہے نہ بچوں سے محبت ہے اگر دن رات خیال ہے تو اسی کا خیال ہے۔

ایک عرصہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہوں کہ اے قادر مطلق! یا تو اس کی محبت

دل سے نکال دے یا کوئی دوسری صورت پیدا ہو یا موت ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے۔ کئی مرتبہ خودکشی کا خیال آیا لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رکا رہا۔ ابھی تک اس حالت کا اظہار کسی پر نہیں کیا پہلی مرتبہ حضور کے سامنے عرض کرنے کی جرات ہوتی ہے۔

ہوا نہ کوئی حال دل سے آگاہ وہی مشتاق گوش اپنی کہانی

میں کمال ادب سے یہ پوچھتا ہوں کہ آخر عشق کیا چیز ہے۔ ایک خاص طرف میں کشش کیوں ہوتی ہے کیا دوسری طرف بھی اس کا اثر ہوتا ہے یہ بہت ہی مختصر حال تھا جو عرض کیا گیا۔

میری صحت بہت اچھی نہیں ہے۔ معدہ کمزور ہے۔ ہر تیسرے چوتھے سال گردہ کے درد کا دورہ پڑتا ہے۔ ورزش اور چہل قدمی کئی مرتبہ شروع کی لیکن چھوٹ گئی۔ میں نے فقہ اور حدیث کی اکثر کتابیں پڑھی ہیں۔ چند تفاسیر بھی دیکھی ہیں۔ لیکن شروع سے آخر تک کسی تفسیر کو نہیں پڑھا ہے۔ حضور کی اکثر تصانیف دیکھی ہیں۔ بہشتی زیور اور گوہر کو کئی بار دیکھ چکا ہوں۔ آج کل کلید مثنوی دیکھ رہا ہوں۔ خود شاعر نہیں ہوں لیکن اشعار سے بہت ہی دلچسپی ہے۔ شعر پڑھنے سے ایک خاص کیفیت ہو جاتی ہے جو تحریر میں نہیں آ سکتی ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر کوئی خوش آوازی سے غزل یا شعر پڑھے تو ممکن ہے جسم سے روح نکل جائے۔ یہی حالت قرآن پاک کے سنتے وقت ہوتی ہے۔ خود پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی ہے۔

ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ حزب البحر اعتصام کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ نماز مغرب کے بعد تین مرتبہ پڑھتا ہوں۔ ایک بزرگ سے اس کے پڑھنے کی اجازت حاصل کر چکا ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ اور پانچ سو مرتبہ آیت کریمہ ﴿لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین﴾ اور مغرب کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ "لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ" اور پانچ سو مرتبہ "حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر" پڑھتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین روف الرحیم. فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم﴾ سات مرتبہ پڑھتا ہوں۔

یہ میری مختصر کیفیت تھی اب جو حضور ارشاد فرمائیں وہ کروں۔ میں چاہتا ہوں اس (عورت) کا خیال میرے دل سے نکل جائے یا قادر مطلق کوئی اور اسباب پیدا فرما دیں کیونکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہیں۔ میں سیدھے راستے پر چل پڑوں۔ دل میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت غالب ہو جائے۔

خواب میں اکثر بزرگان دین کی زیارت ہو چکی ہے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کی کئی بار زیارت ہوئی۔ خانہ کعبہ میں کئی مرتبہ ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اندر بھی اور باہر بھی۔ خواب میں مدینہ منورہ اور روضہ پاک کی زیارت کر چکا ہوں۔ حضور کی قدم بوسی کا بہت شوق جب سے حضور کی زیارت ہوئی ہے دل کو ایک سکون سا ملا ہے۔ (اب تو) دل یہی چاہتا ہے کہ بقیہ عمر حضور ہی کے قدموں میں گزرے۔ کثیر العیال ہوں اس لئے معاش کی فکر بعض اوقات روح کو تکلیف دیتی ہے۔ ابھی تک کوئی ایسی ملازمت نہیں ملی جس سے دل کو اطمینان ہوتا۔ حضور کو رخصت کر کے جب اسٹیشن سے واپس آیا تو دل کی حالت بیان کے قابل نہیں تھی۔ ؎

فردا دوئی کا تفرقہ یکبار مٹ گیا تم کیا گئے ہم پر قیامت گزر گئی

میں اپنے خط کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں ؎

ندے نامے کو اتنا طول اے دل مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرض ستمہائے جدائی کا

تحقیق: میں نے خوب توجہ اور دلچسپی سے آپ کا خط پڑھا کیونکہ مجھے بھی اس میں ایک قسم کا لطف آیا۔ آپ کی ساری حالت کو سامنے رکھنے کے بعد دل میں خود بخود جو بات آتی ہے وہ یہ ہے۔

(اس عورت کے بارے میں) اگر آپ اپنے اختیار اور ارادے سے بھی اس شغل میں کچھ حصہ لیتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیجئے۔ جس فعل کو کرنے کی قدرت ہوتی ہے اس کو چھوڑنے کی بھی قدرت ہوتی ہے۔ اگر آپ کے اختیار اور ارادے کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے تو یہ پسندیدہ حالت ہے اور بہت سے برے اخلاق کا علاج ہے اور مجاہدہ کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ اس پر صبر کیجئے۔ ہاں! ختم ہونے کے لئے دعا کرتے رہئے۔

باقی جب (ختم ہونے کے لئے) سب تدبیریں کر چکے اور ختم نہیں ہوا تو اب صبر سے کام لیجئے اس صورت میں (کہ ختم کرنے کے باوجود ختم نہ ہونے کی اس صورت میں) اس کے ختم کرنے کے پیچھے پڑ جانا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور (اپنی) تقدیر سے فرار ہے۔

ع از کہ بگریزم از خود اے محال

ترجمہ: ”کس سے بھاگوں کہ خود سے بھی ہے محال۔“

اگر ساری عمر کے لئے کوئی جسمانی مرض لگ جاتا تو صبر کے علاوہ اور کیا کرتے اب بھی یہی کیجئے۔ اس سے گھبرانا نفس کی بڑی آرام طلبی ہے۔

اس میں ایک بڑی خیر یہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص عشق میں مبتلا ہو جائے اور وہ صبر

کرے اور خلاف شرع کوئی کام نہ کرے (جس میں اس کو نہ دیکھنا، آواز کا نہ سننا، اس کا خیال جان بوجھ کر نہ لائیں اور اس کا تذکرہ نہ کرنا سب داخل ہے) پھر وہ اسی (عشق کی) حالت میں مرجائے تو وہ شہید ہے۔ سبحان اللہ! ہم کم درجے لوگوں کے لئے اس سے بڑھ کر کیا ہوگا۔ ہاں! اگر کبھی یہاں آسانی کے ساتھ قیام ہو جائے تو کیا تعجب کی بات ہے۔ اگر زوال نہ بھی ہوا تو اعتدال ضروری ہو جائے گا۔

چونکہ برمیخت بہ بند دبستہ باش — چوں کشاید چابک و برجستہ باش

ترجمہ: ''بندھن میں جو تم بند ہو بندھن میں بندھے رہو ــــــ کھل جاؤ جو بندھن سے جو چاہو وہ کرو۔''

میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں۔

ریاء کا علاج

حال: ریاء کے بارے میں ایک حال یہ ہے کہ کبھی کسی اچھے کام میں مصروف ہوتا ہوں اور اچانک کسی شخص پر نظر پڑ جاتی ہے تو اکثر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کام کو اور اچھی طرح کریں۔ مجھے اتنا تو یقینی طور سے معلوم ہے کہ یہ ریاء ہے۔ اس وقت یہ خیال کر کے یہ انسان کیا چیز ہے جو اس کو دکھا کر کام کریں (یہ سوچ کر) اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نیت کر لیتا ہوں۔ کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ نیت کے پھیر لینے سے اخلاص رہے گا یا نہیں۔

تحقیق: اس میں میرا مذاق (مزاج) یہ ہے کہ (اس کے لئے) صرف نیت کو صحیح کر لینا کافی نہیں ہے کیونکہ یہ تصحیح ذاتی طور سے مقصود نہیں ہے بلکہ (اس سے مقصود) مخلوق کے لئے اچھا عمل بنانا ہے اور یہ تصحیح نیت اس عمل کو اچھا بنانے کا آلہ ہے تاکہ ریا کی خرابی سے بھی بچا رہوں اور نفس کا مقصود (ریا) بھی حاصل ہو جائے خلاصہ یہ کہ جس اخلاص سے ریا کو حاصل کرنا مقصود ہو وہ اخلاص بھی ریا کی ابتدا ہونے کی وجہ سے ریا ہی ہے۔

(میرے نزدیک) اس صورت میں ریا سے حفاظت کی ترتیب صرف یہ ہے کہ اس خیال کے بعد (کہ اس کام کو اور اچھی طرح کرو) میں تبدیلی نہ کی جائے (یعنی اچھا نہ بنایا جائے بلکہ جیسے کر رہے تھے اسی طرح کیا جائے) اس کے خلاف بھی ہو تب بھی میں اپنی رائے پر قائم ہوں۔ ذوقیات (مزاجوں) میں ایک کا اجتہاد دوسرے کے لئے دلیل نہیں ہے۔

حال: مجھے ایک خیال یہ بھی ہوتا ہے کہ جلسہ (اجتماع) میں کچھ تجوید کے واجبات کا بیان بھی ہونا چاہئے جس

سے تجوید کا شوق ہو۔ اگرچہ یہاں (اس خیال کی) موافقت (میں لوگ) بہت ہیں۔ مگر مجھے یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ مجھے اپنا دکھاوا لگتا ہے۔ یہ تمام کام جلسہ وعظ وغیرہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ حدیث میں دکھاوے کی برائی آئی ہے۔ میرا یہ خیال اس حدیث کے مطابق تو نہیں ہے اگر ہو تو حضور اس کا علاج فرمائیں۔ اس خیال کے آئے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے (یعنی یہ خیال ضرور آتا ہے)۔

تحقیق: یہ سوچئے کہ اگر جلسے کے بعد آپ کی تعریف یا قدر نہ ہو تو جلسے سے خوش ہوں گے یا نہ ہوں گے اگر خوش ہوں تو دکھاوے کا صرف وسوسہ ہے نقصان دہ نہیں ہے۔ اگر خوش نہ ہوں تو پھر علاج پوچھئے۔

ریاء کی حقیقت

حال: دل ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ اللہ اللہ کرتا رہوں ایک لمحہ کے لئے بھی اس ذکر سے غافل نہ رہوں۔ یہ بھی دل چاہتا ہے کہ یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو۔ جہاں تک موقع ملتا ہے اس ذکر سے غافل نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کی کوشش ضروری نہیں ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ (کیونکہ) کبھی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کام ہی چھوٹ جاتا ہے۔ (علماء) محققین نے کہا ہے کہ جس طرح بتانے کا اہتمام کرنا ریا ہے اسی طرح چھپانے کا زیادہ اہتمام بھی ایک قسم کی ریاء ہے۔ (تو یہ بھی) مخلوق پر نظر ہوئی جبھی تو ان سے چھپانا چاہتا ہے۔ ریا کی روح بھی یہی (مخلوق پر نظر کرنا) ہے۔

بس اپنے کام میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہنا چاہئے محبوب کو اختیار ہے کہ چاہے ظاہر کریں یا چھپائے رکھیں۔

حال: غیبت سے یقینی نفرت ہے حتیٰ کہ بعض لوگ تو (مجھ سے) ناراض ہیں کہ ہماری باتیں سنتا ہی نہیں ہے۔ مجھے ان لوگوں کی ان باتوں سے وحشت اور نفرت ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک حالت ہے۔

حال: کبھی تنہائی نہ ملنے کی وجہ سے ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ کہیں ریا نہ پیدا ہو جائے (اس لئے) ایسے وقت بہت ہی ہلکی آواز میں سے ذکر کر لیتا ہوں۔

تحقیق: مناسب ہے۔ ریا کسی کو لپٹتی تھوڑی ہے وہ تو ارادہ سے پیدا ہوتی ہے اور جو بغیر ارادہ ہو وہ ریاء نہیں ہے صرف ریاء کا وسوسہ ہے۔ وسوسہ تو کفر کا بھی نقصان دہ نہیں ہے چہ جائیکہ ریاء کا وسوسہ ہو۔

سوال: ریا کی حقیقت دکھلاوا ہے خواہ جسمانی عبادت میں ہو یا مالی عبادت میں ہو۔ جس میں اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے سے مطلوب ہوتی ہے اور یہ تکبر کا حصہ ہے۔

جواب: ریاء کی حقیقت یہ ہے کہ عبادت کا اظہار کسی دنیوی غرض سے کیا جائے یا کسی مباح فعل کا اظہار کسی گناہ کی غرض سے کیا جائے۔ اب اس (بات) کو بہت غور سے سمجھ کر بتایا جائے کہ اپنے نفس میں اس کا وجود ہے یا نہیں ہے۔

حال: دوسری گزارش یہ ہے کہ اس خاکسار کو جو خوف ہے اسے اصلاح کی غرض سے خدمت عالی میں عرض کرتا ہے۔ وہ خوف یہ ہے کہ حضور والا نے فرمایا ہے کہ ''چند دن کام کر کے دکھا دو اگر باقاعدہ کام دیکھوں گا تو اطمینان ہو جائے گا'' اس میں اس خاکسار کو جو دین اور عقل کی کمی رکھنے والا ہے کو ریا کا گمان ہے۔ کیونکہ دکھانے کا ارادہ پہلے سے موجود ہوگا۔ اس لئے اس کے بارے میں ایسا جواب عنایت فرمائیں کہ جس سے تسلی ہو جائے تاکہ دل کی صفائی کے ساتھ ارشاد کے مطابق عمل کروں۔

تحقیق: اس دکھایا جانے سے مقصود دنیا ہوگی یا دین ہوگا۔ ریا وہ ہے جو دنیا کی غرض سے کسی کو عمل دکھایا جائے اور یہ جواب اس صورت میں ہے جب کسی کو دکھاتے ہی کی نیت ہو ورنہ حقیقت میں یہاں خود عمل ہی دکھانے کی نیت سے نہیں ہوتا ہے کہ فلاں فلاں کو عمل کی اطلاع ہو۔ (بلکہ) عمل تو اللہ تعالیٰ ہی کی راضی کے لئے ہوتا ہے پھر عمل کے بعد اپنے معلم کو آئندہ دینی فائدہ کے لئے اس عمل کی اطلاع دی جاتی ہے جیسا کہ قرآن حفظ کرنے والا قرآن کو تو ثواب سمجھ کر ہی یاد کرتا ہے لیکن سبق یاد کر کے استاد کو یاد کی اطلاع اس کو سبق سنا کر کرتا ہے تاکہ استاد آئندہ خوش ہو کر پڑھائے۔

(اس میں اور ریاء میں فرق یہ ہے کہ) ریاء میں خود عمل کی غرض ہی دکھانے کی ہوتی ہے اور یہاں عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا غرض ہے۔ اطلاع کا مقصد مستقل ہے وہ بھی دین کے لئے ہے۔

جلدی غصہ آنے کا علاج

حال: میرا مزاج غصہ کا بہت تیز ہے اس کی اصلاح چاہتا ہوں۔ بات کرنے اور سمجھانے کے طریقے میں جو نرمی ایک بار آستانہ میں حاضری کے بعد کچھ دنوں کے لئے پیدا ہوئی تھی اب نہیں ہے۔

تحقیق: جلدی غصہ آنا ایک طبعی بات ہے جو اختیار سے باہر ہے اور نہ ہی اس پر ملامت ہے۔ ہاں اس کی چاہت پر عمل اگر حدود شرعیہ سے بڑھ جائے تو برا ہے۔ اس کا علاج ہمت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس ہمت میں

جس پر غصہ آئے اس سے دور چلے جانا، اعوذ باللہ پڑھنا، اپنی خطاؤں اور اللہ تعالیٰ کے غصہ کا خیال کرنا بہت مددگار ہے۔ نرمی وغیرہ ایک عرصہ تک (غصہ کے بارے میں یہ باتیں) سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہئے ایک عرصے بعد ملکہ (نرمی کی مہارت) پیدا ہوگا ہمت نہ ہاریئے۔

غصہ کا علاج

حَالؒ: مجھ پر غصہ کا اتنا غلبہ ہے کہ میں اپنے ہوش وحواس میں نہیں رہتا ہوں۔

تحقِیق: یہ سچ ہے لیکن مجھے ہی اس غصہ کا تختۂ مشق بنانا تھا جیسا کہ آپ نے دوسروں پر غصہ کر کے مجھے بے ہودہ طریقے سے اطلاع دی جس سے مجھے رنج ہوا۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن　　　که جاہا سپر باید انداختن

تَرجَمَہ: ''ہر جگہ اچھا نہیں ہے کرنا یارو قیل وقال ـــــ پھینکنی پڑتی ہے کہیں میرے یارو اپنی ڈھال۔''

(یعنی ہر جگہ ایک ہی چال نہیں چلی جاتی کہ ہر ایک پر غصہ کیا جائے کہیں کسی جگہ غصہ نہیں بھی کرنا چاہیے۔)

حَالؒ: غصہ کی وجہ سے برے نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت (میرے لئے) دعا فرمائیں۔

تحقِیق: جس سے دعا کرانا چاہیں۔

سُوال: غصہ کا علاج بتا دیں۔

جَوابْ: ہمت اور تدبیر کرنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے۔ جب تک ایسا (یعنی ہمت وتدبیر) نہیں کر سکتے اس طرح (کہ پہلے غصہ کریں بعد میں مجھے اطلاع دیں اور اصلاح چاہیں) اپنی اصلاح نہ فرمائیں کم از کم مجھے تو لکھ کر یا زبانی طور پر بات کرنے سے معاف فرمائیں کیونکہ اگر آپ کے لئے میرے طبیعت پر بوجھ ہوگا تو یہ آپ کی باطنی حالت کے لئے نقصان دہ ہوگا (کہ شیخ کے دل میں اگر مرید کے لئے بوجھ وتکدر ہو تو مرید کو شیخ سے باطنی فائدہ نہیں ہوتا ہے)۔

حَالؒ: عرض یہ ہے کہ میں نے ایک مرتبہ لکھا تھا کہ جب کوئی (شخص) کسی دینی بات میں خرابی پیدا کرتا ہے اور مجھے اپنی حرکتوں سے ابھارتا ہے تو مجھے غصہ بہت آتا ہے اور برداشت کرنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کبھی تو برداشت نہیں ہوسکتا ہے۔ لوگ خواہ مخواہ نیک کاموں میں رکاوٹ ڈالتے ہیں حالانکہ ان سے نرمی کی جاتی ہے

لیکن (وہ) بے دینی کی یا کچھ ایسی ویسی باتیں کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ایسے وقت مزاج میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر چہ مجھے بھی اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بہت چاہتا ہوں کہ اعتدال (میانہ روی اختیار) کروں مگر ایسے موقع پر معذور (مجبور) ہو جاتا ہوں۔

حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ "بتکلف (تکلیف برداشت کر کے) صبر کیا کروں۔" میرے حضرت! بتکلف صبر کرنے کے بعد جو غصہ آتا ہے اس کو روک نہیں سکتا ہوں اور اگر روک لوں تو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بہرحال کوئی مناسب تدبیر بتائیں تا کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔

اس کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ غصہ جلدی نہیں آتا ہے اور جب آتا ہے تو اس میں گرمی بہت ہوتی ہے۔ دوسرے غصہ بلاوجہ نہیں ہوتا ہے بلکہ جب کوئی دینی امور میں رکاوٹ ڈالتا ہے تو جب ہی آتا ہے۔

تحقیق: غصہ سے اگر کوئی دینی یا دنیوی خرابی پیدا نہیں ہوتی ہے تو اس کے علاج کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ غصہ مفید ہے۔ اگر کوئی خرابی دینی یا دنیوی ہوتی ہو تو پھر دینی مشورہ دوں گا بتکلف صبر کرنا چاہئے اگر تکلیف زیادہ ہونے لگے تو اس جگہ سے فوراً چلا جانا چاہئے۔

حال: بندہ میں جو عیب ہیں عرض کئے جاتے ہیں۔ ان کی دوا چاہتا ہے۔

1. میرا حافظہ بہت ہی خراب ہے کوئی بات یاد نہیں رہتی ہے۔
2. مزاج میں تیزی اور غصہ زیادہ ہے۔
3. مزاج میں جلد بازی بہت ہے۔

تحقیق: (۱) حافظہ کی کمی دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ (اس کے لئے) کسی طبیب سے مشورہ کرنا چاہئے۔

(۲)، (۳) مزاج کی تیزی، غصہ اور جلد بازی کی وجہ اگر شرعی واجب میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فکر کی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ ہو تو اس کا علاج ضروری ہے۔ اس کا اصل علاج صرف برداشت کرنا ہمت کرنا اور بتکلف عمل کرنا ہے۔ غصہ کے وقت جس پر غصہ آئے اس سے دور ہو جانا، اپنے گناہوں کو یاد کرنا، اللہ تعالیٰ سے اپنی معافی کی چاہت کو سوچنا، اعوذ باللہ بار بار پڑھنا اور (غصہ کے) انجام کو سوچنے میں لگ جانا اس علاج کے لئے مددگار ہوگا۔

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کیا کرتے ہیں، کیا کچھ دنوں کے لئے یہاں (میرے پاس) قیام کرنا ممکن ہے۔

سوال: مجھے غصہ بہت آتا ہے جس کی وجہ سے میں خود بھی مجبور ہوں۔ بہت کوشش کرتا ہوں غصہ بالکل نہ کیا کروں مگر غصہ کے وقت کچھ خیال نہیں رہتا ہے۔ غصہ کے بعد اپنے دل میں خود شرمندہ ہوتا ہوں۔ کبھی تین چار دن تک (غصہ کی وجہ سے) دل میں ایک بوجھ سا لگتا ہے۔ کبھی جس پر غصہ کرتا ہوں اس سے معافی مانگ لیتا ہوں تو کوئی بوجھ نہیں ہوتا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جس سے معافی مانگی ہے وہ دل سے معاف کرتا ہے یا میرے ادب (مروت وخیال) کی وجہ سے معاف کرتا ہے۔ کبھی لڑکوں پر غصہ آتا ہے اور ان کی غلطی سے زیادہ سزا دی جاتی ہے جس کا مجھے بعد میں افسوس ہوتا ہے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کرنے کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ آئے اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا جائے یا خود وہاں سے ہٹ جائے۔ اس کے بعد بھی اگر غلطی ہو جائے تو اس کا علاج یہی ہے جو آپ جناب، کا معمول ہے وہ کافی ہے۔

یہ شک نہ کیا جائے کہ اس نے شاید دل سے معاف نہیں کیا ہوگا کیونکہ انسان کو اس (معافی مانگنے) سے زیادہ کا حکم نہیں کیا گیا ہے کہ خود اپنی طرف سے اس کو دل سے راضی کرے۔ جب اس (معافی مانگنے) سے زیادہ اختیار نہیں ہے تو اس کا حکم بھی نہیں ہے۔

حال: بندہ کے معمولات میں گناہ کی وجہ سے فرق آ گیا تھا۔ اب کچھ دنوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور جناب کے باطنی فیض کی برکت سے اپنے معمولات کر رہا ہوں۔ آئندہ بھی ہمیشہ کرتے رہنے کے لئے دعا فرمائیں۔

بندہ کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہے۔ مگر تمام کی اصل جڑ دو گناہ لگتے ہیں بہت سی ترکیبوں سے ان گناہوں سے بچنا چاہتا ہوں لیکن تین چار دن سے زیادہ پرہیز نہ ہو سکا۔ ان دونوں کو اپنی تباہی و گمراہی کا سبب سمجھتا ہوں۔ اس لئے (عرض کرتا ہوں کہ) براہ کرم کوئی ترکیب (ان کے چھوڑنے کی) بتائیں تاکہ میں اس پر عمل کر کے ان دونوں گناہوں سے بچ جاؤں۔

پہلا مرض غصہ ہے۔ یہ مجھے بہت تنگ کرتا ہے۔ وقت بے وقت اور حق و باطل میں تمیز کرنے نہیں دیتا ہے۔ آخر میں شرمندگی اٹھاتا ہوں۔ کئی بار رو کر لوگوں کے پاؤں پکڑنے پڑے۔ کچھ دن پہلے ایک مسئلہ میں تکرار کرتے ہوئے سامنے والے کے نہ ماننے کی وجہ سے غصہ کی وجہ سے اس کو مارنا پڑا اور معافی کے لئے پیر پر ہاتھ رکھنا پڑا پھر بھی بڑی مشکل سے معافی ہوئی۔

دوسرا مرض بدنظری کا ہے۔ ان دونوں برائیوں کے ختم ہو جانے کے لئے کوئی ترکیب تحریر فرما دیں۔ قوی

امید ہے کہ آنجناب کے قول پر عمل کروں گا۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں۔ پہلے مرض کا علاج یہ ہے کہ پہلا کام یہ کریں کہ جس وقت غصہ آئے تو یہ سوچیں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر اس طرح غصہ کریں تو میں بھی آخر میں یہی چاہوں گا کہ معافی ہو جائے اس لئے مجھے بھی چاہئے کہ اس کو معاف کر دوں۔ یہ بھی سوچیں کہ یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو ہوگا نہیں جتنا میں اللہ تعالیٰ کا گناہگار ہوں۔ اس کے باوجود جب میں اپنی معافی کی آرزو کرتا ہوں تو میں اس کو کیوں نہ معاف کروں۔

دوسرا کام یہ کریں کہ اس جگہ سے فوراً ہٹ جائیں۔ جب تک غصہ ختم نہ ہو اس جگہ نہ آئیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

تیسرا کام یہ کریں کہ کوئی وقت مقرر کر کے اپنے عیوب کو سامنے رکھ کر سوچیں کہ میں سب سے برا ہوں اس سے تکبر کی جڑ کٹ جائے گی۔ غصہ تکبر ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جب غصہ آئے تو یہ خیال کریں کہ تو تو سب سے برا ہے اس لئے اپنے سے بڑے شخص پر غصہ نہیں کرنا چاہئے۔

دوسرے مرض (بدنظری) کا علاج صرف ہمت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ اختیاری فعل ہے۔ اگر جان بوجھ کر نہ دیکھیں تو خود بخود نظر اٹھ نہیں سکتی ہے۔ جب یہ بات ہے تو جان بوجھ کر نگاہ نیچے کرنی چاہئے۔ اس نگاہ نیچی کرنے میں مدد اس سے ملتی ہے کہ یہ سوچیں اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں، اگر اس وقت تیرا استاد، باپ یا پیر دیکھ رہا ہو تو ان کے دیکھنے کی حالت میں بدنظری نہیں کر سکتا ہے اور ان لوگوں سے شرمندہ ہوں گا تو کیا خدا سے تجھے شرم نہیں آتی ہے۔ بس اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ بدنظری کی روک تھام ہو جائے گی۔ یہ تمام علاج کرنے کے بعد پھر اطلاع دیں۔

حال: جب میں وہاں (تھانہ بھون) میں تھا تو اکثر لوگ میری برائی کرتے تھے کہ دیکھئے تھانہ بھون گئے ہیں ولی بن کر آئیں گے۔ اب تک بعض لوگ یہ کہتے ہیں: ولی بن کر آ گئے۔ لوگ شکایت ہی کی وجہ سے صوفی، خواجہ اور شاہد صاحب کہتے ہیں۔ بعض مرتبہ بہت تکلیف ہوتی ہے اور بہت غصہ آتا ہے لیکن چوٹ سی کھا کر چپ رہتا ہوں۔ بہت پریشان ہوں کبھی کبھی دل سے فوراً نکلتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی بات کو قبول فرما لے۔ برائے مہربانی ایسے موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے جو میرے لیے مناسب ہو بتائیے کہ میں اس پر عمل کروں۔

تحقیق: (ان لوگوں کے یہ کہنے پر) برا ماننا صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ میری تحقیر کرتے ہیں حالانکہ میں تحقیر کے قابل نہیں ہوں۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ (برا ماننے کی یہ) وجہ ہی غلط ہے میں تو ان عیبوں کی وجہ سے جو مجھے

معلوم ہیں اور ان لوگوں کو معلوم نہیں اس سے زیادہ تحقیر کے قابل ہوں۔

امرد پرستی (نوجوان لڑکوں سے عشق) اور فرائض کے چھوڑنے کا علاج

سُؤال: بندہ اپنا کچھ تباہ حال عرض کرتا ہے۔ یہ خیال ظاہر کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ میری ایسی بری حالت ہے اور میں حضور کے خدام میں شمار ہوں۔ شکل تو مسلمانوں جیسی اور کام فساق فجار بلکہ کافروں جیسے ہیں۔ (لیکن بات یہ ہے کہ) حضور ہمارے روحانی طبیب ہیں دو جہاں کے راہ نما ہیں اس لئے اگر حضور کو یہ بات نہ بتاؤں تو صحت کی کیا امید ہوسکتی ہے مجھے اس خیال کو بتاتے ہوئے بہت سے خیالات نے اب تک روکے رکھا مگر میں نے اب سارے خیالات کو دور کر کے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ اب (میں) حضور سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا اور حضور جو کچھ علاج تجویز فرمائیں گے ان شاء اللہ کچھ بھی ہو اس پر عمل کرنے سے نہیں رکوں گا۔ اب اگر حضرت کی ظاہری اور باطنی توجہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے (بہتری کی) امید ہے ورنہ میرا تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

حضرت! میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اب تک کوئی عمل اچھا نہیں کیا ہے۔ نماز پہلے تو پڑھی نہیں اور اگر پڑھی تو کبھی بغیر وضو پڑھ لی اور کبھی لوگوں کو دکھانے کے لیے ویسے ہی چپ کھڑا ہوگیا۔ مجھے کوئی دو مہینے پورے ایسا یاد نہیں کہ میں نے پابندی سے نماز پڑھی ہو۔ آٹھ دن پڑھی چھوڑ دی مہینہ پڑھی چھوڑ دی۔ اسی طرح روزے اکثر تو رکھے نہیں اور بہت سے رکھ کر جان بوجھ کر توڑ دیئے۔ رمضان کا کوئی مہینہ ایسا یاد نہیں کہ دو چار روزے جان بوجھ کر نہ توڑے ہوں۔

اندرونی حالت یہ ہے اور لباس علماء صلحاء کا ہے اور عقائد اچھے لوگوں کے ہیں۔ غرض ظاہر تو ایسا اور باطن میں جھوٹ، غیبت، حسد، مال، منصب وعزت کی محبت ہے اور اس پر تعجب کی بات تکبر کا ہونا ہے۔

غرض جو کچھ بیماریاں میرے اندر ہیں ان میں سب سے بڑی بیماری لڑکوں کا عشق میرے دل میں موجود ہے۔ یہی ساری خرابیوں کی جڑ لگتی ہے۔ ایک مہینے سے اس کی احتیاط کر رہا ہوں مگر جب بھی اچانک نظر پڑ جاتی ہے دل میں کافی دیر تک جلن رہتی ہے۔ (اور اس احتیاط سے) جو کچھ اطمینان پیدا ہوتا ہے سب ختم ہو جاتا ہے جس سے بہت صدمہ ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ہدایت ملتی ہے جیسے پورے ہفتہ بہت اچھی حالت رہتی ہے کہ نماز کی پابندی رہتی ہے دنیا سے بھی بالکل بے رغبتی معلوم ہوتی ہے اور لڑکوں کی محبت بھی کمزور

ہو جاتی ہے لیکن کچھ عرصے بعد وہی پہلی حالت واپس لوٹ آتی ہے۔

حضرت! اب وہی خوف لگا ہوا ہے کہ خدا نہ کرے کہ وہی حالت واپس لوٹ آئے اس لئے حضور سے عرض کرتا ہوں کوئی ایسا علاج بتایئے جس سے میری حالت صحیح ہو جائے اور یہ قلبی بیماریاں ٹھیک ہو جائیں خیر کے اعمال میں ہمیشہ کے لئے استقامت مل جائے۔ یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ پچھلے نماز روزوں کا حال لکھنا ہے ان کا کیا کروں۔ حقوق العباد (کو ادا کرنے) میں بہت ہوتی ہے۔ اب جن لوگوں کے حقوق یاد ہیں یا جن کے بارے میں خیال ہے کہ ان کے حقوق ہیں ان سے تو (معافی مانگ کر) معاف کرالوں گا یا ادا کرنا ہے تو ان کو ادا کروں گا لیکن جن کے حقوق یاد نہیں ہیں یا وہ موجود نہیں ہیں تو ان کا کیا کروں۔

اگرچہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی) محبت کی کیفیت حاصل نہیں ہے لیکن اب تو دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں جم جائے اور دنیا سے سخت نفرت ہو جائے اور جب تک دنیا میں رہنا ہو تو دنیا میں محبت اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔

تحقیق: (آپ نے) امراض چھپا کے بڑی غلطی کی۔ کوئی مرض لاعلاج نہیں ہے۔ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ (ذیل میں آپ کے جوابات یہ ہیں)۔

جن نمازوں کو نہیں پڑھا یا بے وضو پڑھا تو ان کا اندازہ کر کے (کہ کتنی ہیں) ان کی قضا پڑھ لو۔ اسی طرح روزوں کا بھی اندازہ کر کے ان کی بھی قضا کر لیں۔ بعض علماء کے نزدیک ایک روزہ یا چند روزوں کا کفارہ دوسرے روزوں کے کفارہ میں داخل ہو سکتے ہیں اس لئے ساٹھ روزے مسلسل کفارہ کے رکھو اور خوب توبہ کرو۔

امردوں (نوجوان لڑکوں) سے میل جول، دیکھنا، چھونا اور بات کرنا چھوڑ دو۔ اس چھوڑنے میں جو تکلیف ہو اس کو برداشت کرو۔ اگر اچانک نظر اٹھ جانے سے پریشانی ہو جائے تو صبر کرو۔

اخلاق رذیلہ (برے اخلاق) کا علاج موت کا مراقبہ کر کے کرو۔ (رسالہ) تبلیغ دین مطالعہ میں رکھو۔

حقوق العباد جتنے یاد ہوں ان کے ادا کرنے یا معاف کرانے کی کوشش کرو۔ اگر ادا کرنے پر قدرت نہ ہو تو ادا کرنے کا پکا ارادہ رکھو۔ جتنی قدرت ہوتی جائے ادا کرتے رہو۔ ان حقوق والوں کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہو۔

آئندہ غیر ضروری تعلقات کم کرو۔ میرے مواعظ ہمیشہ دیکھو۔ فرصت کے اوقات میں (مجھ سے) ملتے رہو۔ (اپنے لئے) دعا بھی کرتے رہو میں بھی دعا کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ کافی وشافی ہے۔

خوشامد کا ممنوع ہونا

سُوال: بعض بزرگ ایسے ہیں کہ جو حقیقت میں اتنے بزرگ نظر نہیں آتے ہیں کہ جس کی وجہ سے (ان کی) ـــــ بزرگوں کی طرح تعظیم کرنے اور ہاتھ پر بوسہ لینے کو جی چاہے مگر پھر بھی ایسا کیا جائے تو کیا یہ منع ہے اور نفاق ہے؟

جواب: (ایسا کرنا) اگر صرف خوشامد کی وجہ سے ہو تو منع ہے۔ اگر ان کے معتقدین کی دشمنی یا نقصان پہنچانے سے بچنا ہو تو جائز ہے۔

(معمولات کے) ناغہ ہونے پر غصہ آنے کا علاج

حال: اب کچھ دنوں سے (میری) حالت کچھ ٹھیک ہے۔ اکثر جب کوئی مشتبہ (شبہ والی) چیز کھانے میں آتی ہے تو شہوات کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی نئی حالت نہیں ہے بہت عرصے سے اسی طرح ہوتا ہے اکثر مشتبہ چیز سے بچنا بھی بہت مشکل ہے۔

تحقیق: اس کا علاج بھی وہی ہمت ہے۔ جتنا ہو سکے ایسی چیز کھانے سے بچنے میں بھی ہمت کی ضرورت ہے اور جب شہوت کا غلبہ ہو اس وقت اس کی چاہت پر عمل نہ کرنے کے لئے بھی ہمت کی ضرورت ہے۔

حال: ان (امرد) لڑکوں کی صحبت میں بھی اگر چہ کمی تو ہے لیکن بالکل ختم نہیں ہوتی ہے۔ باقی کبھی ان کی شکل پر نظر پڑ جاتی ہے تو ایک لذت کی آگ دل میں لگا دیتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔

تحقیق: (ایسے موقع پر) منہ بھی پھیرنا چاہئے اور دل سے بھی اس کی توجہ ہٹانی چاہئے۔ جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ خیال کو فوراً دوسری طرف متوجہ کر دیا جائے۔

شہوت (خواہش) کا علاج

حال: اب چند دنوں سے حالت کچھ ٹھیک ہے اکثر جب کوئی شبہ والی چیز کھانے میں آتی ہے تو شہوات (خواہشات) کی زیادتی ہوجاتی ہے یہ حالت کوئی نئی نہیں ہے بہت عرصے سے یہی ہوتا آ رہا ہے اور ایسی چیز سے بچنا بھی بعض اوقات مشکل ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کا علاج بھی وہی ہمت ہے جتنا ہو سکے ایسی چیز کے کھانے کے وقت اور شہوت کے غلبہ کے وقت اس کی چاہت پر عمل کرنے کے وقت بھی ہمت سے بچنا چاہیے۔

حال: ان لڑکوں کی محبت میں بھی اگر چہ کمی تو ہے لیکن بالکل ختم نہیں ہوتی ہے اگر کبھی ان کی شکل پر نظر پڑ جاتی

ہے تو دل میں ایک لذت بھڑک اٹھتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔

تحقیق: منہ بھی پھیرنا چاہیے اور دل یعنی توجہ بھی ہٹانا چاہیے جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ فوراً خیال کو دوسری طرف متوجہ کر دیا جائے۔

فضول تعلقات چھوڑنے کی تدبیر

حال: عرض یہ ہے کہ میری طبیعت تعلقات سے گھبراتی ہے۔ کبھی کسی کو مسئلہ بتاتے وقت بھی بہت تنگی ہوتی ہے۔ میرے خاندان کے لوگ مجھے تعلقات اور جاہ و منزلت (عزت و مرتبہ) کا شوق دلاتے ہیں۔ میں نے اپنی کمزوری ـــــ اور برداشت نہ کرنا ان کو بتایا لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ ؎

تا ترا حالے نباشد ہمچو ما حال ما باشد ترا افسانہ پیش

ترجمہ: ”یکساں نہ ہو جب تک تیرا میرا حال ـــــ افسانہ ہی رہے گا تجھ پہ میرا حال۔“

میں مجبور ہوں ان کو کیا جواب دوں۔

تحقیق: دل میں تو یہی تا ترا حالے الخ جواب ہے اور زبان سے یہ کہ میں اس کے قابل نہیں ہوں معاف کیجئے۔

مال کی محبت کا علاج

حال: ”موصلی الی اللہ وسیلتنافی الا الدین متعانا للّٰہ بطول بقائہ“

آداب بجا لاتے اور سلاموں کے بعد اپنا طلب عرض کرتا ہے کہ حضرت کے ضعف کی حالت معلوم ہوئی اللہ پاک ہم گناہگاروں کے سر پر حضرت کا سایہ باقی رکھے آمین۔ ان دنوں بندہ میں ایک سخت مہلک مرض پیدا ہوگیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مال کی لالچ اور اس کو حاصل کرنے کی بہت فکر رہتی ہے۔ کبھی ایسی تدبیریں کرنے کا دل چاہتا ہے جس میں گناہ ہوتا ہے کبھی ایسی کہ جس میں ذلت ہوتی ہے۔ امید ہے کہ حضور علاج تجویز فرما کر یا تو خود لکھیں گے یا فلاں مولوی صاحب کے دست مبارک سے لکھوا کر بھیجیں گے۔ نیز حضرت والا کی خیریت کا طالب ہوں اطلاع دی جائے۔

تحقیق: علاج دو ہیں۔

1. ایک یہ ہے کہ کبھی کبھی مال کی برائیوں کو سوچا جائے۔
2. اس کے چاہنے کی مخالفت کی جائے۔ یعنی جو گناہوں کے اسباب ہوں یا جس میں بہت ہی مشغولیت ہو

ان اسباب کو اختیار نہ کیا جائے۔

حَالؒ: احقر کے اندر جو عیوب اور نقصانات ہیں ان کو اصلاح کی غرض سے (حضرت کی) خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

مال کی محبت زیادہ لگتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا اتنا شکر ہے کہ اس کی وجہ سے کسی ناجائز کام کو نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی واجب حقوق میں کوتاہی کرتا ہوں مگر خرچ کرنے میں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ ناداری (کچھ نہ رہنے) اور دوسروں سے قرض لینے کا بہت خوف رہتا ہے۔ (میں ایک درمیانی حیثیت کا آدمی ہوں آمدنی خرچ کے مطابق ہے) اس وجہ سے ہر جگہ دل کھول کر خرچ نہیں کرتا ہوں جیسا کہ دوسرے لوگ ہونے نہ ہونے کا بالکل خیال نہیں کرتے اور خدا پر بھروسہ کر کے دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔

تحقیقؒ: (آپ کی حالت) یہ مال کی محبت کی نہیں ہے بلکہ اعتدال کی محبت ہے۔

بغیر ضرورت نام کے ساتھ نسبت کا لکھنا برا ہے

حَالؒ: نماز جو کہ تمام عبادتوں کی جڑ ہے۔ جب میں نماز میں قرآن مجید کے نظم و نسق (انتظام، الفاظ کی ہم وزنی) کی لذت میں مشغول ہو جاتا ہوں تو اکثر رکعات لمبی ہو جاتی ہیں۔ اس سے اتنا فائدہ تو ہوتا ہے کہ بے کار وسوسوں سے نجات مل جاتی ہے مگر (عبادت کا) مقصود تو یہ تھا کہ کانك تراہ کہ تو عبادت ایسی کر جیسے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا فانه یراك کہ اگر ایسا نہیں کر سکتے اس طرح کرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ میں کھو جاتا جس سے بہت دور ہوں۔ کبھی تو مایوسی ہو جاتی ہے۔ اسی لالچ میں حضرت کے سامنے زانو تہہ کیا ہے ورنہ بے روح نماز کو ایک عرصے سے پڑھتا ہوں۔ (آپ) کیونکہ طبیب ہیں اس لئے عرض کیا ہے۔ ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ عرض مدعا۔ ناچیز خادم فلاں ماتریدی۔

تحقیقؒ: حدیث کانك تراہ کے معنی یہ نہیں ہیں جو مشہور ہیں۔ یہاں کبھی موقع نہیں ملا ورنہ میں عرض کر دیتا۔ اس کے سننے کے بعد معلوم ہو جاتا کہ یہ درجہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سہولت سے حاصل ہو جاتا ہے۔

ایک بات جس کا تعلق تربیت سے ہے وہ عرض ہے کہ آج کل اپنے نام کے ساتھ اکثر نسبتوں کا بڑھانا فخر کرتے والوں کا کام ہو گیا ہے۔ اس لئے جب تک خاص ضرورت نہ ہو یا قابل شمار نہ ہو فخر کرنے والوں کے ساتھ تشبیہ سے بھی بچنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ (آپ) اپنے نام کے ساتھ ماتریدی کا لفظ نہ بڑھایا کریں خصوصاً جبکہ اس کی حقیقت اکثر لوگوں کو معلوم بھی نہیں ہے۔ اس صورت میں تو کوئی فائدہ بھی نہیں

ہے۔ ہاں حنفی نسبت کہ اس کا فائدہ ظاہر ہے کہ اس میں بدعتی فرقوں سے امتیاز ہے جس کو سب سمجھتے ہیں۔ والسلام

غصہ برداشت کرنے کی فضیلت

حَال: (میری) طبیعت کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص (مجھے) کوئی سخت بات کہتا ہے تو میری طبیعت اس کا بدلہ لینے کو بہت چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پہلے تو ایسا کر لیتا تھا مگر اب برداشت کر لیتا ہوں مگر طبیعت بہت متردد (فکر مند پریشان) رہتی ہے۔ حضور سے دعا چاہتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ (آپ کی) حالت بہت اچھی ہے۔ غصہ کو برداشت کرنے سے جو تردد (فکر مندی اور پریشانی) کی شکایت لکھی ہے (اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ) برداشت کرنے کی فضیلت اس تردد کی وجہ سے ہی ہے۔ اگر (غصہ برداشت کرنے کی وجہ سے) پریشانی نہ ہو تو برداشت کرنا ہی نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ کوئی بری حالت نہیں ہے۔

گناہ کو نقصان دہ نہ سمجھنا شیطانی دھوکہ ہے

حَال: (دوسری بات) عرض ہے کہ احقر کو گناہوں کے ہو جانے سے اللہ کے ساتھ محبت و تعلق میں کمی نہیں آتی ہے۔ اگر طبیعت میں کبھی کوئی حجاب (پردہ، رکاوٹ) آتا ہے تو یہ خیال اس کو دور کر دیتا ہے کہ کیا (تو) اس تعلق کو اپنے نیک اعمال کا نتیجہ سمجھتا ہے کہ جس میں برے کاموں سے کمی آ جائے گی نہیں (بلکہ جو کچھ بھی ہے کوشش کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا ہے نہ کسی اچھے عمل سے اس کا ہونا موقوف تھا اور نہ ہی اچھے عمل کی کمی سے اس میں کمی ہونی چاہئے۔

اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ کیا کہیں یہ خیال گناہوں پر جرات پیدا کرنے والا تو نہیں ہے۔

تحقیق: یہ اچھی صورت میں بری حالت ہے۔ (یہ تو ایسا ہے کہ) ﴿کلمة حق بها الباطل﴾ (کہ حق بات جس سے باطل مراد ہو) شیطان کا دھوکہ ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت کا سایہ ہے (یعنی بندہ کا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے بندے سے محبت کرنے کی وجہ سے ہے) گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت میں کمی آتی ہے کیونکہ رضا مندی اور ناراضگی دونوں ضد ہیں۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی آئے گی تو بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت میں بھی کمی آئے گی۔

(آپ کو) جو کمی محسوس نہیں ہوتی ہے وہ تعلق کی حقیقت نہیں ہے بلکہ تعلق کا وہم و خیال ہے۔ اس لئے یہ حالت گناہ پر جرات کا سبب ضرور ہے۔ خلاصہ یہ کہ گناہ کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ضرور سمجھئے لیکن طاعت کو

اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب نہیں سمجھئے کیونکہ ہماری طاعت میں ایسا اثر نہیں ہے لیکن گناہ میں ناراضگی ہونے کا سبب ضرور ہے۔ فلا تزل قدمك آپ کا قدم نہ پھسلے۔

فضول دنیاوی مشغولیتوں کا علاج

حَالؒ: (دوسری ظاہری) حالت یہ ہے کہ پہلے دنیاوی معاملات کی طرف توجہ کم تھی اور دنیاوی کاموں سے جی اکتاتا ہے (بیزار ہوتا) تھا۔ اب دنیاوی مشغولیتوں میں جی لگتا ہے اور اس کے انتظام میں وقت زیادہ لگتا ہے۔ لیکن دل گھبراتا ہے۔ جی نہیں لگتا ہے۔

تحقیقؒ: وہ دنیاوی مشغولیات اگر ضروری ہیں تو نقصان دہ نہیں ہے خصوصاً جب کہ دل گھبرانے کے ساتھ ہوں۔ اگر فضول ہیں تو نقصان دہ ہیں۔ اس کا علاج اگرچہ تکلیف کے ساتھ ہو ان فضولیات کو چھوڑ دینا ہے۔

حَالؒ: (تیسری) حالت یہ ہے کہ نفسانی لذتوں کی چیزوں اور سامان کو جمع کرنے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیقؒ: اس کی مثال لکھنا چاہئے۔

گناہوں کے وسوسوں کا علاج اور نفس کا محاسبہ

حَالؒ: میرے دل پر وسوسے بہت رہتے ہیں۔ کبھی جب کسی برے کام کا شوق دلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچا لیتے ہیں۔ کبھی مغلوب بھی ہو جاتا ہوں (اور گناہ کر بیٹھتا ہوں) لیکن (گناہ کے) بعد بہت پریشانی اور شرمندگی ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنے دربار فیض سے کوئی نسخہ مرحمت فرمائیں جس پر (آپ کی) ہدایت کے مطابق عمل کر کے میری طبیعت پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل ہو جائے اور (مجھے) ہدایت کا راستہ نصیب ہو جائے تو بہت ہی مہربانی ہوگی۔ امید ہے کہ اس سے محروم نہ رہوں گا۔

تحقیقؒ: اگر ہو سکے تو نیچے ذکر کئے گئے معمولات کو مقرر کر لیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ پھر حالات کی اطلاع دیجئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تلقین کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔

معمولات یہ ہیں۔

1. تہجد کی نماز چار رکعت سے بارہ رکعت تک جتنا آسان ہو خواہ رات کے آخری حصہ میں ہو یا عشاء کے بعد ہو۔
2. تہجد کی نماز یا کسی اور فرصت کے وقت لا الہ الا اللہ کا ذکر چھ سو سے بارہ سو تک اتنی آواز سے کہ اپنی آواز کان میں آتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔ کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ بھی ملا لیجئے۔

۳ سوتے وقت نفس کا محاسبہ کیجئے۔ یعنی تنہا بیٹھ کر دن بھر کے گناہوں کو یاد کر کے یہ سوچنا چاہئے کہ گویا قیامت کا میدان ہے اور (میں) حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں۔ (مجھ سے) ایک ایک گناہ کی پوچھ گچھ ہو رہی ہے اور میں لاجواب ہوا جاتا ہوں۔ میرے لئے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کر رہا ہوں۔ ایسے وقت میں جس کیفیت سے معافی مانگی جاتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہونا چاہئے اور عہد کرنا چاہئے کہ آئندہ نافرمانی نہیں کروں گا۔ اسی خیال میں (مگن) سو جانا چاہئے۔ صبح اٹھتے ہی رات کو کئے ہوئے عہد کو یاد کرنا چاہئے۔ جب کسی گناہ کا دل چاہے اس عہد کو یاد کر لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر ناظر (موجود ہونے اور دیکھنے) کا خیال کر لینا چاہئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ روزانہ حالت درست ہوتی جائے گی۔ پھر اطلاع دیجئے۔

دنیا کی محبت کا علاج

سُؤال: (دوسری) عرض یہ ہے کہ دل سے دنیا کی محبت نکلنے کا علاج بتایا جائے کہ اس مرض سے نجات حاصل ہو جائے۔

جَوَاب: (رسالہ) تبلیغ دین دیکھئے۔

حَال: تہجد رات میں پڑھی جاتی ہے مگر کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ کبھی طبیعت کی بے لطفی سبب بن جاتی ہے، کبھی دوسری رکاوٹیں آ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشگی اور مستقل مزاجی نصیب فرمائیں۔ دنیا کی محبت کے کم ہونے کی کوشش کی جاتی ہے مگر یہ آفت اب تک دل میں ایسی جگہ بنائے ہوئے ہے کہ کسی طریقہ سے بھی دل سے نہیں نکلتی ہے۔ خاص توجہ کا طالب ہوں۔

جَوَاب: موجودہ حالت میں دو باتوں کی ضرورت ہے۔

۱ کسی عارف زاہد کی محبت میں کچھ دن رہیں۔

۲ زاہدوں کی حکایات (وقصوں) کا مطالعہ کیا جائے۔ اگر کچھ نہ ہو تو احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت کی کتاب الزہد ہی کا مطالعہ کریں۔

مشتبہ مال سے پرہیز

حَال: اللہ تعالیٰ مشتبہ مال سے محفوظ رکھیں۔

تحقیق: آمین۔

حال: پہلے تو میرا ذاتی سامان کچھ نہیں ہے اور جو کچھ ہے گھر جانے کے بعد اس کی تحقیق کروں گا۔ مشتبہ مال کو (اگر ہو تو) شریعت کے مطابق علیحدہ کر کے جہاں شریعت کا حکم ہے وہاں خرچ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس ارادے کو پورا فرمائیں۔

تحقیق: آمین۔

فضول کلام اور فضول خیال سے پرہیز کرنا

حال: فضول بات، فضول خیال اور فضول کام سے طبیعت بھاگتی ہے۔ اگر زبان سے کوئی فضول بات نکل جاتی ہے تو (ایک) تیر سا کلیجے میں لگ جاتا ہے کہ ہائے یہ بے کار بات بھی زبان سے کیوں نکلی۔ ہر وقت کام میں مصروف رہنا پسند ہے۔ گناہ کے بارے میں دل میں خیال آتا ہے کہ خدا کرے میں اس دن سے پہلے غارت ہو جاؤں جس دن کوئی گناہ ہو۔

تحقیق: دونوں حالتیں عین سنت ہیں۔

بات کرنے میں سختی کا علاج

حال: (میری) اخلاقی حالت یہ ہے کہ اکثر لوگ میرے اخلاق کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے ہی نظر آتے ہیں۔ بات کرتے ہوئے اکثر طبیعت میں تنگی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے خوشی سے مخاطب کی بات کا جواب نہیں دیا جاتا ہے۔ کیا کروں نہ کیا نہ کروں اپنی بداخلاقی پر بڑا افسوس ہوتا ہے ایسا لگتا ہے میں حسن اخلاق کی دولت سے محروم ہی رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا فرمائیں کہ ایسا نہ ہو اے مخلوق کے حاکم اپنے مریض کا علاج کیجئے۔

تحقیق: اس میں ہمت کی ضرورت ہے اگر کسی سے سختی سے بات ہو جائے تو کسی دوسرے وقت اس سے معافی مانگ لیجئے چند بار ایسا کرنے سے اعتدال (میانہ روی) پیدا ہو جائے گا۔

ریا اختیاری چیز ہے

حال: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی کو دکھانے کے لئے کرنا یہ دکھانا اللہ تعالیٰ اور دوسرے کو برابر درجہ کا ہو (کہ دونوں کو برابر دکھانے کی نیت ہو) یا مخلوق کو دکھانا اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہو یا کم سے کم (یہ ہو کہ) اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی مقصود ہو مگر (یہ عبادت) لوگوں کے سامنے مجمع میں کرتے ہوئے دل زیادہ لگتا ہو یا عبادت

تو تنہائی میں کی ہو لیکن لوگوں کو معلوم ہو جانے کے بعد دل میں خوشی پیدا ہوتی ہو یا عبادت کی وجہ سے لوگوں میں عزت حاصل ہونے کا خیال ہو یہ ساری صورتیں ریا میں شمار کی گئی ہیں۔ (اللهم احفظنا منه وجميع المؤمنين والمؤمنات)

ان سب صورتوں میں ایک یکساں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مقصود ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ کے غیر کا کوئی شبہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ بعض بزرگوں کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں دل کی توجہ جب تک اخلاص کے اس درجہ تک نہ پہنچ جائے کہ اس (عبادت کرنے والے) کے سامنے جانور، بچہ اور بڑے سے بڑے شخص کا (اس کے پاس سے) گذر جانا برابر ہو جائے اس وقت تک ریاء کی جڑ باقی رہتی ہے۔

اب گزارش یہ ہے کہ بندہ کے اختیار میں اتنا تو ہے کہ نیت تو خالص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے لیکن کسی کو (اس کی عبادت وغیرہ کے) معلوم ہو جانے کے بعد دل میں خوش ہونا، بچہ بڑے کے گزرنے کے برابر ہونا یہ تو ظاہری طور پر غیر اختیاری معلوم ہوتا ہے۔ (جب یہ غیر اختیاری ہے تو) یہ ریا میں کیسے داخل ہو سکتا ہے۔ (کیونکہ) ریا تو ایک اختیاری فعل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ عمل کا ضائع ہونا یا ثواب کم ملتا ہے۔ خصوصاً اس وقت (جب لوگوں کو کوئی نیک عمل معلوم ہو جائے) کوئی اختیاری فعل جس کی وجہ کہا جائے کہ یہ اس کی سزا ہے۔ "ولا يشرك بعباده به احد" فعل شرک کی نسبت فاعل کی طرف ہے (جس سے معلوم) ہوتا ہے کہ بندہ صرف اختیار ہی کا مکلّف کا معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: آپ نے جو کچھ سمجھا ٹھیک ہے اگر اس کے خلاف کسی ثقہ (معتبر عالم وغیرہ) سے منقول ہو تو وہ ماول (یعنی اس میں تاویل ہے)۔

امام کا مقتدی کی رعایت کرنا ریا نہیں ہے اس کو ریاء کی صورت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے

حال: دوسری بات شبہ کی یہ ہے کہ بعض اوقات (آدمی) کسی عبادت میں مشغول تھا اس وقت اس کو معلوم ہوا کہ میرا کوئی بزرگ سامنے آگیا ہے یا کوئی جماعت آگئی ہے جس کی وجہ سے اس کی عبادت میں خوشی کے بجائے شرم محسوس ہوئی اور جس طرح (پہلے) مشغول تھا اس طرح مشغولیت باقی نہیں رہی بلکہ کمی پیدا ہوگئی یا بعض عبادت یا اذکار اپنے بڑوں کے سامنے کرتے ہوئے حجاب محسوس ہوتا ہے یا کبھی مجمع میں یا ایسی جگہ جہاں لوگوں کو

معلوم ہو جائے تو طعنہ دیں گے اس وجہ سے عبادت نہ کرنا یا شرم کی وجہ سے چھوڑ دینا ان صورتوں میں بھی ریاء ہے یا کیا ہے؟ ظاہری طور پر تو معلوم ہوتا ہے کہ ریا ہی ہے۔ اس لئے کہ غیر اللہ کے اثر سے ریاء میں کمی یا تبدیلی پیدا ہوگئی ہے جو آیت ﴿ولا يشرك بعبادة ربه احدا﴾ مذکورہ کے مفہوم میں داخل ہے۔

تحقیق: یہی صحیح ہے کہ ان باتوں کی وجہ سے چھوڑ دینا ریا ہے۔

حال: لیکن جب وہ حدیث یاد آتی ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں کبھی قرأت کو طویل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اور بچوں کے رونے کی آواز کان میں آگئی اور ان کی مائیں نماز میں شریک تھیں تو ان کی رعایت کی وجہ سے عبارت میں کمی کی گئی ہے۔ اس لئے شاید اوپر ذکر کی گئی صورت میں بھی ریا نہ ہو مگر تسلی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ کمی غیر اللہ کے خیال سے نہیں ہے بلکہ مقتدی کی رعایت کرنا خود اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس کے علاوہ میں ترک یا کمی کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے۔ "فكيف القياس" کہ پھر قیاس کس طرح ہوگا۔

حال: بعض فقہاء نے بعض مقام میں اس کی وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص وضو کر کے نماز کی طرف چلا اور امام رکوع میں جا چکا تھا تو امام کو رکوع میں اتنی دیر کرنا کہ وہ شخص بھی شریک ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے فقہاء کے اس قول سے بھی تائید ہوتی ہے کہ صورت مذکورہ میں ریاء نہ ہونے کی کچھ گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اس موجودہ صورت اور گزشتہ میں فرق گزر چکا ہے کہ اس میں مقتدی کی رعایت کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اس میں ترک کرنے اور کم کرنے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے۔

حال: مگر جس صورت پر خود قیاس کیا گیا ہے اس میں شبہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں صورتیں ریاء سے کیوں خالی ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں بھی تو غیر اللہ کی رضا مندی و بہتری اختیار کی گئی ہے جو ظاہری اعتبار سے اخلاص کے خلاف لگتا ہے جو بھی ہو امید ہے کہ تسلی دی جائے گی۔

تحقیق: تسلی کی وجہ سے پیچھے فرق کی وجہ میں گزر چکی ہے (کہ جن صورتوں پر قیاس کیا گیا ہے ان میں رعایت حکم خداوندی ہے اور صورت مذکورہ میں عبادت کو چھوڑنا یا کمی کرنا حکم خداوندی نہیں ہے)۔

ریا کے خوف سے بچنا ضروری نہیں ہے

حال: کبھی بہت ہی پریشانی ہوتی ہے کہ لوگوں کے سامنے ذکر کیسے کیا جائے یا کبھی اسم ذات کا ذکر آہستہ آواز سے چلتے پھرتے کیا جاتا ہے اس میں اگرچہ کسی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا ہے مگر پھر بھی ریا کا خوف ہوتا ہے کہ کہیں

ریا نہ ہو جائے۔ آہستہ ذکر کرنے میں تو بوجھ ہوتا ہے ہاں آہستہ اگر ضرب کے ساتھ ہو تو مشکل نہیں ہوتی ہے مگر وہ بھی آواز سے کرنے کے قریب ہو جاتا ہے۔

تحقیق: (یہ ریا نہیں بلکہ ریاء کا خوف ہے اور) ریا کے خوف سے بچنا ضروری نہیں ہے۔

تکبر کی حقیقت

حال: ایک بیماری تو مجھ میں قابل علاج یہ ہے کہ مجھ میں کچھ تکبر ہے۔ اس کو ختم کرنے کی تدبیر بتائیے۔ پہلے تو ظاہر میں تکبر معلوم ہوتا تھا۔ ظاہری تکبر کو دباتی ہوں مگر اب باطن میں تکبر معلوم ہوتا ہے۔ تکبر کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی جاہل یا ذلیل آدمی ہوتا ہے اور اس کو مجھ سے کوئی کام ہوتا ہے تو میں اس کو خدا کا بندہ سمجھ کر موقع پر تو اس کی خاطر تواضع کرتی ہوں مگر باطن میں یہی ہوتا ہے کہ یہ آدمی بہت برا ہے اور خود کو دل اچھا کہتا ہے زبان سے اگرچہ توبہ توبہ کرتی ہوں لیکن دل خود کو اچھا سمجھتا ہے۔ یہ تکبر ہی ہوگا۔

تحقیق: اتنا سمجھنا تو غیر اختیاری ہے اس پر پکڑ نہیں ہے۔ اگر اس خیال کو جان بوجھ کر جمایا جائے تو تکبر ہے۔ اگر اس خیال کو دور کرنا چاہا مگر وہ دور نہ ہو اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ ممکن ہے کہ اس آدمی کی کوئی خوبی (اچھائی) ایسی ہو جس کی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم سے اچھا ہو تو پھر تکبر نہ ہوگا۔

حال: دوسری بات یہ ہے کہ بددین، جاہل اور ذلیل آدمی، نفس پرست، دنیا کا زیادہ شوق رکھنے والا، فضول باتیں کرنے والا، گانے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں اور مکار آدمی غرض ایسے لوگوں سے مجھے دل میں نفرت ہوتی ہے اور یہ لوگ دل میں ذلیل لگتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ تکبر ہے یا کیا ہے مگر توبہ کرتی رہتی ہوں۔

تحقیق: اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو اوپر گزری ہے۔

حال: پہلے تو مجھے دو چار عورتیں مغرور کہتی تھیں۔ اب معلوم کیا تو اب مغرور نہیں کہتی ہیں۔ مگر مجھے میرے باطن میں اب بھی تکبر محسوس ہوتا ہے۔ اس کو دور کرنے کی تدبیر بتائیے۔

تحقیق: اوپر بتا چکا ہوں۔

حال: دیندار، تمیز دار اور نیک مزاج آدمیوں کی دل میں بہت قدر و قیمت ہوتی ہے۔ اب میرے دل میں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسے لوگوں سے محبت حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سے محبت ہے۔

حال: بچوں سے باتیں کرنے اور ان کا کام کرنے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: بچوں سے ایسا سلوک کرنا تکبر نہ ہونے کی دلیل ہے۔

حال: اب دل ہر آدمی کی حالت اور عادت کو آزماتا (اور پرکھتا) ہے کہ یہ آدمی کیسا ہے؟ دیندار ہے یا نہیں؟

تحقیق: آزمانے کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے ہاں بغیر آزمائے معلوم ہو جائے تو اور بات ہے۔

حال: (پھر آزمانے کے بعد) جو دیندار ہوتا ہے اس سے طبیعت خوش اور مانوس ہوتی ہے اور بددین اور جاہل آدمیوں سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ میں (اپنے) وطن گئی اور تمام برادری کی عورتوں کو آزمایا یہاں سب کی حالت ردی دیکھی۔ جو عورتیں نماز روزہ کرنے والی ہیں وہ بھی برائے نام کی ہیں اور سب برائیوں میں ڈوبی ہوئی مبتلا ہیں۔ اس بات کو دیکھ کر بھی دل میں غرور پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ سب کو دین کی توفیق دیں۔ (آمین) باطنی حالت تو کسی میں ہے ہی نہیں۔

تحقیق: یہ کیفیت ہر حالت میں تکبر نہیں ہے۔ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو اوپر لکھی گئی ہے۔

حال: اپنے خاندان کی تین چار عورتوں کے مزاج میں عاجزی زیادہ دیکھی کہ ہر ایک کے پیر کی خاک ہو جانا۔ ایسی عاجزی میرے مزاج میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی عاجزی اور انکساری عطا فرمائیں۔

تحقیق: یہ (کیفیت) بھی عاجزی کا ایک رنگ ہے مگر عاجزی صرف اسی رنگ میں منحصر نہیں ہے۔

حال: جب میں وطن سے آئی تھی تو میرے دل میں یہی خیال آتا تھا کہ سب کی حالت ردی ہے گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ میری حالت اچھی ہے اس لئے بار بار اس سے توبہ کرتی تھی مگر پھر بھی بار بار دل میں یہی خیال آتا تھا۔ آٹھ دس دن یہی حال رہا وطن جانے سے بہت نقصان ہوا خیر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خیال دل سے نکل گیا اور اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں بس گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ اپنی یاد دل میں اور بسا دیں۔

غصہ کی حالت میں کسی گناہگار کو حقیر سمجھنے کا علاج

حال: کچھ دنوں سے (میری حالت یہ ہے کہ) شریعت کے خلاف کام کرنے والوں سے ایک (قسم کی) نفرت ہونے لگی تھی۔ (اب) جب سے حضور کی خدمت سے (واپس) یہاں (اپنے وطن) آیا ہوں تو ایسی حالت ہوگئی ہے کہ بات کرنا تو دور کی بات ہے ان لوگوں کی صورت دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہے۔ چنانچہ اس مرتبہ رمضان شریف میں اکثر ان لوگوں جن سے کچھ دوستی یا پڑھائی میں ساتھ ہونے کی وجہ سے تعلقات تھے اور ان لوگوں نے روزہ رکھ سکنے کے باوجود روزے نہیں رکھتے تھے ان کو کھاتے اور حقہ پیتے دیکھ کر مجھ سے غصہ

برداشت نہیں ہو سکا اور ان سے سختی اور غصہ کے ساتھ بات کرنے کی نوبت آتی۔

غصہ کے بعد یہ خیال آتا ہے کہ تم کوئی خدائی فوجدار تو نہیں ہو۔ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ اپنے غصہ کی وجہ سے افسوس اور شرمندگی ہوئی۔ اس کے باوجود غصہ برداشت نہیں ہوتا ہے۔ اس بارے میں حضور کی دعا کا امیدوار ہوں کہ کسی سے لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ مگر یہ حالت بڑی نہیں ہے۔ ہاں کبھی برداشت کی کمی کی وجہ سے اعتدال کی حد سے نکل جانے کا خوف ضرور ہے۔ جتنا ہو سکے حد سے نہیں نکلنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی گناہ گار کو حقیر نہیں سمجھا جائے اگرچہ اس پر غصہ آئے۔ غصہ کے وقت ہی یہ بھی سوچا جائے کہ ہم میں اس سے زیادہ عیب ہیں۔

حسن پرستی کا علاج

حال: احقر کو بچپن سے بدنظری کا مرض تھا۔ بحمد اللہ جب سے حضرت کا وسیلہ حاصل ہوا اور حضرت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہوں وہ مرض ختم ہو گیا ہے اور اس کا وسوسہ کبھی دل میں نہیں آتا ہے بلکہ طبیعت میں ایک قسم کی نفرت محسوس کرتا ہوں۔ اس کے باوجود جب کوئی حسین طالب علم یا کوئی عزیز ہوتا ہے تو ان کے ساتھ سلوک کرنے یا ان کے ساتھ بات کرنے میں اچھا خیال ہوتا ہے اور محبت کا سلوک ہوتا ہے۔ عزیزوں سے محبت کا سلوک کرنا اگرچہ برا نہیں ہے بلکہ (شریعت میں) مطلوب ہے لیکن مجھے پرانے (بدنظری کے) مرض کے لوٹ آنے کا خوف غالب ہوتا ہے اس لئے حضور سے دعا کی درخواست کرنا اور علاج کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

تحقیق: اس مرض کا جتنا بقیہ موجود ہے اس سے بھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جس شخص سے سلوک اور بات کرنے میں نفس کو لذت حاصل ہوتی ہے اس سے فوراً جدا ہو جانا چاہئے اس میں بالکل بھی سستی نہ کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔

کسی میں عیب تلاش کرنے کا علاج

حال: حضور مجھ میں ایک سخت عیب یہ بھی ہے جو بہت ہی مضبوط بھی ہو گیا ہے (وہ عیب یہ ہے کہ) دوسروں کا عیب تو بہت بڑا لگتا ہے حتیٰ کہ اس میں غیبت تک ہو جاتی ہے اور اپنا عیب لگتا ہی نہیں ہے۔ کوشش بہت کرتا ہوں کہ یہ بری عادت ختم ہو جائے لیکن کسی طرح بھی ختم نہیں ہوتی ہے۔ (حضرت!) کوئی طریقہ بتائیں جس پر عمل کرنے سے یہ بری عادت ختم ہو جائے اس کے لیے خصوصی طور پر حضور کی توجہ اور دعا کی تمنا کرتا ہوں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ ہر بار کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا کریں کہ اس بات کو نہ کرنے میں کوئی ضروری فائدہ تو فوت نہیں ہو جائے گا جس بات کے نہ کرنے میں ضروری فائدہ فوت نہ ہو وہ بات نہ کیجئے۔ یہ انتظام تو زبان کا ہے۔ باقی اس کی جڑ کا انتظام یہ ہے کہ جب کسی کے عیب پر نظر پڑے تو یہ سوچا کریں اس شخص میں اگرچہ یہ عیب ہے مگر شاید اس میں کچھ ایسی خوبیاں بھی ہوں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی مجموعی حالت میری مجموعی حالت سے بہتر ہو۔ اس صورت میں مجھے اس میں عیب نکالنے کا کیا حق حاصل ہے۔ جس طرح اندھے کو کانے کو چڑانے کا حق نہیں (یعنی کانا ہونا بھی عیب ہے لیکن اندھا ہو اس سے بڑا عیب ہے اب اگر اندھا کانے کو چڑائے تو اس کو اس بات کا حق نہیں ہے کیونکہ کانا اندھے کے مقابلے میں بہت بہتر ہے کہ وہ دیکھتا ہے حالانکہ اندھا دیکھتا نہیں ہے)۔ بار بار اس بات کے استحضار سے ان شاء اللہ یہ عیب ختم ہو جائے گا۔ اگر کبھی کبھی اچانک یہ بات ہو بھی جائے تو جرمانے کے طور پر بیس رکعت نفل پڑھا کیجئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نفس سیدھا ہو جائے گا۔

اپنے آپ کو ایسا حقیر سمجھنا جو ناپسندیدہ ہے

حال: کبھی برے اخلاق کے وسوسوں کی دل پر ایسی کثرت ہوتی ہے کہ دل چاہتا ہے کاش میں کسی بھنگی چمار کے گھر پیدا ہوتا تا کہ اپنے آپ کو بھولا ہوا تو ہوتا۔

تحقیق: یہ اپنے آپ کو ذلیل کرنے کا غلبہ ہے مگر ایسا غلبہ پسندیدہ نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے غفلت ہو۔ مسلمان کے گھر پیدا ہونے سے اسلام کی نعمت ملی جو شاید بھنگی چمار کے گھر پیدا ہونے سے نہ ملتی۔ (بلکہ) ایسے وقت موجودہ (ایمان کی) حالت کو مستحضر کر لینا ضروری ہے پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اپنی بات بنانے میں حیلہ کرنا اور دھوکہ دینا طالب کے لئے نقصان دہ ہے

حال: احقر نے ذی الحجہ کو ایک خط بھیجا تھا۔ جس میں احقر نے گزارش کی تھی کہ ”اس میں شک نہیں کہ وہ حالات اور انوارات جو ذکر وغیرہ سے لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں خود مقصود نہیں ہوتے اور نہ ہی اصل چیز ہیں مگر پھر بھی فضل الٰہی ہونے سے خالی نہیں ہیں اس وجہ سے اکثر اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر یہ حاصل ہوتے تو اچھا ہوتا اور کبھی ان کے حاصل نہ ہونے پر افسوس ہوتا ہے۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں یہ خیال جاتا رہا۔ دعا فرمائیں کہ یہ حاصل ہوں۔“

اس کا جواب ۱۲ ذی الحجہ کو جناب والا کے ہاں سے یہ آیا کہ ”باقی حالات وغیرہ کے بارے میں جو مضمون

لکھا ہے وہ بالکل بے قاعدہ ہے جس سے عقیدت ہواس کو اپنے مزاج کے تابع بنانا کتنا قاعدہ کے خلاف ہے۔''

اس کو دیکھ کر احقر چند منٹ کے لئے بالکل سکتے کے عالم میں آ گیا اور بہت شرمندگی ہوئی۔ اس ندامت کی وجہ سے چند دن تو جواب لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد خط لکھا تھا جو بدقسمتی گم ہوگیا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا ''مجھے اس بات سے بہت شرمندگی ہوئی کہ میری درخواست جناب کی طبیعت کے خلاف ہوئی میری غرض یہ نہیں تھی کہ جناب میری مرضی کے مطابق مجھے ہدایت فرمائیں اور اس کو پورا کریں ہرگز نہیں! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے مرشد سے کوئی فرمائش کرے حاشا کلا۔ بلکہ اصلی غرض یہ تھی کہ یہ تمنا اگر صحیح ہے تو حضور دعا فرما دیں اگر صحیح نہیں ہے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ تمنا کرنا فضول ہے۔ اگر یہی بات ملال کا سبب ہے تو جناب معاف فرما دیں اور درگزر کریں اور کم فہموں سے غلطی ہو جاتی ہے جناب کی ذات سے امید ہے کہ معاف فرما کر سرفراز فرمائیں گے تا کہ اطمینان حاصل ہو۔

تحقیق: (آپ نے اپنی) بات کی جو وجہ بیان کی ہے آپ کے الفاظ سے کوئی شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ہے بلکہ آپ کے الفاظ خود اس (وجہ) کے خلاف ہیں۔ جب آپ نے خود اپنی تحریر میں یہ بات صاف طور سے لکھ دی کہ (یہ حالات وانوارات) کی تمنا کرنا صحیح نہیں ہے تو اب دوسری بات (کہ اگر تمنا صحیح ہو تو کا) احتمال کہاں رہا۔ اگر چہ دوسری بات آپ کی تحریر میں صاف نہیں تھی بلکہ چھپی ہوئی تھی تو اس کے لئے شروع ہی سے دو باتیں کہہ کر لکھتے ایسا کیوں نہیں لکھا۔

اب یہ دوسری وجہ بیان کرنا اس بڑھ کر غلطی اپنی بات کو بنانا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے غلطی نہیں کی اس بات میں اپنے معلم کو جھٹلانا اور جاہل بتانا ہے۔ افسوس ہے کہ جس سے باطن کی اصلاح چاہی جاتی ہے اس سے بھی دھوکہ دیا جاتا ہے۔ یہ مرض (یعنی اپنی بات کو بنانا) طالب علمی کی ابتدائی ہی سے طبیعت میں مضبوط ہو جاتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر معلم ہر حالت میں احمق نہیں ہوتا اور اگر کبھی دھوکہ میں آ جائے تو طالب کو نقصان تو ہوا ہی اس کے اخلاق کی درستی نہ ہوئی۔

فضول سوال سے بچنا

سؤال: سلطان الاذکار کیسے ہوتا ہے اور اس کی کیا کیفیات ہیں؟ اور سلطان الاذکار کی حالت پسندیدہ اور مطلوب ہے یا نہیں؟

جواب: یہ سوال کیوں کیا ہے؟

سؤال: امید کرتا ہوں کہ حضور احقر کے لئے دعا فرمائیں گے۔

جواب: دعا کرتا ہوں خصوصاً فضول باتوں کو چھوڑنے کی (دعا کرتا ہوں)۔

(اپنی) غلطی کو نہ ماننے کا علاج

حال: (حضرت! میری حالت یہ ہے کہ) مجھ سے اگر کوئی دینی یا دنیاوی غلطی ہو جائے جیسے مسجد میں مجھے ابکائی (متلی) آئی اور میرے گھبرا کر بھاگنے اور کھنکار کی بری آواز کی وجہ سے ایک صاحب جو لطیف (نازک) مزاج ہیں ان کو ابکائیاں آنے لگیں۔ اس کے بعد ہی عصر کی جماعت کھڑی ہوگئی۔ (مجھے) نماز میں ان کی ابکائیوں کا خیال آیا اور ساتھ ہی ہنسی آئی۔ نفس فوراً اس ہنسی کو ٹھنڈی سانس کے ساتھ بجھایا اور حیلہ (بہانہ) کیا۔

دنیاوی معاملات میں تو اپنی غلطی سمجھ میں آجاتی ہے پھر بھی اس پر یہ کہنا بہت بھاری ہوتا ہے کہ ہم سے غلطی ہوگئی ہے۔ (بلکہ) میں یہ سوچتا ہوں کہ کسی طرح یہ غلطی میرے ذمہ نہ رہے خصوصاً اس وقت جب مقابلہ میں بڑا ہو تو غلطی ماننے میں نفس کو بہت عار ہوتا ہے۔ اگر مقابلے میں چھوٹا ہو تو اپنی غلطی ماننے میں بالکل حجاب نہیں ہوتا ہے۔

بڑوں سے مقابلے میں عار بلکہ غصہ تک آجانے کی وجہ سے (مجھے) بہت پریشانی ہوتی ہے۔ کوئی عملی علاج تجویز فرمائیں تاکہ اس پر عمل کروں اور عمل کرنے کی ہمت پیدا ہونے کے لئے دعا بھی چاہتا ہوں۔

تحقیق: اس کا علاج صرف یہی ہے کہ عمل اس کے خلاف کیا جائے چند دن ایسا کرنے سے یہ برائی یا تو ختم ہو جائے گی یا مغلوب ہو جائے گی۔

عقل کے لحاظ سے ہر عیب سے نفرت کا حکم ہے

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر کام کرتے وقت یہ سوچتا ہوں کہ یہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اپنے عیوب سے عقل کے لحاظ سے نفرت کرتا ہوں۔ طبعی طور پر کبھی وہ عیوب ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: انسان کو اس سے زیادہ کا حکم بھی نہیں ہے۔

گناہوں کی طرف رغبت، عبادت میں سستی اور بزرگوں سے بدظنی کا علاج

حال: جناب سے اس خاکسار کی ملاقات شاہدرہ کی ریل میں جب سے ہوئی ہے اس وقت سے اس غمگین طبیعت کو حضور کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ بندہ نے اپنے گناہوں کے بارے میں عرض کیا تھا اور عبادت کی رغبت کے کم ہونے اور اس میں مزہ نہ آنے کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا: مجھ کو خط کے ذریعہ اطلاع دینا مناسب ہے۔ لہٰذا ارشاد کے مطابق عرض کرتا ہوں کہ مختصراً یہ ہے کہ گناہوں کی طرف رغبت عبادت میں سستی

اور مزہ نہ آتا ہے۔

دل میں دوسرا خیال یہ آتا ہے کہ کوئی بزرگ نہیں ہے سب ظاہر پرست ہیں اگرچہ اپنی حالت بھی اچھی نہیں سمجھتا ہوں مگر دوسرے کے لئے ابھی نیک ہونے کا خیال نہیں ہوتا ہے۔ (مجھے) یہ مرض بہت تنگ کر رہا ہے۔ اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ حضرت مولانا...... فلاں صاحب نے مجھے ایک علاج یہ بتایا کہ تم پندرہ منٹ موت کا تصور کرلیا کرو۔ جناب کی توجہ اور دعا کا منتظر ہوں۔

تحقیق: مولانا المکرّم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جواب میں عرض ہے کہ عبادت کی طرف رغبت اور سستی ایک تو طبعی ہے جو نقصان دہ نہیں ہے ایک عقلی ہے یہ موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عادت مبارکہ یہ ہے کہ اسی عقلی (رغبت کے ہونے اور سستی نہ ہونے) سے مضبوطی اور ہمیشگی کے ساتھ کام لینے میں (یہ عقلی) طبعی بن جاتی ہے۔ مگر اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ خارجی اسباب اور (ہر آدمی کے) حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس کی مدت مختلف ہوتی ہے۔ ہمت کر کے جتنا کر سکیں کوشش کرتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔

باقی ''یہ خیال کہ کوئی بزرگ نہیں ہے'' یہ بہت خطرناک ہے اس کا علاج موت کا مراقبہ نہیں ہے۔ اس کا مقرر علاج ذہن کو خالی کر کے بزرگوں کی خدمت میں رہنا ہے، اگر یہ نہ ہو سکے تو ان سے خط وکتابت رکھنا ہے۔ مگر یہ دوسرا علاج کمزور ہے۔ آدمی اپنی دنیاوی ضرورتوں کے لئے وقت نکالتا ہے تو یہ تو اصل ضرورت ہے۔ اس کے لئے ضرور وقت نکالنا چاہئے۔ حسن ظن کے بغیر فرمانبرداری کا جذبہ حاصل نہیں ہوتا ہے اور بغیر فرمانبرداری کے اس سلوک کے راستے میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھتا ہے۔ واللہ الموفق۔

غیر اللہ کی محبت کا علاج

(ان صاحب کا پھر مندرجہ ذیل خط آیا)

آپ نے جو تحریر فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے۔ وہ شخص دہلی ہی میں ہے جہاں میں رہتا ہوں۔ جس محلّہ میں میرا مکان ہے اس کا مکان بھی اسی محلّہ میں ہے بلکہ میرے مکان کے برابر میں ہے۔ وہ میرا ہم مکتب اور ہم عمر بھی ہے۔

آپ نے جو تحریر فرمایا کہ وہ ملتا بھی ہے یا نہیں۔ وہ ملتا ہے لیکن ایک مہینہ سے بول چال نہیں ہے۔ صرف نماز میں خیالات آتے ہیں۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس کی بھی کوئی تدبیر لکھ دیجئے تاکہ یہ خیالات بھی ختم ہو جائیں۔

(پھر یہ خط آیا)

آپ نے جو تحریر فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر بھی ہو سکتی ہے کہ جس طرح اب بول چال بند ہے اسی طرح ہمیشہ

بند رہے بلکہ سامنا بھی نہ ہو تو یہ محال (ناممکن) ہے کیونکہ وہ میرے مکان کے برابر ہی رہتے ہیں مسجد میں نماز کے وقت بھی سامنا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ میں شہر سے باہر چلا جاؤں اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ چلے جائیں۔ غرض دن میں تین چار مرتبہ آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔

جواب: خیر اگر ظاہری دوری نہیں ہو سکتی تو یہ تو ممکن ہے کہ آپ اس کی طرف کبھی نگاہ اٹھا کر جان بوجھ کر نہ دیکھیں۔ اگر کبھی کبھار سامنا ہو جائے تو فوراً وہاں سے ہٹ جائیں۔ جان بوجھ کر اس کا تصور دل میں نہ لائیں اور اس کا تذکرہ بھی زبان پر نہ لائیں اور اگر بغیر ارادے کے کبھی خیال آ جائے تو فوراً اس کی وہ صورت دل میں جما لیں جو مرنے کے بعد مردے کی ہوتی ہے کہ تمام رنگ و روغن چلا جاتا ہے، دو چار دن کے بعد بدن پھول اور پھر پھٹ جاتا ہے، اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے، اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ اس وقت یہ بھی سوچا کریں کہ جس کی آخری حالت یہ ہونے والی ہے اس سے کیا دل لگایا جائے بلکہ دل لگانے کے قابل وہ ذات ہے جس کا حسن و جمال نہ ختم ہوا اور نہ کبھی ختم ہوگا۔

اسی طرح اس وقت اپنی موت کا تصور بھی کیا جائے کہ ایک دن مرنا ہے جس میں ساری لذتیں اور ساری مستیاں ختم ہو جائیں گی۔ (پھر یہ کہ) اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور (اللہ تعالیٰ کو) ظاہری اور باطنی اعمال کا حساب دینا ہے۔ اگر میں غیر اللہ کی محبت دل میں لے کر حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ پوچھیں کہ ہمارا بندہ ہو کر تو نے غیر سے ایسا دل لگایا جیسا ہم سے لگانا چاہئے تھا تو اس کا کیا جواب دوں گا۔ بس ان خیالات کے بار بار استحضار سے انشاء اللہ تعالیٰ مرض بالکل ختم ہو جائے گا مگر (ان باتوں کو) نباہنا اور (ان کا) ارادہ کرنا شرط ہے۔

فخر کرنے، تکبر کرنے اور ریا کا علاج

حال: بہت سارے عیوب اپنے اندر پاتا ہوں۔ تفاخر، تکبر، ریا اور اپنی بات وتقریر کی تاویل خواہ صحیح ہو یا نہ ہو۔ براہ کرم اس کا جو علاج ہو تحریر فرمائیں۔

تحقیق: اپنے نفس پر سزا مقرر کیجئے۔ جان بوجھ کر ایسے کام کیجئے جو فخر کے خلاف ہوں۔ خیر کے اعمال فرائض اور سنتوں کے علاوہ چھپ کر کیجئے۔ (بات) سوچ کر کیجیے۔ جب کسی قسم کی کوتاہی ہو جائے جرمانے کے طور پر بیس رکعت پڑھئے۔

وہ غصہ جو برا نہ ہو

حال: بندہ کا حال یہ ہے کہ اسی ہفتہ میں رات کو ایک مریض کو دیکھنے کے لئے گیا۔ وہ اجنبی شخص تھا۔ ظاہری

طور پر غریب بھی نہیں لگتا تھا مگر اس نے مجھے (حکیم کی فیس کے طور پر) کچھ دیا نہیں۔ وہ ہیضہ کا مریض تھا۔ یہاں ہیضہ کی حالت یہ ہے کہ ابتدا تو بہت معمولی سی ہوتی ہے اور کچھ دیر بعد حالت بگڑ جاتی ہے۔ اس کی حالت اس وقت شروع کی تھی اور وہ اس کو معمولی سمجھ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ اس کی حالت عنقریب خراب ہونے والی ہے۔ میں نسخہ لکھ کر آ گیا لیکن اس کا کچھ نہ دینا بہت ناگوار ہوا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا آدمی خبر دینے کے لئے آیا۔ اس وقت احقر کو بہت غصہ آیا کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ اب دیکھنا کیا ہوتا ہے جس کو معمولی بات سمجھ رکھی ہے وہ معمولی نہیں ہے۔ مرض ہیضہ کا ہے اور بھی جانے کیا کچھ کہتا مگر کوئی بات ہی نہیں ہوئی (میں نے صرف) اتنا کہہ دیا کہ بہتر ہے کسی دوسرے حکیم کا علاج کر لیں میں علاج نہیں کرتا۔

آدمی کے چلے جانے کے بعد بہت ہی شرمندگی ہوئی کہ مریض اس کا یہ مطلب نہ سمجھے کہ مرض لاعلاج ہو چکا ہے اس وجہ سے اس کو اور اس کے سارے گھر والوں کو بہت پریشانی ہوئی ہوگی۔ بہت دیر تک طبیعت پریشان رہی کہ دل توڑ دیا۔ خواجہ صاحب بھی اس وقت موجود تھے انہوں نے فرمایا: یہ رحم کھانے کے خلاف تھا، اس مرض کے مریض کو ایسا لفظ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ میں نے جب خواجہ صاحب سے وجہ بیان کی تو انہوں نے بھی یہی کہا کوئی حرج نہیں ہے کوئی غریب آدمی ہوتا تو بلاشبہ برا تھا۔

طبیعت پھر بھی پریشان رہی۔ دل میں خیال آیا کہ اس کی وجہ کیا ہوئی۔ ایک خیال یہ آیا کہ یہ صرف فیس نہ ملنے کی وجہ سے ہوا اور ایک خیال یہ آیا کہ اپنی تشخیص پر اعتماد ہے لیکن اس خیال کی تردید یہ ذہن میں آئی کہ یہ لفظ تو نہیں کہا کہ دیکھنا اب کیا ہوتا ہے؟ ایک خیال یہ بھی آیا کہ یہ سنگدلی ہے تکبر ہے۔ اس خیال کی تردید ذہن میں یہ آئی کہ اس سے دو دن پہلے ایک شخص کی بیوی جس کا فلاں نام ہے بیمار ہوئی۔ یہ شخص فلاں مولوی صاحب سے بیعت ہیں۔ بہت ہی غریب ہیں۔ بندہ کا علاج دو دن تک ہوا۔ الحمد للہ صرف ان کی غربت کی وجہ سے بندہ نے بغیر فیس کے بارش کے باوجود بار بار جا کر ان کے گھر دیکھا۔ دوسرے دن ان کی حالت خراب ہوئی۔ مجبوری کی وجہ سے علاج بدلنا پڑا۔ بندہ نے خود رائے دی کہ دوسرے حکیم کو دکھا دیں۔ انہوں نے ایک ایسے حکیم کا جو بندہ سے جلتے تھے علاج شروع کیا۔ بندہ اب بھی (جبکہ علاج دوسرے حکیم کا ہو رہا تھا) ان کی عیادت کے لئے مسلسل جاتا رہا۔ ایک مرتبہ مایوسی کی حالت سمجھ کر خواجہ صاحب کو بھی لے گیا اور مریضہ کو نماز وغیرہ کی ہدایت کی۔ اس کے بعد ان کو آرام آیا۔ اس واقعہ کو یاد کر کے ایک قسم کا سکون حاصل ہوتا ہے۔

لیکن پھر طبیعت ایسی پریشان ہوئی کہ اس کے بعد ایک دوسری جگہ کئی بار جانا پڑا۔ میں نے (ان سے)

فیس کا بالکل خیال نہیں کیا بلکہ قیمتی دوا بھی اپنے پاس سے دی۔ بہرحال پریشانی پوری طرح ختم نہیں ہوئی ہے۔ حضور والا ارشاد فرمائیں کہ یہ گناہ ہے یا نہیں اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: ایسے شخص پر غصہ آنا اور اس سے اعراض کرنا بالکل بھی برا نہیں تھا بلکہ اگر غصہ نہ آتا تو برا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ایسا کرنا بدتہذیبی اور ناقدری تھا ظاہر ہے کہ یہ برا ہے اور غصہ آنا برا نہیں ہے۔ ہاں غصہ آنے کے باوجود غصہ پر عمل نہ ہوتا تو یہ زیادہ کمال کی بات ہوتی مگر یہ کمال کی بات اس وقت ہوتی جب اس حالت میں غصہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے دل میں غبار کے بڑھ جانے کا خوف اور احتمال غالب نہ ہوا گر غالب ہو تو غصہ پر عمل کرنا ہی افضل ہے۔ غالب یہ ہے کہ یہاں اسی افضل کا وقوع ہوا ہے اور اگر افضل نہیں بھی ہوا تو جائز کے ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

ہاں ایسے وقت اگر اس کی رعایت کی جائے کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جائے جس سے مریض کو ناامیدی پیدا ہو تو بہتر ہے لیکن اگر غصہ کی شدت کی وجہ سے ایسی (کوئی) بات سمجھ میں نہ آئے اور جتنی باتیں اس وقت ذہن میں ہوں ان میں سب سے محفوظ اور آسان بات کہی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

ریا کی حقیقت اور اس کو دور کرنے کا طریقہ

سؤال: میری طبیعت چاہتی ہے کہ دنیاوی معاملات جیسے کپڑا پہننے کھانے پینے میں حضور کا جو سادہ طریقہ ہے اپنا طور طریقہ بھی اسی کے مطابق بنا کر (میں) اس حدیث "من تشبه بقوم فهو منهم" (کہ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہوتا ہے) کا مصداق ہو جاؤں۔ (یعنی اس حدیث کا عملی نمونہ ہو جاؤں) مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر آپ کے جیسے کپڑے اور ٹوپی پہنوں تو شاید لوگوں کے دل میں یہ بات پیدا ہو کہ یہ حضرت مولانا (یعنی حضور سے) بیعت ہے۔ ان کا یہ خیال میرے لئے ریا کے پیدا ہونے کا سبب ہو جائے۔ اس صورت میں پوچھنے کی بات یہ ہے کہ اگر میں حضور کی طرح ٹوپی اور لباس پہنوں تو یہ ریا تو نہیں ہوگی۔

جواب: ریا بغیر ارادے کے نہیں ہوتی ہے۔ جب آپ کی نیت اچھی ہے تو یہ ریا نہیں ہے۔

عجب (خود پسندی) حسد وغیرہ کا علاج

حال ①: اللہ تعالیٰ حضرت والا کو بخار سے جلد صحت عطا فرمائے۔

حال ②: (اس) خادم کو اپنے میں جو خوبیاں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں وہ جتنی ہیں اس سے بہت زیادہ لگتی

ہیں۔ دل یہ چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ ہماری تعریف کریں اور ہم نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے مجھے درد بھری آواز عطا فرمائی ہے۔ اشعار پڑھنے کے بعد اگر کوئی شخص تعریف کرے تو اس موقع پر خاموش رہنے کے باوجود نفس کو مزہ محسوس ہوتا ہے۔ طبیعت اندر سے اس کو چاہتی ہے کہ اگر (یہ تعریف اور) زیادہ ہو تو مناسب ہے۔

حال (۳): مجھ میں حسد یا رشک ہے مگر دین کے معاملے میں ہے۔ اگر دین کے معاملے میں اپنے بھائیوں کو زیادہ کام کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو دل چاہتا ہے میں بھی کروں اور ہو نہیں سکتا تب یہ خیال آتا ہے کہ یہ ایسا ہے کہ دل کے اندر ایک تکلیف پیدا ہوتی ہے اور ان لوگوں کے لئے دل میں کچھ انقباض محسوس ہوتا ہے مگر تھوڑی دیر کے بعد لگتا ہے کچھ بھی اثر نہیں ہے۔

تحقیق: ان نمبروں کا تفصیلی علاج (رسالہ) تبلیغ دین میں ہے۔ اس کو غور کے ساتھ پڑھئے اور اس کی تدبیروں (علاج وغیرہ) پر پوری طرح عمل کیجئے پھر جو اثر ہو اس کی اطلاع کیجئے۔

حال: آج کل میرا معمول صرف تہجد کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ اللہ اللہ پڑھنا ہے۔

تحقیق: ذکر کم ہے برداشت کے بقدر بڑھایا جائے۔

غرور اور تکبر کا علاج

حال: اس خادم کے اندر غرور اور تکبر بہت ہے۔ دوسرے لوگوں کو کبھی عقل و ہوشیاری، علم اور کبھی باپ دادا کی مالداری پر اپنے سے کم سمجھتا ہو۔ یہ مرض یہاں پر اگرچہ کم لگتا ہے اپنی بستی میں بہت پایا جاتا ہے حضور اس کا علاج بتائیں۔

تحقیق: ایک وقت بیٹھ کر اپنے عیبوں کو سوچا کرو اور (ان کو) زبان سے بھی کہا کرو کہ میں بڑا بے وقوف ہوں میں بڑا نالائق ہوں۔ روزانہ آدھا گھنٹہ اس میں لگاؤ پھر اس پرچے کے ساتھ اطلاع دو۔

حال: آج کل احقر تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح، استغفار دس ہزار مرتبہ اور اسم ذات چوبیس ہزار مرتبہ کر لیتا ہے۔ نشر الطیب، تعلیم الدین، قصد السبیل، تبلیغ دین اور دعوات عبدیت کے وعظ پڑھ رہا ہوں۔ قرآن شریف روزانہ مناجات مقبول کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ ان سب کاموں کے بعد جو وقت بچتا ہے اور چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے گویا ان تمام حالات میں اسم ذات کا ذکر ہلکی آواز سے کرتا رہتا ہوں۔ غرض یہ کہ الحمد للہ شاید بہت کم وقت غفلت میں گزرتا ہے ورنہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب صرف اللہ تعالیٰ کا فضل، حضور کی دعا کی برکت و شفقت توجہ اور جناب کی عنایت کی وجہ سے ہے۔

الحمد للہ! دل کی حالت بہت اچھی حالت لگتی ہے۔ استغنا کے قلب (دل کی بے نیازی) بے انتہاء ہے۔ دل میں اتنی قوت ہے کہ بڑی سے بڑی مصیبت اور تکلیف میں راحت اور چین محسوس ہوتا ہے بلکہ لذت آتی ہے۔ یہی خیال آتا ہے کہ میری یہ جو میری حالت ہے میرے آقا کو میرے لئے یہی پسند ہے۔ توکل کی قوت کی کیفیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر خالص بھروسہ ہے۔ کسی انسان سے اپنی حالت کا ذکر کرنا کفر اور شرک سے بھی زیادہ برا لگتا ہے۔ تکلیفیں خوشی کے ساتھ برداشت کرنا منظور ہے۔ غرض جو بھی اچھی بری حالت ہوتی ہے واللہ! الحمد للہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر بہت خوش رہتا ہوں۔ بس (اپنی حالت تو یہ ہے)۔

ع بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی

ترجمہ: ”بغیر مال و دولت کے قارون کے وقار کے سوگنا وقار کے ساتھ رہنے کی حالت ہے۔“

حضرت! دل میں ہر وقت ایسا لگتا ہے کہ جیسے آگ دہکتی ہے اور ذکر کے وقت ایسا لگتا ہے کہ وہ آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ ذکر میں اور نماز کے دوران رقت پہلے سے زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر گرم گرم آہیں نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ جس دن سے میں نے تکبر سے توبہ کی تھی جب سے اب تک یہ حالت ہے کہ مجھ سے برا ذلیل کوئی بھی نظر نہیں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تکبر کے خیال سے یقینی نفرت ہے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ یہ لباس اتار کر کوئی ایسا لباس اختیار کرلوں تمام دنیا مجھ کو ذلت کی نظر سے دیکھے۔ لیکن اس ڈر سے کہ کہیں اس میں نفس کا دھوکہ نہ ہو اس لئے ایسا نہیں کرتا۔

اس بات کا تو دل بالکل چاہتا ہے کہ رات کو سونے کے وقت خانقاہ امدادیہ میں جو لوگ سوتے ہیں (ان کے لئے) ایک گھنٹہ مقرر کرلوں کہ لوگوں کے ہاتھ پیر دبایا کروں اور زبان سے آہستہ آہستہ ذکر بھی کرتا رہوں اور وطن جا کر بھی اس کا معمول رکھوں کہ مسجدوں میں جو مسافر رات تھکے ہارے آکر سوتے ہیں ان کے ہاتھ پیر دبا کر آیا کروں۔ اس سے میرا نفس بھی ٹھیک رہے گا اور ایک، دو، تین چار مسلمانوں کا دل بھی خوش ہوگا کیونکہ طریقت بجز خدمت خلق نیست کہ طریقت مخلوق کی خدمت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ اگر اجازت ہو تو ایسا کیا کروں۔

حضرت! غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جس طرح تکبر بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے اسی طرح بے سوچے سمجھے بولنا بھی سینکڑوں گناہوں کی جڑ ہے۔ اس لئے میں آج ہی توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ بغیر سوچے سمجھے نہیں بولوں گا۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں میری مدد فرمائیں اور توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت! مجھے اب ساری دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے سب سے صلح ہوگئی ہے لیکن میرا یہ نفس مجھے آستین

کا سانپ لگتا ہے۔ ظالم کسی وقت بھی مجھ سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ جہاں مجھے غافل پاتا ہے ایسا نیش مارتا ہے (یعنی گناہ کرادیتا ہے) کہ میں تڑپتا رہ جاتا ہوں۔ یہ بات بڑی اچھی ہے کہ میرے مولا کو معلوم ہے کہ یہ (نفس) میرا حقیقی دشمن ہے۔ بس جہاں میں نے عذر کیا کہ اللہ تعالیٰ میں معافی چاہتا ہوں اور یہ عرض کیا کہ۔

ع نفس و شیطان زد کریما راہ من

تَرجَمَہ: ''نفس وشیطان نے گمراہ کیا مجھے اے کریم۔''

بس اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت! اللہ تعالیٰ کے لئے میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی اور اپنے حبیب کی کامل محبت عطا فرمائیں اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائیں۔

تحقیق: بہت ہی دل خوش ہوا۔ ماشاء اللہ بہت اچھے حالات ہیں۔ حق تعالیٰ استقامت اور ترقی عطا فرمائیں۔ صرف ایک حصہ کچھ تفصیل کے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ تکبر کے علاج کے لئے جو مسافروں کے ہاتھ پیر دبانا تجویز کیا ہے بہت اچھا ہے مگر تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس طرح دوا اگر روزانہ استعمال کی جائے تو وہ دوا نہیں رہتی ہے اسی طرح بعض باطنی علاج بھی روزانہ کرنے سے اس کی عادت ہو جاتی ہے اور اس میں اتنا (زیادہ) اثر نہیں رہتا ہے۔ اس لئے فائدہ اسی میں ہے کہ جس دن تکبر کے مرض کا کچھ اثر محسوس ہو اس دن ایسا کر لیا جائے اور دبانے میں بھی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس دوسرے شخص کو بوجھ نہ اس کی خوشی سے ہو۔ اگر وہ منع کرے تو پہلے اس کو راضی کیا جائے جب اندازے سے معلوم ہو جائے کہ یہ دل سے راضی ہے تو کیا جائے۔

نقصان دینے والی صحبت سے بچنا

حال: خادم کا حضور پر حقیقتاً اعتقاد ایسا ہے کہ بس دنیا میں میرے پیر و مرشد سے زیادہ کوئی نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خادم کو حضور سے ہی فیض پہنچے گا باقی اور کوئی مطلب نہیں ہے۔ حضور ہی خود کسی جگہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہر بزرگ سے محبت سے سے پیش آؤ اور اس کا ادب کرو لیکن فیض کی امید اپنے ہی پیر سے رکھو۔'' حاشا کلا۔ اکثر حضور کا تصور دل میں رہتا ہے لیکن عرصے سے خواب میں لطیفے نظر نہیں آتے ہیں اور اب حضور بھی خواب میں نظر نہیں آتے ہیں۔ میں حضور کا ایک کم سمجھ اور کم علم خادم ہوں اور کم سمجھی ہی کی وجہ سے کہ حضور کی صحبت مبارک میں زیادہ رہنے کا موقع نہیں ملا ورنہ تمام باتوں کی اصلاح ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ تمام باتوں کی اصلاح حضور کی دعا اور اسی طرح تحریر سے ہو جائے گی بقول بزرگ بیت ؎

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں میدہد یزداں مراد متقیں

ترجمہ: ''۔۔جوتو چاہتا ہے چاہ لیتا ہے خدا ـــــ متقیوں کی مراد پوری کر دیتا ہے خدا''

دوسری عرض یہ ہے کہ ایک صاحب یہ فرماتے ہیں کہ میز پر کھانا کھانا اور انگریزی لباس پہننا کچھ بھی جرم نہیں ہے جیسے کہ ترک (لوگ پہنتے ہیں) بلکہ شریعت نے کسی کی خواہش اور لباس کو منع نہیں فرمایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کے بارے میں شریعت میں جو مسائل ہوں گے وہ آپ مختصراً تحریر فرمائیں گے یا اگر آپ کے نزدیک اگر یہ مناسب ہو کہ اس کا جواب نہ دیا جائے تو یہی جواب ہے۔

تحقیق: خواب پر کسی چیز کا دارومدار نہیں ہے اس لئے خواب میں کمی ہونے سے پریشان ہونا نادانی ہے۔ میز کرسی وغیرہ کے بارے میں اس شخص کی تحقیق غلط ہے۔ افسوس ہے ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے میں جن سے دین کو نقصان ہوتا ہے۔ تمام مقاصد کے لئے دعا کرتا ہوں۔

نفس کی کنجوسی کا علاج

حال: اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرنے کو دل چاہتا ہے مگر نفس روکتا ہے۔

تحقیق: نفس کی چند بار مخالفت کیجئے پھر آسان ہو جائے گا۔

غیبت، لغویات، تکبر اور حرص کا علاج

حال: حضور والا کے مواعظ کو مطالعہ کر کے اپنے اندر بہت سارے باطنی امراض کی اطلاع ہوئی۔ اپنے گمان کے مطابق کچھ کا علاج کیا اور کچھ ذکر سے ختم ہو گئے۔ جن کا علاج کیا وہ یہ ہیں۔

ایک غیبت کا مرض تھا۔ (اس کا علاج یہ کیا کہ) یہاں آ کر زبان تو غیبت سے بند کر لی لیکن دل سے کبھی ہو جاتی تھی۔ غور کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ دوسروں کے عیوب یا بری حالت کو دیکھنا اس کا سبب ہے۔ اس کا علاج آنکھ بند کر کے کیا یعنی جب تک حجرہ کے اندر ہوں تو آنکھ کھلی ہے لیکن جب کسی ضرورت سے باہر نکلتا ہوں تو نیچے کی طرف دیکھتا ہوں دائیں بائیں یا کسی پر بغیر ضرورت کے بالکل نظر نہیں کرتا تھا۔ اس سے بالکل ختم ہو گیا۔ اب کسی کی شکایت دل میں نہیں آتی ہے اور زمین کی طرف دیکھ کر چلنے کی ایک قسم کی عادت ہو گئی ہے۔

دوسرا مرض لغویات کا تھا۔ اس کا علاج لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ کر کیا۔ بغیر شدید ضرورت کے کسی سے نہیں ملتا ہوں۔ اگر کبھی باہر جانا ہوا اور کوئی دوست ساتھ ہو گیا تو واپس آ جاتا تھا۔ غرض تنہا ہو جاتا تھا۔ چند دن ایسا کرتے کرتے (یہ ہوا کہ) اب اگر کسی سے میل جول ہو جاتا ہے تو زبان بات کرنے سے رکتی ہے۔ اگر کبھی ایک دو بات ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو خبردار ہو جاتا ہوں پھر توبہ کر لیتا ہوں۔

تیسرا مرض (خود پسندی کا تھا کہ) اپنا کام اچھا لگتا تھا اور دوسرے کا کام برا لگتا تھا۔ تکبر کا یہ مرض بہت دنوں سے تھا نفس کو بہت سمجھاتا تھا کہ تمہارے اندر فلاں فلاں کمی ہے لیکن نفس نہیں سمجھتا تھا۔ حضور کا شکر کیسے ادا کروں اگر بدن کا ہر بال بھی شکریہ ادا کرے پھر بھی ادا نہیں ہوگا وہ بات یہ ہے کہ جس دن سے حضور والا نے مجھے مجلس سے نکال دیا اور فرمایا تھا کہ نکل جاؤ تجھ کو فہم نہیں ہے۔ اس دن سے میں نے نفس کو کہا: میاں اچھا ہونا ثابت ہوگیا کہ مجلس میں بیٹھنے کے بھی قابل نہیں رہے۔ اس دن سے سمجھ لیا اور یقین کرلیا کہ حقیقت میں مجھ سے خراب کسی کی حالت نہیں ہے کیونکہ کسی اور کو اس طرح مجلس سے نہیں نکالا گیا۔

حضرت والا! اب ایک سبق مل گیا ہے جب کسی کے بارے میں حقارت کی نظر ہوتی ہے تو یہ واقعہ ——— یاد دلاتا ہوں تو (نفس) پھر مان لیتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھ سے بری حالت کسی کی نہیں ہے۔

چوتھا مرض مجھ میں کھانے کی حرص ہے۔ جب کبھی دعوت ہو جاتی یا کھانا معمول سے زیادہ مل جاتا تو صرف پیٹ بھرنے پر ہی بس نہیں کرتا تھا بلکہ نیت بھر کر چھوڑتا تھا۔ اس وقت یہ یاد بھی نہیں رہتا تھا کہ یہ حرص ہے۔ کھانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس (نفس) نے تو نیت بھی بھر لی صرف پیٹ بھرنے پر بس نہیں کیا۔ اس پر افسوس ہوتا کہ حدیث میں اس کی برائی آئی ہے۔ یہ مرض اب بھی موجود ہے۔ اس کا کوئی علاج سمجھ میں نہیں آیا۔

اب حضور والا عرض ہے کہ اس کا علاج اور پہلے جو خیالات بتائے ان میں جو جو غلطیاں ہیں اصلاح کے لئے ارشاد فرمائیں دل و جان سے قبول کر کے عمل کروں گا۔

تحقیق: ماشاء اللہ! سارے حالات اور امراض کے علاج صحیح ہیں۔ حرص کا علاج عملی ہے اور وہی زیادہ مفید ہوتا ہے۔ علاج یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کے بعد ہمت کر کے چھوڑ دیا جائے کیونکہ بات اختیاری ہے۔ چند دنوں کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آسان ہو جائے گا۔

کھانے کی حرص اور عجب (خود پسندی) کا علاج

حال: احقر نے حضرت کے ارشاد کے مطابق وعظ مطالعہ کئے۔ اشرف المواعظ کے حصہ اول دوم مطالعہ کر لیا اب سوم کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الجھن بالکل کم ہوگئی ہے۔ گھریلو فکروں کی وجہ سے جو طبیعت پریشان رہتی تھی وہ کچھ باقی ہے۔ خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بھی جلدی ہی ختم ہو جائے گی۔ جناب والا کی دعا کی ضرورت ہے۔

دو باتیں اصلاح طلب ہیں (جو نیچے ذکر کی جاتی ہیں)۔

❶ کھانے کی لالچ کا مرض ہے۔

❷ کبھی گناہوں سے بچنے سے یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ تو دوسروں سے اچھا ہے۔ جو آدمی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اس کو دیکھ کر دل میں (اس کو) حقیر سمجھتا ہوں۔ کبھی کسی اچھے کام کو کرتا ہوں تو بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ یہ بات دن میں چار پانچ مرتبہ ہوتی ہے خصوصاً نماز میں یہ وسوسہ اکثر ہوتا ہے جو نمازی پاس کھڑے ہوتے ہیں اور جلدی جلدی رکوع سجدے کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ (ان کو دیکھ کر یہ وسوسہ ہوتا ہے)۔

تحقیق: حالات سے دل خوش ہوا۔ دو باتوں کی اصلاح چاہی ہے ان کا جواب یہ ہے۔

❶ مباح درجہ تک کمی کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب دل بھر جائے گا خود بخود کمزور ہو جائے گی۔

❷ یہ صرف وسوسہ ہے ایسا نہ کیا جائے کہ اس وسوسے سے بچنے کے لئے کہیں طاعت ہی چھوڑ دو یا گناہ کرنے لگو۔ جب بھی ایسا وسوسہ آئے بس اس وقت اتنا خیال کر لینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ اس شخص میں کوئی خوبی ایسی ہو جس کی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہم سے اچھا ہو۔

عشق مجازی کی حقیقت جو عشق حقیقی کا پل ہے

حال: حضرت! جب عشق ہو جاتا ہے تو تمام عیبوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جب سے اس عورت سے جس سے میں نکاح کرنے والا تھا اور نہیں کیا محبت کا مزہ معلوم ہوا ہے اس وقت سے یہ تمنا ہے کہ خدا کرے اللہ پاک کا عشق مجھے جلدی عطا ہو جائے۔ انشاء اللہ آقائے کریم سے قوی امید ہے کہ (عشق خداوندی) عطا ہوگا۔ کیونکہ اب اس عورت کی ذات سے تو محبت باقی نہیں رہی۔ جب سے جان بوجھ کر اس سے تعلق ختم کیا اور کسی مصلحت کی وجہ سے اس سے نکاح کرنے کا ارادہ ملتوی کیا۔ لیکن عشق کا مزہ اور لذت معلوم ہوگئی ہے۔ جس سے ایسا لگتا ہے کہ میرے آقائے کریم نے مثال کے طور پر مجھے بتا دیا ہے کہ محبت ایسی ہوتی ہے، محبوب کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے جیسا کہ کبھی کبھی استاد اپنے غبی (کند ذہن) شاگرد کو شفقت سے کئی قسم کی مثالیں دے کر کسی خاص مضمون کو سمجھاتا ہے۔ حضرت یہ بھی اللہ پاک کا میرے حال پر بہت ہی کرم ہے کہاں تک اللہ میاں کے احسانات اور عنایات کا ذکر کروں۔

تحقیق: عشق مجازی کے عشق حقیقی کے لئے پل ہونے کی یہی حقیقت ہے۔

اجنبی عورت کے عشق کا علاج

حال: اس احقر نے اپنے مرشد کی حیات ظاہری میں تقریباً پانچ سال سخت محنت کر کے دل کی کچھ صفائی حاصل

کی تھی اور امید تھی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا نقشہ دل پر چھپ جائے گا۔ مگر بقول شخصے ؎

تہی دستان قسمت راچہ سوداز رہبر کامل کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

تَرجَمَہ: ”بدنصیبوں کو رہبر کامل سے کیا فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ خضر عَلَیْہِ السَّلَام سکندر کو چشمۂ آب حیات سے پیاسا ہی لائے تھے۔“

مولانا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی عمر نے وفا نہ کی سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ نفس اور شیطان جو انسان کے حقیقی دشمن ہیں ان کا بس چل گیا۔ قافلہ کا سالار آگے چلا گیا (یعنی اس کا انتقال ہوگیا) قافلہ جنگل میں بھٹکتا رہا۔ (حضرت مولانا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے انتقال کے بعد) کچھ عرصہ تو ذوق وشوق رہا آخر میں اس میں کمی آنی شروع ہوگئی غرض ایسی حالت ہوگئی جو بیان کرنے کے قابل نہیں ہے۔ نہ بات کئے بغیر بات بنتی ہے اور نہ چھپانے سے کام بنتا ہے۔ ماہر طبیب سے مرض چھپانا گویا اپنی موت کا انتظام کرنا ہے۔ عرصے سے احقر کے دل کا میلان حضور پرنور کی طرف ہے۔ اس لئے آپ سے زیادہ اپنا کوئی معالج نہیں سمجھ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔ تفصیلی حالات تحریر کرنے کے لئے تو ایک دفتر (رجسٹر) چاہئے مگر کچھ مختصراً حضور کی اطلاع کے لئے تحریر کرتا ہوں۔

چار ماہ کا عرصہ ہوا ایک عورت جس کا چال چلن (یعنی کردار) اچھا نہیں ہے خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئی ہے۔ پہلے تو اپنے ناز و انداز سے میرے دل کو لبھایا (مائل کیا) جب اس نے مجھ کو اپنا عاشق بنالیا تو خود بخود میری طرف کھنچ گئی۔ بس اس کا میری طرف کھنچنا میرے لئے قیامت کا آجانا ہوگیا۔ عشق بازی کا مزہ، جدائی کے درد کی لذت، جدائی کی کیفیت اور ملنے کی طلب کا پورا پورا مزہ آگیا۔ حضرت شیخ ضیاع کا قصہ جو منطق الطیر میں پڑھا تھا بالکل میرے ساتھ ہوا۔ جو کچھ نہ کرنا تھا کیا۔

ع کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے

اوراد و ظائف تو درکنار نماز تک چھوٹ گئی۔ اسی کے نام کا وظیفہ اور باتیں ہی ورد زبان رہنے لگیں اور اسی کے کتابی چہرے کا مطالعہ کرنے لگا۔

؎ عشق کے مکتب میں آیا ہوں دبستان چھوڑ کر
اب پڑھا کرتا ہوں حسن و عشق قرآن چھوڑ کر

غرض اس (کی محبت) کا جنون پوری طرح جوان ہے۔ اس سے ملنے کی تدبیر میں ہوں۔ مگر کبھی کبھی خیال آجاتا ہے کہ افسوس کیا حال ہوگیا۔

ع بتوں کو پوجتا ہوں اور پھر سیدھا مسلماں ہوں

اسی خیال میں تھا کہ آج حضور کو خط لکھا۔ اگر چہ بہت دنوں سے آپ کو لکھنا چاہتا تھا مگر وقت نہیں آیا تھا۔ اب اس کا وقت آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اب اصلاح ہو جائے گی۔ اس لئے عاجزی و انکساری کے ساتھ عرض ہے! اس احقر کو ہلاکت کے گڑھے سے نکالئے اور اللہ تعالیٰ کے لئے میرے لئے دعا فرمایئے۔ آپ پر میرا حق ہے۔ آپ مجھ کو اپنا غلام تصور کریں اور دعا کریں۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے (یعنی ضروری ہے) کہ اس کے میری طرف کھنچے جانے سے پہلے میری طبیعت اس سے بالکل ہٹ جائے ورنہ میرے لئے قیامت ہو جائے گی۔ گستاخی معاف فرمایئے ضروری بات تھی اس لئے لکھی۔ یہ ساری باتیں بے کار ہیں۔ اصل چیز تو عشق خداوندی ہے اللہ تعالیٰ اپنا عشق اور اپنے حبیب رسول مقبول ﷺ کی الفت (محبت) عطا فرمائے۔ (آمین)

جواب: میرے مشفق! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ ہمت کے بغیر آسان سے آسان کام بھی نہیں ہوتا ہے۔ دیکھئے ظاہری امراض کے علاج کے لئے کڑوی اور ناگوار دوا پینی پڑتی ہے کیونکہ صحت کی طلب ہوتی ہے اس لئے ہمت کر کے پی جاتے ہیں۔ باطنی امراض میں تو اس کی زیادہ ضرورت ہوگی۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب اس کا علاج سنئے اور ہمت کر کے اللہ تعالیٰ کے نام سے استعمال کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامل صحت حاصل ہوگی۔ یہ علاج چند چیزوں کا مرکب ہے۔ (جس کو ترتیب وار ذیل ذکر کیا جاتا ہے)۔

پہلی بات: اس مردار سے بالکل تعلق توڑ لیجئے یعنی اس سے بولنا چالنا، اس کو دیکھنا بھالنا اور اس کے پاس آنا جانا یہاں تک کہ دوسرا شخص بھی اگر اس کا تذکرہ کرے تو اس کو بھی بالکل روک دیا جائے بلکہ جان بوجھ کر کسی بہانے (یعنی کسی ذریعہ) سے اس کو خوب برا بھلا کہہ کر اس سے جھگڑا کر لیا جائے جس سے اس کو ایسی نفرت ہو جائے کہ اس کو آپ کی طرف مائل ہونے اور آپ کو راضی کرنے کی بالکل امید نہ رہے۔ اس سے ظاہری طور پر اتنی دوری اختیار کی جائے کہ کبھی غلطی سے بھی اس پر نظر نہ پڑے غرض اس سے بالکل جدائی ہو جائے۔

دوسری بات: تنہائی کا ایک وقت مقرر کر کے تازہ غسل کر کے، صاف کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر قبلہ رخ ہو کر پہلے دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب توبہ و استغفار کیا جائے اور اس بلا سے نجات ملنے کی دعا اور التجا کی جائے پھر پانچ سو سے لے کر ہزار مرتبہ تک لا الہ الا اللہ کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ لا الہ کے یہ تصور کیا جائے میں نے سارے اللہ تعالیٰ کے غیر کو دل سے نکال دیا اور الا اللہ کے ساتھ یہ خیال کیا جائے

کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل میں جما لیا ہے یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہو۔

تیسری بات: جس بزرگ سے عقیدت زیادہ ہو اس کو اپنے دل میں بیٹھے ہوئے خیال کیا جائے کہ وہ بیٹھے ہیں اور ساری بے کار چیزوں کو دل سے نکال کر پھینک رہے ہیں۔

چوتھی بات: حدیث کی کوئی کتاب کا ترجمہ یا کوئی دوسری کتاب ہو جس میں دوزخ یا اللہ تعالیٰ کا غصہ جو نافرمانوں پر ہوگا اس کا بہت مطالعہ کیا جائے۔

پانچویں بات: تنہائی میں وقت مقرر کر کے یہ تصور کیا جائے کہ میں قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں: بے حیا! تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ ہم کو چھوڑ کر ایک مردار کی طرف مائل ہوا کیا ہمارا تجھ پر یہی حق تھا؟ کیا ہم نے تجھے اسی لئے پیدا کیا تھا؟ اے بے حیا! تو نے ہماری ہی دی ہوئی چیزوں کو آنکھ کو دل کو ہماری نافرمانی میں استعمال کیا کچھ شرم بھی آئی۔ بڑی دیر تک اس مراقبہ میں مشغول رہنا چاہئے۔ میں اوپر بھی لکھ چکا ہوں کہ اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس نسخہ کو ہمت کر کے نباہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہیں۔

سُؤال: حضرت مخدومی و معظمی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تسلیم۔ خط لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ میں ایک بلا میں مبتلا ہوں۔ ایک دوست کے خفا اور ناراض ہونے نے مجھے تباہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمائیے۔ خصوصی توجہ کے ساتھ دعا فرمائیے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس کے لئے اگر کوئی مجرب (تجربہ کیا ہوا) وظیفہ اور عمل عنایت فرمائیں تو بندہ نوازی ہوگی۔ اس دوست کے ساتھ میرا تعلق مجبوری کی وجہ سے ہے اختیاری نہیں ہے۔

صرف میرے وقت گزارنے کا ذریعہ ہے۔ اگر یہی حال رہا تو خدا جانے میرا کیا حال ہوگا۔ میرے حال پر نظر فرمائیے اور جلدی جواب دیجئے۔ والسلام۔

جَواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ سے چونکہ پیر بھائی ہونے کا تعلق ہے اس لئے گستاخانہ مگر خیرخواہانہ عرض ہے۔

عشقہائے کز پئے رنگے بود — عشق بنود عاقبت ننگے بود

تَرجَمَہ: "عشق جو رنگ و بو کی وجہ سے ہوتا ہے —— وہ عشق نہیں ایک عیب ہوتا ہے۔"

عشق با مردہ نباشد پائیدار — عشق را باحی و باقیوم دار

تَرجَمَہ: "پائیداری نہیں مردہ کے عشق میں، پائیداری ہے بس رب کے عشق میں۔"

غرق عشق شو کہ غرق است اندریں　　عشقہائے اولیں و آخریں

ترجمہ: "عشق حقیقی میں ڈوب جاؤ کہ اس میں غرق ہونا اولین و آخرین کا عشق ہے۔"

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیاء　　یافتند از عشق او کارو کیا

ترجمہ: "اس ذات پاک سے عشق کرو جس کے عشق سے تمام انبیاء ممتاز ہوئے ہیں۔"

(مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عشق انسان کو بلند مرتبہ بنا دیتا ہے اس کے خلاف مخلوق کا عشق ذلت وخواری کا سبب ہے۔ (مفتاح ۱/۱۲۲)

اسی کا عشق ہے سراپا خیر خواہی　　رسولوں کو جس سے ملی ہے بادشاہی)

حق کی طلب اور غیر پر نظر ہو اللہ تعالیٰ سے ڈریئے اور شرمایئے۔ مانا کہ تعلق مجبوری کی وجہ سے ہے نظر، خیال لانے اور قربت کی تدابیر وغیرہ تو سب اختیاری چیزیں ہیں اور شرعی طور پر گناہ ہیں۔ گناہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کہاں حاصل ہوسکتی ہے۔

وقت گزارنے کے ذریعے سے مراد اگر نظر اور قرب کی لذت ہے تو یہ گناہ ہے، اگر رزق اور خرچوں کی کفالت ہے تو طریقت کے راستے میں مخلوق پر نظر کرنا گناہ اور توکل کے خلاف ہے۔

یہ جو فرمایا کیا حال ہوگا تو کیا حال ہوتا زیادہ سے زیادہ موت آئے گی (حدیث میں آیا ہے) "من عشق فعف و کتم مات فھو شھید" (کہ جس شخص نے عشق کیا اور پاکیزہ رہا (یعنی شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا) اور اس کو چھپایا اور مر گیا شہید ہوا) آپ نے یہ حدیث سنی ہوگی۔

اگر اس (کیا ہوگا) سے مراد فقر ہے تو

خدا گر بحکمت بہ بندو درے　　کشاید بفضل و کرم دیگرے

ترجمہ: "ہوتا ہے مصلحت سے گر یک در بند ـــــ کھلتے ہیں فضل رب سے سو در بند۔"

عرض تو یہ کیجئے۔ مجھے تو یہی تعویذ و عمل آتا ہے۔ گستاخی معاف فرمایئے۔ والسلام۔

حال: ایک مہینہ ہوا کہ فدوی کی بہو کا انتقال ہوگیا۔ جس کی عمر ۱۶ یا ۱۷ سال تھی۔ بہت ہی نیک بخت اور میری فرمانبردار تھی۔ اس کے انتقال کا مجھے بہت صدمہ ہوا۔ میرا خیال تھا کہ مجھے دنیاوی محبت کچھ بھی نہیں ہے لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ ہزار ہزار کوشش کرتا کہ روؤں نہیں لیکن دل پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ آنسو روکے نہیں رکتے تھے۔

ایک ہفتہ تک بہت تکلیف رہی پھر حضور والا کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور نے تسلی فرمائی۔ اس دن

سے حقیقتاً تسکین ہوئی اور تکلیف دہ خیال جاتا رہا۔

تحقیق: بیوی یا اولاد کی محبت میں یہ حالت ہوتی تو کوئی حرج نہیں تھا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ بہو سے ایسے تعلق کا کیا مطلب ہے مجھے تو بہت ہی ناگوار ہوا۔ اس کا نقصان جو دین پر ہونے والا ہے اس سے بچو اور فکر کرو۔ لا الہ الا اللہ! کیا واہیات بات ہے۔ نفس میں ضرور کچھ ہو رہا ہے نکالو اور جلدی نکالو ورنہ یہ دوسری جگہ ہی سہی رنگ لائے گا۔ افسوس یہ سنجیدگی اور یہ خیانت۔

اپنی اچھائی اور دوسرے کی برائی دیکھنے کا علاج

حال: سب باطنی حالات اچھے ہیں کسی مرض کی شکایت نہیں ہے۔ مگر دو بیماریاں ابھی تک دل کے اندر ایسی ہیں جس سے کبھی کبھی پوری یکسوئی میں خلل ہو جاتا ہے۔ ایک بیماری تو یہ ہے کہ اپنی اچھائیاں دیکھنا اور دوسرے یہ کہ دوسرے کی برائیاں دیکھنا ہے۔

اب صرف ان دو کدورتوں سے بہت تنگی ہوتی ہے اور میری تدبیر ان دونوں برائیوں کے ختم کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے اب حضرت والا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس پریشانی کے جڑ سے ختم ہونے کے لئے دعا اور توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

تحقیق: انسان کو نہ تو اس بات کا حکم ہے کہ اس میں برائیوں کا مادہ ہی ختم ہو جائے اور نہ اس بات کا حکم ہے کہ (اس کو) ان برائیوں کا وسوسہ بھی نہ آئے بلکہ (اس کو) صرف اس بات کا حکم ہے کہ ان برائیوں کا ارادہ نہ کرے اور نہ اس کے وسوسہ پر عمل کرے۔ اس پر عمل کرنے سے ان برائیوں کا مادہ اور وسوسہ کمزور اور ختم ہونے کی طرح ہو جاتا ہے ہاں ذکر کرتے رہنا اور اپنے عیوب کا مراقبہ کرنا اس وسوسے کی کمزوری میں مددگار ہوتا ہے۔ (اس تجویز پر) عمل کر کے اگر ضرورت ہو تو دوبارہ اطلاع دی جائے۔

علم اور عمل کے عجب کا علاج

حال: حضور! ایک خیال زیادہ اب یہ آنے لگا ہے کہ (مطالعہ میں) جہاں اچھے اخلاق، صحیح عقائد اعضاء و جوارح کے ضروری اعمال کی ترغیب اور ضرورت بیان ہوتی ہے تو یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ (باتیں) تو تجھ میں پہلے ہی سے موجود ہیں (اور جہاں) جن باتوں اور رسموں سے بچنا ضروری کا بیان ہوتا ہے تو دل میں خیال آتا ہے کہ تو ان سے ہمیشہ سے بچتا ہے تو (اس خیال کی وجہ سے) اس بیان (اور) کتاب کا مطالعہ بغیر شوق یا کم توجہ سے گزر جاتا ہے۔ حضور! کل سے یہ خیال آیا کہ ظاہری طور پر تو یہ عجب (خود پسندی) لگتی ہے۔

اب حضور اس کا علاج فرما کر تسلیں فرمائیں۔ الحمد للہ! اگرچہ اس خیال کا اثر عمل پر تو نہیں ہوا۔ حضور! ان خیالات کا جن کا ذکر اوپر ہوا علاج ضرور فرمائیں اب یہ خیال زیادہ خراب نہ کرے۔

تحقیق: (جب یہ خیال آئے تو اس وقت) یہ سمجھنا چاہئے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر عمل اور ہر عادت کمال کے درجات بھی ہیں (یعنی یہ عمل اور عادت مجھ میں ہے لیکن اس کے درجات کمال اور بھی ہیں) جو مجھے حاصل نہیں ہوئے ہیں۔ (اس لئے ان کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے) دوسری بات یہ سمجھنی چاہئے کہ (جو عمل اور عادت میرے اندر ہے) اس کے باقی رہنے کی بھی ضرورت ہے اور بار بار مطالعہ کرنا اس کے باقی رہنے میں مددگار ہوتا ہے۔ انشاء اللہ اس (طرح کرنے) سے علم وعمل کو کوتاہی کی اصلاح ہو جائے گی۔

غیبت کا علاج

سؤال: ایک بات یہ پوچھنی ہے کہ اگر ہمارے سامنے کوئی کسی کی غیبت کرے اور ہمارے دل کو برا لگے اور جس کی غیبت کی گئی اس کو حقیر بھی نہ سمجھے تو کیا اس صورت میں بھی سننے والا گناہگار ہوگا۔ ہاں اگر کسی مجبوری سے وہ غیبت کرنے والے کو منع نہیں کر سکتا ہے۔

جواب: کیا کسی بہانے سے وہاں سے اٹھ بھی نہیں سکتا ہے؟

حال: اگر کسی مجلس میں کسی کا کوئی عیب زبان سے نکل گیا اور فوراً اس کی حقیقت تعریف بھی کر دی۔ استغفار اور توبہ روزانہ کرتا ہوں۔

تحقیق: مکمل انتظام نہ کرنے سے تو بہتر ہے لیکن اسی پر بس نہ کیا جائے اور (حقیقی انتظام کیا جائے اور اس کا) حقیقی انتظام اصلاح ہے۔

حال: اب ارادہ کر لیا ہے کہ تہجد اور زبانی ذکر پوری پابندی سے کیا کروں گا اگر کبھی ناغہ ہو جائے تو جتنی حضرت رائے عالی ہو جرمانہ مقرر کروں گا۔ اسی طرح اگر کسی کی غیبت ہو جائے تو بھی شدید جرمانہ مقرر کروں گا۔

تحقیق: میرے نزدیک نماز نفس پر بہت دشوار ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے ﴿وانها لكبيرة الا على الخاشعين﴾ کہ نماز اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے علاوہ پر بہت ہی مشکل ہے) اس لئے رکعات کی ایک بڑی تعداد کو جرمانہ بنانا زیادہ مفید ہے۔ رکعات کی تعداد اپنی رائے سے متعین کر لی جائے۔

حال: کسی کے بارے میں ایسا کلمہ نکل گیا جو اس کو معلوم ہوتا تو اس کو برا لگتا۔

تحقیق: اس کے لئے استغفار کیا جائے اور آئندہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کیا جائے۔

حال: (حضرت!) میں کان کے بارے میں یہ سمجھتا تھا کہ اس سے گناہ کرنا اپنی اختیاری بات ہے۔ (اس لئے) یہ جلدی چھوٹ سکتا ہے۔ مگر اب آنکھ اور زبان کی حفاظت کرنے سے معلوم ہوا کہ کان کی حفاظت بہت ہی مشکل ہے۔ میں رات اور دن کو جہاں بھی لیٹتا یا قرآن پاک کی تلاوت کرنے بیٹھتا ہوں تو برابر سے مجھے آواز آتی رہتی ہے کہ دو آدمی کسی کی شکایت، غیبت، یا لایعنی باتیں کر رہے ہیں۔

اس کا علاج بتا دیں کہ چلتے پھرتے کان میں روئی رکھا کروں یا کیا کروں۔

تحقیق: ادھر توجہ نہ کی جائے تو گناہ نہیں ہے۔

حال: (حضرت! میرا حال یہ ہے کہ) جب میں لوگوں مجمع میں ہوتا ہوں تو مجھ سے غیبت ہو جاتی ہے۔ اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتا مگر بعد میں غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ غیبت ہوگئی ہے۔ میں تنہائی میں اپنے دل گھبرانے کی بیماری کی وجہ سے نہیں رہتا ہوں۔

تحقیق: (مجمع میں) ہر ایک کے پاس نہ بیٹھیں، دینداروں کے پاس بیٹھیں اور اگر دیندار نہ ملیں تو خود غیبت نہ کریں اور اگر دوسرا کرے تو برا سمجھیں اور اس میں شامل نہ ہوں۔

حال: حضور! پچھلے خط میں میں نے حضور کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی تھی جواب میں حضور نے منع نہیں فرمایا تھا۔ جس سے دل بہت خوش ہوا مگر افسوس کہ میری رخصت منظور نہیں ہوئی۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی بہتری ضرور ہوگی۔ حضور کی کتابوں کا مطالعہ بہت دلچسپی سے کر رہا ہوں اور اس کا اپنے اوپر اثر بھی بہت محسوس کر رہا ہوں۔

ایک بات یہ ہے کہ لایعنی (فضول) باتوں میں بہت مبتلا ہو جاتا ہوں۔ اسی کی وجہ سے غیبت میں بھی مبتلا ہو جاتا ہوں لیکن غیبت کرنے کے بعد مجھے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں کی اشارۃً غیبت ہوگئی ہے۔ کبھی لایعنی کے وقت خود کو لایعنی سے روک لیتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ نماز میں یکسوئی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ میری حالت ذیل کے شعر کی طرح ہے۔ ؎

بے گناہ نگذشت برمن ساعتے   با حضور دل نکردم طاعتے

ترجمہ: ''کبھی یکسوئی سے نہ طاعت ہوتی ـــــ نہ گذری بن پاپ ساعت کوئی۔''

اس شعر سے جو دل کی حالت معلوم ہوتی ہے اس کے علاج کے لئے میں نے سوچا کہ تربیت کی ضرورت ہے اور تربیت آپ کی خدمت میں حاضری کے بغیر ہوتی نظر نہیں آتی ہے ارشاد عالی سے مطلع فرمایئے۔

تحقیق: اچھی حالت ہونے کی وجہ سے دل خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ اور برکت عطا فرمائیں۔ غیبت اور لایعنی سے بچنے کی صرف ایک ہی تدبیر ہے اور اگر اس پر بھی عمل نہ کیا جائے تو پھر اس کی کوئی تدبیر نہیں ہے۔ وہ تدبیر یہ ہے کہ جو بات کہنا ہو کہنے سے پہلے ذرا سوچ لیا جائے کہ جو بات میں کہنا چاہتا تھا یہ گناہ یا فضول بات تو نہیں ہے۔ جس بات میں گناہ یا فضول ہونے کا شبہ بھی ہو اس کو منہ سے کہا جائے۔ کچھ ہی دنوں میں انشاء اللہ تعالیٰ بلا تکلف عمل ہونے لگے گا۔

نماز میں یکسوئی نہ ہونے کا جو لکھا ہے یہ لکھئے کہ آپ یکسوئی کرتے ہیں اور نہیں ہوتی ہے یا آپ کرتے ہی نہیں ہیں۔ اس شعر کی حالت کے بارے میں بھی یہی ہے کہ یہ حالت آپ کے ارادے سے ہوتی ہے یا بغیر ارادے کے ہوتی ہے۔ آپ اگر ان سوالوں کا جواب لکھیں تو یہ خط بھی ساتھ ہی رکھ دیں۔ ہمیشہ اپنے حالات کی اطلاع دیتے رہنا اور جو مشورہ دیا جائے اس پر عمل کرنا یہ بھی حاضری ہی کی طرح ہے۔

سوال: کبھی یہ عہد بھی کرتا ہوں کہ غیبت نہ سنوں اور نہ کروں مگر پھر بھی جب لوگوں میں جانا پڑتا ہے تو غیبت یا جھوٹ سننا یا کرنا پڑ جاتی ہے۔ یہ چاہتا ہوں کہ کسی کے پاس نہ جاؤں مگر کمزوری کی بیماری کی وجہ سے طبیعت گھبرا جاتی ہے تو چلا جاتا ہوں۔ ایسی حالت میں کیا کروں؟

جواب: لوگوں میں بیٹھے جب غیبت ہونے لگے تو اٹھ جایئے۔

عجب (خود پسندی) کا علاج

حال: (حال یہ ہے کہ) اگر احقر کی کوئی برائی کرتا ہے تو زیادہ غصہ نہیں آتا ہے اور طبیعت فوراً رک جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص تعریف کرتا ہے تو طبیعت خوش ہوتی ہے مگر فوراً اپنی برائی کی طرف توجہ کر لیتا ہوں اور اس (برائی کی طرف توجہ کرنے کو) اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں یہ برا تو نہیں ہے؟

تحقیق: نہیں ہے۔

حال: ورنہ۔

ع صلاح کار کجا ومن خراب کجا

ترجمہ: ”نیک کام کہاں اور میں خراب کہاں۔“

اللہ تعالیٰ محبوب حقیقی کی محبت حاصل ہے جس کی مجھے امید نہیں تھی (کہ مجھے بھی حاصل ہوگی) خلوت (تنہائی) اتنی سکون کا سبب ہے کہ اس کے سامنے دنیاوی پرجوش میں بھی اتنا سکون نہیں ہے۔ توکل علی اللہ اتنا ہے کہ کسی بھی ناپسندیدہ اور ڈرانے والی چیز کا دل پر اثر وغم نہیں ہوتا ہے۔ سارے جہاں کو اپنی مرضی کے مطابق سمجھتا ہوں۔ تائید غیبی (اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد) اکثر رات کو جاگنے کی حالت، ہمت و مستقل مزاجی، صبر و محنت تمام حالات میں شامل رہتی ہے۔ دنیاوی لذتوں سے نفرت، آخرت کے توشہ کی فکر ہر دم خبردار کرتی رہتی ہے۔ مراقبۂ موت رونے کی وجہ سے ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ مراقبہ محاسبہ ایک شفقت بھرا دوست بن گیا ہے۔ علوم اور حقیقتوں کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ آیا احادیث کے وہ راز اور معانی منکشف ہوتے ہیں جو تفاسیر اور مروجہ کتب کے مطالعے سے نہیں ہوتے ہیں۔ وغیرہ۔ الحمد لله على ذلك۔

تحقیق: کچھ دن کسی محقق کی صحبت میں رہئے جب ان باتوں کی اچھائی برائی کی پہچان ہو جائے گی۔

حال: نفس کی چاہت سے جو بشریت کے لئے لازمی ہے کبھی کبھی معاش کی فکر ہو جاتی ہے کیونکہ نفس کو اپنی گذشتہ تیس سالہ زندگی کی تونگری، دنیا کی لذتیں اور عیش وعشرت یاد ہیں ساتھ ہی اسیری کے ناجائز اسباب کو چھوڑ دینا نفس کی ناگواری کا صاف سبب ہے۔ اس سے بڑی بات یہ کہ طب کے پیشے میں ہدیہ صرف امیروں سے اور وہ بھی اصرار کے بعد لینا اور غریبوں کے علاج کے اخراجات کو خود برداشت کرنا نفس کے محاسبہ کی لازمی وجہ ہے۔

تحقیق: اتنے دعوے نہ کیجئے۔

حال: حضور کے مولفہ رسالہ اعمال قرآنی میں سے سورہ مزمل کا وظیفہ مل گیا۔ سورہ مزمل گیارہ بار اور یا مغنی گیارہ سو مرتبہ پڑھنے سے دل کو غناء تو کافی حاصل ہو چکا ہے کہ دنیا کی نعمتوں کو بہت ہی گھٹیا چیز سمجھتا ہوں۔

تحقیق: عملیات وعزائم سے قوت کا حاصل ہونا خود کمزوری کی علامت ہے اور عارفین کے مسلک کے خلاف ہے۔

حال: نفس کو قلبی ظاہری غنا حاصل نہ ہونے کی وجہ سے حضور کے ارشاد اور اجازت کو ضروری سمجھ کر حضور کی اجازت کا امیدوار ہوں۔

تحقیق: کیا اس اجازت کی ضرورت کی کوئی دلیل ہے۔

حال: (دنیا والوں کے لیے) اللہ والوں کی مخالفت کرنا دو وجہوں سے ضروری ہے۔

ایک تو دنیاوی حیثیت کہ دنیا والوں کے معاملات شامل ہوکر اصلاح و مشورہ اور مدد نہ کرنے کی وجہ سے ان دنیا والوں میں عجب اور حسد پیدا ہوجاتی ہے جو اللہ والوں کی مخالفت کا سبب بنتی ہے۔

دوسرے دینی حیثیت سے کہ امر و نہی سے زیادہ مذہبی مخالفت (ان سے) نفرت کا واضح سبب ہے جیسا کہ میرے وطن میں شیعہ لوگ ہر وقت مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

مزید یہ کہ پہلی اہلیہ کے فوت ہو جانے اور دوسرا نکاح کرنے کی وجہ سے کچھ مقروض ہوگیا ہوں۔ کچھ دنوں سے دل اس قرض کے بوجھ سے نجات پانے کے لئے بے چینی سے نجات کے اسباب کو چاہتا ہے۔ بہت سارے وسائل میں سے دعوات (دعاؤں) کو اور دعوات میں سے حزب البحر کو (پڑھنے کے لئے) منتخب کیا ہے۔ مشائخ طریقت اور صوفیائے کرام کے معمول بنانے اور خصوصاً محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور علامہ پانی پتی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا اختیار کرنا اور تشریح کرنا اس کو منتخب کرنے کی خصوصی وجہ ہوئی۔ اس لئے اجازت، شرائط دعا کے طریقے اور پڑھنے کی درخواست کے لئے بھی حضور ہی کو مقرر کیا ہے۔ کیونکہ یہ دعا جس طرح ذکر ہے اسی طرح سالک کا ہتھیار بھی ہے۔ اجازت اور ارشاد اس لئے ضروری ہے کہ جب نفس کو اپنی چاہت کے مطابق نہ ملا تو چاہت کے خلاف کو تلاش کرے گا "نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا" اور چونکہ مرید مرشد کے ارشاد کو سارے ارشادات میں افضل سمجھتا ہے اس لئے حضرت اجازت دینے میں قبولیت کی برکات بغیر اجازت دینے سے زیادہ ہوں گے۔

تحقیق: سب خیالی مضامین ہیں۔

حال: اولاد کی دعا کرنا انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی سنت ہے اور مجھے چالیس سال کی عمر میں ابھی یہ عمل (اولاد کی دعا) کرنا باقی ہے۔ اہلیہ کا حمل اس دعا کی طلب کا باعث ہے لیکن حضور سے دعا کی درخواست نیک اولاد کے لئے ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔

خیر خواہانہ تنبیہ ؎

جز خضوع و بندگی و اضطرار   اندریں حضرت ندارد اعتبار

ترجمہ: "دربار الٰہی میں ہے معتبر بس یہی ـــــ عاجزی بندگی لاچاری وہی۔"

برے اخلاق کے مغلوب ہو جانے سے ان کے ختم ہونے کی بھی امید ہوتی ہے

حال: حضرت کا خط مبارک کل ملا جو بندہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا جس سے عزت بخشی ہوئی۔

مریض کو طبیب سے اپنا پورا پورا حال بیان کرنا چاہئے اور علاج کے دوران جو تبدیلیاں پیش آئیں ان کو بھی بتاتے رہنا چاہئے۔ اس لئے احقر بھی اپنا موجودہ حال کمی زیادتی کے بغیر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں عرض کرتا اور اصلاح چاہتا ہے۔

پہلے خط میں عرض کیا تھا کہ تنہا رہنے کا جی چاہتا ہے اور کوشش کر رہا ہوں کہ کوئی تنہائی کی جگہ مل جائے۔ (اب) الحمدللہ! سات دنوں سے مسجد کے حجرے میں رہ رہا ہوں اور سارے معمولات بہت اچھی طرح وقت پر ادا ہو رہے ہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ نیند مجھ پر غالب رہتی تھی مگر (اب) الحمدللہ! خدا تعالیٰ کی رحمت سے بالکل اس وقت اٹھ جاتا ہوں کہ لمبی قرات کے ساتھ تہجد پڑھ کر بارہ تسبیح کر لیتا ہوں اور پھر بھی وقت بچ جاتا ہے۔ اس وقت میں قضا شدہ نمازیں پڑھتا ہوں۔ اس تنہائی سے اتنا سکون حاصل ہوا ہے کہ عرض نہیں کر سکتا ہوں۔

ہر کام اپنے وقت پر اس طرح کرتا ہوں کہ کسی سے بات کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا ہے اور دل کی چاہت بھی یہی تھی۔ جتنا کام حضرت نے تجویز فرما دیا تھا اس سے زیادہ اگرچہ کرنے کو جی چاہتا ہے مگر میں ایسا بالکل نہیں کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت تک میری صحت بہت زیادہ شکر کے قابل جس کا مجھے بڑا خیال تھا۔

امارد (وہ نوجوان لڑکے جن کی ڈاڑھی کا خط نہ نکلا ہو) کی محبت کی بیماری تھی۔ اب وہ اگرچہ بالکل ختم تو نہیں ہوئی مگر بہت ضعیف ہوگئی ہے۔ کسی (بچے) کی طرف جان بوجھ کر بالکل بھی نہیں دیکھتا ہوں اور ایسا کرنے سے مجھ کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی ہے۔ جو پہلے ہوتی تھی۔ اور نہ ہی کسی سے بات کرتا ہوں۔ ایک بیماری دنیا کی محبت کی تھی۔ وہ بہت بہت کمزور لگتی ہے۔ پہلے دل میں بڑے بڑے خیالات آتے تھے کہ مکان ایسا ہونا چاہئے اور جائیداد ایسی ہونی چاہئے اور اب ان سب خیالات سے نفرت ہوتی ہے۔

جاہ (عزت) کی بیماری تھی۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے پریشان رہتا تھا۔ بڑے بڑے لوگوں سے ملتا اور ان کی ناجائز چاپلوسی (خوشامد) کرتا تھا۔ اچھے لباس اور اچھے سامان کی ہر وقت فکر رہتی تھی۔ اب ان سب چیزوں سے نفرت ہے۔ سب کو ایک دم چھوڑ دیا ہے۔ لباس کے بارے میں جی چاہتا ہے کہ پریشان اور بغیر فکر کے بدن ڈھانکنے کے لئے موٹے پیوند لگے ہوئے کپڑے مل جائیں تو اچھا ہے مگر دل ایسے کاموں (اچھے کپڑے کی فکر وغیرہ) میں لگ کر پریشان نہ ہو۔

چنانچہ اب اس پر عمل ہے۔ کچھ دن تک یہ خیال آتا رہا کہ لوگ ایسی حالت دیکھ کر کیا کہیں گے مگر میں نے اس خیال کی بالکل پرواہ نہیں کی۔ پھر یہ خیال آیا کہ لوگ کہیں گے بڑے بزرگ بنے ہیں اس لئے جی چاہا کہ میں ذکر اسم ذات ہر وقت کرتا رہوں آہستہ کروں مگر میں نے اس کی بھی مخالفت کی اور یہ سمجھ لیا کہ اللہ پاک سے

معاملہ صاف ہونا چاہئے مخلوق جب کچھ نفع نقصان کی مالک نہیں ہے تو اس کی طرف توجہ کرنا بھی فضول ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ یہ شرک ہے نعوذ باللہ۔

پہلے (ایک) حال یہ بھی تھا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ فلاں میری غیبت کرتا اور عیب نکالتا ہے تو بہت بے چینی ہوتی تھی اور ہفتوں اس کا خیال رہتا تھا (اور) اب یہ حال ہے کہ اس کی طرف بالکل توجہ نہیں ہوتی ہے۔ اگر معلوم ہوا کہ فلاں شخص غیبت کرتا تھا تو صرف یہ خیال آتا ہے کہ اپنی فکر کرو وہ جانے اور خدا اس کی غیبت سے اپنا کیا نقصان ہے۔

حسد کی بیماری تھی وہ بھی اب کمزور ہوگئی ہے کیونکہ حسد کسی شخص کی دنیوی یا دینی حالت کو دیکھ کر ہوتا تھا۔ (تو) جب دنیا ہی سے نفرت ہوگئی تو کسی دنیادار کو دیکھ کر کیا حسد ہو اور جب دین سے محبت ہوگئی تو جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی دوسروں میں دیکھنے کا جی چاہتا ہے۔

بغض اور کینہ کی بیماری تھی۔ اس کا اندازہ بھی اسی طرح کرتا ہوں۔ (جس طرح حسد کی بیماری میں کیا تھا) تو اپنے دل میں اس ذرا بھی رنج (وغم) محسوس نہیں کرتا ہوں۔ یہ خیال کرتا ہوں کہ آدمی اگر اپنی حالت صحیح کرے تو کسی سے دشمنی کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا ہے اور دوسرے بھی اس سے دشمنی نہ کریں اور اگر کریں تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ کسی کی دشمنی کا اثر دین پر ہو ہی نہیں سکتا ہے اور دنیا پر ہوتا ہے جو میں نے خود چھوڑ دی ہے۔

غصہ کی بیماری تھی۔ اس کا کچھ معلوم نہیں ہوا کہ کیسا ہے۔ کیونکہ غصہ کرنے کا موقع ہی نہیں آیا۔ ہاں ایسا ہوتا ہے کہ مسجد میں بعض لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں مسجد میں اگر سوتے ہیں، کھانا کھا کر مسجد خراب کر دیتے ہیں، بغیر وضو کے اذان دے دیتے ہیں اور بھی بہت سی شرعی غلطیاں کرتے ہیں تو ان پر غصہ آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کو منع کروں۔ مگر غور کرنے اور ایک آدھ مرتبہ ایسا کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سے اپنا ہی باطنی نقصان ہے کیونکہ ایسا کرنے سے دل پریشان ہو جاتا ہے پھر ذکر کرنے سے وہ پریشانی دور ہوتی ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے کسی کو کچھ نہیں کہتا ہوں اور خیال کر لیتا ہوں کہ آخر مجھ پر امر (حکم) کرنا فرض تو نہیں ہے دوسرے یہ مسائل ایسے نہیں ہیں کہ عام لوگوں کو معلوم ہو۔ بس یہ خیال رہتا ہے کہ تجھے دوسروں کی کیا پڑی ہے اپنی فکر کر۔

اوپر ذکر کی گئی تمام بیماریوں کے بارے میں یہ عرض ہے کہ یہ ختم نہیں ہوئی ہیں بلکہ کمزور ہوگئی ہیں۔ چنانچہ کبھی کبھی ان بیماریوں کو کرنے کی چاہت ہوتی ہے مگر اس چاہت پر عمل نہ کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں اور کامیاب ہو جاتا ہوں۔ یہ بھی عرض ہے کہ کیا اتنی جلدی یہ بیماریاں چلی جاتی ہیں یا یہ بھی کوئی نفس و شیطان کا

دھوکہ ہے۔

تحقیق: (یہ بیماریاں) مغلوب ہوئی ہیں ان شاء اللہ ختم ہو جائیں گی۔

تکبر کا علاج

حال: تکبر کا مرض اب بھی بہت تنگ کرتا ہے۔اس سے بچنے کی اگرچہ بہت کوشش کرتا ہوں اور اس کی چاہت پر عمل نہیں کرتا ہوں۔اگر کبھی ہو جاتا ہے تو دل بہت بے چین ہوتا ہے اور استغفار کرنے سے سکون حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق: (رسالہ) تبلیغ دین کا علاج کرتے رہئے (یعنی اس رسالہ کو پڑھتے رہئے کہ یہی علاج ہے) انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔

سؤال: ایک اور سوال پیش خدمت ہے اس کے جواب سے بھی سرفراز فرمایئے۔

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اپنی کتاب) فتوح الغیب میں تواضع کی حقیقت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ "هو ان لا يلقى العبد احدا من الناس الا راى له الفضل عليه" (کہ آدمی لوگوں میں جس سے بھی ملے اس میں اپنے سے زیادہ خوبی دیکھے)۔(اس کے بارے میں) پہلی بات تو یہ ہے کہ بندہ نے خود کو جو دیکھا تو اپنے اندر یہ صفت بالکل نہیں پائی۔اس لئے بہت ہی ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ حضور بندے کے لئے دعا فرمائیں اور کوئی ایسی آسان تدبیر بتائیں جن سے آسانی کے ساتھ یہ صفت حاصل ہو جائے اور تکبر اور عجب (خود پسندی) کا نام تک نہ رہے۔

دوسری بات یہ عرض ہے کہ تواضع کی چاہت (یعنی اس کا مطلب تو) یہ ہے کہ ہر ایک کو بہتر سمجھا جائے اور اس کے ساتھ نرمی کی جائے اور بغض فی اللہ (اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کرنے کی) چاہت تو یہ ہے کہ گناہ گار کو برا سمجھا جائے اور اس پر سختی اور ناراضگی کی جائے۔تو دونوں (تواضع اور بغض فی اللہ) کیسے ایک ساتھ آ جائیں۔

جواب: اچھا یا برا سمجھنا اور خیال کے درجے میں کافی ہے۔یعنی یہ سمجھنا چاہئے کہ اگرچہ اس وقت ظاہر میں یہ شخص ہم سے کم ہے لیکن اسی وقت شاید اس کے باطن میں کوئی خوبی ایسی ہو کہ یہ (اس خوبی کی وجہ سے) ہم سے اچھا ہو۔اس کی وجہ سے خود کو یقینی طور پر افضل نہیں سمجھے گا۔

اسی طرح سمجھ اور خیال سے کسی کو اچھا سمجھنے سے اس کے ساتھ نرمی اور الفت کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ جو آئندہ کے اعتبار سے ہم اچھا ہو شاید اس میں اس وقت اس کی کوئی ایسی حالت ہو جس کی وجہ سے شریعت نے

ہمیں اس سے نفرت کرنے کا حکم دیا ہو۔ ان دونوں میں کیا مخالفت ہوئی۔ اس سمجھ اور خیال کا استحضار کرنے سے عجب اور تکبر دور ہو جائے گا۔

حَالؒ: جو لوگ شریعت کے خلاف کرتے ہیں وہ میری نظر میں حقیر لگتے ہیں حالانکہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں۔
تحقیق: طبعی طور پر حقیر لگنا تکبر نہیں ہے۔ ہاں! عقل کے اعتبار سے اتنا سمجھ لیجئے کہ شاید کسی شخص کی خاص حالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے اچھا ہو۔ بس تکبر کے دور ہونے کے لئے اتنا کافی ہے۔

حَالؒ: جس شخص میں کوئی عیب ہوتا ہے تو جب وہ شخص میرے سامنے سے گزرتا ہے تو میرے دل میں اس کی حقارت کا خیال آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوراً دل سے آواز آتی ہے کہ تم سے تو اچھا ہے، تم میں فلاں عیب ہے۔
تحقیق: یہ مطلوب مجاہدہ ہے۔
حَالؒ: احقر میں یہ عیب ہے کہ دوسرے کا (اپنے اوپر) احسان نظر کے سامنے نہیں رہتا ہے اور اپنا (دوسرے پر) معمولی احسان بھی نظر کے سامنے رہتا ہے۔
تحقیق: اگر اس (احسان کے نظر کے سامنے رہنے) کی چاہت کے مطابق اس پر عمل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (یعنی لوگوں پر اس احسان کی وجہ سے احسان جتانا وغیرہ) جب کوئی شخص میری طبیعت کے خلاف کرتا ہے تو نفس احقر پر غالب آجاتا ہے اور اس سے خواہ مخواہ نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ بھی بہت برا عیب ہے دعا فرمائیں۔
تحقیق: دعا کرتا ہوں مگر طبعی طور پر ایسا ہو اور اس کی چاہت کے مطابق عمل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے (یعنی غصہ کی وجہ سے کسی سے لڑنا اس کو برا بھلا کہنا وغیرہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے)۔

حَالؒ: الحمدللہ! اب بیس ہزار مرتبہ اسم ذات (کا ذکر) اور تین پارہ (روزانہ) قرآن مجید پڑھ لیتا ہوں۔ کبھی ایسی حالت ہوتی ہے کہ کسی صادق الیقین (سچے یقین والے) مسلمان کی نہیں ہوتی ہے کہ بہت جبر اور مجبوری کے ساتھ اوراد اور تہجد ہوتی ہے بلکہ اکثر تاخیر ہو جاتی ہے۔ کبھی اس کے بالکل الٹ ایسی حالت ہوتی ہے کہ خوش حال سے خوش حال آدمی کو بھی ایسا اطمینان اور سرور حاصل نہ ہوتا ہوگا۔
حضرت کے فیض اور تربیت السالک کے مطالعہ سے کیونکہ اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ کی

مصلحت ہے جس طرح چاہیں رکھیں اس لئے پریشانی نہیں ہوتی ہے۔ ہاں! یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ یہ قبض بدقسمتی کی وجہ سے نہ ہوتا ہو اور مجھے سالکوں کے قبض کی بہت فکر رہتی ہے۔ حضور! اس وقت استغفار کے علاوہ کچھ اور سوجھتا نہیں ہے۔ ذکر کے وقت خصوصی طور پر اور ہر وقت عام طور پر حضرت کی صورت مبارک کا خیال رہتا ہے اور کبھی نہیں بھی رہتا ہے۔ زیادہ تر ان اوقات میں رہتا ہے جن اوقات کو بسط کہتا ہے۔ (اور جو کچھ ہو واللہ اعلم)

غلام باطنی مرضوں میں بہت مبتلا ہے جیسے کبر۔ اگر کوئی تعریف کرتا ہے تو اچھا لگتا ہے اور کچھ برائی کرتا ہے تو بوجھ ہوتا ہے اور کبھی دونوں باتوں (تعریف کرنے اور برائی کرنے) پر غصہ آتا ہے۔ (اور یہ) غلام غصہ کے مرض میں بھی مبتلا ہے۔

اے! ماں باپ سے بھی بہت زیادہ شفقت کرنے والے طبیب! (اور میری جان اور ماں باپ دونوں آپ پر قربان ہوں) اس سر سے لے کر پیر تک مریض کے لئے دعا فرمائیں جو اپنی حالت کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے پوری طرح نہیں بتا سکا۔

وداع و وصل جدا گانہ لذتے دارد ہزار بار برو صد ہزار بار بیا

ترجمہ: "وصل وفراق کا مزہ ہے جدا جدا ــــــ لاکھوں بار مل جو ہزار بار ہو جدا۔"

تحقیق: اگر ان تبدیلیوں میں آپ کے ارادے اور اختیار اور قدرت کو کچھ دخل نہیں ہے یعنی عمل اختیاری (جو کر سکتے ہیں) میں کوئی کوتاہی نہیں ہوتی ہے اور گناہ اپنے اختیار سے نہیں ہوتا ہے تو کچھ غم نہیں ہے۔ (اور) اگر اختیار کو کچھ دخل ہے تو اس کا تدارک (تلافی و علاج) آپ کے ہاتھ میں ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نکتہ کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھئے بہت فائدہ ہوگا۔

حال: جناب نے میرے بارے میں جو تدبیر اور جو تحقیق فرمائی ہے وہ بالکل صحیح ہے میں بہت ہی خبیث طبیعت کا آدمی ہوں۔ خداوند کریم میرے خبث (گندگی و برائی) سے اپنی تمام مخلوق کو بچائے اور مجھے اس (خبث) سے نجات عطا فرمائے۔ میری حالت بہت ہی خطرناک ہے۔ خدا اپنے نبی ﷺ کے واسطے سے میرے برے اخلاق کی اصلاح فرمائے۔ اور مجھے ایمان نور کے ساتھ موت عطا فرمائے۔

میں اپنے نفس سے بہت ہی تنگ ہوں برائی کے علاوہ اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا ہوں۔ میں اس مہینہ کے ختم ہونے کے بعد حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گا۔

تحقیق: میرے پاس آنے سے ظاہری طور پر سمجھتے ہو کہ علاج ہوگا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا علاج نہیں

ہوگا۔ تمہارا نفس کیونکہ چھوٹی جگہ علاج کرانے کو گوارا نہیں کرتا ہے اس لئے اپنے ہاں بڑی جگہ ڈھونڈتا ہے اور یہ مرض ہے۔

تمہیں حکیم صاحب اور خواجہ صاحب یعنی دونوں سے ذلت اختیار کرتے ہوئے اپنا علاج اس طرح کرانا چاہئے کہ اپنے جتنے عیوب معلوم ہیں وہ بھی بتا دو اور جتنے وہ بتائیں ان کو نہ جھٹلاؤ اور نہ کوئی بہانہ بناؤ۔ ہر طرح ان کی طاعت کرو۔ جب یہ دونوں صاحب مجھے لکھ دیں گے کہ ہم ان کا علاج کر چکے ہیں تو پھر کسی کو ختم کرنے کے لئے یہاں (میرے پاس) آنا۔

حَالْ: حضرت کی ہدایت کے مطابق رسالہ تبلیغ دین میں برے اخلاق کے بیان کا مطالعہ کرتا ہوں۔ مگر محسوس ہوتا ہے کہ مجھ میں تکبر ہے حالانکہ طلبہ کا جوتا اٹھا لیتا ہوں اور ملنے والوں سے سلام میں پہل بھی کرتا ہوں خواہ وہ ادنی ہو یا اعلی ہو۔

تَحْقِیقْ: (اگر ایسا کرتے ہیں تو) پھر تکبر نہیں ہے اور جو بات محسوس ہوتی ہے اس کی چاہت کے مطابق عمل نہ کرنے سے یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ جب تک زوال نہ ہو وہ ملامت کے قابل نہیں ہے۔

حَالْ: (حضرت!) بندہ کو غصہ بھی بہت پریشان کرتا رہا ہے۔ کتنا ہی نفس سے کہتا ہوں (یہ جو کچھ ہوا) اللہ تعالیٰ نے اسی طرح چاہا ہے تو اس پر کیوں غصہ کرتا ہے یہ تو گویا اللہ تعالیٰ شانہ پر اعتراض ہے کہ اپنی خواہش کے خلاف ہونے سے غصہ کرتا ہے مگر کچھ فرق نہیں پڑتا ہے۔

تَحْقِیقْ: بس (نفس کو) اسی طرح سمجھاتے رہئے اور نفس کی چاہت پر عمل نہ کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ (غصہ) بھی ختم ہو جائے گا۔

حَالْ: حضرت مرشدنا ادام اللہ ظلکم العالی۔ سلام کے بعد عرض یہ ہے کہ بندہ یہاں ہر طرح خیریت سے ہے۔ اس وقت خط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک عرصے سے ایک مرض میں مبتلا ہوں۔ بہت تلاش کرنے کے بعد میری سمجھ یہ آیا کہ وہ تکبر ہے۔ یہ مرض کیونکہ پرانا ہے اور چھوٹے بڑے تمام گناہوں کا سبب ہے۔ اس لئے بندہ اپنی حالت آپ کو بتا رہا ہے کہ اس کے لئے اس ناکارہ نے ایک علاج تجویز کیا ہے تاکہ یہ مہلک مرض ختم ہو جائے۔ وہ علاج یہ ہے کہ جب بھی تنہائی میں بیٹھتا ہوں تو ان اسباب کو غور سے تلاش کرتا ہوں کہ وہ تمام امراض جو بندہ میں ہیں ان سب کا سبب کبر پاتا ہوں۔ یہ بات دل میں مضبوط ہو چکی ہے کہ تمام مرض اسی سے نکلتے ہیں۔ اب امید کرتا ہوں کہ اس خط کو ملاحظہ فرما کر علاج تجویز فرمائیں گے۔

تحقیق: کسی وقت بیٹھ کر بات کرنے کی ضرورت ہے فی الحال یہ کیجئے کہ اس عادت کو برا سمجھئے اور اس کی چاہت پر عمل نہ کیجئے اگر کبھی ہو جائے تو فوراً استغفار کیجئے۔ ابھی تو یہی کافی ہے میں دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: آج کل احقر کی حالت اپنی حیثیت سے بہت خراب ہو رہی ہے۔ احقر اگرچہ اس کی اصلاح کی ہر وقت کوشش کرتا رہتا ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ کام میں لگے رہئے اور گناہوں سے بچئے اس کے بعد خواہ کچھ بھی حالت ہو بے فکر رہئے۔

حال: اپنی حالت یہ ہے کہ اکثر کاموں کو کرنے میں یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں اس میں تکبر نہ ہو۔ جو شخص نظر آتا ہے یہ لگتا ہے کہ اس میں تو تکبر نہیں ہے اور مجھ میں ہے۔ کافر نظر آتے ہیں تو دل میں فوراً اس کے علاوہ کچھ نہیں آتا کہ اگرچہ یہ کافر ہیں مگر ان کی جو (باطنی) حالت ہے انہوں نے ظاہر میں بھی وہی حالت بنا رکھی ہے۔ غرضیکہ ان کا ظاہر اور باطن ایک ہی ہے اور میرے دل میں کچھ ہے اور ظاہری صورت کچھ اور ہے۔ اس لئے میں ان (کافروں) سے بہت برا ہوں۔

اس کے علاوہ دل میں یہ خیال خوب جم گیا ہے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے اور میں ایسا کمینہ ہوں کہ سب کے خلاف اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہوں اس لئے میں دنیا میں سب سے برا ہوں۔ کوئی شخص مجھ سے زیادہ برا نہیں ہے۔ سب کو سلام کرنے میں پہل کرتا ہوں۔ اکثر دل چاہتا ہے کہ کافروں کو بھی سلام کر لیا کروں۔ سب سے نرمی سے بات چیت کرتا ہوں۔ دل پر خود بخود ایک ہیبت سی رہتی ہے۔ ہر شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں۔ پہلے یہ خیال ہوتا تھا کہ اہل کمال کے پیچھے ہی نماز پڑھنی چاہئے مگر اب کسی کے پیچھے نماز پڑھنے میں نہیں آتی ہے۔ اگر کبھی بہت ہی مجبوری کی وجہ سے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھانی ہوتی ہے تو زبان سے آواز بہت آہستہ نکلتی ہے۔ خوف کی وجہ سے آواز بلند نہیں ہوتی ہے۔

اپنی وہی عادت ہے کہ جہاں بھی مسجد میں جانا ہوتا ہے وہاں جوتے سیدھے کرنا، پانی لوٹوں میں بھر دینا اگر موقع ملے تو جھاڑو دے دینا۔ بعض جگہ کچھ لوگوں سے میں نے پیر دبانے کے لئے کہا تھا۔ مگر کوئی قبول ہی نہیں کرتا ہے۔ کسی پر حقارت کی نظر نہیں پڑتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا۔ علاج چونکہ ضرور کی چیز ہے اور وہ ضرورت ختم ہو گئی۔ اب یہ علاج چھوڑ دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پوری صحت حاصل ہو گئی ہے۔ اب اسی پہلے والی حالت کو لوٹا لیجئے۔ وہی مجلس وہی

خم (پیالے) دے (شراب)۔

حَال: غیر مسلم لوگ اور وہ لوگ جو داڑھی نہیں رکھتے کبھی تو ان کا چہرہ بہت اچھا لگتا ہے اکثر ان لوگوں کے چہرے دیکھنے سے یہ خیال آتا ہے کہ ان سب نے تواضع کے لئے اپنی یہ حالت بنالی ہے۔ یہ سب اپنے آپ کو حقیر و ذلیل دکھا رہے ہیں۔ اور میں ایسا خبیث ہوں کہ ظاہری صورت تو ایسی بنائی ہے اور دل میں تکبر بھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور میں مردود ہوں۔

تحقیق: اس خیال کی وجہ اپنے ساتھ سوءِ ظن (برے گمان) کے حال کا غلبہ ہے۔ مگر اعتقادی طور پر اس خیال کو صحیح نہ سمجھا جائے۔

حَال: جو مجھے اچھا کہتا ہے تو مجھے بہت بوجھ ہوتا ہے۔ جو لوگ جانتے نہیں ہیں ان میں کوئی تو مجھے مولوی کہتا ہے، کوئی طالب علم کہتا ہے اور نیک تو اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔ اس سے طبیعت کو بہت وحشت ہوتی ہے اور یہ سمجھ میں آتا ہے کہ لوگوں کا یہ گمان (میری اس) ڈاڑھی اور (میرے اس) لباس کی وجہ سے ہے۔ اس لئے ان دونوں میں ایسی تبدیلی کی جائے کہ جس سے لوگ (مجھے) برا سمجھیں کبھی تو دل چاہتا ہے کہ ڈاڑھی منڈوا دوں اور انگریزی لباس پہن لوں تاکہ سب لوگ نفرت سے دیکھیں۔ (اس کے بغیر) ان سے میرا پیچھا نہیں چھوٹے گا۔

تحقیق: یہ اثر اسی (اپنے بارے میں برے گمان کے) غلبہ حال کی وجہ سے ہے۔ اس میں کمال یہ ہے کہ پرہیزگاری غالب رہے یعنی حال کی اس چاہت پر عمل نہ کیا جائے۔ یہ بڑا مجاہدہ ہے۔ ایسے حال کا اتباع کرنا کم ہمتی کی دلیل ہے کہ (یہ صاحب حال اس حال سے) مغلوب ہوگیا۔

حَال: حضرت کے حکم کے مطابق سارے کام چھوڑ دیئے ہیں۔ صرف پانچ وقت نماز اور تہجد کی چار رکعات پڑھ لیتا ہوں قرآن مجید کبھی آدھا یا کبھی ایک پارہ پڑھ لیتا ہوں۔ ذکر چلتے پھرتے کرتا ہوں مگر ذکر بہت کم وقت زبان پر جاری رہتا ہے۔ اکثر باتوں (کے وقت) چھوٹ جاتا ہے۔

تحقیق: بس اب پہلا ہی طریقہ اختیار کرلیا جائے جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔

حَال: زیادہ وقت اس خیال میں گزرتا ہے کہ میرے اندر تکبر بھرا ہوا ہے۔ میں بہت ہی نالائق ہوں اور دنیا میں سب سے برا شخص ہوں۔ کبھی تو دل یہ چاہتا ہے کہ مجھے موت آجاتی تو اچھا ہوتا میری زندگی سے تو موت بہتر ہے۔

تحقیق: جان بوجھ کر اس کا استحضار اب ضروری نہیں ہے غیر اختیاری ہو جائے کافی ہے۔

حَال: ذکر جہر (بلند آواز سے ذکر) کو دل ترستا ہے۔

تحقیق: کیجئے اور مزے لیجئے۔

حال: یہ تو پکا عہد کرلیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک عمل بھی کیا ہے کہ کسی سے کوئی دین کی پابندی کے بارے میں نہیں کہوں گا خواہ کوئی شخص کیسا ہی (شریعت کے) خلاف کام کرتا ہے۔ اپنی پچھلی نالائق حرکتوں سے توبہ کرتا رہتا ہوں۔ آئندہ کے لئے پکا ارادہ کرلیا ہے کہ بالکل کسی سے یہ نہ کہوں گا کہ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو۔ مجھے کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے۔

تحقیق: ہاں! جب تک آپ کا مربی اجازت نہ دے ایسا ہی کیجئے۔

حال: اس بات کے خیال سے بہت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ناقدری کی اگر ذکر کی قدر کرتا تو کسی سے کوئی تعلق نہ رکھتا۔ قدر نہ ہونے کی کچھ یہ وجہ بھی ہوئی کہ ذکر کا کسی دن ناغہ نہیں ہوا تھا اس لئے ناغہ کے افسوس معلوم ہی نہیں تھا۔ اب نعمت کے چلے جانے کے بعد (اس کا) لطف حاصل ہوا ہے۔

نشہ کی قدر نہیں اس میں اگر خمار نہ ہو مزہ وصال کا کیا گر فراق نہ ہو

تحقیق: یہ بھی ایک حکمت ہے۔

ریاء کا علاج

حال: کبر سے زیادہ ریا کا زور ہے۔ اگرچہ عبادت جان بوجھ کر ریا کے لئے نہیں کرتا مگر نماز پڑھتے اور ذکر کرتے ہوئے اگر کوئی شخص آجاتا ہے تو ریا محسوس ہوتی ہے اگرچہ ہمت کر کے اس ریا کے خیال کو دور کرتا ہوں اور نفس پر لعنت کرتا ہوں کہ کم بخت تو اس عبادت کی قیمت بس یہی سمجھتا ہے (اگر ایسا ہے) تو یہ محنت ہی بے کار ہوگئی۔

تحقیق: تبلیغ دین (رسالے) کا علاج مفید ہوگا۔ (یعنی اس رسالے کو پڑھنا علاج کے لئے مفید ہوگا)۔

حال: ہاں! ایک بات یہ ہے کہ نماز یا ذکر شروع کرنے سے پہلے یہ وسوسہ بھی نہیں ہوتا کہ کاش کوئی دیکھ لے بلکہ اگر کوئی دیکھ لیتا ہے تو تنہائی میں جو تھوڑی بہت یکسوئی ہوتی ہے وہ بھی چلی جاتی ہے۔

لوگوں کو ذلیل اور حقیر سمجھنے کا مرض تھا الحمدللہ! اب وہ کمزور ہوگیا ہے۔ اعتقادی طور پر تو کسی کو ذلیل سمجھتا ہی نہیں ہوں اور اب طبعی طور پر بھی یہ ہوتا ہے کہ اپنے علاوہ کسی کو ذلیل نہیں سمجھتا ہوں۔ اگر کسی کا کوئی برا فعل دیکھتا یا اس کے بارے میں سنتا ہوں تو پہلے تو کسی اس برے فعل کی وجہ سے اس کی ذلت دل میں آتی ہی نہیں ہے اگر آتی بھی ہے تو نفس سے کہتا ہوں کہ تو نے بس اس کا یہی فعل دیکھا ہے تجھے کیا معلوم شاید اور دوسرے افعال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو۔ اگر یہ ذہن میں نہیں آتا تو یہ تو آہی جاتا ہے کہ شاید (اپنے) آخری وقت

میں یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے۔ نفس سے کہتا ہوں کہ کم بخت تجھے کسی کے معاملے سے کیا غرض ہے تو تو اپنے بارے میں خبر رکھ کسی کے گناہ نہ تو تو پکڑا جائے گا اور نہ کسی کے مقبول ہونے سے تیری نجات ہوگی۔

اس طرح کرنے سے یہ ہوا کہ کسی کے حال دیکھنے یا سننے کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی ہے یا ہوتی بھی ہے تو بہت کم ہوتی ہے۔

یہ بندہ کے اخلاق رذیلہ کا حال ہے بغیر تکلف اور بغیر ترتیب کے اصلاح اور ظاہری باطنی توجہ کے لئے عرض کر دیا جو کچھ بھی (خوبی) ہے یہ حضرت کی توجہ کی برکت سے ہے جس کا شکریہ ادا ہونا ناممکن ہے۔ حضور! بندہ بہت ساری امیدیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوری فرمائیں۔

اخلاق حسنہ کے بارے میں عرض ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ اخلاق رذیلہ اخلاق حسنہ کی ضد ہیں جتنے اخلاق رذیلہ دور ہوں گے اتنے ہی اخلاق حسنہ ذرا سی توجہ اور محنت سے اتنے ہی پیدا ہو جائیں گے۔

تحقیق: بالکل ٹھیک ہے۔

لڑکوں سے محبت کا برا ہونا

حال: حضرت! بعض ہندو لڑکے ایسی فرمانبرداری اور خدمت کرتے ہیں کہ ان سے دل بہت خوش ہوتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ان کو کچھ فائدہ ہو ساتھ ساتھ دل کو ان سے محبت محسوس ہوتی ہے۔ دل میں دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! یہ مسلمان ہو جائیں مگر اس دعا کو ظاہر کرنا کسی طرح بھی مصلحت نہیں ہے۔ کبھی دل میں یہ خیال آتا ہے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی کیا بات رکھی ہے کہ اس کو کفر پر پیدا کیا ہے۔ اس مصلحت کی وجہ سے دل پریشان ہو جاتا ہے کہ۔

ع ہرچہ از دوست میرسد نیکو است

ترجمہ: ”دوست کی طرف سے جو بھی ملے اچھا ہے۔“

مگر معلوم نہیں کیوں دل بار بار اس کی خیر خواہی کو چاہتا ہے۔ یہ حالت صرف اس کے خلاف، ادب اور تمیز کی وجہ سے ہے۔ حضرت یہ کیا بات ہے؟ اس میں نفس کی شرارت تو نہیں ہے۔

تحقیق: (نفس کی شرارت) اکثر ہوتی ہے۔ اسی لئے بالغ لڑکا جو با اخلاق اور باادب ہو اس کے ساتھ بات نہیں ہوتی ہے جو لڑکوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر (لڑکوں سے محبت وغیرہ کا ہونا) صرف اخلاق کی وجہ سے ہو تو یہ دونوں میں موجود ہیں۔

کبر (بڑائی) کی علامت

حَالؒ: الحمد للہ! تمام حالات شکر کے قابل ہیں۔ ہر دم منہ سے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حضرت کا شکر ادا کرتا ہوں۔ سکون اور دلی یکسوئی میں ترقی ہے۔ آزادی کی یہ کیفیت کہ کسی ثواب کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ حضور کی وجہ سے خود ہی نوابی حاصل ہے۔ ہر رگ و جوڑ بالکل خوشحال اور مستغنی ہیں۔ مگر اس میں ایک قسم کا تکبر لگتا ہے۔

تحقیقؒ: تکبر دوسری چیز ہے۔ اس کا امتحان یہ ہے کہ اگر کوئی آپ کی تعظیم نہ کرے تو غصہ آئے اور آپ اس کے پیچھے پڑ جائیں۔

کبر، غصہ اور غیبت کا علاج

حَالؒ: الحمد للہ! جب سے حضرت کا والا نامہ (خط مبارک) آیا ہے (ذکر و اشغال میں) ناغہ نہیں ہوا ہے۔ تیرہ تسبیح کے بعد رات میں سات ہزار مرتبہ اسم ذات اور دن میں تین مرتبہ کرنا معمول ہے۔ گزارش یہ ہے کہ مثلاً لا الہ الا اللہ پڑھتا رہا جب ذرا توجہ ہٹی تو لا الہ الا اللہ کی جگہ اسم ذات زبان سے ادا ہونے لگا۔ اسی اور اجزاء (ٹکڑوں) کے ساتھ ہوتا تھا (کہ لا الہ الا اللہ پڑھ رہا تھا اور الا اللہ ادا ہونے لگا وغیرہ) کل دن کو فرصت کے وقت میں جان بوجھ کر لا الہ الا اللہ آہستہ سے پڑھتا رہا تو رات کو دو یا تین تسبیح سے زیادہ کلمہ شریف کا ذکر ہوا بغیر ارادہ کے گویا زبان رکتی ہی نہیں تھی۔

بدنظری سے اب تک بچنا مشکل تھا اور اب آسانی سے نگاہیں نیچی ہو جاتی ہیں۔

کبر تو بہت ہے۔ مگر اب پہلے کے مقابلے میں خلاف طبیعت بات پر طبیعت بہت جلدی گرم ہو جاتی ہے اور خاموشی اور برداشت سے کام لیتا ہوں۔ دعا اور علاج کی امید رکھتا ہوں کہ یہ ساری خطاؤں کی جڑ کبر دور ہو جائے۔ آپ کے ارشاد عالی کے مطابق تربیت السالک پڑھ رہا ہوں اور حضرت کے وعظ بھی دیکھتا ہوں۔ جس سے اپنے مرضوں میں اچھی خاصی کمی صاف محسوس کرتا ہوں۔

کیا عرض کروں آنے جانے والوں کی وجہ سے غیبت میں بھی مبتلا ہو جاتا ہوں۔ اگرچہ اس کے لئے ہمت کر کے بہت سے لوگوں کو آنے سے منع کر دیا ہے لیکن بڑوں کو منع نہیں کیا جاتا ہے جب وہ لوگ باتیں کرتے ہیں تو میں بھی غیبت کر بیٹھتا ہوں بعد میں ندامت ہوتی ہے۔

تحقیقؒ: ماشاء اللہ مجموعی طور پر حالت اچھی ہے۔ ذکر میں جو احاطہ کا لکھا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مقصود ہر حال میں محفوظ ہے۔ کبر کا علاج اپنے عیوب، اپنے گناہ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار ہے۔ اس کو بار بار

کرنے سے ان شاء اللہ یہ مغلوب ہو جائے گا۔

طبیعت کا گرم ہونا یہ ایک الگ بات ہے۔ یہ غضب ہے اس کا علاج اس بات کا استحضار کرنا ہے کہ جس طرح یہ شخص ہمارا خطاوار ہے (اسی طرح) ہم اللہ تعالیٰ کے خطاوار ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے اس طرح انتقام لینے لگیں تو کہاں ٹھکانہ رہے۔ بس جس طرح ہم اپنی معافی کو پسند کرتے ہیں اس کے ساتھ بھی ہم کو یہی معاملہ کرنا مناسب ہے۔

غیبت کا سلسلہ شروع ہونے کے وقت سب سے بہتر یہ ہے کہ وہاں کسی بہانہ سے اٹھ جائیں اور اگر پھر بھی لغزش ہو جائے تو ہر غیبت پر دو رکعت صلاۃ التوبہ کا پڑھنا لازم کر لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔

حَال: بندہ کے معمولات پہلے کی طرح پورے ہو رہے ہیں۔

تحقیق: اللهم بارك۔ (اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں)۔

دنیا کی محبت کا علاج

حَال: (حضرت!) مجھے کوئی ایسی دعا بتایئے جس کو پڑھنے سے دنیا کی محبت میرے دل سے نکل جائے اور آخرت کی محبت کی طرف دل مائل ہو جائے۔

تحقیق: صرف پڑھنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ میرا مواعظ کا مطالعہ کرو اور عمل کرو۔ فقط

نفس کی چاہت سے بچنے کا علاج

حَال: اکثر لوگوں کے حالات بیماری کے بعد اچھے ہو جاتے ہیں مگر میری حالت یہ ہے کہ بیماری کے بعد بھی بدکاری بدنگاہی اور زنا کی خواہش ہوتی ہے۔

تحقیق: غیر اختیاری خواہش سے جب اختیاری طور پر لذت نہ لی جائے تو گناہ نہیں ہوتا ہے۔

حَال: الحمد للہ! اس وقت تک نفس (برائی سے) بچا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تو بچا رہے گا۔ مگر نفس میں اس قسم کی خواہش سے کبھی بہت الجھن ہوتی ہے۔ اور کبھی نفس کو لطف ولذت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم فرمائے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں اور کوئی دعا یا ایسی کوئی تجویز بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نفس کی خواہش سے مجھے محفوظ رکھیں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی سزا کا استحضار اور صرف دعا اور التجا ہے۔

حَال: بہر حال حضور کی دعا کا خواہش مند ہوں اور کسی ایسے وظیفے کا بھی خواہش مند ہوں جو ہمیشہ کے لئے ان

بری خواہشات سے مجھے محفوظ رکھے۔

تحقیق: تعجب ہے آپ ابھی تک اس (برائیوں سے بچنے) کا تعلق وظیفوں سے سمجھتے ہیں۔ میرے رسائل پڑھنے والوں اور میرے پاس رہنے والوں کے لیے یہ عجیب بات ہے۔

نفس کی شرارت کے آثار

حال: (مجھے) ایک عادت ایسی خراب پڑ گئی ہے جو بہت تکلیف دہ ہے بلکہ اس کے بارے میں حضور کو لکھتے ہوئے شرم آتی ہے وہ عادت یہ ہے کہ لوگوں کے نقصان پر اکثر نفس کو خوشی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی شخص چلتی ہوئی ریل پر چڑھتے ہوئے گرنے لگے تو جی یہ چاہتا ہے کہ وہ گر جائے۔

تحقیق: یہ نفس کی شرارت ہے مگر جب عقل کے اعتبار سے اس کو برا سمجھا جاتا ہو تو یہ نقصان دہ نہیں ہے۔

حال: جب کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت یا رسول مقبول ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر آتا ہے تو سارے جسم میں کپکپی سی آ جاتی ہے اور تھوڑی دیر کے لئے عجیب حالت ہو جاتی ہے جس کو میں لکھ نہیں سکتا ہوں۔

تحقیق: شکر کیجئے۔

نفس کی خواہش پر چلنے کا علاج

حال: شہوت کے بارے میں باطل خیالات بہت آتے ہیں۔ آج شہوت کے گناہ میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد جو پریشانی اور شرمندگی ہوتی ہے میں ہی جانتا ہوں۔ اسی وقت خصوصی طور پر دو رکعت توبہ کی پڑھی اور کثرت سے استغفار کر رہا ہوں مگر چین حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ایمان سے نکل گیا ہوں۔

حضرت! التجا ہے کہ غلام کی مدد فرمائی جائے ورنہ میں ہلاک ہو گیا۔ زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ لگتی ہے، دل بے چین ہے۔ کوئی ایسا علاج فرمایئے جس سے پہلے کی تلافی اور بعد کی سزا ہو جائے۔ حضور کے فرمانے کے مطابق علاج بھی کرا رہا ہوں۔ یہ بھی دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کا نور عطا فرمائے اور گذشتہ گنا معاف فرمائے۔

تحقیق: سبحان اللہ! کیا خوش کرنے والا خط ہے جس کو بھیجا ہے۔ اختیاری مرض کا مجھ سے تدارک پوچھا جا رہا ہے اور تدارک بھی تسلی کا۔ کیوں صاحب آگ میں خود ہاتھ ڈال کر کسی طبیب کو خط نہ لکھا کہ سکون کی تدبیر بتاؤ۔ میرا جی ایک حرف بھی لکھنے کو نہیں چاہتا ہے۔ (یعنی گناہ کرنا اختیاری چیز ہے تو اس کا تدارک بھی اختیاری ہے اس لئے اختیار استعمال کر کے اس کا تدارک کرنا چاہئے جو آپ کا کام ہے)

اختیاری گناہوں کا علاج

حال: کل منگل دن دس بجے سے احقر کی حالت خراب ہوگئی ہے۔ اس سے پہلے ایک قسم کا جو ذوق وشوق تھا اور دل میں ایک قسم کی جو سوزش تھی اور اس سے جو طبیعت خوش ہوتی تھی وہ چھن گئی ہے۔ اب طبیعت گناہوں کی طرف راغب ہوتی ہے اور تین مرتبہ کبیرہ گناہ کرچکا ہوں۔ اب اس وجہ سے بہت پریشان ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ علاج فرمایئے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا دل سیاہ ہوگیا ہے اور مجھے مردود ہونے کا خیال بھی آتا ہے کہ خدا نہ کرے نعوذ باللہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار سے نکالا ہوا ہوگیا ہوں مجھے کل سے بہت پریشانی ہے اللہ تعالیٰ کے لئے بہت جلدی علاج فرمایئے۔ میں تباہ ہو رہا ہوں اور اپنی حالت پر افسوس بھی بہت ہوتا ہے۔

کل سے طاعت خداوندی میں بھی دل نہیں لگتا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ جناب کو کل سے اس وجہ سے اطلاع نہ کرسکا کہ یہ بات قانون کے خلاف ہے کہ ایک ہفتہ میں دو پرچہ دیئے جائیں مگر مجبور ہوکر جب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ بن پایا تو جناب ہی کو اطلاع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ (علاج) تجویز فرمائیں۔ افسوس اور پریشانی کے علاوہ اور کیا عرض کروں۔ میرے لئے علم وعمل اور ظاہر و باطن کی اصلاح کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: نسخہ کے اجزاء۔

1. اختیاری کاموں میں اپنے ارادے اور ہمت سے کام لینا۔
2. جب کوئی کوتاہی ہوجائے تو نفس پر بیس رکعات کا جرمانہ مقرر کرنا۔
3. تربیت السالک کا مطالعہ کرنا۔
4. اپنے عاجز ہونے اور حفاظت کی درخواست کی نیت سے کثرت سے لاحول پڑھنا۔
5. بلاضرورت نہ کسی سے ملنا نہ بولنا۔
6. میرے پاس بیٹھنے کے لئے عصر کے بعد اور راستے میں ساتھ چلنے کے وقت کے علاوہ کوئی وقت مقرر کرنا کیونکہ ان دونوں وقتوں میں مجھے بوجھ ہوتا ہے۔

(جس قانون میں یہ لکھا ہے کہ ہفتہ میں دو پرچے نہیں دینے چاہئے) اس قانون میں (وہاں) یہ بھی لکھا ہے کہ ضرورت کی حالت میں دو پرچے دے سکتے ہیں۔

ریا کے آثار

حَال: بحمدہ تعالیٰ! جناب کی بزرگ صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے نام لینے کی توفیق ہوئی ہے جس کا چرچا آباء واجداد میں بھی نہیں تھا اگرچہ نام سے کسی شریف النسب قوم کی طرف منسوب ہیں۔
تحقیق: یہ (سب باتیں) فخر اور شرافت کا اظہار ہے۔ اس کی مضمون میں کیا ضرورت تھی یہی ریا کی باریکیاں ہیں۔

فضول باتیں کرنے کا علاج

حَال: بندہ کی حالت بیان کے قابل نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ فضول باتیں اکثر ہو جاتی ہیں۔ کئی بار روزہ رکھا کہ بغیر ضرورت کے بات نہیں کروں گا مگر افسوس کہ اب تک کامیابی نہیں ہوئی ہے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ (فضول باتوں سے بچنے کی) توفیق عطا فرمائیں۔ اسی طرح اس مرض کا علاج بھی تحریر فرمائیں۔
تحقیق: (اس کا) علاج یہ ہے کہ ہر وقت ہاتھ میں تسبیح رکھئے اور یہ سمجھئے کہ میرا اصلی کام ذکر ہے اس سے کوئی وقت بھی خالی نہیں رہنا چاہئے۔ اس طریقے سے خود ہی بات کرنے کو جی نہیں چاہے گا کہ بات کرنے کو اپنے اصلی کام میں رکاوٹ محسوس کریں گے۔ اگر اس کے بعد بھی فضول بات ہو جائے تو اسی وقت جرمانے کے طور پر چار رکعت نفل ادا کی جائیں اور نفس کو خطاب کر کے کہا جائے: جب تو ایسی حرکت کرے گا تو ایسی ہی مشقت تجھ پر ڈالوں گا۔ (اور میں) دعا بھی کرتا ہوں۔

ریا میں ارادہ کرنا شرط ہے

حَال: ہر جمعہ کو صلاۃ التسبیح پڑھنے کا معمول ہیں۔ دو تین جمعہ سے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ آدمی ریا کار سمجھیں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے مجھے کہا بھی کہ ہر جمعہ کو صلوۃ التسبیح پڑھنے سے ریا کا شبہ ہے۔ اس دن سے دل میں ایک شرم سی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی طرح پڑھتا رہتا ہوں کیونکہ مجھے صلاۃ التسبیح میں بہت ذوق وشوق محسوس ہوتا ہے۔

اب پوچھنے کی بات یہ ہے کہ ایسی حالت میں جمعہ کے دن کے علاوہ دوسرے دن صلوۃ التسبیح پڑھنا بہتر ہے یا جمعہ کے دن پڑھنا ہی مناسب ہے۔
تحقیق: بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ریا ونیت (کرنے) سے ہوتی ہے عمل سے نہیں ہوتی ہے۔

بری مجلس سے پرہیز کرنا

حال: ایک بات پوچھنے کی ہے جو اکثر ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جب دو تین شخص جمع ہوتے ہیں تو مستقل کچھ قصے کہانی کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ فحش تو نہیں ہوتی ہیں مگر لایعنی ضرور ہوتی ہیں۔ جب ان باتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ وہاں سے اٹھ جاؤں لیکن اس خیال سے نہیں اٹھتا ہوں کہ بات کرنے والے کی بات کٹنے کی وجہ سے اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ خود دل میں اللہ اللہ کرتا رہتا ہوں کیا ایسا ہی کیا کروں یا اٹھ کر چلا جاؤں اگر چہ دل ٹوٹ جائے۔

تحقیق: دوسرے کے دل ٹوٹنے سے اپنے دین کو ٹوٹنے سے بچانا زیادہ ضروری ہے اس لئے اٹھ جانا چاہئے۔

فضول سوال سے بچنا

سؤال: حضور کا مزاج مبارک کیسا؟ مراد آباد میں حضور نے فرمایا تھا: چھوٹی پیرانی صاحبہ کا حج کا عزم ہے اس کا کیا ہوا؟ رمضان شریف قرآن پاک حضور ہی پڑھائیں گے یا کوئی دوسرے صاحب پڑھائیں گے۔

جواب: میں خیریت سے ہوں۔ باقی آپ نے دو باتیں پوچھیں ہیں، حج اور میرے قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں۔ ان سوالوں کا کوئی مقصد ہے تو اس مقصد کو متعین کیجئے اور اگر نہیں ہے تو یہ سوال ہی فضول ہے۔ فضول بات کا جواب ضروری نہیں ہے۔ لوگ اس کو اصلاح کے باب میں داخل ہی نہیں سمجھتے ہیں۔

نوجوان لڑکوں سے محبت کا علاج

حال: اب بھی یہ خیال تھا کہ خانقاہ میں رہنے کا انتظام ہو جائے تو لکھوں گا۔ مگر ایک نئی پریشانی کے پیش آنے کی وجہ سے طبیعت (آنے کے لئے) تیار ہو گئی۔ پہلے تو اپنی ہی حالت سے پریشان تھا۔ اب ایک نئی پریشانی یہ ہے کہ ایک طالب علم سے محبت ہو گئی ہے۔ ڈیڑھ مہینے پہلے وہ مجھ سے پڑھتا تھا پہلے طبیعت پر ذرا بھی اثر نہیں تھا۔ مگر غالباً دو تین مہینے سے مجھے پتہ چلا کہ مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔ جب تک شک رہا اس وقت تک میں نے کوئی علاج نہیں کیا جب یقین ہو گیا تو میں نے اس لڑکے کو دوسری درس گاہ میں بٹھا دیا کہ سبق پڑھ کر وہاں چلے جایا کرو۔ اس سے کچھ سکون تو حاصل ہوا مگر شفا نہ ہوئی بلکہ کچھ دن بعد جب (اس کی) محبت کا غلبہ ہوتا ہے تو اتفاق سے وہ بیمار ہو جاتا اور مجھے اس کو چند دن نہ دیکھنے سے سکون حاصل ہوا۔

اب کچھ دنوں سے کسی طرح بھی سکون حاصل نہیں ہوتا ہے۔ الحمد للہ! اب دلی طور پر اس کو دیکھنے کی خواہش

زیادہ تو نہیں ہے۔ میں جان بوجھ کر اس کو دیکھنے سے اپنی نگاہوں کو بچائے رکھتا ہوں مگر بے چینی بہت ہے ہر وقت اسی کا خیال رہتا ہے۔ کتنی ہی کوشش کرتا ہوں مگر اس کا خیال دل سے نہیں نکلتا ہے۔ اگر صرف اس لڑکے کے اسباق اپنے پاس ہٹا دوں۔ پھر بھی اگر کوئی صورت بھی شفا کی نہ نکلے تو مہتمم صاحب سے عرض کروں کہ وہ لڑکا صرف ان اسباق (اسباق کا نام) میں شریک رہے۔ یہ سب ایک گھنٹہ کے اسباق ہیں۔ میں مہتمم صاحب سے درخواست کروں کہ مدرسہ میں میرا ایک گھنٹہ کم کر دیا جائے۔ اس گھنٹہ میں کسی دوسرے سے یہ اسباق پڑھوا لئے جائیں۔ ان اسباق کے پڑھانے میں میرے دل کی حالت یہ ہوتی ہے کہ (سب سے) زیادہ فائدہ اس کو ہو اس پر کسی حالت میں سختی کرنے کو جی نہیں چاہتا ہے، لیکن ضرورت ہو تو مجبور ہو کر سختی کرتا ہوں دل اندر سے بہت دکھتا ہے اور یہ کیفیت ہوتی ہے کہ (سختی کے) بعد میں اس کو تسلی دینے اور خوش کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔

اب میرے لئے جو مناسب ہو اس پر عمل کروں (ساتھ ہی) ان باتوں کو بھی بتا دیتا ہوں جو شاید میرے خیال میں محبت کا سبب بنی ہیں۔

❶ میں نے اس کو قابل سمجھ پڑھانے میں زیادہ کوشش کی۔

❷ اپنے گھر والوں (اہلیہ) کے ساتھ کچھ رنجشوں کی وجہ سے (ان سے) محبت کم ہونا (اس سے محبت ہونے کا سبب بنی) پہلے میں اس (اہلیہ کی) محبت کو برا سمجھتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ وہ (محبت) تو میرے بہت سارے فتنوں سے ڈھال تھی۔

❸ ذکر کی پابندی نہ ہونا۔

میری نظر میں اس وقت کوئی اور سبب نہیں ہے۔ حضرت! مجھے اس ہلاک کرنے والی چیز سے نکالئے۔

تحقیق: میں نے جو قاعدہ ذکر کے لئے خانقاہ کے قیام کے انتظام کے جواب میں لکھا ہے اس سے اس پریشانی کا فیصلہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔ ذرا غور کیا جائے گا تو سمجھ میں آ جائے گا۔ مگر ضرورت کے بقدر واضح اور صاف بیان کر دیتا ہوں۔

وہ یہ ہے کہ پیشہ تو ہے تعلیم کا اور سابقہ ہے بچوں سے اور بچے بھی جن کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہوتا ہے۔ (کہ ایک ہی بچہ نہیں بلکہ کئی بچے اور وہ بھی کہ ان کی کوئی انتہاء نہیں ہے تو) اگر ایک بچہ کے لئے تو یہ تدبیر (دوسری جماعت میں بٹھانے اور مہتمم صاحب سے کہہ کر اسباق بدلوانے وغیرہ) اختیار کی جا سکتی ہے۔ اس سے چند برائیاں ہیں (جو ذیل میں ہیں)

جیسے (ایک برائی تو یہ ہے کہ) اپنی حالت غیر مربی کو بتانا جس کو حدیث میں منع فرمایا ہے کہ (حدیث میں)

گناہوں کے بتانے کو منع فرمایا ہے۔ (دوسری برائی یہ ہے کہ) گناہ کی ابتدائی باتیں بھی ایسے احکام میں گناہ کی طرح ہیں کیونکہ دوسرے شخص کو ان ابتدائی باتوں کے اعتراف کو سن کر فوراً ہی (آپ سے) بدگمانی ہو جائے گی۔ یہ بھی گناہوں کے بتانے سے منع کرنے کی ایک حکمت ہے۔ ہاں مربی (تربیت کرنے والا) اور مصلح (اصلاح کرنے والا) اس سے الگ ہے جیسا کہ ستر کا کھولنا طبیب کے علاوہ کے سامنے حرام ہے اور طبیب کے سامنے جائز ہے۔ (بہت کم لوگ ہیں جن کو حدیث کے یہ معنی معلوم ہیں)

(تیسری بات یہ ہے کہ) دوسرے کو اسی فتنہ میں ڈالنا کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کا ذہن کسی کی محبت سے خالی ہوتا ہے پھر جب اس کو اپنی محبت کی اطلاع دی جاتی ہے تو اب اس کو بھی اس کی اچھائیوں کی طرف توجہ ہوگئی۔ وہ بھی اس فتنے میں مبتلا ہوگیا۔ تو اس کے اس گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب اس کو بتانا ہوا۔ (بغیر ضرورت کے گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے)۔

(چوتھی خرابی اس میں) اپنے محبوب کو رسوا کرنا ہے۔ اس کو بھی حدیث میں منع فرمایا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ "من تعشق فعف وكتم ومات فهو شهيد." (کہ جس شخص نے عشق کیا اور پاک دامن رہا اور اس کو چھپایا وہ مرگیا تو وہ شہید ہے) اگرچہ اس سے علماء نے کلام کیا ہے لیکن دوسری شرعی قواعد بھی اس کے منع ہونے کے لئے کافی ہیں کسی کو رسوا کرنا جائز نہیں ہے۔

بہرحال اس میں اس قسم کی برائیاں ہیں اگر ان برائیوں کو نہ بھی دیکھا جائے تو بھی بات یہ ہے کہ ایک کے لئے تو یہ تدبیر کرلی اور اگر بلا اختیار باقی طلباء میں کسی ایسا ہی تعلق پھر ہوگیا کیونکہ دل پر تو کسی کا اختیار نہیں ہے تو اس کے لئے بھی کیا یہی تدبیر کرو گے۔ پھر اگر تیسرے کے ساتھ تعلق ہوگیا تو کیا ہوگا؟ کیا سارے طلباء کو چھوڑ دو گے تو پھر تعلیم کس کو دو گے۔

ہاں ایسے شخص کے لئے اگر ممکن ہو تو پڑھانے کا پیشہ ہی چھوڑنا زیادہ محفوظ ہے (بشرطیکہ کوئی ضروری فائدہ فوت نہ ہو جس کا فیصلہ اپنے مصلح کے مشورے سے ہوسکتا ہے) لیکن طلباء کے ساتھ رہتے ہوئے تو یہ تدبیر عام نہیں ہوسکتی ہے۔ اس لئے اسی قاعدہ سے جس کو اوپر ذکر کیا ہے اسی سے کام لینا چاہئے کہ پڑھاؤ اور گناہ سے بچو جیسے اپنی طرف سے جان بوجھ کر اس سے بات کرنے میں لذت لینا ہاں سبق میں عمومی خطاب ہو تو وہ نقصان دہ نہیں ہے۔ اسی طرح اس سے ضرورت کے مطابق سوال جواب کرنا بھی نقصان دہ نہیں ہے۔ اسی طرح اس کی طرف دیکھنا (اس سے بچنا چاہئے) باقی بلا اختیار اس کی طرف میلان اور رجحان کا ہونا وہ گناہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ہمت پر عمل کرنے سے نفس کو روکنا مجاہدہ ہے اور نفس کی اصلاح کے لئے معین اور مددگار ہے۔

شہوت دنیا مثال گلخن است — کہ ازد حمام تقویٰ روشن ہے

ترجمہ: ''دنیا کی شہوت رکھتی ہے انگارے کا بھرم ——— تقویٰ کا جس سے رہتا ہے جذبہ گرم۔''

یہ اختیاری چیزیں نقصان دہ نہیں ہے لیکن کبھی جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اس کی کم ہمتی کی وجہ سے یہ بھی گناہ کی طرف لے جاتی ہے کبھی گناہ کی طرف تو نہیں لے جاتا مگر جسمانی مرض کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے اس کا علاج بھی ضروری ہے۔ وہ علاج یہ ہے کہ جب اس کی طرف رجحان کا غلبہ ہو تو فوراً یہ بات مستحضر کر لی جائے کہ جب یہ شخص مرے گا تو ساری رونق فوراً ہی ختم ہو جائے گی تو اس وقت (موجودہ) رونق صرف وقتی ناپائیدار ہے۔ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ پھر جب قبر میں رکھیں گے تو دو چار دن میں ساری لاش پھٹ کر اس میں کیڑے اور پیپ پڑ جائیں گے۔

(تو) جب یہ حالت ہونے والی ہے تو اس کا اعتبار کرنا اور اس سے متاثر ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ عقل والا آدمی جب کسی جرم کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سوچ کر کہ اس کام کا انجام جیل خانہ ہے اگرچہ جیل خانہ ابھی موجود نہیں ہے مگر (وہ) اس کو ابھی ایسا سمجھتا ہے کہ جیسا ہو گیا ہو اور اس کی وجہ سے اس جرم سے رک جاتا ہے۔ اسی طرح (اس لڑکے کی) اس حالت کو آئندہ (قبر والی) حالت کو نظر کے سامنے رکھنا چاہئے گویا اس کی لاش ابھی گل سڑ گئی ہو، اس میں ابھی کیڑے پڑ گئے ہوں اس (ہونے والے) نقشے کو ابھی تصور کر لیا جائے۔ ان شاء اللہ کچھ دنوں میں ہی (اس کی طرف) کھنچاؤ اور بے چینی ختم ہو جائے گی۔

دوسرا علاج یہ کرو کہ ذکر میں یہ تصور کرو کہ اللہ تعالیٰ کا سارا غیر دل سے نکل گیا ہو۔ ایسی بیماری میں مبتلا شخص کے لئے جو مفید طریقہ ہے وہ تکشف پر لکھا ہوا ہے۔ اس پر عمل کیا جائے ان شاء اللہ اس غیر اختیاری بات سے بھی نجات حاصل ہو جائے گی۔ اسی طرح بیوی سے تعلق بڑھانا بھی اس کے لئے مددگار ہوگا۔ فعليك به والله الموفق۔

یہ بات بھی ضروری ہے کہ اگر اس غیر اختیاری سے نجات حاصل ہونے میں کچھ دیر ہو تو گھبرائیں نہیں کیونکہ یہ مقصود نہیں ہے۔ اصل مقصود وہی ہے اوپر ذکر کی گئی تفصیل کے ساتھ گناہوں سے بچنا ہے جو اختیار میں ہے اگرچہ نجات کے حاصل نہ ہونے سے جسم یا نفس کو کچھ تکلیف ہو۔ اس تکلیف کو برداشت کرنا چاہئے۔

ع کیں بلائے دوست تطہیر شما است

ترجمہ: ''ڈانٹا تنبیہ کرنا یہ دوست کا تمہاری پاکی کا سبب ہے۔''

میں اپنی طرف سے اس الجھی ہوئی بات کو پوری طرح سمجھا چکا ہوں۔ اب قدر کرنا اور عمل کرنا طالب کا کام

ہے۔

"پھر ان صاحب نے دوسرا مضمون پیش کیا جو نیچے جواب کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔"

حَال: عرض ہے کہ حضرت نے ایسی حالت میں مدد فرمائی کہ میں بالکل پریشان تھا۔ عقل کچھ کام نہیں کر رہی تھی۔ ہر حالت میں ایسی الجھن تھی کہ اس کا سلجھنا بہت مشکل معلوم ہوتا تھا بلکہ بعض حالتوں میں تو لا علاج معلوم ہوتا تھا۔

حضرت کو اطلاع دینے سے پہلے خانقاہ کے باہر ذکر کی پابندی نہ ہونے کے بارے میں جہاں تک غور کیا بس یہ بات ہی سمجھ میں آئی کہ اس کا علاج خانقاہ میں ہی رہنے سے ہوگا کسی اور طریقہ سے یہ بے قاعدگی ختم نہیں ہوگی۔ موجودہ حالت میں بھی اطلاع کرنے کے بارے میں بھی یہی خیال ہوتا تھا کہ جب اس وقت پابندی نہیں ہو سکتی تو حضرت کو اطلاع دینا حضرت کو تکلیف دینا ہے۔

محبت میں مبتلا ہونے کے بارے میں تو حضرت کے تجویز کردہ علاج جو چھپ چکے ہیں اکثر دیکھنے کے بعد یہ رائے یقینی ہوگئی کہ اس کا علاج علیحدہ ہونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ حضرت کو اطلاع دوں گا تو حضرت بھی ہی تجویز فرمائیں گے۔ چنانچہ میں نے اسی پر عمل کیا تھا کہ مہتمم صاحب سے یہ کہہ کر ان اسباق میں مجھے مشکل ہوتی ہے ان اسباق کو دوسرے مدرس سے تبدیل کروالیا تھا۔ مگر جب وہ اسباق واپس میرے پاس آ گئے تو علیحدہ ہونے کی صرف یہی صورت تھی کہ مدرسہ سے اپنا وقت کم کر دوں۔ ایسا کرنے کے لئے حضرت کی رائے کے بغیر کرنے کی جرات نہیں ہوئی تو حضرت کو اس کی اطلاع کی۔

یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ جب کہ کسی حالت کا علاج فوری طور پر معلوم ہوگیا تو بھی اس پر اپنے شیخ کی رائے کے بغیر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا اپنی حالت اور علاج کو دوسرے کی حالت پر پرکھنا نہیں چاہئے۔ ؎

مدد از خاطر رنداں طلب اے دل ورنہ کار صعبست مبادا کہ خطائے میکنم

تَرجَمَہ: "تو مدد کے لیے اہل دل ہی کو تھام —— ہو نہ خطا کہیں مشکل بہت ہے کام۔"

تحقِیق: حقیقت میں یہی بات ہے۔

حَال: اب احقر نے ذکر کرنا شروع کر دیا ہے۔ مغرب کے بعد عشاء کی اذان تک ذکر اسم ذات کرتا ہوں۔ فی الحال اخیر رات میں آنکھ کھل جاتی ہے۔ جس وقت آنکھ کھل جاتی ہے۔ اسی وقت بیٹھ جاتا ہے ہے وضو کر کے اور نماز پڑھنے کی ہمت تو ہوتی نہیں ہے ایسے ہی ذکر نفی اثبات جس طرح تکشف میں لکھا ہے اس طرح کرتا ہوں۔

تحقیق: بارك الله۔ تہجد کی نماز عشاء کے بعد پڑھ لیا کریں۔

حال: اب پہلے جیسی بے چینی تو نہیں ہے لیکن اس کا خیال بالکل ختم نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: نقصان ہی کیا ہے۔ روحانی نقصان تو قصد اور اختیار سے ہوتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ باقی غیر اختیاری باتوں سے کبھی جسم ضرر ہو جاتا ہے۔ تو اگر وہ نہیں جاتا تو نہ جائے باقی ہلکے اور کمزور اور کبھی وہ بھی زائل ہو جاتا ہے مگر اس کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔

حال: اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ شاید یہ ابتلا بھی میری اصلاح کا سبب ہو جائے۔

تحقیق: ہاں ایسا بھی ہوتا ہے۔

حال: اتنا فائدہ تو اس وقت بھی محسوس ہوتا ہے کہ میں اپنی اصلاح سے غفلت نہیں کر سکتا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے مرید کی طرح مجھ پر بھی یہ دل کی کھجلی مسلط کی گئی ہے۔

تحقیق: اس کے باقی رہنے یا ختم ہونے کی توجہ ہی نہیں کی جائے۔

حال: ایک رات عشاء کی نماز میں ایک آدمی میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ مجھے شک ہوا کہ یہ وہی لڑکا نہ ہو جس کے پاس میں بیٹھنا نہیں چاہتا ہوں اور پہلی صف چھوڑنے کو بھی جی نہیں چاہتا تھا اس لئے اس کو خوب گھور گھور کر دیکھا کہ یہ وہی ہے یا کوئی اور ہے۔

تحقیق: یہ غلطی کی (اس کی طرف) توجہ ہی نہیں کرنی چاہئے تھی۔

سؤال: میری نگاہ چونکہ کمزور ہے اس لئے معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے مگر شک کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا۔ نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وہی تھا۔ ایسی تحقیق کرنا کیسا ہے؟

جواب: نقصان دہ ہے۔

سؤال: نماز یا سبق میں کوئی امرد (نوجوان لڑکا) پاس آکر بیٹھتا ہے تو اگر کوئی عذر نکال سکتا ہوں تو وہاں سے اٹھ جاتا ہوں ورنہ شرم اور تہمت کے خوف سے بہت تکلیف میں وہیں بیٹھا رہتا ہوں۔ کیا کرنا چاہئے۔

جواب: اٹھ جانا چاہئے۔ بہانہ کیا مشکل ہے ناک صاف کرنے کا بہانہ کافی ہے۔

حال: بالغ ہونے کے ابتدائی زمانے سے امارد (نوجوان لڑکوں) کی جانب میلان ہوتا رہتا ہے۔ الحمد للہ! کسی برے فعل کا وسوسہ تک بھی نہیں ہوتا ہے۔ (ہاں) اتنی بات ہوتی ہے کہ کسی کی صورت نفس کو ذرا اچھی لگی تو اچانک

جو نظر پڑی اس کے بعد دوبارہ دیکھنے کا تقاضا ہوتا ہے۔ حضرت کے مواعظ اور تربیت السالک کے مطالعہ سے جو علاج ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ ہمت کر کے نظر کو روکا جائے اور دل میں بھی جان بوجھ کر خیال نہ لایا جائے۔

الحمد للہ! اس پر عمل کرتا ہوں کامیابی ہوتی رہتی ہے۔ جس سے ایسا تعلق ہو جاتا ہے کہ نہ اس سے بلا ضرورت بات کرتا ہوں اور نہ جان بوجھ کر دیکھتا ہوں۔ ضرورت کے وقت بھی جہاں تک ہو سکے نظر نیچی رکھتا ہوں۔ نفس کی چاہت (دیکھنے کی) کمزور ہو جاتی ہے یہاں تک کہ ختم ہونے کے قریب ہو جاتی ہے۔ پھر کوئی دوسری صورت نظر آتی ہے تو اس سے بھی یہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے علاج کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتے ہیں۔ (مگر) اصلی مرض ختم نہیں ہوتا ہے۔ اس سے پریشانی ہوتی ہے کہ کہیں خدانخواستہ آئندہ زیادہ رنگ نہ لائے اور آخرت میں روسیاہی (یعنی ناکامی) کی نوبت نہ آئے العیاذ باللہ۔

اس سے پہلے بھی کبھی کبھی حضرت کو اطلاع کرنے کا خیال ہوتا تھا۔ لیکن حضرت کی تحریروں کے مطابق اس مرض کا علاج یہی ہے اس خیال سے خط لکھنے سے رک جاتا تھا کہ جو علاج ہے وہ تو کر ہی رہا ہوں۔ لیکن اب یہ خیال آیا کہ حضرت کو ضرور مطلع کرنا چاہئے کیا عجب ہے کہ (حضرت) کوئی اور مفید علاج بتائیں اور کم از کم دعا کی برکت تو ضرور حاصل ہوگی۔

اس مرض کے بارے میں جو (بندے کے) ذہن میں تھا عرض کر دیا۔ اب حضرت سے درخواست ہے کہ علاج کا طریقہ تجویز فرما کر مشکور فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

تحقیق: جب تک مادہ جڑ سے ختم نہ ہو جائے نئے علاج کی ضرورت رہے گی۔ جڑ سے ختم ہو جانے کی کوئی تدبیر نہیں ہے۔ موسمی بخار کا نسخہ پینے کے بعد کیا آئندہ سال موسم میں دوبارہ نہ ہوگا۔ وہ کون سی تدبیر ہے کہ صفرا ہی پیدا نہ ہو۔ اگر ایسا کیا جائے کہ صفرا ہی پیدا نہ ہو تو جو وہ بہت سارے فائدہ جو صفرا کے ساتھ ہوتے ہیں وہ فائدے ہی ختم ہو جائیں گے۔ اسی طرح شہوت کے مادہ میں بھی بہت سارے فائدے ہیں۔ (تو اگر یہ ختم ہو جائے تو وہ سارے مائد ہی ختم ہو جائیں گے)۔

کبر حسد اور دوسرے باطنی امراض کا علاج

حال: مگر ان (بیماریوں) میں کبر، حسد، حرص (لالچ) ریا اور لمبی امیدیں رکھنا (جس کی وجہ سے غفلت اور ٹال مٹول میں مبتلا ہوں) یہ پانچ خبیث مادے جن کو امہات الخبائث (برائیوں کی جڑیں) سمجھتا ہوں میرے اندر زیادہ غالب ہیں۔ جن کی وجہ سے اعمال میں اکثر کوتاہی ہو جاتی ہے۔ (جن کا بیان ذیل میں ہے)۔

مثلاً کبر اور حسد کی وجہ سے کسی کی غیبت ہوگئی، زبان سے کہی یا کان سے سنی یا کسی کام کو لے کر عجب پیدا ہوگیا یا کسی کو نقصان پہنچا ہو۔ حرص کی وجہ سے کسی کے حق کو دبا لیا، لمبی امید کی وجہ سے غفلت اور ٹال مٹول میں مبتلا ہوکر ہر روز آج کو کل پر ٹالتا رہا۔ ریاء کی تو یہ حالت ہے کہ کوئی کام ایسا نہیں ہوگا کہ اس میں نفس کی غرض شامل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ان (خرابیوں) کے ختم ہونے کی کوئی تدبیر بتایئے اور ان خرابیوں کی الٹ یعنی محاسن اچھائیاں کے حاصل ہونے کی بھی کوئی تدبیر ارشاد فرمایئے۔

تحقیق: جو (چیز) اختیار میں ہے اس میں دعا کے ساتھ (ساتھ) استحضار و ہمت کرنا ہے اور اس میں کوتاہی ہو جائے تو استغفار و معذرت کرنا ہے۔ جو (چیز) اختیار میں نہیں اس میں دعا کرنا کافی ہے ان شاء اللہ۔

حب جاہ (عزت، مرتبہ، منصب) کی محبت کا علاج

حال: دل کے امراض یعنی برے اخلاق تو مجھ میں سارے ہی ہیں جس کی وجہ سے مجھے امامت کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے خصوصاً ایسے بابرکت اور مقدس مجمع میں (تو اور شرم آتی ہے)

تحقیق: طبعی طور پر ایسا ہی ہونا چاہئے مگر عقلی طور پر یہ سمجھنا چاہئے کہ آپ نے خود سے یہ کام نہیں کیا ہے بلکہ (یہ کام آپ کو) دوسروں کی طرف سے حوالے کیا گیا ہے۔ اس میں حدیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے (امامت کی) اہلیت نہ ہوا ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے یہ (اللہ تعالیٰ کی مدد ہونا) صلاحیت ہونے کے اسباب میں سے ہے۔

حال: روپیہ پیسے کی حرص کم ہے۔ یہ بات پہلے سے ہے ہاں پہلے اتنی بات تھی کہ مرتبے اور عہدہ کی خواہش بہت زیادہ تھی اب اس میں کچھ کمی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! اور بھی کمی ہوگی جس کی تدبیر یہ ہے کہ یہ بات سوچی جائے کہ اس (مرتبے اور عہدہ کے بڑھنے) میں صرف لوگوں کی نظر میں عزت کے زیادہ ہونے کے علاوہ اور کیا فائدہ ہوگا اور یہ صرف خیالی چیز ہے حقیقت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

حال: حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گزارش یہ ہے کہ:

"اجعلنی فی عینی صغیرا و فی اعین الناس کبیرا."

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے میری نظر میں چھوٹا اور لوگوں کی نظر میں بڑا بنا دیجئے۔"

یہ دعا مناجات مقبول میں ہے۔ اس دعا کو پڑھتے وقت (و فی اعین الناس کبیرا کہ لوگوں کی نظر میں بڑا بنا دیجئے) کو ذہن خالی کر کے پڑھتا ہوں۔ یہ خیال آتا تھا کہ (اپنی) حالت تو ایسی بری ہے اور اللہ تعالیٰ سے بندکورت دعا لوگوں میں بڑا بننے کی کروں۔

کل یہ خیال آیا کہ جب حضور سرور کائنات ﷺ نے یہ دعا سکھائی ہے تو اس میں فائدے اور حکمتیں ہوں گی (جو غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہیں) اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہی دعا پسند ہوگی۔ ؎

اگر طمع خواہد زمن سلطان دیں　　　خاک برفرق قناعت بعد ازیں

ترجمہ: "جب خدا ہی طمع کا طلب گار ہو ــــ خاک پھر قناعت پر میرے یار ہو۔"

دنیا میں کوئی شفیق مالک یہ نہیں چاہتا کہ میرا غلام لوگوں کی نظر میں ذلیل وخوار رہے اب دل یہ ہی چاہتا ہے کہ اس دعا کو معنی سوچ کر پڑھوں کیونکہ ایسی دعا میں نفس کو لذت بھی آتی ہے۔ وہ (لذت) لوگوں کی نظر میں بڑا بننا چاہنا ہے۔ اس کمتر میں یہ استعداد نہیں ہے کہ یہ پہچان سکے کہ یہ خیال رحمانی ہے یا نفسانی ہے اس لئے حضور والا کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جیسے پہلے (خالی ذہن سے) پڑھا کرتا تھا اس طرح پڑھوں یا معنی کا خیال کر لیا کروں۔ کمترین کا طبعی مزاج یہ ہے کہ گم نام رہوں کوئی امتیازی حالت نہ ہو۔

تحقیق: بہت ہی مبارک مزاج ہے۔ اس دعا کی حقیقت اس مزاج کے خلاف نہیں ہے۔ اس حقیقت کا سمجھنا جاہ کی حکمت سمجھنے پر موقوف ہے۔ جاہ کی حکمت یہ ہے کہ جاہ خود مقصود نہیں ہے بلکہ وہ برائیوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ برائی مخلوق کی اذیت ہے۔ اس اذیت کو دور اور ختم کرنے والی چیز جاہ ہے کہ وہ ظالموں کو ظلم کرنے سے روکنے والی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اصل مقصود یہ ہے کہ عوام اور حکام اذیت سے محفوظ رہیں تاکہ بغیر پریشانی کے طاعت میں مشغول رہ سکیں۔ اس معنی کا خیال کر کے دعا کرنا نہ ہی مزاج کے خلاف ہوگا اور نہ ہی اس میں نفس کو بڑا بننے کی لذت حاصل ہوگی۔

حال: جب کوئی شخص مجھ سے دعا کرنے کے لئے کہتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کرتا ہوں کہ یا اللہ! میں تو کسی قابل نہیں ہوں۔ یہ آپ کی بندہ نوازی ہے کہ آپ نے ان لوگوں کے دل میں میری وقعت (قدرو

قیمت) پیدا کر دی جس کی وجہ سے انہوں نے مجھے دعا کے لئے کہا ہے۔ اس کے بعد دعا کرتا ہوں۔

تحقیق: وقعت کی جگہ حسن ظن کہنا مناسب ہے اور برائی سے بہت محفوظ ہے۔ بندہ کے ساتھ ستاری بھی کہا جائے کہ اس میں اپنے عیوب کا استحضار ہے۔

حال: (دعا کرتے ہوئے) جب یہ خیال آتا ہے کہ اگر اس کا کام ہو گیا تو عقیدت بڑھ جائے گی تو دعا میں جی نہیں لگتا ہے۔

تحقیق: یہ بھی پسندیدہ بات ہے مگر تکلف کے ساتھ دعا میں اس نیت سے جی لگانا چاہئے کہ (یہ دعا کرنا) خدا کے بندے کی خدمت ہے اور یہ خدمت طاعت ہے۔

حال: کبھی حب جاہ (عزت، منصب، عہدہ کی محبت) اور کبر کا خیال آتا ہے۔ اپنے اندر ان دونوں مرضوں کو موجود پاتا ہوں۔ دل سے شرمندہ بھی ہوں اور پریشان بھی ہوں۔ دعا بھی کرتا ہوں کہ میرے اللہ! مجھے ان دونوں مرضوں سے نجات عطا فرمائیے۔ اب حضور اقدس کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ ان دونوں بیماریوں کا علاج فرما دیں۔

تحقیق: ان چیزوں کی خواہش کا ہونا تو گناہ نہیں ہے باقی ان کی چاہت پر عمل کرنا یا نہ کرنا اختیاری فعل ہے۔ آدمی کو تو صرف اسی بات کا حکم ہے کہ ان کی چاہت پر عمل نہ کرے لیکن اگر ان کی چاہت کے خلاف کرے تو یہ زیادہ قوت اور نفع والا ہے۔

حال: عرض یہ ہے کہ فقیر کے اندر حب جاہ ہے یعنی دل چاہتا ہے کہ لوگ میری تعریفیں اور ثنائیں بیان کریں۔ میری قابلیت کا اعتراف کریں اور (میرے) معتقد ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ہر جگہ لوگوں میں تعظیم کے قابل ہونے کو دل چاہتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص میری تعریف کرتا ہے تو دل ایک (قسم کی) خوشی ہوتی ہے۔ اگر تعریف کی جگہ کوئی برائی کرے یا خاموش رہے تو بہت ہی برا لگتا ہے۔ ساتھ ساتھ یہ خیال آتا ہے کہ شاید اس شخص کو میرے کمالات کا علم نہیں ہے۔

یہ خواہش اگرچہ شروع میں غیر اختیاری ہوتی ہے لیکن آخر میں اختیاری سے بڑھ جاتی ہے۔ ہاں! خبردار ہونے کے بعد بہت کوشش کرتا ہوں کہ یہ خیال دل سے نکال دوں کبھی اس بات کی پہچان بھی ہو جاتی ہے کہ حب جاہ ہے اور نفس کا دھوکہ ہے پھر بھی اپنی کوشش میں ناکام رہتا ہوں۔ اس لئے بہت ہی باادب گزارش ہے کہ

بندے کے لئے اس مرض کا علاج ارشاد فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے تمام باطنی امراض کو ختم فرمائیں۔

تحقیق: ہر علاج میں مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ یعنی اس (میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک) نفس کی خواہش کے برا ہونے کا استحضار (دوسرے) اس خواہش کی مخالفت کرنا ہے اس مرض کا علاج بھی انہی دو حصوں سے مرکب ہے۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ حدیث میں ان برائیوں کی جو وعیدیں آئی ہیں ان کا استحضار کرنا بلکہ زبان سے بھی ان کو دہرانا بلکہ اپنی زبان سے ان مضامین کے ذریعے اپنے نفس کی حفاظت کرنا کہ تجھے ایسا عذاب ہونے کا خوف ہے۔ ساتھ ساتھ اپنے عیوب کا استحضار اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہنا کہ اگر لوگوں کو یہ برائیاں معلوم ہو جائیں تو (تجھے) کتنا ذلیل اور حقیر سمجھیں گے۔ اس لئے تو تو یہی کافی سمجھ لے کہ لوگ تجھ سے نفرت اور تیری تحقیر نہیں کرتے ہیں نہ کہ ان سے اپنی تعظیم و مدح کی جائے۔

دوسرا حصہ وہ یہ ہے کہ تعریف کرنے والے کو زبان سے منع کر دیا جائے اور یہ ذرا اہتمام سے کیا جائے۔ سرسری لہجہ سے کہنا کافی نہیں ہے ساتھ ساتھ جو لوگ ذلیل سمجھے جاتے ہیں ان کی تعظیم کی جائے اگر چہ نفس کو بہت برا لگے۔ اس پر عمل کر کے ایک ہفتہ کے بعد دوبارہ اطلاع دی جائے۔

ایک طالب علم کے خطوط

پہلا خط

(اس) خاکسار کو تعلیم و تلقین کی اجازت مولانا ...... صاحب کے طریقہ میں پہلے ایک بزرگ نے عنایات فرمائی تھی بعد میں مولوی ...... صاحب مونگیری نے بھی اس کو جائز رکھا اور سلسلہ قادریہ و چشتیہ و نظامیہ کی نسبت کی طرف منسوب فرمایا۔ خادم اس کا اہل نہ سمجھ کر بہت انکار کیا لیکن آخر میں حکم کی نافرمانی نہ کر سکا۔

تحقیق: ان کے فرمانے سے واجب نہیں تھا اس پر عمل نہ کرنا نافرمانی نہیں تھا۔ (اس سے صرف) جائز ہوا تھا۔ اس پر عمل نہ کرنا بھی جائز تھا، عمل سے بھی اپنی اہلیت کا دیکھنا ضروری تھا۔

حال: بلکہ خادم نے صاف صاف یہ لکھ دیا تھا کہ مجھے تعلیم کے بارے میں حضرت کا نام سن کر (ان سے) تعلق ہے اس (خلیفہ بنانے) کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر اور زیادہ شفقت فرمانے لگے۔ ایک مرتبہ اتفاق سے ان کے مریدوں کے ساتھ مونگیر جانے کا موقع مل گیا تھا۔ مولوی صاحب نے اس ناقص کو تنہائی میں بلا کر اپنے بہت سارے باطنی کمالات بیان فرما کر میرے لئے دعا فرمائی۔ یہ فرمایا کہ میں نے اپنی ساری عمر میں صرف دو مرید

پائے ایک کا وصال ہوگیا اور ایک کا نام نہیں بتایا اور یہ فرمایا کہ تیسرے تم ہو جو خالص اللہ تعالیٰ کی طلب ہے اور میرا دل کھنچا چلا جاتا ہے۔

تحقیق: مگر اس سے بھی شیخ ہونے کی اہلیت ثابت نہیں ہوسکی ہے۔

حال: الحمد للہ! اس تقریر کے بعد بھی اپنے نفس کو ذلیل ہی پایا۔

تحقیق: اس سے بھی مذکورہ اہلیت نہیں ہوسکتی ہے۔

حال: (میں) ان سب باتوں کو دوسرے رنگ میں حضور کے لطائف سمجھتا رہا۔

تحقیق: یہ بھی غلطی ہے بلکہ دوسرے شیخ کو پہلے شیخ کا ایک لطیفہ سمجھنا چاہئے بشرطیکہ پہلا شیخ کامل ہو۔

حال: اس کو ایک معمولی سی بات سمجھ کر حضور کے سامنے پیش نہیں کیا۔

تحقیق: یہ بہانہ صحیح نہیں ہے۔ اس (بات) کو کوئی شخص بھی معمولی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ حقیقت میں بھی اہم بات ہے۔ دوسروں کی تربیت کی ذمہ داری دوسرے الفاظ میں ان لوگوں کے دین میں تصرف کرنا کیا (یہ) معمولی بات ہے۔

حال: لیکن خادم کی عادت شروع سے وہی ہے کہ کوئی بات حضور سے چھپی نہ رہے۔ اگر کوئی بات رہ گئی ہے تو وہ اس وجہ سے کہ اپنی کم علمی کی وجہ سے لکھ نہیں سکا اور اس کے الفاظ نہیں ملتے ہیں۔ لیکن اب کئی دنوں سے یہ شک ہورہا ہے کہ یہ حضور سے ایک قسم کا دھوکہ ہے کہ اس بات کو حضور کو نہ بتایا جائے۔ (کہ) جب سے ان (دونوں) بزرگوں سے اجازت ملی ہے ایک شخص کو اللہ کا نام پڑھنے کے لئے بتادیا ہے۔

تحقیق: اگر مجھ سے پوچھنا ضروری تھا تو اس (پوچھنے) کا وقت (اس شخص کو اللہ تعالیٰ کا نام) بتانے سے پہلے تھا۔

حال: خادم کے نزدیک اس (شخص) کی حالت اتباع اور پرہیزگاری میں اچھی ہے۔

تحقیق: تو اس سے کیا ہوا۔ (پوچھنے کا وقت تو پہلے ہی تھا)۔

حال: آج اس (شخص) کا ایک خط آیا ہے۔ وہ اس (خط) کے ساتھ حضور کے دیکھنے کے لئے رکھ دیا ہے۔ لیکن چونکہ اس کام (بیعت وغیرہ) کی اجازت حضور سے نہیں ہے اور اپنے نفس کی اصلاح کے سامنے خادم اس (بیعت وغیرہ) کو بہت ہی حقیر سمجھتا ہے اس لئے دل کو اطمینان نہیں ہوتا ہے یہ وبال کا سبب نہ ہو۔

بلکہ اس عامی شخص کو اللہ تعالیٰ کا نام بتا کر اپنی نااہلی کا اتنا خوف ہوا کہ خادم نے ان کو بلا کر صاف صاف یہ کہہ دیا کہ ہم اس (کام) کے اہل نہیں ہیں اور ان سے بہت اعراض کیا۔ لیکن مولانا ...... صاحب کے طریقے

کے لوگوں سے پہلے سے ان کو رغبت تھی اور جن بزرگوں سے وہ عقیدت رکھتے تھے انہوں نے اس ناقص کی طرف ان کو رائے دی تھی اور میرا نفس بھی مغلوب ہوگیا اس کی ہمت کر لی۔ اب جو کچھ حضور جائز رکھیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اسی پر عمل کرنے کی کوشش رہے گی۔

تحقیق: اب جب آپ نے سلسلہ شروع کر دیا ہے تو میں کیا بتاؤں؟ اسی سلسلے کے بزرگوں سے مشورہ لیجئے۔

حال: خادم نے ایک خواب ان شخص کے بارے میں دیکھا کہ وہ خادم کے بھائی کی بیوی بنے اور لڑکا پیدا ہوتے دیکھا تھا۔ اس وقت خادم کا ذہن اس طرف گیا کہ شاید ان کی حالت اچھی ہونے والی ہے۔

تحقیق: میں اس (سلوک کے) راستے میں خواب کو کوئی دلیل نہیں سمجھتا ہوں۔

حال: اب ان کا یہ خواب ہے خادم اس کے بارے میں حضور پر ذرہ برابر بھی بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا ہوں صرف تحقیق کے لئے اس کی ہمت کی ہے۔ باقی باتوں میں بھی خادم کا خیال یہ ہے کہ جس جس کام کو اپنی ذمہ داری سے حضور کی ہدایت کے مطابق کر سکیں اس کے لئے حضور کو تکلیف دینا گوارا نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ ٹھیک ہے۔ پھر مجھے اس خواب کو اطلاع دینے سے کیا مقصود ہے۔ میں نے اچھی طرح پڑھا بھی نہیں ہے۔

حال: یہ سب حضرت کے قدم شریف اور دعا کی برکت ہے۔

تحقیق: میری برکت سے کیا ہوتا ہے۔ معاملہ کا صحیح ہونا اور صاف ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ ان حضرات کے (دیئے ہوئے) منصب کے اہل ہیں تو آپ کو مجھ سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (اور) اگر اپنے کو تعلیم کا محتاج سمجھتے ہیں تو اہلیت کا خیال صحیح نہیں ہے۔ (اس صورت میں) ان حضرات کے اجازت دینے کی تاویل ضروری ہے کہ (انہوں نے) آئندہ زمانے کے اعتبار سے بطور خوشخبری فرما دیا ہوگا۔

یہ بھی تجویز کیجئے کہ دوسری صورت میں اس نئے مرید کا کیا حشر ہوگا۔ معاملہ کی بات ہے جواب صاف صاف ملنا چاہئے۔ اسی طرح (بات یہ ہے کہ) اس مرید کا کارڈ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس شخص کے پاس خود جوابی کارڈ بھیجا تھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو خود پیر ہونے کا شوق ہے اور مریدوں کو لپیٹے پھرتے ہیں اور ان کو گھیرتے ہیں ورنہ وہ آپ کے پاس جوابی کارڈ بھیجتا نہ کہ آپ (اس کو جوابی کارڈ بھیجتے) کیا پیر ایسے ہی محتاج اور مرید ایسے ہی بے پراہ ہوتے ہیں۔

دوسرا خط

حال: حضور کے سرفراز نامہ سے اپنے عیوب کا پتہ چلتا ہے۔ خادم اپنے نفس کو خود غرض اور جاہ کا طالب سمجھ کر

اصلاح کی نیت رکھتا ہے۔ (اور) ان مرید صاحب کو مندرجہ ذیل جواب لکھ کر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ وہ (خط) یہ ہے کہ:

''آپ کا کارڈ ملا حالات کی اطلاع ملی۔ خادم اپنے نزدیک (منصب بیعت) کا اہل نہیں ہے۔ اس لئے جناب مجھ سے بیعت توڑ لیں۔ جن حضرت سے آپ کو مناسبت ہو (ان سے) رجوع فرمائیں۔ اور جو کچھ تکلیف آپ کوئی ہو معاف فرمائیں۔ خادم نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہا کریں گے اس کے لئے آپ نے آٹھ جوابی کارڈ مرحمت فرمائے تھے۔''

تحقیق: کتنی بے ڈھنگی بات تھی۔ ذرا غور تو کیجئے۔ پہلے تو یہ واقعہ کس کو معلوم تھا دیکھنے سے صاف خودغرضی کا شک ہوتا ہے۔ دوسرے شیخ طالب ہوگیا کہ پہلے شیخ لکھے پھر اس کا جواب طالب دے (اس کے بجائے) کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ شخص پہلے جوابی کارڈ بھیجتا اور آپ جواب لکھتے کیا یہ دین کی بے قیمتی نہیں ہے۔

حال: تین کارڈ استعمال ہوگئے تھے اور باقی کارڈوں کے پیسے میری دوکان سے وصول کرلیں۔ اس کے بارے میں میں نے اپنے گھر والوں کو بھی لکھ دیا ہے۔ باقی آئندہ سے مجھ سے کوئی تعلق نہ سمجھا جائے۔ اپنے برے بھلے کے آپ خود مالک ہیں۔ اب مجھ پر اس کے بعد کوئی بوجھ نہیں رہا۔ اس لئے کہ مجھے اس کام کی بالکل فرصت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کام میرے لئے جائز ہے۔

تحقیق: اس جملہ (مجھے بالکل فرصت نہیں) کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی اس میں نفس کی ایک چال ہے کہ اس میں اپنی اہلیت کے نہ ہونے کو ایک قسم کا چھپانا ہے کہ اہلیت تو کچھ ہے مگر فرصت نہ ہونے کی وجہ سے معذوری ہے۔

حال: ان (صاحب) کو ابھی خط اس لئے نہیں کہ شاید کچھ اور الفاظ کی ضرورت ہو۔

تحقیق: صرف ایک مضمون کے علاوہ سب (الفاظ) ٹھیک ہیں جس کے بارے میں ابھی اوپر قریب لکھا ہے۔

حال: خاکسار اب بہت ہی عاجزی سے اپنی کمی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہوں۔ حضور سے بیعت ہوکر ان باتوں میں بالکل بے توجہی کی۔ دعا کی درخواست (بھی) کرتا ہے۔

خادم اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ہزاروں کرامات کو دل سے قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ ان بزرگوں سے دل سے بالکل جدا ہوتا ہوں۔

تحقیق: جو شیخ انتقال فرما گئے اگر وہ اہل تھے تو ان سے جدا ہونا بالکل درست نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے بزرگ کو ان کا ایک لطیفہ سمجھئے۔ ہاں! جو بزرگ اپنے شیخ نہیں ہیں ان سے تعلقات رکھنا (سلوک کے) طریق کے خلاف

ہے۔

حال: جو حق نیک صالحین اور امت محمدیہ ﷺ کا ہے صرف اس کو بلا کسی عذر جائز رکھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بغیر کسی سخت ضرورت کے ہر قسم کے میل جول کو چھوڑتا ہوں۔ اس کے اہتمام کرنے کے لئے پہلے بھی کچھ کچھ توجہ تھی لیکن اب انشاء اللہ تعالیٰ پوری پابندی کرے گا۔

تحقیق: ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہئے۔

حال: پچھلے خطوط اس خط کے ساتھ رکھ دیئے ہیں۔

تحقیق: دیکھ لیا ہے۔

حال: اس خط کے لکھنے کے بعد اور حضور کی خدمت شریف میں حاضری کے وقت جو دل کی کیفیت تھی اگر حضور کی توجہ نہ ہوتی تو شادی مرگ (خوشی میں موت) ہو جاتی۔

تحقیق: یہ انشراح یکسوئی کی برکات ہیں۔

حال: حضور کے اس فرمان سے بہت تکلیف ہوئی بہت ہی شرمندگی ہے اور معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: سب معاف ہے۔

نفسانی خواہش کی نگاہ سے بچوں کو دیکھنا بھی گناہ ہے

سؤال: جس طرح بڑی لڑکی یا بڑے لڑکے کو اگر نفس کی خواہش ہو تو دیکھنا گناہ ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اسی طرح اگر چھوٹے بچے جن کی عمر آٹھ سال ہو ان دیکھنے سے بھی نفس میں ایک قسم کی لذت محسوس ہو تو ان کو دیکھنا بھی گناہ ہے؟

جواب: سات آٹھ سال کے بچے میں حقیقت میں گناہ کا شبہ ہے۔

غیبت کا علاج

حال: زبان اور کان کی حفاظت کے بارے میں اب کچھ دنوں سے استحضار ہونے لگا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ!

حال: کسی کی شکایت (اور) بات کرتے یا سنتے ہوئے اکثر خبردار ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: الحمد للہ!

حال: مگر تنہائی کے بغیر (غیبت) سننے سے نجات نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: اگر تنہائی کا اہتمام نہ ہو تو کسی بہانے سے وہاں سے اٹھ جانا چاہئے یا جان بوجھ کر فوراً کوئی مباح (جس میں نہ کوئی گناہ ہو نہ کوئی ثواب ہو) بات کا تذکرہ شروع کر دینا چاہئے تا کہ وہ (غیبت والی بات ختم ہو جائے)۔

حال: اگر کسی کی شکایت یا کوئی بات (جو غیبت) سنتے وقت اپنے دل میں اس شخص کے قول یا فعل کی حسن ظن کی تاویل کر لی جائے تب بھی نقصان دہ ہے یا نہیں؟ یعنی غیبت کا گناہ اور وبال ہوگا یا نہیں؟

تحقیق: (گناہ) ہوگا۔ کیونکہ کہنے والے کا فعل یقینی طور پر غیبت ہے اور یہ (تاویل کرنے والا) اس (غیبت) کا سننے والا ہے۔ ہاں! غیبت کے ساتھ اس کو بدگمانی کا گناہ بھی ہوگا۔ اب تاویل کرنے سے اس (بدگمانی کے گناہ) سے بچ گیا۔ (لیکن غیبت کا گناہ تو رہے گا)

حال: (حضرت! مجھ میں) دو بڑے مرض ہیں۔ ایک زبان کا غیبت اور جھوٹ سے مبتلا رہنا دوسرے کھانا اندازے سے زیادہ کھانا جو بے تعداد ظاہری اور باطنی امراض کا سبب ہے۔ اس سے پہلے اپنی طرف سے کوشش کر چکا ہوں لیکن (ان امراض سے) نجات نہیں ملی۔ مگر اب امید ہوگئی ہے کہ جناب کے تجویز فرمائے ہوئے علاج و دعا سے اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں گے۔ ان دونوں مرضوں کی وجہ سے بہت ہی مصیبت اور ہلاکت میں ہوں۔

تحقیق: پہلے مرض (غیبت اور جھوٹ) کا علاج یہ ہے کہ بغیر سوچے بالکل کوئی بات نہ کی جائے۔ اگر چہ کبھی یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ سوچ کر بولوں مگر خیال رکھنے سے اکثر اوقات یاد رہے گا اور آہستہ آہستہ ہوتے ہوتے ان شاء اللہ تعالیٰ پھر بھول نہیں ہوگی۔ جب سوچ کر بولا جائے گا تو ہر بات سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ اس بات سے گناہ تو نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس (طریقے) سے بہت کچھ اصلاح ہو جائے گی۔

دوسرا مرض (زیادہ کھانا) اس وقت مرض ہے جب پیٹ بھر سے زیادہ کھایا جائے۔ پیٹ بھر کھانا مباح ہے کوئی مرض نہیں ہے۔ اگر پیٹ بھر سے زیادہ کھایا جائے تو اس کا علاج بھی وہی سوچنا ہے کہ زیادہ کھانے سے نقصان ہوگا۔ بس اسی سوچنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح ہو جائے گی۔

حال: خود کسی کی غیبت کرنے یا ذکر کرنے سے میری طبیعت رکتی ہے۔ مگر دوسرے لوگ بات چیت کر رہے ہوں تو اس میں بولنے کو چاہتی ہے اور (میں) بولتی بھی ہوں۔

تحقیق: پہلے تو جتنا ہو سکے اس کی احتیاط کریں (کہ نہ بولیں) اور اگر کبھی بے احتیاطی ہو جائے تو فوراً خوب

توبہ کریں۔

حال: گزارش یہ ہے کہ گذشتہ خط میں احقر نے اپنے بعض باطنی امراض کی اصلاح کی درخواست کی تھی۔ حضرت نے جس کا طریقہ یہ فرمایا کہ ایک ایک مرض پیش کیا جائے۔ جب ان کا علمی فیصلہ ہو جائے اور عمل (کرنے) سے نفع کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو پھر دوسرا مرض پیش کیا جائے (اسی طرح دوسرے امراض پیش کئے جائیں)۔

اس لئے عرض ہے کہ احقر غیبت کے مرض میں مبتلا ہے۔ غیبت کی حقیقت احقر کے ذہن میں یہ ہے کہ کسی کے پیچھے یا سامنے ایسی بات کہنا جو اس کو ناگوار ہو یا بری لگے۔ اس بات کے غیبت ہونے میں شک ہے کسی کو بے تکلفی کی وجہ سے یا کسی تعلق کی وجہ سے ایسے الفاظ کہے جائیں جو اگر الفاظ کی طرف دیکھا جائے تو ناگواری کی بات ہے مگر بے تکلفی یا تعلق یا مزاح کے طور پر (دیکھا جائے تو مزاح) ہونے کی وجہ سے ناگواری کا خیال نہیں۔

تحقیق: جب وہ ناگواری ہے خواہ کسی بھی حیثیت سے ہو تو وہ منع ہونے کے لئے کافی ہے۔ اگر خود (اس کی) ناگواری ہی میں شک ہو تو بھی اس سے رکنا واجب ہے۔ ہاں! اگر ناگوار نہ ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو غیبت نہیں ہے مگر شاید کسی اور گناہ میں داخل ہو جائے کیونکہ بزرگوں نے زبان کی آفات بیس تک شمار کی ہیں۔

حال: (غیبت ہونے کی) وجہ لوگوں سے میل جول نظر آتا ہے۔

تحقیق: (یہ) تو اختیاری چیز ہے چھوڑ دو۔

حال: اعتقادی طور پر اس کو برا سمجھتا ہوں۔ جب اس (غیبت) کی وعیدوں کو دیکھتا ہوں اور خود کو اس میں مبتلا دیکھتا ہوں تو بار بار یہ خیال آتا ہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

تحقیق: (صرف خیال کر لینا) تو (اللہ تعالیٰ کے ہاں پوچھ اور) پکڑ سے بچنے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کی حجت اور مضبوط ہو جاتی ہے کہ علم اور خبرداری کے باوجود احتیاط نہیں کی۔

حال: قیامت کے دن جب چاروں طرف سے پکڑ ہوگی کیا جواب دوں گا؟

تحقیق: تو یہاں (دنیا) ہی (میں) اس کی تدبیر کرو۔

حال: قرآن پاک میں غیبت کرنے والے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر فرمایا ہے۔ (ان) وعیدوں کو دیکھ اور خود کو دن رات صبح شام اس میں مبتلا دیکھ کر نفس یہ بہانہ سکھاتا ہے کہ دوسرے لوگ تیری بھی تو غیبت کرتے ہیں ان سے جو ثواب تجھے ملے گا وہ جن کی تو نے غیبت کی ہے ان کو دے دینا پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ

تاویل دل کو لگتی نہیں ہے اور بیکار لگتی ہے اور بیکار ہی ہونے کی وجہ سے یہ چاہتا ہوں کہ اس کا کوئی جواب دوں۔ اب لکھتے وقت بھی بہت سوچا مگر اس کا کوئی جواب ذہن میں نہیں آیا۔

تحقیق: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کے تفصیلی حل کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اس تاویل کا بیکار ہونا معلوم ہو گیا تو (وہ غیبت سے) رکنے کے لئے کافی ہے۔ تفصیلی حل لکھ دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ پہلے تو کسی دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ دوسروں سے ملا ہوا اجر غیبت کے تدارک کے لئے کافی ہو جائے گا۔ شاید (یہ بھی ہو سکتا ہے کہ) دوسروں سے ملا ہوا اجر تمہارے پاس رہے اور جو خالص تمہارا اجر ہے وہ دوسروں کو مل جائے اور نجات کے لئے دوسروں کا اجر کافی نہ ہو۔ ان سب کو چھوڑ کر (تمہارے اور لوگوں کے اجر کے) برابر ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ (تمہارا اتنا ثواب گیا ہو اور دوسروں سے تمہارے پاس اتنا ہی ثواب آیا ہو) شاید (تم کو لوگوں سے) ثواب کم ملے اور تم سے زیادہ لے لیا جائے تو یہ تدارک کے لئے کیسے کافی ہو سکتا ہے۔

حال: مرض کی یہ حالت ہے کہ جس وقت غیبت کر رہا ہوں تو خاص اس وقت یاد ہی نہیں رہتا کہ غیبت کر رہا ہوں۔

تحقیق: ہر بات سے پہلے سوچ لیا کرو کہ کیا بات کہنا چاہتا ہوں۔

حال: اگر کبھی غیبت کرتے ہوئے یہ خیال آ جاتا ہے کہ یہ غیبت ہے تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس وقت جو غیبت کر رہا ہوتا ہوں یا تو اس کو مختصر کر دیتا ہوں یا خاموش ہو جاتا ہوں۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ یاد آتے ہی یہ کہہ کر کہ غیبت کرنا گناہ ہے بات بند کر کے توبہ کر لیتا ہوں۔

تحقیق: (غیبت سے رکنا) یہ تو اختیاری بات ہے اختیاری باتوں کی تدبیر صرف اختیار استعمال کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اگر پھر بھی غلطی ہو جائے تو صاحب حق (جس کی غیبت کی ہے) سے فوراً معاف کراؤ۔ اس کو مسلسل کرنے سے غیبت چھوٹ جائے گی۔

سوال: ایک بات اور پوچھنے کی یہ ہے کہ بعض لوگ جو گناہ کبیرہ میں مبتلا ہیں۔ ان کے عیوب اور گناہ کو ظاہر کرنا غیبت ہے یا نہیں؟ نفس یہ بہانہ ہمیشہ کرتا اور اس پر تیار کرتا رہتا ہے کہ اگر ایسے لوگوں کے عیوب دوسرے لوگوں کو معلوم نہیں ہوں گے تو ان کو دھوکہ ہوگا۔ مسلمانوں کو دھوکہ سے بچانا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

تحقیق: یہ سوال ان لوگوں کا ہے جو اس راستے کی انتہا کو پہنچ چکے ہوں اور جو ابتدا میں ہوں ان کو تو جائز غیبت

بھی نہیں کرنی چاہئے۔

حَال: اگر کوئی بلاوجہ میری غیبت کرتا ہے اور مجھے معلوم ہو جائے تو اس شخص کے لئے دل میں کدورت (میل) بلکہ گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب کہ کسی تعلق کی وجہ سے اس سے یہ رویہ نہ ہو۔ اس کی مصیبت سے خوشی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ دونوں کیفیتیں نفس کا ابھار ہیں اور نفس کے ابھار غیر اختیاری ہوتے ہیں اور غیر اختیاری چیز گناہ یا بری نہیں ہوتی ہے۔ جب نفس یہ کیفیت ہو تو اس کی چاہت پر عمل نہیں کیا جائے اور ان کے ختم ہونے کی دعا کی جائے تاکہ نفس کے ابھار کے مطابق کام نہ ہو جائے۔

اسی طرح اپنے عیوب اور گناہوں کا استحضار کیا جائے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ اس شخص نے جتنی برائی میری کی ہے میں اس سے بھی زیادہ برائی کا مستحق ہوں۔ نفس کے ابھار پر فعل کرنے کی سزا کا بھی استحضار کیا جائے تاکہ افعال کی چاہت کمزور ہو جائے۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دیجئے۔

حَال: بندہ کو چغل خوری یعنی کسی کے پیچھے غیبت کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ اس سے بچنا میرے لئے بہت ہی مشکل ہو گیا ہے۔ احقر نے بعض دفعہ بہت کوشش کی مگر اس سے رکنا مشکل ہے۔

تحقیق: یہ فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری؟

"اس کے بعد ان کا دوسرا خط اس کے جواب کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔"

حَال: یہ عادت اختیاری ہے لیکن یہ آفت بندہ پر ایسی غالب آگئی ہے کہ اگر کبھی بہت مضبوط ارادے سے دو چار دن چھوٹ بھی جائے تو پھر وہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے (آپ کی) پرفیض خدمت میں قوی امید ہے کہ اس سے چھٹکارے کا کوئی طریقہ ہو تو مہربانی و کرم کی نظر سے اصلاح فرما کر بندہ کو شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

تحقیق: اس کا طریقہ ہمت (کرنا) اور استحضار (کرنا) ہے۔ اس طریقہ کا معاون و مددگار یہ ہے کہ جب ایک بار غیبت ہو جائے تو ایک وقت کھانا نہ کھایا کرو۔

حسد ریا اور عجب (خود پسندی) کا علاج

حَال: میرے اندر بڑے بڑے مرضوں میں تین مرض بہت زیادہ ہیں۔ حسد، ریا اور عجب۔ جب کسی پر حسد

ہوتا ہے تو اب یوں کرتا ہوں کہ اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور اپنے بوجھ کو یوں ہلکا کرتا ہوں کہ (تیرے لئے یہی) بہتر ہے کہ تو جلا کر کہ اسی طرح تجھے تکلیف ہو۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: یہ بات بھی بہت پیش آتی ہے کہ میں ذکر کرتا ہوں اور (اس وقت) کوئی ایسا شخص ادھر سے گزرتا ہے کہ جس سے مجھے محبت ہوتی ہے تو (میری) طبیعت میں جوش پیدا ہو جاتا ہے، آواز میں بھی (اس جوش کا) اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: صبر کے ساتھ کام میں لگا رہنا چاہئے۔

حال: جب ریا کا وسوسہ ہوتا ہے تو میں یہ سوچ لیتا ہوں کہ میں اور سب اپنی اپنی قبروں میں ہیں کسی کو کسی کے حال کی خبر نہیں ہے اور نہ کوئی کسی کو کچھ نفع پہنچا سکتا ہے۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: عجب میں خیال وسوسہ سے بڑھا ہوا ہوتا ہے اور اعتقاد کے درجے سے کم ہوتا ہے (یعنی عجب کا وسوسہ ہی نہیں بلکہ خیال ہوتا ہے لیکن اعتقاد نہیں ہوتا ہے)۔

تحقیق: جب (یہ) غیر اختیاری ہے تو پھر کیا غم ہے۔ ہاں! اس کی چاہت پر عمل نہ کرو۔

حال: ایسے خیالات کے وقت یہ سوچ لیتا ہوں کہ میرے سر کے لئے جوتے کی ضرورت ہے۔ اگر میرے لئے مفید ہو تو اپنی لیاقت (قابلیت) کو مستحضر کرنے کے لئے پانچ جوتے روزانہ تنہائی میں اپنے سر کے لئے مقرر کر لوں۔

تحقیق: (اس کی) کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے دوسرے (قسم کے) عجب کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

حال: (اور) تنہائی میں پانچ منٹ چور بن کر کھڑا رہا کروں۔ فی الحال سب کے سامنے نفس کو ذلیل کرنے کی ہمت نہیں پڑتی ہے۔ حضرت حکم فرمائیں تو شاید ہمت ہو جائے۔

تحقیق: (اس کی بھی) کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حال: حضرت نے مجھے اپنی مجلس میں وہاں بیٹھنے کے لئے فرمایا ہے جہاں اکثر ممتاز لوگ بیٹھتے ہیں۔

تحقیق: صرف امتیاز ہی (وہاں بیٹھنے کا) سبب نہیں ہے۔ (وہاں بیٹھنے کی) دوسری بھی مصلحتیں ہیں جن کا ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے امتیاز کا گمان بغیر دلیل ہے۔

حَالؒ: مجھ وہاں بیٹھے ہوئے بھی عجب کا خیال آنے لگتا ہے اور کبھی شرم آتی ہے کہ میں ان حضرات کے برابر کیسے بیٹھ گیا۔ اس حالت میں مجھے کہاں بیٹھنا مناسب ہے؟

تحقیقؒ: اچھا کیا جو بتا دیا۔ اب بتانے کے بعد بھی وہی جگہ تجویز کرتا ہوں اور امتیاز کی وجہ نہ ہونا پہلے معلوم ہو چکا ہے۔

حَالؒ: میں آج کل الگ الگ رہتا ہوں۔ کسی سے میل جول نہیں کرتا ہوں۔ اس سے بھی کبھی عجب کا خیال آتا ہے۔

تحقیقؒ: یہ کوئی نقصان دہ چیز نہیں ہے۔ ان خیالات کی وجہ سے اگر میل جول کیا جائے گا تو وہ نقصان دہ ہوگا۔ یہ بھی شیطان کی ایک ترکیب ہے۔

حَالؒ: بعض لوگ (میرے اس) میل جول نہ کرنے کی وجہ سے کوئی تعریفی بات بھی کہہ دیتے ہیں۔ اس سے نفس خوش ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔

تحقیقؒ: یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ تعریف کرنے والے نہ اس تعریف کی حقیقت جانتے ہیں اور نہ ہی میرے دوسرے عیوب کو جانتے ہیں بلکہ یہ مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ (اس لئے یہ تعریف کرنا) ان کے لیے تو اچھی بات ہے (کہ وہ کسی کی تعریف کر کے اس کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں) مگر میرے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

حَالؒ: عیب تو میرے اندر بہت ہیں لیکن ہر بات پر مجھے خود اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ اگر حضرت کو فی الحال جو میرے عیوب معلوم ہیں یا آئندہ میری کوئی بری حرکت نظر سے گزرے تو بڑی عنایت ہوگی کہ مجھے تنبیہ فرمائیں۔

تحقیقؒ: کوشش کرنے کی مجھے نہ عادت ہے نہ فرصت اگر خود معلوم ہو گیا تو کہہ دوں گا۔

حَالؒ: اکثر کسی بات میں شک ہوتا ہے کہ یہ نقصان دہ تو نہیں ہے۔ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

تحقیقؒ: انما شفا العی السوال (کہ کوری عقل کا علاج سوال کرنا ہے) فی الحال اگر وہ کام شرعی طور پر مطلوب نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے اور اگر شرعی طور پر مطلوب ہو تو اس کو کر کے اس شک کی وجہ سے استغفار کرنا چاہئے۔

حَالؒ: ایک مرتبہ حضور سے یہ سنا تھا کہ سلامتی (حفاظت) اس میں ہے کہ جس بات سے نفس خوش ہوتا اگر بات ضروری ہو تو نہیں کرنا چاہئے۔ اس پر ہی عمل کر لیا کروں۔

تحقیقؒ: مثال بتا کر پوچھو۔

حَالؒ: (کسی) نئی ابتلا میں ابھی کوئی شمار کے قابل کی نہیں ہے۔

تحقیق: پھر نقصان کیا ہے؟ میں نے غالباً پہلے بھی یہی جواب دیا ہے۔ کیا میرے جواب پر اعتماد نہیں ہے؟ یہ ساری کمیاں تربیت (السالک) نہ دیکھنے کی وجہ سے ہیں۔

زناء اور لواطت کا علاج

حال: خاکسار کے دل کی حالت بہت خراب ہے۔ زنا اور لواطت کے گناہ سے دل کافی عرصے سے پریشان ہو رہا ہے۔ اصلاح کے قابل نہیں ہے۔ گناہ کا اثر دل میں مضبوط ہوگیا ہے۔ دل اور آنکھ دنوں پرانے مریض ہیں۔ ایک سال ہوا ہوگا کہ دعا اور اوراد میں مشغول ہوا ہوں۔ چنانچہ سو مرتبہ سبحان اللہ، سو مرتبہ لا الہ الا اللہ، سو مرتبہ اللہ اکبر اور سوتے وقت ایک تسبیح استغفار اور ایک تسبیح درود شریف کی پڑھتا ہوں، حضرت کے حکم کے مطابق قصد السبیل پڑھتا ہوں۔

میرے لئے جو علاج بہتر و مناسب خیال فرمائیں وہ تجویز فرمائیں۔ حضرت کے ہاں ایک مہینہ یا سوا مہینہ قیام کی نیت سے حاضر ہوا ہوں۔ للہ! حضور میری تباہی و بربادی کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ استعمال میں ہمت کی ضرورت ہے۔ علاج کے اجزاء (حصے) یہ ہیں۔

❶ آج اور واپس جانے کے ان کے علاہ پورے چالیس دن قیام کرو۔

❷ ابھی سے حافظ اعجاز صاحب جن کے ہاں کھانا پکتا ہے کے علاوہ سب سے بالکل بات کرنا چھوڑ دو۔ حافظ صاحب سے بھی ضرورت کی بات خواہ کھانا یا کسی اور چیز کے بارے میں ہو۔ کسی اور سے کچھ کہنا ہو تو ان کے ذریعہ سے کہو۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے وہ ضروری بات سن لیا کریں گے اور مدد کریں گے۔ اگر بازار کا کام ہو تو دکاندار سے بھی صرف ضرورت کی بات کرو باقی سب چھوڑ دو۔

❸ میری عام مجلس کے علاوہ نہ کسی کے پاس بیٹھو نہ کسی سے ملو۔

❹ لگاتار تین روزے رکھو۔ ان روزوں کے دوران اوراد سے جو وقت بچے اس میں استغفار اور نوافل میں مشغول رہو۔

❺ تمام اعضا کے گناہوں سے سختی کے ساتھ پرہیز کرو۔

حرص و طمع کا علاج

حال: اب کچھ عرصے سے حرص و طمع کا غلبہ ہے۔ جو مریض آتا ہے اس کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اس سے کچھ وصول ہوگا۔ کچھ نہ ملنے پر افسوس ہوتا ہے۔ خیال آتا ہے کہ اس سے کچھ وصول کیا جائے نہیں تو دو چار آنہ کی دوا

ہی دے دی جائے۔ آمدنی کا انتظار رہتا ہے۔ استغناء (بے پرواہی) میں کمی محسوس کرتا ہوں۔ اس حالت کو پیش کر کے اصلاح اور علاج کی امید کرتا ہوں۔

تحقیق: خیال آنا نقصان دہ نہیں ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے۔ بلکہ خیال آنے پر عمل نہ کرنا ایک مجاہدہ ہے جو باطن کے لئے بہت مفید ہے۔

عجب کا علاج

سوال: اعتقاد تو یہ ہے کہ مغفرت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی اگر کوئی کام دل کی توجہ سے ہو جاتا ہے تو اس عمل کی طرف خیال جاتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور معاف فرما دیں گے۔ یہ خیال برا تو نہیں ہے۔

جواب: نہیں (ہے)۔

حال: اگر کبھی کبھی اچھے کام کی توفیق ہو جاتی ہے تو طبیعت بہت ہشاش بشاش رہتی ہے۔

تحقیق: ایمان کی علامت ہے۔

سوال: اس (خوش ہونے میں) کوئی حرج تو نہیں ہے۔ (حرج کا) شبہ اس لئے ہوا کہ اس (خوش ہونے) کا راز کہیں اپنے عمل پر خوش ہونا نہ ہو۔

جواب: عمل کی دو حیثیتیں ہیں۔

1. ایک اپنا کمال (کہ میں نے ایسا نیک عمل کیا) اس حیثیت سے اس پر نظر نہیں کرنی چاہئے۔
2. دوسری یہ کہ (عمل کرنا) خدا کی رحمت ہے۔ اس حیثیت سے اس پر خوش ہونا خود اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ قل بفضل اللّٰہ ورحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔

ترجمہ: ''(اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت پر (مومنوں) کو خوش ہونا چاہیے۔)''

حال: خداوند کریم نے ناجائز آمدنی کا دروازہ اپنے فضل وکرم سے پہلے ہی سے بند کیا ہے۔ طبیعت میں غرور و تکبر بالکل نہیں ہے ہاں خودداری بہت ہے۔

کسی کی سخت بات کی خواہ جائز ہو یا ناجائز ہو بالکل برداشت نہیں ہے۔

تحقیق: تکلیف کے ساتھ برداشت کر کے اپنے عیوب سوچیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کم ہو جائے گا۔

حال: جوش اور غصہ بھی زیادہ ہے۔

تحقیق: یہ سب اسی کے تابع ہیں اس کے علاج سے اس کا علاج بھی ہو جائے گا۔

حال: اپنی حالت کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ اب میری حالت اچھی ہے۔
تحقیق: صحیح خیال ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی سمجھ لیا کیجئے کہ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ (یہ صرف) اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔
حال: مگر پھر خیال آتا ہے کہ کہیں عجب نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو کر واپس الٹے پاؤں پہلی حالت کی طرف لوٹنے کا سبب نہ بن جائے۔
تحقیق: میں نے ابھی اوپر جن باتوں کے سمجھنے کا مشورہ دیا ہے اس پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ نہ عجب کا احتمال ہے اور نہ ہی نہ کمی کا اندیشہ ہے۔

حال: اس گناہ گار شرمندہ کو ذکر کے باطنی انوارات اور تجلیات محسوس نہیں ہوتے ہیں۔ نہ ہی بندے کو اس کے حاصل ہونے کی فکر ہے۔
تحقیق: (اگر حصول کی فکر نہیں ہے) تو ذکر ہی کیوں لکھا۔ لکھنے سے تو اپنا کمال دکھانا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی پسندیدہ چیز سے صبر کرتا ہوں۔ اس کا جواب ظہر کے بعد زبانی دو۔

حال: احقر کے موجودہ حالت میں جو معمولات ہیں یہ تو اور ساتھیوں سے کم ہی سمجھتا ہوں۔ اس (سمجھنے) میں خود کو کوئی صاحب کمال نہیں سمجھتا ہوں مگر پچھلی حالت کے مقابلے میں موجودہ حالت میں زمین و آسمان کا فرق محسوس کرتا ہوں۔ جب غور کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیا تھا۔ حضور والا سے گزارش ہے کہ ان دونوں حالتوں میں موازنہ کرنا اور اس میں غور کرنا چاہئے یا نہیں۔
تحقیق: جان بوجھ کر موازنہ نہیں کرنا چاہئے (ہاں اگر) بغیر ارادے استحضار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔
حال: دوسری عرض یہ ہے کہ احقر کو مکان سے آئے ہوئے آج پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب میرے والد اور دادا صاحبان وغیرہ حضرات آنے کا بہت تقاضا کر رہے ہیں۔ والد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ آنے کے لئے روپیہ بھیج رہا ہوں جلدی آ جاؤ۔ اب میں کیا کروں ادھر میری یہ حالت ادھر یہ تقاضہ نیز التکشف کے چوتھے

حصہ صفحہ ۲۴ کی عبارت دیکھ کرتو جان ہاتھ سے گئی ''ممانعت مرید از مفارقت مرید کو پیر سے بغیر کسی شدید ضرورت کے تکمیل سے پہلے علیحدہ نہیں ہونا چاہئے۔ الخ'' اور یہ بھی کہ ''اس شخص کے لئے ہے جس کو تعلیم کی ضرورت نہ رہی ہو صرف نسبت کو قوی کرنے میں مشغول ہو ورنہ بغیر جسمانی طور پر قریب ہونے کے کام نہیں چلتا ہے۔ الخ''

دوسری جگہ صفحہ ۲۵ پر یہ عبارت ہے کہ ''ہاں اگر اس کو بغیر واسطہ کے فیض ہونے لگے اور تمکین کا مقام حاصل ہو جائے جو دانت نکلنے کی طرح ہے (جس طرح بچے کے دانت نکل آتے ہیں تو وہ کھانا خود چبا کر کھا لیتا ہے ماں کو چبا کر یا مسل کر دینے کی ضرورت نہیں رہتی ہے اسی طرح جب اس کو خود ہی فیض حاصل ہونے لگے تو اس کو بھی اس پیر کی قربت کی ضرورت نہیں رہتی ہے) اس وقت (شیخ کی) صحبت چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے الخ۔

یہ ساری عبارتیں دیکھ کر بہت فکر مند ہوں کہ کیا کروں؟ کوئی راستہ نظر نہیں آتا ہے۔ حضور والا مشورہ فرمائیں۔

تحقیق: میرے رسالہ کی عبارتیں نقل کرنا نفس کے امراض کی وجہ سے ہے کہ شاید میں کہہ دوں کہ اب (آپ کو) جسمانی قرب کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے اس کہہ دینے کو ایک قسم کے کمال کی شہادت قرار دی جائے۔ کیا یہ اصول میری نظر کے سامنے نہیں ہیں۔ (صرف) حالت لکھ کر مجھ سے مشورہ کر لینا کافی تھا۔ یہ نفس کے بہت باریک دھوکوں میں سے ہے۔

حال: الحمد للہ بفضلہٖ تعالیٰ پرچہ نمبر ۱۵ میں حضرت نے غلام جو علاج بتایا تھا اس سے احقر کو بہت اور بے حد نفع ہوا۔ پہلے تو (اپنی) تعریف اور ثناء سے خوش ہوتا تھا اب تو حضرت نے جو ارشاد فرمایا کہ ''اس وقت اپنے عیوب مستحضر کر لیا کرو'' جب سے اس ارشاد کے مطابق عمل کرنا شروع کیا تب سے کسی کے تعریف کرنے سے طبیعت میں اتنی وحشت اور نفرت ہوتی ہے کہ کہہ نہیں سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے علاج میں عجیب وغریب تاثیر رکھی ہے۔ جب بھی حضرت کے کسی مضمون پر نظر پڑتی ہے تو عجیب حالت ہوتی ہے۔ خدا کی قسم، جھوٹ نہیں کہا ہے۔

تحقیق: علاج کے مطابق عمل کرنا مبارک ہو۔

حال: حضرت! احقر کو کبھی ذکر سے فارغ ہونے کے بعد نفس کو بہت خوشی وفرحت ہوتی ہے۔ اس خوشی کی

حالت میں مجھے خوف ہوتا ہے کہ یہ عجب و کبر کی علامت تو نہیں ہے؟

تحقیق: اگر اس کو اپنی فضیلت سمجھو تو کبر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھو اور خود کو مستحق نہ سمجھو تو شکر ہے۔

حال: (اس خوشی کے بعد) میں اپنے نفس کو کہتا ہوں: اے نفس! تو سر سے پیر تک گناہوں سے بھرا ہوا ہے تو کیسے خوش ہوتا ہے۔ تجھے (تو) ہر وقت استغفار کرنا چاہئے۔ حضرت! دل کبھی بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور کسی طرف خیال نہیں رہتا ہے توکل پوری طرح اللہ تعالیٰ پر ہو جاتا ہے اور کبھی دل میں یہ حالت محسوس نہیں کرتا ہوں تو بہت پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق: پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ شروع میں ایسی ہی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اسی طرح کام میں لگے رہے تو آخر میں استقامت ہو جائے گی۔

بدنظری کے وسوسے کا علاج

حال: ایک وسوسہ میں گرفتار ہوں علاج ارشاد فرمایئے۔ راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے تو نفس کہتا ہے: ایک دفعہ دیکھ لے کیا حرج ہے؟ کیونکہ برا کام تو نہیں کرے گا اگر بالفرض بری خواہش ہو تو اس سے رکنے میں مجاہدہ ہے۔ اس لئے دیکھ لے اگر دیکھنا نہ ہوتا تو مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا۔ تو تو مولوی ہے اس کو سمجھ سکتا ہے۔ پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نہ کیا کر۔ حضرت! (مجھے) اس دھوکہ سے نجات دلایئے۔

تحقیق: جب اس (وسوسہ) کا دھوکہ ہونا معلوم ہوگیا تو نجات یہی ہے کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے۔ نفس نے اس میں جو نکتہ بنایا ہے پہلے تو اہل طریق کے فتویٰ کے مطابق کہ "کل حقیقه ردتها الشريعة فهی زندقة" (کہ ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے اس لئے پہلے تو) یہ نکتہ ہی مردود ہے کیونکہ شریعت نے اس کو زنا بتایا ہے (دوسرے) یہ نکتہ خود اصول فن کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس میں حکمت مجاہدہ کی نکالی ہے۔ اس لئے (نفس کے) چاہنے کے باوجود نہ دیکھنا کیا یہ مجاہدہ نہیں ہے بلکہ آپ کے نفس کے بنائے ہوئے مجاہدہ میں تو کچھ مزہ ہے۔ اور کچھ مجاہدہ ہے (لیکن) نہ دیکھنے میں تو خالص مجاہدہ ہے پھر کون (سا مجاہدہ) زیادہ کامل ہوا۔ اس لئے یہ مجاہدہ کی حکمت نظر چھانے (یعنی نہ دیکھنے) میں بھی ہے۔

اگر مجاہدہ ایسا ہی عام مطلوب ہے تو آدھا عضو تناسل ڈال کر بیٹھا رہنا اور پورا نہ ڈالنا اس سے بڑا مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہے۔ آئندہ بالکل ایسے نکات کی طرف ذہن نہ دوڑاؤ۔ دین شریعت کو امام بنائیں ورنہ بہت جلد الحاد کے دروازے کے کھٹکھٹانے کا ڈر ہے۔ وفیہ قال الحافظ الشیرازی۔ ؎

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے ہشدار گوش را بہ پیام سروش دار

ترجمہ: ''سلوک کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت پیش آتے ہیں اس لیے ہوشیار رہو اور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔''

(مطلب یہ ہے کہ اس راستے میں شیطان دھوکے بہت دیتا ہے اس لیے ہر حال میں وحی کو نظر کے سامنے رکھنا چاہیے اور تمام خیالات کو وحی پر پرکھنا چاہیے جو شریعت کے مطابق ہو وہ ٹھیک ہے باقی سب غلط ہے۔)

(خطبات حکیم الامت ۱۵/۲۲۴ بتصرف)

حسن پرستی کا علاج

حَالؒ: حضرت والا کو کیونکہ اعتقادی طور پر رسول کا نائب جانتا ہوں۔ اپنے اندر کچھ ایسی بری صفتیں ہیں جن کی وجہ سے روزانہ گناہوں میں مبتلا ہوتا جاتا ہوں۔ (اس لئے کہ حضرت والا کو حضور کا نائب جانتا ہوں) شرما کر اپنے عیوب نہ بتانا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ درخواست ہے کہ جو امراض میں بتاؤں گا ان کے علاج ارشاد فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

پہلا یہ ہے کہ میری طبیعت میں حسن پرستی کا مادہ موجود ہے جس کی وجہ سے میں حسینوں کے مقابلے میں ایسا ہوگیا ہوں جیسا کہ لوہا مقناطیس کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ ان حسینوں میں کسی پر نظر پڑنے سے دل بے چین اور آنکھیں تکتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرا علاج فرمائیے۔

تحقیقؒ: ایک درجہ میلان کا ہے جو غیر اختیاری ہے اس پر پکڑ بھی نہیں ہے۔ ایک درجہ اس (میلان) کی چاہت پر عمل کرنے کا ہے جو اختیاری ہے اس پر پکڑ بھی ہے۔ اس (اختیاری درجہ میں) دیکھنا اور جان بوجھ کر (ان کے بارے میں) سوچنا یہ سب داخل ہے۔

اس کا علاج نفس کو روکنا اور نگاہوں کو نیچے کرنا ہے یہ بھی اختیاری ہے۔ ہمت کر کے اس (علاج) کو اختیار کریں اگرچہ کچھ تکلیف مگر یہ تکلیف جہنم کی آگ کی تکلیف سے کم ہے۔ جب کچھ دنوں تک ہمت کر کے ایسا کیا جائے گا تو میلان میں بھی کمی ہو جائے گی۔ پس یہی علاج ہے اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے اگرچہ ساری عمر پھرتے رہو۔

سُؤالُ: میں اس پریشانی میں ہوں کہ پھر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھوں یا کوئی دوسرا کام کروں۔ طلبہ اگرچہ بکھر گئے یا دوسری جگہ چلے گئے مگر جب پڑھانے کا ارادہ ہوگا تو کچھ طلبہ آ ہی جائیں گے۔ پہلے والے طلبہ نہ سہی دوسرے ہی سہی۔ مگر ایک خیال میرے دل کو پریشان کر رہا ہے جس کو بتانے سے مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔

مگر فرمان کے مطابق کہ شفا العی السوال (کورے پن کا علاج سوال ہے) اس کا کچھ حصہ بتانا ضروری ہے۔

وہ یہ ہے کہ جب میں پڑھانے لگتا ہوں تو میرا نفس بہت قوی ہو جاتا ہے اور خیالات بکھر جاتے ہیں۔ کبھی تلاوت اور ذکر میں دل نہیں لگتا ہے کبھی لگتا ہے۔ ان سب کے علاوہ یہ بڑی خرابی ہے کہ ؎

بلیت بنحولی یصول مغاضباً علی کزید فی مقابلۃ العمر

ترجمہ: ''میں ایک نحوی کے عشق میں مبتلا ہو گیا جو مجھ پر غصہ میں حملہ کرتا ہے جس طرح زید عمر کے مقابلے میں حملہ کرتا ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ مجھ میں ایک خرابی یہ ہے کہ میں طلباء کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہوں اس لیے پڑھاتا ہوں تو یہ عشق) کا قصہ پیش آ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں جس کی عادت یہ ہو کہ ؎

چو مادر برلبم پستان نہادہ زخونخواری عشقم شیر دادہ

ترجمہ: ''مجھ کو میری ماں جب بھی دودھ پلانا چاہتی ہے میرے ظلم کے بعد مجھے وہ دودھ پلاتی ہے۔''

(مطلب یہ ہے کہ ماں کا دودھ پلانا ایک اچھا کام ہے مگر مجھ سے اس میں بھی ظلم ہو جاتا ہے کہ پستان کاٹ لینا یا ناخن مار دینا سرزرد ہو جاتا ہے اسی طرح تدریس اچھا کام ہے مگر اس میں یہ طلباء کے عشق کی بلا لپٹی رہتی ہے تو ایسی ہے حالت میں۔)

میرے لیے درس و تدریس کرنا کیسا ہے؟ اس صفت کو اپنے سے ختم کرنا کچھ اختیاری نہیں لگتا ہے۔ اس صورت میں اگر (درس و تدریس سے) اختیار کروں تو ایسا کر نہیں سکتا اور اگر نزدیکی اختیار کروں تو کم از کم (نگاہ کے) گناہ سے بچنا مشکل ہے کہ النظر سھم من سھام ابلیس (کہ نظر ابلیس کے تیروں میں ایک تیر ہے) جس شخص کی یہ حالت کہ کسی خوبصورت پر بلا اختیار نظر پڑ جانے سے اس کو پریشانی ہو جاتی ہے تو اختیار سے نظر ڈالنا کتنا بڑا اثر پیدا کرے گا۔ درس و تدریس میں ان باتوں سے کیسے نجات ہو سکتی ہے۔

اب اس بارے میں عرض ہے کہ میرے لئے جو مفید ہو تجویز فرمائیں۔ میرا دل اب ڈرتا ہے کہ کہیں میرے ایمان میں خلل نہ آ جائے۔ اور درس و تدریس مفید نہیں ہے تو اب کون سا کام کروں۔ دو چار لڑکے نابالغ ہیں جن کا کھانا پینا میرے ذمہ واجب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو اور خود کو سب سے فارغ کر کے صرف

ذکر و شغل میں لگ جاؤں تو یہ خیال تنگ کرتا ہے کہ اہل وعیال کے نفقہ کا واجب ہونا راستے میں رکاوٹ بنے گا۔ جب سڑک پر جانے کا ارادہ ہو اور یہ معلوم ہوا کہ سڑک پر دیوار ہے جس کی وجہ سے وہاں جا کر یا تو واپس آنا پڑے گا یا وہیں بیٹھ جانا پڑے گا۔ اس صورت میں ایسا راستہ اختیار کرنا عقل کے خلاف ہے۔

پہلے تو احقر کی عقل ہی تھوڑی ہے دوسرے دل و دماغ کی کمزوری کی بیماری عقل کی کمی کا سبب ہے۔ کہ رائے العلیل علیل (بیماری کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے) اس وجہ سے خدمت عالی میں گزارش ہے کہ حضور جو کچھ فرمائیں گے اس کے مطابق عمل کروں گا۔ والد صاحب کی رائے یہ لگتی ہے کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھو اللہ تعالیٰ کہیں سے رزق کا انتظام کر ہی دے گا۔ لیکن ہر شخص سے اپنا حال کیوں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ کبھی کبھی جی چاہتا ہے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ دن بسر کروں۔ مگر یہی (اہل وعیال کے) کھانے پینے کی فکر ہوتی ہے۔ جو کچھ ارشاد و عالی ہو اس پر عمل کروں گا۔ والسلام۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائیں اور اپنے ملنے کا راستہ آسان کر دیں اور رکاوٹوں کو ختم کر دیں اور خاتمہ خیر کے ساتھ کریں۔ آمین۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خوب غور سے خط پڑھا۔ موجودہ حالت میں آپ کے لئے پڑھانا ہی مناسب ہے۔ باقی رہا عمر زید کا ارادہ کرنا تو اگر ہمت سے کام لیا جائے تو بلاشبہ بڑی پریشانی ہے ورنہ صرف ہلکی ہے۔ ہمت کی بس اتنی ضرورت ہے کہ نگاہ نیچے رکھنا چاہئے۔ نیچی نگاہ کر کے پڑھائیے اگر سر اوپر اٹھے تو آنکھ بند کر کے بات کیجئے۔ یہی ہمت ہے جس کو صبر کہا گیا ہے۔ اگر ان باتوں کا میلان اور ان کی چاہت نہ ہوتی تو صبر کا ثواب کیسے ملتا۔ اس اعتبار سے یہ مرض نہیں بلکہ مفید ہے مگر شرط وہی ہمت ہے۔ وفیہ قیل ؎

شہوت دنیا مثال گلخن است — کہ ازو حمام تقویٰ روشن است

ترجمہ: "دنیا کی شہوت رکھتی ہے انگارے کا بھرم —— تقویٰ کا جس سے رہتا ہے جذبہ گرم۔"

حال: مجھ میں اس قدرت حسن پسندی ہے کہ معمولی اشیاء کو بہت ہی قرینے اور خوش ترتیبی کے ساتھ رکھتا ہوں۔ چنانچہ لوگ کہتے ہیں: یہ تو ہر چیز میں حسن پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی حسن صورت کی طرف بھی (مجھے) بہت کشش ہوتی ہے اور مزہ آتا ہے۔

تحقیق: (اس حسن پسندی میں) کچھ خیر بھی ہے اس پر شکر کرو اور کچھ شر بھی ہے اس سے پرہیز کرو یعنی آنکھ کو نیچے کرنا جس طرح شارع نے حکم دیا ہے اگرچہ جان بوجھ کر بہت تکلیف کے ساتھ ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ بہت ہی

غیرت مند ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیزوں کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آ جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑے محبوب ہیں ان کی ناراضگی سے بچنا چاہئے۔

فضول بات کرنے کا علاج

حَالؒ: مجھ میں ایک عیب یہ ہے کہ بغیر سوچے بول دیتی ہوں بعد میں افسوس ہوتا ہے۔ یہ عادت ہمیشہ سے ہے یا دوسرے کی بھلائی کی کوئی بات اپنی سمجھ میں آئی تو ہمدردی کے جوش میں فوراً کہہ دیتی ہوں۔ کبھی وہ ٹھیک نہیں ہوتی ہے یا اس کی بے قدری ہوتی ہے تو پچھتاتی ہوں کہ کیوں کہی؟ (آئندہ کے لئے) ارادہ کرتی ہوں کہ اب بغیر سوچے بات نہیں کروں گی اور نہ ہی بغیر پوچھے کسی کی بات میں دخل دوں گی مگر کیونکہ فوراً جواب دینے کی عادت ہے بھول جاتی ہوں۔

تَحۡقِیق: جب ایسا ہو جائے تو فوراً یاد آنے پر دو رکعت توبہ کی نماز پڑھ کر (اللہ تعالیٰ سے) توفیق ملنے کی دعا کی جائے۔

حَالؒ: (مجھ میں) زیادہ بولنے کا عیب بھی ہے حتیٰ کہ وظیفہ پڑھنے میں بھی بول دیتا ہوں۔ دل میں یہ بہانہ آتا ہے کہ یہ دنیوی باتیں نہیں ہیں دینی باتیں ہیں۔ اصل میں دینی باتیں تو ہوتی ہیں مگر بات یہ ہے کہ جب لوگ باتیں کرتے ہیں تو اپنی طبیعت بھی باتیں کرنے کو چاہتی ہے اور خاموشی سے دل گھبراتا ہے۔ اس لئے (اپنی) خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنی باتیں کرتا ہوں۔ اب حضور فرمائیں کہ یہ بھی چھوڑنے کے قابل ہیں یا نہیں ہے اور کم بولنے کا کیا طریقہ ہے؟

تَحۡقِیق: یہ زیادہ بات کرنا چھوڑنے کے قابل ہے۔ اس کے حاصل ہونے کا طریقہ تکلیف برداشت کر کے بات نہ کرنے کا اہتمام کرنا یہاں تک کہ اس بات نہ کرنے پر دوام (ہمیشگی) حاصل ہو جائے۔

حَالؒ: دوسری عادت فضول بات کرنے کی ہے گویا یہ عادت پیدائشی بات کی طرح ہوگئی ہے۔

تَحۡقِیق: بات کرنا اور نہ کرنا دونوں اختیاری چیزیں ہیں بات نہ کیا کرو۔ اس میں بھی ہمت کی ضرورت ہے بغیر ہمت کے کچھ نہیں ہوتا ہے۔

حسد کا علاج

حَالؒ: تیسری عادت حسد کی ہے۔

تَحۡقِیق: ایک تو نفسانی کیفیت جس میں انسان مجبور ہے۔ ایک (اس کی) چاہت پر عمل ہے اس میں انسان

ماز ور ہے (یعنی اس کی چاہت کا بوجھ انسان پر ڈالا گیا ہے) کہ چاہت ہوگی اور ایک اس چاہت کی مخالفت کرنا ہے اس میں انسان کو ثواب ملتا ہے۔ حسد کے غلبہ سے کسی کی برائی کرنے کی چاہت ہوتی ہے تو اس کی تعریف کرو اس سے نہ ملنے کو جی چاہے تو اس سے ملو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کے ساتھ احسان کرو اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے۔

حَال: (مجھ میں) ایک مرض بہت ہی خراب ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی کے نقصان یا برائی کی خبر سننے سے دل بغیر کسی خیال کے خوش ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ حسد کا مادہ ہے یا اگر اس شخص اسے کوئی رنج پہنچا ہو تو حقد (کینہ اور دشمنی) کا مادہ ہے۔ مگر صرف مادہ پر پکڑ نہیں ہے۔ اگر اس کی چاہت پر عمل کیا جائے تو اس پر مواخذہ ہے یہ (اس کی چاہت پر عمل کرنا) اختیاری ہے اور اس سے بچنا بھی اختیاری ہے۔ لیکن مادہ کو کمزور کرنا ضروری ہے تاکہ بڑھ نہ جائے۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ شرمندہ ہوں حق تعالیٰ سے توبہ کریں، دعا کریں، اور اس شخص کی مدد کریں خواہ مال سے ہو یا بدن سے ہو یا دعا سے ہو۔ اس سے وہ مادہ ختم ہو جائے۔

حَال: احقر کے اندر فی الحال سب سے بڑا عیب حسد ہے۔ غور سے دیکھتا ہوں (یہ حسد کا مرض) حرص و لالچ کے ساتھ ملا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس کی صورت یہ ہے کہ دوستوں یا غیروں میں کسی کو کوئی نفع یا مال ملتا ہے تو میرے دل میں یہ دکھ ہوتا ہے کہ وہ نفع یا مال اس کو کیوں حاصل ہوا مجھے کیوں نہ ہوا سب مجھے ہی مل جاتا۔ اگر کسی کے ساتھ مجھے بھی ملا تو یہ خیال مزید آتا ہے کہ مجھے زیادہ کیوں نہ ملا۔

بندہ اس کو دور کرنے کی جہاں تک ہوسکتا ہے کوشش کرتا ہے۔ دور ہونا دور کی بات ہے دو چار دن تک اس کی پریشانی دل میں رہتی ہے۔ اس لئے حکیم ماہر و کامل کے سامنے ظاہر کئے بغیر چارہ ہی نہیں تھا۔ پوری امید ہے کہ برائے شفقت علاج مرحمت فرما کر سعادت دارین عطا فرمائیں گے۔

تحقیق: (علاج یہ ہے کہ) جس پر حسد ہو اس کی لوگوں میں تعریف کرنا، وہ سامنے آجائے تو اس کی تعظیم کرنا اور اس کے لئے کبھی کبھی ہدیہ بھیجنا۔ اس سے جس پر حسد ہو اس کو محبت ہو جاتی ہے پھر حاسد کو بھی اس سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر محبوب پر حسد نہیں ہوتا ہے (بلکہ آدمی اس کو ملنے سے خوش ہوتا ہے) یہ ایک مکمل علاج ہے جو چھوٹے چھوٹے علاجوں سے آسان ترین ہے اور بہت جلدی اثر کرنے والا ہے۔ حرص کا مستقل علاج بعد میں پوچھ لیا جائے۔

کینہ (بغض عداوت) کا علاج

حَال: لوگ وعظ کے لئے کہتے ہیں۔ یہ گاؤں ہے۔ یہاں عورتیں مرد دین سے بہت ناواقف ہیں۔ حضرت! اگر کسی سے غصہ میں بات چیت ہو باقی ہے تو نماز، تلاوت قرآن شریف میں جھگڑے ہی کا خیال نظر کے سامنے رہتا ہے۔ کینہ نکل جانے کی تدبیر بتائیں۔

تحقیق: جس سے کینہ ہو اس سے تکلیف برداشت کر کے ملئے اور احسان کیجئے اس سے کینہ نکل جائے گا۔

حَال: میں دل میں کسی بات کو نہیں رکھتا ہوں۔ مگر بعض لوگوں کو ناگوار ہوتا ہے۔ اگر بات دل میں رکھتا ہوں تو بغض پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔

تحقیق: ہر جگہ صاف کہنا مناسب ہے۔ باقی بغض اور کینہ کا علاج تبلیغ (رسالہ) سے کیجئے۔

بخل کے شبہ کا علاج

سُؤال: چند دنوں سے ایک مرض اور ہو گیا ہے۔ پہلے نہیں تھا۔ یعنی بخل پیسے خرچ کرتے ہوئے بہت مشکل ہوتی ہے۔ یہ بات اس وقت سے ہوئی جب سے میری معاشی تنگی اور بچوں کی کثرت نے تباہ کر دیا۔ بقول ذوق علیہ الرحمہ ؎

توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی　　　دنیا میں گرانباری اطفال غضب ہے

اگرچہ اس نالائق نفس کے سامنے الشیطان یعدکم الفقر الخ (کہ شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے) (آیت) کو رکھ کر شرمندہ کرتا ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ غالب بھی آجاتا ہوں مگر جس طرح ذوق وشوق اور خوشی پہلے پاتا تھا اب وہ نہیں ہے۔

جَوَاب: اگر کوئی واجب حق فوت نہ ہو تو (اس سے) کوئی غم نہیں ہے۔

گناہ کی طرف رغبت (وشوق) کا علاج

حَال: اب خط کے ابتدائی شعر کو یاد دلاتا ہوں کہ ؎

اے خسرو خوباں نظرے سوئے گدا کن　　　رحمے بمن سوختہ بے سروپا کن

تَرجَمہ: ”اے حسینوں کے بادشاہ اس فقیر کی طرف نظر کیجیے اس جلے ہوئے بے سروپا پر رحم کیجیے۔“

دارد دل درویش تمنائے نگاہے زاں چشم سیہ مست بیک غمزہ رواکن

ترجمہ: ’’درویش کا دل آپ کی نگاہ کی تمنا رکھتا ہے اس مدہوش پر اک نظرِ کرم کا اشارہ کر دیجیے۔‘‘

گناہوں کی طرف رغبت اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ فرمائیں۔ غرض کہ دل خوب خراب ہو چکا ہے۔

تحقیق: گناہوں کی رغبت کے وقت دوزخ کی سزا کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کو یاد کر لیا کریں چند بار ایسا کرنے سے یہ (خیال کر لینا) مانع بن جایا کرے گا۔

کبر کا علاج

حال: ایک زمانے میں میرا معمول ترکی ٹوپی پہننے کا تھا۔ مگر اب ایک عجیب وغریب بات مجھے محسوس ہوئی جب سے اس کو چھوڑنا چاہتا ہوں اور اکثر معمولی سفید ٹوپی پہنتا ہوں۔ وہ بات یہ ہے کہ اس (ترکی) ٹوپی کے پہننے سے نفس خوش ہوتا ہے اور نہ پہننے میں شان کے خلاف لگتا ہے۔ اس کے پہننے سے عجیب کبر کی بو آتی ہے۔

اگرچہ اس (کبر) سے خاکسار دور ہے۔ چنانچہ یہ خاکسار ہر طبقہ ہر ایک طرح کے لوگوں سے مسلسل ملتا ہوں خصوصاً چھوٹے درجے والوں سے اسی کبر کے خیال کی وجہ سے زیادہ اخلاق سے پیش آتا ہوں۔

تحقیق: حقیقت میں اس بات کی وجہ سے (ترکی ٹوپی کو) چھوڑنا واجب ہے۔ اس کے بعد جو مضمون لکھا ہے یہ کبر نہ ہونے کی علامت نہیں ہے بلکہ یہ بات تو کبر کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے۔ کما ھو ظاھر۔ (جیسا کہ ظاہر ہے)۔

آئندہ خط کی تمہید جو ذیل میں آ رہا ہے۔

ایک صاحب کا خط حضرت والا کے جواب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ صاحب کسی اسکول میں مولوی ہیں اور حضرت سے خادمیت کا تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت کو بیعت سے پہلے بھی اکثر خبردار کرنے اور ڈرانے دھمکانے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے اور یہ (صرف) ان ہی صاحب کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ حضرت والا کے اصلاح کے معیار سے گرے ہونے کی وجہ سے ہم خدام میں سے ہر شخص کو اس کے مرتبہ کے اعتبار سے بار بار خبردار کرنے بلکہ تشدد کرنے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے جو بالکل شفقت اور رحمت ہے طالبانِ اصلاح جس کے گویا مشتاق رہتے ہیں۔

ع سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ: ’’تیری خنجر آزمائی کے لیے سلامت ہے یاروں کا سر۔‘‘

حضرت والا کے فتح پور میں قیام کے زمانے میں جہاں حضرت بڑی پیرانی صاحبہ عرصے سے بلکہ ایک دیر طلب علاج کے لئے مقیم تھیں۔ ایک بڑا زخم ہونے وقت حضرت بھی وہاں پہنچے تھے۔ ان صاحب نے حضرت سے فتح پور میں قیامت کی مدت کا اندازہ معلوم کیا تھا اور اس معلوم کرنے کی وجہ بھی لکھی کہ میں ملنے آؤں گا۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں قیام کا اندازہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ نہ علاج اپنے قبضہ میں ہے، نہ مرض کا ٹھیک ہونا اور نہ ہی مریض کا اطمینان اپنے بس میں ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کوئی شخص دور دراز سے اپنے آنے کی اسی پر بنیاد رکھتا ہو۔ اس صورت میں اگر اندازہ غلط ہوجائے تو آنے والے خواہ مخواہ پریشانی بھی ہو اور دل میں اطلاع دینے والے کی شکایت بھی ہو۔

چنانچہ حضرت نے تحریر فرمادیا کہ (یہاں) قیام کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا ہے۔ (ان) مولوی صاحب نے حضرت کے مسلک احتیاط، اہتمام اور تیقیظ (بیداری) کے بالکل خلاف بہت ہی بے پروائی کے ساتھ جواب کی حقیقت میں بالکل غور کئے بغیر حضرت کے جواب کا گویا جواب الجواب (جواب کا جواب) لکھ کر بھیجا کہ (اندازہ) کیوں نہیں (ہوسکتا ہے) کبھی قیام کا اندازہ تخمینہ (اٹکل) سے ضرورت ارادہ کی وجہ سے ہوسکتا ہے یا ہو جایا کرتا ہے۔

حضرت نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ مگر مولوی صاحب پھر بھی حضرت کے جواب کی حقیقت اور اپنی غلطی کی وجہ نہیں سمجھے اسی لئے معافی مانگنے کا خیال بھی کچھ نہ آیا۔ آخرکار جب حضرت کانپور پہنچے تو مولی صاحب بھی خدمت میں خالی ذہن سے حاضر ہوئے۔ حضرت کے دل سے بھلا ایسی سخت بات کا اثر تدارک اور اصلاح کے بغیر کیسے ختم ہوسکتا تھا۔ (حضرت نے) مولوی صاحب کو ان کی غلطی یاد دلائی مولوی صحاب نے معافی مانگنی چاہی تو حضرت نے فرمایا: کیا مزے کی بات ہے میں کوئی بدلہ تھوڑی لے رہا ہوں۔ معاف کرنے کو تو میں نے معاف کردیا لیکن اس سے تمہاری اصلاح تو کچھ نہ ہوئی، تم ابھی اپنی غلطی کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھے ورنہ اس طرح اطمینان سے کہاں بیٹھے رہتے معافی مانگ لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تمہارے اندر کبر ہے اپنے آپ کو سمجھتے ہو کہ ہم بڑے عقل والے ہیں لونڈے پڑھا پڑھا کر دماغ خراب ہوا ہے۔ جب تک اس کی اصلاح نہ ہو صرف معافی مانگ لینے سے کیا ہوتا ہے۔ جب (غلطی کی) وجہ (ہی) موجود ہے تو پھر (دوبارہ) وہی حرکت ہوگی۔

مولوی صاحب نے عرض کیا: حضرت ہی میری اصلاح فرمائیں گے۔ فرمایا: ہاں! میں اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن پہلے اپنے نفس کو اس پر آمادہ تو کرلو کہ میں جو اصلاح کا طریقہ تجویز کروں گا اس کو منظور (قبول) کرنا ہوگا حتیٰ کہ اگر میں خودکشی کرنے تک کو کہوں (آگے اس فرمانے کی وجہ آرہی ہے) تو خودکشی بھی

کرنی ہوگی، اگر پاخانہ اٹھانے کے لئے کہوں تو پاخانہ اٹھانا ہوگا۔ اگر بازار میں جوتیوں سے پٹواؤں تو اس کو گوارا کرنا ہوگا، اگر مسجد کی نالیاں صاف کرنے، بدھنے (مٹی کے لوٹے جو استنجاء یا وضو کے لئے اکٹھے کئے جاتے ہیں) بھرنے اور جوتیاں سیدھی کرنے کہوں تو سب گوارا کرنا ہوگا۔

غرض پہلے اپنی اتنی ہمت دیکھ لیجئے پھر کہیں اصلاح کا نام لیجئے۔ میں اس کا جواب اس مجلس میں نہیں چاہتا ہوں کیونکہ وہ معتبر نہ ہوگا۔ خوب سوچ سمجھ کر خط کے ذریعے مجھے اپنی رائے سے مطلع کیجئے۔ یہ ایسی معمولی بات نہیں ہے کہ جو منہ میں آیا بک دیا اور غلطی کی معافی کے متعلق بھی خط و کتابت ہی سے طے ہوگا۔

بعد میں خودکشی پر تیار رہنے پر ایک خادم نے اشکال کیا تو فرمایا: (اس کہنے سے) ایک مشکل کام سے تشبیہ دینی مقصود تھی جیسے کلام مجید میں ہے ﴿حتی یلج الجمل فی سم الخیاط﴾ کہ جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ نکل جائے......۔

اس ساری بات کی تکمیل کے طور پر ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ مولوی صاحب بھڑکدار اچکن پہن کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ حضرت نے اسی مجلس میں وہ اچکن اتروائی اور فرمایا: شرم نہیں آتی بڑھاپے میں بچوں جیسی اچکن پہننے کا شوق ہوا ہے۔

مولوی صاحب نے اس کے بعد حضرت کو خط لکھا کہ میں اصلاح کے لئے ہر (قسم کی) ذلت کے لئے تیار ہوں مجھے بڑی چھٹیوں میں خدمت میں حاضری کی اجازت دے دی جائے۔ (پھر) حضرت نے یا تو خود ہی یا مولوی صاحب نے معافی مانگنے پر تحریر فرمایا: پہلے اس غلطی ہی کے بارے میں خط و کتابت ہو رہی ہے۔ ذیل میں جو خط لکھا جا رہا ہے وہ غالباً تیسرا ہے۔

مولوی صاحب نے لکھا تھا مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے۔ حضرت نے تحریر فرمایا: اس سے (اس بات کا) شک ہوتا ہے کہ کہیں آپ صرف میرے دباؤ کی وجہ سے تو اپنی غلطی تسلیم نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے آپ اپنی غلطی کی تفصیل لکھ کر بھیجئے کہ آپ کے نزدیک آپ کی اس تحریر میں کیا کیا خرابیاں تھیں؟ تاکہ مجھے اندازہ ہو کہ آپ اپنی غلطی کی خرابیاں سمجھ کر اس کے معترف ہوئے ہیں۔

اس پوچھنے کے بارے میں زبانی ارشاد فرمایا: ظاہری طور پر یہ قیل وقال (بات چیت) تشدد (زیادتی) کی وجہ سے لگتی ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ بہت ہی شفقت اور مقصود ان کی تحریر کی خرابیاں بتانا ہے جس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے خود ان سے پوچھا جائے تاکہ وہ سوچیں اور اپنے ذہن پر بوجھ ڈالیں۔ اس سے (یہ ہوگا کہ) اگر اب تک (اپنی) خرابیاں معلوم نہیں ہوئی ہوں گی تو اب معلوم ہو جائیں گی۔ پھر

جو خرابیاں باقی رہ جائیں گی ان کی مدد کر کے وہ بھی بتادی جائیں گی۔

اس اہتمام سے یہ فائدہ ہوگا کہ اس حرکت کی خرابیاں خواب (اچھی طرح) ذہن میں بیٹھ جائیں گی پھر ساری عمر ایسی غلطی نہ ہوگی۔ ورنہ معمولی سمجھا دینے سے غلطی کو بھی صرف معمولی سمجھا جاتا ہے اور اس کی اصلاح بھی مضبوط نہیں ہوتی ہے۔ اب ان باریک پہلوؤں اور رعایتوں پر کسی کی نگاہ پہنچتی نہیں ہے بس دیکھنے والے سمجھتے ہیں خواہ مخواہ بے چارے کو دق کر رکھا اور الجھا کر رکھا ہے۔

پچھلے خط میں مولوی صاحب نے افسوس کا اظہار کیا تھا کہ میری شامت اعمال سے چھٹیوں کا زمانہ یوں ہی برکات سے محرومی میں نکل رہا ہے۔ اس پر حضرت نے تحریر فرمایا: یہ کیا کچھ کم فائدہ ہے کہ غلطیوں کی اصلاح ہو رہی ہے۔

اس واقعہ سے حضرت کی باریک نظری تربیت و اصلاح کے معاملے میں اہتمام اسی طرح بہت ہی خیر خواہی و شفقت روز روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہے۔ اب اس لمبی تمہید (بات کے آغاز) کے بعد جو معاملہ کو سمجھنے کے لئے ضروری تھا۔ وہ خط جس کا وعدہ تھا جواب کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

خادم نے حضرت کے فتح پور میں قیام کے زمانے میں حضور کی تحریر پر کہ قیام کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اپنی نادانی (ناسمجھی) کی وجہ سے خط میں لکھا تھا کہ ”کبھی ضرورت اور ارادے کے اندازے سے قیام کا اندازہ ہو سکتا ہے یا ہو جایا کرتا ہے۔“ خادم کی اس تحریر سے حضور کے ارشاد پر رد اور اعتراض ہوا جس سے طاعت نہ کرنا اور نافرمانی کرنا (جو کہ عقیدت مندوں کے لئے زہر ہے اور فیوض و برکات سے محرومی کا سبب ہے) ظاہر ہوا۔ اسی نے حضور کو مکدر (میلا) کر دیا۔ (اس سے) طالب پر جو شیخ کے جو حقوق ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ طالب کو مرشد کے ہر فرمان پر نثار اور فنا ہونا چاہئے (اس سے) اس کے بجائے کبر اور غرور نظر آتا ہے۔ اس پر مزید کہ خادم عرصے تک اپنی غفلت سے بےفکر رہا۔ اس کے بارے میں کوئی خط و کتابت نہیں کی۔ اپنی غفلت اور بےفکری سے (حضرت کا) تکدر اور بڑھتا رہا۔

خادم نے اس وقت جو کچھ عرض کیا اس کی اصلیت یہی ہے کہ (خادم) حضور کو اپنا آقا اور خود کو حضور کا خادم سمجھتا ہے۔ اپنی بےفکری اور غفلت نے نفس کی اصلاح اور حضور کے فیوض و برکات سے محروم رکھا۔ خادم نے (اپنی غلطی) کے جو اسباب اور جو باتیں سمجھی تھیں وہ عرض کر دیں اگر اس میں بھی کوئی بات رہ گئی ہو تو حضور سے امید ہے کہ پھر تنبیہ کے طور پر تحریر فرمائیں گے تاکہ خبردار ہو جاؤں اور توبہ کروں۔

ان ہی اسباب کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضری میرے خیال میں ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن

جب حضور کی اجازت اور ارشاد نہیں ہے تو اس میں میری بہتری ہے۔ آج میں وطن جا رہا ہوں۔ حضور سے امید ہے کہ میرے حال پر اصلاح کے لحاظ سے توجہ فرمائیں گے اور خادم کو ہمیشہ دعائے خیر سے سرفراز فرماتے رہیں گے۔

جواب: آدھی خوشی تو ہوئی کہ کچھ تو سمجھے الحمد للہ لیکن پوری خوشی اس لئے نہیں ہوئی کہ پورے طور پر نہیں سمجھے۔ آپ کے سمجھے ہوئے کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی یہ حرکت شیخ کے حقوق کے خلاف ہوئی۔ اس سے ایک بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس حرکت پر پکڑ شیخ ہونے کے زعم کی وجہ سے ہے۔ اس میں مجھ پر ایک ایسی بات کی تہمت ہے کہ جو اس پکڑ میں میرے ذہن میں بھی نہیں ہے۔ دوسرے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر شیخ کے علاوہ کے ساتھ ایسا کیا جاتا تو کچھ حرج نہیں تھا حالانکہ تب بھی اس میں خرابیاں تھیں جن کی وجہ سے کسی کے ساتھ بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے ان خرابیوں کو (سوچ) سمجھ کر لکھئے تاکہ پوری تسلی ہو کہ اس فعل کی برائی آپ پوری طرح سمجھ گئے۔

ان ہی مولوی صاحب کا ایک اور خط جواب کے ساتھ۔

حال: میرے اس برے فعل کا اثر جس کا مجھے بہت خیال ہو رہا ہے یہ ہوا کہ اعمال واذکار میں بڑی بے لطفی ہو رہی ہے (یعنی مزہ نہیں آ رہا ہے)

تحقیق: قبض اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی نقصان دہ چیز نہیں ہے۔ مگر جب اس کا سبب کوئی برا فعل ہو تو وہ قبض نقصان دہ ہے۔ اس کی اصلاح یہی ہے کہ اس فعل کا تدارک (علاج) کیا جائے۔

حال: لوگوں میں جو میرا وقار تھا اس میں کمی لگتی ہے۔

تحقیق: وقار میں کمی زیادتی کی طرف نظر کرنا اکثر کبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حال: میری نوکری میں ایک موقع ترقی کا تھا اس کی بھی امید معلوم نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: ال کی کمی پر نظر کرنا اکثر دنیا کی محبت کی وجہ ہوتا ہے۔

حال: افسروں کا خیال بھی برا ہو رہا ہے۔

تحقیق: ہاں! برے فعل کا اثر لگتا ہے۔

حال: یہ سب میرے اس برے فعل کا اثر ہے۔

تحقیق: اوپر تفصیل لکھ چکا ہوں۔

حال: سنکھایا (زہر) کھانے والے کی موت کا الزام دوسرے پر کیسے ہو سکتا ہے (یہ تو) سنکھیا ہی کا برا اثر کہا

جائے گا۔ میں ان امور کا الزام اور تہمت حضور پر کیسے رکھ سکتا ہوں یہ تو میرے برے کام کا نتیجہ ہے۔ جو میرے ساتھ رہا ہے۔

تحقیق: اس تحقیق کے جتانے سے اپنے علم کے دعوے کے علاوہ اور کیا فائدہ ہے۔

حال: اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی یقین ہے کہ حضور کی دعا اور توجہ سے یہ ساری باتیں ختم ہو جائیں گی۔

تحقیق: اس میں زیادہ دخل (اس برے) فعل کے تدارک کو ہے۔

حال: مکرمی سیّد محمد اسماعیل صاحب نے لکھا ہے کہ حضور نے خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ وہ (اجازت والا) خط ابھی نہیں پہنچا لیکن ان کے پوچھنے پر کہ میں ان کو لکھ دوں کہ حضور نے اجازت دے دی اس لئے ۱۵ رمضان کے بعد آنے کا ارادہ ہے۔

تحقیق: منع تو نہیں ہے مگر زیادہ فائدہ فیصلہ ہو جانے کے بعد آنے میں ہے۔

حال: مولانا صاحب! کمترین میں کبر ہے۔ اس کا علاج وعظ جس کا نام علاج اکسیر ہے سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی نظر کے سامنے رکھے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بڑائی کے خاص ہونے کو سوچے اس کے بارے میں یہ گزارش ہے کہ جب کبر کا اندیشہ ہو تو اس وقت یہ استحضار کیا کروں۔

تحقیق: اس وقت تو بہت ضروری ہے۔

حال: یا یہ کہ روزانہ کوئی معین مقدار مقرر کروں۔

تحقیق: یہ (تو) اور بھی بہتر ہے اس کے ساتھ علاج کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ جان بوجھ کر ایسے کام کرو جو لوگوں میں ذلت پیدا کرتے ہیں۔ اس کے بغیر دوسرے علاج ناکافی ہیں۔

حال: (وعظ علاج الکبر ہی سے) تواضع کا امتحان یہ معلوم ہوا کہ دوسرا برا کہے تو دل میں ذرا بھی برا نہ مانے، غور کرنے سے معلوم ہوا کہ میں متواضع نہیں ہوں کیونکہ اگر کوئی (عمر وغیرہ کے اعتبار سے) چھوٹا مجھے کوئی حقیقی عیب پر بھی برا کہتا ہے تو بہت ہی ناگوار ہوتا ہے بلکہ کبھی تو ساتھیوں اور بڑوں کا فرمانا بھی بوجھ ہوتا ہے۔

تحقیق: بوجھ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس بوجھ ہونے کے بعد اپنے نفس کو سمجھانا اور اس ناگواری کو دور کرنا چاہئے یہ بھی تواضع کا ایک درجہ ہے۔

حال: کبھی کبھی دل میں یہ آتا ہے کہ بحمداللہ احقر اسے بابرکت مرشد کی خدمت اقدس سے فیض حاصل کر رہا

ہے کہ جس سے بہت سارے لوگ محروم ہیں۔ اس میں یہ شک ہوتا ہے کہ کہیں یہ کبر تو نہیں ہے کہ میں تو ایسے پیر و مرشد سے تعلیم حاصل کرتا ہوں اور جن لوگوں کو یہ بات حاصل نہیں ہے میں ان سے اچھا ہوں۔ اس لئے حضور والا سے امید ہے کہ اس پریشانی کے دور ہونے کی کیا صورت ہے۔ یہ کبر میں داخل ہے یا نہیں ہے نفس کی شرارت کو جان لینا مشکل لگتا ہے۔

تحقیق: نعمت پر فخر کرنا کبر ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھنا اور اپنی نااہلی کو متحضر رکھنا شکر ہے۔

سوال: طبیعت میں لوگوں سے بڑی وحشت ہوتی ہے یہ تکبر تو نہیں ہے۔

جواب: نہیں ہے۔ مگر یہ بات ضروری ہے کہ جن لوگوں سے وحشت ہو ان کو حقیر نہ سمجھے جیسے کسی مریض کو غذا سے وحشت و نفرت ہوتی ہے مگر اس کو حقیر نہیں سمجھتا ہے۔

حال: کبر کے مرض کو دور کرنے کے لئے علاج تجویز فرمایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پابندی سے عمل کروں گا۔

تحقیق: (کبر کا علاج) اس کی حقیقت سمجھنے پر موقوف ہے۔ جو عنقریب آرہی ہے۔

حال: اسی طرح کبر کی حقیقت بھی بتائی جائے کہ کبر کی بہت ساری صورتوں کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

تحقیق: کسی کمال میں خود کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھے۔

علاج: یہ سمجھنا اگر غیر اختیاری ہے تو یہ برا نہیں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ اس کی چاہت پر عمل نہ کیا جائے یعنی زبان سے اپنی بڑائی اور دوسرے کی کمی نہ کرے، دوسرے کے ساتھ تحقیر کا سلوک نہ کرے۔ اگر جان بوجھ کر ایسا سمجھتا ہے یا سمجھتا تو غیر اختیاری طور پر ہے لیکن اس کی چاہت پر عمل کرتا ہو تو یہ تکبر کرنے والا ہے۔ اگر زبان سے اس کی تعریف کرے اور اس سے تعظیم کا سلوک کرے تو یہ علاج کے لئے بہت مددگار ہے۔

حال: احقر جب تک خانقاہ میں رہتا ہے تو اپنے آپ کو یقینی طور پر سب سے حقیر اور ذلیل سمجھتا ہوں۔ لیکن جب یہاں سے رخصت ہو جاتا ہوں تو سب کچھ آجاتا ہے کہ مولوی بھی بن جاتا ہوں، ذاکر شاغل بھی بن جاتا ہوں۔ بڑائی بھی آجاتی ہے۔ جب کوئی پسندیدہ کام کیا جائے تو طبیعت میں بڑائی بھی محسوس کرتا ہوں۔

تحقیق: جو خیال اور اثر غیر اختیاری ہو اور اعتقادی طور پر اس کو برا سمجھے اور اس کی چاہت پر عمل بھی نہ کرے تو جیسے نہ زبان سے فخر کرے نہ جان بوجھ کر اپنے کمال کو سوچے تو کوئی برائی نہیں ہے۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے

عیوب اور کمیوں کو بھی سوچے اور یہ بھی سوچے اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مقدمہ قبول نہ ہوا تو بے کار ہے تو اس (سوچنے والے) عمل سے اجر و ثواب ملے گا۔ اس خیال (اپنے مولوی ہونے وغیرہ وغیرہ) کا علاج اسی استحضار کو بار بار کرنا ہے۔ اس سے (یہ خیال) کمزور ہو کر نہ ہونے کے برابر ہو جاتا ہے۔

حال: خصوصاً (اس کام میں بڑائی محسوس ہوتی ہے) جس کا تعلق دوسروں سے جیسے میں ابھی دیوبند سے ہوتا ہوا یہاں آیا ہوں۔ دیوبند میں اپنے وطن کے طلباء تھے۔ اکثر جو بات ان کے سمجھ میں نہیں آتی تھی تو وہ آ کر مجھ سے پوچھتے تھے۔ جب احقر ان کو سمجھاتا تو وہ سمجھ کر خوش ہوتے تھے تو طبیعت میں بڑائی محسوس ہوتی تھی۔ جو بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی تو بہت ذلت محسوس ہوتی تھی اور یہ کہنے میں بھی بڑی تکلیف ہوتی تھی کہ میری بھی سمجھ میں نہیں آیا لیکن کہہ دیتا تھا۔

تحقیق: یہی مجاہدہ ہے جو مشاہدہ کی چابی ہے۔ (صوفیوں کی اصطلاح میں نور الٰہی کے مل جانے کو مشاہدہ کہتے ہیں) اسی کو لازم رکھنا مطلوب بھی ہے اور مطلوب کی ابتداء بھی ہے یہ مسلسل کرتے رہنا اگر چہ تکلیف کے ساتھ پھر (بعد میں) بغیر تکلیف کے اس پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

حال: علم کے بارے میں (حالت یہ ہے کہ) جو لوگ جاہل ہیں ان کے بارے میں بغیر ارادے کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میں اس سے اچھا ہوں کیونکہ میں علم پڑھا ہوا ہوں اور وہ جاہل ہیں اور (میں) فلاں بات جانتا ہوں اور وہ نہیں جانتے ہیں۔ ایسی ایسی باتیں اور خیالات بہت آتے ہیں۔ میں اس کو دور کرنے کے لئے علاج کے طور پر اپنے نفس سے کہتا ہوں: معلوم نہیں خدا تعالیٰ کے نزدیک کون اچھا ہے شاید اس کا باطن اچھا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک میں برا و ذلیل خوار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے دو چار ظاہری حروف سکھا دیئے ہیں اس لئے تو بڑائی کرتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ) چاہیں تو آج چھین لیں تو تم کیا کرو گے۔ تم بھی اسی طرح جاہل رہ جاؤ گے اب تک تو ایسا ہی کرتا ہوں آئندہ کے لئے جو علاج مناسب ہو تحریر فرمائیں۔

تحقیق: (آپ) صحیح سمجھے علاج یہی ہے۔ اسی کا استحضار کیا جائے۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: احقر اس پر عمل کرتا ہے۔ جب کبھی (وہ) خیال آتا ہے اسی کا استحضار کرتا ہے۔ اس سے مرض میں بہت کمی محسوس کرتا ہوں۔ پہلے اپنے نفس کے تقاضے پر عمل نہ کرنا بہت مشکل ہوتا تھا اب وہ بات نہیں رہی بلکہ اس کی مخالفت کرنا زیادہ مشکل نہیں لگتا ہے۔

کچھ غور کرنے سے اس میں کامیاب ہوتا ہوں۔ لیکن نفس کی چاہت بالکل ختم نہیں ہوتی ہے۔ اس سے

طبیعت بہت ہی غمگین ہوتی ہے میں چاہتا ہوں کہ نفس کی چاہت ہی ختم ہو جائے وہ ختم نہیں ہوتی ہے۔ کسی بات نفس خود کو بڑا سمجھتا ہے، کوئی بات سمجھ نہیں آتی کیونکہ کبھی اپنے اندر غور کرتے سے لگتا ہے کہ مجھ جیسا کم بخت وگنہ گار اور بداخلاق کوئی نہیں ہے۔ لیکن یہ بات ہر وقت نہیں ہوتی ہے۔ اگر یہ بات علاج کے قابل ہو تو علاج فرمائیں۔

تحقیق: (اسی بات کا) بار بار استحضار کرنا کافی ہو جائے گا۔

بدزبانی کا علاج

حال: اللہ تعالیٰ کے لئے میرے لئے کوئی ایسی تدبیر تجویز فرمائیں کہ جس سے بدزبانی چھوٹ جائے۔ میرا مزاج ایسا ناقص ہوگیا ہے کہ جو چیز (اپنی طبیعت کے) خلاف دیکھی بہت غصہ آیا خواہ مخواہ سخت الفاظ منہ سے نکلنے لگے۔ کسی کے سامنے بھی یہ معاملہ ہو زبان نہیں رکتی ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ کوئی تدبیر بتائی جائے کہ لوگ میرے زبانی ظلم سے محفوظ رہیں بہت حیران ہو کر گزارش کررہا ہوں۔

تحقیق: بدزبانی کا علاج ہمت (کرنے) اور بات کرنے سے پہلے سوچنے (کہ کیا بول رہا ہو) اور (بدزبانی) کے عذاب کے استحضار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

بڑھاپے میں بعض وجہوں سے شہوت کا اثر زیادہ ہونا

حال: کبھی قبض کی تنگی اس شعر کی طرح ہوتی ہے۔

اے رفیقاں را سہارا بست یار　　آہوئے لنگیم من او شیر شکار
چوں نالم تلخ از دستان اد　　چوں نیم در حلقہ مستان او

ترجمہ

❶ دوستوں نے کئے راستے بند ہمارے —— ہم ہیں آہو لنگڑے وہ شکاری شیر۔
❷ اس کے ظلم وستم پر کیوں نہ روئے ہم —— جب کہ اس کے دوستوں میں نہیں ہیں ہم۔

پھر یہ خیال آتا ہے کہ

چوں بعلم آئیم آن ایوان او است　　دو بجہل آئیم آن زندان او است
در خواب آئیم مستان وئیم　　در بہ بیداری بدستاں دہیم
حیث اقرب انت من حبل الورید　　لم اقل یا یا نداء للبعید

ترجمہ

❶ اگر ہماری رسائی علم تک ہو جائے تو یہ ان ہی دربار ہے کہ علم کے درجے تک ان ہی کے پہنچانے سے پہنچے اور اگر ہم جہل میں مبتلا رہیں تو یہ ان ہی کا قید خانہ ہے کہ ان ہی کا تصرف ہے کہ ہم جہالت سے نہیں نکلے۔

❷ اگر ہم سوتے رہیں تو ان ہی کے بے ہوش کیے ہوئے ہیں اور اگر جاگ اٹھیں تو یہ ان ہی کی گفتگو ہے یعنی یہ قوت بیانیہ ان ہی کی عطا کی ہوئی ہے۔ (خطبات حکیم الامت ۵/۱۰۹۳)

❸ کیوں پکاروں میں تجھ کو اے جان عزیز ــــــ جب تو ہے میری شہ رگ سے بھی قریب۔

دوسری عرض یہ ہے کہ ابتدائے جوانی جو جوانی کا آغاز کہلاتا ہے حالانکہ وہ وقت شہوت کے تقاضوں کے خاص زور (تیزی) کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت میں ان (شہوانی) تقاضوں کا ایسا شدید زور نہیں تھا۔ لیکن جبکہ جوانی ڈھل رہی ہے اور بڑھاپا شروع ہو گیا ہے۔ اب میں ان تقاضوں کی شدت اپنے اندر اتنی محسوس کرتا ہوں کہ اس کو بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ چنانچہ میں نے پہلا خط اسی کیفیت کے بارے میں لکھا تھا۔

تحقیق: یہ وہی بات ہے جس کو میں کہا کرتا ہوں: بعض وجوہ سے بڑھاپے میں برداشت کے کمزور ہونے کی وجہ سے شہوت کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

بدخواہی (برا چاہنے) کے خیال کا علاج

سوال: جب میرے گھر والی زندہ تھی تو کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ اگر یہ مر جائے تو میں مولانا کے پاس جا کر خوب ذکر کیا کروں حضرت کی خانقاہ سے کہیں نہ جاؤں یہاں تک کہ موت آجائے۔ میں نے خدا سے دعا نہیں کی مگر جی میں یہ خیال کبھی آجاتا تھا۔ اب اتفاق سے اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ مجھے گناہ تو نہیں ملے گا۔

تحقیق: اس معمولی خیال سے گناہ نہیں ہوا۔ ہاں! اگر دھیان باندھ لیا جاتا کہ یہ مر ہی جائے تو اس میں گناہ ہے۔ اگر تجربہ سے (یہ بات معلوم ہے کہ) یہ شخص صاحب تصرف نہیں ہے (صاحب تصرف وہ آدمی کہلاتا ہے جو اپنی روحانی قوت سے کوئی کام کر دیتا ہو) تو صرف مسلمان کے برا چاہنے کا گناہ ہوگا ورنہ (اگر یہ شخص صاحب تصرف ہو تو) ہلاک اور قتل کا گناہ ہوگا۔ اس لئے ایسے خیالات کے وقت مناسب یہ ہے کہ فوراً اپنا خیال ادھر سے ہٹا لے اور زبان سے یا خیال سے دعا کرے کہ الٰہی! سب کی خیر (ہو)۔

فضول کام چھوڑنے کی ضرورت

حال: عرض ہے کہ بندہ کو ایک سال سے ایک خوشبو ظاہر ہوتی ہے۔ پچھلے سال ایک سال میں پندرہ دن رہ کر

ختم ہوگئی۔ بندہ نے اس کا ذکر مولوی سیّد ...... صاحب باکہنڈی سے اور حافظ ...... صاحب سے کیا۔ حافظ صاحب نے فرمایا: یہ ذکر کی برکت ہے۔ جس سے سکون حاصل ہوا۔ اب پھر شروع ہوتی ہے جس کو ہفتہ سے زیادہ ہوا ہے۔ یہ خوشبو عجیب طرح کی ہے۔ بندہ اگرچہ اس کی طرف خیال نہیں کرتا ہے لیکن خوشی ضروری رہتی ہے۔

تحقیق: اس کی تحقیق کے پیچھے پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہ نہ کوئی کمال کی چیز ہے اور نہ ہی کوئی نقصان دہ چیز ہے پھر اس کی (تحقیق کی) کوشش کرنا ہی فضول ہے اور فضول کام کو چھوڑنا ہی سلوک کا پہلا قدم ہے۔

غصہ کا علاج

حال: ضروری عرض یہ ہے کہ مجھے اپنی نیک اور بدمزاجی حالت سے ایسی بدگمانی ہوگئی ہے کہ کسی طرح بھی اپنی حالت سے تسلی نہیں ہوتی ہے۔ وہ (عرض) یہ ہے کہ کبھی نااہلوں سے ایسی باتیں ہوجاتی ہیں کہ صرف ان کی بددینی کی وجہ سے اتنا غصہ آجاتا ہے اور مزاج میں گرمی اتنی زیادہ ہوجاتی ہے کہ میں آپے سے باہر ہوجاتا ہوں۔ بہت چاہتا ہوں کہ برداشت سے کام لوں اور اس کا بہت اہتمام بھی کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ لیکن کبھی کبھی ایسے اسباب بن جاتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ہوجاتا ہے۔

اس بات کا اہتمام کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے بھی ارادہ کرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ پھر کوئی بات کسی نااہل سے پیش آئے گی تو بہت اہتمام اور برداشت سے کام لوں گا۔ لیکن معاملہ پھر وہی الٹ ہوجاتا ہے اور میں مغلوب ہوجاتا ہوں اور مجھ سے کچھ نہ کچھ بے جا نامناسب حرکت ہوجاتی ہے اس غلبہ (کی حالت) میں کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے کہ کیا کررہا ہوں اور کیا کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد افسوس ہوتا ہے (پھر) اگر میری غلطی ہوتی ہے تو اس کی تلافی بھی وقت اور جگہ دیکھ کر کرلیتا ہوں۔ ورنہ خاموش ہوجاتا ہوں۔

اس لایعنی حرکت سے مجھے بعد میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ (اور حال یہ ہے کہ) دوسرے پر (جس پر غصہ ہوتا ہوں) اس غصہ کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان کی طبیعت ان باتوں کی عادی ہوتی ہے اور یہ ہر وقت ان کا مزاج ہے۔ حالانکہ مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں اس کا اہتمام اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ نہیں کروں گا۔

جب تک ان لایعنی باتوں کا اثر مجھ پر رہتا ہے کورا لگتا ہوں اگرچہ نماز اوراد و وظائف سب کچھ کرتا ہوں۔ لیکن ایسی حالت میں میرے اعمال ایسے ہوتے ہیں جیسے بغیر نمک کا سالن ہوتا ہے۔ جب ذہن خالی ہوتا ہے (یعنی ان باتوں کا اثر نہیں ہوتا ہے) تو اس وقت اگرچہ زائد اعمال کی توفیق نہ ہو مگر خود کو مالا مال اور ہشاش بشاش

رہتا ہوں۔

غرضیکہ میری کوئی حالت ایسے موقع پر اچھی نہیں لگتی ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا ہوں کہ اچھی ہے یا بری ہے۔ ممکن ہے مجھ میں بصیرت (دیکھنے کی حقیقی صلاحیت) نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اچھے برے کی تمیز نہ ہو اور اس (اچھے برے) کے پہچاننے سے قاصر ہوں۔ ہاں! اتنا کہہ سکتا ہوں کہ (میری) وہ (غصہ کی حالت) بری باتوں، کسی بے دینی اور شریعت کے خلاف باتوں ہی کی وجہ سے اس (غصہ کی حالت) کا غلبہ ہوتا ہے ناحق نہیں ہوتا ہے۔ ہاں! اگرچہ اس (غصہ) کی مغلوبیت کی وجہ سے کچھ نامناسب باتیں مزید ہوجاتی ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتا (کہ یہ کتنی زیادہ ہوتی ہیں کیونکہ) کبھی اتنی زیادہ اور نامناسب باتیں ہوجاتی ہیں اور کبھی پتہ ہی نہیں چلتا ہے۔

جب تک صفائی نہ ہوجائے دل مکدر (میلا، بوجھل) رہتا ہے اور یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ ساری خطا تیری ہی ہے اور یہ سب میرے نفس کا چھپا ہوا دھوکہ ہے ورنہ اتنا زیادہ غصہ اور گرمی میرے اندر کیوں پیدا ہوتی ہے۔

اس لئے جو کچھ بری بھلی اپنی سمجھ میں آتی ہے وقت وقت اطلاع دیتا رہتا ہوں مرض کا پتہ تو اس وقت چلتا ہے جب کوئی معاملہ پیش آتا ہے اس لئے امید کرتا ہوں کہ میری بری حالت جو کچھ لکھتا ہوں (اس کی) تحقیق فرما کر مکمل تسلی فرمایئے ورنہ میں اپنی حالت سے کبھی بہت پریشان اور مایوس ہوجاتا ہوں یا اس وقت کے لئے کوئی ایسی تدبیر بتادی جائے جس میں جوش میں سنبھلا رہوں بلکہ ہوش اور پوری عقل سے کام لوں۔ میں اپنی اس حالت کی وجہ سے ایک معمولی مبتدی سے بھی خود کو بدتر سمجھتا ہوں۔ دعا اور دوا سے پوری اصلاح فرمائی جائے۔

تحقیق: میں خود بھی بالکل اسی مرض میں مبتلا ہوں۔ اگرچہ پہلے سے کمی ہے۔ اس لئے میں نے جو (علاج) اپنے لئے تجویز کیا ہے وہی آپ کے لئے تجویز کرتا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ اس پر عمل کرنے سے (اس حالت میں) اعتدال (میانہ روی) پیدا ہوجائے گا۔ وہ تدبیر یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے (اس حالت میں) حد میں رہنے کا اہتمام کیا جائے۔ اور پھر جو (کمی) کوتاہی ہوجائے شریعت کے مطابق اس کی تلافی کی جائے اور استغفار کیا جائے۔

حال: مجھ میں طبعی طور پر غصہ زیادہ ہے۔ ذرا سی بات پر غصہ حد سے زیادہ آجاتا ہے۔ غصہ کے وقت عقل نہیں رہتی ہے۔ غصہ ختم ہوجانے کے بعد شرمندگی ہوتی ہے، بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ علاج سوچتا ہوں کچھ سمجھ نہیں آتا ہے۔ کوئی علاج مفید بھی نہیں ہوتا ہے۔ حضور کوئی عمدہ اور مجرب نسخہ تجویز فرمائیں اگرچہ وہ سخت ہی ہو تو مہربانی ہوگی۔

تحقیق: جس پر غصہ کیا جائے غصہ ختم ہوجانے کے بعد مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیئے پاؤں پکڑیئے

بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھئے۔ ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آ جائے گی۔

حَال: آج مغرب کی نماز کے بعد احقر اپنے استاد...... سے ملاقات کرنے کے لئے گیا یہ پہلی ملاقات تھی۔ جب احقر وہاں پہنچا تو ایک چارپائی پر تنہا حضرت مولانا صاحب کھانا کھا رہے تھے۔ ایک دوسری چارپائی پر ایک دوسرے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں پہنچ کر چپکے سے بغیر سلام کئے ہوئے دوسری چارپائی پر بیٹھ گیا۔ جس پر یہ صاحب تشریف فرما تھے۔ مولوی صاحب نے میرے بارے میں ان صاحب سے پوچھا: یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا: چرتھاول کے رہنے والے ایک شخص ہیں اور ساتھ ہی یہ جملہ بھی طعن کے طور پر فرمایا: سلام کرنا صوفیت کے خلاف تو نہیں ہے۔ میں بالکل خاموش بیٹھا رہا۔

جب حضرت مولانا کھانا کھا چکے تو میں نے ان کے پاس جا کر ان کو سلام اور مصافحہ کر کے جس چارپائی پر مولانا صاحب بیٹھے ہوئے تھے اسی پر میں بھی بیٹھ گیا۔ میں نے مولانا صاحب کے مزاج اور خیریت کے بارے میں پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ رمضان المبارک میں جناب کا قیام کہاں رہا۔ ان سے بات چیت شروع کر دی۔ ۱۰، ۱۲ منٹ باتیں ہوتی رہیں اور باتیں بھی ہوئیں۔

اس کے بعد یہ صاحب مجھ پر اعتراض کرنے لگے اور مولوی صاحب کی طرف خطاب کر کے بہت غصہ کے ساتھ کہنے لگے کہ کیوں مولوی صاحب یہ کون سی حدیث میں آیا ہے کہ سلام نہ کرے حدیث شریف میں یہ تو منع آیا ہے کہ اگر کوئی شخص درس وتدریس میں مشغول ہو تو اس کو سلام نہیں کرنا چاہئے، کھانا کھاتے ہوئے شخص کو سلام کرنا تو کہیں منع نہیں ہے، یہ کیسی صوفیت ہے۔ اگر ہمارے پاس کوئی غیر قوم کا آدمی بھی بیٹھا ہوا ہوتا تو وہ ان کو کیا کہتا۔ یہ حضرت مولانا تھانوی کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں، ان کے مرید کہلاتے ہیں اور وہاں کے تعلیم یافتہ (تعلیم حاصل کئے ہوئے) ہیں پھر بھی سنت کو ترک کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ حضرت مونا تھانوی کو بدنام کرتے ہیں۔

غرض مولوی صاحب کو مخاطب کر کے اسی قسم کی باتیں انہوں نے خوب غصہ میں کہیں اور دیر تک کہتے رہے۔ احقر ان باتوں کو سن کر کچھ نہیں بولا بلکہ ہنس کر ٹال دیا۔ ہاں! دل میں اتنا خیال ضرور آیا کہ ان حضرت کو کہنے کا کیا حق ہے؟ پھر ایسے غصہ کے ساتھ حالانکہ میری اور ان کی کسی قسم کی بالکل بے تکلفی نہیں ہے۔ صرف تھوڑی سی جان پہچان ہے۔ یہ وسوسہ تو ضرور آیا مگر میں نے زبان سے اب تک کسی قسم کا لفظ تک نہیں بولا۔ مولوی صاحب بھی سن کر خاموش بیٹھے رہے کچھ نہیں بولے۔

جب ان صاحب نے اپنی بات ختم کر دی تو مولوی صاحب نے پھر مجھ سے بات شروع کر دی۔ میں بھی مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر ان کی باتوں کا جواب دیتا رہا۔ مولوی صاحب کو مجھ سے کیا بلکہ تقریباً ہر آدمی خصوصاً شاگردوں سے بہت بے تکلفی ہے یہاں تک کہ کبھی کبھی تو مذاق بھی کر لیتا۔ (اسی (باتوں کے) درمیان مولوی صاحب نے مجھ سے کہا: تو میرے کلیجہ سے لگ جا۔ جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں معانقہ ہے۔ یہ بھی کہا کہ اگر تو میرے کلیجہ سے لگ جاتا تو میرے دل میں نور پیدا ہو جاتا۔ میں نے کہا: معانقہ کرنا بے شک سنت ہے اور برکت کا سبب ہے مگر اس سے دل میں نور تو کہیں پیدا نہیں ہوتا ہے۔

اس پر وہ صاحب پھر غصہ میں بولے: ضرور دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد میری طبیعت میں بھی تبدیلی آ گئی اور میں نے بھی خوب غصہ سے کہا: میں آپ کے پاس نہیں آیا اور نہ ہی اس وقت آپ سے بات کر رہا ہوں، آپ کیوں درمیان میں دخل دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ آپ کو کیا حق ہے؟ آپ کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ میں نے آپ سے رجوع نہیں کیا ہے نہ آپ سے اصلاح کی درخواست کی ہے اور نہ آپ میرے پیر ہیں نہ استاد آپ کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ آپ کو کہنے کا کیا حق ہے؟ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

وہ صاحب اس پر اور بھی زیادہ غصہ کے ساتھ بلند آواز سے کہا: ہم کو کہنے کا حق ہے، آپ بھی مؤمن، ہم بھی مؤمن ہیں مؤمن کو مؤمن کے کہنے کا حق ہے۔ میں نے کہا: آپ کس منہ سے کہتے ہیں؟ کیا آپ کے اندر عیب نہیں ہے؟ سلام کرنا فرض نہیں ہے سنت ہے اور ایک سنت کیا معلوم نہیں ہم سے کتنی سنتیں چھوٹ جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات تو فرائض تک چھوٹ جاتے ہیں۔ میں نے یہ بھی کہا: کھانا کھاتے ہوئے بھی سلام نہیں کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ جواب دیتے ہوئے حلق میں ٹکڑا نہ اٹک جائے۔ کہنے لگے حدیث دکھاؤ میں نے کہا حدیث تو مجھے معلوم نہیں ہاں میں نے سنا ہے۔ وہ صاحب کہنے لگے اچھا میں آپ کی بات کو مانتا ہوں مگر یہ تو بتایئے کہ میں تو کھانا نہیں کھا رہا تھا۔ (آپ نے) مجھے کیوں سلام نہیں کیا؟ اس پر میں خاموش رہا۔

اس کے بعد حافظ ...... صاحب آ گئے۔ انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ میں نے ان کو ساری بات بتائی۔ جس کو سن کر انہوں نے بھی میری طرف داری کی۔ اس پر وہ صاحب کہنے لگے: آپ بھی انہی کے طرف دار ہو گئے۔ اس کے بعد یہ بھی کہا: مجھے تو ان کی حالت کا اندازہ کرنا تھا بس معلوم ہو گیا کہ ان میں بے نفسی نہیں ہے، ذرا سی بات میں کتنے غصہ ہوئے۔ صوفی کی تو یہ حالت ہونی چاہئے کہ اگر اس پر کوئی پاخانہ اور پیشاب بھی ڈالے تو اس کو تب بھی کچھ نہیں بولنا چاہئے۔ اس پر حافظ صاحب نے کہا: کسی کے لئے یہ بات بھی تو مناسب نہیں کہ وہ کسی پر پاخانہ پیشاب ڈالے۔ (اس پر ان صاحب نے پھر کہا:) بس ان کی حالت معلوم ہو گئی ذرا سی بات پر اتنا غصہ۔

میں نے کہا: پہلے تو میں نے صوفیت کا دعویٰ نہیں کیا ہے دوسرے میرے اندر ایک عیب کیا سینکڑوں عیب موجود ہیں۔

بہرحال واقعہ یہ پیش آیا۔ اب حضور والا سے صرف اپنی ہدایت کے لئے یہ بات معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس حالت میں اگر میرا غصہ کرنا صحیح نہ ہوتو میں ان صاحب کے پاس جا کر معافی مانگوں اور توبہ کروں اور آئندہ ایسی باتوں سے بالکل بچوں۔ اب حضور کے ارشاد کا منتظر ہوں جیسا حضور فرمائیں گے اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ دل و جان سے عمل کروں گا۔

تحقیق: یہاں کئی باتیں ہیں جن کو ترتیب وار نیچے ذکر کیا جاتا ہے۔

❶ ایک بات تو ان کے مضمون کے بارے میں ہے۔

(الف) اس میں انہوں نے یہ بات صحیح کہی کہ "میں تو کھانا نہیں کھا رہا تھا مجھے سلام کر لیتے" باقی ساری باتیں فضول ہیں۔

(ب) تم نے یہ بات صحیح کہی کہ "ان کو تمہیں غصہ کے ساتھ نہیں کہنا چاہئے تھا کیونکہ مؤمن مؤمن کو نصیحت کرتا ہے" اس کے یہ آداب نہیں ہیں۔ تشدد (زیادتی اور جبر) سے کہنا صرف بڑوں کا حق ہے خواہ ان کی بڑائی کسی اختیاری وجہ سے ہو یا کسی التزامی (لازم کر لینے کی) وجہ سے ہو۔ باقی تمہاری باتیں فضول تھیں۔

❷ دوسری بات، بات کرنے کا طریقہ ہے۔ اس میں دونوں کا طریقہ برا ہے۔ مگر انہوں نے پہل کی ہے اس لئے "البادی اظلم" (یعنی پہلے کرنے والا زیادہ ظالم ہوتا ہے) کے قاعدہ سے وہ الزام کے قابل ہیں اور "جزاء سیئة سیئة مثلها" (کہ برائی کا بدلہ اسی طرح برائی ہے) کے قاعدہ سے تم بری ہو لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ تمہاری طرف سے کوئی زیادتی نہ ہوئی ہو (اگر زیادتی ہوئی ہے تو جتنی زیادتی ہوئی) اس کا الزام تم پر ہے۔

❸ تیسری بات یہ ہے کہ جتنی بات اس میں غلط ہوئی ہے اس کی معافی مانگنا چاہئے۔

اس لئے مضمون میں جتنی غلطی ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے (اس کے لئے) اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہئے۔ (اور) غصہ اور تکلیف پہنچانے کا جتنا حصہ ہے اس میں اگر زیادتی ہوئی ہے تو وہ بندے کا حق ہے (اس کے لئے) جس کا حق ہے اس سے معافی مانگنی چاہئے۔ اگر زیادتی نہیں ہوئی ہے تو پھر گناہ ہی نہیں ہے۔ اب اس کو خود (ہی) دیکھ لو۔ "بل الانسان علی نفسه بصیرة" کہ انسان خود ہی اپنے آپ کو جاننے والا ہے۔

حَالؒ: دوسرے کی ذرا ذرا سی بات پر طبیعت میں غصہ اور ناگواری بہت ہوتی ہے۔ بہت برداشت کرتا ہوں، صاف صاف برا نہیں کہتا ہوں نہ ہی زیادہ جھگڑا کرتا ہوں مگر پھر بھی زبان سے ایسے الفاظ (نکل جاتے ہیں) اور لب لہجہ ایسا ہوجاتا ہے جو دوسروں کو ناگوار ہوتا ہے۔ یہ اکثر اس وقت ہوتا ہے جب کوئی حق تلفی کرے اور حق (بات کو) پسند نہ (کرتا) ہو یا (کوئی) غصہ دلانے یا تکبر والی بات کہتا ہے۔ اس صورت میں نرمی اور آسانی سے بات کہنی اور ایسی بات جس میں غیبت نہ ہو نہ کہنے کو پس پشت (پیٹھ کے پیچھے ڈالنا یعنی ایسی بات نہ کہنا) بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔

اکثر تو یہ کرتا رہتا ہوں۔ اس (حالت) میں اور دوسرے گناہوں میں کمی بھی محسوس ہوتی ہے مگر (اس کمی پر) ہمیشہ قائم نہیں رہتا ہوں۔ میں اس سے عاجز آ گیا ہوں۔ یہ دعا میرے حال کے مطابق ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاكَ ضَعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں کمزور ہوں اپنی رضا جوئی کے لئے میری کمزوری کو قوت عطا فرمایئے اور مجھے میری پیشانی سے پکڑ کر خیر کے کاموں کی طرف لے جایئے۔"

حضور بھی میرے حق میں دعا فرمائیں۔

تَحقِیق: (میں) دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی تدبیر کریں۔ وہ یہ ہے کہ تکلیف برداشت کرتے ہوئے اس (طبیعت کی) چاہت کی مخالفت کریں۔ جب کمی کوتاہی ہو جائے تو استغفار کریں۔ اگر اس شخص پر شرعی حدود سے کوئی زیادتی ہوگئی ہو تو اس سے معاف کرائیں۔ کچھ دنوں تک ایسا کرنے سے اصلاح ہو جائے گی۔

حَالؒ: (کتاب) تہذیب السالکین پڑھتا ہوں۔ اپنے اندر تکبر حسد وغیرہ معلوم نہیں ہوتا ہے۔

تَحقِیق: الحمد للہ!

حَالؒ: ہاں! (طبیعت میں) غصہ لگتا ہے۔ وہ بھی ناحق بات پر نہیں آتا ہے۔ اگر زیادتی میری ہو تو چاہے کوئی کتنا ہی برا کہے غصہ نہیں آتا ہے مگر بلا وجہ کہنے سے ضرور آتا ہے یہ جو عیب تھا صاف صاف لکھ دیا۔

تَحقِیق: یہ عیب نہیں ہے۔ ہاں! اس حق (صحیح) غصہ کو بھی برداشت کر لینا بہتر ہے۔

حَالؒ: دنیاوی کاموں میں کبھی ریا محسوس ہوتی ہے جیسے کھیتی کا کام کرتا ہوں تو یہ خیال دل میں آتا ہے کہ اس طرح کرو کہ لوگ سمجھیں بڑا قوی ہے۔ مگر دینی کاموں میں نہیں (آتا ہے)۔

تَحقِیق: یہ بھی برا ہے۔ مگر دینی کاموں میں ریا سے کم ہے لیکن اس کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔

حَالؔ: بندہ نے حضرت کی خدمت مبارک میں پہلے ایک خط لکھا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت نے لکھا تھا کہ ''صرف غصہ آتا ہے یا اس کی چاہت پر عمل بھی ہوتا ہے۔ اگر عمل بھی ہوتا ہے تو کیا کیا عمل ہوتا ہے؟ غصہ اور اس پر عمل اختیاری ہے یا ایک اختیاری دوسرا غیر اختیاری (اس کا جواب یہ ہے کہ) غصہ تو غیر اختیاری ہے اور اس کی چاہت پر عمل اختیاری ہے۔

تحقیقؔ: جب (غصہ کی چاہت پر عمل) اختیاری ہے تو اس پر عمل نہ کرنا بھی اختیاری ہے۔ اختیاری (کاموں) کا علاج اختیار کو استعمال کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اگرچہ اس (استعمال) میں تکلیف اور مشقت ہو۔ اسی اختیار کو بار بار استعمال اور ہمیشہ اختیار کرنے سے (غصہ کی) وہ چاہت کمزور ہو جائے گی پھر نہ کرنے میں زیادہ تکلیف نہیں ہوگی۔ ہاں! اس اختیار کو استعمال کرنے میں کبھی کبھی کچھ تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس تکلیف کی آسانی کے لئے کچھ تدبیروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

❶ غصہ کے وقت وہاں سے فوراً ہٹ جائیں۔

❷ اعوذ باللہ پڑھیں۔

❸ پانی پی لیں۔

❹ فوراً کسی (دوسرے) کام میں لگ جائیں۔

❺ حق تعالیٰ کے قادر ہونے اور اپنے گناہ گار ہونے اور (اللہ تعالیٰ کے) انتقام کے خوف کو سوچئے اور (اللہ تعالیٰ کے) معاف کرنے کی پسند کو سوچ کر جس پر غصہ آیا ہے اس کو معاف کر دینا چاہئے۔

حَالؔ: (بندہ میں) ایک مرض غصہ کا ہے۔ اکثر ان لوگوں سے جن کے ساتھ کچھ کاموں کی وجہ سے روزانہ ملنا جلنا ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ آ جاتا ہے۔ غصہ کے بعد پچھتانا پڑتا ہے اور کبھی تو اس وجہ سے نماز میں بھی دل نہیں لگتا ہے۔ مہربانی فرما کر نجات کی صورت بتائیں۔

تحقیقؔ: جس وقت غصہ آئے تو ان باتوں کی پابندی کیجئے۔

❶ یہ سوچیں کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا خطاوار ہوں اگر وہ بھی (مجھ پر) اسی طرح غصہ کریں میرا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

❷ اگر میں اس کو معاف کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دیں گے۔

❸ اس وقت بے کار نہ رہیں فوراً کسی کام میں لگ جائیں خصوصاً کتاب کے مطالعہ کرنے میں (لگ جائیں)۔

۴ اس جگہ سے ہٹ جائیں۔
۵ اعوذ باللہ کثرت سے پڑھیں۔
۶ پانی پی لیں۔
۷ وضو کر لیں۔

حَالؒ: (بندہ میں) ایک مرض یہ ہے کہ غصہ بہت آتا ہے۔
تحقِیق: غصہ اختیاری ہے یا غیر اختیاری؟ اور اس کی چاہت پر عمل کرنا اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے؟
اس کے بعد ان صاحب کا دوسرا خط آیا جو جواب کے ساتھ منقول ہے۔
حَالؒ: غصہ کا اچانک آنا تو غیر اختیاری ہے۔ اس کے بعد اس پر باقی رہ کر عمل کرنا اختیاری ہے۔
تحقِیق: جب (اس پر باقی رہ کر عمل کرنا اختیاری ہے تو) اس پر عمل نہ کرنا بھی اختیاری ہے۔ عمل نہ کرو یہی علاج ہے۔

حَالؒ: میری طبیعت بہت تیز ہے۔ جو چیز بھی کسی کے بات کرنے میں یا لکھنے میں یا املا وغیرہ میں طبیعت کو ناگوار ہو تو میں درگزر نہیں کر سکتا ہوں۔ کبھی تو صرف (کسی کی ناگوار بات) سن کر ہی اس نادان کی زبان سے درستی اور اصلاح کی نیت سے بہت سے کلمات نکل جاتے ہیں۔ کبھی سامنے والے کو برا بھی لگتا ہے۔ اسی طرح کو کبھی بے قاعدہ باتوں کو دیکھ کر تھانہ بھون کی تعلیمات کو دیکھتے ہوئے طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے۔ مجبور ہوں کیا کروں؟ اگر یہ عادت بری تو اطلاع فرمائیں۔ ایسے ہی اپنی بری عادتوں سے بچنے کی کیا صورت کروں بتائیے۔
تحقِیق: مبتدی کے لئے یہ بات نقصان دہ ہے کیونکہ وہ شریعت کی حدود پر رہ نہیں سکتا ہے اور اس کا منصب تعلیم کا منصب نہیں ہے اس لئے نفس کے انتقام لینے کے جذبے سے خالی نہیں ہے۔ اگر غصہ کو برداشت کرنا مشکل ہو تو غصہ کے موقع پر اپنی غلطیوں کو یاد کریں۔ اس سے مدد ملے گی اور دعا اور تضرع میں مشغول ہو جائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے نجات ملے گی۔

حَالؒ: بندہ حقیر اپنے اندر غصہ کا مرض پاتا ہے۔ جب کبھی کسی سے کوئی بات یا کوئی کام طبیعت کے خلاف ہو جاتا ہے تو طبیعت بھڑک اٹھتی ہے۔ بندہ کا یہ مرض اختیاری ہے۔ لیکن اس بری عادت غصہ کے وقت اس کی

برائیاں نظر کے سامنے نہیں رہتی ہیں۔

تحقیق: (اس کا) علاج ضد کے ساتھ ہے (کہ غصہ آئے تو غصہ نہ کرو اس کی برائیوں کے) بھول جانے کا (علاج) استحضار ہے۔ ایک پرچہ پر غصہ کی برائیاں لکھ کر اپنے پاس رکھو خواہ جیب میں رکھو یا بطور تعویذ بازو پر باندھ لو۔ غصہ کے وقت برائیوں کا یاد آجانا یا یاد کر لینا آسان ہوگا۔

ناشائستہ (غیر اخلاقی) حرکت کرنے کا علاج

آئندہ خط کی تمہید: یہ صاحب جن کا خط نیچے ذکر کیا جا رہا ہے ایک اہل علم میں سے ہیں جو خانقاہ میں ذکر و شغل کے لئے مقیم تھے۔ ایک غیر اخلاقی حرکت پر نکال دیئے گئے۔ یہاں سے نکل جانے کے بعد جلال آباد (جو یہاں سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے وہاں) جا کر مقیم ہوگئے۔

ان کا یہ خط اصلاح کی طلب کے لئے آیا تو حضرت نے اپنے خاص طریقے کے مطابق اصلاح شروع فرمائی۔ پہلے تو خود انہی سے اپنی حرکتوں کی برائیاں معلوم فرمائیں کہ جو سمجھانے کا بہت موثر اور اعلیٰ درجہ ہے۔

ان صاحب کا خط: تین دنوں سے مجھے مایوسی اور محرومی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ اس کا سبب ایک خیال ہے جو مجھے آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو چیز اصل کے اعتبار سے پاک ہو اگر اس میں کچھ نجاست لگ جائے جیسے کپڑا تو وہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ جو چیز اصل کے اعتبار سے ناپاک ہو جیسے پاخانہ وغیرہ اس کے پاک ہونے کی تو کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اس لئے تو (تو) ایسا ہی ہے، تیری بالکل اصلاح نہیں ہوگی۔

اس خیال کے آنے سے اتنی مایوسی ہوئی کہ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اب سب کام چھوڑ دوں گا۔ لیکن جب سحری کھا کر فارغ ہوا اور سونے کا ارادہ کیا تو فوراً دل میں یہ خیال آیا "لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم" (کہ تم اس کو برا خیال نہ کرو بلکہ یہ تو تمہارے لئے بہتر ہے) اس سے کچھ اطمینان حاصل ہوا فوراً اٹھ کر وضو کیا اور اپنے کام میں لگ گیا لیکن پوری (طرح) تسلی نہیں ہوئی۔

اب حضرت فرمائیں کہ اپنی اصلاح کی کیا تدبیر کروں جو کچھ ارشاد فرمائیں ان شاء اللہ تعالیٰ (اس پر) ضرور عمل کروں گا۔

دوسری عرض یہ ہے کہ اب خرچ بالکل ختم ہوگیا ہے۔ اپنے خرچ کی بھی فکر ہے اور گھر پر جو چھ روپیہ ہر مہینہ بھیجتا تھا اس کی بھی فکر ہے یہاں کوئی ذریعہ نہیں ہے کیا کروں۔

جواب: پہلے تو آپ یہ بتائیے کہ آپ (اپنی) اس حرکت کی حقیقت کیا سمجھے ہیں؟ یعنی اس میں کتنے حصے ہیں

اور ہر حصہ میں کیا خرابیاں ہیں؟ اس کی حقیقت میں بھی غور کیجئے۔ (آپ کا) خرچ کچھ میرے ذمہ نہیں ہے۔ دین میں دنیا کو ملاتے ہوئے شرم کرنا چاہئے۔

ریا کے وسوسہ کا علاج

حَال: کچھ لوگوں نے میرے کلام اللہ شریف کے حفظ کی کیفیت معلوم کی تو میری تعریف کی۔ اس سے نفس میں ایک قسم کی خوشی ہوئی۔ اس کی وجہ سے مجھے اپنی نیت کے خلوص میں شک پیدا ہوگیا۔ میں اب اس کی وجہ سے یہ ارادہ کرتا ہوں کہ کلام اللہ شریف کا حفظ کرنا نیت کے خلوص تک روک دیتا ہوں۔ آئندہ جیسے حضرت حکم فرمائیں۔

تحقیق: ایسا کبھی نہیں کرنا۔ خوشی ہونے کی وجہ سے نیت میں خلوص نہ ہونے کا شک کرنا ہی غلط ہے ورنہ شیطان کو ہر نیک عمل کے چھڑا دینے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آجائے گا کہ لوگوں سے تعریف کرادی اور آپ کو شک میں ڈال دیا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس طرح مخلوق کے لئے عمل کرنا ریا ہے اسی طرح مخلوق کے لئے عمل چھوڑ دینا بھی ریا ہے۔

حَال: بندہ کو نماز میں بہت وسوسے آتے ہیں۔ اسی طرح ہر اچھے کام میں خصوصاً نماز میں یہ خیال آتا ہے کہ تجھے فلاں فلاں دیکھ رہا ہے اس لئے تیرا یہ کام ریا اور سمعہ (لوگوں سے اپنی تعریف سننے) میں داخل ہے۔ یہ خیال اکثر فرض نماز کے علاوہ باقی تمام افعال حسنہ (اچھے کام) کے چھوڑ دینے پر مجبور کرتا ہے۔ علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: صرف کسی کے دیکھنے سے تو ریا نہیں ہوتی ہے۔ جب تک کہ عامل (عمل کرنے والا) دکھانے کا ارادہ نہ کرے اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ارادہ کرنا اختیاری فعل ہے۔ صرف دکھلانے کا خیال بغیر اختیار کے آنا یہ ارادہ نہیں ہے۔ اس (جاننے کے) علم کا صحیح ہونا بھی اس خیال کا علاج ہے اور اس خیال کی چاہت پر عمل نہ کرنا اس علاج کی تکمیل ہے۔

حَال: کبھی ذکر کرتے ہوئے یہ خیال آتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کرے گا۔

تحقیق: اگر (اس تعریف کا) عزم نہ ہو تو کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔

حَال: اگر کوئی سامنے تعریف کرتا ہے تو اچھا لگتا ہے۔ اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: اگر یہ اچھا لگنا عقلی طور پر برا لگتا ہے تو نقصان دہ نہیں ہے۔

حال: یہ کیفیت یعنی کسی نفلی عبادت یا کسی اچھے کام کے ہونے پر دل میں ایک قسم کی خوشی کا پیدا ہونا اور دوسرے لوگوں کے معلوم پر اس سے زیادہ خوشی ہونا غیر اختیاری ہی ہے لیکن تبلیغ دین (رسالے) کی اس عبارت سے مجھے دھوکہ لگ گیا تھا۔

''اور اس سے زیادہ مخفی (چھپی ہوئی) ریا یہ ہے کہ کسی کے موجود ہونے سے خوشی میں بھی زیادتی نہ ہو مگر عبادت کے درمیان یا عبادت سے فارغ ہونے کے بعد اگر کسی شخص کو اس عبادت کا علم ہو جائے تو اس کے دل میں ایک قسم کی فرحت وخوشی پیدا ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دل کے اندر ریا اسی طرح چھپی ہوئی ہے جیسے راکھ کے اندر آگ چھپی ہوئی ہوتی ہے کہ دوسروں کے معلوم ہونے پر اسی لئے تو اتنی خوشی ہوئی۔''

تحقیق: تو اس خوشی کو ریا نہیں کہا۔ اس کو ریاء کی علامت کہا ہے اور علامت بھی ریا کے مادہ کی کہا ہے جس پر پکڑ نہیں ہے۔

خواہش نفسانی کے غلبہ کا علاج

حال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ کبھی جب (خواہش نفسانی کے) اسباب پیدا ہو جاتے ہیں تو خواہش نفسانی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اس میں کچھ مشغولیت ہو جاتی ہے اگر چہ عمل کے درجہ میں نہ ہو لیکن وسوسہ پیدا ہونے کے بعد مشغولیت ہو جاتی ہے۔ بہت چاہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو لیکن کچھ نہ کچھ وسوسہ پیدا ہونے کے بعد مشغولیت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد بہت پریشانی ہوتی ہے۔ جب تک اس کا اثر رہتا ہے ایک (قسم کی) بدمزگی ہو جاتی ہے۔

کیا خواہش نفسانیہ کے طبعی میلان پر بھی پکڑ ہوگی؟ کیونکہ یہ بات غیر اختیاری لگتی ہے۔ کبھی طبعی سستی یا کسی عارضی (پیش آجانے والی) بات کی وجہ سے مشغولیت ہو جاتی ہے۔ غالباً سب (ہی) کو کچھ تھوڑا بہت (تو) ہوتا ہوگا۔ مجھے اس قسم کے وسوسہ کا غلبہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں کسی عارض اور وسوسہ کی وجہ سے بالکل مغلوب ہو جاؤں لیکن کمزوری جتنی بڑھتی جا رہی ہے خواہش نفسانی کے طبعی وسوسے کا غلبہ اپنے اندر پاتا ہوں۔ طبیعت کی کمزوری کے باوجود یہ (وسوسہ اور خیال) کبھی دیر تک رہتا ہے اور اس کے ختم ہو جانے کے بعد دل میں ایک انقباض (تنگی) اور کدورت (بوجھ کی کیفیت) پیدا ہو جاتی ہے۔ جب تک اس (کیفیت) کا اثر کچھ دیر تک رہتا ہے طبیعت کھلتی نہیں ہے۔

اسی طرح جب کسی بری صفت کا غلبہ ہو جاتا ہے اگر چہ عمل کے درجہ میں نہ ہو تو ایک تاریکی سی لگتی ہے پھر

جب تک ذکر کا غلبہ (نہ ہو) یا وہ خیال ختم نہ ہو جائے اس وقت تک نورانیت اور دلی کشادگی (قلبی انشراح) حاصل نہیں ہوتی ہے۔ کیا اس قسم کی غفلت بھی جو بری صفات کے غلبہ سے کبھی کبھی ان (صفات) کے اسباب کی وجہ سے ہو جاتی ہے باطن کے لئے نقصان دہ ہے یا نہیں۔ امید ہے کہ کامل تشفی فرمائی جائے گی۔

تحقیق: غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے بالکل نقصان دہ نہیں ہے۔ مگر کسی معین شخص کے بارے میں دل میں کوئی بات نہ لائی جائے اگر آ جائے تو اس کو جمایا نہ جائے۔

حال: شہوات نفسانیہ کے غلبہ کے وقت بندہ کو یہ خیال ہوتا ہے کہ (نکاح کی) کوئی صورت پیدا ہو جائے تو نکاح کر لیا جائے لیکن طبیعت کی کمزوری اور تندرستی نہ ہونے کو دیکھا جائے تو ہمت ٹوٹ جاتی ہے ایسی حالت میں جب کہ صحت ہی ٹھیک نہیں ہے تو یہ خیال ہی فضول ہے۔ اگر زمانہ کو دیکھا جائے تو مجھ جیسے مفلس کا نکاح ہونا بھی مشکل ہے۔

تحقیق: اس (صحت ٹھیک نہ ہونے اور شادی مشکل ہونے) کے علاوہ یہ ڈر ہے کہ نکاح سے اور کمزوری نہ بڑھ جائے جس کی وجہ سے اس موجودہ نقصان سے زیادہ نقصانات نہ پیدا ہو جائیں۔

حال: بہرحال جب سے طبیعت کمزور ہوگئی ہے کبھی کبھی یہ خیالات بہت ستاتے ہیں اور ایک قسم کی مشغولی ہو جاتی ہے اور ایک غفلت چھا جاتی ہے۔ اگرچہ توبہ و استغفار کر لیا جاتا ہے۔ شہوت کے غلبہ کی وجہ میری کم سمجھ میں یہ آتی ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولی ہونے کی وجہ سے یہ سب باتیں مغلوب تھیں یا (اگر) کبھی غلبہ ہوا تو جلدی ختم ہو گیا۔ اب دل و دماغ کی کمزوری کی وجہ سے زیادہ مشغولیت سے طبیعت گھبراتی ہے اس لئے اس قسم کے وسوسوں کا غلبہ کبھی کبھی زیادہ ہو جاتا ہے جو بات کم سمجھ میں آئی اپنے مرض کو ظاہر کر دیا اب جناب میرے حالات کا علاج بتا کر تسلی فرمائیں۔

تحقیق: خیر مشغولی تو اب بھی ہے اگرچہ صورت مشغولیت کی بدل گئی ہے پہلے حال کے واسطے سے تھی اور اب فکر کے واسطے سے ہے لیکن پہلے طبیعت کی قوت کی وجہ سے مقابلہ آسان تھا اب کمزوری کی وجہ سے طبیعت مقابلہ سے عاجز ہو گئی ہے۔

ایک طبیب کے خط کا خلاصہ

ایک نوجوان بی بی کا علاج شروع ہوا۔ زنانہ مکان میں نبض دیکھنے کے لئے جانا ہوا۔ مکان بہت ہی عالی شان اور پر تکلف تھا۔ مجھے کیونکہ مکان کی تکلیف رہتی ہے اس لئے مکانات کو دیکھ کر حسرت ہوتی تھی مگر ان کے فانی ہونے کے تصور سے دل کو سمجھا لیتا لیکن پھر بھی دل میں ایک غیر معمولی بے چینی خود بخود بڑھتی ہوئی محسوس

ہوئی۔ سوچنے سے معلوم ہوا کہ مریضہ کی طرف التفات (اس بے چینی کا سبب) ہے۔ میں مکان کی طرف جان بوجھ کر نہیں دیکھتا تھا اور مسلسل ذکر میں مشغول رہتا تھا لیکن وہ بے چینی مسلسل رہی۔ چاہا کہ علاج چھوڑ دوں مگر اس سے مریضہ کو نقصان (کا اندیشہ) تھا۔

بہت گھبراہٹ ہوئی آخر جنگل میں جا کر دو نفلیں پڑھ کر دعا کی کہ "الٰہی! اب تدبیر سے کام چلتا نہیں ہے آپ کے رحم کی ضرورت ہے" بس اس گھبراہٹ میں کمی شروع ہوگئی حتیٰ کہ بالکل ختم ہوگئی۔ پھر نہ مکان کی طرف میلان ہوا نہ مکان والوں کی طرف میلان ہوا۔ اب عرض یہ ہے کہ اس وقت تو اس بلا سے نجات مل گئی ہے۔ لیکن آئندہ کیا طریقہ عمل رکھوں جو یہ باتیں پیش نہ آیا کریں۔

جواب: ان سب تاثرات کی وجہ دل و دماغ کی خاص فطری (پیدائشی) ساخت ہے۔ جس کا بدل جانا (بہت) دور کی بات ہے اس کے ساتھ ساتھ کچھ دماغی کمزوری بھی مل گئی ہے جس کو طبی تدابیر سے دور کیا جا سکتا ہے۔ اس سے تاثر میں کمی ہو جائے گی۔ مگر اس کی جڑ باقی نہیں رہے گی جس کا علاج یہی مجاہدہ اور تضرع (رونا، منت سماجت) ہے۔ جب بھی یہ بات پیش آجائے یہی کیجئے۔ ہاں! دعا کے ذریعے عادت کے خلاف اس بات کا ختم ہو جانا بھی ممکن ہے۔ (یعنی عادت تو یہی ہے کہ مجاہدہ اور تضرع سے کمی آجاتی ہے لیکن اصل باقی رہتی ہے لیکن دعا سے اس خلاف عادت وہ اصل بھی ختم ہو جائے یہ ممکن ہے)۔

بدگمانی کا علاج

حال: کبھی ذرا سی بات پر دوسروں سے بدگمانی ہوتی ہے۔ مگر اس کو دل سے دور کرتا ہوں۔
تحقیق: اس کے ساتھ (ساتھ) یہ بھی ضروری ہے کہ کسی کے سامنے اس کو زبان پر بھی نہ لائیں۔

اسراف کا علاج

حال: بندے میں اسراف کا مادہ ہے، اس کا علاج تحریر فرمائیں۔
تحقیق: خرچ کرنے سے پہلے یہ دو کام لازمی طور سے کریں ایک یہ کہ خرچ کرنے سے پہلے سوچیں کہ اگر اس جگہ خرچ نہ کروں تو کچھ نقصان تو نہیں ہے؟ اگر نقصان نہ ہو تو خرچ نہ کریں۔ اگر نقصان ہو تو پھر (دوسرا کام) یہ کریں کہ کسی منتظم سے مشورہ کریں کہ یہ خرچ بلا فائدہ اور نامناسب تو نہیں ہے؟ (پھر) وہ جو بتائے اس پر عمل کریں۔

بخل کے وسوسے کا علاج

حال: مولوی...... مدراسی جو آج یہاں سے جانے والے ہیں کل میں نے ان کو میرے پیر بھائی ہونے اور مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ایک سرمہ دانی جو اچھی سی تھی ان کو ہدیہ دی۔

تحقیق: دینے لینے سے پہلے دونوں صاحبان کو مجھ سے مشورہ کرنا مناسب تھا۔ ان کو بھی یہ بات بتا دینی چاہئے کہ آئندہ خیال رکھیں۔

حال: دیتے وقت تو خوشی ہوئی لیکن بعد میں دل میں کچھ تنگی محسوس ہوئی۔ اس سے کئی سال پہلے میرا حال یہ تھا کہ کسی کو کوئی چیز دینے سے میرا نفس خوش ہوتا تھا۔ اب یہ تنگی کیا بخل کی علامت ہے؟ اگر بخل کی علامت ہو تو میری اس غریبی کی حالت میں اس کا علاج کیا ہوتا؟ یا یہ بات کسی خاص وجہ سے ہوتی ہے یا کسی خاص حالت کی وجہ سے تنگی ہوتی ہے۔

تحقیق: (یہ تنگی) ہمیشہ بخل کی علامت نہیں ہوتی ہے۔ کبھی (اس) چیز کے دور ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے جب اس کی ضرورت پیش آتی ہے تو (اس چیز کے) یاد آنے کے بعد ایسا ہوتا ہے۔ اگر کبھی بخل کی وجہ سے بھی ہو تو بخل خود برا نہیں ہے کیونکہ وہ ایک غیر اختیاری چیز ہے (ہاں!) بخل کے درجوں کے مختلف ہونے کے مطابق اس کی چاہت پر عمل کرنا برا ہے۔ بلکہ کبھی تو اللہ تعالیٰ کی حکمت اس تنگی کو چاہتی ہے کہ اس ناگواری پر خیرات کرنا مجاہدہ کا سبب ہوتا ہے جو سلوک کے راستے میں اصل مفید ہے۔

نعمت کی ناشکری کا علاج

سؤال: عرض یہ ہے کہ آپ کے غلام کو ایک بہت بڑا مرض لگ گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ غلام کے پاس (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ) طرح طرح کے کپڑوں کے جوڑے ہونے کے باوجود جب بھی کسی اچھے کپڑے کو دیکھتا ہوں تو دل میں بار بار یہ بات آتی ہے کہ ایسا کپڑا ضرور لینا چاہئے اور دوسری چیزوں کے بارے میں ایسے ہی خیال آتے ہیں۔ اگر وہ چیز مل جاتی ہے تو لینا پڑتا ہے اور اگر اتفاق سے روپیہ موجود نہ ہو تو صرف (خریدنے سے) رکاوٹ ہوتی ہے (مگر خیال وہی ہوتا ہے)۔

سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ دوسرے کی اچھی چیز خصوصاً کپڑا دیکھ کر اپنا لباس حقیر نظر آتا ہے جو بہت بڑی خطرناک بات ہے۔ ہاتھ باندھے ہوئے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر اس کا کوئی علاج بتا کر سرفراز فرمائیں۔

جواب: حقیقت میں یہ سخت بات ہے۔ اس کا علاج (دو چیزوں) ایک علم اور ایک عمل سے مرکب ہے۔

❶ علم یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو مستحضر کر کے سوچا جائے میں ایسے کپڑوں (جو موجود ہیں) کا بھی بلکہ کسی قسم کی بھی نعمتوں کا مستحق نہیں تھا یہ بھی (اللہ تعالیٰ کی) رحمت ہے کہ ایسے شخص کو ایسی نعمتوں سے نوازا گیا۔ اس کو بار بار خوب سوچا جائے۔

❷ عمل یہ ہے کہ جو کپڑے موجود ہیں ان میں جو کپڑا سب سے کم درجہ کا ہو وہ پہنا جائے۔ (اور) جب کوئی نیا کپڑا بنانا ہو اس کی کیفیت بتا کر اس پرچہ کے ساتھ مشورہ کر لیا جائے۔

برے اخلاق کے مائل ہونے اور ختم ہونے کے بارے میں انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء علیہم السلام میں فرق

سؤال: ریاضت (محنت و مشقت) اور شیخ کامل کی صحبت سے برے اخلاق سے پاکیزگی حاصل ہونے سے کیا مراد ہے۔ کیا طبعی طور سے موجود رہنے کے باوجود عقل کے اعتبار سے اس کے تابع (فرمانبردار) نہ بننے اور (اس کی چاہت پر عمل کرنے سے) روکنے پر قادر ہونا ہے؟

جواب: ہاں! (ایسا ہی ہے)

سؤال: یا (ان بری صفات کا) ختم ہو جانا ہے؟

جواب: نہیں۔

سؤال: اگر طبعی طور سے رہنے کے باوجود عقلی اعتبار سے اس کے تابع (فرمانبردار) نہ بننا اور اس کو روکنے پر قدرت کا حاصل ہونا مراد ہو تو (کیا) انبیاء علیہم السلام کے حق میں بھی وہی مراد ہوگا یا کوئی دوسری بات مراد ہوگی۔

جواب: حضرات انبیاء علیہم السلام میں کیونکہ فطرتاً (پیدائشی طور پر) ہی برے اخلاق نہیں ہوتے جن کی چاہت عزم (پکے ارادے) تک پہنچ سکے اس لئے وہاں اصلاح کی یہ حقیقت نہیں ہے۔ وہ حضرات صالحین ہوتے ہیں نہ کہ مصلحین ہوتے ہیں (یعنی وہ حضرات پہلے ہی سے نیک و صالح ہوتے ہیں نہ کہ ان کی اصلاح کر کے ان کو نیک و صلاح بنایا جاتا ہے۔)

خیالی زنا کا علاج

حال: حضرت نے اپنے مواعظ میں ہر مرض کا علاج بتا دیا ہے۔ لیکن میرا ذہن اور دماغ اتنا کمزور ہے کہ کتاب پڑھتا ہوں مگر یاد نہیں رہتا ہے کہ کیا پڑھا اور کہاں پڑھا۔ اس لئے حضور کے فرمانے کے مطابق ایک ایک مرض کا

علاج آپ سے پوچھوں گا۔

پہلے اس مرض کا علاج معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ زنا کی خواہش ہر وقت رہتی ہے۔ پہلے (عورتوں کی) جو صورتیں دل میں ہیں وہ نہیں نکلتی ہیں۔ دوسرے جو کوئی اچھی صورت (عورت) پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس سے زنا کا خیال آ جاتا ہے حالانکہ ان صورتوں کا میسر (حاصل) ہونا یقینی طور پر ناممکن ہے۔ مگر شیطان خیالی لذت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ ان صورتوں کے ساتھ حرام کاری کا خیال مت کرو بلکہ یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ اگر ان اچھی صورتوں کو جائز اور شرعی طور پر تمہیں دے دے اور تم کو جائز قدرت دے تو (تم) کیا کرو گے۔ اس وقت یہ کرو گے۔ اس لئے جائز قبضہ سمجھ کر لذت کا خیال کرو اور لذت حاصل کرو۔

اب اس کا جو علاج آپ فرمائیں گے کروں گا۔ پریشان ہوں اگرچہ یہ جانتا بھی ہوں کہ ایسا خیالی مزہ روحانی طب اور یونانی طب دونوں کے اعتبار سے نقصان دہ ہے اور مجھے (اس کے) بتاتے ہوئے بہت شرم آتی ہے لیکن بغیر بتائے علاج ناممکن ہے۔ اس شرم (آنے) میں بھی شیطان کی شرارت ہے جو شرم کا خیال دلا کر ایسے بزرگ کے سامنے ایسی بات کو بتانے سے روکتا ہے۔

تحقیق: آپ نے بہت اچھا کیا جو بتا دیا۔

ع نتواں نہفتن درد از طبیباں

ترجمہ: ”کہ طبیبوں سے درد چھپائے نہیں چھپتا ہے۔“

حجاب (پردہ یا شرم) تو وہاں ہوتا ہے جہاں خدانخواستہ کوئی حقیر سمجھتا ہو یا دوسروں کو بتاتا ہو۔ الحمدللہ! یہاں اس کا شک وشبہ بھی نہیں ہے۔ اب علاج بتاتا ہوں خیال کا علاج یہ ہے کہ جب ایسا خیال آئے تو اس وقت یہ خیال کیجئے کہ اگر اس عورت کے شوہر کو اس خیال کے بارے میں بتا دوں تو کتنی رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو بغیر بتائے ہی معلوم ہے کتنی شرم کی بات ہے کہ وہ اس ارادہ کو دیکھ رہے ہیں اور ساتھ جہنم کی سزا کو بھی سوچ کر اسی سوچ میں لگنا چاہئے۔

اس کے بعد ان صاحب کا دوسرا خط آیا

جناب نے جو علاج زنا کے بارے میں فرمایا تھا اس پر عمل کیا گیا۔ الحمدللہ! حضور کی توجہ سے کامیابی حاصل ہوئی۔ نفس میں کیونکہ زنا کی چاہت بہت زیادہ تھی اس لئے جب ایسا خیال آتا ہے تو فوراً اپنی بیوی کی طرف خیال کر لیتا ہوں اور اس کی صورت نظر کے سامنے کر کے مزہ لے لیتا ہوں۔ دوسرے میں شیطان کو کہتا ہوں کہ جس طرح تو مجھے دوسری عورتوں سے مزہ حاصل کرنے کو کہتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص میری بیوی سے مزہ

حاصل کرے اور مجھے یہ بات معلوم ہو جائے تو میں کیا کروں گا۔ بس (اس خیال سے) فوراً غیرت جوش میں آتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر ایسا شخص مل جائے جو میری بیوی کے بارے میں ایسا گمان کرے یا برا خیال رکھے تو اس کو مار ڈالوں گا۔

پھر میں نفس اور شیطان سے کہتا ہوں کہ جب مجھے اتنی غیرت ہے تو کیا دوسروں کو غیرت نہ ہوگی اور اگر ان کو معلوم ہو جائے وہ بھی مجھے مار ڈالیں گے۔ پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ہر طرف سے دیکھتے ہیں۔ پھر جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے جہنم کا نقشہ نگاہوں کے سامنے کر لیتا ہوں اس طرح شیطان ونفس سے پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔

تحقیق: بارک اللہ علاج مفید ہوا۔ میرے بتائے ہوئے نسخہ میں جس حصہ کا آپ نے اضافہ کیا یہ (نسخہ کا) بڑا حصہ ہے۔ مگر میں نے اس کو لکھا نہیں تھا کہ میرا لکھنا تہذیب کے خلاف تھا اور آپ کا سوچنا دوسری بات ہے۔

پچھلے جواب میں ایک فقہی مسئلہ رہ گیا تھا۔ وہ بہت ہی ضروری ہے شاید اس کو نہ جاننے کی وجہ سے کسی کو (اس کے جائز ہونے میں) دھوکہ ہو جائے۔ وہ یہ ہے کہ ''اگر اس پر جائز قدرت ہوالخ'' (یہ بات) ایسی ہے کہ کوئی شخص سچ مچ کسی عورت سے زنا کرنے لگے اور یہ سوچے کہ اگر اس پر جائز قدرت (حاصل) ہو تو اس طرح صحبت کروں گا تو اس کے حرام ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے (اسی طرح) یہی حکم اس دل کے زنا کا ہے۔

بری صفتوں میں میلان کا بدلنا

حال: پانچویں عرض یہ ہے کہ رذائل کا بالکل ختم ہونا تو شاید ناممکن ہے۔ مگر کیا ان میں اصلاح کے بعد کمی بھی ہو جاتی ہے یا نہیں مثلاً حسد تو رہے مگر کمزور ہو جائے جتنی چاہت پہلے تھی اتنی علاج کے بعد نہ ہو۔

تحقیق: اصلاح یہی ہے۔

باطن کے ہر مرض کا علاج الگ الگ کرنا چاہئے

حال: چھٹی عرض یہ ہے کہ بری عادتوں کی اصلاح کے لئے شیخ سے ہر بری عادت کا علاج الگ الگ کرائے یا سب کا ایک ساتھ کرائے۔

تحقیق: ایک ایک کا (الگ الگ کرائے)

حال: ایک ایک کرانے کی صورت میں کوئی طبعی ترتیب ہے یا نہیں یا جو بھی بری صفت اپنی کوشش سے معلوم کرے شیخ کی خدمت میں پیش کرے۔

تحقیق: ہاں! (ترتیب ہے) جو بھی محسوس ہو۔
حال: (مجھے) ڈر ہے کہ حضور والا کو اس مریضہ سے گرانی نہ ہو آپ کی رحمت پر توجہ کر کے معافی کی امید ہے۔
تحقیق: خدا نہ کرے کام کی باتوں پر گرانی کیوں ہو۔

خودرائی (اپنی رائے پر چلنے) کا علاج

حال: (حضرت!) مجھ میں خودرائی کا مرض بھی ہے۔ اس کا علاج ہونا ضروری ہے ورنہ سب تباہ ہو جائے گا۔
تحقیق: ابتدا (شروع) میں تو علاج یہی ہے (ان امور ذیل کو کیا جائے)

1. ہر وقت اس بات کا اہتمام اور مراقبہ رہے کہ اس بری عادت پر عمل ابھی قریب میں پیش آیا ہے یا نہیں ہے؟
2. جب محسوس ہو ابھی پیش آیا ہے تو اس کی چاہت پر عمل کی مخالفت کی جائے (یعنی اس کی چاہت پر عمل نہ کیا جائے)
3. پھر بھی اگر اس کی چاہت پر عمل ہو جائے تو نفس کو کچھ مناسب سزا دی جائے۔ سزا خواہ بدنی ہو یا مالی ہو مثلاً یہ خیال رکھا کہ کسی بات میں اپنی رائے پر عمل کرنے کا عزم تو نہیں ہے جب معلوم ہو (کہ اپنی رائے پر عمل کرنے کا عزم ہے) تو اس رائے پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر پھر بھی غلطی سے ہو گیا تو دس رکعت نفل نماز جرمانہ کے طور پر پڑھی جائے یا دو آنہ پیسے خیرات کر دیے جائیں۔

ناشکری کے وسوسے کا علاج

حال: (حضرت! میرے ہاں) جو چوری ہوگئی ہے اس کو سوچ کر بھی افسوس نہیں ہوتا ہے۔ یہ کہیں اللہ تعالیٰ کی ناشکری تو نہیں ہے۔
تحقیق: حکیم صاحب سے (آپ کے ہاں) چوری کا سن کر افسوس ہوا اور آپ کے استقلال (ثابت قدم رہنے) پر خوشی ہوئی۔ ناشکری کا شک عجیب ہے۔ جو ناشکری ناپسندیدہ ہے وہ وہ ناشکری ہے جو منعم (انعام کرنے والے) سے بے تعلقی کی وجہ سے ہو اور جو منعم سے تعلق کی وجہ سے ہوں جیسے آپ کو اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے چوری کا افسوس نہیں ہے) وہ پسندیدہ ہے اگر کسی کی اصطلاح میں اس کا نام ناشکری ہو وہ حقیقت میں ناشکری نہیں ہوگی اگرچہ ظاہری اعتبار سے ناشکری ہو۔

حسد و غبطہ کی حقیقت

حال: حسد اور غبطہ کے بارے میں تفصیل ہے کہ حسد ہر حالت میں حرام ہے۔ غبطہ اگر ایسی صفت کے بارے

میں ہو جو اپنے موصوف (جس میں وہ صفت موجود ہے) کے ساتھ خاص نہ ہو (یعنی وہ صفت جس میں ہے اس کے علاوہ دوسروں میں بھی ہے) تو یہ غبطہ جائز ہے۔ اگر وہ ایسی صفت کے بارے میں ہو کہ جو اپنے موصوف کے ساتھ خاص ہو (یعنی وہ صفت جس میں ہے اس کے علاوہ میں نہیں ہے تو ناجائز ہے کیونکہ اس دوسری صورت میں غبطہ سے حسد اس لئے لازم آئے گا کہ ایسی صفت کی طلب (جو صرف موصوف میں ہو) کا مطلب یہ ہے کہ گویا وہ صفت اس موصوف سے ختم ہونے کی طلب ہے (کیونکہ اس سے ختم ہوئے بغیر کسی دوسرے میں نہیں آئے گی کیونکہ وہ صرف اسی میں ہے) جو حسد کی حقیقت میں داخل ہے اور اس آیت ﴿ولا تمنوا ما فضل اللّٰه﴾ (کہ اللہ تعالیٰ نے جو کسی پر کسی کو فضیلت دی ہے تو اس کی تمنا نہ کیا کرو) میں داخل ہے۔

یہ بات کیسے معلوم ہو سکتی ہے کہ جو وصف طلب کیا جا رہا ہے وہ کسی کے ساتھ مخصوص ہے یا نہیں کیونکہ نبوت کے علاوہ ایسی کون سی صفت ہے جو ایک کے ساتھ خاص کی گئی ہے۔ غرض یہ کہ اگر کسی بات کی طلب کی جائے تو یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ مباح غبطہ ہے ممنوع غبطہ ہے۔

تحقیق: غبطہ میں اس تفصیل کی کیا دلیل ہے۔ ہم کو تو یہ معلوم ہے کہ حسد وہ ہے جس میں محسود یعنی جس کے پاس نعمت ہے اس سے نعمت کا ختم ہو جانے کی تمنا ہو اور غبطہ وہ ہے کہ اس کے پاس رہتے ہوئے اپنے حصول کی تمنا ہو۔

خیالی زنا کا حرام ہونا

حال: (بیوی کی) موت کے بعد کیونکہ اس زوجیت (بیوی ہونے) کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ پہلی باتوں یا بیوی کی صورت سے لذت حاصل کرنا غالباً منع ہوگا۔

تحقیق: وہ لذت حاصل کرنا تو گذشتہ باتوں کا خیال ہے جو حلال تھا۔ اس بات کا خیال بھی نہیں آتا کہ میں اب لذت حاصل کر رہا ہوں۔ اس کے برخلاف وہ زندہ ہو اور اس کو طلاق ہو جائے تو اس صورت میں فی الحال (ابھی) لذت حاصل کرنا ہوگا اور یہ حرام ہے۔

حال: کبھی نفس خود ہی کوئی صورت تراش کر (یعنی بنا کر، خیال میں لاکر) جو کسی کی بھی متعین صورت نہیں ہوتی ہے کھڑا کر دیتا ہے اور اس سے لذت حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہ یقیناً دیوانگی تو ہے۔ مگر گناہ کی حد میں بھی داخل ہے یا نہیں؟

تحقیق: عادت کے اعتبار سے یہ بات ممکن نہیں ہے بغیر (کسی صورت کے) تعین کے لذت ہی حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کسی کو لذت حاصل ہوتی ہے تو یہ آیت ﴿فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم

العادون ﴾ کہ (جوان حلال کی ہوئی جگہوں کے علاوہ دوسری جگہوں (میں شہوت پورے کرنے) کو چاہتے ہیں وہ لوگ حد سے آگے بڑھنے والے ہیں) اس آیت کے عام حکم کی وجہ سے حرام ہوگا۔ کیونکہ جس صورت کو گھڑا گیا ہے وہ نہ بیوی ہے نہ اپنی باندی ہے اس لئے وراء ذلك (ان کے علاوہ) میں داخل ہوگی۔

تکبر کی علامات اور تکبر کی حقیقت

حال: اس وقت حضرت والا سے تکبر کے علاج کی ضرورت ہے۔

تحقیق: تکبر کی تفسیر لکھئے اور یہ بھی کہ تکبر اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے؟

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو جواب کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

حال: حضور نے احقر سے تکبر کی تفسیر پوچھی ہے۔ بندہ کے نزدیک تکبر یہ ہے کہ خود کو کسی سے ظاہری یا باطنی طور پر بڑا سمجھنے کو تکبر کہتے ہیں۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: حضور نے تکبر کے اختیاری ہونے یا غیر اختیاری ہونے کے بارے میں پوچھا ہے تو احقر کے خیال میں تکبر غیر اختیاری ہی ہوتا ہے اس لئے کہ تکبر کرنے والے کو ہمیشہ اپنے کام اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

تحقیق: کیا (تکبر غیر اختیاری ہوتا ہے) اگرچہ اس کا علم اور اس کی طرف التفات بھی ہو؟

حال: تکبر کرنے والا اصلاح کی طرف متوجہ ہونے کا خیال ہی نہیں کرتا ہے۔ اگر کسی تکبر کا خیال دل سے آنے کے وقت تکبر کا احساس ہو جائے تو اس وسوسے کو دور کرنا اختیاری ہے یا اگر عملی طور پر تکبر کرتے ہوئے تکبر کا خیال آجائے تو اس (تکبر والے) کام کو چھوڑنا اختیاری ہے۔ مگر تکبر کرنے والے کو اس بات کا احساس بہت ہی کم ہوتا ہوگا اس لئے یہ غیر اختیاری اور مہلک مرض لگتا ہے۔

تحقیق: احساس نہ ہونے کی وجہ اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے؟

اس کے بعد ان کا تیسرا خط آیا جو جواب کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

حال: اگر تکبر کرنے والے کو اس بات کا علم ہو کہ مجھے میرے تمام اعمال اچھے لگتے ہیں اور اس کی طرف اس کی توجہ بھی ہوتی ہو تو معلوم ہونے اور توجہ کرنے کے بعد یہ تکبر (کرنا) اختیاری ہے۔ اگر علم اور توجہ ہی نہ ہو تو (تکبر) غیر اختیاری ہے۔ مگر سالک کو یہ علم اور توجہ ضرور ہونی چاہئے اور ضرور کرنا چاہئے۔ اس لئے یہ علم اور توجہ اختیاری ہوئی اور تکبر کے احساس نہ ہونے کی وجہ اختیاری ہوئی تو تکبر بھی اختیاری ہوا۔ بلکہ تکبر نہ ہونے کا

احساس ہی نہیں رہا یعنی تکبر کا احساس ہوا اور جب تکبر کا احساس ہوگیا تو تکبر ہر حالت میں اختیاری ہوا۔

تحقیق: اب ٹھیک ہوا۔ جبکہ (یہ بات معلوم ہوگئی کہ تکبر) اس طریقے سے اختیاری چیز ہے تو اختیاری کا چھوڑنا بھی اختیاری ہوتا ہے۔ (تکبر کا) یہی علاج ہے یہ فرق ضرور ہے کہ شروع میں چھوڑنا اور مقابلہ کرنے میں تکلیف ہوتی ہے پھر بار بار کرنے اور ہمیشہ کرتے رہنے سے مقابلہ اور مدافعت آسان ہو جاتی ہے۔ اس لئے اصلاح میں اس آخری درجہ کا نام علاج ہے یعنی جس عمل میں تکلیف نہ ہوتو اس علاج کی حقیقت جو آپ کو مطلوب تھی متعین ہوگئی۔

حال: باقی اللہ تعالیٰ علیم وخبیر (جاننے اور خبر رکھنے والے) جانیں میں کیا جانوں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ (چنے ہوئے منتخب) بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت سے علم عطا فرمایا ہے (وہ باتیں) حضور! میں عاجز ہوں براہ کرم احقر اور بے نوا (فقیر) کے احمقانہ خیالات کی تصحیح فرمائی جائے۔ اب خدا جانے خاکسار سالک بھی ہے یا نہیں؟

تحقیق: یہ سوال خود کبر کا حصہ ہے، جس طرح اپنے کو بڑا سمجھنا کبر کا حصہ ہے اسی طرح اپنے بڑے ہونے کا احتمال جو اس سوال کا سبب بنا ہے وہ بھی کبر کا حصہ ہے۔ توبہ کیجئے کام میں لگے رہئے چاہیں تو سالک بنائیں چاہے تو غیر سالک رکھیں۔

اس کے بعد ان کا چوتھا خط آیا جواب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

حال: حضور! ایک طرف تو ہمشیرہ عزیزہ کے پرانے بخار اور بدہضمی کی فکر لگی ہوتی ہے۔ جیسے ہی ہمیشرہ کی طبیعت ذرا خراب ہوتی ہے دل گھٹنے لگتا ہے۔ ایک طرف والد صاحب قبلہ بزرگوار کو پرانی پیچش نے نڈھال کر دیا ہے یہاں تک کہ بیٹھنے اٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی ہے۔ دونوں کی تیمارداری دوا دارو کے نسخہ اور حکیم صاحب سے حالات عرض کرنا میرے ہی حوالے ہے۔ گھر میں دوسرا کوئی مرد کام کرنے والا نہیں ہے۔

ان دونوں کی بیماری کی فکر سے کبھی کھانا کھاتے وقت دل گھٹنے لگتا ہے تو کھانا چھوڑ دیتا ہوں، نماز میں بے اختیار رونے لگتا ہوں۔ تیمارداری کے علاوہ گھر کے بہت سارے انتظامی کام سودا وغیرہ لانے میں بہت پریشانی سی رہتی ہے۔ پریشانی کو دور کرنے کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔

والد صاحب کے سارے علاج ہوگئے۔ حکیم صاحب دست روکنے سے عاجز آگئے ہیں۔ اب ڈاکٹر کو دکھانے کا خیال ان شاء اللہ تعالیٰ کل کا ہے۔ اب حضور کی خدمت اقدس میں التماس والتجا ہے کہ اپنے بزرگانہ تصرف اور دعا سے احقر کی پریشانیوں اور دل کی کمزوری کو دور فرمانے کی کوشش کر دیجئے۔

تحقیق: اگر یہ ساری پریشانیاں آپ کے لئے مفید ہوں (تب بھی کیا اس کے دور کرنے کی کوشش کروں) اس کے علاوہ میں صاحب تصرف (اپنی روحانی قوت سے کچھ کرنے والا) بھی نہیں ہوں۔

حال: اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب اور شافی الامراض ہیں۔ حکیم اور طبیب اگر چہ علاج سے عاجز آ گئے ہیں مگر خداوند تعالیٰ کو ہر طرح قدرت حاصل ہے وہ علاج سے مایوس لوگوں کو بھی شفا بخشتے ہیں۔ ان سے کوئی بات بھی دور کی نہیں ہے بلکہ بہت ہی آسان ہے کہ آپ کی دعا کی برکت اور رحمت اور فضل سے والد صاحب قبلہ کو اور ہمیشہ عزیزہ کو شفاء کاملہ وعاجلہ مستمرہ عطا فرمائیں۔

تحقیق: ہاں! یہ دعا درخواست کے قابل ہے۔

انانیت وخودی (غرور وتکبر) کا علاج

سوال: انانیت اور خودی (غرور وتکبر) کے ختم ہونے کے لئے کوئی مراقبہ اور شغل بتایا جائے کیوں کہ ہر ایک کے حالات اور علامتیں الگ الگ لگتی ہیں۔

جواب: مراقبہ اور شغل تو حالات پیدا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ جب حالات پیدا ہوگئے تو اس کی کیا ضرورت ہے۔

سوال: اس رباعی کا کیا مطلب ہے؟

تا در سر پندار کہ ہستی باقیست ۔۔۔ میداں بہ یقین کہ بت پرستی باقیست

ترجمہ: ''تیرے من میں سمایا جب تلک ہے غرور ـــــ جان لے بت پرستی ہے تجھ میں ضرور۔''

گفتی بت پندار شکستم رستم ۔۔۔ ایں بت کہ تو پندار شکستی باقیست

ترجمہ: ''جو بت چھوڑ چکا ہے تو اپنے گمان میں ـــــ وہ اب تلک ہے تجھ میں یہ رکھ گمان میں۔''

جواب: یہ ان (شاعر صاحب) کی ایک حالت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کبر کی جو ایک (قسم کی) شان ہوتی ہے وہ نہ رہے۔

ریا کی حقیقت اور اس کا علاج

سوال: (بندہ) اپنی اور اپنے مرض کی طرف حضور کی توجہ کرانا چاہتا ہے تاکہ اس مرض کا علاج بھی حضور کی توجہ اور حضور کی ہدایات اور تدابیر سے ہو جائے۔ وہ مرض ریا کا مرض ہے۔ لوگوں کے ساتھ اکثر (اچھا) سلوک اس لئے کرتا ہوں تاکہ وہ میری تعریف کریں۔ جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو جاتا ہے یہ میری تعریف کرتا ہے

تو اس کے ساتھ (اچھا) سلوک اور احسان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ بہت ہی ادب اور اخلاق کے ساتھ اس سے پیش آتا ہوں۔ کبھی صرف اسی خیال کی وجہ سے کہ وہ مجھے برا نہ سمجھے اور لوگوں میں (میری) تعریف کرے۔

کبھی بخل (کنجوسی) کے خوف سے لوگوں کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہوں تاکہ بخل کی عادت نہ ہو جائے مگر اسی (احسان کرتے) وقت ریا کا خیال بھی دل میں آجاتا ہے کہ فلاں شخص کو یہ چیز بھیج دو کہ وہ میری تعریف کرتا رہے۔

(میری) سمجھ میں نہیں آتا کہ (سلوک وبخل دونوں میں سے) کون سی عادت چھوڑنے کے قابل ہے۔ سلوک اس خیال کی وجہ سے کہ تعریف ہو (چھوڑ دوں) یا بخل اس خیال کی وجہ سے کہ ریا ہو کسی کے ساتھ احسان نہ کروں۔

ریاء کی کیفیت یہ ہے کہ کبھی تو اس خیال کی وجہ سے بات کرتا ہوں کہ جن سے بات کروں ان کو لگے کہ بڑا مذہبی آدمی ہے اور کبھی اس خیال کی وجہ سے بات کرتا ہوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مجلس میں اگر صرف دنیا ہی کی باتیں ہوں تو وہ باتیں وبال بن جاتی ہیں ہاں اگر اس مجمع میں دینی باتیں ہوں تو (وبال نہیں بنتی ہے)۔

کبھی کسی مجلس میں اگر دیکھتا ہوں کہ غیبت زیادہ ہوتی ہے اور اس مجلس میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ غیبت کی وعید معلوم ہونے کے باوجود غیبت کرنے سے ان کو شرم محسوس نہیں ہوتی ہے تو ان کو (غیبت کی وعید کے بارے میں) چند حدیثیں سنا دیتا ہوں تاکہ وہ اس سے بچیں۔ (اس میں) میرا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میری یا میرے متعلقین کی برائی دوسرے لوگوں سے نہ کریں۔

کبھی اگر کوئی اچھا عمل یا کوئی سلوک واحسان کی بات یا کوئی عبادت کرتا ہوں تو (اس میں) ظاہری طور پر کوشش کرتا ہوں کہ کسی کو میری زبان یا کسی دوسرے طریقہ یا ذریعہ سے میری اچھی بات لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے۔ مگر باطنی طور پر کوشش ہوتی ہے کہ کسی دوسرے طریقہ اور ذریعہ سے لوگوں کو علم ہو جائے۔ جیسے آج کل قضا کے روزے رکھ رہا ہوں زبان سے جان بوجھ کر کسی سے کہنا نہیں چاہتا ہوں مگر باطنی طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو کسی مجبوری کی وجہ سے معلوم ہو گیا ہے ان کے ذریعے دوسرے لوگوں کو جن کو معلوم نہیں ہے معلوم ہو جائے۔ وہ لوگ مجھے بہت ہی پرہیزگار اور متقی سمجھیں۔ (میرا تو) حال یہ ہے کہ جیسا کہ حضور کو بھی علم ہے کہ (میں تو) اب تک تقویٰ کے قریب بھی نہیں گیا ہوں۔

یہ سب باتیں جو میرے ذہن میں آرہی تھیں حضور کو بتانا ضروری تھا (اس لئے بتا دی) تاکہ میرے تمام

امراض کا علاج ہو جائے۔

جواب: ''کون سی عادت چھوڑنے کے قابل ہے'' کا جواب یہ ہے کہ اس تقریر میں جتنے اچھے اور پسندیدہ اعمال اور طاعات لکھی ہیں ان کو تو کسی حال میں نہ چھوڑیئے اگر چہ ریا کا خیال آئے۔ اس خیال کو دور کرنا چاہئے اگر دور نہ ہو تو اس کو برا ہی سمجھنا چاہئے۔

اب اس بات کی تحقیق باقی رہ گئی کہ ریا کا کون سا خیال برا ہے اور کون سا برا نہیں ہے۔ اس میں سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ریاء کی حقیقت کیا ہے؟ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ اس بات کا پکا ارادہ کرنا اور عمل خصوصی طور پر اسی لئے کرنا کہ مخلوق خوش ہو جائے یہ ریا ہے یہی حرام اور گناہ ہے۔ اس کو دور کرنا بہت آسان ہے یہ اختیاری ہے یعنی اس کا ارادہ نہ نہیں کرنا چاہتے۔

ایک درجہ یہ ہے کہ ریا کا پکا ارادہ تو نہیں ہے اور نہ ہی تھا مگر اس کو دور کر دیا پھر بھی (اس کا) خیال، وسوسہ اور دل میں بار بار بات آتی رہی اور یہ شخص اس کو برا سمجھتا ہے اور بالکل پوری طرح دور کرنا چاہتا ہے مگر کامیاب نہیں ہوتا ہے تو یہ (بات) طبعی بات کے درجہ نہیں ہے بلکہ ریا کا وسوسہ ہے جو نہ گناہ ہے اور نہ نقصان دہ ہے اور نہ ہی اس کا ختم کرنا واجب ہے۔ اس کو ختم کرنا مشکل بھی ہے (بلکہ) غیر اختیاری کے قریب قریب ہے۔ پس اب اپنا حال دیکھا جائے اور فیصلہ کیا جائے۔

سوال: اکثر ریا کاری کے خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ نفس میں خود دکھاوے کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں شروع میں ہمارا خیال ریا کا نہ ہو مگر عمل کے وقت اس قسم کے وسوسے پیدا ہو جائیں تو عمل چھوڑ دینا بہتر ہے یا اپنے معمول کو کرتے رہنا بہتر ہے؟

جواب: (ایسی صورت میں) اپنے معمول کو کرتے رہنا بہتر ہے۔ ریا کو دل سے برا سمجھ کر جتنا ہو سکے اس کو دور کرنا کافی ہے۔

سوال: دوسری بات یہ ہے کہ بعض اعمال میں ریا ہوتی ہے۔ بعض میں تو صاف دل سے ریا ہوتی ہے اور بعض میں جی کہتا ہے کہ یہ (کام) کرنا تا کہ لوگوں میں عزت ہو اور دل اس کو رد کر دیتا ہے کہ (یہ کام) اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہو۔ اس کے ختم ہونے کے لئے بھی شافی دوا عطا فرمائیں۔

جواب: بس اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لئے ارادہ کر لیا کریں۔ عمل کو نہ چھوڑیں۔

حال: (حضرت!) پہلے میری حالت یہ تھی کہ عبادت میں ریا کا خیال بالکل نہیں آتا تھا۔ اب حالت یہ ہے کہ

اگر کوئی شخص نماز، تہجد یا ذکر اللہ وغیرہ کے وقت آ جاتا ہے تو فوراً یہ خیال آ تا ہے کہ یہ شخص مجھے نیک سمجھے گا مگر فوراً ہی اس کا علاج اس طرح کرتا ہوں کہ مجھے اپنے نفس کا حال اچھی طرح معلوم ہے ناپاکی کے علاوہ اور کیا ہے اور جو کچھ (ذکر وغیرہ) میں کرتا ہوں دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں، (تو میری کیا خصوصیت ہے)۔

تحقیق: اس حالت میں ریا نہیں ہے وسوسے نہ کریں۔

حال: (میں) جب معمولات ادا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ "اللھم طھر قلبی من النفاق وعملی من الریاء الخ" اور اخلاص کی دعا کرکے (معمولات) شروع کرتا ہوں۔ (ذکر کے) درمیان میں کچھ تو جوش وخروش کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ حضرت نے وعظ میں فرمایا تھا کہ ''میں طالب میں طلب دیکھ لوں تو ضرور توجہ کروں گا'' (ذکر کی) آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ عمل اخلاص کے خلاف ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: (یہ عمل) اخلاص کو قوت دینے والا ہے۔

سوال: طبعی اخلاق برے اخلاق اور خواہش نفس سب ایک ہی ہیں یا الگ الگ ہیں؟

جواب: اس سوال سے جو چیز مقصود ہے اس کا جواب آگے آرہا ہے مستقل الگ سے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: ایک شخص کو عبادت میں ریا کی صفت پیدا ہوتی ہے مگر وہ اس کو دبا تا ہے اور اس کی فرمانبرداری نہیں کرتا ہے بلکہ عقل سے اس کو بتاتا ہے۔ اس شخص کو ریا کی بری عادت حاصل ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو عمل کی اصلاح ہے۔ اس عادت سے اس بری صفت کی چاہت کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ صفت کی اصلاح ہے۔

کبر کے وسوسے کا علاج

حال: اپنا حال اصلاح کی غرض سے عرض ہے۔ وہ یہ ہے کہ یا جن لوگوں کی وضع قطع (حلیہ، ظاہری حالت) شریعت کے خلاف ہو ان کی ان باتوں سے دل میں نفرت ہوتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے خیال سے ان سے بات کرنے اور سلام کرنے میں بلاضرورت پہلے کرنے کو جی چاہتا ہے۔ (لیکن) اس کے ساتھ ساتھ خود کو ان سے اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔ اپنے اندر جو باتیں شریعت کے مطابق دیکھتا ہوں ان کو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و

احسان سمجھتا ہوں۔ ان کے ختم ہو جانے کا خوف رکھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء بغیر حق کے ہے۔ اپنے اندر جو باتیں شریعت کے خلاف دیکھتا ہوں ان کو بھی برا اور چھوڑنے کے قابل سمجھتا ہوں لیکن اپنے لئے اپنے نفس میں ایسی نفرت محسوس نہیں کرتا ہوں جتنی دوسرے لوگوں سے ان کی شریعت کے خلاف باتوں سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے (اپنے اندر) کبر کا خوف لگتا ہے۔

تحقیق: نفرت ہونے میں فرق ہونا کبر نہیں ہے۔ اعتقادی نفرت تو دونوں جگہ برابر ہے اور بندہ کو اسی کا حکم ہے۔ یہ فرق طبعی نفرت میں ہے جیسے انسان کو اپنے پاخانے سے نفرت کم ہوتی ہے اور دوسرے کے پاخانے سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس فرق کا راز محبت میں فرق کا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسانوں کو دوسروں کے مقابلے میں اپنے نفس سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں کو اپنے بچے کے پاخانے سے اتنی نفرت نہیں ہوتی ہے جتنی جس سے محبت نہ ہو اس کے پاخانے سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا کبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حال: براہ کرم بتایا جائے کیا کیا چیز چھوڑنے کے قابل اور کیا کیا عمل کرنے کے لائق ہے؟

تحقیق: اوپر کی تفصیل میں سب کا جواب آ گیا ہے۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تر تعریف، حمد و ستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے اپنے عاشقوں کے لئے اپنے جلوہ میں سکون و راحت رکھی اور اسی تمنا سے ان کے دلوں کو معمور فرمایا کہ ان کے دن رات اسی کے شوق لقاء اور تمنائے دیدار میں گزرتے ہیں اور اسی کی تجلیات کے پرتو میں وہ قرب الہٰی کی منازل طے کر کے تازیست سیرالی اللہ سے آگے سیر فی اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو سارے عاشقوں کے سردار، زاہدوں کے مونس و غمخوار اور عابدوں کے مددگار ہیں اور آپ ﷺ کی آل واولاد اور تمام صحابہ، تابعین اور علماء اصفیاء و صلحاء شہداء پر کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ظاہر و باطن کی بقاو استحکام کا انتظام فرمایا۔

امابعد! شریعت کے علوم دو قسم کے ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی علوم۔ باطنی علوم کے حصول کے بغیر ظاہری علوم سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جو شخص علوم ظاہری سے متصف ہو لیکن عمل کا کورا ہو جو علوم باطنی کے عدم حصول کا نتیجہ ہے تو یہ شخص ایسا ہے جیسے ایک نابینا آدمی ہو اور اس کے ہاتھ میں قندیل (لال ٹین) ہو تو اس کی روشنی سے لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ خود سے اس استفادہ سے محروم ہے۔

تصوف وسلوک اسی ظاہری و باطنی علوم کے امتزاج کا دوسرا نام ہے جو اصطلاح میں طریقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ علمائے تصوف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی طرف بلاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں معرفت اللہ کی طرف بلانا کہتے ہیں۔

اس معرفت اللہ کے راستے میں دو چیزیں ہیں ایک اچھی صفات جیسے تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت، تواضع و انکساری تعلق مع اللہ کا حصول ضروری ہے دوسرے بری صفات جیسے عجب، کبر، بے صبری، ناشکری، قناعت کا نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی رکاوٹوں سے بچنا ضروری ہے۔ مطلوبہ اشیاء کے حصول اور غیر مطلوبہ سے بچنے کے لئے نفس کو جس اصلاح و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس حیلہ بہانے سے نفس کو سدھارنے کی ضرورت پڑتی ہے علمائے سلوک ان ہی درپیش مشکلوں کا حل ہر سالک کی استعداد کے مطابق بتاتے ہیں تاکہ حصول الی اللہ آسان ہو جائے یہی اس فن کا مقصود و موضوع ہے۔

مشائخ اپنے اپنے زمانے میں اس زمانے کے اعتبار سے سالکین کی ارشاد وتربیت فرماتے رہے۔ گذشتہ صدی میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز ان ہی یکتائے زمانہ روزگار میں سے ایک فرید وحید ہیں جن کی مثال قریب کے زمانے میں ملنی بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد وتربیت میں جو مقام آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو عطا فرمایا تھا وہ بالکل متقدمین (علماء) جیسا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ فن تصوف جو اپنی اصل بنیادوں پر باقی نہ رہا تھا آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کو اس کی اصل بنیادوں پر زندہ فرمایا تو غلط نہ ہوگا (چنانچہ آگے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مقدمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی)۔

تصوف وسلوک میں حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ ایک بیش بہا خزانہ اور گرانقدر ذخیرہ ہے۔ ان میں سے ایک سلسلہ جو ''تربیت السالک'' کے نام سے شروع فرمایا وہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کہ ہر سالک کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ راہ سلوک میں پیش آنے والے نشیب وفراز قبض وبسط کی کیفیات، احوال و واردات کا ورود اور ذکر وشغل کے انوار واثرات میں سالک کو اپنا دامن کس طرح سنبھالنا چاہئے اور ان حالات میں اپنے عمل اور اس کے اہتمام کو کس طرح باقی رکھنا چاہئے اور کسی خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ ہر قدم پر اصل مقصود پر نگاہ رکھ کر ان گھاٹیوں سے سلامتی سے کیسے گذر جانا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر اس کتاب کو تصوف کا مخزن معلومات (تصوف کا انسائیکلوپیڈیا) کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

لیکن یہ مفید وگرانقدر ذخیرہ آج سے سو سے کچھ کم سال پہلے کی اردو زبان میں ہے۔ وہ اردو زبان جو آج کل متروک ہوچکی ہے، حوادث زمانہ سے جس کے اسلوب بدل چکے ہیں اور اس کے ادب میں اچھی خاصی تبدیلی ہوچکی ہے مزید یہ کہ اس میں خط وکتابت سوال وجواب اور حال وتحقیق اکثر علماء کی ہے۔ ان میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ اہل علم کی ہے جس میں علوم وفنون کے قواعد وضوابط، استعارے اور کنائے نیز علوم کی اصطلاحات اور ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ عربی وفارسی کے بے شمار الفاظ نظم ونثر کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کے لئے اردو میں عمیق نظر کا ہونا ضروری ہے نیز فارسی وعربی کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

ان وجوہات کی وجہ سے اس مفید ذخیرے (تربیت السالک) سے استفادہ کے لئے ضرورت تھی کہ اس کو سہل اور آسان زبان میں منتقل کیا جائے تا کہ راہ سلوک کے مسافروں کے لئے یہ مشعل راہ کا کام دے۔

میرے مخدوم ومحترم شیخ حضرت واصف منظور صاحب رضی دامت برکاتہم کی جانب سے مجھے اس کام کی تسہیل کا پیغام مولانا رفیق صاحب زیدمجدہ کی وساطت سے پہنچا۔ میرے لئے یہ خبر نوید مسرت سے کم نہیں تھی۔ چنانچہ میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ جس پر ارشاد ہوا کہ پہلے اس کو پڑھا جائے پھر علماء کرام سے اس کی تسہیل کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ بندہ نے اس کتاب کو پڑھا اور احباب سے رائے لی تو سب نے پسند فرمایا۔ پھر بندہ

حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ فہم سمجھ اور آسانی کی دعا بھی فرمائی اور بندہ کی درخواست پر مزید تسلی کے لئے شفقت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھ کر دی۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت کی دعاؤں کے سائے میں یہ کام شروع ہوا۔ ابتداً جو تسہیل کرتا وہ حضرت کے حکم کے مطابق حضرت کو سناتا بھی رہا جس سے اطمینان رہا۔ گزشتہ رمضان (۱۴۲۶ھ) میں آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بھی اس سنانے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا دو ایک رات سن کر حضرت نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور سننے کے سلسلہ کو یہ فرما کر موقوف فرما دیا کہ "دیگ سے ایک دو چاول ہی دیکھے جاتے ہیں انشاء اللہ آئندہ بھی صحیح ہوگا۔" یہ حضرت کا اعتماد و دعا بندہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

اسی طرح دوران تسہیل ایک موقع پر حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہ (مدیر اعلیٰ رسالہ الصیانۃ) سے اس تسہیل کا ذکر کیا مولانا نے بھی اس کو پسند فرمایا۔

یوں میری بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود صرف اللہ کے فضل و کرم اور بلا استحقاق انعام و احسان سے یہ کام ابتداء سے انتہا کو پہنچا۔

آخر میں اپنے احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی معاملے میں بھی میری معاونت فرمائی خصوصاً فارسی اشعار کے تراجم میں جن احباب نے سعی و کوشش کی ان میں خاص طور پر پروفیسر محمد میاں صاحب جو "سحر آفریدی" کے نام سے معروف ہیں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود خاصہ وقت صرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب تمام مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر خاص و عام سب کے لئے مفید فرمائیں اور میرے لئے میرے مشائخ اکابرین اساتذہ والدین اہل و عیال اعزاء و اقرباء اور ساری امت مرحومہ کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائیں اور اس آلہ محض سیاہ کار کو بھی صرف اپنی عنایت و شفقت سے فائز المرام فرمائیں۔ (آمین)

بندہ ارشاد احمد فاروقی

عفا الله عنه، وعافاه و وفقه لما يحب و يرضاه واجعل الآخرته.

خيرا من اولاه واجعل خير ايامه يويلقاه.

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام، برنس روڈ کراچی

۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۳ نومبر ۲۰۰۸ء

تسہیل میں جو کام کیا گیا

- ✦ تمام عبارتوں کے قدیم طرز کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے سلیس اور آسان زبان میں نقل کیا گیا لیکن اس میں مفہوم کی پوری حفاظت کی گئی۔ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو عبارات دکھا کر ان سے مشورہ کا حصول بھی رہا۔
- ✦ وہ مشکل الفاظ جو فن تصوف کی اصطلاحات سے متعلق تھے ان کو بدلا نہیں گیا بلکہ ان کے آگے قوسین میں ان کی مختصرا وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ مشکل الفاظ کی جگہ ان کے ہم معنی متبادل الفاظ ذکر کئے گئے۔
- ✦ عربی فارسی عبارات کا ترجمہ کیا گیا نیز تمام عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا گیا اشعار کے ترجمے میں اردو کے محاورہ کا خیال رکھا گیا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عبارت سے جو مفہوم ہوتا تھا اس کو لکھا گیا ہے کہیں اشعار کا ترجمہ اشعار میں ہی کیا گیا ہے اشعار کے مفہوم کی وضاحت کے لیے مفتاح العلوم شرح مثنوی، خطبات حکیم الامت اور دیوان حافظ مترجم سے مدد لی گئی ہے اور کہیں کہیں سیاق سباق کے مطابق وضاحت بھی کی گئی ہے۔
- ✦ کسی مغلق عبارت کی وضاحت بھی مختصرا کر دی گئی ہے۔
- ✦ حضرت تھانوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ نے جو مقدمہ تحریر فرمایا تھا اس کو تبرکا یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کی تسہیل نہیں کی گئی۔
- ✦ ابتدا میں فن تصوف کی اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے معانی کی فہرست بھی لکھی گئی ہے تا کہ اگر موقع پر کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو فہرست کی طرف رجوع کیا جا سکے۔
- ✦ عنوانات میں بھی تسہیل کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔
- ✦ جو حالات لکھے گئے تھے ان کو جس عنوان کے تھے اس عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا تھا اور ان میں خط کے ذریعے فصل کر دیا گیا تھا تا کہ ایک ہی صاحب کا حال نہ لگے بلکہ مختلف اصحاب کے احوال سمجھ میں آئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی خط میں بہت سے عنوانات کے احوال تھے ان کو مستقل عنوان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ تسہیل میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا اور خوبصورت خط کے ذریعے اس فصل کو باقی رکھا گیا تا کہ مقصود مفقود نہ ہو۔

✦ تسہیل کی وجہ سے کتاب ناگزیر طوالت اختیار کر گئی تھی اس لیے پہلی جلد کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا جس کی نشاندہی کے لیے حصہ نمبر ہر جلد کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ پہلی جلد ہی کے دو حصے ہیں مکمل دو جلدوں کا مغالطہ نہ ہو۔ چناں چہ ''جلد اوّل پہلا حصہ'' اور ''جلد اوّل دوسرا حصہ'' کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ باقی دوسری اور تیسری جلد الگ الگ ہی رکھی گئی ہیں۔

تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی

(الف)

•اِتّبَاع: فرمانبرداری، طاعت، پیروی کرنا۔
آثار: اثر کی جمع ہے، سنت رسول، صحابہ کرام کے اقوال وافعال یہاں علامات کے معنی میں ہے۔
احتمال: شک وشبہ، گمان۔
اَحْقَرْ: بہت ہی ذلیل۔ لوگ تواضع کے لئے اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اِختلاج: دھڑکنا، بے چینی، عام طور پر دل کے دھڑکنے (گھبرانے) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اختلاط: لوگوں سے میل جول۔
اخلاق حمیدہ: اچھی اور عمدہ عادتیں۔ فن تصوف میں تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
اِسْتِحْضَار: یادداشت، کسی چیز کو ذہن میں رکھنا۔
استقامت: مضبوطی، کسی بات پر مضبوطی سے قائم (جمے) رہنا۔
اِسم ذات: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللہ"۔
اِضطرار: بے چینی بے اختیاری۔
اِفاقہ: صحت، آرام، مرض میں کمی آنا۔
اِمالَہ: مائل کرنا، دوسری طرف پھیرنا، تصوف میں "کسی بری عادت کو اچھی عادت کی طرف پھیرنا۔"
امر: حکم، اللہ تعالیٰ کا حکم مراد ہے۔ جمع اوامر۔
اَمرد: نوجوان لڑکا جس کا ابھی خط نہ نکلا ہو۔
اَنَانِیَّتْ: خودی، غرور وتکبر۔

اُنس: محبت و پیار، صوفیاء کی اصطلاح میں "بسط کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) جب ترقی کرتی ہے تو اس کو انس کہتے ہیں۔"

اِنْضِبَاط: مضبوطی، ڈھنگ، تعین "تصوف میں ہر کام کے لئے وقت مقرر کر کے اس وقت پر کام کرنا" جسے انضباط وقات کہتے ہیں۔

اَنْوار مِثالیه: سالک کو جو انوار ذکر و شغل کی وجہ سے روشنی، نور اور تپش وغیرہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اَنْوار خفیفه: وہ انوار جو سالک کے دل میں آتے ہیں۔

اِنْهِماك: مصروفیت و مشغولیت، گم ہو جانے کی کیفیت، تصوف میں "اللہ تعالیٰ کے دھیان میں مشغول ہو کر دوسری چیزوں سے گم ہو جانا۔"

الهام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں بات کا آنا۔ صوفیاء کے ہاں "اللہ تعالیٰ دل میں کوئی علم ڈال دیں خواہ ہاتف (غیبی فرشتے) کا کلام ہو۔"

(ب)

بَسْطْ: کشادگی، فراخی، صوفیاء کے ہاں "ذات حق کے لطف و فضل کے ورود سے دل کو جو سرور، راحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس پانچوں لطیفوں سے موافقت کر کے ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور ذوق و شوق سے عبادت میں متوجہ ہوتا ہے" اس کو بسط کہتے ہیں۔

بُعْدْ: دوری۔

(پ)

پاسِ اَنْفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سانسوں پر آگاہ رہے۔ جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جاتے ہوئے الا اللّٰه کہے۔ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے۔

(ت)

تاویل: حیلہ، بہانہ، کسی بات کو ظاہری مطلب سے پھیر دینا۔

تَجَلّی: چمک دمک، نور الٰہی تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے نور کا بندے پر پڑنا یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بندے کے ساتھ تعلق ہو جانا جیسے جب صفت رحمت کی تجلی جب بندے پر پڑتی ہے تو وہ

خوب رحم کرنے لگتا ہے وغیرہ۔

تجلی اسمائے مُتقابلہ: اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کے مقابل ناموں کی تجلی۔

تجلی ذاتی: اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔ ذات باری کا سالک پر منکشف ہونا۔

تدبیر: علاج، حکمت، تجویز۔

تَرَفُّعْ: غرور و تکبر۔

تَصَرُّفْ: دخل دینا، اختیار کرنا، استعمال کرنا، کچھ کا کچھ کردینا۔ تصوف کی اصطلاح میں ''اپنی قوت ارادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توجہ، تصرف یا ہیئت کہلاتا ہے۔''

تَصَوُّفْ: علم معرفت، نفس کو پاکیزہ رکھنے کا راستہ (طریقہ) متاخرین علماء کے ہاں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہے۔

تصور شیخ: فن تصوف میں اس سے مراد شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل یا نگاہ میں رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔

تَضَرُّعْ: رونا، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

تَطْبِیقْ: دو چیزوں میں مناسبت پیدا کرنا، دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا۔

تعلیم: سکھانا، تعلیم و تربیت، تصوف میں ''شیخ کا مرید کی تربیت کرنا وغیرہ۔''

تَفْوِیْض: حوالہ کرنا، صوفیاء کے ہاں ''اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا'' سلوک کا ایک مقام۔

تلقین: تعلیم و تربیت، تعلیم کا ہم معنی ہے۔

تَلْبِیْس: دھوکہ، فریب۔

تَلْوِیْن: غیر مستقل مزاجی، رنگ برنگی حالت، مختلف الحال حالت۔ صوفیاء کے ہاں ''سالک کی حالت میں جو تغیر و تبدل آتا ہے (کہ حالت یکساں نہیں رہتی کبھی قبض کبھی بسط وغیرہ) اس کو تلوین کہتے ہیں۔'' اس کا مقام دل ہوتا ہے۔

تَمْکِیْن: مرتبہ، رتبہ، وقار و عزت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''یہ حالت تلوین کے بعد پیش آتی ہے جب سالک کا دل صاف ہوجاتا ہے اور نفس تزکیہ خاص کر کے مطمئن ہوجاتا ہے تو شریعت کے ڈھانچے کا تابع اور حقیقی اسلام سے مشرف ہوجاتا ہے تو اس مقام کو مقام تمکین کہتے ہیں۔''

تنبیہ: خبرداری، نصیحت۔ آگاہی۔

توحید: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھنا۔

توحید شُہودی: سالک توحید شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توجہ کے ناقابل جانتا ہے اور ایک ہی ذات واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور اس کے علاوہ کی نفی کرتا ہے۔

توحید وجودی: سالک توحید وجودی میں سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود جان کر ہزار ہا بتوں کی پرستش کرتا ہے۔

(ج)

جاہ: مرتبہ، رتبہ، عزت، بزرگی، شان۔

جَمْعِیَّتْ: اطمینان، یکسوئی۔

جہلِ بَسْیِط:

جہلِ مُرکب: دوہری جہالت، جاہل ہونا اور خود کو جاہل نہ سمجھنا۔

(خ)

خاکسار: عاجز، متکلم اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔

خشوع: عاجزی، گڑگڑانا۔

خشیت: ڈر، خوف۔

خضوع: عاجزی، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

خِلْوَتْ: تنہائی، گوشہ نشینی۔

خلوص: سچا ہونا، ریاء سے پاک ہونا۔

خودرائی: اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا۔

(د)

دارومدار: انحصار، موقوف

دِلجمعی: تسلی، اطمینان، بے فکری۔ یکسوئی

(ذ)

ذکر: یاد، چرچا، زبان اور دل سے خدا کی یاد۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں سارے غیر اللہ کو بھول جائے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرلے۔ جمع اذکار۔

ذکر اسم ذات: اللہ اللہ کا ذکر۔ جس کی صوفیاء کے ہاں کئی قسمیں ایک ضرب والا دو ضرب تین ضرب والا وغیرہ۔

ذکر انحد: آنکھ بند کرے (سانس روک کر یا بغیر روکے) کلمہ والی انگلی کانوں میں زور سے ڈال کر بند کرے اس سے کان میں جو آواز پیدا ہوگی اس کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تاکہ غفلت نہ ہو۔

ذکر نفی اِثبات: لا الہ سے سب کی نفی اور الا اللّٰہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے اثبات کا ذکر۔

(ر)

رضا بالقضا: اللہ تعالیٰ کی مرضی وفیصلہ پر راضی رہنا۔

(ز)

زاری: رونا، عاجزی، محتاجگی۔

زجر و توبیخ: ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکی۔

زُھد: پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی۔

(ح)

حال: موجودہ زمانہ، حالت، کیفیت۔ صوفیاء کی اصطلاح کسی عجیب وغریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے اختیاری سے ہو وہ حال کہلاتا ہے۔

حجاب: پردہ، آڑ، تصوف میں ہر وہ چیز جو مقصود سے آڑ اور رکاوٹ ہو جائے۔

حسن پرستی: حسن کو چاہنا، حسین عورتوں کے پیچھے پڑے رہنا۔

حضوری، حضوری مع اللّٰہ: حاضری، قربت، نزدیکی۔ تصوف کی اصطلاح میں جب غیبت کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) سے ہوش آجائے تو حضوری کہلاتا ہے۔ غفلت جاتی رہے اور دل ہر

وقت ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے تو اسے حضور مع اللہ کہتے ہیں۔
حق الیقین: تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ السلوک صفحہ ۲۰۸)

(س)

سُکُرْ: نشہ، خمار، بے ہوشی، صوفیاء کے ہاں انوار غیب کے غلبہ کی وجہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیازی تجلی کا اٹھ جانا ''سکر'' کہلاتا ہے۔
سلطان الاذکار: ذکر کا ایک طریقہ ہے جس کی تفصیل ضیاء القلوب صفحہ ۲۶، ۲۷ پر ہے۔
سُلوك: راستہ چلنا، لوگوں سے معاملہ کرنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ کہلاتا ہے۔
سودا: جسم کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ وہ چار خلطیں یہ ہیں ① صفراء ② سودا ③ خون ④ اور بلغم۔
سوداوِیَّتْ: اس خلط کا دوسرے خلطوں پر غالب آنا ہے۔
سُوز و گُداز: درد، جلن، دل میں نرمی و درد کی کیفیت پیدا ہونا۔

(ش)

شجرہ: نسب نامہ، وہ کاغذ جس پر مورث اعلی کی اولاد کا نام نسل بعد نسل لکھا ہوا ہو مشائخ کے ہاں شیوخ کا سلسلہ جو حضور ﷺ تک جا کر ملتا ہے۔
شرع، شریعت: متقدمین کے ہاں تمام احکام جن کا انسان کو حکم کیا گیا ہے خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں ان کو شریعت کہتے ہیں۔ بعد میں متاخرین (بعد والے علماء) کے ہاں ظاہری اعمال کا نام شریعت ہوگیا۔
شطحیات: وہ کلمات جو اللہ والوں سے بے اختیار شریعت کے خلاف نکل جاتے ہیں۔
شوخی: شرارت، چلبلا پن۔
شیخ (مشائخ): پیر، مرشد، بزرگ۔ جمع شیوخ، مشائخ۔

(ص)

صَحُوْ: ہوشیاری، بیداری، فن تصوف میں انوار غیب کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز کا لوٹ آنا

صحو کہلاتا ہے۔

صِدق: سچائی، تصوف میں دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا کوئی مطلب نہ ہو نہ دکھاوا نہ کوئی اور چیز ہو۔ اسی طرح ہر عمل کو تمام فرائض، واجبات سنن آداب و مستحبات کے ادا کرنے کو بھی "صدق" کہتے ہیں۔

(ط)

طالب: ڈھونڈنے والا، چاہنے والا، مرید، پیروکار۔

طریقت: "باطنی اعمال (پر عمل) کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔"

(ع)

عالم ملکوت: فرشتوں کا عالم، صوفیاء کی اصطلاح "میں عالم ارواح" کو کہتے ہیں۔

عالم ناسوت: دنیا کا عالم۔

عبدیت: بندگی، فرمانبرداری، غلامی۔

عُجب: تکبر، گھمنڈ، خود کو اچھا سمجھنا خود پسندی۔

عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔

عشق مجازی: دنیاوی انسانوں کا عشق، غیر اللہ کا عشق۔

علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت اور حقیقت کا پورا پورا علم۔ تصوف کی اصطلاح میں "حق سبحانہ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کو دیکھنے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔" (سالک) یہ سب اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔

عین الیقین: کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا آنکھوں دیکھا یقین "علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔"

(غ)

غَیبَتْ: غیر موجودگی، غیر حاضری، تصوف میں "کسی وارد کے دل پر آنے خواہ وہ صفات خداوندی کا غلبہ ہو یا ثواب و عذاب کا کچھ خیال ہو اور اس کے غلبے سے حواس بے کار ہو گئے اور اس کو کوئی خبر نہ رہی تو اس کو

غیبت کہتے ہیں۔"

(ف)

فِدوی: جاں نثار، تابع دار، عرضی پیش کرنے والا۔

فنا: ختم ہو جانا۔ صوفیا کے ہاں "اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب آ جائے کہ اس کو تعالیٰ کے علاوہ کی کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔"

فنافی اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ڈوب جانے کا مرتبہ (درجہ) اس کا مرتبہ فنا فی الرسول کے بعد آتا ہے۔

فنافی الرَّسول: وہ مرتبہ جس میں سالک اتباع رسول کو اپنی طبیعت ثانیہ بنا لیتا ہے اور اپنی ذات کو حضور ﷺ کی ذات اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر و شکر ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فنافی الشیخ کے بعد آتا ہے۔

فنافی الشیخ: تصوف میں وہ مرتبہ جس میں مرید ہر وقت اپنے مرشد کے خیال میں ڈوبا رہتا ہے۔ یہ مرتبہ تصور کے بڑھ جانے کے بعد ہوتا ہے کہ سالک کو ہر چیز میں شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے۔

فنافی الفنا، فنائے فنا: یہ مرتبہ فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ سالک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو گم کرے نہ اپنی ذات سے واقف رہے اور نہ ہی اپنے غیر سے واقف رہے۔ اس کو فنائے حقیقی کہتے ہیں۔

(ق)

قبض: تنگی، تصوف میں "کسی مصلحت کی وجہ سے سالک پر واردات آنا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفس کی پریشانی پانچوں لطیفوں کو منتشر اور پریشان کر دیتی ہے" اس کو قبض کہتے ہیں۔

قُرب: قریب ہونا۔ نزدیکی۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔

قدم بوسی: پاؤں چومنا۔

قِیاس: اندازہ، جانچ، اٹکل دو جملوں کو ملا کر کوئی نتیجہ نکالنا۔

(ک)

کِبر: بڑائی، تکبر۔

کرامت: خلاف عادت وہ بات جو کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری تابعداری کرنے والے سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔ جمع کرامات۔

کشف: کھلنا، ظاہر ہونا۔ تصوف میں ''موجودہ چیزوں کے وہ حالات جو سالک کی نظر سے ثابت ہیں خواہ ماضی، حال اور مستقبل کے ہوں اس پر ظاہر ہو جائے۔''

کَفَّارہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی گناہ کی سزا مقرر ہونا۔

(ل)

لطیف: باریک، نازک، نرم وملائم۔

لطیفہ: اچھی چیز، انوکھا، عجیب، صوفیا کے ہاں جسم میں وہ مقام اور جگہ جو ذکر کرتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

لطائف سِتہ: جسم کے وہ مقامات جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

① لطیفۂ نفس: ناف کے مقام سے نقطِ اللہ نکالنا۔
② لطیفۂ قلب: جس کا مقام دل ہے۔
③ لطیفۂ روح: جس کا مقام سینہ میں دائیں طرف ہے۔
④ لطیفۂ سِرّ: جس کا مقام معدہ کا منہ ہے۔
⑤ لطیفۂ خَفِی: جس کا مقام پیشانی ہے۔
⑥ لطیفۂ اَخْفٰی: جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔

(م)

ماھیت: حقیقت، کیفیت۔

مُبتدی: شروع کرنے والا۔ ''یہاں وہ شخص جو سلوک کی راہ میں نیا ہو مراد ہے۔''

مُتَاخِرِّین: وہ علماء جنہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ نہیں پایا یا جو تیسری صدی کے آغاز میں ہوں۔

متقدمین: وہ علماء جنہوں نے امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ پایا ہو یا جو تیسری صدی سے پہلے ہوں۔

نوٹ: یہ تفصیل فقہاء کی ہے بظاہر صوفیا کے ہاں بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان زمانوں کے صوفیا متقدمین اور متاخرین ہونگے۔

مَحْوْ، مَحْوِیَّتْ: گم ہو جانے کی کیفیت بے خبری۔ فن تصوف میں ''تقریباً وہی معنی ہیں جو فنا کے ہیں۔''
مُراقبہ: مراقبہ ''رقوب'' سے نکلا ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ تصوف میں مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ ''کسی ایک مفہوم (خواہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں یا روح کا جسم سے بے تعلق ہونا ہو یا اس قسم کا اور خیال ہو اس) میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے دھیان میں نہ رہے۔''
مُراقبہ رُوئیت اللّٰہ: رویت کا معنی دیکھنا ہے۔ تصوف میں مراقبہ رویت یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور کرے (آیت) ﴿الم یعلم بان اللّٰہ یری﴾ (کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں) پر غور کرے اور اس غور کرنے پر اتنی ہمیشگی اختیار کرے کہ اس صورت کے دیکھنے پر ملکہ (مہارت و کمال) حاصل ہو جائے۔
مراقبہ معیت: (آیت) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورہ حدید: آیت ۴) کو معنی کے ساتھ تصور کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور کرے اور اسی خیال میں ڈوب جائے۔
مراقبہ موت: یہ تصور کرے کہ مجھ پر موت طاری ہو رہی ہے پھر نہلانے کفنانے اور دفنانے کا تصور کرے پھر منکر نکیر کے سوالات کا تصور کرے۔ غرض موت اور موت کے بعد والے احوال کا تصور کرے۔
مُراقبہ نایافت: یہ لطیفہ سری کا مراقبہ ہے جس میں لطیفہ سری کو خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھی جائے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ ذہن میں آئے اس کو بھی سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف مانگے۔
مُرشِد: راہ نما، ہادی، یہاں پیر کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔
مُرطِبات: وہ دوائیں جو دماغ کو تر کرنے والی ہوں۔
مُستحضر: وہ بات جو ذہن میں ہو۔ کسی بات کو یاد رکھنا ذہن میں رکھنا۔
مسلك: راستہ، طریقہ، دستور۔
مُشاهده: دیکھنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''اللہ تعالیٰ کے نور کا نظارہ کرنا۔''
مَشِیْخَتْ: بزرگی، شیخ ہونا۔
مِصداق: وہ چیز جس پر کوئی معنی بولے جا سکیں جیسے حسن سیرت اس کو کہتے ہیں اور اس کا مصداق آپ ہیں۔
مطلوب: طلب کیا گیا، مانگا گیا، شیخ۔
مُلَقِّن: تلقین کرنے والا۔ تعلیم کرنے والا۔

مَلکۂ یادداشت: یادرکھنے کی ماہرانہ صلاحیت۔اس طرح یادرکھنا کبھی بھول نہ ہو۔

مُناجات: سرگوشی، دعا، عرض، التجا، وہ نظم جس میں خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کرکے دعا مانگی جائے۔دعائیں۔

مُنتھی: انتہا کو پہنچا ہوا، پورا، کامل یہاں وہ شخص مراد ہے جو سلوک کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔

مُنحصر: جس پر کوئی چیز موقوف ہو۔

مَنصب: رتبہ، عہدہ، رتبہ، خدمت۔

مُنطبق: برابر، موافق ٹھیک ٹھیک۔

میلان: توجہ، رجحان۔

(ن)

ناکارہ: بےکار، فضول۔

نُزول: اترنا، ٹھہرنا، تصوف میں ”سالک کا عروج کے بعد واپس اترنا۔“

نسبت: کسی چیز کی طرف منسوب ہونا۔کسی چیز سے لگاؤ ہونا۔صوفیاء کی اصطلاح میں ”مقبولیت یا حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔“

نفس (کی حقیقت): انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اس کو نفس کہتے ہیں۔

نَہی: روک، منع کرنا۔وہ حکم جو کسی کو کوئی کام نہ کرنے کے لئے دیں۔یہاں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع کیا ہے وہ مراد ہیں۔جمع نواہی۔

(و)

وَارِدْ: آنے والا۔صوفیاء کے ہاں ”وہ حال جو ذکر و شغل کی وجہ سے آئے“ جمع واردات۔

وَجْدْ: صوفیاء کی اصطلاح ”کسی عجیب و غریب پسندیدہ چیز کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو وجد یا حال یا جذبہ کہلاتا ہے۔“

وجدان: جاننے اور معلوم کرنے کی قوت (باطنی حس، چھٹی حس)۔

وضع قطع: شکل وصورت۔

وظیفہ: وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے۔یہاں روزانہ کے ذکر و شغل کے معمولات کو کہتے ہیں۔جمع وظائف۔

تمہید

بتويب تربيت السالك و تنجية المهالك.

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا) نبوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ" (تَرجَمہ: کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔) حضرت حافظ شیرازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند — نہ ہر کہ آئینہ مازد سکندری داند
ہزار نکتۂ باریک ترز موا ینجاست — نہ کہ ہر سربتر اشد قلندری داند

❶ ہر چہرے کو آراستہ کرنے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ دلبری بھی جانتا ہو (جیسے) ہر شخص جو آئینہ رکھنے والا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سکندری بھی جانتا ہو۔

❷ اس راستے میں ہزار نکتے بال سے باریک ہیں (اس لیے) ہر سر منڈانے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قلندری بھی جانتا ہو۔

(مطلب یہ ہے کہ جو شخص چار باتیں سیکھ لے وہ شیخ تھوڑی ہو جاتا ہے)۔ (خطبات حکیم الامت ۸/۳۷۶)

اس عہدہ کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اس عہدہ والے کے حق پر ہونے یا صرف حق پر ہونے کا دعویٰ کرنا معلوم ہو جاتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ طالبین کی استعداد اور (ان کے) مزاج کی خصوصیات پہچاننے میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ارشاد و تربیت کی شان مکمل طور پر ہو۔ مشائخ کی اونچی شان ان کی ارشاد و تربیت کی شان سے معلوم کی جاتی ہے اور خواص کے ہاں ان کے مشہور ہونے کی وجہ یہی ارشاد تربیت کی شان ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانے میں اس ارشاد و تربیت کی شان میں موجودہ تمام لوگوں پر فضیلت رکھتا ہو اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا؟ اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طریقہ ہے یا اس میں تبدیلی آگئی ہے۔ پہلی بات (کہ ان اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا) کے بارے میں عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے رسالہ "آداب الشیخ والمرید" قصہ نمبر (۱۴) میں تحریر فرماتے ہیں "ضروری ہے کہ شیخ انبیاء کے دین

طبیبوں کی تدبیر (علاج) اور بادشاہوں کی سیاست سے آراستہ ہو (جب اس کے پاس یہ چیزیں ہوں تو) اب اس کو استاد کہا جائے گا۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کو پرکھے بغیر مرید نہ بنائے (یعنی بیعت نہ کرے) اور ''مواقیت'' میں ابراہیم دسوقی سے منقول ہے کہ ''اگر کوئی فقیہہ تمام عبارات اور تمام احکام کو بغیر کسی کمی کے پوری طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کو شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ ان عبادات اور احکام کو کمی یا کسی مرض وغیرہ کے ساتھ کرتا ہے تو پھر اس کو کسی (ماہر) طبیب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرے تاکہ اس کو شفا حاصل ہو۔ اسی وجہ سے تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو تنہائی میں رہنے اور مجاہدہ و مشقتیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ان اکابر کا (سلوک سے) مقصود صرف نفس کی اصلاح اور شرعی احکام کا اخلاص کے ساتھ کرنا ہے اور ممنوعہ باتوں سے بچنا تھا۔ شیخ اور مرید میں طبیب اور مریض کا تعلق تھا۔ اور اصلاح ایک مستقل فن تھا جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ شیخ کے شیخ ہونے کا دعویٰ بھی اسی وقت مانا جاتا تھا کہ جب وہ عبادتوں کے اسباب اور امراض (کو جانتا ہو اور) ان کے علاج سے پوری طرح واقف ہو اور (وہ) مرید کو ان باتوں کی تعلیم پر عمل کراتا ہو۔ اور ضرورت کے وقت سیاست (سزا و تنبیہ وغیرہ) سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان باتوں سے بے لگام (آزاد) نہ چھوڑتا ہو۔

آہستہ آہستہ ایسی تبدیلی آئی کہ یہ فن تقریباً مردہ ہوگیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ خواص کے خواص جو کہ مسند ارشاد (تربیت کے عہدہ) پر بیٹھنے والوں میں سے بھی اکثر اس فن کی حقیقت کو نہ جاننے لگے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول (طب) کے مطابق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھا ہونے کی کیا صورت (ہوگی)؟ کیونکہ رائی العلیل علیل (کہ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو)۔

اس لئے محققین مشائخ کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا تعلق بھی صرف اذکار و اشغال کی تعلیم میں ہی ہوگیا۔ مشائخ نے اپنے عہدہ کا فرض اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان (اذکار و اشغال) کی پابندی اور ان پر کیفیات اور احوال کے پیش آنے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا سمجھا اگرچہ باطن بری عادتوں کبر، حسد اور ریا وغیرہ جیسے برے اخلاق سے بھرا ہوا ہو حالانکہ کیفیات کا حاصل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ خاص طریقوں سے یہ باتیں تو فاسقوں (گناہ گاروں) بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت ہمیشہ جاری ہے کہ مردہ راستے کو زندہ کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء، علماء اور مجددین کو کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو کھڑا فرمایا ہے۔ ان (علماء و

مشائخ) میں ایک حضرت مجدد الملت محی السنّت قامع البدعت سیدی ومولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بلاشبہ آپ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی تربیت وارشاد کی شان پہلے مشائخ جیسی ہے۔ (آپ نے) تصوف کی اہم اور مختصر حقیقت بڑے زمانے کے بعد ایسی صاف اور واضح اور تفصیل سے بیان کر دی ہے کہ اس کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں رہی۔ میں (یہ بات) بلند آواز سے کہتا ہوں جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کرے۔ عیاں راچہ بیاں۔ (جو بات ظاہر ہو اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

اس طرح یہ مضامین تقریبا ساری کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں "تربیت السالک" خصوصیت کے ساتھ بےنظیر (الجواب) کتاب ہے۔ یہ کتاب متفرق رسالوں میں چھپ کر کبھی کبھی کافی عرصے سے شائع ہو رہی ہے۔ جس میں اصلاح وتربیت کے فن کا قیمتی خزانہ ہے۔ آج تک تربیت کے فن میں کوئی کتاب ترتیب نہیں دی گئی ہے جس میں (اس فن) تربیت کے اصول وفروع (بڑے چھوٹے تمام مسائل) لکھے گئے ہوں۔ سالکین کو پیش آنے والے ہر قسم کے حالات، سوالات اور حضرت نے ان کے بارے میں جو تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں جو حالات ہیں وہ کمی زیادتی کے ساتھ ہر شخص کی حالت کے مطابق ہو سکتے ہیں جس سے (آدمی) کو اپنا اچھا یا برا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

میرے خیال میں اس (کتاب) کا ہر مسلمان کے پاس ہونا بہت ضروری ہے مگر کیونکہ اس کے مضامین ایک دوسرے میں ملے ہوئے تھے (کہ ایک مضمون کی بات ایک جگہ نہیں تھی بلکہ ایک مضمون کی بات مختلف مضمون میں ملی ہوئی تھی) جس کی وجہ سے ایک قسم کی بات پوری طرح ایک جگہ جمع نہیں ملتی تھی اور جو چیز ایک جگہ جمع ہو اس کا نفع اس چیز سے جو ایک جگہ جمع نہ ہو ظاہر ہے کہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کی درخواست پر مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھری نے اس کتاب کو بہت ہی اچھے طریقے سے بابوں کی شکل میں تقسیم کر دیا ہے اور (اس طرح) یہ مجموعہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی کوشش قبول فرمائیں اور سارے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں اور حضرت (تھانوی) مدظلہم العالی کے فیوض وبرکات کو بہت دیر تک اس خیر وخوبی کے ساتھ جاری رکھیں۔ آمین

فقط

(از مولوی وصی اللہ عفی عنہ آستانہ عالیہ اشرفیہ تھانویہ کے خادموں میں سے ایک خادم)

نوٹ: قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ حضرت والا نے جو ذیقعدہ مہینہ کے (رسالے) تربیت السالک وتنبیہ الہالک) کے مقدمے کے آخر میں فرمایا ہے کہ جو مضامین امداد الفتاویٰ اس رسالہ (تربیت السالک) کے رنگ کے نقل کئے گئے ہیں ان کو (اس رسالہ

تربیت السالک میں) لکھنے کا ارادہ ہے۔ وہ مضامین بھی (رسالہ) التکشف سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

الحمدللہ! اب یہ مجموعہ ان تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

1. ایک تمہید جو احقر نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب کے مشورہ سے لکھی ہے۔
2. دوسرا خطبہ جو حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے۔
3. تیسرا اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ناظرین کی آسانی کے لئے نیچے دیئے گئے ابواب پر منقسم کر دی گئی ہے۔

مقدمہ، طریقت اور حضرت والا کی ارشاد و تربیت کی شان کی خصوصیات اور دوسری ضروری باتوں کے بیان میں ہے۔

پہلا باب: بیعت اور شیخ کی صحبت کے بیان میں۔

دوسرا باب: اخلاق حمیدہ کے بیان میں۔

تیسرا باب: اخلاق رذیلہ کے بیان میں۔

چوتھا باب: اعمال کے بیان میں۔

پانچواں باب: احوال کے بیان میں۔

چھٹا باب: ذکر و شغل کے بیان میں۔

ساتواں باب: خواب اور کشف کے بیان میں۔

آٹھواں باب: وساوس کے بیان میں۔

نواں باب: متفرق چیزوں کے بیان میں۔

خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الہالک

اما بعد الحمد والصلوة فقد قال اللّٰه تعالٰی ﴿ولکن کونوا ربانیین الا به وهو الذی یری الناس﴾ بصغار العلوم قبل کبارها کما قال ابن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنه.

یہ آیت بناء تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے۔ جس کے مختلف ومتعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علما وعملا قریب قریب مفقود ہو رہی ہے۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے۔ باعتبار مقامات و احوال وافعال وآثار وارادات وخطرات کے۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے۔ اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین ومفیدین مبتلا ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا وہادینا، الحافظ الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما وعم برہما کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش وہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اس لئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور ان کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کر لئے جایا کریں اور جب کچھ معتد بہ حصہ ہو جایا کرے وقتا فوقتا شائع کر دیئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کے لئے ایک نہایت بکار آمد دستور العمل تیار ہو جائے۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۹ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالی سے دعائے اتم کرتا ہوں اور اس کا نام تربیۃ السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال و جواب کی شکل میں ہیں اس کی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال و تحقیق لکھا گیا ہے۔ اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیبہ میں نہ غموض ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاوی میں نقل ہونے کا التزام کیا گیا ہے۔ اور امداد الفتاوی میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کر دی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کے لئے درمیان میں ایک خط فاصل بنا دیا گیا تا کہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آ سکے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

چھٹا باب

ذکر و شغل کے بیان میں

ارادے سے زبانی تسبیح بھی موثر (اثر کرنے والی) ہے

حَال: فجر سے پہلے پارہ تسبیح اور فجر کے بعد تیرہ ہزار مرتبہ اسم ذات (کا ذکر کرتا ہوں) اس کے بعد قرآن مجید حفظ کرتا ہوں اس کے بعد صرف ونحو (عربی گرامر) کی چند کتابیں پڑھاتا ہوں۔ظہر کے بعد بارہ ہزار اسم ذات کرتا ہوں پھر اس کے بعد بخاری شریف کا مطالعہ کرتا ہوں۔کبھی رات یا دن میں فتوح الغیب وغیرہ (کا مطالعہ بھی کرتا ہوں) یہ میرے معمولات ہیں مگر ؎

بر زبان تسبیح و درد دل گاؤخر ❊ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: "زبان پر تسبیح اور دل میں دنیاوی خیال اس طرح تسبیح پڑھنے سے کیا اثر ہوگا۔"

تحقیق: خدا جانے کس کا شعر ہے۔تجربہ ہے کہ اس طرح ذکر کرنے میں بھی اثر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اثر کا ارادہ ہو یعنی خشوع کا نقد اور رضاء وثواب کا ادھار (یعنی آخرت میں) البتہ اگر یہ بھی یعنی خشوع کا نقد اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کا آئندہ کے لئے ارادہ ہو لیکن اگر یہ بھی ارادہ نہ ہو تو "انما الاعمال بالنیات" اعمال کا دارومدار نیت پر ہے کی وجہ سے یہ شعر صحیح ہے۔مگر آپ تو اس سے محفوظ ہیں۔

سلطان الاذکار کے آثار

نماز پڑھنے کے وقت میں خصوصاً مغرب کی نماز میں زیادہ تر التحیات میں قلب سے ایک قسم کی کشش پیدا ہو کر بدن میں لرزا ہو جاتا ہے کپکپاہٹ ہو جاتی ہے۔اکثر دل سے ذکر جاری ہو جاتا ہے کبھی زبان سے بھی ذکر جہر جاری ہو جاتا ہے۔اکثر اس قسم کی کشش سی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ ذکر کے غلبہ کے آثار ہیں جس کو اصطلاح میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔نماز میں ایسا

ہونا نماز کے ساتھ پوری مناسبت ہو جانے کی علامت ہے۔ یہ دوسری پسندیدہ اور مقبول کیفیت ہے اللہ تعالیٰ برکت واستقامت بخشے۔

حَالؒ: مراقبہ ترک ہو جاتا ہے (اس کی) وجہ یہ ہے کہ بندہ کو پڑھانے کا مشغلہ زیادہ ہو گیا۔

تحقیقؒ: کچھ غم کی بات نہیں پڑھانا بھی عبادت ہے مقصود اس کا اور مراقبہ کا مشترک اور ایک ہے۔ لیکن اگر کسی وقت مراقبہ بھی ہو جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو زیادہ مفید اور اچھا ہے۔

حَالؒ: اجازت کے مطابق کبھی دوضربی ذکر جہر کے ساتھ کر لیتا ہوں۔ اس ذکر میں زبان شیریں ہو جاتی ہے اور بہت لذت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیقؒ: معنوی مٹھاس کا ظاہر ہو جانا یہ ذکر کے سرایت کر جانے کی علامت ہے۔ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔

"فی لحمی نورا فی شعری نورانی عصبی وفی دمی الخ"

تَرجَمَہؒ: "کہ اے اللہ! میرے گوشت میں نور بھر دیجئے، میرے بالوں میں نور بھر دیجئے، میرے پٹھوں اور خون میں نور بھر دیجئے۔"

یہ بھی سلطان الذکر کے آثار میں سے ہے۔

حَالؒ: ذکر اشغال کے وقت ایک مرتبہ آسمان سے مجھ تک روشنی آئی اور مسجد کو بھی روشن کر دیا اور ایسا ہی پیچھے کی جانب سے ہوا۔ رات کو جب سوتا ہوں تو اکثر تمام بدن پر یا آدھے بدن پر یا آنکھوں میں روشنی سی ہو جاتی ہے۔

تحقیقؒ: یہ روشنی ذکر کے انوار (میں سے) ہے۔ مبارک ہو کسی سے ذکر نہ کریں اور ذکر کو بغیر عذر کے ناغہ نہ کریں اور اس کو کمال نہ سمجھئے اور اپنے کو بزرگ نہ سمجھئے مگر نعمت سمجھ کر شکر کریں۔ پھر بھی اطلاع دیں اور شرع کی سخت پابندی رکھیں اس کے بغیر صرف روشنی مفید نہیں ہے۔

حَالؒ: رات کی کیفیت یہ ہے کہ مراقبہ کی حالت خواب کی طرح ہو کر ایک رات یہ ہوا کہ گویا کسی نے اذان اور اذان کے ختم پر بہت زور سے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا کلمۂ اذان سن کر بیدار ہو گیا۔

تحقیقؒ: مبارک ہو۔ یہ عالم قدس کے ساتھ ملنے اور مناسبت کی علامت ہے۔

حَالؒ: اس سے پہلے ایسی ہی مذکورہ حالت میں بہت زور سے حَیُّ سنا اور میں بیدار ہو گیا۔

تحقیقؒ: وہی جواب یہاں بھی سمجھئے۔

حَالؒ: مراقبہ کی حالت میں بالکل بیداری جاگنے کی حالت میں خیال آتا ہے کہ دو تھوڑی روشنیاں گویا میرے

قلب کی بائیں طرف اترتی ہیں آہستہ آہستہ تمام جسم پتھر کی طرح بھاری ہو جاتا ہے گویا برداشت نہیں ہوتی۔ پھر یہ حالت ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: علم کے انوار ہیں جو چراغ نبوت سے حاصل ہوئے ہیں۔ ”وثقله مستفاد من ثقل الوحی“ اور اس کا بھاری ہونا وحی کے بھاری ہونے کی وجہ سے ہے۔

حال: دن کی کیفیات۔ کیفیات نہار۔ سلطان الاذکار کے مراقبہ میں اکثر تمام وجود میں روئی دھننے والے کے روئی دھننے کی طرح کا خوف معلوم ہوتا ہے جو آہستہ ختم ہوتا ہے۔

تحقیق: کیفیات وآثار سلطان ذکر سے ہے کہ ذکر اسی مثالی شکل سے بدن میں سرایت کرتا ہے۔

حال: رات کو گویا آہستہ روشنی ہونے لگی اور اس روشنی میں تمام جسم دیکھنے میں آیا۔

تحقیق: لطائف کے انوار ہیں۔

حال: دن کے سلطان الاذکار کے مراقبہ میں خواب کی طرح ہو کر ایک روز دیکھتا ہوں کہ ایک روشنی اپنے تمام جسم پر لباس پہنے ہوئے کئی روز تصور میں آتی تھی اس کے بعد عنقریب ایک روز ننگی تصور میں آ گئی۔

تحقیق: وہ روشنی روح کی مثالی صورت ہے اور اس کا لباس عالم اجسام سے اس کا تعلق ہے اور اس کا برہنہ دیکھنا ملانے والا سمندر ہے۔

حال: سارے بدن میں روئی دھننے کی آواز کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

تحقیق: یہ حرکت عروق کی طرح ہے جو ذکر کے غلبہ سے اس صورت سے متخیل (خیال میں) ہوئی یہ منجملہ آثار سلطان الاذکار کے ہے۔

حال: جیسا کہ کلام مجید جیسا نظر کے سامنے ہے اور میں ناظرہ پڑھتا ہوں۔

تحقیق: باطن کے دین میں رنگے جانے ہونے کی صورت وعلامت ہے۔

حال: رات کے مراقبہ میں مشابہ خواب (کی طرح) ہو کر دیکھتا ہوں کہ میں ایک مصلیٰ پر نماز ادا کرتا ہوں اور نماز میں سہو ہو گیا اسی کو لوٹاتا ہوں۔ آپ بھی ایک مصلیٰ پر تسبیح وتلاوت کرتے ہیں اور (آپ کے) سر پر سفید عمامہ ہے۔ اور میرے پیچھے بھی بہت لوگ تسبیح ہاتھ میں لے کر تلاوت کرتے ہیں مگر تسبیح جدیدہ ہیں۔

تحقیق: یہ باطنی فائدہ حاصل کرنے اور پہنچانے کی شکل ہے۔

نیچے ذکر کئے گئے سوالات ایک ذاکر نے زبانی پوچھے تھے جن کے جوابات زبانی دے دیئے گئے تھے ان ذاکر کو حضرت کی جانب سے (بیعت کی) اجازت دی گئی ہے۔ ان ذاکر صاحب نے اسی سوال جواب کو خود لکھ کر محفوظ کر لیا تھا جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں

سوال ①: حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار ذکر کے وقت ایک آواز سنی جاتی ہے (یہ کیا چیز ہے)۔

جواب: ارشاد فرمایا: "یہ آواز یا تو عالم ملکوت (فرشتوں کے عالم) سے ہوتی ہے یا عالم ناسوت (دنیا کے عالم) سے ہوتی ہے دونوں صورتوں میں پسندیدہ ہے۔ بعض جاہل صوفیاء کہتے ہیں کہ ہر آواز جو اس حالت میں ذاکر سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آواز ہوتی ہے۔ بہر حال ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ محققین (صوفیاء) سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے لئے نہ آواز ظاہر ہوتی ہے اور نہ ہی الفاظ ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ یہ (دونوں چیزیں) مخلوق ہیں۔ اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے مقصود اللہ تعالیٰ عبادت اور خوشی (کو حاصل کرنا) ہے۔"

سوال ②: حضور قبلہ سے پوچھا گیا کہ (ذکر) پاس انفاس میں نیند غالب ہوگئی اس وقت دیکھا کہ اپنا جسم ایک لاش ہو گیا ہے۔

جواب: ارشاد فرمایا: "یہ بھی پسندیدہ اور مقصود ہے اور فنا کے آثار میں سے ہے۔" پھر فرمایا: "فنا کی دو قسمیں ہیں ① فناء الذات (ذات کا فنا ہونا) ② فناء الصفات (صفات کا فنا ہونا) فناء الصفات یہ ہے کہ حسد، غصہ، کینہ اور بعض بری صفات ختم ہو جائیں اور فناء الذات یہ ہے کہ اپنی ذات اور ہستی کی طرف توجہ نہ رہے اور خود کو لاش سمجھا۔" اور بھی کچھ باتیں فرمائیں جو حافظہ کی کمی کی وجہ سے یاد نہ رہیں۔

۱۱ محرم ۱۳۳۲ھ بدھ کی رات حضور پرنور سے ایک خواب کی تعبیر پوچھی گئی کہ ساحل سمندر پر ایک درخت دیکھا اور خود کو اس پر بیٹھا ہوا دیکھا اور حنا کی خوشبو کبھی حجرہ اور کبھی مسجد میں محسوس ہو رہی تھی۔ سلطان الاذکار میں چڑیا کی آواز اور کبھی دوسرے پرندوں کی آواز سنی گئی۔

حضور قبلہ نے ارشاد فرمایا: "حنا کی خوشبو عالم برزخ میں روح کی خوشبو معلوم ہوتی ہے یہ بھی بہتر ہے اور چڑیا کی آواز یا تو عالم ملکوت (فرشتوں کے عالم) سے یا عالم ناسوت (دنیا کے عالم) سے دماغ کا تصرف ہے۔

دونوں احتمال ہیں لیکن کیونکہ یہ یکسوئی کو پیدا کرنے والے ہیں اس لئے ہر حالت میں پسندیدہ ہیں۔ تمہارا خواب مبارک ہے۔ اور شجرہ طیبہ آخر تک بیان فرمایا۔

۱۶ محرم ۱۳۳۲ھ بدھ کی رات حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کے وقت اپنا جسم چھوٹا لگا اور مزہ بہت آیا۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''یہ ذکر کے آثار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔''

بیس محرم ۱۳۳۲ھ کی رات حضور قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں جسم کی رگیں ہلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''الحمد للہ! ذکر سے فائدہ ہوا اور یہ دل کی یکسوئی بتاتا ہے۔ مقصود یکسوئی اور طبیعت کا یکسو ہونا ہے۔''

۲۸ محرم ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سینہ میں حرکت معلوم ہوتی ہے۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے۔ اسی تاریخ میں ایک خواب بیان کیا گیا کہ بزرگان دین کی ایک جماعت کو دیکھا۔ اس میں حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بھی تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا: تمہارا مقصود ہوا ہے۔''

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا کی طرح ہیں انسان ان کو محسوس نہیں کرسکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو حاصل کر لینے کے بعد بھی انسان محسوس نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کہا ہے ؎

ماہمہ شیراں ولے شیر علم ❁ حملہ شاں ازباد باشد دمبدم
حملہ شاں پیدا و ناپیداست باد ❁ آنکہ ناپیداست ہرگز کم مباد

ترجمہ

❶ (فرض کیا کہ) ہم سب شیر (ہیں) مگر جھنڈے (کی تصویر) کے شیر (ہیں اور) ہمارا حملہ (جو) مسلسل (ہوتا ہے تو) ہوا (کی حرکت) سے ہوتا ہے۔

❷ ہمارا حملہ نظر آتا ہے اور ہوا نظر آنے والی نہیں ہے (دعا ہے کہ) وہ ذات پاک جو نظروں میں محسوس ہونے سے پاک ہے (ہمارے دلوں سے) اس کی تجلیات کبھی ختم نہ ہوں۔ (مفتاح: ۱/۲۵۵)

مطلب یہ ہے کہ پرچم پر شیر کی تصویر بنا دیتے ہیں جب ہوا چلتی ہے تو وہ شیر حملہ کرتا ہوا لگتا ہے تو اصل

میں شیر حملہ نہیں کر رہا بلکہ ہوا اسے ہلا رہی ہے اور شیر نظر آتا ہے اور ہوا نظر نہیں آتی ہے تو اصل ہستی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور باقی ساری چیزیں اسی وجہ سے ہیں اب چیزیں نظر آتی ہیں تو اللہ کرے ہمیں حقیقی ذات نظر آ جائے۔ (کلید مثنوی بتصرف: ۱/۱۹۶ دفتر اول)

انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔

دو صفر ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سینہ میں چند جگہوں میں حرکت محسوس ہوتی ہے (حضرت نے) ارشاد فرمایا: اصل حرکت تو لطیفۂ قلب میں ہے اور دوسرے اعضاء چونکہ اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اس لئے ان میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ یہ بھی پسندیدہ ہے اس کے علاوہ بھی کچھ الفاظ ارشاد فرمائے جو ناقص کی سمجھ میں نہیں آئے۔

چھ صفر ۱۳۳۲ھ منگل کے دن مغرب کے وقت حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ بندہ کی رگیں بغیر حبس دم (سانس روکے بغیر) بھی سینہ میں متحرک معلوم ہوتی ہیں ایک خواب بھی (بیان کیا گیا) کہ جو دیکھا گیا ہے کہ حضرت اس مسجد میں محراب میں مشرق کی جانب بیٹھے ہوئے ہیں اور بندہ حضرت کے قریب جنوب کی جانب بیٹھا ہوا اپنا مقصود بیان کر رہا ہے۔ میرے جسم میں ہوا بہت بھر گئی ہے جس کو میں پوری طرح بیان نہیں کر سکتا خود کو زمین سے چار انگل اٹھا ہوا (ہوا میں معلق) دیکھتا ہوں۔

حضور والا نے ارشاد فرمایا: "الحمد للہ! ذکر تمہاری رگوں میں اثر کر گیا ہے۔ یہ بہت اچھا ہے خواب میں لطیف روح کو لطیف روح کی صورت میں دیکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور باتیں بھی فرمائیں یاد نہیں ہیں۔

بارہ صفر ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور قبلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں حضور کا عکس دیکھا گیا ہے۔ ایک اور خواب دیکھا گیا ہے کہ فلاں مدرسہ کے قریب ایک تالاب پانی سے بھرا ہوا ہے۔ بندہ اس میں نہا رہا اور تیر رہا ہے۔

حضور نے فرمایا: سلطان الاذکار میں حضور کے عکس کو دیکھنا ثمرات (ونتائج) کے حاصل ہونے کی چابی ہے۔ پانی عالم غیب ہے اور یہ بھی مبارک ہے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وحملنا هم فی البر والبحر﴾ کہ ہم نے انسان کو خشکی اور تری میں سواری عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ بعض حضرات کے ہاں بر (خشکی) سے مراد عالم دنیا ہے اور بحر (تری) سے مراد عالم غیب ہے مگر یہ تفسیر صحیح نہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور الفاظ فرمائے اور دعا فرمائی۔

۲۱ صفر ۱۳۳۲ھ اتوار کے دن حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں کچھ سیاہی معلوم ہوتی

ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: ''یہ لطیفہ خفی یا اخفی کا نور ہے۔''

۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ اپنا جسم سلطان الاذکار میں ہلتا ہے بلکہ سارا جسم ہلتا ہے۔ دوسری رات سلطان الاذکار میں دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اس میں تین آدمی ہیں ایک بوڑھا خوبصورت مشرق کی جانب منہ کئے ہوئے اور اپنی آنکھوں کو نیچے کئے ہوئے بیٹھا ہے اور دو آدمی اس بزرگ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آدمی کالے جسم اور بڑی آنکھوں والا میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''جسم میں یہ حرکت دل کی یکسوئی کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یکسوئی مقصود ہے۔ بزرگوں کی صورتیں اس طریقت کے پیروں کی پاک روحیں ہیں اور جو آدمی اپنی بائیں جانب دیکھا گیا ہے وہ شیطان علیہ اللعنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے۔'' اس کے علاوہ چند دوسرے الفاظ فرمائے بھول گیا۔

پہلی ربیع الاول بدھ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں ایک شخص بائیں جانب نظر جو ننگے سر تھا۔ دوسری رات سلطان الاذکار میں سفید ٹیکہ نظر آئی۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص شیطان ہے جب بھی نظر آئے لاحول پڑھو اور شیخ کا تصور اس وقت کرنا چاہئے۔ وہ سفیدی لطیفۂ روح کا نور ہے سب پسندیدہ ہیں۔

چار ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ہادی ہیں سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں جب شیطان کو دیکھا گیا تو لاحول پڑھا گیا اور حضرت کا تصور کیا گیا (مگر) چند منٹ کے بعد دوسری بار شیطان آ گیا اس وقت حضور کی آواز سنی گئی (جاؤ ان کے پاس مت آؤ ان کو چھوڑ دو) دوسری رات اسی طرح سلطان الاذکار نا تمام سنا گیا اور معلوم ہوا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''شیطان کا دور ہونا بہت اچھا ہوا۔ وہ آواز میری آواز نہیں تھی کیونکہ مجھے علم نہیں تھا کہ بلکہ اللہ تعالیٰ ہادی ہیں نیک بندہ کی صورت میں فرشتہ کو بھیجا کہ وہ رہنمائی کرے۔ اذان فرشتوں کے عالم کا ذکر ہے اور یہی شان ذکر کی بھی ہے۔ باتیں کرتے ہوئے جو شخص معلوم ہوئے یہ دماغ کا تصرف ہے نقصان دہ نہیں ہے۔ سب چیزیں پسندیدہ ہیں بری نہیں ہیں۔

گیارہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کی حالت میں بائیں جانب کچھ سفیدی اور زردی دیکھی گئی ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''یہ زردی لطیفہ نفس کا نور ہے اور سفیدی دماغ کی خشکی کی وجہ سے ہے۔ کدو کے تیل

سے مالش کرنی چاہئے۔''

پندرہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کے وقت چراغ دیکھا گیا اور وہ جلدی سے غائب ہوگیا۔ دو دن اسی طرح دیکھا گیا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: یہ لطیفہ کا نور ہے اور اس کے جلدی چلے جانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت جلدی ہو جاتی ہے۔ اس کا چھپا رہنا اس کے ظاہر ہو جانے سے بہتر ہے کیونکہ اس کے نظر آنے سے اس کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے اور یہ چیز بعض صورتوں میں نقصان دہ ہوتی ہے۔

بیس ربیع الاول ۱۳۳۲ھ پیر کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں اپنے جسم کو اس سے بڑا دیکھا گیا ہے اور یہ سمجھ میں آیا کہ کچھ لوگ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں مگر پڑھنا اور الفاظ سمجھ میں نہیں آئے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: یہ فنا اور بقا کے آثار ہیں۔ کبھی اپنا جسم دنیا کی طرح بڑا لگتا ہے اور کبھی کچھ نہیں لگتا ہے۔ یہ بھی اپنی ہستی کے فناء بقاء کی علامت ہے۔ فنا کے دوسرے معنی برے کاموں کا ختم ہو جانا ہے اور بقا کی حقیقت اچھے کاموں کا پیدا ہو جانا اور سمجھ میں آنا ہے۔ قرآن پڑھنے والوں کی آواز بھی اعمال کے آثار ہیں جو دل پر واقع ہوئے ہیں۔ اسی طرح بقا بھی دوسرے معانی کی طرح ہے۔

چار ربیع الاول پیر کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ پرانے احوال کے علاوہ کوئی نئی حالت نہیں ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''مقصود دل کی یکسوئی اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور عبادت ہے۔ اس لئے پہلے والے احوال کبھی ہوں گے کبھی نہیں ہوں گے۔''

چھ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں لا الہ الا اللہ کا ذکر محسوس ہوا اور خواب میں بارش سے تر بتر ہو گیا۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''جو ذکر سنا گیا ہے وہ باہر کا نہیں ہے بلکہ خود میں بھی اس (ذکر) کی خیالی صورت موجود ہے۔ خواب اگر بارش حقیقی ہے کہ وہ خیر ہے ورنہ بارش کا موسم بھی ہے۔''

بارہ ربیع الثانی منگل کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں میرا جسم اوپر کی طرف جاتا ہوا محسوس ہوا۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے جس کو جیسی فرشتوں کے عالم سے مناسبت ہوتی ہے ویسی حالت پیش آتی ہے۔ سلطان الاذکار بہت ہی مختلف (چیز) ہے۔

اکیس تاریخ جمعرات کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ ذکر میں دائیں طرف اپنا سایہ دیکھا گیا ہے۔ حضور

نے ارشاد فرمایا: ''یہ عالم مثال (صورتوں کا عالم) کی مثال ہے۔ اور بھی کچھ ارشاد فرمایا جو سمجھ میں نہیں آیا۔

حَال: ایک دن ذکر کے وقت یہ معلوم ہونے لگا کہ سارے بدن میں کپکپاہٹ پیدا ہوگئی اور ہاتھ اتنا کانپنے لگا کہ قابو نہ تھا اور دماغ سے قریب تھا اور ظاہری احساس کی قوت ختم ہوگئی اور آواز چڑھنے لگی۔ میں گھبرایا کہ اب تمام پڑوس کے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا پھر اس کے بعد مشکل سے ہوش ٹھیک ہوا۔ مگر ہاتھ میں کپکپاہٹ دیر تک رہی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ سارے مسامات سے پسینہ نکلنے والا ہی ہے مگر پھر بند ہوگیا۔

تحقیق: اگر دماغ وقلب ضعیف نہیں تو یہ حالت سلطان الاذکار کے آثار (میں) سے ہے اور مبارک ہے۔

حَال: پرسوں ذکر بارہ تسبیح کر رہا تھا کہ میرے سینہ اور دونوں بازوؤں میں کچھ سنسناہٹ سی ہوکر ایک عجیب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ تینوں عضور اور اس کے بعد گردن اور کچھ سر بھی بھاری ہو گئے ہیں۔ بھاری پن بھی کچھ عجب طرح کا تھا جس کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ اس وقت بندہ صرف اثبات (الا اللہ) کی ضرب لگا رہا تھا۔ اسی حالت میں تھوڑی دیر کے بعد اس ذکر میں ایک ایسا تسلسل ہوا اور سماں بندھا کہ ایسا لگتا تھا کہ زبان بغیر ارادہ اور قصد کے خود بخود ذکر کرنے پر مجبور ہے اور لگتا تھا کہ دل سینہ میں سے اٹھ کر اوپر آ جاتا ہے اور وہ بھی اندر حرکت کر رہا ہے اور زبان میں اور دل میں اس وقت ایک ایسا تعلق محسوس ہوتا تھا کہ گویا دل کی حرکت سے زبان تالو کو جالگتی ہے۔ اس وقت ذکر میں بڑی لذت معلوم ہوئی اور میری آواز بھی بہت دیر تک ویسی نہ رہی جو ہمیشہ معلوم ہوتی ہے بلکہ آواز میں ایک خاص طرح کی لطافت محسوس ہوتی تھی اور میں اس وقت خوب محسوس کرتا تھا کہ میری آواز اس وقت کیسی بدل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت زائل ہوگئی اور آواز اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئی۔ پھر کل اور آج چاہا کہ ویسا ہی ہو لیکن نہ ہوا۔

تحقیق: (یہ) قصد سے نہیں ہوا کرتا قصد کبھی نہ کیجئے نہ ہی نہ ہونے پر افسوس کیجئے یہ کیفیت بالکل موہوب (اللہ تعالیٰ کی عطا) ہوتی ہے جب ہو تو ہونا مفید ہے اور جب نہ ہو تو نہ ہونا مصلحت ہے ؎

بدرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش ❀ کہ آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست

ترجمہ: ''گدلے اور صاف کے فیصلے کا تجھے حق نہیں خاموش رہ۔ اس لئے ہمارے ساقی نے جو ڈال دیا اس کی عین مہربانی ہے۔'' (مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنے اچھے برے کی سمجھ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فیصلہ کیا ہے وہی اس کے حق میں بہتر ہے)۔

(حاشیہ دیوان حافظ: ص ۹۴ بتصرف)

اس کیفیت کا نام سلطان الاذکار ہے اس کے الوان (رنگ) مختلف ہیں جن میں بعض الوان یہ ہیں جو آپ

پر وارد ہوئے۔ حضرت شیخ جلال تھانیسری کو بکثرت یہ کیفیت پیش آتی تھی جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً انہوں نے اپنے شیخ قطب عالم گنگوہی کو دی ہے۔ مبارک ہو۔

حَال: سیدی ومولائی وسیلۂ یومی وغدی ادام ظلال برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ اب برابر وقت پر سب کام ہوتا ہے اور عرصہ سے کوئی ناغہ نہیں ہوا بعض دن ایسا لگتا ہے کہ ذکر اسم ذات بدن کے کسی حصہ سے ہو رہا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے ہو رہا ہے۔ یہ حالت کچھ دیر تک رہتی ہے مگر معلوم نہیں کیا بات ہے؟

تحقیق: یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے مبارک ہو مگر کمال نہ سمجھا جائے۔

حَال: اس کے بعد جاگنے کی حالت ہی میں احقر پر نزع کی (کیفیت) طاری ہوئی بدن ٹھنڈا اور بے حس ہو گیا۔ ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا کتنا ہی اٹھنے کی ہمت کی بدن نہ ہل سکا۔ آخر کلمۂ توحید (لا الہ الا اللہ) اور ذکر اسم ذات میں مشغول ہو گیا اور نزول ملائکہ فرشتوں کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو تین منٹ کے بعد یہ حالت ختم ہو گئی یہ حالت تقریباً ایک مہینہ پہلے بھی پیش آئی تھی مگر ان دونوں دفعہ میں یہ حالت پہلی بار جو کہ ۳۴ھ میں پیش آئی تھی سے کم رہی پہلی بار تقریباً پندرہ منٹ تک رہی۔

تحقیق: اگر یہ تحیر طبی نہ تھی تو سلطان الاذکار تھا مبارک ہو۔

حَال: کل ذکر میں عجیب کیفیت ہوئی کہ تمام بدن میں کپکپاہٹ پیدا ہو گئی اور آواز بند ہونے لگی اور تسبیح ہاتھ سے چھوٹی جاتی تھی اور تمام بدن پسینہ سے تر ہو گیا اور خوف لگتا تھا کہ کہیں دم نہ نکل جائے۔ یہ خیال کرتا تھا کہ حضور بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں کہ جس سے تسلی ہو۔ بلا مبالغہ (کسی زیادتی کے بغیر) عرض کرتا ہوں کہ اگر تھوڑی دیر اور یہی حالت رہتی تو شاید دم نکل جاتا کیونکہ سانس وغیرہ بند ہونے کے قریب ہو گئی تھی۔ حضرت والا! پوری تحریر نہیں کر سکتا مجبور ہوں۔

تحقیق: مبارک ہو۔ یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے۔ حضرت شیخ جلال تھانیسری کو بہت زیادہ ہوتی تھی اگر کبھی ایسا ہو ہرگز پریشان نہ ہوں یہ اثر ہے غلبۂ ذکر وسرایت ذکر کا اثر ہے۔

حَال: بندہ کو سلطان الاذکار میں تمام اجسام کی حرکت پہلے سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اس حرکت میں کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کی مسرت (خوشی) ہوتی ہے۔ جب حرکت ختم ہوتی ہے تب بدن کا بڑا ہونا محسوس ہوتا ہے۔ ایک دفعہ سلطان الاذکار کے بعد بدن کا بالکل نہ ہونا معلوم ہوا کہ ہوا ہو گیا ہے۔ دو تین منٹ بعد بدن اپنی حالت پر خیال میں آیا۔ دن میں اسم ذات کے ذکر کے بعد تمام سینہ اور تمام ہاتھ اور سر اور تمام چہرہ میں حرکت معلوم ہوتی ہے۔ تمام خون میں جوش معلوم ہوتا ہے لیکن چار پانچ منٹ سے زیادہ دیر نہیں رہتا۔

تحقیق: یہ سب سلطان الاذکار کے آثار ہیں اور یہ اس کے پہلے اور اور پھر بدن میں سرایت کرنے کی علامات ہیں۔

حال: ایک دفعہ سلطان الاذکار میں اپنی صورت نظر آئی پھر فوراً غائب ہوگئی۔ کبھی شہر کے شہر کبھی جم غفیر (بھیڑ) نظر آتا ہے اور اب دو دن سے کسی کا رقص کرنا محسوس ہوتا ہے حتیٰ کہ بغیر ذکر نگاہ کے سامنے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے اور پچھلی شب میں وہ کیفیت کچھ زیادہ تھی۔

تحقیق: ذکر میں ایسے احوال پیش آتے ہیں جب کہ دماغ میں خشکی نہ ہو۔ جس کی تشخیص آثار کے ذریعے حکیم صاحب کرلیں گے۔ ان سے تشخیص کرالیں۔

حال: (حضرت!) گزارش یہ ہے کہ بندہ کے معمولات اللہ تعالیٰ کی مدد سے جاری ہیں۔ احوال یہ ہیں کہ کبھی ناک کے سوراخ میں حرکت محسوس ہوتی ہے اور کبھی ناک کے خون میں جاری ہونا محسوس ہوتا ہے اور سلطان الاذکار میں جیسی چھن چھن کی آواز سنی جاتی ہے بالکل اسی طرح کی رات میں تنہائی کے وقت سلطان الاذکار کے بغیر بھی سنی جاتی ہے۔

تحقیق: یہ سب اسی سلطان الاذکار کے آثار ہیں مبارک ہو۔

پہلا پرچہ

حال: ایک رات احقر کا یہ حال ہوا کہ میں سوگیا بیچ میں ایک دفعہ بیدار ہوگیا دوسری دفعہ جو نیند آنے لگی تو پورے طور سے نیند نہیں آئی۔ کچھ غنودگی سی ہوئی تو یہ معلوم ہونے لگا کہ میرے ہاتھ پاؤں سب ٹھنڈے اور بے حس ہوگئے کروٹ لینے کی طاقت نہ رہی۔ اس وقت میں یہ خیال کر رہا تھا کہ یا اللہ! میرا یہ حال کیوں ہو رہا ہے کوئی موت تو نہیں (آرہی ہے) اور سانس بھی بڑی مشکل سے لیا جاتا تھا۔ اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں اس عالم میں نہیں ہوں بلکہ دوسرے عالم میں ہوں۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہوگیا تو بیدا ہونے کے بعد بھی دو تین منٹ تک ہل نہ سکا۔ اس کے بعد بالکل ٹھیک ہوگیا کروٹ وغیرہ سب لے لی مگر بہت دیر تک دل میں یہ پریشانی رہی کہ یہ کیا ہوا میرا یہ حال کیوں ہوا۔ دل کو بڑی بے چینی رہی۔ حضرت! اب بھی جب وہ بات یاد آتی ہے تو بڑی کاوش (جستجو، تلاش) ہوتی ہے برائے مہربانی اس کی تحقیق فرما کر تسکین فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تحقیق اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے طبیب سے اپنے مزاج کے اعتدال کے بارے میں پوچھا جائے جب اس سے یکسوئی ہو جائے تو اس وقت مجھے اس پرچہ کے ساتھ اطلاع کر کے پوچھا جائے۔

دوسرا پرچہ

حَالٌ: طبیب سے پوچھا۔ طبیب نے کہا صحت تقریباً اچھی ہے کچھ ضعف بھی ہے۔

تحقیق: ضعف کا علاج کرکے پھر اس حالت کے بارے میں اطلاع دی جائے۔

تیسرا پرچہ

حَالٌ: جب سے علاج میں مشغول رہا حکیم صاحب نے آملہ کا مربہ اور خمیرہ گاؤزبان یا ورق نقرہ بتلایا تھا۔ احقر اس کو استعمال کرتا رہا اور حکیم صاحب کو ہمیشہ حالت سے مطلع کرتا رہا۔ اب حکیم صاحب نے کہا ہے کہ تمہاری حالت بالکل اچھی ہے کسی قسم کی شکایت نہیں ہے مگر میں احتیاطاً اب تک دوا استعمال کررہا ہوں۔ پرسوں منگل کے روز پچھلی رات کو پھر وہی حالت (لوٹ آئی) جو پہلے پرچہ کے شروع میں عرض کی ہے۔ بالکل وہی حالت ہوئی جو پہلی دفعہ ہوئی تھی۔ حضرت! مجھے بڑا خوف ہوگیا۔ کیا کوئی مرض ہے کہ جس کو حکیم نہیں سمجھتے ہیں یا دوسری کوئی حالت ہے۔ پھر میں بدھ کے دن صبح کو حکیم صاحب کے پاس گیا حالت پوچھی تو طبیعت اچھی بتائی۔ زیادہ پریشانی اس لئے ہورہی ہے کہ وہ وقت بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اتنا اور پوچھ لیجئے کہ خشکی کا تو شبہ نہیں پھر میں تحقیق بتاؤں گا۔

حَالٌ: دوسرے عرض یہ ہے کہ آج کل ذکر کرتے وقت کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے کہاں ہوں کیا یہ کام خواب میں کررہا ہوں یا بیداری میں۔ ایک استغراق تامہ (پورے ڈوبنے) کی طرح کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: پچھلی حالت کی تحقیق کے بعد بتاؤں گا۔

حَالٌ: آجکل سنن و مستحبات پر عمل کرنے کا بڑا شوق ہوگیا اور ادائیگی میں بڑی سہولت معلوم ہوتی ہے۔ اگر کبھی اتفاقاً کوئی بات سنت کے خلاف ہوجاتی ہے تو فوراً متنبہ ہوجاتا ہوں۔ جب سنت کے مطابق کام کرلیتا ہوں تو طبیعت میں ایک بشاشت (خوشی) ہوتی ہے اور اگر کوئی کام سنت کے خلاف ہوتا ہے تو دل پر ایک افسردگی چھا جاتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو بالکل مقصود حالت ہے۔

حَالٌ: آج کل ذکر کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم سے ذکر جاری ہوگیا ہے۔ تمام جسم ذکر سے متاثر ہوتا ہے اور ذکر کے وقت سامنے ایک روشنی پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشنی بہت لطیف ہوتی ہے۔

تحقیق: پچھلی تحقیق کے بعد بتاؤں گا۔

حَالؒ: یہ سب حضرت کے طفیل اور خاص توجہ کی برکت ہے ورنہ میں کہاں اور یہ دولت کہاں۔ واللہ! میں تو کسی کام کا نہیں ہوں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسے ایک ناچیز اور گندہ کو بھی اپنے نیک بندوں کی خدمت میں رہنے کا موقع عنایت کیا ہے ؎

احب الصالحین ولست منهم ❁ لعل الله یرزقنی صلاحا

تَرجَمَہ: ”میں نیک نہیں مگر نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک بنا دیں۔“

تحقِیق: ہاں ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔

چوتھا پرچہ

حَالؒ: تیسرے پرچہ کے شروع میں جو کچھ حالت کے بارے میں فدوی نے عرض کیا تھا اس پر حضرت کا ارشاد تھا کہ طبیب سے اتنا اور پوچھ لیا جائے کہ خشکی تو نہیں۔ لہٰذا فدوی حکیم کے پاس گیا تھا حکیم نے کہا بالکل شبہ نہیں ہے۔ دوسری عرض یہ ہے کہ تیسرے پرچہ کے دوسرے صفحہ میں بھی چند حالات پر حضرت نے یہ تحریر فرمایا کہ مرض کی تحقیق کرنے کے بعد بتائیں گے لہٰذا عرض ہے کہ سارے حالات کی تحقیق فرما کر ممنوع فرمائیں۔

تحقِیق: مبارک ہو سب حالات سلطان الاذکار کے آثار ہیں جو ایک بلند حالت ہے جس کا حاصل رگ و پے (پٹھوں) میں ذکر کا سرایت کر جانا ہے۔

حَالؒ: دوسری عرض یہ ہے کہ آج کل ذکر میں جو جو لذت اور جو جو کیفیات حاصل ہو رہی ہیں میں اس کو بیان نہیں کر سکتا ہوں ہاں اتنا تو کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جو مزہ اور کیفیت حاصل ہوتی ہے اگر میں بادشاہ زمانہ ہوتا اور تخت پر بیٹھا ہوتا تو بھی بخدا وہ کیفیت اور وہ مزا بالکل حاصل نہ ہوتا۔ یہ سب حضرت کا طفیل اور عنایت ہے ورنہ میں تو ہرگز ان نعمتوں کے قابل نہیں ہوں۔

ع آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا مانند

تَرجَمَہ: ”وہ لوگ جو خاک کو ایک نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں۔“

حضرت کی طرف سے اس بندۂ ناچیز پر جن جن نعمتوں کا ورود ہو رہا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حضرت! میں سچ عرض کرتا ہوں (کہ) اگر اس کے حقوق کے بدلہ میں اپنے بدن کا چمڑا اتار کر آپ کا جوتا بنا دوں تب بھی اس کا عشر عشیر (دسویں حصہ کا بھی دسواں حصہ) ادا نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرت اگر فرمائیں کہ اس کے حقوق کے بدلے تو قربان ہو جا تو خدا کی قسم! رکاوٹ نہ ہوگی۔ قسم بخدا دریغ نہ ہوگا ”ستجدنی انشاء اللہ

من الشاکرین" (آپ مجھے شکر گزار ہی پائیں گے) حضرت اب تو جی چاہ رہا ہے کہ آپ کو گود میں لئے لئے پھروں اور ہر وقت آپ کا چہرہ مبارک دیکھتا رہوں۔ صرف آپ ہوں اور میں ہوں اور راز دل ہر وقت کہتا رہوں۔

ع مزا جب تھا وہ سنتے خود زباں سے داستاں میری

افسوس ہے میرے حال پر کہ مجھے شاعری بھی تو نہیں آتی اگر کچھ شاعری آتی تو آپ کی ثنا خوانی میں کچھ شعر اشعار کہتا۔ میں تو کسی کام کا نہیں ہوں۔ حضرت کی طرف سے اس بندۂ ناچیز پر جو کچھ عنایت و مہربانی ہو رہی ہے بالکل بے بدل (بغیر بدلے کے) ہے نہ بندہ سے کبھی کچھ خدمت ادا ہوئی نہ ہونے کی امید ہے یہ سب آپ کا فضل و کرم ہے۔ حضرت! یہ بندہ جان سے مال سے ہر طرح حاضر ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں آپ کا غلام ہوں امید ہے کہ معاف فرمادیں گے۔ خدا جانے اپنی مدہوشی (بے ہوشی کی حالت) میں کیا کیا بکا۔

تحقیق: واقعی مجھ کو بھی آپ سے خاص محبت ہے اور آپ سے ہر پہلو سے خوش ہوں خدا تعالیٰ اس حب فی اللہ (اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے) کو زیادہ کرے اور اس کے برکات نصیب فرمائے۔

حال: بندہ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پندرہ منٹ سلطان الاذکار اور دن میں چھ ہزار اسم ذات (کرتا ہے) اور باقی مختلف اوقات میں پاس انفاس جاری رہتا ہے۔

تحقیق: چھ ہزار کم ہے دوگنا (ڈبل) کرلو اور چند دن کے بعد اس دوگنے کا دوگنا کرلو اور پاس انفاس کی جگہ زبانی ذکر کرو۔

حال: سلطان الاذکار میں کبھی بہت لذت محسوس ہوتی ہے کبھی حضور کی صورت کبھی آفتاب کبھی ماہتاب کبھی سفیدی (اور) کبھی چراغ نظر آتا ہے کبھی اپنے آپ کو بڑا کبھی چھوٹا کبھی اوپر جاتا ہوا معلوم ہوتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب محمود (پسندیدہ) کیفیات ہیں اگرچہ مقصود نہیں ہیں۔

حال: اور حرکت سینہ میں پورے چار سال سے موجود ہے کبھی کم کبھی زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن زائل نہیں ہوئی ہے۔

تحقیق: اس سے کچھ پریشانی یا گرمی یا خشکی یا خیالات کی کثرت تو نہیں ہے؟

حال: اور سلطان الاذکار میں ہمیشہ چھنچھنی آواز معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ صورت اپنے ہی اندر کی ہے مگر چونکہ ہے یکسوئی کا ذریعہ اس لئے مفید ہے۔

ذکر کے آثار

حَال: اس وقت احقر کی حالت یہ ہے کہ ذکر کے وقت کبھی بے ہوشی سی معلوم ہوتی ہے، زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اور ایسی روشنی نظر آتی ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ جلنے سے ہوتی ہے اور لفظ اللہ کے تصور میں چاند کی روشنی سے آفتاب کی شکل روشنی نظر آتی ہے۔ یہ تین چار دن دیکھا پھر بہت دیر تک رہتی نہیں اور کبھی دائیں طرف سے دو ایک تنی سی نظر آتی ہے کبھی کبھی بائیں طرف سے بھی (نظر آتی ہے) اس میں بھی کچھ بے ہوشی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے آثار ہیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے مگر روغن و شیر (تیل اور دوودھ) کا استعمال خوب رکھیں۔

حَال: جو کچھ ارشاد فرمایا تھا اس کی پابندی بحمد اللہ کرتا ہوں کبھی کبھی جسم میں ایک عجیب حالت محسوس ہوتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

تحقیق: مبارک ہو ذکر کا اثر ہے اور ایسے آثار کو بقاء نہیں ہوتا خود وجود ہی نعمت ہے۔

حَال: سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ کل نو ہزار اسم ذات میرا وظیفہ ہے۔ بفضل الٰہی ہر روز ورد ہے اور اندر ہلکی سی حرکت ہے اور کبھی حرکت زیادہ بھی ہوتی ہے۔ سر میں گرمی ہے اور میں نے علاج کیا حکیم کہتے ہیں کچھ بیمار نہیں ہوں۔ اذکار میں لذت معلوم ہوتی ہے۔ کبھی خود ایک قسم کا بوجھ لگتا ہے۔

تحقیق: اس خط پر یہ لکھ کر بھیجو کہ قلب میں وحشت اور سر میں درد تو نہیں ہے اور یہ لکھو کہ کچھ گھی اور دوودھ کا استعمال کر سکتے ہو یا نہیں۔ خرچ میں گنجائش ہے (یا نہیں)؟

حَال: قلب میں وحشت اور نیند اور سر میں درد بفضل الٰہی نہیں ہے۔ گھی دوودھ انشاء اللہ تعالیٰ استعمال کر سکتا ہوں۔ حضرت اور کچھ ذکر اللہ بتلا کر مشرف (عزت عطا) کریں۔

تحقیق: اگر یہ حالت ہے تو پچھلے میں لکھے ہوئے احوال ذکر کے آثار میں سے ہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ترقی بخشے۔ گھی دوودھ کا استعمال بقدر گنجائش رکھیں۔ ذکر اللہ زیادہ بتانے کے لئے اس (بات کی) ضرورت ہے کہ اب جو معمول ہے اس سے اطلاع دیں اور یہ کہ اور فرصت کتنی ہے۔ اس خط کو بھی دوبارہ بھیجنا۔

حَال: دن کے حالات (یہ ہیں کہ) ایک دن ذکر میں خواب کی طرح ہو کر ایک ستارہ چمک پڑا۔ دوسری کیفیت یہ ہے کہ خواب کی طرح ہو کر (اس حالت میں) ایک ٹین کا گھر جس پر مغرب کی طرف سے سورج کی شعاعیں پڑ

رہی تھیں (یہ ٹین کا گھر) آنکھ پر بہت زور سے چمک پڑا ہر آنکھ کی طاقت سے نظر نہیں آسکتا اس کے بعد ختم ہوگیا۔

تحقیق: یہ سب آثار یکسوئی کی وجہ سے ہوتے ہیں جو ذکر کی مشغولی کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں۔

حال: اسی طرح بندہ جب ذکر کرنے کے لئے بیٹھتا تھا تو پہلے (یہ حالت تھی کہ) سارے بدن میں جھینگر کی آواز محسوس ہوتی تھی اور اب (یہ حالت ہے کہ) پہلے جھینگر کی آواز محسوس ہوتی ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد اسم ذات کا ذکر سارے بدن سے جاری ہو جاتا ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عضو مخصوص نہیں ہے (یعنی کسی عضو سے خاص طور پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ سارے بدن اور تمام اعضا سے ہو رہا ہے)۔

تحقیق: مبارک ہو یہ ذکر کے آثار میں سے ہے۔

حال: (اس وقت) تمام بدن سے پسینہ جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کپڑے وغیرہ تر ہو جاتے ہیں۔ یہ اس مریض کا حال ہے۔ حضور! اپنے غلام کو (اس کی) طبیعت کے مطابق علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: وہ شغل کیا ہے لکھئے اور یہ خط بھی ساتھ بھیجئے تو مشورہ دوں۔

حال: آج تین دن سے میرا دل چاہتا ہے کہ ہر وقت ذکر شغل میں رہوں اور لوگوں سے تنہائی اختیار کروں۔ دوسری بات یہ کہ کبھی قلب میں ایک ہیبت ہوتی ہے اس وقت (بات) چیخ مارنے تک پہنچتی ہے۔ تیسرے یہ کہ آج رات کو نیند میں بہت دیر تک ذکر کیا اور سینہ پیٹا یہاں تک کہ سینہ میں درد محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے آثار ہیں دو تین دن ذکر خفی (آہستہ ذکر) بلاضرب (بغیر ضرب) کریں جب سکون محسوس ہو تب ذکر جلی کریں۔

حال: تہجد کے بعد ذکر کر کے جب سو گیا اور نیند آئی تو مجھے نیند میں تمام بدن پر لرزہ ہونے لگا حتیٰ کہ ڈر سے میں رونے لگا اور ایک سفید رنگ کا آسمان اور تمام آسمان میں عربی لکھی ہوئی نظر آئی۔

تحقیق: ذکر کے بعض آثار ہیں اور قبولیت کی بعض علامات ہیں۔

سوال: حضرت کے حکم کے مطابق ذکر شریف روز مرہ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قلب جاری ہے۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کبھی ذکر سے پہلے یا (ذکر کے) بعد قلب پر ایک کیفیت سی طاری ہوتی ہے اور رقت (رونے کی حالت) جاری ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ذکر کے بعد مراقبہ میں ایسا لگتا ہے کہ ایک بے داغ چاند جس کی روشنی بے انتہا ہے اور اس کے گرد ستارے نہایت روشنی والے ہیں۔ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور کبھی قلب کی زیادہ حرکت سے طبیعت گھبرانے لگتی ہے اور جسم میں تمام اعضا حرکت کرتے ہیں۔ (بندہ کی) جو کچھ

حالت ہے خدمت مبارک میں عرض کی گئی امید کرتا ہوں کہ اس کمترین کو جواب عطا فرما کر عزت عطا فرمائیں گے۔

جواب: سارے حالات پسندیدہ ہیں مبارک ہوں۔ کیفیت و رقت ذکر کا اثر ہے مراقبہ میں جو مکشوف (ظاہر) ہوتا ہے یہ یکسوئی کا اثر ہے جو کہ مقصود تو نہیں مگر مقصود کا مددگار ہے لیکن خود اس ظاہر ہونے کو کوئی کمال ولایت کی علامت وغیرہ نہ سمجھا جائے اکثر تو یہ دماغ کے تصرفات سے ہوتا ہے اور کبھی کشف ملکوت (ملائکہ کے عالم سے بھی ظاہر) ہوتا ہے اس کے ساتھ اگر دماغ میں خشکی اور نیند میں کمی ہو تو طبیب سے رجوع کریں۔ جسم کی حرکت یہ بھی ذکر کے غلبہ کا اثر ہے مگر ان امور کی طرف التفات نہ کریں اپنے کام میں لگے رہیں اور حالات کی اطلاع دیتے رہیں دعائے خیر کرتا ہوں۔

حال: (آپ کے) ارشاد عالی کے مطابق ابھی تک اسی شغل میں ہوں۔ قلب کی یہ حالت ہے کہ جلوت (مجمع) سے خلوت (تنہائی) بہتر معلوم ہوتا ہے۔ روحی فدا رسول پاک ﷺ کا اسم سامی سنتا یا دیکھتا ہوں تو نالہ و بکا (رونا دھونا) شروع ہو جاتا ہے اور اسی طرح ترغیب و ترہیب (ڈرانے اور شوق دلانے) والی آیات کے سننے یا پڑھنے سے دل میں کپکپاہٹ اور سوزش (جلن) ہوتی ہے۔ دعا میں بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت کچھ غنودگی سی محسوس ہو کر اس میں (مختلف) قسم کی شکلیں نظر آتی ہیں اور میں غمگین رہتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ حالات محمودہ شروع ہوگئے ہیں لیکن اگر یہ رعشہ (کپکپاہٹ) سوزش (جلن) دوسرے اوقات میں بھی غالب ہو تو دل و دماغ کی تقویت کی تدبیر ضروری ہے اور غنودگی ذکر کا اثر ہے اور اس میں اشکال کا نظر آنا اکثر (قوۃ) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے (دماغ میں وہ قوت جو خیال پیدا کرتی ہے کہ وہ قوت کوئی خیال پیدا کرتی ہے) اس کی طرف التفات نہ کریں لیکن اس میں کچھ باطنی فوائد بھی ہیں اس حیثیت سے وہ نعمت بھی ہے تو شکر بھی کیجئے لیکن مقصود نہ سمجھئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: (حضرت! میری حالت یہ ہے کہ) اب ذکر کے بعد دیر تک دل پر اثر رہتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سوال: ایک رات بارہ تسبیح کے بعد دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ! اس تسبیح کی برکت اس (سلوک) کے راستے کے بزرگوں کی برکت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور سردی کی وجہ سے منہ کو چادر میں چھپائے ہوئے تھا کہ ایک چمک ایسی زور سے ہوئی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ڈرا تو نہیں مگر دل کی حضوری (یکسوئی) میں خلل آگیا یہ کیا تھا؟

جواب: اکثر تو یہ انوار ناسوتی یعنی صورت متخیلہ ہی کے تمثلات (صورتیں، اسی جیسی چیزیں) ہوتے ہیں مگر کبھی ملکوتی یعنی دوسرے (فرشتوں کے) عالم کے لطائف ہوتے ہیں اور ہر حال میں یہ یکسوئی میں مددگار اور یکسوئی کی علامت بھی ہوتے ہیں اس لئے محمود ہے مگر (اس کو) مقصود نہ سمجھا جائے۔ جب پیش آئے شکر کیجئے مگر کمال نہ سمجھئے نہ جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ کی جائے اور اگر بہت زیادہ ایسا ہو تو مجھ کو پھر اطلاع دیں۔

حال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کی نماز کے بعد تیرہ تسبیح پڑھتا ہوں اس کے بعد حضور کے حکم کے مطابق آنکھ وغیرہ بند کر کے دیکھتا ہوں تو مجھ کو سبز رنگ آسمان کا سا معلوم ہوتا ہے اور اس میں نیلے رنگ کے ستارے بھی نظر آتے ہیں۔ میں نے پہلے جب تحریر کیا تھا تو حضور نے حکم دیا کہ تو پڑھتا رہ۔ چنانچہ بہ تعمیل ارشاد برابر پڑھا کرتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ حالات محمود ہیں۔ یہ الوان (رنگ) و انوار جو نظر آتے ہیں بعض مصلحتوں کے حاصل ہونے کی وجہ سے محمود ہیں لیکن مقصود نہیں اس لئے ان کی طرف جان بوجھ کر توجہ نہ کی جائے اور نہ ان کو کمال سمجھا جائے۔ اصل مقصود ذکر حق ہے اس میں استقامت کے ساتھ مشغول رہئے۔

حال: دن رات چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھنے کا جو معمول ہے آپ تو جہات گرامی سے وہ مسلسل جاری ہے۔ الحمد للہ یہ محض ان کا انعام اور احسان ہے۔ نئی حالت کا اظہار حضور میں ضروری ہے دل کی جو حرکت ہلکی ہلکی ہمیشہ بغیر مفہوم کے محسوس ہوتی تھی اب وہ ہر وقت سونے جاگنے چلنے پھرنے میں بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے بلکہ نماز میں بہت زور شور سے ہوتی ہے اور (اس سے) اسم ذات سمجھ میں آتا ہے۔ اس کے سامنے دائیں طرف اور بھی چند جگہ بلکہ کبھی تمام جسم سے یہ حرکت اسم ذات معلوم ہوتی ہے۔ اب ذکر زبانی گراں (بوجھ) اور ناگوار معلوم ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ یہ بدن کان بن جائے اور شب و روز اسی دھیان میں لگا رہوں اور ایک لحظہ کو غفلت نہ ہو ہر بال کی جڑ سے ذکر جاری ہو جائے حضور کی دل سے دعا کی ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں اگر کچھ ارشاد کی ضرورت ہے مقرر فرما دیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پہلے سے معمول ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد تھوڑی دیر ویسے ہی بیٹھ جاتا ہوں اور دنیا سے رخصت اور آخرت کی آمد کے وقت کو سوچتا ہوں اور پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ بہ طفیل رسول کریم ﷺ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کے فیوض حضور کے قلب مبارک سے میرے قلب میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دل لگتا ہے اور داہنی طرف سے انوار مشعلوں کے بادلوں کی طرح انوار آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ حضرت مولانا نانوتوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ اور حضرت مولانا گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ اور حضور

اقدس مدظلہ العالی کے جملہ مقاصد دلی دینی و دنیوی پورے فرما کر رحمانی برکتوں کو نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی و برکات وتوجہات سے اسی وقت اس ناکارہ پر بھی چار طرف سے انوار کا نزول ایسا ہوتا ہے کہ تمام جسم کو گھیر لیتا ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کو ہمیشہ اس حالت میں دیکھتا ہوں کہ کرسی پر سیدھے پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور ایسے مستغرق (ڈوبے ہوئے) اور ذات باری کے مشاہدہ میں گم ہیں کہ مطلق دوسری طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ اور حضرت مولانا گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کو اس صورت میں دیکھتا ہوں کہ مولانا ممدوح (حضرت نانوتوی) کے برابر کرسی پر چار زانو بیٹھے ہیں اور عادت شریفہ کے مطابق مسکرا رہے ہیں اور حضرت مولانا گنگوہی کے برابر پیچھے کی طرف فرش پر مولانا احمد حسن صاحب امروہی کھڑے ہوئے ہیں۔ ان سب حضرات کو روزانہ ایک ہی حالت میں دیکھتا ہوں مگر کبھی کچھ بات چیت نہیں ہوتی۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ یہ ان حضرات کا دیکھنا خواب میں دیکھنا تو نہیں ہے بیداری کا دیکھنا ہے مگر کیسا دیکھنا ہے؟ یہ بات پوچھنے کی ہے کہ نماز میں حرکت قلبی کا زور شور جس سے ذکر اسم ذات سمجھ میں آتا ہے اور اس کی طرف دھیان نماز میں کچھ رکاوٹ ڈالنے والا تو نہیں ہے؟ جی چاہتا ہے کہ ساری نماز ایسی حرکت سے ادا کی جائے زبان سے کچھ نہ پڑھوں۔

تحقیق: مکرمی السلام علیکم معمول ماشاء اللہ کافی ہے۔ حرکت اعضاء جسم کی رگوں میں محمود ہے کیونکہ مقصود کے لئے مددگار ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی طبی بیماری نہ ہو۔ جس کی تحقیق کسی حاذق (ماہر) طبیب کے مشورہ سے ہوسکتی ہے۔ مگر یہ کسی حال میں مقصود نہیں اس طرف التفات نہ کیا جائے، نہ ذکر میں کمی یا سستی کی جائے۔ ذکر چھوڑ دینے سے پھر یہ حالت نہ رہے گی۔ اس سے اطمیان رکھا جائے کہ یہ نماز میں بالکل مخل نہیں۔ یہ دوبارہ لکھتا ہوں کہ اس طرف جان بوجھ کر التفات نہ کیا جائے۔ قراءت واذکار کو زبان سے ادا کرنے میں ذرہ برابر بھی خرابی یا کمی نہ ہو۔ باقی حالات انوار وغیرہ کے نظر آنے اور نیند کی طرح کے واقعات کا پیش آنا یہ سب ذکر کی تاثیر کی خوشخبریاں اور علامات ہیں اور جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ پسندیدہ ہیں جبکہ کوئی طبی بیماری نہ ہو اور مقصود نہیں ہیں۔

مقصود کی طرف متوجہ رہ کر کام میں لگے رہئے اور اتباع شریعت کو کام کا مدار سمجھئے کہ اس میں کمی ہوتے ہوئے سب حالات ظلمانی ہیں اگر چہ دیکھنے میں نوارانی ہوں اور اس کے ہوتے ہوئے سب حالات نورانی ہیں اگر چہ دیکھنے میں ظلمانی ہوں۔ میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ افکار سے بھی نجات دے باقی خیریت ہے۔

والسلام

حَال: عرصہ ہوا کئی مرتبہ اور آج کل بھی بہت کم کبھی ستاروں کے رنگ کی طرح چمک محسوس ہوتی ہے جو شاید

ایک سیکنڈ کے بعد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اکثر یہ اخلاط (جسم کے چار خلطوں) کے انوار ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ملکوت (فرشتوں کے عالم) کے (بھی ہوتے ہیں) مگر دونوں غیر مقصود ہیں۔ مگر فائدہ دونوں میں ہوتا ہے اور وہ فائدہ یکسوئی ہے۔ لیکن اگر مزاج میں خشکی اور حرارت بڑھ جائے تو پھر نقصان دہ ہے اس لئے کسی طبیب حاذق سے اس کی تشخیص ضرور کرا لیجئے۔

حال: کبھی ذکر کی حالت میں ایک طرح کی روشنی جو بجلی کی طرح ہوتی ہے نظر آتی ہے۔ دوسروں نے بھی اس روشنی کو خادم کے سونے کی حالت میں دیکھا ہے۔

تحقیق: بظاہر یہ ذکر کے انوار ہیں جو اس صورت میں نظر آتے ہیں محمود ہیں مگر مقصود اور کمال نہیں ہیں۔

حال: رات کے وقت ذکر میں یہ خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ذکر اہلیہ کی نیند میں رکاوٹ بنتا ہو اور وہ ادب کی وجہ سے نہ کہتی ہوں اس کے بارے میں جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

تحقیق: بے تکلفی کا رشتہ ہے پوچھ لیا جائے۔

حال: خادم میں پرانا عیب یہ ہے کہ بہت جلد غصہ سے مغلوب ہو جاتا ہے مگر آج کل اس عیب میں زیادتی ہے۔

تحقیق: یہ زیادتی عارضی (وقتی) ہے ذکر کے آثار کے غلبہ سے آزادی بڑھ جاتی ہے آزادی سے غصہ بڑھ جاتا ہے مگر ذکر کے آثار کے پکا ہونے سے تمکینی (کیفیت ٹھہراؤ کی کیفیت) حاصل ہو جائے گی۔

حال: جب مغرب کے بعد ذکر کیا تو ذکر کے دوران ایک دریا نظر آیا اس پر پتھر کا پل تھا۔ دو شخص ایک بڑی جالی (جالی سے وہ چیز مراد ہے جس میں بیلوں کا بھوسہ باندھا جاتا ہے) کو پکڑے ہوئے لئے جا رہے ہیں اور اس جالی میں ایک بدشکل آدمی بیٹھا تھا۔ اور اسی میں اینٹیں پتھر بھرے ہوئے تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے اس جالی میں بیٹھے ہوئے آدمی کو اور سب اینٹ پتھروں کو دریا میں ڈال دیا۔

تحقیق: وساوس وخطرات کا ذخیرہ تھا یہ اس کی صورت مثالیہ تھی موسوس (وسوسہ ڈالنے والے) کی صورت کے ساتھ تھی۔

حال: کل سے یہ حالت ہے کہ اگر کوئی جوتہ بھونڈی بری شکل کا بنا ہوا ہو تو اس کو دیکھ کر دل بے چین ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کھانا صفائی کے ساتھ پکا ہوا نہ ہو تو اسے کھانا تو درکنار اس کو دیکھ کر طبیعت مالش (متلانے) لگتی ہے۔ چنانچہ کل ایک صاحب نے میرے قریب بیٹھ کر کھانا کھایا جس سے طبیعت دیر تک مالش کرتی رہی کیونکہ اس میں صفائی نہ تھی بلکہ بہت گڑبڑ تھی۔

تحقیق: یہ نظافت و لطافت ہے جو ذکر کے سرایت کر جانے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس میں اعتدال کا لحاظ رہے یعنی اس کے حاصل کرنے میں نہ وقت ضائع ہو نہ کسی کی ظاہری یا باطنی تحقیر ہو اور نہ کسی کو ایذاء ہو۔

حال: ہر وقت باوضو رہنے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: یہ طہارت ہے جو کہ ذکر کا مطلوب اثر ہے۔

حال: چنانچہ اس پر دو دن سے عملدر آمد بھی آسانی سے ہو رہا ہے جو پہلے مشکل ہوتی تھی وہ اب نہیں ہے استقامت کی دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا کروں گا۔

حال: یہ خیال ہوتا ہے کہ جب ظاہری اشیاء سے قلب پر ایسا برا اثر ہوتا ہے تو اگر خدانخواستہ مشتبہ مال (شک و شبہ والا مال) پہنچے گا تو اس کا کتنا سخت برا اثر ہوگا۔

تحقیق: یہ ہدایت ہے۔

حال: ویسے تو اکثر ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ کبھی کبھی قلب سے اچانک اسم ذات جاری ہو گیا اور کبھی دو دن اور دو رات مسلسل قلب جاری رہا۔ کبھی دو دن اور ایک رات کبھی ایک دن ایک رات کبھی صرف ایک ہی دن۔ ایسا ہوتا تھا کہ اٹھتے بیٹھتے خواہ کسی کام میں مصروفیت ہو تب بھی اور فراغت ہو تب بھی برابر جاری رہتا تھا۔ گویا یہ کیفیت ہوتی تھی کہ ایک مشین ہے جس کو کسی نے چابی دے دی ہے اور وہ مسلسل اپنا کام کر رہی ہو اور روکنے سے رکتی ہو۔ یہاں تک کہ طبیعت پریشان ہو جاتی تھی اور تھک کر نڈھال ہو جاتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ دل اب نکلنا چاہتا ہے لیکن بہت دنوں سے یہ حالت ختم ہو گئی تھی۔ افسوس ہے کہ شومئ قسمت (قسمت کے برا ہونے کی وجہ) سے ان میں سے کسی حالت سے بھی میں حضور کو مطلع نہ کر سکا۔

تحقیق: اس کا سبب یا تو وہی ہے جو اوپر لکھا اور کبھی یہ ذکر کے آثار اس صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حال: جب سے میں نے پہلا خط خدمت والا میں بھیجا ہے یعنی ۲۲ مئی ١٩١٧ء سے طبیعت میں ایک قسم کا نشاط رہتا ہے اور کچھ عجب طرح کی حالت رہتی ہے۔ جس کے لئے مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اس کا خاکہ حضور کے سامنے پیش کر سکوں۔

تحقیق: اسی طریقے سے پیش کر دیا کیجئے وہ نافع ہوتا ہے۔

حال: کسی کی ذرا سی بھی دل آزاری بری لگتی ہے اور بس کچھ ایسی حالت ہے کہ جس کو میں خود بھی کچھ نہیں سمجھ سکتا حالانکہ ذکر میں وہ ذوق اور شوق نہیں ہے جو کہ حضور کے نیاز حاصل ہونے سے پہلے جب میں کبھی ذکر کرتا

تھا ہوتا تھا۔

تحقیق: ایسی کیفیات کو تو بقاء ہوتا ہی نہیں۔

حال: جہاں تک مجھ سے ہوسکا اور مجھے الفاظ ملے میں نے اپنی حالت تحریر کردی لیکن افسوس اس کا ہوتا ہے کہ جب دوسروں کی حالت کو اپنے سے مقابلہ کرتا ہوں تو اپنی حالت کو بالکل ردی پاتا ہوں اور اس محرومی پر کبھی خوب رونے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق: بس اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نمبر دوسروں سے بڑھا دیا شکر کیجئے۔

حال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق ذکر اسم ذات صبح کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ اور ذکر نفی اثبات عشاء کی نماز کے بعد تہجد پڑھنے کے بعد چھ سو مرتبہ پابندی سے کرتا ہوں۔

تحقیق: کیا طبیعت کچھ اضافہ کو برداشت کرسکتی ہے۔؟

حال: آدھا پارہ تلاوت بھی کرتا رہتا ہوں لیکن کچھ فائدہ محسوس نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: فائدہ کی تفسیر کیا ہے۔

حال: نفس وشیطان کا بہت غلبہ رہتا ہے لیکن خدا کے فضل سے اپنے کو حتی الامکان ان کے حملہ سے بچاتا رہتا ہوں۔

تحقیق: تو یہ محفوظ رہنا کیا کم فائدہ ہے۔

حال: جو جو ایسے امور خلاف شریعت ہیں کہ جن کا مجھے علم ہے خدا کے فضل وکرم سے اور حضور کی دعا کی برکت سے ان کا مرتکب نہیں ہوتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ اس کو آپ فائدہ کیوں نہیں سمجھتے۔

حال: لیکن پھر بھی ؎

یک الف بیش نہیں صیقل آئینہ ہنوز ❊ چاک کرتا ہوں میں جس دن سے گریبان سمجھا

تحقیق: یہ ایک الف ہی اگر مستحکم (مضبوط) ہوگیا تو الف (ہزار) سے بڑھ کر ہے۔

حال: جناب کے حکم کے موافق اپنی حالت لکھتا ہوں۔ طبیعت اکثر تنہائی پسند ہے لوگوں سے بولنے کو طبیعت اس وجہ سے نہیں چاہتی کہ شاید میری بات لوگوں کو تکلیف پہنچائے۔ اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ وغیرہ بہت کرنے کے باوجود تسلی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شرعی بے ادبی خواہ عرفی ہو جاتی ہے تو اکثر رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ جناب مجھ پر ناراض ہورہے ہیں اور کبھی مارتے بھی ہیں۔ یہ واقعات اکثر سونے جاگنے کی حالت میں پیش آتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کے وقت کے علاوہ یعنی ذکر میں نہیں ہوتا کہ نیند کا غلبہ معلوم ہوا لیکن پوری نیند نہیں

آتی لوگوں کی آواز بھی سنائی دیتی ہے اس وقت ایک جھن جھن کی طرح کی آواز سنائی دیتی ہے پھر (ایسا) لگتا ہے کہ سارے جسم میں کپکپاہٹ ہوگئی اس کے بعد تمام جسم بے حس وحرکت ہوگیا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ ایک مقام ہے وہاں کبھی آپ کو دیکھتا ہوں کہ مجھے نصیحت فرماتے ہیں۔ کبھی آپ کے بجائے دوسرا شخص یہی نصیحت کرتا ہے اس وقت یعنی آواز سننے کے وقت جو لرزہ آتا ہے اٹھ کر بھاگنا چاہتا ہوں لیکن قدرت باقی نہیں رہتی۔

تحقیق: یہ کیفیات ذکر کے اثر اور کمزوری کے اثر سے مرکب ہیں اس لئے ضعف کا علاج طبی ضروری ہے۔ باقی سب حالات ماشاء اللہ نہایت اچھے ہیں۔

حال: آج رات تہجد کے بعد معمول کے مطابق وظیفہ پڑھ رہا تھا اور بیدار ہی تھا کہ اچانک ایسا لگا کہ سیاہ آسمان پھٹ گیا ہے اور اس کے چھلکے ہو ہو کر گر رہے ہیں۔ اسی وقت ایک قسم کی گھبراہٹ ایسی ہوئی کہ وظیفہ کا پورا کرنا بھی مشکل ہوگیا اور بدن پر لرزہ (کپکپاہٹ) محسوس ہونے لگا جی چاہتا تھا کہ وظیفہ چھوڑ کر جنگل بھاگ جاؤں۔ مگر بحمد اللہ وظیفہ کو پورا کر کے لیٹ گیا مگر لیٹنے سے بھی بے چینی ختم نہ ہوئی حتیٰ کہ آٹھ بجے صبح تک تو نہایت ہی پریشان رہا۔ پہلے جو دل کی طرف نظر کرتا تھا تو سیاہ لگتا تھا آج صبح کو جو دیکھا تو نیچے کچھ حصہ سرخ معلوم ہوا اور آٹھ بجے کے بعد پھر جو وظیفہ کرنے بیٹھا تو ویسی تو پریشانی نہیں رہی مگر بے چینی باقی ہے دعا فرما دیجئے۔ کہ اللہ پاک ایمان پر خاتمہ فرمائیں۔

تحقیق: یہ صورت فناء ہستی کی صورت مثالیہ نظر آتی ہے اور اس کی فنا کی ابتداء اصول اخلاق (اخلاق کی جڑوں) سے شروع ہوتی ہے جو متبوع (جس کی اتباع کی جائے) ہونے میں آسمانوں کی طرح ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ذکر نے سرایت کرنا شروع کیا ہے اور اسی کا اثر دل کی تبدیلی میں ظاہر ہوا ہے مبارک ہو۔ یہ سب انکشافات (نظر آنا) مثالیہ ہیں۔

ذکر میں رونے کو نہ روکنا اور مقررہ تعداد سے زیادہ ذکر کرنا پسندیدہ ہے

حال: ان دنوں ذکر کرتے کرتے کبھی بڑے زور سے رونا آتا ہے یہاں تک کہ کبھی آواز بلند ہونے لگتی ہے۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ اگرچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق (ذکر کی) تعداد پوری ہوئی مگر تھوڑا اور بھی ذکر کروں۔

تحقیق: ضرور کیجئے بہت محمود (پسندیدہ) ہے۔

ذکر میں حضور قلبی (یکسوئی) نہ ہونے کا علاج

حال: تقریباً دو ماہ سے ذکر جہر بند ہے۔ ذکر پاس انفاس خود ہی سے دل سے نہیں ہوتا ہے جو کہ حضرت علی شاہ

گنگوہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے تلقین فرمایا تھا۔ اس ذکر پاس انفاس کو مراقبہ اور غیر مراقبہ میں کرتا ہوں لیکن دل جمتا نہیں حضوری بالکل نہیں ہوتی۔ ذکر جہر میں اکثر حضور قلب بھی ہوتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عرش کے قریب میں ہوں اور زیارت خداوندی سے مسرور ہوں اور ذکر کے وقت اپنا خیال نہیں رہتا تھا۔ اس کے ساتھ اور دوسری بعض تسبیح اور بعض وظائف بند ہوگئے۔ سخت افسوس ہے دعا فرمائیں اور اس مریض کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ ذکر کی قیود کو بالکل چھوڑ کر صرف زبانی ذکر جتنا ہو سکے ایک معین مقدار سے لازمی طور پر کیجئے خواہ حضور ہو یا نہ ہو اور پھر دو ہفتہ کے بعد مجھ کو اطلاع دیں۔

جتنا ذکر ہو سکے کافی ہے

حال: کمترین حضور کے حکم کے مطابق ایک ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہے اور استغفار بھی لیکن ہر وقت پڑھنے کا موقع پڑھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے نہیں ملتا۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں جتنا آسانی سے ہو جائے کافی ہے۔

ذکر خفی

حال: الحمد للہ ذکر اسم ذات جو آنجناب نے تعلیم فرمایا تھا ٹوٹی پھوٹی حالت میں کرتا رہتا ہوں مگر کہیں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو تنہائی نہ ملنے کی وجہ سے ناغہ ہوتا ہے اور ہم خیال لوگ نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت ذکر سے رکتی اور شرماتی ہے۔ چار پانچ روز یا کم زیادہ چھوٹ جاتا ہے ایسی صورت میں کچھ تجویز فرما دیجئے۔

تحقیق: ذکر خفی کیجئے۔

سؤال: ہلکے جہر سے بھی ذکر کرتے ہیں گھر میں بچے کے جاگنے اور رونے سے کام میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اگر ایسی حالت میں کبھی کبھی خفی یعنی بالکل منہ میں پڑھوں تو کیسا۔

جواب: ایسے وقت یہی ضروری۔

حال: حضور نے جو ذکر و شغل ارشاد فرمایا تھا رات میں بارہ تسبیح اور دن میں چھ ہزار بار اسم ذات شغل پاس انفاس اس میں مشغول ہوں لیکن دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ذکر جہر نہیں کر سکتا ہوں۔

تحقیق: ضرب کے بغیر خفی کرنا چاہئے اور اگر اس سے بھی کچھ تکلیف ہو تو کچھ عرصہ بند کر دیجئے اور اس کے بجائے درود شریف یا تلاوت قرآن کافی ہے۔

سؤال: فدوی آنحضرت کے ارشاد و تلقین کے مطابق تین وقتوں میں اسم ذات کا شغل کر رہا ہے۔ آواز سے

ذکر کرنے میں دوسرے لوگوں کو کچھ تکلیف ہونے کا اندیشہ ہے اور سر میں کسی قدر گرمی آتی ہے۔ آہستہ کیا جائے یا آواز سے کیا جائے؟

جواب: ایسی حالت میں آہستہ ہی واجب ہے۔

حضور کے ہمیشہ رہنے کا طریقہ

حال: حضور کی توجہات کی برکت سے کبھی کبھی نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی حضوری کی دولت حاصل ہوتی ہے۔ مگر جس وقت غلبہ ہوتا ہے ہیبت سے زبان بند ہو جاتی ہے اور نماز میں ہرج واقع ہوتا ہے تھوڑی دیر یہ کیفیت رہتی ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ حضور ہمیشہ حامل ہو اور صرف ہستی اور مطلق (بالکل) وجود کے کچھ بھی معلوم نہ ہو (اللہ تعالیٰ کی) معیت اور نوریہ کا غلام کے حال کے مناسب کوئی طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: جتنا ہو سکے دل کی توجہ کے ساتھ ہمیشہ ذکر کرنے سے یہ سب مقاصد جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں حاصل ہو جاتے ہیں اس کو ناغہ نہ کیجئے اور کبھی کبھی حالات کی اطلاع اور کبھی کبھی ملاقات اور اگر ممکن ہو تو کبھی کبھی ہفتہ دس دن کا (یہاں) قیام اس میں بہت مددگار ہے۔

زبانی ذکر

حال: ذکر پاس انفاس پر بھی مداومت حاصل نہیں ہوتی خیال آ گیا آ گیا ورنہ نہیں۔

تحقیق: مختلف مشاغل میں اتنا ہی کافی ہے۔ مناسب ہے کہ پاس انفاس کے بجائے زبانی ذکر اختیار کیجئے۔

حال: حق سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے غلام کام میں لگا ہوا ہے۔ حضور عالی کی اجازت کے مطابق ذکر اور اسم ذات کا پاس انفاس اور اسی اسم مبارک کا بالکل معمولی طریقہ سے حبس دم صدری (سینہ میں سانس روک کر اللہ اللہ کہنا) کرتا ہے درود شریف اور مناجات مقبول کا ختم استغفار تلاوت قرآن شریف اور (وہ) اذکار جس کی اطلاع غلام دے چکا ہے پڑھتا ہے۔

تحقیق: سب معمولات مناسب ہیں لیکن حبس دم چھوڑ دیا جائے معلوم نہیں یہ کس کے کہنے سے شروع کیا اور پاس انفاس اگر سانس سے کرتے ہوں اس کا طریقہ بھی بدل دیں یعنی سانس کی قید کے بغیر صرف زبان سے ذکر جاری رکھیں۔

حال: اشراق کی نماز چار رکعت چاشت کی نماز چار رکعت کبھی کبھی عصر سے پہلے چار رکعت مغرب کی نماز کے بعد اوابین کی نماز چھ رکعت، قرآن مجید ایک منزل، مناجات مقبول ایک منزل، اسمائے مبارک حضرات صحابہ

بدر یین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ روزانہ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام تک اور ہفتہ میں ایک مرتبہ جاگنے کی حالت میں بعض اوقات پاس انفاس کا ذکر بھی جاری رکھتا ہے۔

تحقیق: پاس انفاس کے مقابلے میں زبانی ذکر زیادہ مفید ہوگا۔

حال: کبھی کسی کام میں زیادہ مشغولی ہو تو اللہ تعالیٰ کا خیال ذہن میں نہیں رہتا ورنہ اکثر وقت یادداشت بلا تکلف قائم رہتی ہے۔

تحقیق: ابھی یہ خیال ہے جو معتبر ہے ؎

صوفی نشود صافی تادر نہ کشد جامے ❁ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ”صوفی کے دل کی صفائی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مشقتوں کو نہ اٹھائے بہت سفر کرنا پڑتا ہے تاکہ کچا پن ختم ہوکر پکا صوفی بن جانے کے لئے۔“

حال: اس کے علاوہ جو وظیفہ مناسب حال ہو ارشاد فرمائیں۔ ایک ہفتہ سے شجرہ طیبہ کا یہ شعر بہت دفعہ پڑھ چکا ہوں اور پھر بھی پڑھنے کو دل چاہتا ہے کہ مسلط علیہ العشق الخ۔ (**ترجمہ:** اس میں عشق بھرا ہوا ہے) ؎

دل مرا ہر دم مئ توحید سے سرشار رکھ ❁ بے خود عالم بنا اپنے سے بس ہشیار رکھ

حضرت اشرف علی اولیا کے واسطے۔

تحقیق: دوسرے شعر کی اطلاع کی کچھ ضرورت نہ تھی ریا کا شبہ ہوتا ہے۔

حال: جب سے احقر نے روزانہ قرآن مجید کی ایک منزل پڑھنا شروع کی بعض قریبی اعزہ کو ثواب پہنچانا معمول کرلیا کہ ہر جمعہ کو اپنے سلسلہ کے اجداد کو مسلسل ثواب پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ گذشتہ جمعہ کو جو قرآن شریف ختم ہوا ہے اس کا ثواب حضرت صابر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو پہنچایا ہے۔

تحقیق: کیا اس ثواب رسانی میں کسی باطنی نفع کی بھی توقع ہے؟

سؤال: تھانہ بھون میں آستانہ میں حاضر ہوکر دو مہینہ رہنے کا پکا ارادہ ہے۔ حاضری خدمت کے علاوہ جو وقت بچے گا اس میں احقر کے لئے جو خدمت حضرت والا تجویز کریں اس کی تعمیل میں امکانی کوشش کروں گا۔ بیکار رہنے کی مجھے عادت بھی نہیں ہے۔ خالی دل بھی گھبرائے گا دن بھر قرآن مجید پڑھنا ممکن نہیں۔

جواب: میرے تمام وعظ دیکھ ڈالئے۔

سؤال: دعا کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ زندگی میں اپنی مرضیات میں رکھیں اور خاتمہ بالخیر فرمائیں۔

جواب: آمین۔

تھوڑا وظیفہ بھی کافی ہے

حال: رات کو دس بجے سو کر آخر رات میں تین ساڑھے تین بجے سے پہلے آنکھ نہیں کھلتی۔ اس میں بھی جب تک تہجد اور تلاوت سے فارغ ہو کر صبح کی نماز سے پہلے پندرہ بیس منٹ کے لئے دوبارہ نہ سو جاؤں تو بہت سستی ہوتی ہے۔ اسی لئے دوبارہ تسبیح نفلوں کے بعد نہیں پڑھ سکتا صرف نفلوں ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ نہ غور وفکر ومحاسبہ کو کچھ دیر ملتی ہے۔ عشاء کے بعد جب سے یہاں کی ملازمت کا معاملہ مذبذب (شک میں پڑا) ہوا ہے ایک شخص کے بتانے پر ساڑھے چار ہزار دفعہ مع اول وآخر درود شریف کے اسم ذات اللہ اللہ کا ورد ہے جس کی وجہ سے عشا کے بعد بھی بارہ تسبیح نہیں پڑھ سکتا اسی طرح دوسری نمازوں کے وقت بھی یسین شریف، الرحمٰن شریف، مزمل شریف، آیۃ الکرسی چاروں قل وغیرہ کا معمول کئی سال سے ہے اس لئے ان وقتوں میں بھی وقت نہیں ملتا۔ لہٰذا عرض ہے کہ اگر ارشاد ہو تو بعد عشاء کا موجودہ ورد ترک کر دوں۔

تحقیق: نہیں جو ہو رہا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

ذکر خفی وغیبی سلام کا جواب

حال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق ذکر بارہ تسبیح کا ورد کرتا ہوں۔ الحمد للہ اس کی برکت سے منہیات (ممنوع چیزوں) سے نفرت مندوبات (مستحب چیزوں) کی رغبت طبعی طور پر ہو رہی ہے۔ اگر چہ اس سے پہلے بھی یہ حالت تھی مگر اب اور زیادہ ہوگئی ہے شوق زیادہ فرصت کم ہے۔ شروع ذکر سے اب تک سر میں درد رہا کرتا ہے اس کو تحریک نزلہ وغلبہ برودت (ٹھنڈک کا غلبہ) تصور کرتا ہوں۔ چونکہ ذکر شروع کرنے کے بعد سے یہ واقعہ پیش آیا ہے اس لئے خدمت شریف میں عرض ہے اس وجہ سے بعض دن ذکر خفی کرتا ہوں اس کے بارے میں حضرت والا کی رائے چاہتا ہوں۔ باوجود فکر ایام قلیل فائدہ کثیر معلوم ہوتا ہے یہ حضرت آپ کی کرم وعنایت کا ثمرہ ہے آنکھ اور کان بند کرتے وقت لفظ اللہ گھنٹی کی طرح سنائی دیتا ہے۔ اچھے خواب بھی آتے ہیں۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

میرے نابینا بھائی اسد علی صاحب سلام مسنون عرض کرتے ہیں اور ذکر پہلے کی طرح کر رہے ہیں ترقی کے شائق (شوق رکھتے) ہیں ذکر بارہ تسبیح کا شوق ہے مگر اجازت کے طالب وامیدوار ہیں۔ جسم کا حال صحیح ودرست ہے۔ جناب بھائی صاحب کو ذکر کے دوران یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سلام مسنون کرتا ہے مگر سلام کرنے والا نظر نہیں آتا ہے ایسی صورت میں سلام کا جواب دیں یا نہیں اب تک جواب نہیں دیتے ہیں۔

تحقیق: آپ کی حالت قابلِ مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ بارک فرمائے۔ ایسی حالت میں مخفی ہی مناسب ہے۔

اسد علی صاحب کو بارہ تسبیح کا اگر شوق ہو تو اجازت ہے مگر حالت سے ضرور اطلاع دیتے رہیں اور گھی دودھ کی کثرت رکھیں اور چھ گھنٹہ سے کم نہ سوئیں۔

سلام کا جواب ایک بار دے دیا کریں اور بس۔

ذکر و شغل کے آثار پورے کسی رسالہ میں جمع نہ ہونے کی حکمت

سؤال: بہت دن ہوئے حضرت آپ نے فرمایا تھا کہ بعض کتابوں میں تصوف کے ذکر اور شغل کے آثار لکھے ہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ کوئی ایسا رسالہ تحریر فرمایئے جس میں ذکر اور شغل کے پورے آثار معلوم ہو جائیں۔ اس سے طالبین کو رغبت زیادہ پیدا ہوگی کوئی رسالہ مستقل اور مفید ایسا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اگر حضرت اس بات میں کوئی خرابی خیال نہ فرماتے ہوں تو فرصت میں (ان آثار کو) تحریر فرمادیں۔ خادم کو بہت شوق ہے ورنہ حضرت کا جو ارشاد وہ خادم کو وہی منظور ہے۔

جواب: ہر شخص کو الگ الگ حالات پیش آتے ہیں۔ (اس لئے) لکھنے سے الٹا نقصان ہوگا کہ ایک دوسرے شخص کے حالات کا منتظر رہے گا اور نہ ہونے سے مایوسی و پریشانی ہوگی پھر ہر شخص کی (الگ الگ) خصوصیات (کی وجہ) سے وہ حالات مختلف بھی ہیں اور اتنے (زیادہ) ہیں کہ پورے ایک جگہ جمع کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

تیمّم سے ذکر

حال: فدوی نے گذشتہ مہینہ صفر کے شروع میں ایک خط حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس میں اپنے شغل و تعلیم کے بارے میں حضور سے سوال کیا تھا۔ چنانچہ یہ جواب آیا۔ ”آپ چونکہ صاحب فہم ہیں اسی لئے عالم مشغول کا دستور العمل مناسب سمجھتا ہوں۔“ حضور نے اس خاکسار کی ہمت افزائی فرمائی ہے ورنہ میں عامی شخص سمجھ بوجھ کیا جانوں۔ مگر ہاں امید ہے بڑی نسبت نصیب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ حضور کی زبان مبارک فرمائیں۔

اپنا حال یہ ہے کہ جب سے حضرت کا حکم ہوا ہے صبح کی نماز کے بعد تقریباً آدھا پارہ قرآن مجید کی تلاوت اور مناجات مقبول عربی ایک منزل روزانہ پڑھتا ہوں۔ تہجد کی نماز کے وقت اسم ذات کا ذکر خفیف جہر وضرب (آواز وضرب) کے ساتھ کرتا ہوں لیکن ابھی صرف تین ہزار تک پڑھتا ہوں اس سے زیادہ پڑھنے سے جی گھبراتا ہے۔

تحقیق: اگر وضو نہ رہنے کی وجہ سے جی گھبراتا ہے جیسا بعد والے (یعنی آئندہ والے) مضمون سے معلوم ہوتا

ہے تو اس کے بارے میں میں نے جو لکھ دیا ہے اس پر عمل کیجئے اور اگر اور کوئی بات ہے تو صاف لکھئے۔

حَال: بڑی تکلیف وضو کے نہ ٹھہرنے سے ہوتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کے دوران وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر دوبارہ وضو کرلیا پھر وہی کیفیت ہوتی ہے۔ سردی کی وجہ سے یا یوں بھی بار بار وضو کے لئے اٹھنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اور بال بچوں کی نیند میں خلل پڑنے کا احتمال رہتا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ بیٹھے ہی بیٹھے تیمّم کرکے شغل کو جاری رکھوں مگر مرشد کی اجازت کے بغیر ایسا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی کیونکہ دستور العمل میں باوضو ذکر کرنے کو لکھا ہے۔ اس کے بارے میں جو مناسب ہو تحریر فرمائیے۔

تحقیق: وضو رکھنا ضروری نہیں تیمّم کرلیا جائے مگر اس تیمّم سے نماز و قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں۔

جنبی کا ہاتھ منہ دھوکر ذکر و شغل کرنا

حَال: جب سے یہ مشغلہ شروع کیا ہے بدخوابی (یعنی احتلام) کئی بار ہوئی حالانکہ اس سے پہلے نہیں ہوتی تھی۔ جس دن ایسا واقعہ ہو جاتا ہے سخت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: افسوس کی کیا بات ہے۔

سُؤال: جاگتا رہتا ہوں مگر جسم کی ناپاکی کی وجہ سے صبح صادق تک کچھ نہیں کرسکتا۔ کیا اس حالت میں بھی ہاتھ منہ دھوکر کچھ دل یا زبان سے کچھ خفی یا جہر ذکر چارپائی پر بیٹھے ہی بیٹھے کرلیا کروں۔

جَواب: ہاں ہاں۔

عام آدمی کا ترقی کے بعد پچھلی تسبیح و تہلیل نہ چھوڑنا

سُؤال: چونکہ ذکر کی پوری تعداد ۱۲ ہزار سے ۲۴ ہزار ہے اور میں صرف تین چار ہزار تک پڑھتا ہوں۔ اس وجہ سے ندامت رہتی ہے اور اس خیال سے کہ شاید یہ کمی پوری ہو جائے تسبیح و تہلیل و تکبیر سو سو بار پانچ نمازوں کے بعد پہلے معمول کے مطابق پڑھتا ہوں۔ گزارش ہے کہ پہلے والا وظیفہ چھوڑوں یا پڑھا کروں یا بجائے ان کے کچھ اور مناسب ہے۔

جَواب: پہلے معمولات کو نہ چھوڑیئے لیکن اگر ہمت ہو تو اسم ذات بارہ ہزار تک بڑھا دیجئے اور اطلاع حالات سے دیتے رہئے۔

ذکر اسم ذات کا طریقہ

سُؤال: ذکر اسم ذات میں ہ کو جزم سے ادا کروں یا پیش کے ساتھ اور ضرب کا کیا قاعدہ ہے۔

جواب: جزم کے ساتھ پڑھئے اور ضرب کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے جو طبیعت سے پیدا ہو وہی کافی ہے۔

تلوین کی حالت میں ذکر و شغل کا طریقہ

حال: کسی کسی روز عالم غیب میں جی لگ جانے سے عجب سما اور بہار ہوتی ہے اور کبھی کبھی نفس ایسی سرکشی کرتا ہے کہ دق ہو جاتا ہوں۔ جہری ذکر کی وجہ سے دماغ میں خشکی بہت ہوگئی ہے بلک آج تو برداشت نہ کر کے ناغہ کر دیا ہے۔ اور اپنی آواز اپنے کان میں ہر طرح زور سے لگتی ہے اگر چہ آہستہ ہو۔ اگر ارشاد ہو تو مخفی ذکر کیا کروں یا اور جو کچھ (میرے) حال کے مناسب ہو اگر چہ دماغ کو تر کرنے اور قوی کرنے کے لئے کوشش کرتا رہتا ہوں مگر بہت کمزوری ہوگئی ہے۔

تحقیق: یہ تلوین ہے اس میں تغیر و تبدل لازم ہے پریشان نہ ہو جائیے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک روز تمکین حاصل ہو جائے گی ؎

اندریں رہ میتراش و می خراش ❁ تادم آخر دمے فارغ مباش

تادم آخر دمے آخر بود ❁ کہ عنایت با تو صاحب سر بود

ترجمہ: ''اس سلوک کے راستے میں مسلسل محنت کرتے رہو یہاں تک کہ کوئی لمحہ فارغ نہ رہو کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تمہارا کام بن جائے۔''

جہر اور ضرب بالکل روک دیجئے خفی بغیر ضرب کافی ہے بلکہ اگر عدد (گنتی اور تعداد) میں کمی کی ضرورت ہو اس کی بھی اجازت ہے۔ دماغ کو تر اور قوی کرنے کی تدابیر نافع ہوں گی۔

حال: عید الاضحیٰ کے بعد سے وظیفہ بھی بند ہے مجھ کو بخار اور نزلہ کی شدت نے تنگ کر دیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ نصف مرض جاتا رہا ہے۔ حضور کے اخلاق اور غرباء کی دلجوئی کرنے سے یہ غلام بھی دعا کا خواستگار ہے۔ یہ خدا کا شکر ہے کہ کسی وقت کی فرضی نماز قضا نہیں ہوئی۔

تحقیق: جب تک کامل طور پر صحت و قوت نہ ہو جائے معمولات شروع نہ کریں۔ ہاں بغیر کسی قید کے زبان سے یا قلب سے جو ذکر آسان لگے اس کا خیال رکھیں انشاء اللہ کافی ہوگا۔

شغل پر ذکر کو ترجیح

سوال: عرض یہ ہے کہ حضور نے پہلے ۲۴ ہزار ذکر کے لئے فرمایا تھا۔ مگر ایک عرصہ کے بعد حکم ہوا کہ ۱۲ ہزار کیا جائے۔ اس دن سے حکم کے مطابق بارہ ہزار کرتا ہوں۔ اس مرتبہ تابعدار نے شغل انحد کے بارے میں عرض کیا

تھا بجواب اس کے حکم ہوا کہ اس کو چھوڑ دو اب ضرورت نہیں ہے اس روز سے شغل مذکور کو چھوڑ دیا لیکن جو ایک گھنٹہ شغل مذکور میں صرف ہوتا تھا اس کو بیکار رکھنا شاق ہوا لہٰذا امیدوار معافی ہوں کہ حضور کی اجازت کے بغیر بارہ ہزار کے بجائے چوبیس ہزار مرتبہ ذکر اسی روز سے بڑھا دیا ہے جو وقت شغل انحد میں صرف ہوتا تھا اس کو ذکر میں صرف کیا مگر اپنی اس خودرائی سے ڈر کر عرض گزار ہوں کہ اگر حکم ہو تو جس طرح کام کر رہا ہوں ایسا ہی کروں یا اس کی جگہ کچھ اور جو ارشاد ہو اس کے مطابق عمل کروں۔

جواب: مخدومی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ شغل کی جگہ ذکر مقرر فرما لینا میرے طریق کے عین موافق ہے اللہ تعالیٰ برکت فرما دیں۔

ایک مجلس میں ذکر کرنا زیادہ نافع ہے

سؤال: حضور نے تین ہزار بار اسم ذات پڑھنے کو فرمایا تھا جو پڑھتا ہوں لیکن محنت ومشقت کی وجہ سے ناغہ ہو رہا ہے پھر شروع کرنے والا ہوں یہ تعداد ذکر کی ہے یا صرف تسبیح پڑھی جائے۔

جواب: یہ دونوں ایک ہی بات ہوئیں۔

سؤال: کسی ایک خاص ہی وقت پڑھا جائے۔

جواب: ہاں زیادہ فائدہ اسی میں ہے۔

سؤال: یا دن رات میں پورا کر لیا جائے۔

جواب: اس میں بھی نفع ہے مگر پہلی صورت میں زیادہ ہے۔

تھکن میں ذکر کی کمی

حال: دعا کا طالب اپنا معمول کرتا رہتا ہوں۔ تہجد کے وقت بارہ تسبیح اور فجر کے بعد چھ ہزار مرتبہ اسم ذات اور ظہر کے بعد تین ہزار مرتبہ یا باسط یا باسط پڑھتا ہوں۔ ذکر کرنے کے بعد تھکن محسوس ہوتی ہے اور کبھی ذکر میں تھکن معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اگر تھکن محسوس ہو تو ذکر کم کر دیں اور تقویت ومزاج کی قوت کے لئے کسی طبیب کے مشورہ سے علاج کریں۔

تصور شیخ

حال: رات دن ہر وقت بکثرت آپ کا تصور رہتا ہے اتنا اللہ میاں کا نہیں رہتا مجھ کو اس حالت کے برا ہونے

کا خوف ہے۔ (کوئی) ترکیب ہو کہ اللہ میاں کا تصور بڑھ جائے۔

تحقیق: اس حالت کا کچھ مضائقہ نہیں جس کا تصور اللہ کے واسطے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے تصور کی طرح ہی ہے حدیث "من احبھم فبحبی احبھم" (کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ جو (میرے) صحابہ سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے) اس کی دلیل ہے۔

سوال: عرصہ سے خواہ ادنیٰ بات ہو خواہ باریک حال ہو یا (کوئی) سوال (ہو) یہ جی چاہتا ہے کہ آپ سے ہی پوچھوں دوسرے علماء سے نفرت ان کے وعظ سے نقصان خواہ وہ اہل حق ہوں کیا یہ حالت اصلاح کے قابل ہے؟

جواب: وہ نفرت نہیں ہے بلکہ بے رغبتی ہے اور جب تسلی نہیں (ہوتی) ہوگی انقباض ہوتا ہوگا یہ ایک غیر اختیاری حالت ہے اس میں کوئی برائی نہیں لیکن ان کو برا کہنا ان کا برا چاہنا نہیں ہونا چاہئے۔

ذکر وطاعات کے محصور ہونے میں حکمت

سوال: میرے ایک دوست نے ایک عجیب بات کہی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دوسروں سے بھی کہتے تھے خیر مجھ کو تو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ میں آپ کی کتاب اوراد رحمانی میں تسبیح کا سنت ہونا دیکھ چکا ہوں۔ لیکن بعض دوسرے لوگوں کو ان کی تقریر سے شبہ ہو جائے۔ وہ کہتے تھے کہ جتنی تسبیح پڑھی جاتی ہے یہ سب رب العالمین کی نعمتوں کا شکریہ ہوتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رب العالمین تو ﴿ان تعدوا نعمة الله لا تحصوھا﴾ (تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے تو نہیں کر سکو گے) بے شمار نعمتیں دیں اور ہم گن گن کر شکر کریں۔ بعض لوگوں کے دل میں یہ بات اتر جاتی ہے۔ آپ کو اس وجہ سے اس بات کی اطلاع دی ہے کہ کوئی معقول (عقل میں آنے والا) علمی جواب ارشاد فرمائیں تاکہ ان کی بھی تسلی ہو اور ہم دوسرے بھی اس شبہ سے صاف رہیں۔

جواب: یوں تو تمام عبادتیں شکر ہی ہیں تو نماز کی رکعات بھی محدود نہ ہوں روزے بھی محدود نہ ہوں۔ خود حدیثوں میں تسبیح وتہلیل کا عدد آیا ہے نعوذ باللہ (اگر یہ بات ہو تو) وہ (عدد) اعتراض کے قابل ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محدود ہو (یعنی شمار کے قابل) ہونے میں اپنی عاجزی کے بارے میں ایک لطیف (باریک) اشارہ ہے (وہ یہ) کہ "اے اللہ! آپ کی نعمتیں نہ ختم ہونے (اور نہ شمار ہونے) والی ہیں (اور اس کا شکریہ یہ تھا کہ ہم بھی نہ ختم ہونے والا شکر ادا کرتے) مگر ہم ختم ہونے والا شکر ادا نہیں کر سکتے۔" گویا بزبان حال یوں کہہ رہا ہے ؎

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو ❀ عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

ترجمہ: "تیری نعمتوں کا شکر تیری نعمتوں جتنا ہے۔ ہماری کوتاہیوں کا عذر ہماری کوتاہیوں جتنا ہے۔"

پھر (دوسری بات) یہ کہ تسبیح کے دانے اگرچہ شمار کے قابل ہیں مگر یہ (بات) بھی تو ممکن ہے کہ تسبیح پر کئی مرتبہ پڑھیں جو شمار کے قابل نہ ہو تو وہ (کہ ہم گن گن کر شمار کریں والا) وسوسہ بھی نہیں رہا۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ایسی تسبیح جس کے دانے ختم نہ ہوں ممکن نہیں ہے اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تسبیح (ہی) کو چھوڑ دیا جائے اور تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تسبیح کے بغیر ذکر کرنا یا تو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) ذکر بھی چھوٹ جائے گا۔

دوسرے یہ کہ نہ ختم ہونے والے شکر کو شکر کہنے کی کونسی قطعی (یقینی) دلیل ہے کیونکہ ذکر خود بھی مستقل طاعت ہے۔

ذکر و شغل کے لئے اجتماع کا اہتمام نہیں ہونا چاہئے

سؤال: ایک اجازت یافتہ کی طرف سے۔ اس سال متوسلین (تعلق والے مریدین) نے جدائی اور دوری کی شکایت کی۔ بعض کا یہ خیال ہوا کہ بندہ جس زمانہ میں اس جگہ حاضر نہ ہو متوسلین ذاکر شاغل لوگ ہفتہ میں ایک روز مثلاً شب جمعہ فرصت نکال کر سب ایک جگہ جمع ہو کر ذکر و شغل و فکر میں مشغول رہیں تا کہ طویل غفلت دور ہو اور تلافی (فوت شدہ کی تلافی) کا بھی سبب بنے۔ چنانچہ بندہ نے اس کو بہتر سمجھ کر اس عرصہ میں دو تین ہفتہ اسی طرح قصداً جمع کر کے کچھ نصیحتیں سنائیں اور اکثر رات ذکر و شغل میں گزاری۔ اگرچہ دائرہ و حلقہ نہ ہوا پھر بھی اس اجتماعی صورت میں ذوق و شوق و محبت کا اثر دیکھا گیا اس لئے اس طرح ہمیشہ حاضر ہو کر ہفتہ وار ذکر و شغل کرنے کے لئے اور ایک مسجد میں رات بھر رہنے کو تاکید کر آیا۔ اگرچہ اس میں کوئی بدعت دیکھی نہیں جاتی لیکن پھر بھی چونکہ حضرت کی طرف سے اس قسم کا ارشاد گرامی صادر نہیں ہوا ہے اس لئے دل میں شک و شبہ ہوتا ہے کہیں سنت سیہ (بری عادت) تو نہ ہو جائے۔

جواب: آئندہ اس (بری عادت کے ہو جانے) کا خطرہ ضرور ہے۔ خود جو چاہیں ذکر و شغل کریں یہ بھی تو ممکن ہے اجتماع کا اہتمام بند کرنا چاہئے۔

مراقبہ موت و ما بعد الموت (موت اور موت کے بعد کا مراقبہ)

حال: حضور نے جب سے اس عاجز کی مدد فرمائی ہے اور اسم ذات "اللہ" جہر سے اور ہو "خفی" اور تعداد میں تین ہزار ہے تعلیم فرمایا ہے۔ بندہ مسلسل ادا کرتا ہے اور جب تک ادا نہیں کرتا ہے تو طبیعت پر رنج سا رہتا ہے۔

کبھی سوتا ہوں تو سوتے میں ذکر جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ پاس جو آدمی ہوتے ہیں وہ بیدار ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ بندہ سو رہا تھا تو سوتے میں ذکر جاری ہوا اور آواز اتنی بلند ہوئی کہ بندہ خود اپنی آواز سے بیدار ہو گیا بیدار ہونے کے وقت بھی قریب تین چار منٹ تک وہ آواز اللہ جہر سے ہو خفی جاری تھا۔ اب دل چاہتا ہے کہ کچھ تعداد بڑھا دی جائے اور مراقبہ کو بھی طبیعت بہت چاہتی ہے اب جو ارشاد عالی ہو عمل میں لایا جائے۔

تحقیق: اگر فرصت اور قوت ہو تو ایک ہزار اور بڑھائیں اور موت و مابعد الموت کا مراقبہ شروع کر کے اطلاع دی جائے۔ باقی جو حالات لکھے ہیں مبارک ہیں مگر دماغ کی ترطیب (تر کرنے) کا ہمیشہ خیال رکھیں جیسے کدو کے تیل کی مالش، بادام کا مغز اور کدو کے بیج کے مغز کا شیرہ مصری سے شیریں (میٹھا) کر کے پینا۔

عذر کی وجہ سے ذکر میں کمی

حال: دنیاوی تردد و بدنصیبی کی وجہ سے دن کو اسم ذات چوبیس ہزار وظیفہ نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس سے آدھا یا چوتھائی کر لیا جائے۔

حال: اس لئے دل ہر وقت مغموم رہتا ہے لیکن مجبوری کی حالت میں تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح کی صورت سے اللہ پاک انجام دیتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سؤال: صبح کی نماز کے بعد قرآن شریف کبھی آدھا پارہ کبھی ایک پارہ اور مناجات مقبول ایک منزل اللہ انجام کرتا ہے۔

جواب: بہتر ہے۔

مراقبہ کی تعلیم

حال: بارش کی پھوار دل پر پڑنے والا مراقبہ کرتا رہتا ہوں اگر اس میں غنودگی ہوگئی تو وقت کٹ جاتا ہے اور ایسا کم ہوتا ہے ورنہ مراقبہ ۱۵، ۲۰ منٹ کا اس حال میں مشکل سے گزرتا ہے۔ اس میں مصروفیت کی بات اب تک پیدا نہیں ہوئی یہ ضرور ہے کہ وہ نافع ہوگا۔ اطلاعاً عرض ہے۔

تحقیق: اب اس کو روزانہ نہ کیجئے دو دن کیجئے دو دن نہ کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: ہدایت کے مطابق مراقبہ کیا گیا پہلے کی طرح ہونے لگا یعنی بے ہوشی ہو جاتی ہے جی اب نہیں گھبراتا۔

تحقیق: الحمد للہ۔

قلبی ذکر کے اقسام

سوال: ۲۸ ماہ ذی قعدہ صوفیوں کے یہاں ذکر قلبی کس چیز کا نام ہے کیونکہ ان کی اصطلاح میں ذکر کی اقسام معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی ایک قسم دل کی ہوشیاری اور بیداری کے ساتھ زبان سے جہر ہے۔ (یعنی آواز سے ذکر کرے) جس کو ذاکر خود بھی سنتا ہے اور دوسرے بھی سنتے ہیں۔

ذکر کی دوسری قسم دل کی ہوشیاری اور زبان سے آہستہ ذکر کرنا ہے جس کو ذاکر سنتا ہے دوسرا نہیں سنتا ہے۔

ذکر کی تیسری قسم زبان کے بغیر صرف دل کی ہوشیاری کے ساتھ ذکر کرنا ہے۔ جس کو صوفیہ استحضار اور صرف شہود سے تعبیر کرتے ہیں۔

جواب: فرمایا: یہ صحیح ہے ذکر قلبی (شہود قلبی) دل کی حاضری اور زبان کے واسطے کے بغیر ذکر کرنے کو کہتے ہیں۔

سوال: ذکر قلبی سے ذکر سری تک اور ذکر سری سے دوسرے لطائف تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

جواب: فرمایا: جب ذکر قلبی میں لطافت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری کہتے ہیں اور جب ذکر سری میں کچھ اور لطافت پیدا ہوتی ہے تو ذکر خفی کہتے ہیں۔ اسی طرح (ذکر) اخفی کو بھی سمجھ لو۔ یہ بھی فرمایا کہ ذکر سری استغراق جیسا ہے لیکن استغراق میں غیبت ہوتی ہے اور اس میں غیبت نہیں ہوتی ہے حضور رہتا ہے۔

حال: حال یہ ہے کہ چند روز سے میری حالت یہ ہے کہ دل سے آواز آتی ہے اور طبیعت نہایت لذت اور مزہ میں رہتی ہے۔ اکثر رات کے وقت یہ آواز صاف اللہ اللہ کی لگتی ہے یعنی ایسا لگتا ہے جیسا کہ کوئی دوسرا شخص اللہ اللہ کر رہا ہے۔ کبھی کبھی دن کو بھی یکسوئی اور تنہائی کے وقت یہی آواز اللہ اللہ کی آتی ہے۔ اور قلب کی جگہ پر حرکت اور کھٹکا تو ہر وقت معلوم ہوتا ہے۔ اکثر یہ جی چاہتا ہے کہ تنہائی میں خاموش بیٹھ کر اسی آواز کو یعنی اللہ اللہ کی آواز جو دل سے نکلتی معلوم ہوتی ہے سنوں۔

میرے وظائف وہی ہیں جو حضور نے ارشاد فرمائے تھے اگرچہ یہ وظیفہ پہلے ہی سے پڑھتا ہوں مگر حضور نے بھی بیعت کرنے کے بعد انہی کو ترمیم اور منسوخ کئے بغیر باقی رکھا۔ وہ یہ ہیں درود شریف ایک ہزار بار تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح مغرب کی نماز کے بعد دو تسبیح یا حی یا قیوم کچھ روزانہ بغیر ناغہ کے قرآن شریف کی تلاوت اب امیدوار ہوں کہ حضور ارشاد فرمائیں کہ میری یہ حالت کیسی ہے اور جو کچھ میں پڑھتا ہوں وہی پڑھتا رہوں یا کچھ اور ترمیم و تنسیخ ہونی چاہئے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے یہ (قوت) متخیلہ میں ذکر کر کے رچ جانے کا جو کہ باوجود مقصود نہ

ہونے کے زینہ مقصود ہے حق تعالیٰ مبارک فرمائے اور مقصود حقیقی تک پہنچائے شکر کیجئے اور اس کو کمال نہ سمجھئے معمولات بدلنے کی حاجت نہیں وقتاً فوقتاً حالات ضرور یہ سے مطلع کرتے رہئے۔

مراقبہ توحید

سُؤال: تاریخ ایضاً۔ مراقبہ توحید جو ضیاء القلوب میں حضرت قطب العارفین قدس اللہ سرہ العزیز نے درج فرمایا ہے عمل میں لانے کی اجازت فرمائی جائے۔

جَوابْ: ارشاد فرمایا بہت اچھا عمل میں لاؤ لیکن یہ بھی فرمایا کہ اس قسم کے تصورات اور تمثیلات کے مراقبات مبتدی کے لئے ہیں جس کو براہ راست استحضار نہ ہو اور جس کو براہ راست استحضار ہو جائے اس پر تو حق تعالیٰ کی بہت بڑی عنایت ہے اس کو ان تصورات میں مشغول ہونے کی کیا ضرورت ہے اور یہ شعر مثنوی کا پڑھا ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ ❊ پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

تَرجَمَہ: ”جب بادشاہ کے ہاتھ چومنے کا موقع نصیب ہو جائے تو ایسے وقت میں پاؤں چومنے کی تمنا گناہ ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے دھیان براہ راست حاصل ہو تو پھر مراقبات تصورات کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کرنا بیکار لاحاصل بات ہے)۔“

یہ بھی فرمایا کہ طبیعتیں اور مذاق مختلف ہیں بعض کو تو اس قسم کے تصورات سے جس میں حق (اللہ تعالیٰ) اور خلق (مخلوق) کو ایک جگہ جمع کرنا پڑے انقباض ہوتا ہے۔ جس کو انقباض ہو اس کو نفع کی جگہ نقصان ہوگا اور جس کو انقباض نہ ہو اس کو نفع اور اللہ تعالیٰ کے استحضار کا ذریعہ ہوگا۔

یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو تو خالق کے مقابل میں اور تنزیہ حق کر کے (یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی تشبیہ اور صورت کے خیال کئے بغیر) مخلوق کو جمع کرنے سے انقباض ہوتا ہے اور تمہاری بھی حالت غالباً ایسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ خالق کے مقابلے میں مخلوق کی طرف التفات کرنے سے انقباض ہوتا ہے۔

پھر اس احقر نے عرض کیا کہ مراقبات تشبیہی (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے ساتھ کچھ تشبیہ دے کر مراقبہ) کرنا کن لوگوں کے لئے مناسب ہے؟ ارشاد فرمایا جو مجرد کا (اللہ تعالیٰ کا تصور بغیر کسی تشبیہ اور مثال کے) تصور نہ کر سکے۔ ارشاد فرمایا کہ جو مجرد کا تصور نہ کر سکے جیسا کہ ایک بدوی اعرابی کہتا تھا کہ کیا حق تعالیٰ کے ہاتھ پیر نہیں اور وہ شخص جس کو اس قسم کے تصورات سے انقباض ہو یا کہ جس کو عقل کم ہو کہ اس کو اس کا عین سمجھنے لگے وہ بھی اس کو عمل میں نہ لائے۔

مراقبات صرف علاج ہیں

سُؤال: یہ جو عارفین نے مختلف واقسام کے مراقبات توحید وتصورات وتمثیلات تشبیہی (تشبیہ دی جانے والی صورتیں مثالیں) معین فرمائی ہیں اس سے صرف استحضار اور توجہ الی اللہ مقصود ہے یا کچھ اور مقصود ہے۔ اس احقر کا گمان ہے کہ غرض ان مراقبات توحید اور ہمہ اوست (سب کچھ وہ ہے) وغیرہ سے اپنی ہستی کی فنا اور اضمحلال اور حق تعالیٰ کا اثبات اور استحضار ہے۔

جَوَاب: فرمایا: ''یہ صحیح ہے یہ سب حیل (بہانے) اور علاج ہیں۔ سارے اشغال سے مقصود صرف توجہ الی اللہ ہے اور جب توجہ الی اللہ حاصل ہو جائے تو ان تصورات کی حاجت بھی نہیں (رہتی ہے) چونکہ مجرد کا تصور (یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور بغیر کسی مثال اور صورت کے) ہر شخص سے نہیں ہوسکتا اس لئے یہ سب طرق معین فرمائے گئے ہیں۔

یاد کے وقت ذکر کرنا

حَال: کوشش کرتا ہوں کہ ہر وقت زبان سے اسم ذات جاری رہے۔ مگر شروع کرنے پر جلد بھول جاتا ہوں۔

تحقِیق: پھر جب یاد آئے کرنے لگے (قرآن پاک میں ہے) ﴿واذکر ربك اذا انسیت﴾ (ترجمہ: آپ جب بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کیجئے)۔

قلب کا جاری ہونا

حَال: زبان اگر دوسری بات میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل مسلسل ہوتا ہے اور ادائیگی خوب محسوس بھی ہوتی ہے۔

تحقِیق: اس دھوکہ میں نہ رہنا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتداء میں ذکر قلبی ہوتا ہے پھر بھول ہو جاتی ہے اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ وہ ذکر چل رہا ہے۔

جو ذکر قلبی کرتا ہو اس کو زبانی ذکر بھی کرنا چاہئے

حَال: کسی وقت آنکھ بند کر لیتا ہوں تو قلب میں اللہ اللہ کی حرکت ہوتی ہے۔

تحقِیق: مگر زبان سے بھی کہنا چاہئے۔

حَال: کبھی بلا ارادہ آواز آتی ہے مگر روک دیتا ہوں کہ کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو۔

تحقیق: روکنے کی ضرورت نہیں۔
حال: جب یہ حالت ہوتی ہے تو تنہائی میں رہنے کو دل چاہتا ہے۔
تحقیق: ہاں یہ بہتر ہے اگر کسی ضروری کام کا حرج نہ ہو۔

سلطان الاذکار اور انحد میں نسبت

حال: کمترین حکم کے مطابق سلطان الاذکار کرتا ہے جسم اعلیٰ میں گونجتی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہے لیکن اکثر خلوت (تنہائی) حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کے کان میں آواز پہنچنے سے قلب متوجہ نہیں ہوسکتا اس لئے اس شغل میں خلل بہت واقع ہوتا ہے اور یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ یہ صورت انحد کی ہے یا سلطان الاذکار کی۔
تحقیق: ان میں عام اور خاص کی نسبت ہے۔ سلطان الاذکار اس صورت کو بھی عام ہے۔
حال: ان دنوں حالت بھی بہت قوی اور نہایت الذ واعلیٰ (بہت ہی لذیذ اور میٹھی) پیدا ہوئی تھی لیکن پھر چند روز کے بعد خود ہی ختم ہوگئی۔ اب آج کل قبض شدید ہے لیکن نورانیت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔
تحقیق: کچھ فکر نہ کیجئے مقصود کے محفوظ رہتے ہوئے یہ تبدیلیاں بے کار اور لازم ہیں۔

عذر کی وجہ سے مختلف اوقات میں ذکر کرنا نقصان دہ نہیں ہے

حال: بندہ کا کام تعلیم کا ہے اس لئے وظیفہ کے لئے ایک وقت متعین نہیں ہوسکتا ہے۔ کبھی ظہر کے بعد کبھی مغرب اور کبھی صبح کے بعد کرلیا کرتا ہوں مگر پریشانی رہتی ہے کہ شاید ٹھیک ہو یا نہ ہو؟
تحقیق: عذر کی وجہ سے اوقات کا مختلف ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

مشغول سے جو ہو سکے غنیمت ہے

سؤال: صبح کی فرض کے بعد اشراق کی نماز کے لئے اسی جگہ بیٹھا رہنا ضروری ہے یا دوسری جگہ ہٹ کر بیٹھنا یا اور جگہ اٹھ کر بیٹھنا اور کلام مجید یا تسبیح وغیرہ اٹھانے کے لئے اٹھ جائے یا نہیں افضل اور اولیٰ کیا ہے؟
جواب: مشغول آدمی افضل کو کہاں ڈھونڈے جو ہو جائے غنیمت ہے۔

مراقبہ میں آنکھ بند کرنا یا نہ کرنا

حال: اہل طریق (سلوک والوں) نے اکثر ذکر و شغل مراقبہ میں آنکھیں بند کرنے کو لکھا ہے (کیا) یہ صرف یکسوئی کے لئے؟

تحقیق: ہاں۔

حال: مراقبہ وغیرہ بغیر آنکھوں کے بند کئے ہوئے ہوسکتا ہے؟

تحقیق: ہوسکتا ہے۔

مقررہ مقدار پر ذکر میں زیادتی

حال: ایک دن میرے خیال میں آیا کہ اخیر درجہ پر حضور ۲۴۰۰۰ مرتبہ اللہ اللہ کا ذکر کرنے کو فرماتے ہیں۔ بس جب مجھے بھی کسی وقت یہ کرنا ہی پڑے گا تو ابھی سے کیوں نہ عادت ڈالی جائے۔ چنانچہ حضور کے حکم کے مطابق صبح ذکر اسم ذات سولہ سو مرتبہ کی جگہ دن رات میں ۱۲ ہزار اور کرتا ہوں اور اس التزام سے کہ دن اور رات میں زیادہ تر خدا کا نام زبان سے جاری رہے۔ لیکن یہ بارہ ہزار مرتبہ ذکر خفی کرتا ہوں ایک بیٹھک میں نہیں کرتا ہوں بلکہ مختلف اوقات میں جب یاد آجائے کرنے لگتا ہوں ۱۲۰۰۰ ہزار سے کم نہیں ہونے پاتا ہاں کبھی ۲۲۰۰۰ تک نوبت پہنچ جاتی ہے روزانہ کا معمول مسلسل جاری ہے یعنی نصف پارے کی تلاوت ذکر اسم ذات سولہ سو مرتبہ اور ذکر نفی اثبات نو سو مرتبہ تہجد عشاء کے بعد۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ برکت فرمائیں مگر اس زیادتی کی جو وجہ ہے یعنی یہ خیال ہے کہ کسی وقت زیادہ بتلاؤں گا یہ صرف تعبیر دلیل ہے (کیونکہ) میں سب کو یکساں نہیں بتاتا بلکہ اس کی حالت کے مناسب (بتاتا ہوں)۔

سؤال: آج کل میری بڑی لڑکی جس کا نام ... ہے بخار کی بیماری میں سخت علیل ہے اور وہ میرے پاس بھی نہیں ہے یعنی مجھ سے اور اپنی ماں بہن سے علیحدہ نہال میں ہے جو یہاں سے بہت فاصلہ پر ہے۔ اس کی عمر ۵ سال کی ہے اس کی بیماری کی وجہ سے اس کی ماں بہت پریشان رہتی ہے اور میں بھی متردد رہتا ہوں اس لئے التماس ہے کہ حضور اس کی صحت کے لئے خاص طور سے دعا فرمائیں گے۔

جواب: بدل وجان اس کی شفا کی دعا کرتا ہوں۔

سؤال: میرے لئے بھی خاص طور سے دعا فرمائیں گے اور جو کچھ مناسب سمجھیں گے میرے لئے تجویز فرمائیں گے۔

جواب: (جو کچھ کر رہے ہیں) کئے جائیں بس۔

سؤال: جناب مفتی صاحب نے جو کچھ وقت فرما دیا ہے میں اس پر دل سے راضی ہوں مفتی صاحب کو کامل اختیار ہے جو ان کے مزاج میں آئے کر سکتے ہیں مجھے دل سے منظور ہے میری اجازت کی کوئی ضرورت نہیں وہ

مختار ہیں جو چاہیں کریں۔

جواب: جزاکم اللہ تعالیٰ۔

حال: میرے حال کے موافق یقینی امید ہے کہ جس وقت یہ عریضہ ڈاک میں ڈال دیا جائے گا ضرور یہ فاسد خیال میرے دل سے نکل جائیں گے اور تسکین ہو جائے گی۔

تحقیق: خدا ہمچنیں کند۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں۔

سوال: لیکن حضور میرے واسطے ضرور خاص طور سے دعا فرمائیں۔

جواب: بدل و جان (دل و جان سے دعا کرتا ہوں)۔

زبانی ذکر سے تھک جائے تو دل سے فکر رکھے

حال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق بہت دنوں سے معمول ہے کہ سارے دن زبان سے کچھ نہ کچھ ذکر جاری رکھا کرتا تھا اور انتہائے دن کی انتہا میں دل بہت خوش ہوتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ ''اے اللہ پاک تیرا بڑا احسان ہے کہ تو نے تمام دن ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔'' اب چند روز سے کیا بات ہے عصر کے وقت یا مغرب کے وقت اکثر زبان بہت تھک جاتی ہے اور چلتی نہیں ہے۔ اس سے دل کو بڑا رنج اور پریشانی ہوتی ہے کہ تمام دن زبان سے ذکر نہیں ہوا۔ اب حضور والا سے عرض ہے کہ جب زبان تھک جاتی ہے اس وقت ذکر کی جگہ کیا مناسب ہے؟

تحقیق: دل سے فکر اور اگر اس سے بھی ملال ہو تو آرام کرنا۔

تھوڑی چیز پر ہمیشگی اختیار کرنا بھی مفید ہے

حال: اب بیماری کے علاوہ گھر کا سارا بوجھ اسی نحیف (کمزور) پر ہے بھائی صاحب ...... خود کچھ کام نہیں کر سکتے اب ایسی موجودہ حالت میں حضور جو حکم دیں وہ کروں اور جس طریقہ سے ممکن ہو حضور باطنی تعلیم کا سلسلہ جاری فرمائیں اور (اس سے) کمترین کا شوق پورا ہو۔

تحقیق: اگر صحت وفرصت میں کمی ہے تو تھوڑا کام ہی شروع کیا جائے (کیونکہ) ہمیشگی کے ساتھ تھوڑا بھی برکت والا ہوتا ہے۔ (اسی طرح) قصد السبیل سے مناسب دستور العمل جو اپنی برداشت کے قابل ہو شروع کر کے حالات سے اطلاع دی جائے اور میرے مواعظ و رسالہ قصد السبیل و تربیت السالک کے پورے تین حصے مطالعہ کر لئے جائیں۔

حال: کمترین کو تبخیر کی وجہ سے بہت تکلیف ہے چونکہ یہ مرض مجھ کو دائمی (ہمیشہ سے) ہے۔ خصوصاً موسم کے تبدیل ہونے میں بہت زیادہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ اس وقت دماغ کی تکلیف نا قابل برداشت ہے اس لئے دن کے معمولات تقریباً بالکل بند ہو گئے ہیں۔ لیکن تہجد کی نماز کے بعد کہ اس وقت آرام کی وجہ سے دماغ کے معمولات کو کر لیتا ہوں۔ اس لئے اطلاعاً گزارش ہے اور دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: ؎

بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں ❁ گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالۂ وفریاد ہم

قلیل بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے بڑی چیز دھن اور دھیان ہے یہ رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: دوسری حالت یہ ہے کہ خادم کے دل میں ایک حسرت ہے جس کو اس وقت عرض کرنے میں پس وپیش (تردد) ہے لیکن دل کی چاہت ہے کہ اپنے پیر ومرشد سے کسی راز کو چھپا کر نہ رکھے۔ وہ یہ کہ خادم نے کئی بار آستانہ میں عرصہ عرصہ (کافی دنوں دنوں) تک قیام کیا لیکن کبھی ذکر وشغل کی توفیق نہیں ہوئی جس طرح دوسرے طریقت کے بھائیوں (یعنی اپنے ساتھیوں) کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی غرض سے ذکر وشغل کرتے ہیں اور اپنے اپنے باطنی احوال اصلاح کی غرض سے حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اب ان بھائیوں کا حال دیکھ کر اور سن کر حسرت ہوتی ہے اور اپنی کم ہمتی اور سستی پر ندامت ہوتی ہے۔ اب کیا کروں۔

ع عبث حسرت سے اے ناداں گیا موقع نہیں ملتا

قوی کمزور ہو گئے ہیں اور عمر پچاس سے اوپر ہے مجاہدہ کی قوت بھی نہیں رہی۔

تحقیق: ؎

آب جیحوں را اگر نتواں کشید ❁ ہم زقدر تشنگی نتواں برید

ترجمہ: ''اگر دریا سے پانی نہیں نکال سکتے تو کیا پیاس بجھانے کے برابر بھی نہیں نکال سکتے۔''

جس شخص کی قوت ہضم کمزور ہو جاتی ہے کیا وہ بالکل کھانا چھوڑ دیتا ہے یا تھوڑا تھوڑا کھانے لگتا ہے اور اگر کوئی تجویز کرے کہ بالکل نہ کھاؤ تو کبھی اس تجویز کو قبول نہیں کرتا تو پھر دین کے کام میں اس قاعدہ پر کیوں عمل ہوتا ہے۔

معمولات میں کمی زیادتی

حال: کبھی کبھی بیماری کی وجہ سے معمولات کم ہوتے ہیں۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

حال: کبھی کبھی شوق زیادہ ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ ذکر اسم ذات اپنے معمول سے زیادہ کروں بندہ کے لئے جو بہتر ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اگر تحمل ہو تو اچھا ہے۔

ذکر کی قضاء کے بجائے استغفار کافی ہے

سوال: میرا ذکر دو یوم کا قضا ہو گیا اس کی قضا ادا کرلوں۔

جواب: استغفار کافی ہے۔

بغیر وضو ذکر کرنا

سوال: وضو کے بغیر ہر وقت اسم ذات کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن تیمم افضل ہے۔

پائخانہ اور جماع کے وقت زبانی ذکر منع ہے

سوال: میں پہلے جن صاحب سے بیعت تھا وہ فرماتے تھے کہ اسم ذات پائخانہ میں اور جماع کے وقت بھی کرنا چاہئے۔ اگر نہ کیا جائے گا تو جتنا وقت اس میں ضائع ہوگا اس کا حساب لیا جائے گا۔ ان کا یہ فرمانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ میں نے بے ادبی کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔

جواب: انہوں نے غلط کہا آپ کا فعل ٹھیک ہے ہاں دل سے دھیان رکھیں۔

تہجد کا ذکر فجر کی نماز کے بعد کرنا

سوال: اگر اجازت ہو تو تنبیہات وصیت (رسالہ) کے پیچھے مختصر اوراد کے عنوان کے نیچے جو اوراد لکھے ہوئے ہیں کرلیا کروں۔

جواب: بہتر ہے۔

سوال: کبھی کسی دن تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی تو اس وقت جو نفی اثبات اور اسم ذات دوضربی پڑھنے کا معمول ہے صبح کی نماز کے بعد اسم ذات کی تسبیحات شروع کرنے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ جو صبح کا معمول ہے وہ پہلے کرلیا جائے۔

ایک سانس میں کئی بار ذکر نفی واثبات یا اسم ذات کرنا

سوال: اسم ذات کی طرح اگر نفی اثبات اور اسم ذات دوضربی کئی مرتبہ ایک سانس میں کرلیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہوتا؟

جواب: کچھ حرج نہیں ہوتا ہے۔

ذکر میں آنکھ بند کرنا

سوال: آنکھ بند کرکے اوراد یا اذکار کرلئے جائیں یا نہیں؟

جواب: جس طرح زیادہ دل لگے۔

ذکر کے وقت (کون سا) تصور

سوال: اوراد یا اذکار کرتے میں ان کے معنوں کا خیال رکھوں یا یہ (خیال رکھوں) کہ خداوند کریم دیکھ رہے ہیں۔

جواب: دوسرا خیال زیادہ مفید ہے۔

متعین مقدار ذکر پر اضافہ کرنا

سوال: چھ ہزار اسم ذات دوضربی کرتا ہوں اگر مناسب خیال فرمائیں تو تعیین سے کچھ زیادہ کرلوں یا فقط دلچسپی پر چھوڑا جائے۔

جواب: زیادتی کو متعین کرنے کی مصلحت یہ ہے کہ (ذکر) اتنی مقدار تک (متعین کیا جائے) جس پر ہمیشگی کی امید غالب ہو۔

ذکر سے مناسبت کی علامت

حال: ذکر چھوڑ کر کسی دوسری چیز کو دل نہیں چاہتا کہ کروں۔

تحقیق: ذکر کے ساتھ مناسبت کی علامت ہے مبارک ہو۔

حال: سینہ میں اکثر ذکر اور غیر ذکر کی حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ شیر وقند (دودھ اور میٹھا) بھرا ہوا ہے۔

تحقیق: زیادہ مناسبت کی علامت ہے۔ زیادہ مبارک ہو۔

قرآن پاک کی تلاوت کے وقت تصور

حال: حق تعالیٰ کے دیکھنے کا تصور کرنا (قرآن پاک کے علاوہ) دوسرے اذکار میں تو آسان ہے۔ مگر قرآن شریف پڑھتے وقت یہ خیال رکھنا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اس میں طبیعت پریشان ہوتی ہے۔

تحقیق: اس وقت (مجھے اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں) یہ تصور نہ کریں بلکہ یہ خیال رکھیں کہ حق تعالیٰ میرے پڑھنے کو سن رہے ہیں۔

ذکر کے لئے ایک مجلس شرط (یعنی ضروری) نہیں

سؤال: بندہ ایک مجلس میں اٹھارہ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کا ذکر کر سکتا ہے اور اگر معین ذکر کے لئے ایک مجلس شرط نہیں تو چوبیس ہزار مرتبہ بھی یہ ذکر دن رات میں کر سکتا ہے مگر متفرق (الگ الگ) اوقات میں کہ اس قدر فلاں وقت اور اس قدر فلاں وقت۔

جواب: ایک جلسہ کی قید نہیں دو تین کر لیں اور موجودہ حالت میں دو سے زیادہ مناسب نہیں۔

سؤال: معین وقت میں اگر آدھا گھنٹہ آگے پیچھے ہو جائے تو کیا تعین ٹوٹ جائے گی۔

جواب: نہیں ٹوٹے گی۔

تصور شیخ بوقت استحضار نام مبارک آنحضرت ﷺ

حال: اکثر اوقات حضور کی صورت مبارکہ کا خیال جما رہتا ہے حتیٰ کہ جب درود شریف پڑھتا ہوں تو لفظ محمد (ﷺ) پر حضور کا خیال آ جاتا ہے اس میں دل گھبرا جاتا ہے اور متوہم ہو جاتا ہوں جب دعا "اللهم انی اسالك حبك وحب حبيبك" (اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت اور آپ کے دوست کی محبت کا سوال کرتا ہوں) مانگتا ہوں تو حبیب سے حضور ہی کا خیال آتا ہے۔

تحقیق: صورت کا خیال آ جانے کے بارے میں جو لکھا ہے یہ نہایت مبارک حالت ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کی حقیقت آپ جس کی اقتداء کر رہے ہیں (یعنی حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کے یہ صاحب مرید و مقتدی ہیں) وہ بہت ہی سنت پر چلنے والے ہیں۔ اس بات کے ظاہر سے آپ کا اطمینان اور پوری تسلی ہے کیونکہ سلوک کے راستے میں یہ (اطمینان و تسلی) نفع کی بڑی شرط ہے۔

سوتے میں یا سانس کی آواز سے ذکر کا جاری رہنا کمال نہیں

حال: اس درمیان میں پندرہ دن ہوگئے کہ طبیعت میری خراب ہوگئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ بارہ تسبیح اور چھ ہزار اسم ذات کا ورد برابر اجاری رہا۔ اس سے پہلے بارہ تسبیح کی جگہ اٹھارہ تسبیح پڑھتا تھا اب تک عصر کی نماز کے بعد مغرب تک اسم ذات پڑھتا تھا۔ اب طبیعت چاہتی ہے کہ اسی چھ اسم ذات کو اگر کچھ نقصان نہ ہو تو پانچ نمازوں کے وقتوں میں تقسیم کر کے پڑھا کروں۔

میری حالت یہ ہے کہ بعض دن سوتا رہتا ہوں اور زبان سے لا الہ الا اللّٰہ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ جب اٹھتا ہوں جو لوگ جاگتے رہتے ہیں وہ بتاتے ہیں۔ کبھی کسی دن جب تہجد کے وقت اٹھتا ہوں تو زبان سے آہستہ آہستہ لا الہ الا اللّٰہ اور ناک سے جو سانس آتی ہے اس میں اللّٰہ اللّٰہ اور قلب سے الا اللّٰہ کی آواز جاری پاتا ہوں۔

تحقیق: چھ ہزار کو پانچ وقت پر تقسیم کرنے سے ہر دفع میں بہت کم رہ جائے گا۔ کیا اس کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہے؟ سوتے ہوئے ذکر کا جاری رہنا کوئی کمال کی حالت نہیں ہے اگرچہ اچھی علامت ہے اسی طرح سے سانس کی آواز سے ذکر کا محسوس ہونا بھی سمجھا جائے۔

تعلیم پر ذکر اللہ کی ترجیح میں تفصیل

سوال: اگر کوئی شخص اس وجہ سے کہ اس کو ذکر اللہ سے دلچسپی ہے اور اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے وہ مدرسی کرنا اور لڑکوں کو پڑھانا پسند نہیں کرتا اور ذکر اللہ ہی میں اپنا دن رات گزارنا یا جو کوئی اس کے پاس آ جائے انہیں دین کی باتوں کی ترغیب دینا اور نصیحت کرنا پسند کرتا ہے تو ایسے شخص سے نہ پڑھانے کی وجہ قیامت کے دن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ تو نہیں ہوگی یا کچھ (نفس پر) اطمینان کے باوجود پھر بھی وہ ذکر اللہ ہی کو پسند کرتا ہے کیا یہ شخص نہ پڑھانے کی وجہ سے ملامت کے قابل تو نہیں ہے۔

جواب: ہاں تعلیم کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کوئی دوسرا شخص ہے یا نہیں اور وہ ضرورت پوری کر رہا ہے یا نہیں؟

سوال: اس شعر ذیل کا کیا مطلب ہے؟

صد کتاب و صد ورق در نار کن ❁ سینہ را ازیاد حق گلزار کن

ترجمہ: ”سو کتابوں اور سو ورقوں کو آگ میں ڈالو۔ اپنے سینہ کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے باغ بنائے

رکھو۔"

جَوَابْ: (اس شعر سے وہ کتب اور اوراق) مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ سے پردہ (اور آڑ کا) سبب ہوں۔

گناہ کا چھوڑنا ذکر و شغل سے افضل ہے

حَالْ: حضرت کے خط کے وصول ہونے اور حضرت والا کی دعا کی برکت سے خادم کی حالت پہلے کے مقابلے میں بہتر ہے۔ اس حیثیت سے بحمد اللہ گناہوں میں کمی اور اطاعت و ذکر میں زیادتی ہوئی۔ اکثر اوقات ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے۔ ایک گناہ کہ جس میں ابتلاء سب سے زیادہ تھا وہ بحمد اللہ چھوٹ گیا جس کو میں ہزاروں اذکار و اشغال سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ اب اس میں استقلال (مستقل مزاجی) اور باقی گناہوں کے بارے میں (ان کے) چھوڑنے کی ہمت و توفیق (عطا ہونے) کی دعا کا خواستگار ہوں۔ حضور کے مواعظ اور کیمیا سعادت کو مطالعہ میں رکھتا ہوں اور باقی حال پہلے جیسا ہے۔

تَحْقِیقْ: آپ کے حالات سے خصوصاً ایک پرانی معصیت کے چھوٹ جانے سے بہت ہی خوشی ہوئی یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہزاروں ذکر و شغل سے بھی افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے استقامت و ثبات کی دعا کرتا ہوں (مگر اس کے لئے) آپ کی بھی ہمت شرط ہے۔

وظیفہ اتنا معمول رکھے جس پر دوام (ہمیشگی) ہو سکے

حَالْ: ذکر اسم ذات بالجہر (آواز سے) فضل باری تعالیٰ پچھلی رات پانچ ہزار مرتبہ ادا کیا اس طرح کہ روزانہ ۵۰۰ مرتبہ بڑھایا اب بھی یہ دل چاہتا ہے کہ اور اضافہ کروں۔

تَحْقِیقْ: معمول اتنا ہی رکھا جائے جس پر دوام ہو سکے۔

حَالْ: (حضرت کے) ارشاد کے مطابق ہر وقت زبانی ذکر کرتا ہوں مگر غفلت ہوتی ہے۔

تَحْقِیقْ: تھوڑی (غفلت) میں کچھ حرج نہیں ہے۔

حَالْ: خدا کے فضل سے اس وقت بندہ کو بالکل آرام ہے اور یہ بھی آنجناب کو معلوم ہے کہ میرا ذکر و شغل تقریباً دو مہینہ سے بیماری کی وجہ سے نہیں ہوا ہے۔ اب آرام ہے اور بندہ پندرہ روز مکان پر رہے گا دن رات تمام (ذکر سے) خالی ہے آنجناب فرمائیں کہ بندہ کن کن وقتوں میں ذکر و شغل کو شروع کرے۔ عملی طور پر تو مغرب کی نماز کے بعد چار ہزار مرتبہ اور طلوع شمس کے بعد چار ہزار مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ بغیر آواز بغیر ضرب کے کرتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ ان ایام میں ذکر کی اتنی مقدار ہو کہ پہلے (ناغہ) کی کمی پوری ہو جائے اگر آنجناب (میرے معمول

میں) تبدیلی فرمائیں تو تحریر فرما دیجئے اور یہ بھی فرما دیجئے کہ ذکر کو سب وقتوں میں بغیر آواز بغیر ضرب کے کوئی یا کسی وقت میں ضرب کے ساتھ بھی کرلیا کروں جس طرح آنجناب فرمائیں اسی پر عمل کیا جائے۔

تحقیق: اس کا تو ارادہ نہیں کہ پہلے ناغہ کی کمی پوری ہو جائے اور نہ اس کی کوشش کرو کہ پہلے کے برابر ہی ہو اس وقت طبیعت کا تحمل (برداشت) دیکھ کر جتنا بھی سہولت سے ہو جائے اتنا رکھو۔

شیخ کے نزدیک رہ کر ذکر کرنے کی شرط

حال: کبھی کبھی دل میں آتا ہے کہ میں نے شیخ سے پوچھے بغیر ذکر کا شغل شروع کر دیا ہے اس لئے فائدہ نہیں ہو رہا ہے، اس کے بارے میں حضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

تحقیق: کیا پاس آنے کی گنجائش ہے۔

حال: میری ہمشیرہ صاحبہ ایک عرصہ ہوا کہ جناب کے مریدوں کے حلقے میں داخل ہوئی ہیں اور ہمیشہ وہ جناب کی کتابوں کا مطالعہ کرتی رہتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی حالت بہت کچھ درست ہوگئی ہے اب ان کا ارادہ ہے کہ حضور والا کی خدمت میں حاضر ہوکر کچھ عرصہ قیام فرمائیں تاکہ حاضر ہونے سے جو فائدہ حاصل ہونے والا ہو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لہٰذا بہت ہی ادب سے التماس کرتی ہیں کہ کیا حضور والا مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں حاضر خدمت ہوں؟۔ اگر جناب کے خیال میں پردہ والی عورت کا پیر کی خدمت دینی فوائد کے حاصل کرنے کی غرض سے پیر کی خدمت میں حاضر ہونا شرعی حیثیت سے جائز ہو تو حضور ان کو ضرور اجازت دیں تاکہ وہ حاضر خدمت ہوکر فائدہ حاصل کریں۔

جواب: ان باتوں کا جواب دیں۔ (اجازت) ان (باتوں کے) جواب پر موقوف ہے۔ امور ذیل قابل استفسار ہیں جواب ان پر موقوف ہے بشرطیکہ یہ خط پھر بھی آئے۔

1. میں نے خود آپ ہی کو نہیں پہچانا۔
2. وہ آنے میں کیا فائدہ سمجھتی ہیں؟ جو آنے کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔
3. اگر وہ شوہر والی ہیں تو کیا شوہر کی اجازت حاصل کریں گی؟
4. خرچ وغیرہ کے لئے قرض تو نہ کرنا پڑے گا؟
5. سفر میں اور یہاں کے قیام میں ان کا کون محرم ہمراہ ہوگا؟
6. کتنا قیام ہوگا؟

⑦ مجھ سے فوائد حاصل کرنے کی انہوں نے کیا صورت سوچی ہے؟

ذکر کی سرایت کے آثار

حَال: احقر حضور والا کے حکم کے مطابق روزانہ بلاناغہ تین ہزار بار اسم ذات بالجہر عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لیتا ہے۔ عشا کی نماز کے بعد پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ آخر رات میں آنکھ نہیں کھلتی۔ نئی حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی عین ذکر میں ایسا ہو جاتا ہے کہ سر میں حرکت معلوم ہوتی ہے اور حرکت بڑھتے بڑھتے ایسا ہو جاتا ہے کہ بدن بھی ہلنے لگتا ہے اور ذکر کی آواز کچھ بھرائی سی معلوم ہوتی ہے اور ذکر ویسے ہی جاری رہتا ہے ذکر میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔ ہاں اس وقت ذکر کے لئے زبان بہت تیزی کے ساتھ کام دیتی ہے کہ تسبیح کے دانے اتنی جلدی کے ساتھ ہٹانا مشکل لگتا ہے اور ایسی حالت میں ذکر میں کچھ نشاط بھی معلوم ہوتا ہے۔ ذکر کے ختم پر جب فارغ ہو کر مسجد سے نکلتا ہوں تو قدم برابر نہیں پڑتے جیسے ایسا لگتا ہے کہ نشہ میں چور ہوں اور آہستہ آہستہ عصا ٹیک کر گھر پہنچتا ہوں۔ اور جس دن ذکر میں (یہ) حالت نہیں ہوتی اس روز یہ (نشہ میں چور ہونے والی) حالت بھی نہیں ہوتی۔ امیدوار ہوں کہ حضور بہت جلد جواب سے شاد فرما کر یہ تحریر فرمائیں گے کہ میری حالت کیسی ہے۔

تحقیق: (آپ کی حالت) بہت اچھی ہے ذکر کے سرایت کرنے کے آثار میں سے ہے مبارک ہو۔

حَال: قبل ازیں بندہ عریضہ بحضرت والا فرستادہ بود بدیں مضمون کہ حرکتے کہ بوقت ضرب معلوم میشود ہمیشہ محسوس میشود بوقت نماز زیادہ تر در پاسخ آں عریضہ ارشاد فرمودہ بودند کہ از حکیمے تشخیص باید کرد امتثال آن امر نمودہ تر د ڈاکٹرے مسلمان رفتہ بودم اور بعد معائنہ از آلہ ڈاکٹری گفت کہ ہیچ بیماری بفضلہٖ تعالیٰ نیست خفیف محسوس میشود کہ اعتبارے میرا نشاید۔

تحقیق: پس سرایت ذکر مبارک باد۔

حَال: اللہ تعالیٰ کے کرم سے معمولات چل رہے ہیں مگر چند دنوں سے بارہ تسبیح کے وقت نیند غالب ہو جاتی ہے دور کرنے کی کتنی ہی کوشش کرتا ہوں دور نہیں ہوتی ہے۔ کچھ دنوں سے نماز اور ذکر میں سستی ہو رہی ہے اس سے بھی دل پریشان ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ اپنی معرفت و محبت عطا فرمائیں اور ذوق وشوق زیادہ فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔

حَال: خود کو تو کچھ نہیں آتا ہے صرف جناب کے فضل سے امید باندھے ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر

بھروسہ کرتا ہوں ؎

نیا ورد دم از خانۂ چیزی نخست ❁ تو داری ہمہ چیز من چیز نیست

ترجمہ: "میں اپنے گھر سے کوئی چیز نہیں لایا ہوں یہ سب کچھ آپ کا دیا ہوا ہے (میری حقیقت ہی کیا ہے)۔"

(مطلب یہ ہے کہ یہ معمولات اور اوراد کا اپنے وقت پر ہو جانا وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے میرا کوئی کمال نہیں ہے) میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہوں اور حضرت کی خیریت اللہ تعالیٰ سے بہتر چاہتا ہوں۔

تحقیق: میں بھی خیریت سے ہوں۔

حال: (حضرت! میں) جس وقت زبان سے اللہ کہتا ہوں تو حلق کے نیچے سے چٹ چٹ آواز آتی ہے اور صبح جو کلمہ کا ذکر کرتا ہوں اس میں اور طرح کی آواز چھن چھن سی قلب سے نکلتی معلوم ہوتی ہے یہاں بہت زیادہ ذکر کے بعد قلب کبھی کبھی متحرک ہو جاتا ہے اور تھانہ بھون میں دیکھتا تھا کہ تھوڑا سا ذکر کرنے سے قلب متحرک ہو جاتا تھا۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے سرایت کرنے کے آثار میں سے ہے مبارک ہو۔

مختلف شکلیں نظر آنا کچھ مقصود نہیں

حال: حضور پرنور کے سفر میں تشریف لے جانے کے بعد دو دن جسم کے اندر ایک سایہ معلوم ہوتا ہے۔ حرکت کرنے والا کبھی وہ سایہ کے سامنے معلوم ہوتا ہے کبھی دائیں جانب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہمیشہ حرکت کرنے والا ہمیشہ ناچنے والی حرکت کی طرح معلوم ہوتا ہے ذکر کے ہونے نہ ہونے کی کوئی قید نہیں آنکھ بند کرنے سے وہ حالت نظر آتی ہے۔ دن اور رات مسلسل نظر آتا ہے۔ غالباً ۱۵ دن ہو گئے ہوں گے کہ سلطان الاذکار کی حالت میں کچھ سفیدی نظر آئی اس سفیدی کے اندر سیاہی نظر آئی۔ سیاہی کے اندر ایک آدمی نظر آیا لیکن معلوم نہیں ہوا وہ کون تھا کس کی صورت تھا دور میں نظر آیا بہرحال آدمی کی شکل صاف نظر آئی۔ اس دن سے اندرونی حرکت کا اتنا غلبہ ہوا کہ تمام جسم میں جس عضو کی طرف نظر کی جاتی ہے اس میں وہ حرکت موجود ہے حتیٰ کہ جس چیز میں نظر کی جاتی ہے اس میں حرکت نظر آتی ہے۔ چھ دن ہوئے بندہ جب مغرب کی نماز کے بعد حجرہ کے اندر داخل ہوا تو سارے حجرہ میں سفیدی نظر آئی۔ بندہ کو تعجب ہوا کہ (اس روشنی کی) کیا وجہ ہے۔ کوئی چراغ نہیں لالٹین نہیں یہ

روشنی کہاں سے آئی۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ بندہ کی آنکھ سے نکل رہی تھی۔ تمام حجرہ بھی اس روشنی میں سفید تھا۔ یہ حالت دو دن پوری طرح رہی پھر کم ہوئی لیکن اب بھی ہے کمی کی حالت میں آنکھ سے سفیدی کا نکلنا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ سلطان الاذکار کے بعد کچھ تھکان غالب ہوا اس حالت میں (ایک) آدمی کی صورت سامنے نظر آئی بہت ہی خوبصورت چہرہ (والا) نوجوان تھا دو منٹ بعد غائب ہو گیا۔

تحقیق: کبھی یہ متخیلہ (دماغ میں خیال پیدا کرنے والی قوت) کا تصرف (یعنی پیدا کیا ہوا) ہوتا ہے۔ (کبھی) روح اشکال مثالیہ میں (یعنی جس طرح کا تصور ہوتا ہو اس کی صورت بن کر) ظاہر ہوتی ہے۔ (کچھ بھی ہو) دونوں صورتوں میں مقصودی چیز نہیں ہے اور اگر اس کی طرف توجہ کی جائے تو نقصان دینے والی ہے۔ کبھی مفید ہوتی ہے جبکہ یکسوئی اور تسلی کا ذریعہ ہو۔

ذاکر کا معاش سے تعلق

حال: آج کل اسم ذات (اللہ اللہ کا ذکر) چار سو مرتبہ کرتا ہوں اور سب وظائف پہلے کی طرح ہیں۔ خاص ذکر کے وقت انوار محسوس ہوتے ہیں۔ دنیاوی ضرورت وغیرہ حارج اور مانع (یعنی دنیاوی ضرورتوں میں لگنے کے وقت نظر نہیں آتے اور یہی رکاوٹ) ہیں ورنہ کبھی ذکر کی مشغولی کو جی چاہتا ہے کہ زیادہ وقت اس میں لگاؤں جتنی زیادہ ذکر کی توفیق پاتا ہوں سکون بھی زیادہ پاتا ہوں یہاں تک کہ کبھی ذکر کو چھوڑتے پر انقباض ہوتا ہے. جی یوں چاہتا ہے کہ ملازمت وغیرہ کا سلسلہ توڑ کر ایک حجرہ میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاؤں اور رزق کے بارے میں یہی شعر بار بار یاد آتا ہے ؎

جنون منك ان تسعى لرزق ۞ ويرزق في غشاوة جنين

ترجمہ: ”رزق کے لئے کوشش کرنا تیرا جنون ہے حالانکہ بچہ کو ماں کے پیٹ میں رزق دیا جاتا ہے۔“

اس وقت مئو (جگہ کا نام ہے) اہل وعیال کے ساتھ آ گیا ہوں۔ اب جی نہیں چاہتا کہ یہاں سے کہیں جاؤں۔ یہاں سے قریب بستی خیر آباد ہے وہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ (ان کے ہاں) ایک مدرس کی جگہ خالی ہے اگر (مجھے) ضرورت مجبور کرے گی تو شاید خیر آباد چلا جاؤں، سیواں جانے کو جی نہیں چاہتا بلکہ خیر آباد یا کہیں جانا دل کو پسند نہیں زبردستی کا جانا اور کمانا ہے۔ میرے معاملے میں جو مصلحت ہو مطلع فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کے) حالات ماشاء اللہ سب اچھے ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ معاش کی اگر کوئی سبیل

اطمینان کی نہ ہو تو حیلہ وتسلی نفس کے لئے خفیف سا تعلق مناسب ہے۔

ذکر میں گرمی (ہونے) کی وجہ

حال: میں حضور کی ہدایت کے مطابق مسلسل کام کر رہا ہوں۔ کبھی کبھی ذکر کی حالت میں بہت گرمی محسوس ہوتی ہے حتیٰ کہ ایسے جاڑوں (سردی) کے زمانہ میں پسینہ آ جاتا ہے۔

تحقیق: (یہ گرمی) کبھی وارد کی قوت، کبھی بدن کا ضعف اور کبھی تھوڑا تھوڑا کبھی کچھ کچھ دونوں اس کا سبب ہے۔ اگر بدن میں ضعف ہے تو طبیبوں کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے اگر وارد کا اثر ہے تو مبارک ہے۔

عورت جہر اور ضرب کے بغیر ذکر کرے

سوال: تہجد کے بعد وہ (یعنی اہلیہ) بھی بارہ تسبیح کا ذکر تسبیح جہر یا خفی کرتی رہے یا نہیں؟

جواب: وہ (اگر) بارہ تسبیح کرنا چاہیں تو جہر اور ضرب کے بغیر کریں۔

معمول (یعنی مقررہ) وقت میں تبدیلی اور مراقبہ موت

حال: ظہر کے بعد جو معمولات کا وقت تھا فرصت نہ ہونے کی وجہ سے عصر کے بعد معمول (بنانے) کی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں۔

حال: مراقبہ موت (کرنے) کی بھی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق: اجازت ہے۔

سوال: اگر میرے لئے کچھ اور مناسب ہو تو بتایا جائے۔

جواب: اگر فرصت اور قوت ہو (تو) اس (معمول) میں اضافہ کر دیا جائے آئندہ جب آئیں تو یاد دلانے پر اور کچھ بتایا جائے گا۔

ذکر تہلیل

حال: میں کچھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں لیکن آخر رات کو مجھ سے اٹھا نہیں جاتا عشا کے بعد کچھ نفلیں پڑھ لیتا ہوں اور آپ سے عشاء کے بعد ہی کچھ ذکر کا طالب ہوں۔ کمزور آدمی ہوں دعا کیجئے۔

تحقیق: لا الہ الا اللہ ضرب اور جہر کے بغیر چھ تسبیح آہستہ آہستہ پڑھا کریں اور کبھی کبھی اس کے ساتھ

محمد رسول اللہ ملا لیا کریں۔ بہشتی زیور مطالعہ اور عمل میں رکھیں اور کبھی کبھی حالات سے اطلاع دیا کریں تاکہ تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔

ذکر میں ضروری بات کرنا جائز ہے

سؤال: اگر ذکر کے درمیان کوئی شخص بات چیت کرنے آئے تو اس سے بات کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: اگر ضروری بات ہو یا یہ کہ جواب نہ دینے سے دوسرا آدمی پریشان کرے گا ایسی حالت میں جواب دے کر قلب کو یکسو کر لینا بہتر ہے اور (ذکر سے) فارغ ہونے کے بعد (اس کو) سمجھایا جائے کہ غیر ضروری بات ایسے وقت میں نہیں کرنا چاہئے۔

ذکر میں مختلف رنگوں (کا) نظر آنا

سؤال: حضرت کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد بارہ تسبیح مراقبہ کے ساتھ کرتا ہوں اور فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر مراقبۂ رویت کرتا ہوں۔ ایک دن ذکر میں مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرا دل مجھے دکھائی دیا سرخ تھا اور اس پر اللہ اللہ لکھا معلوم ہوا اور ذکر کرنے میں کئی دن سے سینہ سے لے کر سر تک سفیدی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی کبھی سر سے بھی اوپر معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی زرد رنگ معلوم ہوتا ہے۔ خیال خام ہے یا اور کچھ ہے؟

جواب: یہ ہے تو خیال مگر من گھڑت اور غیر حقیقی خیال نہیں ہے (بلکہ) حقیقی معانی ان برزخ کی شکلوں کی صورت میں ہو کر نظر آتے ہیں۔ اس میں حکمت ذاکر کا دل بڑھانا ہے اور حضرت جنید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے اس قول کے یہی معانی ہیں "تلك الخيالات تربى بها اطفال الطريقة" (کہ ان خیالات سے طریقت سلوک کے بچوں کی تربیت کی جاتی ہے) اس لئے یہ (خیالات کا ہونا) نعمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہئے لیکن کمال اور مقصود نہیں ہے۔ مقصود ذکر اور طاعت ہے اور اس کا نتیجہ جو اصل مقصود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

حال: رات ذکر میں (یہ) مراقبہ کرتا تھا کہ عرش معلّٰی سے میرے سینہ میں نور آ رہا ہے۔ اسی حال میں میرے کان میں یہ آواز آئی کہ تمہارے سینہ میں نور آیا۔ میں نے خیال کیا تو کوئی کہنے والا معلوم نہ ہوا اور دل میں یہ خیال آیا کہ یہ آواز اعلیٰ حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کی ہے۔ میں چشت سلسلہ کے پیروں کو اکثر کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کرتا ہوں۔ اس کے لئے جیسا ارشاد۔

تحقیق: اگرچہ ایسا فیض ارواح طیبہ سے بھی بطور کرامت ہو سکتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ یہاں بھی اوقات و احوال میں غالب وہی صورت ہے جو اوپر لکھی گئی اور ایسی صورت اکثر کسی لطیفۂ غیبیہ سے ہوتی ہے۔

ذکر میں (یہ) آواز سننا کہ ظاہری تعلیم کرتے ہیں

حال: میرے جناب! کلمہ شریف کے ذکر کے دوران یہ سنا کہ کوئی کہتا ہے ظاہری تعلیم کرتے ہیں۔

تحقیق: اگر اس کو سن کر فرحت وسرور (خوشی) ہوئی تو یہ اشارہ ہے حسن تعلیم کی طرف کہ ظاہر کی بھی رعایت کی جاتی ہے نہ کہ ملحدوں کی طرح ظاہر کا بالکل انکار ہی ہے اور اگر اس کو سن کر توحش (وحشت) ہوا ہو تو یہ غلط اندازی ابلیس کی ہے کہ تعلیم سے بدگمان کرتا ہے کہ یہ صرف ظاہر کی تعلیم ہے یہاں باطن کی تعلیم نہیں ہوتی پہلی صورت میں شکر کرنا چاہئے اور دوسری صورت میں لاحول پڑھ کر دفع کرنا چاہئے۔

مراقبہ کے معنی اور طریقہ

سوال: مراقبہ کرنے کا کیا طریقہ ہے اور کس طرح کیا جائے اور کس بات کے کرنے سے اس میں فائدہ ہوگا اور کتنی دیر کیا جائے اور کون سا وقت اس کی مشق کے لئے بہتر سمجھا جائے۔ مراقبہ کا خیال کرکے اکثر بیٹھتا ہوں مگر کوئی فائدہ نہیں محسوس ہوتا۔ مراقبہ کی حقیقت اور طریقہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: کسی مضمون کا تصور باندھنا مراقبہ ہے۔ مضامین مختلف ہیں استعداد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے الگ مراقبہ مفید ہوتا ہے۔ آپ کے لئے یہ (مراقبہ) مفید ہے الم یعلم بان اللّٰہ یری کی تلاوت تین چار بار کرکے اس کے مضمون کو اس طرح سوچا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے ظاہری اور باطنی افعال کو دیکھ رہے ہیں۔ بیس منٹ سے تیس منٹ تک (جتنا کریں) اختیار ہے آہستہ آہستہ اس کا اثر دوسرے اوقات میں بھی رہنے لگے گا اور بے حد مفید ہوگا۔

چلتے پھرتے تسبیح ساتھ رکھنا

سوال: اکثر چلتے پھرتے صرف مذکر (یاد دلانے والے) کے طور پر تسبیح رکھ لی جائے تو اس میں کوئی نقصان تو نہیں ہے۔

جواب: بہتر ہے۔

سوال: راستہ میں اس بات کا خیال تو رہتا ہے کہ جہاں عفونت (گندگی کی بدبو) وغیرہ ہوتی ہے وہاں زبان کو روک لیتا ہوں مگر پھر بھی کبھی غفلت بھی ہو جاتی ہے۔

جواب: کوئی حرج نہیں۔

عشاء کے بعد تہجد کی نوافل

سُؤال: میں سردی کے موسم میں اکثر تہجد کے لئے اٹھتا رہا۔ اب ڈیڑھ ماہ سے عجیب کیفیت ہے کہ ہر دن پکا ارادہ کر کے سوتا ہوں مگر تہجد کے وقت سخت کاہلی ہوتی ہے کہ نہیں اٹھتا اور وتر بھی قضا ہو جاتی ہے۔ پھر بہت شرمندہ ہوتا ہوں اور اللہ میاں کے سامنے توبہ وزاری کرتا ہوں۔ یہ خیال پکا ہو جاتا ہے کہ آج سے ضرور اٹھوں گا مگر پھر نہیں اٹھتا ہوں۔ اس حالت کو عرصہ ہو گیا اور عشاء کے بعد تہجد پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو طبیعت میں یہ آتا ہے کہ اگر پڑھنا ہے تو اخیر شب میں پڑھنا بیگار ڈالنے (بے توجہ کام کرنے سے) کیا فائدہ۔ لہٰذا عشاء کے بعد بھی پڑھنے سے رہ جاتا ہوں۔ اگر کبھی پڑھ بھی لیتا ہوں تو طبیعت سیراب نہیں ہوتی اور یہ خیال جم جاتا ہے کہ اس وقت کا پڑھنا کیا ہے پڑھنا تو رات کے آخری حصہ کا ہے پھر آخر رات میں اٹھنے کا پکا ارادہ کرتا ہوں مگر پھر نہیں اٹھتا آخر رات میں اٹھنے کی کوئی تدبیر بتا دیجئے یا جیسا ارشاد ہو ویسا کروں۔ میں ناغہ ہونے پر تضرع ضرور کر لیتا ہوں اور دل پر صدمہ بھی بہت ہوتا ہے۔

جواب: یہ شیطان کا ڈاکہ ڈالنا ہے کہ اصل کی ہمت نہیں رخصت کو دل گوارا نہیں کرتا نتیجہ محرومی ہوتا ہے رخصت پر عمل کیجئے خواہ سیری ہو یا نہ ہو مطلوب نہیں۔ غیر مطلوب کو مطلوب سمجھنا یہ بھی طریق لغزشوں میں ہے۔

حال: جب سے بندہ آنجناب سے دیوبند جاتے وقت ملا تھا اس وقت سے مغرب کی نماز کے بعد ذکر بالجہر تین ہزار بار کرتا ہے۔ حال یہ ہے کہ چند ہی دنوں کے بعد سے اپنے ناقص خیال کے مطابق (یہ محسوس ہوا کہ) ذکر اور نماز کی حالت میں خاص طور پر وساوس پہلے کے مقابلے میں کم آتے ہیں، ذکر کرتے ہوئے رونا بہت آتا ہے اور کبھی کبھی نماز کے اندر (صرف اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہوں اور اس کے حکم کی طرف اس وقت تعمیل کر رہا ہوں) رونا آجاتا ہے یہ حالت پہلے اگرچہ اختیاری تھی لیکن اب بے اختیاری ہو گئی ہے۔ نماز کے اندر توجہ رہتی ہے اور جتنی دیر بھی نماز کے اندر زیادہ لگے اتنا ہی زیادہ جی لگتا ہے مگر کبھی کبھی جس کو میں توجہ سمجھتا ہوں وہی وسوسہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

کچھ دنوں تہجد کے لئے اٹھنا نصیب ہوا مگر شامت اعمال (اعمال کی برائی کی وجہ) سے پھر نیند آنے لگی اور نیند کے غلبے کے باوجود (اگر اس وقت اٹھنا نصیب ہو جائے) تو پھر سستی سی رہتی ہے دعا فرمائیں بندہ کا ارادہ ہے کہ تعطیل سے پہلے دو تین دن کے لئے جناب والا کی خدمت میں حاضر ہو جائے اگر آنجناب کی اجازت ہو تو بندہ حاضر خدمت ہو جائے ورنہ جیسی رائے جناب کی ہو۔

بندہ کو کبھی کبھی کسی ایک گناہ کے یاد کرنے سے جو رونا زیادہ آتا ہے تو اسی حالت میں بندہ بدن پر کچھ ضرب ہاتھ یا لکڑی کی لگاتا ہے یہ صرف بوجہ گناہ کرنے کی سزا کے طور سے اچانک ہو جاتا ہے۔ اب اس کی جگہ کچھ دنوں سے بطور جرمانہ کے خوراک وغیرہ میں کمی کی جاتی ہے اور اگر کوئی نیا گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو بہت ہی شدید ندامت کی وجہ سے نفس کے بارے میں غلط الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ واللہ اعلم یہ حالت نقصان دینے والی ہے یا مفید مگر ہوتی ضرور ہے چھوٹا گناہ ایک بڑی بات معلوم ہوتا ہے مناسب ہدایات بتائیں۔

تحقیق: سب حالات نہایت پسندیدہ ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور ترقی بخشے۔ معمولات پورے کر لیا کریں پھر جب رات بڑھے گی دیکھا جائے گا اور خوراک کی کمی آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ جرمانہ کے لئے نفل کی اتنی تعداد مقرر کر لیجئے جس سے نفس کو مشقت ہو اور باقی سب حالت ٹھیک ہے۔

حال: آج کل خاکسار کی حالت بہت خراب ہے۔ پہلے پہلے تو یہ حالت رہی کہ تہجد میں تنگ وقت میں آنکھ کھلتی رہی مگر صبح کی نماز سے پہلے پہلے بارہ تسبیح ادا کرتا رہا مگر اس کے بعد دن بدن صبح کے وقت آنکھ دیر سے کھلنے لگی اور بارہ تسبیح کی نصف تسبیح صبح کی نماز تک بہ مشکل پڑھ سکتا تھا۔ اس کے بعد ایسی حالت خراب ہوئی کہ کثرت سے ناغہ ہونے لگا اور بہت ہی بے کار خیال دل میں سما گیا کہ کوئی اچھی حالت ہوگی تب حضور کو اطلاع دوں گا ایسی بری حالت کو کیا لکھوں۔

اسی خیال میں کچھ عرصہ گذر گیا۔ ایک دن تربیۃ السالک کے مطالعہ میں مشغول تھا اس سے معلوم ہوا کہ جیسی بھی حالت ہو اچھی یا بری شیخ کو ضرور اطلاع کرنا چاہئے۔ اس کے بعد خود ہی دل میں یہ خیال آیا کہ اگر بری حالت نہ لکھی تو اصلاح کس کی ہوگی۔ لہٰذا نہایت ندامت سے حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں علاج اور دعائے خیر فرمائیں۔ آج کل بھی مسلسل بارہ تسبیح قضا ہو رہی ہے مگر پہلے جب قضا ہوتی تھی تو پھر کسی وقت ادا نہیں ہو سکتی تھی لیکن آج طبیعت پر نہایت جبر کر کے صبح کی نماز کے بعد ادا کی تب تسلی ہوئی۔ اپنی طرف سے تو میں جتنا ہو سکتا اس امر کی کوشش میں ہوں کہ معمولات قضا نہ ہوں۔ اگر کبھی ہو جائیں تو جلدی ادا کروں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اگر حضور توجہ فرمائیں تو وہ مالک کریم ضرور مجھے کامیابی عطا فرمائیں گے رات میں بھی جلدی سو جاتا ہوں۔ اب میں نہایت حیران و پریشان ہوں اور اپنی حالت پر سخت نادم ہوں اور ترقی کی جگہ تنزلی کا حال لکھتے ہوئے اور بھی شرم آتی ہے۔

تحقیق: ایسی رکاوٹیں بڑے بڑوں کو ان کے مرتبے کے مطابق پیش آتی ہیں۔ پریشان اور مایوس نہ ہوں اگر

رات کے آخری حصے میں مشکل ہوتی ہے تو شروع رات میں عشاء کے بعد تہجد پڑھ لیا کریں اور سارے معمولات کرلیا کریں۔ اگر اس میں بھی مشکل ہو تو عشا کے بعد تہجد پڑھ لیا کریں اور دوسرے معمولات مغرب کی نماز کے بعد کر لئے جائیں ایسی تبدیلیوں کو تنزل نہیں کہتے ہیں غیر اختیاری باتوں (کے نہ ہونے) سے نقصان نہیں ہوتا ہے۔

قلب سے اللہ اللہ کی آواز کا سنائی دینا

حَالؔ: میں حضور کی عنایت وتوجہ سے حضور کے بتائے ہوئے ذکر وشغل بہت ہی شوق ولذت سے ادا کرتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی امید قوی ہے کہ باقی زندگی بھی اللہ کی یاد میں صرف ہو جائے۔ حضور کی دعا سے میں اپنے کام میں خوب مزدوری کر لیتا ہوں مگر ان دنیوی کاموں کے زیادہ ہونے سے اور کاروبار معاش کے جھگڑوں سے فدوی کے ورد وظائف میں کچھ خلل اور تغیر اور بے ذوقی پیدا نہیں ہوتی اگر چہ کبھی کام میں تھک بھی جاتا ہوں مگر یہ تھکن کچھ ایسی نہیں کہ مجھ کو پریشان یا بے شوق کر دے بلکہ کام دھندا کرتے ہوئے بھی اکثر اوقات اللہ اللہ کی حرکت قلب میں محسوس ہوتی رہتی ہے اور رات کے وقت اسی حرکت قلبی سے اللہ اللہ کی آواز آتی ہے۔ اس آواز کے علاوہ اور کئی قسم کی عمدہ عمدہ آوازیں آتی ہیں جن سے بہت ہی لذت اور ذوق ہوتا ہے۔ یہ آوازیں اکثر رات کے وقت میں زیادہ آتی ہیں کبھی تو ایسی سریلی اور بے نظیر آوازیں آتی ہیں کہ (مجھے) پوری طرح اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔

غرضیکہ ان دونوں میں مجھ کو خوب مزہ اور لذت آتی ہے۔ ایک وہی اسم مبارک اللہ اللہ کی آواز جو دل سے نکلتی ہے اور ایک یہی مختلف قسم کی آوازیں جو خود بخود آنے لگتی ہیں۔ اپنے مزہ میں مجھ کو مست کر دیتی ہیں۔ یہ بھی گزارش ہے کہ میرا دل اب ذکر جہر سے کچھ گھبراتا ہے اور اسی اسم ذات کی آواز کو جو قلب سے نکلتی معلوم ہوتی ہے سننے کو جی چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھا ہوا خصوصاً تہجد کے بعد سنا کروں۔ اب حضور جیسے ارشاد فرمائیں اور جو میرے حق میں مفید ہو انشاء اللہ اس پر بدل و جان عمل کروں گا۔ یہ آواز کیسی ہے جو بہت ہی سریلی ہے اور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کچھ میرے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

تَحْقِیقؔ: بہت ہی پسندیدہ حالت ہے مبارک ہو۔ اس آواز کی حقیقت کبھی ملاقات کے وقت تمہاری سمجھ کے مطابق بتاؤں گا ملاقات کے بغیر سمجھ کا اندازہ نہیں ہو سکتا اس وقت اتنا سمجھ لیں کہ اس کو نعمت سمجھ کر شکر کریں اور کمال سمجھ کر اترائیں نہیں اور جہر چاہے بند کر دیں مگر ایسا نہ کریں کہ ذکر بند کر کے اس آواز کے سننے میں لگ

جائیں بلکہ اس طرف جان بوجھ کر توجہ بھی نہ کریں گو وہ خود بخود کان میں آتی رہے اس کی طرف توجہ کرنا نقصان دہ ہوگا اور خود آواز کا پیدا ہونا اور محسوس ہونا نقصان دہ نہیں۔ پھر بھی بلکہ ہمیشہ حالات سے اطلاع دیتے رہیں۔

تعلیم اسم ذات

سُؤال: حضور کے ارشاد کے مطابق جب سے ساری رات جاگنا چھوڑا ہے تمام کاموں میں گڑبڑ ہوگئی یہاں تک کہ تہجد بھی نہیں ہوتی تھی لیکن اب چار دن سے خدا کا شکر ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہوں اب اجازت چاہتا ہوں کہ اسم ذات جتنا حضرت ارشاد فرمائیں پڑھا کروں۔

جَواب: (اسم ذات) چھ ہزار بار اور اگر قوت وفرصت ہو تو بارہ ہزار (کرلیا کریں)۔

عادتوں کی اصلاح سے پہلے ذکر و شغل مفید نہیں ہے

حَال: آج کل میرا معمول یہ ہے کہ ہر وقت سانس کے ساتھ اللّٰہ ھو اور آخر شب میں کم از کم آدھ گھنٹہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اللّٰہ اللّٰہ ہے۔ سانس روکنے کی ایسی عادت ہوگئی ہے کہ وہ کسی طرح چھوٹتی نہیں۔ تہجد کے بعد اسم ذات کی تعداد معین نہیں ہے جو میرے مناسب حال ہو حضرت والا تبدیلی یا منع فرمائیں۔

تحقیق: میں عادتوں کی اصلاح کے بغیر ذکر و شغل کے بارے میں کوئی حالت سننا نہیں چاہتا ایسے شغل کو سلام ہے۔

شیخ کی اجازت کے بغیر کوئی وظیفہ نہیں پڑھنا چاہئے

سُؤال: میں نے بہشتی زیور میں پڑھا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی کچھ وظیفہ وغیرہ پڑھنے کو بتائے تو اس کو چاہئے کہ پڑھنے سے پہلے اپنے پیر سے اس کی اجازت لے لے۔ مجھ کو ایک شخص نے پاس انفاس کا وظیفہ اللہ پڑھنے کو بتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہر وقت پڑھنا چاہئے اور جب اکیلے پڑھیں تو پیر کے سامنے ہونے کا خیال جی میں رکھنا چاہئے اور ایک درود شریف پڑھنے کو بتایا ہے اور اس میں بھی پیر کے خیال کی ہدایت کی ہے یہ درود سوتے وقت پڑھنا چاہئے۔ میں آپ سے دونوں وظائف کی اجازت چاہتی ہوں۔

جَواب: ہرگز نہ پڑھیں اور نہ ایسا تصور وخیال رکھیں جو کچھ پڑھنے کا شوق ہو ہم سے کیوں نہیں پوچھتی ہو۔

ناغہ نقصان دہ نہیں

حَال: میری حالت پہلے جیسی ہے۔ اب کچھ عرصہ سے طبیعت کی حالت یہ ہے کہ اکثر گھبراہٹ ہوتی ہے اور یہ

خیال ہوتا ہے کہ سب کام چھوڑ دوں اور حضور کی خدمت میں جا پڑوں مگر پھر اہل وعیال کی طرف خیال کرتا ہوں تو یہ خیال ختم ہو جاتا ہے۔ مگر گھبراہٹ کچھ زیادہ ہے اور ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ تیری نماز اور تلاوت جہالت کی وجہ سے ٹھیک نہیں ہے مگر کمی کسی کام کی نہیں ہے۔ اپنا معمول مسلسل کرتا رہتا ہوں نماز میں کبھی کبھی زیادہ رقت (رونے کی حالت) ہوتی ہے اور پھر ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ختم ہو جانے کا کچھ حرج نہیں۔ کبھی کبھی ہو جانا بھی نعمت ہے۔ میری کتابیں دیکھتے رہنے سے ناواقفیت (جہالت) ختم ہو جائے گی۔ اپنی ضروری معاش میں مشغول ہونا بھی عبادت ہے۔ گھبراہٹ خیالات کے بڑھانے سے ہو جاتی ہے اس خط کے مضمون کے سوچ لینے سے گھبراہٹ چلی جائے گی۔

سؤال: مراقبہ کے لئے زیادہ کوشش کرتا ہوں مگر خیال نہیں جمتا۔ حضور سے یہ عرض ہے کہ مراقبہ کی کوئی تدبیر تجویز فرما دیجئے گا کہ کس طریقہ سے کروں؟

جواب: ابھی اس (مراقبہ) کو بند کر دیں کبھی پھر موقع ہوگا تو بتا دوں گا۔

پاس انفاس

حال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق شغل پاس انفاس جاری ہے مگر جس وقت چلتا پھرتا ہوں پاس انفاس جاری ہو جاتا ہے مگر جائے قرار (ٹھہرنے کی جگہ جیسے) دوکان ومکان وغیرہ پر جاری ہونا بند ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ کی یاد اور دھیان ضرور رہتا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ جائے قرار پر بھی پاس انفاس کا شغل جاری ہو جانے کا طریقہ ارشاد فرما دیجئے۔

تحقیق: حقیقت میں رکاوٹ ٹھہرنا نہیں ہے (بلکہ) اصل رکاوٹ کاروبار کی مشغولی ہے اس لئے اس مشغولی کے ساتھ یہ شغل جاری نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس کی کوشش بے فائدہ ہے اس لئے ایسے وقت میں زبانی ذکر جاری رکھئے۔

حال: پاس انفاس کے مراقبہ کے وقت کچھ ایسی محو کی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ مجھے سانس کی آمد ورفت (آنے جانے) کی طرف بالکل خیال نہیں رہتا۔ دل میں ایک سفید روشنی معلوم ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی پر خیال نہیں رہتا یہاں تک کہ کبھی اپنی خبر نہیں بھی رہتی۔ کبھی آدھ گھنٹہ کے لئے بیٹھتا ہوں اور بے خبری میں گھنٹہ بھر ہو جاتا ہے۔ اس مراقبہ کو اگر ارشاد ہو تو زیادہ کر دوں۔

تحقیق: لازمی طور پر زیادہ نہ کیا جائے کسی دن جب خوب جوش ہو زیادہ کر لیا (کریں) ورنہ نہیں۔

حَالؒ: اس مراقبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف ذکر جہر سے زیادہ خیال بندھ جاتا ہے۔
تحقیق: مگر اس خیال بندھنے کو ثبات و استمرار (ہمیشگی) کم ہے اور ذکر کے آثار ترقی کرتے بلکہ بڑھتے رہتے ہیں اس لئے اس دھیان کے لئے ذکر کی کمی نہ کی جائے۔

ذکر کے وقت تصور؟

حَالؒ: حضرت مرشدی کے ارشاد کے مطابق جہری ذکر میں دل سے ایک نور نکلتا ہوا تصور کرتا ہوں کہ وہ ذاکر کے تمام جسم کو اور بڑھتے بڑھتے تمام عالم کو گھیر لیتا ہے۔ اس تصور میں بحمد اللہ کامیابی ہو جاتی ہے۔
تحقیق: الحمد للہ۔
حَالؒ: یہ حالت جو عرض کی صرف ذکر کے وقت باقی رہتی ہے ذکر کے بعد علمی مشاغل میں مشغول ہوتا ہوں تو کچھ باقی نہیں رہتی۔
تحقیق: کوئی حرج نہیں وہ یکسوئی کی حالت خاص ہیئت کی وجہ سے ہے اس لئے یکسوئی نہ رہنے سے وہ بھی نہیں رہتی مگر خود اثر باقی رہے گا۔
حَالؒ: ہاں اکثر زبانی کرتا رہتا ہوں۔
تحقیق: بعض اعتبارات سے اس (زبانی ذکر میں) اس (یکسوئی) سے بھی زیادہ فائدے ہیں۔
حَالؒ: میں (صاحب حال نے ایک دوسرے صاحب کی معرفت جو حضرت کی خدمت میں مقیم تھے اپنا حال حضرت کی خدمت میں پیش کرایا ہے) نے کچھ عرصہ سے تہجد کی نماز کے بعد ذکر وفکر کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ابھی حال میں کچھ شکوک پیدا ہوئے جن کو دور کرنے کی بہت سی تدبیریں کیں لیکن کوئی کسی سے فائدہ نہیں ہوا۔ لہٰذا (یہاں وہی صاحب مراد ہیں جن کی وساطت سے حضرت کے ملاحظہ میں حال پہنچایا گیا تھا) آپ کو تکلیف دی جاتی ہے اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو مولانا سے بھی اس معاملہ کو رجوع کیجئے گا۔ ذکر کے وقت لا الہ کہتے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ قلب اور جسم سے برائی اور کثافتیں (گندگیاں) دور کی جائیں الا اللہ کے ساتھ برائیوں کی جگہ نورانی کیفیات اس میں داخل ہوں۔ کچھ عرصہ تک یہی سلسلہ جاری رہا اب یہ صورت پیدا ہوئی ہے اور دل میں یہ خیال مضبوط ہو گیا ہے کہ انسان کا جسم پاک روح اور ناپاک جسم، گوشت کھال اور ہڈیوں سے لدا ہوا ہے۔ لہٰذا نفی یعنی لا الہ کہتے وقت جسم میں سے ناپاکی دور کرنے کے خیال کے ساتھ (علاوہ روح کے) تمام جسم کی ناپاکی کا خیال آتا ہے کیونکہ جسم مادہ اور ناپاک سڑنے گلنے والی چیزیں ہیں اس لئے دل یہ چاہتا ہے کہ الا اللہ

میں یہ جسم خاکی شامل نہ ہوتو اچھا ہے لیکن چونکہ روح کے ساتھ یہ جسم خاکی بھی شامل ہے اس لئے طبیعت بے مزہ ہو جاتی ہے اور مادی کثافت (گندگی) اور جسمانی لداؤ برابر رہتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ نفی (یعنی لا الہ) کے وقت صرف جسم کی ناپاکیوں کا خیال کرنا چاہئے یا ان ناپاکیوں میں مادی جسم کو بھی شامل کر دینا چاہئے۔ دوسرے اثبات (یعنی الا اللہ) میں اپنا وجود یا اپنی ہستی صرف روحانی سمجھ لینی چاہئے یا کیا (سمجھنا چاہئے) تیسرے ذکر بآواز بلند کرنا بہتر ہوگا یا آہستہ۔ معلوم نہیں میں اپنا مفہوم پورے طور پر لفظوں میں آپ کو سمجھا سکا ہوں یا نہیں۔ بہرحال مولانا نے تو ایسے مریضوں کے بہت علاج کئے ہوں گے مریض کے تھوڑے سے کہنے سے بھی طبیب مرض کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں۔

تحقیق: یہ ساری پریشانی اسی قاعدے کی وجہ سے ہوگی جو مشہور ہے اور کتب میں مذکور ہے کہ لا الہ کے وقت نفی کا تصور کرنا چاہئے اور الا اللہ کے وقت اثبات کا (تصور کرنا چاہئے) پھر اس سے اس قسم کے سوالات پیدا ہوں گے اس لئے خود یہ قاعدہ ہی عمل کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ آج کل اکثر طبعیوں کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ طبیعتیں کمزور ہیں کئی بہت سارے تصورات سے ان تصورات میں پریشانی ہو جاتی ہے اور یہ تصورات (جو آپ کر رہے ہیں) بہت سارے تصورات ہیں اس لئے ان کو چھوڑ دیجئے صرف حق جل علا شانہ کا یا صرف ان الفاظ کا تصور رکھئے جو آسان ہو اور کتب میں جو قاعدہ لکھا ہے وہ اس وقت بھی ضروری نہ تھا درجہ استحسان میں تھا اور اصل مقصود اس پر موقوف نہ تھا۔

ذکر جہر وخفی میں سے کون سا افضل ہے اور ریاء کی حقیقت وتصور شیخ

حال: بندہ حضرت کے فرمائے ہوئے ذکر کے شغل کو کرتا رہتا ہے۔ بحمد اللہ اللہ کے فضل اور کرم سے اور حضرت مرشد کی برکت سے پہلی حالت کے مقابلے میں بہت اصلاح ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے اور حضرت سے پوشیدہ نہیں ہے اور جناب کی دعا سے میرے سارے خیالات ختم ہوگئے ہیں۔ (حضرت!) احقر کو پانچوں وقتوں کی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ (حضرت! ایک سوال پوچھنا ہے)

سوال: ذکر جہریہ (بلند آواز سے) افضل ہے یا خفیہ (آہستہ آواز سے) اور کون سا زیادہ مفید ہے اگر کسی نے جہری ذکر میں ریا کا ارادہ نہ کیا ہو بلکہ اپنی عادت مقررہ پر کرتا ہے تو یہ ریاء ہوسکتا ہے یا نہیں دوسرے مرید اگر مرشد کا تصور کرتا ہے تو یہ مفید ہے یا نہیں اور اگر نماز میں بلا اختیار آتا ہے تو کیسا ہے؟

تحقیق: حالات سے دل خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ استقامت وترقی بخشے۔ خفیہ ذکر اپنی ذات کے اعتبار سے بہتر

ہے مگر کسی وجہ سے اکثر ذکر جہر زیادہ مفید ہوتا ہے باقی جس میں زیادہ یکسوئی حاصل ہو وہ اختیار کریں۔ جو ریاء جان بوجھ کر نہ ہو وہ ریاء نہیں ہے۔ شیخ کا تصور جان بوجھ کر کرنا سنت کے خلاف ہے اور بغیر ارادے کے ہو تو وہ محبت کی علامات میں سے ہے۔ اور محبت موافق سنت ہے۔

ذکر میں تمباکو والا پان نقصان دہ نہیں ہے

حال: نیند کی وجہ سے پان میں تمباکو ڈال کر داب لیتا ہوں اس وجہ سے نیند کا غلبہ نہیں ہوتا ہے اگر اس کی وجہ سے کچھ حرج ہو تو ترک کر دوں۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں ہے۔

ذکر میں تسبیح کے دانہ کی موافقت ضروری نہیں ہے

حال: جب ۲۴ ہزار روزانہ کا معمول تھا اس وقت زبان کی حرکت اور تسبیح کے دانہ کی موافقت کا خیال رہتا تھا مگر سوالاکھ کے ورد میں زبان کی حرکت اور دانہ تسبیح کی موافقت کا خیال نہیں ہوتا ہے اور خیال کے بھی برابر اسم ذات کا خیال رہتا ہے اس بارہ میں جو اصلاح فرمائی جائے اطلاع فرمائی جائے۔

تحقیق: کسی اصلاح کی حاجت نہیں۔

ذکر کے انوار دیکھنے کی تمنا نقصان دہ ہے

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق تین ہزار بار اسم ذات پڑھنے کا معمول ہے۔ کچھ ہی عرصے بعد اس سے انسیت پیدا ہوگئی کہ جب بھی تنہا ہوتا ہوں تو زبان سے بے اختیار اللہ اللہ جاری ہو جاتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: یہ حضور کی برکت ہے۔ چاہے نیند غالب ہو جائے تین ہزار بار (تعداد) سانسوں میں جاری رہتی ہے۔ رات میں ادا نہ ہونے کی صورت میں اس دن کسی بھی وقت پورا کر لیتا ہوں۔ یہ بات عرصے بعد حاصل ہوتی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ برکت بڑھتی رہے گی۔

حال: ذکر کی اس کم مقدار پر ذکر کے انوار دیکھنے کی تمنا کرنا (کیسا ہے) کیا ان انوار کا امیدوار رہنا غلط ہے؟

تحقیق: اس سے زیادہ مقدار پر بھی یہ تمنا نقصان دہ ہے ایسے ہی یہ (انوار کا نظر آنا) ضروری بھی نہیں ہے اسی

طرح یہ مقصود بھی نہیں ہے۔

حال: حضرت کے تحریر فرمانے پر کہ یہ انوار مقصود نہیں ہیں لیکن یہ انوار (آخر) کیا ہیں کہ دوسروں کو نظر آتے ہیں اور احقر کو نظر نہیں آتے اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس تعداد کا مختلف ہونا بھی ایک وجہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ قوت عقلیہ کا زیادہ ہونا بھی ایک رکاوٹ ہے۔ اس کا اکثر مدار یکسوئی پر ہے۔ جتنی عقل زیادہ ہوگی اتنی یکسوئی کم ہوگی۔ یہ انوار رنگ میں، آنے جانے میں اور اسی طرح اغلب احوال میں مختلف ہوتے ہیں۔ یہ (انوار) اخلاط کے مشغول ہونے سے ہوتے ہیں اور نادر احوال کا پیش آنا فرشتوں کے عالم کے منکشف ہوجانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کا فائدہ صرف وساوس کا ختم ہونا اور یکسوئی کا حاصل ہونا ہے جو طاعات میں سہولت کا سبب ہے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ نقصان دہ ہوتے ہیں کہ اس کی طرف توجہ کرنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ اس لئے طالب کا یہ حال ہونا چاہئے۔

ع کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

کہ آقا خود ہی غلام کی تربیت کرنا جانتا ہے (اس لئے حال پیش آئے یا نہ آئے سب بہتر ہے اسی کو بہتر سمجھنا چاہئے)۔

حال: اگرچہ کوتاہی بہت ہے لیکن اگر اس کی وجہ معلوم ہو تو اس کو دور کرنے کی کوشش کروں۔

تحقیق: اس تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ خود دور ہو جائے گی۔

حال: یا (حضرت کا) جو حکم ہوگا۔ غالباً قرآن مجید کی ایک منزل اور درس بخاری کے تین ورق پڑھنے کی وجہ سے ان تین ہزار کے علاوہ مشکل ہوگا۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

لفظ اللہ ادا کرنے میں کوئی خصوصیت ضروری نہیں

حال: ایک عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے کے وقت تجوید کے قاعدہ کے مطابق اللہ الفی مد ہے لام کو پر کرکے پڑھنا چاہئے یا جس طرح سے عام آدمی بغیر مد اور بغیر پُر کئے اللہ اللہ پڑھتے ہیں اس طرح پڑھنا چاہئے جس طرح بہتر ہو فرمائیں اور ہا کو ساکن کرکے پڑھنا چاہئے یا پیش کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

تحقیق: لفظ اللہ میں پر کرکے پڑھنا اور مد کرکے پڑھنا واجب نہیں ہے صرف ایک مستحب (دین میں

پسندیدہ) بات ہے۔ ذکر میں اس اہتمام اور مشغولی کی وجہ سے یکسوئی ختم ہو جاتی ہے جو نفع کے لئے ایک بڑی شرط ہے۔ اس لئے جو چیز غیر ضروری ہو اور وہ ضروری چیز میں رکاوٹ کا سبب بن جائے تو اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ ہرگز ان باتوں میں نہ پڑیں جس طرح آسان ہو کرتے رہیں اس کوشش سے نقصان ہوگا۔

مراقبہ

حَال: مراقبہ کو بہت دل چاہتا ہے مگر اس کا طریقہ معلوم نہیں ہے۔

تحقیق: جب مناسب ہوگا خود بتا دوں گا حالات سے اطلاع دیتے رہئے۔

سُؤال: اب گرمی کے بجائے بردا و سلاما (ٹھنڈک اور سلامتی) کی کیفیت ہے کیا اب بھی ذکر کے بجائے درود شریف کی کثرت رکھی جائے مراقبہ طلوع قمر (چاند کے طلوع ہونے والا مرتبہ) اپنی حالت پر ہی رہے۔

جَواب: رمضان کے ختم تک وہی معمول رہے عید کے بعد درود شریف کی جگہ ذکر کی کثرت کر دیجئے اور وہ مراقبہ بھی بند کر دیجئے اس کی جگہ سارے اعضا اور اجزاء سے ذکر کر کے جاری ہونے کا مراقبہ کیجئے۔

سفر میں ذکر وضو کے بغیر یا تیمّم کے ساتھ بھی کافی ہے

حَال: سفر میں رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی کوشش کی کہ اٹھوں اور نوافل پڑھ کر ذکر کروں لیکن سفر میں اکثر لوگوں کے ملنے جلنے سے رات بہت گزر جاتی تھی اس لئے بعض دن تو آنکھ نہ کھلی اور اگر کھلی تو برف کی طرح سرد پانی کو دیکھ کر وضو کی ہمت نہ ہوئی مسجد ذرا فاصلہ پر تھی اس لئے پڑا رہا۔

تحقیق: ایسے موقع پر اگر نماز تہجد وغیرہ نہ ہو سکے جس کے لئے طہارت شرط ہے تو خالی ذکر ہی بلا وضو کر لیا جائے کہ اس کے لئے طہارت شرط نہیں لیکن اگر تیمّم کر کے ذکر کیا جائے تو زیادہ برکت کا سبب ہے اور ایسی طاعت کے لئے طہارت کے لئے بغیر عذر بھی تیمم جائز ہے۔

مبتدی کے لئے ذکر کی زیادتی تلاوت وغیرہ کی زیادتی سے زیادہ مفید ہے

حَال: ایک خیال کے بارے میں بتایا جائے کہ صحیح ہے یا غلط وہ یہ کہ میرا خیال ہے کہ مبتدی کے لئے شروع میں جتنی ذکر کی زیادتی مفید ہے اتنی تلاوت یا درود شریف یا استغفار کی زیادتی مفید نہیں ہے۔ جب ذکر کی زیادتی سے ایک طرح کی مناسبت حاصل ہو جائے تو اس مناسبت سے تلاوت وغیرہ میں بہت قوت حاصل ہو سکتی ہے۔

ان چیزوں کا اثر لطیف (نازک) ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضور نے بھی ایک بار کچھ ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا کہ مبتدی کے لئے ذکر کی زیادتی تلاوت وغیرہ کی زیادتی کے مقابلے میں زیادہ مفید ہے۔

احقر نے حافظ صاحب سے یہی عرض کیا تھا کہ کچھ ذکر کی تعداد بڑھا دیں کیونکہ وہ ذکر بہت کم کرتے ہیں زیادہ وقت تلاوت میں صرف کرتے ہیں۔ تلاوت اگر بدستور بھی رکھی جائے تب بھی ذکر میں اضافہ کے لئے کچھ وقت انہیں مل سکتا ہے۔ یہ میرا خیال کہیں خدانخواستہ تلاوت وغیرہ کی کسی درجہ میں تنقیص (کمی کرنا) تو نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ چیزیں تکمیل کے بعد ممکن ہے بہت خاص (چند) طبیعتیں اس اصول سے مستثنیٰ (الگ) ہوں۔

تحقیق: بالکل صحیح خیال ہے اور یہ تلاوت کی کمی کرنا نہیں ہے بلکہ ذکر ایسی نیت سے کیا جائے کہ میں تلاوت کے قابل ہو جاؤں کیا نماز پر وضو کو مقدم کرنے سے نماز کی کمی کرنا ہے۔

مرض کی وجہ سے وظائف کو چھوڑنے میں کچھ حرج نہیں اور فکر ذکر کے قائم مقام (نائب) ہے

حال: مخدومی المکرم حضرت مولوی صاحب زاد شرفہ بعد از السلام علیکم مسنون عاجز گنہگار کی طرف سے عرض ہے کہ یہ بندہ سخت گنہگار بدکار روسیاہ اور اللہ تعالیٰ کے دربار کا بھاگا ہوا غلام ہے اور بظاہر سر سے پیر تک مریض نہ بیٹھنے کی طاقت نہ نماز روزہ میں محنت کرنے اور مشقت اٹھانے کی طاقت بلکہ معمولی نماز بھی تکلیف سے ادا ہوتی ہے۔ بیماریوں کی وجہ سے کئی مجبوریاں ایسی ہیں کہ کچھ نہیں ہوسکتا۔ دوسری طرف دل کی یہ حالت کہ نماز سے ذوق نہ ذکر کا شوق اگر ایک دن تسبیح کو اٹھایا تو بیس بیس دن پھر خیال بھی نہیں ہوتا اور اگر زبان سے کچھ ذکر کرتا ہوں تو ہزاروں برے تصورات و خیالات پریشان کرتے ہیں تیسرے بڑی آزمائش میں مبتلا ہوں اور تھوڑی سی تکلیف کی بھی برداشت نہیں ہے بلکہ طبیعت میں اعتراض اور مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بدبخت کی تقدیر میں نحوست لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اب پہلے آپ کی جناب میں یہ عرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ جل شانہ ان امراض ظاہری و باطنی و ابتلا (آزمائش) سے مجھے نجات نصیب فرمائے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ ایسا بدبخت آدمی جس کو ذرا بھی شوق و ذوق اور استقلال (مستقل مزاجی) نہیں اور طبیعت کا یہ حال ہے کہ آدھا گھنٹہ بیٹھنے کی طاقت نہیں اور دماغ دل اس سے بھی برا ہے۔ کچھ حاصل ہوسکتا ہے یا

نہیں؟ اور ایسے مردود کے سیدھے راستے پر آنے کی کیا ترکیب ہے؟ کسی قسم کی پابندی یا کارگزاری تو مجھ سے ہو نہیں سکتی طبیعت سخت پریشان ہے کیا کروں خدا تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمائیں۔

میں تو ناامید ہو چکا ہوں۔ جہنم کے کنارے پہنچ گیا ہوں اب اسلامی بھائی چارگی کی ہمدردی کے واسطے کوئی علاج بتایئے کہ ان امراض سے چھوٹوں اور جمعیت (یکسوئی) نصیب ہو اور ذکر سے الفت ہو۔ قلبی ذکر اگر کروں بھی تو ہوتا نہیں زبانی ذکر سے کچھ ہوتا نہیں نہ دل لگتا ہے۔ مہربانی فرما کر واپسی پر تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کی خدمات میں برکت عنایت فرمائے۔ میں اپنی بدبختی کی داستان کہاں تک آپ کو سناؤں ہاں اتنی بات اس روسیاہ میں ہے کہ بدعت سے نفرت کرتا ہے اور سنت سے محبت ہے لیکن عمل کچھ نہیں۔

تحقیق: السلام علیکم۔ یہ بدبختی نہیں بیماری ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ولا علی المریض حرج﴾ کہ ''مریض پر کوئی حرج نہیں۔'' پھر اپنے کو حرج میں ڈالنا اور اس پر قدرت نہ ہونے کو بدبختی سمجھنا خدا تعالیٰ کے کلام میں شبہ کی صورت ہے۔ آپ بالکل بے فکری سے فرائض و واجبات وسنن موکدہ کو جس طرح ہو سکے ادا کرتے رہیں اور اپنے کو ناکارہ اور گنہگار سمجھ کر زبان سے یا دل سے نادم رہیں اور اگر ذکر نہ ہو سکے تو صرف فکر کافی ہے لیکن یہ عزم رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ صحت کافی عطا فرمائے گا تو کسی محقق کی تعلیم سے طاعات میں زیادہ مشغولی اختیار کروں گا۔ والسلام

مجموعہ وظیفہ کی تعداد پوری ہونی ضروری ہے خواہ باہمی اجزاء میں کمی زیادتی ہو جائے

حال: یہ بات بھی قابل گذارش ہے کہ بندہ کو اثبات مجرد (الا اللہ) میں ہمیشہ لذت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور اسی لئے اکثر تعداد سے کہیں زیادہ کرتا رہتا ہوں غالباً دس تسبیح تک نوبت پہنچ جاتی ہوگی بلکہ اس وجہ سے کبھی کبھی اسم ذات دوضربی کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں مجموعہ سب اجزاء کا بارہ بلکہ تیرہ تسبیح سے کم نہ ہو اگر ایک میں کمی رہ جائے دوسری کی زیادتی تلک بتلک (ایک مقابلے میں دوسرے) کی طرح ہے۔

ذکر و نماز میں تصور کی کیفیت

سوال: نماز میں تصور و خیال کس کا کروں جس سے دل چسپی ہو اور شیطانی وسوسہ کم ہو۔

جواب ①: پہلے تو اللہ تعالیٰ کا (تصور کریں) اگر یہ نہ جمے تو جو الفاظ زبان سے ادا ہوتے ہیں ان کا (تصور

کریں) اگر پھر بھی وساوس آئیں تو کچھ پرواہ نہ کریں اس تدبیر سے خود بخود دفع ہو جائیں گے۔

سُؤال ②: بندہ جب امام کے پیچھے ایسی نماز پڑھتا ہے جس میں امام قرات آہستہ کرتا ہے تو اس حالت میں یہ احقر اگر قلب سے اللہ اللہ کرے اور زبان سے نہ کرے منہ بند رکھے صرف دل سے اللہ اللہ کیا کرے تو یہ احسن ہے یا نہیں؟

جَواب ②: ہاں احسن ہے۔

سُؤال ③: ذکر کے وقت لا الہ الا اللّٰہ کے جہر کے ساتھ احقر کیا تصور اور خیال کرے جس سے دلچسپی ہو۔

جَواب ③: جواب نمبر ایک کی طرح۔

سُؤال ④: ذکر اسم ذات "اللّٰہ اللّٰہ" جہر کے ساتھ کرنے کے وقت کیا تصور اور خیال کروں۔

جَواب ④: نمبر ایک کی طرح۔

سُؤال ⑤: تلاوت کے وقت بھی کس طرح تصور کروں اور کس کا جس سے سہولت حاصل ہو اس کا طریقہ بھی تحریر فرمایا جائے۔

جَواب ⑤: نمبر ایک کی طرح۔

ذکر میں سر کو جھٹکا دینا اور مخرج پر زور دینا ضروری نہیں

حَال: ذکر ہلکی ضرب و جہر سے کیا جاتا ہے اور ذکر کے ساتھ ہی ذرا سر کو جھٹکا بھی دیا جاتا ہے۔ اس میں پوچھنے کی بات یہ ہے کہ اگر سر کو جھٹکا نہ دیا جائے اور صرف مخرج ہی پر زور دیا جائے تو کچھ حرج ہے۔

تحقِیق: نہ جھٹکے کی ضرورت نہ مخرج پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہاں اگر طبیعت کے جوش سے کوئی بات ہو جائے تو اس کے روکنے کی بھی ضرورت نہیں جب کہ اعتدال کی حد سے زیادہ نہ ہو۔

حَال: بحمد اللہ تعالیٰ اس ہفتہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ قلب میں وحشت یا بے چینی یا بے رونقی ہوئی ہو اکثر خاص طور پر تلاوت قرآن شریف یا ذکر کے وقت عجیب مزا معلوم ہوتا ہے۔ "والحمد للّٰہ ولا حول ولا قوۃ الخ."

تحقِیق: مبارک ہو۔

حَال: بات کے لمبا ہونے کی وجہ سے بے ادبی کا خوف ہے امید ہے کہ حضور اپنے مکارم اخلاق اور غلام کی

جہالت کی وجہ سے خدا کے واسطے معاف فرمائیں گے۔

تحقیق: سب معاف ہے۔

ذکر جہر میں ضرب کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے

حال: اب تک احقر کو ذکر جہر بارہ تسبیح کرنا نہیں آیا بہت کوشش کرتا ہوں کہ اس طرح ضرب لگاؤں مگر اس طرح نہیں بنتا بلکہ معمولی طریقہ سے کسی طرح ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

حال: دل کو تسکین نہیں ہوتی اور ایک طرح کا رنج رہتا ہے کہ کیوں نہیں ہوتا۔

تحقیق: تسکین کا نہ ہونا اس وہم کی وجہ سے ہے کہ طریقہ سے نہیں ہوتا ہے جس طرح سہولت نشاط ہو وہی طریقہ ہے کوئی خاص قید وغیرہ نہیں ہے۔ اس کا احتمال بھی نہ فرمائیے اطمینان سے کئے جایئے اور پھر اس قاعدے کے استحضار کے بعد کیفیت تحریر فرمائیے۔ والسلام

لطائف کی قید کے بغیر ذکر

حال: بحمد اللہ لطائف خمسہ کی اتنی مشق ہوگئی ہے کہ ہمیشہ پاس انفاس کی ہیئت قائم رہتی ہے ہاں کسی مشاغل میں ہوتا ہوں تو یہ بات نہیں رہتی ہے مگر ساتھ ہی خبردار ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: لطائف کی قید کے بغیر ذکر جاری رکھئے یعنی لطائف کی طرف نظر نہ رکھئے۔

کشف اور انوار وغیرہ توجہ کرنے کے قابل نہیں ہیں

حال: کئی دن تک ذکر کے درمیان کچھ گول سفیدی نظر آیا کرتی تھی مگر اب معلوم نہیں ہوتی اور جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں چھوٹے چھوٹے بہت ستارے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: یہ اکثر (قوت) متخیلہ کا تصرف ہے کبھی ذکر انوار کے اور کشف کوئی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں توجہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔

مرض کی مجبوری کی وجہ سے ذکر میں کمی کرنے میں کچھ حرج نہیں

حال: بتوفیقہ تعالیٰ اذکار پہلے کی طرح چل رہے ہیں لیکن کبھی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے تعداد میں کمی ہوئی

تھی۔

تحقیق: لا باس بہ۔کوئی حرج نہیں ہے۔

تصور ذات بحث اور مناجات قلبیہ میں سے افضل کون ہے

حال: تصور ذات بحث افضل ہے یا مناجاۃ قلبیہ (یعنی کبھی دل خود بخود حق تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے جس میں خشوع وخضوع کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اپنے مالک کے دربار میں حاضر ہوکر عرض معروض کررہا ہے) اسی طرح نماز میں ان دونوں میں سے کون سی صورت افضل ہوگی۔

تحقیق: اگر مناجات (دعاؤں) کی خود بخود چاہت ہوتو وہ افضل ہے ورنہ ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور (افضل ہے) نماز اور نماز کے باہر دونوں کا ایک حکم ہے۔مگر نماز میں مناجات ہر رکن میں نہیں ہوگی۔

اوراد کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں

سؤال: قرآن شریف ودلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت بندہ کوعنایت فرمائیں۔

جواب: اوراد کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں۔(یعنی تصوف میں جومشہور ومعروف ہے کہ ہر کام شیخ سے پوچھ کراور اجازت لے کر کرنا چاہئے اور پڑھنے میں اس مشہور ومعروف اجازت کی ضرورت نہیں ہے)۔

ذکر کثیر میں شمار کی ضرورت نہیں

حال: کبھی جب ذکر میں جی لگ جاتا ہے تو عدد وشمار کا خیال نہیں رہتا کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں کہ تسبیح تہلیل اسم ذات وغیرہ میں مشغولی ہوجاتی ہے اور جی چھوڑنے کونہیں چاہتا مگر دنیاوی ضرورت ودرس وتدریس کی مجبوری کی وجہ سے ترک کرنا پڑتا ہے اور نوکری کی صورت میں اور (زیادہ) مجبوری ہوتی ہے۔

تحقیق: گننے کی کچھ ضرورت نہیں بے شمار کرنے کی صورت میں (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کروکا ثبوت زیادہ ہوتا ہے۔

تصور بوقت تلاوت قرآن مجید

سؤال: رسالہ التذکیر حصہ دوم میں تراویح کے بیان میں حضرت کا ارشاد ہے کہ میں لوگوں کوتلاوت قرآن کا یہ طریقہ بتاتا ہوں کہ تلاوت کے وقت یوں تصور کروکہ اللہ جل جلالہ فرمارہے ہیں اور ہماری زبان سے باجہ کی طرح آواز نکل رہی ہے۔اس کے بارے میں حضرت سے یہ بات پوچھنی ہے کہ اس کی اجازت اس نابکار کوبھی ہے یا

یہ اس قابل نہیں ہے۔

جواب: ہاں (اس کی اجازت) ہے لیکن اس کے بعد (پیش آنے والی) کی کیفیت سے اطلاع دینے تک یہ اجازت عارضی ہے۔

سوال: اگر اجازت ہے تو نماز میں بھی قرات کے وقت ایسا تصور کر لیا جائے یا صرف تلاوت میں (کرنا چاہئے)۔

جواب: ابھی صرف تلاوت میں (کریں)۔

ذکر و تدریس ایک ساتھ ہو سکتے ہیں

حال: حضرت اقدس نے جو ذکر وفکر ارشاد فرمایا تھا اس کو خادم الخدام نے کئی بار شروع کیا اور کچھ مدت تک کرتا رہا وہ بھی لازم کئے بغیر اور پھر یہ کم پونجی بلکہ بے پونجی والا مدارس کی ملازمت کی وجہ سے اس پر ہمیشگی نہ کر سکا اور اس کے ترک سے (بھی) چھٹکارا نہ ملا اسی طرح کئی بار شروع کرتا رہا اور اسی طرح ٹلتا رہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ خادم کو تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مدارس کی ملازمت کی صورت میں تدریس کے ساتھ مشاغل اذکار وافکار کے مشاغل کا ہونا بہت ہی مشکل ہے لیکن اگر تدریس کا حق جیسا حق ادا کرنا چاہئے حق ادا نہ کیا جائے تو آسان ہے جیسا کہ لوگ کرتے ہیں اس لئے تو مدارس سے خیانت کا پورا خوف ہے دوسرا دل کا ذکر سے متاثر ہونا مشکل ہے صرف زبانی ذکر کیا مفید ہوگا ذکر کے مقصود تک پہنچنا مشکل ہے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں راستے "بینھما برزخ لا یبغیان" کہ دونوں (راستوں) کے درمیان ایک آڑ ہے یہ ایک نہیں ہو سکتے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود (بندہ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت کے وسیلے سے امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مراد کو ضرور پورا فرمائے اس کے جنون کی چاہت کو ضرور پورا فرمائے گا۔ اس لئے پرانی عادت کے مطابق اب پھر ذکر وفکر کا شغل شروع کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیشگی کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ اس راستے میں تو گرنا پڑنا تھک کر پھر چلنا اور ٹھہر جانے سے لنگڑا کر چلنا ہی اچھا لگتا ہے۔

اب اس خادم کی موجودہ صورت میں حضرت جو بھی ارشاد فرمائیں گے بندہ اس پر عمل کرے گا اور اس کی پابندی کرے گا اس کے بعد حضرت کی دعا کی بھی بہت ضرورت ہے۔ اس راستے کے چلنے والوں کے واسطے اس دور پڑے کو پہلے دن والا اور پہلے سبق میں آنے والا سمجھا جائے کیونکہ فطرت کے علاوہ کوئی زادراہ نہیں ہے بلکہ عجب نہیں کہ اس کو بھی کھوٹا نہ کر بیٹھا ہو لیکن اللہ تعالیٰ سرورِ کائنات ﷺ، انبیاء، صحابہ، اولیا اور اتقیاء کی کچھ

محبت دل میں بیٹھی ہوئی ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ موت تک ہمیشہ دل اور زبان کو ہمیشہ شہادتین (اللہ اور رسول کی شہادت) اور ان کے لوازمات پر عمل کرائے گا۔

اس خادم کی فطرتی حالت ہے کہ دشت وصحرا و ویرانہ کی طرف رغبت اور آبادی اور زیادہ بھیڑ بھاڑ اور اکثر لوگوں سے نفرت رہتی ہے جو تجویز فرمایا جائے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔

تحقیق: آپ کے تجربے بالکل صحیح ہیں لیکن یہ اکثر لوگوں کے اعتبار سے ہے ورنہ مدرسہ کو جتنے اوقات دیتے ہیں ان کو محدود رکھا جائے اور ذکر و شغل میں بھی درمیانی مقدار سے کام لیا جائے بلکہ درمیانی مقدار کے نہ ہونے کی مجبوری کے وقت کم کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں تو پھر دونوں کا ایک ساتھ کرنا آسان ہے اگرچہ یکسوئی کے بغیر ہی سہی اور اگرچہ وقت مقرر کئے بغیر ہی سہی اس کے بارے میں آپ کا یہ قول مجھ کو پسند آیا کہ اس راہ میں گرنا پڑنا الخ مولانا رومی نے اس مضمون کو صاف فرما دیا ہے ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ❁ کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ”محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگرچہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔“ (مطلب یہ ہے کوشش اگرچہ بے انتظامی سے ہو مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ انشاء نتیجہ لائے گی خطبات حکیم الامت)۔ (بتصرف:۲۲/۱۸۸)

پس اپنے عمل کا طریقہ یہ ہی رکھئے میں دل و جان سے دعا کرتا ہوں باقی خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کی مجموعی حالت بہت اچھی ہے آخر خط میں جو عادت لکھی ہے پسندیدہ اور مفید ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس ہونے کے لئے یہ لازم ہے مولانا (رومی) کا بھی ارشاد ہے ؎

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است ❁ زانکہ در خلوت صفاہا ہے دل ست

ترجمہ: ”(اے طالب) جو عقل مند ہے اس نے کنویں کی گہرائی (رہنے کے لئے) اختیار کر لی کیونکہ اس سے دل کی صفائیاں (حاصل) ہوتی ہیں۔“ (مطلب یہ ہے کہ عزلت نشینی عقل مند لوگ اختیار کرتے ہیں کیونکہ اس سے نفس کی آراستگی اور صفائی ہوتی ہے)۔ (مفتاح العلوم:۱/۳۶۵ بتصرف)

مراقبہ کی تعلیم

حال: میں حضرت کے ارشاد کے مطابق استغفار پڑھتا ہوں مگر اکثر اوقات بھول جاتا ہوں اگرچہ یاد آنے کے بعد ندامت ہوتی ہے لہٰذا دعا فرمائے۔ نماز کے اندر بھی یکسوئی نہیں ہوتی اگرچہ خیال بار بار کرتا ہوں مراقبہ

کے واسطے فرمائیے۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ کسی وقت کیا جائے اگر میرے حق میں مفید ہو۔ اگر کسی وقت تھوڑی دیر بیٹھتا ہوں تو سر میں درد ہو جاتا ہے۔ حضور سے دعا کی درخواست کرتا ہوں جس سے میرے یہ امراض جاتے رہیں۔

تحقیق: یاد آ جانے پر پھر شروع کر دینا یہ بھی ہمیشہ کرنے کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے انہوں نے صاف فرمایا ہے ﴿واذکر ربك اذا نسیت﴾ (جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کریں) نماز میں یکسوئی (خود بخود) ہونے کی ضرورت نہیں یکسوئی کرنے کی ضرورت ہے یعنی اپنے ارادے سے فضول خیالات ذہن میں نہ لائے جائیں نہ حاضر رکھے جائیں اور اگر اس پر بھی وہ خود آتے رہیں تو کچھ نقصان نہیں اور موجودہ حالت میں جبکہ سر میں درد ہوتا ہے تو مراقب ہو کر نہ بیٹھئے صرف دل سے سوچ لینا خواہ کسی حالت میں ہو کافی ہے خواہ موت کو سوچ لیا جائے یا حساب کتاب کو (سوچ لیا جائے) فی الحال یہی کافی ہے۔

وظیفہ نہ پڑھنے کے دن دنیوی معاملات میں دل نہ لگنے میں راز

حال: فجر کے بعد تین ہزار بار اسم ذات اور ظہر کے بعد تین ہزار بار اسم ذات اور عشاء کے بعد تہجد پڑھ کر "لا الہ الا اللّٰہ" دوسو بار اور "الا اللّٰہ" چار سو بار اور اللہ اللہ چھ سو بار پڑھتا ہوں ذکر میں بفضلہ تعالیٰ لذت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اب اپنا کچھ نیا حال عرض کرتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ موت بہت ہی قریب ہے یہاں تک کہ چلنے پھرنے میں قوت نہیں ہوتی ہے۔ یہ حال اس وقت ہوتا ہے کہ جب وظیفہ مسلسل پڑھوں اور اگر اتفاق سے وظیفہ کا پڑھنا رہ جائے تو بدن میں خوب زور لگتا ہے اور دنیوی معاملات کرنے میں بھی نہایت دل لگتا ہے۔ یہ معاملات میرے ماموں جان سے شروع ہوئے تھے وہ دنیا سے گذر چکے ہیں معاملات اب بھی خواب میں بتاتے ہیں کہ ایسا کرو ویسا کرو مگر جب روزانہ کا وظیفہ پڑھوں تو ایسا خواب کم نظر آتا ہے۔

اس وقت دل میں بہت شوق ہوا کہ حضور پرنور کی خدمت شریف میں جا کر رہا کروں اور معاملات یک دم چھوڑ دوں اگر اجازت ہو تو پہنچ جاؤں۔ معاملات و کاروبار جو ماموں جان سے جاری ہے اور شرعاً جائز بھی ہے میری غیر موجودگی میں کاروبار کے مالکان نابالغ ہیں اس لئے خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے اجازت کا منتظر ہوں۔

گذشتہ رات ایک خواب نظر آیا دیکھتا ہوں کہ زمین میں ایک روشنی ایسی نظر آئی جیسا کہ چھت کے سوراخ سے سورج کی روشنی مٹی پر پڑی اس کے دیکھنے سے پہلے حضور کے جمال جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہوا تھا

اب اپنے حال کے انکشاف اور خواب کی تعبیر کے لئے ہاتھ باندھے درخواست ہے اور بس۔

تحقیق: معمولات کافی ہیں۔ موت کے قریب ہونے کو جن علامتوں سے سمجھا ہے یہ تو خالص وہم لگتا ہے (اصل بات یہ ہے کہ) بدن میں ضعف ہے وظیفہ پڑھنے سے وہ بڑھ جاتا ہے اور وظیفہ نہ پڑھنے کے دن وہ نہیں بڑھتا اس لئے بدن میں قوت معلوم ہوتی ہے اس کو موت کے قریب ہونے سے کیا تعلق۔ اس دن دنیاوی معاملات میں دل لگنا اس وجہ سے ہے کہ دل اس دن وظیفہ کی انوار و برکات سے خالی ہوتا ہے تو دنیا کی طرف کھنچاؤ ہوتا ہے اور اس وقت ایک دوسرا احتمال بھی میرے قلب میں پیدا ہوا غالبًا یہ شیطان کا تصرف ہے اور وہ اوراد چھڑانا چاہتا ہے اور خواب میں دنیوی معاملات کا فیصلہ نظر آنا ظاہر قرینہ اسی کا ہے کہ جس روز وظیفہ ہو جاتا ہے اس کا تسلط کم ہوتا ہے اس وجہ سے میرے خیال میں ضرور اس کی ضرورت ہے کہ چند دن ان مشاغل کو چھوڑ دیا جائے خصوصاً جبکہ دوسرا شخص کاروبار کرنے والا موجود بھی ہے لیکن شرط ہے کہ وہ دیندار ہو کیونکہ کاروبار نابالغوں کا ہے ورنہ پھر دوبارہ مشورہ کرنا چاہئے اور اگر ان مشاغل کو چھوڑنے کی رائے ہو تو یہاں آنے کے لئے رمضان المبارک گزرنے دیا جائے رمضان کے بعد ارادہ کیا جائے۔

خواب بہت ہی مبارک ہے اس خواب سے پہلے جو نظر آیا تھا یہ دوسرا خواب اس کی ظاہری صورت کی حقیقت ہے یہ بھی اشارہ اسی طرف معلوم ہوتا ہے جو میں نے رائے دی۔ والسلام ہاں ایک اور یہ کہ کیا یہاں نہ آنے کی صورت میں بھی وہاں رہ کر ان مشاغل کو چھوڑنا آسانی سے ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اور یہ سوال رمضان کے ختم ہونے تک کے لئے ہے۔ والسلام

(معمول کے) ناغہ ہونے میں بہت سے فوائد

حال: الحمدللہ اس وقت بھی معمولات کا پابند ہوں درمیان میں بہت عرصہ کے بعد دو دن ناغہ ہوگیا جس کا رنج و صدمہ اب تک باقی ہے استقامت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

تحقیق: کبھی کبھی ناغہ ہو جانا اس راستے کی لازمی اور معمول کی چیز ہے ایک تجربہ کار کا قول ہے ؎

در بزم عیش یک دو قدح درکش و برد ❊ یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ”محبوب کی محفل میں تھوڑی دیر رہو اور چلے جاؤ ہمیشہ رہنے کی امید نہ رکھو۔“

لازمی ہونے کے علاوہ اس میں فوائد بھی ہیں۔ ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنے عجز کا نظر آنا ہے، اسی میں ایک فائدہ عجب کا علاج بھی ہے، یک فائدہ شوق کا بڑھ جانا بھی ہے، ایک فائدہ معمول کے چھوٹنے پر غم

کا پیدا ہونا ہے جو ایک بڑا مجاہدہ ہے اور ایک فائدہ جو بہت زیادہ باریک ہے وہ یہ کہ اس مقصود تسلیم اور تفویض (یعنی اپنے کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر جھکانے اور اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے) کا عادی بنانا ہے۔

ان فوائد کے نتیجے کو دیکھ کر مبارک باد دیتا ہوں ونعم ما قال العارف الرومی رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست ❁ تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

ترجمہ: ''اگر دن بے وصال محبوب گذرتے جائیں تو ان سے کہو جاؤ مگر محبوب کے عشق کی جلن جو ہمارے پاس ہے اس سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے۔'' (یعنی کیفیتیں اور حالات اگر ختم ہو جائیں تو کوئی افسوس کی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا تعلق رہنا چاہئے کہ اس کی طرح کوئی چیز پاک نہیں ہے)

قال ؎

گر مرادت را مذاقِ شکرست ❁ بے مرادی نے مراد دلبر ست

ترجمہ: ''اگر تمہاری مراد کا مزہ میٹھا ہے تو کیا تمہاری مراد کا پورا نہ ہونا محبوب کی مراد نہیں ہے۔'' (یعنی جس طرح تمہاری مراد تمہارا مطلوب ہے ایسے ہی محبوب کی مراد اس کا مطلوب ہے اور چونکہ وہ تمہارا محبوب ہے اور تمہیں اس کی مراد اپنی مراد سے زیادہ پسندیدہ ہونی چاہئے اس لئے یہ بے مرادی جب محبوب کی طرف سے ہے تو یہ بھی بہت اچھی چیز ہے)۔''

قال ؎

پس زبون وسوسہ باشی ولا ❁ گر طرب راباز دانی از بلا

ترجمہ: ''تم بالکل مغلوب وساوس سمجھے جاؤ گے اگر محبوب کی خوشی اور پریشانی میں فرق سمجھو گے۔''

وقال العارف الشیر ازی ایضا ؎

میل من سوئے وصال ومیل او سوئے فراق ❁ ترک کام خود گرفتم تابر آید کام دوست

ترجمہ: ''میں وصال چاہتا ہوں وہ فراق چاہتا ہے میں اپنی چاہت اس کی چاہت کے لئے چھوڑتا ہوں۔''

والسلام۔

غنودگی میں ذکر کرنے کا حکم

سؤال: رات کے آخری حصہ میں ذکر و شغل میں کچھ غنودگی سی رہتی ہے اور اسی حالت میں ذکر کرتا ہوں کچھ

حرج تو نہیں ہے؟

جواب: اگر غنودگی الفاظ کے صحیح ادا ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے ورنہ یا تو غنودگی کا کوئی علاج کیا جائے یا ذکر کا وقت بدل دیا جائے۔

کثرت تلاوت کو ذکر پر ترجیح

سؤال: حضور کے فرمان کے مطابق ذکر اللہ کرتا ہوں مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ذکر جہر نہیں ہوتا ہاں خفی کرتا ہوں مگر ذکر کے مقابلے میں قرآن شریف کے پڑھنے میں ایک لذت وفرحت حاصل ہوتی ہے اگر حضور فرمائیں تو ذکر کے مقابلے میں کلام مجید زیادہ پڑھا کروں؟

جواب: اس حالت میں تلاوت ہی کی کثرت کیجئے۔

سؤال: دوسری عرض یہ ہے کہ بہت معذور ہوں کیونکہ نماز پڑھانے میں (پیشاب کے) قطرہ (آنے کا) خوف ہوتا ہے اور بچوں کے پڑھانے میں بھی معذور ہوں ہاں بالغ لڑکے جو عربی پڑھتے ہوں کیونکہ یہاں پر چند کتابیں پڑھاتا رہا مگر اب وہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا بندہ فکرمند و پریشان ہے۔ چند کتابیں طب کی بھی پڑھی تھیں اگر حضرت فرمائیں تو ایک سال اس میں صرف کروں خدا تعالیٰ کچھ کردے۔

جواب: معاش کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا مشورہ زبانی ہی ٹھیک ہوسکتا ہے بعد رمضان مل کر مشورہ کیجئے۔

معمول شروع کرنے کی اجازت لینے میں حرج نہیں ہے

حال: کل پرچوں کو مضمون کے مطابق ترتیب دے کر "الرفیق فی سواء الطریق" سے شروع کیا اس کے بعد "تربیۃ السالک" کو شروع کیا۔ ان پرچوں کے پڑھنے سے نماز کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت کو شرمندگی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نماز کو پھر شروع کرنے اور پابندی سے ادا کرنے کی ہمت دی۔ اس کے ساتھ اسم ذات کا پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا چنانچہ چار ہزار تک اسم ذات صبح وظہر ومغرب وعشاء کی نمازوں میں پورا کرلیتا تھا اور پانچ سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ بھی عشا کے بعد پڑھ لیتا تھا لیکن تربیۃ السالک کو دیکھتے دیکھتے جس وقت نمبر ۵۳ پر پہنچا تو دیکھا کہ اجازت کے بغیر کچھ نہیں پڑھنا چاہئے (اس سے) طبیعت میں ایک طرح کا خوف پیدا ہوا اور ۱۴ رشعبان کی شب سے معمول پھر چھوڑ دیا گیا۔

تحقیق: چھوڑنا مناسب نہیں تھا پڑھتے رہتے اور اطلاع دے کر اجازت لے لیتے۔ بہرحال اب اجازت دیتا ہوں۔

اگر کسی کو جہراً (یعنی بلند آواز سے) ذکر میں تکلیف ہو تو خفی (آہستہ آواز سے ذکر) کیا جائے

حَال: میں نے حضور کے فیض اور برکت سے جب سے چھ سو مرتبہ نفی اثبات اور اتنا ہی اسم ذات اور عشا کی نماز کے بعد اول آخر ایک ایک مرتبہ درود شریف کے ساتھ ایک سو مرتبہ اسم یا مغنی بعد نماز عشاء اور کبھی بعد نماز مغرب اور اتنا ہی تہجد کی نماز کے بعد اور کبھی فجر کی نماز کے بعد پڑھنا شروع کیا ہے اتنا ہی بعد نماز تہجد اور کبھی بعد نماز فجر پڑھتا ہوں۔ شروع میں بہت زیادہ جہر سے اور ضرب سے پڑھتا تھا مگر اس میں بعض ساتھیوں کو بے چینی کی شکایت ہوئی تو حضور سے اجازت حاصل کر کے عشا کے بعد خفی ذکر اور تہجد کے بعد ہلکے جہر سے کرتا تھا مگر اس میں بھی شکایت ہوئی تو اب بالکل خفی کرتا ہوں مگر مجھ کو خفی میں قبض (دل کی تنگی) اور جہر میں انشراح (دل کی کشادگی) ہوتا ہے اور خفی میں ضرب بھی بہت خفی ہوتی ہے اس کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔

تَحقِیق: آپ عشاء کے بعد اور تہجد کے وقت خفی کیجئے یا کچے باغ (یہ ایک باغ ریاست ڈیگ بھرت پور میں ڈپٹی کلکٹر کی حویلی کے ساتھ جن کے پاس کاتب خط رہتے ہیں) میں جا کر جہر سے کر لیا کیجئے اور دوسرے اوقات میں جہر رکھئے جیسے بعد مغرب یا فجر کے بعد۔

ذکر میں دوسرے ذاکر کی آواز سے آواز ملانا

حَال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت دوسرے ذاکر کی آواز سے آواز مل جاتی ہے تو اچھا لگتا ہے پھر ایسا لگنے کی وجہ سے جان بوجھ کر کرنا کیسا ہے؟

تَحقِیق: کچھ حرج نہیں لیکن اس شخص کو یہ بات معلوم نہیں ہونی چاہئے کبھی یہ دوسرے پر گراں ہوتا ہے۔

وہبی مراقبہ

حَال: (حضرت!) مختصر یہ کہ اکثر شب کی تراویح اس طرح ہوتی ہیں کہ شروع سے آخر تک دیکھنے کی طرح سے قوی تصور یہ رہتا ہے کہ بہت ہی پر سکون اور نورانی ایک مجلس منعقد (سجی ہوئی) ہے جس میں ہر قسم کے سامان آرائش و آسائش کے سامان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سارے فرشتے اس مجلس کی ترتیب و انتظام میں مشغول ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے کام پر مامور ہے اور گلاب پاش (عرق گلاب چھڑکنے کا برتن، گلابدان) اور فرحت اور خوبصورتی کا سامان ان کے ہاتھوں میں ہے۔

اس منور مجلس کے درمیان انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے اور ان کے درمیان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے پیچھے تمام مومنین اپنے اپنے درجات کے مطابق موجود ہیں۔

اس حالت میں ایسا خیال ہوتا ہے کہ جس طرح کسی پہاڑی پر سے سفید اور شیریں پانی کی بڑی موٹی آبشار گر رہی ہو اسی طرح ایک خالص نور کی آبشار بہت ہی کشادہ انبیاء علیہم السلام کے سروں کے اوپر سے آتی ہوئی لگتی ہے۔

اوپر کی حالت کیا ہے کچھ خیال میں نہیں آتا کہ کیسی ہے۔ یہ نوری آبشار کہاں سے آرہی ہے (اس کے بارے میں) اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ یہ نوری آبشار اللہ تعالیٰ شانہ کا کلام بسیط ہے۔ جس طرح دریا یا آبشار کا پانی مختلف نالیوں، نہروں میں تقسیم ہوکر بہت زیادہ ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کلام انبیاء علیہم السلام کی آوازیں کلام اور ذہن میں تقسیم ہوکر یہاں تک کہ تمام مخلوق کی آوازوں حرف اور زبانوں میں ظاہر ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تقسیم ہو رہا ہے۔

غرض حروف آوازوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کے کلام کی ایک خاص صورت خیال میں آتی ہے۔ جب وہ کلام نازل ہو رہا ہے تو تمام انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عجیب بے خودی، ولولہ، شوق، محویت (گم ہو جانے) اور استغراق (ڈوب جانے کی) عجیب حالت محسوس ہوتی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو سننے میں اتنے محو (گم) اور مستغرق (ڈوبے ہوئے) ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آس پاس کی کچھ خبر نہیں ہے۔ لکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے ورنہ اس وقت تو ایسا لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی حالت ایک بے ہوش شخص کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ سارے مومنین اور جو لوگ مجلس میں موجود ہیں پر عجیب کیفیت اور سرور طاری ہے۔ خاموشی اور سکون کا یہ عالم ہے کہ جیسے یہاں کوئی سانس لینے والا نہیں ہے۔

تحقیق: وہی مراقبہ ہے حدیث میں ہے "راقب اللّٰه تجده تجاهك" (اللہ تعالیٰ کے حکم کی حفاظت کرتے رہو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے)۔

خطبہ اور وعظ کے وقت دل سے ذکر کرنا

سُوال: جمعہ کے خطبہ اور وعظ کے سنتے وقت دل سے ذکر کرتے رہنا چاہئے یا نہیں؟

جَواب: مقصود طبیعت کا یکسو ہونا ہے اس لئے اگر وعظ اور خطبہ کے سننے میں یہ یکسوئی حاصل ہے تو دل و زبان سے ذکر نہیں کرنا چاہئے اور اگر یہ یکسوئی حاصل نہ ہو تو ذکر کرتے رہنا چاہئے۔

اوراد جتنے ہوسکیں نعمت سمجھنے چاہئیں

حَالؒ: اوراد واذکار پہلے کی طرح ہو رہے ہیں اللہ کا شکر ہے۔ ہاں رمضان شریف میں کچھ سستی ہو جاتی ہے سحری کے بعد تہجد میں ایک پارہ سے کم ہی ہوتا ہے اور سحری سے پہلے وقت تنگ اور نیند کا غلبہ رہتا ہے دعا کا طالب ہوں۔

تحقیقؒ: جتنا ہو جائے نعمت ہے اسی کو کرتے رہئے اس کی بے قدری کرکے اس سے بھی محروم نہیں ہونا چاہئے۔

زبانی ذکر میں غفلت کا علاج

حَالؒ: ایک عجیب عیب پیدا ہوگیا ہے وہ یہ کہ (پہلے) میں اکثر اوقات کچھ نہ کچھ پڑھا کرتا تھا زبان سے ذکر کے الفاظ جاری رہتے تھے۔ اب کچھ دنوں سے وہ بات نہیں ہے بلکہ اکثر اوقات زبان خاموش رہتی ہے جس سے اندیشہ اور تردد معلوم ہوتا ہے۔

تحقیقؒ: اس عیب کا علاج یہ ہے کہ ہاتھ میں تسبیح رکھا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ پھر ذکر آسان ہوگا۔

ذکر کے درمیان اشعار کا پڑھنا

حَالؒ: ذکر کے درمیان کبھی کبھی کچھ شعر یاد آجاتے ہیں اور اس وقت ان کے مضامین سے خاص لطف حاصل ہوتا ہے اگر ان شعروں کا پڑھنا منع نہ ہوتو پڑھ لیا کروں تا کہ روح کو تازہ کردیں مثلاً توحید کا خیال ہوتا ہے تو سعدی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے اشعار۔

ع اے برتر از خیال الخ

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ قیاس وگمان وخیال ووہم سے برتر ہیں۔''

یاد آتے ہیں کبھی ذات باری تعالیٰ کو نہ دیکھ سکنے کا تصور ہوا تو

ع یا بام اور ایا نیابم الخ

ترجمہ: ''میں اس کو پاؤں یا نہ پاؤں اس کی جستجو کرتا ہوں۔''

خیال ہوتا ہے اور اسی طرح مختلف اوقات بہت سے اشعار یاد آجاتے ہیں۔

تحقیقؒ: اگر حد سے زیادتی نہ ہوتو کوئی حرج نہیں ہے۔

تصورِ شیخ کا خطرناک ہونا

حال: ذکر کی حالت میں حضور کا تصور اگر شرک سے خالی ہو یعنی اس طرح تصور کرنا کہ حضور میرے ذکر کو اصطلاحی توجہ (وہ توجہ جو شیخ مرید پر موجود نہ ہونے کے باوجود بھی کرتا ہے) سے سن رہے ہیں میرے واسطے مفید ہے یا نہیں۔

تحقیق: جان بوجھ کر خود تصور کرنے کا انجام اچھا نہیں ہے۔

فکر اظہار کی طرح ہے

حال: کبھی یہ خیال آتا ہے کہ میں نے حضرت والا سے اپنا کوئی عیب کبھی عرض ہی نہیں کیا پھر میری اصلاح کس طرح ہوگی۔

تحقیق: فکر بھی اظہار کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اوراد و وظائف میں منحصر نہ ہونا

سؤال: حضور مولانا و مرشدنا مولوی محمد اشرف علی صاحب قبلہ دام برکاتہم۔ السلام علیکم بحمد اللہ بخیریت ہوں حضرت والا کی ہمیشہ صحت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا گو ہوں۔ حضور والا! میں حیرت میں ہوں کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ اس مرتبہ بیماری کے بعد یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ جب دو تین روز جم کر نماز تہجد اور بارہ تسبیح کا شغل شروع کرتا ہوں تو طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر جو شغل وغیرہ ذکر کیا گیا ہے چھوٹ جاتا ہے۔ رمضان شریف میں کتنا ہی چاہا کہ حسب معمول ورد وظائف شروع کروں لیکن وہی حالت پیش آئی جو عرض کر چکا ہوں۔ آخری عشرہ رمضان میں بہت ہی مستعدی سے چاہا کہ ۲۱ رمضان سے اعتکاف کروں اور جو کچھ چھوٹ گیا اس کی تلافی کروں لیکن ۲۰ رمضان سے طبیعت خراب ہوئی اور ۸ر شوال تک اس علالت کا سلسلہ رہا۔ ۹ شوال سے پھر نماز تہجد کو اٹھا۔ تین روز تک محنت کی تھی کہ کل ۱۱ر شوال کو پھر حرارت پیدا ہوگئی۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ دنیاوی تعلقات کو ختم کرنا چاہا تھا کہ اللہ اللہ کروں لیکن میری بدقسمتی یہ بھی کرنے نہیں دیتی۔

ان واقعات سے طبیعت ایسی متوحش اور پریشان ہے کہ کیا عرض کروں وہی مثل ہوئی کہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے۔ آج طبیعت کو بے حد قلق اور افسوس ہوا لہٰذا خدمت بابرکت میں عرض کیا گیا اگرچہ سانس کی بیماری تابعدار کو عرصہ سے ہے لیکن اسی بیماری کے باوجود درود و وظائف کو انجام دیتا تھا۔ دوسرے آواز اتنی پست

ہوگئی ہے کہ ذکر جہر نہیں کر سکتا البتہ ایسی آواز سے کہ خود سن سکوں جب افاقہ ہوتا ہے کرتا ہوں اور طبیعت کے درست ہونے کی حالت میں کچھ نہیں ہوسکتا باقی خیریت ہے اور حالت پہلے کی طرح ہے۔

جواب: مخدومی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بزرگان دین کا ارشاد ہے۔ "طریق الوصول الی اللّٰہ بعد انفاس الخلائق"، یعنی جتنی مخلوقات کے سانس ہیں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے ہیں اور اصل مقصود وصول الی اللہ (اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے) ہے بمعنی ضعف نسبت مع الخالق خواہ کسی راستے سے ہو اس لئے جس طرح اوراد و نوافل کی کثرت اس کا ایک راستہ ہے اسی طرح مرض اور حزن (غم) اور انقباض اور ضیق قلب و تاسف و ندامت وخجلت و انکسار بھی ایک راستہ بلکہ اقرب (سب سے قریبی) راستہ ہے۔ اس لئے جو حالت آپ نے خط میں لکھی ہے وہ اگر چہ نفسانی اور جسمانی تکلیف اور مشقت ہے لیکن روحانی ترقی و نفع ہے بالکل مطمئن رہے۔ جتنا اور جس طرح ہوسکے کرلیا کیجئے اور نہ ہوسکے نہ کیا کیجئے۔ ؎

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ❁ بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

ترجمہ: "راہ سلوک میں سالک کو جو حال بھی پیش اس کے لئے خیر ہے۔ صراط مستقیم میں کوئی شخص گمراہ نہیں ہوتا ہے۔"

لیکن (بات یہ ہے کہ) نفس چاہتا ہے کہ مجھ کو ذکر و شغل کا ثمرہ جلدی دنیا میں مل جائے یہ خطائے عظیم ہے۔ اصل ثمرات دیکھنے کا اصل وقت آخرت ہے جس نے یہ نکتہ پکا کرلیا اس کو رضا و تفویض (اللہ کے سپرد کرنے) کی مٹھاس نصیب ہوئی اور جو اس نکتہ سے غافل ہے عمر بھر پریشان رہے گا۔ مخدوما جو کچھ میں نے لکھا ہے اگر چہ مختصر ہے مگر بہت ہی جامع اور تجربہ کی بات ہے آپ شک نہ کیجئے۔ والسلام

ذکر کے آثار

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر چہ ہم ذکر مسلسل کررہے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ حضور نے ذکر جہر ارشاد فرمایا ہے یا کیا (ارشاد فرمایا ہے) ہم ابھی تک مسلسل ذکر جہر کئے جارہے ہیں اور وہی حالت ہے لیکن نیلے رنگ کا نور بہت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نے جو بارہ ہزار ارشاد فرمایا تھا وہی برابر کرتا ہوں۔ پیر جو مرید کو توجہ دیتے ہیں اگر مرید دور ہے تب بھی پیر کی توجہ ہوتی ہے یا نہیں یوں تو پیر کی توجہ کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ مرید کے حاضر رہنے میں جیسی توجہ کرتے ہیں جس سے مرید کے قلب پر حرارت پیدا ہوتی ہے اس قسم کی توجہ دور کے مرید پر بھی کرسکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: عزیزم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ذکر دونوں طرح مفید ہے لیکن جہر اچھا لگتا ہے۔ آپ بھی جہر کریں مگر اتنا جہر نہ ہو کہ لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ یہ نیلے رنگ کا نور وغیرہ اہل طریقت کے نزدیک لطائف کے انوار ہیں جو ذکر سے منور ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ مقصود نہیں۔ مگر اچھی علامت ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن اچھے نتائج ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ مقصود حقیقی تک وصول حاصل ہو جائے گا اپنے کام میں لگے رہیں ان حالات میں غور وفکر نہ کریں کہ یہ کیا چیز ہے کیا بات ہے سب سے نظر ہٹا کر ذکر کو مقصود سمجھنا چاہئے۔ اگر فرصت ہو تو چھ ہزار اسم ذات اور بڑھا دیں اور توجہ کی حقیقت اور اس کی قسمیں اور حاضر وغائب سے اس کا اثر ہونا یہ بات زبانی بیان کرنے کے قابل ہے تحریر سے سمجھ میں نہیں آئے گی۔

حال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد بارہ تسبیح، فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ قرآن شریف، ایک منزل مناجات مقبول، چوبیس ہزار بار اسم ذات ایک ضربی اور چلتے پھرتے استغفار پڑھتا ہے۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق پورا تکشف (رسالہ) دیکھ لیا ہے۔ حالت یہ ہے کہ جھینگر، مچھر، مکھی، جانور اور پرندوں کی آواز سے اور ہر چیز کی آواز سے مجھے لفظ اللہ اللہ معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اگر دماغ میں خشکی نہ ہو تو یہ کیفیت ذکر کے اثر کے غلبہ کی علامت ہے۔

حال: بالکل ذکر کے وقت کبھی کبھی استغراق (ڈوب جانے) کی کیفیت پیش آ جاتی ہے۔ انوار دل پر نازل ہو کر آنکھ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ بس میں اس نور میں ایک اور نور دیکھتا ہوں اس وقت دیکھنے والا اور جو چیز دیکھی جا رہی ہے دونوں نور ہو جاتے ہیں اور میں (اس حالت میں) بغیر آواز کے بات سنتا ہوں اور میں اس آواز میں وجد وشوق کی کیفیت پاتا ہوں۔ میں اس (کیفیت واستغراق) کی حقیقت نہیں جانتا ہوں کہ یہ کیا ہے؟

تحقیق: اس کی حقیقت معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے عمل (کرنا) ہی کافی ہے۔

حال: حالات یہ ہیں ذکر کے درمیان بائیں جانب ایسا لگا کہ بندوق کی آواز ہوئی جس سے بدن میں رعشہ ہو گیا مگر بحمد اللہ توجہ میں خلل نہیں ہوا اور جب صرف ۲۰۰ باقی رہ گئے تھے اس وقت ایسا لگا کہ میرے پیٹ کے اندر آنتوں پر ایک گول سا طاق ہے اس میں (اللہ) لکھا ہوا ہے اور وہاں گندگی وغیرہ کی آلائش نہیں ہے۔ بہت رقت رہی اور اکثر رقت ہوتی ہے بحمد اللہ ۶۰۰۰ اسم ذات ۲۰۰ درود شریف ۳۰۰ استغفار پورے کرتا ہوں دعا کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: سب حالات اچھے ہیں۔ لیکن اگر ایسے حالات بہت زیادہ پیش آئیں تو اطلاع کیجئے۔

حال: بندہ اوراد کا مسلسل پابند ہے اور کلام مجید بھی تہجد کی نماز کے بعد ذکر کر کے ایک دو پارہ پڑھ لیتا ہوں۔

تھکن وغیرہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کبھی بدن میں سرور سا محسوس ہوتا ہے اور رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔ ان دو مہینے میں دو مرتبہ حضور کو خواب میں بھی دیکھا۔ ایک دن کلمہ شریف کے ذکر میں چاند نظر آیا اور غائب ہو گیا۔ میں ذکر کو توشۂ آخرت سمجھتا ہوں اور ان چیزوں کو کچھ نہیں سمجھتا۔ ذکر کے وقت میری یہ حالت ہوتی ہے جیسے مجرم بادشاہ کے سامنے شرمندہ ہوتا ہے حضرت والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: بہت دل خوش ہوا خوش ہو کر دعا کی۔ یہ دولت کس کو نصیب ہوتی ہے۔

حال: ذکر کی حالت میں بغیر ارادے کے کسی جگہ گوشت ہلتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: ذکر سے حرارت ہوتی ہے اور حرارت سے حرکت ہوتی ہے اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔

حال: خواب بہت نظر آتے ہیں حضور اقدس کو دوبارہ دیکھ چکا ہوں۔

تحقیق: یہ بات توجہ کے قابل نہیں ہے۔

حال: ذکر کی حالت میں آس پاس مختلف رنگ نظر آتے ہیں۔

تحقیق: یہ اکثر اختلاط کے سبب ہوتا ہے جو توجہ کے قابل نہیں۔

حال: جب کبھی ذکر کو کچھ تیز کرتا ہوں تو سر اور سینہ میں درد ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کچھ تھکن کی وجہ سے اور کچھ کمزوری کی وجہ سے ہے۔

عام آدمی کو عالم کا ورد شروع کرانے کے بعد بغیر کسی رکاوٹ کے چھوڑنا نہیں چاہئے

سوال: احقر سے پوچھ کر بعض عام مشغول کچھ ذکر کرتے ہیں۔ بندہ کو قصد السبیل کے دستور العمل کی طرف خیال نہ تھا۔ تقریباً چار مہینے سے ایک شخص تہجد کے بعد بارہ تسبیح اور مغرب کی نماز کے بعد ایک ہزار اسم ذات ہلکی جہر اور ضرب سے کرتے ہیں۔ ان کے حالات بہت اچھے ہیں بہت اچھے عقیدہ والے اور دیندار شخص ہیں۔ وہی شخص جناب سے بذریعہ خط مرید بھی ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک شخص بارہ تسبیح روز پڑھتے ہیں ایسے ہی کئی شخصوں کو احقر نے ابتداً چھ تسبیح نفی اثبات بتادی تھیں جو آسانی سے ادا کر لیتے تھے اس میں کچھ زیادتی کی خواہش کی تو زیادہ بھی کرا دیا۔ قصد السبیل دیکھنے کے بعد بہت پریشانی ہوئی کہ غلطی ہوئی۔ اب ان لوگوں کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا قصد السبیل کے موافق کر دیا جائے۔

جواب: اوپر معیار لکھ دیا ہے اگر ان میں یہ معیار بھی نہ ہو تو تب بھی شروع کرا کر بغیر قوی رکاوٹ نہ چھڑایئے

لیکن اگر کوئی خرابی کا احتمال ہوتو اس کی روک تھام رکھئے۔

ذکر کے وقت تصور

حَالؒ: بارہ تسبیح میں اور اسم ذات میں الفاظ کے علاوہ معانی کا تصور کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اس لئے لا الہ الا اللّٰہ میں تو لا الہ کہتے وقت معبود یا لا محبوب یا لا مقصود کا تصور کرتا ہوں اسی طرح یہ تصور کرتا ہوں کہ غیر اللہ کے تعلق و محبت کو قلب سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو قلب میں داخل کیا اور الا اللّٰہ میں یہ تصور کہ صرف اللہ کی محبت کو قلب میں داخل کیا مگر اس میں اکثر ترکیب نحوی (عربی گرامر کے قواعد) کی طرف خیال جاتا ہے جس طرح لا الہ الا اللّٰہ پوری کہتا ہوں اسی طرح تصور بھی پورے لا الہ الا اللّٰہ کا کروں یا نہیں کروں۔

اسی طرح دوضربی اللہ اللہ اور ایک ضربی اللہ کے ذکر کے وقت بھی الفاظ کے علاوہ کلمہ کی طرح اس میں بھی کچھ معنی و مطلب کا تصور کرنے کو جی چاہتا ہے مثلاً کبھی یہ تصور آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مستجمع صفات کمالیہ (تمام صفات کمالیہ کے جامع) ہیں اور دوضربی میں پیش کو کچھ کھینچ کر پڑھا جائے جیسے ہو یا نہیں اس کے متعلق جو ارشاد ہو مطلع فرمائیں۔

تَحْقِیقْ: یہ سب زائد باتیں ہیں ان میں بتکلف مشغولی مقصود کے لئے نقصان دہ ہے۔ تصور خواہ غالب ہو جائے مضائقہ نہیں ورنہ (اللہ تعالیٰ کی) ذات کا تصور سب سے بہتر ہے۔

حَالؒ: ذکر کی حالت میں توجہ ذکر کی طرف یا مذکور (اللہ تعالیٰ) کی طرف یا دونوں کی طرف کس کی طرف ہونی چاہئے؟۔

تَحْقِیقْ: (توجہ) مذکور کی طرف ہونا افضل ہے مگر وارد (پیش آنے والا حال) کبھی ذکر کی طرف توجہ چاہتا ہے تو اس وقت زیادہ مفید ہے۔

حَالؒ: اسم ذات (یعنی اللہ اللہ) کے ذکر اور نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) کے ذکر کے وقت توجہ مذکور یعنی تصور اسم ذات کی طرف اور دوسرے اذکار درود شریف اور قرآن مجید میں ذکر کی طرف توجہ آسانی سے حاصل ہے۔

تَحْقِیقْ: بس اس کو جان بوجھ کر نہ بدلئے۔

حَالؒ: ذکر میں مشغولی کی حالت میں ذکر اور مذکور (اللہ تعالیٰ) دونوں کی طرف توجہ کرنے سے دل پریشان ہونے لگتا ہے۔ قرآن شریف وغیرہ ہی میں مشغولی ہوتی ہے نفی اثبات (لا الہ الا اللّٰہ) وغیرہ میں نہیں۔ ہاں اس ذکر یعنی مشغولی قرآن وغیرہ میں بھی کبھی کبھی اسم ذات کا تصور ہوتا رہتا ہے۔

تحقیق: جس سے الجھن ہو اس کا اہتمام نہ کیجئے۔

حال: فکر کی حالت میں ذکر مذکور کسی کا بھی پتہ نہیں رہتا یہ گھڑی کسی قسم کی غفلت میں تو نہیں گزرتی۔

تحقیق: یہ بات تو وجدانی (باطنی حواس اور بے خودی کی حالت) ہے یہ دیکھا جائے کہ آیا اجمالی (اس کے علاوہ دوسری) حالت میں بھی توجہ ہے یا نہیں۔

حال: سارے دل کو منور (روشن) تصور کروں کہ صرف اسم ذات ہی کا تصور اس پر رہے۔

تحقیق: دل کا تصور جان بوجھ کر نہ کیجئے۔

سؤال: ذکر یا دوسری عبادت کے وقت باری تعالیٰ کا تصور کس کیفیت سے کیا جائے؟ اگر صرف لفظ اللہ یا اس کی صفت کا بغیر کیفیت و ہیئت کے تصور کیا جائے تو اس (لفظ اللہ) کے نقوش بھی ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں تو پھر ذات واجب الوجود کا دھیان کس طرح سے جمایا جائے۔ ہر صورت میں صرف نقوش و الفاظ ہی میں خیال لگتا ہے جو زائد چیزیں ہیں ان سے تو حقیقی ذات کا پتا بھی نہیں ملتا ہے۔

جواب: جس طرح آسان ہو اور ایک قسم کی یکسوئی حاصل ہو جائے اسی طرح تصور کیا جائے اور زائد اور حقیقت کی فکر میں نہ پڑیں زائد سے ہی حقیقت کی طرف ترقی ہو جاتی ہے۔

سؤال: چند تصوف کی مشہور کتابوں میں نظر سے گزرا اور اگر غلطی نہیں کرتا تو شاید جناب کی کسی تحریر میں بھی پڑھا ہے کہ انسان اسم ذات کے ذکر کے وقت قلب پر توجہ رکھے اور دل پر ذات خداوندی کے انوار کو بارش کی طرح برستا ہوا تصور کرے لیکن کمترین میں یہ کوتاہی پائی جاتی ہے کہ اس وقت قلب پر توجہ کا خیال نہیں رہ سکتا بلکہ ذات خداوندی کو اس وقت حاضر و ناظر پاتا ہے۔

جواب: اصل یہی ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو پہلا تصور اس کے لئے ہے۔

حال: لیکن طبیعت نہیں بھرتی، اللہ صاحب کا نام چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ذکر کے درمیان رونے کے وقت دل میں ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب دے رہے ہیں کہ ''اے میرے بندہ میں نے تیری درخواست سن لی اور تیری مغفرت کر دی تو اتنا پریشان نہ ہو۔'' لیکن وسوسہ سے کچھ بھی تسلی نہیں ہوتی بلکہ اس پر اور رونا آتا ہے اور گناہوں کا نقشہ سامنے آجاتا ہے تو سخت پریشانی ہوتی ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ اللہ صاحب اپنے پاس ہی بلا لیں ورنہ آئندہ نہ معلوم کن کن گناہوں کا سامنا ہو لیکن پھر ہر چہ کنی رضائے تو۔ سے تسلی ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کریں وہی مفید ہے۔ ذکر سے فارغ ہونے کے بعد صرف اسی کو کافی نہیں سمجھتا ہوں کہ بس مقدار پوری ہو گئی اب راحت ملی بلکہ فارغ ہونے کے بعد کبھی دیر تک ذکر بلا تکلف زبان سے جاری رہتا ہے اور کبھی بہ تکلف ذکر کو

پھیلا تا ہوں جس سے قلب میں نہایت طمانیت اور نورانیت رہتی ہے۔

ایک بات پوچھنے والی یہ ہے کہ ذکر کے وقت جب گناہ سامنے آجاتا ہے تو اللہ کہنے کے وقت یہ معنی دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ''اے اللہ میں تجھ کو پکارتا ہوں تو میری فریاد سن لے اور اس عاصی کے گناہ کو معاف کر کے تو اپنی غلامی میں لے لے'' اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کا خیال آکر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت معلوم ہوتی ہے مگر اس کی ذات کا کچھ تصور نہیں جمتا۔ اگر بہ تکلف خیال جماتا ہوں تو معاذ اللہ شکل وصورت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا کیا کروں ذکر کے وقت کیا تصور کروں۔

تحقیق: (تصور) زیادہ جمانے کا اہتمام نہ کیا جائے بس سرسری طور پر بے تکلف جتنا ذہن میں آجائے کافی ہے۔

حال: گزارش کے قابل بات یہ ہے کہ احقر ذکر کے وقت ذات باری کا تصور کیا کرتا تھا اور دل سے جان بوجھ کر یہ کہتا تھا کہ تری شان جل جلالہ تو اپنا جلوہ دکھا تو مالک ہے۔ ''انت مطلوبی وغائتی وغیرہ ذلك'' (تو میرا مطلوب اور میرا مقصد ہے وغیرہ) اس سے بہت ہی ذوق پیدا ہوتا تھا۔ لیکن الامداد کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اصل یہ ہے کہ قلب پر نگاہ رکھ کر خیال کرے کہ عرش سے دل پر نور کا فیضان ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر احقر نے بھی ایسا ہی کیا اس سے فیضان کا ہونا ضرور خیال میں آتا ہے لیکن وہ ذوق نہیں اور طبیعت بھی نہیں لگتی اور نہ وہ اثر ہے جو ذات باری کے تصور میں تھا۔

تحقیق: وہی کیجئے جو پہلے کرتے تھے اور الامداد میں جو لکھا ہے یہ سب کے لئے نہیں۔

سوال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ اللہ اللہ کرتے وقت کیا تصور کیا جائے ''التصوف تصحیح الخیال'' (تصوف خیال کو صحیح کرنا ہے) جو بزرگوں کا قول ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: افضل (سب سے بہتر) تصور تو (اللہ تعالیٰ کی) ذات پاک کا ہے اگر یہ نہ جمے تو پھر خود ذکر کا یعنی جو الفاظ زبان سے نکلتے ہیں ان کی طرف نظر رکھی جائے اور اگر اس میں بھی دلچسپی نہ ہو تو یہ تصور کیا جائے کہ ہمارا قلب بھی یہی ذکر کر رہا ہے۔ یہ قول ''التصوف الصحیح الخیال'' پہلے تو کسی مستند بزرگ سے ثابت نہیں اور جس کا بھی قول ہو مراد تصوف کا ایک شعبہ ہے نہ کہ مجموعہ تصوف اور تصحیح خیال کا تصوف کا شعبہ ہونا ظاہر ہے اور اس سے مراد ذکر فکر ہے۔

سوال: اسم ذات کا ذکر کرتے وقت کس طرف توجہ رکھوں۔

جواب: افضل تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف اگر نہ جمے تو خود ذکر کی طرف اگر یہ بھی نہ جمے تو قلب کی طرف

اس طرح سے کہ وہ بھی ذکر کر رہا ہے۔

ذکر میں متخیلہ (قوت خیالیہ کا) تصرف

حال: آج صبح کو ذکر اسم ذات شریف کر رہا تھا ذکر کی حالت میں یہ معلوم ہوا کہ چند لوگ موجود ہیں خوب صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شخص انہیں میں سے چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ سارے آدمی چاروں طرف چارپائی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اپنے آپ کو بہت روکتا تھا لیکن طبیعت رکی نہیں فوراً زبان سے السلام علیکم نکل گیا۔ اس لفظ کے نکلتے ہی میں نے اپنے آپ کو بہت ملامت کی اور افسوس کیا کہ کیوں سلام کیا۔ سلام کے بعد سب لوگ غائب ہوگئے۔ گذارش یہ ہے ایسے وقت مجھ کو کیا کرنا چاہئے اور یہ میری کیسی حالت ہے۔

تحقیق: کبھی متخیلہ (قوت خیالیہ) کا تصرف ہوتا ہے کبھی ارواح کا کشف ہوتا ہے توجہ نہیں کرنا چاہئے ذکر میں مشغول رہنا چاہئے۔

انوار ذکر

حال: پھر آج جب میں دن کے ۸ بجے کے بعد ذکر کرنے بیٹھا تو ذکر میں بیداری کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ اوپر سے بہت سفید دو روشنیاں ایک دوسرے سے تیزی میں زیادہ ہے میرے قریب آ کر غائب ہوگئیں یہ حضور والا کیا راز تھا۔

تحقیق: ذکر کے انوار تھے۔

ذکر کے وقت جوش کو ضبط (برداشت) نہیں کرنا چاہئے

حال: ایک رات تہجد اور تسبیح کے بعد بلکہ زبان اور دل میں لفظ اسم ذات تھا اور خیال و دھیان میں بھی تھا۔ اس حالت میں اچانک بدن میں جوش آیا اور لرزاں ہوا وہی اسم زبان سے جاری تھا یا کیا جانے خدا معلوم مجھے ہوش نہ تھا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا ڈر کی وجہ سے سو گیا دیر بعد اثر جاتا رہا کئی روز ایسا ہی جوش لرزہ شور آنا چاہتا ہے لیکن ضبط کیا کرتا ہوں۔ لیکن کبھی جی میں آتا ہے زور خروش کے ساتھ اللہ میاں کا نام لوں ریا اور شہرت کے ڈر سے ضبط کرتا ہوں لیکن آج کل خوف کی وجہ سے وہ خیال و دھیان چھوڑ دیا۔ اس کے خیر و شر سے مطلع فرمایئے۔

تحقیق: ضبط کی ضرورت نہیں ہے۔

ذکر جہر و خفی میں ترجیح

حَال: جہراً یعنی بلند آواز سے ذکر کرنے میں ریاء محسوس ہوتی ہے اگرچہ خفی یعنی آہستہ آواز کے مقابلے میں جہر میں خیال کی یکسوئی رہتی ہے لہٰذا ذکر جہر کروں یا خفی۔

تحقیق: جس میں دل لگے (وہ کریں) مگر ریاء کا وہم بالکل بے معنے ہے خود ریاء کا ارادہ نہ کریں۔

اوراد پورے نہ ہونے کا علاج

حَال: چند روز سے دوسرے اوراد پورے نہیں ہوسکتے۔

تحقیق: اگر کچھ عذر ہے تو مضائقہ نہیں اور اگر عذر نہیں تو ہمت سے تدارک (علاج) کیجئے۔

ناغہ کا نقصان دہ نہ ہونا حرکت میں برکت ہونا

حَال: احقر ان دو ہفتوں میں متعلقین (گھر والے، رشتہ دار وغیرہ) کے بہت بیمار رہنے کی وجہ سے بہت ہی پریشان رہا اور فرصت نہیں ملی۔ حضور کی برکت سے قلبی تعلق و خیال حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مسلسل رہا اگرچہ معمولات میں بہت ہی گڑبڑ رہی۔ اکثر اخیر شب میں نفلیں نصیب نہیں ہوئیں وتر سے پہلے پڑھ لی گئیں، چھ تسبیح تہلیل اور چھ تسبیح اسم ذات کبھی عصر کے بعد اور کبھی مغرب کے بعد کچھ فجر کے بعد کبھی بالکل ناغہ ہوا۔ غرض یوں ہی حال رہا۔ اب الحمد للہ قدرے اطمینان ہوا گھر والے اچھے ہیں۔ دعا و توجہ کا حاجت مند ہوں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح (اللہ تعالیٰ تک) پہنچ ہو جائے گی۔ چلتے رہنے اور رک کے رہنے میں بڑا فرق ہے۔

حَال: قرآن شریف کی تلاوت مناجات مقبول کے ساتھ کرتا ہوں کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ درود شریف استغفار وغیرہ جب ہوسکا پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: مضائقہ (حرج) نہیں ہے۔

لطائف کے بارے میں تحقیق کہ وہ مخلوق مجرد ہیں اور ذکر قلبی، سر اور روح میں فرق

حَال: ایک بات عرض کرنے کے قابل یہ ہے کہ عالم امر کے جو لطائف صوفیہ کے ہاں مجرد عن المادہ (یعنی

صرف لطائف موجود ہیں مادی نہیں) جانے جاتے ہیں اور کشف سے ثابت ہیں ہر ایک کا تعلق اور جگہ مخصوص انسانی اعضاء سے ہے۔ طالبین کے ذکر، مراقبہ وغیرہ میں مشغول ہونے سے ان کے انوار اور برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں کو کشف ہوتا ہے ان کے ہاں ان کے انوار اور برکات بھی مختلف ہیں۔ ایسے ہی انوار، رنگوں اور جگہوں کے اعتبار سے بھی صوفیاء کا بہت اختلاف ہے کہ (تصوف کے) فن کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال یہ سارے لطائف روحانی نور کی صرف مخلوق ہیں یا کوئی دوسری چیز ہیں؟

تحقیق: ہاں مخلوق ہیں اور مجرد یعنی غیر مادی ہیں۔

حال: صوفیاء کے اس قول "ان فی الجسد مضغة وفی المضغة قلب وفی القلب سر" (کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے اور اس لوتھڑے میں دل ہے اور دل میں سر ہے) کے اعتبار سے سب (لطیفوں کی) حقیقت ایک ہے یا الگ الگ ہے؟

تحقیق: اس میں بھی دو قول ہیں۔

حال: ایک مرتبہ یہ پوچھنے پر کہ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف میں پہنچنے کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا گیا تھا کہ "اسی لطیفہ قلب میں جب لطافت بڑھ جاتی ہے تو اس کو صوفیہ سر سے تعبیر کرتے ہیں اور جب سر میں اور کچھ ترقی ہوتی ہے اور لطافت بڑھ جاتی ہے تو روح سے تعبیر کرتے ہیں۔"

تحقیق: شاید ترتیب الٹی یاد رہ گئی۔

حال: اسی طرح باقی لطائف کو سمجھ لینا چاہئے صوفیہ کے اس قول "ان فی جسد آدم مضغة الخ" اور جناب کے ارشاد سے سب لطائف کی ایک حقیقت یعنی قلب معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: قول مذکور پر تو واحد ہونا لازم نہیں آتا۔

حال: امداد السلوک صفحہ ۳۹ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ نفس، سر، روح، قلب اور اخفی سب ایک چیز ہے مگر یہ قول توجہ کے قابل نہیں ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے ہر لطیفہ میں الگ خاصیت رکھی ہے اور اس قول سے سب کا بے کار ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے الگ الگ ہونے میں ہر ایک کا فائدہ ہوگا۔ قلب کے لفظ سے کبھی نفس اور کبھی عقل جو مراد لئے ہیں وہ مجاز (یعنی اصلی معنی نہیں) ہے اس اعتبار سے کہ نفس بھی بدن کا حصہ ہے جیسا کہ بولتے ہیں نفس بدن کا دل ہے۔ دونوں صورتوں میں کون سا قول صحیح ہے۔

تحقیق: دونوں کے صحیح ہونے کا احتمال ہے اور یہ صاحب کلیہ کی رائے اور ذوق ہے باقی جو دلیل بیان کی ہے (وہ) کافی نہیں ہے۔

حال: اس بات کے پوچھنے کی اگرچہ ضرورت نہیں تھی لیکن ہر بات پوچھ لینا نفع سے خالی نہیں ہوگا اس لئے تکلیف دی ہے۔

تحقیق: آپ جیسے شخص کو نفع ہوتا ہے ورنہ مبتدی کو ایسی باتوں میں مشغول نہیں ہونا چاہئے۔

اس کے بعد پھر یہ دوسرا خط آیا

سؤال: چونکہ یہ سوال جواب حصہ دوم تربیت السالک صفحہ ۵۴ (میں بعد تصحیح جناب عالی طبع ہو چکا ہے)۔ اس لئے تسکین نہ ہوئی۔ دوبارہ عرض ہے سہولت کے خیال سے سوال جواب تربیۃ السالک حصہ دوم صفحہ ۵۴ سے اسی طرح نقل کر دیتا ہوں ملاحظہ فرمایا جائے شاید اگر غیر مرتب ہو تو صحیح فرمایا جائے اور احقر کو بھی تسلی فرمائی جائے۔ اسی طرح سوال کے جواب سے تشفی فرمائی جائے کہ ذکر قلبی سے ذکر سری اور سری سے دوسرے لطائف میں پہنچنے اور اس کی تکمیل کی کیا صورت ہے؟

جواب: اس کے لئے اہتمام کی ضرورت نہیں جس طرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ میں جبکہ وہ پہلے آئینہ کے سامنے ہو تو صورت کا عکس پڑنے کے لئے خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔

تربیۃ السالک صفحہ ۵۴ کے سوال و جواب کی نقل

سؤال: ذکر قلبی سے ذکر سری اور سری سے دوسرے لطائف میں پہنچنے کی کیا صورت ہے۔

جواب: فرمایا کہ ذکر قلبی میں لطافت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری سے تعبیر کرتے ہیں اور جب ذکر سری میں کچھ اور لطائف پیدا ہوئی تو ذکر خفی سے تعبیر کرتے ہیں اسی طرح اخفا کو بھی سمجھ لو اور یہ بھی فرمایا کہ ذکر سری مشابہ استغراق کے (یعنی ڈوبنے کی کیفیت کی طرح) ہے لیکن استغراق میں غیبت ہوتی ہے اور ان میں غیبت نہیں ہوتی ہے حضور رہتا ہے۔ (یہاں تک مضمون سوال جواب کے متعلق تھا۔ تربیت السالک سے لکھا گیا)۔

جواب: (لطائف کی ترقی والے مضمون کو) دیکھ لیا گیا۔ اس میں سر کے بعد روح کہاں ہے اور آپ کے پہلے سوال میں روح بھی ہے جو تربیت (السالک) میں ان سے پہلے ہے اس لئے میرا غیر مرتب (الٹ ترتیب) کہنا صحیح ہوا۔

حال: حالت یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت قلب جاری ہو جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم سے ذکر ادا ہو رہا ہے اور اس میں غرق ہو جاتا ہوں۔ کبھی ذکر کرنے میں رونے لگتا ہوں، کبھی ہنسنے لگتا ہوں اور اصلاح کی دعائیں کرنے لگتا ہوں۔ ایک سایہ سر کے اوپر تمام سر کو گھیرے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی آدمی سے گفتگو کرتا ہوں

ویسے ہی اللہ تعالیٰ سے رو کر کہتا ہوں کہ آپ میرے مالک ہیں ساری بھلائیوں کی توفیق اور ساری برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمایئے اور میری پوری اصلاح فرمایئے اور اپنی محبت کو بسا دیجئے۔

ہر وقت اسی دھن میں جاگتے سوتے رہتا ہوں۔ کبھی جنگل جاتا ہوں اکثر ہاتھ پھینک پھینک کر ذکر کرنے لگتا ہوں اور بل کھا جاتا ہوں تقریباً اکثر ایک ہفتہ سے دل میں بڑی صفائی معلوم ہوتی ہے اور نماز میں رونا بھی آ جاتا ہے۔ تکبیر، تسبیح ادا کرتے وقت دل منہ کو آنے لگتا ہے اور چہرہ طرح طرح سے بنتا ہے اور آج کل یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سا گنہگار کوئی نہیں۔

تحقیق: ان حالات میں بعض باطنی کیفیات ہیں جو محمود ہیں اور بعض طبعی تغیرات ہیں جن کا تعلق طب سے ہے کسی طبیب سے مشورہ کر کے مرطبات ومقویات (تر کرنے اور قوت دینے والی دواؤں) کا استعمال ضروری ہے۔

حال: کیا لکھوں حالات کثرت سے ہیں دوسرے سے لکھاتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ یہ سب حالتیں حضرت سے گفتگو کرنے سے شاید ادا ہو جائے اور بہت بے انتہا طبیعت چاہتی ہے کہ حضرت سے سارے حالات عرض کروں مگر تنہائی میں۔

تحقیق: مجھ کو کب انکار ہے طریقہ اگر اس کا معلوم نہ ہو تو مجھ سے زبانی پوچھ لینا میں بتا دوں گا۔

بیماری کی وجہ سے ناغہ ہونے کا ہمیشگی کے خلاف نہ ہونا

حال: اب تو خسارہ ہی خسارہ نظر آتا ہے۔ ایک عرصہ سے معمولات میں جو ناغہ شروع ہوا تو اب تک اس کا سلسلہ باقی ہے چنانچہ اس تکلیف سے بھاگ کر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا مگر میری بدبختی بھی میرے ساتھ ساتھ ہے (اعمال پر) ہمیشگی نصیب نہیں ہے۔ اب حضرت مدد فرمائیں میں سخت گمراہی اور تاریکی میں مبتلا ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی قدر کرنا چاہئے ظاہر ہے کہ بالکل نہ ہونے سے کبھی کبھی ہونا غنیمت اور نعمت ہے۔ اگر اس کا شکر کیا جائے مزید یعنی دوام میسب ہوگا اور ناشکری سے اس کے چھن جانے یعنی پہلے کی طرح نہ کرنے کا خوف ہے اس لئے جس طرح ہوئے جایئے انشاء اللہ تعالیٰ ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور ❁ کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

ترجمہ: ''گمشدہ یوسف کنعاں واپس آ جائے گا غم نہ کرو۔ غموں کا گھر ایک دن باغ بن جائے گا غم

نہ کرو۔"

خصوصاً جب ہمیشگی نہ ہونے کا سبب طبیعت کی بیماری ہے اس سے تو خود بیماری کا نفع یعنی ثواب اور باطنی استعداد کی قوت کا حاصل ہونا اس ناغہ کا بہترین بدلہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے حقیقت میں ہمیشگی کا نہ ہونا ہے ہی نہیں۔

حال: جب حضور بمبئی تشریف لے گئے۔ کچھ وحشت ہوئی۔ اور انقباض (طبیعت کا تنگ ہو جانا) رہا مگر آپ کے تشریف لانے کے بعد ختم ہوگی۔ کنٹھ مالا کی وجہ سے ہر ماہ میں ہفتہ عشرہ بخار آ جاتا ہے اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے۔ جناب حکیم یوسف صاحب کے علاج سے کمی ہو جاتی ہے۔ مقویات کا ستعمال جب سے حاضر ہوا ہوں برابر جاری ہے۔ تین ماہ سے بادام کا حریرہ پی رہا ہوں۔ چند دنوں سے خمیرہ گاؤزبان کا بھی استعمال ہے مزید کشتہ مرجان، کشتہ صدف، کشتہ ہرتال تر پھلا اور شہد کے ہمراہ پھر بھی طبیعت کی کمزوری روزانہ بڑھ رہی ہے۔ ایک ہفتہ سے اخیر شب میں اس قدر ضعف بڑھ گیا کہ ذکر سے معذور ہوں۔

تحقیق: (اگر ایسی کمزوری کی حالت ہے) تو ذکر کی تھکن و مشقت برداشت نہ کیجئے جب تک قوت نہ آ جائے۔

ذکر کا اثر نہ ہونے کا علاج

حال: پہلے حضرت نے ذکر اسم ذات کو فرمایا تھا اس کو پابندی سے کر رہا ہوں۔ دنیاوی خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔ مگر اسی حالت میں کرتا ہوں کوئی اثر نہیں دیکھا۔

تحقیق: اگر وہ اثر مقصود ہے تب تو اس کے مقصود ہونے کی دلیل کی ضرورت ہے اور اگر غیر مقصود ہے تو اس کے نہ ہونے سے غم ہی کیا۔ اس جواب کی حقیقت تربیت السالک کے دیکھنے سے واضح ہوگی۔

حال: حالت پہلے کی طرح ہے اب بندہ خدمت عالی میں ۲۵ شعبان تک حاضر رہے گا اور (اس کے علاوہ) حضور کا جو حکم ہو اس پر عمل کروں۔

تحقیق: اسم ذات کتنا معمول ہے۔

ذکر میں اشعار پڑھنا

حال: کبھی شوق میں ذکر کے درمیان اشعار پڑھنے کو جی چاہتا ہے لیکن اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: تھوڑے (پڑھنے) میں کوئی حرج نہیں زیادہ نہ ہو۔

حال: اخیر شب میں ذکر کرنے کے درمیان یہ طبیعت چاہتی ہے کہ بعض اشعار مناجات مقبول اور بعض مثنوی تحفۃ العشاق کے پڑھوں۔ اگر حضور اجازت مرحمت فرمائیں تو پڑھ لیا کروں۔

تحقیق: کیا حرج ہے۔

ذکر و قرآن میں ترجیح

حال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ کبھی راستہ چلنے میں ذکر کرتا رہتا ہوں تو وہم ہوتا ہے کہ قرآن شریف پڑھو اور کبھی قرآن شریف پڑھتا رہتا ہوں تو ذکر کا (وہم ہوتا ہے کہ ذکر کرو) کبھی اس پر عمل بھی کر لیا جاتا ہے کیا اس کا کچھ خیال کیا جائے یا نہیں؟

تحقیق: بالکل نہیں (خیال کیا جائے) جس کی پیاس ہو سب شربت ہیں۔

حق سبحانہ کی ذات کا تصور

حال: ذکر کے وقت تصور ذات کا برابر لحاظ رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ "تنزیہ عن جمیع الجھات والاماکن وغیر ذالك." (اللہ تعالیٰ کی ذات تمام جہات اور جگہوں سے پاک ہیں) کا لحاظ بھی برابر رہتا ہے مگر معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ آگے اور اوپر ہی کا تصور ہوتا ہے یہ تنزیہ (اللہ تعالیٰ کو تمام جہتوں سے پاک سمجھنے) کے خلاف تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ فطری بات ہے اور تنزیہہ کے خلاف نہیں ہے۔

جب آدمی کسی چیز کا تصور کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ① یا تو اس چیز کی حقیقت کا تصور کرتا ہے۔ ② یا ایسی چیز کا تصور کرتا ہے جو اس چیز کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور ہنسنا ایسی چیز ہے انسان کے ساتھ خاص ہے کہ انسان کے علاوہ دوسری کوئی چیز ہنستی نہیں ہے۔

اب تصور کی چار قسمیں ہیں۔

1. ایک تو یہ کہ حیوان ناطق کا تصور کیا جائے اور اس کے ذریعے انسان کا تصور کیا جائے۔
2. دوسرے یہ کہ ہنسنے والے کا تصور کیا اور اس کے ذریعے انسان کا تصور کیا جائے۔
3. تیسرے یہ کسی چیز کی حقیقت اور اس چیز کا الگ الگ تصور کیا جائے ایک کے ذریعے سے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے جیسے حیوان ناطق کا تصور الگ کیا جائے اور انسان کا تصور الگ کیا جائے اور ایک کے ذریعے سے

دوسرے کا تصور نہ کیا جائے۔

④ چوتھے یہ کہ کسی چیز کے ساتھ جو چیز خاص ہے اس کا تصور الگ کیا جائے اور اس چیز کا تصور الگ کیا جائے ایک کے تصور کے ذریعے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے جیسے ہنسنے والے کا الگ تصور کیا جائے اور انسان کا الگ تصور کیا جائے ایک کے تصور کے ذریعے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے۔

سُوال: (یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے کامل بندوں کو اللہ تعالیٰ کے تصور کی ان چار قسموں میں سے کون سی قسم حاصل ہوتی ہے۔

جَوابْ: سب کو دو نمبر والی قسم حاصل ہوتی ہے لیکن یہ تصور مختلف قسم کا ہوتا ہے کسی پر اس کی حقیقت کھلتی ہے اور کسی پر اس کی خصوصیت کھلتی ہے۔

حَالْ: کمترین نے حضور کی خدمت میں یہ تحریر کیا تھا کہ حضرت مولانا و مرشدنا الہ آبادی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ کی صورت قوس قزح کی طرح سامنے رہتی ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا کہ یہ حجاب ہے۔ اس فرمان سے وہ حالت تو جاتی رہی مگر اب اس پریشانی میں مبتلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی اس کا شمار ہے اس کے لئے کسی قسم کا کوئی تعین نہیں ہوتا (کہ کس طرف ہے) کہ جس کی طرف اپنا خیال کیا جائے۔

تَحقِیق: حقیقت میں تو اس وجود حقیقی کو تعین ہے مگر اس تعین کی دوسری کوئی مثال نہیں ہے جو سمجھ میں آسکے۔ خیال اس طرح بھی رکھا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ متعین کئے جانے سے پاک ہیں۔

جلی و خفی ذکر کے معنیٰ

سُوال: ذکر جلی اور خفی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جَوابْ: بعض کی اصطلاح میں قلبی کو خفی اور لسانی کو جلی کہتے ہیں اور بعض کی اصطلاح میں لسانی کے جہر کو جلی اور غیر جہر کو خفی کہتے ہیں۔ دونوں کے طریقے سلوک کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں مگر شیخ کے متعین کئے بغیر کسی طریقے کو اختیار کرنا نسبت کے حاصل ہونے میں مفید نہیں ہے۔

حد ذکر جلی

سُوال: ذکر جلی کی حد کیا ہے؟

جَوابْ: ادنیٰ (کم سے کم) کی حد تو متعین ہے پہلی اصطلاح کے مطابق زباں کو حرکت دینا اور دوسری اصطلاح پر اتنی آواز کہ خود سن لے جیسا فقہاء نے صاف اور واضح لکھا ہے۔ لیکن اکثر (زیادہ سے زیادہ) کی کوئی حد نہیں

ہے۔ اپنے نشاط پر موقوف ہے مگر اس کے جائز ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی نمازی یا سونے والے کو پریشانی اور تکلیف نہ ہو جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

معنی ربط قلب

سُؤال: ربط القلب بالشیخ (شیخ کے ساتھ دل کے بندھ جانے) کے کیا معنی ہیں؟

جَوَاب: اس کی حقیقت شیخ سے محبت کا بڑھ جانا ہے اور اس کی صورت شیخ کا تصور ہے۔ کبھی اس کا سبب شیخ سے محبت کا ہونا ہے۔ اس کی حقیقت کا فائدہ انوار اور برکات میں اضافہ ہونا ہے۔ اس کی صورت کا فائدہ خیالات وسوسوں کا ختم ہو جانا ہے۔ حقیقت اور صورت دونوں میں شرط یہ ہے کہ علم اور عمل کے اعتبار سے شرعی حدود سے آگے نہ بڑھا جائے ورنہ گناہ اور بدعت ہے (اس کی وجہ سے) باطنی نسبت ظلماتی تاریک تر ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

ذکر میں بیٹھنے کی کوئی خاص کیفیت نہیں

حَال: حضور کے فیض اور برکت سے میرا شغل پہلے کی طرح مسلسل جاری ہے اور حضور کے حکم کے مطابق اضافہ بھی کر لیا ہے یعنی اب میں مغرب کی نماز کے بعد چھ ہزار بار ذکر اسم ذات جہر سے کرتا ہوں آخر رات میں بارہ رکعت تہجد پڑھتا ہوں۔

تَحقِیق: اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔

حَال: تہجد کے بعد بارہ تسبیح کا شغل کرتا ہوں مگر چار زانو بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ میں اس طرح بیٹھنے کا بالکل عادی نہیں ہوں اسی وجہ سے رگ کیماس بھی نہیں دبتی ہے اور اگر زبردستی دباتا بھی ہوں تو چھوٹ جاتی ہے۔

تَحقِیق: نہ چار زانو بیٹھنا ضروری ہے نہ رگ کیماس دبانا ضروری ہے جس طرح سے راحت ہو اسی طرح بیٹھے۔

کثرت استغفار

حَال: بیٹھتے اٹھتے استغفار یعنی ''استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ'' پڑھتا ہوں مگر اس کے پڑھنے کی یاد بہت کم رہتی ہے دعا کیجئے کہ یاد رہنے لگے۔

تَحقِیق: جتنا یاد رہے غنیمت ہے۔

حَال: حضرت کے رسائل تقریباً روزانہ دیکھتا ہوں۔ آج کل تعلیم الدین دیکھ رہا ہوں۔ میں نے (لوگوں

سے) ملنے میں بہت کمی کردی ہے جتنا ہو سکے بات چیت کلام میں بھی کمی کرنے کی کوشش کرتا ہوں ایک حد تک کامیاب بھی ہوں۔

تحقیق: الحمدللہ۔

حال: الحمدللہ تمام معمولات پہلے کی طرح مسلسل بغیر ناغہ کے جاری ہیں کوئی نئی بات پیش نہیں آئی ہے۔ اسم ذات بالجہر (آواز کے ساتھ) ایک مرتبہ ہی بیٹھ کر چھ ہزار بار پڑھتا ہوں اور بغیر گنے اکثر اوقات پڑھنے کا معمول ہے۔ جس وقت کسی کام کی وجہ سے تھوڑی دیر بھی رک جاتا ہے تو کام سے فارغ ہونے کے بعد زبان پر خود بخود "استغفر اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" جاری ہو جاتا ہے اور پھر ذکر اللہ میں مصروف ہو جاتا ہوں مگر جو وقت ذکر اللہ سے خالی جاتا ہے اس پر بہت ہی حسرت اور افسوس ہوتا ہے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی سانس بھی (ذکر اللہ سے) خالی نہ جائے مگر نہیں ہو سکتا بڑا غافل ہوں۔

تحقیق: ماشاءاللہ بہت اچھی حالت ہے۔ اللھم زد فزد۔ (اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائیں)

حال: (حضرت کی طرف سے) ہر وقت استغفار کا حکم ہوا تھا چنانچہ الحمدللہ کہ ہر وقت (استغفار) زبان پر جاری رہتا ہے مگر اکثر اوقات خیال کام کی جانب رہتا ہے اور صرف الفاظ زبان پر جاری رہتے ہیں۔

تحقیق: کافی ہے۔

حال: جب خیال آ گیا تو اس کے مفہوم پر بھی نظر ہو جاتی ہے۔

تحقیق: کام کے وقت اس کی ضرورت نہیں۔

سلطان الاذکار کا شغل اور تربیۃ السالک کا مطالعہ

حال: ایک حالت برقرار نہیں رہتی ہے کبھی تو توجہ الی اللہ اور ایک خیال رہتا ہے اور کبھی کچھ بھی نہیں ہوتا اور طبیعت میں بے چینی و بے قراری بہت رہتی ہے اور انتظار رہتا ہے۔ کسی وقت جسم حرکت میں آ جاتا ہے۔ صرف حضور کی دعا پر بھروسہ کر کے کام میں لگا رہتا ہوں کہ کبھی تو حضور کی دعا سے نسبت کاملہ عطا ہوگی مگر اپنے اعمال کو دیکھتا ہوں طبیعت میں پستی آ جاتی ہے مگر کام نہیں چھوڑتا ہوں۔ اگر ارشاد ہو تو بارہ تسبیح کے بعد سلطان الاذکار جو حضرت شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے کہ وسوسوں اور خیالات کو دور کرنے کے لئے مفید ہے کرتا رہوں اور اس سے پہلے آپ نے جو تربیت السالک کے مطالعہ کے لئے جو ارشاد فرمایا تھا اس کو منگوایا ہے جس دن آ گیا سارے کا مطالعہ کروں گا۔

تحقیق: ایسی تبدیلیاں راہ سلوک کی لازمی اور معمول کی چیزیں ہیں ان سے مایوس نہ ہونا چاہئے جہاں تک ہوسکے فکر وکوشش میں لگے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز فضل ہو ہی جائے گا۔ سلطان الاذکار کا شغل کیجئے اللہ تعالیٰ نفع بخشے تربیۃ السالک کو ذرا غور سے دیکھئے عجیب نافع کتاب ہے۔

ذکر میں روشنی نظر آنا

سوال: آج شب کو جو میں ۳ بجے اٹھا تو میرے حجرہ میں ایک دم روشنی معلوم ہوئی جیسے بجلی کوندا کرتی ہے۔
جواب: کبھی دماغ کے اثر سے ہوتا ہے کبھی ذکر کے نور سے اور ہر حال میں پسندیدہ ہے مگر توجہ کے قابل نہیں ہے۔ لیکن اگر کثرت سے ایسا ہو تو مجھ کو پھر اطلاع ہونا چاہئے۔

حزب البحر پڑھنے پر دوسرے وظائف کو ترجیح

سوال: حضرت کو معلوم ہو کہ احقر نے حزب البحر پڑھنے کے لئے حضرت کے پاس پرچہ لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ کس غرض سے پڑھو گے تو حضرت کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کی غرض سے پڑھنا چاہتا ہوں۔
جواب: رضا مندی اور خوشنودی کے ذریعے تو دوسرے اس سے بھی زیادہ کامل ہیں۔ فقط
حال: احقر نے کل کے پرچہ میں دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت چاہی تھی اس کے متعلق کچھ ارشاد نہیں فرمایا گیا۔
تحقیق: چونکہ اس کے بعض صیغوں کے منقول ہونے میں شبہ ہے اور غیر منقول سے منقول افضل ہے۔ اس لئے میرے نزدیک دلائل الخیرات پڑھنے کے بجائے بہتر ہے کہ جتنا وقت اس کی بڑی سے بڑی منزل میں لگے جس کا اندازہ گھڑی دیکھ کر پڑھنے سے ہوسکتا ہے اتنے وقت تک درود شریف کا کوئی منقول صیغہ پڑھ کر دیکھا جائے کہ کتنی تعداد ہوئی اتنی ہی تعداد روزانہ درود شریف پڑھنا معمول بنالیا جائے۔
(نوٹ: منقول کا مطلب ہے جو بات حدیث میں آئی ہو وہ منقول کہلاتی ہے اور جو حدیث میں نہ آئی ہو اس کو غیر منقول کہتے ہیں)۔

کمزوری کی وجہ سے ناغہ ہونے میں فوائد

حال: مجھ کو اپنی اہلیہ کے انتقال سے صدمہ تو بہت تھا خوف تھا کہ پھر بیمار نہ ہو جاؤں۔ اچانک والد ماجد اتنے بیمار ہوئے کہ مایوسی کے آثار شروع ہوگئے مگر خداوند تعالیٰ نے فضل فرمایا صحت کی امید شروع ہوگئی۔ والد ماجد کی

بیماری سے میں پہلے صدمہ کو بالکل بھول گیا۔ خداوند تعالیٰ نے اس طرح تلافی فرمائی۔ اور ﴿فاثابکم غما بغم الخ﴾ کا مسئلہ آج حالاً حل ہوا۔

وہ حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فاثابکم غما بغم الخ﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک غم کے بدلے میں دوسرا غم دیا تا کہ جو چیز تم سے فوت ہوگئی ہے (یعنی چلی گئی) ہے تم اس کے (جانے) پر غم نہ کرو اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تم اس (کے پہنچنے) پر غم نہ کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر اس غم کے بعد چین عطا کیا۔

(بیان القرآن بتصرف یسیر)

مطلب یہ ہے کہ ایک غم کے بعد دوسرے غم کے پہنچنے سے پہلا غم ہلکا پڑ جاتا ہے اور پھر دوسرے غم کو جھیلنا آسان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو اس کے بعد اونگھ بھیج کر آپ کی راحت کا سامان کر دیا گیا۔

اس دوران مثنوی کے مطالعہ سے بھی تسکین ہوتی رہی اور اس رنج والم کے بعد انابت (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) بھی زیادہ ہے طاعات عبادات میں زیادہ دلچسپی ہے اگر چہ کمزوری کی وجہ سے ہو کچھ نہیں سکتا۔

تحقیق: الحمد للہ آپ کو بھی افاقہ ہوا جناب کے والد ماجد کو بھی صحت کی صورت ہوئی۔ سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کام کے راز اسرار آپ کی سمجھ میں آ گئے "فهنيا لكم العمل والعلم" آپ کو علم وعمل مبارک ہو۔ کمزوری سے کچھ نہ ہوسکنا یہ بھی ایک رحمت ہے۔ عزم کی وجہ سے اجر بھی ہے اور نہ کر سکنے کی وجہ سے عجب سے بھی حفاظت ہے۔ جب تک یہ ضعف ہے یہی حکمت ظاہر رہے گی۔ استقامت و برکت کی دعا کرتا ہوں۔ فقط

محبت ذکر

حال: دل یہ چاہتا ہے کہ سارا وقت ذکر اللہ کیا کریں۔ چنانچہ جب کبھی دوست احباب کوئی وظیفہ وغیرہ دریافت کرتے ہیں تو بندہ ان کو بھی یہی مشورہ دیتا ہے کہ ذکر اللہ سے بہتر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ حضرت مولانا و مرشدنا سے اجازت لے کر ذکر کیا کرو۔ حضور والا کا نام بھی اس غرض سے بتاتا ہوں کہ حضور والا کی ذات بابرکات سے فائدہ پہنچتا ہے۔ مگر یہ اس وقت مشورہ دیتا ہوں جبکہ سائل کو بھی حضور انور سے محبت ہو۔

تحقیق: (ہاں) ہر ایک کو تو اس کی اجازت نہیں۔

ذکر میں اعتدال

حال: احقر نے کام شروع کر دیا ہے۔ تہجد کی نماز بارہ تسبیح کے ساتھ اور فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید کا ایک

پارہ مناجات مقبول اور مغرب کی نماز کے بعد چھ ہزار بار اسم ذات شریف (اور کسی دن فرصت کے مطابق دن میں بھی پڑھنے) کا معمول ہے۔ ذکر کے چھوٹ جانے کے زمانے میں طبیعت کو پریشانی تھی اور وساوس پیدا ہوتے تھے اور ثمرات (نتائج) پر یہ خیال جاتا تھا کہ کیا کرایا سب ضائع ہوگیا اور اب تک کوئی حالت کیفیت طاری نہیں ہوئی۔ خشوع خضوع کا غلبہ نہیں رہتا۔ مگر حضرت والا کا وعظ شریف جس کا نام اشرف المکالمہ (یہ دعوات عبدیت حصہ ششم کا ساتواں وعظ ہے اور دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس حصہ کے سارے وعظ خصوصیت کے ساتھ سالکین کے مطالعہ کے قابل ہیں) مطالعہ کیا جس سے سارے شبہات ختم ہوگئے۔ مطالعہ کے وقت اور اب تک قلب پر رقت طاری ہے۔ اب دل کے اندر بہت ہی ذوق وشوق ہے اور ذکر کے وقت آواز خود بخود بلند ہوجاتی ہے اور آنسو بھی جاری ہوجاتے ہیں اور یہی جی چاہتا ہے کہ کہیں اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر خوب زور زور سے ذکر کروں اور روؤں۔ ذکر میں بہت ہی لذت معلوم ہوتی ہے۔ میری عادت کبھی کبھی شعر پڑھ لینے کی ہے لیکن کبھی کبھی ذکر میں ایسا محو استغراق ہوتا ہے کہ شعر اشعار سے بھی نفرت ہوجاتی ہے اور گلا بند ہوجاتا ہے زبان تھک جاتی ہے سر میں درد پیدا ہوجاتا ہے۔

تحقیق: اگر اب مغلوبیت نہ ہو تو ذرا اعتدال سے کام لیا جائے ورنہ پھر دماغ کو قوت پہنچانے کی مناسب تدبیر کی جائے۔

ذکر میں اضافہ

حال: ذکر پورا ہونے کے بعد کچھ وقت بچ جاتا ہے اس میں یہ جی چاہتا ہے کہ ذکر کروں۔ اگر حضور کی اجازت ہو تو کرلیا کروں۔

تحقیق: اگر برداشت ہو۔

ذکر قلب کا جاری ہونا

حال: مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا قلب ذکر سے جاری ہونے لگا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ حقیقت میں بھی ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

زبانی ذکر کو قلبی پر ترجیح

حال: جلسہ (اجتماع) میں جب خاموشی رہتی ہے اس وقت ظہر کے بعد وظائف یا درود شریف یا ذکر قلبی یا

بالکل خاموش ہو کر دل سے مراقبہ کرے اور اس تصور کے ساتھ کہ حضرت والا کے قلب مبارک سے انوار انوار الٰہیہ کے فیضان میرے قلب میں آتے ہیں۔ بہرحال کون سی صورت نفع کی ہے وہی اختیار کی جائے۔

تحقیق: اخیر کی صورت خاموشی کے وقت مگر چندے روز پھر نسبت کے رسوخ کے بعد ذکر بہتر ہے جو بھی ہو قلبی ذکر کے علاوہ کہ یہ اکثر باقی نہیں رہتا صرف اس کا توہم رہ جاتا ہے۔ اس لئے زبانی ذکر حضور قلب کے ساتھ کرنا چاہئے۔

زبانی ذکر

حال: ذکر کے وقت اکثر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

تحقیق: تیمم کر لیجئے۔

حال: ذکر کے وقت خیالات بہت آتے ہیں یعنی زبان سے تو ذکر کرتا ہوں دل دوسرے خیالات میں گم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی نقصان نہیں ہے۔

حال: سفر میں اکثر ریل میں ذکر کرنے کا اتفاق ہوتا ہے اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ ذکر بالجہر کرنا شاید لوگوں کی طبیعت پر بوجھ ہو۔

تحقیق: آہستہ کیجئے۔ فقط۔

حال: قلب کی حالت یہ ہے کہ اس عرصہ میں اگرچہ زبانی ذکر میں کمی رہی مگر دل کو غفلت نہیں ہوئی معیت کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔

تحقیق: یہ تو بے اختیاری حالت ہے جو کمال نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ پہلی حالت ذکر وطاعت کا اثر ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے تو یہ اثر باقی نہیں رہے گا اور اگر رہا تو وہ صرف وہم ہوگا کیونکہ اس کے نتیجے میں معیت کے آثار حاصل نہیں ہوں گے اور عجب نہیں کہ اب بھی کم ہوں۔

حال: کسی سے افضلیت کا اب وہم بھی نہیں ہوتا بلکہ اکثر اپنے عیوب پیش نظر رہتے ہیں۔

تحقیق: یہ حال بھی ذکر کی کمی سے کمزور ہو جاتا ہے۔

حال: اس عرصہ میں زبانی ذکر کم ہوا مگر مراقبات میں بہت جی لگتا رہتا ہے اکثر معیت کا مراقبہ کرتا تھا اور انوار سے قلب بھرا ہوا پاتا تھا ذرا سی کوتاہی سے پھر دل میں تبدیلی کا احساس ہوتا ہے۔

تحقیق: کبھی یہ کیفیات خیالی ہوتی ہیں اور اعتبار حقائق کا ہوتا ہے۔

ذکر میں پیاس لگنے کا علاج

حال: ذکر کے وقت اکثر پیاس لگتی ہے۔

تحقیق: پانی پی لیا کیجئے۔ فقط

نماز میں تصور

حال: نماز میں احقر لفظ کی طرف توجہ کیا کرتا تھا۔ اب ذات باری کا خیال کرتا ہے لیکن اس وقت کلام اللہ کے مضمون پر خیال نہ ہونے سے جی اداس معلوم ہوتا ہے۔ وہ اثر اور خشیت جو اس پر خیال کرنے سے ہوتا تھا اس وجہ سے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ طبیعت ہلکی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ذات باری کا بھی خیال ہو اور کلام اللہ کے مضمون کا بھی خیال ہو۔

تحقیق: (دونوں کی طرف خیال رہے) یہ نہیں ہوسکتا ہے جس میں زیادہ یکسوئی حاصل ہو وہ کیجئے۔

ذکر میں تسبیح پاس رکھنا

حال: احقر جس وقت بغیر تسبیح کے ذکر کرتا ہے اس وقت بہت ہی لطف اور مزہ معلوم ہوتا ہے۔ بال بال میں جان اور لذت معلوم ہوتی ہے کچھ عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی۔ تسبیح کے ساتھ ذکر کرنے میں اس کیفیت میں کمی ہوتی اور بغیر تسبیح کے غفلت ہو جانا یقینی ہے جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: تسبیح ہاتھ میں رکھئے مگر اس پر شمار نہ کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔ ذوق شاہد ہے کہ دونوں مصلحتیں محفوظ رہیں گی۔

ذاکر کو نمازی کی رعایت کرنا

حال: (کیا) ذاکر کو سنت پڑھنے والے نمازی کی رعایت کرنی چاہئے جبکہ وہ پہلے سے ذکر کر رہا ہو یا نہیں کرنی چاہئے؟

تحقیق: اگر نماز پڑھنے والا مسجد میں فرض یا سنن موکدہ پڑھ رہا ہے تو ذاکر کو اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اور اگر نوافل پڑھ رہا ہے تو رعایت ضروری نہیں ہے۔

بی بی اور بچوں کے پاس ذکر کرنا

حال: ایک اور گزارش یہ ہے کہ جس کمرہ میں رہتا ہوں وہاں میرے بچے اور بیوی بھی رہتے ہیں۔ اکثر ذکر

کرتے وقت لڑکے حسب معمول پاخانہ پیشاب وغیرہ کے لئے اٹھتے یا روتے ہیں تو خیال بٹ جاتا ہے اور بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی کمرہ خالی نہیں جس میں تنہائی کے ساتھ پڑھوں۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ لڑکوں کا مخل (رکاوٹ) ہونا کوئی خرابی تو نہیں ہے باہر کا کمرہ میرا بالکل تنہائی کا ہے مگر گھر میں لڑکے اکیلے رہیں گے اس خیال سے باہر نہیں جاتا اس کے بارہ میں جیسا ارشاد عالی ہو دل و جان سے عمل کروں گا۔

تحقیق: بچوں اور بیوی ہی کے پاس رہئے اگرچہ طبیعت کو ناگوار ہو مگر ان کے حقوق کی رعایت سے زیادہ نفع ہوگا۔

ذکر میں کوئی خاص کیفیت مقصود نہیں ہے

حال: کچھ دنوں سے وہ عشقیہ اور وجدیہ کیفیت کم ہوگئی ہے اس ہفتہ میں احقر کو زکام اور پھر پیچش سے بہت تکلیف رہی مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہوں۔ دو دن رات کے آخری حصہ میں آنکھ لگ گئی ایک دن فجر کی نماز کے بعد معمول ۲ تسبیح وتہلیل (لا الہ الا اللّٰہ) ۲ تسبیح اسم ذات دو ضربی کو ادا کیا گیا۔ آج الحمد للہ اپنے سب اوقات ٹھیک ہیں حضور والا! فرصت میں اسم ذات ایک ضرب والا مسلسل ورد کرتا رہتا ہوں۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ جہر کے ساتھ کرنے میں اور تنہائی میں بھی اکثر حق تعالیٰ شانہ کے کمالات اور جمال بے مثال کی طرف خیال رہتا ہے تو لام موٹا اور کبھی کبھی ہا ادا نہیں ہوتی ہے اور ذکر خفی میں یہ نقصان نہیں ہوتا مگر (ذکر خفی میں) اس خیال اور کشش میں بہت ہی کمی ہوتی ہے۔ اب جو کرنے کے لئے حضور فرمائیں کبھی جہر اگر خفی جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

تحقیق: مخارج وصفات وکیفیات کی طرف توجہ نہ کیجئے جس طریقے میں یکسوئی ونشاط ہو وہی کیجئے۔ کسی کیفیت کا کوئی خاص رنگ مقصود نہیں جس کو بدلنا اہتمام کے قابل ہو۔ یہ سب محبت کے رنگ ہیں خواہ یہ ہو یا وہ ہو باقی خیر کی دعا کرتا ہوں۔

جان بوجھ کر تصور شیخ ناپسندیدہ ہے

حال: جان بوجھ کر حضور کا تصور خیال کرنے سے کسی طرح نہیں ہوتا بلکہ ایک پردہ حائل (آڑ) ہو جاتا ہے اور ارادے کے بغیر اکثر تصور سے زیادہ صورت صاف نظر آتی ہے اور پھر دیر تک باقی رہتی ہے لیکن جہاں ارادہ ہوا اور غائب یہ کیا معمہ ہے۔ شاید حضور نے اجازت نہیں دی ہے۔

تحقیق: ہمارے یہاں جان بوجھ کر شیخ کا تصور کرنا ناپسندیدہ ہے۔

پاس انفاس

حال: صوفیاء کے اس قول کہ "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو! پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ۔" اسلام کا مطلب تصوف میں یہ ہے کہ نفس کا تمام بری صفات سے خالی ہوجانا اور اس کا رخ دنیا سے آخرت کی طرف ہو جانا ہے زندہ اور موجود رہنے کے باوجود اس کی ہر حرکت اور سکون (یعنی ہر کام) صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو۔"

اس طرح حدیث میں ہے کہ: (اس قول کی وجہ سے) بندہ نے پکا ارادہ کیا کہ بندہ جو بھی اختیاری اقوال و افعال کرے گا وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کرے گا کیونکہ احقر کی سمجھ میں آتا ہے کہ مباح کام خیر کے لئے اور اچھی نیت سے کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے یہاں تک کہ پیشاب پاخانہ بھی اس میں شامل ہے۔ حضرت سے اللہ تعالیٰ کے لئے درخواست ہے کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس میں استقامت اور دوام عطا فرمائیں۔

❷ باقی حالات پہلے کی طرح ہیں کہ بعض آیات کی تلاوت سے رقت اور اللہ تعالیٰ کی خشیت بہت ہوتی ہے۔ نماز اور جو ذکر میں کرتا ہوں اس سے فارغ ہونے کے بعد اکثر اوقات درود شریف اور کوئی ذکر زبان پر جاری رہتا ہے لیکن طبیعت چاہتی ہے کہ اسم ذات (لفظ اللہ) بغیر تلفظ (پاس انفاس) سانس کے آنے جانے کے ساتھ جاری رہے۔

تحقیق: لفظ "رہے" سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طبیعت کی چاہت سے مراد طبیعت کی خواہش ہے تو اس (یعنی خواہش) کا طالب کو کیا حق ہے پھر یہ نمبر ا کے خلاف ہے (کہ اس میں تو ہر کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے کا ارادہ ہے اور خواہش کے لئے کوئی کام کرنا اس کے خلاف ہے)۔ اور اگر چاہت سے مراد طبعی اور غیر اختیاری (یعنی خود بخود مراد) ہے تو رہے کے کیا معنی ہیں (کہ اس سے تو اختیاری کے معنی حاصل ہوتے ہیں)۔

حال: یہ ذکر ناپاکی اور پیشاب پاخانہ کی حالت میں روکنا چاہئے یا نہیں۔

تحقیق: یہ ذکر سے مراد بلا تلفظ مراد ہے یا کیا ہے؟

ذکر کو مراقبہ پر ترجیح

حال: مواعظ سے چند مراقبات کرنے کی طرف رغبت پیدا ہوئی مگر اب تک کوئی شروع نہیں کیا۔ حضور کی تجویز کی ضرورت ہے۔ مراقبات یہ ہیں "مراقبہ موت، مراقبہ محبت خداوندی) وغیرہ ان دونوں میں یا کوئی دوسرے جو حضور کی رائے ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اگر ذکر ہی سے ان مراقبات کا مقصد حاصل ہو جائے تو مستقل (علیحدہ سے کرنے کی) ضرورت نہیں ہے۔

تلاوت قرآن مجید کے وقت تصور

حال: کلام مجید پڑھتے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور کوئی کلمہ غلط پڑھا جاتا ہے اور دوبارہ صحیح ہو جاتا ہے تو خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ کلمہ صحیح ہوا اور غلطی صحیح ہوئی ہے۔ (یہ خیال) مناسب ہے کوئی حرج تو نہیں ہے کیونکہ سننے والا غلطی کو ضرور بتاتا ہے اگر اس کو یاد ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں جب کہ اس شخص کی طبیعت میں کسی وقت یہ بات پیدا نہ ہو کہ غلطی بھی ادھر ہی سے ہوئی اگر ایسا احتمال ہو تو صحیح ہو جانے کو اپنی سمجھ کی طرف سے سمجھنا بہتر ہے۔

عورت کو ذکر بلا ضرب و بلا جہر

حال: حضور والا ہمشیرہ بھی اس کی درخواست کرتی ہیں کہ حضرت مولانا مرشدنا اجازت فرمائیں تو ہم یہی ذکر جتنا ہو سکے کرلیا کریں۔

تحقیق: ضرب و بلا جہر کے بغیر (کرلیا کریں)۔

گن کر اور بغیر گنے ذکر میں فرق

حال: میں مواعظ اور تربیۃ السالک روزانہ دیکھتا ہوں اور خود بخود بہت پڑھ گیا مگر قرآن مجید کی تلاوت یاد نہیں رہتا ڈیڑھ دو بجے رات کو اٹھتا ہوں تہجد کی نماز کے بعد ذکر میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ فجر کے بعد پھر فوراً ذکر شروع کر دیتا ہوں۔ گیارہ بارہ بجے دن تک کرتا ہوں۔ تعداد یاد نہ رہنے سے کچھ حرج تو نہیں ہے رضائے حق جو مقصود ہے وہ تو بہر حال حاصل ہوگی خواہ شمار سے ہو یا بغیر شمار کے ہو لیکن دل میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے جتنی دیر بغیر گنے پڑھتا ہوں اگر گن کر پڑھتا ہوں تو کچھ اور ہی بات ہوتی۔ چنانچہ پہلے گن کر پڑھتا تھا تو اس وقت اور ہی اثر معلوم ہوتا تھا اس کی کیا وجہ ہے بات تو ایک ہی ہے چاہے گن کر پڑھے یا بغیر گنے پڑھے۔

تحقیق: شمار یاد نہ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ شمار میں زیادہ اثر ہونا یہ بعض طبیعتوں کی خصوصیت ہے کہ اس سے تسلی ہوتی ہے کہ ہم نے اتنا کام کرلیا اور پریشانی نہیں ہوتی کہ خدا جانے کچھ شمار کے قابل مقدار تک ہو گیا یا نہیں اور پریشانی نہ ہونے سے خاص آثار پیدا ہوتے ہیں اور بعض طبیعتوں کو شمار نہ کرنے سے محویت ہوتی ہے اور شمار کرنے سے خیال ادھر مشغول رہتا ہے۔ غرض یہ طبیعتوں کا اختلاف ہے جس کا کچھ حرج نہیں۔

لطائف ستہ کے بارے تعلیم الدین کی عبارت پر شبہات کا جواب

حَال: عرض خدمت ہے کہ بندہ نے اس سے پہلے خط میں لکھا تھا کہ میرے ناقص خیال میں یہ بات آئی کہ ''حقیقت میں لطائف ستہ کی مشق ضروری نہیں ہے'' کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا تھا کہ خیال صحیح ہے۔ (لیکن) تعلیم الدین میں یہ لکھا ہوا ہے (پس طالب کو چاہئے کہ ان چھ لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اتنا مشغول ہو اور مشق کرے کہ ذکر کا اثر ظاہر ہو)۔

یہ بات ظاہری طور پر ناقص کے خیال کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: اس کا مطلب یہ ہے کہ خصوصاً وہ آدمی جس کو شیخ یہ شغل تجویز فرمائیں اس لئے اس خاص آدمی کے لئے ضروری ہے۔ (سب کے لئے نہیں ہے)۔

حَال: اسی طرح اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر ہے کہ (اور کبھی صرف جذبہ غیبی یا کسی بزرگ کی توجہ سے پہلے نسبت حاصل ہوتی ہے پھر اس کے بعد مقامات کی تصحیح ہوتی ہے) میری ناقص سمجھ اور خیال میں یہ ناقص ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے اکثر مشائخ کا طریقہ پہلا ہے جو پہلے لکھا ہوا ہے۔

تحقیق: پہلے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اشکال کیا ہے اگر ایک بات غلط ہوگئی تو ایک غلطی سے مسئلہ غلط نہیں ہوتا۔

ذکر کے وقت بزرگوں کی صورت نظر آنا

حَال: بارہ تسبیح کے وقت پہلے احوال کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ ذکر کے وقت ایک ضعیف شخص طویل قد مولویانہ لباس (میرے) آگے نظر آتا ہے لیکن اس سے کچھ وحشت نہیں بلکہ ایک قسم کی انسیت ہوتی ہے۔ اب اکثر جناب والا کی صورت اور حضرت مولانا دیوبندی کی (صورت) ذکر کے وقت نظر کے سامنے رہتی ہے دور بھی کرتا ہوں لیکن دور نہیں ہوتیں اور اب دور کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت بھی نظر میں دونوں صورتیں گھوم رہی ہیں۔

تحقیق: نہ صورت کا تصور کیجئے نہ اس کو دور کیجئے (بلکہ بغیر اس کی طرف توجہ کئے) کام میں لگے رہئے۔

ہمیشہ ذکر کرنے کی ضرورت

حَال: دماغ کی کمزوری کی وجہ سے بارہ تسبیح پوری نہیں ہوسکتی ہیں بلکہ آدھی ہوتی ہیں اسی پر اکتفا کروں یا آدھی

مغرب کی نماز کے بعد اور آدھی آخر رات میں کیا کروں۔

تحقیق: جو طبیعت کے لئے آسان ہو اور خواہ پوری ہو یا آدھی ہو ہر حال میں صرف اسی پر اکتفا نہ کیا جائے ہر وقت یہی ذکر جاری رکھا جائے جس سے دلچسپی ہو اور اسم ذات زیادہ آسان اور مفید ہے۔

ذاکر کو مسجد میں سونے والے کی رعایت رکھنا؟

حال: جو شخص مسجد میں ذکر جہراً (بلند آواز سے) کرتا ہو اس کو مسجد میں سونے والے کی رعایت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

تحقیق: مسجد میں سونے والے کے لئے اگر مسجد میں سونا جائز ہے تو اس کی رعایت ضروری ہے ورنہ نہیں۔

ذکر میں سانس لینا

حال: آج کل ذکر کے وقت جب الفاظ کی طرف دھیان ہوتا ہے تو سانس لینا ناگوار لگتا ہے دل چاہتا ہے ایک ہی دم میں وظیفہ ختم ہو جائے کبھی ارادہ کرتا ہوں کہ چند ضرب کے بعد سانس توڑوں مگر دل میں بڑی پریشانی ہوتی ہے اور سانس آخر میں بے اختیار بند ہو جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

تحقیق: کیا اسی خاص طریقے اور خصوصی قیدوں سے یہ حالت ہوتی ہے؟ اگر یہی وجہ ہے تو ان خصوصی قیدوں کو چھوڑ دو جس طرح سہولت و دلچسپی ہو کر کرو اور مجھ کو اطلاع دو یا صرف ذکر سے بھی یہ حالت ہوتی ہے۔

حال: پہلے جو لکھا تھا کہ آج کل ذکر کے درمیان سانس توڑنے کو دل گوارا نہیں کرتا ہے دل چاہتا ہے کہ ایک ہی سلسلہ سے وظیفہ ختم ہو جائے اور درمیان میں سانس نہ توڑا جائے۔ یہ کیفیت ہر ذکر کے وقت ہوتی ہے جب اس کی طرف خیال و دھیان رکھوں۔ اگر بے خیال ذکر کروں تو یہ بات نہیں ہوتی ہے اور جب ذکر خیال و دھیان کے ساتھ کرتا ہوں ایک قسم کی ہلکی سی لذت محسوس ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اگر خیال نہ رکھوں تو یہ کیفیت و لذت ختم ہو جاتی ہے اور بہت وساوس آتے ہیں اور بلا اختیار دیر کے بعد سانس بند ہونے پر اور اس وقت سانس اختیار سے نہ لینے پر کچھ تکلیف ہوتی ہے لیکن اس کے بعد دل پر کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا ہے بلکہ دل شاداں و فرحاں رہتا ہے۔ پہلے کے مقابلے میں آج کل سانس کی مقدار کچھ بڑھ گئی پہلے کبھی ایک دم اسم ذات کا ذکر تیزی سے ۱۰۰ تک کر لیتا آج کل ڈیڑھ سو اور دو سو تک کر لیتا ہوں تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: پہلے یہ پوری بات نہیں لکھی تھی اب جواب دیتا ہوں کہ اس سے کچھ نقصان نہیں ہے اور میری رائے میں اس کی وجہ پھیپھڑے کی کمزوری ہے کسی طبیب سے مشورہ لو۔

ترک تصور کا پسندیدہ ہونا

حَالؒ: جناب والا کا تصور پورا تو ہوتا نہیں ہے یعنی چہرۂ مبارک جیسا ہے تصور میں ویسا دیکھا نہیں جاتا کچھ جھلک سی رہتی ہے جیسی دوسری صورتیں یا راحباب کی خیال کرنے سے پوری ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس طرح آپ کی صورت تصور کرنے سے پوری ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے؟

تحقیقؒ: تو اس میں حرج ہی کیا ہے اور اس تصور کی ضرورت ہی کیا ہے ممکن ہے کہ اسی لئے پورا تصور نہ آتا ہو کہ اس کو چھوڑنا پسندیدہ ہو۔

تصور شیخ

حَالؒ: حضور کا تصور دل میں بہت رہتا ہے۔

تحقیقؒ: جان بوجھ کر یا بے اختیار۔

حَالؒ: ایک حال یہ ہوا کہ ذکر کے وقت کبھی نا حضور کا خیال دل میں آجاتا ہے باوجود یکہ میں اپنا خیال و دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنا چاہتا ہوں مگر حضور کا دھیان جب آتا ہے اس وقت ایک (قسم کی) لذت معلوم ہوتی ہے۔ جب اس دھیان کو بزرو ہٹانا چاہتا ہوں تب کچھ کشائش (کھینچا تانی) ہوتی ہے۔ یہ ہٹانا اور اس کے لئے کوشش کرنا اس لئے ہے کہ ذکر صرف خدا ہی کے لئے کرتا ہوں اس وقت غیر کا خیال آنا اگرچہ مرشد ہی کا ہو برا سمجھتا ہوں۔ اب عرض یہ ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں یہ اچھا کرتا ہوں یا برا کرتا ہوں ارشاد فرمائیں۔

تحقیقؒ: مرشد کا خیال آنا برا نہیں لیکن خود لانا ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے اگر بغیر ارادے کے آئے اور آنے کے بعد بھی جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ نہ کی جائے بلکہ ذکر ہی کی طرف توجہ رہے تو اس کا باقی رہنا نقصان دہ نہیں بلکہ نافع ہے دور کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں۔

حَالؒ: اس وقت کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تصور کو نظر کے سامنے رکھوں مگر دل حضور کی جانب زیادہ مائل ہوتا ہے۔

تحقیقؒ: اگر میرا تصور بغیر ارادے کے آجائے تو اس کو دور نہ کریں وہ تصور بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے ہے اس لئے گویا تصور حق ہی ہے اسی کو رکھا جائے۔

سُوالؒ: حضور اقدس کا خیال میرے دل میں ہر وقت رہتا ہے۔ یہ خیال نماز کے اندر نقصان دہ تو نہیں ہے؟۔

جوابؒ: ہرگز نہیں مگر جان بوجھ کر خیال نہ کیا جائے۔

ایک کام کے دو جگہ تعلق کا پریشانی کا سبب ہونا

حَال: مشورۃً عرض یہ ہے کہ اگر میرے لئے صرف اصلاح کافی ہو تو شغل جیسا ہے ویسا ہو اور ذکر تعلیم کرنے میں میرے لئے بہت فائدہ ہو تو تعلیم چاہتا ہوں۔ اگر فرمائیں گے تو وہ پہلا مشغلہ چھوڑ دوں گا۔ ورنہ نہیں۔

تحقیق: ایک کام کا تعلق دو جگہ پریشانی کا سبب ہے ذکر وہاں رکھئے اور اصلاح یہاں۔

حَال: اصلاح الرسوم پر تو پہلے اس عاجز نے اپنے وطن میں عمل کیا ہے کہ اپنی شادی ہی میں کوئی رسم نہیں کرنے دی۔ یہ طریقہ آہستہ آہستہ پھیلتا جاتا ہے کہ دو شادی رسوم کے بغیر ہوئی ہیں۔ بہشتی زیور وغیرہ مثل ادب القرآن اور جمال القرآن کا وعظ اور پڑھاتا ہوں اگر چہ وعظ کرنے کے لائق نہیں ہوں لیکن بمقولہ درسرائے چوں کس نباشد موش باشد کہ جب کہیں کوئی آدمی نہیں ہوتا تو وہاں چوہا ہوتا ہے (یعنی جب کوئی وعظ کرنے والا یہاں نہیں ہے تو مجھ جیسا نااہل ہی اس کام کو کرتا ہے) اسی پر عمل کر کے واعظ ہوں انشاء اللہ آئندہ بھی مطالعہ میں رکھوں گا اور جزاک اللہ خیرا کہ مجھے برے کاموں کے بارے میں بتایا۔ کل ایک خط جس میں اپنے حالات اور مشغلہ، فرصت نہ ہونے اور ایک شیخ اعظم سے سیکھے ہوئے ذکر کو لکھا ہے عرض کر چکا ہوں۔

تحقیق: اس کا جواب بھی حاضر ہے پہلے اس کو پڑھئے پھر اس کو۔

نماز کے وقت تصور

حَال: نماز پڑھنے میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ اگر نماز پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا کھڑا ہونا تصور کیا تو جب تک یہ خیال رہا اس وقت تک رکوع اور سجود کے علاوہ جو کچھ پڑھا اس کا کچھ خیال نہیں رہتا اور اگر پڑھنے کی طرف خیال کیا تو پہلا خیال نہیں رہتا۔

تحقیق: پہلا ہی خیال مناسب ہے اگر اس میں دل نہ لگے تو پھر دوسرا خیال رکھئے۔

حَال: غالباً دو قسم کے خیالات ایک وقت میں جمع نہیں ہوتے۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حَال: الحمد للہ والمنۃ کہ حضور اقدس کی توجہات سے بندہ معمولات کا پابند ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سُؤال: عرصہ سے ارادہ ہے کہ خدمت میں کچھ حالات پیش کروں مگر اس خیال سے کہ لمبی تحریر حضرت کی طبیعت کو ناگوار نہ ہو اس لئے جرات نہ ہوئی۔

جواب: خدانہ کرے (کہ لمبی تحریر طبیعت پر نا گوار ہو)۔

سوال: نماز کے بارے میں حضور کا ارشاد ہے کہ حروف کی طرف ہلکی توجہ رکھ کر ادا کی جائے۔ اسی طرح اذکار معمولہ کے بارہ میں حضور نے فرمایا تھا کہ جو حروف زبان سے ادا ہوں وہ ہی دل سے پڑھا کرو۔ چنانچہ اسی کی پابندی کو ضروری سمجھ کر خیال رکھتا ہوں اور جب دوسرا خیال آجاتا ہے تو اس کو ہٹا کر پھر اسی طرف خیال متوجہ کر لیتا ہوں۔ الحمد للہ کہ اس کی برکت سے جو خیالات ناقصہ نماز و ذکر کی حالت میں دل میں آتے تھے سب ختم ہوگئے۔ کبھی کوئی ایسا خیال آتا ہے تو خود بخود دور ہو جاتا ہے یعنی آنے سے پہلے ہی رک جاتا ہے۔ لیکن بعض بہت ہی عمدہ خیالات نماز و ذکر میں اچانک بغیر ارادے کے آکر ذوق شوق بڑھاتے ہیں اور دیر تک باقی رہتے ہیں۔ پھر خود ہی دوسرا خیال آنے کی وجہ سے یا دل کو حروف کی طرف متوجہ کر لینے کی وجہ سے جاتے رہتے ہیں۔

ان خیالات کے بارہ میں اس وجہ سے کہ بندہ ایک مبتدی کی حیثیت بھی نہیں رکھتا ہے شک میں ہے کہ کیا ان خیالات کو نماز اور ذکر میں جان بوجھ کر بھی خیال میں جما سکتا ہے یا نہیں جیسے کبھی نماز میں ایسا لگتا کہ خیال حروف کی طرف سے خود بخود منتقل ہوکر بجانب حضرت رب العزت جلت عظمتہ کی طرف متوجہ ہوگیا یا آیۃ ﴿فانہ یراك﴾ (کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں) خیال میں آگیا یا آیۃ ﴿والی ربك فارغب﴾ (کہ اپنے رب کی طرف متوجہ رہو) یا آیت ﴿وتبتل الیہ تبتیلا﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے کٹ کر الگ ہو جاؤ) یا آیت ﴿واللّٰہ احق ان تخشاہ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ زیادہ لائق کہ تم ان سے ڈرو) یا احاطہ، قرب (اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے) معیت، (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے) وسعت علم، (اللہ تعالیٰ کے علم کے وسیع ہونے) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی آیات یا وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا ذکر ہے اور وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی یا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر ہے جیسے تھوڑے عمل پر بہت زیادہ بدلہ دینا اور وہ آیتیں جن میں موت، قبر، حشر ونشر، حساب و کتاب، عدالت وثواب اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا تذکرہ ہے خیال میں آکر دل کی یکسوئی کا سبب ہو۔ اس بارے میں جو ارشاد ہو عمل کروں۔

جواب: یہ سب خیالات پسندیدہ ہیں ان کے دور کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر خود دور ہو جائیں تو دوبارہ لانے کی بھی ضرورت نہیں مقصود یہ ہے کہ جو خیال ناپسندیدہ ہے وہ جان بوجھ کر نہ لایا جائے اور نہ اس کو باقی رکھا جائے۔ باقی پسندیدہ خیالات میں سے جو بھی آجائے یا لایا جائے یا باقی رکھا جائے یا ایک کی جگہ دوسرا آجائے وہ سب مطلوب ہیں۔

سوال: نماز میں قرات، تسبیح اور التحیات کے معانی کی طرف غور کرنا اچھا ہے یا برا ہے یا دونوں نہیں ہے کہ نہ

اچھا ہے نہ برا ہے۔

جواب: اصل مقصود دل کی یکسوئی ہے اگر یہ معانی پر غور کرنے سے حاصل ہو جائے تو یہ کیا جائے ورنہ جس طرح یہ مقصود حاصل ہو جائے وہی مناسب ہے۔

معمول اتنا ہونا چاہئے جتنا برداشت کیا جا سکے

حال: حضرت حقیقت میں اس نالائق کے دل میں خلوص بالکل نہیں ہے۔ اس وقت بندہ اسم ذات چھ ہزار پڑھتا ہے اس سے زیادہ پڑھنے کو دل بے حد چاہتا ہے فرصت بھی ہے دماغ کی حالت بھی پہلے سے اچھی ہے۔ اگر حضرت مناسب سمجھیں تو اضافہ فرمائیں۔

تحقیق: لازم تو اتنا ہی رکھیں اگر کسی روز نشاط ہوا تو جتنا برداشت ہوا اتنا اضافہ کر لیا ورنہ اسی پر اکتفا کر لیا۔

سؤال: اگر فجر کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھا ہوا کلام مجید پڑھوں اور چاشت کی نماز پڑھے بغیر ہرگز نہ اٹھوں۔ اس میں جو باتیں بتائی جانے کے قابل ہوں وہ بتائی۔ مگر کوئی مریض درمیان میں آ جائے تو کیا کیا جائے۔

جواب: جتنی برداشت ہو اتنا کام کرنا چاہئے اپنے کو بغیر ضرورت کے زیادہ مقید (پابند) کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کا نتیجہ پریشانی ہے۔

حال: لا الہ الا اللہ کی مخفی ضرب جو لگاتا ہوں اس میں یہ طبیعت چاہتی ہے کہ پڑھے جاؤ اور چھوڑو مت۔ مگر بغیر گنے پڑھتا ہوں غالباً ایک ہزار سے زیادہ پڑھتا ہوں گا۔ غالباً کا لفظ اس لئے لکھا ہے کہ مجھے خیال ہی نہیں رہتا یہ بات کیا ہے۔

تحقیق: اچھی بات ہے کچھ گنتی کی قید نہیں۔ جس دن زیادہ نشاط ہو تو جتنا برداشت ہو سکے اتنا زیادہ کر لیا جائے۔

سؤال: اللہ اللہ اسم ذات شریف پانچ سو مرتبہ پڑھتا ہوں اگر اور بڑھاؤں تو کتنا بڑھا دوں۔

جواب: جتنا شوق نشاط اور طبیعت کے برداشت کے قابل ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہمیشہ کرتے رہنے کا بھی لحاظ کیا جائے۔

گھر میں ذکر کی پابندی کی ترغیب
ایک عالم صالح مدرس کا خط

حال: عرض ہے کہ اس ناچیز کو جو کچھ لکھنا ہے نہ اس میں کچھ ترتیب سمجھ میں آتی ہے اور نہ یہ ہی سمجھ میں آتا

ہے کہ کون سی بات لکھنے کی ہے اور کون سی نہیں لکھنے کی ہے۔ بہت دیر تک سوچا مگر مجبور ہوکر بے ترتیب ہی لکھتا ہوں۔ میرے اندر ایک بات یہ ہے کہ مجھ سے ذکر کی پابندی صرف مدرسہ میں رہنے تک تو ہوتی ہے اور جب گھر میں رہنے لگتا ہوں تو دو چار دن کے بعد ذکر کی پابندی نہیں رہتی گھر رہ کر قاعدہ کے موافق ذکر نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ آخر ایسے اتفاقات بھی ہوتے ہیں (کہ آدمی مدرسہ میں نہیں رہتا ہے) اور کبھی اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا اس لئے یہ تو ہمیشہ کی بیماری ہوئی اس کوتاہی کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس طرح کہ ایسے وقت میں بھی ذکر کی پابندی کی جائے آخر ذکر فعل اختیاری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اختیار سے کام نہ لیا جائے۔ اگر یہی کم ہمتی رہی تو کل نفس کہے گا کہ فلاں شہر میں جو مسجد ہے اس میں نماز پڑھنے سے تو نماز کی پابندی ہوتی ہے اور جہاں اب سکونت ہے یہاں کی مسجد میں مجھ سے پابندی نہیں ہوتی تو ہر وقت وہ مسجد کہاں سے آئے گی تو کیا اس مسجد میں پہنچنے تک نماز نہ پڑھی جائے گی بلکہ خود سے ایسا اہتمام کرنا چاہئے کہ اگر گھر کے علاوہ دوسری جگہ نہ بھی ملے تب بھی گھر ہی میں ذکر کرنا چاہئے۔ رائضین (گھوڑوں کی تربیت کرنے والوں) کا معمول ہے کہ گھوڑا جس چیز سے چمکتا ہو اس سے دور کرنے کا اہتمام نہیں کرتے کہ ہمیشہ کی مصیبت ہے بلکہ اسی چیز کے سامنے آنے اور دیکھنے کا عادی بناتے ہیں یہاں تک کہ چمک نکل جاتی ہے لیکن کہیں اس کے علاوہ کوئی ایسی صورت ہو کہ اس چیز سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑے گا تو وہاں زیادہ محفوظ طریقہ یہی ہے کہ اس رکاوٹ سے دوری اختیار کی جائے خوب سمجھ لو۔

حال: خانقاہ کے قیام کے زمانہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے ایسی توفیق ہوتی ہے کہ اپنے تمام کام اچھی طرح ہو جاتے ہیں اور جہاں خانقاہ سے باہر رہا بس کیفیت بالکل الٹ ہو جاتی ہے اس وجہ سے بہت حیران ہوں۔

تحقیق: باتوں کی حقیقت کا نہ جاننا حیرت کا سبب ہے میں نے اوپر حقیقت واضح کر دی ہے اس کو سرسری (ہلکا) نہ سمجھیں۔

حال: اس پر ایک اور بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمت بھی کمزور ہے اور جسم بھی کمزور ہے۔

تحقیق: کیا کمزوروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

حال: ؎

دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف ❀ اے خضر پے خجستہ مدد کن بہمتم

ترجمہ: ”دریا اور پہاڑ میری راہ میں ہیں اور میں کمزور ہوں ــــــ اے بابرکت خضر میری ہمت کی مدد کر۔“

تحقیق: بڑی مدد یہی ہے کہ حقیقت پر بتا کر صحیح علاج بتایا جائے۔ الحمدللہ میں یہ کر چکا ہوں۔

حال: اب گھر کے خط سے معلوم ہوا کہ والدہ صاحبہ اور چھوٹے بھائی بہن یہیں آ جائیں گے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر یہ آ گئے تو میں خانقاہ ہی میں رہا کروں گا اگر نہ آئے تو پھر دوبارہ حضرت سے پوچھوں گا۔

تحقیق: خواہ آئیں یا نہ آئیں میں نے تو پوچھنے سے پہلے ہی جو کام میرے نزدیک زیادہ صحیح تھا بتا چکا ہوں۔ یہ بھی عورتوں کا بہانہ ہے کہ گھر والوں کے آنے کا بہانہ بتایا ہے۔ کام کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کام شروع کر دینا چاہئے کسی بات کا انتظار نہ کرنا چاہئے یہ نفس کی بندگی و اسیری ہوئی اگر یہی مزاج رہا تو وہ حالت ہو جائے گی ؂

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم ❁ باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

ترجمہ: "ہر رات کہتا ہوں کل یہ کام چھوڑ دوں گا پھر جب کل آتا ہے تو کہتا ہوں کل چھوڑ دوں گا۔"

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ بعض حالات میں انتظام سے کام نہ ہو گا بلا سے بے انتظامی پھر بیکاری سے اچھی ہے ؂

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ❁ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: "محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگرچہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔" (مطلب یہ ہے کوشش اگرچہ بے انتظامی سے ہو مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ اچھا نتیجہ لائے گی خطبات حکیم الامت)۔ (بتصرف: ۲۲/۱۸۸)

یہ تو وہی مثل ہوگئی کھاؤں گا گھی سے نہیں جاؤں گا جی سے۔ تو کیا یہ کوئی عقل کی بات ہے واللہ الہادی۔

حال: دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ خانقاہ سے باہر رہنے کے زمانہ میں ذکر کی پابندی نہیں ہوتی اس وجہ سے حضرت کو حالت کی اطلاع کرنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے یہ خیال کرتا ہوں کہ اب پابندی کرلوں تو اطلاع کروں بس اسی میں رہ جاتا ہوں ایسے وقت کیا مناسب ہے؟

تحقیق: مناسب کیا واجب یہی ہے کہ اطلاع کی جائے۔ دیکھو اس وقت اطلاع کی تھی جو تمہارے اصول (کی پابندی کروں تو بتاؤں) مگر اس کی وجہ سے کتنے حقیقی علوم ظاہر ہوئے جن کو اگر رہنما بناؤ عمر بھر کا علاج ہے۔

ذکر کا وقت

حال: قصد السبیل میں لکھا ہے کہ تلاوت قرآن کے بعد اسم ذات اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھے تو کسی دوسرے وقت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: ہاں (پڑھ سکتا ہے)۔

ضرورت ذکر

حال: مجھ کو دو باتوں سے بہت پریشانی ہے پہلی بات یہ کہ پہلے میں نے کئی دفعہ آزمایا کہ جب میری حالت خراب ہوئی بس جہاں حضرت کے پاس دو چار روز بیٹھا اور حالت سنبھل گئی نہ ذکر کرنے کی ضرورت ہوتی تھی نہ کسی اور بات کی۔

تحقیق: ذکر سے بے پرواہی کا خیال غلطی ہے جو کیفیت صحبت سے ہوتی ہے اس کا باقی رہنا اور مضبوط ہونا ذکر ہی پر موقوف ہے۔

معمولات میں اضافہ

حال: معمولات میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ اخیر شب میں دس بارہ رکعت تہجد کے بعد بارہ تسبیح جہراً اسم ذات کم از کم تین ہزار بار اور زیادہ سے زیادہ چھ ہزار مرتبہ جہراً فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ کی جگہ ڈھائی تین پارہ کلام مجید مطالعہ میں دعوات عبدیت حصہ ۶ تربیت السالک حصہ ۲، الدر المنضود حصہ ۱ ہیں۔ اب جو مناسب ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: سب ٹھیک ہے۔

ذکر اور خشکی کے آثار

حال: قلب میں اکثر اوقات حرکت رہتی ہے جو اس سے پہلے نہیں تھی۔ کبھی کان میں آواز بھی آتی ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آواز ذکر کی آواز ہے یا کیا اور جھینگر جیسی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔

تحقیق: ذکر کے اثر اور خشکی کی ملاوٹ ہے خشکی کا علاج مناسب ہے۔

ذکر کا شوق

حال: آج بندہ جب ذکر کرنے لگا تو طبیعت میں ذوق وشوق پیدا ہو کر جوش آ گیا حتیٰ کہ آواز بلند ہو گئی ذکر کے ختم ہونے کے بعد یہی خواہش رہی کہ اور کیا جائے۔

تحقیق: مبارک ہو گو یہ مقصود نہیں مگر محمود ہے اور محمود بھی مقصود کے لئے مددگار ہونے کی وجہ سے ہے۔ مبارک باد کے قابل اور شکر کرنے کا سبب ہے۔

حال: مگر چونکہ ذکر کو بڑھانے اور زیادہ کرنے کے بارے میں ارشاد عالی ابھی نہیں ہوا اس لئے بارہ ہزار ہی پر اکتفا کیا۔

تحقیق: اگر پھر ایسا اتفاق ہوا تو ذکر بڑھا دیا جائے۔

حال: اللہ کا نام سن کر طبیعت کو لذت حاصل ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو آخر تک جو ابھی لکھا ہے۔

ذکر کے لئے وقت کو معین کرنے یا عدد کو معین کرنے کی ضرورت

حال: ذکر کی تعداد متعین نہیں کی جب طبیعت نہیں لگتی ہے بس کرتا ہوں اور گننے سے طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے کیونکہ ختم ہونے تک یہ خیال رہتا ہے کہ ابھی اتنا باقی ہے۔

تحقیق: یہ بڑی غلطی ہے یا تو عدد مقرر کریں یا وقت متعین کریں صرف طبیعت پر چھوڑنا نہ کرنے کا دروازہ کھولنا ہے۔

حال: صرف زبانی ذکر جتنا ہو سکتا ہے اس میں شب و روز مشغول رہتا ہوں۔

تحقیق: کافی ہے مگر عدد کا تعین بھی بہتر ہے۔

ذکر کرتے وقت منہ میں مٹھاس معلوم ہونا

حال: ذکر کرنے کے وقت زبان میں ایک قسم کی مٹھاس معلوم ہوتی ہے ہر دفعہ تو نہیں کبھی کبھی یہ بھی ذکر کے بارے میں کوئی بات ہے یا یوں ہی نفس کا خیال ہے۔

تحقیق: (اس بات کا) ذکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ذکر کے آثار

حال: حضرت! ذکر کا کوئی اثر ایسا بھی ہے کہ جس کا جلدی حاصل ہونا بھی مطلوب ہو۔

تحقیق: ہے جو اس آیت میں ہے ﴿فاذکرونی اذکرکم﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)۔ اور اس کے خلاف بھی نہیں ہوتا۔ (کہ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور وہ تمہیں یاد نہ کریں ایسا کبھی نہیں ہوتا ہے)۔

حال: تقریباً ایک مہینہ سے بائیں جانب پستان سے دو یا تین انگل نیچے سے اوپر تک شور سا محسوس ہوتا ہے

کبھی پورے بائیں ہاتھ میں بھی شور سا لگتا ہے۔ خاص طور پر نماز میں جب دل کی طرف خیال ہوتا ہے تو اس وقت بہت زیادتی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ذکر کا اثر ہے مبارک ہو مگر دل کو خوش رکھنے اور تر کرنے اور قوت دینے والی دواؤں کا استعمال ضروری ہے تاکہ اختلاج نہ ہو جائے اور اگر ذکر میں ضرب لگانے اور سانس روکنے کا معمول ہو تو کچھ دن کے لئے چھوڑ دیں۔

حال: اکثر اوقات دل ذاکر لگتا ہے اور دھیان تو تقریباً ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے۔ دل کی حالت ہر وقت ایسی رہتی ہے کہ جیسے کوئی کسی کا بہت ہی منتظر رہتا ہے۔

تحقیق: پسندیدہ آثار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائیں۔

حال: ایک دن ذکر کرتے ہوئے اچانک قلب آئینہ کی طرح نظر آیا جس پر رقیق اور لطیف (ہلکا سا باریک) نیلے رنگ کا حجاب معلوم ہوا۔ اس وقت قلب میں ایک ٹھنڈک بھی محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ دیر تک قلب آئینہ کی طرح معلوم ہوتا رہا۔ پہلے یہ خیال ہوا کہ شاید صرف خیال ہو مگر اس حالت کے ختم ہونے کے بعد بہت تصور کرنے سے بھی یہ بات نہ پیدا ہوئی اور نہ وہ ٹھنڈک محسوس ہوئی۔

تحقیق: بلاشبہ وہ نور تھا جو تین نوروں سے مل کر بنا ہوا تھا۔ ایک خود نور قلب جس پر (دوسرا) نور روح غالب آ کر چھا گیا۔ دل کا نور لال ہے، دوسرا نور روح کا جو سفید ہے اس پر (تیسرا) نور خفی کا ہلکا سا غلبہ ہو گیا اور اس کا رنگ نیلا ہے۔ اس (نور کے) مجموعہ کا مقام دل پر نظر آنا یہ حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے مزاج کے مطابق ہے کہ وہ لطیفۂ قلب کو توجہ کے قابل اور سارے دوسرے لطیفوں کا متبوع (کہ دوسرے لطیفے اس کے پیرو ہیں) فرماتے تھے۔ اسی طرح یہ حدیث کے زیادہ موافق بھی ہے۔ "الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله الحدیث" (سن لو! جسم میں ایک لوتھڑا ایسا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے)۔ یہ سارے آثار پسندیدہ ہیں اور سالک کے لئے خوشی اور تسلی کا سبب ہیں۔ اسی وجہ سے کہ یہ سب لطف وصحت کی وجہ سے ہیں تسلی کا رحمت ہونا ظاہر ہے۔ لیکن مقصود نہیں ہیں جیسا کہ دوسری حسی نعمتیں جو طبیعت کے اطمینان کا سبب ہیں۔ وہ نعمتیں بھی شکر کے قابل ہیں اور نعمتوں کی طرف توجہ کرنے کا ہر درجہ ناپسندیدہ اور حجاب نہیں ہے بلکہ (ایسی توجہ ناپسندیدہ ہے) جب کہ وہ توجہ انعام کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ کا آئینہ نہ بنے۔ باقی ہلکی سی توجہ ہلکے سے ارادے سے ہو اور انعام کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ پر غالب نہ ہو اس کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حَال: پھر اس تصور کو لا طائل سمجھ کر چھوڑ دیا اور استغفار کیا کہ خواہ مخواہ ایک کیفیت کے لئے ہیں میں نے اتنی دیر تصور کیا۔

تحقیق: حقیقت میں جان بوجھ کر تو ادھر توجہ نہ کرنا چاہئے لیکن اس کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ اس دور کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ غرض نہ اس کا استحضار کیا جائے اور نہ ہی اس کا انکار کیا جائے کہ دونوں میں غیر مقصود کی طرف توجہ کرنا ہے ایک میں ثابت کرنے (یعنی لانے) کے لئے دوسرے میں دور کرنے (یعنی خیال نہ لانے) کے لئے (غیر کی طرف توجہ کرنا) ہے اور یہی غیر کی طرف توجہ کرنا حجاب ہے۔ یہ الگ باریک و نازک بات ہے سمجھنے کے لائق ہے۔ وللہ الحمد۔

حَال: ایک دن تین ہزار ذکر کے بعد حجرے میں جا کر لیٹ گیا تو ذکر جاری ہوا تو بہت خوشی ہوئی دل پر ایک کھجور کی ہری ٹہنی اس شکل پر  اوپر کھینچ رہی ہے اس میں ایک عجیب آواز ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ ٹہنی درمیان سے اس طرح  پھٹ گئی اس کی شاخوں سے دل پر بارش کی طرح کے بہت قطرے پڑے اور آواز پیٹھ کی جانب جا کر گردن کے قریب ختم ہوئی۔ اور جاگ گیا ارشاد فرما دیجئے کہ کیا ہے۔

وضاحت: اگر حکمت سونے جاگنے کی حالت کے درمیان پیش آئی ہے تو صاف لکھئے جواب دیا جائے گا اگر صرف خواب ہے تو بالکل بھی توجہ کے قابل نہیں ہے آخر میں جو لکھا ہے "بیداری ہوگئی" سے دونوں باتیں "خواب یا سونے جاگنے کی حالت) ہوسکتی ہیں۔

وضاحت کا جواب: میرے حضرت! یہ بات سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں پیش آئی تھی مگر میرے نزدیک یہ بات توجہ کے قابل نہیں تھی اس لئے ذکر نہیں کی گئی تھی۔

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ ﴿ضرب الله مثلاً كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فى السماء تو تى اكلها كل حين باذن ربها﴾ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (توحید و ایمان) کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے کہ (وہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے۔ جس کی جڑ (زمین میں) خوب گڑی ہوتی ہے اور اس کی شاخیں اونچائی کی طرف جا رہی ہیں وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے۔ یہ ٹہنی ان ہی شاخوں سے تھی جس سے مراد اعمال صالحہ ہیں اور خصوصاً ذکر ہے۔ اس کی کھجور کی سی مثالی شکل اسی لئے نظر آئی کہ شجرۂ طیبہ کی تفسیر کھجور کے درخت ہی سے کی گئی ہے۔ اور قلب پر اس کا نظر آنا اسی لئے ہے کہ اس عمل کی اصل شاخ قلب ہی میں ہے اور اوپر کھینچنا (ان شاخوں کا) آسمان میں ہونے کا ثبوت ہے اور آواز ان اعمال کی حیوۃ اور بقاء کی طرف اشارہ ہے کہ مقبول عمل زندہ کی طرح ہے اور غیر مقبول اس وجہ سے کہ وہ اس روح سے خالی ہے جو قبولیت

کے لئے ضروری ہے وہ مردہ کی طرح ہے اور اس کا چھٹنا مختلف قسم کے ثمرات کے عطا ہوتے کی شکل مثالی ہے اور اس سے قطرے اور بوندیں جو نکلی ہیں وہ اعمال کے ثمرات کی صورت مثالیہ ہے جس کو (آیت) ﴿توتی اکلھا﴾ میں فرمایا ہے (کہ وہ درخت ہر فصل میں پھل دیتا ہے) اور (ان ایمان کے ثمرات کو) قطروں کی شکل میں دیکھنا ان ثمرات کے روح کے پسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ ان اعمال سے جو ثمرات پیدا ہوتے ہیں یعنی احوال و واردات سے دل میں حقیقی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ گردن کے قریب ختم ہونا اس کے کامل و متناہی ہونے کی طرف اشارہ ہے اس طرح سے کہ تمام روح میں سرایت کرتی ہے چونکہ گردن شہ رگ کی جگہ ہے جس سے روح کا خاص تعلق ہے۔ غرض بہت اچھی حالت اور بشارت ہے اور محمود ہے مگر مقصود نہیں۔ نعمت سمجھ کر شکر کرنا چاہئے۔ مگر مقصود سمجھ کر کمال نہ سمجھنا چاہئے۔

حَالؒ: اب کبھی ذکر کرتے وقت ایسا سرور ہوتا ہے اور رونگٹے بدن پر کھڑے ہوتے ہیں یعنی ایسا سرور ہوتا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ شاید اگر زیادہ ہو تو غشی ہو جائے۔

تحقِیق: مبارک ہو۔

حَالؒ: (حضرت! میں نے) کانپور میں حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ جس وقت ذکر اسم ذات شریف شروع کرتا ہوں تو میرے قلب میں جھنجھناہٹ اور کھجلی سے ہوتی ہے۔ جس طرح سوئے ہوئے عضو میں پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اوپر والی ظاہری جلد پر بھی کھجلی پیدا ہو جاتی ہے اور پستان کے نیچے ہاتھ پھیر کر ملنے سے وہ کیفیت نہیں رہتی تھی۔ حالانکہ حضور سے پورے طور سے اس وقت عرض کرنے کی ہمت نہیں ہوئی مگر ٹپکا پور کی دعوت میں حضور نے تشریف لے جاتے وقت یہ فرمایا تھا کہ شاید تیرا قلب کمزور ہو ضرب کے بغیر ذکر کرنا اور پھر لکھنا۔ حضور ٹمٹم (دو پہیوں کی انگریزی گاڑی) میں سوار ہو گئے۔ آگے کچھ عرض نہیں کر سکا اور اس کیفیت کا حال ان الفاظ سے جھنجھناہٹ و کھجلی تھی۔ سوئے ہوئے عضو میں جیسے لفظ سے عرض کرنا یہ بھی تعبیر میرے نزدیک ٹھیک نہیں لگتی ہے کچھ عجیب ہی کیفیت ہوتی تھی کہ جس سے مشغولی پیدا ہوتی اور تمام منتشر خیالات سے نجات ہو کر توجہ اس طرف ہو جاتی تھی۔ تھوڑی سی تکلیف بھی ایسی نہیں ہوتی تھی بلکہ ایسا لگتا ہے جب کمر سیدھی کر کے سر بائیں جانب سے دائیں جانب مونڈھے تک لے جاتا ہوں کہ قلب کھنچتا ہے اور کھلتا ہے یعنی جس طرح دبی ہوئی یا بچھی ہوئی چیز کھلتی اور پھولتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ معلوم ہوتا کہ خارش اور جھنجھناہٹ بھی ہے۔

غرض مجھ سے کسی لفظوں میں اس کی پوری تعبیر نہیں ہو سکتی اس سے میں قاصر ہوں اور تجربہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر جتنا زیادہ ہوتا جاتا ہے سکون اور وہ کیفیت زائل ہوتی جاتی ہے یعنی ہزار پندرہ سو تک تو یہ کیفیت رہتی

اور پھر سکون سا ہو جاتا اور جتنا ضرب کے ساتھ کروں قلب کو جلدی سکون حاصل ہوتا ہے۔ اب دو تین روز سے وہ کیفیت محسوس نہیں ہوتی۔

تحقیق: یہ کیفیت ذکر کے اثر اور دل کی کمزوری سے مرکب تھی تھوڑی دیر کے بعد دل کے عادی ہونے کی وجہ سے ذکر کو برداشت کر لیتا تھا۔ اب اگر وہ کیفیت نہیں تو کچھ حرج نہیں وہ خود پائی جائے یا جان بوجھ کر لائی جائے (دونوں صورتوں میں) مقصود نہیں لیکن احتیاطاً کسی طبیب سے دل کو قوت دینے والا علاج کرانا مناسب ہے اور اگر وہ کیفیت پھر لوٹ آئے اور تکلیف دہ نہ ہو تو کچھ فکر نہیں ورنہ پھر اس خط کے ساتھ دوبارہ اطلاع دی جائے۔

حال: میرے معمولات کے اوقات یہ ہیں تہجد کے بعد بارہ تسبیح مغرب کے بعد خوب جہر وضرب قوت کے ساتھ تین ہزار بار اسم ذات شریف کرتا ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کی توجہ و دعا سے کوئی تکلیف کمزوری محسوس نہیں ہوتی اور فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ حضور کی دعا وتوجہ کی ضرورت ہے۔ حضور کے سوا ہمارا کوئی ذریعہ نجات ورہنمائی نہیں ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اللہ مزید برکت عطا فرمائے۔

حال: ایک دن ذکر کے آخر میں بس ہچکی سی بندھ گئی یعنی جو لفظ زبان سے کہتا تھا وہی لفظ دل سے دھکے کے ساتھ نکلتا تھا۔ یہ حالت دعا کے ختم تک رہی یہ بھی تحقیق فرما کر بتائیے۔

تحقیق: قوت متخیلہ کی حرکت سے اعضاء و جوارح پر یہ اثر ہوا پسندیدہ ہے کوئی کمال نہیں ہے۔

حال: آج ایک ہفتہ گزر گیا تہجد کے بعد ذکر کی حالت میں احقر کے پاس ایک شخص حاضر ہوا تھا۔ احقر نے اس کے پاؤں دبانے شروع کئے پھر وہ اچانک غائب ہوگیا۔ غائب ہونے کے وقت یہ آواز دی کہ میں خواجہ معین الدین ہوں۔ یہ کیا دیکھا معلوم نہیں اطلاع فرمائیں۔

تحقیق: ذکر کے درمیان جو واقعہ پیش آیا احتمال ہے کہ صحیح ہوا ایسا ممکن ہے مگر اس کو کمال نہ سمجھیں۔ ایسی باتیں عمل میں شوق پیدا کرنے کے لئے پیش آجاتی ہیں۔

حال: پرسوں کا عجیب واقعہ ہے کہ حسب معمول دو بجے رات کو اٹھ کر تہجد کے بعد ذکر کر رہا تھا تیرہ تسبیح پوری کرنے کے بعد بھی جی نہ چاہا کہ بند کروں ایسی لذت ویکسوئی تھی کہ اچانک اِلَّا اللّٰہ کا ذکر پھر شروع ہوگیا بغیر گنے گھنٹوں ایسی حالت رہی کہ آنسو آنکھوں سے جاری تھے اور آواز اتنی اونچی ہوگئی کہ کبھی ایسی نہ ہوئی تھی۔ اسی حالت میں معلوم ہوا کہ زمین سے آسمان تک دونوں طرف فرشتوں کی قطار کھڑی ہے اور میں ہر ایک فرشتہ کے سامنے جا جا کر اِلَّا اللّٰہ کہتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ اس کے گواہ رہئے گا۔ اسی طریقہ سے آسمان کے

بالکل قریب چلا گیا یہاں تک کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوکر اِلَّا اللّٰہ کا نعرہ ایسا مار رہا ہوں جیسا کوئی شخص سخت مصیبت میں گرفتار ہوکر اپنے مالک کا نام لے کر دہائی دیتا ہے۔ بہت دیر تک دہائی دیتا رہا اچانک حکم ہوا کہ اس کو نکال دو کیوں چلا رہا ہے اور کہہ دو کہ جب تک پورے طور سے شریعت کی پابندی نہ کرے گا ہمارے یہاں کچھ شنوائی (فریاد پوری) نہ ہوگی یہ سن کر وہاں سے روتا چلاتا اِلَّا اللّٰہ کہتا ہوا واپس آ رہا تھا کہ ایک جگہ دیکھا کہ فرشتوں کا اور زیادہ ہجوم ہے اور تخت شاہی بلند مقام پر حضور پرنور ﷺ روحی فداہ رونق افروز ہیں اور ان کے سامنے نیچے آپ گردن جھکائے ہوئے کچھ لکھ رہے ہیں یا کوئی کتاب دیکھ رہے ہیں میں حضور ﷺ کو دیکھتے ہی بے تاب ہوگیا اور بڑے زوروں سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہنا شروع کیا اور زار زار رو رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ نے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا: "کہ تم کیوں شریعت کی پابندی پورے طور پر نہیں کرتے۔" میں یہ سن کر اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا تو پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "اچھا بارگاہ رب العزت میں توبہ کرو" میں سنتے ہی فوراً سجدہ میں گیا اور رو رو کر توبہ کرنے لگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اچھا بھائی سب لوگ دعا کرتے جاؤ۔" بس خود سرکار محمد ﷺ نے اور آپ نے اور کل فرشتوں نے میرے لئے دعا کی دیر تک دعا فرماتے رہے۔ پھر صبح کی اذان کا وقت ہوگیا اور مسجد میں اذان ہونے لگی میرے کان میں آواز گئی اور اچھی طرح سے خیال کیا تو دیکھا کہ میرے ہاتھ بھی دعا کے لئے اٹھے ہوئے تھے اور وہ...... سارا مجمع مبارک مجمع آنکھوں (کے سامنے) سے ہٹ گیا۔

اس مجلس عالی کی جدائی کا بڑا قلق ہوا مگر حضور ﷺ کا اپنے لئے دعا فرمانا اور سارے فرشتوں کا اور آپ کا یاد کر کے تمام دن ایسا سرور رہا کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ صبح کو اٹھ کر اپنے کھانے کا اسی وقت انتظام کیا کہ روپیہ قرض لے کر اسی سے سب قسم کا غلہ منگایا یہ خیال کیا کہ تنخواہ سے اس قرض کو ادا کر دوں گا۔

تحقیق: سبحان اللہ ماشاء اللہ مجھ کو وجد کی کیفیت ہوگئی خدا تعالیٰ مبارک کرے اور آپ کے لئے برکات کی چابی فرمائے آپ نے جس طریق سے اس پر عمل شروع کیا ہے خدا تعالیٰ اس میں ترقی دے کر اس کو مکمل فرمائے۔

حال: آج صبح کا وقت ذکر کی حالت میں غیب سے یہ آواز ہوئی کہ تم سے خدا تعالیٰ راضی ہوا یہ کیا حال ہے معلوم نہیں۔

تحقیق: یہ واقعہ "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ" (کہ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں (بھی)) کا ایک مصداق ہے۔ مبارک ہو۔ خوشخبری کی حکمت یہ ہے کہ دل

بڑھے اور زیادہ کام میں لگیں۔

حَال: گزارش احوال یہ ہے کہ آج صبح نماز فجر سے پہلے ذکر میں مشغول تھا کہ خود بخود غنودگی کی ایک حالت ۵، ۷ منٹ کے لئے طاری ہوگئی۔ اس وقت جناب والا کو دیکھا کہ آپ نے میرے دل میں نور کے دوستون قائم فرمائے اور یہ فرمایا کہ یہ ایک ستون مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ہے اور یہ ایک ستون مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے۔ وہ دوستون بہت باریک اور نور سے چمکتے ہوئے تھے۔ جب میرے قلب میں وہ قائم کئے گئے عجیب حالت ہوئی جس کا اب تک بہت اثر ہے۔

تَحقِیق: پہلی نبوت کی نسبت ہے دوسری ولایت کی نسبت ہے۔ مولانا گنگوہی پر پہلی غالب تھی مولانا نانوتوی پر دوسری کا غلبہ تھا مبارک ہو۔

حَال: ایک دن میں تہجد کے بعد ذکر کر رہا تھا یہ معلوم ہوا کہ میرا جسم ایک دم سے پھول کی طرح ہلکا ہوگیا اور کچھ وزن نہیں رہا چند منٹ یہ حالت رہی ایسا معاملہ آج تک کبھی پیش نہیں آیا۔ ذکر کی حالت میں کچھ مرتبہ جاگنے کی حالت میں آنکھیں بند تھیں تو یہ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کھلا ہوا سامنے رکھا ہے اور تلاوت کرتا ہوں کبھی ایک آیت یا دو آیت تک یہ بات باقی رہی۔

تَحقِیق: پہلی کیفیت غالباً ذکر کا اثر ہے جس سے روح میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے اور روحانیت کے غلبہ سے اس لطافت کا اثر جسم پر ہوتا ہے پسندیدہ حالت ہے مگر مقصود نہیں اور دوسری کیفیت ذکر کے سرایت کرنے کی علامت ہے یہ بھی پسندیدہ ہے۔

حَال: اب تعمیل ارشاد میں گزارش ہے کبھی نماز پڑھنے میں دل میں رقت ہوتی ہے۔

تَحقِیق: یہ ذکر کا اثر ہے۔

حَال: ایک بات جو ذکر کی حالت میں پیش آتی ہے وہ تحریر خدمت ہے۔ وہ یہ کہ ایک دن ذکر کی حالت میں کسی شخص کی آواز سنائی دی میں نے نہ تو اس آواز دینے والے کو پہچانا اور نہ اپنا نام سنا اتنا کرنے کے بعد پھر ذکر میں مشغول ہوگیا۔ دوبارہ پھر ایک آواز معلوم ہوئی پھر غور کیا تو کوئی معلوم نہیں ہوا پھر اپنے کام میں مشغول رہا۔ اسی طرح تین بار ہوا اس کے بعد میں اپنے کام میں ہی مسلسل مشغول رہا اور ذکر کرتا رہا اس کے بعد کوئی آواز وغیرہ معلوم نہیں ہوئی۔

تَحقِیق: اس (آواز) کی طرف جتنی توجہ کی اتنی توجہ بھی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ سب حجابات (پردے) ہیں۔

حَال: احقر نے اس سے پہلے خط میں انوار کے بارہ میں سوال کیا تھا ارشاد ہوا تھا لطائف کے انوار اور دماغ

تصرف دونوں ہی ہو سکتے ہیں توجہ نہیں کرنی چاہئے۔ حضور اس (لطائف کے انوار اور دماغ کے تصرف) میں فرق کس طرح کیا جاتا ہے۔

تحقیق: اس کی بھی ضرورت نہیں اس کی تحقیق بے کار ہے اور راستے سے ہٹانے والی چیز ہے۔

حال: اس ہفتہ میں ایک دن دیکھا کہ بجلی کی طرح ایک نور میرے سینہ سے نکل کر پھر اندر چلا گیا اور بندہ حیران رہ گیا۔ ذکر کے درمیان خصوصاً سحری کے وقت اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے سر کے اوپر آسمان ہے اور اس میں ستارے ہیں اور سارا جہاں منور (روشن) ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ میں کہاں ہوں حالانکہ میں مسجد یا حجرہ میں ہوتا ہوں نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں زمین پر ہوں۔ سارا جہان بالکل انوار ہی انوار معلوم ہوتا ہے اور سر کے اوپر آسمان اور ستارے نہ درخت ہوتا ہے نہ انسان نہ اور کچھ کبھی کبھی آسمان پر چاند بھی نظر آتا ہے۔

تحقیق: اس کا وہی جواب ہے جو پہلے پرچہ میں مذکور ہوا میرا یہ کہنا دونوں احتمال ہیں۔ آخر تک

حال: پہلے ساری چیزوں وغیرہ کی طرف توجہ حجاب لگتی تھی اور طبیعت میں اس لئے نفرت تھی۔ اس وقت طبیعت کو معرفت کی طرف متوجہ پاتا ہوں اس لئے اتنی نفرت نہیں رہی جتنی پہلے تھی نہ معلوم میری کیا حالت ہو رہی ہے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: یہ حالت پہلے سے بلند ہے اگر اشیاء کی طرف توجہ نہ ہو مگر اس دوسری حالت میں دھوکہ بہت ہوتا ہے اس لئے معرفت کی حیثیت سے بھی ان کی طرف توجہ جان بوجھ کر نہیں کرنی چاہئے۔

حال: گزارش ہے کہ بندہ بفضلہٖ تعالیٰ استقامت سے اپنے وظائف پر پابند ہے اگر چہ کبھی کبھی نفس گھبراتا بھی ہے مگر پھر جلدی سیدھا ہو جاتا ہے۔ ایک دن اسم ذات پڑھتے پڑھتے ایک صورت دل میں نظر آتی تھی جو مسلسل میری ہی طرح سر ہلا کر اللہ اللہ کر رہی تھی اور دل یہ کہتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صورت مثالی ہے۔

تحقیق: یہ خیال خطرناک ہے بلکہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ اپنی روح کی صورت مثالیہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تسلی دینے کو منکشف کر دیا ہے (اس کا مطلب یہ ہے) کہ ذکر کا اثر روح تک پہنچ گیا ہے قبولیت کی علامت ہے۔

حال: جس کا عکس تمہارے اوپر پڑ رہا ہے اگر اس کی طرف سے یہ معاملہ نہ ہو تو تم ہرگز خدا کو یاد نہ کر سکو جیسا کسی برقعہ میں اپنا محبوب ہو اس طرح اپنے آپ میں اور دوسری چیزوں میں اللہ تعالیٰ کا ہونا اور ان کا نہ ہونا ذوقاً معلوم ہوتا ہے اور ہر شے اسی کے ظاہر ہونے کی جگہ معلوم ہوتی ہے جس طرح سورج کے آگے شیشہ (کہ شیشہ میں سورج کا عکس ہوتا ہے ایسے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا عکس ہے)۔

تحقیق: مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ ظاہر ہونے کی بالکل ایسی ہی حالت ہے یہ عبارت سمجھانے کے لئے ہے نہ کہ

اعتقاد رکھنے کے لئے۔

حَال: اپنی طرف کوئی چیز منسوب کرتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی ہے کہ میں کیا چیز ہوں اگر اپنے نیک کام پر نظر پڑتی ہے تو اس کی مہربانی کا عکس معلوم ہوتا ہے اس وقت بڑا مزہ اور لذت آتی ہے یہ باتیں ظاہر کرتے ہوئے دعوی معلوم ہوتا ہے اس لئے گھبرا گھبرا کر عرض کر رہا ہوں۔

تحقیق: یہ پسندیدہ ہے مبارک ہے۔

حَال: کبھی کبھی ذکر کے وقت اپنا چہرہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: نور ذکر کا طبعی اثر ہے۔

حَال: تہجد تو کبھی کبھی قضا ہو جاتی ہے اور کوئی ایسا خواب وغیرہ نظر نہیں آتا جس سے جاگ اٹھوں مگر فجر کی نماز کے لئے اگر تاخیر ہوتی ہے تو اس قسم کے خواب دیکھتا ہوں کہ جماعت تیار ہے اور میں وضو وغیرہ میں مشغول ہوں بس گھبرا کر جاگ اٹھتا ہوں مگر کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ سوتے میں کسی نے پکارا (مولوی صاحب) بس جاگ اٹھا ایک مرتبہ کسی نے ان الفاظ سے پکارا (مولوی رفیع الدین صاحب) بس جاگ اٹھا تو اللہ تعالیٰ سے کمترین نے دعا کی کہ یا اللہ تعالیٰ میرا نفس تو ابھی اس قابل نہیں ہوا کہ اس طرح بیدار کیا جاؤں اور نفس کی حالت درست رہے پھر جب سے کوئی آواز نہیں آئی کمترین یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ یہ آواز دنیا کے عالم کی تھی یا کوئی اور تھی۔

تحقیق: غالباً ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) ہے لطائف غیبیہ سے تربیت و ہدایت کی جاتی ہے اور یہ اگرچہ پسندیدہ ہے مگر مقصود نہیں نہ اس کا ہونا کمال ہے نہ نہ ہونا نقصان دہ ہے۔

حَال: پیر کی رات جس وقت تہجد پڑھ کے ذکر کرنے بیٹھا ہوں تو کچھ دیر بعد مجھے موت اور موت کے بعد کا واقعہ آیا تو حضرت! مجھے اتنا رونا آیا کہ مجھے ذکر کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ جب بھی ذکر شروع کرتا رونا آتا اسی حالت میں میں نے ذکر پورا کیا۔ حضرت! بدھ کی رات جب ذکر شروع کیا تو جس وقت اللہ اللہ کی تین تسبیحیں ختم ہوگئیں تو میں بے خبر ہو گیا دنیا میں ہوں یا نہیں یہ خبر مجھے نہ تھی تو دیکھتا ہوں کہ میں ایک بہت بڑے میدان میں پہنچ گیا اور دیکھتا ہوں، کہ ایک طرف بہت بڑا مکان ہے ایسا خوبصورت مکان کبھی نہیں دیکھا اور اس مکان کے سامنے باغ بھی لگا ہوا ہے دل میں خواہش ہوئی کہ اندر جا کر دیکھوں پھر اندر جانے کی فرصت نہیں ملی ہوش آ گیا تو دیکھتا ہوں نہ مکان ہے نہ کچھ وہی اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے آپ کو پایا۔

تحقیق: ان باتوں کی طرف توجہ نہ کریں۔

حَال: حضرت منگل کی رات جس وقت نفلیں پڑھ کر بارہ تسبیح شروع کیں کچھ دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ ساری

مسجد روشن ہوگئی آنکھ کھول کر جو دیکھا تب بھی روشن معلوم ہوئی۔

تحقیق: ایسے حالات اس مصلحت کے لئے بھی پیش آجاتے ہیں کہ سالک کو نشاط ہو (سلوک کے) راستے میں مشغول ہونا آسان ہو۔

حال: بحضور اقدس سیدی و مرشدی و آقائی مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گزارش ہے کہ آج ایک نئی بات پیش آئی وہ یہ کہ ذکر کرتے کرتے بہت لطف آیا دوسرے دنوں سے زیادہ اور اس لطف میں تمام جسم موٹا معلوم ہونے لگا اور تمام جسم پر ایک بوجھ سا معلوم ہوا۔ بہت دیر تک یہ حالت رہی انگلیوں اور ہاتھوں کا موٹا ہونا یہ تو کبھی کبھی ہوتا ہی تھا مگر اس طرح پہلے نہیں معلوم ہوا تھا آج ہی معلوم ہوا ہے۔ صبح کو تلاوت میں بھی آج معمول سے زیادہ مزہ آیا۔ فقط

تحقیق: السلام علیکم۔ وارد کا اثر پہلے قلب پر ہوتا ہے اور کبھی قلب سے جوارح پر آجاتا ہے اور وہ اثر اگرچہ غیبی ہوتا ہے مگر جوارح پر بدنی کیفیات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جیسا وحی کا اثر حضور ﷺ کے بدن شریف پر وزن کی شکل میں ہوتا تھا یہ قاعدہ ہے کہ فرحت اور خوشی میں بدن پھول جاتا ہے اسی طرح باطنی لطف کا اثر بدن پر کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ بدن پھولا ہوا اور موٹا خیال میں آئے اور حقیقت میں نہ پھولتا ہے نہ موٹا ہوتا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَللّٰه اَللّٰه کے ذکر میں فرق

حال: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے وقت اس کے معنی پر نظر ہو جاتی ہے اور یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ میں کس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں اس خیال سے کبھی تو اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہوں کہ میں آپ کی یہ صفت بیان کرتا ہوں اور کبھی شیطان اور نفس کو مخاطب کرتا ہوں کہ دیکھو میرا معبود یہ ہے جس کی یہ صفت ہے اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ الفاظ تو اللہ سے دوری پیدا کرتے ہیں صرف اللہ اللہ ہونا چاہئے۔ کئی دن سے یہ وسوسہ پیدا ہو جاتا ہے اور (الا اللہ) کے ذکر کے وقت بھی یہی خیال رہتا ہے۔ جب اللہ اللہ کے ذکر کی باری آتی ہے تب یہ خیال ہٹتا ہے اور اللہ اللہ کے ذکر کے وقت انبساط ہوتا ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب میں اپنے اللہ سے کہتا ہوں اور وہ سنتے ہیں۔ اس وقت دل سے اپنے مقصود کو بھی کہتا جاتا ہوں کہ رحم کر فضل کر بخش دے وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ اللہ اللہ کے ذکر کے وقت قرب زیادہ پاتا ہوں اور لا الہ الا اللّٰہ و الا اللّٰہ کے وقت دوری۔

تحقیق: یہ قریب ہونا اور دور ہونا خیالی ہے ورنہ زیادہ قرب لا الہ الا اللّٰہ میں ہے کہ یہ ماثور (منقول ہے

یعنی حدیث میں آیا ہے) اور دوسرے اذکار یعنی الا اللّٰہ یا اللّٰہ اللّٰہ یکسوئی کے فائدہ کے لئے تجویز ہوئے ہیں۔

ناغہ کا نقصان دہ ہونا

حَال: تین ماہ سے بارہ تسبیح چھوٹ گئی بہت افسوس کرتا ہوں آہستہ بھی نہیں ہوسکتی ظاہر میں تو خوب موٹا تازہ ہوں مگر دماغ بہت ہی کمزور ہے۔

تحقیق: کوئی مقصود فوت نہیں ہوا۔

شغل انحد میں سنائی دینے والی آواز کا مخلوق ہونا

نوٹ: شغل انحد: اس شغل کا طریقہ یہ ہے۔ سانس روک کر آنکھیں بند کرلیں پھر کانوں میں کلمہ والی انگلی ڈال کر ذرا زور سے بند کریں اس سے کانوں میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے دل سے اس آواز کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے "اللہ اللہ" کہتا رہے۔ (قصد السبیل: ص۲۲)

سُؤال: شاہ نیاز احمد صاحب جو پرانے زمانے کے بزرگ ہیں کے دیوان میں ہے کہ ؎

بشنوی یک کلام نا مقطوع ❁ از حد و شاد فناء بود مرفوع

اول و آخر چوں بے حد شد ❁ زاں سبب نام ادبا نحد شد

ترجمہ: "تو ایک ناختم ہونے والا کلام سن۔ جو ابتدا و انتہا سے بلند و بالا ہے۔ اس کی ابتدا و انتہا کی کیونکہ کوئی حد نہیں ہے۔ اسی لئے اس کا نام انحد ہے۔"

جواب: ان بزرگ کا قول کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی شغل انحد کے انحد نام ہونے کی یہ وجہ ہے بلکہ ہندی لغت میں "انادی" کے معنی قدیم ہیں اور یہ (اس آواز کو قدیم سمجھنے کا) اعتقاد جوگیوں کا ہے کہ وہ اس آواز کو قدیم سمجھتے ہیں پھر یہ اعتقاد مسلمان صوفیا میں بھی مشہور ہوگیا۔ اس کی نقلی اور عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

سُؤال: ضیاء القلوب ص ۲۰ پر ہے کہ اس انحد کی آواز کا مقابلہ دنیاوی شور نہیں کرسکتا ہے بلکہ (یہ) سرمدی آواز سب پر غالب رہتی ہے۔

جواب: یہ حکم منع نہیں ہے کیونکہ سرمدی کا معنی ناختم ہونا ہے اور مخلوق کے لئے ابدیت (ہمیشہ باقی رہنا) ممکن ہے اور مخلوق کے لئے ہمیشہ سے ہونا ممکن نہیں ہے اور یہ حکم ظنی (یعنی گمان سے) ہے اس لئے اس کے یقینی ہونے کا اعتقاد جائز نہیں ہے اسی طرح اس (آواز) کے ختم نہ ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی

صفات میں سے ہے۔

اوپر کے سوال کا تتمہ: یہ وہی آواز ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے پوری طرح سنی تھی۔

جواب: یہ (بھی) ممنوع نہیں ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے بلکہ یہ فرشتے کی آواز ہوسکتی ہے۔

سوال: تذکرہ العارفین (نامی کتاب) میں ہے کہ یہ آواز مخلوق کے پیدا ہونے سے پہلے بھی موجود تھی۔ اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ ۱۲ برس غار حرا میں اس شغل میں رہا تو عظیم کشادگی حاصل ہوئی۔

جواب: عارفین کے انوار بغیر دلیل نقل کرنا حجت نہیں ہے۔

(تتمہ سوال بالا) ان سب عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آواز قدیم اور منجانب خداوند تعالیٰ ہے لیکن قصد السبیل میں اس کے خلاف لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اس شغل میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ آواز نعوذ باللہ حق تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا کہ بعض کو دھوکا ہوگیا ہے بلکہ عالم غیب میں کسی مخلوق کی بھی آواز نہیں۔

جواب: یعنی ہمیشہ ایسا نہیں (ہے کہ یہ آواز عالم غیب میں کسی مخلوق کی نہیں ہے) بلکہ اکثر بھی نہیں (مگر بہت ہی کم کبھی ہوسکتی ہے)۔

(تتمہ عبارت قصد السبیل): صرف اس کے دماغ میں ہوا بند ہوکر ہلنے لگتی ہے اھ اس لئے سوال یہ ہے کہ ضیاء القلوب وغیرہ کی تحریر کے مطابق اگر کوئی عقیدہ رکھے تو کیسا ہے اور یہ کلام میں یہ اختلاف کیوں نظر آرہا ہے۔ شدید ضرورت کی وجہ سے یہ سوال کیا گیا ہے۔

جواب: اوپر ساری تفصیل لکھ دی ہے۔

ذکر لا الہ الا اللہ میں غیبت کے خیال کی تصحیح

حال: بارہ تسبیح کے وقت اکثر یہ خیال آتا ہے کہ اللہ پاک تو پاس موجود ہیں جیسا کہ (حدیث سے) ثابت ہے کہ "انا جلیس من ذکرنی" (کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں) تو کلمۂ لا الہ الا اللہ اور الا اللہ حاضر کے مطابق نہیں ہیں یعنی ایسے الفاظ ہونا چاہئے جیسا کہ حاضر اور موجود سے کرتے ہیں۔ یہ خیال اکثر آتا ہے اور پھر کچھ اس طرف سے دل ہی دل میں ملا کر ان الفاظ کو حاضر کے موافق بناتا ہوں یعنی یہ کہ اے اللہ آپ کی یہ صفات ہیں اور میں اس طرح آپ کو یاد کرتا ہوں آپ کی یہ صفات ہیں۔

تحقیق: یہ خیال صحیح نہیں ورنہ سب سے زیادہ قرب وحضور جناب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ ہے آپ عنوان کے بدلے جانے کے زیادہ مستحق تھے اور حقیقت میں اکابر کا ذکر حضور (موجود ہونے) کی حالت میں (بھی) غیبت (موجود نہ ہونے) کے عنوان سے ہے چلا آ رہا ہے مثلاً بڑے حکام کے روبرو اس طرح کہا جاتا ہے کہ سرکار کے سوا میری کوئی پناہ نہیں اس عادت کے چلے آنے کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ قریب ہونے کی حالت میں قرب کی حالت میں بھی ورا الوراء ثم الوراء الوراء ہیں اس لئے ایک طرح قریب ہیں اور ایک طرح دور ہیں اس لئے کبھی لا الہ الا اللّٰہ کہا جاتا ہے اور کبھی لا الہ الا انت۔

ذکر میں بیوی کی جدائی کے درد کا پیش آنا

سؤال: عرض یہ ہے کہ پہلے کبھی کبھی بندہ کو معمولات ادا کرتے وقت رونا آتا تھا اور وہ بھی بتکلف مگر میرے گھر میں (بیوی کے) انتقال کے بعد سے بلا تکلف بلا اختیار ذکر کے وقت رونا بہت آتا ہے۔ خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (اس میں کچھ) بیوی کے جدائی کے درد کی ملاوٹ بھی ہے کیا کروں ایسی ملاوٹ کو کس طرح دور کروں۔ تنہائی میں بیٹھتے ہی بیوی کی باتیں یاد آتی ہیں اور دل گھبرا جاتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ حضور والا دعا یا کچھ تدبیر بندہ نوازی کے واسطے ارشاد فرمائیں کہ ذکر محمود کے ساتھ یہ دنیا کے ذکر کی ملاوٹ نہ ہو۔

جواب: السلام علیکم۔ (بیوی کی جدائی کے درد کی) یہ ملاوٹ غیر اختیاری ہے اس لئے نقصان دہ نہیں ہے اس لئے اس کے (دور کرنے کے) اہتمام کی بھی ضرورت نہیں۔ بلکہ نتیجے کے اعتبار سے کہ یہ ٹوٹنا مقصود کے لئے معاون ہے اس لئے مفید ہے کچھ فکر نہ کیجئے۔

ذکر میں دل لگ جانا شغل کی طرح ہے

حال: کسی دن فرصت کے وقت اسم ذات کے ذکر میں جی لگتا ہے اور اس روز شغل ناغہ ہو جاتا ہے ایسا کرنا چاہئے یا چند منٹ شغل کر کے پھر ذکر میں مشغول ہونا چاہئے جو میرے لئے مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اگر ذکر میں دل لگ جائے تو اس سے شغل کی غرض حاصل ہو گی۔

ذکر میں ریاء کا علاج

حال: چند روز سے بندہ کے دل میں ایک تردد ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی رات اٹھنے میں دیر ہو جاتی ہے تو اس وقت اگر تہجد ۱۲ رکعت ادا کر کے بارہ تسبیح ادا کرنا چاہئے یا بارہ تسبیح چھوڑ دینی چاہئے؟ تسبیح چھوڑنے کو دل بھی نہیں

چاہتا اس خیال سے کہ لوگ کہیں گے یہ آخر شب کو اٹھا نہیں۔ اس وقت تو یہ خیال کر کے ریاء سے بچ جاتا ہوں کہ لوگ تیرے نفع اور نقصان کے تو مالک نہیں لیکن اس وقت پوری ۱۲ رکعت ادا کرنا چھوڑ دینا چاہئے جیسے حضرت والا رائے دیں گے ویسا ہی عمل کروں گا۔

تحقیق: بارہ تسبیح اگر اپنی خصوصیات جہر وغیرہ کے ساتھ خود ہی مقصود ہوتے میں اصل ہوتی تو اس کو پہلے کرنے میں ریا (کے ہونے نہ ہونے) کی پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ ریا کا علاج کیا جاتا ہے لیکن اس میں تہجد کے مقابلے میں مقصودیت نہیں ہے (یعنی تہجد کے مقابلے میں یہ مقصود نہیں بلکہ تہجد مقصود ہے) اس لئے تہجد کو مقدم کیا جائے گا اگرچہ بارہ تسبیح چھوٹ جائیں جس کو دن میں کسی وقت میں پورا کر لینا مناسب ہے۔

ذکر کے وقت وحشت ہونے کا علاج

حال: آج کل میری حالت بہت خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ معمولات تو پورے ہو رہے ہیں اور عرصہ سے ناغہ نہیں ہوئے۔ ایک ہفتہ پہلے تک یکسوئی سے ذکر یا مذکور کی جانب پوری توجہ رہا کرتی تھی اور تھوڑے دنوں سے یہ بھی ہو گیا تھا کہ ذکر کے وقت یہ خیال آتے ہیں (کہ عبد ذلیل اپنے معبود کے سامنے حاضر ہے یہ صرف اس کا فضل وکرم ہے ورنہ میں اس کا مستحق نہ تھا) گریہ (رونا) طاری ہو جاتا تھا یہ حالت اکثر ہوا کرتی تھی کبھی ابتدا سے ختم تک کبھی تھوڑی ہی دیر ہوتی تھی۔ مگر مجھے اس حالت سے کوئی بحث نہ تھی ہو جانے پر شکر ادا کرتا تھا اور نہ ہونے پر غمگین نہیں ہوتا تھا کیونکہ اصل مقصود ذکر اور رضاء الٰہی کو سمجھتا ہوں۔

اب کئی دن سے ذکر کے وقت بہت ہی وحشت ہوتی ہے کسی طرح (بھی) دل متوجہ نہیں ہوتا ہے اور اتنی گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے کہ بار بار یہ ارادہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت ملتوی کر دوں مگر اب تک ایسا کیا نہیں ہے لیکن آج رات یہ خطا ہوئی ہے کہ ذکر کی معین تعداد آدھی ہوئی ہی تھی کہ چھوڑ دیا۔ مگر چھوڑ دینے پر اور زیادہ قلق ہوا اور ہے۔ بہت چاہا کہ جب یوں بھی چین نہیں تو پھر پورا ہی کر لوں مگر بدبختی سے نہ ہو سکا۔ ایک ہفتہ سے بہت پریشان ہوں جب یکسوئی سے ذکر اللہ تعالیٰ نہ ہو سکا تو مقصود ہی فوت ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اطلاعاً عرض ہے حضور والا دعا فرمائیں اور مناسب ہدایات سے مدد فرمائیں۔

تحقیق: کچھ پریشانی کی بات نہیں بعض طبعی اسباب (کی وجہ) سے ایسا ہو جاتا ہے ذکر بدل دیا جائے یعنی جتنا وقت اس ذکر میں لگتا تھا اتنے وقت میں قرآن مجید کی تلاوت یا نوافل یا درود شریف یا جس طرح طبیعت کو میلان ہو وہ شغل کیا جائے اور ایک ہفتہ کے بعد اس پرچہ کے ساتھ پھر حالت سے اطلاع دی جائے۔

تلاوت کی زیادتی کو ذکر کی زیادتی پر ترجیح

ایک مجاز صاحب کا حال

حَال: السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اذکار ماموره پر مداومت (ہمیشگی) ہے اور باقی اوقات میں کلام مجید کی تلاوت کی زیادتی رہتی ہے کوئی نئی حالت نہیں ہے جو خدمت والا میں عرض کرے لیکن ایک نئی بات یہ محسوس کرتا ہے کہ تلاوت سے جتنا شغف ہے اتنا اذکار سے نہیں ہے حالانکہ شروع میں حالت الٹ تھی اگر کسی دن کسی مجبوری کی وجہ سے تلاوت نہیں ہوسکتی ہے یا کم ہوتی ہے تو قلب پر ایک غم کی سی کیفیت طاری رہتی ہے اس حالت کے برا ہونے کا وسوسہ ہوتا ہے۔

تحقیق: اصل مقصود یہی حالت ہے کہ ذکر سے زیادہ شغف تلاوت سے ہو اور ابتداء میں اس کا الٹ ہونا وہ عارض کے سبب خلاف اصل تھا۔

زبانی ذکر

سوال: پہلے اٹھتے بیٹھتے اگر ذکر کرتا تھا اب بہت بھول جاتا ہوں کچھ علاج بیان فرمائیں۔

جواب: جب یاد آجائے شروع کردیں۔ ﴿واذكر ربك اذا نسيت﴾ کہ اپنے رب کو یاد کیجئے جب بھول جائیں۔

حَال: (اسی طرح) مختلف قسم کی کیفیتیں پیدا ہوئیں۔ اب پھر بالکل کورا (خالی) ہوں۔ سب حالتیں مٹ گئیں دن بھر بیٹھا سلطان الاذکار کرتا ہوں کچھ نفع نہیں ہوتا ہے طبیعت بہت گھبراتی ہے۔

تحقیق: سلطان الاذکار روزانہ نہ کیجئے۔ ایک روز یہ، اور ایک روز صرف زبانی اسم ذات کا ذکر کریں۔

سوال: اگر زبانی ذکر خود کو سنائے بغیر ہو تو ذکر سمجھا جائے گا یا نہیں۔ کبھی اس طرح بھی کرتا ہوں فقہ (کی کتابوں) میں تو کم سے کم آہستہ پڑھنے کی مقدار خود کو سنانا لکھا ہے اس صورت میں تو یہ نہ سری ہے نہ جہری۔ یہ صورت زیادہ تر نیند کے وقت پیش آتی ہے کہ اگر کچھ آواز کے ساتھ کرتا ہوں تو نیند میں مشکل ہوتی ہے اور بالکل زبان کو روکنے کو بھی دل نہیں چاہتا لہٰذا یہ صورت اختیار کرتا ہوں۔

جواب: فقہاء نے جو (خود کو سنائے بغیر کا) اعتبار نہیں کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیوی احکام اس کے بغیر (کہ خود کو سنائے بغیر) معتبر نہیں ہیں۔ نہ یہ کہ ثواب بھی نہیں ہوتا آپ بے تکلف ایسا کرتے رہیں۔

حَال: زبانی ذکر پہلے سے کم اور قلبی پہلے سے بہت زیادہ ہوتا رہا ہے۔ ذکر قلبی اکثر اوقات آسانی سے جاری

رہتا ہے۔ مشغولی کے ساتھ بھی جاری رہتا ہے لیکن اکثر دماغی مصروفیت کے وقت بند ہو جاتا ہے۔ کوشش کرتا ہوں کہ ایسے وقت بھی بے تکلف جاری رہے سکے۔

تحقیق: نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ایک وقت میں دو طرف توجہ نہیں ہوتی لیکن اس جاری نہ رہنے سے کچھ نقصان نہیں ہے۔ باقی ذکر قلبی کے بارے میں یہ ہے کہ اگر اس وقت زبانی ذکر مشکل ہو تو قلبی ذکر پر اکتفا کرنے میں کوئی حرج نہیں ورنہ صرف قلبی ذکر پر اکتفا نہ کیا جائے اس کے ساتھ زبانی ذکر بھی ضروری ہے خواہ قلبی ذکر میں اس سے کچھ کمی ہی ہو جائے۔

حال: کبھی معمولات اوراد وغیرہ حارج ومزاحم (یعنی آڑ) معلوم ہونے لگتے ہیں اور دل چاہتا ہے کہ ہر وقت ذکر وشغل ہی جاری رہے۔

تحقیق: یہ دل چاہنا اسی لئے ہے کہ ہر وقت ذکر شغل نہیں۔

سوتے میں ذکر قلبی

حال: حضور نے جو تعلیم فرمایا ہے یعنی اسم اللہ جہر سے اور ہو خفی وہ برابر جاری ہے۔ تعداد تین ہزار مرتبہ ہے۔ جس کو ادا کرتے ہوئے ڈیڑھ سال کے قریب ہو گیا ہے جس کی اطلاع بھی حضور کو دیتا رہا ہے اور جواب شافی سے حضور بھی کمترین پر کرم فرماتے رہے ہیں۔ چند دنوں سے یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ بندہ جب عشا کی نماز کے بعد سوتا ہے تو سونے کی حالت میں یہ ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ بندہ کو کچھ نہیں معلوم ہوتا لیکن پاس کے سونے والے بیدار ہو جاتے ہیں اور جب مجھ کو اٹھاتے ہیں تو قلب میں آگ اور بیقراری معلوم ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ سوتے میں جب ذکر جاری ہوا تو اپنی آواز سے خود جاگ گیا اس کے بعد بھی قلب اور زبان سے ذکر مسلسل جاری تھا معلوم نہیں کہ یہ دل کی کمزوری ہے یا خداوندی عطیہ ہے امید کہ حضور اصلاح فرمائیں گے۔

تحقیق: اگر دوسرے آثار بھی ضعف قلب کے ہوں مثلاً جلدی غصہ آ جانا تنہائی میں خوف معلوم ہونا بدگمانی کے خیالات زیادہ آنا کبھی کبھی اختلاج کا ہونا تب تو اس میں دل کی کمزوری کی ملاوٹ ہے۔ اس صورت میں طبیب سے علاج کرانا ضروری ہے اور اگر یہ آثار نہیں ہیں تو مبارک ہو اور پہلی (دل کی کمزوری والی) صورت میں بھی نعمت سے خالی نہیں۔

ورد میں ناغہ نہیں ہونا چاہئے

حال: (بندہ) دلائل الخیرات اور مناجات مقبول ایک منزل روزانہ پڑھ لیتا ہے مگر اعمال کی برائی کی وجہ سے کبھی

ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ جس دن ان میں سے کچھ ناغہ ہو جاتا ہے تو دل میں کچھ افسوس اور شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور جب ادا کر لیتا ہے تو اس وقت طبیعت میں اطمینان اور ایک خوشی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: مناجات مقبول کی منزل تو بہت مختصر ہے ناغہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں لیکن دلائل الخیرات میں ایسا ہو سکتا ہے مگر (دلائل الخیرات کی) ایک منزل تین چار دن میں پڑھ لیا کریں یعنی پوری دلائل الخیرات ایک ماہ میں پوری کر لیا کریں۔

انوار ذکر

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ ہے کہ رات کو ذکر کی حالت میں خواب جیسی حالت ہو کر اچانک ایک روشن چاند سے میرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسا کہ میں بالکل بیدار ہی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد (وہ چاند) ختم ہو گیا۔

تحقیق: قرائن سے ذکر کے انوار معلوم ہوتے ہیں مبارک ہو۔

حال: ذکر و مراقبہ کے انوار اکثر اخلاط کے ٹکراؤ کی وجہ سے اور (کبھی) تجلی سے بھی ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں (کہ انوار اخلاط کے ٹکراؤ کی وجہ سے ہیں یا تجلی کی وجہ سے ہیں) کوئی فرق کرنے (اور پہچاننے) کا کوئی طریقہ ہے تو ارشاد فرمائیں تو انشاء اللہ سالکین کی معلومات میں ایک نیا اضافہ ہوگا۔ اس لئے تمنا کرتا ہوں کہ تفصیل سے تحریر کیا جائے۔

تحقیق: (وہ) فرق (کا طریقہ) بھی خیالی ہوگا اگر فرض کریں کہ یقینی ہو جیسا کہ ضروری علم بغیر دلیل کے حاصل کیا ہوا ہوتا تو بھی اس سے شمار کے قابل کیا فائدہ ہوگا۔ کیونکہ دونوں (ذکر کے انوار و تجلی) توجہ (کرنے) کے قابل نہیں ہیں اور (ان سے) جو فائدہ ہے کہ یہ یکسوئی کا ذریعہ ہوتا ہے وہ (فائدہ) دونوں میں (خواہ اخلاط کے ٹکراؤ کا نتیجہ ہو یا تجلی سے ہو) برابر ہے۔

مراقبہ میں کتا وسانپ نظر آنا

حال: کبھی رات کے وقت مراقبہ کی حالت میں خواب جیسی حالت ہو کر کتا یا سانپ کی صورت سامنے دیکھتا ہوں۔

تحقیق: کتا نفس کے ساتھ زیادہ اور سانپ شیطان کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نفس و شیطان کی وصفی صورت ظاہر فرماتے ہیں تاکہ تنفر ہو کر ان سے بچنے کا خاص اہتمام رکھا جائے۔

حال: اور دن کو اکثر دنیاوی دشمنوں کی دشمنی مجھ پر ظاہر پاتا ہوں حتیٰ کہ چھوٹا بھائی مجھ سے اور والدین سے جدا

ہونے پر اور مجھ کو مکان سے نکال دینے پر بالکل تیار ہو گیا ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اپنے علاوہ کے تعلقات کو اس طرح دل سے نکال لیتے ہیں۔

سؤال: مولانا! میرے حق میں دعا کیجئے یا اللہ میری توبہ قبول کر خدا جانے مجھ سے بھول کر یا جان بوجھ کر کیا تصور ہوا ہے۔

جواب: ہاں ہاں دعا کرتا ہوں مگر پریشان نہ ہوں۔

سؤال: میں نے ابھی قریب ہی میں امیر لوگوں کی تائید (ومدد) سے فی الحال ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس میں تدریس شروع کی ہے۔ دعا کیجئے اللہ علم شریعت کی ترقی کردے۔

جواب: آمین۔

مراقبہ میں انوار لطائف نظر آنا

حال: رات کے مراقبہ میں اکثر دو تین رات سے یہ ہے کہ دیکھنے کی طرح تصور ہوتا ہے کہ تمام جسم کو ایک روشنی نے گھیر لیا ہے کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل تمام روشنی ہے اگرچہ کہ جسم نہیں ہے اور کبھی رات کو یہ معلوم ہوا ہے کہ صرف ایک سفید روشنی نے سارے وجود کو گھیر لیا ہے کہ تمام جسم تصور میں آتا ہے اور بھی چاروں طرف روشنی درمیان میں کچھ سیاہی نظر آتی ہے۔

تحقیق: یہ لطائف کے انوار ہیں جو کہ محمود ہیں اگرچہ مقصود نہیں ہیں۔

حال: دوسری کیفیت یہ ہے کہ شب کو گویا تھوڑے سے پردہ کی آڑ میں بہت سی آگ سرخ آگ ایک جگہ جمع معلوم ہوتی ہے لیکن جلدی سے غائب ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اس میں دو احتمال ہیں اگر مزاج میں حرارت دیبوست (گرمی اور خشکی) غالب ہے تب اخلاط کا بھڑکنا ہے ورنہ یہ محبت وعشق کی مثالی شکل ہے جو اپنے علاوہ کو جلانے کی خصوصیت میں آگ کی طرح ہے۔ اس لئے بعض نے ایسی صورتوں کو نسبت چشتیہ سے تعبیر کیا ہے کہ اس نسبت پر عشق غالب ہوتا ہے۔

حال: دن کے وقت ذکر کی حالت میں خواب کی طرح ہو کر اذان کی طرح بہت زور سے اللہ اکبر ایک مرتبہ سنا گیا جب دوسری مرتبہ کے واسطے ذہن متوجہ ہوا خواب کی طرح حالت ختم ہو گئی۔

تحقیق: کبھی (قوۃ) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی انکشاف ملکوتی (فرشتوں کے عالم کا انکشاف) ہے کہ عالم قدس سے دعوت اللہ کی جاتی ہے "والراجح من حالکم ھوا الثانی" (آپ کی حالت کے اعتبار سے

دوسری صورت راجح ہے) انشاء اللہ۔

حَال: اکثر رات کے مراقبہ میں لال ٹین چراغ روشن تصور میں آتا ہے پھر جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: غالب یہ ہے کہ یہ ﴿مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجہ﴾ کی مثالی شکل ہے۔ (آیت کا ترجمہ ہے: اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں چراغ ہے وہ چراغ شیشہ میں ہے)۔

حَال: کبھی خواب میں سرخ رنگ گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں اور اس کو زور سے چلاتا ہوں۔

تحقیق: یہ صورت نفس بہیمیہ (جانوروں کے نفس) کی ہے جانور کے مشابہ ہے اور اس پر سوار ہونے کی تعبیر اس پر غلبہ ہے۔

بغیر تصور کے ذکر

سُؤال: ارشاد مرشد و ضیاء القلوب حضور کی تصنیفات کے علاوہ خادم کے پاس موجود ہیں مگر ابھی تک اس کا مطلب سمجھ میں استعداد کے کم ہونے کی وجہ سے نہیں آیا کہ مبتدی کلمہ لا الہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود یا لا مطلوب اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے۔

جَواب: اس کے سمجھنے کی ضرورت نہیں آپ اس تصور کے بغیر ذکر کرتے رہیں۔

شغل میں لذت آنا

حَال: شغل میں اب اتنی لذت معلوم ہوتی ہے کہ تحریر نہیں کر سکتا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حَال: بلکہ سارا دن دل یہی چاہتا ہے کہ شغل ہو تو اچھا ہے غذا بالکل کم ہوگئی ہے۔

تحقیق: ایسا نہ کرنا۔

حَال: لیکن اسم ذات کے بعد درد اور کچھ بخار کی حالت ہو جاتی ہے حالانکہ آج تک کبھی بخار وغیرہ کا مرض نہیں ہوا واللہ اعلم کیا بات ہے۔

تحقیق: جہر کم کریں۔

ذکر میں نیند آنا

حَال: کئی دن سے (۳ دن سے) آخر ذکر شریف میں نیند محسوس ہوتی ہے اس کا علاج یا دور کرنا چاہتا ہوں۔

تحقیق: نیند اگر بہت غالب ہو تو اس کو دور نہ کیا جائے وظیفہ چھوڑ کر سو جانا چاہئے پھر (وظیفہ) دوسرے وقت پورا کر لیا جائے اور اگر زیادہ غالب نہ ہو تو ہمت کر کے جاگنا چاہئے۔

شغل انحد کے آثار

حال: آخر رات میں بارہ تسبیح کے بعد جب متوجہ ہو کر بیٹھتا ہوں تو کان میں شغل انحد کی سی آواز محسوس ہونے لگتی ہے حالانکہ میں اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ شروع میں حبس۔ کے ساتھ شغل انحد حسب ارشاد کچھ دن کیا تھا۔

تحقیق: آواز کا محسوس ہونا یا تو یکسوئی کی وجہ سے ہے کہ اصل اثر تو اس شغل سے پہلے ہو چکا ہے اب یکسوئی سے اس کا ظہور ہو سکتا ہے یا مزاج کی خشکی کا اثر ہے اگر طبیب خشکی تجویز کرے تو معالجہ مناسب ہے ورنہ مبارک حالت ہے اگرچہ مقصود نہیں ہے مگر محمود ہے۔

نماز عشاء سے پہلے وظیفہ پڑھنا

حال: میں جب عشاء کی نماز پڑھتی ہوں تو وتروں ہی سے مجھے نیند آنا شروع ہو جاتی ہے۔ نماز کے بعد جو درود وغیرہ کی تسبیحیں پڑھتی ہوں وہ نہیں پڑھی جا سکتیں۔ میں نے مختلف تدبیریں کیں یہ بھی کیا کہ دوپہر کو سو لی اور یہ بھی کہ عشاء اول وقت پڑھی۔ آنکھیں بھی ملتی ہوں۔ غرض کسی طرح نیند دور نہیں ہوتی ہے اور نیند نماز اور وظیفہ ہی میں آتی ہے۔ اگر باتیں کرتی رہوں تو نیند نہیں آتی ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: تم عشاء کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو یعنی آفتاب غروب ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد اور کھانا نماز کے بعد کھایا کرو اور وظیفہ نماز عشا سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

کثرت استغفار

حال: (ان صاحب کو یہ بتایا گیا تھا کہ ہر وقت چلتے پھرتے استغفار کا معمول رکھئے) استغفار جس میں کچھ بھی وقت صرف نہیں ہوتا اور بہت ہی آسان ہے بہت بھولتا ہوں کبھی دن میں صبح و شام کبھی وہ بھی نہیں۔ غرضیکہ اپنے نسیان اور دنیاوی جھگڑوں میں انہماک کی وجہ سے استغفار بہت ناغہ ہوتا ہے۔ مواعظ کا مطالعہ بھی اکثر ناغہ انہی وجوہ سے ہو جاتا ہے مگر انشاء اللہ اب اس کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر لوں گا جتنا ہو سکے گا اس وقت مطالعہ کر لوں گا۔ استغفار کے بارے میں نے مکرمی خواجہ صاحب سے بھی شکایت کی تھی کہ بہت بھولتا ہوں دل میں باوجود کوشش کے یاد نہیں رہتا۔ خواجہ صاحب نے بھی اکثر ملاقات میں یاد دلایا اور دلاتے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

حضور دعا فرمائیں کہ جس مرض سے یہ نسیان ہوتا ہے وہ دور ہو جائے۔

تحقیق: اس حالت میں استغفار خاص عدد کسی وقت مقرر فرما لیجئے تا کہ اگر ہر وقت یاد نہ رہ سکے تو قلق نہ ہو۔

ذکر قلبی

حال: سنتا ہوں کہ کثرت ذکر سے دل بولنے لگتا ہے تو کیا ایسا بولتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی سن لے اور سمجھ لے کہ اس کا دل بولتا ہے۔

تحقیق: بالکل بے اصل (بات) ہے۔

حال: صرف دل سے ذکر کرنا بھی کچھ کارآمد ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: نافع ہے جب ارادے سے ہو مگر قلب اور زبان کو جمع کرنا زیادہ نافع ہے۔

حال: کثرت ذکر سے خاموشی کی حالت میں جو دل اسی ذکر کی حرکت کیا کرتا ہے تو کیا یہ حرکت دل کی کچھ کارآمد ہوتی ہے۔

تحقیق: بغیر ارادے سے نفع مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

سوال: یہ دو حالتیں جو نیچے لکھی جا رہی ہیں ایک ہی چیز ہیں اور فرق اعتباری ہے یا حقیقی ہے۔

❶ کبھی یادداشت اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ دل میں صرف یاد الٰہی محسوس ہوتا ہے اور خود کو ذاکر نہیں پاتا ہوں خصوصاً بارہ تسبیح اور اسم ذات جہری کے بعد (ایسا ہوتا ہے)۔

❷ اگر خیال کروں کہ قلبی ذکر میں مشغول ہوں تو خود کو ذاکر پاتا ہوں۔

دوسری صورت میں دونوں حالتیں برابر ہیں یا کیا ہیں۔ خود کو کس حالت پر رکھوں۔

جواب: (خود کو دوسری) حالت پر رکھیں کہ وہی ذکر (کی حالت) ہے پہلی حالت ذکر نہیں ہے بلکہ ذکر کا اثر ہے اور ذکر کا صرف یہ اثر کوئی قابل شمار چیز نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی مقصود ہے۔

سوال: میرے حضرت! اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی دعاؤں کی برکت سے ملکۂ یادداشت دن بدن ترقی کر رہا ہے لیکن شغل سلطان الاذکار میں فائدہ محسوس نہیں ہوتا ہے صرف بدن میں گرمی پاتا ہوں۔

تحقیق: چھوڑ دیں اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے اس کا مقصود ملکہ یادداشت ہے۔

زبانی ذکر اور نوافل میں زیادہ جی لگنے میں راز

حال: ذکر نفی و اثبات ۲۰۰ اور اسم ذات شریف ایک ہزار۔ نفی و اثبات میں دل بہت لگتا ہے اتنا دوسرے میں

نہیں حضرت کی پاک دعا اور خاص توجہ کا ہر وقت محتاج ہوں۔ ایک بات جو کہ بہت دنوں سے پیش آ رہی ہے یہ ہے کہ فرض نماز کے مقابلے میں نوافل میں زیادہ جی لگتا ہے خصوصاً تہجد کے لئے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں یہ کیسی حالت ہے؟ اور دعا فرما دیں۔

تحقیق: واقعی تجربہ سے یہ ذکر طبیعتوں کے بہت زیادہ موافق ہے اور اس لئے بہت زیادہ مفید بھی ہے اللہ تعالیٰ روز افزوں برکات عطا فرمائے۔ احباب کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ جی لگنا طبعی احوال کی وجہ سے ہے نہ کہ اعتقادی احوال کی وجہ سے ہے۔ اس لئے نوافل میں فرائض کے مقابلے میں زیادہ جی لگنا نقصان دہ نہیں بلکہ مفید ہے کیونکہ فرض کو تو فرضیت اعتقاد کی وجہ سے ادا کر ہی لیا جائے گا نوافل میں اگر دل زیادہ نہ لگے تو کوتاہی کا احتمال تھا۔ باقی اس کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ نفس کو یہ سرور ہوتا ہے کہ میرے ذمہ نہ ہونے کے باوجود میں نے یہ کام کیا اللہ تعالیٰ نے بڑی توفیق دی۔ کمال کے زیادہ ہونے کے وقت یہ حال اعتقاد کے تابع ہو جائے گا مگر اس وقت یہی زیادہ مفید ہے۔

تعلیم مراقبہ

حال: اور مراقبہ کے بارے جو چند دن ترک کرنے کا حکم ہوا ہے اس کا حال یہ ہے۔

اس سے پہلے بالکل اطمینان قلب نہ تھا اب فی الجملہ اطمینان ہے اس وقت تو ترک کر دیا ہے آئندہ جیسا حکم ہو۔

تحقیق: جب ذرا اطمینان زیادہ ہو جائے مراقبہ پھر شروع فرما دیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ دل میں اس کی خوب چاہت اور خوب شوق خود پیدا ہو ورنہ صرف ذکر بھی کافی ہے۔

حال: مراقبہ جو کرتا ہوں وہ مغرب کی نماز کے بعد ہوتا ہے۔ مگر کسی دن ایسی حالت ہوتی ہے کہ قلب اندر سے امنڈ کر بہت زیادہ رونا آتا ہے اور بعض دن کم رقت طاری ہوتی ہے۔

تحقیق: دونوں حالتیں فائدے سے بھری ہوئی ہیں۔

حال: ایک دفعہ ذکر کے بعد مراقب تھا کہ یہ دیکھا گویا خانقاہ تھانہ بھون میں خواجہ صاحب اور چند احباب حضرت اقدس سے کسی کتاب کا سبق پڑھ رہے ہیں۔ (ایسا معلوم ہوا کہ وہ حدیثیں پڑھ رہے ہیں جو کلید مثنوی میں جا بجا وارد ہوئی ہیں۔ حدیث کے سوا دوسرے جو مضامین اس میں ہیں ان کا درس نہیں ہو رہا) احقر بھی گویا سفر سے حاضر ہوا اور درس میں شریک ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم ابتداء سے شریک نہ ہو سکے میں

نے جواب دیا پھر کیا حرج ہے۔ درمیان اور آخر میں تو شریک ہوں اس جواب پر حضرت بھی مسرور ہوئے اور خواجہ صاحب بھی کہ ہاں ہاں درمیان اور آخر میں تو شریک ہو۔

تحقیق: یہ واقعہ ماضی و مستقبلت پردۂ خداست (تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے) کی ایک مثال ہے چھوٹ جانے والے حصہ کے قلق میں نہیں پڑنا چاہئے۔

ذکر خفی

حال: بیماری کے بعد سے میں ذکر ادنیٰ جہر کے ساتھ کرتا ہوں۔

تحقیق: کافی ہے بلکہ اگر تھکن ہو تو بالکل خفی کر دیں اور خواہ مقدار کم کر دیں صحت وقوت کی حفاظت ضروری ہے۔

حال: الحمد للہ ذکر میں دل نہ لگنے کی مجھے کبھی شکایت پیش نہیں آئی۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سؤال: اکثر کام کی تھکن کی وجہ سے ذکر جہر نہیں کر سکتا ہوں۔ اگر ہمت کر کے اس کی کوشش کرتا ہوں تو نیند کا غلبہ ہوتا ہے مجبور ہو کر بالکل آہستہ بغیر جہر کام کو ختم کر لیتا ہوں۔ اس طرح یکسوئی سے اور جی لگ کر کام ہو جاتا ہے۔ پہلی حالت (یعنی جہر کی حالت) میں بالکل نہیں ہوتا ہے۔

جواب: آہستہ ہی کر لیا کیجئے۔ مقصود کام ہے نہ کہ یہ خاص قیود۔

ذکر کے وقت تصور

حال: ذکر کے وقت دل سے نور کے نکلنے پھر اس کے گھیر لینے کا تصور کرتا ہوں۔

تحقیق: اگر زیادہ اہتمام نہ کرنا پڑے تو مفید ہے۔

حال: (حضرت کے) ارشاد کے مطابق بارہ تسبیح اور ہر تسبیح کے ختم پر یہ تصور کرتا ہوں کہ عرش سے انوار کا نزول ہو رہا ہے۔ جو مجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ مگر آج تک کبھی تصور نہیں بندھا بلکہ اگر دماغ پر زیادہ زور دیتا ہوں تو نیند سی آجاتی ہے یا اگر وہ نیند نہیں ہے تو سخت غفلت ہے جو طاری ہو جاتی ہے۔ ذرا سی دیر کے بعد جب نیند یا غفلت ختم ہو جاتی ہے تب دوسری تسبیح شروع کرتا ہوں۔ میں خود صحیح عرض نہیں کر سکتا کہ وہ نیند ہے یا غفلت کبھی نیند معلوم ہوتی ہے اور کبھی غفلت لگتی ہے۔

تحقیق: وہ تصور ضروری نہیں جب طبیعت کے موافق نہیں تو چھوڑ دیجئے۔

سُؤال: بارہ تسبیح کے وقت دل میں کیا خیال رکھنا چاہئے؟
جَواب: بہتر تو مذکور کا تصور ہے یعنی حق تعالیٰ کا لیکن اگر یہ خیال نہ جمے تو پھر ذکر کا اس طرح سے (تصور کرنا چاہئے) کہ یہ قلب سے ادا ہو رہا ہے۔
سُؤال: اسم ذات کا وظیفہ کرتے وقت خدا کا تصور کس طرح کیا کروں تا کہ ادھر ادھر خیالات منتشر نہ ہوا کریں۔ یعنی وظیفہ کے وقت کیا خیال کیا کروں؟
جَواب: تصور کی ضرورت نہیں ابتداء میں خود الفاظ ذکر کی طرف توجہ کافی ہے۔
حَال: حضرت جی! رات کے وقت جو ذکر کرتا ہوں اور جس وقت کہتا ہوں تو اکثر خیال نفس کی طرف رہتا ہے کہ اے نفس! تیری نفی بھی اس ہی میں ہے، حضرت جی! ذکر کے وقت ایسا خیال نقصان دہ تو نہیں ہے۔
تحقیق: اگر تکلف نہ کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں بلکہ مطلوب ہے۔

ایک اجازت یافتہ کا خط مع جواب

حَال ①: ایک ذاکر نے یہ بیان کیا کہ ذکر کی مشغولی اور تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں میرا خیال وتصور حق تعالیٰ کی جانب بلا تکلف آسمان کی جانب ہوتا ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ ارادے سے ایسا قصد مت کیجئے صرف ذکر کی طرف توجہ رکھئے۔ اگر پھر بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اب آپ جو تجویز فرمائیں عرض کر دیا جائے۔ اپنی تجویز پر تشفی (تسلی) نہیں ہے۔
حَال ②: ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ جب میں ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو میرے قلب کا منہ کشادہ ہو جاتا ہے یعنی کھل جاتا ہے اور گدگدی معلوم ہوتی ہے لیکن میں بہت ضبط کرتا ہوں۔ احقر نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ یہ حالت بسط معلوم ہوتی ہے اگر ضبط نہ ہو سکے تو ضبط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خوب دل کھول کر ہنس لو۔ اب آپ جو تجویز فرمائیں۔
حَال ③: احقر کو بلا تکلف اگر کسی نے کبھی اتفاق سے کوئی دلچسپ مضمون مناجات یا شجرہ وغیرہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ یا اور کسی صاحب حال کا کلام یا کلام مجید کی قرأت وغیرہ سے سنا دیا تو بلا تکلف ہوحی کی آواز بآواز بلند نکل جاتی ہے۔ کتنا ہی چاہتا ہوں کہ ضبط سے کام لوں مگر معذور ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں دل کی کمزوری کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے بعد میں مجھ شرمندگی بھی ہوتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ جو بات تجویز فرمائیں عمل کروں۔

تحقیق ①: آپ نے ٹھیک جواب دیا اتنا اور کہہ دیا جائے کہ اگر ایسا تصور بند ہے تو اس کو دور کرنے کا قصد بالکل نہ کریں یہ تصور فطری ہے دفع نہیں ہوسکتا اور کوئی اس سے خالی نہیں۔

تحقیق ②: یہ بھی ٹھیک جواب دیا اتنا اور کہہ دیا جائے کہ نماز میں ضبط رکھیں۔ اگر ایسا نماز میں ہو جائے۔

تحقیق ③: یہی معمول رکھئے کہ جان بوجھ کر ضبط کیا جائے ضبط نہ ہو تو معذوری ہے۔

حال: مجھے ذکر میں پہلے تصور معیت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور) رہتا تھا اب تصور وحدت (صرف اللہ تعالیٰ کا تصور) خود بخود ہونے لگا ہے۔ لا الہ کہتے ہوئے خود بخود تمام عالم نہیں ہے معلوم ہوتا ہے اور اسم ذات کے ذکر میں صرف ایک وجود کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ یہ حالت حضرت کے رنگون کے سفر کے وقت سے شروع ہوئی اور اب آج کی تقریر سے اس میں بحمد اللہ ترقی ہے۔ حاجی صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ نے اور خود حضرت نے مراقبہ وحدت الوجود سے منع فرمایا ہے اس کے بارہ میں کیا ارشاد ہے۔ دوبارہ عرض ہے کہ یہ حالت ذکر میں ہوتی ہے۔ ذکر کے بعد اشیاء کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن دل کے یقین سے ہر چیز نہ ہونے کی طرح لگتی ہے۔

تحقیق: منع ان (لوگوں) کو ہے جن کے فہم یا محبت میں کمی ہو تم کو اگر نفع معلوم ہو (تو) کرو۔

حال: کبھی کبھی ذکر کی حالت میں دو صورتیں پیش آتی ہیں ایک الفاظ کا لحاظ نہ کرنا دوسرے عدد کے گننے کا لحاظ نہ کرنا اس صورت میں کیا کروں ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: دونوں لحاظوں کو چھوڑ دیں جب تک لحاظ مذکور لوٹتا رہے صرف ذکر پر اکتفا کریں۔

حال: میں اکثر ذکر کرتے ہوئے جب بیچ میں سانس لیتا ہوں تو اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی کہا کرتا ہوں مگر اب وحدت کے غلبہ کی وجہ سے ان الفاظ کو طبیعت گراں (بھاری) سمجھتی ہے کیونکہ فی الجملہ اپنا حضور اپنی معیت بھی تصور میں ہوتی ہے کوئی اور الفاظ جو حضرت کے نزدیک مناسب ہوں ارشاد فرمائیں تو کہہ لیا کروں یا اگر یہی مناسب ہوں یہی کہتا رہوں۔

تحقیق: نہ اس کی ضرورت ہے نہ کسی دوسرے الفاظ کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت تصور اور نظر بد کا علاج

حال: بندہ پر تقصیر حضور کے ارشاد عالی کے مطابق کلام اللہ کی تلاوت کرتا ہے مگر کلام اللہ جس طرح پڑھنے کا طریقہ ہے اس طرح سے نہ پڑھنے سے طبیعت میں رنج و ملال رہتا ہے۔ لہٰذا بندہ حضور کی خدمت عالی میں

یا ادب التجا کرتا ہے کہ تلاوت قرآن کے لئے کوئی خاص طریقہ ارشاد فرمائیں۔ بندہ ہمیشہ اپنی اصلاح نفس کے خیال وفکر میں رہتا ہے لیکن کثرت گناہ کے سبب سے ناکامی رہتی ہے۔ سب سے بڑا گناہ وقابل اصلاح برے خیال ونظر بد ہے۔ چند ہی روز سے اپنے کو اس میں ایسا زیادہ مبتلا پاتا ہے کہ بیان سے باہر ہے یہاں تک کہ کوئی نماز بھی برے خیالات سے خالی نہیں اور ان کے دور کرنے کے لئے قسم قسم کی تراکیب کر کے بھی ناکامیاب رہا۔ رات دن اسی فکر میں دل پریشان ہے۔ اب حضور کی دعا وخاص توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ لہٰذا بندہ سراپا قصور کے لئے کوئی علاج ارشاد فرمائیں بندہ جہاں تک ہو سکے گا خدا تعالیٰ کے فضل سے کوشش پر تیار ہے۔

تحقیق: قرآن مجید پڑھنے سے پہلے یہ تصور کر لیا جائے کہ گویا حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو قرآن سناؤ اس فرمائش کی وجہ سے میں نے شروع کیا ہے پھر جب تلاوت کے دوران اس خیال میں کمی آجائے تو تلاوت بند کر کے پھر اس خیال کو نیا (تازہ) کر لیا جائے۔ جس وقت نظر بد کا وسوسہ ہو تو تصور کیا جائے کہ اگر اس وقت استاد یا پیر دیکھ رہا ہو تو میں یہ حرکت کبھی نہ کرتا اب جو اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو میں ایسا کام کیوں کر رہا ہوں۔

حال: تلاوت قرآن کے بارے میں ایک بات قابل عرض یہ ہے کہ مجھے تلاوت کے وقت زیادہ اثر قرآن پاک کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ کبھی اس کی بلاغت وفصاحت تو ایسا بے قابو کر دیتی ہے کہ گویا دل پھٹ جائے گا۔ اس وقت معانی سے تاثر محسوس نہیں ہوتا اس کے بارہ میں کیا ارشاد ہے؟ تردد کی وجہ سے وہ مسئلہ جو امام صاحب سے منقول ہے کہ عجمی زبان میں قرات (یعنی عربی میں قرات نہ ہونے) کے جواز کی ایک وجہ یہ فرمائی کہ قرآن کے الفاظ اپنے حقیقی بلاغت وفصاحت کی وجہ سے معانی اور متکلم کی طرف توجہ سے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جس وقت بلاغت قرآن سے دل بے قابو ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ قلب کو خاص تعلق ہوتا ہے اور محبت میں ترقی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: امام صاحب سے تو یہ وجہ منقول نہیں بعض مصنفین نے اپنی رائے سے امام صاحب کے قول کی ایک توجیہ کر دی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سالک کے حالات مختلف ہوتے ہیں کسی وقت کلام لفظی کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت کلام نفسی کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے۔ سب پسندیدہ ہیں اور تربیت کے ذریعے ہیں۔

ذاکرین بالجہر کے ساتھ شمولیت

سوال: ابھی دوبارہ دو صاحبان حضرات مشائخان سلسلہ قادریہ والوں سے اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ ان صاحبوں کا

یہ طریقہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھ کر بالکل بلند آواز سے ذکر جہر کرتے ہیں۔ ملاقات کے وقت عشا کی نماز کے بعد ان صاحبوں نے حسب معمول اپنا ذکر شروع کرا دیا۔ اس وقت مجھ کو یہ خیال آیا کہ ابھی ذکر اللہ تعالیٰ سے جدا نہ ہونا چاہئے میں بھی بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو گیا لیکن میں نے ذکر کم جہر کے ساتھ کیا یہ کام اچھا کیا یا نہیں کیا۔

جواب: اگر ان کا یہ ذکر بطور رسم نہ ہو تو آپ کی شرکت بھی ادب کی بات تھی۔

حال: جناب حافظ ...... حضور سے بیعت ہیں۔ ان کے یہاں رسالہ الامداد بھی آتا ہے۔ وہ عرصہ سے اصرار کر رہے ہیں کہ میرے پاس آ کر ساتھ مل کر ذکر کیا جائے اور تہجد پڑھی جائے تو اچھا ہے۔ میرا اور ان کا مکان بالکل قریب ہے اور ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں کیونکہ وہ حافظ ہیں اور مسجد کے پیش امام ہیں۔ میں بھی نماز پڑھتا ہوں پانچوں نمازیں ان کے پیچھے ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں اگر ساتھ مل کر ذکر اور ایک جگہ مسجد میں بیٹھ کر کر لیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: ان کے ساتھ مل کر ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر تیسرا شخص نہ شریک ہونے پائے ورنہ یہ بھی ایک رسم ہو جائے گی۔

حال: اوراد بموجب مناجات مقبول کے بدستور چل رہے ہیں۔ نماز میں اچھی طرح سے جی لگتا ہے۔ موت ہر وقت یاد رہتی ہے۔ کسی سے بولنے کو جی نہیں چاہتا ہے کہ شاید گناہ ہو جائے۔ کسی کی جانب سے کوئی حرص وغیرہ نہیں ہے۔ اپنی زندگی کو ناپائدار تصور کرتا ہوں۔ تہجد کے وقت بارہ تسبیح برابر کرتا ہوں۔ یہ ضعیف حضور کی دعا کا محتاج ہے۔ امید ہے کہ حضور کی دعا سے میری بہتری کا راستہ نکل آئے گا ورنہ جی یہ چاہتا ہے کہ خوب شور اور فغاں مچاؤں زندوں کو رلاؤں بار بار بے قراری کی حالت رہتی ہے۔ کبھی سکون ہو جاتا ہے زیادہ تر اپنے گناہوں پر نظر ہے کسی کے رنج کی خبر سننے سے دل میں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور کسی کو خوشی حاصل ہونے سے ذرہ برابر بھی مجھے خوشی نہیں ہوتی ہے لیکن رنج سے بے چینی اتنی ہوتی ہے کہ بڑی مشکل سے ختم ہوتی ہے۔ بزرگوں کی دعاء تیر بہدف کام دیتی ہے۔ مجھے تجربہ ہوا ہے کہ دعا میں بہت اثر ہے۔ اس لوگوں میں سے سب سے حقیر کو صرف دعا اور اس کے بعد اصلاح کی ضرورت ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو تابعدار اور حافظ ...... جو حضور سے بیعت ہیں ساتھ ذکر و شغل کر لیا کریں یا نہ کریں۔ جو رائے عالی ہو وہی کیا جائے۔

تحقیق: مبارک ہو بہت اچھے حالات ہیں اجتماع کے ساتھ ذکر کرنا اگر التزام اور اعلان کے بغیر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور حافظ صاحب کے علاوہ اور کوئی تیسرا بھی نہ ہو۔

مراقبہ میں قیود خاص کا لحاظ رکھنا

سؤال: مراقبہ کے وقت ضیاء القلوب وارشاد مرشد میں آنکھیں بند کرنا اور خاص ہیئت سے بیٹھنا مذکور ہے۔ آنکھیں بند کرنے سے میرا دل بہت گھبراتا ہے۔ آنکھیں کھلی رہنے سے اور اپنی عادت کے مطابق بیٹھنے سے یکسوئی ہوتی ہے، اور سر جھکانے سے بھی دل گھبراتا ہے۔ ظاہری طور پر تو یہ قیود خیالات اور وساوس کو دور کرنے کے لئے ہیں جب وہ دوسرے طریقے سے بھی حاصل ہوسکیں تو ضروری نہیں ہیں لیکن اس میں یہ تردد ہوتا ہے کہ میرا حال تو بہت کمزور ہے مجھے تو اور بھی زیادہ قیود کی ضرورت ہے پھر ان قیود سے جی گھبرانا کس بنا پر ہے۔

جواب: ان باتوں میں طبعیتیں پیدائشی طور پر مختلف ہوتی ہیں۔ اکثر صفراوی یا سوداوی (طبیعتوں) کو قیود سے وحشت ہوتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ان (قیود) کے ساتھ کمزوری بھی ہو جائے۔ کمزوری زیادہ قیود کو نہیں چاہتی ہے بلکہ وہ تو قیود کی کمی کو چاہتی ہے۔ قیود سے جو اصل مقصود ہے تاثر خود کمزوری وہی کام کرتی ہے۔

سؤال: اکثر مرتبہ ارادے سے توجہ اور شغل سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی جو بغیر ارادے اور کام میں لگے رہنے کے وقت کیفیت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ تنہائی میں ارادے سے توجہ کرنے کی صورت میں مشغولی زیادہ ہو۔ اگرچہ وجہ معلوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن معلوم ہو جانے سے اطمینان بڑھتا ہے۔

جواب: اس کا سبب وہی قیود سے وحشت ہونا ہے۔ جب طبیعت پر توجہ اور شغل سے بوجھ پڑتا ہے تو پریشان ہونے سے جو کیفیت یکسوئی ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے وہ پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ سرسری توجہ پر کفایت کریں۔

سؤال: میرے لئے زیادہ وقت شغل میں لگانا بہتر ہے یا نوافل وتلاوت قرآن مجید میں (لگانا بہتر ہے)۔

جواب: نہ شغل میں زیادہ وقت لگانا بہتر ہے اور نہ ہی نوافل اور قرآن مجید کی تلاوت میں لگانا بہتر ہے بلکہ آپ کے حال مطابق آپ کے لئے زیادہ مفید ذکر کی کثرت کرنا ہے اگرچہ بغیر شغل کے ہو۔

وظیفہ میں آنکھ بند کرنا

حال: وظائف خواہ کوئی ہوں جب تک میں آنکھ بند کر کے یکسوئی سے نہیں پڑھتا اچھا نہیں معلوم ہوتا اور آنکھ بند کر کے پڑھنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور آنکھ کھولنے میں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اگر آنکھ کھل گئی تو فوراً بند کر لیتا ہوں۔ اس میں جو نقصان ہو حضور اس کے بارے میں بتائیں۔

تحقیق: کوئی نقصان نہیں اگر اس میں یکسوئی زیادہ ہے (تو) ایسا ہی کیجئے۔

وظیفہ میں ضروری بات کرنا

سؤال: درود شریف پڑھتے پڑھتے اور توبہ استغفار پڑھتے پڑھتے درمیان میں بات چیت کرتا جاتا ہوں اس میں جو حرج ہو اس سے حضور مطلع کریں۔

جواب: ضرورت میں کچھ مضائقہ نہیں۔

لیٹ کر درود شریف پڑھنا

سؤال: درود شریف دن میں مجھ سے نہیں ہوتا ہے لیکن میں عشاء کے بعد سوتے وقت لیٹ کر سو مرتبہ درود شریف لازمی طور پر پڑھ لیتا ہوں تا کہ دن کی تلافی ہو جائے۔ اس میں جو نقصان ہو اصلاح فرمایئے درود شریف لیٹ کر پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔

جواب: کچھ حرج نہیں بہت بہتر معمول ہے۔

حق سبحانہ کا تصور

سؤال: تصور جو کچھ میرے واسطے تجویز کریں بتائیں۔

جواب: کسی خاص تصور کی ضرورت نہیں بس مقصود حقیقی یعنی حضرت حق کا تصور جتنی آسانی سے رہے کافی ہے۔

حال: یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تصور کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو خیال سامنے اور اوپر کی طرف سے ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو سامنے اور پیچھے سب طرف دیکھتا ہے یہ کہیں اعتقاد کی علامت تو نہیں ہے۔

تحقیق: (نہیں) فطرت کی بلکہ سلامت کی علامت ہے فطری بات یہی ہے جس کا راز یہ ہے کہ علو شان (شان کی بلندی) جگہ کی بلندی کی شکل میں خیال میں آتی ہے۔

لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کو بغیر مخصوص عدد کی قید کے ساتھ ملانا

سؤال: لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کتنی بار پڑھنا چاہئے۔

جواب: کسی عدد کی قید نہیں اور کبھی بغیر قید کے کہہ لیا جائے۔

حال: گذشتہ پرچہ میں احقر نے یہ لکھا تھا کہ ذکر نفی اثبات میں کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ والہ اصحابہ وبارک وسلم ملاتا تھا مگر آج کل جی نہیں چاہتا ہے، غیر اللہ کا ذرہ خیال بھی دل میں بطور خیال (وسوسہ) کے آ جائے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر حضرت والا نے یہ سوال کیا کیا حضور ﷺ کا خیال غیر اللہ کا خیال ہے الخ حضرت والا میرا تو یہ خیال ہے کہ حضور ﷺ کا خیال غیر اللہ کا خیال نہیں کیونکہ آپ کا جو خیال ہوتا ہے تو اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ آپ رہبر و ہادی ہیں اور خدا تک پہنچنے کے لئے آپ ذریعہ ہیں آپ کا خیال تو کسی طرح توجہ الی اللہ میں آڑ و رکاوٹ نہیں اور غیر اللہ کا خیال تو رکاوٹ ہے۔ غرض میرا خیال یہ ہے کہ حضور ﷺ کا خیال و تصور غیر اللہ کا خیال و تصور نہیں اور میں شیخ کامل کے خیال کو بھی باعتبار ہادی و رہبر ہونے کے توجہ الی اللہ میں آڑ و رکاوٹ نہیں سمجھتا ہوں۔

مہربانی فرما کر میرے خیال کی اصلاح فرمائیں کیا میرا یہ خیال ٹھیک ہے یا غلط اور اصلی بات کیا ہے؟ اب مجھے یہ پوچھنا ہے کہ میرے اس خیال کے باوجود پھر حضور ﷺ پر درود بھیجتے وقت انقباض کیوں ہوتا ہے اور یہ حالت صرف ذکر کے وقت ہوتی ہے اور ہمیشہ نہیں بلکہ بعض وقت اور اس وقت خدا کے علاوہ اور کسی قسم کا خیال دل میں نہیں ہوتا۔

تحقیق: خیال خدا ہی کا رکھئے مگر حق رسول اللہ ﷺ کا بھی ادا کیجئے شہادت رسالت (رسول ہونے کی گواہی) درود شریف کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حق کا حصہ ہے اگرچہ اس وقت ذات نبویہ کا خیال نہ ہو۔

ذکر جہر بلا ضرب

حال: ضرب میں منہ خشک ہو جاتا ہے اور کانٹے زبان اور حلق میں پڑنے لگتے ہیں۔

تحقیق: ضرب فوراً بند کر دیجئے۔ قوت آنے تک (بند رکھئے)۔

آثار سرایت ذکر

حال: اب تھوڑے عرصہ سے جس وقت ذکر کرتا ہوں اس میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آواز کے ساتھ ایک اور آواز شامل ہے اور اکثر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آواز کے ساتھ ایسی دوسری آواز نکلتی ہے جیسے بین سے دوسری آواز نکل رہی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ ذکر کے رگ و پے میں سما جانے کی علامت ہے۔

حَالؒ: اکثر ذکر میں احتیاط کے باوجود اس قدر زور سے نکل جاتی ہے کہ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ سرکو زمین پر دے ماروں عجیب حالت ہوتی ہے کہ اپنے دل کو اس وقت کیا کروں۔

تحقیق: ذرا ٹھہر جایا کریں۔

نفی واثبات کے ذکر میں خاص تصور کا انتشار کا سبب ہونا

سُوَال: اہل فن کی کتابوں میں نفی واثبات کے ذکر کے وقت لا معبود الا اللّٰہ یا لا محبوب الا اللّٰہ یا لا موجود الا اللّٰہ کا مفہوم ذہن میں رکھنا لکھا ہے۔ حضور نے چونکہ ذکر سکھاتے وقت اس کے بارے میں کچھ تذکرہ نہیں فرمایا۔ اس لئے طبیعت میں تردد رہتا ہے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

جَوَاب: میں اسی لئے نہیں بتاتا ہوں کہ اس سے اکثر انتشار ہوتا ہے اور جو اس میں جو فائدہ سمجھا گیا تھا وہ اس انتشار کے مقابلے میں کمزور ہے۔

ناغہ ہو جانے میں حکمتیں

حَالؒ: تمنا یہ ہے کہ کبھی ناغہ نہ ہو۔ بعض آفتیں ایسی پڑ جاتی ہیں کہ ناغہ ہو ہی جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں اس میں بھی حکمتیں ہیں۔ اس میں بے چارگی کا اظہار ہے۔ اس میں دعویٰ کا ختم ہونا ہے۔ اس میں عجب کا علاج ہے لیکن جہاں تک ہو سکے سستی نہ ہو اور ناغہ کا بدل بھی کر دیا جائے اگر پورا نہ تو آدھا ہی سہی۔

ذکر کے وقت آواز سنائی دینا

حَالؒ: ذکر کے وقت نشاط کی حالت میں یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

بدے را نظر کن کہ بہتر کس ست ❁ گدا راز شہ التفاتے بس ست

تَرجَمَہ: ''برے کی طرف نظر کیجئے کہ اچھا کون ہے۔ فقیر کو شاہ کی توجہ ہی کافی ہے۔''

اس کے جواب میں معلوم ہوا کہ کہا جا رہا ہے۔ کردم کردم۔ (کہ میں نے کر دیا میں نے کر دیا) اس کے بعد ایسا سرور پیدا ہوا کہ جو تحریر میں لانے سے باہر ہے۔ حضرت! یہ آواز کیا حقیقت میں خوشخبری کے طور پر تھی یا یونہی خیال پیدا ہو گیا۔

تحقیق: دونوں احتمال ہیں اور دونوں پسندیدہ ہیں۔ پہلا تو ظاہر ہے ہی دوسرا اس وجہ سے کہ اس کے ساتھ امید

شامل ہے۔

حال: یہ وسوسہ تھا۔

تحقیق: اس کا احتمال نہیں۔ کیونکہ یہ وارد شریعت کے موافق ہے۔

حال: حضور! (کیا) ایسی حالت میں شیطان بھی اپنی طرف سے کچھ غلط سلط کر سکتا ہے؟

تحقیق: ہاں جبکہ وہ (وارد) شریعت کے مخالف ہو۔

حال: اگر قلب کے اطمینان کے لئے ہے تو مجھ کو اپنی قلبی حالت پر اطمینان نہیں ہے جب تک حضور نہ فرمائیں کیونکہ میری عقل بہت خراب ہے کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر یہ جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس کا ہزار ہزار شکر ہے مگر آئندہ کے لئے نہ معلوم کیا کیا گناہ سرزد ہوں اور نہ معلوم کس میں گرفتار ہو جائیں کیونکہ مجھ کو یہ یاد آتا ہے کہ "وَمَا اَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِیْ" (کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا)۔

تحقیق: یہ خوف عین ایمان ہے۔

ذکر کے وقت روشنی نظر آنا

حال: ذکر کے وقت ایک سفید اور خوشگوار روشنی نظر آئی مگر بجلی کی طرح بہت جلد غائب ہوگئی۔ بائیں طرف چمکی لیکن بجلی اور اس کی روشنی میں بہت فرق تھا وہ کیا چیز تھی۔

تحقیق: دنیا کے عالم یا فرشتوں کے عالم کا نور ہو دونوں ہو سکتے ہیں اور دونوں ہی پسندیدہ ہیں۔

حال: اسی دوران لمبے لمبے موتی کی طرح مختلف رنگ کی روشنیاں ایک جگہ نظر آئیں جو معلوم ہوا کہ کسی انگوٹھی کے نگینے ہیں مگر انگوٹھی نظر نہیں آئی اور ایک میں مختلف رنگ سرخ سبز سفید تھے کیا یہ دماغ کے کرشمے تھے یا کچھ اور بات تھی۔

تحقیق: قد مرر (پہلے کہہ چکا ہوں)۔

ذکر میں غنودگی آنا

حال: آج کئی روز سے کمترین صبح کو جس وقت اسم ذات کے ورد کو بیٹھتا ہے تو غنودگی سی معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ تسبیح ہاتھ سے گر جاتی ہے کیا یہ غلبہ نیند ہے یا ضعف دماغ اطلاع سے مطمئن فرمائیں۔ لیکن ضعف دماغ کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے۔ آج صبح بھی غنودگی آئی تو معلوم ہوا کہ حضور نے بندہ کے منہ میں کوئی چیز سفوف کی طرح کی عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ "لو جی یہ مقوی چیز تم کو دی۔" اتنے میں غنودگی چھوٹ گئی پھر اسم ذات شروع

کیا اختتام تک بفضلہ تعالیٰ حضور کی مہربانی سے پھر غنودگی نہیں آئی۔

تحقیق: (یہ) غنودگی ہو یا ذکر کے اثر سے غفلت دونوں ہو سکتے ہیں اور اس واقعہ کے بعد خواب کی طرح کے نیند نہ آنا ایک درجہ میں پہلی بات کی ترجیح کا سبب ہے۔ واللہ اعلم

اذان کے وقت ذکر

سؤال: اذان ہوتے ہوئے ذکر سے رک جانا چاہئے یا نہیں۔

جواب: رک جانا بہتر ہے۔

کسی نمازی کے پاس ذکر جہر کرنا

سؤال: کسی نماز پڑھنے والے کے پاس ذکر جہر کیا جائے ہلکی آواز سے کیا جائے۔

جواب: اتنا جہر نہ کرے کہ نماز پڑھنے والے کو پریشانی ہو یا دوسری جگہ دور چلا جائے۔

ذکر کے وقت کلام کرنا

سؤال: ذکر کرنے والے کو اگر کوئی شخص بلائے تو اس کے ساتھ کلام کرے یا نہیں؟

جواب: (کلام کرنا) جائز ہے۔

سؤال: اگر کوئی مہمان آجائے تو ذکر بند کر کے اس کی مہمان نوازی کرے یا نہیں۔

جواب: جس طرح مناسب سمجھے۔

شیخ کی مجلس میں ذکر

سؤال: ظہر کے بعد حضور کے پاس بیٹھنا اچھا ہے یا اسم ذات پڑھنا اچھا ہے۔

جواب: کیا یہ دونوں کام ایک ساتھ نہیں ہو سکتے کہ پاس بیٹھے بیٹھے اسم ذات میں مشغول رہو لیکن جس وقت میں کوئی بات کروں اس وقت خاموش ہو کر اس کو سنو۔ **کما قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا قال وفی حکمه کل مواعظة﴾** (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور قرآن سنو" یہی حکم ہر وعظ کا ہے)۔

باوضو ذکر کرنا

حال: اور ایک آدھ مرتبہ بے وضو ذکر کیا تو دم گھٹنے لگا اور بالکل خلاف و خلاف عظمت معلوم ہوا اور ذکر کرنا

ناقص معلوم ہوا۔ بے وضو جی نہیں لگتا چنانچہ اب باوضو ذکر کرتا ہوں جس سے دل کی کشادگی اور خوشی ہوتی ہے۔

تحقیق: ادب کا طبعی ہو جانا مطلوبہ حالت ہے۔

تکثیر ذکر

حال: حضرت اب تو یہ حالت ہے کہ ذکر کے بعد نشاط معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور جی یہ چاہتا ہے کہ دن بھر ذکر ہی کیا کروں پڑھنا چھوڑ دوں لیکن اس (پڑھنے) سے اتنی محبت ہے کہ انشاء اللہ چھوڑوں گا نہیں۔ ہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ پڑھانے کی اتنی محبت ہے کہیں یہ بھی نفس کی شرارت تو نہیں۔

تحقیق: وہ شبہ جو کسی دلیل سے نہ ہو اس کا اعتبار نہیں اگر فرض کریں کہ ایسا ہو بھی تو خود اس عمل کے ذاتی حسن کی برکت سے عارضی شر خود ختم ہو جائے گا لیکن جتنا ہو سکے نیت خالص رکھئے اور نفع کا ارادہ نہ رکھئے۔

سلطان الاذکار کے آثار

حال: آج رات تہجد کے وقت کئی مرتبہ قلب میں سنسناہٹ معلوم ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارے جسم میں پھیل جاتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد بے اختیار رونا آنے لگا۔ میں بہت ضبط کرنا چاہتا تھا مگر نہیں رک سکتا تھا حتیٰ کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی اور ذکر بند ہو جاتا تھا۔ دو تین منٹ تک بے حد رونا آتا تھا جب ذرا کم ہو جاتا تھا تو پھر ذکر شروع کر دیتا تھا تو پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی۔ غرض دو تین مرتبہ ایسے ہی ہوا۔ رونے کے وقت اس شعر کا تصور ہو جاتا تھا۔ اور اس میں ترقی ہو جاتی تھی ؎

تابد امن نہ نشیند زنسیمت گردے ❀ سیل اشک از نظرم برگزرے نیست کہ نیست

ترجمہ: ”نسیم کی وجہ سے تیرے دامن پر غبار نہ لگے۔ اس لئے میں نے سارے راستہ پر اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہایا ہے۔“ (یعنی تا کہ تیرا دامن خاک آلود نہ ہو اس لئے میں نے تیرے راستے پر آنسوؤں سے چھڑکاؤ کیا ہے)۔ (حاشیہ دیوان حافظ: ۷۹)

تحقیق: مبارک ہو یہ سلطان الاذکار کے آثار میں سے ہے۔ جو کہ ایک بلند حالت ہے۔

وقت کی پابندی

حال: حضرت جی رات کے وقت کی جو تعلیم ہے اگر شب ہی کو ادا کی جائے تو قلب میں ایک مزہ حاصل ہوتا

ہے اور ایک نور سا معلوم ہوتا ہے۔ اگر قضا ہو جاتا ہے اور پھر دن میں پورا کیا جائے تو یہ بات نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: وہ برکت وقت کی ہے جو خاص ہے وقت کے ساتھ باقی ذکر کی برکت وہ دونوں وقت میں برابر ہے۔

وقتی معمول کا قضا پر مقدم ہونا

سؤال: حضرت جی! رات کے وقت کی تعلیم اگر قضا ہو جائے اور فجر کی نماز کے بعد اس کو پورا کیا جائے تو پہلے شب کی تعلیم پوری کی جائے یا صبح کی۔ جیسے ارشاد ہو تعمیل کی جائے۔

جواب: پہلے صبح کی پھر شب کی۔

ذکر میں اشعار پڑھنا

حال: کبھی وظیفہ کے درمیان اور کبھی وظیفہ کے بعد یہ دو شعر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں ؎

الٰہی دیدے وہ دل غیر کا اثر نہ رہے ❁ سوائے تیرے کسی غیر پر نظر نہ رہے

پلا وہ مے کہ محبت میں تیری اے ساقی ❁ ہوں مست ایسا کہ مجھ کو مری خبر نہ رہے

کیا اس کو پڑھ لیا کروں۔

تحقیق: کبھی کبھی (پڑھ لیا کریں)۔

تعلیم سلطان الاذکار

حال: اور اپنی حالت کیا لکھوں اپنے دماغ کی کمزوری کی وجہ سے زیادہ ذکر و شغل نہیں ہوتا ہے اگرچہ شوق بڑھتا ہے اور لوگوں کو دیکھ کر رشک و غبطہ ہوتا ہے صرف اٹھارہ ہزار مختلف مرتبہ بیٹھ کر ہو جاتا ہے۔ اسی کو حضور کی صحبت کی برکت سمجھتا ہوں۔ اب وساوس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا ہوں۔ اور نہ حالات و واردات کی تمنا ہے۔ صرف حق تعالیٰ کی رضا مقصود ہے بلکہ اگر مناسب سمجھا جائے تو کوئی شغل بتلا دیا جائے جس سے یکسوئی اور باری تعالیٰ کی محبت زیادہ ہو۔

تحقیق: اگرچہ اس کی مستقل تو ضرورت نہیں لیکن اگر دل چاہے تو سلطان الاذکار کر لیا کریں کسی وقت درخواست کرنے پر زبانی بتا دوں گا۔

سانس روک کر مراقبہ اللہ السمیع الخ

حال: حضرت مولانا رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے کمترین کو (اللہ السمیع الخ) کا مراقبہ معہ حبس دم (سانس روک) کے

تعلیم فرمایا۔ اس سے بہت نفع ہوا اور اس سے پہلے زبان تالو میں لگا کر اسم ذات کا تصور (تعلیم فرمایا) اس سے بھی بہت نفع ہوا۔

تحقیق: نفع تو تسلیم ہے مگر بڑی بات یہ ہے کہ وہ نفع خاص خود مقصود ہے یا کسی دوسرے کی وجہ سے مقصود ہے تمام حالات کا فیصلہ اسی تحقیق سے ہے۔

حال: اس کے بعد یہ تعلیم فرمایا کہ زبان تالو میں لگا کر ذرا جسم کو حرکت دے کر یہ تصور کر کہ تمام جسم اور تمام چیزیں ذاکر ہیں۔ اس تصور سے ایک ذوقی حالت تو یہ پیدا ہوئی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت حق کے حضور میں حلقہ باندھے ہوئے تمام عالم حمد و ثنا کر رہا ہے۔ مگر دوسری (حالت) جو پیدا ہوئی وہ نہایت خطرناک اپنی استعداد سے غالبًا باہر وہ یہ کہ ایسا خیال جم گیا کہ ہر چیز درخت، پتھر نباتات میں انہیں (اللہ تعالیٰ ہی) کا ظہور اور ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کا کام لگا اور یہ معلوم ہوا کہ ہر چیز دیکھ رہی ہے۔ پھر اس پر مواجید (وجد کی کیفیات و حالات) پیدا ہوتے تھے بہت ڈرا کہ کہیں کمترین ملحد نہ ہو جائے اور بے ادب نہ ہو جائے یہاں تک جوش تھا کہ حج میں (رمی) کرنے میں یہ معلوم ہوا کہ آواز آ رہی ہے کہ جہاں طواف کیا اور بوسہ دیا وہ بھی ہماری ہی شان تھی اور یہ بھی ہماری شان ہے۔ (کجا غیر کو غیر کو نقش غیر) اگر ہمارے طالب ہو تو دونوں شانیں اختیار کرو۔ (رمی) کرتا جاتا تھا اور زار زار روتا جاتا تھا اور ہڈیاں چور چور ہوئی جاتی تھیں۔ رمی کے بعد بھی تقریبًا ایک گھنٹہ تک یہی حالت رہتی تھی۔ مسلسل تین روز تک حتیٰ کہ قرآن شریف کی تلاوت میں خود ہی متکلم خود ہی مخاطب نعوذ باللہ جہاں شیطان سے مکالمت ہے اور مردودیت وہاں بھی۔ مگر چند روز میں (وہ حالت) مٹ گئی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش کم ہو گیا اور اس پر مواجید بھی جاتے رہے مگر خیالی حالت وہی ہے۔

تحقیق: ان سب میں وہی فیصلہ جاری ہوگا۔

حال: اور یہ (بھی) تعلیم فرمایا کہ چاروں حواس بند کر کے آواز کا تصور کر بہت تھوڑی دیر مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ جب پہلی مرتبہ حضور کی قدم بوسی سے مشرف ہوا تو یہ بھی عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے اگر جی چاہتا ہو تو صرف کان بند کر لیا کرو اس کو چند روز کمترین نے کیا اس سے بھی آنکھ پر بہت زور پڑتا تھا اور آنکھ بہت ہی کمزور ہے جب سے خراب ہوگئی ہے لہٰذا اس کو بھی چھوڑ دیا۔

تحقیق: احسنتم (آپ نے اچھا کیا)۔

حال: مگر چند ہی دنوں میں ایک ہلکی سی آواز آنے لگی تھی۔ اب یہاں ایک ہفتہ سے شب کو بغیر کان بند کئے ہوئے اور بغیر تصور کے اور خیال کے وہی آواز سنائی دینے لگی اور تین دن سے تو بہت زور کی آواز آتی ہے رات

بھر رہتی ہے اور دن کو بھی کسی وقت محسوس ہوتی ہے مگر ابھی تک کمترین اس کی طرف مخاطب نہیں ہوا اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔

تحقیق: اگر چہ یہ آواز کبھی ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) ہوتی ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے اکثر ناسوتی (دنیا کے عالم سے) ہوتی ہے جس کا سبب دماغ کی خشکی اور قوت متخیلہ ہے۔

حال: حضرت مولانا رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پہلے آواز آئے گی پھر اس میں معانی پیدا ہوں گے۔

تحقیق: (یہ قاعدہ) کلیہ نہیں کبھی ایسا ہوتا ہے مگر بہت کم اور آپ اس کا انتظار نہ کریں۔

حال: اور یہی آواز جب بند ہو جاتی ہے تو مجھ کو اختلاج (دل کا گھبرانا) ہونے لگتا ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ اس آواز کے مقصود ہونے کا وہم ہے یا دوسرے کی وجہ سے مقصود ہونے کا وہم ہے اور یہ وہم باطل ہے۔

ذکر کی محبت

حال: ذکر سے قلب بے حد مانوس ہے۔ خواب وغیرہ حالات ثمرات کی طرف بالکل توجہ نہیں صرف ذکر ہی مقصود ہے۔ مگر ابھی تک مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) حاصل نہیں۔

تحقیق: مذکور حاصل ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ کام کرنے کے باوجود بھی خود کو اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچا ہوا سمجھے۔

حال: عرض یہ ہے کہ کبھی دل میں آتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ تندرستی عطا فرمائیں تو دن رات اللہ اللہ کیا کروں گا اور کسی سے بات نہ کروں گا اور احکام شرعی پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ خادم کے لئے یہ خیالات نفع والے ہیں یا نقصان والے شیطانی وسوسہ ہے یا اللہ کی طرف سے ہیں۔

تحقیق: بالکل نفع والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

استغراق سے ذکر و فکر کا افضل ہونا

سؤال: ذکر، فکر اور استغراق ان میں کون سی حالت اونچی اور افضل ہے۔

تحقیق: ذکر و فکر میں تو مقابلہ ہی نہیں اور استغراق سے وہ دونوں افضل ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں اور ان میں ترقی ہے۔

بزرگوں کے مزار کے پاس مراقبہ

حال: گنگوہ میں حضرت مولانا قدس سرہ کے مزار پر ایک بات معلوم ہوئی تھی پہلے تو میں نے اس کو خیال سمجھ کر ٹالا مگر چند وجھوں سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ میرے قلب پر بار بار تقاضا ہوتا ہے کہ حضرت سے عرض کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ تقاضا صحیح ہے۔

حال: دوسرے جب میں حضرت کے مزار پر مراقبہ کر رہا تھا اس وقت وہاں مولوی...... صاحب بھی تھے۔ جب میں فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت حضرت کی تمام تر توجہ تیرے اوپر تھی۔

تحقیق: یہ تقاضا کمزور تھا۔ میں دونوں کو مشورہ دیتا ہوں (ان سے بھی کہہ دیا جائے) کہ ان باتوں کو کچھ نہ سمجھیں یہ حال کے اعتبار سے تو خوشی کا سبب ہیں لیکن قال کے اعتبار سے نقصان دہ ہیں۔ اس میں اکثر تو خیال کی ملاوٹ ہو جاتی ہے پھر ان کی طرف توجہ کرنے سے ان پر اعتماد ہونے لگتا ہے۔ جب حالات ہی کوئی چیز نہیں تو خیالات تو کسی شمار میں نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات محسوس ہو تو اس کا اظہار جلدی نہ کیا جائے جب تک تین روز تک نہ ہو۔ دونوں کو یہی وصیت ہے اس عمل سے یہ ختم یا کم ہو جائے گا یہ بات ہی زیادہ محفوظ ہے۔

حال: اس بات سے اس امر کی تائید ہوئی جو میں نے وہاں معلوم کیا تھا۔ میں حضرت کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر ذکر کرتا ہوا مراقب ہوا اور وہی تصور کیا جو حضرت کی زبانی سنا تھا کہ حق تعالیٰ کو فاعل سمجھے اور قلب شیخ کو مخزن (خزانہ) سمجھے۔ کچھ دیر میں غیبت کی حالت طاری ہوئی۔ حضرت شیخ کو عمدہ لباس وصورت میں اپنی طرف مراقب اور متوجہ دیکھا (یہ بات بھی قابل عرض ہے کہ میں جب مزار پر گیا تو یہ دعا دل میں کر رہا تھا کہ حق تعالیٰ مولانا کی نسبت مجھے عطا فرمائیں اس سے پہلے غنودگی کی حالت میں یہ دیکھا کہ جناب والا نے میرے دل میں دو نورانی ستون قائم فرمائے اور فرمایا کہ ایک ستون مولانا گنگوہی کا ہے اور ایک ستون مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے۔ اس دن سے یہ اشتیاق ہوا کہ مولانا کی کامل نسبت حاصل ہو) غرض حضرت کو متوجہ پایا پھر حضرت نے سر اٹھا کر فرمایا کہ خلیل میرے ہیں اور اشرف میرے ہیں دونوں سے تم کو برابر فیض ہوگا نسبت تم کو حاصل ہے (صرف) ذکر کی کثرت اور گناہوں سے بچنے سے راسخ کرنے کی ضرورت ہے چونکہ ان باتوں کا طرز میرے خیال کے خلاف ہے اس لئے میں اس کو خیال نہیں کہہ سکتا واقعہ سمجھتا ہوں آئندہ جو ارشاد والا ہو۔

تحقیق: ہاں ایسے واقعات ہوتے ہیں ہونا ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحیح کر دیں۔

ٹہلتے ہوئے ذکر کرنا

حَال: اگرایسی حالت میں (یعنی نیند کے غلبہ میں) ٹہل کر تعداد پوری کرلیا کروں تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔
تحقیق: کچھ حرج نہیں لیکن جب نیند ختم ہو جائے پھر بیٹھ جانا چاہئے۔

تعیین وظائف

حَال: سب نمازوں سے زیادہ صبح کی نماز میں دل لگتا ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ خوب رات سے اٹھوں وظیفہ وظائف پڑھوں چنانچہ یہ ہی کرتا بھی ہوں مگر وظیفہ کوئی مستقل نہیں اپنی بے معنی تجاویز سے کبھی کچھ کبھی کچھ پڑھتا ہوں۔
تحقیق: قصد السبیل سے معین کر لیجئے۔

مراقبہ موت و مابعد الموت

حَال: حضرت نے جو مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد مراقبہ) کا ارشاد فرمایا ہے یوں تو اکثر اوقات موت کا دھیان رہتا ہے مگر جب کبھی تھوڑا بہت بیمار ہوتا ہوں تو ہر وقت ہی اپنی موت کا دھیان رہتا ہے اور یہ خیال کر کے بہت پریشان ہوتا ہوں کہ اگر اس مرتبہ تیرا وقت آ گیا تو کیا ہوگا اے شخص! تو نے تو کوئی بھی بھلا کام دنیا میں نہیں کیا اور ہمیشہ نافرمانی کی اور طاعت سے منہ موڑا اور تمام عمر مفت ضائع کی تو دوزخ سے کس طرح رہائی پا سکتا ہے۔ حضرت! یہ خیال ہر وقت قلب میں جما رہتا ہے اور ایک خفقان (دل کا تیز دھڑکنا) اور بدحواسی اور اختلاج قلب سا ہو جاتا ہے اور دنیا کی کسی طرح کی نعمت دیکھنے کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا اور اسی حال میں پریشان رہتا ہوں کہ ہائے تو نے کچھ نہیں کیا اور اب تیرا وقت آ گیا اب کیا کر سکتا ہے عذاب آخرت سے کس طرح نجات پائے گا۔ یہ ایک خیال ہی نہیں ہوتا بلکہ حقیقی طور پر پکا یہ یقین ہوتا ہے کہ واقعی تو نے کچھ نہیں کیا اور تیرا وقت آ گیا اور اس وقت اپنی عبادت وغیرہ کا وہم بھی نہیں گزرتا صرف اس کی رحمت کے بھروسہ پر جی جاتا ہوں یہ حالت بری تو نہیں ہے۔
تحقیق: عین مطلوب ہے لیکن اگر اس کو جان بوجھ کر ذہن میں لانے سے کسی جسمانی مرض کے ہونے کا خوف ہو تو روزانہ نہ کریں کبھی کبھی جب غفلت محسوس ہو کر لیں۔
حَال: جب مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد کے مراقبے) میں بیٹھتا ہوں اور ہر ہر واقعہ کی

طرف خیال کرتا ہوں تو ہر ایک واقعہ کی ایک ایک صورت ذہن میں آتی ہے مثلاً بہشت کی عمارت رنگیں باغ و نہر، وغیرہ اور ایسا ہی دوزخ پل صراط میزان، حساب، شفاعت، نامہ اعمال، حشر ونشر اور منکر نکیر کے سوالات کی بھی ایک ایک صورت ذہن میں آتی ہے لیکن ان کو مقصود نہیں سمجھتا ہوں۔ مقصود تو صرف رضائے مولا ہے۔

تحقیق: یہ سب مقصود ہے کیونکہ عمل ہے حال نہیں ہے۔ پھر اس مقصود سے مقصود رضائے حق ہے۔

حال: مراقبہ موت میں اب تک دل نہیں لگتا جب مراقبہ میں بیٹھتا ہوں تو آنکھ بند کرتے ہی سامنے مختلف قسم کے رنگ سے معلوم ہوتے ہیں لہٰذا طبیعت منتشر ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ایک دن مراقبہ کرو ایک دن ناغہ کرو۔

ذکر میں اضافہ

حال: اسم ذات کا معمول بعد نماز فجر بجائے دو ہزار کے تین ہزار کر دیا ہے اور ایسے ہی بعد عصر اور اگر کسی روز زیادہ پڑھنے کو دس بارہ ہزار تک جی چاہے تو کیا حکم ہے۔

تحقیق: پڑھئے اور اس سے زائد کو اپنے ذمہ لازم نہ سمجھئے اور جب کچھ دن بعد امید دوام ہو جائے تو لازم کر لیجئے۔

ذکر سے مناسبت میں فرق

حال: دوسرے یہ کہ کبھی کبھی جب آنکھ معمول سے پہلے کھل جاتی ہے تو تہجد کے بعد بارہ تسبیح بھی پڑھتا ہوں ورنہ معمولاً اسم ذات چار ہزار بار پڑھتا ہوں جب بارہ تسبیح پڑھتا ہوں تب طبیعت میں ایک قسم کا سرور محسوس ہوتا ہے جو اسم ذات پڑھنے کے وقت نہیں ہوتا کیا اس کی وجہ یہی ہے کہ بارہ تسبیح کبھی کبھی پڑھی جاتی ہے اور اسم ذات روزانہ یا کوئی دوسری وجہ ہے۔

تحقیق: ہر شخص کو جدا ذکر سے مناسبت ہے یہ خاصیت طبائع کا اختلاف ہے۔

وظائف کی اجازت کا مطلب

سوال: اوراد و وظائف کے لئے بزرگوں سے اجازت لینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اوراد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جس کا تعلق سلوک سے ہے۔ اس میں اجازت اس لئے ہے کہ اوراد کی تشخیص صحیح کہ وہ اوراد سالک کے حال کے مناسب ہوں لیکن اس (پہلی قسم) کے لئے اجازت طلب کرنے کا

عنوان (اختیار کرنا) صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ طالب خود (اوراد کو) تجویز کرے پھر اجازت چاہے بلکہ اس عنوان سے پوچھا جائے کہ کیا یہ (ورد) میرے حال کے مناسب ہے یا نہیں ہے۔

دوسرے وہ اوراد ہیں جن کا تعلق سلوک سے نہ ہو صرف آخرت میں ثواب حاصل کرنے کے لئے پڑھے جائیں۔ اس میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں صرف اتنی بات ہے کہ اجازت دینے والے کی خدمت میں پیش کرنے سے مقصد اوراد کی تصحیح ہے (کہ یہ صحیح ہیں یا نہیں) اور اجازت لینے کے لئے پیش نہیں کرنا ہے۔

ذکر سے آرام لینا

سُؤال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کثرت ذکر وتلاوت سے دماغ اور زبان دونوں میں تھکن پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا شغل رکھا جائے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

جَوابْ: آرام (کیا جائے) کیونکہ مستقل دوسرا شغل مثلاً فکر بھی اسی تھکن کا سبب ہوگا اور یہ آرام اگرچہ صورت کے اعتبار سے غفلت ہے مگر چونکہ اس سے مقصود ذکر کی تیاری ہے اس لئے یہ ذکر کے حکم میں ہے عالم کی نیند کو عبادت اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔

مراقبہ میں تصور قبر

حَالْ: کل مراقبہ کی حالت میں جب قبر کا تصور کر رہا تھا تو تصور میں معلوم ہوتا ہے کہ قبر کے اندر بہت سے چھوٹے چھوٹے درخت نظر آتے ہیں اور ہر ایک میں سفید پھول لگے ہیں یہ کیا معاملہ تھا۔

تَحْقِیقْ: ممکن ہے کہ خیال کا تصرف ہو اور ممکن ہے کہ اعمال کی صورت مثالیہ ہو۔

حیض کے زمانے میں تلاوت قلبی کرنا

سُؤالْ: گھر میں سے (یعنی اہلیہ) حضور والا سے بیعت ہیں۔ بفضلہٖ عالی حضور والا کی توجہ سے نماز روزہ کی پابند ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرتی ہیں آدھا پارہ روز پڑھتی ہیں۔ سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کی تسبیح بھی پڑھتی ہیں بہشتی زیور بھی پڑھتی ہیں۔ کچھ صورتیں حفظ کر لی ہیں۔ جس زمانہ میں نماز معاف ہے (یعنی حیض کا زمانہ) اس وقت مجھ سے پوچھا کہ کیا ہم کو جو حفظ ہے اسے پڑھ لیا کریں۔ میں نے منع کر دیا تو اس زمانہ میں وہ سورتیں بھول جاتی ہیں پھر دوبارہ بہت محنت سے یاد کرتی ہیں۔ مجھ سے کہا کہ حضرت کی خدمت میں ہماری طرف سے لکھ دو جیسا ارشاد ہوگا تعمیل کی جائے گی۔

جواب: ان سے کہئے کہ زبان کو ہلائے بغیر دل میں ان سورتوں کو دہرالیا کریں۔

سب اوراد کا نافع ہونا

سوال: درخواست ہے کہ دعا فرمائی جائے اگر اور کچھ اجازت ہو تو اور کچھ پڑھوں یا وہی پڑھوں۔

جواب: اگر اور کچھ پڑھنے کو بتا دیا جائے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا یہ دوائیں تو ہیں نہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک کی الگ خاصیت ہو ایک سے نفع نہ ہوا دوسری بدل دی۔

ذکر زیادہ کرنے میں دل کی رغبت کا لحاظ رکھنا

حال: بارہ تسبیح کے علاوہ کبھی تو ذکر اسم ذات کرنے کو دل چاہتا ہے اور کبھی درود شریف و استغفار کی طرف زیادہ رغبت ہوتی ہے اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ کیا پڑھنا چاہئے؟

تحقیق: شروع میں دیکھ لیا کس کی رغبت زیادہ ہے بس اسی جلسہ (بیٹھک) میں اسی میں وقت پورا کر دیا۔

مبتدی کو دل لگنے کے اہتمام کا مفید ہونا

سوال: مشہور ہے اور بعض کتب میں بھی ہے کہ فجر کی نماز جس جگہ پر پڑھی جائے اسی جگہ پر آفتاب نکلنے تک بیٹھا رہنا اور ذکر وغیرہ کرنا افضل اور زیادہ باعث ثواب ہے۔ لہٰذا اس پر پابندی کی جائے یا مسجد سے مکان پر آکر تنہائی میں ذکر کرنا بہتر ہے۔

جواب: مبتدی کو فضائل مستحبہ کے مقابلے میں دل زیادہ لگنے کا اہتمام کرنا زیادہ ضروری ہے۔

ذکر میں اذان کا جواب دینا

حال: کبھی ذکر میں فجر کی اذان ہو جاتی ہے تو طبیعت ذکر بند کرنے کو نہیں چاہتی لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ اذان کے جواب کی بہت فضیلت ہے اس لئے ایسے وقت کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: (اذان کا) جواب ہی دیا جائے اور اس کو ذکر میں رکاوٹ نہ سمجھا جائے سنن کی برکت سے ذکر کا معدن (خزانہ) منور ہوتا ہے تو اس سے ذکر میں زیادہ اعانت ہوتی ہے۔

جو معمول منقول ہو کو جو منقول نہ ہو پر چند روزہ کی ترجیح کی حکمت

حال: ایک تسبیح درود شریف (حضرت مرشدی مولانا محمود حسن رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فرمایا تھا کہ بھائی حضرات

چشتیہ کا معمول بہ درود تو یہ ہے "اللهم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد بعدد کل معلوم لك" اب تجھے اختیار ہے کہ یہ پڑھے یا درود ماثور)۔ احقر کا معمول درود چشتیہ رہا ہے باوجود اس اعتقاد کے کہ افضل ماثور ہے مگر محض اس وجہ سے عملاً اسے اختیار کیا کہ وہ حضرت مرحوم نے بطورِ تلقین ارشاد فرمایا تھا اور حضرات سلف چشتیہ کا معمول فرمایا تھا اتباع اسی میں دیکھا کہ اسے اختیار کرلوں۔ اور ادھر سے تخییر بھی تھی اب جو ارشاد ہوگا تعمیل کروں گا۔

تحقیق: معمول کو نہ بدلا جائے اگرچہ خود ماثور افضل ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے کبھی دوسری صورت کو تجویز کرلیا جاتا ہے وہ عارض ایک مستمر ہے یعنی اس کو حدوث (نیا ہونے) میں بھی دخل ہے اور بقا (باقی رہنے) میں بھی اور ایک عارض مدت کے بعد پیدا ہو گیا ہے پہلا عارض یہ ہے کہ ہم میں اہلیت اصل کی نہیں وہ اہلیت پیدا کرنے کے لئے دوسرے طریق غیر اکمل کو اختیار کیا اور یہ ایک دقیق (باریک) تواضع ہے جس تک اہل ظاہر کی رسائی نہیں پھر شیخ تواضع کے رسوخ اور اہلیت کے وجود کو دیکھ کر افضل کو تجویز کر دیتا ہے یا تجویز کی اجازت دے دیتا ہے اور عارض ثانی یہ ہے کہ مدت کے بعد معمول میں دوام کی برکت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے تبدیل میں جلدی نہ کی جائے۔

آثار دعاء

حال: پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کئی دن سے گھر میں روپیہ پیسے کی بے حد تنگی تھی اور بہت ہی تکلیف تھی۔ میں نے اپنا حال رب العزت کے علاوہ کسی سے ظاہر نہیں کیا حتیٰ کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی سے بھی عرض نہیں کیا۔ پرسوں ترسوں کا ذکر ہے کہ میں رات کو تہجد کے نوافل ادا کرنے کے لئے اٹھا وضو کر کے نوافل سے فارغ ہو کر بارہ تسبیح کا ذکر کیا پھر فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن شریف کی تلاوت کی اور مناجات مقبول پڑھی۔ اس وقت میرے علاوہ کوئی آدمی نہیں تھا میں نے اس وقت تنگی رزق کے بارے میں ہاتھ اٹھا کر اللہ پاک سے عرض کیا۔ دعا مانگ چکا تو اپنی چادر کے اوپر دو کاغذ کے ٹکڑے پڑے ہوئے پائے۔ اس چادر کو اوڑھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کاغذوں کو دیکھا تو معلوم کہ پانچ پانچ روپیہ کے دو نوٹ ہیں۔ صبح تنہائی میں حضرت مولانا سلمہ اللہ سے تمام واقعہ عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تمام واقعہ حضرت مولانا کی خدمت میں تحریر کر کے روانہ کر دو۔ جب تک جواب نہ آئے ان کو اپنے خرچ میں نہ لاؤ۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی طرح ان روپیوں کو اپنے خرچ میں خرچ کرلوں یا نہیں ان نوٹوں کا کیا کروں جس طرح حکم ہو عمل کروں گا۔

تحقیق: واقعہ کی حقیقت کے پیچھے مت پڑو کہ بے ضرورت ہے بلکہ نقصان دہ ہے احکام شرعیہ پر عمل کرو۔ وہ حکم یہ ہے کہ جس مال کا مالک معلوم نہ ہو غریب آدمی کو اس کا خرچ کر لینا جائز ہے تم خرچ کرو اور کسی سے ذکر مت کرو اور کیونکہ لقطہ (گری پڑی ملنے والی چیز) بھی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے اس لئے اس کا شکر کرو اور دعا ہمیشہ مانگتے رہو۔

زمانہ محدود تک کے لئے معمول میں اضافہ کرنا ہمیشگی کے خلاف نہیں ہے

حال: رمضان شریف میں چھٹیوں کی وجہ سے فرصت ہوگی اس لئے خیال ہے کہ اسم ذات کی تسبیح زیادہ کر لیا کروں۔

تحقیق: بہت ہی اچھا ہے۔

حال: لیکن بعد میں ہمیشگی کی امید نہیں حضور جیسا مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں یہ ہمیشگی کے خلاف نہیں کیونکہ شروع ہی سے ہمیشگی کا ارادہ نہیں ہے۔ جیسا حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ کے اعمال رمضان میں زیادہ ہو جاتے تھے۔

تکثیر تلاوت

حال: آج کل احقر کا حسب ذیل معمول ہے تہجد کی نماز اس کے بعد بارہ تسبیح، فجر کے بعد اسم ذات تین ہزار مرتبہ قرآن شریف کی ایک پارہ تلاوت منزل قربات عنداللہ و دعا حزب البحر و شجرہ طیبہ کے ساتھ مغرب کی نماز کے بعد ورد اسم ذات تین ہزار مرتبہ و مراقبہ موت ما بعد الموت عشاء کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفر اللہ الخ اور سو مرتبہ درود شریف اور ہر پانچ نمازوں کے بعد تسبیح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ ہی معمول گھر پر بھی ہے مگر یہاں (یعنی خانقاہ میں) صرف تلاوت کلام اللہ شریف تین چار پارہ تک کر دی ہے اور زیادہ کی ہمت نہیں ہے۔

ذیل میں چند امور قابل اصلاح لکھتا ہوں۔ خدا جانے کیا بات ہے کہ مجھے ذکر سے بہت ہی کم مناسبت ہے اور تلاوت کلام اللہ سے بہت رغبت ہے اور بہت انس بڑھتا ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ اور اذکار کو کم کر کے تلاوت کلام اللہ شریف جس قدر ہو سکے کیا کروں چونکہ ضعیف الجثہ ہوں اس لئے یہ خیال ہے کہ ایک منزل روزانہ ہو جایا کرے تو غنیمت ہے۔ اگر اجازت ہو تو یہ کر کے دیکھوں شاید حضرت والا کی دعا کی برکت سے ہمیشگی حاصل ہو جائے ورنہ اپنی کمزوری کو دیکھتے ہوئے تو امید نہیں۔

تحقیق: بہت مناسب ہے اصل مقصود حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہے خواہ ذکر سے ہو یا تلاوت سے ہو۔

مراقبہ نیت

حال: مراقبہ نیت کے تصور سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: یعنی اس کی دیکھ بھال کہ میری نیت غیر طاعت کی تو نہیں۔

ذکر حق کا قلب میں دائمی نہ ہونا

حال: حضرت والا! ایک چیز کی عرصہ سے طلب ہے مگر وہ ہاتھ نہیں آتی۔ وہ یہ کہ ذکر حق قلب میں ایسا پیوستہ ہو کہ بھولنے کی کوشش کبھی کروں تو بھول نہ سکوں اور غیر کے خیالات قلب میں ناممکن ہو جائے۔ غالباً اس کے لئے چلہ کشی اور خلوت تامہ (پوری تنہائی) کی ضرورت ہوگی مگر یہ تو قاعدہ اور قانون کی بات ہے اور مجھے حضرت والا کے فیوض و برکات سے یہ امید ہے کہ راستہ میرے لئے آسان فرمائیں گے۔

ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ: ''کریموں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔''

تحقیق: یہ تو مجھ کو بھی نصیب نہیں نہ جی چاہتا ہے کیونکہ اس صورت میں مختار نہ رہوں گا مجبور ہو جاؤں گا۔

ساتواں باب
خواب وکشف کے بیان میں

حال: میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک تالاب میں وضو کر رہے ہیں اور میں ایک مسجد میں بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہا ہوں ذرا دیر بعد میں نے بھی اس تالاب میں جا کر وضو کیا۔
تحقیق: اعمال صالحہ میں اتباع حاصل ہوگا۔
حال: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو لوگ منع کر رہے ہیں کہ اس راستہ سے مت جاؤ اس میں شیر بیٹھا ہے اتنے میں مجھے خوف معلوم ہوا جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔
تحقیق: نفس وشیطان سے حفاظت رہے گی۔
حال: جمعہ کی رات خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ صلحا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کی بزرگی کا ذکر فرما رہے ہیں اچانک حضور تشریف فرما ہوئے پس ایک سفید کپڑوں والے صحابی نے (جن کو میں پہچانتا نہیں ہوں) حضور سے سوال کیا "من خلفائك او كما قال فاجاب رسول الله" خلفائی بعد عمر وعثمان وعلی (یہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمر، عثمان اور علی کے بعد میرے خلفاء میں سے ہیں) خوب اچھی طرح یہ عبارت محفوظ ہے۔ ہاں اس میں شبہ ہے کہ پہلے عثمان فرمایا یا پہلے علی فرمایا اور پھر عثمان فرمایا۔ ان دو آخر کے ناموں کے پہلے اور بعد میں شبہ ہے۔ باقی عبارت جو مضمون کا حاصل ہے جو ذکر کیا ہے مذکور ہوا خوب یاد ہے اس خواب اور بات کے صحیح ہونے میں کوئی خرابی تو نہیں اور میرے لئے کسی قسم کی خیر وتنبیہ ہو تو ارشاد فرمائیے۔
تحقیق: آپ کو شاید اس سے شبہ ہوا ہوگا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک نہیں لیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محبوب میں خوب فنا ہو جانے کی وجہ سے محبوب کے ساتھ ہونا دور ہونے کے مقابلے میں غالب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ان الله معنا﴾ سے سمجھ میں آتا ہے اور یہی راز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر ہوتے۔ میں نے اپنے آقا اپنے استاد شیخ مولانا محمد یعقوب صاحب قدس سرہ سے اسی طرح سنا ہے۔

حال: حضور! اس ناکارہ کے لئے دعا فرمائیے۔ انجام خیر ہو اور دونوں جہاں میں عافیت حاصل ہو۔ میں بالکل کورا ہوں نہ کچھ حاصل ہے نہ کوئی لیاقت رکھتا ہوں۔ البتہ جب سے حضور کی غلامی نصیب ہوئی ایک قسم کی دل کو خوشی رہتی ہے۔ خصوصاً جس شب کو حضور کی حضوری ملتی ہے طبیعت کو بڑی فرحت ہوتی ہے۔ چنانچہ پرسوں کی شب دیکھا کہ حضور اس خدمت سے دور (غلام) سے کچھ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ایک شخص کے ظاہری اخلاق کے بارے گفتگو تھی کہ یہ ان کا ظاہر ہے باطن میں ادب نہیں ہے۔ رات کا وقت ہے چراغ جل رہا تھا لیکن مدہم ہو رہا تھا۔ حضور نے یا کسی دوسرے صاحب نے فرمایا کہ چراغ روشن کرو میں نے اٹھا کر دیکھا تو تیل کم تھا بتی نہیں تھی۔ چراغ کے نیچے ہی ایک کپڑا بتی بنانے کے قابل مجھے مل گیا۔ میں نے بتی بنائی یہ بخوبی یاد نہیں کہ چراغ میں بتی ڈالی یا نہیں۔ اس کی تعبیر کیا ہے اس کے علاوہ دو بار پہلے بھی خواب دیکھا ہے۔

تحقیق: یہ سب اچھی علامات ہیں مگر ان کو کمال نہیں سمجھنا چاہئے ہاں یہ بھی نعمت ہے شکر کیجئے۔

سوال: دن کے وقت ذکر کی حالت میں خواب کی طرح ہو کر دیکھتا ہوں کہ میں اور میرے ساتھ ایک اور شخص دونوں گاڑی میں سوار ہو کر ایک اسٹیشن پر اترے۔ میرے ساتھی کا بالکل ٹکٹ نہیں تھا اس کو ٹکٹ بابو (ٹکٹ چیکر) نے گرفتار کیا اور میرا ٹکٹ جہاں تک تھا اس سے ایک اسٹیشن زیادہ چلا آیا ہوں۔ جب اس کو ٹکٹ دیا تو پہلے ہی اس سے سارا ماجرا بیان کر کے ٹکٹ دیا۔ اس نے خوش ہو کر ٹکٹ لیا اور کہا یہ کمی پورے ٹکٹ والے سے بھی اچھی ہے۔ اس کی کیا تعبیر ہے ارشاد فرمائیے۔

جواب: کوئی بات کسی حال کے غلبے کی وجہ سے شریعت کے خلاف ہوگئی ہے جس میں معذور قرار دیئے اور حسن نیت کی وجہ سے تسلی کے لئے احسان کیا گیا مگر یہ خود کوئی کمال نہیں ہے (اس لئے) آئندہ احتیاط واجب ہے۔

سوال: چار دن ہوئے کہ میرے خواب میں رات کے گیارہ بجے ایک سفید ڈاڑھی، سفید لباس بزرگ ایک ساتھی کے ساتھ جو کالا صافہ سر پر باندھے ہوئے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کی عمر ادھیڑ تھی تشریف لائے سلام کیا اور تہجد پڑھی۔ سفید داڑھی والے بزرگ نے اپنے ساتھی سے پوچھا تم نے اب تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھیں اور اس میں قل ہو اللہ کتنی بار پڑھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھی۔ ساتھی نے ان سے پوچھا آپ نے کتنی رکعتیں کتنی قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھنے کے لئے فرماتے ہیں۔ (ان بزرگ نے) فرمایا تمہاری طرح۔ پھر (ان) بزرگ نے مجھ سے پوچھا تو (میں نے) عرض کیا آٹھ رکعت تین قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ فرمایا: تم بھی بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھو اور تہجد کو نہ چھوڑنا کہ بڑی برکت والی نماز ہے۔ اس کے دوسرے دن سے ہی بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ سے پڑھ رہا ہوں۔ اب عرض یہ کہ

اس خواب اور اس طرح تہجد پڑھنے کے بارے میں جیسا ارشاد ہو آگاہ ہو کر عمل کروں۔

جواب: خواب کے مطابق عمل کیجئے کہ اس میں اجر زیادہ ہے یعنی حساب سے بیس قرآن مجید روزانہ کا ثواب ملتا ہے لیکن خواب کو کمال نہ سمجھئے اور نہ ہر خواب پر بغیر پوچھے عمل کیجئے۔

حال: ایک شب میرے پاؤں میں جوڑوں اور سرین کے درد کا شدت سے دورہ تھا۔ درد کی وجہ سے تہجد کی نماز میں سستی ہوئی اور خیال ہوا کہ صبح کو قضا ہی پڑھ لوں گا۔ نیند آ گئی۔ خواب دیکھا کہ ایک زنجیر میں بندھی ہوئی پتنگ اڑ رہی ہے اس کو میں نے پکڑ لیا ہے۔ نیچے کھینچ کر لانے سے معلوم ہوا کہ یہ آدمی ہے۔ اس شخص سے میں نے ڈر کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ جیسے میں اڑ رہا تھا تم بھی ایسے ہی اڑو گے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ کوئی گناہ کرو۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ایک گناہ تو ابھی ابھی کیا ہے یعنی تہجد نہیں پڑھی۔ فوراً آنکھ کھلی اور وقت کم رہ گیا تھا۔ چار رکعت (تہجد) ادا کی۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی وہ شیطان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اغوا (گمراہ کرنے) کو ایک کوتاہی یاد آ جانے کا سبب بنا دیا۔ گویا اس نے دشمنی سے نقصان پہنچانا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نافع بنا دیا۔ جس سے وہ ناکام ہوا۔ کقولہ تعالٰی ﴿قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم﴾ **ترجمہ**: ہم نے آگ سے کہا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ﴿واردوا به كيدا فجعلنا هم الاخسرين﴾ ان لوگوں نے ان کا برا تو چاہا تھا مگر ہم نے ان ہی کو نقصان میں ڈال دیا۔

حال: عام خواب میں ایک سالک کو دیکھا (اور میں اس کو پہچانتا ہوں) اور اس کے دیکھنے سے میرے قلب میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ اچانک دل میں ذکر جاری ہو گیا (ذکر کے) جاری ہونے سے لذت بھی آتی تھی اور تنگی بھی ہوتی تھی اور تنگی بھی ایسی ہونے لگی کہ دل چاہتا تھا کہ اگر بند ہو جائے تو بالکل خواب ہو۔ پھر جب دن ہوا تو واقعہ بالکل بھول گیا۔ خیر جب دوپہر کو سونے کے ارادہ سے بستر پر لیٹا تو ایک طالب علم دوسرے کو میرے سامنے کہنے لگا کہ میاں دین محمد کا بہت ذکر جاری ہے اور مجھ کو اس کے کہنے پر ہنسی آئی اور اس کہنے پر کچھ خیال نہ کیا۔ اس کے چھوٹی عمر کی کم عقلی پر سمجھا۔ خیر اس سے پوچھا گیا کہ تجھ کو کس طرح معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ اندر میں ایک حرکت ہوتی ہے جس سے مجھ کو یقین ہے کہ یہ ذکر ہے معمولی اور عادی تحریک نہیں۔ اس وقت پھر بندہ کو رات کا واقعہ یاد آیا اور اس کو بیان کر کے سنا دیا اور جس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اب تیرا ذکر جاری ہے حالانکہ مجھ کو کچھ بھی احساس نہیں ہوا۔ جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے پھر منگل کی رات اس طالب علم نے میرے سینہ پر کان رکھ کر کہا کہ اب تیرا ذکر جاری ہے پھر مجھ کو تعجب ہوا کہ مجھ کو کس وجہ سے معلوم نہیں ہوتا۔

اب اس کے بعد جو کچھ مجھے خواب میں معلوم ہوا عرض کرتا ہوں۔ کیا اچھا ہے یا برا ہے۔ اور یہ خواب شیطانی ہے یا رحمانی۔ بندہ نے اب تک کسی سے بیعت بھی نہیں کی۔ مگر اس کا ہمیشہ شوق رہا ہے۔ صلحا سے خاص کر آنحضرت سے بہت ہی محبت رہتی ہے۔ کیا قلبی ذکر کے جاری ہونے کے وقت ذاکر کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا نہیں؟ کسی وقت ذاکر کو اپنے قلب کے ذکر کے جاری ہونے کی بے خبری بھی ہوتی ہے یا نہیں اور بغیر مرشد کے جاری بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

اس خواب کے بعد اس دن خاص رقت قلبی بھی تھی اور جب کسی صالح کا نام آتا تھا اس کو بلا تصنع (بغیر بناوٹ) تکلف نہایت لذت وشوق اور ادب کے ساتھ پہلے سے بہتر زبان پر لاتا تھا۔ مجھ نادان کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کیا ہے یا کس نسبت سے پیدا ہو گیا ہے۔

تحقیق: خواب انشاء اللہ اچھا ہے حالت بھی اچھی ہے۔ ذکر مرشد کے بغیر بھی جاری ہوسکتا ہے لیکن اس کی حقیقت وہ نہیں ہے جو اس طالب علم نے سمجھی کہ وہ تو صرف ایک حرکت ہے جو طبعی حرارت (گرمی) وغیرہ کی وجہ سے بھی ہو جاتی ہے اس کی حقیقت ملکہ یاد داشت ہے جو مدتوں کے بعد راسخ ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ حالت اسی کی ابتدا ہے۔

سؤال: احقر شب کو سورہا تھا خواب میں یہ آیت شریف ﴿بینھما برزخ لا یبغیان﴾ زبان پر جاری کی گئی اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں۔

جواب: اللہ ظاہر و باطن دونوں کی دولت عطا فرمائیں گے اس طرف اشارہ ہے۔

سؤال: پرسوں دوپہر کو احقر لیٹ گیا تھا سویا نہیں تھا صرف غنودگی ہوگئی تھی اسی حالت میں ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ﴾ رکوع کے ختم تک زبان پر جاری ہوگیا اور پڑھتے ہوئے جاگ گیا۔ عرض ہے کہ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: ایمان کامل عطا ہونے کی اور اتباع سنت نصیب ہونے کی خوشخبری ہے۔

حال: رات بندہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان ہے اور وہاں ایک قبر ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیری قبر ہے تو اس میں جا۔ میں بہت رویا اور کہا اللہ تعالیٰ کا حکم سر اور آنکھوں پر مگر میرے ذمہ حقوق ہیں یعنی قرض ہے اس کو حق تعالیٰ ادا کر دیں تو بڑا اچھا ہو تو کہا گیا۔ اچھا تین دن کی مہلت ہے تو میں دنیا و مافیہا سے قطع نظر کر کے ایک پرچہ پر وہ حساب لکھ رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیا اچھا ہو کہ ان تین دن میں ایک لمحہ بھی مجھے شرعی کاموں کے علاوہ کوئی دنیا کا کام پیش نہ آئے اور بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہوں۔ کتاب مجالس الحکمت بھی

تھوڑی باقی ہے اس کو جلدی پورا کر رہا ہوں اور بہت ہی خضوع ہے۔ دعا مانگ رہا ہوں کہ یا اللہ اس بقیہ وقت میں میرا رخ کسی طرف نہ پھرے۔ اور ایسا استغراق تھا کہ آنکھ کھلنے کے بعد پھر آنکھ بند کی تو وہی حالت نظر آئی حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور صبح سے اب تک کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ حتیٰ کہ کھانا کھانے میں بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ میں کیا کھا تا ہوں اور کسی سے بولنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ نہ معلوم کیا بات ہے حضور والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: مبارک ہو حق تعالیٰ نے مقام فنا کا باب کھول دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل فرمائیں اس کے بعد مقام بقا عطا فرمائیں۔ فنا میں مخلوق کے ساتھ مشغولی ہے کم ہو جائے گی۔ اور بقا میں وہ پھر لوٹے گی مگر دوسرے رنگ میں (لوٹے گی) یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کے ساتھ مشغولی حالت اور ذوق کے اعتبار سے اگرچہ جان بوجھ کر اور ارادے سے پہلے بھی ہے۔ اور رحمت حق کی امید کرتے رہئے۔ والسلام

سوال: ایک قصاب نے اس احقر کی دعوت کی تھی۔ میں اس کے ہاں جمعہ کو صبح کے وقت کھانا کھانے گیا۔ میرے ساتھ ایک طباق میں ایک غیر مقلد صاحب نے کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر مکان پر چلا آیا۔ رات کو تین بجے خواب میں دیکھا کہ اجابت کی ضرورت ہوئی۔ خواب ہی میں اجابت (رفع حاجت) کو چلا گیا۔ میدان میں بیٹھا ہوں۔ تھوڑی سی اجابت تو جائے مخصوص سے ہوئی اور بہت زیادہ اجابت خواب میں منہ سے ہوئی۔ اس بات سے فوراً آنکھ کھل گئی۔ دیکھا حضرت خواب تھا۔ بفضلہ تعالیٰ پنجگانہ نماز بھی پڑھتا ہوں اور قرآن شریف کی تلاوت بھی روزمرہ ہو رہی ہے۔ اس خواب کی تعبیر مطلوب ہے۔

جواب: ظاہر میں وہ شخص سلف پر لعن وطعن کرتا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو حق تعالیٰ نے گستاخی وزبان درازی کا اثر دکھایا کہ ساتھ کھانے سے یہ اثر ہے چہ جائے کہ کام میں ساتھ ہونے کے۔

حال: غلام نے خواب دیکھا کہ ایک دریا ہے اور بہت طغیانی (تیزی) پر چل رہا ہے۔ میں نے اس کو پار کرنے کا ارادہ کیا تو وہ خشک ہوگیا۔ اتنا خشک ہوا کہ میں اس کو چھلانگ مار کر پار ہوگیا۔ پھر اس دریا میں پانی اچھی طرح ہوگیا پھر میں نے اس کو پار کرنے کا ارادہ کیا اس کو پار کر کے پھر واپس آگیا خداوند کریم اس کو میرے لئے باعث خیر کرے۔

تحقیق: خواب بہت اچھا ہے۔ دریا کو پار کرنا عروج وفناء پر پہنچنا ہے۔ پھر پار کر کے واپس آنا نزول وبقا سے مشرف ہونا ہے اور اس کا خشک کے قریب ہوجانا ان مقامات کے آسان ہونے کا اشارہ ہے۔ بہت ہی مبارک خواب ہے۔

حال: ایک بہت بڑا دریا ہے اور اس دریا کے بیچ میں ایک پتلی دیوار بنی ہوئی ہے۔ سب لوگ جو اس دریا سے

پار ہوتے ہیں وہ تو کسی دوسرے راستہ ہوتے ہیں لیکن کسی شخص کی ہمت اس دیوار کے راستہ سے نہیں ہوتی ہے جو اس دریا کے پار ہونے کا سیدھا راستہ ہے کیونکہ ایک تو دیوار پتلی ہے دوسرے دریا کا خوف ہے لیکن ہم دونوں غلام میں اور بھائی...... آپ کے ساتھ ایسی چیز میں بیٹھے جو دیوار پر پھسلتی چلی گئی اور اس کے پار ہوگئے۔ خشکی پر پہنچ کر آپ کو سردی معلوم ہوئی تو میں نے اپنی رضائی آپ کے اوپر ڈال دی۔ تب بھی آپ کو سردی معلوم ہوئی تو میں نے بھائی...... کا لحاف ڈال دیا۔

تحقیق: بہت ہی پاکیزہ ہے وہ دریا طریقت (کا دریا) ہے اور دیوار صراط مستقیم شریعت کی (دیوار ہے) انشاء اللہ تعالیٰ آپ دونوں طریقت کو شریعت کے اتباع کی وجہ سے طے کریں گے۔ سردی روح کی خوشی اطمینان اور سینہ کی ٹھنڈک کی طرف اشارہ ہے اور لحاف ڈال دینا حق کے طالبوں کے کھنچاؤ کی طرف اشارہ ہے جس سے کچھ توجہ الی الحق کرنا پڑتی ہے جس سے وہ استغراق کا غلبہ کچھ کم ہو جاتا ہے۔ غرض سب کے لئے مبارک ہے۔

حال: ایک دو خواب جن کے بارے میں طبیعت کو ذرا تردد ہے عرض کرتا ہوں۔ ایک تو یہ دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں آٹھ آدمیوں کی گنجائش ہے اگر تمہاری مرضی ہو لے لو۔ آٹھ کی حد بیان کرنے کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

تحقیق: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کام کرنے والوں میں آٹھ شخص کی تکمیل ہوگی "جعلکم اللہ منھم" (اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ان میں شامل فرمایا ہے)۔

حال: دوسرے یہ کہ میں نے دیکھا کہ آپ اور میں اسی اپنی مسجد میں ہیں اور آپ نے عمامہ مجھے دیا پھر نہ معلوم کس نے صلاح دی کہ عمامہ کی چادر بنالو۔ پھر وہیں آپ کے سامنے عمامہ کو دہرا کر کے اور دونوں پاٹ کھول کر ملائے تو اچھی خاصی چادر بن سکتی تھی۔ چادر کے بارے میں میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ چادر عمامہ کے مقابلے زیادہ ستر ڈھانکنے والی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق: عمامہ مقتدائیت (پیشوا ہونے) کی علامت ہے اور چادر شفقت کے شامل ہونے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں شفقت ایک کے بعد دوسری (آگے پیچھے) عطا فرمائے گا۔

حال: (اس) پردیسی کو وطن سے آئے ہوئے تین سال ہوگئے ہیں اور بندہ کا یہ خیال تھا کہ کہیں پیر کامل کی قدم بوسی کروں۔ بندہ چونکہ زبان وغیرہ سے ناواقف تھا اس لئے بہت تردد میں تھا اور ایسی کوئی جگہ بھی معلوم نہ تھی۔ مدت ہوگئی بندہ اسی پریشانی میں تھا کہ بندہ نے خواب دیکھا وہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کے ساتھ چھ کونوں والا ایک صندوق

تھا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اس کو رکھوا۔ اس صندوق کے ہر جانب نام لکھے ہوئے تھے اوپر کی طرف یہ لفظ بالکل اسی طرح تھا اور مشرقی طرف میں جناب کا نام تھا۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے نام کی طرف اشارہ کیا اور مجھے فرمایا کہ اس نام کو یاد رکھو۔ آنحضرت ﷺ صندوق کے شمال کی طرف تھے۔ اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنوب کی طرف تھے یہ بعد میں اٹھے۔ بندہ ابھی طالب علموں کا خدمت گار ہے اور بہت ہی غریب ہے۔ مال کی حیثیت اور سبب وغیرہ سے اگر بندہ خدمت شریف میں حاضر ہو جائے تو آنجناب بندہ کو کچھ نظر مرحمت فرمایئے گا اور تفصیل میں نے نہیں لکھی۔

تحقیق: خواب بہت مبارک ہے اور ظاہر میں اس کے معنی یہ ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس احقر سے کچھ دینی نفع ہوگا۔ اگرچہ میں اس قابل نہیں لیکن "انا عند ظن عبدی بی" (کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں) کی وجہ سے آپ کے گمان کی برکت سے ایسا ہوگا۔ آپ اپنا مفصل حال لکھئے تو مشورہ دوں کہ آپ کیا پڑھتے ہیں اور کیا کیا کب تک پڑھنے کا ارادہ ہے۔ میرے مشورہ کے بغیر کسی کام میں جلدی نہ فرمایئے۔ والسلام

حال: اب کچھ خواب عرض کرتا ہوں تعبیر سے سرفراز فرمائیں۔ ① قیلولہ کے وقت اسم ذات کے ذکر کے بعد سویا دیکھتا ہوں کہ میں اپنی سسرال جا رہا ہوں۔ ایک جگہ پہنچا تو دیکھا کہ ایک بیل ایک بیل کو دوڑائے ہوئے مارنے کے لئے جا رہا ہے اور ایسا معلوم ہوا کہ میری سسرال کے بیل ہیں۔ آخر دونوں تالاب میں گر گئے اور جو آگے بھاگا جا رہا تھا وہ گرتے ہی لاپتہ ہو گیا اور جو مارنے کے لئے جاتا تھا وہ ڈوبنے لگا دو شخص اس کے نکالنے کے لئے کودے۔ مگر مردہ ہو کر نکلا۔ ڈرانے والا بیل کچھ کالا اور سفید تھا اور بھاگنے والا بالکل سفید تھا۔

تحقیق: یہ خواب سمجھ میں نہیں آیا۔

حال: ایک شب کو دیکھا کہ میں چند لوگوں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت میرے پیچھے تشریف لائے اور ایک عمامہ میرے سر پر اپنے ہاتھوں سے باندھا۔ میں بھی اور حاضرین بھی اور حضرت خود بھی بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ دیکھو دوسرے کے باندھنے کی وجہ (عمامہ کے) پیچ اور بندھ صحیح نہ ہونے کے باوجود سبحان اللہ کیا اچھا معلوم ہو رہا ہے۔

تحقیق: متبوع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: ایک دفعہ دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے اور میں خطبہ سنا رہا ہوں۔

تحقیق: پہلے کی طرح۔

حال: گذشتہ شب دیکھا کہ مجمع ہے اور میں حضرت بھی شریک ہیں۔ میں وعظ کہہ رہا ہوں اور بہت سی آیتیں پڑھیں مگر دو آیتیں یاد رہیں اور سب بھول گئیں ① ﴿قل یاهل الكتاب لستم على شیء حتى تقيم التورة والانجيل وما انزل اليكم من ربكم﴾ ② ﴿ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن بالله﴾ خواب میں یہ بیان کیا تھا کہ صرف قرآن کو پڑھنا نہیں چاہئے بلکہ اس کے احکام پر عمل بھی کرنا چاہئے۔اس مضمون پر پہلی آیت سے دلیل پکڑی تھی اور یہ بیان کیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان ہونے پر کفایت نہ کرنا چاہئے بلکہ اوراعمال شرعیہ بجالانا چاہئے۔اوراس پر دوسری آیت سے دلیل پکڑی تھی۔اس خواب کے مطلب سے حضرت مطلع فرمائیں۔

تحقیق: پہلے کی طرح مخلوق کو دینی نفع ہوگا۔

حال: دیکھا کہ حضرت نے سب کو جمع کیا اور ایک تقریر بیان فرمائی جس کا مضمون یہ تھا کہ خواجہ صاحب ضرور آئے تھے میں نے نیک فال لیا تو ان کا آنا بہتر تھا اور آج ان کا جانا بھی بہتر معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: چونکہ کامیاب ہوکر گئے اس لئے جانا بوجھ نہیں ہوا۔

حال: اور میں روتا تھا کہ خدا جانے میرا آنا جانا کیسا ہے۔

تحقیق: خوف اور امید کے درمیان ہونا اچھی حالت ہے۔

حال: اس عرصہ میں بندہ نے تین خواب دیکھے جو تفصیل سے گزارش کرتا ہوں چونکہ خواب عجیب اور نیز ایک شعر عربی کا جس کے بھول جانے سے دل بہت ہی بے چین ہے۔

پہلا خواب: بتاریخ ۱۸ ذی الحجہ مبارک منگل کے دن وقت رات دو بجے خواب میں حضور نے کتاب بہشتی زیور (اس) محتاج کو عطا فرمائی اور زبان مبارک سے فرمایا کہ اس میں سے کوئی عبارت پڑھ۔ بندہ نے کتاب لے کر ایک عبارت جس کا مضمون یاد نہیں خوب رواں لکنت کے بغیر پڑھ دی۔اس کے بعد حضور نے بندہ سے وہ کتاب لے کر اسی مضمون کے لکھنے کا حکم دیا اور خود زبان مبارک سے لفظ بہ لفظ فرماتے رہے۔فدوی لکھتا رہا۔ جب پانچ یا سات سطر لکھ چکا تو حضور نے بندہ سے لے کر دیکھ کر حکم دیا کہ آج کے دن سے ہمارے یہاں جو کام چاہے لکھنے پڑھنے کا (ہو) کیا کر ہم تجھ سے خوش ہیں۔ بندہ اس خوشی میں پھولا نہ سماتا تھا اور بہت جلدی جلدی اپنا کام انجام دے رہا تھا اور نہایت شاداں اور فرحاں تھا۔

تحقیق: دینی فیض پہنچنے کی خوشخبری ہے مبارک ہو۔

حال: دوسرا خواب۔ بتاریخ ۱۹ ذی الحجہ مبارک بدھ کے دن وقت رات دو بجے خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور

کے ساتھ بہت سے مرید ہیں جو بائیں جانب حضور کے برابر چلے جا رہے ہیں اور بندہ دائیں جانب دائیں ہاتھ کے قریب پیٹھ مبارک کے بہت ہی قریب (اتنا قریب ہوں کہ حضور کے داہنے کولہے کے اوپر سے سامنے کی ساری چیزیں دکھائی دیتی ہیں) جا رہا ہوں یہاں تک کہ ایک میدان میں یا احاطہ میں جس کے نقشہ کی طرف توجہ نہیں کی وہاں آسمان دکھلائی دیتا تھا۔ پہنچ گئے حضور وہاں کھڑے ہوگئے۔ تمام ہمراہی جس ہیئت سے جا رہے تھے۔ کھڑے ہوگئے بندہ بھی جس طرح جا رہا تھا۔ اسی طرح کھڑا ہوگیا۔ اس وقت حضور نے فرمایا کہ حضور سرور عالم کا دربار ہے۔ خوب غور سے دیکھو۔ بندہ خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا تو حضور سرور عالم اور بڑے اصحاب ایک بڑے تخت پر رونق افروز ہیں۔ وہاں ایک بڑا مجمع حلقہ باندھے کھڑا ہے لیکن فدوی کو یہ تمام مجمع اور تخت مبارک اور حضور سرور عالم ﷺ اور بڑے اصحاب کبار دھندلے سے معلوم ہوتے ہیں جیسے کم چاندنی میں کوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ بندہ نے جناب اقدس سے نہایت گریہ وزاری سے عرض کیا کہ مجھے حضور سرور عالم کا چہرہ صاف اچھی طرح نہیں دکھائی دیتا۔ جناب اقدس نے فرمایا کہ ذکر کی کثرت کیا کر انشاء اللہ صاف دکھائی دیں گے۔ بندہ کی اسی رقت وزاری میں آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: حضور ﷺ سے روحانی قرب کی خوشخبری ہے جو پوری طرح سے سنت کے اتباع پر موقوف ہے۔ اس کا خاص اہتمام ہونا چاہئے۔

حال: تیسرا خواب بتاریخ ۲۴/ذی الحجہ مبارک پیر کے دن دوپہر کو قیلولہ کے لئے لیٹ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ متبرک صورت لمبے سفید ڈاڑھی والے بندہ سے فرماتے ہیں کہ تو کس سے رابطہ رکھتا ہے؟ بندہ نے حضور کا نام مبارک بتایا۔ ان بزرگ نے کسی جواب کے بجائے ایک عربی کا شعر دو تین مرتبہ پڑھا۔ جس کو بندہ نے یاد کرلیا ان بزرگ کے تشریف لے جانے کے بعد (بندہ) محتاج اس شعر کو بہت ہی بلند آواز سے پڑھتا رہا۔ اس کے پڑھتے پڑھتے حالت وجد طاری ہوگئی۔

جب آنکھ کھلی تو پہلا مصرعہ بالکل بھول گیا دوسرے مصرعہ کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ وہ بھی ذہن سے نکل گیا۔ لیکن شعر کا مضمون پوری طرح یاد ہے۔ پہلا مصرعہ وہ مسافر یا وہ راستہ چلنے والا کب گمراہ ہوسکتا ہے۔ دوسرے مصرعہ جس کی ہر منزل کے نصف پر مشعل روشن ہو۔ عربی میں کوئی لفظ ایسا تھا جس کے معنی میں مسافر یا راستہ چلنے والے کے ہم معنی ہوں گے۔

تحقیق: عالم قدس سے آپ کو تسلی دی گئی ہے۔ کہ آپ کا راہبر نور حق پر ہے۔ گمراہی کا ڈر نہیں مبارک ہو۔

حال: کل شب جمعہ بعد نماز تہجد مراقب لیٹا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی اسی سونے جاگنے کی درمیانی

حالت میں مولانا ...... صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔ مولانا سفید لباس پہنے ہوئے خوش وخرم معلوم ہوتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت کس طرح گزری اور آپ کس حال میں ہیں (اس وقت میں خوب سمجھا تھا کہ مولانا کا وصال ہو چکا ہے اور یہ جسم دوسرا ہے) فرمایا کہ...... تو خوب جانتا ہے کہ محبوب کا ذرا سا عتاب بھی بہت ہوتا ہے اور میرے اوپر تو ذرا سی بات کا بھی بہت اثر ہوتا ہے اور تو سب طرح خیریت ہے مگر لڑکوں کے بارے میں سوال ہو رہا ہے (اس کے بعد مجھے ایک باعظمت آواز سے یہ الفاظ سنائی دیئے) لڑکوں سے محبت کیوں کی تھی (میں غنودگی میں اس کو کلام الٰہی سمجھ رہا تھا اور عجیب کیفیت تھی۔ پھر یہ الفاظ سنے) خیر اس کا بدلہ ہم دنیا ہی میں دے چکے تھے۔ کہ آنکھیں جاتی رہی تھیں۔

اس کے بعد میں نے مولانا سے عرض کیا کہ اب تو راحت ہوگئی۔ فرمایا ہاں اب راحت ہوگئی اور کھانے پینے کی چیزیں تو یہاں عجیب عجیب آتی ہیں۔ یہاں بہت راحت ہے۔ پھر بطور نصیحت کے مجھ سے یہ الفاظ فرمائے کہ صوفی ہی بن کر نہ بیٹھ جانا کتابوں کی تقریر کیا کرو۔ درس و تدریس خالی ذکر ہے حق تعالیٰ کے یہاں افضل ہے۔ جو اذکار احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کا ورد رکھو اور قلب کا خیال رکھو کہ غفلت نہ ہو۔ انتہی

مولانا مرحوم نے جو اذکار احادیث کے ورد کو فرمایا ہے تو مولانا حصن حصین کے بہت پابند تھے۔ شاید یہ اسی طرف اشارہ ہو۔ اگر اجازت ہو تو میں بھی اس کا ورد کرلوں؟

تحقیق: خواب سراپا ہدایت ہے نظر نیچے رکھنے کی تاکید ظاہر ہے اور شرائع کی اشاعت کا مہتم بالشان ہونا بھی ظاہر ہے مگر ساتھ غفلت نہ ہوگی شرط ہے مگر حصن حصین کا شغل بہت بہتر ہے۔ اگر پابندی ہو سکے تو ضرور کریں۔

حال: آج شب اتوار کو ایک طویل خواب دیکھا جو عرض خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت والا نماز پڑھا رہے ہیں اور جماعت میں یہ احقر بھی شریک ہے اور بھائی صاحب مرحوم بھی شریک ہیں۔ احقر نے جماعت میں ایک ذاکر کو دیکھا کہ کانپتے ہوئے بہت پیچھے ہٹ گئے نماز کے بعد احقر نے جناب بھائی صاحب مرحوم سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ جہالت کا برا کرے بعض ذاکر نماز میں بہت مقدار چل کر بھی نماز کو درست سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ ہی لوگ ایک وقت میں ہدایت پھیلائیں گے اور دنیا کو نور سے بھر دیں گے۔ میں نے عرض کیا تو شاید یہ کوئی حالت و کیفیت ہوگی۔ فرمایا شاید۔

تحقیق: اس میں عذر کے احتمال کی وجہ سے جلدی سے انکار نہ کرنے کی طرف اشارہ۔

حال: پھر میں نے دیکھا کہ حضرت کی خدمت میں ہم لوگ مثنوی پڑھ رہے ہیں۔ برادرم مولوی شبیر علی صاحب کلید مثنوی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ایک شعر کے مطلب کی تقریر مولوی شبیر علی صاحب نے کی مگر

حضرت نے قبول نہ فرمائی۔ دوسرے لوگوں نے بھی شاید تقریر کی حضرت نے پسند نہ فرمائی۔ حضرت والا نے مجھ سے ارشاد فرمایا تو میں نے اس شعر کی یہ تقریر کی کہ اے سالک تو جو سلوک کا لطف اس وقت حاصل کر رہا ہے یہ بھی اسی حالت جذب و دیوانگی کی برکت ہے، اگر وہ حالت پریشانی کی نہ پیش آ چکی ہوتی تو یہ سکون کا لطف کیسے حاصل ہوتا۔ شعر یاد نہیں رہا۔ حضرت والا نے اس تقریر پر تبسم فرمایا کہ ہاں تم سمجھ گئے ہو۔

تحقیق: علم لدنیہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے علم) کے حاصل ہونے کی خوشخبری ہے۔

حال: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت والا مسجد میں تشریف لائے اور خدام سے فرمایا کہ آؤ بیعت ہو جاؤ۔ سب خدام جمع ہوگئے میں بھی ان میں تھا اور ہم سب نے اپنے ہاتھ اکٹھے کئے حضرت والا کے دست مبارک میں دے دیئے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی اس وقت تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی اپنا ہاتھ سب کے ہاتھوں کے ساتھ شامل کر دیا۔

تحقیق: سلسلوں کے ایک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: اور حضرت سیدی مولائی مولانا...... صاحب دام مجدہم کی طبیعت کے خراب ہونے کی خبر سنائی اور یہ معلوم کر کے کہ بندہ سہارنپور جانے والا ہے کوئی دوا مجھے شیشی میں دی۔ جب میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ میرا ارادہ بھی سہارنپور چلنے کا ہے اور حضرت کچھ تیاری کے لئے مکان تک تشریف لے چلے۔ چلتے وقت ایسا معلوم ہوا کہ حضرت کو روئی کی ضرورت ہے کیونکہ کان میں درد ہے اور میرے بھی کان میں درد تھا اور میں نے روئی رکھی ہوئی تھی تو مولوی شبیر علی صاحب نے فرمایا کہ کچھ روئی حضرت کو دے دو تو میں نے اس میں سے یا اور اپنے پاس سے کچھ روئی حضرت کے سامنے پیش کی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ علی گڑھ کی روئی میں نہیں لوں گا۔ کیونکہ مجھے منشی شرافت اللہ صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرتبہ روئی کے بارہ میں کاشتکاروں پر علی گڑھ میں ظلم ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ مشتبہ نہیں میں خود خرید کر لایا تھا انتہی۔ تعبیر سے مطلع فرما کر مشرف فرمائیں۔

تحقیق: غالباً علی گڑھ کے اس تعلق کے خیر ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ کسب کا غیر مشتبہ اس عمل کے برا نہ ہونے پر موقوف ہے۔

حال: احوال یہ ہیں کہ بتاریخ دس کو مجھے خواب نظر آیا کہ بہت عمدہ باغ ہے کہ ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور اس میں ایک مکان ہے۔ اس میں ایسا کوئی ہے جس کو میں نے خواب میں نہیں پہچانا۔ اس میں کئی آدمی ایسے ہیں کہ بہت ہی خوبصورت اور اس میں ایک پلنگ ہے کہ میں نے اس بارے میں پوچھا تو یوں کہا کہ پلنگ مولانا

اشرف علی کا ہے۔ میں بہت خوش ہوا اور میری طبیعت بہت خوش ہوگئی۔

تحقیق: بہت مبارک خواب ہے۔ میرے لئے بھی بشارت ہے اور آپ کے لئے بھی کہ اس نعمت کا اظہار ہے کہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں جس سے سیدھے راستے پر جمنے کی امید ہوتی ہے۔

حال: کچھ دن ہوئے خواب میں میں کسی نے میرے سامنے ایک کاغذ پیش کیا کہ اس کو دیکھو۔ اس میں حضرت والا کے خلفاء کی فہرست تھی۔ اس میں دو درجہ مقرر کئے گئے تھے اوپر ایک درجہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا خلفاء ذلت نیچے کے درجہ میں لکھا ہوا تھا، خلفاء دیوانگی۔ احقر کا نام خلفاء ذلت میں تھا تعبیر سمجھ میں نہیں آئی۔

تحقیق: ماشاء اللہ مبارک ہو واللہ! بڑی خوشی ہوئی ذلت عبدیت کا "یقال طریق معبدای مذلل والتعبد التذلل والعبادة غایة التذلل وهو معروف." **ترجمہ**: (طریق معبد یعنی ذلیل بندگی کرنا ذلیل ہونا اور عبادت انتہائی ذلیل ہونا معروف ہے) اور ظاہر ہے کہ عبدیت نبوت کا خاص مذاق ہے وہ طریق شورش یعنی دیوانگی سے افضل ہے۔

ع فطوبی لهم ثم طوبی لکم

ان کے اور آپ کے لئے خوشخبری ہے۔

حال: اسی ہفتہ منگل کی رات کو غلام نے ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا غلام نے حق سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا حالت خواب ہی میں دل میں عجیب سوز وگداز معلوم ہوتا تھا جو جاگنے کے بعد بھی چند منٹ باقی رہا۔ اس کے بعد فوراً پھر آنکھ لگ گئی اور معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی حضوری سے مشرف ہوا اور حضور ﷺ کے ساتھ دو ایک صاحب شاید اور ہیں اور اسی حالت میں غلام نے درود شریف یا تکبیر یا قرآن شریف شاید سورۃ حشر کی آیات اچھی طرح یاد نہیں ہیں بلند آواز سے پڑھیں۔ اور غلام عرض نہیں کرسکتا کہ سوز وگداز کی شدت یا کسی اور وجہ سے جلد آنکھ کھل گئی۔ خواب ہی میں آنسو جاری تھے آنکھ کھلنے کے بعد صرف آنسو موجود تھے۔ اس کے بارے غلام کو اور کچھ نہیں یاد ہاں اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ اس وقت جس کو غلام ذات باری تعالیٰ عز اسمہ سمجھے ہوئے تھا وہ مجسم اور شاید انسان کی صورت میں تھے۔ پہلے خواب کے بارے میں اس بات کی وضاحت بھی چاہتا ہے کہ ایسا خواب صحیح ہے جیسا کہ بعض کتابوں میں اس قسم کا مشاہدہ ممکن ہے لکھا ہے واللہ اعلم۔ اس کے دو تین دن بعد ایک رات میں معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت سے غلام مشرف ہوا لیکن نہ قلب میں کسی قسم کا کوئی سوز وگداز تھا اور نہ کچھ اور کوئی واقعہ بھی یاد نہیں۔

تحقیق: سارے خواب مبارک ہیں اللہ تعالیٰ کو کسی صورت میں دیکھنا یہ خواب باطل نہیں ہوتا وہ تجلی مثالی ہوتی

ہے جس کی حقیقت کبھی موقع ہوا تو زبانی سمجھا دی جائے گی۔ غرض وہ ذات نہیں ہوتی باقی سوز و گداز کا نہ ہونا کوئی فکر کی بات نہیں کیونکہ غیر اختیاری ہے۔

حال: آج رات خواب میں مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کو دیکھا کہ (وہ) حضرت والا کے سامنے پیالہ ہاتھ میں لئے (جیسا کہ طلبہ کھانا لانے کے لئے جاتے ہیں) حاضر ہوئے۔ میں اس وقت ان کے قلب کی طرف نگاہ کرنے لگا اور قلب کی اچھی حالت معلوم ہوئی۔ مولوی صاحب موصوف کہنے لگے کہ میں سمجھ گیا جو کچھ تیرے دل میں ہے۔ میں نے ہنس کر عرض کیا کہ ماشاء اللہ اب تو آپ صاحب کشف ہوگئے۔ اس کے بعد ہم دونوں میں انبیاء علیہم السلام کے مقامات کے بارے میں گفتگو ہونے لگی وہ فرماتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کے مقامات کی کسی کو ہوا بھی نہیں لگی۔ میں نے عرض کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے مقامات میں رسوخ تو غیر نبی کو نہیں ہوسکتا لیکن صرف ان مقامات کی سیر کرنا اور ان کو جان لینا ممکن ہے اور بحمد اللہ میں نے مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کی ہے اوپر چڑھنا تو بہت سہل تھا مگر نیچے اترنے کے وقت مشکل معلوم ہوتی تھی۔ اس گفتگو کے بعد میں نے اپنے آپ کو ایک عالی شان عمارت پر چڑھتے دیکھا اور دل میں یہ بات آرہی تھی کہ میں انبیاء علیہم السلام کے مقامات کی سیر کر رہا ہوں مقام بہت ہی بلند تھا اور حقیقت اوپر چڑھنا تو بہت آسان تھا نیچے اترتے وقت مشکل معلوم ہوتی تھی (خواب کی) تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: مولوی شبیر احمد کی کامیابی کی یہی خوشخبری ہے خدا تعالیٰ نصیب کرے۔ مقامات انبیاء علیہم السلام کے مقامات کے بارے میں عجیب تحقیق معلوم کرائی گئی جو دونوں قولوں کے مجموعے سے ثابت ہوئی یعنی حصول قدمی (یعنی خود) تک پہنچنا اور ان کو پانا تو ان (نبوی) مقامات (تک) نبی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا ہے مگر سیر نظر ہی ہوسکتی ہے۔ (یعنی ان مقامات کو دیکھا جاسکتا ہے) دونوں قول جمع ہوگئے۔

حال: حضور! کئی دن ہوئے ایک نماز و اوراد کے ادا کرنے میں دیر ہوگئی تھی اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب سونے کے بعد صبح کو سویرے آنکھ کھلے گی یا نہیں کہ جس کی وجہ سے صبح کی نماز سے پہلے وظیفہ سے فراغت ہو جائے۔ اسی خیال میں جب سو گیا تو ایک دفعہ تھوڑی ہی دیر کے بعد آنکھ کھل گئی اٹھ کر صحن میں جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوئے ہوئے دیر نہیں ہوئی پھر سویا تو ایک ایسا خواب دیکھا جس کا ابتدائی حصہ صرف اتنا یاد ہے کہ کچھ ذکر خیر ہو رہا تھا مگر اخیر کا عجیب پریشان کن تھا کہ بالکل سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ یہ کہ خواب ہی میں میں نے یہ دیکھا کہ کوئی شخص آکر میرے بائیں مونڈھے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ہلاتا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ ''اتقوا اللّٰه'' (اللہ سے ڈرو) مگر وہ نہیں رکا یہاں تک کہ جب میں نے زور سے چلا کر کہا تو فوراً بیدار ہوگیا اور

اس کے ساتھ ہی اپنی آواز سنی۔ یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص ابھی یہاں سے ہٹ گیا ہے مگر جب ادھر ادھر نظر ڈالی تو کوئی نہ تھا۔ اس پریشانی میں یہ خیال ہوا کہ شاید اب سونے کے بعد صبح سے پہلے وظیفہ پڑھنے کے وقت آنکھ کھلے یا نہ کھلے اسی وقت پڑھ کے اطمینان سے سونا چاہئے۔ چنانچہ اسی وقت پڑھنا شروع کیا اور فراغت پا کر اطمینان سے سویا تو صبح کے وقت نماز کے وقت آنکھ کھلی اطمینان سے وہ بھی ہوگئی مگر رات کے واقعہ سے حیرت تھی اور اب بھی ہے۔

تحقیق: قرائن سے شیطان معلوم ہوتا ہے ایسے امور اکثر پیش آجاتے ہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں "انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتكلون" **ترجمہ:** کہ شیطان کا ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں پر کوئی زور نہیں چلتا۔

حال: ایک بار اور بھی ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اس مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ کسی نے آ کر سر پکڑ کر کہا کہ اٹھو تو میں اٹھ بیٹھا ادھر ادھر دیکھنے لگا کوئی نظر نہیں آیا تو پھر سو گیا مگر بعد میں کچھ پریشانی نہیں ہوئی۔

تحقیق: قرائن سے یہ کوئی پاک روح معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسی مدد کی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

حال: اس دن یہ خیال ہوا کہ حضور والا کی خدمت میں تحریر کروں لیکن صرف ایک خیال کا شبہ ہوا، اس وجہ سے رک گیا۔ میں نے کئی بار یہ دیکھا کہ جب کوئی نئی بات ہوتی ہے اور اس کے بارے میں میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا لکھنا حضور والا کی خدمت میں فضول ہے تو کچھ دنوں بعد پھر وہی یا اسی جیسا واقعہ ہو کر گویا مجھے مجبور کرتا ہے کہ حضور سے پوچھوں اور جہاں حضور کے یہاں تحریر پہنچی بس اطمینان ہو جاتا ہے۔

تحقیق: یہ تقاضائے فعلی رحمت ہے "رب زدني علما" پر عمل کرایا جاتا ہے۔

حال: مجھ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ میری وجہ سے حضور کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی کیونکہ حضور کو اب تک ضعف کی شکایت باقی ہے اور جب خط جائے گا تو حضور کو جواب لکھوانے میں ضرور تکلیف محسوس ہوتی ہوگی۔

تحقیق: کچھ تکلیف نہیں ایسا وسوسہ نہ لائیں۔

حال: ایک بار سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں دیکھا کہ حضرت والا کانپور کی جامع مسجد میں نماز فجر پڑھا رہے ہیں۔ احقر بھی نماز میں شریک ہے۔ سورہ مدثر کی تلاوت فرمائی اور درمیان نماز ہی میں آفتاب طلوع ہو گیا۔

تحقیق: اگر صرف (قوۃ) متصرفہ کا تصرف نہیں ہے تو "قم فانذر" کے ظہور کی صورت ہے یعنی ارشاد کا آفتاب طلوع ہوا۔

حال: ایسے ہی غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ خواجہ صاحب اور حکیم مصطفیٰ صاحب حضرت والا کے پرانے مکان کے بیرونی کمرہ میں بیٹھے ہوئے دستر خوان پر بیٹھے چاول کھا رہے ہیں۔ احقر بھی حاضر ہوا۔ میں نے ان صاحبان سے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یہ مزے لے رہے ہیں ورنہ میں پہلے سے آتا۔ یہ کہہ کر میں بھی ایک رکابی پر بیٹھ گیا جس میں سے حضرت والا نے کچھ تناول فرما کر کچھ حصہ بچا دیا تھا۔ خواجہ صاحب ہنس کر بولے اور کیا چاہتے ہو تم نے تو حضرت شیخ کے سامنے کا کھانا کھایا۔

تحقیق: وراثت کی طرف اشارہ ہے۔

حال: ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت والا نے ایک مکتوب احقر کے حوالہ فرمایا جس کو میں یہ سمجھا کہ یہ میرے احوال کے جوابات ہیں اور کسی حال میں احقر نے مولوی ...... صاحب کا تذکرہ کیا تھا تو اس کا جواب حضرت والا نے یہ تحریر فرمایا جو تقریباً بلفظ یاد رہ گیا مولوی ...... صاحب میرے قوت بازو ہیں، میرے عزیز ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دولت باطنی سے کامیاب ہو جائیں تم ان کے لئے دعا اور توجہ اور ہمت باطنی کرو۔ آمین حق تعالیٰ شانہ برادر موصوف کو حضرت والا کی تمنا کے مطابق اپنی دولت خاص سے ممتاز فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت والا کی اتنی توجہ ہے تو قوی امید ہے کہ وہ محروم نہیں رہیں گے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں۔

حال: ایک بات اگرچہ میرے پوچھنے کے قابل نہیں مگر صرف اس اطمینان کے لئے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ برادر موصوف قطع طریق (راستہ طے کرنے) میں مشغول ہیں یا نہیں استفسار کرتا ہوں کہ برادر موصوف ذکر و شغل تو زیادہ نہیں کرتے۔ (اور ان میں دماغی قوت زیادہ ذکر کی متحمل ہے) تو کیا حضرت والا نے شرح مثنوی کا کام ان کے سپرد اسی لئے فرمایا ہے کہ ذکر کے بجائے اس طریق سے محبت و ذکر کی متحمل ہے تو کیا حضرت والا نے شرح مثنوی کا کام ان کے سپرد اسی لئے فرمایا ہے کہ ذکر کے بجائے اس طریق سے محبت و ذکر راسخ ہو جائے۔

تحقیق: یہ ارادہ تو نہیں تھا مگر اس عمل سے اس کی بھی امید ہے۔ باقی اس سوال کے بعض اجزاء کا کچھ جواب اسٹیشن کے راستہ میں زبانی بھی دے چکا ہوں۔

حال: آج ہفتہ کی رات تہجد کی نماز کے بعد لیٹ گیا تھا سونے جاگنے کی درمیانی حالت تھی نہ نیند غالب تھی نہ بالکل جاگ رہا تھا دیکھا کہ مہتمم صاحب مدرسہ ...... حضرت والا کی شکایت کر رہے ہیں کہ ...... سرپرستی سے حضرت نے استعفاء دے دیا اور ...... کی ممبری قبول فرما رکھی ہے۔ حالانکہ کام دونوں برابر ہی درجہ میں تھے۔

تحقیق: میرے خیال میں تو دیکھنے والے کے جی میں جو بات تھی یہ اس کی صورت مثالیہ ہے کیونکہ معانی کے

اعتبار سے دونوں کاموں میں فرق ہے۔

حَالؔ: پھر دیکھا کہ حضرت والا مجھے گھوڑا خرید لینے پر سخت تنبیہ فرما رہے ہیں کہ خواہ مخواہ خرچ بڑھانے سے کیا فائدہ اور کام ہی کیا ہے اور اگر تم کو اس حدیث سے شبہ ہوا جس میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا اس میں ہر مسلمان کو گھوڑا باندھنا چاہئے۔ وہ زمانہ ہے تو یہی مگر حدیث میں اہل وسعت (امیر لوگ) مراد ہیں۔

تَحقِیق: یہ بالکل صحیح دیکھا رائے تو واقعی یہی ہے مگر اباحت شریعت (شریعت میں جائز ہونے کی وجہ) سے منع نہیں کیا۔

حَالؔ: پھر دیکھا کہ حضرت والا کے کسی خادم نے ضیافت کی ہے۔ حضرت نے قبول فرمالی ہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ آخری دعوت ہے۔ اب جو کوئی ایک دن یا آدھے دن یہاں قیام کرے اس کو ہماری دعوت کرنے کی اجازت ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مہمان سب ہمارے یہاں کھانا کھایا کریں۔ اس وقت اکثر خدام کے چہرہ پر غم کے آثار تھے خواجہ صاحب کے آنسو جاری تھے "لا تزلتم علی راء س الامة المحمدية عونا للطالبين وغياثا للمسترشدين وتبلك الفيوض والبركات مفيضين امين ويرحم الله عبدا قال امينا." آپ طالبین کے مددگار بن کر اور رہنمائی طلب کرنے والوں کے رہنما بن کر امت محمدیہ کے سر پر ہمیشہ باقی رہیں اور ان فیوض و برکات سے فیض پہنچاتے رہیں آمین۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم کرے جو آمین کہے۔

تَحقِیق: اہل غفلت کو جگانا ہے کہ اس وقت کو غنیمت سمجھیں آخر ایک دن وقت کو ختم ہونا ہے باقی کمی کی کوئی حد نہیں تمام عمر دنیا کو کم کہا گیا ہے۔

حَالؔ: ذکر کے وقت نئی نئی عمارتیں اور نئے نئے آدمی نظر آتے ہیں، کبھی اپنے مشائخ موجودین کبھی بعض تعلق والے خود بخود بغیر توجہ نظر آتے ہیں اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

تَحقِیق: ایک قسم کا انکشاف ہے توجہ نہ کی جائے۔

حَالؔ: مولوی...... صاحب کو دیکھا کہ مغلوب الحال دیوانہ کی طرح آئے اور مجھ سے کہا کہ مصافحہ کرو۔ میں نے ہاتھ بڑھائے تو دو اکنیاں پہلے ایک پھر دوسری میرے ہاتھ میں دیں اور کہا کہ مصافحہ مقصود نہیں یہ لو اور رکھ کر چل دیئے۔ مجھے خواب میں ان کی اس حالت پر بڑی حیرت رہی۔

تَحقِیق: اس سے ان کی کامیابی کی امید بڑھتی ہے اور غالباً اس کامیابی میں زیادہ مددگار مخلوق کو نفع پہنچانا ہو۔

حَالؔ: پھر دیکھا کہ جمعہ کی نماز حضرت والا نے پڑھائی اور نماز سے پہلے چند خدام سے جن میں...... اور خواجہ

صاحب کا نام یاد ہے اور احقر سے بھی حضرت والا نے یہ فرمایا تھا کہ جمعہ کے بعد والے نوافل دوسری جگہ جا کر پڑھیں گے۔ چنانچہ نماز جمعہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ آؤ نوافل کو اچھی طرح پڑھیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب اور احقر ساتھ میں تیار ہوئے اور چند لوگ اور بھی تھے اس وقت خواجہ صاحب اور احقر کی زبان پر ذکر جاری تھا۔

تحقیق: یہ معیت باطنہ (باطنی طور پر ساتھ ہونے) کی تصویر ہے۔

حال: پھر احقر نے ایک کتاب کی زیارت کی جو سیدنا امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصنیف تھی۔ اس کتاب پر یہ مضمون لکھا ہوا تھا۔ اس کتاب میں یہ مضمون دیکھا کہ نماز کا دوسرا قعدہ پہلے قعدہ سے اس لئے لمبا رکھا گیا ہے کہ پہلا قعدہ تو نماز کے درمیان میں ہے اور دوسرا قعدہ آخر میں ہے اس کا لمبا ہونا مناسب ہے تاکہ نمازی کے سارے اعضاء مطمئن ہو جائیں اور سانس کی حرکت ٹھہر جائے اور وہ اچھی طرح اطمینان سے سوچ سمجھ کر نماز کو ختم کرے اور سلام پھیر دے تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: علوم ولایت کا زیادہ چشمہ حضرات اہل بیت ہیں ایسے علوم کے فیضان کی طرف اشارہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: چند باتیں اس وقت اور قابل عرض ہیں۔ شرم بھی آتی ہے کہ حضرت والا کا وقت عزیز ضائع کرتا ہوں۔ مگر چونکہ حضرت والا کے بیان سے کافی تسلی اور اطمینان ہو جاتا ہے اس لئے جی چاہتا ہے کہ ہر بات صاف عرض کر دوں "حسنا كان او سيئا" خواہ اچھی ہو یا بری۔

حال: پہلے خط میں عرض کیا تھا کہ میں نے ایک کتاب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف خواب میں دیکھی جس میں آخری قعدہ کے بارے میں ایک مضمون دیکھا تھا۔ اس کے بارے میں خواب ہی میں یہ بات دل میں آئی کہ سلام سے پہلے رحمت زیادہ متوجہ ہوتی ہے۔ کیا اس مضمون کے صحیح ہونے کے لئے اس بات سے مدد لی جا سکتی ہے کہ شارع علیہ السلام نے دعاؤں کے لئے سلام سے پہلے کا جو وقت مقرر فرمایا ہے (یہ) شاید اسی لئے ہو کہ اس وقت رحمت زیادہ متوجہ ہوتی ہے۔

تحقیق: ہاں گنجائش ہے۔

حال: آج شب کو تہجد کی نماز کے بعد بدہضمی اور سستی کی وجہ سے لیٹ گیا تھا نیند تو آئی نہیں کچھ غنودگی سی ہوئی تھی کہ میں نے اپنے گھر میں ایک عجیب منظر دیکھا (جس کو خواب میں اپنا گھر سمجھتا ہوں) چند شخص بہت ہی بدشکل دیکھے کہ اول منظر میں وہ انسان بھی نہ معلوم ہوتے تھے اور میں ان سے بہت زیادہ ڈر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک شخص انسان کی شکل میں نظر آیا اور اس نے کچھ بات کی جس میں سے صرف اتنا یاد ہے کہ ہم

اعمال بد ہیں۔ اس کے بعد ایک بہت حسین شخص انسان کی شکل میں نظر آیا جس کو میرے دل نے یہ سمجھا کہ یہ اعمال صالحہ کی شکل ہے۔ اس صورت کی طرف کھنچاؤ اس وقت موجود ہے۔ بار بار اس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے اس نے تبسم کر کے مجھ سے یہ کہا کہ غفلت نہ کرنا گناہوں سے بچتے رہنا اور اگر کبھی غفلت میں گناہ ہو جائیں فوراً توبہ کرنا اور توبہ کے بعد پھر اس گناہ کی فکر میں نہ پڑنا کہ (یہ) فکر بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہو جاتا ہے۔

تحقیق: صحیح حقیقتوں کا انکشاف مبارک ہے۔

حال: اس کے بعد میں نے یہ دیکھا کہ میرا ایک عظیم الشان مکان ہے اور ایسا معلوم ہوا کہ سہارنپور میں ہے۔ اس میں مولوی...... صاحب اور میاں...... علی بطور مہمان کے میرے پاس آئے ہیں...... علی مکان کے اندر ہیں اور گویا گھر والے ان سے پردہ نہیں کرتے اور وہ اندر بیٹھے ذکر کر رہے ہیں اور اچھی طرح ذوق اور شوق سے ذکر کر رہے ہیں۔ مولوی...... صاحب مکان کے باہر بیٹھے ہوئے مجھ سے کھانے کا وقت پوچھ رہے ہیں کہ کھانا کب کھاؤ گے۔

تحقیق: غالب یہ ہے کہ علی فیوض ولایت سے زیادہ مشرف ہوں اور مولوی...... صاحب فیوض نبوت سے زیادہ مشرف ہوں۔

سوال: پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو صورت سے بہت بدمعاش معلوم ہوتا تھا اور زبان سے گالیاں بک رہا تھا اور اپنے منہ سے بازی گروں کی طرح گولے نکال رہا تھا۔ اس حالت میں خواب ہی کے اندر احقر نے اس کے قلب کی طرف توجہ کی جس کا اثر چہرہ پر نمودار ہوا اور چہرہ کی سیاہی دور ہو کر وہ خاصہ حسین ہو گیا اور دل کی اچھی حالت ہو گئی۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ یہ وراثت ہے (معی شیطان لکن اللّٰہ اعاننی علیہ فاسلم) کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میرے ساتھ بھی شیطان ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی جس کی وجہ سے میں محفوظ رہتا ہوں۔ کی شان ہے۔ خدا تعالیٰ وراثت نصیب کرے۔

حال: پھر میں نے ایک کتاب دیکھی جو خواب میں علامہ شعرانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی تصنیف معلوم ہوئی۔ اس میں یہ مضمون دیکھ کر کہ سالک کو کسی مقام میں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے تین دن کے بعد آگے بڑھنا چاہئے۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ تین دن کی تحدید کا کیا مطلب ہے، اور تین دن کے بعد ترقی کرنا کیا اپنے اختیار میں ہے؟ اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

تحقیق: جمع کا سب سے کم (درجہ) مرتبہ تین دن ہے یعنی تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے یہ اگرچہ

اختیاری نہیں ہے مگر اس مقام کے حصول کے اسباب جو ذکر اور طاعت میں مشغول ہونا ہے یہ اختیاری ہیں اس لئے یہ ہے کہ کسی مقام پر پہنچ کر اس کو مقصود کی انتہا سمجھ کر اس مشغولی میں کمی نہ کرے بلکہ (ان اعمال، طاعت کو) ہمیشہ کرے تاکہ اس سے ترقی ہو اور جلدی جلدی ہو۔

حَال: پھر میں نے ایک باغیچہ دیکھا جو اسمٰعیل خان صاحب کا معلوم ہوا ایک دو شخص اس میں آم توڑ رہے تھے اور سونگھ کر پھر وہیں لگا دیتے تھے اور وہ شاخ میں جم جاتے تھے، ایک دو آم کھا بھی لیتے تھے۔

تحقیق: (حضرت) اسمٰعیل (علیہ السلام) ذبیح فانی تھے فنا کا ثمرہ بقا ہے اکلہا دائم (کہ اس درخت کے پھل ہمیشہ ملتے رہتے ہیں) کی شکل میں نظر آیا ترغیب ہے فنا و بقا کی۔

حَال: پھر میں نے چند نئے آدمی دیکھے جو میرے قیام...... سے بہت خوش ہو کر مجھ سے مل رہے تھے اور کہتے تھے کہ تم یہاں دل لگا کر رہو۔ میں نے کہا میرے دل لگنے کا سامان کر دو وہ یہ کہ میں...... میں ایک بڑے مجمع میں تھا یہاں مجمع طلباء کم ہے۔ وہ لوگ اس میں مشورہ کرنے لگے کہ ہاں اس کی تدبیر ہونی چاہئے اور مجھ سے کہا کہ ہاں اس کا انتظام ہو جائے گا۔

تحقیق: تمہارے اس تردد کی تسلی ہے۔

ایک منتہی صاحب کا حال

حَال: منگل کی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت والا نے احقر کو چند اوراق مرحمت فرمائے ہیں۔ جن میں احادیث نبویہ کثرت سے لکھی ہوئی تھیں۔ پھر ایک ورق عطا فرمایا جس میں فقہ کی روایات لکھی ہوئی تھیں۔ سب کا مضمون حقوق العباد کی تاکید تھی۔ ایک مضمون یاد بھی ہے کہ کسی شخص کی مسواک بلا اجازت استعمال نہیں کرنی چاہئے لیکن مسواک والے کو چاہئے اگر کسی کو ضرورت ہو تو اس کو استعمال کے لئے دے دے۔

تحقیق: "جمع بين علوم الرواية والدراية وبين العمل بهما" (عقلی اور نقلی علم کے عطا ہونے اور ان پر عمل کی خوشخبری ہے)۔

حَال: منگل کی دوپہر کو دیکھا کہ گویا مولوی محمد اسحٰق صاحب بردوانی مدظلہم کا وصال ہو گیا اور ان کی حق تعالیٰ شانہ نے مغفرت فرما دی۔ اس کے بعد میں جاگ گیا اور جاگنے کی حالت میں مکان کے کونے سے ذکر کی آواز اسی طرح "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کئی بار خوش آوازی سے سنا گیا اس وقت قلب میں لا الہ الا اللہ کا ذکر خوشی کے ساتھ جاری تھا۔

تحقیق: بعض روایات کے مطابق حضرت اسحق علیہ السلام ذبیح ہیں اس آیت کی وجہ سے ﴿فبھدھم اقتدہ﴾ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اقتدا میں فنا فی النفس اور انا للہ میں بھی اس فنا کی طرف اشارہ ہے اور اگر اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح ہوں جیسا کہ قول یہی ہے کی طرف اشارہ ہے تب بھی استاذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق اسحق علیہ السلام کے لئے بھی ایک فدیہ آیا تھا فھو ذبیح ایضا حکما۔

سوال: ۱۴ جمادی الآخر جمعہ کے دن رات کو خواب میں احقر نے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم صاحب مولانا اشرف علی صاحب شیخ کامل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نام میں مولوی اشرف علی صاحب کہہ کے سکوت فرمایا۔ غالبًا دو منٹ سکوت فرما کے لفظ صاحب کہا اور شاہ عبدالرحیم صاف فرما گئے بیچ میں سکوت نہیں کیا۔ معلوم نہیں سکوت کی وجہ کیا ہے۔ تعبیر بتائی جائے۔

جواب: "عن عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مضطجعا فی بیته کاشفا عن فخذیه او ساقیه فاستاذن ابوبکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فاذن له وھو علی تلك الحال فتحدث ثم استاذن عمر فاذن له وھو کذالك فتحدث لم استاذن عثمان فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم سوی ثیابه الی قوله قال ان عثمان رجل یعنی وانی خشیت ان اذنت له علی تلك الحالة ان لا یبلغ الی فی حاجة."

(رواہ مسلم مشکوۃ) **ترجمہ**: "ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں (ایک دن) رسول کریم علیہ السلام اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے ہوئے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اند بلا لیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کچھ دیر تک بیٹھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی آپ علیہ السلام نے ان کو اندر بلا لیا اور اسی طرح لیٹے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بھی کچھ دیر تک بیٹھے) آپ علیہ السلام سے باتیں کرتے رہے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی (اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے) تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا (یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں) جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور خدمت اقدس میں حاضر دوسرے لوگ) چلے گئے تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنبش کی اور ان کی پرواہ کی (بلکہ اسی طرح لیٹے رہے اور اپنے کپڑے بھی درست نہیں کئے) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی نہ حرکت اور نہ ان کی پرواہ کی۔ مگر جب حضرت عثمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت حیا دار آدمی ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی حالت میں بلا لیا (کہ میری رانیں یا پنڈلیں کھلی ہوئی ہوں) تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا نہیں کریں گے یعنی اگر وہ مجھ کو اس حالت میں دیکھیں گے تو غلبۂ ادب اور شرم وحیا سے میرے پاس نہیں بیٹھیں گے اور جس مقصد سے یہاں آئے ہیں اس کو پورا کئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔'' (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صفت حیا ولحاظ کے غلبہ (کی وجہ) سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے ساتھ برتاؤ میں لحاظ کیا اور شیخین کے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ کیا۔ لفظ صاحب ہمارے محاورے میں لحاظ کے وقت بولا جاتا ہے۔ اس لئے جن صاحب کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ صاحب فرمایا ہے ان میں اصل عثمانی شان کا غلبہ مشاہدہ ہے اور جس کے نام کے ساتھ یہ لفظ فوراً نہیں فرمایا اس سے شیخین کی طرح کا برتاؤ کیا اور پھر وقفہ کے بعد صاحب کا لفظ فرمانا یہ مخاطب (یعنی آپ جو خواب دیکھنے والے ہیں) کی رعایت مصلحت سے ہے کہ وہ خالی نام لے کر (یعنی صاحب کے بغیر صرف نام لے کر) اس نام والے کی بے قدری نہ کرے۔

آگے اللہ کو معلوم ہے کہ کیا راز ہے۔ (اس خواب کی تعبیر کے بارے میں) بہتر یہ ہوتا کہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھی جاتی جو خواب والوں کے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا اور محقق بھی ہوتا۔ والسلام دوبارہ (عرض) ہے کہ صرف اس خواب کی وجہ سے کسی کے کمال وغیرہ کے معتقد نہ ہوں کہ خواب حجت شرعیہ نہیں ہے۔ جاگنے کی حالت میں جس کی حالت کو شریعت پر پورا اترتا دیکھیں اس کو کامل سمجھیں۔ والسلام

حَالؔ: رمضان شریف میں ایک رات میں دو بار جناب والا کی زیارت ہوئی۔ سحری سے پہلے دیکھا کہ میں بیمار ہوں حضور نے توجہ ڈالی فوراً اچھا ہوگیا۔ پھر سحر کے بعد دیکھا کہ حضور نے دو قسم کی مٹھائی مجھ کو سب سے علیحدہ ہوکر کھلائی پھر سب کے ساتھ دستر خوان پر شریک فرمایا۔ مٹھائی بظاہر کوئی مربے کی قسم سے تھی۔ میں نے نام پوچھا حضور نے فرمایا ایک کا نام عشق دوسری کا نام شفا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر لگائی کہ عشق سے مراد اللہ تعالیٰ کا عشق اور شفا سے مراد دل کے امراض سے شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کے وسیلے سے یہ دونوں باتیں جاگنے کی حالت میں بھی عطا فرمادیں۔

تحقِیق: قاعدہ سے یہ (ہی) تعبیر ہے اللہ تعالیٰ سچی فرمائیں۔

حال: بندہ گنہگار نے خواب دیکھا کہ آنحضور نے جامع مسجد سہارنپور میں وعظ فرمایا۔ بندہ بھی اور بندہ کے بہنوئی مرحوم بھی وعظ میں شریک رہے۔ وعظ کے بعد آنحضور اور بندہ کا بہنوئی مسجد میں تشریف لے گئے۔ بندہ باہر رہا بندہ کو آنحضور نے آواز دی کہ محمد ابراہیم آجاؤ کھالو۔ بندہ حاضر خدمت ہوا آنحضور کے آگے شہد میں تر کئے ہوئے پھول رکھے تھے۔ وہ پھول آنحضور کے ساتھ بندہ گنہگار نے اور بندہ گنہگار کے بہنوئی مرحوم نے خوب دل لگا کر کھائے۔ اسی حالت میں خواب سے جاگ گیا۔ آنحضور مطلع فرمائیں کہ یہ تمام کیا کیفیت تھی چونکہ بندہ کو یہ علم نہیں کہ کون سے پھول تھے اور کون سا شہر تھا۔

تحقیق: یقینی تعبیر معلوم ہونا تو مشکل ہے خیال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہد شفا ہے اور پھول راحت وفرحت بخش ہے۔ (اس میں) اشارہ ہے کہ اس راستہ میں شفا اور راحت دونوں چیزیں جمع ہیں اور اس کی وجہ سنت کا موافقت ہے جس کے لئے یہ دونوں (شفا اور راحت) نتیجے ضروری ہیں۔ جامع مسجد میں وعظ ہونا اسی نفع کے عام ہونے کی طرف اشارہ ہے اور مسجد کے سہارنپوری والی ہونے میں اشارہ ہے کہ جھگڑنے والے لوگ اتفاق کی طرف لوٹیں گے۔

حال: بندے نے بدھ کی رات بتاریخ ۱۲ جمادی الاول کو خواب دیکھا کہ جناب رسول اکرم ﷺ اپنے حجرہ شریف میں تشریف فرما ہیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے حجرہ کے سامنے آکر چلی گئیں اور آپ کے کپڑے کی خوشبو فدوی کی ناک میں اس قدر پہنچی کہ جس کی حد نہیں اور حضور ﷺ نے بھی تعریف فرمائی اور آپ کے سب کپڑے استری کئے ہوئے تھے۔

کچھ دن ہوئے بندے کے ایک دوست نے بندے کے بارے میں ایک خواب دیکھا جس میں احقر کو کچھ تردد ہے وہ یہ ہے کہ فدوی کے ایک سات سال کی عمر کا لڑکا ہے اس کو فدوی دفن کر رہا ہے اور فدوی کا حال یہ ہے کہ ابھی تک شادی بھی نہیں کی اور فدوی ایک جماعت میں نماز پڑھا رہا ہے مگر سجدہ اس میں بہت طوالت کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

تحقیق: نہایت مبارک خواب ہے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں یہ اشارہ ہے ایسے شخص کی باطنی نسبت کی طرف اشارہ ہے جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبی تعلق ہے۔ اسی نسبت سے آپ کو فیض ہوا ہے اور ہونے والا ہے۔

اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جناب رسول اللہ ﷺ کی خاص تابعہ ہیں اس لئے نسبت باطنی بھی حضور ﷺ سے حاصل کی ہوئی ہے۔ ان کے لباس میں جو لطافت ونظافت دیکھی وہ لطافت ونزاکت اس

تقویٰ کے لباس کی ہے جو اس باطنی نسبت کے لئے لازمی (ضروری) ہے۔

واللہ اعلم کہ یہ حقیقت میں کون ہے۔ مگر ظاہری طور پر اس احقر کا نسب صحیح یہ ہے کہ اختلافات کے باوجود حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور (یہ بھی) ممکن ہے کہ ظاہری نسب مراد نہ ہو بلکہ اصلاح و سیاست کی شان مقصود ہو تو اس (صورت) میں (وہ نسبی اختلاف سے بھی) فرق نہیں پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال کو بہتر جانتے ہیں۔

دوسرے خواب کی تعبیر یہ سمجھ میں آئی ہے کہ صاحب قصیدہ بردہ نے فرمایا ہے ؎

والنفس کالطفل ان تهمله شب علی ۞ حب الرضاع وان تفطمه ينفطم

ترجمہ: "نفس تو بچے کی طرح ہے اگر تم اس کو چھوڑ دو تو وہ دودھ پینے کی رغبت زیادہ کرتا ہے اور اگر وہ دودھ چھڑا لو تو چھوڑ دیتا ہے۔"

اس لئے اس لڑکے سے مراد نفس ہے اور حدیث میں ہے "مروا صبيانكم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين" (اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جبکہ وہ سات سال کے ہوں) تو اس عمر میں ایک درجہ میں وہ مامور ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ نفس کے مکلّف ہونے کی صفت کی طرف اشارہ ہے اور اس کو دفن کرنا اس کے مغلوب اور اس کے شرور کے چھپے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اکابر کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ نفس کی برائیاں بالکل ختم نہیں ہو جاتی ہیں (بلکہ) صرف ضعیف اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ مجاہد کی یہی بڑی غرض ہے۔ اس لئے اس میں مجاہد کے مفید اور نتیجے ہونے والے کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرے خواب کی یہ تعبیر ہے کہ حدیث میں ہے کہ "ان اقرب ما يكون العبد اذا سجد او كما قال" (کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے) اس مقصودی نتیجے اللہ تعالیٰ کے قرب (کے حاصل ہونے) کی طرف اشارہ ہے تینوں خوابوں کا مجموعہ کامیابی کی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے مگر ان خوابوں کے بھروسہ پر اپنے کاموں کو نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اس میں پہلے سے زیادہ جدوجہد کرنا چاہئے اور ﴿افلا اكون عبدا شكورا﴾ (**ترجمہ:** کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں) نظر کے سامنے رہنا چاہئے۔

سوال: اس سے پہلے جب میں نجیب آباد میں تھا تو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کسی کے آنکھ میں جادو میرے بیان میں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بالکل سچا خواب ہے اور مطلب ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ اس سلسلہ مطہرہ میں تعلیم کا طریقہ زبان سے ہے جو

دل سے پیدا ہونے کی وجہ سے موثر (اثر کرنے والا) اور اس کا اثر باقی رہنے والا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا بالکل یہی طریقہ تھا ﴿قل لهم فی انفسهم قولا بليغا﴾ ترجمہ: ''ان سے ایسی باتیں کہو جو ان کے دلوں میں اتر جائیں۔'' اس سلسلہ میں تصرف و ہمت سے کام نہیں لیا جاتا اگرچہ کم توجہ میں کیا جا سکتا ہے کہ یہ طریقہ اہل تصوف میں متعارف (جانا پہچانا) ہونے کے باوجود صاحب سنت (یعنی نبی کریم ﷺ) سے منقول نہ ہونے کی وجہ سے مرجوح اور مفضول ہے۔ اسی طرح اس میں اور بھی بہت چھپی ہوئی خرابیاں ہیں پس آنکھ کے جادو سے یہی تصرف مراد ہے اس وجہ سے کہ اس میں کبھی آنکھ سے بھی کام لیا جاتا ہے اور بیان کے جادو سے مراد مسنون تعلیم کی تاثیر ہے۔

پس مولانا کا مشرب (طریقہ) اس مصرعہ سے ظاہر کرنا منظور تھا عجب نہیں ہے کہ آپ کو اس لئے دکھلایا گیا ہو کہ آپ کو اس طریقہ غیر منقول کی کبھی تمنا ہوئی ہو۔

حَال: دوسرے کاموں میں بھی مصروف ہونے کے وقت خیال اللہ کی طرف لگا رہتا ہے۔ تلاوت و ذکر نماز میں اور حضور والا کے پاس بیٹھنے سے اسی طرح دوسرے اوقات میں بھی اکثر دل تمام جسم کے ساتھ سامنے کی طرف زور کے ساتھ کھنچتا ہے خصوصاً یہ کشش نماز میں بہت شدت کے ساتھ اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف ہوتی ہے۔ قلب کی کشش کی ابتداء اس وقت سے ہوئی ہے جبکہ میں شروع میں یہاں حاضر ہوا تھا تو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور والا نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور خوب چپٹایا جس سے بے حد لطف حاصل ہوا۔ سینہ سے لگانے سے پہلے یہ بھی دیکھا تھا کہ مجھے حضور والا نے زمین پر اٹھا کر دے پٹکا۔ خوابیں تو اکثر دیکھتا رہا ہوں ان میں سے چند عرض کرتا ہوں:

❶ دیکھا کہ میں حضرت کے ہمراہ ہوں صبح کا وقت ہے اور سورج نکلنے کے قریب ہے۔ حضور امام بن گئے اور میں نے آپ کی اقتداء کی۔

❷ خواب نمبر ایک سے پہلے عرصہ ہوا جب یہ خواب دیکھا تھا کہ میں حضور والا کی کمر دبا رہا ہوں اور حضور والا مجھ کو بتا رہے ہیں یہاں دباؤ۔

❸ ایک دن جمعہ کو دوپہر کے وقت کچھ لیٹ کر غنودگی آگئی دیکھا کہ ایک مسجد نہایت نورانی سفید چمکتی ہوئی آسمان اور زمین کے درمیان جا رہی ہے۔ میری نظر کے سامنے سے غائب نہیں ہونے پائی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

❹ چار یا پانچ دن ہوئے ہوں گے کہ تہجد سے پہلے خواب دیکھا کہ حضور والا ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں اور سامنے میز یا اور کچھ اونچی چیز رکھی ہوئی ہے۔ نقالوں کا جمع ہے مگر وہ مجمع نظر نہیں آتا ہے۔ لوگ نقلیں کر رہے ہیں

مگر عرفی (عام) نقال نہیں ہیں بلکہ اہل اللہ ہیں لیکن کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد چار شخصوں نے جن میں سے ایک یہ غلام بھی ہے آواز ملا کر حضرت کو ایک شعر سنایا۔ وہ شعر یاد نہیں مگر یہ خوب یاد ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے ساتھ عشق ہونے کے بارے تھا۔ میرے ہمراہی اصحاب میں سے ایک صاحب تو میرے آگے ہیں اور دو صاحب میرے پیچھے ہیں۔ پہلی مرتبہ جب شعر پڑھا تو میری آواز ان صاحبوں کے ساتھ نہیں ملی بلکہ بالکل الگ رہی یہ دیکھ کر سب خاموش ہوگئے۔ پھر دوبارہ چاروں نے آواز ملا کر شعر پڑھا تو میری آواز بھی سب کے ساتھ مل گئی اور حضرت والا نے خوب توجہ سے وہ شعر سنا۔ بس پھر تو سب خوشی (خوشی) الگ الگ ہوگئے اور حضرت والا نے سب لوگوں کو پگڑیاں انعام تقسیم فرمائیں۔ چنانچہ مجھے بھی ایک پگڑی انعام میں ملی۔

❺ پرسوں دوپہر کو ذرا لیٹا تھا کہ غنودگی آ گئی دیکھا کہ حضرت والا میری دائیں طرف تشریف فرما ہیں۔ حضور کے بائیں جانب سینہ کے قریب سے ایک گرمی سی نکل کر میرے سینہ میں دائیں طرف سے داخل ہوگئی جس سے میں بے ہوش ہوگیا ہوں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اسی دن عصر کے بعد قلب کی یہ حالت تھی کہ بے اختیار زبان سے ہائے ہائے نکلتی تھی جیسے کہ کوئی پرانے بخار کا مریض ہو اور وہ کراہتا ہے۔ وہ حالت سونے تک رہی۔

کل مغرب سے عشاء تک بھی بہت بے چینی رہی۔ عشا کی نماز میں بے اختیار چیخ نکل گئی کتنا ہی برداشت کیا برداشت نہ ہوا رات تہجد سے عشق و محبت کا جوش ہے۔

آج صبح کی نماز میں قلب کو دن کے مقابلے میں شدت کشش سے سکون رہا۔ مگر آج صبح ذکر میں عشق کے مضامین کی بہت آمد ہوئی۔ نماز میں چیخنے کو دل چاہتا ہے کہ خوب دھاڑیں مار کر روؤں مگر حضور کے ادب سے ضبط ہو جاتا ہے۔ رات دن کے مقابلے میں اچھی معلوم ہوتی ہے دل یہ چاہتا ہے کہ ایسی جگہ جا کر چھپوں کہ کسی کو میرے حال کی خبر نہ ہو بالکل معدوم (گم) ہو جاؤں۔ غیر اللہ کا خیال قلب سے نکل جائے۔ خصوصاً نماز میں توجہ خیال بہت ہی زور پر ہوتا ہے کہ محبوب کے خیال کے علاوہ سب خیالات فنا ہو جائیں کوئی خواہش و آرزو محبوب کی آرزو کے علاوہ نہ رہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب حالات بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ مبارک ہو اللھم زد فزد۔

حال: حضور والا سے دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے۔

حال: دو چار دن ہوئے ایک شب احقر تہجد کی نماز کے بعد ذرا سو گیا تو یہ خواب دیکھا کہ احقر مسجد میں بستر لگائے سویا ہوا ہے۔ اتفاقاً صبح کی نماز کے لئے حضور تشریف لائے اور احقر کو جگایا۔ مگر وضو وغیرہ کرتے کرتے دیر

ہوگئی۔ احقر کو جماعت نہ ملی۔ نماز کے بعد خود حضور میرے قریب تشریف لائے اور ناراض اور غمگین ہوکر فرمایا کہ میاں تم تکیہ رکھتے ہو۔ حضرت رسول اکرم ﷺ تو تکیہ نہ رکھتے تھے۔ خبردار اگر اپنی بھلائی و بہتری چاہتے ہو تو اس کو پھینکو ورنہ کسی کام و مصرف کے نہ رہو گے۔ پھر جاگ گئے۔ اس خواب سے قلب کو بہت پریشانی ہے۔ معلوم نہیں تکیہ سے کیا مراد ہے؟

تحقیق: تکیہ (اور ظاہر معنی مراد بھی نہیں ہوسکتے کیونکہ حضرت سرور عالم ﷺ کے پاس تکیہ ہونا احادیث میں مذکور ہے) سے مراد سستی ہے کہ کبھی اس سے سستی پیدا ہو جاتی ہے چونکہ جماعت کے حاضر ہونے میں دیر ہوگئی تھی۔ اس لئے یہ بات کہی گئی۔

حال: اس سے پہلے بھی حال ہی میں رات کی تھکن کی وجہ سے ایک دن صبح کی نماز کے بعد ذرا لیٹا تو اچانک نیند آ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ چند صوفی ایک جگہ بیٹھ کر اپنے مذاق (مزاج) کی باتیں کر رہے ہیں۔ احقر چونکہ اجنبی تھا ان سے الگ بیٹھ کر غور سے ان کی باتیں سن رہا ہے۔ ان صوفیوں میں ایک بوڑھے معزز مرد اور صاف ستھرے ہیں۔ اتفاقاً وہی بزرگ نے حضرت جامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا ایک شعر پڑھا۔ جس کے سنتے ہی احقر کی طبیعت بالکل بے خود مست ہوگئی قریب تھا کہ قلب سے چیخ نکلے مگر احقر نے بہت ہی برداشت سے کام لیا پھر بھی آنکھ سے آنسو نکل پڑے اور ان سب صوفیوں نے احقر کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص اٹھے اور آ کر احقر کو سینے سے لگایا اور پیار و محبت کی دو چار باتیں کیں اور وہی بوڑھے مرد کی طرف جو سب میں معزز تھے۔ اشارہ کیا کہ ان کے نام سے بھی نمبر دے دیجئے۔ یہ شخص بھی میرے ہی لوگوں میں ہے یعنی احقر کی نسبت پھر آنکھ کھل گئی اور قلب کو خوش پایا امید کہ ان خوابوں کی نسبت بھی کچھ تحریر فرمادیں گے۔

تحقیق: صالحین کے زمرہ (گروہ، مجمع) میں شامل ہونے کی خوشخبری ہے۔ مبارک ہو۔

حال: آج کل خواب بہت زیادہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ کبھی یہ دیکھتا ہے کہ خادم ایک بحر زخار میں تیر رہا ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ سلوک کے طے کرنے کی خوشخبری ہے۔

حال: کبھی یہ دیکھتا ہے کہ کعبہ شریف بذات خود میری طرف آ رہا ہے یہاں تک کہ میرے قلب میں آ کر غائب ہوگیا۔

تحقیق: مرادیت و محبوبیت کے رتبہ کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔

حال: رات تہجد کو بہت اچھے وقت آنکھ کھلی طبیعت بہت ہی صاف تھی۔ محبوب کے خیال کے علاوہ کوئی غم نہ تھا نوافل و ذکر کے بعد نصف پارہ کی تلاوت نصیب ہوگئی اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کو بہت دل چاہا۔ اکثر

دل چاہتا رہتا ہے کہ حق تعالیٰ سے تمام بہتری کی دعائیں مانگوں اور ان دعاؤں کی جامع مناجات مقبول ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں بھی حضور والا کی جانب سے اس کے پڑھنے کا اشارہ ہو چکا ہے۔ اور حضور والا کا درود شریف منظومہ پڑھا۔ قلب کو اتنی فرحت ہوئی کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ خدا ایسی رات ہمیشہ نصیب کرے۔ تہجد کے وقت کی بڑی قدر اور محبت معلوم ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ اس کو قائم رکھیں۔

تحقیق: آمین۔

حالؒ: تہجد سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ میرا مکان حضور والا کے مکان سے بالکل ملا ہوا ہے۔ مکان کے قریب کوئی مسجد ہے۔ اس میں حضور والا نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں مکان پر ہوں اور نماز میں شریک نہ ہو سکا آفتاب نکل آیا۔ نماز قضا ہوگئی۔ حضور والا نے میرے مکان پر تشریف لا کر پہلے میرے تایا زاد بھائی مولوی سیّد ...... صاحب کو پوچھا فرمایا کہ وہ نماز میں شریک نہیں ہوئے۔ اور پھر مجھے پوچھا فرمایا کہ...... کہاں ہے نماز میں شریک نہیں ہوا۔ ہم دونوں بھائی حضرت کے خوف سے پاخانہ میں چھپے ہوئے تھے۔ جب گھر والے بتانے میں خاموش ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ انہیں کا فائدہ تھا اگر بتا دیا جاتا تو اصلاح ہو جاتی۔ اس کے بعد میں تو نکل آیا اور حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت مجھے چھپانے کی ضرورت نہیں۔ میری نماز قضا ہوگئی ہے۔ کیا اس سے پہلے میری نماز قضا نہیں ہوئی تھی جواب میں چھپاؤں۔ اس کے بعد تہجد کے لئے آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: کوتاہی کے تدارک کی طرف اشارہ ہے اگر کبھی واقع ہو جائے۔

حالؒ: پھر جب تہجد سے فارغ ہو کر لیٹا تو طبیعت بہت بشاش تھی۔ ذرا آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور غالباً حساب کا کوئی کام حضرت مجھ سے لے رہے ہیں۔ اتنے میں ایک بازاری عورت آکر بیٹھ گئی۔ میں نے بائیں جانب منہ پھیر لیا۔ حضرت نے اس سے نرمی سے گفتگو فرمائی۔ اسی وقت یہ خیال ہوا کہ حضرت اس سے اس وجہ سے خوش اخلاقی سے پیش آرہے ہیں کہ اس کی دینی حالت درست ہو جائے۔ اس کے بعد وہ بازاری عورت میری زوجہ کی شکل بن گئی۔ میں نے اسے ہاتھ سے چھوا تو خواہش بھڑکی نہیں پھر مجھے اس سے نفرت نہ رہی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے بھی حضرت والا شرف فرمائیں۔

تحقیق: آپ کا نفس تھا میں جس کی اصلاح نرمی سے کرتا تھا اور وہ آپ کے تابع ہو گیا۔

حالؒ: رات تہجد کے بعد خواب دیکھا کہ حضرت والا امام بنے ہوئے نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں جماعت میں شریک ہوں اور نماز ختم کی۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا کہ آفتاب نکل کر خوب پھیل گیا ہے۔

تحقیق: یہ آفتاب انوار قلب ہیں جن کا تہجد سے حاصل ہونا متوقع ہے۔

حال: اس کے بعد میں نے علیحدہ نماز کی نیت باندھ لی اور پڑھنے میں مصروف ہوگیا۔

تحقیق: عبادت میں مشغول دیکھنا خود پسندیدہ علامت ہے۔

حال: آج قلب کو بالکل سکون واطمینان ہے۔

تحقیق: اللھم زد فزد۔ اللہ خوب اضافہ فرمائیں۔

ایک خط جس میں بہت سے خواب لکھے تھے ان میں ایک خواب یہ بھی تھا جو ایک جاگنے کی حالت میں پیش آنے والے واقعہ کے بعد دیکھا تھا۔ ایک وقت حضرت مولانا مخدومنا ...... صاحب کے ایک خلیفہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ باتیں کرتے رہے کہ ہمیں ایسی فنا ہوتی ہے کہ جس وقت ہم آنکھ بند کر کے لا الہ کرتے ہیں تو دنیا و مافیہا (دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے) حتیٰ کہ اپنی بھی خبر نہیں رہتی۔ ہمارے یہاں اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ سو مرتبہ کہنے کی دیر میں یہ حالت رہے۔ چاہے کیسا بھی دنیاوی خوف ہو یا کوئی اور دنیاوی مصیبت دل کو پریشان کرے تو ہم اس کو اور اپنے کو ایسا نفی کر کے دور پھینک دیتے ہیں کہ جیسا کوئی تنکے کو پھینک دے۔ یہ باتیں سن کر احقر کو حسرت ہوئی کہ مجھے اس کا پتہ بھی نہیں ہے۔ اس وقت خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس احقر کی پیٹھ پر دو چار بار ہاتھ مبارک پھیر کر فرماتے رہے ہیں کہ یہ زبانی ذکر دل کی توجہ کے ساتھ ان کے صرف دل کی توجہ سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر مقبول ہے۔ بہت ہی تسلی فرماتے رہے۔ مگر (حضرت کا) حلیہ ایک دوسرے صالح مرد کا تھا۔ کہ وہ بہت نورانی شکل کا تھا۔

اس خط کا یہ جواب گیا: خواب سب اچھے ہیں تفصیلی تعبیر کی ضرورت نہیں صرف ایک خواب کے جس میں ان بزرگ کے خلیفہ سے مکالمت کا ذکر ہے۔ خواب میں اس کے بارے میں جو تحقیق بتائی گئی ہے وہ ایک علم عظیم ہے جس سے اکثر اہل طریق بالکل غافل بلکہ غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ تحقیق بالکل اپنے ظاہر پر ہی ہے۔ مسئلہ اسی طرح ہے جس کی وجہ ایک تو ظاہر ہے کہ دو عمل صالح کا مجموعہ ایک عمل سے افضل واکمل (زیادہ بہتر ومکمل) ہوگا۔ ایک وجہ ذرا مشکل ہے وہ یہ کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ توجہ قلب شروع ہوتی ہے پھر اس سے بھول ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے کہ اس بھولنے کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی۔ شاغل (ذکر میں مشغول شخص) اس توجہ کو اپنے خیال میں ہمیشہ رہنے والی سمجھتا ہے اور وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ اسی دھوکہ میں ایک طویل وقت گزار دیتا ہے۔ جس میں ترقی سے بالکل محروم رہتا ہے۔

دوسری یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ آپ کو خوابوں سے زیادہ دلچسپی معلوم ہوتی ہے حالانکہ ان کا درجہ مبشرات

(خوشخبریوں) سے زیادہ نہیں اور خوشخبری کا خلاصہ صرف کسی بتانے والے کی ایک بات ہے جو (اللہ تعالیٰ کے) قرب میں خود کچھ بھی اثر نہیں رکھتی ہے۔ مقصود اعمال ہیں جن کو قرب (کے حاصل ہونے) میں تاثیر حاصل ہے۔ اس لئے خواب ان (اعمال) کے مقابلے میں کچھ نہ ہونے کی طرح ہے۔

کسی محقق نے اس کو بہت ہی لطیف عنوان سے ادا کیا ہے ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ❀ چو غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

ترجمہ: ''نہ میں رات میں ہوں نہ رات پرست ہوں جو خواب کی باتیں کروں بلکہ میں تو سورج کا غلام ہوں اس لئے میں سورج کی باتیں کہوں گا۔''

ایک منتہی صاحب کا خواب جو خدمت حدیث میں مشغول ہیں

احقر نے آج قیلولہ کے وقت خواب میں دیکھا کہ دنیا میں حق تعالیٰ نے میری کوشش کے بغیر میرے لئے ایک مکان تیار کرانے کا سامان کیا ہے۔ خود بخود میں نے یوں کہا کہ اس مکان کو تو فرشتے تیار کرتے۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رب العزت (انسان کی صورت میں) اور پھر جناب رسول اللہ ﷺ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پھر ایک اور فرشتے جن کا نام جاگنے کے بعد یاد نہیں رہا ایک قطار میں میری طرف پشت کئے ہوئے اور مکان کی ایک دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ یقیناً مکان تیار کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں اور عنقریب بنانا چاہتے ہیں۔ چہرہ کسی کا نظر نہیں آیا ذوقاً ہر ایک کو جو ذکر کی اسی سے پہچان لیا۔ سب کے قد وقامت تقریباً برابر تھے۔ اور سب کے کپڑے بھی سفید تھے۔ حضور! احقر کی رعایت کئے بغیر کچھ بھی تعبیر ہو صاف صاف تحریر فرمائیں۔ اور میرے لئے حصول کامل علم وعمل اور عافیت دارین اور مکمل لقاء ورضا کے لئے خاص طور پر براہ شفقت دعا فرمادیا کریں۔

جواب: یہ کعبہ کی شان ہے کہ اس کو ملائکہ نے بنایا تھا اور حق تعالیٰ کا اس کے لئے بانی حقیقی ہونا ظاہر ہے۔ کعبہ کی شان یہ ہے۔ ﴿واذ جعلنا البيت مثابة للناس وامنا﴾ اور یہی شان ہے دین کی اور اہل دین کے لئے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ لوگوں کے رجوع ہونے کی جگہ بھی ہیں اور تمام آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت کا سبب بھی ہیں۔ دجال کے کعبہ کے طواف کے خواب والی حدیث کی شرح میں شراح نے کعبہ کی تعبیر یہی دین بتلایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ اشارہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کے لئے دین کے باب میں مخلوق کے رجوع ہونے اور صحیح تعلیم (دینے) کی وجہ سے مخلوق کے لئے خطروں سے نجات بننے کی دولت نصیب ہوگی اور چونکہ یہ دین

رسول اللہ ﷺ کا تقسیم کیا ہوا ہے اس لئے حضور کو بھی اس خواب میں دیکھا گیا۔ دل و جان سے آپ کے لئے ان سب دولتوں کی دعاء ہے اور اسی دعاء کی اپنے لئے بھی آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

حال: رات تہجد سے پہلے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے تایا زاد بھائی سے جو کہ عالم ہیں یہ پوچھ رہا ہوں کہ حق تعالیٰ کس وقت کہاں ہوتے ہیں۔ انہوں نے صرف یہ جواب دیا کہ پہلے آسمان پر وقت نہیں بتایا۔

تحقیق: وہ وقت چونکہ تہجد کا تھا اس لئے مقرر کر کے نہیں بتایا مگر مراد یہی وقت تھا۔

حال: اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ گویا حق تعالیٰ شانہ موجود ہیں۔ ایک روشنی سورج کی طرح نظر آئی گویا کہ سورج ہلکے بادل میں چھپا ہوا ہے۔

تحقیق: یہ زیادہ قریب ہونے کی تجلی تھی۔

حال: پھر یہ دیکھا کہ میری جیب میں چھتری کی طرح کا چاندی کا دستہ پڑا ہے۔ اور وہ اصل میں کسی مسجد کے درمیانی بڑے گنبد کا کلس (گنبد کے اوپر کا نوکدار حصہ) ہے میں پریشان ہوں کہ میں مسجد کی چیز کیوں اٹھا لایا اور واپس کرنے جا رہا ہوں۔

تحقیق: یہ اہل دین کے حقوق کے ادا کرنے کے عزم کی صورت ہے۔

حال: پھر دیکھا کہ ایک مالدار ہندو کے مکان کے چبوترہ پر ۲ کیلس (ہیں ایک) چھوٹی اور ایک موٹی گڑی ہوئی ہیں۔ پھر یہ خیال کر کے کہ دوسرے کی ملک ہیں وہیں چھوڑ دیں۔

تحقیق: غیر اہل دین کے حقوق ادا کرنے کی صورت ہے۔

حال: پھر دیکھا کہ میرے والد مکان پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک بھائی چھت پر (نماز پڑھ رہے ہیں) میں سفید نئے کپڑے پہنے ہوئے صحن میں ہوں۔ میں نے ان سب سے کہا کہ اگر حق تعالیٰ پوچھیں گے کہ جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی تھی تو کیا جواب دیا جائے گا۔ یہ کہہ کر میں خود مسجد کی طرف جہاں جماعت ہو رہی تھی چل دیا۔ حق تعالیٰ کے دیکھنے کے وقت میری پریشانی کی حالت تھی کہ گویا مجھ سے پوچھ ہونے والی ہے میں گذشتہ حقوق کے ادا نہ ہونے کی فکر میں ہوں کہ کیا جواب دوں گا۔

تحقیق: "حاسبوا قبل ان تحاسبوا" (حساب کئے جانے سے پہلے اپنا حساب کرو) پر عمل کی خوشخبری ہے۔

حال: یہ بھی دیکھا کہ میں نے چند مسجدوں میں جماعت سے نماز پڑھی۔

تحقیق: عمل کے اصلاح کی صورت ہے۔

حَالؒ: صبح یہ حالت تھی یہ دل میں آتا تھا کہ کوئی بات حق تعالیٰ کے رضا مندی کے خلاف نہ ہو پس وہ مجھ سے راضی رہیں۔ اگر ان کی رضا اسی میں ہو کہ میں دوزخ میں داخل کیا جاؤں تو یہ بھی منظور ہے مگر وہ اپنی محبت مجھ سے جدا نہ فرمائیں محبت رہے۔

تحقیق: یہ سکر (تصوف میں نشہ جیسی ایک خاص کیفیت) کے ساتھ رضا کا غلبہ ہے سنت کے موافق حالت یہ ہے کہ رضا کی طلب پوری ہو اور اس رضا میں سے آگ سے پناہ مانگنا بھی ہے کیونکہ آگ میں سزا کے طور پر وہی جائے گا جو رضا سے محروم رہے گا۔

حَالؒ: تہجد کے بعد ذرا سو گیا خواب دیکھا کہ ایک مکان ہے، جس میں ۳ کمرے ہیں۔ ایک میں غالباً طلبہ کو پڑھا رہا ہوں اور دوسرے میں حضور والا وعظ فرما رہے ہیں۔ حضور والا نے سب سے فرمایا کہ سب لوگ وعظ سن کر جائیں۔ جب ہم وعظ کے کمرہ میں پہنچے تو حضور وعظ نہ فرما رہے تھے۔ بلکہ غالباً یسا خیال ہوا کہ مولوی ...... صاحب ہیں۔

تحقیق: یہ الدال علی الخیر کفاعلہ (کہ نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے) کی صورت ہے میں نے ان کو جو حکم کیا ہے، مجھ کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے اور آپ کا درس دینا افادہ کی بشارت ہے۔

حَالؒ: اس کے بعد میں تیسرے کمرے میں پہنچا جہاں حضور والا تشریف فرما تھے۔ دیکھا کہ ایک صاحب کو وجد ہو رہا ہے اور زبان سے الا ہو یا اللہ جاری ہے اور بے ہوش ہیں مگر حضرت ان سے کچھ خوش نہیں ہیں۔ وہ غالباً بیعت ہونا چاہتے ہیں تو حضور والا کی مرضی صرف اس حالت کو دیکھ کر بیعت فرمانے کی نہیں ہے کہ کہیں کوئی اس حالت کو اچھا نہ سمجھ لے۔ اس کے بعد وہ حضور والا کے دائیں جانب بیٹھ گئے اور میں بھی بیٹھ گیا۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: حالات کا اعمال سے بعد کے درجہ میں ہونا مکشوف ہوا (ظاہر ہوا) اور یہی تحقیق ہے۔

حَالؒ: اب خوابوں سے بالکل دلچسپی نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: یہی میرا مزاج ہے تو بس ان کو نہ لکھا کریں ہاں اگر کوئی بہت ہی عجیب ہو۔

حَالؒ: رات تہجد سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ خوب بادل آ رہے ہیں اور بجلی چمکتی ہوئی مجھے نظر آ رہی ہے۔ اس بجلی کی طرف میرا قلب کھنچ رہا ہے میں اپنے وطن ...... میں مکان کے اندر تنہا بیٹھا ہوا ہوں اور بجلی کے گرنے کا مجھے کچھ خوف نہیں ہے۔

تحقیق: یہ نسبت عشقیہ ہے جو چشتیہ پر غالب ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ترقی ہوگی۔

حَالؒ: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور والا ...... میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہیں۔ حضور کے پاس ایک سفید کاغذوں کی بہت چھوٹی بیاض (یادداشت کی کاپی نوٹ بک) ہے۔ اس میں سے حضور والا نے مجھے تین اصول بتائے ہیں جن میں سے پہلے اصول میں ایک اور اصول بھی شامل ہے۔ گویا کہ پہلا اصول دو اصول کا مجموعہ ہے مگر مجموعی حیثیت (اعتبار) سے وہ ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔ ان اصولوں کو میں نے اپنے پاس نقل کر لیا ہے۔ پھر حضور والا نے مجھے وہ اصول بہت اچھی طرح بے تکلفی سے سمجھا دیئے۔ اس کے بعد میں خود ایک اور صاحب کو جن سے کہ میری ملاقات ہے وہی اصول نرمی سے سمجھا رہا ہوں۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تَحْقِیق: انشاء اللہ تعالیٰ مہتدی و ہادی (خود راہ پر ہوں گے اور دوسروں کی رہنمائی کرنے والے) ہوں گے۔

حَالؒ: ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضور نے ایک تحریر کاغذ بندہ کو عطا فرمایا ہے۔ مضمون یاد نہیں کہ اس میں کیا تھا۔ ایک صاحب حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور سے کسی بات کے بارے میں پوچھا۔ اس پر حضور نے فرمایا جاؤ ہم نے ......کو دے دیا ہے وہ تم کو بتا دے گا۔

تَحْقِیق: کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ ایسی دولت دے کہ آپ سے دوسروں کو بھی نفع دینی پہنچے۔

حَالؒ: ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضور لیٹے ہوئے ہیں اور بندہ تنہا حضور کے پیر دبا رہا ہے اور اس وقت دایاں پیر ہے۔ حضور نے بندہ سے ارشاد فرمایا کہ پیر کی خدمت کامیابی کا بڑا سبب ہے۔

تَحْقِیق: تواضع اور شیخ کی محبت کے مفید ہونے کی طرف اشارہ ہے اور تواضع کی خصوصیت شیخ کے ساتھ نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ (ہونے کی طرف اشارہ ہے)۔

حَالؒ: ایک دن خواب میں دیکھا کہ سیکڑوں آدمی حضور کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ منجملہ ان کے بندہ کے بڑے بھائی بھی الہ آباد سے آئے ہیں۔ حضور نے ان سے ملنے کا وقت عصر بعد مقرر فرمایا ہے۔ بندہ بھی اس وقت حاضر خدمت ہوا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ تو اس وقت کیسے بیٹھا ہوا ہے یہ وقت مسافروں کے ملنے کا ہے۔ اس پر بندہ نے ان سے عرض کیا کہ حضور نے بندہ کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔

تَحْقِیق: یہ صورت زیادہ خصوصیت کی ہے جس کا سبب دونوں میں محبت کا ہونا ہے جو سعادت کے باب کی بڑی چابی ہے۔

حَالؒ: خواب تو ختم ہوئے۔ حضرت! بندہ کی یہ حالت ہے کہ بندہ عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے مگر دل میں یہ دھکڑ پکڑ رہتی ہے کہ یہ وقت حضور کے ملنے کا نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حضور کو ناگوار گزرے۔ مگر بندہ بھی اپنی طبیعت سے مجبور ہے۔ جو حضور کا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔

تحقیق: آپ سے چونکہ بالکل تکلف نہیں میں جب چاہتا ہوں اٹھ کر چلا جاتا ہوں اس لئے مجھ کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ جن لوگوں سے کچھ تکلف ہوتا ہے ان سے گرانی ہوتی ہے۔ (آپ) بالکل بے فکر رہئے۔

حال: تھوڑا عرصہ ہوا جب میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں ایک راستہ پر جا رہا ہوں جو کہ تھانہ بھون کو گیا ہے۔ لیکن میں ایک ایسے راستہ سے جا رہا ہوں جو مکانوں کے پیچھے اور کھیتوں میں سے گیا ہے۔ میرے آگے آگے کھیر بیچنے والا ایک شخص کچھ فاصلہ سے جا رہا ہے۔ اس شخص کے کندھے پر ایک پتلی سی بٹی ہوئی رسی ہے۔ جس کے دونوں سرے لٹک رہے ہیں۔ ہر ایک سرے میں ہنڈیا نما پیالوں میں کھیر ہے۔ میرے دل میں بار بار آتا ہے کہ اس سے کھیر خرید کر کھالوں۔ لیکن خریدتا نہیں۔ یہاں تک کہ شام ہونے کا وقت قریب آ گیا۔ اب میں ایک مقام پر رکا اور وہ کھیر بیچنے والا بھی رکا۔ اب میں نے ایک شخص کو بھیجا کہ جا کر اس آدمی سے کھیر لے آئے۔ وہ آدمی تو واپس نہ آیا لیکن معلوم کہ کھیر اس کے پاس نہیں رہی۔ اب ایسا معلوم ہوا کہ کچھ بارش ہوئی اور بڑی بڑی بوندیں پڑیں کچھ ہلکی سی نمی سڑک پر ہوگئی۔ اور کہیں کہیں ڈیروں میں پانی بھر گیا اور وقت وہی شام کا ہے۔

اب مجھے خیال ہوا کہ کھیر تو ملی نہیں روزہ کس چیز سے افطار کروں گا۔ کچھ پریشانی سی ہوئی کہ ایک چھوٹا سا چار یا پانچ سیڑھیوں کا چکر دار چوبی زینہ جس کی اونچائی ڈیڑھ یا دو گز ہوگی نظر پڑا میں جلدی جلدی اس زینہ پر چڑھ گیا۔ جب اس کے اوپر پہنچ گیا تو معلوم ہوا کہ یہ ریلوے اسٹیشن ہے اور ڈاک گاڑی بنارس کے لئے چلنے والی ہے۔ میں بھی جلدی سے لپک کر گارڈ والی گاڑی میں گارڈ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جس نے بہت خاطر سے بٹھایا۔

اب اچانک ایسا معلوم ہوا کہ میں تھانہ بھون پہنچ گیا اور ایک بلند مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ بہت سے لوگ وہاں موجود ہیں۔ کچھ لوگ مسجد کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں کچھ لوگ مسجد کے فرش پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن سب لوگ میرا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مسجد کے اندرونی درجہ سے باہر آیا۔ جہاں سب لوگ میرا انتظار کر رہے تھے۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اگر کھیر اس وقت کھالیتا ہوں تو سحری میں کیا کھاؤں گا۔ کیونکہ صبح پھر روزہ رکھنا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اتنے میں حافظ ...... صاحب جو حضور کے یہاں مدرس ہیں انہوں نے کہا کہ کھیر تو سحری کے لئے رہنے دو یہ کھاؤ۔ اب جو دیکھتا ہوں تو بہت بڑے برتن میں یعنی طباق (تھال) میں خوب گرما گرما پلاؤ چوٹی تک بھرا ہوا ہے اور اس میں بڑی بڑی بوٹیاں ہیں۔ یہ پلاؤ حضور کے گھر سے آیا ہے۔ اور سب لوگ میرے انتظار میں اسی طباق (تھال) کے گرد کھانے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ ...... کو بھی آ جانے دو تو انہوں نے کہا کہ وہ مولانا کے گھر پر کھا چکے ہیں۔

بس اس سے پہلے کہ اور لوگ کھانا شروع کریں یہ خیال کر کے کہ مجھ ...... ہی کا انتظار تھا لاؤ اب میں بھی کھالوں جلدی جلدی کھانا شروع کر دیا اور خوب کھایا۔ بس آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: کھیر عبادت کی حلاوت (مٹھاس) ہے اور پلاؤ عشق کی ملوحت (نمکینی ہے) دونوں نصیب ہوں گی۔

حال: گذشتہ ہفتہ کی رات خواب دیکھا کہ بندہ حضور کی خدمت میں حاضر ہے۔ حضور کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے۔ حضور نے بندہ سے پوچھا کہ حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے انتقال کو کتنا عرصہ ہوا۔ یہ سن کر بندہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضور غالباً یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ (بندہ) ...... حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے بیعت ہے۔ عرض کرنے کا ارادہ کیا کہ حضرت بندہ نے تو حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی زیارت بھی نہیں کی ہے۔ مگر خاموش ہو گیا اور جواباً عرض کیا کہ تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔ غالباً تیسری شوال تھی۔ حضرت نے اس کاغذ پر مضمون معلوم نہیں کیا ہے حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے دستخط کر کے بندہ کو مرحمت فرما دیا۔

تحقیق: اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کو میری اس نسبت سے فیض ہوگا جو میرے اندر مولانا کی نسبت کے مشابہ ہے کیونکہ کئی نسبتوں میں سے بعض کی خاص شان ہوتی ہے۔

حال: بندہ نے کل ایک عجیب خواب دیکھا ہے جس سے ایک قسم کی حیرت ہے اس وجہ سے عرض ہے ورنہ خوابوں کی طرف زیادہ التفات توجہ نہیں کرتا ہوں اور نہ سب کو صحیح سمجھتا ہوں۔ میں نے یہ دیکھا کہ جناب لیٹے ہوئے ہیں اور میں جناب کے بالکل قریب سینہ کے پاس بیٹھا ہوا بہت ہی بے تکلفی سے جیسے دو دوست باتیں کرتے ہیں کر رہا ہوں۔ کچھ اور تو یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد ہے کہ میں جناب سے عرض کر رہا ہوں کہ لوگ جناب کو یوں کہتے ہیں حالانکہ آپ کا ہر فعل وقول سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ حضور نے کچھ جواب نہیں دیا غالباً آپ مسکرا دیئے۔ اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ میں جناب سے سامنے بالکل بات چیت نہیں کر سکتا ہوں۔ تو قاعدے کے اعتبار سے خواب میں بھی ایسی بے تکلفی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اس کا کیا سبب ہے۔ مجھ سے کوئی گستاخی تو نہیں ہوئی جس کو ظاہر کیا گیا ہو۔

تحقیق: نہیں۔ خواب میں صورت پر معانی غالب ہوتے ہیں اتحاد (دونوں میں یکسانیت کا ہونا) اور قریب ہونا اس صورت میں ظاہر ہوا۔

حال: رات بھر حضور ہی کو دیکھتا رہا۔ معمول سے بھی زیادہ سو گیا۔ ۳ بجے آنکھ کھلی تو طبیعت نہایت خوش تھی۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: آج ذکر کرتے وقت سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں یہ دیکھا کہ آنجناب اس مسجد میں تشریف

رکھتے ہیں اور بھی دوسری جگہ کئی شخص اسی جگہ موجود ہیں جن کو بندہ پہچانتا نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک پردہ کے اندر سے یا پردہ نہیں تھا مگر بندہ دیکھ نہیں رہا تھا اللہ تعالیٰ (تعالیٰ عن الجهات والتلفظ و لوازم الكميات والمتكممات) (اللہ تعالیٰ جو کہ جہتوں، تلفظ، مقدار اور چھپنے کی کیفیات سے پاک ہیں) نے جناب کو کوئی خاص چیز دی ہے یعنی بندہ کے سامنے جو لوگ دوسرے موجود تھے ان لوگوں نے بھی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ خاص میرے محبوبین کے لئے ہے۔ (تم لوگوں کو نہیں ملے گی) جتنی عبارت پر خط کھینچا ہوا ہے بالکل اس وقت کے سنے ہوئے الفاظ ہیں اور قوسین کے درمیان جو عبارت ہے وہ بھی اکثر اسی وقت کی ہے مگر صاف بالکل ہی لفظ یاد نہ رہا۔ ایسے کیا دیکھا۔

تحقیق: جو دیکھا صاف ہے تعبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت ہی صاف بشارت ہے۔ رزقنا اللّٰہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائیں) اس دکھلانے میں آپ کا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو مزید تسلی ہو کہ ہمیں ایسے شخص کے ساتھ تعلق ہے۔

سوال: میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے اگرچہ اس کی صورت کا لحاظ کر کے تو طبیعت عرض کرنے سے رکتی ہے مگر یہ خیال کر کے کہ حضور سے عرض کرنے میں حرج کیا ہے عرض کرتا ہوں۔ میں تہجد کے بعد ذرا دیر کے لئے لیٹ گیا تھا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے مکان پر ہوں اور کنویں سے غسل کر کے ننگا ہی مسجد میں آ گیا کوئی کپڑا بدن پر نہیں ہے۔ مسجد کے فرش پر آ کر پیروں کو دھو رہا ہوں اور دل میں یہ خیال تھا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ ننگا کھڑا ہوا ہے۔ اتنے میں اذان کی آواز سے نیند کھل گئی۔ اس وقت کسی قسم کا خیال نہیں تھا۔ کیا مسجد کی کوئی بے ادبی تو مجھ سے نہیں ہوئی۔ جس کو اس صورت میں ظاہر کیا گیا ہو یا اور کوئی بات ہے اطمینان فرمایا جائے۔

جواب: اس عریانی (ننگے پن) سے مراد بے غرضی ہے۔ فی الحدیث "انا النذير العريان" حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں ننگا (یعنی بے غرض) ڈرانے والا ہوں۔

سوال: احقر نے خواب دیکھا کہ ایک مکان بہت ہی پر تکلف ہے۔ قالین وغیرہ بچھے ہوئے ہیں اس کے اوپر گنبد ہے۔ اس میں حضرت والا تشریف فرما ہیں۔ وہ ایسی جگہ ہے کہ حضرت کے سامنے ایک کنواں سا ہے۔ بندہ سامنے سے حاضر ہوا اور اس کنویں کے پاس ہے بالکل کنارہ سے ملا ہوا آنے لگا۔ (آپ نے) فرمایا کہ دیکھو کنواں ہے۔ (میں نے) عرض کیا میں جانتا ہوں کنواں ہے بلکہ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اوپر سے اس کا منہ چھوٹا ہے مگر نیچے سے بہت بڑا اور خطرناک ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس میں نہیں گروں گا۔ اگرچہ میں کیسا ہی کنارہ سے لگا ہوا آ رہا ہوں۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں ذرا یہاں سے اٹھتا ہوں تم یہاں بیٹھ جاؤ آنے

والوں کو بتاتے رہنا اور گرنے نہ دینا۔

جواب: مبارک خواب ہے اس کے معنی ظاہر ہیں آپ بفضلہ تعالیٰ بندگانِ خدا کو گمراہی کے کنویں میں گرنے سے بچا رہے ہیں۔

سوال: رات تہجد کے بعد ذکر کرتے کرتے نیند آئی اور خواب میں دیکھا کہ کسی اجنبی جگہ میں احقر اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ بے تکلفی سے باتیں کرتا ہوا ایک بڑے دروازہ کی طرف آ رہا ہے۔ دروازہ کے قریب پہنچا تو دیکھا استاذی مولوی سیّد اصغر حسین صاحب دام ظلہ دیوبندی اس جانب سے آ رہے ہیں۔ (میں) اچانک ان کے قریب پہنچ گیا۔ مولوی صاحب نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تمہاری ملاقات کا بہت دنوں سے شوق تھا۔ ان کے مصافحہ سے طبیعت میں ایک خاص اثر معلوم ہوا۔ پھر وہ جس طرف جا رہے تھے چلے گئے اور بندہ بھی دروازہ سے نکل کر اپنے مکان پہنچ گیا۔ ذرا دیر کے بعد احقر کے محلّہ کی ایک عورت جس کا نام ...... تھا اور طاعون میں انتقال کر گئی تھی ایک بڑے کٹورہ میں دو تین تولہ کے قریب راب کی طرح کوئی میٹھی چیز لائی اور اس کے دینے سے پہلے پوچھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے تمہاری ملاقات کیسے ہوگئی۔ گویا اس کا مطلب یہ تھا کہ دروازے کے پاس سیّد اصغر حسین صاحب جو ملے تھے وہ نظام الدین اولیاء تھے۔ میں نے واقعہ بیان کیا۔ اس کے بعد وہ راب کٹورے کے ساتھ دینے لگی۔

مجھے دو تعجب ہوئے ایک یہ کہ اس عورت سے ایسی بے تکلفی نہ تھی کہ کھانے پینے کی چیز لاتی۔ دوسرے یہ کہ اتنے بڑے کٹورہ میں اتنی تھوڑی چیز لائی۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں لیتا۔ کہا کہ لے لو صرف اس خیال سے کہ تم نے مٹھیا (ایک قسم کا گوشت ہے جو ہماری طرف کوفتہ کی طرح بہت مصالحہ ڈال کر پکتا ہے اور بہت تیز ہوتا ہے) کھائی ہے اس لئے منہ میٹھا کرنے کے لئے لائی ہوں۔ خیر میں نے لے کر کھا لیا۔ تو بہت ہی مزیدار چیز تھی۔ گویا راب نہ تھی۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کو دیکھنے سے اب تک طبیعت ایک عجیب طرح متاثر ہے۔ غور کیا کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر واقعی خواب ہے تو اس طرح کیا دیکھا؟

جواب: وہ مٹھیا نسبت عشقیہ ہے جو سلسلہ چشتیہ کا ایک خاص اثر ہے۔ اس سے پریشانی ہوتی ہے اس کی تعدیل کے لئے نسبت سکون کی ضرورت ہے۔ جس میں حلاوت ہوتی ہے۔ راب سے یہ مراد ہے کہ پریشانی مبتدی پر غالب ہوتی ہے اور سکون منتہی پر (غالب ہوتا ہے)۔ اس میں ابتدا کے بعد انتہا کی بشارت بھی ہے۔ پھر اس انتہا میں بھی نہ ختم ہونے والے درجات ہیں اس کا پہلا درجہ بھی انتہا ہی ہے۔ جو دوسرے درجات کے لئے ضروری نہیں۔ جس طرح درسیات (پڑھائی) کا اختتام ایک انتہا ہے اس لئے عجب کی جگہ شکر کرنا چاہئے۔

حال: (بندہ) اپنے معمولات کو بفضلہٖ تعالیٰ اور جناب کی دعا سے اچھی طرح انجام دے رہا ہے اور حالت بھی خدا کے فضل سے اور حضور کی دعا سے بہت اچھی ہے۔ حضور کے حکم کے مطابق یہ کتابیں بھی مطالعہ میں رہتی ہیں۔ "تعلیم الدین وتبلیغ دین" اور "مواعظ" میں سے التذ کیر حصہ اول و دوم وسوم اور ہفت اختر۔ جامع شش مواعظ مع ملفوظات۔

حضور! ایک روز نماز تہجد کے بعد غنودگی سی ہوئی تو ایک بزرگ آئے جن کو بندہ نے بالکل پہچانا نہیں۔ انہوں نے مجھ کو کھوچی میں لے کر بھینچا۔ تو حضور ان کے بھینچنے سے بہت راحت ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ قلب بالکل روشن ہوگیا۔ حضرت والا یہ کیا بات تھی۔

اسی طرح حضور! اسم ذات کے ذکر کے وقت چھوٹی عمر کے بچے بہت نظر آتے ہیں۔ حضرت والا ذکر کے وقت غنودگی میں دائیں طرف سے کبھی کوئی ہاتھ میں روپیہ لے کر پیش کرتا ہے اور کبھی دونوں وچونی معلوم ہوتا ہے کہ سامنے کرتا ہے۔ حضور یہ کیا بات ہے۔ مگر بندہ اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ حضور اسم ذات بندہ دن کو ۹، ۱۰ بجے ۴ ہزار دفعہ کرتا ہے۔ اب چونکہ اس وقت اور کچھ کام ہوا کرے گا تو اس کے لئے دوسرے وقت میں ارشاد عالی ہوتو بہت عنایت ہو۔

تحقیق: حالات معلوم کر کے دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔ ذاکرین کو ایسے واقعات بکثرت پیش آتے ہیں۔ جن کا اکثر حصہ (قوت) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور بعض واقعات معانی خاصہ کی صورت مثالیہ ہوتے ہیں۔ کسی روح کے مشابہ شکل ہوتی ہے مثلاً دبانا کسی روح کی برکات کا اضافہ ہے اور چھوٹی عمر کے بچوں کا دیکھنا غالباً قوت متخیلہ کا تصرف ہے۔ اور روپیہ وغیرہ پیش کرنا رزق کی کشادگی اور معاش کے اطمینان کی تسلی کے لئے ہے۔ وقت بدلنے کی اجازت ہے۔

حال: تین چار دن ہوئے کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ تھانہ بھون یا اور کہیں ایک اونچی سی مسجد ہے۔ اس کے صحن میں کھڑا ہوا ہوں۔ صحن کے نیچے بہت بڑا باغ ہے۔ یہ مسجد اور باغ حضور ہی کی ملک ہے۔ جہاں میں کھڑا ہوا تھا وہاں سے باغ کے قریب فالسہ کا ایک بڑا گھنا درخت لگا ہوا خوب بھرا پڑا ہے۔ درخت میں تو پختہ اور خام دونوں طرح کے پھل لگے ہوئے ہیں۔ لیکن جو پھل درخت کے نیچے پختہ ہونے کی وجہ سے کثرت کے ساتھ ٹپک کر پڑے ہوئے ہیں وہ پختہ تو ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں۔ میرے جی میں آیا کہ ان گرے ہوئے پھلوں میں سے کچھ پھل چن لوں۔ لیکن ساتھ یہ خیال ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر ان کا لینا ناجائز ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ ترک کر دیا۔ پھر دل میں خیال آیا کہ مسجد اور باغ تو حضور نے وقف کر دیا ہے۔ کیونکہ ایسی

چیزیں تو وقف ہی ہوا کرتی ہیں لاؤ اٹھا لوں۔ پھر خیال ہوا کہ شاید خدانخواستہ حضور کے دشمنوں کی طبیعت کچھ ناساز ہے اور یہ گرے ہوئے پھل حضور کی دوا کے واسطے ہیں۔ اگر میں لے لوں گا تو حضور کی دوا پھر کیسے ہوگی۔ اور اس وقت (گویا حضور کی ہمدردی اور محبت میرے قلب میں زیادہ تھی) پس اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنی رائے بدل دی۔ اوران پھلوں کے یعنی فالسوں کے اٹھانے کا خیال بالکل ترک کر دیا۔ یہ فالسے کچھ کملائے ہوئے اور رنگ کے مائل اودے سیاہی تھے۔

تحقیق: یہ فالسے ثمرات ذکر کے فالسے ہیں کچا یا کملایا ہوا معلوم ہونا اسی حالت کے اعتبار سے معلوم ہوا کہ ابھی ذکر کے آثار میں خامی (کچاپن) یا سستی ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ کرتے کرتے سب ٹھیک ہو جائے گا۔

حال: ہفتہ کی رات خواب میں دیکھا کہ مولوی...... کے مکان میں یعنی ماموں صاحب والے مکان میں مجمع ہو رہا ہے۔ حضرت والا بھی تشریف فرما ہیں۔ ایک ممبر رکھا ہوا ہے۔ احقر بعد میں حاضر ہوا۔ اور مجھے وعظ کے لئے ارشاد ہوا۔ تو میں نے اس آیت کا وعظ شروع کیا۔ ﴿اللّٰه الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشيبة يخلق من يشاء وهو العليم القدير ۞﴾ وعظ میں سے اتنا مضمون یاد رہا کہ حق تعالیٰ شانہ کی عجیب قدرت ہے کہ پہلے بچہ کمزور پیدا ہوتا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر وہ پہلے ہی سے مضبوط اور قوی ہوتا تو ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوسکتا بچہ پہلے پہلے ایسا نرم ہوتا ہے کہ اگر اس کے عضو کو موڑنا چاہیں تو مڑ سکتا ہے ہوا لگنے سے اس میں قوت آتی ہے۔ پھر جوانی کے بعد کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس میں یہ راز ہے کہ روح کے نکلنے میں آسانی ہو۔ کیونکہ قوت کے زمانہ میں روح کے نکلنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے موت سے پہلے بڑھاپا آتا ہے تاکہ روح کو نکلنے میں سہولت ہو۔ اور جن کو بڑھاپے میں بھی روح کے نکلنے کے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے یہ صرف اظہار قدرت ہے کہ حق تعالیٰ ضعف میں بھی خروج روح سے تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ انتہی تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: خواب میں آیت کے متعلق عجیب وغریب نکتہ ظاہر ہوا۔ ایسے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم عطا ہونے کی بشارت ہوتے ہیں حق تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

حال: حضرت سیدی مولائی دامت برکاتہم آج رات کی تہجد و ذکر کی نماز کے بعد مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مکان مکشوف ہوا (نظر آیا) جس میں ایک کھڑکی لگی ہوئی تھی۔ حضرت والا مکان کے اندر تشریف فرما ہیں۔ اور احقر کھڑکی کے پاس باہر کی جانب ہے۔ حضرت والا اندر سے کچھ اشیاء مرحمت فرما رہے ہیں۔ اور ایسے الفاظ ارشاد فرما رہے ہیں جو کہ استخلاف (خلیفہ بنانے) کے وقت مجازین (جن کو اجازت دی جاتی ہے) سے فرمائے

جاتے ہیں جو اشیاء مجھے مرحمت فرمائی گئیں ہیں وہ درخت کی شاخوں کی طرح ہیں۔ ایک شاخ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ولایت کے علوم ہیں۔ ایک شاخ مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ سلوک کے مقامات ہیں۔ پھر کچھ مضمون دعا ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ برکت عطا فرمائیں۔ اوکما قال انتہی۔

کل شب جمعرات کو خواب میں دیکھا کہ احقر نے ایک کتاب حضرت والا کے سامنے سے مطالعہ کے لئے اٹھائی۔ کھول کر دیکھا تو وہ حضرت والا کی بیاض (نوٹ بک) تھی۔ اس میں ایک جگہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں عربی عبارت میں پہلے حمد الٰہی تھی۔ پھر اما بعد کے بعد احقر کے لئے کچھ وصایا لکھی ہوئی تھیں۔ مضمون یاد نہ رہا دوسرے صفحہ پر پھر حمد الٰہی تھی۔ اور آیت ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله﴾ لکھی ہوئی تھیں۔ اس آیت کے بعد حضرت والا نے ایک نعمت الٰہی کا بیان لکھا تھا۔ جو حضرت پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے فائض ہوئی۔ پھر اسی آیت کے مضمون کے بارے میں احقر کے ئے وصیت تھی۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: تعبیر کا کیا پوچھنا مثالی شکل کے لئے تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تو عطاۓ علوم واعمال واحوال کی صحیح بشارتیں ہیں مبارک ہو۔

حال: کچھ دن ہوئے میں نے خواب میں ایک بڑی بکری دیکھی کہ میں اس کو اپنے پردہ دار لوگوں کی حویلی میں لے جا رہا ہوں جب میں حویلی کے دروازے کے قریب پہنچا تو اچانک بکری نے مجھ پر حملہ کیا اور میرے ہاتھ کو بازو تک منہ میں لے گئی۔ میں نے ہاتھ چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر میں ناکام و عاجز اور مایوس ہوگیا۔ آخر دو کمزور محرم عورتیں اس حویلی میں آئیں اور بکری کو گرایا اور اس کے گلے پر چھری چلا دی۔ یہ ہاتھ گلے تک ست ہوگیا ست کا ہاتھ بکری کے گلے سے نکالا اور میرا کام بھی تمام کر دیا۔ اس کی تعبیر بیان فرمائیں۔

تحقیق: خواب بالکل ہی توجہ کے قابل نہیں ہے۔

حال: ایک دن سرور کائنات زمین وآسمان پیدا کرنے والے کے محبوب بہت اعلیٰ درود ہو اور کامل درجہ کا سلام ہو کی تعریف اور آپ کی زیارت کے شوق میں دو تین خود بنائی ہوئی غزلیں اپنی کتاب میں لکھ رہا تھا غزل کے مقطع کے آخر کا مطلب یہ تھا۔

اس غزل کا آخر یہ تھا کہ "دعائیں، عرضیاں اور آہ ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو جائے۔ یہ لکھنے کے بعد میں سو گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک مولوی صاحب جن سے مجھے شاگردی کی نسبت حاصل ہے ان کے ساتھ ایک تہ خانے میں جو مسجد کی طرح ہے ہوں۔ وہاں طاق میں

چند کلام مجید دیکھے اور ہم نے ان کو چوما۔ اسی دوران دیکھا یہ بیت اللہ ہے زادھا اللّٰہ شرفا و تعظیما. اس کے بعد مولوی صاحب نے اپنے ساتھی سے کہا آیئے حجر اسود کو بوسہ دے آئیں ایسا نہ ہو کہ اس کے بعد لوگوں کی زیادتی چومنے سے رکاوٹ بن جائے گی۔ مگر مولوی صاحب قرآن مجید کے طاق کو دیکھنے میں مشغول تھے اور تلاش کررہے تھے کہ قرآن مجید کا قلمی نسخہ مل جائے تاکہ ہم اس کو چومنے کا شرف حاصل کریں۔ فقیر بہت منتظر تھا اور ان سے کہہ رہا تھا کہ آیئے تاکہ جلدی بوسہ دے آئیں۔ ادب کی وجہ سے مولوی صاحب سے پہلے جانا نہیں چاہ رہا تھا۔ اسی حالت میں خواب کا سلسلہ ختم ہوگیا وہ گھڑی میرے تصور میں اس طرح تھی کہ حجر اسود کعبہ میں مغرب کی جانب دیوار میں ہے حالانکہ حقیقت میں ایسے نہیں ہے تعبیر ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: گزر چکا ہے۔

حال: رات میں نے دو خواب دیکھے پہلا یہ کہ میرے حقہ پینے کی جناب والا کو اطلاع ہوئی ہے تو آپ نے خواجہ صاحب کے ذریعے مجھ سے پوچھا کہ میں اس کو ضرورت کے لئے پیتا ہوں طلب کے طور پر اور کچھ اور باتیں بھی ہوئیں جن کی تفصیل مجھے یاد نہیں۔ حاصل اس واقعہ کا جناب والا کی نہایت ناخوشی ہے۔ یعنی خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے ناخوش ہیں۔

دوسرا خواب یہ کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے مکان پر ہوں رات کا وقت ہے چاندنی رات ہے۔ اس حالت میں ہمارے گھر میں ایک بھورا سور گھس آیا۔ ہم سب ڈر کر کوٹھے پر چڑھ گئے میں کوٹھے پر سے دوسرے قریب کے مکان میں اتر کر گلی میں چلا آیا اور گلی میں اپنے دروازہ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ دوسرے لوگ بھی آ گئے۔ جب وہ سور باہر نکلا تو کسی نے اسے دبا کر اس کی تھوتھنی جس سے آدمی اور درختوں کو زخمی کیا کرتا ہے کاٹ ڈالی۔ اس کی تھوتھنی کھرپے کی طرح تھی۔ رنگت ہلکی شربتی تھی اور قریب قریب شفاف تھی۔ ان واقعات سے مجھ پر ایک خاص اثر ہوا۔ خصوصاً دوسرے واقعہ سے مجھے خیال ہے کہ شاید مجھے میری صورت دکھائی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو حق سبحانہ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ پر رحم فرمائیں۔ میرے حقہ پینے کی یہ کیفیت ہے کہ میں تمباکو کا عادی ہوں خواہ پان کے ساتھ مل جائے یا حقہ میں یا سگریٹ میں۔ خاص طور پر ان تینوں میں سے کسی کا عادی نہیں ہوں۔ مگر استعمال تینوں طریقوں کا کر لیتا ہوں۔ حقہ کو باقی دونوں صورتوں میں سے طبعاً ترجیح دیتا ہوں۔ سگریٹ کا استعمال صرف سہولت کے لئے کرتا ہوں۔ یہاں کے قیام میں سگریٹ کا استعمال نہیں کرتا۔ حقہ کبھی مل جاتا ہے تو پی لیتا ہوں یہاں غالب استعمال پان تمباکو کا ہوتا ہے۔

تحقیق: تینوں ہی کی شکل نظر آئی ہے پھر بھی ضرورت سے سب میں اباحت (جائز کام جس کے نہ کرنے میں

ثواب اور نہ کرنے میں گناہ) اور بلا ضرورت سب میں کراہت مگر عوارض (مجبوریوں) پر نظر کر کے پان تمبا کو بہتر ہے کیونکہ یہ اہل علم کے طریقے کے خلاف نہیں ہے حقہ اور اس سے زیادہ سگریٹ بدمعاشوں یا کافروں کی اصل عادت ہے۔ اگر ضرورت کا درجہ نہ ہو تو پان بھی چھوڑ دیجئے۔ اگرچہ آہستہ آہستہ ہو اور ضرورت ہو تو وہ دو (حقہ اور سگریٹ) چھوڑ دیجئے۔ یہ ناخوشی کا دیکھنا (جس کی حقیقت حق تعالیٰ کی ناخوشی ہے یہ اس کی صرف مثالی صورت ہے) یا ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ہے یا مخالفین کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے۔ خواب میں وہ صورت آپ کی نہ تھی ورنہ آپ کو اس سے ملابست (تعلق وقربت) ہوتی۔ نہ کہ دوری۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کے دشمنوں کے شر کے دور ہونے کی صورت دیکھی۔

حَالؒ: ایک بات اور قابل گزارش ہے وہ یہ کہ ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ ہوا کہ خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس شرف کے حاصل ہونے کے وقت حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں لفظ مما یا لما خوب یاد نہیں مگر ظن غالب ہے کہ مما ہی فرمایا تھا کہ سترہ جگہ ہے۔ امیدوار ہوں کہ نفی اثبات کے ذکر کی ترکیب بتائی جائے۔

تَحْقِیق: کوئی خاص ترکیب نہیں بیٹھنے میں سہولت کا لحاظ اور ذکر میں کچھ خوب جہر کا خیال رہے۔ بس۔

حَالؒ: اور لفظ مما کے راز سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

تَحْقِیق: عدد تو گننے سے معلوم ہو غالباً یہ تجوید کی ضرورت کی طرف اشارہ ہو یعنی لما یا مما میں غنہ کی رعایت ہونی چاہئے۔ صرف تشدید پر کفایت نہ کی جائے۔ صرف ایک مثال ہے تجوید کی رعایت کی اور مراد عموم ہے۔ (ہر چیز کی رعایت کرنی چاہئے) واللہ اعلم

حَالؒ: ایک روز حسن المواعظ کے حصص زیر مطالعہ تھے رات کو حدیث "لا تتخذوا قبری عید" (کہ میری قبر کو عید یعنی خوشی کی جگہ نہ بنا دینا) کہ یہ مزار مبارک ہے۔ رونے کی عجیب حالت تھی اور نہایت پرلطف تھا۔ لیکن وہاں روضۂ نبوی کی کوئی شان نہیں معلوم ہوتی۔ ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری کے اندر چند پرانی قبریں بنی ہوئی دیکھیں۔

تَحْقِیق: یہ مضمون "لا تتخذوا قبری عیدا" کی تائید تھی کیونکہ عید بنانے کے لئے نیت عادت کے مطابق ضروری ہوتی ہے)۔

حَالؒ: یہاں کے تقرر کا سال قریب ختم ہونے کی وجہ سے استقلال اور مقررہ تنخواہ کے اضافے کا وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ کام محنت اور دینات داری سے کر رہا ہوں۔ متعلقہ افسر بھی نہایت مہربان اور کام سے خوش ہیں۔ لیکن اس کے خلاف رات کو خواب میں پہاڑ وغیرہ بلندی پر چڑھ کر پستی کی طرف جاتا معلوم ہوتا ہوں۔ خدا

جانے کیا بات ہے۔

تحقیق: خواب کا کیا اعتبار۔ پھر اس کی تعبیر دوسری طرح بھی تو ہو سکتی ہے۔ کہ پستی او نچائی کے مقابلے میں نرم آسان ہوتی ہے۔ ممکن ہے سہولت کی طرف اشارہ ہو جو ترقی میں ہوتی ہے۔

سؤال: خدمت والا میں ایک ضروری عرض یہ ہے کہ احقر نے دو خواب دیکھے ہیں۔ ان کو خدمت والا میں تحریر کر کے تاویل کا امیدوار ہوں۔ پہلی بار دیکھا کہ کسی مقام پر حضور والا سفر میں ہیں۔ ایک مسجد بہت بڑی ہے اس کے صحن میں بہت لوگ ذکر میں مشغول ہیں۔ مسجد کے صحن کے درمیان قبلہ رخ بندہ بھی ذکر کر رہا ہے۔ میرے مشرق کی سمت کے حضور موجود ہیں۔ حضور نے پیچھے سے احقر کو دبا کر آواز بلند فرمایا کہ آٹھ رکعت شکریہ ادا کر۔ میں نے فوراً کھڑے ہو کر نماز شکریہ شروع کر دی۔ چند رکعت پڑھ کر مسجد کے شمال کی جانب کچھ رخ بدل کر بقیہ رکعت شروع کیں۔ ایک شخص نے حضور سے درخواست کی کہ یہ شخص خلاف قبلہ نماز ادا کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پڑھنے دو۔ اس میں دو عرض ہیں پہلے یہ کہ آٹھ رکعت جن کا اوپر ذکر ہے ان کو ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

جواب: بہتر ہے واجب نہیں۔ میرے نزدیک یہ شکر حق کے واضح ہونے پر ہے۔ جو دو مسئلوں کے بارے ہوا۔ اصل شکر یہی ہے کہ حق کے واضح ہونے کے بعد اپنے پہلے قول یا فعل پر تاویل یا حیلہ سے اصرار نہ کیا جائے۔ آگے اختیار ہے معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وھو علیم بذات الصدور۔

سؤال: دوسری عرض یہ ہے کہ خواب کی تعبیر بیان فرمائیں۔

جواب: اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح تھوڑے ہٹنے اور پھرنے سے یوں نہیں کہہ سکتے کہ نماز نہیں ہوئی اور اس نماز کو شرعی طور پر روبقبلہ ہی کہا جائے گا اسی طرح اجتہادیات میں یہ نہ چاہئے۔ کہ دوسرے مقابل پر طعن یا اس کو یقینی طور پر خلاف حق کہا جائے جیسا کہ آپ سے رسالا میں واقع ہوا۔ میری رائے میں یہ بھی آپ ہی کے معاملہ کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم

سؤال: دوسرا خواب چند دن بعد آدھی رات کو دیکھا کہ میری نشست گاہ میں حضور رونق (میرے بیٹھنے کی جگہ میں حضور بیٹھے ہوئے ہیں) ایک سینی (بڑے تھال) میں میٹھا پلاؤ آیا ہے۔ لے کر آنیوالے مولوی بکھروی ہیں۔ حضور و مولوی......اور یہ احقر کھا رہے ہیں حتیٰ کہ سب پلاؤ ختم ہو گیا ہے۔ بعد میں اس (سینی) میں نمکین (پلاؤ) ڈالا گیا ہے۔ حضور نے سینی اٹھا دی اور کسی کو نمکین کھاتے نہیں دیا اور نہ خود کھایا۔ اس کی بھی تاویل کا امیدوار ہوں۔

جواب: ذرا غور سے یہ سمجھ میں آیا کہ پلاؤ اور زردہ میں ایک فرق ہے۔ وہ یہ کہ پلاؤ کے بعض اجزاء ایک

دوسرے سے ملتے نہیں ہیں بلکہ الگ الگ رہتے ہیں۔ اس کے خلاف زردہ کے اصل اجزاء یعنی شکر چاول بالکل ایک ہو جاتے ہیں اور میوہ اصل جزو نہیں ہے۔ پس یہ آپس میں پوری طرح اتحاد رکھنے کی طرف اشارہ ہے۔ پس جیسا کہ اب تک آپ کو ان سے اختلاف رہا یہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر میٹھے پلاؤ سے مراد تنجن ہے جس میں گوشت ہوتا ہے تو اس خواب کی یہ توجیہ ہوگی کہ شکر کی طرح آپس میں میٹھے بن کر رہنا چاہئے۔ نمک کی طرح تلخی نہ ہونا چاہئے غرض اس سوال کا تعلق بھی اس معاملہ سے ہے۔ واللہ اعلم

حال: آج شب دیکھا کہ حضور غلام کے گھر پر تشریف فرمائیں۔ غلام حضور کے لئے پان لایا (کچھ یہ بھی یاد پڑتا ہے کہ حضور نے غلام سے پان منگایا واللہ اعلم) اور حضور کو غلام ہی نے کھلایا۔ حضور نے دانتوں سے انگلیاں داب لیں تھوڑی دیر میں چھوڑ کر فرمایا کہ افسوس ان ہاتھوں کو بوسہ نہ دیا۔

تحقیق: فیض کی بشارت ہے اور تعلیم ہے کہ محبت سے فیض بڑھتا ہے۔

حال: ایک شب دیکھا کہ حضور کا گویا غلام کے پاس خط آیا اور اس میں حضور نے غلام کے غوث ہونے کی دعا کی تھی۔

تحقیق: غوث بہ معنی مددگار امید دلائی گئی ہے کہ آپ سے مخلوق کی دعا وہدایت کی مدد پہنچے گی۔

حال: ایک شب میں نے دیکھا کہ قرآن شریف کھلا ہوا رکھا ہے اور شروع صفحہ میں سورہ زمر کی آخری آیات ہیں۔ میں گویا اہل جنت کا قول جو قرآن پاک میں نقل ہے کو بڑے انبساط کے ساتھ پڑھ رہا ہوں وہ یہ ہے ﴿وقالوا الحمد لله الذى الخ﴾ ۔ الحمدللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دولت حاصل ہوگئی ہے۔ اللھم ارزقنا۔

تحقیق: اعمال صالحہ کی بشارت ہے۔

حال: اس کے آگے گویا اس کے اوپر والی آیات لکھی ہیں جن میں اہل نار کا ذکر ہے۔ میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں لیکن کسی طرح وہ حروف پڑھے نہیں جاتے۔

تحقیق: اس میں معاصی سے بچنے کی طرف اشارہ ہے۔ گویا آپ آخرت میں وعید کے مخاطب نہ ہوں گے۔

حال: ایک دن حضور نے ایک پکی قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تمہاری قبر ہے۔

تحقیق: اعمال صالحہ کے آثار کے باقی رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: ایک شب حضور نے غلام سے فرمایا کہ تم عورتوں سے بیعت لے لیا کرو۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ناقصین کی ہدایت کی اہلیت نصیب کرے گا۔

ہر خواب کا توجہ کے قابل نہ ہونا

حَالؒ: حضرت میرے ایک استاد ہیں مولوی صاحب۔ ہمارے گاؤں میں امامت کرتے ہیں وہ مجھ کو خواب میں بہت کثرت سے نظر آتے ہیں۔ ایک بات ہے کہ جس روز وہ خواب میں نظر آتے ہیں تو مجھ کو دنیا کا نفع ضرور ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے اور مجھے خواب میں رونا بہت آتا ہے اس طرح روتا ہوں کہ قیامت آ گئی اور میں بے سامان ہوں اور روتا ہوں کہ ہمارے سے کوئی نیک کام نہیں ہوگا۔

تحقیقؒ: خوابوں کی طرف بالکل توجہ نہ کرو۔ کئی مرتبہ یہ بات اپنے دوستوں کو سمجھا چکا ہوں پھر کیوں اس کے خلاف کرتے ہیں۔ خوب سمجھ لو خواب سے نہ کوئی برائی ہوتی ہے نہ بھلائی بیداری کی حالت قابل نظر ہے۔

حَالؒ: تھوڑے دن ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسول مقبول ﷺ یا کوئی اور بڑے بزرگ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے جا رہے ہیں اور میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں۔ ان کے پیروں کے نشان زمین پر بن جاتے ہیں اور میں اپنا قدم انہیں نشانوں پر سنبھال سنبھال کے رکھ کر چل رہا ہوں۔ اور زیادہ یاد نہیں بس اتنا ہی خواب یاد رہ گیا ہے۔

تحقیقؒ: مبارک مبارک۔

حَالؒ: یہ خانقاہ سونے کے احاطے کے ساتھ اور موتی کا دالان جڑا ہوا اونچا نظر آیا۔ خواب میں اس میں بہت سی خواب گاہیں اور مسہریاں ٹانگی ہوئی ہیں۔ اس میں خوبصورت مرد سب ہیں اگر تعبیر بتائیں۔

تحقیقؒ: انشاء اللہ تعالیٰ برکت وقبول کی علامت ہے۔

حَالؒ: ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور والا دو تین اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضور انور نے ایک صاحب کو جو بائیں ہاتھ کی طرف تشریف فرما ہیں۔ اپنی رکابی میں سے چاول نکال کر دیئے ہیں۔ جب بندہ حاضر ہوا تو حضور والا کے سامنے بیٹھنے لگا اس پر حضور نے فرمایا میرے پاس آ جا بندہ حضور کے پاس آ بیٹھا۔ حضور انور نے اپنے دودھ و چاول کی رکابی جس میں سے حضور بندہ کے آنے سے پہلے تناول فرما چکے تھے۔ بندہ کو مرحمت فرمائی بندہ کے دل میں خیال ہوا کہ اگر حضور والا اس میں سے تناول فرمائیں تو حضور والا کا بچا ہوا کھانا جو برکت کا سبب ہے اس کو کھاؤں۔ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ حضور والا نے دوبارہ اسی رکابی میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا اور بعد میں بندہ کو مرحمت فرما دی۔ جس میں سے بندہ نے دودھ و چاول کھائے اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی سے حضور والا کا بچا ہوا تھا۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ نفع کامل کی بشارت ہے۔

حال: ان دنوں خواب کی جانب میری توجہ بالکل نہیں ہے۔ مگر اتفاقیہ ایک خواب دیکھا کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اپنے جسم کو اللہ کے لئے ایسا فانی کرو کہ اللہ پاک کے علاوہ کوئی حرص وخواہش نہ رہے۔ حتیٰ کہ میرا تمام جسم اس وقت ویسا ہی ہوگیا جس کو زبان بتا نہیں سکتی ہے۔ اس کے بعد ایک نور سا دیوار پر معلوم ہوا۔ اس کے بعد جاگ گیا۔ دو تین دن کے بعد مجھے ہر طرف سے صدا آنے لگی کہ تم کو تصوف کی پوری پوری تکمیل کرنی چاہئے۔ دو تین دن تک یہی کیفیت رہ کر بند ہوگئی۔ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ خاکسار اپنے گناہوں سے شب و روز نادم رہتا ہے۔

تحقیق: مبارک حالت ہے حق تعالیٰ سچ کر دیں۔

حال: بندہ نے منگل کی رات کو ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ بندہ نے دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ (مسواک) اندازاً ایک بالشت ہوگی۔ یہاں تک مسواک کری کہ گھستے گھستے قریب ایک مٹھی جتنی رہ گئی پھر آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ سنت پر استقامت نصیب ہوگی۔

حال: اس درمیان میں عجیب عجیب عمدہ خواب دیکھے ان میں سے ایک خواب یہ ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے یہ دیکھا کہ ایک بہت خوب صورت میدان اور عالیشان عمارات بنی ہوئی ہیں۔ ان عمارات کی احقر سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہنچا۔ وہاں ایک خوبصورت عالی شان دروازہ دیکھا۔ دو تین آدمیوں سے پوچھا کہ یہ کیا عمارت ہے۔ وہاں پر لوگوں نے کہا کہ یہ جنت ہے مجھے یہ سن کر اس کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کے اندر جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے اندر وہ جا سکتا ہے جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا طے کردہ ایک ماہ کا خاموشی کا چلہ کرے گا۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر وہ کسی نے نہ کیا ہو تو وہ بھی جا سکتا ہے۔ کہا کہ وہ حضرت کی اجازت دینے پر جا سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان سے اجازت تو انشاء اللہ میں لے لوں گا۔ انہوں نے یا اور کسی نے کہا کہ وہ برابر والے مکان میں ہیں۔ یہ سن کر جناب کے پاس جنت کی اجازت کے لئے گیا ہوں۔ راستہ میں حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب سے ملا ہوں۔ کہنے لگے کہ ہم نہ کہتے تھے کہ وہ چلہ کر لو۔ وہ کرتے تو اب چلے نہ جاتے پوچھنے کی باری ہی نہ آتی۔ پھر جب حضور کے پاس آیا ہوں تو دیکھا دو خوبصورت لڑکے ان کی تھوڑی سی داڑھی نکلی ہے۔ وہ جناب کے پاس بیٹھے ہوئے پنکھا جھل رہے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ وہ اٹھ کر جانے لگے ہیں تو جناب عالی نے فرمایا ہے کہ کوئی پنکھا جھلنے والا ہے؟ میں نے دل میں سوچا کہ

آج خلاف معمول حضرت یہ کیوں فرما رہے ہیں۔ پھر میں نے سوچا کہ شاید اس وقت گرمی ہوئی معلوم ہوئی ہوگی۔ میں نے جواب دیا کہ احقر حاضر ہے۔ جناب نے پنکھے کی اجازت دی ہے۔ میں پنکھا جھلنے لگا ہوں رعب کی وجہ سے جناب سے میں نے جنت میں جانے کی اجازت نہیں مانگی۔

جناب عالی نے تھوڑی دیر میں فرمایا کہ چلو اپنے گھر نہیں چلتے؟ میں نے عرض کیا۔ بہتر تشریف لے چلئے۔ جناب میرے ہمراہ اپچولی تشریف لا رہے ہیں۔ راستے میں مجھے خیال ہوا کہ حضرت کے ہمراہ بے وضو نہیں چلنا چاہئے۔ یہ سوچ کر میں وضو کے لئے ایک شخص کے مکان پر بیٹھا ہوں اور جناب میرے مکان پر کھڑے نانا صاحب سے باتیں کر رہے ہیں۔ وضو میں مجھے بہت دیر ہوئی ہے اور دل میں اپنے آپ کو بہت برا بھلا کہہ رہا ہوں کہ اس وقت بھی وہم ہوئے چلے جاتا ہے۔ اور دیر ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ حضرت تشریف لے جائیں۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ تعبیر کا طالب (ہوں)۔

تحقیق: خواب مبارک ہو۔ تعبیر ظاہر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جنت نصیب ہوگی اور اس کے طریقے کی بھی رہنمائی کی گئی ہے کہ تقویٰ ہے خصوصاً بات چیت کے بارے میں کہ اس میں بکثرت بے احتیاطی ہو جاتی ہے اس لئے ہمت کیجئے۔ فقط

حال: احقر جس وقت حضرت کے ساتھ کانپور میں تھا اس وقت تین خواب نظر آئے۔ ایک یہ ہے کہ دیکھتا ہوں ایک نئے راستہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور احقر نے بھی اسی راستہ سے چلنا شروع کیا۔ پس اسی وقت بندہ کو خدا تعالیٰ کی محبت طاری ہو کر رونا آیا۔ اس حالت میں فوراً جاگ گیا۔

دوسرا خواب یہ ہے کہ دیکھتا ہوں اتفاقاً یہ الفاظ کان میں پڑے کہ خلوص (اخلاص) پیدا کرو پس یہ آواز سن کر دل ہی دل میں یہ بات سوچتا ہوں کہ یہاں تو میں تعلیم وتلقین اور اصلاح نفس کے ارادہ سے آیا ہوں خلوص کس طرح پیدا کروں۔ پھر دوسری رات کو دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ سے چلتے ہیں اور ان کے پیچھے آنحضور اور ان کے بعد بندہ بھی غرض تینوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔ آج رات ذکر کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ ایک سفید روشنی داہنی طرف نظر آئی۔ جب احقر نے دوبارہ نظر کی تو غائب ہوگئی۔

تحقیق: سارے خواب مبارک ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ برکات نصیب ہوں گی۔ روشنی کبھی ناسوتی (دنیاوی عالم سے) ہوتی ہے۔ اور کبھی ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) اور دونوں کا انکشاف نافع ہے۔ مگر دونوں کی طرف توجہ کرنا نقصان دہ ہے۔

حال: آج میں نے ایک عجیب حسرت ناک خواب دیکھا جس کے بعض حصہ سے بہت افسوس ہوتا ہے اور یہ

خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے اور انجام کیا ہوگا۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہونا ہی ہر حال میں بہتر ہے۔ مگر اپنی نسبت تکلیف کا خیال کر کے رنج اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ حضور میرے لئے خاص طور سے دعا فرمائیں۔

خواب یہ ہے کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ میں خانقاہ میں یا کسی ایسی جگہ پر ہوں کہ وہاں سارے ذاکرین اور حضور بھی موجود ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی حاجت ضروری میں لگا ہوا ہے۔ میں اپنے کھانے پینے کی تیاری میں ہوں۔ اتنے میں کسی نے خبر دی کہ سب لوگوں کی ایک شخص کے ہاں دعوت ہے اور سب لوگ چلے گئے۔ تم کیوں سامان کر رہے ہوں۔ یہ سن کر میں نے کپڑے اور جوتے پہننے کا خیال کیا اس کے پہننے میں کچھ دیر لگی اور وہ درست نہ ہوا۔ بس میں جلدی میں ننگے پیر ننگے سر اور ننگے بدن کہ ایک تار بھی بدن پر نہ تھا۔ نکل کر چل دیا۔ راستہ میں ایک شخص ملا جو مجھ کو بلانے آ رہا تھا۔ اس نے میری طرف تعجب سے دیکھا اور کہا کہ لوگ تمہارے منتظر بیٹھے ہیں۔ میں ساتھ ہولیا۔ جب دعوت کی جگہ پر پہنچا تو وہ شخص کہنے لگا کہ حضرت اور ان کے ساتھی اب کھانا کھا رہے ہیں۔ اب تم ٹھہر جاؤ اور لوگ بیٹھے ہیں ان کے ساتھ کھانا۔ ایک گھنٹہ کا عرصہ ہے۔ میں جس حالت میں جا رہا تھا مجھ کو ذرا بھی شرم نہیں معلوم ہوتی تھی گو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کیسے یہ ننگا چلا جا رہا ہے اور شرماتا نہیں لیکن مجھ کو پرواہ نہیں۔ جب اس شخص نے ایک گھنٹہ کا عرصہ ظاہر کیا تو میں نے کہا کہ اچھا میں پھر آ جاؤں گا۔ اور یہ خیال ہوا کہ کہیں مولانا اس حالت میں دیکھ کر ناخوش نہ ہوں میں جلدی سے بھاگا اور قیام گاہ پر آ کر پائجامہ پہننے لگا۔ کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔

حضرت زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ میں نے حضور کے مجمع میں شریک ہو کر کھانے میں شرکت نہیں کی۔ جس سے عجیب وحشت میں ڈالنے والے وہم پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایک قسم کی ایسی بے غیرتی ہوگئی کہ جس سے غیرت کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ اس حالت میں یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس کو بے غیرتی جانتے ہیں مگر اپنے پر اس کا اثر نہیں پیدا ہوا۔ اس کی تعبیر کیا ہے؟ حضور خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ حضور کی فیض برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کچھ امید ہے ؎

اولیا را ہست قدرت از آلہ ❊ تیر جستہ باز آرندش ز راہ

ترجمہ: ”اولیاء کو اللہ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہے ان کی طرف پھینکا ہوا تیز تیر بھی راستے میں رک جاتا ہے۔“

آپ کی ذات اقدس کے سایہ میں اللہ تعالیٰ دنیوی واخروی دھوکوں سے محفوظ رکھیں ؎

دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے ❁ میکشوں کے سر پہ یارب پیر میخانہ رہے

تحقیق: السلام علیکم لا الہ الا اللہ کس وہم میں مبتلا ہو گئے۔ پہلے تو اپنے کو اس درجہ ہی کا کیوں سمجھا جائے کہ ہمارا خواب خواب ہے۔ پھر اگر خواب بھی ہو تو غیر اختیاری ہے غیر اختیاری سے کیا قلق اگر قلق اس سبب سے ہے کہ یہ کسی بری حالت کی علامت ہے تو اس کا علاج یہ تو نہیں ہے کہ تعبیر معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ اس سے تو جو سمجھا تھا اور گمان کے مطابق ہو کر قلق بڑھا دے گا۔ بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ دعا کیجئے کہ اے اللہ ہر بلا و فتنہ کو ڈال دے بس کافی ہے۔ اور یہ تو بتلائیے اگر بدون خواب دیکھے کوئی فتنہ پیش آ جاتا ہے تو اس وقت اس کی کیا تدبیر کی جاتی ہے (جو کی جاتی) وہی اب کیجئے۔ پریشانی سے کیا فائدہ۔

اب تعبیر سنئے برہنگی تعلقات سے خالی ہونے کی طرف اشارہ اور کھانے میں شریک نہ ہونا رتبہ میں پیچھے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اب فرمائیے مگر احتیاطاً پھر بھی دعا و پناہ مانگنا مناسب ہے۔ کیا وہ حدیث آپ بھول گئے کہ پریشان خواب دیکھ کر کیا عمل کیا جائے جس سے اس کا نقصان دور ہو جائے۔

حال: اسی حیص بیص میں (یعنی حاسدین کی اذیت کے تردد میں) تھا کہ ایک روز حضرت حاجی صاحب کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ یہ دقتیں مجھے بھی پیش آتی تھیں۔ لطائف کی تعلیم کے بارے میں میں نے پوچھا۔ فرمایا کہ ہاں جی ہاں یہ سب حجاب ہے۔ پھر میں نے کشف کے بارے میں کچھ پوچھا۔ اس کا جواب یاد نہیں رہا۔ میری بات ختم نہیں ہونے پائی تھی کہ ایک دوسرے صاحب نے آ کر حضرت کو اپنی طرف مخاطب کر لیا میں خاموش ہو گیا۔ ان کے سوال و جواب کے ختم ہونے کے بعد جو مجھے یاد نہیں رہا میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت اگر مولانا صاحب ہوتے اور اس طور سے درمیان میں کوئی بات کرنے لگتے تو مولانا صاحب اس کی پوری خبر لیتے۔ اس بات کے کہنے سے میرے حضرت بہت ہنسے اس کے بعد خاموش ہو کر بیٹھے رہے پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے ضرور مشرف فرمائیں گے۔

تحقیق: حضرت کی خواب میں زیارت اور خواب میں بشارت اور تحقیق علمی و تصدیق حالی جو اس ناکارہ کے بارے میں ہوئی آپ کے لئے یہ سب نہایت برکات در برکات ہیں اور سب واضح ہیں۔

حال: میں نے خواب میں بارونق ایک شہر دیکھا جس میں ایک مکان بہت ہی عمدہ بن کر تیار ہوا ہے۔ تھانہ بھون شہر کا نام ہے اور مکان حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ میں نے صبح اٹھ کر غور کیا کہ آیات اور احادیث صحیحہ جو (خدا سے محبت کرنے) والوں کی فضیلت میں آئے ہیں ان کا مقتضا یہی ہے کہ (خدا سے محبت کرنے) والوں کی ارواحیں مبارکہ اس طرح سے قبض کی جائیں کہ ملائکہ اچھی طرح سے اور عمدہ صورت میں

آ کر سلام کریں اور کسی سیر وتفریح کے بہانہ سے لے جائیں جیسا کہ جناب کے بعض خادموں نے جان نکلنے کے وقت بہت ہی خوشی سے یہ کہا ہے کہ مجھے حکیم الامت تھانوی لینے کے لئے آئے ہیں۔

تحقیق: یہ نہ سمجھنا کہ سچ مچ وہ یہی شخص ہوتا ہے اس کو تو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ کوئی مقدس روح یا کوئی فرشتہ اس صورت میں انس کے فائدہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حال: یہ کہہ کر عالم بقا کو تشریف لے گئی چنانچہ ان ہی افراد میں سے حضرت مولانا......ساکن نظام الدین دہلی ہیں۔ جو مولوی محمد یحییٰ صاحب گنگوہ سہارنپور کے تاجر کتب کے بھائی ہیں۔ خادم اسی طرح فکر کرتا ہوا کسی اور دن سو گیا۔ تب یہ ہی حضرت مذکورہ مرحوم خواب میں تشریف لائے اور میرے خیال کی تائید کی۔ یعنی اسی طرح سے ہوگا۔ خاص مومنین محبین کے ساتھ جو اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا۔ یعنی ان کو یہ خبر نہیں دی جائے گی۔ کہ دنیا سے تشریف لے آئے۔

تحقیق: یہ تشبیہ ہے کہ اس طرح چلے آویں گے جیسے گویا خبر ہی نہیں۔

حال: بلکہ اسی موجودہ حالت میں خوشی کا اضافہ کر کے عالم آخرت یعنی برزخ کے تھانہ بھون میں مقیم کیا جائے گا۔ اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوگا۔ اور آپ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔ حضرت یہ خواب کی باتیں ہیں۔ اس لئے میں ان پر نظر نہیں کرتا۔ لیکن آپ کی نظر کتابوں پر بہت گزری ہے۔ اس لئے حضرت میرے خیال کی تائید کر دیں یا اصلاح کر دیں۔

تحقیق: جگہ جگہ لکھ دیا ہے۔

حال: میں نے ایک خواب دیکھا جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے پیشاب کیا۔ اور پیشاب کر کے تیل سے استنجا کیا۔ اندازے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میٹھا تیل تھا۔ پھر اسی تیل سے میں نہایا ہوں۔ میں اپنے سر کے اوپر پٹھے (بال) دیکھتا ہوں حالانکہ میں پٹھے نہیں رکھتا۔ مگر اس وقت خواب میں پٹھے ہی دیکھتا ہوں۔ حضرت! جواب کا منتظر ہوں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے بعض اچھے افعال میں کچھ بدعات مل جاتی ہیں کہ وہ تطہیر باطنی پاکی کے لئے نہیں ہیں اور ان کو نیک سمجھ کر کیا جاتا ہے اور بعض اچھے افعال حدود کی رعایت سے کئے جاتے ہیں پس اس خواب میں (وہ اچھے اعمال جن میں بدعات ملی ہوئی ہیں ان پر) تنبیہ اور (وہ اچھے اعمال جن میں حدود کی رعایت ہے ان پر) تسلی دونوں ہیں۔

حال: دوسرا خواب یہ دیکھا کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا جنازہ آ رہا ہے اور مجمع بہت زیادہ ہے۔ حضرت عمر

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نعش مبارک ایک پلنگ پر ہے اور جسم کھلا ہوا ہے یعنی کرتا اتارے ہوئے ہیں اور پائجامہ پہنے ہوئے ہیں بالکل حضور سے مشابہ ہیں یعنی جس وقت حضور غسل کے لئے جاتے ہیں۔ بس وہی شکل معلوم ہوئی۔ جب جنازہ قریب آیا میں جنازہ کے قریب گیا اور چلا کر کہا خلیفہ ثانی کی نعش ہے۔ دوسری جانب حضور بھی کھڑے تھے حضور نے مجھ سے ڈانٹ کر کہا کہ تم کمزور بہت ہو اور بھی فرمایا جو یاد نہیں خود حضور مجمع کی طرف متوجہ ہو کر کچھ فرمانے لگے۔ جنازہ اسی طرح پلنگ پر حضور اقدس کے مشابہ موجود تھا۔ دوسری جانب حضور کرتہ پہنے ہوئے جو آج کل استعمال میں ہے کچھ فرمارہے ہیں۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ میرا مذاق (مزاج) حضرت عمر کے مناسب ہے اور ان کا جنازہ دیکھنا اشارہ ہے کہ یہ مذاق مردہ ہوگیا تھا خدا تعالیٰ نے اس ناکارہ کے ہاتھوں اس کو (دوبارہ) زندہ فرمایا۔ کمزور اس پر کہا کہ چلا جوا ٹھے اس برداشت نہ کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے اس میں آپ کے مذاق صحیح کے کم ہو جانے سے متاثر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ تنبیہ کا حاصل یہ ہے کہ صبر وسکون سے کام لینا چاہئے۔ دیکھنے والے اور جس کو دکھایا گیا ہے دونوں کے لئے خوشخبری والا ہے۔

حال: خواب بہت دیکھا کرتا ہوں بعضے بعضے خواب عرض کرنا چاہتا ہوں اگر ارشاد ہو تو خط کے ذریعے یا زبانی عرض کروں۔

تحقیق: جو خواب زیادہ اہم معلوم ہو اس کو لکھ دیجئے کبھی زبانی بیان کے وقت فوراً اس کی تاویل ذہن میں نہیں آتی۔

حال: عرصہ ہوا دو مرتبہ خواب دیکھا کہ غلیظ (نجاست) کھا رہا ہوں جہاں تک ہو سکے تجارت میں احتیاط کرتا ہوں۔

تحقیق: کبھی تو یہ صرف تبخیر ردی (بدہضمی کی وجہ سے جو بخارات دماغ پر چڑھ جاتے ہیں) کا اثر ہوتا ہے اور کبھی کوئی غلط بات کے ہو جانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔

سؤال: اگرچہ میں خوابوں کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں نہ ان کا کچھ اعتبار کرتا ہوں مگر ایک خواب خدمت اقدس میں تعبیر کے لئے عرض ہے۔

خواب: ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ حضور والا وسیع وطویل میدان میں اس غلام کے ساتھ کھڑے ہیں اور کسی کا انتظار فرمارہے ہیں۔ اس میدان کے بالکل درمیان میں ایک خوفناک سڑک ہے جس کے دائیں طرف شاید دیوار ہے۔ اس دیوار کے دائیں طرف کوئی بڑا باغ ہے سڑک کے بائیں طرف بڑا ہی ڈراؤنا ہیبت ناک جنگل

ہے۔ جس میں طرح طرح کے پھاڑ کھانے والے جانور موجود ہیں اس کے دائیں طرف دیوار بھی نہیں ہے۔ اسی طرح سڑک سے حضور والا کی طرف ایک شخص حیران و پریشان چلا آرہا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو حضور سے ڈرتے ہوئے لہجوں میں کہنے لگا کہ حضرت بڑی سخت جگہ ہے۔ حضور والا نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اس راہ کو جلد طے کرو۔ میں نے ڈر کر عرض کی کہ حضور ایسا پرخطر (خطرے سے بھرا ہوا) راستہ رہبر کے بغیر کیسے طے کروں۔ یہ سن کر حضور والا نے فوراً ایک کتاب مجھ کو عنایت کی اور وہ کتاب قصد السبیل تھی۔

بندہ جب تیار ہوا تو ایک تیز رفتار گھوڑا سواری کو ملا بندہ نے آناً فاناً سارا سفر طے کیا گو راہ میں داہنی طرف درندے ملے مگر کسی نے نقصان نہیں پہنچایا۔ جب سارا راستہ بغیر تھکن کے ختم کر چکا تو غلام کو حضور کا خیال آیا۔ خیال کے آتے ہیں بندہ نے اپنی سواری پھیر لی اور ایک لمحہ میں حضور کے پاس آموجود ہوا۔ آتے ہی حضور والا نے سوال فرمایا کہ تم نے راستہ کو کیسا پایا۔ غلام نے بہت ہی ادب سے عرض کیا کہ حضور میں نے بہت ہی آسان راستہ پایا۔ اس کے بعد حضور نے قصد السبیل غلام سے واپس لے لی۔ اس خواب میں پریشان کن امر یہ ہے کہ حضور نے قصد السبیل واپس کیوں لے لی۔

جواب: ماشاء اللہ مبارک خواب ہے۔ اس میں راستوں کے آسان ہو جانے کی بشارت ہے قصد السبیل کے راستے کے صحیح ہونے کا اشارہ ہے۔ قصد السبیل کی واپسی مقام تکمیل کی طرف اشارہ ہے۔ کسی نے حضرت جنید رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ سے پوچھا ما النهاية (کہ انتہا و تکمیل کیا ہے؟) انہوں نے فرمایا ''العود الى البداية'' (ابتدا کی طرف لوٹ آنا) جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ کمال کے بعد ابتدائی مجاہدہ کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ بقول مولانا رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ خلوت و چلہ بر دلازم نہ ماند (مولانا کے بقول چلہ اور خلوت اس پر لازم نہیں ہے)۔

حَال: بندہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بڑی مسجد میں حضرت والا ہیں اور احقر اور خواجہ صاحب اور بھائی محمد الیاس صاحب وغیرہ بہت سے خدام ہیں۔ سندیں دی جا رہی ہیں۔ ایک مسودہ لکھ کر اس کی نقلیں احقر سے اور ایک دو خادم سے کرائی گئی ہیں اور غالباً بھائی صاحب سے بھی نقل کرائی گئی ہے۔ نو نقلیں ہوئی تھیں۔ فرمایا اس وقت یہی کافی ہیں یہ دے دی جائیں۔ ابھی مکان پر چل کر اور لکھ لی جائیں گی۔ نو کی ضرورت شدید ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک ان میں سے مجھ کو بھی ملنے والی ہے۔ اور ایک بھائی صاحب کو (بھی ملنے والی ہے)۔ بھائی صاحب نے جلدی سے اپنی سند لے لی۔ میں نے (اپنی سند) لکھ کر حضرت کے سامنے رکھ دی اس خیال سے کہ جلدی کیا ہے خود لینا خلاف ادب ہے۔ اگر حضرت کی رائے ہوگی خود دے دیں گے ورنہ مکان پر چل کر مل جائے گی۔

اتنے میں دیکھا کہ حضرت اس مسجد میں دائیں طرف ہٹ کر بیٹھ گئے اور چند خدام دو زانو مودب سر

جھکائے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ایک کالا بہت ہی کالا چمکدار جبہ سر سے پیر تک پہنے ہوئے ہیں کہ بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور حالت استغراق کی سی ہے۔ میں نے بھی چاہا کہ اس مجمع میں شریک ہو جاؤں اور بے پاؤں حضرت کے دائیں طرف متصل پہنچا فوراً حضرت نے میری طرف نظر اٹھائی اور بہت ہی شفقت سے بٹھایا۔ خواب صبح صادق کے وقت دیکھا ہے۔

تحقیق: خواب نہایت مبارک ہے یہ سندیں تکمیل کی ہیں۔ اس میں اس سند والوں کی تکمیل کی بشارت ہے سند والوں کے احوال کے مختلف ہونے کے ساتھ کہ کسی میں بے اختیاری ہے اور کسی میں بردباری۔ سیاہ رنگ کا جبہ فناء کی صورت ہے۔ اور اس کا پورا (سر سے پیر تک) ہونا فنا کے ابھی یا آئندہ کمال کی طرف اشارہ ہے۔ رزقنا اللّٰہ تعالٰی وایاکم۔ اللہ تمہیں اور مجھے عطا فرمائیں۔

حال: حضور والا! بہت مدت ہوگئی کہ حضور والا کی خدمت میں خط بھیجنے سے محروم رہا۔ اس سے پہلے احقر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ تمہیں سلسلہ (بیعت) میں داخل ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اور تم نے جو مجھے خط لکھے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ سلسلہ میں داخل ہوئے دس سال ہوگئے اور خطوط کا دستہ جو میں نے آپ کو بھیجے ہیں دیکھا تو بہت تھوڑے خط ہیں۔ اس وجہ سے حضرت نے بندہ پر ملامت کی صورت میں سکوت فرمایا۔ اس سے بندہ نے یقینی طور پر یہ سمجھ لیا کہ اس خاندان سے خط وکتابت سے فیض وبرکات حاصل ہوں گی۔

تحقیق: ایسا ہی ہے۔

حال: حضرت کے ساتھ تو بفضلہٖ تعالٰی خادم کو بہت ہی اعتقاد ہے۔ الحمد للہ علی ذلک مگر دو خواب میں نے زیادہ دن ہوئے دیکھے کہ جس سے اور (اعتقاد) مضبوط ہوگیا۔ وہ خواب بھی خدمت میں عرض کرتا ہوں تا کہ حضرت کی فیض بتانے زبان سے تعبیر سن کر اور دل کو خوشی اور اعتقاد میں پختگی پر پختگی ہو جائے۔

پہلا خواب: وہ یہ ہے کہ ایک دن عیدگاہ تھانہ بھون میں بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا اور زبان پر سبحان اللہ اور الحمد للہ جاری تھا کہ دیکھا ایک شخص (جہاں تک گمان ہوتا ہے وہ شخص پیغمبر ﷺ تھے) آئے اور (حضرت کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا ان کی وجہ اور ذریعہ سے تھانہ بھون والوں کی مغفرت ہوگی۔

دوسرا خواب: ایک روز مسافر خانہ خانقاہ میں سو رہا تھا۔ ایک شخص کوئی بزرگ آئے اور فرمایا کہ یہ (یعنی حضرت) محبوبیۃ کا درجہ رکھتے ہیں۔

تحقیق: ہاں خدا تعالٰی کی رحمت سے سب امید ہے۔ ورنہ مجھ کو جو حالت اپنی معلوم ہے اس پر نظر کرکے تو بے

حد شرمندگی ہے۔

حَال: آج رات کو خواب میں دیکھا کہ نماز کی جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت والا نماز سے علیحدہ ہیں۔ میں جماعت میں شریک ہوں اور غالباً امام ہوں اور قرات جہر سے کر رہا ہوں۔

تحقیق: یہ امامت سلوک کی رہبری ہے جو کہ ذریعہ قرب ہونے کی وجہ سے نماز کی صورت میں نظر آئی۔ چونکہ اس رہبری کے لئے مخاطب کو طریق کا سنانا ضروری ہے اس لئے قرات کو بالجہر دیکھا اور چونکہ اس رہبری میں تم سے میرا تعلق متبوعیت کا ہے نہ کہ تابعیت کا اس لئے مجھ کو شریک یعنی مقتدی نہیں دیکھا۔ بلکہ نگرانی کرتے ہوئے پایا چنانچہ حقیقت بھی یہی ہے۔

حَال: نماز میں قرآن کی بجائے قضی قضیا قضوا الخ گردان (عربی گرامر) پڑھ رہا ہوں۔ حضرت نے ذرا تیز لہجہ میں فرمایا کہ اس وزن پر مہموز کی گردان بھی تو ہے وہ کیوں نہیں پڑھتے تو میں سوچنے لگا کہ مہموز کی کون سی گردان ہے۔ پھر فوراً میں نے رائی رایا راوا الخ کی گردان پڑھی۔ حضرت خوش ہوئے معلوم ہوا کہ یہ ہی مراد تھی۔ پھر میں نے اس کا مضارع یری، یریان، یرون پڑھا۔ (یہ گردان وغیرہ عربی گرامر کی باتیں ہیں جو اہل علم جانتے ہیں عام آدمی کے سمجھنے کی نہیں ہیں اس لئے تفصیل سمجھی نہیں جاسکتی ہے)۔

تحقیق: قضی بمعنی ادا کے ہے یہ اعمال کے ہونے کی طرف اشارہ ہے میرے مشورہ کے معنی یہ ہیں کہ صرف اعمال کرنے پر کفایت نہ کریں بلکہ ان میں مراقبہ رویت کا بھی ملحوظ رکھیں کہ اعمال کی روح بھی ہے۔ مطلب یہ کہ تعلیم وتربیت میں اس کا اہتمام زیادہ رکھیں کہ صورت اعمال کے ساتھ ان کی روح بھی ہو۔

حَال: تعبیر کچھ سمجھ میں نہیں آئی مگر دل خود بخود کہتا ہے کہ خواب اچھا ہے اور اس میں سلوک کے متعلق کسی بات کی تعلیم ہے۔

تحقیق: ظاہر بھی ہے چنانچہ بے اختیار جو میرے قلب پر وارد ہوا میں نے لکھ دیا۔

حَال: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی سوانح عمری دیکھنے سے دل پر عجیب اثر ہوا گویا یہ محسوس ہوتا تھا کہ مجدد صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو بندہ دیکھ رہا ہے۔ ایک دن انہیں ایام میں خواب دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرمارہے ہیں کہ تو میرا اتباع کر یا میرے خلیفہ مولانا اشرف علی صاحب کا صورت وشبہ کچھ نہیں دیکھی۔

تحقیق: دونوں کے طریقے کے ایک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حَال: خاکسار نے ایک خواب دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ خاکسار کو خواب میں معلوم ہوا کہ آنجناب کے خدام بہت

سے ایک جگہ کھڑے ہوئے ہیں۔ خاکسار بھی ان میں کھڑا ہوا ہے آنجناب اچانک تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب کے سر پر ایک عمامہ بندھا ہوا ہے۔ سبز و زرد رنگ کا چھپا ہوا ہے میں نے آج تک اپنی عمر میں ایسا خوبصورت کپڑا نہیں دیکھا۔ ایسی چمک دمک اس عمامہ میں تھی جو کہ میرے بیان سے باہر ہے وہ آنجناب کے سر پر اس طریقہ بندھا ہوا ہے جیسا کہ عربی باندھا کرتے ہیں۔ اس حالت میں آنجناب کو دیکھ کر تمام خدام خوش ہو رہے تھے۔

اتنے میں ایک آدمی آیا جو کہ بظاہر مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ اس آدمی سے آنجناب نے کچھ باتیں فرمائیں۔ آنجناب کی باتیں سن کر اس کمبخت نے آنجناب کی شان میں ایک گستاخانہ کلمہ ایسا کہا جو کہ خاکسار اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتا ہے۔ اس کلمہ کو سن کر تمام خدام کو بہت جوش ہوا لیکن آنجناب کی وجہ سے اس کو کچھ نہ کہہ سکے نہ آنجناب نے اس آدمی کو زبان سے برا کہا اور نہ ہاتھ سے تکلیف دی وہ آدمی وہاں سے چلا گیا۔ آنجناب بھی وہاں سے تشریف لے گئے۔ تمام خدام آنجناب کے وہیں کھڑے رہے۔ خاکسار کو جو کچھ جوش آیا تو اس آدمی کو بھاگ کر پکڑ لیا۔ خاکسار نے اپنے پیر میں سے جوتہ نکال کر پانچ جوتہ بہت زور سے مارے۔ اور اس کو پکڑ کر تمام خدام کے سامنے لایا۔ اس کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی اور طبیعت میں حیرانی سی معلوم ہوئی۔

تحقیق: الحمدللہ یہ احقر اپنے احباب کے ساتھ حق پر ہے اس کی بشارت ہے جو شخص بظاہر مسلمان معلوم ہوتا تھا اور اخیر میں کافر نکلا اس سے ان لوگوں کی طرف اشارہ جو مسلمان ہو کر کافروں جیسا کام کرتے ہیں۔ جیسا آج کل اس کی بہت کثرت ہے۔ اس کا پٹنا ایسے لوگوں کے مغلوب و مخذول (ذلیل) ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ غرض بہت اچھا خواب ہے۔

حال: رات میں نے حسب ذیل خواب دیکھا ہے۔ جس کے بعد سے طبیعت بہت پریشان ہے۔ امیدوار ہوں کہ خواب کی تعبیر بتائی جائے گی۔

خواب: ایک راستہ ہے جس میں طوائفیں رہتی ہیں۔ میں بہت دن کے بعد مکان پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جہاں اور (دوسری عورتیں ہیں) میں وہیں میری اہلیہ و دور رشتہ کی ہمشیرہ بھی ہیں۔ اور ان کا بھی وہ (طوائف والا) طریقہ ہے۔ علیحدہ علیحدہ مکان ہے شاید کچھ بات میں نے کی یاد نہیں ہے۔

تحقیق: بے اختیار جو تعبیر ذہن میں آئی وہ لکھتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ واللہ اعلم آپ کی نگاہ کسی اجنبی نامحرم پر پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمایا کہ اگر کسی کی بی بی یا رشتہ دار اس وضع کی ہو کتنا صدمہ ہوتا ہے تو بے انصافی کی بات ہے کہ دوسرے شخص کی بی بی یا رشتہ دار عورت کے لئے اس کو پسند کیا جائے۔ پس یہ عقلی دلیل ہے ڈانٹ

ہے۔سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

حال: یہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص احقر کو امانت دینا چاہتا ہے اور کچھ ایسا کہتا ہے کہ ضائع نہ کرنا۔ اس پر بندہ نے حماقت ضمان کے لازم ہونے اور نہ ہونے کا مسئلہ شروع کر دیا۔ فوراً آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: مبارک خواب ہے۔ اسی انسان کے حقوق کی ضمانت (کے ادا کرنے کی) جو امانت اٹھائی ہوئی ہے (اس کے ادا کی) توفیق ملنے کی بشارت ہے اور ضمان کا مسئلہ شروع کر دینا حماقت نہیں تھا اتباع سنت کی دلیل ہے کہ خواب میں بھی دین کے چلے جانے کی وجہ سے یعنی امانت حسیہ اس کا خیال رہا اور اس کے ساتھ ہی یہ اشارہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس معنوی امانت کے حقوق سے ڈر لگا اور یہی ڈر رحمت وتوفیق کو لانے والا ہے۔ جیسا حدیث میں ہے کہ اگر قضا پر کوئی مجبور کیا جائے تو اس کی غیب سے اعانت ہوتی ہے۔

حال: رات کے آخری حصہ میں بندہ کی جو آنکھ کھلی پھر بھی لیٹا ہی ہوا تھا۔ اچانک سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں یہ دیکھا کہ میں سفر میں ہوں اور ایک اسٹیشن پر ریل سے اترا اور وطن جانے کا ارادہ ہے اور چونکہ وہاں سے وطن تھوڑی دیر ہے اس لئے اسباب خود بغل میں لے کر پیدل چل دیا۔ آگے کیا دیکھتا ہوں کہ شاہی آدمی مسافروں کو روکے کھڑے ہیں اور جانے نہیں دیتے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کا حکم کیا گیا ہے۔ مگر ان کے شاہی ہونے کی کوئی علامت معلوم نہیں ہوتی۔ روکنے کی وجہ انہوں نے بیان کی مگر یاد نہ رہی۔ اس واقعہ سے سخت پریشان ہوا۔ اسی پریشان حالی میں دیکھا کہ اس راستہ سے دائیں اور بائیں بھی وطن کا راستہ ہے۔ دائیں طرف سے پہلے لوگوں کا قرب ہے۔ اس لئے بائیں جانب کے راستہ کو ایک آدمی کے ہمراہ چلا تو کچھ دور چل کر دیکھا کہ یہ راستہ سخت وحشت ناک ہے اور درندوں کا اندیشہ بھی ہے۔ یہاں ایک دریا بھی اس کے کنارہ کو بہہ کر گزرتا ہے۔ یہاں کی وحشت اور خوف سے لرزاں ہو کر پھر معروف سڑک کا راستہ لیا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ اسی وقت معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے مولوی صاحب ملک الموت آئے ہیں۔ آپ کے دائیں جانب بیٹھے ہیں ادھر ادھر یکھا تو کچھ نظر نہ آیا لیکن اس وقت نہایت مطمئن تھا۔ اور قلب پر خوف کا شائبہ بھی نہ تھا۔ سونے جاگنے کی رمیانی سے فکر ہے کہ دیکھئے سلوک رکاوٹیں ختم ہوں گی یا نہیں۔ حضور بھی ہمت اور دعا سے دستگیری (مدد) رمائیں۔ بالکل بیداری کی حالت میں ملک الموت کے آنے کی خبر دینے سے کیا مراد ہے اور مقصود اس سے کیا ہے؟ امید کہ جواب باصواب سے تسکین خاطر غلام ہوگی۔

تحقیق: میں ایسے خوابوں یا خیالات کو میں شمار کے قابل نہیں سمجھا کرتا اور یہی رائے بھی دیا کرتا ہوں کہ ان کی رف التفات نہ کیا جائے اس لئے تعبیر کی فکر میں بھی نہیں پڑتا لیکن اگر خود بخود کوئی تعبیر یا توجیہ ذہن میں آجاتی

ہے تو بطور احتمال غالب اس کو بتا دیتا ہوں۔ چنانچہ اس مضمون کو بالکل ختم کر دینے پر فوراً جو مضمون ذہن میں آیا اس کو لکھتا ہوں وطن سے مقصود کی طرف اشارہ ہے اور وہ روکنے والے سلوک کی رکاوٹیں ہیں جو اپنی جیسی کوشش کرتے ہیں۔ ملک الموت اشارہ ہے موت سے پہلے کی طرف اشارہ ہے یعنی فنا کے مقام کی طرف تو اس میں ان رکاوٹوں کے دور ہونے کی طرف اشارہ ہے یہ واقعہ بشارت مقصود کے حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ولنعم ما قیل کانہ حاصل الواقعۃ ؎

در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسا است ❊ ہشدار گوش را بہ پیام سروش دار

ترجمہ: "عشق کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت آتے ہیں ہوشیار رہو اور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔" (مطلب یہ ہے کہ سالک کو اس راستے میں بہت وسوسے خوف بسط وقبض کی حالتیں پیش آتی ہیں تو سالک کو چاہئے کہ وہ شریعت کو اپنا امام بنالے اگر شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو تو پھر کوئی خطرہ نہیں ہے جو حالت بھی پیش آئے نقصان دہ نہیں ہے)۔

(خطبات حکیم الامت: ۲۸۲/۲۲ بتصرف)

ایک اجازت یافتہ کا خط

حَال: الحمد للہ! اب قلب کی وہ حالت نہیں رہی ظلمت (اندھیرے) کے بعد نور اور موت کے بعد حیات پیدا ہوئی سچ ہے ﴿ان اللّٰہ یحی الارض بعد موتھا﴾ (کہ اللہ تعالیٰ زمین کے مردہ ہونے کے بعد اس کو زندہ کرتے ہیں)۔ مغرب کے بعد سے عشا تک مسلسل ذکر جہر مقرر کر لیا ہے جس میں چھ ہزار تک ہو جاتا ہے اور رات کو بارہ تسبیح کے بعد بھی کچھ ہو جاتا ہے۔

آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ جس کو عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس طرح کہ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کی جماعت ہے جس میں احقر بھی شامل ہے۔ جناب والا کے بہت سے خدام ہیں۔ حضور (ﷺ) آگے آگے جا رہے ہیں اور ہم لوگ پیچھے ہیں۔ اتنے میں ایک جوگیوں کی جماعت پر حضور ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ ﷺ وہاں ٹھہر گئے۔ میں کچھ پیچھے رہ گیا تھا جلدی کر کے میں بھی جا ملا۔ حضور (ﷺ) (اس وقت اپنا نام حضور کی زبان سے سن کر دل بہت مسرور ہوا۔۱۲) نے فرمایا کہ ان لوگوں سے ملو۔ میں نے ان لوگوں سے ہاتھ اٹھا کر سلام کا اشارہ کیا۔ وہ سب اپنی اصطلاح میں کچھ کچھ کہنے لگے۔ (جو گویا سلام کا جواب تھا) اور وہ جوگی ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے بہت ریاضتیں (مشقت ومجاہدے) کئے ہوئے ہوں۔ وہ لوگ ہمارے قلوب کی طرف نظر کرنے لگے۔ اس وقت میں ہنس رہا تھا اور مسرور

تھا کہ الحمد للہ ہماری روحانیت حضور کی برکت سے ان لوگوں سے بہت قوی ہے۔ ان جوگیوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔ وہ جوگی حضور ﷺ کے ساتھ بہت تعظیم سے پیش آئے۔

اس کے بعد آپ آگے چلے میں بھی ساتھ ہوا۔ پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اس بڑے جوگی کو جوان کا سردار ہے ہدایت کرنی چاہیئے۔ میں لوٹا اور اس کو اسلام کی تبلیغ کی۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں اسلام لاؤں گا۔ پھر میں حضور (ﷺ) سے جا ملا اور وہ جوگی بھی آیا اس وقت حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ (میں خاتم الانبیا ہوں توراۃ اور انجیل وغیرہ تمام کتب آسمانی میرے ذکر سے بھری ہوئی ہیں) اس پر اس جوگی نے مجھے کہا کہ میں حضور (ﷺ) کو سچا سمجھتا ہوں اور میرے دل میں آپ کی عظمت ہے مگر ایمان لانا ذرا دشوار ہوتا ہے اپنی قوم سے ڈرتا ہوں۔ اس وقت جو میں نے حضور (ﷺ) کو دیکھا تو پہلی صورت نہ تھی۔ بلکہ اس وقت جناب والا کی صورت میں حضور کو دیکھا اور آپ نے مجھ یہ فرمایا کہ یہ جوگی لوگ اوم خدا کو بھی کہتے ہیں اور روپیہ کو بھی اور اس کے معنی قرض کے بھی ہیں۔ پھر بیدار ہو گیا۔ اور قلب میں ایک خاص انشراح اب تک ہے۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: بعض اجزاء کی تو وہی تعبیر معلوم ہوتی ہے جو آنعزیز نے سمجھی تھی کہ یہ دنیا پرست اور ہندوؤں سے تشبہ کرنے والے لوگوں کی صورت ہے۔ "وان زعموا انهم مسلمون" (اگر چہ وہ خود کو مسلمان سمجھتے ہیں) یا اس کے قریب ہو۔ یعنی وہ ہنود جو مسلمانوں کی موافقت کا دم بھرتے ہیں مگر حقیقت میں موافق نہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت کی حقیقت دکھا دی اور بقیہ اجزاء کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطمئن کر دیا کہ خواب دیکھنے والے کی جماعت والے حق پر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے کمال درجہ متبع ہیں اور یہ بھی دکھا دیا کہ غیر حق جماعت کا اثر حق جماعت پر نہ ہوگا اور روپیہ یعنی دنیا کو مقصود سمجھنا "يحبونهم كحب الله" (وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں)۔

حال: دوسرا دن ویسی ہی حالت میں ایک بزرگ بڑا عالم عظیم الشان سنت لباس میں نظر آیا۔ کسی نے ان کا نام بھی بتا دیا یاد نہ رہا۔ انہوں نے حضور کا نام مبارک لے کر کہا کہ وہ صاحب فہم (سمجھدار) ہیں۔ دوسرے صاحب کا نام (بھول گیا) لے کر کہا کہ وہ صاحب وصف یا صفت ایسا ہی مجھ کو کہا اس کی تعبیر سے بندہ کو مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: (اس بات کی) بشارت ہے کہ جس شخص سے آپ کا اصلاحی تعلق ہے وہ دین کی بات غلط نہ سمجھے گا۔

حال: چونکہ بعض خواب مبشر و منذر (خوش خبری والے اور ڈرانے والے) ہوتے ہیں لہٰذا حال کے دو خواب

پیش ملاحظہ ہیں۔

❶ میں اور ایک صاحب دونوں کسی اسٹیشن پر اوستاذی حضرت مولانا...... صاحب مدظلہ کے استقبال کے لئے گئے ہیں۔ جس گاڑی سے موصوف کی آمد تھی جب وہ آئی تو ہم دونوں دوڑے۔ گاڑی ابھی رکی نہ تھی کہ انجن کے آگے ساتھی صاحب نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ جب گاڑی بالکل رک گئی تو دونوں آگے بڑھے اور دوڑے جارہے تھے کہ انجن کے قریب ساتھ جو گاڑی یعنی کرانچی تھی اس میں پانچ چھ شخص بیٹھے تھے۔ جن میں سے ایک صاحب کی صدری میں دو تین بڑے بڑے پیوند لگے تھے اور چہرہ پر بشاشت تھی۔ چونکہ ان میں سے بعض کو میں پہچانتا تھا اس لئے سلام کیا اور مولانا موصوف کی تلاش میں آگے بڑھا۔ دو چار قدم چلا تھا پیوند لگی صدری والے صاحب نے مجھے بلایا۔ جب میں ان کی کرانچی کے قریب آ گیا تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ...... بڑا خوش نصیب ہے۔ کیونکہ اس نے حضرت مولانا (یعنی حضور) کی خدمت میں کسی دعا کے لئے لکھا تھا۔ لیکن حضرت مولانا نے فرمایا کہ گو...... نے فلاں بات کے لئے دعا کے لئے لکھا ہے۔ لیکن میں اس کے لئے وہ دعا کیوں نہ کروں جو دین و دنیا میں کام آئے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اسے دنیا میں ایمان کے ساتھ رکھے اور ایمان سے اٹھائے اور صدری پہنے ہوئے صاحب کا قول تم (گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگ) جانتے ہو کہ حضرت مولانا کی دعا قبول بھی ضرور ہوگی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہاں وہی بہتر ہے جو حضرت مولانا نے فرمایا اور تھوڑی دور تک ان کی طرف پھر پھر کر یہی جملہ کہتا چلا گیا کہ وہی بہتر ہے جو حضرت مولانا نے فرمایا۔

تحقیق: مبارک ہو واقعی مبشر (خوشخبری والا) خواب ہے۔

حال: غلام غفلت میں تھا کہ اچانک آپ کے مکان پر پہنچا۔ جہاں صرف ایک آپ اور ایک اور (صاحب تھے) آپ مجھ سے سوال فرماتے ہیں کہ...... تم کیا علم پڑھتے ہو؟ غلام نے کہا کہ اردو۔ آپ نے اسی وقت کہا کہ اردو کے کیا معنیٰ (ہیں؟) میں نے کہا کہ اردو بمعنیٰ لشکر چونکہ لشکر میں طرح طرح کے باشندے ہوتے ہیں بس میں اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ آپ نے گردن شریف ہلائی کہ درست اور اسی وقت آپ نے فرمایا کہ تم نے وہ گیارہ بھی پڑھے؟ تو میں نے اسی وقت کہا کہ گیارہ بہشتی زیور کے حصے تو آپ چپ سے رہ گئے۔ میں ان کی تعریف کرنے لگا کہ بہت اچھے حصے لکھے ہیں۔ اور آپ کو دل میں غائب سمجھ کر اور بہت سی کتابوں کے نام لئے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اشرف المواعظ کا ایک حصہ بڑا مشکل ہے۔ آپ نے بھی کہا ہاں۔

پھر میں نے آپ کی بہت ساری تصنیفات کا نام لیا اور کتابوں کا نام لیتے لیتے سب کے بعد اعمال قرآنی کا نام لیا (اس سے) معلوم ہوا کہ مجھ کو اس کتاب سے شوق ہے۔ آپ نے اس کتاب کا نام سنتے ہی مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تمہیں ان باتوں کا زیادہ شوق ہے تو میں نے کہا ہاں جی۔ آپ نے کہا دیکھو ایسی ایسی باتیں ہر کسی کے سامنے نہیں کہا کرتے (اور آپ کو معلوم ہو کہ میں رسول اللہ کی محبت کی باتیں سب سے بتا دیا کرتا ہوں کسی سے کہہ دیتا ہوں کہ بس اللہ کا نام اکیلا بیٹھ کر لے۔ جس کے آگے میں یہ دیوانی دیوانی باتیں کرتے ہوں۔ تو وہ مجھے لوگوں میں رسوا کر دیتے ہیں۔ اس لئے آپ نے خواب میں فرمایا کہ ایسی ایسی باتیں سب کے منہ پر نہ کہا کرو)

غرض پھر آپ مجھ کو ایک عمل بتانے لگے۔ تو مجھ کو کچھ کم سا سنائی دیا اور سنتا بھی کچھ کم ہوں تو پھر آپ نے مجھ کو بالکل قریب بلایا۔ آپ میرے کان سے منہ لگا کر ایک عمل بتانے لگے اور تو کچھ یاد نہیں صرف یہ یاد ہے کہ اس میں خدا سے سوال جواب تھے۔ آپ نے کہا یعنی جب تم یہ عمل کرو گے تو تمہارے پاس کوئی چیز آئے گی وہ یوں کہے گی تم یوں جواب دینا۔ غرض پھر میں آپ کو کہنے لگا کہ پھر آگے گیا کیا تو آپ نے گردن شریف مزے میں آ کر ہلائی لطف سے کہا کہ بس جیسے فقیر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جا بچہ سو اسی طرح آپ نے کہا اور میری گردن میں ہاتھ ڈال کر میرا سینہ آپ نے دیر تک محبت میں ایسا چوما کہ میں بھی ایسے مزے میں آیا جیسے کہ اللہ کے نام میں بعض دفعہ یعنی وجد میں تو پھر میں وہاں سے چلا آیا اور ایسا خوش ہوتا ہوا چلا جیسا کہ نبی کی زیارت ہوگئی ہو اور آپ کے مرید کامل کے گھر کا راستہ لیا کہ ان سے کہوں گا کہ آج مولانا اشرف علی سے میں بھی بیعت ہو گیا۔

اس خوشی میں جا رہا تھا کہ میرے پاس ایک کپڑا تھا تو میں نے اس کو معلوم نہیں کہاں ڈالا اور کسی چیز کا ہوش نہ رہا صرف آپ کا دھیان کئے دوڑا جا رہا تھا کہ آپ بولے کہ تیرا کپڑا ادھ پڑا ہے اٹھا لا تو میں کپڑا اٹھا لایا۔ تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ آنکھ کھل گئی اور حسرت سے کہا کہ میرا سینہ ایسے زور سے کیوں چوما۔

ایک بات اور رہ گئی جس وقت آپ نے سینہ چوما تو میں نے سوچا کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں تھا جو مولانا میرا سینہ چومتے۔ اس لئے کچھ سوچ کر سینہ سے (لب) لے کر اپنی زبان سے لگا لی۔ یعنی جہاں سے آپ نے چوما تھا میں نے وہ جگہ زبان سے چاٹی۔

تحقیق: اگر یہ خواب ہے تو دونوں کے لئے (یعنی نفع کے حاصل ہونے کی بشارت ہے)۔

حال: ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا اس کے بعد رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ

حضرت ایک خوبصورت بالا خانہ میں تشریف فرما ہیں وہاں پر چند طلباء کو پڑھا رہے ہیں۔ احقر جا کر جب حاضر ہوا حضرت نے مجھ کو فرمایا کہ تم کب آئے ہو۔ تب بندہ نے حضرت کے چہرۂ مبارک کی طرف جب نظر کی دیکھتا ہوں کہ حضرت کا چہرہ ایسا بارونق اور خوبصورت ہے کہ ایسا خوبصورت چہرہ والا کسی کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ جاگنے کی حالت میں حضرت کے چہرہ کی جو خوبی ہے اس (خواب والی صورت کا) ایک حصہ نہیں جو کہ خواب میں دیکھا۔

تحقیق: خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ صورت سے زیادہ اچھی سیرت ہو۔

سوال: آج چوتھی رمضان المبارک جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد میں سو رہا تھا۔ خواب میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضرت! اس موجودہ ترک موالات کی پریشانی کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ یہ بات میں کسی سے نہیں کہوں گا تب بتاؤں گا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! راز پوشیدہ رکھوں گا۔ لیکن میں آپ کی رائے پر عمل نہ کروں گا۔ کیونکہ میں حضرت تھانوی سلمہ کا مرید ہوں ان کی رائے پر عمل کروں گا۔ فرمایا کہ اگر تم ان کے مرید ہو تو تم پر ان کی تقلید ضروری بلکہ واجب ہے۔ پھر کچھ گول گول الفاظ فرمانے لگے جو سمجھ میں نہ آ سکے۔ ایسی ہی باتیں کرتے کرتے اشعار پڑھنے لگے اور کودنے لگے۔ کوئی شہر تھا اس کی گلی میں کودتے کودتے مسجد میں آ کر پہنچے۔ میں پیچھے پیچھے رہا۔ وہاں غالباً نماز پڑھی پھر میں بیدار ہو گیا۔ اس کی تعبیر فرمائیں۔

جواب: تعبیر ظاہر ہے جس کے اجزاء یہ ہیں۔ ① حضرت قدس سرہ کی رائے اصل یہ نہ تھی اس وقت عام طور پر جس پر عمل ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ تو مشتہر ہو چکی پھر اہتمام اخفا کیونکہ یہ رائے تو اب مشہور ہو چکی ہے تو چھپانے کے اہتمام کے کیا معنی ② احقر کی رائے بھی دوسرے اجتہادی امور کی طرح ٹھیک ہونے کا احتمال رکھتی ہے نہ جس طرح غلو (زیادتی) کرنے والے اس کو باطل کہتے ہیں۔ ③ حضرت قدس سرہ کے مزاج پر زیادہ اثر غلبہ حال کا ہے جس میں شرح کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے اہل غلو ناخوش ہوتے ہیں۔

حال: کل بدھ کے دن ڈھائی بجے دن کے وقت دعوات عبدیت کا وعظ پنجم جس کا نام استخفاف المعاصی کے اخیر کے اشعار دلچسپی کی وجہ سے مطالعہ کر رہا تھا ؎

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے ❁ خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجئے زندگی ❁ اس طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے

غرضیکہ دو چار سطر اور زائد پڑھا ہوگا کہ آنکھ بند ہو گئی۔ اس درمیان میں کوئی شخص پوچھنے لگے کہ تمہارا پیر کون

ہے۔ پوچھنے والے صاحب کی صورت کو خادم جانتا نہیں ہے۔ پوچھا تھا کہ حضرت اقدس مدظلہم العالی کے جسم اطہر پر پنکھا جھلے کہ آنکھ کھل گئی۔

صرف معمول کے خلاف حضرت اقدس کے سرخ لباس میں نظر آنے سے حیرانی ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے آج تک اپنی حیرانی میں ہے مگر خلاصہ پتہ نہ معلوم ہوا۔ امیدوار ہے کہ اس خواب کی تعبیر سے تسلی فرمائی جائے۔

تحقیق: مبارک خواب ہے۔ آپ کو مطمئن کیا گیا ہے کہ آپ کا رہبر حق پر ہے اور سرخ لباس محبوبیت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

سؤال: یہ چند خواب جو آج کل اور اس سے پہلے زبانی حضرت سے عرض کیے ہیں ان کو لکھ کر محفوظ کرنا چاہتا ہوں اس لئے بذریعہ تحریر پیش کرتا ہوں۔ حضرت والا اپنی تعبیر بھی قلم بند فرمائیں تو محفوظ ہو جائیں گے اس تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

❶ ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مولوی ابراہیمؒ صاحب راندیری کے والد کے پاس بیٹھا ہوں۔ ان کی صورت کو میں پہچانتا نہ تھا۔ مگر خواب میں یہی قلب پر وراد ہوا کہ یہ مولوی ابراہیم صاحب راندیری کے والد ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب نکالی اور مجھ سے فرمایا کہ اس میں مجدد کی دس علامتیں لکھی ہیں۔ خواب میں سب علامتوں کو میں نے پڑھا۔ ان میں سے تین باتیں یاد رہیں۔ ضخامۃ الراس، شثن الکفین، ضخم الکرادیس (بڑا سر، نرم ہتھیلیاں اور مضبوط ہڈیاں)۔ پھر انہوں نے رو کر یہ فرمایا کہ میں نے ان سب علامتوں کو حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب میں موجود پایا۔ وہ اس وقت مجدد ہیں۔

❷ ایک بار احقر نے حضور ﷺ کی زیارت اس طرح کی کہ ایک حضور کا مخالف بہت بڑا مجمع جس سے میدان بھرا ہوا ہے اور وہ حضور کو تکلیف پہنچانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ اپنے سلسلہ کی جماعت کی ہے۔ جو پہلی جماعت کے سامنے بہت ہی کم ہے۔ احقر بھی الحمد للہ حضور کے ساتھ ہے۔ آپ اس جماعت کو ساتھ لے کر ایک چھوٹے سے مکان میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ جس میں تین در ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر دشمن کا مجمع اس مکان کے اندر گھس آیا تو ہم سب کو ہلاک کر دے گا۔ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مجمع کے تین حصے کر دیئے جائیں ہر دروازہ پر ایک حصہ رہے اور وہ دروازہ پر سے ہی دشمن کو روکے تاکہ اندر نہ آسکے۔ حضور نے اس رائے کو پسند فرمایا اور مجمع کے تین حصے فرما دیئے۔ چنانچہ اس قلیل مجمع نے دروازوں پر سے دشمن کی مدافعت کی اور کوئی اندر نہ آسکا۔ پھر وہ دشمن کا مجمع منتشر ہوگیا۔

❸ آج رات کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں گڈھی (جگہ ہے) میں ہوں۔ جمعہ کا دن ہے وہاں گویا مولوی......

صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ جمعہ کی نماز کے لئے میں نے ان کو آگے بڑھایا۔ وہ خطبہ لے کر آگے بڑھے تھے مگر ایک ہندو نے ان کے پاس سے خطبہ چھین لیا اور خود ممبر پر جا بیٹھا۔ مجھے بہت برا لگا کہ ایک ہندو ممبر رسول پر بیٹھا ہے۔ جب خطبہ اولیٰ پڑھ چکا تو میں نے اس سے کہا کہ ارے کمبخت زبان سے اتنا تو کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں۔ اس نے کہا ہاں ہاں میں کہتا ہوں۔ لیکن جب دوسرے مسلمانوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہے تو اس نے کہا نہیں نہیں پھر وہ خطبہ ثانیہ کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے خطبہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اسے ممبر سے اتار کر خود خطبہ پڑھا۔ سامعین کی بہت مقدار تھی سب میرے اس فعل سے خوش ہوئے۔

④ آج رات کو دوسرا خواب یہ دیکھا کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ دوبارہ پیدا ہوئے ہیں۔ خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ پیدائش کے بعد دوسرے بچوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ آپ کا بدن مبارک ایسا ہے جیسا کہ پانچ چھ برس کے بچہ کا ہوتا ہے آپ کا چہرۂ مبارک بڑا وجیہہ اور شکیل ہے۔ شانہ مبارک پر مہر نبوت بھی دیکھی اور سر مبارک پر ایک جھالر سا لٹکا ہوا دیکھا۔ جس میں عربی خط سے دو سطر میں درود شریف لکھا ہوا ہے۔ آپ ایک شخص کی گود میں ہیں اور وہ یا کوئی اور شخص محبت میں آپ کو چھیڑ رہا ہے اور آپ مچل رہے ہیں۔ میں نے اپنے سب گھر والوں کو بلایا کہ آپ کی زیارت کرو اور اس جھالر کو دیکھو یہ بڑی عجیب چیز ہے۔ چنانچہ سب نے زیارت کی اور خواب میں ایسا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اسی مکان میں ہیں جس میں آج کل میں رہتا ہوں۔ یعنی ...... کے مکان میں واللہ اعلم۔

جواب:

پہلا خواب: واضح ہے وما ذلك على الله بعزيز۔ اور ضخامت مصدر بمعنی ضخم ہے اور اگر مجدد کا صورت میں حضور ﷺ کے مشابہ ہونا ضروری نہ ہو تو اس کے معنے پوری مشابہت جس کو ہے اس عنوان سے تعبیر کیا گیا۔

دوسرا خواب: اشارہ ہے کہ خیر القرون کے بعد اکثر زبانوں میں خاص طور پر سنت کے مخالفوں کی کثرت اور سنت پر چلنے والوں کی کمی اکثر رہی ہے مگر متبعین کے ساتھ حق تعالیٰ کی حمایت بھی رہی ہے۔

تیسرا خواب: میں اس زمانہ کی حالت صاف صاف دکھائی گئی ہے کہ عام مسلمین نے مشرکین کو دینی امور میں متبوع (پیشوا) بنا لیا ہے۔ مگر العاقبة للمتقين (انجام کار کامیابی متقیوں کے لئے ہے) کی بھی بشارت دی گئی ہے۔

چوتھا خواب: کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں کہ موجودہ زمانے کے باطل کے غلبہ کے کمزور ہونے کے بعد شرعی احکام کو زندہ کرنے کا ایسا شدید اہتمام کرنا پڑے گا کہ گویا وہ دوبارہ پیدا ہوئے ہیں۔ اس مکان کے رہنے والوں

کے اہل حق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: تیسرا خواب یہ ہے کہ اپنے ہی لوگوں کا مجمع ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا مکان ہے اس میں جناب والا اپنے خاص لوگوں کے ساتھ رونق افروز ہیں۔ حضور والا پر انوار برستے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضور والا نے مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ تم میرے پیارے ہو لو یہ گھڑی میں تم کو دیتا ہوں۔ جو گھڑی حضور والا نے عطا فرمائی ہے اس میں عجیب نورانیت معلوم ہوتی ہے۔ وہ گھڑی جسم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن بڑے خانہ میں ہے۔ میں نے اس خانہ سمیت گھڑی کو سر پر رکھ لیا۔ رکھتے ہی عجیب انوار مجھ پر برسنے لگے کہ اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔

تحقیق: گھڑی قلب ہے کہ اس میں ذکر کا کھٹکا ضبط و انتظام کی شان کے ساتھ ہے اس میں دل کے روشن ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: حضرت والا! میں نے چند ماہ ہوئے یہ خواب دیکھا کہ میں اس دعوات عبدیت اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد میں جا رہا ہوں۔ راستہ میں ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کونسی کتاب ہے؟ میں نے اس کو جھگڑا کرنے والا مخالف سمجھ کر جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور نہ کتاب کا نام بتایا۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر میں نے یہی سمجھ کر جواب نہیں دیا۔ میری دائیں جانب اور اس کی بائیں جانب سے اچانک ایک شخص نکلا اس نے فوراً اس کتاب کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا کہ هذا خير كثير (یہ بڑی خیر ہے) اس کے بعد میں جاگ گیا۔ اس دن سے مسلسل مواعظ کے بارہ میں میری زبان پر خیر کثیر آتا ہے معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔ حضرت والا تعبیر بتائیں۔

تحقیق: تعبیر ظاہر ہے کہ مواعظ کے نافع ہونے کی خبر دی گئی ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے پر تنبیہ کی گئی ہے۔

حال: چند دن ہوئے مسجد کی چٹائی پر سویا ہوا تھا کہ خواب میں حضور کا دولت خانہ دیکھا کہ اس دولت خانہ سے میں نے ایک متعلّم کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی جو کہ حروف تہجی سے پڑھ رہی تھی۔ اس کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ اس مرتبہ حضور پرنور کی شکل وصورت کا خواب مشاہدہ کیا۔ بس جاگ گیا۔

بندہ کے خیال میں اس کی تعبیر حضرت والا کے لئے یہ ہے کہ حضرت شریعت کی مسند پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حق کی تعلیم آسان اور اچھے طریقے سے دے رہے ہیں حروف تہجی اسی طرف اشارہ ہے۔ اس خواب اور خواب کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ بندہ کے حق میں بھی یہ خواب تعبیر کے قابل ہے یا نہیں؟

تحقیق: خواب بہت ہی اچھا ہے اور تمہارے حق میں خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ ایسے رہنما سے تمہارا تعلق ہے۔

حال: جس دن حضور کی مرید ہوئی ہوں اسی دن رات کو میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں اپنے کانوں میں نہایت عمدہ بندے پہنے ہوئے ہوں۔ اور یہ خوب جانتی ہوں کہ جو حضرت مولانا کا مرید ہوتا ہے یہ بندے اسی کو پہنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں جو آج مرید ہوئی ہوں اسی لئے یہ مجھ کو بھی پہنائے گئے ہیں۔ میں رہنے والی ...... کی ہوں۔ وہاں کے بھی کچھ لوگ ہیں تو میں نے ان لوگوں سے اپنے بندے چھپائے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ حضور کے خلاف ہیں۔ ان بندوں کو دیکھ کر صاف سمجھ جائیں کہ یہ حضور کی مرید ہے۔ میرے سامنے حضور کو کچھ کہیں گے تو مجھ کو ناگوار ہوگا۔ یہ مجھ کو خوب یاد ہے کہ میرا سیدھا کان کھلا ہے۔ اور الٹا کان چھپا ہے اور مجھ کو اپنے کان کے بندے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے اٹھ کر یہ خواب ابا صاحب قبلہ سے کہا انہوں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ وہ بندے خدا تعالیٰ کی نعمت ہیں جو تم کو حضرت مولانا کے مرید ہونے سے عطا ہوئے۔ ایک کان جو کھلا ہے تو وہ ہم لوگ دیکھ رہے ہیں اور دوسرا کان چھپا ہوا ہے تو وہ چونکہ ...... کے لوگ خلاف ہیں اس لئے ان سے چھپالیا گیا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت ہی ٹھیک تعبیر دی اللہ تعالیٰ تم کو مبارک کرے۔

حال: کمترین نے آج شب کو یہ خواب دیکھا کہ بہت سے لوگ حضرت حق جل وعلا کے روبرو جمع ہیں۔ اتنے میں کمترین پیش کیا گیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھ سے اعمال نامے کا مطالبہ فرمایا۔ دوسری کسی چیز کا مطالبہ فرمانا یاد نہیں۔ میں نے ایک کاغذ بہت ڈبل چار انگل کا چوڑا اور آٹھ انگل کا لانبا اور اس میں بٹن ٹکے ہوئے تھے اور ایک بٹن کی جگہ خالی تھی اور اس بٹن کی جگہ پر اس کے ٹکے ہوئے ہونے کا نشان موجود تھا پیش کیا۔ اس وقت گو کہ مجھ کو خوف بہت تھا لیکن اس کے ساتھ بہت انس بھی تھا اور بہت ہی امید کا غلبہ تھا۔

مجھ سے سوال ہوا کہ یہ جگہ کیوں خالی ہے؟ مجھ کو اس کا علم نہ تھا کہ کیوں خالی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور کو تو سب خبر ہے اور بٹن تلاش کرنے کے لئے اپنی جیب وغیرہ دیکھنے لگا۔ کچھ بٹن ملے جو کہ میں نے پیش کئے کہ شاید ان میں وہ بٹن جو اس کاغذ میں نہیں ہے۔ مگر ان (بٹنوں) کی طرف جو میں نے نقصان پورا کرنے کے لئے پیش کئے تھے اللہ تعالیٰ نے کچھ التفات نہیں فرمایا۔

تحقیق: جو کاغذ پیش کیا گیا وہ نامۂ اعمال ہی معلوم ہوتا ہے اور بٹن کی شکل اس لئے ہوتی ہے کہ اندر کی چیز محفوظ رہے۔ اعمال کی حفاظت خلوص سے ہے۔ پس (بٹن) کا نکل جانا اشارہ ہے کہ کسی عمل میں خلوص ہونے کے بعد اظہار ہوگیا ہے۔ اور جو (بٹن) پیش ہوئے وہ دوسرے اعمال کے بارے میں خلوص کے طریقے ہیں۔ اور ظاہر ہے ایک عمل کا خلوص دوسرے عمل کا تدارک نہیں ہوسکتا۔

حال: پھر کوئی اور سوال کیا جس کے جواب میں میں نے کہا مولوی اشرف علی صاحب۔ اس پر کچھ سکوت فرمایا۔ ایک شخص وہاں پر کھڑا تھا اس نے میری طرف تیز نگاہ کی کہ جیسے غلطی پر خبردار کرنے کے لئے دیکھتے ہیں۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ مولوی اشرف علی صاحب سے تعلیم ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا مرید ہوں۔ یہ جواب صحیح سمجھا گیا۔

تحقیق: اس میں دلالت ہے کہ بیعت نیابت کے طور پر جائز و معتبر ہے۔ کیونکہ آپ کی بیعت اسی طرح ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ کا سکوت دلیل ہے کہ نائب کی طرف نسبت کرنا بھی اصل کی طرف نسبت کرنے کی طرح ہے۔ مگر پھر بھی حقیقی و حکمی میں فرق ہے۔

حال: جوں ہی میں نے حضرت حاجی صاحب کا نام لیا اس شخص نے جو کھڑا تھا کہا کہ امداد اللہ تو موجود ہیں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب حق تعالیٰ کے دائیں جانب نہایت مسکنت کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب کی طرف جھک کر اور نہایت محبت سے ہنس کر ارشاد فرمایا۔ امداد، امداد، امدا۔

تحقیق: متبعین کے لئے بشارت ہے کہ ہم کو ایسا مقبول رہنما ملا۔

حال: پھر میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تو امداد ہوا چاہتا ہے تو امدا ہوا چاہتا ہے۔ تو امداد ہوا چاہتا ہے۔

تحقیق: اس میں ایک بڑی خوشخبری ہے میرے نزدیک اس کی وجہ محبت و معرفت دونوں چیزوں کا ایک ساتھ ہونا ہے اور یہ کم ہوتا ہے۔

حال: میرے بارے میں فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ اس میں فلاں صفت ہے وہ صفت مجھ کو یاد نہیں رہی۔

تحقیق: اس (بھولنے) میں عجب سے حفاظت ہے۔

حال: اس کے بعد لوہے کی ایک سیخ بہت ہی گرم لی اور فرمایا کہ ہاتھ پھیلا میں نے بغیر سوچے دایاں ہاتھ سامنے کر دیا ایک سیخ آہستہ سے ماری کہ جس سے نہ میرے چوٹ لگی اور نہ ہاتھ جلا پھر وہی سیخ میری دائیں آنکھ میں چھو دی۔ میں نے دائیں ہاتھ سے سیخ پکڑ کر خدا تعالیٰ کی برکت۔ خدا تعالیٰ کی برکت، خدا تعالیٰ کی برکت کہنا شروع کیا۔ یہ میں نے اس لئے کہا کہ اس پاک نام کے اثر سے تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ نہیں ہوئی۔ پھر وہی سیخ میرے لبوں پر لگائی۔

تحقیق: راہ سلوک کا راستہ تین چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک بصیرت و علم اس طرف آنکھ سے اشارہ ہے دوسرا اعمال ضرور یہ اس طرف اشارہ ہے تیسرا اعمال فضائل ذکر وغیرہ لبوں سے اس طرف اشارہ ہے اور لوہے کی سیخ مجاہدہ کی طرف اشارہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء میں مجاہدہ کی توفیق ہوگی اور مجاہدہ آسان ہوگا۔

حال: ارشاد فرمایا کہ غیر اللہ سے دوستی نہ کرنا۔ پس آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے بارے میں میرے دل میں اطمینان کی کیفیت نہیں ہے بلکہ میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اس میں کچھ خیال کا اثر شامل ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق: ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن اگر خیال بھی ہے تو اچھا ہے۔

حال: جب سے ...... کے بارے میں دوبارہ یہ پریشانی پیدا ہوئی ہے اور اس وقت سے احقر نے حصن حصین کا ورد شروع کر رکھا ہے۔ آج اس کو شروع کئے ہوئے چھ دن ہوئے ہیں۔ رات عشا کے بعد جو میں نے حصن حصین پڑھ کر سورہا تو عجیب خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے حضرت قبلہ مولانا ...... کی جماعت بھی ہے اور ہم خدام بھی ہیں۔ حضرت ...... کی جماعت میں سے بعض لوگوں نے ہم خدام کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور شاید کچھ اعتراض بھی کیا۔ اس پر مجھے جوش ہوا اور میں نے مولوی ...... صاحب سے کہا کہ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ابدالآبدین سے عرض کرو کہ ہم خدام کو حوض کوثر کا پانی پہلے پلا دیں (اور نیت یہ تھی کہ دوسروں پر تا کہ ہماری حقانیت واضح ہو جائے)۔ چنانچہ موصوف نے حضور ﷺ سے جا کر عرض کیا اور حضور ﷺ نے فوراً حوض کا پٹ کھول دیا۔ (اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ حوض کے اوپر کوئی پٹ پڑا ہوا تھا جس سے وہ ڈھکا ہوا تھا) حضور ﷺ نے ہم خدام کو اجازت دی کہ تم پہلے سیراب ہو جاؤ۔

چنانچہ ہم سب خدام حوض پر ٹوٹ پڑے۔ احقر نے تو حوض میں منہ ڈال دیا اور خوب پیا اس پانی کی لطافت و شیرینی (مٹھاس) عرض نہیں کر سکتا اب تک مزہ آ رہا ہے۔ اس وقت کچھ دوسری جماعت کے لوگ بھی حوض پر آئے تو حضور ﷺ نے جناب والا کی طرف اشارہ فرما کر مجھ کو یہی یاد ہے کہ آپ حضور ﷺ کے ساتھ حوض پر کھڑے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ پہلے مولانا اشرف علی صاحب کی جماعت سیراب ہو جائے پھر دوسروں کو ملے گا۔ اس پر ہم خدام کو بے حد مسرت ہوئی۔ پھر آنکھ کھل گئی تو صبح قریب تھی۔ والسلام

میرا دل چاہتا ہے کہ اس عظمت و مقبولیت پر حضرت والا کو بے حد مبارک باد دوں۔ اطال اللّٰه بقائكم ومتعنا بانفاسكم القدسيه۔ آمین

تحقیق: ماشاء اللہ تبارک اللہ سبحان اللہ خواب ہے کہ بشارت لاجواب ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کے حق ہونے کو بتایا گیا ہے اگرچہ دوسری جماعت جبکہ منکرات (ممنوع باتوں) سے محفوظ ہوں ان کو بھی ثواب ملے گا۔ مگر جس کا اجتہاد صحیح ہے اور جس کا اجتہاد صحیح نہیں ہے سے پہلے ہونا واضح کر دیا۔ جن کو دیکھا ہے اور جس نے دیکھا ہے دونوں کو مبارک ہو۔

حال: آج رات میں نے ایک خواب دیکھا جس سے میری طبیعت بہت پریشان رہی۔ وہ یہ ہے کہ میری داہنی

آنکھ میں ایک ناسور ہوگیا ہے۔ اس سے اور کانوں سے کیڑے نکلتے ہیں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: ناپسندیدہ اور ناجائز امور دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں جن سے تکلیف ہوتی ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے تمہاری کسی کمی کی طرف اشارہ نہیں چنانچہ محاورہ میں ناپسندیدہ و ناجائز باتوں کے بارے میں کہا کرتے ہیں کہ کانوں کے کیڑے جھڑتے ہیں۔

حال: پھر اسی تکلیف کی حالت میں میں کسی کچی کوٹھڑی میں پہنچا جس میں ایک فقیر ہندو اور اس کے دو چیلے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے ناسور کا علاج کرو۔

تحقیق: یہ شخص اس وقت کا قائد المشر کین ہے جو زاہدانہ شکل میں ہے جس کے دو چیلے مشہور ہیں اور کچا کوٹھڑا ان لوگوں کی طرف خیالی عمارت کے ہونے کی طرف اشارہ ہے جس کو اس طرح تعبیر فرمایا گیا ہے۔ ﴿ام من اسس بنیانه علی شفا جرف هار﴾ (وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی پر رکھی)۔

حال: اس نے غصہ سے آنجناب کا نام لیا کہ وہاں پر جادو کیا کرتے ہیں۔ ایسے علاج ہم نہیں کرسکتے۔

تحقیق: ظاہر ہے کہ وہ ان منکرات کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ یہ کام تو خادمان دین کا ہے اور غصہ موافقت نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: تو میں وہاں سے رنجیدہ ہوکر ایک زمین دوز مکان میں پہنچا تو وہاں پر جناب اور ایک شخص تشریف رکھتے تھے۔ اور لکھنے پڑھنے کا کچھ کام کررہے تھے۔

تحقیق: بشارت ہے دین کی خدمت کی توفیق کی اور وہ شخص عجب نہیں کہ صاحب المتہ الخیر ہو اور مکان کا زمین دوز ہونا محفوظ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: میں نے جا کر سلام علیکم کہا تو جناب نے سلام علیک کا جواب دینے کے بعد فوراً ایک ڈبہ اٹھا کر میرے سر پر اور منہ پر اور ہاتھوں پر پھیر دیا۔ جس سے میرے منہ ہاتھ وغیرہ میں سے ایک نہایت عمدہ خوشبو مہکنے لگی اس خوشبو کی مسرت سے میرا مرض جاتا رہا۔

تحقیق: یہ ڈبہ غالباً فیض پہنچانے والے کا قلب ہو جو حق علوم کا حامل ہے اور اس کا اٹھانا متوجہ کرنا ہے اور پھیرنا حقیقتوں سے فائدہ پہنچانا ہے اور خوشبو مہکنا متاثر ہونا اور مرض جاتا رہنا سکینہ سے شکوک و وساوس کا دور ہو جانا ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خاصیت حسی مرض کے لئے ظاہر ہوئی تھی۔

حال: پھر میں خوش ہوتا ہوا باہر چلا گیا۔ دیکھتا ہوں کہ کسی تاجر کی ایک دکان ہے۔ اس پر بڑا ہنگامہ ہے۔ میں نے آگے کو بڑھ کر دیکھا تو ایک ہندو ترک موالات (آپس کی دوستی اور تحاد کو ختم کرنے کے بارے میں) بیان کر

رہا ہے۔ جس میں مولوی مذکور بالا بھی شریک ہیں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ اس وقت ہنود کا یہ اصل مقصود بن گیا ہے اور مسلمان حتیٰ کہ بعض اہل علم ان کے تابع بن رہے ہیں۔

حال: دو شخص ایک چبوترے پر بیٹھے ہوئے کوئی انگریزی کی کتاب یاد کر رہے ہیں۔ میں اس حالت میں قرآن شریف تلاوت کر رہا ہوں اور دل میں کہہ رہا ہوں کہ یہ شخص انگریزوں کی مار پیٹ کے لئے تیار ہیں اور اپنا دشمن بتاتے ہیں پھر بھی ان کی کتاب پڑھنا نہیں چھوڑتے۔

تحقیق: یہ بالکل ظاہر ہے کہ جس طرز سے یہ کام چل رہا ہے وہ بالکل یورپ کی تقلید ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ جس طرح بن پڑے اپنی اغراض کو حاصل کیا جائے اور جائز و ناجائز کو بالکل نہ دیکھا جائے۔ اسی طرح اس طرف اشارہ ہے کہ زیادہ لوگوں کا مقصود ان تحریکات سے صرف دنیا ہے۔

حال: یہ کہتے کہتے آنکھ کھل گئی۔ یہ بتلا دیجئے گا کہ یہ سب کیا باتیں تھی۔

تحقیق: ایک ایک جزو کی تعبیر جو میرے وجدان (باطنی علم کی کیفیت) میں تھی ساتھ ساتھ لکھ دی واللہ اعلم بالاسرار۔

حال: میں ۱۳ ذی الحجہ شب جمع کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر سویا تھا۔ رات کو خواب دیکھا کہ حضور والا کی مجلس میں چند خدام ہم لوگ حاضر ہیں خواجہ صاحب بھی ان میں تھے۔ حضور کے سامنے ایک تھال میں اور ایک دوسرے تھال میں تازہ کھجور عربی کھجوروں کے جیسے رکھے ہیں۔ میں حضور کے قریب ہوں حضور والا نے مجھ کو اور اسی طرح دوسرے حاضرین کو کھجور عطا فرمائے ہیں جن میں سے ایک میں نے اسی جگہ کھالیا ہے۔

تحقیق: روحانی غذائیں عربی کھجوروں کی شکل میں نظر آئیں جس کا لینا دینا دونوں مبارک ہیں۔

خواب مع جواب جس کا نام المحفوظ الکبیر من الحافظ الصغیر ہے

حضرت اقدس سیدنا و مرشدنا مولانا صاحب مد فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش یہ ہے کہ اس شورش اور فتنہ کی وجہ سے جو دنیا میں برپا ہے اکثر قلب پر آنحضرت والا کی طرف سے خیال ہوتا تھا کہ دشمنوں سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ لیکن آج شب کو اس خیال کا اثر احقر کے قلب پر بہت زیادہ تھا۔ عشا کی نماز کے بعد احقر سونے کے لئے چارپائی پر لیٹا چونکہ تنہائی یکسوئی کا وقت تھا اس لئے احقر نے بدل و جان جمیع مسلمین کے لئے اور خصوصاً آنحضرت والا کی ذات بابرکات کے لئے دعا کی کہ اے اللہ تو ہی اپنے دین کے سچے محافظوں کا محافظ ہے۔ اس دعا ہی کی حالت میں سو گیا۔ اسی شب کو احقر نے خواب دیکھا کہ

پہلا حصہ:

آنحضرت والا کی زیارت کے لئے تھانہ بھون کے سفر کا ارادہ کیا اور وہ سفر ایک جنگل میدان میں کر رہا ہوں۔ ایک لمبے سفر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت زبردست قلعہ ہے اور اس قلعہ کے دروازہ پر ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے پہرا دے رہا ہے۔ احقر قلعہ کے دروازہ پر پہنچا قلعہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ وہ ہی پاسبان قلعہ کے اندر جانے سے رکاوٹ بنا مگر ایک صاحب بزرگ صورت قلعہ کے اندر سے تشریف لائے اور قلعہ کے پاسبان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان کے لئے قلعہ میں آنے کی اجازت ہے آنے دو۔

احقر ان کی اجازت سے قلعہ میں داخل ہوا اور احقر کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے کہ تمہارا یہاں پر آنے سے کیا مقصود ہے۔ احقر نے عرض کیا کہ میرا مقصود تھانہ بھون پہنچ کر حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدفیوضہم کی زیارت ہے۔ پھر ان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا قیام تو بھون کے اندر ہے اور اس وقت بھون ہی کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ تم جہاں اس وقت کھڑے ہو یہ تھانہ ہے اگر تمہارا مقصود حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی زیارت ہے تو تم کو بھون جانا چاہئے۔ احقر نے بہت ہی تعجب سے عرض کیا کہ یہ نئی بات آج ہی معلوم ہوئی ہے کہ تھانہ علیحدہ اور بھون علیحدہ۔ ان ہی صاحب نے فرمایا کہ یہ تو کوئی نئی بات نہیں ہے کہ جس پر اتنا تعجب ہوا کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ خانقاہ قصبہ کے مغرب کی جانب واقع ہے اسی کا نام بھون ہے۔ اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں۔ اور آپ کا اسم شریف کیا ہے۔ اس کو سن کر انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ اس کے معلوم کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ احقر نے اصرار کیا کچھ دیر سکوت فرما کر فرمایا کہ میں بھی حضرت مولانا ہی کے خادموں میں سے ہوں مگر نام پھر بھی نہیں بتایا۔

دوسرا حصہ:

احقر نے واپسی کی اجازت چاہی فرمایا کہ اب تو تھانہ میں آ ہی گئے ہو۔ آؤ تم کو تھانہ کی بھی سیر کرا دوں۔ ہاتھ پکڑے ہی پکڑے ساتھ لے چلے۔ غرض کہ تمام تھانہ کی سیر کرائی۔ تمام جگہوں کو دیکھ کر احقر پر ایک خوف طاری ہو گیا۔ خوف طاری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جتنی جگہیں دیکھیں کسی جگہ میں سانپ اور کسی میں بچھو اور کسی میں پھاڑ کھانے والے درندے موجود تھے۔

تیسرا حصہ:

پھر احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک زینہ سے قلعہ کے دو منزلہ مکان پر پہنچے۔ وہاں پر دیکھا کہ تمام دنیا کے

کاروبار کے لئے چھوٹے کارخانہ کھلے ہوئے ہیں۔

چوتھا حصہ:

ان تمام کارخانوں کی سیر کرا کر اور احقر کا ہاتھ چھوڑ کر فرمایا کہ اب آپ بھون تشریف لے جائیں اور احقر کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے۔ احقر تنہا کھڑا رہ گیا۔ اب یہ فکر ہوا کہ میں تو راستہ بھی نہیں جانتا۔ مگر ہمت کر کے اور حق تعالیٰ سے دعا کی اور قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا احقر نے آسمان کی طرف چھلانگ لگائی اور اوپر اڑ گیا۔ پھر بہت ہی اطمینان سے آسمان سے زمین پر اتر آیا۔ پھر جنگل میدان میں سفر کرنا شروع کیا۔

اب یہ سفر بھون کے ارادہ سے ہے۔ اس سفر میں آنحضرت کی زیارت کا قلب کے اندر بہت جوش تھا۔ لیکن راستہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے طبیعت پریشان تھی اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال قلب پر تھا کہ خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ انشاء اللہ ضرور حضرت کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ میدان میں مسلسل سفر کرتا رہا۔ ابھی تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ ایک باغ نظر آیا اس باغ کے چاروں طرف بڑا کشادہ میدان ہے جہاں تک نظر کام دیتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے اس میدان میں چھوٹا چھوٹا سبزہ اگا ہوا نظر آتا ہے۔ باغ سے مغرب کی جانب کثرت سے خیمے گڑے ہوئے ہیں ان خیموں کے اندر مسلح فوج کہ جن کے چہرے آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں پھر رہی ہے۔ اس فوج کو دیکھ کر احقر کو یہ خیال ہوا کہ یہ کوئی سرکاری فوج نہ ہو۔ اس خیال کی وجہ سے قلب پر خوف پیدا ہوا۔ لیکن ان کی صورتوں کو دیکھ کر یہ اطمینان ہوتا تھا کہ یہ تو حق تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے معلوم ہوتے ہیں ڈرنا نہیں چاہئے۔ مگر پھر بھی احتیاط کے لئے احقر ایک جانب کو بچ کر چل دیا۔ لیکن پھر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت نے یہ سوال کیا کہ تو کہاں اور کیا دیکھا تو کیا جواب دوں گا۔ ہمت کر کے باغ کی طرف چلا جب باغ کے قریب پہنچا تو فوراً ایک مسلح سپاہی نورانی صورت ان خیموں کی جانب سے احقر کی طرف آئے۔ احقر کو بہت ہی زور سے ایک آواز عربی زبان میں دی جیسے اکثر انگریزی فوج کا محافظ غیر آدمی کو کیمپ میں جانے سے روکتا ہے یا پوچھتا ہے۔ اس پر احقر کو زیادہ خوف معلوم ہوا اور فوراً رک گیا۔ مگر وہ سپاہی احقر کے بالکل ہی پاس آ گئے اور فرمانے لگے کہاں جاتے ہو؟ احقر نے عرض کیا کہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ پاسبان فرماتے ہیں کہ اس راستہ سے تم ہرگز نہیں جا سکتے۔ احقر نے عرض کیا کہ نہ جانے دینے کی کیا وجہ ہے؟ وہ پاسبان فرماتے ہیں کہ تم ہم کو نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو علم نہیں کہ آپ کون ہیں اور کس کی طرف سے ہیں اور آپ کا کیا مقصود ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم فرشتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے ہم کو

حضرت مولانا کی حفاظت کے لئے حکم ہوا ہے۔ آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے کہ جس وقت سے دنیا میں یہ فتنہ شروع ہوا ہے۔ ہم برابر حفاظت کر رہے ہیں احقر نے عرض کیا کہ میں تو حضرت مولانا صاحب کے خاص خادموں سے ہوں۔ مجھ کو تو اجازت ہونی چاہئے۔ وہ فرمانے لگے کہ اس طرف سے تو کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ تم کو اجازت ضرور ہے مگر اس طرف سے نہیں تم مغرب کی جانب چلے جاؤ۔ اس طرف کیمپ کا دفتر ہے۔ وہاں سے اجازت لے کر جانا ہوگا۔

پانچواں حصہ:

احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو تنہا جاتے خوف معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمراہ تشریف لے چلیں۔ فرمانے لگے کہ میری ذمہ داری اس طرف کی ہے اس وقت اس طرف ہرگز نہیں جا سکتا تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہرگز کوئی کچھ نہ کہے گا۔ احقر ان کو السلام علیکم کر کے مغرب کی جانب چل دیا۔

ایک لمبا سفر کرنے کے بعد احقر کیمپ کے مغرب کی جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت زبردست دروازہ ہے اور اس دروازہ میں ایک بہت بڑا کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں بہت کثیر تعداد میں کرسیاں بچھی ہوئی ہیں اور بیچ میں ایک میز ہے۔ اس میز پر بہت سے کاغذات رکھے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے لمبے قد کے لوگ جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں کچھ پھر رہے ہیں اور کچھ بیٹھے ہیں یہ بھی دیکھا کہ اس دروازہ کے اوپر بڑے دہانے کی توپیں نصب ہیں۔ احقر جس وقت دروازہ کے قریب پہنچا تو ایک صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیا چاہتے ہو۔ احقر نے عرض کیا کہ صرف حضرت مولانا کی زیارت چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ دروازہ سے جو سیدھی سڑک گئی ہے اس سے چلے جاؤ۔ اِدھر اُدھر خیموں میں مت گھسنا۔ احقر اسی سڑک سے چل دیا آگے چل کر دیکھا کہ ایک صاحب خیموں کے قریب کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اشارہ سے احقر کو اپنی طرف بلا کر فرمایا کہ ہم کو تم نے پہچانا کہ ہم کون ہیں؟ احقر نے عرض کیا کہ ایک صاحب کے فرمانے سے جو کہ جنوب کی طرف خیموں پر پہرہ دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ آپ سب فرشتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت مولانا کی حفاظت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ یہ احقر سے سن کر فرمانے لگے یہ بالکل سچ ہے جو تم کو معلوم ہوا احقر السلام علیکم کر کے وہاں سے چل دیا۔

چھٹا حصہ:

تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ خانقاہ کا دروازہ نظر آیا۔ دروازے کے آگے پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس پر ایک آرام کرسی بچھی ہوئی ہے۔ آنحضرت والا اس پر آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت والا کا سر کھلا ہوا ہے اور سیاہ جبہ پہنے

ہوئے ہیں آنحضرت والا کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہے۔ احقر کو حضرت والا کی یہ ہیئت دیکھ کر محبت کا جوش اور زیادہ ہوا اور حضرت والا کی طرف دوڑا ابھی احقر دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ حضرت والا کرسی سے اٹھ کر خانقاہ میں تشریف لے گئے۔

احقر جس وقت خانقاہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت والا نماز پڑھا رہے ہیں اور سورہ ق کی تلاوت فرما رہے ہیں اور یہ وقت فجر کی نماز کا ہے۔ احقر نے وضو کرنے میں بہت جلدی کی مگر پھر بھی ایک رکعت نکل گئی۔ دوسری رکعت میں احقر شریک ہوا۔ سلام کے بعد احقر نے اپنی رکعت کو پورا کیا۔ حضرت والا اتنے مصلے پر رونق افروز رہے۔ احقر نے مصلیٰ ہی کے قریب پہنچ کر حضرت والا سے مصافحہ کیا اور خانقاہ میں پہنچنے تک جو واقعات پیش آئے سب بیان کئے۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور احسان ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارا وجود اور ہستی ہی کیا ہے۔ احقر تھوڑی دیر حضرت والا کے پاس بیٹھا رہا۔ اور پھر رخصت کی...... اجازت چاہی حضرت والا نے اجازت فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ اللہ حافظ۔

ساتواں حصہ:

احقر چل دیا اب پھر میدان جنگل میں سفر کر رہا ہوں۔ تھوڑا ہی سفر طے کرنے کے بعد احقر کیا دیکھتا ہے کہ میرٹھ شہر کے مشرق کی جانب کھڑا ہے۔ وہاں پر ایک گروہ بہت کثیر تعداد میں ہندو مسلمانوں کا مجمع ہے۔ جہاں پر یہ مجمع ہے وہاں پر ایک نیم کا درخت کھڑا ہے۔ اس درخت کے نیچے ایک مکان کی بنیاد کھدی ہوئی ہے۔ اس بنیاد کے ذرا فاصلے پر پیلی اینٹوں کی ایک چٹان لگی ہوئی ہے۔

یہ تمام ہندو مسلمانوں کے گروہ میں سے ایک ایک فرد ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتا ہے اور اس بنیاد میں جماتا ہے مگر عجب معاملہ پیش آتا ہے کہ جس وقت بنیاد بھر کر دیوار ایک گز اونچی ہو جاتی ہے آسمان کی جانب سے اس زور کی بارش ہوتی ہے کہ دیوار بنیاد کے ساتھ اینٹیں نکل کر باہر سڑک پر آجاتی ہیں۔ پھر دوبارہ ویسے ہی کرتے ہیں پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور جس وقت بنیاد سے اینٹیں باہر نکل جاتی تھیں بارش فوراً بند ہو جاتی تھی۔

اس تمام مجمع سے ایک جانب ایک صاحب مسلمان صورت معلوم ہوئے چونکہ ہندو مجمع میں جس قدر مسلمان شریک تھے ان کی صورت بھی مسلمانوں جیسی نہ معلوم ہوتی تھی۔ احقر نے ان صاحب سے سوال کیا یہ تمام گروہ ہندو مسلمانوں کا مل کر یہ کام کر رہا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہندو مسلمان مل کر ایک کام کی بنیاد قائم کرنا چاہتے ہیں اور حق تعالیٰ کو یہ منظور معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو غیب سے بارش کو مسلط کر دیا کہ بنیاد تک نکال کر باہر کر دیتی ہے۔

آٹھواں حصہ:

احقر نے یہ گفتگو ختم کر کے ان سے رخصت کی اجازت چاہی۔ انہوں نے فرمایا کہ اب کہاں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں شہر جاؤں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ شہر میں اندر نہیں جانا چاہئے چونکہ وہاں پر نہایت فتنہ برپا ہو رہا ہے اور جو جاتا ہے وہی فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ بفضلہٖ تعالیٰ ایسے ضعیف الاعتقاد نہیں ہیں کہ کوئی فتنہ ہم پر اثر کر سکے۔ وہ فرمانے لگے کہ میرا مقصود یہ ہے کہ شہر میں غدر (ہنگامہ) ہو رہا ہے اور بہت کثرت سے خون ریزی برپا ہے۔ میں نے اس پر بھی کچھ عمل نہیں کیا اور شہر کی جانب چل دیا۔ جس وقت بیچ شہر میں داخل ہوا تو چاروں طرف سے بندوقوں کی آواز آ رہی ہے اور شہر میں قتل عام ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر احقر کو بھی خوف معلوم ہوا اور دائیں بائیں دیکھتا ہوا ایک باغ کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں جا کر کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ کیا ہونا چاہئے جس سے جان بچے۔

نواں حصہ:

تو کیا دیکھتا ہوں کہ شہر کی مغرب کی جانب سے ایک سیاہ رنگ کی بہت زبردست گاڑی اور ایک سیاہ رنگ کا بہت ہی زبردست گھوڑا یا ہاتھی جیسا اس گاڑی میں جوڑا ہوا ہے۔ بہت زور سے چلی آ رہی ہے۔ احقر نے جب اس گاڑی کو دیکھا تو قلب کو بے حد اطمینان ہوا۔ وہ گاڑی احقر کے قریب آ کر رک گئی کوچوان نے اتر کر گاڑی کی کھڑکی کھولی تو اس گاڑی سے آنحضرت والا اترے اس وقت حضرت والا کا حلیہ یہ تھا کہ سر پر ایک سبز عمامہ اور ایک سیاہ جبہ پہنے ہوئے تھے دائیں ہاتھ تسبیح اور بائیں ہاتھ میں ایک عصا لئے ہوئے تھے۔ حضرت والا نے گاڑی سے اتر کر احقر کے قریب پہنچ کر اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ آؤ ہمارے ساتھ چلو اور گاڑی والے کو فرمایا تم گاڑی لے جاؤ۔ ہم پیدل ہی چلے آئیں گے اور وہاں سے احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے شہر سے شمال کی جانب تشریف لے چلے۔

دسواں حصہ:

شہر سے باہر نکل کر ایک بہت زبردست قلعہ ہے اور دروازہ اس کا بند ہے۔ حضرت والا نے اس کے دروازہ پر پہنچ کر کواڑوں پر ہاتھ رکھا فوراً تمام قفل کھل کر قلعہ کا دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی دیکھا کہ برابر برابر لاکھوں حجرے ہیں اور ہر حجرے سے اللہ اللہ کی آوازیں آ رہی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ لو بھائی یہاں پر ٹھہرو اور اللہ اللہ کرو۔ اس سے بہتر امن کی جگہ دنیا میں تم کو نہ ملے گی۔ یہ فرما کر پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اب میں قلعہ کے اندر جا رہا ہوں تم اطمینان سے یہاں پر ٹھہرو۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ ملوں گا۔ یہ فرما کر حضرت

والا تشریف لے گئے اور احقر کچھ دیر اللہ اللہ میں مصروف رہا اور آنکھ کھل گئی۔ جس وقت آنکھ کھلی صبح کی اذان ہو رہی تھی۔ آنکھ کھلنے کے بعد قلب پر نہایت اطمینان تھا اور تمام خیالات سے قلب صاف تھا۔ امید کہ تعبیر خواب سے مشرف فرمایا جاؤں گا۔ فقط ۱۴ ذی الحجہ ۳۹ھ

تعبیر

اس سے پہلے اتنا سمجھ لیا جائے کہ خواب شرعی حجت نہیں ہے۔ اور نہ قطعی (یقینی) ہے جس کی بنیاد پر کسی سے مناظرہ کیا جائے۔ مگر اچھے خواب حدیث کی وجہ سے خوشخبریاں ہیں جن کی خاصیت طبعی طور پر تسلی وفرحت ہے۔ دلائل شرعیہ کے ساتھ موافق ہونے سے ان کی سچائی کا پہلو راجح ہوتا ہے۔

پہلا حصہ:

بعد کے قرینے (انداز) سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ جو لوگ اس قسم کے ملے ہیں وہ فرشتے ہیں۔ یہ شخص سفید کپڑوں پوشاک والا فرشتہ ہے اور قلع حدود تکوینیہ ہیں "قل کل یعمل علی شاکلۃ" "کہ آپ فرما دیجئے کہ ہر ایک اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے" کی صورت ہے۔ بعد میں وحشت میں ڈالنے والی جو جگہیں دیکھنا لکھا جیسا کہ دوسرے حصہ میں آتا ہے اس لئے ان کے اندر واقع ہونے سے روکا گیا۔ پہرہ کا حاصل یہی ہے جن صاحب نے اندر سے آکر اجازت دی وہ بشر قطب التکوین ہے اس قول کے انداز سے کہ میں بھی خادموں سے ہوں اس کی اجازت دینا اس بنا پر ہے کہ ان کو ان جگہوں سے نقصان نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے اور بھون کے معنی ہندی لغت میں مکان کے سنے گئے ہیں۔ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ گویہ خانقاہ مکان بستی کا حصہ ہی ہے مگر خاص فرق کی وجہ سے گویا الگ ہے تو نام کے حصوں کو جگہوں کے حصوں پر تقسیم کر دیا گیا۔

دوسرا حصہ:

یہ مناہی ومعاصی (ممنوع باتوں اور گناہوں) کی صورت دیکھی جو روحانی نقصان دینے کی وجہ سے جال اور غیر کے مشابہ ہیں بقول مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

ہیچ کنجے بے دو وبے دام نیست ❁ جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

ترجمہ: "کوئی کونہ بغیر درندے اور بغیر جال کے نہیں اللہ تعالیٰ کی خلوت گاہ کے علاوہ کہیں آرام نہیں۔"

تیسرا حصہ:

پہلے حصہ میں جو حدود ذکر کی ہیں ان کے بعض کاری گری اور پیشے کے افراد ہیں۔ ان کی حقیقت بھی دکھائی گئی اور ان کے حقیر ہونے کو چھوٹے ہونے کی صورت میں دکھایا گیا تا کہ ان کا رغبت کے قابل نہ ہونا ظاہر ہو

جائے۔اس کے بعد جو دین کی شان وشوکت دکھلائی جائے اس مجموعہ سے دونوں میں موازنہ کی طرف اشارہ ہے تاکہ اس شورش (فتنہ) میں بھی دین ہی کو دنیا پر ترجیح دی جائے۔

چوتھا حصہ:

یہ باغ دین کا ہے اور خاص سمت سے نہ جانے دینا اس طرف اشارہ ہے کہ محفوظ بندوں کی بعضی حفاظت سب سے کی جاتی ہے یعنی مخالفوں سے ان کی ظاہری حفاظت تو کی ہی جاتی ہے متقی لوگوں سے بھی ان کی باطنی حفاظت کی جاتی ہے۔یعنی ان کے اسرار کا ادراک ان کو بھی نہیں ہوتا۔باقی اجزاء سب ظاہر اور دن کے سورج کی طرح روشن ہیں۔اور اس دفتر کی تعبیر جزو آئندہ میں آتی ہے۔

پانچواں حصہ:

یہ کارخانہ اس ہیئت کی شکل ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے قول ﴿ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما﴾ (ہم دونوں کو غلبہ عطا کریں گے اس لئے وہ تم تک نہیں پہنچیں گے) میں لفظ سلطانً سے تعبیر فرمایا ہے اور اجازت ہونا اشارہ ہے کہ موافق لوگوں کے لئے یہ سلطان رکاوٹ نہیں ہے۔خیمے ملائکہ کے مقامات ہیں اور سڑک عمل مستقیم ہے یعنی وصول الی المقصود (مقصود تک پہنچنے) کے لئے استقامت کے ساتھ عمل ہے فرشتوں کے مقامات کی تحقیق عامل کے لئے زائد ہے۔

چھٹا حصہ:

سر کھلا ہوا اطمینان کی طرف اشارہ ہے کہ عادۃً ایسی ہی حالت میں سر کھول لیا جاتا ہے اور سیاہ جبہ ذات کی طرف توجہ کا اشارہ ہے باقی حصے ظاہر ہیں۔

ساتواں حصہ:

میرٹھ سے غدر کی شورش شروع ہوئی تھی اس میں موجودہ معاملات کی حقیقت کی طرف اشارہ ہے باقی حصے ظاہر ہیں۔

موجودہ پریشانی اس شکل میں نظر آئی۔

یہ رنگ فنا کے مقام کی طرف اشارہ ہے جو اطمینان کی بنیاد ہے اور گاڑی سے اتر جانا اس طرف ہے اشارہ ہے کہ طالبین کی طرف توجہ کے وقت فنا کے آثار چھپ جاتے ہیں۔

دسواں حصہ:

یہ قلعہ ذکر اللہ ہے جیسا کہ روایات میں ذکر اللہ کو حصن فرمایا گیا ہے۔تالا اور دروازہ کا آسانی سے کھل جانا

توفیق کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد بالکل ظاہر ہے کہ امن کی چیز ذکر اللہ وتوجہ الی اللہ ہی ہے۔ الحمد للہ کہ اپنی جماعت کو اس میں مشغول پایا۔ ﴿فهذا تاويل رؤياك يجعلها ربي حقا﴾ یہ آپ کے خواب کی تعبیر میرے رب اس کو سچ کر دیں۔

حال: آج جمعہ کے دن ۶ محرم الحرام کو احقر صبح کی نماز پڑھ کر سو گیا تھا۔ ایک خواب دیکھا جو ذیل میں درج کرتا ہوں برائے نوازش تعبیر سے سرفرازی بخشئے گا۔

خواب: احقر خانقاہ میں درجہ قرآن شریف میں جلد سازی کر رہا ہے۔ حضور تشریف لائے (یعنی آپ) فرمایا...... یہاں آنا۔ میں گیا۔ فرمایا تھوڑی دیر کا ایک کام ہے وہ کر دینا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ فرمایا کہ ۴۰ مرتبہ بسم اللہ شریف اور ۴۰ مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر غیر حق کے خیال سے قلب فارغ کر کے گریہ وزاری سے ان ظالموں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا اور یہ کہ اے اللہ یہ فتنہ وفساد دفع کرنا۔ احقر نیند ہی میں سمجھا کہ لفظ ان سے اشارہ حامی...... کی طرف ہے اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا یہ اپنے لئے ہے۔ کیونکہ حضور کا چہرۂ مبارک متفکر سا معلوم ہوا۔ بعد میں فرمایا کہ میں ان ظالموں کے لئے کچھ کرتا نہیں مگر مجبور ہو گیا۔ جملہ کرتا نہیں ہے احقر سمجھا کہ بددعا مراد ہے اور یہ وظیفہ ایسا ہے کہ ضرور مخالفین کو کچھ شکست ہوگی۔

پھر گاؤں کے دو شخص رخصت ہونے کے لئے حضور سے مصافحہ کرنے لگے۔ حضور ادھر متوجہ ہو گئے۔ جب وہ رخصت ہوتے لگے تو ان کے ساتھ ایک چماری (کمینی عورت) معلوم ہوئی۔ حضور نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے جو جواب دیا وہ یاد نہیں لیکن احقر کو بدگمانی یہ ہوئی کہ اس سے ناجائز تعلق ہے۔ حضور نے کچھ نہیں فرمایا جب وہ چلے گئے پھر حضور نے احقر کو کہا کہ اس ظالموں کے شر سے حفاظت کی دعا میں حضرت مولانا...... صاحب کو بھی شامل کر لینا۔ احقر کو تعجب ہوا کہ وہ تو اس پارٹی کے موافق ہیں۔ پھر یہ لوگ ان کے کیوں مخالف ہیں جو اس دعاء کی ضرورت ہوئی۔ شاید پھر حضور ہی نے فرمایا خود خادم کو گمان ہوا کہ نہیں اب مولانا بھی مخالف ہو گئے کیونکہ برزخ میں ان پر حقیقت مکشوف ہو گئی۔

احقر وہاں سے لوٹ کر یہ خیال کر کے کہ فارغ وقت میں جب طبیعت حاضر ہوگی پڑھوں گا کام میں لگ گیا تو ایک کیڑا لگا ہوا قرآن شریف جلد کے لئے آیا ہے اس کو کھولا تو اتنا بوسیدہ معلوم ہوا کہ بالکل گھن کھا گیا اور کورا ایسا ہو گیا جیسے ڈبل روٹی ہوتی ہے۔ اس میں سوراخ سے ہو جاتے ہیں حرف تھوڑے بہت اچھے ہیں خیر احقر نے خیال کیا کہ اپنے پاس سے پارے لگاؤں گا واللہ اعلم بالصواب۔

جواب: بالکل ظاہر خواب ہے۔ دعا کا جو طریقہ غیب سے ارشاد ہوا ہے اس پر عمل کرنا برکت کا سبب ہوگا۔ اور

پڑھنے کے وقت اگر شکست کا تصور آئے تو صرف اس کے معنی مغلوبیت کے سمجھے جائیں (کہ وہ لوگ مغلوب ہو جائیں اور) نقصان کے نہ سمجھے جائیں کہ مسلمان کو نقصان پہنچانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔ دیہاتی اور چماری کا قصہ غالباً خیال ہے۔ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کو دعا میں شریک کرنا اس وسوسہ کے ختم ہونے کے سبب بننے کے لئے ہے۔ آگے حقیقت کے انکشاف کا مضمون ظاہر ہے قرآن مجید کو گھن لگا ہوا دیکھنا موجودہ حالت کا نقشہ ہے کہ احکام الٰہیہ کو چھوڑا جا رہا ہے اور اپنے پاس سے پارے لگانا اصلاح کی توفیق (ملنے) کی بشارت ہے۔

حَال: (خواب) کچھ دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک رات خواب میں ایک دوست کے ساتھ سیر کرتا ہوا ایک ایسی سرزمین پر گیا جہاں ایک چھوٹی سی بستی بسی ہوئی ہے اس کے ساتھ ایک طرف غالباً مغرب کی جانب کسی بزرگ کا مزار ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کن کا ہے۔ بہت لوگ زیارت کے لئے جا رہے ہیں ہم دونوں بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ خانقاہ کا صحن مستطیل شکل کا لمبا بنا ہے۔ باہر کے دروازہ سے داخل ہو کر مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔

ہم سب لوگ کھڑے ہوئے فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ جوں ہی فارغ ہوئے جھٹ ایک مجاور نے سر کی طرف سے غلاف اٹھاتے ہوئے بلند آواز سے یہ کہا کہ دیکھئے حضور کو انتقال فرمائے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں لیکن آپ کا جسد مبارک ویسا ہی ہے جیسے عالم حیات میں تھا۔ واقعی نورانی چہرہ کی چمک دمک سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا عالم خواب میں زندہ سوئے ہوئے ہیں صرف گردن تک سر ننگا تھا باقی تمام جسم بدستور غلاف میں تھا۔ لیکن سر جنوب کی طرف اور پاؤں شمال کی جانب اور روئے مبارک مشرقی سمت تھا۔

اب بغیر کسی کے بتانے کے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اجمیری کا مزار مبارک ہے۔ اگرچہ مزار و خانقاہ کا وہ نقشہ نہیں ہے جو کہ اجمیر شریف میں دیکھا ہے۔ زیارت کر کے ہم سب لوگ باہر چلے آئے خانقاہ کے احاطہ کے باہر چند روٹی بنانے والوں کی دکانیں ہیں۔ ایک مجاور جو کہ زیارت کے وقت ہمارے ساتھ تھا ہمیں ایک نان بائی کی دکان پر لے گیا اور کہا کہ یہاں سے کھانا کھائیے۔ معلوم نہیں کہ ہم نے کچھ کھایا یا نہیں۔

تھوڑی دیر بعد ہم کوئی آٹھ دس شخص دوبارہ خانقاہ کی طرف چلے۔ باہر کے دروازہ سے داخل ہو کر چند قدم ہی مزار کی طرف چلے تھے کہ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فوراً قبر شریف سے چہرہ انور باہر نکال کر بہت ہی غصہ اور رعب جلال کی حالت میں ہم لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بلند آواز سے فرمایا کیوں آتے ہو چلے جاؤ میں تقدیر کے معاملہ میں کیا کر سکتا ہوں یا یہ الفاظ تھے کیوں آتے ہو چلے جاؤ میں تقدیر کو کیسے ٹال سکتا ہوں۔ یہ فرما کر بہت ہی تیزی کے ساتھ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنا سر مبارک اس طرح گھٹنوں کے اندر چھپا لیا کہ گویا پیٹھ اور

پاؤں کے بل سرزانوں پر رکھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب بھی مجھے پورا یقین ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ ہی ہیں اور دل ہی دل میں یہ سمجھا کہ شکل وصورت میں حضور حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ جس وقت ہماری طرف دیکھا تھا تو چہرہ غصہ سے لال ہو رہا تھا ننگے سر اور بال سیاہ نظر آتے تھے بہرحال جس وقت حضور نے جلالت کی حالت میں مذکورہ بالا الفاظ فرمائے تو ایک مجاور مزار پر سے دوڑا ہوا ہمارے پاس آیا اور کہا کہ جلد واپس چلے جاؤ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں دوسرے ساتھیوں نے جواب میں مجاور سے کچھ کہا یا نہیں اور خدا جانے وہ کس خیال سے آئے تھے اور کیا عرض کرنا چاہتے تھے مگر بندہ نے مجاور سے روکر عاجزانہ طور پر یہ کہا کہ بندہ کی اور تو کوئی غرض نہ تھی صرف یہ آرزو دل میں لے کر حضرت کے پاس آیا تھا کہ حضرت سے دعا کراؤں گا کہ خدا تعالیٰ اپنی محبت عطا فرما دے۔ اب بھی دل میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا خیال نہیں ہے لیکن افسوس اب کیا کروں۔ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ پاس آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس پر وہ مجاور واپس حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی خدمت میں گیا اور کہا کہ حضرت! فلاں شخص اس غرض سے آیا ہے۔ جواب میں حضرت نے فرمایا کہ بلالو۔ پس اجازت ملنے پر ادب سے خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے بہت ہی شفقت سے میرا حال پوچھا اور دیر تک گفتگو فرماتے رہے لیکن یاد نہیں کہ احقر نے کیا کیا عرض کیا اور حضور نے کیا کیا کچھ ارشاد فرمایا۔ اسی حالت میں بیدار ہو گیا۔ فقط

جَوَابٌ: کیا عجب ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ہو بزرگوں کا زندہ ہونا ثابت ہے گو وہ حیات "ولکن لا تشعرون" کا مصداق ہے۔ اعضاء کے سمت بدلنا یہ حیات کی صورت ہے کیونکہ میت کے اعضا کی سمت بالکل اس کے خلاف ہے اور جس بات کو منع فرمایا یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے دنیا دار بزرگوں کے پاس جاتے ہیں اور دعا کی درخواست کے وقت ان کے عقاید میں غلو ہوتا ہے۔ اس جواب میں کہ میں تقدیر کو کیسے ٹال سکتا ہوں اس غلو کے ناپسندیدہ ہونے کی طرف تعلیم ہے۔ کسی کی شکل میں کسی بزرگ کو دیکھنا صاحب شکل کی شان مشابہت کی طرف اشارہ ہے اور دعا کے لئے بلا لینا خصوص دعائے محبت حق تعالیٰ کے لئے اشارہ ہے کہ اہل اللہ کے پاس حاضر ہو کر دین کی طلب کرنا چاہئے گفتگو فرمانا فیض کی بشارت ہے غرض اچھا خواب ہے مبارک ہو۔ والسلام

صاحب الحفوظ کے دو خواب تعبیر کے ساتھ جو ۸ اور ۱۴ محرم ۴۰ھ کو دیکھے گئے ہیں۔

پہلا خواب ۸ محرم ۱۳۴۰ھ

حَالٌ: حضرت اقدس سیدنا مولانا صاحب مدفیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدمت بابرکت میں گزارش

یہ ہے کہ احقر نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ آنحضرت والا ایک مسجد کے بیچ کے دروازہ میں تشریف رکھتے ہیں اور احقر پاس بیٹھا ہوا پنکھا جھل رہا ہے اسی حالت میں ایک صاحب بزرگ صورت آنحضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت والا سے مصافحہ کیا۔ حضرت والا نے بیٹھنے کی اجازت فرمائی اور فرمایا کہ کس لئے تشریف لائے ہیں؟ ان صاحب نے بیٹھ کر عرض کیا کہ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ قدس سرہ بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔

تحقیق: یہ بات اگلی بات کی تمہید ہے۔

حال: آنحضرت والا نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے متبع سنت تھے اور ہر بات میں اتباع سنت کا خیال فرماتے تھے۔

تحقیق: بڑے بزرگ ہونے کی یہ وجہ بتائی گئی ہے۔

حال: اس لئے حضرت سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔

تحقیق: معنوی کرامتیں بھی شامل ہیں۔

حال: ان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو مرتبہ سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوا کسی دوسرے شخص کو بھی حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں۔ آنحضرت والا نے فرمایا کہ میرے یہاں تو بفضلہ تعالیٰ اس درجہ پر پہنچنا جو حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کو نصیب ہوا کوئی بڑی بات نہیں۔

تحقیق: کیونکہ اتباع سنت کا بہت اہتمام ہے۔

حال: صرف تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ گناہوں سے بچے اور روزانہ سو بار ایک جگہ پر بیٹھ کر یکسوئی کے ساتھ اگرچہ جی نہ بھی لگے اللہ اللہ پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ حاصل ہو جائے گا۔ میرے یہاں تو گناہوں کے چھوڑنے کی سخت قید ہے۔ گناہوں کو چھوڑنا تمام مجاہدات و ریاضات سے زیادہ نفس پر بھاری ہے۔

تحقیق: اس میں اصل طریق کی تعلیم ہے۔

حال: وہ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور احقر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کچھ سنا ایسے ایسے شیخ کامل دنیا میں موجود ہیں۔

تحقیق: یہ "یسالہ و یصدقہ" (سوال کرنے اور اس کی تصدیق کرنے) کی نظیر ہے پس یہ کسی کامل کی روح تھی جن کے آنے کی غرض "یعلمکم دینکم" (تمہیں تمہارا دین سکھانا) تھی۔

حال: یہ فرما کر آنحضرت والا کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر کے تشریف لے گئے۔ احقر کی آنکھ کھل گئی امید ہے کہ تعبیر خواب سے مشرف فرمائیں گے۔

تحقیق: ایک ایک حصہ کی تعبیر لکھ دی۔

دوسرا خواب ۱۴ ارمحرم ۱۳۴۰ھ

ایک خواب بوقت شب احقر نے یہ دیکھا کہ حضرت والا سفر میں ہیں اور احقر اور عزیز آل احمد سلمہ دونوں ساتھ ہیں۔ سفر طے کرنے کے بعد حضرت والا ایک شہر میں پہنچے۔ شہر کے درمیان ایک پکا تین منزلہ بہت ہی زبردست مکان بنا ہوا ہے۔ حضرت والا احقر اور عزیز آل احمد کے ساتھ اوپر والی تیسری منزل میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حضرت والا نے احقر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آل احمد سے کہو کہ یہ پانی گرم کرے میرا ارادہ غسل کا ہے۔ احقر نے عزیز مذکور کو کہا کہ بھائی سب سے نیچی منزل میں جاؤ وہاں پر سب سامان موجود ہے پانی گرم کرو حضرت والا غسل فرمائیں گے۔ وہ فوراً نیچے چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ دیر زیادہ ہوگئی۔ تم جاکر دیکھو اور پانی گرم بہت جلد لاؤ۔ احقر فوراً نیچے آیا دیکھا کہ عزیز مذکور نے پانی گرم تیار کر رکھا ہے صرف لانے کی دیر تھی۔ احقر گرم پانی کا گھڑا (مٹکا) اٹھا کر اوپر حضرت والا کے پاس پہنچا اور عزیز مذکور ساتھ تھا۔

حضرت والا نے جسم سے کپڑے اتار کر تہبند باندھا اور ہم دونوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا تم دونوں نیچے چلے جاؤ اور جہاں پر غسل کا پانی گرے وہاں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ احقر عزیز مذکور کے ساتھ نیچے اتر آیا اور مکان کے مشرق کے کونہ کی طرف پہنچا تو کیا دیکھا کہ ہزاروں مخلوق جمع ہے احقر نے اس مجمع کے چند لوگوں سے پوچھا کہ یہاں پر کیوں جمع ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ رحمت کی بارش ہونے والی ہے اس کے انتظار میں ہیں۔ احقر نے جو اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت والا اسی سمت پر ایک لوٹا ہاتھ میں لئے ہوئے غسل فرمانے کے لئے تیار ہیں۔ احقر عزیز مذکور کے ساتھ جب اس جگہ پر پہنچا جہاں پانی غسل کا گرنے والا تھا۔ حضرت نے غسل کرنا شروع کیا فوراً اوپر سے پانی کا گرنا جاری ہوا۔ اس تمام مجمع کی یہ حالت ہوئی کہ ہر ایک شخص یہ چاہتا تھا کہ مجھ پر پانی پڑے۔ مگر احقر عزیز کے ساتھ جگہ پر کھڑے ہوئے حضرت والا کے غسل کے پانی سے نہا رہا ہے۔ اسی حالت میں ایک صاحب بزرگ صورت تشریف لائے اور مجمع کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جس پر آج حضرت مولانا تھانوی کے غسل کے پانی کی ایک چھینٹ بھی پڑ گئی اس کی نجات ہو جائے گی۔ احقر کی فوراً آنکھ کھل گئی تعبیر خواب سے مشرف فرمایا جاؤں۔

تعبیر

یہ ایک چیز کو مرکب چیز کے ساتھ تشبیہ دینے کی طرح ہے یہ مجموعہ اتباع سنت کی صورت ہے اور فائدہ اٹھانا غسل کے پانی کو لینے کے مشابہ ہے جس طرح حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم وضو کا پانی لیتے تھے۔ پس اس طرف اشارہ ہے کہ اتباع سنت کا فیض فائدہ اٹھانے والوں کے لئے نجات کا سبب ہوگا۔ جیسا کہ پہلا خواب اتباع سنت کے ثمرہ کے نقد حاصل کی بشارت ہے (اسی طرح) یہ (خواب) اتباع سنت کے ثمرہ کے بعد میں حاصل ہونے کی بشارت ہے۔ (کتبہ اشرف علی ۱۹ محرم ۱۳۵۰ھ)

یہ بھی صاحب المحفوظ الکبیر کے خوابوں میں سے ایک خواب ہے

حضرت اقدس سیدنا و مرشدنا مولانا صاحب مدفیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدمت والا میں گزارش ہے کہ احقر نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ حضرت والا مظفر نگر تشریف لائے اور حضرت والا نے مفتی ...... صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ ایک شخص نے احقر کے مکان پر پہنچ کر اطلاع دی کہ حضرت مولانا صاحب تشریف لائے ہیں اور مفتی ...... صاحب کے مکان پر قیام فرما ہیں۔ احقر یہ سن کر فوراً مفتی صاحب کے مکان پر پہنچا دیکھا کہ آنحضرت والا ایک مجمع کثیر کے ساتھ مفتی صاحب کے مکان پر ایک سہ دری میں تشریف فرما ہیں۔ اہل مجمع کی طرف مخاطب ہو کر وعظ کی صورت میں نصیحت فرما رہے ہیں۔

اس مجمع میں مفتی صاحب موجود نہیں ہیں۔ احقر کو خیال ہوا کہ مفتی صاحب اس وقت کہاں ہیں۔ احقر ان کو تلاش کرنے لگا دیکھا کہ اس ہی سہ دری میں شمال کی جانب ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے اور اس کوٹھڑی میں بہت ہی اندھیرا ہے کہ جس کو دیکھ کر وحشت معلوم ہوتی تھی۔ اس کوٹھڑی کے اندر مفتی صاحب بہت ہی خستہ حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ احقر نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب تو آپ کے مکان پر تشریف رکھتے ہیں اور آپ یہاں ایک طرف کوٹھڑی میں دبکے ہوئے بیٹھے ہیں۔ مفتی صاحب نے احقر کو جواب دیا کہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا میرا منہ نہیں۔ مفتی صاحب کے یہ الفاظ بہت ہی حسرت و ندامت سے بھرے ہوئے تھے۔ احقر نے جواب میں عرض کیا کہ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اولاد والدین کے ساتھ سختیاں و گستاخیاں کرتی ہے مگر اس سے قطع تعلق نہیں ہو جاتا۔ معافی چاہنے کے بعد معافی ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی مریدین کا تعلق شیخ کے ساتھ ہوتا ہے اگر آپ معافی چاہ لیں تو کوئی حرج نہیں۔ بڑوں سے تو معافی چاہ ہی لیتے ہیں۔ اس میں مایوسی کی کون سی بات ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تو نے کہا سب کچھ صحیح ہے۔ مگر اس

وقت اس معاملہ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں پھر کسی وقت تنہائی میں تجھ سے گفتگو کروں گا۔ احقر یہ جواب سن کران کے پاس سے چلنے لگا کہنے لگے کہ حضرت مولانا صاحب وعظ بھی فرمائیں گے۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت مولانا مکان پر تو آپ کے قیام فرما ہوں اور وعظ کا مجھے علم ہو آپ خود جا کر پوچھ لیں۔ احقر پیچھے کی جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک سفید چادر کا فرش ہے۔ حضرت والا اس پر کھڑے ہیں۔ احقر اس تخت کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک دیہاتی شخص نے کہ جس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص بے علم ہے وہ آ کر آنحضرت والا کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ مولوی صاحب ذرا تو میری ایک بات سن لے۔ حضرت والا کھڑے ہی کھڑے اس کی طرف جھک گئے اور فرمایا کہ کہو کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو گانا بہت اچھا جانتا ہے۔ آنحضرت والا نے تبسم فرما کر فرمایا کہ ہاں بھائی ایسا گانا جانتا ہوں کہ ساری دنیا میں کوئی ایسا گانا نہیں جانتا۔ اس شخص نے عرض کیا تو پھر کب سنائے گا۔ حضرت والا نے جواب فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب سنانے والا ہوں ذرا صبر کرو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ہمارے تو بہت ہی دل چاہ رہا ہے ذرا جلدی ہی سنا دے۔ حضرت والا یہ سن کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں کتنا ہی چاہتا ہوں کہ گوشہ نشینی اختیار کرلوں اور ایک جگہ پر تسبیح لے کر بیٹھ جاؤں اور اللہ اللہ کیا کروں۔ مگر بڑے بڑے قطب اور غوث اور ابدال اور اولیاء اللہ کا جو طبقہ گزر چکا ہے وہ نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ اگر تو بیٹھ گیا تو تمام عالم میں گمراہی و ضلالت پھیل جائے گی۔ اب میں مجبور ہوں کہ مخلوق تو اس طرح چین نہیں لینے دیتی اور یہ حضرات یوں نہیں مانتے اور نہ بیٹھنے دیتے ہیں۔ آخر کار پھر کام کرنا پڑتا ہے۔ بہت ہی کشمکش میں ہوں۔ یہ فرما کر احقر کی جانب اشارہ کیا کہ جوتہ لاؤ۔ احقر نے فوراً جوتہ حاضر کیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اب چلنا چاہئے نماز کا وقت آ گیا۔ مسجد کا آدھا راستہ طے کیا تھا کہ احقر کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ صبح کی نماز کی جماعت کا وقت تھا۔ فقط امید کہ تعبیر خواب سے مشرف فرمایا جاؤں گا۔

تعبیر: تعبیر ظاہر ہے کہ مخالفوں کا موافقت کی طرف لوٹ آنا ہے۔ اس احقر کو خدمت دین کی سعادت کی توفیق ملنا اور اس میں اہل اللہ کی باطنی امداد والغیب عنداللّٰہ تعالیٰ۔

حَال: احقر نے ایک خواب مورخہ ۵ / صفر ۱۳۴۰ھ جمعرات کی آخر رات میں دیکھا جو اطلاعاً خدمت میں عرض ہے۔ آپ کا ایک اجنبی جگہ پر قیام ہے اور آپ ایک مکان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے پاس بہت سے آدمی جمع ہیں۔ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے ادب کے ساتھ جنازہ پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو اس نے کچھ ہلکی سی حرکت کی۔ پھر دوبارہ حرکت کی تیسری مرتبہ بیٹھ گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب ہیں۔

کھڑے ہوکر بڑی محبت سے آپ کو گلے لگایا۔ اور زمین پر آپ کو لٹا دیا اوپر سے چادر ڈال دی۔

تحقیق: حضرت مولانا کی حرکت کا مجھے سبب دیکھا اور میرے سکون کا حضرت کو سبب دیکھا اس طرف اشارہ ہے کہ آپس کا اختلاف حقیقی نہیں جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

حالؒ: وہاں سے روانہ ہوکر ایسی جگہ پہنچے جہاں راستہ بہت ہی تنگ ہے۔ سب لوگ تو نکل گئے میں اور مولانا محمود الحسن صاحب رہ گئے۔ راستہ بہت ہی تنگ تھا۔ مولانا نے کہا چلو دوسرے راستہ سے چلیں گے۔

تحقیق: چلنے والے راستے کے تنگ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس تنگی کا سبب شریعت کی موافقت کا نہ ہونا ہے۔ مگر جن کو اس کا اہتمام نہیں وہ نکل گئے۔

حالؒ: لوٹ کر جو آئے ایک میدان میں پہنچ گئے۔

تحقیق: یہ کشادہ راستہ سلف کا ہے جو تنگی سے خالی ہے۔ اگر چہ دیر سے پہنچانے والا ہو۔

حالؒ: حضرت والا! عرض یہ ہے کہ پرسوں رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ان کو بہت مخلوق گھیرے ہوئے ہے۔ میں بھی دیکھ کر اس خیال سے وہاں پہنچ گیا کہ بزرگوں کی زیارت سعادت دارین کا سبب ہے۔ پھر ان سے مل کر میں نے یہ عرض کیا کہ اگر اجازت ہوتو میں ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اور مجھے یہ مسئلہ پہلے سے بھی معلوم ہے مگر شبہ ہوگیا ہے۔ آپ چونکہ پہلے زمانوں کے بزرگ معلوم ہوتے ہیں اس لئے تحقیق کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ پوچھو۔ میں نے کہا کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو شخص واصل بحق (اللہ تعالیٰ سے جس کا تعلق) ہو جاتا ہے وہ مردود نہیں ہوتا۔ آپ کے نزدیک اس کی کیا اصل ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت ...... کے واقعات سے تو اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ وہ واصل ہی نہیں تھا۔ اور اس حقیقت کے کھلنے کو دو چیزیں رکاوٹ بنیں۔ مولانا کا حسن ظن اور اس کا مشکل دھوکہ اور یہ شعر پڑھ کر مسکراتے ہوئے چل دیئے ؎

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں ❀ بود زابدال وامیر المومنین

ترجمہ: ”لاکھوں سال ابلیس لعین (عبادت کی بدولت) اولیاء کے گروہ میں شامل (ملائکہ) اور ایمان والوں کا سردار بنا رہا تھا۔“

پھر میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں ان کا نام مبارک کیا ہے اور کہاں رہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ حضرت مولانا رومی ہیں۔ مجھے پھر زیارت کا اور زیادہ شوق ہوا۔ مگر وہ میرے ہاتھ نہیں آئے۔

تحقیق: تعبیر بالکل ظاہر ہے مسئلہ بھی حق ہے اور اس پر جو اشکال تھا اس کا جواب بھی حق ہے۔

حال: میں نے ایک خواب دیکھا ہے جناب مولانا صاحب سے اس کی تعبیر پوچھنا چاہتا ہوں۔ (خواب) یہ ہے کہ جناب مولانا صاحب جارہے ہیں اور ہم ساتھ ہیں۔ مولانا صاحب ایک جگہ پر دونوں چلوئیں ملا کر پانی پی رہے ہیں اور جو چلوؤں سے گرتا ہے وہ ہم اپنی چلو میں تھام لیتے ہیں۔ یہ خیال نہیں ہے کہ ہم پی گئے یا نہیں پیا۔

دوسرا خواب یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ فرمارہے ہیں کہ جو شخص میری امت کا سردار ہے۔ لوگ اس کو مارنے کے لئے گھیرے ہوئے ہیں۔ یہی کہتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اس وقت جس کی طرف اشارہ کیا تھا نام معلوم تھا مگر آنکھ کھلتے وقت بھول گیا۔ مگر جہاں تک گمان ہوتا ہے کہ حضرت مولانا ہی تھے۔

پہلے خواب کی تعبیر: خواب دیکھنے والے کو مجھ سے دینی نفع ہوگا۔

دوسرے خواب کی تعبیر: دشمنی کے طور پر اختلاف کرنے والے باطل پر ہیں۔

حال: حضرت کو معلوم ہو کہ میں سمرنا کے مظلومین کے لئے چندہ دیا ہے اور انگورا میں بھی چندہ دیا ہے ثواب سمجھ کر۔ یہ چندہ اچانک ہوا ورنہ اس کے بارے میں حضرت والا سے ضرور پوچھتا۔

خواب جس دن انگورہ کا چندہ دیا ہے۔ اسی رات کو یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی عظیم الشان مسجد ہے۔ اس میں مجمع کثیر ہے بظاہر صلحا زیادہ معلوم ہوتے تھے۔ وہاں میں بھی موجود تھا۔ یہ معلوم ہوا کہ مجھ سے ملنے کے لئے حضرت نظام الدین اولیاء صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اور ملنے کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ نے بتلایا تھا کہ یہ شخص حضرت مولانا کے سراپا پیرو ہیں تو حضرت نظام الدین اولیاء صاحب یہ سن کر آئے اور مجھ سے ملے۔ جب سامنے آئے تو حضور کے ایک خلیفہ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ حضرت نظام الدین اولیا صاحب ہیں تو میں نے سلام اور مصافحہ کیا اور لمبا ہونے کی وجہ سے ذرا سا جھکے اور میں پست قد (ہوں) تو میں نے ان کے کندھے کو چاٹا پھر اس کے بعد میری پوری سیری ہوگئی۔ اس کے بعد جاگ گیا۔

تحقیق: خواب بہت ہی مبارک ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس عمل کے مقبول ہونے کی دلیل ہے اسی طرح اپنے سلسلہ اور احقر کی طرف نسبت کے مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

حال: میں نے یہ خواب دیکھا کہ حضور انور عصر کی نماز پڑھ کر مسجد کی ایک سہ دری میں فرش پر بیٹھ گئے۔ یہ غلام مسجد کے صحن میں تھا کہ ایک بزرگ نے جو وضو کر کے نماز کے لئے مسجد کے اندرونی حصہ میں جارہے تھے۔ در پر ٹھہر کر تسبیح نماز عصر پڑھنے کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ پڑھنا بہتر ہے (یاد نہیں رہا کہ کیا بتلایا تھا) چنانچہ حضور نے اسی جگہ سے پوچھا کہ کیا ہے اور ان بزرگ صاحب نے مکرر دوبارہ بتا کر اس کا پڑھنا بہتر ہے بتایا۔ حضور نے کچھ فرما کر خاموشی اختیار فرمائی اور وہ نماز پڑھنے لگے۔

نماز کے بعد اسی سہ دری میں تشریف لائے اور چار پائی پر بیٹھنے کو فرمایا (اس سے پہلے ایک بزرگ چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ چار پائی پر آ جائے مگر حضور نے یہ فرما کر یہاں بھی آرام سے ہوں نیچے فرش ہی پر بیٹھ گئے تھے) حضور کے انکار پر ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا اور حضور چار پائی پر بلا تکلف بیٹھ گئے۔ لیکن یہ ضرور فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ حضور کے بیٹھ جانے کے بعد وہ بزرگ جو ہاتھ پکڑ کر لائے تھے حضور کے پیر چومنے لگے اور وہ بزرگ بھی جو چار پائی پر پہلے سے لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ میں نے جب غور کیا تو مولوی...... صاحب نانا توی معلوم ہوئے اور وہ بزرگ جو ہاتھ پکڑ کر لائے تھے ان کی شکل و شباہت مثل حضرت مولانا مخدومنا...... رحمہ اللہ تعالیٰ معلوم ہوئی۔ خواب کی حقیقت واللہ اعلم کیا ہے مگر اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ سبحان اللہ تسبیح کے علاوہ اور بھی کوئی دعا پڑھنے کے لئے ہدایت ہے۔ لیکن اس وقت یہ پرچہ لکھتے ہوئے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ان بزرگ کا حضور کے پیر چومنا کمترین کے لئے ہدایت ہے کہ حضور سے اپنے مرض کا حال عرض کروں۔

تحقیق: بظاہر آپ کو یہ واقعہ دکھانے کے مقاصد میں سے ایک مقصود یہ بھی ممکن ہے جو آپ نے سمجھا ہے اور عصر کی نماز کے بعد مشہور ہے کہ سبحان اللہ کے علاوہ الحمد للہ اور اللہ اکبر بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور اس واقعہ کے مقاصد میں سے غالباً ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وسوسہ کا دور کرنا جو کسی وقت پیش آ جاتا ہو کہ وحادث جدیدہ (سے حالات واقعات میں) میں زیادہ رایوں کے مقابلہ میں قلیل کی رائے کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

حال: آج چار دن ہو چکے ہیں کہ ہر رات خواب میں آ رہا ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حضرت تھانوی مدظلہ سے دعا کی درخواست کر دو کہ پیٹ کے درد کے مرض کے زائل کرنے میں عجیب اثر ہو رہا ہے اس ارشاد کی بناء پر میں حضرت اعلیٰ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

تحقیق: پیٹ کے درد کے لئے میں دل و جان سے دعا کروں گا اللہ تعالیٰ خواب کو سچا فرمائے۔ اگر دایاں ہاتھ پیٹ پر مل کر یہ آیت ﴿وبالحق انزلناه وبالحق نزل﴾ پڑھیں تو نفع کی امید ہے۔ دن رات میں تین مرتبہ یہ عمل کریں۔ کیا عجب ہے کہ یہ خواب مبشرات (خوشخبریوں) میں سے ہو کہ صاحب دعا ان لوگوں میں سے ہو جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہیں اور شاید دیکھنے والے کو بتانا ہو کہ وہ اس سے دین حاصل کرے۔

حال: کل رات میں ایک خواب دیکھا ہے جو نہایت اچھا ہونے کی وجہ سے درج کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس جلسہ میں تشریف لائے ہیں اس میں جناب والا اور غالباً حکیم محمد مصطفیٰ صاحب اور شاید خواجہ صاحب بھی تھے یا اور کوئی صاحب جناب کے (جناب

سے مراد حضرت مولانا آپ ہی ہیں) دائیں بائیں تخت کے اوپر بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ جس وقت تشریف لائے ہم سب کھڑے ہونے لگے۔ حضور ﷺ نے ہم سب کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ اور حکیم صاحب جو تخت پر بیٹھے تھے یا تو اترنے لگے اور یا صدر کی جگہ (وہ جگہ جہاں پر جلسہ کا صدر بیٹھتا ہے) سے ہٹنے لگے۔ حضور نے آپ کو فرمایا آپ یہیں تشریف رکھیں اور حضور بھی ایک طرف تخت پر بیٹھ گئے۔ چہرۂ مبارک نہایت نورانی تھا اور ریش مبارک بالکل سفید، قد نہ تو بہت لانبا اور نہ بہت چھوٹا۔ بالکل جناب کے قد کے مطابق تھا۔ اس جلسہ میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کی پہلی صورت اور دیکھی تھی تو حضور نے فرمایا کہ جو جس طرح کا ہوتا ہے وہ اس صورت میں مجھ کو دیکھتا ہے۔ یہ فرمانا مجھ کو خوب یاد ہے اس کے بعد فوراً آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد سے اب تک ایک بہت ہی سرور کی حالت ہے اور وساوس سب موقوف ہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ خواب کیا ہے ہزاروں بیداریاں اس پر نثار (قربان) ہیں حضور پرنور ﷺ کی زیارت پر عنایت کے ساتھ دولت پر دولت ہے۔ پھر ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی تحقیق جو محققین عارفین نے کی ہے اس کی تصدیق یہ علمی دولت ہے پھر جس سے آپ کا تربیت وارشاد کا تعلق ہے اس کی حق اور مقبول نیابت کی تاکید و تائید یہ ایک مستقل دولت ہے۔ غرض خواب بہت ساری نعمتوں کا مجموعہ ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو مبارک فرما دے۔

حال: بندہ چونکہ بہت ہی تنگ طرف ہے۔ ذرا سی بات کہیں سے سننے میں آجاتی ہے تو دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ بہت مدت سے بندہ آرزومند تھا کہ جیسا کہ سرور کائنات فخرِ موجودات رسول اللہ ﷺ کی زیارت (جس طرح) دوسری باتوں کے بارے میں ہوتی رہی ہے خوابوں میں ویسے ہی کسی زیارت میں موجودہ مسائل کے بارے میں بھی کچھ تھوڑا سا پتہ چل جاتا تو مزید اطمینان کا سبب ہوتا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ اس زمانہ میں کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے اور جب دیکھا تو عالی جاہ یعنی آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں موجود ہیں کبھی تھوڑی سی قرآن کی تلاوت کر کے تفسیر فرما رہے ہیں اور قرآن شریف سے استنباط مسائل کر کے سناتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بہت ہی مسرور ہوتے ہیں۔ کبھی بلکہ کئی دفعہ یہ دیکھا کہ سرور کائنات ﷺ آپ کو حدیثیں سناتے ہیں اور آپ مخلوقات کو ہندی زبان میں بطور ترجمانی کے سناتے ہیں اور مسائل کا استنباط کر کے سناتے ہیں۔ وہ مسائل مستنبطہ سرور کائنات ﷺ کو پہلے سنا لیتے ہیں اور ہر ایک مجلس کے ختم پر انعام ضرور ملتا ہے۔ کبھی نبی ﷺ اپنی دستار مبارک عطا فرماتے ہیں کبھی اپنا جبہ مبارک ہدیہ ملتا ہے۔

عالی جاہ بندہ ناکارہ کو چونکہ اس زیارت سے مدت سے نصیبہ چلا آتا ہے اور اپنی حالت بہت گری ہوئی جانتا ہوں اس لئے ضرورت کے بغیر نہ کسی حضرت کو خواب کی حالت بیان کر کے تعبیر پوچھتا ہوں اور نہ یوں ہی ذکر کرتا ہوں۔ آپ چونکہ بندہ کے پیشوا ہیں اور بندہ نے آنجناب کو سرور کائنات ﷺ کی خدمت عالیہ میں نہایت ہی عالی مرتبہ میں کئی دفعہ دیکھا ہے اور آپ کا خطاب محی السنہ بہت دفعہ سنا ہے اور پہلے بھی بندہ نے (آپ کے سامنے) بعض خواب پیش کئے تھے اس لئے آج بھی مختصر صورت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ تو میں نے اپنے دل میں پہلے فیصلہ کر رکھا ہے کہ حضور بندہ جیسے ناکارہ کے خوابوں سے مسرور نہ ہوں گے لیکن اس وقت چونکہ بندہ کو نہایت مسرت حاصل ہوئی ہے اس لئے پیش کئے دیتا ہوں۔

تحقیق: حدیث میں ہے "لرویا الصالحة یراها المسلم او تری له." (**ترجمہ:** اچھا خواب جس کو مومن دیکھتا ہے یا مومن کے لئے دکھایا جاتا ہے) دونوں کو تسلی دینا تھا کہ اس خوشخبری کے ہوتے ہوئے حزن نہ کریں۔ "کما قال تعالٰی فی نحو لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة الی قوله ولا یحزنك قولهم ثم فسر صلی الله علیه وسلم البشری بالرویا الصالحه ثم عمها بما یراها الرجل المسلم او تری له فطوبی لکم ثم طوبی لنا فالحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات ٤ ربیع الاول ١٣٤١ھ." (**ترجمہ:** ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف حزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔ اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں)

حال: نیا وعظ تعمیم التعلیم پڑھ کر سو گیا کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ایسا وعظ کہنا چاہئے ایسے مواعظ کی آج کل بہت ضرورت ہے رات کے اخیر وقت میں دیکھا ہے۔

تحقیق: بڑی خوشخبری ہے وعظ کے کہنے اور پڑھنے والے کے لئے۔

حال: خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک کشتی میں اہلیہ کے ساتھ سوار ہوں مگر کشتی کھلی ہوئی ہے۔ ایک بہت بڑا دریا ہے۔ کشتی ایسے مقام پر پہنچی جہاں کنارے پر بہت اونچی عمارت تھی۔ وہاں بہت ہجوم تھا۔ اتر کر اس عمارت میں گیا تو آپ کو بھی پایا۔ مجھ کو آپ نے اپنے پاس بٹھایا۔ آپ کے پاس ہزاروں آدمی آتے ہیں پاؤں چوم کر چلے جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد باہر آیا ہزاروں آدمیوں کا مجمع ٹولی ٹولی کی شکل میں کھڑا ہوا پایا گیا۔ پولیس بھی انتظام کے طور سے موجود ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی عمارت بہت اچھی بنی ہوئی تھی معلوم نہیں کیا تھا۔

تحقیق: اچھا خواب ہے۔ آپ کے لئے خصوصی طور سے اور مخلوق کے لئے عمومی طور سے فائدہ کی طرف اشارہ ہے۔

پہلا خواب

احقر نے رات ایک خواب دیکھا

پہلا حصہ:

احقر نے آنحضرت والا کی زیارت کی غرض سے مظفرنگر سے تھانہ بھون کا سفر شروع کیا۔اس طرح کہ پیدل سفر کررہا ہوں کپڑے نہایت بوسیدہ اور سارا جسم خاک آلودہ ہے۔غرضیکہ بہت ہی خستہ حالت ہے۔جس وقت تھانہ بھون پہنچا اور خانقاہ نظر آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ خانقاہ کا دروازہ مشرق کی جانب ہونے کے بجائے شمال کی جانب ہے۔

دوسرا حصہ:

دروازہ پہلے سے بہت ہی زیادہ خوبصورت اور بڑا ہے۔ایک صاحب خانقاہ کے دروازہ پر ننگی تلوار ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہے ہیں۔احقر نے دروازہ پر پہنچ کر پہرہ والے ان صاحب سے اجازت اہی تو انہوں نے فرمایا کہ تم بلا اجازت ہی جاسکتے ہو۔تمہارے لئے اجازت ہے۔

احقر خانقاہ میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہے کہ حوض کی ہیئت بدلی ہوئی ہے۔حوض کی اونچائی تقریباً آدمی کے قدر کے برابر ہے اور تمام حوض سنگ مرمر سے بنا ہے اور حوض کے درمیان سنگ مرمر کا ایک فوارہ لگا ہوا ہے اور تمام خانقاہ پر سفیدی کا پلستر ہے جس سے ایک نور معلوم ہوتا تھا۔احقر حوض کے قریب جا کر کھڑا ہوگیا تو مشرق کی جانب جو حجرے خانقاہ میں بنے ہوئے ہیں ان حجروں میں سے ایک صاحب سفید لباس نورانی صورت نکل کر احقر کے پاس تشریف لائے اور آ کر فرمایا السلام علیکم (میں نے) جواب دیا وعلیکم السلام۔میں نے ان صاحب سے پوچھا کہ اس وقت حضرت مولانا صاحب کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔جواب میں فرمایا کہ حضرت مولانا اس وقت مکان پر تشریف رکھتے ہیں اور عنقریب انشاء اللہ آ کر نماز مغرب پڑھائیں گے۔یہ فرما کر فرمایا کہ آؤ اتنے حضرت مولانا تشریف لائیں تم کو مشرق کی جانب کے حجروں کی سیر کرادوں۔میں ساتھ ہولیا ان حجروں میں داخل ہوکر دیکھا کہ کسی حجرہ میں تو جالی کے کمر بند بنے جارہے ہیں اور کسی میں ادنیٰ گلوبند (مفلر) اور کسی میں چکن و بیل کا کام ہورہا ہے غرضیکہ جو کام ہورہا تھا اس ہی قسم کا تھا۔

تیسرا حصہ:

میں جس وقت یہ کام دیکھ کر باہر نکلا تو دیکھا کہ آنحضرت والا ایک کھڑکی سے جو خانقاہ کے صدر دروازہ سے

جنوب کی جانب سے تشریف لا رہے ہیں۔ حوض کے قریب فرش بچھا ہوا ہے اور ایک مصلیٰ ہے۔ آنحضرت فوراً تشریف لاتے ہی مصلے پر کھڑے ہو گئے احقر سے مصافحہ تک کی بھی نوبت نہیں آئی اور نماز مغرب شروع ہوگئی مغرب کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حسب معمول آنحضرت والا مصلے ہی پر رونق افروز رہے۔

چار شخص سفید لباس نورانی صورت کالی داڑھی والے آکر آنحضرت والا کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت والا ان کی طرف متوجہ ہوئے اور احقر آنحضرت والا کی پشت کی جانب کھڑا ہوگیا۔ اس خیال سے کہ یہ لوگ آنحضرت والا سے کیا کہیں گے؟ حضرت والا نے پوچھا کہ آپ حضرات کیوں تشریف لائے تو ان میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کی بہت عرصہ سے یہ آرزو ہے کہ ہم حضرت سے بیعت ہوں آج بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت والا نے بیعت فرمانے سے انکار فرما دیا انہوں نے کتنا اصرار کیا مگر حضرت والا نے منظور نہیں فرمایا۔ ایک اور صاحب بزرگ صورت تشریف لائے اور احقر سے فرمایا کہ تم بھی مولانا سے بیعت کی درخواست کرو۔ میں نے عرض کیا کہ جب ایسے ایسے بڑے بڑے لوگوں کو بیعت کرنے سے انکار فرمایا تو میں کیا چیز ہوں وہ صاحب بہت اصرار کرتے رہے میں انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ صاحب مجھ سے ناراض ہو گئے۔ حضرت والا مصلے سے اٹھ کر شمال کی جانب کے حجروں میں تشریف لے چلے۔ میں بھی حضرت والا کے پیچھے پیچھے ہولیا۔

حضرت جس وقت ایک سہ دری میں داخل ہونے لگے تو احقر نے بھی ساتھ داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ایک صاحب کھڑے ہوئے تھے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تم نہیں جا سکتے۔ میں نے کہا کہ میں جاؤں گا رک نہیں سکتا۔ قریب تھا کہ مار پیٹ شروع ہو جاتی ایک اور صاحب سہ دری کی جانب سے تشریف لائے اور آکر پوچھا کہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس سہ دری کے اندر حضرت مولانا کے پاس جانا چاہتا ہوں اور یہ شخص نہیں جانے دیتا۔ ان صاحب نے مجھ کو ایک پرچہ دیا کہ جس میں بہت زیادہ مضمون تھا میں نے اس کو پڑھا نہیں دے کر فرمایا کہ یہ پرچہ حضرت مولانا کو دکھا دینا اور تم کو اجازت ہے چلے جاؤ۔ میں وہ پرچہ لے کر سہ دری میں داخل ہی ہوا تھا کہ اندر کی جانب سے آنحضرت والا تشریف لے آئے اور میں نے وہ پرچہ حضرت والا کے سامنے پیش کیا۔ حضرت والا نے اس پرچہ کو ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ لو اس پرچہ کو اپنے پاس حفاظت سے رکھو اور تم خانقاہ کے دروازہ کے قریب جو شمال کی جانب حجرہ واقع ہے اس میں جا کر رہو۔ وہ تمہارے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ میں وہ پرچہ لے کر اس حجرہ پر پہنچا دیکھا کہ حجرہ کا دروازہ بند اور کنڈی لگی ہوئی ہے۔ میں نے اس کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام حجرہ جانوروں کی کھالوں سے بھرا ہوا ہے۔ درند چرند پرند سب جانوروں کی کھالیں موجود ہیں۔

چوتھا حصہ:

مجھ کو خیال ہوا کہ حضرت مولانا نے مجھے کہاں بھیج دیا۔ یہاں تو سوائے کھالوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ حجرہ کھلا چھوڑ کر میں اس ہی جگہ پر واپس آیا جس جگہ پر آنحضرت والا نے پرچہ پڑھ کر اور احقر کو حجرہ پر جانے کی اجازت فرمائی تھی۔ دیکھا کہ حضرت والا اسی جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت وہاں پر تو کھالوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت والا نے یہ سن کر تبسم فرمایا کہ آؤ میں ساتھ چلتا ہوں۔ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے اس ہی حجرہ پر پہنچے حضرت والا حجرہ کے سامنے بیٹھ گئے اور تمام خانقاہ کے لوگ آ کر جمع ہوگئے۔ اس مجمع کی تعداد بہت کثیر تھی۔ یہ مجمع حضرت والا کی پشت کی جانب کچھ بیٹھ گیا اور کچھ کھڑا رہا۔ احقر حضرت والا کے بائیں جانب بیٹھ گیا۔ حضرت والا نے ایک نظر حجرہ کی جانب کی اور پھر آسمان کی جانب تو حجرہ میں سے ایک نور پیدا ہوا اور نکل کر آسمان تک اس نور کا ستون قائم ہوگیا۔ اور اس نور کی روشنی کی یہ حالت تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس سے تمام عالم روشن ہوگیا۔ پھر حضرت والا نے سر نیچے کر لیا۔ وہ نور بھی غائب ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں حضرت والا نے پھر حجرہ کی جانب نظر کی اور پھر آسمان کی جانب۔ تو پہلے سے کئی حصہ زیادہ حجرہ سے نور پیدا ہوا اور آسمان تک ستون قائم ہوگیا۔

پانچواں حصہ:

اس وقت آنحضرت والا نے بائیں جانب دیکھ کر عام خطاب فرمایا کہ لوگو! کیا تم اندھے ہو کہ اس نعمت کو حاصل نہیں کرتے۔ اتنا حضرت کا فرمانا تھا کہ تمام مجمع میں بے چینی پھیل گئی اور احقر نے اتنا سنتے ہی ایک چھلانگ لگائی اور اس نور میں داخل ہوگیا۔ اس میں داخل ہوتے ہی احقر پر وجد کی حالت طاری ہوگئی۔ اس مجمع میں سے چند صاحب احقر کے پکڑنے کو آگے بڑھے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ تم لوگ الگ ہو جاؤ۔ تمہارے بس کا کام نہیں۔ اس کام کو میں ہی کروں گا۔ حضرت والا کھڑے ہوئے اور احقر کا ہاتھ مونڈھے کے قریب سے پکڑ لیا۔ احقر کبھی حضرت والا کو چپٹتا تھا اور کبھی ڈاڑھی مبارک کو بوسہ دیتا تھا اور کبھی دونوں ہاتھ گلے میں ڈالتا تھا۔

چھٹا حصہ:

اور حضرت والا تبسم فرماتے ہوئے اور بہت ہی خوش خوش احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس جگہ پر پہنچے کہ جہاں پر وہ پرچہ دیا تھا۔ جب اس سہ دری میں داخل ہوئے تو احقر نے دیکھا کہ دو قبریں ہیں ایک قبر کا رخ تو ایسا ہی ہے کہ جیسا ہوا کرتا ہے۔ شمال وجنوب اور دوسری قبر کا رخ مغرب مشرق یعنی سرہانے مغرب کی جانب اور پائنتی

مشرق کی جانب۔

ساتواں حصہ:

تو یہ قبر کہ جس کی پائنتی مشرق کی جانب اور سرہانہ مغرب کی جانب تھا کھلی ہوئی تھی اور لاش معلوم ہوتی تھی۔ اس لاش پر ایک اونی چادر بہت ہی خوبصورت اور زنگار پڑی ہوئی تھی۔ آج تک کبھی ایسی نظر سے نہیں گزری۔ اس لاش میں حرکت تھی کہ جیسے تڑپنے کی حالت ہوتی ہے۔ حضرت والا نے احقر کا ہاتھ پکڑ کر قبر سے جنوب کی جانب بٹھا دیا۔

آٹھواں حصہ:

اور خود حضرت والا قبر سے شمال کی جانب جا کر بیٹھے۔

نواں حصہ:

اور مجمع سب ساتھ تھا۔ احقر پر وہی حالت وجد کی سی طاری تھی۔ حضرت والا نے احقر سے پوچھا کہ معلوم ہے کہ یہ کس کا مزار ہے؟ احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو معلوم نہیں؟ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ مزار مبارک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور یہ لاش مبارک جو تم کو نظر آ رہی ہے یہ خود ذات بابرکات جناب حضور ﷺ کی ہے۔ یہ فرما کر حضرت والا نے فرمایا کہ سب حضرات بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔ تمام مجمع نے بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ درود شریف پڑھنے سے حضور ﷺ کی لاش مبارک میں جو حرکت اور تڑپ تھی اس کو ایک دم سکون ہوگیا اور جس وقت درود شریف ختم ہوگیا۔ پھر وہی حالت شروع ہوگئی۔ غرضیکہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔

دسواں حصہ:

اس کے بعد حضرت والا نے تمام مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سب حضرات ان کے لئے یعنی احقر کے لئے دعا کریں۔ سب حضرات نے دعا کی۔ حضرت والا اٹھ کھڑے ہوئے اور احقر کا ہاتھ پکڑ کر باہر سہ دری سے حوض پر لائے اور احقر کے دونوں بغلوں میں ہاتھ دے کر اور اٹھا کر اس حوض کے کنارے جو سنگ مرمر سے بنا تھا بٹھا دیا۔ فرمایا کہ اب وضو کر لو نماز صبح کا وقت ہے۔ احقر نے وضو کے لئے دونوں ہاتھ حوض میں ڈالے آنکھ کھل گئی تو بالکل صبح کی جماعت کا وقت تھا فوراً بستر سے اٹھ کر مسجد پہنچا اور صبح کی نماز ادا کی۔

ترتیب وار تعبیر

پہلا حصہ:

عجیب بات ہے کہ پرانا دروازہ اسی طرف تھا۔

دوسرا حصہ:

تقویٰ کو حق تعالیٰ نے لباس فرمایا ہے اور یہ سب چیزیں لباس کو مکمل اور مزین کرنے والی ہیں۔ یہ تقویٰ کی تکمیل کئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرا حصہ:

چونکہ ان حیوانات میں روح انسانی نہیں ہوتی اس لئے یہ کھالوں کی شکل میں نظر آئے تو یہ عالم حیوانات کی طرف اشارہ ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ یہاں کی جماعت سے تمام مخلوقات کو نفع ہے جیسے حدیث میں ہے کہ پانی میں مچھلیاں اور سوراخوں میں چیونٹیاں علماء کے لئے دعا کرتی ہیں۔ جن کی وجہ یہی ہے کہ ان کو ان سے فیض باقی رہتا ہے (پہنچتا ہے) اور اسی لئے ظالم کے لئے حباری (ایک پرندہ) اپنے گھونسلے میں بددعا کرتا ہے۔

چوتھا حصہ:

یہ نور وہی ہے جو ذکر و عمل سے قلب میں پیدا ہوتا ہے جو حجروں میں رہنے والوں کی صورت میں عطا ہو رہا ہے۔

پانچواں حصہ:

اشارہ ہے کہ صاحب واقعہ کو یہ نور شوق کی صورت میں عطا ہوگا۔

چھٹا حصہ:

مدینہ طیبہ میں قبور کا یہی رخ ہے۔

ساتواں حصہ:

صاحب قبر شریف کا روئے مبارک اسی طرف ہے۔ یہ مدینہ طیبہ کا قبلہ ہے۔

آٹھواں حصہ:

"انی اراکم من وراء ظهری" (میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں) کی طرف اشارہ ہے اور یہ پوری اتباع (السنّت) کی صورت ہے کیونکہ اتباع کی صورت میں تابع کا منہ متبوع کی پشت کی طرف ہوتا

ہے۔

نواں حصہ:

حضور اقدس ﷺ کی امت پر شفقت کی وجہ سے امت کی غفلت کی وجہ سے بے چینی کے اثر کی طرف اشارہ ہے اور امت کی توجہ سے راحت ہوتی ہے۔

دسواں حصہ:

طاعت کی سہولت اور توفیق کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرا خواب

احقر اس خواب کو حضرت والا سے زبانی عرض کر چکا ہے حضرت والا نے سن کر فرمایا تھا کہ اس کو (لکھ کر) محفوظ کر لینا چاہئے۔

پہلا حصہ:

رات کے وقت یہ خواب دیکھا کہ احقر ایک میدان میں کھڑا ہے۔ اس میدان میں ایک مکان ہے جس کی چھت قلمدانی ڈاٹ کی ہے اس چھت پر بہت زیادہ مجمع بیٹھا ہے۔ احقر بہت ہی تعجب سے یہ خیال کر رہا ہے کہ یہ مجمع اس ڈھال دار چھت پر کس طرح بیٹھا ہے کہ گرتا نہیں۔ پھر خیال ہوا کہ اوپر چھت پر پہنچ کر دیکھنا چاہئے۔ یہ کیسا مجمع ہے اور کیوں جمع ہے۔ میں اس مکان کے چار طرف گھوما مگر کسی طرف سے اوپر جانے کا راستہ نہیں ملا۔ آخر میں نے ایک چھلانگ لگائی اور آسمان کی جانب اڑ گیا۔ اس چھت پر مجمع کے درمیان میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ مگر مجمع اتنا زیادہ اور ملا ہوا بیٹھا تھا کہ بالکل بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ میں نے خیال کر کے کہ تیرے بیٹھنے سے لوگوں کو تکلیف ہوگی میں وہاں سے نکل کر مجمع کی پشت کی جانب پہنچا تو دیکھا کہ ایک چھت اور ہے جس کے تین حصے گر چکے ہیں اور ایک حصہ گرنے سے باقی ہے۔ میں اس حصہ پر بیٹھنے لگا جو گرنے سے باقی تھا۔ اس حصہ میں حرکت پیدا ہو گئی مجھ کو خوف معلوم ہوا کہ کہیں گر نہ جائے فوراً وہاں سے الگ ہو گیا اس کے قریب ایک اور چھت تھی جو سالم تھی اس پر بیٹھ گیا۔

دوسرا حصہ:

بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک صاحب بہت ہی معتبر نورانی صورت سفید لباس اور ایک پیٹی چمڑے کی کمر سے بندھی ہوئی تشریف لائے اور فرمایا کہ یہاں آ کر بیٹھ گئے آؤ وعظ سنو۔ میں نے بہت ہی تعجب آمیز لہجے میں پوچھا کہ کیا وعظ ہو رہا ہے۔ ان صاحب نے فرمایا کہ آخر یہ مجمع کیوں جمع ہے یہ سب وعظ ہی تو

سن رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کون وعظ فرمارہے ہیں؟ فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وعظ فرمارہے ہیں۔ یہ سن کر میں فوراً کھڑا ہوگیا اور اس وقت جو کچھ قلب پر خوشی تھی بیان نہیں کرسکتا۔ وہ صاحب میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مجمع سے نکلتے ہوئے ایک سہ دری کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک سہ دری ہے اس پر سفیدی ہو رہی ہے اور سہ دری کے درمیان ایک چوکی اندر کی جانب بچھی ہوئی ہے اور اس پر ایک سفید چاندنی پڑی ہوئی ہے۔ اس پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وعظ فرمارہے ہیں ان صاحب نے احقر کو سہ دری میں لے جا کر چوکی کے قریب بالکل حضرت کے سامنے بٹھا دیا اور بٹھا کر فرمایا کہ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ وہ صاحب اتنا فرما کر مجمع کی جانب واپس ہوگئے اور میں بیٹھا ہوا وعظ سنتا رہا۔ وعظ کے درمیان یہ خیال کر رہا تھا کہ جو کچھ اس وقت حضرت وعظ فرمارہے ہیں کل کو حضرت مولانا سے بیان کروں گا۔ یعنی آنحضرت والا سے (بیان کروں گا) اور بہت ہی غور سے وعظ سنتا رہا اور کچھ مضامین یاد بھی ہوگئے تھے مگر صبح کو جو آنکھ کھلی تو وعظ کی تقریر کا ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ جس وقت وعظ سن رہا تھا تو دیکھا کہ حضرت جس چوکی پر وعظ فرمارہے ہیں اس کے قریب مغرب کی جانب ایک صراحی اور دو گلاس رکھے ہوئے ہیں۔ ایک گلاس تو سادہ بنا ہوا ہے جیسا کہ اکثر مرادآباد وغیرہ کے ہوتے ہیں۔

تیسرا حصہ:

اور دوسرا گلاس عجیب وغریب ہیئت کا تھا آج تک نظر سے نہیں گزرا۔

چوتھا حصہ:

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وعظ ختم فرما چکے تو احقر کی جانب اشارہ فرما کر فرمایا کہ پانی پلاؤ۔ احقر فوراً کھڑا ہوگیا اور اس گلاس میں جو زیادہ خوبصورت تھا صراحی سے پانی لے کر حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضرت نے پی کر اس میں کچھ پانی باقی چھوڑا اور احقر کی طرف ہاتھ مبارک بڑھا کر فرمایا کہ لو پہلے تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب ہی کا اتباع کافی ہے۔

پانچواں حصہ:

مگر خیر یہ جو پانی بچا ہوا ہے اس کو پی لو۔

چھٹا حصہ:

میں نے جس وقت حضرت کے ہاتھ مبارک سے گلاس لے لیا اور پانی پینا چاہا تو تمام مجمع میری طرف ہجوم کرنے لگے۔ مجمع کی یہ حالت دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ سب حضرات ذرا صبر کریں سب کو مل جائے گا۔ تمام

مجمع سکون کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احقر سے فرمایا کہ یہ پانی جو میں نے تم کو بچا کر دیا ہے یہ سب پی لو اور پھر صراحی سے اسی گلاس میں اور پانی لے کر اور سادہ گلاس میں تھوڑا تھوڑا کر کے سب مجمع کو پہنچا دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑے ہی مجمع کو پہنچایا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ فقط

ترتیب وار تعبیر

پہلا حصہ:

دین پر قائم رہنے کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف حالت دیکھی اور بشارت دیکھی کہ اللہ تعالیٰ نے شک وشبہ سے محفوظ رکھ کر مستقل مزاجی پر قائم فرمایا۔

دوسرا حصہ:

یہ مذاق (مزاج) ہے زاہدین کا کہ آپ کا فیض ان کو بھی عام ہے۔

تیسرا حصہ:

یہ عارفین کا مذاق ہے کہ آپ کا فیض ان پر بھی تام ہے۔

چوتھا حصہ:

مشہود علیہ (جس پر گواہی دی گئی ہے اس) کے حق پر ہونے کی بشارت ہے۔ والحمد للہ

پانچواں حصہ:

اشارہ ہے واہب کی طرف بعد کسب کے کہ اتباع کسب ہے۔

چھٹا حصہ:

اشارہ ہے کہ عام زاہدین کے مقابلے میں عارفین کم ہیں۔

سُؤال: مورخہ یکم ماہ شوال ۱۳۵۱ھ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حجاز مقدس گیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مونا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک سے پھونک کر اور ہاتھ سے گرد صاف کر رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین پیش کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے مطابق کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ اپنے ساتھیوں کو چلنے میں آگے رکھا کرتے تھے (تو اس عادت کے مطابق) مجھے بھی آگے فرمایا۔ چند قدم میرے پیچھے چلنے کے بعد مجھ سے جدا ہو گئے اور اپنے دولت کدہ پر تشریف لے

گئے۔ میں اور دوسرے ساتھی جمع ہوئے اور خانہ کعبہ کے طواف اور حج کے دوسرے افعال کی باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد گھر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہد کھانے کے بعد اپنے گھر والوں کو خط بھیجنے لگے کہ آنکھ کھل گئی۔

جواب: (اگرچہ یہ صاحب سلسلہ میں داخل نہیں ہیں مگر مناسب مضمون کی وجہ سے ان کے خط کو تربیت السالک میں نقل کیا گیا) اس خواب میں دیکھنے والے اور جس کو دیکھا ہے دونوں کے لئے محبت اور اتباع سنت کے حاصل ہونے کی بشارت ہے۔

حال: ایک دفعہ خواب میں اپنے مکان پر مسجد میں حضرت کے پیٹھ مبارک کی طرف بیٹھ کر کچھ پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا خاموش ہو جاؤ مجھے بنارس جانا ہے اور اس کے بارے میں کچھ سوچنا ہے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نے فرمایا کہ بنارس میں ایک شیخ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے بہت محنت کی اور جہنم سے بہت بچنا چاہا مگر نہ بچا۔

ایک دفعہ خواب میں حضرت نے میرے چند عیوب جو مجھ میں کسی زمانہ میں تھے بیاں فرمائے۔ میں نے حضرت سے ہاتھ باندھے ہوئے عرض کیا کہ حضرت میری اصلاح کا بہت خیال فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تو تمہیں ایسا کر دیتا کہ خدا کی یاد میں تمہاری بوٹیاں بوٹیاں علیحدہ علیحدہ بھی ہو جاتی مگر آہستہ آہستہ ہونا مناسب ہے۔ ایک دفعہ حضرت کا فرش بچھایا اور پیر مبارک دبایا اور انگوٹھے مبارک کو آنکھوں سے لگایا۔ حضرت نے فرمایا تمہیں اپنے سلسلہ میں ضرور داخل کروں گا۔

دل میں خیال ہوا کہ اگر اللہ میاں نماز وغیرہ کے وقت اپنے کو دکھا دیتے تو نماز اچھی طرح پڑھتے۔ پھر خیال ہوا کہ رعب کی وجہ سے پڑھنا کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا۔

بہت دنوں سے یہ خیال تھا کہ قیامت میں نیک اور برے کی علامت کے لئے ایک علامت کافی تھی میزان پل صراط عطا کتاب سب کی کیا ضرورت تھی۔ ایک روز اچانک دل میں خیال آیا کہ نیکوں کی شاباشی اور بدوں کی بدمعاشی کا بار بار دکھانا منظور ہے۔

اس کا بھی خیال رہتا تھا کہ جنابت میں غسل کا حکم کیوں ہوا۔ اس کی وجہ دل میں آئی کہ اللہ کے بندے سمجھ لیں کہ دنیا کی لذتوں میں پھنسنے والا جب تک پاک نہ ہو جائے دربار خداوندی کے قابل نہیں رہتا۔ اگر ذرا بھی لذت دنیا میں ہو تو بڑی طہارت کی ضرورت ہے۔

"ولا تقف مالیس لك به علم" (کہ جس چیز کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ) کے بعد السمیع والبصیر کے ہونے کے بارے میں سوچا تو سمجھ ناقص میں یہ آیا کہ یہ اعضاء ذریعہ علم ہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ علم سب اچھے پسندیدہ ہیں۔ باقی خوابوں کی طرف توجہ نہ کیجئے۔

سوال: پھر بہت آرزو کے ساتھ التماس ہے کہ خادم کے پرچہ میں جو باتیں خلاف ہوں اس کو بتا دیں اور اصلاح فرمائیں جس بات پر حضرت کچھ نہ تحریر فرمائیں اس کو کیا خیال کروں۔ فقط

جواب: جب کوئی بات ایسی ہوگی اس پر نہ لکھوں۔ تب اس کے بارے میں پوچھ لیجئے۔ اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کروں۔

سوال: بندہ اللہ پاک کو جسم والی صورت میں خواب میں دیکھ سکتا ہے چنانچہ بندہ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو کسی آدمی اجنبی کی صورت میں دیکھا اور بڑی عاجزی اور انکساری کی۔ (تو اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کیا چاہتے ہو؟ بندہ نے عرض کیا کہ بندہ کو اپنے درگاہ مقدس میں قبول فرمالیجئے۔ فرمایا کہ تم مقبول ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ اپنے آغوش شفقت میں نہ لیں گے بندہ کو یقین نہ ہوگا۔ یہ سن کر پاس بلایا اور آغوش میں ایسا دبایا کہ بندہ پر ایک حالت طاری ہوگئی۔ اپنے کو اور دنیا و مافیہا کو بھول گیا۔ جس وقت ہوش آیا اور بالکل جاگ گیا تو بندہ کی زبان پر درود شریف جاری تھا۔ حضور فرمائیں کہ یہ صحیح ہے یا کیا ہے۔

جواب: مبارک ہو۔ ایسا ممکن ہے اس کو تجلی مثالی کہتے ہیں۔

حال: جس وقت عشا کی نماز پڑھ کر سوتا ہوں ایک باغ اور بہت سے دریا دکھائی دیتے ہیں۔ ایک شخص سے پوچھا یہ باغ کس کا ہے تو اس نے جواب دیا یہ باغ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ہے۔

تحقیق: میرے لئے تو بشارت ہے ہی تمہارے لئے بھی بشارت ہے کہ تمہارا تعلق ایسے شخص سے ہے جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ مردود نہیں ہے۔

حال: جب دریا دکھائی دیتے ہیں تو میرے ساتھ چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑتے ہیں میں کسی کو مارتا ہوں اور کسی کو دھکا کر دور کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد آنکھ کھل جاتی ہے۔

تحقیق: وہ دریا اعمال صالحہ ہیں اور لڑنے والے لڑکے شیاطین ہیں کہ اعمال میں رکاوٹ ڈالتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ سب پر تم کو غالب فرماتا ہے مبارک ہو۔

حال: میں نے کل شب یہ خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے کر ایک جگہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ رک گئے اور میں بھی ٹھہر گیا۔ وہاں پر ایک دیوار حائل تھی۔ اس دیوار کے اندر چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے کسی نے کہا کہ دیکھو وہ اللہ میاں ہیں۔ میں نے جو دیکھا تو وہ آدمی تھا۔ میں نے کہا کہ ہرگز نہیں یہ تو آدمی ہے اللہ میاں مجسم (جسم والے) نہیں ہیں۔ اس کے بعد مجھے ایک نور معلوم ہوا کہ

جس کے آگے میری آنکھ بالکل نہ ٹھہر سکی اس کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ میاں ہیں۔ وہ ایسا نور تھا کہ میں اس کو بیان ہی نہیں کرسکتا کہ کیسا صاف و شفاف تھا۔ اس کے بارے میں جیسا حضور کا ارشاد ہو آیا یہ میرے خیالات ہیں یا کوئی واقعی بات ہے۔

تحقیق: خیر سمجھ میں تو دونوں باتیں آتی ہیں مگر جب شریعت کے مطابق ہوسکے تو اس کے خلاف خیال کیوں سمجھا جائے۔ یہ دونوں تجلی حق تعالیٰ کی تھیں۔ پہلی تشبیہ کے ساتھ دوسری اضافی تنزیہ (اللہ تعالیٰ جسم وصورت ہر چیز سے پاک سمجھنے) کے ساتھ تھی۔ اہل علم پر کیونکہ تنزیہہ کا مزاج غالب ہے اس لئے پہلی تجلی کو نہ جاننے کی وجہ سے انکار ہوا جو کہ برا نہیں ہے۔ جیسا حدیث شیخین میں ہے "اتاھم رب العالمین الی قولہ فیقولون ھذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفنا" **ترجمہ**: (جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے) اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئیں گے...... یہاں تک کہ...... وہ لوگ کہیں گے ہم یہاں سے اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے پاس نہیں آئیں اس طرح کہ ہم ان کو پہچان لیں...... جب ہمارے رب ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کو پہچان لیں گے۔ (الحدیث) دیکھئے رب العالمین کے آنے کے باوجود پھر بھی وہ ہیں گے حتی یاتینا ربنا۔ جب ہمارے رب ہمارے پاس آئیں گے (حالانکہ اللہ تعالیٰ تو آچکے ہوں گے مگر انہوں نے پہچانا نہیں ہوگا) اس کی وجہ یہی ہوگی کہ پہلی (کسی جسم یا کسی صورت کی) تجلی تشبیہ کے ساتھ ہوگی چنانچہ صاحب مرقاۃ "فاذا جاء ربنا" کی شرح میں لکھتے ہیں "اے علی ما عرفنا من انہ منزہ عن الصورۃ ولکمیتہ والکیفیۃ والجھۃ" ہم نے اپنے رب کو اس لئے (پہلی تجلی میں) نہیں پہچانا کیونکہ وہ صورت، صورت کمیت، کیفیت اور جہت سے پاک ہے۔ اور صاحب المعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "اتاھم رب العالمین اے تجلی لھم وقالوا ان الرویا التی ھو ثواب المومنین فی الجنۃ غیر ھذہ الرویۃ المذکورۃ وھذہ امتحان من اللّٰہ تعالٰی الی قولہ والاخرۃ وان کانت دار زجاء فقد یقع فیہ الامتحان ثم الی قولہ بدلیل ان القبر اول منزل من الاخرۃ یجری فیہ الابتلاء کذا فی المشکوۃ وحاشیتھا جلد ۲ ص ۴۹۰" (**ترجمہ**: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے تجلی فرمائیں گے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ دیدار جو مومنین کو بطور ثواب جنت میں ہوگا وہ اس دیدار مذکور کے علاوہ ہے۔ یہ دیدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے...... آخرت اگرچہ بدلے کی جگہ ہے مگر کبھی آخرت میں بھی امتحان ہوتا ہے...... اس کی دلیل یہ ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اس میں بھی امتحان ہوتا ہے)

مبارک مبارک بلکہ ہزار ہا مبارک کہ ایک ہی شب میں رسول کو دیکھنا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنا اگرچہ مثالی ہو نصیب ہوا۔ ربیع الآخر ۳۴ھ۔

حال: ایک عرض یہ ہے کہ رات تقریباً گیارہ بجے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ آج ایک ستارہ نکلا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں دھنسانے اور چہروں کے مسخ ہونے کی بلا ہونے والی ہے۔ اس کی تشریح فرمائیے۔

تحقیق: جاگنے کی حالت کا اہتمام کیجئے خواب کی فکر چھوڑ دیئے کہ پہلی (یعنی جاگنے والی) حالت کا تعلق شریعت سے ہے جس کا انسان مکلّف ہے اور دوسری (یعنی خوابی والی) حالت کا تعلق تکوین (دنیاوی باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے نظام) سے ہے۔ جس کا انسان مکلّف نہیں۔ ربیع الآخر ۴۳ھ۔

حال: منگل کی رات احقر نے حضور فخر عالم ﷺ کی خواب میں زیارت کی اس طرح کہ میں ایک مسجد میں ہوں اور بہت سے نمازی بھی مسجد میں ہیں وہ جماعت صحابہ کی معلوم ہوتی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب بہت ہی شوق سے جماعت صبح کے لئے حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں یہاں تک کہ حضور تشریف لائے لوگوں میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کا تذکرہ ہونے لگا۔ اقامت کہی گئی اور حضور ﷺ نے امامت فرمائی پہلی رکعت میں سورہ عبس تلاوت فرمائی۔ شروع کی تین چار آیت تلاوت فرما کر حضور پر گریہ (رونا) طاری ہوگیا اور حضور نے شروع کی آیات کو بار بار دہرایا میں نماز ہی میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اس سورت کے شروع میں چونکہ مضمون عتابانہ ہے اس لئے حضور پر رونا طاری ہوا ہے اس خیال کے بعد مجھے بھی بے اختیار رونا آیا۔ یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی۔ نماز میں حضور کا نیچے والا لباس تو نہ معلوم کیا تھا مگر اوپر ایک کمبل زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ پیر میں ایک پٹی بندھی ہوئی دیکھی۔ نماز سے فارغ ہو کر جو چہرۂ مبارک کو دیکھا تو نقشہ حضرت والا کی صورت میں نظر آیا۔ اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ سب لوگ آپ کو رسول اللہ کہہ رہے ہیں مگر نقشہ تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا معلوم ہوتا ہے۔ نماز کے بعد حضور ﷺ نے میرے سر پر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور بہت شفقت فرمائی۔ بستر خواب سے اٹھ کر تعبیر خود بخود میرے ذہن میں یہ آئی کہ حضور ﷺ کی زیارت مولانا اشرف علی صاحب کی صورت میں ہونے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتباع سنت کے غلبہ کی وجہ سے حضرت مولانا اس زمانہ میں انوار نبوت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہیں۔ مجھے ایک مدت سے حضرت رسالت پناہ کی زیارت کا شوق رہتا تھا۔ کیا عجب ہے کہ یہ خواب اس اشتیاق کا جواب ہو کہ ہم کو دیکھنا ہو تو مولانا کو دیکھو کہ وہ نبوت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہیں۔ امید کہ حضرت والا بھی اس خیال کی صحیح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بتائیں گے۔

تحقیق: خدا تعالیٰ تمہارے حسن ظن کی برکت سے اس تعبیر کو صادق فرمائے۔ اس خواب کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ دیکھنے والے کے لئے جس کو دیکھا ہے اس کی اتباع کے ضروری ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دیکھے گئے شخص کی اتباع بالکل رسول کی اتباع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قول عمل اور حال میں نائب اصل کی نقل کرنے والا ہوتا ہے۔

حال: گذشتہ شب کو یعنی اتوار کی رات کو حضرت کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مغرب وشمال کی جانب بیٹھے ہیں اور حضرت کی عجیب نورانی صورت ہے اور گویا تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں اور سر مبارک ساتویں آسمان پر ہے۔ گویا سب حضرت کے تابع ہیں۔ غرض اور عجائبات نظر آئے جو لکھنے سے بندہ قاصر ہے۔

تحقیق: یہ غیب سے ارشاد و بشارت ہے کہ اس شخص کی تعلیم پر عمل کرنا خواب دیکھنے والے کے لئے مفید ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال: گزارش یہ ہے کہ حضرت کے زمانہ سے برودلی شریف عرس میں حاضر ہوا کرتا ہوں اس طرح کہ وہاں کی کسی رسم میں نہیں شریک ہوتا۔ صرف فجر کے وقت مزار شریف پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھ آتا ہوں۔ جب سے حضور کی خدمت میں حاضری ہونے لگی۔ جب سے حضور کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتوں کا زیادہ خیال رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ حضور کی مرضی کے خلاف عمل کرنے میں سخت نقصان ہے خواہ حضور کی اطلاع ہو یا نہ ہو۔

حضرت مرشدنا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے وقت میں بھی مجھے سماع سے رغبت نہ تھی بہت کم شرکت کا اتفاق ہوتا تھا۔ حضرت کے حضور میں اصل وجہ تو نہیں عرض کی اتنا عرض کیا گیا کہ اگر سماع میں جی نہ لگے تو سنے یا نہ سنے۔ فرمایا کہ اگر جی نہ لگے تو نہ سنے اور وجہ یہ تھی کہ حضرت حق کا تصور ایک مقدس صورت سفید داڑھی میں رہا کرتا تھا عاشقانہ مضامین سے تنگی ہو جاتی تھی۔ اب جب سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں حالت بدل گئی اور سماع سے تنگی نہیں ہوتی ہے مگر چونکہ حضور کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے سنتا نہیں ہوں۔ رودلی شریف میں بھی سماع کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا۔ اس سال جب عرس میں حاضر ہوا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ کچھ چیزیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ان کو مت دو یہ سماع نہیں سنتے۔ مولوی...... صاحب موجود تھے فرمایا کہ سنتے ہیں جب مجھے بھی عطا ہوئی۔ یاد نہیں کہ کیا چیز تھی۔ اس کی تعبیر میں حیراں ہوں۔

تحقیق: اس کا جواب ذرا باریک ہے توجہ وغور وفکر سے سنئے۔ مولانا کے مذاق (مزاج) کے مطابق (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) تشبیہ غالب تھی اور میرے مذاق (مزاج) کے مطابق (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) تنزیہ غالب ہے۔ اس تشبیہ کی ایک وہ صورت تھی جس میں آپ کو تصور ہوتا تھا (کہ اللہ تعالیٰ) کی مقدس شکل سفید ڈاڑھی والی

اور یہ سماع کی مائل ہونے کے لئے رکاوٹ تھی جیسا آپ نے بھی سمجھا پھر جب احقر سے تعلق ہوا تو اس تعلق کی وجہ سے آپ پر بھی تنزیہ کا مزاق غالب ہوا (کہ اللہ شکل وصورت سے پاک ہے) تو وہ شکل تصور سے نکل گئی اور میلان سماع کی طرف میلان ایک فطری اور طبعی بات ہے۔ جب رکاوٹ نہ رہی تو طبعی بات کا تقاضہ واپس لوٹ آیا۔ یہ تو میلان ہوتے اور میلان نہ ہونے کی حقیقت ہے۔ باقی مولانا کا میلان اس میں شبہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہاں تصور سفید ریش میں ہونا ثابت نہیں کسی اور جمیل صورت میں ہوتا ہوگا جو رغبت کا سبب ہے۔

رہا خواب کا قصہ وہ اس سے بھی مشکل ہے۔ مگر اور جو بات کہی ہے اس کی وجہ سے کچھ آسان ہے۔ اس سے پہلے ایک ابتدائی بات سمجھ لیجئے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں (یعنی ایک چیز بولی جاتی ہے مگر مراد دوسری چیز ہوتی ہے) جیسے بھینس کو آتا ہوا دیکھ کر یوں کہیں دودھ آ گیا اور اس سے مراد لیں کہ بھینس آ گئی حالانکہ دودھ نہیں آیا بلکہ بھینس آئی ہے جو دودھ کا سبب ہے اور دودھ بھینس کا مسبب ہے۔

اب سمجھئے کہ اوپر یہ بات معلوم ہو چکی کہ تشبیہ کا غلبہ سماع کی طرف میلان نہ ہونے کا سبب تھا (اب یہاں تشبیہ کا غلبہ سبب ہے اور سماع کی طرف میلان نہ ہونا مسبب ہے)۔

اس لئے خواب میں وہ تقسیم ہو جانے والی چیزیں اموال اور اذواق (مزاج) ہیں اور سماع (جو کہ مسبب ہے) نہ سننے سے مراد اس کا سبب تشبیہ ہے (یعنی سماع نہ سننا جو مسبب ہے اس سے مراد سبب تشبیہ ہے) اس کا مطلب یہ ہوا کہ تشبیہ کا غلبہ ان خاص احوال کے لئے رکاوٹ ہے۔ اور سماع سننے سے مراد تنزیہ ہے (یہاں تنزیہہ سبب ہے سماع سننے کا اور سماع مسبب ہے تو) اس کا مطلب یہ ہوا کہ تنزیہ کا غلبہ ان احوال کے عطا ہونے کا سبب ہے گویا آپ کو تشبیہ کے مزاج پر تنزیہہ کے مزاج کا رجحان دکھایا گیا ہے۔

حَالؒ: چند خواب حضور میں بیان کرتا ہوں۔ تعبیر چاہتا ہوں۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بجلی میرے پاس آ کر گری اور بہت دیر تک روشن رہی۔

تَحْقِیق: نسبت عشقیہ چشتیہ ہے مبارک ہو۔

حَالؒ: ایک شب خواب میں دیکھا کہ میں کہیں جا رہا تھا۔ میرے قلب میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں کسی بزرگ کی قبر ہے جو ایسی حالت پیدا ہوئی معلوم ہوا کہ نہیں اس کے بعد ایک مکان ملا اس میں داخل ہوا چند لوگ تشریف رکھتے تھے مجھے بلا کر ایک جوڑا کپڑا سفید دیا۔

تَحْقِیق: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے مخلوق کو فیض عطا فرمائے۔

حَالؒ: جس شب کو جناب مولوی...... صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہوا میں نے دیکھا کہ حضور میرے غریب خانہ پر

تشریف لائے میں یہاں گویا عقیقہ تھا۔ میں نے پلاؤ خدمت میں پیش کیا حضور نے تناول فرمایا۔

تحقیق: ظاہر ہے۔

حال: احقر کو ایک روز سونے میں ایک ایسی حالت معلوم ہوئی کہ ایک نورانی و روشن گنبد پیدا ہوا۔ بندہ نے اس پر چند احباب کے ساتھ جن کی تعداد سات آٹھ ہے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ کنارہ پر حضرت والا غالبًا یا کوئی اور بزرگ کھڑے تھے۔ بندہ نے پوچھا کہ کیا میں ادھر سے اوپر کی طرف جا سکتا ہوں۔ فرمایا کہ ہاں بے تکلف چلے جاؤ۔ بندہ ان احباب کے ساتھ چلا گیا۔ اور کئی آسمانوں تک جا کر سیر کر کے ساتھیوں کے ساتھ بہت جلد اور تیزی سے واپس آ گیا۔ واپس آیا تو وہ بزرگ موصوف پھر کھڑے تھے میں نے عرض کیا کہ اس طرح پھر بھی جا سکتا ہوں۔ فرمایا کہ جب جی چاہے بے تکلف جا سکتے ہو ذرا بولنا کم کر دو۔ چنانچہ بندہ پھر دوبارہ تنہا اسی وقت چڑھا اور اگر آیا اور فوراً آنکھ کھل گئی تو معلوم ہوا کہ تمام بدن اچھل رہا ہے اور تمام بدن میں انتہا درجہ لذت پیدا ہے یہاں تک کہ پنڈلیوں میں بھی لذت کا ادراک (احساس) ہے اور قلب میں نور و سرور بھرا ہے۔ اس قسم کے واقعات بندہ نہ تو محمود سمجھتا ہے اور نہ زیادہ دلچسپی ہے ایک حالت طور پر کی اطلاع کے عرض کیا۔

تحقیق: محمود ہے مگر مقصود نہیں۔ یہ پھر نزول کی بشارت ہے۔

حال: ایک رات عشا کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور انور نے احقر کو زمین کی سیر بخوبی کرائی مگر یہ بات اچھی طرح یاد نہیں کہ ساتوں زمینوں کی سیر کرائی یا ایک دو کی (سیر کرائی) جو سرور اس سیر میں تھا بیان سے باہر ہے اس کے بعد عرش عظیم اور کرسی کی سیر کرائی اور بڑے مجمع میں بڑی شان و شوکت سے احقر کو دستار بندی کی اور فرمایا کہ آپ کو بیعت کی اجازت عامہ ہے۔

تحقیق: بشارت ہے کہ مقصود تک پہنچنے کا حصول ہوگا۔

حال: دوسری رات بارہ تسبیح اور تہجد کے بعد احقر لیٹ گیا۔ سونے جاگنے کی حالت میں دیکھا کہ حضور انور ماہ منور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا دیکھا کہ (آپ ﷺ کا) سارا بدن مبارک لاغر اور نحیف (کمزور) ہے۔ یہ حالت دیکھتے ہی بہت غم و دکھ ہوا۔ احقر یہ دیکھتا رہا اور روتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اب بعض اوقات یہ بات یاد آتی ہے اور گریہ طاری ہوتا ہے کہ یہ ہماری بددینی کا اثر ہے۔

تحقیق: آپ کی بددینی کا اثر نہیں بلکہ اسلام کی کمزوری کی طرف اشارہ ہے جو کہ ظاہر ہے اس لئے بعد درس و تدریس سے وعظ سے دعا سے اس کی خدمت کرے قوت دینی چاہئے۔

حال: رات کو عشاء کے بعد خواب میں دیکھا کہ احقر تھانہ بھون میں حضور کی زیارت کے لئے آیا ہے۔ اسی

وقت ایک دو آدمی اور بھی کراچی سے زیارت کے لئے آئے ہیں اور جواری کے نرم خوشہ جو کہ ہمارے ملک میں ان خوشوں کا اناج نکال کر کچا کھاتے ہیں۔ وہ خوشہ بانٹ رہے تھے احقر کو بھی ایک دو خوشہ دیا۔ اسی وقت احقر نے دیکھا کہ حضور انور مسجد میں اکیلے لیٹ رہے تھے فوراً مصافحہ کے لئے آیا تو حضرت اقدس نے احقر کو کنارے میں لے لیا جیسا کہ مشفق باپ مدت کے بعد اپنے صالح بیٹے سے ملتا ہے اور بہت پیار کرتا ہے۔ غرض بہت دیر تک پیار فرمایا۔ احقر کو بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مجسمہ کی شفقت ہے۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

تحقیق: بہت زیادہ مناسبت کی طرف اشارہ ہے جو فیض کا ذریعہ ہے۔

حال: ایک رات تہجد اور بارہ تسبیح کے بعد خواب میں دیکھا کہ میری حقیقی بہن نے احقر سے کہا کہ مجھے اسی ذکر اللہ کی تعلیم دو۔ چنانچہ احقر نے تعلیم دی۔ بس تعلیم دیتے ہی اس پر حالت طاری ہوگئی۔

تحقیق: بشارت ہے کہ آپ سے فیض ہوگا۔

حال: آج جمعرات کی رات ایک خواب دیکھا کہ جس سے طبیعت اور زیادہ منتشر ہوئی وہ یہ کہ کسی جگہ پر حضور تشریف فرمائیں حضور کے متوسلین (تعلق رکھنے والے مریدین) بھی بہت ہیں۔ مگر میں خواجہ عزیز الحسن صاحب کے علاوہ کسی کو پہچانتا نہیں ہوں اور یہی آپ کے ساتھ زیادہ قربت رکھتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد حضور اس خاکسار سے کچھ گفتگو فرمانے لگے۔ اس میں بندہ کے بارے میں حضور کی محبت ایسی معلوم ہوئی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھ ہی کو حضور کی محبت زیادہ نہیں ہے بلکہ میری محبت سے زیادہ حضور کو میرے ساتھ محبت ہے۔ یہ احساس ہوکر دل قابو میں نہ رہا۔ اس کے بعد کسی کے یہاں سے بڑے بڑے کسی چیز کے ٹکڑے کھانے کے لئے آئے۔ معلوم ہوا کہ سب کی دعوت ہے۔ بندہ ہاتھ دھونے گیا اور بندہ کے سامنے دو حصہ تھے مگر جب ہاتھ دھونے گیا تو ایک حصہ پر کسی نے قبضہ کرنا چاہا مگر خواجہ صاحب نے اس آدمی سے کہا کہ یہ فلاں کا حصہ ہے تم اور جگہ بیٹھو۔

اس خواب کے بعد اسی کے سلسلہ میں یہ معلوم ہوا کہ میں کسی جگہ پر جا رہا ہوں اور راستہ میں کسی مسلمان کے یہاں شادی ہے اور وہ ناچ کرا رہا ہے۔ میں جب قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دو رنڈیاں نعتیہ اشعار پڑھ رہی ہیں۔ مگر وہاں کوئی نظر نہیں آتا۔ میں اپنا سر نیچا کئے ہوئے وہاں سے گزرا چونکہ وہ راستہ پر کھڑی تھیں۔ اس وجہ سے ان سبھوں کی پشواز کی صورت نظر آئی مگر چہرہ پر نظر نہیں گئی۔ مگر ان کی آواز نے دل پر ایسا اثر ڈالا کہ دل بھر آیا۔ آگے بڑھا تو ایک شخص جو اہل حال ...... کی صورت بنائے ہوئے تھے۔ کھڑے کود رہے تھے۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بنا ہوا ہے اس کے بعد میرے دل پر اور زیادہ اثر ہوگیا۔ اس وقت میں بہت زور سے چیخا اور چلا کر

رونے لگا اور فوراً یہ شعر حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا زبان پر جاری ہوا ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدارا ❁ دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

تَرجَمہ: ''اے دل والو! خدا کے لئے میرے ہاتھ سے دل نکلا جا رہا ہے افسوس! پوشیدہ راز کھل جائے گا۔'' (یعنی عشق کے آثار ظاہر ہوں گے اور راز کھل جائے گا)۔ (دیوان حافظ حاشیہ: ص ۲۳)

اور دل کی یہ حالت تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب سینہ سے باہر نکل جائے گا۔ اسی حالت میں آنکھ کھل گئی تو آنسو آ گئے تھے۔ دل میں جو غیر معمولی حرکت پیدا ہوگئی تھی اس کو ہاتھ رکھ کر دیکھا تو ساکن تھا۔

تحقیق: اس خواب کا پہلا حصہ تو مفید و مستفید کی مناسبت اور کامیابی کی بشارت ہے۔ دوسرا حصہ ''القاء الشیطان فی الامنیۃ'' شیطان کا وسوسے میں ڈال دینا ہے۔ جس کا تدارک دعا و استغفار سے کرنا چاہئے۔

حال: خواب کی تعبیر کا امیدوار ہوں تہجد کے بعد ذرا سا لیٹ گیا۔ دیکھا حمائل شریف کا نسخہ بہت ہی خوشخط سونے کے حروف و جلد سامنے موجود ہے۔ مگر میں جو حروف دیکھتا ہوں اس کو پڑھتا نہیں صرف ذکر کیا کرتا ہوں۔ ہوش آنے کے بعد دیکھا تو کچھ نہیں مگر عطر گلاب کی خوشبو دماغ میں دس منٹ تک تھی اور یہ شعر زبان پر جاری تھا۔ اور دل کو نہایت سرور تھا ؎

عطر بیز است باد نوروزی ❁ خلق را نیست حاجت عطار

تَرجَمہ: ''نوروزی ہوا عطر پھیلا رہی ہے مخلوق کو عطار کی ضرورت نہیں ہے۔''

نیند کھلی کچھ نہیں۔

تحقیق: کئی روز تک اس خواب کے اسی طرح خوشبو کی حقیقت کے سمجھنے کے انتظار میں یہ خط رکھا رہا۔ زیادہ دل کو یہی لگا کہ یہ خواب جاگنے کی حالت کی یہ کیفیت دونوں صرف خیال ہیں۔ واللہ اعلم

حال: اب کچھ خواب عرض کر کے تعبیر چاہتا ہوں۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک تالاب پر میں نے بہت سے لوگوں کے کپڑے صابون سے خوب صاف کئے۔ جن میں سے ایک جناب قاری صاحب بھی ہیں۔ مگر میرے پاس ایک ٹوپی ہے جو بہت کالی ہو رہی ہے اس میں بھی صابون لگایا مگر دل میں یہ آیا یہ دھویں میں بہت دن رہی ہے یہ جلدی صاف نہ ہوگی۔ غرض اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: آپ سے دوسروں کو بھی نفع ہوگا اور اخیر حصے میں اشارہ ہے کہ نفع پہنچانے والے کو بھی اپنی فکر نہ چھوڑنا چاہئے۔

حال: ایک شب خواب میں دیکھا کہ میرا ایک کٹھل کا درخت ہے اور پھل اس میں بہت ہی آیا اور کچھ پھل

نیچے پڑے ہیں جن کو چیونٹیوں نے کاٹ کر گرایا مگر پھر بھی پھل بہت ہیں۔

تحقیق: چاشنی دار نسبت کے حاصل ہونے اور اس تک پہنچانے کی بشارت ہے جو نسبت چشتیہ ہے۔

حال: دوپہر کو قیلولہ میں خواب میں دیکھا کہ مولوی...... صاحب بریلوی نہایت شورش اور مستی میں ہیں۔ جس کو میں لکھ کر اور بات کر کے بھی ادا نہیں کر سکتا۔ فرماتے ہیں میرے منہ سے جو نکلا ہے سب میں اللہ اللہ بھرا ہوا ہے اور ایک شعر پڑھتے ہیں جو مجھے یاد نہیں رہا مگر مطلب یاد ہے پہلے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ میری جو طرز اور روش ہے یہی روش حضرت سرمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی اور حضرت مرشد ادام اللہ فیوضہ کی ہے اور میں اسی روش پر عمر بھر رہوں گا۔

تحقیق: حقیقت میں ان کی یہی حالت کی نقل ہے جو سرمد میں کھلی تھی جو مجھ میں چھپی تھی۔ شاید اس کا دکھانا اس لئے ہو کہ سرمستوں کو حقیر نہ سمجھا جائے۔

حال: عرض یہ ہے کہ کل دوپہر کو قیلولہ میں حضرت کو خواب میں دیکھا کہ میرے کان پر وعظ فرما رہے ہیں۔ وعظ ہی میں تاڑ کے درخت پر چڑھے۔ خیال یہ ہوا کہ حضرت اونچے چڑھ کر وعظ فرمائیں گے۔ چنانچہ کچھ اونچے چڑھ کر وہیں سے حضرت نے وعظ فرمایا اس کے بعد تاڑ کے پتوں کو سر پر چیر کر چڑھ گئے ایک شخص نے تاڑ کے درخت کو دوسرے درخت سے باندھا۔ اور یوں کہا کہ حضرت کی حفاظت کے لئے میں نے ایسا کیا۔

تحقیق: مخلوق کو نفع پہنچانے کی بشارت ہے اللہ تعالیٰ کی حمایت کے ساتھ اور مولوی صاحب کے رقعہ سے ان شخص کی تعیین بھی معلوم ہوگئی اس میں اہل اللہ کی معیت ہمت و برکت کی طرف اشارہ ہے۔

حال: اور ایک خواب حال میں پھر دیکھا ہے۔ جو عرض ہے کسی جگہ پر میں ایک کمبل بچھا کر اس پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اس وقت طبیعت میں ایک خاص تواضع اور انکساری ہے۔ سر پر سفید نین سکھ کی ٹوپی ہے (جس کو میں چند روز سے اکثر استعمال کرتا ہوں) اس کمبل پر ہمارے ساتھ ہمارے دوست مرحوم (یہ ایک صاحب خوش اوقات تہجد گزار اچھی صفات کے آدمی تھے۔ مجھ سے محبت بھی رکھتے تھے) بھی بیٹھے ہیں۔ پھر باری باری تین شخص گداز بدن والے جن کی عمر تقریباً پچاس سال کی ہوگی آئے۔ مجھ سے مصافحہ کر کے ادب سے بیٹھتے گئے ایک شخص کو میں کچھ پہچانتا ہوں کہ صورت پہچانتا ہوں اور دو صاحبوں کو بالکل نہیں جانتا۔ وہ لوگ بہت ہی خلوص اور سنجیدگی سے آ کر بیٹھے۔ اس وقت جو خیال میرے دل میں آیا وہ یہ ہے۔ (میری تواضع اور عاجزی اور انکساری ان لوگوں کو پسند ہے) اور کچھ یاد نہیں کہ بات چیت کیا ہوئی۔

تحقیق: تواضع کی تعلیم ہے اس کا ثمرہ (نتیجہ فائدہ) دکھا کر۔

حال: ایک رات خواب میں دیکھا کہ عید الفطر ہے۔
تحقیق: مبارک خواب ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ مجاہدہ ختم ہونے کا اور مشاہدہ شروع ہونے کا وقت قریب آیا مبارک ہو۔
حال: احوال کچھ نہیں۔
تحقیق: یہ جو کچھ لکھا ہے سب احوال ہی ہیں۔
حال: ایک دن تین بجے کے قریب دن کو سو رہا تھا۔ مجھ کو ایک سفید کپڑے کی جھلک پڑی اور یہ آواز معلوم ہوئی جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ کا مبارک نام آئے اس کے شروع میں سیدنا کہہ دیا جائے اور اخیر میں ﷺ نہ کہا جائے یہ لوگ برا کرتے ہیں۔ اس آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی بھی نظر نہیں آیا۔
تحقیق: تو اخیر میں بھی ﷺ کہہ لیا کریں۔
حال: اب چند خواب عرض کرتا ہوں دن رات کی قید کے بغیر اور پہلے اور بعد کی رعایت کے بغیر کیونکہ کئی خواب جمع ہوگئے اس لئے بہت باتیں ذہن سے نکل گئیں۔ بعض میں یاد بھی ہیں انہیں ذکر بھی کروں گا۔

❶ ایک دفعہ قیلولہ کے وقت سو رہا تھا کہ خواب میں حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ حدیث "انکم سترون ربکم عیانا وفی روایة لا تضامون فی رویة" جب تم اپنے رب کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھو گے اور ایک روایت میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ اور پریشانی محسوس نہیں کرو گے۔ میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں تم کچھ بیان کرو۔ تعمیل ارشاد کی غرض سے کچھ بیان کر رہا تھا کہ بیان کے درمیان ایک شخص نے ظہر کی نماز کے لئے جگا دیا۔

❷ ایک روز قیلولہ میں تین دفعہ آنکھ کھلی اور ہر دفعہ زبان پر یہ شعر جاری رہتا تھا ؎

بسودائے جاناں زجاں مشتغل ❊ بذکر حبیب از جہاں مشتغل

ترجمہ: "محبوب کے عشق میں جان سے غافل ہے دوست کے ذکر کی وجہ سے جہاں سے غافل ہے۔"

❸ خواب میں دیکھا کہ میں مکان پر گیا ہوں اور جو میدان میرے یہاں مختصر سا ہے وہ بہت وسیع نظر آیا۔ سارے میدان میں باغ سجا ہوا ہے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اس گاؤں والوں کو خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے چٹیل میدان کو باغ سے آراستہ کر دیا۔

❹ خواب میں دیکھا کہ روزہ داروں کا مجمع ہے اور میں نے اپنے مکان سے ان کے افطار کے لئے میٹھی چیزیں منگائیں۔

❺ خواب میں دیکھا کہ میں جامع مسجد تھانہ بھون سے مکان جا رہا ہوں اور دھوپ ہے مولوی...... صاحب نے پوچھا تم نے اپنی چھتری کیا کی۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب...... لے گئے۔ انہوں نے کہا دیکھا بھی ہے کہ ویسے ہی کہتے ہو۔ میں نے کہا کہ اچھی طرح تو خیال نہیں کیا مگر غالبًا وہی لے گئے۔ اتنے میں مکان پہنچ گیا۔ ایک گلی میں جا رہا تھا کہ کچھ ٹھکریاں اوپر سے گرنے لگیں۔ میں نے کہا کہ یہ جنات گراتے ہیں مولوی...... نہیں معلوم کہاں گئے۔ مگر اب میرے ہاتھ میں چھتری ہے۔ دو چار ٹھکریاں گریں اس کے بعد چھوٹے پتھر بڑے زور سے گرنے لگے میں جلدی جلدی کلمہ طیب پڑھنے لگا اور ایک مکان قریب تھا اس کے اندر چلا گیا۔ مگر بفضلہٖ تعالیٰ وحمایتہ میں بالکل محفوظ رہا ذرہ برابر بھی مجھے چوٹ نہیں لگی۔

❻ خواب میں دیکھا کہ مجمع ہے اور حضرت بھی مجمع میں شریک ہیں ایک رقعہ ہے جس کو مولوی...... صاحب مجمع والوں کو سناتے ہیں۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت تھانوی دامت برکاتہم و فیوضہم بڑے کامل ہیں اور ان کا کھلا ہوا کمال یہ ہے کہ جو حضرت سے کچھ بھی محبت اور مشابہت پیدا کرے اسے حضرت اللہ تعالیٰ کی مدد سے واصل کر دیتے ہیں۔ مشابہت کا لفظ جو عربی میں تھا مولوی...... صاحب سے نہیں پڑھا جاتا تھا۔ میں ان کو بتاتا تھا۔ کہ بھئی پڑھتے کیوں نہیں۔ حضرت سے مشابہت پیدا کرنے والا مضمون رقعہ عربی میں تھا۔

❼ کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی...... صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جہاز پر لوگ سوار ہیں اور اس کا ناخدا میں ہوں۔ میں خواب میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ خواب حضرت سے ضرور بیان کیجئے۔ حضرت اس کی تعبیر انشاء اللہ بہت اچھی دیں گے۔ اور اس جہاز میں نہ مشین تھی نہ تار نہ مسطول نہ دھواں تھا۔ اس کے چلنے کی صورت یہ تھی کہ طول کے دونوں کناروں پر پیر رکھ کر اور کچھ ہاتھوں کے زور سے چلتا تھا آنکھ کھلی تو دیکھنے والا میں تھا۔

تحقیق: اخیر خواب کے معنے یہ ہیں کہ آپ دونوں صاحب انشاء اللہ تعالیٰ طالبین کے قائد ہونے والے ہیں۔ پانچویں خواب کے معنی یہ ہیں کہ شیاطین کے حملوں و وساوس وغیرہا سے انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی اور بقیہ خواب بالکل ظاہر ہیں۔

حال: کل چاشت کی نماز کے بعد اسم ذات کا ذکر کر کے حسن العزیز پڑھتا پڑھتا سو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میں اور حافظ...... حضرت کے پاس بیٹھے ہیں اور میں بہت ہی بے تکلفی سے جیسے کوئی بے تکلف دوست گفتگو کرتا ہے

حضرت سے گفتگو کر رہا ہوں اور تعجب بھی کرتا ہوں کہ تو تو حضرت کے سامنے بے تکلف تو کیا بہ تکلف بھی کبھی گفتگو نہیں کرتا۔ گفتگو کے درمیان ...... آئے اور حضرت سے کچھ گفتگو کر کے چلے گئے۔ جانے کے بعد حافظ صاحب نے حضرت سے پوچھا ...... نہیں آئے میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت حافظ ...... صاحب پر محویت طاری ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں بھئی حافظ صاحب کو مقام فنا حاصل ہے۔ میں نے حافظ صاحب سے عرض کیا کہ جناب حافظ صاحب ...... یہیں پر سامنے آئے اور بیٹھے اور گفتگو کی اور چلے گئے اور آپ کو پتہ نہ چلا اس کے بعد کھانا آیا۔ حضرت اور چند اشخاص (جن کی پہچان ان کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی) کھانے میں شریک ہوئے۔ حضرت میرے ساتھ شریک ہوئے اور سب لوگ جلدی سے فارغ ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ مگر میں کھانا بند نہیں کرتا تھا۔ اور کھاتا جاتا تھا۔ دودھ بھی اور شیرینی اور نمکین چیزیں تھیں۔ میں اپنے دل میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میری خوراک تو اتنی نہیں تھی اتنا کیوں کھاتا ہوں حضرت فرماتے جاتے ہیں کہ بھئی تم خوب کھاؤ۔ چار چیز نیک کر۔ اور مطلب اس جملہ کا یہ تھا کہ یہ کھانے تو کچھ ایسے عمدہ نہ تھے مگر چونکہ کئی شخص نے مل کر کھایا اس لئے عمدہ ہو گئے۔ مگر حقیقت میں وہ کھانے بہت لذیذ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کو کی جگہ ''کرؤ'' (یعنی ایک کی جگہ جمع کا صیغہ فرمایئے) کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا ''کرؤ'' کر دو۔ مطلب یہ تھا کہ اس کے ساتھ خصوصیت نہ رہے بلکہ چار شخص ہر چیز کو عمدہ کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی صاحب دیکھئے حضرت نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ چار چیز نیک کند۔ مطلب میرا یہ تھا کہ انہیں تسکین دے دوں۔ کیونکہ انہیں اپنے متعلق اطمینان نہیں۔ اگر مگر لگاتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ میں تو ابھی چند ہفتہ گزرے کہ اپنے کو منافق سا سمجھتا تھا۔ مخاطب کرنے سے میرا مطلب یہ تھا کہ جناب مولوی ...... صاحب کو کشف ہوا کہ مولوی ...... صاحب کو بارگاہ اشرفی سے لالٹین ملی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سرمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے مشابہ ہیں۔ ایسا ہی مولوی ...... صاحب نے کچھ دیکھا اور سب کا حضرت نے اچھا جواب لکھا۔ غرضیکہ چار کا عدد پورا ہو گیا۔ اطمینان رکھو تعبیر سے سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ جتنوں کا اس خواب میں ذکر ہے سب کی کامیابی کی علامت ہے۔

حال: اب دو چار خواب لکھتا ہوں جو پچھلے پرچہ کے بعد نظر آئے ہیں۔

① حضرت نے مجھے کئی قسم کے عطر عنایت کئے جن کو میں استعمال کر کے اور کچھ ہاتھ میں لے کر مسجد میں بیٹھا اور بہت تیز اور بہت عمدہ خوشبو ہے۔

تحقیق: انتفاع ونفع کی بشارت ہے جس کا مصداق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس وقت بتا دیتا ہوں۔ میرے نزدیک آپ بیعت کی اجازت وتعلیم وتلقین کے اہل ہیں۔ خدا کے نام پر مخلوق کی خدمت کیجئے۔ اور اپنے خاص خاص احباب سے اس کو ظاہر کر دیجئے۔

حال: ② میں مکان پر گیا ہوں اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ جب میں امامت کے لئے کھڑا ہونے لگا تو تکبیر تحریمہ سے پہلے میری زبان سے ایک دفعہ لفظ اللہ ایسا نکلا کہ سر سے پیر تک ہلا دیا۔ خیر پھر اپنے کو سنبھال کر تکبیر تحریمہ کہی۔ اس کے بعد ایسی بے خودی ہوئی کہ زمین پر گر گیا۔

تحقیق: اس کی تعبیر جمع بین الظاہر والباطن (یعنی ظاہر و باطن کے ایک ساتھ ہونے کی) ہے۔

حال: ③ دیکھا کہ ایک مردار ہے اسے بہت سارے گدھ جمع ہو کر کھا رہے ہیں۔ میں نے سب کو اڑایا اور سب اڑ گئے۔ مگر دو چار پھر واپس آئے۔ میں نے نفرت کے لہجہ میں کہا کہ کیسے کھاتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اس سے محفوظ ہیں۔

تحقیق: بری دنیا کی شکل دکھلائی گئی۔

حال: ایک جگہ چند درخت ہیں جو بہت ہی کانٹے دار ہیں۔ میں اس میں چلا گیا تھوڑی دیر تک رہا اور چلا آیا۔ مجھے کانٹے نہیں چبھے صحیح وسالم چلا آیا۔ کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ گنہگار کو خدا کے عذاب کو ایسا ہی گھیرے ہوئے سمجھنا چاہئے۔ جیسے یہ کانٹے دار درخت چاروں طرف سے ہیں جدھر پیر رکھا جائے اور جدھر ہاتھ پھیرا جائے کانٹے ہی پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی یہ مثال سن کر میں بہت رویا تعبیر سے سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: معاصی وعقوبات (گناہوں اور گھاٹیوں کی) مثالی شکل دکھائی گئی۔

حال: حضرت والا مدظلہم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض ہے کہ بندہ کو جب اللہ تعالیٰ سے ملنے کی زیادہ بے چینی ہوئی اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ بدن پر زلزلہ سا ہے اور قلب اور آنکھوں سے ذات حق کی تجلی بغیر کسی خاص شکل وصورت کے ہوئی مگر اس سے سیری نہیں ہوئی (یعنی پیاس نہ بجھی) تو فوراً اس پہلی حالت سے زیادہ واضح تجلی ہوئی۔ مگر اس سے بھی سیری نہیں ہوئی تو تیسری بار دوسری دفعہ سے بھی زیادہ واضح تجلی ہوئی۔ مگر اس سے بھی سیری نہیں ہوئی یہاں تک کہ پانچ یا سات بار تجلیات کا ظہور ہوا۔ اور ہر بار بے چینی اور شوق زیادہ ہوتا گیا۔ مگر سیری نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ آنکھ کھل گئی۔ عرض ہے کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔

تحقیق: اس طرف اشارہ ہے کہ طبعی سیری تنزیہ میں نہیں ہوتی۔ صرف تشبیہ ذات حق پر ناممکن ہے اس لئے سیری کی طلب کرنا محال چیز کی طلب کرنا ہے۔ والنعم ما قیل فیہ ؎

دلا رام در بر دلا رام جو ❁ لب از تشنگی خشک و برطرف جوئی

تَرجَمہ: ''محبوب گود میں ہے اور محبوب کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔ نہر کے کنارے پر ہیں اور ہونٹ پیاس سے خشک ہیں۔''

وایضا قیل ؎

مصلحت نیست مراسیری ازاں آب حیات ❁ ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

تَرجَمہ: ''میرا اس آب حیات سے سیراب ہو جانا اچھا نہیں ـــــ بڑھتی رہے فضل خدا سے یہ پیاس ہردم یونہی۔''

چونکہ کبھی کبھی شدت شوق میں ایسی ہوس پیدا ہوتی ہے جو سنت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس کی اصلاح رحمت ہے اور آخرت میں چونکہ طبیعت کے خواص بدل جائیں گے لہٰذا مرتبہ تنزیہ کا مرتبہ بھی تسلی بخش ہو جائے گا اور اسی مرتبہ کے مناسب رویت بھی ہوگی۔

حَالؒ: بہت دن ہوئے خادم نے یہ خواب دیکھا تھا کہ کوئی شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے مصافحہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھوں پر بال ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو یہ جواب دیا کہ میں جنات کی قسم ہوں۔ اس کے بعد (اس) محتاج نے مکرمی منشی ...... رامپوری مرحوم کو دیکھا کہ وہ میرے پاس تشریف لائے۔ خادم کے سینہ پر کلام مجید رکھا ہے۔ ان سے یہ عرض کیا کہ میرے سینہ پر سے کلام مجید اٹھا کر صندوق پر رکھ دو۔ اسی دن سے خادم کی حالت بہت ہی ردی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ ایسی نماز سے کیا فائدہ جس سے حق تعالیٰ کی بے ادبی ہو۔ نہ مجھ سے کلام مجید پڑھا جاتا ہے۔ غرض دعا کا امیدوار ہوں۔

اگر جناب والا فرمائیں تو حاضری کے لئے تیار ہوں اگرچہ کمزوری کی وجہ سے میری حالت ایسی نہیں کہ سفر برداشت کر سکوں خشکی حد سے زیادہ ہے اجابت کئی کئی روز نہیں ہوتی۔ ارنڈی کا تیل پیتا ہوں تب اجابت ہوتی ہے۔ اس جسمی تکلیف کا تو خیال نہیں جتنا اپنی اس حالت کا رنج اور ملال ہے۔ براہ بندہ پروری اگر فرمائیں تو خادم واپسی پر خدمت عالی میں حاضر ہو۔ یا جیسا حکم ہو تعمیل کروں۔ مجھے اپنی حالت پر حد سے زیادہ افسوس ہے۔

تَحقِیق: کچھ افسوس کی بات نہیں۔ یہ منجانب اللہ امتحان ہے بس اپنے کام میں لگے رہیں خواہ جی لگے یا نہ لگے۔ امتحان میں پورا اترنا یہی ہے (کہ کام میں جی چاہے نہ چاہے لگے رہیں) انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد حالت درست ہو جائے گی۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دیں۔

سُؤال: رمضان شریف کے اندر ابر وغبار کی وجہ سے دو روزوں کے افطار میں شک تھا کہ شاید غروب سے پہلے

افطار ہو گیا ہے خواب میں معلوم ہوا کہ بے شک وہ افطار غروب سے پہلے ہی تھا۔ ارشاد فرمائیں کہ ان (روزوں) کی قضا ادا کروں یا نہ۔

جواب: خواب سے کوئی حکم ثابت نہ ہوگا اگر افطار سوچ بچار کر کیا ہے تو قضا نہیں۔ لیکن اگر کوئی مزید اطمینان کے لئے قضا رکھ لے۔ تو خرابی کچھ نہیں۔ دوسروں پر ظاہر نہ کرے کہ وہ خواب سے حجت پکڑنے لگیں گے۔

حال: خواب: حضور والا ایک عالی شان مکان میں ہیں طالب علموں کو درس دے رہے تھے۔ بندہ فاصلہ پر تھا۔ حضور کے تشریف رکھنے کی بندہ کو اطلاع نہ تھی۔ اور تحصیلدار ...... مسجد کے نمازی ہیں۔ ان صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر دور سے دکھا کر کہا کہ ہمارے پیر و مرشد یہاں آئے ہیں ملاقات سے مشرف ہو آؤ۔ ان کے کہنے سے بندہ نے بہت ہی خوشی سے حضور کی خدمت بابرکت میں آ کر السلام علیکم کہا۔ حضور والا نے وعلیکم السلام فرما کر بندہ سے مصافحہ کے لئے دونوں ہاتھ بڑھائے۔ حضور کو اپنے دست مبارک بڑھاتے دیکھ کر بندہ بہت پریشان ہو کر اسی وقت قدم مبارک کو ہاتھ لگا کر قدم بوسی (پیروں کو بوسہ دینے) سے مشرف ہوا بندہ کو قدم بوسی سے شب و روز نہایت خوشی و فرحت رہی ہے حضور مصافحہ نہ کرنے سے پریشانی ہے۔

تحقیق: پریشانی کی بات نہیں۔ چونکہ میں نے ابھی آپ کو بیعت نہیں کیا تھا۔ مگر آپ اتباع کرنے لگے۔ تو اتباع کرنے کو پیر کے ساتھ تعلق کی شکل میں کہ محاورہ میں قدم بقدم چلنا کہتے ہیں۔ معیت نہ ہونے کو ہاتھ کے ساتھ تعلق نہ ہونے کی شکل میں دیکھا کہ عادۃً بیعت مصافحہ بالید (ہاتھ ملانے) سے ہوتی ہے۔ سو اب توکلا علی اللہ (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے) آپ کو بیعت بھی کئے لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔

حال: اپنی بداعمالی پر غور کر کے شعر احب الصالحین ولست منہم الخ اور ؎

گر نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے ❁ نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

کو پڑھ کر اپنے کو تسلی دیتا ہوں اور دنیا میں جلد نتائج کے حاصل ہونے کے بارے میں حضرت مولانا العارف رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار ذیل سے بہت اطمینان ہو گیا ہے ؎

چارہ می جوید پے من درد تو ❁ می شنودم دوش آہ سرد تو
مے توانم ہم کہ بے ایں انتظار ❁ رہ نمایم واد وہم راہ گزار
تاازیں طوفاں دوراں وارہی ❁ برسر گنج و صالم پانہی
لیک شیرینی و لذات مقر ❁ ہست بر اندازہ رنج سفر
آنگہ از فرزند و خویشاں برخوری ❁ کز غریبی رنج و محنتہا بری

ترجمہ

❶ (خود) تیرا درد میرے ملنے کی تدبیر کر رہا ہے (اس لئے اس درد کو اچھا سمجھ چنانچہ) کل میں تمہاری ٹھنڈی آہ سنتا تھا۔ (مطلب یہ ہے کہ دیکھو درد کی وجہ سے آہ نکلتی ہے تو اس کے ذریعے مجھ تک شنوائی ہوئی۔

(مفتاح دفتر ۳ ص ۶۵۰)

❷ بے شک میں ایسا کر سکتا ہوں کہ اس (جدائی کے درد اور) انتظار (کی مصیبت) کے بغیر مل جاؤں (اور) تجھے آنے کا راستہ دکھا دوں۔

❸ تاکہ تو زمانے کے اس چکر سے چھوٹ جائے اور میرے وصال کے خزانے پر پاؤں رکھے۔

❹ لیکن ٹھکانے پر پہنچنے کی لذت اور مزے سفر کی تکلیف کے اندازے پر ہیں۔ (یعنی ہم سے ملنے میں جتنی تکلیف اٹھاؤ گے اتنا زیادہ لطف اٹھاؤ گے)۔ (مفاتح دفتر ۳ ص ۶۵۰)

❺ تو اپنے وطن اور رشتہ داروں (کے دیدار) سے اس وقت فائدہ اٹھائے گا جب کہ بے وطنی کی تکلیف اور مصیبتیں برداشت کرے گا۔

کئی دفعہ خواب میں دیکھا ہے کہ حضور احقر سے بہت خوش ہیں اور خاص احقر ہی کو مخاطب بنا کر تنہا دیر تک گفتگو فرمائی ہے۔ احقر بھی بلا خوف و تکلف حضور سے بات چیت کرتا ہے۔ مگر یاد نہیں کہ کیا گفتگو تھی۔ ایک دن یہ خواب نظر آیا کہ حضور والا نے سب ذاکرین کی دعوت فرمائی ہے اور دعوت میں فیرنی یا اسی قسم سے دوسری کوئی چیز سفید کھلا کر شربت چینی پلایا گیا ہے احقر بھی مدعو تھا۔ مگر ایک دکان پر کھانا کھا کر ذرا سب سے پیچھے گیا تو حضور احقر کا شدت سے انتظار فرما رہے تھے اور پوچھا کہ اب تک کہاں تھے۔ میں نے بیان کیا کہ کھانا کھانے لگے۔ جناب نے اس کے بعد وہ پیالہ میں کی چیز دی۔ اس کو کھایا اس کے بعد شربت پلایا۔

ایک دن دیکھا کہ میں مکان پر ہوں اور ایک تالاب پر ہوں اس تالاب میں ایک سوراخ تھا جس کے اندر ایک اژدہا تھا۔ میں نے مارنے کا قصد کیا مگر وہ اتنا بڑا تھا کہ دیکھ کر میں ڈر گیا۔ اتنے میں بڑے بھائی نے ایک لاٹھی ماری۔ وہ کود کر زور سے میرے پاؤں میں کاٹ کر بھاگ گیا۔ اسی طرح دوسرا اژدہا نظر آیا۔ مگر یہ دوسری قسم کا تھا۔ اس نے بھی مجھ پر حملہ کر کے زخمی کیا۔ مگر مجھ کو کچھ بھی زہر محسوس نہیں ہوا۔ دوسرے لوگ اس کی تکلیف پر تعجب کرتے تھے اور سب واپس چلے گئے۔

ایک دن دیکھا کہ حضور مجھ کو رخصت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ اب تم جاؤ گھر کا انتظام دیکھو اور معمول بتا دیا کہ اس کو پڑھا کرنا۔ تو میں بہت زار زار روتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے ایک ہی وقت کھانا دیجئے گا مگر یہیں رہنے

دیجئے میری یہ آزادی جاتی رہے گی۔ حضور کی جدائی کی تکلیف نہ برداشت کرسکوں گا مگر حضور نے نہیں مانا آخر مجبور ہوکر مکان چلا گیا۔ اگر خواب مذکورہ احقر کے حق میں کچھ اچھی تعبیر رکھتے ہوں تو ارشاد فرمایا جائے جس سے ایک قسم کی تسلی ہوجائے اور آگے بڑھنے میں حوصلہ افزائی ہو۔

تحقیق: سب خوابیں مبارک ہیں۔ انشاء اللہ پورے نفع کی بشارت ہے۔

حال: احقر کے اصلاح اخلاق و اعمال کی طرف توجہ فرما کر خداوند کریم سے دعا فرمائیں کہ خدا جلد اصلاح کر دے۔

جواب: اللہ مزید اصلاح فرمائے۔

حال: ایک ذاکر نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ تہجد کی نماز کے بعد چاند کے دائرے میں اللہ کا نام بہت خوش خط لکھا ہوا ہے اور میں اسے دیکھ کر ذکر کرتا ہوں۔ اس کی تعبیر کیا ہوگی۔

تحقیق: ہم لوگوں کا خواب ہی کیا۔ بالفرض اگر یہ خواب ہو تو تعبیر یہ ہوسکتی ہے کہ چاند سے مراد قلب ہو اس پر اللہ کے نام کا اثر ہو۔

حال: ایک دن یہ بیان کیا کہ ایک دن ذکر کے اخیر میں بس ہچکی سی بندھ گئی۔ یعنی جو لفظ زبان سے کہتا تھا وہی لفظ دل سے دھکے کے ساتھ نکلتا تھا اور یہ حالت دعا کے ختم تک رہی۔ یہ بھی تحقیق فرما کر مطلع فرمایا جاؤں۔

تحقیق: (قوت) متخیلہ کے حرکت میں آنے سے اعضا پر یہ اثر پہنچا محمود ہے کمال نہیں۔

حال: کمترین نے تین چار بار خواب میں یہ دیکھا کہ ایسے مکان میں ہے جہاں تمام غلاظت ہے۔ کمترین ایڑی کے بل چل رہا ہے اور راستہ ڈھونڈ رہا ہے اور ملتا نہیں جس سے کمترین کو بار بار یہ خیال آتا ہے کہ اصلاح نہ ہوگی۔ انہیں منکرات میں گرفتار رہے گا۔

تحقیق: تو بہ ہم لوگوں کے خواب ہی کیا خاص طور پر جب مزاج طبعاً معتدل بھی نہ ہو۔ دوسرے اس تعبیر ہی کی کیا دلیل کیا اس میں یہ اشارہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ ان سب غلاظتوں سے بچا دے گا۔ چنانچہ ایڑی کے بل چلنا بچنے ہی کے لئے ہوتا ہے۔

حال: پرسوں میں نے ایک خواب عجیب حیرت انگیز دیکھا۔ معلوم نہیں کہ اس کی حقیقت ہے یا صرف حدیث النفس (جی کی بات) ہے میں نے دیکھا کہ جنت ہے اور اس کے درجے اس طرح ہیں کہ جنت کے اندر جنت ہے اور ہر درمیان کا درجہ درجہ محیط سے بلند ہے۔ پہلے مجھ کو داخل ہونے میں تردد ہوا کہ حق تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کیسے جاؤں۔ پھر میں نے جی میں کہا کہ اگر کوئی روکے گا تو رک جاؤں گا۔ میں کسی کی مزاحمت کے بغیر اندر

چلا گیا۔ ایک درجہ میں میں نے رادھا کو دیکھا اور غالباً رام و کنہیا و صاحبوں کو دیکھا۔ اتنا خوب یاد ہے کہ ہنود کے پیشوا یہ دونوں صاحب تھے۔ پھر میں چلا آیا تو کشن سے ملاقات ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کیا آپ بت پرست تھے انہوں نے انکار کیا۔ میں نے پوچھا پھر آپ کیا کرتے تھے۔ ہاتھ سے انہوں نے اشارہ ستار کی طرف کیا۔ میں نے پوچھا ماس (گوشت) کھانا کیسا ہے۔ اس پر وہ ناراض ہوئے میں نے کہا آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں۔ ہم سے اگر کوئی پوچھے کہ سور کھانا کیسا ہے تو ہم کہیں گے حرام ہے۔ پھر انہوں نے یورپ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے پوچھا یورپ کے جھگڑوں کا کب خاتمہ ہوگا۔ انہوں نے کہا ایک سال میں۔ میں نے پوچھا ترک رہیں گے انہوں نے کہا تم کو کیا پڑی ہے۔ میں نے کہا وہ ہمارے بھائی ہیں تو کہا رہیں گے۔

دوبارہ عرض ہے کہ عام مسلمانوں کی جگہ میں میرا بھی ٹھکانا تھا۔

تحقیق: مجھ کو تعبیر سے مناسبت نہیں خود بخود جو خیال میں آیا عرض کرتا ہوں۔ جس درجہ کی روایات سے ان لوگوں کی ضلالت کا خیال بیٹھا ہوا ہے۔ خواب جس سے کہ اس کے خلاف معلوم ہوا اس کا درجہ بھی ان (روایات) سے زیادہ نہیں۔ پس دونوں باتوں کا حاصل یہ نکلا کہ نہ ان کے ہدایت یافتہ ہونے کا یقین کرے اور نہ اس کی ضد کا یقین کرے۔ عجب نہیں کہ اس رویا سے اسی پر تنبیہ کی گئی ہو۔ اس سے مقصود زبان کے لمبا ہونے (زیادہ باتیں کرنے) سے روکنا ہو۔ اور ممکن ہے آلات موسیقی کا حرام ہونا پہلی والی ملتوں میں نہ ہو۔ گوشت کے سوال پر ناراضی ممکن ہے۔ کہ اس وجہ سے ہو کہ حلال چیز میں کیوں شبہ کیا جائے۔ باقی آپ کی تشبیہ دوسرے سوال کے ساتھ یہ حدیث النفس (جی کی بات) ہے۔ یورپ اور ترکوں کا قصہ واللہ اعلم اور عامہ مسلمین کے درجہ میں دیکھنا ممکن ہے۔ کہ باعتبار حال کے ہو جو مساکین کے ساتھ بیٹھنے کی صورت ہو اور جزا و مال (بدلہ اور مستقبل) اس سے افضل ہو۔

حال: بندہ حضرت مولانا شدہ عبدالرحیم صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا خادم ہے۔ عرصہ تک حضرت کی خدمت میں رہا ہے۔ حضرت کی بہت عنایت تھی۔ حضرت کے ارشاد کے موافق حسب توفیق پڑھتا ہوں۔ حضرت والا سے بھی دلی سچی عقیدت ہے۔ حضرت کی حیات میں حاضر بھی ہوا ہوں۔ مولوی ظفر احمد صاحب و منشی ریاض الدین صاحب جناب کے خدام میں سے بندہ کو جانتے ہیں۔ پیر کے روز دوپہر کے وقت خواب دیکھا کہ کسی مقام پر مسجد میں بعد نماز امام مسجد یہ فرما رہے ہیں کہ جو شخص جنتی ہونا چاہے وہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے مرید ہو جائے۔ اپنے آپ کو امام کے قریب پاتا ہوں۔ خواب کی حالت میں حافظ مولوی واجد علی صاحب رائے پوری جو ایک دوست ہیں۔ ان کو امام سے مخاطب دیکھتا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ مرید ہوتے ہی جنت

میں چلا جائے گا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ فوراً ہی چلا جائے گا تو جسے زمین پر چلتا ہوا جنتی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لے۔

فقط اپنا جہاں تک خیال ہے یہ خواب ہے خیال نہیں ہے۔ اگر چہ اس کان کھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن دل نے نہ مانا۔ لہٰذا عرض ہے کہ اگر اس میں بندہ کے لئے ہدایت ہے تو اسی عریضہ کو بیعت کی درخواست سمجھنا چاہئے۔ حضرت قطب العالم مولانا گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے بیعت ہوں مگر کام نہ کر سکا۔ افسوس ہے دعا فرمائیں۔

تحقیق: آپ کی اگر چہ صورت میرے ذہن میں اس وقت نہیں مگر میں اچھی طرح پہچانتا ہوں اور محبت بھی رکھتا ہوں۔ اگر یہ واقعہ غلبہ حسن ظن کے سبب خیال نہیں ہے بلکہ خواب ہے تو تعبیر اس کی ظاہر ہے کہ بزرگوں کی دعا کی برکت سے مجھ کو اتباع سنت کی تعلیم کا خاص اہتمام ہے وہ یقینی جنت کا راستہ ہے۔ باقی خاص طریقہ سے بیعت ہونا میرے نزدیک یہ مراد نہیں۔ سنت کی طرف بلانے والے سے تعلق و اتباع بھی مرید ہونا ہی ہے اگر آپ مجھ سے خدمت لیں۔ عذر نہیں۔

حال: گذارش حال یہ ہے کہ خادم جس زمانہ میں جناب حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کی دعا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ایک شب خواب میں سنا کہ کوئی کہتا ہے "ما ارید لما یرید" (میں اس بات کا ارادہ نہیں کرتا جس کا بندہ ارادہ کرتا ہے) اس خواب کی مدت تو خادم کو یاد نہیں ہے۔ اطلاعاً تحقیق کی امید کی وجہ سے پیش خدمت ہے۔

تحقیق: اس عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں اس بات کا ارادہ نہیں کرتا جس کا بندہ ارادہ کرتا ہے۔" میرے نزدیک اس میں تعلیم تھی کہ زیارت نبوی ﷺ کی تمنا جو پوری نہیں ہوئی۔ اس سے دل ٹوٹے ہوئے نہ ہوں۔ ہم وہی کرتے ہیں جو رحمت اور حکمت ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو بندہ چاہے ہم وہی کریں یہ وہی مسئلہ ہے جو میں کہا کرتا ہوں کہ جو امر بندہ کے اختیار میں نہ ہو اس کا ہر پہلو خیر ہے۔ نہ اس کے پیچھے پڑ نہ اس کو مقبولیت یا مردودیت کی علامت سمجھو۔ تربیت السالک کو غور سے نہ دیکھنے سے غالباً ابھی یہ غلطی آپ کی ختم نہیں ہوئی۔

حال: حال میں ایک واقعہ ہوا جس سے البتہ کچھ کمی ہوگئی۔ وہ یہ کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں بیمار ہوں اور یوں کہہ رہی ہوں کہ افسوس مجھ کو یہ کیا ہوگیا کہ ہندوؤں کے عقیدے دل میں آتے جاتے ہیں اور ایمان سے (نعوذ باللہ) دل خالی ہوا جاتا ہے۔ اگر موت آگئی تو کیا ہوگا۔ دل میں ایک عجیب کیفیت تھی گویا کوئی چیز دل سے نکل رہی ہے جاگنے کے بعد زاید پریشانی نہ تھی لیکن عصر کی نماز میں اچانک خواب یاد آیا اور اتنا صدمہ و پریشانی

ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ نماز کے بعد خوب دعا مانگی کہ میرے ایمان کی یا اللہ آپ ہی حفاظت فرمائیے۔ اس سے کچھ سکون ہوگیا۔ مگر رات کو سونے کے وقت تک یہ حالت رہی پھر صبح کچھ نہ تھا۔

آج پھر عصر کی یعنی دوسرے نماز میں وہی خواب یاد آیا اور پہلے سے بھی زاید خراب حالت ہوئی کہ زندگی بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ موت سے بھی سخت وحشت ہوتی ہے۔ مشکل سے نماز پوری کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ سب شیطان کی حرکت ہے فوراً بائیں جانب تھتکارا اور کہا جا دور ہو۔ میرے ایمان کا اللہ پاک محافظ ہے تو کچھ نہیں کر سکتا۔ الحمد للہ ابھی حالت درست ہوگئی۔ اگر چہ اثر دیر تک رہا۔ پھر بفضلہٖ یہ مصیبت کبھی پیش نہیں آئی لیکن ابھی جب خیال آتا ہے تو خوف معلوم ہوتا ہے۔ مسلسل حسن خاتمہ کی دعا کرتی ہوں اور جناب والا سے بھی دعا کی ملتجی ہوں۔

تحقیق: خیر اس خواب میں بھی ایک خیر کا پہلو تھا۔ ”عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم“ (کبھی تم کسی چیز کو ناگوار سمجھتے ہو مگر وہ تمہارے لئے خیر ہوتی ہے) اگر چہ شیطان کی طرف سے غمگین کرتا تھا مگر

ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

کہ اگر اللہ چاہے تو دشمن بھی خیر کا سبب ہو جاتا ہے۔

حال: بندہ بفضلہٖ تعالیٰ اور دعائے حضور والا سے اپنا کام کر رہا ہے مگر عرض یہ ہے آج کل تکلیفوں اور حضرت والا کی جدائی کی پریشانی کی وجہ سے حالت بہت ہی ابتر ہو رہی ہے۔ دوبارہ کچھ قبض ہو رہا ہے۔ انہیں تفکرات اور پریشانیوں میں تھا کہ ایک رات کو جو بندہ سویا تو یہ خواب دیکھا کہ بندہ نے گاجر کا حلوا تیار کیا ہے اور مع دیگچی کے تمام کا تمام حضور والا کی خدمت عالیہ میں پیش کیا۔ حضرت والا اپنی سہ دری میں تشریف فرمائیں۔ حضور نے دیگچی میں سے ہی حلوا نوش فرمانا شروع کیا بندہ پاس بیٹھا ہے۔

حضور والا نوش فرما ہی رہے تھے کہ بندہ نے خانقاہ کے دروازہ کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت والا گنگوہی مولانا رشید احمد صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ اور پندرہ بیس آدمی اور سفید کپڑے پہنے ہوئے بہت بزرگ ساتھ ہیں چاروں طرف یہ لوگ اور بیچ میں حضرت گنگوہی ہیں۔ میں دیکھ کر فوراً کھڑا ہوگیا اور حضرت والا سے عرض کیا کہ مولانا گنگوہی تشریف لائے۔ حضور والا بھی کھڑے ہوگئے اور دروازہ کی طرف تشریف لے چلے۔ اتنے میں حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے آپ کو دیکھا تو اور آدمیوں کے بیچ میں سے آگے بڑھے یعنی جلدی سے حضرت کی طرف لپکے اور ادھر آپ بھی جلدی سے چلے تو اب دونوں خوب گلے لگ کر ملے معانقہ کیا۔ اس وقت بندہ نے دیکھا تو حضور والا سبز چوغہ پہنے ہوئے ہیں نہایت خوبصورت اور حضرت گنگوہی خود رنگے یعنی

شتری رنگ کا چوغہ پہنے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد حضرت گنگوہی نے حضرت والا کو ایک کوئی ٹوکرے کے قسم سے ایسا قبہ سا بنا ہوا اونچا سا اور چاروں طرف اس کے کپڑا لگا ہوا اور ایک طرف جیسا کہ دروازہ ہوتا ہے دروازہ ہے عطا فرمایا۔ حضرت والا نے حضور گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے لے کر فوراً بندہ کو عطا فرما دیا اور فرمایا خانقاہ کے دروازہ سے باہر فوراً لے جا۔ بندہ لے کر دروازہ سے باہر جا کھڑا ہوا۔ اب دیکھتا ہوں کہ تو اس کے اندر طرح طرح کے پھل اور میوہ جات ہیں۔ اب میں سوچتا ہوں کہ اب میں کیا کروں اور ادھر جناب مکرمی مولوی شبیر علی صاحب بندہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور اشارہ کر رہے ہیں کہ مجھ کو بھی اس میں سے کچھ دیں۔ میری طبیعت بھی چاہ رہی ہے کہ یہاں آ کر لیں ایک پھل اس میں سے بندہ نے کھایا ہے۔ اب دونوں گھروں میں اس کی تقسیم کی فکر ہوئی ہے تو طبیعت نے یہ فیصلہ کیا کہ سب کا سب بڑے گھر میں پہنچا دو اور عرض کر دو کہ برابر تقسیم حضرت بڑی پیرانی صاحبہ کر دیں گی۔ اتنے میں بندہ بیدار ہو گیا۔ حضور والا ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مبارک خواب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دینی نفع کی بشارت ہے۔

ایک اجازت یافتہ کا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض یہ ہے کہ امروہہ میں ایک مسماۃ ہیں وہ بندہ سے بیعت ہیں اور بہشتی زیور وغیرہ حضرت والا کی کتابیں نیز ترجمہ کلام اللہ بندہ سے حرفاً حرفاً پڑھا ہے۔ پہلے ایک شیخ کی مرید تھیں۔ صوم و صلوۃ (نماز روزہ) کے علاوہ اوراد و وظائف بھی پڑھتی رہتی ہیں۔ بہت سی لڑکیاں اور بڑی بڑی بی بیاں ان سے پڑھتی ہیں۔ کسی سے کچھ معاوضہ نہیں لیتیں۔ پڑھنے کے ساتھ ہی اپنے اعمال بھی درست کرتی جاتی ہیں۔

ان کا یہ خواب ہے کہ میرے پاس خواب میں ایک شخص ایک تختی لایا وہ میرے سامنے پیش کر کے کہتا ہے کہ اسے پڑھو۔ میں نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تمہارے دادا پیر مولانا اشرف علی صاحب کی تربیت کی کفالت ہم نے کر لی ہے۔ اللہ میاں بقلم خود۔ اب ان بی بی کا بیان ہے کہ میں نے اس شخص سے جو اس تختی کو لایا تھا پوچھا کہ میں کفالت کے معنی نہیں جانتی کیا ہے۔ جواب دیا کہ ان کی تربیت کا اللہ میاں نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔

انہیں بی بی کا یہ خواب ہے کہ ایک بہت بڑا میدان ہے جس کی کوئی ابتدا و انتہا معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں سب اولین و آخرین جمع ہیں۔ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے لے کر عام مسلمانوں تک اور یہ مشورہ ہو رہا ہے کہ وعظ ہونا

چاہئے۔ جس شخص کے پاس جا کر یہ عرض کیا جاتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ ہمارا بیان سارے مجمع کو کافی نہیں ہوسکتا۔ مولانا اشرف علی صاحب کے پاس جاؤ وہ اس کام کو پورا کریں گے۔ چنانچہ حضرت کے پاس لوگ آئے اور عرض کیا۔ حضرت نے یہ فرمایا مجھے خدا کی ذات سے یہ امید ہے کہ میری آواز مجمع کے ابتدائی وانتہائی حصوں میں پہنچ جائے گی۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ میرے بیان سے لوگوں میں تفرقہ ہو جائے اور میں مسلمانوں کی تفریق کا سبب بنوں۔ سب نے بالاتفاق یہ بات سن کر عرض کیا کہ آپ کے بیان سے مسلمانوں میں تفرقہ نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت نے منظور فرما کر بہت بڑا اور عجیب بیان فرمایا اور وعظ کے ختم کے بعد آپ کو چند آدمی بلا کر لے گئے اور کہا کہ جناب کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا ہے۔ پھر اسی طرف کو تمام مجمع چلنا شروع ہوا جس طرف حضرت تشریف لے گئے تھے۔ جب اس مکان کے قریب لوگ پہنچتے ہیں اور اسی مکان میں ہوکر حضور ﷺ کے پاس جانے کا راستہ ہے اور اسی مکان کے دروازہ پر جس میں آپ ہیں دو اعرابی (عرب کے دیہات کے لوگ) کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ہر شخص سے پوچھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب کی سند تمہارے پاس ہے جس کے پاس ہوتی ہے اسے اندر جانے دیتے ہیں اور جس کے پاس نہیں ہوتی اسے دھکے دے کر نکال دیتے ہیں۔ اس پر میں بے اختیار کہتی ہوئی تیری طرف چلی (یہ بندہ کی طرف اشارہ ہے) کہ ہمارے بڑے حضرت تو مجدد ہیں۔ میں نے کہا تم بے وقوف ہو بلکہ حضرت رسول نما ہیں انہوں نے کہا کیا مطلب میں نے کہا ان کا مخالف جناب رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچے گا اور مجدد ہونا بھی اس کا ایک جزو ہے۔ اسی گفتگو میں ایک شخص ہم دونوں کو ایک قاضی کے پاس لے گیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ تم دونوں سچے ہو پیر مرید کا فرق ہے۔ (وہ کہتی ہیں کہ میں اس پر بھی نہ مانی اور کہا ہم بڑے حضرت سے فیصلہ کرائیں گے) جب آپ کے پاس حاضر ہوئی تو حضرت نے سن کر تبسم فرما کر مجھے بائیں جانب بٹھالیا اور تجھے (یعنی احقر کو) دائیں جانب اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

جواب: بشارت در بشارت ورحمت بر رحمت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

حال: عرض یہ ہے کہ بندہ مسکین عرصہ سے نہایت شوق رکھتا تھا کہ حضرات اکابر دین اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مبارک میں عاجز اپنے اخلاق کی اصلاح کرے تاکہ رضائے رب العالمین حاصل ہو لیکن درسی کتابوں کا پڑھنا رکاوٹ بنا رہا کہ اپنے اکابر فرماتے ہیں کہ تحصیل علوم مقدم ہے اب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں فراغت حاصل ہوچکی ہے۔ ثم الحمد للّٰہ علی ذلک مگر میری قسمت کہ یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوتے ہی ایک ایسے حادثہ میں مبتلا ہوا کہ حواس پریشان ہوگئے کچھ جنوں جیسے حالات بھی پیدا ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی

مددگار نہ تھا آزمائش کے شدید ہونے کی وجہ سے طبیعت یکسو نہ رہی فرائض اور سنن موکدہ ہی ہوتے تھے اس کی وجہ تھی کہ میں نے پہلے کبھی ایسی حالت دیکھی نہیں تھی۔ پھر مسکین ہی کے سر پر آ گئی۔

پس خداوند تعالیٰ نے اپنی غیبی امداد سے کسی قدر رہائی عطا فرمائی کہ غنیمت سمجھ کر فکر ہوا۔ کہ اب ضرور اپنے مقصود اصلی کی تلاش کرنی چاہئے۔ بیعت تو میری حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کے تلمیذ سے جو حضور مولانا مولوی...... صاحب مدظلہم العالی سکنہ ضلع میانوالی ہیں ان سے تھی لیکن جب ذکر اللہ تعالیٰ کی طلب کا وقت آیا تو مسکین نے کئی دفعہ استخارہ کیا اور دعا بھی کی کہ یا اللہ عزوجل ان دونوں حضرات میں سے جس حضرت کی صحبت میں عاجز ناکارہ کا نفع ہو اسی طرف میری طبیعت کو متوجہ فرما دے اور میرے ارادہ کو مستقیم فرما۔ پس حضور ہی کی خدمت عالیہ میں رہنے کا خیال بلکہ ارادہ پختہ ہو گیا۔

دوسرا یہ کہ کثیر التعداد خوابات آتے رہتے ہیں جن کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔

❶ ایک دفعہ دیکھتا ہوں کہ بہت عمدہ سجا ہوا وسیع مکان ہے۔ مخلوقات لاکھوں ہیں۔ لباس سب کا سفید براق ہے اور عالی جاہ کے پاس دودھ کے مٹکے بھرے ہوئے پڑے ہیں۔ اپنے ہاتھ مبارک سے لوٹے بھر بھر کر تقسیم فرما رہے ہیں اور مسکین بہت ہی پیاسا ہے۔ حضور سے خوف کی وجہ سے ذرا فاصلہ سے بیٹھ گیا۔ آپ نے مسکین کو اپنی طرف بلایا اور معانقہ فرمایا اور دودھ اتنا پلایا کہ مسکین کا پیٹ بھر گیا۔ آپ نے باقی بھی دودھ عطا فرمایا کہ جو شخص اشتیاق ظاہر کرے اسے دے دینا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

❷ دوسرا خواب یہ ہے کہ مسکین اپنے والد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ساتھ حج کر کے مدینہ طیبہ میں ہم دونوں باپ بیٹے پہنچے۔ جب مسجد نبوی میں گئے تو حضور سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ...... اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ عاجز تو مشاہدہ کرتے ہی گر گیا۔ آخر ہوش آیا میرے والد کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بلا لیا اور فرمایا کہ میاں قاری...... آج تو قرآن شریف تم سے سننے کو جی چاہتا ہے۔ پھر والد مرحوم نے ساری سورہ الرحمٰن پڑھ کر سنائی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بہت خوش ہوئے۔ خوشی میں اپنی چادر مبارک میرے والد مرحوم کو عطا فرمائی اور میرے والد مرحوم نے آنکھوں پر رکھ لی اور درود شریف بہت ہی ذوق سے پڑھنا شروع کیا۔ اس کے بعد میرے والد مرحوم نے اپنے مرشد قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مدفیوضہم کی خدمت شریف میں عرض کیا کہ یا حضرت اگر اس میرے لڑکے سے کوئی حدیث سنی جاتی تو میرے لئے بہت باعث خوشی ہوتا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے بارگاہ نبوی میں درخواست کی کہ یا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ لڑکا قاری...... کا فرزند ہے اور یہ ابھی حدیث شریف پڑھ کر آیا ہے۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مسکین سے بخاری شریف کی ابتدا ہی سے کچھ

پڑھوا کر فرمایا۔ بارک اللہ لک اور معانقہ فرمایا اور فرمایا کہ حاجی صاحب اس کو محی السنۃ المولوی ہندی تھانوی کی خدمت میں بھیج دو۔ پس حضور حاجی صاحب قدس سرہ نے عاجز ناکارہ کو فرمایا کہ جاؤ تھانہ میں میرے بیٹے مولوی اشرف علی صاحب کے پاس رہ کر اللہ اللہ کیا کرو۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

۳ تیسرا خواب یہ ہے کہ حضور ﷺ مسکین سے فرماتے ہیں کہ محی السنہ تھانوی کو میری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا اور یہ کہنا کہ تحدیث نعمت اللہ کے لئے ہم فرماتے ہیں کہ آج تمہارے جیسا آدمی ہند میں نہیں ہے۔ احیاء السنہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے افعال میں برکت رکھی ہے الحمد للّٰہ علی ذلک.

یہ خواب تو وہ ہیں جو مسکین نے پہلے دیکھے تھے۔ اب تھانہ بھون میں مسکین نے جتنا ہو سکے درود شریف محبت اور خلوص سے ہر وقت پڑھنا شروع کیا بحکم حضرت استاذی مولوی...... صاحب مدظلہم یہاں تک کثرت کی ہے کہ اگر کوئی وقت بات چیت میں گذر جاتا ہے تو اس کی تلافی اس طرح کر لیا کرتا ہوں کہ جلدی جلدی درود شریف پڑھتا ہوں۔ چونکہ ہر وقت پڑھتے پڑھتے زبان خشک ہو جاتی ہے تو اس وقت پھر معانی درود شریف پر خیال جما لیتا ہوں۔ غرض یہ نعمت بہت ہی دل میں قیمتی ہے۔ ان دنوں میں رات کو درود شریف پڑھتے پڑھتے بہت ہی غمگین ہو کر سو گیا۔ رات کے آخری حصے میں دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ خانقاہ نشست گاہ حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ میں رونق افزا ہیں۔ بڑی مخلوقات ہے۔ مدرسہ اور مسجد اور اوپر کے مکان سب جگہ بہت زیادہ لوگ ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی دعوت اور ساری مخلوقات کی دعوت حضور نے فرمائی ہے۔ طعام پہلے سرور کائنات ﷺ نوش فرماتے ہیں اور اس کے بعد ساری مخلوقات کھاتی ہے۔ عالی جاہ حضور ﷺ کی خدمت شریف میں عرض فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ! لوگوں کو پیاسا دیکھتا ہوں تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی بڑا برتن لاؤ۔ ایک بڑا برتن لایا گیا اس میں حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک بڑھا کر فرمایا کہ اب پلاتے جاؤ۔ یہ حالت تھی کہ دودھ حضور ﷺ کی انگشتان (انگلیوں) مبارک سے چشموں کی طرح بہہ رہا تھا۔ پس آپ برتن بھرتے جاتے ہیں اور جناب مولوی...... صاحب اور حضرت استاذی مولوی...... صاحب و مشفقی مولوی ...... صاحب پنجابی یہ تینوں حضرات آگے مخلوقات کو پلاتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ساری مخلوقات سیر ہو گئی اور دودھ بہت باقی تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اب تم یہ دودھ پلاتے رہنا ہم جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ چلنے کے لئے بڑی مخلوقات نکلی تھی۔ ذرا باہر جا کے فرماتے ہیں (ﷺ) کہ تم یہاں کھڑے ہو جاؤ اور اگر کسی کو خاص بات عرض کرنی ہو تو کرے۔ مسکین نے مصافحہ کیا ہاتھ چومے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے عاجز نے جواب عرض کیا کہ قاری مرحوم حضور ﷺ نے سنتے ہی مسکین سے معانقہ فرمایا اور

روتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اخی (میرے بھائی یعنی حضرت تھانوی سے فرمایا) محی السنہ یہ ہمارے ایک دوست کے (جو نہایت متبع سنت تھے بلکہ جاں نثار تھے ان کے) لڑکے ہیں ان کو اپنی خدمت میں رکھئے گا اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ حافظ فرمایا آخر میں السلام علیکم فرما کر سوار ہو گئے پھر آنکھ کھل گئی۔

بدن پر بہت ہی پسینہ بہتا تھا اور قلب تیزی سے متحرک تھا سرور کی عجیب کیفیت تھی۔ اس خواب کے بعد بھی بہت دفعہ حضور ﷺ کی زیارت فیض بشارت نصیب ہوتی رہی ہے۔ ان زیارات فیض بشارات کی وجہ سے اب درود شریف پڑھنے میں مسکین اکثر اوقات مصروف رہتا ہے۔ یہاں تک محبت بڑھ گئی ہے کہ جس وقت زبان پر خشکی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور تکان ہوتا ہے تو معانی درود شریف کا تصور دل میں خوب جما لیا جاتا ہے۔

کثرت درود شریف سے ایک تو نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ محبت اور شوق پہلے کے مقابلے میں بہت ہی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ خواب میں زیارات بھی بہت ہوئے ہیں۔ الحمد للہ یہ خوب ہیں اگر مناسب ہو تو تعبیر سے مشرف فرمایا جائے اور فی سبیل اللہ عزوجل ذکر کی تلقین فرمائی جائے۔ ذکر اللہ کا شوق دل میں بہت ہی زیادہ ہے۔ اس نعمت عظمی کے لئے بہت ہی دل چاہتا ہے۔ اسی میں رضاء رب العالمین کا یقین ہے۔ غرض جتنا شوق عرض کرتا جاؤں گا وہ دل ہی سے نکلتا رہے گا۔ لیکن عنوان طلب ذکر اللہ عزوجل کا عاجز ناکارہ کو ایسا نہیں آتا کہ عالی جاہ کو اپنی محبت پر مطلع کر سکوں۔ اس لئے حضور اس مسکین ناکارہ کو ان ہی الفاظ عریضہ پر نظر فرما کر فی سبیل اللہ ذکر اللہ عزوجل تعلیم فرمائیں۔ واجرکم الجزیل عنداللّٰہ الجلیل۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر مسکین عرض کرتا ہے کہ ان دونوں عرضیوں میں سچا ہوں اللہ تعالیٰ شاہد ہے عالی جاہ اس بڑی قسم اٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ میری دوسری عرضی میں دنیا کی بات ہے اس سے مسکین کو وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید حضور کی طبع مبارک پر تکدر (بوجہ طبیعت پر میلا پن) پیدا ہو جائے اور وہ عاجز ناکارہ کے لئے فیض سے محرومی کا سبب ہو اس لئے اسی خوف سے قسم اٹھائی ہے ساتھ ہی ادب سے عرض ہے کہ فی سبیل اللہ جو گستاخی ہو گئی ہو وہ معاف فرمائی جائے۔

تحقیق: السلام علیکم۔ یہ سب سونے جاگنے کے احوال کے مبارک اور بشارت ہیں دیکھنے والے کے لئے بھی اور جن کو دیکھا گیا ہے ان کے لئے بھی جن میں یہ ناکارہ بھی ''بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم'' (کہ بروں کو بھی نیکوں کی وجہ سے کریم معاف کر دیتا ہے) کی وجہ سے اس میں کے داخل ہے والحمد للّٰہ علی ذلك۔

تفصیلی تعبیر کی اس لئے ضرورت نہیں کہ خواب بالکل صاف ہیں مجمل یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ استفادہ و

افادہ علی ..... السنن کے برکات سب کو نصیب ہوں گے فی الحال آپ قصد السبیل سے دستور العمل عالم فارغ کا شروع کر کے تین روز کے بعد پھر اپنے حالات سے اطلاع دے دیجئے اور میرے مواعظ بھی مطالعہ میں رکھئے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔

حالؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے جناب! احقر نے ایک خواب دیکھا ہے جو بالکل اسی طرح حضور کی خدمت میں لکھ کر بھیجتا ہوں۔ ۲۷ رمضان المبارک کی رات ۲۷ھ شب قدر ہونے کی وجہ سے پھر نفل پڑھنے کا ارادہ کیا۔ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد مکان پر آیا اور مکان کے دروازہ پر پلنگ پڑا ہوا تھا ذرا لیٹ گیا کہ فوراً نیند آ گئی۔ دو بجے شب کو کیا دیکھتا ہوں کہ احقر سیر کرتا ہوا ایک ایسی جگہ پہنچا کہ جہاں کا میدان صدہا کوس لق ودق کا ہے۔ اور فرش مکلّف دری کا بچھا ہوا ہے اور درمیان میں ایک میز پر کپڑا پڑا ہوا ہے۔ خدا کی ہزاروں مخلوق عمدہ کپڑے خوشبو لگائے مودب بیٹھے ہوئے ہیں اور گنے چنے چند بزرگ کرسیوں پر جو میز کے آس پاس ہیں رونق افروز ہیں۔

اس میز پر ایک تختی تقریباً دو تین گز لمبی اور ڈیڑھ گز چوڑی رکھی ہوئی ہے۔ ایک صاحب میز کے پاس سفید کپڑے عبا اور سر پر عمامہ سبز باندھے ہوئے کھڑے لوگوں سے مصافحہ کرتے جاتے ہیں۔ چہرہ مبارک آفتاب کی طرح نورانی زبان فیض ترجمان سے فرماتے ہیں کہ میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ حرام سے بچنا اور حلال کی پابندی کرنا۔ احقر دیکھتا ہوا میز کے قریب پہنچا اور السلام علیکم کہا۔ صاحب ممدوح نے سلام کا جواب دیا یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا۔ احقر نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا اور پھر معانقہ بھی کیا۔ یہ فرمایا کہ بہت اچھا ہوا تم مرید ہو جاؤ اور میں تم کو گیارہ باتیں ایسی بتاؤں گا جو صرف تمہارے ہی واسطے رکھ چھوڑی ہیں اور دوسروں کو نہیں بتائیں۔ احقر باادب کھڑا رہا اس پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ احقر زمین فرش پر بیٹھنے لگا کہ حضور نے فرمایا کہ نہیں کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ میں سلام بجا لا کر جو خالی کرسیاں تھیں ایک پر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں خوش ہوتا تھا۔ میز پر جو تختی رکھی ہوئی تھی۔ جس کی زمین سیاہ اور سفید حروف خوشخط اور ابھرے ہوئے نظر پڑے جس کو میں نے اچھے طریقہ سے دیکھا ہزار ہا نام تحریر ہیں۔ چنانچہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی (یہاں ایک صاحب کا نام ہے جو متشرع نہیں ہیں اور ان پر احتمال مجذوب ہونے کا ہے اگر حقیقت میں مجذوب ہیں تو کچھ اشکال نہیں) صاحب و جناب حاجی امداد اللہ صاحب و حاجی اشرف علی صاحب و مولوی محمد اسحاق صاحب وغیرہ پڑھے گئے۔ احقر نے جو گردن گھما کر دیکھا تو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جن کی قدم بوسی (خدمت میں حاضری) بچپن میں کی تھی زیارت نصیب ہوئی۔ ساتھ ہی خیال پیدا ہو گیا کہ ہو نہ ہو یہ حشر کا میدان ہے اور یہ حضور ﷺ ہیں

اور یہ چار کرسیوں پر جو قریب ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر وحضرت عثمان و حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اب احقر کو یہ خیال ہوا کہ تو مرید تو ہو چکا ہے حضور اقدس سے چھپانا نہ چاہئے اور طالب مولا ہونا چاہئے۔ تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا کہ اٹھو۔ احقر بہ تعمیل ارشاد کھڑا ہوا اور ہاتھ مصافحہ کو بڑھایا چنانچہ مصافحہ اور معانقہ دونوں ہوا۔ احقر نے عرض کیا کہ حضور وہ گیارہ باتیں کیا ہیں۔ بتا دیجئے تاکہ سرد آنکھوں سے تعمیل ارشاد کروں اور حضور میں مرید تو ہو چکا ہوں طالب مولا کر دیجئے۔ یہ سن کر فوراً ہاتھ چھڑا لیا اور فرمایا کہ واقعی تو ...... ہے اور تو مرید ...... بدعتی کا ہے اور میز پر سے تختی اٹھائی اور پنسل لے کر احقر کا نام پیر صاحب مدظلہ کے ساتھ کاٹ دیا اور فرمایا کہ جا چل۔ میں نے بہت ہمت باندھ کر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور وہ بدعتی تو نہیں ہیں۔ اس پر فرمایا کہ وہ بدعتی ہیں اور مشرک بھی ہیں۔ احقر نے پھر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور میں نے تو کوئی شرک کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ وہ تعزیہ دار دنیا ساز اور بت پرست یعنی قبروں پر سجدہ کرتا ہے۔ اور تم نے نہیں دیکھا تھا کہ قصبہ ...... ضلع لکھنؤ میں اپنے پیر کی قبر پر سر جھکایا تھا اور تم کو آستانہ مدینہ منورہ سے محروم رکھا (۱۸۹۳ء میں مرید ہوا ۱۸۹۸ء میں خلافت دی۔ اور ۱۹۰۰ء میں یہ واقعہ ...... پیش آیا۔ ۲۶، ۲۷ سال کی بیعت میں صرف ایک بار عرس قوالی میں احقر شریک ہوا) کتنی ہی گریہ وزاری کی مگر مخاطب نہ ہوئے۔ آخر مجبوراً دوڑ کر پیروں کو جا کر پکڑ لیا۔ حضور نے جھٹکا دے کر زور سے لات ماری جو میری بدن میں پسلی میں لگی گر پڑا رعشہ آ گیا۔ آنکھ کھل گئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری اور پسلی میں درد محسوس ہوا۔ کانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا دروازہ کھلوایا اندر گیا۔ اور برخوردار ...... چھتاری سے سارا حال جو دیکھا اور حضور والا کو لکھا بیان کیا۔

آخر صبح کو جناب پیر صاحب کی خدمت میں لکھ کر ظاہر کیا پیر صاحب مکان پر خود تشریف لائے اور پھر دوبارہ اعادہ کیا اس پر جواب دیا کہ اس سال حج کے لئے تیاری کرو تاکہ قدم بوسی حاصل کر کے معذرت چاہیں میں نے خالی ہاتھ ہونے اور قرض دار ہونے کی وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا۔

جب سے خواب دیکھا ہے میری طبیعت پیر صاحب قبلہ کی طرف سے ہٹ گئی ہے۔ اب میں حضور کی طرف رجوع ہوتا ہوا اپنی اصلاح کا طالب خواہش مند ہوں۔ مجھے حضور اپنا خادم ماں خادم تصور فرمائیں گے۔ تو زہے نصیب سمجھوں گا۔ جناب پیر صاحب مدظلہ کی طرف سے جو خلافت چاروں خاندان (سلسلے) میں مجھے عطا ہوئی ہے جس کو میں کسی طرح قبول نہیں کرتا تھا اور نہ میں اس کا اہل ہوں مجبوراً اصرار کی وجہ سے حضرت کا کہنا قبول کرنا پڑا (اور زن ومرد قریباً ۵۰، ۶۰ داخل بیعت ہیں دو چار کے علاوہ سب نمازی ہیں۔ اکثر عورتیں تہجد گزار

پابند شریعت ہیں) اب رات دن گریہ وزاری کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حضرت کے اتباع کا پورا حامی اور مددگار بنائے۔ مجھے امید ہے کہ حضور کے ذریعہ سے میری پوری اصلاح ہو جائے گی۔ جواب آنے پر انشاء اللہ احقر ایک ماہ کے بعد حاضر ہوکر قدم بوسی حاصل کرے گا اور جو ارشاد ہوگا تعمیل بجالائے گا۔

تحقیق: خواب سرتا سر ہدایت ہے۔ شیخ مخالفت سنت کو چھوڑ دینا اور اہل حق کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ مجھ کو سلوک کی تعلیم سے عذر نہیں۔ مسائل رسالہ بہشتی زیور و اصلاح الرسوم سے اور قصد السبیل سے اور نصائح میرے مواعظ سے لے کر عمل شروع فرمایا جائے باقی مفصل ومکمل مشورہ ملاقات (سفر کرکے آنے سے پہلے میرے سفر اور وطن میں رہنے کو دوبارہ معلوم کرلیا جائے) کے وقت پیش ہوگا۔

حال: چوتھے دن خواب میں دیکھا کہ حضور میرے یہاں آدھی رات کو تشریف لائے ہیں۔ ایک کمرہ کے صحن میں چند احباب کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ میں اس وقت حضرت کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت کے چہرہ انور کی آب وتاب کو دیکھ کر بہت ہی حیران ہوا۔ حضور سے مصافحہ کرتے وقت حضور کے دست مبارک کا احقر نے بوسہ لے لیا۔ اس پر حضرت کی طبیعت پر کچھ بوجھ معلوم ہوا اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ معلوم نہیں لوگ مصافحہ کے وقت دست بوسی سے کیا فائدہ سمجھتے ہیں۔ میں بہت ہی نادم ہوا۔ حضور اس کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تعبیر تکلف کو چھوڑنا ہے اور واقعی دست بوسی سے مجھ کو تنگی ہوتی ہے۔

حال: آخر شب وقت تین بجے کا تھا۔ میں نے نفل پڑھ کر ذکر سے فراغت حاصل کرکے یہ دعا کی کہ اللہ پاک موت کا کوئی وقت معین نہیں نہ معلوم کس وقت آجائے تو مجھے حضرت مولانا مدظلہ کی بیعت سے مشرف فرما۔ پھر لیٹ گیا تو نیند آگئی۔ خواب دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اور اس کے سامنے پچدرہ (پانچ دروازوں والی عمارت) ہے۔ بیچ کے در میں حضور تشریف فرما ہیں اور ایک طرف حضرت مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب دام فیضہ بیٹھے ہیں ایک صاحب اور ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ مکان خدا کا ہے۔ اس وقت دل میں جوش آیا اور یہ چاہا کہ حضور کا دامن پکڑ لوں اور دوڑ کر آپ کا دامن پکڑ لیا۔ دل کو بے حد مسرت ہوئی۔ دامن پکڑ کر جو آسمان کی طرف نظر کی تو حضور کے سر کے بالکل اوپر ایک دائرہ بہت زور سے گھوم رہا ہے۔ اس میں چمکدار ذرے اور چاند ہے اور میری زبان پر ذکر اسم ذات جاری ہے۔ کچھ دیر کے بعد دائرہ کا چکر بند ہوگیا اسی وقت خادم کی آنکھ کھل گئی تو نماز صبح کا وقت تھا۔ وضو کرکے مسجد چلا گیا۔

تحقیق: خواب امید افزا ہے کہ خواب دیکھنے والے کو دین کا نفع ہوگا۔

حال: میں نے ایک کے بعد دوسرا خواب دیکھا۔

❶ ایک نہایت عالی شان مکان ہے اور بہت ہی آراستہ (سجا ہوا) ہے۔ اس کا صدر دروازہ تو بہت ہی بلند ہے۔ پوچھنے سے معلوم ہوا کہ وہ مکان جناب کا ہے۔ جناب باہر تشریف لائے اور اس غلام کو اپنے ساتھ مکان میں لے گئے۔

❷ دوسرا خواب۔ ایک بہت وسیع میدان ہے گرمی کا موسم ہے اور گرمی کی شدت انتہا درجہ کی ہے۔ اس میدان میں ایک عالم جمع ہے اور گرمی کی وجہ سے تمام مخلوق پریشان ہے۔ اس ہی میدان میں جناب بھی تشریف فرما ہیں اور یہ غلام بھی ہے۔ جناب کے پاس ایک سادی چادر ہے لیکن سادگی کے باوجود اس میں اتنی چمک ہے کہ دیکھنے سے آنکھیں چکا چوند ہوتی ہیں۔ جناب نے اس غلام کو اپنی چادر کے سایہ میں لے لیا ہے اور وہ گرمی بالکل ختم ہوگئی ہے۔ اگر مناسب ہو تو ان دونوں خوابوں کی تعبیر سے مشرف فرمایا جاؤں۔

تحقیق: دیکھنے والے اور جس کو دیکھا گیا ہے دونوں کے لئے بشارتیں ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ دین پر خاتمہ ہوگا۔

حال: ایک خواب دیکھا ہے جو عرض ہے کہ بندہ ایک بہت بڑے میدان میں ہے جس کا کوئی کونہ نظر نہیں آتا۔ بندہ چلا جاتا ہے دور جا کر حضور کھڑے ہوئے ملے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ تین شخص آئے ایک درمیان میں جو ہیں وہ اس قدر حسین ہیں کہ بندہ نے ایسا کوئی نہیں دیکھا۔ حضور نے مصافحہ کیا اور بندہ کو بھی ارشاد کیا کہ تو بھی کر۔ حضور ادب سے کھڑے ہوگئے اور بندہ مشغول ہے مجھ سے وہ حضرت پوچھتے ہیں کہ تو مجھ کو جانتا ہے؟ بندہ نے فوراً عرض کیا کہ ہاں حضور جانتا ہوں آپ وہ ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو حضور سرور عالم ﷺ کی بشارت دی تھی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس کو سن کر وہ مسکرائے اور حضور بھی مسرور ہیں۔ بندہ سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے لیکن میرا نام جو ہے وہ لکھ۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور ہی تحریر فرمائیں یہ سن کر ان بزرگ نے ایک کاغذ نکالا جو بہت سفید ہے اس پر دو سطر لکھیں وہ یہ ہیں ممصفح مسمسحی اور کہا خوب خوب یاد کرلو۔ بندہ نے حضور کو دیا۔ جناب نے فرمایا کہ یہ تجھ کو عطا ہوا ہے مبارک ہو۔ بندہ نے خوب یاد کیا بیدار ہونے کے بعد بھی وہ کاغذ سامنے نظر آتا رہا۔ اس کی تعبیر اگر حضور کے خیال میں آجائے تو فرما دیجئے۔ یہ عبارت کیا ہے دل کو صبر ہو جائے۔

تحقیق: نہایت مبارک ہے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ وقرب دونوں کو زہد اور تبتل جو اس آیت میں ہے کی بشارت ہے۔ قولہ تعالیٰ ﴿وتبتل الیه تبتیلا﴾ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے کٹ کر متوجہ ہو جایئے) عبارت میری سمجھ میں نہیں آئی یا تو خواب میں دیکھا ہوا ذہن میں نہیں رہا یا کوئی عبرانی عبارت ہوگی۔ اخیر میں شاید کچھ ہو جس کی ہیئت کچھ بدل گئی قرآن مجید میں بھی ہے ﴿بکلمة منه اسمه

المسیح الخ﴾۔

حالؒ: اسی درمیان ایک رات خواب دیکھا کہ بہت سا پانی ہے مگر گہرا نہیں ہے۔ ہاں پھیلا ہوا بہت ہے۔ اس میں میں ہوں۔ بہت ہی قریب سے کوئی کہتا ہے (وہ کہنے والا نظر نہیں آتا) کہ اس کے آگے ایک بڑا مرتبہ ہے وہ کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ میں نے کہا کہ میں اس مرتبہ کو جانتا ہوں وہ وہ ہے کہ جس میں احکام الٰہی کے راز کھل جاتے ہیں۔ جواب ملا یہ نہیں اس سے بھی بڑا۔ میں نے کہا کہ میں اس کو بھی جانتا ہوں وہ وہ ہے کہ صرف حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو اسرار وغیرہ کی طرف بھی توجہ نہ ہو۔ جواب ملا ہاں اور یہ مرتبہ تم کو اور خواجہ صاحب کو دیا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ پاس ہی دائیں طرف خواجہ صاحب بھی اسی پانی میں کھڑے ہیں۔ مگر صورت یہ ہے کہ چھوٹے سے ہیں۔ حتیٰ کہ لمبائی ایک ہاتھ ہوگی۔ اور صرف ایک بدن ہے۔ جس میں اعضاء تک بھی واضح نہیں ہیں صرف یہ صورت ہے اور صرف ایک بے جان جسم ہے اور رنگ سیاہ ہے مگر اس کہنے والے کو ایسے چپٹے جاتے ہیں جیسے بچہ ماں کو چپٹتا ہے حالانکہ وہ کہنے والا نظر بھی نہیں آتا۔

تحقیق: یہ عبدیت کے مقام کی بشارت ہے۔

حالؒ: اس کے بعد سامنے سے ایک شور سا مچا ہوا معلوم ہوا کہ زور زور سے مثنوی کے اشعار پڑھے جارہے ہیں لفظ اس کے سمجھ میں نہیں آئے مگر اتنا معلوم ہوا کہ انزعاج کے مادہ سے کوئی لفظ مشتق تھا۔ (یہ عربی گرامر کی بات ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زور زور سے نقارہ بجایا جاتا ہے اور وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور قرینہ مقام (ایک اندازے) سے معلوم ہوا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اٹھو اور جلدی کرو۔

تحقیق: یہ عبدیت کے مضمون سے شبہ کو دور کرنا ہے کہ عمل کو چھوڑ دینے، سستی اور بیکاری کو عبدیت نہ سمجھ لیا جائے۔ عبدیت کے لئے عمل کے لئے حرکت ضروری ہے۔ "وھذا مزلة اقدام کثیر من اھل الطریق حتی وقعوا فی ورطة الجبر والالحاد زعما منھم بانھم اطوع العباد"۔ یہ طریق کے بہت سارے لوگوں کے قدم کے پھسلنے کی جگہ ہے یہاں تک کہ وہ جبر اور الحاد کے گڑھے میں گر گئے ان کے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ بندوں میں سب سے زیادہ مطیع وفرمانبردار ہیں۔

حالؒ: پرسوں اخیر شب میں خادم نے ایک خواب دیکھا حالانکہ اس کا کوئی تذکرہ اور خیال پہلے سے نہ تھا۔ وہ یہ کہ حضرت پیرانی صاحبہ ایک مکان میں تشریف لائیں اور کچھ پڑھ کر سنا رہی ہیں۔ پھر آنحضور ایک سواری پر کچھ رفقاء کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں آنحضور کا چہرہ بہت ہی سرخ ہو رہا ہے خادم راستہ پر کھڑا ہے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ یہ نبی ہیں یعنی آنحضور۔ خادم نے کہا کہ نبی کا مرتبہ ہے وہ تو سیّد الانبیاء ہیں۔ امتی کیسے اس

مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس معنی سے کہ خاتم الانبیاء کے پوری طرح مشابہ ہیں۔ خاتم الانبیاء کے ساتھ گویا کہہ سکتے ہیں کہ (آنحضور) خاتم الانبیاء ہیں۔ خادم نے کہا کہ مشابہت بے شک صحیح ہے پھر آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر تو ایک مرتبہ آنحضور نے تحریر فرمادی۔ جس پر مخالفین کا اس قدر شور ہوا اس کے علاوہ اگر کوئی اور تعبیر ہو تو مشرف فرمائیں خادم نے یہ سمجھا کہ فنافی الرسول کا مرتبہ ہے۔

تحقیق: خدا تعالیٰ یہ دولت فنا نصیب فرما دے۔ اس خواب میں کوئی وحشت ناک بات نہیں تعبیر و توجیہ خود خواب ہی میں موجود ہے۔ اس قول میں کہ "پوری طرح مشابہ ہیں" اس لئے خواب کے جملے کے معنی زید اسد ہے (کہ کسی کی بہادری اور شجاعت میں زیادتی کو بتانے کہنے میں کہ وہ زید تو شیر ہے یعنی وہ ایسا بہادر ہے کہ گویا شیر ہی ہے) کی طرح ہوں گے۔ خدا تعالیٰ اس خواب کو سچ فرمائے۔

حال: آج میں صبح کی نماز کے بعد کام کرتا کرتا لیٹ گیا تو حضرت والا کو دیکھا کہ عمامہ اور کرتا تو بالکل سیاہ پہنے ہوئے ہیں اور پائجامہ سفید ہے اور حالت جذب مجذوبانہ ہے۔ یہ کیا تھا ارشاد ہو اور حضرت والا بندہ نے اپنے آپ کو ایک دن خواب میں دیکھا کہ سب جسم اور پاؤں تو بالکل برہنہ ہیں اور ایک تہمد باندھے ہوئے ہوں۔

تحقیق: پائجامہ اعمال شرعیہ ضروریہ کی صورت ہے جیسا پائجامہ ضروری لباس ہے اور اس کا تعلق قدموں سے ہے اور قدم راستہ طے کرنے کا آلہ ہے اور اعمال شرعیہ سلوک کا حاصل ہیں اور کرتہ وعمامہ شرع کی خدمت کرنے والی کیفیات کا اشارہ ہیں یعنی ذوق عشقی کی طرف جیسا کرتہ وعمامہ لباس زائد ہے اور ان کا تعلق قلب و دماغ ہے اور قلب و دماغ فنا و جذب کی جگہ ہیں۔ یہ حاصل ہے جذب کا پس مجموعہ خواب عمل اور شق اور سلوک و جذب کے ایک ساتھ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور بیاض شریعت کا نور ہے اور سواد فناء کا نور ہے۔ اللھم ارزقنا اور برہنگی بے تعلقی کی طرف اشارہ ہے اور تہمد بقا تعلق واجب کی طرف اشارہ ہے۔

حال: اس علالت میں چند خواب عجیب و غریب دیکھے۔

❶ مولوی...... بچھرایونی کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام حضرت کو پہنچایا جو پوری طرح یاد نہیں رہا۔ غالباً یہ تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ حضرت والا کو اس پیغام سے بہت مسرت ہوئی اور مجھ سے فرمایا کہ...... یہ مولوی صاحب...... بھی بڑی اچھی حالت میں ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت واقعی طریق میں وسیع النظر ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے علاوہ اور بات بھی ہے یہ ایسے ہیں جیسے فرشتہ ہو یا جنت کا آدمی۔

تحقیق: خاص صفت میں تشبیہ ہے کہ قلب کا شر سے خالی ہونا ہے۔

حال: پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ میرے احباب جیسے احوال ومقامات مجھے عطا فرمادیں۔

تحقیق: اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک بفضلہ تعالیٰ اپنے احباب کا احوال ومقامات سے مشرف ہونا۔ دوسرا میرا یہ اعتقاد کہ میں اپنے کو ان سب کمالات سے خالی سمجھتا ہوں اور واقعی میں اپنے کو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ اور خدا کرے ہمیشہ یہی اعتقاد رہے کہ تواضع مطلوب کے آثار سے ہے۔ اب خواہ یہ اعتقاد حقیقت کے مطابق ہو یا نہ ہو ہر حال میں یہ اعتقاد اس لئے نافع ہے کہ اس اعتقاد سے طلب پیدا ہوتی ہے جو کہ مطلوب ہے۔

حال: (اس کے بعد ان مقامات کی تفصیل بھی فرمائی جو مجھے یاد نہیں رہی) مگر حق تعالیٰ نے ہر ایک کے جواب میں یہی فرمایا کہ جنت میں سب مل جائیں گے۔

تحقیق: اگر وہ اعتقاد حقیقت کے مطابق ہے تب تو اس وعدہ میں عطا کا وقت ہے اور اگر حقیقت کے مطابق نہیں تو اس وعدہ میں ظہور کا وقت ہے چونکہ عطا مذکور سے مقصود بھی ظہور مذکور ہی ہے۔ اس لئے دونوں کا حاصل ایک ہے اور راستے کے زیادہ ہونے یا اختلاف میں عبد کا کیا دخل۔ فافهم فانه علم عظیم۔

حال: دنیا میں تو یہ ملے گا کہ بے فکری سے رزق لئے جاؤ۔

تحقیق: یہ بات تفسیر کی محتاج نہیں ہے بے فکری کی حقیقت وہ ہے جس کو حق سبحان تعالیٰ نے اس آیت میں خالصہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ ﴿قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق قل هی للذین امنوا فی الحیوة الدنیا خالصة یوم القیمة﴾ (کہ آپ فرمادیجئے کس نے حرام کیا اللہ تعالیٰ کی (اس) زینت کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے اور صاف و پاکیزہ کھانے کی چیزوں کو۔ آپ فرمادیجئے یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں دنیا کی زندگی میں خالص ان ہی کے لئے ہیں قیامت کے دن) اس خالصہ کی تفسیر میری تفسیر بیان القرآن میں دیکھی جائے اور اگر دوسرے مفسرین کے اقوال دیکھ کر دیکھا جائے تو بہت بڑا فائدہ حاصل ہو بس بے فکری کی اس تفسیر سے اس بشارت کا عظیم و جامع ہونا معلوم ہوگا ﴿ذلك فضل الله یوتیه من یشاء ولو لم اکن اهلا لذلك﴾ (کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں اگرچہ میں اس کا اہل نہیں ہوں)۔

حال: دوسرا خواب آج رات دیکھا حضرت مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی زیارت ہوئی وہ احقر سے فرما رہے ہیں کہ میں مجدد ہوں اور حاجی امداد اللہ صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا دل بھی مجھ جیسا تھا۔ بہت سفید اور صاف تھا اب مولانا اشرف علی صاحب کا دل بھی مجھ جیسا ہے ان کے انور اور علوم میرے (علوم) کی طرح ہیں پھر تم ان

کے علوم کو کیوں نہیں لکھتے۔

اب ارادہ کر رہا ہوں کہ ظہر کی نماز کے بعد ملفوظات انشاء اللہ ضرور سنا اور لکھا کروں۔

تحقیق: مستحسن (اچھا) ہے اور علوم کا حق اور محی سنن (سنتوں کے زندہ کرنے والا) ہونا ہے۔

حال: ایک خواب اس سے پہلے عرض کر چکا تھا اب لکھ بھی دیتا ہوں تا کہ محفوظ رہے۔ ایک مسجد میں کوئی واعظ وعظ کہہ رہے ہیں۔ وعظ کے درمیان انہوں نے یہ کہا کہ اس وقت اس مجمع میں تین شخص نبی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں صاف کہہ دوں میں موسیٰ ہوں اور (احقر کی طرف اشارہ فرمایا کہ) یہ عیسیٰ ہیں اور مولوی...... صاحب کی طرف اشارہ کر کے تیسرے نبی کا نام لیا جو مجھے یاد نہیں۔

تحقیق: ظاہر ہے کہ مقصود خاص شانوں میں تشبیہ ہے اور گمان کے اعتبار سے وہ شانیں یہ ہیں شان موسوی عشق و محبت جو قول رب ارنی کی وجہ کی تھی اور (دینی) محبت (غیرت) گرمی کے رنگ کے ساتھ تھی۔ حضرت کے واقعات کثیرہ سے ظاہر ہے۔ "ولعل وجودهما في المشبه غير خفي" (شاید کہ یہ دونوں چیزیں مجھ میں چھپی ہوئی نہیں ہیں)۔ حضرت کے واقعات کثیرہ سے ظاہر ہے۔ شان عیسوی رفق (نرمی) وحلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت خاص طور پر باطنی تربیت میں اور جن نبی کا نام نہیں لیا۔ غالباً وہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ شان ہارونی نیابت حضرت موسیٰ علیہ السلام خصوصاً علوم نافعہ کی تبلیغ میں اور آخری دونوں پہلے والے کی اعانت کر رہے ہیں دوسرے والے باطن کی تربیت میں اور تیسرے والے مواعظ کی خدمت میں جو کہ عام لوگوں کے لئے بالخصوص نافع ہیں اور یہی بات ہے تیسرے نبی کی نام کی تعیین کا اندازہ ہے اور اگر تیسرے والے صرف وقتی حالت کے اعتبار کے ساتھ خاص نہیں تو عجب نہیں کہ تیسرے والے مواعظ کی یہ خدمت آئندہ بھی زیادہ ظہور میں آئے چنانچہ میں نے اس خیال کو تنبیہات کے تازہ تتمہ میں ظاہر بھی کیا ہے واللہ اعلم۔

حال: ایک دن خواب دیکھا کہ بندہ اور ایک صاحب ایک بنئے کی دکان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بندہ اس دکان سے اٹھ کر ایک مسلمان دیندار کی دکان پر جو اس کے سامنے ہے دودھ پینے گیا۔ اس نے پہلے دودھ کا ایک پیالہ دیا اس قدر نفیس گویا تمام دودھ گھی ہی گھی ہے آج تک پینا تو درکنار نظر سے بھی ایسا دودھ نہیں گزرا۔ ایک پیالہ اور دیا وہ بھی پیا اس کے بعد تیسرا پیالہ بالائی کا دیا وہ بھی کھائی۔ اس کے بعد انڈے کی دو ٹکیں ایک ایک کر کے دی اور بعد میں تھوڑی سی اور دی۔ جب کھا چکا بندہ نے یہاں کا مروج سکہ ایک روپیہ نکال کر دیا کہنے لگے کہ تیرے ساتھ رعایت ہے تین چار آنہ قیمت ہے کیونکہ تو مولوی...... صاحب کا بھیجا ہوا ہے بقیہ داموں میں انہوں نے ایک اٹھنی جو نکل کی معلوم ہوتی تھی اور کچھ عربی میں کندہ تھا اور اینٹوں کے دو سکے جن پر عربی میں کندہ تھا بندہ کو

دینے لگے۔ بندہ نے عذر کیا کہ ہمارے یہاں یہ سکے نہیں چلیں گے اس پر انہوں نے ایک اٹھنی دو چونی دو دونی یہاں چلنے والی دیں یعنی کل سوا روپیہ بندہ کو تعجب ہوا کہ ایک روپیہ میں دودھ بھی پیا اور چار آنہ نفع حاصل کیا۔ دکاندار کہنے لگے کہ تمہارے سکے کی یہاں یہی قیمت ہے بندہ کو خوشی ہوئی کہ مفت میں دودھ پیا انڈے کھائے اور چار آنہ نفع کے مل گئے۔

تحقیق: تھوڑی مشقت پر اجر عظیم ملنا مراد ہے اور ایسے ہی اشارہ ہے ...... کی درستی حال کی طرف خدا تعالیٰ فضل وکرم فرمائے ان سے بھی کہہ دیجئے۔ اور کبھی خواب سے ذہن کو نام وغیرہ میں خلط بھی ہوجاتا ہے۔

حال: رات ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں پر دباؤ بہت ڈالا پورا خواب بندہ کو محفوظ ہی نہ رہا اور نہ بندہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت دیکھی اس پر بندہ نے اس کو جواب دیا کہ انہوں نے جو کچھ کیا صرف اللہ کے لئے کیا اس میں نفس کی ملاوٹ بالکل نہ تھی اور صدیقین ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں کہ جو کام ہوتا ہے اللہ کے واسطے ہوتا ہے۔ نفس کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔

تحقیق: بعض زمانے کے یعنی اولیاء کے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز عمل سیاسی مشابہ ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اعتدال کی حد سے بڑھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی خلوص نیت سے بھی انکار نہیں مگر خود استدلال بھی مستقل مطلوب ہے اور لفظ ڈالا میں مجازی طور پر نسبت سبب کی طرف ہے۔

حال: ایک دن تہجد کے وقت میں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ سامنے مسجد میں جا رہے ہیں۔ وہاں اذان دی اور حضور کا نام مبارک اس طرح پیار سے لیا کہ میں بے چین ہوگئی۔ جی چاہا کہ کس طرح سے یہ بزرگ ملیں کہ میں ان کے صدقہ ہو جاؤں۔ اتنے میں وہ بزرگ میرے پاس تشریف لائے اور چارپائی پر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنے لگے۔ اسی وقت آنکھ کھل گئی معلوم نہیں وہ کون بزرگ ہیں۔

تحقیق: کوئی ہوں خواب بہت اچھا ہے۔

حال: رات میں نے عجیب خواب دیکھا وہ یہ کہ۔

پہلا حصہ:

حق تعالیٰ شانہ کا دیدار نصیب ہوا۔ نہایت حسین صورت میں دیکھا اور ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ میرے آس پاس تخت کے اوپر اور اس کے نیچے بعضے بڑے بڑے اولیاء سلف میں سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک فرشتے نے میرے دائیں ہاتھ پر فصد (حجامہ پچھنے) کی طرح کچھ نشان کیا۔ پھر ایک انگوٹھی سے میرے چہرہ پر یا اور کسی جگہ مہر کی لگائی۔ میں گھبرایا کہ انگوٹھی سے مہر لگانا تو کفار کی علامت ہے۔ یہ معاملہ

میرے ساتھ کیوں ہوا۔ یہ گھبراہٹ اس لئے بھی بڑھی کہ فرشتے نے نشان اور مہر لگاتے ہوئے بعض آیات ایسی پڑھیں جو کفار کے بارے میں ہیں (آیات یاد نہیں رہی)۔

اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ گویا مجھے کفار میں داخل کیا گیا ہے مگر میں بار بار اپنے قلب میں غور کرتا تو ایمان کا نور موجود پاتا تھا۔ پھر خود حق تعالیٰ نے وہی انگوٹھی لے کر ان لوگوں کو بھی مہر لگائی جن کو میں بڑے اولیاء میں سے سمجھ رہا تھا۔ اس وقت میری گھبراہٹ کم ہوئی تو میں نے آئینہ لے کر اپنا منہ دیکھا کہ دیکھوں سیاہ تو نہیں ہوا تو مجھے اپنا چہرہ خاصہ نظر آیا سیاہ نہ تھا۔ تو میں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرا چہرہ تو اس مہر سے سیاہ نہیں ہوا ہنس کر فرمایا۔ کہ یہ نور ایمان ہے اور تم سب مومن ہو اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے اور سب کے چہرہ پر پھرایا اور کچھ طرح کی تجلی فرمائی کہ جس سے میرا اور ان سب لوگوں کا چہرہ چمکنے لگا اور یہ آواز آئی ''اولئك عبیدی حقا'' (یہ میرے سچے بندے ہیں) (اوکما قال)

دوسرا حصہ:

پھر مجمع میں سے کسی نے پوچھا کہ حضور علماء میں بڑا اختلاف ہے ہم آپ تک کس طرح پہنچیں؟ فرمایا ہم تک پہنچنا مشکل نہیں ہے۔ پھر شاید مجھے ارشاد ہوا کہ تم ان کو طریقہ بتادو میں نے کہا کہ بس کسی ایک شخص کو رہبر بنالو اور اس کا اتباع کرو۔ حق تعالیٰ تک پہنچ جاؤ گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں یہی طریقہ ہے مگر پہلے اس شخص کی حالت کو جانچ لیا جائے کہ وہ ہمارے احکام پر چلنے والا ہے یا نہیں جو سب سے زیادہ ہمارے احکام پر چلنے والا ہو اس کا اتباع کرو ہم تک پہنچ جاؤ گے۔

(یہ لمبا خواب تھا جس میں سے اتنا حصہ یاد رہ گیا اگر مجھ سے اس میں کچھ کم و بیش ہو گیا ہو تو حق تعالیٰ معاف فرمائیں۔ جہاں تک حافظہ نے کام دیا بہت احتیاط سے میں نے اس کو قلم بند کیا)۔ والسلام

پہلے حصہ کی تعبیر:

مختصر طور پر تو اس مہر کی تحقیق خود اس ارشاد حق تعالیٰ ہی سے ہوگئی کہ یہ نور ایمان ہے الخ۔ اور اس کی مزید مضبوطی چہرے کے روشن ہونے سے اور اس پکار سے ہوگئی۔ ''اولئك عبیدی حقا او کما قال.''

باقی تفصیلاً اس کی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ابتداء امر شق صدر سے ہے۔ اور انتہا امر ختم نبوت پر ہے۔ اس خواب میں قصد کا نشان پہلے امر کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے مہر لگانا دوسرے امر کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔ پہلا امر تجلیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اسی سے سلوک کی ابتدا ہوتی ہے۔ دوسرا امر تخلیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس سلوک کی انتہا ہوتی ہے باقی گھبراہٹ اس کی وجہ وہ خیال ہے جو دابۃ الارض کے نشان کرنے کی

روایت سے ذہن میں ہے۔ مگر وہ ایک جزئی واقعہ ہے اس سے کلیۃً لازم نہیں آتی۔

رہا کفار کے بارے میں جو آیات ہیں ان کو پڑھنا نشان لگانے کی غرض کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ ان صفات سے خالی کر دیا گیا ہے جیسے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شق صدر) (سینہ کو چیرنے) میں ایک خون کی پھٹکی (گٹھلی) نکال کر پھینک دی گئی تھی۔ یہ مشائخ کے اصول پر (سینے کے چیرے جانے کی) وجہ ہے۔

ایک وجہ ڈرنے والوں کے مزاج پر یہ ہے کہ مقصود ان بری صفات سے بچنا ہے جیسے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برے علوم کے تجسس میں ہی رہتے تھے خود فرماتے ہیں کہ "میں برائی کے سوالات ہی کیا کرتا تھا" اس کی وجہ یہ بھی بتائی کہ اس لئے شر کے بارے میں پوچھتا تھا کہ میں ڈرتا تھا میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (اس لئے پوچھتا تا کہ شر کا علم ہو اور اسے بچوں)۔

ایک وجہ عشاق کے مذاق (ذوق ومزاج) پر یہ ہے کہ (یہ) جامعیت کے عطاء کی طرف اشارہ ہے جس کے لئے رہنمائی کرنے والی تجلی کے ساتھ گمراہ کرنے والی تجلی بھی ضروری ہے اگرچہ اس گمراہی کا ظہور مقصود میں نہیں ہوتا بلکہ گمراہی وجود میں ہوتی ہے کما قیل ؎

تو درو گم شو وصال اینست وبس ❁ گم شدن گم کن کمال این ست وبس

تَرجَمَہ: "تو اس میں گم ہو جائے وصال بس یہی ہے گم ہو جانے کو بھی گم کر دے کمال بس یہی ہے۔"

اور ممکن ہے کہ سب وجہوں کا مجموعہ مراد ہو ان سب کے ہونے میں رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے کیونکہ خواب کی بات میں گنجائش بہت ہوتی ہے۔

دوسرے حصہ کی تعبیر:

اس میں کئی فائدوں کی طرف اشارہ ہے پہلا یہ کہ دیکھنے والے کے ذمہ مخلوق کی اصلاح کی خدمت سپرد کرنا ہے دوسرے ہمارے تربیت کے طریقہ کو صحیح بتانا ہے۔

ع بریں مژدہ گرجاں فشانم رواست

تَرجَمَہ: "اس خوشخبری پر جان دے دوں تو جائز ہے۔"

حَال: ایک عجیب واقعہ حال میں پیش آیا جو عرض ہے۔ دو تین دن ہوئے یہ خواب دیکھا کہ میں اور حکیم ...... صاحب اور ...... صاحب کے ساتھ میرٹھ میں ایک طرف جا رہے ہیں۔ حکیم صاحب فرما رہے ہیں۔ حضرت تشریف لائے ہیں اور مولوی ...... صاحب کے یہاں ہیں۔ ہم سب مشورہ کر کے مولوی ...... صاحب کے یہاں

حضرت سے ملنے گئے۔ ایک جنگل میں پہنچے وہاں ایک کوٹھی سی بنی ہوئی ہے۔ وہاں معلوم ہوا کہ حضرت اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کسی کو اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر معلوم ہوا کہ اسی مکان کے برابر...... کے بھائی کا مکان ہے۔ میں نے یہ سن کر اور شاید ایک آدمی کے کہنے سے...... کو آواز دی...... گھر میں سے نکلتے ہی (وہ) مجھ سے لپٹ گئے ان کے لپٹنے سے مجھ کو یہ خیال ہوا کہ یہ ہمارے بالکل مشرب (طریقہ) کے خلاف ہیں اس تپاک سے یہ کیوں ملے اور یہاں حضرت کیسے تشریف لائے ہیں۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ تمہاری دعوت ہے۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ شاید حضرت یہاں نہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھے حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور برکت فرما دیں...... خواب اشارہ ہے کہ دنیا والے دین والوں کے خادم وتابع ہوں گے۔

حال: میں چاہتا ہوں کہ بالکل کوئی گناہ نہ ہو اس درمیان میں حضرت کو خواب میں تنبیہ فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک خواب تو مجھ کو یاد ہے احقر تقریباً شب کے ۳ بجے ہوں گے دیکھتا ہے کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب حضرت کی خانقاہ کی طرف تشریف لے جارہے ہیں۔ میں بھی حضرت کے پیچھے ہولیا۔ سینکڑوں آدمی ساتھ ہیں۔ جس وقت حاجی صاحب قبلہ بیٹھ گئے تو میں نے مصافحہ کے بعد حضرت سے عرض کیا کہ مجھے مرید فرمالیجئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ تم کو مولانا مرید کریں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت آپ تشریف لے آئے اور مجھ کو آنکھوں سے اشارہ فرمایا۔ جس کا مقصد میں خواب میں یہ سمجھا کہ آپ مجھ کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ مگر میں چشم پوشی کر گیا۔ آپ نے پھر مجھ کو دوبارہ زور سے اشارہ فرمایا اور میں اٹھ کر وہاں سے علیحدہ ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد میں ایک حجرہ میں تنہا بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک پردہ کے اندر آپ کھانا کھا رہے ہیں۔ پردہ کے اندر سے آپ نے مجھ کو سینی دی۔ میں نے اٹھا کر کونہ میں رکھ دی۔ پھر میں نے حضرت کا جوتہ سامنے رکھ دیا۔ آپ اس کو پہن کر میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اب تنہائی ہے جو کچھ کہنا ہو کہو تو میں نے دل میں سوچا کہ پہلے اہلیہ کی حالت بیان کروں یا اپنی حالت بیان کروں۔ پھر میں نے اپنی حالت بیان کرنا مناسب سمجھا اور یہ عرض کیا کہ حضرت! مجھے مرید کر لیجئے۔ آپ نے بہت ہی نرمی کے لہجہ میں فرمایا کہ تم حضرت شیخ الہند قدس سرہ سے مرید ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ میرا رجحان ان کی طرف نہیں ہے میں تو آپ سے ہی (بیعت) ہوں گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے مرید کرنے سے انکار نہیں ہے مگر تمہارا نفس ٹھیک نہیں ہے اور وہاں پر سختی کم ہے، ہمارے یہاں زیادہ ہے اس وجہ سے کہتا ہوں کہ ان سے مرید ہو جاؤ۔ میں نے جواب دیا کہ ان کا تو انتقال ہوگیا ہے پھر تو آپ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی گھڑی جو دیکھی تو ۴ شب کے بجے تھے۔ اس وقت نفس کو اتنا برا بھلا کہا کہ لکھنے کے

قابل نہیں ہے۔ اس دن سے بے حد پابندی سے کام کر رہا ہوں مگر دل کی حالت ویسی ہی ہے۔

تحقیق: گناہ کا علاج ہمت کے علاوہ کچھ نہیں اور خدا تعالیٰ کے عذاب کو سوچنا یہ ہمت کو قوی کرے گا۔

پہلے خط کی نقل: خواب کی تعبیر کے ساتھ شب جمعہ کو خواب دیکھا کہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور میں ہوں۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں قلم اور سادہ کاغذ ہے۔ دوات رکھی ہوئی ہے۔ آنجناب نے کمترین کو اپنی جانب بلایا۔ میں آپ ﷺ کے قریب جا بیٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لکھاؤ اور آپ ﷺ لکھنے لگے۔ میں لکھانے لگا۔ اور آپ تحریر کیا فرماتے ہیں یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تحریر کیا فرماتے ہیں مناجات مقبول میں ایک شعر پڑھتا ہوں اور آپ ﷺ اس کو قلمبند فرماتے ہیں اور جب وہ شعر پورا تحریر فرما چکتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہاں اس کے آگے میں پھر دوسرا شعر بولتا ہوں یوں لکھنا پڑھنا ہو رہا ہے۔

جب آپ ﷺ تحریر فرما چکے تو کہیں تشریف لے گئے میں وہیں رہا اور شاید مناجات مقبول کی ساتویں منزل ہے اور جب آپ کہیں تشریف لے گئے میرے ملنے والے دو ہندو ہیں آئے۔ اور آپ ﷺ پہلے ایک چھوٹی چارپائی پر تھے جس پر سفید بستر بچھا ہوا ہے اور وہ اب خالی پڑی ہے اور عطر کی خوشبو اس تیزی سے آ رہی ہے کہ دماغ معطر ہوا جاتا ہے۔ میں وہیں ٹہل رہا ہوں آپ ﷺ کے انتظار میں ہوں۔ وہ ہندو جو آئے تو میں ان کو بٹھانا چاہتا ہوں اور یہ ارادہ ہوا کہ اسی چارپائی پر جس پر آپ ﷺ رونق افروز تھے بٹھلاؤں۔ کسی نے روکا کہ یہ جگہ آپ ﷺ کی ہے۔ یہاں ان کو نہ بٹھائیں۔ لیکن یہ چارپائی چھوٹی ہے اس کو خالی کر کے ان کو دے دو۔ اچھا پلنگ حضور ﷺ کے واسطے بچھا دو۔ اس پر یہ فرش جو اس چارپائی پر ہے بچھا رکھو۔ اب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ کوئی عمدہ پلنگ صاف ستھرا ہے جو آنجناب کے واسطے بچھا رکھوں۔ پس جاگ پڑا۔

حضرت اقدس کی بیان کی ہوئی خواب کی تعبیر

مبارک خواب ہے آپ کے لئے بھی بشارت ہے اور مناجات مقبول کے مقبول ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ہندوؤں کے بٹھانے کا خیال آنا اور پھر اس خیال پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض سیاسی میں ان کے اتباع کا وسوسہ ہوتا ہوگا پھر اس پر عمل نہیں ہوتا ہوگا۔

حال: اب وہ خواب آپ کی خدمت میں تحریر کرتا ہوں۔ بندہ کو نماز جماعت کے ترک کرنے کا بہت خوف تھا مگر امام کے شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے میں نہیں پڑھتا تھا علیحدہ پڑھ لیتا تھا۔ جمعہ کی

شب بندہ نے دو نفل استخارہ کے لئے پڑھ کر سجدہ میں جا کر بہت رویا اور کہا یا اللہ نہ تو اس مسئلہ کا جواب میرے رہبر کے پاس سے آیا ہے مجھ کو نماز با جماعت ترک کرنے کی وجہ سے تیرا بہت خوف ہے۔

اسی خیال وفکر میں بندہ سو گیا تھا بندہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک وسیع مکان ہے اور اس کے اندر ایک نورانی شکل کا آدمی بیٹھا ہے۔ اس کے آس پاس بہت لوگ جمع ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مقاصد حاصل کرنے والا ہے۔ پھر بندہ کو وہی مسئلہ یاد آ گیا۔ بندہ نے ان کے پاس جا کر السلام علیکم کہا۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ جواب دیا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ بندہ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا حضرت میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا پوچھو جو پوچھنا ہے ہم تو بتانے ہی کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا میں دیہات میں رہتا ہوں۔ نماز جمعہ تو بندہ اپنا کاروبار چھوڑ کر قصبہ راجپورہ میں پڑھ آتا ہے۔ اور دوسرے وقتوں کی نماز اپنے دیہات میں آ کر جماعت سے علیحدہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس دیہات میں رہتا ہوں وہاں کے پیش امام کے پاس زمین رہن ہے اور مسئلہ وغیرہ سے بھی خبر دار ہے۔ میں نے کہا میاں جی صاحب آپ کے پاس زمین رہن ہے اور آپ امامت کراتے ہیں آپ اس زمین رہن کو چھوڑ دیں کیونکہ تمہاری امامت مکروہ تحریمی ہے۔ انہوں نے کہا بے شک ٹھیک ہے مگر یہ اللہ کا گناہ ہے۔ اللہ غفور رحیم ہے اللہ آپ معاف کر دے گا۔ تم میرے پیچھے نماز پڑھتے رہو۔ جو کچھ نماز کی خرابی کا گناہ ہوگا وہ میرے ذمہ ہوگا۔ انہوں نے کہا جو شخص اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونے والا اور جان کر گناہ کرنے والا ہو اس کی امامت ٹھیک نہیں ہے۔ تم اپنی نماز علیحدہ پڑھ لیا کرو۔ ایسی حالت میں اور ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے جماعت معاف ہوتی ہے۔ اس سے بہتر ہے علیحدہ پڑھ لیا کرو۔ جب بندہ نے ان کی طرف خیال کیا تو آپ ہی کی ہم شکل معلوم ہوتے تھے۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ اس شخص سے دینی نفع ہوگا اور یہ نہ سمجھنا کہ مجھ کو خبر ہے۔

حال: ایک خواب دیکھا تھا اگر حضرت والا کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو تعبیر فرمائیں۔ یہ دیکھا کہ حضور ﷺ ایک مکان میں تشریف فرما ہیں۔ حضور والا بھی وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے سامنے کئی طالب علم بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک حدیث کی کتاب آپ کے پاس رکھی ہوئی ہے۔ جب میں پہنچا تو میرے ہاتھ میں کچھ روپے تھے۔ اس میں سے کچھ روپیہ میں نے چند آدمیوں میں تقسیم کئے۔ حضور ﷺ ہنس کر فرماتے ہیں کہ بھائی جو میرا حصہ ہو مجھ کو بھی دے دو۔ میں نے ان روپوں میں سے دو روپیہ حضور کی خدمت بابرکت میں پیش کئے حضور ﷺ نے لے کر رکھ لئے۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد ایک عجیب حال تھا مارے خوشی

کے بے تاب ہو رہا تھا اور حضور ﷺ کی محبت دل میں بے حد تھی۔ تب سے نیند ہی نہیں آئی۔ اور اس رات دن تک بے حد دل میں نور اور خوشی رہی۔

تحقیق: مبارک مبارک الحمدللہ اس ناکارہ کو بھی حضور میں حاضر پایا اللہ تعالیٰ دونوں کو اس خواب کے برکات سے مستفید فرمائے۔

سوال: مجھ کو خواب بہت نظر آتے ہیں کہ جن کے لکھنے کی فرصت بھی نہیں ملتی۔ اگر ان کا لکھنا سلوک کی ضروریات میں سے ہے تو دوسرے کام میں کمی کر کے ان کو لکھ کر پیش کیا کروں ورنہ خیر۔

جواب: کچھ بھی ضروری نہیں۔

حال: بندہ نے ایک خواب میں یہ دیکھا کہ دو شخص ہیں۔ میرے سامنے بیٹھ کر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب بہت بڑے اولیاء اللہ ہیں۔ دوسرے شخص نے ایک حدیث آپ کی تعریف میں پڑھی جو مجھ کو یاد نہیں۔ پھر دونوں صاحب نے میرے سے مخاطب ہو کر فرمایا کیوں کوئی ایسا بزرگ ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ جناب مجھ کو تو حضرت والا سے بڑا زمانے میں کوئی نظر نہیں آتا ہے اور میں خود حضور کا خادم ہوں۔ جناب والا مجھ کو ایک فکر سا یہ ہوا ہے کہ میرے سے کیوں پوچھا گیا۔ تعبیر سے مشرف فرمائیں۔

تحقیق: مبارک خواب ہے آپ کے لئے بھی اور اس ناکارہ کے لئے بھی۔ خاص آپ کو مخاطب بنانے سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ خدانخواستہ آپ پر کسی قسم کا شبہ ہے بلکہ یہ خطاب اس لئے ہے کہ آپ کے ذہن میں خوب جم جائے اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔

حال: دوسرا خواب یہ ہے کہ میرے والد صاحب غصہ کے لہجہ میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی معلوم ہے کہ مکان کس طرح کھڑے ہیں۔ میں نے کہا خدا کے حکم سے۔ انہوں نے کہا اور گریں گے میں نے کہا خدا کے حکم سے انہوں نے پھر فرمایا کہ مریں گے میں نے کہا اللہ کے حکم سے پھر انہوں نے کہا کہ میاں دیکھنا بہت سارے اناج کے قحط میں مریں گے۔ میں نے کہا یہ بھی انہیں کا حکم ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ چپ رہو۔ تیرے والد ہیں میں نے کہا کہ میں لڑتا تو نہیں ہوں۔ پھر مکان پر گئے والدہ صاحبہ نے ان کو کھانا اتارا تو چاول ہے۔ والدہ نے مجھ سے کہا تو بھی کھا لے۔ میں نے کہا میری دعوت ہے۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ میرے آگے ایک سینی رکھی ہے۔ اس میں دودھ ہے اور کباب و پھلکی ہیں۔ میں دودھ میں کباب ملا کر کھا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا تو تو کہتا تھا میری دعوت ہے آ جا میرے ساتھ کھا لے۔ میں وہ دودھ ان چاولوں میں ڈال کر کھانے لگا۔

تحقیق: کمال توحید کی بشارت ہے جیسا سوالوں کے جواب میں اشارہ ہے اور معرفت ومحبت کی (بشارت ہے) جیسا کہ دودھ اور کباب کھانے میں اشارہ ہے۔

حال: تہجد وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد سے ذرا لیٹ گیا۔ ایک غنودگی کی سی حالت ہوئی۔ دیکھتا ہوں کہ نہ حجرہ ہے نہ جو کپڑا اوڑھا تھا وہ ہے اور ہاتھ اٹھاتا ہوں تو اٹھتا نہیں خود اٹھنا چاہتا ہوں مگر نہیں اٹھا جاتا اور شبنم کی طرح پھوارسی پڑی ہے اور چاندنی دھندلی سی ہے۔ تقریباً ایک منٹ یہ حالت رہی۔

تحقیق: فنا اور بقا کی شکل مثالی ہے۔

حال: دوبارہ گزارش یہ ہے کہ عرصہ ہوا دو تین دن بار یہ معلوم ہوا کہ قلب بالکل سیاہ ہوگیا۔ اس میں ایک چراغ روشن ہے۔ اس تاریکی میں اس چراغ کی وجہ سے دل کو عجب اچھی لگتی تھی۔ دو مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ نماز میں پورا قرآن شریف ختم کیا۔ اور تعجب کرتا جاتا تھا کہ حافظ تو ہوں نہیں۔ یہ کیسے پڑھ رہا ہوں۔

تحقیق: خواب اور حالات کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اکثر ان کا سبب امور طبیعہ اور طبیہ ہوتے ہیں۔

حال: یہاں حاضر ہونے کے بعد دو مرتبہ نماز کی حالت میں ایسا معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی آیتیں قلب میں لکھی ہوئی ہیں اور اس میں ایک قسم کی چمک ہے یہ جاگنے کی حالت میں (تھا)۔

تحقیق: اس سب کی وجہ وہی ہے جو میں نے اوپر ذکر کی ہے۔

حال: ایک دفعہ بندہ نے پیٹ کے مرض کی وجہ سے ذکر بند کیا لیکن عادت کے موافق آنکھ کھل گئی اور ذاکرین صاحبان کا ذکر سنتا رہا۔ کچھ غنودگی کی سی حالت ہوئی تو بندہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص بہت خوبصورت بندہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کیوں ذکر نہیں کرتے ہو؟ بندہ نے اسی وقت بے اختیار یہ جواب (حالانکہ یہ جواب اضطراری تھا فقط درد شکم کی وجہ سے موقوف کا ارادہ کیا تھا) دیا کہ مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے کیا ذکر کریں تو اس شخص نے فوراً جواب دیا واہ ہماری صورت جو نظر آتی ہے وہ تو مقصود ہے روز ایک دفعہ ملاقات ہونے کا وعدہ ہوگیا۔ بندہ نے جب یہ بات سنی تو ارادہ کیا یہ شخص کون ہے جو ایسی بات کرتا ہے غور کرکے دیکھا تو حضور والا نور کی صورت تھے جلدی سے غائب ہوگیا۔ تب بندہ اٹھ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہوگیا۔ اس واقعہ سے بندہ کا دل کئی گھنٹہ تک خوش رہا۔ اگر مناسب ہو تو تعبیر سے اطلاع فرمائیں۔ ورنہ نہیں۔

تحقیق: واللہ اعلم میرا خیال یہ ہے کہ محبت ومناسبت شیخ کی طرف اشارہ ہے جو سلوک میں سب زیادہ نفع اپنے والا وسیلہ اور سب سے قریبی ذریعہ ہے۔ اس قریب ہونے کی وجہ سے اس کو مبالغہ کے طور پر مقصود کہہ دیا کہ مقصودی قرب گویا مقصود ہونے کی طرح ہے۔ اس لئے مذکورہ مناسبت کے حاصل ہونے کی بشارت ہے اور

مزید اتباع کی ترغیب ہے۔

حَالؒ: ایک مرتبہ تقریباً تمام رات خواب و بیداری میں یہی محسوس ہوتا رہا کہ حضرت مجدد صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ تشریف فرما ہیں۔ حضرت مجدد صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی سوانح عمری میں جگہ جگہ چونکہ اتباع سنت کی بے حد تاکید دیکھی ہے اس وجہ سے بالخصوص دل کو خصوصی طور پر کشش ہوئی اس مرتبہ سوانح عمری اکبر بادشاہ کے بارے میں ایک مضمون کی وجہ سے دیکھنی پڑی ہے۔ اگر حضور والا کا حکم ہو تو جی چاہتا ہے کہ مکتوبات اور سوانح دوبارہ دیکھوں مگر اس کے دیکھنے میں تربیت السالک ومواعظ کا مطالعہ ملتوی رہے گا اس واسطے کہ وقت کم ملتا ہے جو حضور والا کا حکم ہے۔

تَحْقِیق: ضرور دیکھئے اور مواعظ وتربیۃ کا مضمون بھی وہی ہے اس لئے ایک کا مطالعہ بالکل دوسرے کے مطالعہ کی طرح ہے۔ مگر یہ بات بتانے کے قابل ہے کہ مکتوبات میں دو قسم کا علم ہے علم مکاشفہ وعلم معاملہ۔ پہلا علم خود صاحب علم کی واردات خاص ہیں۔ دوسرے کے کام کا نہیں۔ ایسے مضامین غور نہ کریں اگر سمجھ میں نہ آئیں چھوڑ دیں۔

حَالؒ: تیسرا واقعہ خواب ہی میں پرسوں شب کو یہ پیش آیا کہ گویا میں جس جگہ ہوں وہ وسیلتنا فی الدارین قبلہ و کعبہ حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہ کے دولت خانہ کے دروازہ کے باہر کی جگہ ہے کسی جگہ سے چلا ہوا آ رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے حضرت شیخ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے مکان کے اندر سے تشریف لا رہے ہیں۔ جہاں کہیں آپ تشریف لے جا رہے ہیں یہ عاصی (گناہگار) بھی پیچھے پیچھے ساتھ آ رہا ہے۔ کچھ قدم آگے بڑھنے کے بعد میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت پاس انفاس کا کیا طریقہ ہے۔ مجھ سے حضرت شیخ قدس سرہ نے اس طرح سے بتلایا تھا کہ زبان تالو سے لگا کر اوپر اور نیچے کی سانس میں اللہ اللہ کہا کرو دوسرا میں بھول گیا ہوں اب آپ بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کا اثر کمر کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اور ادھر سے (غالباً یہی فرمایا) آواز نکلتی ہے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ تو پھر حضرت اقدس کا طریقہ کیا ہے۔ مجھے حضرت شیخ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے بتایا تو تھا مگر میں بھول گیا ہوں۔ آپ نے اس کے جواب میں یا تو شاید یہ فرمایا کہ ہاں بھول گئے یا یہ فرمایا کہ تو پھر میں کیا کروں یا کچھ اور فرمایا صحیح یاد نہیں ہے۔ یہ بھی یاد نہیں کہ آنحضرت نے مجھے اس کا طریقہ بتایا یا نہیں۔

تَحْقِیق: خیر بھولے ہوئے حصہ کو تو سوچنا ہی بے کار ہے نہ اس کی کوئی تاویل متعین ہو سکتی ہے باقی جتنا حصہ یاد رہا وہ اشارہ ہے کہ حضرت قدس سرہ اور احقر غفرلہ کا مقام افادہ (فائدہ پہنچانے) کے اعتبار سے ایک ہے۔ وہ

چادر لباس تقویٰ ہے اللھم ارزقنا (اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے) شاید وساوس کے ختم کرنے کے لئے دکھایا گیا ہو۔

حَالؒ: میں نے خواب دیکھا کہ کئی آدمیوں کے ساتھ قصبہ مؤ کے اسٹیشن پر بیٹھا ہوں۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یہ جو (حضرت) بیٹھے ہیں اولیاء اللہ کے دل کے نگہبان ہیں اور ان کا دل ان کے ہاتھوں میں ہے۔ پھر کہنے والے نے یہ کہا کہ یہ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ مہاجر مکی ہیں۔ اس کے بعد بیدار ہونے پر بشاشت رہی اور دو رکعت نماز پڑھ کر دو سو مرتبہ درود شریف کا ورد کیا اور سورہ یسین پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔ اس کی جو کچھ تعبیر ہو تحریر فرمائیں۔ احقر کو بے حد شوق ہے جو طبیعت کے سکون کا سبب ہو۔

تَحْقِیقٌ: خواب ماشاء اللہ بہت ہی مبارک ہے۔ حضرت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بے شک مربی قلوب تھے دلوں کی نگہبانی اور دلوں کے ہاتھوں میں ہونے کے یہی معنی ہیں شاید اس خواب کے دکھانے میں حکمت یہ ہو کہ حضرت کے سلسلہ کی حقیقت اور مقبولیت پر مزید اطمینان ہو اور اتباع و اعمال میں زیادہ تیزی ہو تو اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حَالؒ: آخری بدھ کی رات کو راقم الحروف سورہ مقررہ پڑھتے کے بعد بغیر کسی خیال وفکر کے سو گیا۔ دل میں کوئی بھی کسی طرح کا خیال نہ تھا۔ اول ایک خواب دیکھنے میں آیا جس کا کوئی حصہ مجھ کو یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ شاید وہ میرے اور گھر والوں کے بارے میں تھا۔ اسی خواب کے بعد دوسرا خواب دیکھنے میں آیا۔ وہ یہ تھا کہ ایک مکان میں ہوں یا میں وہاں پہنچا ہوں تو ایک بزرگ نے میرا بایاں ہاتھ پکڑ کر میرے اسی بازو پر اپنی لبیں یعنی ہونٹ رکھ کر رگڑنا شروع کرنے کے طور پر کلمہ لا الہ الا اللّٰہ پڑھنا شروع کیا ہے جس سے مجھے بہت ہی سرور ہو رہا ہے۔ تین بار کلمہ لا الہ الا اللّٰہ ختم ہونے کے بعد ایک شخص مجھے نظر نہیں آتا اور نہ میں جانتا ہوں کہ کون ہے کہتا ہے کہ یہ (مولانا مولوی محمد) اشرف علی (صاحب) ہیں۔ اتنے میں ایک گھڑی جس کا کیس یعنی باہر کا پردہ جو اکثر گلٹ وغیرہ کا ہوتا ہے اس کا پیتل کا ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ یہ گھڑی بہت ہی عمدہ و اعلیٰ ہے کبھی بگڑے گی نہیں اور خوبصورت ہے۔ لیکن کہنے والے کا کوئی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ اتنے میں جناب نے یہ سن کر کہ گھڑی بہت عمدہ ہے ایک بکس مجھے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں چین یعنی زنجیریں ہیں جو پسند ہو گھڑی کو لگا لو۔ جب میں نے اس ڈبہ کو کھولا ہے تو اس میں صرف دو زنجیریں ہیں ایک لوہے کی جو نہایت سفید ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر دل میں کہا ہے کہ یہ اس وقت صاف شاف و سفید دکھائی دیتی ہے۔ چند دنوں میں اسے زنگار لگ جائے گا اور میلی ہوکر خراب دکھائی دے گی۔ دوسری پیتل کی ہے وہ بھی خوبصورت و مضبوط ہے

میں نے خیال کیا ہے کہ یہ عمدہ بھی ہے اور مضبوط بھی اور گھڑی بھی اسی جنس کی ہے۔ وہ پیتل کی زنجیر میں نے پیتل کی گھڑی میں جو خواب میں ملی تھی لگائی ہے اور جیب میں ڈال لی ہے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ اس وقت رات کے سوا چار بجے تھے اور مسجد میں اذان ہورہی تھی۔ اور میرے دل میں سرور بھی تھا۔

تحقیق: وہ گھڑی قلب ہے اور وہ زنجیر تعلق ہے۔ اس میں بشارت اور اشارت ہے کہ قلب ذاکر (ذکر کرنے والا) اور اوقات کی حفاظت کرنے والا نصیب ہوگا اور سلسلہ کی برکت سے اس کو بقا بھی ہوگا۔ واللہ اعلم

حال: احقر نے گذشتہ رات تہجد کے وقت خواب میں دیکھا کہ سب درخت وغیرہ گر رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ قیامت ہورہی ہے۔ احقر نے دیکھا کہ وہ مکہ شریف پہنچ گیا ہے۔ وہاں دو شخص حجرہ کے سامنے پردہ ڈال کے اندر بیٹھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہا کہ تم لیٹے رہو اب صور پھونکا جائے گا اور اپنے مرشد کی طرف خیال لگاؤ۔ احقر نے کہا کہ میرے مرشد دو حضرت ہیں فلاں وفلاں۔ آپ کا نام سن کر انہوں نے کہا کہ وہ بہت کامل ہیں اور دوسرے کامل نہیں۔ احقر نے کہا کن کی طرف خیال لگاؤں۔ جواب دیا گیا اول یا ثانی یاد نہیں رہا یہ کیا دیکھا۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ جن کے سچا ہونے کا ظن ہو آخرت میں بھی ان کا ساتھ ہونا نافع ہے۔ جس کو غیر کامل کہا گیا صرف خواب کی وجہ سے ایسا گمان کسی پر نہ کیا جائے ممکن ہے کہ یہ کمال نہ ہونا خواب دیکھنے والے کے اعتبار سے ہو یعنی تم کو ان سے کامل نفع نہیں ہوگا۔ جس کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک لطیف اشارہ ہے کہ سلوک کے راستے میں دو طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے اور جواب میں ظاہری طور پر سباق کے انداز سے پہلا ہی کہا گیا ہو۔

حال: ایک خواب عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بندہ نے دیکھا کہ ایک جگہ کچھ میدان سا ہے اور وہاں پر فرش بچھا ہوا ہے۔ بیچ میں حضرت حاجی صاحب شیخ العرب والعجم نور اللہ مرقدہ بیٹھے ہیں۔ دو صاحب دائیں بائیں تشریف فرما ہیں حاجی صاحب کا حلیہ کچھ مولانا محمد علی صاحب مونگیری سے ملتا ہوا ہے۔ گھٹنوں سے کچھ نیچا کرتا اور نصف پنڈلی کھلا ہوا سفید پائجامہ اور ٹوپی حضور جیسی اوڑھے ہوئے ہیں۔ رنگ کسی قدر پختہ ہے۔ بندہ نے جا کر سلام عرض کیا۔ حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے نہایت ہی محبت کے لہجے میں جیسے کوئی بے حد شفیق دادا صاحب محبت سے پیش آتے ہیں سلام کا جواب دیا۔ وہ جو صاحب دائیں بائیں جانب بیٹھے تھے انہوں نے پوچھا حضرت یہ کون ہیں؟ حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ میرے اشرف علی صاحب سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایسا خوش کرنے والا لہجہ تھا کہ بندہ اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ ان دونوں صاحبوں

سے کسی ایک نے یہ عرض کیا کہ حضرت آپ مولانا تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ سے بہت ہی محبت رکھتے ہیں۔ یہ سن کر حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ پر ایک وجد کی حالت طاری ہوگئی اور یہ جواب ارشاد فرمایا کہ میں محبت کرتا ہوں میں محبت کرتا ہوں۔ میں محبت کرتا ہوں۔ تین بار تکرار فرمایا اور فرمایا اس پر تو اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اس بات کو سن کر ان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا کی دین خدمت تو ایسی ہی ہیں جو آپ فرما رہے ہیں لیکن خصوصیت کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا وہ وہ ہے کہ جس وقت سجدے کے اندر جا کر یہ کہتا ہے "سبحان ربی الاعلی" تو ہر تسبیح پر ندا ہوتی ہے۔ لبیك یا عبدی کوئی تسبیح اور کوئی سجدہ ایسا نہیں ہے جس پر ندا نہ ہوتی ہو اور وہ وہ شخص ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے یہاں انشاء اللہ اس کو پیش کروں گا۔ اور یوں کہوں گا کہ اے اللہ میری بخشش فرما دے۔ اس لئے کہ اس نے بھی میری طرف گمان نیک کیا ہے۔ اس بات کو سن کر ان دونوں صاحبوں پر ایک وجد طاری ہوگیا اور میری مسرت کا تو کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد بیدار ہوگیا۔ فقط

اب بندے کی درخواست ہے کہ "واما بنعمة ربك فحدث" (کہ اپنے رب کی نعمت کو بیان فرمایئے) پر خیال فرما کر اگر مناسب ہو تو تعبیر خواب ارشاد فرمائیں تو عین احسان ہے اور حضور بندہ کے واسطے بھی دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ بندہ کو بھی حضور کا اتباع نصیب فرمائے۔

تحقیق: السلام علیکم تعبیر کی کیا حاجت خواب خود آپ اپنی تفسیر ہے۔ اور واضح صاف بشارت ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بشارت موجود حال کے اعتبار سے ہے یا آئندہ کے اعتبار سے ہے وہ بھی کبھی حال ہی بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم اس رویاء صالحہ کی برکات نصیب فرمائے۔ والسلام

حال: غالباً تہجد کی نفل پڑھ کر یا پہلے ہی دوسرا خواب دیکھا اس کی مسرت تو پہلے دن سے بھی زیادہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ناشکری سے بچائے۔ آمین ثم آمین یعنی گویا جب میں حضرت کے پیر دبانے میں مصروف ہوں تو ایک خادمہ نہایت خوبصورت اور جمیل صاحبزادے کو گود میں لئے ہوئے ہیں یا تو انہوں نے مجھ سے کہا لو یہ حضرت کے صاحبزادے ہیں یا خود میں نے یہ سمجھ کر کہ یہ حضرت کے قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) ہیں ان سے ان کو اپنی گود میں لے لیا۔ ان صاحب زادے کو لے کر دیکھ کر بہت خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو صاحبزادہ عطا فرمایا الحمد للہ اور ان کو باہر لے گیا ہوں۔

ایک اونچے مقام پر ایک نل کا کنواں لگا ہوا ہے۔ اس میں سے پانی کی جگہ دودھ نکل رہا ہے۔ میں نے اس کنویں سے جو کہ اوپر سے نیچے اوکھ لگا کر پیتے تھے حضرت کے صاحبزادہ کے منہ میں دودھ دیا جنہوں نے پیا اور میرے کپڑوں پر اور وہاں سے زمین میں گرتا گیا۔ دودھ پینے کے بعد میری آنکھ کھل گئی اللہ تعالیٰ یہ خواب سچے

فرمائیں۔ حضرت تعبیر سے مشرف فرمائیں۔

تحقیق: شاید اللہ تعالیٰ کوئی ولد صالح وعارف عطا فرمائے۔

حال: مجھے آج رات خواب میں دو باتیں پیش آئی ہیں جن سے طبیعت سخت پریشان ہے کہ شاید میری عاقبت کے خراب ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر میری یہ پریشانی صحیح ہے تو آنحضرت والا اس کے تدارک کی تدبیر تجویز فرما کر ارشاد فرمائیں تا کہ جتنا ہو سکے کوتاہی نہ کروں۔

❶ ایک اجنبی شخص جو بظاہر ہندو چمار کی قوم معلوم ہوتا تھا۔ اس نے شب کو ایک لڑکی میرے قیام گاہ میں سونے کے لئے بھیجی۔ کسی وقت نگاہ پڑنے سے میرا نفس بد ہوا، اور جماع کی تیاری کے وقت دخول سے پہلے انزال ہوا اس کے بعد میں نے غسل کر لیا۔

❷ اس کے بعد اپنے ایک ایسے مکان میں گیا جہاں کچھ مہمانوں ومسافروں کا سامان رکھا ہوا تھا۔ اس کی چابی گم ہوگئی۔ تلاش کرنے میں اس قدر وقت صرف ہوا کہ طلوع شمس ہوگیا اور نماز فجر قضا ہوگئی۔ یہ سب خواب کا قصہ ہے اخیر شب جب اٹھا ہوں تو دل پر پریشانی تھی اور واقعی مجھے احتلام ہو یا ہوا تھا۔ مگر الحمد للہ وظیفہ سے فارغ ہو کر نماز فجر پوری باجماعت پڑھی۔

تحقیق: عرفا (اللہ والوں) کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی معصیت کسی شخص کے لئے مقدر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس معصیت کو جاگنے کی حالت سے سونے کی حالت میں منتقل کر دیتے ہیں۔ سو ایسے خواب سے خوش ہونا چاہئے کہ جاگنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور سونے کی حالت میں مکلف ہی نہیں ہوتا۔

حال: ایک روز خواب میں حضرت شیخ وقت امام زماں حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کی زیارت ہوئی (قلب کو یہی معلوم ہوا کہ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں لمبی داڑھی سفید و سیاہ تھی لاغر بدن سانولا رنگ تھا لمبا قد تھا) اور حضرت قدس سرہ نے خانقاہ والوں میں سے چند آدمیوں کا ذکر اللہ امتحان کے طور پر سنا یہ یاد نہیں کہ امتحان دینے والوں میں کون کون تھے انہیں میں احقر بھی شامل تھا۔ مجھ سے بھی فرمایا کہ ذکر نفی و اثبات کر کے دکھاؤ احقر نے لا الہ اللہ میں اور گردن کو دائیں جانب کھینچا مد کر کے باقاعدہ ادا کیا تو حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ اتنی دیر میں تو تم کئی دفعہ ذکر کر سکتے تھے جس سے ترقی زیادہ ہوتی ایک بار میں اتنی دیر کر کے کیوں نقصان کیا۔

تحقیق: یہ بالکل وہی مذاق (مزاج) ہے جس کو میں اکثر ظاہر کیا کرتا ہوں کہ اصل عمل مقصود ہے۔ ایسے قیود

زائد ہیں جن کا اہتمام عمل سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔

حال: ایک بار ذکر کے بعد غنودگی میں اتنا بڑا دریا نظر آیا کہ آنکھوں نے آج تک اتنا بڑ دریا نہیں دیکھا اور بالکل لبریز تھا۔ مگر موجیں نہ تھیں ساکن تھا۔ اس میں میں بے تکلف چل رہا تھا پھر یہ حالت ختم ہوگئی۔

تحقیق: بعض اہل معانی نے دریا کو طریقت کی صورۃ مثالیہ بتلائی ہے "حملنا هم فی البر والبحر" (کہ ہم نے انسان کو خشکی اور تری میں سواری عطا فرمائی) اس پر محمول بھی کیا ہے۔

عالم مثال کا کشف

یہ حالات ایک بنگال ذاکر نے جو کہ یہاں سے مجاز ہو کر گئے وقتاً فوقتاً زبانی بیان کئے اور زبانی جواب لے کر سوال و جواب اپنی عبارت میں محفوظ کئے جو ضروری تصحیح کے بعد منقول ہیں۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے آسمان اور ستارہ نظر آیا اور اس کے کنارہ پر ایک دریا اور اس میں ایک نور بہت چمکتا ہوا معلوم ہوا۔ اس کے بعد یہ میری دائیں طرف ہٹ گیا اور میری بائیں طرف سے ایک سیاہ رنگ کا بادل میرے سامنے آیا اور اس کے بعد یہ بائیں طرف ہٹ گیا اور داہنی طرف سے وہ دریا النور میرے سامنے آیا پھر یہ داہنی جانب ہٹ گیا اور بائیں جانب سے وہ سیاہ رنگ کا بادل میرے سامنے آیا بعد میں یہ بائیں جانب ہٹ گیا۔ اور داہنی جانب سے وہ دریا مع النور میرے سامنے آ کر چھپ گیا۔ اس کے بعد ایک شخص کی صورت بہت خوب صورت نیچے حصہ میں لباس پہنا ہوا نظر آیا۔

تحقیق: فن تصوف میں ایسے نظر آنے کو کشف کہتے ہیں اور یہ عالم مثال نظر آیا اور جو آدمی کی صورت نظر آیا یہ اعمال حسنہ ہیں کہ قیامت کے دن بھی صورت نظر آئے گی۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو ایک دریا نظر آیا اور اس میں ایک نور چلتا ہوا جا رہا ہے اور اس کے کنارہ میں میرے سینہ کے برابر ایک اونچی دیوار ہے۔ اس کے کنارے میں راستہ ہے میں راستہ سے چلا جا رہا ہوں اور وہ نور بھی چلتا ہوا جا رہا ہے اور اس نور نے جہاں تک ہو سکے میرے آگے جانے کی کوشش کی مگر جا نہیں سکا۔

تحقیق: عمل دو قسم کا ہوتا ہے ایک بدنی عمل دوسرا روحانی عمل اور یہ جو دریا نظر آیا یہ عالم ملکوت (فرشتوں کا عالم) ہے اور نور کا چلتا ہوا جانا یہ روحانی عمل ہے اور آپ کا چلنا یہ بدنی عمل ہے یعنی آپ کا عمل ظاہری و باطنی دونوں اعتدال پر رہیں گے۔

حَال: اس کے بعد بہت آسمان کے اوپر کنارہ میں ایک شخص کی صورت کہ سر سے پاؤں تک نور ہی نور ہے نظر آئی۔ میرے دل میں آیا یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر تہجد کے بعد جب ذکر کرنے لگا۔ اسی وقت اچانک یہ بات یاد آئی اور میرے دل میں منجانب اللہ القاء ہوا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوکر دنیا میں اترنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قریب ہے جیسا کہ بعض آثار و علامات سے بھی معلوم ہوتا ہے اور آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نسبت ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام میں زہد اور توکل یہ دو صفات غالب تھیں۔ انشاء اللہ آپ میں بھی یہ دو صفات غالب ہوں گی۔

حَال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تب ایک راستہ کہ اس کے دونوں کنارے میں سونے کی منقش دیوار اور آگے جاکر اس کے سامنے سونے کا ایک منقش مینارہ چار پانچ طاق والا نظر آیا۔

تحقیق: یہ صراط مستقیم ہے۔

حَال: اس کے بعد ایک دیوار بہت لمبی اور دروازہ اس کے درمیان میں چاند کی طرح حلقہ جو چار پانچ قسم کے رنگ سے نقش کیا گیا ہے اور اس کے سامنے چاندی کا منقش ایک تخت ہے اور اس کے اوپر سطح ہے۔

تحقیق: یہ جو نظر آیا یہ عرش کی صورت مثالیہ ہے۔

حَال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو ایک مکان دو منزلہ صحن والا نظر آیا۔ اس کے صحن میں چاندی کا منقش بہت نفیس فرش لگا ہوا ہے۔ اس مکان میں سات آٹھ حجرہ ہیں۔ میں سب سے دائیں طرف کے حجرہ کے اندر گیا۔ دیکھتا ہوں کہ اس کی دیوار چاندی کی منقش ہے اور اس میں اعلیٰ درجہ کا اطلس وحریر وغیرہ کا لباس اور بستر ہے۔ اس کے بعد میں درمیان کے ایک حجرہ کے اندر گیا اس میں سنگ مرمر قسم بقسم رنگ دار دیوار میں لگا ہوا ہے اور حجرہ کے درمیان میں سونے کی ایک کرسی ہے۔ اس کے بعد سب سے بائیں طرف کے حجرہ کے اندر گیا اس میں بھی پہلے حجرہ کی طرح دیکھا اور اس مکان کے چاروں طرف باغ ہے اس میں بہت سبز درخت لگے ہوئے ہیں اس کے بعد ایک مکان بہت دروازہ والا اور اس کے دیوار میں رنگدار سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور ہر ایک دروازہ کے پیچھے ایک باغ نظر آیا اس کے بعد ایک مکان سفید سنگ مرمر سے بنا ہوا اور میرے خیال میں آیا کہ اس میں باغبان رہتے ہیں۔ پھر ایک نور چاند کی طرح چمکتا ہوا کہ اس میں میری صورت معلوم ہوئی ہے نظر آیا۔ پھر ایک مسجد بہت بڑی نظر آئی کہ جس کی دیواروں میں چاندی منقش اور سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

تحقیق: یہ سب جنت کے بارے میں مکاشفات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو جنت نصیب ہوگی۔

سُؤال: یہ جتنے مکاشفات ہوتے ہیں یہ بالکل وہی چیزیں ہوتی ہیں یا اس کی امثال۔

جَواب: اس کی امثال ہیں لیکن اکثر وہ اصل کے مطابق ہوتے ہیں۔

حَال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے ایک بہت وسیع میدان اور اس کے درمیان میں ایک بہت بڑا قلعہ اور اس کی چاروں طرف کی دیواروں میں سنگ مرمر رنگدار لگا ہوا۔ اس کے بعد بہت اوپر آسمان کے قریب ایک شخص کی صورت اور اس کے منہ میں سینگ سے نظر آیا۔

تحقیق: یہ اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور ایسے کشف سے اعتقاد کو قوت حاصل ہوتی ہے۔

حَال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرتے لگا تو سامنے ایک دریا اور اس کے کنارہ میں ایک بہت سیاہ پہاڑ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے دریا کا پانی بھی سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک پردہ کہ وہ چار پانچ قسم کے رنگ سے منقش کیا گیا ہے بہت چمکدار اور پر لطافت ہے۔ اس کے پیچھے ایک نور کی روشنی بہت دور تک چمکتی ہوئی نظر آئی اس کے بعد میرے سامنے ایک نور نظر آیا میں اس کی طرف نظر کرتا رہا اچانک میرا خیال جاتا رہا تھوڑی دیر کے بعد مجھے ہوش آیا وہ بھی غائب ہو گیا۔

تحقیق: یہ پہاڑ ناسوت (دنیاوی عالم) اور دریا ملکوت (فرشتوں کا عالم) ہے اس کی طرف ہرگز خیال اور توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ یہ پسندیدہ حالات ہیں مگر ان کو مقصود سمجھنا نقصان دہ ہے کیونکہ اگر اس کی طرف خیال اور نظر کرو گے تو توجہ الی اللہ سے محروم رہو گے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ جب لڑکوں کو مدرسہ میں پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں تو ان کا ولی کبھی مٹھائی اور کبھی اچھے کپڑے وغیرہ خرید کر دیتے ہیں تا کہ یہ لوگ اچھی طرح دل لگا کر پڑھیں اور شرارت اور ناغہ نہ کریں۔ حالانکہ یہ چیزیں مقصود نہیں۔ لیکن جو علم کے مزے سے بے خبر ہے اس کی ترغیب کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ایسا ہی خداوند تعالیٰ یہ حالات ظاہر کر دیتا ہے تا کہ اس سے دل میں فرحت و خوشی حاصل ہو کر ذکر و شغل اور زیادہ رغبت سے کرے حالانکہ حقیقت یہ مقصود نہیں مقصود تو اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت ہے۔

سُؤال: ناسوت اور ملکوت کس کو کہتے ہیں۔

جَواب: ناسوت یہ ناس سے لیا گیا ہے بمعنی آدمی اور ملکوت یہ ملک سے لیا گیا ہے بمعنی فرشتہ دونوں جگہ ناسوت اور ملکوت کہہ کر ان دونوں کا عالم مراد ہے (جیسے انسان کے رہنے کا عالم اور فرشتوں کے رہنے کا عالم) یعنی ناسوت سے مراد عالم موجود کہ آدمی کے رہنے کی جگہ اور ملکوت سے مراد عالم غیب کہ فرشتہ کے رہنے کی جگہ ہے۔

حَال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو آسمان کے کنارہ میں سبز رنگ جس کی روشنی بہت دور تک

چمکتی ہوئی تھی نظر آیا۔ اس کے بعد میرے چاروں طرف کے انوار میرے سینہ کے نور کے ساتھ ملے اور میرا خیال جاتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جب مجھے ہوش آنے لگا تو میرے سینہ میں بجلی کی طرح کا ایک نور چمکتا ہوا نظر آیا۔

تحقیق: سبز رنگ کا نور نظر آنا یہ جنت کی صورت ہے اور جو چاروں طرف انوار نظر آئے یہ معمولات ہیں اور سینہ میں جو نظر آیا یہ اعمال ہیں ان دونوں کا مل جانا اور ایک ہو جانا یہ قبولیت کی علامت و آثار ہیں اور بجلی کی طرح جو نور نظر آیا یہ بہت اور خاندان چشتیہ کا اثر ہے۔

حال: دوسرے دن جب ذکر کرنے لگا تو آسمان کے قریب بہت اوپر ایک حسین عورت اور اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوا اور لباس چاندی کا پہنے نظر آئی۔

تحقیق: وحشت کی حور نظر آئی۔

سؤال: اسی طرح جب نماز کے بعد میں ذکر کرنے لگا تو مجھے ایک قلعہ نظر آیا۔ اس کی چاروں طرف کی دیواریں لوہے سے بنائی گئی ہیں اس میں باریک نقش کیا گیا ہے۔ اس کے درمیان دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا ہے اس کے بعد میرے سامنے ایک بہت خوب صورت حسین عورت چاند جیسے چہرہ والی سونے کے زیورات پہنے ہوئے نظر آئی۔ اس کے بعد بہت دور آسمان کے کنارہ میں سبز رنگ اور اس میں ایک نور بہت چمکتا نظر آیا۔ پھر اچانک ایک نور جس میں چار پانچ رنگ چمکتے ہوئے تھے میرے سینہ میں آکر ملا اسی وقت میرے قلب میں ہیبت پیدا ہوئی۔

تحقیق: جو قلعہ نظر آیا یہ روح ہے ذکر کی کثرت کی وجہ سے محبوبیت کا غلبہ ہوکر روح عورت کی صورت بن کر اپنے کو دکھائی ہے۔

حال: آج تین دن ہوئے ہیں ذکر کرتا ہوں اس میں کچھ ذکر کے آثار معلوم نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کرنے سے بدن میں حرارت ہوتی تھی ہر وقت اس کی یاد میں رہتا تھا۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت تمام بدن میں حرکت ہوتی ہے۔ دوسرے کلام مجید تلاوت کرنے کے وقت جب عذاب یا دوزخ کا بیان آتا ہے تو اسی وقت قلب میں ایک صدمہ اور حسرت ہوتی ہے اور فوراً آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: ذکر کرنے سے دو حال ہوتے ہیں ایک قبض دوسرا بسط۔ یہ حال قبض کا ہے اور اس میں بھی فائدہ ہے کیونکہ اگر ایک حال رہے تو اس کا نہ کوئی لطف ہو اور نہ اس کی پوری حقیقت معلوم ہو اس لئے خداوند تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی حالت قبض میں اور کبھی حالت بسط میں رکھتے ہیں تاکہ بسط کا لطف معلوم ہو جیسے کوئی شخص اپنی عمر میں کبھی کوئی کڑوی چیز نہ کھائے اس کو نہ میٹھی چیز کا لطف معلوم ہوگا اور نہ اس کی حقیقت معلوم ہوگی۔ کیونکہ قاعدہ

ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادہا (چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں) اور باقی صدمہ اور حسرت ہونا یہ بلند حالت ہے بڑا مجاہدہ ہے۔

حال: تہجد کے بعد جب ذکر کرنے لگا تو سفید رنگ کی ایک عورت کی بہت لطافت ونزاکت کے ساتھ نظر آئی۔ اس کے بعد ایک قبر نظر آئی اس میں ایک شخص جس کے چہرہ پر غبار اور پسینہ تھا سوتا ہوا نظر آیا۔

تحقیق: یہ عورت جو نظر آئی یہ روح ہے محبوبیت کے غلبہ کی وجہ سے عورت کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ دوسری جو قبر میں ایک شخص سوتا ہوا معلوم ہوا یہ اپنی صورت ہے اور مصداق ہے حدیث "موتو قبل ان تموتوا" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا حدیث میں وارد ہے "المومن یموت بعرق الجبین" یعنی ایمان والا ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے پیشانی کے پسینہ سے مرتا ہے اس میں بالخیر کی طرف اشارہ ہے۔

کشف وانوار توجہ کے قابل نہیں ہیں

حال: کئی دن تک ذکر کے درمیان کچھ گول سفیدی نظر آیا کرتی تھی مگر اب معلوم نہیں ہوتی۔ جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں بہت ستارے چھوٹے چھوٹے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: اکثر (قوت) متخیلہ کا تصرف ہے کبھی ذکر کے انوار اور کشف کوئی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں توجہ کے قابل نہیں ہے۔

کشف باطنی حس سے ہوتا ہے

سوال: اہل کشف (یعنی جن لوگوں کو کشف ہوتا ہے ان) کو محسوسات (محسوس کی جانے والی چیزوں) کا کشف خواہ وہ ملکوتی (یعنی فرشتوں کے عالم سے) ہو یا ناسوتی (یعنی انسانوں کے عالم سے) ہو باطنی دیکھنے کی حس سے جاگنے کی حالت میں آنکھوں کو بند کر کے ہوتا ہے یا باطنی حس سے یہ کشف ظاہری آنکھوں کے کھلے رہنے کے باوجود بھی ہوتا ہے جیسا کہ اہل طریق (تصوف والوں) کا معمول ہے کہ قبروں کے کشف یا دل میں جو خیالات آتے ہیں ان کے کشف کے لئے آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں۔

میرا تو خیال ہے کہ جس کو کشف ہوتا ہوگا تو اس کو ظاہری آنکھ بند کئے بغیر بھی ہوتا ہوگا خواہ (وہ) آنکھیں بند کرے یا نہ کرے کیونکہ علم تو باطنی حس سے ہوتا ہے۔

جواب: صحیح ہے (کہ آنکھیں بند کئے بغیر بھی ہوتا ہوگا) لیکن کشف کے لئے کیوں کہ یکسوئی ضروری ہے۔ بعض کو وہ (یکسوئی) آنکھوں کو بند کئے بغیر نہیں ہوتی ہے اسی طرح بعض کو کشف بھی آنکھ بند کئے بغیر نہیں ہوتا

ہے۔

کشف قبور ہونا

حال: (ہمارے) یہاں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کا مزار ہے۔ ہفتہ میں جب زیارت کو جاتا ہوں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبر بالکل حائل (آڑ بنی ہوئی) نہیں ہے بڑا جنازہ دکھائی دیتا ہے۔تمام باغ آس پاس غرضیکہ مومن کی قبر کی جو کیفیت (حدیث میں) منقول ہے پاتا ہوں اور یہ کیفیت آنکھ کھولنے کے وقت رہتی ہے۔ یہ ہی کیفیت اپنی ہمشیرہ کی قبر کی جس کا فی الحال انتقال ہوا ہے پاتا ہوں۔ ایک بزرگ کے مزار پر بھی اور بعض کے مزار پر فاسق کی قبر کی کیفیت نظر آتی ہے۔

تحقیق: ان عارضی باتوں کی طرف ہرگز توجہ نہ کیجئے نہ اس کا اعتبار کیجئے سب حجاب (اللہ تعالیٰ سے آڑ) ہیں۔

کشف سے بے توجہی ہونا

حال: گزارش یہ ہے کہ خط گرامی کے ملنے سے بہت خوشی ہوئی حسب ارشاد خواب اطمینان سے کام میں لگا ہوا ہوں۔ چند روز تک ذکر میں ایک طرح کی محویت ہوتی ہے نہ دنیا کا خیال نہ آخرت کا خیال رہتا ہے فقط ذات باری تعالیٰ کا تصور ہوتا ہے۔ بہت اشیاء نظر آتی ہیں۔ حسب ارشاد سب سے بے توجہ رہتا ہوں۔ ہر طاعت میں بہت خوشی معلوم ہوتی ہے۔ کشف وکرامت بہت ہی خراب معلوم ہوتا ہے۔آج رات تہجد کے بعد ذکر کی حالت میں ایک خوبصورت مکان نظر آیا ہے اس مکان میں بہت لوگ دیکھے۔ ایک حکیم لوگوں میں بیٹھ کر لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ یہ کیا چیز ہے معلوم نہیں۔

تحقیق: آپ تو کہتے ہیں کہ کشف خراب چیز ہے اور میں اس سے بے توجہ ہوں پھر اس واقعہ کی تحقیق کرنا کیا توجہ کرنا نہیں ہے۔

آٹھواں باب

وساوس وخیالات کے بیان میں

وساوس کے فوائد اوران کا علاج

حَالؒ: کبھی ایسے وساوس قلب پر آتے ہیں جن سے ایمان کا خطرہ رہتا ہے۔

تحقیق: یہ تو رحمت ہے کیا حدیث میں آپ نے ذاک صریح الایمان (یہی تو صاف ایمان ہے) نہیں پڑھا اوراس میں ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے عجب کی جڑ کٹ جاتی ہے اور نقصان نہ ہونا یقینی اور حدیث سے ثابت ہے۔

حَالؒ: اکثر اوقات گنہگار نفس بندوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنے کو اہل علم سمجھ کر دوسرے سے تعظیم چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے نہ عمل کی ہمت۔ کبھی رئیس زادہ سمجھ کر توقیر کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ "العزة للّٰہ ولرسولہ وللمومنین."

تحقیق: یہ سب وساوس ہیں۔ جب آپ ان کو برا سمجھتے ہیں اور (ان کا) ارادہ نہیں ہے کہ ایسا خیال ہو بلکہ یہ ارادہ ہے کہ ایسا نہ ہوتو یہ نہ طلب تعظیم ہے نہ تکبر ہے نہ بڑائی چاہنا ہے کیونکہ یہ سب برے افعال اختیاری ہوتے ہیں۔ اس لئے جو اختیار سے نہ ہو وہ برے اخلاق سے خارج ہے صرف برے اخلاق کا وسوسہ ہے۔ جس پر مواخذہ نہیں مواخذہ عزم (ارادے) پر ہے۔

حَالؒ: کمترین کو آج کل وساوس (پندرہ محرم ۱۳۳۰ھ کو ان کا خط مضمون ذیل کا آیا الحمد للہ اب نہ یہ وساوس کا ہجوم ہے نہ اوہام ہوا جس کا تلاطم قطعی طور سے نیست و نابود ہو گئے حضور کا کس زبان سے اور کیسے شکریہ ادا کیا جائے جو اس آڑے وقت میں اس ناچیز اور سراپا قصور کی دستگیری فرمائی گئی ہے اقائے عالم ذات بابرکات کو بایں فیوض وخیرات ہمیشہ ہمیشہ تا قیام قیامت قائم رکھیں اور نظر شفقت وتوجہ کی بجناب بیچارہ مبذول آمین) کا سخت غلبہ ہے۔ طاقت بیان سے خارج ہے اور ایسے وسوسوں کی کثرت ہوتی ہے کہ نقل کرتے ہوئے بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔ سخت حیرانی و پریشانی میں مبتلا ہوں اگر چہ یہ جانتا ہوں کہ چور اپنی چوری کی تدابیر میں مصروف ہے مگر

دور کرنے کا طریقہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بہت مصیبت میں پڑا ہوں۔ حضرت مرشد مدظلہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے ہیں۔ اب اس وقت عالم میں سوائے حضور کے علاوہ اور کوئی چارہ ساز نظر نہیں آتا جس سے اپنے مرض کا علاج کراؤں۔ حضور والا! حال ہے قال نہیں عرض بھی نہیں کرسکتا جلدی مدد فرمائی جائے اور تو کچھ پاس نہیں صرف جو کچھ ہے ایمان ہے اس کے بھی چھن جانے کا گمان ہے۔ "ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب." بس زیادہ کیا عرض کروں۔

تحقیق: وساوس کوئی پریشانی کی چیز نہیں پریشانی سے قلب ضعیف ہو جاتا ہے جس سے دوگنا ہجوم ہو جاتا ہے۔ بے پروائی اور بے التفاتی کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں بلکہ بہتر ہے کہ اس پر خوش ہوں اس سے قلب کو قوت ہوتی ہے اور وساوس کو قبول نہیں کرتا بہت جلد ختم ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں جب اس میں گناہ نہیں تو پھر پریشانی کیوں ہو۔

حال: جب کوئی دنیوی کام پیش آتا ہے تو طبیعت کو اتنا انہماک اور دل کو اس میں مشغولی ہو جاتی ہے کہ معمولات اوقات میں اسی کام کے بارے میں وساوس اتنے آتے ہیں کہ پریشان ہو جاتا ہوں۔ یہاں تک بات پہنچتی ہے کہ معمولات چھوٹ جاتے ہیں جو دلچسپی پیدا ہوتی ہے وہ سب فنا ہو جاتی ہے۔ بہت ہی پریشانی میں ہوں اور دنیوی کاموں سے فراغت بھی حاصل نہیں ہوتی بلکہ روز بروز بڑھتی ہے کبھی ایک چلہ کسی معمول پر ہمیشگی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: پریشان نہ ہو جایئے اگر دل نہ لگے بے دل لگے ہوئے معمول ادا کر لیجئے اگر پورا نہ ہو سکے تو تھوڑا کر لیجئے مگر بالکل ناغہ نہیں کرنا چاہئے تھوڑا سا بھی ہوتا رہے تو برکت رہتی ہے۔ اس کی فکر چھوڑ دیجئے کہ ذرہ برابر کمی نہ ہو جتنی کمی ہو جائے اس کا تدارک استغفار سے کر دیا کیجئے اور پریشان ہرگز نہ ہوں اس سے اور بھی ہمت کمزور ہو جاتی ہے۔

حال: حضور کے سب ارشاد اور دعا کی برکت سے اسم ذات روزانہ چھ ہزار پڑھتا ہوں مگر خیالات یکسو نہیں ہیں۔ وسوسے بہت آتے ہیں اور طبیعت گھبراتی ہے کسی ذکر و عبادت میں جس طرح پہلے کچھ دل کا لگاؤ اور لذت حاصل تھی وہ بالکل نہیں ہے۔ کبھی دین و دنیا کے خسارہ کا پورا خوف ہو جاتا ہے اور دنیا کی حالت تو میں کچھ عرض نہیں کرتا مگر عقبی (آخرت) کے لئے ضرور تکلیف دیتا ہوں۔ میری حالت خراب ہے کیا کروں؟ کچھ دن سرخ کاغذ پر اسم ذات لکھ کر دیوار پر چسپاں کر کے روزانہ دیکھا کرتا تھا۔ حضور نے بعد میں ارشاد فرمایا کہ اگر دل میں ہو بہتر ہے۔ کچھ روز کیا مگر پھر زمانہ کے جھگڑے کچھ روزگار وغیرہ کی وجہ سے چھوٹ گیا بہت مجبور ہوں کمزوری

دماغ کی شکایت کیا لکھوں سب شکر ہے جو کچھ ارشاد ہو۔ دعا کیجئے اللہ پاک حضور کی قدم بوسی حاصل کرا دے بہت بڑا مرض ہے سخت گنہگار ہوں۔ مجھ سے کچھ نہ ہوسکا ڈر ہے کہ اگر دن بدن اور حالت خراب ہوئی تو آخر وقت کیا کیفیت ہوگی۔ ہاں خدا تعالیٰ دل میں اپنی محبت کامل طور پر عطا فرما دے تو سب کچھ اس کے طفیل میں امید ہے۔

تحقیق: یہ تلوین کے آثار میں سے ہے۔ اسی طرح دنیاوی کام طبیعت کی پریشانی کا سبب ہو جاتے ہیں۔ کیفیات لذت ہونے اور نہ ہونے کی طرف توجہ نہ کریں خود عمل کو مقصود سمجھ کر کرتے رہیں انشاء اللہ محرومی نہ رہے گی پریشانی کا اصل سبب ثمرات (نتائج) پر نظر کرنا ہے۔ عشا کے بعد یا باسط ایک ہزار بار پڑھ لیا کریں۔

حال: حضور نے ارقام فرمایا تھا کہ نماز میں عرش سے قلب پر نور ٹپکتا ہوا تصور کرو تو کیا جس وقت امام صاحب قرات پڑھیں اس وقت (بھی) کیا کروں؟۔ حضور! دنیوی تفکرات کی وجہ سے نماز میں دل نہیں لگتا عادۃً ہی پڑھی جاتی ہے۔

تحقیق: وہ شغل آپ کی حالت کے مناسب نہیں اس کو ترک کر دیجئے۔ نماز میں خیالات کا آنا کچھ نقصان دہ نہیں ہے اس سے پریشان نہ ہوں۔ اگر اس سے تسلی نہ ہو تو دو چار دن یہاں آ کر رہ جائیں اپنی کہہ لیں اور میری سن لیں۔

حال: حضور نے بارہ سو مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ زبانی پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ عاجز نے حسب ارشاد اس کو شروع کر رکھا تھا لیکن معلوم نہیں کہ قلب میں کس وجہ سے انتشار پیدا ہوگیا ہے کہ اس کے پورا کرنے میں قاصر رہتا ہوں۔ کبھی تو خیال تعداد کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی دنیوی خیال پیدا ہو جاتا ہے اور قلب کو یکسوئی حاصل نہیں ہونے دیتا۔ اس کے علاج کے لئے حضور کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں کہ جس سے قلب رجوع ہو جائے۔

تحقیق: تعداد کے خیال کو چھوڑ دیجئے تعداد خود مقصود نہیں کمی زیادتی نقصان دہ نہیں ہے دنیاوی خیال پیدا ہو جانے کی پرواہ نہ کیجئے۔ ان خیالات کے ساتھ بھی ذکر نافع ہے۔ رہا رجوع قلب سو ذکر کو ہمیشہ کرنے سے خود بخود یہ بات پیدا ہو جائے گی۔

حال: رات کے وقت مراقبہ کی حالت میں کچھ نیم خوابی کی سی حالت میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام شخص سفید کپڑا پہنے میری طرف آنے کا ارادہ کرتا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تم ٹھہرو میں وظیفہ سے فارغ ہو کر تم سے کلام کروں گا۔ میرے تصور میں یہ تھا کہ دلائل الخیرات سے فارغ ہو چکا ہوں اور مناجات مقبول باقی ہے تھوڑی

دیر کے بعد یہ خواب جیسی حالت ختم ہوگئی۔

تحقیق: یہ موسوس (وسوسہ ڈالنے والا) تھا سفید لباس سے اس کا حق کی صورت میں باطل کا دھوکہ دینا مراد ہے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کہ ذکر میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ نے اس کو غائب کر دیا ایسے احوال میں ایسا ہی کرنا چاہئے کہ ذکر کی طرف توجہ رہے ؎

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے ست ٭ ہشدار گوش را بہ پیام سروش دار

ترجمہ: ''سلوک کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت پیش آتے ہیں اس لیے ہوشیار رہو اور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔''

اللہ تعالیٰ حافظ ونگہبان ہے ''انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون''۔

حال: جس وقت میں نماز پڑھتا ہوں اس وقت برے خیالات بہت آتے ہیں۔ نماز پڑھنے کو جی بہت چاہتا ہے مگر نہیں پڑھی جاتی قضا ہو جاتی ہے۔ کچھ دن تک بہت اچھی طرح نماز پڑھتا ہوں بعد میں برے خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔ عشا کی نماز کے بعد درود شریف کا ورد کیا تھا۔ کچھ دن بہت ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا بعد میں پھر برے خیالات آنے لگے۔ اب پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ جب پڑھنے کو بہت جی چاہتا ہے تو شروع کرتا ہوں۔ آخر بہت برے خیالات آتے ہیں کہ نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ کوئی ایسا وظیفہ بتا دیجئے کہ نماز باجماعت پڑھوں۔ میں حضور کو اپنا مرشد جانتا ہوں اگر حضور نہ بتائیں گے تو میں بہک جاؤں گا۔

تحقیق: اس کے لئے وظیفہ کافی نہیں ہمت کی ضرورت ہے۔ آپ خیالات کے اچھے برے ہونے کی طرف بالکل بھی توجہ نہ کیجئے۔ اس سے کوئی نقصان نہیں ہاں اگر اعمال میں کوتاہی ہو تو اس کا علاج ضروری ہے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب کسی عمل میں کمی ہو بیس رکعت نفل جرمانہ کی پڑھا کریں۔

حال: جب میں حاضر ہوا تھا اس وقت پڑھنے کے لئے یہ ارشاد ہوا تھا کہ اسم ذات ایک ہزار بار پڑھنا اور پھر تین ہزار تک تعداد کر لینا۔ چنانچہ بہت عرصہ سے تین ہزار کی تعداد پوری کر لیتا ہوں۔ اب یہ چاہتا ہوں کہ کوئی اس قسم کا ورد تعلیم فرمایا جائے کہ جس سے قلب کی خرابیاں زائل ہوں اور حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو قلب کے وسوسے دور ہوں۔ یہ خیال ہے کہ جناب اگر خاص اوقات میں اس ناکارہ خدام کے واسطے دعا فرمائیں کہ مرضیات کی توفیق ہو۔

تحقیق: ان مطالب کے لئے کوئی ورد مخصوص نہیں ہر ذکر اور طاعت کو جبکہ شرائط کے ساتھ ہو اس میں دخل ہے اور ان شرائط میں سے ایک بڑی شرط صحت فہم بھی ہے جس کا اصل طریق صحبت ہے اس سے بہت سی غلطیاں بھی

دور ہو جاتی ہیں جو مقصود میں رکاوٹ ہوتی ہیں یا مقصود کو نہ معلوم بنا دیتی ہیں باقی دعا تو سب کے لئے کرتا ہوں۔

حَال: حضور والا سے رخصت ہو کر لکھنؤ پہنچنے سے قلب میں بہت ہی غیر مستقل مزاجی و ناامیدی کی حالت غالب ہوگئی ہے۔ طبیعت میں سخت گھبراہٹ ہے۔ حال کا خلاصہ یہ ہے کہ دل میں رہ رہ کر یہ خیال غالب ہوتا ہے کہ میں بالکل بچپن سے بیمار ہوں اور اب تک باقاعدہ کتنا علاج ہوتا رہا مگر صحت کامل حاصل نہ ہوئی۔ یہاں اگر علاج کراؤں تو کس سے کراؤں۔ اگر اس مرتبہ یہاں کے علاج سے بھی فائدہ نہ ہوگا تو پھر کیا ہوگا نہ دین کا رہا نہ دنیا کا وغیرہ وغیرہ (خیال آتے ہیں) دل کو کتنی طرح سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں مگر دل کسی طرح مطمئن نہیں ہوتا۔ ابتدا علاج کے وقت کبھی میری یہ حالت نہ ہوئی قلب سخت غیر مطمئن و غیر مستقل ہے۔ خدا کے لئے میرے لئے دعا فرمائیں کہ قلب مسرور مطمئن ہو اور پوری صحت حاصل ہو۔ قلب کی موجودہ حالت سخت گھبراہٹ و ناامیدی و غیر استقلالی کا علاج ارشاد فرما کر سرفرز افرمائیں۔ کیونکہ ان حالتوں میں مجھے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔

میرے امراض باطنی میں سے جو مرض مجھے فی الحال سخت تکلیف پہنچا رہا ہے اور دینی و دنیوی امور میں نکما بنا رکھا ہے وہ یہ ہے کہ مجھے ہر کام میں دینی و دنیوی خصوصاً طہارت اور وضو اور غسل اور نماز میں سخت وسوسے پیدا ہوتے ہیں یعنی شبہ ہوتا ہے کہ کہیں پیشاب کا قطرہ نکل آیا طہارت پوری طرح نہیں ہوئی۔ نماز میں فلاں رکن چھوٹ گیا، فلاں واجب ترک ہوگیا۔ یہ وسوسہ اتنا بڑھا ہوا ہے کہ چھوٹا استنجا کرنے میں ایک بڑے لوٹے سے زیادہ پانی خرچ ہوتا ہے اور بڑے استنجے کے لئے ویسے ہی دو بڑے لوٹے لگتے ہیں۔ غسل میں بھی بہت پانی خرچ ہوتا ہے۔ ایک ایک نماز کے لئے چار چار پانچ پانچ مرتبہ نیت باندھنی پڑتی ہے تب نماز ادا ہوتی ہے اور وہ بھی سجدہ سہو کے ساتھ۔ جس بارہ میں شبہ ہوتا ہے اس کی کئی بار تحقیق کر لیتا ہوں اکثر ایک بار کی تحقیق سے یہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی کہ شبہ بیہودہ ہے ہر بار تحقیق کئے بغیر چین نہیں ہوتا۔

ایک مولوی صاحب نے مجھے فتویٰ دیا کہ اگر شبہ اس درجہ بڑھا ہوا ہو تو نماز میں اگر کسی رکن تک کے فوت ہو جانے کا بھی شبہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں نماز ہو جائے گی۔ دوسرا یہ کہ جن نمازوں میں قرات بلند آواز سے نہیں اس میں آہستہ اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ پڑھنے کی آواز خود سنے اور بعض فقہاء کے نزدیک حد یہ ہے کہ پاس کا کھڑا ہونے والا بھی اس کو سن لے۔ مجھ کو نماز میں اکثر اسی کا شبہہ ہوتا ہے کہ میں نے جو آہستہ قرات کی اس کو میں نے خود سن لیا مگر اتنا آہستہ تو نہ ہوا کہ پاس کے کھڑے ہونے والے نمازی نے نہ سنا ہو اس شبہ سے سجدہ سہو کرتا ہوں۔

تحقیق: حق تعالیٰ بندہ کو ماں باپ سے زیادہ چاہتے ہیں اگر وہ بیمار بھی رکھیں تو اس میں بھی رحمت اور حکمت

ہے۔اس پر راضی رہنا چاہئے پس پھر کچھ بھی غم نہ ہوگا اور وسوسہ کا علاج یہی ہے اس پر عمل نہ کیا جائے طہارت و نجاست میں بہت گنجائش رکھی گئی ہے کسی نہ کسی کے قول پر طہارت ہو جاتی ہے اور اپنی آواز کان میں پڑنا یہ سب کا قول نہیں بعض کے نزدیک اس کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے بےفکر رہیں۔

حَالؑ: پہلے حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ قصد السبیل میں دیکھ کر عمل شروع کرنا۔ چنانچہ خاکسار نے وہ عمل جو حضور نے آدمی کے لئے تجویز فرمایا ہے شروع کر دیا لیکن تہجد کا پابند نہیں ہوں۔عشا کے بعد نفلیں پڑھ لیتا ہوں جس طریقہ سے حضور نے لکھ دیا ہے۔اب میری کیفیت یہ ہے کہ نماز کے اندر دل میں خیالات پیدا ہوتے ہیں اور ایسے خیالات کہ جن کا گمان مجھے قطعی نہیں ہوتا بے حد پریشان ہوتا ہوں۔ بہت چاہتا ہوں کہ نماز میں یکسوئی حاصل ہو لیکن امکان سے باہر ہے۔

تحقیق: اس میں زیادہ کوشش نہ کریں کہ پریشانی بڑھنے سے قلب کمزور ہوتا ہے اور کبھی اس سے ضروریات سے بھی رکاوٹ ہو جاتی ہے اس لئے صرف اتنا کریں کہ جو کچھ زبان سے پڑھیں ان الفاظ کی طرف درمیانی درجہ کی توجہ رکھیں اس سے خود بخود وساوس کم ہو جائیں گے اور کچھ دن بعد پھر اطلاع دیں۔

حَالؑ: (دوسری بات) یہ کہ جس روز سے میں نے یہ عمل شروع کیا ہے دل بہت کمزور ہو گیا ہے۔کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں اختلاج قلب کا دورہ نہ ہو جائے۔ یہ کیفیت خاص کر اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب کبھی معاذ اللہ شیطانی وساوس دل میں پیدا ہوتے ہیں اور نفس کسی ایسے فعل پر جو ناجائز ہو راغب ہوتا ہے۔ لہٰذا امیدوار ہوں کہ حضور ان تمام امور کے دور ہونے کی طرف توجہ فرما دیں اور دعا فرمائیں کہ خاکسار کا ایمان قائم رہے۔

تحقیق: اس کا علاج وہی ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اس میں زیادہ کوشش نہ کریں اور جو تدبیر میں نے لکھی ہے پہلے تو اس سے وساوس خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اگر بالفرض ختم نہ بھی ہوں تب بھی کچھ فکر نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ حدیثوں میں ہم کو وساوس کے بارے میں بالکل بےفکر کر دیا گیا ہے اور یقین دلا دیا گیا ہے کہ اس میں ذرہ برابر گناہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے پیچھے پڑنے کی کیا ضرورت ہے پیچھے پڑنے ہی سے اختلاج کا خوف ہے اور بےفکر ہونے سے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ خوف نہیں۔

سُؤال: ذکر کے وقت اِدھر اُدھر کے خیالات آیا کرتے ہیں قلب متوجہ کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

جَوابؒ: بس جان بوجھ کر خیالات نہ لائے یہی کافی ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ شکایت جاتی رہے گی مستقل تدبیر کی ضرورت نہیں۔

سُؤال: حضور تحریر فرمائیں کہ اگر دل میں اگر کبھی کبھی ہلکی سی کمزوری اور بداعتقادی مصیبت وغیرہ کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ہو جاتی ہے تو کیا اس سے ایمان میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ بندہ کی حالت کبھی کبھی ایسی ہو جاتی ہے کہ کسی عجیب بات کے پیش آنے کی وجہ سے ہلکی سی بداعتقادی ہو جاتی ہے مگر بعد میں اس کی تلافی کے لئے دل بہت ملامت کرتا ہے اور بہت استغفار کرتا ہے اور فوراً ہی ایمان میں ایک قسم کی تر و تازگی ہو جاتی ہے اور ایمان دوگنا ہو جاتا ہے۔ جس وقت یہ بداعتقادی ہوتی ہے اس وقت دل چاہتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے رب العزت اگر میری ایسی حالت ہوتی ہے تو تو اس عاجز کو بہت عرصہ تک اس دنیا میں نہ رکھ۔ اسی طرح بہت سی باتیں واقع ہوتی ہیں حضور ارشاد فرمادیں کہ اس کا کیا علاج ہے۔

جَواب: ایسے وساوس نقصان دہ نہیں احتیاطاً استغفار بھی کر لینا بہتر ہے زیادہ فکر و کوشش نہ کیجئے۔

سُؤال: ایک مرتبہ کانپور میں آپ نے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ خطرات و وساوس کا آنا نقصان دہ نہیں بلکہ اچھا ہے کہ چور وہیں آتا ہے جہاں مال ہو اور شیطان دولت ایمان کا دشمن ہے یہ یہی خیال وہی لاتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے تو مجھے وسوسہ بہت آتے تھے میں اسی وجہ سے خوش تھا کہ الحمد للہ دولت ایمان تو ہے مگر اب عرصہ سے کوئی وسوسہ یا خطرہ نہیں آتا تو خیال ہے کہ خدانخواستہ مجھ سے وہ دولت کہاں گئی۔

جَواب: لا حول و لا قوۃ آپ خوب سمجھے یہ کس نے کہا ہے کہ وسوسہ نہ آنے کا سبب یہی (ایمان کا ہونا) ہے (اور نہ آنا ایمان کے نہ ہونے کی علامت ہے) اسی میں بلکہ اس کا ایک دوسرا سبب بھی ہے کہ شیطان ناامید ہوکر وسوسہ ڈالنا چھوڑ دیتا ہے کبھی یکسوئی میں ملکہ راسخہ (مہارت کا) ہو جانا وسوسہ نہ آنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے نفس کو دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی۔

حَال: اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضرت کی باطنی توجہ کی وجہ سے اوراد معمولہ سے غافل نہیں ہے لیکن ذکر اسم ذات اور دوسرے معمولات کے وقت لایعنی خیالات سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ دل ایک خیال پر نہیں جمتا۔

تحقیق: کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس کا ارادہ ہی نہ کیجئے ایسے عوارض تو سب کو پیش آتے ہیں اور کسی خاص تدبیر کے بغیر خود بخود اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن کام کئے جانا چاہئے۔

وساوس عشقیہ کا علاج

سُؤال: میری ایک عزیزہ ہے۔ پہلے بھی اس کے بارے میں بے اختیار وساوس اور اس کی طرف طبعی الفت ہوئی تھی۔ ڈھائی ماہ تک برابر وساوس کے دورے پڑے۔ جس کی وجہ سے دل پر انقباض اور تکلیف بیان سے باہر

ہوتی تھی کہ پریشان کردیا تھا۔ دعا کرتے کرتے وہ حالت بند ہوگئی تھی۔ اب میں وطن آیا وہ عزیزہ بیمار ہوئی ہیں اس کا معالج ہوں۔ اتنے وساوس والفت اس کی طرف قلب میں اتر رہی ہے کہ میں پریشان ہوں۔ اپنے اختیار سے ہرگز نہیں کرتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا مگر واردات قلبی کا کیا علاج کروں۔

میں اجنبی عورتوں سے ہمیشہ اتنا دور رہا ہوں کہ انسان اتنا ہی رہ سکتا ہے۔ میرا میلان عورتوں کی طرف بے حد ہمیشہ سے ہے مگر اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کے اوپر اتنا بھروسہ ہے کہ خواہ گھر سے علیحدہ رہوں مگر جب بھی کسی امر میں انشاء اللہ مبتلا نہ ہوں گا۔ اس بارہ میں اپنے اوپر پورا قابو پایا ہوں مگر ان بے اختیار واردات کا کوئی علاج مجھ سے نہیں ہوتا اب میں کیا کروں؟۔

جواب: ان وساوس کا علاج صرف یہی ہے کہ ذہن میں اور ذہن کے باہر اس سے دوری ہو۔ باہر کی دوری تو یہی ہے کہ اس سے نہ ملے نہ بات کرے نہ پیام وسلام رکھے اور ذہنی دوری یہ کہ اس کا تذکرہ نہ کرے اور نہ سنے اور جان بوجھ کر اس کا تصور دل میں نہ لائے اگر بے ارادہ آئے دوسری طرف متوجہ ہو جائے اور درگاہ حق میں تضرع بھی کرے۔

سوال: حقیر جس وقت انگریزی پڑھتا تھا اس وقت زیادہ بلکہ ساری نمازیں قضا کردیتا تھا۔ ان نمازوں کو ادا کر دینا شروع کردیتا ہوں تو دو چار دن بعد چھوٹ جاتی ہے۔ دل بہت پریشان ہو جاتا ہے برائے کرم علاج فرمائیں۔

جواب: شاید آپ ایک دم سے بہت سی نمازیں پڑھنے لگتے ہیں۔ تھوڑا تھوڑا پڑھیں۔ آسان یہ ہے کہ ایک ایک نماز کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھ لیا کریں۔ دل پریشان ہونا اگر اختیاری خیالات سے ہے تو ان خیالات کی طرف جان بوجھ کر توجہ نہ کریں اور اگر غیر اختیاری اسباب کی وجہ سے ہے تو کچھ پروا نہ کریں یہی اس کا علاج ہے۔ زیادہ پیچھے پڑنے سے زیادہ پریشانی ہوگی اور پروانہ کرنے سے کچھ بعد میں خود دفع ہو جائے گا۔

حال: کبھی نماز میں دل نہیں لگتا اور خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔

تحقیق: کچھ فکر نہ کریں آہستہ آہستہ سب اصلاح ہو جائے گی اپنے کام میں لگے رہئے۔

حال: کتنا ہی خیالات کو دور کرنا چاہتا ہوں مگر دور نہیں ہوتے۔

تحقیق: اس کی کوشش نہ کریں ذکر وتقویٰ ہمیشہ کرنے سے خود بخود یہ سب دور ہو جائیں گے۔

حال: سب معمولات بہت اچھی طرح ادا ہوتے ہیں قرآن شریف پہلے بہت جلدی کے ساتھ تلاوت کرتا تھا

اب بفضلہٖ تعالیٰ بہت ٹھہر کر تلاوت کرتا ہوں۔ معمولات ادا کرتے وقت اور وسوسے تو آتے ہیں مگر پھر جلدی سے خبردار ہو جاتا ہوں پھر دل کو ذکر کی طرف متوجہ کر لیتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ حالت پسندیدہ ہے مبارک ہو۔

حال: مجھ کو کسی دن درود شریف سے دلچسپی ہو جاتی ہے کسی دن تکبیر تمہید سے کسی دن استغفار سے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں اس میں مجموعہ ہی کو معمول سمجھئے۔

حال: میں جب اپنا ایسا معمول ادا کرتا ہوں جس میں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے تلاوت قرآن دلائل الخیرات، مناجات مقبول تو خیالات و وساوس کو دور کرنے کے لئے نظر لکھائی پر زور کے ساتھ رکھتا ہوں اور نماز میں سجدہ گاہ وغیرہ پر اور اسم ذات وغیرہ میں دل کی طرف (رکھتا ہوں) اگر کچھ خلاف ہو اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: زور نہ لگائیں نگاہ پر اثر پڑے گا توجہ کا ملا لینا کافی ہے بس اتنی اصلاح ضروری تھی۔

حال: حضرت والا کے ارشادات کے مطابق وساوس کو دور کرنے کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے الحمد للہ کہ اس کو لازم کر لینے سے بہت بڑا فائدہ محسوس ہوا خصوصاً جب سے حضور کا خط وساوس کی توجہ نہ کرنے کے بارے میں آیا ہے اس وقت سے اپنا حال پہلے کے اعتبار سے اچھا پاتا ہوں اور جو شکایتیں کہ حضور کی خدمت میں تحریر کی تھیں اس میں بہت کمی بلکہ نہ ہونے کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو الحمد للہ نفع ہوا۔

سوال: کیفیت یہ ہے کہ اب اکثر اوقات جب خالی ہوتا ہوں تو جناب کی برکت سے زبان پر لا الہ الا اللّٰہ جاری ہو جاتا ہے۔ مختلف حالات میں چلتے پھرتے تو یوں ہی لا الہ الا اللّٰہ اکثر اور کبھی اس کے ساتھ محمد رسول اللّٰہ بھی اور اگر تنہائی ہوتی ہے تو خود بخود شوق پیدا ہوتا ہے کہ شد و مد (زور سے) ضرب سے ضرب کے ساتھ کرتا ہوں مگر یہ ضرب قلب پر تصور میں ہوتی ہے۔ رات کو نماز کے بعد جس طرح قول الجمیل میں ہے اسی طرح کرتا ہوں۔ اسی میں ذرا ذرا مزہ آتا ہے مگر خیالات ختم نہیں ہوتے اسی میں اکثر یہ خیال رہتا ہے کہ خیال کا دوسری جانب متوجہ ہو جانا بند ہو جائے یہ نہیں ہوتا۔ اس کی تدبیر اور ایسے ہی طرز عمل ٹھیک ہے بدلنے کے قابل ہے اور کس طرح بدلا جائے۔

جواب: اس کی خاص تدبیر اور اس کی کوشش اور اس میں کاوش نہ فرمائے ہلکی توجہ جان بوجھ کر ذکر کی طرف رکھئے اس سے آہستہ آہستہ خود سب خیالات ختم ہو جائیں گے۔

حال: ہر وقت قلب کے اندر آتا ہے کہ ایک جگہ رہا کر دوسری جگہ مت رہ نہ معلوم یہ القا رحمانی ہے یا دوسرے

کے جانب سے ہے۔ کس طرح تمیز کی جائے جب مئو میں رہتا ہوں یا کسی دوسری جگہ سے مئو میں جاتا ہوں تو شہر میں آنے کے ساتھ ہی قلب کی پریشانی میں کمی ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی رکاوٹوں کی قسم سے قلب پر آ گیا اور تنگی اور بے چینی دل میں محسوس ہوتی ہے کبھی یوں بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ تو اپنی جگہ ومقام پر رہا کر۔ معلوم نہیں یہ سب کیا بات ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔

تحقیق: اگر یہ خیال مئو میں رہنے کا اور اسی طرح مئو میں دل کی یکسوئی ہو اور مئو کے باہر یکسوئی نہ ہو تو منجانب اللہ ہے تو اس کی علامت میرے ذوق ووجدان میں یہ ہے کہ مئو میں رہ کر معاش کا تردد اور اس کے متعلق وساوس ہجوم وغلبہ کریں تب تو اس پر عمل کیا جائے۔ ورنہ خالص وہم ہے اس پر عمل نہ کیا جائے۔

حال: حالت یہ ہے کہ پہلی دفعہ خدمت شریف سے واپس آ کر ڈیڑھ برس تک اہلیہ مرحومہ کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ بفضل خدا روز بروز قلب سنورتا جاتا تھا اب انتقال کو ڈیڑھ برس سے زائد ہوا مگر تقریباً ایک سال سے تعلق کم ہونے کے باوجود قلب کی حالت بالکل بدل گئی ہے۔ نہ وہ حضوری ہے نہ وہ خشوع وخضوع نہ دعا میں تضرع ہے۔ حالانکہ معمولات وذکر اسم ذات میں کسی قسم سے کمی نہیں ہوئی۔ ایک بات اور ہے چونکہ قرآن شریف یاد کرنے کا سلسلہ جاری ہے اس لئے دماغ کی رعایت سے غذا میں کچھ زیادتی ہوگئی ہے ضعف کے خیال کی وجہ سے کمی نہیں کرتا ہوں مگر اکثر اوقات خواہشات نفسانی کے سبب وساوس بہت آتے ہیں۔ حالانکہ حق نفس کما حقہ ادا ہونے کی کامل امید نہیں معلوم ہوتی ہے۔

اب ایسی حالت میں میں حیراں ہو کہ تنہا رہنے اور شادی کرنے میں میں کس کو ترجیح دوں۔ مجھے کیونکہ پوری امید ہے کہ حضور حفاظت دیں کے ساتھ مشورہ دیں گے اس لئے ملتجی ہوں کہ تفصیلی رائے سے سرفراز فرمائیں گے کہ اطمینان ہو۔ دل بے اختیار چاہتا ہے کہ فیض والی خدمت میں پہنچ کر قدم بوسی حاصل کر کے کل مرض کی اصلاح کر لوں مگر کچھ مجبوری معلوم ہوتی ہے۔ اگر حضور کی رائے ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔

تحقیق: کام میں لگے رہئے یہ تبدیلی وقتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہوگا تسلی رکھیں۔ دماغ وقلب کی تقویت کا خاص اہتمام رکھیں۔ اگر خواہش کا غلبہ ہو نکاح کر لیں اگر نکاح کو دین کے لئے نقصان دہ سمجھیں صبر وہمت سے کام لیں۔ سفر کی ضرورت نہیں حالات سے اطلاع اور مشورہ کا اتباع انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

حال: احقر کا حال بہت خراب ہو رہا ہے قسم قسم کے وساوس قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا غلبہ یہاں تک ہوتا ہے کہ زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ ہمت کمزور ہوگئی ہے نفس کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا ہے معمولات سب چھوٹے ہوئے ہیں۔ پچھلی شب میں چار بجے سے جاگتا رہتا ہوں مگر اتنی ہمت اور توفیق نہیں ہوتی کہ پلنگ سے

اٹھ بیٹھوں اور کچھ پڑھ لوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کسی نے باندھ دیا ہے۔ پہلو کروٹیں لیتے لیتے دکھ جاتے ہیں نماز فجر بھی آخیر وقت میں میسر ہوتی ہے کیا کروں تحریر فرمائیں۔

تحقیق: آپ کی یہ حالت یا تو غم کی وجہ سے ہے یا کسی مرض کی وجہ سے ہے۔ اگر پہلی وجہ ہے تو آپ کو کچھ (جائز) تفریح کا سامان کرنا چاہئے غالباً نکاح زیادہ مفید ہو اور دوسری وجہ ہے تو علاج اہتمام سے ہونا چاہئے۔ میں یہی دعا کرتا ہوں باقی ہر حال میں یہ حالت بری اور خراب نہیں کیونکہ برائی گناہ میں ہی ہوتی ہے اور اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

حال: آج کل کچھ دنوں سے وساوس بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جو کوئی نئی بات پیش آتی ہے دل خود بخود اس کی طرف نماز میں، ذکر میں اور خالی اوقات میں متوجہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اختیار سے خود ایسا نہیں ہوتا مگر جس درجہ میں بھی ہے اس سے پریشانی رہتی ہے لاپروائی بھی برتتا ہوں کہ شاید اس طرح نجات ہو مگر ابھی تک مبتلا ہوں دعا وتوجہ فرمائی جائے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں بالکل بھی توجہ نہ کی جائے ضعف وقاہت حسی ناگواریاں جیسے رنج وغم اس کا سبب ہے ان شاء اللہ تعالیٰ خود بخود یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔

حال: حضرت! کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چلتے پھرتے وقت خیال خود بخود آسمان کی طرف دوڑتے ہیں کہ گویا ملائکہ نے عرش مجید کو اپنے اوپر اٹھا لیا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم اپنی نظروں میں دیکھ رہے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ خیال خود بخود ہوتے ہیں ویسے اعتقاد پر تو کچھ شبہ نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ کوئی تکلیف یا رنج نہیں ہوتا مگر سب عیش وخوشی میں نفرت ہو جاتی ہے یہ حالت امن کی ہے اور حالت رنج میں تو ہم ثابت قدم رہتے ہی نہیں اور پھر ویسی ہی سادی طبیعت ہو جاتی ہے ہر ایک چیز کے کھانے پکانے وغیرہ کو دل چاہتا ہے اور یہ جو دوسری بات ہے یہ بھی بعض اوقات ایسی حالت ہے کہ بعض اوقات طبیعت ایسی دنیا سے نفرت کھاتی ہے کہ میں دنیا سے اڑ کر ابھی آسمان کو چڑھ جاؤں۔

تحقیق: غالب احتمال ہے کہ دماغ میں خشکی ہوگئی ہے کسی طبیب کامل سے رجوع کرنا ضروری ہے اور موقع ہو تو یہاں آنا بھی مناسب ہے۔ مگر جب ارادہ ہو تو پہلے میرے وطن میں ہونے کی تحقیق کر لی جائے۔

حال: حضرت مرشدی قبلہ مدظلہ العالی مسنون قبول باد بفضلہ بخیریت ہوں و خواستگار مزاج اقدس۔ الحمد للہ جملہ حالات قابل شکر ہیں حضور کی دعا سے جملہ کیفیات میں ترقی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی کبھی خواب میں حضور کی قدم بوسی سے مشرف ہوتا رہتا ہوں۔ قلب تقریباً ہر وقت بیدار رہتا ہے۔ سکوت وخلوت محبوب ہے نیستی وپستی

(کچھ نہ ہونا) مرغوب ہے کبھی کبھی ذکر میں ایسی لذت پاتا ہوں کہ طبیعت بالکل بے خودمست ہو جاتی ہے۔ دونوں جہاں سے قلب فارغ معلوم ہوتا ہے جسم سے نکلنے کو جی چاہتا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ وحضور کا تصور گویا ہروقت رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قلب کے اندر صلاحیت اور حضور کے ساتھ بہت کچھ مناسبت پاتا ہوں۔ حضور کی دعا سے محبت دنیا و جملہ عوارض باطنہ (باطنی برائیوں) سے قلب کو تقریباً طاہر و پاک پاتا ہوں۔ ساری دل کو پریشان کرنے والی باتوں سے جہاں تک ہو سکے بچا رہتا ہوں قلب بھی تقریباً ہروقت ساکن اور یکسو رہتا ہے مگر حضرت ایک بڑی خلش ابھی باقی ہے اس کے لئے خاص توجہ و دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ختم کر دیں آمین۔ وہ یہ کہ ابھی تک باطن کی آنکھ غیروں سے خالی نہیں ہوئی ہے کبھی کبھی ان کی ناسمجھی اور بیہودہ باتوں سے قلب پر ملال وصدمے پہنچتے رہتے ہیں۔ چند قسم کے وساوس وفکر باطل سے ان کے ساتھ قلب کو ایک لگاؤ وتعلق رہتا ہے۔ نفس کے اندر خود پسندی بھی ابھی باقی ہے تعریف پر تو خوش ہوتا ہے اور برائی پر ناخوش اور اپنی تعریف کئے جانے کا لالچی ہے اور غیروں کے عیب تلاش کرنے والا اور برائی دیکھنے والا ہے۔

بس اب بھی اتنی خلش سے سخت بیزار ہوں۔ حضرت! دل کی چاہت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے بالکل فارغ اور آزاد ہو جاؤں۔ دوسرے لوگوں اور ان کے عیبوں کا وہم تک بھی نہ ہو۔ دنیا بھر میں سب سے گندہ وناپاک زیادہ فقط اپنا ہی وجود معلوم ہو۔ طبیعت برا بھلا برداشت کرنے کی عادی ہو جائے۔ برائی وتعریف قلب پر یکساں ہو۔ حضور خاص توجہ و دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بکھیڑوں سے بالکل پاک وصاف کر دیں۔ غیر سے باطن کی آنکھ بالکل خالی ہو جائے۔ اس آنکھ سے اپنے معشوق حقیقی کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آئے اور ہر دم ہر لحظہ اسی کے ساتھ رہوں ایک ساعت بھی جدائی نہ ہو۔ آمین

الحمد للہ والمنۃ کہ احقر حضور کی بدولت حیوان سے انسان و نابینا سے بینا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو زندہ کیا اور دولت باطنی عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اس کا اجر دیں اور منصب اعلیٰ عطا فرمائیں۔ سب سے زیادہ حضور ہی سے راضی وخوش ہوں۔ آمین احقر حضور کے آستانۂ مبارک کا ایک ادنیٰ کتا ہے امید ہے کہ ہمیشہ دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیں گے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ماشاء اللہ حالات بہت ہی عالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اعلیٰ عطا فرما دیں۔ جس خلش کی شکایت لکھی ہے یہ خود بھی پسندیدہ احوال کی علامات سے ہے کیونکہ اثر کے زائل ہو جانے پر نہ مجاہدہ ہے نہ صبر کا اجر اس لئے یہ کیا کمال ہے اگرچہ درمیانی حالت میں غلبۂ حال سے ایسا بھی ہو جاتا ہے مگر باقی نہیں رہتا ہے۔ منتہی (جو سلوک کی انتہا کو پہنچ سکا ہو) پر پھر وہی حالت لوٹ آتی ہے کہ ہر چیز سے اثر ہو مگر اس اثر کی حالت

پر عمل نہ ہو صرف مبتدی و منتہی میں اتنا فرق ہے کہ مبتدی بہت دشواری برداشت پر قادر ہوتا ہے اور منتہی آسانی سے (برداشت کر لیتا ہے) اس لئے اگر برداشت کرنے میں دشواری بھی ہو تو اس کے اہتمام کرنے سے واجب سے فارغ ہو جاتا ہے۔ باقی وساوس کا آنا بالکل بھی نقصان دہ نہیں اطمینان سے مشغول رہئے فوراً پریشان نہ ہوں میں یہی دعا کرتا ہوں۔

حال: اور قرآن شریف اگر جہر سے پڑھتا ہوں تو بڑا مزا آتا ہے اور طبیعت لگتی ہے اور آہستہ پڑھتا ہوں تو یہ بات نہیں ہوتی مگر طبیعت اس کو گوارا نہیں کرتی کہ چھوڑ و۔ کسی دن نماز میں بہت طبیعت لگتی ہے اور عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کبھی بالکل منتشر (بکھری ہوئی) اور وساوس بہت آتے ہیں۔ مگر بحمد اللہ جبراً طبیعت کو تیار کرتا ہوں اور لفظ سوچ سوچ کے نکالنے کی فکر کرتا ہوں تو بہت دیر کے بعد پہلی کیفیت (واپس) آتی ہے مگر ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں باقی رکھنے کی فکر میں نہ پڑئے نہ رہے نہ رہے اپنی طرف سے اختیاری کام کی کوشش کافی ہے۔ اور وہ (کوشش) بھی اعتدال سے ہو زیادتی کے ساتھ نہ ہو۔

حال: حضور! آج کل میرے قلب کی عجیب حالت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف خیال کرتا ہوں تو اکثر برے وساوس پیش آنے لگتے ہیں اور جب نماز میں حضور کا تصور ہوتا ہے تو آئے ہوئے بھی چلے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور کے وقت بعض وقت برے وساوس بالکل نہیں آتے تھے مگر اب اکثر آنے لگتے ہیں۔ نماز ایسی ادا ہوتی ہے جیسے کسی کی بیگار ہو ہاں حضور کے فیض سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ اگر نماز میں کچھ دیر ہونے لگے یا روزمرہ کے معمول میں فرق پیدا ہونے کی صورت نظر آئے تو دماغ اتنا پریشان ہوتا ہے جیسے جنوں کی کیفیت ہو اور جب نماز پڑھ لی تو گویا بالکل بے دلی اور وساوس ہی کے ساتھ کیوں نہ ادا ہو مگر قلب کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ حضور کی توجہ کا اثر ہے جو دل کو مجبور کر کے اس طرف لے جاتا ہے۔

تحقیق: سالکین کو ایسی باتیں عموماً پیش آتی ہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں کام پر ہمیشگی اختیار کرنے سے سب حالت انشاء اللہ خود ہی درست ہو جائے گی ہر عارض کے لئے مستقل تدبیر کی ضرورت نہیں۔

حال: وساوس میں ترقی ہے خصوصاً ذکر کے وقت۔

تحقیق: نقصان دہ نہیں بلکہ ایک قسم کا مجاہدہ ہے توجہ نہ کی جائے اور پھر اطلاع دی جائے۔

حال: میرے دل پر وسوسے زیادہ رہتے ہیں اور کبھی جب کسی برے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے بچا بھی دیتا ہے اور بعض میں مغلوب بھی ہو جاتا ہوں لیکن بعد میں بہت پریشانی و ندامت ہوتی ہے۔

اگر آں حضرت اپنے دربار فیض سے کوئی نسخہ مرحمت فرمائیں جس پر ہدایت کے مطابق عمل کرنے سے میری طبیعت پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل ہو اور راہ ہدایت نصیب ہو تو کمال عنایت ہوگی۔ امید ہے کہ میں اس سے محروم بھی نہ رہوں گا۔

تحقیق: اگر ممکن ہو نیچے والے معمولات مقرر کر لیجئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تلقین کا جاری رکھوں گا معمولات یہ ہیں۔

❶ تہجد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جتنا آسان ہو خواہ آخر شب میں یا عشا کے بعد ہو۔

❷ تہجد کے بعد یا اور کسی وقت فرصت ہو ذکر لا الہ الا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک اتنی آواز سے کہ اپنی آواز کان میں آتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔ کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ ملا لیا جائے۔

❸ سوتے وقت نفس کا محاسبہ یعنی تنہا بیٹھ کر دن بھر کے گناہوں کو یاد کر کے سوچنا کہ گویا میدان قیامت قائم ہے اور میں حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں اور ایک ایک گناہ پر پوچھ ہو رہی ہے اور میں لاجواب ہو جاتا ہوں۔ میرے لئے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کر رہا ہوں۔ بس ایسے وقت میں جس کیفیت سے معافی کی درخواست کی جا سکتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہونا چاہئے اور عہد کرنا چاہئے کہ میں پھر نافرمانی نہ کروں گا اور اسی خیال میں سو رہنا چاہئے۔ پھر صبح اٹھتے ہی یاد کیا جائے کہ میں شب کو کیا عہد کر چکا ہوں اور جب کسی گناہ کی چاہت ہو اس عہد کو یاد کر لیا جائے اور اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال کر لیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز حالت درست ہوتی جائے گی اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: بندہ جتنا ہو سکے کوشش کرتا ہے مگر برے خیالات آتے ہیں جو کہ خود تو گناہ نہیں مگر گناہ کی طرف لے جانے والے ضرور ہیں اور گناہ کی طرف جانے والے اسباب کی موجودگی میں گناہ سے بچنا مشکل ہے۔

تحقیق: اطاعت تو یہی ہے کہ دشواری کو بھی برداشت کرے۔

حال: اس لئے تحریر فرمائیں کہ جس کی وجہ سے سبب ہی ختم ہو جائے۔

تحقیق: اطاعت و ذکر کرنے سے خود بخود اس گناہ کی طرف بلانے والے سبب میں ضعف ہو جاتا ہے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

حال: دو شبہے ہر وقت قلب کو پریشان کرتے ہیں۔ ایک تو باطن میں جب قلب پر انوار کا نزول ہوتا ہے جس سے قلب میں حرکت پیدا ہو کر سارے جسم میں پھیلتی ہے۔ اس کے اندر عجیب قسم کے خیالات و حالات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ترقی کا سبب ہے یا مکر اور خطرہ کی چیز ہے "ولا یامن

مکر اللہ الا القوم الخاسرون" (اللہ تعالیٰ کے داؤ سے وہی لوگ نہیں ڈرتے جو خسارہ پانے والے ہیں) کا خیال آتا ہے تو دل ڈرتا ہے مگر بندہ بندہ ہے کر کیا سکتا ہے۔

تحقیق: دو چیزوں کے ہوتے ہوئے مکر وخطرہ کا وسوسہ بھی نہ لایا جائے ایک اتباع سنت دوسرا شیخ کی محبت۔

حال: دوسرے ظاہر میں ایک شبہ اور پریشانی یہ کہ جب میں اپنی زوجہ سے ہمبستر ہوتا ہوں تو اس وقت بھی پریشانی اور قلب میں سختی پاتا ہوں حالانکہ شرعی طور پر کوئی خلاف ظاہر میں نظر نہیں آتا۔ کتنا ہی غور کرتا ہوں مگر کچھ پتہ نہیں چلتا امید کہ ان (وساوس) کو دور فرما کر مطمئن کیا جاؤں۔

تحقیق: یہ پریشانی اور سختی خیال ہے حرارت کم ہو جانے سے کیفیت شوقیہ میں ایک قسم کی کمزوری آجاتی ہے سو وہ کوئی چیز نہیں جس کا نہ ہونا پریشانی کا سبب ہے۔

حال: تھوڑے دنوں سے خاتمہ کی طرف سے قلب کے اندر ایک خوف پیدا ہو گیا ہے یاد آنے پر جی میں خوف ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ نہیں معلوم کہ اس غشی و بے اختیاری کی حالت میں کون سی حالت قلب پر وارد ہوتی ہے کیا دنیا کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا ورنہ اگر شیطان مردود کا قابو چل گیا اور دنیا کی محبت کا غلبہ ہوا اور نعوذ باللہ من ذالک کہیں اسی بری حالت میں جان نکل گئی تو پھر کیا کروں گا۔ ہائے تب تو ہمیشہ کے لئے ہلاک و تباہ ہو جاؤں گا اور سارا کرایا خاک میں مل جائے گا۔ جو بدبخت کہ یہاں سے دنیا کی محبت لے کر روانہ ہو بھلا اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کہاں نصیب ہوگی۔ امید کہ حضور احقر کے لئے خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا فرماتے رہیں گے اللہ تعالیٰ حضور کو زمرہ صالحین وصدیقین میں اٹھائیں۔ آمین

تحقیق: اس کا ہرگز وسوسہ نہ کریں اگر خدانخواستہ ایسا ہو بھی تو نقصان دہ نہیں میرا رسالہ خاتمہ بالخیر ضرور دیکھئے تمام شبہات انشاء اللہ ختم ہو جائیں گے اور تسلی ہو جائے گی۔

حال: اس سے پہلے والا خط بھیجنے کے بعد قلب کے اندر ایک دہشت وندامت پیدا ہو گئی تھی اور جواب کے آنے تک قلب کی وہی کیفیت رہی۔ بعض مضامین ادب وتہذیب کے طریقے کچھ گرے ہوئے معلوم ہونے لگے تھے۔ جب جواب دیکھا جب جا کر جی میں جان آئی اور قلب کو مسرت ہوئی۔ اس لئے امیدوار ہوں کہ بشر ہوں ممکن ہے کہ کبھی چوک ولغزش ہو جائے تو حضور اس کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما کر اصلاح فرما دیں۔

تحقیق: پہلے تو کوئی بے تہذیبی نہیں ہوئی اور اگر ہو بھی تو صدق اور محبت میں سب معاف ہے ہرگز وسوسہ نہ لائیں۔

حال: آئندہ ہونے والے واقعات خواب میں کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ قلب کو اس سے ایک طرح

پریشانی سی ہوتی ہے اور خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آزمائش کا سبب ہو خواہش یہ ہے کہ یہ حالت بند ہو جاتی تو اچھا ہوتا۔

تحقیق: واقعات کا انکشاف اگر توجہ اور اچھا جاننے کے بغیر ہو تو کچھ نقصان دہ نہیں بس متوجہ نہ ہونا کافی ہے خواہ بند ہو یا نہ ہو۔ یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے کہ ایک امر کے پیش آنے سے دلچسپی نہیں پھر مذاق (مزاج) کے خلاف اس کا پیش آنا ممکن ہے کہ موقوف نہ ہونے تک حق تعالیٰ کو صبر کا ثواب عطا فرمانا ہو۔

حال: جب کبھی نماز وغیرہ میں وساوس زیادہ آتے ہیں تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کہ خوب تفریح ہو رہی ہے اور میرے ثواب میں کچھ کمی بھی نہیں ہوئی۔ اس خیال سے پریشانی بالکل نہیں ہوتی اور پھر وساوس کم ہوتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیطان عجب بے وقوف ہے کہ آرام و تفریح دے رہا ہے۔ انہیں سب حرکتوں سے شاید شیطان نے بھولنے کا طریقہ اپنا لیا ہے مگر چونکہ "ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا" موجود ہے۔ اس وجہ سے امیدوار کو اطمینان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں اور شیطان کو نامراد اور نقصان والا کریں حضور مدد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر غالب کر دیں۔ والسلام

تحقیق: سب باتیں ٹھیک ہیں صرف پہلے جز میں ایک قسم کی اجتہادی خطا ہے کیونکہ یہ خیال کبھی وساوس کو ذاتی طور پر برا نہ سمجھنے کا سبب ہو سکتا ہے اور وساوس کا ذات کے اعتبار سے برا نہ ہونا سمجھنا کبھی ان کے باقی رہنے کا سبب ہو جاتا ہے اور جان بوجھ کر وساوس کو باقی رکھنا نقصان دہ ہے اور ان کو ذاتی طور سے برا نہ سمجھنا کبھی ان کے باقی رکھنے کا سبب ہو جاتا ہے اور ان کو جان بوجھ کر باقی رکھنا نقصان دہ ہے "وکل ما یفضی الی المضر ولو نی بعض الاحیان مضرا" (ہر وہ چیز جو کبھی بھی نقصان دینے والی چیز کا سبب ہو وہ بھی نقصان دہ ہے)۔ اس میں اتنی اصلاح کی ضرورت ہے۔

حال: ذکر اسم ذات اگر بالجہر کرتا ہوں تو ریا کے وساوس پیدا ہوتے ہیں اور اگر بالخفی (آہستہ) کرتا ہوں تو گلا دکھنے لگتا ہے۔ دونوں صورتوں میں زبان سے لفظ اللہ نکلتا رہتا ہے اور قلب محبت کی خارجی باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے جس سے جی اکتاتا ہے۔

تحقیق: ریا کے وساوس نقصان دہ نہیں لہٰذا بالجہر ہی کرنا بہتر ہے۔ اسی طرح قلب کا خارجی باتوں کی طرف متوجہ رہنا اگر ارادے کے بغیر ہو تو کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔ اسی طرح جی اکتا جانا بھی نقصان دہ نہیں بلکہ اس حالت میں اگر شغل جاری رکھا جائے تو یہ ایک مجاہدہ ہے جس میں فائدہ ہونے کی قوی امید ہے۔ بہرحال کام کرنا چاہئے کام کرنا خواہ کسی طرح سے ہو کام نہ کرنے سے افضل ہے قال الرومی رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ❁ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ’’محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگرچہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔‘‘ (مطلب یہ ہے کوشش اگرچہ بے انتظامی سے مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ انشاء نتیجہ لائے گی خطبات حکیم الامت)۔ (بتصرف: ۲۲/۱۸۸)

حال: اس کے علاوہ ایک مشکل مرض کی بیماری میں مبتلا ہوں جتنا ہوسکے اس کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ وہ مرض یہ ہے کہ کبھی وساوس وخطرات کا اپنے دل میں نشان بھی نہیں پاتا ہوں اور کبھی وساوس و خطرات اتنے زیادہ ہوتے ہیں اور وساوس خطرات بھی وہ کہ شاید کسی دہریہ کو بھی نہ آتے ہوں۔ اس وقت دل چاہتا ہے کہ کسی ترکیب سے خودکشی کرلوں تاکہ خس کم جہاں پاک کا مصداق ہوجائے۔ ایسے نالائق ناہنجار کو دنیا میں رہنا ہی نہیں چاہئے۔ اس لئے خدمت والا میں عرض کررہا ہوں کہ اس کے لئے خاص توجہ فرمائیں اور دعا سے امداد فرمائیں۔ والسلام

تحقیق: دعا سے کیا عذر ہے مگر یہ حالت خود بری ہی نہیں جس کو ایسا اہم سمجھا جائے۔ صحابہ سے اکمل وافضل تو کسی کی حالت نہ تھی۔ حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ ان کو ایسے وساوس آتے تھے کہ ان کو زبان پر لانے سے وہ جل کر کوئلہ ہوجانا زیادہ پسند کرتے تھے اور طبیب کامل ﷺ نے اس کو ان کی صاف ایمان کی علامت قرار دی اس لئے جو بات ایمان کی علامت ہو اس پر اگر مسرت نہ ہو تو غم کے بھی کوئی معنی نہیں۔ والسلام

حال: بندہ تو یوں ہی گنہگار ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر طلب جاہ اور درویشی کے خوف نے بالکل ہلاک کر دیا۔ اس کے دور کرنے میں ہمیشہ پروردگار سے توفیق کا خواہاں ہوں لیکن ہرگز مفید نہیں ہوتی لہٰذا دعائے خیر کا طالب ہوں۔

تحقیق: اپنی طرف سے برے خیالات کو دور کرتے رہو اور جو بغیر ارادے کے آئیں ان پر کچھ پکڑ نہیں ہے بے فکر رہو۔ دور کرنے میں زیادہ مبالغہ کرنا قلب کو کمزور اور بے کار کر دیتا ہے۔ ’’ان لنفسك عليك حقا وان لجسدك عليك حقا‘‘ (ترجمہ: تمہارے نفس کا تم پر حق ہے تمہارے جسم کا تم پر حق ہے) یاد رکھنے کے قابل حدیث ہے۔ والسلام

حال: کبھی تلاوت قرآن مجید کے وقت شکوک اور برے خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: وساوس نقصان دہ نہیں ہیں بلکہ اس سے فائدے حاصل ہوتے ہیں اس کو باقی رکھنے یا ختم کرنے کے لئے اس کی طرف توجہ نہ کریں یہ خود بخود ختم ہوجائیں گے۔

حال: وسوسہ ہوتا تھا کہ اگر خدا ہوتا تو کیا جواب نہ دیتا (نعوذ باللہ من ذلک) میں تعیین کے ساتھ جواب دیتا کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تو واسطے کے بغیر کلام ہوا ہی نہیں اور اے نفس تو کیا چیز ہے؟ آخر یہ وسوسہ کمزور ہو گیا اور دوسرے وساوس کو بھی میں یوں دور کرتا رہا اور اب سب کم ہو گئے کہ اس وسوسہ کی حالت میں اگر تیرا انتقال ہوا تو کیسا مرنا ہوگا بس اتنا سوچنے سے (وسوسہ) دور ہو جاتا تھا۔

تحقیق: وساوس کو جواب سے دور کرنا نقصان دہ ہے اس کا علاج نہ لانے کے لئے اور نہ دور کرنے کے لئے دونوں کے لئے توجہ نہ کرنا ہے۔

حال: وساوس بہت زیادہ آتے ہیں۔

تحقیق: وساوس نقصان دہ نہیں جان بوجھ کر اس طرف توجہ نہ کریں۔

حال: بندہ تہجد کے بعد ۱۲ تسبیحات پڑھتا ہے اور چوبیس ہزار مرتبہ روزانہ اللہ اللہ کرتا ہے ذکر کرتے وقت کبھی تو خیالات کے مغلوب ہو جانے سے دل خوب لگتا ہے اور کبھی خطرات غالب ہوتے ہیں حتیٰ کہ اصل خیال کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں بالکل ختم ہو جاتا ہے کہ فقط آواز ہی آواز رہ جاتی ہے اور دل معلوم نہیں کہاں کہاں ہوتا ہے اور کیا کیا کرتا ہے۔ پھر کبھی جاگنے والے کی طرح باز آتا ہے تو دو تین کلمہ کہہ کر سونے والے کی طرح معلوم نہیں کہاں چلا جاتا ہے۔ ان کو دور کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتا ہوں بلکہ خداوند تعالیٰ کا تصور باندھنے میں کوشش کرتا ہوں مگر بندہ کی یہ کوشش کافی نہیں ہوتی ہے آخر پریشان ہو کر مسلسل لگا رہتا ہوں کبھی جاگنے والے کبھی سونے والے کبھی جاگنے والے کبھی سونے والے کی طرح لگا رہتا ہوں۔ اکثر دوسرے اوقات میں جو پڑھنے سے زیادہ ہیں دل جلتا رہتا ہے جیسے تر لکڑی میں آگ لگی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے زبان پر بھی اللہ اللہ کا لفظ جاری ہوتا ہے کہ جیسے سینہ میں تھا مگر یہ فقط زبان پر جاری ہونے سے تسکین نہیں ہوتی جب تک جہر نہ کروں بلکہ جہر بھی ایسی حد تک کہ خانقاہ میں اس حد تک کوئی نہیں کرتا اور آرام لینے کی جتنی حرکت بھی کرنی پڑتی ہے۔ یہ دل کا جلنا یہ دلسوزی حضور کی مجلس میں بیٹھ کر اکثر زیادہ ہوتا ہے اس دل کے جلنے کی وجہ سے میں حضور کے تشریف لے جانے کے بعد ظہر کے بعد بھی وظیفہ اللہ اللہ کا وظیفہ چوبیس ہزار صبح ۱۱ بجے سے پہلے کر لیتا ہوں۔ یہ خیالات جہرا کرنے سے کم ہو جاتے ہیں مگر جیسا جہر کہ ابھی مذکور ہوا کہ جتنا یہاں پر کوئی بھی نہیں کرتا اسی طرح وظیفہ میں جیسی دل لگی ہوتی ہے ایسی قرآن مجید کی تلاوت میں اور نماز میں تسکین نہیں ہوتی۔

تحقیق: ابتداء میں ایسے ہی حالات پیش آتے ہیں یہ سب مقصود سے قریب ہونے کی ابتدائی باتیں ہیں کام کئے جایئے جو شخص صحیح رستہ پر چلتا ہے ضرور پہنچتا ہے۔ راستہ یہی ہے جس پر آپ چل رہے ہیں۔ وساوس کے

زیادہ ہونے سے پریشان نہ ہوں اپنی توجہ ذکر کی طرف رکھئے بس کافی ہے۔

حال: جو کچھ نئی بات پیدا ہوئی وہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے کلام مجید کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ شک سا ہونے لگا تھا۔ میں اس کو دل سے نکالنے کی بہت کوشش کیا کرتا تھا لیکن اب چار پانچ دن سے اس بے ہودہ خیال میں کچھ زیادتی ہے اور اس پر مزید یہ ہوا کہ حضور رسالت مآب کے رسول ہونے میں بھی نعوذ باللہ شک ہونے لگا۔ اس عرصہ میں اکثر رسول اکرم ﷺ کے حالات پڑھتا رہا ہوں مثلاً اسلام الحقوق والفرائض لیکن یہ فاسد خیالات دل سے نکلنے کے بجائے ہر ایک لفظ سے کچھ الٹ ہی خیال دل ہوتا رہتا ہے اگرچہ دل سے میں خدا کے وجود اور خدا کی وحدانیت کا قائل ہوں اور رسالت مآب ﷺ کو رسول برحق سمجھتا ہوں اور لا الہ الا اللہ پر میرا ایمان ہے۔ دل میں اس خیال پر بہت بہت لعنت ملامت کرتا رہتا ہوں۔ یہ برا خیال مجھ پر طبعاً نہیں ہے لیکن جب غور کرتا ہوں یا کوئی کتاب حضرت ﷺ کے حالات کی نظر سے گزرتی ہے تو یہ برا خیال ضرور پیدا ہو جاتا ہے جس سے طبیعت بہت پریشان رہتی ہے۔ جب سے یہ خیال ذرا سختی کے ساتھ آنے لگا اس وقت سے میں نے درود شریف پڑھنے میں زیادتی کر دی ہے اور اس قسم کی کتابیں پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا انجام بخیر ہو اور یہ برے خیالات دل سے نکل جائیں۔

اگرچہ کوشش کرتا ہوں لیکن نماز میں جی نہیں لگتا اور ہر وقت طبیعت پریشان رہتی ہے اور جی گھبراتا ہے اکثر بلکہ زیادہ تر حضور کی قدم بوسی کا ایک وسوسہ سا اٹھتا رہتا ہے اور بعض اوقات طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ اس وقت خدمت والا میں پہنچ جاؤں۔ اس بات پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ جب ایسے برے خیالات دل میں آتے ہیں تو حضور کی جانب کیوں اتنا طبیعت میلان ہے کیونکہ حضور کی قدم بوسی کا شوق تو صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

تحقیق: یہی یقینی اس کی علامت اور دلیل ہے کہ یہ کمی آئینہ قلب کے اندر نہیں باہر ہے جو اندر بھی نظر آتی ہے انسان بے اختیاری خیالات کا مکلّف نہیں بالکل مطمئن رہئے ذرا التفات نہ کیجئے۔ اس سے از خود انشاء اللہ تعالیٰ ختم ہو جائے گا دور کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ فرمائیے۔

حال: بندہ کے معمولات ہمیشگی کے ساتھ تہجد کے بعد بارہ تسبیح اور فجر اور ظہر کے درمیان چوبیس ہزار اسم ذات۔ دو تین دن سے ذکر کے علاوہ حدیث النفس (جی کی بات) بہت رہتا ہے جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہوتی ہے اس کا علاج مرحمت فرما دیجئے۔

تحقیق: اس کا علاج توجہ نہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں اور وہ بھی علاج کے ارادے سے نہیں بلکہ اس ارادے سے کہ شارع علیہ السلام نے جب اس کو اہم نہیں قرار دیا ہم کیوں قرار دیں لیکن خود ارادے سے نہ لایا جائے

غرض نہ جان بوجھ کر لایا جائے نہ دور کیا جائے اس سے طبعاً لازمی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

حال: کچھ دنوں سے پریشانی رہتی ہے اور گناہوں کی کچھ زیادتی ہے اس وجہ سے کبھی اپنے سب کئے ہوئے کو برباد و بے کار سمجھتا ہوں۔ دعائے خیر فرمائیں تاکہ تسلی ہو کبھی وساوس شیطانی کا غلبہ ہوتا ہے کب عبادت کس لئے کرتا ہے امید کہ اس کا علاج تحریر فرمادیں۔

تحقیق: اختیاری مرض (جو) کہ گناہوں کی زیادتی ہے کا علاج کہ ہمت ہے جو اختیاری ہے اور کیا علاج بتاؤں۔ باقی وساوس اگرچہ غیر اختیاری ہیں مگر وہ مرض ہی نہیں اس کا یہی علاج ہے کہ کچھ علاج نہ کیا جائے یعنی توجہ ہی نہ کی جائے۔

حال: نماز میں توجہ الی اللہ کامل یعنی اول سے آخر تک نہیں رہتی بے اختیاری خیالات آتے ہیں۔ مگر طبیعت بھی ان خیالات میں مشغول ہو جاتی ہے گویا خیالات کا آنا اختیاری ہو جاتا ہے۔

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے لیکن ہمت نہ ہارنا چاہئے مسلسل کوشش میں لگے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن حالت مطلوبہ پیدا ہو جائے گی۔

حال: شمس الحق البازغۃ فی البلاد و حجۃ اللہ البالغہ علی العباد سیدی وسندی و وسیلہ یومی وغدی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور والا ؎

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو ❁ شیئا للہ از جمال روئے تو
نفس و شیطان در پئے راہم زوں ❁ چشم دارم ہمتے از سوئے تو
صد ہزاراں را رہا نیدی زغرق ❁ آفریں بردست و بر بازوئے تو

ترجمہ

1. ہم سب محتاج تیری گلی میں آئے ہیں اللہ کے لئے اپنے چہرے مبارک سے کچھ تو دے دے۔
2. نفس وشیطان میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ تجھ سے ہمت کی امید رکھتا ہوں۔
3. لاکھوں کو تو نے غرق ہونے سے بچایا ہے تیرے دست و بازو کو شاباش ہے۔

حضرت! کچھ دنوں سے قلب کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ خیال کر کے افسوس معلوم ہوتا ہے اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ حضور ہی کے ہاتھ میں اس کا علاج ہے۔ وہ حالت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کچھ بات چیت کرتا ہے تو اس کے بارے میں اکثر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے اور بہت کم اس کے سچ ہونے کا گمان ہوتا ہے اور جب مجھ کو اس کے جھوٹ کی بدگمانی ہوتی ہے تو اس وقت میں خاموش ہونا مناسب جانتا ہوں

اور ہوں ہاں نہیں کرتا کیونکہ میرا قلب اس کو جھٹلاتا ہے اور قلب کے خلاف کرنے سے مجھ کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے۔ بات کرنے والے کے سامنے خاموش رہنے سے وہ خیال کرتا ہے کہ میری بات انہوں نے صحیح نہیں مانی اس پر وہ چاہتا ہے کہ اس سے تصدیق کرانی چاہئے۔

اس قسم کی کوشش سے میری طبیعت بہت ہی پریشان ہوتی ہے یہاں تک کہ غصہ آ جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اس شخص سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ تعجب یہ ہے کہ اس طرف کے تمام لوگ ایسے ہی نظر آتے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی دین کی بات کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں تو اس پر بھی یہ برا گمان ہوتا ہے کہ باتیں تو بہت اچھی کہتا ہے مگر خود اس کے دل میں ان کی پختگی نہیں ہے۔ چنانچہ جب معاملہ کوئی انہیں باتوں کے بارے میں پیش آتا ہے تو ان کا اثر بالکل نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر قسم کھا کر کہا کہ تصدیق کرائے تو ظاہری صورت سے تو قبول کرنا پڑتا ہے مگر دل انکار کرتا ہے۔

یہ حالت نہ جان بوجھ کر میری توجہ اور خیال سے ہوتی ہے اور نہ پہلے اس کی طرف ذہن جاتا مگر گفتگو کے درمیان بے کار وہم آنے لگتے ہیں۔ میں اکثر اپنے قلب کی حالت پر افسوس کرتا ہوں کہ شاید یہ بدظنی وساوس شیطانیہ کی وجہ سے ہو اور اکثر توبہ و استغفار کرتا رہتا ہوں۔ جو باتیں دوسروں میں دیکھتا ہوں ان کو اپنے اندر ہونے کا خیال کرتا ہوں اور چونکہ شیطان کا غلبہ ہوگیا ہے اس وجہ سے دوسروں میں دکھاتا ہے۔ اس طرح پر غرور اور ہلاکت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

کبھی بالکل خالی ذہن خیال یا کوئی بات یاد آ جاتی ہے جس کے سبب سے طبیعت میں غصہ یا حدیث النفس کا ظہور ہو جاتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت میں آگ لگ گئی اور سارا جسم حرارت سے گرم ہو جاتا ہے پھر جب غور کرتا ہوں تو اس حرکت سے سخت ندامت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تو بڑبڑانے لگتا ہوں اور گالیاں دینے لگتا ہوں۔ پھر جب خیال ہوتا ہے کہ یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے تو توبہ اور استغفار کرتا ہوں مگر اس پر بھی رہ رہ کر پہلا خیال لوٹ کر آتا ہے۔ یہ بری حالت پہلے تو نہ تھی مگر خدا جانے کیا خرابی پیدا ہوگئی ہے جس سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی۔ غلبۂ شیطان کے علاوہ اور کوئی بات ذہن میں نہیں آتی۔ حضور توجہ فرمائیں اور کوئی خاص تدبیر اس کے دور ہونے کے لئے ارشاد فرمائیں تو عمل میں لاؤں۔

انہی وجوہات سے میں نے سب لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا ہے الا ماشاء اللہ کیونکہ برے خیالات سے طبیعت پریشان ہوتی تھی اور اب جی بھی کسی سے ملنے کو نہیں چاہتا بلکہ یہی خیال اکثر ہوتا ہے کہ جو ملنے والے ہیں ان سے بھی کوئی صورت ایسی نکل آئے کہ ملنا ملانا بند ہو جائے۔ کبھی جب کسی کے پاس پہنچ جاتا ہوں یا وہ آ جاتا ہے تو

نہ معلوم کہاں سے طبیعت کے اندر ایک قسم کی بری صفت پیدا ہو جاتی ہے کبھی کبر کبھی حسد کبھی غضب کبھی خیانت اگر چہ خدا کے فضل سے اس کا ظہور اور حضور کے خالص فیض سے نہیں ہوتا مگر ایک دم سے قلب میں اکثر خدا جانے کہاں سے آجاتا ہے۔ ظاہرا کوئی موقع بھی نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر راستہ پر کوئی عورت جاتی ہو تو اس وقت شہوت کا ہیجان محسوس ہوتا ہے مگر چونکہ نگاہ نیچی رہتی ہے اس وجہ سے اثر ظاہر نہیں ہوتا اور حضور کے فیض سے اجنبی وغیرہ محارم کی طرف دیکھتے ہوئے ایسی شرم معلوم ہوتی ہے جیسے عورتوں کو کبھی مرد کے دیکھنے سے معلوم ہونی چاہئے۔ حضور یہ سوتی ہوئی بھیڑیں کیسے جاگ جائیں کہ اتنی تکلیف دے رہی ہیں۔ پہلے اس قسم کی باتیں ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ آج کل میرے قلب کی مثال بالکل تنکے جیسی ہے کہ جس طرف کی ہوا چلے اسی طرف ہلکی سی حرکت سے مائل ہو جاتا ہے مگر صرف حضور کا فیض ہے کہ ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے ورنہ یہ پیش آنے والی باتیں تو پہاڑ ہیں اور دل سوکھی گھاس ہے اور ظاہر ہے۔

ع بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ

ترجمہ: ''پہاڑ کو سرسبز بنانا ناممکن ہے۔''

مگر چونکہ اولیاء اللہ کی شان یہ ہے ؎

اولیاء را ہست قدرت از آلہ ❀ کوہ بروا رند بریک برگ کاہ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ پہاڑ کو سرسبز زمین بنا دیتے ہیں۔''

لہٰذا امید ہے کہ حضور التفات فرما کر اس کاہ کو کوہ کا متحمل بنا دیں گے۔

تحقیق: ایسے حالات منتہی کو پیش آتے ہیں اور ان کے لئے دوسرے مجاہدہ ثانیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا رنگ پہلے مجاہدہ سے الگ ہوتا ہے۔ وہ مجاہدہ یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف عمل کرنے یا علم سے سوچنے کے لئے بالکل بھی توجہ نہ کی جائے بس توجہ ذکر کی طرف پھیر لی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ''جاء الحق وزھق الباطل'' (کہ حق آیا اور باطل گیا) کا ظہور ہوگا۔

حال: بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کی توجہ سے خطرات اور وسوسوں میں کمی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: خطرہ اور وسوسہ میں کیا فرق ہے ارشاد فرمائیے۔

تحقیق: اس کی کیا ضرورت ہے۔

حال: کبھی ایسے وسوسہ آتے ہیں جن سے دیر تک ندامت اور پریشانی اور حسرت رہتی ہے بار بار یہ خیال ہوتا

ہے کہ جن لوگوں کو تجھ سے اتنی محبت اور اتنی شفقت ہے ان کے بارے میں تیرا قلب اتنا گندہ اور ناپاک ہے۔

تحقیق: اگر دل سے برا سمجھا جائے کچھ غم نہیں حسرت میں بھی مشغول ہونا نقصان دہ ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ سے کئی مرتبہ دعا کی حضرت سے بھی التجا ہے خیالات اور وساوس کے دور ہونے کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دعا بہتر ہے لیکن اگر یہ ختم نہ ہوں کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔

حال: ناچیز نے عرصہ ایک سال چھ ماہ کا ہوا ایک استفتاء وسواس شیطانی کے بارے میں آنحضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا جس کا جواب حضور نے مجھ ناچیز کو روانہ کر دیا تھا۔ اب وساوس شیطانی کا وہ زور وشور تو نہیں ہے کہ جو پہلے تھا لیکن اب بھی بہت کثرت سے ایک وسوسہ آتا ہے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہو جاتا ہوں۔ اس کا اثر کئی دن تک رہتا ہے۔ پھر دس یا پندرہ روز تک دور ہو جاتا ہے اور پھر آتا ہے۔ وہ یہ کہ اکثر ہندو سورج کی پرستش کرتے ہیں بس شیطان مردود میرے دل میں سورج کی پرستش کی محبت بھڑکاتا ہے۔ جب یہ خیال یا وسوسہ دور ہو جاتا ہے تو حضرت ﷺ کے رسول ہونے کے بارے میں نماز میں یا قرآن شریف پڑھنے میں وسوسے آنے لگتے ہیں۔ جس سے طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے۔ سورج کا وسوسہ چھ ماہ سے مسلسل آرہا ہے۔ دن میں غسل نہیں کرتا ہوں (کیونکہ) اکثر ہندو جب نہاتے ہیں تو سورج کی پرستش کرتے ہیں وہی وسوسہ میرے دل میں بھی آتا ہے۔

خدا اور رسول کی محبت بھی بالکل دل سے اٹھ گئی لہٰذا مجھ ناچیز گنہگار کے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے اپنی محبت اور اپنے حبیب کی محبت قائم کرے اور شیطان مردود کے وسوسوں سے جب تک میری زندگی ہے نجات دے۔ آمین خرچ میرے پاس نہیں ہے ورنہ حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر برے افعال سے توبہ کرتا اور بیعت ہوتا مجبور ہوں۔

تحقیق: جو وسوسہ اختیار اور ارادے کے بغیر آئے اس سے دین میں ذرا بھی نقصان نہیں پھر کیوں غم میں مبتلا ہوئے غم کرنے سے یا اس کے دور کرنے میں زیادہ کوشش کرنے سے زیادہ ترقی ہوتی ہے بالکل غم نہ کریں خواہ کیسے ہی وسوسے آئیں کام میں لگے رہیں۔

حال: بے اختیار بہت سارے خیالات آ کر ہر کام میں بہت نقصان کرتے ہیں خصوصاً نماز پڑھانے میں دور کرنے میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ حضرت سے یہ التماس ہے کہ بندہ کی ایسی ناقص حالت پر دعا خیر فرمائیں۔

تحقیق: ان (وساوس) کو جان بوجھ کر دور کرنے کی جگہ یہ زیادہ مفید ہے کہ اس وقت کسی دوسری اچھی بات کو

کچھ اہتمام کے ساتھ توجہ کردی جائے۔ وہ خیالات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اس پر بھی اگر ان کا کچھ بقیہ رہے تو پرواہ نہ کی جائے اس طرح خود ہی کمزور ہو جائیں گے میں یہی دعا کرتا ہوں۔

حال: احقر کی حالت یہ ہے کہ روز شب میں کئی بار طبیعت پریشان ہوتی ہے اور حسرت اور محرومی کے خوف سے غمگین ہوکر رونے دھونے لگ جاتا ہوں۔

تحقیق: اس کا سبب غالباً دو چیزوں سے مرکب (ملا ہوا) ہے ایک طبی مزاج کی خرابی اس کا علاج طبیب سے ضروری ہے دوسرا طلب مقصود کے ساتھ مقصود کی تعین میں غلطی اس کا علاج تربیت کا مطالعہ ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو قبض طبعی ہے جو بلند حالات میں سے اور نفع میں بسط سے زیادہ ہے۔ جب علم الٰہی میں مناسبت ہوتا ہے تو خود بخود ختم ہو جاتا ہے اس کا ادب صبر وتفویض ہے۔

حال: نیز شب کو سونے کے واسطے جو لیٹا اچانک قلب سے کشش پیدا ہوکر بدن کے اوپر کا حصہ نہایت بھاری ہوگیا حتیٰ کہ حرکت کرنی دشوار ہوگئی چار پانچ منٹ یہی کیفیت رہی۔

تحقیق: اس کا متعین سبب ضعف بدن ہے طبیب سے مشورہ کیا جائے۔

یکسوئی کا پسندیدہ ہونا

حال: اور اکثر طبیعت کو یکسوئی پسند ہے۔

تحقیق: فال نیک ہے۔

حال: دنیا کی محبت دل سے نہیں جاتی خدا کی محبت نہیں پیدا ہوتی۔

تحقیق: جس کے ساتھ امرو نہی متعلق ہے (اس کے ساتھ) محبت کے کیا معنی (یعنی اس کے حکموں کو مانا جائے نافرمانی نہ کی جائے یہی محبت ہے)۔

حال: کبھی ہر طرف کے خیالات آتے ہیں خاص کر جس کے ساتھ ابتلا ہوا ہے اس کے خیال کے ہجوم سے طبیعت پریشان ہونے لگتی ہے۔ اس وقت یا تو موت کے تصور کرنے سے کچھ تسلی ہو جاتی ہے کہ عنقریب ہی موت ان تمام جھگڑوں سے چھڑا دے گی یا اس خیال سے کہ نفس تو دشمن ہے اس کی تکلیف سے تو خوش ہونا چاہئے۔ اچھا ہے اسی طرح سے اس کو تکلیف ہو اور تو کسی مجاہدہ کے قابل نہیں یہی سہی۔

تحقیق: یہ بھی اچھا علاج ہے۔

سوال: کمترین اس سے پہلے جب خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو راستہ میں اتنے زیادہ خیالات آتے تھے کہ

سامنے حاضر ہوتے ہوئے شرم آتی تھی۔ اس کے بارے میں تو حضور نے تربیۃ السالک میں بعض سالکین کے لئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ خطرات آ نہیں رہے تھے بلکہ نکل رہے تھے کہ کیا یہی کمترین اپنے لئے تصور کرے۔

جواب: بہت سی تدابیر میں سے یہ بھی ایک تدبیر ہے ہر شخص کے لئے وہ تدبیر مناسب ہے جو اس کے لئے نافع ہو اس کو آپ خود دیکھ لیجئے۔

سؤال: اس مرتبہ یہ کیفیت ہوئی کہ (حضرت کے) جتنا قریب ہوتا جاتا تھا خطرات (وساوس وخیالات) تو نہیں آئے مگر طبیعت کمزور اور سست ہوتی گئی۔ شرف قدم بوسی کے بعد وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ پہلے سے زیادہ قلب میں یکسوئی حاصل ہوگئی جی چاہتا ہے کہ اس کا سبب معلوم ہوتا کہ ایسے واقعات میں بصیرت حاصل ہوتی۔

جواب: ایسی باتیں طبعی اتفاقی اسباب (کی وجہ سے بھی) ہوجاتی ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے اور ان کی تحقیق سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہے۔

حال: یہ تو حضور کا کام تھا کہ پھر راہ پر لگ گیا یہ پرانا غلام ہے حضور والا کے علاوہ اس کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ عمر بھی آخیر ہو چکی ہے۔ رضاء حق اب تک نہ حاصل ہوئی۔

تحقیق: ایسا گمان نہ کیا جائے رجاء کو خوف پر غالب رکھنا چاہئے۔

سؤال: حضور کا ارادہ ہے کہ برے خیالات کا آنا نقصان دہ نہیں ہے لانا نقصان دہ ہے۔ کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خود آئے ہیں یا میں لایا ہوں شک کی حالت ہو جاتی ہے۔ کوئی معیار بتا دیا جائے جس سے ایسی حالت میں واضح طور پر فرق سمجھ لیا کروں۔

جواب: معیار کی ضرورت نہیں جب آنے اور لانے میں شک ہے اور کم سے کم درجہ یقینی ہے اور "الیقین لا یزول بالشك" (کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے) اس لئے اس کو آنا ہی سمجھنا چاہئے۔

حال: حسب الارشاد میں مواعظ دیکھ رہا ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ ان سے کچھ فائدہ بھی محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: وہ کچھ نہیں یہی سب کچھ ہے۔

حال: طبیعت کو مجبور کرنے سے نماز میں خشوع حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق: بس انسان اسی کا مکلف ہے اور مجبور کرنا مجاہدہ ہے مجاہدہ کے بغیر عمل کرنے سے جس کو مبتدی کرتا ہے مجاہدہ کے ساتھ عمل زیادہ بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ راضی کرنے والا ہے۔

حال: لیکن ذرا سی غفلت ہوئی کہ ادھر اُدھر کے پریشان خیالات فوراً ہی آن موجود ہوتے ہیں۔

تحقیق: پھر بہ تکلف نماز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہی ہے مجاہدہ جس کے بارے اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حَالؒ: جی چاہتا ہے کہ کسی طرح اطمینان قلب کے ساتھ عبادت ادا کرنے کی توفیق عنایت ہو۔
تحقیقؒ: اطمینان اختیاری حاصل ہے اور بے اختیاری کا انسان مکلف نہیں ہے۔
حَالؒ: اکثر یہ خیال دل کو بے قرار رکھتا ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ آسانی سے نہیں ہوتا۔
تحقیقؒ: خود آسانی مطلوب نہیں حدیث میں ہے ''والذی یتعتع فیه وهو علیه شاق له اجران'' (کہ جو شخص قرآن پاک پڑھتے ہوئے اٹکتا ہے اس کو دو اجر ملتے ہیں)۔
حَالؒ: بلکہ طبیعت کو مجبور کر کے کرتا ہوں اور آیت ﴿وانها لکبیرة الخ﴾ (کہ یہ نماز ایک بڑی (بھاری) چیز ہے) پر نظر رہتی ہے کہ یہ تو بوجھ ہے۔
تحقیقؒ: لکبیرة میں بوجھ اعتقادی ہے جس سے ہر مومن خالی ہے اور طبعی بوجھ برا نہیں بلکہ ثواب میں زیادتی کا سبب ہے حدیث میں ہے ''واسباغ الوضوء علی المکاره'' (ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا)۔
حَالؒ: کسی طرح نماز کا بوجھ ہونا ختم ہو جائے اور آیت کے آخری حصہ (جو یہ ہے کہ نماز بھاری چیز ہے مگر ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتے ہیں) کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے کا یقین نہیں ہے جو یہ (نماز کے بھاری اور بوجھ ہونے کی) حالت ہے۔
تحقیقؒ: اس کی وجہ بوجھ کے معنی میں غور نہ کرنا ہے جس کو میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔
حَالؒ: معلوم نہیں مجھ میں ایمان ہے بھی یا نہیں۔
تحقیقؒ: ایمان اعتقاد کا نام ہے اور وہ مشاہدہ کی بات ہے اور آگے (آپ کی بات میں ہی) اس پر ایک دلیل بھی آتی ہے۔
حَالؒ: لیکن ان حالات کے باوجود میں نماز چھوڑنے پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر عشا میں کبھی سونے کا اتفاق ہو گیا تو اچانک آنکھ کھلی اور جب تک نماز نہ پڑھ لی قرار نہ ہوا اور نیند نہ آئی۔
تحقیقؒ: اعتقاد و ایمان کی یہی دلیل ہے۔
حَالؒ: مرنے سے قلب کے گھبرانے کی حالت یہی ہوتی ہے۔
تحقیقؒ: حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ''کلنا یکره الموت'' (ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں) اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا صاف آیا ہے اس لئے اس کے برا ہونے کا احتمال بھی نہیں (کیونکہ یہ) امر طبعی ہے۔
حَالؒ: پھر قلب گھبراتا ہے میں مواعظ اور دیکھوں گا۔

تحقیق: زیادہ ضرورت تربیۃ السالک دیکھنے کی ہے۔

حال: التماس دعا قاضی عزیز الحسن صاحب کا اکثر خیال پیش نظر رہتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان جیسا بن جاؤں۔

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ ﴿لا تتمنوا ما فضل اللّٰه به بعضكم على بعض﴾ (تم کسی ایسی بات کی تمنا نہ کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی پر فضیلت عطا فرمائی ہے) (اس سے مراد غیر اختیاری باتیں ہیں یعنی جو باتیں غیر اختیاری اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمائی ہیں ان کے حاصل ہونے کی تمنا نہ کرو۔) ﴿للرجال نصيب مما اكتسبوا من الامور الاختيارية وللنساء نصيب مما اكتسبن﴾ (مردوں کے لئے اعمال کا حصہ (بدلہ) ملے گا اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (بدلہ) ملے گا) (اس سے مراد اختیاری باتیں ہیں۔ اسی طرح جو کچھ آیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اس لئے جو چیزیں حاصل کی جاسکتی ان کے حصول کی کوشش کرو اور جو چیزیں (غیر اختیاری) اللہ تعالیٰ کی عطا میں سے ہیں ان کی تمنا نہ کرو) ﴿واسئلوا اللّٰه من فضله﴾ (کہ اللہ تعالیٰ سے ان کا فضل مانگا کرو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے (غیر اختیاری) عطاؤں کو مانگا کرو۔ ﴿الا لا باس بالدعاء للموهوبات فشتان ما بين لكن بشرط ان لا يكون مما لم يجر به سنة اللّٰه ان اللّٰه كان بكل شیء عليما﴾ تمنا کرنے اور دعا مانگنے میں بڑا فرق ہے لیکن مانگی جانے والی چیز ایسی نہ ہو کہ جس کا دینا اللہ تعالیٰ کی عادت نہ ہو (جیسے نبوت کا مانگنا وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں خوب جاننے والے ہیں۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی استعداد کو خوب جانتے ہیں کہ اس کے لئے یہ بہتر ہے یا نہیں ہے۔ اس میں یہ ارشاد بھی ہے کہ دعا کے قبول نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ سے تنگ دل نہ ہو۔ اور یہ اشارہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی رہے اور اس میں حکمت کا اعتقاد رکھے)۔

حال: حضور! ایک خیال اب بھی دل کو بے چین رکھتا ہے کہ اب تک تو اپنے آپ کو ملانے پن کی وجہ سے اکثر دنیاوی لذتوں سے پہلے تو گناہ کے ڈر سے خود کو بچایا اگرچہ اس بچنے میں نیت تو جیسی اچھی ہونی چاہئے نہ ہوتی تھی۔ کبھی تو خیال تھا کہ بعض لوگ مولوی کہتے ہیں شرعی ممنوع باتوں میں مبتلا دیکھ کر طعنہ دیں گے اور کبھی یہ خیال تھا کہ مجھ پر انعام خداوندی تیری لیاقت سے زیادہ ہے کہ مجھ کو عربی و انگریزی کے اتنے سارے امتحانات پاس کرائے اور معقول تنخواہ کی ملازمت دی کہیں ایسا نہ ہو اللہ پاک خفا ہوں اور یہ نعمتیں چھین لیں۔

اب یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہاں یہ نہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے وہاں تو بہت کچھ دے دیا اب کیا باقی رہا اس

ڈر سے طبیعت کانپ اٹھتی ہے اور دل میں کہتا ہوں کہ (دنیاوی) لذتوں سے یہاں بچا تو اس کا بدلہ وہاں ضرور ملنا چاہئے ورنہ خسر الدنیا والاخرۃ (دنیا اور آخرت میں نقصان) کا مصداق بن جاؤں گا۔ اگرچہ اب استغفار بھی پڑھتا ہوں۔ حضور! اس معاملہ میں بھی کچھ اطمینان کی صورت بتائیں کہ بے قرار ہوں۔

تحقیق: گناہوں کی لذتوں کو چھوڑنے کی وجہ میں جو شک ہے اس کا بہت ہی آسان معیار یہ ہے کہ یوں فرض کرلیا جائے کہ اگر گناہوں کو چھوڑنے کے باوجود بھی لوگ طعنہ دیں یا اس طرح گناہ کئے جائیں نہ کسی کو معلوم ہو اور نہ کوئی طعنہ دے تو کیا ان دونوں صورتوں میں گناہوں سے نہ بچوں اگر یہ جواب ملے کہ اس وقت نہ بچوں تب تو حقیقت میں گناہوں سے بچنے کی وجہ ناپسندیدہ ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ بھی نہیں ہے اور اس (وجہ) کو بدلنا واجب ہے جو اختیاری فعل ہے وہ تبدیلی یہی ہے کہ عزم کرلیا جائے کہ ان دونوں حالتوں میں بھی گناہ نہ کروں گا بس کافی ہے۔ اگر یہ جواب نہ ملے تو اس وقت گناہوں کو چھوڑنے کی یہ (طعن سے بچنے کی) وجہ بھی نہ ہوگی پھر اس وجہ کا خیال صرف وسوسہ ہے جس پر پکڑ نہیں ہے۔

یہی حال نعمتوں کے چھن جانے کے خیال کا بھی ہے بلکہ میرے نزدیک یہ دوسری بات یعنی نعمتوں کے چھن جانے کے خوف کی وجہ سے بھی ہو تب بھی محمود ہے کیونکہ یہ بھی خشیت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی دلیل ہے اگرچہ یہ خشیت کا کم سے کم درجہ ہی کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کی طمع یا خوف تو نہیں ہے۔ یہ خوف کہ کبھی قیامت میں یہ کہہ دیا جائے یہ خوف اگر طبعی اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے ہو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت اور اچھی حالت ہے کہ انہوں نے فتوحات کے زیادہ ہونے کے وقت فرمایا تھا۔ اگر کسی دلیل سے ہے تو اس کے خلاف دلیل اسی آیت کی ابتدا یہ ہے کہ ﴿ ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذھبتم طیباتکم ﴾ الایۃ (جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا) تم اپنی دنیاوی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے ہو) اور خاتمہ یہ ہے ﴿ فالیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون ای تکفرون ﴾ کما ھو اصطلاح التنزیل الکریم (تو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا یہ تمہارے زمین میں ناحق غرور کرنے کی سزا ہے اور جو بدکاری کرتے تھے اس کی سزا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک کی اصطلاح ہے) ورنہ یوں تو ہر شخص کو حتیٰ کہ انبیاء کو بھی اچھی چیزیں عطا ہوئی ہیں کو عام خطاب کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔

سؤال: اکثر اوقات توجہ رہتی ہے ایک شبہ ہر وقت رہتا ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت توجہ ہوتی ہے بے اختیار آسمان کی طرف خیال جاتا ہے۔ اگرچہ اس خیال میں معذور (مجبور) ہوں مگر شبہ ہوتا ہے کہ یہ خیال کیوں ہوتا

ہے شاید کفر کا حصہ نہ ہو اگر اس کا کوئی علاج ہو تو ضرور عنایت فرمائیں۔

جواب: السلام علیکم حق تعالیٰ جہت (طرف میں ہونے) سے پاک ہیں مگر پھر بھی اس کی خاص تجلیات کی عرش سے خاص خصوصیت ہے اسی لئے فطری طور پر اوپر کی طرف خیال جاتا ہے جس کا سبب ایک حقیقی بات ہے اس میں کفر کی کوئی بات نہیں۔

نظر بد کے وسوسہ کا علاج

حال: ایک وسوسہ میں گرفتار ہوں علاج ارشاد ہو۔ راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے نفس کہتا ہے ایک دفعہ نظر کر لے کیا حرج ہے کیونکہ تو بدفعلی تو نہیں کرے گا اگر بالفرض بڑی خواہش ہی ہو تو اس سے باز رہنے میں مجاہدہ ہے سو دیکھ اگر نظر نہ ہوتی تو یہ مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا، تو تو مولوی ہے اس کو سمجھ سکتا ہے پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نہ کیا کر حضرت! اس دھوکہ سے نجات دیجئے۔

تحقیق: جب دھوکہ ہونا معلوم ہو گیا تو نجات یہی ہے کہ عمل نہ کیا جائے اور جو اس میں نفس نے نکتہ نکالا ہے پہلے تو اہلِ طریق کے فتویٰ کے مطابق "حقیقة ردتها الشريعة فهي زندقة" (ہر چیز جس کو شریعت رد کر دے وہ زندقہ ہے) یہ نکتہ ہی مردود ہے چونکہ شریعت نے اس کو زنا کہا ہے۔ پھر یہ نکتہ اصول فن کے بھی خلاف ہے کیونکہ حکمت اس میں مجاہدہ کی نکالی ہے اس لئے چاہت کے باوجود نہ دیکھنا کیا یہ مجاہدہ نہیں بلکہ آپ کے نفس کے بتائے ہوئے مجاہدہ میں تو کچھ مزہ بھی ہے اور کچھ مجاہدہ اور نہ دیکھنا خالص مجاہدہ ہے پھر کون سا زیادہ کامل ہوا۔ اس لئے یہ حکمت (مجاہد والی) نظروں کو نیچے کرنے میں بھی حاصل ہے۔ اگر مجاہد جو شریعت بھی مطلوب ہے ایسا عام ہے کہ (جہاں بھی مجاہدہ ہو وہ مطلوب ہو) تو آدھا عضو مخصوص داخل کر کے سکون سے بیٹھا رہنا اور پورا داخل نہ کرنا اس سے بڑا مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہوگا۔ آئندہ ہرگز ایسے نکات میں ذہن نہ دوڑائیں شریعت کو امام بنائیں ورنہ بہت جلد الحاد کے باب کے کھٹکانے کا خوف ہے وفیہ قال العارف الشیرازی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ؎

در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسے است ❁ ہشدار گوش رابہ پیام سروش دار

ترجمہ: "سلوک کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت پیش آتے ہیں اس لیے ہوشیار رہو اور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔"

حال: میں ایک رات عشا کے بعد کلمہ طیب پڑھ رہی تھی تو مجھ کو کچھ غنودگی سی ہوئی تو کوئی کہتا ہے کہ وہ نعمت کی پڑیا تو تیرے ہاتھ سے گئی اب تو کرتی رہ لا الہ الا اللّٰہ اس کا کیا مطلب ہوا اور دوسرے روز یہ ہوا کہ کوئی کہتا

ہے کہ فرشتوں کی تو زباں اکڑی جاتی ہے اور ایک بات مجھ کو یاد نہیں رہی اس کا کیا مطلب ہے۔

تحقیق: سب وسوسے ہیں کچھ بھی توجہ نہ کی جائے کام کی طرف توجہ رکھنا چاہئے۔

سؤال: گزارش ہے کہ ایک شخص ہے جو پوری طرح نماز روزے کا پابند ہے عقائد بھی اس کے اہل سنت کی طرح ہیں خدا اور رسول کی محبت بھی ہے حدود شرعی کا بھی لحاظ کرتا ہے۔ ان تمام اوصاف کے باوجود بدقسمتی سے ایک موذی مرض میں مبتلا ہے وہ یہ کہ کبھی اس کے دل میں بزرگان دین کی طرف سے برے خیالات اور ہر قسم کے برے وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن دراصل وہ شخص اس کا اثر قبول نہیں کرتا بلکہ جس وقت اس قسم کے برے خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور خداوند کریم سے اس بلا کے متعلق پناہ مانگتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے وہ شخص پریشان ہے بلکہ یوں کہئے کہ وہ اپنی نجات سے مایوس ہے جب وہ اپنے وساوس کی طرف نگاہ کرتا ہے تو اس کو اپنے کامل ایمان ہونے میں شک پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے لئے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ یہ شخص اس موذی مرض سے بچ جائے۔ یہ بھی تحریر فرمائے کہ اب تک جو برے خیالات آتے رہے ہیں اس پر کوئی پکڑ تو نہیں ہوگی۔ براہ خدا تسلی و تشفی فرما کر ممنوع فرمائیے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ موجودہ حالت پر ذرا بھی پکڑ نہ ہوگی بالکل بے فکر رہیں یہی بے فکری اس کا علاج ہے اور اس کے ختم کے لئے زیادہ وظیفے نہ پڑھیں اور پھر اطلاع دیں۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگرچہ کسی گناہ کبیرہ کا جان بوجھ کر نہیں ہوتا ہے لیکن خیال وغیرہ ضرور آجاتا ہے۔

تحقیق: اگر یہ نہ ہو تو مجاہدہ کا اجر کیسے حاصل ہو۔

حال: جس دن سے آیا ہوں نماز میں شیطان بہت تنگ کرتا ہے یہاں تک کہ چند وقت کی نماز بھی جاتی رہی۔ اس سے پہلے ہر وقت مجھ کو نماز کا بہت خیال رہتا تھا مگر اس سفر میں نہیں معلوم کیا تباہی ہے کہ نماز سے دل بھاگتا ہے جس کا مجھ کو بے حد افسوس اور ملال ہے دعا اور علاج کا طالب ہوں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور علاج اس کا یہ ہے۔ ① طبیعت پر زور ڈال کر اس باب میں مخالفت کرنا ② کسی معین وقت پر بیٹھ کر موت کا مراقبہ کرنا ③ مسلسل احقر کے مواعظ مطالعہ کرنا۔

حال: مجدد الملۃ والدین فاضت انہار فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میری حالت بہت ہی افسوس کے قابل ہے اور اب میں اپنی حالت کے صحیح ہونے سے تقریباً مایوس ہو چلا ہوں۔ کیونکہ اصلاح کی تین صورتیں ہیں، عمل، دعا، عرض حال۔ عمل کی حالت یہ ہے کہ میں اس کو پکا عزم جو نفس

کے جھگڑے سے مغلوب نہ ہو کی وجہ سے سمجھتا ہوں اور عزم کو اختیاری نہیں سمجھتا بلکہ سارے افعال کے ضمن میں اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتا ہوں۔ میرے ذہن میں کوئی ایسا فعل ایسا خیال اور ایسی حرکت نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہ ہو ایسی حالت میں اختیار سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا چیز ہے لیکن اب تک حق سبحانہ کا فضل ہے کہ میں اس خیال کو گناہ کے لئے بہانہ نہیں بناتا یعنی اس کی وجہ پر اپنے کو پکڑ سے بری نہیں سمجھتا بلکہ میرا خیال ہے کہ حق سبحانہ کو طاعت پر بھی سزا دینے کا حق حاصل ہے۔ انبیاء کو کہاں معذرت ہے تو پھر گناہگار کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ خود مملوکیت (کسی کی ملک میں ہونا جیسے بندہ اللہ تعالیٰ کی ملک نہیں ہے) ہی ایک ایسا جرم ہے جو مالک کو ہر قسم کی سزا کا حق عطا کرتا ہے۔ ”لا یسال عما یفعل وھم یسئلون“ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں ان سے اس کی پوچھ نہیں ہے مگر انسان سے پوچھا جائے گا)۔ میں انسانی اعضاء کو ایسے خیال کے آگے جس کو کوئی روکنے والا نہ ہو اور نہ وہ مغلوب ہوتا ہو ایسا ہی مجبور سمجھتا ہوں جیسے گھڑی کے پرزے گھڑی کی چابی کے آگے مجبور ہوتے ہیں اور ایسے خیال کو بندے کا فعل نہیں سمجھتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کے اختیار کے بغیر اس کے دل میں ایک خیال پیدا کرتے ہیں۔ اس خیال کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک اکیلا خیال جس کو کوئی روکنے والا نہ ہو اس وقت آدمی سے لازمی طور پر افعال ظاہر ہوتے ہیں کبھی اس کے ساتھ ایک اور نہ رکنے والا خیال ہوتا ہے جو پہلے خیال کی طرح بندہ کے اختیار کے بغیر ہوتا ہے۔

اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ کبھی مغلوب ہوتا ہے اور کبھی اگر مغلوب ہوتا ہے تو پہلے خیال کے اثر کو روک نہیں سکتا ہے ورنہ روک دیتا ہے۔ خیال کے قوی اور کمزور ہونے کا سبب طبیعت کے قوی اور کمزور ہونے پر ہے۔

خلاصہ یہ کہ بندہ حقیقت میں مختار نہیں ہے بلکہ اختیار کا وہم ہے اور اس کو اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ اختیار کا وہم ہے۔ اس کے بعد جب اپنی طبیعت کو دیکھتا ہوں تو مغلوب پاتا ہوں۔ جو خیال پیدا ہو گیا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں پاتا ہوں اور اگر پیدا ہوتا ہے تو اتنا قوی نہیں ہوتا کہ پہلے خیال کو روک سکے۔

مولانا کی مثنوی کے مضامین عالیہ (اونچے) اور جناب والا کی تقریریں کبھی کبھی گدگدی پیدا کرتے ہیں مگر سب کی بنیاد اس پر ہوتی ہے کہ کام کرو ہمت کرو۔ بس یہاں آ کر طبیعت پھر اچٹ جاتی ہے اور وہی اپنی مغلوبیت اور مجبوری سامنے آجاتی ہے اے کاش میں ہی کند ذہن ہوتا اور میرا دماغ یہاں تک پہنچتا ہی نہیں بلکہ اختیار کے وہم ہی کا احساس یہی محسوس رہتا ہے۔

اس وقت ایک صورت ہے کہ میں تقلیداً اختیار کو مان لوں مگر اس کا اثر طبیعت پر کچھ نہیں پڑتا کیونکہ یہ اعتبار و فرض و تقدیر ہے جو پہلے خیال کے ساتھ وہی نسبت (تعلق) رکھتا ہے جو (تعلق) مشاہدہ سے تخیل (خیال) کو

ہے۔غرض عمل تو یوں صفر ہوا، رہی دعا اس کے بارے میں ایسا بے ہودہ خیال دل میں جم گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ وہ یہ کہ حق سبحانہ میری دعا کو قبول ہی نہیں کرتے اور اس کا الٹا اثر ہوتا ہے۔اب دعا کرتے ہوئے قبول ہونے کی امید کے غلبے کی جگہ طبیعت میں جھجک پیدا ہوتی ہے اور اس خیال کا سبب یہ ہوا کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری کوئی دعا قبول ہوئی ہو جو دعائیں سراسر نافع ہیں وہ بھی مقبول نہیں ہوتیں جیسے اعمال صالحہ وغیرہ کی توفیق کی دعا۔

دعا کی یہ حالت ہے اب رہی عرض حالت وہاں یہ خیال ہوتا ہے کہ طبیب کا کام نسخہ بتانا ہے اگر نسخہ پینے کی ہمت ہو تو تکلیف دو اور اگر مفلسی یا بخل یا کوئی اور سبب نسخہ کے استعمال کے لئے رکاوٹ ہو تو اپنی حالت کو خدا کے حوالہ کر دو ادھر اپنی طبیعت کو ٹٹولتا ہوں تو نسخہ کی اگلتی ہے غرض۔

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ترجمہ: ''سارا جسم زخموں سے بھرا ہوا ہے کہاں کہاں روئی رکھوں۔''

پھر دعا عرض حال خود اسی خیال غالب کی وجہ سے ہیں جو یہاں نہیں ہے۔احباب سے جب کبھی گفتگو ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ آخر تم اور کام کرتے ہو ذکر وغیرہ تم سے کیوں نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی کچھ مشکل کام ہے۔ یہ تو زبان کا ہلانا ہے مگر اس کا اصل دوسرے کی طبیعت کا اپنے اوپر قیاس کرنا ہے وہ ان کو توفیق ملی ہے اور ہمیں نہیں ملی اس لئے ان کو وہ کام آسان معلوم ہوتا ہے جو ہم کو پہاڑ دکھائی دیتا ہے۔کبھی کبھی ان کو بھی یہی حالت پیش آتی ہے کہ ان سے ذکر وغیرہ ترک ہو جاتا ہے وروہی کام جس کو آج وہ اتنا آسان سمجھتے ہیں کل ان پر مشکل تھا یا آئندہ کبھی بھی مشکل ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اس حالت میں اس سے زیادہ مشکل کام کرتے ہیں۔غور سے دیکھنے سے دونوں حالتوں کے فرق کی بنیاد صرف خیال کی قوت وضعف معلوم ہوتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ گناہ کی حقیقت اور اثر کو جاننے والا اور خدا کو علیم خبیر ماننے والا نفع کو نفع اور نقصان کو نقصان سمجھنے والا کوئی گناہ کرتا ہی نہیں ''وھو خلاف المشاھدہ'' (اور یہ مشاہدہ کے خلاف ہے)۔

غرض جب کوئی تقریر کی جاتی ہے تو طبیعت اس کی کسی بات کو خراب کر کے ساری تقریر کے اثر کو کھو دیتی ہے۔غرض میرے نزدیک میرے تمام امراض کی وجہ یہ ہے جو میں عرض کر چکا ہوں۔اب میں عجیب ...... میں پھنسا ہوا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خیال کے بدل جانے کے علاوہ اس سے رہائی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ میں اپنی طبیعت سے تو واقف تھا ہی اس لئے بہت عرصہ سے چاہتا تھا کہ ...... صاحب آ جائیں تو ان کی تقویت اور ٹھیلتے رہنے سے کام چل جائے گا مگر قسمت کہ وہ بھی ایسی حالت میں آئے جب میں بالکل ناکارہ ہو گیا۔ میں اپنے خیال سے اپنی طبیعت کو جناب والا کی طبیعت سے اکثر باتوں میں مناسبت پاتا تھا اور اس وجہ

سے خیال تھا کہ انشاء اللہ مجھے بہت نفع ہوگا لیکن افسوس یہ واقعات پیش آ گئے اور مجھے بالکل نکما (بے کار) کر دیا میں اپنی اس حالت کو پیش کرتے ہوئے شرماتا ہوں اور اس تاخیر کی یہ وجہ بھی ہوئی لیکن بہت جرأت کر کے عرض کرتا ہوں ؎

از فلک آویختہ شد پردۂ ❁ از پئے نفریں دل آزردۂ
ایں قضا راہم قضا داند علاج ❁ عقل خلفان در قضا کیج ست وکاج
اژدہا گشت است آں مار سیاہ ❁ آں کرمے بود افتادہ براہ
اژدہا دمار اندر دست تو ❁ شد عصا اے جان موسیٰ مست تو
حکم خذہا لا تخف دادت خدا ❁ تابدستت اژدہا گردد عصا
ہیں ید بیضا نما اے بادشاہ ❁ صبح نو بکشار شبہائے سیاہ
دوزخے افروخت بردے دم فسوں ❁ اے دم تواز دم دریا فزوں
بحر مکار ست بنمودہ کفے ❁ دوزخ ست از مکر بنمودہ تفے
زاں نماید مختصر در چشم تو ❁ تاز بوں بینی وجہند خشم تو

ترجمہ

❶ ایک دردمند (عاشق) کو برا کہلانے کے لئے (نفس کے دھوکوں کا) ایک پردہ عالم غیب سے (عالم دنیا) میں لٹکا دیا گیا ہے (یعنی یہ نفس ہم پر عالم غیب سے مسلط کیا گیا ہے اب اس کا تدارک بھی وہیں سے ہوگا کہیں اور سے ممکن نہیں)۔ (مفتاح دفتر ۲ ص ۷۰۰)

❷ اس تقدیر کے (معاملے) کا علاج (بھی) تقدیر ہی جانتی ہے مخلوقات کی عقل (اس کا کیا علاج کرے گی وہ) تو تقدیر کے معاملات میں پریشان اور بھینگی ہے۔

❸ وہ (نفس جو) کالا سانپ (تھا مہلت پا کر) اژدھا بن گیا جو (اس سے پہلے) راستہ پر پڑا ہوا (ایک بے حقیقت) کیڑا تھا۔

❹ اے جن کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک بھی مست ہے آپ کے ہاتھ میں تو اژدھا اور سانپ لاٹھی بن جاتے ہیں۔

❺ (موسیٰ علیہ السلام کی طرح) آپ کو (بھی) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس (نفس کے اژدھے) کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں تا کہ تمہارے ہاتھ میں (یہ) اژدھا لاٹھی بن جائے۔

❻ اے بادشاہ تم بھی ید بیضا دکھا دو (اور اس غفلت کی) کالی راتوں میں (ارشاد و ہدایت کی) تازہ صبح طلوع کر دو۔

❼ اس شریر نفس نے شرارتوں کی ایک دوزخ بھڑکا رکھی ہے اس لئے اس پر (شر کو دور کرتے والا دم) پھونک دو اے (بھائی) تمہارا دم تو (آگ کو بجھانے میں) دریا کی ہمت سے زیادہ ہے۔

❽ (نفس حقیقت میں) شر اور برائیوں کا ایک سمندر ہے (مگر کیونکہ) مکار ہے (اس لئے) ایک (بے حقیقت) جھاگ نظر آتا ہے (حقیقت میں وہ ایک) دوزخ ہے (مگر) دھوکہ کی وجہ سے (بظاہر ذرا سی) حرارت دکھائی دیتا ہے۔ (مطلب نفس بڑا موذی ہے مگر چھوٹا نظر آتا ہے)۔ (مفتاح دفتر ۲ ص ۲۰۷)

❾ (یہ نفس امارہ) اس لئے بھی تمہاری نظر میں چھوٹا نظر آتا ہے کہ تاکہ تم (اس کو) حقیر سمجھو اور (اس کے خلاف) تمہیں غصہ آئے۔

میں زبانی بات چیت میں ان خیالات کو اتنا بھی نہ ظاہر کر سکتا تھا اس لئے لکھ کر پیش کئے گئے جواب بھی جو مناسب ہو اور جس میں سہولت ہو خواہ زبانی ہو یا لکھ کر زیادہ حد ادب۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں نے حرفاً حرفاً آپ کا مضمون پڑھا اور بڑہ مزہ آیا اگرچہ اپنا مزہ ظاہر کرتے ہوئے اس لئے حجاب آتا تھا کہ کوئی یوں کہے گا کہ کسی کا گھر جلے اور کوئی ہاتھ سینکے مگر میں نے ظاہر اس لئے کہ یقیناً اس کے معلوم ہونے سے آپ کو بھی مزہ آئے گا۔ جس سے تکلیف کچھ کم ہوگی اور مجھ کو بھی اس کمی کا سبب لینے کا اجر ملے گا۔

آپ نے عمل کے بحث میں مسئلہ اختیا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی بنیادی باتوں پر خوب مضبوط کلام ہوسکتا ہے اور ہے بھی لیکن پھر اس کلام پر بھی کلام کی گنجائش نکلے گی کہ دونوں جانب سے کلام ختم نہیں ہوتا ہے جیسا کہ عقلی بحثوں کی شان ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس میں کلام نہ کرنے کو نافع نہیں سمجھتا اور حقیقت میں یہ مسئلہ دلیل سے حاصل ہونے والا نہیں ہے بلکہ کشف و ذن سے حاصل ہونے والا ہے۔ کہ اس میں وجدان و مشاہدہ ہی سے اطمینان ہوسکتا ہے اور مجھ کو آج سے نہیں (بلکہ) ایک مدت سے جب سے کہ مجھ کو آپ کے اس خیال کی اطلاع ہے نہایت وثوق بہت ہی مضبوطی کے ساتھ امید جو یقین کے قریب ہے کہ حق تعالیٰ اس مسئلہ میں آپ کو ضروری علم سے مطمئن فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ باقی اس وقت تقلید کو آپ نے بھی گوارا فرمالیا ہے بس آپ میرے کہنے سے تقلیدا ہی اپنے معمولات اذکار و اشغال کو جاری رکھئے خواہ دل لگے یا نہ لگے اثر ہو یا نہ ہو خواہ ہوسکے یا نہ ہوسکے جس دن بھی ہو جائے اور جتنا بھی ہو جائے ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔ ان شاء اللہ آپ

آئندہ دیکھیں گے جو حال میں نہیں دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

بس بفضلہٖ تعالیٰ عمل تو صفر نہ ہوا، اور دعا کے بارے جو لکھا ہے آپ پر اس کی مخالفت اعتقادی طور پر واجب ہے دعا ضرور نافع ہوتی ہے۔ اپنے دل کو زبردستی یہ سمجھائے کہ خصوصاً ان مواقع میں جن میں دعا غیر نافع معلوم ہوئی ہے اگر دعا نہ ہوتی تو شاید دنیوی اور دینی طور پر زیادہ بلا کا سامنا ہوتا۔ اسی طرح حکم شرعی ہی سمجھ کر دعا کیجئے کہ حکم ماننے سے اجر ملے گا بلا سے مطلوب خاص نہ ملے۔

عرض حال کے بارے میں یہ ہے کہ نئی حالت کی تو اطلاع ضروری ہے باقی جس حالت کی جو تدبیر کے استعمال کی ہمت کی کوشش وفکر میں رہنا چاہئے۔ اس (تدبیر کے) اہتمام سے ایک رز انشاء اللہ تعالیٰ ہمت بھی نصیب ہو جائے گی۔ "من حیث لا یحتسب العامل" (جہاں سے عامل کو امید بھی نہیں ہوتی ہے)۔ کر کے دیکھنے کی چیز ہے۔ پھر ان باتوں کے ساتھ اگرچہ کسی درجہ میں ہوں اگر تفویض وتسلیم الی الحق (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا اور ماننا) بھی ہو تو مقوی تاثیر ہے اور کچھ کوشش اور سعی کے بغیر تفویض صرف تفویض کی صورت ہے۔ حقیقت میں تفویض نہیں حدیث میں ہے۔ "اعقل ثم توکل" (پہلے باندھو پھر توکل کرو)۔ یعنی ؎

گر توکل می کنی در کار کن ❁ کسب کن پس تکیب برجبار کن

گفت پیغمبر بآواز بلند ❁ بر توکل زانوے اشتر بہ بند

ترجمہ

❶ اگر تم توکل کرتے ہو تو کاروبار میں توکل کرو (یعنی) کسب کرو پھر (اس کام کا نتیجہ حاصل ہونے کے لئے) اللہ تعالیٰ جبار پر بھروسہ کرو۔

❷ جناب پیغمبر ﷺ نے صاف آواز سے فرمایا ہے کہ توکل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے بھی باندھ دو۔

ناصحین ومخلصین کی تقریرات ومشاورات کے مقدمات میں نظر نہ کیا کیجئے ان کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر تقلیداً قبول کر کے عمل شروع کر دیا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ ؎

تادم آخر دمے بود ❁ کہ عنایت با تو صاف سر بود

ترجمہ: "تا کہ آخر تک ہی شاید اللہ تعالیٰ کی مہربانی تجھ پر ہو جائے۔"

نتیجے کے حاصل ہونے کی کوئی حد اور مدت ذہن میں معین نہ کیجئے آخرت تک میں ظاہر ہونے کے لئے جو کہ یقینی ہے تیار رہئے آپ کو راستہ سوچنے کی اور سوچ کر اس کی نفی کی جیسا کہ آپ نے کہا "کوئی راستہ رہائی کا نظر نہیں آتا" ضرورت نہیں ؎

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید ❁ خیرہ یوسف وارمی باید دوید

ترجمہ: ''دنیا سے نکلنے کا اگر چہ کوئی راستہ نہیں ہے مگر یوسف (علیہ السلام) کی طرح بھاگ کر نکلنے کی کوشش تو کرنی چاہئے۔'' (مطلب یہ ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف بلایا تو سات دروازوں میں تالے لگا کر بلایا تھا یوسف علیہ السلام کے سامنے نکل بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا پھر بھی وہ بھاگے اور سارے تالے خود بخود کھل کر گر گئے اور راستہ مل گیا۔ مفتاح دفتر۔ اس لئے راستہ نظر آئے یا نہ آئے کام میں لگا رہنا چاہئے)

جس طبعی مناسبت سے آپ کو توقع تھی وہ اب بھی ختم نہیں ہوئی حتیٰ کہ اس مخاطب میں وہ مناسبت حاصل ہے یعنی ایک وقت ایسا مجھ پر بھی گزرا ہے پھر جس طرح بفضلہ تعالیٰ مجھ کو نجات ہوگئی اسی طرح آپ کو بہت جلد ہونے والی ہے۔ یہ جو کچھ پیش آرہا ہے اس میں صدہا (کئی سو) حکمتیں ہیں جو عنقریب معلوم ہوں گی کہ کیسے کیسے برے اخلاق کا اس سے علاج ہوگیا ہوگا والی بعض اشار الرومی ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ❁ اے طبیب جملہ علتہائے ما

اے دوائے نخوت دنا موس ما ❁ اے تو افلاطون وجالینوس ما

ترجمہ

❶ اے ہمارے عاشق جو اچھا جنون ہے اور اے ہماری ساری (اخلاقی) بیماریوں کے طبیب تو خوش رہ۔

❷ اے (عاشق جو) ہمارے غرور، تکبر اور عزت طلبی کی دوا (ہے) اے (وہ کہ) تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے۔

اور شرمانے کی کوئی بات نہیں میں نے حقیر نہیں سمجھا آپ کی طبیعت ہلکی ہوگئی مجھ کو دعا کی طرف زیادہ توجہ ہوگئی۔

اشعار میں جو بات خطاب سے مقصود ہے یہ آپ کا ظن ہے اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کے موافق معاملہ فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اب دونوں طرف کی دعا سے جلدی کام بن جائے گا اب میں خاص توجہ والحاح سے دعا شروع کروں گا اور کر بھی دی ؎

کوئے نومیدی مرد کامید ہاست ❁ سوئے تاریکی مرد خورشید ہاست

ترجمہ: ''نا امیدی کی گلیوں میں مت جاؤ کہ امیدیں بہت ہیں تاریکی میں مت رہو کہ آفتاب بہت ہیں۔''

والسلام خیر ختام۔

حَال: اپنی بدقسمتی کے علاوہ اور کیا عرض کروں ایسے دربار کی غلامی نصیب ہونے کے بعد بھی یہ حالت ہو کہ ہر وقت دنیا ہی میں انہماک رہے اور اپنی کوئی اصلاح نہ کی جائے۔ میری حالت یہ ہے کہ کاموں میں مشغولی کی وجہ سے نماز میں بھی وہی حالت رہتی ہے اور کوئی نیک معمول کا ہو یا نہ ہو نہیں ہوتا ہے نماز ہو دعا ہو تلاوت قرآن یا دلائل الخیرات مناجات مقبول ہو عادت کے طور پر روزانہ پڑھ لیتا ہوں قلب حاضر ہی نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہ بھی کافی ہے اور یہ بھی ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ رنگ لائے گا مایوس نہ ہوں۔

حَال: اور ہر وقت دنیاوی خیالات میں رہتا ہے۔

تحقیق: اسی ذکر کی عادت کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی قلب سے ایک دن چلا جائے گا۔

حَال: ایک مرض کئی دن سے ہو گیا ہے وہ یہ کہ اِدھر اُدھر کے دینوی خیالات ذکر شریف اور نماز میں زیادہ آنے لگے ہیں۔ حضور کی تعلیم و حکم کے موافق ادھر توجہ تو نہیں کرتا مگر پھر بھی بہت گراں گزرتے ہیں اطلاعاً عرض کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ ضیاء القلوب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو طریقہ ضرب نفی و اثبات تحریر فرمایا ہے وہ پوری طرح نہیں ہوتا بلکہ ہلکی ہلکی ضرب قلب پر ہو سکتی ہے اور اسی طرح کرتا ہوں اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: جس کو آپ نے مرض لکھا ہے مرض نہیں ہے یہ ان تبدیلیوں میں سے ہے جو مریض کو مرض سے صحت کی طرف جاتے ہوئے پیش آتی ہیں خود سے گھبرانا نہیں چاہئے اور بغیر اختیار یہ بھی ایک بے اختیاری مجاہدہ ہے جو کہ نافع ہے۔ ضرب کا خاص طریقہ نہ مقصود ہے نہ مقصود اسی پر موقوف ہے۔ جس طرح بے تکلف ہو جائے اور جس طرح آپ کر رہے ہیں کافی ہے۔

حَال: حکیم محمد مصطفیٰ صاحب و محمد ہاشم صاحب کی تشخیص کے موافق ڈیڑھ ماہ سے ایک خیر خواہ ماہر مقامی حکیم کی تجویز سے نہایت باقاعدہ علاج کر رہا ہوں۔ بائیس روز متواتر منضج مسہل مع ماء الجبن وغیرہ استعمال کئے اب مقوی مرطب مفرح استعمال کر رہا ہوں۔ سب کام بفضلہٖ چاہت کے مطابق ہو رہا ہے ابھی تو بیماریاں ختم ہو رہی ہیں اور قوی جسمانی میں صحت ہے لیکن پورا اطمینان جب ہو گا دوبارہ کسی شغل وغیرہ کی وجہ سے نہ لوٹے۔ حکیم کی رائے ہے کہ شغل کے وقت بھی تقویت قلب و دماغ کا خیال رہے۔ باقی اس غم کا کوئی علاج نہیں سب خیالات غم بڑھانے والے ہیں ہزاروں مصیبتیں و غموم ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ جہاں میں کہیں چین و قرار نظر نہیں آتا نہ میرے لئے دنیا میں کوئی چیز ہے کہ جس کے شغل شوق میں ایام بسر کروں۔ ہر ایک غم آخر ختم ہو جاتا ہے لیکن افسوس یہ ایسا غم ہے کہ کہیں ختم نہیں ہوتا۔ اہل غم کو دیکھتا ہوں کہ اولاد عزیز کی جدائی جیسے صدمات اٹھا کر بھی اپنے

کاروبار میں مشغول ہیں آپس کے مراسم وتعلقات بحال اپنی جگہ ہیں۔ایک میں ہوں کہ جانوروں کی طرح مخلوق سے نفرت ان کی بورنگ ڈھنگ سے وحشت اکثر خیالات بیکار اور معطل کرنے والے بخدا زندہ کی شکل میں مردہ ہوں۔اپنے لئے اہتمام وسعی سے نفرت روز بروز ترقی تھانہ بھون میں نئے نئے خیالات پیدا ہوئے۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اور دل میں کہہ رہا ہے مثلاً خیال نہ کوئی ولی ہے نہ نبی جب کسی چیز کا ہونا ان کے قبضہ میں نہیں تو بغیر خدا کے کوئی چیز نہیں مثلاً کس کس ضروری چیز کا اہتمام کروگے الخ جب کوئی چیز نافع نظر آئی ایک مرتبہ تقریر قلب میں آئی کہ کسی پر اعتماد نہیں۔اسی طرح جب ارادہ کرتا تھا کہ آپ سے کچھ عرض کروں تو دل میں دھمکی ملتی تھی کہ تمہارا نہ خدا پر حق ہے نہ رسول پر نہ مخلوق پر کسی پر نہیں تم کون ہوتے ہو اور ہو گیا چیز جواب ملتا تھا میں کچھ نہیں پھر یہ کہتا تھا کہ تم گھٹ مروگے جواب مرتے ہو تو مر جاؤ۔حیران ہوں البتہ آج کل کچھ کمی ہے لیکن کوئی یہ تو بتائے کہ نجات کب ہوگی کچھ تو تسلی ہو دل کی زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتی اور کیا عرض کروں کہاں تک اور کیا کیا بخدا کہیں چین نہیں یہ بیکاری کیوں ہے منتظر ارشاد ہوں۔

تحقیق: جب حق تعالیٰ پر نظر ہے اور ہونا بھی چاہئے پھر اسی کا ارادہ کیوں ہے کہ یہ غم ختم ہو اور تسلی ہو اگر ان کو بھی حالت منظور ہو اسی پر صبر کیجئے ایسے شخص کے لئے اشغال میں مشغول ہونا مناسب نہیں اگر ہو سکے قرآن مجید کی تلاوت جتنی آسانی ہو اور نوافل کی کثرت میں وقت صرف کرنا چاہئے اور جو حالت ہو اس پر صبر وشکر کیجئے اور اپنے ارادے کو فنا کیجئے۔

سوال: کبھی ذکر کی حالت یا ذکر کے ختم کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جس طرح ٹھہر کر اور کھینچ کر اور جس لب ولہجہ کے ساتھ کلمات کو ادا کرنا چاہئے وہ کچھ قاعدہ کے ساتھ نہیں ہوا۔(اگر چہ ذکر میں نماز کے شروع سے ذکر کے ختم تک ڈیڑھ سے دو گھنٹہ تک وقت صرف ہوتا ہے) اور معلوم ہوتا ہے کہ محنت اور کام دونوں ضائع ہوئے اور رنج ہوتا ہے۔

جواب: یہ قواعد ہی مقصود نہیں صرف طریقہ کو مقصود سمجھنا خود غلطی ہے۔

حال: ان باتوں پر جو رنج ہوتا ہے اس پر بھی رنج ہوتا ہے کہ کام بگڑنے کا جتنا صدمہ ہونا چاہئے اتنا صدمہ نہیں ہوا اور ان تمام باتوں کا نتیجہ مایوسی ہوتا ہے۔

تحقیق: جب تھوڑے رنج سے قلب میں مایوسی پیدا ہو جاتی ہے تو اگر اس پر زیادہ رنج ہوتا جیسا آپ چاہتے ہیں تو مایوسی اور زیادتی ہوتی کیونکہ اس زیادہ رنج کے ساتھ اگر اس (ہات) کی خوشی ہوتی کہ خیر ہم کو زیادہ رنج تو ہوا تو اس وقت یہ وہم بھی ہوتا کہ اگر زیادہ رنج ہے تو اس رنج کے ہوتے ہوئے خوشی کیوں ہوئی تو پھر یہی کھیچا

تلافی ہوتی خدا کا شکر کیجئے رنج بھی دیا اور برداشت کے قابل بھی دیا۔

حال: میرا مقصد اس سے یہ نہیں ہے کہ دوسری نمازیں اچھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ دوسری نمازوں میں وساوس بالکل نہیں آتے۔ جب کبھی وساوس زیادہ آتے ہیں تو صرف ایک منٹ یا اس سے بھی کم اور فوراً ان کو دور بھی کر دیتا ہوں مگر عرض یہ ہے کہ حضور اس کی تلافی فرما دیں۔ تاکہ یہ بھی پیدا نہ ہوں۔ میں اس کی طرف بالکل خیال نہیں کرتا مزید علاج اس کا حضور بتائیں۔

تحقیق: بس خود خیال نہ لانا بھی اس کا طریقہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسی سے پوری کامیابی ہوگی۔

حال: اس وقت کوئی خاص بات گزارش کے قابل نہیں ہے۔ کمترین کو جو پڑھنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وہ برابر روزانہ بلا ناغہ بفضلہٖ تعالیٰ پڑھتا ہوں مگر ابھی تک یکسوئی (حاصل) نہیں ہوئی جس کی وجہ سے کبھی پریشانی ہوتی ہے یہ اپنی بدقسمتی ہے۔

تحقیق: یکسوئی پر نظر نہ کیجئے کہ غیر اختیاری ہے غیر اختیاری کے پیچھے پڑنا برداشت سے باہر بوجھ اٹھانے کا ارادہ کرنا جو بالکل منع ہے عمل کرتے رہئے (یہ) اختیاری ہے اور اصل مقصود (کے حاصل ہونے) میں اسی کو دخل بھی ہے نہ کہ غیر اختیاری باتوں کو اس میں دخل ہے۔ بالکل مطمئن ہوکر کام میں لگے رہئے لیکن حالات سے اطلاع دیتے رہئے میں دعا کرتا ہوں۔

حال: احقر زبانی اقرار تصدیق سے تمام اسلامی عقائد کا پختہ طور سے معتقد ہے۔ اس کے باوجود کبھی دل میں موت یا موت کے بعد کے احوال کے بارے میں ایسے خطرات گزرتے ہیں کہ دل میں کچھ شک سے ہو رہا ہے۔ خدا جانے یہ کیا بلا ہے جس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو سراسر کفر ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں اسی شک ہی میں خاتمہ ہو جائے اور پھر ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤں اور فرشتے کہنے لگیں ''علی شك كنت وعليه مت وعليه تبعث معاذ الله منها'' (کہ تم شک میں رہے اسی پر مرے اور اس پر اٹھائے جاؤ گے) اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے۔ ایسے خطرات کے دور کی کوئی تدبیر ہو تو بہتر ہے۔

تحقیق: اگر اس پر خاتمہ بھی ہو گیا تب بھی کچھ حرج نہیں بے فکر رہنا چاہئے۔ یہ شک نہیں شک اور پکے طور سے معتقد ہونا ایک ساتھ کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ وساوس ہیں جو حدیث کی وجہ سے صریح ایمان کی علامت ہے بلکہ ایسی حالت میں مرنا نفس پر مشقت ہونے کی وجہ سے شہادت ہے۔

حال: میں دعا مانگتا ہوں تو پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر دعا کی ابتدا اور انتہا میں اکثر درود شریف پڑھ لیتا ہوں۔ اس خیال سے کہ دعا مقبول ہو لیکن دل میں یہ بات کھٹک رہی ہے کہ یہ درود شریف تو صرف اپنی دعا کے

مقبول ہونے کی غرض سے پڑھتا ہوں اور خالص نیت کہاں ہے کیا یہ واقعی غرضی درود شریف ہے یا کیا ہے؟ اور اگر غرضی ہے تو پھر اس میں ثواب بھی ہوگا یا نہیں اور سرور کائنات ﷺ تک پہنچایا جاتا ہوگا یا نہیں ثواب ملنے کی صورت میں اور پہنچائے جانے کے ثواب میں آیا کچھ کمی تو نہ ہوگی۔ اسی طرح کبھی اسی خیال سے دل میں یہ خیال جماتا ہوں کہ خواہ میری دعا قبول ہو یا نہ ہو اللہ میاں اپنے فضل سے درود شریف ہی وہاں تک پہنچا دیں تو میری خوش قسمتی ہے یہ خیال جمانا کیسا ہے؟

تحقیق: دینی غرض خود بری غرض میں داخل نہیں اور دعا دین اور طاعت ہے اس لئے اس کے مقبول ہونے کے لئے درود شریف پڑھنا دینی غرض کے لئے عمل ہوا جو عین مطلوب ہے ذرا بھی اس میں ناپسندیدگی نہیں اور خلوص کے خلاف نہیں اب سب شبہات ختم ہوگئے۔

سؤال: حضور اب تو دنیاوی باتوں کی بہتری کے لئے دعا کرنے سے جی ڈرتا ہے کہ معلوم نہیں خدا تعالیٰ نے کیا بات رکھی ہے۔ میں اس کی حکمت کے خلاف دعا مانگ کر اپنے کو خرابی میں نہ ڈالتا ہوں اس وجہ سے کسی خاص دنیاوی کام کے لئے دعا کرنے کو جی نہیں چاہتا بلکہ سب سے اچھی دعا یہ معلوم ہوتی ہے کہ "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار."

جواب: یہ بھی مانگئے اور خاص دعائیں بھی مانگئے اور وہ شبہ نہ کیجئے جہاں ایسا ہوگا خود حق تعالیٰ اس کو پورا نہیں فرمائیں گے اور اس سے جائز نہ ہونے کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ تو اپنے نزدیک خیر سمجھ کر مانگ رہا ہے اور اس کے شر ہونے پر کوئی قطعی طور پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس لئے شرعی اجازت ہے اور شرعی اجازت کے بعد وجہ شبہ کی کوئی نہیں۔

سؤال: ایک مرتبہ ایک شخص جس سے پہلے ناراضگی تھی میری (ڈیوٹی) یعنی نوکری میں ایک گاڑی سے بغیر ٹکٹ اترا۔ عاجز چونکہ اب دینی و دنیاوی فرائض کے انجام دہی میں جہاں تک ہوسکے احتیاط رکھتا ہے اس لئے اس سے بھی سرکاری کرایہ وصول کرنے کے لئے کہا گیا لیکن نفس اندر سے خوش ہوتا تھا کہ آج تو یہ خوب پھنسا۔ پھر دل میں خیال آیا یہ کام خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تو نہ ہوا یہ تو اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے ہوا۔ اب وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر اس کو چھوڑتا ہوں تو صاف جان بوجھ کر فرائض منصبی کے انجام دہی میں خیانت معلوم دیتی ہے اور اگر کرایہ سرکاری ازروئے قانون لیا جاتا ہے تو اس میں اپنی ذاتی دشمنی کی ملاوٹ ہے۔ خالص دیانت داری نہیں آخرکار چونکہ اس بات تک عقل نہ پہنچ سکی اس سے کرایہ وصول کر کے داخل سرکار کر دیا گیا لیکن وسوسہ باقی رہا۔

خدمت والا میں عرض ہے کہ ایسی صورت میں کون سی صورت شریعت کے موافق تھی چھوڑ دینا یا نہ چھوڑنا۔

جواب: نہ چھوڑنا باقی دشمنی تو اس کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے اور وسوسہ نقصان دہ نہیں ہے۔

حال: جماعت میں عرصہ دو ہفتہ سے اچھی طرح دل نہیں لگتا وساوس پیدا ہوتے ہیں بندہ وساوس کے نہ آنے کی بہت کوشش کرتا ہے لیکن نہیں جاتے بندہ امیدوار ہے کہ اس کارڈ کو دیکھنے کے بعد دعا سے مشرف فرمائیں گے۔

تحقیق: دل نہ لگنے سے کیا کچھ نقصان ہے یا کچھ گناہ ہے؟

حال: ایک دن ذکر کے وقت ایسا خراب وسوسہ پیدا ہوا کہ جی چاہا کہ اس وقت قتل کر دیا جاتا یا جلا دیا جاتا تو اچھا ہوتا مگر یہ وسوسہ اچھا نہیں۔ اس کی پریشانی سے معلوم ہوا کہ مسامات میں پسینہ نکل پڑے گا مگر اسی وقت صحابہ کے وساوس اور رسول اللہ ﷺ کا جواب یاد آ گیا تو قلب کو اطمینان ہوگیا۔ اس وقت حدیث کی حقیقت بھی سمجھ میں آ گئی۔ الحمد للہ

تحقیق: "الحمد لله الذی رد کیده الی الوسوسة" اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کے دھوکہ کو اس کے وسوسہ تک ہی رکھا۔

حال: جس دن سے حضور پرنور نے بندے کو بیعت کی اجازت عطا فرمائی ہے (اپنے مجاز ہونے کی تحریر سے مجھے شرم آتی ہے) خود بخود کامل ہونے کا خیال آتا ہے جلد ہی اس کو اپنی نالائقی کے خیال سے اس کو دور کرتا ہوں پہلے یہ خیال بہت آتا تھا اب کم ہے کیا تدبیر کی جائے۔

تحقیق: یہ اعتقاد نقصان دہ نہیں ہے وسوسہ ہے جو نقصان دہ نہیں ہے اس وقت اپنے عیوب کا استحضار کرے اس کی جگہ یہ خیال کرے کہ اجازت کمال کی دلیل نہیں ہے بلکہ مناسبت کی دلیل ہے۔ چنانچہ کتابیں پڑھ لینے کے بعد جو دستار فضیلت باندھتے ہیں حالانکہ کامل عالم نہیں ہوتے ہیں اس رسم کا مدار صرف مناسبت ہے حالانکہ کمال میلوں دور ہوتا ہے۔

حال: اکثر یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ کسی نیک آدمی کی قدم بوسی کروں یا پاؤں پکڑ لوں گلے سے لپٹا لوں اور کچھ دل کی حالت بیان کروں اور بار بار قلب میں یہ وسوسہ آتا ہے کسی سے کچھ کہوں مگر کیا کہا جائے سمجھ میں نہیں آتا۔

تحقیق: ایسے وقت میں بزرگوں کے کلام پڑھنے سے سیری ہوتی ہے۔

حال: شکر اللہ سولہ برس کی عمر سے لے کر تیس برس کی عمر تک ایسے ایسے وساوس بہت زیادہ آتے تھے کہ جب کبھی خیال ہوتا تھا تو یہ خیال گزرتا تھا کہ اے اللہ نہیں معلوم یہ وساوس اور برے خیالات احقر کو کس حد تک پہنچائیں گے اور اس سے کبھی کبھی طبیعت بڑی پریشان ہوتی تھی۔ جب اکتیس کی عمر شروع ہوئی اور حضور مد ظلہم

کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ گذشتہ سال میں آدھے ہوگئے اور باقی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور مد ظلہم کے فیض و برکت اور صحبت موثرہ کے اثر سے اس وقت تو گویا وہ برے خیالات اور وساوس بالکل معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ منطق وغیرہ کا جو کچھ ایک گھمنڈ تھا کہ ہم ہی نے کچھ حصہ لیا ہے اس وقت وہ خیالات ایسے ختم ہورہے ہیں کہ منطق سے طبیعت نفرت کرنے لگی۔

یہ صرف حضرات ...... کی صحبت سے تھی بلکہ اور بڑی شکایت یہ تھی کہ جب کبھی کوئی خیال فاسد یا شادی وغیرہ کا وسوسہ ہوتا تھا تو فوراً مذی کا قطرہ نکل جاتا تھا اور خاص کر سردی کے موسم میں بڑی تکلیف رہتی تھی کہ ہر وقت استنجا و وضو کئے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور مد ظلہم کی صحبت کی برکت سے وہ خیالات فاسدہ تو اگر چہ ختم ہو ہی گئے اور قطرہ وغیرہ بھی رک گیا۔ اب تو صرف ایک مہینہ میں یہ شکر کی باری حضور کی صحبت و فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ باقی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی توجہ و فیض دعاء کی برکت سے اور بھی شکر کا موقع ملے گا اور غصہ اور غضب بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے بہت کم ہوگیا بلکہ اس وقت نہ ہونے جیسا لگتا ہے اور طبیعت میں برداشت بھی کچھ آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ خواب وغیرہ تو کوئی حجت نہیں ہوسکتے ورنہ خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ بالکل نہیں رہا۔

تحقیق: حالات مبارک ہیں۔ مگر ابھی ان کے پختہ ہونے کی ضرورت ہے اس لئے بےفکر نہ ہوجائیں اوقات اور نفس کی نگرانی رکھیں۔

حال: اس ناکارہ کو پہلے فقیروں کے پاس بیٹھنے کی عادت تھی اور خیال نہ کرتا تھا کہ شریعت کے موافق بھی ہے یا نہیں۔ اس سے بے حد نقصان پہنچا ہے۔ ایک شخص کے کہنے سے ایک ...... کی بنائی ہوئی کتاب سے وہ دیکھ لی اس کے دیکھتے ہی یہ حالت ہوگئی کہ خدا کا بھی منکر ہوگیا اور بعض دین کی کتابوں کی طرف سے بھی جی میں شک ہوگیا۔ غرض قلب نہایت خراب ہوگیا تو میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا تو آپ نے بغیر اجازت کتاب دیکھنے کو بہت زیادہ منع فرمایا تھا اور ایسی صحبت سے جو خلافِ شریعت ہو منع فرمایا تھا۔ الحمد للہ اب میں اس قسم کے باتوں میں بہت احتیاط رکھتا ہوں۔ حضرت جی! میں آپ کی دعا کی برکت سے بخدا کہتا ہوں کہ میری بڑی خوش قسمتی ہے جو آپ جیسے حکیموں کے ہاتھ میں ہاتھ گیا حق تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ کو میرا سنورنا ہی مقصود ہو جو یہاں پر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مجھے اب جو بات میرے نزدیک خراب معلوم ہوتی ہے عرض کرتا ہوں چونکہ ماہر طبیب کے سامنے اپنی تکلیف ہلاک کرنے والے مرض کو چھپانا اپنے کو خود ہلاک کرنا ہے اور وہ باتیں جو بےہودہ اس میں لکھی ہوئی ہیں ان کی معافی چاہتا ہوں۔

❶ پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی چیز کے بارہ میں مصیبت ہو یا عیش کچھ اثر ہی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ آج عید گاہ میں نماز پڑھنے گئے سب لوگ روتے تھے اور مجھے بخدا آنکھ سے ایک آنسو کا قطرہ بھی نہیں آیا اور گناہ اگر یاد بھی آجاتے تو شیطان کہا کرتا ہے کہ ایسے چھوٹے گناہ تو بزرگوں سے بھی ہو جاتے ہیں۔ جب گھر میں (اہلیہ کا) انتقال ہوا تو سب اہل وعیال روتے تھے اور میں نہ خوش ہوں نہ روؤں، مگر اس خیال سے کہ یہ لوگ یوں سمجھیں گے کہ بڑا ظالم ہے کہ کسی کا بھی خیال نہیں کرتا اور محبت نہیں اس وجہ سے ذرا منہ بنالیا تھا۔ غرض دو شخصوں کے سوا مجھے کسی سے محبت نہیں ہے دل ایسا سخت ہے۔ وہ یہ شخص ہیں اول درجہ میں آپ کی محبت دوم درجہ مولانا ...... کی چونکہ یہ پرچہ آپ ہی کے پاس لکھا ہے اس وجہ سے محبت کا درجہ بیان کرنا ایک طرح کا دکھلاوا معلوم ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے حصہ کی محبت خدا تعالیٰ نے دو ہی جگہ تقسیم کردی ہے۔

❷ دوسری عرض یہ ہے کہ میرے دل میں خدا کے منکر ہونے کی جڑ باقی معلوم ہوتی ہے آپ مجھے اس کے دور ہونے کی کچھ زبانی باتیں سمجھا دیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ میرے خوب ذہن نشین ہو جائے گی اور کوئی رسالہ حضور کی تصنیف میں اس وسوسے کے دور کے واسطے ہو فرما دیجئے جس سے وحدہ لاشریک لہ ہونے کا نقشہ ذہن نشین ہو جائے اور ان کا خوف طاری ہو جائے۔ میری غلطی معاف ہو غرض قلب کے اندر خدا اور رسول کی محبت ہونی چاہئے مگر میرے قلب کے اندر معلوم نہیں ہوتی۔ بزرگان دین کی محبت معلوم ہوتی ہے بلکہ زیادہ اگرچہ ظاہر نہیں ہے میرے اوپر اور جب خدا سے ہی اعتقاد نہ ہو تو اور اس سے زیادہ بری بات کیا ہوگی۔ غرض میرا باطن بہت خراب ہے میں یہ نہیں چاہتا ہوں باطن میں انوار ہوں اور کشف وکرامات ہوں بلکہ مقصود اعتقاد صحیح ہونا ہے اور باری تعالیٰ کی رضا مندی ہے نہ یہ بات کہ عبادات کے اندر مزا آئے اور اگر کچھ ان (انوار باطن، کشف وکرامات عبادت میں مزہ آنا) میں سے کوئی بات حاصل ہو بھی جائے ان کی عنایت ہے۔

تحقیق: کس وہم میں مبتلا ہو گئے اگر اللہ کی محبت نہ ہوتی تو اس کی فکر ہی نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہونا چاہئے یہ خود محبت ہی کا نتیجہ ہے۔ رہا یہ کہ جب محبت ہے تو پھر ہوتی ہوئی معلوم کیوں نہیں ہوتی۔ میرے عزیز! محبت کے رنگ مختلف ہیں تم خاص رنگ کو محبت سمجھے ہوئے ہو حالانکہ (محبت) دوسرے رنگ سے ہے دوسرے اللہ والوں کی محبت کیوں ہوتی اگر اللہ کی (محبت) نہ ہوتی۔ پہلا اثر جو لکھا ہے سو یہ تمہاری غلطی ہے یا تو تم اس کی یاد کو اثر سمجھتے ہو تو یہ اثر نہیں اور یا اس خاص رنگ کے نہ ہونے کو اثر سمجھتے ہو تو اس کی تحقیق اوپر لکھ دی ہے۔ رہا رونا نہ آنا تو اس کی وجہ طبیعتوں کا اختلاف ہے بعض پر عقلیت کا رنگ طبیعت پر غالب ہوتا ہے اس وقت ایسے آثار کم ہوتے ہیں اور یہ کچھ نقص (خرابی) نہیں مطلوب دل کا رونا ہے نہ کہ آنکھ کا رونا ورنہ یہ ارشاد نہ ہوتا ﴿فان لم

تبکوا فتباکوا﴾ (کہ اگر رونہ سکو تو رونے کی صورت بنالو) بلکہ کم رونے پر کوئی ملامت یا برائی بیان ہوتی۔ میں توکلاعلی اللہ (اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر) قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے دل میں اللہ اور رسول کی محبت ہے وہم نہ کرو کام میں لگے رہو۔

حَالؒ: میں ایک ایسا شخص ہوں جو خدائے جان جہاں کی طلب کے راستے میں جادۂ منزل سے بے خبر اور نیز بے بصر (نابینا) ہونے کی وجہ سے بھٹک رہا ہوں اور خطروں سے بھرے صحرا کے غولوں (بھوت پریت) نے میری بے بصری اور راستے کے نہ جاننے کی وجہ سے اور بھی بھٹکا رکھا ہے۔ لہٰذا ایک دوست سے آپ کا نام سن کر عاجزی کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ براہ خدا و رسول میری طرف توجہ فرمائیں۔ بہتر ہوگا کہ یہ خاکسار اپنی حالت مختصراً یعنی معاشرت وطبیعت کی مصیبت کا ذکر کرکے پھر اصل مقصد کی جانب حضرت کی توجہ کرائے۔

خاکسار قصبہ...... کے ایک عالی اور امیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے اسی طور پر احقر کی پرورش ہوئی ہے۔ میری مالی حالت کچھ عرصہ سے بہت خراب ہے اور اپنی والدہ کی خدمت اور ایک چھوٹے بھائی کی تعلیم و کفالت اور دوسرے رشتہ داروں کی خدمت گزاری کے فرض کو ادا کرنے کی فکر نے مجھے روزگار کے تلاش پر مجبور کیا ہے۔ میں یہاں ملازمت کی تلاش میں آیا ہوں میرے اہل وعیال نہیں ہیں خاکسار کی طبیعت پیدائشی طور پر تحقیق و تدقیق کی طرف مائل ہے۔ چنانچہ بچپن ہی سے یہ کیفیت ہے کہ جب تک کسی بات کی ذاتی طور پر تحقیق نہ ہو جائے اور وہ عقل کی کسوٹی پر پوری نہ اترے یکسوئی نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ آخرت کی طرف بھی بچپن ہی سے طبیعت متوجہ تھی اور یہ خیال آتا تھا کہ زندگی چندروزہ ہے عاقبت کی فکر کرنا چاہئے۔ ان دونوں باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً سولہ سال کی عمر میں میں نے مذہبی تحقیقات شروع کی۔ تقریباً ۲۵ برس کی عمر کو پہنچتے تک اسلام کو سچا اور منجانب اللہ مذہب پاکر اور اس کے اختیار کرنے کی ضرورت معلوم کرکے بحمد اللہ کہ میں اسلام کا سچے دل سے پیرو ہوگیا۔ میں نے ابتداء سے کیونکہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم پائی ہے اور اپنی طبیعت کے مزاج کے لحاظ سے زیادہ تر فلسفی اور سائنسدان حضرات کی صحبت میں بیٹھتا رہا ہوں اس لئے اسلام قبول کرنے کے بعد خود اسلامی بعض مسائل میں جو بظاہر سائنس کے خلاف ہیں بے چینی تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہ سب مسائل حل ہوگئے۔

اس کے بعد میرے دل کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جو ایک سچے مسلم کی ہونا چاہئے۔ مجھ کو تہہ دل سے یقین آ گیا اور گویا میں نے دل کی آنکھ سے عبدیت کے وہ باتیں دیکھ لیں جس کی وجہ سے انسان کا مقصود ومحبوب مطلوب سب خدا ہی ہونا چاہئے، اس کا ہر کام یہاں تک کہ اٹھنا بیٹھنا جینا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہونا چاہئے اور اس کے علاوہ کسی چیز کی خواہش دل میں باقی نہ رہے حتیٰ کہ جنت کو بھی میں ایک ابتلا خیال کرنے لگا اور دنیا کی

تو کوئی حقیقت ہی نظر میں نہ رہی۔

افسوس ہے کہ چند دنوں کے بعد شیطان نے طرح طرح کے وسوسے دل میں ڈالنا شروع کئے۔ ایک ایک وسوسے کے سلجھانے اور صاف کرنے میں چار چار دن گزر گئے۔ اس طریقہ پر شیطان نے اللہ کی جانب سے میری توجہ کم کر دی اور آخر یہ ہوا کہ وہ کیفیت جو دل میں پیدا ہوئی تھی جاتی رہی۔ اب صرف اپنے بندہ ہونے اور خدا کے خدا ہونے کا صرف خیال ہی خیال رہ گیا۔ جس کا دل پر کوئی اثر نہ تھا اسی طرح (میں قبول کرنے کے بعد) اس چار پانچ برس کے عرصہ میں تین چار حملے ہو چکے ہیں۔ فی الحال پھر دل میں اسلام کی شمع روشن ہوگئی ہے۔

تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میں انفلونزا (وبائی زکام، فلو) کے مرض میں خطرناک صورت سے مبتلا ہوگیا تھا۔ اس حالت میں خدا سے دعا کی کہ کچھ دنوں کے لئے مجھے اور زندگی عطا کر کہ تیری عبودیت کا حق ادا کرلوں۔ خدا کی رحمت سے صحت ہوگئی۔ اس وقت سے دل دنیا کی طرف سے بالکل پھر گیا ہے اور خدا کے بے شمار احسانات اور اس کی رحمتوں کا احساس اور ان کی شکر گزاری کا علم دل میں ہوتا ہے اور وہ حقائق اور اسی طرح بندگی کے تقاضے اس مرتبہ دل پر کھلے جس کی وجہ سے خدا ہی انسان کا مقصود ہونا چاہئے لیکن ابتدا ہی سے ایک کیفیت یہ پیدا ہے کہ کسی وقت دل پر خود بخود ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ خدا کی طرف جو شکر گزاری کا ذوق یاد اور اس کی خواہش و طلب کی کیفیت پیدا ہے وہ فوراً چھن جاتی ہے اور ساری حقیقتیں جو دل میں کھلی ہوئی تھیں ذہن سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اس وقت کچھ سمجھ میں یہ بھی نہیں آتا کہ کیوں ہم کو اس کی طلب ہو۔

اس کے علاوہ ایک حالت یہ ہے کہ جس وقت دنیا کی بے ثباتی اور اس کا خالص ذلیل ہونا دل میں زیادہ گہرائی سے منقش ہوتا ہے اور خدا کی جانب یکسوئی ہو جاتی ہے تو ایک عجیب وحشت و دہشت دل پر طاری ہو جاتی ہے جو غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کی عظمت و جلال کے خیال سے نہیں ہوتی بلکہ کسی اور نامعلوم وجہ سے لا حول پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

یہ تو وہ کیفیتیں ہیں جو اس مرتبہ کے حملے میں ابتدا ہی سے پیدا ہیں لیکن اب تھوڑے دنوں سے پہلے کے معمول کی طرح پھر وسوسوں اور خطرات کی کثرت شروع ہوگئی ہے۔ بدقسمتی سے میری طبیعت پیدائشی طور پر تحقیق طلب واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا پہلے تو بے چینی کسی وسوسے کے آنے سے پیدا ہوجاتی ہے اس کو نہ میں کسی طرح روک سکتا ہوں نہ دور کرسکتا ہوں یعنی دونوں باتیں میرے اختیار سے باہر ہیں کہ کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو یا اس کے پیدا ہونے کی حالت میں بے چینی نہ ہو جب اس وسوسہ کی صفائی معقول جوابات سے ہو جاتی ہے تو بے چینی دور

ہو جاتی ہے۔ اس بے چینی کی حالت میں خداوند تعالیٰ کی شکر گزاری طلب ومحبت کے جو احساسات و کیفیات قلب میں ہوتے ہیں وہ بالکل دھندلے پڑ جاتے ہیں کبھی بڑھتے بڑھتے بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ دل تقریباً خالی اور بالکل بے کیف ہو جاتا ہے اور طبیعت خراب ہونے لگتی ہے۔ اس حالت کہ جب تک وسوسہ صاف نہ ہو جائے میں کسی طرح دور نہیں کر سکتا۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا غرضیکہ وساوس کا ایک سلسلہ بندھا ہوا ہے اور جن وسوسوں کو پہلے میں صاف کر لیتا ہوں ان کے جوابات بھول جاتے ہیں اور بعد میں وہ (وسوسے) نئے سرے سے دل میں جگہ بنا لیتے ہیں۔

آج کل دل میں یہ وسوسہ سمایا ہے کہ انسان خدا کا کوئی جزو نہیں ہے اس لئے وہ اپنی ریاضت (محنت و مشقت) سے خدا تو ہو نہیں سکتا یعنی خدا میں مل نہیں سکتا پھر نجات کے کیا معنی ہیں۔ دنیا کی چیزیں اپنی بے ثباتی اور فانی ہونے کی وجہ سے توجہ کرنے یعنی دل لگانے کے قابل نہیں آخرت کی نعمتوں کو اگرچہ بقا ہے لیکن ان سے عیش روحانی کے حاصل ہونے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں لہٰذا وہ بھی لا حاصل اور صرف ایک ابتلا ہیں۔ پس انسان کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں بلکہ نہ پیدا ہوتا تو ان جھگڑوں سے آزاد رہتا۔ لہٰذا خدا کی خالقیت کا کوئی احسان نہیں ہے اور عبادت سراسر تکلیف ہے۔ یہ وسوسہ بہت غور وخوض سے صاف ہو گیا ہے مگر ابھی کچھ چبھن باقی ہے غرضیکہ شیطان نے سخت پریشان کر رکھا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی مستقل وکامل محبت پیدا ہو جائے تو ان خطرات سے نجات مل جائے گی اور غالباً ابھی تک میرا یقین بھی کامل نہیں ہے بلکہ ناقص حالت میں ہے اس وجہ سے وسوسوں سے ایک بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا دل کی آنکھ میں کچھ روشنی بھی آ جانا چاہئے تا کہ کم از کم عین الیقین کی کیفیت حاصل ہو جائے۔ حضرت والا! میرے لئے فی سبیل اللہ دعا بھی فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ مجھے راہ مستقیم پر ثابت قدم رکھ کر منزل مقصود تک پہنچا دے اور اپنی بندہ نوازی سے میرے دل کو کامل طور پر اپنی جانب رجوع کرے۔ اس کے علاوہ ہر دو جہاں میں کوئی مطلوب ومقصود میرا نہ رہے۔

ہر صورت میں فی الحال حضرت والا سے میری درخواست ہے وہ یہ ہے کہ کوئی طریقہ ایسا بتایا جائے کہ جس سے خدا کی کامل محبت پیدا ہو اور اس کے رسول کی جیسی الفت ہونی چاہئے حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ دل کی آنکھ کو بصیرت و روشنی حاصل ہو اور دل جس حقیقت کے رنگ کا ایک مرتبہ (بذریعہ بصیرت قلب) لذت کا عادی ہو جائے وہ رنگ نظر میں قائم رہے۔ حضرت کا یہ کرم واحسان میرے شکریہ سے بالاتر ہوگا خداوند تعالیٰ ہی اس کا اجر عطا فرمائے گا۔

آخر میں اپنی حالت کے بارے میں ایک بات بتانے کے قابل یہ ہے کہ میں شروع عمر سے ہی دمہ کی بیماری معدہ کی کمزوری اور اختلاج قلب کا بیمار ہوں۔ اور میرے اعضا رئیسہ (دل، دماغ، جگر وغیرہ) خصوصا قلب حد سے زیادہ ضعیف ہوگیا ہے مولانا...... صاحب...... نے سورہ الم نشرح کا ورد بعد نماز عشا یا نماز صبح اول و آخر درود شریف کے ساتھ پچیس بار مرض کے دور ہونے اور روزی کی کشادگی کے لئے بتایا تھا۔ چنانچہ آج کل میں اس کو پڑھتا ہوں لیکن اب زیادہ تر نیت یہ ہے کہ اس برکت سے نور بصیرت حاصل ہو مجھے سلسلہ قادریہ میں مولانا ...... سے بیعت بھی ہے۔

دوبارہ عرض یہ ہے کہ مشفقی مولوی عبدالحئی صاحب کی ہدایت و مشورہ کے مطابق میں نے تہجد کی نماز شروع کردی ہے۔ دو دن سے تقریبا ساڑھے تین بجے رات کو اٹھ کر چار رکعتیں نفل پڑھ لیتا ہوں اور اس کے بعد پھر سو رہتا ہوں اور پانچ بجے تک دوبارہ جاگ کر نماز فجر ادا کرلیتا ہوں۔ کم از کم ایک ہزار مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار مرتبہ پڑھ لیتا ہوں۔ ہر وظیفہ میں یعنی وظیفہ درود شریف یا وظیفہ سورۂ الم نشرح میں (جس کا تذکرہ خاکسار نے پہلی کی سطور میں کیا ہے) خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے سامنے موجود تصور کرتا ہوں اور ادھر رجوع رہتا ہوں یا قلب میں بیٹھا ہوا سمجھ کر آنکھیں بند کر کے اس جانب رجوع رکھتا ہوں اور جیسے کہ کسی سے زبانی عرض معروض کیا جائے اس طور وظیفہ جاری رکھتا ہوں اس صورت میں بھی یکسوئی ہو جاتی ہے۔ آئندہ اگر حکم ہو تو یہ طریقہ جاری رکھا جائے یا جیسا ارشاد میرے حال کے مناسب ہو اس پر عمل کیا جائے۔

ایک خاص بات گزارش کے قابل یہ ہے کہ میں یہاں اپنے ایک عزیز کے مکان میں بطور مہمان مقیم ہوں۔ جس کمرہ میں رہتا ہوں اس سے متصل اور خاص کر اسی کمرہ میں دوسرے اشخاص بھی رہتے ہیں۔ وہ کمرہ بھی چھوٹا ہے لہٰذا ان اشخاص کے مزاج کے اختلاف اور تکلیف کے خیال سے امیدوار ہوں کہ جب تک خدا اپنے فضل سے میرے لئے اپنا ذاتی ٹھکانا نہ پیدا کردے جو چیز حضرت والا میرے لئے تجویز فرمائیں وہ آہستہ آہستہ زبان سے یا دل میں پڑھنے کی ہو یا بطور مراقبہ کے مشغول رہنے کی ہو تو بہتر ہے۔ آئندہ جو کچھ رائے والا ہو۔ میں نے عربی نہیں پڑھی ہے اور میں عربی عبارت کے معنی نہیں سمجھ سکتا اطلاعا عرض ہے کہ ہمیشہ مریض رہنے کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہے اور اتنی ہی لاغری بھی ہے اور قلب و دماغ بہت ہی ضعیف ہوگئے ہیں۔ اس لئے زیادہ محنت مجھ سے ناممکن ہے۔ یہ بھی ایک بری قسمت کم نصیبی ہے۔ حضرت والا! خدا کے لئے میری صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ فقط

تحقیق: سارا خط اول سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھا ایک خاص لطف بھی آیا گو غائبانہ بھی علاج ممکن ہے مگر بقول

حضرت مولانا رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے

غائبانہ را چوں توالہ می دہند ❁ حاضراں از غائبان لاشک بہند

تَرجَمَہ: ''جب وہ دور والوں کو ایسی خلعت (فیضان) عطا فرماتے ہیں تو حاضرین تو بے شک غائبوں سے بہتر (خلعت پانے والے) ہیں۔''

پوری تشفی (تسلی) حاضر ہو کر سامنے بیٹھ کر بات کرنے سے ہوتی ہے اگر ایسی صورت بن سکے تو سبحان اللہ اور اگر نہ ہو سکے تو مجبوری ہے کہ نہ ہونے سے ہونا غنیمت ہے ''وذاك اضعف درجة الاصلاح'' (یہ اصلاح کا کم سے کم درجہ ہے) ابھی فوراً تو اسی درجہ اضعف کی تعین ایک دستور العمل کی صورت میں لکھتا ہوں۔

❶ مولانا عبدالحی صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے جو بتایا ہے اس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ دلچسپی بھی نہ ہو بلکہ اگرچہ بوجھ اور پریشانی بھی ہو لذت اور لطف کا انتظار ہی نہ کیا جائے۔

❷ اس میں آہستہ آہستہ جتنا برداشت ہو سکے تھوڑا تھوڑا اضافہ فرمایا جائے اگر برداشت نہ ہو تو اتنا بھی کافی ہے۔

❸ احقر کی تالیفات میں سے خصوصاً دعوات عبدیت کے جتنے حصے مل سکیں اور دوسرے مختلف مواعظ بھی کہ بعض بلکہ اکثر ان میں بہت مفید ہیں مطالعہ فرمایا جائے اور تربیۃ السالک کی جلدیں اور رسالہ الانتباہات المفیدہ بھی اور حضرت امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی مولفات میں سے جو بسہولت سمجھ میں آجائے دیکھ ڈالئے۔

❹ اس کے بعد چند روز کتاب دیکھنا بالکل چھوڑ دیا جائے۔

❺ مسائل یا مختلف عقائد میں یا ان کے دلائل میں سوچنا فکر کرنا بالکل ابھی سے چھوڑ دیا جائے صرف ایک فکر کی سوچ ہو کہ ابھی سے خدائے تعالیٰ کے احکام فرمانبرداری کرنا ضروری ہے خواہ اس میں کچھ نتیجہ ہو یا نہ ہو خواہ وہ تکلیف ہو یا راحت خواہ اس میں کوئی حکمت ہو یا نہ ہو صرف یہ سمجھ کر کیا جائے کہ ایسے شخص کا حکم ہے جس کی مخالفت کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ اگر بے سوچے بھی کچھ ذہن میں آئے تو اس کا سلسلہ جان بوجھ کر نہ بڑھایا جائے اگر خود بڑھنے لگے کسی اور کام میں لگ جائے خواہ دنیا ہی کا کام ہو۔

❻ اگر اس پر بھی ختم نہ ہو تو غم نہ کیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ جب ہمارے اختیار سے باہر ہے تو اس پر پکڑ نہیں ہے تو پھر کیا غم ہے؟

❼ مجھ سے خط و خطابت کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور ہر خط میں میرا پہلا خط رکھ دیا جایا کرے۔

❽ اس کو نہ دیکھا جائے کہ اتنے دنوں میں کیا حاصل ہوا بیکار کوشش کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حَال: بڑے لوگوں کو چونکہ دنیا سے نفرت ہوتی ہے اس لئے وہ (دنیا) طلب ہی نہیں کرتے بلکہ (بزرگوں کے) بعض قصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا سے بھی اس کے طلب گار نہیں ہوتے تو دوسروں سے کہاں دنیا مانگیں گے۔ مجھ جیسے...... عوام کے لئے یہ درست ہے یا نہیں کہ قناعت کے جتنا موجود ہونے کے باوجود خدا سے فضل رزق کی طلب کرے۔ مجھ پر دو حالت طاری ہوتی ہیں کبھی تو شرم سے دعا نہیں مانگی جاتی اور کبھی شرم نہیں ہوتی تو خوب دعا مانگتا ہوں لیکن حکام و امراء کے درباروں میں جانا بالکل چھوٹ گیا ہے ہمت ہی نہیں ہوتی ہے۔ سوال سے مقصود یہ ہے کہ دولت کی دعا ترقی کی دعا زیادہ یا کفایت کے درجہ میں ہو اچھی ہے یا نہیں ہے۔

تحقیق: نیت کیا ہے۔

حَال: آج کل دوسرے تیسرے دن شجرہ بھی پڑھتا ہوں جس کی وجہ سے ہر وقت دل پر خوف اور بری باتوں سے پرہیز ہے مگر جب مصرعۂ ذیل پر پہنچتا ہوں تو دل میں کہتا ہوں کہ تو ابھی پڑھ رہا ہے اور پڑھنا چاہتا بھی ہے اور زبان سے یہ کہتا ہے۔

ع نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب

ترجمہ: "نہ عبادت نہ زہد نہ علم وادب کی خواہش۔"

حضور! اس شبہ کو دور فرمائیں کیونکہ میں عربی میں شرح وقایہ وغیرہ پڑھ رہا ہوں۔ فقط۔

تحقیق: مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کو مطلوب بالذات نہیں سمجھتا ورنہ لازم آتا ہے کہ نماز بھی چھوڑ دی جائے کہ وہ عبادت ہے۔ فقط

حَال: اور دوسری جگہ ہے ؎

گرچہ عالم میں الٰہی سعی میں بسیار کی ❁ پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
جان و دل لایا وِلے تجھ پر فدا کے واسطے ❁ گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

اس میں شبہ ہوتا ہے کہ نہ تو عالم میں سعی کی اور نہ جان و دل ہدیہ کیا اور زبان سے یہ پڑھتا ہے اس کو نہ پڑھ مگر میں پڑھتا چلا جاتا ہوں ان دونوں شبہوں کو حضور دور فرمائیں۔

تحقیق: اس کا ازالہ یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ جس بزرگ کا یہ کلام ہے اس کی نقل اس لئے کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی یہ حال حاصل ہو جائے۔

حَال: بحمد اللہ ذکر شریف نماز تہجد تلاوت قرآن شریف حزب مناجات مقبول جو کچھ بالاختصار تعلیم ہوئی ہے

برابر جاری ہے۔ ذوق کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں اور ٹٹولنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا دارومدار خیالات پر ہے کبھی ہر وقت یا اکثر عروج طلب کرنے کے خیالات ہوتے ہیں تب نماز ذکر وغیرہ میں ذوق ہوتا ہے۔ کبھی نفسیاتی خیالات غالب ہوتے ہیں کبھی شہوانی جس کا سبب یہ ہے کہ مکان پر گئے ہوئے بہت عرصہ ہوا۔ کبھی اگر گھر کی کچھ پریشانی معلوم ہوتی ہے تو حال کی ضرورت کے قابل مال حاصل کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ کبھی کوئی دوسرے قسم کے خیال بھی شاید آتے ہیں۔ ان حالتوں میں ذوق کم تو ضرور ہوتا ہے اگرچہ ختم نہ ہو۔ ذوق اگرچہ مطلوب نہیں مگر خیالات کی اصلاح تو ضروری ہے تاکہ طلب کا پایہ بڑھتا رہے۔ یہ خیالات اگرچہ بحمداللہ کسی گناہ کا سبب تو نہیں بنتے مگر ترقی میں رکاوٹ ضرور معلوم ہوتے ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت معلوم ہوتی ہے لہٰذا مناسب جان کر عرض کیا گیا۔

تحقیق: ماشاءاللہ آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا "لیھنك العلم" (آپ کو علم مبارک ہو) اس میں غلطی کی کہ ان باتوں کو ترقی میں رکاوٹ سمجھا ترقی کا مطلب اگر یہی احوال ہیں تو یہ حکم صحیح ہے مگر اس کو ترقی مقصود سمجھنا غلط ہے اور اگر ترقی کا مطلب قرب و رضا ہے تو یہ اس کے لئے رکاوٹ نہیں۔

حال: یہ عاصی گنہگار ایک نظر عنایت کا امیدوار ہے۔ ایک عرصہ سے ذات والا سے (خداوند کریم اس کو دیر تک قائم رکھے) تعلق خاطر رکھتا ہے لیکن نفس کے ہاتھوں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نفس کے مغلوب آدمی کو گمراہی کی گہرائی سے نکال کر راہ ہدایت دکھائے اور ذوق عبادت عطا کرے۔ حضور والا! میری حالت کی تبدیلی افسوس کے قابل ہے پہلے کچھ کم ذکر اسم اللہ کیا کرتا تھا اور اس وقت قلب نہایت فرحت میں رہتا تھا۔ باقی نماز وغیرہ جس طرح اب پڑھتا ہوں اور مناجات کا ورد جیسے اب ہے پہلے بھی تھا اور کسی میں کچھ زیادتی نہ تھی لیکن اس وقت کی حالت یہ تھی کہ میں اس کا منتظر رہتا تھا اور دل یہ چاہا کرتا تھا کہ نماز کا وقت جلد آئے تاکہ کام سے چھٹی پا کر نماز پڑھوں اور افضلیت اور شوق اس کا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ نماز کو کھڑا ہوتا ہوں تو یہ جی چاہتا ہے اور دل کہتا ہے جلد ختم ہو تاکہ فلاں کام کروں اور بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہوں تو ساتھ ریا اور خودنمائی کا خیال رہتا ہے۔ گھر میں پڑھتا ہوں تو جی اچٹتا ہے۔

غرض کہ کسی طرح جی نہیں لگتا ہے ذکر کرنے کا بھی کئی دفعہ ارادہ کیا لیکن خدا جانے کیا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت ڈرتا ہوں نیند کا بہت ہی غلبہ ہوتا ہے اور کسی طرح استقلال (ٹھہراؤ مستقل مزاجی) نہیں ہوتا۔ حضرت اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ عطا فرمائیں جس سے وساوس نفسانی دور ہو کر اطمینان قلب و ذوق عبادت حاصل

ہو۔

تحقیق: کسی خاص وظیفہ میں یہ کوئی خاص اثر نہیں کہ اس سے عبادت میں جی لگنے لگے۔ اسی طرح اس کی اور بھی کوئی تدبیر نہیں اسی کے لئے محققین (فن) کی تعلیم ہے کہ اس (جی لگنے) کا نہ ارادہ نہ اس کا انتظار کرے کام میں لگا رہے اور جتنی توجہ وندامت اختیاری ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ بس اسی پر تمام برکات حاصل ہو جاتے ہیں جو اس وقت سمجھ میں بھی نہیں آسکتے حاصل ہونے کے بعد نظر آجائیں گے۔

حال: جس وقت ذکر کرتا ہوں تو دل بھی لگتا ہے اور شوق بھی ہوتا ہے مگر کچھ خیالات بھی آجاتے ہیں اور ذکر کے مقابلے میں فرصت کے وقت خدا کی طرف زیادہ دھیان رہتا ہے۔ اس وجہ سے بھی فکر میں ہوں کہ ذکر میں تو کچھ خیالات بھی آتے ہیں اور فرصت کے وقت خدا کی طرف دھیان جاتا ہے یہ کیا عجیب بات ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اب حضرت برائے مہربانی اس کا علاج فرما کر خادم کو سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: خیالات تو دوسرے وقت بھی آتے ہیں مگر ان اوقات میں خیالات ختم کرنے کا خاص اہتمام کیا نہیں جاتا اس لئے ان کے آنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور ذکر کے وقت اہتمام ہوتا ہے اس لئے ان کی طرف توجہ ہوتی ہے ایسے ہی کبھی جان بوجھ کر (خیالات کی) نفی سے خود خیالات بھی آجاتے ہیں اور ارادہ نہ کرنے سے نہیں آتے فرق کی یہ وجہ ہے مگر نقصان دہ نہیں ہے جبکہ جان بوجھ کر خیالات نہ لائے جائیں۔

حال: اکثر اوقات برے خیالات یکسوئی کو ضائع کر رہے ہیں دور کرنے کی کیا تدبیر کروں حضرت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اطمینان عطا کریں اور محبت وعشق الٰہی غالب کر کے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کریں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ تربیۃ السالک یاد یکھی نہیں یا سمجھی نہیں۔

حال: جن گناہوں سے میں توبہ کر چکا ہوں ان کے کرنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے۔ شیطان عجیب عجیب طرح بہکاتا ہے۔ نماز کے اندر بھی برے خیالات لاتا ہے مگر الحمد للہ جب سے توبہ کی ہے نفس کے پھندے میں نہیں آیا مگر کبھی تنہائی میں یا سوتے وقت تصور ہو جاتا ہے کہ میں برے افعال کر رہا ہوں۔ اس سے طبیعت کو مزہ حاصل ہوتا ہے اس سے جی خوش ہوتا ہے۔

تحقیق: اس وقت طبیعت کو جان بوجھ کر دوسری طرف متوجہ کر دینا ضروری ہے اور عذاب کو سوچنا چاہئے۔

حال: مگر کسی وقت جب اپنے گذشتہ گناہوں کو خیال کرتا ہوں تو بے اختیار رونا آجاتا ہے اور خدا سے ڈر لگتا ہے۔ خصوصاً صبح کی نماز کے بعد اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے وقت بے حد رونا آتا ہے اور ڈر لگتا ہے ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے۔ نماز میں طبیعت نہیں لگتی طرح طرح کے خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: جو خیال ارادے کے بغیر آئے نقصان دہ نہیں ہے جبکہ جان بوجھ کر ارادہ نہ کیا جائے۔

حال: اور یہ جی چاہتا ہے کہ جلد پڑھ کر الگ ہو۔

تحقیق: اس پر عمل نہ کیا جائے۔

حال: کبھی خوب جی لگتا ہے اور خوب سنبھال سنبھال کر پڑھتا ہوں سب رکن ادا کرتا ہوں۔

تحقیق: شکر کرنا چاہئے۔

حال: سستی بہت ہے۔ کبھی شیطان یوں بہکاتا ہے کہ نماز مت پڑھو اور سب اچھے کام کرو۔ خیرات کرو، زکوۃ دو، لوگوں سے نیکی کرو، کتابیں پڑھو اور عالموں کے پاس جاؤ وغیرہ وغیرہ خصوصاً عشاء کی نماز میں کھانا کھانے کے بعد بہت سستی پیدا ہو جاتی ہے اور بالکل طبیعت نماز پڑھنے کو نہیں چاہتی ہے طرح طرح سے شیطان بہکا کر نماز سے روکتا ہے مگر اس وقت ایک عجیب حالت ہوتی ہے شیطان نماز سے منع کرتا ہے اور کوئی چیز اندر سے شیطان کے تمام بہانوں اور خیالات کی رد کرتی ہے اور نماز کے واسطے پلنگ پر سے اٹھا دیتی ہے۔ اکثر شیطان یا نفس مغلوب ہوا ہے مگر ان جھگڑوں سے بچنے کے واسطے میں کھانا کھانے سے پہلے نماز پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب مجاہدہ ہے جس سے اجر دوگنا ہو جاتا ہے۔

حال: امراض باطنی نے زور دکھایا سخت ہیجان پیدا ہوتا ہے کہ مجھے بعض وقت یقین ہوتا ہے کہ اب قطعی ایمان سے خارج ہو گیا۔

تحقیق: یہ غیر اختیاری وساوس ایمان کو مکمل کرنے والے ہیں نہ کہ ایمان کو ختم کرنے والے ہیں۔

حال: رمضان شریف میں ضعف ہو گیا تو سخت تر نفس کے اعتراض سنائی دیتے تھے قرآن شریف پڑھنے میں اس قدر گستاخی وانکار وتردید پیدا ہوتا رہا کہ معاذ اللہ اور نماز بھی پورا کرنا مشکل اور خیال ہٹانے پر کچھ منٹ تک قدرت وقابو نہیں پاتا تھا۔ جناب باری تعالیٰ کی عظمت قدرت کا خیال جمانے سے سخت بے ادبی گستاخی پیدا ہوئی ہے۔ غرضیکہ کوئی خیال باری تعالیٰ کے بارے میں ہو یا احکام کی حکمتوں کے بارے میں ہو خواہ بزرگان دین کے بارے میں ہو یا جناب حضور سرور عالم ﷺ کے بارے میں ہو اتنی نفرت بڑھانے والی گستاخی کا تصور بندھتا ہے کہ ہٹانا مشکل ہوتا ہے۔ اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ شاید عنقریب زبان سے نکل جائے یا تصور سے بڑھ کر یقین کے درجہ تک پہنچ جائے۔

تحقیق: یہ احتمال بے وجہ ہے یقین اختیار واستحسان (اچھا سمجھنے) سے ہوتا ہے اگر ایسے میں زبان سے بھی نکل جائے گناہ نہیں نہ کہ کفر۔

حال: غرض کہ اگر گائے بھینس میں مبتلا رہتا ہوں تو نظر سے ہٹا ہوا معلوم ہوتا ہے ورنہ وساوس برے خیالات وہم میں اور تصور و خیال میں صورت بن کر ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ اتنا تو یقین ہے کہ وساوس نقصان دہ نہیں ہیں مگر پریشانی یہ ہے کہ شاید اپنے اختیار ارادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

تحقیق: ارادہ واختیار ایسی چیز نہیں کہ اس میں شاید کی گنجائش ہو اس کا ہونا تو یقینی ہوتا ہے۔

حال: یا آئندہ خود عقیدہ میں یہ صورت قائم ہو جائے۔

تحقیق: اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حال: تو حدیث نفس (جی کی بات) ایسی پیدا ہوتی ہے کہ میں خود اپنے کان سے سن رہا ہوں کم ہونے کی حالت میں معلوم نہیں ہوتا ہے غلبہ کی حالت میں تو اس کے رکنے کی قدرت بھی نہیں نہ اس وقت نفس میں اس کی برائی نظر آتی ہے۔

تحقیق: اعتقاد کے طور پر اس کا باطل سمجھنا کافی ہے۔

حال: بہرحال آج جیسی ہوش کی سی حالت ہے اس وقت تو صرف نظر خدا پر ہے کہ شاید اس کو اختیار ہے خواہ مردود فرمائے خواہ انجام بخیر فرمائے۔ کبھی یہ یقین جم جاتا ہے کہ میں تو پیدائشی طور پر بدنصیب ہوں ''خسر الدنیا والاخرہ'' (دنیا اور آخرت میں ناکامی کا) انجام نظر آتا ہے ازل کی بدبختی کس طرح بدل سکتی ہے۔

تحقیق: مگر یہ شقاوت تو ہے ہی نہیں۔

حال: جو مردود ہوتا ہے اس کو کبھی خوش قسمتی سے فائدہ ہو تو ہو ورنہ جو ازلی تقدیر تھی ہو چکی اب کیا فائدہ ہے جن معاصی کا وبال ہے وہ بھگتنا ضروری ہے۔ یہ تو پریشان حال کی حالت ہے مگر اتنی بات شکر کے قابل ہے کہ اوراد و نماز پوری ہو رہی ہے۔ کوئی دن پورا استغفار میں گزر جاتا ہے اپنے اعمال کی پاداش سامنے نظر آتی ہے۔

تحقیق: پھر یہ کیا تھوڑی نعمتیں ہیں کیا ان سے آپ ''الذین انعمت علیھم'' (جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا) میں داخل نہیں ہیں اور کیا جو شخص ان میں داخل ہو وہ ''مغضوب علیھم'' (جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے) اور ''ضالین'' (جو لوگ گمراہ ہیں) سے باہر نہیں پھر اور کیا چاہئے۔

حال: کسی دن بلاوجہ دل بھر آتا ہے رونے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے۔ وحشت و اداسی کم ہو جاتی ہے۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا حساب و کتاب سے دل گھبراتا ہے غالباً یہ سب کچھ ضعف قلب و دماغ کا بھی اثر ہے۔

تحقیق: ضرور اس کا دخل ہے۔

حال: یہ حالت اندرونی ہے اور جسمانی اثر اس کے علاوہ ہے۔ وہ درد دل کہنے کو عرصہ ہو گیا آج باری آئی ہے

اپنی بدقسمتی اور نحوست کا حال لکھتا ہوں (یہاں کچھ واقعات وحوادث اور کچھ پیش آئی ہوئی پریشانیاں لکھی تھیں)۔

تحقیق: کیا نحوست کی حقیقت گناہ کے علاوہ اور بھی کچھ ہے اگر ہے تو دلیل (کی ضرورت ہے اور) اگر نہیں ہے تو پھر گناہ نہ کرنے والے کو نحوست کی علامت کیسے ٹھہرایا اور ان سب کا علاج صرف توکل وتفویض (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور سارے کام اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرنا) اور اپنی خیالی تجویزوں کا ترک کردینا ہے نہ کہ تدبیروں کا۔

حال: قطب الارشاد وقطب الاقطاب حضرت مولانا سیدنا ومرشدنا ومقتدانا دام فیضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ خدمت اقدس میں عرض یہ ہے کہ مجھ کو عجیب عجیب قسم کے وساوس آتے ہیں جس سے بے حد قلب پریشان رہتا ہے۔ مطالعہ میں بہت زیادہ آتے ہیں اور شیطان ایسے ایسے سوالات اعتراضات پیش کرتا ہے کہ جواب نہیں بن پڑتا ایسا دروازہ کھل جاتا ہے کہ بند ہونے کا نام نہیں لیتا کتنا ہی توجہ نہیں کرتا مگر وہ آ ہی جاتے ہیں۔

تحقیق: اس جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ توجہ نہ کرنے کو اصل مقصود نہیں سمجھتے ہیں اور اصل مقصود آپ کے نزدیک خیالات کو دور کرنا ہے اور توجہ نہ کرنے کو دور کرنے کی تدبیر سمجھنے میں یہی غلطی ہے توجہ نہ کرنا خود اصل مقصود سمجھئے خواہ اس سے وساوس دور ہوں یا نہ ہوں اسی طرح راحت کو اصل مقصود نہ بنائیں بلکہ اس بات پر تیار رہنا چاہئے کہ ساری عمر بھی زیادہ تکلیف ہو تو یہ محبوب کا عطیہ ہے۔ "لا نریس بمعصیته ولا اختیاری وکل ھو کذلك فھو نعمته" کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے تکبر نہیں کرتے ہیں اور یہ تکبر نہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ عبدیت یہی ہے ؎

بدرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش ❁ کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

ترجمہ: "گدلے اور صاف کی فکر تیرے ذمہ نہیں ہے جو کچھ ساقی نے پلا دیا یہی اس کی مہربانی ہے۔" (مطلب یہ ہے کہ اچھا یا برا حال سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ہر حال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر اس حکم کو پورا کرنے میں لگے رہنا چاہئے یہی بندگی ہے اس فکر میں نہیں رہنا چاہئے کہ اچھا حال یا راحت کیوں حاصل نہیں ہوتی ہے یہ ساری پریشانی کی جڑ ہے)

اس شعر کو بھی کبھی کبھی پڑھ لیا کریں۔

حال: بعض اوقات ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں موت آسان معلوم ہوتی ہے حضور والا اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد کیجئے اور مجھ کو اس پریشانی سے چھوڑوائیے اور دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات عطا فرمائے آمین فقط اور جو ارشاد ہو اس پر عمل کروں۔

تحقیق: عمل وہی متعین ہے جو میں نے لکھا "ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله." ترجمہ: "تم دوسرے راستوں پر نہ چلنا (ان پر چل کر) خدا کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔"

حالت طالب بالا بعد جواب بالا

(اوپر والے طالب کی حالت اوپر والے جواب کے بعد)

حال: حضرت قطب الاقطاب قطب الارشاد مولانا مرشدنا سیدنا ہادینا مقتدانا شیخ المشائخ زبدۃ العارفین سراج السالکین دام فیضہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرض یہ ہے کہ جب پرچہ بکس میں ڈال کر آیا اسی وقت سے طبیعت بے حد خراب ہونے لگی اور قلب پر سخت پریشانی ہونے لگی پڑھنے میں جی نہ لگتا تھا۔ عشا کی نماز پڑھ کر جب مطالعہ کے لئے بیٹھا تو بے حد وساوس آنے لگے کتنا ہی مطالعہ میں زور لگاتا تھا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا اور دل چاہتا تھا کہ بھاگ نکلو آخر کار چراغ بجھا کر لیٹ گیا پھر بھی چین حاصل نہیں ہوا۔ باہر نکل کر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا اس وقت شاہ صاحب سو گئے تھے۔ پھر آکر لیٹا ایسے حواس گم ہو گئے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ کچھ دیر بعد سکون حاصل ہوا اور نیند آئی لیکن رات بھر پریشانی رہی۔

رات بھر میں حضور والا کو اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو خانقاہ میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ کتب خانہ کے کمرہ میں رات بھر حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر اللہ کرتے رہے صبح تک حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خانقاہ میں رہے جاتے وقت حضرت والا جہاں سہ دری میں تشریف رکھتے ہیں وہاں حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لیٹ گئے اور آدمی بہت سی پھولدار رنگین چادریں آپ کے اوپر ڈالنے لگا۔ احقر نے بھی حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کیا تھا صبح تک پریشانی تھی اگرچہ رات سے کم تھی۔

جس وقت حضور والا کا پرچہ ملا ہے اس کو دیکھ کر ایک عجیب خوشی اور مسرت کی حالت طاری ہوگئی اور بغیر ارادے کے دل سے اتنی دعائیں نکلیں کہ بیان نہیں کر سکتا حضور والا کے لکھنے کی کچھ ایسی برکت اور اثر ہوا کہ اسی وقت سے نفع معلوم ہونے لگا۔ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے چبھے ہوئے کانٹے کو نکال دیا۔ واقعی احقر بڑی غلطی میں تھا کہ (وساوس کی طرف) توجہ نہ کرنے کو ان کے دور ہونے کی تدبیر سمجھا تھا۔ جس وقت سے احقر نے توجہ نہ کرنے کو اصل مقصود سمجھا اس کا تصور کرنا شروع کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ بھی نہیں رہا۔ پہلے پہلے تو کئی بار تکلیف معلوم ہوئی دو چار دفعہ کے بعد بالکل جاتا رہا۔ جوں جوں دن ڈھلتا گیا وساوس سب ہوا ہو گئے۔

الحمد للہ اس وقت حضور والا کی برکت و طفیل و توجہ سے بالکل اطمینان ہے۔ رہ رہ کر حضور کے لئے دعا نکلتی

ہے اللہ پاک آپ کی دین و دنیا میں بڑے بڑے مراتب کریں بڑا حضور نے رحم فرمایا ورنہ ناکارہ گمراہ ہی ہو گیا تھا۔ بھلا ہم سے اس احسان کا بدلہ کیا ادا ہو سکتا ہے حضرت کے تو اور بھی احسانات ہیں اللہ ہی پورا کرے تو کر سکتا ہے، اللہ حضور کو ہمارے سروں پر ہمیشہ دائم قائم رکھے اللہ تعالیٰ ہم کو حضور عالی کی جوتیوں کے نیچے ہمیشہ رکھے اور حضور کے قدموں کے نیچے اپنے کو فنا کر دیں۔ اللہ کرے حضور والا کے فیوض و برکات دنیا بھر میں پھیل جائیں تاکہ سب لوگوں کو نفع ہو اور ہم لوگ بھی حضور والا کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں، اللہ تعالیٰ حضور کے طفیل سے مجھ کو اور تمام طالبین حق کو اپنے مقصود تک پہنچا دے بس یہ دل چاہتا ہے کہ یہ حالت ہو جائے ؎

دل آرامے کہ داری دل درد بند ❁ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

ترجمہ: ''جو تمہارا محبوب ہے اس سے دل لگا کر سارے جہاں سے اپنی آنکھیں بند کر لو۔''

حضور اقدس نے جو شعر لکھ دیا تھا اس کو پڑھ کر بڑی تسکین ہوتی تھی۔ حضور والا مجھ ناکارہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مقصود تک پہنچا دیں اور علم و عمل نصیب فرما دیں۔ فقط

تحقیق: سب پڑھا بے حد دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ ہمیشہ مطمئن رکھے مبارک ہو۔ میرے عزیز یہی ضرورتیں ہیں شفیق مصلح (اصلاح کرنے والا) کی جو کتابوں سے پوری نہیں ہوتیں گو وہ مصلح کتابوں سے بھی مدد لے۔

حال: حضرت والا! مجھ کو ایک اشکال پیش آیا۔ وہ یہ کہ جب کوئی وسوسہ آیا تو اتنی دیر خدا سے غفلت ہوئی اس سے استغفار کرتا ہوں اور اگرچہ سارے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں مگر زیادہ توجہ غفلت ہی سے ہوتی ہے۔ تو بہ استغفار میں ندامت کے ساتھ اس کا بھی قصد کرنا چاہئے کہ پھر غافل نہ ہوں گا مگر بلا اختیار پھر وسوسہ آتا ہے تو پھر غفلت ہوتی ہے۔ اب اشکال یہ ہے کہ جب غفلت بغیر اختیار ہو وہ گناہ نہیں تو اس سے استغفار کیسا ہے؟ اور اگر استغفار نہ کروں وہ بھی طبیعت نہیں مانتی خیال ہوتا ہے کہ اگرچہ میرے نزدیک غیر اختیاری ہو مگر اللہ اور محققین کے نزدیک غیر اختیاری نہ ہو اور میری سمجھ وہاں تک نہ پہنچی ہو تو اس کا تدارک ضروری ہے لہٰذا استغفار کرتا ہوں۔

اس وقت خیال ہوتا ہے کہ وسوسہ آنا تو غیر اختیاری ہے پھر غفلت ہو جائے گی کیونکہ ایسا ہو جانا کہ ایک منٹ بھی غفلت نہ ہو یہ تو مشکل ہے۔ حضرت کے وعظ احسان الاسلام ص۴ میں ہے اس طرح خیالات و وساوس کا آنا یہ قیامت تک بند نہیں ہو سکتے الخ پس جب یہ خیال استغفار کے ساتھ آتا ہے کہ غفلت پھر ہو جائے گی تو استغفار کرتے وقت جو ارادہ کرنا کہ آئندہ بالکل غافل نہیں ہوں گا اس میں کمی آتی ہے۔ جب اس میں کمی آئی تو شاید اس استغفار سے پہلی غفلت کا بھی تدارک نہیں ہوا اس سے بڑی کشمکش ہوتی ہے۔ یہ اشکال ہے مہربانی فرما کر جواب سے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: وسوسہ اور اس کی وجہ سے جو لازمی چیز ہے غفلت جب غیر اختیاری ہے یعنی گناہ نہیں کہ اس پر پکڑ نہیں لیکن خود یہ وسوسہ کی کمی اور برائی ہے اور استغفار جس طرح گناہوں کو دور کرنے والا ہے اسی طرح کمی کو پورا کرنے والا بھی ہے اسی وجہ سے حضور اقدس ﷺ غین (غفلت کے آجانے) کے بعد جو آپ کے ذوق (مزاج) کے مطابق کمال میں کمی آنے کی وجہ سے تھا استغفار فرماتے تھے (یہ حقیقت میں غفلت نہیں تھی بلکہ مسلمانوں کے کاموں میں جیسے تزکیہ، تعلیم، جہاد، جیش کی تیاری وغیرہ میں مشغولی کی وجہ سے جو غفلت طاری ہوتی آپ اس کو بھی غفلت شمار فرماتے کہ آپ کا معیار کمال اونچا تھا اس درجہ کی کمی کو بھی جو اللہ ہی کے لئے تھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کمی شمار فرما کر استغفار فرماتے تھے)۔ (شرح مسلم)

حال: مجھ کو گذشتہ مہینہ اچانک ایسے ایسے برے برے وساوس آنے لگے تھے کہ جی چاہتا تھا کہ اس سے بہتر یہی ہے کہ کسی کو منہ نہ دکھلاؤں منہ میں کالک لگا کر کہیں نکل جاؤں۔ کتنا ہی یہ سوچتا تھا کہ تربیت السالک میں دیکھا کرتا ہوں کہ وساوس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کا علاج یہی ہے کہ اس کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے۔ یہ سب کچھ سمجھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کچھ پرواہ نہ کروں مگر طبعی رنج و ملال بے حد تھا۔ آخر یہ کیا کہ ایک دن کچھ رکعتیں بطور جرمانہ کے نفل نماز پڑھی پھر جب کمی نہ ہوئی تو دوسرے روز بیس رکعتیں اور تیسرے روز پچاس رکعتیں اور چوتھے روز سو رکعتیں نفل پڑھیں اور روزہ بھی رکھنا شروع کیا اور یہی کہتا رہا کہ اے شیطان! اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ ان وساوس سے میرا کوئی نقصان نہیں ہے تو صرف مجھ کو پریشان کرنے کے لئے جو کرتا ہے تو میں بھی چونکہ تو نفلوں سے پریشان ہوتا ہے تجھ کو بھی پریشان کروں گا۔ آخر تھوڑے ہی روز میں وسوسے جاتے رہے اب ویسی بھر مار نہیں ہے مگر کبھی کبھی معمولی طور پر آنے ہی لگتے ہیں پھر ختم ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ خوب علاج کیا۔

حال: بندہ مہتمم مدرسہ عربیہ رائے پور گوجران کے فرزند ارجمند کی ماتم پرسی اور تعزیت کے لئے گیا تھا۔ راستہ میں دریا پڑتا ہے اس میں ایک جگہ پانی سے گزرنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور گزرا پانی زائد تھا اس میں غوطے آئے۔ اس حالت کا جو اس وقت دھیان کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اپنی جان کی فکر تھی خدائے عالم کا خیال نہ تھا تو جان نکلنے کا وقت جو کہ نہایت نازک ہوگا تو اس وقت ایمان کا کیا ٹھکانا طوطے کی مثال کہ اس کو کتنا ہی پڑھاؤ لیکن بلی کے سامنے ٹیں ہی کہے گا یہ خیال کر کے نہایت غم رہتا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ عالم ہو کر ایسے غلط خیال میں مشغول ہو گئے۔ پہلے تو یہ قیاس (اندازہ) صحیح نہیں کیا یہ احتمال نہیں کہ اگر ہلاک ہونے کا یقین ہو جاتا تو اس وقت حق تعالیٰ کا خیال غالب رہتا۔ یہ حالت تو (موت کے)

یقین سے پہلے ضروری تھی کہ اپنی جان بچانے کی فکر غالب ہو اور اگر بالفرض اس وقت بھی حق تعالیٰ کا خیال غالب نہ ہوتا تو کیا کسی چیز سے ذہن کے خالی ہونے سے اس چیز کی ذات وصفات کی نفی بھی ضروری ہے اگر ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟ اگر نہیں ہے تو ایمان کے بارے میں خطرہ کیا ہے۔ ذہن کا خالی ہونا تو ایمان کے منافی نہیں ہے لیکن ذات وصفات کی نفی کرنا یہ ایمان کے منافی ہے۔ جو بات پیش آئی وہ ایمان کے خلاف نہیں اور جو نہیں پیش آئی وہ ایمان کے خلاف ہے۔ پھر ایمان کے بارے میں شبہ کیسا؟ جو چیز حاصل ہے جب تک اس کی ضد حاصل نہ ہو وہ حاصل چیز حاصل ہے ہر وقت اس (حاصل چیز) کے اعتقاد کا ذہن میں رہنا شرط نہیں ہے جب وہ موجود ہے تو جو اس کی لازمی چیزیں ہیں نجات وغیرہ اس کے سب نتائج حاصل ہوں گے۔

حَال: آج شیطان رجیم نے اللہ کے لفظ پر یہ خیال فاسد سمجھا دیا کہ تو اللہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ کہہ رہا ہے کہ ان لاہو۔ میں نے دعا قنوت کا ایک جز و عاجزی کے ساتھ پڑھ کر لفظ اللہ کا تصور یوں کیا جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں دے دیا کہ گویا لفظ "اللہ" لکھا ہوا ہے اور میں لکھے ہوئے کو دیکھ کر صرف لام کو پر پڑھ کر اللہ صاف صاف کہہ رہا ہوں۔ اس سے نفع ہوا مگر خیال بار بار یہی ہوا کہ ان لا ہو نعوذ باللہ من ذالک کہہ رہا ہوں مگر میں نے اس بے ہودہ خیال کی طرف توجہ نہیں کی۔

تحقیق: یہی تدبیر ہے۔

حَال: اگر حضور اجازت دیں تو کیا ایسے وقت لفظ "اللہ" کو کاغذ پر لکھ کر دیکھ کر ذکر کرنا شروع کر دیا کروں۔

تحقیق: ایسا نہ کریں پھر ہر چیز میں وسوسہ آئے گا کہاں تک علاج کیا جائے گا۔

حَال: میں نے ذکر کے وقت خیال کر لیا تھا کہ یہ (وسوسہ) علیگڑھ کی دہریت کا نتیجہ ہے جو بفضلہ اگرچہ مجھ سے کبھی سرزد نہ ہوئی مگر صحبت کا نتیجہ ہے۔

تحقیق: کالج کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت ہے جو کالج والے نہیں ہیں وہ بھی اس سے نہیں بچ سکتے۔

حَال: حضرت کے ارشاد کے مطابق پہلے اپنی ایک پرانی تقریر پیش کرتا ہوں ارشاد نہ ہو چکا ہوتا تو کسی طرح ہمت نہیں پڑتی خصوصاً اس کے آخری حصہ کی جرات و بے باکی کی بنا پر خدا کمیوں کو معاف فرمائے۔

تحقیق: سارا رسالہ دیکھنے کی تو فرصت نہ ہوئی اور نہ ہونے کی امید ہے لیکن کہیں کہیں سے دیکھا نہایت ضروری اور مفید مضمون ہے ہاں سادگی وخلوص کے غلبہ سے کہیں کہیں دین کے بعض ضروری الوقت خدمات کرنے والوں کی نیت پیش نظر نہیں رہی لیکن یہ پیش نظر نہ رہنا بھی نیک نیتی ہی سے تھا اس لئے اس پر بھی وہ ایک اجر ملے گا جس کا مجتہد مخطی (کوشش میں غلطی کر جانے والے) کو ملنے کا وعدہ ہے باقی رسالہ کا موضوع دین

کی حفاظت کے لئے آہنی (لوہے کا) قلعہ ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

رسالہ تقدیس القدسی عن تدنیس اللبسی

حَال: ① گرامی نامہ نے تسلی بخشی۔

② (حضرت کے) ارشاد کے مطابق اولیاء اللہ کے حالات سننے کو کتب خانہ سے آج چند کتابیں نکالی ہیں۔

③ نقش مبارک گلے میں ڈالنے کی ہدایت تھی لیکن گرامی نامہ میں نقش نہیں تھا۔

④ فی الحال میں نے نامۂ اقدس کو تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لیا ہے۔

⑤ اور اس شعر و مصرعہ کو ایک کاغذ پر لکھ کر سامنے رکھ لیا ہے اکثر پڑھتا ہوں ہر بار ایک تازہ لطف آتا ہے اور نئے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔

⑥ منضج (مواد کو پکا کرنے والی دوا) کو آج پندرھواں دن ہے کل سے مسہل (دست لانے والی دوا) شروع ہوگی۔

⑦ اطباء کی متفقہ رائے ہے اختلاج قلب کے ساتھ دماغی عارضہ بھی ہے جو اختلاج سے زیادہ خطرناک ہے۔

⑧ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کیا مرض ہے۔

⑨ پریشان بہت ہوں۔

⑩ خدا تعالیٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے بخدا مجھے ایک مدت سے موت کا اشتیاق ہے اور ہر وقت ایک منتظر کی طرح تیار رہتا ہوں۔

⑪ مجھے اختلاج کے بڑے بڑے شدید دورے پڑے ہیں لیکن کبھی پریشان نہیں ہوا۔ اب ایک سال سے طرح طرح کے وہم اور قسم قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے ہیں ان سے بہت پریشان ہوگیا ہوں اور بہت بے چین ہوں۔ موت کا اشتیاق بہت پہلے سے ہے اب ایک سال سے زیادہ ہوگیا ہے وہم اور خیالات جو اکثر پریشان کرتے رہتے ہیں یہ ہیں۔ شاید میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔ دیوانگی سے پہلے خودکشی کرنا چاہئے۔ شاید میرا خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اگر خاتمہ بالخیر نہ ہوا تو بڑی مشکل ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

⑫ ان وساوس و خیالات سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بہت ضبط کرتا ہوں اور مدلل جوابات خود ہی دیتا ہوں۔ بڑی مشکل سے سکون ہوتا ہے اور پھر وہی خیالات گھیر لیتے ہیں کبھی اس قدر محویت ہوتی ہے کہ کچھ خبر نہیں رہتی۔

⑬ ایک دن ایسے ہی خیالات کا ہجوم تھا میں نے حضرت کی طرف رخ کیا ایک استغراقی حالت طاری ہوئی

میں نے حضرت کی سکون دینے والی باتیں کانوں سے سنیں۔ دل کے کانوں سے نہیں بلکہ جسمانی کانوں سے بالکل ظاہری طور پر۔ میں خواب میں نہیں تھا ٹہل رہا تھا اسی وقت سکون حاصل ہوگیا اور میں نے بے اختیار تبسم ہوکر جو لوگ حاضر تھے ان سے کہا کہ میں نے اس وقت حضرت کی گفتگو صاف سنی کہ میرے بارے میں سکون دینے والی تقریر فرما رہے ہیں۔

⑭ ایک دن مغرب کی نماز میں پہلے سجدہ میں حضرت کی شبیہ مبارک میں نے کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھی۔

⑮ آج کچھ زیادہ پریشان ہوں جی چاہتا تھا اپنے سب حالات لکھوں مگر لکھ نہیں سکتا تکان ہے اور ضعف محسوس ہورہا ہے اس وقت ہلکا سا بخار بھی ہے۔

جَوَابْ: محبی ومحبوبی شفاک اللہ وعفاک اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ صحیفہ محبت پہنچا مجھ پر احسان بھی کیا اور مجھے غمگین بھی کیا۔ احسان تو مجھے یاد کرنے کی وجہ سے کیا اور غمگین تو اپنے کے غم کے سمندر میں تیرنے کی وجہ سے لیکن عقل کے اعتبار سے اس لئے خوش ہوا کہ جو حالت اس خط سے ظاہر ہوئی وہ اس سے ظاہر نہ ہوئی تھی۔ میرا خیال یہ ہے کہ اصلی شکایت تقریباً آج معلوم ہوئی اس لئے آج کا جواب دوسرے خطوں کے جواب سے تفصیل اور اختصار میں بھی، اسباب کے بارے میں بحث میں بھی اور خطاب کے رنگ میں بھی الگ ہے یعنی کچھ بے تکلف ہوکر لکھوں گا کہ ایسا مضمون بے تکلفی کے بغیر لکھا نہیں جاسکتا، آپ پر تو پورا اطمینان ہے کہ میری ہر ادا پسند ہی ہوگی لیکن آپ کے مخلصین شاید کسی عنوان کو میری شان سے بہت اونچی اور آپ کی شان سے بہت نیچی کہیں اس لئے ان سے معافی چاہتا ہوں۔

❶ اللہ تعالیٰ اس تسلی میں ہمیشگی عطا فرمائے۔

❷ گذشتہ خط سے جو حالات کا اندازہ ہوا تھا یہ تدبیر اس کے مناسب عرض کی تھی۔ اب چند روز کے لئے اس کو موخر فرمادیجئے اگر مجھ کو حالات معلوم ہوتے رہے پھر مناسب موقع پر اس کا مشورہ عرض کروں گا فی الحال میرا یہ خط کم از کم ایک بار روزانہ مطالعہ فرمالیا کیجئے۔

❸ کام کی کثرت اور حافظہ کے ضعف سے ایسی غلطی اکثر ہونے لگی ہے اب پیش کرتا ہوں۔

❹ خدا تعالیٰ اس تواضع میں اور زیادہ برکت اور "انا عند ظن عبدی بی" (کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے میرے ساتھ گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں) کا ثمرہ عطا فرمائے۔ اب اس کو اب بھیجے جانے والے نقش سے بدل لیجئے۔

❺ اس تجویز کو اگر دل چاہے جاری رکھئے وہ شعر اور مصرعہ اگرچہ مجھ کو یاد نہیں رہا لیکن جب آپ کو اس میں

لطف ہے لطف ہی اس وقت علاج ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ خیر کے ساتھ مکمل و نافع فرمائے۔

❼ جی کو لگتا ہے کہ صرف یہ جزو زیادہ خطرناک ہے۔ ان صاحبوں کی رائے اسباب طبیہ کی بنیاد پر ہے جو کہ مشاہد ہیں اور میرے جی کو نہ لگنے کی بنیاد خفیہ اسباب ہے جو کہ ذوقی و وجدانی ہیں تو فرق لفظی ہے مگر انشاء اللہ اخیر میں وہ حضرات بھی ان اسباب خفیہ کی نفی نہ فرمائیں گے۔ لیکن ان اسباب خفیہ سے پھر اسباب طبیہ بھی پیدا ہوگئے ہیں اس لئے طبی اسباب کی بھی ضرورت ہے تاکہ دماغ کے مزاج کے صحیح وقوی ہونے سے وہ خفیہ اسباب اثر کم کریں گے ہاں اگر کسی معالج کا دماغ اسلامی مزاج سے کم متاثر اور یورپین مزاج سے زیادہ متاثر ہوتا تو میں ایسے دماغ سے اس طرح خطاب کرتا ؎

از قضا سر کنگبیں صفرا فزود ❀ روغن بادام خشکی می نمود

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت ❀ آب آتش را مدد شد ہمچو نفت

سستی دل شد فزوں و خواب کم ❀ سوزش چشم و دل پر درد و غم

شربت دادیہ و اسباب او ❀ از طبیبان ریخت یکسر آبرو

ترجمہ

❶ تقدیر سے سکنجبین نے صفرا کو ترقی دی (اور) بادام کا تیل خشکی کرتا تھا۔

❷ ہلیلہ (جو قبض کشا ہے) اس سے قبض ہوگیا اور کھل کر اجابت ہونا جاتا رہا (اسی طرح) پانی (جو ٹھنڈی چیز ہے) مٹی کے تیل کی طرح آگ (یعنی بخار) کا مددگار بن گیا۔

❸ دل کی سستی بڑھ گئی اور نیند کم ہوگئی آنکھ اور دل پر درد وغم کی جلن زیادہ ہوگئی۔

❹ شربت، دواؤں اور مرض کے اسباب (کی تشخیص) نے طبیبوں کی عزت ختم کر دی۔

(ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ ہر دوا بیماری کے لئے الٹ ثابت ہوئی اور طبیبوں کی بے بسی اور علاج میں ناکامی نے طبیبوں کو ذلیل کر دیا۔ بقول اکبر مرحوم ؎

بیمار عشق کا نہ تجھ سے ہوا علاج ❀ کہ اے طبیب تو ہی بتا کہ پھر تیرا کیا علاج

(مفتاح العلوم دفتر دوم ص ۶۲، ۶۳ ملخص)

لیکن ماشاء اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کے اطباء بھی خوش اعتقاد اور اسلامی تعلیمات کے فرمانبردار ہیں اس لئے امید ہے کہ وہ حضرات اس جزو کو انشراح کے ساتھ سنیں گے ؎

شہ چو عجز آں طبیباں رابدید ❁ پا برہنہ جانب مسجد دوید
رفت در مسجد سوئے محراب شد ❁ سجدہ گہ از اشک شہ پر آب شد

ترجمہ

❶ بادشاہ نے جب طبیبوں کی کمزوری دیکھی تو ننگے پاؤں مسجد کی طرف دوڑا۔

❷ مسجد میں جا کر (سیدھا) محراب میں گیا (اور سجدہ میں گر کر) بادشاہ (اتنا رویا کہ اس) کے آنسوؤں سے سجدے کی جگہ (بھیگ کر) پانی پانی ہوگئی۔

بلکہ خفیہ اسباب کی نفی کرنے والے کے بارے میں یہ حضرات خود یہ رائے قائم فرمائیں گے ؎

گفت ہر دارد کہ ایشاں کردہ اند ❁ آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بود نداز حال دروں ❁ استعیذ اللہ مما یفترون
رنجش از صفر او از سود انبود ❁ بوئے ہر ہیزم پدید آید زدود
دید از زاریش کو زار دل ست ❁ تن خوش است اما گرفتار دل ست
عاشقی پیداست از زاری دل ❁ نیست بیماری چو بیماری دل

ترجمہ

❶ (طبیب نے) کہا ان طبیبوں نے جو جو علاج کیا ہے (یہ صحت کی کوئی) عمارت نہیں (بنائی) ہے (بلکہ) انہوں نے (اس کو) ویران کیا ہے۔ (یعنی مرض کچھ تھا وہ علاج کچھ کرتے تھے جس سے کوئی مقصود نہ تھا)۔

(مفتاح دفتر اول ص ۸۲)

❷ وہ لوگ اندر کے حال سے بے خبر تھے میں ان کی غلط بیانی سے پناہ مانگتا ہوں۔

❸ اس کی بیماری صفرا اور سودا (کے غلبہ کی وجہ سے) نہ تھی (جس کو طبیب نے سمجھ لیا چنانچہ) ہر لکڑی کی بو اس کے دھوئیں ہی سے محسوس ہو جاتی ہے (یعنی طبیب نے علامات سے مرض معلوم کر لیا)۔

(مفتاح دفتر اول ص ۸۳)

❹ (طبیب نے) اس کے رونے سے پہچان لیا کہ وہ مریض دل ہے بدن چنگا بھلا ہے اور اس پر دل ہے۔

❺ دل کے رونے سے عاشقی ظاہر ہے دل کی بیماری کے برابر کوئی بیماری نہیں ہے۔

بلکہ یہ حضرات جسمانی علاج کے ساتھ خفیہ اسباب کی تجویز کرنے والے کو اس وعدہ کی اجازت خوشی سے دیں گے ؎

گفت دانستم کہ رنجت چیست زود ❁ در علاجت سحرہا خواہم نمود
شاد باش و ایمن و فارغ کہ من ❁ آں کنم باتو کہ باران باچمن
من غم تو میخورم تو غم مخور ❁ بر تو من مشفق ترم از صد پدر

ترجمہ

❶ (اور) کہا مجھے معلوم ہوگیا کہ تمہیں کیا مرض ہے اب فوراً تمہارے علاج میں جادو (جیسی جلد اثر کرنے والی) تدبیریں کروں گا۔
❷ اب تم خوش اور بے فکر ہو جاؤ کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں (اور تمہارے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو رحمت کی) بارش (جس طرح) چمن کے ساتھ (کرتی ہے)۔
❸ میں تمہارا غمخوار ہوں تم غم نہ کرو میں سو باپوں سے بڑھ کر تمہارا ہمدرد ہوں۔

اس وعدہ پر یہ نتیجے حاصل ہوں گے ؎

وعہدا و لطفہائے آں حکیم ❁ کرداں رنجور زا ایمن زبیم
وعدہا باشد حقیقی دلپذیر ❁ وعدہ ہا باشد مجازی تاسہ گیر
وعدۂ اہل کرم گنجے رواں ❁ وعدۂ نااہل شد رنج رواں

ترجمہ

❶ (غرض) اس حکیم کے وعدوں اور مہربانی (بھری باتوں) نے اس بیمار کو (ناکامی کے) خوف سے مطمئن کر دیا۔
❷ سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں بناوٹی وعدے (دل کو) بے چین کرتے ہیں (کہ پورے ہوں گے یا نہیں)۔
❸ اہل کرم کا وعدہ (وہ) خزانہ ہے (جس کا فیض ہمیشہ جاری رہنے والا ہے) نالائق کا وعدہ رنج جاں ہوتا ہے۔

وہ خفیہ اسباب تدبیر کے ساتھ عنقریب عرض کئے جائیں گے۔

❽ ان اسباب کی طرف توجہ نہ کرنا اس حیرانی کا سبب ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ توجہ کرنے کے بعد نفع ہونا شروع ہو جائے گا ”وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد“
❾ انشاء اللہ تعالیٰ یہی پریشانی یکسوئی کی چابی بن جائے گی۔

❿ اللہ اللہ یہ کتنی بڑی دولت ہے اگر کبھی کبھی اس کے دولت عظمی ہونے کا استحضار بھی ہو جائے تو سب پریشانیاں کافور (ختم) ہو جائیں اور اگر طبعی پریشانی کی کچھ بورہ جائے تو عقلی سکون وطمانینت ہونے سے وہ طبعی پریشانی اذیت دینے والی نہ ہوگی پھر وہ پریشانی کہلانے کی مستحق نہ رہے جیسے محبوب اپنے عاشق کو لے کر تیز دھوپ میں بیٹھ جائے دھوپ سے بدن ضرور گرم ہوگا مگر روح ٹھنڈی ہوگی اور اس وقت اگر محبوب کہے کہ میں تو یہیں بیٹھوں گا اگر تجھ کو دھوپ ناگوار ہو مجھ سے دور سایہ میں جا کر بیٹھ جا وہ اس وقت یہی کہے گا ؎

ہر کجا دلبر بود خرم نشین ❀ فوق گردوں ست نے قعر زمیں
ہر کجا یوسف رخے باشد چوماہ ❀ جنت ست آں گرچہ باشد قعر چاہ
باتو دوزخ جنت ست ایجاں فزا ❀ بے تو جنت دوزخ ست اے دلربا

ترجمہ

❶ جس جگہ محبوب خوشی سے رہتا ہے وہ تو آسمانوں سے بھی اونچی جگہ ہے وہ جگہ زمین میں نہیں ہے۔

❷ جہاں چاندی صورت والے یوسف علیہ السلام ہوں وہ جگہ تو جنت ہے اگر چہ وہ کنویں کی گہرائی ہی کیوں نہ ہو۔

❸ اے محبوب! تیرے بغیر تو جنت بھی دوزخ ہے اور تیرے ساتھ دوزخ بھی جنت ہے۔

⓫ خط کے اس جزو سے خفیہ اسباب کی تعیین وتشخیص ہوتی ہے ان اسباب کا حاصل دو جز سے مرکب ہے ایک جزو خاص قسم کے خیالات جن کی کچھ مثالیں بھی اس عبارت میں لکھی ہیں اور جن کو آپ وہم اور خیالات کہتے ہیں اور جن کو آپ پریشان کرنے والے کہہ رہے ہیں۔ دوسرا جزو ان خیالات کی حقیقت اور ان کے اثر میں غور نہ فرمانا ہے۔ جب سبب کی تشخیص ہوگئی اور علاج کی حقیقت (بیماری کے) سبب کو دور کرنا ہے۔ سبب دو چیزوں سے مرکب تھا جو ابھی مذکور ہوئے تو اس کے ازالہ کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک صورت پہلے جزو کو ختم کرنا یعنی خیالات کا بند ہونا سو چونکہ یہ خیالات غیر اختیاری ہیں اس لئے ان کا بند کرنا بھی غیر اختیاری ہے اور اکثر اہل طریق اسی کوشش میں لگ جاتے ہیں اور ناکامی سے پریشان ہوتے ہیں۔ ناکامی لازم ہے کیونکہ غیر اختیاری بات کی کوشش غیر مقدور (یعنی قوت سے باہر چیز) کی کوشش ہے چونکہ وہ اس کوشش کو نہیں چھوڑتے اس لئے پریشانی ان کو نہیں چھوڑتی تو گویا اپنے ہاتھوں بلا میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ابتداء تو اس مرض کی مرض نفسانی ہے پھر اس کے غلبہ سے قلب ودماغ ماؤف ہو کر امراض جسمانیہ کی طرف بڑھ جاتا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ علاج کی یہ صورت بالکل غیر اختیاری ہے۔ بعض لوگ اس کے متعلق اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ (جو لوگ باطنی

قوت سے کوئی کام کرتے ہیں) کی تلاش میں پڑ جاتے ہیں۔ پہلے تو ایسے شخص کا ملنا خود غیر اختیاری ہے اور اسی انتظار میں مرض بڑھ جاتا ہے دوسرے اگر کوئی ایسا مل بھی گیا اس کے تصرف سے عارضی طور پر کچھ آثار کمزور ہو جاتے ہیں سبب کا خاتمہ نہیں ہوتا ہے اس سے جدا ہونے کے بعد پھر لوٹ آتا ہے۔

علاج کی دوسری صورت دوسرے جزو کو ختم کرنا ہے یعنی ان خیالات کی حقیقت اور ان کے اثر میں غور کرنا (یہ ختم کرنا ہے) اور علاج کی یہ صورت اختیاری ہے اس لئے اختیار کرنے کے لئے یہی صورت متعین ہوگئی۔ اسی کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں اور نمونہ کے طور پر ان مثالوں کو بیان کے لئے اختیار کرتا ہوں۔

پہلی مثال کی حقیقت صحت کا مطلوب ہونا۔ دوسری مثال کی حقیقت جنوں کے مرض سے بھاگنا۔ تیسری مثال کی حقیقت ایمان کے باقی رہنے کا مطلوب ہونا۔ چوتھی مثال کی حقیقت ایمان کے زائل ہونے سے بھاگنا۔

اب سمجھئے صحت اور ایمان دونوں شرعی طور پر مطلوب ہیں اگر چہ مطلوب ہونے میں دونوں مختلف ہیں۔ ان کے مطلوب ہونے کے لئے ان کی ضد سے بھاگنا ضروری ہے۔ یہ بھاگنا جن چیزوں کی وجہ سے ضروری ہے (یعنی صحت اور ایمان کا باقی رہنا) ان کا شرعی طور پر اچھا ہونا ضروری ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ چاروں (جو اوپر ذکر ہوئے) اچھے ہیں برے خیالات نہیں ہیں۔

اگر یہ شبہ ہو کہ دوسری مثال میں خودکشی کا خیال کیسے اچھا ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ خیال جان بوجھ کر اور اختیار سے آئے تو بے شک برا ہے لیکن جب غیر اختیاری ہے تو غیر اختیاری (خیال) شرعی طور پر برا نہیں ہوتا تو (اس سے معلوم ہوا کہ) یقینی طور پر برا نہیں رہا۔

اب رہی یہ بات کہ پسندیدہ ہونا تو (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) اگر پسندیدہ نہ بھی ہو تب بھی گناہ سے بچنے اور گناہ ہونے کی وجہ سے اس پر جو پریشانی ہے اس پریشانی سے بچنے کے لئے برا ہونا بھی کافی ہے پسندیدہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اس (پریشانی) کی وجہ ایمان کے زائل ہونے سے بھاگنا ہے اور یہ بھاگنا پسندیدہ ہے اگر چہ صورت (یعنی خودکشی) کے اعتبار سے پسندیدہ نہ ہو۔ اگر پسندیدہ ہونا سمجھ میں نہ آئے تو برا نہ ہوگا بالکل ظاہر ہے اور وہ بھی کافی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ان چار مثالوں کے علاوہ اور بھی جو خیالات غیر اختیار یہ ہیں جن کی طرف خط میں ''وغیرہ'' کے عنوان سے اشارہ کیا ہے وہ یا پسندیدہ ہوں گے یا ضرور برے تو نہ ہوں گے ان خیالات کی یہ حقیقت ہے اور حقیقت کے اعتبار سے شریعت نے ان کو معاف فرمایا ہے پھر مومن کا ان سے پریشان ہونا بالکل بے معنی ہے اور حقیقت میں یہ ایک شیطان کا دھوکہ ہے کہ مومن کو پریشان کرنے کے لئے ان خیالات کو ایک بھیانک شکل میں

پیش کرتا ہے لیکن مومن کو شیطان کے مقابلہ میں قوت سے کام لینا چاہئے اور اس حقیقت مذکورہ کو اور اسی طرح اثر کو جو ابھی مذکور ہوگا پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور بالکل پروانہیں کرنا چاہئے تا کہ شیطان کی ہمت پست ہو جائے اور وہ اس کا پیچھا چھوڑ دے۔ اسی لئے شیطان اس شخص سے بہت گھبراتا ہے جو ان حقائق کو ظاہر کر کے اس کے جال کو توڑ ڈالتا ہے اس مضمون کو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد" کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ اور مومن کی اسی قوت کو اور شیطان کے اسی ضعف کو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون" جو مومن ہیں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ان پر شیطان کا کوئی زور نہیں چلتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے "ان كيدا الشيطان كان ضعيفا" شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے۔ یہ تو ان خیالات کی حقیقت تھی۔

اب اثر کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ عموماً قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہے کہ مومن کو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر اجر ملتا ہے۔ ان (وساوس) کا تکلیف ہونا ظاہر ہے تو اس میں بھی اجر ملے گا اور اجر پر خوش ہونے کا حکم ہے۔ اس لئے ان (خیالات کے آنے) کا تقاضا یہ ہے کہ ان خیالات کے آنے سے مسرور ہونا چاہئے کہ اگر چہ مزدور کی طرح اس بوجھ سے گردن ٹوٹ رہی ہے مگر اجرت بھی تو ملے گی اور اگر چہ اس اجر کے ملنے کا وعدہ آخرت ہی میں ہے مگر اکثر دنیا میں بھی یہ بوجھ اتار دیا جاتا ہے "كما قال تعالىٰ الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذى انقض ظهرك" (اے محمد ﷺ) کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا اور جو بوجھ آپ پر تھا اس کو اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ احادیث میں خود حضور اقدس ﷺ کے تعب کی کیفیت آئی ہے کہ آپ کو کئی مرتبہ پہاڑ پر سے گر کر جان دینے کا خیال ہوتا تھا لیکن دنیا میں نہ بھی اترے تو اس کے لئے بھی تیار ہونا چاہئے عبدیت (بندگی) یہی ہے ؎

پس زبوں وسوسہ باشی دلا ❀ گر طرب را باز دانی از بلا
گر مرادت را مذاق شکر ست ❀ بے مرادی نے مراد دلبر ست
ناخوش تو خوش بود برجان من ❀ دل فدائے یار دل رنجان من

ترجمہ

❶ تم بالکل مغلوب وساوس سمجھے جاؤ گے اگر تم محبوب کی خوشی اور مصیبت میں فرق نہیں کرو گے۔
❷ اگر تمہاری مراد کا مزہ میٹھا ہے ــــــ تو کیا بے مرادی دلبر کی مراد نہیں ہے۔

۳ مجھے اپنے یار کی ناگواری بھی گوارا ہے میرا دل اپنے یار پر فدا ہے۔

اگر کوئی حقیقت جاننے کے باوجود اس سے گھبرایا تو محبوب کی طرف سے وہ اس خطاب کا مستحق ہے ؎

تو بیک زخمے گریزانی از عشق ❁ تو بجز نامی چہ میدانی زعشق

ترجمہ: ''تو ایک زخم کھا کر عشق سے بھاگ رہا ہے —— تجھے تو صرف عشق کا نام ہی معلوم ہے۔''

یہ عام نصوص کے اعتبار سے تقریر تھی اور ایسے وساوس کے باب میں خصوصیت کے ساتھ بھی نصوص آئی ہیں کہ حضرات صحابہ نے ایسے وساوس کی شکایت کی جن کو زبان پر لانے سے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند تھا۔ حضور نے ان کے جواب میں یہ ارشادات فرمائے ''الحمد للّٰہ الذی رد کیدہ الی الوسوسۃ'' (اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیال کو وسوسہ تک رکھا) اور ''ذاك صريح الايمان وامثالها.'' (یہ تو صاف ایمان ہے)

یہ فرض ہے کہ اگر شریعت کے خلاف وساوس آئیں ان کو باطل سمجھے بس کافی ہے۔ اس لئے اثر کا حاصل یہ ہوا کہ یہ ایک غیر اختیاری مجاہدہ ہے جو اجر کا سبب وعلامت ایمان ہے حتیٰ کہ اگر مرتے وقت بھی ان وساوس میں مبتلا رہا (اگرچہ آخرت کی توجہ کی وجہ سے ایسا ہوتا نہیں ان (وساوس) کی طرف توجہ رہتی نہیں لیکن اگر فرضاً ایسا ہوا بھی) تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ جس طرح بعض سخت بیماریوں میں مرنے سے شہید ہوتا ہے یہ بھی سخت بیماری ہے اس میں بھی شہید مرے گا۔ الحمدللہ کہ مقصودی جزو کافی حد تک بیان میں آ گیا۔

۱۲ تکلیف ہی سے تو درجات بڑھتے ہیں ؎

زاں بلاہا کانبیا برداشتند ❁ سربہ چرخ ہفتم افراشتند

ایں بلائے دوست تطہیر شماست ❁ ہیں روید آں سو کہ تعمیر شماست

ترجمہ

۱ انبیاء علیہم السلام نے جو بلائیں برداشت کی ہیں ان کی وجہ سے ان کے درجات ساری مخلوق سے بلند ہو گئے۔

۲ یہ دوست کا آزمانا تمہیں پاک کرنے کے لئے ہے سنو! تم اس طرف چلو جہاں تمہیں بننا ہے۔

برداشت کرتے اور روکنے کی ضرورت نہیں غالباً برداشت اس لئے کیا جاتا ہے کہ وساوس کا سلسلہ بڑھے نہیں لیکن اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ بڑھنا بھی نقصان دہ نہیں کیونکہ نہ ان پر اختیار ہے اور نہ ان کو اعتقادی طور پر

بالکل حق سمجھا جاتا ہے پھر بڑھنا بھی نقصان دہ نہیں اسی طرح جوابات دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس سے پریشانی بڑھتی ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ جواب دینا اس طرف توجہ کرنا ہے اگرچہ دور کرنے کے لئے ہو اور اس دور کرنے کی ایسی مثال ہے جیسے بجلی کے تار کو ہاتھ سے پکڑ کر ہٹا دے تو وہ (بجلی) اس صورت میں بھی پکڑے گی۔ صحیح تدبیر یہ ہی ہے کہ اس کی طرف نہ لانے اور نہ دور کرنے کے لئے بالکل بھی توجہ نہ کی جائے۔ وسوسہ کی حدیث ''رک جائے'' کے یہی معنی ہیں۔

(⓭، ⓮) ایسے واقعات کبھی ناسوتی (دنیا کے عالم سے) ہوتے ہیں یعنی یہ اپنی (قوت) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت کسی غیبی لطیفہ کو کسی مانوس صورت میں سکون دینے کے لئے ظاہر فرما دیتے ہیں اور جس کی صورت ہوتی ہے اس کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے ہاں کبھی کبھی عادت کے خلاف جس کی صورت ہوتی ہے کبھی اس کے عالم سے اور کبھی اس کے ارادے سے بھی ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ میں اس مقام خلاف عادت سے خالی ہوں یہاں اوپر والی دو صورتوں میں سے ہر صورت کا احتمال ہے اور ہر حال میں آپ کے لئے یہ غیبی مدد ہے۔

⓯ خدا تعالیٰ اب آپ کو ایسی صحت وقوت عطا فرمائے کہ آپ یہ خوشخبری سنا دیں کہ آج بالکل مطمئن ہوں یکسوئی کے سب حالات لکھ رہا ہوں نشاط ہے، قوت ہے، جوش ہے، مسرت ہے اور کامل صحت ہے۔ والسلام خیر تمام

نوٹ: چونکہ مضمون مفید تھا اور مقدار میں زیادہ تھا اس لئے اس کا ایک لقب اور بھی تجویز کرتا ہوں۔ ''تقدیس القدسی عن تدنیس اللبسی۔''

تتمہ تقدیس القدسی

یعنی کاتب خط بالا کے دوسرے خط کا جواب

اے طبیب جملہ علت ہائے ما

اے میری ساری بیماریوں کے طبیب

سلام مسنون حسب الارشاد روزانہ نامہ اقدس کو پڑھتا ہوں اور کئی بار پڑھتا ہوں سکون حاصل ہوتا ہے مسہل (دست آور دوا) وایارجات (ایک دوا ہے جو دماغ کی صحت اور مسہل کے کام آتی ہے) کا سلسلہ ختم ہو کر

چوب چینی (لکڑی کی قسم کی ایک دوا) کا شرائط کے ساتھ دور شروع ہوگیا۔ آج ساتواں دن ہے کمرہ کی روشنی اور ہوا بہت کم کر دی گئی ہے گویا قید خانہ میں ہوں۔ ہر وقت ایک وحشت ہے۔ نامۂ اقدس کے سوا کوئی بات سکون دینے والی نہیں ہے۔ تاریکی میں اچھی طرح پڑھا بھی نہیں جاتا مگر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بار بار پڑھتا ہوں مسہل (دست آور دوا) کے بعد سے اختلاجی دورے بہت کم ہوگئے ہیں اور دماغی تکالیف میں اضافہ ہے۔ چوب چینی کی بھاپ سر اور گردن اور سینہ کو دی جاتی ہے۔

پہلے عریضہ میں جو چار باتیں جن کو میں وہم اور خیال کہتا ہوں لکھی تھیں وہ سارے وہم اور خیالات کی اصل ہیں باقی سارے خیالات ان کی فرع (شاخیں) ہیں۔ شریعت کے خلاف کوئی خیال یا کسی کا خیال الحمدللہ کبھی نہیں ہوتا اور جہاں تک مجھے یاد ہوتا ہے کبھی نہیں ہوا۔ صرف دیوانگی اور جنوں کی پریشان خیالات خودکشی کا وہم موت کے بعد کے واقعات اور اسی طرح کے وہ باتیں جو صرف آخرت سے تعلق رکھتی ہیں ہر وقت اور ہر حال میں پیش نظر رہتے ہیں۔

نامہ اقدس میں جس وضاحت و لطافت سے مجھ دیوانے کی تسلی فرمائی گئی ہے اس کے شکریہ کی طاقت نہیں۔ بلاشبہ حضرت کی گرامی ذات حکیم الامۃ ہے محتاجوں کی مددگار اور بیماروں کی طبیب ہے۔

ع اللہ کرے اور یہ اوصاف زیادہ

ایک بھکاری دعا کے سوا اور کیا ہدیہ پیش کرسکتا ہے۔

جواب: محبی و محبوبی عافاکم اللّٰہ تعالٰی السلام علیکم وقلبی لدیکم ووجھی الیکم ؎

زدست کوتہ خود زیر بارم ❁ کہ از بالا بلنداں شرمسارم

ترجمہ: ”میں اپنی ہی کمی کی وجہ سے خود زیر بار ہوں ـــــ کہ بڑے رتبے والوں سے شرمندہ ہوں۔“

جواب میں کوتاہی کا سبب مہمانوں کی کثرت ہے جس کی وجہ سے طبعی طور پر شرمندہ خصوصی طور پر آپ کے انتظار کا تصور کر کے قلب میں جلن ہوتی تھی آج بھی وہ رکاوٹ ہے مگر کچھ کمزور ہے اس کے ساتھ کچھ بے مروتی کو ملا لیا تب اس لکھنے کی باری آئی۔ میں طبعاً اس مشورہ سے شرمندہ ہوں کہ میرے نیاز نامہ کو روزانہ پڑھا جائے مجھ کو ان چیزوں کے لازم کر لینے یعنی روشنی و ہوا کے بند ہونے کی خبر نہ تھی۔ اب کچھ اس عارض کے سبب کچھ خیالات کی زیادہ واضح اور صاف ہو جانے کے سبب اس مشورہ کو دوسرے مشورہ سے بدلتا ہوں جس کا احتمال پہلے خط میں بھی ظاہر کیا تھا یعنی مناسب موقع پر اولیاء کے تذکرہ کا شغل تجویز کروں گا اب اسی کی طرف لوٹتا ہوں مگر

کچھ تبدیلی کے ساتھ وہ تبدیلی یہ ہے کہ اولیاء کے حالات بجائے اولیاء کے مقالات (مقولوں) تجویز کرتا ہوں اور مقولے بھی خاص قسم کے جن کا اس وقت ایک خاص مادہ (ماخذ) تجویز کرتا ہوں یعنی احیاء العلوم عربی یا اردو جو مل جائے۔ اس کی کتاب الرجاء کا جو کہ چوتھی جلد میں ہے مطالعہ بلکہ مطالعہ میں تھکنا مطلوب ہے اس لئے سننے کا شغل رکھئے۔ اگر اس کا کوئی خاص جزو زیادہ سکون بخش ہو تو خصوصیت سے اس کا بار بار تکرار اور ایک بار ختم ہونے کے بعد پھر اس کا اعادہ (کیجئے) اور جس روز سستی زیادہ خیال کم آئے اس روز ناغہ کر دیجئے۔ جس دن سستی کم اور خیال زیادہ ہو تو زیادہ مقدار کر دیجئے اور دونوں کی کمی یا دونوں کی زیادتی میں مقدار درمیانی رکھئے اور جب دماغ پر سے پریشانی کا اثر کم ہو جائے اس وقت احیاء کی کتاب "المحبة والشوق والانس والرضا" کا اسی طرح شغل رکھئے یہ بھی جلد رابع میں ہے۔

ان سب تدابیر کے ساتھ مشترک تدبیر یہ مراقبہ واستحضار (کرنا) کہ ہم اپنے اندر تصرف کرنے والے کون ہیں یا تجویز کرنے والے (کون ہیں) محبوب حقیقی ہی کو تصرف اور تجویز کا حق ہے اور وہ جو تصرف و تجویز فرماتے ہیں سب خالص خیر ہے اگرچہ اس وقت ہماری سمجھ میں نہ آئے بعد میں آ بھی جاتا ہے ہاں جن اعمال کا ہم کو حکم فرمایا ہے وہ خود ان کا تصرف ہے اس کا اہتمام یہ اپنا تصرف نہیں ان ہی کے تصرف کو تسلیم کرنا ہے۔ اس کے ساتھ اس یقین کا تازہ اور قوی کرنا کہ اگر ان کے کسی تصرف سے جو بندہ سے برداشت نہ ہو سکے صحت برباد ہو جائے بلکہ جان بھی ختم ہو جائے تو ایسا تصرف سب سے بڑی رحمت ہے ؎

عاشقاں جام فرح آنگہ کشند ❁ کہ بدست خویش خوباں شان کشند
ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ ❁ شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
تابماند جانت خنداں تاابد ❁ ہمچو جاں پاک احمد با احد
آں کسے راکش چنیں شاہے کشد ❁ سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد
نیم جاں بستاند و صدر جاں دہد ❁ انچہ در و ہمت نیاید آں دہد
گرندیدے سود او در قہر او ❁ کے شدی آں لطف مطلق قہر جو
طفل میلرزد زنیش احتجام ❁ مادر مشفق دراں غم شاد کام

ترجمہ

❶ عاشق لوگ (سچی) خوشی کا پیالہ اس وقت پیتے ہیں جب معشوق ان کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کرتے ہیں۔
❷ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح (اپنے آپ کو قربانی کے طور پر پیش کرنے کے لئے) اس کے آگے

سر رکھ کر ہنسی خوشی اس کی چھری کے آگے جان دے دے۔

۳ تا کہ تیری جان (ان مجاہدوں کے اچھے نتائج کی وجہ سے) ہمیشہ کے لئے خوشی کے ساتھ کھلی رہے جیسے حضرت محمد ﷺ کی پاک جان (اپنی تسلیم و رضا کی وجہ سے) حضرت احد (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ساتھ قرب حاصل کر کے خوش ہے۔

۴ جس شخص کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے تو وہ اس کو (حقیقت میں قتل نہیں کرتا ہے بلکہ ہمیشہ کی نجات کے) تخت اور بلند ترین درجہ کی طرف لے جاتا ہے۔

۵ (وہ) آدھی جان لے گا تو سو جانیں دے گا بھی اور وہ (انعام) دے گا جو تمہارے خیال میں بھی نہ آئے۔

۶ اگر وہ اس پر قہر کرنے میں اس کا فائدہ نہ سمجھتا تو وہ مجسم ہونے کے باوجود کیوں (ایسا) غضب ڈھاتا۔

۷ بچہ پچھنے کے زخم سے ڈر کر کانپتا ہے (لیکن) محبت کی ماری ماں (اس کے) اس غم میں (بھی اس کے پچھنے لگوانے میں) خوش ہے (کیونکہ یہ زخم صحت کے لئے مفید ہے)۔

نیز یہ بھی پیش نظر رکھا جائے ؎

زاں بلاہا کانبیاء برداشتند ❀ سر بہ چرخ ہفتمیں افراشتند

ترجمہ: ”جو آزمائشیں انبیاء (علیہم السلام) نے برداشت کی ہیں ان کی وجہ سے ان کے درجے ساری مخلوق سے اونچے ہو گئے۔“

نیز اس کو بھی ملاحظہ کیا جائے ؎

تو بیک زخمے گریزانی زعشق ❀ تو بجز نامے چہ میدانی زعشق

در بہر زخمے تو پرکینہ شوی ❀ پس کجا صیقل چو آئینہ شوی

ترجمہ

۱ تو ایک زخم کھا کر عشق سے گزیر کر رہا ہے تجھے عشق کے نام کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہے۔

۲ اگر تم ہر زخم پر کینہ سے بھر جاؤ گے تو تمہارا دل کس طرح صاف ہو سکتا ہے۔ (یعنی جب شیخ کی اصلاح و تنبیہ پر ناک بھوں چڑھاؤ گے تو تمہاری اصلاح کیسے ہوگی جیسے آئینہ کو خوب رگڑا جاتا ہے تو تب وہ صاف ہوتا ہے یہی حال شیخ کی اصلاح کا سمجھنا چاہئے)۔ (خطبات حکیم الامت: ۲۲/۳۵۳ بتصرف یسیر)

اور اپنے لئے یہ مذہب اختیار کیا جائے ؎

چیست تعظیم خدا افراشتن ❀ خویشتن را خاک و خارے داشتن

چیست توحید خدا آموختن ❁ خویشتن را پیش واحد سوختن
گر ہمیخواہی کہ بفروزی چو روز ❁ ہستی ہمچوں شب خود را بسوز

ترجمہ

❶ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کو نمایاں کرنے کی کیا صورت ہے؟ اپنے آپ کو خاک اور کانٹے (کی طرح حقیر و ناچیز) بنالینا۔

❷ توحید خدا عمل میں لاتے کی کیا صورت ہے؟ (تو وہ یہ ہے کہ) خود کو واحد خدا کے آگے فنا کر دینا ہے۔

❸ اگر تم دن کی طرح روشن ہونا چاہو تو اپنی ہستی کو جورات کی طرح (تاریک) ہے فنا کردو۔

اور ان مراقبات تفویضیہ توحیدیہ عشقیہ عبدیہ کی تعدیل کے لئے کہ کبھی ان مراقبات سے عجب اور استغنا (بے پروائی) دعوی کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ دعا والتجا ابتہال (عاجزی) کا عمل بھی ضروری بلکہ ان مراقبات سے زیادہ رکھا جائے کہ یہ بھی تفویض کا ایک حصہ ہے جیسے اوپر جن اعمال کا حکم ہے کے اہتمام میں اس کی تقریر گزری ہے اعمال کی طرح دعا کا بھی حکم ہے۔ یہ حکم عبد کو عبد میں ایک تصرف ہے اس کا اختیار کرنا اس تصرف کو تسلیم کرنا ہے اور یہ ہی تفویض (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا) ہے۔ یہ ہے وہ طریق جس کو سطحی نظر والا دوضدوں کو ایک جگہ جمع سمجھ کر مشکل سمجھتا ہے اور یہ حقیقت میں دو ایک طرح کی چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا ہے۔ یہ ہے وہ نسخہ جس کو اس وقت پیش کرتا ہوں اور عنایت حق ہے کہ تھوڑی عبادت میں بہت سارے معانی آ گئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ تمام جسد اور روح کی اصلاح کے لئے کافی ہوگا۔ "فخذوه وكلوا هنيئا مريئا والله الشافی الكافی والسلام." تمت التتمہ

حَالؒ: اسی طرح اس سے بھی طاعت کی نیت کے وقت میں جو وساوس وغیر طاعۃ کے بلا اختیار پیش آتے ہیں ان کے دور کرنے کا کیا علاج ہے۔

تحقیق: وساوس اخلاص میں رکاوٹ نہیں ہیں پہلے تو وہ غیر اختیاری ہیں دوسرے نماز سے وہ تو مقصود نہیں۔

حَالؒ: نماز کے ارادے کے وقت تکبیر تحریمہ سے کچھ پہلے کوشش کرتا ہوں کہ غیر طاعت کا وسوسہ قلب میں نہ آئے مگر پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔

تحقیق: ڈر کس بات کا ہے اخلاص کے خلاف نہ ہوتا اوپر معلوم ہوگیا لیکن اگر جان بوجھ کر (یہ وساوس) ہوں تو صدق (یعنی سچائی کے) خلاف ہیں مگر جب بغیر ارادے کے ہوں تو صدق کے خلاف بھی نہیں۔

حَالؒ: اور اکثر تحریمہ توڑنے کی باری آجاتی ہے۔

تحقیق: یہ تو حرام ہے۔

حال: دوبارہ بلکہ تین بار نیت اور استحضار کرنا پڑتا ہے اس خیال سے کہ تحریمہ کے وقت نیت نہیں ہوئی اور عزم نہیں ہوا تحریمہ کی طرف توجہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

تحقیق: نیت فعل اختیاری ہے اس وقت دوسری طرف ارادے اور اختیار سے توجہ نہیں ہونی چاہئے اور بغیر ارادے اور اختیار نیت کے مخالف نہیں۔

حال: اس لئے عرض کیا گیا کہ حضرت سلمہ اس کے لئے علاج مرحمت فرمائیں۔

تحقیق: اوپر سب عرض کر دیا۔

حال: بہت دنوں سے یہ حالت ہوگئی ہے کہ کوئی شخص بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی اشارۃً بھی شکایت کرتا ہے مثلاً بے وقت پانی برسنے سے بہت نقصان ہے یا اولے گرنے سے زراعت خراب گئی وغیرہ وغیرہ تو قلب کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے اور بہت غصہ آتا ہے اور نہایت سختی کے ساتھ جواب دیتا ہوں۔ لوگ برا بھی مانتے ہیں مگر کیا کروں جی چاہتا ہے کہ اس کو کھا جاؤں۔ یہ حالت ایسی بڑھ گئی ہے کہ مناجات مقبول کی نظم میں جہاں کہیں آتا ہے کہ مجھے گمراہ نہ کر میرے دل پر شیطان کو دخل نہ دے وغیرہ وغیرہ اس میں بھی دل پر بوجھ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی شکایت معلوم ہوتی ہے اور شرم سی آتی ہے۔ خیال آتا ہے کہ ہم خود اپنے نفس کی شرارت سے برائی کر رہے ہیں جان بوجھ کر گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو پھر اس کے بدلے میں ہم پر کوئی آفت آئے تو اللہ میاں کو ایسا کیوں کہیں کہ آپ ہم کو ایسا کرتے ہیں غرضیکہ برائی بھلائی تو سب منجانب اللہ ہونا یقین کامل اور اسی پر ایمان ہے مگر برائیوں کو چاہے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں دل پر بہت زیادہ بوجھ ہوتا ہے۔

تحقیق: حال اچھا ہے لیکن ایسی دعا میں شر کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف لازم ہی نہیں آتی بلکہ شر کی نسبت (اللہ تعالیٰ سے) کٹتی ہے مثلاً یہ دعا کی کہ گمراہ نکر تو گمراہ کرنے کی تو نسبت نہیں کی بلکہ گمراہ نہ کرنے کی نسبت کی۔

حال: سب سے پہلے اپنی اطلاع حالات کی کوتاہی پر معافی طلب کرتا ہوں جو لاپروائی سے نہیں ہوئی بلکہ ارادہ تو کرتا تھا مگر قلب میں چاہت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ آج چند خیالات دل میں ایسے آئے کہ ان سے حالت خراب ہونے کا خطرہ ہے طبیعت میں پریشانی ہے اور میں نے بہت چاہا کہ خود بخود ختم ہو جائیں تو حضور کو سر درد کی تکلیف نہ دوں مگر اب اس کا غلبہ دیکھ کر عرض کرنا ہی پڑا۔

❶ دنیا کی راحت کا مدار اعمال صالحہ نہیں ہیں آخرت کی راحت بھی فضل پر موقوف ہے پھر اعمال صالحہ مثلاً ذکر

تہجد وغیرہ کی مشقت اگر نہ بھی ہو صرف ارکان اسلام پر قائم رہے تو کیا حرج ہے۔ یہ شبہ شیطانی میرے قلب میں یہاں تک بیٹھ گیا ہے کہ تہجد کے وقت میں جاگ اٹھتا ہوں مگر پڑھنے پر قادر نہیں ہوں پہلے قضائے تہجد اشراق کے وقت پڑھ لیتا تھا آج وہ بھی نہیں ہوسکا۔

تحقیق: خطرہ بالکل بھی پکڑ کی چیز نہیں مگر اس کا غلبہ وہجوم طبیعت کو بہت پریشان کر دیتا ہے دل پر بہت ہی غم و درد طاری ہو جاتا ہے سو یہ شرعی امراض میں سے تو نہیں ہے۔ اس حیثیت سے اس کا علاج ضروری نہیں مگر امراض طبعیہ میں سے سخت درجہ کا مرض ہے اس لئے اس کا علاج آسان اور تجربہ والا مختصر عرض کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ خطرہ کی حقیقت نفس کا بلا اختیار کسی بری چیز کی طرف متوجہ ہونا ہے چونکہ یہ مسئلہ عقل کے یقین کرنے اور حکماء وعلما کے تسلیم کر لینے سے ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کسی بری چیز کا خیال دل میں آئے تو اس کے دور کرنے کا ارادہ نہ کرے نہ اس میں اور نہ اس کے اسباب، میں غور کرے کہ اس سے زیادہ لپٹتا ہے بلکہ فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال کو متوجہ کر دے اس سے وہ برا خیال خود بخود دور ہو جائے گا اور اگر وہ پھر خیال میں آئے پھر ایسا ہی کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کا اثر بلکہ خود وہ خطرہ ہی (قوۃ) متخیلہ سے بالکل نکل جائے گا۔ اس کا کلی علاج یہی ہے حدیث میں جو ایسے وقت میں بعض اذکار یا مطلق ذکر کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے یہ علاج مستنبط ہے۔

باقی معالجات جو شیخ کے نزدیک معمول کے ہیں جیسے تصور شیخ یا پاس انفاس یا اسم ذات کے نقش کا خیال کرنا وہ سب اسی کلی کے جزئیات ہیں۔ اگر خطرات سے پریشان ہو کر ضعف قلب دل کی کمزوری یا خفقان یا نقاہت جسم یا کسی مرض کے پیش آنے کی نوبت آ گئی ہو تو علاج مذکور کے ساتھ دل کو قوت دینے والی اور خوش رکھنے والی دواؤں اور اچھی عمدہ غذا اور عارضی مرض کی دواؤں کا استعمال بھی کیا جانا ضروری ہے چونکہ بعض سالکوں کو یہ گھاٹی پیش آتی ہے جس سے ان کے ظاہری و باطنی انتظام میں خلل پڑ جاتا ہے اس لئے اس کی اصلاح عرض کر دی گئی اس علاج کو سہولت و اختصار کی وجہ سے بے قدری کی نظر سے نہ دیکھیں امتحان کر کے اس کا نفع ملاحظہ فرمائیں۔

از اشرف علی عفی بخدمت مومن کامل مجاہد النفس بارك الله تعالىٰ فی ایمانکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کئی روز ہوئے آپ کا خط آیا حالات معلوم ہوئے۔ ماشاء اللہ آپ کا ایمان بالکل کامل ہے، اس میں کسی طرح کا نقصان و خلل نہیں ہے۔ آپ نے جو حالت لکھی ہے اور اس کو ایمان کی کمی کا ذریعہ سمجھا ہے یہی حالت آپ کے کمال ایمان کی دلیل ہے۔ مگر چونکہ آپ کو ابھی علم کم ہے اس وجہ سے خوف اور قلق کا ہجوم ہو گیا ہے ورنہ

آپ کی حالت بڑی خوشی کے قابل ہے۔ وسوسہ کی یہ حالت خواہ وہ ایک وسوسہ ہو یا ہزار ہوں آپ کو پہلی مرتبہ پیش نہیں آئی کوئی ایسا سالک و واصل الی اللہ نہیں ہے جس کو رستہ میں یہ گھاٹی پیش نہ آتی ہو۔ ان میں جو خود عارف یا کسی عارف سے تعلق ومحبت واعتقاد کا رکھنے والا ہے اس کی نظر میں تو یہ بالکل کچھ نہیں معلوم ہوتی ہے اور جو نہ جاننے والے ہیں وہ تل کو پہاڑ کر کے طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اے عزیز! صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھ کر کسی عالم کا کسی عارف کا رتبہ نہیں ہوا۔ ان تک کو یہ قصہ پیش آیا کہ قسم قسم کے وساوس نے گھیرا اور وساوس بھی ایسے جس کو وہ زبان پر لانا جل کر کوئلہ ہو جانے سے بدتر اور سخت تر اور گراں تر و ناگوار جانتے تھے آخر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا "ذاك صریح الایمان" یعنی یہ تو ایمان کی کھلی ہوئی نشانی ہے۔ دو وجہ سے اول اس لئے کہ چور وہاں جاتا ہے جہاں متاع پاتا ہے۔ اس لئے اگر متاع ایمان اس شخص کے قلب میں نہ ہوتا تو شیطان بالکل بھی اس کے پیچھے نہ پڑتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اکثر نیک لوگوں کو وساوس پیش آتے ہیں اور جو فساق و فجار و اشرار ہیں ان کو کبھی اس کا اتفاق ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ شیطان ان سے جب گناہ کرا رہا ہے تو اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسے امر میں مبتلا کرے جس میں کسی قسم کا گناہ ہی نہیں صرف رنج ہی رنج ہے۔

دوسرے اس لئے ایمان کی علامت ہے کہ مومن نے جب اس کو برا سمجھا اس لئے کہ اگر اس شخص کے ایمان میں خلل ہوتا تو ان کفریہ خیالات کو حق سمجھتا، ان کو دل سے قبول کرتا، ان پر مطمئن ہوتا اور ان میں اس کے قلب کو انشراح ہوتا کراہیت نہ ہوتی جیسا کہ تمام کفار کو دیکھا جاتا ہے۔ جب اس شخص نے ان کو مکروہ سمجھا تو ان کے اضداد کو حق سمجھتا ہے اور یہی ایمان ہے۔

غرض ان وجوہ سے یہ ایمان کی علامت ہے۔ ہرگز ہرگز کفر نہیں بلکہ گناہ ومعصیت ہی نہیں کیونکہ گناہ وہ برا فعل ہے جو خود اختیار سے کرے اور چونکہ وساوس پر اختیار نہیں ہے اس لئے وہ گناہ نہیں ہو سکتے جب گناہ نہیں پھر اس پر پریشان ہونا فضول ہے۔

یہ تو وسوسہ کی تحقیق ہے برے یا بھلے ہونے کی رہا اس کا علاج بس سارے علاجوں سے بہتر علاج جس کو اکسیر اعظم کہنا چاہئے یہی ہے کہ اس کا کچھ علاج نہ کیا جائے بلکہ جرات و دلیری کے ساتھ اور یقین وعزم کے ساتھ یہ سمجھے اور دل میں یہ خیال کرے کہ جب یہ اللہ کے ہاں گناہ نہیں اور شرعاً کوئی مرض نہیں پھر کیا غم ہے بلکہ یہ معلوم ہو گیا کہ یہ دلیلِ ایمان ہے تو اس پر الٹا اور خوش ہونا چاہئے جب یہ شخص خوش ہوگا تو شیطان نے وہ وسوسہ تو خاص اس لئے ڈالا تھا کہ یہ شخص غمگین ہوگا جب وہ دیکھے گے کہ یہ شخص تو خوش ہوتا ہے اور اس کا خوش ہونا اس

کو پسند نہیں اس لئے وہ وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا اور بہت آسانی سے اس شخص کو اس سے نجات ہو جائے گی۔ اگر نجات نہ بھی ہو تو بھی پرواہ نہیں کیونکہ جب یہ معصیت نہیں تو اس سے نجات کی ضرورت کیا ہے۔

جس طرح بے پرواہی اور دلیری اور بے توجہی سے یہ ختم ہو جاتا ہے اسی طرح اگر اس سے ڈرے اور اس کے غم میں پڑ جائے اور یہی فکر و ذکر رکھے اور سوچے تو یہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اگرچہ اس کے بڑھنے سے گناہ تو نہیں ہوتا مگر خواہ مخواہ ایک واہیات پریشانی ہوتی ہے۔ اس لئے عمدہ علاج یہ ہے۔ ہر وسوسہ کا تفصیل کے ساتھ جواب سوچنا یا کسی سے پوچھنا یہ طریقہ نقصان دہ ہے اس میں اگر فوراً تسلی ہو بھی جاتی ہے تو دو چار روز کے بعد پھر اس جواب میں کوئی خدشہ ہو جاتا ہے پھر وسوسہ ستانے لگتا ہے اور نفس میں اچھا خاصہ ایک مناظرہ کا میدان گرم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس طریقہ کو بالکل بھی اختیار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس سوچ بچار کے بجائے ذکر اللہ کا شغل رکھے کہ وہ وسوسہ وسوسہ کو ختم کرنے والا بھی ہے جیسا حدیث میں آتا ہے اور اس سے قلب میں بھی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ ایسے خرافات سے متاثر نہیں ہوتا پس تمام تقریر کا خلاصہ تین باتیں ہوئیں۔

❶ ایسے وساوس کی کچھ پرواہ نہ کریں نہ ان کے دور کرنے کی فکر کریں۔

❷ اس کا جواب نہ سوچیں نہ کسی سے وجہ پوچھیں کتاب وسنت کو بلا دلیل حق سمجھیں اور اس کے خلاف کو اعتقاداً باطل سمجھیں اگرچہ کسی بات کی وجہ سمجھ میں نہ آئے اگرچہ قلب میں اس کا خطرہ آئے۔

❸ ادھر سے توجہ ہٹا کر اللہ کے ذکر میں متوجہ رہیں خواہ درود شریف خواہ استغفار یا اور کچھ اسی میں خیال لگائے رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے قلب کو ایک ہی روز میں بلکہ ایک ہی منٹ میں پوری تسکین و راحت حاصل ہو جائے گی اور پھر کبھی عمر بھر بھی تشویش نہ ہوگی اور اگر کوئی بات پوچھنا ہو تو بے تکلف بتا دیں والسلام۔ از تھانہ بھون

سُؤال: حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے مجھ کو جب ذکر شریف تعلیم فرمایا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ لا الہ کے وقت یہ خیال کرے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی جتنی بھی محبتیں ہیں سب کو نکال کر پیچھے ڈال دیں اور الا اللہ کے وقت یہ خیال کریں کہ صرف اللہ کی محبت قلب میں داخل کی۔ اب وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی محبت کو بھی ذکر شریف کے وقت ایسا ہی خیال کریں اور حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت نہ ہوگی مسلمان نہیں۔

جَوَاب: چونکہ رسول اللہ ﷺ کی محبت عین خدا کی محبت ہے بلکہ سارے اہل اللہ کی محبت یہی عین خدا تعالیٰ کی محبت ہے اس لئے اس تعلیم میں مراد یہ ہے کہ جو محبتیں اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں رکھتیں ان کو پیچھے ڈال دیا اب کوئی اشکال نہیں۔ فقط

تلاوت قرآن میں یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حال: احوال یہ ہے کہ اب کمترین پابندی کے ساتھ ہر روز مواعظ بھی پڑھنے لگا ہے۔ جس وقت تک پڑھتا رہتا ہوں اس وقت تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور فرما رہے ہیں میں اور دوسرے حضرات سن رہے ہیں اتنی یکسوئی تلاوت قرآن مجید کے وقت نہیں ہوتی غالباً مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے یا اور کوئی وجہ ہو جو میری سمجھ میں نہیں آتی۔

تحقیق: وجہ سمجھنے کی ضرورت نہیں لیکن جو فرق ارادے کے بغیر ہو نقصان دہ نہیں ہے۔

نماز میں خیالات کا آنا اور اس کا علاج

حال: نماز پڑھنے میں ادھر اُدھر کے خیالات بھی آتے ہیں اس وقت طبیعت کو بہت رنج ہوتا ہے۔

تحقیق: اگر ان خیالات (کے آنے میں) ارادے کا دخل نہ ہو رنج نہیں کرنا چاہئے اور اگر رنج بھی ارادے کے بغیر ہوتا ہے تو یہ مفید ہے۔

ذکر کے وقت وساوس آنے کا علاج

حال: اسم ذات کا وظیفہ شام کے بعد پہلے تو نیچی آواز سے ہوتا تھا مگر اب بالکل دل میں رہتا ہے بہت کوشش کرتا ہوں کہ آواز سے ادا کروں مگر ناکامی ہوتی ہے۔ بلند آواز سے کرتے وقت طبیعت زیادہ رجوع رہتی ہے اور دل میں کرتے ہوئے کسی قسم کے خیالات وسوسہ آتے رہتے ہیں۔

تحقیق: بلند آواز سے کیوں نہیں پڑھتے۔

حال: پھر اس وقت خیال ہوتا ہے کہ جب دل دوسرے خیالوں کی طرف ہے تو پھر شاید اس زبان سے حروف ادا کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو وسوسے عموماً رہتے ہیں۔

تحقیق: غلط وسوسہ ہے پھر بھی نفع ہے "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ" (کہ ذرہ برابر بھی عمل کرے گا قیامت کے دن اسے پائے گا) خصوصاً جبکہ خیالات اختیاری ہوں آپ کو التکشف کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

ذات حق کے تصور میں وساوس کا علاج

حال: تھوڑے عرصہ میں مختلف خیالات پیدا ہوتے رہے مگر باقی نہیں رہے دو ایک روز رہے اور جاتے رہے۔ کبھی تصور میں آدھا چاند آتا ہے کبھی اپنا جسم بہت ہی چھوٹا معلوم ہوتا ہے کبھی قلب ظرف (برتن) اور حق تعالیٰ

ذات مظروف (برتن میں) (حالانکہ ان اللہ علی کل شیء محیط اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے) سر قلب کی طرف قریب کرنے کے وقت معلوم ہوا کہ قلب سے کوئی چیز ابھر رہی ہے اور یہ کیفیت باقی بھی ہے کبھی اپنا چہرہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ کچھ دنوں تک لفظ اللہ کا حمل اس ذات الطف پر مستبعد (دور) معلوم ہوتا تھا۔

اب تو یہ حالت نہیں ہے ذات پاک کے لئے ایک تصور خیال میں ہے جو ہر تعین سے پاک اور کیفیت اور تعین قلب میں بلا کسی صورت وشکل کے تصور میں آتی ہے۔ ذکر کے وقت اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوتا ہے کہاں وہ ذات پاک کہ (لا مثل لہ کہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے) کہاں یہ خیالی تصور مگر ساتھ ہی اس کے ایک عجیب مسرت پیدا ہوئی ہے جیسا کہ کوئی شخص بھیس بدل کر سامنے آجائے اور وہ شخص (جس کے سامنے آیا ہے) اس کو پہچان لے تو اس کے خیال میں تو وہ اصلی صورت ہوگی اور آنکھ کے سامنے دوسری یہی حال کمترین کا ہوتا ہے مگر یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی حضور قلب کے وقت ظلمت اور نورانیت بغیر خیالی آنکھ اور خیالی تصور کے درمیان شعاع کی طرح کے حجابات پیدا ہو جاتے ہیں موجودہ دیکھنے کی حالت کے درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں جیسا کہ آفتاب کے دیکھنے سے شعاع آفتاب رکاوٹ ہوتی ہے وہاں شعاع کی تیزی رکاوٹ ہوتی ہے اور یہاں شعاعی کیفیت ہوتی ہے۔

اب آج کل ایک نئی پریشانی ہے اس کا سبب یہ ہوا کہ اکثر یہ خیال گزرتا تھا کہ اس عالم میں پیدا ہونے کے بعد جو دوری ہوگئی کاش یہ (ماضی حال مستقبل زمانے وغیرہ کی) یہ تعینات مٹ جاتی اور وہی (متصل بودیم بادشاہ وجود اللہ تعالیٰ ساتھ رہتے) بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے اور ذات حق گویا ظرف (برتن کی طرح) رہ جاتی اور یہ (بندہ) مظروف (برتن میں ہوتا) اور یہ حالت تصور کی تیسری حالت (جس میں دل برتن اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس میں ہے) کے خلاف ہو جاتا۔

اب حضور اقدس میں گزارش یہ ہے عرصہ ایک ہفتہ ہوا مغرب کے بعد حسب معمول ذکر میں مشغول ہوا یہ معلوم ہوا کہ اپنا وجود ایک کالے نکتہ کی طرح ہے اور ذات حق اس کو گھیرے ہوئے ہے مگر قلب سے علیحدہ اس طرف بہت کشش ہوئی کمترین توجہ نہ کرتا تھا کہ پیر ومرشد کا فرمان ہے کہ قلب کی طرف متوجہ رہ۔ پس اگر کوئی اچھی حالت ہوتی تو قلب میں ہوتی جب یہ خطرہ دور نہ ہوا تو ذکر چھوڑ کر دوسرے کام میں مشغول ہوگیا۔ جب سے اب تک ایک کالا نکتہ اکثر اوقات رہتا ہے مگر اس زوروں کے ساتھ نہیں مگر یکسوئی میں رکاوٹ ہے۔

تحقیق: میں نے ان باتوں کے بارے میں غالباً یہاں کے زمانہ قیام میں ایک مکتوب میں مفصل (تفصیل کے ساتھ) فیصلہ لکھا تھا غالباً آپ اس کو بھول گئے اب دوبارہ اس کے مطالعہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور سب کا

خلاصہ اس شعر میں ادا کرتا ہوں ؎

اے بروں از وہم وقال وقیل من ❁ خاک بر فرق من و تمثیل من

ترجمہ: ''اے وہ ذات جو وہم اور میرے قیل وقال سے بلند و بالا ہے اس لئے میرے فرق کرنے اور مثال دینے پر خاک ہو''

ہاں ایک بات پر خاص طور پر متنبہ (متوجہ، خبردار) کرتا ہوں آپ نے تمبرے میں لکھا ہے ''ہر تعین سے پاک'' اور عام طور سے یہ جملہ صوفیہ کے کلام میں پایا جاتا ہے اس میں کثرت سے یہ غلطی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعین کی نفی کر کے (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے ساتھ متعین نہیں کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز میں نظر آئیں ان کو کسی چیز کے ساتھ دیکھا جائے) بغیر کسی قید کے اعتقاد رکھتے ہیں (کہ صرف اللہ تعالیٰ ہیں ان کا وجود کیسا ہے اوپر نیچے وغیرہ کسی تعین کو نہیں مانتے بلکہ تعین اور قید کے بغیر مانتے ہیں۔

بعض تو اس کو قید کے بغیر ہی کہہ دیتے ہیں اور اس کو کلی سمجھتے ہیں۔

یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی رو سے باطل ہے ورنہ اس کا بے کار ہونا یا نہ ہونا ضروری ہوگا کیونکہ کلی خود موجود نہیں ہوتی ہے بلکہ اپنی جزئیات میں نظر آتی ہے (اس کو یوں سمجھیں) (یعنی کسی چیز کا کوئی نام ہو تو وہ نام اسی چیز کے ساتھ نظر آتا ہے اس کے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے جیسے لکڑی ایک چیز کا نام ہے وہ صرف لکڑی ہی میں نظر آتا ہے لکڑی کے علاوہ یہ لفظ لکڑی کوئی چیز نہیں ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ اشیاء سے ظاہر ہوتے ہیں ان کے بغیر خارج میں کوئی وجود نہیں ہے)۔

بعض محققین کے کلام میں جو تعین کی نفی ہے یا اس جیسے دوسرے عنوان آتے ہیں اسے (ان کی) مراد بغیر قید کی نفی نہیں ہے بلکہ ان کی مراد مماثل (مشابہ) کی نفی ہے جس کی ممکن چیز کا متعین ہونا ہے (یعنی جب اللہ تعالیٰ کے کوئی مشابہ ہی نہ ہوگا تو ممکن چیز کا وجود ہی نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل ومشابہ ممکن ہی نہیں ہے تو اس کی نفی سے ممکن کی نفی ہوگی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مشابہ ممکن صفات سے پاک ہیں (کہ ان کی مشابہت کا امکان ہی نہیں ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تعین بھی ''لیس کمثلہ شیء'' (کہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے) کی طرح ہے۔

وسوسہ ریا کا علاج

حَالؔ: بعض لوگوں نے جو میرے کلام اللہ شریف کے حفظ کی کیفیت معلوم کی تو میری تعریف کی۔ میں نے

اس سے نفس میں ایک قسم کی بشاشت پائی اس وجہ سے مجھے اپنی نیت کے خلوص میں شبہ واقع ہوگیا ہے اور ارادہ کرتا ہوں کہ کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا شغل خلوص نیت حاصل ہونے تک ملتوی کر دوں آئندہ جیسا حضرت کا امر ہو۔

تحقیق: ہرگز ایسا نہ کیجئے بشاشت کی وجہ سے نیت میں خلوص کے نہ ہونے کا شبہ کرنا خود بھی غلط ہے ورنہ شیطان کو ہر عمل صالحہ کے چھڑا دینے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آئے گا کہ لوگوں سے تعریف کرا دی اور آپ کو شبہ میں ڈال دیا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس طرح لوگوں کے لئے عمل کرنا ریا ہے اسی طرح لوگوں کی وجہ سے عمل چھوڑ دینا بھی ریا ہے۔ (محرم الحرام ۳۶ھ تربیۃ السالک: ص ۴۲۰))

حال: بندہ کو نماز میں بہت وساوس ہوتے ہیں۔ ہر کار خیر میں خصوصاً نماز کے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے فلاں فلاں دیکھ رہا ہے اس لئے تیرا یہ فعل ریا ہے اور سمعہ (تعریف سننے کے لئے عمل کرنے) میں داخل ہے جو اکثر فرضی نماز کے علاوہ باقی افعال حسنہ کے چھوڑ دینے پر مجبور کرتا ہے علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: صرف کسی کے دیکھنے سے تو ریا نہیں ہوتی جب تک کہ عامل دکھانے کا ارادہ نہ کرے اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ارادہ اختیاری فعل ہے صرف دکھانے کا ارادہ بغیر اختیار کے آ جانا یہ ارادہ نہیں ہے۔ اس علم کو صحیح کرنا بھی اس خیال کا علاج ہے اور اس خیال کی چاہت پر عمل نہ کرنا یعنی طاعت کو ترک نہ کرنا اس کا مکمل علاج ہے۔

وسوسہ ریا و عجب کا علاج

حال: کبھی ذکر کرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کرے گا۔

تحقیق: (اس کا) ارادہ نہ ہو تو نقصان دہ نہیں۔

حال: اگر کوئی منہ پر تعریف کرتا ہے تو اچھا لگتا ہے اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: اگر یہ اچھا لگنا عقل کے اعتبار سے برا لگتا ہو تو نقصان دہ نہیں ہے۔

ناشکری کے وسوسہ کا علاج

حال: چوری ہوگئی ہے اس کا سوچنے سے بھی افسوس نہیں ہوتا کہیں یہ حق تعالیٰ کی ناشکری تو نہیں ہے۔

تحقیق: چوری کا حال حکیم...... صاحب سے سن کر چوری کا افسوس اور آپ کے استقلال (جمے رہنے) پر خوشی ہوئی ناشکری کا خیال عجیب ہے ناشکری جو بری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انعام کرنے والے سے تعلق نہ ہونے

کی وجہ سے ہو اور جو چیز انعام کرنے والے کے بہت ہی تعلق کی وجہ سے ہو وہ پسندیدہ ہے اگرچہ اس کا نام کسی کی اصطلاح میں ناشکری ہو وہ حقیقت میں ناشکری نہ ہوگی اگرچہ صورت کے اعتبار سے ہو۔

عجب کے وسوسہ کا علاج

حَالؒ: دوبارہ عرض ہے کہ یتیم خانہ کے اندر مسجد ہے۔ اس میں کوئی امام نہیں ہے۔ ایک حافظ اٹھارہ انیس پارہ کے ہیں۔ اکثر وہ پڑھاتے ہیں بلکہ میں بھی کہہ دیتا ہوں کہ نماز پڑھائیں۔ مگر وہ نماز کے مسائل وغیرہ کچھ نہیں جانتے نہ تجوید کے مطابق صحیح قرآن پڑھتے ہیں۔ اس لئے ان کے پیچھے نماز تو اکثر پڑھ لیتا ہوں مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ مسائل وغیرہ...... نماز وغیرہ سے ناواقف ہیں دوسرے الفاظ بھی اچھی طرح سے ادا نہیں ہوتے کہیں میری نماز تو خراب نہ ہو جاتی ہو اس سے تنگی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے خود نماز پڑھاتا ہوں مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس خیال سے تو اپنے کو ان سے اچھا سمجھنا پایا جاتا ہے۔

تحقیقؒ: نہیں اپنے کو اچھا سمجھنا لازم نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو دولت علم و قرآن کے صحیح پڑھنے کی عطا فرمائی ہے اس عطیہ سے جو اس کو عطا فرمایا ہے افضل سمجھنا لازم آتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ چونکہ وہ اپنی ذاتی صفت نہیں اس لئے اپنے کو اچھا سمجھنے کا لازم ہونا بھی نہیں۔

نماز میں قلبی پریشانی کا علاج

حَالؒ: نماز میں جس وقت لایعنی خیالات آئیں ان کو کس طرح دور کیا جائے۔

تحقیقؒ: ذکر و قرآن کے الفاظ کی طرف متوجہ ہو جانے سے خیالات بند ہو جاتے ہیں۔

حَالؒ: عیدالضحیٰ کے دو چار دن پہلے نماز و تلاوت و ذکر میں بہت جی لگتا تھا اور بہت دلچسپی اور فرحت محسوس ہوتی تھی لیکن یہ حالت صرف دو تین دن ہی تک رہی۔ میں نے چاہا تھا کہ حضور سے دعا کراؤں کہ دل ایسے ہی نماز وغیرہ میں لگتا رہے لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے کوئی عریضہ ارسال نہ کر سکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حالت آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی اور ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کی عشا کی نماز میں بالکل ہی جی نہ لگا اور جب نماز اور ذکر سے فارغ ہوا تو معلوم ہوا کہ بالکل زبردستی کام کیا گیا ہے۔

تحقیقؒ: کچھ حرج نہیں اعمال اگر راسخ ہو جائیں اور عادت و مداومت سے اگرچہ بتکلف ہو راسخ ہو جاتے ہیں تو احوال خود بخود جگہ پکڑنے لگتے ہیں کچھ غم نہ کیجئے کام کرتے رہئے۔

حَالؒ: بندہ کو ایک شکایت یہ بھی ہے کہ نماز و ذکر میں یکسوئی پوری نہیں ہوتی۔ خیالات آتے رہتے ہیں اگرچہ

میں اس کا یہ علاج کرتا ہوں کہ نماز میں الفاظ جان بوجھ کر ادا کرتا ہوں بلکہ معانی کو سوچتا ہوں اس میں زیادہ لطف آتا ہے جہاں معنی سمجھ میں نہیں آتے وہاں الفاظ ہی کو سوچتا ہوں مگر ایسا کرنے کے باوجود بھول ہو جاتی ہے۔ پھر وہی حالت لوٹ آتی ہے پھر بھول ہو جاتی ہے۔ غرض ایک نماز میں کئی کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے مگر میں اس کو بھی اپنی کم ہمتی سمجھتا ہوں کیونکہ جب اس کا حکم ہے تو ضرور اختیاری فعل ہے اس کی بھی اصلاح اور مناسب ہدایت فرمائیں۔

تحقیق: درمیانے طریقے سے اس کی بھی تدبیر جاری رکھیں زیادہ مبالغہ کرنے سے طبیعت تنگ ہو جاتی ہے پھر کام سے جی چرانے لگتا ہے۔

حال: کمترین اس عمل کو بفضلہٖ تعالیٰ پڑھے جاتا ہے لیکن کمترین اس سے نہایت درجہ مجبور ہے کہ پڑھتے وقت دل الجھتا ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ بس جلدی سے پڑھ کر ختم کرو اس سے طبیعت کو بہت ہی زیادہ تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق: پریشانی کی بھی پروا نہ کریں جس طرح ہو پورا کرلیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ذکر کرنے کی برکت سے یہ پریشانی خود جاتی رہے گی اطمینان رکھیں۔

سوال: احقر کو جو کچھ اذکار پڑھنے کے واسطے فرمائے گئے تھے وہ بفضلہٖ تعالیٰ روزانہ اوقات معینہ پر بلاناغہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات قابلِ گزارش نہیں معلوم ہوتی کہ نماز میں کسی طرح یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ یکسوئی کے لئے جتنی کوشش کی جاتی ہے اتنی ہی خیالات کی زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ اکثر ان خیالات کی وجہ سے نماز میں سہو ہو جاتا ہے۔ اس وقت طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ اپنا سر زمین پر دے ماروں۔

جواب: یہی تو غلطی ہے کہ زیادہ کوشش کی جاتی ہے کیونکہ اس سے طبیعت پریشان ہو کر خطرات (خیالات) بڑھ جاتے ہیں ہلکی توجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ یکسوئی ہو جائے گی۔ اگر اس کے باوجود بھی پوری کامیابی نہ ہو تب بھی اطمینان رکھیں چند دن میں اس طریقے سے ضرور ہوگی۔

حال: حضرت (کاتب خط ہذا مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم کے مرید ہیں۔ اور اب ذکر و شغل وغیرہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی زید فیوضہم کے مشورہ سے کرتے ہیں۔۱۲) مرشدنا رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم فرمایا اس کو عرض کرتا ہوں اور اس سے جو حالتیں پیدا ہوئیں اسے بھی عرض کرتا ہوں اور اب جو موجودہ حالت ہے اسے بھی عرض کرتا ہوں۔ آٹھ مہینے سے دکان پر بہت کم بیٹھنا ہوتا ہے۔ صرف صبح کو دو تین گھنٹہ کے

لئے جاتا ہوں دن بھر سوداگر کی مسجد کے ایک حجرہ میں تنہا پڑا رہتا ہوں۔ تنگی معاش بھی گوارا کی۔ مگر روز بروز ذاتی حالت میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ سخت پریشان ہوں۔

تحقیق: ذوقی حالت کے باقی رہنے یا زیادہ ہونے کی فکر کرنا ہی پریشانی کی بنیاد ہے کیونکہ وہ غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری کے ساتھ ارادہ کا تعلق ناممکن ہے اور ناممکن کی فکر کرنا یقیناً پریشانی ہے۔

حال: بندہ کو ہمیشہ خدا کے فضل سے نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اب ایک ایسی ہلاک کرنے والی حالت میں مبتلا ہے کہ اس کے تصور سے بھی جی گھبراتا ہے۔ فرائض و واجبات بہت ہی تکلیف کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں مگر نوافل ارادہ کے مطابق مثلاً بجائے ۱۲ رکعات کے ۶ رکعات بھی ادا کرنا مشکل ہو جاتے ہیں۔ اب اس کی وجہ سے احقر کو سخت پریشانی اور ناامیدی ہے۔ امید ہے کہ حضرت والا دعا اور علاج فرما کر تشفی فرمائیں۔

وہ یہ ہے کہ جب نماز کی نیت باندھ کر قرات پڑھنا شروع کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز نے زبان کو پکڑ لیا اور بہت ہی بھاری ہو جاتی ہے اور سانس بھی بہت چھوٹا ہو جاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی آیت بھی کبھی آخر تک تمام کرنے میں بے حد تکلف کرنا ہوتا ہے ورنہ سانس ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ حرفوں کو اپنے مخارج سے نکالنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ آخر کار قلب میں گھبراہٹ پیدا ہونے لگتی ہے پھر اس سے طبیعت بھی بے چین ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت جہری نمازوں کے مقابلے میں سری نمازوں میں زیادہ محسوس ہوتی ہے اسی طرح تلاوت قرآن مجید میں بھی بہت دیر لگتی ہے۔

تحقیق: اس کا سبب باطن کے واردات نہیں ہیں بلکہ ضعف قلب ہے کہ قید سے گرم ہو کر پریشان ہونے لگتا ہے نماز میں دوسری طاعات کے مقابلے میں قید زیادہ ہے اس لئے اس پریشانی کا اثر اس میں ظاہر ہوتا ہے اور سری میں اور زیادہ قید ہے کہ آواز کو بند کرنا ہوتا ہے جس سے دل میں رکاوٹ تلاوت میں بھی دوسرے افکار کے مقابلے میں قید زیادہ ہوتی ہے۔ پس اس کا علاج کسی طبیب کے مشورہ سے ہے۔

حال: دوسرے یہ بات ہے کہ جو نمازیں میں پڑھتا ہوں بہت سی نمازیں ایسی ہوتی ہیں جن میں خلوص نہیں ہوتا ہے۔ امید کہ حضور اس کے بارے میں بھی کچھ بتائیں تا کہ میری نمازیں سچے دل کے ساتھ ہوں۔

تحقیق: آپ صدق وخلوص کے کیا معنی سمجھتے ہیں۔

حال: چونکہ حضور میرے پیر و مرشد ہیں اس وجہ سے حضور سے امید کامل ہے کہ کچھ وظائف ایسے بتائیں جن کی وجہ سے میرے دل کی سیاہی دور ہو جائے اور مجھے نجات مل جائے۔

تحقیق: آپ کے ذہن میں سیاہی کی حقیقت کیا ہے۔

حَالؒ: یہ عاصی گنہگار ایک نظر عنایت کا امیدوار ہے۔ ایک عرصہ سے ذات والا سے (خداوند کریم اس کو دیر گاہ قائم رکھے) قلبی تعلق رکھتا ہے لیکن نفس کے ہاتھوں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ صحیح ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی للہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس نفس سے مغلوب کو گمراہی کے گڑھے سے نکال کر راہ ہدایت دکھائے اور ذوق عبادت عطا کرے۔ حضور والا! میری حالت کی تبدیلی افسوس کے قابل ہے۔ پہلے میں کچھ کم ذکر اسم اللہ کیا کرتا تھا اور اس وقت قلب بہت ہی خوش رہتا تھا۔ باقی نماز وغیرہ جس طرح اب پڑھتا ہوں اور مناجات مقبول کا ورد جیسے اب ہے پہلے بھی تھا۔ کسی میں کچھ زیادتی نہ تھی لیکن اس وقت کی حالت یہ تھی کہ میں اس کا منتظر رہتا تھا اور دل یہ چاہا کرتا تھا کہ نماز کا وقت جلدی آئے تاکہ کام سے چھٹی پا کر نماز پڑھوں اور افضلیت اور شوق اس کا تھا۔

اب یہ حالت ہے کہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو یہ جی چاہتا ہے اور دل کہتا ہے کہ کہیں جلد ختم ہوتا کہ فلاں کام کروں اور بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہوں تو ریا اور خود نمائی کا خیال ساتھ رہتا ہے۔ گھر میں پڑھتا ہوں تو جی اچٹتا ہے۔ غرضیکہ کسی طرح جی نہیں لگتا ہے۔ ذکر کرنے کا بھی کئی دفعہ ارادہ کیا لیکن خدا جانے کیا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت ڈرتا ہوں۔ نیند کا نہایت غلبہ ہوتا ہے اور کسی طرح استقلال نہیں ہوتا۔ حضرت کوئی وظیفہ اپنی زبان مبارک سے عطا فرمائیں جس سے نفسانی وساوس دور ہوکر اطمینان قلب وعبادت کا ذوق حاصل ہو۔

تحقیق: کسی خاص وظیفہ میں کوئی ایسا خاص اثر نہیں کہ اس سے عبادت میں جی لگنے لگے۔ اسی طرح اس کی اور بھی کوئی تدبیر نہیں۔ اسی لئے محققین کی تعلیم ہے کہ اس (جی لگنے) کا انتظار نہ کرے کام میں لگا رہے۔ جتنی توجہ ہمیشگی کرنا اختیار میں ہے اس میں کوتاہی نہ کرے بس اسی پر تمام برکات حاصل ہو جاتے ہیں جو اس وقت سمجھ میں بھی نہیں آ سکتے حاصل ہونے کے بعد نظر آ جائیں گے۔

حَالؒ: مگر نقص یہ ہے کہ اکثر نماز میں خیالات وخطرات دل میں آتے ہیں تربیۃ السالک کے مطالعہ سے سمجھ میں آ گیا کہ خیالات کو دل میں آئیں تو روکنے کی کوشش کریں۔

تحقیق: لیکن کوشش میں مبالغہ نہ کریں اعتدال رکھیں اور اعتدال ہر شخص کا الگ ہے جس (کوشش) میں مشقت زیادہ ہو یا اصل مقصود میں رکاوٹ ہونے لگے وہ اس شخص کا اعتدال نہیں اس سے بھی ہلکی پھلکی کوشش کریں۔

حَالؒ: لیکن اگر وہ خیالات خود بخود آ جائیں تو اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے اور یہ بھی ارشاد ہے کہ ایک ایک لفظ

سوچ سوچ کر توجہ سے پڑھیں۔ ایسا کیا گیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر پڑھنے میں خاکسار بھول جاتا تھا اور نماز میں بھول ہوتی تھی۔ شاید اس کا سبب جسمانی کمزوری ہے۔

تحقیق: اس کا جواب بھی اوپر ہو چکا کہ توجہ میں اعتدال رکھیں اعتدال کی تفصیل و تعیین ہر شخص حقیقت معلوم ہونے کے بعد اپنی حالت کے مناسب کر سکتا ہے۔

حال: اگر نماز جلدی سے پڑھ لیتا ہوں تو نماز درست ادا ہوتی ہے مگر پوری توجہ نماز میں نہیں رہتی اور اگر آہستگی اور توجہ سے ادا کی جاتی ہے تو اکثر بھول ہوتی ہے۔

تحقیق: ہر شخص کے لئے پورا درجہ الگ ہے یعنی بالکل بے توجہی کے اعتبار سے وہ کام ہو۔

حال: طبیعت میں دوسرا نقص یہ ہے کہ جس وقت خاکسار نماز یا تلاوت قرآن شریف یا کوئی بھی ورد و وظیفہ شروع کرتا ہے تو دل میں پہلے بہت ہی شوق ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ کچھ عرصہ تک اگر یہ شغل جاری رہے تو بہتر ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں طبیعت گھبرانے لگتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ اگر اس کو ختم کر لوں تو اچھا۔

تحقیق: جب زیادہ گھبرانے لگے تو جلدی ختم کر دیا جائے یہ عذر ہے اور عذر میں احکام میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

حال: ان دونوں عیوب کی وجہ سے بندہ اکثر پریشان رہتا ہے خاکسار اس بارہ میں ارشاد والا کا منتظر رہے گا۔

تحقیق: پریشانی کی کوئی وجہ نہیں "لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا" (اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے ہیں) اور ہر شخص کی طاقت و برداشت الگ الگ ہوتی ہے اوپر کی تفصیل کافی ہے۔

حال: اپنے ایک مرض کا حال آج خاص طور سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے اس کو لوگ دل کی کمزوری یا اختلاج قلب کہتے تھے آج کل عام طور پر اعصاب کی کمزوری کہتے ہیں۔ رنج و راحت خوشی و غم کی ہر شے سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہوں دین و دنیا کے ہر کام میں گھبرایا سا رہتا ہوں۔ ہر بات میں جلد بازی بے چینی رہتی ہے طمانیت قلب و سکینہ جس کو کہا جاتا ہے۔ اس سے بالکل محروم ہوں۔ خواہ وقت کافی موجود ہو اور کوئی خاص کام بھی نہ ہو لیکن نماز و ذکر وظیفہ وغیرہ کو اس طرح جلدی کے ساتھ ختم کر دینا چاہتا ہوں کہ جیسے کوئی آفت آ رہی ہے۔ مدتوں سے ارادہ کرتا ہوں کہ توجہ و یکسوئی کچھ پیدا ہو لیکن بس یہ ارادہ ایک آدھ وقت یا ایک آدھ رکعت سے زیادہ باقی نہیں رہتا ہے بار بار ارادہ کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔

حدیث نفس اور وساوس اور خیالات ہر وقت کثرت سے رہتے ہیں۔ اس میں لذت لئے رہتا ہے۔ ایک حصہ تو ضعف قلب و جسمانی کمزوریوں کا بھی اس مرض میں شریک معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں کئی چیزیں گذشتہ

سیاہ کارانہ زندگی کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے بہت سی باتوں سے توبہ کی توفیق مرحمت فرمائی۔ لیکن قلب کی راحت وطمانیت سے محرومی مسلسل ہے۔ بس اب ایک اعلاج یہی سمجھ میں آتا ہے کہ کچھ دنوں کے لئے اپنے کو حضرت مرشد (ایک اور بزرگ سے بیعت ہیں مگر میرے ساتھ بھی ان ہی جیسا معاملہ رکھتے ہیں اس لئے ان کا مضمون تربیۃ میں درج ہوا۔۱۲ اشرف) اور حضور کے آستانہ پر لا ڈالوں۔

تحقیق: میں نے یہ تمام حال بے حد دلچسپی سے پڑھا ہے اس کا حل تو خود آپ کے اس رسالہ میں موجود ہے۔ آپ کیوں مذہب وفلسفہ کو مخلوط کرنا چاہتے ہیں۔ مذہب نے اعمال وعقائد کا مکلّف بنایا ہے اصطلاحی (یعنی جیسے لوگ ان ناموں سے جانتے ہیں وہ) طمانیۃ وسکینۃ وتوجہ ویکسوئی نہ مقصود ہے نہ اس کے انتظار کی اجازت ہے نہ بے چینی وحدیث نفس وخیالات نہ نقصان دہ نہ مقصود ہیں نہ ان کے ختم کرنے کا حکم ہے۔ یہ سب طبعی اور نفسانی کیفیات ہیں جن کے وجدان وفقدان (ہونے اور نہ ہونے) کی تحقیق اور ان کے اسباب کی باریکی فلسفی بحث ہے۔ لیکن یہی چیزیں کبھی روح کی بھی صفات ہوتی ہیں جن میں مادہ کا اشتراک نہیں ہوتا اور وہ بے شک مطلوب ہیں اور طاعات پر ضرور حاصل ہو جاتی ہیں آہستہ آہستہ ہی سہی لیکن ان کا رنگ ان طبعی کیفیات سے بالکل الگ ہوتا ہے اور وہ روحی اطمینان اس طبعی بے اطمینانی کے ساتھ اور روحی سکون اس طبعی بے چینی کے ساتھ اکٹھا ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے اور آپ میں بھی اکٹھا ہے۔

دلیل: اگر خدا کی راہ میں آپ کی جان کا مطالبہ ہونے لگے اور مطالبہ کے صحیح ہونے میں کوئی اجتہادی شبہ بھی نہ رہے کیا اس وقت آپ کی رائے میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوگی یا آپ اپنے لئے یقینی فیصلہ کرلیں گے کہ جان حاضر کر دینا چاہئے کہ وسوسہ کے درجہ میں اس صورت میں بعض مصالح کا فوت ہونا بھی سامنے آجائے مگر وہ آپ کے اس عزم کو ضعیف نہیں کرسکتا یہ ہے وہ اطمینان جو روح کی صفت ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ (آپ کو) حاصل ہے۔ لیکن جن کیفیات کو آپ نے مفقود لکھا ہے اور ان کے ضدوں کو موجود لکھا ہے ان کا تعلق مادی راحت اور مادی تکلیف سے ضرور ہے تو اس کا معالجہ طبی مسئلہ ہے دینی مسئلہ نہیں اور نہ ان کیفیات طبعیہ میں گناہوں یا طاعات کا کچھ دخل ہے۔ بہت ممکن ہے اور حقیقت بھی ہے کہ ایک مطیع کو یہ پسندیدہ کیفیات حاصل نہ ہوں اور ایک عاصی بلکہ کافر کو حاصل ہوں جب مقصود وغیر مقصود میں فرق معلوم ہوگیا تو غیر مقصود کے لئے کیوں سفر کیا جائے۔ (یعنی میرے پاس غیر مقصود کے لئے کیوں آیا جائے)۔

حال: ذکر اور ذکر کے علاوہ میں وساوس بہت کثرت سے آتے ہیں۔ بہت ہی ہجوم رہتا ہے اور کبھی تو بڑے ناپاک وساوس آتے ہیں۔ اس سے پہلے تو یہ حالت نہیں تھی۔ مگر حال ہی میں پیدا ہوئی ہے حالانکہ میں نہ اس

طرف خیال کرتا ہوں نہ پریشان ہوتا ہوں مگر ذکر میں یکسوئی وسکون حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت والا کے ارشادات میں تو یہی لکھا ہے کہ جان بوجھ کر نہ لائے اور اگر ارادے کے بغیر آئیں تو پریشان نہ ہو یہ نقصان دہ نہیں مگر اس سے نشاط ذکر تو فوت ہوتا ہے اور اس وقت بڑی نفرت معلوم ہوتی ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ وساوس نہ آئیں اس کے لئے کیا کروں دعا بھی فرما دیجئے۔

تحقیق: غیر اختیاری امور کے لئے صرف دعا ہی طریقہ ہے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ نشاط مقاصد میں سے نہیں ہے۔

حال: ذکر میں مختلف حالات ہوتے ہیں کبھی غفلت ہوتی ہے کبھی ضعف ہوتا ہے کبھی شوق ہوتا ہے ہوشیاری ہوتی ہے۔ غفلت کی حالت میں ذکر ہوتا ہے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اللہ کس کو کہتے ہیں اور اس حالت میں دعا بھی نکلتی ہے۔ جب ہوش آتا ہے تو اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ وحدہ لاشریک کا نام لے رہا ہوں اس سے دعا مانگ رہا ہوں پھر طبیعت خوش ہو جاتی ہے کہ الحمد للہ غیر کا نام نہیں لیا گیا اور نہ غیر سے دعا مانگی گئی ہے۔ ایسی حالت بہت کم ہوتی ہے ایک حالت پر قلب نہیں رہتا۔

تحقیق: ایک حالت پر تو بڑوں بڑوں کا قلب نہیں رہتا جیسے حسی (محسوس کی جانے والی) چیزوں میں چلنا ہے کہ ہر قدم پر چلنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے مگر چلنے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح شرعی باتوں (کی بھی حالت ہے اور شرعی باتوں میں ایک) ذکر ہے اگر چہ ہر لفظ پر توجہ نہ ہو مگر ابتدا کا ارادہ بڑھ کر ثمرہ کو مرتب کر دیتا ہے ہاں جان بوجھ کر توجہ کو غیر کی طرف نہ پھیرا جائے جیسا کہ جان بوجھ کر چلنے کو غیر کی طرف پھیرنے سے پہنچنے میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

حال: اس وقت کوئی خاص بات گزارش کے قابل نہیں۔ جو کمترین کو پڑھنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وہ برابر روزانہ بفضلہٖ تعالیٰ پڑھتا ہوں مگر اس وقت تک یکسوئی نہیں ہوتی ہے جس کی وجہ سے کبھی پریشانی ہوتی ہے یہ اپنی بدقسمتی ہے۔

تحقیق: یکسوئی پر نظر نہ کیجئے کہ غیر اختیاری ہے غیر اختیاری کے پیچھے پڑنا ایسے بوجھ کے اٹھانے کا ارادہ کرنا ہے جس کو اٹھا نہ سکتا ہو جو ہر طرح ممنوع ہے۔ عمل کرتے رہئے کہ اختیاری ہے اور اصل مقصود میں اسی کو دخل بھی ہے نہ کہ غیر اختیاری باتوں کو دخل ہے۔ بالکل مطمئن ہو کر کام میں لگے رہئے ہاں حالات سے اطلاع دیتے رہئے میں دعا کرتا ہوں۔

حال: بفضلہٖ تعالیٰ نماز میں کبھی کبھی خشوع ہو جاتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور جس روز نہیں ہوتا ہے دل بہت پریشان ہوتا ہے دو دو تین تین مرتبہ فرض کو لوٹا تا ہوں۔ اس سے کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔ دعا کیجئے اور اس کا کوئی علاج تجویز کر دیجئے۔

تحقیق: ایسا نہ کریں اس کے تدارک کے لئے کچھ نوافل پڑھ لیا کریں۔

حال: ذکر میں جب کبھی دل نہ لگتا تھا تو دل کو پریشانی ہوتی تھی کہ کیا وجہ دل نہ لگا اسی سوچ میں پڑ جاتا تھا۔ ایک روز یہ خیال آیا کہ دل نہ لگنے کی بہت سی صورتیں ہیں کبھی تو کسی کام کے تعلق کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے، کبھی بدن کے کسی عضو میں کچھ مرض ہوتا ہے جس کی وجہ سے دل کو بھی پریشانی ہوتی ہے، کبھی بھوک کبھی کسی گناہ کا ارتکاب ان اسبابوں میں سے جس کو دور کرنا اس کے اختیار میں ہوا سے دور کر کے ذکر میں مشغول ہونا چاہئے۔ مثلاً گناہ ترک کر کے توبہ واستغفار کر کے ذکر میں مشغول ہو بھوک ہو کھانا میسر ہو کھالے تعلق اگر ناجائز ہے چھوڑ دے پھر ذکر میں مشغول ہوا گر اس پر بھی دل نہ لگے تو کچھ پروانہ کرے ذکر کو مقصود سمجھ کر پورا کر لے انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی برکت سے (جو باتیں مقصد نہیں ہیں اور پسندیدہ ہیں) وہ بھی حاصل ہو جائیں گی۔ میرے مولا میرے ان خیالات کی تصحیح فرمائیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی صحیح علوم واعمال ہیں۔

حال: نماز میں خیال جب دوسری طرف جانے لگتا ہے تو یہ سوچ کر دل کو پھیر لیتا ہوں کہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ اللہ میاں نے بات کرنے کو توفیق دے اور تم دوسری طرف متوجہ ہوئے۔ نماز کی سنتوں کے ادا کرنے میں جو کوتاہی ہوتی ہے تو یہ کہہ لیتا ہوں کہ خارجی سنتوں کے ادا کرنے کی پابندی کرتے ہو اور بڑی عبادت نماز اس کی سنت میں کوتاہی۔ اس کی بھی تصحیح فرمائیں۔

تحقیق: صحیح وصحیح۔

حال: ذکر میں پہلے جیسی دلجمعی اور دلچسپی نہیں ہوتی ہے خیالات منتشر ہوتے ہیں۔ جو دھیان اللہ تعالیٰ کی جانب پہلے رہتا تھا کہ گویا میں اللہ تعالیٰ سے بات چیت کر رہا ہوں اور محبت میں بار بار پکار رہا ہوں اور وہ سن رہے ہیں۔ جس سے عجیب کیفیت اور لطف حاصل ہوتا تھا۔ جس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا تھا مبارک ہو مگر اس کو نعمت سمجھو مگر کمال نہ سمجھو۔ حضرت پہلے جیسی یکسوئی گم ہونے سے دل کو بہت فکر اور پریشانی ہے للہ کوئی علاج فرمائیے۔

تحقیق: یہ بھی دوسری نعمت ہے جس کا نام مجاہدہ ہے یہ پہلے سے زیادہ نفع دینے والی ہے اگرچہ زیادہ مزہ والی نہ

ہو۔

حَال: ذکر کی طرف (اللہ رحم فرمائیں) میل بہت کم ہے تسبیح کا بالکل شوق نہیں ہے اس کی پابندی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: دو عمل اور ہیں نوافل اور قرآن۔ ان میں سے بھی کسی میں دل لگتا ہے یا نہیں۔

حَال: نماز میں جو شیطان ایسے خیالات لاتا ہے اس کا کیا کروں؟ نماز میں تو اتنی باتیں سوچنے کا موقع نہیں اگر نماز میں نفس سے یہ بات کہوں تو پھر نماز نہیں ہوگی یہ بات تو فرصت میں ہو سکتی ہے۔

تحقیق: نماز میں اتنا کافی ہے کہ جہنم کا تصور کر لیا جائے۔

حَال: احقر نے اپنا ایک حال لکھا تھا۔ وہ یہ کہ جب زراعت کی فصل کم ہو اور روپیہ پیسہ کی تنگی ہو تو دل پریشان ہو جاتا ہے اور اس کا اثر عبادت تک پہنچتا ہے۔ اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا ہے۔ کیا اثر پہنچتا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ یہ اثر پہنچتا ہے کہ دل کی شدید بے چینی کی وجہ سے نماز وغیرہ میں دل کو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی بلکہ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ تحریمہ کے وقت زبان سے گویا یہ بات نکلتی ہے۔

ع فرزندم مداد با خورد چہ

ترجمہ: ''میری اولاد کل کیا کھائے گی۔''

مگر حضرت والا کے اس سوال مبارک سے (کہ کیا اثر پہنچتا ہے) احقر کے دل کا خطرہ دور ہو گیا وہ یہ کہ معیشت کی تنگی کی وجہ سے دل کا پریشان ہونا یہ طبیعت کی کمزوری کا اثر ہے۔ بعض آدمیوں کی طبیعت ایسی ضعیف ہوتی ہے یہ توکل کے خلاف نہیں اور یہ بے اختیاری بات ہے۔ ایسے ہی عبادت میں اس کی وجہ سے دل کا یکسو اور حاضر نہ ہونا بھی غیر اختیاری ہے لیکن ان پریشانیوں کو نماز وغیرہ میں اختیار سے لانا اور خیال کو جما کر باقی رکھنا یہ حضور قلب کے خلاف ہے کیونکہ اس کا دور کرنا اختیاری ہے اور بندہ اختیاری افعال کا مکلف ہے اور بلا اختیار کے آ جانا بلا تصور اور باقی رکھنے کے یہ غیر اختیاری بات ہے بندہ اس کا مکلف نہیں اس لئے اس کا علاج بھی نہیں کیونکہ علاج اختیاری امراض کا ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں۔ اب پوچھنے کی بات یہ ہے کہ احقر کی یہ رائے ٹھیک ہے یا نہیں۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حَال: ارادہ تھا کہ تابعدار کچھ حال اپنا عرض کرے مگر میرٹھ اور دیوبند میں جو وعظ حضور والا نے فرمائے تھے ان میں اکثر اپنے سوالوں کا جواب پا کر خاموش ہو رہا۔ آج طبیعت کو زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ تردد مایوسی کے قریب

پہنچا لہٰذا ایسی حالت میں اگر حضور سے عرض حال نہ کروں تو کیا کروں۔ پریشانی اور تردد کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ تمام معمولات اوقات کی حفاظت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر قلبی حالت میں کسی قسم کا ذوق محسوس نہیں ہوتا جو بات پہلے دن سے تھی آج بھی ہے۔ خطرات (خیالات وساوس) میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

تحقیق: اس سلوک کے راستے میں پہلی شرط تلقین کرنے والے (شیخ) پر یقین ہے۔ بندہ نے بار بار عرض کیا کہ مقصود اس تمام تر جدوجہد سے رضائے حق ہے جس کا حصول دنیا میں اور ظہور اس کا آخرت میں ہوتا اور دوسرے حالات جن کے مطلوب ہونے کی طرف گرامی نامہ میں ارشاد ہے وہ مطلوب نہیں قال الرومی ؎

روز ہاگر رفت گو رو باک نیست ❁ تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

ترجمہ: ''دنوں کے گذر جانے پر حسرت اور افسوس نہیں کرنا چاہیے اگر گئے تو بلا سے گئے عشق جو اصلی دولت ہے اور سب خرابیوں سے پاک ہے اس کا رہنا کافی ہے۔'' (خطبات حکیم الامت ۱۱/ ۴۸)

نواں باب

متفرقات کے بیان میں

تنخواہ لینے میں مصلحت

حال: جب حضرت اس دیار میں رونق افروز نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے اس خادم نے موروثی کے کھانے سے اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں توبہ کی اور دعائے استقامت کی اور بفضلہ تعالیٰ و برکت حضرت اعلیٰ اب تک استقامت حاصل ہے۔ حضرت بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک مستقیم رکھیں۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ اب میں گھر میں نہ رہوں گا کہیں جا کر ملازمت کروں گا جس سے اپنی ضرورتیں پوری ہوں۔ یہ سن کر حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میں تم کو اپنی تنخواہ سے کھلاؤں گا اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کروں گا تم ہمارے سامنے رہو اگر نہ رہو گے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا دامن پکڑوں گا اور حضرت والدہ صاحبہ بھی بہت رونے دھونے لگیں۔

اس اصرار پر میں مکان ہی پر رہ گیا مگر مکان پر نہیں گاؤں سے باہر میدان میں ہوں مگر اس خیال سے کہ میرا بار حضرت والد صاحب پر نہ پڑے ایک چھپر ڈال لیا اس میں کچھ لڑکوں کو پڑھاتا ہوں۔ خیال یہ ہے کہ جو لڑکے صاحب وسعت ہیں ان سے تنخواہ لوں اور غریبوں کے لڑکوں کو مفت تعلیم دوں اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ کسی سے کچھ نہ لوں خالص متوکل رہوں جو دے اس سے لے لوں اور جو نہ دے اس سے نہ مانگوں اور منتظر کسی کا بھی نہ رہوں۔ اس میں حضرت اپنی رائے جو میرے مناسب ہو تحریر فرمادیں۔

تحقیق: فی الحال پہلی صورت مناسب ہے اس میں مصلحت ظاہری ظاہر ہے۔ اور مصلحت باطنی عجب کی روک تھام ہے پھر چند دن دوسری صورت کے لئے مشورہ کرلیا جائے گا۔

مزاروں کی زیارت سے نفع کی امید

حال: آج بتاریخ ۱۴ جمادی الثانی کو بندہ تہجد کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا ذکر کر رہا تھا کہ ذرا غنودگی سی ہوئی کیا دیکھتا ہوں میں کسی بزرگ کے مزار پر گیا ہوں اور میں نے صاحب مزار کی طرف کچھ تصور کیا تو دیکھا کہ وہ مزار

بہت ہی نور علی نور ہے۔ اس کو دیکھ کر قلب کو بہت ہی راحت ہوئی مگر یہ معلوم نہیں کن حضرت کا مزار ہے۔ حضور والا! یہ کیا بات تھی؟۔ بندہ کو پہلے تو مزارات پر جانے کا شوق بھی نہیں ہے اور اگر کبھی دل چاہتا ہے تو کبھی عصر کی نماز کے بعد حضرت حافظ صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے مزار پر چلا جاتا ہوں۔ مگر حضور والا یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ اگر صاحب مزار کی طرف خیال کرتا ہوں تو قلب کو کچھ اس طرف کھینچ سی ہوتی ہے اور کچھ راحت سی بھی ہوتی ہے اور اس وقت طبیعت چاہتی ہے۔ حضرت والا! کیا اس کی اجازت ہے یا نہیں۔

تحقیق: ہاں! نفع کی امید ہے۔

شدید ضرورت میں پیشاب سے خارجی علاج

حال: پہلے بھی کئی طبیبوں نے بتایا تھا اور اب پھر دوسرے طبیب بہت زور کے ساتھ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ اجابت کے وقت اپنا پیشاب کسی برتن میں لے لے پھر فارغ ہونے کے بعد اس پیشاب سے بواسیر کے مسوں کو دھوئے پھر کچھ دیر بعد پانی سے استنجا کرلے تو مسے نہیں رہیں گے۔ اول تو طبیعت کی نفاست کے خلاف ہے دوسرے انسان کے جزو بدن سے نفع حاصل کرنا ناجائز ہے دل تو ہرگز نہیں چاہتا لیکن طبیب اپنا بار بار کا تجربہ بتاتے ہیں اس لئے کچھ خیال ہوتا ہے اگر حضور اجازت دیں تو اسے بھی کر کے دیکھوں۔

تحقیق: ایسی شدید ضرورت میں گنجائش ہے۔

تعریف مشاہدہ و معائنہ

حال: مشاہدہ کسے کہتے ہیں۔

تحقیق: التفات الی الصفات (صفات کی طرف توجہ کرنے کو کہتے ہیں)۔

حال: اور معائنہ کسے۔

تحقیق: التفات الی الذات (ذات کی طرف توجہ کرنے کو کہتے ہیں)۔

حال: اور ان دونوں میں کیا فرق ہے اگرچہ حضور کے حاصل ہونے کے بعد ترقی کے بہت راستے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے یا نہیں کہ تصور اسم ذات میں خوب ملکہ و بے تکلفی پیدا کرنا۔

تحقیق: یہ بعد حضور نہیں ہے عین حضور ہے۔

اوقات کو مقرر کرنے اور حفاظت کرنے کی تعلیم

حال: کالج میں کام کرتے کرتے اکثر یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ اگر یہی وقت وظائف وغیرہ میں صرف کروں

تو ایمان سنور جائے موت کے بعد دنیا کس کام آئے گی خصوصاً جب کوئی کام دینی کر رہا ہوتا ہوں اور اس وقت کالج کا کام یاد آجائے تو بڑی بدمزگی سے دین کا کام چھوڑ کر کالج کے کام میں لگ جاتا ہوں۔ اس وقت یہ خیال زیادہ تنگ کرتا ہے کیا کروں کیا مناسب ہے کہ کالج کے کام کی پرواہ نہ کر کے اپنے حقیقی کام میں مشغول رہا کروں۔

تحقیق: سب جائز کاموں کا وقت مقرر کیجئے۔

حال: اپنی کیفیت کہتے ہوئے شرم آتی ہے مگر اطلاع کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ جس دن تھانہ بھون سے حضور کے ساتھ کاندھلہ جا رہا تھا۔ یہ کیفیت تھی جتنا بھی زیادہ ممکن ہو اللہ کا ذکر کروں۔ چنانچہ بتوفیق الٰہی اللہ کا ذکر خفی کرتا رہا۔ کاندھلہ پہنچ کر ذکر بالکل جاتا رہا۔ دہلی میں تو اللہ کی پناہ ہے حالت ہی بگڑ گئی اگرچہ حالت بنی ہی کیا تھی کہ بگڑتی۔ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ ایک ذکر سے جو رغبت ہوگئی تھی دل یہ چاہا کرتا تھا کہ رات اور دن ذکر اللہ کرتے رہو اب بالکل نہیں ہے اور اللہ پاک سے جو ایک محبت معلوم ہوتی تھی وہ بالکل جاتی رہی یقینی طور پر ذرہ برابر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ مجھے ارتداد کا خوف ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ہو گیا ہوں۔

اسی طرح اسلام سے بھی کوئی شغف نہیں معلوم ہوتا۔ حضور دعا فرمائیں کہ اسلام پر قائم رہوں اور راہ حق کے خلاف نہ چلوں۔ "اللھم ثبت قلبی علی دینك اللھم ثبت قلبی علی طاعتك ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمة انك انت الوھاب." حالت بہت ہی خراب ہے جس کا بیان مشکل ہے نہایت بے رغبتی سے نماز وغیرہ ہوتی ہے ذکر و نفل پڑھنے کو طبیعت بالکل نہیں چاہتی اللہ رحم کرے میرے حال پر حضور دعا فرما دیں ہلاکت کے قریب ہو گیا ہوں۔ "اللھم احینی مسلما وامتنی مسلما واحشرنی فی زمرة المسلمین."

تحقیق: یہ خیالی پریشانی ہے اس کا سبب اوقات کو مقرر نہ کرنا ہے جو مبتدی کو بہت نقصان دہ ہے اور اس اوقات کے مقرر نہ ہونے کا سبب سفر ہے۔ اسی واسطے اہل طریق نے مبتدی کے لئے سفر کو نقصان دہ کہا ہے آپ بتکلف اوقات مقرر کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ شکایت بہت جلد دور ہو جائے گی۔

رسالہ تبلیغ دین میں کچھ مبالغہ ہے

حال: تبلیغ دین میں جو امراض لکھے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہی کوئی مرض ہو جس میں یہ غلام مبتلا نہ معلوم ہوتا ہو پورے طور سے الحمد للہ نہیں تو جزوی طور سے یقیناً ہے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: امید غالب رکھیں تبلیغ دین میں کچھ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ یہ رائے طبیب کی ہے "بقول بمرگش بگیر تا بہ تپ راضی شود" یعنی مرنے کے لئے پکڑ تا کہ بخار پر راضی ہو۔ یا حال ہے۔

جو قرض آسانی سے ادا ہو سکے مضائقہ نہیں

حال: جناب والا کی زیارت اگرچہ بیداری میں تاحال نصیب نہ ہوئی لیکن خواب میں کئی بار کر چکا۔ آنحضور کی ذات سے چند روز سے کچھ ایسی محبت ہوگئی کہ طبیعت ہر وقت بے قرار رہتی ہے۔ ہاں معمولات کے وقت میں ذات خداوندی کا تصور رہتا ہے۔ فراغت میں اس محبت کے تقاضا سے اتنی سخت کشش ہوتی ہے کہ جی یہی چاہتا ہے سب کام چھوڑ کر بھاگ پڑوں اور سر سے چل کر حاضر ہوں لیکن بظاہر یہ ناممکن ہے سفر کے اخراجات کی استطاعت آمدنی کے کم اور خرچ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ بوڑھے والدین کی بڑھاپے میں امداد اولین فرض ہے، سر پر اہل و اعیال کے نان و نفقہ کا خرچ ہے اور تنخواہ کافی نہیں ہے۔ اگر حضور اجازت بخشیں تو کہیں سے قرض لے کر حاضر ہوں تا کہ دل کی جلن بند ہو۔ پہلے بھی کمترین مقروض ہے اگر اور مقروض ہو گیا تو کیا ورنہ ڈر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کہیں تمام عمر زیارت سے محروم نہ رہوں۔ بالکل ویسا ہی معاملہ ہے یاد دعا فرمائیں کہ اس کشش میں کمی ہو جائے۔

تحقیق: اگر قرض آسانی سے ادا ہو جانے کی امید ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

گانے کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے

حال: گانا میں جان بوجھ کر نہیں سنتا اور توبہ بھی کر لی ہے لیکن اگر کسی ذریعہ سے گانے کی آواز کانوں میں پہنچتی ہے تو طبیعت نہایت غمگین ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی مر گیا ہے اور ہر طرف سناٹا سا معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: مگر پھر بھی اس طرف توجہ نہ کیجئے۔

قرض کے ادا کرنے کا عزم آخرت میں ادا کی طرح ہے

حال: احقر کو پرسوں سے لرزہ بخار آ گیا ہے جسمانی و طبعی تکلیف تو ضرور ہے مگر بحمد اللہ روحانی تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ مہر کی ادائیگی کی ذمہ داری سے گھبراہٹ ہے۔ خداوند کریم اس کی ادائیگی سے فارغ فرمائیں تو بالکل اطمینان ہو جائے۔

تحقیق: جو شخص قرض ادا کرنے کی وسعت نہ رکھتا ہو تو ادا کرنے کا عزم آخرت کے معاملات میں ادا کی طرح ہے یہ حدیث سے ثابت ہے۔ مطمئن رہنا چاہئے۔ ہاں عزم ادا میں کوتاہی نہ ہو۔

قول اذا تم الفقر هو الله کی تاویل

حال: بحمد اللہ کام جاری ہے موت محبوب معلوم ہوتی ہے۔ کبھی صوفیہ کے کلام میں ایک کلمہ متعارف ہے۔ (اذا تم الفقر هوا للّٰه) (جب فقر مکمل ہو جائے تو وہیں اللہ ہیں) اگر یہ صحیح ہے تو اس کی کیا تاویل ہے۔

تحقیق: واللہ اعلم کس کا قول ہے۔ کبھی غور بھی نہیں کیا ظاہرا مطلب یہ ہے کہ فقر کے پورا ہونے پر جس کی طرف پوری توجہ ہوتی ہے وہ اللہ ہے۔ اور فقر میں حق تعالیٰ کا مرجع ومقصود ہونا ظاہر ہے۔

لفظ اللہ کا ادب

حال: چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ پاک بے نیاز کی شان میں لفظ ''تو'' کہنے سے خادم کو ادب مانع آتا ہے۔ لفظ ''تم'' کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو معترضین کہتے ہیں کہ ''تم'' کہنے سے وحدانیت میں نقص آتا ہے۔ کیونکہ لفظ جمع کا ہے۔

تحقیق: معترضین نہیں سمجھتے آپ بغیر وسوسہ کے ادب کا لفظ استعمال کیجئے۔

غائب اور مشاہدہ میں فرق

حال: کئی سال سے بندہ کا یہ حال ہے کہ ہر وقت اس بات کا شوق اور دلی آرزو رہتی ہے کہ جس طرح آفسروں اور بڑے بڑے حکام کے سامنے بہت ہی ادب اور عاجزی اور خوف کے ساتھ خاموش کھڑے ہوتے ہیں (اور اعضاء ظاہری مثلاً نظر و کلام و ہاتھ وغیرہ کے ساتھ کسی دوسرے کی جانب توجہ نہیں کرتے نہ دل کسی اور طرف جاتا ہے بلکہ اس پر ایک خوف کی حالت ایسی ہوتی ہے جس سے وہ دوسری طرف کا خیال تک نہیں کرتا) اسی طرح ہر وقت خدا تعالیٰ کا خیال رہا کرے اور نماز میں تو یہ حال ضرور ہونا چاہئے۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوئی۔

تحقیق: ہلکی طور پر کوشش جاری رکھئے اور ایسا نہ ہونے سے غم نہ کیجئے۔ طبعاً نظر نہ آنے اور آنے میں فرق ہے۔

قرضہ ادا کرنا چاہئے

حال: سب سے زیادہ گھبراہٹ مجھے اس بات کی ہے کہ مجھ پر قرضہ بھی لوگوں کا ہو گیا ہے۔

تحقیق: کیوں کیا۔

حال: کتنا ہی چاہتا ہوں کہ اس سے فارغ ہو جاؤں مگر کامیاب نہیں ہوتا۔

تحقیق: اگر تنخواہ سے ادا کی امید نہ ہو اثاث زاید و کتب زائدہ بیچ دی جائیں۔

حال: خیال رہتا ہے کہ خدانخواستہ اگر ایسی حالت میں انتقال ہو گیا تو پھر کیا ہوگا۔ خدا تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ تمام پریشانیوں سے اللہ تعالیٰ نجات بخشیں اور خاص اپنے کام میں مشغول رکھیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ خوش تدبیری کی بھی دعا کرتا ہوں۔ میرے خیال میں پریشانی کا زیادہ حصہ خریدا ہوا ہے۔

تعویذ گنڈے کا حکم

حال: پندرہ چودہ سال سے میرے گھر میں یہ حالت ہے کہ رات کو خواب میں ایک شخص آتا ہے کبھی عورت کبھی مرد کی شکل میں کبھی پیٹ ملتا ہے۔ کبھی کبھی کچھ دکھلاتا ہے۔ پچاسوں قسم سے طرح طرح کے کرشمے دکھلاتا ہے۔ کبھی خود بخود ہنسنے کی آواز آتی ہے۔ غرض کہ اتنا تنگ کرتا ہے کہ سونا اور آرام کرنا دشوار ہے۔ پہلے تو کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا تھا۔ اب دو تین ماہ سے اتنا زیادہ ہے کہ حالت بہت خراب رہتی ہے۔ اپنے گھر والوں سے زاید تو میری پریشانی بڑھتی ہے معلوم نہیں کتنا روپیہ پیسہ اس کے دور کرنے میں صرف ہوا۔ مگر دن دونا رات چوگنا کا معاملہ ہے۔ بہت روز سے خیال تھا کہ حضور کو اپنی خرابی کی حالت تحریر کروں مگر ڈر اس کا تھا کہ کہیں گنڈہ تعویذ والوں میں نہ شمار کیا جاؤں۔

تحقیق: تعویذ گنڈہ برا وہ ہے جو شریعت کے خلاف ہو یا اس پر تکیہ اور اعتماد ہو جائے اور اگر عادت کی تدبیروں میں ایک تدبیر سمجھا جائے اور شریعت کے مطابق ہو کچھ حرج نہیں۔

حال: آج کل جب بہت پریشانی ہوئی اور بڑی تکلیف دینے لگا۔ تو حضور میں عرض کیا گیا حضور کی تجویز سے تشفی ہو جائے گی کہ یہ کیا بلا ہے اس کے دور کرنے کی کوئی تدبیر حضور ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: میں عامل تو ہوں نہیں تو کلا علی اللہ ایک تعویذ بھیجے دیتا ہوں۔ اس کے گلے میں ڈال دیجئے اور سوتے وقت "قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر اس پر دم کر دیا کریں۔ اور وہ خود پڑھ لیں تو اور بھی بہتر ہے۔

حب و تسخیر کا عمل کرنا درست نہیں

حال: ...... ایک لڑکی پڑھی لکھی ہوشیار ہے اس کے یہاں خط و کتابت ہوئی اس کے باپ نے صاف انکار کیا

کہ...... کی عمر زیادہ ہے اور لڑکی کی عمر کم۔ اس درمیان میں ایک بندہ خدا نے مشروع طریقہ سے کچھ محبت کی تدبیر کر دی۔ اب وہ عورت کہتی ہے کہ میں فلاں ہی سے عقد کروں گی۔ گھر کے لوگ منع کرتے ہیں۔ وہ اسی خیال میں غرق ہے کہتی ہے کہ عالم تو ملیں گے اب مجھے اطلاع دی گئی کہ ایسا کیا گیا مجھے ناپسند ہوا کہ بغیر اجازت ایسا کیوں کیا گیا۔ کسی مسلمان کو خصوصاً ناقصات العقل (عورت جس کی عقل کم ہوتی ہے) کو پریشان کرنا کب مناسب ہے۔ تقدیر کا حال معلوم نہیں ہوا۔ اس کے متعلق یہ پوچھنا ہے کہ ایسی تدبیر کرنا شرعاً کیسا ہے۔

تحقیق: درست نہیں۔

حال: اگر اس تدبیر سے عورت کو راضی کر لیا گیا تو شرعاً نکاح درست ہوگا یا نہیں۔

تحقیق: درست ہوگا مگر کچھ وقت کے بعد اس عمل کا اثر جاتا رہے۔

طبیعتوں میں الگ الگ خصوصیات

حال: اکثر عصر سے عشا تک ایک خاص کیفیت اور محویت قائم رہتی ہے تہجد کے وقت یہ بات نہیں رہتی ہے حالانکہ اس وقت بالکل تنہائی رہتی ہے۔

تحقیق: طبیعتوں کی خصوصیات جدا ہیں آپ کی طبیعت اس وقت زیادہ متاثر ہوتی ہے جس میں فنا و زوال آنے کا وقت ہے اور تہجد کا وقت اگرچہ تنہائی کا ہے مگر وہ تعلقات کے آنے کا وقت ہے تو آئندہ اس کا اثر ہوتا ہے (کہ صبح تعلقات و معاملات کی ابتداء کا وقت ہے اور عصر کا وقت دن کے فنا ہونے اور زائل ہونے کا وقت ہے) اور اگر حال کا اثر ہوتا تو بات الٹ ہوتی۔

احیاء العلوم وغیرہ کا مطالعہ بعض کے لئے نافع نہ ہونا

حال: میں نے پہلے احیاء العلوم کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں بھوک کی فضیلت دیکھ کر میں نے بھوکا رہ کر بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ یعنی اس کی وجہ سے بدہضمی اور ڈکار کی بیماری میں ہوں۔ اور باب الریاء اور صدق و اخلاص کے باب کو دیکھ کر کسی عمل میں بھی مجھ کو امید نہیں ہوتی لیکن حد سے زیادہ خوف ہوتا تھا اور احیاء العلوم میں باب الصبر میں لکھا ہے کہ "اشد المجاهدة الفرار عن الامل والمال والاصدقا والاحياء" (بڑا مجاہدہ یہ ہے کہ امید، مال، دوستوں اور زندوں سے دور ہے) اس وجہ سے میں نے ارادہ کہیں بھی بھاگ جانے کا نہیں کیا۔ میرے استاد نے احیاء العلوم کے ساتھ ابن عطا کی حکم اور شعرانی کی لطائف المنن اور کتب شاذلیہ کا مطالعہ میں رکھنے کو فرمایا۔ اب میں نے اوپر کی کتابیں مطالعہ کرنے کے بعد "لا عمل ارجى للقلوب من عمل

یغیب عنك شهوده ویحتقر عندك وجوده" (کہ کوئی عمل بھی اس عمل سے زیادہ امید افزا نہیں ہے کہ جس سے اس کا وجود تم سے غائب ہو جائے اور اس کا وجود تمہارے نزدیک حقیر ہو جائے) کی عبارت کے موافق عمل رکھا ہے۔ اب کوئی عمل صادر ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر شکر کرتا ہوں مگر اس کے ساتھ ہی وہ عمل ناقص کے ساتھ ملا ہوا ہونے سے نقصان بہت ہو جاتا ہے۔ اس لئے استغفار بھی پڑھ لیتا ہوں۔ اس میں کوئی اصلاح کرنا ہو تو اصلاح کرنے کو چاہتا ہوں۔

تحقیق: ان کتاب کا مطالعہ بعض کے لئے نافع نہیں آپ میرے مواعظ اور تربیۃ السالک اور تکشف دیکھئے اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے۔

ایصال ثواب

سؤال: قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب کسی کو بخشا جاتا ہے۔ تو پڑھنے والے کو بھی کچھ حصہ ملتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنا حصہ ثواب دوسرے کو بخش دیا۔ پھر اس کو کون سا حصہ ثواب کا ملتا ہے۔

جواب: اس کی فکر ہی کیا ہے کہ پڑھنے والے کے پاس ثواب رہتا ہے یا نہیں اتنا یقینی ہے کہ اگر دوسرے کو ثواب بخشنا کسی درجہ میں بھی محرومی یا نقصان کا سبب ہوتا تو شارع کی طرف سے اس کی اجازت نہ ہوتی۔

مسائل اختلافیہ میں طرز عمل

سؤال: مسئلہ موروثی اور جمعہ فی القری کے نام (وراثت اور گاؤں میں جمعہ کے ناجائز ہونے کے مسئلہ کا) علم تو غالباً ہمارے ضلع کے لوگوں کے کانوں میں پڑا ہی نہیں ہاں جو حضرت والا کے خاص متبعین ہوں گے۔ اس مسئلہ کے کان میں پڑنے سے عوام کو عموماً اور غیر مقلدین کو خصوصاً لوگوں کو بہکانے کا بہت بڑا موقعہ ملے گا۔ مگر احقر کو ان باتوں کی پرواہ نہیں۔ حضرت کی صحبت کی برکت سے ان سب باتوں کا کچھ خیال نہیں۔ ہم کو پیشوا بننا تو ہے نہیں مگر مسئلہ کے پوچھنے پر تو بتا دینا ہی پڑے گا۔ خاص اس تحریر کا مقصد صرف مشورۃً حضور والا کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ پہلے کیا صورت اختیار کروں۔

جواب: خود کسی کو خطاب نہ کیا جائے جو شخص آپ کے عمل کے بارے میں پوچھے کوئی مناسب عذر کر دیا جائے اور جو اپنے عمل کے لئے پوچھے تو اگر تحقیق و عمل کے ارادے سے پوچھے تو بتا دیا جائے اور جو دشمنی اور اعتراض کے لئے پوچھے کہہ دیا جائے کہ دوسرے علماء سے پوچھو۔

سنن موکدہ فرائض کے ساتھ ہیں

حال: فرائض کے علاوہ سنن ونوافل کو تنہائی میں پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے اگر خلاف ہو تو حضرت والا اس میں اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: سنن موکدہ بھی علیحدہ نہ پڑھنے میں فرائض میں شامل ہیں۔

بچوں کو حد سے زیادہ مارنے کا جائز نہ ہونا

حال: اس جگہ میں ایک چھوٹا یتیم بچہ تعلیم کے واسطے میرے پاس ہے اور وہ بچہ پڑھنے کا شوق بالکل نہیں رکھتا ہے اور پڑھنے سے بھاگنے کی عادت بھی اس میں بہت زیادہ ہے اور تھوڑی یا زیادہ مار پیٹ وغیرہ سے اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ باقی بہت زیادہ مار پیٹ سے ایک دو روز کے لئے تھوڑی بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ پھر پرانی عادت پر لوٹ آتا ہے بندہ اس معاملہ میں بہت حیران ہے کہ زیادہ مارنے سے اس کو پڑھنے پر کچھ استقامت ہو جاتی ہے اور بغیر مار پیٹ کے بھاگنے سے باز بھی نہیں آتا۔ تادیباً مارنے والے کو آخرت میں پکڑ یا قلبی پریشانی ہوگی یا نہیں اور اس طرح کرنا جائز ہے کہ نہیں جو کچھ حضرت والا کا حکم ہو بندہ اس پر عمل کرے گا۔

تحقیق: اگر (شرعی) حد سے زیادہ مار ہو یقیناً نقصان دہ ہے۔

مچھلی وغیرہ کی خرید وفروخت کے بارے میں

واقعہ: ایک صاحب عالم کا (جن کو دو مسئلوں میں اختلاف تھا ایک گاؤں میں جمعہ ہونے میں جس کے بارے میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔ دوسرا تالاب کی مچھلی کے مملوک ہونے میں جن کو اس اختلاف کی وجہ سے اپنے بعض اہل علم پیر بھائیوں سے اختلاف بھی تھا۔ خط آیا جس میں کئی حصے تھے۔ یہاں سے سب حصوں کا جو جواب لکھا گیا وہ الگ الگ نیچے لکھا جاتا ہے۔

پہلا حصہ

اما بعد واضح ہو کہ اس احقر "تجاوز اللّٰہ عن ذنبہ الجلی الخفی" (اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے گناہوں سے درگذر فرمائے) نے ایک رسالہ جس کا نام مفید الانام ہے تحریر کرکے ۱۳۲۱ھ میں چھپوایا تھا۔ بعد میں جو غور سے دیکھا تو اس میں دو مضمون قابل تلافی ورجوع ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں کچھ الفاظ تہذیب کے ہیں۔ دوسرے اس میں نفس مسئلہ کے بارے میں مضمون تحقیق کے خلاف ہیں کیونکہ مجھ کو حنفی ہونے کی حیثیت

سے (جس کا التزام بوجہ اپنے قابل اجتہاد نہ ہونے کے میں اپنے ذمہ ضروری سمجھتا ہوں) یہ منصب حاصل نہیں کہ میں گاؤں میں جمعہ کے جائز ہونے کا جو کہ مسلک حنفی کے خلاف ہے فتویٰ دوں۔ یا اس کو راجح بتلاؤں یا مذہب حنفی کے دلائل پر جو کہ صحیح ہیں جرح کروں۔ یہ میری غلطی تھی۔ میں اب جمعہ کے لئے شہر کو شرط جانتا ہوں۔ لہٰذا بجناب جملہ اہل اسلام سے التجا ہے کہ جن حضرات کی نظر سے یہ کتاب گزرے وہ لوگ علمائے حنفیہ سے تحقیق کے بغیر اس پر عمل نہ کریں بلکہ کسی عالم حنفی محقق سے جانچ کر اس کے مطابق عمل میں لائیں۔ غرض میں اس رسالہ سے رجوع کرتا ہوں۔ اھ (اصل عبارت بہت ناتمام تھی یہاں پوری کی گئی۔ یہ بعد اتمام نقل کی گئی ہے)۔

دوسرا حصہ

سُؤال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق مچھلی کی بیع کی صورتوں کی تفصیل کا پتہ عرض ہے۔ الامداد ۱۳۳۳ھ صفحہ ۱۷ حوادث الفتاویٰ صفحہ ۳ میں سوال ہے ابتداء سوال کی عبارت یہ ہے۔ "ولا يجوز بيع السمك قبل ان يصطار الخ" (مچھلی کی بیع جب تک شکار نہ کر لی جائے جائز نہیں ہے) اس کا جواب الامداد صفحہ (۹) ۱۳۳۳ھ وحوادث الفتاویٰ صفحہ ۵ سے شروع ہے۔ شبہ کی بات جس کے بارے میں حضور نے رجوع کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا وہ یہ ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ مالک کو اختیار ہے کہ کسی دوسرے شخص کو شکار نہ کرنے دے۔ اس وجہ سے کہ حضور نے حوادث الفتاویٰ صفحہ (۶) میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ دیکھا جائے گا۔ اس کو پہلے سے اس کام کے لئے مہیا کر رکھا تھا یا نہیں۔ پہلی صورت میں مچھلی ملک میں داخل ہو جائے گی۔ اس تحریر سے خیال یہ ہوتا ہے کہ جب مچھلی ملک میں داخل ہے تو منع کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ اس کے بارے میں جو رائے والا ہو بندہ سرفراز کیا جائے۔

جَوَاب: یہ نقل بالکل غلط ہے میں نے علی الاطلاق رجوع کا ارادہ ظاہر نہ کیا تھا۔ خواہ اصل مضمون صحیح ہی ہو بلکہ اس صورت میں کہ وہ قابل رجوع ہو روایت میں ایسی احتیاطیں واجب ہیں اس لئے میرے پاس رسالہ اس وقت موجود نہیں۔ مگر جتنی عبارت آپ نے نقل کی ہے۔ یہی جواب کے لئے کافی ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ مہیا کرنے کے یہ معنی نہیں کہ کسی قدرتی تالاب کے بارے میں نیت کر لی ہو کہ ہم اس کو اس لئے تجویز کرتے ہیں کہ جو مچھلی اس میں ہوگی وہ ہماری ہوگی یا کسی تالاب کو اس نیت سے کھودا کہ جو مچھلی اس میں پیدا ہوگی وہ ہماری ہوگی تو مہیا کرنے کا یہ مطلب نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سے کسی دریا یا تالاب میں مچھلیاں ہیں جو غیر مملوک ہیں اور اسی کے ساتھ کسی نے ایک گڑھا اس نیت سے بنایا کہ اس تالاب یا دریا میں سے جو مچھلی اس کے

اندر آ جائے وہ ہماری ہوگی یعنی ایسی مچھلیوں پر قبضہ کرنے کے ارادے سے گڑھا بنایا۔ یہ معنے ہیں مہیا کرنے کے تو اب دیکھئے کہ آپ پہلی صورت میں مملوک سمجھے ہوتے ہیں یا دوسری میں تب تو غلط ہے یا تیسری میں تو صحیح ہے۔

تیسرا حصہ

سُؤال: خدام والا میں عرض ہے کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق جو کہ مقام سرائے میر میں حضور نے فرمایا تھا۔ دو مضامین جن کا وعدہ کیا تھا حضرت کی خدمت میں بھیجے جا رہے ہیں۔ امید کہ احقر کو ان کا جواب دیا جائے۔ پہلا مضمون رجوع عن الرسالہ مفید الانام مضمون مندرجہ ذیل ہے حضور کو کمی وبیشی کا اختیار ہے۔

جَوابٌ: وہ مضمون بہت مجمل تھا واضح کر دیا گیا۔

سُؤال: الامداد کے کسی مقام میں اعلان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

جَوابٌ: آپ خود ان کو لکھئے وہ انکار کریں تو پھر مشورہ لیجئے۔

سُؤال: دوسرا مضمون مچھلی کی بیع کی صورتوں کی تفصیل جس میں یہ مضمون سمجھ میں آتا ہے کہ پوکھرا والوں کو اختیار ہے کہ اوروں کو اس میں یعنی اپنے اپنے پوکھرے میں شکار نہ کرنے دیں کیونکہ مالک نے مچھلیوں کے شکار کی غرض سے اپنے واسطے تیار کرایا ہے۔

جَوابٌ: تیار کرانے کے معنے سمجھنے میں غالباً آپ سے غلطی ہوئی ہے میں نے اس کے معنے لکھ دیئے ہیں۔

رسمی دعوت برادری میں نہ جانا

حَالؔ: دعوت میں اس خیال سے کہ ہم اس کا بدلہ نہیں اتار سکتے کیونکہ ہم کو حیثیت نہیں اور تقریب کے وقت لوگ اس کی شکایت کریں گے کہ میاں تم نے پوچھا بھی نہیں نہ جانا کیسا ہے۔

تَحقِیق: بہت مناسب۔

دیوان حافظ ومثنوی کا مطالعہ

حَالؔ: حضور نے ایک مرتبہ خطاب علم میں فرمایا تھا کہ دیوان حافظ ومثنوی کے مطالعہ سے شوق ومحبت پیدا ہوتی ہے اجازت ہو تو میں بھی اس کو زیر مطالعہ رکھوں۔

تَحقِیق: کچھ دیکھ کر مجھ کو اطلاع کی جائے۔

مدرسہ سے تنخواہ مانگنا عار نہیں

حال: مدرسہ سے تنخواہ مانگنے میں عار (اہل علم کی شان کے خلاف ہے) عار سی معلوم ہوتی ہے دل چاہتا ہے کہ مہتمم خود ہی دیں تو اچھا ہے۔ اگرچہ ماہ کے اختتام پر تقاضا پیدا ہوتا ہے کہ تنخواہ ملے ہاں جب زیادہ دن گزر جاتے ہیں تو خود ہی مانگنی پڑتی ہے۔ اب ارادہ ہے کہ ان سے کہہ دوں کہ آپ بغیر مانگے تنخواہ دے دیا کریں۔ اس میں کبر تو نہیں۔

تحقیق: کہہ دیں اور اگر پھر بھی نہ ملے تو مانگیں۔ کیسی شان جب نوکری خلاف شان نہ ہوئی تو "الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ" (چیز اپنے لوازم کے ساتھ ہی ہوتی ہے) بلکہ اس سے تنگی کبر ہے۔

پردہ کی تاکید

حال: پردہ کے متعلق میں نے بہت چاہا مگر یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کی جہالت سے محفوظ رکھے۔

تحقیق: خدا جانے چاہنے کے کیا معنی۔ جو صورت میں بتاتا ہوں وہ کیجئے۔ وہ یہ کہ ایک روز بی بی اور ساس اور سب گھر والوں کو ایک جگہ بٹھا کر ان سب سے کہئے کہ فلانی کو مجھ سے پردہ کراؤ۔ اور سب مل کر تاکید کردو کہ مجھ سے پردہ کرے ورنہ میں گھر میں آنا بالکل چھوڑ دوں گا۔ پھر یہ انتظام کر کے مجھ کو اطلاع دیجئے اب جب تک یہ انتظام نہ کرلیا جائے میرے پاس خط نہ آئے۔

حال: مگر میں نے اپنی طرف سے یہ انتظام کرلیا ہے کہ میں گھر میں بہت کم جاتا ہوں اور اگر جاتا ہوں تو دروازہ سے سیدھا نیچی نظر کئے دوسرے مکان میں جہاں صرف میری بیوی آسکتی ہے۔ چلا جاتا ہوں اس صورت سے امید ہے کہ فتنہ سے محفوظ رہوں گا۔

تحقیق: یہ آپ کی ناواقفی ہے نفس وشیطان کے دھوکوں میں سے ہے اس میں فتنہ کی روک نہیں ہوگی۔ اصل میں آپ کا نفس پسند نہیں کرتا کہ اس کا جی برا ہو۔

وظیفہ فراخی رزق

حال: خانگی ضروریات نے پریشان کر رکھا ہے۔ اس لئے ایک وظیفہ فراخی رزق کے لئے عشاء کے بعد کچھ دنوں سے پڑھنا شروع کر دیا ہے جس کی اجازت مولانا مرحوم رائے پوری سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ سورہ مزمل

شریف گیارہ بار گیارہ سو بار یا مغنی کے ساتھ۔ اگر یہ وظیفہ میری باطنی حالت کے کچھ خلاف ہو تو تحریر فرما دیجئے میں فوراً چھوڑ دوں گا۔

تحقیق: خلاف نہیں اگرچہ کچھ زیادہ مناسب بھی نہیں۔

اولیاء اللہ کے مزار پر جانا

حال: ایک بات یہ پوچھنی ہے کہ اولیاء اللہ کے مزار پر بیٹھ کر ذکر کرنے سے فیض ہوتا ہے اور کس کو ہوتا ہے۔

تحقیق: آپ اس قصہ میں نہ پڑیں۔

قابلیت اصلاح سب میں ہے

حال: بزرگان دین کی حالت دیکھنے سے اور اپنی حالت کو موازنہ کرنے سے اس وقت خیال ہوتا ہے کہ اس نا قابل کی اصلاح ہونا مشکل ہے۔

تحقیق: یہ خیال غلط ہے خطاب اصلاح کا عام ہے اور قابلیت کے بغیر خطاب نہیں ہوتا۔

مبتدی کے لئے جھاڑ پھونک کا نقصان دہ ہونا اور اس کا علاج

حال: ایک صاحب عامی آدمی جہاں ...... کا مکان ہے۔ وہیں ان کا بھی لیکن دونوں پڑھے لکھے آدمی نہیں ہیں۔ اصطلاحی وعرفی علوم کے اعتبار سے بالکل جاہل ہیں لیکن اب صحبت وغیرہ ہونے کی وجہ سے کچھ اچھی سمجھ والے ہوگئے ہیں۔ صوم وصلوۃ کے پابند اور خوش عقیدہ ذہین آدمی ہیں۔ مجھ سے ان کا دینی تعلق ہے۔ اب کچھ کہنے سننے سے قرآن پڑھ رہے ہیں کچھ ذکر وغیرہ بھی کر لیتے ہیں اسی ضمن میں اگر کوئی ان سے جھاڑ پھونک کے لئے پانی وغیرہ دم کراتا تو اس کو بھی کچھ پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے۔

تحقیق: پہلی غلطی اسی کو پسند کرنا تھا۔ ایسے ہی موقع کے لئے کہا ہے۔

ع سر چشمہ باید گرفتن بمیل

ترجمہ: ''چشمہ پر ابتدا ہی سے بند باندھ دینا چاہئے (ورنہ بعد میں اس خلا کو پورا کرنے کے لئے ہاتھی کے برابر بھی مٹی ڈالو تو پانی نہیں رکتا ہے)۔'' (یعنی سر سے پانی گزرنے سے پہلے ہی کوئی تدبیر کرنی چاہئے)۔ (خطبات حکیم الامت: ۳/۲۸۴)

حال: اس شغل سے ان کی طرف آہستہ آہستہ ہندو مسلمان عوام الناس مخلوق کا رجوع زیادہ ہو گیا۔ یہاں تک

کہ آس پاس کے لوگ دور دور سے ان کے پاس آنے لگے۔ کوئی روز ایسا ناغہ نہ ہوتا کہ کچھ لوگ دور ونزدیک سے ان کے پاس اس غرض سے نہ آتے ہوں۔ اس لئے انہوں نے آنے والوں سے کہا کہ روز مت آیا کرو ہفتہ میں آؤ۔ جب آنے لگے تو اور مجمع ہوا اور لوگوں کو نفع بھی ہوتا رہا۔ جس کو جس بات کے لئے متعارف طور پر دم کیا اس کی حاجت زیادہ تر پوری ہوگئی اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے پاس کیوں کوئی آتا۔ اور انہوں نے خود اور...... نے یہی بیان کیا کہ جس کو دم کردیتے ہیں اچھا ہوجاتا ہے اور...... نے یہ بھی بیان کیا کہ میرے پاس اگر کوئی آتا ہے تو میں بھی انہیں کے پاس بھیج دیتا ہوں۔

تحقیق: یہ ان کی عقلمندی ہوئی۔

حال: عرض کہ ان کی شہرت جھاڑ پھونک میں ہوگئی اور لیتے دیتے بھی کسی سے کچھ نہیں تھے۔ یہ بھی...... سے معلوم ہوا ایک روز میرے پاس آئے اور اپنی سب سرگزشت اور ایک خواب بیان کیا۔ وہ یہ کہ میں نے ایک شخص کو مہری دار پائجامہ پہنے ہوئے دیکھا اس نے کہا کہ تیرے پاس مجمع زیادہ ہوا کرے گا۔ میں نے کہا کہ یہ شغل اور یہ خواب تمہارے لئے فتنہ معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو بالکل چھوڑ کر اپنی اصلاح کرو۔ تمہارے لئے ہر حال میں یہ سب باتیں نقصان دہ لگتی ہیں۔ اگر کہیں دنیا غالب ہوئی تو تمہارے لئے یہ سب فتنہ ہے۔ اور دینی نقصان بھی اس میں بہت کچھ ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولی نہیں ہوئی۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اگر کوئی آوے تو مسنون طریق سے دعا کردیا کرو۔ اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن متعارف طور پر جھاڑ پھونک مت کرو۔ اس میں تمہارا سراسر دینی نقصان ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔ اور واقعی کچھ نہیں جانتے ہیں لیکن جس کو جو کچھ جھاڑ پھونک کردیا اس کی حاجت پوری ہوگئی۔ چنانچہ میرے کہنے سے انہوں نے اس شغل کو ترک کر دیا۔ اب جو کوئی آتا تو یہ کہہ دیتے کہ مجھے اس کام کے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

تحقیق: یہ ایک اور غلطی تھی کسی کا نام نہ لیتے بے مروتی سے کہہ دیتے کہ نہیں کرتا یا نہیں جانتا۔

حال: لیکن ضرورت مندوں کا آنا بند نہیں ہوا۔ وہ لوگ میرے پاس آئے کہ ان کو جھاڑ پھونک کی اجازت دو۔ چونکہ وہ ہندو تھے میں نے کہا کہ ان کو کیسے ٹالوں اور وہ میرے سر پڑے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے یہ کہا کہ جاؤ پولیس میں رپٹ لکھوا کر آؤ کہ ہم اپنی خوشی سے سب مسلمان ہوتے ہیں۔ اس کے بعد تم مسلمان ہوجاؤ ہم تم کو دین سکھائیں گے جبکہ تم اس دین کو اچھا سمجھتے ہو تو ایسا کرو۔ پھر تمہارا بھوت بھاگے گا اس کے جواب میں ان سبھوں نے یہ کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر یہ بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ جاؤ ان سے اجازت لاؤ تب ایسا کریں گے اس لئے وہ سب میرے پاس آئے تھے۔ جب مجھ سے یہ باتیں

سنیں تو مجبور ہو کر کچھ دیر بعد چلے گئے۔ میں نے ان سبھوں سے یہ بھی کہا کہ ان کے دین کا نقصان ہوتا ہے اس لئے ان کو یہ کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

اب میرے کہنے سے انہوں نے سنت طریقے سے دعا کرنا شروع کی۔ لیکن معلوم ہوا کہ اب بھی ضرورت مندوں کا آنا جانا بند نہیں ہوا۔ کیا سنت طریقے سے بھی دعا کرنا ترک کرا دیا جائے۔ جیسا ان کے لئے ارشاد عالی ہو بتایا جائے۔ میری سمجھ ناقص میں جو آیا اس کے مطابق بتا دیا۔ اب جناب عالی جیسا مشورہ دیں وہ بتا دوں۔ اگرچہ وہ اب تک طالب شہرت بظاہر نہیں معلوم ہوتے۔ ورنہ اپنی سرگزشت نہ بیان کرتے لیکن احتمال ہے کہ کہیں آئندہ چل کر دنیا غالب نہ ہو جائے۔

تحقیق: بلاشبہ یہ احتمال قریب ہے۔ اب یہی چاہئے کہ دعا کرنے سے بھی انکار کر دیں اور تنہائی میں حق تعالیٰ سے شرعی قواعد کے مطابق ضرورت مندوں کے لئے دعا کر دیا کریں مگر ان پر ظاہر نہ کریں۔

قوت قدسیہ کی تعریف

حال: اور اسی طرح اکثر بزرگوں کے کلام نظم و نثر میں قوت قدسیہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ان حضرات کی اصطلاح میں قوت قدسیہ کس کو کہتے ہیں۔ اس سے بھی تسلی فرمائی جائے۔

تحقیق: جس سے خفیہ نظریات یقینی ہو جائیں۔

حضرت مجدد صاحب اور مولانا جامی رحمہما اللہ تعالیٰ اور مالا بدمنہ کی عبادت میں مطابقت

حال: حضرت مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے مکتوبات میں یا کہیں لکھا ہے کہ صوفی تا خود راز کافر فرنگ بدتر ندانداز کافر فرنگ بدتر ست (کہ صوفی جب تک خود کو فرنگی کافر سے برا نہ جانے تو وہ فرنگی کافر سے بھی برا ہے) اور جامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لوائح جامی میں دو شعر بطور مناجات کے لکھے ہیں ؎

یارب برہانیم زحرماں چہ شود ❁ راہے دہیم بکوئے عرفاں چہ شود
بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی ❁ یک گبرد گر کنی مسلماں چہ شود

ترجمہ

❶ اے رب اگر تو ہمیں محرومی سے بچالے تو کیا ہو جائے گا۔ معرفت کی گلی میں ہمیں بھی گزار دے تو کیا ہو

جائے گا۔

❷ ایک آتش پرست کو تو نے اپنے کرم سے مسلمان کر دیا۔ ایک اور کو بھی مسلمان کر دے تو کیا ہو جائے گا۔

اس آخری مصرعہ میں مناجی (دعا کرنے والا) یک گبر دگر گئی مسلماں چہ شود (ایک اور کو مسلمان کر دے) سے کس کو مراد لیتے ہیں۔

(ج مجھے) سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ مالا بدمنہ میں یاد آتا ہے کہ لکھا ہے کہ اپنے ایماندار ہونے میں شک کرنا کفر ہے ان دونوں باتوں میں مطابقت کی کیا صورت ہے؟

(ج) تعارض ہی نہیں جو تطبیق کی ضرورت ہو گبر یا کافر فرنگ سمجھنا یا اس سے بدتر سمجھنا آئندہ کے اعتبار سے ہے کہ ہم شاید اس سے بدتر ہو جائیں اور وہ ہم سے بہتر ہو جائے اور مالا بدکا حکم باعتبار حال کے اعتبار سے ہے (کہ فی الحال خود کو ایسا سمجھنے سے کافر ہو جاتا ہے)۔

خودرائی کا منع ہونا اور اخیر شب جاگنے کی تدبیر

سُؤال: مولانا مولوی صاحب زاد عنایۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف خادم کو اسم اللہ تعلیم ہوا تھا وہ بعد نماز عشا ایک ہزار بار پڑھتا ہے۔ مگر درمیان میں اس احقر کے مطالعہ کتاب ”تحفۃ العاشقین“ و ”ہدایۃ الانسان“ ”سبیل العرفان“ کے بعد دل پر ایک چوٹ لگی۔ اس وقت مسلسل ہر وقت دل میں یا اللہ کا شغل ہے۔ مگر یہ کمبخت دل کسی دنیا کے کام میں مصروف ہو جانے سے خاموش ہو جاتا ہے۔ میرے آقا مدد کرنے کا وقت ہے میری خبر لیجئے کبھی کبھی طبیعت پریشان ہونے سے کاملین کی تلاش میں نکل جاتا ہوں۔ مگر کچھ پتہ نہیں چلتا ہے۔ تہجد کی نماز اکثر نہیں ہوتی۔ آنکھ نہیں کھلتی۔ صبح کو افسوس کر کے رہ جاتا ہوں۔ لہٰذا نہایت ادب سے عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تعلیم عطا فرمائی جائے۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب بھی عطا فرمائی جائے باقی اللہ پاک کا فضل ہے۔

جَواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ اگر کوئی نیا وظیفہ بڑھا لیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اگر اور نہیں بڑھایا ہے تو میرا بتایا ہوا بھی چھوڑ دیا جائے۔ اس کی جگہ اتنی دیر تک اور دوسرے اوقات میں بھی صرف درود شریف پڑھیں۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلنے کے لئے سورہ کہف کی آخر کی آیتیں ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصالحات﴾ سے آخر تک ایک بار پڑھ کر دعا کر کے سو جانا مفید ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کے لئے دعا کی جائے گی اسی وقت آنکھ کھلے گی۔

میں نے تعلیم ہی کا تو سلسلہ شروع کیا تھا مگر آپ نے خود رائی سے کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اس کو میں کیا کروں۔ اگر آپ باقاعدہ تعلیم چاہتے ہیں تو کتابوں کا مطالعہ بالکل چھوڑ دیا جائے اور جو لکھنا ہو مجھ کو لکھیں۔ کاملین کی تلاش کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ جنگلوں کو نکل جائیں بلکہ کسی کے پاس جس سے اعتقاد ہو کچھ دنوں تک رہنا چاہئے۔ وہاں سب راہیں مل جاتی ہیں اگر اس پر عمل کرنے سے تسلی ہو یا سمجھ میں نہ آئے تو زبانی سمجھ جائیں۔

سُؤال: آج کل مجھ کو نیند بہت زیادہ آتی ہے۔ نیند کا غلبہ تو مجھ پر ہمیشہ رہا ہے۔ صبح کی نماز جماعت سے کبھی کبھی ہی ملتی ہے اگر ایسی کوئی تدبیر ہو کہ کوشش کے باوجود چار بجے کے بعد نیند نہ آئے تو دل کی مراد پاؤں۔ میں آج کل اس کوشش میں اگر ۹ بجے عشا کے بعد پڑھ بھی سو جاؤں تب بھی ۴ بجے آنکھ نہیں کھلتی ہے۔

جَواب: رات کو کھانا کم کھایئے۔ جلدی کھایئے پانی کم پیجئے۔ سورہ کہف کی آخر کی آیتیں ﴿ان الذین امنوا﴾ سے آخر سورۃ تک ایک بار پڑھ کے دعا کر کے سو جایا کیجئے۔

حافظ قرآن کا ادب قرآن کی طرح نہیں ہے

سُؤال: ایک نئی بات سوجھی ہے جس کی اطلاع آپ کو دینی ضروری ہے۔ چھاپہ کا قرآن جبکہ اس پر کاغذ چمڑہ کی جلد ہو جزدان بھی ہو قابل ادب ہے تو حافظ کے سینہ اور دماغ تو قدرتی چھاپہ سے چھپ جاتا ہے۔ انسان کی کھال جزدان اور جلد میرا خیال ہے کہ حافظ کے سینہ اور دماغ کا اس سے زیادہ ادب ہو۔ میرے اس خیال کو مہربانی فرما کر اس طرح تشفی کر دیں کہ اطمینان ہو جائے۔

جَواب: حافظ کے دماغ میں چونکہ الفاظ قرآن کا نقش باطنی ہے ظاہری نہیں اس لئے اس کا ادب اس قسم کا نہیں کہ مثلاً اس کو بے وضو ہاتھ نہ لگائے ورنہ خود حافظ کو بلکہ ہر آدمی کو جس کو تھوڑا بہت قرآن یاد ہو کو استنجا خانہ میں جانا جائز نہ تھا۔

سُؤال: قرآن پڑھتے پڑھتے منہ میں جو تھوک ہوتا ہے اس کو ضائع کرنے اور معمولی جگہ ڈالنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ قرآن کسی چیز پر پڑھ دیا جائے تو وہ ادب کے قابل ہو جائے مثلاً پانی تو جو چیز پڑھنے میں بکثرت مس ہو تو اس کا ادب کیسے نہ ہوگا۔ یہ خیال میرا کس درجہ تک صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہو تو اوروں کو بھی بتاؤں۔

جَواب: یہ ایک حال ہے جو عظمت قرآن کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے مگر احوال شرعی احکام کی بنیاد نہیں ہوتے ہیں (بلکہ) اس کی بنیادیں حقیقی حقائق ہوتے ہیں۔ حقیقی حقیقت یہ ہے کہ یہ اجزا انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور انسان پر قرآن کی تعظیم خود واجب ہے۔ اجزا آلات کل کے تابع ہوتے ہیں تو اجزاء و آلات خود

تعظیم کرنے والے ہوئے جیسے ہاتھ انسانی جزو ہے تو خود ہاتھ پر واجب ہوگا کہ طاہر ہو کر قرآن تک پہنچے اسی طرح منہ واجب ہوگا کہ طاہر نہ ہو تو قرآن نہ پڑھے مثلاً جنابت میں کہ نجاست حکمیہ ہے کسی وجہ سے منہ میں خون بھر گیا کہ نجاست حقیقیہ ہے۔ جب ان اجزاو آلات پر خود تعظیم واجب ہے تو اجزاء کی تعظیم کیسے ہوگی ایک ہی چیز میں دو باتیں جمع کیسے ہوں گی کہ تعظیم کرنے والا بھی ہو اور اسی کی تعظیم کی جائے (یہ ہو نہیں سکتا ہاں اجزاء کو پاک کرنا ضروری ہوگا) اس لئے یہ خیال حقیقت کے خلاف ہے اس لئے نہ اس پر عمل ہوگا اور نہ اس کی تعلیم کسی کو کی جائے گی۔

(قوت) متخیلہ و دماغ کا تصرف

سؤال: مولائی اکثر نماز میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

جواب: مبارک حالت ہے ؎

اے خوشا چشمیکہ آں گریاں اوست ❁ اے خوشا آں دل کہ آں بریاں اوست

ترجمہ: ''وہ آنکھیں بہت اچھی ہیں جو اس کی محبت میں رونے والی ہیں —— وہ دل بہت اچھا ہے جو اس کی محبت میں جلا ہوا ہے۔''

سؤال: اور ایسا لگتا ہے کہ چاروں طرف سے یہ آواز آرہی ہے کہ ہے تو بڑا بدنصیب تو اتنا بڑا گنہگار ہے کہ دنیا میں رہنے کے لائق نہیں تیرا وجود اس دنیا کے قابل نہیں ہے۔

جواب: یہ آواز دماغ اور صرف متخیلہ کا تصرف ہے توجہ کے قابل نہیں ہے اور اگر آپ کے خیال کے موافق اس کو غیبی آواز بھی فرض کر لی جائے تب بھی ساری کی ساری ارشاد و ہدایت ہے کہ آپ اپنی اصلاح حال کریں تو بھی یہ رحمت ہوئی آپ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور میری پہلی تشخیص کے احتمال پر اپنے دماغ کی بھی اصلاح فرمائیں۔

سؤال: یہ سن کر قلب کو سخت پریشانی ہوتی ہے اور بہت رونے کو جی چاہتا ہے۔ اسی کھینچا تانی میں زندگی گزار رہا ہوں۔ یہ کیا ہے حضور اس کے واسطے کوئی دعا یا ورد تجویز فرمائیں۔

جواب: پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے اس کی تفصیل اوپر لکھ دی ہے۔ خدا کا شکر کیجئے اور اپنی جسمانی اور روحانی اصلاح کیجئے۔

جمع الجمع کا مقام اور اس کی تحقیق وہ کیا ہے

مجازین میں سے ایک صاحب کا حال

(حضرت! میری) حالت یہ ہے کہ وارد اور حال کے مختلف ہونے کی وجہ سے دل غیر حق (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) سے خواہ تعلق علمی ہو یا محبت کا ہو خالی ہوتا ہے تو کبھی توحید شہودی، ذات وصفات اور عظمت حق کے افعال کے غلبہ کی وجہ سے اور ممکنات (جن چیزوں کا وجود ممکن ہو) کا وجود ایسا کمزور لگتا اور نظر آتا ہے کہ اپنا خیال اور شرک کا وہم وگمان درمیان میں نہیں لگتا بلکہ بالکل ہی نظر نہیں آتا ہے۔ (اس شعر کا حال)

ع تو درمیان ہیچ نہ ہرچہ ہست او است

ترجمہ: "تو درمیان میں بالکل نہیں ہے جو کچھ ہے وہی ہے۔"

سچا ہوتا ہے۔ اس غلبہ میں ممکنات کے وجود کو معلوم اور ذہن میں رکھنے سے غیرت آتی ہے اور شرک کا شبہ لگتا ہے۔ شہود کی نگاہ میں (چیزوں کی) کثرت وحدت (ایک ہونے) کی صورت میں اور اپنی ہستی نہ ہونے کی طرح اور ساری ظاہری صفات اللہ تعالیٰ کے جمال وکمال کا نور وظہور معلوم ہوتا اور نظر آتا ہے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں سماتا ہے ؎

سمایا جب سے تو نظروں میں میری ❁ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
وحدت کے ہیں یہ جلوے نقش ونگار کثرت ❁ تو نور ہر شر رہے ہر سنگ طور تیرا
جب دل میں یہ سمائی جو کچھ کہ ہے سو تو ہے ❁ کب دل سے دور ہوئے قرب وحضور تیرا

اگرچہ حق تعالیٰ ان غلبوں، کیفیتوں، تجلیوں، مشاہدوں نسبتوں اور تشبیہوں سے بری اور پاک ہے اور سمجھ میں آنے سے اس آیت کی وجہ سے ﴿لا تدركه الابصار﴾ کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی ہیں، بالاتر ہیں۔

ع چہ سنبت خاک رابا عالم پاک

ترجمہ: "خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت؟"

ان کی شان بے گمانی "تعالى الله عن ذالك علوا كبيرا" ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم نظر آتا ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ کی صفت بے مثال ہے اس صفت کا ممکن کے ساتھ بنانے والے اور بنی ہوئی چیز پیدا کرنے والے اور پیدا کی گئی چیز کے علاوہ کوئی اور تعلق معلوم نہیں ہوتا ہے اسی طرح اس کو ممکن کے ساتھ

گھیرے ہوئے ہونے، محبت اور قرب کی ایک خاص نسبت ان میں حلول کئے (یعنی سمائے ہوئے) اور ایک ہوئے بغیر معلوم ہوتی ہے اور ہم اس پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے چنانچہ حضرت عارف باللہ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ✿ ہست رب الناس راباجان ناس

ترجمہ: ''لوگوں کے پروردگار کو لوگوں کے ساتھ بے کیف اور بے قیاس اتصال (ملاپ) ہے۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے ساتھ کیفیت کے بغیر اور تصور میں نہ آنے والا اتصال ہے یعنی عقل اس کو وحی اور الہام کے بغیر معلوم نہیں کر سکتی)۔ (مفتاح بتصرف دفتر ۴ ص ۱۱۸)

اس احقر کو چونکہ اس قسم کی حالت کا غلبہ پیش آتا ہے اور صحو کے بعد اس دل میں حالت کے لوٹ آنے کا تقاضا پیدا ہوتا ہے اگرچہ بعض حالت کے اعتبار سے حاصل سکون ہے۔ لیکن اس مرتبہ میں ابھی تک کامل سکون حاصل نہ ہوا حیرت ہے کہ تمکین کی حالت کے بعد تلوین کی حالت ہو جاتی ہے اور سکون نہ ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی بلکہ یہاں تک اس مشاہدہ میں ہستی کی کمزوری اور ماسوائے فنا در فنا ہوتی رہے اور غیر حق نظر میں کچھ باقی نہ رہے، اتنا ہی سکون اور یکسوئی معلوم ہوتی ہے۔ ایسے ہی احقر کو اس طریق سلوک میں وصول الی اللہ کے لئے اپنی خیالی تکبر اور خود پرستی سے زیادہ کوئی چیز آڑ اور سخت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ جس قدر یہ خیال گمان سے دور رہتا ہے حق سے قرب اور ماسوی سے دور ہوتا ہے۔ اور جس قدر یہ ظلمت نظر میں جگہ بنا لیتی ہے حق سے دور اور ماسوی سے قرب ہوتا ہے دعا فرمائیے۔ کہ حق تعالیٰ ان سخت پردوں سے نجات فرمائیں اور اس کی جگہ سکون یکسوئی خوف تقویٰ اور اپنی محبت معرفت کامل طور پر نصیب فرمائیں کہ جو ذریعہ نجات ہو ورنہ جہاں تک اپنے اوپر نظر پہنچتی ہے سر سے پیر تک گناہوں سے بھرا ہوا ہوں صرف اس کے فضل و کرم کے نجات کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمادیں آمین۔

اسی طرح توحید کے مسئلہ کے بارے میں ذوق اور وجدان سے یہ بات معلوم مدرک ہوتی ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود اور ہمہ اوست او ہمہ از وست (کہ سب وہی ہے اور سب اسی سے ہے) یہ سب اصطلاحی الفاظ ہیں اس کا سبب شہود حق ہے اور جس طرح ہمہ از وست (کہ سب اسی سے ہے) اور وحدت الشہود میں ممکن کا واجب ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ایسا معلوم کرے تو یہ اس کے وجدان (باطنی احساس) کی غلطی ہے یا عقیدہ فاسد ہے۔ ورنہ کسی محقق عارف کا یہ عقیدہ نہیں کہ ممکن کو واجب معلوم کر کے ہمہ اوست (سب وہ ہے) معلوم کرتا ہے جیسا کہ ملحدین کا عقیدہ ہے۔ مثلاً جس طرح سے وحدت الشہود میں مال و متاع لونڈی غلام وغیرہ

کی مملوکہ زید سے معلوم کرنے سے ان سب کا زید ہو جانا لازم نہیں آتا الگ ہونا سمجھ میں آتا ہے اسی طرح وحدت الوجود میں زید کا سارا مال ومتاع لونڈی غلام وغیرہ مجازا سب کو زید معلوم کرنے سے سب کا زید ہو جانا لازم نہیں آتا۔ یہاں بھی الگ ہونا سمجھ میں آتا ہے اسی طرح ممکنات اور وہ صفات جو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتی ہیں کو غلبہ حال کی وجہ سے حق معلوم ومشکوف ہونے سے سب کا حق ہو جانا لازم نہیں آتا۔ یہاں بھی الگ ہونا حقیقی اور معنوی سمجھ میں آتا ہے کیونکہ یہ سب حالتیں مغلوبیت اور سکر (نشہ) کی ہیں ورنہ ممکن، ممکن اور واجب واجب ہے نہ ممکن واجب ہوسکتا ہے اور نہ واجب ممکن (ہوسکتا ہے) تمیز ختم ہو جانے سے ممکن واجب معلوم ہوتا ہے کیونکہ توحید کے غلبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کو بھلا دیتا ہے اس لئے سب نگاہ اور دیکھنے میں ایک ہی بسا ہوتا ہے اور ایک ہی معلوم ہوتا ہے اور غلبہ حال میں بزبان حال یوں کہتا ہے ؎

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی ❁ ہر چہ پیدا میشود از دور پندارم توئی

ترجمہ: ''میری زخمی جان اور بیدار آنکھوں میں تو ہے —— جو چیز بھی دور سے نظر آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تو ہی ہے۔''

لیکن وحدت الوجود کے مفہوم میں وحدت الشہود کے خلاف ایک قسم کی غیبت اصطلاحی لفظی سمجھ میں آتی ہے اور اس میں غیریت ہے۔ لیکن یہ عینیت غیریت (عین ہونا غیر ہونا) اصطلاحی مجازی ہے کہ حقیقی معنوی اور لفظی پھیر پھار سے وجدان میں غلطی ہوتی ہے ورنہ تحقیق کی نظر سے دونوں کا سبب ایک ہے کچھ فرق نہیں ہے لفظ جھگڑا لفظی کی وجہ سے وجدان کے بغیر صحیح مفہوم میں غلطی ہوتی ہے ورنہ حاشا وکلا عارفین ممکن کو واجب معلوم و مکشوف کر کے ہمہ اوست (سب وہی ہے) نہیں کہتے یہ تو بالکل گمراہی ہے بلکہ ہمہ ازوست (سب اسی سے ہے) دونوں قیود سے گذر کر صرف تنزیہ حق (اللہ تعالیٰ ہر چیز سے پاک سمجھنے) کے ساتھ اوست (وہ ہے) معلوم کر کے اس کا شہود رکھتے ہیں اور کبھی غلبۂ حال کی وجہ سے اوست ہی کو اوست کہتے ہیں ؎

تراز دوست بگویم حکایت بے پوست ❁ ہمہ ازوست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

ترجمہ: ''میں تجھ سے دوست کے بارے میں صاف بات کہتا ہوں سب اسی سے ہے اگر تو صحیح دیکھے تو سب وہی ہے۔''

عارف باللہ جامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: ؎

ہمراہ و ہمنشن و ہمراہ ہمہ اوست ❁ در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست

در انجمن فرق نہاں خانہ جمیع ❁ باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

ترجمہ

❶ ہمراہ اور ہم نشین سب وہی ہے ـــــ فقیر کی گدڑی اور بادشاہ کے شاہی لباس میں سب وہی ہے۔"

❷ محفل اور گھروں میں پوشیدہ چیز ـــــ خدا کی قسم تو ہی ہے خدا کی قسم تو ہی ہے۔"

اور اسی طرح اس کے ایک معنی اور مدرک (معلوم) ہوتے ہیں کہ کبھی ممکن کو تو واجب سالک معلوم مدرک نہیں کرتا اور نہ اس کا یہ عقیدہ پہلے سے ہے لیکن کمال فنا اور غلبہ سکر (نشہ) میں بہت ہی کمزوری اور محتاجگی کی وجہ سے ممکن و واجب میں کچھ بھی فرق و تمیز نہیں سکتا معذور ہوتا ہے اور ہمہ اوست (سب وہ ہے) یا اس کی طرح کے شطحیات لیس فی الدار (گھر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رہنے والا نہیں ہے) وغیرہ معلوم ومکشوف کرتا ہے اور بزبان حال یوں کہتا ہے ؎

بے نشا نیست کز و نام ونشان چیزے نیست ❁ بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست

ترجمہ "وہ بے نشاں ہے کہ اس کا نام ونشاں کچھ نہیں ہے ـــــ خدا کی قسم دونوں جہاں میں خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔"

اور کبھی ممکن و واجب سب معلوم ومکشوف رہتا ہے لیکن اپنے باطن میں اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو حق نہیں پاتا تو بغلبہ حال کبھی لیس فی جبی ما سوی اللہ (یعنی میرے جبہ میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ نہیں ہے) یا اس جیسے دوسرے شطحیات (وہ باتیں جو اہل اللہ غلبہ حال کی وجہ سے خلاف شریعت کہتے ہیں) اور یہ گمان بھی غالب ہے کہ بعض سالک مغلوب الاحوال ان مراکز پر پہنچ کر ان کو محویت واستغراق اور سکر کا غلبہ اتنا ہوتا ہے کہ اپنی مائی ومنی (یعنی اپنی اصل) وغیرہ سب کچھ اللہ کی ذات وصفات افعال وغیرہ کے سامنے بھولی بسری کر دیتے ہیں اور غلبہ سے مغلوب ہو کر معذور جیسے (آدمی) نائی کے ہاتھ میں ہوتا ہے کی طرح ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دور ہونے کا فرق تمیز اور وہم گمان ان کے درمیان باقی نہیں رہتا ہے. جمادات کی طرح بالکل بے حس ہو جاتے ہیں اور اس کے غلبہ میں سبحانی و اناء الحق (میں سبحان ہوں، میں خدا ہوں) جیسی شطحیات وغیرہ بے خودی کی حالت میں خود بخود صادر ہوتی ہے۔ اور بزبان حال یوں کہتے ہیں ؎

من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو ❁ چوں نگویم چوں مراد لدار میگوید بگو

ترجمہ: "میں نہیں کہتا کہ میں حق ہوں یار کہتا ہے کہ کہو میں نہیں کہتا ہوں تو میرا دوست کہتا ہے کہ کہو۔"

غرضیکہ سالکین کو اس قسم کے مغلوبیت اور سکر کے احوال مختلف انواع سے پیش آتے ہیں۔ اسی وجہ سے

شطحیات ہر سالک سے الگ صادر ہوتی ہے۔ عارفین کے نزدیک یہ کوئی کمال قرب اور ولایت کی علامت نہیں ہے بلکہ کمال و ولایت کمال اتباع اور کمال تقویٰ اور کمال عبدیت اور اطاعت میں جانتے ہیں اور باقی اس کے علاوہ ان حضرات عارفین کی نظر میں غلبات کیفیات مکشوفات وغیرہ طاعت حق کے سامنے سب گرد (خاک کی طرح) ہے۔ وہ اس کو کچھ کمال نہیں سمجھتے ہیں۔ پیروی و اتباع کرتے ہیں اور اس کو کمال قرب اور ولایت سمجھتے ہیں۔ اور باقی سب بھولا بھلایا کرتے ہیں ؎

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم ❁ الا حدیث یار کہ تکرار میکنم

تَرجَمہ: ''ہم نے جو کچھ پڑھا سب بھلا دیا ہاں محبوب کی بات یاد ہے جس کو دہرائے جاتا ہوں۔''

اسی طرح یہ لوگ اس قسم کے واردات کے آنے کو باعث بے حسی اور کم ظرفی اور بے بسی سمجھتے ہیں اور یوں کہتے ہیں ؎

ہم نہیں کم ظرف ایسے جو بکیں دیوانہ وار ❁ خم کے خم پی جاتے ہیں رہتے ہیں لیکن ہوشیار

جس مقام سے صدور شطحیات معتبرہ ہوتے ہیں (وہ مقام) دو علت سے خالی نہیں ہوتا سالک یا تو مغلوب و معذور ہو جاتا ہے اور یا دائرہ شریعت کے اندر رہتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے۔ اسی حد کے اندر رہ کر کہتا ہے مگر صورت کے اعتبار سے وہ شطحیاتی ہوتی ہیں۔ اور اپنے کلام کو شریعت کی حد سے باہر نہیں سمجھتا لیکن کبھی پوری طرح کہنے سے قاصر و معذور ہو جاتا ہے اور اس لئے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی نہیں پائی جائے۔ یعنی نہ شریعت کی حد کے اندر اس کا کلام ہو اور نہ مغلوب و معذور ہو تو جو کچھ کہے الحاد اور زندقہ ہے اور اس کی میزان (کسوٹی) شریعت ہے اس کا کلام اور اس کی محبت شریعت کے موافق ہے تو قابل قدر اور واجب التعظیم ہے ورنہ کچھ نہیں۔ پھر یا تو مغلوب معذور ہے اور یا جو کچھ کہے اس کا الحاد ہے اور اس کی پیروی نہ کی جائے۔

واللہ یہ جو کچھ احوال ہوتے ہیں ان کا سبب مغلوبیت اور سکر وغیرہ ہے۔ سالک کو احوال کی مغلوبیت میں حیرت در حیرت اور فنا در فنا ہو جانے کے علاوہ اس جگہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ حق تعالیٰ ان کیفیات اور ادراکات سے مبرا (بری) اور منزہ (پاک) ہیں اور جو کچھ کسی کو مدرک اور معلوم ہو وہ اس کے ادراک اور معلوم کی حد ہے نہ کہ وہ حق تعالیٰ کی ذات اور صفات کی حد ہے۔ حق تعالیٰ ان ادراکات اور معلومات اور مشاہدات سے وراء الوراء ثم وراء الوراء (اونچی اور بہت ہی اونچی ہستی) ہیں اور جو کچھ معلوم و مکشوف ہو وہ سب مثال اور غلبہ سکر اور استحضار اس کا باعث ہے اور حق تعالیٰ ''لا تدرکہ الابصار الخ'' (کہ اللہ تعالیٰ کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں) کی وجہ سے اس

سے پاک ہیں عارف کی معرفت کی انتہا ادراک سے عاجز ہونا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا ہے ؎

گنگ میگرد و زباں اہل عرفاں ایں مقام ❊ ما عرفنا گفت اینجا سیّد ابرار ما

ترجمہ: ''اللہ کے عارفوں کی زبانیں اس جگہ گونگی ہو جاتی ہیں ہم نے نہیں پہچانا کہا ہے ہمارے سردار نے۔''

''هذا لقول ليس بحديث كما حققه بعض اهل الحديث لكن المعنى صحيح كما صح قوله عليه السلام لا احصى ثنا عليك انت كما اثنيت على نفسك.'' یہ قول حدیث نہیں ہے جیسا بعض اہل حدیث نے اس کی تحقیق کی ہے لیکن معنی صحیح ہے جیسے رسول اللہ ﷺ سے صحیح روایت ہے کہ اے اللہ! میں آپ کی تعریف کو شمار نہیں کر سکتا آپ تو اسی طرح ہیں جیسے آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ اور آگے اس سے اگر کچھ اور حوصلہ ہے تو یہ اس کے ادراک اور سمجھ کی کمی اور غرور ہے اور حق تعالیٰ اس سے مبرا و منزا ہیں۔ ''تعالٰى الله عن ذالك علوا كبيرا'' ان کی شان ہے۔

کیفیت حالت مذکورہ اور جو کچھ معلوم مدرک ہوا اسی طرح عبارت میں لانے سے قاصر لیکن پھر بھی جو کچھ سمجھ ناقص میں آیا صرف اپنی اصلاح کے خیال سے مختصر طور پر عرض کرتا ہے امید کہ براہ عنایت کریمانہ اور شفقت بیکرانہ نظر توجہ فرما کر تسلی اور تشفی فرمائی جائے ؎

بے عنایات حق و خاصان حق ❊ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ کالا ہوگا۔''

اور جو کچھ غلطی ہو معاف فرما کر اس پر تنبیہ فرمایا جائے ورنہ میں کیا اور میرا فہم و ادراک علم و عمل اور حال کیا سب کچھ کچھ نہیں ہذیان ہے ؎

کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں ❊ کچھ نہ ہونے کے سوا سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں

یہ جو کچھ کہتا ہوں سب کچھ کچھ نہیں ❊ کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ❊ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ترجمہ: ''پاک لوگوں کے کام کو اپنے اوپر قیاس مت کرو کہ لکھنے میں شیر اور شیر ایک طرح کا ہوتا ہے۔''

تحقیق: یہ جمع الجمع (اشاریہ میں دیکھیں) کا مقام نہایت عالی ہے۔ ایک اس سے بھی اعلیٰ ہے کہ عقلی نظر میں تعلق ہو اور ذوقی نظر میں وہی صانعیت و مصنوعیت حاضر ہو (بنانے والا اور بنی ہوئی رہے)۔

تحقیق: یہ تلوین تمکین کے خلاف نہیں ہے اہل تمکین کو بھی ان کے درجہ کے موافق ایسے غلبات پیش آتے ہیں۔تلوین کے خلاف وہ ہے جس سے ان کے علوم مغلوب اور اعمال غیر منتظم ہو جائیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ اونچا حال ہے اور عجب تحقیق ہے خصوص اوست کا مضمون بے حد لطیف ہے۔

تحقیق: سب مضامین کے متعلق جواب لکھ دیا ہے۔

غیر حق سے تعلق کی تفسیر

سؤال: غیر حق اصطلاح صوفیہ میں کس کو کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی جو کہا کرتے ہیں کہ غیر حق سے انقطاع (تعلق ختم) کرو تو کیا نبی اور ولی سے تعلق نہیں رکھا جاتا۔

جواب: فرمایا جس کا تعلق حق سے نہ ہو وہ غیر حق ہے اور جس کا تعلق حق کے ساتھ ہو وہ غیر حق نہیں۔اس سے یہی مراد ہے اور تعلق کی تین قسم ہیں اچھا، برا اور تعلق محمود ہو وہ تعلق بحق ہے مثلاً تعلیم دین وغیرہ کا تعلق کہ یہ سارا تعلق بحق ہے اور جو تعلق برا ہو وہ تعلق غیر حق ہے اور جو تعلق کہ نہ مذموم ہو اور نہ محمود اس کو مباح کہتے ہیں اس کا رکھنا جائز اور نہ رکھنا کوئی گناہ نہیں پس اس میں اگر مشغولی نہ ہو وہ بھی مانع عن الحق نہیں۔

اعتقاد ہمہ اوست (سب وہ ہیں) وغیرہ کا اعتقاد غلبہ حال کے بغیر کفر ہے

سؤال: عارفین اپنے علاج و معالجہ کی حکمت اور اللہ تعالیٰ کے دو نہ ہونے کی غرض سے اس قسم کے اشغال عمل میں لائے لیکن اگر کسی کا ظاہری الفاظ کے موافق یہ اعتقاد ہو جائے کہ ہمہ اوست (کہ سب وہی یعنی اللہ تعالیٰ ہے) تو کافر ہوگا یا نہیں۔

جواب: فرمایا اگر غلبہ حال کی وجہ سے یہ بات ہے تو معذور ہے کیونکہ فرق کی تمیز درمیان سے اٹھ گئی ہے اور اگر غلبہ حال کے بغیر کسی کا یہ اعتقاد ہو گیا ہے اور حادث (نئی مخلوق) قدیم (پرانی چیز یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات) میں فرق نہیں کرتا تو بلاشبہ کافر ہے ؎

ہر مرتبہ از وجودے حکمے دارد ❁ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

ترجمہ: "ہر درجہ کا حکم الگ الگ ہوتا ہے اگر تم ان درجوں میں فرق نہ کرو گے تو زندیق (بے دین) ہو جاؤ گے۔"

حق تعالیٰ نے اپنی مثال تو فرمائی لیکن مثل کی نفی بھی آیت ﴿لیس کمثلہ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) میں فرما دی ہے۔

غیبی سلام کی آواز

حَالؒ: ہفتہ کے قریب ہوا کہ میں دن کے دو بجے کتاب تعلیم الدین میں مقام توحید کو دیکھ رہا تھا اور ایک دیوار کی آڑ میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ کتاب میرے ہاتھ میں منہ کے سامنے تھی، کہ میرے کان میں بہت زور کے ساتھ ایک سلام علیک کی آواز آئی میں نے جواب دیا جواب دینے کے بعد جبکہ سلام کرنے والا میرے پاس نہیں آیا میں نے پوچھا کون ہے جواب نہیں آیا۔ میں نے چارپائی پر سے اٹھ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا اس وقت البتہ کسی قدر خوف دل میں دو منٹ تک رہا پھر کچھ نہیں، یہ سلام علیک کرنے والا کس کو خیال کیا جائے۔

تحقیقؒ: یا تو دماغ کا تصرف ہے یا کوئی چھپی ہوئی مخلوق ہے۔ بہرحال کوئی ڈرنے کی بات نہیں ایسی باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ کوئی کمال نہیں اور اگر دوبارہ ایسا ہو تو اطلاع دیجئے۔

روایت (یعنی حدیث یا بات نقل کرنے) میں احتیاط کرنے کا مطلب

سُؤالؒ: روایت کرنے میں احتیاط کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اگر اپنے کسی بزرگ کا قصہ کسی مجہول (نامعلوم) راوی (نقل کرنے والے) کا بیان کیا ہوا روایت کرے جس کے غلط صحیح ہونے کا علم نہیں تو کیا یہ بھی منع ہے۔

جَوابؒ: اگر دل کو لگے کہ صحیح ہے تو (نقل کرنا) جائز ہے۔ زیادہ احتیاط ان روایات میں ہے جن سے شرعی حکم کا تعلق ہو اور اگر دل کو بھی نہ لگے تو جھوٹ ہے۔

سوال کرنے اور سوال کرنے والے کو جھڑکنے کے منع ہونے کی وجہ

حَالؒ: ایک روز لوگوں کو سمجھا رہا تھا کہ سائل کو جھڑکنا نہیں چاہئے اور بلاضرورت سوال نہ کرنا چاہئے۔ دل میں یہ بات آگئی کہ کسی صاحب ثروت رئیس کا لڑکا کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے اور کچھ مانگے تو اس رئیس کا سر نیچا ہو جائے گا اور بہت ندامت ہوگی اور اگر لڑکے کو، جس سے سوال کیا ہے اس نے ڈانٹا تو اور غیرت سے ڈوب جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غنی ہیں اور الخلق عیال اللہ (کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے) بھی آیا ہے اور اللہ اغیر (اللہ تعالیٰ بہت زیادہ غیرت کرنے والے ہیں) بھی حدیث شریف میں آیا ہے سوال کرنے اور ڈانٹنے کو منع کرنے کی یہ وجہ ہے۔

تحقیقؒ: نکتہ کے درجہ میں (صحیح) ہے اصل وجہ یہ ہے کہ سوال کرنے میں سائل کی ذلت ہے اور جھڑکنے میں اس کی ایذا ہے اور دونوں باتیں بری ہیں۔

متصدق (صدقہ کرنے والے) کا متفرق ایام میں خیرات کرنا

حال: ایک روز ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ میرے گھر میں میت ہوگئی ہے۔ میں مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے اگر کسی کو چالیس دن بلا کر کھانا دے دیا کروں تو درست ہے یا نہیں؟ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ان سے پوچھو کہ اگر تمہارے لڑکے کو ہمیں ایک روپیہ دینا ہے تو اسے ایک ہی دن دے دیں وہ اچھا ہے یا چالیس دن دوڑائیں۔ (یہ بات) ان سے پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک ہی دن چالیس دن دوڑانے میں بے عزتی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ انصاف کریں کہ یہ فقراء (اللہ تعالیٰ کا کنبہ، اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتے ہیں یہ اللہ کے بندے ہیں) ان کو تو اللہ تعالیٰ سے بہت سے تعلقات ہیں۔ ان کے ساتھ کیا کرنا مناسب ہے کہ ایک ہی دن سب چھپا کر دے آؤ۔

تحقیق: یہ ٹھیک ہے مگر بالکل ٹھیک نہیں ہے کیونکہ کسی دینے والے کو اکٹھے دینا مشکل ہوتا ہے اور الگ الگ دینا آسان ہوتا ہے۔ ہاں چالیس کی تخصیص بے وجہ ہے۔

تشبیہ اصطلاحی

حال: کبھی رات کو عشاء کے وقت اکثر نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی شعاع اور روشنی مسجد کی دیوار پر جو پڑتی ہے اس سے قلب میں ایک نور محبت کی کیفیت کے ساتھ جوش مارتا ہے اور آیت ﴿مثل نورہ کمشکوۃ فیها مصباح المصباح فی زجاجة﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایسی ہے گویا کہ ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے ایک قندیل (لالٹین) میں ہے۔ یاد آجاتی ہے۔ جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ نہیں کرتا نماز کے اندر جان بوجھ کر انوار و کیفیت کی طرف توجہ ایک قسم کا شرک معلوم ہوتا ہے۔ حضرت حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے فرمان کی وجہ سے ؎

شاہداں گر دلبری زینساں کنند ❁ زاہداں را رخنہ در ایماں کنند

البتہ اس کیفیت سے قلب میں فرحت اور سرور معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ ظاہر (نظر آنے والے) کا غلبہ مظہر (نظر آنے کی جگہ) میں ہے جس کو اصطلاح (یعنی اصل تصوف والوں کے ہاں) تشبیہ کہتے ہیں۔ اس کی طرف جان بوجھ کر توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ اسی تنزیہ (ہر نظر آنے وغیرہ چیزوں سے پاک سمجھنے) کا ہمیں حکم ہے۔

روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے

حال: دلائل الخیرات شریف میں روضۂ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ جس میں قبر شریف بھی ہے جس کو ہمیشہ بوسہ دیتا تھا مگر چند روز سے خیال پیدا ہوا کہ بغیر پوچھے اور بغیر اجازت بوسہ نہیں دینا چاہئے۔ چنانچہ کچھ دنوں سے ملتوی کر دیا جیسا حکم ہو عمل کروں۔

تحقیق: واقعی بوسہ خلاف سنت ہے۔ اچھا کیا ترک کر دیا۔

عشق و عافیت (ایک ساتھ) جمع نہیں ہوتے

حال: میرے ذہن میں اس سلوک کے راستے کا مقصود صرف رضائے الٰہی ہے کوئی لذت اور کیفیت اس سے مقصود نہیں ہے۔ اس طرف نظر کئے بغیر خواہ اسی ذریعہ سے خواہ کسی اور صورت سے حاصل ہو۔ اگر خواہش اور مقصود ہے تو (صرف) یہ کہ دل میں صفائی پیدا ہو منہیات (منع کئے ہوئے کاموں) سے نفرت اور طاعت سے رغبت ہو تا کہ مجھ سے اچھے فعل سرزد ہوں اور دل کو ذکر حق سے انس ہو اور وحشت جاتی رہے جو ذکر میں رکاوٹ ہو رہی ہے۔ اس سے زیادہ میرا ناقص علم اپنے مقصد کو نہیں بتا سکتا۔ میں بیمار ہوں آپ طبیب ہیں تشخیص آپ کی جو کچھ ہو وہی لائق تسلیم ہے۔

تحقیق: عشاء کے بعد تہجد پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ مگر ذکر نفی و اثبات کا ذکر ایک (اچھی خاصی) شمار کے قابل مقدار میں ہونا ضروری ہے۔ اس کی تعداد اپنے قوت و تحمل پر نظر فرما کر مقرر کر لی جائے پھر مجھ کو اطلاع ہو جانا چاہئے۔ کچھ تفصیل کی ضرورت ہے وہ یہ کہ نفرت اور رغبت اس درجہ کی کبھی نہیں ہوتی ہے کہ ارادہ اور اہتمام کی ضرورت نہ رہے یا کوئی داعیہ خلاف کا تقاضا نہ رہے۔ ایسا درجہ ضرور ہو جاتا ہے کہ تھوڑا سا اہتمام کافی ہو جائے اور معادق کی مدافعت میں تھوڑی توجہ سے کامیابی ہو جائے۔ اس لئے کہ خلاف کا داعیہ بالکل فنا ہو جائے تو پھر ابتلا مکلف کی جو شان ہے۔ پوری طرح ختم ہو جائے تو اس صورت میں یہ شخص اجر کا مستحق نہ ہوگا۔

دوسری بات عرض کرنے کے قابل یہ ہے جو اسی پچھلے مضمون کی شاخ ہے کہ ذکر میں رکاوٹ ہے کیونکہ ذکر پر اختیار تو اس وقت بھی باقی رہتا ہے ہاں بوجھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر اس بوجھ کا مقابلہ اختیاری بات ہے پھر رکاوٹ ہونے کے کیا معنی۔ یہ نفس کا ایک دھوکہ ہے کہ مشقت سے بھاگتا ہے اور حق سے محبت کرنے والا ہو کر بھی عافیت سے محبت کرنے والا رہتا ہے۔ حالانکہ عشق و عافیت کا جمع ہونا یہ ایک خیال محال ہے یعنی طالب کو جمع کا قصد نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر ادھر (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف) سے عطا ہو جائے تو عنایت ہے۔

اس کی وجہ دو اصطلاحوں کا ایک دوسرے میں مل جانا ہے (آپ نے جو لکھا ہے) یہ عقلی علوم والوں کی اصطلاح کے مطابق ہے فقہاء کی اصطلاح دوسری ہے جس اصطلاح کے مطابق یہ بات نہیں ہے (جو آپ نے لکھی ہے) اس لئے (فقہاء کی اصطلاح) کا حاصل یہ ہے کہ کسی کے قول کو ماننے میں دلیل کا انتظار نہ کیا جائے۔ یہ...... عقلی والوں کی اصطلاح کے ساتھ اکٹھا ہو سکتی ہے (اور یہ عقلی والوں کی اصطلاح تقلید کی ایک قسم ہے)۔

حفاظت اولیاء اور عصمت انبیاء میں فرق

ایک منتہی کی تحریر کا جواب

حَالؒ: الحمد للہ اس اندھیرے کے گڑھے سے نجات حاصل ہوئی اور یہ حضرت کی توجہات کا ثمرہ ہے "فالحمد للّٰہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصلحات" حق تعالیٰ شانہ آئندہ نفس وشیطان کے دھوکوں سے ہمیشہ محفوظ رکھیں۔ آمین اس وقت ایک بات پوچھنے کی جرات کرتا ہوں۔ اگر چہ وہ بات میرے پوچھنے کے قابل نہیں ہے۔ میرے حوصلہ سے باہر ہے مگر دل کو بغیر پوچھے اطمینان حاصل نہ ہوگا۔ "انما شفاء العی السول" (کہ کورے پن علاج سوال ہی ہے) وہ یہ کہ حضرات صوفیہ کرام کا مقولہ مشہور ہے کہ جب بندہ مرادیت کے مقام سے فائز ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت ہونے لگتی ہے۔ "ولو یؤیدہ الحدیث کنت سمعہ الذی یسمع بہ ووبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا" (اس کی اس حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے) مگر پوچھنے والی بات یہ ہے کہ اس حفاظت میں اور عصمت انبیاء علیہم السلام میں کیا فرق ہے۔

تحقیق: انبیاء علیہم السلام میں گناہ کا تقاضہ نہیں ہوتا اگر چہ گناہ پر قدرت ہوتی ہے جیسے ہم لوگوں میں پیشاب پینے کا داعیہ نہیں اگر چہ قدرت ہے۔ اور اولیاء میں تقاضہ ہوتا ہے اگر چہ کمزور ہی ہو جس کا مقابلہ آسان ہے۔

حَالؒ: دوسرے جن حضرات صحابہ سے کبائر ہوئے مثل زنا وشرب خمر وغیرہ کے ہوا ہے کیا وہ ان کو یہ (مرادیت والا) مقام حاصل نہیں تھا۔ کہ (ان کی حفاظت نہیں کی گئی)۔

تحقیق: ہاں اس وقت حاصل نہ تھا۔

حَالؒ: اور اگر تھے تو ان سے گناہ کیسے ہوئے اور اگر حاصل نہ تھا تو اس صورت میں کیا اس ولی کو جس کو مقام

حاصل ہے ان حضرات صحابہ پر فضیلت جزئی ہوگی یا کچھ اور جواب ہے۔
تحقیق: ہاں ہوگی صحابی ہونے کی فضیلت سے وہ مرجوح ہے۔

تقلید اصطلاحی فقہی اور تقلید معقولی میں فرق

حال: مجھے تقلید کے جواز وضرورت میں کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن تقلید کے معنی یہ جانتا ہوں کہ ایک بڑے عالم کا فتویٰ ہے وہ (عالم) ہر طرح علم وعمل میں مجھ سے زیادہ ہے مگر مقلد کو بحیثیت مقلد ہونے کے جس طرح شک پیدا کرنے والے کی وجہ سے شک پیدا ہوا ہے اس طرح بعض مسائل میں شک ہو جاتا ہے جو کبھی تو دلائل کے دیکھنے سے ختم ہو جاتا ہے کبھی نہیں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جہاں تک ہو سکے احتیاط پر عمل کرتا ہوں جب ایک جانب حدیث ہوتی ہے اور دوسری جانب خالص قیاس ہو تو قیاس پر عمل کرتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس کو اپنی کم علمی ہی کا سبب جانتا ہوں اپنے وطن میں چونکہ شوافع اور احناف مخلوط ہیں حتیٰ کہ ایک گھر میں میرے چچا اور ان کی اولاد سب شافعی ہیں اور میرے والد اور ہم سب حنفی ہیں۔ اس وجہ سے تقلید میں طبعی طور پر تعصب نہیں ہے مگر ان کے کسی مسئلہ پر عمل بھی نہیں ہے۔ اس میں جو بات اصلاح کے قابل ہو اس کی اصلاح فرمائی جائے۔

تحقیق: یہ جو لکھا ہے کہ مقلد کو بحیثیت مقلد ہونے کے اس کی وجہ دو اصطلاحوں کا ایک دوسرے میں مل جانا ہے۔ یہ (بات جو آپ نے بیان کی یہ) عقلی علوم والوں کی اصطلاح کا نتیجہ ہے اور فقہ والوں کی اصطلاح الگ ہے جس کا نتیجہ یہ نہیں ہے۔ اس کا حاصل تو یہ ہے کہ کسی کے قول کے تسلیم کرنے میں دلیل کا انتظار نہ کیا جائے اس لئے یہ یقین عقلی علوم والوں کی اصطلاح کے ساتھ اکٹھا ہو سکتا ہے (جو عقلی علوم والوں کی تقلید کی ایک قسم ہے) چنانچہ عام مقلدین کو مجتہد کے فتوے میں بے شک یقینی اعتقاد ہے کہ وہ کسی طرح زائل نہیں ہوتا پس یہ کہنا بحیثیت مقلد ہونے کے یہ تو صحیح نہیں ہاں ظنی اصطلاحی ہونے کے اعتبار سے کہ اہل علم اس سے آگے نہیں بڑھتے۔

یہ شبہ ہونا برا نہیں مگر یہ کہنا کہ کبھی تو دلائل کے دیکھنے سے الی قولہ قیاس پر عمل کرتے ہوئے الخ یہ سب صحیح ہے لیکن کیا اس میں آپ کا تبحر (وسعت علمی) کافی ہے یا اہل علم سے رجوع کرنا بھی ضروری ہے۔ خصوصاً جبکہ اپنی کم علمی کا اقرار بھی ہے تو آپ نے کیا ایسے مسائل منتخب کر رکھے ہیں اور ان میں کن اہل علم سے آپ نے رجوع فرمایا ہے۔

دوسرے اس سب کو جان لینے کے بعد بھی (آپ سے) یہ شکایت ہے کہ جس شخص سے اپنی باطنی تربیت میں رجوع کیا جائے اس سے کبھی آپ نے یہ مشرب ظاہر (ان صاحب نے از خود اس مشرب کا اظہار نہ کیا تھا صاحب جواب کو وجدانا شبہ ہوا اور پوچھا اس پر یہ ظاہر کیا اور اسی مضمون اخفا کے خصوصیت سے اس کو تربیۃ میں نقل کیا گیا۔۱۲ منہ) فرمایا ہے کیا یہ ضرور نہ تھا کہ دوسرے کی کاوش کے بغیر خود آپ فرماتے کہ میرا یہ مذاق ہے کیا اس میں کچھ اصلاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اس کے چھپانے کے کیا معنی اگر مجھ کو خود شبہ نہ ہوتا تو عمر بھر بھی پتہ نہ چلتا۔

پھر یہ خط آیا جو مع جواب منقول ہے

حَال: تقلید کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہ خیال ضرور ہے کہ تقلید مجتہدات (ایسی باتیں جن میں اجتہاد کی گنجائش ہو) میں ہوتی ہے نہ کہ مصرحات (جو باتیں واضح ہوں) میں جب حدیث صریح موجود ہو تو اس وقت تقلید جائز نہیں۔ ممکن ہے یہ غلط فہمی ہو۔ عمدہ طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور تقلید کی صورت بتائیں اگر اس میں مجھ کچھ پریشانی ہوئی تو میں پھر اس کو صاف کرلوں گا اور اس تردد کو حضور ہی سے صاف کرلوں گا۔

جَوَاب: تقلید کے بارہ میں جو لکھا ہے کہ جب حدیث صریح ہو تو تقلید جائز نہیں اھ۔ یہ علی الاطلاق (بغیر کسی قید کے) صحیح نہیں۔ بہت سی حدیثوں کو چھوڑ دیا گیا ہے جیسے "جمع بين الصلاتين من غير سفر ولا مطر" (کہ دو نمازوں کو سفر اور بارش کے بغیر (صورت کے اعتبار سے) ایک ساتھ پڑھنا (اسی طرح چور کو پانچویں بار چوری کرنے پر قتل کرنا وغیرہ۔ اور مثلاً شفق احمر سے پہلے پہلے سحور کھانا یہ سب حدیثیں صاف واضح ہیں اور کسی کا مذہب نہیں اور اسی طرح اگر حدیثیں متعارض ہوں وہاں بھی تقلید سے چارہ نہیں اس کے علاوہ ہر شخص کا یہ حکم کرنا کہ اس میں صریح حدیث نہیں صرف اٹکل و انداز کی بات ہے اس میں بڑے تبحر کی ضرورت ہے۔ پھر ممکن ہے کہ قرآن و حدیث میں موجود ہو مگر اس کی عام دلالت کو واضح نہ ہو (کہ یہ سب کو عام طور پر شامل ہے مگر یہ عام ہونا واضح نہ ہو) بہر حال جس مسئلہ میں شبہ ہو اس میں علماء سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ جب کسی سے شفا نہ ہو اس وقت مذوری ہے۔

تکرار سورت نوافل میں لازم کئے بغیر جائز ہے

سُؤَال: اکثر لوگ تہجد میں ہر رکعت میں قل ہو اللہ دو بار تین بار پانچ پانچ یا تین تین دفعہ معمول کرلیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں تو دو بار تین بار اور ہمیشہ معمول بنا لینے کو منع کرتا تھا۔ لیکن

حضرت نے ایک ذاکر کو ان کے خواب کی وجہ سے پانچ پانچ دفعہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ تربیۃ السالک دوسرے حصہ کے آخر میں یہ بات دیکھی ہے اس لئے شک پڑ گیا۔

جواب: تکرار صورت خصوص نوافل میں جائز ہے مگر لازم نہیں کر لینا چاہئے۔ اگر میں نے کسی کو مطلقاً اجازت دی ہے اب اس اجازت کو مقید کرتا ہوں۔

مناجات مقبول درود شریف پڑھنے کی اجازت لینے کے متعلق تفصیل

سؤال: مناجات مقبول پڑھتا ہوں لیکن اس کے پڑھنے کی اجازت حضور سے نہیں لی ہے لہٰذا پڑھنے کی ترکیب کے ساتھ اجازت عطا فرمائی جائے۔

جواب: اگر اس غرض سے اجازت لی جاتی ہے کہ اجازت کے بغیر اثر نہ ہوگا تب تو یہ اعتقاد غلط ہے اور اگر طریقت کے اس قاعدہ کے موافق لی جاتی ہے کہ حالت کے مناسب نامناسب (ہونے کو) تلقین کرنے والا ہی بصیرت سے پہچان سکتا ہے۔ تو اس کی وضاحت اپنے حالات و معمولات کے ساتھ تجویز کیجئے۔ جیسا مشورہ ہوگا عرض کیا جائے گا۔

سؤال: نشر الطیب میں فصل ۳۷ خاتمہ پر جو درود شریف لکھا ہے اس کو ہر وقت پڑھتا ہوں اس کے پڑھنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

جواب: بشرح صدر۔

فجر کی سنت و فرض کے درمیان ۴۱ بار سورہ فاتحہ پڑھنا

سؤال: دو تین روز سے سورہ فاتحہ ۴۱ بار سنت اور فرض فجر کے درمیان پڑھنا شروع کیا۔ مگر پھر یہ خیال آیا کہ حضور کی اجازت لی جائے تو بہتر اگر آپ فرمائیں تو پڑھا کروں ورنہ چھوڑ دوں۔

جواب: کیوں چھوڑا جائے لیکن پورا کرنے سے پہلے اگر تکبیر ہو جائے تو جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے پھر بقیہ فرض کے بعد پڑھ لینا چاہئے۔

آیت ”وما تشاؤن الا ان یشاء اللّٰہ“ کی تفسیر

حال: حق تعالیٰ شانہ حضرت کے فیوض روز افزوں وسعت کے ساتھ قائم دائم رکھے۔ اب اپنی حالت مختصرا عرض کرتا ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس وقفہ کے بعد ان بیس پچیس روز کے التزام جدید سے قلب کی پہلے والی

حالت نہایت قوت کے ساتھ لوٹ کر آئی نہ اس طرح کہ جیسے عدم سے کوئی چیز وجود میں آتی ہے بلکہ ایسے جیسا کہ راکھ کے ہٹا دینے سے چنگاری پھر چمک اٹھتی ہے یا کسی کی کوئی گم شدہ چیز دستیاب ہو جاتی ہے یا خیالی خزانے قوت مدرکہ (معلوم کرنے کی قوت) کو بھول جانے کے بعد مل جاتے ہیں بلکہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت والا کی تحریر کی تصدیق عیاناً (کھلی آنکھوں واضح) ہوگئی یعنی اس دفعہ کا جوڑ بند پہلی دفعہ سے شاید کچھ مضبوط اور بہتر ہی ہے اور واقعی عجب و تکبر کی تو خوب قلعی کھل گئی اب انشاء اللہ تعالیٰ امید مداومت کی ہے۔ ﴿وما تشاون الا ان یشاء اللّٰہ﴾

تحقیق: اس کے ساتھ یہ بھی نظر کے سامنے رہنا چاہئے "ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا فاولئك كان سعيهم مشكورا." (**ترجمہ**: جو آخرت کو چاہے اور اس کے لئے کوشش کرے یہی لوگ ہیں جن کی کوششیں مقبول ہیں) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندے کے ارادہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کرنے کا وعدہ کیا گیا چنانچہ من اراد کے نتیجے میں "کان سعیھم" فرمایا گیا ہے۔ اس لئے پہلے اللہ تعالیٰ کی چاہت ہوتی ہے کہ بندہ کی چاہت ہو پھر اس کے بعد بندہ کی چاہت فعل کے ہونے کی ہوتی اور (فعل کا ہونا) اللہ تعالیٰ کے کرنے پر موقوف ہوتا ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے فعل ہو ہی جاتا ہے۔ اس (ساری بات کے سمجھنے) سے بعض بڑی غلطیاں جو آیت "وما تشاون" کے بارے میں ہوتی ہیں دور ہو جاتی ہیں۔

دماغ اور نگاہ کی کمزوری کا علاج

حال: فرصت نہ ہونے کی وجہ سے جواب میں اتنی تاخیر ہوئی اس وقت بڑی مشکل سے اتنا وقت نکلا اسی لئے اس عریضہ میں جلدی کی وجہ سے ضوابط کا لحاظ نہ ہوا۔ معافی و درگزر کی امید رکھتا ہوں۔ بندہ کے دماغ اور نگاہ میں چند یوم سے بہت نمایاں ضعف آ گیا ہے۔ یہ عریضہ لکھنے کے وقت آنکھوں کے سامنے ایسی اندھیری سی اور دھندلا پن ہے کہ بمشکل کسی چیز کو دیکھتا ہوں۔

تحقیق: تقویت دماغ ضروری ہے۔

سلوک کے راستے کی سیر اور حسن خاتمہ کی علامات

حال: اور قسم قسم کے خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں کبھی اپنے گناہوں اور قصور پر نظر ہوتی ہے تو ناامیدی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور خداوند تعالیٰ کی قہاریت خیال میں آتی ہے تو کوئی سہارا نظر نہیں آتا مگر اسی کی رحمت کا یا اپنی بندگی اور اس کی مالکیت کا خیال موجب تسلیم ہوتا ہے۔

ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

مگر واقعی بات یہ ہے کہ ؎

اے ہنرہا نہادہ برکف دست ❁ عینا را گرفتہ زیر بغل

ترجمہ: ''اے بہت سے ہنر رکھنے والے اپنے بغل کے عیبوں کی تو خبر لے۔''

کا مصداق ہوں نہیں معلوم کیا حشر ہوگا۔ دعا فرمائیں کہ خاتمہ اچھا ہو جائے۔

تحقیق: مسافت طے کرنے والے کو بھی تو رستہ میں طرح طرح کی باتیں پیش آتی ہیں ماشاء اللہ سیر طریق کی یہی علامتیں ہیں۔ اور یہی حسن خاتمہ کی علامت ہے انشاء اللہ تعالیٰ

سورہ نصر کا بے اختیار دل وزبان میں آنا فیوض باطنی کی بشارت ہے

حال: کل عشاء کے بعد سے دل میں ہر وقت اور زبان پر اکثر جب کچھ پڑھنے بیٹھتا ہوں تو سورۃ اذا جاء نصر اللہ آجاتی ہے یہاں تک کہ رات نوافل میں بھی جب الحمد کے بعد بلکہ پہلے بھی کوئی سورۃ پڑھنا چاہتا ہوں تو یہی زبان پر آجاتی ہے۔ اب تک یہ ہی حال ہے دو چار مرتبہ زبان پر آجانے کے بعد جان بوجھ کر دوسری سورت پڑھی معلوم نہیں کیا بات ہے۔

تحقیق: اس نئے واقعہ سے حق تعالیٰ نے آپ کے باطن میں فیوض باطنی کی ایک خاص قابلیت عطا فرمائی ہے۔ ان فیوض کے آنے کی بشارت زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی عموم الفاظ سے بشارت عموم نصر و فتح کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔

فراق کو وصل پر فضیلت

حال: صبح سے یہ دل چاہ رہا ہے کہ حضرت کو خوب نیا سفید عمدہ لباس پہناؤں اور پھر حضرت کا طواف کروں اگرچہ (اس کو) عقیدے کے اعتبار سے ناجائز سمجھتا ہوں۔ مگر عشق یہی کہتا ہے کہ تنہائی میں تو کوئی نہ دیکھے گا۔ جلوۂ محبوب حضرت والا میں نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کے وصل کے طالب کی وصل کعبہ سے کس طرح سیری ہو سکتی ہے جو کہ مخلوق ہے۔

تحقیق:

ع فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب

(فراق و وصل کیا چیز ہے دوست کی رضا کا طالب رہنا چاہئے) جب تک کہ ان کی رضا فراق میں ہے یہ

فراق ہی وصل سے افضل ہے۔

حَال: حضور والا دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے عشق ومحبت میں ترقی بخشیں۔

تحقیق: آمین

حَال: اوراب تو جلد اپنے وصل سے مشرف فرمادیں۔

تحقیق: اس طبعی تمنا پر طریق (سلوک کی) تعلیم کو ترجیح دینا چاہئے۔

اولیاء کے تصرف میں محبت کی حقیقت اور اعتقاد میں شرک کی بو ہے

حَال: ایک شبہ یہ ہے کہ یہ ہمارا ایمان کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی محبت معلوم نہیں ہوتی واسطے کے ساتھ محبت تو کچھ اچھی محبت معلوم نہیں ہوتی۔ محبت یہ ہے کہ جو مجھے لڑکے کے ساتھ تھی کم سے کم اتنا بھی نہ ہو تو ہم اپنے کو مومن کیسے سمجھیں۔ مجھے نیند کا بڑا غلبہ ہے بالکل بے اختیار ہوں جوانی سے اب تک وہی حال ہے۔ اب کچھ کمی ضرور ہوگئی ہے مگر جب سے نفی اثبات شروع کیا ہے ضرور اس وقت نیند غالب ہوتی ہے۔ اکثر اوقات میں نیند ہی میں پڑھتا رہا ہوں۔ ایک یہ بات مجھ میں مدت سے ہے کہ جب کسی ناجائز بات کا خیال دل میں آتا ہے تو اچانک قصد اور ارادہ کے بغیر کبھی لفظ اللہ اور کبھی اللہ اکبر میری زبان سے نکل جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ خیال کبھی بالکل چلا جاتا ہے اور کبھی کم (ہو جاتا ہے) مجھے حیرت ہے کہ معاملہ کیا ہے کیا کچھ بزرگوں کا تصرف ہے یا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نفی اثبات جس طرح پہلے ٹھہر ٹھہر کر کرتا تھا اس طرح سے اب نہیں کرتا ہوں بلکہ (ایسا کرنا) چاہتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ بالکل بھول گیا (ہوں) جس طرح کوئی دعا پڑھی جاتی ہے اسی طرح سے برائے نام ذرا سا کھینچ کر گردن کے اشارہ کے ساتھ پڑھ لیتا ہوں مگر یہ خود رائی معلوم ہوتی ہے اس لئے جس طرح آپ ارشاد فرمائیں اس کی تعمیل ضرور کروں گا انشاء اللہ بتکلف تو ہوگا مگر حکم ماننا ضرور ہوگا۔

تحقیق: معلوم نہیں آپ کے ذہن میں محبت کی کیا حقیقت ہے جس کے نہ ہونے سے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی محبت معلوم نہیں ہوتی۔ اس کا فیصلہ محبت کے معنی کی تحقیق کئے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس کے معنی جو آپ کے ذہن میں ہوں تحریر فرمائیے۔ پھر میں کچھ عرض کروں گا اور معلوم نہیں بلاواسطہ محبت کیسی ہوتی ہے۔ کہیں آپ اس نعمت کی ناشکری کر کے بالواسطہ کو بھی نہ کھو بیٹھیں۔ یہ جو لکھا ہے کہ محبت وہ ہے جو مجھے لڑکے کے ساتھ تھی اس بناء پر تو بی بی کے ساتھ بھی محبت کی نفی کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے ساتھ جو محبت تھی وہ لڑکے کی محبت جیسی نہ تھی۔

دوسری مثال سے حقیقت تو سمجھ میں نہ آئی بس مومن غیر مومن ہونے کا فیصلہ اس کے بعد ہوگا۔ نیند جب غیر اختیاری ہے پھر کیا ملامت اور کیا فکر جب غلبہ ہوا کرے سو جایا کیجئے۔ جب نیند بھر جایا کرے اٹھ کر کام کیا کیجئے یہ حدیث کا مضمون ہے اگر نیند کا غلبہ کوئی بری چیز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ بجائے فلیرقد (سو جائے) کی جگہ فلیقعد (اٹھ جائے) فرماتے اور جس حالت کے بارے میں تردد ظاہر کیا ہے کہ کیا بزرگوں کا تصرف ہے یا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے آپ کو اس سے حیرت ہے اور مجھے آپ کے تردد سے حیرت ہے خدا کے ہوتے ہوئے بزرگوں کی روح کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مولانا اس میں تو صاف شرک کی بو آتی ہے۔ اگر خلافِ ادب نہ سمجھا جائے تو میں تاکیدی حکم کے ساتھ عرض کروں گا۔ اس سے توبہ کرنا واجب ہے۔ نفی و اثبات کے قیود ضرورت کے درجہ میں نہیں ہیں۔ جس طریقہ سے آسان ہو کافی اور نافع ہے۔ والسلام

وجدانیات عبارت میں نہیں آسکتے

حَال: جو کچھ عرض کیا بہت ہی مختصر کیا کیونکہ جو احوال و واردات بندہ کو پیش آتے رہتے ہیں ان کے ادا کرنے پر واللہ بندہ قادر نہیں ہے اور ہر وقت کے ایک حال کو کیا لکھے۔

تحقیق: وجدانیات (باطنی حس سے محسوس کی جانے والی چیزیں) عبارت میں نہیں آتی۔ ''ولنعم ما قیل فی امثالہ'' ؎

خوبی ہمیں کرشمہٴ و ناز و خرام نیست ❁ بسیار شیوہا ست بتاں را کہ نام نیست

ترجمہ: ''حسن اسی ناز و ادا کرشمہ کا نام نہیں ہے حسینوں کی بہت سی ادائیں ہیں جن کا نام نہیں ہے۔''

اظہار مافی الضمیر (دل کی بات بتانے) میں کمی آجانا کم گوئی کا ظہور ہے

حَال: یہ عجیب بات ہے کہ بندہ کو حق تعالیٰ کی طرف سے تحریر میں اظہار مافی الضمیر جتنی قدرت حاصل تھی اب اس کا عشر عشیر (دسواں حصہ بھی) نہیں بڑی مشکل سے اتنے مضمون کو ادا کر سکا ہوں۔

تحقیق: واللہ! بہت مسرور ہوا کہ مضمون حدیث ترمذی ''الحیاء والعی شعبتان من الایمان الخ'' (حیا اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں) کا ظہور ہوا اور ظہور بھی معاینۃً وحالا (آنکھوں دیکھا حال بن کر) ہوا اور واقعی حدیث کا انکشاف تام (پوری طرح کھلنا) بھی حال ہی سے ہے اس کو میں بھی اپنے اندر محسوس کرتا ہوں اور خوش ہوں۔

حدیث ”الحیا والعی شعبتان من الایمان“ (حیاء اور کم بولنا ایمان کی دو شاخیں ہیں) میں لفظ عی کی کئی تفسیریں

سؤال: ہاں ایک بات حضرت کے والا نامہ میں سمجھ میں نہیں آئی ”الحیا والعی شعبتان من الایمان“ (حیاء اور کم بولنا ایمان کی دو شاخیں ہیں) کے مطابق تو تمام مومنین کاملین راسخین فی العلم کے اندر عی (کم بولنا) کا حصہ موجود ہونا چاہئے۔ لیکن دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اور پہلے زمانہ میں بھی ان لوگوں کے برابر قدرت کسی میں نہیں ہے اس میں تسلی پوری طرح نہیں ہوئی گویا حضرت کے والا نامہ سے علیحدہ ہو کر بھی نفس حدیث کے متعلق یہ شبہ آتا ہے۔

جواب: یہ عی یعنی کم بولنا نہیں ہے بلکہ کم بولنے کے مشابہ ہونا ہے۔ یعنی قدرت کے باوجود یہ خوف کہ کبھی منہ سے کوئی کلمہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ نکل جائے جس کو حدیث میں حیاء کہا ہے ان کی روانی جس پر انہیں قدرت حاصل ہے کو روک کر کم بولنے کی طرح بنا دیتا ہے اور وہ رک رک کر بولتے ہیں اور جتنی روانی اس حالت میں بھی ہوتی ہے وہ روانی جس پر انہیں قدرت حاصل ہے کے مقابلے میں عی (کم گوئی) ہوتی ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا تو ان کی روانی زیادہ ہوتی۔ جب صحیح بات میں ملکہ تامہ راسخہ ہو جاتا ہے تو پھر یہ احتیاط عادت بن کر عی کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتی۔ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے غلبے سے علوم اصطلاحیہ سے بھول ہونے لگتی ہے اس لئے بولنے میں عی (کم بولنا) ہوتا ہے۔ یہ التفات بھی مومن کی شان ہے اس صورت میں حیا مستقل (علیحدہ) ہوگی اور عی (کم گوئی) کی علت (وجہ) نہ ہوگی۔

لیکن ایک دور کی وجہ بنانے کی صورت میں (یہ عجز) حیا کی وجہ ہوسکتی ہے وہ وجہ یہ ہے کہ حیاء سے مراد اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف توجہ کرنے سے حیاء آنا (اس صورت میں یہ حیا کم بات کرنے کی وجہ ہوگی)۔

ایک اور حالت جو صورت کے اعتبار سے عی جو منتہی (سلوک کے راستے کی انتہا کو پہنچنے والے) جو مغلوب الحال نہ ہو کو پیش آتی ہے وہ یہ کہ یہ بات ثابت شدہ ہے زبان کے کاموں میں اصل مقصود ذکر ہے اور بات کرنا اصل مقصود نہیں ہے اور صحیح طبیعت کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ اس کو غیر مقصود میں مشغول ہونا بھاری ہوتا ہے اور مقصود میں مشغول ہونے میں خوشی ہوتی ہے۔ اس لئے جو اصل کو دیکھنے والا ہوگا وہ جب بات کرنے میں مشغول ہوگا تو وہ بے دلی سے مشغول ہوگا اور اس وقت بھی اس کا کھنچاؤ ذکر کی طرف ہی ہوگا۔

اس لئے اس کو اس میں ایک قسم کا تکلف ہوگا۔ اور شکستگی ہوگی اس کے لئے کسی درجہ میں عی (کم بولنا)

ضروری ہے اگر ایسے شخص کو کم بولنے کی حالت پیش نہ آئے تو اس کا سبب غلبہ حال ہے جو کبھی اکابر کو بھی ہوتا ہے جیسا کے پہلی حالت میں کم بولنے کا سبب حال کا غلبہ تھا۔ یہاں کم بولنا نہ پیش آنے کا سبب حال کا غلبہ ہے۔

لفظ عی کی تفسیر پر ایک شبہ کا جواب

سُؤال: تربیۃ السالک کے اندر فلاں مولوی صاحب کے خط آنے سے پہلے جب حدیث ''الحیا والعی شعبتان من الایمان'' جواب میں جناب نے ان کے اس جملہ کے کہ ''مجھے باوجود اس (تحریر کی) قدرت کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دی ہے اپنے مقصود کو بمشکل تمام ادا کر سکا۔ اور اب نہیں لکھ سکتا۔'' لکھا تو احقر کو اپنی حالت کے مطابق اس پر شبہ تھا اور خیال تھا کہ پوچھوں کہ اسی روز حضرت نے وہ خط جس میں مولوی صاحب نے خود شبہ ظاہر کیا تھا اور جناب نے اس کا جواب لکھا تھا دیا۔ اس کے دیکھنے سے پوری تسلی ہوگئی مگر اپنی حالت کے مطابق ذرا سا شبہ باقی رہ گیا ہے وہ عرض ہے۔

جناب نے لکھا ہے عی (کم بولنے) کی مختلف وجہیں ہوتی ہیں کبھی حقیقت میں عی نہیں ہوتی عی کی طرح لگتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے کوئی بات نہ نکلنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر ملکہ تامہ راسخہ کے بعد روانی و قدرت ہو جاتی ہے اسی طرح کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے غلبہ سے اصطلاحی علوم سے بھول ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے بولنے میں عی (کم بولنا) ہوتا ہے اور ایک حال جو صورت کے اعتبار سے عی ہے جو منتہی جو حال سے مغلوب نہ ہو کو پیش آتی ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ زبان کے کاموں میں اصل مقصود ذکر ہے (اس لئے) جو اصل کو دیکھ کر چلنے والا ہوگا وہ اصل مقصود کے علاوہ مشغول ہونے میں بے دل سے ہوگا۔ اگر ایسے شخص کو عی نہ ہو تو اس کا سبب غلبۂ حال ہے (پوری بات ہوگئی ضرورت کی وجہ سے کچھ تبدیلی کے ساتھ)۔

عی کے یہ سارے درجات مومن کی شان ہیں جو کہ بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ سارے اسباب میں جو بات ایک طرح کی (سب میں) ہے وہ یہ لگتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی خوب توجہ ہوگی (جو مومن کی شان ہے) تو اس وقت اس (بندہ) کی ساری تحریر، تقریر اور کاموں میں ایک قسم کی کمی ہوگی جس کو ایک درجہ میں عی کہا جا سکتا ہے۔

حقیقت میں یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ جب ہم لوگ جناب کی خدمت میں بیٹھے رہتے ہیں تو اس وقت ایک بات کا بولنا بھی اتنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جگہ میں دو چار گھنٹہ تک تقریر مشکل نہیں معلوم ہوتی تو جس کو ذات خداوندی کا مشاہدہ زیادہ توجہ کے ساتھ ہوگا اور ''ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید'' (انسان کی زبان پر جو بات بھی آتی ہے اس پر ایک نگہبان ہوتا ہے) کا ظہور ہوگا۔ تو اس کو ضرور

سخت مشکل ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوگا کہ سارے علوم سارے کاموں کے کر سکنے میں پہلے کے مقابلے میں کمی ہوگی ہاں منتہی مغلوب الحال کو ممکن ہے کہ کبھی نہ ہو۔ اس ساری بات کے الٹ مفہوم کو لحاظ کرتے ہوئے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر منتہی کو (اس عی پر قابو پانے کی) زیادہ قدرت حق تعالیٰ سے دوری بتاتی ہے خواہ وہ قدرت نفس علم میں ہو یا تحریر میں ہو یا تقریر میں ہو ایمان کی شان کے خلاف ہے۔

اب گذارش ہے کہ احقر جب سے دیو بند سے اس جگہ آیا ہے دن بدن اپنی پہلی حالت کے اعتبار سے ہر قدرتوں میں ترقی پاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض باتوں کی حقیقت جن سے اس سے پہلے بالکل بے خبری تھی سامنے رکھی گئی ہے حتیٰ کہ بعض احباب نے کسی بات کے بارے میں سوال کیا تو ایسا جواب ذہن میں آیا کہ بالکل وہی بات جناب کے بعض رسالوں میں تھی جن کی بندہ کو اصلاً خبر نہیں تھی۔ اسی طرح کچھ قوی شبہات خود ذہن میں پیدا ہوئے اور ان کا جواب اپنے ساتھیوں سے پوچھا اور نہ معلوم ہوا اور پھر غور کیا اور سمجھ میں آجانے کے بعد بتایا تو بعد میں معلوم ہوا جناب نے بالکل یہی جواب فلاں جگہ لکھا ہے۔ بعض اوقات کسی جگہ سے خط آیا اور کوئی بات قابل جواب تھی تو ان کے جواب میں ایسا لکھا کہ لکھنے کے بعد تعجب ہوتا تھا کہ کیسے لکھ دیا۔

بہرکیف خلاصہ یہ کہ اپنی پہلی حالت کے اعتبار سے ترقی نظر آتی ہے جس سے بعض اوقات نفس میں عجب بھی پیدا ہوا جس کے ساتھ ہی ساتھ لاحول ولا قوۃ اور اعوذ باللہ سے دور کیا گیا اور اپنے عیبوں کا اظہار اور پہلے (ان باتوں پر) قدرت نہ ہونے کا استحضار کیا گیا۔ جس سے عجب بالکل ختم ہوگیا۔

جواب: یہ مفہوم غلط سمجھا گیا جس کی وجہ غیر اختیاری بات کو اختیاری بات پر قیاس کرنا ہے۔ بات کرنا اختیاری ہے اس میں اسباب مذکورہ مانع ہوں گے اور علم اس معنی میں غیر اختیاری ہے اس میں وہ امور مانع نہ ہوں گے بلکہ قرب مع المبدء الفیاض (فیض کے سرچشمہ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب) اس کے انکشاف کا زیادہ سبب ہے۔

سوال: حالت موجودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احقر کو بجائے قرب خداوندی کے بعد ہوتا ہے اس میں سخت پریشانی ہے کہ کیا صورت کی جائے کہ یہ حالت ختم ہو؟

جواب: "اذا انهدم المبنى انهدم المبنى" (جب کسی چیز کی وجہ ختم ہوگئی تو وہ بھی ختم ہوگئی)۔

مبتدی کو کسی کے نفع نقصان سے مطلب نہ ہونے کا مطلب

حال: کمترین کے دل میں معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کی خیر خواہی پلا دی گئی ہے۔ یہ قوت پہلے بھی تھی مگر یہاں آنے کے بعد بہت زیادتی پیدا ہوگئی ہے۔ کسی کو کسی مصیبت میں دیکھا نہیں جاتا۔ جہاں تک اس کی مدد

ہوسکے ایسی جی کی خوشی سے کرنے کو جی چاہتا ہے جیسے اپنے ضروری کام انجام دینے کو چاہتا ہے مگر اب اس سے بھی دل سرد کرنا پڑا کہ مبتدی کے لئے کسی کے نفع نقصان سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ کبھی اس کو برداشت کرنے میں تکلیف بھی ہوتی ہے۔

تحقیق: میرا یہ مطلب تھا کہ اس کا اہتمام نہ کرے یا جو نفع ضرورت کے درجے میں نہ ہو اس کا قصد نہ کرے باقی عین وقت پر اگر مجبوراً کسی ضروری نفع (یعنی اس کے نہ ہونے سے اس دوسرے کو کوئی نقصان ہو) پہنچانے کا تقاضا قلب میں پیدا ہو اس کو منع نہیں کرتا وہ مفید ہے۔

جو چیز برائی کی طرف لے جانے والی ہو وہ خطرناک چیز ہے

سوال: بندہ کو چند باتوں میں عرصہ سے پریشانی تھی اور کئی مرتبہ ارادہ ہوا کہ ان کو جناب میں پیش کرکے پریشانی دور کرلوں مگر توفیق نہ ہوئی۔ آج بحمد اللہ اس کے عرض کی توفیق ہوگئی ہے۔ لہٰذا عرض کرتا ہوں۔ ① باجے کی آواز کی طرف میلان ہونے کے بجائے خداوند تعالیٰ کی محبت جوش مارتی ہے اور دل سے رونا آتا ہے اور عجیب سوزش اور درد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور آواز کے سننے کا ارادہ جان بوجھ کر نہیں کیا جاتا۔ اب اس کے بارے میں پوچھنا یہ ہے کہ اچھی صفت ہے یا بری صفت ہے؟

جواب: یہ ایک بے اختیاری حال ہے جو خود تو بے اختیاری ہونے کی وجہ سے برا نہیں ہے مگر کبھی برائی کی طرف لے جانے کی وجہ سے خطرناک ہے۔

حال: اگر اچھی صفت ہے تو گانا بجانا جو ایک حرام چیز ہے اچھی بات اور جائز کے لئے کیسے سبب ہوسکتا ہے۔

تحقیق: سبب ہونا تو بعید نہیں ”کالذنب للتوبۃ“ (گناہ توبہ کا سبب ہوتا ہے) مگر سبب بنانا جائز نہیں۔

اشعار سے دلچسپی جب کہ زیادتی نہ ہو بری نہیں

حال ②: دوسری بات یہ ہے کہ مجھ کو اشعار سے بہت ہی دلچسپی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شعر پڑھ رہا ہوتا ہے اور میں کسی کام میں مشغول ہوتا ہوں تو بہت ہی بے چینی ہوتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ کام چھوڑ کر اشعار سننے لگوں۔ بلا مبالغہ (کسی زیادتی کے بغیر) عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی اچھی آواز والا شعر پڑھنے لگے تو غالباً اگر مرا نہیں تو بے ہوش تو ذرا ہو جاؤں گا۔ خاص طور پر خواجہ صاحب کے اشعار سے بہت ہی دلچسپی ہے یہاں تک کہ اگر ذکر کے درمیان میں بھی ان کا مضمون یاد آجاتا ہے تو شوق دوبالا ہو جاتا ہے اور ذکر میں بہت لذت معلوم ہوتی ہے۔ اسی

وجہ سے بندہ کبھی کبھی شوقیہ اشعار پڑھ لیتا ہے۔ حضرت نے بھی دعوات عبدیت میں اس کی اجازت فرمائی ہے۔ ذکر کے علاوہ بھی وہ اشعار کہ جن میں عشقیہ مضامین ہوتے ہیں پڑھتا ہوں۔ مثلاً خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

دہ مے پلا کہ محبت میں تیری اے ساقی ❁ ہوں مست ایسا کہ میری مجھے خبر نہ رہے

بہت ہی ادب سے یہ گزارش ہے کہ اشعار سے ایسی دلچسپی بری تو نہیں؟

تحقیق: نہیں (بری نہیں ہے) جبکہ اس میں زیادتی نہ ہو۔

سؤال: کبھی کبھی شوق کی زیادتی کے لئے ذکر کے درمیان یا ویسے ہی پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں اور کوئی نقصان دہ تو نہیں ہے۔

جواب: نہیں جبکہ اس میں زیادتی نہ ہو۔

طریق سے ناواقفی کا علاج

حال: ہمیشہ سے مجھے نیند کا غلبہ رہتا ہے اور اب بہت زیادہ نیند آتی ہے۔ سوتا ہوں تو پھر آنکھ جلد نہیں کھلتی۔ ہاں کچھ خوف ہوتا ہے تو کھل بھی جاتی ہے کیا کروں کہ خوف خدا کا غلبہ رہے۔

تحقیق: صرف خوف خدا کا رنگ ایسا ہونا ضروری نہیں جس سے نیند اڑ جائے یہ خواہشیں ناواقفی کی وجہ سے ہیں بہت ضرورت ہے کہ احقر کی تالیفات خصوصاً مواعظ وتربیت کی جلدیں حرفاً حرفاً توجہ سے دیکھی جائیں تاکہ یہ غلطیاں ختم ہوں۔

عربی کی طرح اردو الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوسکتے ہیں

سؤال: اردو زبان کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے ہوسکتے ہیں؟

جواب: جس وجہ سے عربی ہوسکتے ہیں اسی سے اردو ہوسکتے ہیں۔

گلزار ابراہیم سننا مفید ہے

سؤال: میرا دل تفسیر سورہ یوسف کے سننے کو بہت چاہتا ہے۔ اگر آپ تحریر کریں تو میں سن لیا کروں۔

جواب: سورہ یوسف کی تفسیر سننے کے مقابلے میں اگر گلزار ابراہیم سنو تو زیادہ فائدہ کی امید ہے کیونکہ اس میں نصائح زیادہ ہیں۔ مگر آدھے گھنٹہ سے زیادہ روزانہ مت سننا۔ والسلام

خلافت کمیٹی کے بارے میں خط وکتابت

ایک اجازت یافتہ کے چند خطوط کی نقل مع جواب

پہلا خط

مضمون: پہلا خط مل نہیں سکا لیکن اس کے مضمون کا دوسرے خط میں اعادہ کیا گیا ہے۔

جواب: اس مضمون کے (مختلف) حصے ایسے ہیں کہ جن کے ہر حصے کا جواب اسی حصے کے ساتھ ہونا چاہئے اور یہ کارڈ میں ممکن نہیں اگر جواب کے لئے لفافہ ہوتا تو جواب دیتا۔

دوسرا خط

مضمون: قصبہ لار میں اسلامی جلسہ تھا جس میں محبی برادر مکرم مولوی عبدالغنی صاحب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مولوی ابوالحسن صاحب مولوی عبدالغفار صاحب وغیرہ تشریف لائے احقر بھی گیا تھا۔ وہاں سے واپسی کے بعد آج جناب احقر کے خط کے جواب میں حضرت والا کا خط مبارک ملا۔ میں اپنی غلطی وافسوس کو کیا لکھوں کہ میں نے لفافہ روانہ نہیں کیا چونکہ ہمدم کا مضمون سن کر ایسے ہی رسالہ میں جناب کے مضمون کی اشاعت کی خبر سن کر فوراً کارڈ موجود تھا لکھ دیا کہ اس قسم کی کئی باتیں پوچھنے کے قابل جمع ہوگئیں تھیں مگر پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ جناب کو شاید ان معاملات سے تعلق نہ رہنے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو مگر جناب کے اس نوازش نامہ (خط) سے بہت کچھ امید ہے۔

جواب: "مع تقديم الدين على الهوى" (خواہش پر دین کو مقدم کرنے کے ساتھ)

مضمون: اس لئے یاددہانی کی غرض سے جناب کا بھیجا ہوا کارڈ بھی خدمت میں بھیجا جارہا ہے۔ جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمایا جائے۔ احقر نے پہلے والے کارڈ میں لکھا تھا کہ آج کل خلافت کے متعلق شورش ہورہی ہے اور جناب کے بارے میں "ہمدم" میں جو گفتگو تھانہ بھون میں ہوئی تھی صحیح غلط کر کے اشاعت ہورہی ہے جس کا اثر شورش پیدا کرنے والا ہے۔

جواب: اس (بات کے) نقل کرنے کی اگر کوئی غرض ہے تو اس کی تعیین ضروری تھی اور اگر کوئی غرض نہیں تو (خط کے) اوپر لکھی ہوئی حدیث کی وجہ سے چھوڑنے کے قابل ہے۔ (خط کی پیشانی پر حضرت نے یہ حدیث تحریر فرمادی تھی)۔ "قال صلى الله عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه" (**ترجمہ:**

آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ لایعنی بات کو چھوڑ دینا ہے)۔ (۱۲ ناقل)

مضمون: اور میں نے سنا ہے کہ جناب نے خلافت کمیٹی کے بارے میں مضمون شائع کیا ہے۔

جواب: بالکل غلط (ہے)۔

مضمون: لہٰذا اگر ہو سکے تو میرے دوست مولوی شبیر علی صاحب یا منشی رفیق احمد صاحب کو کارڈ کسی طرح پہنچ جاتا اور وہ پرچہ ہوتا تو وہ حضرات روانہ فرماتے اور جو کچھ جناب مناسب سمجھیں تحریر فرمائیں پہلے والے کارڈ کا مضمون کچھ کم و بیش یہ تھا جس کے بارے میں جناب نے جواب لکھا ہے باقی سوالات حسب ذیل ہیں اگر جواب مناسب ہو لکھا جائے ① خلافت کمیٹی جس قسم اور طریقے سے ہو رہی ہے جناب کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے۔

جواب: وہ قسم اور طریقہ سوال میں نہ لکھنا اس پر مبنی ہے کہ مجھ کو وہ قسم اور طریقہ معلوم ہے اس لئے یہ کیسے معلوم ہوا کہ مجھ کو معلوم ہے۔

مضمون ②: اہل خلافت کمیٹی جس بات کی کوشش کر رہے ہیں اس کی آسان صورت کیا ہو سکتی ہے۔

جواب: کیا یہ کسی حکم شرعی کی تحقیق ہے؟

مضمون: اور ان کی یہ کوشش حق ہے یا ناحق ہے؟

جواب: کیسی کوشش اور کس کے لئے کوشش۔ ان کی تعیین کے بعد حکم شرعی کی تحقیق کا وقت ہے۔

مضمون: اس موجودہ حالت میں ترکوں کے ساتھ برطانیہ کے جو حالات و معاملات سنے جاتے ہیں اگر صحیح ہیں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔

جواب: کیا میں نے بھی سنے ہیں اور کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ میں نے کیا سنا ہے اگر یہ نہیں تو سوال فضول ہے یا نہیں۔

مضمون ③: اب تک خاموشی کی وجہ سے اکثر حضرات دیوبند و جناب والا کثیر طبقہ بالکل خاموش ہے۔

جواب: اس کا کیا مقصد ہے۔

مضمون: ترک موالات اور معاملات کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟

جواب: ان الفاظ کی تفسیر کیا ہے پھر رائے کی تحقیق ضروری ہے یا حکم شرعی کی (ضروری ہے)۔

مضمون: اپنا طرز عمل اب تک یہ ہے اس معاملہ میں کہ بالکل خاموش ہوں ہاں یا نہیں کچھ نہیں کرتا اگر کوئی صاحب پوچھتے ہیں تو ان کو جواب دے دیتا ہوں کہ میں زمانہ کی حالت سے واقف نہیں ہوں کہ واقعی کیا ہو رہا

ہے اور نہ میں اپنے کو اہل الرائے سمجھتا ہوں اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر اس کے بارے میں کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو کہہ دیتا ہوں کہ مشاہیر علماء سے رجوع کرنا چاہئے میری کیا ہستی ہے۔ قربانی کے بارے میں لوگوں نے پوچھا تو اس کا جواب دے دیا کہ گائے کی قربانی ہندوؤں کی رعایت کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے۔

جَوَابْ: تو دوسروں کو اس طرز عمل کو کیوں نہیں کرنے دیا جاتا ہے۔

مضمون: ۱۲ر ستمبر ۲۰ء، ۲۷ر ذی الحجہ ۳۸ھ پرچہ "ہمدم" میں یہ مضمون شائع ہوا ہے کہ ۲۹ اگست کو تھانہ بھون میں خلافت کمیٹی ہوئی۔ مولوی محمد خلیل صاحب رات ۸ بجے جناب کے پاس گئے سلام کیا جواب تک نہیں ملا۔ پھر ۸ بجے دن کے گئے اور تخلیہ (تنہائی میں ملنے) کی خواہش کی آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دوسرے کام کا وقت ہے۔ پھر خلافت کے مسئلہ کے پوچھنے کی اجازت مانگی وہ بھی نہ ملی تو پھر تحریری اجازت چاہی اور وہ ملی اس شرط کے ساتھ کہ اگر جواب مذاق کے خلاف نہ ہو تو معاف کیجئے گا۔ خیر پھر زبانی کچھ شروع کیا۔ جناب نے فرمایا کہ میں کچھ سننا اور کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اگر خاموش رہوں گا تو آپ موافق سمجھیں گے اور انکار کروں گا یا آپ کے خلاف ہوگا ناراض ہوں گے (یہ خلاصہ ہے جو کچھ پرچہ میں تھا) اس کی وجہ سے لوگ جناب کے خیالات کو جاننا چاہتے ہیں۔

جَوَابْ: جو لوگ جاننا چاہتے ہیں وہ آپ پوچھیں کیا آپ ان کے وکیل ہیں آپ کو کیا فکر پڑی۔

مضمون: اور خواہ مخواہ بدظن ہوتے ہیں کہ مسئلہ تک نہیں بتاتے۔

جَوَابْ: تو بدظن ہونے سے کیا نقصان ہوا۔

مضمون: اگر مناسب ہو تو اس کے یعنی خلافت کمیٹی کے بارے میں کچھ تحریر فرمائیں۔

جَوَابْ: اور اگر مناسب نہ ہو تو۔

مضمون: اس کی اشاعت کی ضرورت ہوگی تو ان اطراف میں عام طور پر شائع کر دیا جائے گا۔

جَوَابْ: مجھ کو اسی پر تعجب ہوتا ہے کہ آپ اس فکر میں کیوں پڑ گئے۔

مضمون: اور جو آپ کی مصلحت اس کے خلاف ہو تو کم از کم ہم لوگ تو واقف ہو جائیں گے۔

جَوَابْ: واقعات کو جاننا ضروری ہے یا احکام سے اور پہلی صورت میں نقل کرنے والے سے صحیح نقل کا مطالبہ ہونا چاہئے یا میں تمام دنیا کو قصہ سناتا پھروں۔ مجھ کو افسوس ہوا کہ آپ کے دل میں دنیا بھری ہے۔ انا للہ

تیسرا خط

مضمون: آج جناب والا کا خط مبارک ملا اس کے دیکھنے سے بہت ہی پریشانی ہوئی کہ جناب والا کو تکلیف

پہنچی یا کچھ رنج ہوا۔ "اعوذ باللّٰه من غضب اللّٰه ورسوله ونائبه بخدا واللّٰه ثم واللّٰه" مجھ کو خلافت کمیٹی کے بارے میں کچھ دلچسپی نہیں اور نہ تعلق ہے اور نہ آج کل کے حقیقی معاملات معلوم ہیں اور نہ اس کی کچھ کیخ وکلا بلکہ اگر کوئی صاحب اس کے بارے میں جامع مسجد میں کبھی کچھ تقریر وغیرہ کرتے ہیں تو میں سنتا بھی نہیں لوگوں نے اس کے لئے چندے دیئے ہیں مجھ سے بھی طلب کیا میں نے وہ بھی نہیں دیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو زیادہ خیال ہوا اور ناگوار ہوا۔ مجھ سے لوگوں نے بیان کی فرمائش کی میں نے انکار کیا۔ یہ حالت کارڈ روانہ کرنے کے قبل تک تھی۔ لیکن کارڈ تحریر کرنے کا سبب یہ ہوا کہ "ہمدم" میں مضمون جب آپ کے بارے میں مضمون شائع ہوا تو کئی شخصوں نے اس کو ایک بڑے عنوان سے طعن کے لئے بیان کرنے شروع کئے اور اس کے قریب معلوم ہوا کہ جناب نے اپنے قلم سے کوئی مضمون بھی شائع کیا ہے جو "الامداد" یا کسی دوسرے رسالہ میں طبع ہوا ہے۔ ان دونوں باتوں کے اتفاقاً جمع ہوجانے کی وجہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟

جناب نے کارڈ کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ اس مضمون کے حصوں کے لئے ضروری ہے کہ ہر حصہ کا جواب اس کے ساتھ نظر آئے اور یہ کارڈ میں ممکن نہیں اگر جواب کے لئے لفافہ ہوتا تو جواب دیتا اپنی غلط فہمی سے اس جواب کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور افسوس ہوا کہ لفافہ کیوں روانہ نہیں کیا اور خیال کیا کہ جناب اس کے بارے میں کچھ زیادہ لکھنا چاہتے ہیں۔ اس غلط فہمی کی بناء پر اپنی نادانی سے جو کچھ جی میں آیا...... اب احقر اپنی نادانی پر سخت نادم ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا نہ ہوگا مجھ سے بہت گستاخی ہوئی للہ معاف فرمائیے۔ جناب نے احقر کے اکثر سوالوں پر...... فرمائی ہے اور استفہامی جملے میں سب کا جواب بالتفصیل لکھنا کیا ہے سب کا اجمالی جواب یہ ہے میرے کل سوالات حماقت کی وجہ سے تھے۔ جناب کے تنبیہ فرمانے سے تنبہ ہوا بس سب کا جواب ہوگیا۔

احقر نے ہمدم کا مضمون نقل کر کے لکھا تھا کہ خلافت کے بارے میں حقیقت میں جناب کی اگر کوئی تحقیق ہو مطلع فرمادیں۔ اگر ضرورت اشاعت کی ہوگی تو شائع کردی جائے۔ ورنہ ہم لوگ خود تو واقف ہوجائیں گے جس کے موافق کاربند ہوں گے۔ اس کے جواب میں جناب نے تحریر فرمایا کہ واقعات کو جاننا ضروری ہے یا احکام کو پہلی صورت میں قائل سے صحیح نقل کا مطالبہ ہونا چاہئے۔ یا میں تمام دنیا بھر کو قصہ سناتا پھروں۔ مجھ کو افسوس ہوا کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے انا للہ۔ حقیقت میں مجھ سے سخت غلطی ہوئی جناب کے اس تحریر فرمانے سے سخت جی گھبراتا ہے کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے۔ میرے برے حال پر شفیق جناب ہی اس مریض لا دوا کے طبیب ہیں جو کچھ ارشاد فرمادیں اس کے موافق عمل کروں۔ کیا تدبیر کروں کہ دنیا دل سے نکل جائے اور دین بھر

جائے۔ طرز معاشرت بغیر کمی زیادتی کے جناب سے جدا ہونے کے بعد یہ ہے کہ کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے صرف اپنا کام تعلیم کا یا اپنے متعلقین کی خبر گیری و بس نہ اخبار دیکھتا ہوں نہ سنتا ہوں اگر دیوبند جناب کے متعلق کوئی خبر کہتا ہے تو سن لیا و بس اس جگہ کے امراء یا وساء یا کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں کسی نے اگر کوئی بات پوچھی جب ہی ان سے بقدر ضرورت گفتگو کرنا ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ اب جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمایا جائے۔

جَوَابٌ: اس سے پہلا خط اس خط کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب دوں گا۔

چوتھا خط

مضمون: احقر کے جواب جناب کا خط مبارک ملا جس کے اوپر لکھا ہے کہ اس سے پہلا خط اس خط کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب دوں گا۔ پہلا خط اتفاقاً خطوط کی تہہ میں پڑ گیا تھا۔ مسلسل کئی دن تک بہت تلاش کیا مگر نہیں ملا۔ آج مایوس ہو کر حضرت کا جواب لکھنے بیٹھا تو اتفاقاً مل گیا جو اس لفافہ میں ہے۔ اسی وجہ سے کچھ جواب میں تاخیر ہوئی۔ میرے مخدوم بندہ سر سے پاؤں تک کوتاہی ہے۔ جناب کی شفیقانہ پرورش کا پالا ہوا ہے غصہ کا عادی نہیں۔ جناب کے ناراضی کے خیال سے ہی جان گھٹتی ہے۔ تمام زمین تنگ ہو جاتی ہے کام میں جی نہیں لگتا۔ "نعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ وغضب رسولہ وغضب نائبہ." ؎

شکر نعمتہائے تو چند انکہ نعمتہائی تو ❁ عذر تقصیرات ما چند انکہ تقصیرات

تَرْجَمَہ: "تیری نعمتوں کا شکر تیری نعمتوں جتنا ہے۔ ہماری کوتاہیوں کا عذر کوتاہیوں جتنا ہے۔"

خدا کے لئے معافی کی درخواست قبول فرما کر تسکین بخشی جائے اگر ممکن ہوتا تو بجائے خط کے خود ہی چلا آتا۔ لیکن مجبوری ہے اب کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ اگر دونوں خطوں کی عبارت میں کچھ تعارض (ایک دوسرے کے مقابلے کچھ کمی زیادتی معلوم ہو تو صرف عبارت اور احقر کی سمجھ کی کمی کی وجہ سے ہے ہر صورت میں معافی کی درخواست۔

جَوَابٌ: میں نے جو باتیں پوچھیں ان کا جواب نہیں دیا گیا۔ معافی جو چاہی گئی میں انتقام لے رہا ہوں مگر انقباض و تکدر غیر اختیاری چیز ہے اس کو ختم نہیں کر سکتا ہوں معلوم نہیں کب تک اثر رہے گا۔

پانچواں خط

حَالٌ: بعد سلام مسنون و آداب خادمانہ گذارش ہے کہ عرصہ سے خیریت مزاج گرامی معلوم نہ ہونے سے تعلق ہے خدا کرے جناب خوب اچھی طرح سے ہوں۔ امید کہ خیریت مزاج عالی سے مطلع فرمایا جاؤں۔ احقر کے کسی

خط کے جواب میں جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ "مجھ کو افسوس ہے کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے انا للہ" کمترین نے علاج اس کا پوچھا جناب نے لکھا کہ اس سے پہلے والا خط روانہ کرو تو جواب دوں گا۔ احقر نے روانہ کیا اور معافی چاہی تو جناب نے تحریر فرمایا کہ میں انتقام تو لیتا نہیں کہ معافی چاہتے ہو باقی تکدر وانقباض غیر اختیاری چیز ہے معلوم نہیں کب تک رہے گا۔ اس جواب کے بعد احقر نے جان بوجھ کر دس بارہ دن خط نہیں لکھا کہ خط نہ لکھنے سے میرا خیال نہ ہوگا تو انقباض بھی نہیں رہے گا اور آپ بھول جائیں گے۔ اب پھر پہلے والے مرض کے بارے میں گزارش ہے کہ میرے دل میں سے دنیا کس طرح نکلے گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اس میں کیسے بھرے گی کوئی علاج تحریر فرمایا جائے کہ میں کیا کروں۔ احقر اپنے تعلیم کے کام میں مشغول ہے۔ اپنوں اور گھر والے بیوی بچوں کے تعلقات جڑے ہوئے ہیں۔ درود وظائف معمولی طریقے سے ادا ہوتے ہیں۔ نماز اہتمام سے تہجد کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے۔ باقی آج کل کچھ کاہلی دامن گیر رہتی ہے۔ طبیعت میں نشاط وشورش نہیں ہے۔

تحقیق: ابھی تک ہے اور معلوم نہیں کب تک رہے گا۔ باقی اس کا علاج میرے ہی بتانے پر موقوف نہیں اپنے پیر بھائیوں میں سے جس پر اطمینان ہو اس سے رجوع کیجئے۔

چھٹا خط

حال: نوازش نامہ بجواب عریضہ نیاز مشرف ہوا میری حالت پر یہ شعر سچ ثابت آتا ہے۔

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بہت ہی بری ہو رہی ہے۔ اے حکیم امت مسیحائے وقت شفیق حال زار جب مجھ کندہ ناتراش (بیکار) کو اصلاح وتربیت سے اس قابل بنا دیا کہ آدمی کی صورت مجھ میں آ گئی جو کچھ میری اصلاح یا درستگی حالت تھی وہ صرف حضور کی شفقت سے تھی۔ اب جبکہ پھر احقر کی حالت خراب ہو رہی ہے آپ کے علاوہ کون نجات دے سکتا ہے۔ اب میں کس سے رجوع کروں۔ حضور! میری حالت چاند کی روشنی کی طرح ہے آفتاب جو ہدایت کے سورج میں روشنی حاصل کی تھی۔ اب میرے گرہن کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے سورج کی روشنی کی ضرورت نہیں ہے ؎

مالی سوی قرعی لبابک حیلۃ ❁ مالی سوی عجزی الیک وسیلۃ

ترجمہ: "میرے پاس تیرے دروازہ کھٹکھٹانے علاوہ کوئی حیلہ نہیں ہے اور تجھ سے عاجزی کرنے کے علاوہ کوئی وسیلہ نہیں ہے۔"

جناب کے اس خط کے بعد مجھ کو کسی طرح چین نہیں ہے۔ نہ ہنسی آتی ہے نہ رونا آتا ہے سکتہ کی حالت ہے کام کرتا ہوں مگر نہیں جانتا کہ کیا کرتا ہوں۔ بات لوگوں سے کرتا ہوں اور لوگوں سے سنتا ہوں۔ لیکن دماغ کسی اور کام میں ہے معلوم ہوتا ہے جیسے مفلوج عضو بے حس ہو جاتا ہے۔ وہ ہی حالت میرے قلب کی ہو رہی ہے۔ جب سے حضور کو تکدر و انقباض پیدا ہے کھاتا ہوں پیتا ہوں۔ لیکن پیٹ بھر کھایا نہیں جاتا دبلا ہو گیا ہوں۔ لوگ پوچھتے ہیں تمہاری طبیعت کیا خراب ہے کیا حالت ہے میں کیا کہوں۔ اور کس سے اپنے درد کا اظہار کروں۔ اے حضور! جس ذرہ کے اندر آفتاب کی شعاع سے چمک آ گئی ہو اگر آفتاب پر بدلی آ جائے تو اس روسیاہ ذرہ کو کون چمکا سکتا ہے۔ ہاں اگر آفتاب خود شفقت کر کے اپنی گرمی سے بادل کو بدل دے تو ممکن ہے اے مربی حقیقی کے نائب! انقباض و تکدر کے دور ہونے کی میں کون سی صورت اختیار کروں کیا کروں جس سے یہ غبار مٹ جائے۔ "فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه انه هو التواب الرحیم" (ترجمہ: آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات کو پایا اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کی توجہ کو قبول فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں) کو یاد کر کے امید ہے کہ آپ ہی بتائیے کہ اب میں کیا کروں میری حالت کی درستگی کس طرح ہوگی۔ مجھ کو اپنے مرض کا احساس بھی کامل طریقہ سے نہیں ہے۔ جناب نے کسی خاص وجہ سے تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے۔ اے حضور! اب میں اس کو کیسے نکالوں۔ جہاں تک ہو سکے شرعی حدود سے آگے نہیں جاتا ہوں۔ معمولات میں جتنا ہو سکے رکتا نہیں ہوں باقی اوقات میں تعلیم و تعلّم کا شغل ہے۔

تحقیق: آپ کو یاد نہیں "فاثابکم غما بغم" (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم کے بعد غم عطا کیا) جب یہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے تو اس کو ختم اپنی رائے سے کروں گا۔ یا دوسروں کی رائے سے کیا اس سے پہلے کسی خط میں میں نے یہ نہیں لکھا ہے کہ اپنے پیر بھائیوں سے اپنا علاج کرائیں وغیرہ۔

مسمریزم (ایک علم جس میں خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر اس سے کوئی کام کرایا جائے) کے اثر سے پاگل ہونے والے کا علاج

سؤال: میں ایک بزرگ عمر ایک سو بیس برس والے فلاں ...... نام موجود ہیں دنیا داروں کا ان کے پاس ہجوم (بھیڑ) ہے آمدنی بھی بکثرت جائیدادیں خریدیں اس عمر میں مزارعت کرتے ہیں۔ ایک شخص یہاں کے رئیسوں سے ...... نام صاحب جائداد اور سرکاری نوکر تھے۔ ان پیر صاحب کے دام میں پھنسے (انہوں نے) ان کو

یہ شغل بتایا کہ پرہ بینی (نتھنوں کے درمیانی پردے) پر نظر جماؤ اور میرا تصور کرو۔

وہ کرنے لگے اور عرصہ تک کیا۔ آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ اور آنکھوں میں پانی اتر آیا اور آنکھوں سے پانی جاری ہوگیا۔ پیر صاحب سے عرض حال کیا تو فرمایا کہ آنکھوں سے آنکھوں کو ملاؤ جب پیر (صاحب) سے آنکھیں ملائیں کیا اثر ڈالا کہ جدھر دیکھتے ہیں پیر صاحب کی شکل ہر چاروں طرف دکھائی دینے لگی۔ ان کے یہاں اصول یہی ہے کہ خدا پیر کی شکل میں دکھائی دیتا ہے کہ جس سے اب وہ واصل ہوگئے۔ ہر وقت اس مسمریزمی اثر سے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ان ہی کا تصور بندھ گیا۔ یہی شغل تقریباً پانچ چھ سال تک رہا۔ اب وہ شخص پاگل ہوگیا دماغ ماؤف ہوگیا دماغ کی قوت کے لئے بہت روپیہ خرچ کیا۔ سب نے یہی کہا کہ دماغ پر کوئی اثر پڑا ہے اگر وہ اثر مٹ جائے تو دماغ صحیح ہوسکتا ہے۔

الغرض سب کچھ تدبیریں کر چکا مفید نہیں۔ اب مجنونانہ کیفیت ہے کچھ دنوں زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا اب کچھ سنبھلا ہے۔ ایک ماہ کا عرصہ ہوا میرے پاس آیا تھا میں نے کہا سمریزم کا اثر ہے۔ کوئی مرض نہیں ہے۔ میں نے ان سے سورہ بقرہ پڑھنے کو کہا اور تمام قرآن پر سرسری نظر ڈالنے کو اور یہ کہا کہ روز تھوڑی دیر میرے پاس آجایا کیجئے۔ آیات شفا لکھ کر پینے کو کہا اور یہ کہہ دیا کہ اس پیر کا اگر تصور آجائے جان بوجھ کر دور نہ کرو اور جان بوجھ کر مت لاؤ۔ کچھ دن کچھ فائدہ ہوا یہاں تک کہ نیند بھی اچھی طرح آنے لگی۔ ایک روز کہتا تھا کہ میں بالکل اچھا ہوں تقریباً بیس پچیس روز اسی حالت پر گزرے پھر پانچ چھ روز سے نیند کم آتی ہے اور کچھ حالت بدلی ہے اسی پیر نے پھر اس کو بلایا تھا۔ میں نے منع کر دیا ہے اس لئے گیا نہیں چونکہ یہ بیچارہ اچھا بھلا آدمی تھا اگر حضور توجہ فرمائیں تو صحت کی امید ہے۔ للہ کوئی تدبیر فرمائیے۔ ایسے شہر میں کئی انہیں کے سودے کے خریدار ہیں پیر کیا ہیں چور ہیں۔ برائے خدا کوئی توجہ فرمائیے یہ عریضہ اس مریض کے اصرار سے بھیجتا ہوں۔

جواب: السلام علیکم بیچارہ مظلوم کا حال معلوم ہوکر بہت افسوس ہوا۔ لیکن "ما جعل اللہ من داء الا وقد جعل لہ دواء" (اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری بنائی ہے اس کی دوا بھی ضرور بنائی ہے) انشاء اللہ تعالیٰ ان کا حال درست ہوجائے گا اگر صحیح تدبیر کا التزام کیا گیا۔ وہ تدبیر جو میرے خیال میں ہے یہ ہے۔

❶ اگر کسی حاذق (ماہر) شفیق طبیب کے مشورہ سے مقویات دماغ ومفرحات قلب وسودا (انسان کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے) کو کم کرنے والی دوا کا استعمال بالالتزام کرنا چاہئے۔

❷ ایسے مباح مشاغل میں لگنا چاہئے جس سے طبیعت میں نشاط ہو جیسے نہروں اور درختوں کی سیر وتفریح۔

❸ کسی وقت تنہا نہ رہیں۔

④ کوئی کام ایسا نہ کریں جس میں قوت فکریہ زیادہ خرچ ہو۔

⑤ ایسا بھی کوئی کام کرتے رہیں جس میں اعتدال کے ساتھ قوت فکریہ صرف ہو لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس سے دلچسپی بھی ہو مثلاً کوئی دستکاری اگر جانتے ہوں یا صلحاء وانبیاء یا سلاطین عادل کے تذکرے یا مواعظ کا مطالعہ۔

⑥ دماغ کو کدو یا کاہو کا تیل لگائیں۔

⑦ اگر اس کا بھی تصور آ جائے تو کسی دوسرے ایسے بزرگ کا جس سے عقیدت ومحبت ہو اس طرح تصور کرنا کہ گویا بزرگ حق اس باطل والے کو مار کر ہٹا رہے ہیں اور وہ بھاگا جا رہا ہے۔ جو تدبیریں آپ نے تجویز کی ہیں وہ بھی جاری رہیں اور یہ نئی تدبیریں اور اضافہ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔ اس شخص سے ہرگز نہ ملیں نہ ایسے شخص سے ملیں جو اس سے خصوصیت رکھتا ہو یا اس کا تذکرہ کرے۔ والسلام

وحدۃ الوجود میں مشغول ہونے کے آثار

حَال: پہلے ذکر کے وقت میں تو اپنی زبان سے اللہ اللہ کہتا تھا مگر قلب کے اندر انا اللہ تصور وخیال میں آتا تھا۔ اب حضور کی شفقت اور ترحم قدیمانہ سے پہلے سے زیادہ حضور قلب رہتا ہے مگر انا اللہ کا وہم بھی نہیں ہوتا۔

تحقِیق: الحمد للہ وہ بھی انہاک فی الوحدۃ کا اثر تھا۔

حَال: پہلے مظاہر (نظر آنے کی جگہوں) میں اتنا ظہور معلوم ہوتا تھا کہ سبز گھاس پر پیر رکھنا چراغ کے سامنے ستر کھولنا بے ادبی لگتا تھا۔ اب یہ غیر اختیاری حالت ختم ہوگئی اس میں نقصان یہ تھا کہ قلب سے بھول ہوگئی تھی۔

تحقِیق: ''فیہ ما قدمر آنفا'' اس میں بھی وہی ہے جو ابھی گزرا ہے۔

بینائی قائم رکھنے کا عمل

حَال: عرصہ ہوا کمترین نے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ (الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم) نماز کے بعد پڑھ کر انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لینے سے آنکھوں کی روشنی قائم رہتی ہے۔ کمترین یہ عمل کیا کرتا تھا مگر یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور سے عرض کرلوں ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی ہو جو ظاہر میں معلوم نہ ہوتی ہو۔ اس کے پڑھنے کے وقت انبیاء علیہم السلام کی طرف مطلقاً توجہ بھی نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف یہ خیال ہوتا تھا کہ ان اسماء میں اس فائدے کے لئے ایک اثر ادویات کی طرح ہے۔

تحقِیق: جواز کے لئے یہ کافی ہے لیکن کمال توحید کے خلاف ہے بجائے اس کی جگہ یہ بہتر ہے کہ یا نورے بار یا ۲۱ بار پڑھ کر یہی عمل کیا جائے۔

اموات سے فائدہ حاصل کرنا

حَالؒ: حضرت کی تالیفات میں کہیں دیکھا ہے کہ صاحب نسبت کے مزار پر جانے سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ نسبت میں قوت اور باطنی ترقی ہوتی ہے۔ نسبت میں قوت اور ترقی ہونے سے کیا مطلب زندہ ہونے کی حالت میں تو اہل اللہ سے یہ نفع ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوت علمیہ عملیہ حالیہ سے طالب کو فائدہ پہنچاتے ہیں اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ظاہری باطنی اعمال میں طالب کی قوت وترقی اور اعمال حسنہ کی توفیق ہو جاتی ہے اور ظاہری باطنی اخلاق سارے درست ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال ناقص میں مرنے کے بعد اس طرح روحانی فائدہ تو حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ زندہ بزرگ کی طرح اپنے اعمال ظاہرہ باطنہ سے فائدہ پہنچانے سے معذور ہوتے ہیں۔ پھر یہ روحانی فائدہ پہنچانا کس قسم کا حضرات اہل اللہ کرتے ہیں۔ اس کا احساس صاحب نسبت کو جبکہ وہ صاحب کشف بھی نہ ہو کس قسم کا ہوتا ہے۔

جَوَابؒ: اعمال سے جو احوال حاصل ہوتے ہیں جیسے محبت خشیت اور ان کے علاوہ (دوسری چیزیں) یہ کبھی غیر راسخ (مضبوط نہیں) ہوتے ہیں اور کبھی راسخ ہوتے ہیں۔ راسخ ہونے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ کبھی تعلیم کبھی دعا کبھی صحبت اگر چہ صاحب صحبت کا ارادہ بھی نہ ہو جیسے آگ کی صحبت (ساتھ ہونے) سے پانی گرم ہو جاتا ہے اور یہ صحبت جیسے زندوں کو مفید ہوتی ہے اسی طرح مردوں کو بھی مفید ہوتی ہے جبکہ دونوں کی روح میں مناسبت ہو جو فیض کے لئے ہے اس لئے جبکہ صاحب مزار صاحب نسبت ہو اور مزار پر جانے والا بھی صاحب نسبت ہو اور دونوں کی نسبت میں مناسبت ہو اس سے مزار پر آنے والے کو جو احوال ہوتے ہیں ان میں مضبوطی اور پکا پن پیدا ہو جائے۔ اسی کو ترقی وقوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نسبت کا رسوخ وجدانی (باطنی) ہونے کی وجہ سے وجدان (باطنی احساس) سے معلوم بھی ہو جاتا ہے۔

سُؤَالؒ: اہل اللہ کی قبر سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے صوفیہ کا کیا طریقہ ہے اور ان کے مزار پر حسن اتفاق سے اگر جانا کبھی ہو گیا تو کیا کرنا چاہئے تاکہ ان کے فیضان روحانی سے طالب فائدہ اٹھائے۔

جَوَابؒ: پہلے کچھ پڑھ کر بخشے پھر آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ میری روح اس بزرگ کی روح سے مل گئی ہے اور اس سے خاص احوال منتقل ہو کر پہنچ رہے ہیں۔

اہل قبور سے فائدہ حاصل کرنا

حَالؒ: ہم لوگ مولانا اسمٰعیل قریشی ملتانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا مزار میرے موضع میں

ہے۔ اکثر ان کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھ آیا کرتا ہوں۔ بزرگوں سے سنتا ہوں کہ کاملین میں سے تھے۔ ایصال ثواب کے علاوہ اور بھی کوئی ذریعہ ایسا ہے جس سے ان کا فیض مجھ تک پہنچے۔ اس صورت میں کہ ایسا عمل کرنے سے میرے باطنی حالات پر کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔ چونکہ جناب والا کی اکثر تصانیف میں اس ناکارہ نے دیکھا ہے کہ بزرگان دین کی قبور سے بھی فیض حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے یہ خواہش ہوئی۔

تحقیق: فاتحہ کا ثواب پہنچا کر مزار کے پاس آنکھیں بند کر کے یہ تصور کر کے بیٹھا جائے کہ میرا قلب ان کے قلب سے ملا ہوا ہے اور اس سے میرے قلب میں نور آرہا ہے۔

سؤال: کبھی مقدس مزاروں کی زیارت کو جانا میرے لئے مفید ہے یا نہیں عبرت کے ارادے سے نہیں بلکہ فیض حاصل کرنے کے لئے جیسا کہ اہل کشف نے لکھا ہے۔

جواب: زیادتی مناسب نہیں ہوگی کبھی کبھی جانے میں حرج نہیں ہے کچھ مفید ہوگا۔

مردوں سے دعا کی درخواست کا ثبوت نہیں

سؤال: کسی نبی یا ولی کے مزار پر جا کر ان کے واسطے سے دعا کرنا کہ فلاں ہماری حاجت پوری ہو جائے۔ یا ان کے مزار پر قریب جا کر سلام و زیارت مسنونہ کے بعد اس طرح درخواست کرنا کہ آپ مقرب خدا ہیں ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ ہماری فلاں حاجت پوری ہو جائے وہ حضرات سن کر سائل کی درخواست دعا کر دیتے ہیں یا نہیں اور اس قسم سننے کا عقیدہ جبکہ قریب سے ہو ان کے مزار پر جا کر کوئی بات کہی جائے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سننے میں تو اختلاف ہے اکثر اہل کشف اس کے قائل ہیں مگر ان سے دعا کی درخواست کسی دلیل سے ثابت نہیں کیونکہ ان کو دعاء کا اختیار دیا جانا کہیں منقول نہیں البتہ ان کے وسیلے سے دعا کرنا ثابت ہے۔

سؤال: مردوں کے سلام سننے کے تو لوگ قائل ہیں کہ مردے سن لیتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

جواب: خود اس میں بھی اختلاف ہے۔

سؤال: لیکن یہ تحقیق نہیں کہ اس کے علاوہ بھی وہ حضرات ان سے جو درخواست کی جائے سن کر دعا کر دیتے ہیں یا صرف سلام تک ہی سنتے ہیں۔ بہر حال اس کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے مطلع فرما کر تشفی بخشی جائے۔

جواب: اوپر تفصیل لکھ چکا ہوں۔

وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود کی کشف کے ذریعے سے تفسیر

حال: صحو شعود (یعنی ہشیاری اور بیداری) کے ساتھ البرق الخاطف (آنکھیں چندھیانے کی) یہ حالت پیش

آئی کہ اپنے فنا ہونے، عاجز ہونے اور کمزور ہونے پر نظر ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی یکتائی کے باقی رہنے اور ثابت ہونے کا خیال حاضر رہا اور اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کے سامنے اور ''کل شی هالك'' (کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے) کی وجہ سے ہر چیز ایسی ہے کہ کچھ بھی نہیں جیسے سمندر کے سامنے قطرہ کی طرح تھوڑی معلوم ہوئی۔ سعدی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ ؎

رہ عقل پیچ در پیچ نیست ❁ بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست

ہمہ ہرچہ ہستند ازاں کمتر اند ❁ کہ باہستیش نام ہسیت برند

ترجمہ

1. عقل کا راستہ مشکل نہیں ہے عارفوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی حیثیت نہیں ہے۔
2. سب کچھ اس (ذاتِ الٰہی کے حصول) سے کم درجہ کی چیز ہے۔

اس معنی سے ہر چیز حق اور وہی ہے معلوم ہوئی اور کھلی چنانچہ قایل کہتا ہے ؎

تو جزوے وحق کل است گر روزے چند ❁ اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

ترجمہ: ''تو حقیر و ناچیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کامل ہے اگر چند دن تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر کرے گا تو تو تجھ میں بھی کمال پیدا ہو جائے گا۔''

یہاں نہ جز وکل معلوم ہوتا ہے اور نہ کل جز (معلوم ہوتا ہے) بلکہ جز کی انانیت اور خودی جو دو ہونے کا حجاب اور شرک خفی ہے کا (اور انانیت) اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے نور اور عظمت کے غلبہ سے مغلوب ہو جاتی ہے ؎

تو او نشوی ولے اگر جہد کنی ❁ جائی رسی کز تو دوئی بر خیزد

ترجمہ: ''تو خدا نہیں بن سکتا مگر تو اگر کوشش کرے تو تیرے اور خدا کے درمیان (ایک قسم کی) جدائی ختم ہو جائے گی۔''

حافظ ؎

میاں عاشق ومعشوق ہیچ حائل نیست ❁ تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

ترجمہ: ''عاشق ومعشوق کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے حافظ تو خود اپنے لئے پردہ ہے درمیان سے ہٹ جا (یعنی آدمی کی خودی بڑا پردہ ہے یہ اٹھ جائے تو وصال حاصل ہو جاتا ہے۔''

(حاشیہ دیوان حافظ مترجم: ص ۲۴۰)

جامی ؂

رفت اوز میاں ہمیں خدا ماند خدا ❁ الفقر اذا تم ہو اللہ انیست

ترجمہ: ”وہ جب درمیان سے چلا گیا تو خدا ہی رہ گیا فقر جب انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو خدا ہی ساتھ ہوتا ہے۔“

ظاہر ہے کہ آفتاب کے نور کی عظمت کے غلبہ سے ستارہ کی انانیت مغلوب اور چھپ جاتی ہے اس معنی سے کہ ستارہ خود کو مغلوب اور کچھ نہ پا کر سب کو آفتاب ہی سمجھے تو اس کا یہ (سب آفتاب سمجھنا) صحیح لگتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نور وحدت کے موجود ہونے اور اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت کے غلبہ سے انانیت اپنی خودی مغلوب ہوتی ہے۔ اور اس معنی سے کہ سب حق اور سب وہی ہے معلوم ہوتا اور کھلتا ہے۔

اس کے علاوہ عارفین (اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے) موحدین (اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والے) اور عاشقین (اللہ تعالیٰ کے عاشق) کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے باقی رہنے ثابت رہنے اور عظمت کے اعتبار سے اور تمام صفات کاملہ کی جامع ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا اور سب اور بہت معلوم ہوتا ہے اور موجود ہوتا ہے۔ اور زیادتی کے اعتبار سے بہت ہی ان کی نظر میں مردہ کے فنا اور کمزور ہونے کے اعتبار سے اور بہت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔

مثنوی ؂

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ ❁ زندہ معشوق است و عاشق مردۂ

ترجمہ: ”تمام موجودات معشوق (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے اور عاشق (یعنی ممکنات) پردہ ہے معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے (مطلب یہ ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود خاص لوگوں کا کام ہے)۔“

(مفتاح:۱/۴۳ دفتر اول)

اس معنی سے بھی کہ موحدین (اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والے) سب وہ اور وہ سب ہے کہتے ہیں۔ ذات کے ایک ہونے یا زیادہ ہونے کی طرف نظر کئے بغیر (اللہ تعالیٰ کو) بے مثل سمجھ میں آنے سے پاک اور وراء لوراء ہے ؂

در کوئی لاتعیین حیرانی ست حیرت ❁ وحدت درو نگنجد کثرت چہ کار دارد

ترجمہ: ”جو ذات معین نہ ہو سکے اس کی تعیین ہی میں حیرت ہے جس کی وحدت ہی نرالی ہے اس کی کثرت کا کیا معنی۔“

اور نہ اس معنی کو کہتے ہیں کہ اسے کہ ایک اور زیادہ سب ایک ذات واحد ہے اور یہ ذوق حال کہ سب کو ایک ذات کہیں سب کے خلاف ہے "تعالٰی اللّٰه عن ذالك علوا كبيرا" (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہیں)۔ مغلوبین وملحدین کا تو یہی مزاج ہے کہ فرق حادث وقدیم اور خالق ومخلوق میں فرق نہیں کرتے اور سب کو ایک ذات واحد جانتے ہیں والا موجود الا اللہ کے تحت میں خدائی کا دم بھرتے ہیں خوب کسی صاحب ذوق نے کہا ہے۔ مثنوی ؎

جملہ مخلوق انداز وے انس و جاں ❁ اوست قیوم زمین و آسماں
دارد از سرتا قدم تنزیہ صرف ❁ پاک ذاتش ہست از تشبیہ صرف
درحقیقت جملہ او نبود روا ❁ کو منزہ ہست از ماؤ شما
گر ہمہ حق در نظر آید ترا ❁ نیست ہرگز فی الحقیقت ہکذا
چونکہ غالب گشت بر تو عشق او ❁ در نظر می آید اوہر چار سو

ترجمہ

❶ جن وانس ساری اسی کی مخلوق ہیں زمین وآسمان کا تھامنے والا وہی ہے۔
❷ وہ سرتاپا ہر تشبیہ وتصور سے پاک ہے ہر قسم کی تشبیہ سے اس کی ذات پاک ہے۔
❸ سب وہ ہے یہ کہنا جائز نہیں کیونکہ وہ ہم اور تم ہونے سے پاک ہے۔
❹ اگر تجھے سب کچھ اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے۔
❺ تجھ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عشق غالب ہے اسی لئے تجھے ہر طرف وہی نظر آتا ہے۔

گمان غالب ہے کہ صوفیہ مغلوبین سکر وحال کے غلبہ سے مغلوب ومعذور جیسے قلم ایسے لکھنے والے کے ہاتھ میں ہو جس پر غلطی معاف ہو اور وہ بے عقل ہو یا ملحد ہو کر ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک یا عین (اللہ تعالیٰ کی ذات) جان کر شطحیات (وہ خلاف شرع حکم جو اللہ والوں سے بے اختیار نکل جائے) وغیرہ یہیں سے کہتے ہیں۔ اور جب یہ وہم خوب بڑھتا ہے اور یقین کے درجہ کو پہنچتا ہے تو فرق نہیں کر سکتے ہیں اور (ہر چیز کے) ذات ہونے کے قائل ہو جاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ احکام شرعی میں سست ہو جاتے ہیں اور محبت میں کمی ہو جاتی ہے اور بعض بالکل بندگی کے اعتقاد سے نکل کر الوہیت کا دم بھرتے ہیں۔ چنانچہ مزاج کا دعویٰ کرنے والے زیادہ تر اسی قسم کے ہیں اور باقی عارف جو بہت کم ہیں کا وجود نہ ہونے کی طرح ہے کہ فرق کر کے سلوک کی ان ہلاک کرنے والی باتوں سے بچے اور دوسروں کو بھی بچائے ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ❁ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

ترجمہ: ''ہر چیز کا درجہ الگ الگ ہے اگر تم فرق مراتب نہ کرو گے تو زندیق ہو جاؤ گے۔''

واللہ اگر شیخ کامل کی صحبت سایہ اور عنایت خداوندی شامل حال نہ ہوتی تو یہی حالت اس ناچیز کی ہوتی مثنوی ؎

بے عنایات حق و خاصان حق ❁ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ سیہ ہوگا۔''

اور وحدت وجودی اور شہودی کا فرق بھی ذوقاً معلوم ہوا۔ یعنی جو لوگ وجود کے قائل ہیں سب اور سارے کے وجود کے ہونے کو معناً اور ذوقاً کچھ نہیں اور غیر موجود سمجھتے ہیں اس معنی سے کہ ''سب وہ ہے'' اور لاموجود الا اللہ (کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے) معلوم کرتے ہیں۔ اور شہود جو لوگ شہود کے قائل ہیں معناً تو کچھ نہیں اور غیر موجود ضرور سمجھتے ہیں۔ لیکن ذوقاً نہیں کرتے ہیں۔ مجازاً سب کا ہونا معلوم کر کے اس کے پیچھے شہود حق معلوم کرتے ہیں۔ فرق اتنا ہوا کہ جو لوگ وجود کے قائل ہیں وہ مجاز کو ذوقاً غیر موجود سمجھتے ہیں۔ اس معنے سے کہ ایک وجود کا موجود کا شہود رکھتے ہیں اور سب وہی ہے کہتے ہیں جو لوگ شہود کے قائل ہیں غیر موجود نہیں سمجھتے اس معنے سے کہ ایک کا شہود رکھتے ہیں اور سب اسی سے ہے کہتے ہیں ؎

توحید بعرف صوفی صاحب سیر ❁ تخلیص دل ست از توجہ غیر

ترجمہ: ''صاحب سیرت صوفی کے ہاں توحید دل کو غیر کی توجہ سے خالی کرنا ہے۔''

پہلی صورت میں لذت و کیفیت و شورش و مستی اور انانیت و خطرات مغلوب ہو جاتے ہیں اور اگر فہم سلیم مدد نہ کرتے تو گمراہی کا خوف ہے اور دوسری صورت میں استقلال و جمعیت و حضور دائمی ہے و حضور مع الحال ہے اور یہ حضور شعور کے ساتھ ہے دوسرا پہلے سے افضل معلوم ہوتا ہے اول سے دوسری صورت۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے اسی کی دعوت دی ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے مکلّف نہیں کیا جو کچھ ناقص کے مزاج میں آیا عبارت و الفاظ میں لا نہ سکا مگر پھر بھی صرف اصلاح کے خیال سے لکھ لیا ورنہ میں کیا میرا ذوق، حال و علم و عمل کیا۔ (میرے لئے) دعائے خیر فرمائیے کہ جب مروں تو خاتمہ خیر کے ساتھ ہو جائے اور دنیا میں صبر و شکر اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا، توکل اور تسلیم اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور مخلوق سے بے پرواہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کے ساتھ زندگی گزر جائے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ مبارک ہو آپ کے یہ احوال بہت ہی پسندیدہ ہیں خصوصاً شہود کی افضلیت کا

ذوقاً واضح ہونا اونچا حال ہے اللہ تعالیٰ ترقی و استقامت وتوفیق سلوک علی منہاج النبوت نصیب فرمائے اور اسی پر ہمارا اور آپ کا خاتمہ فرمائے۔ یہ تو حوال کے متعلق لکھا گیا۔ باقی علوم کے درجہ میں بات بتانے کے قابل ہے کہ جزو اور کل کا بولا جانا مشہور معنی کے مطابق مراد نہیں ہے کیونکہ عقلی اور نقلی طور پر ناممکن ہے بلکہ مجازی طور پر تابع ہونے کے اعتبار سے بولا گیا ہے۔ یعنی حادث کو تابعیت تابع ہونے کی وجہ سے اور قدیم کو متبوع ہونے کی وجہ سے کل سے تشبیہ دی گئی اگرچہ تابع ہونے اور متبوع ہونے کی کیفیت برابر نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص دعاؤں میں حکمت

سُؤال: دعا "اللهم اتنا فی الدنیا الخ" ایک جامع دعا ہے اس کے علاوہ اور بہت سی دعائیں ہیں اب میں خیال کرتا ہوں کہ جب ہم نے ایک باغ مانگ لیا ہے جس میں گلاب لیمو نارنگی وغیرہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ پھر علیحدہ علیحدہ لیمو نارنگی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں میرے عقیدہ کی درستی فرمائیں۔

جَواب: حق تعالیٰ کے دربار میں خشوع وخضوع بڑی چیز ہے۔ تجربہ ہے کہ خاص خاص چیزوں کے مانگنے میں زیادہ خشوع خضوع ہوتا ہے۔ اس لئے احادیث میں جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص مقاصد کی بھی دعائیں آئی ہیں۔

مسجد میں سونا

حَال: بعض وقت تنہائی کے لئے مسجد میں سوتا ہوں کیونکہ جہاں لوگوں کی ذرا سی آواز بھی آتی ہو نیند نہیں آتی۔ اس لئے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھ کر اعتکاف کی نیت کر لیتا ہوں اس کے بعد سوتا ہوں شرعی مسافر نہیں ہوں اور مسجد کے علاوہ تنہائی کی جگہ کم ملتی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اس بہانے سے مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں۔ جو ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جائے گا۔

جَواب: اس مصلحت سے جائز ہے۔

نوافل میں سورہ واقعہ کو ایصال ثواب وفاقہ کے دور کرنے کی نیت سے پڑھنا

سُؤال: دو رکعت نماز سورہ واقعہ سے پڑھتا ہوں۔ اس میں یہ نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو امت محمد ﷺ کے مردوں کی روحوں کو پہنچا دے اس کے ساتھ یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رات کو سورہ واقعہ ایک دفعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ دونوں نیتیں کیسی ہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔ فاقہ کو اس نیت سے دور کرنا کہ رزق کے اطمینان سے دین (پر چلنے) میں مدد حاصل ہوگی میں اعانت ہوگی دین ہے اور حضور ﷺ کا (اس سورۃ کی) یہ خاصیت بیان اس کی پسندیدگی کی دلیل ہے۔ ہاں جو خاص عمل خاص قیدوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور عامل ان کی دلیل سے زیادہ موثر سمجھ کر گویا اثر کو اپنے قبضہ میں سمجھتا ہے وہ عملیات طالب حق کے طریقے کے خلاف ہیں۔

سالک کو تصنیف وغیرہ میں مشغول ہونے کی شرائط

سوال: میرے ذہن میں بعض کام لکھنے پڑھنے کے بارے میں آتے ہیں۔ اور وہ مفید ہوتے ہیں مثلاً کسی کتاب کا ترجمہ کرنا یا طلبہ کے لئے کوئی مفید مضمون یا کسی درسی کتاب میں کچھ حاشیہ وغیرہ (لکھنا) اس قسم کے کاموں کی طرف مشغول ہونا میرے لئے بہتر ہے یا جہاں تک ہوسکے ضروری کاموں پر ہی بس کروں۔ دل کی چاہت تو یہ ہے کہ ضروری کاموں سے بھی بہت ضروری کو رکھوں باقی سب کو ترک کردوں۔ اور دوسری چاہتوں کو رکاوٹیں جانتا ہوں۔ جناب کے نزدیک جو بات زیادہ مفید ہو اس سے مطلع فرمائیں۔

جواب: پہلی بات میں دو باتوں کا اندازہ کیجئے ایک اپنے ضعف وقوت طبیعت کا دوسرے اس کا کہ یہ شغل ضروری کاموں میں رکاوٹ تو نہیں بنے گا۔ اگر دونوں امر کی طرف سے اطمینان ہو تو پھیلنے والے نفع میں اجر عظیم ہے ورنہ اپنا کام مقدم ہے۔

غیر واجب روزہ کے فدیہ کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا

سوال: میری ایک دادی نے اپنی کل جائداد میرے نام ہبہ کر دی ہے۔ جس پر میرا قبضہ اور تصرف ہے ان کی عادت بہت صدقہ خیرات کرنے کی ہے چونکہ اب وہ بے حد ضعیف ہوگئی ہیں اس وجہ سے رمضان شریف کا روزہ نہیں رکھ سکتیں انہوں نے کہا کہ میرا فدیہ دے دو۔ اب ان کے پاس کوئی جائداد یا کوئی مال واسباب نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کو فدیہ دینا واجب ہے یا نہیں اگر واجب نہیں ہے صرف ان کی تسلی کے لئے فدیہ کا حساب جوڑ کر ایک رقم دے دوں اور اپنے دل سے یہ ارادہ اور نیت کرلوں کہ یہ رقم زکوٰۃ کی جو مجھ کو ادا کرنا چاہئے اس کو دیتا ہوں کہ ہر مستحقین کو اپنے ہاتھ سے دے دیں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا سمجھی جائے گی یا نہیں۔

جواب: ہاں زکوٰۃ ہو جائے گی کیونکہ ان کے ذمہ فدیہ واجب نہیں مگر اپنے محسن کے ساتھ ایسا دھوکہ کرنا خلوص کے خلاف ہے اور یہ جب ہے کہ ہبہ اپنے شرائط سے صحیح ہو ورنہ سوال دوبارہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ نہ ہونے کے بارے میں ایک شبہ اور اس کا جواب

حَال: کبھی نماز کے اندر اپنے وجود کا خیال پیدا ہو جاتا ہے تو اخیر میں نطفہ کے بعد زمین کی مٹی اس کے بعد کچھ نہیں نظر آتا ہے۔ "كما هو مفاد قوله تعالٰى هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا" (کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا جبکہ وہ قابل ذکر چیز نہیں تھا) مگر یہ نہیں پتہ چلتا کہ وجود کی حقیقت کیا ہے کہ اس نے مل کر اس حالت سے اس حالت میں کر دیا اور یہاں یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ ایک وقت میں کچھ نہیں تھا مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس وقت بھی موجود نہیں۔ ویسے تو کہنے کے درجے میں سمجھتا ہوں کہ اپنا وجود بلکہ سارے عالم کا وجود ایک زبردست وجود کا پرتو اور پرتو کا وجود اصل کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے ورنہ نہ ہونے کی طرح تو ضرور ہے مگر یہ حالت نہیں ہو جاتی اور چونکہ اس حالت کا پسندیدہ ہونا عقل سے مانا ہوا ہے اس لئے اس کی تمنا ہوتی ہے۔ مگر جب یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس حالت کا حاصل کرنا یا لانا بندہ کے اختیار سے باہر ہے صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عطا سے ہے تو اس کی فکر بیکار معلوم ہوتی ہے لیکن شبہ یہ پیدا ہو گیا کہ بندے کے اختیار سے باہر ہوتا تو شارع کی جانب سے مطالبہ کیوں ہوتا۔ "فان قول عليه الصلوة والسلام واعبد ربك كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك امر الى تحصيل تلك الحالة اشارعة" (کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اس حالت کو حاصل کرنے کا اشارہ سے حکم فرمایا ہے مولانا روم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں) وقول صاحب المثنوی ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ❊ نیستی بگزیں گرابلہ نیستی

تَرجَمَہ: "ہستی (حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے کمالات) کا آئینہ (سالک کی ہستی کا) فنا ہے (اس لئے) تم نیستی (اپنی ذات کا نہ ہونا) اختیار کرو اگر تم بے عقل نہیں ہو تو۔"

"ام الى تحصيلها صراحة افهذا ينبئى الى ان تحصيلها فى اختيار العبد والا يلزم تكليف مالا يطاق فدلونى الى حقيقة الامر ماجورين وارجومنكم الدعاء لحصول التوفيق كما يحب ويرضى ربنا ورسوله صلى الله عليه سلم."

تَرجَمَہ: "یا اس (حالت) کو صاف حاصل کرنے کو فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت کو حاصل کرنا بندے کے اختیار میں ہے ورنہ یہ ایسے کام کا حکم کرنا ہوگا جو بندے کے اختیار

میں نہیں ہے۔ آپ مجھے حقیقی بات بتائیں اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب عطا فرمائیں۔ آپ سے اس توفیق کے حصول کی دعا کا امیدوار ہوں جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول پسند فرمائیں اور جس سے راضی ہوں۔''

تحقیق: یہ حالت اعتقاد کے درجہ میں اختیاری ہے وبحمد اللہ حاصل ہے اور حال کے درجہ میں غیر اختیاری ہے اور قرآن و حدیث میں جہاں اس کا حکم ہے یہ ان سے ثابت نہیں ہوتا ہے نہ اشارہ سے ثابت ہوتا ہے اور نہ صاف ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ معنی رسول اللہ ﷺ کے قول کے نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ رہا مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو اس سے مراد نیستی کے آثار ہیں کہ خود کو ذلیل سمجھنا، انکساری کرنا، کسی قسم کا دعویٰ نہ کرنا، کمزور سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی وجود کو ذہن میں رکھنا خود اسی کے حوالے اور سپرد کرنا ہے۔

قوت متخیلہ کا تصرف

حال: تین دن ہوئے ایک نئی حالت پیش آئی۔ ایک یہ کہ شب کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی عورت قلب کی طرف بائیں جانب سے آکر جھک رہی ہے۔ میں نے لاحول پڑھا اور بائیں جانب تین بار تھتکار دیا۔ پھر کمترین کیا دیکھتا ہے کہ کچھ صورتیں عجیب وغریب بن کر سامنے آگئیں۔ حضور کا کمترین نے تصور کیا وہ ختم ہوگئیں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ نہایت جوش کے ساتھ دل سے دھواں نکلنا شروع ہوا مگر کمترین حق تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہا۔ تھوڑی دیر میں مٹ گیا۔

تحقیق: ایسے موقع پر زیادہ محفوظ طریقہ یہ ہے کہ دور کرنے کا بھی ارادہ نہ کرے کبھی یہ بھی ایک مشغلہ ہو جاتا ہے بس مقصود کی طرف متوجہ رہ کر کام میں لگا رہنا چاہئے۔

حال: قلب میں جو بھاپ معلوم ہوتی تھی جس کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا کہ (فان فیھا خطرا ای خطر) (اس میں خطرہ ہے) بہت زمانہ ہوا کہ قلب میں ایک عجیب حالت پیدا ہوئی تھی وہ یہ کہ قلب میں گدگدی اٹھتی تھی۔ اور ایک سرور ہوتا تھا یہاں تک کہ خیال ہوتا تھا کہ غسل نہ کرنا پڑ جائے تو خیال کو اور طرف متوجہ کر دیتا تھا۔ پھر یہ حالت مٹ گئی۔ قلب میں جو بھاپ معلوم ہوتی تھی اب نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: میری عبارت صحیح نہیں پڑھی گئی میں نے لکھا تھا ''فان فیھا خطرا ای خطر'' چنانچہ ی پر تشدید بھی لگا دی تھی یعنی کیسا کچھ خطرہ ہے۔ مطلب یہ کہ سخت خطرہ ہے اور فیہا کا مطلب صرف بھاپ نہ تھی بلکہ سارے حالات جو اس سے مذکور ہیں اس پرچہ میں دیکھنے سے تعین ہوگی۔

حَالؒ: لرزہ اور بخار نے اب تو بہت ضعیف کر دیا۔ باری کے روز تو ہوش ہی نہیں رہتا جناب مولوی سعید الزماں صاحب اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرما دیں جو مجھ عاجز کی ایسے وقت میں مدد فرماتے ہیں۔ باری کے روز کمزوری کی وجہ سے دو چار قدم چلنے سے بھی معذور ہو جاتا ہوں مگر وہی بزرگوار مددگار رہتے ہیں وہ بھی عنقریب جانے والے ہیں۔ اور کمترین اب بہت ضعیف ہو گیا۔ اب ہمت کام نہیں دیتی رخصتی کی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیقؒ: بہت بہتر حالت موجودہ میں یہی مناسب بھی ہے۔

حَالؒ: حالت ذکر میں کچھ صورتیں نظر آتی ہیں یعنی ایک گول حلقہ کے اندر سر سے کمر تک آدمی کی صورتیں معلوم ہوتی۔ جب تک آنکھ بند رکھتا ہوں نظر کے سامنے موجود رہتی ہیں بہت ہی بدصورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہندو قطع کی صورتیں یعنی بڑی بڑی موچھ ڈاڑھی نہیں ہوتی ہے بہت ہی کریہ منظر اور کبھی کبھی چار پایہ جانوروں کی صورتیں اور کبھی پرند جانوروں کی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ آدمی کی صورت فوٹو کی طرح بے حس موجود رہتی ہے اور جانوروں کی صورت متحرک ہوتی ہے یعنی ایک کے بعد دوسری گزرتی رہتی ہے یہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے اس کے لئے بہت پریشان ہوں۔

تحقیقؒ: پریشانی کی کوئی بات نہیں (قوت) متخیلہ میں صورتیں تو ہر قسم کی پہلے سے (موجود) ہیں چونکہ ذکر میں یکسوئی ہوتی ہے اس لئے متخیلہ کا تصرف معلوم ہو جاتا ہے۔ اور جب یکسوئی نہیں ہوتی دوسری اشیاء کی طرف توجہ اس معلوم ہونے پر غالب رہتی ہے توجہ نہ کیجئے خود بخود غائب ہو جائیں گی۔

شعر ”بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ❁ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا“ میں بے ادبی ہے

حَالؒ: خادم گندہ کے احوال یہ ہیں۔

❶ افسوس استقامت اور استقلال اب تک احقر کو نصیب نہیں ہوا سخت پریشان ہوں۔ کبھی تو خوب ذوق شوق ہوتا ہے اور معمولات کی ادائیگی اوقات مقررہ پر ہوتی ہے۔ خشوع خضوع حضور قلب بھی ہوتا ہے اور کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ معمولات کی ادائیگی میں بہت ہی سستی ہوتی ہے اور بالکل ادا کرنے میں طبیعت نہیں لگتی جوں تو ہمت کر کے طبیعت پر زور دے کر بیٹھتا ہوں مگر پھر نیند کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ نیند کے مارے بے تاب ہو جاتا ہوں اور طبیعت سونے پر مجبور کرتی ہے۔ مجبوراً سو جاتا ہوں نیند کی وجہ سے اوقات مقررہ کو تبدیل کیا مگر افسوس تبدیلی بے فائدہ ثابت ہوئی اور دوسرے نئے اوقات میں مقررہ میں وہی اوپر والی حالت پیش آئی یعنی جب ذکر کے لئے

بیٹھا تو نیند کا غلبہ ہوا اس وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

افسوس کہیں میں مردود تو نہیں دعا بھی کرتا ہوں مگر اب تک استقامت حاصل نہیں ہوئی۔ الامداد میں تربیۃ السالک سے میں اپنے لوگوں کی حالت کو پڑھتا ہوں تو حسرت بھی ہوتی ہے کہ افسوس ایک ہم کمبخت اور ایک یہ لوگ ہیں ہم سے خاک بھی نہیں ہوتا اور یہ شعر یاد آتا ہے ؎

بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ❀ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

تحقیق: اس شعر میں بے ادبی ہے۔ سخت احتیاط ضروری ہے اس میں اپنی کمی کے اعتراف کے بجائے اپنے محسن پر اعتراض ہے۔

حفاظت مال کا عبادت ہونا

سؤال: فدوی اس سے پہلے عریضہ میں تحریر کر چکا ہے کہ میرے بھائی کا انتقال ہوگیا۔ جو میرے اس درجہ مشفق و مربی تھے کہ مجھ کو دنیا کی کسی طرح کی فکر ان کے سامنے نہ تھی۔ ہر قسم کا میرا اور تمام گھر کا بار وہی اٹھائے ہوئے تھے۔ تمام جائداد کا کام خود ہی کرتے تھے۔ مجھ کو کسی بات کی خبر تک نہ تھی۔ یہاں تک کہ مجھ کو اپنی آمدنی کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ تمام میرے گھر کا انتظام بھی خود ہی انجام دیتے تھے۔

ان کی حیات میں تمام دن میرا پڑھنے پڑھانے میں گزرتا تھا۔ تمام دن دس بارہ سبق پڑھاتا تھا۔ دوپہر میں آرام بھی بمشکل ملتا تھا روزمرہ مدرسہ جاتا تھا عصر کے بعد بلاناغہ ورد جو حضور نے تعلیم فرمادیا پڑھ لیتا تھا۔ رات کو بھی مطالعہ سے بہت کم فرصت ملتی تھی۔ کام کی کثرت سے کسی سے بات کرنی دشوار ہوتی تھی۔ رمضان شریف میں بھی فرصت نہ ملتی تھی۔ اگرچہ کسی قسم کی لیاقت اس ناکارہ کو اتنی عمر میں حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اتنی عمر اسی مشغلہ میں حق تعالیٰ نے صرف کرائی جیسی فارغ البالی فدوی کو حاصل تھی اب زمانہ میں کم لوگوں کو حاصل ہے۔

اب بھائی مرحوم کے انتقال کے بعد سارا بار جائداد وغیرہ کا میرے ذمہ پڑ گیا کہ جس کی وجہ سے سخت پریشانی ہے جو فدوی بیان نہیں کرسکتا۔ میں اس کام سے بالکل ناواقف ہوں۔ کبھی کیا ہی نہیں حساب سے صرف ناواقفیت ہے اس وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔ آج ان کے انتقال کو ۲۳ روز ہوگئے۔ دن رات فکر سے خالی نہیں گزرتا۔ ایک لڑکا بھائی مرحوم کا ان کے انتقال سے انیسویں دن انتقال کرگیا۔ فدوی کے یہاں ان پانچ ماہ میں چار موتیں ہوچکیں ان کے صدمہ سے دل اس قدر کمزور ہوگیا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا اور پھر اس کام کا فکر تمام مشاغل چھوٹ گئے۔

اس وقت فدوی کی جو حالت ہے بس حق تعالیٰ ہی مدد فرمائیں۔ اگر کسی وقت فرصت ملی تو اسم ذات غیر

معین مقدار میں پڑھ لیتا ہوں۔ ابھی تک اوقات مقرر (منظم) نہیں ہوئے اور کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آیا۔ جو کچھ حضور کا حکم ہے فدوی حاضر ہے۔ موت ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ ان کے یتیم بچے ہیں ان کی تربیت کا بار بھی میرے ہی ذمہ ہے۔ جس سے بہت خوف ہے کہ کہیں ان کے حقوق میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ آج کل جائداد کے کام میں سخت دشواریاں ہیں۔ خصوصاً مجھ بے وقوف و ناواقف کے واسطے حضور دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ میری مدد فرمادیں۔ اب جیسے میرے واسطے حکم ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اپنے مال کی حفاظت بھی عبادت ہے خصوصاً جبکہ دوسرا طریقہ معاش نہ ہو اور انتظام معاش کے بغیر یکسوئی نہیں ہوتی ہے اور یکسوئی کے بغیر طاعت نہیں ہوتی ہے۔ جب اس وقت عام کمزور طبیعتوں کی یہی حالت ہے۔ اسی طرح یتامی کی نگرانی بھی عبادت ہے جبکہ ان کا کوئی نگران نہ ہو جب یہ عبادت ہے تو عبادت سے کیا گھبرانا۔ رہا پریشانی تو اس کی وجہ ناواقفی ہے اور یہ عارضی ہے اور عارضی بھی اور جلدی ختم ہو جانے والی تو ایسی جلدی ختم ہو جانے والی پریشانی جو ہمیشہ یکسوئی کا سبب ہو جائے برداشت کے قابل ہے۔ اور اس عارض کے سبب جو ناغہ وغیرہ ہو جائے وہ قبول ہے۔ بس جب تک کام قابو میں نہ آئے ضرور اس میں دخل دیں اور توجہ رکھیں اور ناواقفی کی تلافی کسی جاننے والے خیر خواہ کو شریک کرنے سے کرلیں۔ جب کام قابو میں آجائے پھر مناسب انتظام کرکے عبادت کے لئے فارغ ہونے کی صورت نکالیں کہ اس وقت یہ آسان ہوگا۔ اور ایسی فراغت کے حاصل ہونے تک اوراد میں اختصار کو گوارا کرلیں مگر ہمیشہ کرنے کی کوشش کریں اور اہل اللہ کے ملفوظات اور حالات کے مطالعہ کا کبھی ناغہ نہ کریں خواہ روزانہ پانچ ہی منٹ کے لئے ہو۔

جو چیز لازم نہ ہو اس کو لازم کرنے کا بدعت ہونا

حال: کچھ عرصہ سے بندہ کا یہ معمول ہوگیا ہے کہ کسی دنیاوی معاملہ میں ناکامی کی خبر سن کر قبض ہو جاتا ہے اور بعد میں دو رکعت نماز قبض کے دور کرنے کے لئے پڑھ لیتا ہوں یا اگر کوئی اطمینان والی بات سنتا ہوں تو خوش ہو کر بسط کی حالت کے شکریہ پر دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوں۔ یہ طرز عمل اچھا ہے یا نہیں۔

تحقیق: یہ لازم کرلینا کچھ دن بعد بدعت کی حد میں آجائے گا۔

مجذوب سے برتاؤ

حال: ۳ر رمضان ہفتہ کے روز ظہر کے لئے دوکان پر وضو کر رہا تھا۔ ایک شخص ننگے پاؤں محزون و مغموم خشک لب آنکھوں میں کچھ آنسو دکان کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور مجھے دیکھنا شروع کیا۔ چند سیکنڈ کے بعد میں

نے پوچھا کیا کام ہے۔ کہا کچھ نہیں۔ اتفاق سے دونوں نوکروں میں سے اس روز کوئی نہ تھا نہ آنے کی دوسرے روز امید تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ نوکری کرو گے۔ کہا ہاں! کیا تنخواہ لو گے۔ کہا کھانا اور کپڑا۔ میں نے نام پوچھا۔ کہا سکندر شاہ بادشاہ۔ مجھے ہنسی آ گئی پوچھا روزہ سے ہو۔ کہا نہیں صبح پانی پی لیا تھا یہ یاد نہ تھا کہ روزہ رکھنا چاہئے۔ میں نے کہا کھانا کھایا۔ کہا نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہ کھایا کہا ملا نہیں۔ میں نے کہا کہ مانگ لیا ہوتا۔ کہا ہم (تیز لہجہ میں) مانگا نہیں کرتے خود اگر کوئی دے کھا لیتے ہیں۔ میں نے کہا اب کھاؤ گے کہا ہاں۔ اب میں نے دیا چنے مرمرے لے کر دکان پر کھانا شروع کر دیئے۔ میں نماز پڑھتا رہا۔ پھر میں نے کہا کہ میری نوکری کر کے نماز پڑھنا پڑے گی، روزہ رکھنا پڑے گا۔ کہا پڑھوں گا رکھوں گا۔ میں نے کہا جوتہ پہننا پڑے گا۔ کہا پہنوں گا۔ غرض میں نے اپنا پرانا جوتہ دیا وہ ان کے پیر میں درست ہوا۔

اسی دن میرے ساتھ کانپور میں آئے۔ راستہ میں جب ان کے قریب بیٹھا خاص قسم کا سکون جیسا حضرت کے خلفاء کے قریب بیٹھنے میں قلب کو حاصل ہوتا ہے وہ پایا۔ بعض باتیں بے معنی بھی کیں خطرات کا جواب اکثر زبان سے اعضا کی کسی حرکت سے دیا۔ شب کو کانپور میں تقریباً ساری رات مصلیٰ پر مراقبہ میں رہے۔ یہ ان کے پاس رہنے والوں سے معلوم ہوا۔ صبح کو ان کے بے حد میلے کپڑے بدلوائے۔ نہانے کی جگہ بتا دی۔ شربت انار سے احقر نے روزہ کھولا تھا۔ ریل میں ان کو بھی پلایا۔ غذا بھی لطیف اور مفرح ہوئی۔ سحری کو دودھ کھایا۔ غرض ان سب اجزاء سے ان میں نشاط پیدا ہو گیا حزن جاتا رہا۔

تیسرے دن پھول باغ میں برہنہ پا گھاس اور شبنم پر ان کو دیر تک پیدل چلایا۔ باقی حزن بھی جاتا رہا۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے ۳ ملکوں کی خدمت سپرد ہے۔ میں نے کہا مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں۔ کہنے لگے اب میں جاؤں گا میرا چھ مہینے انتظار کرنا۔ میں نے کہا کہ میں ایک گھنٹہ بھی انتظار نہ کروں گا۔ البتہ کہہ کر جانا بلا کہے نہ جانا۔ چنانچہ منگل ۶ رمضان کو چلے گئے۔ جن لوگوں نے ان کو دیکھا تھا وہ سب ان کے معتقد ہو گئے۔ اور کہنے لگے مجذوب ہیں۔ مجذوب کے چلے جانے کے بعد بعض لوگوں نے کہا کیوں جانے دیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کسی بندہ سے اگر نفع کی امید ہے وہ صرف اپنے مولانا ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرصہ دراز تک ان کو ہمارے سر پر قائم رکھیں۔ آمین ثم آمین۔ کسی دوسرے کے آنے سے مسرت نہیں جانے سے رنج نہیں۔ کسی کی گنجائش کی حالت میں خدمت کر دینا یہ مہمان کا حق ہے۔ ہمارے ذمہ اس میں کوئی ہو عام یا خاص مجذوب ہو یا سالک جاہل ہو یا عالم برابر ہے۔

بہر حال تیرہویں دن جمعہ کو دوپہر راستہ میں ملے اور میرے ساتھ آئے۔ کہا بھوک لگ رہی ہے کھانا

کھائیں گے۔ میں نے کہا گھر میں اگر کچھ ہوا لاتا ہوں۔ ورنہ یہ مشکل ہے کہ روزہ دار بے روزہ دار کے لئے پکائے۔ چنانچہ چند روٹیاں اور دال بھی تھی وہ لایا۔ انہوں نے کھائیں کہا اور لاؤ۔ جا کر دیکھا تین روٹیاں اور تھیں دو دونوں لڑکیوں کے چھوڑ دیں اور لا کر دی ساتھ کے لئے انہوں نے صرف نمک طلب کیا تھا۔ وہ بھی لا دیا وہ روٹی بھی کھالی۔ نمک بچا رہا۔ مجھ سے کہا لے لو میں نے کاغذ میں باندھ کر پلیٹ میں رکھ دیا۔ جیب سے کوڑیاں نکالیں اور سجانا شروع کیا۔ پھر مجھ سے کہا لوگے میں نے کہا دو گے لے لوں گا چنانچہ دے دیں۔ تیرہ تھیں بارہ سالم اور ایک جھجنی اور ایک گول ٹین کا ٹکڑا جو چاندی کی دونی کی برابر ہے۔ اس کے بعد میرے قلب کی جانب خود سے متوجہ ہوئے میں بھی خاموش بیٹھا رہا۔ دیر تک متوجہ رہے۔ توجہ کے ختم کے بعد دیر تک دعا مانگی اور کہا کہ کل ہم چلے جائیں گے۔ میں نے کہا اختیار ہے میں روکتا نہیں۔ جمعہ کو بھی میں اپنا ایک پرانا کرتا، پرانی ٹوپی جوڑا دیا وہ بدل کر میلا (جوڑا) مجھے دیکھ کر چلے گئے۔ ہفتہ کو تیسری بار ابھی تک تو آئے نہیں مگر چند لوگوں نے یہ کہا کہ کانپور ہی میں ہیں۔ میں نے سن لیا خدا کے فضل سے ملاقات کرنے کا وسوسہ بھی نہیں آیا۔ نمک اور ٹین کا ٹکڑا کوڑیاں رکھی ہیں حاضری کے وقت دکھاؤں گا۔ خدا جانے کیا قصہ ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ صحیح طور پر آیا نہیں مگر سمجھنے کی فکر ہے اور اسی لئے اتنی تفصیل سے اس مضمون کو حضرت کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ حضرت کو اگر بلا تعب اور بغیر زیادہ سوچنے کے کچھ معلوم ہو مطلع فرمائیں کچھ بھی پریشانی ہو ہرگز ہرگز ذہن پر بوجھ نہ ڈالیں۔ مذکورہ چیزوں کو میں کیا کروں مطلع فرمائیں۔

تحقیق: اس معاملہ کی جو حقیقت خود بخود ذہن میں آئی وہ عرض کرتا ہوں ظاہری طور پر وہ مجذوب تھے۔ آپ نے جوان کے ساتھ برتاؤ کیا کہ خدمت سے تعلق اور توجہ سے بے تعلقی یہی کرنا چاہئے تھا۔ آپ کو جو وہ چیزیں دے گئے۔ یہ دنیا وہی ہے جو اکثر ان لوگوں کی عنایت کا منتہی ہے خود آپ کا طلب کرنا تو اچھا نہ ہوتا مگر جب بلا طلب آئی ہے اور ہے حاجت کی چیز تو خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر اور شکر کرنا چاہئے۔ کھانے کی اجناس میں نمک کو رکھ دیجئے اور مال تجارت میں اس ٹین کے ٹکڑے کو اور اگر وہ میلا جوڑا محفوظ ہو تو اثاث البیت میں اس کو رکھ دیجئے اور چونکہ ان کے حواس کی درستی میں شبہ ہے اس لئے اس ہبہ کے جواز میں بھی شبہ ہے اس لئے شرعی قانون کے موافق ان سب چیزوں کے بارے میں ایک یادداشت بھی لکھ کر رکھ دیجئے اور ورثہ کو اس کی اطلاع دے دیجئے اس یادداشت کا یہ مضمون ہو کہ فلاں فلاں چیزیں ایک ایسے شخص کی امانت ہیں جب وہ ملے اس کو دے دی جائیں اور اگر وہ نہ لے تو اس کی قیمت مساکین کو دے کر یہ چیزیں آپ کی مملوک سمجھی جائیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ آپ ہی قیمت بھی دے دیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ مالک آجائے تو اس کو دے دیں جیسا کہ لقطہ (راستے سے ملنے

والی چیز) کا حکم آئے اور نہ آئے تو خیر۔

اسباب کی طرف نسبت میں حکمت

حَال: چند دن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے اس مضمون کی وجہ سے کہ "لا تتحرك ذرة الا باذن الله" (کہ ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا ہے) اسباب کا کوئی دخل نہیں۔

تحقیق: اس دخل میں حقیقی کی قید اور ضروری ہے۔ حقیقت میں اسباب کچھ نہیں کرتے بلکہ حقیقی کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

حَال: اور جو کچھ مصیبتیں یا انعامات بندہ پر ہوتی ہیں سب خدا کی طرف سے ہیں اگر کوئی شخص میرے سامنے کوئی واقعہ کو اسباب کی طرف نسبت کرے تو مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہے اور جی جلتا ہے۔

تحقیق: اس میں طبعاً کی قید اور ضروری ہے۔ (کہ طبعی طور پر برا لگتا ہے)۔

حَال: دل میں یہ خیال ہوتا ہے جب خدا کے علاوہ اور کوئی خالق و مالک نہیں پھر اسباب کی طرف نسبت کیوں کی جائے بلکہ غیر کی طرف نسبت کرنا ایک قسم کا شرک معلوم ہوتا ہے۔ اگر کسی دوسرے شخص سے بات چیت کرتے وقت اگر کسی چیز کی نسبت ان کے مزاج کے لحاظ سے اسباب کی طرف کروں تو فوراً دل میں بوجھ سا معلوم ہوتا ہے اور شرک خفی کی طرح معلوم ہوتا ہے دل میں توبہ کرتا ہوں۔

غرض اسباب کی طرف کسی شے کی نسبت کو جی نہیں چاہتا ہے۔ اگر دوسرے کریں تو مجھے برا معلوم ہوتا ہے علمی طور پر یہ نہ سمجھنے کہ باوجود کے اللہ تعالیٰ یہی عادت چلی آرہی ہے کہ جو کام ہوتا ہے اسباب کے نتیجے میں ہوتا ہے اور خداوند کریم نے بہت سے اسباب میں خاص خاص تاثیر بھی رکھی ہے اگر چہ کبھی کبھی اسباب کے بغیر بھی کوئی کام ہو جاتا ہے مگر پھر بھی اکثر اوقات اسباب ہی کے ساتھ مقصود حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے مجازی طور پر اسباب کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اگر چہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اس میں جو کچھ خرابی ہو مہربانی فرما کر اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: کچھ قیود تو اوپر لکھ دی ہیں ایک بات تنبیہ کے قابل اور ہے وہ یہ کہ عوام جو اسباب کی طرف واقعات کی نسبت کرتے ہیں اس میں ایک بڑی غیبی مصلحت ہے۔ وہ یہ کہ اکثر عوام کے قلب میں حق تعالیٰ کا عشق کم ہے اور بعض واقعات طبعی طور پر ناگوار ہوتے ہیں اگر ان لوگوں کی نظر اسباب پر نہ ہو اور براہ راست حق تعالیٰ کی طرف

نسبت کریں تو حق تعالیٰ کی طرف سے قلب میں ناگواری و کراہت پیدا ہوتو اسباب کی طرف نسبت میں ایک بڑی حفاظت ہے کا یہ بڑی حکمت ہے اس حکمت پر نظر کر کے عوام کے اس نسبت کرنے کو رحمت اور غنیمت سمجھنا چاہئے۔

ایصال ثواب

سُؤال: ایک مخلص حضرت کے ایک عزیز قریب کا انتقال ہوا تو بندہ ایک دوست کے ساتھ تعزیت کے لئے گیا اور بھی لوگ موجود تھے۔ صاحب موصوف نے مجھ سے اور میرے ساتھی سے مرنے والے کے لئے ایک ایک قرآن مجید پڑھ کر ثواب بخشنے کی فرمائش کی۔ روزانہ کے معمولات کے لحاظ سے فرمائش واقعی بڑی سخت معلوم ہوئی مگر صاف انکار تعزیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہو کر صاحب موصوف کے طبیعت کے ملال کا سبب ہوگا۔ اس خیال سے نہ کیا اور بلا چون و چرا وعدہ کر لیا اور اس کو پورا بھی کیا۔ طبیعت میں خلوص بتکلف پیدا ہوگیا۔ اس صورت کے بارے میں حضور رہنمائی فرمائیں کہ ایسے موقعہ پر دل ٹوٹنے کا خیال کئے بغیر صاف انکار کر دیا جائے یا کیا کروں۔

جَواب: اس وقت نرمی سے یہ کہہ دیا کہ میں عنقریب عرض کروں گا پھر بذریعہ تحریر نرمی سے جو عذر موجود ہوا ظاہر کر دیا اور جتنا ممکن ہوا اس کا وعدہ کر کے تسلی کر دی۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں لوائح جامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا حل

سُؤال: لوائح جامی لائحہ نمبر ۲۵ میں لکھا ہے کہ "عالم ظاہر حق ہے اور حق عالم کا باطن ہے عالم ظاہر ہونے سے پہلے عین حق تھا اور حق عالم کے ظاہر ہونے کے بعد عین عالم بلکہ حقیقت میں ایک ہے اور ظاہر ہونا یا باطن ہونا، پہلے ہونا آخر میں ہونا یہ سب اس کی نسبتیں اور اس کے اعتبارات ہیں۔"

دوسری جگہ بھی ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ لائحہ نمبر ۱۸ میں ہے کہ "بس خارج میں نسبت حقیقی ایک ہے اگر چہ بہت سارے کاموں اور بہت سی صفات کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے کئی نظر آتی ہیں اس طور پر کہ مراتب کی تنگی میں بند ہیں اس کے احکام و آثار کے ساتھ مقید ہے۔"

اول سے آخر تک بہت جگہوں میں ایسا ہی مضمون ہے اس کا مطلب حل نہیں ہوا بہت مرتبہ مطالعہ کر چکا قوی امید ہے کہ جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

جَواب: یہاں ایک اصل ہے اور بعض اصطلاحات ہیں ان کے استحضار سے ایک یہ عبارت کیا غالباً تمام لوائح حل ہو جائیں گی۔ وہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک خارج میں صرف ایک وجود واجب الوجود ہی ثابت ہے اور

دوسری موجود چیزیں اس وجود حقیقی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وجود (یعنی ہونے) کے ساتھ متصف ہیں۔ اور ان حضرات کے نزدیک اس تعلق کی کیفیت ایسی ہے جیسے تابع کا اصل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اس وجہ سے اصل ذات کے اعتبار سے موجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور جن چیزوں کا وجود ممکن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے موجود ہیں اس اعتبار سے ممکنات کو جیسے کشتی میں بیٹھنے والوں کو نہ ہلنے والے ذات کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے۔ اور کیونکہ تبع کے ساتھ موجود نظر آتا ہے اور جو اصل کے اعتبار سے موجود ہے وہ نظر نہیں آتا ہے اس لئے عالم (دنیا) کو ظاہر حق اور حق کو باطن عالم کہہ دیا۔ اس لئے ظاہر اور باطن کے وہ معنی نہیں ہیں جو روح کو انسان کا باطن اور جسم کو انسان کا ظاہر کہا جاتا ہے بلکہ ظاہر مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ) کے معنی میں ہے اور باطن ذی مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ والے) کے معنی میں ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ ذات کے ساتھ موصوف ہوتے اور تبع کے ساتھ موصوف ہونے میں چیز ایک ہے فرق صرف اعتبار کا ہوتا ہے۔

اس لئے ان دونوں اعتبار سے الگ الگ چیزوں کو ایک دوسرے کا عین (ذات یعنی ایک ہی ہیں) کہا جا سکتا ہے اور اس (یعنی) جو صفت کو بھی درگزر کرتے ہوئے عین (ایک ہی) کہنا صحیح ہوسکتا ہے۔ اصل میں ایک ہونے کا حکم ان حیثیتوں میں ہے۔ اس وجہ سے عالم (دنیا) اور حق (اللہ تعالیٰ) کو عین کہہ دیا اور اس (کہنے میں) ظاہر ہونے سے پہلے اور بعد والی دونوں حالتیں برابر ہیں۔ مگر کیونکہ ظاہر ہونے سے پہلے عالم خالص چھپا ہوا تھا اس لئے اس کو حق میں شمار کیا اور عالم ظاہر ہونے کے بعد معاملہ الٹ ہوگیا تو اس لئے یعنی عالم اور حق الگ الگ ہوگئے) حکم بھی الگ الگ ہونے کا کردیا (کہ دونوں کو الگ الگ کہا) اس لئے یہ ایک ہونا دو چیزوں کا ہونا نہیں ہے بلکہ ایک چیز کا ایک ہونا ہے۔ (مشورہ) ایسی کتابیں دیکھنا نقصان دہ ہے اس لئے آئندہ نہ پوچھا جائے۔

چاروں سلسلوں میں جو چیز ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں۔

سوال: چاروں سلسلوں چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی مختصر تعریفات اور ان کے اصول وضوابط میں جو چیزیں ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں معلوم کرنے کو دل چاہتا ہے۔ حضرت والا یہ چیزیں بیان فرمادیں۔

جواب: یہ تو ایسا سوال ہے جیسے (تینوں طریقۂ علاج) طب یونانی و ڈاکٹری و ویدک کی تعریفات اور ان کے اصول وضوابط میں جو چیزیں ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں کو کوئی معلوم کرنا چاہے اس کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ ان کی تعریفات اور مقاصد ایک ہیں اور علاج کے طریقے الگ الگ ہیں۔ جس کی تفصیل جاننے کے لئے ان طریقوں کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ طب میں جسمانی علاج ہے اور یہاں نفسانی علاج ہے۔

قرآنی دعاؤں کے جمع کے الفاظ سے ہونے اور حدیثوں کی دعاؤں کے مفرد کے الفاظ سے ہونے میں حکمت

سُؤال: قرآنی دعائیں اکثر جمع کے الفاظ سے آتی ہیں اور حدیث میں دعائیں واحد کے الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

جَواب: میں نے تو تلاش نہیں کیا اس لئے اس کے بارے میں نہ ہاں کہہ سکتا ہوں نہ کہہ سکتا ہوں اگر حقیقت میں ایسا ہو تب بھی میرا مذاق تو یہ ہے کہ ان باتوں کی حکمت کو تلاش نہ کیا جائے اور یہی مذاق اپنے دوستوں کے لئے پسند کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود اگر کوئی حکمت بے تکلف ذہن میں آجائے تو اس کے بیان کر دینے کو بھی نقصان دہ نہیں سمجھتا ہوں جبکہ اس کا یقین نہ کیا جائے۔ اس لئے شاید فرق کی وجہ یہ ہو کہ قرآن مجید میں تو جتنی دعائیں ہیں ان سے مقصود ہی بندوں کی تعلیم ہے اور تعلیم بھی ایک ہی مرتبہ اور بندے زیادہ ہیں۔ اس لئے جمع کا لفظ مناسب ہوا اور حدیث میں اکثر جگہ وہ دعائیں ہیں خود حضور ﷺ نے مانگی ہیں اس لئے مفرد کا لفظ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

صوفیہ کرام کی وحشت میں ڈالنے والی بات سے بدگمانی پیدا ہونے کا ازالہ

سُؤال: اسلاف صوفیہ کرام سے بعض موحش (وحشت میں ڈالنے والی) باتیں منقول ہیں جن سے ظاہر میں شریعت سے ٹکراؤ کا شبہ ہوتا ہے۔ ابوالفرج ابن جوزی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی کتاب تلبیس ابلیس کے صفحہ ۴۷۰ پر ہے کہ ابوبکر ذلف صوفی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ شبلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے ایک نوجوان سوال کر رہا ہے کہ ابوبکر! آپ "اللہ" کیوں کہتے ہیں اور "لا الہ الا اللہ" کیوں نہیں کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے شرم آتی ہے کہ پہلے نفی کروں پھر اثبات کروں۔" اس نوجوان نے کہا: مجھے اس سے مضبوط دلیل چاہئے۔ حضرت شبلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ میں انکار کے حکم کو اختیار کروں حالانکہ اصل تو کلمہ اقرار ہے۔ اس سے تو کلمہ توحید پر بلکہ جتنے کلمات کو حضرت نے اسم اعظم فرمایا ہے ان کو انکار کا کلمہ کہنا لازم آتا ہے۔ اور "من كان آخر كلامه لا اله الا الله" (کہ جس کا آخری کلمہ لا الہ اللہ ہو) وغیرہ پر اعتراض ہوتا ہے جن حضرات کے کام کی بنیاد صرف اتباع پر ہے ان سے ایسے بے باکانہ الفاظ حیرت کا سبب ہیں حضرت والا کا ان حضرات سے غایت شغف اور خلوص محبت اور مجھ جیسے بدباطن کا ان حضرات کی طرف کسی قدر کم توجہی ہونا

مجھے خطر کا سبب معلوم ہوتا ہے کہ میرا کیا انجام ہوگا۔ بندہ کو حاملان شریعت خصوصاً حضرات محدثین سے دلی جذبات معلوم ہوتا ہے ان سے کم حضرات فقہاء سے مگر انیس بیس کا ذوق ہے۔ حضرات صوفیہ کرام صاحب احوال معلوم ہوتے ہیں کہ جو قابل اتباع نہیں ہیں "الا من کان جامعا" (ہاں جن کی شان میں جامعیت ہے)

پس حضور بندہ کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ اگر ایسا خیال دین کے لئے نقصان دہ ہے تو میں توبہ اور رجوع کروں اور نفس کو مجبور کروں کہ کسی طرح اس کو بدگمانی نہ ہو یا جیسا ارشاد ہو۔

جواب: پہلے تو اس واقعہ کے شبلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی طرف منسوب ہونے کی کوئی سند صحیح نہیں اور ابن الجوزی کا نقل کرنا حجت نہیں ان کا تشدد مشہور ہے جس کے رنگ مختلف ہیں۔ حدیث میں تو ثابت کو غیر ثابت کہنے سے اور صوفیہ کے بارے میں غیر ثابت کو ثابت ماننے سے اگرچہ اس کا سبب نیک نیتی ہے مگر نیک نیتی سے واقعہ تو نہیں بدل جاتا حکم آخرت ہی بدلتا ہے۔ غرض قصہ سند کے ساتھ ثابت نہیں اور اس کا مقابل یعنی ان بزرگوں کا اتباع اور اخلاص اخبار متواترہ سے اور مقبول بندوں کے گمان سے جو کہ "انتم شهداء الله فی الارض" (کہ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو) کے مضمون کا ثبوت ہے۔ اس لئے ایسی (شدید) جرح و تعدیل کے مقابلے کے وقت تعدیل کو ترجیح ہوگی اس لئے اس نسبت (منسوب ہونے) کو غلط کہا جائے گا۔

دوسرے حضرت شبلی کا مجذوبوں میں سے ہونا قوم (صوفیاء) کے ہاں (مشہور و) معروف ہے اور مرفوع القلم (جس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا) پر ملامت نہیں۔

تیسرے نفی کے بعد اثبات کو ممنوع یا انکار کا حکم قرار دینا حقیقت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اپنے نہ کہنے کا عذر (بہانہ) ہے (اور) اپنی ایک کمی کا اظہار ہے کہ اس (کلمہ) کو کہتے وقت ایسے وساوس ذہن میں آجاتے ہیں کہ ان وساوس سے بچنے کے لئے دوسرا کلمہ اختیار کر لیا جیسا کہ اَسْتَحِی اور اَخْشٰی (یعنی مجھے شرم آتی ہے اور مجھے ڈر لگتا ہے) کے لفظ سے ان وساوس سے بچنے کی طرف اشارہ ہے ورنہ اپنے سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں کو بھی منع کرتے اور قرآن کی تلاوت کو بھی جائز نہ سمجھتے جیسے بعض فقہاء نے جو آدمی ظاء صحیح طرح نہ ادا کر سکتا ہو اس کے لئے رکوع میں "سبحان ربی العظیم" جو منقول ہے اس کی جگہ "سبحان ربی الکریم" کہنے کا حکم دیا ہے اسی طرح جیسے حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ابن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ یا ابن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے جنازہ کی نماز حاضر ہونے کے باوجود نہیں پڑھی اور عذر (بہانہ) فرمایا کہ میں اخلاص نیت کے حصول کی کوشش کرتا رہا کہ نماز ختم ہوگئی۔

ان کا سید المحدثین ہونا مسلم (مانا ہوا) ہے اور ایسے ہی ابتداء میں ایسے احوال پیش آتے ہیں اور انتہا کے

بعد تو اعمال مسنونہ ہی میں احسان کی نسبت حاصل ہونے لگتی ہے اور خلاف سنت حجاب معلوم ہونے لگتا ہے جیسے قرآن سے پہلے الف یا تا پڑھتے ہیں اور ظاہری طور پر قرآن چھوڑنے والے لگتے ہیں پھر قرآن کی مشغولی کے بعد وہی ابتدائی باتیں حجاب ہو جاتی ہیں۔ پہلا جواب زیادہ مفید اور زیادہ آسان ہے اور دوسرا جواب زیادہ روکنے والا اور اعتدال والا ہے۔ اور تیسرا جواب زیادہ جامع اور زیادہ مکمل ہے۔

آپ نے جو محبت کی ترتیب اور صوفیہ کے بارے میں خیال لکھا ہے اس کا سبب دین ہے اور نجات کے لئے کافی ہے اور بالکل بے خطرہ ہے خطرہ نفرت کرنے میں ہے میرے قلب میں ترتیب بالکل اس کی الٹ ہے اس کا سبب بھی بحمدہ تعالیٰ دین ہی ہے۔ "وکلنا علی ھدی انشاء اللّٰہ تعالٰی" ہم دونوں انشاء اللہ تعالیٰ ہدایت پر ہیں۔

قانون کے پابند عہدہ داروں کو فائدہ پہنچانے کا طریقہ

حَال: عدالت وغیرہ کے جو سرکاری عہدے ہیں یہ یقینی بات ہے کہ اس سے تعلق رکھ کر شریعت کی پابندی ناممکن ہے اگر چہ بعض (عہدوں) میں کچھ تسکین اور دونوں پہلو کو سنبھالنے کی صورت سمجھ میں آتی ہے مثلاً وکلا یہ کر سکتے ہیں کہ سچے مقدمات کی پیروی کا اہتمام رکھیں پھر اس میں حق بات کے لئے جھوٹ کی بھی گنجائش ہے جبکہ اس کے بغیر کامیابی نہ ہو مگر بعض میں تو شریعت کی مخالفت یقینی ہے اس سے کسی طرح چھٹکارا ہی نہیں اور مخالفت بھی نہایت سخت مثلاً جو حکام ہیں پھانسی کا مدار تک ان کے حکم پر ہے جس میں ان سے شرعی قانون کی رعایت یقیناً ناممکن ہے۔ اس لئے ایسے لوگ اصلاح کا تعلق پیدا کریں تو اس باب میں کیا مشورہ دیا جائے کیونکہ ایسے عہدوں سے مسلمانوں کا دست بردار ہو جانا بھی بہت سی حکمتوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیا ایسوں سے اس بارے میں چشم پوشی کی جائے اور کسی طرح روکا نہ جائے مگر جب وہ خود ہی پوچھیں تو اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ ہاں عالی ہمتی کا مقتضی بالکلیہ بے تعلق ہو جانا ہے کیونکہ۔

ع رند عالم سوزا را با مصلحت بینی چہ کار

ترجمہ: "دنیا کے فسادی کو مصلحت سے کیا کام۔"

تحقیق: حقیقت ظاہر کرنے میں چشم پوشی کرنے کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً جب پوچھیں البتہ اگر ان پر حقیقت پہلے سے ظاہر ہو تو پھر اظہار واجب نہیں لیکن اس وجہ سے درگزر کرنا کہ اگر سب امراض زائل نہ ہوں بعض کا ہی زائل ہو جانا غنیمت ہے مضائقہ نہیں۔

دعاءماثور "اللھم لا تجعل لفاجر عندی نعمة اکا فیه بھا الخ" میں نعمت کی تفسیر

حَالؒ: دعاؤں میں جو آتا ہے "اللھم لا تجعل لفاجر عندی نعمة اکافیه بھا فی الدنیا والاٰخرة" (اے اللہ! آپ کسی گناہ گار کا احسان مجھ پر نہ رکھیں جس کا بدلہ مجھے دنیا اور آخرت میں دینا پڑے) اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ فاجر کا ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن چونکہ تجسس کرنا منع ہے اس لئے فسق وفجور کے ساتھ مخصوص ہونا چاہئے۔ کیا یہ مفہوم صحیح ہے یا اس کے بارے میں کچھ اور تفصیل ہے (مناجات مقبول پڑھتے پڑھتے خود ہی اچانک یہ کھٹک پیدا ہوگئی)۔

تحقیق: فاجر سے مراد اگر عام ہو کہ کافر وغیرہ کافر دونوں ہی مراد ہوں تب بھی ان دونوں کو ساتھ لانے سے مراد یہ نہیں ہے کیونکہ اس کا بدلہ آخرت میں نہیں پڑتا بلکہ معنی یہ ہیں کہ میرے ذمہ اس کا کوئی حق نہ رہ جائے۔ حق کو نعمت کہہ دیا۔

ومن دعوة لا یستجاب بھا کی تفسیر

حَالؒ: دعا جو شرعاً وعقلاً محمود ومطلوب ہے تو یہ اس لئے کہ اس میں ذلت ومحتاجگی ہے جو بہرحال مطلوب محمود ہے خواہ چاہے دعا قبول ہو یا نہ ہو پھر کیا وجہ ہے کہ تعوذ کی دعاؤں میں "ومن دعوة لا یستجاب بھا" (کہ ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو) آیا ہے۔ پناہ تو بری اور نقصان دہ چیز سے مانگی جاتی ہے یا اس دوسری بات سے پناہ مانگی جاتی ہے جو برداشت کے قابل نہ ہو کہ اس کی وجہ سے دوسری برائیوں میں مبتلا ہونے کا خوف ہو جیسے مصیبتیں (کہ ان میں اگرچہ ثواب کا فائدہ ہے لیکن ڈر ہے کہ آدمی شکوہ شکایت کرے اور صبر نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں)۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت اختیار کرنا نہ تو کسی حال میں برا ہے اور نہ اس کی وجہ سے کسی برائی میں مبتلا ہونے کا ڈر ہے تو پھر پناہ کس لئے مانگی گئی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ سے اعراض نہ کرے اور بے دین نہ ہو جائے۔ چنانچہ بعض نادانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ان کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: قبولیت کے معنی نہ جاننے کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا ہے اس لئے قبولیت خاص اسی ضرورت کا پورا ہونا نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بندہ پر ایک خاص رحمت کے ساتھ متوجہ ہونا ہے اس لئے قبول نہ ہونا صل رحمت کے ساتھ متوجہ نہ ہونا ہے اس لئے یہ پناہ مانگے جانے کے قابل ہے۔

مبتدی کے لئے معصیت اختیاری وامر غیر اختیاری کا برابر ہونا

حال: آنجناب ایک دن فرماتے تھے کہ دل میں گناہ کی چاہت کا پیدا ہونا نقصان دہ نہیں ہے ہاں اس پر عمل کرنا نقصان دہ ہے۔ اس لئے کہ (گناہ کی چاہت کا پیدا ہونا) غیر اختیاری بات ہے اور (گناہ کی چاہت پر عمل کرنا) اختیاری بات ہے۔ حضور والا احقر کو یہ بات پوچھنی ہے کہ کسی نامحرم کی محبت کا جوش دل میں پیدا ہونا اختیاری بات ہے یا غیر اختیاری بات ہے۔ امید ہے کہ حضور والا اس اشکال کو دور فرمائیں گے۔

تحقیق: تمہارے لئے اس بات کی تحقیق نقصان دہ ہے۔ شیطان کو اس میں ایک آڑ مل جائے گی کہ وہ بہانے سے اختیاری درجہ کو غیر اختیاری بتا کر معصیت میں مبتلا کر دے گا۔ ایسے مبتدی کا علاج یہی ہے کہ جو معاملہ اختیاری کے ساتھ کیا جائے وہی غیر اختیاری کے ساتھ بھی کرے یعنی سب کو اختیاری بات سمجھے اور علاج کرے۔

اشراف نفس (یعنی نفس کی لالچ) کے بغیر ہدیہ لینا

حال: احقر نے آج تک کسی سے دنیاوی غرض سے تعلق نہیں رکھا سب عیوب سے برا معلوم ہوتا ہے اور اگر کسی سے دوستی ہو دنیاوی منافع کی غرض سے نہیں بلکہ ویسے ہی ربط وضبط ہے اور پھر (اگر) کچھ مدت کے بعد وہ دنیاوی نفع پہنچانے لگے (تو) پھر نہ وہ بشاشت نہ وہ فرحت رہتی ہے بلکہ طبیعت اس سے مکدر (میلی) ہو جاتی ہے اور خیال ہوتا ہے کہ اس کا شکریہ کرنا چاہئے جیسا کہ احقر کے ایک استاد ہیں طبیب ہیں اور اچھے مالدار ہیں جب سے احقر نے ملازمت ترک کی ہے تو وہ خرچ کے بارے میں بہت مدد کرتے ہیں۔ احقر نے بھی ان کو عرض کیا کہ (اس دینے سے) بوجھ ہوتا ہے لیکن انہوں نے مانا نہیں۔ تو اب عرض یہ ہے ڈر لگتا ہے کہ شاید اس کا سبب مرض ہو۔

تحقیق: ڈرنا تو بہت اچھی بات ہے ڈر ہی سے امن ہے لیکن جب اپنی طرف سے نہ طلب ہے نہ اشرف (لالچ) بلکہ طبیعت کے بوجھ کو بتا بھی دیا اور پھر بھی وہ خدمت کرتے ہیں تو یہ نعمت ہے اس پر اگرچہ طبعی طور پر تنگی ہو مگر عقل کے اعتبار سے انسباط ہونا چاہئے اور پہلے خدا تعالیٰ کا کہ وہ حقیقی انعام کرنے والے ہیں اور دوسرے ان صاحب کا کہ وہ منعم مجازی یعنی نعمت کا واسطہ ہیں شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر حق تعالیٰ کا شکر تو ان کی اطاعت ہے اور ان صاحب کا ان کے لئے دعا (کرنا) ہے۔

قول ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ (جو اپنے نفس کو پہچان لے وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے) کی شرح

حال: براہ کرم آگاہ فرمایا جائے کہ حدیث شریف ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ (جو اپنے نفس کو

پہچان لے وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے) میں اپنے نفس کو کس طرح پہچاننا آیا ہے کہ جس سے رب کی پہچان حاصل ہو جاتی ہے۔ اس طرح نفس کے پہچاننے کا کیا طریقہ ہے اور پہچان کے حاصل ہونے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان سے کیا مراد ہے؟

تحقیق: پہلے تو اس کے حدیث ہونے میں کلام ہے دوسرے اس میں اللہ تعالیٰ کی پہچان کے طریقوں میں سے ایک طریقہ کی تعلیم ہے۔ اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں غرض معرفت مقصودہ اس طریقہ پر موقوف نہیں۔ اس لئے اس حدیث کی تحقیق حصول مقصود کے حاصل ہونے کی شرط نہیں بلکہ صرف مقصود کے حاصل ہونے کا ایک طریقہ ہوگا جو مقالات (باتوں) کی تحقیق کی طرح ہوگا جس کے بارے میں پہلے مشورہ دے چکا ہوں کہ غیر ضروری ہے تربیت میں مقصود صرف حالات کی اطلاع اور علاج کو پوچھنا ہے۔ معلم جس طریقہ سے چاہے علاج کرے۔ اس لئے معرفت مقصودہ وہی ہے جس کا شارع نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا عقیدہ رکھو اور ان کے تصرفات کا استحضار رکھو۔ یہ تصرفات تمام مخلوقات میں ہیں جن میں انسان کے اندر تصرفات زیادہ عجیب ہیں۔ پھر ان میں بھی اپنے نفس کے اندر تصرفات زیادہ نظر آسکتے ہیں۔ اس وجہ سے نفس کو خاص فرمایا ہے ورنہ نفس مقصود نہیں سب تصرفات کا استحضار برابر ہے اسی لئے قرآن مجید میں فکر کرنے کی جگہ انفس اور آفاق (نفس عالم) دونوں کو فرمایا ہے۔ ”فی قولہ تعالیٰ سنریھم آیاتنا فی الافاق وفی انفسھم“ (ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے تن بدن میں بھی دکھائیں گے)۔

حضرت مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے خط کی ایک عبارت پر شبہ کا جواب

حال: آج کل احقر کے مطالعہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکاتیب مترجمہ ہیں۔ ان میں جگہ جگہ یہ مسئلہ مذکور ہے کہ باطنی مرضوں کا سردار اور اندرونی بیماریوں کی جڑ دل کا اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ تعلق ہے۔ جب تک اس قید سے پورے طور پر آزادی نہ ہو جائے سلامتی ناممکن ہے۔ کیونکہ اس بارگاہ اعلیٰ میں شرکت کا بالکل بھی دخل نہیں ”الا اللہ الدین الخالص“ (اللہ تعالیٰ ہی خالص اطاعت کے لائق ہیں) یہاں تک تو مضمون وہ ہے جو حضرت والا کے مواعظ وملفوظات وغیرہ میں بھی موجود ہے اور اس کا مطلب اب تک یہی سمجھتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت مخلوق کی محبت پر غالب اور ذکر اللہ ذکر غیر پر غالب ہونا چاہئے۔ (اور ایک وقت بحالت عروج ایسا بھی آتا ہے کہ غیر حق دل سے بالکل مٹ جاتا ہے۔۱۲)

مگر حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے غیر حق سے تعلق نہ ہونے کا معیار یہ بتلایا ہے اور دل کے گرد تعلق نہ

ہونے کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کو پوری طرح بھلا دے۔ اور تمام اشیاء سے بے خبر ہو جائے حتیٰ کہ اگر تکلف سے بھی اشیاء کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئیں (ایک جگہ پر اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کا خیال قلب پر ناممکن ہو جائے) ایسی جگہ پر اشیاء پکڑ لینے کی کہاں گنجائش ہے اس حالت کو اہل اللہ فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے "وبدونها خرط القتاد" (اس کے بغیر بڑی مشکل سے منزل تک پہنچا جا سکتا ہے)۔

اس معیار کو دیکھ کر جو میں اپنے اندر دیکھتا ہوں تو اس سے اپنے کو کورا پاتا ہوں۔ بحمد اللہ یہ تو ہے کہ جذر قلب (دل کی تہہ) میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا گذر نہیں مگر دل کے آس پاس میں غیر کا خیال بھی ہے اور یاد بھی ہے یہ حالت نہیں کہ تکلف سے بھی کوئی شے یاد نہ آئے۔ ہاں کبھی کبھی ایسی حالت بھی ہوئی ہے جو زیادہ تر ذکر و شغل کے وقت ہوتی تھی اور اب بھی ہوتی ہے کہ اس وقت قلب کے آس پاس بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا گزر نہیں ہوتا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ خیالات غیر ممکن ہو جاتے ہیں۔ ہاں وقوع نہیں ہوتا اور یہ بھی ہمیشہ نہیں غالباً ہے ورنہ ذکر کے وقت بھی کئی دفعہ وساوس بلا اختیار آ جاتے ہیں اگرچہ قلب کو ان کی طرف توجہ نہ ہو اور کم از کم ذکر کے وقت جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب سے ذکر ہو رہا ہے اور دوسرے لطائف کی شرکت ذکر بھی محسوس ہوتی ہے۔ تو ایک لطف خاص حاصل ہو کر کچھ دیر کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ اور یہ بھی غیر حق کی طرف توجہ ہی معلوم ہوتی ہے جس سے تنبیہ کے بعد توجہ کو ہٹا لیا جاتا ہے بہر حال مجدد صاحب کی یہ عبارت پوری طرح حل نہیں ہوئی اور دل کو اشتیاق ہے کہ اس کا مطلب حل ہو جائے اور یہ حالت کامل طور پر حاصل ہو جائے۔

تحقیق: اکثر اہل مقام پر بھی کسی وقت حال کا غلبہ ہوتا ہے تو اس وقت مسائل کی تعبیر میں بھی جوش کا اثر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک عنوان تیز ہے مگر مقصد وہی ہے جو نصوص سے حاصل ہوتا ہے میں اس کو ایک اور آسان عنوان سے تعبیر کرتا ہوں جو حضرت مجدد صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے کلام کی تقریباً تفسیر ہے اور مشہور تعبیر سے کچھ واضح ہے وہ یہ ہے (دنیا) کے پکڑ لینے سے مراد بالکل تعلق نہ ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ (دنیا سے) وہ تعلق جو مغلوب ہو برا نہیں ہے بلکہ ایسا تعلق مراد ہے کہ جس چیز سے تعلق ہو اس کے دور ہونے یا فوت ہو جانے سے دل پر ایسا اثر ہو کہ دل کو ایسا بے چین کر دے کہ اسی کے تصور اور حسرت میں مشغول ہو جائے اور اسی مشغولیت کی وجہ سے طاعات میں کمی اور کمزوری ہو جائے اور اگر یہ بات نہ ہو تو صرف غم کا اثر (طاعات میں) رکاوٹ نہیں ہے کیا حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَامُ کے شدید غم کا کوئی انکار کر سکتا ہے اور ان کی حالت کو کوئی اللہ تعالیٰ سے رکاوٹ کہہ سکتا ہے۔

ضمیمہ

پہلا باب

بیعت میں جلدی کرنے کا نقصان دہ ہونا

حَال: بندہ ڈیڑھ سال سے حضور کے مواعظ تصنیف کردہ کتب کے مطالعہ سے فیض حاصل کر رہا ہے اور اب یہ خواہش ہے کہ حضور بندہ کو بیعت فرما کر فیض عطا فرمائیں۔

تحقیق: کس مقصود کے لئے اور کیا وہ مقصود بیعت پر موقوف ہے۔

روح الطریق خط جس کا نام ”روح الطریق“ ہے

حَال: ایک عرصہ سے میں ہمیشہ اپنے نفس پر ملامت کرتا ہوں کہ شاید حضور کے خادموں میں ایک میں ہی ایسا ہوں گا جس کو وصول تو درکنار وصول کی حقیقت تک کا پتہ نہیں ہوگا جو تھوڑا بہت ذکر و شغل کر لیتا تھا عرصہ سے وہ بھی چھوٹ گیا خدا سے تعلق تو کیا ہوتا گناہ تو کیا چھوٹتے حق یہ ہے کہ نماز روزہ صرف ظاہری رکوع سجود بھی خدا کے واسطے نہیں اگر کسی کے دیکھ لینے کا خطرہ اور جاہ (عزت) کی کمی کا خوف نہ ہوتا تو شاید اگر ہمیشہ نہ چھوٹے تو بھی موجودہ صورت تو یقیناً نہیں رہ سکتی۔ کئی مرتبہ پھر شروع کرنے کا خیال ہوا کبھی شروع کیا اور چھوٹ گیا، حضرت سے بھی وہ تعلق شغف جو کبھی تھا اب ہرگز نہیں ہاں الحمدللہ تعلق ضرور ہے اور عقیدت کا تعلق ہے بلکہ جس کو حضرت سے تعلق نہیں اس سے نفرت ہے۔

اب پھر خدا کے نام پر بارہ تسبیح اور اس کے ساتھ ڈیڑھ ہزار اسم ذات اور تین ہزار اسم ذات مغرب کے بعد تقریباً ایک ہفتہ سے بہت ہی پکے ارادے سے شروع کیا ہے۔ حضرت سے بہت ہی شرمندگی سے درخواست ہے کہ حضرت میرے لئے دعا فرمائیں اور میری طرف خاص توجہ فرمائیں شاید میری بھی کچھ اصلاح ہو جائے اور جو میں نے خود شروع کیا ہے یہ باقی رکھوں یا کچھ تبدیلی کروں۔ مدرسہ آنے جانے میں دو سپارہ شروع کئے ہیں۔ میرے مشاغل یہ ہیں کہ چار بجے اٹھتا ہوں اذان تک ذکر مذکور اور استنجا وضو سے فراغت کر کے اذان کے بعد چائے پکا کر پیتا ہوں۔ نماز پڑھ کر کبھی کبھی یسین پڑھ کر اور پان بنا کر مدرسہ چل دیتا ہوں۔ بارہ بجے یا کچھ پہلے مدرسہ سے واپس آ کر کھانا کھا کر لیٹ جاتا ہوں پھر نماز پڑھ کر آدھ گھنٹہ مطالعہ پھر مدرسہ سے واپس آ کر کھانا کھا کر لیٹ جاتا ہوں پھر نماز پڑھ کر آدھ گھنٹہ مطالعہ پھر مدرسے سے آ کر مغرب تک مطالعہ یا کسی کتاب پر کچھ لکھنا

نماز پڑھ کر ذکر مذکورہ پھر عشا تک ہی مطالعہ یا تحریر اور عشا کے بعد کھانا کھانا اور سو رہنا۔ فقط والسلام

تحقیق: مقصود تو بحمد اللہ معلوم ہے یعنی رضاء حق اب دو چیزیں رہ گئیں طریق کا علم اور اس پر عمل تو طریق صرف ایک ہے یعنی احکام ظاہرہ و باطنہ کی پابندی اور اس طریق کی مددگار دو چیزیں ہیں ایک ذکر جتنا کیا جا سکے جو آپ نے شروع کیا ہے وہ بھی اسی قاعدے میں داخل ہے دوسرے اللہ والوں کی صحبت جتنی زیادہ حاصل ہو اگر کثرت کے لئے فراغت نہ ہو تو بزرگوں کے حالات و مقالات کا مطالعہ اس کا بدل ہے۔ دو چیزیں طریق یا مقصد کی مانع ہیں معاصی اور فضول کاموں میں مشغولی۔ ایک بات ان سب کے نافع ہونے کی شرط ہے یعنی اطلاع حالات کا التزام۔ اب اس کے بعد اپنی استعداد ہے استعداد کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مقصود کے حاصل ہونے میں دیر سویر ہوتی ہے میں سب کچھ لکھ چکا۔

شیخ کو حالات بتانے کا طریقہ

حال: مجھ میں ایک بڑا مرض ہے کہ جب میں حضور والا کو عریضہ لکھنا چاہتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ کیا لکھوں۔ جب اپنی برائیوں پر نظر کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضور والا کو لکھوں تاکہ اصلاح ہو تو اس وقت اس خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ پہلے کس برائی کے بارے میں لکھوں۔ اکثر اس میں خط لکھنا رہ جاتا ہے اور جب ایک برائی تجویز کر لیتا ہوں کہ اس کو لکھوں تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ تو خود بھی ذرا سی ہمت پر چھوڑی جا سکتی ہے پہلے خود چھوڑنے کی کوشش کر لی جائے اگر کامیابی نہ ہو تو حضور والا کو لکھا جائے۔ ان ہی خیالات میں الجھ کر خط لکھنا رہ جاتا ہے اور برائیاں ویسی کی ویسی ہی موجود رہتی ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ اس مرض کے لئے علاج تجویز فرمایا جائے تاکہ اس پر عمل شروع کر دوں۔

تحقیق: جب کوئی مرض یاد آ جائے اس کو فوراً نوٹ کر لیا اور ایک ہفتہ تک دیکھا کہ وہ زائل ہوا یا نہیں اگر زائل نہ ہوا تو نفس کو اور مہلت نہ دی بلکہ مصلح کو اطلاع کر دی جائے۔

شیخ کی ضرورت

حال: احقر اس سال دورۂ حدیث میں شریک ہے۔ ایک عرصہ سے خط لکھنے کا خیال کر رہا تھا لیکن ایک بات رکاوٹ بنی رہی وہ یہ کہ احقر کو آپ کے مصنفات و ملفوظات دیکھنے کا بے حد شوق ہے چنانچہ بچپن سے اب تک برابر دیکھتا رہا۔ بحمد اللہ بہت مستفید ہوا۔ ان سے ایک خاص بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ شرعی احکام سب کے سب اختیاریہ ہیں چونکہ احکام اختیاریہ ہیں اس لئے جہاں رکنے کا حکم ہے وہ بھی اختیاری ہوئے۔ اس سے تو سارے

امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رکے۔ اب اپنے بارے میں بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدے کے معلوم ہونے کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہئے۔ میری یہی سمجھ میں نہیں آتا بہت عرصہ سے اس بات پر غور کر رہا ہوں امید کہ جناب والا مطلع فرمائیں گے تاکہ احقر اسی پر عمل کرے۔ آخر اس قاعدہ کلیہ کے معلوم ہوتے کے بعد معالج و مشائخ کی مرض کے ختم ہونے کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے امید ہے کہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مطلع فرمائیں گے۔

تحقیق: کرنے اور نہ کرنے کے سارے احکامات اختیاری ہیں پس...... کا ارتکاب اور منہیات اس لئے کرنے والوں کاموں کا کرنا اور نہ کرنے والے کاموں کو نہ کرنا بھی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے کبھی اس کا الٹ ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا ارادہ کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل بھی ہوگیا مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس وخطرات کی زیادتی بھی ہوتی رہی یہ شخص اس کو خشوع کی ضد سمجھ کر خشوع کو غیر حاصل سمجھا یا ابتدائی عبادت میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیاریہ کی طرف لے گئے اور یہ ابتداء کے دھوکہ میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ ختم ہو چکا اور کبھی جو چیز راسخ نہ ہو اس کو راسخ سمجھ لیا جاتا ہے، مثلاً دو چار ہلکے پھلکے حادثوں میں رضا بالقضا (اللہ تعالی کے فیصلے پر راضی رہنا) کا احساس ہوا یہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ راسخ ہوگیا پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس میں رضا نہیں ہوئی یا جو درجہ مقصود تھا اس تک نہ ہوئی مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں رسوخ ہو چکا ہے (اور) اب بھی رضا ختم یا ضعیف نہیں ہے۔

حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ٹوٹے دل ہو کر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے پھر وہ سچ مچ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے الٹ میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے۔ غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں بھی وہی خرابی تکمیل کے اہتمام نہ کرنے کی ہوتی ہے کبھی یہ غلطی ہوتی ہے کہ حاصل راسخ (جو چیز حاصل ہو اور راسخ بھی ہو) کو ختم سمجھ لیتا ہے مثلاً شہوت حرام کا مقابلہ کیا اور وہ زمانہ ذکر کے آثار کے غلبہ کا تھا اس لئے شہوت حرام کی چاہت ایسی کمزور ہوگئی کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر (ذکر کے) ان آثار کا جوش و خروش کم ہونے سے طبعی التفات اگرچہ کمزور درجے میں سہی ہونے لگا یہ شخص یہ سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کاری کی چاہت پھر لوٹ آئی پھر اصلاح سے مایوس ہو کر سچ مچ (اصل وغیرہ چھوڑ کر) بیکاری میں مبتلا ہوگیا۔

یہ چند مثالیں غلطیوں اور ان کے نقصانات کی ہیں۔ اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع

کرنے سے وہ اپنی بصیرت و تجارب کے سبب حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان اغلاط پر مطلع کرتا ہے اور یہ ان نقصانات سے محفوظ رہتا ہے اور (اگر) فرض کریں سالک اگر ذکاوت و سلامت فہم کی وجہ سے خود بھی مطلع ہو سکے مگر ناتجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور پریشان ہونا مقصود میں رکاوٹ ہوتا ہے۔

یہ تو شیخ کا اصل منصبی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن تبرعاً (احسان کے طور پر) وہ ایک اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود یا مقصود کی ابتدا کو حاصل کرنے میں اور اسی طرح کسی برائی یا برائی کی ابتداء کو ختم کرنے میں طالب کو مشقت شدید پیش آتی ہے اگرچہ (مقصودی کام کو) بار بار کرنے اور (برے کام سے) بار بار بچنے سے آخر میں مشقت آسانی سے بدل جاتی ہے۔ لیکن شیخ تبرعاً بھی تدابیر بتا دیتا ہے کہ ابتدا ہی سے مشقت نہیں رہتی۔

یہ ایک اجمالی تحقیق سمجھ سے قریب کرنے کے لئے ہے باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے چھوٹے چھوٹے احوال کی اس کو لازمی طور پر اطلاع کرتا رہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا رہے۔ یہ اتباع کامل اس وقت ہو سکتا ہے جب اس پر اعتماد ہو اور اس کے ساتھ فرمانبرداری کا تعلق ہو اس وقت حسا معلوم ہوگا کہ شیخ کے بغیر مقصود کا حاصل ہونا متعذر ہے مگر بہت کم اور کم نہ ہونے کی طرح ہے پھر اس ضرورت میں فہم و استعداد [illegible] کے اعتبار سے فرق بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ متقدمین کو کم ضرورت تھی۔

تیسرے باب کا ضمیمہ

گناہوں کی چاہت کا علاج

حال: حضرت والا احقر کو کچھ دنوں سے نفس میں ایک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ گناہوں کی چاہت بالکل پہلے کی طرح ہونے لگی ہے حیران ہوں کہ عرصہ سے نفس کمزور ہوا اور اب پھر دوبارہ اسی شدت اور جوش و ابھار کے ساتھ چاہنے لگا جیسے شروع میں چاہتا تھا۔

تحقیق: اکثر اس راستے پر چلنے والوں کو یہی حالت پیش آتی ہے کچھ گھبرانے کی بات نہیں۔ اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ ثانیہ (دوسرا مجاہدہ) کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر ان شاء اللہ تعالیٰ راسخ ہوگا۔ کبھی کبھی بہت کم کسی طبعی بات کی ہلکی سی چاہت ہو یہ رسوخ کے خلاف نہیں ہے۔ حسی چیزوں میں اس تبدیلی کی مثال ایسی ہے جیسے آخر رات میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو صبح کاذب (جھوٹی صبح) کہتے ہیں۔ نہ جاننے والا ہوتا ہے کہ تاریکی گئی پھر اچانک وہ نور زائل ہو جاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں پھر دوسرا نور آتا

ہے جس کو صبح صادق (سچی صبح) کہتے ہیں وہ قائم بلکہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔

حَال: حضرت والا نے احقر کو جو گناہوں کے علاج وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے ہیں احقر ان ہی پر عمل کر رہا ہے اور حضرت والا کی دعا سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر گناہ کی چاہت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے اور پہلے کی طرح نفس کو روکنے میں تنگی و دشواری پیش نہیں آتی اور تھوڑی سی مخالفت و تنبیہ سے نفس گناہ کی چاہت سے رک جاتا ہے۔

تحقیق: یہی علامت ہے کہ یہ طبعی باتوں کی طرف لوٹ آنا ضعیف ہے ورنہ مقابلہ ہو جاتا ہے جیسے پہلے تھا۔

حَال: حیرانی یہ ہے کہ نفس و شیطان کی اس میں کیا چھپی ہوئی چال ہے کیونکہ اعمال میں معمولات کو پورا کرنے میں کچھ سستی و مخالفت نہیں کرتا بلکہ نفس نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھ کو کرنے ہی پڑیں گے۔ حضرت والا! احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس مکروہ چال کے لئے احقر کیا تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہوگا احقر اس کو بجا لائے گا گناہوں کے پہلے علاج پر احقر ابھی تک عمل کرتا ہے۔

تحقیق: بس یہی تدبیر ہے۔ اسی سے انشاء اللہ سب شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ جب کبھی ایسا ہو یہی علاج ہے فارغ ہونے کا ارادہ ہی نہ کیا جائے بخار کے موسم میں بعض کو ہمیشہ بخار ہوتا ہے مگر علاج اس کا یہی ہے کہ بخار کا نسخہ پیا جائے اس کی سعی بیکار ہے کہ بخار ہی نہ آئے۔

جھوٹ کا علاج

حَال: خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ جھوٹ بولنے وقت بندہ کو اختیار رہتا ہے اختیار چھن نہیں جاتا لیکن بندہ کی عادت کی وجہ سے زبان جھوٹ بولنے میں تیزی دکھاتی ہے کبھی اپنے اختیار سے زبان بند کر لیتا ہوں کبھی جھوٹ بولنے کے بعد اپنے کو ملامت کرتا ہوں کہ یہ جھوٹ جس سے بچنے کا پورا ارادہ کیا پھر کیوں بول دیا۔ حضرت! اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنے میں بندہ کی پہلی عادت بہت بڑا دخل رکھتی ہے جس کی وجہ سے زیادہ زبان جھوٹ بولنے میں تیزی دکھاتی ہے۔ بندہ اس عادت سے شاکی ہے نہ کہ نفس جھوٹ سے جو اختیار سے ہوتا ہے جیسا کہ کسی شخص کو اگر کسی فعل کی سخت عادت ہو جاتی ہے تو اس وجہ سے وہ شخص اس فعل کے کرنے پر مجبوراً آدمی کی طرح ہو جاتا ہے اس عادت سے بچنا کسی بھاری کام کو اپنے لازم کرنے کے بغیر مشکل ہو جاتا ہے بالکل ایسے ہی چونکہ بندہ کو یہ سخت عادت ہوگئی ہے اس وجہ سے زبان کبھی جلدی کرتی ہے۔

اسی طرح یہ جھوٹ بولنا ایسے موقعوں پر ہوتا ہے جہاں مثلاً یہ معلوم ہو کہ اگر میں اس میں سچ کہہ دوں تو وہ مجھ پر بدظن بدعقیدت ہو جائے گا اس وجہ سے کنایۃً یا توریۃً اگر ان دونوں کی صورت ذہن میں نہ آئے تو صاف

بھی گئے پر زبان جاری کر جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب ناموری اور لوگوں کی بدظنی کا خوف ہے جو امراض قلبی میں سے ہے اس کی وجہ سے ہے اور اس سے عادت پیدا ہوئی۔ یہ جھوٹ کیونکہ افعال اختیاریہ میں سے ہے جس کی وجہ سے بندہ پر پکڑ ہے اس وجہ سے احقر جہاں تک ہو سکے اختیار کو کام میں لا کر کبھی اختیار سے زبان کو روکتا ہے اور جو عادت کی وجہ سے زبان کبھی جلدی کرتی ہے بعد میں افسوس ہوتا ہے۔ اس عادت کے دور ہونے کے لئے اگر بندہ کوئی ارشاد فرمایا اور بندہ اس کو اپنے اوپر لازم کر لے جس کی وجہ سے یہ عادت آہستہ آہستہ ختم ہو جائے اور بندہ کے ایک گناہ کا راستہ بند ہو جائے گا۔ خداوند کریم سے امید رکھتا ہوں کہ حضرت کے ارشاد کے ذریعہ سے ہر گناہ سے خداوند کریم اپنے بندہ کو بچالیں پہلے خط میں مرض پیش کرنے سے یہی مقصود ہے۔

تحقیق: جب جھوٹ کہوتو فوراً مخاطب کے سامنے اپنی بات کو جھوٹ کہو اور یہ کہو کہ میری یہ بات جھوٹ ہے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حال: خدمت اقدس میں گزارش یہ ہے کہ احقر اس موقعہ کو شکریہ کے مواقع میں سے سمجھ کر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے اس بات کا کہ حضرت کے فرمائے ہوئے حکم پر چند روز عمل کرنے سے ایسے مرض جو دین کو ہلاک کرنے والا بندہ میں تھا بحمد للہ حضرت کے ارشاد و توجہ سے بندہ سے ختم ہوگیا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء.

غصہ کا علاج

حال: حضور والا نے جو ارشاد فرمایا کہ (سلام وکلام کرنے کو دل نہ چاہنا) اختیاری ہے یا غیر اختیاری جواب عرض ہے کہ جو دل میں ہوتا ہے وہ غیر اختیاری ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ کسی کی برائی میرے دل میں ہو نہ میری برائی کسی کے دل میں ہو ہر وقت طبیعت مسلمان بھائی سے صاف رہے لیکن جب وہ مجھے برا کہتا ہے تو اس سے میرے اندر یہی نفرت پیدا ہوتی ہے۔

تحقیق: اس پر ملامت نہیں لیکن بتکلف سلام وکلام کرتے رہنے سے چند روز میں وہ اثر دل میں بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حال: احقر کی حالت پہلے یہ تھی کہ کسی کے ساتھ کچھ ناراضی ہو جاتی تھی تو اس غصہ کا اثر بہت دنوں تک باقی رہتا تھا اس کی وجہ سے سلام وکلام کرنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اب بہت دن تک حضرت کے ارشاد کے موافق عمل کرتا رہا یعنی بتکلف سلام وکلام کرنے سے وہ اثر بفضلہٖ تعالیٰ باقی نہیں رہا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور اگر کبھی رہتا بھی ہے تو تھوڑی دیر تک پھر ویسا ہی جیسا کہ پہلے تھا۔ غصہ بھی پہلے کے مقابلے میں بہت کم آتا ہے لیکن جس وقت خیال نہیں رہتا اس وقت غصہ آ جاتا ہے خیال آنے کے بعد ندامت و پشیمانی ہوتی ہے کہ میں نے یہ بات بری کی یہ بات اصلاح کے قابل ہو تو علاج فرمائیں۔

تحقیق: اس بات کو لازم کرلیں کہ جب ایسا ہو جائے تو جس پر غصہ کیا ہے اس کو کچھ ہدیا دیا کریں اگرچہ تھوڑی ہی مقدار میں ہو۔

کبر کا علاج

حال: حضرت والا سے عرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب مسلمانوں سے یقیناً چھوٹا سمجھنے کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد فرمایا جائے اور اگر ہم اس بات کے مکلف نہیں تو کس بات کے مکلف ہیں ارشاد فرمایا جائے۔ یہ بھی عرض ہے کہ اپنے آپ کو صفات کمالیہ میں دوسرے سے زیادہ سمجھنا یعنی تکبر کرنا جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا (از تبلیغ الدین) اس تکبر کا مصداق کیا ہے ارشاد فرمایا جائے تا کہ احقر اس سے بچتا رہے۔

تحقیق: اگر اپنی خوبی پر اور دوسرے کی خرابی پر نظر پڑے تو یہ سمجھنا واجب ہے کہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی خوبی ہو اور مجھ میں کوئی ایسی خرابی ہو کہ اس کی وجہ سے یہ شخص مجھ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا ہو پس کبر سے خارج ہونے کے لئے کافی ہے۔

حال: احقر میں دوسری بری باتوں کے علاوہ کے ایک یہ بھی ہے کہ نئے تعلیم یافتہ یا وہ علماء جو ذکر و شغل میں نہیں لگے یا کسی بدعتی شیخ کے معتقد ہیں یا کسی متبع سنت کے تو معتقد ہیں مگر وہ شیخ علاج کے طریقے سے واقف نہیں اور مریدین کو حضور والا کی طرح تعلیم نہیں کرتا۔ غرض یہ سب فرق ناقص معلوم ہوتے ہیں قلب میں ان میں سے کسی کی عظمت نہیں جس سے اپنے کو فضل اور کمال کی شان والا اور ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے مگر غور کے بعد اس خیال کو بلا دلیل اپنے قلب میں پاتا ہوں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کے مرتبہ کا کیا پتہ ہے اپنے عیب بھی نظر کے سامنے رکھتا ہوں اور ان کے اعمال حسنہ کا بھی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی خوبی ایسی بھی ہو جس کا مجھ کو علم نہیں اور وہ حق تعالیٰ کو پسند ہو اور اپنے اندر عیب ہیں اور ان پر پکڑ ہو۔ اس استحضار کے بعد اپنے کمال یا قبول کا یقین تو نہیں ہوتا مگر ان کی عظمت بھی قلب میں کسی طرح نہیں آتی۔ اسی طرح درس یا وعظ میں اپنا درس و

وعظ پسند آتا ہے اور حضرات کا خصوصاً بعض کا تو بالکل ناقص معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ کبر ہے اس کے دور کرنے کی تدبیر فرما کر مدد فرمائی جائے۔

تحقیق: یہ کبر نہیں جو خیال متحضر ہوتا ہے وہ کبر کو دور کرنے کے لئے کافی ہے مگر یہ اعتقاد کبر کا علاج ہے اور ضرورت ہے کبر کے عمل کے علاج کی بھی۔ کبر کا علاج یہ ہے کہ (کسی کے ساتھ) تحقیر کا سلوک نہ ہو وہ علاج یہ ہے کہ ان میں جو اہل حق ہیں زبان سے ان کی تعریف اور اکرام کا سلوک کیا جائے اور جو اہل باطن ہیں ان کی صرف مشغلہ کے طور پر بغیر ضرورت کے غیبت وغیرہ بالکل نہ کی جائے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حال: (عرض یہ ہے کہ) کبر میں تو ایک اعتقاد ہے اور ایک عمل اس کے علاوہ دوسرے رزائل میں مثلاً حسد ایک درجہ عمل اور دوسرا اس کا سبب اور وہ سبب عقیدہ تو نہیں ہوتا ایسے ہی حب مال حب جاہ ایک تو ان کی چاہت پر عمل ہے اور اس عمل کا سبب وہ بھی عقیدہ نہیں مثلاً "انا افضل من فلان" میں فلاں سے افضل ہوں اس بات کا علم ہے یہ علم جرم ہے اور "انا احسد" میں حسد کرتا ہوں اس بات کا عقیدہ نہیں اگرچہ قلب میں حسد کی کیفیت ہے اور سوچ وفکر کے بعد اس قول کی تصدیق ہوتی ہے "لاکن" (میں ہوں) یہ علم جرم نہیں بلکہ اس کا سبب جرم ہے۔

اس ساری بات سے مطلوب یہ ہے کہ احقر یہ سمجھا ہے کہ کبر میں تو علم جرم ہے اور حسد اور حب مال حب جاہ غیبت وغیرہ کیفیات خاصہ علوم کا سبب معلوم ہوتی ہیں وہ جرم ان کے بعد علوم جرم نہیں ہیں احقر کا یہ فہم غلط ہے یا درست ہے؟

تحقیق: یہ علوم جو کہ ان رذائل کا سبب ہیں گناہ ہیں یہ ان رذائل کی وجہ سے ہوتے ہیں نہ کہ رذائل ان کی وجہ سے ہیں اور جو علوم ان رذائل کا سبب ہیں وہ گناہ بھی ہیں مثلاً حسد میں "انا احق بالنعمة من فلان" میں اس نعمت کا فلاں سے زیادہ حقدار اور حب مال وجاہ میں "المال والجاہ احق ان یطلبا ویرغب فیھما" مال اور جاہ زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو طلب کیا جائے اور ان میں رغبت کی جائے۔ اس لئے علوم جو سبب ہیں سب جگہ معصیت ہیں اور وہ علم جو کبر کا سبب ہے میں بھی معصیت نہیں مثلاً "انا متکبر" بلکہ یہ تو اپنے عیب کا علم ہے۔

نفس کے بہانے کا علاج

حال: حال یہ ہے کہ تہجد اور دروازہ تسبیح آپ کی دعا سے ہو جاتی ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شروع رات میں

کچھ ایسی تکلیف ہو جاتی ہے کہ وقت پر آنکھ نہیں کھلتی۔ اس شکایت پر حضور نے تحریر کیا تھا کہ کسی وقت دن میں ادا کرلیا کرو۔ لہٰذا مجھ کو عصر کے بعد فرصت ملتی ہے حضور کا کیا حکم ہے اور یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر (مقررہ وقت کے علاوہ) دوسرے وقت میں کام کیا جائے تو نفس کو اچھا بہانہ مل جائے گا۔

تحقیق: کیا بہانہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کیا یہ نفس کا بہانہ نہیں کہ اس حیلہ سے وہ کام سے بچنا چاہتا ہے۔

غصہ کا علاج

حال: اس نالائق کے اندر دوسری برائیوں کے علاوہ غصہ کا مرض اور اس چاہت پر عمل کرنا ہے۔

تحقیق: اختیار سے یا اختیار کے بغیر۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو درج ذیل ہے

حال: حضور غصہ کی چاہت پر عمل تو یقیناً اختیار سے ہی ہے لیکن (غصہ) کے شدید ابھار کے وقت نفس سے مقابلے میں بہت تکلیف ہوتی ہے کبھی دور کرنا غیر اختیاری ہونے کا شبہ ہوتا ہے جو ایک اور غلطی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ طریق میں سہولت مطلوب نہیں اور تکلیف میں ثواب زیادہ ہوتا ہے لیکن بے ہمتی سے نفس یہ خواہش کرتا ہے کہ اگر کوئی راستہ ایسا ہو کہ مقابلہ میں سہولت ہو تو اس سے فائدہ اٹھانا مزید راحت کا سبب ہوگا۔

تحقیق: جس پر غصہ کیا اس کو اپنے پاس سے جدا کر دیا جائے یا اس کے پاس سے خود جدا ہو جائیں اور فوراً کسی شغل میں لگ جائیں۔

حسن پرستی کا علاج

حال: بندہ کا نفس نہایت ہی شریر ہے کہ بدفعل (برے کام) کو بہت جلد کرنا چاہتا ہے۔ پہلے تو بندہ کی یہ حالت تھی کہ (خدانخواستہ) جب کسی خوبصورت لڑکے کو دیکھ لیتا تو یہ جی چاہتا کہ اس سے بدفعلی کروں، لیکن اتنی خباثت ضرور ہے کہ دیکھنے کے بعد نفس کا رجحان خود بخود ان کی جانب ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کی جانب ہر وقت دیکھتا رہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں کہ اپنے علاج کرنے والے سے درخواست کی جائے اور وہ اپنے علاج سے کچھ کام بنا دے اپنے علاج کاملہ سے میرے درد کی دوا کر دے۔

تحقیق: علاج یہی ہے کہ بزرگوں کے تذکرہ کی کتابیں پابندی سے دیکھو اور کسی وقت تنہائی میں (ان) گناہوں پر جو وعیدیں اور سزائیں آئی ہیں اس کو سوچا کرو اور گناہ کے وسوسہ کے وقت بھی اسی طرح استحضار کی

تجدید کرلو انشاء اللہ تعالیٰ نفس سے چاہت ختم ہو جائے گی۔ اور اگر میلان ہلکا ہو تو اس کا مقابلہ ہمت سے کرو، بغیر ہمت کے کوئی تدبیر کافی نہیں۔

حبِ مال وسوسہ کا علاج

حَال: جائداد کے بارے میں چند باتیں پوچھنی ہیں جس وقت جائیداد کا بیع نامہ ہو گیا تو بہت خوشی ہوئی حتیٰ کہ چلنے میں ایک قسم کا اتراہٹ محسوس ہوتی تھی مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشی (شرعی) حدود سے زائد ہے اس لئے جان بوجھ کر اس رفتار کو بدلا اور وہاں جا کر دو نفل پڑھ کر دعا مانگی۔

"اللهم لا تجعل الدنيا اكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا غاية ارغتبنا اور اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت."

تَرجَمَہ: "اے اللہ! آپ دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنائیں اور ہمارے علم کی انتہائی غرض نہ بنائیں نہ ہمارے شوق کی انتہاء بنائیں اے اللہ! جس کو آپ عطا کریں اس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس سے آپ روک لیں اسے کوئی دینے والا نہیں ہے۔"

پھر کئی دن تک وہاں نہ گیا۔ اس میں کیا بات اصلاح کے قابل ہے اور کیا اصلاح ہے؟ یہ خیال ہوا کہ اتنے کی زکوٰۃ اب نہ دینا پڑے گی اس سے دل میں خوشی کا اثر محسوس ہوا۔ یہ حب مال ہے یا نہیں؟ یہ بھی ہوا کہ تقریباً ایک مہینے کی کوشش کے بعد بیعنامہ ہوا تو دل میں جلدی تھی کہ اس سے پہلے کہ زکوٰۃ کا وقت آئے بیع نامہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ احقر زکوٰۃ کا حساب اخیر یوم ذی الحجہ میں کرتا ہے۔ غور کر کے دیکھا تو یہ تو نہ تھا کہ اگر تاریخ زکوٰۃ کی آجائے اور بیع نامہ نہ ہوا ہو تو زکوٰۃ ادا کرنے میں دل کی خوشی میں کچھ کمی ہو مگر کچھ جلدی ضرور تھی اور یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ زکوٰۃ کی تاریخ سے پہلے بیع نامہ ہو جائے یہ کیا ہے اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں؟

جب سے بیع نامہ ہوا ہے ایک قسم کا بھروسہ اس پر قلب میں ضرور محسوس ہوتا ہے اگرچہ اس پر بھی اطمینان ہے انشاء اللہ کہ اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو اب بھی اس کا ہاتھ سے نکل جانا یا کرائے پر نہ چلنا سب کچھ ممکن ہے۔ دراصل بندہ نے اس کو اس غرض سے خریدا ہے کہ نہ معلوم کیا اتفاق ہے اگر مجھے موت آجائے تو بال بچے کسی کے دست نگر نہ ہوں اور کچھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب سے بیع نامہ ہوا ہے مطب کی آمدنی کم ہوگئی اس کی احقر کو پرواہ تو نہیں بلکہ یہ دعا مانگتا ہے "اللهم اكفنى كل مهم من حيث شئت ومن ابن شئت" (اے اللہ ہر معاملے میں میری کفایت فرمائیں جس طرح آپ چاہیں اور جہاں سے آپ چاہیں) صرف خیال یہ ہے کہ

اس میں کوئی گناہ اور برائی تو نہیں جس کا یہ اثر ہو۔

تحقیق: الحمد للہ اس میں نہ کوئی برائی ہے نہ گناہ ہے یہ سارے آثار مال کی محبت کے تو ہیں مگر یہ محبت طبعی ہے جو کہ بری نہیں ہے یہ محبت اعتقادی یا عقلی نہیں ہے جو بری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح فارس وغنائم کو دیکھنے کے وقت یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ آپ کا ارشاد ہے "زين للناس حب الشهوات الاية" (لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیز بڑی اچھی لگتی ہے) (جعل رضی اللہ تعالیٰ عنہ المزین ہو اللہ تعالیٰ "وہوا احد وجوہ الایۃ") (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زینت دینے والا اللہ تعالیٰ کو فرمایا ہے اور یہ آیت کی ایک وجہ ہے) جب آپ نے یہ محبت پیدا کی ہے تو فطری ہوئی اس لئے ہم اس کے ازالہ کی درخواست نہیں کرتے کہ فطری چیزیں بدلا نہیں کرتیں لیکن اس کی درخواست کرتے ہیں کہ اس محبت کو اپنی محبت میں مددگار فرما کہ یہ طاعت کے اسباب میں سے ہو جائے اور طاعت کی رکاوٹوں کے لئے (جیسے ناداری کی پریشانی وغیرہ) یہ کافی ہو جائے کہ فطری چیزوں کا نقصان نہ دینا ہی ان کا اعتدال ہے اور اسی کا حکم ہے (اس میں اپنے ضعف اور مال کے پیدا کرنے کی حکمت کی طرف بھی اشارہ فرما دیا) اور یہی حکم ہے دوسری آیت میں صاف قل ان كان اباوكم وابناء كم الى قوله تعالیٰ ﴿احب اليكم من الله ورسوله﴾ (آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، تمہاری عورتیں، خاندان کے آدمی اور جو مال تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے سے تم ڈرتے ہو اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں عزیز ہوں) "علق الوعيد بالاحبية لا بالحب" (اس آیت میں وعید کا تعلق ان چیزوں سے زیادہ محبت کرنے کی صورت میں ہے نہ کہ محبت ہونے کی صورت میں ہے) لیکن اس طبعی محبت کے آثار کبھی بعض برائیوں کی طرف لے جاتے ہیں تو اس کا وہی علاج ہے جو آپ نے کر لیا "فهنيا لكم العلم والعمل والله اعلم" آپ کو علم وعمل مبارک ہو۔

عمل کا مقصود ہونا

حال: کوئی محمود کیفیت راسخ نہیں۔

تحقیق: رسوخ کی طرف التفات نہ فرمایا جائے رسوخ سے مقصود عمل ہے۔ عمل سے رسوخ مقصود نہیں اگر عمل رسوخ کے بغیر ہوتا رہے مقصود حاصل ہے۔

وساوس کا علاج اور دعا کی حقیقت

❶ ایسے ہی میں نے قرآن شریف حضور کی اجازت سے ہی حفظ کرنا شروع کیا تھا تین ماہ میں چار پارے یاد

کر لئے تھے۔ آج ایک ہفتہ سے طبیعت لگتی نہیں ذکر تعداد پوری کر لیتا ہوں مگر زبردستی سے (کرتا ہوں) طبیعت لگتی ہی نہیں۔

❷ طبیعت دعا مانگنے کو چاہتی نہیں جس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ اتنی مدت ہوگئی کوئی قبول بھی ہوئی بس جو اللہ تعالیٰ چاہیں وہی ہوگا، قضا دگر نہ شود بصد آہ نالہ (تقدیر کا فیصلہ بہت رونے دھونے سے بھی نہیں بدلتا ہے) لیکن میں اب تک زبردستی کر کے مناجات مقبول کی منزل پڑھ لیتا ہوں ویسے بھی دعا مانگتا ہوں مگر حالت اگر یہی رہی تو پھر شاید مشکل ہی ہو۔

❸ روزگار کی قلت کا اثر جیسا عام دنیا پر ہے ویسا ہی یا اس سے کچھ زیادہ مجھ پر بھی ہے۔ طبیعت میں خیال یہ آتا ہے کہ دنیا کی راحت مال سے ہے مال کی طلب جائز یا ناجائز طریقہ سے جیسے ہوسکے کرنی چاہئے۔ وظائف میں وقت دینے سے اور اس پر صبر کرنے سے دنیا کی راحت و آسانی ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ بے کار خیالات آتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مجھ سے گناہ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں یہ ان کی سزا ہے۔ پھر شیطان یہ جواب دیتا ہے اور دنیا بھی تو گناہ کرتی ہے ان کی حالت ایسی کیوں نہیں اس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ للہ میری اس بری حالت پر رحم فرما کر دعا بھی فرمائیں اور کوئی تجویز جو میرے لئے مناسب ہو تحریر فرمائیں اگر روزگار کی کشادگی کے لئے کوئی وظیفہ خاکسار کے حال کے مناسب تجویز فرمائیں تو عنایت ہوگی۔

جواب: پورا علاج اور مفید تو یہی ہے کہ ان وساوس کو اعتقادا برا سمجھا جائے اور ان کی چاہت پر عمل نہ کیا جائے یہ خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اگر ختم نہ بھی ہوں تو کچھ نقصان دہ نہیں بلکہ یہ ایک قسم کا مجاہدہ ہے جس سے عمل کا اجر بڑھتا ہے لیکن اگر ان وساوس کے فساد کی وجہ معلوم کرنے کا شوق ہو تو مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ مقصود اعمال صالحہ سے دنیا کی راحت نہیں ہے بلکہ آخرت کی راحت ہے اور اس کا مدار جو فضل و رحمت ہے اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ اعمال کو دخل نہیں بلکہ معنیٰ یہ ہیں کہ ملے گا تو عمل ہی سے لیکن جتنا ملے گا اتنا اثر اعمال میں نہیں وہ فضل و رحمت کا اثر ہے لیکن جو عمل ہی نہ کرے گا وہ قانونا اس فضل و رحمت سے بھی محروم رہے گا۔

باقی طبیعت کا لگنا یہ قبول کی شرط نہیں ہے اگر دوا پینے میں طبیعت نہ لگے تب بھی اس کی خاصیت یعنی صحت حاصل ہوگی۔

رہی دعاء وہ ضرور قبول ہوتی ہے مگر اس کے قبول ہونے کی وہ حقیقت ہے جو مریض کی اس درخواست کی منظوری کی حقیقت ہے کہ کسی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل کر دیجئے اور وہ فوراً علاج شروع کر دے مگر مسہل اس کی حالت کے مناسب نہ تھا اس لئے دوسرے طریقہ سے علاج شروع کر دیا۔ اس کو کوئی یوں

نہیں کہہ سکتا کہ طبیب نے جب مسہل نہیں دیا تو مریض کی درخواست کو منظور نہیں کیا۔ اس طرح اصل مطلوب دعا سے حق تعالیٰ کی توجہ خاص ہے اور عبد نے معین طریقہ اختیار کیا ہے یہ بھی مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود کا صرف ایک طریقہ ہے جیسے اس مقصود کے اور بھی طریقے ہیں۔ لہٰذا وہ جس طریقہ سے خاص توجہ فرمائیں وہ دعا کی قبولیت ہی ہے خواہ وہ عبد کا معین طریقہ ہو یا حق تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا طریقہ ہو۔

یہ تو طاعات و حاجات میں کلام ہے باقی گناہوں کا کرنا جو جہنم تک لے جانے والا ہے وہ ایسا ہے جیسے مریض کو بدپرہیزی سے لذت ملتی ہے اور اس سے صبر کرنے میں لذت فوت ہوتی ہے لیکن جو شخص جانتا ہے کہ لذت مقصود نہیں صحت مطلوب ہے وہ صبر کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کو آخرت میں نجات مقصود ہے وہ راحت دنیا کو مقصود نہ سمجھے گا۔ رہی سزا گناہ کی کسی کو یہاں ملتی ہے کسی کو وہاں اور جو تجویز مناسب بلکہ واجب یہی ہے کہ طاعات میں جہاں تک ہو سکے مشغول ہوں معاصی سے بچتے رہیں اور مقصود صرف رضائے حق کو سمجھیں خواہ اس کا ظہور یہاں ہو یا وہاں ہو اور ایسی حالت میں روزگار کا وظیفہ پڑھنا وساوس میں اضافہ کرنا ہے۔

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تر تعریف، حمد وستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے اپنے عاشقوں کے لئے اپنے جلوہ میں سکون و راحت رکھی اور اسی تمنا سے ان کے دلوں کو معمور فرمایا کہ ان کے دن رات اسی کے شوق لقاء اور تمنائے دیدار میں گزرتے ہیں اور اسی کی تجلیات کے پرتو میں وہ قرب الٰہی کی منازل طے کر کے تازیست سیرالی اللہ سے آگے سیر فی اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور درود وسلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو سارے عاشقوں کے سردار، زاہدوں کے مونس وغمخوار اور عابدوں کے مددگار ہیں اور آپ ﷺ کی آل واولاد اور تمام صحابہ، تابعین اور علماء اصفیاء وصلحاء شہداء پر کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ظاہر وباطن کی بقا واستحکام کا انتظام فرمایا۔

اما بعد! شریعت کے علوم دو قسم کے ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی علوم۔ باطنی علوم کے حصول کے بغیر ظاہری علوم سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جو شخص علوم ظاہری سے متصف ہو لیکن عمل کا کورا ہو جو علوم باطنی کے عدم حصول کا نتیجہ ہے تو یہ شخص ایسا ہے جیسے ایک نابینا آدمی ہو اور اس کے ہاتھ میں قندیل (لال ٹین) ہو تو اس کی روشنی سے لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ خود سے اس استفادہ سے محروم ہے۔

تصوف وسلوک اسی ظاہری وباطنی علوم کے امتزاج کا دوسرا نام ہے جو اصطلاح میں طریقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ علمائے تصوف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی طرف بلاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں معرفت اللہ کی طرف بلانا کہتے ہیں۔

اس معرفت اللہ کے راستے میں دو چیزیں ہیں ایک اچھی صفات جیسے تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت، تواضع و انکساری تعلق مع اللہ کا حصول ضروری ہے دوسرے بری صفات جیسے عجب، کبر، بے صبری، ناشکری، قناعت کا نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی رکاوٹوں سے بچنا ضروری ہے۔ مطلوبہ اشیاء کے حصول اور غیر مطلوبہ سے بچنے کے لئے نفس کو جس اصلاح وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس حیلہ بہانے سے نفس کو سدھارنے کی ضرورت پڑتی ہے علمائے سلوک ان ہی درپیش مشکلوں کا حل ہر سالک کی استعداد کے مطابق بتاتے ہیں تاکہ حصول الی اللہ آسان ہو جائے یہی اس فن کا مقصود وموضوع ہے۔

مشائخ اپنے اپنے زمانے میں اس زمانے کے اعتبار سے سالکین کی ارشاد و تربیت فرماتے رہے۔ گذشتہ صدی میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز ان ہی یکتائے زمانہ روزگار میں سے ایک فرید وحید ہیں جن کی مثال قریب کے زمانے میں ملنی بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد و تربیت میں جو مقام آپ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ کو عطا فرمایا تھا وہ بالکل متقدمین (علماء) جیسا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ فن تصوف جو اپنی اصل بنیادوں پر باقی نہ رہا تھا آپ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ نے اس کو اس کی اصل بنیادوں پر زندہ فرمایا تو غلط نہ ہوگا (چنانچہ آگے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مقدمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی)۔

تصوف و سلوک میں حضرت تھانوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ نے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ ایک بیش بہا خزانہ اور گرانقدر ذخیرہ ہے۔ ان میں سے ایک سلسلہ جو ''تربیت السالک'' کے نام سے شروع فرمایا وہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کہ ہر سالک کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ راہ سلوک میں پیش آتے والے نشیب و فراز قبض و بسط کی کیفیات، احوال و واردات کا ورود اور ذکر و شغل کے انوار و اثرات میں سالک کو اپنا دامن کس طرح سنبھالنا چاہئے اور ان حالات میں اپنے عمل اور اس کے اہتمام کو کس طرح باقی رکھنا چاہئے اور کسی خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ ہر قدم پر اصل مقصود پر نگاہ رکھ کر ان گھاٹیوں سے سلامتی سے کیسے گذر جانا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر اس کتاب کو تصوف کا مخزن معلومات (تصوف کا انسائیکلوپیڈیا) کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

لیکن یہ مفید و گرانقدر ذخیرہ آج سے سو سے کچھ کم سال پہلے کی اردو زبان میں ہے۔ وہ اردو زبان جو آج کل متروک ہو چکی ہے، حوادث زمانہ سے جس کے اسلوب بدل چکے ہیں اور اس کے ادب میں اچھی خاصی تبدیلی ہو چکی ہے مزید یہ کہ اس میں خط و کتابت سوال و جواب اور حال و تحقیق اکثر علماء کی ہے۔ ان میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ اہل علم کی ہے جس میں علوم و فنون کے قواعد و ضوابط، استعارے اور کنائے نیز علوم کی اصطلاحات اور ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی کے بے شمار الفاظ نظم و نثر کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کے لئے اردو میں عمیق نظر کا ہونا ضروری ہے نیز فارسی و عربی کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

ان وجوہات کی وجہ سے اس مفید ذخیرے (تربیت السالک) سے استفادہ کے لئے ضرورت تھی کہ اس کو سہل اور آسان زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ راہ سلوک کے مسافروں کے لئے یہ مشعل راہ کا کام دے۔

میرے مخدوم و محترم شیخ حضرت واصف منظور صاحب رضی دامت برکاتہم کی جانب سے مجھے اس کام کی تسہیل کا پیغام مولانا رفیق صاحب زید مجدہ کی وساطت سے پہنچا۔ میرے لئے یہ خبر نوید مسرت سے کم نہیں تھی۔ چنانچہ میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ جس پر ارشاد ہوا کہ پہلے اس کو پڑھا جائے پھر علماء کرام سے اس کی تسہیل کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ بندہ نے اس کتاب کو پڑھا اور احباب سے رائے لی تو سب نے پسند فرمایا۔ پھر بندہ

حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ فہم سمجھ اور آسانی کی دعا بھی فرمائی اور بندہ کی درخواست پر مزید تسلی کے لئے شفقت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھ کر دی۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت کی دعاؤں کے سائے میں یہ کام شروع ہوا۔ ابتداً جو تسہیل کرتا وہ حضرت کے حکم کے مطابق حضرت کو سناتا بھی رہا جس سے اطمینان رہا۔ گزشتہ رمضان (۱۴۲۶ھ) میں آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بھی اس سنانے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا دو ایک رات سن کر حضرت نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور سننے کے سلسلہ کو یہ فرما کر موقوف فرما دیا کہ "دیگ سے ایک دو چاول ہی دیکھے جاتے ہیں انشاء اللہ آئندہ بھی صحیح ہوگا۔" یہ حضرت کا اعتماد و دعا بندہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

اسی طرح دوران تسہیل ایک موقع پر حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہ (مدیر اعلیٰ رسالہ الصیانۃ) سے اس تسہیل کا ذکر کیا مولانا نے بھی اس کو پسند فرمایا۔

یوں میری بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود صرف اللہ کے فضل و کرم اور بلا استحقاق انعام و احسان سے یہ کام ابتدا سے انتہا کو پہنچا۔

آخر میں اپنے احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی معاملے میں بھی میری معاونت فرمائی خصوصاً فارسی اشعار کے تراجم میں جن احباب نے سعی و کوشش کی ان میں خاص طور پر پروفیسر محمد میاں صاحب جو "سحر آفریدی" کے نام سے معروف ہیں ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود خاصہ وقت صرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب تمام مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر خاص و عام سب کے لئے مفید فرمائیں اور میرے لئے میرے مشائخ اکابرین اساتذہ والدین اہل و عیال اعزاء و اقرباء اور ساری امت مرحومہ کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائیں اور اس آلہ محض سیاہ کار کو بھی صرف اپنی عنایت و شفقت سے فائز المرام فرمائیں۔ (آمین)

بندہ ارشاد احمد فاروقی

عفا اللہ عنہ، وعافاہ و وفقہ لما یحب و یرضاہ واجعل الاخرتہ.

خیرا من اولاہ واجعل خیر ایامہ یویلقاہ.

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام، پرنس روڈ کراچی

۲۴ / ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۲ نومبر ۲۰۰۸ء

تسہیل میں جو کام کیا گیا

- ✦ تمام عبارتوں کے قدیم طرز کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے سلیس اور آسان زبان میں نقل کیا گیا لیکن اس میں مفہوم کی پوری حفاظت کی گئی۔ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو عبارات دکھا کر ان سے مشورہ کا حصول بھی رہا۔
- ✦ وہ مشکل الفاظ جو فن تصوف کی اصطلاحات سے متعلق تھے ان کو بدلا نہیں گیا بلکہ ان کے آگے قوسین میں ان کی مختصرا وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ مشکل الفاظ کی جگہ ان کے ہم معنی متبادل الفاظ ذکر کیئے گئے۔
- ✦ عربی فارسی عبارات کا ترجمہ کیا گیا نیز تمام عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا گیا اشعار کے ترجمے میں اردو کے محاورہ کا خیال رکھا گیا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عبارت سے جو مفہوم ہوتا تھا اس کو لکھا گیا ہے کہیں اشعار کا ترجمہ اشعار میں ہی کیا گیا ہے اشعار کے مفہوم کی وضاحت کے لیے مفتاح العلوم شرح مثنوی، خطبات حکیم الامت اور دیوان حافظ مترجم سے مدد لی گئی ہے اور کہیں کہیں سیاق سباق کے مطابق وضاحت بھی کی گئی ہے۔
- ✦ کسی مغلق عبارت کی وضاحت بھی مختصرا کر دی گئی ہے۔
- ✦ حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے جو مقدمہ تحریر فرمایا تھا اس کو تبرکا یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کی تسہیل نہیں کی گئی۔
- ✦ ابتدا میں فن تصوف کی اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے معانی کی فہرست بھی لکھی گئی ہے تا کہ اگر موقع پر کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو فہرست کی طرف رجوع کیا جا سکے۔
- ✦ عنوانات میں بھی تسہیل کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔
- ✦ جو حالات لکھے گئے تھے ان کو جس عنوان کے تھے اس عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا تھا اور ان میں خط کے ذریعے فصل کر دیا گیا تھا تا کہ ایک ہی صاحب کا حال نہ لگے بلکہ مختلف اصحاب کے احوال سمجھ میں آئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی خط میں بہت سے عنوانات کے احوال تھے ان کو مستقل عنوان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ تسہیل میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا اور خوبصورت خط کے ذریعے اس فصل کو باقی رکھا گیا تا کہ مقصود مفقود نہ ہو۔

✦ تسہیل کی وجہ سے کتاب ناگزیر طوالت اختیار کر گئی تھی اس لیے پہلی جلد کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا جس کی نشاندہی کے لیے حصہ نمبر ہر جلد کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ پہلی جلد ہی کے دو حصے ہیں مکمل دو جلدوں کا مغالطہ نہ ہو۔ چناں چہ ''جلد اوّل پہلا حصہ'' اور ''جلد اوّل دوسرا حصہ'' کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ باقی دوسری اور تیسری جلد الگ الگ ہی رکھی گئی ہیں۔

تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی

(الف)

اِتِّبَاع: فرمانبرداری، طاعت، پیروی کرنا۔

آثار: اثر کی جمع ہے، سنت رسول، صحابہ کرام کے اقوال وافعال یہاں علامات کے معنی میں ہے۔

احتمال: شک وشبہ، گمان۔

اَحْقَرْ: بہت ہی ذلیل۔ لوگ تواضع کے لئے اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اِختلاج: دھڑکنا، بے چینی، عام طور پر دل کے دھڑکنے (گھبرانے) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اختلاط: لوگوں سے میل جول۔

اخلاق حمیدہ: اچھی اور عمدہ عادتیں۔ فن تصوف میں تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اِسْتِحْضَار: یادداشت، کسی چیز کو ذہن میں رکھنا۔

استقامت: مضبوطی، کسی بات پر مضبوطی سے قائم (جمے) رہنا۔

اِسم ذات: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللہ"۔

اِضطرار: بے چینی بے اختیاری۔

اِفاقہ: صحت، آرام، مرض میں کمی آنا۔

اِمالَہ: مائل کرنا، دوسری طرف پھیرنا، تصوف میں "کسی بری عادت کو اچھی عادت کی طرف پھیرنا۔"

امر: حکم، اللہ تعالیٰ کا حکم مراد ہے۔ جمع اوامر۔

اَمرد: نوجوان لڑکا جس کا ابھی خط نہ نکلا ہو۔

اَنَانِيَّتْ: خودی، غرور وتکبر۔

اُنس: محبت و پیار، صوفیاء کی اصطلاح میں ''بسط کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) جب ترقی کرتی ہے تو اس کوانس کہتے ہیں۔''

اَنْضِبَاط: مضبوطی، ڈھنگ، تعین ''تصوف میں ہر کام کے لئے وقت مقرر کرکے اس وقت پر کام کرنا'' جسے انضباط وقات کہتے ہیں۔

اَنْوارِ مِثالیہ: سالک کو جوانوار ذکر وشغل کی وجہ سے روشنی، نور اور تپش وغیرہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اَنْوارِ خفیفہ: وہ انوار جو سالک کے دل میں آتے ہیں۔

اِنْہِماك: مصروفیت و مشغولیت، گم ہو جانے کی کیفیت، تصوف میں ''اللہ تعالیٰ کے دھیان میں مشغول ہوکر دوسری چیزوں سے گم ہوجانا۔''

الہام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں بات کا آنا۔ صوفیاء کے ہاں ''اللہ تعالیٰ دل میں کوئی علم ڈال دیں خواہ ہاتف (غیبی فرشتے) کا کلام ہو۔''

(ب)

بَسْطْ: کشادگی، فراخی، صوفیاء کے ہاں ''ذات حق کے لطف وفضل کے ورود سے دل کو جو سرور، راحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس پانچوں لطیفوں سے موافقت کرکے ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور ذوق وشوق سے عبادت میں متوجہ ہوتا ہے'' اس کو بسط کہتے ہیں۔

بُعْدْ: دوری۔

(پ)

پاسِ اَنْفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سانسوں پر آگاہ رہے۔ جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جاتے ہوئے الا اللّٰہ کہے۔ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے۔

(ت)

تاویل: حیلہ، بہانہ، کسی بات کو ظاہری مطلب سے پھیر دینا۔

تَجَلِّی: چمک دمک، نور الٰہی تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے نور کا بندے پر پڑنا یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بندے کے ساتھ تعلق ہوجانا جیسے جب صفت رحمت کی تجلی جب بندے پر پڑتی ہے تو وہ

خوب رحم کرنے لگتا ہے وغیرہ۔

تجلی اسمائے مُتقابلہ: اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کے مقابل ناموں کی تجلی۔

تجلی ذاتی: اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔ ذات باری کا سالک پر منکشف ہونا۔

تدبیر: علاج، حکمت، تجویز۔

تَرَفُّعْ: غرور وتکبر۔

تَصَرُّفْ: دخل دینا، اختیار کرنا، استعمال کرنا، کچھ کا کچھ کر دینا۔ تصوف کی اصطلاح میں ’’اپنی قوت ارادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توجہ، تصرف یا ہیئت کہلاتا ہے۔‘‘

تَصَوُّفْ: علم معرفت، نفس کو پاکیزہ رکھنے کا راستہ (طریقہ) متاخرین علماء کے ہاں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہے۔

تصور شیخ: فن تصوف میں اس سے مراد شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل یا نگاہ میں رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔

تَضَرُّعْ: رونا، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

تَطْبِیقْ: دو چیزوں میں مناسبت پیدا کرنا، دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا۔

تعلیم: سکھانا، تعلیم وتربیت، تصوف میں ’’شیخ کا مرید کی تربیت کرنا وغیرہ۔‘‘

تَفْوِیْضْ: حوالہ کرنا، صوفیاء کے ہاں ’’اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا‘‘ سلوک کا ایک مقام۔

تلقین: تعلیم وتربیت، تعلیم کا ہم معنی ہے۔

تَلْبِیْسْ: دھوکہ، فریب۔

تَلْوِیْنْ: غیر مستقل مزاجی، رنگ برنگی حالت، مختلف الحال حالت۔ صوفیاء کے ہاں ’’سالک کی حالت میں جو تغیر وتبدل آتا ہے (کہ حالت یکساں نہیں رہتی کبھی قبض کبھی بسط وغیرہ) اس کو تلوین کہتے ہیں۔‘‘ اس کا مقام دل ہوتا ہے۔

تَمْکِیْنْ: مرتبہ، رتبہ، وقار وعزت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ’’یہ حالت تلوین کے بعد پیش آتی ہے جب سالک کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس تزکیہ خاص کر کے مطمئن ہو جاتا ہے تو شریعت کے ڈھانچے کا تابع اور حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے تو اس مقام کو مقام تمکین کہتے ہیں۔‘‘

تنبیہ: خبرداری، نصیحت۔ آگاہی۔

توحید: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھنا۔

توحید شُہودی: سالک توحید شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توجہ کے ناقابل جانتا ہے اور ایک ہی ذات واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور اس کے علاوہ کی نفی کرتا ہے۔

توحید وجودی: سالک توحید وجودی میں سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود جان کر ہزار ہا بتوں کی پرستش کرتا ہے۔

(ج)

جاہ: مرتبہ، رتبہ، عزت، بزرگی، شان۔

جَمْعِیَّتْ: اطمینان، یکسوئی۔

جہلِ بَسِیْط:

جہلِ مُرکب: دوہری جہالت، جاہل ہونا اور خود کو جاہل نہ سمجھنا۔

(خ)

خاکسار: عاجز، متکلم اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔

خشوع: عاجزی، گڑگڑانا۔

خشیت: ڈر، خوف۔

خضوع: عاجزی، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

خِلْوَتْ: تنہائی، گوشہ نشینی۔

خلوص: سچا ہونا، ریاء سے پاک ہونا۔

خودرائی: اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا۔

(د)

دارومدار: انحصار، موقوف

دِلجمعی: تسلی، اطمینان، بے فکری۔ یکسوئی

(ذ)

ذکر: یاد، چرچا، زبان اور دل سے خدا کی یاد۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں سارے غیر اللہ کو بھول جائے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کر لے۔ جمع اذکار۔

ذکر اسم ذات: اللہ اللہ کا ذکر۔ جس کی صوفیاء کے ہاں کئی قسمیں ایک ضرب والا دوضرب تین ضرب والا وغیرہ۔

ذکر انحد: آنکھ بند کرے (سانس روک کر یا بغیر روکے) کلمہ والی انگلی کانوں میں زور سے ڈال کر بند کرے اس سے کان میں جو آواز پیدا ہوگی اس کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تاکہ غفلت نہ ہو۔

ذکر نفی اِثبات: لا الہ سے سب کی نفی اور الا اللّٰہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے اثبات کا ذکر۔

(ر)

رضا بالقضا: اللہ تعالیٰ کی مرضی وفیصلہ پر راضی رہنا۔

(ز)

زاری: رونا، عاجزی، محتاجگی۔

زجر و توبیخ: ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکی۔

زُھد: پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی۔

(ح)

حال: موجودہ زمانہ، حالت، کیفیت۔ صوفیاء کی اصطلاح کسی عجیب وغریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو ریا کاری اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے اختیاری سے ہو وہ حال کہلاتا ہے۔

حجاب: پردہ، آڑ، تصوف میں ہر وہ چیز جو مقصود سے آڑ اور رکاوٹ ہو جائے۔

حسن پرستی: حسن کو چاہنا، حسین عورتوں کے پیچھے پڑے رہنا۔

حضوری، حضوری مع اللّٰہ: حاضری، قربت، نزدیکی۔ تصوف کی اصطلاح میں جب غیبت کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) سے ہوش آجائے تو حضوری کہلاتا ہے۔ غفلت جاتی رہے اور دل ہر

وقت ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے تو اسے حضور مع اللہ کہتے ہیں۔

حق الیقین: تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ السلوک صفحہ ۲۰۸)

(س)

سُکُرْ: نشہ، خمار، بے ہوشی، صوفیاء کے ہاں انوار غیب کے غلبہ کی وجہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیازی تجلی کا اٹھ جانا ''سکر'' کہلاتا ہے۔

سلطان الاذکار: ذکر کا ایک طریقہ ہے جس کی تفصیل ضیاء القلوب صفحہ ۲۶، ۲۷ پر ہے۔

سُلوك: راستہ چلنا، لوگوں سے معاملہ کرنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ کہلاتا ہے۔

سودا: جسم کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ وہ چار خلطیں یہ ہیں ① صفراء ② سودا ③ خون ④ اور بلغم۔

سوداوِیَّتْ: اس خلط کا دوسرے خلطوں پر غالب آنا ہے۔

سُوز و گُداز: درد، جلن، دل میں نرمی و درد کی کیفیت پیدا ہونا۔

(ش)

شجرہ: نسب نامہ، وہ کاغذ جس پر مورث اعلیٰ کی اولاد کا نام نسل بعد نسل لکھا ہوا ہو مشائخ کے ہاں شیوخ کا سلسلہ جو حضور ﷺ تک جا کر ملتا ہے۔

شرع، شریعت: متقدمین کے ہاں تمام احکام جن کا انسان کو حکم کیا گیا ہے خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں ان کو شریعت کہتے ہیں۔ بعد میں متاخرین (بعد والے علماء) کے ہاں ظاہری اعمال کا نام شریعت ہوگیا۔

شطحیات: وہ کلمات جو اللہ والوں سے بے اختیار شریعت کے خلاف نکل جاتے ہیں۔

شوخی: شرارت، چلبلاپن۔

شیخ (مشائخ): پیر، مرشد، بزرگ۔ جمع شیوخ، مشائخ۔

(ص)

صَحُوْ: ہوشیاری، بیداری، فن تصوف میں انوار غیب کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز کا لوٹ آنا

صحو کہلاتا ہے۔

صِدق: سچائی، تصوف میں دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا کوئی مطلب نہ ہو نہ دکھاوا نہ کوئی اور چیز ہو۔ اسی طرح ہر عمل کو تمام فرائض، واجبات سنن آداب و مستحبات کے ادا کرنے کو بھی ''صدق'' کہتے ہیں۔

(ط)

طالب: ڈھونڈنے والا، چاہنے والا، مرید، پیروکار۔

طریقت: ''باطنی اعمال (پرعمل) کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔''

(ع)

عالم ملکوت: فرشتوں کا عالم، صوفیاء کی اصطلاح ''میں عالم ارواح'' کو کہتے ہیں۔

عالم ناسوت: دنیا کا عالم۔

عبدیت: بندگی، فرمانبرداری، غلامی۔

عُجب: تکبر، گھمنڈ، خود کو اچھا سمجھنا خود پسندی۔

عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔

عشق مجازی: دنیاوی انسانوں کا عشق، غیر اللہ کا عشق۔

علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت اور حقیقت کا پورا پورا علم۔ تصوف کی اصطلاح میں ''حق سبحانہ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کو دیکھنے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔'' (سالک) یہ سب اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔

عین الیقین: کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا آنکھوں دیکھا یقین ''علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔''

(غ)

غَیبَت: غیر موجودگی، غیر حاضری، تصوف میں ''کسی وارد کے دل پر آنے خواہ وہ صفات خداوندی کا غلبہ ہو یا ثواب و عذاب کا کچھ خیال ہو اور اس کے غلبے سے حواس بے کار ہو گئے اور اس کو کوئی خبر نہ رہی تو اس کو

غیبت کہتے ہیں۔“

(ف)

فِدوی: جانثار، تابع دار، عرضی پیش کرنے والا۔

فنا: ختم ہو جانا۔ صوفیا کے ہاں ”اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب آ جائے کہ اس کو تعالیٰ کے علاوہ کی کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔“

فنافی اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ڈوب جانے کا مرتبہ (درجہ) اس کا مرتبہ فنا فی الرسول کے بعد آتا ہے۔

فنافی الرَّسول: وہ مرتبہ جس میں سالک اتباع رسول کو اپنی طبیعت ثانیہ بنا لیتا ہے اور اپنی ذات کو حضور ﷺ کی ذات اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر وشکر ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فنافی الشیخ کے بعد آتا ہے۔

فنافی الشیخ: تصوف میں وہ مرتبہ جس میں مرید ہر وقت اپنے مرشد کے خیال میں ڈوبا رہتا ہے۔ یہ مرتبہ تصور کے بڑھ جانے کے بعد ہوتا ہے کہ سالک کو ہر چیز میں شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے۔

فنافی الفنا، فنائے فنا: یہ مرتبہ فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ سالک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو گم کرے نہ اپنی ذات سے واقف رہے اور نہ ہی اپنے غیر سے واقف رہے۔ اس کو فنائے حقیقی کہتے ہیں۔

(ق)

قبض: تنگی، تصوف میں ”کسی مصلحت کی وجہ سے سالک پر واردات آنا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفس کی پریشانی پانچوں لطیفوں کو منتشر اور پریشان کر دیتی ہے“ اس کو قبض کہتے ہیں۔

قُرب: قریب ہونا۔ نزدیکی۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔

قدم بوسی: پاؤں چومنا۔

قِیاس: اندازہ، جانچ، اٹکل دو جملوں کو ملا کر کوئی نتیجہ نکالنا۔

(ک)

کِبر: بڑائی، تکبر۔

کرامت: خلاف عادت وہ بات جو کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری تابعداری کرنے والے سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔ جمع کرامات۔

کشف: کھلنا، ظاہر ہونا۔ تصوف میں ''موجودہ چیزوں کے وہ حالات جو سالک کی نظر سے ثابت ہیں خواہ ماضی، حال اور مستقبل کے ہوں اس پر ظاہر ہو جائے۔''

کَفَّارہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی گناہ کی سزا مقرر ہونا۔

(ل)

لطیف: باریک، نازک، نرم و ملائم۔

لطیفہ: اچھی چیز، انوکھا، عجیب، صوفیا کے ہاں جسم میں وہ مقام اور جگہ جو ذکر کرتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

لطائف سِتہ: جسم کے وہ مقامات جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

① لطیفۂ نفس: ناف کے مقام سے نقط اللہ نکالنا۔
② لطیفۂ قلب: جس کا مقام دل ہے۔
③ لطیفۂ روح: جس کا مقام سینہ میں دائیں طرف ہے۔
④ لطیفۂ سِرّ: جس کا مقام معدہ کا منہ ہے۔
⑤ لطیفۂ خَفِی: جس کا مقام پیشانی ہے۔
⑥ لطیفۂ اَخْفیٰ: جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔

(م)

ماھیت: حقیقت، کیفیت۔

مُبتدی: شروع کرنے والا۔ ''یہاں وہ شخص جو سلوک کی راہ میں نیا ہو مراد ہے۔''

مُتَاخَرِّین: وہ عطاء جنہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ نہیں پایا یا جو تیسری صدی کے آغاز میں ہوں۔

متقدمین: وہ علماء جنہوں نے امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ پایا ہو یا جو تیسری صدی سے پہلے ہوں۔

نوٹ: یہ تفصیل فقہاء کی ہے بظاہر صوفیا کے ہاں بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان زمانوں کے صوفیا متقدمین اور متاخِرین ہونگے۔

مَحْوْ، مَحْوِیّتْ: گم ہوجانے کی کیفیت بے خبری۔ فن تصوف میں "تقریباً وہی معنی ہیں جو فنا کے ہیں۔"
مُراقبہ: مراقبہ "رقوب" سے نکلا ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ تصوف میں مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ "کسی ایک مفہوم (خواہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں یا روح کا جسم سے بے تعلق ہونا ہو یا اس قسم کا اور خیال ہو اس) میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے دھیان میں نہ رہے۔"
مُراقبہ رُوئیت اللّٰہ: رویت کا معنی دیکھنا ہے۔ تصوف میں مراقبہ رویت یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور کرے (آیت) ﴿الم یعلم بان اللہ یری﴾ (کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں) پر غور کرے اور اس غور کرنے پر اتنی ہیشگی اختیار کرے کہ اس صورت کے دیکھنے پر ملکہ (مہارت وکمال) حاصل ہوجائے۔
مراقبہ معیت: (آیت) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورہ حدید: آیت ۴) کو معنی کے ساتھ تصور کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور کرے اور اسی خیال میں ڈوب جائے۔
مراقبہ موت: یہ تصور کرے کہ مجھ پر موت طاری ہورہی ہے پھر نہلانے کفنانے اور دفنانے کا تصور کرے پھر منکر نکیر کے سوالات کا تصور کرے۔ غرض موت اور موت کے بعد والے احوال کا تصور کرے۔
مُراقبہ نایافت: یہ لطیفہ سری کا مراقبہ ہے جس میں لطیفہ سری کو خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھی جائے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ ذہن میں آئے اس کو بھی سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف مانگے۔
مُرشِد: راہ نما، ہادی، یہاں پیر کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔
مُرطِبات: وہ دوائیں جو دماغ کو تر کرنے والی ہوں۔
مُستحضر: وہ بات جو ذہن میں ہو۔ کسی بات کو یاد رکھنا ذہن میں رکھنا۔
مسلك: راستہ، طریقہ، دستور۔
مُشاھدہ: دیکھنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں "اللہ تعالیٰ کے نور کا نظارہ کرنا۔"
مَشِیْخَتْ: بزرگی، شیخ ہونا۔
مِصداق: وہ چیز جس پر کوئی معنی بولے جاسکیں جیسے حسن سیرت اس کو کہتے ہیں اور اس کا مصداق آپ ہیں۔
مطلوب: طلب کیا گیا، مانگا گیا، شیخ۔
مُلَقِّن: تلقین کرنے والا۔ تعلیم کرنے والا۔

مَلکۂ یادداشت: یادرکھنے کی ماہرانہ صلاحیت۔اس طرح یادرکھنا کبھی بھول نہ ہو۔
مُناجات: سرگوشی، دعا، عرض، التجا، وہ نظم جس میں خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کر کے دعا مانگی جائے۔دعائیں۔
مُنتھی: انتہا کو پہنچا ہوا، پورا، کامل یہاں وہ شخص مراد ہے جو سلوک کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔
مُنحصر: جس پر کوئی چیز موقوف ہو۔
مَنصب: رتبہ، عہدہ، رتبہ، خدمت۔
مُنطبق: برابر، موافق ٹھیک ٹھیک۔
میلان: توجہ، رجحان۔

(ن)

ناکارہ: بےکار، فضول۔
نُزول: اترنا، ٹھہرنا، تصوف میں ''سالک کا عروج کے بعد واپس اترنا۔''
نسبت: کسی چیز کی طرف منسوب ہونا۔کسی چیز سے لگاؤ ہونا۔صوفیاء کی اصطلاح میں ''مقبولیت یا حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔''
نفس (کی حقیقت): انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اس کو نفس کہتے ہیں۔
نَھی: روک، منع کرنا۔وہ حکم جو کسی کو کوئی کام نہ کرنے کے لئے دیں۔یہاں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع کیا ہے وہ مراد ہیں۔جمع نواہی۔

(و)

وَارِدْ: آنے والا۔صوفیاء کے ہاں ''وہ حال جو ذکر و شغل کی وجہ سے آئے''جمع واردات۔
وَجْدْ: صوفیاء کی اصطلاح ''کسی عجیب وغریب پسندیدہ چیز کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو وجد یا حال یا جذبہ کہلاتا ہے۔''
وجدان: جاننے اور معلوم کرنے کی قوت (باطنی حس، چھٹی حس)۔
وضع قطع: شکل وصورت۔
وظیفہ: وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے۔یہاں روزانہ کے ذکر و شغل کے معمولات کو کہتے ہیں۔جمع وظائف۔

تمہید

بتویب تربیت السالک و تنجیۃ المہالک.

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا) نبوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے ''الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ'' (تَرجَمَہ: کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔) حضرت حافظ شیرازی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند　　نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست　　نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

❶ ہر چہرے کو آراستہ کرنے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ دلبری بھی جانتا ہو (جیسے) ہر شخص جو آئینہ رکھنے والا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سکندری بھی جانتا ہو۔

❷ اس راستے میں ہزار نکتے بال سے باریک ہیں (اس لیے) ہر سر منڈانے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قلندری بھی جانتا ہو۔

(مطلب یہ ہے کہ جو شخص چار باتیں سیکھ لے وہ شیخ تھوڑی ہو جاتا ہے)۔ (خطباتِ حکیم الامت ۸/۳۷۶)

اس عہدہ کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اس عہدہ والے کے حق پر ہونے یا صرف حق پر ہونے کا دعویٰ کرنا معلوم ہو جاتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ طالبین کی استعداد اور (ان کے) مزاج کی خصوصیات پہچاننے میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ارشاد وتربیت کی شان مکمل طور پر ہو۔ مشائخ کی اونچی شان ان کی ارشاد وتربیت کی شان سے معلوم کی جاتی ہے اور خواص کے ہاں ان کے مشہور ہونے کی وجہ یہی ارشاد تربیت کی شان ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانے میں اس ارشاد وتربیت کی شان میں موجودہ تمام لوگوں پر فضیلت رکھتا ہو اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا؟ اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طریقہ ہے یا اس میں تبدیلی آگئی ہے۔ پہلی بات (کہ ان اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا) کے بارے میں عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے رسالہ ''آداب الشیخ والمرید'' قصہ نمبر (۱۴) میں تحریر فرماتے ہیں ''ضروری ہے کہ شیخ انبیاء کے دین

طبیبوں کی تدبیر (علاج) اور بادشاہوں کی سیاست سے آراستہ ہو (جب اس کے پاس یہ چیزیں ہوں تو) اب اس کو استاد کہا جائے گا۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کو پرکھے بغیر مرید نہ بنائے (یعنی بیعت نہ کرے) اور ''مواقیت'' میں ابراہیم دسوقی سے منقول ہے کہ ''اگر کوئی فقیہہ تمام عبارات اور تمام احکام کو بغیر کسی کمی کے پوری طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کو شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ ان عبادات اور احکام کو کمی یا کسی مرض وغیرہ کے ساتھ کرتا ہے تو پھر اس کو کسی (ماہر) طبیب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرے تاکہ اس کو شفا حاصل ہو۔ اسی وجہ سے تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو تنہائی میں رہنے اور مجاہدہ و مشقتیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ان اکابر کا (سلوک سے) مقصود صرف نفس کی اصلاح اور شرعی احکام کا اخلاص کے ساتھ کرنا ہے اور ممنوعہ باتوں سے بچنا تھا۔ شیخ اور مرید میں طبیب اور مریض کا تعلق تھا۔ اور اصلاح ایک مستقل فن تھا جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ شیخ کے شیخ ہونے کا دعویٰ بھی اسی وقت مانا جاتا تھا کہ جب وہ عبادتوں کے اسباب اور امراض (کو جانتا ہو اور) ان کے علاج سے پوری طرح واقف ہو اور (وہ) مرید کو ان باتوں کی تعلیم پر عمل کراتا ہو۔ اور ضرورت کے وقت سیاست (سزا و تنبیہ وغیرہ) سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان باتوں سے بے لگام (آزاد) نہ چھوڑتا ہو۔

آہستہ آہستہ ایسی تبدیلی آئی کہ یہ فن تقریباً مردہ ہوگیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ خواص کے خواص جو کہ مسند ارشاد (تربیت کے عہدہ) پر بیٹھنے والوں میں سے بھی اکثر اس فن کی حقیقت کو نہ جاننے لگے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول (طب) کے مطابق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھا ہونے کی کیا صورت (ہوگی)؟ کیونکہ رائی العلیل علیل (کہ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو)۔

اس لئے محققین مشائخ کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا تعلق بھی صرف اذکار و اشغال کی تعلیم میں ہی ہوگیا۔ مشائخ نے اپنے عہدہ کا فرض اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان (اذکار و اشغال) کی پابندی اور ان پر کیفیات اور احوال کے پیش آنے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا سمجھا اگرچہ باطن بری عادتوں کبر، حسد اور ریا وغیرہ جیسے برے اخلاق سے بھرا ہوا ہو حالانکہ کیفیات کا حاصل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ خاص طریقوں سے یہ باتیں تو فاسقوں (گناہ گاروں) بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت ہمیشہ جاری ہے کہ مردہ راستے کو زندہ کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء، علماء اور مجددین کو کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو کھڑا فرمایا ہے۔ ان (علماء و

مشائخ) میں ایک حضرت مجدد الملت محی السنّت قامع البدعت سیدی و مولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بلاشبہ آپ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی تربیت وارشاد کی شان پہلے مشائخ جیسی ہے۔ (آپ نے) تصوف کی اہم اور مختصر حقیقت بڑے زمانے کے بعد ایسی صاف اور واضح اور تفصیل سے بیان کر دی ہے کہ اس کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں رہی۔ میں (یہ بات) بلند آواز سے کہتا ہوں جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کرے۔ عیاں راچہ بیاں۔ (جو بات ظاہر ہو اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

اس طرح یہ مضامین تقریباً ساری کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں ''تربیت السالک'' خصوصیت کے ساتھ بے نظیر (الجواب) کتاب ہے۔ یہ کتاب متفرق رسالوں میں چھپ کر کبھی کبھی کافی عرصے سے شائع ہو رہی ہے۔ جس میں اصلاح و تربیت کے فن کا قیمتی خزانہ ہے۔ آج تک تربیت کے فن میں کوئی کتاب ترتیب نہیں دی گئی ہے جس میں (اس فن) تربیت کے اصول و فروع (بڑے چھوٹے تمام مسائل) لکھے گئے ہوں۔ سالکین کو پیش آنے والے ہر قسم کے حالات، سوالات اور حضرت نے ان کے بارے میں جو تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں جو حالات ہیں وہ کمی زیادتی کے ساتھ ہر شخص کی حالت کے مطابق ہو سکتے ہیں جس سے (آدمی) کو اپنا اچھا یا برا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

میرے خیال میں اس (کتاب) کا ہر مسلمان کے پاس ہونا بہت ضروری ہے مگر کیونکہ اس کے مضامین ایک دوسرے میں ملے ہوئے تھے (کہ ایک مضمون کی بات ایک جگہ نہیں تھی بلکہ ایک مضمون کی بات مختلف مضمون میں ملی ہوئی تھی) جس کی وجہ سے ایک قسم کی بات پوری طرح ایک جگہ جمع نہیں ملتی تھی اور جو چیز ایک جگہ جمع ہو اس کا نفع اس چیز سے جو ایک جگہ جمع نہ ہو ظاہر ہے کہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کی درخواست پر مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھری نے اس کتاب کو بہت ہی اچھے طریقے سے بابوں کی شکل میں تقسیم کر دیا ہے اور (اس طرح) یہ مجموعہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی کوشش قبول فرمائیں اور سارے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں اور حضرت (تھانوی) مدظلہم العالی کے فیوض و برکات کو بہت دیر تک اس خیر و خوبی کے ساتھ جاری رکھیں۔ آمین

فقط

(از مولوی وصی اللہ عفی عنہ آستانہ عالیہ اشرفیہ تھانویہ کے خادموں میں سے ایک خادم)

نوٹ: قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ حضرت والا نے جو ذیقعدہ مہینہ کے (رسالے) تربیت السالک و تنبیہ الہالک) کے مقدمے کے آخر میں فرمایا ہے کہ جو مضامین امداد الفتاویٰ اس رسالہ (تربیت السالک) کے رنگ کے نقل کئے گئے ہیں ان کو (اس رسالہ

تربیت السالک میں) لکھنے کا ارادہ ہے۔ وہ مضامین بھی (رسالہ) التکشف سے نقل کرکے اس میں شامل کردیئے گئے ہیں۔

الحمدللہ! اب یہ مجموعہ ان تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

1. ایک تمہید جو احقر نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب کے مشورہ سے لکھی ہے۔
2. دوسرا خطبہ جو حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے۔
3. تیسرا اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ناظرین کی آسانی کے لئے نیچے دیئے گئے ابواب پر منقسم کردی گئی ہے۔

مقدمہ، طریقت اور حضرت والا کی ارشاد و تربیت کی شان کی خصوصیات اور دوسری ضروری باتوں کے بیان میں ہے۔

پہلا باب: بیعت اور شیخ کی صحبت کے بیان میں۔

دوسرا باب: اخلاق حمیدہ کے بیان میں۔

تیسرا باب: اخلاق رذیلہ کے بیان میں۔

چوتھا باب: اعمال کے بیان میں۔

پانچواں باب: احوال کے بیان میں۔

چھٹا باب: ذکر و شغل کے بیان میں۔

ساتواں باب: خواب اور کشف کے بیان میں۔

آٹھواں باب: وساوس کے بیان میں۔

نواں باب: متفرق چیزوں کے بیان میں۔

خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الہالک

اما بعد الحمد والصلوۃ فقد قال اللّٰہ تعالٰی ﴿ولکن کونوا ربانیین الا به وهو الذی یری الناس﴾ بصغار العلوم قبل کبارها کما قال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه.

یہ آیت بناء تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے۔ جس کے مختلف ومتعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علما وعملا قریب قریب مفقود ہورہی ہے۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے۔ باعتبار مقامات و احوال وافعال وآثار وارادات وخطرات کے۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے۔ اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین ومفیدین مبتلا ہیں۔ الحمد للہ والمنتہ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداداللہ صاحب تھانوی ثم المکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا وہادینا، الحافظ الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما وعم برہما کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش وہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اس لئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور ان کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کر لئے جایا کریں اور جب کچھ معتد بہ حصہ ہو جایا کرے وقتا فوقتا شائع کردیئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کے لئے ایک نہایت بکار آمد دستور العمل تیار ہو جائے۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۹ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی سے دعائے اتم کرتا ہوں اور اس کا نام تربیۃ السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال وجواب کی شکل میں ہیں اس کی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال وتحقیق لکھا گیا ہے۔ اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیبہ میں نہ غموض ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاویٰ میں نقل ہونے کا التزام کیا گیا ہے۔ اور امداد الفتاویٰ میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کردی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کے لئے درمیان میں ایک خط فاصل بنادیا گیا تاکہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آسکے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

پہلا باب

بیعت وصحبتِ شیخ کے بیان میں

رنگ (یعنی مزاج وحال) کے اختلاف کی وجہ سے بعض مشائخ کی طرف کشش کا ہونا

حَالؒ: کچھ روز سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے مزار پر حاضری کو دل چاہ رہا ہے مگر اس میں بھی ایک عجیب بات ہے۔ حضرت نظام الدین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ قریب ہیں وہاں دل نہیں چاہتا یہاں تک کہ کبھی کبھی مولوی محمد الیاس صاحب کے یہاں (بستی) نظام الدین جانا ہوتا ہے گویا اس بستی تک جاتا ہوں مگر درگاہ میں جانے کو کچھ دل نہیں چاہتا خدا معلوم اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: یہ فرق مناسبت کے فرق کی وجہ سے ہے۔ حضرت قطب صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ پر ترکِ تعلقات کا خاص رنگ غالب تھا جو حضرت نظام الاولیاء کے رنگ سے جدا تھا جن احباب کو مجھ سے زیادہ مناسبت ہے وہ اس رنگ سے زیادہ قریب ہیں جو قطب صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ پر غالب تھا اس لئے کشش میں فرق ہے۔

(النور جمادی الاولیٰ: ۱۳۵۱ھ)

جو مضمون سمجھ میں نہ آئے اس میں (اپنی) رائے (قائم) نہیں کرنا چاہئے

حَالؒ: کتاب ''سراج المجالس'' جس میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے ملفوظات میں دیکھ رہا ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ نافع فرمائے لیکن کوئی مضمون اگر سمجھ میں نہ آئے اس میں (اپنی) رائے قائم نہ فرمائیں۔

(النور۔ رمضان: ۱۳۵۱ھ)

جس کو تصوف کی کتاب کی استعداد نہ ہو اس کا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے

حَالؒ: خادم نے آٹھ دن سے زیادہ ہوگئے کہ ایک خط خدمت میں بھیجا تھا! جس میں آں مخدوم کے اس ارشاد

کے جواب میں کہ "سراج السالکین" کے مطالعہ سے کیا مقصد ہے؟ یہ عرض کیا تھا کہ طاعت کا شوق پیدا ہونے کا ذریعہ ہو۔

تحقیق: کیا ایسی کتاب کے مطالعہ کے لئے کسی علمی استعداد کی ضرورت نہیں؟ کیا طب کی ہر کتاب ہر شخص مطالعہ کرسکتا ہے؟ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

مرید کو پیر کے بتائے ہوئے ورد میں کسی خاص صورت میں کمی زیادتی کرنا جائز ہے

حال: کسی مرید کو اس کے پیر یا مرشد نے ایک معین تعداد میں پڑھنے کے لئے ایک ورد بتایا ہے۔ کیا مرید اس ورد کی تعداد میں کمی زیادتی یا کسی دوسری طرح کا ردو بدل اپنی عقل سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: اس عدد میں اگر کوئی خاصہ (کوئی خاص فائدہ) تجربہ سے یا کسی دوسری دلیل صحیح سے ہے تو اس میں زیادتی وتغیر تبدل سے وہ خاصہ فوت ہو جائے گا مگر گناہ نہیں ہے اور اگر کوئی خاصہ بھی نہیں ہے صرف انتظام و انضباط کی وجہ سے تعیین کی گئی ہے تو خاصہ کے فوت ہونے کا بھی نقصان نہیں ہے جب کہ تغیر وتبدل میں معنیٰ و غیرہ کا فساد لازم نہ آئے۔ باقی شیخ کے مقرر کرنے کو شارع کے حکم کی طرح سمجھنا یہ شرعی حدود سے نکلنا ہے۔ کما قال تعالیٰ

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَـٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ﴾

(سورۃ شوری: آیت ۲۱) (النور: رمضان ۱۳۵۴ھ)

ترجمہ: "کیا ان کے کچھ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں کہ انہوں نے ان کے لئے وہ دین بنایا ہے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی ہے۔"

رسالہ جس کا نام بطلان الاحلام ببرہان الاحکام ہے
شریعت میں پیر کو پیر اور خدا کو خدا ہی کہنا چاہئے
مگر طریقت میں دونوں ایک ہیں، اس کا مفصل جواب اور رد

حال: میرے (یہ صاحب زیر تربیت نہیں لیکن مضمون تربیت اس کے مناسب تھا اس لئے اس مجموعہ میں نقل کیا گیا۔ ۱۲) والد ماجد سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایک جگہ بعیت ہیں ان کے پیشوا رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ وصال پا چکے ہیں۔ میرے والد جہاں تک میرا علم ہے صوم وصلو اور تہجد کے پابند ہیں مگر ان باتوں کے باوجود قبر پرست بھی ہیں۔

اپنے پیشوائے روحانی کے مزار کی تعظیم بھی کرتے ہیں سماع بھی سنتے ہیں۔ اکثر مجھے نماز خصوصاً تہجد کی تاکید فرماتے رہتے ہیں۔ مجھے اکثر تحریر کرتے رہتے ہیں اور جانے والے کے ہاتھ پیغام بھیجتے رہتے ہیں کہ تمہاری دربار میں غیر حاضری ہے۔ ہمارا مالک یہی بتاتا ہے کہ تو اپنے مرشد کے ارشاد پر عمل نہیں کرتا۔ مالک سے ان کی مراد اپنے پیشوا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ہیں۔ چونکہ میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں اس لئے وہ میرے لئے اکثر دعا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ فرماتے تھے کہ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دربار میں میرے بارے میں عرض کیا تو جواب ملا کیا کریں وہ غیر حاضر رہتا ہے۔

حقیقت حال جو ہمیں بتائی جاتی ہے یہ ہے کہ تمہارے دل میں یہ وسوسہ ہے کہ خدا علیحدہ چیز ہے اور پیر علیحدہ ہے۔ جب تک تم اس وسوسہ کو نہ نکالو گے اور پیر کو عین ذات تصور نہ کرو گے کچھ نہ بنے گا۔ اب بحث کا موضوع نکل آیا۔ مجھے انکار اور ان کو اصرار کہ نہیں ہم جو کہہ رہے ہیں طریقت کا مسئلہ یہی ہے ہم غیروں کو نہیں سمجھا رہے۔ میں نے کہا کہ پھر شرک اور کیا ہے۔ فرمایا شریعت کے مطابق تو تم شرک سمجھتے ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ظاہر میں تو انسان کو شریعت کا ہی پابند ہونا چاہئے۔ شریعت میں پیر کو پیر اور خدا کو خدا ہی کہنا چاہئے مگر طریقت میں دونوں ایک ہیں۔ بیٹا ہماری بات کو مان لو۔ ہم کامل بزرگوں کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

غرض ہر دن جب تنہائی ہوتی یا کوئی رازدان بیٹھا ہوتا تو یہی تذکرہ ہوتا اور فرماتے تم مقصد نہیں پاسکو گے جب تک ہماری بات کو سچ نہ سمجھو گے مگر مجھے ہر صورت انکار ہی رہا۔ میرے انکار پر ان کے آنسو نکل جاتے، اس قدر سرد آہیں بھرتے یوں سانس کھینچ کر آتی کہ گویا پسلیاں ٹوٹ رہی ہیں۔ مگر مجھے یہ صریح شرک نظر آرہا تھا میں کیسے مانتا۔ آخر میں نے دل میں ٹھان لی کہ آپ سے پوچھوں گا۔ چنانچہ اوپر کی سطر میں بالکل اسی طرح جیسی بات تھی تحریر کردی ہیں تاکہ آپ مجھے اس تذبذب (تردد، شک) کی زندگی سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں۔ مہربانی فرما کر خط کے مطالعہ کے بعد میرے اور والد بزرگوار کے جھگڑے کو ختم کریں۔

خط بند کرنے سے پہلے ایک اور چیز عرض کردوں۔ والد صاحب نے فرمایا تھا کہ آٹھ دن ہمارا کہا سچ مان کر کے دیکھ لو اگر ہمارا کہا جھوٹ ہو تو شب و روز تذبذب میں گزرنے لگے۔ ایک روز سونے سے پہلے خدائے عزوجل سے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے اس مصیبت سے رہائی دے، مجھے صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کر۔ دعا مانگ کر سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک معمولی سا مکان ہے۔ حضور سرور کائنا فخر موجودات ختم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک سادہ معمولی سے چھپر کھٹ پر بیٹھے ہیں اور ایک سفید چادر اوپر اوڑھ رکھی ہے (مجھے خبر نہ تھی مگر دریافت پر معلوم ہوا کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں) کچھ علیل (بیمار) ہیں اچانک حدیث قرطاس کا مسئلہ پیش ہوگیا۔

حضور ﷺ میری طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا لاؤ تا کہ میں کچھ لکھ دوں کہ بعد میں جھگڑا نہ ہو (الفاظ یہ تھے جھگڑا نہ ڈالے) میں جا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا لایا اور کہا کہ حضور علیہ السلام تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ بعد میں تقاضا نہ کریں۔ لیکن وہ خاموش ہوگئے اور کہنے لگے رہنے دو حق تو میرا ہی ہے یہی لکھیں گے۔ اتنے میں ہم دوسرے کمرے میں پہنچ گئے وہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بالکل سادی چارپائی کی پائینتی بیٹھے ہوئے ہیں۔ دبلے پتلے اور لوگوں سے سفید سے تھے وہاں بھی یہی گفتگو ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے مگر ہم ان کو خاموش کر کے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے لے گئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو آنحضرت ﷺ وصال پا چکے تھے۔ باوجود جانتے ہوئے کہ وصال پا چکے ہیں۔ میں نے انہیں بیدار کیا چادر اسی طرح اوپر پڑی تھی۔ آنحضور ﷺ اٹھ بیٹھے اور معاملہ پیش ہوا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں تحریر کر دی۔ اس کے بعد تمام حاضرین رخصت ہوگئے اور صرف میں اکیلا رہ گیا۔

آنحضور علیہ الصلاۃ والسلام چہل قدمی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ساتھ ہولیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اور والد بزرگوار کے سلسلہ کے درمیان ایک مسئلہ کے متعلق تنازع ہے اس کا حل کیا ہے۔ فرمایا کیا؟ میں نے عرض کیا وہ فرماتے ہیں کہ پیر اور خدا ایک چیز ہے۔ فرمایا درست کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کس طرح۔ آپ تشریح کرنے لگے اور میں سننے لگا ابھی ایک دو ہی فقرے کہے تھے کہ مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں آہستہ آہستہ کسی دوسری دنیا کو لے جایا جا رہا ہوں۔ افسوس میں ان کی تشریح کو نہ سن سکا۔ میرے کانوں میں وہ آواز دھیمی ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک جب بالکل چپ ہوگئے تو میں بیدار تھا۔ اور خواب کا نظارہ میری آنکھوں میں تھا۔

مولانا صاحب! سچ عرض کرتا ہوں اس دن سے اور تذبذب میں پڑ گیا ہوں۔ مجھ سا گنہگار فاسق بدکار (یہ حقیقت ہے) اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا دیدار۔ میں کہتا ہوں کوئی مجھ سے فریب نہ ہو مگر جب بزرگوں سے یہ سنتا ہوں کہ بزرگوں خصوصاً انبیاء کی شکل میں کوئی بدروح خواب میں شکل اختیار کر کے نہیں آئی نہ آسکتی ہے تو پھر ان کے اس ارشاد پر کہ تمہارے والد صاحب درستی پر ہیں اور حیران ہوتا ہوں مہربانی فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔

جواب: پوچھے گئے واقعہ میں کئی شک ہیں۔ پہلے یہ شک کہ جن کو دیکھا گیا ہے وہ حضور ﷺ ہی تھے۔ کیونکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے حقیقت میں ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ حلیہ کے موافق زیارت ہو اور یہاں آپ کی شان رفیع کے مناسب ہیئت بھی نہیں ہوئی۔ چنانچہ خط میں چھپر کھٹ بھی معمولی اور کچھ

علالت بھی لکھی ہے۔ دوسرا شک یہ ہے کہ وہ حضور ہی کی آواز مبارک تھی جیسا کہ "تلك الغرانيق العلی" کے قصہ میں بعض علماء سامعین کے اشتباہ کے قائل ہوئے ہیں۔ تیسرا شک یہ ہے کہ سننے والے نے صحیح بھی سنا کیونکہ جب بیداری میں سماع میں غلطی ہو جاتی ہے تو خواب تو بیہوشی کی حالت ہے۔ چوتھا یہ ہے کہ صحیح بھ سمجھا ہے۔ جیسا مصر میں اشرب الخمر (شراب پیو) میں تمام علماء نے راوی کی غلطی قرار دی تھی۔ پانچواں شک یہ ہے کہ صحیح یاد بھی رہا اور جب دیکھنے والے ہم جیسے ظلماتی قلوب والے ہوں۔ جیسے دیکھنے والے نے اس جملہ میں کہ (یہ حقیقت ہے) اس کو تسلیم کر لیا ہے تو یہ شکوک اور زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ شک کے درجہ سے آگے بڑھ کر غلطی کی جانب راجح بلکہ متعین ہو جاتی ہے چنانچہ خود اس خواب کے بعض حصے یقیناً اضغاث احلام (برے خواب) ہیں۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافت بلا فصل کو اپنا حق بتلانا جو کبھی احکام کے ثابت ہونے کے زمانے میں بھی نہیں فرمایا۔ دیکھنے والے کے دماغی خیالات کے خلط ہونے کی یقینی دلیل ہے جس سے خواب کے باقی اجزاء سے بھی امن ختم ہو جاتا ہے۔

چھٹے ان سب کے علاوہ جب یہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے تو حدیث کی طرح یا تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا یا اس کی کوئی تاویل کی جائے گی۔ تاویل یہ ہے کہ معنی مجازی کے اعتبار سے درست ہے۔ وہ معنی مجازی یہ ہیں کہ پیر کامل کا حکم شرعی کی موافقت کی وجہ سے گویا خدا ہی کا حکم ہے ایسے موقع پر محاورات میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں جیسے سورۃ قیامۃ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پڑھانے کو اپنی طرف منسوب کر کے قرانٰہ (ہم نے اس کو پڑھایا) فرما دیا۔ لیکن اس وقت جو لوگ ایسی شطحیات میں مبتلا ہیں۔ یہ تاویل ان کے خواب میں بھی نہیں آتی۔ اس لئے وہ یقیناً زندقہ ہے۔

ساتویں کبھی یہ محاورہ ایک کی نفی دوسرے کے اثبات کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ یعنی پیر کوئی چیز نہیں حاکم خدا ہی ہے جیسا حدیث میں "ان اللّٰه هو الدهر" (اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہیں) کے معنی یہ ہیں کہ زمانہ کوئی چیز نہیں متصرف خدا ہی ہے اور اس تاویل کے صحیح ہونے کی حکمت معذورین سے زبان کے روکنے کی ہے کہ اس کی شرح کے وقت آواز کا دھیمی ہوتی ہوئی چلے جانا ہے جس کی خط میں وضاحت ہے ورنہ حق جس کا حکم ہے کی شان کا مقتضا تو وہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہے "فاصدع بما تؤمر" (ترجمہ: جس کام کا آپ کو حکم کیا گیا ہے آپ اس کو کھلم کھلا بیان کیجئے) تو اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے اس کی ظاہری مراد کیسے صحیح ہو سکتی ہے یقیناً وہ قطعاً باطل ہے جس کا اعتقاد کفر ہے۔ پھر اگر وہ دوسرا اس کے خلاف خواب دیکھ لے تو کیا دونوں خوابوں کو صحیح کہا جائے گا۔ بلکہ قانون نقلی و عقلی کی بناء پر "اذا تعارضا تساقطا" (جب دو دلیلوں میں آپس میں تعارض ہو

جائے تو دونوں ہی دلیل کے قابل نہیں رہتی ہیں) حکم کر کے دوسری دلیل جو مقابل (خلاف) نہیں ہے کی طرف رجوع کیا جائے گا اور وہ نصوص قطعیہ محکم ہیں۔

معتبر کتابوں میں ہزاروں واقعات ایسے بلکہ اس سے بھی زیادہ شبہ میں ڈالنے والے منقول ہیں۔ آج کسی عالم نے کسی عارف نے خوابوں کو نصوص پر ترجیح نہیں دی بلکہ خوابوں کو غلط سمجھ کر نصوص پر عمل کیا اور اس اعتقاد کا تو احتمال بھی کفر ہے کہ کوئی چیز شریعت میں نہ ہو اور طریقت میں ہو خود آئمہ طریقت نے بلا اختلاف اس اعتقاد کو باطل کہا ہے۔ نیز خواب پر عمل کرنے والے سے اگر باز پرس ہوئی کہ تو نے خواب کے سبب نصوص کو کیسے ترک کیا تو اس کے پاس کوئی عذر معقول مقبول عقلی یا نقلی نہیں اور اگر نصوص پر عمل کرنے والے سے پوچھ ہوئی (اور یہ محض فرض محال ہے) تو اس کے پاس نہایت صحیح وقوی عذر ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ غرض ہر حال میں خواب کا ظاہری مدلول کو رد کرنا واجب ہے۔ ''واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل'' (النور۔ رمضان ۱۳۵۴ھ)

رسالہ الاعتدال فی متابعۃ الرجال

از: مولوی عبدالماجد دریابادی

شیخ کے اتباع کامل میں شرک فی النبوۃ کا تفصیلی جواب

(بعض مضامین غیر اہل بیعت کے بھی تربیت میں نقل کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی ان ہی میں سے ہے۔۱۲)

حَالؔ: شیخ کے اتباع کامل کے متعلق جناب نے اس والا نامہ میں بھی ارشاد فرمایا (اس سے پہلے کا ایک خط مراد ہے) اور اس کے علاوہ بارہا زبان مبارک سے بھی سنا اور دوسرے بزرگوں کے ہاں بھی اس کی تاکید دیکھی لیکن اپنے نفس کی شرارت سمجھی جائے یا جو کچھ بھی۔ پوری تشفی (تسلی) جیسی اور بیسیوں مسائل میں زبان مبارک سے سننے کے بعد ہو چکی ہے اس مسئلہ میں نہیں ہوئی۔ شبہ اتباع میں نہیں۔ اتباع کامل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ دل یہی کہنے لگتا ہے کہ یہ صورت تو شرک فی النبوت (نبوت میں شرک) کی سی ہوگئی آنکھ بند کر کے اتباع کے قابل تو صرف انبیاء کے ہی اقوال و افعال ہو سکتے ہیں یا زیادہ دے زیادہ خلفائے راشدین کے (ہو سکتے ہیں) باقی اور کوئی صاحب کیسے ہی بزرگ ہوں بہرحال معصوم نہیں۔ رائے میں بھی غلطی کریں گے اور عمل میں بھی۔ بس فرق یہ ہے کہ ہم دن رات انہیں غلط کاریوں میں غرق رہتے ہیں ان سے ان کا صدور کم تر ہوتا ہے۔ ہم ہزار بار غیبت کریں گے وہ ایک بار ہم سے ادائے حقوق خالق و مخلوق میں کوتاہی بے شمار بار ہوتی ہے ان سے کبھی کبھی۔ لیکن یہ کسی کامل سے کامل غیر معصوم کے لئے کیسے فرض کر لیا جائے کہ اس کے نہ تجربہ میں غلطی ہوتی ہے نہ علم میں نہ

عمل میں ہوتی ہے۔

میرے دل کو بس سب سے زیادہ حضرت سیّد احمد صاحب کا وہ قول لگتا ہے جو جناب ہی کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ مولانا شہید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ جب ان سے کسی مسئلہ میں گفتگو کرتے کرتے خلاف ادب سمجھ کر درمیان میں رک گئے تو حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو شرک فی النبوت ہے بس یہ تعلیم میرے دل میں اتر گئی ہے۔ نیز مولانا گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا معاملہ مفت مسند کے متعلق، اعتقاد کامل و اعتماد کامل جس شے کا نام ہے وہ زندہ بزرگوں سے کیا معنی سابق بزرگوں تک سے بھی نہیں پیدا ہوتا یہاں تک کہ حضرت مولانا رومی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے بھی، جن کی مثنوی کا باوجود اپنی نافہمی کے عاشق ہوں۔ حاشا کلا یہ مراد نہیں کہ خود کو اور بزرگوں کو ایک درجہ میں رکھتا ہوں معاذ اللہ ذرہ اور آفتاب کی نسبت کیا۔ لیکن یہ حق کہ اس کا ہر قول ہر عمل واجب الاتباع ہو صرف رسول کا سمجھتا ہوں اور بہت کھینچ تان کر صدیق و فاروق و عثمان و حیدر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کا بھی۔

ایک سوال متعین طور پر اور کر لینے کی اجازت چاہتا ہوں دوسرے بزرگوں کا مرتبہ حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ سے تو بہرحال کم تر ہے۔ اب جب بعض صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کی اجتہادی غلطیاں (مثلاً حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے مقابلہ میں قتال) نیز بعض صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کی عملی لغزشیں (مثلاً حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی مشہور لغزش اور حضرت وحشی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی شراب خوری) مسلم ہیں تو خود یہ حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ اتباع کامل کے حقدار نہ ٹھہرے چہ جائیکہ جو حضرات ان سے مسلم طور پر کم تر ہیں۔

تحقیق: غالباً اس کے بارے میں ساری باتیں آپ کے ذہن میں اس لئے جمع نہیں رہی کہ شاید ایک جلسہ (بیٹھک) میں کبھی مجتمعاً (ساری) بیان نہیں کی گئیں۔ اب اس کا سارا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ یہ اتباع نہ عقائد میں ہے نہ کشفیات میں نہ تمام مسائل میں نہ امور معاشیہ میں۔ صرف تربیت و تشخیص امراض و تجویز تدابیر کے طریقوں اور ان کے مسائل میں ہے جن کا تعلق اصلاح و تربیت باطنی سے ہے۔ وہ بھی اس وقت تک جب تک کہ ان کا جواز مرید و شیخ کے درمیان متفق علیہ ہو اور اگر اختلاف ہو تو شیخ سے مناظرہ کرنا تو خلاف طریق ہے اور حکم کو ماننا خلاف شریعت ہے۔

ایسی صورت میں ان دونوں (شریعت اور طریقت کے) ادبوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ علماء سے استفسار کر کے یا اپنی تحقیق سے حکم متعین کر کے شیخ کو اطلاع کرے کہ میں فلاں عمل کو جائز نہیں سمجھتا اور ہمارے سلسلہ میں اس کی تعلیم ہے مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟

اس پر اگر شیخ پھر بھی وہی حکم دے تو اس شیخ کو چھوڑ دینا چاہئے اور اگر وہ ترک کی اجازت دے تو یہ بھی اس

کی متابعت (فرمانبرداری) ہے یہ معنی ہیں اتباع کامل کے یعنی جو مرض نفسانی اس نے تجویز کیا ہو یا جو تدبیر اس نے تجویز کی ہو یا جو عمل مشروع ہو جس کا مشروع ہونا شیخ و مرید میں متفق علیہ ہو تجویز کیا ہو ان چیزوں میں اتباع کامل کرے ذرا بھی اپنی رائے کو دخل نہ دے اور باقی باتوں میں اتباع مراد نہیں امید ہے۔ سارے شبہات کا جواب ہو گیا ہو گا اگر کوئی جزئی باقی ہو تو تعیین و تصریح کے ساتھ تحریر فرمائیے۔

اس باب میں خلاصہ بحث یہ ہے کہ اتباع کا محل (جگہ کہ اتباع کس جگہ کرنی چاہئے) اور قیود (کہ اتباع کرنے کے لئے کون سی باتیں ضروری ہیں) اور حیثیت (کس حیثیت سے اتباع کرنا چاہئے) معلوم نہ ہونے سے یہ سب شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ میں اس کا محل و قیود و حیثیت متعین کئے دیتا ہوں۔ محل تو اس کا صرف شیخ کی خاص قولی تعلیمات ہیں جن کا تعلق تربیت و اصلاح باطن سے ہے اور قید اس کی یہ ہے کہ وہ فعل جس کی تعلیم کی جارہی ہے شرعاً جائز ہو جس کا جواز طالب کے اعتقاد میں بھی ہو اور حیثیت اس کی شیخ و مصلح ہونا ہے یعنی مصلح ہونے کی حیثیت سے صرف تعلیمات سلوک میں اس کے اقوال پر عمل کرنا شرط نفع ہے۔

اب ان قیود کے فوائد احتراز یہ بتاتا ہوں قولی تعلیمات کی قید سے خود شیخ کے افعال بھی نکل گئے۔ خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز ہوں۔ جیسے شیخ پانچسو رکعتیں روزانہ پڑھتا ہو یا صوم داؤدی (ہر مہینہ اسلامی کے ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھنا) ہمیشہ رکھتا ہو اس میں اتباع ضروری نہیں اور خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز نہ ہوں خواہ مختلف فیہ ہونے کے سبب جیسے شیخ فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہو اور طالب اس کو مکروہ جانتا ہو اور خواہ شیخ غلطی سے اس ناجائز فعل میں مبتلا ہو جیسے غیبت کرتا ہے اس میں اتباع جائز بھی نہیں اور اسی قید سے شیخ کے کشفیات نکل گئے۔ خصوص جبکہ طالب کا کشف اس کے خلاف ہو۔

اسی طرح سارے اصولی و فرعی مسائل جن کا تعلق تربیت سے نہیں خارج ہو گئے ہاں ان میں جو باتیں شرعاً بھی ضروری ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ گو شیخ بھی نہ کہے اور اگر شیخ حکم دے تو یہ حکم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی حیثیت سے ہوگا مصلح ہونے کی حیثیت سے نہ ہوگا اور ان میں خلاف کرنا شریعت کی مخالفت ہوگی نہ شیخ کی مخالفت ہوگی لیکن شریعت کی مخالفت کی بنا پر شیخ ایسے طالب سے قطع تعلق کر سکتا ہے اور یہ قطع تعلق شیخ کے ساتھ خاص نہیں ہر مسلمان کو اس کا حق حاصل ہے اس کا تعلق مسئلہ متابعت شیخ سے کچھ نہیں ہے۔

اسی طرح اس قید سے امور معاشیہ نکل گئے مثلاً شیخ کسی طالب سے کہے کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ میرے لڑکے سے یا اور کسی سے کر دو یہ بھی متابعت کا محل نہیں اور قید جواز کا فائدہ یہ ہے کہ شیخ جس چیز کی تعلیم کرتا ہے وہ اگر شرعاً ناجائز ہو اس میں اتباع جائز بھی نہیں خواہ اجماعاً (سب کے ہاں) ناجائز ہو جیسے کوئی معصیت خواہ اختلافاً

(بعض کے ہاں) ناجائز ہو جیسے مسائل مختلف فیہا (جن مسائل میں علماء کا اختلاف ہے) کی کوئی خاص شق جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں اور اسی تقریر میں ضمناً حیثیت کا فائدہ بھی مذکور ہو گیا۔ اب اس کے متعلق سب سوال حل ہو گئے اس لئے یہ تو طے ہو گیا کہ بعض امور محل متابعت (اتباع کی جگہ) نہیں۔ جن میں بعض میں تو متابعت واجب نہیں جیسے امور معاشیہ (زندگی گزارنے کے نام) اور بعض میں جائز بھی نہیں خواہ ان کا جائز نہ ہونا متفق علیہ (سب کے ہاں) ہو جیسے معاصی خواہ مختلف فیہ (جن میں اختلاف ہو) جیسے مسائل اختلافیہ (جن مسائل میں علماء کا اختلاف ہو) جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں۔

اب یہ بات باقی رہی کہ جو امور محل متابعت نہیں اس میں اگر شیخ حکم دے اگر وہ شرعاً جائز اور طالب کی قدرت میں ہیں تو مروت کا مقتضا یہ ہے کہ ان میں متابعت کرے۔ جیسے کوئی اپنا ذاتی کام یا کوئی خاص خدمت کرنے کی فرمائش کرے اور اگر وہ شرعاً ناجائز ہے خواہ حقیقت میں بھی خواہ اس کے اعتقاد میں تو ادب سے عذر کرے۔ اگر وہ اصرار کرے تو اس سے تعلق قطع کر دے مگر گستاخی وایذا کا معاملہ کبھی نہ کرے۔ یہ تو اس وقت ہے جب وہ خلاف شرع کا حکم دے اور اگر طالب کو ایسا حکم نہ دے مگر خود کسی لغزش میں مبتلا ہو۔ اگر اس (لغزش) میں تاویل کی گنجائش ہے تو تاویل کرلے اور اس سے قطع تعلق نہ کرے اور اگر تاویل کی گنجائش نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ غلطی کبھی کبھی ہوتی ہو تو بشریت اور توبہ کر لینے کا سمجھ قطع تعلق نہ کرے اور اگر اصرار یعنی عادت بنا لینے کے طور پر نہ کہ اس پر جم جانا اور پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے تو اگر وہ صغیرہ ہے تو قطع تعلق نہ کرے اور جو کبیرہ اور فسق و فجور یا ظلم و خیانت کے درجہ میں ہے تو تعلق قطع کر دے مگر ان سب حالات میں اس کے لئے دعائے صلاحیت کرتا رہے کہ احسان کے حقوق میں سے ہے۔ خلاصہ کو مختصر لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر وہ اصل سے بھی زیادہ لمبا ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ اس وقت خود بخود ذہن میں آیا کہ اس تحریر کا ایک لقب تجویز کر دیا جائے۔

الاعتدال فی متابعة الرجال۔ (النور، شعبان رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

نوٹ: اس کے متعلق بقیہ مضمون باب ششم میں درج ہے۔

مرید کو شیخ سے مناظرہ نہیں کرنا چاہئے

خیر خواہانہ مشورہ

چونکہ آپ سے دوسرا تعلق بھی ہے جس کا درجہ اور حکم او پر مریض اور طبیب کی مثال میں واضح ہوا ہے اور اس تعلق کی بنیاد خالص نصیحت اور خالص محبت ہے اس لئے ضرورت کی وجہ سے مطلع کرتا ہوں کہ یوں تو آپ کی

طبیعت میں پہلے ہی سے عنوان خطاب میں آزادی و بے باکی و خشکی ہے جو میرے مذاق کے خلاف ہے مگر اس اختلاف کو اختلاف فطری پر محمول کر کے کبھی اثر نہیں لیا اور جواب میں اپنے مذاق (مزاج) کے موافق حدود ادب کی رعایت رکھی جو آپ کے ذمہ تھی اور میرے ذمہ نہ تھی مگر تعلقات پر نظر کر کے حقوق ادا کئے لیکن چند روز سے میں اندازہ کرتا ہوں کہ یہ صفت جس کو آپ صفائی کہہ سکتے ہیں بڑھ گئی اور بڑھتی جاتی ہے جس کا سبب میرے نزدیک تاریخ کا مطالعہ ہے اور اس پر وثوق جس سے آزادی کے علاوہ ایک رنگ دعوی کا بھی پیدا ہو گیا اور یہ سمجھنا میرا ذوق ہے اور اگر یہ میرا ذوق صحیح نہیں تو اس خیال کا سبب میرے مزاج کی خرابی یا مزاج کا اختلاف ہوسکتا ہے۔ بہرحال دونوں کے مذاق میں اختلاف زیادہ ہو گیا اور یہ مانع ہے ان فوائد سے جو اس (محبت و اخلاص والے) تعلق سے مقصود ہیں کے لئے رکاوٹ ہے۔ اس لئے خیر خوانہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر ان تحقیقات کی خدمت مجھ سے لی جائے تو تعلق اصلاح کسی اور جگہ پیدا کیا جائے پھر آپ کے سوالات کو ایسی نظر سے دیکھوں گا جیسے عام اہل علم سے مکاتبت ہوتی ہے اور انقباض طبیعت بالکل تنگ نہ ہوگی اور ادب کی رعایت کی جگہ ضابطہ بھی برتوں گا اور اگر اس تعلق کے باقی رکھنے میں مصلحت سمجھی جائے تو ان تحقیقات کو جس میں مناظرہ کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے بالکل حذف کیا جائے۔ یہ دونوں ضدیں ہیں جو جمع نہیں ہوسکتی ہیں۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

شیخ سے مناسبت کے بغیر مخاطبت و مکاتبت نافع نہیں

حَال: احقر کو حضرت کے مریدوں کے حلقے میں داخل ہو کر اپنی ظاہری و باطنی اصلاح مقصود ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات شرف مخاطبت و مکاتبت بخشے بغیر حاصل نہیں ہوگی۔ اس لئے آنحضور کی ذرہ نوازی سے امید ہے کہ حاضری کی اجازت مرحمت فرما کر احقر کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

تَحقِیق: "هل جزاء الصدق الا الصداق" (سچ کا جواب بھی سچ ہی ہوتا ہے) جب اصلاح کی شرط مخاطبت، مکاتبت ہے تو شرط مخاطبت و مکاتبت کے مفید ہونے کے لئے ایک دوسرے میں مناسبت ہونا بھی شرط ہے۔ وہ اب تک حاصل نہیں اسی کے لئے یہ اچھے خاصے زمانے تک خاموشی کے ساتھ شیخ کی محبت میں رہا جائے جب مناسبت ہو جائے (جس کی کوئی مدت نہیں) پھر اس کے بعد مخاطبت و مکاتبت کی اجازت دی جائے اس وقت اصلاح اس پر مرتب ہوگی غائبانہ مکاتبت اس سے جدا ہے۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

شیخ کے حالات پوچھنا طالب کی گستاخی ہے

حَال: حضرت! جب ہمارا مقصد رضائے حق ہے جو نیک عمل کرنے سے اور بدعمل کے بچنے سے اور ظاہر و باطن

کے سنوارنے سے حاصل ہوتا ہے اور آنحضرت خود ہر ایک وعظ فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ توفیق عمل اور فہم سلیم عطا فرمائیں تو اس مضمون سے جو ہمیشہ میرے خیال میں آتا ہے کیا مطلب ہے۔ حضرت! مجھے میرے فہم موافق ارشاد فرمائیں کہ مجھے تسکین حاصل ہو جائے اور جو پریشانی رہتی ہے وہ دور ہو جائے سوال کی تقریر یہ ہے کہ آپ سلسلہ التبلیغ کے چھبیسویں وعظ شکر المثنوی میں صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں خود میرا واقعہ ہے کہ ابتداء میں جبکہ جوش زیادہ تھا ایک مرتبہ خیال ہوا کہ ہم کو طلب بھی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حق تعالیٰ کو ہماری حالت کا علم ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان کو پوری قدرت بھی حاصل ہے اور کریم رحیم بھی ہیں۔ پھر ان باتوں کے ہوتے ہوئے (حصول مقصد) میں دیر کیوں ہے۔ اس کا جواب میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جب بہت پریشانی بڑھی تو خیال ہوا کہ مولانا رومی (کے کلام) سے مشورہ لوں سو یہ خیال کر کے مثنوی کھولی تو پہلے ہی صفحہ پر یہ اشعار نکلے ؎

چارہ می جوید پئے من درد تو ❁ مے شنودم دوش آہ سرد تو
مے توانم ہم کہ بے ایں انتظار ❁ رہ نمایم و ادہم راہ گزار
تا ازیں طوفاں دوراں وا رہی ❁ بر سر گنج و صالم پانہی
لیک شیرینی و لذات مقر ❁ ہست بر اندازۂ رنج سفر
آنگہ از فرزند و خویشاں خوری ❁ کز غریبی رنج و محنتہا بری

ترجمہ

❶ (خود) میرا درد تیرے ملنے کی تدبیر کر رہا ہے (اس لئے اس درد کو اچھا سمجھ چنانچہ) کل میں تمہاری ٹھنڈی آہ سن رہا تھا۔ (مطلب یہ ہے کہ دیکھو درد کی وجہ سے آہ نکلتی ہے تو اس کے ذریعے سے مجھ سے شنوائی ہوئی)۔ (مفتاح العلوم دفتر سوم: ص ۶۵۰)

❷ بے شک میں ایسا کر سکتا ہوں کہ اس (جدائی کے درد اور) انتظار (کی مصیبت) کے بغیر مل جاؤں (اور) تجھے آنے کا راستہ دکھا دوں۔

❸ تا کہ تو زمانے کے اس چکر سے چھوٹ جائے اور میرے وصال کے خزانے پر پاؤں رکھے۔

❹ لیکن ٹھکانے پر پہنچنے کی لذت اور مزے سفر کی تکلیف کے اندازے پر ہیں۔ (یعنی ہم سے ملنے میں جتنی تکلیف اٹھاؤ گے اتنا زیادہ لطف اٹھاؤ گے)۔ (مفاتح دفتر ۳ ص ۶۵۰)

❺ تو اپنے وطن اور رشتہ داروں (کے دیدار) سے اس وقت فائدہ اٹھائے گا جب کہ بے وطنی کی تکلیف اور

مصیبتیں برداشت کرے گا۔

اب عرض یہ ہے کہ حصہ میں آپ کس چیز کی طلب کرتے تھے جس میں دیر ہو رہی تھی جو آنحضرت نے مثنوی مولانا رومی سے مشورہ لیا تھا اب مقصد نیک عمل ہیں اور وہ شے کیا ہے جو بزرگوں کے پاس ہے اور ہمارے پاس نہیں۔

تحقیق: بہت ہی بدتہذیبی و گستاخی کا خط ہے، تم مریض ہو جو شفا چاہنے والا ہوتا ہے یا طبیب اور شیخ بننا چاہتے ہو جو فن کی تحقیق کیا کرتا ہے۔ اگر مریض ہو تو مریض اپنے حالات مرض کے متعلق پیش کر کے نسخہ کا طالب ہوتا ہے۔ پھر نسخہ کا استعمال کر کے طبیب کو اطلاع کرتا ہے۔ وعلیٰ ہذا۔ نہ یہ کہ طب کے نکات و تحقیقات کی فکر میں پڑتا ہے۔ اگر ایسا کرے گا تو مطب میں سے نکالنے جانے کا مستحق ہوگا اور اگر شیخ اور طبیب بننا چاہتے ہو تو پہلے مجھ سے اس کی درخواست کرو کہ میں امراض کا علاج نہیں پوچھتا فن کا محقق بننا چاہتا ہوں۔ مجھ کو ایسے سوالات کی اجازت دی جائے اگر میں صلاحیت دیکھوں گا اجازت دوں گا ورنہ اہلیت نہ ہونے کی اطلاع کر کے مایوس کر دوں گا۔ (النور شعبان ۱۳۵۴)

شیخ کی محبت کا حق تعالیٰ کی محبت پر غالب ہونے کا ازالہ

حال: آج کل حضور کے ساتھ غلبۂ محبت کا یہ حال ہے کہ معلوم ہوتا ہے دل میں آپ کی محبت کے علاوہ اور کوئی محبت نہیں ہے اور نہ کسی دوسرے شخص کا خیال ہے۔ آپ کو بحیثیت اپنے شیخ کے صاف لکھنا زیادہ بہتر ہوگا۔ یعنی ان دنوں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی کم محسوس کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ شبہ صحیح نہیں حق تعالیٰ کی محبت میں عقل کی شان غالب ہوتی ہے اور اپنے ہم جنس (اپنے جیسے) کی محبت میں طبیعت کی شان غالب ہوتی ہے اور سرسری نظر میں عقلی محبت طبعی محبت کے سامنے ضعیف و کمزور معلوم ہوتی ہے اس سے وہ شبہ ہو جاتا ہے حالانکہ بات الٹ ہے۔ چنانچہ اگر اسی محبوب طبعی سے نعوذ باللہ حق تعالیٰ کی شان کے خلاف کوئی قولی یا فعلی معاملہ ہوتا ہے تو وہی محبوب فوراً مبغوض ہو جائے جس سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کی ہی محبوبیت غالب ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۴)

بیعت کے بعد محبت کے ساتھ رعب کا نہ ہونا مبارک حالت ہے

حال: چونکہ حضور نے ایک دن مجلس میں ارشاد فرمایا تھا کہ مبتدی کو سب جزئیات (چھوٹی چھوٹی باتوں) کی اطلاع دینا لازم ہے اس لئے عرض ہے کہ بیعت کے بعد ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ بیعت سے پہلے حضور سے

محبت تھی مگر رعب معلوم ہوتا تھا مگر اب بیعت کے بعد محبت تو الحمد للہ ہے مگر رعب بالکل معلوم نہیں ہوتا ہے۔ طبیعت میں شوخی معلوم ہوتی ہے اور ہر وقت خواہش ہوتی ہے کہ حضور سے خوب باتیں کیا کروں۔

تحقیق: مبارک حالت ہے وہ پہلی حالت بھی مبارک تھی۔ اس سلوک کے راستے میں جو غیر اختیاری حالت پیش آئے خالص خیر ہے اور اس میں بے حد مصالح و منافع ہوتے ہیں جو اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتے مگر آگے چل کر ایک وقت میں سب خود بخود سمجھ میں آنے لگتے ہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

شیخ سے دلی تعلق بہت زیادہ نافع ہے

حال: اب تو مسلسل جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ کو سینہ سے لگائے رکھوں اور قدموں کو بوسہ دیتا رہوں۔ رات عشاء کے بعد آپ کی جانماز پر مسجد میں جہاں پر آپ کے پیر رہتے ہیں خوب اپنے سر سے لگا کر لطف لیتا رہا۔ کبھی تو یہ خیال ہوتا ہے کہ آپ کے بغیر گلاب باغ (جگہ) میں کیسے رہوں گا میرے لئے تو اب آپ گل ہیں۔ اللہ تعالیٰ قلب میں سکون دے۔

تحقیق: دل میں تعلق کا رہنا بعض منافع میں ظاہری قرب سے زیادہ مفید ہو جاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

تجدید بیعت جائز ہے مگر تعلیم بیعت پر موقوف نہیں

حال: مرشد کے انتقال کے بعد دوسرے متبع شریعت شیخ سے تجدید بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں سلوک کے راستے کے خلاف تو نہیں ہے؟

تحقیق: تجدید بیعت ایسی حالت میں اگر چہ جائز ہے اور سلوک کے راستے کے خلاف بھی نہیں لیکن (اس کی) ضرورت بھی نہیں ہاں اگر تعلیم کی ضرورت ہو تو بیعت کے بغیر ہی کسی سے تعلیم کا سلسلہ جاری کر دیا جائے کوئی نفع اور برکت بیعت پر موقوف نہیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

مجاز کو بیعت کرنے سے شرم آنا بیعت کرنے سے رکاوٹ نہ ہونا چاہئے

حال: ایک اجازت یافتہ کی جانب سے۔

اگر کوئی میرے پاس بیعت ہونے آتا ہے تو اپنے حال پر نظر کر کے بہت شرم آتی ہے کہ یہ میرے سے ہر طرح اچھا ہے میں کیا اس کو بیعت کروں۔ حضور کی خدمت عالی میں بخدا عرض کرتا ہوں جہاں میں مجھ سے زیادہ کوئی خراب و گنہگار نہیں۔ یہ خیال ہمیشہ سے مجھ پر غالب ہے اس لئے مرید کرتے ہوئے شرم آتی ہے اگر چہ

بیعت ہونے کو آتے بھی کم لوگ ہیں۔ یہ میری حالت کیسی ہے۔
تحقیق: اچھی ہے۔
حال: اور کیا کروں۔
تحقیق: مرید کر لیا کریں تاکہ یہ تواضع اور زیادہ بڑھے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

مرید خود سے کوئی ذکر تجویز نہ کرے

حال: بارہ تسبیح کا ذکر کرنے کو دل بہت چاہتا ہے اگر حضرت والا اجازت فرمائیں تو پڑھ لیا کروں۔
تحقیق: اگر طبیب سے کہو کہ خمیرہ گاؤزبان کو جی چاہتا ہے اجازت دے دو تو وہ کیا یہ جواب نہ دے گا کہ جب تم خود اپنے لئے تجویز کر سکتے ہو تو پھر دوسرے سے کیوں رجوع کرتے ہو۔ طبیب سے تجویز کرایا کرتے ہیں یا خود تجویز کر کے اس سے اجازت لیا کرتے ہیں۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ)

اصلاح کا طریقہ

حال: جواباً عرض ہے کہ مجھے اصلاح کا طریقہ نہیں معلوم۔ میں اس سے بالکل جاہل ہوں۔ آپ للہ میرے لئے کوئی طریق اصلاح تجویز فرمائیں۔
تحقیق: طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس کا ایک ایک عیب ظاہر کرو اور مجھ سے اس کا علاج پوچھو اور میں جو بتاؤں اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اطلاع دو۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

مجاز کا اپنے آپ کو ذلیل وخوار سمجھ کر تعلیم وتلقین سے رکنا جائز نہیں

حال: ایک اور بات قابل عرض ہے حضرت نے مجھے تعلیم کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھ لے مگر حضرت میں تو اپنے آپ کو دنیا سے زیادہ ذلیل اور خوار اور نااہل سمجھتا ہوں۔ پہلے تو مجھ سے (بیعت ہونے کو) کوئی کہتا ہی نہیں اور کہے تو اس کو میں اپنے سے ہزار درجہ اچھا سمجھتا ہوں میں کس بے حیائی سے اسے تعلیم کروں۔
تحقیق: کیا اچھوں کو خدمتِ تعلیم سے محروم رکھا جائے۔
حال: یہ کیفیت ایسی غالب ہے کہ ہر وقت ندامت میں ڈوبا رہتا ہوں بلکہ کبھی تو یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے اجازت نہیں دی بلکہ درحقیقت تیری نالائقی کا علاج فرمایا ہے کہ اسی سے شرمندہ ہو کر کچھ آدمیت آجائے۔

تحقیق: سبحان اللہ۔ یہ خیال تو اصلاح کا کامل مقدمہ ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۳ھ)

عیوب کو معلوم کر کے اپنے مصلح سے مشورہ لیا جائے

حال: حضرت والا بھی کوئی تدبیر تجویز فرمائیں گے کہ نفس کے عیب، برائیاں اور گندگیاں معلوم ہوں۔

تحقیق: اس کی تدبیر بھی ہے۔ آئمہ طریق کے ایسے رسالے بھی ہیں جن میں عیوب کی فہرست اور علاج بھی ہیں۔ جیسے امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی لمبی مختصر تالیفات جن میں سے اربعین کے مطالعہ کا اکثر مشورہ دیتا ہوں۔ اس سے یہ غرض حاصل ہو جائے گی۔ لیکن صرف مطالعہ کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ عیوب معلوم کر کے اپنے مصلح سے مشورہ لیا جائے۔ یہ تو عیوب و نقائص کو معلوم کرنے کی تدبیر ہے باقی اس کے ساتھ اس کی بھی ضرورت ہے کہ اپنے جن محاسن پر نظر پڑتی ہے ان کے بارے غور کیا جائے کہ جس ہیئت سے یہ پسندیدہ ہیں یا جس ہیئت سے ان کا حکم کیا گیا ہے اسی طرح سے مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ اگر ہیئت موجودہ و ہیئت مطلوبہ کی تحقیق کی جائے گی اس وقت کھل کر سامنے آئے گا کہ جن محاسن کا خیال رہتا ہے وہ حقیقی محاسن کی نقل بھی نہیں تو وہ نظر بھی ختم ہو جائے گی۔ (النور، محرم ۱۳۵۷ھ)

بیعت کا وقت اس وقت ہے جب مصلح سے اتنی محبت ہو جائے کہ اس سے کسی حالت پر انقباض (تنگی) نہ ہو

حال: یہ تو اپنا حال بے حال ہے اب حضرت والا کے سابقہ گرامی نامہ کے ایک ارشاد کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ حضرت نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ کیا یہ مشورہ قبول کیا جا سکتا ہے کہ بیعت کا ارادہ ہمیشہ ہی کے لئے ترک کر دیا جائے کہ نفع اس پر موقوف نہیں ہے۔ (بیعت نہ ہونے میں) فائدہ یہ ہے کہ اگر مصلح کی تعلیم مزاج کے خلاف ہو تو بدلنا آسان ہو۔ اس کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت تو تھی نہیں کیونکہ میں اپنا قطعی فیصلہ عرض کر چکا ہوں کہ حضرت کی منشا کے خلاف پر اصرار کر کے وہم کی بھی قلب میں قطعا جگہ نہ ہو گی لیکن، چونکہ اس عبارت میں شفقتاً ایک تو مشورہ کے الفاظ ہیں دوسرے جملہ مشروط و مقید سا ہے جس کے معنی یہ بھی معلوم ہوتے ہیں کہ مصلح کی تعلیم اگر مزاج کے مطابق ہو تو تبدل کی جگہ استحکام و رسوخ حاصل ہو۔ اس لئے اس گنجائش کے باعث اتنا عرض کرنے کو دل چاہتا ہے کہ جب ترک کے ارادے کی وجہ مزاج کی موافقت کو نہ جاننا ہے اور ہمیشہ کے لئے نہیں ہے اگر فی الحال حاصل نہیں ہو تو اور وہ کچھ عرصہ بعد ممکن ہے حاصل ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے ترک قصد

سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کو بھی عارضی ہی رکھا جائے جیسا کہ سبب یعنی معلوم نہ ہونا عارضی ہے۔ پہلے تو مزاج کے خلاف نہ ہونا اس احقر پر ابھی واضح ہے لیکن اگر اتنا جاننا کافی نہیں تو کچھ زمانہ بعد ممکن ہے اور اگر اسی معلوم ہونے کے وقت تک بھی ترک کا ارادہ رہے تو بھی یہ عرض صرف اسی گنجائش کی وجہ سے ہے کہ ادھر تو حضرت نے اس کو مشورہ فرمایا امر نہیں فرمایا اور ورنہ ضرورت ہی نہ تھی ادھر اس کو مقید بھی فرما دیا کہ جس پر عرض کی جرات ہوئی۔ بہرحال فیصلہ تو اس ناکارہ کا وہی ہے کہ قدس کی منشا کے خلاف پر اصرار کی جرات نہ ہوگی البتہ جی یہی چاہتا ہے اس گنجائش پر نظر کرتے ہوئے اگر یہ صحیح ہے کہ ترک قصد کو دواماً نہ رکھا جائے اور اگر مصلحت یہی ہو تو بہت اچھا تھوڑا سا تامل بھی نہیں جبکہ نفع بھی اس پر موقوف نہیں۔

تحقیق:

ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ماشاء اللہ تعالیٰ مقصود کو خوب ادا کیا نہ ادا میں کمی رہی نہ ادب میں۔ "اللھم زد فزد" میرا مقصود اس مشورہ سے آپ کو آزاد رکھنا اور راحت پہنچانا تھا کہ کبھی تنگی نہ ہو ورنہ مجھ کو تو جس قدر ارتباط بڑھایا جائے گا راحت ہی راحت ہے۔ اس مشورہ کو مسئلہ فن کے ساتھ تبدیل کرتا ہوں وہ یہ کہ اس خاص رسم کا جس کا نام عرف میں بیعت ہے اس کا وقت اس وقت ہے جب اپنے دینی خادم سے اس درجہ محبت اور طبعی تعلق ہو جائے کہ اگر وہ سراپا نقص ہی نقص بن جائے تب بھی خواہ اس سے اعتقاد نہ کرے یا ضعیف ہو جائے لیکن اس سے انقباض نہ ہو۔ جب تک اس کی تعلیم دل کو لگتی رہے تعلیم کا سلسلہ اس کے ساتھ جاری رکھے اور اگر تعلیم دل کو نہ لگے تو تعلیم بھی ترک کر کے اطلاع کر دی جائے تاکہ وہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو اور دوستی کا تعلق پھر بھی اس کے ساتھ باقی رکھے گناہ (کے کام) میں اس کی اطاعت نہ کرے ایمان کے باقی رہنے کی شرط کے ساتھ۔

"ولو ضعيفا كما ورد فى اطاعة الامام وعدم الخروج عليه ما نصه السمع والطاعة على المرا لمسلم فيما احب وكره مالم يومر بمعصية واذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة متفق عليه وفى حديث اخر على ان لا تنازع الامر اهله الا ان ترو اكفر ابواحا عندكم من الله فيه برهان. متفق عليه وفى رواية الامن ولى عليه وال فراه ياتى شيئا من معيصة الله فليكره ما ياتى من معصية الله ولا ينزغن يدا من طاعة." (رواہ مسلم)

ترجمہ: "امام کی اطاعت کرنے اور اس کی اطاعت سے نہ نکلنے کے بارے میں جو حدیث آئی ہے

کہ مسلمان مرد پر (امام کی بات کا) سننا اور ماننا واجب ہے خواہ اس کو پسند ہو یا ناپسند ہو جب تک کسی گناہ کا حکم نہ کیا جائے ورنہ نہ اطاعت کرنا ہے نہ سننا ہے، دوسری روایت میں ہے کہ "تم کسی امیر کی مخالفت نہ کرو جب تک تم کھلے کفر کو نہ دیکھ لو جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔" متفق علیہ۔ ایک روایت میں ہے کہ خبردار جس شخص کو تم پر حاکم مقرر کیا جائے اور تم ایسا فعل دیکھو جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو تو اس کے اس گناہ کے فعل کو برا سمجھنا چاہئے لیکن اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے نکلنا نہیں چاہئے۔"

اور خود اس مسئلہ میں بھی تحقیق طویل ہے۔ اس جگہ پر بعض (ذیلی باتیں) فروع نقل کر دیئے ہیں جو بعض احکام میں علت کے ایک ہونے کی طرح ہیں۔ امارت کے متعلقہ احکامات کے بارے میں باقی احکامات یہ اس کی جگہ نہیں ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۷ھ)

مرشد کا خوف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے

حَالؒ: ایک عرض یہ ہے کہ جب کوئی معمولی ناغہ ہوتا ہے تو بندی کو زیادہ پریشانی حضرت والا کو اطلاع کے خیال سے ہوتی ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ باندی اس بات پر گنہگار تو نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کے خیال کے مقابلے میں حضرت والا کی خدمت میں معمولات ناغہ ہونے کی اطلاع سے قلب پر خوف طاری ہوتا ہے۔

تَحْقِیقؒ: یہ خوف بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہے کیونکہ مجھ سے جو خوف ہے اس کی وجہ میری ذات تو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ رہا یہ کہ پھر بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف کیوں نہیں۔ اس کی طبعی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی بھی زیادہ امید ہے جو مخلوق سے نہیں اس لئے اس میں کوئی بات نہ گناہ کی ہے نہ نقصان کی۔

(النور، ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ)

عقلی اور اعتقادی قرار مطلوب ہے نہ کہ طبعی (قرار مطلوب ہے)

حَالؒ: گذشتہ خط کا جواب گرامی لکھنؤ ہی میں ملا تھا۔ اس ہفتہ حیدرآباد آنا ہوا۔ گھر کے حالات سے گھبرا کر چلا تھا اور خیال تھا کہ اب کے کچھ دن تو حیدرآباد ضرور غنیمت معلوم ہوگا لیکن خدا جانے طبیعت کا کیا رنگ ہوگیا ہے اور دل کیا چاہتا ہے کہ کہیں قرار نہیں پکڑتا۔ اب بھی بارہ ہی دن یہاں آئے ہوئے ہیں اور دل اچاٹ ہے لیکن اب کے گھر جانے کو بھی جی نہیں چاہتا اور جو کچھ چاہتا ہے وہ صرف والدہ مدظلہا کی علالت کی وجہ سے (چاہتا ہے) ایک شعر سنا کرتا تھا اس کو سچا پاتا ہوں۔

؎ شہر میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہاں لے جا کے بیٹھیں ایسے دیوانہ کو ہم

حضرت کی خدمت میں سب ہی کچھ عرض کر دیتا ہوں، اس لئے اس دیوانگی کا حال بھی عرض کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جسمانی صحت الحمد للہ ہمیشہ سے بہت زیادہ وطن میں بہتر رہی اور دکن میں بھی ہے مگر باطن کو اب کہیں چین نہیں۔ گذشتہ عریضہ کے جواب میں حضرت نے ایک شعر بالکل میرے حال کے مناسب تحریر فرمایا تھا۔

؎ گر گریزی بر امید راحتے
ہم ازاں جا پیشت آید آفتے

ترجمہ: ''اگر تم کسی راحت کی امید پر مصیبت سے بھاگو گے تو اس طرف سے بھی تمہارے سامنے نئی مصیبت آئے گی۔''

اس آفت کا حقیقی علاج بھی وہی ہے جو حضرت نے تحریر فرمایا کہ تجویز کو فنا کر کے تفویض (اپنے سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا) کے دامن میں پناہ لوں۔ عقلی طور پر خوب سمجھتا ہوں کہ راحت بھی تفویض ہی میں ہے۔ ساتھ ہی یہ تجربہ بھی اب سالہا سال سے مسلسل ہو رہا ہے کہ پہلے جس طرح میری مشکل سے تجویز پوری ہو کر رہتی تھی اب آسان سے آسان بھی پوری نہیں ہوتی مگر تجویز بنانے والی بلکہ تجویز والی طبیعت کچھ ایسی بے حیا واقع ہوئی ہے کہ اس پر بھی باز نہیں آتی جب کوئی تجویز سامنے آتی ہے۔ جب سے حضرت نے یہ تحریر فرمایا خصوصیت سے اس سے بھاگتا اور بھگانا چاہتا ہوں مگر ہر پھر کے مسلط ہی رہتی ہے۔ نماز میں ذکر میں شغل میں بیکاری میں باکاری میں جب ذرا بھی موقع پاتی ہے اور حدیث نفس (دل میں باتیں) شروع کرا دیتی ہے۔ جب طبیعت کا یہ حال ہے تو حضرت خالی عقل سے تفویض کو حق جان کر راحت تو بہرحال نصیب نہیں ہو سکتی بس تھوڑی دیر کے لئے کچھ اس سے تسلی حاصل کر لیتا ہوں۔ پھر وہی حال۔ ایک ہی بات کو اتنا لمبا کر دیا مگر کیا کروں کہ حضرت کی خدمت میں خوب کھل کر عرض کئے بغیر تسلی نہیں ہوتی۔

تحقیق: خط کیا ہے پڑھنے والے کے دل کو گھائل (زخمی) کرنے کو نشتر ہے۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ طبعی تسلی و قرار کی کوئی صورت نہیں مگر الحمد للہ عقلی اور اعتقادی قرار حاصل ہے۔ اب سب کا جواب یہ ہے کہ یہ ہی عقلی و اعتقادی قرار مطلوب ہے۔ یہی اسی کا حکم ہے اور یہی تفویض ہے جس کو عبادت سمجھ کر اختیار کیا جاتا ہے نہ کہ راحت کا ذریعہ سمجھ کر۔ بلکہ عارفین کاملین نے جب تفویض میں لذت طبعیہ محسوس کی تو بہت ہی عاجزی کے

ساتھ اس لذت سے پناہ مانگی اس کے راز دو ہیں۔ ایک یہ کہ لذت کی ملاوٹ سے اخلاق کی کمی کا شبہ ہوتا ہے کہ نفس مزے کے واسطے تفویض کو اختیار کیا حق تعالیٰ کا حق سمجھ کر اختیار نہیں کیا۔ دوسرے جہاد میں دنیوی کامیابی و ناکامی کے بارے میں حدیثوں میں صاف آیا ہے پہلی (یعنی دنیاوی کامیابی کی) صورت میں اجر نامکمل اور دوسری (یعنی ناکامی والی) صورت میں اجر مکمل ملتا ہے۔ اسی طرح تفویض میں راحت طبیعہ ہونے سے اجر غیر کامل اور راحت نہ ہونے سے اجر کامل ملتا ہے اور جو آخرت ہی مقصود ہے پس ان دو رازوں کی وجہ سے عارفین نے لذت سے پناہ مانگی لیکن ہم ضعفاء کے لئے اس میں اتنی تبدیلی ہے کہ ہم کو پناہ مانگنا بھی مناسب نہیں بلکہ تفویض کے ساتھ اس میں لذت و راحت کی بھی دعا مانگے اور جب تک وہ عطا نہ ہو اس عطا نہ ہونے کی حقیقت پر صبر اور اس عطا نہ ہونے ثمرہ پر کہ کمال اجر اور تشبہ بالمقبولین ہے شکر کیا جائے اور اسی کو ہمیشہ کے لئے وظیفہ بنا لے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ)

اپنے شیخ سے اختیاری محبت زیادہ ہونی چاہئے

حَال: کہا جاتا ہے کہ اپنے شیخ کی محبت و عقیدت تمام بزرگوں سے زیادہ ہونی چاہئے اور جب میں دیکھتا ہوں اور توجہ کرتا ہوں تو کھلی آنکھوں حضرت کی محبت و عظمت اپنے شیخ سے زیادہ اور مقدم پاتا ہوں۔

تحقیق: اختیاری طور پر یعنی خود یا بے اختیار یعنی خود بخود اگر پہلی بات ہے تو اس کی ضد بھی اختیار میں ہے اور اگر دوسری بات ہے تو یہ نقصان دہ نہیں ہے۔

حَال: کیا ایسی صورت میں اپنے شیخ سے نفع حاصل کر سکتا ہوں۔

تحقیق: کیا حرج ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

تھانہ بھون آنے سے پہلے آپ سے زیادہ محبت اور کبھی مولانا سے اور کبھی برابر ہونا ــــــ یہ کوئی بری حالت نہیں

حَال: حضرت اقدس سے ایک مشورہ طلب ہے وہ عرض یہ ہے کہ تھانہ بھون آنے سے پہلے حضرت مولانا مولوی...... صاحب کے ساتھ زیادہ محبت تھی مگر جب تھانہ بھون آیا تو کبھی آپ کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہے اور کبھی ان کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی تھی اور کبھی برابر ہوتی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

تحقیق: سمجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا یہ کوئی بری حالت ہے جس کی فکر ہوئی۔ اگر کسی تندرست آدمی کو کبھی

پلاؤ کی طرف زیادہ رغبت ہو کبھی زردہ کی طرف تو اس میں فکر کی کونسی بات ہے۔

حَال: اس وجہ سے کہ مجھ کو اپنی اصلاح مقصود ہے اس کشمکش میں ہوں کہ کیا کروں۔

تحقیق: کچھ بھی نہ کرو جو ہوتا ہے ہونے دو۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

بیعت کی ترغیب دینا کسی کو مناسب نہیں ہے

حَال: بقرعید کی نماز ہم لوگوں کے یہاں گذشتہ چہارشنبہ کو ہوئی مولانا...... صاحب کہ حضرت والا کا عطیہ میں نے پہنایا اور عمامہ حضرت والا کا عطیہ اور اسی طرح اپنے دادا پیر حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا عمامہ ان کے سر پر باندھ کر میدان میں امامت کے لئے لے گیا۔ ان کے قدم کی ایسی برکت ہوئی کہ سب لوگوں نے سکون کے ساتھ خطبہ سنا۔ ایسا سکون تیرہ برس سے میدان کی نماز میں ہم لوگوں کو نصیب نہ ہوا تھا۔ سب لوگوں سے تعارف بھی کرایا۔ انشاء اللہ لوگ ان سے یہاں مرید بھی ہوں گے مگر ابھی شرماتے بہت ہیں۔ رات دن ذکر اللہ میں رہتے ہیں۔

تحقیق: اخلاص سے جو کچھ کیا گیا انشاء اللہ مقبول ہے مگر دل تو یہی چاہتا ہے جو اپنے بزرگوں کا طریق ہے کہ۔

؎ نباشد اہل باطن در پئے آرائش ظاہر
بہ نقاش احتیاجے نیست دیوار گلستاں را

ترجمہ: ”اہل باطن ظاہری زیب و زینت کے پیچھے نہیں پڑتے نقاش کو باغ کی دیوار کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔“

اسی طرح بیعت کی ترغیب خود دینا اپنے بزرگوں کی وضع کے خلاف ہے۔ رد و قبول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جس میں اسباب و اکتساب (کمائی) کا دخل نہیں۔ (النور محرم ۱۳۵۸ھ)

مصلح کے خیال سے رکنا یہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے رکنا ہے

حَال: مولانا میں اپنے دوسرے باطنی امراض کی اس خیال (مذکورہ ذیل) سے بھی اصلاح کرتا ہوں اور مجھے اس میں کافی کامیابی حاصل ہوتی ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب کے ساتھ تعلق رکھ کر جان بوجھ کر ایسی بری حالت میں رہنا بہت ہی بے مروتی ہے۔ مولانا یہ خیال رکھنا کیسا ہے۔

تحقیق: کیا حرج ہے۔

حَال: مولانا! اللہ تعالیٰ کی وعید اور ایسے گناہوں کے بارے میں جو عذاب آیا ہے اس کو یاد کرنے سے اتنا اثر

نہیں ہوتا جتنا مذکورہ بالا خیال سے ہوتا ہے۔

تحقیق: مصلح کے خیال سے رک جانا یہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے رکنا ہے۔ کیونکہ مصلح کا اثر بھی تو قلب میں اسی وجہ سے ہے کہ اس کو حق تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اس لئے اس کا ادب عین حق تعالیٰ کا ادب ہے۔ اتنا فرق ہے کہ ایک صورت میں حق تعالیٰ کا ادب بلاواسطہ ہے ایک صورت میں بواسطہ۔ اس کی وجہ ادب بالواسطہ کی قوت تاثیر نہیں بلکہ اپنا نیچا ہونا اور حق تعالیٰ کا انتہائی بلند ہونا ہے کہ بلاواسطہ توی معلوم کرنے والے کو وہاں تک رسائی نہیں تو یہ صورت تو زیادہ عجز وتواضع کی ہے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

خداتعالیٰ کے قرب کے لئے ضرورت بیعت کی نہیں البتہ تعلیم کی ضرورت ہے

حال: تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ بندہ نے ایک خط لکھا تھا جس میں بیعت کی درخواست کی گئی تھی۔ حضرت کی طرف سے اس کا جواب یہ ملا تھا کہ بغیر بیعت کئے ہوئے بھی قرب خداوندی حاصل ہوسکتا ہے۔ برمی مسلم فساد، ہندو مسلم فساد، اور کاروبار میں نقصان کی وجہ سے دل پریشان رہتا تھا اور اب بھی رہتا ہے اس وجہ سے خط لکھنا بند کر رکھا تھا۔

تحقیق: آپ کے بقول میں نے یہی تو لکھا تھا کہ بیعت کے بغیر قرب خداوندی حاصل ہوسکتا ہے یہ تو نہیں لکھا تھا کہ اس کے لئے تعلیم کی بھی ضرورت نہیں۔ تعلیم تو اس کے لئے شرط عادی ہے پھر بھی خط کا بند کر دینا غلطی عظیم اور نا سمجھنے کی دلیل ہے۔

حال: بندہ مناجات مقبول کا ورد رکھتا ہے۔ قرآن شریف بھی پڑھتا ہے اور نماز بھی ادا کرتا ہے۔

تحقیق: یہ تو سب اعمال صالحہ ہیں مگر غذا یا دوا کے ساتھ کچھ پرہیز بھی ہوتا ہے اور خود غذا یا دوا کی قوت تاثیر کے لئے کچھ شرائط بھی ہوتی ہیں ان سے تو خالی رہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

حال: صرف بندہ کی عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں دعا فرمائیں۔

تحقیق: دعا صرف معین ہے اصل طریقہ تعلیم پر ہے۔

حال: آپ کی تصنیفات خوب پڑھ چکا ہوں اور اب بھی مطالعہ کرتا ہوں۔

تحقیق: اس میں بھی وہی کلام ہے جو اعمال کے بارے اوپر گذرا۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

بیماری کے پوچھنے کے خط پر اجمالی تنبیہ

(تمہید نوٹ) ایک صاحب کا خط بیماری کے پوچھنے کے لئے آیا تھا ان کو جواب میں لکھا تھا کہ راوی کا نام

بتاؤ جس نے آپ کی پریشانی اور میرا کام بڑھایا۔ اول تو معمولی تغیر کی اطلاع کی کیا ضرورت تھی۔ پھر افاقہ کی بھی اطلاع کر دینا چاہئے تھا۔ اس کے بعد خط ذیل آیا جو جواب کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔

حَالؒ: آپ کا خط مبارک ملا حال واضح ہوا۔ بات یہ ہے کہ مولوی ...... صاحب نائب مہتمم فلاں مدرسہ تھانہ بھون تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے آکر انہوں نے یہ کہا کہ مولانا کو بخار آ گیا تھا اب آرام ہے۔ اگرچہ انہوں نے صحت کی خبر دے دی تھی مگر پھر بھی طبیعت کو سکون نہ ہوا اور طبیعت بے چین تھی اور یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح مولانا سے لکھ کر معلوم کروں کہ حضرت والا کا مزاج کیسا ہے۔ ان تکلیف دہ پہلوؤں پر میری بالکل نظر نہ تھی صرف فرط محبت کا خط باعث ہوئی۔

تَحْقِیق: اس کا تو مضائقہ نہیں مگر طریقہ اس کا یہ نہ تھا جو اختیار کیا گیا بلکہ اس پرچہ میں جتنا واقعہ مفصل لکھا گیا ہے بس اس طرح لکھ کر پوچھا جاتا کہ اب کیا کیفیت ہے تو مجھ کو کتنی سہولت ہوتی اور اس کے بغیر طبیعت پر اتنا بوجھ ہوا کہ شروع سے آخر تک کس طرح لکھوں نہ فرصت نہ قوت اور اجمال کو کافی نہ سمجھا اس لئے الجھن ہو کر راوی پر غصہ آیا۔ اب معلوم ہوا کہ ان پر غصہ کم آنا چاہئے تھا آپ پر زیادہ کرنا چاہئے تھا۔ راوی نے تو درد کے ساتھ درمان (دوا) بھی کر دیا۔ ان کی کیا خطا یہ بزرگی بلکہ گرگی آپ کی تھی کہ مختصر سوال لکھ کر بوجھ ڈالا اور نظر نہ ہونے کا جو عذر لکھا ہے واقعی صحیح ہے کیونکہ جب محبت کم ہوتی ہے تکلیف دہ پہلو پر نظر نہیں جاتی۔

(اس کے بعد دوسرا خط آیا جو ذیل میں جواب کے ساتھ درج ہے)

حَالؒ: آپ کا خط مبارک ملا اس کو کئی مرتبہ پڑھا۔ پڑھ کر عجیب حالت ہوئی اگر کاٹو تو بدن میں خون نہ نکلے۔ شاید پہلے کبھی ایسی خطا نہیں ہوئی۔ پریشانی کی وہ حالت ہے کہ مجھے کوئی ایسے الفاظ نہیں ملتے جو میری خستہ حالت کو بتانے والے ہوں۔ طبیعت تو یہ چاہتی تھی کہ اپنی سنگین خطا کی معافی اس طرح سے چاہوں کہ تھانہ بھون پہنچ کر اپنے حقیر سر کو آنجناب کے قدموں میں ڈال دوں تاکہ آنحضور کو جس درجہ کی تکلیف پہنچی اس سے دوگنی تکلیف اس نالائق کو پہنچ جائے اور گم شدہ عقل وتمیز انسانیت واپس آجائے اور آئندہ کے لئے سبق پتھر کی طرح ہو جائے اور جلدی سے معاملہ ختم ہو کر سکون حاصل ہو مگر کیا کروں مجبور ہوں۔ میری زندگی بھی کوئی زندگی ہوگی جبکہ آپ کو میری طرف سے تکلیف پہنچے۔ اگر آنحضرت نظر رحمت نہ فرمائیں گے تو یہ تو نہ دین کا رہا نہ دنیا کا۔ اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری بیہودہ اور تکلیف دہ حرکتوں کو معاف فرمائیں۔ آئندہ بے سوچے سمجھے ایسی تحریر نہ بھیجوں گا۔ میری بے ہودہ حرکتوں پر ہر ہر عضو گواہی دے رہا ہے اور خطا کا مقر ہے۔ اگر کوئی شخص مجھے غور سے دیکھے تو یہ

خیال کرے گا کہ شاید کسی غم کی وجہ سے عقل چھن گئی ہے۔ کسی کام میں طبیعت نہیں لگتی۔ ہر وقت آپ کی ناراضگی کا خیال قلب پر سوار ہے۔ نہ کھانے پینے میں لطف ہے نہ عبادت میں مزہ ہے۔ بس خطا وار ہوں۔ خطا کی ہاتھ باندھ کر معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: ماضی سے عذر اور مستقبل میں بیداری سب کا کفارہ ہوگیا۔ "فاستبشروا۔" (خوشخبری ہو)

(النور، شعبان ۱۳۵۶ھ)

بیداری میں یہ معلوم ہونا کہ شیخ پاس ہیں اور آفتاب کی سی روشنی ہے یہ مقصود نہیں محمود ہے

ایک اجازت یافتہ کا حال: میں جب مکان پر موجود تھا تو تہجد کے بعد ایک روز یہ کیفیت پیش آئی بیداری میں یہ معلوم ہوا کہ میں حضور والا کے پاس ہوں اور قلب مبارک ایک آفتاب کی طرح روشن ہے میرا قلب جناب والا کے قلب کے ساتھ مل کر تھوڑی دیر تک ایک عجیب وجود کی کمزوری کی کیفیت طاری رہی اس کے بعد سے یہ کیفیت پیدا نہیں ہوئی لیکن اس کا انتظار باقی ہے۔ اگر یہ خیال بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو کردیں حضور والا اس کے لئے دعا و توجہ فرمائیں۔

تحقیق: مبارک ہو ایسے احوال اگرچہ مقصود نہیں مگر پسندیدہ اور بعض اوقات مقصود میں مددگار ہوتے ہیں اگرچہ ہمیشہ نہ ہوں کبھی کبھی اور عطا ہو جانا بھی نعمت ہے۔

؎ در بزم عیش یک دو قدح نوش کن برد
یعنی طمع مدار وصال دوام را

(النور شعبان ۱۳۵۶ھ)

ترجمہ: "دور شراب کی محفل میں ایک دو پیالے پی اور چلتا بن یعنی ہمیشہ رہنے کی امید نہ رکھ۔"

اپنے امراض کا فیصلہ مربی (تربیت کرنے والے) سے کرالینا چاہئے

حال: اس احقر کو روحانی امراض اپنے اندر نظر آتے تھے ان کو وقتاً فوقتاً حضرت والا کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور علاج سے شفایاب ہوا۔ وہ امراض بدنظری، غلبۂ شہوت اور بے فکری وخود بینی ہیں۔ اب حضرت والا کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ کیا امراض کا نظر آنا اور اپنے آپ کو شفایاب سمجھنا ہی مرض تو نہیں ہے اگر ہے تو علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: اپنے سے زیادہ جاننے والے کو خصوصاً جو اپنا مربی اور مصلح ہے جو حالت پیش آئے اسے بتا کر اس سے فیصلہ کرایا جائے۔ یہی علاج ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

فیض صحبت کا اثر

حال: حضرت کے فیضان صحبت میں جو حقائق مجھ پر ظاہر ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔

① پہلی چیز ہر حال میں زبان و دل سے ذکر اللہ ② ہر کام میں دیانت اور تقویٰ کا لحاظ ③ بہت اچھے طریقے سے فرائض کے ادا کرنے کا اہتمام ④ کبیرہ صغیرہ دونوں قسم کے گناہوں سے بچنا۔ یہی چار باتیں خلاصہ معلوم ہوئیں اور انہیں کے اہتمام میں عمر گزارنا ہے۔

تحقیق: عین (بالکل) عرفان (پہچان) ہے لیکن متن کے درجہ میں ہے جو شرح کا محتاج ہے جیسا مشہور ہے کافیہ کافی است (کافیہ (عربی گرامر کی کتاب) کافی ہے) باقی دردسر ہے۔ یعنی شرح جامی کے ساتھ (جو کافی کی شرح ہے) اس شرح کی مثالیں پیش ہیں۔

❶ یہ حدیث النفس (جی کی بات) وکلام نفسی (ذہن میں کسی بات کو سوچنا) کے درجہ تک ہے اس کے ساتھ فکر کی ضرورت ہے۔ خواہ اپنی اصطلاح (سمجھ) میں اس کو ذکر کا ایک حصہ بنالیا جائے۔ قرآن مجید میں "یذکرون اللّٰہ" (اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والوں) کے بعد یتفکرون (فکر کرنے والے) بھی ہے۔

❷ ظاہرا بھی باطنا بھی "کما ورد التقوی ھھنا واشار صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی صدرہ" (تقویٰ اہتمام ظاہری اور باطنی دونوں طرح کرنا چاہئے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تقویٰ یہاں ہے اور آپ ﷺ نے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا)۔

❸ "مع التوابع من السنن والتطوعات لان الطاعات کلھا سو امیتہ فی لزوم ادا، حقوقھا." (فرائض کا اہتمام سنتوں اور نفلوں کے ساتھ کرنا چاہئے کیونکہ طاعات ادائے حوق کے لازم ہونے میں ساری برابر ہیں)

❹ "سواء کانت ظاھرۃ او باطنۃ لقولہ تعالیٰ وذروا ظاھرا الاثم وباطنہ ودخل فیھا الکبر والریاء وحب المال والجاہ وغیرھا من الرذائل ویتبع الاحتراز الاستغفار اذا صدر شیء منہ لا سیما حقوق العباد من الاموال والاعراض." (کبیرہ صغیرہ گناہوں سے بچنا ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے "گناہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح چھوڑ

دو" اس میں کبر، ریا، مال اور منصب کی محبت اور دوسرے رذائل شامل ہیں اور اس سے بچنے کے ساتھ جب کوئی گناہ ہو جائے تو استغفار کرنا چاہئے مالی اور جانی حقوق العباد ہیں)۔

اس تفصیل کے ساتھ ان کا سلوک کا خلاصہ ہونا صحیح ہے ورنہ سب آٹھ نو ہیں۔ "ولا مشاحة فی الاصطلاح ولکل اصطلاح وجهة." (اصطلاح میں کوئی انکار نہیں ہے اور ہر اصطلاح کی اپنی الگ وجہ ہے)۔

حَالؒ: باقی جوش و کیفیات مطلوب نہیں وارد ہوں تو بہتر۔ ورنہ جان بوجھ کر ان کے حصول کے درپے نہ ہو۔

تَحقِیق: بالکل صحیح ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اگر پسندیدہ کیفیات پیش آئیں (تو یہ) حق تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن پر شکر واجب ہے باقی ان کا پسندیدہ اور نفع پہنچانے والا ہونا شیخ کی تحقیق پر موقوف ہے لیکن ان سے محرومی یا عطا ہونے کے بعد پھر نہ ہونا (گم ہو جانا) عطا کے فقدان یہ بھی خاص مصالح (حکمتوں) کے اعتبار سے نعمت ہے اور یہ بھی شیخ کی رائے پر ہے۔

حَالؒ: حضرت میرے اس بیان کے بارے میں بتائیں کہ صحیح ہے یا نہیں۔

تَحقِیق: اگر چہ مجھ میں اتنی لیاقت (قابلیت) نہیں لیکن مشورہ کے درجہ میں حکم پورا کر دیا دعائے توفیق و ہدایت کا طالب ہوں۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

شمائم امدادیہ کا مطالعہ، یہ بھی ایک قسم کی صحبت ہے

حَالؒ: کل شمائم امدادیہ کا مطالعہ کیا تھا۔ رات بھر نیند میں وہی مضامین اور حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کا تصور بلا زیارت و رویت قائم رہا۔

تَحقِیق: یہ بھی ایک قسم کی صحبت ہے۔ رزق الله تعالٰی برکاتها۔

حَالؒ: حضرت کے ایک ملفوظ کے بقول ذکر میں جب کیفیت ہو تو اس کو غذا سمجھو اور جب نہ ہو تو اس کو دوا سمجھ کر کرو۔ اس لئے دوا ہی پینے کی باری ان دنوں زیادہ آتی ہے۔

تَحقِیق: "هدى الله تعالٰی لاکمل وانفع من هذا." (اللہ تعالیٰ اس زیادہ کامل اور نفع والی چیز کی طرف رہنمائی فرمائیں)۔

شیخ سے اہم کاموں میں مشورہ کرنا مناسب ہے

حَالؒ: (حضرت کے) جواب اقدس نے الحمدللہ بڑی شفا بخشی۔ "عسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم"

(شاید کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور تمہارے لئے بری ہو) اکثر مشاہدہ ہوتا رہتا ہے نہ بھی ہوا تو "واللّٰہ یعلم انتم لا تعلمون" (کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے) ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا علم اور اپنا جہل یقینی ہے پھر بھی یہ وسوسہ ہوتا رہا کہ آخر حضرت کی خدمت میں حاضری میں شر کیا ہو کتا تھا کہ "عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم" کا ایک عجیب راہ سے تجربہ ہو رہا ہے۔ ہفتہ دس دن ہوئے معلوم ہوا کہ ایک باغ بک رہا ہے دیکھا تو مکان کے بہت قریب اور بہت اچھی جگہ ہے۔ ہمارے ڈاکٹر عبدالعلی صاحب نے بھی دیکھتے ہی "عسی ا تکرھوا شیئا وھو خیر لکم" (کہ شاید کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے) کی آیت پڑھ دی۔ پرسوں آٹھ ہزار پر بیعانہ بھی ہوگیا۔ پھر سوال ہوا کہ حضرت کی خدمت میں حاضری کے مقابلہ میں یہ دنیوی نفع خیر کیسے ہوسکتا ہے۔ اس کا جواب کچھ یہ سمجھ میں آیا کہ نقد روپیہ قلب کے لئے خصوصاً اس زمانہ میں بہت پریشانی کا سبب ہو رہا تھا اور دل کی پریشانی کا نقصان ظاہر ہے۔ کیا عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیر کے ظہور کے لئے یہ عذر لنگ (بے کار بہانہ) پیدا فرما دیا ہو۔

تحقیق: یہ مصلحت (حکمت) بھی ہوسکتی ہے اور "ما اوتیتم من العلم الا قلیلا" (کہ تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے) کی وجہ سے جو حکمتیں معلوم نہیں ہیں ان حکمتوں سے جو معلوم ہیں کیفیت و مقدار میں بہت زیادہ ہیں جن کا نتیجہ یقینی طور پر آخرت ہی میں نظر آئے گا۔ یہ تو اس کا جواب ہے کہ دنیوی مقصود میں دینی مقصود سے زیادہ کیا خیر ہوسکتی ہے۔ اب اس کا جواب اور تلاش کیا جا سکتا ہے کہ یہاں آنے میں کس شر کا احتمال تھا تو اس کا جواب مدت ہوئی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا عملاً دے چکی ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کا پیام بھیجا اس پر وہ جواب دیتی ہیں کہ "استشیر" یعنی "استخبر ربی" (کہ میں اپنے رب سے استخارہ کروں گی) یہاں کیا تردد تھا کہ استخارہ کا اہتمام کیا۔

حال: عذر لنگ (بیکار بہانہ) اس لئے کہ بفضلہٖ درد وغیرہ کی تکلیف زیادہ نہیں رہی۔ لیکن چونکہ پاؤں کا معاملہ ہے۔ انگلی کا ورم بس ایک حالت پر تقریباً ٹھہر گیا ہے جس سے ابھی تک نہ جوتا پہن سکتا ہوں نہ زیادہ چل پھر سکتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب پاؤں کی چوٹ میں نہ چلنے ہی کی زیادہ احتیاط کی تاکید فرما رہے ہیں۔ واللہ اعلم لیکن حضرت اب جی یہ چاہتا رہتا ہے کہ نہ کوئی سوال ہو نہ جواب نہ ارادہ نہ مراد بس بید الغسال (مردہ بدست زندہ) کا حال ہو۔ لیکن فطرت (عادت) کچھ ایسی ہے کہ سب کچھ سمجھنے کے باوجود نہ ارادہ سے باز آتی ہے اور نہ قلب خطرات (وساوس، خیالات) سے رکتا ہے۔

تحقیق: یہی تو مجاہدہ ہے جس میں ہر وقت اپنے علم کی کمی و عمل کی کمزوری کا مشاہدہ ہے۔

حَال: حضرت نے اپنی انتہائی شفقت سے آزمائش پر وعدوں کی احادیث نقل فرمائیں ان میں "اذا احب قوما ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضی ومن سخط فلہ السخط" (جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو آزمائش میں ڈالتے ہیں جو اس پر راضی ہو جاتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جو اس پر ناراض ہو جاتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے) کو کبھی کبھی اپنی کیفیت ناراضگی ہی کی محسوس ہوتی ہے یعنی غصہ سا معلوم ہوتا ہے حضرت اس کا کچھ علاج بھی تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اس سلوک کے راستے میں مرض کو مرض سمجھنا ایک یہ بھی علاج ہے اور اس سے زیادہ سوءظن بنفسہ اپنے بارے میں بدظن ہونا یہ ہے کہ غیر مرض کو مرض سمجھ کر اپنی کمی کا استحضار اور اس پر زبان سے کہہ کر یا عمل سے استغفار کیا جائے اور میری رائے میں یہاں یہی ہے کیونکہ یہ ناراضگی ہی نہیں ناراضگی کی صورت اور اس کے مشابہ ہے۔ جیسا کہ آپ نے کہا کہ غصہ سا جس کی حقیقت یہ ہے کہ اعتقادی ناراضگی نہیں ورنہ اس کا غم نہ ہوتا اور طبعی ناراضگی گناہ نہیں۔

حَال: اور دعا بھی (فرمائیں) کہ نفس کے ارادوں سے نجات پاؤں۔ اگرچہ یہ بھی نفس ہی کی مراد معلوم ہوتی ہے مگر اب کسی طرح ہو قلب کی راحت کی بے حد طلب ہے۔ اور خلاف طبع باتوں کی برداشت نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسی کشمکش میں دعا کا صیغہ زیادہ ادب کا حدیث سے یہ ثابت ہے "اللھم خرلی واختر لی مع العافیۃ" میں بھی دعا کرتا ہوں۔

حَال: باغ خرید رہا ہوں استخارہ بھی کر لیا ہے۔ روپیہ ٹھکانے لگ جانے سے کچھ یکسوئی کی بھی امید ہوتی ہے۔ پھر بھی ساتھ ہی اس سے بھی ڈر رہا ہوں کہ اس کے انتظام کی بدولت یہ نہ پیش آئے کہ ایک نیا دردسر خرید لیا۔

تحقیق: اس کو بھی اسی دعا میں شامل کر لیا جائے۔

حَال: حضرت دعا فرمائیں کہ آسانی و برکت عطا ہو۔

تحقیق: دل سے دعا ہے۔ (النور محرم ۱۳۶۲ھ)

اچھی صفات کے اپنا اور بری صفات میں سے جس مرض کا احساس ہو طبیب کے مشورہ سے شروع کیا جاوے

حَال: اب دل میں خلش یہ ہے کہ اس کے چھوڑنے کا کام کس نہج اور کس ترتیب سے شروع کیا جائے کہ "الاھم فالاھم" (پہلے جو اہم ہے اس کو کیا جائے پھر اس کے بعد جو اہم ہو اس کو کیا جائے) کے اصول کے

مطابق ہو اب اس کے لئے حضرت ہی کی خدمت بابرکت میں درخواست ہے کہ میرے لئے میری صلاحیت و ناقص استعداد کے پیش نظر کوئی طریقہ متعین فرمایا جائے۔

تحقیق: اگرچہ بعض اکابر نے (جیسے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فی منہاج العابدین) اس میں کچھ ترتیب کی بھی رعایت فرمائی ہے مگر ممکن ہے کہ وہ ان کے اجتہاد کے مطابق اکثر ہوتا ہو اور اس وقت تجربہ سے اکثر ہونا بھی نہیں رہا اور میرے ذوق میں تو کبھی بھی اکثر نہیں ہوا بلکہ شریعت کے دوسری گنجائشوں اور آسانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علاج طبیب یا مریض کو ایسے قیدوں کا پابند نہیں کیا گیا بلکہ میرے تجربہ میں چلنے کا راستہ ہی رہا کہ جس وقت جس مرض کا احساس ہوا "ھذا یختلف باختلاف الاحوال والرجال کما فی الطب الجسمانی" (یہ لوگوں اور حالات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ جسمانی طب میں ہوتا ہے) اسی وقت طبیب سے مشورہ کر لیا گیا۔ اور اس مشورہ پر عمل کر کے علاج کر لیا گیا اور اس علاج کے نافع اور موثر ہونے کے لئے کسی دوسرے مرض کا رہنا مانع (رکاوٹ) نہیں ہوتا۔ "وبھذا یتمیز ھذا الطب من الطب الجسمانی" (اس طرح یہ طب روحانی طب جسمانی سے الگ ہو جاتا ہے) اور یہ حق تعالیٰ کی نعمت ہے "اللھم الا قلیلا واذا وقع یراعیہ الطبیب" (بہت کم اس کے خلاف ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا ہے تو طبیب اس کی رعایت کرتا ہے) امید کہ جواب ہو گیا ہوگا۔ والسلام

پیر سے دعا طلبی مستحسن (اچھی بات) ہے

حال: خادمہ اپنی اصلاح ظاہر و باطن، فلاح دارین حسن خاتمہ، شوہر صاحب کی اصلاح وفلاح وصحت چشم عشق و محبت رب العلمین، فہم سلیم، عمل صالح کی توفیق، حج مبرور، وسیع مبارک، گھر وسعت، رزق حلال، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں شامل ہونے اور آپ کی خدمت میں فیوض و برکات کے ساتھ نصیب ہونے کے لئے عاجزی سے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔ والسلام مع الاکرام۔

تحقیق: آخری دعا کے علاوہ سب مقاصد کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آخری دعا میں دونوں کے لئے خیر اور شر مشکوک ہے اس لئے یہ دعا خلاف ادب ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

دوسرا باب

اخلاق حمیدہ کے بیان

روحانی امراض کا علاج

حَالؒ: یہ تو جسمانی امراض کی حالت ہے۔ رہے روحانی امراض ان کی حالت جسمانی امراض سے بھی بدتر ہے جسمانی امراض کا اہتمام تو ہے امراض روحانی کے بارے میں یہ بھی نہیں ہے۔ اگر اسی حالت میں خاتمہ ہوگیا تو ''خسر الدنیا والاخرة'' (دنیا و آخرت میں نقصان ہو جائے گا) مجھے آپ کی دعا اور توجہ کی سخت ضرورت ہے جس وقت یاد آ جائے میرے لئے دعا فرما دیا کیجئے۔ جب میں اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو خوب روتا ہوں مگر کیا نتیجہ۔ ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھ لیتا ہوں اور بارہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ دو مختلف جلسوں میں عام طریقے سے پورا کر لیتا ہوں۔ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھتا ہوں۔ مغرب کے بعد چار نفلیں زائد پڑھ لیتا ہوں۔ عشا کے بعد چار نفلیں بہ نیت تہجد پڑھ لیتا ہوں۔ اس وقت کل یہ معمول ہے۔ اطلاعا پیش خدمت ہے۔

تحقیقؒ: روحانی امراض کا جس طرح ایک علاج اختیاری ہے اور اس میں اہتمام کی ضرورت ہے۔ دوسرا علاج غیر اختیاری بھی ہے یعنی سقم یا ہم یا غم اگر چہ طاعات غیر واجبہ ہیں مقدار کے اعتبار سے یا طاعات واجبہ میں کیفیت کے اعتبار سے کچھ کمی یا رکاوٹ ہو جائے تب بھی باطنی نفع اس کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے اگر چہ تکلیف کے غلبہ سے یا ادراک (سمجھ) کی کمی سے اس وقت محسوس نہ ہوگی مگر نتیجہ تو اسی وقت اور احساس بعد میں ہوتا ہے۔ اب اس کا غم نہ کیجئے اور اگر غم کو ختم کرنے پر قدرت نہ ہو تو پھر یہ غم بھی علاج ہے۔ باقی دعا میں اس جزو کو بھی شامل کر دیا ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

طبعی محبت بری نہیں

حَالؒ: اللہ تعالیٰ امتحان میں نہ ڈالیں مگر (میری حالت ایسی ہے کہ مجھے) معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جائز دس روپیہ کے مقابلہ میں ناجائز دس ہزار ملیں تو ناجائز کی طرف بفضلہ تعالیٰ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں اگر چہ میری حالت تو ناگفتہ (بیان کے قابل نہیں ہے) ہے مگر حضرت کی برکت تو ہر کام میں اس ناچیز کو صاف صاف نظر آ رہی ہے۔

جہاں شریعت عقل اور مروت تقاضا کریں وہاں خوشی خوشی خرچ کرتا ہوں۔ ہر ایک کی حق تلفی سے بچتا ہوں اور کوئی کچھ ادھار لے لے اور واپس ملنے کی امید نہ ہوتو سچے دل سے معاف کر دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدایا اس پر رحم فرمائیں اور قیامت میں میری وجہ سے پکڑ نہ فرمائیں مگر چند باتوں سے مال کی محبت کا شبہ ہے مثلاً ایک دوکان سے کوئی چیز خریدوں اور دوسری میں وہی چیز سستی نکلے یا کوئی دھوکہ سے ایک دو پیسے ہی زیادہ لے لے تو واپس تو نہیں کرتا مگر رنج کافی ہوتا ہے۔ یا جس وقت تنخواہ آئے یا کسی ماہ خرچ کرنے کے بعد کچھ زیادہ بچ جائیں یا کوئی چیز سستی ملے تو دل میں خوشی ہوتی ہے حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ اس ناچیز میں محبت مال کا مرض تو نہیں اگر ہوتو اصلاح کس طرح ہو۔

تحقیق: یہ محبت بری نہیں اتنی محبت طبعی ہے اور اس میں حکمتیں ہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

حدیث ”اُعْبُدُاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ“ (اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو) کا صحیح مطلب

سُؤال: (الف) جو بندہ کے دل میں نماز میں جو وسوسہ آتا ہے۔ اکثر تو بلا اختیار لگا رہتا ہے پھر جب معلوم کر لیتا ہوں اس سے توجہ ہٹا لیتا ہوں۔ پھر کچھ دیر کے بعد وسوسہ ہو جاتا ہے پھر معلوم ہوا تو اس سے توجہ ہٹا لیتا ہوں) اس طرح سے اکثر اوقات گذرتا ہے اور بعض وقت اختیار سے بھی ہو جاتا ہے یعنی جب کوئی بات دل میں آئی دل کو اس اس سے سنبھال نہ سکا بار بار دل اس طرف رجوع ہو جاتا ہے۔

(ب) دوسرے یہ کہ حدیث ”اعبداللّٰہ کانک ترہ“ الحدیث (اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو) کا مطلب گندہ کی سمجھ میں یہ آیا کہ تم خدا کی عبادت اس طریقہ سے کرو کہ تم خدا کو دیکھتے ہو۔ میرے جناب! میں خدا کو کس طرح سے دیکھوں خدا تو ہمارے دیکھنے سے پاک ہے اور چہرہ وصورت سے بھی پاک ہے جس کو میں تصور کر سکتا ہوں جیسا کہ حاکم کے اجلاس وغیرہ میں حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر سامنے بات کی جاتی ہے اور عرض کیا جاتا ہے تو اس خیال میں تو یہ اشکال ہے اور اگر یہ خیال دل میں نہ آئے کہ یہی تو خدا ہے ہمارے سامنے موجود ہے ہم کو دیکھتا ہے کہ کیا کرتا ہوں اور کیا کہتا ہوں (دیکھتا سنتا ہے) تب خدا کی رغبت اور ہیبت دل میں نہیں آتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ خلوص کے معنی بندہ کی سمجھ میں یہ آیا کہ سرافگندہ جو خدا کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اس میں خدا کے علاوہ کسی قسم کا کوئی خیال اور کسی طرح کی بات کوئی اور صورت کا خدشہ دل میں نہ آئے۔ بس میں ہوں اور

خدا ہے گویا کہ دنیا میں اب کوئی اور کچھ نہیں ہے۔ بندہ کے حال پر کرم کر کے نور اصلاح سے منور فرمائیں۔

تحقیق:

(الف) بندہ اپنے اختیار کی حد تک کا مکلّف ہے اور اختیار اتنا ہے کہ حدیث النفس کو قصد و ارادہ سے نہ لائے اور جب بغیر قصد و ارادہ آجاوے اس کو دفع کر دے اور دفع کی سہل صورت یہ ہے کہ کسی دوسری ایسی چیز کی طرف متوجہ ہو جائے جس کا عبادت سے تعلق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ ذات حق کی طرف متوجہ ہو جائے خواہ تصور کے درجہ میں خواہ ہو کسی تصدیق کے درجہ میں ہو۔۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

دوسرے یہ کہ حساب و کتاب کے آنے والے وقت کو مثل موجود کی طرح فرض کر لیا جائے کہ گویا میں حق تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ عبادت مطلوبہ کا نمونہ پیش کرو۔ وہ اگر پسند کے مطابق ہوئی تو حساب میں رعایت کا سبب ہو جائے گی۔

تیسرے یہ کہ فرض کر لے کہ یہ گویا بالکل آخری نماز ہے شاید اس کے بعد عمر ختم ہو جائے اور پھر نماز نصیب نہ ہو۔

چوتھے یہ کہ خانہ کعبہ گویا میرے سامنے ہے اور اس پر تجلیات نازل ہو رہی ہیں اور اس سے وہ تجلیات میری طرف آرہی ہیں۔ جتنی اچھی نماز پڑھوں گا وہ تجلیات زیادہ آئیں گی۔

پانچویں یہ کہ منہ سے جو الفاظ نکلتے ہیں ان کی طرف توجہ رکھے خواہ معانی کے تصور کے بغیر خواہ معانی کے تصور کے ساتھ اور اس توجہ کی سہل صورت یہ ہے کہ کوئی لفظ یاد سے نہ بڑھے بلکہ مستقل ارادہ سے بڑھے یا شیخ کامل اور کسی ایسی چیز کا تصور تجویز کر دے اس کا استعمال کرے۔

ان تدابیر سے وہ وساوس جو بلا اختیار آئے تھے دفع ہو جائیں گے اور شروع شروع جب تک اس طریقہ کی مشق نہ ہوگی کبھی کبھی یہ تصورات زائل اور وساوس پھر حاضر ہو جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب معلوم ہو فوراً اس توجہ کو دوبارہ کر لیا جائے۔ آہستہ آہستہ عبادت کی طرف توجہ کو رسوخ ہو جائے گا اور اگر اس رسوخ میں دیر ہو گھبرائے نہیں اس عمل کو جاری رکھے کیونکہ یہ رسوخ کا مکلّف نہیں عمل کا مکلّف ہے۔ حتیٰ کہ اگر عمر بھر بھی رسوخ نہ ہو تو مقصود میں کوئی خلل نہیں کمال عبادت اور اجر اور قرب میں ذرا کمی نہ ہوگی۔

(ب) یہ مطلب نہیں کہ تم یہ تصور کرو کہ میں خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہوں تاکہ یہ اشکالات لازم آئیں اگر یہ مطلب ہوتا تو حدیث کی عبارت یوں ہوتی "ان تعبد اللّٰہ وتقد رانک تراہ" (کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور ایسا کر

سکتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو) مگر عبارت یہ ہے "ان تعبداللّٰه كانك تراه" (کہ اللہ تعالیٰ کی عبارت اسی طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو) اور کان تشبیہ کے لئے ہوتا ہے تو معنی یہ ہوئے "ان تعبداللّٰه حال كونك مشابها بانك تراه" یعنی گو تم خدا تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتے اگر فرض کیا جائے کہ تم خدا تعالیٰ کو حقیقت میں دیکھتے تو اس وقت عبادت کیسی کرتے ظاہر ہے کہ نہایت مکمل عبادت کرتے اور عبادت کے پورے حقوق ادا کرتے جیسا کہ حاکم کو دیکھنے کا طبعی تقاضا ہے۔ بس اب نہ دیکھنے کی حالت میں بھی اسی حالت کی طرح عبادت کرو۔

اب ایک اشکال تھا کہ جب خدا کو ہم دیکھتے نہیں تو دیکھنے کی طرح عبادت کیسے ہوسکتی ہے۔ وہ تو اسی حالت کے ساتھ خاص ہے (اس لئے) آگے اس حک کی ایک علت (وجہ) بیان فرما کر جواب دے دیا کہ ایسی مکمل عبادت صرف حاکم کو دیکھنے ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حاکم کو دیکھنے والی حالت اور دوسری حالت دونوں حالتوں کو شامل ہے اور دوسری حالت یہ ہے کہ حاکم تم کو دیکھتا ہے تب بھی ایسی ہی عبادت ہوگی۔ چنانچہ مشاہدہ گواہ ہے کہ اگر حاکم کسی کام کا حکم دے اور خود ایسی جگہ کھڑا ہو کہ کام کرنے والا تو اس کو نہ دیکھے اور وہ اس کو دیکھے اور اس کے دیکھنے کی اس کو خبر بھی ہو تب بھی ایسا ہی کام کرے گا اس جواب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے فائے علت (اگرامر کا ایک اصول ہے) کے ساتھ فرمایا۔ "فان لم تكن تراه فانه يراك" یعنی ایسی عبادت کا حکم جو حاکم کے سیکھنے کی حالت کی طرح ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور عمل کو مکمل کرنے اور حقوق کو ادا کرنے اس کے سیکھنے کا اثر بھی وہی ہے اس پہلی حالت کا۔

اب سوال کے اشکالات میں سے ایک اشکال بھی باقی نہیں رہتا سوال میں جس خیال کو رغبت و رہبت (شوق وخوف) کی شرط ٹھہرایا ہے یہ اس کے خلاف بھی نہیں ہوا بلکہ یہ وہی خیال ہے جس کو جواب میں پہلی صورت قرار دی گئی ہے۔ اسی طرح سوال میں جو خلوص کی تفسیر کی ہے وہ بھی یہی پہلی صورت ہے کچھ عنوان کے اختلاف سے اور اصل اس کا عنوان حسان ہے جو اخلاص کا ہم معنی ہے یعنی نیکو کردن عبادت۔ کیونکہ اخلاص یہی نیکو کردن اور کامل گزاردن ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

جسمانی کمزوری کی وجہ سے ہمیشگی کا نہ ہونا

حال: میرا تباہ حال یہ ہے کہ مختصر سے مختصر ذکر کا معمول رکھا تھا اس پر بھی ہمیشگی نہیں ہوتی۔ جماعت کی نماز میں بھی اکثر مسبوق (جس کی کوئی رکعت امام کے ساتھ نہ ہو) ہونے کی نوبت آتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے تو آئندہ

کے لئے احتیاط کا عزم کر لیتا ہوں۔ مگر پھر بھی جس دینی یا دنیوی مشغلہ میں ہوتا ہے اس کو فوراً چھوڑ دینے اور جماعت اور تکبیر اولیٰ کی طرف جلدی کرنے میں غفلت ہوتی ہے۔ جانتا ہوں کہ تصور اختیاری ہے اور اختیار کے استعمال کرنے کی کوشش بھی کچھ کرتا ہوں مگر غفلت سب پر غالب آ جاتی ہے۔ آخر شب کے نوافل تو مدت سے وقت پر نہیں ہوتیں۔ صبح کو اشراق کی نماز کے ساتھ قضا کرتا ہوں۔

ع نتواں نہفتن درد از طبیبان

(کہ ہم طبیبوں سے اپنا درد چھپا نہیں سکتے)

میرا وجود اگر میرے لئے ہی باعث ننگ ہوتا تو اتنا فکر نہ ہوتا مگر شرم اس کی آتی ہے کہ حضرت والا کی غلامی کی نسبت لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ جی چاہا ہے کہ کوئی اس نسبت کو نہ سنتا تو اچھا ہوتا اس لئے دعا و ہمت کا بہت زیادہ محتاج ہوں۔

تحقیق: اس کا سبب جسمانی کمزوری ہے جس کا اثر عزم پر طبعاً ہوتا ہے جس میں ایک ایک قسم کی غیر اختیاریت کا بھی درجہ ہے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے درجہ مطلوبہ بھی حاصل ہو جائے گا۔ حقیقۃً یعنی ہو جائے گا یا حکماً یعنی اجراً و اثراً یہ حالت ضعفاء کو اکثر پیش آتی ہے۔ لیکن ؎

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد ❁ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

چلنے سے نہ رکیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ)

اہلِ قبر سے فیض کی قسمیں

حال: ایک بات تحقیق کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ قبر والوں سے فیض وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جن کو کشف ہوتا ہے یا مجھ جیسا کورا بھی حاصل کر سکتا ہے اور اگر مجھ جیسا کورا حاصل کر سکتا ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے۔

تحقیق: فیض دو (قسم کے) ہیں ایک تعلیم کا ہے۔ ایک تقویت نسبت کا ہے۔ پھر ایک فیض ہے۔ اور ایک فیض کا ادراک پھر ایک کا ادراک قوی ہے ایک آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ یہ کئی صورتیں ہو گئیں۔ فیض تعلیم تو اہل کشف کے ساتھ خاص ہے مگر وہ تعلیم ضروری تربیت کے لئے کافی نہیں اور نسبت کو قوت دینے والا فیض اہل کشف کے ساتھ خاص نہیں۔ غیر اہل کشف کو بھی ہو جاتا ہے۔ اتنا فرق ہے کہ اہل کشف کو اس کا ادراک فوری ہوتا ہے اور غیر اہل کشف کو آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ فیض جب تک اعمال کو ہمیشہ باقی رکھ کر اس کو باقی رکھنے کا اہتمام نہ کیا جائے باقی نہیں رہتا ہے۔ پھر اس آہستہ آہستہ ہونے میں بھی فرق ہے۔ بعض کو فطرتاً (پیدائشی طور پر) یا

شغل کو ہمیشہ پابندی سے کرتے رہنے کی جوہ سے خیالات کی یکسوئی اور فکروں کا نہ ہونا حاصل ہو جاتا ہے جو جلدی ادراک ہونے میں مددگار ہوتا ہے اور بعض خیالات کا یکسو نہ ہونا غالب ہوتا ہے جو جلدی ادراک ہونے میں رکاوٹ ہوتا ہے۔

طریقہ اس کا سب کے لئے یہ ہے کہ قبر کے قریب بیٹھ کر اپنی اور میت کی روح کا تصور کرے اور دونوں کا ملنا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ اس ملنے سے فلاں کیفیت مثلاً محبت یا خشیت وغیرہ میت کی روح سے میری روح پر فائض ہو رہی ہے۔ اگر شروع شروع میں جی نہ لگے تنگ نہ ہو۔ تھوڑی دیر میں یکسوئی حاصل ہوگی اور نفع ہوگا اور اس مراقبہ سے پہلے ایصال ثواب شرط نہیں۔ لیکن اگر ایسا بھی کرے تو اس میت کا نفع بھی ہے جس سے نفع لینا چاہتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿هل جزاء الاحسان الا الاحسان﴾ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے) مگر یہ تب ہی ہوگا جب وہ نسبت پہلے سے حاصل ہو۔ اس میں قوت ہو جائے گی۔ باقی صرف نسبت یہ اعمال یا صحبت احیا (زندہ لوگوں یعنی اللہ والوں کی صحبت) سے حاصل ہوتی ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ)

مبتدی کے لئے اسباب کے ساتھ کام کرنا زیادہ مناسب ہے

حَالؔ: حضور جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو احقر کی حالت دو قسم کی ہوتی ہے۔ کبھی تو بغیر اسباب کے اختیار کئے ہوئے توکلاً علی اللہ (اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر) اس کام کو کر ڈالا اور اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ الحمد للہ کام طبیعت کے موافق ہوتا ہے۔ مگر یہ اس وقت جبکہ طبیعت کے اندر قوت ہوتی ہے۔ تذبذب (تردد و شک) نہیں ہوتا اطمینان ہوتا ہے۔ اسباب اختیار کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ جب ضعف ہوتا ہے اور قوت قلب خیال کے دفع پر قادر نہیں ہوتی دل میں دھکڑ پکڑ رہتی ہے تو ایسی صورت میں ظاہری اسباب کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔

بہرحال اسباب کو اختیار کر کے توکل کرنا چاہئے۔ یا وقتی حال پر عمل کر لینا چاہئے۔ کبھی قلب میں ایسی قوت ہوتی ہے بلکہ اکثر اوقات کہ بدوں اسباب کے بغیر اللہ تعالیٰ ہی پر نظر رہتی ہے ان پر توکل اور الحمد للہ کام بھی حسب منشا ضرور ہو جاتا ہے۔ بارہا کا تجربہ ہے الحمد للہ کبھی خلاف نہ ہوا بلکہ کبھی اسباب کو اختیار کر کے توکل کیا تب خلاف طبیعت ہوا۔ تو کیا حضور خادم کی دل کی قوت کی حالت میں مستحب توکل بغیر اسباب والا کر لیا کرے اور دل کی کمزوری کی حالت میں اسباب اختیار کرنے والا توکل کر لیا کرے۔

تحقیق: ہم جیسے مبتدیوں کے لئے اسباب ہی کے ساتھ عمل کرنا زیادہ مناسب ہے اور اس تفصیل پر عمل کرنا کہ قوت قلب کے وقت اسباب کو اختیار نہ کیا جائے اور ضعف کے وقت اسباب کو اختیار کیا جائے۔ یہ خود قلب کو پریشان کرنے والا ہے کہ ہر موقع پر سوچا کریں کہ اس وقت قلب میں قوت ہے یا ضعف ہے مبتدی کو پریشانی خود نقصان پہنچانے والی ہے اور کبھی اس (قوت وضعف) کا فیصلہ سوچ کا محتاج ہوگا اس وقت زیادہ پریشانی ہوگی اور کبھی اس میں غلطی ہوگی جو بعد میں ظاہر ہوئی تو اس وقت تاسف افسوس کا غلبہ ہوگا۔ جو پریشانی سے بھی زیادہ نقصان دینے والی ہے۔ کبھی ترک اسباب اور پھر کامیابی سے عجب پیدا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ نقصان دہ ہے تو صرف ایک غیر ضروری بات کو استعمال کرنے میں ان سب سے امن ہے اور ساتھ ہی اپنے عجز وضعف محتاجگی کا مشاہدہ ہے۔ جو طریق میں مطلوب بھی ہے اور مفید بھی ہے۔ لیکن اہل تمکین واہل رسوخ کے لئے دوسرے احکام ہیں۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

رضا الٰہی معلوم کرنے کی صورت

حال: پس ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی حقیقی رضا معلوم کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

تحقیق: اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور اس وعدہ کی شرائط کا ہونا اور اس کے ساتھ اس خشیت کا ہونا جو مومن کے لئے لازم ہے۔ اس کی دو وجہ ہیں ایک تو آئندہ میں یہ احتمال کہ شاید کوئی اختیاری کوتاہی ہو جائے۔ دوسرے کہ شاید کوئی اختیاری کوتاہی فی الحال ہوگئی ہو جس کا علم بھی توجہ کرنے سے ہو سکتا تھا اور توجہ کرنے میں بھی کوتاہی ہوئی ہو کہ یہ بھی اختیاری ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

تخلیہ کاملہ (بری صفات کو پوری طرح ختم کرنے) سے تجلیہ (اچھی صفات کا حصول) بھی ہوتا ہے

حال: چونکہ ان حضرات کے تربیت کے طریقے سے اہتمام صرف تخلیہ (بری صفات کے ختم کرنے) کا معلوم ہوتا ہے اس لئے کبھی کبھی دل میں یہ وسوسہ بھی ہوتا ہے کہ یہ سلوک کیسے طے کرانے ہوں گے اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: شیوخ مجتہد ہوتے ہیں ان کی یہی رائے ہے کہ تخلیہ کاملہ سے تجلیہ بھی ہو جاتا ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

تصوف میں پیش آنے والی باتوں کا نقشہ

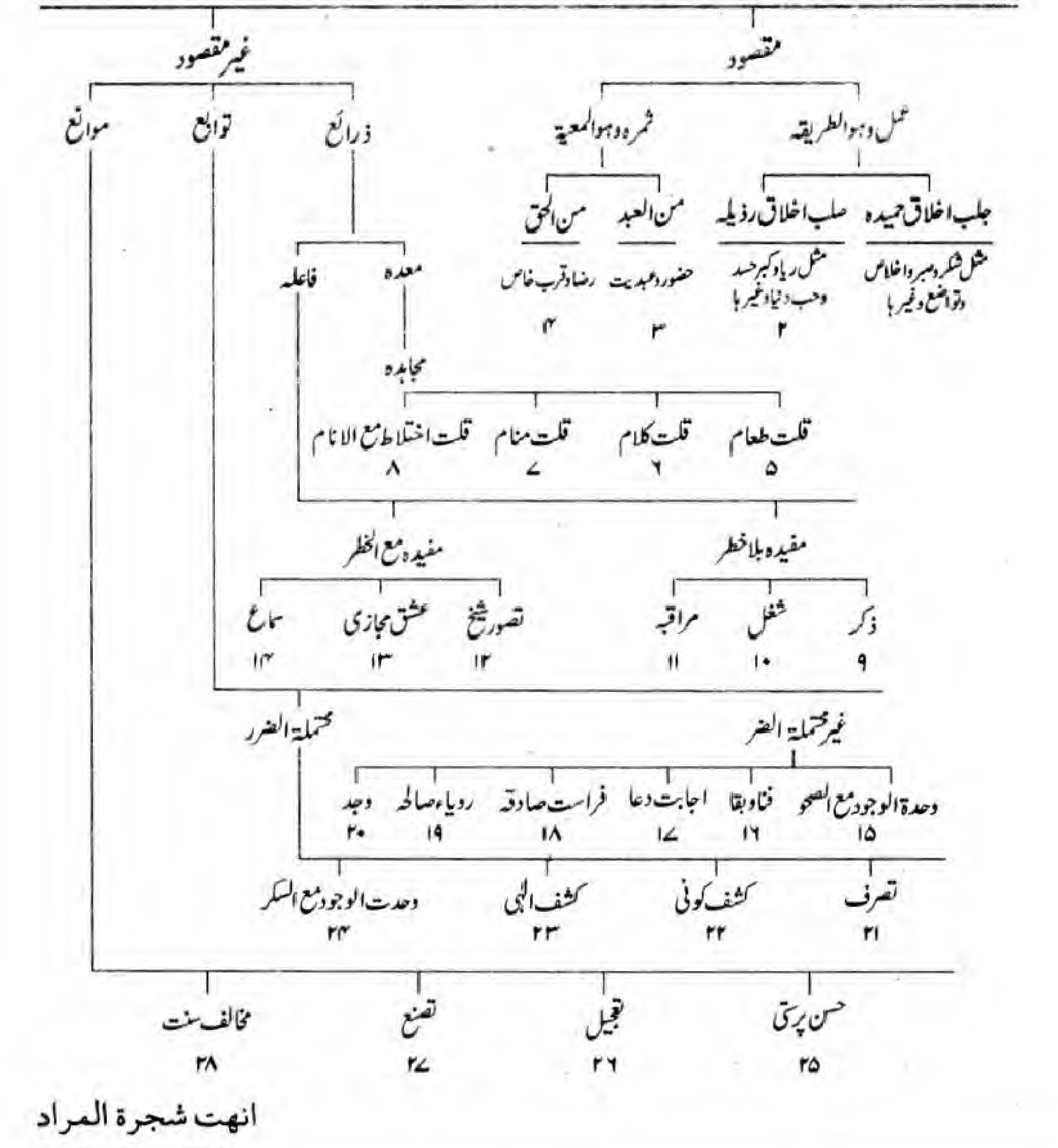
ملفوظ (ملقب بہ شجرۃ المراد۔ ۱۲) ضبط کردہ مولوی اسحٰق علی صاحب کانپوری در ۱۳۱۲ھ تقریباً۔ نافع اور جامع

مسجد کو نقل کیا گیا۔ روزے حضرت اقدس مولائی و استاذی مولوی اشرف علی صاحب بعض احباب خاص را بردہ لسکدہ خود مدعو کردند و خلاصہ راہ سلوک یعنی تصوف بیان فرمودند۔ خاکسار ہم حاضر بود در اثنائے بیان تقریر جناب ممدوح را برائے اختصار بصورت ذیل نگاشت۔

نوٹ: اس صورت میں صاحب ملفوظ نے تصرف کر کے زیادہ سہل کر دیا۔

وہ باتیں جن کے بارے میں فن تصوف میں بحث کی جاتی ہے

امور مبحوث عنہا فی التصوف



انهت شجرة المراد

اسبابِ دینیہ کو ترک کرنا توکل نہیں

حَال: حضرت والا! بحمد اللہ (میری حالت یہ ہے کہ) جس شخص سے مجھے حسد ہوا اس سے ملاقات کے وقت میں سلام کرنے میں پہلے ہی سے نہیں رکتا ہوں آئندہ حسب ارشاد حضرت اقدس ایسے موقع پر جبکہ محسود (جس شخص پر حسد ہے) کی ترقی کا تذکرہ ہوتا ہو بیٹھا کروں گا اور اس کے لئے ترقی کی دعا کرتا رہوں گا۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ نفع فرمائے انشاء اللہ تعالیٰ او رنافع ہوگا۔

حَال: دوسری بات ایک دن بندہ موٹر میں سوار جا رہا تھا کہ ایک جگہ موٹر ایک طرف کو زیادہ ٹیڑھی ہوکر قریب الٹنے کے ہوگئی اور موٹر ڈرائیور نے واپس پیچھے لاکر دوسرے راستہ پر چلانا چاہا مگر بار بار چلاتا اور موٹر واپس کرتا گویا رک گئی۔ آگے جگہ اونچی تھی بہت سواریاں تھیں میں بہت گھبرایا اور اترنا شروع کیا بلکہ بہت کوشش کی مگر دروازہ نہ کھل سکا اس خیال سے کہ شاید پھر الٹ جائے مگر باقی سب لوگ اطمینان سے بیٹھے رہے۔ اور مجھے برا بھلا کہنے لگے کہ خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے جو تقدیر میں لکھا ہے ہوکر رہے گا افسوس تم دیندار معلوم ہوتے ہو۔ جس پر میں بہت ہی نادم ہوا۔ حالانکہ میرا تقدیر پر پورا ایمان ہے اور حضرت علی کے مواعظ میں متعدد جگہ آیت کریمہ ﴿ ما اصابکم ...... بما اتکم ﴾ کی تفسیر اچھی طرح سمجھ چکا ہوں اور اسی خیال سے کتاب اکسیر فی اثبات التقدیر کا مطالعہ بھی کر چکا ہوں اور ایسے ہی معمولی سے خطرہ پر پریشان ہو جاتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں توکل نہیں ہے صرف اسباب پر ہی نظر ہے۔ مسبب پر نظر نہیں ہے۔ حضرت والا اس معصیت سے بچنے کا علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: نہ یہ گناہ ہے نہ توکل کے خلاف ہے کیونکہ توکل کی حقیقت نظر ہٹانا اور یہ نظر ہٹانا اعتقادا تو فرض ہے اور خیالی اسباب کو چھوڑنے میں جتنا برداشت کے قابل ہو مستحب ہے۔ اور جو اسباب عادۃً یقینی یا یقینی کی طرح ہیں ان کا ترک کرنا اہل حال کے علاوہ گناہ ہے کہ ان کو اس کی بھی اجازت ہے اور یہ سب تفصیل اسباب دنیویہ میں ہے اور اسباب دینیہ کو ترک کرنا توکل نہیں ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

گذشتہ گناہوں پر توبہ کرنے سے دل پر بوجھ رہنا مطلوب ہے

حَال: گذشتہ عمر کی بدکرداریوں سے کتنا ہی توبہ کر چکا ہوں مگر طبیعت پر ان کا بوجھ رہتا ہے کہ مجھ سے اس قسم کی غلط کاریاں ہوئی ہیں۔ کا صدور ہوا ہے اور مجھ میں باطنی امراض ابھی تک اسی طرح موجود ہیں۔ ان سب کے ساتھ تو حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھائے گا۔

تحقیق: ان احتمالوں پر دوسرے رحمت کے احتمالات کو بھی حاضر رکھنا چاہئے۔

حال: کیا طالب کو بھی یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ اب تیری اصلاح ہوچکی ہے اور کبھی اطمینان کی حالت بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اصلاح کا کوئی منتہا نہیں اس لئے جب ایسا خیال ہوگا غلط ہوگا۔

حال: نفس کے امراض پر مطلع ہونے کے باوجود بعض باتوں میں اپنی خامی کی وجہ سے نفس کا اتباع کرنا یا شیخ کے علاج فرمانے کے بعد بھی نفس کی کسی بات میں اطاعت کر گزرنا یہ حالت تو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی کفار کی حالت تھی۔

تحقیق: کیا اس میں صرف کفار ہی سے مشابہت ہے ایمان کی حیثیت سے مومنین کے ساتھ مشابہت کی کوئی وجہ نہیں۔

حال: جب اپنے اندر یہ بات دیکھتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے تو پھر اس زندگی سے تو موت اچھی ہے بلکہ خود کشی کر کے جھگڑا ہی ختم کر دیا جائے تو پھر اس بددینی میں اضافہ تو نہ ہونے پائے۔

تحقیق: اور کیا خودکشی کے اضافہ ہونے میں کوئی شک ہے۔ (یعنی خودکشی بھی تو بددینی کا ایک اضافہ ہے تو اس کے اضافہ ہونے میں شک ہے)

حال: باطنی امراض میں مبتلا ہونے سے رنج بھی بے حد ہوتا ہے اور عمل بھی ہو جاتا ہے۔ عمل کے بعد تکلیف بھی بہت ہوتی ہے۔ بہت اہتمام کرتا ہوں مگر پھر بھی اپنی خامی کی وجہ سے کبھی نہ کبھی کچھ عمل ہو ہی جاتا ہے اس کے بارے میں جو تدبیر مناسب ہو اس پر دل و جان سے عمل کرنے کو تیار ہوں۔

تحقیق: قبل صدور ہمت اور بعد صدور توبہ۔ عمل ہونے سے پہلے ہمت (کہ ہمت کر کے نہ کیا جائے) اور عمل ہو جانے کے بعد توبہ (کیجئے)۔ (النور، محرم ۱۳۵۱ھ)

اپنے کو ذلیل نہ سمجھنا اچھی حالت ہے

حال: میں اپنے کو کسی سے بڑا نہیں سمجھتا مگر اس کے باوجود نفس اس بات کو بالکل برداشت نہیں کرتا کہ ذلت ہو۔ بس دل یوں چاہتا ہے کہ کوئی عزت بے شک نہ کرے بڑا قطعاً نہ سمجھے مگر کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے ذلت ہو۔ میلے کپڑے پہننے سے بھی عار آتی ہے کہ دیکھنے والے ذلیل سمجھیں گے۔

تحقیق: یہ شریعت میں بھی حکم ہے "لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ" (کہ مومن کے لئے مناسب

نہیں کہ وہ خود ذلیل کرے) جب تک حالت غالب نہ ہو یہی طریقہ ہے مگر جب حال غالب ہو جاتا ہے تو ذلت کو عزت سے عزیز سمجھتا ہے مگر وہ غیر اختیاری ہے اگر نہ ہو تو تمنا نہ کرے اگر ہو جائے ختم نہ کرے۔

(النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

قلب کا تنگ ہونا برا نہیں

حَال: مجھ میں کوئی حال نہیں جس کو عرض کروں اور کوئی حال نہیں پاتا ہوں سینہ اور قلب بالکل تنگ بلکہ بند ہیں۔ قلب میں کام کے ابھار کی قوت کا نام ونشان نہیں معلوم ہوتا۔ کئی دنوں سے قلب میں انشراح وانبساط (کشادگی فراخی) نہیں بلکہ تنگی ہی تنگی ہے۔ صحبت مجلس سے بھی کچھ بھی حالت نہیں بدلی۔ مجھ کو سخت خطرہ تھا کہ کہیں "قائلین قلوبنا غلف" (کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہوا ہے کہنے والوں) یا ارشاد "لا یجاوز حنا جرھم" رنگے الحدیث کا مصداق بن گیا ہوں۔

تحقیق: جو لوگ اس کے مصداق ہوتے ہیں ان کو اس کے مصداق ہونے کا احتمال تک بلکہ توجہ تک بھی نہیں ہوتی ہے یہی اس کا مصداق نہ ہونے کی دلیل ہے۔

حَال: مجھ کو اس اندھیروں کے گڑھے سے نکال کر نور کی طرف پہنچایا جائے۔

تحقیق: اندھیرے ہیں ہی نہیں ان اندھیروں کی خاصیت ہے "اذا اخرج یدہ لم یکد یریھا" کہ جب ہاتھ نکالے قریب ہے کہ وہ نظر نہ آئے اور یہاں روایت کی دولت نصیب ہے بس اندھیرے نہیں ہیں۔

(النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

خلافِ اخلاص امر دنیوی ہے نہ دینی

حَال: تہجد کے وقت اٹھتے ہوئے جب نفس میں کاہلی وسستی پیدا ہو جاتی ہے تو کبھی خیال ہوتا ہے کہ اگر تو نے اس کی یعنی تہجد وغیرہ کی پابندی نہیں کی تو حضرت کو یعنی جناب کو اپنی حالت سے کیا اطلاع دے گا۔ اس خیال سے اٹھتا ہوں اور پڑھتا ہوں بلکہ اکثر اعمال ومستحبات کی پابندی کے وقت یہ بات دل میں آ جاتی ہے تو کیا اس سے عمل کا اخلاص تو باطل نہیں ہوتا اور آئندہ کے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

تحقیق: نہیں کیونکہ اخلاص کے خلاف جب ہوتا کہ ابھارنے والی دنیاوی بات ہوتی یہاں تو ابھارنے والا دینی بات ہے کیونکہ مجھ سے تعلق دین ہی کے لئے ہے تو تعلق فی اللہ والے کی رضا کا ارادہ اللہ ہی کی رضا کا ارادہ ہے اور وہ عین اخلاص ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

تفویض (سارے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا) اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے کو چھوڑ دینا ہے

حَال: ایک بات احقر کو یہ پیش آئی ہے کہ احقر یہاں دہلی میں کام کرتا ہے اور اس کام میں عرصہ سے احقر کو نقصان ہو رہا ہے۔ اب تک احقر آئندہ فائدہ ہونے کی امید پر دل تنگی سے نقصان برداشت کرتا رہا ہے مگر اب کچھ دنوں سے قلب میں ایک نئی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس نقصان سے جو ہوا ہے دل میں تنگی نہیں معلوم ہوتی (جو پہلے احقر کو معلوم ہوتی تھی) بلکہ دل میں یہ بات سما گئی ہے کہ ہم کو تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اپنی تجویز کو اللہ تعالیٰ کی تجویز میں فنا کر دینا چاہئے ہمارے لئے وہی بہتر کریں گے جو ہمارے لائق ہوگا۔ ہمیں جو نقصان ہوا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہی ہے (جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے) جو ہمارے لئے بہتر ہی ہے۔ جب سے یہ بات دل میں سمائی ہے دل اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں کیا بلکہ ہر حالت میں راضی ہے۔ تنگی وغیرہ سب دور ہوگئی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے زائد آمدنی کم کر کے استغنا عطا فرما دیا۔

تحقیق: یہ تفویض ہے۔

حَال: ایک عرض یہ ہے کبھی مالی نقصان سے طبیعت پر رنج بھی ہو جاتا ہے یہ تفویض کے خلاف تو نہیں (گو احقر زبان سے کوئی بات ایسی نہیں کہتا) اگر (تفویض کے خلاف) ہے تو اس کی کیا تدبیر کروں جیسا ارشاد عالی ہوگا احقر اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرے گا۔

تحقیق: اگر رنج طبعی ہو مگر حق تعالیٰ پر اعتراض نہ ہو تو وہ تفویض کے خلاف نہیں ہے۔

حَال: ایک عرض یہ ہے کہ احقر تفویض کو یہ سمجھا ہے کہ بندہ اپنی تجویز کو اللہ تعالیٰ کی تجویز میں فنا کر دے اور اپنے لئے کچھ تجویز نہ کرے۔

تحقیق: یہ معنی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کو چھوڑ دینا تفویض ہے۔

حَال: اور توکل کو یہ سمجھتا ہے کہ تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا۔

تحقیق: تدبیر کی جگہ میں یہ ٹھیک ہے اس میں ایک اور شرط ہے کہ وہ تدبیر مباح ہو اور اس میں انہماک نہ ہو۔

حَال: یہ احقر ٹھیک سمجھا ہے یا نہیں۔ اگر غلط سمجھا ہے تو اصلاح فرمائی جائے۔

تحقیق: اوپر لکھ دیا۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

تفویض وتوکل میں فرق

حَال: اگر میرے فہم کے لائق ہو تو تفویض وتوکل کے فرق کو سمجھا دیا جائے ورنہ خیر۔
تحقیق: توکل بعض کے لئے صرف ظنی (خیالی) تدبیر کو ترک کرنا ہے اور بعض کے لئے یہ ہے کہ جو تدبیر مباح نہ ہو اور جو تدبیر مباح ہو اس میں انہماک کو چھوڑ دینا ہے۔ تفویض یہ ہے کہ اس کے بعد اگر تدبیر میں ناکامی ہو یا وہ معاملہ کا تعلق تدبیر سے نہ ہو جیسے غیر اختیاری مصائب تو حق تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے۔
حَال: حضرت والا بعض باتیں جو احقر کو پوچھنی ہوتی ہیں میرے سال کے مطابق (ان کا جواب) تبویب تربیت السالک یا مواعظ میں جواب مل جاتا ہے تو عرض یہ ہے کہ وہ سوال مع تربیت السالک یا مواعظ کے جواب کے خدمت اقدس میں لکھ دیا کروں۔
تحقیق: اگر شرح صدور ہو جاوے تو لکھنے کی ضرورت نہیں اگر تر دد رہے تو لکھ دیا جائے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ)

ایک اجازت یافتہ کا حال

مقصود مشاہدہ ہے اور اس کا طریقہ مجاہدہ ہے

حَال: (مختصرا) یہ ناکارۂ خلائق ننگ خانقاہ و مدرسہ جس ناکارہ حالت میں ہے اس کی کچھ اطلاع غالباً حضرت والا کو بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی حالت کی صحیح طرح بتا نہیں سکتا ہوں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں وہی خراب ہوتا جس چیز کا عزم کرتا ہوں فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ رات کو عزم کو نیا و تازہ کرتا ہوں تو صبح ہی سے اس کے خلاف کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ اور اسباب کچھ ایسے پیش آتے ہیں کہ مجھے یہ بھی پوری طرح فرق معلوم نہیں ہوتا کہ اختیاری ہیں یا غیر اختیاری۔ ادھر کام بھی نہیں ہوتا ہے اور ادھر یہ دیکھتا ہوں کہ بے فکر ہو کر آرام کیا ہو یہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت والا کی خدمت وصحبت نصیب ہوئی۔ مگر یہ ناکارہ اپنی اعمال کی برائی کی وجہ سے اسی طرح گرفتار ہے۔

؎ ما نداریم مشامے کہ توانست شنید
ورنہ ہر دم وزد از گلشن وصلت نفحات

ترجمہ: ”میں سونگھنے کی قوت نہیں رکھتا کہ سونگھ سکوں ورنہ ہر وقت گلشن سے خوشبوئیں آتی رہتی ہیں۔“

حضرت کی عنایت وتوجہ سے الحمد للہ یہ تو ہوا کہ اپنی حقیقت کا ناکارہ ہونا کچھ کچھ کھل گیا اور جہل مرکب

(خالص جہالت جس میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میں جاہل ہوں) سے کچھ نجات (حاصل) ہوئی اور الحمد للہ یہ محسوس ہوگیا کہ تمام خانقاہ میں سب سے زیادہ لائق ونکما میں ہی ہوں۔ احقر کا سہارا صرف حضرت کی دعا وتوجہ ہے اس سے کچھ کام بنے تو بنے ورنہ اپنے عمل اور کوشش کا تجربہ ہوگیا۔

(جواب): السلام علیکم۔ مقصود تو مقصود کا مشاہدہ ہے اور اس کا طریقہ مجاہدہ ہے مگر جب تک اس میں کمی رہے تو اس مقصود مشاہدہ کی ابتداء مجاہدہ نہ ہونے کا مشاہدہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ مجاہدہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ پھر اس سے مقصود کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے جو کہ مقصود ہے۔ اسی ترتیب کا سلسلہ شروع ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ اچھائی اور خیر کے ساتھ آہستہ آہستہ چاہئے اگر کام میں کوتاہی ہو جائے اس لگے رہنے میں لگا رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ محرومی نہ ہوگی۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

ایک اجازت یافتہ کا حال

صاحب تکوین کا ایک خاص منصب (عہدہ) ہے

حَالؔ: ایک عرصہ سے یہ خیال بھی دل میں آرہا ہے کہ خدمت تکوین میرے سپرد ہوئی ہے۔ پہلے تو اس کو معمولی خیال سمجھ کر ٹال دیا مگر جب آثار نظر آئے تو فکر ہوئی اور یہ خیال کیا کہ اگر عرصۂ دراز تک یہی خیال دل میں رہا اور آثار بھی بڑھتے رہے تو حضرت سے عرض کروں گا ورنہ وسوسہ سمجھ کر ٹال دوں گا۔ اب عرصہ دراز ہوگیا ہے تقریبا چھ ماہ اور شروع اس وقت سے ہوا جب کہ خواب میں دو تین بزرگوں کو رسالہ...... کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ حضرت شیخ ...... اقدس سرہ تجھ سے بہت خوش ہیں اور تجھ کو ان کی جماعت میں داخل کرلیا گیا اور قیامت میں تو ان کے ساتھ ہوگا۔ اس خواب کے بعد یہ آثار شروع ہوئے کہ پہلے تو فلاں مقام کا صاحب خدمت مجذوب جب مجھے ملتا تو اہتمام سے سلام کرتا۔ دوسرے جب تکوین کے بارے میں کوئی واقعہ مہتمم بالشان ہوتا تو مجھے اسی کا فکر سوار ہو جاتا (پہلے یہ حالت نہ تھی) مثلاً فلاں معاملہ جب پیش ہوا تو مجھے فکر سوار ہوگیا اور بحمد اللہ جتنی بار میری موجودگی میں وہ معاملہ بحث میں آیا اہل معاملہ ناکام رہے اسی طرح مسلم نمائندے جن کو میرے دل نے چاہا وہ کامیاب ہوئے۔ فلاں عہدہ کا انتخاب میرے سامنے شروع ہوا جس کو میرے دل نے چاہا وہی کامیاب ہوا۔ غرض اسی طرح بہت سے واقعات میں ظہور ہوا جن کی تفصیل دشوار اور بیکار ہے۔

تَحْقِیقؔ: اس خیال کے قائم کرنے میں ذہن نے جلدی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آثار تکوین میں تصرف کی خاص علامتیں نہیں ہیں اور نہ صاحب تکوین ہونا دلائل وعلامات سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ تکوین کا تعلق ایک خاص منصب

ہے جس کو عطا ہوتا ہے اس کو اس کا ضروری علم غیر استدلالی دیا جاتا ہے نہ اس میں تدریج (آہستہ آہستہ ہونا) ہے نہ تدبر و تفکر ہے یہ آثار جو سوال ذکر کئے وئے ہیں کبھی برت کے نتائج بھی ہوتے ہیں اور کبھی دعا کے (نتائج ہوتے ہیں) کبھی دوسرے شخص کی توجہ کے (نتائج ہوتے ہیں)۔ جس کی اس خیال والے کو اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ صاحب تکوین کی شان تو حضرت خضر علیہ السلام یا ملائکہ جیسی ہوتی ہے کہ وہ بغیر رکے یہ کہہ سکتا ہے ''وما فعلته عن امری'' (میں نے یہ کام خود نہیں کیا) غرض یہ آثار برکت کے نتیجے میں بھی ہو جاتے ہیں اور صاحب تکوین صاحب حرکت (یعنی حرکت میں) ہوتا ہے اس لئے یہ خیال بے اصل ہے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

صاحبِ تکوین صاحبِ تفویض ہوتا ہے

حَالؒ: ان سب باتوں کے پیش کرنے کے بعد یہ بھی عرض ہے کہ جب میرے دل میں یہ خیال پہلے پہلے آیا کہ میں صاحب تکوین بنایا گیا ہوں تو میں نے دل سے سوال کیا کہ تو متقی نہیں کچھ نہیں تو اس جماعت میں داخل ہوا تو جواب دل میں یہ آیا کہ ''ان اللّٰہ قد یوید ھذا الدین بالرجل الفاجر'' (اللہ تعالیٰ دین کی مدد کبھی گناہ گار آدمی سے بھی کر دیتے ہیں)۔

تَحْقِیق: تائید اور تفویض الگ الگ چیزیں ہیں۔ تائید گناہ کے ساتھ ہوسکتی ہے مگر تفویض اس کے ساتھ نہیں ہوتی اور صاحب تکوین صاحب تفویض ہوتا ہے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

مجاہدہ صرف نفس کی مخالفت کا نام نہیں

حَالؒ: مجاہدہ کے بارے میں ایک مضمون دل میں آتا رہتا ہے۔ اس کو عرض کر کے تسلی چاہتا ہوں وہ یہ کہ مجاہدہ نفس کی مخالفت کا نام ہے۔

تَحْقِیق: (مجاہدہ) صرف نفس کی مخالفت کا نام نہیں ہے بلکہ جہاں نفس کی پسندیدہ چیز کا حکم نہیں کیا گیا ہو (وہاں مجاہدہ ہے) ورنہ نفس مطمئنہ کبھی خواہ وہ کامل درجہ کا مطمئنہ نہ ہو جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے ان کا شوق ہوتا ہے حالانکہ اس کی مخالفت مجاہدہ نہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان) ''جعلت قرة عینی فی الصلوة یقینا'' (کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے) سے نماز کا شوق معلوم ہوتا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اس کو چھوڑنا مطلوب نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم ہونا یہ وحی سے معلوم ہوگا اس لئے مجاہدہ کی جگہ وحی سے متعین ہوگی نہ کہ شوق ہونے کی جگہ یا نہ ہونے کی جگہ سے معلوم ہوگی۔

حَالؒ: اور نفس کے تقاضے مختلف اوقات میں مختلف ہوتے ہیں تو انواع مجاہدہ کی قسمیں بھی مختلف ہوئیں حتیٰ کہ

کبھی تو مسکرانا اور ہنسنا بھی مجاہدہ ہے جیسا کہ حضور پرنور ﷺ کی شان "کان دائم الفکرۃ متواصل الاحزان ولصدرہ ازیز کازیزا المرجل" (کہ آپ ﷺ ہمیشہ لمبی سوچ میں اور غمگین رہتے تھے اور آپ کے سینہ مبارک سے ہانڈی کے پکنے کی طرح کی آواز آتی) کے باوجود آپ ﷺ کا مسکرانا ور مزاح فرمانا اعلیٰ ترین مجاہدہ نظر آتا ہے۔

تحقیق: یہ حکم اس پر موقوف ہے کہ آپ کے مسکرانے کو طبعی نہ کہا جائے (کہ آپ بتکلف مسکراتے ہوں) اور یہی حکم غلط ہے بلکہ خشیت (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی حالت) میں بھی طبعی مسکراہٹ پیدا ہوسکتی ہے جیسا غلبہ خشیت میں طبعی بھوک پیاس اور نیند بھی پیدا ہوجاتی ہے۔

حال: دل میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کبھی بسط کی حالت میں علماء کو تقریر و تحریر یا مطالعہ و کتب دیکھنے میں خوب یکسوئی ہوتی ہے اسی طرح ذاکرین کو ذکر و نوافل میں بہت مزہ حاصل ہوتا ہے تو اس وقت مجاہدہ کا مقتضا یہ ہونا چاہئے کہ اس پسندیدہ عمل کو چھوڑ کر کسی کے پسندیدہ اچھے عمل میں لگنا چاہئے تب ہی اصل مجاہدہ ہوگا نفس ورنہ کے مزہ کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے مجاہدہ ناقص ہوگا۔

تحقیق: ان طاعات کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا ہے اس لئے ان کا چھوڑنا مجاہدہ نہ ہوگا جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

حال: اس میں جو غلطی ہو اصلاح فرمائی جائے۔

تحقیق: غلطی کی وجہ بتادی گئی ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

بیماری کی وجہ سے معمولات میں کمی نقصان دہ نہیں ہے

حال: میں بہت بیمار ہوں ابھی تک بحمد اللہ معمول چھوٹتا نہیں ہے۔ کسی دن نیند کے غلبہ یا بیماری کی وجہ سے ناغہ ہوجاتا ہے۔ اس دن ملال ہوتا ہے اور ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں بھوکی ہوں۔ دن میں جب (معمول) پورا کرلیتی ہوں تو تسلی ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک حالت ہے۔

حال: علاج کے لئے لکھنؤ آئی ہوں حکیم صاحب زیادہ سونے کی رائے دیتے ہیں جس سے معمول میں کمی ہوگی اب حضرت جیسا ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: جتنا سونے کو وہ بتاتے ہیں اس سے زیادہ سوؤ۔ صحت کاملہ حاصل ہونے تک معمول میں کمی کردو ثواب

پورا ملے گا۔ (النور، رمضان ۱۳۵۲ھ)

حقائق مقصود ہیں لطائف مقصود نہیں

حَالؔ: (حضرت والا کی) خدمت سے واپسی کے بعد بڑی تبدیلی آئی ہے جس سے میں سخت گھبرا گیا ہوں۔ (وہ تبدیلی) یہ ہے کہ ذوق شوق، جوش، رقت اور خشوع غائب ہوگیا۔ شروع میں تو تھا مگر اب تو بالکل نہیں ہے۔

تحقیقؔ: کیا (اس سے) کوئی دینی نقصان ہوگیا۔

حَالؔ: اور طبیعت نہایت رکی ہوئی اور جمی ہوئی ہو رہی ہے۔ مجھے ذکر کرتے ہوئے بہت لطف آتا تھا۔ معلوم نہیں کہ اب کیوں نہیں آتا۔ سخت تردد ہے۔

تحقیقؔ: کیا تردد پر اجر نہیں ملتا اور کیا ذوق شوق سے بھی اجر ہی مقصود نہیں ہے۔

حَالؔ: اگر حضور اجازت دیں اور مناسب سمجھیں تو جناب...... صاحب ایک اجازت یافتہ کو فرمادیں کہ وہ مجھے دو ایک مرتبہ بارہ تسبیح کا ورد کرادیں۔

تحقیقؔ: اس کی ضرورت نہیں یہ قیود غیر مقصود ہیں۔ مقصود صرف ذکر ہے۔ اگر کوئی بہت مناسبت رفتار سے چلتا ہو اور دوسرا غیر مناسب رفتار سے چلتا ہو تو اصل مقصود منزل پر پہنچنا ہے جو دونوں رفتار سے حاصل ہو جاتا ہے۔ آگے رہا رفتار کا مناسب ہونا اس میں دوسری حکمتیں ہیں جو منزل پر پہنچنے کے لئے ضروری نہیں ہیں۔

حَالؔ: میرا خیال ہے کہ میرا قلبی لطیفہ اسم ذات اللہ کا ذاکر ہے۔ کسی زمانہ میں حضور سے اس کی اجازت لے کر لطائف (چھ لطیفوں کے ذکر) کی کوشش کیا کرتا تھا۔

تحقیقؔ: حقائق مقصود ہیں لطائف مقصود نہیں۔

حَالؔ: حضور سے دور ہوں سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ اذکار صحیح طریقہ سے کیسے کروں۔

تحقیقؔ: یہ معلوم کرنا کیا مشکل ہے (ذکر میں) قلب اور زبان دونوں کو شریک رکھنا یہی صحیح طریقہ ہے۔

حَالؔ: اور ان کے ثمرات سے فائدہ اٹھاؤں۔

تحقیقؔ: ثمرات کی روح اجر و قرب ہے۔

حَالؔ: میں تو پھر اپنے اسی جوش وولولہ اور سوزش کا متمنی ہوں اور پھر وہی خشوع اور رقت چاہتا ہوں۔

تحقیقؔ: (اس سے) کیا ملے گا بندہ کا مذہب یہ ہے اور ہونا چاہئے۔

ع آنچہ ساقی ماریخت مین لطافت است

(ساقی جو بھی دے دے سب اس کی مہربانی ہے) (النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

خداوند تعالیٰ کے انعامات بے شمار ہیں اور میرا دل سخت گنہگار ہے ان دونوں کا قلب میں جمع ہونا دولت عظمیٰ ہے

حَال: (ایک اجازت یافتہ صاحب کا حال) میرے حالات اور اعمال تو بیان کے قابل نہیں ہیں مگر اس کے ساتھ آج کل میرے قلبی انشراح اور دلی انبساط کی یہ حالت ہے کہ اللہ کے انعامات اور رحمت اپنی ذلیل حالت کو دیکھتے ہوئے اتنے زیادہ نظر آرہے ہیں کہ اس کا احاطہ سمجھ اور خیال کی حد سے باہر ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیداری اور غفلت ہر حالت میں اس کی رحمت سے گھرا ہوں اور اس خیال میں ایسا مشغول ہو جاتا ہوں کہ اللہ میاں سے خیالی باتیں کرتا ہوں کہ آپ نے صرف اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب فضل میرا ہی ہے مگر تم کو مولانا ہی کے ذریعہ سے ملے گا۔

اب اللہ میاں کا خیال بالکل کیفیت کے بغیر دل میں آتا ہے اس سے قلب میں اتنا انشراح ہوتا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ حضور! پوچھنے کی بات یہ ہے کہ میری اعمالی کوتاہیوں کے ہوتے ہوئے یہ انعامات الٰہی اور حضور کے نا ختم ہونے والے فیوض شامل حال ہوسکتے ہیں یا میرے نفس نے یہ خیالات تراشے ہیں۔ اس وقت بھی دل یہی کہتا ہے کہ حضرت کی برکات اور انعامات خداوندی ہیں۔ مجھ کو اپنے دل پر اطمینان نہیں کیونکہ یہ ایک سخت گنہگار کا دل ہے حضور کے فیصلہ پر موقوف ہے۔

تحقیق: قلب میں دونوں احتمالوں کا جمع ہونا یہی بڑی دولت ہے جس کا حاصل ''الایمان بین الخوف والرجاء'' (ایمانی خوف اور امید کے درمیان) ہے۔ مبارک ہو۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

شوہر مرحوم پر صبر اختیاری ہونا چاہئے

حَال: شوہر مرحوم کے غم کی وجہ سے ڈیڑھ سال گذر جانے کے باوجود اس قدر تڑپ ہے کہ ہر چند قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتی ہوں لیکن یکسوئی نہیں پیدا ہوتی۔ میری قلبی خواہش یہ ہے کہ حقیقی صبر و رضا کے ساتھ محبوب حقیقی رب العزت کی یاد میں یکسوئی سے عبادت میں گزار دوں۔

تحقیق: برخورداری سکون مطلوب ہی نہیں عمل مطلوب ہے۔ ظاہری بھی باطنی بھی۔ ظاہری تو جانتی ہو۔ باطنی ہر وقت کے واسطے وہ عمل جو اختیار میں ہو۔ مثلاً صبر اختیار میں ہے وہی مطلوب ہوگا۔ سکون و یکسوئی اختیار میں نہیں وہ

مطلوب نہ ہوگی۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

مطالعہ کتب تصوف میں خاص انشراح اور دشمنوں کے اعتراضات کے جواب میں مشغولی سے کمی کا سبب

حال: (یہ صاحب زیر تربیت نہیں لیکن مضمون تربیت ہی کے مناسب تھا اس لئے اس مجموعے میں نقل کیا گیا) ایک معاملہ اپنے قلب کا عرض کرتا ہوں۔ جس زمانہ میں تصوف کی کتابوں کا مطالعہ زیادہ رہتا ہے خصوصاً مثنوی، احیا العلوم وغیرہ تو اس زمانہ میں قلب میں ایک خاص انشراح محسوس ہوتا ہے اور طبیعت میں نرمی و رقت اور بڑے بڑے پاکیزہ خواب نظر آنے لگتے ہیں۔

اب ایک عرصہ سے (یعنی جب سے انگریزی ترجمہ قرآنی میں اور دشمنوں کے اعتراضات کے جواب میں مشغولی رہی) اس حالت میں صاف کمی پاتا ہوں اور گو آپ کی برکت صحبت سے اس پر زیادہ پریشان نہیں ہوتا ہوں پھر بھی کچھ نہ کچھ افسوس تو رہتا ہی ہے اب اس قسم کا مطالعہ بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اس کی جگہ ہزارہا ہزار صفحات عقائد مشرکین، معاندین اسلام کے پڑھ رہا ہوں۔ کہیں یہ ظلمت وقساوت (دل کا اندھیرا پن یا سختی) اسی کا نتیجہ تو نہیں۔

تحقیق: اس فرق کا سبب یہی ہے مگر اس کی حقیقت قساوت یا ظلمت (دل کا اندھیرا پن یا سختی) نہیں کیونکہ حقیقی دل کی سختی یا (اندھیرا پن) ہمیشہ اعتقادی ہوتا ہے اور یہ کیفیت اور اثر طبعی ہے جیسا کہ گو کھانے سے ایک انقباض اور تکدر ہو۔ یہ حقیقی قساوت وظلمت کی طرح ہے۔ اور ایک انقباض ہاتھ یا پاؤں میں نجاست لگ جانے سے ہو۔ یہ اس کیفیت واثر کی طرح ہے جس میں ہماری بات چل رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ گوہ کھانا گناہ ہونے کی وجہ سے باطن کے لئے نقصان دہ ہے۔ نجاست بدن کو لگ جانا باطن کے لئے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ اگر پاک کرنے کے ارادے سے اپنے جسم یا دوسرے کے جسم کو ہاتھ لگائے تو طاعت ہونے کی وجہ سے باطن کو زیادہ نفع ہوگا۔ اس میں جو طبعی کدورت وتکلیف ہوتی ہے وہ مجاہدہ ہونے کی وجہ سے اجر وقرب کا سبب ہوگا۔ اس کے بعد جو مٹی سے صابون سے رگڑ رگڑ کر ہاتھ دھویا جائے گا پہلے سے زیادہ پاک وصاف ہو جائے گا۔ آپ ماشاء اللہ تطہیر میں مشغول ہیں آپ کی طہارت ونورانیت میں اضافہ ہو رہا ہے ہاں ساتھ ساتھ صابون بھی استعمال میں رہے تو بہتر ہے یعنی کچھ تصوف کا مطالعہ وذکر اللہ۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

عجز وضعف بھی مقصود تک پہنچانے والا ہے

حال: اپنی حالت یہ ہے کہ اس وقت ضعف دماغ کی وجہ سے معمولات میں کمی ہوگئی ہے۔ تقریباً تین سال سے مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں مردہ ہوں کہ چل پھر کھا پی رہا ہوں۔ جب تنہائی ہوتی ہے تو اس حالت میں اور زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ جلوت (لوگوں) میں دل پر جبر واکراہ سا معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہے اپنی حالت مزید دعا کا خواہا ہوں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں باقی مقصود تک پہنچانے والا ایک طریقہ عجز وضعف بھی ہے۔ غم نہ کیا جائے لیکن اپنے اختیار کی حد تک کوتاہی نہ ہو۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

اپنے عیوب پر نظر ہونا خدا تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

حال: گذارش یہ ہے کہ بندہ اپنی نالائق حالت کو دیکھ کر حیران ہی رہ گیا کہ کس حالت کی اصلاح کراؤں کہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ تمام اخلاق رذیلہ (برے اخلاق) میرے اندر موجود ہیں کہ ایسی خراب حالت تو دنیا میں کسی شخص کی بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ (حالت) ایسی خراب ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔

تحقیق: یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ اپنے عیوب پر نظر ہو جائے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

دلی محبت کی پہچان

حال: اللہ تعالیٰ رحیم وکریم کے فضل پر کامل بھروسہ ہے اور باری تعالیٰ کی محبت کی جو کیفیت قلب میں ہے اس کو تحریر نہیں کرسکتا ہوں۔ الفاظ میں دلی جذبات اپنی ناقابلیت کی وجہ سے تحریر نہیں کرسکتا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت نہیں ہے لیکن غور کرنے سے اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے ہاں جوش وخروش بالکل بھی نہیں ہے۔

تحقیق: اس (جوش وخروش) میں کیا رکھا ہے۔

حال: ایک بے رنگ سی حالت ہے۔

تحقیق: روحانی محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

مصیبتوں اور مجاہدوں سے ثواب ملنا

حال: آج کل اہلیہ کی بیماری اور اس کی تیمارداری اور گھر کے نظم ونسق خراب ہونے کی وجہ سے اکثر مشاغل ترک ہو جاتے ہیں۔ صرف نماز ہی پر اکتفا ہوتا ہے۔ اس صورت میں دل میں پریشانی سی رہتی ہے کہ یہ باتیں کیوں

ہوئیں جس سے میرے مشاغل میں فرق پڑا۔ اس وجہ سے اور زیادہ طبیعت پریشان رہتی ہے۔

تحقیق: پریشانی کی کوئی بات نہیں اصل مقصود تو ثواب ہے وہ (اللہ تعالیٰ) کبھی اعمال سے عطا فرماتے ہیں اور کبھی مصیبتوں اور مجاہدوں سے عطا فرماتے ہیں۔ مقصود دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

سلوک کے لئے دل کو فارغ (خالی) کرنا شرط ہے

حال: آج تربیت السالک دیکھنے سے ایک صاحب کے حال میں حضور نے فرمایا ہے کہ (اگر سلوک باقاعدہ کرنا چاہتے ہو تو شادی کرنا بہتر نہیں کہ اس میں اپنے آپ کو فارغ کرنا ایک ضروری شرط ہے) مجھے خیال ہوا کہ میں باقاعدہ چل رہا ہوں یا نہیں اور باقاعدہ کس طرح چلنا ہوتا ہے۔ اب میں اس طرح چلنے کو تیار ہوں۔

تحقیق: (اس کا) مدار دل کو خالی رکھنے پر ہے چونکہ اکثر نکاح کے بعد یہ فراغ نہیں رہتا (اکثر ایسا ہونے کی وجہ سے) ایسا لکھ دیا گیا اور جس کو نکاح کے ساتھ یہ فراغ حاصل ہو سکے اس کے لئے نہیں اور باقاعدہ کا یہی مطلب ہے کہ اس میں زیادہ وقت صرف کرے اور دوسری پریشانیوں سے دور رہے۔ سو اگر آدمی فضول تعلقات میں مشغول نہ ہو تو یہ شرط اس کو حاصل ہے اور وہ نکاح نہ کرنا بھی جس کے لئے چند روزہ ہے پھر تو دل کی یکسوئی کے لئے نکاح خود شرط ہوتا ہے۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقصود سمجھنا بڑی دولت ہے

ایک اجازت یافتہ کا خط

بندہ کے احوال یہ ہے کہ جو ارشادات حضور نے بندہ کے خط کے جواب میں احوال و کیفیات کے بارے میں فرمائے ہیں بہت ہی تسلی ہوئی۔ اس لئے حضور کے ارشادات سے متنبہ ہو کر اپنے دل میں سوچا اور مطالعہ کیا اور ارشادات کو بغور دیکھا ہے آخر اپنی ناقص فہم میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حالات و کیفیات مقصود اور سلوک کے لئے ضروری نہیں ہیں اور نہ اس کا حکم ہے کیونکہ (یہ) اختیاری نہیں ہیں عطائی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہر ایک کو اپنی استعداد کے موافق ملتے ہیں اور یہ مثال ذہن میں آئی جیسا کہ انسان پیدا ہوا اس کو روح اور حیات تو سب کو ایک جیسی (ملی) ہے ہر ایک اپنے کھانے پینے کا اختیاری کام کرتا ہے مگر حسن خوبی قد و قامت شجاعت وغیرہ اپنی فطری استعداد کے موافق جو رب العالمین نے رکھی ہے وہی ہوتی ہے۔ اسی طرح علم، ہنر، حرفت وغیرہ انسان کو اختیاری ہونے کی وجہ سے خود سیکھنا ضروری ہے اور استاد بھی ایک ہوتا ہے محنت بھی یکساں کرتا ہے مگر راسخہ علم (علمی مہارت) ہنر وغیرہ علیحدہ علیحدہ اسی فطری استعداد کے موافق ہوتی ہے۔ اسی طرح سلوک میں بھی اختیار

کے موافق شیخ کا دامن پکڑنا اور کام کرنا ضروری ہے اور شیخ کے حضور سے خالی ہرگز کوئی نہ رہے گا مگر استعداد کے موافق کمالات میں فرق ضرور ہوگا اور چونکہ انسان کا اصل مقصود اس دنیا جہان میں عبدیت حاصل کرنا ہے حسن و خوبی قد وقامت مقصود نہیں مگر دنیا میں یہ چیزیں اچھی ضرور ہیں اگر حاصل ہو جائیں تو انعام ہے ورنہ عتاب نہیں کیونکہ غیر اختیاری موہوب من اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی) ہیں۔

اسی طرح سلوک میں مقصود رضائے حق ہے جس کا مدار اطاعت پر ہے دنیا میں جو بندہ اس پر عمل کرے گا اس کو رضا حاصل ہے اور حالات و کیفیات حسن خوبی کی طرح لذیذ ہیں۔ مگر وہ اس جہاں میں فنا ہو جائیں گے آگے ساتھ نہ دیں گے۔ یہاں ہی حسن وخوبی کی طرح ختم ہو جائیں گے اور اطاعت کا ثمرہ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں بھی حاصل ہوگا۔

اب حضور کے متنبہ فرمانے سے دل مطمئن ہوگیا ہے اور رضائے الٰہی کے علاوہ سب خواہشات کو دل سے نکال دیا ہے کوئی مقصود نہیں رکھا جس کے حصول کا طریقہ یہ سمجھا ہے کہ اطاعت اور اعتماد شیخ لازمی ہے اور شیخ کو اپنا خیر خواہ سمجھا جائے اور شیخ کے سامنے مردہ بدست زندہ (مردہ کی طرح زندہ کے ہاتھ میں) رہنا چاہئے پس اسی پر دل کو جما لیا ہے دعا فرمادیں کہ اس پر میرا خاتمہ ہو۔

تحقیق: بے حد دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ علم وفہم میں مزید برکت فرمادے۔ علم وفہم بڑی دولت ہے اور پہلی مشعل راہ ہے عمل واستقامت وحسن خاتمہ کی دعا کرتا ہوں۔

حال: (حضرت والا کے) ارشاد کے مطابق تربیت السالک اور انفاس عیسی اور مواعظ حضور دوبارہ مطالعہ شروع کردیا ہے۔ اور کسی کتاب کا مطالعہ ضروری ہو تو ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہی کافی ہیں کتابیں تو بہت ہیں مگر مشکل ہیں دوسرے بعض حالات کے موافق بھی نہیں ہیں۔

حال: معمولات کے علاوہ ذکر لا الہ الا اللہ جو کہ پہلے کا ارشاد ہے ہر وقت چلتے پھرتے کرتا ہوں۔

تحقیق: نہایت نافع ہے۔ (النور، رجب ۱۳۵۲ھ)

معمولات ادا کرنے پر قلب کی حالت بدستور رہنا مبارک ہے

حال: تابعدار معمولات ادا کئے جاتا ہے۔ مگر قلب کی حالت بدستور ہے۔

تحقیق: کیا یہ نعمت نہیں کہ دو وقت روٹی ملے اور صحت وقوت اپنی حالت پر رہے اگرچہ اس میں ترقی نہ ہو۔

حَالؒ: کوئی خاص حالت ایسی نہیں جس کو خدمت میں عرض کروں۔

تحقیق: یہ حالت بھی تو اطلاع کے قابل تھی چنانچہ اطلاع پر ایک مفید بات معلوم ہوگئی مگر اس (بات) کا یاد رکھنا شرط ہے۔

حَالؒ: نہ اپنے کو اس قابل پاتا ہوں کہ کچھ عرض معروض کر سکوں۔

تحقیق: (اپنی) نا قابلی کا اعتقاد اس راستے میں یہی قابلیت ہے۔

حَالؒ: اس راہ سلوک میں اپنے کو بالکل بے کار سمجھتا ہوں۔

تحقیق: مبارک سمجھنا ہے۔

حَالؒ: جو کچھ ادا کرتا ہوں صرف عادۃً ادا کرتا ہوں۔

تحقیق: کیا اچھے کام کی عادت نعمت نہیں۔

حَالؒ: کچھ تو سونے والوں کی وجہ سے اور کچھ تھکن دور کرنے کی وجہ سے چند روز سے جہر کی جگہ خفی کر لیا کرتا ہوں کوئی حرج تو نہیں۔

تحقیق: بلکہ زیادہ بہتر زیادہ مفید ہے۔

حَالؒ: اب میرا وقت اخیر آ پہنچا اب تک اپنے کو خالص کورا سمجھتا ہوں۔

تحقیق: مگر کور تو نہیں۔

حَالؒ: حضور کی خدمت میں حاضری کے بغیر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

تحقیق: اطلاع بھی کامیابی کی صورت ہے۔ (النور، ذیقعد ۱۳۵۳ھ)

دین کی پابندی اس لئے کہ دنیوی کام اچھا ہو اس میں اخلاص کا پہچاننا

حَالؒ: احقر کا تجربہ ہے کہ جب کبھی نماز کے بعد صبح قرآن شریف معمول سے کم پڑھتا ہے یا بالکل نہیں پڑھتا یا کبھی جماعت کی نماز فوت ہو جاتی ہے تو کوئی دنیاوی کام اچھی طرح سے نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے تلاوت قرآن اور جماعت کی پابندی کی جاتی ہے تاکہ دنیاوی کام اچھی طرح سے ہوں۔ اس لئے کبھی کبھی یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھیں نہ کہ دنیاوی کاموں کا اچھی طرح ہونے کے لئے۔ اس لئے ان عبادات میں اخلاص نہ رہا اور اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ساری عبادت بیکار ہوئی۔ کیا احقر کا خیال صحیح ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا ان عبادات سے اچھے نتیجے کی امید رکھنی چاہئے یا نہیں؟

تحقیق: یہ سوچا جائے کہ اگر دین کی پابندی کے باوجود دنیاوی بھلائی حاصل نہ ہوتو کیا دین کی پابندی چھوڑ دی جائے گی یا نہیں؟ (النور، شوال ۱۳۵۶ھ)

خشوع کی تدبیر

حال: مخدومی ومطاعی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جماعت کی حالت میں خشوع کی جو تدبیر ارشاد فرمائی گئی ہے وہ اچھی طرح ذہن میں بیٹھ گئی ہیں۔ اب مجھے اس کے بارے میں دو باتیں اور پوچھنا ہیں۔ ایک یہ کہ چونکہ ابتداء میں خشوع کے حاصل کرنے کے لئے زیادہ اہتمام کی ضرورت پڑتی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میں جماعت میں خالی الذہن ہوکر شریک ہوگیا۔ یہ خیال ہی نہ رہا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں اور یہ کہ مجھے نفس کو کلام لفظی کے سننے یا استحضار کلام نفسی (ذہن جو کلام ہوتا ہے) کو ذہن میں لانے میں مشغول رکھنا چاہئے (کیا کرنا چاہئے) اسی غفلت میں ایک رکعت ختم ہوگئی۔ اب اچانک یہ خیال آیا کہ میں نے نماز میں یکسوئی کا خیال نہیں رکھا اس وقت طبیعت اس طرف متوجہ ہوتی ہے۔ کبھی نماز کا زیادہ حصہ غفلت میں گزر جاتا ہے تو اور زیادہ افسوس ہوتا ہے لیکن گزرے ہوئے کی حسرت میں زیادہ وقت لگانے کے بجائے فوراً ہی بقیہ نماز کو خشوع کے ساتھ ادا کرنے کے اہتمام میں لگ جاتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی تدبیر ایسی ارشاد ہو کہ غفلت کی باری ہی نہ آئے بلکہ ابتدا ہی سے نفس میں یاد رہنے اور بیداری کی شان پیدا ہو جائے کہ ابتداء ہی سے نماز میں خشوع کا خیال اور اس کا اہتمام کیا جائے۔

تحقیق: اس کی تدبیر صرف (عمل کو) عادت بنا کر ہمیشہ کرنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلدی کامیابی ہو جائے گی اہتمام اور لگے رہنا جاری رہے۔ (النور، رجب ۱۳۵۷ھ)

ہیبت کی حالت بلند ہے

حال: حضرت چند روز سے یہ کیفیت ہے کہ جب مجلس کا محاسبہ (حساب کتاب) کرتا ہوں اور خداوند کریم کے سامنے جانا تصور کرتا ہوں تو اتنی پریشانی ہوتی ہے کہ گلہ گھونٹ کر مر جاؤں ورنہ جتنا دنیا میں رہنا ہوگا اتنا ہی مجرم گنہگار ہوں گا خداوند کریم کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ للہ میری مدد فرمائیں ورنہ میری زندگی بیکار ہو جائے گی۔

تحقیق: یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے بلند حالت ہے۔ نفس کا محاسبہ نہ چھوڑیں آہستہ آہستہ برداشت پیدا ہو جائے گی اور اس کے منافع حاصل ہوں گے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

کسی بات پر بھی دل پر رنج وفکر نہ ہونا نعمت ہے

حال: حضرت والا! احقر کو اس بات کا بہت فکر ہے کہ مجھے کسی بات سے بھی دل پر رنج وفکر کا اثر نہیں ہوتا اور نہ کسی حالت اور کسی چیز سے غمگین ہوتا ہوں جس سے کبھی مجھے خوف ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ حق تعالیٰ شانہ کی مرضی کے خلاف نہ ہوتا ہو کہ تو اتنا صبر واستقلال کیوں کرتا ہے۔

تحقیق: اللہ اللہ نعمت پر یہ احتمال کیوں ہے۔

حال: مجھ پر حوادث گزرے بھی ہیں اور گذر بھی رہے ہیں مگر میرے صبر واستقلال میں ہی مجھے راحت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہوگی۔

حال: حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس کا کامل یقین ہے کہ جو کچھ بھی دنیا میں میرے لئے ہوگا وہ میرے مولیٰ تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہے پھر بھی خوف ہی ہے۔

تحقیق: یہی (امید وخوف کا) ایک ساتھ ہونا تو مطلوب ہے کہ طاعت کے ساتھ بھی خوف ہو۔

حال: اب حضرت سلمہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس بدکردار رسوا کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: قدرت ہی سے اصلاح ہو رہی ہے۔

حال: دعا کی درخواست مزید ہے۔

تحقیق: دل سے دعا کرتا ہوں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

جو کثرت کلام مخلوق سے انبساط اور انقباض کی وجہ سے ہو خود مستقل نعمت ہے

حال: اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ بہت بحث کرنے والا اور بکواس کرنے والا مشہور رہا ہوں مگر اب ایک مدت سے یہ حال ہوگیا ہے کہ جس طرح پہلے بہ تکلف چپ رہتا تھا اب بہ تکلف بولتا ہوں۔ ذہن کند اور زبان گونگی معلوم ہوتی ہے۔ پہلے تو کسی سے ملنا جلنا ہی بہت کم رہ گیا ہے خصوصاً تنہا ملنے سے بہت گھبراتا ہوں کہ سننے کے ساتھ بولنا بھی پڑے گا ورنہ بداخلاق بد دماغ وغیرہ خدا جانے کیا سمجھا جاؤں۔ یہ خیال اس پر آیا کہ اور تو اور اب کئی مرتبہ دل چاہا کہ کسی عنوان سے حضرت کی غیر معمولی شفقتوں کا کچھ شکریہ ادا کرنا چاہئے مگر نہ کوئی عنوان سمجھ میں آیا نہ زبان کھل سکی۔ ظاہر ہے کہ حضرت تو اس کا خیال بھی نہ فرماتے ہوں گے۔ مگر مجھ کو اپنی اور ہر طرح کی نااہلیوں کے ساتھ اس مزید نالائقی پر مزید شرمندگی ہوتی ہے۔ سوچتا ہوں تو بغیر کسی زیادتی کے حضرت کی مجلس

میں قدم رکھنے کا میں کسی طرح اہل نہیں ہوں۔ پھر بھی ان شفقتوں سے نوازا جاتا ہوں۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح پردہ پوشی فرما کر بخش دیں۔

تحقیق: کثرت کلام انبساط کی وجہ سے ہوتا ہے اور احتیاط انس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح مسبب کی ضدیں سبب کی ضدوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ مخلوق سے انقباض خود مستقل نعمت ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ سے انس ہو تو یہ نور علی نور اور اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس بھی کامل نہ ہو تو نور نور کی طرف سے لے جانا والا ہوتا ہے۔ یعنی وہ انقباض اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس پیدا کرنے والا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی طبعی اسباب انسیت اور وحشت کا سبب ہو جاتے ہیں جیسے طبیعت کی کمزوری، سستی، فکر و پریشانی، نشاط و فرح، نفسانی احوال کی مدد تو یہ قسم خود نہ کمال ہے نہ کوئی کمی ہے مگر آثار کے اعتبار سے قلت کلام اکثر نافع ہوتا ہے اور زیادہ مقابلے کا محتاج ہوتا ہے کہ حدود سے تجاوز نہ ہو جائے۔ بہر حال قابل اہتمام و مطلوب ہر حال میں حدود ہیں خواہ کسی کیفیت کے ساتھ ہوں نہ کہ کیفیات اسی مطلوب کے مطلوب ہونے اور غیر مطلوب کے مطلوب نہ ہونے کے بارہ میں ارشاد ہے ؎

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست ❀ تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

ترجمہ: ”اگر یہ (کیفیات) جائیں تو ان سے کہو جاؤ کوئی حرج نہیں ہے اے وہ (محبوب کہ) جس سے پاک کوئی اور نہیں ہے تو موجود ہے (تو کسی کی کیا پرواہ ہے)۔“ (یعنی ان کیفیات کے نہ رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اصل چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے وہ موجود ہو کسی کیفیت کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے)

اور اس تقریر سے اس حدیث کا بھی حل ہو گیا۔

”قال صلی اللہ علیه وسلم الحیا والعی شعبتان من الایمان والبذاة والبیان شعبتان من النفاق رواه الترمذی عن ابی امام لان اصل اقتضا الایمان الانقباض عن الخلق واصل اقتضا النفاق الانس مع الخلق.“

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شرم اور کم بولنا ایمان کی شاخیں ہیں اور بدکلامی اور چرب زبانی نفاق کی شاخیں ہیں (ترمذی) ابو امام رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ایمان کی اصل چاہت مخلوق سے انقباض ہے اور نفاق کی اصل چاہت مخلوق سے انسیت ہے۔“

آخر کا مضمون اس نعمت کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے کو نعمتوں کا مستحق نہیں سمجھا گیا کہ (یہ) فناء مطلوب کا ایک خاص درجہ اور نعمت ہے مگر اس کے ساتھ ہی نعمت کو نعمت سمجھنا اور عقلا اس پر خوش ہونے کا حکم ہے اس حیثیت سے

نہیں کہ وہ ہماری طرف منسوب ہے بلکہ اس حیثیت سے انعام کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف منسوب ہے۔ پہلی بات (یعنی اس کو اپنی طرف منسوب کرکے خوش ہونے کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿لا تفرح ان اللّٰه لا یحب الفرحین﴾ (کہ خوش نہ ہو اللہ تعالیٰ خوش ہونے والے کو پسند نہیں کرتے ہیں) اور دوسری بات یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا (اس کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿قل بفضل اللّٰه و برحمته فبذالك فليفرحوا﴾ (کہ آپ فرما دیجئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اس لئے خوش ہونا چاہئے)۔ (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

رسالہ الدلالة لاهل الضلالة

تصوف کی حقیقت علم باعمل ہے

تمہید

ایک طالب نے جو سلسلہ قادریہ ونقشبندیہ کے بعض بزرگوں سے تعلق رکھنے والے تھے وساوس وخیالات کی زیادتی اور بعض خارجی اور داخلی اثرات سے تنگ آ کر حضرت والا مدظلہم العالی کی طرف رجوع کیا اور پہلے بذریعہ مکاتبت اور پھر حاضرت خدمت اقدس ہوکر زبانی عرض کیا۔ اس پر حضرت والا مدظلہم العالی نے مضمون ذیل تحریر فرما کر ان کو دیا اور زبانی فرمایا کہ ایک بار اس کا ضرور مطالعہ کیا کریں۔

یادداشت ضروری

آپ کی حالت کے بارے میں مختصر طور پر اپنے اس خط میں لکھ چکا ہوں جو آپ کے پاس ہے۔ کل شام کو آپ کی زبان سے سارے حالات سن کر اس اختصار کی مختصر اور ضروری تفصیل احتیاطاً لکھتا ہوں تاکہ معاملہ میں کوئی شبہ نہ رہے پھر آپ کا دل جس شق کو قبول کرے میں نہایت آزادی اور خوشی سے اس کی اجازت دیتا ہوں مجھ کو ذرہ برابر اس میں کدورت نہ ہوگی۔ وہ تفصیل یہ ہے:

❶ ہمارے نزدیک تصوف کی حقیقت صرف علم باعمل ہے اور عمل وہی جو رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے اور جو سالک کے اختیار میں ہے اس کے علاوہ سب چیزیں زائد ہیں۔ اگر وہ عطا ہو جائیں اور شیخ ان کو اچھا بتائے تو نعمت ہیں اور شکر کے قابل ہیں اور اگر عطا نہ ہوں یا عطا ہوکر ختم ہو جائیں تو ان کو حاصل کرنے کی فکر یا ان کے ختم ہونے پر افسوس طریق (یعنی سلوک کے راستے) میں ناجائز اور باطن کے لئے بہت نقصان دہ ہے خواہ

وہ کچھ ہی ہو۔

❷ شیخ کو سب حالات کی اطلاع دینا تو ضروری ہے لیکن اپنی رائے سے یا کسی خواب یا وارد کی وجہ سے کوئی کام کرنا طریق میں جائز نہیں۔ پھر اس اطلاع کے بعد شیخ اس کی تدبیر کرے گا جس کا تعلق امر و نہی سے ہو بقیہ کی تدبیر اس کے ذمہ نہیں ہے۔ اس لئے طالب کو اس کا مطالبہ یا انتظار بھی طریق میں ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مرض یا کوئی حقیقی اثر یا خیالی تکلیف دہ یا کوئی داخلی یا خارجی عارض آفت یا لازم ہو جائے وہ بھی شیخ کے فرض منصبی کی حدود سے باہر ہے۔

❸ نفس کی اصلاح میں بدن کی اصلاح کا کافی حصہ گنجائش اور ضرورت کے مطابق غذا و دوا کا اہتمام بھی عبادت اور سنّت ہے۔ "ان لنفسك عليك حقا، ان لجسدك عليك حقا" (کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے) حدیث ہے۔

❹ اسی طرح اہل حقوق کے حقوق شرعیہ مقدورہ (جو ادا کئے جا سکتے ہیں ان میں) غفلت یا کوتاہی کرنا گناہ ہے جو مقصود کے لئے چور ہے "ان لزوجك عليك حقا ان لزورك عليك حقا" (کہ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لئے آنے والے کا تم پر حق ہے) حدیث ہے۔

❺ آپ کی ساری تقریر سے شیوخ کی جو تعلیمات معلوم ہوئیں اگر آپ کا یاد اور نقل کرنا صحیح ہے تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کو اب تک صحیح اور صاف راستہ معلوم نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ اس وقت آپ کی موجودہ حالت کا وہی مقتضا ہو یا ان کی خطائے اجتہادی ہو اس لئے ان سے بھی بدگمان نہیں ہونا چاہئے لیکن وہ آپ کو بہت نقصان دہ ہوئی اور اس وقت کی حالت کے تو وہ کسی طرح مناسب ہی نہیں۔ اس لئے ان سب سے اس وقت ذہن کو خالی کر دینا چاہئے۔ اسی طرح کتابوں کا مطالعہ کر کے جو آپ نے اپنے لئے کوئی نظام تجویز کر لیا ہے وہ بھی اسی درجہ میں ہے۔ اب میں اس یادداشت کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔ (النور، رجب وشعبان ۱۳۵۸ھ)

حضرت کے علوم پر بے حد تعجب ہوتا ہے یہ علوم ان صندوقوں سے ہیں جو اوپر ہیں اور وہ دریا سے ہیں

حال: حضرت مخدوم محترم ادام اللہ فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب والا نے سعادت بخشی تھی۔ حضرت کے علوم پر بے حد تعجب ہوتا ہے اور بے حد رشک آتا ہے۔ کاش اس میں کچھ کسب (اپنی کمائی) کو دخل ہوتا کتابوں میں تو حضرت مجھ کو یہ چیزیں ملتی نہیں یا کتابیں سمجھ میں نہیں آتی مگر پھر حضرت کی باتیں کیوں سمجھ

میں آجاتی ہیں۔

تحقیق: یہ سب آپ کی محبت اور حسن ظن ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اب اس تعجب کی وجہ عرض کرتا ہوں وہ وجہ یہ ہے کہ ان علوم کی ظاہری طور پر اس نادان کی طرف منسوب ہونے پر نظر گئی تو تعجب ضروری ہے اور اگر نظر کو بڑھایا جائے تو کچھ صندوق نظر آئیں گے۔ جن سے یہ علوم نکلتے ہیں اور ان صندوقوں سے اوپر ایک دریا نظر آئے گا تو عجب ختم ہو جائے گا۔ البتہ ایک انعام الٰہی اس وقت بھی شکر کا سبب ہوگا وہ ان صندوقوں کے ساتھ تعلق (و جوڑ) ہے جس کی مختصر حکایت یہ ہے ؎

سینہ را صندوق سرہا کردہ ❁ داند ران مخزوں گہر ہا کردہ
ربط دادی سینہ رابا سینۂ ❁ ربط ایں از صنع خود اے رب مجید
نقش ایں آئینہ در دیگر پدید ❁ کردی از صنع خود اے رب مجید
آب از جوئے بجوئے مے رود ❁ باز یک سو گشتہ در دریا رود

ترجمہ

❶ تم نے سینہ کو رازوں کا صندوق بنا دیا ہے اور اسے بہت ساری موتیوں کا خزانہ بنا دیا ہے۔
❷ سینہ کو سینہ سے ملا دیا اے رب مجید تو نے خود یہ کام کیا ہے۔
❸ اس آئینہ کے نقش کو دوسرے میں ظاہر کر دیا ہے اے رب مجید تو نے خود یہ کام کیا ہے۔
❹ پانی ایک نہر سے دوسری نہر میں جا گرتا ہے پھر ایک دریا کی شکل میں بہتا ہے۔

حال: الحمد للہ کہ مخلوق سے تنگی تو عرصہ سے خود مخلوق کے سلوک ہی نے پیدا کر دی ہے لیکن حضرت! جب تک یہ اللہ تعالیٰ کے انس کا ذریعہ ہو اس وقت تک خالص سلب ہی سلب ہے اور اللہ تعالیٰ سے انس کی بو بھی اپنے اندر نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: اس انس نہ ہونے کا قلق یہ بھی اللہ تعالیٰ سے انس کا ایک درجہ ہے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس کا کم سے کم درجہ تو ہے کہ ایک رکاوٹ کا دور ہونا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس قریب تو ہوگیا یہ کیا کم نعمت ہے۔ آگے تھوڑی توجہ مقصود کے حاصل ہونے کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۸ھ)

قرآن میں اسم ذات ''اللہ'' کی تعلیم معلوم ہوتی ہے

حال: آج کل اچانک ایک عجیب سوال دل میں پیدا ہوگیا ہے کہ حدیثوں سے تو لا الہ لا اللہ کے ذکر کی

افضلیت معلوم ہوتی ہے لیکن کلام مجید سے اللہ یا اسم اللہ کے ذکر ہی کی تعلیم معلوم ہوتی ہے اور لا الہ لا اللہ صرف دعوت و تبلیغ کا کلمہ معلوم ہوتا ہے اور اس دعوت و تبلیغ کو قبول کر کے جب ایمان حاصل ہو گیا تو بس اس کا کام ختم ہو گیا۔ اس سے اللہ اور اس کی ربوبیت (رب ہونے) وغیرہ کا جو علم ملا اس کے ذکر میں لگ جانا چاہئے۔ یہ خیال بالکل تازہ ہے ورنہ مجھے طبعی طور پر اسم ذات کی جگہ لا الہ الا اللہ کے ذکر کا شوق تھا۔ خود حضرت نے بھی اسی کے لئے ارشاد فرمایا تھا جس پر عمل بھی برا بھلا بحمد اللہ جاری ہے۔ ہاں اس خیال سے پہلے ایک بات عرصہ سے چلی آتی ہے کہ کچھ علم ذات (اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام) کا شوق بڑھ گیا ہے۔

تحقیق: یہی خیال میرے بعض فضلاء احباب نے پہلے بھی پیش کیا تھا مگر ذرا تامل فرمایا جائے تو جواب واضح ہے وہ یہ کہ اسم ذات (کا جو طریقہ مشہور و معروف ہے) اس طریقے پر دلالت کرنے میں آیات نص (واضح) نہیں ہیں جیسا ظاہر ہے اس بات کا مقصود کیونکہ مطلق (بغیر کسی قید کے) ہے اس لئے اس کا بھی احتمال ہوسکتا ہے لیکن "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" (کہ جب احتمال آجائے تو استدلال (دلیل حاصل کرنا) باطل ہو جاتا ہے) اس وجہ سے اس احتمال والی صورت کو ترجیح نہیں ہوگی پھر رسول اللہ ﷺ اور مجتہدین صحابہ سے اس پر عمل منقول نہ ہونے سے اس کی ترجیح نہ ہونا ثابت ہو گیا۔ اس لئے مطلق (بغیر قید کے ہونا) عام نہیں ہوگا (کہ دونوں صورتوں کو شامل ہو) پس یہ اطلاق عموم نہ ہوگا بلکہ اجمال ہوگا "اقیموا الصلوۃ" کی طرح جس کی تفسیر حضور کے قول و فعل سے ہوگئی۔ (النور، شعبان ۱۳۵۸ھ)

(اللہ تعالیٰ کی) ذات کے علم کا داعیہ بڑھ گیا وہ علم ایمان ہے اور اس کی تمنا عین مطلوب

حال: والا نامہ (خط مبارک) نے لکھنؤ میں (مل کر) سعادت حاصل ہوئی جس سے مشہور و معروف اسم ذات کے ذکر کے قرآنی آیات سے ثابت ہونے کا شبہ ختم ہو گیا۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: اس سلسلہ میں ایک بات یہ عرض کی تھی کہ عرصہ سے کچھ (اللہ تعالیٰ کی) ذات کے علم (نام) کی چاہت بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا تو اس عالم میں ہے ہی نہیں۔ پھر کیا کسی اور طرح کسی درجہ میں ایمان کے علاوہ (اللہ تعالیٰ کی) ذات کا کوئی علم اس زندگی میں نصیب ہوسکتا ہے؟

تحقیق: وہ علم ایمان ہی ہے اس علم میں ترقی اور قوت ایمان ہی کی قوت اور ترقی ہے۔ اسی کے مراتب

(درجوں) کے فرق سے عوام اور خواص اور اخص الخواص (بہت ہی خاص بندوں) کے ایمان میں فرق ہوتا ہے۔ اسی قوت کو قرآن وحدیث میں ازدیاد ایمان (ایمان کی زیادتی) کہا گیا ہے۔ ان ہی مراتب (درجوں) کا نام علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین ہے۔

حَالؔ: اور اس قسم کی چاہت کا غلبہ کچھ نقصان دہ تو نہیں ہے؟

تحقِیقؔ: حقیقت کے واضح ہوجانے کے بعد اس کا سوال اس کی تمنا عین مطلوب ہے۔

حَالؔ: حضور ﷺ نے "لذة النظر الى وجهك" اور "شوقا الى لقاء ك" (اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ) اپنے چہرے کے دیکھنے کی لذت اور اپنے سے ملنے کا شوق عطا فرمایئے) کے بارے میں جو سوال فرمایا تو اس کا مطلب تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہاں صرف ملاقات کا شوق حاصل ہوسکتا ہے اور چہرے کو دیکھنا تو حاصل ہے ہی مطلوب صرف لذۃ النظر دیکھنے کی لذت ہے۔

تحقِیقؔ: ماشاء اللہ خوب صحیح دلالت سمجھ میں آئی اس سے پہلے میرا ذہن بھی اس تفسیر کے ساتھ اس طرف نہ گیا تھا۔ "فجزاكم الله تعالى على هذه التنبيه" اللہ تعالیٰ اس بتانے پر آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حَالؔ: لیکن حضرت! اپنے اندر اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق تو کسی درجہ میں پاتا ہوں جس کو اوپر اللہ تعالیٰ کی ذات کے علم کا تقاضہ کہا ہے لیکن "اينما تولوا فثم وجه الله" (کہ جہاں تم منہ پھیرو وہیں اللہ تعالیٰ ہیں) کی صاف آیت کے باوجود جب چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کچھ ذوق ولذت پیدا ہو تو بالکل نہیں پیدا ہوتی بلکہ ایسی چیزیں جو طبعاً ناپسند ہوتی ہیں ان پر وجہ اللہ کے اعتبار سے نظر کرنے میں طبیعت رکتی ہے۔

تحقِیقؔ: غالباً آپ کے نزدیک وجہ (اللہ تعالیٰ کے ہونے) کی تفسیر کا حاصل مظاہر ومناظر (ظاہر ہونے اور نظر آنے والی چیزیں) ہیں تو اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ سلف سے (اس وجہ یعنی اللہ تعالیٰ وہیں ہونے کی) دو تفسیریں منقول ہیں۔ ایک جہت یعنی قبلہ اور اس جہت کی اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت اللہ تعالیٰ کی رضا کے اعتبار سے ہے یعنی تم جس مکان میں بھی "تولى الى الكعبة" (کعبہ کی طرف رخ) کرو وہ جہت مرضیٔ حق ہے۔ دوسری (تفسیر) وجہ سے مراد ذات ہے "ذات كما فى قوله تعالى كل شىء هالك الا وجهه اى ذاته" (اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر چیز ختم ہوجائے گی) پھر ذات سے مراد علم "كما يدل عليه ما بعده" کہ اس کے بعد کی یہ آیت اس کی دلیل ہے "انه الله واسع عليم"

مناظر ومظاہر کے ساتھ تفسیر یہ ذوقی وتصوفی اشارہ کے درجہ میں ہوسکتی ہے جس کا حاصل تفسیر "الوجه بالذات باعتبار تجليه فى المظاهر" (وجہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کے ظاہری چیزوں میں تجلی فرمانے

کے اعتبار سے ہے) روح المعانی میں اس کو باب اشارہ میں اس عبارت سے ذکر بھی کیا ہے۔ "فای جهة یتوجه المرء من الظاهر والباطن فثم وجهه الله المتحلی بجمیع الصفات المتجلی بما شاء منزها عن الجهات وقد قال قائل القوم" آدمی ظاہر و باطن میں جس طرف بھی توجہ کرتا ہے وہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو تمام صفات سے آراستہ ہے اور جس طرح چاہتا ہے تجلی فرماتا ہے اور جہات سے پاک ہے کسی کہنے والے نے کہا ہے ؎

وما الوجه الا واحد غير انه ✿ اذا انت عددت المرايا تعددوا

ترجمہ: "ذات (باری تعالیٰ) تو ایک ہی ہے۔ مگر جب تم ظاہر میں دیکھتے ہو تو کئی نظر آتے ہیں۔"

(مطلب یہ ہے کہ ذات حق تو ایک ہی ہے۔ مگر جب مظاہر دیکھے جاتے ہیں تو ہر مظہر گویا ایک ذات معلوم ہوتا ہے)

اب خط میں لکھے ہوئے کی بنیاد اس بات پر ہوگی جس کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ تفسیر ثابت نہیں ہے اس لئے حدیث میں اس کا دعویٰ نہیں ہوسکتا دوسرا یہ کہ اگر مان لیں کہ مناظر و مظاہر کی طرف نظر کرنا بھی لذت کا سبب ہے اگرچہ ذات مظہر کے اعتبار سے موجب لذت کا سبب نہیں ہے اس کی مظہریت لیکن (مظہر ہونے) کے اعتبار سے لذت کا سبب ہے مگر یہ اس وقت لذت پیدا کرنے والا ہے جب اس نسبت کے استحضار اور (اللہ تعالیٰ کی) ذات کی محبت کا غلبہ طبعی ہو جائے۔ پھر مناظر و مظاہر سب حسن ہونے اور نہ ہونے کے فرق کے بغیر اس لذت کے اسباب ہو جائیں گے جیسے محبوب کا میلا کپڑا مکروہ معلوم ہوتا ہے مگر جب اس سے تعلق کا علم ہو گیا اس میں لذت پیدا ہوگئی خصوصاً پہنے ہوئے ہونے کی حالت فقہاء نے اس کے احساس کے بعد یہ فتویٰ دیا "النظر الى ملابس الانبية حرام" (اجنبی عورت کے کپڑوں کو دیکھنا حرام ہے)۔

اگر اس تفسیر کو تکلف سمجھا جائے اور حدیث میں وہ تفسیر علماء سے منقول لی جائے یعنی نظر سے مراد دنیا میں علم کا درجہ ہے تو اس وقت آپ کا سوال مستقل اس طرح ہوگا کہ علم میں بھی تو لذت نہیں پائی جاتی۔ اس کا جواب اس طرح ہوگا کہ لذت نہ ہونے کا حکم غور نہ کرنے کی وجہ سے ہے ورنہ حق تعالیٰ کی یاد میں (کہ یاد بھی) علم کا ایک حصہ ہے کسی مومن کو لطف نہیں آتا خاص طور پر جب اس کے صفات و کمالات کا تذکرہ بھی ہو کہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا اور اگر اس (لذت کے) نہ ہونے کے حکم کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی کوئی ڈر کی بات نہیں نہ ایمان کی کمی کا شبہ ہو سکتا ہے۔ ایک کمال کی کمی ہے جس کے لئے سوال کی تعلیم فرما دی گئی ہے جب اور جتنی نصیب ہو جائے۔ (النور رمضان ۱۳۵۸ھ)

رسوخ کے انتظار کی ضرورت نہیں اگر مقابلہ کے ارادہ میں کامیابی ہو

حَالؒ: الحمدللہ علاج کبر سے بہت فائدہ ہے۔

تحقیقؒ: الحمدللہ۔

حَالؒ: تو اب اس کے رسوخ کا انتظار کروں یا اب دوسرے مرض اور علاج کو پیش کروں۔

تحقیقؒ: اگر وقت پر ایسا استحضار ہو جائے کہ ارادہ کر لیا جائے اور اس ارادہ میں اکثر کامیابی ہوتی ہو تو رسوخ کا انتظار ضروری نہیں ورنہ اسی حالت مذکورہ کا انتظار مناسب ہے۔

حَالؒ: آج کل معمولات کے شوق اور حضور قلب میں بہت کمی ہے اس لئے دعا کا طالب ہوں۔

تحقیقؒ: دعا کرتا ہوں۔ باقی شوق کی کمی پر افسوس نہیں کرنا چاہئے غیر اختیاری بات ہے۔ اگر طبعی افسوس بھی ہو (تو) اس عقلی (بات) کے استحضار سے اس (افسوس) کے اثر کو ضعیف کر دینا چاہئے اور حضور قلب کے جس درجہ (بندہ کو) حکم ہے یعنی اختیار سے احضار (یعنی خود حاضر رکھنا) خواہ کسی درجہ کا حضور کبھی اس پر حاصل ہو جائے اس کی تجدید وقت پر کر لی جائے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۸ھ)

ایمان اور محبت اس کی زیادتی مطلوب ہے ولیکن وہ مقصود زیادتی ایسی لطیف ہے جیسے بچے کی نشو ونما!

حَالؒ: جناب والا نے حقیقت کو کھولا اور شرح صدر فرمایا۔ حقیقت میں اصل چیز بس ایمان و محبت اور اسی کی زیادتی کی طلب ہے۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف جس اعتبار اور جس طرح سے بھی توجہ نصیب ہو اس میں لذت کیسے نہ ہوگی۔ حضرت نے خوب فرمایا کہ میلا کپڑا مکروہ معلوم ہوتا ہے لیکن محبوب کا میلا کپڑا بھی محبوب ہوتا ہے۔ مگر حضرت اس کو کیا کروں کہ نہ ایمان میں کوئی قابلِ لحاظ زیادتی معلوم ہوتی ہے اور محبت تو سرے سے معلوم ہی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیقؒ: محبت کی زیادتی جو مطلوب ہے اس کی زیادتی کی رفتار ایسی لطیف (باریک، نازک) ہے جیسے بچہ کا نشو و نما کہ کسی دن بھی معلوم نہیں ہوتا کہ پہلے سے بڑھا ہے۔ لیکن کافی دن جدا رہنے کے بعد پہلے اور بعد کی حالت میں موازنہ کے بعد پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح اعمال کو لازم کرنے سے پہلے کی حالت اور لازم کر لینے کے بعد کی حالت سے موازنہ کر کے دیکھا جائے تو زیادتی نظر آئے گی مگر مقدار میں نہیں بلکہ کیفیت میں (ایمان کے بارے

میں جو) "لا یزید ولا ینقص" (آیا ہے کہ نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے) اس کا مطلب مقدار ہے (کہ نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے) اور (ایمان کے بارے میں جو) "یزید و ینقص" (آیا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے) اس کا مطلب کیفیت ہے (کہ وہ بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے) کبھی اس (گھٹنے بڑھنے) کا علم نہیں ہوتا ہے مگر معلوم نہ ہونا نہ ہونے کی دلیل ہے۔ خصوصاً جب خشیت کا غلبہ ہو اس وقت وہ کیفیت ہوتی ہے۔ "ادرکت سبعین بدریا کلهم یخاف النفاق علی نفسه رواه البخاری" (ابن ابی ملیکہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ستر بدری صحابہ سے ملا ہوں ہر ایک اپنے اوپر نفاق کا خوف کرتا تھا)۔ اور ہمت خود مقصود نہیں بلکہ وہ عمل کا آلہ ہے اگر عمل ہو جائے مقصود حاصل ہے گو اس میں قوت نہ ہو۔

حَالؔ: بلکہ اگر حضرت کی طبعی و عقلی تقسیم سمجھ میں نہ آ گئی ہوتی تو میں اپنے کو سرے سے ایمان ہی سے خالی یقین کرتا۔ اللھم احفظنا۔

تَحَقِیق: خیر اب تو پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔

حَالؔ: جی چاہتا ہے کہ کسی طرح کچھ طبعی محبت اور اس کی لذت بھی نصیب ہو جاتی۔

تَحَقِیق: اس کا راستہ صرف دعا ہے اور حاصل نہ ہونے پر رضا وللہ در من قال ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب ❁ کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

تَرجَمَہ: "فراق و وصل کیا چیز ہے دوست سے تو اس کی رضا طلب کرنی چاہئے (خواہ فراق ہو یا وصل) کیونکہ دوست سے رضا کے علاوہ کچھ اور مانگنا ظلم ہے۔"

اور اس کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا بندے پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کبھی حاصل نہ ہونا ہی زیادہ نافع ہوتا ہے کہ مجاہدہ کا اجر بڑھتا ہے۔

حَالؔ: دعا کا بہت قائل ہوں اور روزانہ مانگتا ہوں مگر کیا عرض کروں وہ دعا بھی جیسی ہوتی ہے میں ہی جانتا ہوں۔ قبول (کرنے) کے بجائے غصہ نہ فرمایا جائے تو یہ بھی سراسر اس کا حلم ہے۔

تَحَقِیق: جیسا حق ہے ایسا تو کوئی عمل بھی نہیں ہوتا حضرت سید الانبیاء عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا ارشاد "لا احصی ثناء علیك" (کہ اے اللہ! میں آپ کی تعریف پوری طرح نہیں کر سکتا ہوں) اس کی واضح دلیل ہے اور غور کیا جائے تو اپنے عمل کو جیسا حق ہے ویسا نہ سمجھنا یہ بھی واجب حق کا نائب ہے جیسے تیمم وضو کا نائب ہے۔ (یعنی اصل حق تو عبادت کو جیسا کرنے کا حق ہے ویسا کرنا چاہئے مگر اپنے عمل کو حق جیسا نہ کرنا سمجھنا بھی حق جیسا کرنے کی طرح ہے)۔

حال: صوفیانہ تفسیر صوفیانہ اعتبار سے طبعی طور پر کچھ ذوق معلوم ہوتا ہے اکثر حضرات صوفیا کے اعتبارات و ارشادات دل میں اتر جاتے ہیں۔ وجہ (سامنے ہونے) سے یہ حضرات شاید ظاہر وجود مراد لیتے ہیں اور سارے خارجی مظاہر (باہر کی نظر آنے والی چیزیں) اسی ظاہری وجود کے مظاہر (نظر آنے کی جگہیں) ہیں۔ اس لئے جی چاہتا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ اسی اعتبار سے گویا سامنے ہی موجود ہیں تو کیوں نہ اسی راہ سے حضور حاصل کرنے کی کوشش کی جائے کہ اسی سے کچھ نسبت ومحبت نصیب ہو سکے۔

انا کو یہ حضرات باطن وجود کہتے ہیں اور اسی سے قرب واقربیت (قریب ہونے) وغیرہ کی تشریح کرتے ہیں۔ دل کو تو وہ بات بھی نہیں لگتی مگر اس میں ایک ہیبت سی معلوم ہوتی ہے اور پھر بہت خطرہ کی چیز بھی معلوم ہوتی ہے گو الحمد للہ کہ جہاں تک بندے اور رب کے غیر ہونے کا تعلق ہے اس میں کبھی وسوسہ نہیں ہوتا مگر حضرت! اس میں شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اور سیدھی راہ وہی محبت وایمان کی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: جو چیز ذوق کے اعتبار سے زیادہ دلچسپ معلوم ہوتی ہے وہ تشبیہ کا رنگ ہے اور نصوص (قرآن و حدیث) کے ظاہر اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مسلک تنزیہہ کا غلبہ ہے۔ پہلا بہت ہی خطرناک ہے اور کبھی بہت سی برائیوں کو آغوش میں لے لیتا ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ لذت بھی باقی نہیں رہتی۔ پھر تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی تشبیہ سے پاک سمجھنے) کی طرف آ کر گذشتہ حالت پر افسوس ہوتا ہے اور دوسرا اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور یہ ثابت یعنی محفوظ اور ہمیشہ رہنے والا بھی ہے قرآن وحدیث سے جہاں تشبیہ کا وہم ہوتا ہے اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ابہام کا اعتقاد ہے پس وہم کا علاج ابہام ہے۔

حال: جی یہ کہتا ہے کہ حضرت دعا فرمائیں تو انشاء اللہ اس نعمت سے محروم نہ رہوں گا اپنی دعا بھی انشاء اللہ مرتے دم تک جاری رہے گی۔

تحقیق: دعا کا وظیفہ عبد کا فرض اصلی ہے مگر مع اس کے "اللھم خرلی واخترلی" کے ملانے کے ساتھ خواہ ذکر کے ساتھ خواہ فکر کے ساتھ ہو۔

حال: لیکن میں پچاس سے زیادہ کا ہو چکا ہوں اس دولت سے محروم مرنے پر بڑی حسرت معلوم ہوتی ہے کہ پھر مرنے کے بعد نہ تو کسی تدبیر کا وقت ہوگا نہ دعا کا۔

تحقیق: بالکل صحیح مگر رحمت تو علت پر موقوف نہیں۔ اگر اس رحمت کا سوال اب ہی سے جاری کیا جائے تو یہ موت کے بعد تک رہے گی جیسے باقیات صالحات (اعمال صالحہ) کی شان ہے (کہ وہ موت کے بعد بھی رہے گی) حدیث میں "قرة عین لا تنقطع" (آنکھوں کی ٹھنڈک جو ختم نہ ہو) کی دعا آئی ہے (النور، رمضان ۱۳۵۸ھ)

(اللہ تعالیٰ کو کسی کے ساتھ) تشبیہ (دینے) کا مسلک بے حد خطرناک ہے بخلاف تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو کسی کے ساتھ تشبیہ سے پاک سمجھنے) کے ولیکن صرف تنزیہہ بھی تشفی بخش نہیں۔اس کے بارے میں عجیب تحقیق!

سُؤال: مخدوم محترم ادام اللہ فیوضکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اگرچہ حضرت نے صرف اپنی شفقت سے اجازت دے رکھی ہے کہ جو کچھ بھی چاہوں بے تکلف خدمت میں عرض کر سکتا ہوں پھر بھی ایک بات کا عرصہ سے شدید غلبہ اور خیال ہونے کے باوجود عرض کرنے کی ہمت نہ ہوسکی۔اس مرتبہ خط میں غیر معمولی تاخیر کی بھی ایک وجہ یہی رہی کہ ایک طرف طبیعت کا تقاضا تھا کہ اب کھل کے عرض کر ہی ڈالوں اور دوسری طرف ہمت کا مسلسل آگے پیچھے ہونا۔لیکن گذشتہ خط اور اس کے جواب گرمی میں چونکہ ایک حد تک راہ کھل چکی ہے اس لئے اب اس خلش (کھٹک) کو پیش ہی کر دیتا ہوں حضرت نے یہ بالکل ہی صحیح ارشاد فرمایا کہ تشبیہ کا مسلک بے حد خطرناک ہے اور خود میرا بھی مدت تک اصلی مذاق ورجحان تنزیہہ کا ہی رہا۔لیکن اب عرصہ سے صرف تنزیہہ سے بالکل تشفی نہیں ہو رہی ہے۔کسی طرح نہ دل اس کو قبول کرنا چاہتا ہے نہ دماغ (اس کو قبول کرتا ہے) کہ خالق و مخلوق میں دو (الگ الگ) ہونے کی دوری یا جدائی ہوسکتی ہے لیکن اس کے ساتھ الحمد للہ دوسری طرف یہ بھی یقینی طور پر غلط اور نا قابل سمجھ بلکہ بے وقوفی محسوس کرتا ہوں کہ کسی طرح بھی بندہ معاذ اللہ رب یا بندے کا رب ہوسکے اور وحدت (ایک) وجود کے ساتھ بہت ساری موجود چیزوں میں کوئی قباحت ہی نہیں بلکہ عقل ونقل سب کے یہی موافق معلوم ہوتا ہے اقربیت (اللہ تعالیٰ قریب ہونے) معیت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے) وغیرہ کے تمام اعتبارات غیریت (اللہ تعالیٰ کے غیر ہونے) کی صفت کے ساتھ (کہ یہ اقربیت ومعیت اللہ تعالیٰ کا غیر ہیں) اتنے اٹلی معلوم ہوتے ہیں کی عینیت (اللہ تعالیٰ کی ذات ہونے) کی برائی کا خیال واحتمال تک دل میں نہیں آتا ہے بلکہ ایک لحاظ سے تنزیہہ وتسبیح کا غلبہ رہتا ہے حتیٰ کہ عینیت کا رجحان رکھنے والوں کی حماقت پر سخت غصہ معلوم ہوتا ہے بلکہ مجھ کو تو وہ انکار حق کے لئے نفس کی ایک سیہ کاری نظر آتی ہے۔

یہ بھی عرض خدمت ہے کہ اس مسئلہ سے فی الجملہ دلچسپی کے باوجود ایسی چیزوں کو زیادہ پڑھتا پڑھاتا نہیں ہوں البتہ کلام مجید ہی کی تلاوت یا اس پر اگر کچھ تدبر وتفکر کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے تو اس طرف کے بھی ذہن میں کچھ اعتبارات آجاتے ہیں۔

تحقیق: مکرمی دام لطفکم۔ السلام علیکم۔ عربی مثل ہے "اذا جات الالفة رفعت الکلفة" (جب محبت ہو جاتی ہے تو تکلیف ختم ہو جاتی ہے) عارف شیرازی کا ارشاد ہے ؎

ماحال دل را بایار گفتیم ❁ نتواں نہفتن درد از حبیباں

(ہم نے اپنا حال اپنے دوستوں سے کہا کیونکہ ہم اپنا حال طبیبوں سے چھپا نہیں سکتے ہیں)۔

اس کے ذیل میں یہ سب پسندیدہ ہے۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔ حادث بعد الحدوث (جو چیز پیدا ہونے والی ہے اس کو پیدا ہونے کے بعد) قدیم (جو ازل سے ہے) کے دیکھنے کے لئے ذریعہ دو تعلق سے ہوتا ہے۔ ایک تعلق بنانے والے اور بنی ہوئی چیز کا۔ اس تعلق سے واسطہ بنانا منصوص اور مامور بہ (قرآن و حدیث میں آیا ہے اور اس کا حکم ہے) ہے۔ آیات ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ سے لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾﴾ (البقرہ: آیت ١٦٤) ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ سے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَٰطِلًا﴾ (آل عمران: ١٩٠) ﴿أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى ٱلْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾﴾ (غاشیہ: آیت ١٧) (ظاہر ہونے اور ظاہر ہونے کی متعارف جگہوں) کا تعلق ہے جو پہلے تعلق سے (ایک) زائد (چیز) ہے۔ جس میں ہماری بات چل رہی ہے۔ اس لئے یہ تعلق اور اس کی خصوصیات خو ذوقی اور کشفی (ذوق اور کشف سے سمجھ میں آنے والی ہیں)۔ اسی طرح اس کا (قدیم کے مشاہدہ کا) واسطہ بنانا بھی (کشفی و ذوقی) ہے۔

وغیرہا سب اسی واسطہ بنانے کو بتاتی ہیں۔

دوسرا تعلق ظاہریت و مظہریت پہلے تعلق کی مثال کاتب و مکتوب (یعنی لکھنے والے اور لکھے گئے) کا تعلق ہے۔ دوسرے تعلق کی مثال سورج اور زمین کا روشن کرنا کا تعلق ہے۔ اس دوسرے تعلق کے واسطہ بننے کے دو درجے ہیں۔ ایک تصور و تخیل دوسرا تصدیق و اعتقاد کا درجہ ہے۔

دوسرا درجہ (یعنی تصدیق و اعتقاد) تو ظاہر ہے کہ اختیاری ہی ہوگا۔ پہلا درجہ دو طرح کا ہے ایک قصد و اختیار سے استحضار فی الذہن (یعنی اختیار سے ذہن میں لانا) دوسرا بغیر قصد و اختیار کے حضور فی الذہن (یعنی ارادے و اختیار کے بغیر ذہن میں رہنا) یہ کل تین درجے ہوئے۔ خود یہ تعلق اور اس کی خصوصیات کیونکہ کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور ذوق و کشف حجت نہیں اس لئے مذکورہ تین درجات میں پہلے کے دو درجے یعنی اعتقاد اور اختیار سے استحضار (اس) منع میں داخل ہے ﴿ولا تقف ما ليس لك به علم، وان يتبغون الا الظن وان الظن لا يغنى من الحق شيئا﴾ الآیۃ

تیسرا درجہ یعنی بغیر اختیار کے تصور و حضور فی الذہن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے معاف ہوگا ﴿لا

یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا﴾ پہلے کے دو درجے دلائل شرعیہ مذکورہ سے ممنوع ہونے کے علاوہ خود قواعد طریق سے بھی ممنوع ہیں۔ اس ممنوع ہونے کا راز یہ ہے کہ تمام حق ملت والے جن میں حضرات صوفیہ بھی داخل ہیں اس پر متفق ہیں کہ یہ دوسرا تعلق یعنی ظاہریت ومظہریت مصطلحہ کا خود حادث بعد العدم السابق (پہلے نہ ہونے کے بعد پیدا ہونے والا) ہے (پیدا نہ ہونے سے پہلے) یہ تعلق معدوم محض (کچھ بھی نہیں) تھا۔ اس لئے اس تعلق کی قید سے جو استحضار ہوگا خواہ اختیار سے یا تصدیق سے ہو تو وہ مقید کا استحضار) ہوگا اور مقید بوجہ حدوث (پیدا ہونے) کی قید کی وجہ سے حادث (پیدا ہونے والا) ہوگا تو یہ استحضار جان بوجھ کر حادث کا استحضار ہوا جو محبت کی غیرت کے بالکل خلاف ہے اس لئے خود اہل ذوق بھی اس حکم کو ضبط نہ کر سکے کہ ''کل ما خطر ببالك فھو ھلك واللّٰہ اجل واعلی من ذلك'' (تیرے دل پر جو بھی کھٹکے وہ ہلاک کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ تو اس سے بڑے اور اونچے ہیں) اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی آفتاب کے نور کا مشاہدہ اس تعلق اور واسطے سے کرے جو اس کو زمین سے حاصل ہے اور اس تعلق کی وجہ سے خود دھوپ میں اجرام (حصوں) کی مختلف صورتوں کی وجہ سے مختلف شکلیں پیدا ہوگئی ہیں جیسے گول ہونا تکون ہونا چوکور ہونا۔ اس لئے ان مختلف صورتوں والے حصوں کے ذریعہ نور کے مشاہدہ کا ارادہ کرنا ان حصوں کے مشاہدہ کرنے کا ارادہ کرنا ہوگا۔

باقی (اگر یہ حالت) بے اختیار (ہو تو اس) میں کوئی برائی نہیں ہے مگر یہ اونچے درجے کے مقابلے میں نیچا درجہ ہے۔ اگرچہ کمزور آدمی کے لئے مقصود نہ ہوتے کے باوجود اتنا مفید تو ہوگا کہ مقصود تک پہنچانے کا سبب ہوگا جیسے دوا مقصود نہیں ہے مگر بیمار کے لئے غذا جو کہ مقصود ہے اس کی استعداد پیدا کرنے کے لئے گوارا کی جائے بلکہ تجویز کی جائے۔ مولانا (رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی) بہت ساری مثالوں کے بعد اسی کو ارشاد فرماتے ہیں ؎

اے بروں از وہم وقال وقیل من ❀ خاک بر فرق من و تمثیل من

تَرجَمَہ: ''اے وہ ذات! جو میرے وہم اور گفتگو کے احاطے سے باہر ہے میرے فرق کرنے اور مثال دینے پر خاک ہے۔''

اسی میں ایک حقیقی بات کا اظہار ہے ؎

بندہ نشکیبد ز تصویر خوشت ❀ ہر دمت گویم کہ جانم مفرشت

تَرجَمَہ: ''(مگر کیا کریں کہ) بندہ تیرے اچھے تصور (کرنے) سے صبر نہیں کر سکتا ہے (اور تصور کرنے کے لئے مثال دینا ضروری ہے اس لئے وہ شوق کی شدت سے) ہر وقت (یہی) کہتا ہے کہ میری جان تیرا فرش ہو۔'' (مطلب یہ ہے کہ عاشق کو تصور کے بغیر چین نہیں آتا ہے اس لئے

اپنی تسلی کے لئے اچھی مثال بیان کرنا ہے اس میں کبھی وہ حد سے نکل جاتا ہے)۔

(خطبات حکیم الامت: ۲۹/ ۵۷ ملخص)

اس میں ایک حقیقی بات کا اظہار ہے۔

پہلے تعلق (بنانے والے اور بنی ہوئی چیز والا تعلق) کے واسطہ ہونے میں ان واسطوں کی مثال ایسی ہوگی جیسے عینک لگا کر کسی چیز کا مشاہدہ کرنا کہ (اس صورت میں) عینک صرف دیکھی جانے والی چیز کے لئے معین ہوگی اور کبھی مشاہدہ کے وقت عینک کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی ہے۔ میرے خیال میں مسئلے کے سارے پہلوؤں پر کافی اور ضروری بات ہوگئی ہے اگر کوئی بات چھوٹ گئی ہے تو بتادیں۔

باقی کسی مامور بہ (وہ کام جس کو کرنے کا حکم ہے کے کرنے) سے تسلی حاصل ہونا یا نہ ہونا دل و دماغ سے اس کا ملا ہوا نہ ہونا یہ بات توجہ کے قابل نہیں ہے (صرف) حکم کو پورا کرنا مقصود ہے نہ کہ کیفیات اور احوال (مقصود ہیں)۔

باقی اس حصہ کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ بے اختیاری ہونے پر کوئی منع نہیں ہے۔ (النور شوال ۱۳۵۸ھ)

احادیث سے دل گھبرانے کا علاج

حَالؒ: حضرت بندہ کو مشکوۃ شریف آخری حصہ کے مطالعہ کی توفیق ہوئی مگر کتاب الاداب اور کتاب الرقاق کی احادیث سے دل گھبرا گیا۔ اپنے اعمال کی طرف خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بھی قابل اعتماد نہیں حتیٰ کہ بندہ بے قرار ہوگیا۔ باب الریا اور سمعہ کی احادیث سے پورا یقین ہوگیا کہ گذشتہ عبادت سب کی سب بیکار ہے مگر بندہ بہرحال اعمال پر قائم رہتا ہے کیونکہ حضرت سے یہ سنا تھا کہ اعمال کو کسی وقت چھوڑنا نہیں چاہئے امید ہے کہ دعا فرمائیں اور اس گھبراہٹ سے بھی تسلی فرمائیں۔

تَحْقِیقؒ: دعا کرتا ہوں اور اس گھبراہٹ سے اجر ملتا ہے بس تسلی کے لئے یہی اعتقاد کافی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اصلاح کا اہتمام اور اس کے لئے دعا بھی۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ)

درد وغیرہ میں تکلیف کا ہونا نعمت الٰہی ہے

حَالؒ: شفقت نامہ تسلی بخش الحمدللہ کہ اب درد وغیرہ کی تکلیف تو برائے نام ہی رہ گئی ہے۔

تَحْقِیقؒ: "الحمد للّٰہ علی نعمه وان قلت لانها باعتبار ثمرها قد عظمت وجلت" (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس کی نعمتوں پر اگرچہ وہ تھوڑی ہوں کیونکہ نتیجہ کے اعتبار سے وہ بہت بڑی ہیں)۔

حَالْ: لیکن انگلیاں ابھی تک بیکار ہیں مٹھی بند نہیں ہوتی۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کو اجر دینا ہے، جس کا طریقہ وہی اپنی حکمت سے متعین فرماتے ہیں۔ پھر جب طریقہ کو بدلنے میں حکمت ہوتی ہے اس کو بدل دیتے ہیں اس لئے تدبیر و دعا ہر حال میں محمود و مطلوب ہے۔

حَالْ: اب اسی کی تدبیر ہو رہی ہے مٹھی بند ہونے لگے تو انشاء اللہ تعالیٰ کام چلنے لگے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ جلدی کے ساتھ اس کی تکمیل فرمائے۔

حَالْ: باقی ڈاکٹروں کا مشورہ تو وہی چلا جا رہا ہے کہ پھر سے بٹھایا جائے۔

تحقیق: علم الٰہی میں جو خیر ہو اس پر قلب کو منشرح فرمائے چلتے پھرتے کبھی یاد آ جائے ایک جلسہ میں تین بار "اَللّٰھُمَّ خِرْ لَنَا وَاخْتَرْ لَنَا" کہہ لیا جائے۔

حَالْ: حضرت نے دوسرے احباب سے دعا کی درخواست کرنے کے لئے جو ہدایت فرمائی الحمد للہ کہ اسی پر اس درجہ تک عمل ہے کہ اپنے نوکر سے بھی یہی درخواست کرتا ہوں۔

تحقیق: اسلام نے یہی عبدیت سکھائی ہے اور یہ بڑی دولت "وللّٰہ دار العارف الرومی فی قولہ" ؎

جز خشوع و بندگی و اضطرار ❁ اندریں حضرت ندارد اعتبار

تَرْجَمَہ: "اس راستے میں خشوع، بندگی اور لاچاری کے علاوہ کسی چیز کا اعتبار نہیں ہے۔"

حَالْ: لیکن یہ ضرور ہے کہ حضرت کی شفقت و توجہ سے غیر معمولی تسلی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ آپ کی محبت اور حسن ظن کا نتیجہ ہے "صدق اللّٰہ تعالٰی ظنکم"۔

حَالْ: حضرت بیمار، آزار، دنیا میں کون نہیں ہوتا اپنے جاننے والوں میں بہتوں کا حال اپنے سے برا پاتا ہوں۔

تحقیق: یہ اعتقاد اور اس کا استحضار ایک مراقبہ ہے جو ایک نعمت ہے۔

حَالْ: پھر ایسے کتنے ہوتے ہیں جن کو معمولی تدبیر و علاج تک کی قدرت حاصل نہیں ہوتی۔

تحقیق: یہ دوسرا مراقبہ ہے جو دوسری نعمت ہے۔

حَالْ: ساتھ ہی یہ بھی ایمان ہے کہ مومن کے کانٹا چبھنا بھی ضائع نہیں جاتا۔

تحقیق: یہ ایک تیسرا مراقبہ ان دونوں سے بڑا ہے۔ ان مراقبات کے عطا ہوتے ہوئے اگر تحمل (کرنے) میں جس کا ذکر آگے فرمایا گیا ہے کچھ نقصان بلکہ بالکل بھی نہ ہو تو بھی نقصان دہ نہیں ہے۔ یہ مجموعہ اس کمی کا کافی تدارک ہے خصوص جبکہ یہ مراقبات اعمال اختیاریہ ہوں اور وہ کمی طبعی و بے اختیاری ہو۔

حَالْ: مگر حضرت! خدا جانے میری کمزوری و بزدلی کس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جسمانی تکلیف کا تحمل روز بروز گھٹتا

جاتا ہے۔ شاید سالہا سال سے بیماری کے سلسلہ نے اتنا کم ہمت کر دیا ہے۔ ادھر الحمد للہ کہ دو سال سے بہت اچھا تھا خصوصاً دمہ کے دوروں سے بالکل ہی محفوظ رہا اور طبیعت میں ذرا نشاط رہنے لگا تھا کہ اس ہاتھ کے حادثہ کے بعد اب کچھ دمہ کے آثار بھی پھر لوٹ رہے ہیں جس سے اور دل خوفزدہ ہو رہا ہے۔ کاش ایمان ہی اتنا قوی ہوتا کہ صبر و رضا ہی کا اجر حاصل کر سکتا مگر الٹے کبھی کبھی شکایت کے وساوس آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم و مغفرت فرمائے۔

تحقیق: خدا نہ کرے کیا یہ ضعف تحمل ایمان کے قوی نہ ہونے کی علامت ہے۔ اس وقت ترمذی کی ایک حدیث بے ساختہ ذہن میں آ گئی۔ جس کو جمع الفوائد فضل الشہادۃ والشہداء سے نقل کرتا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے شہدا کی ایک تقسیم فرمائی ہے ان میں دوسری قسم کے باب میں ارشاد ہے۔ ”قال و رجل جید الایمان لقی العدو فکانما ضرب جلدہ بشوك طلح من الجبن اتاہ سہم غرب فقتلہ“ (ترجمہ: ایک آدمی عمدہ ایمان والا لڑائی میں حاضر ہوا گویا اس نے بزدلی کی وجہ سے خود کو ببول کے درخت کے پیچھے چھپایا ایک نامعلوم تیر آ کر لگا جس سے وہ شہید ہو گیا) (الحدیث) اس میں ایمان کی عمدگی اور بزدلی کو ایک ساتھ جمع فرمایا ہے جس میں صاف دلالت ہے کہ تحمل کا نہ ہونا اور قوت ایمان جمع ہو سکتی ہے۔ ہاں اس قسم کے شہید کو دوسرے درجہ میں اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اس سے فعل اختیاری یعنی قتال کا بزدلی کی وجہ سے صدور نہیں ہوا اور جہاں فعل اختیاری کا صدور بھی ہو وہاں درجہ بھی کم نہ ہوگا۔ اس لئے یہ آپ کے اختیار میں ہے الحمد للہ اس اختیار سے کام بھی لیا جا رہا ہے یعنی شکایت اعتراض کے طور پر نہیں کی جاتی ہے اور خود عاجزانہ شکایت بھی قوتِ ایمان کے خلاف نہیں۔ کما قال یعقوب علیہ السلام ”انما اشکوا بثی وحزنی الی اللّٰہ ...... بعد قولہ یا اسفی علی یوسف“ (جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں ...... اپنے اس قول کے بعد ...... ہائے یوسف) اور وسوسہ تو کوئی شمار کے قابل وجود ہی نہیں رکھتا ”فزال بحمد اللّٰہ کل اشکال“ (کہ سارے اشکال ختم ہو گئے)۔

حال: اس مرتبہ تراویح ایک ایسے حافظ کے پیچھے پڑھنا پڑ رہی ہے جنہوں نے عملاً اپنی اجرت پہلے ہی طے کر لی ہے۔ کراہت معلوم ہوتی ہے کیا کروں۔

تحقیق: یہ کراہیت امام کے طاعت پر اجرت لینے سے ہے جو اس کو ناپسند کرنے والے مقتدیوں کی طرف نہیں بڑھتی ہے کیونکہ وہ نہ اس کے سبب ہیں نہ معاملہ کرنے والے ہیں تیسری کوئی چیز اس عمل کے ان کی طرف منسوب ہونے کی نہیں ہے اور تیسری کوئی علت نسبت کی نہیں۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ)

خالص تنزیہہ کے بارے میں سوال وجواب کا تتمہ

حَال: عرصہ ہوا کہ خدمت والا میں خالق ومخلوق کے تعلق کو سمجھنے کے لئے کچھ معروضات پیش کئے تھے۔ جس کے جواب میں حضرت نے تنزیہہ مسلک کو جو سمجھایا تھا اس سے اطمینان ہوگیا تھا کہ سلامتی بلاشک اسی راہ میں ہے۔ پھر ایک اور عریضہ اسی سلسلہ میں تھا جو حضرت کے جواب کے ساتھ شوال کے النور میں شائع فرما دیا گیا تھا لیکن ابھی اسی میں ایک بڑی خلش (کھٹک) باقی ہے۔ یہ تو بالکل صحیح ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مشاہدہ کی تعلیم بہت زیادہ صانع ومصنوع (بنانے والے اور بنی ہوئی چیزوں) کے ذریعے سے ہی فرمائی گئی ہے۔ تین صورتیں چیز کے پیدا ہونے کی بظاہر نظر آتی ہیں ① جیسے بیج سے درخت یا انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے ② جیسے کوئی صناع (کاری گر، بنانے والا) کسی مادہ میں کوئی تصرف (عمل) کر کے کسی شے کو بناتا ہے مگر مادہ اس صناع (کاری گر، بنانے والا) کا بنایا ہوا نہیں ہوتا ③ پہلے خود مادہ جو کہ موجود نہیں ہے کو بنانا پھر اس سے مختلف چیزیں بنائی جائیں۔ عمومی طور پر حق تعالیٰ کے لئے تیسری ہی صورت کا خیال ہوتا ہے۔

تحقیق: کسی دلیل سے یا بغیر دلیل کے ہوتا ہے۔ دلیل کیا ہے اور بغیر دلیل (اس آیت) ﴿لا تقف ما ليس لك به علم﴾ کا معارضہ ہے۔ (ترجمہ: جس بات کی تحقیق نہ ہو وہ بات نہ کہی جائے)۔ کے خلاف ہے خاص طور پر اس وقت جب دوسری (دونوں صورتیں بھی ہوسکتی ہوں اور جب قرآن کی آیات خاص طور پر کسی کو بیان نہیں کرتی ہیں۔ پھر جب کہ ایسی صورت ہو کہ جب کہ چیزوں کے پیدا کرنے کی (ان صورتوں کے علاوہ) دوسری صورتیں بھی ہوسکتی ہوں۔

حَال: مگر اس میں ایک طرف تو عقل کے اعتبار سے جو چیز موجود نہیں ہے۔ اس سے کسی چیز کو بنانا بالکل ناقابل تصور معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: کیا ہمارے تصور کی مشکل (کسی چیز کے) ممنوع ہونے یا (اس کے) انکار کی دلیل ہے؟

حَال: دوسری طرف (آیت) ﴿ام خلقوا من غير شيء﴾ (کیا وہ بغیر کسی چیز کے پیدا کئے گئے ہیں) سے اس کی نفی سمجھ میں آتی ہے۔

تحقیق: صحیح تفسیر یا صحیح جیسی تفسیر کا ذہن میں موجود نہ ہونا اس سمجھ (میں آنے) کی وجہ ہے چنانچہ مفسرین نے "من غير شيء" کی تفسیر کی ہے "من غير خالق" (بغیر خالق کے) کی ہے۔

حَال: سب سے زیادہ یہ (بات سمجھ میں نہیں آتی) ہے کہ مادہ اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کا وجود اگرچہ اللہ

تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے لیکن (یہ چیزیں) اللہ تعالیٰ سے الگ اپنا وجود مستقل (الگ) رکھتی ہیں جو وحدت وجود (اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے) اور اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ ہونے (کے عقیدے) کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے (یعنی وحدت وجود ایک ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ اکیلا ہے اور ہر جگہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز کے ساتھ ہو تو اس سے ایک نہ ہونا سمجھ میں آتا ہے کہ جب ہر چیز کے ساتھ مستقل الگ ہو تو کئی ہونا لازم آئے گا)۔

تحقیق: ہر جگہ ہونے کے اس عقیدہ ہی کی کوئی دلیل نہیں۔ جب وہ صرف جگہ میں ہونے سے پاک ہے تو کئی جگہوں میں اس کا ہونا تو بہت دور کی بات ہے اگرچہ اس محاورہ میں گنجائش زیادہ ہے کیونکہ اس سے مراد کسی جگہ میں ہونے کی قید کا نہ ہونا ہے اور یہ صرف تعبیر ہے۔ وحدت الوجود (ایک ہونا) کئی کمزور وجودوں کے خلاف نہیں ہے۔

حال: ایک چوتھی صورت چیزوں کے پیدا ہونے کی یہ ہوسکتی ہے جس طرح ہم خود اپنے جی میں اپنے خیالات و تصورات کو پیدا کرتے ہیں خصوصاً خواب کی صورت میں تو ہمارا ذہن بالکل بیداری کی دنیا کو پیدا کر لیتا ہے یا خود ہی اپنے معلومات و خیالات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ زیادہ قدرت والی ذات نہ صرف بیداری میں اسی طرح سارا عالم پیدا کرسکتی ہے بلکہ ہمارے خواب سے بڑھ کر یہ قادر ذات اپنے تصور میں آنے والی مخلوقات انسان وحیوان وغیرہ کو ایسا بنا سکتی ہے کہ وہ (مخلوقات) خود کو اپنی اپنی جگہ مستقلاً حس اور عقلی مخلوق پائیں۔ چیزوں کے پیدا کرنے کی یہ صورت نہ صرف عقل کے اعتبار سے زیادہ قابل قبول معلوم ہوتی ہے بلکہ نقل (قرآن و حدیث) کے اعتبار سے بھی بہت سے عقائد ونصوص کی تصحیح آسان اور زیادہ قریب ہو جاتی ہے اس لئے کہ خالق و مخلوق کے اس تعلق کا خلاصہ یہ ہے کہ عالم خود اپنے معلومات یا علمی صورتوں سے ظاہر ہوتا ہے اس میں نہ خالق و مخلوق کا ایک ہونا لازم آتا ہے اس لے کہ معلوم عالم نہیں ہوسکتا نہ اس طرح غیر ماننا پڑتا ہے کہ خالق کہیں ہو اور مخلوق کہیں۔ نہ اس میں تہ ہونے سے وجود کا لزوم ہوتا ہے یہ صورت جدید فلسفہ اور سائنس کے رجحانات کے بھی زیادہ قریب ہے۔

تحقیق: ان اشکالات کا حل تو صرف اسی صورت کے ساتھ مخصوص نہیں (بلکہ) دوسری صورتوں میں بھی یہ اشکالات حل ہوسکتے ہیں۔ رہا سہولت حل کی آسانی تو یہ سہولت غائب کو موجود پر قیاس کرنے سے ہوتی ہے۔ یہ قیاس ہی بلا دلیل ہے خاص طور پر جبکہ کسی دلیل کے بھی خلاف ہو اور وہ دلیل یہ ہوسکتی ہے کہ تصور کے بعد ان صورتوں کی جگہ کیا ہوگی اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کے علاوہ پہلی صورت میں کی جگہ حوادث (ختم ہو جانے والی

چیزیں) ہوں کی جس کے لئے ختم ہونا لازم ہے۔ اور دوسری صورت میں وہ صورتیں علمی نہ ہوں گی تو دوسری صورتوں اور اس میں کیا فرق ہوگا۔

حال: کن فیکونی (یعنی ہو جا کہنے سے ہو جانے) کی تخلیق بھی اس سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ نفس نے کسی شے کا ارادہ کیا نہیں کہ وہ پیدا ہوگئی (اس میں) اقربیت (قریب ہونے) احاطت (گھیرے ہوئے ہونے) معیت (ساتھ ہوتے) وغیرہ کی تاویل و توجیہ نہیں کرنی پڑتی ہے عالم سے زیادہ معلوم کے کون قریب گھیرے ہوئے اور ساتھ کون ہوسکتا ہے۔ (اس سے) سب سے زیادہ تو اولیت (پہلے ہونے) آخریت (آخری ہونے) ظاہریت (ظاہر ہونے) باطنیت (باطن ہونے) کا تعلق سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ معلوم ہونے کی حیثیت سے اول آخر ظاہر و باطن سب عالم ہی ہوتا ہے پھر "وهو بكل شيء عليم" کو اگر "هو الاول والاخر والظاهر والباطن" کے دعوی کی دلیل کا ارشاد قرار دیا جائے تو اشیاء کی پیدائش کی یہ صورت صاف ہو جاتی ہے کہ وہ ہر شے کا اول و آخر، ظاہر و باطن اس لئے ہے کہ وہ ہر شے کا علیم ہے یعنی شے کی ماہیت اس کا معلوم ہوتا ہے (یعنی شے کی ماہیت کا اسے علم ہوتا ہے)۔

تحقیق: یہ سب اندازے اور اٹکل ہیں جن کی حقیقت ابھی عرض کی گئی ہے اس لئے لوٹ پھر کے اسی قلعہ میں پناہ لینا پڑتی ہے۔ جس کا حاصل ہے فکر نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا جاننے سے عاجز ہونے کا اقرار اور تفویض اور نہ جاننے کے عجز کا اقرار جو ان آیات میں آیا ہے قوله تعالیٰ ﴿فلا تضربوا الله الامثال﴾ قوله علیہ السلام ﴿تفكروا فى كل شيء ولا تفكروا فى ذات الله تعالىٰ﴾ "ابو الشيخ فى العظمة عن ابن عباس (كذا فى الجامع الصغير)" "واجمع العارفون على ان كل ما خطر ببالك فهو هلك والله اجل واعلى من ذلك"۔

وقال العارف الرومی ؎

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد است تیز ❁ چوں نداری تو سپر واپس گریز
پیش ایں الماس بے اسپر میا ❁ کز بریدن تیغ را نبود حیا

ترجمہ: "(اس اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور و فکر کرنے میں بہت باریک) نکتے ہیں جو فولادی تلوار سے تیز ہیں، اگر تمہارے پاس ان سے بچنے کے لئے ڈھال نہ ہو تو اس سے دور رہو، اس تیز تلوار کے سامنے مقابلے کے لئے بغیر ڈھال کے مت آنا کیوں کہ تلوار کاٹنے میں دیر نہیں لگاتی۔"

(مطلب یہ ہے کہ سننے والوں میں اگر وحدت کے نکات سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو ان پر الٹا اثر پڑتا

ہے جس سے ان کے عقائد بگڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے جب ان نکات کے سمجھنے کی صلاحیت نہ ہوتو اس میدان میں قدم نہیں رکھنا چاہئے)۔ (مفتاح دفتر اول:۱/۲۷۳)

پھراوپر کی تحریر کے بعد خود بخود بہت ہی نہایت قوت وانشراح کے ساتھ اس مسئلہ کی روح ولب (یعنی روح اورمغز) قلب پر وارد ہوئی جس کے بعد کسی بات کی گنجائش ہی نہیں رہیت۔ وہ کلام "ان الظن لا یغنی من الشحق شیئا" (کہ ظن حقیقت کے لئے ذرا بھی مفید نہیں ہوتا ہے) کا ٹکراؤ ہوگا وہ یہ کہ یہ تعلق مجوث عنہ جس پر بات ہورہی ہے ایک نسبت ہے جو دو کی طرف منسوب ہے ایک حق اور ایک مخلوق ہے اور یہ عقلی طور پر ضروری اوریقینی ہے کہ نسبت کی حقیقت کا معلوم ہونا دونوں (جن طرف یہ نسبت منسوب ہے ان) کی حقیقت کے معلوم ہونے پر موقوف ہے اگر چہ (یہ) حقیقت ناممکن نہیں ہے مگر حکماء کی وضاحت سے جیسے شیخ بوعلی سینا وغیرہ کے ہوتا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حقیقت کا علم عقل اور نقل کے اتفاق سے ہمیشہ کے لئے ناممکن ہے اس لئے اس نسبت کا حقیقی علم بھی ناممکن ہوگا اس لئے اس کی خواہش بھی بیکار بلکہ نقصان دہ ہوگی اگر چہ کلام کرنے والوں کے لئے کچھ تاویل کر لی جائے لیکن پھر اس تاویل کا درجہ اس سے زیادہ ہوگا۔

ے علی اننی راض بان احمل الھوی
واخلص منہ لا علی ولا لیا

تَرجَمہ: "میں اس پر راضی ہوں کہ میں عشق کروں اور اس میں مخلص رہوں کہ نہ میرے ذمہ کچھ ہو اور نہ میرے لئے کچھ ہو۔"

فقط

النور: جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ

محبت کے آثار مختلف ہوتے ہیں

حَالؒ: حضرت مخدوم ومحترم ادام اللہ فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خود قلم مبارک کے نامہ والا نے دست (اس سے ذرا کچھ پہلے حضرت کی انگلیوں میں سردی کا کچھ اثر ہوگیا تھا۔۱۲) والا کی خیریت سے تو اطمینان بخشا لیکن اپنے دل کی خیریت سے اور بدگمان کر دیا۔ اس وقت تھانہ بھون سے لکھنؤ تک اہل محبت پر جو پریشانی و بے قراری ظاہر ہوئی محبت کا یہی تقاضا تھا جس پر مجھ کو بے حد رشک آیا اور اپنے دل کی اس بے حسی پر نفریں کی۔ محبت کی راہ سے تو کوئی پریشانی و بے چینی محسوس نہیں ہوئی صرف عقیدت کی راہ سے یہ دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ

حضرت کو صحت و عافیت کے ساتھ طویل سے طویل حیات عطا فرمائیں اور اس کے افادات و برکات اپنے بندوں اور امت مرحومہ پر تادیر قائم رکھیں۔

الحمدللہ کہ حضرت سے عقیدت تو بہت غیر معمولی پاتا ہوں لیکن اپنے منعم و محسن سے کچھ نہ کچھ طبعی محبت ہو جانا بھی تو انسانیت کا معمول ہے۔ حضرت کے میرے دنیا اور دین دونوں پر کتنے احسانات ہیں اور پھر کتنی شفقت ہے اس کا خیال کرتا ہوں تو اپنے دل کی سختی پر شرم سے گڑا جاتا ہوں لیکن اتنی سنگدلی بھی بڑی بیماری ہے کہ مشکل ہی سے کچھ رونا آتا ہے اس لئے اس موقع پر شرم کو دور کر کے اپنے اس مرض کو ہی عرض کر دینے کا جی چاہا۔

الحمدللہ کہ رحم سے تو دل کو خالی نہیں پاتا انسان کیا حیوان کی مصیبت پر بھی پیچ جاتا ہے اور اپنی ہمت بھر ہر طرح کی اعانت کے لئے آمادہ ہو جاتا ہوں۔ مگر جس کا نام رقت قلب (دل کی نرمی) ہے اور جس کو محبت کا تعلق کہنا چاہئے وہ مشکل ہی سے کسی کے ساتھ محسوس کرتا ہوں۔ حضرت! اپنی ہر طرح کی نالائقیوں کا ادراک اور ہر طرح کی ناکامیوں کا بھی دین کی بھی اور دنیا کی بھی ادارک اب بہت بڑھ گیا ہے۔ شاید اسی کا اثر ہے کہ طبیعت میں ایک ہمیشہ تنگی سی رہنے لگی ہے۔ جس کی وجہ سے اب خط تک لکھنا بھاری ہوتا ہے بلکہ خط لکھنے بیٹھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنا معمولی مدعا تک ٹھیک لفظوں میں ادا نہیں کر سکتا ہوں اور نہ ادا کر رہا ہوں۔ اس طرف یہ ہوا کہ ایک عزیز کو خط لکھا تو تین مرتبہ لکھا اور پھاڑا۔ خود حضرت کی خدمت میں کئی دن سے لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ کل لکھنے بیٹھا بھی تو کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ تھوڑا لکھا تھا۔ آج اس کو پھاڑ کر پھر سے لکھا ہے۔

امید ہے کہ مزاج عالی بعافیت ہوگا خصوصاً ہاتھ میں جو کمی باقی رہ گئی تھی جس سے تحریر میں کچھ کمی محسوس ہوئی تھی وہ بھی جاتی رہی ہوگی اب ہی یہ عریضہ ڈاک میں نہیں گیا تھا کہ مولانا شبیر علی صاحب کی خدمت میں جو عریضہ لکھا تھا اس کے جواب نے حضرت کی خیریت سے مزید اطمینان بخشا۔ فالحمد للّٰه علی ذالك۔

تحقیق: مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ! ہاتھ اور انگلیوں کے ساتھ صحت و خیریت سے ہوں۔ امید کہ باقی تحریر کی گواہی بھی اس کی تائید کرے گی اپنی کیفیت اور اس پر جو شبہات تحریر فرمائے ہیں اس میں دو چیزیں ہیں (۱) مقصود سے پہلے کی باتیں (۲) مقصود۔ اصل مطلوب چونکہ مقصود ہے اور ابتدائی باتیں صرف تابع ہیں اس لئے دلیل کے ساتھ مقصود کی تحقیق پر اکتفا کرتا ہوں جس کے بعد ابتدائی باتوں کا غلط ہونا مختصر طور پر تو فوراً معلوم ہو جائے گا اور غور و فکر کے بعد تفصیلی طور پر معلوم ہوگا۔ وہ دلیل کے ساتھ تحقیق یہ ہے کہ ایک محبت تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور ایک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور دونوں کے آثار مختلف جو وفات شریف کے وقت ظاہر ہوئے اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔ کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

محبت نہ تھی یا کامل نہ تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر فضل فرما کر محبت صدیقیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مشابہ محبت عطا فرمائے تو شکر کا وقت ہے یا شکایت کا وقت ہے؟ اس کے بعد ابتدائی باتوں میں غور کیا جائے یا نہ کیا جائے مطلوب حاصل ہوگیا اور اس میں راز یہ ہے کہ (محبت کا اختلاف) رنگوں کا اختلاف ہے جس کا سبب کبھی استعداد کا مختلف ہونا ہوتا ہے کبھی دوسرے اسباب ہوتے ہیں۔ ان اسباب کے معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس جیسی حالت کے بارے میں کہا گیا ہے ؎

عباراتنا شتی وحسنك واحد ❁ وكل الى ذاك الجمال يشير

تَرْجَمَہ: ''ہماری عبارتیں مختلف ہیں مگر تیرا حسن ایک ہی ہے یہ سب تیری خوبصورتی بتاتی ہیں۔''

واللہ اعلم بسرائر عبادہ وضمائرھم.

اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی پوشیدہ باتوں اور ان کے بھیدوں کو پوری طرح جاننے والے ہیں۔ والسلام

(النور: جمادی الاخری ۱۳۵۹ھ)

عیال کے لئے کسبِ معاش کرنا بھی طاعت ہے

حَالؒ: ادھر تو تھانہ بھون کی حاضری کو بے حد دل چاہتا رہتا ہے۔ دوسری طرف اپنی تن پروری، نفس پرستی، فکر معاش نے بھی گل کھلانے میں کچھ کمی نہیں کر رکھی۔

تحقِیق: اور (اللہ تعالیٰ نے) ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں کی کیونکہ عیال کے لئے کسب معاش طاعت ہے۔

(النور رجب ۱۳۵۹ھ)

نماز میں خشوع

حَالؒ: اس وقت میرے محلّہ کی مسجد میں چونکہ میرے ہوتے ہوئے کوئی اور نماز نہیں پڑھاتا ہے نہ کوئی امام معین ہے۔ میرے نہ ہونے کے وقت کوئی شخص بھی نماز پڑھاتے ہیں مگر جب میں حاضر ہوگا ہوں تو مجھی کو مجبور کرتے ہیں۔ ہر نماز کے وقت مستقل کہنے پر نماز پڑھاتا ہوں۔ بغیر کہے کبھی بھی نماز نہیں پڑھاتا۔ اس پر بھی دل میں ہمیشہ اپنے کو یہ کہتا ہوں کہ تو جس طرح کا نالائق اور بدکار ہے غالبًا بلکہ یقینًا تیری طرح جماعت بھر میں کوئی نہیں مگر یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہے کہ تیرا پردہ فاش نہیں کرتے۔ اس قسم کا خیال اتنا غالب ہوتا ہے کہ کبھی دل میں یہ آیا کہ نیت توڑ کر ان سے درخواست کروں کہ میں معذور ہوں دوسرے کوئی صاحب نماز پڑھائیں۔ میں بدترین خلائق، آوارہ، بدکار، روسیاہ، آقا کا نافرمان اور خبیث النفس ہرگز آقا کے سامنے کھڑا ہونے کے قابل نہیں

ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ بھی تیرے مالک ہی کی طرف سے حکم ہے اس طرح مجبور ہوکر نماز پڑھانا ہوگا۔ غلام کو اس سے اعراض کا حق نہیں ہے۔ اسی میں ساری نماز گزرتی ہے۔ سکون خلوص، خشوع اور حضور قلب سے کوسوں دور رہتا ہوں۔ حضرت والا بندہ کو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔ جس طرح ارشاد عالی ہوانشاء اللہ عمل کروں گا۔

تحقیق: یہ بھی خشوع ہی کا ایک رنگ ہے مگر موقت (وقتی) چونکہ اب وہ ختم ہو چکا اس لئے اب اس کی طرف التفاف نہ کیا جائے اور خشوع کا معروف رنگ اختیار کیا جائے۔ (النور، رجب ۱۳۵۹ھ)

اخلاص کے نہ ہونے کا شبہ اور اس کا علاج

حال: حضرت! اپنے بارے میں جب تک بے خیالی میں پڑا رہوں جب تک تو خیر لیکن غور و خیال کے بعد سخت بے چینی و کشمکش میں پڑ جاتا ہوں۔ عام عبادات و فرائض کا تو ذکر ہی نہیں کہ وہ سب ایک عادت کے طور پر صرف رسم کے طور پر جوں توں کسی قسم کی ایمان کی تازگی اور بیداری اور تعلق مع اللہ کے بغیر ادا ہوتے رہتے ہیں۔ خود ان چیزوں پر میں جن کو اپنے نزدیک خاص ولولۂ دینی و حرارت ایمانی کے ساتھ انجام دیا تھا۔ جب بعد میں غور کرتا ہوں ملاحدہ کا جواب یا ترجمہ و تفسیر قرآن مجید وغیرہ تو غور کے بعد انہیں بھی اخلاص سے خالی ہی پاتا ہوں اور ان کی تہہ میں بھی خالق کی رضا سے کہیں زیادہ مخلوق کی رضا ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بار بار اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر کہیں سے مطلق داد ملنے کی توقع نہ رہے تو جب بھی فلاں فلاں خدمت کا عزم و حوصلہ باقی رہے گا بار بار۔ جی میں الجھن حسرت بلکہ ناامیدی تک پیدا ہوجاتی ہے کہ کہیں اس سب پر ''الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا'' (وہ لوگ جن کی کوششیں دنیاوی زندگی میں بے کار ہوگئیں) سچ ثابت نہ ہوجائے اور کہیں کا بھی نہ رہوں۔ جب کبھی جناب والا کے مواعظ و تصانیف میں ریا وغیرہ کا بیان دیکھ لیتا ہوں تو وقتی طور پر سکون مل جاتا ہے لیکن پھر کہتا ہوں کہ کہیں یہ بھی دھوکا تو نہیں ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں کا اور اچھوں کا حال اپنے موافق سمجھ رہا ہوں۔ کئی دن سے اس کیفیت کا زیادہ زور ہے۔ اس لئے بے اختیار یہ عریضہ لکھنے بیٹھ گیا۔

تحقیق: کسی ایسے شخص کو طبیب سمجھ کر اپنا مرض بتانا جو خود کو اس مرض میں مبتلا دیکھتا ہو یا سمجھتا ہو اگرچہ اس کے رنگ کچھ مختلف ہوں اس اعتبار سے تو مفید کم ہے کہ ''رای العلیل علیل'' (بیمار کی رائے بیمار ہے) لیکن اس اعتبار سے زیادہ مفید ہے کہ ایسا شخص بہت ہی خوض و فکر و اہتمام سے اپنے لئے تدبیر تجویز کرے گا تو دوسرے کو وہ تدبیر بلا تکلف مل جائے گی۔ اس وقت اسی اصل کی وجہ سے عرض کر رہا ہوں۔ میرے نفس نے مجھ سے (بھی)

یہی شکایت کی۔ میں نے جواب دیا کہ ان ساری باتوں کو مان کر تجھ سے پوچھتا ہوں کہ اس کوتاہی کا تدارک اختیاری ہے یا غیر اختیاری؟ ظاہر ہے کہ اختیاری ہے ورنہ شکایت اور قلق ہی بلاوجہ ہے۔ جب اختیاری ہے تو اب ماضی پر حسرت زیادہ مفید اور اہم ہے یا مستقبل میں تدارک۔ ظاہر ہے کہ دوسری صورت ہی متعین ہے بس تو اس کے اہتمام میں مشغول ہونا چاہئے۔

شاید کسی پریشانی میں یہ وہم ہو کہ کوتاہی کی عمر تو اتنی لمبی ہے اگر تدارک کے لئے اتنا لمبا وقت نہ ملا تو تدارک کیسے ہوگا تو اس کا حل یہ ہے کہ تدارک کا مقدار میں برابر ہونا ضروری نہیں۔ قوت میں برابر ہونا کافی ہے اور وہ بھی اختیاری ہے اور اختیاری کے ساتھ آسان بھی ہے۔ اب اس تدارک کی تعیین باقی رہی اور اس میں کوئی کلام بھی نہیں ہوسکتا کہ اخلاص نہ ہونے کی تلافی (بندوبست) صرف اخلاص ہے۔ پس ماضی پر استغفار کر کے مستقبل میں اخلاص اختیار کیا جائے جو بہت ہی آسان تدبیر ہے۔ بلاضرورت مشقت و تھکن پریشانی میں کیوں پڑا جائے۔

یہ جو تمام سوالات کا جواب ہوگیا۔ اب اگر اخلاص کے بارے میں کوئی سوال ہو تو بے تکلف ظاہر فرمایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس میں سہولت نظر آئے گی۔ اسی کے بارے میں حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ے گفت آسان گیر برخود کارہا کز روئے طبع

سخت میگیرد جہاں بر مرد مان سخت کوش

ترجمہ: ”کہا کہ اپنی طبیعت کے مطابق کام آسان رکھو سختی کرنے والوں کے ساتھ زمانہ سختی کرتا ہے۔“

گویا یہ حدیث کا ترجمہ ہے۔ ”من شاق شاق اللّٰہ علیہ“ (جو مشقت میں پڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں ڈالتے ہیں) واللہ اعلم

تحدث بالنعمة

میں نے تو جواب لکھنے کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کام شروع کر دیا جو بالکل آسانی سے ہونے لگا اور چونکہ آپ اس خبردار ہونے کا واسطہ بنے آپ کے لئے بھی خوب دعا کی تحصیل کی بھی تکمیل کی بھی۔ تعدیل کی بھی، تسہیل کی بھی۔ ومن اللّٰہ التوفیق

حَال: سیدی ومطاعی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جواب گرامی امید کے مطابق جامع بھی تھا اور شافی بھی تھا۔ اب عرض یہ ہے کہ اخلاص کا معیار کیا ہے۔ یعنی قلب کو یہ اطمینان کیسے ہو کہ فلاں عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوا ہے۔

تحقیق: مشفقی۔ السلام علیکم۔ جواب کے پسند آنے سے جی خوش ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اخلاص کے معیار کے بارے سوال کرنے سے ایک مشہور شعر یاد آ گیا ؎

با سایہ ترانمے پسندم ❁ عشق است و ہزار بدگمانی

ترجمہ: ”مجھے تیرا تیرے سائے کے ساتھ بھی کسی کا ہونا پسند نہیں۔ عشق میں ہزاروں بدگمانیاں ہوتی ہیں۔“

انطباق کی تقریر یہ ہے کہ اخلاص کی حقیقت معلوم ہے۔ چنانچہ خود سوال میں بھی اس کو ظاہر کر دیا گیا ہے کہ فلاں عمل خالصاً لوجہ اللہ ہوا۔ پھر وہ حقیقت چونکہ نفس کی صفات کی طرح ہے جن کا علم حضوری ہوتا ہے۔ تھوڑی سی توجہ سے اس کے ہونے نہ ہونے کا علم ہوسکتا ہے۔ اس لئے یہ سوال ایسا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ میرا مسلمان رہنا خالص لوجہ اللہ ہے یا کسی غرض ومصلحت کی وجہ سے ہے تو جو اس کا جواب ہوگا وہی اس کا جواب ہے۔ وہ جواب یہ ہوگا کہ ایمان کی نہ حقیقت چھپی ہوتی ہے اور نہ اس کی وجہ چھپی ہوتی ہے۔ پھر سوال کیسا۔ ایسے سوال کی وجہ صرف ہیبت کا غلبہ ہے کہ وہی شکوک کے بارے میں حقیقی شکوک کا شبہ اور وسوسہ ہو جاتا ہے اور ان (وہمی شکوک) کا خیالی وجود بھی ناگوار ہوتا ہے جیسے سایہ کوئی خاص وجود نہیں رکھتا مگر کوئی بدگمان عاشق اپنے وہم سے اس کو خاص وجود سمجھ کر مقصود کا ساتھی دیکھ کر اس سے کراہت کرتا ہے۔ اسی طرح یہاں ہیبت کے غلبہ کی وجہ سے جو کہ محبت وعشق کا اثر ہے غیر مقصود کے وسوسہ کے درجہ کو حقیقی شبہ جیسا سمجھ کر اس (وسوسہ کے درجہ) پر ملاومت کا شبہ کرنے لگتا ہے۔ اگرچہ یہ ہیبت بھی خود ایک اچھی بات ہے بلکہ مطلوب ہے کما اشیر بقولہ تعالیٰ ﴿والذین یوتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ﴾ (ترجمہ: وہ جو لوگ دیتے ہیں اس طرح دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرے ہوئے ہوتے ہیں) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ“”، لیکن جس طرح کمزور معدہ والا قوی غذا کو برداشت نہیں کرسکتا اس کو مفید بنانے کے لئے کبھی ایسے جزو کے ساتھ اس کو ملانے کی بلکہ کبھی غالب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کو موافق بنا دے۔ ایسے ہی اس ہیبت کے ساتھ رجاء و انس (امید اور انسیت) کو ملانے بلکہ غالب کرنے کی ضرورت ہے جس سے اس میں اعتدال ہو کر مفید ہو۔ اس ملانے کا طریقہ یہ حکم لگانا کہ جب ہم اپنے اختیار سے اس عمل میں کسی غرض کو ملانے کا ارادہ نہیں کرتے تو بس وہ

خالص لوجہ اللہ ہے اور یہ حکم لگانا ہے کہ اگر بغیر ارادے کے اس میں کسی دوسری غرض کے مل جانے کا خطرہ محسوس ہو (اور شبہ کا سبب اسی خطرہ کا احساس ہے) تو یہ صرف وسوسہ ہے جس پر ذرا پکڑ نہیں بلکہ ناگواری کے سبب اجر بڑھ جاتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ جب کسی غرض کا وسوسہ ہو اسی کے ساتھ فوراً "ابتغا مرضات اللّٰہ" اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت دوبارہ نئی کر لی جائے۔ پھر وہ وسوسہ خواہ دور ہو یا نہ ہو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے وہ دور ہونے ہی کے حکم میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (النور، رجب ۱۳۵۹ھ)

دنیاوی مصائب کی وجہ سے روحانی تکلیف نہ ہونا مبارک حالت ہے

حَال: اب حالت یہ ہے کہ دنیاوی مصائب سے روحانی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حَال: اب ہر چیز کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سمجھ کر اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ اور ترقی ہوگی۔

حَال: بہت سے کام کسی بھاگ دوڑ کے بغیر ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: فضل ہے۔

حَال: مگر دنیا کی محبت کم نہیں ہوتی اس کے لئے جو مناسب تدبیر تجویز کی جائے اس پر انشاء اللہ عمل کروں گا۔

تحقیق: کیا بھوک میں کھانے کی رغبت اور پیاس میں پانی کی رغبت بھی دنیا کی محبت میں داخل ہے اس کے جواب کے بعد آگے عرض کروں گا۔ (النور، صفر ۱۳۶۰ھ)

لباس اچھا پہننے پر باطنی لباس یعنی تقویٰ پر بھی نظر ہونی چاہئے

پہلا خط

حَال: بندہ کی طبعی حالت ہے کہ ہمیشہ صاف وستھرا رہوں، میل کچیل کے ساتھ رہنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ اگر میل کچیل کے ساتھ رہوں تو طبیعت میں بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے میں کپڑا اور جو چیز استعمال کرتا ہوں صاف ستھرا رکھتا ہوں مگر شبہ یہ ہے کہ جب کپڑا صاف پہنتا ہوں خاص کر جمعہ کے دن، جب جمعہ کی طرف صاف کپڑا پہن کر جاتا ہوں تو اپنا لباس حسین وخوبصورت معلوم ہوتا ہے اور دل میں خوشی ہوتی ہے دوسروں کو دکھانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ مقصود حق تعالیٰ کی رضا ہے۔ اب حضرت سے یہ پوچھنا ہے کہ اس قسم کا حسین معلوم ہونا

اور دل خوش ہونا کیسا ہے اچھا ہے یا برا ہے؟

تحقیق: اس وقت اپنے لباس باطنی یعنی تقویٰ کے میلے کچیلے ہونے پر بھی نظر ہوتی ہے یا نہیں۔

دوسرا خط

حال: حضرت! جس وقت اپنے ظاہری لباس پر نظر ہوتی ہے اور دل خوش ہوتا ہے اس وقت اپنے باطنی لباس کے میلے کچیلے ہونے پر بھی نظر ہوتی ہے۔

تحقیق: افعال میں اس نظر کا کیا اثر ہوتا ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

برزخ میں اپنے لئے عافیت ہی سمجھنا امید کے قوی ہونے کی دلیل ہے

حال: اس کے علاوہ اکثر اوقات دل میں یہ عقیدہ پاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ برزخ میں میرے اور متعلقین کے لئے سراپا رحمت و عافیت ہی ہوگی۔ اس وجہ سے نہیں کہ میرے پاس کچھ اعمال صالحہ ہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں اور میں ضعیف ترین مخلوق ہوں۔ حضور والا! کیا یہ وسوسہ شیطانی تو نہیں ہے۔ اس خیال کا نتیجہ سکون قلب تو ہے مگر گناہوں پر جرات بالکل نہیں ہے۔

تحقیق: یہ امید کا قوی ہونا ہے اور مبارک حال ہے۔ لیکن اگر اس خیال کے آثار برے معلوم ہوتے جیسے گناہوں پر جرات وغیرہ پھر یہ خیال تمنا وغرور ہوتا جب یہ نہیں تو عین مطلوب ہے لیکن کسی پسندیدہ چیز کی ہر کیفیت اور ہر درجہ ہر شخص کے لئے پسندیدہ نہیں جیسے بعض مفید دوائیں ہر مزاج کے لئے مفید نہیں ہیں۔

(النور، جمادی الاولی ۱۳۵۷ھ)

جنت میں جمال وجلال الٰہی متضاد (ایک دوسرے کی ضد) نہیں ہے

حال: اس پر میرے دل میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ بہشت میں تو جمال الٰہی کا فقط مظہر ہوگا پھر جلال الٰہی کا منظر وہاں کیسے نظر آئے گا جو خشیت (ڈر) ہو۔

تحقیق: وہاں جمال اور یہ جلال متضاد (خلاف) نہیں جمال ہی عین جلال ہوگا۔

”وهو معنى قوله عليه السلام وما بين القوم وبين ان ينظرون الى ربهم الا رداء الكبرياء على وجهه رواه المسلم. فى اثبات روية المومنين فى الآخرة ربهم اثبت الجلال المعبر عنه بالكبرياء فى عين مشاهدة الجمال المعبر عنه

بالروية وهذا الجلال هو المانع عن ادراك كنه الذات مع وقوع الروية فالجمال محل الروية والجلال حجاب الادراك."

ترجمہ: "یہی معنی ہے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا "کہ لوگوں کے اپنے رب کو دیکھنے کے درمیان آڑ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی چادر ہے مسلم نے اس کو آخرت میں مومنین کے اپنے رب کو دیکھنے کے بیان میں روایت کیا ہے۔ مسلم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے جس جلال کو کبریائی کہا اس کو اس جمال کے مشاہدہ میں ثابت کیا ہے جس کو دیدار الٰہی کہا ہے یہی جلال اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت کے پہچان میں رکاوٹ ہے حالانکہ دیدار الٰہی ثابت ہے۔" خلاصہ یہ کہ جمال دیدار الٰہی کا مقام ہے جلال پہچان میں رکاوٹ ہے۔"

اور حق تعالیٰ کی تو بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات کو وہ عظمت دی ہے کہ عین جمال میں ان کے جلال کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا قول ہے "وما كان احد احب الى منه صلى الله عليه وسلم ولا اجل فى عينى منه وما كنت اطيق ان املا عينى منه اجلالا له ولو قيل لى قصه ما اطقت ان صفه لانى لم اكن املا عينى منه" (من الحديث رواه المسلم فى باب كون الاسلام يهدم ما قبله)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہ میں آپ ﷺ سے زیادہ کوئی بڑا تھا۔ میں نے کبھی آپ ﷺ کو آپ کی عظمت کی وجہ سے نگاہ بھر کر نہیں دیکھا اگر مجھے کہا جائے کہ آپ کے حلیہ کو بیان کروں تو میں نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو نگاہ بھر کر دیکھا ہی نہیں۔"

پھر مخلوقات میں خود حضور ﷺ کی ایک خاص شان ہے معمولی اور خسیس (کمینہ) محبوب کے جمال میں ہیبت کا ظہور ہوتا ہے۔ کما قال ؎

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آ جائے ہے ❊ تھامتا ہوں دل کو پر ہاتھوں سے نکلا جائے ہے

وفی امثالها كثرة فی كلام العشاق. اسی طرح عاشقوں کے کلام میں ہے۔

تمہید

اوپر والے خط (جس میں جمال و جلال کے ساتھ ہونے کی بعض احادیث منقول ہیں) کے جواب میں نیچے والا خط آیا جو جواب کے ساتھ نیچے درج ہے۔

حَال: عطوفت نامہ نے بہرہ مند کیا۔ محبت وخشیت اور جمال وجلال ایک جگہ ہونے اور ساتھ ہونے کے سمجھنے میں خاکسار کو جو اشکال ہوا تھا بحمد اللہ کہ تحریر پرتنویر سے وہ ختم ہوگیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہے کہ اس سے پہلے کہ حضرت کا جواب آئے شوال ۶۰ ۱۳ھ کا (رسالہ) مبلغ نظر سے گذرا۔ جس کے دوسرے صفحہ میں حضرت نے اسی اشکال کو دور فرمادیا تھا اور اس کا عنوان محبت اور خشیت کی یکجائی کے بجائے محبت اور ہیبت کی یکجائی ہے۔ اسی سے مثال والا جواب سمجھ میں آ گیا تھا مگر اس والا نامہ میں احادیث سے جو دلیل دی گئی اس نے ہر خیال کو دو کر دیا۔ فحمد اللہ۔

تحقیق: اس (بات) سے بہت خوشی ہوئی کہ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے دل پر تصور کے نکات سے زیادہ احادیث کا اثر ہوا۔ ہر مسلمان کا اصلی مزاج یہی ہونا چاہئے کہ اس کو اصل یعنی نبوت کے چراغ کے عکس اور سایہ سے زیادہ چراغ نبوت سے نور حاصل ہو۔ (النور، ذی الحجہ ۶۰ ۱۳ھ)

رسالہ قید العلو عن کید العدو

مضمون: ایک احقر کی جانب سے حضرت اقدس کی خدمت میں متعنا اللہ تعالیٰ بفیوضہ وبرکاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

جَواب: محترمی زادہ اللہ تعالیٰ عرفانہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مضمون: خط مبارک نے سعادت تازہ بخشی۔ حضرت نے میرے متن کی جو شرح فرمائی ہے اس سے اپنی نظر کا قصور معلوم ہوا۔

جَواب: تصور پر نظر کرنا بھی کمال کی کنجی ہے۔

مضمون: بے شبہ اگر یہ واضح تنبیہ ارشاد نہ فرمائی گئی ہوتی تو میرا خلاصہ ناکافی ہوتا۔

جَواب: آپ کی صحیح فطرت کی وجہ سے ایک وقت میں اس کے کافی ہوجانے کی امید تھی۔

مضمون: اب خاکسار نے اپنے متن اور حضرت کی شرح کو ایک جگہ کرلیا ہے۔

جَواب: متعکم اللہ بہ وایانا۔ (اللہ تعالیٰ تمہارے اور ہمارے لئے مفید فرمائیں)۔

مضمون: جو انشاء اللہ میری زندگی کا کامل ہدایت نامہ ہوگا۔

جَواب: اعانکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں)۔

حَال: اس شرح میں روحانی امراض جیسے ریا، وکبر وفخر منصب اور مال وغیرہ کی محبت سے پاک ہونے کی بھی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب معاملہ اس حق نہ رکھنے والے بندے کے ساتھ

(بغیر حق کے) ہے کہ خاکسار نے کبھی کسی منصب یا عہدہ کے لئے یا کسی اعزاز کے لئے کبھی جدو جہد نہیں کی بلکہ اکثر نفس کا سوال بھی نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخلوق میں ظاہری قومی وعلمی منصب کے اعزاز بغیر طلب کے مرحمت فرمائے۔ اب تک مجھے اس بارہ میں صرف اتنا ہی اہتمام رہا کہ میری (طرف سے) طلب اور سوال نہ ہو اور مل جائے تو قبول کرلیا جائے۔

اب اس باب میں حضرت کی ہدایت کا منتظر ہوں کیونکہ ایسے موقعے پیش آتے رہتے ہیں۔ شرم وحیا کو کچھ دیر نظر انداز کرکے یہ بھی عرض کردوں کہ بحول اللہ تعالیٰ وفضلہ یہ چیزیں نفس میں فخر وکبر کا سبب اب تک نہیں بنیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ بندہ کی کیا مجال جو کچھ کہہ سکے یا کرسکے۔ حضرت سے اپنے کسی عیب کا چھپانا طبیب سے اپنی بیماریوں کا چھپانا ہے اس لئے عرض کی ضرورت ہوئی۔

تحقیق: مشورہ میں تو برکت ہی برکت ہے جو تفصیل تحریر فرمائی ہے اپنی ذات میں تو یہی کافی ہے اور اخیر حالت منتہی اور کامل کی یہی ہوجاتی ہے لیکن چونکہ یہ راستہ مشکل بہت ہے اور یہ شعر اس پر پوری طرح سچ آتا ہے۔

ع در راہِ عشق وسوسئہ اہر من بسے است

ترجمہ: "عشق کے راستے میں (شیطان کے) وسوسے بہت آتے ہیں۔"

اس لئے بہت احتیاط سے اس میں کام لیا گیا ہے اور پہلے مصرع کے ساتھ دوسرا مصرع اس پر نتیجے کے طور پر لگایا گیا ہے۔

ع ہشدار گوش رابہ پیام سروش (وحی) دار

ترجمہ: "ہوشیار ہو اور وحی کی طرف کان لگائے رکھو۔" (یعنی ان وساوس کا وحی سے مقابلہ کرتے رہو جو شریعت کے موافق ہو وہ ٹھیک ہے اور جو خلاف ہے اس سے بچو)

اور وحی بتاتی ہے کہ "فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد" (کہ ایک فقیہ (عالم) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ اچھا ہے) جس سے دو باتوں پر صاف دلالت ہے ایک یہ کہ اس کے دھوکے باریک ہیں دوسرا یہ کہ ان دھوکوں پر فقیہ کو اللہ تعالیٰ مطلع فرمادیتا ہے اس لئے اس کی ہستی شیطان پر بہت بھاری ہے اس لئے ان دھوکوں میں سے ایک دھوکہ یہ ہے کہ سالک کو دھوکہ میں لگادیتا ہے کہ کسی گناہ کی ابتداء میں جلدی سے کام نہیں لیتا ہے۔ سالک جب اس (ابتدائے) گناہ میں گناہ کا رنگ نہیں پاتا ہے تو اس (ابتداء گناہ) کے ابتدائی درجہ ہونے میں اس کو بھول ہوجاتی ہے۔ اس کے مقدمہ ہونے سے اس کو ذہول ہوجاتا ہے۔ پھر اس سے ایسے وقت کام لیتا ہے کہ "ولا يدرى ولا يحتسب" (نہ وہ جانتا ہے نہ اس کو گمان ہوتا ہے) کے درجہ

میں آ جاتا ہے۔ اس لئے مصلحین کمزور شبہ میں بھی علاج کی ضرورت سمجھتے ہیں چنانچہ اس شبہ میں آئمہ طریق نے یہ تدبیر کی ہے کہ وہ افعال جو جائز ہوں اور صورت کے لحاظ سے ذلت والے ہوں ان کو اختیار کرتے ہیں مگر اس نادان نے اس میں بھی ایک فتنہ سمجھا ہے یعنی شہرت۔ اس لئے ایک دوسرا علاج تجویز کیا ہے۔ یعنی ایسے اعزاز وامتیازات کے اوقات میں اپنے گناہوں، عیوب، کمیوں، اور برائیوں کا استحضار کیا جائے اور ساتھ ساتھ بار بار استغفار کیا جائے۔ ان باتوں کو ایک لمبی مدت تک لازمی طور پر کیا جائے۔ جب تک مبصر صحت کے راسخ ہونے اور علاج کے ضروری نہ ہونے کی شہادت نہ دے دے۔ فقط

حَال: ذکر کی اہمیت کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ ذکر کی کوئی خاص صورت میرے لئے نہیں فرمائی گئی ہے۔

تحقیق: کوئی خاص ہیئت خود مقصود نہیں اس قسم کی جتنی باتیں منقول ہیں سب استعداد کے اختلاف سے علاج کے درجہ میں ہیں۔ جیسے طبیب نے ایک ہی مرض کے دو مریض کے لئے ایک ہی اجزاء تجویز کئے لیکن ایک کے لئے ان کا سفوف بنوایا اور ایک کے لئے اس کے گولیاں بنوادیں کیونکہ وہ سفوف کو نگل نہیں سکتا تھا۔

حَال: میرا عمل یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے تصور ذات مذکور کا نور کی صورت میں کر کے اور کبھی قلب کی طرف دھیان کر کے کہ آواز قلب سے نکل رہی ہے۔ اسم ذات اللہ اکثر بلند آواز سے ادا کرتا ہوں اور جوش میں اکثر بے اختیار جہر ہو ہی جاتا ہے۔

تحقیق:

ع ہمچنیں میرو کہ زیبا میروی

تَرجَمَۃ: "اسی طرح چلتے رہو کہ خوب چلتے ہو۔"

لیکن نور کی صورت کی قید کے ساتھ تصور کرنا اگرچہ اختیاری طور پر اعتقاد بھی نہ ہو پھر نقصان دہ ہے۔

حَال: بارہ ہزار کی تعدار ہر روز پوری کر لیتا ہوں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اعضاء میں وجد کی کیفیت ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی چیخ مارنے کو جی چاہتا ہے۔ نماز میں بھی کبھی یہ صورت ظاہر ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی کیفیت نہیں ہوتی۔ ذکر اللہ حدیث نفس کی طرح اکثر جاری ہو جاتا ہے۔ سوتے سوتے تک یہ حالت رہتی ہے مگر دوسروں سے گفتگو اور صحبت میں یہ بات جاتی رہتی ہے۔ ذکر میں تصور کامل یا دیر تک یکساں قائم نہیں رہتا۔ اس کی آرزو رہتی ہے۔

تحقیق: یہ سب نفسانی تبدیلیاں عادت کے اعتبار سے لازم ہیں ان کے اختلاف کی طرف توجہ نہ کی جائے لیکن اپنے مشیر کو اطلاع برابر دینا ضروری ہے۔

مضمون: حضرت کی دعاؤں کو اپنے کاموں کی آسانی کے لئے وسیلہ سمجھتا ہوں اور اس کا طلبگار رہتا ہوں۔

جواب: دل سے دعا گو ہوں اور اپنے لئے دعا جو بھی۔ تمت الرسالہ (النور، ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

رقت قلب (دل کی نرمی) کا پیدا ہونا محبوبیت کے آثار میں سے ہے

حال: میں جب سے...... آیا ہوں اس وقت سے قلب میں رقت زیادہ پیدا ہوگئی ہے۔ جب بزرگوں کے واقعات پڑھتا ہوں تو اپنی زندگی اور اعمال کو دیکھ کر بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں۔ قرآن ونماز پڑھتے ہوئے بھی کبھی آیات کے مطالب پر غور کرنے سے دل بھر آتا ہے اور آواز گلے میں پھنس جاتی ہے۔

تحقیق: یہ سب اللہ سے محبت اور محبوبیت کے آثار ہیں۔ بلاواسطہ یا بواسطۂ اہل حق کس کو نصیب ہوتے ہیں (اس لئے) اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہئے تاکہ اس سے اور زیادہ عطا ہو ''من حیث تدری او من حیث لا تدری'' جہاں سے تمہیں گمان ہو اور جہاں سے نہ ہو۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

کسی نعمت کو اپنا کمال سمجھ کر خوش ہونا برا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھ کر خوش ہونا اچھا ہے

حال: میرا حال یہ ہے کہ پرسوں مسجد جاتے ہوئے راستہ میں اتفاق سے بغیر ارادے کے ایک عورت پر نظر پڑی۔ پھر فوراً اپنی نظر کو ہٹا لیا۔ نفس نے چاہا کہ دوبارہ دیکھوں مگر بفضلہ تعالیٰ ہمت کر کے نفس کو اس کام سے روکا بفضلہ تعالیٰ کامیابی ہوئی۔ اس کامیابی پر دل ہی دل میں بہت خوش ہوا مسجد پہنچ کر عصر کی نماز ادا کی۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے ایک ملاقاتی جو کہ مولوی ہیں ان سے اپنے بارے میں بتاؤں کہ کچھ نہ کچھ علمی استعداد مجھ میں ہے اور نفس نے اس بات کے اظہار کی یہ صورت تجویز کی کہ ان سے کہوں کہ میں مدرسہ حسینیہ میں فلاں کتاب کا درس دیتا ہوں اور اس کا پختہ ارادہ بھی ہوگیا مگر خدا نے ہمت دی اور اللہ کے فضل سے اس سے بھی محفوظ رہا پھر اس موقع پر بھی دل میں بڑی خوشی ہوئی۔

اب خیال یہ ہوتا ہے کہ ایسے موقعوں پر جو دل میں بہت خوش ہوتا ہوں تو کہیں یہ خود پسندی یا اپنے کو باکمال سمجھنے کا نتیجہ تو نہیں ہے اس وجہ سے ہمیشہ ایسے موقعوں میں پریشانی رہتی ہے کہ ایک گناہ سے بچا اور دوسرا کر بیٹھا۔ اگر یہ نفس کی شرارت ہے تو براہ کرم علاج فرمائیں دعا فرمائیں کہ اس احقر کو اعمال صالحہ کی توفیق ہو اور خاتمہ بالخیر ہو۔

تحقیق: حق تعالیٰ نے ایک آیت میں ﴿لا تفرح ان اللّٰہ لا یحب الفرحین﴾ ترجمہ: ''خوشی میں

اترا ؤ مت اللہ تعالیٰ اترانے والے کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا ہے ایک آیت میں ﴿قل بفضل اللّٰہ وبرحمته فبذالك فليفرحوا﴾ ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے لوگوں کو اللہ کے اس انعام و رحمت پر خوش ہونا چاہئے۔'' ارشاد فرمایا ہے۔ پس کسی نیکی سے کمال سمجھ کر خوش ہونا پہلی آیت کا مطلب ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھ کر خوش ہونا دوسری آیت کا مطلب ہے اور یہ فرق تھوڑی سی توجہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

تخلیہ (برائیوں سے خالی کرنے) کے ساتھ تحلیہ (اچھائیوں سے آراستہ) بھی ہونا چاہئے

حَال: اس وقت ایک ضروری بات پوچھنے والی ہے وہ یہ کہ کچھ عرصہ سے قلب میں یہ چاہت پیدا ہو رہی ہے کہ تخلیہ عن الرزائل (برائیوں سے خالی کرنے) کے ساتھ ساتھ ذکر اللہ کے ذریعہ تحلیہ (آراستہ) بھی کرنا چاہئے۔

تحقیق: تحلیہ کے اصطلاحی معنی تو اچھی باتوں کو اپنانا ہے جس کو تہذیب اخلاق بھی کہتے ہیں۔ ذکر اللہ ایک مستقل عمل ہے جس سے اجر و ثواب کے علاوہ تخلیہ اور تحلیہ میں اعانت بھی ہوتی ہے۔ اس لئے سوال کی عبارت کا حق یہ ہے کہ تخلیہ کے ساتھ ذکر اللہ بھی کرنا چاہئے اس کو تحلیہ کہنا ایک نئی اصطلاح ہے۔

حَال: لہٰذا حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر اس احقر کے حالات پیش نظر فی الحال ذکر اللہ مناسب و مفید ہو تو تجویز فرمائیں انشاء اللہ عمل کروں گا۔

تحقیق: مناسب کیا معنی بہت ضروری اور طریق کے واجبات میں سے ہے۔

حَال: فی الحال میرے اور...... یہ ہیں۔

تحقیق: آگے تفصیل ہے جس کے نقل کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک جزو کے بارے میں یعنی بارہ بجے کے قریب تہجد ایک ضروری تحقیق تھی جو عنقریب مذکور ہوتی ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۲۲ھ)

اس طرح کہنا کہ عافیت عطا فرمایہ کہنا تفویض و رضا (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے) کے خلاف نہیں ہے

حَال: حضرت والا! میرا اس طرح دعا کرنا کہ ابھی عافیت عطا فرمائیے۔ مجھ میں سہار نہیں یہ تفویض اور رضا کے خلاف تو نہیں ہے۔ مگر دل میں حق سبحانہ تعالیٰ سے کوئی شکایت نہیں تھی بلکہ جب کبھی دورے (مرض) ہوئے یہ خیال کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہیں اپنے بندوں پر مہربان ہیں جو کچھ فرماتے ہیں اس میں بندہ کی مصلحت

ہے۔ اگر یہ میری حیات تک بھی رہے تو میں راضی ہوں۔

تحقیق: اس حالت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ابھی عافیت عطا فرمایئے تفویض و رضا کے خلاف نہیں حدیث استسقاء میں آیا ہے "اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا مريعا نافعا غير ضار عاجلا غير اجل" (رواہ ابوداود) وفی رواية عاجلا غير رائث ترجمہ: "اے اللہ! آپ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرمایئے جو فریادرسی کرے جس کا انجام بہتر ہو، اور جو ستائی کرنے والی اور نفع پہنچانے والی ہو اور جلد آنے والی ہو دیر میں نہ آنے والی ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ جلدی آنے والی ہو دیر نہ کرنے والی ہو۔" (جمع الفوائد عن الکبیر والبزار)۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

بیماری میں بے چینی کا ہونا صبر وتوکل کے خلاف نہیں ہے

حال: اپنی اس بشری بے چینی کو دیکھ کر (جو لڑکیوں کی بیماری سے اوپر مذکور تھی) بار بار یہ خیال آتا ہے کہ میرا یہ حال صبر وتوکل کے خلاف ہے۔ مگر اس کا علاج نظر نہیں آتا۔

تحقیق: علاج تو مرض کا ہوتا ہے یہ بے چینی طبعی غیر اختیاری خود مرض ہی نہیں جس کے علاج کی ضرورت ہو اسی غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے یہ صبر وتوکل کے بھی خلاف نہیں کیونکہ یہ دونوں اختیاری ہیں۔ اس لئے دونوں جمع ہوسکتے ہیں پھر ایک دوسرے میں اختلاف کہاں رہا۔ جیسے آپریشن کوئی رضا سے کرائے اور نشتر لگنے کے وقت زور سے آہ نکلے اور اس کے بعد جراح کو انعام بھی دے جو صاف رضا کی علامت ہے۔ یہاں بے چینی اور صبر و رضا (ایک ساتھ) جمع ہوگئے۔ البتہ اس مثال میں اگر کلورا فارم سنگھا دیا جائے تو درد محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر حکمت مقتضی ہوتی ہے تو کسی ایسے حال کو منجانب اللہ غالب کر دیا جاتا ہے جس سے طبعی بے چینی بھی نہیں ہوتی۔ مگر یہ ناقص کے لئے تجویز کیا جاتا ہے اسی واسطے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادہ کی وفات پر آنسو نکلے جو کمال کی دلیل ہے۔

حال: اس موقع پر اپنے ایک اور وسوسہ کا جو بہت دنوں سے دل میں ہے ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ رات کو سوتے وقت کی دعا میں جب "فوضت امری الیک" پڑھتا ہوں تو سہم جاتا ہوں کہ تفویض (یعنی سپرد کر دینے) کا لفظ زبان سے ادا کرتا ہوں۔

تحقیق: (کوئی) خبر دینے کے لئے یا کوئی کام کرنے کے لئے کوئی غیر مسلم جب اسلام قبول کرتا ہے اور "امنت یا اسلمت" کہتا ہے اس کا نہ کہنا پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے جو معنی امنت کے ہیں وہی

فوضت کے ہیں۔

"ھذا اذا کانت الھیبة من صورة الدعوی وان کانت من الرضا بالمضار کما ھو ظاھر مراد الکلام کما یشعر بہ قولکم یہ اس وقت ہے جب ہیبت دعویٰ کی صورت میں ہو اور اگر نقصان پر راضی رہنے کی وجہ سے ہو جیسا کہ ظاہری کلام کی مراد ہے جیسے آپ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان الخ فجوابہ ما سیاتی فی قولی اس کا جواب میرے قول میں عنقریب آتا ہے جیسے یحکم ما یشاء. الخ" اللہ تعالیٰ جیسے چاہتے ہیں حکم کرتے ہیں۔

حَال: مگر دل میں یہ خطرہ موجود پاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو "یحکم ما یشاء ویفعل ما یرید" (جو چاہے حکم کرنے والی اور جو چاہے کرنے والی) ہے وہ میری ذاتی خواہشوں اور مصلحتوں کی رعایت کیوں فرمائیں گے۔

تحقیق: جیسے "یحکم ما یشاء ویفعل ما یرید" (جو چاہے حکم کرنے والی اور جو چاہے کرنے والی) دلائل سے ثابت ہے اسی طرح "روف بالعباد" (بندوں پر مہربان) اور "ان ربی رحیم ودود" (میرا رب مہربان اور محبت کرنے والا) بھی ویسے ہی دلائل سے ثابت ہے تو دونوں میں اختلاف کیا ہوا۔ اور جہاں کوئی بات بندہ کی مصلحت کے خلاف ہوتی ہے وہاں اس کا پہلا سبب خود بندہ ہی ہے کہ جان بوجھ کر اپنی مصلحت کے خلاف کیا ہے یعنی کفر، گناہ اور ٹیڑھے راستے کو اختیار کرنا ہے پھر اس کے نتیجے میں گمراہی یا منافع کا نہ ہونا ہوا تو سوال کا محل کون ہوا۔

"وھو معنی قولی تعالیٰ ﴿ما یفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم﴾ **ترجمہ**: "اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔" وقولہ تعالیٰ ﴿وما کان اللّٰہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتی یبین لھم ما یتقون﴾ **ترجمہ**: "اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کردیں جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتادیں جن سے وہ بچتے ہیں۔" وقولہ تعالیٰ ﴿وما ظلمنا ھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون وغیرھا من الایات﴾

ترجمہ: "ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔" دوسری آیات بھی ہیں۔ پس ثابت ہوگیا کہ جو شخص اپنی مصلحتوں کی رعایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کا ارادہ نہیں کرتے اگرچہ اس پر قادر ہیں "وھذا حاصل یفعل ما یشاء" (یہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں کا خلاصہ ہے)

حَال: کتنا ہی یہ علم ہے کہ وہ حاکم بھی ہیں اور حکیم بھی پھر بھی میرا یہ علم میرا حال نہیں بنتا۔

تحقیق: مقامات اختیاری ہیں اور حالات غیر اختیاری ہیں۔ اس لئے کسی مقصود کا حال نہ بننا کمی نہیں ہے جب کہ جس چیز کو کرنے کا حکم ہے وہ ہو جائے۔ "بان یعمل به اختیارا" (یعنی وہ اختیار سے ہونے لگے)۔

حال: اور دل میں یہ چور ہمیشہ رہتا ہے اور دل میں کھٹکتا رہتا ہے۔

تحقیق: اس کھٹک پر تو تعریف ہے "وقلوبهم وجلة" (کہ ان کے دل ڈرتے ہیں)۔

حال: معمولات بحمد اللہ جاری ہیں کبھی کبھی بے چینی میں ذکر کی معین تعداد میں ہزار دو ہزار کی کمی ہو جاتی ہے جس کا افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: اس سے کوئی خالی نہیں۔ یہ تشبہ بالمقبولین (اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے ساتھ مشابہت) بھی بہت سی حکمتوں کو اپنی آغوش میں رکھتا ہے۔ "ولا تحتاج الی التفصیل والتطویل" تفصیل اور طوالت کی ضرورت نہیں ہے۔ (النور، ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

توکل پوچھنے والے کو جواب

حال: توکل کس کو کہتے ہیں اور توکل کس طرح کیا جاتا ہے؟ مخلوق سے مصیبت کے وقت مدد طلب کرنا اور مصیبت کا اظہار کرنا توکل کے خلاف ہے یا نہیں۔

تحقیق: اگر سوال سے مقصود مسئلہ کی تحقیق ہے تو اپنے اساتذہ سے پوچھو اور اگر عمل مقصود ہے تو پہلے کسی کو اپنا شیخ طریق تجویز کرو پھر اس سے پوچھو پھر وہ اپنی رائے سے ایسے سوال کا وقت بتائے گا اور سائل کے ذمہ اس کا اتباع ہوگا۔ (النور، ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

قلب کو یکسوئی ہونا اعتماد کا اثر ہے

حال: گذشتہ خط میں جو کچھ معمولات عرض کئے تھے ان میں حضرت والا نے جو کچھ تصویب و تصحیح فرمائی۔ الحمد للہ اس کے مطابق عمل شروع کر دیا ہے۔ اپنے دل کے فتوے یا میلان کے بعد بھی شک دور نہیں ہوتا۔ کبھی کسی جانب رجحان ہوتا ہے کبھی کسی جانب۔ لیکن حضرت کے ارشاد کے بعد قلب کو یکسوئی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ اعتماد کا اثر ہے جو کبھی محبت سے کبھی عقیدت کی وجہ سے دونوں میں کوئی ایک ضرور ہوتا ہے (یا محبت یا عقیدت کی وجہ سے)۔ یہ یاد نہیں رہا کہ جس چیز کے سلسلہ میں یہ تحریر فرمایا ہے اس میں میرا کوئی جواب شک کو دور کرنے والا عرض کیا گیا یا نہیں۔ میں نے اپنے پچھلے خط کی نقل بھی تلاش کی مگر مختلف خطوں کی زیادتی کی وجہ سے نہیں ملی ایسے خطوط اگر تازہ خط کے ساتھ آ جایا کریں تو جواب کے لئے کافی سہولت ہو۔ (النور، ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

تیسرا باب

اخلاق رذیلہ (برے اخلاق) کے بیان میں

کبر اور عمل کبر کا علاج

حَال: احقر میں دوسری برائیوں کے علاوہ ایک برائی یہ بھی ہے کہ نئے تعلیم یافتہ یا وہ علماء جو ذکر و شغل میں نہیں لگے یا کسی بدعتی شیخ کے معتقد ہیں یا کسی متبع سنت کے تو معتقد ہیں مگر وہ شیخ طریق معالجہ سے واقف نہیں اور مریدین کو حضور والا کی طرح تعلیم نہیں کرتا۔ غرض یہ سب فرق ناقص معلوم ہوتے ہیں۔ قلب میں ان میں سے کسی کی عظمت نہیں جس سے اپنے فضل اور کمال کی شان اور ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے۔ مگر غور کے بعد اس خیال کو اپنے قلب میں بغیر دلیل کے پاتا ہوں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کے مرتبہ کا کیا پتہ ہے؟ اپنے عیب بھی پیش نظر کرتا ہوں اور ان کے اعمال حسنہ کا بھی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی خوبی ایسی بھی ہو جس کا مجھ کو علم نہیں اور وہ حق تعالیٰ کو پسند ہو اور اپنے اندر عیب ہیں اور ان پر مواخذہ ہو۔ اس استحضار کے بعد اپنے کمال یا قبول کا یقین تو نہیں ہوتا مگر ان کی عظمت بھی قلب میں کسی طرح نہیں آتی۔ اسی طرح درس یا وعظ میں اپنا درس و وعظ پسند آتا ہے اور حضرات کا خصوصاً بعض کا تو بالکل ناقص معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ کبر ہے اس کے دور ہونے کی تدبیر فرما کر مدد فرمائی جائے۔

تحقیق: یہ کبر نہیں جو احتمال متحضر ہوتا ہے کبر کے دور کرنے کے لئے کافی ہے مگر یہ اعتقاد کبر کا علاج ہے اور عمل کبر کے علاج کی بھی ضرورت ہے۔ عمل کبر یہ ہے کہ (ان لوگوں سے) تحقیر کا برتاؤ ہو وہ علاج یہ ہے کہ ان میں جو اہل حق ہیں ان کی تعریف زبان سے اور اکرام برتاؤ سے کیا جائے اور جو اہل باطل ہیں ان کی بلا ضرورت صرف مشغلہ کے طور پر غیبت وغیرہ بالکل نہ کی جائے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حَال: (المعروض) کبر میں تو ایک اعتقاد ہے اور ایک عمل اس کے سوا باقی برائیوں میں مثلاً حسد ایک درجہ عمل اور دوسرا اس کا سبب اور وہ سبب عقیدہ تو نہیں ہوتا ایسا ہی حب مال حب جاہ ایک تو ان کی چاہت پر عمل ہے اور اس

عمل کا سبب وہ بھی عقیدہ نہیں مثلاً ”انا افضل من فلان“ (میں فلاں سے افضل ہوں) اس بات کے ساتھ علم ہے یہ علم جرم ہے اور ”انا احسد“ (میں حسد کرتا ہوں) اس بات کے ساتھ عقیدہ نہیں اگرچہ قلب میں حسد کی کیفیت ہے اور فکر کے بعد اس قول کی تصدیق ہوتی ہے لیکن یہ علم جرم نہیں بلکہ اس کا سبب جرم ہے۔ اس سمع خراشی (کان کھانے) سے مطلوب یہ ہے کہ احقر یہ سمجھا ہے کہ کبر میں تو علم جرم ہے اور حسد اور حب مال، حب جاہ، غیبت وغیرہ کیفیات خاصہ جو علوم کا سبب ہوتی ہیں وہ جرم ہیں ان کے بعد علوم جرم نہیں۔ احقر کا یہ فہم غلط ہے یا درست ہے؟

تحقیق: یہ علوم جو کہ گناہ نہیں ان رذائل کی وجہ سے ہیں نہ کہ یہ علوم رذائل کو پیدا کرنے والے ہیں اور جو علوم رذائل کو پیدا کرنے والے ہیں وہ معاصی بھی ہیں مثلاً حسد میں ”انا احق بالنعمة من فلان“ (میں فلاں سے زیادہ نعمت کا مستحق ہوں) اور حب مال و جاہ میں ”المال والجاہ احق ان یطلبا ویرغب فیھما“ (مال اور منصب زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کو طلب کیا جائے اور ان کی رغبت کی جائے) اس لئے جو علوم رذائل کو پیدا کرنے والے ہیں وہ سب جگہ معصیت ہیں اور وہ علم جو رذائل کی وجہ سے ہوتا ہے کبر میں بھی معصیت نہیں مثلاً ”انا متکبر“ بلکہ یہ تو اپنے عیب کا علم ہے۔ (النور، ذی الحج ۱۳۵۰ھ)

ریا میں ارادے کو بدل لینا کافی نہیں بلکہ اس کا استحضار ضروری ہے

حال: ریا اختیاری ہے لہٰذا اس کا علاج بھی اختیاری ہوگا مثلاً اگر کسی کام میں ریا کا ارادہ ہو تو اس میں ارادہ کو بدل کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ کرلوں گا۔ اگر ریا سے خارج ہونے اور خلوص حاصل کرنے کے لئے یہ کافی ہو تو دوسرے علاج کی ضرورت نہیں یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط ہے ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ طریقہ صحیح اور کافی ہے مگر صرف اس کا جاننا اور اس پر قدرت ہو جانا کافی نہیں۔ اکثر اہل طریق کو یہ دھوکا ہو جاتا ہے بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ مدت دراز تک اس کا استحضار اور اس کا استعمال رہے تاکہ اس میں مضبوطی اور تمکین ہو جائے اور ریا و حدیث النفس کے درجے میں بھی نہ رہے۔ واصلہ قولہ تعالیٰ فی الانفاق ﴿ومثل للذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللّٰہ و تثبیتا من انفسھم فعلم ان التثبیت مطلوب مع تحقق الاخلاص فی النیة﴾ اس کی اصل خرچ کرنے کے بیان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کی مثال ”وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو جمانے کی“ اس سے معلوم ہوا کہ جمانا اخلاص نیت کے ساتھ مطلوب ہے۔ (النور، محرم ۱۳۵۱ھ)

زبان سے شکایت نکلنے کا علاج

حَالؒ: حضور والا! مجھ میں دوسرے امراض کے علاوہ ایک مرض یہ ہے کہ مرضی کے خلاف واقعہ کی برداشت نہیں ہے اور خلاف مرضی بات پر زبان سے شکایت نکلتی ہے۔ تفویض پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن برداشت اور تحمل کی ہمت نہ ہونے کی وجہ سے ظالم کی شکایت کیا کرتا ہوں۔ یہ یقین ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے سب منجانب اللہ ہوتا ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھتا ہوں کہ غیر اختیاری بات پر افسوس اور شکایت کرنا بے کار ہوتا ہے لیکن ہمت نہ ہونے کی وجہ سے برداشت نہیں ہوتا ہے۔ اعتقادی طور پر خدا کے حکم پر دل سے صابر وشاکر رہتا ہوں۔ اگر چہ ہلکا سا یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات اس طرح ہوتی تو کیا حرج تھا لیکن بحمد اللہ مقدرات پر کبھی دل میں اعتراض نہیں پیدا ہوتا ہے لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ زبان پر شکایت کا لفظ نہ آئے اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ حضور والا اس کا علاج تجویز فرمائیں۔

تَحقِیق: جب کبھی کسی کی شکایت زبان سے نکلے مجمع میں اس شخص کی خوبیاں بیان کرنا چاہئے کیونکہ کوئی نہ کوئی خوبی تو ہو ہی گی۔ (النور، صفر ۱۳۵۱ھ)

خوشی میں فضول باتیں کرنے کا علاج

حَالؒ: مجھ میں ایک مرض فضول باتیں کرنے کا ہے اور احقر کی ناقص سمجھ میں اس کا سبب خوشی ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کبھی مجھ کو کوئی خوشی ہوتی ہے یا کوئی فکر نہیں ہوتا تو ایک جوش سا پیدا ہوتا ہے اور اس میں بہت باتیں کرتا ہوں تو اس سے سکون ہو جاتا ہے اور چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا۔ اگر زبردستی کر کے چپ ہو بھی جاؤں تو پھر کچھ دیر کے بعد طبیعت پریشان ہو جاتی ہے اور وہ پریشانی باتوں سے دور ہوتی ہے اور اگر پریشانی میں بھی چپ رہوں تو پریشانی مسلسل رہتی ہے۔ ان باتوں میں بات فحش اور غیبت تک بھی پہنچ جاتی ہے اور جب تک فحش اور غیبت تک بات نہیں آتی اس وقت تک وہ جوش کم نہیں ہوتا ہے۔

تَحقِیق: علاج کی حقیقت مرض کے سبب کو دور کرنا ہے۔ جب مرض کا سبب خوشی کا جوش ہے۔ اس کا علاج اس جوش کا ختم کرنا ہے اور اس خوشی کو اس کی ضد یعنی فکر وغم سے مغلوب کرنا ہے اور سب سے زیادہ فکر وغم کی چیز موت، موت کے بعد احوال ہیں یعنی برزخ ومحشر وصراط کے واقعات اور گناہوں کی سزاؤں (کا سوچنا ہے) ایسے وقت میں ان واقعات کو مستحضر کر لیا جائے اور بہتر ہے کہ فوراً تنہائی میں جا کر مراقبہ یا مطالعہ کیا جائے اس کا علاج تو فوراً ہو جائے گا۔ پھر اگر ضعف طبیعت سے ہیبت کے غلبہ سے تکلیف ہونے لگے تو رحمت ورجاء (امید)

کی حدیثوں کو مستحضر کرلیا جائے بس اعتدال ہو جائے گا۔ اصل خوشی رہ جائے گی جس کا حکم ہے ﴿قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا﴾ ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے۔'' اور یہ خوشی کا زائل فضول حصہ ہو جائے گا جو منع ہے ﴿لا تفرح ان الله لا يحب الفرحين﴾ ترجمہ: ''تم خوشی میں اتراؤ مت اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔''

(النور، ربیع الاول: ۱۳۵۱ھ)

تکبر کا علاج

حَال: خدمت والا میں گزارش یہ ہے کہ اپنے علم کو جو دنیاوی فن کے بارے میں ہو دوسرے لوگوں کے اسی علم سے جن کا علم حقیقت میں بہت ہی ناقص ہو قصداً بڑا سمجھنا یا ایسے سمجھنے کے بغیر صرف زبان سے جان بوجھ کر ایسا واقعہ بیان کرنا جس سے اپنا علم بڑا اور قوی اور ان دوسرے اشخاص کا علم کم اور ناقص ظاہر ہو کیا کبر اور تکبر میں داخل ہے۔

تحقیق: اگر اپنے علم کو زیادہ سمجھنے کے وقت اس کا بھی استحضار ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جب چاہیں چھین لیں اسی طرح اگر میرے اندر ایک کمال ہو تو دوسرے میں ممکن ہے کہ اس سے زیادہ دوسرا کمال ہو۔ جس کے سبب یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے افضل ہو تو یہ تکبر نہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

شرمندگی اور کبر میں فرق

حَال: حضور! بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن سے تکلیف وشان ظاہر ہوتی ہے جیسے چکن کا بیل والا عمدہ لباس وغیرہ پہننا۔ پھولدار جوتا پہننا۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونا وغیرہ۔ بعض باتیں جو اس کی ضد ہیں مثلاً پھٹے کپڑے پہننا، ننگے پیر چلنا، سر پر وزن رکھنا، احقر کی طبیعت ان دونوں کام کرنے سے رکتی ہے اور رکنے کی وجہ حیا معلوم ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ عمامہ باندھنے، سرمہ لگانے، پان کھانے سے بھی حیا معلوم ہوتی ہے۔ قرض دار سے قرض مانگتے ہوئے حجاب ہوتا ہے۔ اگر کوئی صاحب قرض مانگیں اور اپنے پاس نہ ہو تو عذر کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ دوسرے سے لے کر دے دیتا ہوں۔ بعض قرض وصول بھی نہ ہوئے۔

حضور! جو کام حقیر سمجھے جاتے ہیں احقر ان کو نفس کچلنے کے لئے کر لیتا ہے حالانکہ حیا رکاوٹ ہوتی ہے۔ چنانچہ گھڑا بھر کر یا کوئی دوسرا بوجھ سر پر رکھ کر لے جاتا ہے۔ یہاں جامع مسجد میں جوتی گم ہوگئی تو ننگے پاؤں چلنے سے حیا روکتی تھی مگر حجرہ تک آیا اور پھر جان بوجھ کر مدرسہ میں ننگے پاؤں چلا۔ ایک طالب علم نے اپنا کچھ وزنی

بکس اسٹیشن پہنچانے کو کہا تو احقر سر پر رکھ کر لے گیا۔ ہاں جو افعال شان کے سمجھے جاتے ہیں اور ان کا سبب کبھی ہوسکتا ہے نہ حیاء اگرچہ ان کے کرنے سے رکاوٹ ہوتی ہے نہ کبر الحمد للہ۔ مگر اس وجہ سے کہ احقر اپنے کو سرتاپا مریض اور بدتر از خلائق سمجھتا ہے ان کو بھی نہیں کرتا۔

ہاں طبیعت سادگی کے ساتھ صفائی و نظافت کو چاہتی ہے خصوصاً نماز کی حالت میں دل یہ چاہتا ہے کہ کپڑے صاف ہوں۔ محبوب کے سامنے کھڑا ہونا ہے اپنے لباس وغیرہ میں نعمت کا اثر دیکھ کر بے اختیار ہی بار بار دل سے شکر نکلتا ہے۔ ایک کشش و محبت پیدا ہوتی ہے۔ حضور! اب یہ خیال ہوا کہ حیا و غیرت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں بہ تکلف ایسے کام کرنے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں نکل جائیں۔ اس لئے حضور سے پوچھا ہے کہ اعلیٰ و ادنیٰ دونوں قسم کے افعال سے رکنے کا سبب کیا ہے کبر ہے یا حیاء۔

تحقیق: اندازے سے شرمندگی ہی رکاوٹ ہے، جس کو آپ نے حیا کہا ہے۔

حال: اگر حیا ہے تو طبیعت کے خلاف افعال کو کرنا چاہئے یا نہیں مثلاً سر پر بوجھ رکھنا ننگے پیر چلنا، پھٹے کپڑے پہننا وغیرہ۔

تحقیق: آپ نے اس میں مزید اس ڈر کا احتمال سمجھا ہے کہ بتکلف ایسے کام کرنے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں یعنی حیا و غیرت نکل جائیں اور اسی احتمال کی بنا پر یہ پوچھا ہے کہ ان افعال کو کرنا چاہئے یا نہیں تو یہ احتمال تو شمار کے قابل نہیں ہے کیونکہ اگر حیا و غیرت نکل بھی جائے گی تو خاص ایسے ہی افعال میں جو عرف میں ہلکے ہیں اور وہ نقصان دہ نہیں ہے تو ان افعال کو چھوڑنے کی وجہ تو صحیح نہیں ہے۔ لیکن دوسری وجہ صحیح اور ہے اور وہ یہ کہ ان افعال سے شہرت ہوتی ہے اور شہرت سے بچنا مطلوب ہے "الا ان یامر الشیخ بشیء من ذالک" ہاں اگر شیخ اس بات کا حکم کرے تو صحیح ہے۔

حال: جو کام شان کے ہیں ان کے کرنے سے حیا رکاوٹ ہو ان کو کرنا چاہئے یا نہیں خصوصاً جبکہ اپنا بڑا کرنے کو کہے مثلاً عید پر چوغہ پہننے کے لئے والد صاحب پھوپھی جی وغیرہ مجبور کرتے ہیں ناراض ہوتے ہیں اور احقر پر شرم کے مارے بار ہوتا ہے نگاہ اوپر نہیں اٹھتی۔

تحقیق: جب قلب میں تنگی ہوتی ہے ترک کر دے اور اگر اکابر حکم کریں ادب سے عذر کر دے۔ اگر نہ مانیں ان کا حکم مانے کہ مجاہدہ ہے۔

حال: عمامہ باندھنا خصوصاً جمعہ و عیدین میں حیا کی وجہ سے ترک کیا جائے یا نہیں۔ ترک سنت کی وجہ سے اب حیا کو ترجیح دینے کی ہمت نہیں ہوتی۔

تحقیق: یہ سنن مقصودہ نہیں پھر دوسری طرف تواضع بھی مستون ہے جس کے بعض افراد واجب بھی ہیں تو عمامہ کے مقابلے میں مقصود ہونے کی شان تواضع میں زیادہ ہے۔

حال: احقر ''تبلیغ دین'' کے موافق روزانہ اعمال کا محاسبہ کرتا رہتا ہے اور مطالعہ بھی کرتا رہتا ہے اگر وجہ کبر ہے تو کیا تبلیغ دین کے موافق علاج کرے اور اس قسم کے افعال مذکورہ کرتا رہے یا اور کچھ علاج کرے۔

تحقیق: اوپر شرمندگی کے احتمال کی ظنی ترجیح کی وجہ سے یہ کبر کا احتمال ظنی ظہور پر ختم ہوگیا۔ اس لئے اس پر کلام کی ضرورت نہیں۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

عجب کا شبہ

حال: احقر کی حالت یہ ہے کہ صبح سے عصر تک طلبہ کے ساتھ گزرتا ہے پہلے تو کلام سے کچھ نفرت تھی یعنی زیادہ بات کرنا بالکل پسند نہیں تھا خلوت پسند تھی اب اس کا کچھ احساس نہیں۔

تحقیق: ایک کیفیت کے غلبہ سے دوسری کیفیت مغلوب ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں غلبہ زیادہ ہوتا ہے پھر عادت کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے یہ تبدیلی اس وجہ سے کچھ نقصان دہ نہیں ہے (ہاں) گناہ نہیں ہونا چاہئے اور بہ تکلف اپنے کو فضول (باتوں) سے بچانا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ اس تکلف سے مضبوطی پیدا ہو جائے گی۔

حال: اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا علاج ارشاد فرمایا جائے کہ کیا صورت اختیار کروں کیونکہ طلبہ سے بلا ضرورت کلام میں بھی وقت صرف ہوتا ہے اور بعد میں کچھ ندامت نہیں ہوتی۔

تحقیق: ندامت نہ ہونے پر افسوس یہ بھی ندامت ہے۔

حال: یہ یاد آتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ مجلس سجانے سے نفرت تھی۔ عوام سے تو اب بھی دل میں بہت وحشت ہوتی ہے مگر طلبہ کے اختلاط سے نفرت نہیں (ہوتی ہے)۔

تحقیق: نفرت میں تو عجب (خود پسندی) کی ملاوٹ ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے اس سے بچا لیا اور نفرت کا جو مقصد وہ اب بھی اختیار میں ہے اگرچہ اس میں تکلف کرنا پڑے۔ ''کما ذکرته انفا'' (جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے)۔ (النور، شعبان ۱۳۵۱ھ)

زیادہ کھانا مرض نہیں

حال: اپنے کو ایک سخت عیب میں مبتلا پاتا ہوں جس کو تبلیغ دین میں سب گناہوں کی جڑ بتایا ہے یعنی زیادہ کھانا اور کھانے کی حرص۔ افسوس کہ یہ بیماری بندہ کو بہت عرصہ سے ہے اور اب سے پہلے کبھی اس کی اصلاح کی طرف

توجہ نہیں ہوئی۔

تحقیق: جن کے قویٰ اچھے تھے ان کے لئے یہ دوسری وجہ سے مرض ہو جاتا تھا۔ اب خود قویٰ ضعیف ہیں اس لئے کم کھانے کی غرض خود حاصل ہے اب یہ مرض نہیں۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

رسالہ شمس الفضائل لطمس الرذائل

کبر کا تفصیلی علاج

حال: تحریر کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو احقر کو خود ہی ایک عرصہ سے شبہ تھا کہ مجھ میں تکبر ہے دوسرے یہ کہ بعض حضرات نے بھی فرمایا اس سے وہ شبہ قوی ہو گیا لیکن یقین نہ ہوا۔ ایک عرصہ سے ارادہ کرتا تھا کہ خدمت اقدس میں اس مرض کو ظاہر کر کے علاج کروں مگر یقین نہ ہونے کی وجہ سے چپ رہا۔ اس عرصہ میں احقر نے تبلیغ دین میں بھی تکبر کے بیان کا مطالعہ کیا۔ اس سے تکبر کا حاصل یہ سمجھ میں آیا کہ اپنے سے دوسروں کو ذلیل سمجھنا (اگر غلط ہو تو براہ کرم اصلاح فرمائیں) مگر اس کے بعد بھی شبہ باقی رہا۔ اب میں اپنی حالت کو چند مثالوں میں پیش کرتا ہوں۔

پہلی مثال: کچھ عرصہ کے لئے احقر نے مطبخ سے کھانا جاری کر لیا تھا چونکہ وہاں سے خود جا کر لانا پڑتا تھا اس لئے بہت عار آتی تھی خصوصاً جب کوئی ایسا آدمی آ جاتا کہ جس سے جان پہچان ہو اس وقت اور زیادہ شرم آتی تھی کہ لوگ کیا کہیں گے کہ ایسا کیا فقر طاری ہو گیا کہ مطبخ سے کھانا لینے لگا۔ نہ یہ کہ میری شان اس سے اعلیٰ ہے یہ کام میرے لائق نہیں۔ استغفر اللہ غرض ایک دو دفعہ لانے کے بعد دل میں آیا کہ کسی سے منگوا لیا کروں گا مگر چونکہ تکبر کا شبہ ہو چکا تھا۔ دوسرے کچھ طالب علمی کے بھی خلاف تھا اس لئے اخیر تک خود ہی لاتا رہا۔ اس سے یہ ہوا کہ یہ عیب ختم ہو گیا تھا اور ایک عادت سی ہو گئی تھی۔

دوسری مثال: بازار سے کوئی وزن سر پر رکھ کر لانے میں بہت ذلت معلوم ہوتی ہے۔ اس خیال سے کہ لوگوں کا بازار میں مجمع ہے نہ یہ کہ میں اس سے اونچے مرتبے والا ہوں نعوذ باللہ۔ چنانچہ اگر لوگوں کا مجمع نہ ہو تو لا سکتا ہوں۔

تیسری مثال: موچی کے پاس بیٹھ کر جوتا نہیں گٹھواتا بلکہ کھڑا رہتا ہوں۔ اس کے پاس بیٹھنے میں ایک قسم کی ذلت سی معلوم ہوتی ہے اور اس کی علت بھی وہی ہے جو اس سے پہلے مثال میں عرض کی یعنی لوگوں کا خیال نہ کہ اونچی شان کا خیال۔ ایک مرتبہ میری نظر سے اس مضمون کا ایک شعر گزرا کہ اتنا عجز و انکسار بھی اچھا نہیں کہ جس

سے بے وقوف لوگ سر پر چڑھ جائیں۔ جب سے ان لوگوں کے ساتھ ظاہری انکساری سے پیش نہیں آتا۔ چنانچہ دل کو ٹٹولنے سے پتہ لگتا ہے کہ اگر کوئی آدمی بھی نہ ہوتب بھی موچی کی دوکان پر نہ بیٹھوں اس خیال سے کہ موچی نہ معلوم کیا خیال کرے لیکن دل میں اپنے کو افضل نہیں سمجھتا اور نہ اس کو افضل سمجھوں اور نہ اپنے کو ذلیل سمجھتا ہوں اور نہ اس کو مگر کسی خاص وقت کہ جس میں کوئی خاص کیفیت طاری ہو جیسے موت کا خیال اور موت کے بعد کے حوال ومحشر وصراط کے واقعات اور گناہوں کی سزائیں پس ایسے وقت اپنی نظروں میں اپنے کو اس سے کیا ہر ایک شے سے ذلیل سمجھتا ہوں ورنہ عام طور پر (یعنی عام اوقات میں اور عام آدمیوں میں) جیسے کسی کو ذلیل نہیں سمجھتا ایسے ہی اپنے کو بھی کسی سے ذلیل نہیں سمجھتا۔

چوتھی مثال: پیوند کے کپڑے بھی اس خیال سے نہیں پہنتا ہوں کہ لوگ کہیں گے کہ یہ بہت غریب آدمی ہے اور پیوند کے کپڑوں کو تو ویسے بھی (لوگوں کے خیال کے علاوہ بھی) طبیعت قبول نہیں کرتی ہے۔ میرا دل مجھ کو خود نفریں کرتا ہے کہ میں ایک بے ہودہ خیال کی وجہ سے ایک سنت سے محروم ہوں۔ اپنے نفس کی شرارت کی وجہ سے بس یہی دل چاہتا ہے کہ اچھے اچھے کپڑے پہنوں۔ اسی طرح مجھ کو تراش کا بہت خیال رہتا ہے۔ اپنے نزدیک جو سب سے اچھی تراش ہوتی ہے اس کو اختیار کرتا ہوں گویا نفس نے ہر طرح قابو پا لیا۔ ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون''۔

پانچویں مثال: کسی ایسے شخص کا نصیحت کرنا بہت ہی برا معلوم ہوتا ہے کہ جس کے برتاؤ سے مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے دل میں میری کچھ قیمت ہی نہیں ہے۔ مجھے یہ کچھ سمجھتا ہی نہیں، یا قیمت تو ہے لیکن طرز نصیحت سے یہ پتہ لگتا ہے کہ نصیحت سے صرف میرا نفع مقصود نہیں بلکہ اس نصیحت میں کچھ نفس کی ملاوٹ بھی ہے یعنی غصہ میں کچھ اپنے دل کی بھڑاس بھی نکال رہا ہے۔ ایسے شخص کی طرف سے طبیعت میں ایک قسم کا بوجھ اور تنگی ہوتی ہے۔ لیکن ایسے شخص کی نصیحت کرنے کا برا اثر (یعنی وہ جو اس کا نصیحت کرنا برا معلوم ہوا تھا) اور ایسے شخص سے بوجھ اور تنگی تھوڑے دنوں کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور پھر بہت ہی ہلکی سی ندامت ہوتی ہے یعنی اس درجہ میں کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اس سے کیا فائدہ۔

چھٹی مثال: اگر کسی کی طرف سے یہ خیال ہو جائے کہ یہ ہماری جماعت کو یا مجھ کو ذلیل سمجھتا ہے تو میں بھی اس کے ساتھ اچھی طرح پیش نہیں آتا۔ چنانچہ مسٹروں کو اکثر جان بوجھ کر سلام نہیں کرتا۔ اور اگر کبھی عادت کے طور پر سلام کرنے کا ارادہ ہو جاتا ہے تو فوراً اس خیال کی وجہ سے رک جاتا ہوں کہ یہ لوگ طالب علموں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔

ساتویں مثال: کسی کا پیچھے پڑ جانا بھی برا معلوم ہوتا ہے۔ خواہ وہ محبت کی وجہ سے ہو یعنی کوئی بغیر ضرورت صرف

باتیں کرنے کو میرے پاس اگر ایک دو دفعہ آئے تو خیر کچھ نہیں لیکن اگر پیچھے پڑ جائے تو یہ تو مجھ سے کہا نہیں جاتا کہ یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ ایک شخص تو اخلاق سے محبت سے پیش آئے اور میں اس سے اس طرح کہہ دوں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اس سے ایک قسم کی تنگی سی ہو جاتی ہے اور اچھی طرح اس کے ساتھ بات نہیں کی جاتی۔ اس کے یہاں کبھی جاتا بھی نہیں ہوں۔ غرض بہت تکلیف ہوتی ہے اور یہ تکلف اپنے اقوال سے افعال سے اس پر یہی ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے تکلیف نہیں ہو رہی لیکن اصل میں اور نقل میں فرق ہو ہی جاتا ہے۔ وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اچھی طرح نہیں ملتا۔ دوسرے یہ کہ ہر شخص سے میں نہیں ملتا ہوں۔ ہر ایک سے بات میں ابتدا نہیں کرتا ہوں اس میں بھی کچھ ذلت سمجھتا ہوں اور غالباً یہی سبب ہوا ان کے (یعنی لوگوں کے) اس خیال کا کہ اس میں تکبر ہے۔

آٹھویں مثال: جیسا کسی کا مجھ کو ذلیل سمجھنا برا معلوم ہوتا ہے ایسے ہی کسی کا ادب کرنا بھی ناگوار گزرتا ہے۔

یہ آٹھ مثالیں پیش کر دی ہیں۔ اس وقت یہی ذہن میں تھیں۔ اب عرض یہ ہے کہ اگر مجھ میں تکبر ہے تو ازراہ کرم اس کا علاج تجویز فرمائیں۔

تحقیق: یہاں کئی چیزیں متشابہ ہیں جن میں کبھی اشتباہ ہو جاتا ہے۔ کبر و عجب و حب جاہ و ریا و خجلت۔ پھر ہر ایک کے دو درجے ہیں۔ حقیقت و صورت تو یہ دس چیزیں ہیں اور ہر ایک میں لمبا کلام ہو سکتا ہے۔ مگر مختصر جتنی ضرورت ہو جس سے تھوڑی مناسبت والے کو ہر درجہ کے سمجھنے میں ضروری بصیرت ہو سکتی ہے اور چھوٹے چھوٹے واقعات کو اس کے موافق کر سکتا ہے لکھتا ہوں باقی جس کو ضروری مناسبت بھی نہ ہو اس کے لئے نہ کلیات (بڑی باتیں، قواعد) کافی ہیں نہ جزئیات (چھوٹی باتوں) کے لئے تحریر کافی ہے بلکہ اس کو ضرورت ہے کہ جب کوئی واقعہ پیش آئے اسے کسی محقق کے سامنے پیش کرے۔ اگر تفتیش ضرورت ہو اس کا بھی جواب دے پھر وہ جو فیصلہ کرے اس کو علماً و عملاً قبول کرے۔

وہ مختصر کلام یہ ہے کہ تکبر کا حاصل یہ ہے کہ کسی دنیوی یا دینی کمال میں اپنے کو اپنے اختیار سے دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دوسرے کو حقیر سمجھے تو اس میں دو جزو ہوں گے (ایک) اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا۔ یہ تو اس کی حقیقت ہے جو حرام اور گناہ ہے اور ایک اس کی صورت ہے کہ اس میں سب اجزاء ہیں ایک جزو کے علاوہ یعنی (اپنے) اختیار کے یعنی اختیار کے بغیر ان اجزاء کا خیال آ گیا۔ یہاں تک تو گناہ نہیں لیکن اس کے بعد اگر اس خیال کو اپنے اختیار سے اچھا سمجھا یا باوجود اچھا نہ سمجھنے کے اپنے اختیار سے اس کو باقی رکھا یہ کبر کی حقیقت ہو جائے گی اور گناہ ہوگا۔ یہ جو قید لگائی گئی ہے کہ دوسرے کو حقیر سمجھے یہ اس لئے ہے کہ اگر کوئی واقعی

بڑائی یا چھوٹائی کا اس طرح معتقد ہو کہ دوسرے کو ذلیل نہ سمجھے تو وہ تکبر نہیں۔ جیسے ایک شخص بیس برس کی عمر والا دو برس کے بچہ کو سمجھے کہ مجھ سے عمر میں چھوٹا ہے یا ایک ہدایہ پڑھنے (یعنی اوپر کی جماعت) والا طالب علم نحو میر پڑھنے (نیچے) والی جماعت والے طالب علم کو سمجھے کہ یہ مجھ سے پڑھائی میں کم ہے یا ایک مالدار آدمی کسی مسکین کو یہ سمجھے کہ مجھ سے مال میں کم ہے مگر اس کو حقیر نہیں سمجھتا تو وہ کبر نہیں ہے لیکن اگر یہ فرق حقیقت کے خلاف ہو تو (یعنی امیر نہ ہو اور مسکین کو کم سمجھے کہ یہ مال میں مجھ سے کم ہے تو) ایسا اعتقاد جھوٹ ہوگا مگر کبر اور جھوٹ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مگر ایسی بڑائی چھوٹائی کا اعتقاد اگرچہ کبر تو نہیں لیکن اگر وہ فرق کا محل (جگہ، موقع) شریعت میں یا عرف میں کمال ہو تو یہ اعتقاد کبھی تکبر کی طرف لے جاتا ہے اس لئے واسطے اور ذریعوں کو ہی بند کرنے کے لئے اس کا بھی وہی علاج کرنا چاہئے جو کبر کی حقیقت کا علاج ہے اور وہ ایک خاص مراقبہ ہے جس کو ہر اس وقت جب اس فرق کی طرف توجہ ہو دوبارہ دہرالیا جائے۔ وہ مراقبہ یہ ہے کہ

(الف) یہ کمال اگرچہ میرے اندر ہے مگر میرا پیدا کیا ہوا نہیں۔ حق تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا ہے۔

(ب) عطا بھی کسی استحقاق (حق کی وجہ) سے نہیں ہوا بلکہ صرف عطا اور رحمت کی وجہ سے ہے۔ پھر

(ج) عطا کے بعد بھی اس کا باقی رہنا میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ جب چاہیں چھین لیں اور

(د) دوسرے شخص میں اگرچہ فی الحال یہ کمال نہیں ہے مگر آئندہ ممکن ہے کہ میرے کمال سے زیادہ اس کو یہ کمال اس طرح حاصل ہو جائے کہ میں اس کمال میں اس کا محتاج ہو جاؤں اور

(ہ) اگر آئندہ بھی (اس کو یہ کمال حاصل) نہ ہو جیسا کہ کبھی ظاہری اسباب کی وجہ سے اس کا گمان غالب ہوتا ہے تو فی الحال ہی اس شخص میں کوئی ایسا کمال ہو جو مجھ سے چھپا ہو اور دوسروں پر ظاہر ہو یا سب ہی سے چھپا ہو حق تعالیٰ کو معلوم ہو جس کے اعتبار سے اس کے اوصاف کا مجموعہ میرے اوصاف کے مجموعہ سے زیادہ کامل ہو۔ اگر کسی کے کمال کا بھی احتمال قریب (کے زمانے میں) ذہن میں آجائے تو اس احتمال کو ذہن میں حاضر کرے کہ شاید یہ علم الٰہی میں مقبول ہو اور میں غیر مقبول ہوں۔ یا اگر میں بھی مقبول ہوں تو یہ مجھ سے زیادہ مقبول ہو تو مجھ کو کیا حق ہے کہ اس کو حقیر سمجھوں اور

(و) یہ خیال کرے کہ اگر بالفرض یہ ساری باتوں میں مجھ سے کم ہی ہے تو ناقص کا کامل پر حق ہوتا ہے جیسا مریض کا صحیح پر ضعیف کا قوی پر، فقیر کا غنی پر، تو مجھ کو چاہئے کہ اس پر شفقت وترحم کروں اس کے کامل ہونے میں کوشش کروں اور اگر کسی طرح قدرت نہ ہو یا ہمت نہ ہو یا فرصت نہ ہو تو کامل ہونے کی دعا ہی سے سہی اور اس خیال کے بعد کامل کرنے میں کوشش شروع کردے تو اس تدبیر سے اس کے ساتھ تعلق شفقت کا پیدا ہو جائے گا اور

طبیعت کی خصوصیت ہے کہ جس کی تکمیل وتربیت میں کوشش کرتا ہے اس سے محبت ہو جاتی ہے اور محبت کے بعد تحقیر نہیں ہوتی اور

(ز) یہ بھی نہ ہو تو اس کے ساتھ مہربانی و اخلاق کے ساتھ کبھی کبھی بات چیت کر لیا کرے اس کا مزاج پوچھ لیا کرے اس سے دونوں میں تعلق ہو جاتا ہے اور ایسے تعلق کے بعد تحقیر ختم ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر وہ شخص ایسا ہے کہ شرعاً اس سے بغض رکھنے کا حکم ہے تو تدابیر مذکورہ میں سے بعض کا استعمال اس عارض کے سبب نہ کیا جائے مگر پھر بھی بعض کا بغض کے ساتھ استعمال ہو سکتا ہے۔ ان بعض کو استعمال کرے۔ یہ ساری بات تو تکبر کے بارے میں تھی اور محبت میں صرف ایک قید کم ہے باقی سارے اجزاء وہی ہیں یعنی اس میں دوسروں کو چھوٹا سمجھنا نہیں اپنے کو بڑا سمجھنا ہے۔ اس میں بھی حقیقت اور صورت کے ویسے ہی درجے ہیں اور وہی احکام ہیں اور معالجات مذکورہ میں سے جن میں سے دوسرے کا تعلق نہیں وہ سب معالجات اس میں بھی ہیں۔

ایک چیز پانچ مذکورہ چیزوں میں حب جاہ ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جیسا اپنے کو اپنے دل میں بڑا سمجھتا ہے اس کی بھی کوشش کرتا ہے کہ دوسرے بھی مجھ کو بڑا سمجھیں اور میرے ساتھ تعظیم و خدمت کا معاملہ کریں چونکہ اس کی وجہ بھی تکبر یا عجب ہی ہے۔ اس لئے اس کے اقسام و احکام و درجات و معالجات وہی ہیں جو کبر میں گزرے اور پانچ ذکر کی گئی چیزوں میں سے ایک چیز ریاء ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی دنیوی یا دینی عمل کو لوگوں کی نظر میں بڑائی حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔ چار مذکورہ اشیاء میں یہ ذریعہ بنانے کی قید نہ تھی چونکہ یہ بھی کبر وعجب ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں بھی سب وہی درجات واقسام واحکام ومعالجات ہیں اور یہ سب احکام کلی (قواعد) ہیں۔ کبھی کبھی مقام کی خصوصیت کی وجہ سے بعض نئی صورتیں یا نئے معالجات بھی ثابت ہوتے ہیں جو مربی کی رائے پر متعین کئے جاتے ہیں۔

سب سے اخیر کی ایک قسم خجلت (شرمندگی) ہے وہ ایک طبعی انقباض (تنگی کی حالت) ہے جو عادت کے خلاف کام کرنے سے یا حالت پیش آنے سے خود بخود نفس پر وارد ہوتی ہے۔ اور سالک کو کبھی بہت احتیاط کی وجہ اس پر کبر وغیرہ کا شبہ ہو جاتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ کبر نہیں ہوتا۔ اور اس کا معیار (پرکھنے کا پیمانہ) یہ ہے کہ جس طرح یہ شخص ایک دنی یا خسیس (چھوٹے یا کمینے) کام کرنے سے شرماتا ہے اگر کوئی شخص اس کے ساتھ بہت ہی زیادہ دل سے تعظیم وتکریم کا معاملہ کرے تب بھی اس کو ویسا ہی انقباض ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو شرمانا ہے ورنہ کبر۔

یہ تو اس کی حقیقت ہے جو غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے برا نہیں ہے ایک صورت ہے کہ جو حقیقت میں تو

کبر وغیرہ ہے مگر نفس نے بہانہ کر کے اس کو شرمانے میں داخل کر کے تسلی حاصل کر لی ہے یہ اختیاری ہونے کی وجہ سے برا ہے۔ بلکہ دوسری ذکر کی گئی برائیوں سے زیادہ برا ہے۔ کیونکہ بہانہ کر کے ناجائز کو جائز بنایا ہے جو اونچے درجہ کا دھوکہ وفریب ہے۔ دوسری قسموں میں حقیقت بری تھی اور صورت بری نہیں تھی اس میں الٹ ہے جیسا کہ دلیل کے ساتھ گزر چکا۔

آٹھوں واقعات میں کیونکہ ساری اقسام کے اجزاء مذکور ہیں اس لئے سب اقسام کی تحقیق کی گئی۔ اب اخیر میں ایک لمبا علاج ذکر کرتا ہوں کیونکہ معالجات مذکورہ وقتی تھے جن سے اثر مضبوط نہیں ہوتا ہے مگر بہت ہی کم۔ اور مبتدی کو اس معالجہ کی خاصے وقت تک ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ طور طریقہ اور عادات کم حیثیت والے لوگوں کے اختیار کرے حتیٰ کہ تواضع پکی ہو جائے مگر اس میں بھی اس کا خیال رکھے کہ بہت زیادہ درجہ کا چھوٹا پن اور کمینگی اختیار نہ کرے جس سے تواضع کی شہرت ہو جائے۔

اس کے بعد دوسرا خط آیا جو جواب کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔

سُؤال: حضرت اقدس نے سب سے آخری صفحہ کی دائیں جانب کے بالکل شروع میں تحریر فرمایا ہے (اس عبارت پر ایک لکیر کھینچ دی ہے) وہ عبارت یہ ہے کہ وہ (یعنی لمبا علاج) یہ کہ بتکلف طور طریقہ اور عادات کم حیثیت والے لوگوں کے اختیار کرے حتیٰ کہ تواضع پکی ہو جائے مگر اس میں بھی اس کا خیال رکھے کہ بہت زیادہ چھوٹے پن اور کمینگی کو اختیار نہ کرے جس سے تواضع کی شہرت ہو جائے تو اس میں یہ سوال ہے کہ وہ کم حیثیت لوگوں کی وہ عادات اور طور طریقے لوگوں کے کیا ہیں؟ جن کو اختیار کیا جائے اس کے جواب کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہوں کہ اس پر عمل کروں گا۔ آنجناب بھی دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مجھے عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور میری پوری اصلاح فرمائیں اور اپنی رضا کامل عطا فرمائیں۔

جَوَابٌ: السلام علیکم۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو پوری طرح کیسے بیان کیا جاسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ باتیں اختیار کی جائیں جن سے ایک قسم کا نفس کو انقباض (یعنی تنگی) ہو مگر دوسروں کی نظر میں وہ توجہ کے قابل نہ ہوں جس سے تواضع کی شہرت کا احتمال ہو۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۲ھ)

بدگمانی کا علاج

حَالٌ: احقر کی یہ حالت ہے کہ بدگمانی کا مرض ایک مدت دراز سے قلب میں پیوستہ ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں میں دوسرے بھائی بہنوں سے بدگمان ہوتا ہے۔ اپنی کم سمجھ کے موافق تدابیر بھی کیں مگر یہ مرض دور نہیں ہوا۔ للہ علاج

تجویز فرمایا جائے کہ یہ بدگمانی کا مرض خبیث دور ہو۔

تحقیق: جب ایسی بدگمانی قلب میں آ جائے تو پہلے علیحدہ بیٹھ کر یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے تو یہ گناہ ہوا اور گناہ پر عذاب کا خوف ہے تو اے نفس! تو حق تعالیٰ کے عذاب کو کیسے برداشت کرے گا۔ یہ سوچ کر توبہ کرے اور دعا بھی کرے کہ اے اللہ! میرے دل کو صاف کر دے اور جس پر بدگمانی ہوئی ہے اس کے لئے بھی دعا کرے کہ اے اللہ! اس کو دونوں جہان کی نعمتیں عطا فرما۔ دن رات میں تین بار ایسا کرے اور پھر بھی اثر رہے دوسرے تیسرے دن ایسا ہی کرے۔ اگر پھر بھی اثر رہے۔ اب اس شخص سے مل کر کہے کہ بلا وجہ مجھ کو تم پر بدگمانی ہوگئی تم معاف کر دو۔ اور میرے لئے دعا کر دو کہ یہ دور ہو جائے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

انقباض (طبیعت کا تنگ ہونا) کبر نہیں

حال: گذارش یہ ہے کہ حضرت والا نے ایک شخص کو کبر کا علاج بتایا تھا کہ مسجد میں ہر نماز کے بعد اعلان کرے کہ میرے اندر کبر کا مرض ہے سب لوگ دعا کریں کہ مجھ سے یہ مرض جاتا رہے۔ اس پر مجھے خیال ہوا کہ اگر تجھ سے یہ کہا جائے تو کیا کرے گا تو میں اپنے اندر دیکھتا ہوں کہ اس کی ہمت نہیں معلوم ہوتی اور نہ جی اس کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میرے اندر تو کبر نہیں ہے؟۔ پھر دل کبھی کہتا ہے کہ یہ حیا کی وجہ سے ہے۔ اب حضرت والا سے درخواست ہے کہ اگر یہ کبر ہونے کی وجہ سے ہے تو علاج ارشاد فرمائیں۔ عین عنایت ہوگی۔

تحقیق: ایسا احتمال خشیت کی دلیل ہے مبارک ہو کبر کے لئے صرف یہی علامت کافی نہیں کیونکہ اس انقباض (تنگی) کا سبب کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ مرض نہ ہونے کی وجہ سے علاج کی ضرورت نہیں اور کبھی کبر بھی سبب ہوتا ہے تو اب معیار (پرکھنے کا طریقہ) دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ دوسری علامات بھی پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر احتمال ہی پر مصلح اس کو تجویز کرے تو اس پر عمل کیا جائے یا نہیں۔ اگرچہ عمل طبعی کراہت ہی سے ہو جیسے تلخ دوا طبعاً ناپسندیدہ ہے مگر مریض اگر طالب صحت اور طبیب کا منقاد (فرمانبردار) ہے تو عمل میں موافقت کرے گا۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

فخر سے امامت نہ کرنا

حال: حالت یہ ہے کہ کچھ دنوں سے امامت کو طبیعت چاہتی ہے اور یہ طبیعت چاہتی ہے کہ کوئی جھوٹ بھی کہے کہ نماز پڑھاؤ تو احقر سچ مچ آگے بڑھ جاتا ہے اور اس امامت کی غرض یہی معلوم ہوئی ہے کہ قابلیت ظاہر ہو کہ یہ

خوب پڑھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ مرض بہت ہی مہلک ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ تکبر کا بھائی ہے۔ اللہ کے لئے میری مدد کیجئے۔

تحقیق: (کسی کے) درخواست کرنے کے باوجود بھی امامت نہ کیا کریں۔

پھر یہ دوسرا خط آیا

حال: بہت بہتر ہے اب کسی کے کہنے پر بھی امامت سے عذر کر دیا کروں گا مگر ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ احقر حافظ ہے رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید سناتا ہے تو یہ بھی ایک طرح کی امامت ہے تو کیا یہ امامت بھی نہ کیا کروں۔

تحقیق: کیا کرو اس کو کوئی شخص فخر نہیں سمجھتا۔ قرآن سنانے کی ضرورت سے سمجھتے ہیں۔ (النور، رجب ۱۳۵۳ھ)

حجاب (شرم) اور کبر میں فرق

حال: فدوی ایک مرتبہ رشتہ داروں کے ہاں گیا ہوا تھا (اور وہاں اس کو خرید و فروخت کی ضرورت نہیں پڑا کرتی) تو گوشت کی دوکان پر جانے کی ضرورت ہوتی تھی مگر نہیں گیا تھا اور ایک قسم حجاب محسوس کیا تھا۔

تحقیق: حجاب الگ چیز ہے اور کبر الگ چیز ہے۔ حجاب کی حقیقت خجلت شرم ہے جس کا سبب عادت کے خلاف کرنا ہے حتیٰ کہ اگر اس شخص کی تعظیم کا سامان عادت کے خلاف کیا جائے اس سے بھی شرمائے۔

دوسرا خط

حال: جواب سامی کے بارے میں یہ عرض ہے کہ کمترین کی طبیعت اس قسم کی معلوم ہوتی ہے کہ اگر (کوئی) اس کی تعریف کرتا ہے تو شرم معلوم ہوتی ہے اور اگر تعظیم کرتا ہے مثلاً جانے آنے کے وقت کھڑا ہو گیا۔ کھانے وغیرہ میں تکلف کیا تو اس سے شرم نہیں معلوم ہوتی ہے بلکہ ایک قسم مسرت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: کیونکہ یہ معاملات عادت کے خلاف نہیں لیکن اگر کوئی ہاتھی پر بٹھا کر دس بیس سوار آگے پیچھے پہلو میں کر کے جلوس نکالے اس وقت شرم آئے گی یا نہیں۔ (النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

غرور کا علاج

حال: مجھ میں غرور بہت ہے. جماعت کی نماز میں کوئی شخص میلا کچیلا آجاتا ہے اس کے برابر کھڑے ہونے کو جی نہیں چاہتا۔

تحقیق: تحقیر کے سبب یا میلے ہونے کے سبب طبعی کدورت ہوتی ہے۔

حال: بعض اوقات کسی کو شرع شریف کے خلاف دیکھتا ہوں تو اس سے اپنے کو اچھا تصور کرنے لگتا ہوں۔

تحقیق: ہر اعتبار سے یا خاص اس حالت کے اعتبار سے۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

کبر کا علاج

حال: حضرت والا نے کبر کی تفصیل پوچھ کر یہ پوچھا تھا کہ اگر عادت کے خلاف کوئی ہاتھی پر بٹھا کر دس بیس سوار پہلو میں کر کے جلوس نکالے اس وقت شرم آئے گی یا نہیں۔ اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ضرور شرم معلوم ہوگی لیکن فدوی کو اپنے نفس پر ذرہ برابر اعتماد نہیں ہے۔ اس لئے احتمال ہے کہ شرم نہ معلوم ہو اگرچہ احقر اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کرسکتا ہے۔

تحقیق: جب تک اس کے خلاف دلیل نہ ہو یہ ظاہر اور غالب ہی معتبر ہے اور اگر علاج میں مبالغہ (زیادتی) کو دل چاہے تو ایسے کام کرو جو شرع کے خلاف نہ ہوں مگر وضع کے خلاف ہوں اور لوگوں میں ذلت کا سبب ہوں۔

(النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

بخل کا علاج

حال: التماس یہ ہے کہ حضرت میری طرف مہمان بہت مدت کے بعد آتا ہے۔ کوئی سال یا دو سال میں ایک دفعہ۔ پھر بھی مہمان کے آنے کے وقت طبیعت تنگ ہوتی ہے اور کوئی چیز جیسے مٹھائی یا میوہ کسی چھوٹے بچے کو دینا جس کے ساتھ محبت نہ ہو دل کو بہت بھاری لگتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کو کوئی کتاب دینا بھی دل کو گوارا نہیں ہوتا ہے۔ طبیعت یہ چاہتی ہے کہ نہ کوئی میرے پاس مہمان آئے اور نہ میں کسی کے پاس جا کر مہمان ہوں۔ نہ کوئی مجھے کھانے کی چیز دے اور نہ میں کسی کو دوں۔ اگر کوئی دیتا ہے تو لے لیتا ہوں لیکن دل پسند نہیں کرتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ حضرت! یہ بخل کی علامت تو نہیں۔ اگر ہے تو اس کا کیا علاج کیا جائے۔

تحقیق: زیادہ حصہ آزادی کا ہے اور کچھ حصہ بخل کا ہے پہلا مبارک ہے دوسرا نہ مبارک ہے نہ نامبارک ہے جبکہ اس کی چاہت پر عمل نہ ہو ورنہ نامبارک ہے۔ مگر اختیاری جس کا علاج ممکن ہے اور کرنا چاہئے۔

(النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

کبر کا علاج

حال: میرے فلاں فلاں معمولات ہیں۔ میرا دماغ کچھ کام نہیں کرتا کہ میں کس کو معمول رکھوں جس سے

میرے ظاہری باطنی امراض ختم ہوں۔

تحقیق: کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ اوراد سے امراض ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ کہاں سے سمجھے۔

حال: میرے نفس میں عرصہ دراز سے جان بوجھ کر اس بات کی حرص ولالچ رہتی ہے کہ کاش لوگ میری تعریف کرنے اور سلام ومصافحہ میں ابتداء اور معاملات میں میری رعایت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ سے خود سلام و مصافحہ میں پہل نہیں کی جاتی۔ معالجہ تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اس ارادے کے خلاف عمل کرو یہی علاج ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۴ھ)

کبر وحسد کا علاج

حال: حضور کی بدولت الحمد للہ شہوت پرستی کبر اور حسد سے نجات ہوگئی لیکن حسد کے بارے میں یہ کیفیت باقی ہے کہ اگر کوئی شخص وہ کتابیں جو حضور کی میرے پاس موجود ہیں مانگتا ہے تو دینے سے دل رکتا ہے اور اندر سے دکھتا بھی ہے کہ کیوں دیکھتا ہے نہ دیکھے اور میں ہی مسائل سے واقف رہوں اگر یہ بھی دیکھ لے گا تو میرے برابر ہو جائے گا۔ حضرت! مجھے تو یہ خیال حب جاہ اور خصوصیت کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت اس کا کیا علاج کروں؟

تحقیق: بے مانگے دیکھنے کے لئے دیا کرو۔ (النور، صفر ۱۳۵۴ھ)

عجب کا علاج

حال: مجھ میں کچھ عجب کا مادہ معلوم ہوتا ہے یعنی کبھی دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، حج کر چکے ہیں اور اب راہ طریقت میں آ کر پیر بھی بے نظیر شہرۂ آفاق اور سنت کا اتباع کرنے والا پالیا۔ وکالت اور زمیندار کا کام بھی ہم خوب چلا رہے ہیں۔ کبھی یہ بھی جی چاہتا ہے کہ لوگوں کی زبان سے دنیاوی و دینی کاموں کے کرنے پر تعریف سنتا رہوں خصوصاً اس بات کو سن کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ حضور نہ سونا چھڑاتے ہیں نہ کھانا نہ وکالت نہ زمینداری تو ایسا شیخ تو شاید ہی کسی نے پایا ہو جو وکالت وزمینداری رکھ کر ہر طرح کی اصلاح کا سامان بتائے اور اس قدر شفقت رکھے۔ میں تو پہلے سمجھتا تھا کہ جب تک انسان اپنے کو ان دونوں پیشوں سے علیحدہ نہ کرے اس وقت تک اصلاح ناممکن ہے۔ اوپر کی وجہوں کی وجہ سے مجھ کو خود پسندی معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی دوسروں کی یعنی جو اپنے ہم جنس ہیں ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے اور افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حضور کے دربار میں حاضر ہونا نصیب نہ ہوا۔

تحقیق: اگر نعمتوں کے استحضار کے ساتھ اس کا استحضار بھی کر لیا جائے کہ یہ نعمتیں میرے استحقاق (حق) کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دین ہیں اگر وہ چاہیں ابھی چھین لیں اور یہ ان کی رحمت ہے کہ حق کے بغیر عطا فرما رکھی ہیں۔ دوسروں کے بارے میں اس کا استحضار کر لیا جائے کہ اگرچہ یہ لوگ ان خاص فضیلتوں سے خالی ہیں لیکن ممکن ہے کہ ان کو ایسی فضیلتیں دی گئی ہوں کہ ہم کو ان کی خبر نہ ہو اور ان کی وجہ سے ان کا رتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ ہو تو ان دونوں استحضار کے بعد جو خوشی رہ جائے گی وہ عجب نہیں ہوگی یا تو طبعی فرحت ہوگی جو بری نہیں اور یا شکر ہوگا۔ جب انعام کرنے والے کے احسان کا بھی استحضار ہو جس پر اجر ملے گا۔ (النور، صفر ۱۳۵۴ھ)

کبر کا علاج

حال: عیوب کا استحضار کر کے کبر کا علاج کرتا ہوں مگر اب تک کامیابی نہیں ہوئی۔

تحقیق: کرتے کرتے سب ہو جاتی ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

کبر کا علاج

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے معمولات پورے ہو رہے ہیں (۱) فی الحال کبر معلوم نہیں ہوتا ہے۔ دو چار باتیں حضرت بتا دیں تاکہ امتحان کروں کہ باقی ہے یا کہ چلا گیا۔ (۲) حضرت کی محبت کا غلبہ بہت ہے نماز میں بھی اکثر خیال ہوتا ہے اور کبھی کبھی خشوع کے لئے کر لیتا ہوں۔ (۳) نماز میں دل خوب لگ جاتا ہے اور خشیت الٰہی کا غلبہ بڑھ جاتا ہے۔ حضرت محبت کے علاوہ کوئی اور عمل نہیں ہے اللہ تعالیٰ اس کو باقی رکھیں اور رہبر طریق بنائیں۔ (۴) جانے کو جی بالکل نہیں چاہتا مگر مدرسہ کی وجہ سے کل میرا جانے کا ارادہ ہے۔ (۵) حضرت کی دعا کا ہر وقت بہت محتاج ہوں۔ (۶) حضرت خوف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔

تحقیق: (۱) دو چار جزئیات امتحان کے لئے کافی نہیں۔ بعض طبیعتوں کی خاصیت یہ ہے کہ بعض معاملات میں کبر پیدا نہیں ہوتا بعض میں ہوتا ہے۔ اس لئے اس امتحان میں نہ پڑیئے اگر کسی خاص واقعہ میں شبہ پیش آئے گا اس کی اطلاع کر کے مشورہ مناسب ہوگا۔ (۲) نماز میں جان بوجھ کر میرا خیال نہ کیا جائے (۳) انشاء اللہ یوں ہی ہوگا (۴) بعض دوری قریب سے زیادہ نافع ہوتا ہے (۵) دل سے دعا ہے (۶) اس کا منشا محبت کے ساتھ عظمت کی ملاوٹ ہے جو طریق میں بہت ہی نافع ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

کبر کا علاج

حال: بندہ اپنے اندر ایک مہلک مرض پاتا ہے۔ وہ یہ کہ بندہ جب کہیں جاتا ہے تو بیٹھنے کے واسطے اگر کسی سے

کم درجہ ملے تو دل میں ایک جلن پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ علماء کی اہانت کرتے ہیں۔ یہ بات بندہ کو یاد آتی ہے اور خیال ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک قسم کی علم دین کی ذلت ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ کبر ہے یا نہیں۔ اگر کبر ہے تو حضور برائے مہربانی علاج فرمائیں۔

تحقیق: مبتدی کے لئے تو کبر ہی ہے۔ عملی علاج یہ ہے کہ جان بوجھ کر نیچے کے درجہ میں بیٹھے۔

(النور، جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ)

عجب وتکبر کا علاج

حال: بندہ حضرت کی بابرکت وعزت خدمت میں عرض ہے کہ (میرے) مربی اب میں ایک بات پوچھتا ہوں کہ افتخار وتکبر اختیاری کی ہر قسم جو نفس میں موجود ہو وہ ختم کرنے کے قابل ہے یا نہیں جیسا کہ اس مشہور مقولے میں ہے کہ (التواضع مع التواضعین التکبر مع المتکبرین) کہ تواضع متواضع لوگوں کے ساتھ کرنا چاہئے اور تکبر متکبر لوگوں کے ساتھ کرنا چاہئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبر وافتخار کی کچھ صورتیں ایسی ہیں جن کو ختم کرنا ضروری نہیں ہے۔

تحقیق: مبتدی کے لئے سب کو ختم کرنا ضروری ہے۔

حال: اگر امامت کے دوران عجب وتکبر کا خیال آتا ہوا محسوس کروں تو اس کا علاج کس طرح کروں کیا امامت چھوڑ کر کسی کے پیچھے مقتدی بن جاؤں یا کوئی اور علاج کروں؟

تحقیق: کیا دوسرا امام صحیح قرآن پڑھنے والا اور مسائل کو جاننے والا موجود ہے۔

حال: اسی طرح اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوئے یہی خیال اور وہم آئے تو اس خیال سے اس کام کو چھوڑ دیا جائے یا کیا کیا جائے۔

تحقیق: کیا جس شخص کو تبلیغ کی جارہی ہے اس کو تبلیغ کی جاچکی ہے یا نہیں؟

حال: اسی طرح اچھے صاف ستھرے کپڑے پہنتے وقت کبھی نفس خود کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس عجب وکبر کے خوف سے عین اس حالت میں بہت بوجھ ہوتا ہے اس کے بارے میں بھی رہنمائی فرمائیں۔

تحقیق: نفس کی برائیوں کا استحضار کیا جائے۔

(نوٹ از کاتب): زبانی فرمایا کہ ان کو یہ لکھا ہے اور بعض کو ایسے موقع پر عمدہ لباس پہننے کو بھی منع لکھا ہے۔ سب کے لئے ایک ہی علاج نہیں اور اس اختلاف کا معیار صرف دل کی گواہی ہے اندازوں سے ہر ایک کے لئے الگ علاج کا مناسب ہونا معلوم ہوجاتا ہے۔ (النور، شوال ۱۳۵۴ھ)

کبر کا شبہ

حَال: گذارش یہ ہے کہ ایک روز مغرب کے وقت مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک کم حیثیت کا آدمی میرے برابر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ روزے سے ہیں۔ میں نے اسے جواب تو دیا کہ نہیں لیکن اس کا یہ پوچھنا ناگوار گزرا کہ میں روزہ سے ہوں یا نہیں اس کو کیا حق تھا ایک فضول سوال کیا۔ اس شخص سے کچھ بے تکلفی بھی نہیں ہے۔ بعد میں خیال ہوا کہ اس نے خیر خواہی کی نیت سے پوچھا شاید وہ کہنے کو تھا کہ روزہ کا وقت ہوگیا کھولئے۔ اس کے پہلے روز روزہ کھولتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ اگر یہ کبر کی وجہ سے ہو تو حضرت اس کا علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: دور کے احتمال کا اعتبار نہیں ظاہر تو اس کی بدتمیزی و بے اصولی ناگوار ہوئی۔

حَال: کم درجہ کے لوگوں کو تم کہہ کر خطاب کرتا ہوں اور امیروں کو آپ کہہ کر۔ کیا یہ کبر کی وجہ سے ہے؟

تحقیق: یہ کبر نہیں ''نزلوا الناس منازلهم'' (کہ لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کرو) تو تعلیم ہے۔ (النور، ذی قعدہ ۵۴ھ)

کبر کی علامات اور ان کا علاج

حَال: اور حضرت والا کے اصل قاعدہ کے مطابق میں اپنا ایک مرض پیش خدمت کرتا ہوں جو بندہ نے اوپر بھی عرض کیا یعنی کبر اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ① تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی گناہ کرتا ہوا نظر آئے اور بندہ اس کو نہ کرتا ہو تو دل میں اپنے آپ کو اچھا نہ سمجھنے کا خطرہ گزرتا ہے۔

تحقیق: اس خطرہ کو اچھا سمجھتے ہو یا اس خطرہ سے نفرت و کراہت کرتے ہو۔

حَال: ② اور اگر اس شخص کو اس گناہ سے منع کرتا ہوں تو تیز زبان سے منع کرتا ہوں تاکہ یہ شخص یہ سمجھے کہ یہ تو بڑا گناہ سے پاک ہے جبھی تو تیزی سے منع کرتا ہے۔

تحقیق: یہ تیزی اختیاری فعل یا غیر اختیاری فعل ہے۔

حَال: ③ نفرت طبعی ہے یا اعتقادی ہے اور اپنے عیوب کے احتمال اور ان کے استحضار کے ساتھ ہے یا بغیر احتمال و استحضار کے ہے۔

حَال: ④ اور ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ عام لوگ جو نماز وغیرہ شریعت کے احکام کے پابند ہیں اور عام طور پر گناہوں میں مبتلا ہیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔

تحقیق: اس میں بھی وہی سال ہے جو اوپر والے نمبر میں ہے۔

حال: ⑤ اور ان کے ساتھ اپنے سے بڑا اور اچھا جیسے نرمی اور تعظیم کا برتاؤ نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے۔

حال: ⑥ اور ایک علامت اپنے کو اچھا سمجھنے کی یہ پاتا ہوں کہ اگر کوئی میری تعریف کرے اور کہے کہ تم مجھ سے اچھے ہو تو اس وقت اس کی بات رد کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ نہیں صاحب آپ کو کیا پتہ میرے اندر بڑے بڑے عیب ہیں۔ آپ مجھ سے بہت اچھے ہیں۔ میں بہت خراب ہوں آپ کے پیر کی خاک کے برابر ہوں لیکن دل کی حالت اس قول کے مطابق نہیں پاتا بلکہ کبھی معلوم ہوتا ہے کہ فقط زبان ہی سے کہہ رہا ہوں اور اس شخص کو خالص دھوکہ دے رہا ہوں۔

تحقیق: اس احتمال کے ہوتے ہوئے زیادہ حفاظت کی بات یہ ہے کہ بالکل خاموش رہو۔ اور اگر ممکن ہو تو اور کسی گفتگو کا سلسلہ شروع کر دو تا کہ وہ تذکرہ ختم ہو جائے۔

حال: بندہ نے ان امراض سے بچنے کی بہت کوشش کی مگر افسوس یہ ہے کہ کامیابی نہ ہوئی۔ حضرت والا کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ ان امراض کا علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: علمی اور عملی طور پر ایک ایک چیز کا فیصلہ کرتے جاؤ یعنی پہلے ایک چیز کو پیش کر کے اس کے بارے میں تعلیم حاصل کر کے اور اس پر عمل کر کے جب مضبوطی ہو جائے دوسری چیز کے ساتھ یہی برتاؤ کرے۔

حال: اور دعا بھی فرمائیں کہ بندہ کو تمام رذائل (برائیوں) سے نجات ہو جائے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔

حال: اور دوسرے بندہ نے یہ طے کر لیا ہے کہ جہاں سے اپنے امراض نفس واضح ہوئے ان کا علاج بھی انشاء اللہ وہیں سے حاصل ہوگا میں اپنے آپ کو حضرت والا کے بالکل سپرد کرتا ہوں اور جو کچھ حضرت والا طریقۂ اصلاح اور علاج تجویز فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر بخوشی عمل کروں گا۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

(نوٹ تمہیدی): انہوں نے ایک خط میں لکھا تھا کہ جو شخص میرا وعظ سن کر بشاشت (خوشی) ظاہر نہ کرے اس سے ناگواری ہوتی ہے۔ یہ برا تو نہیں اس پر پوچھا گیا کہ اگر ایسا شخص وعظ کی درخواست کرے تو وعظ کہہ دو گے یا انکار کر دو گے۔

"اس کے جواب میں یہ خط آیا۔"

حال: وعظ کی درخواست کے بعد طبعا تو گرانی رہے گی لیکن عقلا اجر کا سبب سمجھ کر اس کی خواہش پوری کر دوں گا۔

تحقیق: بس تو برا نہیں۔

حال: دوسری بات میں شبہ یہ ہے کہ یہ ایسی حالت تو نہیں جیسے عمدہ لباس پہن کر انسان اپنے آپ ہی کو دیکھنے لگے۔

تحقیق: دونوں میں فرق ہے۔ ایسا لباس ضروری نہیں اور ایسا وعظ ضروری ہے۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ)

تکبر کا علاج

حال: عرض یہ ہے کہ میں اپنے اندر تکبر کے آثار محسوس کرتا ہوں جیسا کہ کبھی خیال ہوتا ہے کہ میں اپنے علم و عمل میں فلاں فلاں آدمی سے بہتر ہوں۔ پھر اس کے علاج کے لئے میں اپنے دل میں یہ خیال پیدا کر لیتا ہوں کہ عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی وتوفیق پر موقوف ہے جو صرف فضل خداوندی ہے اور خاتمہ پر عمل کا اعتبار ہے اور خاتمہ کس کو معلوم نہیں ہے تو میں ان سے بہتر کیسے ہوں۔ اسی طرح علم بھی خداوند تعالیٰ کی عنایت ہے۔ اس پر تکبر کرنا بے وقوفی ہے۔ دوسرے علم بے عمل جہل سے بھی برا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی بے علم شخص تواضع اور عمل کی بدولت خدا کا محبوب بن جائے اور کوئی عالم تکبر اور گناہ کی وجہ سے عند اللہ مبغوض ہو جائے۔ لہٰذا مجھ جیسے نالائق گنہگار کو علم پر تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ اب حضرت سے التجا ہے کہ خیالات مذکورہ تکبر ہے یا نہیں۔

تحقیق: ہے۔

حال: اگر ہے تو ان کے دفع کرنے کے لئے جو صورتیں عرض کی گئیں وہ صحیح ہے یا نہیں؟

تحقیق: صحیح ہیں۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ)

کبر وحسد کا علاج

حال: احقر مغرب سے پہلے مصلیٰ کے قریب بیٹھا تھا کہ ایک صاحب جو کہ یہاں سب رجسٹرار ہیں مسجد میں تشریف لائے۔ ان سے احقر کی کچھ جان پہچان نہیں ہے۔ انہوں نے ایک اور مولوی صاحب سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے۔ اس پر احقر کو یہ خیال ہوا کہ مجھ سے نہیں ملے اور ان صاحب سے ملے۔ فوراً ہی اس کے معنی ذہن میں آئے کہ یہ حسد ہے۔ اس پر احقر نے نفس کو ملامت بھی کی مگر اس خط کا مضمون لکھتے وقت یہ بھی خیال ہوا کہ شاید یہ کبر ہو۔ چونکہ خود کو بڑا سمجھ کر یہ خیال ہوا کہ مجھ سے کیوں نہیں ملے جو بات نفس پر گزری تھی عرض کر دی۔ اس پر

جو حضرت والا ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: احتیاطاً دونوں مرضوں کا علاج ضروری ہے۔ حسد کا اس طرح کہ محسود (جس پر حسد کی جائے) کے لئے ہر نماز کے بعد دعا کی جائے اور معاملات میں اس کی تعظیم کی جائے اور لوگوں میں اس کی تعریف کی جائے اور کبر کا علاج اسی میں شامل ہو گیا۔ (النور، شوال ۱۳۵۶ھ)

رسالہ حل الاشکال علی ضرورۃ الشیخ مع وجود الاختیار فی الاعمال

کبر کا علاج

حال: حضرت المخدوم والمکرّم ذوالمجد والمعظم حکیم الامت مجدد الملت مولانا الشاہ محمد اشرف علی صاحب عمت فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہ عرض ہے کہ بندہ نے حضرت والا کے ساتھ اصلاح کا تعلق قائم کیا ہے۔ حضرت نے یہ طریقہ تجویز فرمایا تھا کہ نفس کی ایک ایک حالت لکھو اور میرے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرو۔ چنانچہ میں نے اپنے اندر وہ باتیں جو کبر پر دلالت کرتی ہیں پا کر ان کی اصلاح کے متعلق درخواست کی تھی۔ حضرت نے تحریراً سوال فرمایا تھا کہ یہ باتیں اختیاری ہیں یا غیر اختیاری ہیں؟ میں نے جواب میں پہلی صورت (یعنی اختیاری ہیں) عرض کی تھی۔ حضرت والا نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اختیاری کی ضد بھی اختیاری ہے۔ اب کیا سوال باقی رہا۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں نے وہ باتیں چھوڑ دیں مگر کبھی کبھی خیال نہ رہنے کی وجہ سے کر جاتا ہوں جس کی تلافی بعد میں ندامت اور توبہ سے کر لیتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ العزیز خیال رکھوں گا۔

اب میں حضرت والا سے ایک بات پوچھتا ہوں (اور واللہ العظیم و باللہ الکریم حاشا ثم کلا اس سے اعتراض مقصود نہیں بلکہ صرف ایک شبہ جو کہ پیش آیا ہے) اس کے حل کے لئے اور وہ یہ کہ شریعت مقدسہ کے سارے احکام اختیاری ہیں اور میرے اندر بھی ظاہری و باطنی (اخلاق کے بارے میں نہ کہ عقائد بفضلہٖ تعالیٰ عقائد تو درست ہیں) اس لئے وہ امور بھی اختیاری ہی ہیں۔ اب ان کو حضرت والا کے سامنے اظہار کر کے ان کی اصلاح کا طریقہ معلوم کرنے کے بارے میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ اس کا جواب وہی ہے جو کہ اوپر مذکور ہوا کہ اختیاری کی ضد بھی اختیاری ہے لہٰذا اب معلوم ہونے کے باوجود پھر خواہ مخواہ حضرت والا کو تکلیف دینا یہ غیر

مناسب معلوم ہوتا ہے اور اگر اس وجہ مذکورہ کی وجہ سے اظہار امراض نہ کروں اور خود بخود اپنے طور پر یہ خیال کر کے کہ یہ بات اختیاری ہے لہٰذا اس کو اظہار کرنے کی ضرورت نہیں (جواب مذکور معلوم ہونے کی وجہ سے) بلکہ اپنے اختیار سے تو کلا علی اللہ ہمت کر کے اس کو ترک کروں گا۔ اور اگر غیر اختیاری ہے (مثلاً وساوس وغیرہ) تو اس کا مواخذہ نہیں ہے۔ اس لئے اس کے بھی اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ تو یہ خیال آتا ہے کہ پھر حضرت والا سے جو اصلاح کے لئے تعلق قائم کیا ہے تو اس کا سلسلہ اب قائم کیسے رہ سکتا ہے۔ حالانکہ اصلاح کا سلسلہ تو بہت طویل ہے اور بہت مدت تک خط و کتابت و عرض حالت کے بعد اصلاح کا حصول ہوتا ہے اس لئے اس وقت یہی شبہ ہو کر اظہار امراض سے (تو جواب پر موقوف ہو کر) رکاوٹ بنا۔ جناب والا سے امید کرتا ہوں کہ اس کا حل فرما کر احقر کو تشفی بخش کر سرفراز فرمائیں۔ فقط والسلام مع الاکرام

تحقیق: السلام علیکم۔ نفیس سوال ہے جس کا اللہ تعالیٰ کی حدود سے آسان جواب ہے مگر اس سوال کے جواب کے لئے ایک اور سوال کے جواب سے مدد ملے گی۔ اس لئے فی الحال اسی کو کافی سمجھتا ہوں وہ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ طبی کتابوں میں تمام غذاؤں اور دواؤں کے فوائد اور نقصانات صاف لکھے ہوتے ہیں۔ جس ہر شخص مرض میں مبتلا ہونے سے پہلے مطالعہ کر کے کامل احتیاط کر سکتا ہے اور جو کسی اتفاق سے مرض میں مبتلا ہو جائے تو طبی کتابوں میں ہر مرض کی علامات دیکھ کر مرض کی تشخیص اور تدبیرات دیکھ کر مرض کا علاج کر سکتا ہے۔ پھر طبیب کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے تو اس سوال کا کیا جواب ہوگا۔ اسی جواب ہی سے اس موجودہ سوال کا حل بھی ہو جائے گا۔ فقط

نوٹ: یہ اجمالی جواب ہے جو مقصود میں کافی ہے اور ایسے ہی سوال کا ایک تفصیل جواب بھی ہے جو مقصود میں زیادہ وافی ہے جو خط کی صورت میں ماہ محرم ۱۳۵۱ھ کے رسالہ النور میں بہ سلسلہ تربیۃ السالک شائع ہوا ہے جو اس عبارت سے شروع ہوا ہے۔ ''احقر اس سال دورۂ حدیث میں شریک ہے اور اس عبارت پر ختم ہوا ہے۔ ''متقدمین کو کم ضرورت تھی'' اس کو بھی ضرور دیکھ لیا جائے۔ لیکن اس کے ص ۱۰ میں کتابت کی بعض غلطیاں رہ گئیں ان کو درست کر لیا جائے۔ س ۵ میں ابتدائی کی جگہ صحیح ابتدا ہے اور س ۸ میں بلکہ کی جگہ ملکہ ہے اور س ۱۷ میں پر کی جگہ پھر ہے اور رسالہ حل الاشکال الخ دونوں اجمالی و تفصیلی جوابوں کے مجموعہ کا لقب ہے۔ فقط

(النور، ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

تمت رسالة حل الاشكال

پہلا خط

غیبت کا علاج

حال: حضرت والا! غیبت کرنے اور سننے کا مرض ہے۔ علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: ① غیبت کے وقت سزا کا استحضار ② بولنے سے پہلے غور و فکر کرنا ③ غیبت کے بعد معافی مانگنا ④ اپنے اوپر نقد کا یا نوافل کا کچھ جرمانہ مقرر کرنا۔

دوسرا خط

حال: فرمائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتا ہوں جس درجہ میں مجھ سے کوتاہی ہو رہی ہے نمبر وار درج کرتا ہوں تا کہ جناب والا اس کی اصلاح فرمائیں۔ یہ مرض مجھ میں ایسا پکا ہوگیا ہے کہ جانے کا نام ہی نہیں لیتا ① کبھی سزا کا استحضار بالکل نہیں رہتا اس کا کیا علاج کروں کہ استحضار رہے؟

تحقیق: آہستہ آہستہ استحضار پکا ہو جائے گا لگا رہنا چاہئے۔

حال: ② غور و فکر بھی بہت کم ہوا اور پھر بھی غیبت ہو ہی گئی۔ غور و فکر کے لئے کون سی تدبیر اختیار کروں۔

تحقیق: وہی جواب ہے۔

حال: غیبت کے بعد لوگ یہاں موجود تھے ان میں سے ہر ایک سے معافی مانگ لی جو یہاں سے چلے گئے ان میں سے جن کا پتہ معلوم ہے ان سے بذریعہ خط معافی مانگ لوں۔ اور جن کے پتے نہیں معلوم ان کے بارے میں کیا کروں۔

تحقیق: ان کے لئے استغفار (کریں)۔

حال: (غیبت کا) جرمانہ چار نفل مقرر کیا ہے مگر اس کے باوجود غیبت ہو ہی جاتی ہے۔ مگر کمی کے ساتھ۔

تحقیق: وہی اوپر والی تدبیر۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

غصہ اور کبر کا علاج

حال: خاص طور پر دو مرض ایسے ہیں کہ دماغ سے شاید ہی کسی وقت یہ جدا ہوتے ہوں۔ غصہ اور زود رنجی۔

تحقیق: طبیعت کے ابھار نقصان دہ نہیں ہیں اگر ان کی وجہ سے نقصان دہ اعمال نہ ہوں۔

حال: اور کبر و خود پسندی۔

تحقیق: ان کا بھی وہ درجہ جو غیر اختیاری ہو نقصان دہ نہیں ہے جب کہ اس کی چاہت پر اختیار سے عمل نہ کیا جائے۔

حال: غصہ کے لئے موت اور اللہ تعالیٰ کے انتقام کا مراقبہ بہت ہی کرتا ہوں مگر اس میں کمی نہیں ہوتی گو اگر چہ الحمد للہ چاہت پر عمل سے اکثر ہی رک جاتا ہوں۔

تحقیق: وہ کمی مطلوب یہی ہے (جس کے نہ ہونے کی شکایت کی گئی ہے) اگر چہ (ابھارنے کی) کیفیت میں کمی نہ ہو۔

حال: مگر اس اذیت سے نجات نہیں ہوتی۔

تحقیق: گناہ سے نجات کافی ہے اس حالت میں اگر اذیت ہو مجاہدہ ہے۔

حال: کبر کی بھی یہی کیفیت ہے اگر چہ اس کی چاہت پر عمل نہیں ہے۔

تحقیق: بس کافی ہے وقد سبق (پہلے گزر چکا)۔

حال: اور حضرت کے ارشاد کے مطابق حکم کے اس طرح ادا ہو جانے پر مطمئن ہو جانا چاہئے مگر اس میں ایک اشکال یہ ہے کہ بعض صورتوں میں چاہت پر عمل کے بغیر بھی چارہ نہیں۔

تحقیق: عمل اگر (شرعی) حدود کے اندر ہے وہ برا ہونے میں داخل نہیں ہے۔

حال: کیا عرض کروں اس مجموعۂ خباثت کی تفصیل عرض کرتے ہوئے حیا آتی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ صورت یہ ہے کہ اس احقر کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جس کا سبب کبر نہ ہو۔ ملنے والوں سے اخلاق و تواضع یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ تعریف کرنے والے پیدا ہوں گے۔ سلام میں پہل کرنا یہ بھی اس سے خالی نہیں۔ لوگ سنت پر عمل کرنے والا اور تواضع کرنے والا سمجھیں گے، کوتاہی کا اعتراف اس لئے کہ حق پسند کہیں گے۔ دوسرے کا احترام اس لئے کہ وہ بھی اس طرح پیش آئے۔

تحقیق: ان اغراض کی نیت یعنی عمل سے پہلے جان بوجھ کر اختیار سے بے شک ممنوع ہے اور خیالات و احتمالات سے گہرائی میں اثر لینا منع ہے۔

حال: دھوکہ وحیلۂ نفس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنی شرارت و تاویل سے شر کو بھی خیر بنالے۔ کوئی شخص بغیر سلام بات شروع کرے (تو اس بات سے) متاثر ہو کر جواب نہ دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ خلاف تہذیب و شان کیا اور سامنے حدیث کے مضمون کو رکھ لیتا ہوں (کہ حدیث میں ہے کہ جو سلام سے پہلے بات کرے اس کا جواب مت دو)۔

تحقیق: وہی تفصیل جو ابھی ذکر کی وہی یہاں بھی ہے۔

حال: آہ حضرت! کہاں تک عرض کروں دوسرے امراض تو ہیں ہی مگر دو مرض تو قلب و دماغ اور جوارح پر ایسے مسلط ہوگئے کہ ایک مستقل دق کی شکل اختیار کرتے نظر آرہے ہیں۔

تحقیق: ایک شق اس کو نہ ہونے دے گی۔

حال: اور اس سے زیادہ کیا عرض کروں میری اس وقت کی اس ساری تحریر و گذارش کا سبب بھی یہی خبث (خرابی) ہے کہ حضرت میری حیات صحیحہ کی داد دیں گے۔

تحقیق: اگر میں صحیح سمجھتا تو تفصیل کیوں کرتا تو داد کہاں ہوئی تو فریاد بے کار ہے۔ پھر اس کے علاوہ ایک نکتہ قابل نظر ہے جس شخص سے دین کی اصلاح کا تعلق ہو اس کی نظر میں محمود و ممدوح ہونے کی کوشش کرنا بھی اصلاح میں شامل ہے کہ وہ خوش ہوکر اصلاح کی طرف زیادہ توجہ کرے گا۔ "**وقل من تنتبه له او نبه عليه**" (بہت کم لوگ ہیں اس پر متنبہ ہوئے یا اس پر تنبیہ کی گئی ہے)۔

حال: جھوٹا ہوں میں اگر علاج کرانے کا دعویٰ کروں۔

تحقیق: نفس پر ایسی بدگمانی اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

حال: "**اللهم اغفر وارحم واعف عن كل الرذائل**" (اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں اور رحم فرمائیں اور تمام برائیوں کو درگذر فرمائیں) نہ مقتضا پر عمل (کرنا) مناسب (ہے) نہ ہی اس کو چھوڑنا دونوں میں نفس کی خوشی ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے۔

تحقیق: (شرعی) حدود اس اشکال کا حل ہیں۔ (النور، صفر ۱۳۵۵ھ)

گھر میں اچھا لباس پہننا منتہی کے لئے نقصان دہ نہیں ہے

حال: حضور کی تعلیم کی برکت سے اس ناچیز کی اہلیہ بہت نیک اور میری بے حد فرمانبردار ہے۔ میں بھی اسے بہت خوش رکھتا ہوں۔ عام طور پر تو بفضلہ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں رہتا کہ عام عورتیں میری اہلیہ سے عزت کا سلوک کریں مگر دل یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی اہلیہ کو دنیوی لحاظ سے بھی باقی عورتوں سے ممتاز دیکھوں۔ اگر کسی رئیس یا اہلیہ کے گاؤں کی کوئی امیر عورت ہمارے گھر میں آنے والی ہو تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اہلیہ دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے۔ اس وقت دو خیال دل میں ہوتے ہیں ایک یہ کہ وہ میری اہلیہ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ دوسرے یہ کہ اہلیہ کو اچھی حالت میں دیکھ کر ان کے دل میں دین کی قیمت پیدا ہوگی۔

چنانچہ ایک دو موقعوں پر فرمائش کر کے اہلیہ کو میں نے صاف ستھرے کپڑے پہنائے ہیں مگر جب غور کرتا ہوں تو حقارت سے بچنے اور اہلیہ کو عام عورتوں سے ممتاز حالت میں دیکھنے کی خواہش غالب معلوم ہوتی ہے۔ دل میں کئی دفعہ کھٹک ہوئی کہ اس خواہش میں حب جاہ کی ملاوٹ ہے۔ حضرت عالی! اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔ جس طرح حضور ارشاد فرمائیں گے دل و جان سے اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: یہ فرق منتہی کے لئے تو نقصان دہ نہیں وہ علم اور عمل کے اعتبار سے (شریعت کی) حدود (کی رعایت کرنے) پر قادر ہے مگر مبتدی کو اس میں دھوکا ہو جاتا ہے اس کے لئے زیادہ محفوظ بات یہی ہے کہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دے۔ اگر کوئی حقیر سمجھے اس کو گوارا کرے۔ (النور، شوال ۱۳۵۸ھ)

کبر کا علاج

حال: امراض کے علاج میں کبر کا علاج عیوب اور گناہوں کے مراقبہ سے بحمد اللہ فائدہ ہوا ہے۔ اب اکثر اپنے کو اپنی حیثیت میں سمجھتا ہوں کسی کی تحقیر و تذلیل بلکہ گالیوں سے بھی پہلے جیسا اثر بحمد اللہ نہیں ہوتا۔ غصہ بھی کم آتا ہے۔ آتا ہے تو بہت جلد تنبہ ہو جاتا ہے۔ فالحمد اللہ علی ذالك۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ ثبات و مضبوطی عطا فرمائے۔

حال: اگر ایسے میں دوسرے مرض کی طرف متوجہ ہونا مفید ہو تو امراض بہت اور بہت ہی خبیث ہیں۔

تحقیق: ہاں علاج کے لئے متوجہ ہونا مفید ہے۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ)

حب جاہ و تکبر کا علاج

حال: احقر نے عریضہ منسلکہ میں ایک بری عادت کا علاج پوچھا تھا کہ مجھ میں حب جاہ معلوم ہوتا ہے اور اس کی مثال یہ دی تھی کہ بازار وغیرہ میں تنہا جاتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی ہے۔ حضرت والا نے ازراہ شفقت یہ علاج تحریر فرمایا کہ بہ تکلف آباد راستوں سے تنہا بازار جایا کروں۔ چنانچہ حسب تجویز حضرت والا ایک عرصہ تک اس پر عمل کرنے سے اب وہ بات نہیں رہی۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: لیکن ایک مرتبہ اپنے رشتہ داروں میں گیا۔ بارش وغیرہ کی وجہ سے راستہ خراب تھا۔ گرنے کا اندیشہ تھا اس لئے سامان کو اپنی پیٹھ پر خلاف عادت باندھ لیا۔ مگر جب ان رشتہ داروں کے گھر کے قریب پہنچا تو حجاب محسوس ہونے لگا کہ ایسی حالت میں جاؤں کہ پیٹھ پر سامان ہے مجبوراً بغل میں دبایا۔ اس حجاب سے احقر کو خیال ہوا کہ

کہیں نفس کا مکر نہ ہو اور یہ بھی خیال ہوا کہ یہ عادت کے خلاف ہونے سے ہے۔ اب حضرت والا تحریر فرما کر ممنون فرمائیں کہ یہ کوئی مرض تکبر وغیرہ ہے یا خلاف عاد ہونے کا عار (شرم) ہے۔

تحقیق: دونوں احتمال ہیں لیکن علاج تو مرض کے شبہ میں بھی احتیاط کی بات ہے۔

حال: بہرحال حضرت والا اس کا بھی علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: وہی بہ تکلف خلاف نفس کرنا۔ (النور، رجب ۱۳۵۹ھ)

کبر کا علاج

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آداب خادمانہ کے بعد عرض ہے کہ مجھے اپنے اندر حب جاہ کا مرض معلوم ہوتا ہے۔ بازار سے زیادہ مقدار میں چیز لانے سے حجاب معلوم ہوتا ہے جیسے گھی، ترکاری، گوشت حضور والا کوئی علاج تجویز فرمائیں۔

تحقیق: السلام علیکم۔ یہ سوچ کر بتایا جائے کہ اگر بازار میں سے جلوس آپ کا اس طرح نکالا جائے کہ ہاتھی پر سوار کیا جائے اور گھوڑے سوار دونوں طرف پہلوؤں میں ہوں اور جھنڈی بردار یہ اعلان کرتے جائیں کہ حضور پرنور بڑے کامل ہیں جن کو زیارت کرنا ہو زیارت کرلیں تو اس شان وشوکت سے بھی کچھ حجاب معلوم ہوگا یا نہیں؟

ان ہی صاحب کا دوسرا خط

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آداب خادمانہ کے بعد عرض ہے کہ جو صورت حضور والا نے تحریر فرمائی ہے اس صورت میں بہت حجاب معلوم ہوگا۔

تحقیق: تو گوشت ترکاری کا نہ لانا کبر نہیں بلکہ طبعی شرمندگی ہے جس پر برائی نہیں اگر پھر بھی شبہ رہے تو استغفار سے تلافی کرلی جائے۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ)

جب غصہ نہ آئے اس وقت جتنی سزا کا مستحق ہو اتنی ہی سزا دی جائے

حال: حضرت اقدس! یہاں اسکول میں یہ ناچیز اپنے فرض کو تندہی اور دیانتداری سے پورا کرتا ہے مگر سزا دیئے بغیر طلباء کام نہیں کرتے اور طلباء اچھے نہ نکلیں تو افسران تنگ کرتے ہیں۔ اس ناچیز نے طلباء کو سزا دینے کے کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے اس کے مطابق چلتا ہوں۔ اصول یہ ہے کہ سزا صرف اس سبق پر دیتا ہوں جو اچھی طرح پڑھا دوں اور طلباء کو ایک دن پہلے بتا دوں کہ یہ سبق میں کل سنوں گا یاد کرکے آنا۔ پھر بھی سنتے وقت طلباء کو بہت مواقع دیتا ہوں جس لڑکے کے بارے میں ظاہر ہو جاتا ہے کہ یاد کرنے کی کوشش تو خوب کی مگر یاد نہیں ہوا

اسے سزا نہیں دیتا۔ بعض طلباء اس قدر لاپرواہ اور ڈھیٹ ہیں کہ جب تک خوب مرمت نہ ہو کام کرتے ہی نہیں ان کو سزا دیتا ہوں۔ شرارتوں پر بھی سزا دیتا ہوں۔ اکثر ہاتھوں پر لکڑی سے موقع کے مطابق ایک سے لے کر چھ تک مارتا ہوں۔ کبھی کبھی زیادہ کا بھی اتفاق ہوتا ہے (کسی نہایت سخت شرارت پر) مارتے وقت سوچ کر مارتا ہوں۔ اکثر غصہ نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی اتفاق ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ غلطی دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شک سا رہتا ہے کہ حق سے زیادہ نہ مارا گیا ہو اور ظلم اور ناانصافی نہ ہوگئی ہو۔ پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر سزا دے چکنے کے بعد طبیعت پر بوجھ ہو جاتا ہے۔ حضرت اقدس کوئی ایسا اصول ارشاد فرمائیں جس پر پابندی سے عمل کر کے گناہ سے بھی بچ جاؤں اور طلباء کام بھی کرتے رہیں۔

تحقیق: جب غصہ نہ رہے اس وقت غور کیا جائے کہ کتنی سزا کا مستحق ہے اس سے زیادہ سزا نہ دی جائے اگرچہ درمیان میں غصہ آ جائے۔ (النور، رجب ۱۳۵۱ھ)

نفس کے دھوکے کا علاج

حال: عرض ہے کہ چونکہ اس ضلع ڈیرہ غازی خان میں بدعات کا بہت سخت چرچا ہے۔ اس لئے عوام و خاص بدعات اور عقائد شرکیہ میں مبتلا ہیں۔ اور واعظین بھی اسی بدعت کی ترویج کے وعظ کہتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ان کی طرف بہت رجوع ہوتا ہے۔ اگر ان کا وعظ ہوتا ہے تو کثرت سے مخلوق اکٹھی ہوتی ہے اور اگر ہم ان کو صحیح قرآن و حدیث سناتے ہیں تو وہ نہیں سنتے۔ اگر جمع ہوتے ہیں تو بالکل کم تر اس پر ہمارا دل بہت دکھتا ہے۔ ان واعظین کی اپنے ہم خیال لوگوں میں کثرت سے شکایت کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ بظاہر دل کا دکھنا اور ان کی شکایت کرنا اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ دین کو خراب کر رہے ہیں اور لوگوں کو صراط مستقیم سے دور پھینک رہے ہیں اور ان میں سارے کے سارے واعظ ایسے ہیں جن کی معاش وعظ پر ہے۔ یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ شاید ہمارے دل کا دکھنا اور شکایت کرنا غیرت کی وجہ سے ہو کہ لوگوں کو ان کی طرف بہت رجوع ہے اور ہمیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ نفس بہت بہانے بنانے والا ہے اور اس کا فریب بہت عظیم ہے کہ بہت بڑی برائی کو ثواب کے رنگ میں پیش کر کے دکھا دیتا ہے تو حضرت مہربانی فرما کر کوئی معیار عطا فرمائیں جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ شکایت حق کے لئے ہے اور یہ غیرت اور نفس کے لئے ہے تاکہ نفس فریب سے رہائی پاؤں۔

تحقیق: غور کیا جائے کہ جن مقامات میں آپ کا کوئی تعلق نہیں وہاں کے ایسے حالات معلوم کر کے کیا قلب پر یہی اثر ہوتا ہے یا اس سے کم اگر پہلی صورت ہے تو حق کے لئے ہے اور اگر دوسری صورت ہے تو فرق کے جتنا

نفس کے لئے ہے۔ (النور، رجب ۱۳۵۸ھ)

غصہ کا علاج

حال: حضور نے غصہ کا علاج یہ تجویز فرمایا ہے کہ جب غصہ آئے تو اس جگہ سے اٹھ جاؤں۔ چنانچہ میں الگ ہو جاتا ہوں لیکن غصہ کا اثر دماغ پر اتنا پڑتا ہے کہ کوشش کے باوجود بھی کسی کام میں دل نہیں لگا سکتا ہوں یہاں تک کہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ اکثر خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور نماز میں سہو ہو جاتا ہے اگر مناسب ہو تو حضور غصہ کے اثر کے دور کرنے کے لئے کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اس بتائی ہوئی دوا میں جو نقصانات بتائے ہیں وہ نقصانات ہی نہیں ہیں۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

زیادہ غصہ کا علاج

نوٹ: ایک صاحب نے اپنے زیادہ غصہ کی جس سے بے قابو ہو جاتے ہیں کی شکایت بعض واقعات کے ساتھ کی اور اس کے بعد شرمندگی لکھی تھی اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔

تحقیق: ایسے بے جا اور بے حد غصہ پر دو وقت کا فاقہ کرو۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ)

بدظنی کا علاج

حال: اب حضرت والا کی بابرکت خدمت میں دوسرا مرض ''بدظنی'' کو جو کہ قلب پر بیٹھے ڈاکو کی طرح ڈاکہ ڈال ڈال کر احقر کو ہلاک کر رہا ہے پیش کیا جاتا ہے یعنی دوسروں کی بعض حرکات اور سکنات پر شبہات پیدا کر کے بدخیال اور برے فعل پر ابھارتا ہے۔ جس کی سخت ممانعت آئی ہے اور مذمت کی گئی ہے۔

تحقیق: کیا قلب سے اس کو یقینی سمجھتے ہو اور کیا اس کو زبان سے بھی کہتے ہو اور کیا اس شخص کے ساتھ برتاؤ بھی ایسا ہی کرتے ہو۔ (النور، شوال ۱۳۵۴ھ)

غصہ کا علاج

حال: احقر اپنا ایک مرض کہ وہ غصہ ہے اور اس کی چاہت پر کبھی عمل بھی ہو جاتا ہے عرض کرتا ہے۔ یہ غصہ کبھی گھر والوں پر ہوتا ہے جب کہ وہ کسی بات میں احقر کے خلاف کرتے ہیں خصوصاً جب غصہ اپنی زوجہ پر آتا ہے تو اکثر اس کی چاہت پر عمل ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ اپنی محکوم اور تابع ہے اور کبھی ایسے مخاطب پر بھی آتا ہے جو ظاہر اور حق بات کو تسلیم نہ کرے اور کبھی طلبہ پر بھی آتا ہے جبکہ وہ سبق کے یاد کرنے اور مطالعہ میں کوتاہی کرتے

ہیں۔

تحقیق: غصہ کی چاہت پر عمل کرنے کا ہر درجہ برا نہیں مگر چونکہ اکثر جائز درجہ سے آگے ہو جاتا ہے اس لئے علاج کے لئے بعض جائز درجوں سے بھی روکا جاتا ہے۔ اس وجہ سے صورتوں میں مشترک علاج یہ ہے کہ غصہ کے وقت کلام بالکل نہ کیا جائے جب (غصہ کا) ابھار بالکل ضعیف ہو جائے اس وقت ضروری خطاب کا مضائقہ نہیں اور اگر اس خطاب میں پھر ابھار لوٹ آئے پھر ایسا ہی کیا جائے۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ)

غصہ نہ آنا بے غیرتی نہیں

حال: اس سے پہلے اگر کوئی کچھ کہہ دیا کرتا تھا یا یوں سن لیا کرتا تھا کہ فلاں شخص تیری غیبت کر رہا ہے تو بے حد غصہ آیا کرتا تھا اور کبھی منہ سے کچھ برا بھلا کہہ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیا کرتا تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ وہ غصہ بھی نہیں آتا ہے اور زبان سے بھی کچھ نہیں کہتا ہوں کہیں یہ بے غیرتی یا بے حسی تو نہیں ہے۔

تحقیق: اگر فرض کر لیا جائے کہ ایسا ہی ہو تو "اھون البلیتین" دو مصیبتوں میں سے آسان مصیبت ہے وہ بلا (یعنی غصہ) اس سے بہت بڑی تھی۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

غصہ کا علاج

حال: کسی کو نصیحت کرنے میں یا بحث مباحثہ میں لہجہ تیز ہو کر غصہ پیدا ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کیا روکنے پر قدرت نہیں۔

حال: زبان کی حفاظت کی تدبیر میں میں بہت غمگین رہتا ہوں۔ حضور والا طبیب اعظم ہیں میرے لئے کوئی تدبیر ارشاد فرمائیں تاکہ میری مشکل حل ہو۔

تحقیق: اوپر مکمل جواب ہو چکا ہے۔

حال: ناجنسوں (جو لوگ ہم خیال نہ ہوں) کی صحبت سے طبعی طور پر نفرت ہے لیکن بعض جن سے دنیوی نفع کی امید ہے۔ ان کے پاس جانے میں رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا موقع کم ہوتا ہے لیکن اس خصوصیت سے میں یہ سمجھا ہوں کہ وہ نفرت صرف دنیوی نفع نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

تحقیق: یہ سمجھنا بلا دلیل ہے۔

حال: اور یہ رغبت دنیوی نفع کی وجہ سے ہے۔

تحقیق: یہ صحیح ہے مگر اس کے خراب ہونے کی کیا دلیل ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۶ھ)

غصہ کا علاج

حَالؒ: بعد ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پچھلے خط کے جواب میں ارشاد ہے۔ امراض کی اطلاع اور علاج ضروری ہے اگر تربیت میں دیکھ کر کسی علاج کے بارے میں شرح صدر ہو جائے اس میں پوچھنے کے بجائے اطلاع کر کے اس کے استعمال کی اجازت لینا چاہئے۔ اھ۔ میری طبیعت میں زود رنجی اور پھر غصہ بہت ہے جس سے دوسروں کو زبانی ایذا بلکہ جسمانی تک پہنچ جاتی ہے اور یہ بڑوں کی ناگوار باتوں پر بھی ہے جس سے طبعی ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

تَحقِیق: غالب احتمال طبعی ہونے کا ہے اور دوسرا احتمال بھی ہے کہ عادت ہوگئی ہو۔ عادت کے بعد بھی طبعی ہی کے مشابہ ہو جاتا ہے مگر علاج دونوں حالتوں میں ایک ہی ہے۔ وھو ما سیاتی جو آگے آرہا ہے۔

حَالؒ: مگر پھر بھی کبر ہی اس کی اصل معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ بڑوں کے سامنے خود کو ان سے تو بڑا نہیں سمجھتا مگر چھوٹا ہونے میں جو مراتب ہیں ان میں سے اپنے کو سب سے کم درجے میں بھی نہیں سمجھتا۔

تَحقِیق: سمجھنے کے بعد ناگواری ہو سکتی ہے (لانہ طبعی او کالطبعی) (کیونکہ یہ طبعی بات ہے یا طبعی بات کی طرح ہے)۔

حَالؒ: اس لئے وہ بات ناگوار ہوئی ورنہ اس کا یقین ہے اگر یہی بات کسی چھوٹے ملازم یا بھنگی چمار کو کہی جاتی تو اس کو ناگوار نہ ہو سکتی تھی۔

تَحقِیق: اس کو بھی ناگوار ہوتی ہے چھوٹے ہونے کا اعتقاد اور ناگواری ایک ساتھ ہو سکتے ہیں لیکن اس اعتقاد کا بار بار استحضار علاج کو کچھ آسان کر دیتا ہے۔

حَالؒ: اس غصہ کا علاج تربیت (السالک) سے جو معلوم ہوا ہے عرض کرتا ہوں کہ اس میں طبیعت کا متاثر ہو جانا تو غیر اختیاری ہے جو نہ نقصان دہ کہ اس کا علاج ضروری ہے اور اسی علاج سے اس سے بھی نجات ہو جاتی ہے اور آثار جیسے سخت کلامی وغیرہ اختیاری ہیں اور ان کا علاج ضروری ہے۔

اختیاریات (یعنی اختیاری باتوں) کا علاج

① ہمت کر کے رک جانا ② اگر ہو جائے تو استغفار ③ اور اس سے معافی ④ بولنے سے پہلے انجام اور خیریت کے بارے میں غور کرنا ⑤ کوشش کر کے لہجہ میں نرمی پیدا کرنا ⑥ غصہ ہونے سے پہلے جس پر غصہ آئے اس سے دور ہو جانا ⑦ تعوذ باللہ اعوذ باللہ پڑھنا ⑧ اپنے گناہوں کو یاد کرنا ⑨ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس

کی قدرت کو یاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کے معاف اور درگذر کرنے کے پسند کرنے کو یاد کرنا (۱۰) استحضار اس کا کہ میں حق تعالیٰ کا اس سے زیادہ خطاوار ہوں اگر یہی معاملہ میرے ساتھ ہوتو کیا (۱۱) اس کا استحضار کہ میں معاف کروں گا تو معاف کیا جائے گا (۱۲) پانی پینا (۱۳) وضو کرنا (۱۴) دوسرے کام میں مشغول ہو جانا اور یہ کہ دوسرے کی اصلاح کے لئے بھی مبتدی کو غصہ کرنا نقصان دہ ہے اب اس کل نسخہ کو یا جن جن اجزاء کو ارشاد ہوا استعمال کروں۔

تحقیق: جتنی باتیں آسانی کے ساتھ ہوسکیں علاج میں اتنی ہی قوت بڑھ جائے گی اگر سب نہ ہوسکیں تو نمبر ۳ یعنی اس سے معافی و نمبر ۱۴ یعنی دوسرے کام میں مشغول ہو جانے کو ضرور ہی جمع کرلیا جائے۔

حال: مگر دعا کی بہت ضرورت ہے۔

تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں اور امید قبول رکھتا ہوں۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

تارک الورد ملعون (ورد کو چھوڑنے والا ملعون ہے) کا مطلب

حال: کتابوں میں ایک مقولہ دیکھا ہے "تارك الورد ملعون" اس کا کیا مطلب ہے؟

تحقیق: پہلے تو ایسے اقوال سند کے بغیر حجت نہیں اور اگر حجت ہونا مان لیا جائے تو لعنت کے معنی اس خاص رحمت سے دور ہونا ہے جو اس ورد کی وجہ سے ہوتی ہے باقی اس عنوان کے اختیار کرنے کی حکمت بغیر عذر کے ورد کو چھوڑنے سے باز رکھنا ہے جس کا قابل نفرت ہونا حدیث صحیح میں بھی آیا ہے۔ "یا عبدالله لا تکن مثل فلان کان یصلی باللیل ثم ترکه" کہ عبداللہ! تم فلاں کی طرح نہ ہو جاؤ کہ وہ رات کو نماز تہجد پڑھتا تھا پھر چھوڑ دیا۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۱ھ)

غیبت کا علاج

حال: میرا نفس غیبت میں مبتلا ہے کبھی برا کہنے سے باز آ جاتا ہے مگر کبھی لوٹ آتا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے علاج فرمائیں۔

تحقیق: وقت سے پہلے اور عین (غیبت کے) وقت ہمت (سے رکنے) اور غیبت ہو جانے کے بعد تلافی کے سوا کوئی علاج نہیں ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۱ھ)

بخل کا علاج

حال: احقر میں عرصہ سے ایک بات یہ ہے کہ کوئی چیز کھا رہا ہوں اس وقت اگر کوئی شخص آ گیا تو اس خیال سے کہ اس کو بھی کھلانا پڑے گا بہت بوجھ ہوتا ہے۔ چنانچہ بلاتا بھی کم ہوں۔ بعد میں بسا اوقات ایسے فعل سے

بڑی ندامت ہوتی ہے معلوم نہیں کہ اس کا سبب کیا ہے۔ امید کہ علاج سے مطلع فرمائیں گے۔

تحقیق: بخل کے دو درجہ ہیں ایک شریعت کی چاہت کے خلاف اور یہ گناہ ہے دوسرا مروت کی چاہت کے خلاف اور یہ گناہ نہیں ہے۔ فضیلت تو یہ ہے کہ یہ بھی نہ ہو اور تدبیر اس کی یہ ہے کہ اس چاہت کی مخالفت کی جائے لیکن اگر ہمت نہ ہو تو کوئی فکر کی بھی بات نہیں ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۱ھ)

شک اور تردد کا علاج

حال: حضرت اقدس! اس ناچیز کی طبیعت کچھ شکی ہے۔ مخالفین کے اعتراض سن کر طبیعت متردد ہو جاتی ہے اس لئے صرف حضرت اقدس ہی کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہوں۔ جب طبیعت میں تردد یا شک سا ہوتا ہے تو بفضلہٖ تعالیٰ عمل میں تو کوئی فرق نہیں آتا لیکن عبادت میں وہ پہلی سی دلچسپی نہیں رہتی اور دل رنجیدہ اور صدمہ والا سا رہتا ہے۔ ساتھ ہی دل اس شک یا تردد کو مکروہ اور برا جانتا ہے مگر رہتا ضرور ہے۔ سمجھتا ہوں کہ گویا منافق ہو گیا ہوں۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ یہ مرض کس طرح دور ہو؟

تحقیق: ایسی چیز مت دیکھو جس سے شک یا تردد پیدا ہو اور جو ارادے کے بغیر کوئی ایسی بات کان میں پڑ جائے اور یہی حالت پیدا ہو جائے تو اس کو کسی خاص تدبیر سے ختم کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس اہتمام سے پریشانی بڑھے گی اور ہمیشہ کے لئے ایک مستقل شغل ہو جائے گا۔ بلکہ تدبیر کے بجائے اس سے بے التفاتی اختیار کرو اور کتنا ہی وسوسہ ستائے بالکل پرواہ مت کرو لیکن دعا و تضرع کرتے رہو اور اس کو کافی سمجھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد طبیعت صاف ہو جائے گی اور جب یہی عادت ہو جائے گی تو قلب میں ایسی قوت پیدا ہو جائے گی کہ وہ ایسی چیزوں سے متاثر نہ ہوگا۔ یہ حکمی نسخہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی دو چار ہی دن ہوئے کہ عطا ہوا ہے جو بہت بڑا علم ہے۔ والحمد للہ (النور، رجب ۱۳۵۱ھ)

عورت کو عمدہ کپڑے پہننے کے بارے میں ہدایات

حال: حضرت اقدس! میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑا پہنا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اور نیت یہ بھی ہوتی ہے کہ میرے شوہر خوش رہیں اور میرے شوہر بھی یہی چاہتے ہیں مگر مرض یہ ہے کہ جب کسی عورت کو کوئی عمدہ کپڑا پہنے دیکھتی ہوں دل بہت چاہتا ہے کہ اس قسم کا میں لے لوں اکثر تو خاموش رہتی ہوں مگر کبھی فرمائش کر بھی دیتی ہوں اور پھر مل بھی جاتا ہے۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ کیا یہ مرض ہے؟ اگر مرض ہو تو علاج ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: زینت کے (مختلف) درجات ہیں زیادتی اور کمی بری ہے اور اعتدال پسندیدہ ہے۔ اس میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بناؤ اگر رکنے سے ذہن سے نکل جائے تو ٹھیک ہے۔ اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اس وقت وہی پسند آیا ہوا کپڑا بنا لو۔ اور اگر اتفاقاً وہ اس وقت نہ مل سکے تو جانے دو اور اگر دیکھو کہ اس (بنانے کی) مدت تک طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت اس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہوتا کہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جائے کہ شوق بھی پورا ہو جائے اور اعتدال بھی فوت نہ ہو اور اگر تمہارے شوہر تم کو ضروری نان ونفقہ کے علاوہ جیب خرچ کے طور پر کچھ دیتے ہوں تو پھر اس انتظام میں اتنا اور اضافہ کیا جائے کہ ایسا کپڑا اپنے خرچ کی رقم سے خرید و تاکہ نفس حدود میں بند رہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

حب مال کے شبہ کا ازالہ

حال: اب ڈیڑھ ماہ سے یہ عہد کر لیا ہے کہ جب نماز تہجد قضا ہو گی آٹھ آنے جرمانہ کسی کار خیر میں ادا کروں گا۔ چنانچہ ابتداء تین یوم قضا ہوئی۔ اس کے بعد خدا کا شکر ہے کہ برابر آخری شب میں آنکھ کھل جاتی ہے اور سستی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: مگر اب چند روز سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ پابندی جرمانہ کی وجہ سے ہوئی ہے کہ اگر نہیں پڑھوں گا تو آٹھ آنہ دینا پڑے گا اور واقعی نفس کو آٹھ آنے دینے میں ناگواری بھی ہے تو یہ پابندی خدا کے خوف سے نہیں ہے بلکہ پیسوں کی محبت کی وجہ سے ہے یہ خیال دل سے نہیں نکلتا۔

تحقیق: مگر یہ (مال کی محبت) انجام کے اعتبار سے طاعت میں مددگار ہے اس لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ یہ تو جواب ہے حب مال کے شبہ کا۔ باقی یہ کہ اس کا سبب خدا کا خوف نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حب مال سے دین کا کام لینا یہ تو خوف خدا ہی کی وجہ سے ہے پس خوف خدا ہی اس کا سبب ہے۔ اگر خوف خدا نہ ہوتا صرف محبت مال ہی ہوتی تو پھر ناغہ ہونے پر بھی پابندی نہ کی جاتی بلکہ مال کو بچا لیا جاتا۔ خوف خدا ہی تو اس حب مال پر غالب ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۲ھ)

گانے بجانے کی طرف میلان ہونے کا علاج

حال: ایک مرض لکھتا ہوں وہ یہ کہ اگرچہ گانے بجانے کو عقیدۃً برا جانتا ہوں مگر گانے اور بجانے کی طرف میری

طبیعت کو بہت کھنچاؤ ہوتا ہے۔ چلتا رہتا ہوں تو سن کر رک جاتا ہوں پھر کچھ خیال آتا ہے تو آگے بڑھ جاتا ہوں۔ یہاں مسجد خانقاہ میں بھی رات کو جب کوئی اچھے لحن سے ذکر کرتا ہے تو میں خود اپنا پڑھنا بھول جاتا ہوں۔ کبھی کبھی کسی بانسری بجانیوالے کو بلوا کر بانسری بھی سنی ہے۔ ہدایت فرمائیے۔

تحقیق: کشش و میلان کا بالکل ختم ہو جانا تو عادت کے مطابق ناممکن ہے لیکن تدبیر سے اس میں ایسا ضعف و کمزوری ہو جاتی ہے کہ مقابلہ مشکل نہیں رہتا ہے اور وہ تدبیر صرف ایک ہی ہے کہ عمل کے اعتبار سے اس کشش کی چاہت کی مخالفت کی جائے۔ اگرچہ کچھ تکلیف ہو تو اس کو برداشت کیا جائے۔ اسی سے کسی کو جلدی کسی کو دیر میں طبیعت کے اختلاف کے مطابق اس کشش میں ضعف و کمزوری ہو جاتی ہے اور رکنے کے لئے ارادے و ہمت کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے مگر اس ضعف کی وجہ سے اس ارادے میں آسانی سے کامیابی ہو جاتی ہے اور اس سے زیادہ توقع رکھنا صرف تمنائیں ہیں۔ "الا ان یکون من الخوارق" ہاں اگر عادت کے خلاف ہو اس اصل میں تمام فطریات میں کام لینے سے پریشانی "هباء منثورا" ارادے میں آسانی سے کامیابی ہو جاتی ہے "فتصبر و تشکر" صبر کرو اور شکر کرو۔ (النور، رجب ۱۳۵۲ھ)

شوق اور تمنا میں فرق

حال: کل ظہر کے بعد والی مجلس میں حضرت والا نے ایک گفتگو کے سلسلہ میں فرمایا کہ کہیں ہجرت کر کے جانا اس طرح کہ جسم کہیں اور قلب کہیں نقصان دہ یا نامناسب ہے۔ مجھے یہ سن کر اپنے حال پر بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ مجھے تو گھر بار بیوی بچے سب بہت یاد آتے ہیں اور خیال لگا رہتا ہے کہ آج سے گھر جانے کے اتنے دن باقی ہیں تو اس خیال کی وجہ سے کیا میرا حاضر ہونا بے کار ہو گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

تحقیق: یہ یاد آنا اور خیال لگا رہنا طبعی باتوں اور عیال کے حقوق شرعیہ سے ہے اور پسندیدہ ہے۔ (اس کا) جو درجہ برا ہے وہ یہ ہے کہ ہجرت پر ایک قسم کا افسوس ہو کہ میں سب کو چھوڑ کر کہاں چلا آیا۔ غرض تمنا دوسری چیز ہے جو نقصان دہ ہے اور شوق دوسری چیز ہے جو نقصان دہ نہیں ہے روزہ میں کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے کہ کب وقت آئے گا اور تمنا نہیں ہوتی کہ میں روزہ نہ رکھتا تو اچھا ہوتا۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

تکبر کا علاج

حال: اس سے پہلے تکبر کا علاج پوچھا تھا تو یہ تجویز ہوا تھا کہ کم حیثیت لوگوں کی عادتیں اختیار کی جائیں چنانچہ احقر پیوند کے کپڑے پہن رہا ہے اور اس دفعہ ایک کرتہ میں غیر میل کا پیوند لگوایا ہے کیونکہ اس سے میرے نفس کو

زیادہ (تنگی) ہوتی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ زیادہ ہمت دے۔ اب ایک اور ترمیم کرتا ہوں۔ ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایسا لباس پہنو اور ایک ہفتہ یا ایک مہینہ عمدہ لباس پہنو اس کے فوائد ایسا کرنے سے محسوس ہوں گے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ)

اضافہ از شوق

واقعہ: ایک کتاب میں سے ایک پرچہ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا جس میں ذیل کا مضمون تھا یہ معلوم نہیں ہوا کہ کس سوال کے جواب میں ہے مگر مفید سمجھ کر نقل کر دیا گیا۔ (وہ یہ ہے)

حاصل یہ کہ کبر و عظمت انسان کے غلبہ کے لئے احکام تکوینیہ (دنیاوی باتوں سے متعلق احکام) ہیں اور تواضع و انکسار و اضمحلال احکام تشریعیہ ہیں۔ پس ایک کی وجہ سے دوسرے کی نفی نہ کی جائے گی اور کبر و عظمت کی چاہت پر عمل کرنے سے تو تواضع و انکسار و اضمحلال ختم ہوتے ہیں اس لئے یہ جائز نہیں اور تواضع و انکسار و اضمحلال پر عمل کرنے سے کبر و عظمت کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ ثبوت پھر بھی رہے گا اگرچہ مادہ کے درجہ میں سہی اور تکوین کا مقصود صرف ثبوت ہے نہ کہ عمل جیسا کہ تشریع (شریعت) سے مقصود عمل ہے اس لئے یہی صورت متعین ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ صفات عظمت صرف درجہ مادہ تک رہیں اور صفات عبدیت درجہ عمل میں رہیں اس طرح سے دونوں (باتیں ایک ساتھ) جمع ہو جائیں گی۔

کاہلی کا علاج

حال: اب تو ایک قسم کی سستی اور کاہلی دل و دماغ پر چھا گئی ہے۔ مغرب کے بعد روٹی کھا کر جہاں لیٹا اور بس سویا۔ اب صبح تک آنکھ نہیں کھلتی۔ رات کو آنکھ کھلتی ہے دیکھ رہا ہوں کہ وقت جا رہا ہے اٹھنا چاہتا ہوں اور نہیں اٹھا جاتا۔ سمجھتا ہوں کہ اب عشاء کا وقت جاتا ہے۔ اب تہجد کا وقت بھی ختم ہوا مگر یہ معلوم ہوتا ہے کسی نے باندھ دیا ہے۔ خیال کرتا ہوں کہ یہ میری اختیاری بات ہے اس کوتاہی کا میں خود مجرم ہوں مگر کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کچھ اس قسم کی کاہلی سوار ہے۔ اگرچہ سمجھتا ہوں کہ یہ اختیاری فعل ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اختیار کے استعمال کی قوت نہیں وہ چھن چکی ہے۔ غرض عجیب بدترین حالت پیش ہے حضرت کی مدد کے بغیر نہ کچھ اختیار کام دیتا ہے نہ غیر اختیار۔

تحقیق: دلچسپی کا کوئی شغل شروع کر دیا جایا کرے جیسے کتاب دیکھنا یا کچھ لکھنا خواہ پنسل ہی سے ہو اس سے فوراً نشاط پیدا ہو جائے گا۔ جب نشاط پیدا ہو جائے پھر اپنے مقصود کام میں لگ جانا چاہئے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

گھر میں غفلت کا علاج

حَال: اب تو دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی وقت ذکر سے خالی نہ رہے۔ جب سرکاری کام سے فرصت ہوتی ہے اور راستہ میں چلتے ہوئے کچھ نہ کچھ استغفار درود شریف بلا تعداد جاری رہتا ہے۔ لیکن بچوں میں پہنچ کر ان کے شغل میں غفلت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اگر اس وقت اس خیال کا استحضار رہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتیں ہیں تو پھر وہ شغل بھی ذکر و فکر ہی میں داخل ہو جائے گا۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

شرم وحیا کا علاج

حَال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے) حضرت والا! مزاج میں شرم وحیا زیادہ ہے لوگوں کے ادب ولحاظ سے دل میں بہت الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے لباس میں بھی سادگی رکھتا ہوں اور دل یہ چاہتا ہے کہ میں خود ہی سب کا ادب وتعظیم کروں اور کرتا ہوں۔ ایک گاؤں میں دو چار آدمیوں کو حضرت والا کی برکت سے دین کا بہت فائدہ ہو ہے۔ وہ بار بار بلانے کا تقاضہ کرتے ہیں چونکہ چھوٹا منہ بڑی بات نہایت شرمندگی نظر آتی ہے۔ کچھ نہ کچھ عذر کر دیتا ہوں۔ یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھے شرم آتی ہے معاف فرمائیں مگر وہ مانتے نہیں اس کے بارے میں جو ارشاد عالی ہو اس پر عمل کروں۔

تحقیق: جب تک شرم رہے جایا کرو جب شرم نہ ہو مت جاؤ۔ پھر شرم ہونے لگے چلے جاؤ۔ اسی طرح یہی عمل رکھو۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

کسی کے پاس اچھی چیز دیکھ کر دل چاہنے کا علاج

پہلا پرچہ

حَال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش ہے کہ احقر جب بھی کوئی چیز کسی کے پاس دیکھتا ہے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اگر میرے پاس ہوتو اچھا ہو اور اس سے یہ یہ کام لوں۔ پھر کوشش کرتا ہوں کہ وہ چیز مجھے کسی طرح سے حاصل ہو جائے۔ اس شخص سے زائل کرنے کو نہیں چاہتا ہوں بلکہ صرف اپنے پاس رکھنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں دنیا کی حرص (لالچ) ہے اگر یہ خیال صحیح ہوتو علاج ارشاد فرمایا جائے تو عین عنایت ہوگی۔ حضرت والا دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو اپنی مرضیات پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین۔

تحقیق: مرض تو نہیں مگر مرض کا سبب ہونے کا احتمال ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس تمنا کے علاوہ یہ عزم کیا جائے گا کہ اگر یہ چیز مجھ کو مل بھی گئی تو فوراً کسی کو ہبہ کر دوں گا۔ خصوصاً اس شخص کو جس کے پاس ایسی چیز پہلے سے موجود ہے یا اگر اس سے ایسی بے تکلفی نہ ہوئی تو کسی دوسرے کو دے دوں گا اور اگر وہ چیز اتفاق سے اپنی ضرورت کی ہوئی تو اس کی قیمت مساکین کو دے دوں گا جب تک ایسی تمنا زائل نہ ہوگی اس وقت تک ایسا ہی کروں گا دعا بھی کرتا ہوں۔

دوسرا پرچہ

حال: احقر کو حرص کا علاج جو پچھلے پرچہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اس سے بے حد نفع ہوا۔ الحمد للہ یہ خیال ہی بالکل جاتا رہا اور اگر کبھی تھوڑا بہت ہوا بھی تو اس تصور سے کہ اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دوں گا بالکل خواہش ہی جاتی رہی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔

تحقیق: مبارک ہو۔ (النور، شعبان ۱۳۵۳ھ)

بدنگاہی کا علاج

علاج: حضرت! میرے اندر ایک مرض بدنگاہی کا ہے۔ میں نے کئی بار چھوڑنے کی کوشش کی اور کچھ دنوں کے لئے کامیاب بھی ہو جاتا ہوں لیکن ہمیشگی نصیب نہیں ہوئی۔ اس سلسلہ میں میں نے کئی بار توبہ کی اور کئی بار اس کو توڑا ندامت بھی ہوتی ہے اور آئندہ کے لئے عزم بھی کرتا ہوں کہ اب نگاہ نیچے رکھوں گا اور اس پر عمل بھی کرتا ہوں لیکن ہمیشہ مجھے ناکامی رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں "العینان تزنیان" (کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں) کے بعد "الفرج یصدقه و یکذبه" (شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے) بھی ہے۔

اب نفس مجھے سمجھاتا ہے اور بہانہ کرتا ہے کہ میاں صرف نظر کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ وہ نظر گناہ میں داخل ہے جس میں شہوت بھی ہو اور شہوت کے بغیر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں اور تمہارے نفس میں خواہش تو ہے نہیں اس لئے اس میں کیا برائی ہے پھر برائی بھی ہو تو توبہ کر لینا۔ کبھی نفس اس طرح بہکاتا ہے کہ میاں! اس قسم کے گناہ تو نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد وضو کرو گے اور نماز پڑھو گے تو سب معاف ہو جائے گا کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ وضو سے آنکھ وغیرہ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

غرضیکہ اس وجہ سے بڑی کوشش کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اور نظر میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ لیکن اب تھوڑے دنوں سے ہمت کر لی ہے اور پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب انشاء اللہ ہرگز ہرگز ان کی طرف نہیں دیکھوں گا

اور ہمیشہ نگاہ کو نیچی رکھوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ ارادہ میں کامیاب ہوں اور نفس کی شدید چاہت کے باوجود مقابلہ کرتا ہوں اور پوری طاقت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آسانی آہستہ آہستہ نظر آرہی ہے اور نفس پر قابو پا رہا ہوں۔ اب حضرت سے التماس ہے کہ ہمیشگی کی دعا فرمائیں اور کوئی خاص تدبیر بھی ہو تو تحریر فرمادیں۔

تحقیق: مگر پہلے اپنے بہانوں کے ردکی تقریر لکھو ورنہ تدبیر بیچاری خود بہانے کی رو میں بہہ جائے گی۔

حال: امید ہے کہ اب انشاء اللہ کامیاب ہو جاؤں گا۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت سے یہ بھی درخواست ہے کہ خالی نظر اور نظر بد میں کیا فرق ہے اور اس کی شناخت کیسے ہوسکتی ہے کہ یہ نظر بد نہیں ہے خدانخواستہ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ فرق معلوم کر کے اس کو آلۂ کار بنالوں۔

تحقیق: یہ مقصود نہیں تو پوچھتے ہی کیوں ہو۔

حال: اب تو میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کرلیا ہے کہ نگاہ نیچے رکھوں گا۔ مطلب صرف یہ ہے کہ فرق معلوم ہونے سے نفس دھوکہ میں نہیں ڈال سکتا۔

تحقیق: کیا دھوکہ سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ اس سے اچھا اور زیادہ محفوظ طریقہ یہ ہے کہ نگاہ کا بالکل استعمال ہی نہ کرو۔ (النور، شعبان ۱۳۵۳ھ)

بدنظری کی شکایت پر دعا کی درخواست

حال: (خلاصہ سوال) ایک طالب علم نے جو زیر تربیت ہیں کچھ حوادث سے پریشانیاں اور کچھ بدنظری کی شکایت لکھ کر دعا اور اصلاح کی آسان صورت کی درخواست کی تھی اور یہ بھی لکھا کہ ہر حسین چیز کے دیکھنے کو طبیعت میں اتنی چاہت ہوتی ہے کہ نظر نیچے کر لینے کے باوجود پھر نظر اٹھ جاتی ہے حالانکہ حضرت والا کے فرمان کے مطابق دوزخ کے عذاب وغیرہ کو سوچتا ہوں مگر طبیعت کچھ ایسی مجبور ہوتی ہے جس کا رکنا دشوار اور شاق نظر آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دل کے اندر سے کوئی دل کو پکڑ کر دل کو ابھار رہا ہے۔ حضرت والا! کیا کروں اس برے فعل سے بہت ہی مجبور ہو گیا ہوں۔ جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔ اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔

تحقیق: ایک ایک حرف پڑھا غیر اختیاری پریشانیوں پر تو اجر ملتا ہے ان کے دور ہونے کی بھی دعا کرتا ہوں لیکن اختیاری پریشانیوں پر نہ اجر ملتا ہے اور نہ اس کے دور ہونے کی دعا ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس کا دور ہونا تو خود بندہ کا فعل ہے۔ اس کی دعا کی تو یہ مثال ہے کہ اے اللہ فلانا شخص کھانا کھاتے لگے۔ فلاں کھانا نہ کھائے۔ اس

دعا کے کیا معنی۔ ہاں توفیق کی دعا ہوسکتی ہے وہ بھی جبکہ فاعل اسباب کو جمع کرے اور بڑے اعظم قصد و ہمت سے اور اس کے بارے میں جو عذر خط کشیدہ عبارت میں لکھا ہے بالکل غلط ہے۔ سوچو کہ اگر ایسے موقع پر کہ نفس میں شدید چاہت ہو جب تمہارا کوئی بزرگ موجود ہو جو تمہاری اس نظر اٹھانے کو دیکھ رہا ہو تو کیا اس وقت تم ایسی بے حیائی کر سکتے ہو اگر کر سکتے ہو تو تم لاعلاج ہو اور اگر نہیں کر سکتے تو معلوم ہوا کہ نظر خود نہیں اٹھتی نہ مجبوری ہوتی ہے نہ رکنا شاق ہوتا ہے نہ کوئی ابھارتا ہے سب کچھ تم ہی کرتے ہو تو اس کے خلاف پر بھی تم قادر ہو تو تمہارا یہ عذر ویسا ہی بے ہودہ ہے۔ جیسے ایک شاعر نے بکواس کی ہے ؎

بیخودی میں لے لیا بوسہ خطا کیجئے معاف ❀ اس دل بیتاب کی صاحب خطا تھی میں نہ تھا

(النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

بدنظری کا علاج

پہلا خط

حَال: نظر بد کو کبھی زور دے کر روک لیتا ہوں اور کبھی نفس زور پکڑ جاتا ہے تو اس عذاب گناہ کو کر جاتا ہوں۔

تحقیق: کیا زور ایسا پکڑتا ہے کہ بچنے کی قدرت ہی نہیں رہتی۔ اگر نہیں رہتی تو بندہ مکلف ہی نہیں رہنا چاہئے پھر گناہ اور عذاب کیسا۔

دوسرا خط

حَال: حضرت کے جواب سے معلوم ہوا کہ یہ میری غفلت اور جہالت ہے کہ قدرت ہوتے ہوئے نہیں بچتا۔ کیونکہ یہ اختیاری فعل ہے اس لئے حضرت والا اب دل سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ ایسی غفلت نہ کروں گا اور اس برے مرض کو پوری کوشش سے دور کروں گا۔ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں زبانی فرمایا کہ دیکھئے اس طریقۂ تربیت میں یہ منافع ہیں جب ان کو خود مدعی بنا دیا گیا تب آنکھیں کھلیں اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اپنے فعل کو صریح گناہ تھا گناہ ہی نہ سمجھیں اور اگر میں مدعی بنتا تو کچھ نہ کچھ ہانکے چلے جاتے فیصلہ ہی نہ ہوتا۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

والدہ کے غصہ کا جواب نہ دے

حَال: حضور نے پوچھا ہے کہ والدہ صاحبہ سے کس بات پر غصہ اور جھگڑا ہوتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ وہ ہر بات پر

طعن وتشنیع (برا بھلا کہتی) ہیں۔ کہتی ہیں خواہ مخواہ گھر میں بیٹھا ہے کسی طرح کی ملازمت یا تجارت نہیں۔ میں خرچ کہاں سے لاؤں گی۔ میں جواب میں کہتا ہوں کہ زراعت کا کام انجام دیتا ہوں ملازمت ملتی نہیں ہے۔ تجارت کے لئے رقم کی ضرورت ہے۔ یہ جواب سن کر اور زیادہ غصہ اور جھگڑتی ہیں تو میں بھی اس سے زیادہ غصہ کرتا اور جھگڑتا ہوں۔ میرے غصہ کا علاج مرحمت فرمائیں۔

تحقیق: علاج یہ ہے کہ جواب مت دیا کرو باہر چلے جایا کرو۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

دل نہ لگنا کوئی گناہ نہیں ہے

حال: بعض دنوں میں نماز وتلاوت وغیرہ میں شوق کم ہو جاتا ہے اور کچھ دل بھی لگتا ہے کوئی ایسا علاج بتلا دیجئے کہ ہمیشہ شوق بڑھتا رہے اور دل لگنے لگے۔

تحقیق: علاج گناہ کا ہوتا ہے کیا دل نہ لگنا گناہ ہے اور کس دلیل سے ہے۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

بدنظری کا علاج

حال: دوسرے امراض کے ساتھ جن کو آئندہ عرض کروں گا ایک مرض اس نالائق میں بدنظری کا بھی ہے۔ جس کے بارے میں پہلے احقر کا یہ خیال تھا کہ عبادت کی زیادتی سے خود چلا جائے گا مگر حضور کی زبان مبارک سے یہ سن کر کہ یہ اختیاری ہے احقر نے اس کے دور کرنے کے لئے کوشش کی تو یہ مرض تقریباً نوے فیصد جاتا رہا۔ لیکن چونکہ کبھی کبھی یہ گناہ ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے سخت تکلیف اور ندامت ہے اس سے نجات کا کچھ علاج تجویز کر دیں۔

تحقیق: اگر کسی کو کوئی میٹھی چیز بہت ہی پسند ہو مگر اس کو معلوم ہو جائے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے کہ کھانے سے ہلاکت یا شدید تکلیف ہو جائے گی۔ کیا اس حالت میں بھی کوئی شخص کسی طبیب سے پوچھے گا کہ حضور کوئی علاج تجویز کریں کہ اس پر عمل کر کے اس مٹھائی کی رغبت نہ ہو؟ (النور، شوال ۱۳۵۴ھ)

حسن کا دیکھنا اختیاری ہے

حال: حضرت نے پوچھا ہے کہ حسن کا دیکھنا اختیاری ہے یا غیر اختیاری؟ جواب میں عرض ہے کہ بندہ کا دیکھنا اختیاری ہے مگر اختیار کا استعمال مشکل لگتا ہے۔

تحقیق: کیا مشکل ہے کیا نفس کے روکنے سے کوئی بیماری ہو جاتی ہے یا سانس گھٹنے لگتا ہے یا اور کوئی ناقابل

برداشت تکلیف ہو جاتی ہے۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

غیر اختیاری ریا کا کوئی حرج نہیں

حَال: جواب میں عرض ہے کہ ریا کا خیال جب نماز میں قرات شروع کرتا ہوں اس وقت آتا ہے اور مجھے معلوم نہیں ہوتا کچھ دیر کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ شروع میں ارادے کے بغیر یہ خیال آتا ہے یہ غیر اختیاری ہے پھر معلوم ہونے کے بعد اختیاری ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کیا تم ارادہ کرتے ہو جس سے اختیاری ہو جاتا ہے اگر ارادہ کرتے ہو تو مت کرو اگر ارادہ نہیں کرتے تو پھر اختیاری کیسے ہو جاتا ہے۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

بدنگاہی کا علاج

حَال: کچھ دن سے میری حالت بہت تباہ ہو رہی ہے۔ اس تباہ حال میں ایک تو نفس بے قابو ہو ہی رہا تھا دوسرے اس پر شہر کی زندگی اس مرض کی ترقی میں اور مددگار ہوئی بلکہ یہ مرض ظاہر یہاں ہی آ کر ہوا۔ اب نگاہ نہیں رکتی پشیمانی اور مصیبت اور عاجزی کے علاوہ عاجز یہ روسیاہ اور کیا عرض کرے ؎

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس ❁ اللہ اللہ خلق را فریاد رس

ترجمہ: ''اے وہ شخص! تجھ سا زمانے میں کوئی نہیں ہے اللہ کے لئے مخلوق کی فریاد رسی کر۔''

تحقیق: میرے پاس کوئی ایسی پٹی نہیں کہ اس کو لئے ہوئے آپ کے ساتھ آپ کی نگرانی کرتا پھروں۔ اور پھر موقع پر وہ پٹی آنکھوں پر باندھ دیا کروں۔

دوسرا خط

حَال: احقر اب اس بدنگاہی کے گناہ سے توبہ کرتا ہے اور پکا ارادہ کرتا ہے کہ نگاہ کو روکنے میں نفس کی پوری مخالفت کرے گا۔ اب احقر نگاہ کو روک لیتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ پٹی باندھنے کی خدمت سے آزادی حاصل ہوئی۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

طالب علم کی محبت کا علاج تعلق ختم کرنا ہے

حَال: ایک ہونہار کم عمر طالب علم سے مجھ کو محبت ہو گئی تھی۔ اس لئے کسی بہانہ سے اس کو جدا کر دیا۔ اب اس کا خیال دل و دماغ پر غالب ہے اور مجھے سخت پریشان کرتا رہتا ہے۔ نماز اور تلاوت ہے تو اس کا خیال موجود، رات

کو اٹھتا ہوں تو سب سے پہلے وہی خیال سامنے پاتا ہوں۔ آج کل جو خیالات پریشان کرتے ہیں ان کا نقشہ یہ ہے کہ اس کی تعلیم کو کیوں بند کر دیا اس کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا۔ لہٰذا اس کو پھر بلا لینا چاہئے۔ پھر سوچتا ہوں کہ میرے پاس اس کی تعلیم ہونے سے میرے دین کی تباہی ہے کیونکہ میں اس کی محبت میں نفسانی ابھار پاتا ہوں۔ میری عرض کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر ایسی کوئی صورت ہو کہ سلسلہ تعلیم باقی رہے اور کیفیت نفسانیہ ختم ہو جائے تو اس کو ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: مجھ کو ایسی ترکیب نہیں آتی کہ ؎

درمیان قعر دریا تختہ بند کردۂ ❁ بازمیگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

ترجمہ: ''مجھے تختے سے باندھ کر دریا کی گہرائی میں ڈال دیا، پھر کہتے ہیں کہ دامن تر نہ ہو ہوشیار رہنا۔''

حال: اگر یہ نہ ہو تو قطع تعلق ہی کو باقی رکھا جائے۔

تحقیق: کیا دوسری صورت میں بھی خیر کا احتمال ہے جو مشورہ کی ضرورت ہوئی۔

حال: قطع تعلق میں جو تکلیف اٹھا رہا ہوں اس کے دور ہونے کی تدبیر بتلائی جائے۔

تحقیق: کل یہ پوچھئے کہ پیٹ میں بہت درد اٹھتا ہے اس کے دور کی کوئی تدبیر بتائی جائے۔

حال: اگر ضرورت سمجھی جائے تو حاضر خدمت ہونے کی کوشش کروں۔

تحقیق: بالکل ضرورت نہیں کیا میں موچنے (بال نوچنے کا آلہ) سے نکال دوں گا۔ یہاں بھی یہی جواب ملے گا۔ (النور، صفر ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: مجھ میں بدنظری کا مرض بچپن سے ہے۔ اس کے روکنے کے لئے بہت کوشش کرتا ہوں لیکن نہ دیکھنے سے حسرت ہوتی ہے اور جب کسی پردہ دار پر نظر پڑے تو فوراً پاؤں پر اور بے پردہ کی چھاتی پر پڑتی ہے۔ اس کے بعد تصور کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت والا اس کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: ہمت کے علاوہ کوئی علاج نہیں۔ (النور، صفر ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: یہاں آ کر مجھ کو نظر بد کا مرض پیدا ہو گیا ہے چونکہ پردہ نہ ہونے کی وجہ سے جدھر دیکھو عورت ہی عورت

نظر آتی ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر دل میں بہت برے برے شیطانی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے سخت پریشان ہوں۔ براہ مہربانی کوئی علاج بتا کر خادم کو گمراہی سے بچائیں عین عنایت ہوگی۔

تحقیق: جان بوجھ کر دیکھنے کا علاج یا بغیر ارادے کے نظر پڑ جانے کا علاج پھر نظر کے بعد خیالات پیدا ہونے کا علاج، ان خیالات سے لذت حاصل کرنے کا علاج۔ کس چیز کا علاج پوچھتے ہو؟ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: احقر ابھی تک بدنظری کی طرف سے اپنے اندر نفرت نہیں پاتا بلکہ نفس کی چاہت پہلے کی طرح موجود ہے اگرچہ احقر مقابلہ کرتا ہے اور مجاہدہ سے نفس کو اس سے روکتا ہے مجاہدہ کے بغیر نفس نہیں رکتا۔ اپنے اوپر تو احقر بہت ملامت کرتا ہے۔ لیکن اس مرض سے پوری نفرت پیدا نہیں ہوئی۔

تحقیق: نفرت کرنے کا حکم ہے یا رغبت کی چاہت پر عمل نہ کرنا ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

جھوٹ کا علاج

حال: احقر نے پیچھے عرض کیا تھا کہ مجھ میں جھوٹ بولنے کا مرض ہے اور عادی ہو چکا ہوں۔ حضرت اس کا علاج فرمادیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (جھوٹ اختیار سے بولتے ہو یا بے اختیار) حضرت! یہ جھوٹ بولنا ہے تو اختیاری ہے لیکن جھوٹ بولنے کی زیادتی کی وجہ سے بے اختیاری جیسا ہو چکا ہے۔ حضرت اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: جب ہمت و اختیار سے چھوڑ دو گے اور بتکلف اس کی عادت کرلو گے تو اسی طرح نہ بولنا بے اختیاری جیسا ہو جائے گا۔ یہی علاج ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: چلتے پھرتے کسی لڑکے یا کسی عورت کی طرف نظر پڑ جاتی ہے تو بندہ اس وقت نظر کو فوراً ہٹا لیتا ہے۔ اب حضرت والا سے یہ پوچھنا ہے کہ پہلی نظر گناہ کا سبب ہے یا نہیں؟

تحقیق: اس پہلی نظر میں ارادہ ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر دیکھنے میں ارادہ نہ ہو تو اس کے باقی رکھنے میں ارادہ ہوتا ہے یا نہیں اگر باقی رکھنے میں ارادہ ہو تو اس نظر سے جو صورت ذہن میں پیدا ہوتی ہے اس کے باقی رکھنے یا اس لذت لینے میں ارادہ ہوتا ہے یا نہیں؟

حَال: اگر گناہ کا سبب ہے تو حضرت والا علاج فرمائیں۔ لیکن نظر ہٹانے کے بعد اس کی صورت ذہن میں ایک قسم کی تصویر ہو جاتی ہے مگر کبھی وہ صورت ذہن میں آتے ہی فوراً دور کرنا یاد نہیں رہتا ہے۔

تحقیق: (دور کرنے کے) یاد رکھنے کا اہتمام ضروری ہے اگر ویسے یاد نہ رہے تو ایک پرچہ اس کی وعید لکھ کر وہ پرچہ اپنی کلائی یا بازو پر باندھ لیا جائے۔

حَال: اس وجہ سے وہ صورت ذہن میں طویل ہو جاتی ہے۔

تحقیق: جب خبردار ہو جاؤ تو اس وقت فوراً اس کی تلافی کی جاتی ہے یا نہیں؟

حَال: اب حضرت والا سے عرض ہے کہ اس میں کوئی بات نقصان دہ تو نہیں اگر نقصان دہ ہو تو برائے کرم کوئی علاج مرحمت فرمایا جائے بڑی عنایت ہوگی۔

تحقیق: نقصان اور علاج دونوں چیزیں میرے سوالات سے واضح ہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

بخل کا علاج

پہلا خط

حَال: پہلے والے خط کا خلاصہ یہ ہے کہ احقر نے اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ نہ کرنے اور اپنی ضرورت کے وقت بغیر رکاوٹ کے خرچ کرنے سے بخل کی برائی ہونے میں تردد اور حیرت ہونے بلکہ ایک قسم کے بخل کو ترجیح دیتے ہوئے عرض کیا تھا کہ اگر حقیقت میں یہ بخل ہے تو حضور اس کی مدد فرما کر علاج فرمائیں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات عنایت فرمائیں۔ اس پر خدام والا حضرت اقدس نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ بخل حرام و گناہ ہے یا حرام نہیں ہے اور گناہ نہیں ہے۔ اس کے بارے میں نہایت ادب سے عرض ہے کہ فدوی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کو کس حصہ میں داخل کرے اس لئے بے حد لجاجت اور عاجزی سے مودبانہ حضرت والا کی خدمت عالی میں عرض کرتا ہے کہ حضور ہی مہربانی فرما کر ایک حصہ متعین کر کے اس کے احکام سے سرفراز فرما کر مشکور فرمائیں۔

تحقیق: کیا اس بخل سے کسی واجب کا ترک لازم آتا ہے۔ کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے تو کتابیں دیکھو۔

دوسرے خط کا خلاصہ

حَال: نہایت ادب سے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر یہ ارشاد فرمایا جائے کہ کون سی کون کتابیں دیکھی جائیں۔

تحقیق: کیا فقہ کی کتابیں واجب گناہ بتانے کے لئے کافی نہیں۔ اب میں ہندی کی چندی (ہر بات کی پوری تفصیل) کہاں تک کروں دودھ پیتے بچے ہی بن گئے۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ)

پریشانی کا علاج

حال: حضرت والا! بخار کی شدت کے وقت بہت پریشان ہو جاتا ہوں۔ اس وقت شبہ ہوتا ہے کہ یہ پریشانی صبر اور رضا بالقضا کے خلاف ہے۔ اگر یہ پریشانی صبر اور رضا بالقضا کے خلاف ہو تو اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: پریشانی اعتقادی ہے یا طبعی۔ کیا دونوں میں یہ احتمال ہے۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: حضرت! میں اپنے خیال کے مطابق خدمت میں تحریر کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ نے مجھے بدنظری کے مرض سے صرف اپنے فضل و کرم سے حضور کے وسیلہ سے شفا عطا فرما دی ہے اور اگر حضور کی تشخیص میں یہ مرض کچھ باقی ہے تو اس کا سبب میرے خیال میں ایک اور مرض ہے جس میں ابتلاء ہی نہیں بلکہ انہماک (مشغولی) ہے۔ حضرت وہ مرض چاروں طرف کا دیکھنا ہے۔ اگر واقعی یہ بدنظری کے مرض کا سبب ہے یا مستقل مرض ہے تو علاج سے بہرہ مند فرمائیں۔

تحقیق: دوسرا مرض جو لکھا ہے کیا اس کے چھوڑنے پر قدرت نہیں ہے۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ)

قلب میں فحش بات آنے کا علاج

پہلا خط

حال: ایک عیب سے بہت تکلیف ہے وہ یہ کہ میں اگرچہ کبھی زبان سے فحش نہیں بکتا ہوں مگر قلب میں بلاوجہ خواہ مخواہ فحش اور بہت ناپسندیدہ الفاظ آتے ہیں۔

تحقیق: ارادہ سے یا ارادے کے بغیر؟

حال: جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور جی کڑھتا ہے تو اکثر استغفار اور کبھی کلمہ طیبہ پڑھنے لگتا ہوں مگر قلب کی گندگی اور خباثت دور نہیں ہوتی۔ بہت پریشان ہوں حضور براہ شفقت اس کا علاج بتلائیں۔

تحقیق: اوپر جو وضاحت پوچھی گئی ہے اس کے بعد۔

دوسرا خط

حَالؒ: اوپر کی وضاحت کے بارے میں عرض ہے کہ یہ فحش الفاظ قلب میں ارادے کے بغیر آتے ہیں۔
تحقیق: پھر کیا نقصان ہے؟
حَالؒ: اوران سے تکلیف بہت ہوتی ہے۔ ہاتھ باندھے ہوئے عرض ہے کہ حضور علاج فرمائیں۔
تحقیق: دین کی اصلاح کرنے والے کے ذمہ تکلیف کا علاج ضروری نہیں جیسے کسی طالب دین کو بخار کی تکلیف ہو جائے تو مصلح دین (دین کی اصلاح کرنے والے) کے ذمہ اس کا علاج نہیں۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

عوارض نفسانی کا علاج

حَالؒ: ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ خادم کی دوکان کے سامنے ایک شخص ہم پیشہ تجارت نے دوکان کھولی ہے اور ہم سے حسد رکھتے ہیں۔ قیمتوں میں کمی کر کے گاہکوں کو توڑنا چاہتے ہیں اور مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے میرے قلب میں پریشانی اور فکر ہوگئی ہے۔ جب ہمارا گاہک ان کے پاس جاتا ہے تو قلب دکھتا ہے، مردہ دلی پیدا ہوگئی ہے اور طبیعت بے چین ہوگئی ہے۔ دل کو سمجھاتا ہوں کہ جو قسمت کا ہے وہی ملے گا مگر دل ہے کہ بکھرا جاتا ہے طبیعت فکر مند اور تنگ رہتی ہے۔ یہاں تک کہ کھانے اور آرام میں کمی ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہوں کہ یہ بات نہ رہے۔ حضرت والا کی دعا کا محتاج ہوں۔ اس کا علاج فرمائیں۔
تحقیق: علاج گناہ کا ہوتا ہے یہ عوارض نفسانیہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے گناہ نہیں لہٰذا علاج کے بجائے دعا کرتا ہوں۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

موت سے ڈر ضعف قلب کی وجہ سے ہے

حَالؒ: مجھے موت سے بہت خوف معلوم ہوتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے موت سے طبعی نفرت اس حد سے بھی آگے بڑھی ہوئی ہے جس کا ثبوت حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی حدیث سے ہوتا ہے یہاں تک کہ محلہ میں اگر کوئی مر جاتا ہے تو کئی روز تک خوف سوار رہتا ہے۔ رات عشاء کی نماز میں جاتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے اور کبھی کسی دوسرے کے لئے موت کو اچھا سمجھتا ہوں تا کہ میں نماز جنازہ پڑھوں اور جنازہ کے ساتھ جاؤں اور ثواب حاصل کروں۔ بہرحال موت سے بہت نفرت ہے۔ حالانکہ وہی خدا کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ صوفیائے کرام کے حال پر جب نظر ڈالتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک موت سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں۔

تحقیق: (بعض صوفیا کے ہاں موت کا محبوب ہونا) غلط ہے بعض مسلم بزرگوں کو میں نے موت سے ایسا ہی ڈرتا ہوا دیکھا ہے۔ اس کا سبب دل کا کمزور ہونا ہے جو بالکل برا نہیں ہے۔

حال: جو حالات کتابوں میں دیکھے اس سے بھی یہی بات معلوم ہوئی تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو یہ بات کس طرح حاصل ہوئی اور کیا ذرائع ان لوگوں نے حاصل کئے جن کی وجہ سے ان کو نفرت بالکل جاتی رہی۔

تحقیق: ان کی قوت قلب ہے یا قوت ارادہ اور دونوں غیر مطلوب خالص اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں۔

(النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

ہنسی کوئی مرض نہیں ہے

حال: احقر نے پچھلے خط میں عرض کیا تھا کہ احقر کو ہنسی بہت آتی ہے۔ اگر یہ مرض ہے تو علاج فرمائیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (مرض ہونے کا شبہ کس وجہ سے ہوا) حضرت ایک تو اس بات سے شبہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کبھی ہنستے نہیں تھے تبسم فرمایا کرتے تھے اور یہ نبوی طریقے کے خلاف ہے۔

تحقیق: تو کیا بطور معمول کے پیٹ بھر کر کھانا بھی مرض ہے کیونکہ حضور ﷺ نے بطور معمول کے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

حال: اور دوسری بات یہ ہے کہ ہنسی سے طبیعت کے اندر غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ کی یاد سے غافل ہونا اچھی بات نہیں۔

تحقیق: اور سونے میں بھی غفلت ہوتی ہے تو یہ بھی اچھی بات نہیں ہوگی۔

حال: حضرت ان باتوں سے مرض ہونے کا شبہ ہوتا ہے اگر مرض ہو تو علاج فرمائیں۔

تحقیق: اوپر کے سوالات میں جواب ہو گیا۔ (النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

ڈاڑھی میں سے نائی کا سفید بال نکالنا عذر نہیں

حال: نیز جب حجام ہفتہ وار میری حجامت کرتا ہے تو وہ میری مونچھ میں سے سفید بال تلاش کر کے کترتا ہے اور یہ میں جانتا ہوں کہ سفید بال نکلوانا جائز نہیں ہے مگر میں حجام کو منع نہیں کرتا ہوں کہ سفید بال نہ کتر بلکہ نفس یہ بہانہ کرتا ہے کہ نہ تو سفید بال کترنے کو نائی سے کہا گیا نہ خود اس نے اطلاع کی نہ آئینہ سے دیکھا پھر تحقیق و منع کرنے کی کیا ضرورت ہے تاکہ تحقیق کے بعد ممانعت ضروری نہ ہو جائے۔

تحقیق: یہ عذر نہیں نائی کو منع کر دیا جائے اور سفید بال کو حدیث میں وقار فرمایا ہے اور یہ دعا آئی ہے "اللھم

زدنی وقارا'' اے اللہ! میرے وقار میں اضافہ فرمائیے۔ اس دعا کی برکت سے یہ کیفیت معتدل ہو جائے گی۔ (النور، شعبان ۱۳۵۴ھ)

موت کا خوف گناہ نہیں

حَالؔ: موت سے اور برزخ سے بہت زیادہ خوف معلوم ہوتا ہے۔ موت کے خیال سے کافر کی طرح روح ڈرتی ہے اور اس کو تکلیف ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈر معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ظالم اور جابر قاتل سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلب میں حسن ظن کی جگہ سوء ظن معلوم ہوتا ہے۔ نہ اس کی شفقت و رحمت پر اعتماد ہے نہ اس کی ملاقات کا شوق ہے۔

تحقیق: قاعدہ مذکورہ کی وجہ سے ان میں کوئی بات گناہ نہیں بلکہ یہ سب اعتقاد قوی ہونے کے دلائل ہیں جس پر اجر ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۴ھ)

سستی و غفلت کا علاج

پہلا خط

حَالؔ: سستی و غفلت بدستور ہے۔ ہمت کی دعا چاہتا ہوں۔

تحقیق: دعا سے انکار نہیں مگر آپ بھی کچھ ہمت کریں۔ دعا میں اسی صورت سے برکت ہوتی ہے ورنہ دعا ایسی ہوگی کہ جیسے نکاح کئے بغیر اولاد کی دعا۔

دوسرا خط

حَالؔ: ہمت کے بارہ میں حضور والا نے صحیح جواب عنایت فرمایا ہے اس کا قلب پر بہت اثر ہوا مگر اس کو قیام نہیں رہا اس کا علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: بار بار اس کا استحضار اور اس پر عمل کرنے کی ممکن کوشش اور اس کے ساتھ دعا بھی یہ مجموعہ علاج ہے۔

حَالؔ: اسی طرح میرا نفس حد سے زیادہ سرکش ہے۔ کسی طرح حسنات (نیکیوں) کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ ہمیشہ سیئات (برائیوں) کی طرف اس کا میلان ہے۔ لذات شہوات کا عادی ہے اسی کا دھیان ہے۔ اگر کچھ عرصہ کے لئے بھلائی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ توجہ بھی عارضی (وقتی) ہوتی ہے۔ یعنی نصیحت سننے سے اس کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے اور اس کو بہتر بھی جانتا ہے لیکن عمل کے بارہ میں توجہ بالکل صفر ہے اس کی طرف خصوصیت سے

توجہ فرمائیں۔

تحقیق: میری یہی توجہ ہے کہ دعا کروں اور تدبیر بتاؤں تو بحمد اللہ ایسا کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ برکت فرمائیں۔

(النور، ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

ریا کے شبہ کا علاج

پہلا خط

حال: احقر کو کبھی دینی فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں جبکہ کوئی پاس بیٹھا ہو ریا کی مہلک علت ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت! اس وقت نفس سے کشمکش تو بہت کرتا ہوں مگر خاکسار کو خوف ہے کہ کہیں نفس غالب آ کر اس سہو و خطا کے پتلے کو گمراہ نہ کر دے۔ اس لئے حضور والا کی خدمت اقدس میں درخواست کرتا ہوں کہ از راہ کرم علاج کا طریقہ ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: ریا اختیاری فعل ہے یا غیر اختیاری فعل ہے۔

دوسرا خط

حال: خاکسار کی کیفیت یہ ہے کہ جس وقت دینی فرائض کی ادائیگی کرتا ہوں اور کسی شخص کو نزدیک بیٹھے دیکھتا ہوں تو ہلکی سی لذت پیدا ہوتی ہے کہ یہ کہے گا بڑا اچھا آدمی ہے یعنی طبیعت میں اس کو خوش کرنا ہوتا ہے۔

تحقیق: وسوسہ کے درجہ میں جس کو برا سمجھتے ہو یا عزم کے درجہ میں۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

کوئی عورت سامنے آئے تو قدرت چھن نہیں جاتی ہے

پہلا خط

حال: بندہ کے اندر ایک مرض یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سامنے آ جائے تو اس پر نظر پڑ جاتی ہے پھر اس سے نظر ہٹا نہیں سکتا۔

تحقیق: کیوں! کیا قدرت چھن جاتی ہے؟

دوسرا خط

حال: اس وقت قدرت چھن جاتی ہے۔

تحقیق: تو کیا تمہارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ اس حالت میں تم کو گناہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ قدرت نہ ہونے کی حالت میں تو گناہ نہیں ہوتا۔

تیسرا خط

حال: پہلے میں نہیں سمجھ سکا تھا اس لئے جواب میں لکھا تھا کہ قدرت چھن جاتی ہے لیکن اب سمجھ میں آیا کہ چھنتی نہیں ہے کیونکہ بعض مرتبہ تو نظر پھیر سکتا ہوں اس لئے نظر نہ پھیرنا قدرت چھن جانے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کا سبب شیطانی وسوسہ ہے اور نہ پھیرنے کی حالت میں مجھے گناہ بھی ہوتا ہے۔ اب حضور جو علاج تجویز فرمائیں اس گناہ سے بچنے کے واسطے اس پر پابند رہوں گا۔

تحقیق: قدرت سے کام لو۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

سست طبیعت کا علاج سکون وقوت ہے

حال: کبھی اگر گھبراہٹ ہوتی ہے یا اوراد میں طبیعت سست ہوتی ہے تو کبھی ارادے سے اور کبھی ارادے کے بغیر حضرت کی صورت خیال میں سامنے ہوکر سکون پیدا کرتی ہے اور طبیعت کے قوی ہونے کا سبب ہوتی ہے کیا یہ ارادہ برا تو نہیں ہے؟ خصوصاً میری حالت کے اعتبار سے کہ تنہائی میں یا تاریکی میں وساوس زیادہ آتے ہیں۔

تحقیق: کیا سکون وقوت اسی تدبیر میں ہی ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

حب دنیا کا علاج

حال: اس خط میں ایک دوسرا مرض لکھنا چاہتا ہوں۔ وہ حب دنیا ہے۔ اپنے اندر دنیا کی محبت پاتا ہوں۔ رسالہ تبلیغ دین ص ۵۶ میں ہے۔ "دنیا صرف مال و جاہ ہی کی محبت کا نام نہیں ہے بلکہ موت سے پہلے جس حالت میں بھی ہو وہ سب دنیا ہے۔ دنیا کے تمام جھگڑوں بکھیڑوں اور مخلوقات اور موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام دنیا کی محبت ہے۔"

تحقیق: مراد عقلی محبت ہے طبعی محبت نہیں۔

حال: پھر تھوڑا آگے ہے "یاد رکھو کہ آدمی کو جاہ و مال کے علاوہ زمین کی بھی محبت ہوتی ہے مثلاً مکان بنائے یا کھیتی کرے نباتات کی محبت ہوتی ہے مثلاً جڑی بوٹی ہو کہ اس کو دواؤں میں استعمال کرنا یا ترکاری و دیگر پیداوار ہو کہ اس کو کھائے اور مزہ اڑائے۔ معدنیات کی محبت ہوتی ہے۔" اسی طرح اور بھی چند چیزوں کو گنا کر لکھتے ہیں۔

''انہیں چیزوں کی محبت کا نام نفس کی خواہشات ہیں جس کو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو خواہش سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے'' اور دنیا کی محبت کی تعریف جو اس کتاب میں کی گئی ہے کہ ''موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام دنیا کی محبت ہے'' وہ مجھ پر سچ ثابت ہوتی ہے۔

مجھے ان مذکورہ چیزوں کے ساتھ تعلق ہے اور اپنے اندر ان کی محبت پاتا ہوں۔ اس تعریف کو دیکھ کر مجھے کچھ پریشانی بھی ہوئی کہ اس سے بچنا تو بہت مشکل ہے۔ میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ دنیا کی محبت اس کو کہتے ہیں کہ مخلوق سے اتنی محبت ہو جو اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب ہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دے۔ خود محبت اور خود تعلق نقصان دہ نہیں ہے۔

تحقیق: تمہارا سمجھنا ٹھیک ہے۔

حال: لیکن اس تعریف میں کچھ فرق نہیں کیا گیا ہے۔

تحقیق: اس تعریف میں وضاحت کی ضرورت ہے اور میں نے اوپر وضاحت کر دی ہے۔

حال: اس لئے مجھے پریشانی ہوئی کہ اپنے اوپر اس کو سچ پاتا ہوں اس لئے حضرت کے پاس لکھتا ہوں کہ یہ حب دنیا کا مرض میرے اندر موجود ہے۔ حضرت اس کے دور کرنے کی جو تدبیر بتائیں اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: جب مرض کا وجود ثابت ہو جائے گا علاج بتایا جائے گا۔

نوٹ: (الف) اس جواب میں حضرت امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ایک کلام جزئی کی جو وجہ بیان کی گئی ہے اور جواب بالا میں ان کے پورے مزاج کی جو وجہ بیان کی گئی وہ بہت ہی ضروری، مفید اور بہت ساری الجھنوں کو دور کرنے والی ہے۔ فقط

نوٹ: (ب) پھر ان کا دوسرا خط آیا کہ الحمد للہ حضرت کی شرح فرما دینے سے کہ عقلی محبت مراد ہے سارے شبہات دور ہو گئے اب کوئی الجھن باقی نہیں رہی اور الحمد للہ اس معنی کے اعتبار سے دنیا کی محبت اپنے اندر نہیں پاتا ہوں۔ ان چیزوں سے اتنا ہی تعلق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تعلق اور محبت پر غالب نہیں ہے۔ دوسرے خط میں کوئی اور مرض لکھوں گا اس خط سے صرف اطلاع اور دعا کرانی مقصود ہے۔ آہ اس کے جواب میں مبارک باد لکھی گئی۔

حال: مواعظ میں بعض مضامین ایسے مشکل ہوتے ہیں جن کی تشریح جناب والا نے علم منطق وصرفی ونحوی قواعد کے ذریعے طے فرمائے ہیں تو ان کا سیکھنا بھی بندہ کے لئے لازم ہے کہ کسی استاد سے موقع بہ موقع سبقا سبقا حاصل کیا جائے یا یوں ہی چھوڑا جائے۔

تحقیق: جو سمجھ میں نہ آئے اس کو چھوڑ دو۔

حَالؒ: مطالعہ (مواعظ) کے وقت اکثر مضامین فدوی سمجھتا ہے مگر یاد نہیں رہتے تو یاد کر لینا ضروری ہے؟

تحقیق: نہیں ہے۔

حَالؒ: یا صرف اتنا کافی ہے کہ کتاب میں دیکھ کر دل کی تسلی کرتا رہے۔ ان کے بارے میں جو ارشاد ہو۔

تحقیق: اگرچہ یاد نہ رہے مگر اثر باقی رہ جائے گا۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

بدنظری کا علاج

پہلا خط

حَالؒ: احقر کو بدنظری کا مرض ہے اس کے بارے میں اگرچہ اتنا ضرور کرتا ہوں کہ جب کسی پر بری نظر پڑی فوراً جبراً وقہراً ادھر سے نگاہ ہٹالی اور تیزی سے اس جگہ سے چلا گیا اور استغفار کر لی مگر پھر بھی اتنا تقاضا رہتا ہے کہ اللہ کی پناہ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نگاہ پڑنے کے بعد دو چار سیکنڈ اس پر نگاہ قائم بھی رہتی ہے مگر جب خیال آتا ہے فوراً ہٹا لیتا ہوں دیکھنے کی چاہت کے وقت قدرت تو رہتی ہے مگر نفس امارہ کہتا ہے کہ نظر کر لے پھر توبہ کرنے سے اللہ رحمٰن ورحیم معاف فرمائیں گے اور عین وقت پر وہ خبیث مغلوب کر لیتا ہے پھر ایک دو سیکنڈ کے بعد نگاہ کو ہٹا کر توبہ کر لیتا ہوں اور بے انتہا استغفار کر لیتا ہوں لیکن اس کا کیا کروں کہ یہ جو بالکل چاہت کے وقت نفس خبیث مغلوب کر لیتا ہے۔ اس سے سخت ندامت اور پریشانی ہوتی ہے۔ جانتا ہوں کہ استغفار کر لی ہے مگر دل صاف نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دل پر اس کا میلا پن باقی ہے۔ ورنہ استغفار سے تو دل صاف ہو جاتا ہے۔ یہ سمجھ کر اور بھی پریشان ہوتا ہوں۔ اب حضرت والا سے ہاتھ باندھے ہوئے عرض ہے کہ حضرت والا ایک ایسا علاج مرحمت فرمائیں کہ اللہ جل شانہ اس کی برکت سے بالکل چاہت کے وقت نفس امارہ پر غلبہ کی قدرت عطا فرمائیں۔

تحقیق: (اللہ تعالیٰ نے) قدرت تو عطا فرمائی ہے مگر جب اس سے کام نہ لو اس کا کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں۔ جہنم میں علاج ہوگا۔

دوسرا خط

حَالؒ: حضرت والا نے پہلے پرچہ میں جو جملہ شریفہ تحریر فرمایا ہے کہ کیا چاہت کے وقت قدرت نہیں رہتی، اور اس کے بعد کے پرچہ میں جو قول مبارک تحریر فرمایا ہے یعنی ''قدرت تو عطا فرمائی ہے جب اس سے کام نہ لو اس کا

کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں جہنم میں علاج ہوگا۔'' ان دونوں سے احقر کو اتنا فائدہ ہوا جو بیان کرنے سے احقر قاصر ہے۔ اب عزم بالجزم پکا ارادہ یقین کے ساتھ کرلیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل وکرم اور حضرت کی دعا سے کبھی بھی یہ کام نہیں ہوگا۔

تحقیق: مبارک مبارک۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

ریاء کا شبہ اور اس کا ازالہ

حال: کبھی کبھی جس روز خانقاہ میں کوئی مہمان موجود ہوتا ہے اس روز نفس میں اس بات کی چاہت ہوتی ہے کہ تہجد کی نماز جلدی پڑھ کر ذکر بلند آواز سے شروع کیا جائے تاکہ ذکر کو مہمان سن لے۔ کبھی نفس کی چاہت کی وجہ سے تہجد کی نماز جلدی نہیں پڑھتا ہوں بلکہ تہجد کی نماز آہستہ آہستہ پڑھ کر ذکر بھی آہستہ آہستہ کرتا ہوں۔

تحقیق: جب یہ فعل اختیاری ہے ایسا ہی کرنا چاہئے اور آہستہ سے مراد اگر حسب عادت ہے تو کافی ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ اس سے بھی آہستہ تاکہ ریا کے احتمال کا پورا مقابلہ ہو تو اس کی ضرورت نہیں عادت کے موافق کافی ہے۔ ریا کے احتمال کا مقابلہ تصحیح نیت سے کافی ہے لیکن اگر زیادہ پریشانی ہونے لگے تو علاج کے لئے عادت سے بھی آہستہ زیادہ بہتر ہے۔

حال: کسی دن نفس کی چاہت کی وجہ سے تہجد کی نماز جلدی پڑھ کر ذکر کو بلند آواز سے شروع کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ بھی فعل اختیاری ہے جس میں ریاء کی چاہت پر عمل ہے مت کرو۔ اور بلند آواز سے کرنے میں یہاں بھی اسی قیاس کے مطابق صورتیں ہیں۔

حال: بعد میں خیال ہوتا ہے کہ یہ تو ریاء ہے پھر ذکر آہستہ کرتا ہوں تاکہ کوئی سن نہ لے۔ حضرت! کیا اس حالت میں ذکر کو آہستہ نہ کرنے کا سبب ہے۔

تحقیق: اوپر مفصل ومکمل لکھ چکا ہوں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

فضول باتیں کرنے کا علاج

حال: دوسرا مرض زبان کا پہلے کی طرح موجود ہے یہ مرض ناسور جیسا ہوگیا ہے کہ زبان کو فضول باتوں سے روکنے میں کامیابی نہیں ہوتی۔

تحقیق: وہی اختیار واختیار نہ ہونے کا سوال یہاں بھی ہے۔

حال: رنج وغم کی حالت میں تو یہ زبان خود ساکت رہتی ہے۔ لیکن جہاں فکر وتردد دور ہوا زبان اپنی اصلی حالت

پر آ جاتی ہے۔

تحقیق: آ جاتی ہے یا لائی جاتی ہے۔

حال: کاملین کی صحبت سے اس مرض میں بے حد کمی ہو جاتی ہے۔ میں طبیعت کا اندازہ کرتا ہوں کہ اگر چھ ماہ ایسی صحبت نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ اس مرض میں بہت کمی ہو جائے گی لیکن ایسی صحبت میسر نہیں۔

تحقیق: صحبت پر موقوف نہیں مدار ہمت پر ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۶ھ)

دل نہ لگنے کا علاج

حال: بعض مستورات کی طرف سے۔

میری حالت جس کو میں محسوس کر سکتی ہوں یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ میرا قرآن شریف کی تلاوت، ذکر اور نماز میں اکثر بہت دل لگتا ہے۔ کبھی قرآن شریف کی تلاوت میں بہت دلچسپی ہوتی ہے کبھی ذکر میں اور کبھی نماز میں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز میں دل نہیں لگتا ہے۔

تحقیق: اس (دل لگنے نہ لگنے) کی طرف توجہ نہ کی جائے ایسی تبدیلیاں سب کو پیش آتی ہیں۔ اصل چیز عمل ہے اس میں خلل نہ ہو برکت اسی سے ہے۔

حال: جس زمانہ میں میری طبیعت نماز اور ذکر وغیرہ میں بہت لگتی ہے مجھے تمام دن خوشی اور مسرت رہتی ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ سوائے خدا کے اور کوئی ذکر نہ ہو لیکن خدا جانے کیا واقعہ ہے کہ دعا میں میرا دل بالکل نہیں لگتا۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہی مجھے وحشت سی ہونے لگتی ہے اور بہت دل اکتانے لگتا ہے۔

تحقیق: طبیعتوں کا رنگ پیدائشی طور پر الگ الگ ہے مگر یہ نقصان دہ نہیں ہے۔ مقصود خدا تعالیٰ کی یاد ہے خواہ ذکر وغیرہ سے ہو یا دعا سے ہو۔ مقصود ہر حال میں حاصل ہے۔

فائدہ: يؤيد هذا بحديث ابى سعيد بقول الرب تعالى من شغله قراة القرآن عن مسئلتى اعطيته افضل ما اعطى السائلين. (ترجمہ: اور اس کی تائید ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ (حدیث قدسی ہے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کو قرآن کی مشغولی دعا مانگنے نہ دے تو میں اس کو سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہوں)۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کو قرآن کی مشغولی مجھ سے مانگنے سے روکتی ہے میں اس کو تمام مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔

للترمذی (جمع الفوائد فضل القرآن) دل الحدیث علی ان التقلیل فی الدعاء غیر مضر.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا میں کمی کرنا نقصان دہ نہیں ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۶ھ)

حبِ دنیا اور حبِ جاہ کا علاج

حَال: نفس کے دھوکوں اور برائیوں سے بچنے کا بھی لحاظ رکھتا ہوں۔ کبھی کبھی اچھے کھانے کپڑے اور عمدہ مکان بنانے کی لالچ ہوتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ زیادہ روپیہ پیسہ پاس ہو اس سے حب دنیا کا شبہ ہوتا ہے۔ جب اس خیال کا کچھ غلبہ ہوتا ہے تو تبلیغ دین وغیرہ میں حب دنیا کی مذمت اور زہد وغیرہ کا بیان دیکھ لیتا ہوں اس کے استحضار سے لالچ کمزور ہو جاتی ہے۔ نفس یہ بھی چاہتا ہے کہ کوئی شخص برا نہ کرے اور اعزہ واحباب کے بارے میں اس کا خیال بھی ہوتا ہے کہ وہ جائز تقریبات میں مجھ کو نہ بھولیں۔ اس کے خلاف پیش آنے سے طبیعت میں پریشانی محسوس ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے اکثر تقریبات میں میں خود نہیں شریک ہوتا ہوں۔ مگر اس سے تنگی ہوتی ہے کہ اہل تعلق میں سے کوئی یاد نہ کرے۔ اس سے بھی حب دنیا اور حب جاہ کا شبہ ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں بھی جب تبلیغ دین وغیرہ میں کچھ مضمون پڑھ لیتا ہوں تو طبیعت میں سکون ہو جاتا ہے۔ طالب حق کے واسطے اس قسم کے خیالات نہایت شرم ناک معلوم ہوتے ہیں۔ براہ شفقت وکرم حضور دعا وتدبیر سے میری مدد فرمائیں۔

تحقیق: دعا بھی کرتا ہوں اور تدبیر یہ ہے کہ نفس کی چاہت کی مخالفت کی جائے۔ اور اقارب کی شکایت کی وجہ سے یعنی اپنا حق سمجھنا اس کی ضد کا استحضار اس طرح کیا جائے کہ اپنی کمیوں نااہلی کا ہمیشہ استحضار کیا جائے۔

(النور، رجب ۱۳۵۶ھ)

نفس کی اصلی سزا تو ندامت ہے باقی تقویت کے لئے بدنی یا مالی سزا دی جاتی ہے

حَال: ایک اجازت یافتہ کی طرف سے۔

نفس کی یہ بدمعاشی کہ علم، قدرت اور اختیار کے باوجود کام نہ کرے یا نہ چھوڑے اور بالکل بھی عقل اور شرع کے اعتبار سے مجبور نہیں ہے۔ اس پر کیا سزا ہونی چاہئے۔ بدنی سزا ہو یا مالی یا کیا انداز اختیار کیا جائے۔

تحقیق: کبھی بعض طبیعتوں میں مالی یا بدنی سزا سے ندامت کم ہو جاتی ہے۔ اصل مقصود ندامت ہی ہے جس کو قوت دینے کے لئے وہ سزا تجویز کی جاتی ہے جب کسی عارض (وقتی رکاوٹ کی وجہ) سے اس (مالی و بدنی سزا) میں کمزوری ہو جائے وہ مقصود نہ رہے گا اور اس وقت آپ کے لئے یہی مناسب ہے کہ ندامت پر اکتفا ہو۔

”ویوید قوله تعالیٰ ﴿علی بعض التفاسیر فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا﴾ الایة اذا لم تکن الا زائدة فافادت ان الاصابة والعقوبة من خواصها زوال الحزن ولو فی بعض الاوقات لان القضیة شخصیة۔“ (اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ ”پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم کے بعد غم پہنچایا تاکہ لوگ غمگین نہ ہوں۔“ جب لا زائد نہ ہو تو آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ مصیبت کا پہنچنا اور سزا کی خصوصیت ہے کہ اس سے غم ختم ہوجاتا ہے اگرچہ بعض وقت ہو۔) (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

ریا دین کے ذریعے مخلوق کو خوش کرنے کے ارادے کا نام ہے

حَال: حضرت کے مواعظ میں سے کبھی اگر اپنے پاس بیٹھنے والوں سے کوئی بات کرتا ہوں تو دل میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ریا ہے۔ چونکہ اپنے نفس میں ریا کا احساس ہے۔ ہر وقت یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ تو جو کچھ کہتا ہے وہ تیرے افعال کے خلاف ہے، دل ہی دل میں طے کر لیتا ہوں کہ آئندہ نہ کروں گا۔ لیکن ریاء کا اتنا غلبہ ہے کہ پھر شروع کر دیتا ہوں۔ یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اگرچہ منصب کے خلاف وعظ کہنا ہے جو میرے لئے نقصان دہ ہے۔ اس کا جو علاج مناسب ہو تجویز فرمایا جائے۔

تَحقِیق: ریا ہر خیال کا نام نہیں بلکہ جس خیال کی وجہ سے دین کے ذریعے مخلوق کو خوش کرنے کا ارادہ ہو اور یہ اختیاری بات ہے۔ جب اس کا ارادہ نہ ہو وہ ریاء ہی نہیں اگرچہ وہم ریا ہو وہم ریا وسوسہ ریا ہے جس پر پکڑ نہیں ہے۔ ایسے وہم سے عمل صالح کو نہ چھوڑا جائے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

حبِ جاہ کا علاج

حَال: حضرت اقدس! عام طور پر تو اس ناچیز کو اپنے عیوب بھی پیش نظر رہتے ہیں۔ کوئی تعریف بھی کرتا ہے تو اپنی نالائقیاں یاد آ کر شرمندہ ہوتا ہوں۔ لوگوں سے جہاں تک ہو سکے الگ رہتا ہوں۔ کبھی ضرورت کی وجہ سے کہیں جانا ہوتا ہے یا بعض دوست کبھی ملنے آجاتے ہیں تو گفتگو کے درمیان میں کوشش کرتا ہوں کہ بات اس طرح قوت سے ادا ہو کہ مخاطب متاثر ہوں۔ اس وقت اگر کوئی تعریف کرتا ہے یا ان میں کوئی خاص اثر معلوم ہوتا ہے تو نفس خوش ہوتا ہے۔ جب بیان کرتے کرتے رک جاتا ہوں تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اگر کوئی بات موقع کے مناسب یاد آجائے تو بیان کروں۔ مجلس کے ختم ہوتے ہی طبیعت بے چین ہوجاتی ہے۔ بہت ڈر لگتا ہے اور گھبرایا ہوا پھرتا ہوں کہ ملنے والوں کا تو کچھ نفع ہوگیا مگر اپنا نقصان ہوگیا کہ یہ تو حب جاہ ہے۔ جبھی تو دل

میں انتظار ہوتا ہے کہ میرے بیان سے مخاطب متاثر ہو۔ حضرت عالی! اگر یہ واقعی حب جاہ یا کوئی اور مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: شبہ سے بھی بچنا چاہئے اس عادت کو چھوڑ دیں۔ (النور، شوال ۱۳۵۶ھ)

رسالہ نعم المنادی فی تصحیح المبادی

تین خطوط پر مشتمل ہے

پہلا خط

برے اخلاق کی چاہت پر عمل نہ کرنا

حال: اخلاق و معاملات کے ٹھیک کرنے کے لئے جہاں تک ہو سکے کوشش کرتا ہوں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ برے اخلاق جیسے حسد، کینہ، غصہ اور عجب وغیرہ کا مادہ دل کے اندر چھپا ہوا موجود ہے اگرچہ اس کی چاہت پر عمل نہیں کرتا ہوں لیکن کبھی کبھی بھول ہو جاتی ہے۔ خیال آنے پر ارادے سے دور کرتا ہوں۔

تحقیق: پھر اور کیا چاہئے صاف لکھئے۔

حال: معاملات کے بارے میں عرض ہے کہ ملازمت کی ابتدا سے رشوت سے محتاط نہ تھا۔ آٹھ سال ہوئے میں نے اس سے توبہ کی۔ جن جن سے رشوت لی تھی یا قرض لیا تھا ان سے معاف کرانے کا یا ان کو ادا کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کئی شخصوں سے معاف کرا چکا ہوں۔ ایسے اشخاص کی جہاں تک یاد آ سکی اس کی فہرست بنا لی ہے اور پکا ارادہ ہے کہ ان سے معاف کراؤں گا یا ادا کروں گا۔ میرے اوپر سودی قرضہ بھی ہے چوتھائی تنخواہ سے زیادہ اس میں ہر ماہ دیتا ہوں۔ اللہ پاک سے دعا کرتا رہتا ہوں کہ مجھ کو حقوق العباد سے نجات دے۔ حضور بھی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔

حال: اصلاح کی حقیقت میرے ذہن میں یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا جوئی کے جو طریقے ہیں یعنی تزکیۂ نفس۔

تحقیق: اس کی کیا تفسیر ہے۔

حال: شرعی کرنے کے کاموں کو اخلاص سے پورا کرنا۔

تحقیق: اس میں مصلح کا کیا دخل ہے۔

حَال: اورشرعی نہ کرنے کے کاموں سے بیزاری، ان پر استقامت کی توفیق عطا ہو جائے۔ اللہ پاک کی یاد قلب میں جگہ پکڑ لے۔

تحقیق: (کیسی بیزاری) عملی یا اعتقادی یا حالی؟

دوسرا خط

حَال: پچھلے خط میں میں نے عرض کیا تھا کہ بری عادتوں کا مادہ دل میں موجود ہے لیکن اس کی چاہتوں پر عمل نہیں کرتا ہوں۔ حضور والا نے پوچھا ہے کہ ''پھر اور کیا چاہئے'' جواب میں عرض ہے کہ میں جانتا ہوں کہ بری عادتوں کا پوری طرح ختم ہونا ناممکن ہے اور ان کی چاہتوں پر عمل نہ کرنا کافی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس کی توفیق اپنے میں پاتا ہوں اگرچہ قوی نہیں اللہ پاک توفیق میں زیادتی فرمائے۔ باقی میرا یہ کہنا کہ بری عادتوں کی چاہتوں پر عمل نہیں کرتا۔ میرے اپنے محسوسات کی وجہ سے ہے۔ ایک عامی کی محسوسات ہی کیا غالبًا بہت سے برے اخلاق میں مبتلا ہوں گا۔ لیکن مجھ کو ان کا احساس نہیں ہے۔

تحقیق: احساس ہونا چاہئے۔ ورنہ اس کا علاج کیسے پوچھا جائے گا خصوص جبکہ مصلح کے مشاہدہ سے بھی دور ہو۔ ایسی حالت میں مصلح کے احساس کی بھی کوئی صورت نہیں۔ ایسا کم ہوتا ہے کہ مصلح کو کسی واقعہ سے اطلاع دی۔ اور اس نے اس واقعہ سے کسی عادت کا صحیح استنباط کرلیا۔ یہ علاج کے لئے کافی نہیں۔ لہٰذا خود طالب علم کو احساس کرنا چاہئے جس کی تدبیر یہ ہے کہ ایسے رسائل کا مطالعہ کیا جائے جیسے تبلیغ دین یا میرے مواعظ۔

حَال: دوسرا استفسار حضور والا کا یہ ہے کہ تزکیہ نفس کی تفسیر کیا ہے۔ جواب میں عرض ہے کہ تزکیۂ نفس کی تفسیر یہ ہے کہ قلب کو ان بڑے اخلاق مثلاً حسد، کینہ، تکبر، غصہ، خود پسندی، ریا، کذب، حب جاہ اور حب مال وغیرہ سے پاک کرے۔ جو حق تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ان اچھے اخلاق جیسے محبت، خشیت، رجاء، صبر، شکر، اخلاص، صدق اور توکل اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا وغیرہ سے قلب کو آراستہ کرے۔ جو حق تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہیں۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حَال: تیسری بات حضور والا نے یہ پوچھی کہ ''حصول اخلاص میں مصلح کو کیا دخل ہے۔'' جواب میں عرض ہے کہ اخلاص اختیاری بات ہے اور اختیاری بات کے حاصل کرنے کا طریقہ اختیار کا استعمال اور مجاہدہ ہے لیکن ممکن ہے کہ ریا کا مرض اخلاص کی ضد ہے اس صورت سے ظاہر ہو کہ طالب اصلاح خود احساس نہ کر سکے ایسی حالت میں وہ مصلح کا محتاج ہوگا۔ جو کبھی ایسے امراض کی تشخیص اور مجاہدہ کا طریقہ تجویز کرتا ہے جو ان امراض کا علاج ہے۔

اسی طرح مجھ کو بزرگوں کی دعا کے برکات اور توجہ کے فیض کا انکار نہیں ہے لیکن یہ دونوں باتیں غیر اختیاری ہیں۔ میں نے حضور والا سے اصلاح کی درخواست کرتے وقت اپنی اصلاح کے لئے ان ذرائع سے امید وابستہ نہیں کی ہے تاکہ بعد میں وحشت اور مایوسی کا سامنا نہ ہو۔

تحقیق: مضمون کے سارے اجزاء بالکل صحیح تسلی بخش اور امید افزا ہیں۔

حال: آخر میں حضور والا نے ممنوعہ چیزوں سے بیزاری کے بارے میں پوچھا ہے کہ بیزاری عملی یا اعتقادی یا حالی کونسی مراد ہے۔ جواب میں عرض ہے کہ صرف اعتقادی اور عملی درجہ مراد ہے۔ حالی غیر اختیاری بات ہے اور غیر اختیاری باتیں رضا کے حاصل ہونے کے طریقے نہیں ہو سکتے ہیں۔

تحقیق: بالکل صحیح۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ''کیفما اتفق'' (جس طرح پیش آئے) مجھ سے ایک ایک چیز کے بارے میں پوچھا جائے اور میں جو عرض کروں اس پر عمل کر کے پھر مجھ کو اطلاع کی جائے۔ اسی طرح جب ایک چیز کے بارے میں علمی تحقیق اور عملی پختگی کا فیصلہ ہو جائے پھر دوسری چیز کا اسی طرح سلسلہ شروع کیا جائے اور ہر خط کے ساتھ اس سے پہلا خط ضروری طور پر ساتھ بھیجا جائے۔

تیسرا خط

حال: حضرت کے ارشاد کے مطابق تبلیغ دین اور حضرت والا کے مواعظ مطالعہ میں ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ کبر و عجب پر بفضلہٖ غالب آ چکا ہوں۔ لیکن اس ہفتہ میں اپنے ہر فعل پر غور کے ساتھ توجہ رکھنے سے کئی مرتبہ مجھ کو اپنے اندر کبر و عجب کا احساس ہوا۔ اگرچہ نفس نے ہر اس فعل کا جس پر مجھ کو کبر و عجب کا گمان ہوا بہانہ پیش کرنے کی کوشش کی لہٰذا چند واقعات ان کے بہانوں کے ساتھ جو نفس نے پیش کئے حضور والا کے فیصلہ کی غرض سے تحریر کرتا ہوں۔

❶ ایک عالم صاحب نے میرے دماغ اور ذہانت کی مدح فرمائی۔ جس کو سن کر مجھ کو نہایت مسرت ہوئی اور مدح کو سچ سمجھا۔ عقلی طور پر خوب ذہن نشین ہے کہ میرا کوئی کمال میرا ذاتی نہیں ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے صرف اپنے فضل سے حق کے بغیر عطا فرمایا اور جب چاہے واپس لے لے۔ مدح کو سچ سمجھنے کے بارے میں نفس نے یہ بہانہ کیا کہ جب تم اس کو اپنا کمال نہیں سمجھتے اور اللہ پاک کا انعام سمجھتے ہو تو اس خوبی کو خوبی نہ سمجھنا اللہ پاک کی ناشکری ہوگی۔

❷ گھر میں گھی کی ضرورت تھی ملازم کام کو گیا ہوا تھا مجھ سے کہا گیا کہ بازار سے گھی لے آؤ۔ میں نے ایک

دیگچی ہاتھ میں اٹھائی اور جانے کے لئے تیار ہوگیا۔ میری اہلیہ نے میرے ہاتھ میں ایک اٹھنی دی۔ آٹھ آنے دیکھ کر میں نے دیگچی رکھ دی اور یہ کہا کہ آٹھ آنے کا گھی خریدنے میں مجھ کو شرم آدمی ہے۔ یہ کہنے کے بعد فوراً خیال آیا کہ شرم کی وجہ تکبر ہے نفس نے بہانہ کیا کہ اللہ پاک نے تم کو ملازم دیئے ہیں، دوسو روپیہ ماہوار کی تنخواہ ہے اور سرکاری عہدہ دار کیا ہے اگر کوئی شخص آٹھ آنے کا گھی خریدتے دیکھے گا تو ذلت کی نگاہ سے دیکھے گا کہ اتنی تنخواہ ہے اور آٹھ آنے کا گھی خرید رہے ہیں لیکن میں نے اس بہانے کو صرف بہانہ ہی سمجھا اور نفس کی تادیب کی غرض سے اس پر آمادہ ہوگیا کہ آٹھ آنے کا نہیں بلکہ چار آنے کا گھی خرید کر لاؤں گا اور دیگچی اٹھا کر چلا تو اب اس بات پر شرم آنا شروع ہوئی کہ چار آنے کے گھی کے لئے اتنا بڑا برتن لے جاؤں گا تو دوکاندار احمق سمجھے گا۔ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ملازم آ گیا اور میری اہلیہ نے برتن میرے ہاتھ سے لے کر اس کو دے دیا۔

❸ میں نے اپنے ایک ماتحت کو اشارہ سے بلایا اس نے دیکھا لیکن اپنے کام میں مشغول رہا مجھ کو اس کا کام چھوڑ کر فوراً نہ آنا طبعی طور پر ناگوار ہوا۔ لیکن میں نے اس کی چاہت پر عمل نہ کیا۔ بعد میں خیال آیا کہ ایسے موقع پر تواضع کا برتاؤ کرنا سیاست اور انتظام میں رکاوٹ ہوگا اس لئے میں نے اپنے پر مصنوعی غصہ طاری کیا اور اس کے پاس جا کر اس کو تنبیہ کی۔ میری اس تنبیہ میں ظاہراً تکبر کی سی شان تھی لیکن قلب بفضلہٖ تکبر سے پاک تھا۔ حضور مطلع فرمائیں کہ ایسے موقع پر جہاں تواضع کا برتاؤ سیاست اور انتظام میں رکاوٹ ہونا معلوم ہو۔ ظاہر میں متکبروں کا سا برتاؤ کرنے کی شرعاً رخصت ہے یا نہیں۔

❹ میرے ایک جاننے والے ہیں جو اکثر میرے اوپر پھبتیاں کیا کرتے ہیں اور میرے عیب تلاش کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ تواضع کا برتاؤ کرتا تھا۔ جس سے وہ اور زیادہ دلیر ہوتے تھے اور مجھ کو اور زیادہ دق کرتے تھے۔ ان کے انداز گفتگو سے اکثر ان کا تکبر بھی ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے ان سے نجات حاصل کرنے کا یہ طریقہ سوچا کہ ان کے ساتھ سخت برتاؤ کروں اور متکبروں کے ساتھ تکبر کرنے کی رخصت (اجازت) پر عمل کروں۔ لہٰذا ایک مرتبہ گفتگو کے سلسلہ میں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے حضور کہہ کر خطاب کیا کریں۔ میں نے نہایت کرخت (سخت) لہجہ میں ان کو جواب دیا کہ ان کے ایسا کرنے سے میری شان میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا۔ میرے ماتحت جن میں بارہ وہ انسپکٹر بھی شامل ہیں جن کی تنخواہ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہے ہر وقت مجھے حضور کہتے ہیں یہ جملے ادا ہونے کے بعد طبیعت گھبرانے لگی اور نقلی تکبر اصلی معلوم ہونے لگا اور میں نے توبہ واستغفار کیا۔

تحقیق: خط حرفاً حرفاً پڑھا۔ طلب اور اہتمام اور فکر سے دل خوش ہوا۔ دل سے دعا نکلی۔ سب کا جواب یہ ہے کہ مبتدی کو ایسی کوششیں مفید تو اس لئے ہیں کہ اس سے نظر بڑھتی ہے۔ مگر تحقیق کی فکر یا اس تحقیق پر اصلاح کو اس طرح پیدا کرنا کہ اگر نفس میں بری عادت ثابت ہو جائے تو اس کا تدارک کریں ورنہ مطمئن ہو جائیں۔ یہ نقصان دہ ہے اس لئے کہ ایسی تحقیقات اکثر وجدانی (باطنی حسی) ہوتی ہیں کہ ان میں دونوں جانب دلائل وکلام کی بہت گنجائش ہوتی ہے۔ اگر بری عادت کو ثابت کیا جائے بعض اوقات زیادتی اور گہرائی ہو جاتی ہے۔ پھر ہر چیز میں ایسے سوالات پیدا ہونے لگتے ہیں جو ایک مستقل مشغلہ ہو جاتا ہے جو ضروری مقاصد سے رکاوٹ ہو جاتا ہے۔ کبھی خود مصلح کی رائے بھی مشتبہ ہو جاتی ہے اس وقت طالب کو زیادہ شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔

اس لئے یہ طریقہ نفع کی جگہ نقصان دہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس بات میں ذرہ بھی شبہ ہو جائے اس شبہ کو حقیقت سمجھ کر اس کا تدارک عمل یعنی نفس کی مخالفت کی جائے اور اگر ہمت نہ ہو یا کوئی صاف بات مصلحت کے خلاف نظر آئے تو تدارک عمل کی جگہ استغفار اور جناب باری تعالیٰ سے اصلاح کی دعا والتجا خوب کریں۔ بس یہی معمول رکھا جائے اور جس بات کے برا ہونے میں کوئی اشتباہ نہ ہو اور بہانے کی گنجائش نہ ہو اس میں ہمت کر کے نفس کا مقابلہ اور اس کی مخالفت کی جائے اور رسمی وہمی مصالح کی پرواہ نہ کی جائے۔ والسلام

تمت رسالہ نعم المنادی فی تصحیح المبادی.

زبان پر قابو نہ ہونے کا علاج

حال: مجھ میں زمانہ سے یہ مرض ہے کہ حق بات بولنے میں یا صاف کہنے میں سختی ہو جاتی ہے۔ اس سے لوگوں کے قلب کو تکلیف ہو جاتی ہے۔ کوئی تو بالکل غمگین ہو جاتا ہے اور کوئی وقتی طور پر غمگین ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مجھ کو بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ بیکار ایک شخص کے دل کو تکلیف پہنچی۔ اکثر تو اس شخص سے معافی چاہتا ہوں مگر اپنے قلب کو اس بات کا رنج ہوتا ہے کہ ایک شخص کو تکلیف دی۔ اکثر نماز کے بعد دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو زبان پر قابو دے دیں تاکہ زبان سے فضولیات نہ نکلیں۔ حضرت والا کو بہت زمانہ سے اس مرض کا حال لکھنے والا تھا مگر کل مجلس میں ظہر کے بعد جو حدیث حضرت والا نے ''من سلم المسلمون'' (کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں) بیان فرمائی تو اپنا مرض یاد آ گیا۔ حضور سے ہاتھ باندھے ہوئے التجا ہے کہ اس مرض کا جو مناسب علاج حضور نے تجویز فرمایا اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: کچھ دن اس بات کو لازمی طور پر کرلیا جائے کہ کسی کو بالکل ہی نصیحت نہ کی جائے اور یاد رکھ کر ہمت سے اس پر عمل کیا جائے۔ کچھ دن ایسا کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اعتدال پیدا ہو جائے گا اگر کوئی موقعہ نصیحت کا ایسا ہو کہ آپ کے علم میں فوراً ہی کہنا واجب ہو تو کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے کہہ دیا جائے تاکہ واجب فوت نہ ہو۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

سماع کی رغبت کا علاج

(ثانیہ)

حال: سماع سننے کے بارے میں حضرت والا کا خیال قطعاً درست ہے کہ میں اس غلطی میں مبتلا ہوں۔ آئندہ خدا چاہے احتیاط رہے گی۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

حال: لیکن یہ بات عرض کے قابل ہے کہ شب کے سناٹے میں جبکہ فضا خاموش ہو دور سے ایک آواز مسلسل آرہی ہو اور طبیعت میں رغبت بھی موجود ہو تو سننے سے رکنا مشکل سا معلوم ہوتا ہے۔ اگر آواز مسلسل نہ آرہی ہو تو بظاہر آسان ہے۔ بہرحال آئندہ عمل کرنے اور کوشش میں بالکل بھی رکاوٹ نہ ہوگی۔

تحقیق: بندہ جتنی باتوں کا مکلف ہے وہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے یعنی اس وقت بہ تکلف قلب کو دوسری طرف متوجہ کردیا جائے۔ اس توجہ کے ساتھ گانے کی طرف جو توجہ ہوگی وہ غیر اختیاری ہوگی جس پر ملامت نہیں لیکن اس ارادے سے حاصل کی گئی توجہ میں اگر کمی ہو جائے اس کو دوبارہ تازہ کرلیا جائے۔ پھر اس کے باوجود بھی اگر جان بوجھ کر کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سخت پکڑنے والے نہیں۔ یعنی اہل ایمان کے لئے باقی کچھ دشواری اس میں بھی ہوگی مگر اتنی ہی جیسا نیند کے غلبہ میں فرض ادا کرنا یہ دشواری خود لذیذ ہے کما ھو مشاھد جیسا کہ نظر آتا ہے۔ (النور، محرم ۱۳۵۷ھ)

ریاء کا علاج

حال: الحمد للہ کہ احقر کو ایک عرصہ سے نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام رہا ہے۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ شرکت جماعت میں کچھ دیر ہوگئی یا پہلی صف میں جگہ نہ ملی (اگر چہ یہ تاخیر بعذر شرعی ہی ہو) تو ایسی حالت میں مجھ کو دوسرے نمازیوں سے بہت شرم اور حجاب معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ نماز کے ختم کے بعد شرم کی وجہ سے نگاہ اوپر

نہیں اٹھتی مجھے اپنی اس حالت سے (یعنی لوگوں سے شرم آنا) یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید ریاء کا اثر ہے اور اس وجہ سے یہ حالت بری ہو۔ لہٰذا حضرت اقدس سے اپنی اس حالت کے بارے میں یہ پوچھنے کی جرات کرتا ہوں کہ کیا یہ کوئی بری حالت ہے۔ اگر ہے تو اس کا کیا علاج کروں؟

تحقیق: ریا اختیاری ہے یا غیر اختیاری اور یہ حالت اختیاری ہے یا غیر اختیاری اور کیا اختیاری و غیر اختیاری دونوں ایک ہو سکتی ہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

حدیث نفس کے غلبہ کا علاج

حال: الحمد للہ کہ "اختیاری باتوں" کے مسئلہ کے بارے میں بھی حضرت کے نسخے نے کامل شفا بخشی۔ اور "شرح اسباب" کے ساتھ "اطال اللّٰہ بقائکم و نفعنا بہ."

اب صرف ایک بات اور جاننا چاہتا ہوں کہ حضرت نے حرکت فکریہ کے ختم کرنے کی جو صورتیں تحریر فرمائیں ان میں سے ایک یا ان کے علاوہ حضرت کے نزدیک جو میرے لئے زیادہ موثر و مناسب ہو وہ بھی تحریر فرمائی جائے۔ میں بطور خود تو جو کچھ نماز میں پڑھتا ہوں اسی کے معنی پر متوجہ رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر اس میں کامیابی اتنی کم ہوتی ہے چاہتا ہوں کہ کم از کم جس وقت "اھدنا الصراط المستقیم" زبان سے ادا ہوتا ہے اسی کے معنی پر توجہ ہو۔ مگر اکثر اتنا بھی نہیں ہوتا یا آگے نکل جانے کے بعد خیال آتا ہے۔ مقتدی ہونے کی صورت میں پاس انفاس کا لحاظ رکھنا چاہتا ہوں اس میں بھی زیادہ کامیاب نہیں ہوتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ حضرت بس حدیث نفس کا بہت غلبہ رہتا ہے۔ بہر حال اب حضرت جو صورت تجویز فرمائیں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی جو صورت حضرت نے لکھی ہے اس کی کچھ تفصیل کا محتاج ہوں۔

تحقیق: اس سوال سے اس لئے دل خوش ہوا کہ ایسا کام کرنے کی علامت ہے۔ جو شخص کام کرے گا اس کو یہ سوال پیش آئے گا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے حل کا ذریعہ بنایا۔ جس سے آپ بہت سے طالبین کے پریشانی دور ہونے کا سبب ہو گئے۔ "والحمد للہ علی ذلك" گذشتہ خط لکھنے کے وقت میرا دل چاہتا تھا کہ یہ سوال کیا جائے اور کئے جانے کی امید بھی تھی اب جواب عرض کرتا ہوں۔

اصل میں جو توجہ خیالات کو ختم کرنے والی ہے وہ دو قسم کی ہے۔ ایک غور و فکر کے ساتھ اگرچہ مختلف چیزوں کی طرف ہو۔ دوسری ایک چیز کی طرف ہو اگرچہ غور و فکر کے بغیر ہو۔ اب جس شخص کو آیات و افکار کے معانی غور کئے بغیر ذہن میں آجاتے ہوں وہاں نہ غور ہے نہ جس میں فکر ہے وہ ایک چیز ہے اس لئے توجہ کی کوئی قسم نہ پائی

گئی پس وہ خیالات کو ختم کرنے والی بھی نہ ہوگی۔ بخلاف اس شخص کے جس کو سوچنے سے معنی یاد آتے ہوں۔ اس شخص کی توجہ خیالات کو ختم کرنے والی بھی ہوگی۔ اس لئے آپ کو اس تدبیر میں کامیابی نہیں ہوئی کہ آپ کو غور کی ضرورت نہیں ہے اس لئے ایسے شخص کو جس کو غور کی ضرورت نہ ہو دوسری توجہ کی ضرورت ہوگی۔ یعنی ایک چیز کی طرف توجہ خواہ وہ ایک چیز کچھ بھی ہو ذات حق ہو یا بندہ کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہو یا کعبہ کو دیکھنا ہو یا کچھ اور ہو۔

آپ نے جس اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی تفصیل پوچھی ہے وہ یہی ہے کہ جس طریقہ سے بھی بے تکلف ذہن میں آجائے ان کی ذات کا مختصر طور پر تصور رکھے۔ جس پر ہر شخص قادر ہے زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں ہے یا ان کے کسی فعل کا تصور رکھے مثلاً وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔

ایک چیز کی طرف توجہ کا ایک طریقہ میں نے تجویز کیا ہے جو بہت ہی آسان اور بے حد مفید بھی ثابت ہوا ہے۔ وہ یہ کہ اپنی تمام طاعات صلوٰۃ وتلاوت واذکار بلکہ جائز کاموں میں بھی اس کا تصور رکھے کہ یہ سب عنقریب حق تعالیٰ کے اجلاس میں پیش ہوں گے تو ان میں کوئی ایسا اختیاری خلل نہ ہو جس سے پیشی کے قابل نہ ہوں۔ بس اتنا ہی تصور کافی ہے۔ ابتداء میں استحضار ضعیف ہوگا۔ مگر تعلق کے بعد اس استحضار میں ہیشگی پیدا ہو جائے گی۔ چونکہ یہ مجھ کو نافع ہوا اور کئی موقعوں پر آپ کی طبیعت کی اپنی طبیعت کے ساتھ مناسبت کا مشاہدہ کر چکا ہوں امید ہے کہ آپ کے لئے بھی انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔ اس بحث کے بارے میں جو تنبیہات گذشتہ تحریر میں عرض کر چکا ہوں وہ سب اس میں بھی ملحوظ رہیں۔ واللہ الموفق امید ہے کہ سوال کے سارے حصوں پر جتنی ضرورت تھی اتنا کلام ہو چکا ہے اگر کچھ رہ گیا ہو پھر متنبہ فرما دیا جائے۔ والسلام فقط۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

وہم کا سبب

حَالؔ: اب دو تین روز سے یہ حالت ہے کہ کبھی تو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت والا کی شفقت وعنایت پہلے کی طرح میری طرف ہے اور کبھی گمان ہوتا ہے کہ حضرت والا کی نظر شفقت اس بے ادب و بے شعور کی طرف سے پھر گئی ہے اور ظاہری وجہ کے بغیر ہر انداز سے اس خیال کو قوت ہونے لگتی ہے اور خوف پیدا ہوتا ہے کہ اب نہ معلوم اس گنہگار کے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے۔ اس حالت میں زیادتی نظر آتی ہے جس سے دل کو سخت وحشت اور پریشانی ہے کہ ایسے خیالات کیوں آتے ہیں۔ اس کے لئے جو علاج وتدبیر حال کے مناسب ہو اس کی تعلیم فرمائی جائے۔

تَحْقِیْقؔ: صرف وہم ہے جس کا سبب محبت کی زیادتی ہے اس کی یہی خاصیت ہے کہ خواہ مخواہ کی بدگمانیاں پیدا

ہوتی ہیں مگر چونکہ یہ بدگمانی محبت کی علامات میں سے ہے اس لئے مبارک ہے۔ علاج کی ضرورت نہیں کہ مجاہدہ ہے طریق میں جو کہ مطلوب ہے وفی مثلہ قیل ؎

باسایہ ترانمے پسندم ❁ عشق است و ہزار بدگمانی

ترجمہ: ''میں تیرے سائے کے ساتھ بھی کسی کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ عشق میں ہزار بدگمانیاں ہوتی ہیں۔'' (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

پریشانی کا علاج

حال: آج کئی دن سے میں بہت پریشان ہوں۔ مجھے یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ میدان حشر میں انبیاء علماء صوفیہ شہداء وغیرہ کا گروہ کھڑا ہوگا۔ ہر ایک کو کسی خاص اعزاز سے ممتاز فرمایا جائے گا۔ میں کس گنتی شمار میں ہوں گا۔ میرا تو کوئی عمل بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کا سہارا ہو۔ اتنے بڑے دربار میں سخت پشیمانی ہوگی۔ دربار رسالت میں بھی تو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے۔ اگر حضور (ﷺ) نے جھڑک دیا تو کیا میرا امتی ہے کیا کام کرکے لایا ہے تو کیا ہوگا۔ یہ خیالات کچھ ایسے بیٹھ گئے ہیں کہ کسی وقت چین نہیں آتا۔ قلب پر ایک خاص قسم کی گھبراہٹ ہے۔ مطب میں بیماروں کا دیکھنا کیسا کسی سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ گھبراہٹ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ کوئی بات بتائیے کہ دل کو سکون حاصل ہو جائے۔

تحقیق: پہلے تو یہ پریشانی (ایک) بڑی نعمت ہے۔ ہزاروں سکون اس پر نثار ہیں۔ ہاں اس پریشانی سے طبعی تکلیف ہوتی ہے جس پر ثواب بھی ملتا ہے لیکن پھر بھی سکون کا طریقہ دو باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا استحضار کرنا جو عمل پر موقوف نہیں عمل کئے بغیر بھی رحمت ہوتی ہے۔ دوسرے زیادہ دعا کرنا، زیادہ استغفار کرنا اور زیادہ درود شریف پڑھنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے روز بروز یہ پریشانی کم ہو جائے گی۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

جاہ کا علاج

پہلا خط

حال: جاہ کے بارے میں جو ضروری باتیں تلقین وتنبیہ کے قابل ہوں خدام پر شفقت کرتے ہوئے ان سے مطلع فرمائیں تاکہ ان پر پابند ہوں۔

تحقیق: حب جاہ کی حقیقت اور اس کی مثالیں اور اس کا اختیاری یا غیر اختیاری ہونا لکھو۔

دوسرا خط

میں جاہ کی حقیقت سمجھا ہوں بڑا بننا جس سے لوگ دبیں لحاظ کریں۔ اگر بیٹھے ہوں اور میں گزروں تو ان پر اپنا دباؤ معلوم ہو۔ ترک جاہ یعنی جاہ سے بچنا اختیاری ہے۔

تحقیق: تو اختیار سے کام لو۔ اب کیا سوال باقی رہا۔ (النور، شعبان ۱۳۵۶ھ)

(احترام کا) ضروری واجب درجہ یہ ہے کہ اس کی اہانت نہ کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ شاید وہ مجھ سے افضل ہو

حال: احقر نے خط میں عرض کیا تھا کہ غیروں کا احترام میرے قلب میں پیدا نہیں ہوتا ہے جس پر حضور پرنور نے ارشاد فرمایا کہ احترام کا واجب (ضروری) درجہ موجود نہیں ہے یا درجہ غیر واجبہ احقر نے حضرت والا کے کئی وعظ دیکھے (اور پہلے سے بھی پڑھتا آ رہا ہے) کہ شاید کہیں حضرت والا ہی نے اس کی توضیح فرمائی ہو مگر اب تک نظر سے نہیں گذری اور اس سے پہلے مجھے اس کا علم بھی نہیں تھا کہ ہر شخص کا احترام کرنا واجب ہے یا نہیں مگر اب معلوم ہونے کے بعد پریشانی زیادہ بڑھ گئی کہ خدا جانے احترام کا کون سا درجہ مجھ میں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ ان (احترام کے درجوں) کی تعریف سے بالکل ناواقف ہوں جس کی وجہ سے موافق نہیں کر سکتا ہوں۔ اس لئے حضور والا سے ہاتھ باندھے ہوئے عرض ہے کہ حضور ہی احترام کے ضروری درجہ و درجہ غیر ضروری کی تعریف تحریر فرمائیں کہ اس کو اپنے موافق کر کے دیکھوں کہ کون سا درجہ موجود نہیں ہے۔

تحقیق: درجہ واجبہ یہ ہے کہ اس کی اہانت نہ کرے اس کو ایذا نہ دے اور دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مجھ سے افضل ہو۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

خود کو حقیر جاننے کے باوجود جب کسی میں عیب نظر آتا ہے تو اپنے آپ کو اچھا خیال کرنا اور اس کا علاج

حال: حضرت! میں اپنے آپ کو سب سے حقیر سمجھنا چاہتا ہوں۔ لیکن جب کسی کا عیب دیکھتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ میرے اندر یہ عیب نہیں ہے تو میں اس سے اچھا ہوں۔

تحقیق: ایسے وقت میں دو باتوں کو ذہن میں حاضر کیا جائے۔ ایک یہ کہ شاید اس شخص کا یہ عیب ظاہری عیب ہو

حقیقی نہ ہو کوئی بہانہ یا کوئی عذر اس کے پاس ہو۔ دوسرا یہ کہ اگر حقیقی عیب بھی ہو مگر ممکن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی خوبی موجودہ یا آئندہ ہو جس سے وہ میرے سب کمالات اور محاسن پر غالب ہو جائے۔

(النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

جلد بازی اور گھبراہٹ کا حرج نہیں جب گناہ نہیں

حَالؔ: اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا و توجہ قبول فرمائی کہ جن پریشانیوں میں عرصہ سے چلا آ رہا تھا ان میں ہر طرح کمی ہے بلکہ غور کرتا ہوں تو یہ ظاہری پریشانیاں سراسر حکمت اور رحمت کی وجہ سے تھیں اور میرا علاج تھیں۔

تحقیقؔ: ''ھنیا لکم العلم والھدی'' (تمہیں علم و ہدایت مبارک ہو)۔

حَالؔ: غرض ظاہر و باطن کی حالت الحمد للہ کہ روز بروز بہتر اور شکر کے قابل ہے۔ ہاں طبیعت میں جو ہر بات میں ایک قسم کی جلد بازی اور گھبراہٹ پیدا ہوگئی ہے اس میں کمی کی جگہ زیادتی ہی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیقؔ: تو حرج ہی کیا ہے جب گناہ نہیں صرف تکلیف ہے تو یہ احکام طبعی امراض کی طرح ہوا جس میں اجر ملتا ہے تو مفید ہی ہوا۔ (النور، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

بچہ کے انتقال پر پریشانی نہ ہونا قساوت قلبی نہیں

حَالؔ: چھوٹے بچہ کے انتقال سے طبیعت میں عجیب طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں جن سے بے حد پریشانی ہوتی رہتی ہے۔

تحقیقؔ: طبعی بات ہے جو نقصان دہ نہیں ہے۔

حَالؔ: حضرت والا! ان کے دور ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیقؔ: دعا کرتا ہوں۔

حَالؔ: اور علاج بھی تجویز فرمائیں۔

تحقیقؔ: طبیعت کو کسی طرف مشغول رکھنا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ خود سکون ہو جائے گا۔

حَالؔ: بچے کے انتقال سے جیسے اس کی والدہ کو پریشانی ہے کہ بات بات پر روتی ہے اور افسوس ظاہر کرتی ہے۔ احقر کو اس کی پریشانی کے مقابلے میں کچھ بھی پریشانی نہیں۔ اسی طرح لوگوں سے اولاد کے انتقال کے صدمات سن کر اپنے قلب میں صدمہ بہت کم محسوس کرتا ہوں جس سے اپنی قساوت قلب اور اپنی اولاد سے بے تعلقی کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔

تحقیق: تعلق رکھنا اصل مقصود نہیں جس کی کمی یا نہ ہونا پریشانی کا سبب ہو۔ تعلق ادائے حقوق کے لئے مقصود ہے اس میں کمی نہیں ہونا چاہئے۔ قساوت کا حاصل گناہوں پر جرات ہے۔ تعلق اور تاثیر کی کمی قساوت نہیں بلکہ ایک درجہ میں مطلوب بھی ہے۔

حال: اس کے مرض کو اس کی حیات میں بندہ بہت معمولی سمجھتا رہا جس کو بندہ اب موت کے بعد یاد کر کے افسوس کرتا ہے اور قلب کو رنج ہوتا ہے کہ بچہ تو مرض الموت میں مبتلا تھا اور میں اس کو معمولی سمجھتا رہا۔

تحقیق: یہ ترحم کی علامت ہے جو پسندیدہ ہے مگر جان بوجھ کر اس کا استحضار نہیں کرنا چاہئے۔

حال: ایک اور بات سے دل بہت ہی دکھتا ہے۔ وہ یہ کہ اپنے ایام مرض میں شدت مرض سے رات دن چلاتا اور روتا رہتا تھا۔ میں چونکہ اس کے مرض کو معمولی سمجھتا تھا اس لئے ایک رات اس کے زیادہ چلانے اور رونے پر اس کو میں نے ڈانٹا اور سختی سے تنبیہ کی جس کی وجہ صرف یہی تھی کہ میری اور گھر کے لوگوں کی نیند میں اس کا چلانا رکاوٹ ہوا تھا۔ جس پر اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ ایسا دشمن باپ بھی کسی کا ہوگا۔ اب اس کے انتقال کے بعد اس بات کے یاد آنے سے قلب کو بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے کہ اپنا بچہ تھا اور معصوم نابالغ تھا اور طالب علم تھا اور مرتے وقت مجھ سے ناراض ہو کر اور مجھے دشمن سمجھ کر مرا ہے۔

تحقیق: یہ تو اس کی خطائے اجتہادی تھی۔ آپ پر کیا الزام۔

حال: اور اس کی حیات میں میں نے اس کا کچھ تدارک بھی نہیں کیا کہ اس سے معافی مانگ لیتا۔ اور نہ اب کوئی تدارک کی صورت سمجھ میں آتی ہے۔

تحقیق: اس کے لئے درجات کے عطا ہونے کی دعا ہے۔

حال: عرض یہ ہے کہ اس قسم کے طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور پریشان ہوتا ہوں۔ اخیر کا خیال زیادہ پریشان کرنے والا ہے۔

تحقیق: ایسی پریشانی تکلیف کی چیز ہے مگر دین میں نقصان دہ نہیں ہے۔ اس لئے فکر کی جگہ نہیں ہے اور خود بخود چلی جائے گی۔

حال: اس لئے حضرت والا سے درخواست ہے کہ حضرت بھی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔

حال: تدارک کے طریقے اور علاج سے بھی مطلع فرمائیں۔

تحقیق: ساتھ ساتھ لکھ دیا ہے۔ (النور، شوال ۱۳۵۸ھ)

کوئی تعریف کرے تو خوشی کا اثر اور برا کہے تو ناگواری کا اثر ہوتا ہے۔ یہ طبعی باتیں فنا نہیں ہوتیں بلکہ کمزور ہو جاتی ہیں

حال: الحمدللہ۔ معمولات جاری ہیں۔ خط کے جواب میں جو علاج کبر سے الحمدللہ اس پر عمل کرنے سے بہت فائدہ معلوم ہوا۔

تحقیق: الحمدللہ۔

حال: مگر جتنا جی چاہتا ہے وہ اب بھی نہیں ہوا کہ کوئی تعریف کرے تو خوشی کا اثر اور برا کہے تو ناگواری کا اثر نہ ہو۔

تحقیق: طبعی باتیں فنا نہیں ہوتی ہیں کمزور ہو جاتی ہیں جن کا پہلے کے مقابلے میں مقابلہ آسان ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ لمبی مدت کے بعد مسلسل ہمیشہ علاج کرنے سے وہ اضمحلال اس درجہ تک پہنچ جائے کہ ختم ہونے کی طرح ہو جائے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۸ھ)

کبر کا علاج

حال: امراض کے علاج میں کبر کا علاج عیوب اور گناہوں کے مراقبے سے بحمد اللہ فائدہ مند ہے۔ اب اکثر اپنے کو اپنی حیثیت میں سمجھتا ہوں۔ کسی کی تحقیر کرنے اور ذلیل کرنے بلکہ گالیوں سے بھی پہلے جیسا اثر بحمد اللہ نہیں ہوتا ہے غصہ بھی بہت کم آتا ہے آتا ہے تو بہت جلد تنبہ ہو جاتا ہے۔ فالحمد للّٰہ علی ذالك۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ ثبات اور مضبوطی عطا فرمائے۔

حال: اگر ایسے میں دوسرے مرض کی طرف متوجہ ہونا مفید ہو تو امراض بہت اور بہت ہی خبیث خبیث ہیں۔

تحقیق: ہاں علاج کے لئے متوجہ ہونا مفید ہے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ)

روکھی یا سخت بات ہو جانا اس کا علاج

حال: ایک یہ ہے کہ گفتگو نرم اور شیریں نہیں ہوتی روکھی و سخت ہو جاتی ہے۔ جس سے دوسروں کو یقیناً اذیت پہنچتی ہوگی خواہ کسی معاملہ میں یا ویسے ہی ہو۔ جی یوں چاہتا ہے کہ گفتگو ایسی ہو جائے جس سے سننے والے کو دلچسپی اگر نہ ہو تو کم سے کم اذیت بھی نہ ہو۔ طبیعت حاضر جواب نہیں ہے اس لئے فوراً جواب نہ سوجھنے کی وجہ سے لہجہ یا آواز سخت ہو جاتے ہیں ورنہ روکھے تو ہو ہی جاتے ہیں۔ اس کا احساس اور ندامت ہے مگر تدبیر ارشاد ہو تو یہ

دور ہو۔

تحقیق: ایسی باتوں میں اکثر عادت اور فطرت کی ملاوٹ ہو جاتی ہے۔ اس لئے ایک پر دوسرے کا اشتباہ ہو جاتا ہے۔ تدبیر سے عادت کی اصلاح ہو جاتی ہے مگر فطرت باقی رہتی ہے۔ کبھی اس کو عادت سمجھ کر علاج کو نا کام سمجھا جاتا ہے یا کبھی عادت کو فطرت سمجھ کر اس کا علاج بھی نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ علاج سب کا جاری رکھا جائے۔ جو حصہ...... ہو جائے شکر کرے اور اس میں استقامت کی کوشش رکھے۔ جس میں کمزوری نہ ہو اس میں فطری ہونے کا احتمال سمجھ کر مایوس نہ ہو۔ اس میں کمزور ہونے کے انتظار کے بغیر اس کی چاہت پر عمل نہ کرنے پر اکتفا کرے یہ سب تمہید تھی۔ اب تدبیر لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ وقت پر اس عادت کے نقصانات کا استحضار رکھے اور بتکلف عمل میں اس کا مقابلہ اور اس پر ہمیشگی رکھے اسی سے کسی جزو میں کمزوری آ جائے گی اور کسی میں تکلف کی ضرورت رہے گی جس پر قدرت یقینی ہے اور اس تکلف کے آسان ہونے کے لئے دعا خصوصاً موثر ہوگی۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

ایک طالب علم کا اصل خط

ایک پیر کی زرطلبی بے غیرتی ہے یہ جہالت اور اپنی رائے پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے

حال: بارگاہ والا شان ذی المجد والاحترام مقبول باد۔ سلام وقدم بوسی کے بعد ہاتھ باندھے ہوئے عرض یہ ہے کہ حضور اللہ کے واسطے میری ساری گستاخی معاف فرمائیں۔ میں ایک مریض گنہگار امی آدمی ایک عرصے سے جناب والا سے معتقد ہوں۔ اس وجہ سے ایک دفعہ حضور سے قصد السبیل دیکھنے کی اجازت حاصل کی لیکن خود بخود (فیض) حاصل کرنا اور تمنائے دل پیش کرنا ممکن نہ ہونے کی وجہ سے ایک لکھنوی پیر صاحب کی خدمت میں بیعت ہوئی۔ انہوں نے مجھ کو مختلف وظائف بتائے ہیں۔

وہ جناب پیر صاحب بہت شیریں زبان ہیں۔ لوگوں سے ہمیشہ بابا دادا کے بغیر بات کرتے نہیں۔ بڑے بڑے دولت مند ہیں۔ گارڈ، پولیس داروغہ وغیرہ اکثر ان کے مریدوں میں ہیں۔ جناب پیر صاحب اپنی شان و شوکت سے اپنے مریدوں کے مکان جا کر بے پرہیز کھایا پیا کرتے ہیں اور ان لوگوں کے بیوی بچوں کو بلا پردہ سامنے لا کر وعظ ونصیحت کرتے ہیں۔ وظیفہ بھی بتاتے ہیں۔ مسح کر کے دم کرتے ہیں۔ گنڈے تعویذوں سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ اکثر وقت پیر صاحب پردہ میں رہتے ہیں۔ مگر یہ ان سب کاموں سے کوئی خالص لوگ پسند کرتے نہیں خواص لوگ آتے ہیں۔ اس سب کے بارے میں کوئی سوال کرنے سے ہنستے ہوئے جواب دیتے

ہیں کہ بچوں کو آزمانے کے لئے اللہ کے ولی لوگ کامل لوگ ایک دو کام شریعت کے خلاف کرتے ہیں۔ میں کسی طرف خیال نہ کر کے ان کو کامل ہی سمجھتا ہوں اور ہر سال پالکی سے دو ایک دفعہ بلواتا ہوں۔

میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں ایک کوٹھے میں بند ہو گیا ہوں جس کا کوئی راستہ اور کسی طرف دروازہ نہیں ہے۔ میں پریشان ہو گیا۔ اس کے بعد جنوب کی طرف سے تھوڑا سا راستہ ہو گیا۔ اس راستے سے باہر آیا۔ یہ خواب پیر صاحب سے عرض کیا۔ پیر صاحب نے فرمایا۔ ''بابا تم پر حج فرض ہے۔ تم دل کے گھبرانے کی بیماری میں مبتلا ہو تمہارا جانا ممکن نہیں کسی کو بھیج دینا کافی ہے۔ یعنی کسی سے حج بدل کراؤ۔ میں نے کسی صورت سے ۵۰۰ روپیہ کر کے ان سے عرض کیا۔ اشارہ سے بتایا یہ روپیہ مجھ کو دینے سے میں بھی جا سکتا ہوں۔ میں نے خوش ہو کر یہ ۵۰۰ روپیہ حج بدل کے لئے ان کو دے دیا۔ جانے سے کچھ دن پہلے مجھ کو اطلاع دی کہ میں نے مکہ شریف میں افسر اعلیٰ کو خط لکھا۔ انہوں نے لکھا ہے ہے کہ ۷۰۰ روپیہ سے کمی میں نہیں آسکیں گے۔ میں نے مجموعہ ۷۰۰ روپیہ ہی دے دیا۔ چند روز کے بعد ان کے مکان لکھنؤ سے ایک خط آیا کہ بابا میں حج کو روانہ ہوا میرے اہل وعیال کے خرچ برداری کا خیال رکھنا۔ خیر میں ادھر قحط سالی میں بہت کوشش کر کے صرف ۱۰ روپیہ تک بھیج سکا۔ اس کے بعد مکہ شریف سے مکان آنے تک کوئی جگہ سے کوئی پتہ مجھے نہ ملا۔

بہت دن کے بعد پھر لکھنؤ سے خط آیا کہ بابا میں حج کر کے مکان کو واپس آ گیا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جدہ ہی کے مقام سے مکہ شریف کے خاص خاص تبرکیں اور میرے سب مال اسباب چوری ہو گیا اور تم نے میرے اہل و عیال کو جو روپیہ بھیجا اس سے کیا ہوتا ہے ۴۰۰ روپیہ قرض ہوا اور دربار الٰہی سے مجھ کو دہلی جانے کا حکم ہوا۔ میں دہلی جا رہا ہوں۔ اس کے کچھ مہینے بعد ہمارے یہاں تشریف لائے اور مجھ کو اکیلے میں کہا کہ بابا میرا کوئی مقصود ہے اس میں تم لوگ اگر امداد نہ کرو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ ۳۰۰ روپیہ دینا ہوگا۔ میں اس خیال سے چپ رہا کہ اچھا موسم آنے سے جو ممکن ہے دے دوں گا۔ مگر کچھ دن بعد ایک خط لکھا کہ میں تمہارے لئے مکہ شریف جانے کی وجہ سے بیمار پڑا۔ اور زمین رہن دے کر ۳۰۰ روپیہ سے علاج کرایا۔ ابھی یہ تین سو روپیہ تمہارے نہیں دینے سے میری زمین جائے گی۔ جلدی یہ ۳۰۰ روپیہ بھیج دو۔ میں بہت کوشش کر کے ۴۵ روپیہ تک دے دیا۔ انہوں نے غصہ ہو کر مجھ کو بہت کچھ لکھا اور آخری دعا کر کے چٹھی میں ظاہر کیا۔ میں نے مجبور ہو کر خوف سے معافی چاہی وہ غصے ہی میں رہے۔ آج چند مہینے کے بعد شیریں زبان میں مجھ کو لکھتے ہیں۔ کہ بابا تم ہم کو بددعا کرتے نہیں روپیہ سے کیا اگر دے سکتے ہو تو دو گے۔

میں نے یہ سب داستان ہمارے مولوی صاحب کے سامنے پیش کی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ پر

مجھے افسوس ہوتا ہے مگر ہم سے آپ کا کام نہیں ہوگا۔ ظاہری و باطنی علم میں دنیا کے ماہر عالم حضرت مولانا تھانوی صاحب (مد ظلہم العالی) کی کتاب قصد السبیل کا بنگلہ (زبان میں) ان کے ایک خلیفہ صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ آپ وہ کتاب منگا کر کامل پیروں کی جو علامات بتائی ہیں وہ سب آپ کے لکھنوی پیر صاحب میں ملتی ہیں یا نہیں اچھی طرح دیکھئے۔ میں وہ کتاب لایا مگر ضعیفی اور دل کے گھبرانے کی وجہ سے پوری طرح معلوم کرنے کی قدرت ہے نہیں۔ خدا جانے شاید ادھر زندگی بہت کم ہے۔ بہت ہی حیرانی و پریشانی میں ہوں۔

ابھی نہایت آرزو سے حضرت کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ لکھنوی پیر صاحب کی کمالیت کے بارے میں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اور میں ان کے حق میں کیا اعتقاد رکھوں۔ اس سارے معاملہ سے میں گنہگار ہوں گا یا نہیں۔ جناب والا کے قصد السبیل کے تعلیم کے مطابق ۳۰۰ سے ۶۰۰ تک ذکر اسم ذات کرتا ہوں۔ حضور اللہ کے واسطے میری آخری زندگی میں کوئی صورت بتا کے اطمینان دلائیں اور یہ رمضان المبارک میں تھوڑا کچھ بھیجنے کو میرا جی بے قرار ہے۔ صرف اللہ کے واسطے یہ ۱۰ روپیہ خدمت میں بھیج رہا ہوں از روئے مہربانی قبول کر کے سرفراز فرمائیں۔ یہ طویل عبارت بے قراری سے مجبوراً لکھی اللہ کے واسطے معاف فرمائیں اور ہم لوگوں کے لئے دعا کریں۔ فقط

نوٹ: اول یہاں سے جواب ذیل گیا۔

کیا مجھ کو بھی ویسا ہی بناؤ گے۔ اگر تم یہ دس روپیہ نہ بھیجتے تو میں اس خط کا جواب دیتا۔ اب نہ جواب دوں گا نہ روپیہ لوں گا واپس کر دوں گا۔ اگر خط کا جواب لینا ہے تو یہ خط دوبارہ بھیج دو اور روپیہ مت بھیجو۔

پھر منی آرڈر آیا اس جواب کا مضمون یاد نہ رہا تھا غلطی سے وصول کر لیا۔ پھر یاد آیا تو ان کو لکھ دیا کہ اگر اپنا پورا پتہ لکھ کر واپس منگا لو تو خط کا جواب دیا جائے گا۔

اس کے بعد دوسرا خط حسب ذیل آیا۔

دوسرا خط

حال: حضرت والا! مہربانی فرما کر بھیجے ہوئے روپے رکھنا ممکن ہو تو رکھ کر جواب فرمائیے۔ کیونکہ میں نے بہت ہی آرزو سے یہ روپیہ خدمت میں بھیجا ہے۔ رکھنے سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوگی۔ اگر ممکن نہ ہو تو بھی دل کی خوشی سے حضور کے ارشاد کی وجہ سے روپیہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ نیچے لکھے گئے پتہ پر واپس کر سکتے ہیں (آگے پتہ تھا) حضور! بھیجے ہوئے خط کا جواب مجھے کیا بہت سے لوگوں کے لئے شفا سمجھتا ہوں۔ بندہ کی گستاخی

معاف کر کے دعا کریں۔

فقط والسلام ہزاروں احترام کے ساتھ

جواب: رکھنا بے غیرتی ہے۔ تعجب ہے تم نے دوسرے شخص کے لئے اس بے غیرتی کو کیوں تجویز کیا۔ کیا یہ صورت عوض اور بدلہ اور دین کو بیچنے کی نہیں ہے۔ افسوس۔ اھ۔ اس جواب کے ساتھ رقم واپس کر دی گئی اور جواب بھی لکھ دیا گیا جو نیچے لکھا جاتا ہے۔

جواب اصل خط

یہ ساری جہالت، اپنی ائے پر چلنے جلدی کرنے اور غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ اس باطنی تعلق کے پیدا کرنے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اب شریعت وطریقت کے اصول پر لکھتا ہوں کہ ایسے شخص کے سامنے اس کو برا بھلا کہنا فتنہ اور پریشانی کا سبب ہے اور اس راستے میں پریشانی بھی نقصان دہ ہے۔ اس لئے امن وسکون کے ساتھ دل میں اس سے تعلق ختم کر کے کسی متقی محقق شیخ کی طرف رجوع کرو۔ اس سے بھی بیعت میں جلدی مت کرو کہ ایک بار تجربہ ہو چکا ہے۔ صرف حالات کی اطلاع وتعلیمات کے اتباع کا سلسلہ جاری کر دو۔ پھر اگر کام کرنے کے بعد شرح صدر ہو تو بیعت کرنے میں جرم نہیں ہے۔ اگرچہ ضرورت بھی نہیں ہے باقی دعا کرتا ہوں۔ تم بھی دعا کرتے رہو۔ والسلام (النور، محرم ۱۳۵۹ھ)

عزت کی محبت کے شبہ کا علاج

حال: حضرت اقدس! عام طور پر تو اس ناچیز کے دل میں امیروں اور رئیسوں کے ملنے کی خواہش معلوم نہیں ہوتی جہاں تک ہو سکے الگ رہتا ہوں اور نہ ہی بحمد اللہ اس بات کا انتظار رہتا ہے کہ وہ عزت کا سلوک کریں مگر کبھی اگر کچھ بیان کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو عوام کے مجمع میں اور حال ہوتا ہے اور اگر شہر کے رئیس موجود ہوں تو اور حال ہوتا ہے۔ رئیسوں کی موجودگی میں طبیعت میں زیادہ جوش ہوتا ہے اور بات کو زیادہ قوت سے ادا کرتا ہوں مگر بتاتا سچی ہی بات ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ وہ متاثر ہوں اگر اپنے حامی رئیس بیٹھے ہوں تو نفس یہ بہانہ بناتا ہے کہ آئندہ بدعتیوں کے مقابلہ میں زیادہ حمایت کریں گے اور مخالف ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ شاید مخالفت کم کر دیں۔ دل میں اس وقت خواہش ہوتی ہے کہ کوئی خاص بات یاد آ جائے تو بیان کروں۔ خطبہ کا ترجمہ یا چھپا ہوا وعظ دیکھ کر پڑھنے میں طبیعت نہیں رکتی ہاں پرچہ پر کچھ نوٹ لئے ہوئے ہوں تو وہ کاغذ دکھانا نفس کو ناگوار ہوتا ہے۔ بہ تکلف دکھاتا ہوں۔ ایک دو دفعہ اس کے خلاف بھی ہوا دکھایا نہیں۔ ان حالات سے عزت کی محبت اور اپنی

لیاقت جتانے کا شبہ ہوا۔ حضرت عالی! اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں جس طرح حضور ارشاد فرمائیں گے دل و جان سے اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: نیت نیک ہوتے ہوئے مرض تو نہیں مگر آئندہ مرض کی ابتدا ہوسکتی ہے۔ غیر ماہر سے حدود کی رعایت مشکل ہے۔ اس طرح سے نقصان دہ ہو جاتا ہے جیسے عمدہ غذا اصول و حدود کے خلاف کھانے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا امراء کے سامنے ایسے علوم ہی بیان نہ کئے جائیں البتہ مفید رسالوں کا پتہ ان کو بتا دینا مضائقہ نہیں۔

(النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

حقیقی بہن کے انتقال سے رنج وغم نہ ہونا یہ قساوت قلبی نہیں

تمہید: کاتب خط نے اپنی بہن کی وفات کا واقعہ اور متوفیہ کا حالت ذکر میں انتقال کرنا لکھ کر اپنا اور سب گھر والوں کا ایسا صبر کہ یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ گھر میں موت ہوئی ہے لکھ کر یہ لکھا۔

حال: لیکن اب تین چار دن سے اس بات پر ڈر رہا ہوں کہ حقیقی بہن کے انتقال پر بجائے رنج وغم کی جگہ مجھے خوشی کیوں ہوئی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اپنی بد اعمالی کی وجہ سے اب میں سنگدل ہوگیا ہوں۔ اپنی جس حالت کو میں نے اچھا خیال کیا ہو وہ بدتر ہو۔ اگر یہ بات ہے تو حضور اللہ تعالیٰ کے لئے دعا فرما کر اصلاح کریں۔

تحقیق: یہ سنگدلی نہیں۔ سنگدلی کی حقیقت صرف اثر نہ لینا نہیں ہے بلکہ گناہ سے اثر نہ لینا ہے خواہ وہ تاثر طبعی ہو یا عقلی ہو اور حوادث سے اثر نہ لینا کبھی کسی دوسری مخالف کیفیت کے غلبہ سے ہوتا ہے۔ کبھی اس حادثہ کے عظیم نہ ہونے سے ہوتا ہے۔ کبھی فطرت کی خصوصیت سے ہوتا ہے لہٰذا وہ برا نہیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

غیبت کا علاج

حال: حضرت والا کے فیض اور توجہ سے غیبت وغیرہ سے بڑی حد تک بچتا ہوں لیکن کبھی کبھی بے تکلف دوستوں میں بیٹھنے کی جب باری آتی ہے تو ضرور کسی نہ کسی کی غیبت، شکایت ہو جاتی ہے۔ بعد میں افسوس ہوتا ہے لیکن دوسری مجلس میں پھر یہی حرکت ہوتی ہے اس کا علاج چاہتا ہوں۔

تحقیق: (غیبت کرنے سے پہلے) استحضار و ہمت اور ہو جانے کے بعد صاحب حق سے معاف کرا کر تدارک اور یہ آخری جز سب اجزاء سے زیادہ ضروری اور موثر ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

ذکر موت سے مقصود معاصی سے رکنا ہے

حال: پہلے ایک خط میں موت کے خوف کی وجہ سے کبھی سخت پریشانی کا ذکر کیا تھا۔ حضرت والا نے اس کا علاج

بتایا تھا۔ الحمدللہ کہ وہ اب بات نہیں ہے کبھی کبھی موت کی سختیوں کا تصور ہوتا ہے لیکن پہلے جو پریشانی ہو جاتی تھی وہ نہیں ہوتی۔

تحقیق: نقصان کیا ہے پریشانی تو مقصود نہیں بلکہ موت کے ذکر سے مقصود صرف گناہوں سے رکنا ہے اگر اس کا ملکہ ہو جائے تو پھر اس موت کے ذکر ہی کی ضرورت نہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

فضول باتیں کرنے کا علاج

حال: ابھی تو ایک ضروری بات پوچھنی ہے جو تمام امراض میں یکساں طور پر ہے۔ وہ یہ ہے کہ مثلاً میرے اندر فضول باتیں کرنے کی عادت ہے کتنا ہی میں اسے چھوڑنے کا تہیہ کرتا ہوں۔ دل میں عہد کرتا ہوں مگر پھر وہ سرزد ہو جاتی ہے۔ عین وقت پر اپنا معاہدہ سب بھول جاتا ہوں۔ اگرچہ بعد میں افسوس بھی ہوتا ہے۔ اس کا کیا علاج ہے ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں جس سے حرکت ہونے سے پہلے وہ یاد آ جایا کرے۔

تحقیق: بہت احباب کو یہ تدبیر بتائی گئی ہے اور نافع بھی ہوئی کہ ایک پرچہ پر اس کی یادداشت لکھ کر کلائی پر باندھ لیں۔ سامنے ہونے سے یقیناً یاد آ جائے گا۔ آگے عمل اپنی ہمت پر ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

محبتِ زر کا علاج

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے ملازمت کے دوران بہت ہی ایمانداری سے کام کیا حتیٰ کہ تحفہ جات کے قبول کرنے سے بھی بچتا اور آمدنی کا زیادہ تر حصہ اپنی ذات پر خرچ نہیں بلکہ دوسروں کی ذات پر خرچ کیا۔ میری نہ کوئی اولاد ہے نہ بی بی اور میرا ذاتی خرچ بہت کم رہا۔ اس وجہ سے میرے ذہن میں یہ بات آ گئی کہ مجھ کو مال سے محبت نہیں ہے۔ مگر ایک واقعہ سے یہ محسوس ہوا کہ حقیقت میں بہت ہی محبت میرے قلب میں ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے۔ مَیں نے ایک مکان خریدا۔ خریداری کے کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ بیچنے والے نے تم کو یعنی مجھ کو دھوکہ دے کر اور مکان کا کرایہ زیادہ بتا کر زیادہ قیمت وصول کر لی۔ اس گفتگو سے میرے قلب کو بہت صدمہ پہنچا مجھ کو اس وقت یہ علم ہوا کہ محبت زر میرے قلب میں شدت سے موجود ہے ورنہ یہ صدمہ نہ پہنچتا۔ میں نے اپنے طور پر اس حالت کا علاج جو حضور والا کے مواعظ پڑھنے کی وجہ سے غالباً میرے ذہن میں آیا، یہ تجویز کیا۔ پہلے تو یہ کہ میں نے نماز تہجد شروع کر دی۔ دوسرے یہ کہ بار بار موت کو یاد کرنے کی کوشش کی۔ تیسرے یہ کہ اپنے نفس کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر اعتراض کرنا بندہ کا حق نہیں۔ جو مشیت الٰہی ہوتی ہے وہ ہر حال میں بندہ کے لئے بہتر ہوتی ہے خواہ اس کا علم اس کو ہو یا نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ

قلب کو یوں مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ اگر بیچنے والے نے دھوکہ دیا ہے تو وہ میرے لئے یوں مفید ہے کہ حشر کے دن اس کی نیکیاں کثیر تعداد میں میرے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اور فی الحال یہ نتیجہ ظاہر طور پر مرتب ہوگیا کہ میں نماز تہجد پڑھنے لگا جس کے پڑھنے کی توفیق پہلے نہایت ہی کم ہوتی تھی۔ پانچویں یہ کہ میں نے قلب کو یوں مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ میں اور میرا مال کل ملک الٰہی ہے اگر کچھ روپیہ جو بظاہر میرے قبضہ میں تھا کسی دوسرے کو پہنچا دیا تو مجھ کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ چھٹے یہ کہ میں نے یہ سوچا کہ مکان کو وقف کر دوں مگر اس صورت میں میرے وہ رشتہ دار جن کی میں اپنی زندگی میں مدد کرتا ہوں میری وفات کے بعد بالکل محروم ہوجائیں گے۔

اب حضور والا سے درخواست یہ ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرے قلب کی حالت درست ہوجائے اور اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے جو عمل مناسب ہو تحریر فرمائیں۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ خط طویل ہوگیا مگر سارے حالات تحریر کرنا علاج کے لئے ضروری معلوم ہوئے۔

تحقیق: اصلاح کی فکر سے بے حد مسرت ہوئی اور خود بخود دعا نکلی اللہ تعالیٰ فہم وفکر میں زیادہ برکت فرمائے۔ اب حقیقت عرض کرتا ہوں جس خسارہ سے رنج ہوا۔ یہ رنج مال کے حب طبعی کی وجہ سے ہے جو اگر اس سے بھی زیادہ ہوتا تو برا نہ تھا بلکہ کبھی وہ عدل وحکمت کا اثر ہوتا ہے۔ عقلی محبت بری ہے اس لئے یہ رنج اس کی دلیل نہیں۔ باقی جو معالجات تجویز کئے گئے ہیں حالت موجودہ میں تو ان کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جب مرض نہ ہو تو دوا کی کیا ضرورت۔ لیکن دو وجہ سے پھر بھی مفید ہیں۔ ایک علاج خود مستقل طور پر طاعات ہیں جو ثواب کا ذریعہ ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے کہ حب طبعی کبھی حب عقلی کی طرف لے جاتی ہے جو نقصان دہ ہے۔ اس لئے ان معالجات میں اس کے لئے رکاوٹ ہے جیسے بعض ادویہ حفظ ما تقدم کے طور پر استعمال کر لی جائیں۔ وقف کی ایک شرعی صورت ایسی ہوسکتی ہے کہ مستحقین رشتہ دار بھی فائدہ حاصل کرتے رہیں محروم نہ رہیں۔ وہ یہ کہ وقف نامہ میں ان کے فائدہ حاصل کرنے کی شرط لکھ دی جائے لیکن آخری جہت مساکین کو ہر حال میں قرار دینا لازم ہے۔ امید ہے کہ سب شبہات کا جواب ہوگیا ہوگا۔ اگر کوئی بات باقی ہو بے تکلف دوبارہ پوچھ لیا جائے۔ باقی دعا کرتا ہوں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

فضول (باتوں کے پرکھنے کا) معیار اجتہادی چیز ہے

حال: اس کے (یعنی فضول باتوں کے چھوڑنے کے) بارے میں دو باتیں اور پوچھنی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا

معیار کیا ہے جس سے فرق کرسکوں کہ یہ فضول اور یہ جائز ہے۔

تحقیق: یہ اجتہادی چیز ہے۔ اجتہاد سے یہ دیکھا جائے کہ اگر یہ بات ہم نہ کہیں گے تو اس سے اپنا یا دوسرے کا خفیف یا شدید دنیوی یا دینی نقصان ہوگا۔ ایسی بات تو کہی جائے اور جو ایسی نہ ہو نہ کہی جائے۔ ابتداء میں یہی معیار ہے۔

حال: دوسرے یہ کہ احباب سے تفریح طبع کے لئے کلام کرنا یہ بھی فضولیات میں داخل ہے یا اس کی اجازت ہے۔ اگر اجازت ہے تو کس حد تک۔ ارشاد فرما کر مطمئن فرمایا جائے۔

تحقیق: اوپر کے معیار سے تو ظاہراً یہ شامل نہیں ہے لیکن اس کو بالکل چھوڑ دینے سے اکثر طبیعتوں میں ملال اور اکتاہٹ کی کیفیت پیدا ہونے سے خرابی اور سستی کا احتمال قریب ہوسکتا ہے جو ایک ہلکا سا نقصان ہے باقی اس کی حد یہ ہے کہ ایسے وقت اس کو چھوڑ دیا جائے کہ طبیعت میں اس کا کچھ شوق رہ جائے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ)

غیبت کے وقت بات کرنے سے رکنا اچھا ہے

حال: اس خط کے بعد (اس سے پہلے ایک خط آیا تھا) یہ حال ہے کہ اب کسی مجلس میں کسی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو غیبت میں داخل ہوسکتی ہے تو فوراً یہ تصور ہوتا ہے کہ اس سے معاف کرانا پڑے گا۔ یہ تصور آتے ہیں زبان رک جاتی ہے۔ اکثر اوقات بولنا شروع کر دیتا ہوں۔ ساتھ ہی وہ تصور بھی پیدا ہو جاتا ہے اور اس بات کی جگہ کوئی دوسری بات کہہ دیتا ہوں۔

تحقیق: اچھا عمل ہے اور اس سے زیادہ اچھا یہ ہے کہ دوسری بات بھی نہ کہی جائے بلکہ خاموش ہو جائیں۔ اس میں نفس کو ڈانٹ بھی زیادہ ہے۔ اسی طرح دوسروں کے لئے تنبیہ ہے کہ جب کلام کا نامناسب ہونا مستحضر ہو جائے اس طرح سے رک جانا چاہئے۔ دوسری بات کی طرف منتقل ہونے میں یہ تنبیہ نہیں یہ تنبیہ آگے بڑھنے اور پھیلنے والا نفع ہے۔

حال: کسی سے معاف کرانے کی باری نہیں آئی ہے لیکن ارادہ پکا ہے کہ اگر غیبت ہوئی تو انشاء اللہ ضرور معاف کراؤں گا۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

حال: یہ تو آئندہ کے بارے میں ہے۔ لیکن جن لوگوں کی غیبتیں پہلے ہو چکی ہیں اور ان میں سے بہت سے لوگوں کے بارے میں اب یاد بھی نہ ہوگا اور بہت سے لوگ دوسری جگہ کے ہوں گے یا ان کی وفات ہو چکی ہوگی

اس کے بارے میں کیا کروں۔

تحقیق: اپنے ساتھ ان کے لئے استغفار کرو۔ یہ ایک حدیث میں آیا ہے غالباً ابوداود کی روایت ہے۔

(النور، جمادی الاخری ۱۳۵۹ھ)

قبض کا علاج

حال: حضرت مخدوم محترم ادام اللہ فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طبیعت پر حضرت پژمردگی اور انقباض کا غلبہ برابر بڑھتا جاتا ہے۔ ہفتوں کیا مہینوں کوئی انبساط نصیب نہیں ہوتا۔ دل و دماغ سب پر معلوم ہوتا ہے کہ موت طاری ہے۔ نہ خلوت (تنہائی) میں جی لگتا ہے نہ جلوت (لوگوں) میں۔ زندگی کے خلاء وتعطل سے طبیعت بالکل تنگ آ گئی ہے۔ ملازمت صرف پیٹ کے لئے ہے۔ اس میں اب دلچسپی کا کوئی پہلو نہیں۔

دوسری طرف یہ حال ہے کہ زندگی کا کوئی دینی و دنیوی مشغلہ و مصرف سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ اگر کچھ سمجھ میں آتا ہے تو اس کی ہمت وصلاحیت نہیں ہے۔ لے دے کر کچھ لکھ پڑھ لیتا تھا خصوصاً چھٹیوں میں اب کے وہ بھی بالکل ہی کہنا چاہئے کہ نہیں ہوسکا۔ طبیعت کسی طرف متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ زبردستی کچھ لے کر بیٹھا تو بس اکثر لئے بیٹھا ہی رہا۔ آخر جب قلم نہیں چلا تو گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ خط تک لکھنے تک سے جی چراتا ہوں۔ موت کی تمنا تو ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن زندگی وبال ضرور ہے۔

لکھنؤ اور گھر سے روز بروز وحشت بڑھتی جاتی ہے۔ بس یا تو یہ جی چاہتا ہے کہ مسجد کا کوئی حجرہ ہو یا اس سے بھی زیادہ اس مرتبہ تھانہ بھون کی حاضری کے بعد سے برابر یہ چاہت ہے کہ مستقلاً حضرت ہی کے قدموں کے نیچے پڑے رہنے کا سامان ہو جائے اگرچہ طبیعت کی بے قراری کا جو حال ہے کہہ نہیں سکتا کہ وہ کس حال پر قرار پکڑے گی۔ رخصت کا ملنا بھی اب میرے لئے بہت مشکل ہوگیا ہے۔ پھر بھی اس مرتبہ اسی نیت سے جا رہا ہوں کہ اگر رخصت مل سکے تو کچھ دن ہی کے لئے حضرت کی خدمت میں آ پڑوں تعطیل میں تو یہاں آ کر ایسا پھنس جاتا ہوں کہ آئندہ سے خیال ہو رہا ہے کہ پہلے سیدھا تھانہ بھون ہی انشاء اللہ حاضر ہو جایا کروں گا۔ یہ تو آئندہ کی بات ہے لیکن موجودہ حالت قلب و دماغ کا ایک ایک دن کاٹے نہیں کٹتا۔ حضرت دعا کے ساتھ کچھ مناسب دوا بھی فرمائیں۔

تحقیق: مکرمی السلام علیکم۔ یہ حالت قبض کہلاتی ہے جو سب کو پیش آتی ہے۔ جو صورت کے اعتبار سے بلا ہے اور معنی کے اعتبار سے نعمت ہے۔ کیونکہ اس کے اسباب مختلف ہیں۔ کبھی طبعی مزاجی تبدیلیاں اخلاط کا فساد یا موسم یا دواؤں غذاؤں سے یا نفسانی عوارض (وقتی رکاوٹوں) فکر یا حزن یا غضب وغیرہ سے جس کا علاج ان کے اضداد

سے ہے۔ کبھی کسی گناہ کے ہوجانے کا حق اس گناہ کا تدارک اور استغفار کی کثرت ہے اور کبھی درجات کی بلندی (ہوتی ہے) کہ اختیاری اعمال کی کمی کا تدارک غیر اختیاری مجاہدہ سے کیا جاتا ہے۔ پھر اس سے درجات بڑھتے ہیں اور کبھی اخلاق کی اصلاح کہ کمالات سے اپنے کو خالی دیکھ کر شکستگی و پستی پیدا ہوتی ہے اور اس سے بہت سی برائیوں کا علاج ہوجاتا ہے۔ جیسے عجب و کبر وقساوت اور اس جیسی دوسری چیزیں۔ کبھی امتحان محبت وعظمت (ہوتا ہے) کہ بندہ بشاشت ہی میں عمل کرتا تھا جس میں ایک قسم کا نفس کو مزہ بھی ہوتا ہے یا بے ذوقی میں بھی عمل کرتا ہے۔ جس کا سبب صرف محبت اور غلبۂ عظمت ہوسکتا ہے۔ کبھی جذب الی عالم القدس برفع الحجب والموانع (عالم پاک کی طرف کھنچاؤ پردے اور رکاوٹیں اٹھا کر ہوتا ہے) کبھی دوسرے اسباب جن کی تعبیر بھی نہیں ہوسکتی ہے۔

اس تمہید کے بعد چند باتیں تنبیہ کے قابل ہیں۔

❶ کبھی کئی اسباب بھی جمع ہوجاتے ہیں۔

❷ ایسی حالت پیش آنے کے وقت اسباب کی تشخیص وتعیین کی ضرورت نہیں بلکہ اکثر نقصان دہ ہے۔ کیونکہ یقین کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے اگر وہ سبب نہ ہوا تو کوشش ہی بیکار گئی۔

❸ بلکہ سب احتمالات کا حق ادا کیا جائے۔ یعنی استغفار اور صبر وشکر وتفویض وتوکل اور تواضع ودعا وعاجزی و کثرت ذکر اعمال پر استقامت اور لایعنی تعلقات کو کم کرنا طبیعت کو خوش کرنے والی اور قوت دینے والی دواؤں کا استعمال کرنا جس میں احباب سے ملاقات اور بیویوں اور اولاد کے ساتھ مشغول ہونا اور اعتدال کے ساتھ طبیعت کی مرغوب چیز کا استعمال بھی اسی میں داخل ہے۔ ان سب کو نظام کے ساتھ جمع کیا جائے۔

❹ ان اعمال کو تدبیر اور علاج کے ارادے اور بسط اور سکون کے انتظار کے لئے نہ کیا جائے بلکہ ان کو خود مطلوب سمجھ کر کیا جائے حتیٰ کہ اگر عمر بھر بھی یہ قبض دور نہ ہو تو اس پر راضی اور ادائے حقوق مذکورہ پر ہمیشگی رہے۔

بھذا اوصی العارفون بقولھم ؎

چونکہ قبض آمد تو وردے بسط بین ❁ تازہ باش و چین میفکن بر جبین
چونکہ قبضے آیدت اے راہرو ❁ آن صلاح تست آلیس دل مشو

تَرْجَمَۃ: "جب تجھے اے سالک قبض کی حالت پیش آئے تو تو اچھا رہ اور خود کو پریشان نہ کر اور اپنی پیشانی پر بل مت ڈال ــــ اے سالک جب بھی تجھے قبض کی حالت پیش ہو تو یہ سمجھ لے کہ اسی میں تیری بہتری ہے ناامید نہ ہو۔"

❺ تنگی اور پریشانی کے اسباب سے بچنا ہاں اگر شدید ضرورت ہو تو اور بات ہے۔

ان باتوں کو لازمی طور سے کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اکثر طبعی بسط ورنہ عقلی بسط تو ضرور حاصل ہوگا۔ اگر بسط کے بعد دوبارہ قبض کے لوٹ آنے کا شبہ ہو تو "ان عدتم عدنا" (کہ اگر تم شرارت کرو تو ہم بھی دوبارہ وہی علاج کریں گے) کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ جیسے کسی کو موسمی بخار ہمیشہ آتا ہو تو وہ گھبراتا نہیں نسخہ کی تجدید (تازہ) کر لیتا ہے۔

حَال: حضرت مخدوم و محترم ادام فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جواب والا نے سعادت بخشی تھی۔ قبض کی حالت پہلے کی طرح ہے اور بسط ونشاط بالکل نہیں ہے۔ اپنے ایمان وعمل کی حقیقت معلوم ہے اس لئے "جذب الی عالم القدس" (عالم پاک کی طرف کھنچے) یا "رفع الحجب والموانع وغیرھا" (پردہ اور رکاوٹوں وغیرہ کے دور ہونے) والے قبض کے اسباب کا تو اپنے حق میں احتمال بھی نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہی فیصلہ محل کلام ہے جن اکابر کے حق میں ہم لوگ اس جذب (عالم قدس کی طرف کھنچے) اور رفع (پردہ اور رکاوٹوں کے دور ہونے) کا اعتقاد یقین کے قریب کی حد تک رکھتے ہیں۔ وہ آپ سے زیادہ کہتے ہیں کہ اپنے ایمان وعمل کی حقیقت معلوم ہے۔ چنانچہ ستر بدریین کے متعلق صحیح بخاری میں ہے "کلھم یخاف النفاق علی نفسہ" (ہر ایک اپنے اوپر نفاق کا خوف رکھتا تھا) بلکہ عارفین کے نزدیک یہی اعتقاد کمال ایمان کی دلیل ہے۔ ناقص الایمان کو اپنے نقصان ایمان کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی ہے۔

حَال: باقی جسمانی ونفسانی امراض ونقصائص (کمیوں) کے جن اسباب کی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے وہ تقریباً سب ہی بلکہ بہت زیادہ موجود ہیں۔

تحقیق: خود یہ اسباب اجر وقرب کو ثابت کرنے والے ہیں اور ان پر جو ناگواری ہوتی ہے وہ بھی اجر کا سبب ہے۔

حَال: اور عجب وکبر وقساوت کا تو بحمد اللہ خوب علاج ہو رہا ہے۔ نفس اگر حد سے زیادہ بے حیا نہ ہوتا تو حیادار کے لئے اتنی مار بہت تھی۔

تحقیق: تو کیا حیا میں نفس مر جاتا۔ پھر یہ تو موت سے بھی زیادہ ہے "لا یموت ولا یحیی" (نہ مرے گا نہ جئے گا) تو حیا کی نفی کیسے کی جاتی ہے۔

حَال: حضرت نے جو تدابیر تجویز فرمائی ہیں سب پیش نظر ہیں۔ زبان کی حد تک بفضلہ ذکر واستغفار جاری ہے۔

تحقیق: یہ جتنی اور جس صورت سے بھی ہو رحمت وموہبت (عطاء رب) ہے۔

حال: صبر وشکر وتفویض وتوکل کی حالت زیادہ تر بے بسی و بے چارگی کی سی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ بھی نعمت ہے جو غیر اختیاری عطا کر دی گئی۔ افعال اختیاریہ ارادہ کا ہونا اجر کے لئے شرط ہے نہ کہ غیر اختیاری امور ہیں۔ اس میں بلا قصد بھی اجر عطا ہوتا ہے۔

حال: دعا بھی کرتا ہوں لیکن رغبت وروح سے ہر شے خالی نظر آتی ہے۔ اور رقت وابتہال (عاجزی) کو تو ترستا ہوں۔ یا تو قساوت کی کوئی حد نہیں رہی یا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل ودماغ سب سن اور بے حس ہو رہے ہیں یا جیسے زیادہ مار کھانے سے آدمی بوکھلا جاتا ہے۔

تحقیق: قساوت کے لئے تو گناہوں پر جرات ضروری ہے۔ بس یہ تو نہیں اگر دوسری حالت ہے تو غیر اختیاری مجاہدہ ہے جس کا فیصلہ ابھی مذکور ہوا۔

حال: ہر قسم کے ضروری اور غیر ضروری تعلقات مدت سے کم کیا تقریباً ختم ہیں۔ گھبرا کر اگر کہیں جاتا بھی ہوں یا جی چاہتا ہے کہ کوئی آ جائے تو دونوں صورتوں میں اکثر اور زیادہ تکدر ہی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کیا یہ رفع حجب (پردہ کے اٹھ جانے) کا ایک فرد (جزو) نہیں ہے۔

حال: الحمد للہ کہ حضرت کی توجہ ودعا سے گھر (والوں) کے ساتھ اگرچہ پہلے جیسی کشمکش تو نہیں رہی۔ حضرت کے بے شمار احسانات میں سے ایک عظیم احسان ہے لیکن کوئی ایسی دلچسپی نہیں پیدا ہوتی ہے کہ پاس بیٹھ کر کچھ دل بہلنے کا سامان ہو مگر جس کوفت سے اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی اس کے بعد اس کی کوئی شکایت نہیں بلکہ ہر طرح محل شکر ہے۔

تحقیق: امید ہے کہ ضروری حق کے ادا کرنے کے لئے کافی ہو۔ (النور، شعبان ۱۳۵۹ھ)

بھائی کا فکر ہے کہ وہ جھوٹ وغیرہ چھوڑ دے۔ اس کا علاج

حال: اب گھر میں جو کچھ اذیت کا سامان ہے وہ چھوٹے بھائی کی حالت ہے جو "الان کما کان" (پہلے کی طرح) ہے۔ ان کے لئے روزانہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی جھوٹ اور خیانت کی عادت چھڑا دے۔ سب سے زیادہ ان کی ان ہی دو باتوں سے تکلیف پہنچتی رہتی ہے۔ دین ودنیا دونوں اپنی برباد کر رہے ہیں۔ حضرت سے بھی دعا اور تدبیر کی درخواست ہے۔

تحقیق: دعا سے کیا عذر ہے باقی تدبیر سو ہم جیسے ناقصین کے لئے تو دوسرے کے لئے تدبیر کرنے سے اپنے لئے تدبیر کرنا زیادہ احتیاط کی بات ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ "فکر خود کن فکر بیگانہ مکن" (اپنی فکر کرو دوسروں کی فکر نہ

کرو) اور ایک وقت وہ آتا ہے جس میں کاملین کے لئے بھی یہی تجویز فرمایا گیا ہے "علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا ھتدیتم" الایۃ (کہ جب تم ہدایت کوئی گمراہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ہے) اور یہ اس وقت ہے جب کوشش کے باوجود دوسرا نہ مانے "کذا فی بیان القران" اور اس کے ساتھ بھی اگر فکر دوسرے کے فکر کی زیادتی ہو جائے وہ غیر اختیاری مجاہدہ اور قریب ہونے کا سبب ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ حالات کا زیادہ حصہ غیر اختیاری مجاہدے ہیں۔ جن سے نہ انبیاء خالی رہے نہ اولیاء نہ دوسرے مومنین اگرچہ ان سب کے رنگ مختلف ہوتے ہیں مگر قدر مشترک (یعنی جو بات سب میں یکساں) سب کے لئے نعمت ہے اور سب سے بڑی اور مختصر اور جامع اور ہر وقت کے استحضار کے قابل اور ہر حالت کے موافق اور اس کے مناسب چیز یہ ہے کہ جس حالت سے دین کا نقصان نہ ہو وہ خالص خیر ہے خواہ طبیعت کے کیسی ہی خلاف ہو اور خواہ عمر بھر رہے۔ بس قلب میں تو اس کو راسخ کر لیا جائے اور زبان کو مشغول بالذکر رکھا جائے اور اس کو اصل شغل سمجھا جائے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی شغل کے فوت ہونے کا افسوس نہ کیا جائے کیونکہ عبادت موظفہ کے علاوہ دوسرے اشغال عارض کے سبب ہیں۔ یہ سارے عوارض کے ختم ہونے کے بعد باقی ہے "ویدل علیه نصوص لا تتناھی" کہ اس پر بے شمار نصوص دلالت کرتی ہیں۔ بس اس نظام کے بعد فکر اور سوچ اور ہر تمنا اور انتظار کو دل سے نکال دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حیات طیبہ کا صرف حصول ہی نہیں بلکہ مشاہدہ ہو جائے گا اور چند دن بعد نفس بھی مطمئنہ ہو کر اس پر راضی بلکہ لذت حاصل کرنے والا ہو جائے گا۔ بقول ایک صاحب حال کے ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی ❁ اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

"ومن لم یذق لم یدر رزقنا اللّٰہ ھذا الذوق فی حیاتنا ووقت مماتنا ولنختم الکلام مستعینین برحمة اللّٰہ العلام." (کہ جس نے اس کو نہ چکھا اس نے اس کی حقیقت کو نہ جانا اللہ تعالیٰ ہماری زندگی اور موت کے وقت یہ ذوق عطا فرمائیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتے ہیں) (النور، رمضان ۱۳۵۹ھ)

اولاد کی معاش کا فکر ایمان کے خلاف نہیں ہے

حَالؔ: حضرت کل کی نماز کے بعد مجھے بہت رقت ہوئی بہت دل گھبرایا۔ حالانکہ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی لیکن ایک دم تمام جسم پسینہ میں نہا گیا اور یہ خیال آیا کہ مجھے اپنی اولاد کے معاملات سے اس قدر وابستگی ہوگئی ہے کہ

دن ورات اسی خیال میں ڈوبا ہوا ہوں۔ نہ خیال ہے کہ تیرا وقت قریب آ گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اپنے اعمال اور افعال جو کچھ ہیں ظاہر ہیں۔ اول ان بچوں کے پاس ہونے کا قصہ درپیش تھا اسی کے ساتھ...... کی ملازمت کا معاملہ شروع ہوگیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً ایک مہینہ سے بلکہ اس سے بھی زائد مدت سے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے غرضیکہ ہر وقت بچوں کا خیال لگا رہتا ہے۔ رات کو جب کبھی آنکھ کھلی تو بچوں کی امتحان کی کامیابی کے لئے یا...... کی نوکری کے لئے دعا کی۔ پلنگ پر جب لیٹا تو بچوں کی کامیابی کے لئے دعا کی۔ صبح کو جب پلنگ سے اٹھا تو پہلا کام بچوں کی کامیابی کے لئے دعا کرنا۔ نماز کے بعد بچوں کی فلاح و بہبود کے علاوہ اور سب دعائیں کرنا چھوڑ دیں۔ اس خیال سے بڑی تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ خدانخواستہ اگر مرتے وقت بھی بچوں کا خیال رہا تو میں دین کا رہوں گا نہ دنیا کا بالکل تباہ ہو جاؤں گا۔

سرکار! توکل میرے اندر نہیں رہا۔ قلب میرا تاریک ہوگیا۔ حالت میری بد سے بدتر ہوگئی مجھے اپنی حالت دیکھ کر بہت غم اور رنج ہوتا ہے۔ حضور میری مدد فرمائیں خدا جانے میں کہاں جا رہا ہوں۔ میرے حق میں حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے راہ راست پر لائیں۔ مجھے کچھ پڑھنے کے لئے تعلیم فرمائیں جس سے میرے قلب کی حالت درست ہو۔ مجھے اس وقت اپنی ذات سے نفرت محسوس ہو رہی ہے۔ برا ہوں بہت برا ہوں لیکن حضور کا غلام ہوں حضور اپنے ذلیل وخوار غلام کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔

تحقیق: یہ احساس اور فکر خود ایمان کامل کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید تکمیل و رسوخ (مضبوطی) عطا فرمائے اور توکل کی کمی کا شبہ بھی صرف وہم ہے۔ توکل کامل کے درجات ہیں۔ کاملین کا سا نہ سہی مگر جس درجہ کا حکم ہے (اور جس چیز کا حکم ہو وہ ناقص نہیں ہوتا ہے) وہ بھی بفضلہ تعالیٰ حاصل ہے۔ جس کی کھلی علامت ہر حالت میں دعا کرنا ہے۔ اگر کارساز پر نظر نہ ہوتی تو دعا ہی کیوں کی جاتی۔ یہی توکل کی نظر کا حکم ہے اور اس سے آگے کے درجات زیادہ کمال کے ہیں۔ مگر یہ بھی ناقص نہیں ہے بالکل اطمینان رکھا جائے۔

رہا یہ شبہ کہ اولاد سے شدید تعلق ہے اور یہ کہ اگر آخر وقت میں اس کا استحضار رہا تو صرف تباہی ہے یہ خوف ایمان کی علامت ہے اور اس خوف پر ایمان کی حفاظت کی بشارت ہے۔ "کما فی قولہ تعالیٰ من الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ" (کہ جو لوگ بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش ہے) اور ظاہر ہے کہ مغفرت ایمان کے محفوظ رہنے پر موقوف ہے۔ تو خوف پر اس طرح ایمان کی حفاظت کی بشارت ہے۔ پھر تباہی کا وہم کیوں کیا جائے اور اس میں راز یہ ہے کہ اولاد کے مصالح و فلاح کا اہتمام طاعت اور ان کا حق ادا کرنے کا حکم ہے تو جس چیز کا حکم ہے اس کا استحضار برے خاتمہ کا سبب کیسے ہوسکتا ہے۔

ہاں ان کی ایک ایسی محبت کہ اس میں دین کی بھی پرواہ نہ رہے اور اس محبت میں گناہ بھی بے تکلف کر لیا جائے یا ضروری احکام میں خلل ہونے لگے یہ غیر اللہ کی بری محبت ہے۔ یہ تو ضابطہ کا جواب ہے اور بالکل صحیح اور حقیقت ہے لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ مومن کے آخیر وقت میں یہ جائز محبت بھی فنا کر دی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کی محبت کے غلبہ میں دم نکلتا ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۹ھ)

عام آدمیوں کو گناہ سے بچنا ہی بڑی دولت ہے

حَالؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضور والا! میرے ہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اور اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ مہمان کی موجودگی میں اس غیر معمولی اور مقوی غذا کو اس خیال سے ملتوی کر دیتا ہوں کہ مہمان کے ساتھ نہ کھانا خصوصاً رشتہ دار کے ساتھ تو مہمان کی شکایت کا باعث ہوگا۔ اور مہمان کی شرکت سے اس غیر معمولی اور مقوی غذا میں اگر کمیت میں اضافہ نہ کیا جائے تو میری حق تلفی ہوگی۔ ورنہ خرچ میں زیادتی ہوگی۔ جس کا تحمل طبیعت کو نہیں ہوتا۔ حضور والا! اگر یہ حرص یا اور کوئی مرض ہو تو درخواست ہے کہ علاج تجویز فرمایا جائے اور اگر یہ طبعی اور غیر اختیاری ضعف ہے جس کی وجہ سے خود پر مجھ کو بہت نفرت اور ندامت ہے تو طبعی چاہت کی رعایت میں کوئی گناہ تو نہیں نفس کی مخالفت اور اس معمول کا ترک ضروری ہے۔ حضور والا کی ہدایت کا محتاج ہوں۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔

تحقیقؒ: ہم جیسوں کے لئے گناہ سے بچنا ہی بڑی دولت ہے نہ کہ اونچے اور قیمتی مقامات کا ارادہ کرنا اور اس کی رکاوٹوں کی تحقیق ؎

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ ❀ برنا بد کوہ رایک برگِ کاہ

(النور، ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ)

تَرجَمَہ: ''تمنا کرو مگر اپنے مرتبہ کے موافق کرو کیونکہ ایک گھاس کا پتہ پہاڑ کو نہیں اٹھا سکتا۔''

والد کی غیبت کا علاج زبان روکنا ہے

حَالؒ: احقر میں ایک بہت بڑا مرض یہ ہے کہ والد صاحب کی اکثر شکایت وغیبت کرتا ہے۔ اس کی چند وجہ ہیں۔ ایک تو وہ ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہیں جس سے ہم کو طبعاً الجھن ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ میری صحیح کفالت بھی نہیں کرتے ہیں۔ بہرحال غلطی احقر ہی کی ہے چونکہ امید کے خلاف پیش آتے ہیں اس لئے

برداشت نہیں ہوتا۔ وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ چونکہ احقر کی نظر پوری اللہ تعالیٰ پر نہیں اس لئے شکایت کرتا ہوں دعا فرمائیں اور علاج فرمائیں کہ بس اللہ ہی کا دھیان اور انہی کا فاعل حقیقی ہونا دل میں جم جائے تو شاید شکایت کسی کی بھی نہ کرے اس لئے اوروں کی بھی غیبت کرتا ہے۔

تحقیق: یہ تو بڑی دور کی بات ہے اس کے انتظار کا نتیجہ اس مرض سے نجات حاصل نہیں ہوگی پہلا اور آسان ترین درجہ یہ ہے کہ زبان کا فعل اختیاری ہے۔ اختیار سے کام لیا جائے اور زبان کو روکا جائے۔

(النور، ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

جھوٹ کا علاج

حال: اب سے کچھ عرصہ پہلے اکثر جھوٹ بولا کرتا تھا مگر اب تقریباً ایک سال سے اس مرض میں بفضلہٖ تعالیٰ بہت کمی ہوگئی ہے۔ جو بات کہتا ہوں سوچ سمجھ کر کہتا ہوں اکثر تو جھوٹ بولتے وقت ہی متنبہ ہو جاتا ہے اور بات کے دوران ہی اس کی تلافی کر لیتا ہوں اور اگر کسی وقت نفسانیت کے غلبہ کی وجہ سے متنبہ نہ ہوسکے تو بعد میں اس شخص سے کہہ دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات غلط کہی تھی اس پہ یقین نہ کرنا۔ اگرچہ یہ فعل اختیاری ہے مگر بھی جھوٹ کی وعیدوں کے استحضار نہ ہونے کی وجہ سے پرانی عادت کے مطابق کبھی کبھی غلط بات زبان سے نکل ہی جاتی ہے جس کے بعد ندامت بھی ہوتی ہے اور توبہ بھی کرتا ہوں اور جس کے سامنے جھوٹ بولا ہے اس کو اطلاع بھی کر دیتا ہوں اس کے بارے میں جو علاج ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: علاج یہی ہے اور کافی ہے باقی عادت کے غلبہ سے جو کوتاہی ہو جاتی ہے اس کا ازالہ اسی علاج کے دوبارہ ہمیشہ دہرانے سے ہو جائے گا اور اگر اس سے ازالہ جلدی نہ ہو تو پھر اس جھوٹ کے ہونے پر کوئی جرمانہ نفس پر کیا جائے جو نہ بہت بھاری ہو نہ بہت ہلکا ہو۔ خواہ ایک وقت کھانا ترک کر دینے کا خواہ آنہ یا ۲ آنہ کسی مسکین کو دینے کا (جرمانہ ہو)۔

حال: خصوصاً وعظ وتقریر میں کبھی کبھی موضوع روایتیں اور غلط قصے بھی بیان کر جاتا ہوں۔ اگر تقریر کے دوران متنبہ ہو جاتا ہے تو اسی وقت اس کی تلافی کر لیتا ہوں کہ مجھے اس کی پوری تحقیق نہیں ہے۔ دروغ برگردن راوی۔ (جھوٹ کی ذمہ داری کہنے والے پر ہے) یا میں نے یہ قصہ غلط بیان کیا ہے صحیح اس طرح ہے اگر کبھی کبھی بعد میں متنبہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں کیا علاج کرنا چاہئے؟ اگلے وعظ میں اس کی تردید کر دیا کروں یا نہیں؟ جو علاج حضرت تجویز فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: صرف جرمانہ مگر دوہرا (ڈبل)۔

حَال: ایسے ہی گذشتہ دنوں میں سینکڑوں جھوٹ بولے ہیں اب تو یہ بھی یاد نہیں کہ میرے جھوٹ بولنے کی وجہ سے کس کس کو نقصان پہنچا اور کون کون دھوکہ میں مبتلا ہوا۔ اب جس وقت اپنے گذرے ہوئے جھوٹ یاد آتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گڑگڑا کر خدا سے معافی مانگتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے جھوٹ بولنے کی وجہ سے جس کسی کو نقصان پہنچا ہو یا میرے جھوٹ کی وجہ سے جو شخص دھوکہ میں مبتلا ہوا ہو اور اس نے تیری نافرمانی کی ہو تو تو اپنے فضل و کرم سے اس کی غلطیاں بھی معاف کر دے مگر دل کو تسکین نہیں ہوتی کہ یہ تو حقوق العباد میں داخل ہے اور صرف دعا کرنے سے یا استغفار کرنے سے کیسے معاف ہوگا۔ اب حضرت ارشاد فرمائیں کہ گذشتہ گناہ (جھوٹ) کی تلافی کیسے کروں۔

تحقیق: جب اہل حقوق مجہول ہوں اس حالت میں بھی تدارک شریعت میں ہے یعنی اپنے ساتھ ان کے لئے بھی استغفار مگر مالی حقوق مالیہ کا یہ حکم نہیں۔

حَال: کوئی تدبیر ایسی تجویز فرمائیں کہ جس سے جھوٹ کے ترک کرنے میں سہولت ہو سکے۔

تحقیق: جو اوپر گذرا یعنی تکرار و مداومت۔

حَال: اس سراپا گناہگار کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ ظاہری و باطنی برائیوں سے محفوظ رکھیں اور اپنی محبت اور نیک عمل کی توفیق بخشیں۔

تحقیق: آمین۔ (النور، محرم الحرام ۶۲ ۱۳ھ)

رسالہ اللطف الخفی من اللطیف الحفی
جو تین خطوط کے جوابوں پر مشتمل ہے

پہلا خط

حَال: مجھ کو اپنے گھریلو معاملات کا فی الحال ایک حل فی الجملہ یہی نظر آتا ہے کہ سب بال بچوں کو لے کر بھاگ آؤں حقیقت میں جس کا ارادہ بھی کر لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا کچھ عجیب معاملہ میرے ساتھ چل رہا ہے کہ بچوں کی بیماری کا ایسا تار بندھا کہ ایک اچھا نہ ہونے پایا تھا دوسرا پڑا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ مجبوراً اکیلا ہی آنا پڑا اور اس حال میں کہ دو بچوں کی بیماری سے ابھی تک قابل اطمینان نہ تھی پھر بھی الحمدللہ کہ حضرت کی دعا سے پہلے سے بہت بہتر تھی ورنہ ڈاکٹر صاحب نے تو یہ کہہ دیا تھا کہ خود مجھ کو رخصت لے کر لوٹ جانا چاہئے۔ بہرحال ہر حال میں حضرت کی دعاؤں کا ہمیشہ سے زیادہ محتاج و طالب ہوں۔

تحقیق: دل سے دعا ہے اور جو معاملہ خواہش کے خلاف ہوتا ہے وہ حقیقت میں اس کا مصداق ہوتا ہے ؎

طفل مے لرزد زنیش احتجام ❀ مادر مشفق ازاں غم شاد کام

ترجمہ: ''بچہ پچھنے کے زخم سے ڈر کر کانپتا ہے (لیکن) محبت کی ماری ماں (اس کے) اس غم میں (بھی اس کے پچھنے لگوانے میں) خوش ہے) (کیونکہ یہ زخم مفید ہے)۔''

مگر اس شادکامی کی وجہ اس بچہ کی سمجھ میں بلوغ کے بعد آتی ہے اس بلوغ کی تفسیر فرماتے ہیں ؎

خلق اطفا لند جز مستِ خدا ❀ نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

ترجمہ: ''اللہ والوں کے علاوہ ساری مخلوق نابالغ ہے جو نفسانی خواہشات میں مبتلا ہے وہ بالغ نہیں ہوا ہے۔''

والسلام

دوسرا خط

حال: اجازت نامہ باعث صدر فخر وسعادت ہوا۔ اس مرتبہ وطن میں زیادہ سے زیادہ دو ہفتے ٹھہر کر تھانہ بھون حاضر ہو جانے اور تعطیل کا زیادہ حصہ حاضر رہنے کا ارادہ تھا لیکن ٹھیک دو ہفتے پورے ہوتے ہی پاؤں میں چوٹ آئی۔ خیال تھا کہ دو تین دن میں سفر کے قابل ہو جاؤں گا لیکن اب تک چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوا۔ ملازم ساتھ آنے کے لئے نہ ملا تھا تو اس کی بھی پرواہ نہ تھی لیکن اب ان چیزوں کی کہاں تک اور کیا تاویل (بہانہ کروں) وتوجیہہ (وجہ نکالوں) کروں۔

تحقیق: صاف بات میں توجیہ (وجہ نکالنے) تاویل (بہانہ بنانے) کی ضرورت ہی کب ہے جس کو میں نے صاف کہا ہے یہ اس کی ابتدائی باتیں ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون﴾ **ترجمہ:** ''ممکن ہے تم کسی بات کو پسند کرو مگر وہ تمہارے لئے بری ہو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔'' وقال تعالیٰ ﴿لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم وھذا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکیف باللّٰہ تعالیٰ وغیرھما من المحکمات﴾ **ترجمہ:** ''وہ یعنی رسول اللہ اگر تمہاری محبت میں باتیں مانیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ...... یہ تو رسول اللہ ﷺ کا حال ہے تو اللہ تعالیٰ کا حال کیا ہوگا۔''

جب ابتدائی باتوں کا نتیجہ یعنی شفقت الٰہیہ صاف ہے پھر تاویل کیسی۔ اس جھگڑے کی ایسی مثال ہے کہ

بچہ چراغ کو صرف نور سمجھ کر پکڑنا چاہتا ہے اور اس کی ماں اس کی دوسری آگ والی حقیقت کو دیکھ کر اس کو چراغ سے یا چراغ کو اس سے ہٹاتی ہے۔

تیسرا خط

حَالؔ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل تیسرے پہر ایک خط خدمت میں بھیجا جا چکا ہے جواب کے لئے لفافہ نہیں رکھا تھا۔ امید تھی کہ دو چار دن میں پاؤں سفر کے لائق ہو جائے گا کہ مغرب کے بعد ہی پھر چوٹ میں چوٹ لگی۔ یہ چوتھا پانچواں چرکہ (گرم داغ، چھوٹا زخم) ہے۔ جس دن سامان سفر باندھا دوسرے ہی دن ایک ہی جگہ دو چوٹیں مسلسل کھائیں۔ پھر تین دن بعد تاریخ مقرر کی تو پھر روانگی سے ایک دن پہلے ہی اس چوٹ پر چوٹ کھائی۔ اب تاریخ غیر متعین تھی لیکن ارادہ بہر حال جلد از جلد تھا کہ ابھی مغرب بعد اتنی سخت چوٹ لگی کہ قریباً پہلی حالت لوٹ آئی۔ پہلے دین ودنیا کے اور ارادوں کی طرح حضرت کی خدمت میں حاضری کا ارادہ بھی پورا ہی ہو جاتا تھا۔

اب غالباً یہ تیسرا موقع ہے کہ جب ذرا طویل حاضری کی نیت کی تو کچھ نہ کچھ اس قسم کی صورت پیدا ہوئی اس مرتبہ پہلے سب گھر کے ساتھ حاضری کا تہیہ کیا۔ اس میں رکاوٹ ہوئی پروا نہ کی۔ پھر خیال ہوا کہ کوئی ملازم ساتھ ہو تو اچھا ہے وہ بھی نہ ملا۔ اچھا نہ ملے تنہا جاؤں گا تو اب پتہ چلا کہ جن پیروں سے جانے کا دعویٰ تھا وہ بھی اپنے کب ہیں۔ دل تو اس کے بعد بھی سر کے بل حاضری کے لئے بے تاب ہے لیکن اب کس زبان سے کچھ عرض کروں۔

حضرت اتفاق تو کوئی چیز نہیں پھر یہ کیا ہے۔ مار کھاتا جاتا ہوں لیکن نہ دماغ سوچنا چھوڑتا ہے نہ دل ارادہ کرنا۔ اب یہ خیال مسلط ہے کہ ساری سزا جھوٹ و جاہ کی ہے۔ گھر بنانے کی خواہش ہوئی تو کوٹھی بنائی اس کی ایسی سزا ملی کہ اب کوٹھڑی کی تمنا ہے۔ مصنف بننے کا شوق ہوا تو اس میں مقام امتیاز کی تلاش تھی۔ یہ سودا سر سے کچھ نکلا۔ دین کی راہ میں بظاہر قدم رکھا تو اس میں نظر نیچے نہیں پڑتی۔ یہ تو وہی نفس دانا معلوم ہوتا ہے جس نے صرف بھیس بدل لیا ہے۔ والسلام مع الاکرام

تَحْقِیْق: پہلے خط کا جواب بھی لکھ کر رکھ لیا تھا کہ آنے کے وقت دے دوں گا اس میں یہ دوسرا خط آ گیا جس پر خود بخود حدیث "نعم العدلان ونعم العلاوہ" یاد آ گئی اور اگرچہ وہ حدیث قول مشہور کی وجہ سے کئی بلاؤں کے ساتھ مفید نہیں ہر بلا پر یہ کئی نعمتوں کا وعدہ مگر (یہ حدیث) تعدد کے تعلق کی وجہ سے یاد آ گئی۔ یہ حدیث تو

حافظہ میں تھی پھر اس کے ساتھ اس باب میں وعدوں کی حدیثوں کو کتب حدیث دیکھ کر لکھنے کو دل چاہا چنانچہ نمونہ کے طور پر منقول ہیں۔

''عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یوعك فمسستہ بیدی فقلت انك توعك وعکا شدیدا قال اجل انی اوعك کما یوعك الرجلان منکم قلت ذٰلك بان لك اجرین قال اجل.''

(للشیخین)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لگایا۔ میں نے کہا آپ کو تو سخت بخار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مجھے ایسا بخار ہوتا ہے جیسے تم میں دو آدمیوں کی طرح بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ کو اس کی وجہ سے دوگنا اجر ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔''

''وعن انس رفعہ ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان اللّٰہ تعالٰی اذا احب قوما ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضا ومن سخط فلہ السخط.'' (للترمذی)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے محبت فرماتے ہیں انہیں آزمائش میں ڈالتے ہیں جو راضی رہتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو جائے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔''

''عن محمد بن خالد السلمی عن ابیہ عن جدہ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان العبد اذا سبقت لہ من اللّٰہ تعالٰی منزلۃ لم یبلغھا ابتلاہ اللّٰہ فی جسدہ او فی مالہ او فی ولدہ ثم صبرہ علی ذلك حتی یبلغہ المنزلۃ التی سبقت لہ من اللّٰہ تعالٰی (لابی داود) عن مصعب ابن سعد عن ابیہ قلت یا رسول اللّٰہ ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتد بلاءہ الحدیث.'' (للترمذی)

ترجمہ: ''حضرت محمد بن خالد السلمی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کے لئے ایک درجہ مقرر ہوتا ہے وہ اس تک نہیں پہنچتا ہے

تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم، مال یا اولاد کے بارے میں آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس درجہ تک پہنچا دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر تھا (ابوداود)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ تکلیف میں کون لوگ ہوتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء پھر ان کے بعد جو ان کی طرح ہے (درجات میں) پھر ان کے بعد والے۔ آدمی کو اس دین کے اعتبار سے آزمایا جاتا ہے اگر دین مضبوط ہے تو آزمائش بڑی ہوتی ہے۔"

"عن عمرو بن مرة قال ان مما انزل اللّٰہ تعالٰی لیبتلی العبد وھو یحب یسمع تضرعه (للاوسط بلین) کلها من جمع الفوائد."

ترجمہ: "حضرت عمرو بن مرہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے ان میں یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو آزماتے ہیں اس سے محبت فرماتے ہیں اور اس کی الحاح وزاری کو سنتے ہیں۔"

مگر یہ سب عقل کا فتویٰ ہے۔ باقی طبیعت پر جو طبعی اثر ہوا اور آپ پر بھی ہونا کوئی دور نہیں وہ یہ ہے ؎

ارق علی ارق ومثلی یارق ❁ وجوی یزید وعبرة تتر قرق

ترجمہ: "اس نے مجھے مسلسل جگائے رکھا مجھ جیسے کو جگایا جاتا ہے سوزش بڑھ رہی ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں۔"

اور یہ طبعی اثر بھی بیکار نہیں۔ اس عقلی فتوے کی جو وجہ ہے صبر وتفویض وہ اسی طبعی اثر کا ثمرہ ہے کیونکہ یہ تکلیف اور درد پر موقوف ہے دعا بھی اسی کا اثر ہے چنانچہ میں دل سے آپ کی صحت وقوت ملاقات کی آسانی کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعا میں کمی نہ کیجئے۔

باقی یہ احتمال کہ یہ کسی گناہ کی پاداش (سزا) ہے یہ بھی ایمان ہی کی وجہ سے خشیت کے ذریعے سے ہے جس کی چاہت یہ ہے کہ دعا کے ساتھ استغفار کی بھی کثرت کی جائے۔ پھر تو یہ سب نور علی نور کا مصداق ہے۔ اب میں مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اور اس کی اہمیت پر نظر کر کے اس جواب کا لقب "اللطف الخفی من اللطیف الحفی" قرار دیتا ہوں اور ختم پر یہ مشورہ بھی کہ اس نعمت کو دشمن دانا کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ اس سے اتنی بڑی خیر خواہی کی کب امید ہے دوسرے اس کے استعمال کا آلہ نفس کے موافق حالات ہوتے ہیں نہ کہ اس کے مخالف حالات۔ والسلام (النور، محرم الحرام ۱۳۶۲ھ)

تمت رسالہ

جھوٹی شہادت کا تدارک

حَال: میں نے ایک عزیز کے خلاف مقدمہ میں جھوٹی شہادت دی تھی۔ اگرچہ اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور تحصیلدار نے میری شہادت کو غیر معتبر قرار دیتے ہوئے ان کے حق میں ہی فیصلہ کر دیا تھا۔ اب میں اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں خیال تھا کہ ان کو معافی کا خط لکھوں مگر چونکہ ان سے خاندانی خلش ہے اور اگرچہ میرے دل میں ان کی طرف سے کوئی بغض وعناد (نفرت ودشمنی) نہیں ہے مگر وہ مجھ کو اپنا مخالف ہی سمجھتے ہیں۔ اگر میری تحریر پہنچ گئی تو وہ اس کے ذریعہ بدنام کرنے کی کوشش کریں گے اور شاید مخالف سمجھنے میں اور دوسروں پر مخالفت ظاہر کرنے میں اور شدت نہ پیدا ہو جائے۔ اب میں اس صورت میں کیا کروں آیا خط لکھوں یا بروقت ملاقات زبانی معافی چاہوں یا صرف استغفار کرتا رہوں جو علاج حضرت مناسب خیال فرمائیں تحریر فرمائیں انشاء اللہ اسی پر عمل کروں گا۔

تحقیق: تحریر میں تو خرابیاں معلوم ہوتی ہیں اگر زبانی معافی مانگنے میں کوئی قوی اور قریبی خرابی نہ ہو تو ایسا ہی کیا جائے ورنہ اپنے لئے اور اس کے لئے استغفار کی جائے۔

حَال: ایک اور یہ بات بھی پوچھنا ہے کہ اس مہلک مرض سے پورا چھٹکارا تو شاید زیادہ دنوں میں ہو کیا جس وقت نفس سے مقابلہ آسان ہو جائے اس وقت دوسرے مرض کا علاج بھی پوچھنا اور دونوں کا علاج اور نگرانی ساتھ ساتھ جاری رکھنا معالجہ کے اصول کے موافق ہوگا یا نہیں۔

تحقیق: اگر دونوں کا استحضار اور استعمال سہولت سے ایک ساتھ ہو سکے تو ساتھ ساتھ بھی مضائقہ نہیں ہے۔

(النور، محرم الحرام ۱۳۶۲ھ)

حب جاہ ومال کی باریکیوں کا معلوم ہونا علم حقیقت ہے مبارک ہے

حَال: حضرت نے میری عرض پر حب جاہ ومال کی جن باریکیوں اور ان کے غیر محسوس رگ وریشہ کی طرف متنبہ فرمایا ہے بلاشبہ وہ میری ظاہر دیکھنے والی نگاہ سے اوجھل تھے۔ حضرت کی تنبیہ سے متنبہ ہوا اور اب ہر واقعہ کے وقت بحمد اللہ تعالیٰ ان پر نظر پڑنے لگی ہے اور جب کوئی رگ وریشہ نظر آیا (حضرت کے) حکم کے مطابق استغفار کیا اور اپنے عیوب ونقائص کا استحضار اور اس علاج سے فائدہ پاتا ہوں۔

تحقیق: "ھنیئا لکم علم الحقیقة والعمل" آپ کو حقیقت علم وعمل کا علم مبارک ہو۔ دوسرا مصرعہ خود بخود ذہن میں نہیں آیا۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

جھوٹ اور غیبت کا علاج

حَال: جھوٹ کے بارے میں حضرت کے فرمائے ہوئے پر عمل کر رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے نفس پر قابو حاصل ہو گیا ہے کبھی کبھی اگر جھوٹ بول جاتا ہوں تو فوراً تلافی کر لیتا ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

حَال: اس وقت دوسرا مرض پیش کرتا ہوں اس وقت چونکہ دونوں کا استحضار اور علاج آسانی سے ایک ساتھ ہو سکتا ہے اس لئے پیش ہے۔ غیبت اور جھوٹ کے بارے میں فرمائے ہوئے علاج سے اس میں بہت کمی آ گئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حَال: خود تو غیبت کم کرنے لگا ہوں مگر سننے سے اب تک پورا پورا بچاؤ نہیں کر سکتا ہوں۔ اکثر کوشش کرتا ہوں کہ جب کوئی کسی کی غیبت شروع کرتا ہے تو میں وہاں سے کسی نہ کسی بہانہ سے اٹھ جاتا ہوں اور اگر نفع کا گمان ہوتا ہے تو دوسرے کو بھی متنبہ کر دیتا ہوں کہ دوسروں کی برائی مت بیان کرو لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غیبت سنتے وقت تنبہ نہیں ہوتا یا اگر تنبہ ہوتا بھی ہے تو اس خیال سے نہیں اٹھتا کہ دوسروں کو خیال ہوگا کہ بڑے متقی ہیں جو اٹھ کر چلے گئے اگر چہ یہ نفس کا دھوکہ ہے اور شریعت کے احکام کی پابندی میں کسی شرم و بدنامی کا خیال نہیں ہونا چاہئے مگر طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے ابھی تک یہ جوہر پکا نہیں ہو سکا۔ اس لئے پوچھنے کی بات یہ ہے کہ ایسے مواقع سے فوراً اٹھ جایا کروں یا نہیں؟

تحقیق: ضرور (اٹھ جایا کرو)۔ رہا دوسروں کا خیال اس کا جواب نفس کو یہ دیا جائے کہ اس میں بھی ہر حال میں نفع ہے اگر غیبت کرنے والوں کو معاف نہ کیا تو ان کی حسنات ملیں گی اور اگر معاف کر دیا (وھذا ھو العزیمۃ) یہ اصل ہے تو ان کی حسنات سے زیادہ اور حسنات ملیں گی لیکن زیادہ محفوظ بات یہ ہے کہ اگر ممکن ہو کوئی بہانہ کر کے اٹھا جائے۔

حَال: اسی طرح اگر کسی کی غیبت سنی ہو تو اس کا تدارک اس کے حق میں دعا کرنے سے ہو جائے گا یا نہیں؟ ایسے خود جن جن حضرات کی غیبت کی ہے اب ان کی بھلائیاں بیان کر دیتا ہوں کہ ہر شخص میں کچھ نہ کچھ بھلائی تو ہوتی ہی ہے اور ان کے اور اپنے حق میں دعائیں بھی کرتا ہوں کیا یہ علاج کافی ہے یا نہیں؟ اگر کافی نہ ہو تو تدارک کا راستہ ارشاد فرمایا جائے ان شاء اللہ عمل کروں گا۔

تحقیق: جس کی غیبت کی ہے اس کے محاسن بیان کرنا مستقبل میں مستقل معالجہ ہے ماضی کی تلافی نہیں ہاں اس کے لئے دعا کرنا حدیث کی وجہ سے ایک درجہ میں تلافی ہے لیکن کلیات سے ذوقاً اس دعا سے تلافی ہو جانا (دوسری صورت سے) عاجز ہونے کی شرط کے ساتھ مقید معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ عجز کی وجہ مناسب ہو اور نفس کے لئے احتیاط اور زیادہ تنبیہ کی بات اس حال میں یہی ہے کہ اس سے معاف کرا لے اس سے آئندہ کے لئے ایک رادع قوی ہو جائے گا۔

حال: ایسے ہی پرانی عادت کے غلبہ سے اگر کسی وقت غیبت ہو جائے تو اس کا کیا علاج کیا جائے کہ آئندہ احتیاط کی عادت ہو؟

تحقیق: قد مر انفا (ابھی گذر چکا)۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

اگر عبادت میں کوئی دیکھے اور عابد سمجھے تو مبتدی کو یہ استحضار کرنا چاہئے کہ رد وقبول کی خبر نہیں

حال: عرض یہ ہے کہ جب میں کسی عبادت میں مشغول ہوتا ہوں تو بفضلہ تعالیٰ عبادت شروع کرنے سے پہلے کسی کو دکھانے کی نیت نہیں ہوتی اللہ ہی کی خوشنودی کی نیت سے مشغول ہوتا ہوں اور ساتھ ہی اس کا بھی پورا خیال رہتا ہے کہ صرف اللہ کی توفیق سے یہ کام کر رہا ہوں ورنہ میں کسی قابل نہیں مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عبادت میں مشغول ہو جانے کے بعد کوئی شخص آ کر دیکھتا ہے یا عبادت کے درمیان کسی کی آواز کان میں پڑتی ہے تو دل میں خوشی ہوتی ہے کہ یہ شخص مجھے عابد سمجھے گا اور اس کے نزدیک میں بزرگ سمجھا جاؤں گا۔ حضرت والا سے درخواست ہے کہ اس مرض کا علاج تجویز فرمائیں۔

تحقیق: مبتدی کے لئے ضرورت ہے کہ فوراً ہی اس (بات) کا استحضار کرے کہ جب رد وقبول ہی کی خبر نہیں تو پھر کسی کے اعتقاد سے کیا ہوتا ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

غیبت اور غصہ کا علاج

حال: گذارش ہے کہ اس سے غیبت کے بارے میں علاج پوچھا تھا۔ حضرت کے فرمائے ہوئے علاج پر عمل کر کے اس میں بہت کمی محسوس کرتا ہوں خدا کا شکر ہے کہ پرانی عادت تقریباً چھوٹ گئی ہے۔ جب کوئی دوسرا غیبت کرتا ہے تو اس کو بھی نہیں سنتا ہوں حضرت کے ارشاد کے مطابق بہانہ کر کے وہاں سے فوراً اٹھ جاتا ہوں۔

تحقیق: الحمد للّٰہ وزاد اللّٰہ تعالٰی فی الادمۃ والاستقامۃ۔ (اللہ تعالیٰ ہمیشگی اور استقامت میں زیادتی عطا فرمائیں)۔

حال: اب یہ مرض اس درجہ میں آ گیا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرے مرض کو پیش کر کے دونوں کی نگرانی کر سکتا ہوں۔ لہٰذا اس وقت غصہ کا علاج پوچھنا ہے۔ بات بات پر تو غصہ نہیں آتا لیکن جب کسی سے کوئی بداخلاقی یا بددیانتی ہوتی ہے تو اکثر غصہ آ جاتا ہے۔ باہر رہ کر تو غصہ کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں مگر دوکان پر جا کر بڑھ جاتے ہیں۔ مثلاً بیوی سے کوئی بات مزاج کے خلاف ہوتی ہے تو فوراً رنج ہوگا اور غصہ بھی آئے گا۔ اکثر تو ایسے مواقع پر صبر کرتا ہوں اور اظہار نہیں ہونے دیتا مگر جب چند واقعات جمع ہو جاتے ہیں تو صبر نہیں ہوتا۔ ناراضگی کا اظہار ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی خدا کا شکر ہے کہ غصہ میں دیوانگی نہیں ہوتی اور دیرپا نہیں ہوتا ذرا سی دیر میں اتر جاتا ہے۔ یہ کیفیت ہے۔ اب حضرت سے اس کا علاج پوچھنا چاہتا ہوں تاکہ کبھی کبھی جو یہ غصہ آتا ہے یہ بھی نہ آئے۔

تحقیق: قال اللّٰہ تعالٰی ﴿واذا غضبوھم یغفرون لم یقل لم یغضبوا﴾ (ترجمہ: جب وہ غصہ کرتے ہیں تو معاف کرتے ہیں...... یہ نہیں فرمایا کہ وہ غصہ ہی نہیں کرتے) اس میں صاف دلالت ہے کہ غصہ کا نہ آنا مطلوب نہیں۔ آنے پر حدود سے نہ نکلنا خواہ درجۂ عزیمت (اصل) میں "کما فی ھذہ الایۃ" (جیسا کہ اس آیت میں ہے) یا درجۂ رخصت میں "کما فی آیۃ الاٰتیہ" (جیسا کہ آنے والی آیت میں) یا درجہ ﴿والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون﴾ (ترجمہ: وہ ایسے لوگ ہیں جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو برابر بدلہ لیتے ہیں) یہ مطلب ہے جو بحمد اللہ حاصل ہے پھر کس چیز کا علاج مطلوب ہے۔

حال: ایسے ہی مجھ میں احساس کا مادہ بہت ہے معمولی معمولی باتوں پر رنج محسوس کرتا ہوں جس سے جس قدر تعلق زیادہ ہے اتنا ہی اس کی غلطیوں پر رنج زیادہ ہوتا ہے اگرچہ دیرپا نہیں ہوتا اور اس کے چاہت پر عمل بھی نہیں کرتا۔ اکثر ایسے اوقات میں وہاں سے علیحدہ ہو جاتا ہوں تاکہ اثر ختم ہو جائے مگر اس شخص کو دیکھ کر دوبارہ رنج تازہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے برداشت کرنے میں کوفت بہت ہوتی ہے مگر اظہار نہیں ہونے دیتا ہوں بلکہ جہاں تک ہو سکے برداشت ہی سے کام لیتا ہوں۔ اب حضرت کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں جس سے اس اثر ہونے میں بھی کمی آ جائے۔

تحقیق: الداء الداء والدواء الدواء۔ کہ بیماری بیماری ہے دوا دوا ہے۔

حال: اس ناکارہ کے لئے فلاح دارین کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل سے (کرتا ہوں)۔ (النور، ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

تکبر کا علاج

حال: اس وقت ایک اور مرض تکبر پیش کرتا ہوں حضرت کے مواعظ اور مضامین کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے اس مرض میں بھی بہت کمی آ چکی ہے۔ عقلی طور پر اپنے آپ کو کسی سے بڑا نہیں سمجھتا اور نہ کسی دوسرے کو ذلیل سمجھتا ہوں حتیٰ کہ جن لوگوں میں کبائر کا غلبہ ہے اور فسق و فجور عیاں نظر آتا ہے ان کے متعلق بھی نفس کو یہ کہہ کر سمجھاتا ہوں کہ اگر ایک دو عیب کسی شخص کے معلوم ہو گئے تو اس کو کیوں ذلیل سمجھتا ہے جبکہ تجھ میں ہزاروں عیب موجود ہیں اور آج تک ہزار ہا گناہ کر چکا ہے اتنا ہی تو فرق ہے کہ تیرا پردہ ڈھکا ہوا ہے اور اس کا کھل گیا۔ اس نصیحت سے قلب سے تکبر دور ہو جاتا ہے۔

تحقیق: لیهنك العلم والعمل۔ (اللہ تعالیٰ آپ کو علم و عمل مبارک کرے)۔

حال: البتہ ایک بات بیان کے قابل یہ ہے کہ جب مکان پر ہوتا ہوں اور کوئی کاشتکار یا چمار بھنگی وغیرہ آتا ہے بشرطیکہ غیر مسلم ہو (مسلمان میں سے ہر ایک کو اپنے سے افضل سمجھتا ہوں) تو اس کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہوں اور اگر وہ برابر بیٹھے تو ناگوار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کسی کافر کا احترام دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ بغض فی اللہ میں شاید داخل ہو۔ مگر جب اپنے نفس کی بڑائی ہوتی ہو اور دوسرے کو اپنے نفس کے مقابلہ میں کمتر سمجھا جاتا ہو تو شاید تکبر کے حدود میں داخل شمار کیا جائے اس لئے عرض ہے کہ اگر یہ مرض ہو تو اس کا علاج تجویز فرما دیں۔

تحقیق: مرض کا احتمال یہ بھی شفا کی ابتدائے۔ کما قیل ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد ❁ اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ترجمہ: ''وہ عاشق کیسا ہے کہ اس کے دوست کو اس کے حال کی خبر نہیں خواجہ! مرض نہیں ہے ورنہ طبیب تو موجود ہے۔''

اس کا حاصل یہ ہے کہ مسلم غیر متقی اور کافر کے ساتھ معاملہ یکساں نہیں کیا جاتا۔ تو یہ برابری دین میں مطلوب بھی نہیں۔

''قال تعالیٰ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا (اے کافرا کما هو مصطلح القران ویاضا یدل علیه جزاء ه المذکور فیما بعد والذین فسقوا فما وهم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها وقیل لهم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به

تکذبون) لا یستوون الایة.''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ'' کیا مومن فاسق (یعنی کافر (فاسق سے مراد کافر ہے) کے برابر ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کی اصطلاح ہے اسی طرح اگلی آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ ہے) کہ وہ لوگ جو فاسق ہوئے ان کا ٹھکانا آگ ہے جب بھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے دوبارہ اس میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا چکھو اس آگ کے عذاب کو جس کو تم جھٹلاتے تھے۔''

برابری نہ ہونے کا حاصل یہ ہے کہ حالاً وعملاً شدید ضرورت کے بغیر اور اس میں اس سے نقصان کا خوف بھی ہے اس کا اکرام نہ کیا جائے اور آئندہ اور احتمال کے طور پر اس کے دور ہونے اور مردود ہونے کا یقین اس کے بعد نہ کیا جائے۔ کما قال الرومی ؎

ہیچ کافر را بخواری منگرید ❁ کہ مسلمان بودنش باشد امید

ترجمہ: ''کسی کافر کو کمتر نہ سمجھو کہ اس کے مسلمان ہونے کی امید ہے۔''

رہا عملی فرق تو اس کی بنیاد مصالح پر ہے اس کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے اور اس فرق کا راز یہ ہے کہ کافر کی ساری نیکیاں ضائع ہیں اس لئے فی الحال شرعی اعتبار سے اس کا کوئی اثر شمار کے قابل نہیں ہے۔ مسلم جو متقی نہ ہو اس کی نیکیاں فی الحال بھی موثر ہیں اس وجہ سے عمل میں فرق لازم ہے اور عمل میں شرعاً اس فرق کے موثر ہونے کی دلیل قطعی مسئلہ جہاد ہے کما ہو ظاہر۔ امید ہے کہ اس سے سب اشکالات دور ہوگئے ہوں گے۔

(النور، ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

چوتھا باب

اعمال کے بیان میں

مامورات (جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے) ومنہیات (جن کاموں کے نہ کرنے کا حکم ہے) سب اختیاری ہیں مگر مشائخ کی ضرورت ہے

حَالْ: احقر اس سال دورۂ حدیث میں شریک ہے۔ ایک عرصہ سے خط لکھنے کا خیال کر رہا تھا لیکن ایک عارض رکاوٹ بنا رہا۔ وہ یہ کہ احقر کو آپ کے مصنفات وملفوظات دیکھنے کا بے حد شوق ہے چنانچہ بچپن سے اب تک برابر دیکھتا رہا بحمد اللہ بہت مستفید ہوا۔ ان سے ایک خاص بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ مامورات شرعیہ (شرعی طور پر جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے) سب کے سب اختیاریہ ہیں چونکہ مامورات اختیاریہ ہیں اس لئے جہاں رکنے کا حکم ہے وہ بھی اختیاری ہوئے اس لئے سارے امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رکے۔ اب اپنے بارے میں بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس قاعدہ کے معلوم ہونے کے بعد کیا مشائخ طریقت سے سوال اور علاج کرانا چاہئے۔ میرے یہی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ بہت عرصہ سے اس بات پر غور کر رہا ہوں۔ امید کہ جناب والا مطلع فرمائیں گے تاکہ احقر اسی پر عمل کرے۔ آخر اس قاعدہ کلیہ کے علم کے بعد معالج و مشائخ کی مرض کو ختم کرنے میں کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔ امید کہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مطلع فرمائیں۔

تحقیق: مامورات ومنہیات سب اختیاری ہیں تو مامورات کو کرنا اور منہیات سے رکنا بھی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے۔ کبھی اس کا الٹ ہوتا ہے جیسے ایک شخص نے نماز میں خشوع کا ارادہ کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس وخطرات کی زیادتی بھی ہوتی رہی۔ یہ شخص اس کو خشوع کے خلاف سمجھ کر خشوع کو غیر حاصل سمجھا یا عبادت کے شروع میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیاریہ کی طرف لے گئے اور یہ ابتدا کے دھوکے میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ ختم ہو چکا اور کبھی مضبوط نہ ہونے کو مضبوط ہونا سمجھ لیا جاتا ہے۔ مثلاً دو چار ہلکے سے حادثوں میں رضا بالقضا کا احسا ہوا یہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ راسخ ہو گیا۔ پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس

میں رضا نہیں ہوئی یا درجہ مقصود تک نہیں ہوئی مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں مضبوطی ہو چکی ہے۔ اب بھی رضا نہیں یا ضعیف نہیں ہے۔ حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ شکستہ دل ہو کر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے پھر وہ سچ مچ ختم ہو جاتا ہے اور اس کے الٹ میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں بھی وہی تکمیل کے اہتمام کے نہ ہونے کی خرابی ہوتی ہے کبھی یہ غلطی ہوتی ہے کہ حاصل راسخ کو ختم سمجھ لیتا ہے مثلاً شہوت حرام کا مقابلہ کیا اور ذکر کے آثار کے غلبہ کا زمانہ تھا اس لئے شہوت حرام کی چاہت ایسی کمزور ہوگئی کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر ان آثار کا جوش و خروش کم ہونے سے طبعی التفات اگرچہ کمزور درجہ میں سہی ہونے لگا یہ شخص یہ سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کی برائی پھر لوٹ آئی پھر اصلاح سے مایوس ہو کر سچ مچ بے کاری میں مبتلا ہو گیا۔

یہ چند مثالیں غلطیوں کی اور ان کے نقصانات کی ہیں۔ اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع کرنے سے وہ اپنی بصیرت و تجربوں کی وجہ سے حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان غلطیوں کو بتاتا ہے اور یہ ان نقصانات سے محفوظ رہتا ہے فرض کریں کہ سالک اگر ذکاوت صحیح سمجھ کی وجہ سے خود بھی مطلع ہو سکے مگر نا تجربہ کاری کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوتا اور پریشان ہوتا مقصود میں رکاوٹ ہوتا ہے۔

یہ تو شیخ کا اصلی منصبی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن احسان کے طور پر وہ ایک اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود یا مقصود کی ابتدا کے حاصل ہونے میں اور اسی طرح کسی برائی اور برائی کے ابتدا کے ختم کرنے میں طالب کو شدید مشقت پیش آتی ہے اگرچہ بار بار کرنے اور بار بار بچنے سے وہ مشقت آخر میں آسانی سے بدل جاتی ہے لیکن شیخ احسان کے طور پر کبھی ایسی تدابیر بتا دیتا ہے کہ شروع ہی سے مشقت نہیں رہتی ہے۔ یہ ایک سمجھ کے لئے ایک مختصر سی تحقیق ہے باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے احوال جزئیہ کی اس کو لازمی طور پر اطلاع کرتا رہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا رہے۔ یہ اتباع کامل اس وقت ہو سکتا ہے جب اس پر اعتماد ہو اور اس کے ساتھ فرمانبرداری کا تعلق ہو اس وقت حسا معلوم ہوگا کہ شیخ کے بغیر مقصود کا حاصل ہونا عادۃً (معمول کے اعتبار سے) مشکل ہے ہاں بہت کم ہو سکتا ہے اور بہت کم ہونا نہ ہونے کے برابر ہے پھر اس ضرورت میں فہم و استعداد کے فرق کے اعتبار سے فرق بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ متقدمین (پہلے لوگوں) کو کم ضرورت تھی۔ (النور، محرم ۱۳۵۱ھ)

ضعف کی وجہ سے تہجد کی نوافل عشا کے بعد پڑھے جا سکتے ہیں

حَال: ایک صاحب کا خط تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلنے یا آنکھ کھلنے کے باوجود مرض کے بعد کمزوری کی وجہ سے

ہمت نہ ہونے کے بارے میں عشاء کے بعد نوافل کی پابندی کے ساتھ آیا جس میں بے حد افسوس کا اظہار کیا تھا جس کا یہ جواب لکھا گیا۔

تحقیق: میں نے غور کیا زیادہ محفوظ یہی معلوم ہوا کہ تہجد کا التزام رہے اور اگر سونے کے بعد خود اہتمام کے بغیر آنکھ کھل گئی تہجد بھی پڑھ لی ورنہ جب تک قوت نہ آ جائے اس کا اہتمام نہ کیا جائے۔ فضائل کی احادیث میں قیام اللیل وصلوۃ اللیل کا عنوان بہت زیادہ آیا ہے جس سے صرف فضیلت کا اس سے حاصل ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔ اس باب میں یہ اور تہجد مشارک (شریک) ہیں۔ رہ گئی فضیلت کی زیادتی وہ سوکر اٹھنے کے بعد کے ساتھ خاص ہے سونا خواہ حقیقۃً ہو یا حکماً یعنی شروع رات سے آخر رات تک بیدار رہا اور ایسے وقت نماز پڑھی کہ اس سے عادۃً نیند ہوا کرتی ہے۔ اس فضیلت کی زیادتی کے لئے افسوس کرنا ایسا ہے جیسے رمضان میں کسی کی آنکھ سحور کے لئے نہ کھلے مگر روزہ کی توفیق ہو اور وہ روزہ سے اتنا مسرور نہیں ہوتا جتنا سحور کی فضیلت فوت ہونے سے غمگین ہوتا ہے۔ تو کیا یہ حزن طبعی عقلاً بھی مطلوب ہے خصوصاً جب حدیث میں صاف ہے کہ اگر اٹھنے کا ارادہ ہو اور آنکھ نہ کھلے "كان نومه عليه صدقة" (تو اس کی نینداس کے لئے مفت رہی) اور قویٰ کا مدد نہ کرنا آنکھ نہ کھلنے کی جگہ میں ہے "لكون كل منهما عذرا" (کیونکہ ہر ایک عذر ہے) واللہ اعلم۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

تلاوت قرآن کا علم وحال

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

پہلے قرآن کریم کی تلاوت میں علوم اسرار کا انکشاف زیادہ ہوتا تھا، اب حالت یہ ہے کہ تلاوت میں خاص کیفیت ہوتی ہے جس سے کبھی قلب پر ایسا بوجھ محسوس ہوتا ہے کہ برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بے اختیار رونا آتا ہے تو بوجھ کم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: وہ علم تھا یہ حال ہے۔ تربیت حال سے علم کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

ناقص کو دعا وغیرہ میں افضل کی فکر ضروری نہیں

حال: اکثر صلحاء کو سنا وہ دعا میں ہاتھ اٹھا کر درود شریف سے شروع کرتے ہیں مگر میری حالت یہ ہے کہ دعا کے وقت ایک حدیث کا استحضار ہو جاتا ہے جس میں ارشاد "لقد عجلت الخ" (تم نے جلدی کی) آیا ہے اس لئے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثنا پھر درود شریف کے بعد دعا شروع کرتا ہوں مگر اس کے بارے میں کوئی صیغہ ماثور معلوم نہیں اس لئے بچپن کی عادت کی وجہ سے یوں پڑھا کرتا ہوں۔ "الحمد لله رب العٰلمين والصلوة

والسلام علی سیّد الانبیاء والمرسلین وعلی کل ملئکۃ المقربین وعلی عباد اللّٰہ الصالحین'' اس میں جو بات اصلاح کے قابل ہو اصلاح فرما دی جائے۔ ہاں! یہ یاد آیا کیا خطبہ تشہد ماثورہ ''الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ الخ'' پڑھنا زیادہ افضل نہ ہوگا۔

تحقیق: ہم جیسوں کے لئے کہ ناقص ہیں افضل کی غور وفکر غیر ضروری نہیں ہے جس میں یکسوئی زیادہ ہو اختیار کرلیا جائے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

اعمال کے ہونے کے وقت ایک قسم کی نورانیت محسوس ہونا نعمت عظمیٰ ہے

حال: چار روز سے یہ حالت نئی پیدا ہوئی کہ کبھی کبھی ارادے کے بغیر قلب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا استحضار ہوتا ہے۔ اس اللہ تعالیٰ کی رحمت کے استحضار سے قلب میں اعمال کے کرنے کے وقت ایک خاص قسم کی نورانیت محسوس ہوتی ہے جو اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی مگر اعمال کی ادائیگی کے وقت کسی وقت سستی یا کم ہمتی ہوتی ہے تو جیسے پہلے حضرت حق کی عظمت و ہیبت کا استحضار ہو کر عمل میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے اب اس حالت میں بہت ہی کمی پیدا ہو چلی ہے۔ اس حالت میں بھی کمی پاتا ہوں کہ نفس اس عمل کو عطائے حق سمجھ کر ادا کرنے کو غنیمت سمجھتا تھا۔ اب احقر حضرت والا کی دعا کی برکت سے قوت میں ہمت سے کام لیتا ہے اور اس قوت و ہمت کو بھی عطائے حق ہی سمجھتا ہے۔ یہ میرا سمجھنا کیسا ہے اور یہ میری حالت کیا ہے؟ اگر یہ میری حالت قابل اصلاح ہے تو للہ حضرت والا میری مدد فرماتے ہوئے جو تدبیر یا علاج ہو مشرف فرمائیں۔

تحقیق: حق تعالیٰ کی نعمتوں سے جو کہ مجھ پر ہیں جتنا مسرور ہوتا ہوں اتنا ہی دوستوں پر جو نعمتیں ہیں ان پر بھی (خوش ہوتا ہوں)۔ الحمد للہ الحمد للہ۔ یہ حالات سب نعمتیں ہیں اور عظیم نعمتیں۔ اللہم زد فزد۔ آخر میں جس تبدیلی کا بیان کیا ہے تو جیسے موسم کی تبدیلیاں ایک تندرست آدمی کے لئے بھی لازم ہیں اسی طرح یہ تبدیلیاں بھی ضروری ہیں یہ اسی طرح کی تبدیلیاں ہیں امراض نہیں ہیں موسم کے بدلنے سے یہ خود معتدل ہو جاتے ہیں کسی مستقل تدبیر کی ضرورت نہیں نہ کچھ فکر کرنا چاہئے۔ ہاں جو تبدیلی اختیاری اسباب کی وجہ سے ہو وہ توجہ کے قابل ہے۔

(النور، محرم وصفر ۱۳۵۲ھ)

اعمال چھوڑ کر اعمال کی توفیق طلب کرنا بے جا ہے

حال: جس دن سے رخصتیں ختم ہوئی ہیں اسی دن سے بندہ مدرسہ میں حاضر ہو گیا تھا۔ رخصتوں میں اکثر تہجد کی بھی توفیق ہو جاتی تھی اور حضور کی فرمائی ہوئی تعلیم پر قضا نمازوں کے بارے میں ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کر لینی

چاہئے پر بھی عمل کرتا رہا اور اکثر تلاوت قرآن مجید بھی کر لیتا تھا۔ نماز میں وساوس پہلے کے مقابلے میں کم آتے تھے۔ جس دن سے مدرسہ میں آکر تعلیم کا کام شروع کیا ہے اسی دن سے تمام اعمال مذکورہ چھوٹ گئے۔ حضور سے عرض ہے کہ ایسا طریقہ ارشاد فرمائیں کہ جس سے اعمال کی توفیق ہو اور پریشانی دور ہو جائے۔

تحقیق: سبحان اللہ کیا اچھا سوال ہے۔ اگر کبھی دوا سے ناگواری ہو تو کیا یہ سوال معقول ہے کہ ایسا طریقہ بتایا جائے کہ ناگواری دور ہو۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

احکامات شرعیہ سب اختیاری ہیں ہمت (کرنا) چاہئے

حال: حضور کے ملفوظات و مواعظ سے یہ تو میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے کہ احکامات شرعیہ جتنے بھی ہیں وہ اختیاری ہیں لیکن میں نے تدبیر اس لئے پوچھی تھی کہ سہولت ہو جائے۔ حضرت کے ملفوظات و تربیت السالک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکثر از راہ شفقت و ہمدردی ایسے طریقے بھی تجویز فرما دیتے ہیں جن سے گناہ کے ترک کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اس خیال سے حضور کی خدمت بابرکت میں عرض کیا تھا۔ لہٰذا پھر ادب سے گذارش ہے کہ حضور والا از راہ شفقت و ہمدردی اگر کمترین کے لئے بھی کوئی ایسی ترکیب تجویز فرمائیں تو حضور کی بے حد نوازش وعنایت ہوگی۔

تحقیق: میں ایسی نوازش کو تمہارے لئے نقصان دہ سمجھتا ہوں۔ ایک طبیب ایک کے لئے ایک دوا تجویز کرتا ہے دوسرے کے لئے (اس دوا کو) نقصان دہ سمجھتا ہے۔ اب مجھ کو خط مت لکھنا تم سرکش (نافرمان) ہو۔

(النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

ہدیہ دینے میں محبت کا خیال آنا عین دین ہے

حال: جب میں اپنے کسی مخلص دوست یا محسن یا استاد کو کوئی ہدیہ دیتا ہوں تو سچی محبت سے اور صرف دل کو خوش کرنے کے لئے دیتا ہوں ثواب وغیرہ بھی حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا مگر جب غور کرتا ہوں تو اپنی نیت میں کچھ اس قسم کی ملاوٹ ضرور پاتا ہوں کہ جب یہ ہدیہ وصول ہوگا تو ان کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ مجھے ان سے محبت ہے اور پھر وہ میری طرف متوجہ بھی زیادہ ہوں گے۔ اس خیال سے دل کچھ مسرور بھی ہوتا ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ یہ خود غرضی اور خلوص کے خلاف تو نہیں ہے۔

تحقیق: نہیں۔ کیونکہ حدیث "تهادوا تحابوا" (کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کہ اس سے ایک دوسرے سے محبت ہوگی) میں محبت کے زیادہ ہونے کا مقصد خود شریعت میں مطلوب ہونا واضح ہے۔ اس لئے شریعت

کے مطلوب مقصد کا ارادہ کرنا خلوص کے خلاف نہیں ہوسکتا ہے۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا جب دین ہے تو اس کا ارادہ کرنا دین کا ارادہ کرنا ہے دنیا کا ارادہ کرنا نہیں ہے اور ریا و خلوص کے نہ ہونے کی حقیقت طاعت سے دنیا کا ارادہ کرنا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر ہدیہ بطور طاعت نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کی تدبیر ہو تو دوسری دنیوی تدابیر کی طرح ہے کبھی مباح جیسے عوض کے ساتھ ہبہ کرنا کبھی غیر مباح جیسے رشوت۔ فقط (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

اپنے اعمال کو نہ ہونے کی طرح پانا بھی نعمت ہے

حَال: حضرت! بندہ کے اندر ایک بات یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے حال پر افسوس و ندامت ہوتی ہے اپنے اعمال پر کچھ اعتقاد نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے افعال و اعمال کو (بالکل) نہ ہونے کی طرح پاتا ہوں۔ اس وجہ سے دل سے کبھی باری تعالیٰ کا شکریہ نہیں کرتا اور کسی چیز کو شکریہ کے قابل نہیں پاتا۔ ہاں کبھی بہ تکلف زبان سے کہتا ہوں یا دل میں تصور کرتا ہوں الحمدللہ باری تعالیٰ نے اپنے ذکر و طاعت کی توفیق دی یا حضرت والا کی خدمت میں آنے کی توفیق دی۔ حضرت بندہ کا اس تکلف سے شکریہ ادا ہوگا یا نہیں۔

تَحقِیق: ہوگا۔ اور اس کا بھی شکریہ کرنا چاہئے کہ اپنے اعمال کو نہ ہونے کی طرح پایا جاتا ہے۔ یہ شکر بے تکلف ادا ہوگا۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

دلی محبت کی پہچان

حَال: اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کے فضل پر کامل بھروسہ ہے اور باری تعالیٰ کی محبت کی جو کیفیت قلب میں ہے اس کو تحریر کرنے سے قاصر ہوں۔ الفاظ میں دلی جذبات اپنی ناقابلیت کی وجہ سے تحریر نہیں کرسکتا ہوں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت نہیں ہے لیکن غور کرنے سے اس خیال کی تردید ہوجاتی ہے البتہ جوش و خروش بالکل نہیں ہے۔

تَحقِیق: اس میں کیا رکھا ہے۔

حَال: ایک بے رنگ سی حالت ہے۔

تَحقِیق: روحانی محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

گذشتہ گناہ یاد آنے سے عمل میں قوت ہو تو اچھا ہے

پہلا خط

حَال: بندہ کو کبھی پہلے کئے ہوئے گناہ کی یاد آتی ہے اور طبیعت بہت پریشان ہوجاتی ہے۔ دل میں یہ خیال پیدا

ہوتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے گناہ مجھ سے ہوئے جو کسی سے شاید نہیں ہوئے۔ خدا نے معاف کیا یا نہیں۔ خدانخواستہ اگر معاف نہ ہوا تو ضرور پکڑ ہوگی۔ ایسے خیال سے دل میں اندھیرا سا ہو جاتا ہے۔ صفائی معلوم نہیں ہوتی۔ یہ خیال اختیار سے دل میں ہوتا ہے واقعی جو گناہ پہلے مجھ سے ہوئے تھے دل گھبرانے کے قابل ہیں۔ اب حضرت سے درخواست یہ ہے کہ ایسا خیال دل میں پیدا ہونا اچھا ہے یا برا۔ اطلاع فرما کر بندہ کو مشکور و ممنون فرمائیں۔

تحقیق: اس خیال کے اثر کو دیکھو کہ عمل میں اس سے قوت ہوتی ہے یا ضعف ہوتا ہے۔

دوسرا خط

حال: اس خیال سے عمل میں قوت ہوتی ہے۔

تحقیق: تو اچھا ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

اتباع شریعت کی نیت سے ہونا چاہئے نہ کہ وارد کی نیت سے

حال: ایک رئیس نوجوان مدرسہ میں آئے احقر پڑھا رہا تھا۔ شعبہ اردو جسے بورڈ سے ۵۰ روپیہ ماہانہ امداد ملتی ہے بند تھا۔ یہ صاحب بورڈ کے ممبر ہیں۔ موٹر سے اتر کر مع بونٹ و چند ملازمین درس گاہ میں تشریف لائے۔ احقر پڑھا رہا تھا کھڑا نہ ہوا۔ وہ سب صاحب کھڑے کھڑے احقر سے مدرسہ کے متعلق سوالات کرتے رہے حالانکہ وہ سوالات مہتمم صاحب سے کرنا چاہئے تھے۔ احقر نے بیٹھے ہی بیٹھے ان کے لحاظ سے جوابات دے دیئے۔ ان کے سوالات حاکمانہ لہجہ میں تھے۔ چلے جانے کے بعد ساتھیوں اسی طرح ملازمین مدرسہ اور مہتمم صاحب سے بواسطہ شکایت کی کہ فلاں مولوی صاحب بداخلاق ہیں۔ مجھے سلام نہیں کیا نہ کھڑے ہوئے نہ اٹھ کر میرے ساتھ آئے۔ مہمان نواز نہیں ہیں۔ احقر کا کھڑا نہ ہونا بے حد ناگوار ہوا۔

حضور! احقر نے خیال کیا کہ کھڑا ہو جائے مگر قلب میں یہی وارد ہوا کہ نہ کھڑا ہونا چاہئے۔ تین مرتبہ خیال ہوا تینوں دفعہ یہی دل میں آیا۔ ہاں امیر ہونے پر نظر کرتے ہوئے یہ کیا کہ مدرس کے بیٹھنے کی جو گدی ہے اس پر سے کھسک گیا۔ بتکلف قلب کے خلاف کرنے کو گوارا نہ کیا۔ رہا کسی کو نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا سمجھ کر خاطر تواضع کرنا، تعظیم وغیرہ کرنا کسی سے امید رکھنا سو حضور واللہ باللہ خدا عظیم کے سوا کسی کو نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا سمجھنا و امید رکھنا شرک معلوم ہوتا ہے۔ اگر دوسرا بھی ایسی بات کرے تو طبیعت مکدر (بوجھل) ہوتی اور غصہ آتا ہے۔ احقر نے ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا بلا سوچ و فکر بلا تکلف جو دل میں آیا کیا تو طریقت و

شریعت دونوں کے مخالف نہ پایا بلکہ یہی برتاؤ ان کے ساتھ ہونا مناسب معلوم ہوا حتیٰ کہ اس برتاؤ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق معلوم ہوا۔ تعلق محبوب میں اضافہ ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ غلام سب سے تواضعا ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ مہتمم صاحب نے احقر سے کچھ نہیں فرمایا بلکہ کہہ رکھا ہے کہ ان معاملات میں تم کو اختیار ہے جو مناسب معلوم ہو وہ کیا کرو۔

تحقیق: وارد اگر شریعت کے موافق ہو تو اتباع شریعت کی نیت سے عمل کیا جائے نہ کہ وارد کی نیت سے اتباع کی جائے۔ ناقصین کے لئے یہ سخت خطرہ کی چیز ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

خدمت خلق سے اگر وہ شرمندہ نہ ہوں تو بہتر ہے

حال: کبھی جی چاہتا ہے کہ طلباء کی جوتیاں جھاڑ کر سیدھی کر دیا کروں۔ ان کے کپڑے دھویا کروں۔ مگر پھر خیال ہوتا ہے کہ ایسے افعال سے تو اور شہرت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس خدمت میں کچھ نفس کا حصہ ابھی سے معلوم ہو رہا ہے لہٰذا ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جب طلباء یا صلحاء یا عام اہل اسلام کی خدمت کو جی چاہے تو کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: اگر وہ شرمندہ نہ ہوں تو افضل ہے اور شہرت کا ارادہ برا ہے نہ کہ احتمال برا ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

مرید کا خادم کو ساتھ رکھنا جائز ہے

حال: اسی طرح آج کل مسائل السلوک دیکھ رہا ہوں، اس میں بھی ایک شبہ ہو گیا ہے اس لئے عرض ہے کہ جواب سے سرفراز فرما کر بندہ کو ممنوع فرمائیں۔

سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ سے اس پر بھی دلیل پکڑی گئی ہے کہ مرید کے لئے خادم کا ساتھ رکھنا بھی درست ہے۔ اس میں شبہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کامل و مکمل تھے اور نفس مطمئنہ ہو چکا تھا۔ اگر ایسا شخص مزید طلب کے وقت کوئی خادم رکھ لے تو کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا لیکن جو شخص ابھی ناقص ہے اور اس کا سلوک بھی طے نہیں ہوا اور نفس کے دھوکوں سے نجات نہیں ملی اس کو کامل پر قیاس کر کے خادم رکھنے کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے جبکہ اس کے لئے زیادہ غالب یہ ہے کہ نفس اس کو عجب اور کبر وغیرہ امراض میں نہ گرفتار کر دے ہاں اگر شیخ کسی خاص مرید کی نسبت اس کی اجازت دے دے مصالح کی بناء پر تو ممکن ہے کہ وہ اس سے مستثنیٰ ہو جائے مگر کسی قید کے بغیر اس کی اجازت نہ بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے دلیل حاصل کرنا درست معلوم ہوتا ہے اور اس قصہ کی اصل مثال بالکل ایسی ہی ہے

جو آج کل مشائخ میں پائی جاتی ہے کہ مزید طلب کے باوجود خدام رکھتے ہیں چونکہ سیر الی اللہ (اللہ تعالیٰ تک سیر) ختم ہو چکی ہے اس لئے نفس کے غلبہ کا گمان نہیں رہا اور مریدین میں یہ بات نہیں ہے۔

تحقیق: لفظی اطلاق (یعنی جو قید لفظوں میں نہ ہو) قصدی اطلاق (یعنی جس میں بغیر قید کا ارادہ کیا ہو) کے لئے ضروری نہیں ہے بعض قیود قواعد مشہورہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ ہر مقام پر ان کو واضح بیان کرنا ضروری نہیں۔ مثلاً کوئی مفتی کہے کہ روٹی کھانا حلال ہے تو اس کے ساتھ تمام شرائط جیسے غصب کی نہ ہو چوری کی نہ ہو، نجس نہ ہو، وغیرہ وغیرہ بتانا ضروری نہیں۔ معنی یہ ہوتے ہیں کہ خود حلال ہے، اگرچہ کسی وجہ سے حرام ہو جائے۔ پھر جہاں ضرورت ہوگی منع نہ کریں گے مفاسد کو روکیں گے۔ اسی طرح یہاں یہ حکم مقصود ہے کہ یہ خادم کا رکھنا درست ہے۔ خصوصاً سفر میں اکثر ایسی ضرورت پیش آتی ہے اس سے مبتدی کو بھی منع نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے کوئی امیر جس کو خود کام کرنے کی عادت یا تحمل نہیں شیخ کے پاس جاتے ہوئے نوکر ساتھ لے لے تو اس میں کیا ڈر کی بات ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل میں اس کی اجازت ہے اور منع عارض کے سبب مگر عبارت میں ہر جگہ اس تفصیل کی ضرورت نہیں۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

کھانے میں کمی کرنا خود مقصود نہیں ہے

حال: تبلیغ دین میں جس جگہ کھانے میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں وہاں اس کی ایک صورت یہ بھی لکھی ہوئی ہے جس وقت خوب چاہت ہو اس وقت کھانا کھا کر چاہت کو ختم نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو باقی رکھ کر ہاتھ روکنا چاہئے۔ اس وجہ سے احقر جب کھانا کھاتا ہے تو جس وقت ابھی ایک روٹی یا پون روٹی کی چاہت باقی رہتی ہے تو فوراً اسی وقت ہاتھ روک دیتا ہے تو گویا یہ کھانے کی کمی کا جہاد ہوا۔ اب عرض یہ ہے کہ کیا یہ کھانے میں کمی کا صحیح طریقہ ہے یا غلط۔ اس سے ازراہ فضل و کرم مطلع فرمائیں۔ اگر غلط ہو تو طریقہ صحیح تفصیل سے بتائیں۔

تحقیق: بالکل صحیح ہے لیکن کھانے میں کمی کرنا خود مقصود نہیں ہے مقصود حیوانی قوت کو توڑنا ہے اور اس توڑنے سے بھی مقصود "کف النفس عن المعاصی" (نفس کو گناہوں سے روکنا اگر) کھانے میں کمی کے بغیر حاصل ہو جائے کھانے میں کمی کرنا ضروری نہیں بلکہ اس زمانہ میں اکثر اس سے ضعف ہو جاتا ہے جس سے دوسرے جسمانی و نفسانی نقصانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بلا ضرورت مناسب نہیں۔

حال: دوسری گذارش یہ ہے کہ اگر اس قسم کے مسائل جن کا تعلق نفس کی اصلاح سے ہو کسی تصوف کی کتاب

میں جو کہ مستند و معتبر ہوں پائے جائیں تو حضور سے پوچھے بغیر عمل کرنا درست ہے یا نہیں اور یہ علاج ایسا ہی سمجھا جائے جیسا کہ حکیم حاذق کا علاج سمجھا جاتا ہے۔

تحقیق: اگر فہم میں یا حدود و شروط میں غلطی نہ ہو تو درست ہے لیکن ان غلطیوں کا احتمال عادۃً غالب ہے اس لئے کسی شیخ مبصر کے مشورہ کے بغیر خود عمل کرنا مناسب نہیں۔ ہاں یہ مناسب ہے کہ اس علاج کو نقل کر کے مشورہ کر لے۔

حال: اور تیسری گذارش یہ ہے کہ مجاہدہ شرعی و مجاہدہ عرفی میں فرق کیا ہے یا دونوں ایک ہیں۔ الگ ہونے کی صورت میں کس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے از راہ احسان جواب سے محظوظ و مرہون منت فرمائیں۔

تحقیق: یہ سوال فن سیکھنے والے کے لئے مناسب ہے اور جو شخص اپنا علاج کرتا ہو اس کو یہ پوچھنا مناسب نہیں ہے ہاں اس مجاہدہ کو اور اس کی وجہ بیان کر کے مشورہ لے لیا جائے۔ (النور، محرم ۵۲ھ ۱۳)

دنیاوی باتوں کے فنا ہونے کا استحضار کرنا ان کی تمنا کا علاج ہے

حال: مجھ میں ایک مرض بہت پرانا ہے جس کو کئی بار ارادہ کیا کہ اپنے خط میں لکھوں مگر ابھی تک اس کی باری نہ آئی۔ وہ مرض یہ ہے کہ میری طبیعت ہمیشہ یہ چاہتی ہے کہ جو چیز اور جو بات ہو وہ اعلیٰ درجہ کی ہو جس کو نہ کوئی کم ہی کہہ سکے اور نہ جس میں کوئی عیب نکال سکے کہ کم از کم اس زمانہ کا سب سے زیادہ بہادر میں ہی ہوتا۔ بیعت کا خیال ہوا تو ہر وقت یہ دھن تھی کہ ایسا پیر ملے جس کا کوئی ثانی نہ ہو اور جس میں کوئی عیب نکال ہی نہ سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایسا ہی شیخ عطا فرمایا اور بفضلہٖ تعالیٰ میری طبیعت کو ایک اطمینان حاصل ہے۔ شاعری کا خیال آتا ہے تو یہی چاہتا ہے کہ کم از کم اتنا ہوتا کہ ہندوستان میں اول شمار کیا جاتا۔ غرض یہ خبط لڑکپن سے ہے کھیل میں یہی کیفیت رہتی تھی۔ جب کسی لڑکے کو اپنے سے اچھا کھیلتے پاتا ہوں تو رشک ہوتا۔ جس طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہے ہوتا ہی چلا جاتا ہے۔ حالانکہ بفضلہٖ تعالیٰ اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ نہ اتنا علم ہی ہے کہ شاعر بن سکوں اور اتنا کیا علم تو بالکل ہی نہیں ہے۔ دل اتنا کمزور کہ اندھیرے میں ڈر لگتا ہے بہادری تو ایک طرف۔

غرض میں اپنے خیالات پر بہت ملامت کرتا ہوں۔ شرمندہ ہوتا ہوں توبہ کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی یہ خیالات ہر وقت دماغ میں گھومتے رہتے ہیں اور طبیعت اس سے لطف لیتی ہے کہ اس جنگ میں شریک ہوا ہوتا میں ہی سب سے زیادہ بہادری دکھاتا سب کا سردار میں ہی ہوتا یوں فوج کو لڑاتا یا بجائے قانونگو ہونے کے کلکٹر ہوتا تو یہ

انتظام کرتا اس طرح لوگوں سے برتاؤ کرتا۔ حالانکہ اصلیت یہ ہے کہ اپنے میں قانونگوئی کی بھی لیاقت نہیں پاتا۔ اب اس کا علاج جو حضور تجویز فرمائیں اس پر عمل کروں۔

تحقیق: جس دنیوی چیز کی تمنا ہو اس کے فنا کا استحضار کرو تاکہ اس کا ہیچ اور بے نتیجہ ہونا مستحضر ہو اور اگر وہ دین میں نقصان دہ ہے تو اس کے برے نتیجہ کا بھی استحضار کرو۔ اس مراقبہ کے بار بار استعمال کرنے سے یہ ہوس کمزور ہو جائے گی اور اگر وہ دینی بات ہے تو اس کی تمنا محمود ہے اس کے علاج کی ضرورت نہیں۔ ہاں شرط یہ ہے کہ جس کو وہ نعمت عطا ہوئی ہے اس سے زائل ہونے کی تمنا نہ ہو ورنہ وہ حسد اور حرام ہے۔ اگر خدانہ کرے ایسا ہوتا ہو تو اس کے متعلق مستقل سوال کیا جائے باقی اعتدال کی دعا بھی کرتا ہوں۔ (النور، رجب المرجب ۱۳۵۳ھ)

مریض کو مرض کا استحضار، علاج کی طلب عمل کی فکر اور رحمت کی امید رکھنا فرض ہے

حال: یہ اپنی حالت اور برے اخلاق کی ادنیٰ تفصیل ہے جو پیش ہے۔ حق تعالیٰ حضرت والا کی برکت و دعا اور حضرت کی اصلاح سے مجھے مسلمان بنا کر نیک لوگوں کے گروہ میں اٹھائیں۔ ورنہ اس صفت کمالیہ خداوندی کی شرکت و منازعت جانے کس نتیجہ پر پہنچائے گی العیاذ باللہ۔

تحقیق: جب تک مرض کا استحضار اور علاج کی طلب اور عمل کی فکر رہے رحمت کی امید رکھنا فرض ہے۔

حال: تبلیغ دین حسب ارشاد دیکھتا ہوں حقیقت میں اس کو دیکھ کر اپنے اسلام کا وہم بھی نہیں ہونا چاہئے۔

تحقیق: مگر اس میں تیز مسہل (جلاب لانے والی دوا) تجویز کیا گیا ہے جو اس زمانہ کے اقویا (مضبوط لوگوں) کے لئے مناسب ہے۔ اس کے مطالعہ کو امراض کے اجمالی علم کے لئے سمجھا جائے۔ فیصلہ نہ سمجھا جائے۔

حال: مگر یہاں کیفیت یہ ہے کہ اس حدیث کے خیال سے کہ جس میں ہے کہ آج دین کے دس فیصد حصہ پر بھی عمل سے نجات کا زمانہ ہوگا اگرچہ کیفیت کے اعتبار سے اپنی حالت پر جو کچھ تھوڑا بہت افسوس ہوتا ہے وہ بھی باقی نہیں رہتا۔

تحقیق: اس طبعی افسوس کے نہ ہونے پر عقلی افسوس کا ہونا اس کا نعم البدل ہو جاتا ہے۔

حال: یہ اپنے مرض غفلت کا اظہار ہے اب جو حضرت والا کا ارشاد ہو۔

تحقیق: ارشاد کی تو مجھ میں کیا قابلیت ہوتی بس سبق کا تکرار سا کر دیتا ہوں۔ سو ہر مضمون پر کچھ کچھ لکھ دیا ہے۔

حال: فلاح دارین کی درخواست کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ حد ادب۔ (ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ)

تحقیق: دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

(ثانیہ) حال: والا نامہ اصلاح آفرین ہوا۔ الحمدللہ کہ حضرت والا کے مضمون سے شفا میسر ہوئی۔ اور جو الجھن اپنے امراض کے بارے میں تھی وہ اپنے غیر ضروری اجزاء کے اعتبار سے بالکل صاف ہوگئی۔

تحقیق: الحمد للّٰہ و ھنیئا لکم العلم۔ (آپ کو علم مبارک ہو)۔

حال: ایسے ہی باطنی طور پر بھی مبارک تحریر سے اپنے ایوان کبر کی بنیادیں بہت ہلتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ امید ہے حضرت والا کی خاص توجہ کی وجہ سے یہ قلعہ ایک روز اسی طرح منہدم ہوجائے گا اور یہ تعمیر کا گرنا بندگی کی ابتدا ہوگی۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ ماشاء اللہ ہوگیا۔ صرف ہونے کے علم کا انتظار ہے۔ وہ جلدی نہیں ہوا کرتا۔ اور (اس میں) مصلحت بھی یہی ہے کہ بے فکری نہ ہوجائے۔

حال: حق تعالیٰ آں مخدوم (حضرت) کے فیوض ہمیشہ باقی رکھیں۔

تحقیق: میرے کیا فیوض احباب کا حسن ظن ہے ورنہ

ع صلاح کار کجا و من خراب کجا

ترجمہ: ''کام کی نیکی کہاں اور میں خراب کہاں۔''

حال: اللہ تعالیٰ کی ذات کے تصور کے بعد خشیت اور طاعات کے اہتمام کا نہ ہونا جو عرض کیا تھا اس پر حضرت والا کا ارشاد کہ تصور خود مقاصد میں سے ہے اور خوف و خشیت اس کی ابتدائی چیزیں ہیں۔ مقصود کے بعد اس کی ابتدائی باتوں سے بے پرواہ ہوجانا چاہئے۔ سمجھ کی کمی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آیا۔ صحیح یہی ہے جو حضرت کا ارشاد ہے مگر فہم ناقص اب تک یہ سمجھا تھا کہ رضا ہی مقصود ہے جو طاعات اور اس کے اہتمام میں منحصر ہے۔ اور تصور خوف خشیت کی ابتدا ہے۔ جس کے بعد طاعات کا اہتمام حاصل ہوتا ہے اور اسی پر اللہ تعالیٰ کی رضا کا نتیجہ ملتا ہے۔ حضرت پر بوجھ نہ ہو تو کچھ وضاحت فرمائیں۔ اگر ضرورت بھی خیال فرمائیں ورنہ بہتر۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے میری پوری عبارت میں غور نہیں کیا گیا۔ میں نے یہ نہیں لکھا کہ تصور خود مقاصد میں سے ہے میری عبارت یہ ہے کہ خاص درجہ میں خوف و خشیت و اہتمام خود مقدمات انہیں مقاصد کی ابتدائی باتوں میں سے جن کو میں نے دولت کہا ہے اور اوپر گذشتہ عبارت میں جس کو دولت کہا ہے وہ ان چیزوں کا مجموعہ ہے۔ فرائض و واجبات و موکدات کو لازمی طور پر کرنا درود کے شغل اور ذات کے تصور کے ساتھ مسجد میں قیام جس کا حاصل مامورات (جن باتوں کے کرنے کا حکم ہے) کا (کہ وہ اعمال و طاعت و ذکر و فکر کا مجموعہ ہے) لازمی طور

سے کرنا ہے اوران کا مقصود ہونا ظاہر ہے اور خوف وخشیت اور مرضیات کے اہتمام کو جو ان (باتوں) کی ابتدا کہا گیا ان کا صرف درجہ نہیں بلکہ وہ درجہ جو آپ کے ذہن میں ہے یعنی طبعی غلبہ کا درجہ اسی لئے میں نے اس میں خاص کی قید لگائی ہے اور یہ ثابت ہے کہ خوف وخشیت طبعی یا اہتمام طبعی یعنی طبعی چاہت ان کا حکم نہیں کیا گیا ہے اگرچہ پسندیدہ ہیں اور اگر حاصل ہو جائیں تو ان سے حکموں کے پورا کرنے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔ باقی عقلی خوف، خشیت اور ارادے سے اہتمام کرنا ان کا خود حکم ہے آپ کو حاصل ہے اور اس کے نہ ہونے کے آپ بھی شاکی نہیں ان کو ابتدائی بات نہیں کہا گیا باقی ان کا مقصود ہونا رضا کے مقصود ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ رضا مقصود کا مقصود ہے اور یہ چیزیں اپنے ابتدا کے اعتبار سے مقصود ہیں۔ اگر اب بھی پریشانی ہے بے تکلف لکھ دیا جائے۔

حَالؔ: حاضری کے بارے میں ''حضرت کا ارشاد کہ آنے کے معنی بتانے کی ضرورت ہے'' یہ گذارش ہے کہ مقصود زیارت کے علاوہ کچھ نہیں ہے بیعت کے بارے میں تو چونکہ یہ طے ہو چکا ہے کہ مستقل شدید تقاضے کے اور طبعی محبت کے بغیر مناسب نہیں ہے اس لئے ارادہ ہی نہیں کہ اس درجہ میں یہ دونوں باتیں بھی محسوس نہیں کرتا ہوں۔ زیارت اور ایک لمحہ کی صحبت اس لالچ میں بہتر از صد سالہ طاعت ہے (وہ سو سالہ عبادت سے بہتر) ہے مقصود ہے۔

تَحقِیقؔ: اس حسن ظن کی وجہ صحیح ہے کہ جس شخص کی صحبت کا ارادہ ہے اس میں صلاحیت ہے (تو یہ تو) نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ صحبت کے ارادہ کرنے والے کو قاصد صحبت کو اس وجہ کے بغیر ہی صرف نیت سے مراد عطا فرما دیتے ہیں اس لئے میں بھی گوارا کرلوں گا۔

حَالؔ: والدہ صاحبہ اگرچہ رہتی اپنی بہن ہی کے یہاں ہوں گی مگر ان کے سفر کا مقصود سفر بھی زیارت کے علاوہ کچھ نہیں اور اجازت کے بغیر کچھ بھی عمل میں نہ آئے گا کہ احقر کو یہ قانون معلوم ہے کہ حضرت اجازت اور اطلاع کے بغیر حاضری پسند نہیں فرماتے جو عین مقتضائے عقل وتہذیب ہے۔

تَحقِیقؔ: وہ بھی تشریف لائیں میں تو دیہاتی زندگی گزارتا ہوں سب کچھ گوارا کر لیتا ہوں مگر بہنوں کے معاملہ میں کچھ دخل نہ دوں گا۔ ہاں آپ سے جو وقت کا مقتضا ہوگا معاملہ کرلوں گا لیکن اطلاع ہر حال میں ضروری ہے اتنی پہلے کہ اطلاع کی رسید جا سکے۔

حَالؔ: میری یہ حاضری کی تمنا پرانی اور آج تک اس میں جہاں اور رکاوٹیں اور پردے رہے وہاں ایک اہم رکاوٹ یہ بھی ہے کہ میں ایک سیدھا اور کم فہم سا انسان ہوں اور حسرت سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ اہل اللہ کی

صحبت اوراس کے ساتھ بیٹھنے بات کرنے کے آداب سے بھی ناواقف ہوں۔ایسی گنوار حالت میں ایسا نہ ہو کہ سمجھ کی کمی کی وجہ سے کوئی بات حضرت کی منشا کے خلاف مجھ سے نہ ہو اور حضرت اپنی عالی خلق وشفقت سے تحمل تو فرمالیں مگر ان کو تکلیف ہو اور ان کی طبیعت تنگ ہو جائے کیا نتیجہ ہو اس حاضری کا کہ برکت حاصل کرنے کے لئے جائیں اور واپس ہوں اس کا عکس لے کر کہ اہل اللہ کی اذیت رسانی خیر وسعادت سے کھلی محرومی ہے۔ اعاذنا اللّٰه منها۔(اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے)۔

تحقیق: اس سے بے فکر ہو جانا چاہئے اگر ان خیالات کی کوئی شمار کے قابل اصل بھی فرض کر لی جائے پھر بھی آپ کا صدق وخلوص ان سب پر اتنا غالب آجائے گا کہ ان سب خیالات کو ھباء منثورا (ہوا) کر دے گا اور "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم" (جو چاہو کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے) بے اختیار قبضہ ہو جائے گا جو انقباض کو آنے ہی نہ دے گا۔

حال: اس لئے احقر کا یہ خیال ہے کہ اگر کبھی یہ سعادت حاصل ہوتی تو جہاں تک ہو سکے قیام وطعام اور ہر قسم کی مہمانی تکلیف سے بچا رہوں گا کہ اکثر متعارف وہاں موجود ہیں اور بے تکلف۔

تحقیق: میں اس کے بارے میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ جو وقت کا مقتضا ہوگا معاملہ کر لوں گا۔آپ کی چاہت کے اتباع سے یہ وقت مستثنیٰ ہے۔یہ میری رائے پر ہوگا خواہ اتفاق سے آپ ہی کی چاہت کے موافق ہو جائے یا نہ ہو میں خود کہہ دوں گا آپ کو پوچھنے کی بھی گنجائش نہ ہوگی۔

حال: اگرچہ حضرت کے یہاں کی مہمانی ایک سعادت ہے۔مگر افسوس کہ اپنے اندر نہ اس کی اہلیت نہ اپنی سمجھ پر اطمینان ہے۔

تحقیق: بس یہی اعتقادات تو مہمانی کا اہل بنا دیتے ہیں۔

حال: یہ سب کچھ حضرت ہی کی خوشی اور اجازت پر موقوف ہوگا۔

تحقیق: بارك اللّٰه لکم۔اس رعایت کو دیکھ کر اہلیت کا نہ ہونا کیسے مان لوں۔

حال: اگر حضرت کسی وجہ سے حاضری کو پسند نہ فرمائیں گے تو تمنا کے باوجود اس پر بھی ادبا اصرار نہ ہوگا۔

تحقیق: اس سفر کی جو شرائط تھیں جب وہ پائی جائیں اور جو رکاوٹیں تھیں ان کے دور ہونے کا مسئلہ طے ہو جائے (جب آنا چاہئے) اب (کیونکہ) اس بات کا احتمال ہی نہیں رہا ہے (اس لئے) اب جب خیال ہو اس وقت کے کہنے کے بجائے پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں۔کرم نما دفرود آ کہ خانہ خانہ تست۔(کہ کرم فرماؤ یہ گھر آپ ہی کا گھر ہے) اور احتیاطا یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ میرے اس کہنے کی حقیقت اپنی طرف سے (آپ کو)

آزادی دینے کی اطلاع ہے نہ کہ آپ کے ارادہ میں کسی قسم کا تصرف (کرنا ہے)۔ آپ ہر پہلو میں اور اس پہلو کی ہر حالت اور ہر وقت میں آزاد ہیں باقی یہ دوبارہ لکھے دیتا ہوں کہ کچھ پہلے سے اطلاع ہو جائے اور اس پہلے کی وہی مقدار جو اوپر لکھ چکا ہوں۔

حَالؒ: پہلے اور اس خط میں جو بات مزاج والا کے خلاف ہوا یا ہو بصد ادب معافی پیش کرتا ہوں۔ حد ادب۔ والسلام

تَحَقِیق: اس کو بھی "اعملوا ما شیتم" (جو چاہو کرو) کی طرح عام میں داخل کر لیا جائے بلکہ آئندہ کے احتمالات کو بھی۔

حَالؒ: مخدومی ومطاعی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پہلے والے سلسلہ کے ایک پرچہ میں میں نے ایک اپنا نفسانی عیب اصلاح کی غرض سے پیش کیا تھا۔ وہ یہ کہ مجھے اکثر اوقات لوگوں کے برا کہنے کا خوف لگا رہتا ہے مثلاً کوئی نماز یا جماعت قضا ہوگئی یا اور کوئی فعل کے خلاف ہوگیا اور ایسی حالت میں کوئی ملنے والا پہنچ گیا تو بے حد شرماتا ہوں اور نفس کو ہرگز یہ گوارا نہیں ہوتا کہ یہ شخص میرے اس عیب پر مطلع ہو جہاں تک ہو سکے چھپانے کی کوشش کرتا ہوں۔

حضور نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ شرمانا اور ناگوار ہونا تو غیر اختیاری بات ہے جس کا انسان مکلف نہیں ہاں اس کی کوشش کرنا کہ دوسرے کو اطلاع نہ ہو یہ فعل اختیاری ہے۔ علاج ضد کے ساتھ ہوتا ہے۔ چھپانے کی ضد بتانا ہے جان بوجھ کر بتا دینا چاہئے جبکہ گناہ نہ ہو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے اسی وقت سے اس تجویز پر عمل شروع کر دیا۔ اب بحمد اللہ صاف صاف بتا دیتا ہوں کہ آج یہ واقعہ پیش آیا ہے اس تدبیر سے نفس کی آن ٹوٹ گئی لیکن کبھی شرم وندامت ہو جاتی ہے تو اس کا میں مکلف نہیں۔ ہاں ایسی باتوں میں جن کو طبعی طور پر اپنی وضع کے خلاف سمجھتا تھا جیسے بازار سے سودا سلف لانا، گھر میں صفائی کر لینا۔ وزنی چیز اٹھانا وغیرہ اس میں تو یہاں تک بے حجاب ہوگیا ہوں کہ اب مجھے اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ یہ کام وضع کے خلاف ہیں یا نہیں۔ اس حالت کے بتانے سے یہ مقصود ہے کہ اگر اس علاج میں پختگی ہوگئی ہو تو خیر ورنہ اس ہی تدبیر پر عمل کرتا رہوں۔

تَحَقِیق: اگر اس میں وقت پر اصلاح کا طریقہ یاد بھی آجاتا ہو اور اس پر عمل کرنے میں کھینچا تانی بھی نہ ہو تو رسوخ کی علامت ہے۔ اگر ایسا ہوگیا تو دوسری حالت لکھ دیجئے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۷ھ)

اختیاری باتوں پر وسوسہ اور اس کا تفصیلی جواب اور ازالہ

حَالؒ: حضرت! یہ اختیاری باتوں کا جو مسئلہ ہے اس کے بارے میں اکثر ایک وسوسہ یہ ہوا ہے۔ خصوصاً اپنے

حالات ہی پر نظر کرنے سے کہ کیا جسمانی امراض خاص کر ضعف قلب و دماغ اور مسلسل طبیعت کے خلاف حالات کے پیش آتے رہنے سے یہ اختیار بھی ضعیف و کمزور نہیں ہو جاتا ہے اور کیا پھر اس حد تک یہ اختیار اختیاری باتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ارادہ و اختیار میں اور نیت میں کیا فرق سمجھوں۔ مثلاً اگر نماز میں خشوع و خضوع کی ہر وقت نیت رکھتا ہوں اور پھر بھی یہ اس درجہ تک کا بھی نہ حاصل ہوتا ہو جس کو حضرت اختیاری بات میں فرمایا کرتے ہیں تو ایسی نیت معتبر ہوگی (یا نہیں؟)۔

تحقیق: خشوع لغت میں صرف سکون ہے اور شرعاً (اعضاء و) جوارح کا سکون ہے جس کی حقیقت ظاہر ہے اور سکون قلب جس کی حقیقت حرکت فکریہ کا ختم ہو جانا ہے اور جس طرح جوارح کے سکون کا حکم قدرت جتنا ہے مثلاً صحیح قوی آدمی اس پر قادر ہے کہ نماز میں کوئی حرکت نماز سے زیادہ نہ ہونے دے وہ اسی کا مکلّف ہوگا اور مریض جس کو درد ہو درد کے غلبے کے وقت اس پر قادر نہیں جب درد اٹھے گا وہ بے چین ہو کر پیچ و تاب کھائے گا اس لئے وہ اس درجہ سکون کا مکلّف نہ ہوگا لیکن جب درد نہ ہو پھر وہ اس سکون کو دوبارہ تازہ کرنے کا مکلّف ہوگا۔ اسی طرح سکون قلب کی تکلیف بھی قدرت کے بقدر ہوگی مثلاً جو شخص تمام پریشان کرنے والے اسباب سے محفوظ ہو وہ حرکات فکریہ کے پوری طرح ختم کرنے پر قادر ہے وہ اسی کا مکلّف ہوگا اور جو پریشان کرنے والے اسباب میں مبتلا ہو وہ ایسی طبیعت کی یکسوئی پر قادر نہیں اس لئے وہ اس درجہ کا مکلّف بھی نہ ہوگا لیکن جتنا وقت پریشانی سے سکون حاصل ہوگا یعنی وہ پریشانی قوت خیالیہ پر غالب نہ ہو اس وقت میں اس کا مکلّف ہوگا۔

یہ تو قاعدے کی بات ہے۔ اب اس مقام پر ایک باریک جزئی ہے وہ زیادہ توجہ کے قابل ہے اور اس میں زیادہ بصیرت کی ضرورت ہے۔ اگر صاحب معاملہ کو ایسی بصیرت نہ ہو تو کسی مصلح تجربہ کار حکیم سے مشورہ کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ اس حرکت فکریہ کے ختم کرنے کا طریقہ کیا ہے کیونکہ یہ ختم براہ راست حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب کو کسی محمود چیز کی طرف جان بوجھ کر متوجہ کر دیا جائے جو نماز کی وضع کے خلاف نہ ہو مثلاً ذات حق کی طرف مسلسل متوجہ رہے اگر خیال نہ جمنے کی وجہ سے اس پر قادر نہ ہو تو یہ تصور کرے کہ میں کعبہ حسنا کی طرف رخ کئے ہوئے ہوں یا نماز میں جو اذکار و قرات پڑھ رہا ہے ان کی طرف توجہ رکھے کہ میں یہ الفاظ پڑھ رہا ہوں یا ان کے معانی کی طرف توجہ رکھے نفس کیونکہ آن میں دو طرف متوجہ نہیں ہوتا اس لئے یہ توجہ دوسرے خطرات کے آنے سے رکاوٹ بن جائے گی۔ یہ ہے وہ طریقہ اب اس میں ایک غلطی ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص کی استعداد الگ ہے۔ کسی شخص کے لئے ایک تصور نفع دینے والا ہے دوسرے شخص کے لئے دوسرا تصور مفید ہے۔ کبھی صاحب معاملہ بصیرت اور تجربہ کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے لئے ایک طریقہ

اختیار کرتا ہے اور وہ طریقہ اس کی طبیعت کے مناسب نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور بار بار کی ناکامی سے مایوس ہوکر اس غلط گمان میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ خشوع اختیاری فعل نہیں ہے اس لئے بالکل اس کا اہتمام چھوڑ بیٹھتا ہے اور اس حکم کی برکت سے محروم رہتا ہے۔ اس لئے اپنے مناسب طریقہ کی تعیین کے لئے سخت اہتمام کی ضرورت ہے۔

دوسری غلطی اس سے شدید یہ ہوتی ہے کہ تعیین کے بعد جس طریقہ کو اختیار کیا گیا ہے اس میں کوشش زیادہ کرنے لگتا ہے اور اس کا منتظر اور متوقع رہتا ہے کہ دوسرا کوئی خیال اصلا نہ آنے پائے اور اس کے لئے طبیعت پر زور ڈالتا ہے حتیٰ کہ اکتاہٹ تک پیش آتی ہے جس کا نتیجہ وہی ناامیدی اس کے بعد ترک کر دینا ہے۔ اس لئے کوشش کو چھوڑنے کی ضرورت ہے۔ بس ہلکی سی معتدل توجہ کافی ہے۔ اگر اس توجہ کے ساتھ دوسرا کوئی خطرہ آ جائے وہ غیر اختیاری ہوگا اور نقصان دہ نہ ہوگا۔ جیسے کسی خاص صفحہ میں سے کسی خاص لفظ پر اختیار سے نظر کی جائے تو یقینی بات ہے کہ وہ شعاعیں ارادے کے بغیر دوسرے کلمات پر بھی پہنچ جاتی ہیں مگر وہ نظر اختیاری نہیں ہوتی ہے۔

ایک غلطی سب سے بڑھ کر ہوتی ہے کہ دوسرے خیال کے آنے کے ساتھ یہ سوچنے لگتا ہے کہ یہ خیال اختیار سے آیا ہے یا اختیار کے بغیر آیا ہے تو یہ فیصلہ خالص بیکار ہے۔ اگر فرض کیا جائے کہ یہی ثابت ہو جائے کہ اختیار سے آ گیا تو اب گذشتہ کو تو ختم نہیں کیا جا سکتا ہے آئندہ کے لئے تدارک ہی کیا جائے گا۔ اگر اس فیصلہ کے بغیر بھی اس تدارک میں مشغول ہو جائے تو کیا نقصان ہے اور وہ تدارک معلوم ہونے کے بعد اس توجہ مقصود کی اور نیت و ارادہ جو کہ مترادف ہیں قبل اختیار ہوتے ہیں جو بدون اختیار کئے ہوئے مامور بہ کے کافی نہیں جیسے نماز کی نیت کرے مگر فعل صلوۃ کو اختیار نہ کرے ناکافی ہے لیکن جن اشکالات کا مخلص اس فرق کی تحقیق کو سوچا تھا اب وہ اس تحقیق کے بغیر بحمد اللہ حل ہو گئے۔ یعنی فرق ہونے پر بھی اور نیت کے کافی نہ ہونے پر بھی اشکال نہیں رہا کیونکہ اختیار کے درجات میں ایسی گنجائش نکل آئی کہ کسی درجہ میں بھی خلجان اور مشقت کا احتمال نہیں رہا۔ وللہ الحمد

(**نوٹ**): مضمون کی اہمیت پر نظر کر کے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کو "التحفیف فی الاختیار الضعیف" سے ملقب کر دیا جائے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۷ھ)

توجہ کا اصلاح میں کچھ دخل نہیں

حال: احقر کی عملی حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔ احقر یکسر خبیث و مردود ہو گیا ہے ایسی حالت میں احقر کی

طرف پوری توجہ فرمائیں۔

تحقیق: توجہ کا اصلاح میں کیا دخل ہے کبھی قبض معدہ ہوگیا ہو یا ہوجائے کیا اس کا علاج بھی میری پوری توجہ تجویز کروگے۔

حال: میرے خاندان میں تقریباً سب ہی حضور والا سے بیعت ہیں۔ ان سب ہی سے اپنے کو دین کے معاملہ میں کم پاتا ہوں اس لئے طبیعت میں ایک الجھن سی رہتی ہے کہ کون سی ترکیب کروں جو ان سب سے بڑھ جاؤں۔

تحقیق: جب سب سے بڑھ جائیں گے اس وقت بھی اپنے کو سب سے گھٹا ہوا پائیں گے۔ پانی میں اپنا عکس ایک خاص مقام پر دیکھا جاتا ہے لیکن اپنے مقام سے زیادہ اونچا ہوجائے تو عکس زیادہ نیچا نظر آئے گا۔

حال: طبیعت نئی نئی تمنائیں پیدا کرتی ہے کہ اتفاق سے یہ موقع بھی مجھے مل جائے وہ موقع بھی مجھے مل جائے اور میں سب سے بڑھ جاؤں۔

تحقیق: یہ تو "سابقوا بالخیرات" (نیکیوں میں آگے بڑھنا) ہے۔

نفس انسان کے قبضہ میں ہے نہ انسان نفس کے قبضہ میں ہے

حال: عرض یہ ہے کہ نفس کی حالت اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے شیر کی ہوتی ہے۔ اور انسان اس کے قبضہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بکری شیر کے پنجہ میں ہو۔ اسی لئے پوری اصلاح کا ہونا ناممکن محسوس ہوتا ہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت والا کی دعا کی وجہ سے امید تو ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نفس و شیطان کے پھندے سے محفوظ فرمائے اور مقصود اصلی تک پہنچائے۔

تحقیق: السلام علیکم۔ بالکل حقیقت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ انسان نفس کے قبضہ میں نہیں بلکہ نفس انسان کے قبضہ میں ہے۔ باقی اس جہل و ضعف کا کچھ علاج نہیں کہ غلط اعتقاد کرکے ہمت ہار دی جائے۔

(النور، رجب ۱۳۵۷ھ)

نماز سے اصل مقصود ذکر ہے

حال: حضرت نے گذشتہ والا نامہ میں جو ہدایت فرمائی تھی کہ تمام افعال کے بارے میں یہ تصور رکھے کہ سب عنقریب حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نماز کے علاوہ دوسرے افعال میں یہ بہت نافع معلوم ہوتا ہے لیکن حضرت! نماز میں اس مراقبہ سے جو کچھ نماز میں پڑھتا ہوں اس کے معانی سے بے التفاتی

ہو جاتی ہے جو طبیعت پر شاق ہوتا ہے۔ پھر افعال کے پیش ہونے کا معاملہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دور ہے لیکن اس سے کہ حق تعالیٰ دیکھ رہے ہیں ایک فوری ہیبت معلوم ہوتی ہے مگر ہر حال میں جو چیز معانی کے سمجھنے میں رکاوٹ ہوتی ہے وہ بوجھ کا سبب ہو جاتی ہے بلکہ خیال ہوتا ہے کہ نماز کے مقصد ہی سے دوری ہو رہی ہے۔ بہر کیف جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا اصل مقصد خود ذکر ہے قال تعالیٰ ﴿اقم الصلوة لذكرى﴾ (ترجمہ: کہ میری یاد کے لئے نماز پڑھئے) وقال تعالیٰ ﴿ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر ثم علله بقوله ولذكر الله اكبر﴾ (ترجمہ: کہ بلاشبہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، پھر اس ارشاد کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی چیز ہے، سے علت بیان کی ہے) صرف حضوری (جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہ ہو) ذکر کا ہی حصہ ہونے کی وجہ سے استحضار مرکب (یعنی وہ حضوری جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز ملی ہوئی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی حضوری کے ساتھ ہیبت بھی ملی ہوئی ہو) کے مقابلے میں مقصود ہونے میں زیادہ قوی ہے۔ "وهو الذكر" (وہ ذکر ہے) اور نماز کے باہر وہ قرات خود مقصود۔ لہٰذا اس کی زیادہ پرواہ کی جائے گی۔ "وهو بالاستحضار المركب" (وہ استحضار مرکب سے ہوگا) اس لئے اگر بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے مراقبہ سے حضوری زیادہ حاصل ہو تو وہ استحضار معانی سے مقدم ہے "هذا ذوقى" (یہ میرا ذوق ہے)۔ (النور، رجب ۱۳۵۷ھ)

دعا میں واحد کے صیغے میں الحاح زیادہ اور صیغہ جمع میں شرکت کا ثواب ہے کیفیت کے غلبہ کا اعتبار ہے

حال: ایک اور بات گذارش کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ جب اپنے لئے کوئی خاص دعا مانگتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ دعا میں اکثر جمع متکلم کے صیغہ میں منقول ہیں جن کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کو شریک رکھے مگر دوسروں کو شریک کر کے وہ خود غرضی والحاح نہیں پیدا ہوتا ہے۔

تحقیق: دعائیں دونوں صیغوں سے منقول ہیں۔ واحد کے صیغہ میں الحاح مصلحت زیادہ ہے اور جمع کے صیغہ میں دوسروں کو شریک کر لینے سے زیادہ دعا کے قبول ہونے کی مصلحت زیادہ ہے۔ جس وقت جس کیفیت کا غلبہ ہو اس کا اتباع کر لیا جائے اور میرا ذوق یہ ہے کہ پہلے ہر دعا میں منقول کا اتباع کرے کہ یہ ادب کے زیادہ قریب ہے پھر اس دعا کے تکرار میں وقتی ذوق کا اتباع کرے کہ دونوں مجتمع ہو جائیں۔ (النور، رجب ۱۳۵۷ھ)

دعا میں کہنا کہ اپنے اولیاء کے صدقہ، اس میں غیر منقول ہونے کا شبہ اور اس کا جواب

حَال: بعض دعاؤں میں یہ کہہ لیا کرتا ہوں کہ اپنے اولیاء واتقیاء "ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقکم" (کہ تم میں سے بزرگ تر اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے زیادہ ہو) کے صدقہ اور اپنے رسول رحمۃ للعالمین کی رحمت کے طفیل ایسا کر دیجئے مگر ادھر یہ وسوسہ ہونے لگا ہے کہ یہ طریقہ ماثور و منقول نہیں اپنی طرف سے کیوں بڑھاتا ہوں۔

تحقیق: پہلے تو منقول بھی ہے مگر کہیں کہیں تو اصل ہونے کے لئے اتنا کافی ہے "اللھم انی اسئلك بحق السائلین علیك وامثالھا" "اے اللہ! میں اس حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو مانگنے والوں کا آپ پر ہے۔" (ایسے ہی دوسری) روایات میں آیا ہے اور اگر منقول بھی نہ مانا جائے تو منع بھی منقول نہیں۔ بلکہ عام قواعد سے ایسے مواقع میں زیادہ کی اجازت منقول ہے۔ جیسے تلبیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادتی منقول ہے اور جیسے فقہاء نے تشہد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ سیدنا بڑھانے کی صرف اجازت ہی نہیں دی بلکہ مستحب کہا ہے۔ اس میں، اس میں کیا فرق ہے اس کے علاوہ دعا میں خود الحاح ومسکنت کا مقصود ہونا بغیر کسی مخالفت کے ثابت ہے اور ایسی زیادتیوں سے اس مقصود کی تقویت ظاہر ہے پس یہ دلیل کلی بھی جواز کے حکم کے لئے کافی ہے لیکن اگر ذوق کے اعتبار سے ان مصالح پر اتباع غالب ہو تو اس کے لئے زیادہ کرنا افضل ہے "وللناس فیما یعشقون مذاھب" (عشق میں لوگوں کے مذاہب مختلف ہوتے ہیں)۔

واللہ اعلم اشرف علی یکم شعبان ۵۶ھ۔ (النور، رجب ۱۳۵۷ھ)

فکر اور مراقبہ دونوں مطلوب ہیں

حَال: دوسری بات یہ ہے کہ کبھی کبھی جب دماغ پر تھکن کا اثر ہوتا ہے تو اس وقت نفس پر یہ بھی گراں گزرتا ہے کہ زبان سے آہستہ آہستہ لفظ "اللّٰہ یا لا الہ الا اللّٰہ" کہا جائے بس ذکر کا تصور تو رہتا ہے مگر زبان کو حرکت نہیں ہوتی۔ کیا ایسا ذکر بھی مفید اور اجر کا سبب ہے۔

تحقیق: یہ ذکر فکر کی یا مراقبہ کی ایک قسم ہے اور دونوں شرعاً مطلوب ہیں۔ فکر تو جگہ جگہ قرآن وحدیث میں مذکور ہے اور مراقبہ بھی ایک حدیث میں ہے "راقب اللّٰہ تجدہ تجاھك" (اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کیا کرو تم اللہ تعالیٰ کو

اپنے پاس پاؤ گے) اگر چہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ فکر اور مراقبہ پوری طرح (یعنی زبان اور فکر دونوں) کے ساتھ خاص ہو مگر اطلاق (قید کے بغیر ہونے) سے ظاہرا عموم معلوم ہوتا ہے۔

حال: شبہ یہ ہے کہ اس میں نفس کو کچھ کرنا تو پڑا ہی نہیں پھر اجر کیسا۔

تحقیق: کرنا تو پڑا جان بوجھ کر توجہ اور استحضار یہ بھی تو عمل ہے۔ چنانچہ اگر ایسی ہی توجہ گناہ کی طرف ہوتو مواخذہ ہوتا ہے جو اس کے معتبر ہونے کی دلیل ہے "والاجر اقرب واوسع شرطا من الوزر." (شرط لگانے کے لئے اجر گناہ سے زیادہ بہتر ہے)

حال: اگر اس کے ذکر کے تصور کو کلام نفسی (ذہن میں کسی بات کا آنا) کا ایک حصہ شمار کیا جائے تو کچھ گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اپنی اصطلاح میں جو چاہے کہہ لیا جائے حقیقت معلوم ہوگئی۔

حال: بہرحال مجھے اس میں مدت سے تردد ہے۔ امید کہ اس کا ازالہ فرما کر تسلی بخشی جائے۔

تحقیق: جو خیال ذہن میں آیا قواعد سے لکھ دیا۔ (النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

عقلی خوشی ایمان کی علامت ہے

حال: حضرت والا! ارشاد نبوی "اذا سرتك حسنتك وساء تك سيئتك فانت مومن" (کہ جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور برائی تجھے بری لگے تو تو مومن ہے) کے بارے میں شبہ یہ ہوا کہ خوشی دو قسم پر ہے طبعی، عقلی، طبعی تو اکثر نہیں ہوتی ہے عقلی بھی کبھی کبھی بلکہ اکثر اوقات اس لئے کہ عقلی خوشی اس طرح ہوگی کہ نیک کام کرنا آخرت میں ثواب ملنے کا ذریعہ ہے اور وہ خوشی کے قابل ہے یا اس طرح کہ نیکی کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کی علامت ہے یہ بھی خوشی کے قابل ہے مگر ہر نیکی کرنے کے بعد قلب محسوس کرتا ہے کہ اس نیکی کے حقوق و آداب ادا نہیں ہو سکے۔ کبھی اخلاص نہیں، کبھی پوری توجہ نہیں۔ کبھی ظاہری آداب مکمل نہیں۔ جب بہت ساری کمیاں اور عیوب معلوم ہیں تو نہ معلوم پتہ نہیں کتنے ہوں گے۔ الغرض ایسی صورت میں نیکی سرے سے نیکی ہی نہیں ہے بلکہ صرف نیکی کی صورت ہے۔ کہ اس پر خوشی کی وجہ جو آخرت کا ثواب یا حکم پورا کرنا تھی وہ بھی ثابت نہ ہوئی۔ اوروں کی تو خبر نہیں میری اپنی حالت تو یہی ہے۔ ایسی حالت میں ایمان مطلوب (کامل) کا بھی ٹھکانا نہیں۔

تحقیق: کامل کی قید کہاں سے لگالی۔ کیا حدیث میں ہے یا کوئی اور دلیل ہے۔ جب یہ قید دلیل کے بغیر ہے تو

ایمان سے مراد صرف ایمان (قید کے بغیر) ہوا اور نیکی اگر کامل نہیں تو ناقص تو ہے پس ناقص نیکی پر خوشی ناقص تو ہوگی مگر وہ بھی مطلق ایمان کی علامت ہے اور اس پر بھی جزاء (بدلے) کا وعدہ ہے لقولہ تعالیٰ ﴿فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ﴾ (کہ جو خیر کا ذرّہ بھی عمل کرے گا وہ اس کو پائے گا) اب کیا اشکال رہا۔

خلاصہ یہ ہے جیسی نیکی ویسی ہی خوشی اور ویسا ہی ایمان "ان (کان) کاملا فکامل وان کان ناقصا فناقص" (اگر کامل ہو تو کامل ناقص ہو ناقص) اور یہ ساری ظاہری نظر کے اعتبار سے ہے ورنہ غور سے دیکھیں تو ناقص نیکی پر بھی کامل خوشی ہوگی وہ بھی کامل ایمان کی علامت ہوگی۔ کیونکہ حقیقت میں خوشی کی وجہ یہ ہے کہ میرے نااہل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ نعمت دی کہ نیکی کی توفیق ہوئی اگرچہ وہ ناقص ہی ہے مگر اس کا نقص اپنے نقص کے اعتبار کے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے اعتبار سے تو ناقص نہیں یہ تو عملی نعمت ہے۔ دوسری نعمت اعتقادی ہے کہ میں نے نیکی کو نیکی سمجھا تو یہ نعمت دو نعمتوں سے مرکب ہوئی اور حق تعالیٰ کی توفیق پر خوش ہونا اور اسی طرح اعتقاد کے صحیح ہونے پر دونوں ایمان کامل کی علامت ہیں بلکہ اگر کامل نیکی بھی ہو تب بھی اس کو ناقص سمجھنا۔

"کما هو مقتضای قوله تعالیٰ ﴿والذین یوتون ما اتوا وقلوبهم وجلة انهم الی ربهم راجعون﴾ (جو لوگ دیتے ہیں اس طرح دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں) علی ما ورد فی الحدیث من تفسیره بقوله علیه السلام ولکن هم الذین یصومون ویتصدقون ویخافون ان لا یقبل منهم الحدیث" (جیسا کہ اس کی تفسیر میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد آیا ہے کہ مگر وہ لوگ روزہ رکھتے ہوں گے صدقہ کرتے ہوں گے اور اپنے اس بات سے ڈرتے ہوں گے کہ یہ چیزیں قبول نہ ہوں)۔

ایمان کامل کی علامت ہے۔ بہرحال صرف حسنہ کا ہونا ناقص ہو یا کامل علامت ہے ایمان کامل کی علامت ہے۔ اس لئے ہلکی حسنہ کا ناقص ہونا بھی نہ خوشی کے خلاف نہیں ہے نہ ایمان کامل کے خلاف ہے اگرچہ عمل کامل کے خلاف ہو۔ واللہ اعلم۔ (النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

ناغہ پر نفس کو سزا دینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے صرف استغفار کافی ہے

حَالؔ: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

روزہ میں ایک دن پیٹ میں درد زیادہ ہوا۔ روزہ افطار کرنے کے بعد زیادہ بے چین ہوا کہ مسجد نہ جا سکا اور

مشکل سے تمام فرض و وتر وغیرہ عشا کے پڑھ لئے گئے لیکن تراویح نہیں پڑھی گئی تقریباً آدھی رات کے وقت آنکھ لگی۔ دو گھنٹہ کے بعد اٹھا نہایت سکون تھا۔ بہت اچھی طرح سے تہجد پڑھی وظیفہ پڑھا لیکن نفس نے اس قدر غفلت کی کہ تراویح نہیں پڑھی ورنہ پہلے تراویح پڑھتا پھر تہجد پھر وظیفہ پڑھنا چاہئے تھا۔ اس غفلت سے طبیعت بہت پریشان ہے۔ استغفار کرتا ہوں لیکن طبیعت کو سکون نہیں ملتا ہے۔ حضور والا! ایسی سخت سزا فرمائی جائے کہ طبیعت کو قرار ہو اور آئندہ ایسی غفلت نہ ہو۔

تحقیق: کبھی نفس کو سزا دینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے اور سزا نہ دینے سے ندامت باقی رہتی ہے اور اصلی مقصود ندامت ہے لہٰذا استغفار کی کثرت کافی ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

حق تعالیٰ کے دیدار کا نماز میں تصور رکھنا حق تعالیٰ کی عین رضا مندی ہے

حال: میں جب نماز پڑھتا ہوں تو مجھے اس لذت کا تصور ہو جاتا ہے جو کہ جنت میں حق تعالیٰ کے دیدار کے وقت حاصل ہوگی اور یہ خیال ہوتا ہے کہ میں اس لذت (یعنی لذت دیدار) کے حاصل کرنے کی خاطر نماز پڑھ رہا ہوں۔ اس تصور میں الفاظ یا معانی الفاظ کی طرف توجہ نہیں رہتی ہے۔ براہ مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس طرح نماز میں کوئی نقص تو پیدا نہیں ہوتا۔ اس سوال کی وجہ یہ شبہ ہے کہ نماز کے اندر خلوص اور حضور قلب ضروری ہے اور میرے خیال میں خلوص سے یہ مراد ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے نماز پڑھی جائے لیکن مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میں اس لذت (لذت دیدار) کے حاصل کرنے کی خاطر نماز پڑھ رہا ہوں اور حضور قلب سے یہ مراد ہے کہ دل کو الفاظ یا معانی الفاظ یا حق تعالیٰ کی ذات کی طرف رکھا جائے لیکن مجھے اس لذت (لذت دیدار) کا تصور یا انتظار ہوتا ہے اس لئے مجھے شبہ ہوا کہ شاید اس طرح نماز پڑھنے میں خلوص اور حضور قلب میں کوئی نقص پیدا نہ ہوتا ہو۔

تحقیق: رضا مندیٔ حق اور دیدار حق دونوں ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں۔ ایک کا ارادہ دوسرے کا بھی ارادہ ہے۔ لہٰذا وہ تصور حضور قلب کے خلاف نہیں ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

خداوند تعالیٰ خالق و مالک ہے جنت و دوزخ کا برابر ہونا مبارک ہے مگر زیادہ اونچی بات یہ ہے کہ جنت کی دعا کی جائے دوزخ سے پناہ مانگی جائے

حال: (ایک اجازت یافتہ کا حال)

کچھ دنوں سے میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ خدا تعالیٰ اگر تجھ کو جہنم میں بھیج دیں تو کیا ہوگا تو اس کا

جواب ذہن میں یہ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ خالق و مالک ہیں وہ جنت و دوزخ میں سے جہاں چاہیں اپنے بندہ کو بھیج دیں بندہ کے لئے سرتسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں یہ لکھنا بھول گیا کہ مجھ پر ہمیشہ امید کا غلبہ رہا ہے۔ خوف خداوندی عقلی تو مجھے ہے لیکن خوف خشیت کا غلبہ نہیں ہوتا۔ کل جمعہ کی نماز میں امام سورہ رحمٰن پڑھ رہے تھے اور مجھ پر یہ کیفیت غالب تھی کہ خدا تعالیٰ تجھ کو جہنم میں بھیجیں تو کیا ہو اور دل میں تھا کہ وہ خالق و مالک ہیں مجھ کو چاہے جنت میں بھیجیں یا جہنم میں ہر حالت میں سرتسلیم خم ہے۔ یہ بھی ذہن میں آیا کہ کیا مجھے حق تعالیٰ کو جہنم میں بھیجنا منظور ہے جو بار بار دل میں یہ خیال آتا ہے۔ معلوم نہیں کیوں آنکھ سے نماز میں آنسو جاری ہوگئے اور اس شعر کا مضمون دل میں تھا ؎

زندہ کنی عطائے تو در بکشی فدائے تو ❁ جان شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو

تَرجَمہ: ”زندہ کریں تو آپ کی عطا ہے ورنہ یہ جان آپ پر فدا ہے جان آپ کے عشق میں مبتلا ہو چکی ہے آپ جو کریں آپ کی رضا ہے۔“

پھر یہ خیال آیا کہ جب تو جنت کے قابل نہیں اگر جہنم میں بھیجنا حق تعالیٰ تجویز فرمائیں تو کیا ہے تو بندہ ہے اللہ تعالیٰ کی تجویز کے سامنے سرتسلیم خم کر دینے کے علاوہ اور گنجائش ہی کیا ہے۔ جہنم میں بھی طبقات ہیں تو جہنم کے اعلیٰ طبقات بھی قابل نہیں درک اسفل (سب سے نیچے والا طبقہ) یا اس سے بھی اسفل (نیچے والا) کوئی درجہ چاہئے۔ خیر نماز جمعہ کے بعد یہ کیفیت ختم ہوگئی۔ تہجد کے وقت جب آنکھ کھلی تو ذہن میں آیا کہ خدا تعالیٰ کو اختیار ہے جہاں چاہیں بھیجیں لیکن جنت میں بھیجنا رضا کے ساتھ ہے اور جہنم میں بھیجنے کے ساتھ رضائے الٰہی نہیں لیکن ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ جس کے لئے حق تعالیٰ جہنم تجویز کریں وہاں بھی رضائے الٰہی کا تعلق ہے اس معنی سے کہ خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کا جہنم میں جلانا ہی پسند ہے۔ جیسے اہل جنت کو آرام پہنچانا ہی پسند ہے۔ لہٰذا جو چیز اللہ تعالیٰ کی تجویز کی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اس کے لئے سرتسلیم خم ہی ہونا چاہئے، بندہ کو تکلیف ہو یا راحت۔ اس مصرح کا مضمون ذہن میں حاضر تھا۔

ع فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب

تَرجَمہ: ”فراق و وصل کی طلب کیا چیز ہے دوست کی خوشنودی مطلوب ہونی چاہئے۔“

اس طرح کہ جنت اور دوزخ میں سے جہاں بھیجنا پسند ہو بندہ کا سرتسلیم خم ہے۔ عقلی طور پر دوزخ سے خوف بھی ہے اور اس کے برداشت کی طاقت بھی نہیں ہے لیکن دل میں یہی خیال آتا ہے۔ معلوم نہیں میری یہ حالت کیسی ہے۔ مدد فرمائیں اور اصلاح کریں۔

تحقیق: مبارک مبارک۔ یہ بلند حال اکابر کا بھی ہوا ہے کما قال السعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎

کسے پیش شوریدہ حالے نوشت ❁ کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
بگفتا مپرس از من ایں ماجرا ❁ پسندیدم آنچہ او پسندد مرا

ترجمہ: ”کسی نے پریشان حال کو لکھ پوچھا کہ تمہیں دوزخ کی تمنا ہے یا جنت کی ـــــ اس نے جواباً کہا بات مجھ سے مت پوچھو میری پسند وہ ہے جو وہ میرے لئے پسند کرے۔“

مگر اس بلند حال سے ایک اور مقام اونچا ہے یعنی جنت کا سوال کرنا اور جہنم سے پناہ چاہنا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ترقی بخشے۔ حال میں تو جہنم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا فرضی و معلق ہے اور مقام میں جہنم کے ساتھ اللہ تعالیٰ رضا حقیقی اور ثابت ہے جو قرآن و حدیث میں آیا ہے اس لئے یہ (مقام کی حالت) زیادہ اونچی ہے۔

(النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

موت سے خوف اصل میں حق تعالیٰ سے خوف ہے

حال: ایک لازمی چیز جس سے بالکل فرار نہیں یعنی موت۔ اس کے ہول سے دل لرزتا ہے جب خیال کرتا ہوں۔ کیا کروں۔

تحقیق: مومن کا موت سے خوف کرنا حقیقت میں حق تعالیٰ سے خوف کرنا ہے کیونکہ مومن کو اگر یہ اطمینان ہو جاتا کہ موت کے بعد نجات ہو جائے گی تو یقیناً موت سے ذرہ وحشت نہ ہوتی۔ اس لئے یہ خوف انجام کے احتمال سے ہے اس لئے محمود و مطلوب ہے۔ ہاں اگر وہبی طور پر (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس خوف پر شوق طبعی غالب ہو جائے خواہ زندگی کی حالت میں خواہ موت کے قریب تو پھر خوف نہیں رہتا مگر نہ اس حالت کا حکم ہے نہ یہ اختیاری ہے نہ لازم ہے۔ لہٰذا اس کا نہ ہونا افسوس کا سبب نہیں ہونا چاہئے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۷ھ)

تعلیم و اصلاح کا حاصل تدبیر و معالجہ ہے اور دو معالجے (ایک ساتھ) جمع نہیں ہو سکتے

تمہید: ایک فاضل صالح ایک شیخ سے بیعت ہیں مگر کچھ اسباب اتفاقیہ سے اپنی اصلاح کا تعلق خانقاہ امدادیہ سے رکھتے ہیں ان کو غالباً اس باب میں کچھ پریشانی ہوتی ہوگی اس لئے انہوں نے ذیل کی بات پوچھی جو جواب کے ساتھ نقل کی جاتی ہے۔

استفسار: دوسری بات جس کے لئے حضرت کی خدمت میں کئی بار عرض کرنے کا ارادہ کیا لیکن کچھ سمجھ میں نہ

آیا کہ کیسے عرض کروں اور عرض کرنا سرے سے مناسب بھی ہے یا نہیں۔ اب یہ سوچتا ہوں کہ اگر نا مناسب ہوا تو حضرت خود ہی اس کا بھی فیصلہ فرما دیں گے۔ ورنہ مجھ کو تو اطمینان کی صورت حضرت ہی کے ارشاد میں نظر آتی ہے جہاں تک خود عقیدت کا تعلق ہے۔ الحمدللہ کہ حضرت مرشد محترم مدظلہم العالی اور حضرت والا دونوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہ کمی نہیں پاتا بلکہ دن بدن اضافہ ہی ہے اور عقیدت بھی بحمد اللہ محبت کے ساتھ (ہے) لیکن تعلیم و اصلاح کے معاملہ میں بالکل فیصلہ نہیں کرسکتا۔ اس طریق کے آداب کی رو سے کیا حدود قائم رکھوں۔ اس کے لئے جی چاہتا ہے کہ اگر حضرت کی اجازت ہو تو ایک مرتبہ کھل کر عرض کروں لہٰذا جیسا ارشاد ہو۔

جواب: میں (اس راستے کے آداب وغیرہ) مختصر طور پر عرض کردوں اگر پھر بھی ضرورت ہے تو کھل کر لکھ دیجئے اور کافی ہوجائے تو کیوں تکلف کیا جائے۔ تعلیم واصلاح کا حاصل تدبیر ومعالجہ ہے اور دو علاج ایک ساتھ نہیں ہوسکتے جیسے ایک وقت میں دو طبیبوں کو حالات کی اطلاع اور دونوں کی رایوں کا اتباع صرف پریشانی کے علاوہ اور کیا ہوگا بلکہ حقیقت میں ایک کا بھی اتباع نہ ہوگا کیونکہ اگر رائے میں اختلاف ہوگیا تو مریض کو خود ترجیح دینا پڑے گی تو وہ اپنا اتباع ہوا جس سے طبیب کی طرف رجوع کرنا ہی بیکار ہوا۔ اس لئے تدبیر تو ایک ہی معالج کی کام میں لائے جائے گی۔ باقی دوسرے طبیب سے کیا معاملہ ہوگا تو اگر وہ دوسرا طبیب صرف مادی طبیب ہو تو بے شک وہ بے کار سمجھا جائے گا لیکن اگر وہ روحانی طبیب اور بابرکت ہو تو اس سے توجہ اور دعا کی درخواست اور برکات صحبت کا کام لیا جائے گا اگرچہ صحبت محدود ہی ہو مگر توجہ و دعا تو محدود نہیں ہے۔ لیکن ایک اشکال کبھی کبھی پیش آسکتا ہے وہ یہ کہ رجوع کے بغیر ہی خود ہی سے دوسرے طبیب کی کوئی رائے معالج کے خلاف معلوم ہو یا راستے کے علاوہ میں کوئی اختلاف معلوم ہو تو اس کا حل یہ ہے کہ اس اختلاف کو اجتہادی سمجھا جائے گا تاکہ کسی سے سوء ظن نہ ہو اور عمل معالج ہی کی رائے پر کیا جائے گا۔

ان ہی فاضل صالح کا دوسرا خط جواب کے ساتھ

حال: جواب والا نے الحمدللہ سب گرہیں کھول دیں اور اب اصولاً کچھ کھل کر عرض کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

تحقیق: ھنیئا لکم العلم (آپ کو علم مبارک ہو)۔

حال: صرف دو باتوں کے بارے میں اور اطمینان حاصل کرنا ہے جیسا کہ حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ ''دو علاج ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔'' میں علاج حضرت والا سے چاہتا ہوں۔

تحقیق: مجھ کو کیا عذر ہے اگرچہ اہلیت نہیں رکھتا ہوں مگر کیا عجب کہ خدمت ہی کی برکت سے اہلیت عطا ہو

جائے۔

حال: جہاں تک اپنی کمزوریوں کا اندازہ کرتا ہوں ان کی رعایت حضرت ہی کے طریقے میں پاتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب حسن ظن ہے۔ "رزقنا اللّٰہ وایاکم برکاتہ" (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی برکتیں عطا فرمائے)۔

حال: اور حضرت مرشد محترم کے طریقے اتباع کی طاقت نہیں پاتا۔

تحقیق: ممکن ہے آہستہ آہستہ (طاقت پیدا) ہو جائے جب مرضی ہو رائے بدلنے میں ذرا توقف نہ فرمایا جائے۔

حال: اور الحمد للہ جیسا حضرت نے تحریر فرمایا دونوں طریقوں کے فرق و اختلاف کو اجتہادی یقین کرتا ہوں اسی لئے کسی سے عقیدت میں کوئی کمی نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: زیادہ محفوظ، احتیاط اور نفع والا طریقہ یہی ہے لیکن اگر کسی کا شیخ متبع سنت نہ ہو تو "اھجرھم ھجرا جمیلا" (اچھے طریقے سے اس کو چھوڑ دینے) پر عمل ہوگا یعنی تعلق ترک کر دیں اور دل آزاری نہ کریں۔

حال: لیکن اتنا وسوسہ ابھی باقی ہے کہ مرشد کے ہوتے ہوئے ایسی صورت میں غیر مرشد سے علاج کی درخواست اس راستے سے مقصود نہیں ہیں۔

حال: اسی طرح مرشد سے اس کی اجازت یا اس کی اطلاع تو ضروری نہیں ہے؟

تحقیق: فی نفسہٖ (اپنی ذات کے اعتبار سے) ضروری نہیں ہے۔

حال: دوسری بات یہ ہے کہ اگر مرشد کو خود اطلاع دینا یا اجازت حاصل کرنا ضروری نہ ہو لیکن کسی اور طرح اس کو اطلاع ہو جائے تو ناراضگی یا گرانی کا احتمال ہو سکتا ہے جو غالباً اس تعلق کے لئے نقصان دہ ہو۔

تحقیق: ناخوشی یا گرانی ہونا تو خود صاحب طبیعت ہی کو معلوم ہو سکتا ہے لیکن فی نفسہٖ (اپنی ذات کے اعتبار سے) نقصان بالکل نہیں ہے۔ باقی اس عارض کی وجہ سے مرید کا طبعی اثر قبول کرنا پھر اس کا برداشت کرنا یا نہ کرنا یہ بھی صاحب طبیعت کو معلوم ہو سکتا ہے مگر فن کا مسئلہ یہی ہے کہ شیخ کامل ناخوش نہیں ہوتا اور اگر نزاکت طبیعت و ناز خصوصیت سے طبعاً کچھ اثر بھی ہو تو شیخ کا فرض ہے کہ طالب سے بے تکلف ظاہر کر کے خود تربیت کرے اور اگر ایسا کیا تو طالب کا ذرہ برابر نقصان نہیں۔

حال: یہ بھی عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ خود میری ہمت اجازت و اطلاع کی نہیں ہوتی لیکن اگر ضروری ہوا یا حضرت نے مناسب خیال فرمایا تو انشاء اللہ ارشاد کے مطابق عمل ہوگا۔

تحقیق: اوپر تفصیل سے عرض کر دیا اور کوئی تکلف نہیں کیا اور کوئی رعایت نہیں کی۔ نہ اپنی نہ آپ کی نہ مرشد صاحب کی۔ اب صرف اس کا وقت ہے "استفت قلبك" (اپنے دل سے پوچھ لو)۔ فقط والسلام

(النور، رمضان ۱۳۵۷ھ)

شبیہہ (صورت) کا استحضار سنت سے منقول نہ ہونے کی وجہ سے مطلوبہ حالت نہیں ہے

حال: کچھ عرصہ سے حضرت والا کی شبیہہ (صورت) کا استحضار جو تقریباً ہر وقت رہتا تھا۔ اس میں بہت کمی پاتا ہوں۔ خصوصاً اللہ اللہ کے ورد کے وقت اور نماز وغیرہ میں ارادہ کرنے سے بھی نہیں ہوتا ہے اگر چہ بحمد اللہ حضور سلمہ کی محبت ویسی ہی ہے بلکہ مزید ترقی ہے۔ لہٰذا پریشان ہوں اور تسلی فرمائی جائے۔

تحقیق: مطلوبہ حالت یہی ہے جو اب پیدا ہوئی سنت کی موافقت کی وجہ سے اور شبیہہ کا استحضار مطلوبہ حالت نہ تھی سنت میں منقول نہ ہونے کی وجہ سے الحمد للہ اس سے نجات ہوئی۔ (النور، رمضان ۱۳۵۷ھ)

اگر سنت کے ادا کرنے کا دھیان رہے تو گذشتہ نیت رہے گی

حال: سنت والا فعل اگر عادت میں داخل ہو جائے اور کام کرتے وقت سنت ادا کرنے کا دھیان (یعنی اس کی نیت) نہ ہو تو ثواب سنت کے ادا کرنے کا ہوگا یا نہیں۔

تحقیق: ہوگا۔ وہی نیت گذشتہ رہے گی جب تک اس کی ضد پیش نہ آئے۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

ہلکی فکر پر اجر کا وعدہ ہے اگر چہ لطف نہ رہے

حال: ناکارہ غلام حضرت کی توجہات کی برکت سے بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے مگر مشاغل و افکار کی زیادتی میں حیران و پریشان حال ہے۔ دن بھر دنیا کے دھندوں میں گرفتار اور رات کو تھک کر خواب غفلت میں کوئی چھٹکارا (راستہ) نظر نہیں آتا کہ مشاغل کی زیادتی میں کمی ہو کر کچھ کام آخرت کے لئے بھی کر سکوں۔ جب کمی کا ارادہ کرتا ہوں اور اس کی کوئی تدبیر کرتا ہوں اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس مرتبہ پکا عزم کیا تھا کہ لمبی رخصت لے کر گھر کا کچھ انتظام کر کے آستانہ عالیہ پر رہوں۔ مگر ابھی تک نہ کوئی انتظام ہو سکا اور نہ قریبی زمانہ میں ہوتا نظر آتا ہے۔ مخدومی! یہ ناکارہ غلام بہت ہی دعا و توجہ کا محتاج ہے۔

تحقیق: دعا سے کیا عذر ہے مگر طلب دعا کے علاوہ یہ بھی وظیفہ عبودیت (بندگی کا وظیفہ) ہی ہے کہ ؎

چونکہ برمیخت بہ بندد و بستہ باش ❊ چوں کشاید چابک و برجستہ باش
ترجمہ: ''جب وہ تم کو کھونٹے سے باندھ دے تو بندھے رہو اور جب کھول دے تو چل پڑو اور چالاک ہو جاؤ۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھیں رہو خواہ تنگی ہو یا فراخی اور جب سہولت ہو جائے تو سہولت سے رہو)

کیا احادیث میں تھوڑی تھوڑی فکر و پریشانی پر اجر کا وعدہ نہیں ہے ایسی پریشانی لطف کو کم کرنے والی تو بے شک ہے لیکن اجر کم کرنے والی نہیں ہے۔ اب خود فیصلہ کر لیجئے کہ بڑا مقصود اجر ہے یا لطف ہے۔

(النور، ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

یہ اعتقاد کہ میرے پاس کچھ عمل نہیں یہ بھی عمل ہے

حال: میری عمر تقریباً ساٹھ سال ہوگئی لیکن آپ کے تعلق کے علاوہ میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے۔
تحقیق: یہ اعتقاد کہ میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے کیا تھوڑا عمل ہے۔
حال: اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ غفور رحیم ہیں ستار العیوب ہیں۔
تحقیق: یہ دوسرا عمل ہے۔
حال: الحمدللہ آنحضرت کے کرم اور فیض و برکت سے میرا قلب روشن ہے۔ بھلائی اور برائی کی تمیز ہو جاتی ہے علم اور سمجھ تو ہے مگر عمل نہیں ہے۔
تحقیق: علم اور سمجھ کا درجہ بعض وجہوں سے عمل سے بھی زیادہ ہے۔
حال: خدا کے لئے وہ طریقہ بتا دیجئے جو توفیق عمل حاصل ہو۔
تحقیق: ارادہ (کرنا) اور دعا کرنا۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

گناہ سے نفرت ہونے اور نیکیوں پر ہمیشگی نہ رہنے کے لئے تین علاج

گناہوں سے بچنے کا اہتمام کوتاہی پر ابتہال واستغفار و جرمانہ

حال: السلام علیکم از کمترین ...... خدمت عالی میں ہاتھ باندھے ہوئے گذارش ہے کہ میں کل سے یہاں خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں مگر بفضلہٖ تعالیٰ حضرت کی برکت سے یہ حالت ہے ؎

شکر للہ حال من ہر لحظ نکو تر شدہ است ❊ شیخ شیخاں شیخ اشرف چوں رہبر شدہ است

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا حال ہر آن اچھا ہو رہا ہے کیونکہ شیخوں کے شیخ، شیخ اشرف علی رہبر ہیں۔''

بفضلہ تعالیٰ ہر لمحہ سکون اور دل کی یکسوئی کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ طاعت کی طرف رغبت معصیت سے نفرت اور امراض باطنی کمزور ہیں یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا۔ دعا فرمائیں حق تعالیٰ مجھے بھی اپنے بندوں میں شامل فرمائے اور اعمال صالحہ پر ہمیشگی اور استقامت حاصل ہو۔

❶ دوسری عرض یہ ہے کہ بندہ کے اندر بہت سے باطنی امراض ہیں لیکن افسوس کہ میں نے کبھی ان کا حضور سے باقاعدہ علاج نہیں کرایا۔ اب اللہ کے بھروسہ پر بسم اللہ کر کے تبرکا (برکت کے لئے) خانقاہ شریف سے شروع کرتا ہوں۔

امراض تو بہت ہیں مگر ان کے پیش آنے کا عجیب طریقہ ہے۔ کچھ دنوں تو یہ کیفیت رہتی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مرض نہیں۔ شوق الی اللہ کا غلبہ، عبادت کی طرف رغبت، گناہ سے نفرت ہوتی ہے اور ذکر اذکار سے دلچسپی ہوتی ہے۔ مگر جہاں کیفیت رخصت ہوئی تو بس بندہ ہوا و ہوس (خواہش) کا تابع ہوا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اصل میں عمل کا وقت تو یہی زمانہ ہوتا ہے۔ مجھے تکلیف کر کے اختیار کو عمل میں لانا چاہئے مگر آج تک پوری قوت کے ساتھ مدافعت نہیں کی۔

مجھے بہت ہی شرمندگی سے لکھنا پڑتا ہے کہ حضور کا خادم کہلا کر مجھ میں مندرجہ ذیل امراض بھی ہیں ① زیادہ بولنا ② کبھی کبھی بدنظری کرنا لیکن عجیب معاملہ ہے کہ اکثر تو بڑے سے بڑا واقعہ پیش آ جانے پر توجہ نہیں ہوتی ہے لیکن کبھی معمولی واقعہ پیش آ جانے پر التفات ہو جاتا ہے۔ لیکن اکثر تجربہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا واقعہ اکثری طور پر اس وقت ہوتا ہے جب کسی قسم کی طبی شرکت بھی ہو مثلاً معدہ کا خراب ہونا، قبض یا تبخیر ہونا کبھی کبھی اس کے علاوہ بھی ③ ایک مرض اختیاری اور ہے۔ یعنی عورت سے صحبت زیادہ کرتا ہوں اس کی وجہ یہ (میرے خراب گمان کے مطابق) یہ بھی ہے کہ میرے قلب کی ساخت بناوٹ اس قسم کی ہے کہ معمولی واقعہ کا اثر قلب پر زیادہ ہوتا ہے اور طبیعت میں نزاکت بلکہ آرام طلبی زیادہ ہے۔ جہاں کوئی طبیعت کے خلاف واقعہ پیش آیا دل کی ساری یکسوئی برباد ہو جاتی ہے (طبیعت میں سخت بے چینی ہو جاتی ہے بلکہ دماغ ماؤف ہو جاتا ہے) تو عورت سے صحبت کرنے سے اس وقت نشاط اور غم دور ہو جاتا ہے مگر تجربہ اور غور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب نفس کا دھوکہ ہے کیونکہ اس وقت اگرچہ سکون ہو جاتا ہے مگر آخر میں یہ اعمال کے چھوٹ جانے کا سبب بن جاتا ہے اور حالت یہ ہوگئی ہے کہ ذکر اذکار پابندی سے نہیں کرتا ہوں۔ صبح کی جماعت سے اکثر غیر حاضری ہو جاتی ہے۔

میں نے اپنی ناقص سمجھ کے مطابق جہاں تک غور کیا سارے امراض کی علت ایک نظر آئی۔ ایک تو غیر اختیاری یعنی قلب جلد متاثر ہو جاتا ہے۔ دوسرے اختیاری یعنی اختیارات کو پورے طور پر استعمال نہیں کرتا ہوں اور پوری زبردستی پورے زور کے ساتھ مسلسل اس کی مدافعت نہیں کرتا ہوں تھوڑی سی مخالفت کرتا ہوں مگر آخر میں مغلوب ہو جاتا ہوں۔

اس لئے اس کا حل تو یہی ہونا چاہئے کہ ایک چیز پر پوری توجہ دی جائے میری عقل ناقص تو پوری طرح اس کا فیصلہ نہیں کر سکتی کہ کس مرض کو علاج کے لئے مقدم کروں۔ اپنے ناقص گمان کے مطابق تو سب سے پہلے گھر سے معاملہ شروع ہو جانا چاہئے۔ کہ پہلے عورت کی صحبت سے شروع ہو حضور سے درخواست ہے کہ جناب والا بھی اس کو اگر مقدم سمجھیں تو پھر اس کا علاج شروع کر دے ورنہ جسے حضور مقدم سمجھیں اس پر عمل شروع کیا جائے۔ مرض چونکہ اختیاری ہے تو علاج بھی اس کا اختیاری ہوگا۔ اس لئے میرے خیال کے مطابق جو علاج سمجھ میں آیا ہے وہ عرض کرتا ہوں کہ ایک مدت تک کے لئے فوراً صحبت ترک کر دوں کم از کم ایک چلہ اور اس کے بعد ہفتہ میں ایک دن اس کے لئے مقرر کر لیا جائے وہ بھی اس شرط پر کہ اگر اس روز غلبہ شدید ہو تو اختیار کر لیا جائے ورنہ اس روز بھی ترک کیا جائے۔

اس طرح گذارش ہے کہ اس علاج کے خلاف جو بھی کمی ہو یعنی خلاف ہو جائے تو نفس پر نفلوں یا پیسوں کا جرمانہ کروں۔ جہاں تک مجھے اپنی طبیعت کا پتہ ہے چونکہ میری طبیعت آرام طلب ہے اس لئے نفلوں کا جرمانہ پیسہ کے مقابلے میں گراں ہے۔ شاید میرے نفس کا یہ بھی دھوکا نہ ہو اس لئے جو حضور والا مناسب سمجھیں اس کو جاری کیا جائے۔ مجھے معلوم ہے کہ معالج کی حیثیت سے سہولت کی تدبیریں بتانا حضور والا کے ذمہ نہیں مگر احسان کے طور پر حضور والا (میری کمزوری طبیعت پر نظر فرما کر) اس سے بھی دریغ نہ فرمائیں گے۔ باقی مناسب تو وہی ہے جو حضور والا سمجھیں۔

آخر میں نہایت عاجزی کے ساتھ ہاتھ باندھے درخواست کرتا ہوں کہ للہ میری بری حالت پر رحم فرما کر میرے لئے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مجھے علاجوں پر استقلال اور ہمت کے ساتھ اور استقامت کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ میں حضور والا کی سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ہوں کیونکہ حضور والا ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ حضور کا خادم ہو کر کس قدر بدکار و بے عمل ہوں۔ مجھے بہت ہی ندامت ہے کہ حضور والا میرے ساتھ اس قدر کرم کا معاملہ فرما رہے ہیں حالانکہ میں اس لائق ہوں کہ مار کر مجھے خانقاہ سے باہر نکال دیا جائے۔ حضور والا کے کرم کے بھروسہ پر جو کچھ واہی تباہی دل میں تھا اصلاح کی غرض سے لکھ دیا ہے امید ہے کہ حضور والا جہاں مجھ سے

لکھنے میں زیادتی یا بے ادبی ہوگئی ہوگی معاف فرما کر درگذر فرمائیں گے۔

تحقیق: یا تو اصول معلوم نہیں یا معلوم ہونے کے باوجود عمل میں ہمت نہیں یا بھول ہو جاتی ہے۔ ان اصول کا حاصل صرف تین چیزیں ہیں۔ ایک سارے گناہوں سے بلا ترتیب بچنے کا اہتمام اور اس کا استحضار اگرچہ بچنے میں تکلیف ہو اور اگرچہ بچنے میں لذت نہ ہو جیسے کیفیت کے غلبہ میں بچنے میں لذت بھی ہوتی ہے اور وہی لذت سہولت کا سبب ہو جاتی ہے۔ دوسرے اگر بھول سے یا کم ہمتی سے اس میں کوتاہی ہو جائے تو بہت ہی عاجزی کے ساتھ استغفار اور جتنا زیادہ وقت ملے اس میں مشغول رہیں۔ تیسرے اولیاء کی حکایات و تذکرہ کو ضرور پڑھیں۔ باقی جرمانہ وغیرہ یہ اپنی طبیعت کی حالت کا تجربہ کر کے جس وقت جو مناسب ہو اس کو اختیار کیا جائے۔ اس کے لئے کسی ضابطہ کی ضرورت نہیں۔ باقی ان سب سے زیادہ حق تعالیٰ سے توفیق (حفاظت کی دعا کریں) اگر پابندی سے ان چیزوں پر عمل ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر صلاح و فلاح ہی ہے میں بھی دعا کرتا ہوں۔

(النور، صفر ۱۳۵۸ھ)

اختیاری باتوں کا علاج ہمت کو استعمال کرنا ہے

حال: مولانا و مخدومنا سلام و نیاز۔ میں چھ برس سے مختلف قسم کی بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بیماریوں کا سبب گناہوں کی زیادتی ہے۔ غلط کاری اور گناہ نے میری حالت تباہ کر دی۔ خداوند قدوس سے ہدایت چاہتا ہوں۔ لیکن ہدایت نہیں ملتی۔ چھ برس پہلے میں سلسلہ قادریہ میں مرید بھی ہوا لیکن پیر کی بدکرداری سے بیزار ہو کر بیعت توڑ دی۔ اس کے بعد میں خود بھی انہیں گناہوں میں ملوث ہو گیا۔ اب نماز روزہ کا بھی پابند نہیں ہوں۔ ایمان صحیح ہے لیکن عمل سے دور ہوں۔ یہ بھی تندرستی نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ آپ خداوند عالم سے میرے لئے دعائے خیر کیجئے اور خدا ہی کے لئے کیجئے یا میرے لئے کوئی تجویز بتا دیجئے تاکہ مصائب سے چھٹکارا ہو۔ میں گناہ کو گناہ سمجھتا ہوں توبہ و استغفار پڑھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ گناہوں سے چھٹکارا ہو لیکن کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوتی۔

تحقیق: ایسی کوئی تجویز مجھ کو کیا کسی کو بھی معلوم نہیں کہ اختیاری افعال اختیار کو استعمال کئے بغیر ہونے لگیں۔ یہ تو تجویز و تدبیر کا جواب ہے۔ باقی شائد تصور کے موثر ہونے کا وسوسہ ہو تو (اس کے بارے میں عرض ہے کہ) پہلے تو مجھ کو اس میں اختلاف ہے (کہ تصور سے اثر ہوتا ہے یا نہیں) لیکن اگر یہ اختلاف نہ بھی ہو تو یہ بات ضرور ماننے والی ہے کہ میں اس کمال سے خالی ہوں۔ (النور، صفر ۱۳۵۸ھ)

نماز وذکر میں خیالات کا کثرت سے آنا غیر اختیاری ہے

حال: (کچھ حالات لکھنے کے بعد) لیکن دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ابھی تک معمولی کامیابی بھی معلوم نہیں ہوتی ہے۔ نماز اور ذکر کے وقت خیالات بہت کثرت سے آتے ہیں اس کے لئے دعا فرمائیں میں بہت تنگ ہوں۔

تحقیق: قال علیه السلام "من شاق وشاق علیه" ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو سختی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سختی فرماتے ہیں)" وقال العارف الشیرازی فی ترجمته" (حافظ شیرازی نے اس کا ترجمہ کیا ہے) ؎

گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روئے طبع ❊ سخت میگرد جہاں بر مرد مان سخت کوش

ترجمہ: "کہا اپنی طبیعت کے موافق کام آسان رکھو کیونکہ سختی کرنے والوں کے ساتھ زمانہ سختی کرتا ہے۔"

اپنے ہاتھوں تنگی میں پڑنے کا علاج کس کے پاس ہے کیا ان خیالات کے آنے کو روکنے کا بندہ کو حکم ہے اور کس دلیل سے ہے قرآن مجید سے زیادہ کس کا فیصلہ ہوگا۔ مقبولین کے کمال اور فضیلت میں یہ ارشاد ہوا ہے ﴿ان الذین اتقوا اذا مسهم طئف من الشیطان تذکروا﴾ ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیش آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔" (تفسیر عثمانی) یہ نہیں فرمایا "لا یمسهم طائف من الشیطان" کہ ان کو وساوس شیطانیہ پیش نہیں آتے ہیں پھر اذا یعنی جب کے ساتھ فرمایا ہے جس سے اس کا پیش آنا یقینی طور سے معلوم ہوتا ہے جب متقی اس سے خالی نہیں تو غیر متقی ہماری طرح کے لوگ (کہاں اس سے خالی ہو سکتے ہیں) لیکن ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم ہے جس کا مفہوم بہت عام ہے اور اختیار میں ہے اب کیا سوال رہا۔ فقط (النور، س ۱۳۵۸)

زیادہ خوف اور احتیاط برا ہے

حال: آج کل بندہ بہت پریشان ہے۔ جب سے یہ حدیث شریف بخاری میں نظر سے گزری "ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال یصلون لکم فان اصابوا فلکم وان اخطاوا فلکم وعلیهم" (کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تمہیں نماز پڑھاتے ہیں اگر صحیح پڑھائیں تو تمہیں ثواب ملے گا اور اگر غلط پڑھائیں تمہیں تو ثواب ملے گا ان کو گناہ ملے گا) جب نماز پڑھنے لگتا ہوں اور یہ حدیث یاد آتی ہے "وان

اخطا فلکم وعلیھم عقابھا" (کہ اگر وہ غلطی کریں تو تمہیں ثواب ملے گا اور ان کو گناہ ملے گا) تو بے حد پریشانی ہوتی ہے۔ میں بھی غلطی کرنے والوں میں سے ہوں اور میرے پیچھے جمعہ وعیدین میں ہزاروں آدمیوں نے نماز پڑھی ان کا عقاب بھی میرے سر پر ہوگا۔ یہ خیال آنے کے وقت رونا آتا ہے اور خوف ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی رونے کی وجہ سے آواز بھی نکل جاتی ہے اور آنسو ہر وقت جاری رہتے ہیں اور خوف کی وجہ سے دو دن سے امامت نہیں کر سکا اور دو دن سے خوف کی وجہ کھانا بھی نہیں کھا رہا ہوں۔ بھوک نہیں لگتی ہے۔ جیسا آپ کا حکم ہو بندہ اس پر عمل کرے۔

تحقیق: خوف اور احتیاط کی بھی حد ہوتی ہے۔ غلو (حد سے زیادتی اس میں بھی بری ہے جو سلف صالحین امامت کرتے تھے کیا وہ اپنے کو امامت کا اہل سمجھتے تھے۔ اس کا تو گمان بھی نہیں مگر پھر بھی شرعی حکم سمجھ کر نہیں چھوڑا اور اپنی کوتاہی پر استغفار کرتے رہے۔ بس یہی طریقہ ہم لوگوں کو (بھی) اختیار کرنا چاہئے۔ اگر اس کے بعد بھی خوف رہے (تو) وہ نعمت ہے اور اگر اس درجہ کا نہ رہے وہ بھی نعمت ہے کیونکہ یہ احوال ہیں اور غیر اختیاری ہیں اور ایسی چیزیں سب خیر یں ہیں۔

ع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست

طریقت (سلوک کے راستے) میں سالک کو جو حالت بھی پیش آئے وہ اس کے لئے خیر ہے۔

(النور، ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

قوت بیانیہ کا بند ہونا جب نہ ہو تو مضر نہیں

حال: مجھ میں آج کل ایک نئی حالت یہ نظر آرہی ہے کہ قوت بیانیہ پہلے سے بہت تنگ ہوگئی ہے کبھی تو آسان آسان باتیں ذہن میں نہیں آتی ہیں ذہن بند معلوم ہوتا ہے۔ اور کبھی عنوانات بیانیہ سے زبان رک جاتی ہے۔ معلوم نہیں اس کی وجہ بداعمالی ہے یا حافظہ کی کمزوری یا کچھ اور ہے۔ ہر صورت میں ایسی حالت میں میرے لئے جو ہدایت مفید ہو ارشاد فرمادی جائے۔

تحقیق: جب کوئی احتمال نقصان دینے والا نہیں تو تعیین کی فکر کرنا بے کار ہے باقی دعا و استغفار ہر حال میں نافع ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

تفویض عقلی مطلوب ہے

حال: تفویض کے بارے میں جناب کے جواب نے سعادت بخشی تھی الحمد للہ کہ حضرت کے ارشادات سے یہ

بالکل سمجھ میں آ گیا کہ مطلوب تفویض عقلی ہے خواہ اس سے طبعی قرار بھی نصیب نہ ہو بلکہ طبعی قرار و تسلی (نصیب ہونے) کی صورت میں (تو) واقعی اخلاص کی کمی کا شبہ ہوسکتا ہے۔

تحقیق: لیکن خواہ مخواہ شبہ بھی نہ کیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ طبعی قرار بھی عطا فرما دے تو اس کو مستقل نعمت سمجھ کر اس پر شکر کیا جائے اور یہ شکر کی توفیق اخلاص کی علامت بھی ہوگی اور بفرض محال اگر اس میں کمی بھی ہوگی تو اس شکر سے اس کی کمی کی تلافی بھی ہو جائے گی اس قاعدے کی وجہ سے کہ "ان الحسنات يذهبن السيئات" (**ترجمہ:** نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں)۔

حال: لیکن حضرت! کیا عقلی تفویض ذہنی تجویز سازیوں اور ان کے لئے عملی دوا دوش کے ساتھ بھی (موجود) ہوسکتی ہے؟

تحقیق: دو شرطوں کے ساتھ (موجود) ہوسکتی ہے۔ ایک وہ تجویزیں مشروع (جائز) ہوں دوسرے اگر وہ تجویزیں نا کام ہوں تو اعتقاداً اس ناکامی کو خیر سمجھے اگرچہ اس کے ساتھ غیر اختیاری تنگی بھی ہو وہ اس کے خلاف نہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ کے لئے اس غیر اختیاری تنگی کو ثابت فرمایا ہے "ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون" (حجر) اور اختیاری تنگی سے منع فرمایا ہے "ولا تك في ضيق مما يمكرون" (نحل) اور اس سے حضور اقدس سے اختیاری تنگی کے وقوع کا وہم نہ کیا جائے کیونکہ نہی کا تعلق ماضی سے نہیں ہوتا مستقبل سے ہوتا ہے۔ "كقول لقمان عليه السلام لابنه لا تشرك بالله." (جیسا حضرت لقمان کا اپنے بیٹے کے لئے ارشاد ہے "بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو")

حال: مجھ کو اپنے بارے میں تفویض سے محرومی کا جو یقین ہوتا ہے وہ اسی وجہ سے ہے اگرچہ پہلے کے مقابلے ذہنی تجویز سازی میں تو کچھ نمایاں کمی نہیں۔

تحقیق: اگر بالکل بھی کمی نہ ہو تب بھی نقصان دینے والی نہیں ہے جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

حال: لیکن عملی دوڑ دھوپ میں کافی کمی پاتا ہوں مگر زیادہ تر اس کی وجہ کچھ کاہلی اور پست ہمتی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: پہلے تو یہ احتمال یقینی نہیں لیکن اگر یقینی بھی ہو تب بھی رحمت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس سستی کی وجہ سے کسی گناہ سے بچا لے مثلاً بزدلی کی وجہ سے ناحق (کسی کو) قتل (کرنے) سے بچا لے کیا وہ رحمت نہیں۔ ہاں ایک فطری کمال کی کمی ضرور ہے۔ مگر عبد کو تو عبد بننا ہے نہ کہ کامل بننا ہے۔

حال: ہاں ادھر بار بار خصوصاً حضرت اس کے والا نامہ کے بعد سے دل میں آ رہا ہے کہ دماغی وساوس اور تجویز سازیوں پر اگر قابو نہیں چلتا تو نہ چلے ہاتھ پاؤں تو اپنے اختیار میں ہیں۔ دماغ تجویزیں بناتا رہے مگر میں ان

کے لئے ایک قدم بھی کیوں اٹھاؤں۔

تحقیق: یہ ذہنی ترکیب میری تقریر کی تائید کرنے والی ہے۔ وللہ الحمد۔

حال: خصوصاً جب ظاہری طور پر بھی اتنا سامان ہے کہ انشاء اللہ فاقہ نہ مجھ کو ہوگا نہ اہل وعیال کو (ہوگا)۔ تین چار دن ہوئے اسی کو بہت دیر تک سوچتا رہا اور دل نے کہا کہ بس اسی وقت سے اس پر عمل شروع کردوں مگر ساتھ ہی ایک خیال یہ آیا کہ پہلے تو میری ہمت اور ظرف سے یہ تہیہ (ارادہ کرلینا) بہت بلند ہے شاید ہی نباہ سکوں۔

تحقیق: اس (ارادہ) کی تخصیص ہے ہر عمل میں قدرت حقیقی پر نظر کرکے اپنی قدرت کا ناکافی ہونا مشاہدہ ہے۔ مگر قدرت حقیقی پر یہی نظر ہر عمل کی ہمت دلانے کے لئے بھی کافی ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ قدرت حقیقی کی نسبت تمام مقدورات (جن کاموں پر قدرت ہے) کے ساتھ یکساں ہے بس ان کی توفیق سے مدد طلب کرکے ہر عمل مطلوب کی ہمت کرنا چاہئے اور عمل کے آسان ہونے کا ان ہی سے سوال کرنا چاہئے اگر نباہ نہ ہوگا ندامت اور استغفار کرلیں گے اگر ایسے احتمالات رکاوٹ بنالئے جائیں تو کوئی عمل بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

حال: دوسرے کیا حضور ﷺ وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی کا نمونہ کیا اس طرح ظاہری تدابیر کے ترک کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

تحقیق: صحابہ تدابیر میں غلو تو نہ فرماتے تھے ورنہ قناعت کی قرآنی آیات اور احادیث نبویہ پر ان کا کیسے عمل ہوتا اور ضرورت میں غلو کا حکم نہیں ہوسکتا۔

حال: پھر دوسرا خیال یہ آیا کہ تدبیر اور دوادوش کو صرف دین کے کاموں تک محدود رکھا جائے باقی دنیوی چیزوں کے لئے بس زیادہ سے زیادہ صرف انتظار کافی ہے کہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا راہ پیدا ہوتی ہے۔

تحقیق: مسئلہ کا یہی فیصلہ ہے میری بھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تدابیر میں غلو نہ فرمانے اور قناعت اختیار کرنے کی حکایت میں اور اوپر کی میری تقریر میں بھی یہی مراد ہے۔

حال: مثلاً ایک خیال یہ تھا کہ اگر کچھ دوادوش وتدابیر سے کام لیا جائے تو وظیفہ کچھ زائد مل سکتا ہے مگر اب دل چاہتا ہے کہ بس ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر جو کچھ مل جائے اس پر کیوں نہ قناعت کروں۔

تحقیق: ایک درجہ اجمال فی الطلب (اچھی طرح طلب کرنے) کا ہے کہ اعتدال کے ساتھ جس میں نہ ذلت ہو نہ زیادہ تھکن ہو موجودہ یا آئندہ کے فوائد پر نظر کرکے کوشش کی جائے یہ نہ برا ہے اور نہ (ہی) سلف کے (طریقے کے) خلاف ہے اور ایک مبالغہ ہے جس میں اوپر ذکر کی گئی ممنوع چیزیں ہوں یا دوسری ممنوع چیزیں ہوں جیسے انہماک جس سے ضروریات دنیویہ یا دینیہ میں رکاوٹ ہونے لگے غفلت کا غلبہ ہوجائے۔ یہ اگر گناہ نہ

بھی ہو مگر گناہ کی طرف لے جانے والی ضرور ہے یا سنت سے دور ضرور ہے۔
حال: یا اسی طرح جو کچھ سرمایہ جمع ہوگیا ہے اس کے لئے کچھ نہ کچھ سوچتا اور ہاتھ پاؤں مارتا رہتا ہوں کہ کسی ایسے کام میں لگایا جائے کہ کچھ مجھ کو بھی وظیفہ کے ساتھ وسعت کے ساتھ حاصل ہو جائے اور اہل وعیال کے بھی کام آسکے اب اس کی فکر و تدبیر سے کیوں نہ فارغ ہو کر زیادہ سے زیادہ اس کی راہ دیکھوں کہ ادھر سے کیا ہوتا ہے۔
تحقیق: مسبب الاسباب (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے انتظار کرنا ایک علیحدہ مستقل عبادت ہے لیکن جب تدبیر کی غرض پسندیدہ ہو جیسا آپ نے ذکر کیا۔ اس کے لئے جاننے والوں سے مشورہ کرنا خود بھی کچھ کام کرنا کام لینا اوپر ذکر کی گئیں قیدوں کے ساتھ غلو نہیں ہے۔ تجارت کی ترغیب سنت میں آئی ہے جس کا حاصل مال کو بڑھانے کی تدبیر کرنا ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

والدہ کے لئے لمبی زندگی کی دعا کرنا مقررہ موت کے وقت کے خلاف نہیں

حال: آج کل والدہ مدظلہا کی صحت اور اس کے ساتھ طول حیات کی دعا ہر نماز کے بعد مانگتا ہوں مگر کل پرسوں سے اس خیال کا غلبہ ہو رہا ہے کہ خواہ مخواہ موت کے وقت کے مقرر ہونے والے قانون کو تڑوانے پر اتنا اصرار کیوں۔
تحقیق: یہ وجہ تو تمام حوائج کی دعا میں یکساں ہوسکتی ہے۔ ہر واقعہ کے پیش آنے اور اس کے باقی رہنے کے لئے قرآن وحدیث سے یقینی طور پر وقت مقرر ہے تو کیا کوئی دعا بھی نہ کی جائے یا اسی طرح کھانے پینے اور بدن و نفس کے باقی رہنے کی تمام تدابیر میں وقت کے مقرر ہونے کے جھگڑے کا شبہ ہوسکتا ہے۔ ''ولم ینقل عن احد العمل بمقتضاہ'' (کسی سے بھی اس کے مطابق عمل کرنا ثابت نہیں ہے)۔
غرض سب دعائیں کرنے میں برابر ہیں جن کی حقیقت یہ ہے کہ ہم کو تقدیر کا علم نہیں اس لئے اپنے خیال میں جو مصلحت ہو اس کے مانگنے کی اجازت ہے۔ اگر تقدیر اس کے خلاف ہوگی اس پر راضی رہنے کا حکم ہے۔ رہا اصرار تو اس کا تو حکم ہے ''ان اللّٰہ یحب الملحین فی الدعاء'' (اللہ تعالیٰ دعا میں اصرار کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں) اور اس کا راز یہ ہے کہ اس سے اپنا ضعف و عجز و احتیاج وانکسار ظاہر ہوتا ہے جو عبدیت کا مقتضا ہے اور اسی لئے مطلوب ہے۔
حال: اسی طرح اور بہت سی چیزوں کے لئے دعا مانگتا رہتا ہوں۔ خیال ہوتا ہے کہ سب چھوڑ کر بس زیادہ سے

زیادہ "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة" پر قناعت کیا کروں۔

تحقیق: قرآن مجید میں جو دعا آئی ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس اجمال (مختصر دعا) پر ہی بس کیا جائے ورنہ کتاب الدعوات میں جو خود حضور ﷺ سے طویل وعریض دعائیں آئی ہیں کیا بیکار ہیں بلکہ ایک صیغہ دعا کا یہ بھی ہے اور اس پر اکتفا کرنا استغنا کو پیدا کرنے والا ہے۔

حال: ہاں دعا کے قبول ہونے کا خیال ترک کرکے اگر ان کو صرف عبادت جان کر کروں تو اس میں نہ مستعدی کی امید ہوتی ہے نہ اصرار کی۔

تحقیق: یہ زاہدوں کا رنگ ہے اور عارفین کا طریقہ وہ ہے جو اوپر عرض کیا گیا۔ اگر یہ رنگ مطلوب ہوتا تو دعاؤں میں چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا نام کیوں ہوتا۔

حال: آج دو ایک باتیں اور عرض کرنا چاہتا تھا لیکن ایک ہی بات نے عریضہ کو اتنا طویل کر دیا۔

تحقیق: پھر سہی۔

حال: اللہ تعالیٰ ہم جیسوں کی رہنمائی کے لئے حضرت کی صحبت بھی قائم رکھے اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔

تحقیق: رہروی (راستہ چلانے) کے لئے بھی۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

مامور کو تبلیغ کی اجازت ہے

حال: جناب والا کے اصول کے ماتحت یہاں کے اساتذہ کرام نے تبلیغ شروع فرمائی ہے۔ کل مجھ سے بعض اساتذہ نے فرمایا کہ تم بھی اب آنے والے جمعہ کے لئے تیاری کرلو تاکہ جمعہ کو کسی مسجد میں بغرض تقریر و تبلیغ کی غرض سے دوسرے طلبہ کے ساتھ بھیج دیا جائے۔ احقر کے لئے اس انجمن میں شرکت مناسب ہے یا نہیں؟ تردد کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لوگ بڑا سمجھنے لگتے ہیں اور لکھنؤ میں رہنے کے زمانے میں معلوم ہوا کہ ایسا کام جس سے لوگ بڑا سمجھنے لگیں مصلح کی اجازت کے بغیر شروع نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا حضرت والا کا جو ارشاد ہوگا اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: جب اساتذہ کے ارشاد سے کوئی کام کیا جائے تو یہ خود تابع ہونے کی علامت ہے۔ جس مجمع میں اس (بڑا سمجھنے) کا علم نہ ہو بتا دیا جائے۔ لہٰذا کچھ حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔ حدیث میں ہے "لا یقص الا امیر او مامورا ومختال" (کہ بیان امیر، مامور اور متکبر ہی کرتا ہے) مامور کو حدیث سے اجازت ہے اور یہ صورت مامور ہونے کی ظاہر ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

اضطراب (بے اختیاری) میں یہ دعا ہونا کہ عافیت عطا ہو یہ صرف انعام الٰہی ہے

حَال: حضرت والا! خادم نے درد کی غیر اختیاری حالت میں جب یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ابھی عافیت عطا فرما دیجئے اور جب مجھے اسی وقت عافیت نصیب ہوئی تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے جو لوگ اس وقت موجود تھے ان پر ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرما دیا اور میرا درد بالکل جاتا رہا اور دیر تک میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہا اور یہ شعر پڑھتا رہے۔

ع اے خدا قربان احسانت شوم الخ

تَرجَمۃ: ''اے اللہ! میں آپ کے احسان پر قربان ہو جاؤں۔''

میں نے اس طرح جو اپنا حال ظاہر کیا تو یہ میرے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

تَحقِیق: اس کے ساتھ ہی اگر اس کا بھی دل سے استحضار رہے اور زبان پر تکرار رہے کہ میں اس قابل نہیں صرف انعام ہے تو پھر نقصان دہ ہونے کا احتمال نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ بیان کے وقت یہ احتمال نہ ہو کہ سننے والا مجھ کو مقبول سمجھے گا ورنہ خاموشی ضروری ہے۔ اسی طرح اس واقعہ کا بار بار ذکر کرنا خطرناک ہے۔

(النور، ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

تہجد کے قضا ہونے کا شبہ ہو تو عشا کے بعد پڑھ لینے میں ہی زیادہ احتیاط ہے

حَال: ایک مرتبہ الٹے سیدھے معمولات عرض خدمت ہیں حضرت جس کو ترجیح دیں گے اور منسوخ کریں وہی پوری طرح دل کے اطمینان کا سبب ہوگا۔ ان شاء اللہ تہجد کے بعد آدھ گھنٹہ جہر اور ضرب کے بغیر زبان کی حرکت کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ذکر، فجر کے بعد تلاوت اور اس کے بعد دو رکعت اشراق اور اس کے بعد کوئی دو میل چلتا ہوں۔ اس چلنے میں بھی اب زبان کی حرکت کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ذکر ہی رہتا ہے۔ چاشت کی بھی دو رکعت ادا کر لیتا ہوں۔ مسجد میں وقت ہوتا ہے تو عام طور پر پہلے پڑھ لیتا ہوں اور عصر سے پہلے بھی عام طور پر چار رکعت عصر ہی کے وقت حزب البحر کا بھی معمول ہے۔ والد مرحوم نے درخواست کے بغیر اجازت عطا فرمائی تھی اور تاکید فرما دی تھی۔ مغرب کے بعد چار رکعت نفل، وتر عشا کی جگہ تہجد کے ساتھ زیادہ تر پڑھتا ہوں۔ بیماری وغیرہ کسی عارضی سبب سے اگر تہجد کے وقت اٹھنے میں شبہ ہوتا ہے تو عشاء کے ساتھ ہی وتر پڑھ لیتا ہوں۔ اور کبھی کبھی چار رکعت تہجد کی بھی اسی وقت (یعنی عشا کے بعد وتر کے ساتھ) باقی چار رکعتیں اگر تہجد کے وقت نہ اٹھا تو اشراق کے ساتھ

پوری کر لیتا ہوں کہ آٹھ رکعت کی تعداد بہر حال (پوری) ہو جائے۔

تحقیق: شبہ کی حالت میں تہجد کی ساری رکعات عشاء ہی کے ساتھ پڑھ لینے میں ہی زیادہ احتیاط ہے اگر ہمت ہوئی تو دو چار رکعت اخیر شب میں ورنہ ختم۔

حال: تہجد کے بعد کلمہ طیبہ کا ذکر شروع کرنے سے پہلے ایک ایک تسبیح "یا حی یا قیوم برحمتك استغیث" اور "الله حاضری و ناضری و معی" کی پڑھتا ہوں۔ اور پھر فجر سے پہلے ہی عام طور پر ایک ایک تسبیح "استغفر الله الذی لا اله الا هو له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر. سبحان الله وبحمده" اور "اللهم صل علی محمد واله واصحابه بعد وکل شیء معلوم لك" اور "لا حول ولا قوة الا بالله" کی (پڑھتا ہوں) چند دن سے ہر نماز کے بعد پانچوں وقت "سبحان الله، الحمد لله" اور الله اکبر حسب ترتیب ۳۳، ۳۳، اور ۳۴ بار پڑھ لیتا ہوں۔ اور سو مرتبہ "استغفر الله" (پڑھتا ہوں) لیکن مغرب کے بعد استغفار کی صورت "رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین" ہوتی ہے عشاء کے بعد بیماری کے سلسلہ میں "رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین" اور "لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین" کی بھی ایک تسبیح (پڑھنے) کی عادت ہوگئی ہے۔ اب نماز کے پانچوں اوقات میں سو سو مرتبہ "اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارك وسلم" (بھی پڑھتا ہوں)۔

اب جو پڑھنے لکھنے وغیرہ کے دوسرے اوقات یا اٹھنے بیٹھنے یا چلنے پھرنے لوگوں سے ملنے جلنے یا بالکل فراغت کے ہوں ان میں کس ذکر کی عادت ڈالنا میرے لئے زیادہ مناسب ہوگا۔ اب تک تو کسی وقت زبان کی حرکت کے بغیر کلمہ طیبہ کسی وقت صرف اللہ اللہ کبھی تسبیح کبھی بلا تسبیح لیکن سارے وقت ان میں ابھی کسی کی بھی عادت نہیں۔

تحقیق: اب بھی وہی جواب ہے کہ جو "الصق بالقلب" دل کو زیادہ لگے اگر اب بھی تردد ہو تو آپ کے حالات کو دیکھ کر مجھ کو زیادہ موافق "اللهم اغفر لی" یا صرف اس کے ساتھ "اللهم ارحمنی" معلوم ہوتا ہے۔

حال: دوسرے کاموں کے ساتھ زبان کی حرکت کے بغیر زیادہ آسان لگتا ہے۔

تحقیق: "لا باس ان لم یعتر غفلة" (کوئی حرج نہیں ہے جبکہ غفلت نہ ہو)۔

سری نماز میں امام کے پیچھے قلب کا ذکر کی طرف مائل ہونا پسندیدہ حالت ہے

حَال: عرض یہ ہے کہ کبھی سری نماز میں امام کے پیچھے جب ہاتھ باندھ کر فارغ ہوتا ہوں تو قلب خود بخود ذکر کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلب سے ذکر لا الہ الا اللہ جاری ہے۔

تحقیق: پسندیدہ حالت ہے اس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ ہاں زبان کو حرکت نہ ہو اور اگر دوسرے اذکار کے بجائے سورہ فاتحہ کے الفاظ کا خیال ہو تو زیادہ بہتر ہے اور اگر اس میں تکلف ہو تو پھر اس موجودہ حالت کا بھی مضائقہ نہیں ہے۔

حَال: کبھی دل ذکر کی طرف تو مائل نہیں ہوتا مگر حضرت والا کی صورت مبارکہ آنکھوں میں پھرتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا میری طرف متوجہ ہیں۔ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: ایک کا جواب ہو چکا دوسرے کا ابھی آتا ہے۔

حَال: یہ حالت میرے حق میں نقصان دہ ہو تو اس کے دور کرنے کی صورت تجویز فرما دیں۔

تحقیق: نقصان کا سبب تو نہیں ہے (لیکن) نقصان دینے کا احتمال ہے اس لئے پہلی حالت کی طرف توجہ کر لی جائے اگر چہ میلان نہ ہو۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

سلام چھوڑنے کی غلطی پر تنبیہ

(**نوٹ**): ایک خط آیا جس میں القاب و آداب کے بعد سلام تک نہ تھا۔ اور دعا کی درخواست تھی اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں مگر سلام لکھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی کیا آفت ہوگئی۔

دوسرا خط معذرت کا حسب ذیل آیا

اس میں بھی ایک کوتاہی پر تنبیہ کی گئی۔

حَال: حضرت والا کی خدمت بابرکت میں عریضہ پیش کرنے سے پہلے اس کا مسودہ کر کے نقل کرنا پھر دوبارہ غور سے خط کو پڑھنا کہ کوئی نقطہ یا حرف لکھنے سے تو نہیں رہ گیا۔ یہ ناکارہ کی ہمیشہ کی عادت ہے چنانچہ اس عادت کے موافق عریضہ کو غور سے پڑھ کے بند کیا مگر شامت اعمال سے اتنی بڑی فاحش غلطی کی کہ اسلام لکھنا بھول گیا اور ایسا اندھا بنا کہ خط لکھنے کے بعد جب صحیح کرنے کی غرض سے پڑھا اس وقت بھی علم نہ ہوا۔ حضرت والا! گنہگار سے بہت بڑی جہالت اور حماقت ہوئی اس سے بہت پریشانی ہے کہ ایسی نالائقی کیوں کی۔ اپنے گناہوں سے بار

بارتوبہ کرتا ہوں۔ عجز وانکسار سے دعا کرتا ہوں کہ یاارحم الرحمین محض اپنی رحمت سے میرے کل گناہوں کو معاف فرما۔ بدترین خلائق پر رحم فرما۔ حضرت والا کا مقدس قلب مبارک اس روسیاہ پر خوش اور کھول دے۔

تحقیق: افسوس ایک یہ غلطی کی کہ میرے قلب کی فکر پڑ گئی سنت چھوڑنے سے جو خود مرکز سنت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اثر ہوا ہوگا اس کا نام بھی نہیں۔ (النور، شعبان ۱۳۵۶ھ)

جس واقعہ میں احتمال یا شبہ ہو (اس کا) استغفار سے تدارک کرنا چاہئے

حال: جب کسی واقعہ کو بیان کرنا چاہتا ہوں تو عادتاً یا طبعاً خواہ مخواہ اس واقعہ کو موثر بنانے کے لئے اپنی جانب سے کچھ کمی زیادتی کر دیتا ہوں کیا یہ اضافہ جھوٹ اور دھوکہ کی حد کو (تو) نہیں پہنچتا ہے۔

تحقیق: اس (دھوکہ اور جھوٹ وغیرہ کی) تحقیق میں نہ پڑیئے بلکہ جہاں اس کا احتمال اور شبہ بھی ہو استغفار سے تدارک کیجئے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۶ھ)

قضا نماز کا مناسب جرمانہ

حال: خادم کے ایک بزرگ دوست کا خط آیا تھا کہ سرکاری کام کے انہماک میں فرض نماز قضا ہوگئی۔ دو روز تک خادم جواب سوچتا رہا لیکن کوئی جواب خیال میں نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور قلم ہاتھ میں لیا لکھا گیا'' کہ جرم قابل درگذر نہیں ہے دو آنہ جرمانہ اس طرح کہ ایک پیسہ روز جرمانہ خیال کرکے کنوئیں میں یا دریا میں ڈال دیا کرو'' وہاں سے جواب آیا کہ عمل کیا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی مستحب کا بھی ناغہ نہیں ہوتا۔ حضور والا! اب یہ خیال آیا کہ خادم اس میں اسراف کا مرتکب تو نہیں ہوا۔ اب جیسا حضور ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: تجویز کردہ علاج تو مناسب تھا مگر علاج کا طریقہ شریعت کے خلاف تھا۔ جن بزرگوں سے ایسے واقعات منقول ہیں ان میں تاویل کی ضرورت ہے (کہ کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا ہو وغیرہ) اور جو چیزیں ایسی تاویل والی ہوں ان کا اتباع نہیں ہوتا۔ (پیسے) مساکین کو دینے چاہئے تھے۔ رہا اس پر جو نفع مرتب ہوا یہ (اس تجویز کے) جائز ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

امام جہری قرات نہ کرے تو مقتدی خیالی الفاظ کی طرف توجہ رکھے

حال: حضور! جب اکیلے نماز پڑھتا ہوں یا جماعت کے ان ارکان میں جن میں مقتدی کو پڑھنا ہوتا ہے اس پڑھنے کے کلمات کی طرف توجہ رکھتا ہوں تاکہ دل حاضر رہے۔ اسی طرح جہری قرات والی نماز کے قیام میں امام کی قرات کی طرف توجہ رکھنے سے حضور قلب ہوتا ہے۔ اب حضور سے پوچھنا یہ ہے کہ جن رکعتوں میں امام جہر

سے قرات نہیں کرتے ان رکعتوں کے قیام میں دل کو حاضر رکھنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کروں۔

تحقیق: خیالی الفاظ کی طرف توجہ رکھی جائے حدیث "اقرا بھا فی نفسک" کہ "دل میں اس کو پڑھتے رہو" یا فارسی میں قرأت جائز ہونا اس کی اصل بھی ہوسکتی ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

رسوخ (پختگی، پکاپن) مقصود نہیں عمل مقصود ہے

حال: اکثر دیکھا گیا ہے کہ بیماری و پریشانی میں دل وذکر کی طرف مائل نہیں ہوتا ہے۔ پریشانی و تکلیف ہی کی طرف متوجہ رہتا ہے. جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر میں رسوخ نہیں۔

تحقیق: نہ سہی۔ بے رسوخ ہی کرو۔ کیا رسوخ کا حکم ہے یا عمل کا حکم ہے۔

حال: ایک دن دوران مرض میں گردہ کا درد بہت ہی زیادہ ہوا جس سے پاؤں گھٹنے تک اور ہاتھ بازو ٹھنڈے ہونے شروع ہوگئے جس پر ظن غالب ہوا کہ عنقریب مر جاؤں گا۔ تو بہت گھبرایا اور موت سے اس خیال کی وجہ سے دیکھئے مرنے کے بعد کیا معاملہ ہو بہت خوف غالب ہوا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ امید اور اچھا گمان بہت کم ہے۔

تحقیق: کیا اچھے گمان میں خوف ختم ہوجاتا ہے۔ (النور، شوال ۱۳۵۶ھ)

حاضر ہونے کا مقصد ذوق وشوق وغیرہ نہیں ہے

حال: (حاضر ہونے کی اجازت پر حاضری کی غایت پوچھی گئی تو مقصد یہ ظاہر کیا گیا کہ) اہل دل کی خدمت میں حاضری ذوق وشوق دل کے سکون اور مراتب کی ترقی کا سبب ہوتی ہے اگر آداب ملحوظ رہیں۔

تحقیق: (یہ باتیں جو ذکر کی گئیں) لازمی طور پر ہیں (کہ حاضر ہونے سے ایسا ضرور ہوتا ہے) یا لازمی نہیں ہیں (کہ کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا ہے) اگر لازمی طور پر ہیں اس کی دلیل کیا ہے اگر نہ ہوں تو (پھر حاضری کا) فائدہ کیا ہے؟

حال: چاہتا ہوں کہ خدمت میں ایک دو ہفتے رہوں۔

تحقیق: پہلے اوپر کا مرحلہ طے ہونا ضروری ہے۔

حال: اگر جناب والا کو پریشانی نہ ہوگی تو کسی وقت تنہائی میں بھی خدمت میں حاضر ہوا کروں گا۔

تحقیق: بالکل نہیں ہوسکتا۔

حال: مقصد یہ ہے کہ جناب کی برکت سے مواقع وحجب رکاوٹیں اور پردے ہٹیں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو

اور نفس کی تربیت وغیرہ ہو۔

تحقیق: وہی اوپر والا سوال۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

سلوک کی کتابیں مبتدیوں کے لئے نہیں

حال: کتاب ''تعلیم الدین'' میں ہے کہ اسم ذات کے شغل کا طریقہ ہے کہ کاغذ کے ٹکڑے پر سرخ رنگ سے قلب کی صنوبری شکل بنا کر درمیان میں لفظ ''اللہ'' سونے یا چاندی سے لکھ کر تصور کیا جائے۔ اس لئے عرض ہے حضور خط کی واپسی پر سیاہی سے مذکورہ شکل کا نقشہ نمونے کے لئے کھنچوا کر پھر حضور کی تحریر کے مطابق عمل کروں گا۔ (قلب صنوبری کی شکل یہ ہے...... 

)

تحقیق: سلوک کی کتابیں مبتدیوں کے لئے نہیں ہیں مشائخ کے لئے ہیں کہ وہ طالبین کی تعلیم میں اس سے مدد لیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

معمولات پر قائم رہنا بڑی نعمت ہے اگرچہ تبدیلی محسوس نہ ہو

حال: مرشدی ومولائی ادام اللہ ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض ہے کہ خادم اپنے معمولات پر قائم ہے لیکن اپنی حالت میں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کرتا ہے۔

تحقیق: تو نقصان کیا ہے اگر کوئی بچہ کہے کہ میں اپنا نشوونما (بڑھنا) محسوس نہیں کرتا (ہوں تو) اس کو کیا جواب ملے گا بس وہی جواب ہے۔

حال: حالت سے مراد یہ ہے کہ ذکر وفکر سے وقار، تواضع مسکنت خاموشی اور غم اتنا نظر آنا چاہئے جس سے سالک کو معلوم ہو سکے کہ یہ ذکر کے آثار ہیں۔

تحقیق: اس دعوی کی کوئی دلیل ہے۔ کیا یہ آثار مقصود ہیں اور کیا مقصود کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔ اس بات کا حل یہ ہے کہ جو چیز محسوس ہو سکتی ہے وہ احوال وکیفیات ہیں اور وہ مقصود نہیں جیسا اپنے محسوس میں ثابت ہوا ہے اور جو چیز مقصود ہے یعنی قرب ورضا وہ محسوس نہیں اب کیا سوال رہا۔

حال: یوں تو خدا کے فضل وکرم سے کچھ نہ کچھ قلب میں یہ آثار موجود ہیں لیکن ان حالات میں دوام وہمیشگی نہیں ہے۔

تحقیق: یہ سب دعوے دلیل کے بغیر ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کامل ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ایسے آثار کا ہمیشہ رہنا وہاں بھی نہ تھا۔

حال: تنہائی رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ حالت موجود رہتی ہے لیکن جس وقت لوگوں سے میل جول ہوا سب ختم ہو جاتے ہیں اور ہنسنے بولنے کی معمولی حالت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ سارے وہم نا سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ ابھی گذرا۔

حال: اور جب اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو اپنے کو بالکل کورا (خالی) پاتا ہوں۔

تحقیق: کور (کنارہ) تو نہیں پاتے کیا یہ تھوڑی نعمت ہے۔

حال: سالہا سال سے تکمیل اعمال، اختیار تقویٰ کی ناکامی میں مصروف ہوں۔ لیکن مقصود کی ناکامی و نامرادی پر قلق کرتا ہوں۔ توبہ اور توبہ توڑنے پر قلق قلب کو برائیوں سے خالی کرنے اور یکسوئی کے حاصل ہونے کی فکر اور اس میں ناکامیابی ان ادھیڑ پن میں زمانہ گزرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن کوئی حالت ایسی پیدا نہیں ہوتی ہے جس سے صاف اندازہ ہو کہ یہ حالت حاصل ہو گئی ہے۔

تحقیق: سارے وہم ہیں جیسا کہ گذرا بلکہ خود کو ایک قسم کا عالی درجہ کا مستحق سمجھنا ہے۔ جیسے کوئی بہت ادنی درجہ کا شخص کہے کہ شاہی خدمت کرتے ہوئے اتنے روز ہو گئے مگر اب تک بادشاہ نے اپنا داماد نہیں بنایا۔ کیا یہ گستاخی نہیں خوب کہا گیا ہے ؎

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ ❁ برنتا بد کوہ را یک برگِ کاہ

ترجمہ: ”تمنا کرو مگر اپنے مرتبہ کے مطابق کرو کیونکہ ایک گھاس کا پتہ پہاڑ کو نہیں اٹھا سکتا ہے۔“

حال: ان کیفیات کے علاوہ ایک خاص قسم کا قلق یہ پیدا ہو گیا ہے کہ جسمانی تکلیف کی حالت میں مثلاً بخار، دردسر وغیرہ یا تردد وافکار کی زیادتی کی حالت میں زبانی ذکر...... اور ذکر قلبی دونوں ختم ہو جاتے ہیں اور توجہ الی اللہ کے بجائے توجہ الی المرض اور توجہ الی المقصود ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اختیاری یا غیر اختیاری طور پر (ایسا ہوتا ہے)۔

حال: عقل تو یہ کہتی ہے کہ دکھ درد کی حالت میں توجہ الی اللہ زیادہ ہونا چاہئے لیکن اس کے الٹ تکلیف کی حالت میں توجہ الی اللہ بالکل ختم ہو جاتی ہے اور ہر وقت صحت اور اسباب صحت پر نظر رہتی ہے۔ اس حالت کو کئی بار دیکھنے کے بعد میں نے حضور والا کی خدمت میں یہ حالت پیش کی ہے اور اپنی سمجھ میں اس حالت کو بے حد ناقص اور اصلاح کے قابل سمجھ کر حضور والا سے اس کا علاج پوچھتا ہوں۔

تحقیق: عقل کا یہ فتویٰ خود عقل کی پیداوار ہے اور حقائق اور طبیعت کے احکام سے اس کی ناواقفی ہے جاہل کے فتویٰ پر عمل خود گمراہی ہے۔

حَالْ: یہ معلوم ہے کہ بیماری میں رخصت پر عمل کرنے کی اجازت ہے لیکن قلق اس بات پر ہوتا ہے کہ ذاکر زبان اور قلب بیدار تکلیف کی حالت میں کیوں اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں اور ذکر و شغل کے آثار کیوں ختم ہو جاتے ہیں۔ حضور والا اس معاملہ میں میری تشفی فرمادیں تو بڑی مصیبت سے نجات ہو جائے گی۔

تحقِیق: اوپر تحقیق سے جواب ہو چکا ہے۔

حَالْ: ان حالات پر غور کرتا ہوں تو خوف ہوتا ہے کہ مرض الموت کی حالت میں اگر یہی حالت رہی تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق کے بجائے دنیا کی تمنا کی حالت میں روح نہ پرواز ہو۔

تحقِیق: موت کے قریب ہونے کی حالت کو دنیوی زندگی کی حالت پر قیاس کرنا بھی ناواقفی ہے۔

حَالْ: خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اعمال پر ہمیشگی (حاصل) ہے۔ دل میں دنیا کی لالچ نہیں ہے طبیعت میں قناعت ہے آئندہ کی فکر نہیں ہے کہ کیا ہوگا۔ فکر ہے تو حسن خاتمہ اور حسن عمل کی ہے۔

تحقِیق: کیا ان ہی نعمتوں کا شکر یوں ادا کیا گیا ہے کہ اپنے محسن کے تصرفات کو ناگوار اور ناپسند کیا گیا ہے۔ اور اپنی تجویز کو محبوب کی تجویز پر ترجیح دی گئی ہے خدا برا کرے جہل کا ؎

پس زبوں وسوسہ باشی ولا ❁ گر طرب را باز دانی از بلاء

تَرجَمَہ: ”تم بالکل مغلوب وساوس سمجھے جاؤ گے اگر محبوب کی خوشی اور پریشانی میں فرق نہیں کرو گے۔“

نوٹ: اگر میرے پچھلے خطوط کا اکثر مطالعہ کیا جائے یا مواعظ کا تو امید ہے کہ ان سارے وہموں کا خاتمہ ہو جائے اور سب کا جواب ملے مگر کاہل مریض شکایت کو آسان سمجھتا ہے دوا کو مشکل (سمجھتا ہے) مگر اس ناشکری کا انجام بہت خطرناک ہے۔ اس خط کے انداز سے معلوم ہوتا ہے مواعظ کا مطالعہ نہیں کیا جاتا (اگر کیا جاتا ہے تو) تدبر نہیں کیا جاتا۔ بس ہر وقت خیالات کو امام بنالیا۔ بہت جلدی اس کوتاہی کا تدارک کرنا چاہیے ورنہ ناشکری کی وجہ سے رسوائی کا خوف ہے۔

حَالْ: اخیر میں حضرت والا سے دعا کا خواستگار ہوں۔

تحقِیق: دعا کرتا ہوں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

صرف مجملاً (مختصر طریقے سے) دارین کی عافیت کے لئے دعا کرنا سنت کے خلاف ہے

حَالْ: حضور والا کچھ عرصہ سے یہ خیال غالب ہے کہ مختلف قسم کے بہت سے مقاصد کے لئے خود دعا کرنا یا

دوسرے سے اپنے حق میں دعا کرانا (اتنا) نافع نہیں ہے جتنا نافع مجملا (مختصر طور پر) خود اپنے لئے صرف دونوں جہاں کی عافیت کی دعا کرنا یا دوسرے سے دعا کرانا ہے جبکہ ہر بات سے اصل مقصود عافیت ہی ہے اور عافیت کے بغیر ہر حال میں مقصود فوت ہوتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ یہ خیال طبیعت کا مزاج غلط اور برا تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ مزاج سنت کے خلاف ہے کیونکہ احادیث میں کثرت سے ایسی جزئیات (چھوٹی چھوٹی الگ الگ باتوں) کا سوال آیا ہے۔ چنانچہ (حدیث میں) بہت بڑھاپے، تاوان اٹھاتے، فقر، ذلت، بہرے ہونے، گونگے ہونے، اندھے ہونے، جنون، جذام، بری بیماریوں، غم، دشمنوں کے خوش ہونے، فاقہ، مکان وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے، مکان وغیرہ سے گرنے، بچھو کے ڈسنے، برے پڑوسی، بھوک، کوڑھ، سیلاب، حملہ آور اوٹ، فکر و غم، درندے، جلنے، ڈوبنے والی دوسری نقصان دہ چیزوں سے پناہ مانگنا آیا ہے اور آنکھ اور کان سے فائدہ اٹھانے، صحت، رزق کی کشادگی غنا اور دشمنوں پر مدد کا ایسی ہی دوسری چیزوں کا سوال کرنا آیا ہے۔ اسی طرح نمک اور جوتے کے تسمہ کا سوال کرنے کا حکم بھی آیا ہے۔ اگر اس مزاج کو صحیح مانا جائے تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حدیثوں میں جو چیز افضل نہیں ہے اس کی تعلیم دی گئی ہے۔

ہاں جامع دعاؤں میں بھی بعض حکمتیں ہیں جن کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں (صرف) جو چیز منقول ہے اس کا اتباع کافی ہے بطور احتمال (جامع دعا مانگنے میں) ایک حکمت یہ ہے کہ الگ الگ چیزوں کی دعا میں اگر کوئی ضروری چیز کا مانگنا رہ گیا ہے تو جامع دعاؤں سے اس کا تدارک ہو جائے۔ رہا الگ الگ چیزوں کے سوال کی حکمت یہ ہے کہ دعا سے مقصود صرف مانگی ہوئی چیز کا مل جانا ہی نہیں ہے جس میں مزاج کی گنجائش ہو سکے بلکہ اس کے ساتھ ایک دوسرا مقصود بھی ہے وہ اپنے عجز، کمزوری محتاجگی، انکساری کا بھی ہے اور یہی دعا کے عظیم فضائل کی وجہ ہے۔ ورنہ صرف مانگی ہوئی چیز کا دے دینا خصوصاً جبکہ وہ دنیاوی چیز ہو اگرچہ جائز ہو ایسی بڑی فضیلت کا ذریعہ نہیں ہو سکتا ہے اور یہ دوسرا مقصود جزئیات (الگ الگ چیزوں) کے مانگنے میں زیادہ واضح اور مضبوط ہے۔ اس لئے اس مختصر دعا کہ ''میرا پیٹ بھر دو'' کی جگہ اس تفصیل سے سوال کرنا کہ ''مجھے چار روٹی دے دو، ایک پیالہ سالن دے دو اور ایک پیالہ پانی دے دو'' عرف میں مانگنے والے کی زیادہ ذلت، چھوٹے پن اور کمی بتاتا ہے اور مانگنے والا جتنی اپنی ذلت دکھاتا ہے اتنی ہی وہ ذلت رحم کو لینے والی ہوتی ہے۔ بعض حکمتوں کی وجہ سے جامع دعاؤں کا پسندیدہ ہونا اس تحقیق کے خلاف نہیں ہے۔ ہر جگہ الگ الگ بات ہوتی ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۷ھ)

ہدیہ کا واپس کرنا اور قبول کرنا نیت پر موقوف ہے

حال: فجر اور عشاء کی نماز میں رونا بہت ہوتا ہے۔ احقر رونے کو بہت برداشت کرتا ہے صرف آنسو جاری

ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ رونا دیکھ کر ایک آدمی نے ایک روپیہ ہدیہ دیا جس کو احقر نے واپس کر دیا۔ اب ڈر لگتا ہے کہیں دل توڑنے کا گناہ نہ ہوا ہو ان کو احقر پہچانتا نہیں ہے۔ احقر گنہگار ہوا یا نہیں اگر گنہگار ہوا تو کیا کرے تلاش کر کے معافی چاہے یا فقط ان کے لئے دعا کرے جواب سے سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: واپسی کرنے میں نیت کیا تھی اس کو دیکھا جائے اسی پر فیصلہ ہوگا۔

دوسرا خط

حال: حضرت نے فرمایا: واپس کرنے میں نیت کیا تھی تو عرض ہے کہ احقر کی نیت ہدیہ کے واپس کرنے میں حضرت والا کے قاعدہ پر عمل کرنا تھی کہ حضور تعارف (جان پہچان) کے بغیر ہدیہ قبول نہیں فرماتے۔ اس لئے احقر نے واپس کر دیا کہ اس (ہدیہ دینے والے شخص) سے تعارف نہ تھا۔

تحقیق: مگر میرے یہاں (اس قاعدہ میں) کچھ باتیں ایسی ہیں جو اس میں شامل نہیں ہیں (کہ صرف اس قاعدہ یعنی تعارف کے نہ ہونے کی وجہ ہدیہ واپس نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ اور چیزیں واپس کرنے نہ کرنے میں دیکھتا ہوں) جن کا خلاصہ (دینے والے میں) اخلاص کا یقین ہے اس کے یقین کے وقت تعارف نہ ہونا رکاوٹ نہیں ہوتا ہے۔ اس یقین کا علم وجدان (باطنی حس) کی وجہ سے جو غرض کی ملاوٹ سے پاک ہوتی ہے ہوتا ہے لیکن اگر (دینے والے میں) اخلاص کا یقین نہ ہو شک ہو تو یہ تعارف رکاوٹ بنتا ہے۔ اب اس کا فیصلہ خود آپ کا کام ہے۔

حال: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اب جو حکم ہو بسر و چشم عمل کرے اور آئندہ کے لئے احقر کیا معمول رکھے؟

تحقیق: اوپر تفصیل سے لکھ دیا۔

حال: اور باقی معمولات ذکر، شغل، تہجد و اشراق و صلوۃ اوابین کی نماز، بارہ تسبیح چوبیس ہزار اسم ذات، چھ ہزار نفی و اثبات تلاوت کلام اللہ ایک منزل، اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا سے جاری ہے اور زیادہ کرنے کو جی چاہتا ہے اگر اجازت ہو زیادہ کرے۔

تحقیق: پابندی تو پہلے والے معمول ہی کی جائے زائد کی پابندی نہ ہو۔ کسی دن نشاط ہوا پابندی کے بغیر کر لیا نشاط نہ ہوا نہ کیا۔

حال: مگر نوافل نفس پر بھاری ہیں۔ ذکر میں دل لگتا ہے اور لذت معلوم ہوتی ہے جیسا حکم ہو عمل کرے۔

تحقیق: بھاری ہونے پر بھی کسی خاص تعداد سے اختیار کیا جائے۔ ہر عمل کی برکت جدا ہے اور لذت مقاصد میں سے نہیں ہے۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

ضعف بیماری کا عذر رحمت ہے

حال: حضرت والا احقر یوں تو ۱۲ شوال سے نزلہ زکام میں مبتلا تھا لیکن تقریبا ۱۵؍ شوال سے بخار، کھانسی، درد پسلی، در معدہ میں مبتلا ہوگیا۔ غذا مدت تک بند رہی۔ ضعف و غفلت میں اتنی زیادتی ہوئی کہ معمولات کے علاوہ چند نمازیں بھی فوت ہوئیں۔ حضرت اقدس کی دعا سے اب اصلی امراض سے تو افاقہ ہوگیا ہے لیکن ضعف اور کھانسی باقی ہے۔ ضعف اتنا ہے کہ نماز کے علاوہ نہ مدرسہ میں تعلیم کا کام ہوسکتا ہے نہ کوئی معمول ادا ہوسکتا ہے۔ کل سے بطور امتحان قرآن پاک کی تلاوت شروع کی۔ تین رکوع سے زیادہ طبیعت پر بھاری محسوس ہوئی۔ مناجات مقبول کی نصف منزل پڑھی۔

کل سے بحمد اللہ حضرت اقدس کی دعا سے مسجد میں جانے کی توفیق ہوئی اور چند روز سے آخر شب میں چند رکعات نفل بیٹھ کر ہو جاتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ بیکار پڑا رہتا ہے۔ کچھ شغل تھوڑی دیر ہوتا بھی ہے تو طبیعت گھبراتی ہے۔ خاموش پڑا رہنے میں طبیعت میں سکون رہتا ہے۔ حضرت والا کی خدمت میں اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ حضرت والا دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احقر کی حالت کو درست کر دے۔

یہ بھی عرض ہے کہ بیماری جو اعمال میں کوتاہی ہوتی رہی احقر کے خیال میں احقر کے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ احقر شرمندہ ہے استغفار کرتا رہتا ہے۔ حضرت والا بھی دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ احقر کے گناہ معاف فرما دے صحت کے بعد جو اعمال چھوٹ رہے ہیں یا تو طبعی ضعف کا اثر ہے یا کچھ مدت معمولات ترک ہونے سے قلب میں سختی کا مرض پیدا ہوگیا یہ اس کا اثر ہے واللہ اعلم۔ حضرت والا احقر کی ہر حالت کے لئے دعا فرمائیں اور جو (بات) اصلاح کے قابل ہو۔ اس کے واسطے جو ارشاد مناسب ہو فرمائیں۔ اس پر عمل کیا جائے۔

تحقیق: تعجب ہے رحمت کو زحمت اور نعمت کو انتقام سمجھا گیا۔ عذر میں ناغہ پر تو حدیث میں اجر کا وعدہ ہے۔

(النور، ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

جو چیز فرض عین نہ ہو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے

حال: بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ تہجد کی نماز کو سنت موکدہ سمجھتا ہوں اور عشاء کی نماز کے بعد چند رکعات ہمیشہ ادا کر رہا ہوں لیکن اس علم کے باوجود کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ رات کے آخری تہائی حصہ میں ادا فرمائی

ہے۔اس سنت پر عمل نہیں ہوتا۔ ہزار بار کوشش کی لیکن ہمیشہ توفیق نہیں ہوتی اسی طرح دوسرے معمولات میں پابندی بہت ہی شاق اور دشوار ہے چند روز میں اوقات مقررہ سے کاہلی یا دنیاوی کام کی وجہ سے ہٹ جاتے ہیں کبھی کبھی مقررہ اوقات پر ہوتے ہیں۔

تحقیق: کیا کوئی دین کا ضروری حصہ فوت ہوتا ہے اور جان بوجھ کر چھوٹتا ہے۔

حال: اس پر خود کو قلق بھی ہوتا ہے اور ملامت بھی کرتا ہوں۔

تحقیق: کیا یہ کسی گنتی میں نہیں۔

حال: مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا ہے۔

تحقیق: وہی سوال ہے کہ دین کا کون سا حصہ فوت ہوتا ہے اور ارادے سے ہوتا ہے۔

حال: ملامت اور قلق کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس میں بھی وہی سوال ہے۔

حال: یہ بے برکتی کیوں ہے؟

تحقیق: وہی سوال ہے؟

حال: اس کی اصلاح فرما دیجئے۔

تحقیق: ہر جزو کا جواب جو دیا گیا ہے (وہ) اصلاح ہی ہے۔

حال: اس سے پہلے ایک خط خدمت میں بھیجا تھا اس میں اپنا حال عرض کیا تھا کہ میں اکثر مریض رہتا ہوں کبھی ذکر و نماز ترک ہو جاتی ہے۔آپ نے تحریر فرمایا کہ عذر سے یا بغیر عذر تو حضرت عذر سے ترک ہو جاتی ہے۔

تحقیق: پھر کیا فکر۔

حال: دوسرے میں نے تحریر کیا تھا کہ وساوس پریشان کرتے ہیں۔آپ نے تحریر فرمایا اختیاری یا غیر اختیاری۔ حضرت غیر اختیاری۔

تحقیق: پھر کیا فکر!

حال: ان کی وجہ سے تصور اسم ذات صحیح نہیں رہتا۔قلب میں الجھن سی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: کیا یہ کوئی دین کا نقصان ہے۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

جانے آنے میں کوئی وعظ پڑھ کر سنانا زبانی کہنے سے مناسب ہے

حال: احقر کا معمول ہے کہ جب کوئی عورت گھر میں آجاتی ہے یا کہیں مجھے جانا پڑتا ہے تو فضول لغویات میں

وقت ضائع ہونے کے بجائے میں کوئی مسائل وغیرہ چھیڑ دیا کرتا ہوں۔ اس امر میں جو حضور انور کا ارشاد عالی ہو ہدایت فرمائیں انشاء اللہ بسر و چشم تعمیل کروں گا۔

تحقیق: زبانی مناسب نہیں لیکن کسی رسالہ یا کسی وعظ کی عبارت پڑھ کر اس کے مطلب کی تقریر کر دینے میں حرج نہیں ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ)

دین کا تصنیفی شغل نعمت ہے

حال: ایک عجیب بات ہے کہ میں نے گذشتہ طویل رخصت کے سلسلہ میں عرصہ کے بعد کچھ تفصیلی شغل دوبارہ شروع کر دیا تھا۔ مگر میں اس بارے میں کچھ کشمکش میں تھا کہ حضرت نے پچھلے خط سے پہلے والے خط کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کچھ تصنیف و تالیف کا ایسا مشغلہ رکھوں جس سے دماغ پر زیادہ بار نہ ہو۔ حضرت کے اس اشارہ نے ہمت تو یقیناً اور زیادہ کر دی لیکن اپنی علمیت کا حال یہ ہے کہ کہنے کو تو علوم دینیہ میں فراغت حاصل کی لیکن دلچسپی زیادہ تر کیا تمام تر کہنا چاہئے کہ جدید فلسفہ سے رہی اور اسی کی نوکری ملی۔ کڑوا کریلا نیم چڑھا جو کچھ لکھا اسی فلسفہ کے سلسلہ میں اور اب جو کچھ لکھ سکتا ہوں اسی کے بارے میں لکھ سکتا ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ فلسفہ سراپا گمراہی کا دفتر ہے لیکن اپنی پوری طاقت سے فلسفہ کی تعلیم و تصنیف دونوں میں اس بات کی کوشش رہی کہ گمراہی کی باتوں کا وزن کم کروں۔ اور کام کی کوئی بات ہو تو اس سے دین کی تائید کا کام لوں۔ اب ایسے تالیف و تصنیف کے شغل کے بارے میں جو حضرت کی رائے ہو۔

تحقیق: عین مقصود ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ نقصان کو فائدہ کا آلہ فرما دیا۔ جس سے پچھلی ظلمت و کدورت کا کفارہ اور آئندہ کے لئے طاعات و حسنات کا ذخیرہ ہوگیا ﴿اولئك یبدل الله سیاتهم حسنات﴾ کا ایک منظر اور عارف رومی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے اس ارشاد کا کہ ؎

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی ❁ گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
ایں چنیں مینا گریہا کارتست ❁ ایں چنیں اکسیر ہاز اسرار تست

ترجمہ

❶ تیرے پاس (قدرت کی) کیمیا ہے کہ تو اس (خرابی) کو (اچھائی سے) بدل سکتا ہے اگرچہ وہ (ناپاکی کے لحاظ سے) خون کی ایک نہر (کی طرح) ہو مگر (تو چاہے) تو اس کو دریائے نیل (کی طرح پاک) بنا سکتا ہے۔

❷ ایسی قدرتی نقاشیاں (کرنا) تیرا ہی کام ہے ایسی کیمیائیں تیرے ہی بھیدوں میں سے ہیں۔

ایک مظہر ہے۔ ضرور اس کا سلسلہ کم و زیادہ جاری رکھئے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ)

نماز میں تصور کہ حق تعالیٰ میرے سامنے ہیں، کام کرنا چاہئے

حَالؒ: میں نماز میں یہ تصور کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ میرے سامنے ہیں اور حضور والا کی برکت سے بہت آسانی سے یہ تصور قائم ہو جاتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اکثر اوقات میں (تو) یہ تصور خود بخود قائم ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ میرے سامنے ہیں اگر میں اس وقت لیٹا ہوتا ہوں تو پاؤں سمیٹ لیتا ہوں، اگر بیٹھا ہوتا ہوں تو ادب سے بیٹھ جاتا ہوں اور اگر کوئی شعر پڑھتا ہوں تو خاموش ہو جاتا ہوں۔ کبھی مطب کے وقت یہ کیفیت ہوتی ہے اس وقت ادب کو جی چاہتا ہے اور ادب کی حالت میں آزادی سے کام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کے تصور کو ہٹانے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا اور ادب کی وجہ سے کام ہو نہیں سکتا۔ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔

تحقیقؒ: کام کرنا چاہئے اس تصور کے ساتھ کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ کام جاری رکھو۔ اس وقت دونوں باتوں کا ایک ساتھ ہونے کا مشاہد (نظر) ہو جائے گا اور کوئی الجھن نہ ہوگی۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ)

صبر کی دعا بلاء کی دعا ہے

حَالؒ: حضرت عالی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔

تحقیقؒ: راحت و عافیت کی دعا کرتا ہوں اور کرنا چاہئے پھر خواہ وہ بصورت صبر ہی عطا ہو اور خود صبر کی دعا بلا کی دعا ہے۔ چنانچہ یہ مضمون ایک حدیث میں بھی آیا ہے "رواہ الترمذی من حدیث معاذ قوله صلی لله علیه وسلم لمن سمعه یقول اللهم انی اسئلك الصبر فقال سئلت الله البلاء فسئله العافیة کذا فی تخریج العراقی لاحادیث الاحیاء" (جس کو ترمذی نے روایت کیا ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جس کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں آپ سے صبر مانگتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے بلاء کو مانگ لیا ہے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو)۔ اور حدیثوں میں جو صبر کی دعا آئی ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہاں یا "صبر علی البلاء" (بلاء پر صبر) مراد نہیں ہے صبر علی الطاعۃ یا عن المعاصی (نیکیوں پر جمے رہنا یا گناہوں سے رکے رہنا) ہے اور یا اگر صبر علی البلاء ہے تو مستقلاً و مقصوداً نہیں ہے بلکہ یا تو عافیت کی دعا کے ساتھ اس کو لایا گیا ہے پھر اس کے لئے جو صورت علم الٰہی میں مصلحت ہوگی وہ ہو جائے گی یا وہ ابتدا ہے کسی مقصود کا خود اصل مقصود

نہیں جیسے طالوت کے لشکر کی دعا۔ ''ربنا افرغ علینا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامِنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ'' یا فرعون کے جادوگروں کی دعا۔ ''ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین'' کہ ایک جگہ جہاد میں ثابت قدمی اور کافروں پر غلبہ اور ایک جگہ ایمان پر ثابت قدم رہنا، اللہ تعالیٰ کی رضا اور تفویض دعا سے مقصود ہے۔ اس کی تائید حدیث ''لا تتمنوا القاء العدو فاذا لقیتموھم واصبروا'' (کہ تم دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کیا کرو ہاں اگر دشمن سے لڑائی ہو تو جمے رہو) سے ہوتی ہے کہ جہاد جو کہ نیکیوں میں ایک بڑی نیکی ہے مگر اس کا پیش آنا کبھی دشمن کا سبب ہوتا ہے اس لئے اس کو مقصود سمجھ کر تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس (تمنا) میں ایک طرح دشمن کو نقصان پہنچانے کی تمنا ہے اور (اگر جہاد) پیش آ جائے تو اس وقت صبر کرنے (یعنی جمے رہنے) کا حکم فرمایا ہے۔

اسی طرح صبر کی طلب بلاء کی طلب ہے۔ لیکن بلاء کے پیش آ جانے کے وقت صبر کا حکم ہے۔ لیکن جو بلاء پیش آنے کے بعد ختم نہیں ہو جیسے محبوب کی موت وہاں صبر خود مستقل مقصود کے مشابہ ہوسکتا ہے اگرچہ وہاں بھی اصل مقصود رضا بالقضا ہے یہ ساری قریب قریب کی باتیں ہیں اس لئے ایک سے جو مقصود ہے دوسرے سے وہ مقصود ہو کہہ سکتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہاں عافیت بلاء کو دور کرنے کے معنی میں مقصود نہیں اس لئے صبر کو اس مقصود کا مقدمہ نہیں کہہ سکتے۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۸ھ)

قرآن کے یاد ہونے کی دعا مانگنا اور سر پر روشنی ہونا حالتِ محمودہ ہے

حَالؔ: ایک مستورہ کی طرف سے۔

اس قمری مہینہ کی تیرہ تاریخ کو یہ واقعہ پیش آیا کہ جب میں عشا کی نماز پڑھنے کے لئے جائے نماز پر کھڑی ہوئی تو دل سے خلوص کے ساتھ یہ الفاظ نکلے کہ آج تو اللہ میاں سے صرف قرآن کریم یاد ہونے کی دعا مانگنی ہے کیونکہ قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف میرا زیادہ خیال رہتا ہے۔ عشاء کی نماز ختم کر کے بہت ہی عاجزی اور خلوص کے ساتھ دعا مانگنے کے لئے سجدہ میں گر پڑی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ دعا مانگ رہی تھی کہ یا اللہ آپ کے فضل واحسان سے جو نعمتیں کہ اس وقت پہنچ رہی ہیں ان کا شکر یہ اگر ساری عمر ادا کروں تو نہیں کر سکتی لیکن اپنی نعمت خاص قرآن کریم بھی مجھے عطا فرما۔ دوسری دفعہ حضور پرنور ﷺ کے وسیلہ سے یہ دعا مانگی۔ تیسری دفعہ حضرت (یعنی حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی) کے وسیلہ سے یہ دعا مانگی۔

ان تینوں حالتوں میں دعا کرتے وقت بندی کے سر پر نور چھا گیا جس کی روشنی صرف سر پر ہی تھی۔ میں

بالکل بیداری کی حالت میں تھی۔ روشنی ہونے پر غور سے دیکھا دل پر بوجھ اور خوف طاری ہوگیا اور ڈر کے مارے دوسرے کمرہ میں جانے کا ارادہ کیا تو خیال ہوا کہ وہاں بھی یہ حالت ہو جائے گی۔ استغفار پڑھنا شروع کر دیا اور پڑھتے میں اٹھ کر دوسرے کمرے میں بچوں کے پاس چلی گئی۔ حضرت ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ یہ بات بھی ہے کہ اس بات کو مطلوب و مقصود نہیں سمجھتی ہوں۔ صرف حالات حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کرتی ہوں۔

تحقیق: ایسے حالات محمود ہیں اور نیک علامات ہیں ان پر شکر کرنا چاہئے مگر چونکہ مقصود نہیں لہٰذا ان کی حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۸ھ)

کبھی اختیاری اور غیر اختیاری کا پتہ نہیں چلتا تو ہر ایک کا حق ادا کیا جائے

حال: خیر اور باتوں میں حرج نہ تھا لیکن نماز، تلاوت اور ذکر میں یہ حالت بڑی شرمناک معلوم ہوتی ہے۔ حدیث نفس کا مرض بھی بدستور بلکہ روز بڑھ رہا ہے وہ بھی نماز وغیرہ کسی حالت میں پیچھا نہیں چھوڑتا ہے اس حد تک کا فیصلہ میرے لئے مشکل ہوگیا کہ ان باتوں کو کہاں تک میں اپنے لئے اختیاری سمجھوں اور کہاں تک غیر اختیاری۔ کبھی خیال ہوتا ہے کہ بالکل اختیار سے باہر ہیں اور کبھی معلوم ہوتا ہے کہ نہیں عزم سے دور ہوسکتی ہے مگر یہ عزم ناکامی پر ختم ہوتا ہے۔

تحقیق: بندہ کو اتنی کوشش کا حکم نہیں ہے درمیانی فکر سے جو چیز اختیاری معلوم ہو مقابلہ کرے جب عاجز یا عاجز جیسا ہو جائے تو دونوں احتمالوں کا حق ادا کرے۔ غیر اختیاری ہونے کے احتمال پر تو صبر کرے کہ مجاہدہ ہے اور اختیاری ہونے کے احتمال پر استغفار اور دعائے ہمت وقوت کرے اور فقہ کی باتوں میں اس کی مثال مشکوک پانی سے وضو کرنے کے بعد اس کے ساتھ تیمم کرنا ہے اس میں سب احکام کی رعایت ہو جائے گی اور کوشش کے غلو سے کہ ایک درجہ میں وہ منع بھی ہے "کما قال علیہ السلام من شاق شاق اللّٰہ وکان الحافظ ترجمہ بقولہ" (کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو سختی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ سختی کرتے ہیں اور حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ اپنے اس شعر میں کیا ہے) ؎

گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روئے طبع ❁ سخت میگر دو جہاں بر مرد مان سخت کوش

(کہ اپنی طبیعت کے مطابق آسان کام اختیار کرو کیونکہ جو سختی کرتے ہیں زمانہ بھی ان کے ساتھ سختی برتتا ہے)۔

اور یہ پریشانی کا سبب بھی ہے (کما ہو مشاہد) محفوظ رہے گا۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۸ھ)

عجز وعبدیت نصیب ہونا حق تعالیٰ کا بڑا انعام ہے

حَال: عجز وعبدیت کا ایک سبق مسلسل ملتا رہتا ہے اور جو کچھ امید رہ گئی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ کیا عجب ہے کہ دوسرے معاملات کی طرح اس بارے میں بھی حضرت کی دعا ہی کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جائے اس لئے اپنی ڈھال ڈال کر بس حضرت کی دعا اور اس کی رحمت کا امیدوار ہوں۔

تحقیق: اس نتیجہ کا حاصل ہونا کتنا بڑا انعام ہے اور اس کا سمجھ میں آ جانا انعام علی انعام (انعام پر انعام) ہے "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ اس پر رحمت ہی کا نتیجہ نکلنے کی امید ہے۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۸ھ)

جان بوجھ کر مصلح کو اطلاع نہ دینا سلوک کے راستے کی لغزشوں میں سے ہے

حَال: میں نے درمیان میں جان بوجھ کوئی خط نہیں لکھا تا کہ میں دیکھ سکوں کہ میں اپنے وعدہ پر کہاں تک رہتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ بیماری کے علاوہ میں عموماً تہجد کی نماز اور بعد از مغرب چار نفل رکعات کا پابند رہا ہوں۔

تحقیق: اس مصلحت سے حالات کی اطلاع نہ دینا اس راستے کی لغزشوں میں سے ہے کبھی اطلاع دینے ہی کو وعدہ کے پورا کرنے میں دخل ہوتا ہے۔ کیا طبیب کو صحت کے مکمل ہونے کے انتظار میں حالات کی اطلاع نہ دینا علاج کے احوال کے خلاف نہیں جبکہ طبیب نے ایسا مشورہ نہ دیا ہو۔ پھر نوافل ہمیشہ لازمی طور پر پڑھنے کے امتحان کو معیار قرار دینا یہ لغزش سے زیادہ اس راستے کے علم نہ ہونے کی دلیل ہے اس کا تدارک تو شرائط واجبہ سے ہے۔

حَال: میں تھانہ بھون کے قریب سے گذرا مگر اس خیال سے نہیں اترا کہ جب تک آپ واضح اجازت نہ دیں جانا مناسب نہیں۔

تحقیق: خیر یہ تو احتیاط کا ایک حصہ ہو سکتا ہے۔

حَال: اب تعلیم وارشاد کے بارہ میں مزید ہدایات تحریر فرمائیے۔ منتظر ہوں۔

تحقیق: ضروری مشورہ عرض کر دیا ہے۔ (النور، رجب ۱۳۵۸ھ)

جماعت کی پابندی، فرائض کا اہتمام، معاصی سے اجتناب ہونا اس کو سلطنت میں بھی نقصان دہ نہیں

حَال: ایک اجازت یافتہ کی طرف سے۔

حضرت مدت سے خیال تھا کہ جلد فارغ ہوکر اللہ کے ذکر اور آخرت کی فکر میں مشغول ہو جاؤں مگر ابھی تک کاروبار میں گھرا ہوا ہوں لیکن خدا کا فضل ہے کہ جماعت کی پابندی فرائض کا اہتمام اور معاصی سے اجتناب کا خیال رہتا ہے۔

تحقیق: تو اس حالت میں کاروبار تو کیا سلطنت بھی نقصان دہ اور مقصود میں رکاوٹ نہیں کیا حضرات خلفائے راشدین نے سلطنت نہیں کی۔ (النور، رجب ۱۳۵۸ھ)

حضور قلب کا نہ ہونا سلوک کی لازمی اور معمول کی چیزوں میں سے ہے

حال: ایک عرصے سے دماغ پر بعض خیالات وافکار کے سوار رہنے کی وجہ سے حضور قلب کی کوشش میں ناکامی بہت رہتی ہے اور سفروں اور طبیعت میں یکسوئی کے ساتھ ایک جگہ نہ رہنے سے معمولات کے شوق میں رکاوٹ اور غصہ کے علاج میں فرق پڑ گیا۔ پھر اب کوشش کر رہا ہوں مگر وہ برکت معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے دعائے خاص کا طالب ہوں خصوصاً قوت ہمت کے لئے۔

تحقیق: ایسی تبدیلیاں اکثر اسباب سے اور کبھی اسباب کے بغیر بھی اس راستے کی لازمی اور معمول کی چیزوں میں سے ہیں۔ مگر اس کی پرواہ نہ کی جائے جو چیزیں اختیاری لازمی ہیں ان کو جاری رکھا جائے۔ آہستہ آہستہ سب حالات دل کی چاہت کے مطابق ہو جاتے ہیں جس کی مدت تعیین استعداد کے مختلف ہونے کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ دعا بھی کرتا ہوں۔ (النور، رجب ۱۳۵۸ھ)

عمل کے وقت ارادہ ضروری ہے

حال: حضور کی تعلیم کے مطابق عمل کرتا ہوں لیکن بعض اوقات استحضار نہیں رہتا۔

تحقیق: اپنی طرف سے اس (استحضار) کا ارادہ ضروری ہے پھر چاہے رہے یا نہ رہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۹ھ)

روحانی مرض کا علاج ایسا ہو کہ پھر عود نہ کرے، ایسا سوال جہالت ہے

حال: حضرت! بندہ نے پہلے خط میں یہ عرض کیا تھا کہ ”نماز کے اندر ریاء کا خیال آتا ہے۔“ (آخر تک) اس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا۔ ریا اختیاری ہے یا غیر اختیاری اور یہ خیال اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے حضرت! کیا عرض کروں حضرت کا جواب پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ریا اختیاری ہے اور خیال پہلے تو اختیار کے بغیر آتا ہے بعد میں تصور کرنا اختیاری ہے مگر بفضلہ تعالیٰ حضرت کی تحریر کی برکت اتنی ہوئی کہ اسی دن سے بندہ کو اس مہلک مرض سے نجات ملی اور اس کے بعد وہ خیال شاید ہی آیا ہو۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو

خوش رکھے آمین ثم آمین۔

اب عرض یہ ہے کہ بندہ تقریباً سات سال سے حضرت کی خدمت میں خطوط لکھتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ بندہ کو اتنا فائدہ ہوا جس کو بندہ ظاہر نہیں کر سکتا۔ ایسی آسان آسان تدبیریں حضرت نے بتائیں جن کا شکریہ قیامت تک ادا نہیں ہو سکتا مگر چند دن سے یہ ایک بات بندہ پر مشکل گذری اور بندہ کی ساری کوشش ختم ہوئی مگر کسی طرح نجات نہیں ملتی وہ یہ کہ جس مرض کا علاج حضرت سے کرایا اور وہ مرض جاتا رہا اور اس سے مطمئن ہو گیا مگر دو چار ماہ تک اس کا کوئی اثر نہیں پایا۔ (پھر) اچانک ظاہر ہو کر بندہ کو گرفتار کر لیتا ہے اور بندہ مغلوب ہو کے گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جب گناہ ہو جاتا ہے تو اس وقت اتنا خوف طاری ہوتا ہے گویا کہ مایوسی اور محرومی یقینی نظر آتی ہے اور گریہ وزاری میں لگ جاتا ہے اور کئی دن تک نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ چلنا۔ مگر اپنا عمل نہیں چھوڑتا ہے۔

اب عرض یہ ہے کہ اس کے لئے کیا کروں۔ کئی دن سے دل میں یہ بات آتی ہے کہ بندہ خود ہمیشہ حق جل جلالہ سے دعا و استغفار کرتا رہتا ہے مگر اس نالائق کی دعا کا کیا ٹھکانہ۔ لہٰذا حضرت ہی سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ شاید حضرت کی برکت سے خدائے عزوجل اس نالائق پر اپنا فضل کرے اور کامل اصلاح کی توفیق عنایت کرے۔ امید ہے کہ بندہ کی اصلاح کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

تحقیق: اگر کسی کو بخار آئے اور طبیب کا نسخہ استعمال کرنے سے ختم ہو جائے تو کیا یہ بھی علاج کے لئے ضروری ہے کہ بخار دوبارہ نہ آئے یا اگر دوبارہ آئے تو پھر نسخہ استعمال کر لے یا طبیب سے نسخہ کو استعمال کرنے کے بجائے یہ سوال کرے کہ میں اب کیا کروں جس سے کبھی عمر بھر بھی مرض لوٹ کر نہ آئے۔ کیا ایسا سوال جہالت نہ ہوگا۔ خاص کر جب وہ لوٹنا اپنی غفلت اور بد پرہیزی (کی وجہ) سے ہو تو اس وقت اپنے نفس سے سوال مناسب ہے یا طبیب سے یا طبیب سے دعا کرا کر کہ یہ اعتقاد جائز ہے کہ اس دعا کے بعد میری بے احتیاطی کے باوجود مرض لوٹ کر نہ آئے گا کیا یہ اعتقاد بھی جہالت نہ ہوگا۔ (النور، صفر ۱۳۵۹ھ)

روزی حاصل کرنے کے لئے مطب اختیار کرنا اگر دین کے لئے نقصان دینے والا نہ ہو تو جائز ہے

حال: اس سے پہلے میں نے جو خط بھیجا تھا وہ بے شک مجمل تھا اس کوتاہی پر مجھے بہت ندامت ہے اور حضور والا سے معافی کا خواستگار ہوں۔ امید ہے کہ حضور والا برائے شفقت بزرگانہ معاف فرمائیں گے۔

اب حضور والے کے ارشاد گرامی کے موافق چند مثالوں سے اپنے مقصد کو واضح کرتا ہوں۔

❶ زید رزق کے حصول کے لئے مطب کرتا ہے اور صرف اپنے مقرر کردہ اوقات کی پابندی کرتا ہے اور صرف اپنے ذمہ اتنی تدبیر واجب سمجھتا ہے اس کے بعد جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس کو قسمت پر محمول کرتا ہے۔

تحقیق: اگر یہ صورت اکثر زید اور اس کے اہل وعیال کی ضروریات کے لئے کافی ہو جاتی ہو تو واجب کو ادا کرنے کے لئے کافی ہے اور افضل بھی ہے۔

حال: ❷ عمرو رزق کے حصول کے لئے مطب کرتا ہے مقرر شدہ اوقات کے علاوہ پابندی کے وہ اشتہار بھی دیتا ہے کہ "میں فلاں مقام پر مطب کرتا ہوں اور ان امراض کا خاص طور پر علاج کرتا ہوں۔" وہ اس قدر تدبیر کرنا اپنے ذمہ واجب سمجھتا ہے اس کے بعد جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس کو قسمت پر محمول کرتا ہے۔

تحقیق: اگر پہلی صورت ضروریات کے لئے کافی نہ ہو تو پھر اس صورت کو ضروری کہیں گے ورنہ غیر ضروری اگر چہ جائز ہو۔

حال: ❸ بکر رزق کے حصول کے لئے مطب کرتا ہے۔ مقرر کردہ اوقات کے علاوہ پابندی سے اشتہار بھی دیتا ہے اور لوگوں سے اپنے مطب کے لئے اپیل بھی شائع کراتا ہے اخراجات نہ نکل سکنے پر وہ مختلف شہروں میں مطب تبدیل کرتا ہے اور پھر بھی یہ خیال کرتا ہے کہ اب بھی تدبیر پوری نہیں ہوئی۔ شاید کسی اور شہر میں مطب کرنا اس کے لئے بہتر ثابت ہو جائے اور آمدنی میں اضافہ ہو جائے۔

تحقیق: یہ ظاہری طور پر غلو (زیادتی) ہے پھر بھی اگر دین میں نقصان دہ نہ ہو تو جائز ہے لیکن نقصان کا اندیشہ ضرور ہے۔ لیکن اگر اس کے بغیر ضروریات مہیا نہ ہو سکیں تو معذور (یعنی مجبوری) ہے۔

حال: اب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مطب کی صورت میں رزق کے حصول کے لئے کتنی تدبیر اختیار کرنے کے بعد مجھے مطمئن ہو جانا چاہئے۔

تحقیق: تفصیل اوپر لکھ دی گئی ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

حدیث میں آنے والی دعاؤں کا اثر ظاہر نہ ہونا اس میں عبدیت (بندگی) و تفویض (اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے) کا امتحان ہے

حال: حدیث میں جو دعائیں اور اوراد آئے ہیں پڑھ رہا ہوں مگر ان کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اس پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ دعاؤں کے اثر کو دواؤں کے اثر پر قیاس کیا جاتا ہے اور یہی غلطی ہے۔ دونوں (میں) سنت اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی عادت) جدا جدا ہیں۔ دوا کے اثر کرنے کی شرطیں اور رکاوٹیں کم ہیں

دعا کی زیادہ ہیں جس میں بہت حکمتیں ہیں۔ ایک صاف حکمت یہ ہے کہ دعا عبادت ہے جس کی روح عبدیت ہے۔ اگر یہ فوراً قبول و موثر ہو جاتی تو اس میں عبدیت وتفویض کا امتحان نہ ہوتا۔ واللہ اعلم۔ اور اگر اس اثر کا وعدہ آخرت میں کیا گیا ہے تو پھر یہ سوال ہی نہیں ہوتا۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

بعض اساتذہ یا ان کی اولاد وغیرہ کا پریشان ہونا، اس کا علاج

حَالؔ: (ایک اہل علم واہل اجازت کی طرف سے)

احقر بہت زیادہ پریشان ہے بے نماز کو یا ڈاڑھی منڈانے والے کو یا عام لوگ کسی کے بارے میں مشہور کریں کہ یہ شخص بدمعاش، لونڈے باز یا رنڈی باز اور شرابی ہے یا سود خور ہے تو ان فساق (گناہ گار) لوگوں پر بہت سخت غصہ آتا ہے، اور طبیعت بے حد پریشان ہوتی ہے مگر اسی وقت جان بوجھ کر یہ خیال لاتا ہوں کہ شاید اس شخص میں کوئی ایسی خوبی بھی ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور میرے اندر کوئی عیب ہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو جس کی وجہ سے میں مردود ہوں اور وہ لوگ اس خوبی کی وجہ سے مقبول ہوں۔ اس خیال کے باوجود غصہ کی وجہ سے ان لوگوں سے سلام وکلام نہیں کرتا ہوں۔ ان لوگوں میں بعض ایسے لوگ ہیں کہ میرے استاد ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ میرے استادوں کی اولاد ہیں ان لوگوں کا میں ادب لحاظ کچھ نہیں کرتا جس سے ان لوگوں کے جو حقوق مجھ پر ہیں وہ ضائع ہوتے ہیں۔ حضرت! اللہ تعالیٰ کے لئے تحریر فرمایئے کہ ایسی حالت میں کیا طریقہ اختیار کروں؟

تَحْقِیقؔ: فقہ واصول پڑھنے والا ایسی باتوں میں حیران و پریشان ہو تعجب ہے بہت سے معاملات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ فقہا دونوں قسموں کا حق ادا کرتے ہیں پہلے حصہ میں جو دونوں قسموں کے حق ادا کرنے کے بارے میں لکھا ہے ٹھیک ہے لیکن اخیر میں تذبذب کیوں ہوا۔ یہاں بھی دونوں قسموں کا حق ادا کرنا ممکن ہے کہ دل میں انکار ہو مگر ظاہری برتاؤ میں ان کا ادب کیا جائے۔ حدیثوں میں اس کی مثالیں مذکور ہیں ہاں اگر اعراض سے ان کی اصلاح کی امید ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

معاشرت و معاملات کے خلاف ہونے سے رنج ہونے کا علاج

حَالؔ: دوسری حالت یہ ہے کہ آداب معاشرت و معاملات میں بندہ کی احتیاط رکھنے کی کوشش ہے۔ دوسروں سے بھی راحت رسانی وصفائی معاملات کی امید رہتی ہے۔ جب کسی کے معاملہ لین دین میں خرید وفروخت میں صفائی نہیں پاتا تو طبیعت میں بہت رنج رہتا ہے۔ یہی بات گھر میں پاتا ہوں تو کہتا ہوں کہ گھر کا کام انتظام اور صفائی سے کیوں نہیں کیا جاتا۔ یا کوئی بات ادھوری اور فضول کیوں کہی جاتی ہے تو گھر میں اصلاح نہیں ہوتی بلکہ

اہلیہ اس طرح سمجھانے کو بدخلقی سمجھ کر رنج کرتی ہے اور پھر بندہ کو دگنا رنج ہوتا ہے اور حالت افسردہ رہتی ہے کس طریقہ سے احتیاط کرنی چاہئے۔

تحقیق: کیا اس طریقے میں کوئی خلاف شرع ہونے کا شبہ ہے اگر ہے تو اس کو ظاہر کریں اور اگر نہیں ہے تو پھر دوسرا طریقہ کیوں تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر فضیلت یا راحت کے لئے دوسرے طریقہ کی تلاش ہے تو جتنے طریقوں پر عمل کر سکتے ہوں سوچ کر لکھو تا کہ مجھ کو تعین میں آسانی ہو اور اس کے بغیر اگر میں نے بتایا تو ممکن ہے کہ اس پر عمل مشکل ہو اور وہ واجب بھی نہ ہوگا جس (پر عمل) کے لئے مشکل ہونا رکاوٹ نہیں (ہوگا) کیونکہ واجب میں مشکل ہونا عذر نہیں ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

(کتاب) "تبلیغ دین" اقویا (مضبوط، طاقت ور لوگوں) کے لئے ہے

حال: (کتاب) تعلیم الدین کا باب سلوک دیکھ رہا ہوں اس سے جو امراض اور عیوب اپنے اندر سمجھ میں آئے ہیں ان کو علیحدہ کاغذ پر لکھتا جاتا ہوں اس کے بعد (کتاب) "تبلیغ دین" دیکھنے کا ارادہ ہے اس سے جو سمجھ میں آئے گا لکھتا جاؤں گا۔ پھر ایک ایک کر کے حضور کی خدمت میں پیش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تحقیق: مناسب (ہے) مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ تبلیغ دین میں اقویا کے مزاج پر کلام کیا گیا ہے جس کا تحمل اس وقت کے ضعفاء میں نہیں ہے اور علاج اس مزاج میں منحصر نہیں لہٰذا اس (علاج) کو اصل مقصود نہ سمجھا جائے۔

(النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

نماز میں بھول کا علاج احضار (حاضر رکھنا) ہے نہ حضور (حاضر رہنا) ہے

حال: حضرت والا جو نمازیں اکیلے پڑھتا ہوں اس میں بھول بہت ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ نماز کی طرف دھیان نہیں رہتا خیال ادھر اُدھر رہتا ہے اس میں شبہ ہو جاتا ہے کہ دو رکعتیں ہوئیں یا تین، تین ہوئیں یا چار۔ اس کی کوشش تو نہیں کرتا کہ خیالات ادھر اُدھر نہ جائیں لیکن کبھی دل کو بہت رنج ہوتا ہے کہ میں یہ کیسی نماز پڑھتا ہوں اور تمنا کرتا ہوں کہ یکسوئی و دلجمعی کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

تحقیق: اگر حضور اختیاری نہیں لیکن احضار (یعنی حاضر رکھنا) اختیاری ہے جتنا ہو سکے چاہے اس کے نتیجہ میں حضور حاصل ہو یا نہ ہو اس میں دو غلطیاں ہوتی ہیں۔ ایک احضار کا قصد نہ کرنا دوسرے حضور کا قصد کرنا۔

(النور، جمادی الاخری ۱۳۵۹ھ)

اگر تہجد کی نماز کے لئے آنکھ نہ کھلتی ہو تو بعد عشاء کے پڑھ لینا چاہئے

حَالْ: خادم کی یہ حالت ہے کہ پانچ نمازوں کے علاوہ اور کچھ کام نہیں ہوتا ہے۔ تہجد کی نماز کے لئے بھی آنکھ نہیں کھلتی اور اگر کھلتی ہے تو وہ سستی ہوتی ہے کہ اٹھا نہیں جاتا۔ مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوتا ہے۔

تَحْقِیقْ: افسوس تو محبت کی علامت ہے جو مطلوب ہے۔ مگر افسوس کی بھی حدود ہیں جو چیز اختیاری ہو وہاں افسوس کے ساتھ اختیار سے بھی کام لینا چاہئے مثلاً تہجد اگر آخر رات میں نہیں تو عشا کے بعد پڑھ لی جائے اور جو چیز اختیاری نہ ہو وہاں صبر و استغفار و دعا کرنا چاہئے۔

حَالْ: کبھی نامعلوم کس کس قسم کے وسواس پیدا ہوتے ہیں۔

تَحْقِیقْ: تو اس سے دینی نقصان کیا ہے۔

حَالْ: حضرت والا کی دعا اگر ہو تو یہ مشکل آسان ہو جائے گی۔

تَحْقِیقْ: انکار کب ہے لیکن ہر بات میں صرف دعا پر اکتفا کرنا علمی و عملی کمزوری ہے۔ اوپر کی تفصیل کی ضرورت ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۹ھ)

انفعالات مقصود نہیں افعال مقصود ہیں

حَالْ: اپنے برے حالات کیا عرض کروں۔ آج سے دو سال قبل جو کیفیت حلاوت (مٹھاس) وخشیت اور معیت حق تھی افسوس کہ وہ آہستہ آہستہ کم ہو کر ختم ہو گئی۔

تَحْقِیقْ: (اس سے) نقصان ہی کیا ہوا یہ انفعالات ہیں جو مقصود نہیں۔ افعال کا درجہ مقصود ہے جو کہ اختیاری ہے اگرچہ اس میں لذت نہ ہو و فی مثله قیل (اسی کے بارے میں کہا گیا ہے) ؎

در بزم عیش یک دو قدح نوش کن برو ❁ یعنی طمع مدار وصال دوام را

تَرْجَمَہ: ''عیش کی محفل میں ایک دو جام پیو اور چلتے بنو یعنی ہمیشہ یہاں رہنے کی تمنا نہ کرو۔''

(النور، شوال ۱۳۵۹ھ)

''رساله الصحيفة الفاضله فى اصلاح العاجلة والاجلة''

حمد و صلوۃ کے بعد احقر اشرف علی عرض کرتا ہے کہ یہ ایک خط ہے جو حضرت مرشدی قدس سرہ نے جناب نواب محمود علی خان صاحب مرحوم کو اس وقت تحریر فرمایا تھا جب ان کا ارادہ مکہ معظمہ ہجرت کرنے کا تھا اور اپنی

ریاست کا انتظام کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس خط مبارک میں کیونکہ دین و دنیا دونوں کے اہم فوائد ہیں اس لئے اس کی اشاعت کو ہر طبقہ کے لئے مفید سمجھا گیا۔ ناظرین اس کے ہر ہر حصہ کو علوم عجیبہ کا خزانہ پائیں گے۔ وھو ھذا۔

حضرت مرشدی حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خط مبارک کی نقل

از مکہ معظمہ حارۃ الباب مورخہ ۲۵ ر جمادی الاول ۱۳۱۱ھ۔

فقیر امداد اللہ عفی عنہ کی طرف سے۔ بخدمت سراپا جود وسخا حامی شریعت وطریقت جناب نواب محمود علی خان صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں دل کو بہت تعلق سے ہے امید ہے کہ بفضلہ تعالیٰ آپ خیر وعافیت کے ساتھ اپنے وطن پہنچ کر اپنے فرزندان وعزیز و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے ہوں گے۔ آپ بہت جلد اپنے مزاج مبارک کی خیریت و حالات سفر و دوسرے حالات سے سرفراز فرما دیں۔ فقیر کو آپ سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہے اور (الدین النصیحۃ) بڑی خیر خواہی دین کی ہے اس لئے خیر خواہانہ تحریر ہے۔

آپ اپنی ریاست کا انتظام اور حقداروں کے حقوق کی ادائیگی کا بندوبست اس طرح سے کر کے یہاں تشریف لائیں کہ آپ کو کچھ بھی پریشانی نہ رہے کیونکہ جب تک دل دنیاوی تعلقات اور پریشانیوں میں مشغول رہے گا عبادت وطاعت کی لذت وحلاوت ہرگز نہ ملے گی بلکہ جب تک دل غیر اللہ سے پاک وصاف نہ ہوگا تب تک نہ سچی توحید حاصل ہوگی اور نہ جمال مبارک حق کا آئینہ دل میں مشاہدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ایک ہی قلب مخصوص اپنے واسطے عطا کیا کوئی دوسرا دل نہیں کہ اس میں دوسرے تعلقات مشاغل کو جگہ ہو۔ حرمین شریفین میں رہ کر دل کو ہند کے کاموں اور مشاغل میں مشغول رکھنے سے ہند میں رہ کر دل کو حرمین شریفین کی طرف متوجہ رکھنا بہتر ہے کیونکہ حقیقت ہی قلب سے ہے اگر قلب ہند میں رہا اور صرف ظاہری جسم حرمین شریفین میں رہا تو یہ ہجرت حقیقی نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر دل کا عمل ہے۔ ﴿ان اللّٰہ ینظر الی قلوبکم ولا ینظر الی صورکم﴾ (کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو دیکھتے ہیں تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتے ہیں) اصل ہجرت تو یہ ہے کہ اللہ (تعالیٰ) کے واسطے اللہ کے سوا سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو رہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اس قدر تو ضروری ہے کہ آپ (خود) کو اور اپنی اولاد و اموال و ریاست سب کاموں کو اللہ تعالیٰ کی وکالت میں سپرد کر کے خود تدبیر و بندوبست سے فارغ ہو جایئے۔ جب اللہ قادر ورحیم وکریم وعلیم کو اپنا وکیل و کارساز بنا دیا تو بندہ

عاجز کسی کا محتاج نہ رہے گا۔ جب تک اللہ اور رسول کی محبت سب چیزوں پر غالب نہ ہوگی اور دینی کام دنیاوی کاموں پر یعنی باقی فانی پر غالب نہ ہو جائیں گے تب تک بندہ کا ایمان پورا نہ ہو سکے گا۔ مسلمان کو کامل مسلمان ہونے کی کوشش وفکر تو سب پر مقدم وفرض ہے۔ بس اپنے متعلق کوئی جھگڑا و دنیاوی تعلق نہ رکھیں جب سب اللہ تعالیٰ شانہ کے سپرد کر دیئے اور دنیا پر عقبی (آخرت) کو مقدم کر دیا تو سب کام درست وٹھیک ہو گئے۔ دنیا فانی بگڑے تو کیا، بنے تو کیا (جب اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو ہرگز نہ بگڑے گی) جب عقبی و دین کی درستی ہوگئی تو ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اس کے نزدیک بے حقیقت ہے۔ حضرت مولانا روم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں ؎

عشق بر مردہ نباشد پائیدار
عشق را بر حی بر قیوم دار

ترجمہ: ”عشق مردے کے ساتھ پائیدار نہیں ہوتا ہے (اس لئے) عشق حی اور قیوم کے ساتھ کرو۔“

اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب فانی ہے اور عشق باقی (یعنی اللہ تعالیٰ کی باقی رہنے والی ذات کا عشق) باقی ہے۔ یا اللہ فانی کی محبت یعنی اولاد و اموال کی محبت اللہ حی و قیوم کی محبت سے ہم سب کو نہ روکے۔ بس مکہ و مدینہ میں رہنے کا لطف جبھی ہے کہ دل سب سے فارغ وخالی ہو۔ بہت علوم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک عمل نہ ہو۔ نقل ہے کہ امام ابو یوسف صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے حضرت ابراہیم ادہم اقدس سرہ سے کہا تھا کہ درویش کے واسطے علوم کا سیکھنا ضروری ہے تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ایک حدیث سنی ہے کہ (حب الدنیا راس کل الخطیات) جب اس حدیث پر عمل کرلوں تو اور علوم سیکھوں۔ ہدایت کے واسطے ایک آیت ایک حدیث کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ہم کو اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنی رضا مندی پر چلائیں اور ماریں (یعنی زندہ رکھیں اور اسی پر موت دیں)۔ حقیقت میں حضرت اس حدیث پر عمل ہو جائے تو انسان مقبول خدا ہو جائے۔ بری صفات جو مہلکات ہیں جیسے طمع وحرص وحسد وکینہ وعداوت وغضب وکبر وبخل وغیرہ سب دنیا کی محبت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح اچھی صفات جیسے صبر وتوکل ورضا وقناعت وتواضع وسخاوت وحلم وغیرہ سب دنیا کی محبت چھوڑنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اولاد کے برابر عزیز اور والدین کے برابر شفیق ومہربان کوئی نہیں مگر اس دنیا کی محبت کی وجہ سے ان میں آپس میں مخالفت وعداوت ہو جاتی ہے اور جب دنیا کی محبت نہ رہے۔ سارے جہان کے غیر عزیز دوست ہو جاتے ہیں (اللھم اجعلنا منھم)۔

ایک بات ضروری یہ بھی ہے کہ داد و دہش (دینے دلانے) کا جھگڑا بھی اپنے ساتھ نہ ہو تو بہتر ہے بلکہ کل صدقات وخیرات بھی ریاست کے متعلق کر دیا جائے۔ بندہ کو اپنے آپ کو اپنے جسم وروح کو اللہ تعالیٰ کو دینا یہی

حقیقی سعادت و جوادی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ کو دے دیا تو اب کوئی جود وسخا باقی نہ رہی اب اس کو لاکھ و کروڑ روزانہ خیرات کرنے کی حاجت باقی نہ رہی اہل اللہ کے برابر کوئی جواد وسخی نہیں ہوسکتا۔ فقیر کی تو یہ بھی صلاح نہیں ہوتی کہ آپ اپنے مصارف کے واسطے کچھ ریاست سے مقرر کرلیں۔ لیکن چونکہ ساری عمر اسباب پر رہی ہے اس لئے اس بارہ میں فقیر کچھ نہیں کہتا ہے۔ آپ اپنے نفس سے زیادہ واقف ہیں کیونکہ درویشی میں یہ بڑا شرک (اصطلاحی) ہے کہ رہیں تو باب اللہ باب رسول پر اور روزی مانگیں ہندوستان سے۔ کسی امیر کے دروازے پر کسی دوسرے سے مانگ کر کھانا امیر کی غیرت وغصہ کا سبب ہے۔ یہ کوئی بڑے درجات ومراتب کی بات نہیں کمال ایمان اور ادب کی بات ہے بس اپنے ضروری خرچ کے علاوہ زیادہ مقرر نہ کریں کہ لوگ آپ کے اوقات کو ضائع کرنے اور پریشان کرنے کا سبب نہ ہوں۔

امراء ورئیسوں کو بڑی خرابی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انہوں نے مشورہ لینے کی سنت کو اپنی کم سمجھی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ مسلمان لوگوں کی تعلیم کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو (شاورھم فی الامر) (کہ آپ ان صحابہ سے معاملات میں مشورہ فرمائیے) تاکید سے فرمایا ہے۔ نصرانیوں نے اس آیت پر اس درجہ عمل کیا کہ ہزاروں قسم کی مجلسیں مقرر کیں ہر اخبار اور ہر رعیت کو رائے دینے کا مجاز کیا۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا آپ کو بھی معلوم ہے۔ مسلمانوں کو یہ خبط ہے کہ جب ہم دوسرے سے رائے لیں گے تو ہم کو لوگ کم عقل سمجھیں گے یا ہماری حکومت میں شریک ہو جائیں گے یا تکبر سے کسی کو مشورہ کے قابل نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں خبط ہیں بس اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کر کے سب کاموں کا انتظام وانصرام اچھی طرح کر کے تشریف لائیں۔ اگر چار پانچ مہینے رکنا پڑ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ادھورا کام چھوڑ کر آنے میں پھر وہی پریشانی وتردد رہے گا۔ زمانہ میں عقل کے ساتھ دیانت دار کم ملتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ مل جائیں تو حق تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہئے اور ایسے آدمی کی قدر کرنی چاہئے کیونکہ ﴿لا یشکر اللّٰہ من لا یشکر الناس﴾ (جس نے لوگوں کا شکر نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا نہیں ہے) خود اللہ تعالیٰ شاکر ومشکور ہیں۔ ہر شخص کی استعداد کے مطابق برتاؤ فرماتا ہے نیکوں کو ہر نیکی کے بدلے دس سے کم نہیں اور زیادہ کا انتہا نہیں عنایت کرتا ہے اور برائی کا برابر صرف ایک برائی۔ خود فرماتا ہے۔ ﴿افمن کان مومنا کمن کان فاسقا﴾ اس مسئلہ پر بھی فرنگیوں نے ایسا عمل کیا ہے جیسا (کرنا) چاہئے۔ ان کا ملازم یا ان کی رعیت کچھ اچھا کام کرتا ہے تو اس کا کیا کچھ شکر کرتے ہیں۔ اگر ملازم ہو تو اس کی کارگزاری کی کتاب میں توصیف اور تعریف لکھتے ہیں۔ اس کی خدمت کے لائق برابر ترقی کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض وقت دس روپے والے کی ترقی ہزار دو ہزار تک ہو جاتی ہے۔ ویسے بھی بذریعہ خطاب

وغیرہ ملازم ورعایا کی عزت کرکے اس کی دیانت وہمت بڑھاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دیانت دار وغیر دیانت دار کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا تو دیانتدار کی ہمت اس کی خیر خواہی کی طرف سست ہو جائے گی پھر سب کام خراب ہو جائیں گے۔ مسلمان رئیسوں کی زیادہ خرابی اس سے ہوئی کہ انہوں نے اہل و نااہل کی تمیز نہ کی۔ بہت سے رئیسوں نے جان بھی لیا کہ فلاں (ملازم) عاقل و دیانت دار ہے مگر تکبر یا بدعقلی کی وجہ سے اس کی قدر نہیں کرتے۔ بعضوں کو یہ خبط ہے کہ اگر ہم اس کی تعریف وترقی کریں گے تو یہ خراب ہو جائیں گے (نعوذ باللہ منہا) اپنی عقل کو شریعت کے رازوں سے بھی بڑھ کر سمجھنے لگے۔ فقیر نے بارہا دیکھا کہ دیانت دار کو خائن خود رئیس کر دیتے ہیں کیونکہ ملازم نے اپنے اوقات کو اپنے آقا کے ہاتھ اپنی ضروریات کے پورا ہونے کے بدلہ بیچ ڈالا۔ جب آقا کو اپنے ملازم کی ضروریات وحوائج کا خیال نہ ہوگا مثلاً اس کی حیثیت کے موافق اس کی حاجات پچاس روپیہ میں پوری ہوتی ہوں اور وہ پچیس روپیہ دے تو ملازم دوسری حاجتوں کو کہاں سے پوری کرے۔ آخر وہ خیانت کی طرف مجبور ہوگا۔ بس اس میں اللہ ورسول کے قانون کے مطابق کارروائی ہونے سے سب امور ٹھیک ہوتے ہیں۔ فقط (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ)

(تمت الصحیفة الفاضلہ)

ہر عمل میں خلوص نہیں، فکرِ معاش راجح ہے جواب فکرِ معاش فکرِ معاد (آخرت کی فکر) کے خلاف نہیں

حَالؒ: میری دین اور دنیا کا انحصار تو صرف حضرت اقدس ہی کے وسیلہ سے ہے۔ ورنہ میری حالت تو اتنی ابتر ہے کہ میرا کہیں ٹھکانہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے ساتھ صحیح تعلق قائم فرمائیں اور ہمیشہ قائم رکھیں۔ للہ حضرت اقدس خود اس ناکارہ اور پرانے برائے نام خادم کو اپنی طرف کھینچیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کا سچا اور مخلص خادم بنائے رکھے، اور دین ودنیا دونوں میں اس کی برکات نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ میں اپنے اندر صدق وخلوص بالکل نہیں پاتا ہوں اور نفس وشیطان ہر وقت مردودیت ومطرودیت کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔

بے عنایات حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

تَرجَمَہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوگا۔''

اپنی اس ڈانواں ڈول حالت کا رونا بالکل شروع ہی سے روتا چلا آتا ہوں اور حضرت اقدس نے شروع ہی

میں احقر کی التجائے توجہ پر یہ شعر بہت ہی شفقت سے تحریر فرمایا تھا۔

بندۂ پیر خرابا تم کہ لطفش دائم است
زانکہ لطف شیخ و زاہد گاہ ہست گاہ نیست

ترجمہ: ”میں میکدہ کے مالک کا غلام ہوں کہ اس کی مہربانی ہمیشہ رہتی ہے جبکہ ناقص شیخ اور زاہد (خشک اور شریعت کی پابندی) کی مہربانی کبھی کبھی ہوتی ہے۔“

پنشن کے بعد ذہن کے خالی ہونے میں اپنے رذائل اور بھی کھل گئے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کمینہ خصلت اور برائی ایسی نہیں ہے جو میرے اندر پوری حد تک موجود نہ ہو اکثر مایوسی کا عالم طاری رہتا ہے اور کسی کام میں خلوص نہیں پاتا۔ بالکل جھوٹا ریا کار بداعمال بدحال بلکہ ایمان تک کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ چاروں طرف سے مایوس ہوکر بس اللہ تعالیٰ اور حضرت اقدس ہی کی جانب توجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد فرماتے رہئے ورنہ مجھ کو ہر وقت مردودیت و مطرودیت کا بہت ہی خوف ہے بلکہ کبھی تو غالب گمان (مردود) ہونے کا ہو جاتا ہے۔ معاذ اللہ منہ

ع مرا در دیست اندر دل الخ

پورے شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ: ”میرے دل میں عشق کا ایسا درد ہے کہ ظاہر کروں تو زبان جل جائے اور اگر خاموش رہوں تو ڈرتا ہوں کہ ہڈیوں کا گودا نہ جل جائے۔“

اگر حضرت سے نہ روؤں تو اور کس سے جا کر حال عرض کروں۔ اللہ تعالیٰ ہی میری مدد فرمائے اور مجھ کو ہر گمراہی سے محفوظ و مامون رکھے۔ کسی کے ملنے جلنے کے قابل اپنے آپ کو نہیں پاتا جو حسن ظن حضرت اقدس کی بدولت رکھتے ہیں ان سے بہت ہی شرمندہ ہوتا ہوں۔ اور جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو سب سے الگ کرلوں۔ اگرچہ اتنا لکھا لیکن اصلی حالت پھر بھی نہ ظاہر کر سکا بس دعا و توجہ حضور ہی کام آئے تو آئے۔

تحقیق: حدیث توبہ کی وجہ سے کہ ”الندم توبة“ (ندامت توبہ ہے) یہ استحضار و ندامت قلبی تو ہے جو ہر کمی کا تدارک ہے اگر کپڑا میلا ہو جائے دھوڈالنا اس کا تدارک ہے اگر پھر میلا ہو جائے پھر دھوڈالے یہی سلسلہ جاری رہے تو بھی رحمت ہے۔ والسلام

حال: پہلے عریضہ میں اپنی بری حالت کو عرض کیا تھا۔ جس کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا تھا کہ (کیا خدمت تعلیم فکر عاقبت سے الگ ہے) اس کے بارے میں ایک پریشانی باقی ہے۔ عرض کر کے شفا چاہتا ہوں۔ خدمت تعلیم بظاہر فکر معاش کا آلہ بنا ہوا ہے بلکہ اپنے ضعف پر نظر کرتے ہوئے فکرِ معاش اصل اور زیادہ مقدم نظر آ رہا

ہے اس لئے ہاتھ باندھے ہوئے عرض ہے کہ موجوں میں ڈوبے ہوئے کو ساحل نجات پر پہنچایا جائے۔
تحقیق: کیا فکرِ معاش اور فکر معاد (آخرت کی فکر) دونوں ایک ساتھ نہیں ہو سکتے؟

ان ہی صاحب کا دوسرا خط

حال: پہلے عریضہ میں فکر معاد (آخرت کی فکر) کے بارے میں اپنا شبہ عرض کیا تھا جس کے جواب میں ارشاد عالی ہوا تھا (کیا فکر معاش اور فکر معاد ایک ساتھ نہیں ہو سکتے) اس کے بارے میں عرض ہے کہ بے شک دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں مگر غور و فکر کے باوجود مجھے ایک ساتھ ہونے کی ایسی صورت سمجھ میں نہیں آئی جس سے قلب کو اطمینان حاصل ہو جائے لہٰذا مود بانہ عرض ہے کہ ایک ساتھ ہونے کو ارشاد فرما کر مطمئن فرمایا جائے۔
تحقیق: حدیث (میں ہے کہ) "کسب الحلال فریضة بعد الفریضة" (کہ حلال کمانا فریضہ کے بعد فریضہ ہے) اس حدیث میں صاف ہے کہ معاش کی فکر بھی آخرت کی فکر کا ایک بڑا حصہ ہے جس کا بڑا ہونا لفظ فریضہ سے ظاہر ہے۔

ان ہی صاحب کا تیسرا خط

حال: فکر معاش اور فکر معاد کے ایک ساتھ ہونے کی جو صورت حضرت والا نے ارشاد فرمائی پوری طرح سمجھ میں آ گئی اس میں ایک پریشانی باقی ہے وہ یہ کہ دین دنیا کا ذریعہ نظر آ رہا ہے اور الٹ ہونا چاہئے۔ لہٰذا ایسی ترکیب ارشاد فرمائی جائے جس سے دنیا پر دین کو غلبہ ہو جائے۔
تحقیق: دنیا جو نظر آ رہی ہے صورت کے اعتبار سے معنی کے اعتبار سے نیت کی وجہ سے دین ہی ہے۔ ورنہ خالص دنیا کو فریضہ نہ فرمایا جاتا جو کہ دین اور اطاعت کی قسم ہے۔ اس میں صلوۃ حاجت کی مشروعیت کی صاف دلیل ہے۔ جس کے مقرر کرنے کا مقصد ہی دنیاوی ضرورت ہے وہاں بھی یہی وجہ ہے۔ (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لینے کے لئے تین مرتبہ سلام کرنے کی حکمت

حال: ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کرنے کے لئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تین مرتبہ السلام علیکم کہا اور وہ ہر دفعہ آہستہ جواب دیتے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو انہوں نے نیچے والے الفاظ سے (اپنے آواز سے جواب نہ دینے کا) عذر کیا۔

"ولقد رددت علیك ولم اسمعك احببت ان استكثر من سلامك ومن البركة" (کہ میں نے آپ کے سلام کا جواب دیا مگر آپ کو سنایا نہیں تاکہ آپ کے سلام اور برکت کو زیادہ سے زیادہ حاصل کروں)۔ اس پر شبہ یہ ہے کہ ان کے آہستہ جواب دینے سے آنحضرت ﷺ کو انتظار کرنے کی اور واپس ہونے کی تکلیف ہوئی انہوں نے اس کو کیسے گوارا کر لیا اور حضور ﷺ نے اس پر تنبیہ کیوں نہ فرمائی اس میں حکمت کیا ہے۔

تحقیق: ایذا عادۃً جب ہوتی ہے کہ مخاطب کا موجود ہونا اور سننے والا ہونا اور معذور نہ ہونا معلوم ہو۔ (یعنی جس سے بات کی جائے اس کا موجود ہونا معلوم ہو اور اس کا سننا بھی معلوم ہو اور اس کو کوئی مجبوری نہ ہو معلوم ہو) پھر بعد میں جب موجود ہونے اور سننے کا علم ہوا تو ساتھ ہی عذر کا بھی علم ہو گیا تو کوئی ایذا کا کوئی موقع پیش نہیں آیا ورنہ اگر حضور اقدس ﷺ بھی اپنے حسن اخلاق سے کچھ نہ فرماتے تو حق تعالیٰ تو تنبیہ فرماتے "نبه تعالٰی علی اخف من هذا فی قوله لا تدخلوا بیوت النبی الی قوله ﴿ان ذالکم کان یوذی النبی فیستحیی منکم﴾ الخ" (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس سے ہلکی بات پر تنبیہ فرمائی اپنے اس فرمان میں کہ "نبی کے گھر میں تم لوگ داخل نہ ہو" ...... آگے فرمان ہے ...... یہ (تمہارا کھانے کے بعد بیٹھنا) نبی کو تکلیف دیتا ہے وہ تم سے (یہ کہنے کے لئے) شرماتے ہیں) (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

حدیث "لا خیر من لا یالف ولا یولف" پر شبہ اور اس کا جواب!

حال: ایک خاص عرض ہے کہ احقر خود کو ایسا سمجھتا ہے کہ مجھ پر یہ حدیث سچ ثابت ہو رہی ہے "لا خیر من لا یالف ولا یولف. اھ" (کہ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ محبت کرے نہ اس سے محبت کی جائے) یہ مرض پورا (اپنے اندر) پاتا ہوں اور بہت روز سے ہے کہ میری طبیعت کسی سے مانوس نہیں اور غالب شبہ ہے دوسرے لوگ بھی احقر سے مانوس نہیں ہیں۔ بہرحال حضرت! مجھے تو اپنا فکر ہے۔

تحقیق: الفت کے اصل معنی اجتماع ہیں جو تفرق کا مقابل ہے۔ آیت قرآنی ﴿واعتصموا بحبل الله﴾ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو) میں "لا تفرقوا" (تفرقہ میں مت پڑو) کی علت (وجہ) کے لئے الف "بین قلوبکم" (کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب میں محبت ڈالی ہے) فرمانا اس مقابلہ کا موید ہے تصنیف کو تالیف اسی لئے کہتے ہیں (کہ اس میں بھی جمع کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں) اس (یعنی تالیف) کے لئے انس ہونا ضروری نہیں کبھی انس کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات تالیف ایناس کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ پھر اجتماع کبھی پسندیدہ ہوتا ہے جب جائز دنیا یا دین کے لئے نافع ہو کبھی برا ہوتا ہے۔

شریعت کے قاعدوں کا برا نہ ہونا ظاہر ہے اس لئے محمود کا مراد ہونا متعین ہوگیا۔ اب حدیث کا حاصل یہ ٹھہرا کہ مومن اجتماع محمود سے دور نہیں رہتا ہے۔ ورنہ نقصان دہ محبت سے بچنا خود آیا ہے اور اکابر طریق نے ''توحش عن الخلق'' (مخلوق سے وحشت) کو انس باللہ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسیت) کے لئے ضروری چیزوں میں سے فرمایا ہے اس حالت میں افادہ و استفادہ ضروریہ سے جو انکار کرنے والا نہ ہو اس پر اس حدیث کی وعید ہی ثابت نہیں آتی ہے۔

حَال: امید کہ حضرت سلمہ اس بدکردار کی اصلاح فرمائیں درخواست عرض ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔ اس کی توفیق عطا ہوگئی آپ اس اصلاح چاہنے و اصلاح کرنے کو مطلوبہ محبت کی مثال سمجھ لیجئے۔ (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

کسی تدبیر کا عقل میں نہ آنا یہ بے تدبیری ہی تدبیر ہے

حَال: حضرت! میں تو بس مجموعی طور سے اپنے کو ایسے حال میں پا رہا ہوں کہ دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے ڈوب رہا ہوں۔ خود ہاتھ پاؤں مار کر نکل جانے کی بھی کوئی تدبیر عقل میں نہیں آ رہی دماغ بالکل معطل (فارغ) ہے۔

تحقیق: خالص تفویض (یعنی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینے) کے بعد یہ بھی ایک نعمت اور ایک علم عظیم کی ابتدا ہے کیونکہ اس سے نظر آتا ہے کہ جب تدبیر موثر نہ ہو تو بے تدبیری ہی تدبیر ہے۔

حَال: تھوڑا تھوڑا یا ایک ساتھ جیسی اجازت و مصلحت ہو حال عرض کروں یا اور جو صورت حضرت میرے حق میں مفید خیال فرمائیں۔

تحقیق: اپنی سہولت دیکھ لیجئے میں ہر حال میں تیار ہوں اور راستے کا ساتھی ہوں۔ ''کما قال الشیخ الشیرازی'' جیسے شیخ شیرازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فرمایا ہے۔

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا میروی!

ترجمہ: ''سعدی کا دیدہ و دل تمہارے ساتھ ہے تا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ تم اکیلے جا رہے ہو۔''

والسلام خیر الختام

(النور، صفر ۱۳۶۰ھ)

نفع کے لئے طبعی رغبت شرط نہیں ہے عقلی رغبت کافی ہے

حال: حضرت! اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ کو مرید کر لیجئے اور تربیت کے لئے دوسرے کے سپرد نہ کیا جائے کیونکہ مجھ کو دوسروں سے ہرگز رغبت و اطمینان نہیں ہے مجھ کو اعتقاد و اطمینان و رغبت و انس خاص حضور ہی سے ہے۔ اگر حضرت کو تعلیم سے تکلیف ہو تو یہ ہوسکتا ہے یا نہیں کہ حضور مجھ کو بطور اصول کے مجملاً تعلیم دے دیں۔ اگر ہوسکتا ہے تو میرے لئے بہت غنیمت ہے۔

تحقیق: طبعی رغبت و اطمینان نفع کی شرط نہیں ہے (بلکہ) عقلی (رغبت و اطمینان) کافی ہے اور وہ جس پر اعتماد کیا جائے (شیخ) کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے اور بطور اصول کے مجمل (مختصر) اور کلی تعلیم اگر کافی ہوتی تو فن (تصوف) کی کتابوں سے ایسی تعلیم حاصل کرنا ممکن تھا مگر اہل طریق نے کبھی کافی نہیں سمجھا زندہ شیخ کو ضروری سمجھا جیسے طب کی کتابوں اور طبیب کا بالکل یہی حال اور حکم ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

والدہ کی وصیت کہ ”فقیری اختیار کرنا“ اس سے کسبِ حلال کا چھوڑنا جائز نہیں

حال: والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا ہے۔

تحقیق: قلق ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی صبر و اجر عطا فرمائے۔

حال: دعائے مغفرت فرمائیں۔

تحقیق: ”اللھم اغفر لھا وارحمھا“ (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے)۔

حال: (والدہ صاحبہ نے) انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ دنیوی کاروبار چھوڑ کر فقیری اختیار کر لینا۔ آخرت جو مقصود ہے اسی کو کوشش سے حاصل کرو دنیا کو چھوڑو۔ اب میں حیرانی میں ہوں کہ کیا مطلب کام چھوڑ دوں؟

تحقیق: کسب حلال کو حدیث میں فرض فرمایا ہے جو دین کے احکام میں سب سے اہم اور بڑی قسم ہے ورنہ کیا کھانے پینے کو بھی دنیا سمجھ کر ترک کیا جائے گا اور کیا یہ چھوڑنا گناہ نہ ہوگا۔

حال: اس پر حضور والا کی اطلاع کے بغیر تو عمل نہیں کرنا چاہتا ان کی جدائی سے پریشانی ہے۔ حضرت والا کی طرف سے اس وصیت پر عمل کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

تحقیق: جب عمل ہو رہا ہے تو اس کا باقی رکھنا یہی وصیت کو پورا کرنا ہے۔

نوٹ: ان صاحب نے جواب کے لئے جو لفافہ بھیجا تھا اس پر ان کے نام سے پہلے یہ الفاظ تھے۔ ”بخدمت اقدس“ ان الفاظ پر لکیر کھینچ کر لفافہ ہی پر حسب ذیل تنبیہ لکھ دی گئی۔

تنبیہ: غالباً لفافہ کسی سے لکھا لیا ہے ورنہ اپنے قلم سے یہ عبارت نہ لکھتے۔ جس فقیری کی وصیت مرحومہ نے کی ہے یہ پوری طرح اس کے خلاف ہے۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

جیسے کامیابی نعمت ہے اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے

حال: مکرمت نامہ نے سعادت بخشی۔

تحقیق: جیسا آپ کے محبت نامہ نے خاص فرحت بخشی۔ کئی روز سے آپ زیادہ یاد آ رہے تھے۔

ع اے وقت تو خوش کہ وقت ماخوش کردی

ترجمہ: ''تم خوش رہو کہ مجھے خوش کر دیا ہے۔''

حال: خاکسار آج کل دو ہفتوں سے اپنے وطن میں ہے جو...... ایک دیہات ہے اور جو پہلے بزرگوں کے زمانہ میں علماء اور مشائخ سے آباد تھا۔ یوں تو خاکسار گرمیوں کے موسم میں مع اہل وعیال وطن آیا کرتا تھا مگر اس سال مزید تقریب یہ ہے کہ خاکسار کی بڑی لڑکی کا نکاح یہاں عزیزوں میں چچازاد بھائی سے درپیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کون جان سکتا ہے کہ اس سے پہلے جب چھ ماہ قبل تاریخ مقرر ہوئی تھی تو لڑکے کے باپ نے وفات پائی اور اب جب (شادی) مقرر ہوئی تو لڑکے کے چچا نے وفات پائی۔ یہ دونوں میرے چچازاد بھائی تھے۔ اب ساری ذمہ داری اس ناتوان کے سر ہے ذاتی حالات اس لئے عرض خدمت ہوئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت کے کلمات میرے لئے تسکین کا باعث ہوں گے۔

تحقیق: بزرگوں سے کان میں پڑا ہے کہ جیسے مرادات (اپنی مرادوں کے حاصل ہونے) میں کامیابی نعمت ہے اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے۔ جیسے غذا کا عطا ہونا نعمت ہے اسی طرح مریض کے لئے (وَكُلُّنَا مَرِيْضٌ) (اور ہم سب مریض ہی ہیں ۱۲) دوا کا عطا ہونا نعمت ہے اگر اس نعمت میں لذت ہے اس نعمت میں صحت ہے جو خود لذت کی شرط بھی ہے۔ (النور، محرم ۱۳۶۲ھ)

عشاء کے بعد نفل پڑھے جاتے ہیں، یہ تہجد نہیں لیکن تہجد کا بدل ہیں

حال: فی الحال میرے متعینہ اوراد یہ ہیں۔

تحقیق: آگے تفصیل ہے جس کو لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک حصہ کے بارے میں کہ بارہ بجے کے قریب تہجد جو ایک ضروری تحقیق تھی عنقریب لکھی جاتی ہے۔

حال: اس میں کمی بیشی مناسب ہو تو فرما دی جائے۔

تحقیق: بالکل کافی وافی ہے صرف ایک بات تنبیہ کے قابل ہے کہ تہجد کا جو وقت لکھا ہے وقت تو ٹھیک ہے لیکن اگر یہ سونے سے پہلے ہے تو اکثر علماء و مشائخ کی تحقیق میں وہ تہجد نہیں ہے یعنی جس تہجد کے فضائل آئے ہیں یہ اس میں سے نہیں ہے بلکہ صلوۃ اللیل ہے لیکن ذمہ سے فارغ ہونے اور برکات کے حاصل ہونے میں تہجد کا قائم مقام (یعنی تہجد کا بدل) ہے جیسے کوئی شخص مسجد میں آ کر ظہر کی سنتیں شروع کر دے تو وہ تحیۃ المسجد تو نہیں مگر اس سے تحیۃ المسجد کی سنت بھی ادا ہو جائے گی۔ کما صرحوا بہ (جیسا فقہاء نے اس کی وضاحت کی ہے)۔

حال: اسی طرح ایک ذکر ہمیشہ کے لئے جو ہر وقت ہو سکے اور ایک کسی مخصوص وقت کے لئے اگر میرے لئے مناسب خیال فرمائیں تو تجویز فرمائیں یا جس طرح آپ بہتر خیال فرمائیں۔ نیز اب تک میرا معمول یہ رہا ہے کہ چلتے پھرتے اکثر قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ یہی یا اس کی جگہ کوئی اور جو مناسب ہو ہر وقت کے لئے تجویز فرمائیں۔

تحقیق: وہ تو سب سے افضل پسندیدہ ہے اگر کبھی اس میں تھکن و تکلیف محسوس ہو تو لا الہ الا اللہ کی کثرت اس میں کبھی کبھی محمد رسول اللہ ملا لیا جائے اور مخصوص وقت کے لئے قصد السبیل (رسالے) سے لے لیا جائے۔

حال: ایک بات اور پوچھنے کی ہے کہ رات کو مطالعہ دیکھنے کی وجہ سے اخیر رات میں اٹھنا میرے لئے مشکل ہوتا ہے اس لئے میں مطالعہ سے فارغ ہو کر بارہ بجے شب کے قریب کبھی پہلے کبھی بعد میں تہجد کی نیت سے نفلیں پڑھ لیتا ہوں یہ مناسب ہے یا نہیں۔ اگر مناسب نہ ہو تو ارشاد فرما دیجئے۔ میں اخیر میں ہی اٹھنے کی کوشش کروں گا۔

تحقیق: اس مشقت کی ضرورت نہیں اس کے متعلق اوپر لکھ چکا ہوں۔ (النور، ربیع الاول ۶۲ھ ۱۳)

بعض (لوگوں کا یہ) چاہنا کہ نیک لوگوں میں میرا اشمار ہو برا نہیں!

حال: حضرت والا! یہ ناچیز انگریزی ماسٹر ہے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں رہتا کہ لوگ مجھ سے عزت کا سلوک کریں اپنی حالت کفار سے بھی بدتر محسوس ہوتی ہے لیکن کچھ عرصہ سے اپنی حالت کو دیکھتا ہوں کہ اگر کوئی مجھے حاجی صاحب یا حضرت کہہ کر پکارتا ہے تو دل خوش ہوتا ہے اگر کوئی ماسٹر کہہ کر پکارتا ہے تو وہ خوشی نہیں ہوتی کبھی تو عقل یہ فیصلہ کرتی ہے کہ لفظ ماسٹر سے وحشت ہونا برا نہیں مگر غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ نفس چاہتا ہے کہ نیک اور دیندار لوگوں میں میرا اشمار ہو۔ حضرت اقدس اگر یہ حالت بری ہو تو علاج ارشاد فرمائیں حضور کے ارشاد پر دل و جان سے عمل کروں گا۔

تحقیق: جیسے سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے خاصیتیں رکھی ہیں۔ اسی طرح الفاظ میں بھی (رکھی ہیں) اور ان کے وہ آثار طبعی ہیں۔ ان کا احساس ایسا ہی ہے جیسے شیریں اور تلخ چیزوں کا (احساس ہوتا ہے) تو اگر کسی کو پکا ہوا انار میٹھا معلوم ہوتا ہوا گرچہ وہ حرام ہی کا ہو اور کریلا کڑوا معلوم ہوتا ہوا گرچہ وہ حلال ہی کا ہو تو جیسے یہ احساس برا نہیں اسی طرح خاص القاب والفاظ کے آثار کا احساس بھی برا نہیں لیکن حقیقت کے خلاف بات کو اپنے ارادے سے پسند اور حقیقت کو اپنے ارادے سے ناپسند کرنا یہ برا ہے اس لئے اس سے بچنا اختیاری بات ہے اور اس کا سب سے آسان اور سب محفوظ طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی تعریفی الفاظ کہے تو فوراً ہی ان کی نفی کرے اور ان کو منع کرے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے ایسی باتوں کے شر سے پناہ مانگے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

اگر نیت درست ہے تو لمبی بات کرنے میں کوئی حرج نہیں!

حال: جب کبھی کوئی دینی مضمون یا مسائل کا تذکرہ کسی خاص ملنے والے سے کرتا ہوں تو اگر کوئی پاس ہی دوسرا شخص موجود ہو تو اس کو بھی مخاطب کر لیتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ بہت سے لوگ سن لیں اور دل کو اس بات میں مزہ آتا ہے اور بات لمبی ہو جاتی ہے اگرچہ بحمد اللہ اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہوتی۔ بات کے شروع میں کوئی ریا وغیرہ کی نیت نہیں ہوتی مگر دوسروں کو سنانے کے خیال سے بات کے لمبا ہو جانے کی وجہ سے حب جاہ کے مرض یا ریاء کا گمان غالب معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: جب ایسا گمان ہو دوبارہ نیت درست کر لی جائے کہ یہ اختیاری فعل ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

دنیاوی وجاہت والوں کی طرف جان بوجھ کر متوجہ نہ ہونا نیت پر موقوف ہے

حال: ایک خاص بات میں تردد ہے وہ یہ کہ بعض ایسے لوگوں سے (جو کہ دنیاوی اعتبار سے ذی وجاہت ہیں اور ان سے کسی طرح کا پہلے تعلق بھی نہیں) کہیں ملاقات ہو جاتی ہے تو میں ان کی طرف جان بوجھ کر متوجہ نہیں ہوتا ہوں۔ ہاں اگر وہ آگے بڑھ کر ملتے ہیں تو ملاقات کر لیتا ہوں۔ اسی طرح راستہ میں چلتے ہوئے کسی سے آمنا سامنا ہو جاتا ہے تو سلام میں پہل کر لیتا ہوں مگر ملاقات وتعلق میں آگے قدم نہیں بڑھاتا ہوں۔ مہربانی فرما کر تحریر فرمائیں کہ یہ نفس کی شرارت تو نہیں ہے اور اس رویہ میں تبدیلی کر لوں یا ایسا ہی کروں۔

تحقیق: (اس عمل کے وقت) نیت کیا ہوتی ہے اگر یہ نیت ہے کہ آگے بڑھنے میں یہ لوگ ذلیل اور صاحب غرض سمجھیں گے تو عین مصلحت اور اگر یہ نیت ہے کہ ہم ان سے علم اور دین کی وجہ سے افضل ہیں تو کبر ہے مگر اس کا علاج ان سے آگے بڑھ کر ملنے سے نہ کیا جائے کہ ایک رکاوٹ یعنی خود کو ذلیل کرنا موجود ہے بلکہ جن لوگوں

کو عام طور سے حقیر سمجھا جاتا ہے ان سے آگے بڑھ کر ملنے سے اس کا علاج کیا جائے اور اگر اس پر مدح ہونے لگے تب بھی اس معمول کو نہ چھوڑا جائے بلکہ تعریف کرنے والوں کی ناواقفی کا اعتقاد رکھا جائے۔

(النور، ربیع الاول ۶۲؁ ۱۳ھ)

عشا کے بعد تہجد کی نماز پڑھ لیا کیجئے

حال: روزانہ کے معمولات جاری ہیں کوئی خاص بات پیش نہیں آئی ہاں تہجد کی پابندی نہیں ہوتی۔ اس زمانے میں بالکل چھوٹی ہوئی ہے اس کا برابر افسوس رہتا ہے۔ اپنی طرف سے ہمت کرتا ہوں مگر کامیاب نہیں ہوتا۔ اس کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ یہ میں جانتا ہوں کہ یہ ضرور میرے گناہ کا نتیجہ ہوگا اگرچہ مجھے معلوم نہ ہو۔

تحقیق: عشا کے بعد تہجد پڑھ لیا کیجئے۔ ضعفاء کے لئے یہ بھی تہجد کی جگہ ہے جیسے مریض کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا بدل ہے اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ (النور، رجب ۵۶؁ ۱۳ھ)

نوافل میں بوجھ ہونے کا علاج

حال: نوافل پڑھنے میں طبیعت پر بوجھ معلوم ہوتا ہے اسی واسطے نوافل کی مقدار بہت قلیل ہے اور وہ بھی زبردستی۔ چونکہ نماز دربار الٰہی میں حاضری ہے اور اس سے اس قدر تنگی کہیں مطرودیت و مردودیت کا باعث نہ ہو اس لئے اللہ تعالیٰ کے لئے اس گھاٹی سے نجات کی صورت ارشاد فرمائیے۔

تحقیق: طبعی (بوجھ ہونے پر) کیا ملامت مگر اس کا مقابلہ کرکے نوافل پڑھنا اجر عظیم ہے اور اسی کی برکت سے وہ طبعی تنگی بھی کم ہوجاتی ہے۔ (النور، جمادی الثانی ۵۴؁ ۱۳ھ)

پانچواں باب

احوال کے بیان میں

قبض کے اسباب کا گناہ ہونے گناہ نہ ہونے میں فرق

حَال: جس قبض کے اسباب گناہ ہوں اور جس کے اسباب گناہ نہ ہوں دونوں میں پہچان کے کیا آثار ہیں۔

تحقیق: گناہوں سے جو قبض ہوتا ہے اس میں حزن طبعی اور مردود ہونے کا خوف نہیں ہوتا خالص جماؤ ہوتا ہے یہی قساوت ہے اور جو (قبض) گناہ کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے اس میں یہ حزن اور خوف ہوتا ہے کے جمود کی جگہ بے چینی ہوتی ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

حضور ﷺ کو سکرات موت ہونے میں حکمت

حَال: ایک روز شبہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو سکرات موت کی زیادہ تکلیف کیوں ہوئی اور آپ کو بخار کی شدت دوگونہ کیوں ہوا کرتی تھی۔ حضرت والا کے مواعظ سے ایک دو وجہ معلوم ہو کر تسلی ہوئی۔ پھر خود بخود دل میں یہ بات آ گئی کہ آنحضرت ﷺ افضل الرسل و خاتم الانبیاء ہیں اس لئے آپ کے مقامات (درجات) بھی خاتم المقامات ہیں۔ شدت بخار اور شدت سکرات موت سے اللہ تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ کے مقام صبر کی اکملیت اور ترقی منظور ہوگی اس بات کے سمجھ میں آنے سے دل میں سرور محسوس ہو رہا ہے معلوم نہیں کہ یہ مفہوم کیسا ہے؟

تحقیق: شدت بخار کی حکمت اجر کا دگنا ملنا یہ تو خود حدیث میں آیا ہے اس پر شدت سکرات کو قیاس کیا جا سکتا ہے آپ کی لکھی ہوئی توجیہ اور یہ حدیث والی حکمت یا حدیث پر قیاس والی حکمت دونوں قریب ہیں اور اس حدیث پر قیاس کی ہوئی حکمت میں ایک اور احتمال بھی ہے مگر وہ حکمت کی علت نہیں اور وہ علت بخار کی بھی ہو سکتی ہے اور حکمت و علت میں کچھ اختلاف نہیں دونوں سچ ہونے میں ایک ساتھ ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ علت وجود (پائے جانے) میں پہلے ہوتی ہے اور حکمت میں بعد میں ہوتی ہے پس اپنے اپنے زمانہ میں دونوں موجود ہو سکتی

ہیں وہ علت قوت مزاج و امت سے بہت زیادہ تعلق ہے قوت مزاج میں حرارت تیز ہوگی اور امت سے زیادہ تعلق کی وجہ سے روح کے تعلق کی جدائی شدید ہوگی۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

مناسبت کے بغیر دل کی بندش برابر رہتی ہے

حَالؒ: حضرت مولانا کئی ایام سے یہاں تشریف فرما ہیں۔ اکثر اوقات ان کی خدمت میں بیٹھنا ہوتا ہے۔ وہ تواضع مزاجی سے میری رعایت بھی فرماتے ہیں مجھ کو ان سے بھی انس ہے اور دل میں قدر ہے مگر میری قلبی حالت بندش کی صحبت اور غیر صحبت میں برابر رہتی ہے۔

تَحقِیق: مناسبت کے بغیر ایسے آثار کا ظہور نہیں ہوتا۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

عظمت وحیا کا غلبہ بلند حالت ہے

حَالؒ: حق تعالیٰ شانہ کی عظمت کبریائی اس کا حاضر ناظر ہونا عین الیقین سا ہو رہا ہے ادنی سے ادنی حرکت بھی اگر چہ ہو جائے تو مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں۔

تَحقِیق: مبارک ہو۔ اللھم زد فزد۔ (اللہ تعالیٰ زیادتی فرمائیں)۔

حَالؒ: پیر پھیلا کر سونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ بیت الخلاء میں ستر کھولنا تو اور بھی زائد باعث شرم معلوم ہوتا ہے۔

تَحقِیق: یہ حیا کا غلبہ ہے بلند حالت ہے پھر غلبہ کے بعد اعتدال ہو جاتا ہے جو اس سے بھی زیادہ بلند حالت ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

رسالہ خیر الاختیار

(ردعی فی التسمیۃ اسم الجامع ہوالمولوی خیر محمد جالندھری

(حضرت مولانا خیر محمد صاحب المتوفی شبان ۱۳۹۰ھ مہتمم خیر المدارس ملتان))

فی

خبر الاختیار

مضمون کیفیت مقصود نہیں

یعنی ملفوظ شریف حضرت مرشدی ومولائی سیدی وسندی حجۃ اللہ فی الارض حکیم الامۃ مجدد والملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہم العالی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۴؍رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ (یکم جنوری ۱۹۳۳ء) بروز اتوار

نماز کے بعد کی مجلس

فرمایا: ایک صاحب نے خط میں یہ شکایت لکھی ہے کہ جو جمعیت قلب حضرت والا کی خدمت بابرکت سے لے کر آیا تھا وہ یہاں آ کر آہستہ آہستہ ختم ہوگئی۔

فرمایا: میں نے جواب میں لکھا ہے کہ اگر یہ کیفیت ختم ہوگئی تو نقصان کیا ہوا۔ کیونکہ کیفیت مقصود ہی نہیں۔

حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! نقصان تو ہوا ہے۔

فرمایا: کیا نقصان ہوا۔

عرض کیا گیا ایک چیز نصیب ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔

فرمایا: اس کی کیا دلیل کہ وہ چیز اس کے لئے نفع والی ہی تھی ممکن ہے کہ وہ نقصان دہ ہوتی۔ حق تعالیٰ ہی مفید

اور نقصان کو خوب جانتے ہیں اور اس کو بھی (جانتے ہیں) کہ بندہ کے لئے کس وقت کیا مناسب ہے۔ لوگ تو کیفیات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لذت کے طالب ہیں۔ ہے تو فحش بات مگر میں تو اس لذت کی طلب پر یہ کہا کرتا ہوں کہ اگر مزے ہی کی خواہش ہے تو میاں مزہ تو مذی (وہ پانی جو شہوت کے وقت مرد کی شرم گاہ سے نکلتا ہے) میں ہے بیوی کو بغل میں لے کر بیٹھ جاؤ چومو چاٹو مذی نکلے گی بہت مزہ آئے گا اگر یہ کہا جائے کہ مزہ سے اعمال میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ سہولت ہی کی کیوں طلب ہے کیا انسان دنیا میں سہولتوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں ﴿لقد خلقنا الانسان فی کبد﴾ کہ ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا اور یہ ہے سہولت کا طالب علم۔ الغرض اس غم میں ہی نہ پڑنا چاہئے اپنے کام میں لگے رہنا چاہئے کیونکہ اس غم میں پڑنا کہ وہ حالت نہیں رہی یہ حالت نہیں فلاں کیفیت جاتی رہی، قلب کا برباد کرنا ہے۔ آخر یہ توجہ مخلوق کی طرف نہیں تو اور کس کی طرف ہے اس میں بھی عنوان (کہ اس کی وجہ سے اعمال میں سہولت ہوتی ہے) تو اچھا اختیار کیا گیا ہے مگر ہے نفس کا دھوکہ کہ لذت وسہولت کا طالب ہے اور شیطان بھی اس طرف مشغول رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل رکھنا چاہتا ہے۔

دوسرے جمعیت قلب (قلب کے یکسو ہونے) کا ذمہ دار شیخ کس طرح ہوسکتا ہے کیونکہ وہ تو غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری چیز کی کون ذمہ داری لے۔ اچھا یہاں تو شیخ کو ذمہ دار سمجھ لیا اگر ناسور ہو جائے اور کسی طرح اچھا ہونے کی امید نہ ہو ہر وقت رستا رہے تب بھی یکسوئی برباد ہوگی اور قلب ہر وقت پریشان رہے گا۔ اس کا کیا علاج کرو گے۔ وہ تو نہ پیر کے بس کی نہ مرید کے بس کی۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم کو کس بات کے کرنے کا حکم ہے۔ بڑی چیز تو حقیقت سے باخبر ہونا ہے۔ اس کے بعد بہت سے فضول اور بے کار کاموں سے نجات ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ تو غایت شفقت کی وجہ سے فرماتے ہیں ﴿لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے برابر۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ حضرت! ان آثار کے اسباب تو مطلوب ہیں۔ فرمایا اسباب تو مطلوب نہیں اس سے جو چیزیں پیدا ہوں وہ مطلوب ہیں۔ وجہ تو سب کی سب قوت شہویہ ہے جو فعل مباح کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے۔ کسی فقیہ یا کسی محقق صوفی کے کلام میں دکھاؤ کہ یہ چیزیں مطلوب ہیں ہاں اس سے جو آثار پیدا ہوتے ہیں جیسے عبادت میں سہولت وہ کسی درجہ میں مطلوب ہو سکتے ہیں مگر خود اصل کے اعتبار سے نہیں۔

ایک باریک بات کہتا ہوں اس کی طرف کم توجہ ہوتی ہے وہ یہ کہ اگر جمعیت قلب ہی کی طلب ہے تو اس کی فکر میں ہر وقت رہنا کہ جمعیت حاصل ہو خود جمعیت کے بالکل خلاف ہے۔ یہ فکر رہی تو جمعیت کہاں رہی اور نہ

اس صورت سے قیامت تک جمعیت حاصل ہوسکتی ہے جمعیت جبھی ہوسکتی ہے کہ قلب کو اس کی تحصیل سے خالی سوچ اور فکر ہی میں نہ پڑے ورنہ ہر وقت یہ فکر کہ جمعیت حاصل ہو خود ایسی چیز ہے کہ اگر کچھ جمعیت نصیب بھی ہوئی تو یہی فکر کر کر کے یہ اپنے ہاتھ سے خود اس کو برباد کر رہا ہے۔ ایسی فکر کرنے پر بالکل یہ شعر صحیح ثابت آتا ہے ؎

یکے بر سر شاخ و بن مے برید ❁ خداوند بستان نگاہ کرد و دید

ترجمہ: جس شاخ پر بیٹھا ہے اسی کو اپنے ہاتھ سے کاٹ رہا ہے باغ کا مالک دیکھ رہا ہے۔

اسی طرح یہ لوگ اپنے ہاتھوں قلب کو پریشان کر رہے ہیں۔ اور پریشان رہنے کی وجہ یہی ہے کہ غیر اختیاری چیزوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

جمعیت نہ ہونے کی وجہ سے نماز میں بھی لوگوں کو وساوس آتے ہیں اور اکثر ان کی شکایت کیا کرتے ہیں اور ان کو دور کرنے کی تدبیر پوچھتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اس طرف خیال ہی مت کرو توجہ ہی مت کرو بلکہ ایسے موقع پر مفید صورت یہی ہے کہ اپنے کام میں لگے رہیں ان وساوس کی طرف توجہ ہی نہ کریں نہ آنے کے لئے نہ روکنے کے لئے کیونکہ یہ توجہ ایسی ہے جیسے بجلی کے تار کو ہاتھ لگانا کہ چاہے دور کرنے کے لئے ہو چاہے اپنی طرف کھینچنے کے لئے ہو ہر صورت میں وہ پکڑ لیتا ہے۔

میں کہتا ہوں وساوس کی فکر ہی کیوں ہے قلب تو ایک سڑک کی طرح ہے اگر سڑک پر بھنگی، چمار چل رہے ہیں اور آپ بھی اس پر سے گزر رہے ہیں تو آپ کا حرج ہی کیا ہے۔ اگر سڑک کے خالی ہونے کے انتظار میں آپ کھڑے رہیں تو کبھی بھی منزل مقصود تک نہ پہنچ سکیں گے۔ البتہ نظام دکن کے لئے تو سڑک خالی بھی ہوسکتی ہے مگر ہر شخص تو نظام نہیں۔ افسوس اب تو ہر شخص نظام بننا چاہتا ہے کہ جیسے ان کے لئے سڑک روک دی جاتی ہے ایسے ہی ہمارے لئے بھی سب گزرنے والوں سے سڑک خالی کر دی جائے۔ ارے بھائی پہلے نظام کے درجہ کے تو ہو جاؤ پھر ہی یہ تمنا کرنا۔ جو نظام کے درجہ کے ہو جاتے ہیں ان کے لئے سڑک بھی صاف کر دی جاتی ہے۔ لوگ وساوس کو حضور قلب میں رکاوٹ سمجھتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ خود حضور قلب ہی مقصود نہیں صرف احضار قلب (دل کو حاضر رکھنا) مقصود ہے حضور ہو یا نہ ہو جب ہمیں شریعت کی طرف سے اس کا حکم نہیں ہے تو پھر شریعت پر زیادتی کا کیا معنی ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ❁ ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ترجمہ: ”زہد و تقویٰ اور صدق و صفا میں کوشش کرو لیکن رسول اللہ ﷺ سے آگے مت بڑھو“

(یعنی جو چیز شریعت میں مطلوب ہے اس سے زیادہ کی تگ و دو بیکار ہے)

معلوم بھی ہے جیسے عقائد و اعمال کی حد سے زیادتی بدعت ہے ایسے ہی احوال کی زیادتی بھی بدعت ہے۔ یہ ظاہری وہ باطنی غیر اختیاری امور کا مطلوب نہ ہونا اور اختیاری کا مطلوب ہونا تو یقینی آیت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ولا تتمنوا ما فضل اللّٰه به بعضكم على بعض للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن واسئلو اللّٰه من فضله ان اللّٰه كان بكل شىء عليما﴾

ترجمہ: ”اور تم ایسی بات کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔“

تفسیروں مین اس کی شان نزول (نزول کی وجہ) یہی لکھی ہے۔ کہ مجاہدین کے جہاد کے ثواب کو جناب رسول اللہ ﷺ سے سن کر حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ کاش ہم بھی مرد ہوتیں تو جہاد کرتیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿ما فضل اللّٰه به﴾ چونکہ یہ اکتساب کے مقابلے میں آیا ہے اس لئے اس سے غیر اختیاری باتیں مراد ہیں۔ آیت کا حاصل یہ ہوا کہ فضائل دو قسم کے ہیں ایک موہوبہ (عطا کردہ) یعنی غیر اختیاری دوسرے مکتسبہ (کمائے جانے والے) یعنی اختیاری۔ حق تعالیٰ نے ﴿ولا تتمنوا ما فضل اللّٰه به﴾ میں غیر اختیاری کی تمنا سے منع فرما دیا ہے۔ اور ﴿للرجال نصيب مما اكتسبوا الخ﴾ میں اختیاری کے حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے پھر ﴿واسئلوا اللّٰه من فضله﴾ میں اس کی اجازت دی ہے کہ اگر غیر اختیاری فضائل کو دل ہی چاہے تو ان کے پیچھے پڑنے کے اور ہوس کرنے کے بجائے اس کی دعا کر لیا کرو اس لئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿واسئلوا اللّٰه من فضله﴾ یعنی ثمرات (نتائج) فضائل کے لئے دعا کرنے کی اجازت فرمائی ہے جبکہ دوسری کوئی بات رکاوٹ کی نہ ہو۔ مثلاً کسی عادت میں نہ ہونے والی بات کا سوال کرنا جیسے عورت کا مرد بن جانا پھر دعا کر کے بھی حصول کا منتظر نہ رہنا چاہئے۔ اس سے بھی پریشانی ہوتی ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ﴿ان اللّٰه كان بكل شىء عليما﴾ پس اس میں تعلیم ہے کہ حق تعالیٰ ہی کو مصلحت اور حکمت معلوم ہے۔ وہ ہر ایک کی استعداد کے موافق فضائل و ثمرات خود عطا فرماتے ہیں۔ کبھی دعا سے کبھی دعا کے بغیر تم ایسی غیر

اختیاری چیزوں کی ہوس مت کرو اور نہ ان کی زیادہ تمنا کرو۔ آج کل اکثر لوگوں نے ایسی ہی چیزوں کی تمنا کو اختیار کر رکھا ہے جن کے حصول کے پیچھے پڑنے سے منع کیا ہے۔ یہی زیادہ تر لوگوں کی ناکامی کا اور پریشانی کا سبب ہے۔

ایک مولوی صاحب نے پوچھا کہ حضرت ارادے کے بغیر اگر پچھلے گناہ یاد آجائیں تو اس وقت کیا کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ خالص وکامل توبہ کر چکنے کے بعد دو باتوں کی ضرورت ہے ایک تو یہ کہ خود ان گناہوں کا ارادے سے استحضار نہ کرے جو ماضی میں گذر چکے ہیں اور جن سے توبہ کر چکا ہے اور دوسرے آئندہ کے نہ ہونے کی فکر میں نہ پڑے۔ ماضی کا غم اور مستقبل کی فکر یہ دونوں حجاب ہیں اسی کو مولانا فرماتے ہیں۔

ع ماضی و مستقبلت پردۂ خدا است

تَرجَمَہ: ”تیرا ماضی و مستقبل خدا کا پردہ ہے۔“

خلاصہ یہ کہ ارادے سے گناہوں کا استحضار نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے بندے اور خدا کے درمیان حجاب (پردہ پڑ) جاتا ہے لیکن جو گناہ بغیر ارادے یاد آجائے اس پر دوبارہ استغفار کر کے پھر اپنے کام میں لگ جائے زیادہ کوشش نہ کرے ہاں اگر کسی کو استحضار سے ہی کیفیت حجاب کی نہ ہوتی ہو اس کے لئے نقصان دہ نہیں۔ مگر پھر بھی ایسا مبالغہ اور غلو نہ کرے جیسے مولانا (عبدالرحیم) رائے پوری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے پہلے پیر شاہ عبدالرحیم صاحب (سہارنپوری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ) ایک قصہ فرماتے تھے کہ رمی جمار کے موقع پر میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک لمبا سا جوتا لئے شیطان کو مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تو نے فلاں دن مجھ سے زنا کرایا تھا فلاں دن چوری کرائی تھی۔ فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کرائے تھے۔ شاہ صاحب نے ٹوکا کہ یہ کیا واہیات حرکت ہے تو بہت خفا ہوا اور کہا کہ جو اس کا ساتھی ہو وہ بھی آجائے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ بھائی میرا کیا بگڑتا ہے بلکہ میری طرف سے بھی دو جوتے لگا دے مجھے بھی بہت پریشان کیا ہے۔ بعض جاہل ترک تو وہاں بجائے کنکریوں کے بندوق سے گولیاں مارا کرتے تھے۔ یہ سمجھتے ہوں گے کہ کنکریوں سے شیطان پر کیا اثر ہوگا۔ اس خبیث پر تو گولیاں برسانی چاہئیں۔ ایسی فضولیات اور خرافات میں پڑنا حقیقت میں اپنے وقت کو برباد کرنا ہے۔ حضرت رابعہ بصری رَحِمَہَا اللّٰہُ تَعَالیٰ نے تو بلا ضرورت شیطان پر لعنت کرنے کو بھی پسند نہیں فرمایا۔

پھر ان ہی مولوی صاحب نے حدیث کی اس دعا کا مطلب دریافت کیا۔ ”اللھم اجعل وساوس قلبی خشیتك وذکرك واجعل ھمتی وھو ای فیما تحب وترضی.“ فرمایا اس کے تین معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وساوس کی جگہ دل میں خشیت و ذکر پیدا ہو جائے اور جعل ایسا ہوگا جیسا اس حدیث میں

ہے۔ ''من جعل الهموم هما واحدا'' یعنی پہلی چیز ختم ہو جائے اور دوسری پیدا ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ وساوس خشیت و ذکر کا ذریعہ بن جائیں۔ جیسا حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فرمایا تھا کہ وساوس کو جمال خداوندی کا آئینہ بنالے اس طرح سے کہ جب وساوس بند نہ ہوں مراقبہ کرے کہ اللہ اکبر قلب کو بھی کیسا بنایا ہے کہ اس کے خیالات کی انتہا ہی نہیں۔ پاس اس صنعت کے مراقبہ میں لگ جائے۔ تیسرے یہ حق تعال کو یہ بھی قدرت ہے کہ خود وساوس ہی کو خشیت و ذکر کر دیں جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں ؎

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی ❁ گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی

ایں چنیں مینا گریہا کارتست ❁ ایں چنیں اکسیر ہاز اسرار تست

ترجمہ

❶ تیرے پاس (قدرت کی) کیمیا ہے کہ تو اس (خرابی) کو (اچھائی سے) بدل سکتا ہے اگر چہ وہ (ناپاکی کے لحاظ سے) خون کی ایک نہر (کی طرح) ہو مگر (تو چاہے) تو اس کو دریائے نیل (کی طرح پاک) بنا سکتا ہے۔

❷ ایسی قدرتی نقاشیاں (کرنا) تیرا ہی کام ہے ایسی کیمیائیں تیرے ہی بھیدوں میں سے ہیں۔

اسی دوران گفتگو میں کسی موقع پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عارف تو اپنے کورائی کے برابر سمجھتا ہے۔

فرمایا جی ہاں جو دیکھنے والا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو رائی کے برابر سمجھتا ہے۔

پھر ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کبھی کسی حسین کا خیال بغیر ارادہ آتا ہے اس کا کیا علاج ہے؟

فرمایا کہ اپنے اختیار نہ لائیے اور اگر وہ خود آتا ہے تو آنے دیجئے۔ ذرہ برابر بھی نقصان نہیں۔ مگر جان بوجھ کر اس کو باقی نہ رکھے بلکہ اس کشمکش ہی میں تو اجر بڑھتا ہے اور اگر دور ہی کرنا چاہے تو ایک مراقبہ کسی ایسے بنئے کا جو اندھا چوندھا بدشکل ہو جس کی ناک پچکی ہو ہی۔ ہونٹ بڑے بڑے توند بڑی سی نکلی ہوئی اور ناک سے رینٹ اور منہ سے رال بہہ رہی ہو تصور کرے مفید ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وہ خیال جاتا رہے گا۔ اور اگر نہ بھی گیا تو کمی تو ضرور ہو جائے گی کیونکہ یہ عقلی مسئلہ ہے کہ ''النفس لا تتوجه الى شيئين فى ان واحد'' نفس کو ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف پوری توجہ نہیں ہو سکتی۔

لیجئے ہم نے کافر سے بھی دین کا کام لے لیا۔ بس تو جب وسوسہ آئے ہمت سے اپنے قلب کو بہ تکلف

دوسری طرف متوجہ کر دے اور بالکل نکل جانا تو مطلوب بھی نہیں اگر آدمی بچنا چاہے اور ہمت اور قوت سے کام لے تو خدانخواستہ کوئی مرض عمر بھر کو لگ جائے تو وہاں کیا کرو گے۔ عمر بھر تکلیف کو خوشی ناخوشی برداشت ہی کرنا پڑے گا۔ یہاں بھی یہی کرو اور اگر اس پر راضی نہیں تو کوئی دوسرا خدا تلاش کرو۔ حضرت سرمد نے خوب فیصلہ فرمایا ہے کہتے ہیں ؎

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد ❁ یک کار ازیں دو کار مے باید کرد
یا تن برضائے دوست مے باید داد ❁ یا قطع نظر زیار مے باید کرد

ترجمہ

❶ سرمد! گلہ شکوہ چھوڑنا چاہئے دو کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہئے۔

❷ یا تو اس کی رضا کے حاصل کرنے میں جان دے دینی چاہئے یا تو یار ہی کو چھوڑ دینا چاہئے۔

میں کسی کو سعی و کوشش سے اور اپنی اصلاح کی فکر سے منع نہیں کرتا ہاں غلو سے منع کرتا ہوں۔ نہ تو فکر سے خالی ہونا چاہئے نہ غلو (زیادتی) کرنا چاہئے بلکہ علو (بلندی) ہو اور اگر کسی کو ہوس ہوتی ہو کہ عارفین کو عبادات میں کیا کچھ لطف اور مزے آتے ہوں گے۔ چنانچہ خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ "جعلت قرة عيني في الصلوة" نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ تو خوب سمجھ لیجئے کہ جہاں ان کے لئے لذت اور مزہ ہے وہاں ایک شے اور بھی تو ہوتی ہے جو سارے مزوں کو ملیامیٹ کر دیتی ہے وہ ہیبت اور خشیت ہے کہ جس سے سارا مزہ گرد ہو جاتا ہے۔ خود جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز میں یہ حالت ہوتی تھی "له ازيز كا زيز المو جل" یعنی نماز میں جس کو حضور ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے آپ کے سینہ مبارک کی بوجہ غلبہ خوف و خشیت کے ایسی حالت ہوتی تھی کہ جیسے کوئی ہانڈی چولہے پر چڑھی ہوئی ہو اور اس میں ابال آ رہا ہو اور کھد بدکھد بدآواز ہو رہی ہو۔

اسی طرح حضور ﷺ قہقہہ نہیں فرمایا کرتے تھے اور دائم الفکر (ہمیشہ فکر مند) رہا کرتے تھے تو جناب آپ کو کیا خبر کہ جن کو آپ سمجھتے ہیں کہ بڑے مزے میں ہوں گے ان پر کیا گزرتی رہتی ہے۔ اسی کو ایک عارف فرماتے ہیں۔

؎ اے ترا خارے بہ پا نشکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا برسر خورند

ترجمہ: "اے وہ شخص! کہ جس کے پاؤں سے ایک کانٹا بھی نہ ٹوٹا ہو اسے ان شیروں کا حال کیسے

معلوم ہو جو بلاؤں کی تلوار (یعنی خطرہ) لئے پھرتے ہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو ہیبت وخشیت ہی کا ڈالنا ہے اور مزہ اس لئے دے دیتے ہیں کہ ہیبت وخشیت کا تحمل ہو سکے۔ اسی کو فرماتے ہیں ؎

گر تو ہستی طالب حق مرد راہ ❁ درد خواہ و درد خواہ و درد خواہ

ترجمہ: "اگر تو طلب حق کے راستے پر چلنے والا ہے تو درد چاہ درد چاہ درد چاہ۔"

اردو کا بھی ایک شعر اسی کو ظاہر کرتا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ❁ ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

اس پر مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک مرتبہ مجھ کو خارش کی بیماری ہوگئی تھی۔ والد صاحب اس زمانے میں میرٹھ میں ملازم تھے۔ پہلے تو یہاں وطن میں بہت علاج کیا کوئی نفع نہ ہوا۔ خون میں اتنی گرمی پیدا ہوگئی تھی کہ بعض اطباء نے احتراق کا اندیشہ بتا دیا تھا۔ چنانچہ میں علاج کے لئے والد صاحب کے پاس میرٹھ چلا گیا۔ والد صاحب پر شفقت کی وجہ سے بے حد اثر ہوا۔ ایک جراح کو دکھلایا اس نے ایک بہت ہی کڑوی دوائی دی جو دہی میں کھائی جاتی تھی۔ والد صاحب یہ کیا کرتے کہ کچھ دہی پہلے ہاتھ پر رکھتے پھر اس پر دوا رکھتے اور پھر اس پر دہی رکھ کر مجھ کو کھلا دیتے۔ اس کے کھانے سے تمام حلق کڑوا ہو جاتا اور بہت دیر تک اس کی کڑواہٹ کا اثر رہتا۔ اب ظاہر ہے کہ مقصود دہی کھلانا نہ تھا بلکہ اس کڑوی دوا کا کھلانا تھا۔ دہی کے ساتھ اس لئے کھلاتے تھے کہ کڑواہٹ کی ناگواری کچھ کم ہو جائے اور وہ دوائی کھائی جا سکے ورنہ اس میں اتنی کڑواہٹ تھی کہ دہی کے بغیر میں کھا ہی نہیں سکتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی اس دوا ہی کی کڑواہٹ غالب رہتی تھی۔ اسی طرح یہاں سمجھ لیجئے کہ لذت مقصود نہیں مقصود صرف خوف وخشیت ہی ہے لیکن لذت اس لئے دے دی جاتی ہے کہ خشیت کی برداشت ہو سکے۔ پھر بھی خشیت کا غلبہ رہتا ہے اور کیوں نہ ہو بندہ پیدا ہی اس لئے ہوا ہے کہ وہ اس کشمکش میں رہے ورنہ عالم ارواح ہی سے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس امتحان ہی کے لئے تو یہاں بھیجے گئے ہیں اور روح کو جسم کے ساتھ ملانے میں یہی تو حکمت ہے جب تک جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہے یہی کشاکش (کھینچا تانی) رہے گی اس سے چھٹکارے کی تمنا کرنا ہی فضول ہے۔ انسان اس کشمکش ہی کے لئے تو پیدا کیا گیا ہے ورنہ عبادت کے لئے فرشتے کیا کچھ کم تھے۔ شاید نیاز اسی کو کہتے ہیں ؎

کیا ہی چین خواب عدم میں تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
سو جگا کے شورِ ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا

مجذوب کا قول ہے۔

؎ کہاں تھا کون تھا اور اب کہاں ہوں کیا ہوں میں
اس آب وگل کے جو دلدل میں آ پھنسا ہوں میں

؎ تھے کہاں گردشِ تقدیر کہاں لائی ہے
بادہ پیمائی تھی یا بادیہ پیمائی ہے

یہ بندہ ہے مگر خدا بن کر رہنا چاہتا ہے کہ جو میرا جی چاہے وہ ہو۔ بس حقیقت یہ ہے کہ لذت مقصود ہی نہیں۔ مقصود تکلیف ومصیبت ہے۔ اسی لئے حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اس سے خالی نہ رہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار میں شدت ہوئی تا کہ ثواب دگنا ہو۔ اگر یہ کوئی چیز مقصود نہ تھی تو انبیاء علیہم السلام بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیوں بری نہ رہے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

زاں بلاہا کانبیاء برداشتند ❁ سربہ چرخ ہفتمیں افراشتند

ترجمہ: ”جو آزمائشیں انبیاء برداشت کرتے ہیں اس کی وجہ سے ان کے درجے ساری مخلوق سے بلند ہیں۔“

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل“ ترجمہ: ”لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش میں انبیاء ہوئے ہیں پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے۔“ دیکھئے ”اشد بلاء“ (آزمائش میں سب سے زیادہ) فرمایا ”اکثر راحۃ“ (راحت میں سب سے زیادہ) نہیں فرمایا۔

وساوس کی طرف سے تو ہم کو بالکل مطمئن فرما دیا گیا ہے۔ حضرات صحابہ سے بڑھ کر تو ہم نہیں ہوسکتے۔ ان حضرات کو بھی ایسے ایسے وسوسے آتے تھے کہ جن کے بارہ میں انہوں نے اس عنوان سے حضور میں عرض کیا کہ ان کو ظاہر کرنے سے جل کر کوئلہ ہو جانا آسان ہے تو دیکھئے ان حضرات کو بھی کیسے کیسے خوفناک وسوسے آتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا ”ذاك صريح الايمان“ (یہ صاف ایمان ہے) ظاہر ہے کفر کے وسوسہ سے بڑا وسوسہ تو کوئی نہیں ہوسکتا اس کا بھی یہی حکم ہے۔ جب اس قسم کے وساوس کی دل پر زیادتی ہو تو وہی نسخہ استعمال کرے کہ اپنے خیالات کو کسی دوسری طرف متوجہ کر دے خواہ کسی دنیا ہی کی چیز کی طرف مثلاً گاجر کا حلوا، شلجم کا اچار اور اس کے اوزان اور ترتیب میں قلب کو مشغول کر دے۔ اس طرح قلب کو متوجہ کرنے میں چند روز تو تعب ہوگا۔ مگر پھر انشاء اللہ تعالیٰ بڑی سہولت سے وساوس کو دور کرنے پر قدرت ہو جائے گی۔

آخر میں بطور تحدث بالنعمۃ (نعمت کو بیان کرنے کے لئے) کے فرمایا کہ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو تو ہر الجھن میں سیدھا راستہ نظر آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ طریق کے سمجھنے میں اب کوئی پیچیدگی نہیں رہتی۔

(احقر خیر محمد جالندھری جامع ملفوظ عرض رسا ہے کہ بہت دن سے میرا قلب پردوں میں چھپا ہوا طرح طرح کی پریشانیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ حق تعالیٰ کا کروڑ شکر ہے کہ ملفوظ مذکور کی بدولت قلب تمام پردوں سے صاف اور تمام پریشانیوں سے خالی ہوگیا اور ایک قسم کی جمعیت حاصل ہوگئی حق تعالیٰ سیدی حضرت مولانا مد ظلہم العالی کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھے اور اس ناکارہ اور جملہ احباب کو فیض حاصل کرنے کی توفیق دے اور اتباع سنت اور اپنی رضا نصیب فرمائے۔ آمین)

قبض و بسط کی حالت

حَالؒ: ایک صاحب نے ایک طویل خط میں اپنی مختلف حالتیں پہلے سخت پریشانی ناقابل برداشت جس میں سونا کھانا سب اڑ گیا۔ اس کے بعد مبشرات رویا (خواب کی خوشخبریوں) سے روح و سرور لکھی تھیں۔ اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔

تَحْقِیقؒ: وہ پہلی حالت قبض کی تھی دوسری حالت بسط کی ہے اور قبض جتنا شدید ہوتا ہے۔ اتنا ہی بسط قوی ہوتا ہے۔ اسی لئے آئمہ طریق نے فرمایا ہے کہ قبض سے پریشان نہیں ہونا چاہئے وہ سب ابتدا کی چیزیں ہوتی ہیں مبارک ہو۔ یہ حالات کس کو نصیب ہوتے ہیں۔ مگر ایسی حالت میں غذائے لطیف اور مفرحات و مقویات (خوش رکھنے والی اور قوت دینے والی دواؤں) کا استعمال رکھنا ضروری ہے۔ اگرچہ دل نہ چاہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

قلب کا منقبض (تنگ) ہونا برا نہیں

حَالؒ: مجھ میں کوئی حال نہیں جس کو عرض کروں اور کوئی حال نہیں پاتا ہوں۔ سینہ اور قلب بالکل تنگ بلکہ بند ہیں۔ قلب میں قوت انفعالیہ (اثر قبول کرنے والی قوت) کا نام و نشان نہیں معلوم ہوتا۔ کئی دنوں سے قلب میں انشراح و انبساط نہیں بلکہ انقباض ہی انقباض ہے۔ صحبت مجلس سے بھی کچھ بھی حالت بدلی نہیں مجھ کو سخت خطرہ ہوا تھا کہ کہیں "قلوبنا غلف" الخ (یعنی ہمارے دل پردوں میں ہیں) کہنے والوں یا ارشاد "ولا یجاوز حناجرھم" (الحدیث) کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ میں ایسے لوگوں میں سے نہ ہوگیا ہوں۔

تَحْقِیقؒ: جو لوگ اس میں ہوتے ہیں ان کو اس میں ہونے کا احتمال تک بلکہ توجہ تک بھی نہیں ہوتی ہے۔ یہی

دلیل اس میں نہ ہونے کی۔

حَالؒ: مجھ کو اس ورطۂ ظلمات (اندھیروں کے گڑھے) سے نکال کر نور کی طرف پہنچایا جائے۔

تَحْقِیقؒ: ظلمات (اندھیرے) ہیں ہی نہیں ان ظلمات کی خاصیت ہے "اذا اخرج یدہ لم یکدیرھا" اور یہاں دیکھنے کی دولت نصیب ہے۔ بس ظلمات نہیں ہیں۔ (النور، صفر ۲ ۱۳۵۵ھ)

دل میں گداز (نرمی) نہ ہونا اس کا علاج دعا ہے

حَالؒ: میرے دل میں کوئی گداز محسوس نہیں ہوتا۔ نہ کوئی لذت وشوق کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ مقاصد میں سے نہیں لیکن ان کے حصول کو جی چاہتا ہے کیونکہ ان کے بغیر مجھ جیسے نفس کے مغلوب انسان سے ہمیشگی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

تَحْقِیقؒ: دعا کیا کیجئے پھر خواہ کسی صورت سے قبول ہو۔ (النور، صفر ۲ ۱۳۵۵ھ)

فنا اصطلاحی کی ترقی بقاء سے ہوتی ہے

حَالؒ: احقر پر موت کا خیال ایسا غالب ہو رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اس عالم کا آدمی ہی نہیں ہوں۔ ہر چیز سے دل برداشتہ ہو گیا ہوں۔ ہر چیز سے خاص عبرت کا سبق مل رہا ہے اور یہ حالت روزانہ ترقی کر رہی ہے۔

تَحْقِیقؒ: مبارک! یہ اصطلاحی فنا سے بھی اونچا مقام ہے پھر مبارک ہو۔ زیادہ کامل (اور اونچا) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فنائے اصطلاحی ایک حال ہے جس میں طبیعت کی شان غالب ہے اسی لئے اس سے آگے ترقی بقاء سے کرائی جاتی ہے اور وہ بقاء کے ساتھ نہیں ہوتا (یعنی اصطلاحی فنا کے ساتھ بقا نہیں ہو سکتی ہے)۔ اور یہ فنا خود ایک مقام ہے اور اس میں عقلیت کی شان ہے اور اس کے ساتھ بقاء ہوتی ہے (یعنی فنا اور بقا ایک ہو سکتے ہیں) اور جس کیفیت میں عقلیت کا غلبہ ہوگا وہ اس سے افضل ہوگی جس میں طبیعت کا غلبہ ہوگا کیونکہ طبیعت کے غلبہ میں اعمال کے نظام میں رکاوٹ کا خطرہ رہتا ہے اور عقلیت کے غلبہ میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ عقلیت کی شان کے غلبہ کی کیفیت حضرات انبیاء علیہم السلام کی کیفیات کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس لئے "لو تعلمون ما اعلم" (کہ اگر تم لوگ وہ احوال جان لو جو میں جانتا ہوں) کے ساتھ کم ہنسنا، زیادہ رونا اور عورتوں سے لذت حاصل نہ کرنے کو ضروری فرمایا (یعنی اگر تم لوگ بھی وہ احوال آخرت کے جان لو تو تم میں یہ باتیں پیدا ہو جائیں گی کیونکہ تمہارے مزاج پر طبیعت کے غلبے کی وجہ سے یہ امور پیش آئیں گے اور) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باوجود اس علم کے "اصلی وارقد واتزوج واصوم وافطر" (کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں

شادی بھی کرتا ہوں، روزہ بھی رکھتا اور نہیں بھی رکھتا ہوں) کا حکم کیا گیا۔ اس سے زیادہ شرح ذوق پر چھوڑتا ہوں۔ ”من لم یذق لم یدر“ کہ جس کو ذوق نہ ہو اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

دنیاوی امور میں غمگین ہونا طبعی ہے

حَال: کبھی دنیاوی امور کی وجہ سے متفکر اور غمگین ہو جاتا ہوں۔ طبیعت میں سخت بے چینی اور گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ دینی امور میں بہت سی کوتاہیاں اور غلطیاں ہوتی ہیں مگر ان غلطیوں پر اتنا غم اور پریشانی نہیں ہوتی تو خیال ہوتا ہے کہ کہیں تو بددین تو نہیں ہو گیا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: طبعی فرق ہے یہ بددینی نہیں ہے اگر عقلی فرق بھی یہی ہوتا تو غم کی بات تھی۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

اہم مسئلہ

ایک اہم مسئلہ کی اہم تفصیل میں ایک لفافہ کی عبارت جس کو مولوی جلیل احمد صاحب نے لکھا۔

امور طبعیہ دو قسم پر ہیں فطری اور غیر فطری

فرمایا۔ کل ایک بات اچانک سمجھ میں آئی مجھ کو بڑی خوشی ہوئی اور میں نے حق تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ وہ یہ کہ یہ جو تصوف کا ایک اہم مسئلہ ہے کہ طبعی باتیں نہ محمود (پسندیدہ) ہوتی ہیں نہ مذموم (بری) ہوتی ہیں۔ یہ بالکل ہی صحیح ہے مگر اس میں ایک تفصیل ہے جو کل سمجھ میں آئی وہ یہ کہ طبعی باتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی عمل کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ فطری (پیدائشی) ہوں وہ تو نہ محمود ہیں نہ مذموم ہیں۔ ایک قسم طبعی باتوں کی یہ ہے کہ جو فطری نہ ہوں بلکہ کسی عمل سے پیدا ہوئے ہوں تو ان میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ کسی پسندیدہ عمل سے پیدا ہوئے ہوں تب تو پسندیدہ ہوں گے اور اگر کسی برے عمل سے پیدا ہوں تو برے ہوں گے۔

یہ مضمون ناتمام تھا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مکمل فرما دیا اور یہ ایک حدیث میں غور کرنے کی برکت سے سمجھ میں آیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ”اذا سرتك حسنتك وساتك سيتك فانت مومن“ یعنی اگر نیک کام کر کے تجھ کو خوشی ہو اور گناہ کر کے تیرا جی برا ہو تو تو مومن ہے۔ اب یہاں خوشی جو ہے وہ ایک طبعی ہے مگر چونکہ یہ ایک عمل صالح سے پیدا ہوئی تھی اس لئے اس کو ایمان کی علامت فرمایا گیا اور جو چیز محمود نہ ہو وہ ایمان کی علامت نہیں بن سکتی تو معلوم ہوا کہ یہ محمود ہے اور اگرچہ یہ (بات) اپنی ذات کے اعتبار سے طبعی نہیں ہے (کہ پیدائشی نہیں ہے نیکی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے) مگر ہمیشہ ایسا ہونے سے طبعی بات کی طرح ہو جاتی ہے۔ اور یہ خدا

تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس خوشی کو طبعی امر بنا دیا۔ اسی طرح اگر کسی کو قبض ہو تو اگر کسی گناہ کے سبب ہوا تب تو وہ برا ہے اور اس کے علاج کی ضرورت ہے اور اگر اس کا سبب کوئی گناہ نہ ہو تو اس کی کچھ فکر نہ کرے کیونکہ وہ برا نہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر کوئی بات فکر سے اور سوچ سے سمجھ میں آئے تو اس میں غلطی کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور اگر بلا سوچے خود بخود کوئی بات سمجھ میں آ جائے تو اس میں بھی غلطی کا احتمال ہوتا تو ہے مگر کم۔ میں تو یہی کہوں گا کہ یہ عطا ہے۔ ۲/رجب ۱۳۵۲ھ۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

طبعی رنج مقصود نہیں عقلی رنج مقصود ہے

حَال: حضور والا! پہلے میری یہ حالت تھی کہ کبھی میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی تھی تو مجھ کو بہت رونا آتا تھا اور اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ کبھی صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے تو کچھ رنج نہیں ہوتا۔ حضور والا! مجھ کو دل پر سیاہی معلوم ہوتی ہے میری اصلاح ہو جائے تعلیم کی درخواست ہے۔

تحقیق: طبعی رنج مقصود نہیں عقلی رنج مقصود ہے وہ حاصل ہے چنانچہ رنج نہ ہونے پر افسوس ہونا یہ عقلی رنج ہے اس کا مطلب اپنے شوہر سے سمجھ لو۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

ایمان کے معانی پر ایک شبہ کا ازالہ

حَال: (بعض مضامین مفید ہونے کی وجہ سے اس سلسلہ میں ایسے حضرات کے بھی نقل ہو جاتے ہیں جو احقر کے زیر تربیت نہیں ہیں۔ یہ بھی اسی میں ہے۔۱۲)

حضرت ایمان کے معنی ماننے کے سمجھ میں آتے ہیں یعنی جو شے خود اپنے علم و مشاہدہ میں براہ راست نہیں آتی اس میں دوسرے کے علم کی تصدیق یا اس کے بیان پر اعتبار کر کے مان لینا۔ اللہ، فرشتے، کتاب، رسالت، قیامت سب ایسی ہی غیبی باتیں ہیں جن کو رسول کے بیان کی بنیاد پر مانا جا سکتا ہے۔ بلکہ "امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ" الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول کو بھی جبرئیل علیہ السلام یا (کوہ) طور کی طرح کی کسی آواز وغیرہ کا اعتبار کر کے ایمان ہی لانا پڑتا ہے۔ بظاہر ایسے ایمانی علم سے جھوٹ سچ کا عقلی احتمال تو ختم ہوتا نہیں۔ اب اگر کسی مومن کے دل میں اس قسم کا احتمال بطور وسوسہ کبھی کبھی دل میں آئے تو کیا یہ اس کے ایمان کے خلاف ہوگا یا شک والا نفاق ہوگا یا صرف ایمان کا ضعف ہوگا۔

تحقیق: نہ ایمان کے خلاف ہے نہ شک ہے نہ نفاق نہ ایمان کا ضعف جبکہ جھوٹ کے احتمال کو یقینی طور پر باطل

سمجھا جائے بلکہ حدیث کی وجہ سے صریح الایمان ہے اور سلوک کے راستے کے قواعد سے ایک وجہ سے اس اعتقاد سے اجر میں زیادہ ہے جو ایسے خطرات (وساوس) سے خالی ہے کیونکہ اس میں مجاہدہ نہیں ہے اگر چہ دوسری وجہ سے وہ افضل ہے کہ مقصود کے زیادہ قریب ہے کیونکہ مجاہدہ سے خود مقصود مشاہدہ ہے اور اجر اور فضیلت کی زیادتی میں کسی طرف سے بھی لازمی نہیں ہے۔

"کما فی جمع الفوائد عن ابی داود والترمذی قوله علیه السلام للعامل فیهن (فی ایام الفتن) مثل اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملکم قیل یا رسول اللّٰه اجر خمسین منا او منهم قال اجر خمسین منکم الحدیث قلت فالصحابة افضل والعامل فی الفتنة اکثر اجرا"

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (فتنہ کے دنوں میں دین پر) عمل کرنے والے کے لئے ایسے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ہے جو تمہاری طرح عمل کریں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم میں سے پچاس آدمیوں کی طرح یا ان کے پاس آدمیوں کی طرح۔ (الحدیث) میں کہتا ہوں صحابہ تو افضل ہیں لیکن فتنہ کے دنوں میں عمل کرنے والا زیادہ اجر والا ہے۔"

بہرحال جس کو جو عطا ہو جائے اس کے لئے وہی زیادہ بہتر ہے۔ اس کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کیا جائے۔

حال: خدا جانے فلسفہ کے تعلّم وتعلیم کا اثر ہے یا کیا بات ہے کہ اس طرح کا احتمال قلب پر کبھی کبھی ضرور گزرتا ہے اگر چہ الحمد للہ کہ فوراً استغفار کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے پھر بھی خیال ہوتا ہے کہ خدا جانے ایمان بھی ٹھیک ہے یا نہیں اور خاتمہ کیسے ہوتا ہے۔

تحقیق: انشاء اللہ خاتمہ فاتحہ سے بھی اچھا ہوگا۔

حال: اس کے علاوہ ذاتی علم یا مشاہدہ کے جو عملی آثار ہوتے ہیں وہ اس ایمانی علم میں عشر عشیر بھی محسوس نہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً دنیا کی آگ سے انسان جس طرح بھاگتا ہے اور بچتا ہے "اشد حرا" (زیادہ گرمی) والی آگ سے بچاؤ کا اہتمام اس کے مقابلہ میں ہم کو اپنے اندر تو بس برائے نام ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیا غیب و شہادت کے علم میں کم ازکم مراتب یقین کا جو فرق رہتا ہے اور اس کی وجہ سے جو عمل میں کوتاہیاں ہوتی ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی کچھ قابل عذر ہوں گی۔

تحقیق: یہ موجود نہ ہونے اور موجود ہونے کا فرق بھی فرق کی وجہ ہے مگر قوی وجہ مومن کے لئے یہ ہے کہ یہاں بچنے کا طریقہ صرف ایک ہی ہے یعنی بھاگنا۔ اور وہاں دو طریقے ہیں ایک گناہوں کا چھوڑنا دوسرے گناہوں

سے توبہ کرنا۔ اگر مومن کو یہ یقین دلا دیا جاتا کہ توبہ ہرگز مقبول نہ ہوگی تو گناہوں سے بھاگنا یقینی تھا جیسے دنیاوی آگ سے بھاگنا یقینی ہے۔

باقی اس عذر کے فرق کا نتیجہ معافی تو نہیں ہوسکتا ہاں اسی توبہ کے احتمال اور توبہ کے قبول ہونے کے احتمال کی وجہ سے کمی ہوسکتا ہے۔ فقط (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

دوام اعمال میں ہوتا ہے نہ احوال میں

حَال: معمولات بحمد اللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہو رہے ہیں۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حَال: مگر وہ جو اکثر خیال رہتا تھا کہ حق تعالیٰ شانہ دیکھ رہے ہیں اس میں کمی پاتا ہوں۔ جب خیال آجاتا ہے۔ ندامت ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسی کمی زیادتی لازم عادی ہے یکساں حال رہ ہی نہیں سکتا۔ دوام تو اعمال میں ہوتا نہ کہ احوال لیکن یہ تبدیلی نقصان دہ نہیں بلکہ اس میں فوائد ہیں جن کا مشاہدہ اہل طریق کو خود ہو جاتا ہے۔ مثلاً غیبت کے بعد حضور میں زیادہ لذت کا ہونا اور مثلاً غیبت میں انکسار و ندامت کا آنا اور مثلاً اپنے عجز کا مشاہدہ ہونا۔ و مثل ذالك۔ اسی طرح دوسری چیزیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

فنا میں دو گنا اجر ہوتا ہے

حَال: (ایک مجاز یافتہ کی طرف سے)

ایک ماہ سے کچھ زاید مدت گزری ہے کہ لفافہ خرید کر ارادہ کیا ہوا ہے کہ آج لکھوں گا کل لکھوں گا۔ جب لکھنے بیٹھتا ہوں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا لکھوں۔ کچھ حال تو لکھوں۔ یہاں تو صفر ہی صفر ہے۔

تحقیق: صفر ہی تو وہ چیز ہے کہ ایک کو دس اور دس کو سو اور سو کو ہزار بنا دیتی ہے۔ صفر تعبیر ہے عدم و فنا کی۔ اسی سے تضاعف ہوتا ہے اور کیا چاہئے۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

غیر اختیاری بات نقصان دہ نہیں

حَال: اکثر تشہد پڑھتے وقت آپ کی صورت خیال میں آجاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شکل سامنے کھڑی کر دی گئی ہے۔ اس وقت مجھے شبہ ہوتا ہے کہ شرک میں نہ مبتلا ہو جاؤں اس وجہ سے میری پریشانی بڑھ گئی۔

تحقیق: یہ حالت ہونے اور باقی رہنے میں اختیاری ہے یا غیر اختیاری اور شرک اختیاری یا غیر اختیاری۔

(النور، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

یادالٰہی میں دنیاوی تعلقات حائل ہوتے ہیں، اس شکائت کا ازالہ

حال: میں اس کو اعتقادا سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میری دینی یا دنیوی حالت ہے وہ سب حضرت ہی کی برکت کی وجہ سے ہے ورنہ مجھ جیسے بے حس شخص سے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ بالکل حضرت ہی کے سہارے چل رہا ہوں اور آئندہ جو کچھ ہوگا وہ بھی حضرت ہی کی بدولت ہوگا۔ اب دنیاوی تعلقات سے دل بالکل ٹھنڈا ہوگیا ہے اب بالکل دل یہ چاہتا ہے کہ بس ایک کونہ ہو اور میں ہوں اور یادالٰہی کے علاوہ اور کوئی شغل نہ ہو مگر دنیاوی تعلقات پیچھا نہیں چھوڑتے جو فارغ ہوکر ایک کا ہوکر رہ سکوں۔ یہ دنیاوی زندگی ایک قید کی زندگی سی معلوم ہوتی ہے۔ لشم پشم جیسے ہوسکتا ہے چل رہا ہوں صرف اس امید پر کہ

ع بر کریماں کار ہاد شوار نیست

ترجمہ: ''کریموں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہیں۔''

ورنہ اپنی حالت کسی قابل نہیں سر سے پیر تک خطا اور گناہ ہوں۔ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ میری ظاہری اور باطنی حالت درست فرمائے اور حضرت سے موت تک تعلق قائم رکھے کہ اس میں سب صلاح وفلاح ہے۔

تحقیق: دل سے دعا ہے اور حالات تبدیلی کے بارے میں اکابر کی یہ تحقیق ہے ؎

در بزم عیش یک دو قدح نوش کن و رو ❁ یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ''عیش کی محفل ایک دو پیالے پیو اور چلتے بنو یعنی ہمیشہ محفل میں رہنے کی تمنا نہیں رکھو۔''

(النور، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

غیر اختیاری پر ملامت نہیں

حال: کوئی اچانک گر پڑتا ہے یا کوئی اور فوری تکلیف ہو جاتی ہے مثلاً بھڑ نے کاٹ لیا تو خود بخود ہنسی آجاتی ہے اور کتنا ہی روکا جائے ہنسی نہیں رکتی۔ ہاں اگر گرنے والا ضعیف یا بچہ ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے یہاں تک کہ کچھ گھنٹوں اس کا خیال رہتا ہے لیکن اگر گرنے والا جوان ہے اور کمزور نہیں ہے تو خود بخود ہنسی آجاتی ہے۔

تحقیق: تو آنے والے کی خطا ہے آپ کی کیا خطا ہے یہ تو شاعرانہ لطیفہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ غیر اختیاری پر ملامت نہیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

رونے کا علاج

حَال: حضور والا نے فقیر محمد طالب علم کے بارے میں جو کہ نماز اور دعا اور مجلس میں بہت روتا تھا، فرمایا تھا کہ میں کچھ سوالات خود کر کے اس سے جواب لے کر پھر اس کی اصلاح کے بارے میں لکھوں گا۔ اب حضور والا سے بصد ادب عرض ہے کہ آپ سوالات ارشاد فرما دیں تو فقیر محمد سے جواب لے کر آپ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ اب بھی کچھ روتا ہے لیکن پہلے کے مقابلے میں بہت سکون معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: سوالات ① یہ حالت کب سے ہے؟ ② دماغ اور قلب طبی تشخیص سے کیسا ہے؟ ③ رونا کسی خاص خیال سے پیدا ہوتا ہے؟ ④ کیا سکون کسی خیال سے ہوتا ہے؟ ⑤ اب کیوں کمی ہوئی؟

اس کے بعد ذیل کا خط فقیر محمد طالب علم کے خط کے ساتھ آیا۔

حَال: حضور نے جو سوالات فرمائے ہیں فقیر محمد نے ان کا جواب عرض کیا وہ ارسال خدمت ہے۔

خط فقیر محمد

حضرت والا کے پہلے سوال کا (یعنی یہ حالت کب سے ہے)

جواب یہ ہے کہ اس سے پہلے ساڑھے چار سال کا عرصہ گذر چکا ہے کہ حضرت سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کے وقت سے رونا شروع ہوا۔ مگر صرف آنسو جاری تھے اور چیخ و پکار نہ تھی۔ دو سال کے عرصہ سے یہ چیخ پکار شروع ہے۔ یہ چیخ کبھی زیادہ ہے اور کبھی کم اس میں تبدل وتغیر ہوتا رہتا ہے۔ حضرت کے ہاں حاضر ہونے میں اس رمضان شریف میں زیادہ ہو گیا۔

سوال نمبر ②: (دماغ اور قلب طبی تشخیص سے کیسا ہے)

جواب یہ ہے کہ میں نے حکیم سے احتیاطاً دوائی لے لی ہے مگر مرض کوئی نہیں۔ حکیم نے بھی مجھے کوئی مرض نہیں بتایا۔

سوال نمبر ③: (رونا کسی خاص خیال سے پیدا ہوتا ہے؟)

اس سوال کے جواب میں دو باتیں ہیں ایک یہ کہ جو ملفوظات حضرت دامت برکاتہم فرمایا کرتے تھے اس کا یقین ایسا ہوتا تھا جیسا کسی بات کو دیکھنے سے یقین ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت دامت برکاتہم کے پاس حاضر ہونے کے وقت میں اللہ تعالیٰ کا حاضر ناظر ہونا عقیدہ سے نکل کر حال کے درجہ میں معلوم ہوتا تھا۔ اس کے بعد پھر حضرت دامت برکاتہم عذاب کا ذکر فرماتے تھے تو میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف ہوتا تھا۔ اس

وجہ سے رونا آتا تھا۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات کا ذکر فرماتے تھے تو اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات خیال میں آتے تھے اس خیال سے رونا آتا تھا۔ جب کبھی کسی بزرگ کے کمالات اور اپنے شیخ کے ساتھ ادب ملفوظ فرماتے تھے تو میں اپنے آپ کو اس کے مقابلہ میں لاشے (کوئی چیز نہ) سمجھنے سے اور مجھ میں اس کمال اور ادب کے نہ ہونے سے رونا آتا تھا اور اس کے واسطے آپ استاذی اور حضرت سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ کمال و ادب عطا فرمادیں۔ یہ سب کچھ حضرت کی بات پر کامل یقین ہونے کی وجہ سے تھا۔ اگر اور کوئی (شخص) اللہ تعالیٰ کے احسانات وخوف یا کسی بزرگ کے کمالات فرماتے ہیں لیکن اتنا مجھے معلوم ہوا کہ ان کا حضرت دامت برکاتہم سے تعلق ہے اور نیک ذاکر آدمی ہیں تو ان کی تقریر سے بھی مجھے رونا آتا ہے۔

سُؤال نمبر ④: (کیا سکون کسی خیال سے ہوتا ہے؟)

جَواب: سکون ایک خیال سے حاصل ہوتا ہے کہ جب میں خیال کرتا ہوں کہ میرے رونے سے حضرت کو یا کسی دوسرے شخص کو تکلیف ہوتی تو اس خیال سے رونا بند ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں خجالت و شرمندگی ہوتی ہے یا کسی دوسرے مضمون میں اپنے خیال کو لگاتا ہوں تب رونا بند ہوتا ہے۔

سُؤال نمبر ⑤: (اب کیوں کم ہوا؟)

جَواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ رونا دو وجہ سے کم ہوا۔ ایک یہ کہ جب حضرت سے رخصت ہونے لگے تو حضرت سے احقر نے معافی اور دعا کی درخواست کی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ میں نے معاف کر دیا اور دعا بھی کرتا ہوں۔ اس وقت مجھے رونا آیا اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ رونے والے کو معاف نہیں کیا جاتا ہے تم ہنسو تو معاف کروں گا۔ اس وقت مجھے ہنسی آگئی۔ حضرت نے فرمایا ہاں اب معاف ہے۔ اس بات سے مجھے معلوم ہوا کہ رونا حضرت کی رائے کے خلاف ہے اس واسطے اب جتنی میری طاقت ہو میں طاقت برابر رونے کو روکتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس وقت ہم آنے والے تھے اس مجلس میں حضرت نے میرے بارے میں آپ کو فرمایا کہ بہت شغول کی وجہ سے مجھے وقت نہیں ملتا کہ میں اس کے ساتھ بات چیت کروں یہ میری رائے ہے کہ باہر کچھ نہ ہو یعنی چیخ و پکار بلکہ سب اندر اندر ہو۔ اس سے بھی مجھے معلوم ہوا کہ حضرت کو رونا پسند نہیں۔ اس واسطے اپنے آپ کو رونے سے روکتا ہوں۔ ورنہ مجھے رونا بہت آتا ہے۔ جب مجھے حضرت کی نماز یاد آتی ہے اور ان کی مجلس یاد آتی ہے اور ان کی چال و رفتار یاد آتی ہے اور ملفوظات یاد آتے ہیں پھر تو بہت رونا آتا ہے کبھی چیخ نکلتی ہے اور کبھی بہت مشکل سے بند کرتا ہوں۔

تحقیق: رونا (ایک) اونچی اور پسندیدہ حالت ہے خواہ خوف سے ہو یا شوق سے لیکن چیخ پسندیدہ حالت نہیں اگرچہ عذر میں بری اور منع بھی نہیں لیکن قابل اصلاح ہے اور اصلاح کی حقیقت کو ختم کرنا ہے میرے نزدیک اس کا سبب دماغ وقلب کا ضعف یا حرارت بھی ہے کہ وارد (یعنی آنے والی حالت) کی برداشت نہیں ہے۔ اطباء کو اس سبب کی تشخیص کی طرف دوبارہ اہتمام کے ساتھ متوجہ کیا جائے اور مزاج کے اعتدال کی طبی تدبیر کی جائے اور خارجی تدبیر بھی منظّم کی جائے وہ یہ کہ امید کے مضامین حدیث سے یا اکابر کی باتوں سے بار بار سنائے جائیں اور ایسے مواقع پر ان کے استحضار کا بھی مشورہ دیا جائے اور ایک ماہ کے بعد پھر اطلاع دی جائے۔

(النور، ربیع الثانی ۴ھ۱۳۵ھ)

دعا میں رضا بالقضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنے) کے شبہ کا ازالہ

حال: نماز کے بعد دعا مانگتے وقت فوراً ہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایسا مقدر نہیں کیا ہے اور میں مانگ رہا ہوں تو رضا بالقضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا) کہاں رہا۔ ایسا مانگنے میں گستاخی نہ سمجھی جائے۔ بہرحال میری تسکین فرما دیجئے۔

تحقیق: اس میں اختلاف کیا ہوا بالکل مانگنے کے وقت یہ عزم رکھا جائے کہ اگر مطلوب (مانگی ہوئی چیز) نہ ملے تو نہ ملنے پر ہی راضی رہوں گا۔ دعا اور رضا دونوں (ایک ساتھ) جمع ہوگئیں۔ (النور، جمادی الثانی ۴ھ۱۳۵ھ)

قلب کے ضعف طبعی آثار ہیں اور غیر اختیاری پر مواخذہ (یعنی پکڑ) نہیں

حال: حضور والا! شدید روحانی اذیت وتکلیف سے مغلوب ہوکر اپنی حالت عرض کرتا ہوں۔ ابتدائی عمر میں مگر بلوغ کے بعد غالباً کچھ نمازیں اور روزے مجھ سے فوت ہوئے ہیں۔ نہ تو تعداد بالکل یاد ہے اور نہ قلبی کمزوری کی وجہ سے ان کی قضا کی بالکل ہمت وقوت ہے۔ حج بھی غالباً مجھ پر واجب ہو چکا ہے مگر جب استطاعت تھی تو توجہ نہ تھی اور اب احساس ہے تو استطاعت نہیں ہے (آگے اس استطاعت نہ ہونے کی وجوہات لکھی تھیں) اور گھر میں اور بچہ کو چھوڑ کر تنہا حج کرنے پر قلب کی کمزوری کی وجہ سے قادر نہیں۔ موت کا ہر وقت کھٹکا ہے اور یہ حدیث سن کر اور زیادہ خوف ہے کہ جس پر حج واجب ہو اور وہ مر جائے تو اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں خواہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔

سخت ضعف قلب کا مریض ہوں۔ حکیم صاحب دہلوی کی ادویہ کا استعمال کر رہا ہوں اگرچہ دنیا و دنیاوی زندگی سے دل سخت بیزار اور متنفر ہے اور زندگی وبال جان معلوم ہوتی ہے یہاں کی تکلیفوں اور فکروں کی وجہ سے مگر

پھر بھی طبعی طور پر کچھ ایسا گہرا تعلق اس دنیاوی زندگی سے ہے اور بیوی بچہ سے کہ اگر کفار سے جہاد وقتال واجب ہو جائے تو مجھے یقین نہیں ہے کہ میں شرکت کر سکوں گا۔

تحقیق: یہ سب طبعی ضعف کے آثار ہیں جو غیر اختیاری ہے۔ غیر اختیاری میں مواخذہ نہیں۔ اس لئے نہ ضعف پر ملامت ہے نہ اس کے آثار غیر اختیاریہ پر ملامت ہے ہاں ان آثار میں جو اعمال اختیاریہ ہیں وہ ملامت والے ہیں۔ مگر اس میں قدرت کی شرط ہے اور قدرت نہ ہونے کے وقت احکام بدل جائیں گے۔ احکام کی تفصیل ہر جزئی کی الگ ہے۔ قضا نمازوں کا حکم الگ ہے، حج کا حکم الگ اور جہاد کا حکم الگ ہے (جو) الگ الگ پوچھنے سے بتایا جائے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۴ھ)

مبارک حالات

حال: اکثر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ جل و علا شانہ کے (جو بالکل بے کیف ہیں) سامنے ہوں، اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں۔ پچھلے گناہوں سے استغفار اور آئندہ کے لئے چھوڑنے کا پکا ارادہ ہے، ڈر بہت معلوم ہوتا ہے کہ دیکھئے کیا ہوگا، اس وقت دل بہت گھبراتا ہے اور طبیعت بہت بے چین ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ سب مبارک حالات ہیں۔

حال: لیکن یہ تمام امور خلوت (تنہائی) اور فراغت میں رہتے ہیں اور جب کسی دوسرے کام میں مشغول ہوتا ہوں۔ تو ان کا بالکل خیال نہیں رہتا۔

تحقیق: یہ فرق طبعی اور لازم ہے اور رحمت ہے کیونکہ

ع گر نیست غیبتے ندہد لذتے حضور

ترجمہ: ''اگر جدائی نہ ہو تو وصال کی لذت حاصل نہیں ہوتی ہے۔''

حال: بعد میں پھر خیال ہوتا ہے اور ندامت ہوتی ہے اور یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پہلی بات یونہی تھی (یعنی شمار کے قابل نہ تھی) یہ خیالات تو ہر وقت رہنے چاہئیں۔ اب اس کی تدبیر کیا ہے کہ یہ خیالات پکے ہو جائیں۔

تحقیق: یہ فرق پکا ہونے کے خلاف نہیں کسی حافظ کو اگر قرآن پکا یاد ہو تو کیا یہ بھی لازم ہے کہ ہر وقت تمام الفاظ کا استحضار رہے۔

حال: نماز کا بھی یہی حال ہے کہ بعض ارکان میں توجہ رہتی ہے اور بعض میں غفلت (ہوتی ہے)۔

تحقیق: اس کا سبب خود ارادے سے بھول ہے۔ ورنہ ارادے کے بعد بھول ناممکن ہے اور اس ارادے سے

بھول کا سبب دوسرے مشاغل کا بغیر ارادے کے سامنے آجانا ہے ہاں سامنے آجانے کے بعد ان (مشاغل) کو باقی رکھنا یہ ارادے سے ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اس کے خلاف کا ارادہ نہیں کیا جاتا اور کبھی اس ارادے کی خبر (یعنی توجہ) بھی نہیں ہوتی جس کا سبب عادت ہے۔

علاج: تنبہ (خبردار ہونے) کے وقت آئندہ دوبارہ توجہ کرتے اور گذشتہ پر استغفار سے آہستہ آہستہ رسوخ ہو جاتا ہے جس کی کوئی مدت معین نہیں توجہ کے اہتمام اور استعداد کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس میں فرق ہو جاتا ہے۔ (النور، شوال ۱۳۵۴ھ)

فنا کے آثار

حَالْ: آج کل کچھ دنوں سے اپنے تمام عیوب ہر وقت مستحضر (ذہن میں یا نظروں کے سامنے) رہنے لگتے ہیں اپنے تمام ظاہری اطوار و عادات و اعمال میں اور باطنی اعمال میں ہزاروں طرح کی برائیاں نظر آتی ہیں۔ سوچتا ہوں تو جی گھبراتا ہے کہ آخر کس طرح ان کی اصلاح ہوگی مجھ پر تو بڑی بے حسی طاری ہے۔ اختیاری کاموں میں جہاں تک ہو سکے اہتمام رکھتا ہوں مگر کچھ بنائے نہیں بنتا۔ بڑا خوف معلوم ہوتا ہے کہ میری حقیقت تو یہ حالت ہے اور لوگ مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ اکثر اوقات اپنی تعریف بھی لوگوں کی زبانی سنتا ہوں جس سے بڑی وحشت ہوتی ہے کہ یا اللہ میرا انجام کیا ہوگا یہ بڑا دھوکہ ہے اور خالص ریا کاری ہے لوگ میری طرف سے کتنے دھوکے میں ہیں۔

حضرت والا! مجھے اپنی اس حالت پر طرح طرح کے وساوس پیدا ہوتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس و شیطان کی ملاوٹ سے میں بالکل تباہ ہو جاؤں۔ میں لوگوں سے جہاں تک ہو سکے بہت ہی کم ملتا ہوں۔ نہ کسی سے ملنے کو جی ہی چاہتا ہے۔ مجھے کسی بات میں کوئی دلچسپی ہی معلوم نہیں ہوتی۔ زندگی بالکل بے کیف سی معلوم ہوتی ہے جب کسی تردد خاطر (طبیعت کے شک و) وغیرہ سے معمولات چھوٹ جاتے ہیں تو بہت دل گھبراتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ مجھ پر خسر الدنیا والاخرۃ (کہ دنیا و آخرت میں ناکام) والی مجھ پر نچ نہ آجائے حالانکہ عقل سے یہ سب باتیں توجہ کے قابل معلوم نہیں ہوتی ہیں مگر چونکہ آج کل طبیعت پر ان کے اثرات کا غلبہ ہے اس لئے حضور والا سے عرض حال کر کے مودبانہ التماس ہے کہ میری تسکین قلب و اصلاح حال کے لئے دعا فرمائیں۔

تَحْقِیقْ: دعا بھی کرتا ہوں اور بشارت بھی دیتا ہوں کہ یہ سب فنا کے آثار ہیں۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

مناسبت نہ ہونے کا علم مناسبت کی دلیل ہے

حَالؒ: میرے آقا میرے ملجا و ماوا! میرا یہ حوصلہ نہیں کہ اس کی درخواست کروں اور حوصلہ اس لئے نہیں کہ ذرہ کو آفتاب سے نسبت ہی کیا۔ لیکن کسی طرح دل کی تسلی نہیں ہوتی اس لئے پورے ادب کے ساتھ یہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ حضور والا دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تھوڑی سی سچی محبت اور عقیدت اور صحیح نسبت حضور والا سے عطا فرمائیں کہ اس پر ہی سب دار و مدار ہے۔

تَحْقِیق: دل سے دعا کرتا ہوں۔

حَالؒ: حضور والا کے علوم و معارف کی فراوانی (زیادتی) اور اپنی کم لیاقتی (قابلیت کے کم ہونے) کو دیکھتا ہوں تو اکثر مایوسی کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے اس کا رنج اب اکثر رہتا ہے کہ حضور سے مناسبت پیدا نہیں ہوئی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔

تَحْقِیق: یہ بھی مناسبت ہے کہ مناسبت نہ ہونے کا علم ہو جائے آخر عبد کو حق تعالیٰ سے نسبت ہوتی ہے یا نہیں حالانکہ (اللہ تعالیٰ کی ذات جو) واجب (یعنی خالق ہے) اور (بندہ جو کہ) ممکن (یعنی مخلوق ہے) میں کیا مناسبت مگر وہاں یہی مناسبت ہے کہ ان کی عظمت (اور) اپنی ذلت کا علم ہو جائے۔ اسی لغوی مناسبت نہ ہونے کے علم کو مناسبت اصطلاحیہ کہا جاتا ہے۔ باقی اس سے آگے ’’چہ نسبت خاک را با عالم پاک‘‘ لام کے زبر کے ساتھ (جس کا مطلب عالم بالا ہے) چہ جائے با عالم پاک لام کے زیر کے ساتھ جس کا مطلب آدمی مراد حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ ہیں۔

حَالؒ: جو کچھ دل میں ہے اس کے اظہار کی پوری قدرت بھی نہیں۔

تَحْقِیق: یہ بھی اسی مناسبت نہ ہونے جس کا نام مناسبت ہے کی شاخ ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

دل دھڑکنا رحمت ہے مگر اعتدال کی ضرورت ہے

حَالؒ: حضرت! جب مجھ کو موت یاد آتی ہے تو میرا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ نہ معلوم موت کے بعد کیا حشر ہوگا۔

تَحْقِیق: یہ دھڑک رحمت و نعمت ہے مگر اعتدال کی ضرورت ہے وہ اعتدال یہ ہے کہ ایسے وقت عفو و مغفرت کی خوب دعا کیا کریں۔ (النور، رجب ۱۳۶۷ھ)

صدمہ میں کبھی ایسے الفاظ ذہن میں آتے ہیں جو خلاف ادب ہیں

نوٹ: ایک اجازت یافتہ صدمہ کا ایک سخت واقعہ اور اپنے صبر و تفویض کا (حال) لکھ کر ذیل کا مضمون لکھا جس

کے بعد جواب منقول ہے۔

حَالؒ: کبھی کبھی یہ مضمون بھی زبان پر آ جاتا ہے ؎

اے رفیقاں راہ ہارا بست یار ❁ آہوئے لنگیم و اوشیر شکار

جز کہ تسلیم و رضا کو چارۂ ❁ در کف شیر نر خونخوار

تَرجَمَہ

❶ اے دوستو! راستوں کو محبوب نے بند کر رکھا ہے ہم لنگڑے ہرن ہیں وہ شکاری شیر ہے۔

❷ خونخوار نر شیر کے پنجے میں تسلیم و رضا کے علاوہ کیا چارہ ہے۔

تَحقِیق: ایسے اشعار جن میں ایسے الفاظ ہوں ہم جیسوں کے لئے خلاف ادب ہیں۔ بڑوں کی اور بات ہے سخت احتیاط واجب ہے۔ (النور، رجب ۱۳۵۲ھ)

رسالہ عبور البراری فی سرور الذراری

(رسالہ عبور البراری) مشرکین کی اولاد کے بارے میں تفصیل

حَالؒ: (نیند کے علاوہ) بے خودی کی حالت میں ایک روز رسول اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیر سے یہ ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں مشرکین کی اولاد کے جہنمی ہونے میں شک ہے۔ ارشاد ایسے طریقہ پر تھا کہ جس سے ان کا جہنمی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اس سے پہلے میرا غلبۂ ظن ان کے جہنمی نہ ہونے کا تھا۔ اور جہنمی نہ ہونے کی روایات کو راجح سمجھتا تھا۔ مگر اس ارشاد کے بعد سے اپنا خیال بھی الٹ ہو گیا ہے۔ اور اس وقت اس مسئلہ کا بالکل وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اچانک بیٹھے بیٹھے بے خودی طاری ہو کر (یعنی خالص نیند کے بغیر) زیارت اور ارشاد کی برکات نصیب ہوئیں۔

تَحقِیق: بڑی خوش قسمتی ہے مبارک ہو اور اس سے زیادہ خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ زیارت کے آثار کو روایت (حدیث) کے آثار کے مطابق رکھا جائے کہ جو احکام منقول ہیں ان میں جو تجلیات دیکھی جائیں ان سے زیادہ مقصودیت ہے اس لئے یہ عرض ہے کہ دلائل سے یہ احکام ثابت ہیں۔ ① خواب یا بے خودی شرعی حجت نہیں ② پس جو چیز ثابت نہ ہو اس سے وہ ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ نہ راجح مرجوح نہ مرجوح راجح سب احکام اپنی حالت پر رہیں گے لیکن اتنا اثر لینا شرع کے موافق ہے کہ جس میں زیادہ احتیاط ہو اس کو پہلے سے زیادہ لے لیا جائے۔

❸ جس مسئلے میں بحث ہورہی ہے یعنی مشرکین کے بچوں میں علماء کے تین مذہب منقول ہیں۔ ① عذاب دیا جانا ② نجات ہو جانا ③ اس مسئلہ میں خاموشی اور سکوت۔ ہر مذہب پر دلائل شرعیہ موجود ہیں تو خواب سے نہ کسی مذہب کی نفی ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی ثابت کرنے اور دلالت کرنے والی دلیل باطل ہوسکتی ہے۔ پھر ان تینوں قول میں اکثر محققین نے نجات کو ترجیح دی ہے خاص طور پر بخاری کی حدیث کے بعد کہ آپ نے بچوں کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس مجتمع دیکھا اس وقت آپ سے پوچھا گیا واولاد المشرکین (مشرکوں کی اولادیں بھی) آپ نے فرمایا واولاد المشرکین (مشرکوں کی اولادیں بھی) تو خواب سے اس ترجیح کا بطلان بھی نہ ہوگا۔

❹ یہ بھی احتمال ہے کہ خواب دیکھنے والے کو اچھی طرح یاد نہ رہا ہو۔

❺ بعض علماء کی رائے پر یہ بھی احتمال ہو کہ جن کو دیکھا گیا ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں۔

❻ اوران سب امور کے علاوہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جہنمی ہونا عذاب دیئے جانے کے لئے ضروری نہیں ہے خود حدیث میں صاف ہے کہ ایک جماعت اہل جنت کی ہوگی جو جہنمی کہلائیں گے۔ (رواہ البخاری) اسی طرح ممکن ہے کہ یہ بچے جہنم میں کسی مصلحت کی وجہ سے رکھے جائیں اور عذاب نہ دیا جائے اور خواب سے حقیقت میں اتنا ہی ثابت ہوتا ہے۔

❼ اسی طرح غور کیا جائے کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف خواب میں حضور کا ارشاد سن لے اس وقت اس کے علاوہ کیا فیصلہ ہوگا کہ خواب حجت نہیں۔

(تتمہ): اوپر کے جواب کے تحریر کے بعد احباب نے بعض غیر مشہور روایتیں اس باب کے بارے کنز العمال و جامع صغیر میں دکھلائیں۔ چونکہ ان سے بھی بعض ضروری فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے نفع کے پورا ہونے کے لئے ان کو بھی مع ان فوائد کے نقل کرتا ہوں۔

الرواية الاولى: عائشة لو شئت لا سمعتك تضاغيهم من النار يعنى اطفال المشركين (الديلمى عن عائشه) الرواية الثانية: ان اللّٰه تبارك و تعالٰى اذا قضى بين اهل الجنة واهل النار ثم ميرهم عجوا فقال اللهم ربنا لم يا تنا رسولك ولم تعليم شيئا فارسل اليهم ملكا واللّٰه اعلم بما كانوا عاملين فقال انى رسول ربكم اليكم فانطلقوا فابتغوا حتى اتوالنا قال لهم ان اللّٰه يامركم ان تقحموا فيها فاقتحمت طائفة منهم ثم اخرجوا من حيث لا يشعر اصحابهم فجعلوا فى السابقين المقربين ثم جاء هم الرسول فقال ان اللّٰه يامركم ان تقتحموا فى النار فاقتجمعت طائفة اخرى ثم اخرجوا من حيث لا يشعر

اصحابهم فجعلوا فی اصحاب الیمین ثم جاء هم الرسول فقال ان اللّٰه یامرکم ان تقتحموا فی النار فقالوا ربنا لا طاقة لنا بعذابك فامربهم فجمعت نواصیهم واقدامهم ثم القوا فی النار (الحکیم عن عبداللّٰه بن شداد) ان رجلا سال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عن ذراری المشرکین الذین هلکوا صغارا قال فذکره.

الروایة الثالثة: سالت ربی ان تیجاوز عن اطفال المشرکین فتجاوزهم وادخلهم الجنة (ابونعیم عن انس).

الروایة الرابعه: لم یکن لهم سیئات فیعاقبوا بها فیکونوا من اهل النار ولم یکن لهم حسنات فیجازوا بها فیکونوا من ملوك اهل الجنة هم خدم اهل الجنة یعنی اطفال المشرکین (طب عن الحسن بن علی).

الروایة الخامسة: انی سالت ربی اولاد المشرکین فاعطانیهم خدما لاهل الجنة لانهم لم یدرکوا ما ادرك ابائهم من الشرك ولا نهم فی المیثاق الاول (الحکیم عن انس وابوالحسن بن ملة فی امالیه عن انس) هذا کله فی کنزالعمال کتاب القیامة من قسم الاقوال ذکر اهل الجنة وفیه ذکر اولاد المشرکین فی موضعین وحسن فی الجامع الصغیر.

الروایة الخامسة: بالرمز وفی العزیزی باللفظ.

الروایة السادسة: اولاد المشرکین خدم اهل الجنة (طس عن سمرة وعن اعنس) اورده فی الجامع الصغیر وصحه بالرمز والعزیزی باللفظ.

پہلی روایت: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اگر تم چاہوتو میں تمہیں جہنم میں ان کے بلبلانے کی آواز سنادوں۔ (یعنی مشرکین کے بچوں کی آواز سنادوں)۔

دوسری روایت: اللہ تبارک وتعالیٰ جب جنتیوں اور جہنمیوں کا فیصلہ فرمادیں گے تو بعد میں سرکشوں کو علیحدہ جمع فرمائیں گے تو وہ کہیں گے: ہمارے رب! ہمارے پاس آپ کے رسول نہیں آئے اور نہ انہوں نے ہمیں کوئی چیز سکھائی تو اللہ اُن کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے تھے اس کو خوب جاننے والے ہیں۔ وہ فرشتہ ان سے کہے گا میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بھیجا گیا ہوں تم اپنے رب کے پاس چلو وہ لوگ جہنم کے پاس آئیں گے۔ وہ فرشتہ ان سے کہے گا اللہ تعالیٰ کا تمہیں حکم ہے کہ تم اس میں داخل ہوجاؤ۔ ایک

جماعت ان میں سے اس میں داخل ہو جائے گی۔ پھر ان کو اس میں سے نکالا جائے اس طرح کہ ان کے ساتھیوں کو معلوم نہ ہوگا اور سابقین مقربین میں ہو جائیں گے۔

پھر ان (دوسروں) کے پاس فرشتہ آئے گا ان سے کہے گا تمہارے رب کا حکم ہے کہ تم اس میں داخل ہو جاؤ تو یہ دوسرا گروہ بھی آگ میں داخل ہو جائیں گے پھر ان کو بھی اس طرح نکالا جائے کہ ان کے ساتھیوں کو علم نہیں ہوگا اور اصحاب الیمین میں سے ہو جائیں گے۔

پھر ان (باقی) لوگوں کے پاس وہ قاصد آئے گا اور ان سے بھی کہے گا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم آگ میں داخل ہو جاؤ تو وہ کہیں گے ہمارے رب! ہم میں آپ کے عذاب کی طاقت نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم فرمائیں گے کہ ان کے پیشانیوں اور پاؤں کو سمیت جہنم میں ڈال دیا جائے گا...... ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں پوچھا تو ایسا ہی فرمایا۔

تیسری روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے اپنے رب سے مشرکین کے بچوں سے درگذر کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگذر کا معاملہ فرمایا اور ان کو جنت میں داخل فرما دیا۔

چوتھی روایت: مشرکین کے بچوں کے گناہ نہیں ہیں کہ ان کو سزا دی جائے نہ ان کی نیکیاں ہیں کہ انہیں جنت والوں کا سردار بنایا جائے (بلکہ) وہ جنتیوں کے خادم ہوں گے۔

پانچویں روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے مشرکین کے بچوں کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ ان کو مجھے جنتیوں کے خادم بنا کر دے دیا کیونکہ انہوں نے وہ کام نہیں کیا جو ان کے باپ دادا نے شرک کیا وہ اپنے پہلے عہد ہی پر رہے۔

چھٹی روایت: مشرکوں کے بچوں جنتیوں کے خادم ہوں گے۔

الفائدة الاولی: اصل جواب کے چھٹے نمبر میں لکھا ہے کہ جہنمی ہونے کے لئے عذاب دیا جانا ضروری ہے اور بظاہر پہلی روایت عذاب دینے ہی کو بتاتی ہے کیونکہ بلبلانا کسی درد ہی کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ بلبلانے کے دوسرے اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اپنے آباء کی حالت دیکھ کر جیسے دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اگر کسی بچے کے باپ بھائی کو کوئی مارے بچے رونے لگتے ہیں یا مثلاً تکلیف نہ ہونے کے باوجود آئندہ تکلیف ہونے کے احتمال کی وجہ سے جیسے دنیا میں بھی خوف نہ ہونے کے وقت بھی بچے آئندہ کے ڈر سے رونے لگتے ہیں۔ یا مثلاً خود جہنم کے منظر کو ناپسند کر کے اس سے نکلنے کے لئے الحاح کے لئے جیسے اس کے نظائر دنیا میں بھی دیکھے جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس کا قائل ہونا پڑے گا کہ بچوں میں بچپن کے بعض جذبات

وہاں بھی رہیں گے اس لئے اس کے ضروری ہونے میں کچھ بھی دوری نہیں ہے۔ چنانچہ چھوٹے بچے جو اپنے والدین کے بخشوانے کے لئے اڑ جائیں گے کہ ہم ان کے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے وہاں حدیث میں ارشاد خداوندی ان لفظوں سے منقول ہے۔ ﴿ایها السقط المراغم ربه ادخل ابویك الجنة﴾ (اے ضدی بچے اپنے رب سے ضد کرنے والے ناتمام بچے اپنے والدین کو جنت سے لے جا) مراغم (یعنی جھگڑنے والے) کا لفظ ان جذبات کے باقی رہنے کو بتا رہا ہے۔

سُؤال: جب اس کا مطلب عذاب مدلول نہیں تو اس خبر دینے سے حضور اقدس ﷺ کا مقصود کیا ہے۔

جَواب: صرف آگ میں داخلے کی خبر دینا ہوسکتا ہے کہ یہ بھی ظاہری طور پر دور تھا اس دوری کے دور کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہو۔ یہ تو حدیث کی دلالت میں کلام ہے باقی ثبوت میں یہ کلام ہوسکتا ہے کہ حدیث ضعیف ہے۔ چنانچہ کنز العمال کے خطبہ میں دیلمی کی روایات کا ضعف مصرح ہے اس لئے جب اقوی سے تعارض ہوگا اقوی کو ترجیح ہوگی۔

الفائدة الثانية: دوسری روایت بھی بظاہر مشرکوں کے بچوں کے ایک حصہ کو عذاب دیئے جانے کو بتا رہی ہے۔ پر جنہوں نے آگ میں جانے سے عذر وانکار کیا۔ اس کا ایک جواب تو وہی ہوسکتا ہے کہ آگ میں ڈالے جانے کے لئے عذاب ضروری نہیں ہے۔ رہا یہ کہ پھر اس میں حکمت کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ نافرمانی کی صورت پر عذاب کی صورت کو مرتب فرمانا مقصود ہو جیسا اس کے الٹ (قصہ) میں فرعون کی نجات کی صورت کو مرتب فرمایا اور فاء (جو کہ) تریب (کے لئے آتی ہے اس) کے ساتھ ارشاد فرمایا "فالیوم ننجیك ببدنك" (کہ ہم آج تیرے بدن کو نجات دیں گے) اس حکمت کو تو اشارۃً فرمایا اور دوسری حکمت کو صراحۃً (فرمایا کہ) "لتکون لمن خلفك ایة" (تاکہ تو اپنے بعد والوں کی عبرت ہو جائے) دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر آگ میں عذاب دینے کو بتانا ہے مان لیا جائے تو یہ ان کے رب کے قاصد کے انکار کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے آگ میں جانے سے انکار کیا۔ تو عذاب احتمال کا نتیجہ ہوا صرف مشرکوں کی اولاد ہونا سبب نہیں ہوا ورنہ ان ہی بچوں کے جو اور دوحصے تھے ان کو سابقین اور اصحاب یمین میں کیوں داخل کیا جاتا سو چونکہ انہوں نے فرمانبرداری کی اس لئے ان کو یہ درجات عطا ہوئے۔

سُؤال: جس حکم کی مخالفت عذاب دیئے جانا سبب ہوسکتی ہے قرآن وحدیث سے اس میں یہ شرط ہے کہ وہ مالا یطاق (طاقت سے باہر) نہ ہو اور آگ میں گر جانا ظاہر ہے کہ مالا یطاق (طاقت سے باہر) ہے چنانچہ انہوں نے یہی عذر کیا کہ "ربنا لا طاقة لنا بعذابك"، پھر اس پر عذاب کیسے ہوا۔

جواب: چونکہ صرف آگ میں جانا عذاب کے لئے ضروری نہیں انہوں نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ وہاں عذاب ہی ہوگا اس لئے ان کو اطاعت کرنا چاہئے تھا۔

سؤال: احتمال تو عذاب کا تھا اور احتمال بھی غالب اور دلیل کی وجہ سے۔

جواب: ممکن ہے کہ ان پر منکشف کر دیا (یعنی دکھا دیا) گیا ہو کہ عذاب نہ ہوگا صرف آزمائش اور امتحان کے لئے حکم ہوا ہو۔ جیسے اس کی نظیر مسلم وترمذی کی حدیث میں وارد ہے۔

فالحديث الاول: عن انس رضى الله تعالٰى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يخرج من النار اربعة فيعرضون على الله ثم يومر بهم الى النار فليتفت احدهم فيقول اى رب لقد كنت ارجوا اذا اخرجتنى منها ان لا تعيدنى فيها. قال فينجيه الله منها.

والثانى: عن ابى هريرة رضى الله تعالٰى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان رجلين ممن دخل النار اشتد صياحهما فقال الرب تعالٰى اخرجوهما فقال لهما لاى شيء اشتد صياحكما. قال فعلنا ذلك لترحمنا قال فان رحمتى لكما ان تظلقا فتلقيا انفسكما حيث كنتما من النار فيلقي احدهما نفسه فيجعلها الله عليه بردا وسلاما ويقوم الاخر فلا يلقى نفسه فيقول له الرب تعالٰى ما منعك ان تلقى نفسك كما القى صاحبك فيقول رب انى لارجو ان لا تعيدنى فيها بعدما اخرجتنى منها فيقول له الرب تعالٰى لك رجاءك فيدخلان جميعا الجنة برحمة الله (كذا فى المشكوة الفصل الثانى من باب الحوض والشفاعة).

پہلی حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنم سے چار آدمی نکالے جائیں گے پھر ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے تو انہیں حکم ہوگا جہنم میں ڈال دیا جائے۔ ان میں سے ایک (اللہ تعالیٰ کی طرف) متوجہ ہوگا اور کہے گا: میرے رب! میں نے یہ گمان کیا ہے کہ تو نے جب مجھے جہنم سے نکال لیا تو دوبارہ اس میں نہیں ڈالے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کو نجات عطا فرمائیں گے۔

دوسری حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ جہنم سے داخل ہوئے ہوں گے ان میں سے دو آدمی بہت زیادہ چیخ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انہیں نکالو۔ (ان سے پوچھیں گے) کس وجہ سے تمہاری چیخ سب سے زیادہ آرہی تھی۔ وہ کہیں گے ہم نے یہ اس لئے

کیا تا کہ آپ ہم پر رحم فرمائیں۔ میری رحمت تمہارے لئے ہے تم دونوں جاؤ اور جیسے تم آگ میں تھے ایسے ہی خودکو آگ میں ڈال لو۔ ایک ان میں خودکو آگ میں ڈال دیتا ہے تو وہ آگ اس کے لئے ٹھنڈی سلامتی والی بن جاتی ہے ایک ان میں سے کھڑا رہتا ہے اور خودکو آگ میں نہیں ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھتے ہیں تجھے کس بات نے روکے رکھا ہے کہ تو نے خودکو آگ میں نہیں ڈالا جس طرح تیرے ساتھی نے خودکو آگ میں ڈال دیا۔ وہ کہے گا میرے رب میں یہ امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے آگ سے نکالنے کے بعد دوبارہ آگ میں نہیں ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرے لئے تیری امید ہی ہے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

پھر یہ انکار صرف ایسا تھا جیسے بعض لوگوں کو یقین دلایا جاتا ہے کہ روزہ رکھنے سے کچھ تکلیف نہ ہوگی یا سفر حج میں جہاز اور دریا سے کوئی تکلیف نہ ہوگی پھر بھی کم ہمتی سے اس کو برداشت نہیں کرتے تو کیا یہ لوگ معذور ہوں گے۔

سؤال: آخرت تو عالم جزا (بدلہ دیئے جانے کا عالم) ہے نہ کہ عالم ابتلا (امتحان کا عالم) وہاں ان کے ساتھ یہ معاملہ کیسے کیا گیا۔

جواب: یہ (تقسیم کہ آخرت بدلے کی جگہ ہے امتحان کی جگہ نہیں ہے) غالب حالات کے اعتبار سے ہے (کہ اکثر ایسا ہی ہے) تقسیم باعتبار احوال غالبہ کے ہے ورنہ دنیا جو عالم ابتلا (امتحان کی جگہ) ہے اس میں بھی بعض بدلے ملتے ہیں اسی طرح آخرت میں بعض واقعات ابتلاء کے ہو سکتے ہیں۔

سؤال: (آگ میں داخل ہونے کا حکم) گناہ کے بعد تو کوئی دور کی بات نہیں ہے لیکن گناہ سے پہلے تو دور کی بات ہے۔

جواب: وہ حکم بھی امتحان کے لئے تھا بدلے کے لئے نہ تھا۔ مگر اس کا ابتلا ہونا ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔ اس حکم کے بعد بھی یہی مقصود تھا کہ جو مانے گا اس کو نجات ہوگی جو نہ مانے گا اس کو سزا ہوگی۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں اس کا ابتلا ہونا نہ آیا وہ جزا سمجھے اسی لئے یہ عذر کیا کہ ہم کو تو کچھ خبر ہی نہیں۔ اس لئے اس جزاء سے معاف کیجئے۔ پہلے سے چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ میں تھا کہ اس کے بعد ان کو اس طرح حکم دیا جائے گا اور ان میں بعض فرمانبرداری کریں گے بعض نافرمانی کریں گے اس لئے اس آزمائشی حکم کے بعد حکم تکلیفی فرما دیا۔ پس جزاء و سزا کا نتیجہ عمل ہی پر ہوا۔ اور اس روایت میں جو ارشاد ہے "اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین" (اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے) اس میں اسی طرف اشارہ ہو گیا کہ اس پچھلے حکم کے وقت اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ

عذر کریں گے پھر ان پر اس طرح حجت پوری ہوگی اور پھر اس تفصیل سے ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا اس روایت میں اس تفسیر کی دلیل بھی موجود ہے۔ دوسری مشہور حدیثوں میں جو یہ جملہ آیا ہے وہاں بھی اسی تفسیر کا احتمال ہے اس لئے اس حدیث کے بارے میں جو مشہور ہے کہ اس سے توقف (یعنی نہ جہنمی کہنا نہ جنتی کہنا بلکہ خاموش رہنا) معلوم ہوتا ہے اور توقف کی یوں تقریر کی جاتی ہے کہ بڑے ہوکر جیسے عمل کرتے ہیں ویسے جزا ملے گی اس کی کوئی دلیل نہیں۔ پھر اس میں یہ دور کی بات بھی ہے کہ اس سے بغیر عمل کے جزا کا قائل ہونا لازم آتا ہے جو ظاہرا دوسری قرآنی واضح آیات وصاف احادیث سے ٹکراتا ہے اور اگر اس دوسری روایت کی تفصیل ثابت نہ ہو (جیسا کہ حکیم کی روایت کو خطبہ کنز العمال میں ضعیف کہا گیا اور یہ ضعیف بھی ایک جواب ہے اس روایت کی عذاب دینے کی دلالت کا جیسا کہ پہلا جواب باعتبار دلالت کے تھا) اور اس لئے "اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین" کی یہ تفسیر مانی نہ جائے تو پھر توقف پر محمول کر کے اس کی سب سے قریب تفسیر یہ ہے کہ اجزاء کا مدار عمل پر ہے اور بلوغ کے بعد جو یہ عمل کرتے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کیا کرتے اور اللہ تعالیٰ اس کے موافق ان کو جزا دیتا مگر وہ واقع نہیں ہوا۔ اس لئے اس اصل کے موافق نہ تو ثواب کے یہ مستحق ہیں...... نہ عذاب کے۔

باقی دوسرے دلائل سے عذاب کا نہ ہونا ثابت ہے تو اب اس میں توقف رہا کہ آیا ان کو ثواب ہوگا یا جانوروں کی طرح نہ ثواب ہوگا نہ عذاب مثلاً مٹی کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ نووی نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔

"حیث قال وحقیق لفظه اللّٰه اعلم بما کانوا یعملون لو بلغوا ولم یبلغوا اذا لتکلیف لا یکون الا بالبلوغ" ترجمہ: اللّٰه اعلم بما کانوا عاملین (کہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیا کام کرنے والے تھے جب بالغ ہوتے یا بالغ نہ ہوئے تو) کی حقیقت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کیونکہ احکام کی تکلیف کا مدار تو بلوغ پر ہے۔ اور یہ توقف (سکوت) اس وقت فرمایا ہو کہ آپ کو اس کا علم نہ عطا کیا گیا ہو پھر بعد علم توقف نہ رہا ہو اور نجات کی جانب کو متعین فرما دیا جیسا روایات آئندہ کا مقتضی ہے جیسا فائدہ ثالثہ کے تحت میں مذکور ہے۔

(ضمیمہ مضمون بالا): اس مقام کی تحریر کے کئی روز بعد ابوداود کی ایک حدیث سے مضمون بالا یعنی جملہ "اللّٰه اعلم بما کانوا عاملین" کا توقف پر دلالت نہ کرنا صاف سمجھ میں آتا ہے اس لئے اس کو یہاں ساتھ لکھتا ہوں۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن عائشة قلت یا رسول اللّٰه ذراری المومنین فقال من ابائهم فقلت یا رسول اللّٰه بلا عمل فقال اللّٰه اعلم بما کانوا عاملین قلت یا رسول اللّٰه فذراری المشرکین قال من

ابائم فقلت بلا عمل فقال واللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین.'' (جمع الفوائد)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! مومنوں کے بچوں کا کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے باپ دادا کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! عمل کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ زیادہ جاننے والے ہیں جو یہ عمل کرتے۔ پھر میں نے پوچھا مشرکین کی اولاد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادا کے ساتھ میں نے پوچھا عمل کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والے ہیں جو یہ عمل کرتے۔''

تائید ظاہر ہے کیونکہ اگر اس جملہ سے توقف مقصود ہوتا تو دونوں جگہ ہم من ابائھم (یعنی اپنے باپ دادا کے ساتھ ہوں گے) یقین کے ساتھ دونوں جگہ کیسے آتا۔ بس معلوم ہوا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ واقعی جزا کا مدار تو عمل ہی پر ہے اور بلوغ کے بعد یہ جو عمل کرتے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کیا کرتے اور اللہ تعالیٰ اس کی موافق ان کو جزاء دیتا۔ مگر وہ واقع نہیں ہوا اس لئے اس اصل کے موافق تو یہ نہ ثواب کے مستحق ہیں نہ عذاب کے اس لئے ان کے ساتھ کوئی معاملہ بدلے کے طور پر نہ ہوگا جزاء نہ ہوگا بلکہ (ماں باپ کے ساتھ) ملانے کے طور پر ہوگا اس لئے دونوں جگہ من ابائھم فرمایا۔ لیکن دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ جن لوگوں کو ثواب والوں کے ملایا جائے گا ان کو تو ثواب ہوتا ہے جن لوگوں کو عذاب والوں کے ساتھ ملایا جائے گا ان کو عذاب نہیں ہوتا اگرچہ آگ میں ہوں اور آگ میں رہنے کے لئے عذاب دینا ضروری نہیں اور جس وقت یہ ارشاد ہوا تھا اس وقت تک یہی حالت تھی۔ اس کے بعد ان عذاب والوں کے ساتھ ملائے گئے لوگوں کا جنت میں داخل ہونا معلوم کرا دیا گیا۔ اس وقت یہ ارشاد فرمایا۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سئل عمن فی الجنة فقال النبی فی الجنة والشھید فی االجنة والمولود فی الجنة والمودة فی الجنة للبزار عن سمرة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سالت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن اولاد المشرکین قال ھم خدم اھل الجنة للبزار والکبیر والاوسط. جمع الفوائد (وھذا التقریر متحد اولہ باول التقریر السابق فی العبارة ایضا وآخرہ باخرہ معنی فانقطع احتمال التوقف).

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جنتی کون ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی جنت میں ہوں گے شہید جنت میں ہوں گے، بچے جنت میں

ہوں گے وہ بچیاں جن کو زندہ دفنایا گیا ہوگا وہ جنت میں ہوں گی۔ بزار سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنتیوں کے خادم ہوں گے۔ اس عبارت سے توقف کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔''

تیسرا فائدہ: تیسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی رایت سے جن میں پانچویں روایت کی تحسین اور چھٹی روایت کی تصحیح بھی کی گئی ہے سب روایات میں نہایت سہولت سے موافقت ہو جاتی ہے۔ توقف کی روایات میں تو کوئی حکم ہی نہیں تھا ناطق (حکم بتانے والی روایت) اور ساکت (حکم نہ بتانے والی روایت) میں تعارض ہی نہیں جو موافقت کی ضرورت ہو، بلکہ ناطق ساکت کا فیصلہ کرنے والی ہے اور روایات دخول نار سے اس طرح تطبیق ہو جائے گی کہ دونوں واقعوں کا زمانہ مختلف ہے۔ پہلے آگ میں داخل ہونے کا حکم ہوا ہو یا اس کا وقوع ہو گیا ہو اسی تفصیل کے مطابق جو گذر چکی ہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دخول جنت ہو جائے۔ جیسا مومنین حضور کی شفاعت سے بعض آگ میں داخل ہونے سے پہلے بعض آگ میں داخل ہونے کے بعد جنت میں ہوں گے۔ پھر ان کا درجہ جنت میں بتلا دیا گیا کہ اہل الجنۃ کے خادم ہوں گے اور اس کی وجہ بھی یہ فرما دی کہ اعمال نہ ہونے کے سبب ان کو ملوکیت کا درجہ عطا نہیں ہوا، تابع ہو کر جنت میں مقیم ہوں گے اور دوزخ سے نجات کی وجہ بھی فرما دی کہ وہ اعمال شرکیہ سے بھی پاک تھے اور میثاق اول پر قائم تھے۔

اس علت پر اگر سوال ہو کہ یہ علت تو مسلمانوں کے بچوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ نہ ان کے پاس اعمال صالحہ ہیں اور نہ گناہ ہیں تو چاہئے کہ وہ بھی اہل جنت کے خادم ہوں۔ جواب یہ ہے کہ (اعمال صالحہ اور گناہ نہ ہونے کی وجہ سے) ہونا تو یہی تھا مگر ایک دوسرے سبب سے کہ وہ مومنین کی طرف منسوب ہونا ہے درجات میں ان کے ساتھ ملیں گے اور اگر دوسری روایت ثابت ہو تو یوں کہیں گے کہ ان بچوں کی مختلف جماعات کے ساتھ مختلف معاملہ ہوگا۔ نجات سب میں معاملہ مشترکہ (برابر کا) ہوگا اور غالب یہی ہے اور اگر ان کی ایک جماعت کو عذاب دینا بھی مان لیا جائے جیسا دوسرے فائدہ کے شروع میں عذاب کے احتمال کو اگر مان لیا جائے کہہ کر جواب دیا گیا ہے تو آخری روایتوں کی وجہ سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ پھر ان کو بھی نجات ہو کر اہل جنت کا خادم بنا دیا جائے گا کیونکہ دوسری روایت میں کوئی لفظ ہمیشہ کا معنی نہیں بتا رہا ہے اسی طرح اس جماعت کا صرف گناہ اور عذر منقول ہے جو آگ میں داخل ہونے کا سبب ہو سکتا ہے انکار یا تکبر کی وجہ سے انکار منقول نہیں ہمیشہ کا سبب ہو تو قواعد کلیہ سے بھی یہی ہونا چاہئے ہے کہ اگر شفاعت بھی نہ ہو تب بھی ان کو نجات ہو جائے گی۔

سوال: پانچویں روایت حکیم کی ہے جن کی تضعیف کنز العمال کے خطبہ میں کی گئی ہے اس سے دلیل کیسے

حاصل کی جا سکتی ہے۔

جواب: یہ حکم اس جگہ ہے جہاں اس کا خلاف ثابت نہ ہو۔ یہاں تحسین دلیل سے ثابت ہے اس لئے ضعف کا حکم نہیں کیا جائے گا خصوصاً جبکہ چھٹی روایت سے بھی جس کی تصحیح کی گئی ہے تائید ہو بلکہ اگر کسی روایت کی تصحیح و تحسین بھی نہ ہوتی ہو خود تعدد روایات (یعنی روایات کے زیادہ ہونے) سے قوت آ جاتی ہے۔ خصوص جب تلقی علماء بالقبول (خصوصاً جبکہ علماء کے ہاں مقبول) بھی ہو تو وہ خود تقویت (قوت دینے) کا مستقل قرینہ ہے اور یہاں ایسا ہی ہے چنانچہ نووی وعزیزی اور دوسرے علماء نے ان کی نجات کو جمہور علماء کا قول کہا ہے۔ واللّٰہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

"تحدث بالنعمة وفرح بالرحمة" (نعمت کا بیان اور رحمت سے راحت کا ہونا) کل تمام دن سے روایت سے اشکالات اتنے زیادہ ہوئے کہ ان کی زیادتی سے دل میں اتنی فکریں اور اتنے غم جمع ہو گئے کہ اس کے سامنے سخت سے سخت بری عقبات (خشکی کی گھاٹیاں) اور بحری ورطات (سمندری گڑھوں) کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ باطنی ہلاکت قریب تھی آخر دعا تضرع و عاجزی میں مشغول ہوا۔ آخر شب میں خدا تعالیٰ کی مدد ظاہر ہوئی اور قلب پر علوم کا ورود ہوا جس سے انشراح نصیب ہوا آج صبح کو یہ سطریں لکھیں۔ "والحمد لله على ما اعطانی مالم اكن اهلا له" (کہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر شکر جس کا میں اہل نہ تھا) اور چونکہ مضمون میں صورت اور معنی کے اعتبار سے ایک قسم کا امتیاز ہو گیا اس لئے اس کا ایک لقب بھی جس میں اشکالات کے میدانوں کے عبور کرنے کی طرف بھی اشارہ ہے تجویز کرتا ہوں۔ "عبور البزاری فی سرور الزذراری وصلی اللّٰه تعالٰی علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین. سلخ جمادی الاخری ۵۱ھ."

(اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(تمت رسالہ عبور البراری)

خطرات (وساوس وخیالات) کے غلبہ کے وقت جو آواز بائیں جانب سے آئے اس کی طرف توجہ کرنے میں حرج نہیں

حال: یہ بات پوچھنی ہے کہ بائیں جانب سے جو آواز پانی گرنے اور ہلکی گھنٹی جیسی آتی ہے اور وہ آواز دنیوی چیز کی آواز سے علیحدہ ہے۔ اس کی طرف توجہ رکھی جائے یا نہیں۔ اس سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

تحقیق: جس وقت خطرات کا غلبہ ہو اس وقت توجہ کا حرج نہیں۔ جب خطرات ختم ہو جائیں پھر توجہ نہیں کرنا

چاہئے اور وہ آواز اکثر ناسوتی یعنی دنیوی ہوائے محبس کے تموج سے ہوتی ہے اور ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) بہت کم ہوتی ہے۔ (النور،محرم ۱۳۵۲ھ)

کسی سے طبعی تکدر مرض نہیں ہے

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف)

ایک صاحب میرے ہمسایہ ہیں ان میں فلاں فلاں عیوب تو ہیں لیکن اس کے علاوہ ہر طرح نیک ہیں۔ مفلس عیالدار ہیں مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور خدمت بھی کرتے ہیں۔ میں ان کی مالی خدمت جتنی ہو سکے کرتا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کا تہہ دل سے ارادہ ہے مگر حضرت! مجھے ان سے محبت نہیں۔ جب بھی پاس بیٹھتے ہیں بوجھ محسوس ہوتا ہے ظاہر میں تو میں بھی اظہار محبت کرتا ہوں۔ وہ تو باتیں محبت سے کرتے ہیں مگر ان کی گفتگو سے میرا انشراح قلب جاتا رہتا ہے یہ تکبر یا اور کوئی مرض تو نہیں۔

تحقیق: کوئی مرض نہیں۔ (النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

معذوری میں ملامت نہیں

حال: پچھلے خط پر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ ذکر میں دل کی غفلت اختیار سے ہے یا بے اختیار ہے؟ عرض یہ ہے کہ اگر کوشش کروں تو دل ذکر میں حاضر ہو جاتا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ قلب کو جہاں تک ہو سکے ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کروں گا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس سے دماغ پر بوجھ سا پڑتا ہے اور خیالات کے روکنے اور ذکر کی طرف متوجہ رکھنے سے جلدی تھک جاتا ہے۔

تحقیق: تو معذور ہو۔ معذوری میں ملامت نہیں۔ (النور، شوال ۱۳۵۲ھ)

غیر اختیاری بات پر شبہ کا جواب

حال: ایک اجازت یافتہ نے خط میں اپنا واقعہ کہ کسی جگہ جانا ہوا اور احتمال تھا کہ وہ لوگ امامت یا وعظ کی درخواست کریں گے مگر ایسا نہیں ہوا جو ناگوار ہوا اور اس سے شبہ ہوا کہ یہ اشراف نفس وحب جاہ و کبر کا مجموعہ ہے اس پر استغفار کیا مگر اس کا اثر پورے طور سے ختم نہیں ہوا جو حب جاہ کی دلیل ہے۔ یہاں سے جواب دیا گیا کہ یہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے برا نہیں۔ اس پر ذیل کا خط آیا۔

حال: ایک شبہ عرض کر کے تشفی چاہتا ہوں وہ یہ کہ غیر اختیاری نیکیاں اگر چہ اپنی ذات کے اعتبار سے مطلوب نہیں "علی هذا سیئات غیر اختیاریه فی نفسها" (اسی طرح غیر اختیاری برائیاں اپنی ذات کے

اعتبار سے) بری نہیں۔ مگر ان غیر اختیاری باتوں کے اسباب قریبی یا دور کے واسطوں سے ضرور اختیاری ہوتے ہوں گے جن پر غیر اختیاری باتوں کا حصول قریب یا دور ہوا ہے وہ اسباب مطلوب یا برے ہوں گے تو اس وجہ سے ہر غیر اختیاری کا سبب کوئی نہ کوئی بات ہوئی جو طلب کرنے کے قابل یا دور کرنے کے قابل ہوئی اختیاری اور اس کی پہلے تشخیص و تعیین دوسرے علاج (دونوں) شیخ کی رائے پر موقوف ہیں۔ لہٰذا ہر غیر اختیاری کی شیخ کو اطلاع دے کر علاج طلب کرنا ضروری ہوا۔ ''وهذا خلاف المتقرر عند المحققين'' (یہ محققین کے خلاف ہے)۔

تحقیق: بالکل غلط مثلاً جس انقباض کی شکایت لکھی تھی اور اس کا اثر ختم نہیں ہوا تھا اس کا سبب کون سی اختیاری بات ہے۔ غیر اختیاری تو وہی ہے جو نہ بلاواسطہ اختیاری ہو نہ بواسطہ (اختیاری ہو) اختیاری کی دو قسمیں ہیں ایک اختیاری بلاواسطہ (یہ بہت کم ہوتا ہے) اور دوسری اختیاری بواسطہ یہ زیادہ ہوتا ہے۔ ایسا گمان ہوتا ہے کہ سوال کرتے وقت اختیاری کی کوئی فرد جو بلاواسطہ غیر اختیاری ہے اور اختیاری واسطے سے ذہن میں آ گئی ہے اور اس کے ذات کے اعتبار سے اختیاری ہونے پر نظر کر کے اس کو غیر اختیاری قرار دے دیا گیا۔ پھر اس کے سبب کے اختیاری ہونے پر نظر کر کے اشکال وارد کر دیا گیا۔ اس لئے خود یہی غلطی ہے اور بہت موٹی غلطی ہے جس کا نہ سمجھنا تعجب ہے۔

حال: ایک ضروری بات پوچھنے کی یہ ہے کہ اپنی انفرادی نمازوں میں تو خیال کو یکسو کرنے کے لئے الفاظ کی طرف توجہ رکھتا ہوں جماعت کی حالت میں خصوصاً سری نمازوں میں فکر کی حرکت کے ختم کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہئے۔

تحقیق: سورۃ فاتحہ کے خیالی الفاظ کا استحضار جس کو کلام نفسی کہا جاتا ہے اور میرے نزدیک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں ''اقرا بها في نفسك'' (اپنے جی میں پڑھتا ہوں) یا فارسی اس کا ماخذ ہوسکتا ہے اگرچہ بعض علماء نے اپنے مذہب کی موافقت کے لئے سری قرات پر محمول کیا ہے۔

(النور، رجب ۱۳۵۷ھ)

عذاب کے بیان سے رکاوٹ اور رحمت کے بیان سے رغبت یہ استعداد وطبائع کا اختلاف ہے

حال: میری ہمیشہ سے یہ کیفیت رہی ہے اور میرے دل میں یہ یقین پختہ سا ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں

پر رحم وکرم زیادہ فرماتے ہیں اور قہاری تو کبھی کبھی ہو جاتی ہوگی۔ اب اس کا اثر یہاں تک میرے دل پر ہو گیا ہے کہ جب کوئی بزرگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی قہاری بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر اس طرح ہوگا قیامت میں یوں پکڑ ہوگی ذرا سی لغزش میں پکڑ لیا جائے گا۔ تو مجھے ان بزرگ سے ملتے ہوئے ایک قسم کی رکاوٹ سی ہونے لگتی ہے۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح کہ سخت مزاج استاد سے شاگرد کی (ہوتی ہے)۔ نماز وغیرہ اور ہر عبادت میں میرا دل اچاٹ سا ہونے لگتا ہے۔ خدانخواستہ چھوڑنے کو تو دل نہیں چاہتا ہے مگر یہ دل میں آتا رہتا ہے کہ یہ عبادت سب بیکار اس کا نتیجہ کچھ نہیں۔ دل میں آتا ہے کہ ایسا کیا کام کروں کہ جو عذاب سے بچوں۔ اور جو کوئی بزرگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم وفضل کا حال بیان کرتے ہیں تو ان بزرگوں سے مجھے محبت ہو جاتی ہے اور نماز اور ہر عبادت میں دل لگنے لگتا ہے عبادت کرنے کو اور زیادہ شوق ہو جاتا ہے اور دل میں موت کا بھی شوق ہو جاتا ہے کہ میرے رب رحیم بخشیں گے۔ کریم ہیں میری خطاؤں کو معاف فرمائیں گے۔ حضور میرا یہ حال ہے، میں عجب کشمکش میں ہوں۔

تحقیق: اس میں کشمکش کی کیا بات ہے۔ یہ استعداد وطبائع کا اختلاف ہے جو غیر اختیاری ہے اور برا نہیں ہے۔ جس کو جو عطا ہو جائے اس کے لئے وہی مصلحت ہے اس کے ختم کی تمنا یا کوشش خلاف ادب ہے۔ البتہ عقائد اسلامیہ وہ سب پر مشترک طور پر واجب ہیں اور عقائد کے صحیح ہونے کے بعد طبائع کا اختلاف نقصان دہ نہیں ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۷ھ)

بیوی کا ساتھ آنا باطن کے نفع کے خلاف نہیں

حال: ایک صاحب کا خط آیا وہ اصلاح کے سلسلہ میں یہاں آنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا میری بی بی بھی جو کہ پہلے سے بیعت ہیں آنا چاہتی ہیں۔ مگر ان کے آنے سے میری یکسوئی جاتی رہے گی نیز وہ بچوں کے ساتھ بلاوجہ سختی کرتی ہیں جس سے مجھ کو اذیت ہوگی۔ اس کے بارے میں مشورہ لیا تھا اس کے بارے میں حسب ذیل جواب دیا گیا۔

تحقیق: ان میں ہزار کھوٹ سہی مگر جب وہ ترغیب کے بغیر خود طلب کریں ان کی اعانت خود طاعت و باطن کے لئے مفید ہے اگرچہ ان کو ساتھ لانے سے ایک درجہ میں پریشانی بھی ہو۔ مگر باطن کے نفع کے خلاف نہیں ہے لیکن وہ نفع جلدی محسوس نہیں ہوتا مگر بصیرت کے بعد خود محسوس ہوگا کہ نفس میں کونسا ملکہ محمودہ پیدا ہو گیا۔

(النور، رمضان ۱۳۵۷ھ)

اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے سے دل کی تسلی عدم تسلی نہ ہونے کے خلاف نہیں

حَالؒ: احقر اس خط میں اپنا ایک حال لکھتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ کسی ناگوار واقعہ کے موقع پر دل میں کوئی پریشانی آنے نہیں دیتا ہوں بلکہ دل میں تسلی حاصل کر لیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حاکم اور حکیم ہیں حاکم ہونے کی حیثیت سے تو انہیں پورا اختیار حاصل ہے کہ اپنی مخلوق میں جس وقت چاہیں اور جس قسم کا چاہیں تصرف فرمائیں اور حکیم ہونے کی وجہ سے یہ اطمینان ہے کہ ان کا جو بھی تصرف ہوگا وہ سراسر حکمت ہی ہوگا۔ پھر پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔ مگر شبہ یہ ہوتا ہے کہ ناگوار واقعہ تو میری بے وقوفی اور نادانی کے سبب سے ہوتا ہے یا مخالف دشمن کے سبب سے ہوتا ہے تو پھر اس میں پوری تسلی کس طرح ہے بلکہ اور ندامت اٹھانی چاہئے اور غور و فکر کرنا چاہئے جس سے آئندہ ایسا نہ ہو۔

تَحْقِیق: حاکم اور حکیم ہونے پر تسلی اس عارض کی وجہ سے تسلی نہ ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ اس احتمال پر استغفار بھی کرنا چاہئے اور پھر بھی وہ واقعہ باقی رہے تو پھر اسی مراقبہ سے کام لیا جائے۔

حَالؒ: یا دشمن کی دشمنی دور کرنے کی تدبیر کرنی چاہئے جس سے وہ پھر دشمنی نہ کر سکے۔

تَحْقِیق: اس میں بھی وہی کلام ہے تو آخر میں اگر تسلی ہوگی تو اسی مراقبہ سے ہوگی۔

حَالؒ: اور اس سے بلاشبہ دل میں پریشانی ہوتی ہے اس عقیدہ کے باوجود کہ خالق الافعال اللہ تعالیٰ ہیں اور بندے صرف ''کاسب'' ہیں۔ خلجان اور پریشانی پوری طرح دور نہیں ہوتی اس لئے حضرت سے پوچھنے کے لئے عرض ہے کہ اس میں پوری تسلی کی صورت کیا ہے۔

تَحْقِیق: تسلی کا کوئی ذمہ دار نہیں ہر حال میں جو حکم ہے وہ بندگی کا فرض ہے۔ اب ایک مختصر عنوان سے دوسرا اجمالی جواب لکھتا ہوں وہ یہ کہ پریشانی کے اسباب مختلف ہیں۔ ایک سبب حکومت و حکمت کے استحضار نہ ہونے کا ہے مراقبہ مذکورہ سے یہ پریشانی دور ہو جاتی ہے تو دوسرے اسباب سے پریشانی ہونا اس کے خلاف نہیں۔ ان اسباب کا دوسرا علاج ہوگا۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

قبض بے حد مفید ہے

حَالؒ: احقر کا حال تباہ یہ ہے کہ وساوس کی وہ کثرت ہے کہ بہت خوف معلوم ہوتا ہے۔

تَحْقِیق: یہ قبض و ہیبت کی حالت ہے اور بہت ہی مفید ہے اور کوئی سالک اس سے خالی نہیں ہوتا مگر بہت ہی کم

کوئی ابتدا میں کوئی انتہا میں اور یہ خود بخود بدل جاتا ہے دعا وتفویض کے علاوہ اس کی کوئی تدبیر نہیں۔

(النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

طبیعت میں بیکاری پیدا ہوگئی کسی چیز کو جی نہیں چاہتا یہ قبض کی حالت ہے

حَالؒ: میں نے اپنے خط میں عرض کیا تھا حالات تنزل کی طرف جارہے ہیں۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ تنزل کی تفصیل تحریر ہوتی؟۔

حضرت! اس خط لکھتے وقت مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا تھا زبان وقلم سے کچھ بیان نہ ہوسکتا تھا۔ اس کے کچھ دن بعد ایسی صورت ہوگئی کہ میں عرض کرتا ہوں۔ طبیعت میں بیکاری کی کیفیت پھر پیدا ہوگئی کسی کام کو جی نہیں چاہتا۔ یہ خط بھی مشکل سے لکھ رہا ہوں۔ ہر وقت دل چاہتا ہے کہ کچھ نہ کروں۔ اعمال میں دل نہیں لگتا۔ جو عمل کرتا ہوں دل کو اس کے اثرات سے خالی پاتا ہوں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوپر اوپر ہو رہا ہے۔ اب ہی تک معمولات میں فرق نہیں آیا۔ دل لگے نہ لگے کرتا رہتا ہوں۔ نفسانی خواہشات بھی کبھی کبھی غلبہ کرنا چاہتی ہیں۔ حق تعالیٰ کی طرف ایک قسم کا دھیان پیدا ہوگیا تھا۔ اب وہ بھی نہیں۔ تبلیغ دین دیوان حافظ، تربیت (السالک) دیکھتا ہوں مگر کچھ اثر نہیں۔ دل ہے کہ اڑا جاتا ہے دعا فرمائیں کہ یہ بدذوقی دور ہو سب اعمال ریا معلوم ہوتے ہیں۔

تَحْقِیْقٌ: معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک طریق کی حقیقت کے استحضار سے بھول ہو رہی ہے۔ اختیاری اعمال میں اہتمام کرنا اور غیر اختیاری احوال کی طرف توجہ نہ کرنا اس کی حقیقت ہے۔ اب کمی وتنزل کی شرح کیجئے۔ اس کا حاصل اب دوسرے عنوان سے لکھتا ہوں۔ یہ حالت قبض کہلاتی ہے جو طریق کی لازم اور عادی چیزوں میں سے ہے۔ اس میں فوائد اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ جن کا مشاہدہ کسی وقت میں خود ہو جاتا ہے اس کے بارے میں حکماء کا ارشاد ہے ؎

چون کہ قبضے آیدت اے راہرو ❊ آں صلاح تست آئس دل مشو

چوں کہ قبض آمد تو دردے بسط بیں ❊ تازہ باش و چین میفگن برجبیں

(النور، رجب ۱۳۵۸ھ)

ترجمہ

❶ اے سالک! جب تجھے قبض کی حالت پیش آئے تو ناامید نہ ہو کیونکہ تیری اصلاح ہی اسی میں ہے۔

❷ جب تجھے قبض کی حالت پیش آئے تو خوش رہ اور پیشانی پر بل نہ ڈال۔

اصلاح حال ظاہر ہونے پر موقوف نہیں

حَالؒ: (ایک مجاز یافتہ کی طرف سے)

حضرت والا! کیا عرض کروں کہ میں کس پریشانی میں ہوں۔ حیا بھی آتی ہے۔ حضرت سلمہ کو بھی کیوں پریشان کروں۔ نہ میری یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ مجھے کیا ہوا۔ افسوس تو یہ ہے کہ پہلے اپنا حال گرم و سرد، رطب و یابس (تر و خشک) دل کھول کر عرض کر دیتا تھا۔ اب اس سے بھی مجبور ہوں۔ اب تو بس یہی دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے رحم و کرم سے حضرت سلمہ پر میری اس پریشانی کو ظاہر فرمائیں ورنہ میں بالکل اس کو نہیں سمجھا نہ یہ حال قابل تحریر۔ اگر یہی حال رہا تو آئندہ بھی مجھے امید نہیں کہ حضرت سلمہ کو کچھ اطلاع کر سکوں۔

تَحْقِیقؒ: ظاہر کی ضرورت ہی نہیں نہ آپ پر نہ مجھ پر کیونکہ ظاہر ہونے سے جو مقصود ہے یعنی حال کی اصلاح۔ وہ اس ظاہر ہونے پر موقوف نہیں۔ اس زبان کے بند ہونے کی حالت میں بھی مصلح کے قلب پر وجدانا (باطنی حس سے) حالت واقعہ کا ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس حالت میں دعا و اجمالی مشورہ اصلاح حال کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دعا کے بعد اجمالی مشورہ بھی پیش کرتا ہوں۔

ع تا نگوید او بگو خاموش باش

تَرجَمَہ: "جب تک کہ وہ نہ کہے کہ تم کہو (تب تک) خاموش رہو۔"

بس اعمال کو مقصود سمجھا جائے قیل و قال کو مقصود نہ سمجھا جاوے ونعم ما قیل۔

؎ گرچہ تفسیر زبان روشن گر است
لیک عشق بے زبان روشن تر است

(النور، رجب ۱۳۵۸ھ)

تَرجَمَہ: "زبان کا بیان اگرچہ روشن ہے مگر عشق بے زبان (اس سے) زیادہ روشن ہے (کیونکہ وہ ذوقی چیزیں ہیں جس کو زبان سے اچھی طرح نہیں کہا جا سکتا ہے۔" (خطبات حکیم الامت:۳۱/۱۱۵)

جب کسی آدمی کی قابلیت کا اثر نہ ہو تو بے حیثیت (بے قیمت) نہ سمجھا جائے اور اپنے کام میں لگے رہیں

حَالؒ: خدمت عالی میں عرض یہ ہے کہ ایسے صاحبان جن کو حضور والا کی غلامی کا شرف حاصل ہے اگر ان میں

سے کسی ایک صاحب سے بھی ملاقات ہوجاتی ہے تو بڑی خوشی ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں سراپا عیب ہوں اور مارے شرمندگی کے ان کے سامنے نظر نہیں اٹھتی اور یہ تمنا پیدا ہوتی ہے کہ کاش اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسا ہی بنا دیں۔ لیکن اس کے علاوہ اگر کسی اور سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے یا کسی کی کوئی تعریف سنتا ہوں کہ ایسے نیک ہیں یا اتنے بڑے عالم واعظ یا مصنف ہیں تو میری نظر میں کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ایسی تعریف سے ناگواری ہوتی ہے۔ سننا بھی نہیں چاہتا اور ذرا بھی ان کی قابلیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ کبھی ایسے لوگوں کے پاس جانے کی مجھے خواہش ہوتی ہے نہ کبھی جاتا ہوں۔ اگر اتفاق سے کبھی ملنا ہوجاتا ہے تو مجھے ذرا حجاب اور بوجھ نہیں ہوتا۔ طبیعت بالکل ہلکی اور بے اثر رہتی ہے۔ اس کی وجہ اب تک یہ سمجھتا رہا کہ قلب کو چونکہ حضور والا کی ایسی مقدس ہستی سے تعلق ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ ہر طرح سے کامل اور جامع ہے۔ اس وجہ سے دوسروں میں اس کا عشر عشیر بھی نہ پا کر طبیعت متاثر نہیں ہوتی لیکن اب کچھ روز سے یہ خیال ہے کہ کہیں یہ میرے ہی قلب کا مرض نہ ہو جس کو میں نہیں سمجھ سکتا ہوں۔ اس لئے حضور والا سے اطلاعاً عرض ہے اور یہ درخواست ہے کہ اگر یہ مرض ہے تو علاج تجویز فرما دیا جائے تاکہ اس پر عمل کروں۔

تحقیق: روحانی علاج تو ہر حال میں احتیاط ہی کی بات ہے مرض کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے۔ علاج سے اگر موجودہ مرض کا تعلق نہ ہو تو مستقبل میں ہونے والے مرض کے احتمال کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ وہ علاج یہ ہے کہ اثر کو نہ دیکھا جائے کہ ہوا یا نہیں۔ دوسرے کے کمالات کا اگر اعتقاد نہ ہو مضائقہ نہیں مگر اس کو بے قیمت ہی نہ سمجھا جائے اپنے کام میں لگے رہیں اور یوں سمجھیں کہ ممکن ہے کہ یہ شخص ہم سے اور ہمارے شیخ سے عنداللہ بدرجہا افضل ہوں گے۔ مگر جب ہمارا دل نہیں جھکتا تو ہم کو اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا بس اس میں سب احتمالات کا علاج ہوگیا۔ (النور، شعبان ۱۳۵۶ھ)

غرباء کے ساتھ رہنا اچھا ہے

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

دل کا یہ تقاضا بڑی شدت سے رہتا ہے کہ ایسی حالت سے رہوں جیسے مزدوری پیشہ لوگوں کی حالت ہوتی ہے یعنی بوسیدہ حالت اور ویسے غرباء مزدوروں کے ساتھ رہنا ان سے محبت رکھنا ان کے ساتھ ہمدردی کرنا الحمدللہ طبعی عادت ہے۔

تحقیق: ایسی خلاف عادت وضع شہرت کے اسباب میں سے ہے اور شہرت نقصان دہ ہے۔ جو برتاؤ غرباء کے ساتھ لکھا ہے کافی ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

تغیرات گناہ نہیں یہ عارضی احوال ہیں

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

حضرت والا! احقر کی حالت تو بہت ہی خراب ہوگئی۔ احقر کو جب سے بیماری سے افاقہ ہوا ہے تب ہی سے معمولات میں گڑبڑ چلی جاتی ہے۔ کبھی تو نماز تہجد کو آنکھ کھل جاتی ہے اور کبھی نہیں کھلتی۔ الارم گھڑی بھی سرہانے رکھ لیتا ہوں مگر پھر بھی آنکھ نہیں کھلتی۔ فجر کی نماز کے وقت تو ضرور کھل جاتی ہے۔ جس روز نہیں کھلتی اس روز تمام دن طبیعت پریشان زیادہ رہتی ہے۔ اسی وجہ سے عشا کے بعد کچھ نفل تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں۔ اور معمولات بھی زبردستی ادا تو کر لیتا ہوں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلبی حالت بالکل ہی خراب ہوگئی۔ قلب بالکل خالی اور کورا کورا معلوم ہوتا ہے۔ پہلی سی حالت ہی نہیں رہی میں تو بالکل ہی خراب ہوگیا مجھے تو اپنے سے زیادہ کوئی خراب نظر ہی نہیں آتا ہے۔

تحقیق: ایسے تغیرات و حالات سب کو پیش آتے ہیں یہ گناہ نہیں اس لئے نقصان دہ نہیں اور یہ فرق اصلی چیزوں میں نہیں عارضی احوال میں ہے جیسے موسمی تغیرات وفیہ قال الرومی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

روز ہا گر رفت گور دباک نیست
تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

ترجمہ: ”اگر دن (ان کیفیات کے بغیر) گزرتے رہے تو ان سے کہو جاؤ کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عشق کی جو دولت ہے اس جیسا کوئی پاک نہیں ہے (یعنی اصل اعمال وغیرہ) پاس ہے تو کوئی فکر نہیں ہے۔“

اور یہ گڑبڑ نہیں بلکہ باعتبار نتائج کے جن کا مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے بڑ گڑ ہے یعنی کسی اچھی حالت میں بڑ یعنی داخل ہوا اور گڑ یعنی اس میں راسخ ہو۔ بہت جلد اس پریشانی کے فوائد نظر آ جائیں گے جن میں ایک منفعت کا تو اس خط میں اقرار ہے۔ یعنی ”قولکم“ میں تو بالکل ہی خراب ہوگیا مجھے تو اپنے سے زیادہ کوئی خراب دکھتا ہی نہیں۔ (النور، شوال ۱۳۵۶ھ)

موت کے وقت عذاب کا ڈر اس میں شان عظمت باری تعالیٰ کی طرف توجہ دلانا ہے

حال: عرض یہ ہے کہ وعظ سنت ابراہیم (رسالہ المبلغ نمبر ۸ ج ۷ برائے ماہ جمادی الاول ۵۵ھ صفحہ ۱۴ سطر ۱۳ تا

۱۷) میں یہ مضمون دیکھ کر کہ ''رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے'' کہ قسم ہے اللہ کی اگر تم ان باتوں کو دیکھو جن کو میں دیکھتا ہوں اور تم کو ان باتوں کی خبر ہو جائے جن کی مجھ کو خبر ہے تو عمر بھر روتے پھرو اور ہنسنا بھول جاؤ۔ میں اسرافیل کو دیکھ رہا ہوں جو صور کو منہ میں لئے کھڑے ہیں حکم کے منتظر ہیں کہ اب حکم ہوا اور میں پھونک ماروں کہ سارا عالم درہم برہم ہو جائے۔ ایسی حالت میں مجھ کو کیسے چین آئے۔ اور میں کیسے بے فکر ہو بیٹھوں۔'' سخت ہیبت قلب پر طاری ہے۔ موت ہر وقت سامنے ہے۔

اس مضمون کو دیکھنے سے پہلے یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔ اگر ذرا ہم اس کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے پرہیز کریں تو پھر ہمارے لئے موت اور برزخ و آخرت میں چین ہی چین ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ''ما یفعل اللّٰہ بعذابکم'' الخ اس مضمون کے دیکھنے کے بعد تقریبا مہینہ بھر سے یہ خیال دامن گیر ہے کہ جب حضور ﷺ قسم کھا کر صحابہ کو ڈرائیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ نا قابل برداشت اور زبردست عذاب الیم سے موت کے وقت اور برزخ و آخرت میں شکر و ایمان کی شرط کو پورا کرنے کے باوجود بھی کلفت والم سے بچ جانے کا یقین نہیں بلکہ قوی خطرہ ہے۔ ''اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا و عذاب الاخرۃ''۔

تحقیق: یہ معنی ہی سمجھنا غلط اور بالکل غلط ہیں اس میں عذاب کا ذکر ہی نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ حضور اقدس ﷺ کے لئے عذاب کا ہونا دور بلکہ بہت دور کا بھی احتمال نہیں۔ اس حدیث جیسی حدیثوں سے تو حق تعالیٰ کی عظمت شان کی طرف توجہ دلانا ہے۔ جو کہ مطلوب ہے اور وہ اس توجہ کے ساتھ کہ ''ان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین ای العاملین المخلصین'' (کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں فرمائیں گے یعنی وہ لوگ جو اخلاص سے عمل کرنے والے ہیں) جمع ہو سکتا ہے۔ اب کیا اشکال رہا۔ تقریر کی جائے۔

حال: حضور والا! اگر وجہ اندیشہ قوی اور غالب ہے تب تو اس ہیبت کا نہ رہنا بیکار ہے اور اگر وجہ اطمینان قوی اور غالب ہو تو بلاوجہ بھی اسے اس ہیبت کے عذاب میں کیوں مبتلا رہوں۔

تحقیق: ان میں اختلاف کب ہے جو قوت وضعف سے ترجیح کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

حال: حضور والا! خوف کروں یا اطمینان۔

تحقیق: دونوں۔

حال: حضور والا! میرے مقاصد دارین بہت ہیں مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ میں تفصیل کی بجائے مختصر طور پر صرف مغفرت و عافیت ہی کی دعا کرتا ہوں۔ یہ سمجھ کر کہ یہی دو چیزیں سارے مقاصد و اغراض دارین کی جان ہیں۔ مغفرت تو عقلا اور عافیت طبعا طلب کیا کرتا ہوں۔ حضور والا یہ غلط نقصان دہ اور ناکافی تو نہیں

ہے مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: ہرگز نہیں۔

حال: اور میری مغفرت کاملہ مستمرہ (ہمیشہ) کے لئے دعا فرمائی جائے۔

تحقیق: دل سے دعا ہے۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

موت کا تصور غالب ہونا اس کی تعدیل مراقبہ رحمت سے ہے

حال: کچھ دنوں سے موت کا اکثر اوقات تصور و خیال رہتا ہے اور سکرات و قبر کے تصور سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ایک دن سونے کے وقت یہ تصور اتنا زیادہ ہوگیا کہ کسی طرح نیند نہیں آتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بدن سے جان نکل رہی ہے۔ لالٹین بجھا کر سونے کی کوشش کی تو معلوم ہوتا تھا کہ قبر میں پڑا ہوں اس لئے پھر لالٹین جلائی۔ نزع کی تکلیف اور قبر کی تنہائی سے میں بہت زیادہ گھبراتا ہوں۔ اس باب میں حضور والا کے ارشاد کا محتاج ہوں۔ جو ارشاد ہو اس کے مطابق کروں۔

تحقیق: خشیت حق اس کا سبب ہے اس لئے مبارک حالت ہے لیکن اس کی تعدیل کے لئے مراقبہ رحمت و تقویت رجاء (امید کو قوت دینے کا) مراقبہ ضروری ہے اس کے بعد بھی اگر پریشانی ہو وہ طبی و طبعی مرض ہے جس کے لئے طبیب سے رجوع کیا جائے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

ایک حال نہیں رہتا کبھی صبر و تحمل کبھی الٹ اس کا فکر بے کار ہے

حال: ایک صاحب تقریباً آٹھ نو سال سے احقر کو ستاتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی بہتان لگا دیتا تھا مگر الحمد للہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی حفاظت میں رکھا۔ اتفاق سے یہ شخص ایک سنگین جرم میں پکڑا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص بلا قصور تھا جس کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اسی وجہ سے احقر نے کوشش کی اور الحمد للہ وہ کامیاب ہوگئی یہ شخص الحمد للہ بری ہوگیا ہے۔ ایک اور شخص وعدہ کے باوجود ایک معاملہ میں وعدہ وفائی تو کیا کرتے اور مخالفت پر اتر آئے۔ اس کی مخالفت سے نقصان کا ڈر ہوگیا۔ مگر حق تعالیٰ شانہ نے اس میں بھی پوری مدد فرمائی۔ کچھ روز بعد یہ صاحب ایک اچانک مصیبت میں گرفتار ہوگئے۔ انہوں نے احقر سے اس معاملہ میں سفارش کی خواہش کی۔ میں نے عرض کیا بھائی یہی غنیمت جانو کہ میں آپ کی مخالفت نہ کروں۔ انشاء اللہ ایسا کبھی نہ کروں گا۔ اتفاق سے یہ شخص اس الزام سے نہ بچ سکا۔ جس کا احقر کو اب بہت افسوس ہے۔ عرض یہ ہے کہ ان دونوں حالات میں احقر کا ایک سا حال نہ رہا۔ ایک جگہ تحمل و صبر۔ دوسری جگہ الٹ۔

تحقیق: دونوں جگہ میں اثر کے فرق کا سبب کبھی اسباب کا ضعف وقوت ہوتا ہے کبھی اوقات مختلفہ میں خود متاثر کی طبیعت کے احوال کا اختلاف ہوتا ہے جس کو شمار کرنا عادۃً مشکل ہے لیکن اگر اسباب و احوال کا کچھ بھی اختلاف نہ ہو تب بھی عزیمت و رخصت دونوں شقوں میں گنجائش ہے اس لئے اس کی فکر بے کار ہے۔

حال: دوسرے اس معاملہ میں عنداللہ احقر پر تو پکڑ نہیں۔ اگر ہے تو اب کیا تدارک کروں بظاہر دعا کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں۔ حضرت سلمہ کا جو ارشاد حکم ہوگا اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: پکڑ کا شبہ کس وجہ سے ہوا لیکن دوسرے شبہ کا احتمال ہے اگر وہ ہو تو اس کا تدارک ضروری ہے۔ وہ شبہ ہے اپنی بزرگی کا کہ ہماری مخالفت وبال کا سبب ہوئی۔ اس کا تدارک اپنے گناہوں اور عیبوں کا استحضار اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کوئی مقبول نہیں کبھی ان کے مخالف کو بھی دنیا میں سزا نہیں ہوئی۔ اگر پھر بھی اس سبب ہونے کا غلبہ ذہن میں ہے تو یہ سبب ہونا کچھ بزرگی ہی میں منحصر نہیں مظلومیت سے بھی سبب ہو سکتا ہے۔

حال: پھر دوسرا خط آیا۔

حضرت سلمہ نے جو ارشاد فرمایا ہے مواخذہ کا شبہ کس وجہ سے ہوا اس پر عرض ہے کہ اگر احقر صبر و تحمل کر لیتا تو کچھ ہمدردی اس معاملہ میں کر لیتا جو کہ میرے اختیار میں تھی جو شبہ کی وجہ سے ہے ورنہ ہوتا تو وہی اور ہوگا بھی وہی جو میرے مالک شانہ تعالیٰ کو منظور ہے۔

تحقیق: جب رخصت پر عمل کرنا بھی جائز ہے پھر شبہ بے معنی ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

آرام کی چیزوں میں بے رغبتی نہیں ہونا چاہئے

حال: حضرت! میں تو اکثر دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! ہمارے اعمال، حال اور قال کی حفاظت فرما۔ بظاہر کھانا پینا اور آرام کی چیزوں سے رغبت نہیں۔ یوں خیال آتا ہے کہ بس احباب پھٹے پرانے کپڑوں میں کفنا کر پرانی قبر میں اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں۔ اگر وہ اپنے فضل سے دیں تو اپنی مرغوبات (پسندیدہ چیزوں) کی جگہ کے بس احباب ہی کے لئے خرچ ہو۔

تحقیق: سب حالات و خیالات محمود و مطلوب ہیں لیکن رغبت کی نفی اس میں کبھی حقیقت کے اعتبار سے صورت کے اعتبار سے غلطی ہو جاتی ہے۔ جب نعمت کی قوت ہوتی ہے یا نعمت کو استعمال کر رہا ہوتا ہے اور وہ موجود ہوتی ہے تو رغبت محسوس نہیں ہوتی۔ نعمت کے چلے جانے کے بعد اس کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا رغبت کی نفی کے دعوے سے بچنا چاہئے اور اگر ایسا احساس بھی ہو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ دعا کرنا چاہئے کہ اے اللہ جتنی رغبت ہے وہ دین میں مددگار ہو رکاوٹ نہ ہو۔ "کما روی عن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ" (جیسا

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے)۔

مرے ہوئے بیٹے پر غم کے تصور میں کوئی حرج نہیں اگر تصدیق نہ ہو

حَال: اب یہ بات پیش آ گئی ہے کہ میرا لڑکا جو کہ ایک ہی تھا میری عدم موجودگی میں انتقال کر گیا تھا۔ اول وہلہ میں تو بالکل طبیعت کو صبر آ گیا تھا رنج مغلوب تھا۔ اب جیسے جیسے زمانہ گزرتا جاتا ہے اس کی یاد تازہ ہوتی جاتی ہے۔ دل بے قرار ہو جاتا ہے اور خاص کر تہجد میں جب زیادہ پریشانی ہوتی ہے تو یہ استغفار کرتا ہوں اور لا حول پڑھتا ہوں۔ کبھی جناب والا کا تصور کر کے یہ سوال عرض کرتا ہوں اور جناب والا کی طرف یہ سے جواب خیال کرتا ہوں کہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کے معنی پر غور کرنا چاہئے۔ اس تصور سے مجھے شفا ہوتی ہے مگر وقتی۔ اب یہ عرض ہے کہ ایسا خیال کرنے میں کچھ شرعی برائی تو نہیں۔ جو تجویز میرے لئے ہو ویسا ہی عمل میں لاؤں۔

تحقیق: تصور میں کچھ حرج نہیں۔ تصدیق واعتقاد میں حرج ہے سو اہل علم وفہم سے اس (تصدیق واعتقاد) کا احتمال ہی نہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

غیر اختیاری بات بری نہیں

حَال: عرض یہ ہے کہ میں اس وقت عصر کی جماعت ...... میں شامل ہوا فوراً غسل کر کے اور کپڑے بدل کر تو مسجد کی زمین پر فرش چٹائی نہیں بچھی ہوئی تھی۔ اور زمین کچھ نم اور سیاہی مائل تھی۔ ساتھ ہی اس خیال سے کہ سجدہ میں جانے سے میرے سفید پاجامہ پر گھٹنے کی جگہ دھبہ پڑ جائے گا جو دوسرے لوگوں کو اور خود مجھ کو برا معلوم ہوتا۔ امام پر غصہ دل میں پیدا ہوا کہ میرے ایک مرتبہ پہلے تنبیہ کر چکنے کے باوجود صرف مشقت سے جو ان کے کام میں شامل ہے بچنے اور سستی کی وجہ سے چٹائی کے فرش کے بغیر جماعت کر لی۔ نماز ہی میں پھر نماز کے بعد تنبیہ کرنے کا قصد ہو گیا۔ یہ ناگواری ایسے مواقع پر شروع عمر ہی سے مجھ کو ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا نماز ہی میں خیال ہوا کہ بغیر حضرت والا سے اجازت حاصل کئے ہوئے امام کو تنبیہ نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس عادت ہی کو چھوڑنا ضروری ہو لہٰذا ارشاد فرمایا جائے کہ ① یہ عادت یعنی نفس کو نماز میں کپڑے خراب ہو جانے کے اندیشہ سے ناگواری ہوتا (جو پہلے بہت زاید تھی اور اب نسبتاً کم ہے) بری ہے اور اس کے خلاف مجاہدہ ضروری ہے یا نہیں۔

تحقیق: غیر اختیاری بات بری نہیں ہوتی۔ ہے رہا دوسرا جز کہ اس کی مخالفت جبکہ اختیاری ہو ضروری ہے یا نہیں یہ عنقریب مذکور ہوتی ہے۔

حَال: ② فرش بچھانے کے لئے ملازم کو تنبیہ صرف اپنے کپڑوں کی حفاظت کی نیت سے جائز اور میرے لئے

نفس کے لحاظ سے نقصان دہ ہے یا نہیں۔

تحقیق: ہم جیسوں کے لئے اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اپنے ہی کپڑوں کے لئے ہو تو (نفس کی) مخالفت کو ترجیح ہے اور اگر اپنی تخصیص نہیں بلکہ اگر ایسے موقع پر دوسروں کو کھڑا دیکھے تو اس کے کپڑوں کی حفاظت کے خیال سے بھی امام پر غصہ آئے تو مخالفت ضروری نہیں ہے۔ (النور، شوال ۹ ۱۳۵ھ)

قبض کا علاج

حال: حضرت! عجب حال ہے کہ اب اپنا کوئی حال بھی کسی سے کہنے کو جی نہیں چاہتا۔ انتہا یہ کہ بیماری کا حال (بھی) طبیب تک سے کہنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت کی خدمت میں ہر گھریلو حال عرض کرنے کا تقاضا رہتا تھا اور بیماری میں اگر کچھ اور عرض کرنے کے قابل نہ ہوتا تھا تو ایک کارڈ حصول دعا ہی کے لئے ضرور ڈلوا دیتا تھا مگر اس مرتبہ ساری بیماری یوں ہی گذر گئی۔ طبیعت کا ایک اور انقلاب بہت عجیب اور بالکل امید کے خلاف نظر آ رہا ہے پہلے جس معاملہ میں اس کا اطمینان ہو جاتا تھا کہ دین واخلاق کے لحاظ سے میں حق پر ہوں تو پھر کسی کی ناراضی یا ناموافقت کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ اب یہ حال ہوتا رہا ہے کہ صحیح غلط کسی طرح بھی کسی کی ناراضی گوارا کرنے کو دل نہیں چاہتا حتیٰ کہ بعض صورتوں میں مخلوق کی رضا میں خالق کی ناراضی کا احتمال خرید لیتا ہوں۔ مثلاً یہ جان کر کہ جامعہ میں بھائی کے لئے مکان بن جانا ان کی اولاد کے لئے دینی نقصان کا سبب ہو سکتا ہے۔ پھر بھی صرف اپنے اس خیال کے اظہار اور اپنی رائے کے اختلاف کو ظاہر کر کے زیادہ تر ان کی خاطر داری کے لئے روپیہ بھیج دیا۔ بعض صورتوں میں نفس کی راحت و تکلیف کا سوال ہوتا ہے مثلاً محلّہ کے بعض گھروں میں باہر پاخانہ نہیں ان کے مہمان وغیرہ بلا اجازت میرے یہاں کے پاخانہ میں آ جاتے تھے جس سے مجھ کو بارہا تکلیف ہوتی تھی۔ یہ ایک پرانی عادت ہے کہ پاخانہ صاف نہ ہو تو جانے میں بڑی ناگواری ہوتی ہے۔ چنانچہ تین چار دن سے اپنے پاخانہ میں قفل ڈلوا دیا ہے۔ مگر اب دل ہی دل میں اس کی تکلیف ہے کہ دوسروں کو تکلیف دی آئندہ سے ان دونوں قسم کی صورتوں میں کیا طرز عمل اختیار کروں۔

تحقیق: وارد کا اتباع (کریں) جبکہ صاف گناہ کی بات نہ ہو۔ یہ تو ایک جزو کا جواب ہے جو آخری جز ہے۔ اب مجموعی مضامین کا جواب پیش ہے۔ میں نے خط ایک ایک حرف پڑھا یہ سارے حالات ایک بڑے حال کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں اور وہ بڑا حال قبض ہے۔ ان ٹکڑوں میں بعض واقعات قبض کے بلا واسطہ آثار ہیں اور زیادہ ایسے ہی ہیں۔ اور بعض بواسطہ ہیں یعنی قبض سے شکستگی ہوئی اور شکستگی سے تکلیف اور تکلیف سے وہ واقعات جن میں دوسروں کی رعایت کے بارے میں آپ کو مخلوق کے مقدم کرنے کا غلط شبہ ہو گیا اور ان کی تھوڑی

تنگی گراں معلوم ہوئی۔ یہ حالت طبعاً ضرور مکروہ ہے لیکن اپنے نتائج کے اعتبار سے محبوب (پسندیدہ) ہے۔ ''عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم'' اس سب کا علاج پہلے ایک خط میں تفصیل سے عرض کر چکا ہوں اور مجمل مختصر وکلی علاج صرف تفویض ہے اور اس کے ساتھ اگر دعا کی بھی ہمت نہ ہو تو اس کا اہتمام بھی چھوڑ دیئے اور اس پر عمل کیجئے ؎

احب مناجاة الحبیب باوجهٍ ✿ ولکن لسان المذنبین کلیل

ترجمہ: ''میں چاہتا ہوں کہ محبوب سے مختلف انداز سے باتیں کروں مگر (گناہوں کی وجہ سے) گناہگاروں کی زبانیں لڑکھڑا جاتی ہیں۔''

اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ والسلام (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ)

جو احوال غیر اختیاری محمود ہوں مگر اعمال اختیاریہ شریعت کے مطابق نہ ہوں وہ احوال غیر محمود ہیں اور (اس کا) الٹ

حال: خانقاہ شریفہ کو چھوڑتے ہوئے قلق وصدمہ تھا مجبوراً چلا آیا۔ یہاں پہنچ کر واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور کی توجہ ودعاء برابر کام کر رہی ہے۔ حضور کی توجہ وبرکت سے اپنے افعال واقوال وحرکات وسکنات کے محاسبہ کی ایسی دھن لگی کہ اس کے بغیر چین نہیں آتا۔ یہاں آکر چند واقعات پیش آئے جو عرض حال ہیں۔

پہلا: ایک روز میں کھانا کھا رہا تھا کہ سامنے ایک کتا آ بیٹھا۔ میرے پاس کچھ روٹی بچی اس کو ڈال دی۔ شب کو حلاوت اذکار میں کچھ کمی محسوس ہوئی کتنا غور وفکر کیا کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔

دوسرا واقعہ مدرسہ کے مدرسین ملنے آئے کھانا کھا رہا تھا کہ وہ آ گئے عادۃً تواضع کی وہ بے تکلف کھانے بیٹھ گئے کچھ کھایا بعد مغرب حسب عادت مراقب ہوا جی نہ لگا۔ دعا کی استغفار کیا۔ سمجھ میں آیا کہ تجھے تواضع کرنے کا حق نہ تھا اور نہ کتے کو ڈالنا تھا۔ اس کی تلافی اس طرح کی کہ اگلے وقت اشتہاء سے کم کھایا اور بھیج دیا۔ فکر وذکر کے وقت معلوم ہوا تلافی نہیں ہوئی۔ بہت استغفار کے بعد حضرت کا ارشاد آیا کہ حقوق العباد صراحۃً معاف کرانے وادا کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔ اس وقت نواب صاحب موجود نہ تھے کئی روز بعد تشریف لائے تو عرض کرتے ہوئے شرم وعار آئی کہ اوچھا پن ہے۔ اس کشمکش میں کئی روز گذر گئے۔

ایک تیسرا واقعہ پیش آیا۔ میری عادت ہے گرم پانی آخر شب کے لئے اپنے پاس لپیٹ کر رکھ لیا کرتا تھا۔ اتفاق سے وہ گر گیا۔ سردی زیادہ تھی ٹھنڈے سے ارادہ کیا اور دلی (ساتھ رہنے والا سپاہی) کی آنکھ کھل گئی۔

پوچھنے پر میں نے ظاہر کیا تو اس نے بتایا کہ اندر کمرہ میں گرم حمام ہے وہاں سے گرم پانی لے لو۔ میں لوٹا بھر کر لایا اتفاق سے تین مرتبہ اس میں پانی لایا نماز ادا کی مگر ذوق میں اور کمی محسوس ہوئی۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ پانی نواب صاحب کا خاص (مملوک) ہے۔ عجب نہیں کہ نواب صاحب کو کافی نہ ہوا ہو۔

ایک چوتھا واقعہ پیش آ گیا کہ نظام الاوقات ۸ سے ۱۲ تک دے رکھا ہے۔ مجھے ہمیشہ وضو رہتا تھا۔ ۱۱ بجے نماز چاشت ادا کر لیتا تھا۔ ایک مرتبہ وضو کر کے مسجد میں گیا خیال کیا جب وضو یہاں کیا تو نماز بھی کم از کم دو نفل پڑھنا چاہئے۔ اس میں آدھا گھنٹہ صرف ہوگیا اس کا تدارک اس طرح کرنا چاہا کہ بجائے ۱۲ بجے کے ساڑھے بارہ بجے چھٹی کر دوں گا۔ خیال ہوا کہ بچے نے کیا خطا کی کہ اس کو روکے رکھوں۔

مجبوراً یہی رائے ہوئی کہ ضرور سب واقعات ظاہر کر کے معاف کراؤں۔ چنانچہ تفصیل سے عرض کیا۔ چھوٹے صاحب نے اور ان کے مشیر قاضی صاحب نے فضول سی بات فرمائی کہ اس میں کیا معافی کی ضرورت ہے۔ مگر نواب صاحب نے فرمایا مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی یہ سب معاف اور آئندہ سے کھانا و چائے وغیرہ جو چیز کھانے کی آپ کے پاس جائے گی وہ آپ کی ملک ہوگی ہر طرح کے تصرف کا آپ کو اختیار ہوگا۔ اور تعلیم میں بھی کوئی وقت کی پابندی نہیں آزادی ہے۔ بس ہم تو کام دیکھیں گے۔

اس کے بعد حضرت کی دعا و برکت و جوتیوں کے صدقہ سے ایسے رحمت کے دروازے کھلے کہ خانقاہ کا مزہ آ گیا۔ مگر بعض حالات قابل اظہار ہیں اصلاح فرمائیں۔ وہ یہ کہ پہلے جہر میں جی لگتا تھا اب خفی میں (لگتا ہے) اسی طرح پہلے زیادہ ذکر کی طرف رغبت ہوتی تھی۔ اب شب کو بھی زیادہ نماز میں ہی جی لگتا ہے اس لئے نوافل کا وقت ختم ہونے کے بعد بارہ تسبیح کرتا ہوں۔ کبھی ایک ایک آیت شریفہ کے تکرار میں دیر لگ جاتی ہے۔ صبح صادق ہو جاتی ہے۔ بس اس کے بعد بارہ تسبیح کرتا ہوں۔ للہ اصلاح فرما کر مطلع فرمایا جاؤں۔ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنی رضا نیک عمل پر استقامت عطا فرمائیں اور خاتمہ بخیر ہو حضور والا کو صحت و عافیت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ قائم دائم رکھے۔

تحقیق: مجموعی حالات سب محمود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے اچھے حالات عطا فرمائے۔ بس صرف یہ قاعدہ ہمیشہ قابل استحضار ہے کہ جو احوال غیر اختیاریہ ظاہرا محمود ہوں مگر اعمال اختیاریہ شریعت کے مطابق نہ ہوں وہ احوال غیر محمود ہیں۔ اور جو احوال غیر اختیاریہ ظاہرا غیر محمود ہوں مگر اعمال اختیاریہ شریعت کے مطابق ہوں وہ احوال محمود ہیں۔ احوال کو ہمیشہ اس معیار پر جانچنا ضروری ہے۔ ان سطروں میں تمام احوال لکھے گئے خط کا فیصلہ ہے۔ باقی دعا کرتا ہوں اور دعا چاہتا ہوں۔ والسلام

چھٹا باب
ذکر و شغل کے بیان میں

احکامِ آخرت، عامل کی نیت اور علم پر موقوف ہیں نہ کہ حقیقت پر

حَالؔ: کئی دن سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ آج اس کا عنوان تحریر بخدمت ہے۔ اگر گستاخی ہو تو معاف فرمایا جائے۔ کیونکہ حضرت والا کے علاوہ کس سے عرض کروں وہ یہ ہے۔ اذکار و عبادات و اشغال کا پورا کرنا بندہ کا کام ہے اس طور پر کہ حقیقت میں بدن، جگہ اور کپڑوں کی پاکی کا اس کو علم نہیں یا مثلاً دوسری شرائط وہ (حقیقت میں) پوری طرح ادا نہیں کرتا اور اپنے خیال میں وہ پاک ہے اور شرائط کو ادا کرنے والا ہے۔ اس طریقے سے عمل میں کبھی نشاط ہوتا ہے کبھی نہیں۔ جس کو قبولیت کا مدار کہنا بلا وجہ ہے نہ معلوم ایسے حالات کا آخرت میں یا اللہ تعالیٰ کے قرب میں کیا درجہ ہے۔

تحقیق: آخرت کے احکام کا مدار عامل کی نیت اور علم پر ہے نہ کہ حقیقت پر۔ پس پوچھی گئی حالت میں قبولیت کا وعدہ ہے ﴿وان اللہ لا یخلف المیعاد﴾ (کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں ہیں) معلوم نہیں شبہ کیوں ہوا۔

حَالؔ: یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص حج جیسی مشکل ترین عبادت کرے اور عند اللہ وہ بالکل مردود ہو اور اس کی ہر حرکت و ادا پر اللہ تعالیٰ زیادہ ناراض ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسری عبادات ہیں۔

تحقیق: اس (مردود ہونے کے) امکان کے حکم کی کیا دلیل ہے جبکہ اس کے خلاف ہونے پر دلیل ہے جیسا کہ ابھی ذکر کیا مردود ہونا اختیاری کوتاہی پر ہوتا ہے نہ کہ غیر اختیاری پر اور غیر معلوم ہونے کے لئے غیر اختیاری ہونا ضروری ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۱ھ)

ذکر یا نماز میں جوش نہ ہونا محبت سے خالی نہیں

حَالؔ: حضرت اقدس! اس ناچیز کی طبیعت میں ایک سا جوش نہیں رہتا۔ کبھی تو ذکر ہو یا نماز ہو یا کوئی وقت ہو طبیعت میں ایک عجیب جوش اور شوق پاتا ہوں اور کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زبان پر ذکر اللہ ہے اور اندر خاک بھی اثر نہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اعمال میں تو فرق نہیں آتا مگر ظاہر ہوتا ہے کہ دل محبت سے خالی ہے۔

تحقیق: کونسی محبت سے (دل خالی ہے) اعتقادی و عقلی سے یا انفعالی اور طبعی سے۔ اگر دوسری صورت ہے تو نقصان دہ نہیں ہے اگر پہلی صورت ہو تو اس میں خالی ہونے کا افسوس نہیں ہوتا۔ آپ کو افسوس کیوں ہے یہ افسوس خود دلیل ہے کہ آپ اس محبت سے خالی نہیں ہیں۔ (النور، رمضان ۱۳۵۱ھ)

نماز و دعا کے وقت رونا نہ آنا کچھ حرج نہیں

حال: کتابوں کے مطالعہ خاص طور پر حضرت اقدس کے مواعظ یا حضرت نبی کریم ﷺ کے حالات مبارکہ پڑھنے سے کبھی کبھی رونا بھی آتا ہے اور دل پھڑک اٹھتا ہے مگر قرآن مجید و نماز اور دعا کے وقت رونا نہیں آتا۔ ہاں ٹھنڈی آہیں ضرور کثرت سے اٹھتی ہیں اور کبھی وہ بھی نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مندرجہ بالا چند حالات میں محبت کی جھلک سی ضرور ہے۔ باقی حالات سے مایوسی بھی ہوتی ہے۔

تحقیق: کیوں کیا کسی مقصود کا راستہ بند ہے۔

حال: اور یہ تو یقینی بات ہے کہ حالت جیسی ہونی چاہئے ویسی بالکل نہیں ہے۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ میری حالت کس طرح بہتر ہو۔

تحقیق: وہ دن ماتم کا ہوگا جس دن یہ سمجھو گے کہ جیسی حالت ہونی چاہئے تھی ویسی ہوگئی کیونکہ اس درگاہ میں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حالت کے بارے یہی فیصلہ کرتے ہیں کہ جیسی حالت ہونی چاہئے تھی ویسی نہیں ہے "ما عبدناك حق عبادتك" (کہ اے اللہ! ہم نے آپ کے حق کے مطابق عبادت نہیں کی) کا حال ہوتا ہے۔ (النور، شوال ۱۳۵۱ھ)

شوق میں آواز نہ بڑھے

حال: (ایک مستورہ کی طرف سے)

ذکر آہستہ آواز سے کیا کروں یا اتنی آواز سے کرلیا کروں کہ میرے شوہر سن لیں۔

تحقیق: اتنے کا مضائقہ نہیں مگر شوق میں آواز نہ بڑھ جائے۔ (النور، شوال ۱۳۵۱ھ)

نماز میں اگر کسی ضرورت سے غیر نماز کا خیال لانے میں مضائقہ نہیں

حال: حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ "ہاں نماز میں بلا ضرورت غیر نماز کا خیال نہ لانا چاہئے۔" تو عرض یہ ہے کہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے (کسی) مشروع (جائز) اور مباح (صحیح) کام کا خیال جان بوجھ کر لائے اور اس کو باقی بھی رکھے تو کیا اس میں پکڑ نہیں ہے۔

تحقیق: نہیں۔

حال: اگر نہیں تو کیوں۔ آخر اس سے نماز میں تو خلل آئے گا ہی اس لئے کہ نماز کے علاوہ دوسری چیز ہے اس سے حضرت والا مطلع فرمائیں۔

تحقیق: خلل کا ہر درجہ پکڑ کا سبب نہیں۔ یہ خلل ثواب کی کمی کے معنی میں ہے۔ جیسے تین بار تسبیح کہنے میں پانچ بار کہنے سے ثواب کم ہے فساد یا کراہت کے معنی میں نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ برے اور گناہ کے خیالات سے تو نماز میں ظلمت پیدا ہوتی ہے اور اچھے اور نیکی کے خیالات سے اگر وہ نماز ہی کے بارے میں ہیں نور بڑھتا ہے اور اگر وہ غیر نماز ہے تو نور نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے اور جو نہ برے ہوں نہ اچھے ہوں بلکہ جائز ہوں اگر ضرورت کی وجہ سے ہوں جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے تو اس کا بھی یہی اثر ہے اور اگر غیر ضروری ہے تو نور گھٹتا ہے مگر ظلمت پیدا نہیں ہوتی۔

حال: ایک یہ گذارش ہے کہ ایسی وہ کون سی ضرورت ہے کہ جس کی وجہ سے نماز میں یہ خیال مشروع یا مباح لایا جاسکتا ہے۔

تحقیق: وہ ضرورت وہ ہے کہ اگر اس وقت اس کو موخر کیا جائے تو کوئی نقصان یا حرج ہو جائے گا یا کوئی ضروری منفعت فوت ہو جائے گی۔ (النور، محرم ۱۳۵۲ھ)

سلطان الاذکار وغیرہ یکسوئی کے لئے ہیں

حال: جو شغل اور سلطان الاذکار کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں وہ کس طرح کئے جاتے ہیں اور ہمارے مناسب ہیں یا نہیں۔ دل چاہتا ہے کہ جو علاج کے طریقے سلوک میں شغل مراقبہ سلطان الاذکار وغیرہ ہیں وہ سب عمل میں لاؤں اور عمل کر کے ان سے مستفید ہوں۔

تحقیق: ہر شغل ہر شخص کے لئے نہیں ہے۔ یہ اشغال یکسوئی کے لئے ہیں۔ اگر کسی کو صرف ذکر میں یکسوئی نصیب ہو جائے کافی ہے۔ باقی اس کا طریقہ ضیاء القلوب میں لکھا ہے۔

حال: حالات و کیفیات اگرچہ مقصود نہیں ہیں مگر دل میں ایک شوق ہے کہ دیکھوں وہ کیا چیزیں ہیں اور وہ کسی خاص مراقبہ یا شغل سے حاصل ہو سکتی ہیں یا موہوب (عطائی) ہیں۔ اگر میرے حال کے مناسب ہو تو کچھ ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: جب مقصود نہیں تو تماشا ہی دیکھنے سے کیا فائدہ۔ باقی یہ کہ کیا چیز ہیں سو کم زیادہ سب کو پیش آتے ہیں

اورسب ہی کو ان کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ کمی زیادتی وضعف وقوت ایسی محبت اٹھتی ہے کہ غیر محبوب سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ یہی ہیں وہ کیفیات اور اکثر خلوت واشغال کے نتیجے میں مرتب ہو جاتی ہیں مگر ضروری نہیں اور بکثرت صرف ذکر و تذکرہ اولیاء سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

حَالؔ: حضور مشاہدہ، معائنہ، فنا بقا یہ ترقی ملکۂ یادداشت اور راسخ نسبت مع اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط نسبت) کا نام ہے یا کوئی اور چیزیں ہیں۔

تحقیقؔ: ان ہی کے آثار ہیں۔ یہ سب اصطلاحیں ہیں جن کی تفسیر تعلیم الدین میں موجود ہے۔ استعداد کے ہونے سے مختلف حالات پیش آتے ہیں جن کے لئے کوئی ضابطہ نہیں۔ حالات کی اطلاع ہونے سے معلم تشخیص کر لیتا ہے لیکن اگر تشخیص بھی نہ کیا جائے تو جو ان کے منافع ہیں وہ کام کرنے سے حاصل ہوتے رہتے ہیں جیسے دوا سے صحت ہوتی رہتی ہے اگرچہ صحت کے درجات مریض کو معلوم نہ ہوں طبیب ان درجات کو سمجھ کر تدبیر کرتا رہتا ہے۔

حَالؔ: کیا ایسا ذکر کرتے کرتے اللہ کی طرف سے عطا ہو جاتے ہیں یا ان کے حاصل کرنے کے لئے کسی خاص شغل وغیرہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

تحقیقؔ: اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اکثر اشغال کے نتیجے میں ہو جاتے ہیں مگر لازمی نہیں کبھی اشغال سے بھی نہیں ہوتے کبھی اشغال کے بغیر بھی ہو جاتے ہیں۔

حَالؔ: اور ان حالتوں کی تمنا مقصود ہے یا نہیں؟

تحقیقؔ: نقصان دہ ہے کیونکہ غیر مقصود میں مشغولی ہے۔

حَالؔ: اور ان کی تمنا کرنا گویا بڑائی کی آرزو ہے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

تحقیقؔ: نقصان کی وجہ یہ نہیں ہے اگرچہ عشاق کا یہی مذاق ہے مگر وہ مذاق عشقی ہے علمی نہیں بلکہ نقصان کی وجہ وہ ہے جو ابھی مذکور ہوئی یعنی غیر مقصود میں مشغولی ہونا ہے۔

اطلاع: معلوم ہوتا ہے ابھی طریق کی حقیقت ذہن میں جمی نہیں ورنہ یہ سوالات پیدا نہ ہوتے۔ ان کا سبب میری کتابوں کا ناتمام مطالعہ ہے ورنہ ان میں سب کی تحقیق ہے۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

ناشائستہ کلمہ نکلنے کی صورت میں جہر وضرب کو ترک کر دینا چاہئے

حَالؔ: بارہ تسبیح کے بعد ہر قسم کا ذکر مختلف طور پر تبدیل ہوتا رہتا ہے اور کئی حالتیں ذکر میں بدلتی رہتی ہیں۔ آج

کل ذکر میں ایک نئی حالت طاری ہوتی ہے یعنی ذکر شروع کرنے سے کچھ دیر کے بعد منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے "لا اله الا الله" (ایک امتی کا نام) رسول الله یہ کلمہ کئی دفعہ منہ سے نکلنے کے بعد منہ سے توبہ نکلتی ہے اور پھر تین دفعہ استغفار پڑھا جاتا ہے۔ پھر صحیح کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله نکلتا ہے اور پھر ذکر زور سے ہوتا ہے اور ذکر اسم ذات ایک ضربی زبان دماغ اور کانوں اور منہ سے ہوتا ہے اور طبیعت پر جوش ہوتا ہے اس کے تھوڑی دیر بعد پورا کلمہ نکل کر ذکر ختم ہو جاتا ہے۔ حضور کو دوبارہ اس لئے تکلیف دی گئی ہے کہ اس حالت سے طبیعت میں پریشانی ہو رہی ہے اور یہ حالت بندہ کی سمجھ سے باہر ہے۔ بندہ نے اس میں مبالغہ نہیں کیا۔

تحقیق: اوپر ناشائستہ کلمہ زور سے اور جوش کا اثر ہے۔ ضرب و جہر بند کر دو۔

حال: کئی باتیں ایسی ہیں کہ زبان اس سے قاصر ہے۔

تحقیق: لکھو کیا ہیں۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

کانوں میں آواز کا سنائی دینا ناسوتی (دنیاوی عالم کے) آثار میں سے ہے

حال: کانوں میں ایک آواز ہر وقت سنائی دیتی ہے جیسے جھینگریاں بولتی ہیں۔ اس کی جہت محسوس نہیں ہے۔ مجھے خیال ہے کہ جب کچھ کام نہیں کرتا تھا جب بھی ایسی آواز محسوس ہوتی تھی جسے میں تبخیر سمجھتا تھا لیکن وہ شب میں محسوس ہوتی تھی۔ اب کچھ عرصہ سے جس کی تعیین یاد نہیں دن میں کاروبار میں مشغولی کے بعد بھی سنائی دیتی ہے اور ایسی حالت میں بھی کہ جب کوئی مرض یا تبخیر نہ ہو۔ چند روز سے ایک اور آواز اس میں شامل ہے جیسے دور دیگ جوش کھا رہی ہو اور کبھی ایسی جیسے بہت دور نقارہ بج رہا ہو۔ یہ آواز دماغ میں اور کبھی داہنی جانب محسوس ہوتی ہے لیکن شب میں دن میں مصروفیت کی حالت میں محسوس نہیں ہوتی۔

کئی روز سے ایک اور آواز محسوس ہونے لگی ہے جیسے بانسری (الغوزہ) بجتا ہے۔ کبھی باریک آواز ہو جاتی ہے کبھی موٹی۔ یہ آواز بائیں کان کی طرف سے رات میں سنائی دیتی ہے اور دن میں غور کرنے سے محسوس ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ اس میں اور آوازوں کی طرح یکسانیت اور روانی نہیں بلکہ تموج (لہریں) اور تلون (ایک حالت پر نہ رہنا) ہے۔ گویا کوئی اسے کم زیادہ کر رہا ہے۔ کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گھنٹہ بجا۔ مگر غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ گھنٹہ بجنے کا یہ وقت نہیں ہے۔ اس کی بھی کوئی سمت محسوس نہیں ہوتی۔ گذارش کی وجہ یہ ہے کہ آیا یہ سب طبعی باتیں اور توجہ کے قابل نہیں ہیں جیسا کہ میں نے اب تک ان کے ساتھ برتاؤ رکھا یا مقصود یا مقصود کا ذریعہ ہیں اور اگر ایسا ہے تو اس کے بارے میں کیا ہدایت ہے۔

تحقیق: بعض اشغال سے یہ کیفیات پیدا ہوجاتی ہیں۔ مگر یہ سب ناسوتی (دنیاوی عالم) کے آثار ہیں۔ جن میں مصلحت یکسوئی کی عادت ہوجانا ہے ملکوتی (فرشتوں کے عالم کے آثار) نہیں اس لئے اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ اس سے یہ کام لیا جائے کہ یکسوئی کے ساتھ ذکر میں لگ جانا چاہئے۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

جہری ذکر کے بارے میں ایک شبہ کا جواب

(اس مضمون کا پہلا حصہ پہلے باب میں گزر چکا ہے)

حال: احقر نے پہلے خط میں جہری ذکر کے بارے میں لکھا تھا کہ شریعت کے خلاف تو نہیں اور اکثر حدیثوں سے ذکر خفی کا پتہ چلتا ہے تو حضرت نے تحریر فرمایا کہ الفاظ حدیث کے لکھے جائیں تو بخاری شریف میں ایک روایت ہے اور مسلم شریف میں بھی ہے۔

"عن ابی موسی قال کنا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سفر (وفی روایۃ فی غزوۃ) فکنا اذا علونا کبرنا فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا ولکن تدعون سمیعا بصیرا۔"

ترجمہ: "حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے (یا ایک غزوہ میں ساتھ تھے) ہم جب چڑھائی پر چڑھتے تو زور سے تکبیر کہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم سننے والے اور قریب کو پکار رہے ہو۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر آہستہ ہونا چاہئے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہوگا اور ایک روایت میں ہے۔

"اخذ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عقبۃ فلما اعلا علیھا رجل نادی فرفع صوتہ لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی بغلتہ قال فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا۔"

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں چل رہے تھے۔ جب ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر چڑھنے لگے تو انہوں نے پکارا اور اپنی آواز کو بلند کیا (اور کہا) لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے

ہو۔''

تحقیق: ''اربعوا علی انفسکم'' (اپنی جانوں پر نرمی کرو) خود حدیث کے محل (معنی لینے کی جگہ) کو بتا رہا ہے کہ جہر حد سے زیادہ تھا جس میں نفس پر تھکن ومشقت ہوتی تھی تعب ہوتا تھا اور بلا ضرورت تھا نیز ''فانکم لا دعون اصم ولا غائبا'' (کہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو) بھی اسی محمل کی تائید کر رہا ہے کیونکہ بہرے اور غائب کو سنانے کے لئے زیادہ زور سے بولنے کی عادت ہوتی ہے۔

حال: کسی حدیث سے ذکر بالجہر کا صاف طور پر ثبوت معلوم نہیں ہوتا ہاں بخاری شریف کی ایک حدیث سے کچھ خفی طور پر پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کا اختتام تکبیر سے سمجھتا تھا اس موقعہ پر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ذکر آہستہ تھا ذکر بالجہر نہیں تھا۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایک بات کو آہستہ بھی کہتے ہیں جب بھی آواز گونج جاتی ہے جیسے آج کل معلوم ہوتا ہے حالانکہ سب لوگ آہستہ کہتے ہیں۔

تحقیق: پورے الفاظ لکھتے تو تمہاری تقریر کا فیصلہ ہوسکتا دوسرے ہم نے اس سے استدلال کب کیا ہے جہر سے منع ثابت نہ ہونا اس کی مشروعیت کے لئے کافی ہے اس تحریر کے بعد وہ حدیث دیکھی اس کے یہ الفاظ ہیں۔

''عن ابن عباس قال ان رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت اعلم اذا انصرفوا بذالك اذا سمعته.''

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کے فرض سے فارغ ہونے کے وقت ذکر کے لئے آواز کو بلند کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا میں جان لیتا جب لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے جب میں ان کی آواز سن لیتا۔''

کیا آواز کے بلند ہونے معنی جو سمجھ میں آئے ہیں آپ کے احتمال کی نفی کے نہیں ہیں لغوی دلالت کے علاوہ عقلی دلالت بھی ثابت ہے اس لئے کہ امام کے سلام سے پھرنے کا نہ ہونا اور تکبیر سے علم ہونا صاف بتا رہا ہے کہ تکبیر کی آواز سلام کی آواز سے بھی زیادہ بلند تھی اور جہر کیسا ہوتا ہے۔

حال: اگر کوئی خلاف طبع بات ہو تو احقر معافی کا طلب گار ہے۔

تحقیق: حدیث وفقہ کی تحقیق اساتذہ سے کرنا چاہئے اگر شیخ اس کے خلاف کہے اس کو علماء کے فتویٰ سے اطلاع کرے وہ مجبور نہ کرے گا خود ایسے مسائل اس سے پوچھنا ایک قسم کا اعتراض ہے جو طریق کے خلاف ہے۔ معاف تو میں نے کر دیا مگر آئندہ تم بھی اصلاح کے طریقے کی تعلیم سے مجھ کو معاف کرو اس کے لئے اور کسی کو

تجویز کرو پھر دل کھول کر فقہ وحدیث کی تحقیق کرو مکدر نہ ہوں گا۔ دونوں چیزیں (ایک ساتھ) جمع نہیں ہوسکتیں اور یہ مشورہ تمام مسائل کے متعلق نہیں، صرف وہاں ہے جہاں شیخ کی تعلیم کے بارے میں وہم کا شبہ ہو یہاں ہے کہ ذکر جہری تعلیم پر شبہ کیا گیا۔

حَالؔ: اور خیریت مزاج مبارک سے اطلاع دیں۔

تحقیقؔ: "فیصلہ" پوچھنا خیریت سے مقدم ہے۔

حَالؔ: اور حضرت دعا فرماویں۔

تحقیقؔ: دعا سے عذر نہیں۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

تعلیم الدین کے ایک مقام پر شبہ اور اس کا جواب

دوسرا ضمیمہ: رسالہ بالا (الاعتدال فی متابعة الرجال)

حَالؔ: تعلیم الدین میں ایک مقام پر ہے کہ شیخ کے خلاف شرع افعال پر بھی نکتہ چینی نہ کرے اور اس کے استشہاد میں مثنوی سے حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ نقل کیا گیا ہے مگر یہ خدشہ سے خالی نہیں پہلے تو اس لئے کہ حضرت خضر نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ "وما فعلته عن امری" (کہ میں نے یہ خود نہیں کیا) یہاں شیخ کے خلاف شریعت فعل پر شیخ کے پاس کوئی سند نہیں دوسرے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض وہ افعال جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اعتراض کے قابل معلوم ہوئے اس پر انہوں نے اعتراض کیا اور آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور کبھی قبول فرمالیا۔ مثلاً بدر میں ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعتراض کہ آپ نے اپنے بھائی اور چچا کے قتل کو منع کردیا اور ہمارے باپ بھائی کے قتل کا حکم فرمادیا اس لئے ہم تو ضرور آپ کے بھائی اور چچا کو بھی قتل کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ بھائی تو خود باعث جنگ ہیں اور میرے بھائی اور چچا زبردستی اور مجبور کرکے لائے گئے ہیں۔ یا حضرت فاروق نے کلمہ لا الہ الا اللہ کی بشارت وقت سے پہلے بتایا اور آپ نے بھی قبول فرمالیا کہ "دعهم يعملون" (کہ ان کو چھوڑ دو تاکہ وہ عمل کریں)۔

غزوہ حنین میں بعض نوجوان انصار نے مولفہ قلوب (جس کی تالیف قلبی کی گئی) کو زیادہ حصہ دینے پر اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ اونٹ بکری اپنے گھر لے جائیں گے اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے جاؤ گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال پر تو یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ آپ کا ہر فعل شریعت ہے مگر اس پر بھی اسلام کے ظاہری عدل اور اعمال کی تعلیم کے خلاف آپ کے جو افعال معلوم ہوئے

صحابہ نے اعتراض کیا اور آپ نے انکار کے بغیر جواب مرحمت فرمایا اور قرآن کی کوئی آیت بھی اس قسم کے اعتراضات وسوالات کی روکنے کی نازل نہیں ہوئی۔ اگر نازل بھی ہوئی تو نازل ہوئی۔ کہ ''وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر'' (ایک دوسرے کو حق بات کا حکم کرتے ہیں اور صبر کا حکم کرتے ہیں) جس میں معلم و متعلّم کو یکساں حق کی تلقین کا اختیار دیا گیا ہے میرے یہاں مسجد میں عشا سے پہلے تعلیم الدین کا درس ہوتا ہے اس میں مجھے خود یہ اشکال پیدا ہوا ہے۔

تحقیق: تعلیم الدین کی پوری عبارت میں خود جواب ہے اور حدیث سے جو دلیل پکڑی ہے تبرع ہے دونوں میں یکساں ہونے وجہ یہ ہے کہ اس قصہ میں ترک سوال کی شرط ٹھہر گئی تھی اور شیخ و طالب میں بھی دلالۃً یہی شرط ہوتی ہے ''کما سیتضح من مثال المریض والطبیب'' ورنہ مسئلہ عقلی ہے۔ شیخ و طالب کا تعلق معالج و مریض کا سا ہے اس کے نسخہ پر یا اس کی بد پرہیزی پر اعتراض کا اثر طبعی دیکھ لیا جائے کیا ہے علاج کے تعلق کو ختم کرنا ہے۔ اگر معالج پر شبہ ہو اس کا ترک جائز ہے۔ اعتراض جائز نہیں۔ اور واقعات نبویہ پر قیاس صحیح نہیں کیونکہ وہاں سوال چھوڑنا اور تبدیل کرنا جائز نہ تھا اس لئے سب شبہات وہاں ہی پیش کئے جاتے تھے اور خلفاء کے انکار کرنے کا یہی جواب ہے کہ ان کا ترک بھی جائز نہ تھا اگر ان سے شبہات دور نہ کریں تو کیا کریں۔ اتنا فرق ہے کہ حضور ﷺ سے صرف استفسار ہوتا تھا اگرچہ کبھی مشورہ کی صورت میں کسی شبہ کی صورت میں ہوتا تھا۔ اور خلفاء پر انکار بھی ہوتا تھا کیونکہ انکار نہ کریں اور ان کی اصلاح نہ ہو تو فساد عظیم برپا ہو جس کا نقصان سوال کرنے والے تک بھی پہنچتا ہے۔ بہرحال وہاں یہ ضرورت تھی اور شیوخ کا ترک وتبدیل سب جائز ہے اس لئے ان کو مکدر کرنا ایسا ہے جیسے معالج کو مکدر کرنا یہ فرق بہت ہی موٹا ہے اس سے سب سوالات کا جواب ہو گیا۔

(النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

اختیاری شے کا علاج بھی اختیاری ہے

حال: احقر نے فضول گوئی کی اصلاح کے لئے عرض کیا تھا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ فضول گوئی اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔ حضرت! میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ اختیاری ہے بلکہ یہ فضول گوئی کیا جتنے اوامر (کرنے کے احکام) ونواہی (نہ کرنے کے احکام) ہیں سب اختیاری ہیں۔ اس لئے احقر ان افعال اختیاریہ میں اپنے اختیار سے کام لیتا ہے یعنی جہاں تک ہو سکے رکتا ہوں۔ لیکن حضرت اگر کوئی چیز سہولت کی مددگار ہونے کے لئے بتا دی جائے تو بہت احسان ہو۔

تحقیق: کس کس چیز کے آسان ہونے کی تدبیر پوچھو گے اور اس حدیث کے کیا معنی کہو گے ''حُفَّتِ الْجَنَّة

بالمکارہ'' (جہنم کو ناگواریوں سے ڈھانک دیا گیا ہے)۔

قضا نمازوں والے کو قضا کرنا چاہئے اور تہجد بھی پڑھنا چاہئے

حال (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

جو لوگ مجھ سے کچھ پوچھتے ہیں میں ان سے پہلے یہ پوچھتا ہوں کہ تمہارے ذمہ قضا نمازیں تو نہیں ہیں اگر ہوں تو سب سے پہلے نفل وذکر کے بجائے ان کو ادا کرو اس کے بعد کچھ پوچھنا اور کم ازکم یہ کرو کہ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز ادا کرو۔ باقی جتنی ہمت ہو۔ تہجد کے وقت اٹھنے کو جی چاہے اٹھو لیکن اس وقت بھی قضا نمازیں ادا کرو۔ اسی طرح روزوں کے متعلق کہتا ہوں کہ ان کو بھی جلدی ادا کرو۔ اب حضرت والا سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر یہ صحیح نہیں تو ابتدا کس چیز سے ہونا چاہئے۔

تحقیق: بالکل مناسب مگر مصلحت یہ ہے کہ دو چار رکعت تہجد کا بھی مشورہ دے دیا جائے ورنہ نفس یہ مشورہ دے گا کہ قضا تو دن میں بھی ممکن ہے نیند خراب کرنے سے کیا فائدہ تو اٹھنے کی عادت کبھی بھی نہیں ہوگی (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ)

امتیاز (فضیلت) کا احتمال ہو تو استغفار کرنا چاہئے

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

خدمت سے واپسی پر ایک مرض کا بھی خوف ہوگیا ہے وہ یہ کہ دوسرے اہل علم اور شرکا کار سے جب کچھ معاملات پڑتے ہیں اور وہ باتیں جو حضرت کے دربار کا خاص عطیہ ہیں ان میں نظر نہیں آئیں تو اپنا ایک امتیاز نظر کے سامنے ہونے لگتا ہے مگر الحمد للہ قول وفعل میں اس چاہت پر عمل نہیں ہوتا اور اپنے امراض کے استحضار اور انجام کے نامعلوم ہونے سے اس کا علاج کر لیتا ہوں۔ پھر بھی یہ خیالات آج کل پہلے کے مقابلے میں کچھ زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ اگر اس کے تدارک کی ضرورت ہو تو ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: نعمتوں کے مشاہدہ کا کیا تدارک اور پھر بھی خشیت سے ایسے احتمال کا غلبہ ہو تو احتیاطاً استغفار (کرنا چاہئے)۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ)

جنبی (جس پر غسل واجب ہو) کو ذکر و نوافل تیمّم سے کر لینا قساوت نہیں بلکہ مباح ہے

حال: کل شب کو امید کے خلاف کئی سال کے بعد دو بجے شب کے احتلام ہوا فوراً اٹھا۔ ہوا تیز تھی شیطان نے

وسوسہ دیا کہ سردی بہت ہے پڑا رہ۔ صبح غسل کر لینا اور نوافل و معمولات کی قضا کر دینا لیٹ گیا۔ بدن میں اس قدر کانٹے سے چبھے کہ لیٹا نہیں گیا۔ اٹھا پانی تلاش کیا گرم نہ ملا۔ دیا سلائی آگ بھی نہ ملی مسجد کے کواڑ بند ملے مجبوراً سرد پانی سے وضو کیا ہاتھ پیر شل ہو گئے۔ غسل کی ہمت نہ پڑی صرف ذکر میں مشغول ہو گیا جی نہ لگا لیٹ گیا پھر بدن میں کانٹے لگنے لگے۔ اٹھا غسل کا تیمم کر کے (جس کی ایسی حالت میں رخصت تھی) نوافل پڑھے کہ صبح کو غسل کر کے قضا کر دوں گا فوراً سکون ہو گیا۔ عادت کے موافق نوافل و ذکر سے فارغ ہو کر صبح کو غسل کر کے قضا بھی کر دی اپنی اس کم ہمتی پر بہ تکلف ندامت کا خیال کیا۔ کچھ رنج و ندامت نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کئی روز سفر میں رہا اور صحبت بابرکت سے محرومی رہی۔ دل میں سختی ہو گئی کہ جو رنج و ندامت نہ ہوئی اس لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گستاخی کو معاف فرمائیں کہ بلا غسل نوافل و ذکر کیا اور اس قساوت قلب کو حضرت کے صدقہ میں دفع فرمائیں۔

تحقیق: یہ قساوت نہیں اگر قساوت ہوتی قلق نہ ہوتا۔ یہ رخصت شرعیہ سے فائدہ اٹھانا ہے جو جائز ہے پھر جتنا بھی عزیمت پر عمل ہو گیا یہ خدا کا فضل ہے۔ غرض عزیمت (اصل حکم) اور رخصت دونوں کی فضیلت نصیب ہوئی۔ یہ دوگنی نعمت ہے۔ لیکن ذکر کے لئے طہارت وغیرہ کے سامان کا تیار رکھنا ضروری ہے تا کہ تنگی نہ ہو۔

(النور، ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ)

ذکر اور نماز میں فرق کہ ذکر میں بساطت (ایک ہونا) ہے اور نماز میں ترکیب (مرکب ہونا)

حال: عرض یہ ہے کہ نماز میں پورا پورا نشاط حاصل نہیں ہوتا جب ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو سرور اور نشاط کی حالت ہوتی ہے۔ نماز میں یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تو منافقین کی عادت تھی۔ انہیں بھی نماز میں نشاط نہیں حاصل ہوتا تھا اس کے بعد اپنے دل کو یوں سمجھاتا ہوں کہ مقصود تو احکام کو پورا کرنا ہے نشاط مقصود نہیں ہے مگر پھر بھی جی چاہتا ہے۔

تحقیق: منافقین کی سستی اعتقاد کا فساد تھا اور یہ سستی طبعی بے چینی کی وجہ سے ہے پھر وہ کہاں اور یہ کہاں باقی فرق کی وجہ یہ ہے کہ ذکر میں نماز کے مقابلے میں بساطت (اکیلے ہونے کی) ایک شان ہے اس لئے ذکر میں مختلف حصوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لئے یکسوئی جلد حاصل ہو جاتی ہے اور نماز میں توجہ مختلف حصوں کی طرف ہوتی ہے اس لئے بے چینی رہتی ہے اس کا علاج یہی ہے کہ نماز میں توجہ ایک طرف رکھی جائے جس کی

صورت یہ ہے کہ قیام کے وقت اس طرف توجہ نہ کرے کہ اس کے بعد رکوع کرنا ہے، رکوع میں اس طرف توجہ نہ کرے کہ اس کے بعد قومہ کرنا ہے اسی طرح دوسرے ارکان کا حال ہے بلکہ ہر رکن میں صرف اسی رکن کو ادا کے لئے مقصود سمجھے اور اسی طرف متوجہ رہے۔ اسی طرح پھر دوسرے رکن میں آخر نماز تک۔ اگر ایسا کیا جائے تو نماز میں اتنی یکسوئی ہوگی کہ ذکر میں بھی نہ ہوگی کیونکہ ذکر میں اگرچہ یکسوئی ہے مگر ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ دوسرا شخص آ کر اس یکسوئی کو ختم کر سکتا ہے یا خود ہی ذکر ترک کر کے شغل میں لگ سکتے ہیں اور نماز میں اطمینان ہے کہ سلام پھیرنے تک کوئی شخص ہم کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا نہ خود کوئی کام کر سکتے ہیں۔ "وھذا لذی کتبت ورد علی قلبی فی فرض الظھر وجربته فیه وفی سنته البعدیة ولله الحمد" (یہ جو میں نے لکھا ہے وہ ظہر کی فرض نماز میں میرے دل میں آیا ہے میں نے اس فرض اور بعد کی سنتوں میں تجربہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر ہے)۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

نماز اور ذکر کے بارے میں یہ خیال آنا کہ زیادہ ذکر کی ضرورت نہیں اس کا علاج

حال: نماز اور ذکر سے پہلے اور بعد اکثر یہ خیال آتا رہا کہ اتنی محنت بیکار ہے۔ میں کوئی بزرگ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ رہے احکام اس کی پابندی کر لی جائے تو اس کے لئے زیادہ فکر کی کیا ضرورت ہے کیونکہ بخشش تو رحمت پر منحصر ہے ان کے علاوہ اور بھی برے برے خیال آئے۔ یہ خیال اب بھی آجاتے ہیں جس کا جواب میری طبیعت یہ دیتی رہتی ہے کہ یہی کیا کم ہے کہ بیفکری اور بخشش کی امید تو رہتی ہے اور اس فکر میں بہت کچھ گناہوں سے بچت تو رہتی ہے۔ اب جو کیفیت تھی اور ہے وہ عرض کی۔ جو حکم ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے کیونکہ اگرچہ طبیعت کو سکون ہو گیا ہے مگر طبیعت سست اور مضمحل ہے۔

تحقیق: ایک علاج یہ سوچنا ہے کہ اعمال صرف مغفرت ہی کے لئے نہیں بلکہ مملوک پر مالک کا حق ہے اور مغفرت ایک الگ احسان اور عنایت ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۳ھ)

افسوس بھی ہمیشگی کا بدل ہے

حال: عرصہ سے ارادہ کرتا تھا کہ تفصیل سے خط لکھوں لیکن کاہلی کے ساتھ ساتھ مشاغل کی زیادتی سے بھی ناک میں دم رہتا ہے۔ خصوصاً آخیر سال میں تعلیم کا بہت زور ہو جاتا ہے۔ بہت افسوس ہے کہ معمولات پر ہمیشگی

نہیں ہوتی ہاں ہمیشگی کا خیال اور ہمیشگی کے چھوٹنے پر افسوس ہمیشہ رہتا ہے۔
تحقیق: افسوس بھی ایک درجہ میں ہمیشگی کا بدل ہے جب کسی عذر کی وجہ سے ہمیشگی نہ ہو۔ (النور، شعبان ۱۳۵۳ھ)

ضعیف کو دل میں استغفار کرنا چاہئے

حال: چاہئے تو یہ تھا کہ بیماری کے بعد عبرت ہوتی مگر میں تو بھول بھول جاتی ہوں۔
تحقیق: یہ غفلت بری نہیں ہے۔
حال: ارشاد فرمائیں کہ مجھے یاد کس طرح رہا کرے تاکہ اکثر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذرے۔
تحقیق: یاد کی تمنا اور کمی پر حسرت یہ بھی یاد کی ایک قسم ہے۔
حال: ضعف کی حالت میں جب تک ذکر باقاعدہ شروع نہ ہو اس وقت تک میں اپنا وقت کس طرح صرف کروں کہ میری توجہ اللہ کی طرف رہے۔
تحقیق: دل میں لا الہ الا اللّٰہ یا استغفار پڑھتی رہو۔ (النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

عمر رسیدہ کو مواعظ سننے چاہئیں اور استغفار وغیرہ شغل رکھنا چاہئے

(نوٹ): ایک صاحب نے جو ستر برس کی عمر کے ہیں اپنے حالات لکھے تھے ان کو ذیل کا جواب دیا گیا۔
تحقیق: سب حالات اچھے ہیں۔ اور میرے مواعظ ہمیشہ سنا کیجئے۔ اگر نفس میں کوئی عیب معلوم ہو اس کا علاج پوچھئے ورنہ لا الہ الا اللہ و استغفار میں مشغول رہئے کافی ہے۔ فرائض و سنن میں کوتاہی نہ ہو نوافل میں کمی ہو تو نقصان دہ نہیں ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

ذکر میں دل نہ لگنے کا علاج

حال: جو ذکر یا دعا میں شروع کرتا ہوں پہلے پہل تو ان میں خوب دل لگتا ہے اور حضور قلب ہوتا ہے مگر چند ماہ کے بعد جب ان پر ہمیشگی رہتی ہے پھر ویسا حضور قلب اور دلچسپی نہیں رہتی اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرمائیں۔
تحقیق: مرض ہونے کا شبہ کس وجہ سے ہوا۔
حال: معلوم ہوتا ہے میرے دل میں ذکر رچا نہیں پس حلق کے اوپر ہی اوپر ہے۔
تحقیق: (تم) تو ماشاء اللہ طبیب محقق ہو۔
حال: ذکر میں قلب کو یکسوئی نہیں ہوتی ذکر زبانی ہوتا ہے اور دل غافل اور خیالات میں لگا ہوا۔

تحقیق: یہ غفلت اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

رسوخ حاصل ہونے کا طریقہ

حال: حضور نے غصہ کا علاج بتایا تھا جس سے بفضلہ میرا غصہ کم ہوگیا اور غصہ کی حالت میں بھی زبان پر قدرت معلوم ہوتی ہے اس کی اطلاع کر کے دوسرا مرض پیش کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ ایک کو راسخ ہونے دو۔ اب یہ عرض ہے کہ سمجھ کی کمی کی وجہ سے احقر نہیں سمجھ سکتا کہ رسوخ کے واسطے کوئی مدت مقرر ہوگی۔

تحقیق: نہیں۔

حال: یا احقر اپنے ضبط کی حالت غصہ کے وقت پر لکھتا رہے گا۔

تحقیق: جب غفلت و بھول نہ ہو اور ہمت میں دیر نہ ہو یہی رسوخ ہے۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

سینہ میں لفظ اللہ کی آواز کا سنائی دینا برا نہیں

حال: سینہ میں دائیں اور بائیں طرف گھڑی کی آواز کی طرح آواز محسوس ہوتی ہے۔ سننے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ گویا لفظ اللہ کی ہمزہ کو زور دے دے کر اس کا وظیفہ کیا جاتا ہے اور رات دن ہمیشہ جاری ہے۔ کبھی بند نہیں ہوتی۔ اس حالت کے ظاہر ہونے سے بندہ کو ایک قسم کی خوشی بھی حاصل ہوئی اور حضور قلب میں زیادتی ہوئی بندہ کو بہت تردد ہے کہ معلوم نہیں یہ حالت اچھی ہے یا بری ہے۔

تحقیق: جو بات شرع کے خلاف نہ ہو بری نہیں ہوتی ہے لیکن احتیاطاً طبیب کو نبض اور پیشاب دکھا کر پوچھ لو طبیعت میں کوئی طبعی بے اعتدالی تو نہیں ہے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

ذکر میں سرور کم ہونا نقصان دہ نہیں

حال: پہلے ذکر کی حالت بہت اچھی تھی اور طبیعت ہر وقت مسرور رہتی تھی۔ اب دو تین دن سے طبیعت پر سرور کم ہے۔

تحقیق: سرور مقصود ہے یا حضور اور حضور اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے۔

حال: اور جو اچھی اچھی باتیں اور کیفیات پیدا ہوتی تھیں وہ کم ہوگئیں۔

تحقیق: دینی نقصان کیا ہوا۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

رسوخ کی علامت

حال: مذکورہ علاج کے رسوخ کا طریقہ کیا ہے جو بھی ہے امید کرتا ہوں کہ بیان فرمائیں گے۔
تحقیق: تکرار کا استحضار ہمیشہ کرتے رہنا اور کوتاہی کے وقت خالص مالی عبادت سے نفس کو سزا دینا جیسے چار آنہ خرچ کرنا کہ نفس پر یہ شاق ہوتا ہے یا نفل نمازوں کو مخصوص مقدار میں ادا کرنا کہ نفس پر شاق ہو۔ رسوخ کی علامت یہ ہے کہ ملکہ حاصل ہو جائے کہ (علاج) کرنے میں مشکل نہ ہو۔ (النور، صفر ۱۳۵۴ھ)

تہجد کے وقت نوافل پڑھ کر قرآن یاد کرنا افضل حالت ہے

حال: آج کل چار بجے رات کو آنکھ کھل جاتی ہے اور تہجد کا وقت ہوتا ہے اور آج کل یہ عاجز تجوید میں قرآن شریف کا قاری صاحب سے اجراء کر رہا ہے اور اس کو مضبوط یاد کرنا ہوتا ہے۔ اب اس وقت کون سا کام اختیار کرنا چاہئے۔ آیا نماز نفل پڑھی جائے یا قرآن کا یاد کرنا کون سا کام افضل ہے۔
تحقیق: چار نفل پڑھ کر قرآن میں لگ جاؤ اور ذکر دن میں کر لو اگرچہ مختصر ہو۔ (النور، صفر ۱۳۵۴ھ)

نماز و تلاوت میں جبر کو آسانی سے بدل دینا کسی کے اختیار میں نہیں ہے

حال: نماز و تلاوت کلام میں طبیعت پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ کوئی شاہراہ عمل جو آپ کے نزدیک مناسب ہو ایسی تجویز فرما دیجئے کہ یہ جبر خوشی اور آسانی کے ساتھ بدل جائے۔
تحقیق: اس کی کوئی تدبیر نہیں یہ بات نہ شیخ کے اختیار میں ہے نہ طالب کے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

نماز و جماعت پر آمادہ کرنے میں سختی کا علاج

حال: لوگوں کو نماز و جماعت پر آمادہ کرنے کے لئے میرے گذشتہ خط کے جواب میں حضرت نے صرف وعظ کو پسند فرمایا۔ اپنی سختیاں چھوڑ کر حضرت ہی کے پسند کے مطابق عمل تو شروع کر دیا ہے لیکن یہ خود میرے لئے بہت بڑا مجاہدہ ہو گیا ہے میری طبیعت میں ذرا سختی ہے۔
تحقیق: صحیح ہے مگر جی کو سمجھانے سے اس کی تیزی بہت کم ہو سکتی ہے۔
حال: پہلے تو کافی نرمی سے کام لیتا ہوں۔ لیکن جب بار بار کے سمجھانے یا دوسری تدابیر کامیاب نہیں ہوتیں تو بس سخت مزاجی کا ظہور ہوتا ہے۔
تحقیق: تو بار بار کہنا ہی ضروری نہیں تبلیغ کا حق ایک بار کہنے سے ادا ہوتا ہے بہت ہی زیادہ شفقت ہو دو بار حد

تین بار۔ اس سے زیادہ پیچھے پڑنا صدی (یعنی پیچھے پڑ جانا) ہے جس پر "وما علیك ان لا یزکی" (حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو آپ پر کچھ (الزام) نہیں ہے) فرمایا گیا ہے۔

حَال: کبھی سخت مزاجی کا ظہور نہایت شدت سے اور اتنا ہوتا کہ مجھ کو سخت ندامت ہوتی ہے دین و دنیا تمام معمولات میں طبیعت کا یہی حال ہے۔

تحقیق: جہاں اپنا نقصان ہوتا ہے مجبوری مگر صرف دوسرے کی مصلحت کے لئے خود کو کیوں تعب میں ڈالا جائے۔

حَال: اس چیز کو خود دور کرنا چاہتا ہوں لیکن کئی بار عین وقت پر طبیعت بے قابو ہو جاتی ہے اس بارہ میں دعا و علاج دونوں کی درخواست ہے۔

تحقیق: استحضار و عمل کا بتکلف تکرار یہی علاج ہے اس سے عادت ہو جائے گی۔

حَال: لوگوں کو نماز باجماعت کے لئے تیار کرنے میں وہ خیال اور اس (تیزی وغصہ کے) طرز عمل کے موید ہو جاتے تھے نماز کے لئے جب دس برس کے لڑکوں کو مارنے کا حکم ہے تو خیال ہوتا تھا کہ اس بارہ میں اپنے ماتحت لوگوں پر سختی کرنا چاہئے۔

تحقیق: ماتحت کی قسمیں الگ الگ ہیں کرایہ دار پر وہ اثر نہیں جو اپنی اولاد پر ہے۔

حَال: دوسرے اپنے دنیاوی کاموں کے لئے نوکروں وغیرہ کو جب ڈانٹتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کیوں اتنا غصہ نہیں آتا۔

تحقیق: فرق ہے وہاں اپنی حاجت کا رکنا غصہ کا سبب ہے یہاں وہ سبب نہیں۔

حَال: ساتھ ہی نماز وغیرہ کے بارہ میں جب بار بار کہنے سے لوگ نہیں مانتے اور غصہ آتا ہے تو ایک خیال یہ بھی ہوتا ہے کہ غالباً یہ غصہ اپنے نفس کے لئے ہے کہ میرا کہا ان لوگوں نے کیوں نہیں سنا۔

تحقیق: اس کا امتحان آسان ہے ٹٹول کر دیکھا جائے کہ اگر دوسرے واعظ کے ساتھ یہی معاملہ کریں تب بھی یا اس کے قریب قریب ناگواری ہوتی ہے یا نہیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

جماعت میں غفلت کا علاج

حَال: پابندئ جماعت وتلاوت کا تہیہ کرتا ہوں مگر کبھی کبھی غفلت اور سستی کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہے۔

تحقیق: لیکن قدرت سے تو کام لیا جاسکتا ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

ذکر اسم ذات کے سوا جی نہیں لگتا شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے

حال: ان دنوں میری عجیب کیفیت ہے ہر وقت جی چاہتا ہے کہ صرف اللہ اللہ کرتا رہوں اور کسی کام میں بالکل جی نہیں لگتا ہے حد یہ ہے کہ درس حدیث وتلاوت قرآن میں بھی جیسے پہلے جی لگتا تھا اب ویسا نہیں لگتا۔ اب صرف بس ذکر اسم ذات کے لئے جی چاہتا ہے۔

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ بچہ کو ہر وقت دودھ ہی مرغوب (پسند) ہوتا ہے پھر ہر وقت پر اس کے مناسب اشیاء مرغوب (پسند) ہونے لگتی ہیں۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ)

قرآن ناظرہ کا مشکل ہونا اس کا علاج طبیعت کو زیادہ پر جبر کرنا ہے

حال: فدوی قرآن شریف کا ناظرہ ایک پارہ مشکل سے روزانہ پڑھ سکتا ہے بلکہ اکثر زیادہ ناغہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے اذکار مثلاً درود شریف، استغفار اور زبانی قرآن شریف دن بھر پڑھا کرے تو کوئی گرانی نہیں ہوتی مگر ناظرہ قرآن شریف ایک پارہ پڑھنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ سخت پریشان ہوں کیا علاج کروں۔

تحقیق: اگر قرآن حفظ نہیں تو نفس پر جبر کر کے زیادہ پڑھنا چاہئے اور اس کا تصور مسلسل رکھنا چاہئے کہ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں نامۂ اعمال میں ساتھ ساتھ درج ہو رہی ہیں اور ایسی دولت اور کس چیز سے نصیب ہو سکتی ہے اور یہ تصور بھی حقیقی بات کا ہے۔ کیونکہ حدیث میں یہ مضمون صاف موجود ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ مراقبہ بھی رکھنا چاہئے کہ حروف قرآن کی زیارت پر ثواب ملتا ہے سارے تصور سے وہ گرانی کم ہو جائے گی اور آہستہ آہستہ ناظرہ زیادہ تلاوت کرنا آسان ہو جائے گا۔ اگر قرآن آپ کو حفظ ہے اور زبانی بھی صحیح یاد ہے تو پھر حفظ پڑھنے سے بھی ثواب جو کہ اصل مقصود ہے حاصل ہے۔ زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ)

ذکر وتلاوت ودرس حدیث میں فرق

حال: میرے اوقات الحمد للہ بدستور سابق ہیں۔ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح وذکر اسم ذات ایک ہزار تک کر لیتا ہوں مگر طبیعت کا میلان جو ذکر کے وقت ہوتا ہے وہ ابھی تک نہ قرآن شریف پڑھتے وقت ہے اور نہ درس حدیث کے وقت ہے۔

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض کو انتہا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اکثر اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ذکر میں ایک قسم کی بساطت (ایک ہونے کی کیفیت) ہے اور قرآن وحدیث میں ایک قسم کی ترکیب (مرکب ہونے

کی کیفیت) ہے اور بسیط (اکیلا ہونا) یکسوئی سے زیادہ قریب ہے اور ترکیب (مرکب ہونا) مختلف حصوں کی وجہ سے بکھرے ہونے کے قریب ہے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

نماز کو لمبا کرنا بلا ضرورت ملنے والوں سے جائز ہے

حَالؒ: طبعاً کسی سے ملاقات کو جی نہیں چاہتا اور نہ مجلس کرنے کو (جی چاہتا ہے)۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی ملنے آ جاتا ہے اس کو کچھ بھی ضروری کام نہیں ہوتا تو احقر نماز کو لمبا کر دیتا ہے تا کہ وہ چلا جائے تو ایسی نماز کا کیا حکم ہے۔

تحقیقؒ: ضرورت کی وجہ سے دین کی حفاظت کے لئے ڈھال استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

"قال تعالیٰ ﴿ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر﴾ وقال صلى الله عليه وسلم من حافظ عليها (اى على الصلوة) كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيمة. الحديث" (لاحمد والكبير والاوسط، جمع الفوائد)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے" رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ان نمازوں کی حفاظت کرے گا تو اس کے لئے نور ہوگا اور دلیل ہوگی اور قیامت کے دن کی نجات ہوگی۔"

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں برائی سے بچانے اور آگ سے نجات دینے کی ایک شان ہے تو جیسے نماز خاصیتوں (کے حاصل ہونے کی) نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح برائی اور آگ کے بلا واسطہ یا بالواسطہ رسیا سے بچاؤ اور نجات کی بھی اس میں خاصیت ہے اس لئے اسی طرح خاصیت کی نیت سے اس کا بھی پڑھنا جائز ہے۔ جیسے فقہاء نے (امام کے) آنے والے نمازی کے لئے رکوع لمبا کرنے کے بارے میں تفصیل کی ہے اور مصلحت دینیہ کے لئے اجازت دی ہے حالانکہ وہاں غیر کی مصلحت ہے اور یہاں تو اپنی مصلحت ہے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

نماز فجر میں زیادہ دل لگنے کی وجہ

حَالؒ: (یہ ایک پہلے مجمل خط کی تفصیل ہے) میری یہ حالت کہ جماعت میں جس قدر کم لوگ ہوں نماز میں زیادہ دل لگتا ہے صرف فجر کی نماز میں ہے۔ دوسرے اوقات کی نمازوں میں تو نمازیوں کا انتظار کرتا ہوں اور جماعت میں کچھ تاخیر بھی گوارا کرتا ہوں۔

تحقیق: وجہ سمجھ میں آ گئی وہ وقت طبعاً و ذوقاً حضورِ قلب کا ہے کیونکہ پہلے (والے) مشاغل ختم ہو جاتے ہیں۔ دوسرے (والے) ابھی شروع نہیں ہوتے اس لئے قلب تقریباً فارغ و خالی ہوتا ہے اور جس طرح سفید کپڑے پر سیاہ دھبہ اگرچہ ہلکا ہو محسوس ہوتا ہے اسی طرح مجمع کی زیادتی چونکہ طبعاً و عادۃً انتشار کے اسباب میں سے ہے اس لئے فارغ ہونے میں اس کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ اس کے خلاف دوسرے اوقات میں کہ دل پہلے سے مختلف تعلقات میں مشغول ہوتا ہے اس لئے شغل میں مزید شغل محسوس نہیں ہوتا جیسے سیاہ کپڑے میں سیاہی کا داغ محسوس نہیں ہوتا۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

لا تفریط فی النوم (نیند میں زیادتی نہیں ہے)

حال: میں آج کل ایک بات سے بہت پریشان ہوں وہ یہ کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں تہجد کے لئے اور پروردگار سے دعا بھی کرتا ہوں لیکن آنکھ نہیں کھلتی۔ صبح کی نماز کے لئے جب آنکھ کھلتی ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے اور خیال کرتا ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا قیامت میں۔ نیکیاں کم ہیں اور گناہ زیادہ ہیں۔

تحقیق: اور یہ خیال نہیں ہوتا کہ لا تفریط فی النوم (نیند میں کوئی زیادتی نہیں ہے) کس کا ارشاد ہے اور کیوں ہے شیخ شیرازی کا قول نہیں سنا ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ❁ ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

(النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

ترجمہ: ''زہد و تقویٰ اور صدق و صفا میں کوشش کرنی چاہئے لیکن رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نہیں (یعنی شرعی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے)۔''

وظیفہ کی جگہ بھی تلاوت قرآن ہی زیادہ کرنا سلف کے خلاف ہے

حال: دعوات عبدیت جلد دوم کا چھٹا وعظ ملقب بہ احکام العشر الاخیرہ پرچہ الابقاء برائے ماہ رمضان ۱۳۵۱ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس رسالہ کے صفحہ ۳۲ پر وہ مضمون ہے جس کو حضور اقدس نے کلام مجید کی شان میں ارشاد فرمایا ہے اس کو دیکھ کر خصوصاً سطر نمبر ۱۳ میں جو یہ لکھا ہوا ہے ''اور چونکہ کلام اللہ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کلام مجید کی تلاوت سے بہت خوش ہوتا ہے خواہ سمجھ کر پڑھا جائے یا بے سمجھے'' اس کو دیکھ کر خود بخود جی چاہتا ہے کہ تمام اوراد و وظائف کو ترک کر کے تلاوت ہی کی جائے۔ اب حضور والا کی خدمت میں بہت ہی ادب سے عرض ہے کہ اگر تمام وظیفہ کی جگہ (جس میں زیادہ حصہ درود شریف کا ہے) کلام مجید کی تلاوت ہی کی جائے تو کچھ حرج تو نہیں۔

تحقیق: کیا یہ بھی خبر ہے کہ کسی چیز کی طرف زیادہ کشش اسی وقت ہوتی ہے جب دوسری چیزیں بھی ہوں ورنہ اس سے طبیعت اکتا جاتی ہے۔

ع گر نیست غیبتے ندہد لذتے حضور

ترجمہ: ''اگر غیبت نہ ہو تو حضور کی لذت معلوم نہیں ہوتی ہے۔''

اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ سلف نے ایسا نہیں کیا۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت، یہ بغض فی اللہ (اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کرنا) ہے

حال: کچھ دنوں سے احقر کو یہ بات پیش آ رہی ہے کہ احقر کو قلب میں بدعتیوں کی طرف سے نفرت معلوم ہوتی ہے۔ جو بدعتی سامنے آتا ہے دعا سلام تو کر لیتا ہوں مگر قلب خوش نہیں ہوتا جیسا اور مسلمانوں سے سلام وعلیکم کر کے خوش ہوتا ہے اور جو بدعتی مسجد میں ہوتا ہے اور لوگ اس بدعتی کو نماز پڑھانے کے لئے کہتے ہیں تو احقر انکار کر دیتا ہے۔ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہتا مجھے حضرت والا نفس کے دھوکہ سے ڈر لگتا ہے کہیں یہ نفرت کی آڑ میں کبر نہ ہو۔

تحقیق: ایسے احتمالات کا اعتبار نہیں اگر وہ توبہ کر لے اور پھر بھی اس سے نفرت رہے یہ کبر ہے ورنہ بغض فی اللہ ہے۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

رسوخ کا علاج

(پہلا خط)

حال: حضرت! اب علاج تو سب مرضوں کا ہوگیا صرف ایک مرض (شہوت پرستی) باقی رہ رہی تھی وہ بھی اب شادی سے ختم ہوگئی مگر اصلاح کا ابھی تک اچھی طرح رسوخ نہیں ہوا۔ اکثر امراض کی چاہت پر عمل ہو جاتا ہے۔ للہ کوئی طریقہ اصلاح کے رسوخ کے لئے تلقین فرمائیں۔

تحقیق: رسوخ کی تفسیر کیا سمجھے ہو۔

(دوسرا خط)

نفس کے تقاضے کے مغلوب ہو جانے کا نام تو اصلاح ہے اور (نفس کے تقاضے کے مغلوب ہونے کی)

حالت کا عادت بن جانا اور بے تکلف اوامر پر عمل ہونے کا نام اصلاح کا رسوخ ہے اور احقر کی یہ مراد نہیں کہ اس دوسری حالت میں اختیار نہیں رہتا۔ اختیار تو ہر حال میں ہے مگر اتنا فرق ہے کہ ابتدائی اصلاح کی حالت میں اختیار کا استعمال تکلیف اور مشقت سے ہوتا ہے اور بعد میں اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔ حضور! یہ ہے اصلاح کے رسوخ کی تفسیر جو اس کم سمجھ کی سمجھ میں آئی ہے جو کہ مختصراً عرض کر دی۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: اب اس کو حاصل کرنے کا طریقہ چاہتا ہوں۔

تحقیق: ایسا کوئی طریقہ نہیں جس پر رسوخ یقیناً لازمی طور پر حاصل ہو جائے۔ اب بھی پوچھتے ہو یا نہیں اور پوچھنے سے کیا حاصل ہوگا۔ (النور، شعبان ۱۳۵۴ھ)

ذکر میں اطمینان نہ ہونا مقصود نہیں

حال: جب تک عافیت و راحت حاصل ہے زبان پر ذکر اللہ رہتا ہے جب کوئی تکلیف و خوف پیش آ جائے تو پہلے تو ذکر اللہ یاد ہی نہیں آتا ہے اور اگر یاد بھی آ جائے تو اس سے قلب کو اطمینان نہیں ہوتا۔

تحقیق: مقصود ذکر ہے اگر چہ بتکلف ہو۔ اطمینان مقصود نہیں۔ (النور، شعبان ۱۳۵۴ھ)

بغیر قید کے ذکر کافی ہے

حال: حضور والا! اب تک میں ذکر و شغل سے دور بھاگتا رہا ہوں۔

تحقیق: قید کے ساتھ ذکر کی ضرورت نہیں کسی قید کے بغیر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی کثرت کافی ہے۔

حال: درخواست یہ ہے کہ میرے حق میں دعا فرمایئے اور میرے لئے کوئی ایسی تدبیر تجویز فرما دیجئے (اگر مزاج ورائے اقدس کے خلاف نہ ہو) کہ جس پر عمل کرنے سے ایمان کامل اور رضا بالقضا اور خوف سے زیادہ رجا اور دنیا کی محبت سے زیادہ آخرت کی محبت اور حق تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن اور عبدیت کا تعلق اور محبت حاصل ہو۔

تحقیق: بفضلہ تعالیٰ میرے وعظوں کے مطالعہ سے یہ سب دولتیں نصیب ہو سکتی ہے خصوص اگر مراۃ المواعظ کے ذریعہ سے کچھ منتخب کر لئے جائیں۔

دوسرا پرچہ

حال: حضور والا کے صحیح جواب نے میرے خیالات کے پکے ہوئے پھوڑے پر راحت دینے نشتر لگا کر فرحت دینے مرہم کا پھایا لگا دیا مسرت و انبساط کا اتنا جوش ہوا کہ بے اختیار گریہ طاری ہو گیا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ فی

الدارین۔ حضور والا! اس وقت تو بفضلہ تعالیٰ حضور والا کی جوتیوں کے طفیل سے ہر طرح مطمئن ہوں۔ حق تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ یہ اطمینان وسکون ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دعا کا محتاج ہوں۔

تحقیق: دل سے دعا ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۴ھ)

دعا سے رکاوٹ کا علاج

حال: حضرت! کبھی کبھی جائز دعا مانگتے وقت یہ محسوس کرتا ہوں کہ کسی نے زور سے گلے کو دبایا ہے اور دعا مانگنے کے لئے روک رہا ہے کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ دل سے دعا نکلے لیکن ناکامیاب رہتا ہوں اور وہ آرزو پوری نہیں ہوتی۔

تحقیق: دعا کاغذ پر لکھ کر ہاتھ میں لے کر اس میں سے وہ دعا پڑھا کرو۔ (النور، رمضان ۱۳۵۴ھ)

پانچ وقت نماز نہ پڑھنے کا علاج

حال: بندہ کی عمر اس وقت بیالیس سال کے قریب ہے۔ خدا کے فضل وکرم سے بالکل تندرست توانا ہوں۔ خدا نے بال بچے دیئے ہیں اور گذران بہت اچھی ہے مگر بدقسمتی سے پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے۔ بہت کوشش کرتا ہوں مگر کامیاب نہیں ہوتا ہوں۔ جب نماز کا وقت گذر جاتا ہے تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں مگر کیا کروں عادت سے مجبور ہوں۔ براہ غربا پروری دعا اور ہدایت سے سرفراز فرما دیں تاکہ بندہ کو نماز کی عادت پڑ جائے جناب کی عین عنایت ہوگی۔ میں اس بات کو محسوس پورا پورا کرتا ہوں۔ پابندی پر قادر نہیں ہوسکتا۔ میرا عقیدہ اہلسنت جماعت کا ہے۔ اسلام کی قدر اور اس کی خوبیوں کا پورا احترام ہے اور اسلام کا پورا پورا درد ہے۔ نماز کی باقاعدگی کا نہ ہونا مجھے پریشان کرتا ہے اور اس سے پریشان ہوں۔ اس معاملہ میں ہدایت ودعا کا ملتجی ہوں۔

تحقیق: جب نماز ناغہ ہو دو وقت کا فاقہ کیا جائے۔ (النور، شوال ۱۳۵۴ھ)

لا الہ الا اللّٰہ کے ذکر کے وقت اکابر کی زندگی کا تصور خود ارادے سے نہیں کرنا چاہئے

پہلا خط

حال: لا الہ الا اللّٰہ کے ذکر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم واہل بیت وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی کے ہر واقعہ میں نسبت مع اللہ کا تصور بندھ کر جوش پیدا ہوتا ہے۔ اب پانچ چھ ماہ سے یہ

عادت سی ہوگئی۔ حضور والا کو اطلاع دینا ضروری تھا جیسا ارشاد ہو عمل کروں۔

تحقیق: وہ واقعات خود ارادے سے مستحضر کئے جاتے ہیں یا ارادے کے بغیر حاضر ہو جاتے ہیں۔

دوسرا خط

حال: ایک روز غیر حق کی محبت کی نفی کے ساتھ حق کی محبت کا تصور لا الہ الا اللّٰہ کے ذکر کی حالت میں کر رہا تھا آیت ﴿والذین امنوا اشد حبا للّٰہ﴾ (کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ محبت کرنے والے ہیں) کا مضمون آ کر ان واقعات کا استحضار ہونے لگا لیکن ایسے طور پر کہ ہر واقعہ سے نسبت مع اللہ و محبت الٰہی معلوم ہوتی ہے اس کے بعد سے ارادے یہ واقعات مستحضر کئے جاتے ہیں۔

تحقیق: ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

حال: اور تسکین محسوس کرتا ہوں۔

تحقیق: اس تسکین کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

حال: احقر نے اپنا بدظنی کا مرض بتا کر حضرت والا سے اس کا علاج چاہا تھا۔ حضرت والا نے یہ جواب عنایت فرمایا ہے کہ ''یہ غیر اختیاری ہے اور دوسرا یہ کہ کسی کے کسی برتاؤ سے دل میں فکر کے بدظنی پیدا کی جائے یہ اختیاری ہے۔ دونوں کی چاہت پر شکوہ شکایت وغیرہ ناجائز ہے۔ احقر کی حالت یہ ہے کہ کسی کے بعض برتاؤ سے دل میں رنج پہنچتا ہے تو وہاں کبھی دل میں خود بخود یہ خیال آجاتا ہے اور کبھی ارادے سے لاتا ہوں کہ شاید یہ شخص مجھ کو نقصان پہنچا دے گا اور پھر کبھی اپنے خیر خواہ کو بتا کر ظاہر بھی کر دیتا ہوں۔ اب احقر کی گذارش یہ ہے کہ حضرت براہ مہربانی احقر کے اس مرض کا کوئی علاج تحریر فرمائیں جس پر عمل کرنے سے احقر کا یہ مرض جاتا رہے۔

تحقیق: احتمال ظاہر کر کے تدبیر پوچھتے ہو یا یقین ظاہر کر کے۔ اس دوسرے شخص کی نظر میں بھی اس کو برا ثابت کرنا چاہتے ہو۔

حال: جہاں تک ہو سکے گناہ سے بچنے کی اور درستی حالات کی فکر رکھتا ہوں اور اس بات کی بھی کوشش کرتا ہوں کہ نماز اور ذکر میں خلوص ہو مگر پھر بھی کوئی عمل خود اپنی طبیعت کو نہیں لگتا۔

تحقیق: بس اسی وقت تک خیریت ہے جب تک اپنا کوئی عمل اپنی طبیعت کو نہ لگے ورنہ عجب کا خوف ہو جائے گا۔

حال: اور جیسا جی چاہتا ہے دراصل اس کا کوئی حصہ بھی نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہ بھی خیریت ہے کہ جیسا عمل ہوتا ہے اس سے زیادہ کو جی چاہتا ہے۔

حال: جس سے الجھن رہتی ہے کہ کوشش کے باوجود بھی کوئی بات ایسی نہیں ہوتی جس سے کچھ تسکین ہو۔

تحقیق: تسکین نہ ہونے کی تو عشاق نے تمنا کی ہے۔

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات
ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

(النور، ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ)

ترجمہ: ''میرا اس آب حیات سے سیر ہو جانا اچھا نہیں ہے اللہ کرے یہ پیاس یونہی ہر دم بڑھتی رہے۔''

عصر کی جماعت فوت ہونے پر بیس رکعت نفل جرمانہ

حال: ایک روز عصر سے کچھ پہلے ایک شخص سے ایک دنیاوی غرض سے ملنے گیا یعنی شکار کا بندوبست کرنے کے لئے گفتگو میں عصر کی جماعت کا بھی وقت ہو گیا۔ دھیان تو نماز کی طرف تھا اور یہی سوچ رہا تھا کہ اب اٹھوں اب اٹھوں۔ مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی۔ بہت افسوس ہوا کہ شرعی عذر کے بغیر جماعت ترک ہوئی۔ عہد کیا کہ بلا سخت ضرورت کے نماز سے پہلے کسی سے ملنے نہ جاؤں گا۔ اس فوت جماعت کے لئے حضرت جو سزا مناسب سمجھیں تجویز فرمائیں۔ میری تنخواہ ۳۷۰ روپے ہے یہ اس لئے لکھ دیا کہ اگر مالی جرمانہ تجویز ہو تو مقدار معین کرنے میں حضرت کو سہولت ہو۔

تحقیق: بیس رکعت نفل پڑھ لی جائے اور دل سے عزم کر لیا جائے کہ جب کبھی ایسا اتفاق ہوگا اتنے ہی نوافل پڑھوں گا اور مالی سزا اس لئے کافی نہ ہوگی کہ تنخواہ کافی ہونے کی وجہ سے تھوڑی مقدار نفس پر شاق نہ ہوگی اور زیادہ مقدار کا تحمل نہ ہوگا۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

تلاوت قرآن کے وقت رونا آنا، کبھی تلاوت بند کر لینا، اس کا علاج یہ ہے کہ جو قلب کا تقاضا ہو وہ کام کریں

حال: حضرت کئی دن سے جب بندہ قرآن شریف تلاوت کرتا ہے کبھی بعض آیت سے حضرت کے مواعظ کے بعض مضمون کی طرف خیال جاتا ہے تو اس وقت ایسی حالت پیش آتی ہے کہ سوائے رونے کے اور کچھ نہیں کر سکتا اور بے اختیار اس خاص موقع کے متعلق جو مثالیں دی گئیں اس میں دھیان رہتا ہے اور وہاں پر جو اشعار حضرت

کے ہیں تلاوت کے بجائے وہ پڑھنے لگتا ہوں مثلاً:

ما لمن اولہ نطفۃ ﷺ وجیفۃ آخرہ یفتخر الخیرہ

ترجمہ: ”وہ شخص کس چیز پر فخر کرتا ہے جس کی ابتدا نطفہ ہو اور انتہا مردہ ہو۔“

اور حضرت کی عظمت ومحبت اتنی معلوم ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کر سکتا اور ایسی حالت میں بعض وقت قرآن مجید کھلا رہتا ہے اور بعض وقت تھوڑی دیر کے لئے بند کر دیتا ہوں۔ پھر کھول کے تلاوت شروع کرتا ہوں۔ اب گذارش ہے بندہ کو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے کیا تلاوت پر جمے رہنا چاہئے یا تلاوت تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ کے پھر تلاوت کرنا چاہئے۔

تحقیق: جس صورت کا قلب پر زیادہ تقاضا ہو اور یہ حالت اگرچہ پسندیدہ ہے مگر مقصود نہیں۔ مقصود وہی عمل یعنی تلاوت ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

نفی واثبات کے ذکر کے وقت دل میں مختلف خیال یہ زیادہ مفید ہے

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

نفی واثبات کے ذکر کے وقت کوئی ایک خیال قائم نہیں رہتا کبھی دل سے اللہ کے غیر کے تعلق کو نکالنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے داخل کرنے کا خیال آتا ہے اور کبھی لا مقصود الا اللہ اور کبھی لا موجود الا اللہ اور کثر کچھ استحضار نہیں ہوتا خالی ذکر ہوتا ہے۔

تحقیق: آپ کی حالت کے اعتبار سے یہی اخیر زیادہ مفید ہے (کیونکہ منتہی کے حال میں سادگی ہوتی ہے)۔

(النور، ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

ذکر یا نماز میں شیخ کا چہرہ ارادہ سے سامنے نہیں آنا چاہئے

حال: آج کئی روز ہوئے ہیں یہ یاد نہیں ہے کہ نماز میں تھا یا حالت ذکر میں بہرحال متوجہ بحق ہوں کہ ارادے کے بغیر جناب والا کا چہرہ اقدس سامنے ہوگیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ارادے سے یہ بات حاصل نہیں ہوئی تھی اس روز سے چہرۂ مبارک ارادے اور ارادے کے بغیر بھی سامنے رہتا ہے نماز میں بھی اور ذکر اذکار میں بھی۔

تحقیق: یہ محبت کا اثر ہے جو کہ محمود ہے مگر مقصود نہیں ہے۔

حال: جی چاہتا ہے کہ اسی طرف مشغول رہوں۔

تحقیق: چونکہ مقصود نہیں لہٰذا ارادے سے اس طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

استقلال (مستقل مزاجی) حاصل ہونے کا طریقہ

حَالؔ: حضرت والا! مجھ میں استقلال (مستقل مزاجی) نہیں۔ انتہا درجہ کا متلون المزاج (ایک حالت نہ رہنے والا غیر مستقل مزاج) ہوں۔ جس کام کا ارادہ کرتا ہوں یا تو اس کے شروع ہی کی باری نہیں آتی یا اگر شروع کرتا ہوں تو انجام کو نہیں پہنچا سکتا ہوں۔ ایک دو روز میں چھوٹ جاتا ہے۔ مثلاً میرے ذمہ کچھ فوت شدہ نمازیں ہیں ان کے ادا کرنے کا ہمیشہ ارادہ رکھتا ہوں۔ لیکن ایک دو روز تو ادا کرتا ہوں اور پھر مہینوں نام نہیں لیتا۔ فی الحال حضرت والا اس کے لئے کوئی علاج تجویز فرمائیں۔

تَحْقِیق: علاج ضد کے ساتھ اور اس ضد میں پہلے تکلف ہوتا ہے پھر عادت اور پھر رسوخ۔ بس نفس تکلف سے گھبراتا ہے۔ یہی استقلال (مستقل مزاجی) نہ ہونے کا راز ہے ورنہ نفس اگر تکلف کی تکلیف برداشت کر لے تو عدم استقلال (مستقل مزاجی نہ ہونے) کی کوئی وجہ نہیں اور یہی علاج ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۱ھ)

تعلیمی مشاغل کے ساتھ ذکر ونوافل کے لئے اوقات تقسیم بھی کیجئے

حَالؔ: دل چاہتا ہے کہ اپنی آخرت کے سہارے کے لئے کوئی کثرت سے نوافل کا مجاہدہ یا اذکار کی زیادتی میں مشغول ہو جاؤں۔ مگر مدرسہ کے تعلیمی وانتظامی مشاغل اس کی مہلت نہیں دیتے جس پر افسوس وصدمہ کی وجہ سے اکثر دل میں پژمردگی سی رہتی ہے۔ لہٰذا اس کی تلافی کی کوئی صورت ارشاد فرما دیجئے۔

تَحْقِیق: اوقات کے تقسیم کرنے کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ اس تقسیم میں دوسرے مشاغل کم کر کے ذکر اور نوافل کا وقت بڑھا لیجئے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

نماز میں نور محسوس ہونا محمود ہے مقصود نہیں

حَالؔ: حضرت! اکثر اوقات ذکر کرتے وقت اور نماز پڑھتے وقت ایک نور محسوس ہوتا ہے خصوصاً چاشت کی نماز پڑھتے وقت وہ نور بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ اس وقت طبیعت میں بہت بشاشت ہوتی ہے فوراً خیال میں آتا ہے کہ یہ حضرت والا کے فیض و برکت سے ہے۔ حضرت ذکر کرتے وقت اور نماز پڑھتے وقت نور محسوس ہونا یہ سب محمود ہے یا کیا ہے؟

تَحْقِیق: بالکل محمود ہے لیکن مقصود نہیں اس لئے شکر کرنا چاہئے۔ مگر اس کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ بس ذکر کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

نجات اخروی عملوا الصلحت کی قید پر ہے صرف ایمان پر کچھ نہیں، اس کا جواب

(ایک اجازت یافتہ کا خط)

حَالؒ: احقر کچھ عرصہ سے ایک پریشانی میں پڑ گیا ہے وہ کسی طرح دور نہیں ہوتی۔ لاچار بندگان والا کے حضور میں پیش کر کے دور کرنے کا طریقہ چاہتا ہے اور اس خیال سے کہ حضرت والا کا وقت خراب نہ ہو بہت اختصار کے ساتھ عرض کیا جائے گا۔ وہ خلجان یہ ہے کہ میں نے بار بار تلاوت قرآن پاک کے وقت غور کیا کہ نجات اخروی یا وہ فضائل جن کا مسلمانوں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے یا رضا باری تعالیٰ۔ ایک ہی مضمون کو جس عنوان سے بھی تعبیر کیا جائے اس کے لئے قرآن میں ہر جگہ "وعملوا الصلحت" (نیک عمل کی) قید ضرور لگی ہوئی ہے کہیں اس کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور کہیں خشیت سے اور کہیں دوسرے عنوانات سے مگر صرف ایمان پر وعدہ کچھ بھی نہیں جیسے "الذین امنوا وکانوا یتقون" اور "ذلك لمن خشی ربه" اور "ما یلقاها الا الصبرون" (اس کو طول دینا حضرت والا کا وقت ضائع کرنا ہے) اس سے آگے اپنا اعمال صالحہ سے خالی ہونا تحریر کر کے شدید خلق ظاہر کیا ہے اسی لئے یہ مضمون تربیت میں درج کیا گیا اور جواب ذیل اعمال سے خالی ہونے کو مان کر دیا گیا ہے۔

تَحْقِیق: "اللّٰه ولی الذین امنوا" (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے دوست ہیں) میں کون سی قید ہے اور "اخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا" آخر "عسی اللّٰه ان یتوب علیهم" میں بعض اعمال کی کمی پر بھی کیا وعدہ ہے اور "ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الی قوله والذین کفروا لهم نار جهنم" میں "الذین اصرفینا" (جن لوگوں کو ہم نے چن لیا) کی تقسیم کس اعتبار سے ہے اور جنات کا وعدہ کس کے لئے ہے "والذین کفروا" (جو لوگ کافر ہیں) کا مقابلہ کس سے کیا گیا ہے اور صحیح حدیث "من قال لا اله الا اللّٰه میں دخل الجنة" (تَرجَمَہ: جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو وہ جنت میں داخل ہوگا) کا وعدہ کس لئے ہے اور "وان زنی وان سرق" (اگرچہ اس نے زنا کیا اگر اس نے چوری کی) کس عموم پر دلالت ہے اس وقت تلاش کی فرصت نہیں اس لئے فی الحال اس پر اکتفا کیا گیا۔

حَالؒ: حضرت! بندہ کے امراض کی کمی سے اور تربیت السالک کے باب الذکر کو دیکھنے سے کام کرنے میں بہت ہمت ہوتی ہے اور حضرت حق کی رضا کی امید ہوتی ہے کیونکہ اس باب میں پابندی اور مداومت کے بارے میں

حضرت کے اکثر ارشادات ہیں اور بندہ کے اندر یہ دونوں چیزیں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں حتیٰ کہ جو کام جس دن سے شروع کیا کبھی ناغہ نہیں کیا اور بیماری کی وجہ سے اگر ناغہ ہوگیا تو تندرست ہوتے ہی قضا کرلیا ور ہمیشہ خدا کے فضل سے اپنے کام میں مشغول رہتا ہوں مگر جب تبلیغ دین کا مطالعہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مریض میں اکیلا ہی ہوں اور میرے اندر سارے امراض کے ڈھیر ہیں اور کوئی مرض ختم نہیں ہوا۔ حضرت! اس وقت ایسی پریشانی ہوتی ہے جو بیان سے باہر ہے رونے کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے۔ اور کبھی مایوسی غالب ہوتی ہے اور کبھی خیال ہوتا ہے کہ پھر حضرت سے اصلاح کراؤں۔ حضرت کو اپنا حال بتا دیا جو ارشاد ہو بندہ راضی ہے اور پریشانی کے بارہ میں ارشاد کا منتظر ہے۔

تحقیق: وہ یعنی غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ خود اعلیٰ درجہ کے کامل ہیں سب کو اسی درجہ کا کامل سمجھتے ہیں اسی طرح ان پر ہیبت کا شدید غلبہ ہے۔ اس لئے اس کتاب کا دیکھنا غافلین کے لئے تاکہ "خذہ بالموت حتی یرضی بالحمی" (موت کے لئے پکڑو تاکہ بخار پر راضی ہوجائے) پر عمل ہوجائے تم مت دیکھو صرف میرے رسائل ومواعظ دیکھو۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

یہ نتیجہ میرے معاصی کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسے مرتب کیا ہے

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

چھ سال کا عرصہ ہوا احقر نے اپنی اصلاح کے بارے میں ایک خط میں ضمناً یہ بھی عرض کیا تھا کہ احقر کی یہ آرزو ہے کہ اگر کوئی میرا مخالف اور دشمن میری مخالفت کرے تو میں اس سے کوئی رنج نہ رکھوں بلکہ اس کی مخالفت کو اپنے ہی افعال وحرکات کا نتیجہ سمجھوں تو احقر کے ان الفاظ کے (کہ مخالف کی مخالفت کو اپنے ہی افعال و حرکات کا نتیجہ سمجھوں) جواب میں حضور والا نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ اس کا استحضار اختیاری ہے تکرار استحضار سے اس میں رسوخ ہوجائے گا۔ تو عرض ہے کہ احقر مسلسل اس ارشاد پر عمل کر رہا ہے کہ جب کوئی واقعہ طبیعت کے خلاف پیش آتا ہے تو اس کو احقر اپنے ہی افعال وحرکات کا نتیجہ سمجھتا ہے مگر ایک عرصہ تک تو یہ بھی عمل رہا کہ جب اس مخالف واقعہ سے پریشانی ہوتی تھی تو یہ سوچ لیا کرتا تھا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اس سے تسلی ہوجاتی تھی مگر اب اس مراقبہ کی (کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی) بالکل ہمت نہیں پڑتی کیونکہ فوراً یہ خیال ہوتا ہے کہ چونکہ یہ واقعہ میرے افعال وحرکات کا نتیجہ ہے تو گویا تو نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا تو پھر اس موقع پر یہ مراقبہ کرنا کہ

حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہیں بے ادبی نہ ہو۔ چنانچہ احقر اب یہ نہیں سوچتا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر پریشانی بہت بڑھ جاتی ہے اور پھر کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جو تسلی کا سبب ہو۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا جب احقر یہ سمجھ رہا ہو کہ یہ ناگوار واقعہ خود میرے ہی غلط افعال وحرکات کا نتیجہ ہے تو اس وقت یہ مراقبہ کرنا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کیا یہ کچھ بے ادبی ہے تاکہ احقر ایسے موقع پر اس سوچنے سے کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی آئندہ بھی باز رہے باقی عقیدہ تو یہی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہی حکم سے ہوتا ہے باقی بے ادبی کا جو شبہ ہوا ہے وہ ہر بار اس کے مستحضر کرنے میں ہوا ہے۔

تحقیق: اعتقاد میں دونوں کا (ایک ساتھ) جمع ہونا تو محل اشکال ہی نہیں جیسا کہ خود سوال کے اخیر میں مذکور ہے۔ لیکن ذوقاً جمع ہونا باعتبار بعض آثار کے اعتبار سے محل اشکال ہے۔ جس میں اس اشکال کے علاوہ کبھی ایک دوسرے ممنوع کا ضرور پیش آنا بھی محتمل ہے یعنی محبوب حقیقی سے محبت میں کمی ہونا تو جہاں اس (اعتقاد کے ساتھ) جمع کی ضرورت نہ ہو وہاں تو زیادہ محفوظ پہلے ہی پر قناعت کرنا ہے لیکن جہاں ضرورت ہو جیسا یہاں اس استحضار کے بغیر تسلی نہ ہونا سوال میں بتایا گیا ہے اس صورت میں ضعفاء کے لئے اس جمع کی صورت یہ ہے کہ گناہوں کے سبب ہونے کا استحضار تو بلاواسطہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کی چاہت کا سبب ہونے میں اول سبب ہونے واسطے سے کرے یعنی یوں سمجھے کہ یہ نتیجہ میرے معاصی کا ہے اور اس نتیجہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس لئے مرتب فرمایا ہے کہ میرے ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور مستقبل میں مجھ کو ہدایت ہو جائے پس اس طرح سے دونوں استحضار بلا کسی ممنوع کے ایک ساتھ کے جمع ہو جائیں گے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

سفر میں نقصان کی تفصیل

حال: یہ احقر اس درمیان کچھ عرصہ سفر میں رہا۔ سفر اور خصوصاً طول سفر سے ہمیشہ گھبراتا ہوں مگر بعض ضروری حاجتوں کی وجہ سبب ہو جاتی ہیں۔ سفر اور سفر سے واپسی کے بعد آج تک کہ دو ہفتے ہوئے حالت نہایت مکدر اور طبیعت بے حد منتشر ہے۔ نہ قلب میں پہلے والا سکون ہے نہ معمولات میں دلجمعی کے ساتھ پابندی ہے۔

تحقیق: بعض طبیعتوں کو بلکہ اکثر کو سفر نقصان دہ ہوتا ہے گو وہ دینی ضرر نہ ہو مگر دینی نقصان کی سرحد سے مل جاتا ہے۔ خصوصاً ابتداء سلوک میں لیکن اگر طلب صادق وفکر صحیح ہو تو اس نقصان کے ساتھ ایک نفع بھی حاصل ہوتا ہے وہ یہ کہ اس نقصان کا عین الیقین ہو کر ضرورت شدیدہ کے بغیر سفر سے طبعاً بچتا ہے اور عادت الٰہیہ جاری ہے کہ ضرورت شدیدہ کی حالت میں غیب سے اعانت ہوتی ہے جس سے وہ نقصان اگرچہ کسی درجہ میں صورۃً ہو مگر

حقیقۃً نہیں ہوتا۔ وہ صورت بھی بہت جلد کسی اہتمام کے بغیر ختم ہو جاتی ہے۔

حَالؒ: حضرت کے ارشاد کے مطابق تہجد شروع کر دی ہے۔ مگر عشا کے بعد آخر شب میں اٹھنے کی چند مرتبہ کوشش کی کبھی تو الارم کے بجنے سے بھی آنکھ نہیں کھلی ایک آدھ مرتبہ کھلی تو سستی رکاوٹ ہوگئی حضرت نے معمولات میں بھی ایک اضافہ فرمایا تھا جو افسوس کہ مکمل نہ ہو سکا۔

تحقیقؒ: کوشش کے باوجود ایسی ناکامی کامیابی کی مفتاح ہوتی ہے جس کا بہت جلد مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس کامیابی کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ اس اختلال سے قلب میں قلق اور حزن اور اپنی بیچارگی و ناکارگی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ندامت طاری ہوتی ہے اور بے چینی سے دعا کرتا ہے بعض اوقات غلبۂ حیا سے دعا میں بھی زبان بند ہو جاتی ہے۔ یہ دعا حالی ہوتی ہے اور یہ سب امور رحمت کے کھینچنے کے اسباب ہیں۔ پھر اعمال کی توفیق ہونے لگتی ہے اس وقت دوسری نعمت کا مشاہدہ ہوتا ہے وفی مثل ہذا قیل ؎

گر مرادت را مزاق شکر است ❊ بے مرادی نے مراد دلبر است

تَرجَمَہ: ''اگر تمہاری مراد کا مزہ میٹھا ہے تو کیا تمہارے محبوب کی مراد میٹھی نہیں ہے تو اس سے کیوں گریز کرتے ہو۔''

اس لئے ایسی حالت میں ناامیدی کے بجائے دعا والتجا طلب وسعی میں زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ''ان مع العسر یسرا'' (تکلیف کے ساتھ آسانی) کا مشاہدہ حاصل ہوگا۔

حَالؒ: ظہر کے بعد والا مسجد میں قیام گرم موسم ہو جانے کی وجہ سے ترک کر دیا۔ مکان ہی پر رہتا ہوں مگر خاموشی و کامل تخلیہ (پوری تنہائی) کے ساتھ ورد کا سلسلہ جاری رکھتا ہوں۔ پھر عصر سے مغرب تک مسجد ہی میں رہتا ہوں نمازیں سب باجماعت ہو جاتی ہیں۔

تحقیقؒ: سب محمود ہے مبارک ہو۔

حَالؒ: مگر فجر اکثر جماعت سے نہیں ملتی آنکھ ایسے وقت کھلتی ہے کہ جماعت کا وقت نکل جاتا ہے اگرچہ قضا نہیں ہوتی۔

تحقیقؒ: اوپر کی تقریر اس میں بھی جاری ہے۔

حَالؒ: عبادات و معاملات میں محرمات (حرام چیزوں، کاموں) سے پرہیز اور فرائض واجبات وسنن موکدات کا التزام رکھتا ہوں اس فجر کی جماعت کے علاوہ سب ہی بفضلہ بظاہر مکمل ہو جاتی ہیں۔

تحقیقؒ: یہ سب نعمتیں اور رحمتیں ہیں ان پر شکر اور استحقاق کے بغیر احسان کا مشاہدہ وظیفۂ عبدیت ہے۔

حَالؒ: حضرت! کچھ ایسی حالت ہے کہ تامل وتفکر کے باوجود اکثر و بیشتر اپنی خیالی خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ عیوب نہیں دکھلائی دیتے۔ صد حسرت وتاسف کہ میرے عیوب مجھ پر منکشف نہیں۔ حالات دن رات میں ادنیٰ خوبی بھی نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہے اور عیب کا گویا کوئی پہلو بھی واضح نہیں ہوتا ہے تو بے اختیار ارادے و بے ارادے سے بیکار بہانوں سے نفس جلد سے جلد تاویل کر لیتا ہے۔ حیران ہوں کہ کیا لکھوں اور کون سا مرض حضرت حکیم الامت مدظلہم فیضہم کی خدمت میں پیش کروں۔

تَحْقِیقؒ: اس حالت کو برا سمجھنا اور تاویل کو برا جاننا یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک درجہ میں برائیوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور اس کفارہ ہونے میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کے لئے اپنے عیوب کا مختصر طور پر اعتقاد اگرچہ ان کی تعیین نہ ہو اور اس کے ساتھ استغفار خاص طور پر ان الفاظ کے ساتھ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا عَلِمْتُ وَمَا لَمْ اَعْلَمُ" اور اس اعتقاد کا استحضار واستغفار کا تکرار انشاء اللہ تعالیٰ حکم کے پورا کرنے کے لئے کافی ہوگا اور اس سے بصیرت کا دروازہ کھل جائے گا وعدہ ہے "من عمل بما علم علمه الله مالم يعلم او كما قال صلى الله عليه وسلم" (کہ جو اپنے علم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا علم فرماتے ہیں جو اس کو معلوم نہیں ہے)۔ (النور، محرم ۱۳۵۷ھ)

اصل جن چیزوں کے حاصل کرنے کا حکم ہے وہ دو چیزیں ہیں

ایک غلبہ ذکر اور دوسرے دوام طاعت

حَالؒ: ایک بات پوچھتا ہوں حضور! اگر یہ بھی علاج کی کسی مصلحت کے خلاف نہ خیال فرمائیں۔ اس فن (سلوک) میں سخت مریض ہوں۔ آسانی کے علاج کے لئے وہ کیا چیز ہے جس کو حاصل کرنے کا طالب کو حکم ہے تاکہ ہر وقت اس کا خیال میں تصور جما رہے۔

تَحْقِیقؒ: ایک غلبہ ذکر کہ غفلت میں وقت کم گذرے دوسری دوام طاعت کہ نافرمانی بالکل نہ ہو اصل حاصل کرنے کا حکم ان ہی چیزوں کا ہے اور اسی کے لئے سب مجاہدات ومعالجات اختیار کئے جاتے ہیں۔ جن پر حسب سنت اللہ (اللہ تعالیٰ کی عادت کے مطابق) وہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ شروع میں کچھ تکلف ہوتا ہے۔ چند دن بعد (جس کی مدت معین نہیں استعداد پر ہے) پھر طبعی بات کی طرح ہو جاتا ہے اگرچہ کبھی ضد کا تقاضا بھی ہوتا ہے مگر تھوڑی سی توجہ سے وہ ضد مغلوب ہو جاتی ہے۔ اس رسوخ وثبات (مضبوطی اور جماؤ) کو مقام کہتے ہیں پس یہ اپنی ذات کے اعتبار سے غیر اختیاری ہے اور اسباب کے اعتبار سے اختیاری ہے اور یہی رسوخ وثبات اس

حیثیت سے کہ غلبہ ذکر و دوام طاعت کا لازمی نتیجہ ہے نسبت کہلاتا ہے۔ یعنی حضرت حق سے ایسا قوی تعلق جس پر غلبہ و دوام مذکور کا نتیجہ ضروری ہو اور نسبت من العباد (بندے کی اس نسبت) پر ایک دوسری نسبت من الحق موعود (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس نسبت کا وعدہ) ہے۔ یعنی رضا و قرب (عطا ہوتی ہے) پس اہل طریق جب لفظ نسبت کا اطلاق کرتے ہیں تو مراد ان ہی دو نسبتوں کا مجموعہ ہوتا ہے نہ کہ صرف ملکۂ یادداشت جس میں بہت سے غیر محقق دھوکہ میں ہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

عذر کی وجہ سے ناغہ کا بدل غیر اختیاری مجاہدہ یعنی پریشانیاں وغیرہ ہیں

حالؔ: اس مرتبہ سفر میں کچھ ایسی مشکلیں پیش آئیں کہ اکثر معمولات ناغہ ہو گئے۔ تھانہ بھون واپس آنے پر بھی پریشانیوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ دو بچے بیمار ہیں جو وقت مدرسہ سے بچتا ہے ان کی تیمار داری میں صرف ہو جاتا ہے۔ ابھی تک پورے معمولات جاری نہیں ہو سکے۔

تحقیقؔ: جس طرح وضو کا بدل تیمّم ہے اور اجر میں اس سے کم نہیں اسی طرح اختیاری مجاہدہ یعنی اعمال و اوراد کا بدل غیر اختیاری یعنی تشویشات و بلیات (پریشانیاں اور آزمائشیں) ہیں۔ اجر میں ان کے برابر بلکہ بعض فوائد میں ان سے زیادہ قوی ہیں۔ ان کو نعمت سمجھ کر اطمینان سے کام میں جتنا ہو سکے مشغول رہنا چاہئے ہاں دعا کرتے رہیں کہ وہ یکسوئی سے بدل جائیں کہ دعا مسنون ہے۔ غرض جب تک وہ باقی رہیں تفویض (تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا) تو فرض ہے اور دعا مسنون ہے اور جب وہ (پریشانیاں) ختم ہو جائیں شکر واجب ہے اور دونوں حالتوں میں جتنا ہو سکے کام میں مشغول رہنا ادب طریق ہے۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

ذکر کے دوران خیال سے خالی ہونا نہ برا ہے نہ محمود

حالؔ: ایک نئی بات پیش آ رہی ہے جو عرض کرتا ہوں اور حضور اقدس سے شفا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ پندرہ روز سے تقریباً خلوت (تنہائی) میں رہنے کا زیادہ موقع ملا ہے۔ اکثر اوقات زبانی ذکر خفی توجہ قلب کے ساتھ کرتا ہوں۔ اس ذکر کے دوران ایسا ہو جاتا ہوں کہ نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ مسمّٰی (اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ رہتی ہے بلکہ کوئی خیال ہی نہیں رہتا نہ طبیعت میں کوئی تمیز رہتی ہے تقریباً بیس منٹ آدھ گھنٹہ (تک) پھر جب توجہ ہوتی ہے تو حیران ہوتا ہوں۔ اب گذارش ہے کہ یہ ضعف دماغ ہے یا کوئی اور غلطی کا ثمرہ ہے۔

تحقیقؔ: اگر بری حالت ہوتی تو سبب معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی مگر یہ حالت نہ بری ہے نہ پسندیدہ۔ لہٰذا بے فکر رہیں۔

حَال: حضرت والا برے خیالات کی زیادتی کسی طرح کم نہیں ہوتی خصوصاً ذکر کے وقت۔ دعا فرمائیں کہ اس سے نجات ہو کر ذکر میں یکسوئی ہو۔

تحقیق: دعا تو ضروری ہے مگر تدبیر ضروری نہیں ہے۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

ذاکر کو جھاڑ پھونک کا شغل نقصان دہ ہے

حَال: ایک خاتون کی طرف سے۔

حقیرہ کو اپنے شوہر سے چند ایک جھاڑ پھونک حاصل ہوئے ہیں جس سے تبلیغ کرنے کا ایک بہتر موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ جو عورت دردوں کا دم کرانے آتی ہے اس کو نماز کی تلقین اور بدعات و رسومات سے منع کرتی رہتی ہوں جس کا اثر اچھا پڑ رہا ہے۔

تحقیق: یہ دھوکا ہے اس کا انجام برا ہے۔ ذاکر کے لئے جھاڑ پھونک کا شغل بہت ہی نقصان دہ ہے۔ اس سے آخر میں تعظیم عوام و شہرت و عجب پیدا ہو جاتا ہے۔ خاص کر عورتوں کو کہ فطرۃً ناقص العقل (پیدائشی کم عقل) ہیں اور تبلیغ اس پر موقوف نہیں اور نتیجہ حاصل ہونے کا مبلغ ذمہ دار نہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

غیر مذاہب الاسلام کے رسائل کا رد طاعت ہے اس سے اوراد کی کمی کوئی حرج نہیں

حَال: آج کل ایک شیعی رسالہ (رجال بخاری) کے رد میں منہمک ہوں۔ حضرات صحابہ کی شان میں سخت گستاخی کی گئی ہے دیکھ کر خون کھولنے لگتا ہے۔ اس کے رد میں اتنا انہماک ہے کہ درس و فرائض شرعی و ضروریات طبعی کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ سارا وقت اسی میں صرف ہوتا ہے۔ اس سے پہلے مواعظ کا مطالعہ اور کچھ ذکر بھی ہوتا تھا مگر آج کل مدرسہ میں چھ گھنٹہ کام کرنے کے بعد بہت تھوڑا وقت دن میں کام کرنے کے لئے بچتا ہے اور رات کو مطالعہ و کتب دیکھنے سے کم فرصت ملتی ہے اس لئے ذکر وغیرہ بھی چھوٹ گیا ہے۔

تحقیق: وہ بھی طاعت ہے اور وقت کی ضرورت کی وجہ سے مقدم ہے لہٰذا اوراد کی کمی نقصان دہ نہیں ہے۔

(النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

معمولات کا بگڑنا ایسی تبدیلیوں سے اکابر بھی خالی نہیں

حَال: ایک عرصہ سے بعض سفروں (میں رہنے) اور بعض مضامین و رسائل لکھنے کی وجہ سے معمولات کا نظام بگڑ

رہا ہے۔ بہت ہمت باندھ کر پوری مقدار اور پابندی کرنا چاہتا ہوں مگر سستی یا تساہل کا غلبہ ہو کر رکاوٹ ہو جاتی ہے اسی کشمکش میں ایک عرصہ سے خط پیش نہیں کیا کہ نسخہ ہی استعمال نہ ہو تو حال کیا کہا جا سکے۔ نماز، تلاوت، ذکر دعا، استغفار کسی کا بھی شوق پہلے جیسا نہیں رہا اسی وجہ سے معمولات میں کمی پڑی ہے۔

تحقیق: ایسی تبدیلیاں اور تبدیلیوں کے اسباب سب کو پیش آتے ہیں۔ اکابر بھی اس سے خالی نہیں جس کا تدارک دوبارہ توجہ اور عمل ہے۔ اسی طرح برداشت کی قوت بڑھ جاتی ہے اور تمکین نصیب ہو جاتی ہے اس لئے بد دل نہیں ہونا چاہئے۔ طبعی قلق نقصان دہ نہیں ہے بلکہ عمل کو تازہ کر کے دوبارہ کرنے کے لئے مددگار ہے۔ لیکن اختیاری قلق اور اس میں انتہائی مشغول رہنا یہ نقصان دہ ہے۔ اس سے اعراض کر کے مستقبل کا انتظام درست کر لیا جائے اگرچہ تکلف سے ہو اور اگرچہ نشاط سے خالی ہو۔ چند روز میں پھر اکثر تو حالت دل کی چاہت کے مطابق ہو جاتی ہے اور نہ بھی ہو تب بھی مقصود حاصل ہے یعنی فوری طاعت اور آخرت میں اجر ملنا۔

حال: آخر یہاں آ کر بھی کوشش کر کے اب یہ سمجھا کہ یہ بھی تو حال ہے۔ یہی عرض کر کے دوا پوچھوں۔

تحقیق: اصبتم و احسنتم۔ (آپ نے ٹھیک کیا اور اچھا کیا)۔

حال: رمضان شریف اور اس قدر خالی جا رہا ہے۔ تراویح میں دل گھبراتا ہے نوافل کی تو باری ہی نہیں آتی بہت رنج ہوتا ہے۔

تحقیق: اوپر کے حصہ میں اس کا جواب ملے گا۔

حال: کچھ مالی و معاشی پریشانیاں حل نہیں ہو رہی ہیں۔

تحقیق: یہ تو باطن کے لئے نافع ہے جس کا بعد میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ یعنی بہت سے امراض کا علاج ہے جو طریق میں رکاوٹ ہے۔

حال: مگر بحمد اللہ ان کا بہت تسلط نہیں ہے پھر بھی دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: دعا بھی کرتا ہوں۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ)

ذکر کے وقت حق تعالیٰ کے سامنے ہونے کا تصور، ذکر خفی ہونا چاہئے

حال: ذکر کے وقت جب یہ تصور ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سامنے ہیں اس وقت جہر اور لہجہ اور ضرب بے ادبی معلوم ہوتے ہیں۔ اس وقت یہ جی چاہتا ہے کہ بالکل خاموش حق تعالیٰ کے سامنے بیٹھا رہوں۔ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: ذکر خفی (آہستہ آہستہ ذکر) "لکونہ جامعا بین العمل والادب" کیوں کہ اس میں دونوں باتیں عمل اور ادب جمع ہیں۔ (النور، صفر ۱۳۵۹ھ)

درود شریف چھوٹا یا بڑا پڑھنا بہتر ہے جس میں دلچسپی ہو

حال: درود شریف بہت سے ہیں کوئی چھوٹا کوئی بڑا۔ کسی درود شریف کی بڑی بڑی فضیلتیں معلوم ہوئی ہیں۔ چھوٹا درود شریف تعداد میں زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ بڑا درود شریف تعداد میں کم پڑھا جاتا ہے۔ معلوم کرنا یہ ہے تعداد میں زیادہ پڑھنا بہتر ہے یا بڑا درود شریف پڑھنا بہتر ہے چاہے تعداد کم ہو۔

تحقیق: اصول سے جواب یہ ہے کہ جس میں زیادہ دلچسپی ہو وہ باطن کے لئے زیادہ مفید ہے۔

"بهذا اجاب المولى الاعظم والشيخ الافخم استاذى مولانا محمد يعقوب رحمه الله تعالٰى لما سئل عن طول القيام وكثرة السجود ايهما افضل وجمع الخاطر اشد مطلوب فى الطريق كما هو كالجمع عليه عند الشيوخ وقد اعتنى به الشارع كما صرح به الشراح فى حكمة جعل البصر موضع السجود فى حكمة نصب السترة وصرح به فى النص حين خفف عليه السلام الصلوة ولما سمع بكاء الصبى فى قوله خفت ان تفتن امه وحين قدم العشاء على العشاء ولله الحمد على ما علمنى فى المسئلة وفهمنى وهو الحكيم الخبير ط." (النور، صور ۱۳۵۹ھ)

ترجمہ: "میرے آقا شیخ اور استاد مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی جواب فرمایا تھا جب ان سے پوچھا گیا کہ طول قیام اور کثرت سجود میں کیا افضل ہے؟ دل کی یکسوئی سلوک میں سب سے زیادہ مطلوب ہے جیسا کہ یہ مشائخ میں متفق علیہ ہے شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اس کا اہتمام فرمایا ہے جیسا کہ شراح نے آنکھ کو سجدہ کی جگہ رکھنے اور ستر رکھنے کی حکمت میں یہ وضاحت کی ہے اسی طرح حدیث میں اس کی وضاحت آتی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو ہلکا فرمایا جب بچے کے رونے کی آواز سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ڈر ہوا اس کی ماں پریشان ہو جائے گی۔ ایسے جب آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے رات کے کھانے کو نماز پر مقدم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ مسئلہ سکھایا اور مجھے سمجھایا وہ حکیم وخبیر ہے۔"

ضعف کی وجہ سے کوتاہی ہو جانا، کوتاہی پر قلق ہونا، یہ بھی تدارک ہے

حَالؒ: حضرت والا اب کے رمضان شریف میں ضعف کی وجہ سے خواہش کے مطابق ذکر نہ کر سکا ماہ مبارک ختم ہونے پر ہے اپنی مغفرت کا کوئی سامان نہیں ہے۔ حضرت والا دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ صرف اپنی عنایت سے رو سیاہ کی مغفرت فرمائیں۔ روزہ اور ختم قرآن شریف قبول فرمائیں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائیں۔

تحقیق: کوتاہی پر نظر اور قلق یہ بھی کوتاہی کا ایک تدارک ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۹ھ)

شکایت الی اللہ نہیں

حَالؒ: (اپنی بعض دشوار تکالیف لکھ کر یہ لکھا کہ) حضرت پہلے جسم کی بیماریوں میں جان کا نفع بہت محسوس کرتا تھا اور اب شکایت کا بہت غلبہ ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کیفیت سابقہ تو محمود تھی ہی مگر یہ بھی بری نہیں کیونکہ ہر شکایت بری نہیں۔ یہ شکایت سویداء قلب (دل کی تہہ) میں نہیں۔ حوالی قلب (دل کے آس پاس سے) ہے کقول المتنبی سواء بسوا (بالکل ایسا ہی متنبی (شاعر) کا شعر ہے) ؎

عذل العواذل حول قلبی التائه ❁ وهو الاحبة منه فی سودائه

ترجمہ: "ملامت کرنے والوں کی ملامت میرے دل کے آس پاس باہر ہے اور دوستوں کی محبت دل کی گہرائی میں ہے۔"

اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ سے شکایت کرنا یہ برا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف شکایت پیش کرنا ہے۔ ونعم ما قیل۔

ع ہم در تو گریزم ار گریزم

ترجمہ: "میں تجھ سے بھاگ کر تیرے ہی پاس جاؤں گا۔"

وفی مثل هذا قال الرومی ؎

دل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام ❁ وزنفاق ست او خندیدہ ام

ترجمہ: "دل کہتا ہے میں اس سے ناراض ہوں یہ اس کا نفاق ہے میں اس پر ہنس رہا ہوں۔"

سماه نفاقا مجاز الآن القلب شاك فی السطح شاكر فی العمق وهذا حال عجیب قل من تنبه له.

ترجمہ: اس کا نام نفاق مجازا ہے کیونکہ دل ظاہری طور پر شکایت کر رہا ہے اور گہرائی سے شکر گزار ہے یہ حال عجیب ہے بہت کم لوگ اس کو جانتے ہیں۔

حال: اور ایک رات تو اب اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ جنگ ہی شروع کر دی اور زور زور سے کہنے لگا کہ بے شک ان بیماریوں میں بھی میرا ہی نفع ہے لیکن یہ نفع آپ بیماری کے بغیر بھی تو پہنچا سکتے ہیں۔ آپ کی قدرت میں سب کچھ ہے۔ آپ عادۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کی عادت) کے خلاف بھی کر سکتے ہیں۔ وہ آپ پر حاکم نہیں آپ اس پر حاکم ہیں۔ غرض اس طرح بکواس کئی منٹ کرتا رہا۔ پھر کچھ استغفار کیا مگر اس طرح کہ گویا جنگ میں حق بجانب ہوں۔ استغفر اللہ۔ ثم استغفر اللہ۔

تحقیق: وہ بے حجابانہ باتیں ادلال (اللہ تعالیٰ کی محبت پر بھروسہ) تھا جو ایک حال ہے اور مقام سے کم ہے۔ اس اعتبار سے اس کو اضافی کمی کہا جائے گا جس کا تدارک مقام عبدیت میں استغفار سے ضروری ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا بھی۔

(تنبیہ): اس تحریر کے وقت معلوم نہیں حال سے یا خیال سے حضرت موسیٰ و حضرت یعقوب و حضرت یونس علیہم السلام کے بعض واقعات اور بعض مقامات ذہن میں آئے۔ جیسے لو شئت اهلكتم الى قوله تعالىٰ ﴿فاغفر لنا وانما اشكو بثی وحزنی الی اللّٰه﴾ وذهب مغاضبا الی قوله تعالیٰ ﴿انی كنت من الظالمين﴾ لیکن ایسے قیاس اس کی موافق کو خطرناک سمجھ کر خاموشی میں سلامتی سمجھیں اور اس عرض میں جو عطا بلا واسطہ خاص سبب کے واسطہ کے بغیر عطا تجویز کیا گیا اس کا سبب اس حکمت کی بھول ہے جو خاص سبب کے ساتھ خاص ہے اگر چہ وہ حکمت سے چھپی ہوئی ہو اور اگر اس حکمت میں بھی یہی وسوسہ ہو تو اس کا سبب تقدیر کا راز ہے جس کی حقیقت ہماری علمی استعداد سے اونچی ہے کہ وہ اس کا تحمل نہیں کر سکتی اس لئے اس کے علم سے چاہت ختم کر دی گئی اور یہی تحمل کا نہ ہونا اس تقدیر کے مسئلہ میں غور وفکر کے منع ہونے کا سبب ہے۔ جیسے کوئی حکیم شفیق سورج کی ٹکیہ میں نظر جمانے سے منع کرے۔ "لا لنقص فی الشمس بل لنقص فی البصر" (سورج کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ آنکھ کی کمی کی وجہ سے ہے)۔ واللہ اعلم (النور، صفر ۱۳۵۹ھ)

دوران ذکر قلب کو حاضر نہ پانا توجہ کرنے کے قابل نہیں

حال: دوران ذکر جب مراقبہ کرتا ہوں تو قلب کو حاضر نہیں پاتا۔ نہایت پریشان ہوں۔ تصور شیخ بھی کرتا ہوں اس کو بھی استقلال نہیں ذکر کی خوبیوں کا بھی قلب پر کچھ اثر نہیں پاتا۔ کیا کرنا چاہئے۔ میں تو دل کو اس سے تسکین

دیتا ہوں کہ یہی غنیمت ہے کہ شیخ کی برکت سے ذکر واشغال کی ادائیگی کی توفیق ہوئی اگرچہ لذت نہیں ہو رہی ہے نہ ہو کتنا ہی سوچتا ہوں کہ تصور شیخ صحیح اور ہمیشہ کیوں نہیں ہوتا۔ کیا شیخ کی محبت کم ہوگئی ہے مگر نہیں محبت تو حضرت والا کی وہی ہے اور اس میں اضافہ اور ترقی کی رفتار بھی ہے لیکن معلوم نہیں کہ یہ حالت کیوں ہے ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ حضرت کے جواب سے تسکین ہوگی۔

تحقیق: ان چیزوں کو مقصود سے وہ نسبت ہے جیسے باغ کی گھاس کو پھولوں سے (جو نسبت ہے) کہ اگر (گھاس) بالکل بھی نہ ہو تو باغ کی روح میں کوئی کمی نہیں۔ بلکہ بعض اوقات جب بڑھ جاتی ہے تو کاٹنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کام میں لگے رہئے اور ان زائد باتوں کی طرف بالکل توجہ نہ کیجئے۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۹ھ)

ذکر میں ناغہ کو ہمت سے کام لے کر پورا کرنا چاہئے خالی تمنا سے کام نہ ہوگا

حال: پچھلے خط کے مطابق عشا کے بعد نفل کا التزام کرلیا ہے اور ایک ہزار بار اسم ذات کے ورد کا بھی التزام ہے۔ کبھی کبھی رہ بھی جاتا ہے۔ یہ لکھتے ہوئے بہت شرم محسوس کرتا ہوں کہ اتنی تھوڑی مقدار میں بھی کوتاہی ہوجاتی ہے لیکن مرض کو چھپانا زیادہ خطرناک معلوم ہوتا ہے اس لئے عرض کرنا ضروری معلوم ہوا۔

تحقیق: ہمت سے کام لینا ضروری ہے۔ خالی ندامت وتمنا سے کچھ نہیں ہوتا۔ (النور، جمادی الاخری ۱۳۵۹ھ)

ناغہ کے بعد ذکر برکت کا سبب ہے

حال: تھانہ بھون سے واپسی کے بعد احقر نے قصد السبیل کے دستور العمل (عالم مشغول) پر عمل شروع کر دیا تھا۔ درمیان میں کچھ عرصہ ناغہ رہا پھر شروع کر دیا۔ اب الحمد للہ دیر سے اس پر عمل کر رہا ہوں۔

تحقیق: بارک اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں)۔

حال: مغرب کے بعد ذکر اسم ذات کرتا ہوں یہ عرض کرتے ہوئے اپنی کم ہمتی پر ندامت ہے کہ ابھی تک پانچ ہزار سے زیادہ نہیں بڑھا سکا۔

تحقیق: نقصان ہی کیا ہے "احب الاعمال ادومها وان قل" (اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل ہمیشہ کرنا ہے اگرچہ تھوڑا ہو)۔

حال: بارہ سے چوبیس ہزار تک جو تعداد حضرت نے تحریر فرمائی ہے اس کا ایک ہی نشست (بیٹھک) میں پورا کرنا ضروری ہے یا مختلف (بیٹھکوں) میں۔

تحقیق: اجر میں دونوں برابر ہیں لیکن نفس کے اندر اثر پیدا کرنے میں جلسہ کے ایک ہونے کو خاص دخل ہے۔

اگر اکتاہٹ نہ ہو ورنہ نشاط کے لئے تعدد انفع ہے۔

حَال: اگر ایک ہی جلسہ ضروری ہے تو اس کی تعمیل کروں گا ورنہ مختلف اوقات کی اجازت ہو جائے۔

تحقیق: اوپر لکھ چکا ہوں۔

حَال: ذکر زیادہ جہر سے کرنے میں دماغی تھکن محسوس کی۔ اب آہستہ کے قریب کرتا ہوں۔ جیسے ارشاد ہوگا عمل کروں گا۔

تحقیق: ذات کے اعتبار سے جہر مقصود نہیں صرف خطرات (خیالات و وساوس) کو دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ مگر صحت کی حفاظت خطرات کو دور کرنے سے زیادہ اہم ہے۔

حَال: ذکر کے وقت قلب کو بالکل یکسوئی (حاصل) نہیں ہوتی بلکہ لفظ اللہ ذرا بھی آگے جاتا ہوا معلوم نہیں ہوتا زبان تو حرکت میں ہے مگر دل بالکل اجنبی ہے۔

تحقیق: اس فکر میں نہ پڑیں۔ یکسوئی کو حاصل کرنا ضروری ہے جس کا تعلق قصد سے ہے اگرچہ نتیجہ اس پر حاصل نہ ہو۔

حَال: عشا کے بعد تہجد پڑھتا ہوں رمضان المبارک آرہے ہیں۔ خدا چاہے اس میں سحری کے وقت شروع کروں گا۔ امید ہے ایک ماہ میں عادی ہوسکوں گا۔

تحقیق: "اعانکم اللّٰہ تعالٰی" (اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے)۔

حَال: ظہر سے عصر تک اکثر درود شریف کا شغل جو پرانا معمول ہے رکھتا ہوں۔

تحقیق: احسن ہے۔ (النور، شوال ۱۳۵۹ھ)

تدریس علوم دینیہ کا شغل ذکر کی وجہ سے چھوڑنا نہیں چاہئے

حَال: تمہید ایک بڑے کابلی عالم جو فلسفہ و ریاضی میں خصوصیت کے ساتھ ماہر تھے یہاں تھانہ بھون آئے اور چند روز مقیم رہے مجلس میں شرکت کرتے باتیں سنتے۔ اس کے بعد بیعت کی درخواست کی۔ ان کو وہ رائے دی گئی جو ذیل میں مختصر مضمون کے ضمن میں مذکور ہے۔ پھر اس رائے کے موافق یہاں سے جا کر یہ خط بھیجا جو بعد مختصر مضمون کے جواب کے ساتھ ذیل میں منقول ہے۔

مختصر مضمون

عرض ہے کہ حضور مبارک کی طرف سے اصلاح کے لئے چند خط و کتابت کی اجازت دی گئی ہے اس سے

حقیر کو بہت ہی خوشی حاصل ہوئی اس کے بعد بیعت کی درخواست کی اجازت دی گئی۔ اس لئے یہ غلام دستخط کی امید رکھتا ہے تا کہ یاد رہے۔

خط: حضور اقدس دام فیوضانہ وبرکاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام مسنون کے بعد دربار اقدس کے غلاموں کی یہ عرض ہے کہ ایک عرصے سے بندہ کے دل کا رجحان ورغبت اس طرف ہے درس وتدریس کو ذیل کی وجوہات کی وجہ سے بالکل چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں متوجہ اور مشغول ہو جائے اور خلوت میں بیٹھ جائے اگرچہ قرآن وحدیث شرعی علوم کی درس وتدریس کی فضیلت بتاتے ہیں جو اس کے خلاف (یعنی نہ چھوڑنے) کا حکم کریں۔ مگر اس رغبت کی چند وجوہات ہیں۔

❶ پہلی بات یہ ہے کہ یہ بندہ جن علوم میں مشغول ہے وہ بندہ کی کم سمجھ میں بیکار ہیں جیسے فلسفہ ومنطق۔

❷ دوسری بات یہ ہے کہ اس قسم کے علوم غالباً فضول بات سے خالی نہیں ہوتے ہیں جیسے اپنی طرف سے توجیہات پیش کرنا۔

❸ تیسری وجہ آج کل بیکار میل جول اور فضول لوگوں سے بچنا درس وتدریس میں مشکل ہے۔ اس لئے حضرت کی خدمت میں خط لکھا تا کہ حضرت درس وتدریس کے بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ اس کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنا لوں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہو۔

جواب: یہ ساری خرابیاں اور شبہ جو لکھے ہیں حقیقت میں ہیں اور ان پر خبردار ہونا فکر آخرت کی وجہ سے ہے آپ کو یہ فکر مبارک ہو۔ ہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام پہلوؤں پر نظر کی جائے۔ جب تدریس کے چھوڑنے کو دیکھا جائے تو اس میں خرابیاں، آفات اور دین کے طالب علموں کے نقصانات تدریس کے نقصانات سے زیادہ ہیں کہ تدریس چھوڑنا فریضہ کو چھوڑنا ہے۔ اگرچہ تدریس فرض کفایہ ہے۔ یہ خرابی یعنی فرض کو چھوڑنا تمام خرابیوں سے زیادہ بری ہے۔

اس کا راز یہ ہے کہ تدریس کی برائیوں کا تدارک ممکن ہے صرف نفس کو قابو میں رکھنا شرط ہے اور یہ اختیاری ہے۔ فیض کے چھوڑنے کا کوئی تدارک نہیں ہے۔ اسی وجہ سے علماء احکام جنازہ کے ساتھ چلنے کو اگرچہ جنازہ کے ساتھ رونے والیاں ہوں چھوڑنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ رہا فلسفہ وریاضی دینی ابتدائی چیزوں میں سے نہ ہوں تو ان کو چھوڑنا پسندیدہ ہے لیکن دینی اور مقصودہ علوم چھوڑنے کے قابل نہیں ہیں بلکہ مناسب شرائط کے ساتھ باطن کی اصلاح کے لئے مددگار ہیں۔ میں نے اگرچہ بات تھوڑی کی ہے لیکن امید ہے کہ بات کافی ہوگی جبکہ مخاطب (بھی) صحیح سمجھ رکھتا ہوں۔ والسلام

اس طرح تجربہ ہے کہ ایک شغل پر کفایت کر لینا اگرچہ وہ ذکر ہی کا شغل کیوں نہ ہو طبعی اکتاہٹ وخرابی کا سبب ہوتا ہے اور مختلف شغل نشاط کی تر وتازگی کا سبب ہوتا ہے۔ فقط (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۹ھ)

ذکر قید کے بغیر میں ہمیشگی ہونا چاہئے

حال: موجودہ معمولات رمضان شریف کے بعد یہ ہیں کہ تہجد کی نماز کے بعد ذکر جہر کے ساتھ جتنی دیر ممکن ہوتا ہے فجر تک کرتا ہوں اور حضرت والا کے ارشاد کے مطابق جتنا تعداد کی قید کے بغیر ممکن ہوتا ہے اسم اللہ کا ذکر خفی کرتا ہوں۔ اب جو حضرت والا ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: چلتے پھرتے قید کے بغیر کوئی ذکر جس میں دلچسپی ہو جاری رکھا جائے خواہ لا الہ الا اللہ خواہ استغفار خواہ درود شریف۔ خواہ اوقات کی تقسیم کر لی جائے اور ایک ایک حصہ میں ایک ایک چیز رہے۔

حال: کوئی خاص بات مجھے معلوم نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: استقامت اور ہمیشگی کی توفیق ساری خاص باتوں سے افضل ہے۔

حال: صرف یہ کہ جس دن ذکر نہیں کرتا اس دن کوئی چیز کھوئی سی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: ذکر کی سرایت کی یہی علامت ہے۔ (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

خود فکر، علم وعمل کی راہ کھول دیتا ہے

حال: جب سے حضرت والا کی خاص شفقت مجھ پر ہوئی میں بعض باتوں کے بارہ میں اکثر سوچا کرتا ہوں اور کبھی کبھی عرض کرنے کا ارادہ بھی کیا مگر ہمت نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ اجمیر فاتحہ میں اور ردولی فاتحہ میں اور کبھی کبھی پیران کلیر حاضر ہوتا ہوں۔ میں ان جگہوں میں گانا نہیں سنتا مگر فاتحہ میں شرکت کرتا ہوں۔ یا اگر کبھی فاتحہ سے کچھ پہلے پہنچ گیا تو تھوڑا سا گانا بھی سن لیتا ہوں۔

تحقیق: ہم لوگوں میں کیونکہ شرائط نہیں ہیں اس لئے اس کا تدارک اس وقت سے دوگنے وقت میں تلاوت قرآن سے کر لیا جائے۔

حال: اس فاتحہ میں بھی جو گھر پر ہوتا ہے شریک ہونا پڑتا ہے۔ ۲۷؍ رجب کو معراج کا بیان بھی کرتا ہوں جس میں قیام وغیرہ کچھ نہیں ہوتا وعظ کے طور پر اکثر بیانات ہوتے ہیں لیکن کبھی میلاد کی صورت ہو جاتی ہے جس میں قیام بھی کبھی کبھی کرتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا۔

تحقیق: اس کی حد یہی ہے البتہ مقتداء (پیشوا) کو مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔

حَالؒ: ان تمام چیزوں کو غیر ضروری سمجھتا ہوں لیکن سجادگی کے سلسلہ سے یہ مراسم ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اگرچہ کوشش یہی کرتا ہوں کہ تمام چیزیں بھائی کریں مگر کچھ نہ کچھ سر پر آ پڑتا ہے اور ان مراسم کے بعض جزء کا تعلق وقف سے ہے تو بحیثیت متولی اس میں دخل دینا ہوتا ہے جو رائے عالی ہو۔

تَحقِیق: ہر چیز کا فیصلہ ساتھ ساتھ لکھ دیا اور بڑی بات یہ ہے کہ جب خود فکر ہے انشاء اللہ تعالیٰ علم وعمل کی درستی کی راہیں خود غیب سے نکل آئیں گی۔ (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

معمولات کا عادت کے طور پر ادا ہونا جس اجر کا وعدہ ہے اس کے ملنے کا سبب ہے

حَالؒ: میرا حال تقریبا بدستور ہے۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق تبدیل حال کی دعا بھی برابر جاری ہے لیکن رقت وابتہال کا ذکر کیا دعا کے الفاظ تک توجہ ویکسوئی سے ادا نہیں ہوتے۔ دین ودنیا کے کسی کام کی طرف دل توجہ کے ساتھ مائل نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے صرف ایک عادت کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن کتاب کچھ توجہ سے پڑھ لیتا ہوں اور آج کل کالج وغیرہ کے کام سے جو وقت بچتا ہے زیادہ تر حضرت کے ملفوظات پڑھتا رہتا ہوں۔ ان میں سب سے زیادہ دل لگتا ہے اور اس طرح گویا ''اشرف المجالس'' میں آدھی حاضری کی برکات حاصل ہوتی رہتی ہیں۔

تَحقِیق: اس سب پر اسی عرض کو دوبارہ لکھتا ہوں۔ للحافظ ؎

بدر رد و صاف ترا حکم نیست دم درکش ❁ کہ آنچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

تَرجَمَہ: ''صاف اور گدلے کی تجویز کا تمہیں اختیار نہیں ہے جو کچھ ہمارے ساقی نے ڈال دیا اس کی عین مہربانی ہے۔''

للاحقر ؎

نوش مادیدی ببیں ہم نیش ما ❁ مرہم دیدی ببیں ہم ریش ما

تَرجَمَہ: ''ہماری راحتوں اور آسائشوں کو دیکھتے ہو تو ہماری تکلیفوں اور مشقتوں کو بھی دیکھو۔''

لیکن ان سب پر اجر موعود ہے جو سارے مقاصد سے زیادہ مقصود ہے۔

یکسوئی سے مراد

حَالؒ: جا بجا حضرت فرماتے ہیں کہ اس راہ میں یکسوئی بڑی ضروری شرط ہے اور میں اپنے کو اسی سے پوری

طرح محروم پاتا ہوں۔

تحقیق: مراد یہ ہے کہ خود پریشانی کے اسباب کو جمع نہ کرے اور جو بلا اختیار پیش آ جائے اس کے بارے میں میرا ہی فیصلہ حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ماخوذ ہے ؎

اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال ❁ مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

ترجمہ: ”اے دل! اس کی زلف کے پھندے میں پھنس کر پریشان نہ ہو (کیونکہ) عقل مند مرغ جب جال میں پھنس جاتا ہے بردباری سے رہتا ہے۔“

حال: اگرچہ حضرت کوئی حکم یا مشورہ دینا کچھ پسند نہیں فرماتے لیکن ادھر کئی دن سے بس یہی جی چاہ رہا ہے کہ میں اپنے تمام دینی اور دنیوی حالات ایک مرتبہ عرض کرتا اور پھر حضرت جو کچھ مناسب تصور فرماتے حکم فرماتے۔

تحقیق: میرے لئے آپ کا ہر خطاب لذت بخش ہوگا لیکن ہر خطاب کا جو جواب ہوگا وہ وہی پرانا ہوگا جس میں باسی کھانے کی طرح لذت نہ ہوگی اس کے بعد میں ہر وقت اور ہر خطاب سننے کے لئے حاضر ہوں۔

(النور صفر ۱۳۶۰ھ)

ذکر کے وقت زبان کا بند ہونا کہ گنہگار منہ سے اسم مبارک کا ادا کرنا، دونوں حالتیں محمود ہیں

حال: الحمد للہ کہ بفضل و توفیق الٰہی ذکر جاری ہے۔ ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ زبان اس خیال سے بند ہوگئی کہ یہ گنہگار منہ اور اس سے یہ اسم اعظم واقدس ادا ہو۔ پھر یہ کیفیت جاتی رہے۔

تحقیق: دونوں محمود ہیں پہلی کیفیت اس حال کا غلبہ ہے ؎

احب مناجاة الحبيب باوجه ❁ ولكن لسان المذنبين كليل

ترجمہ: ”میں چاہتا ہوں کہ محبوب (یعنی اللہ تعالیٰ) سے مختلف انداز سے باتیں کروں مگر (گناہوں کی وجہ سے) گناہگاروں کی زبانیں لڑکھڑاتی ہیں۔“

اور دوسری کیفیت غلبہ مقام کا ہے اور مظہر ہے اس حقیقت کا ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ❁ آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

ترجمہ: ”آئینہ کے پیچھے طوطی کی طرح بیٹھا ہوں جو استاد ازل نے سکھایا ہے میں وہی کہہ رہا ہوں۔“

والثانی افضل۔

حال: حضرت کا تصور اکثر اوقات رہتا ہے حتیٰ کہ کبھی نماز میں بھی دور کرتا ہوں مگر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ کبھی یہ کیفیت زیادہ ہوتی ہے کبھی کم۔

تحقیق: اختیار کے بغیر ہو اس کی کمی اور زیادتی دونوں محمود اور دو تجلیوں کے مظہر ہیں اور اسی کے بارے میں یہ تعلیم ہے ؎

چونکہ برمیخت بہ بند و بستہ باش ❁ چوں کشاید چابک و برجستہ باش

(النور، ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

ترجمہ: ''جب تجھے کھونٹے سے باندھ دیں تو بندھا رہ اور جب کھول دیں تو اچھل کود۔''

ذکر میں گرانی ہونا غیر اختیاری ہے نقصان دہ نہیں

حال: متعارف ذکر وشغل سے بالکل مناسبت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ۱۶، ۱۷ سال ہو رہے ہیں پہلے پاس انفاس کی مشق کرتا رہا پھر اللہ اللہ کا ذکر قلب کیا پھر حضرت والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد نصف گھنٹہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتا رہا جو بحمد اللہ جاری ہے لیکن کچھ ایسی وحشت وگرانی رہتی ہے کہ پہلو بدل بدل کر اور گھڑی دیکھ دیکھ کر یہ مشکل ۳۰ منٹ پورے کرتا ہوں۔ دل بالکل متوجہ نہیں ہوتا۔ زور لگا کر منٹ دو منٹ متوجہ رہتا ہوں پھر وہی بے توجہی لوٹ آتی ہے۔

تحقیق: استعداد کے مختلف ہونے سے ایسے حالات جو غیر اختیاری ہوں مختلف ہوتے ہیں۔ جن میں سے کوئی حالت ذرا بھی نقصان دہ نہیں بشرطیکہ مقابل کے حالات پر نکیر اور اعتراض نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ یہ ہو تو بہت خطرناک ہے یہ شرط تو اہل طریق کے کلام میں واضح ہے اور ایک شرط قواعد سے میرے ذوق میں ہے وہ یہ کہ پیش آنے والے حالات پر شکایت و ناشکری و بے قدری نہ ہو کہ یہ بھی نقصان دہ ہے اگرچہ پہلے نقصان سے کم ہے کیونکہ تواضع اور انکسار اس شکایت کا سبب ہے اور دعوی اور تکبر پہلے کا سبب ہے لیکن حقیقت سے دوری دونوں میں برابر ہے۔ بہرحال غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے بالکل نقصان دہ نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تدبیر کے پیچھے پڑنا حدود میں زیادتی کرنا ہے۔ لیکن اس کے مقابل کو مفید سمجھ کر دعا کرنا یہ محتاجگی ہے جیسے غیر اختیاری مرض کے مقابلے میں محبت کی دعا کا حکم ہے لیکن دعا کے قبول نہ ہونے کی صورت میں دونوں میں راضی رہنا عبدیت ہے۔

''وھذا من سوانح الوقت وھب لی ربی ھذہ لساعۃ والحمد للّٰہ.'' (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

ہر غفلت بری نہیں

حَال: حضرت! کیفیات و انفعالات کی طلب نہیں۔ لیکن ذکر میں اگر توجہ بھی سرے سے غائب رہے تو وہ ذکر ہی کیا غفلت ہی رہی اور جیسی بے دلی اور بے توجہی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیا الٹی ناراضی کا سبب ہوسکتی ہے۔

تحقیق: کیا ہر غفلت بری اور نفع سے رکاوٹ ہے اگر ایسا ہوتا تو نیند سے زیادہ غفلت کا کون سا حصہ ہوگا۔ پھر قرآن مجید میں اس کو رحمت و نعمت فرما کر بندوں پر احسان کیسے جتایا گیا ہے۔ یہ صاف دلیل ہے کہ جتنا یاد رکھنا اختیاری اور کرنے کے حکم میں واجب یا مستحب ہے اس کے مقابلے میں جو غفلت ہو وہ بری ہے تو کیا خدا نہ کرے اس کا وقوع ہوتا ہے اور اگر یہ ہے تو القدرۃ تتعلق بالضدین میں اس کا جواب ہے (کہ قدرت کا تعلق دو ضدوں سے ہوتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ جب آدمی کو ایک کام کی قدرت حاصل ہوگی تو اس کے ضد کی قدرت حاصل نہیں ہوگی)۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

زبانی ذکر کو پاس انفاس پر ترجیح ہے

حَال: پاس انفاس اور ذکر قلب کو بھی چھوڑا تو نہیں ہے لیکن بیٹھنا آدھ گھنٹہ ہی مصیبت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان دونوں کو فجر کے بعد ایک گھنٹہ چلنے میں پورا کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ دونوں مشہور ہیئت ہیں مقاصد میں سے نہیں اس لئے میں ان پر جتنا ہوسکے دل کو حاضر رکھ کر زبانی ذکر کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور اسی کی تعلیم کا معمول کر رکھا ہے ہاں کسی خاص مجبوری کی وجہ سے کچھ اور ہو اور میرے نزدیک اس عارض سے آپ کا تعلق نہیں۔ لہٰذا آپ کے لئے بھی یہی رائے دیتا ہوں مگر وقت کم نہ ہونے پائے۔ "الا ان یضطر الی ذلك" (لیکن اگر کوئی مجبوری وقت کی کمی کی وجہ ہو)۔

حَال: اب حضرت والا جیسا ارشاد فرمائیں۔ خواہش یہ ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی ذکر کی صورت ہر وقت ہو۔

تحقیق: اوپر عرض کر چکا جس کا حاصل صرف "الزمان فی ذکر اللسان مع ذکر الجنان بقدر الامکان"، یعنی ہر وقت زبانی ذکر جتنا دل کی توجہ کے ساتھ ہوسکے۔

حَال: کبھی ایسا شبہ ہوتا ہے کہ شاید پاس انفاس جاری ہے مگر پہلے تو اس کا یقین نہیں دوسرے توجہ نہ ہونے کے ساتھ اگر جاری بھی ہے تو ذکر کیا وہی غفلت رہی۔

تحقیق: سب کی تحقیق اوپر عرض کر چکا۔

حَال: البتہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و احسان ہے کہ زندگی کے تمام چھوٹے بڑے کاموں میں اس کے فعل و قدرت،

حکمت ومشیت وغیرہ کا کسی نہ کسی طرح ادراک واستحضار رہتا ہے اور اگر اس کے دیکھنے کا استحضار بھی کچھ رہتا ہے تو اس سے قلب وجوارح سب کے اعمال میں بہت نفع محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: کیا تھوڑا انعام ہے یہی تو مقصود اعظم ہے مشہور ومعروف اذکار واشغال اسی کی تو ابتدا ہے اس کے ہوتے ہوئے ابتدائی باتوں کی کوشش کی بالکل ایسی مثال ہے کہ کسی کو پکی پکائی روٹی مل گئی اور وہ پھر بھی تمنا کرتا ہے کہ میں خود پکاؤں۔

حال: لیکن یہ استحضار بھی طالب توجہ ہے اور توجہ ہی نہیں ہے۔

حال: استحضار تو عین توجہ ہے کیا کسی چیز کی شرط عین وہ چیز بھی ہوسکتی ہے کیا نماز کی شرط کو خود نماز کو کہیں گے۔

حال: اس توجہ کے نہ ہونے کا سبب بظاہر کچھ تو صحت کی خرابیاں معلوم ہوتی ہیں اور کچھ خانگی زندگی کے افکار و تردادت کہ قلب انہیں سے بھرا رہتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تحقیق: نہ ہونا وہ ہے جو وجدان پر غالب ہو ورنہ ہمیشہ کا وجدان کسی کو بھی حاصل نہیں وفی ھذا قیل ؎

در بزم عیش یک دو قدح نوش کن برد ❁ یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ''عیش کی محفل میں ایک دو پیالے پیو اور جاؤ یعنی ہمیشہ یہاں رہنے کی تمنا مت کرو۔''

حال: بہرحال میرا سہارا تو اس راہ میں حضرت کی دعائیں اور تدابیر ہی ہیں۔

تحقیق: ''صدق اللّٰه تعالٰی ظنکم وقد فعل انشاء اللّٰه تعالٰی وحسبنا اللّٰه'' یعنی اللہ تعالیٰ آپ کا گمان سچا کرے اور انشاء اللہ تعالیٰ نے کر دیا اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہیں۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

نماز وذکر سے یکسوئی کو محروم رکھنا اس رحمت میں بھی حکمت ہے

حال: (بعض واقعات کے ذکر کے بعد) ان حالات وافکار نے ذہن کو پریشان کر رکھا ہے معمولات میں بحمد اللہ فرق نہیں آیا۔ مگر خطرات وخیالات کی پریشانی نے ذکر ونماز کی یکسوئی اور طمانینت میں فرق ڈال دیا ہے مگر صرف تہجد کہ افکار کی زیادتی سے بحمد اللہ پاک ہے۔

تحقیق: ایسے واقعات پریشانیوں میں بھی رحمت وحکمت ہے کہ ان سے انکسار واحتیاج پیدا ہوتی ہے۔

(النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

ناغہ اور سستی پر جرمانہ کرنا مناسب نہیں بلکہ استغفار اور آئندہ ہمت کرنی چاہئے

حال: پچھلے خط میں میں نے تھانہ بھون کے قیام میں اپنے حالات عرض کرنے کی اجازت حاصل کی تھی۔ مگر

سستی کی وجہ سے وہاں کے قیام میں میں اپنے اوراد مکمل نہ کر سکا۔ اگر چہ بیماری اور مہمانداری وغیرہ اعذار بظاہر نظر آتے تھے مگر حقیقۃً صرف نفس کی سستی اور کاہلی تھی کہ پابندی سے قرآن کریم اور تہجد کو ادا نہ کر سکا اور اسی کی شرمندگی کی وجہ سے حضرت کو خط بھی نہیں لکھا۔ اس غلطی پر بہت افسوس کرتا ہوں استغفار کرتا رہتا ہوں مگر نفس پر کوئی جرمانہ کرنا چاہتا ہوں تا کہ آئندہ ایسی سستی نہ ہو۔ اب حضرت سے درخواست ہے کہ اگر مناسب ہو تو کوئی جرمانہ تجویز فرمائیں تا کہ گذشتہ کا تدارک ہو سکے۔

تحقیق: بعض اوقات ایسے جرمانوں سے نفس کو اور بے فکری ہو جاتی ہے اگر ناغہ ہو گیا تو جرمانہ ادا کر دیں گے۔ اس لئے اصل علاج استغفار اور آئندہ عزم و ہمت ہے اور کسی خاص حالت میں مصلح کوئی خاص جرمانہ بھی تجویز کرتا ہے بہرحال وہ وقتی چیز ہے اصل علاج نہیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

تعلیم کی وجہ سے مقدار ذکر کم کر دینے میں مضائقہ نہیں

حال: اب کانپور آکر اوراد متعینہ کی پابندی شروع کر دی ہے اسی طرح قصد السبیل سے دیکھ کر ذکر اللہ بھی شروع کر دیا ہے۔ یہاں کام زیادہ ہے۔ آج کل ۹ سبق پڑھانے پڑتے ہیں جن میں تین سبق حدیث شریف کے ہیں اور ہر سبق کے لئے مطالعہ ضروری ہے اس لئے وقت بہت کم ملتا ہے اگر حضرت اجازت دیں تو اسم ذات کا ذکر بجائے بارہ ہزار کے چھ ہزار کر لیا کروں۔ پھر انشاء اللہ آہستہ آہستہ بڑھا لوں گا۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں بلکہ اگر اس پر بھی ہمیشگی کی امید غالب نہ ہو تو اس سے بھی کم معمول مقرر کر لیا جائے تا کہ اس مقدار پر ہمیشگی رہے اور جس وقت میں نشاط ہوا زیادہ کر لیا۔ خلاصہ یہ کہ لازمی تو کم رکھا جائے اور عمل جہاں تک ہو سکے زیادہ کا رکھا جائے۔

حال: قصد السبیل میں عالم مشغول کے دستور العمل میں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک لکھا ہے۔ تلاوت قرآن پاک اور منزل مناجاۃ مقبول کا التزام بھی شروع کر دیا ہے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

تحقیق: دل سے دعا ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

مختصر تسبیح ہاتھ میں رکھنا مذکر (یاد دلانے والا) ہے

حال: ہر وقت کے لئے کلمہ طیبہ جو حضرت نے تجویز فرمایا ہے اس کے بارے میں ایک بات پوچھنی ہے وہ یہ کہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے تو ذکر کا خیال نہیں رہتا۔ جس وقت تنبہ ہوتا ہے اس وقت پڑھنے لگتا ہوں۔ ہر وقت یاد رکھنے کے لئے خیال تھا کہ تسبیح ہاتھ میں رکھا کروں تا کہ وہ مذکر (یاد دلانے) کا کام دے۔ مگر اس میں ریا کا شبہ

ہوتا ہے۔ اب حضرت ارشاد فرمائیں کہ کیا طریقہ اختیار کروں جس سے کسی وقت بھی ذکر اللہ سے غفلت نہ ہو سکے۔ اگر تسبیح رکھنا ہی مناسب ہو تو اس کا التزام کرلوں یا جو تدبیر حضرت ارشاد فرمائیں گے انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا۔

تحقیق: اگر چھوٹی سی تسبیح مٹھی میں چھپی رہے کہ اس کا لمس مذکر ہے اور عدد مقصود نہیں اور چھپے رہنے سے احتمال ریا کا بھی نہ رہے گا تو جامع مصالح تدبیر ہے۔

حال: اخیر میں دعا کی درخواست ہے کہ اس گنہگار کے حق میں دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا فرمائیں۔

تحقیق: آمین۔ (النور، ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

فارغ اوقات میں وہ ذکر مناسب ہے جس کی طرف قلب کا میلان ہو

حال: جواب اقدس نے سعادت بخشی میں نے عرض کیا تھا کہ خاص اوقات کے علاوہ دیگر یا فارغ اوقات میں بھی کلمہ طیبہ ہی کا ذکر مناسب ہوگا یا استغفار و درود شریف کا بھی۔ درود شریف کے لئے خصوصاً اس لئے استفسار کیا تھا کہ حضور ﷺ سے کچھ اتباع کا تعلق تو معلوم ہوتا ہے لیکن محبت کا تعلق بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ "الکل سواء ویترجح احدھما علی الاخر بفتوی القلب" (کہ دونوں جہتیں برابر ہیں (کوئی کم زیادہ نہیں ہے) دل کے بتانے سے ایک کی دوسرے پر ترجیح معلوم ہوتی ہے) حضرت والا! اپنے پاس نہ کافی علم نہ تقویٰ۔ ایسے قلب کا فتویٰ کیا قابل اعتماد ہوگا۔ میرے لئے تو بس جو کچھ حضرت فرما دیتے ہیں وہی قلب کا فتویٰ ہو جاتا ہے۔

تحقیق: فتویٰ سے مراد نتیجۂ اجتہاد نہیں بلکہ قلب کا میلان و رغبت و کشش ہے تو اس کا ادراک تو بدیہی اور وجدانی ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۶۳ ۱۳ھ)

اسماء مفردہ کا ذکر تو کہیں کسی جحت سے منقول نہیں

حال: حدیث میں تو افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے لیکن کلام مجید میں اس کے بجائے ذات اور اسم کا ذکر آنا معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ علماء کی ایک جماعت اس کو غیر مسنون قرار دیتی ہے۔ پہلے مجھ کو بھی یہی حق معلوم ہوتا تھا۔ اب شبہ ہوتا ہے کہ "واذکروا اللہ کثیرا" اور "اذکر اسم ربک" کا کم از کم ایک مطلب تو اللہ اللہ کا ذکر بھی ہو سکتا ہے۔

تحقیق: اگر یہ ہوتا تو کہیں تو کسی جحت سے منقول ہوتا۔

حال: اسماء حسنیٰ کے بارے میں "من احصاها دخل الجنة" (جس نے ان کو یاد کرلیا وہ جنت میں داخل ہوگا) کی روایت سے بھی اس کی تائید معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: قرآن اور حدیث میں ذکر کی ہیئت معلوم نہیں ہوتی اس لئے دوسری آیت و حدیث کی ضرورت ہے اس کے بعد خیال آیا کہ اسماء حسنیٰ کے یاد کرنے والی حدیث میں تو وضاحت ہے ایسی ہیئت کی جس سے اسماء مفرد (اللہ تعالیٰ کے الگ الگ ناموں) کے ذکر کا احتمال ہی نہیں رہتا۔ حدیث "ورد فی الصحیین ...... بعد ذکر فضل الاحصاء" (کہ بخاری اور مسلم کی روایت میں اسماء حسنیٰ کے یاد کرنے کی فضیلت کے بعد ہے)

"هو الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم الخ."

حال: سوتے وقت اخلاص ومعوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) تین مرتبہ پڑھ کر دم کر لینے کی بھی عادت ہے اور جمعہ کے دن ہوداور کہف کی تلاوت کی ایسے ہی اسماء حسنیٰ کے ذکر کی۔

تحقیق: سب ٹھیک ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

جس ورد کو ہمیشہ کرنے سے برکات ظاہر ہوں اس کو ترک کرنا خلاف ادب ہے

حال: اسم ذات یا اسماء مفردہ (اللہ تعالیٰ کے الگ الگ نام) کے متعلق حضرت کی خدمت میں لکھ چکنے کے بعد ہی خود یہ بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ تسبیح وتحمید وغیرہ یا مختلف اوقات ومواقع کے اذکار مسنونہ سب دراصل ذکر اللہ ہی کے افراد (حصے) ہیں۔ یوں بھی محاورہ میں اگر کوئی کہے کہ مجھ کو یاد رکھنا، تو اس کا یہ مطلب لینا کہ میرا نام رٹنا عبادت ہوگی لہٰذا اب تو یہ جی چاہتا ہے کہ جمعہ کو اسماء مفردہ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ ایک مرتبہ جو پڑھ لیا کرتا تھا وہ بھی ترک کردوں۔

تحقیق: ایسا کرنا مناسب نہیں کسی ورد کو ہمیشہ کرنے سے اس کی مخصوص برکات مرتب ومجتمع ہوجاتے ہیں۔ شرعی ضرورت کے بغیر ان کو چھوڑنے سے ان سے اعراض کی صورت ہے جو خلاف ادب ہے۔ مفرد کو مرکب تام کا صیغہ بنالینا کیا مشکل ہے۔ خاص کر جب وہ صیغہ بھی منقول ہوخواہ "جزئیا یا کلیا کما اشرت الیه فی المکتوب السابق غالبًا." (جزئی یا کلی جیسا کہ میں نے غالبًا اس سے پہلے خط میں اس کا اشارہ کیا تھا)۔

(النور، ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

زبانی ذکر ضرورت ہے

حَال: نیز اللہ اللہ کے ساتھ پاس انفاس کی ابتدا میں مشق کی تھی۔ اور کبھی متنبہ ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاری ہے تو کیا اس کو روکنے کی کوشش کروں۔

تحقیق: نہیں۔ مگر اس کے ساتھ زبانی ذکر لسانی کو بھی ملا لیا جائے۔

حَال: زبان کی حرکت کے بغیر بلکہ تسبیح کے بغیر اکثر غفلت بھی ہو جاتی ہے اس لئے اب کلمہ طیبہ کا ذکر بھی ہر وقت زبان کی حرکت کے ساتھ ہی کر لیا ہے۔ البتہ تسبیح کالج وغیرہ ہر جگہ لئے پھرنے میں حجاب سا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ حضرت کے سامنے تک اس کی ہمت نہیں کرنے کا جی چاہتا البتہ بے تکلف احباب کے سامنے عادت کر لی ہے۔ یا جہاں ممکن ہوتا ہے جیب میں ہاتھ رکھتا ہے۔

تحقیق: جب وہ (تسبیح) یاد دلانے والی ہے تو ہاتھ میں رکھنا زیادہ احتیاط ہے اگرچہ کپڑے کے نیچے ہو۔

حَال: اب اس کے بعد معمولات میں صرف دعائیں رہ جاتی ہیں۔ وہ بہت جمع ہوگئی ہیں۔ اور اکثر ہر وقت کی نماز کے بعد کرتا ہوں۔ عصر کے علاوہ اس وقت حزب البحر کا معمول ہے۔ دوسرے اذکار کی طرح یہ دعائیں بھی جلدی و وحشت ہی کے ساتھ پوری ہوتی ہیں۔ خیال ہوتا ہے کم کر دوں یا سب کا ہر وقت کی نماز میں التزام نہ کروں۔ مگر اندیشہ یہی ہے کہ چاہے جتنی کم کر دوں مگر ابتہال وتضرع ان میں بھی نصیب ہونا مشکل ہوگا یا زیادہ سے زیادہ دو چار دن کچھ اثر ہوگا۔ دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ تو کوئی کام ہوتا ہی نہیں۔

تحقیق: جب بندہ اس کا مکلف ہی نہیں تو پھر مشقت میں پڑنے کی کیا ضرورت ایسا نہ ہو کہ اس مشقت کو حاصل کرنے میں میں اصل ہی کی چھٹی ہو جائے۔

حَال: کچھ لکھنے پڑھنے کے علاوہ کہ اس میں تو کچھ دل لگتا ہے باقی کسی کام میں دل نہیں لگتا ہے۔

تحقیق: یہ طبعی فرق ہے اب یہ فرق نہ رہے یہ عادت کے اعتبار سے ناممکن ہے اور اس فرق کا راز یہ ہے کہ لکھنا پڑھنا طبعی اور حسی طور پر توجہ کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور اوراد وغیرہ کے ہونے میں یہ توجہ کی شرط نہیں ہے (پس یہ ہی فرق ہے)۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

سوتے میں قلب سے آواز کا نکلنا اگر ماہر طبیب کوئی مرض تجویز نہ کرے تو یہ ذکر کا اثر ہے

حَال: ضروری عرض یہ ہے کہ عرصہ سے ایک حالت پیدا ہوگئی ہے وہ یہ کہ جب میں پلنگ پر بائیں کروٹ لیتا

ہوں تو قلب سے ایک آواز محسوس ہوتی رہتی ہے۔ لیکن طبیعت پریشان سی ہو جاتی ہے اور بغیر کروٹ بدلے ہوئے سکون بھی نہیں ہوتا اور یہ حرکت بھی بند نہیں ہوتی مگر یہ حالت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ تو کیا یہ حالت اختلاف قلب اور ضعف قلب کا اثر ہے یا ذکر کا اثر ہے۔

تحقیق: اگر ماہر طبیب اس کو کوئی مرض تشخیص نہ کرے تو ذکر کا اثر ہے "ولكن لا من حيث الذكر بل بواسطه الحرارة الناشئة من حركات الذكر" (مگر یہ ذکر نہیں ہے بلکہ اس گرمی کی وجہ سے ہے جو ذکر کی حرکات کی وجہ سے ہے) مگر اس حالت میں بھی یہ مقاصد میں سے نہیں "فلا يلتفت اليه و في امثال هذا قال الجنيد رحمه الله تعالٰى تلك خيالات تربى بها اطفال الطريقة" (اس کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے ان ہی جیسی چیزوں کے بارے حضرت جنید بغدادی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا فرمان ہے کہ "ان خیالات سے طریقت کے بچوں کی تربیت کی جاتی ہے") واللہ اعلم (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

ساتواں باب

خواب وکشف کے بیان میں

خواب

حال: ایک رات خواب میں معلوم ہوا کہ ایک آفتاب میرے سامنے ہے۔ اور اس کی شعاعیں اور روشنی میرے قلب پر پڑ رہی ہے اور قلب اس کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدن سے نکلا جا رہا ہے۔ کافی حرارت، گرمی اور اس کا اثر قلب میں موجود ہے۔ اچانک خیال آیا کہ اب قلب پر کافی اثر ہو چکا ہے اپنی توجہ کو اب ادھر سے ہٹا لینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ برداشت نہ ہو سکے اور مر جائے۔ اس خیال کے آنے کے بعد قلب کو اس شمس کی طرف سے ہٹا لیا اور آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد بھی معلوم ہوا کہ قلب پر اس حرارت کا اثر کافی موجود ہے۔

اس حقیر نے جہاں تک غور کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت ہی کا آفتاب قلب تھا جس کا اثر قلب میں ہو رہا تھا لیکن اشکال اس میں یہ ہوتا ہے کہ موت کے خیال کی وجہ سے حصول برکات میں محرومی ہوگئی اور یہ شیطان کا دھوکا تھا کہ بقاء اور زیادتی کے لئے رکاوٹ بنا اگر یہ خیال نہ آتا تو ممکن تھا کہ قلب کی کچھ اور اصلاح ہو جاتی۔ کیا یہ اشکال ان وجوہ کی وجہ سے صحیح ہو سکتا ہے۔

تحقیق: دھوکہ کا دھوکہ نہیں ہونا چاہئے وہ جو کچھ بھی تھا مقصود نہ تھا۔ طریقہ تھا اور اعمال اس سے زیادہ طریقہ ہیں۔ موت سے یہ زیادہ مفید طریقہ (اعمال) ختم ہونا ہے اس لئے توجہ ہٹا لینا غیر فضیلت والے طریقہ پر فضیلت والے طریقہ کو ترجیح دینا تھا۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ)

خواب

حال: رمضان المبارک میں زمانۂ اعتکاف کا ایک واقعہ اطلاعاً پیش خدمت کرتا ہوں کہ زمانۂ اعتکاف میں تین دن کے بعد احقر کو سخت مرض لاحق ہوا جس کی وجہ سے دو روزہ بھی فوت ہوگیا۔ چونکہ اعتکاف میں نوافل واذکار کی تکثیر نظر کے سامنے ہوتی ہے اور مرض کی وجہ سے وہ فوت ہوگیا اور دل کی حالت یہ تھی کہ نہ بسط ہے نہ

انشراح۔ اس لئے دل بہت پریشان تھا آخری تاریخ شب جمعہ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے میری ماں کی صورت میں ظاہر ہوئی اور خوب زور سے ایک اردو شعر کو زبان پر تکرار کر رہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ہر ایک دل خوش کرنا منظور نہیں۔ اگر ایسا ہی خدا چاہتے ہو تو دوسرا خدا تلاش کرو۔ یہ شعر سنتے ہی دل پر بہت زور سے چوٹ لگی کہ بے ساختہ روتا ہوا بیدار ہو گیا۔

تحقیق: یہ ہدایت کی گئی ہے۔ سرمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس رباعی میں یہی تعلیم کی ہے ؎

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد ❀ یک کار ازیں دوکار مے باید کرد
یا تن بضائے دوست مے باید کرد ❀ یا قطع نظر زیار مے باید کرد

ترجمہ

❶ سرمد! گلہ شکوہ چھوڑنا چاہئے دو کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہئے۔
❷ یا تو اس کی رضا کے حاصل کرنے میں جان دے دینی چاہئے یا تو یار ہی کو چھوڑ دینا چاہئے۔

اور ہدایت کبھی قہر (غصہ سے) ہوتی ہے کبھی لطف سے۔ یہ لطف سے تھی اسی لئے ماں کی شکل نظر آئی۔

(النور، صور ۲ ۱۳۵۲ھ)

ایک ایسا مراقبہ جس سے اپنے عیوب نظر آئیں

ایک شخص نے حضرت والا کو رقعہ میں یہ مضمون لکھ کر دیا کہ مجھ کو کسی تدبیر سے اپنا کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ اس کو زبانی جواب ایک تفصیلی تقریر میں دیا جس میں ایک مراقبہ بھی بیان کیا کہ اپنے افعال واقوال کے بارے میں سوچے کہ آیا یہ حق تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہیں یا نہیں۔ پھر سب عیب نظر آنے لگیں گے۔ وہ شخص یہاں سے چلے گئے اور حسب ذیل خط بھیجا۔

حال: گذارش یہ ہے کہ جس روز سے میں تھانہ بھون سے آیا ہوں اس روز سے برابر غور وفکر کے ساتھ ہر کام میں اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کر رہا ہوں۔ جس مراقبہ کو جناب نے مجلس مبارک میں ذکر فرمایا تھا کہ یوں سوچے کہ یہ کام یا یہ بات حق تعالیٰ کے سامنے ہوں تو کر سکتا ہوں یا نہیں واس مراقبہ سے معلوم ہوا کہ میری جتنی باتیں اور کام ہیں سب بیکار ہیں۔ میری کوئی بات اور میرا کوئی کام اس قابل نہیں کہ باری تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے۔ پہلے سے جو اپنی غلطیاں نظر نہیں آتی تھیں تو اس کی وجہ صرف بے پروائی اور بے توجہی تھی۔ حضور کی تنبیہ سے پہلے میں اپنے قلب کو ایک ایسی صندوقچی کی طرح سمجھتا تھا جس پر وارنش کیا ہوا ہو اور جس کے اندر عجیب و غریب اشیاء رکھی ہوں۔ مگر جناب کی تنبیہ کے بعد جواب اس صندوقچی کو کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے

اندر تو پاخانہ اور پاخانہ ہورہا ہے۔ لہٰذا احقر نے اپنے خیال سے کہ مجھ کو اپنا کوئی عیب نظر ہی نہیں آتا تھا۔ توبہ کی اور حضور کی تنبیہ کا یہ اثر ہوا کہ اب مجھ کو اپنے عیوب اس قدر صاف نظر آنے لگے ہیں کہ میں اپنے عیوب پر بڑی سے بڑی قسم کھا سکتا ہوں۔ اب اس کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں اپنے عیوب پیش کر کے ان کے علاج دریافت کروں۔

تحقیق: مبارک ہو یہ پاخانہ خاکساری کی خاک سے مل کر کھاد کا کام دے گا اور ایسی اجناس پیدا ہوں گی کہ روحانی غذا ہو جائیں گے۔ دعا کرتا ہوں اور عیوب پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ مگر ایک خط میں ایک بات سے زیادہ نہ ہو۔ (النور، شعبان ۱۳۵۳ھ)

خواب

حال: پرسوں شب کو خاکسار نے خواب میں حضرت کے سامنے پایا۔ میں دوزانو ہوں۔ اور حضرت بھی اسی ہیئت سے ہیں۔ اور یہ ناکارہ ہاتھ حضرت کے دست مبارک میں ہے حضرت نے حلقۂ ارادت میں داخل کیا۔ اسی اثنا میں ایک لڑکے نے کچھ خس و خاشاک سامنے ڈال دیئے میں نے ادباً اس کے ہٹانے کی جرات نہ کی۔ اس پر حضرت نے مجھ پر برہمی ظاہر فرمائی۔ میں نے مودبانہ معافی چاہی۔ اس کے بعد حضرت کسی سفر پر روانہ ہوئے اور مجھے ہمرکابی کا شرف بخشا۔ حقق اللّٰہ تعالٰی ذالك۔

تحقیق: "لا يلتفت الى الرويا اذا رزق الروية" (خواب کی طرف توجہ نہ کی جائے جب زیارت حاصل ہو جائے)۔

؎ دست بوسی چوں رسید از دست شاہ
پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

(النور، ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

ترجمہ: "جب بادشاہ کے ہاتھ کو بوسہ دینا نصیب ہو جائے تو اب پاؤں کو بوسہ دینا بری بات ہے۔"
(یعنی جب حقیقت میں زیارت حاصل ہے تو خواب کی طرف توجہ بے کار چیز ہے)

آٹھواں باب

وساوس وخیالات کے بیان میں

حدیث النفس (جی کی بات) کا علاج

حَالؔ: نماز کے اختیاری حقوق میں کمی نہیں کرتا ہوں مگر اکثر خیال یہ ہوا کرتا ہے کہ حدیث النفس تو اختیاری ہے اور اس میں خاصی کمی معلوم نہیں ہوتی۔ اس سے کبھی بہت قلق ہوتا ہے۔ حدیث النفس کے کمی کے بارے میں کوئی علاج ہو تو ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیقؔ: مقصود کی طرف توجہ ہی علاج ہے اس کے ساتھ اگر پھر حدیث النفس ہو تو آثار میں نہ ہونے کی طرح ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۱ھ)

وساوس شیطانی کا علاج توجہ نہ کرنا ہے

حَالؔ: میں ایک قلبی مرض میں عرصہ سے مبتلا ہوں۔ میری حالت یہ ہے کہ جو کوئی ایسی کتاب کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف، نبوت کے ثابت کرنے کے دلائل اور اخلاق وعادت کے ہوتے ہیں مطالعہ کرتا ہوں تو فائدہ پہنچنے کے بجائے وساوس شیطانی پیدا ہو کر عدم یقین کے درجہ تک طبیعت کو پہنچا دیتے ہیں۔ اکثر اوقات بعد کے واقعات کے بارے میں بھی عدم یقین کے خیالات پیدا جاتے ہیں۔ ان ناقص خیالات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دراصل میں ناقص الایمان ہوں۔ جس وقت موت آنے کا خیال آتا ہے تو بہت ہی خوف معلوم ہوتا ہے کہ جب ایمان ہی درست نہیں تو کیا حشر ہوگا۔ کوئی نسخہ اس ناپاک طبیعت انسان کے لئے للہ تجویز فرما دیں کہ اللہ پاک اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پختہ ہو جائے اور مذہب اسلام اور جملہ ارکان ورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر معاملات پر یقین کامل کا درجہ حاصل ہو جائے۔

تحقیقؔ: کتابیں اس ارادے سے نہ دیکھو کہ یہ وساوس دور ہوں گے اور نہ کتابوں کا مطالعہ اس خوف سے چھوڑو کہ کبھی وساوس بڑھ نہ جائیں بلکہ صرف عبادت سمجھ کر کتابیں دیکھو۔ اور وساوس کی پروا مت کرو۔ نہ ان کے آنے سے رنج کرو کیونکہ بلا اختیار آتے ہیں اور ان کو برا بھی سمجھتے ہو، اس طرح سے یہ خود بخود دور ہو جائیں

گے۔قلب کی طرف متوجہ ہوکر اللہ اللہ کا خیال رکھا کرو اور دو ہفتہ کے بعد اس خط کے ساتھ پھر اطلاع دو۔

(النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

وساوس کا علاج

حَال: حضور! نماز میں خیالات کا ہجوم اتنا ہو رہا ہے کہ رکعتیں بھول جاتا ہوں بہت چاہتا ہوں کہ معنی کی طرف توجہ کروں۔الفاظ کی ترتیب کی طرف کہ اب کیا آئے گا یا اب کیا کہوں گا۔خیالات کو پھیرتا ہوں۔ذرا سی دیر توجہ ہوئی پھر غائب۔ چاہتا ہوں کہ یہ سمجھوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں وہ سن رہا ہے لیکن خیالات ہیں کہ امنڈے چلے آتے ہیں۔ بار بار کوشش کرتا ہوں لیکن ذرا سی دیر میں خیالات میں ڈوب جاتا ہوں مثلاً نماز پڑھ رہا ہوں اور کوئی خیال آیا اور فوراً ہی اس کو دور کر کے یہ خیال کیا کہ نماز کے معنی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔بس پھر اس متوجہ ہونے کے سلسلہ ہی کے خیالات آنے شروع ہو جاتے ہیں اور انہیں میں ڈوب جاتا ہوں۔ یہاں تک کہ پھر خیال آتا ہے کہ کیا ہو گیا نماز کی طرف متوجہ ہو جا۔اب جو خیال کرتا ہوں تو سب بھول بھال گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی تھیں یا پہلی رکعت میں کیا پڑھا تھا کہ تعداد یاد کر لوں۔

نماز برابر پڑھتا رہتا ہوں اور یہ زیادہ تر جب ہوتا ہے کہ جب ترتیل کا خیال کر کے الفاظ کو خوب صاف صاف ٹھہرا ٹھہرا کر پڑھوں۔ ہاں اگر کبھی وقت کم ہوتا ہے یا جلدی جلدی قرات پڑھ لی اور رکوع سجود جلدی جلدی کر لیا خیالات کا ہجوم بھی کم ہوتا ہے اور رکعتیں بھی یاد رہتی ہیں۔اکثر سوچ سمجھ کر پڑھنے میں خیالات کا ہجوم زیادہ ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت میں بیٹھ گیا اور بالکل یاد نہیں آتا کہ پہلی ہے یا دوسری۔ بڑی مصیبت کا سامنا ہے۔اور اگر کہیں نماز سے پہلے کوئی فکر لاحق ہے یا کسی سے کسی معاملہ میں خواہ وہ معمولی ہی ہو موثر گفتگو ہوگئی ہے تو پھر کیا۔ وہی بحث ہوگی اور میرے خیالات کا طوفان ہوگا۔حالت بہت خراب ہے للہ علاج فرمایئے اور دعا بھی فرمایئے۔

تَحقِیق: جیسے طبیعت کو آزاد چھوڑ دینا نقصان دہ ہے اسی طرح زیادہ مقید کرنے سے بھی تنگ ہو جاتی ہے۔بس نماز میں اتنی توجہ کافی ہے جیسے کسی کو کوئی سورت کچی یاد ہو اور سرسری طور پر سوچ کر پڑھتا ہے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ پھر اگر اس کے ساتھ بھی وساوس آئیں ذرا نقصان دہ نہیں۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

وساوس کا علاج

حَال: جواباً عرض ہے کہ وساوس کے بارے میرا عقیدہ تو یہی تھا اور ہے کہ ان میں گناہ نہیں ہے مگر ان کی کثرت

اور زیادتی سے اس کا استحضار باقی نہ تھا۔
تحقیق: اس میں بھی حکمت تھی کہ مجاہدہ کا ثواب دینا تھا۔
حال: حضور کے متنبہ فرمانے سے بحمد اللہ استحضار ہوگیا اور جس وقت والا نامہ فیض شمامہ صادر ہوا ہے حضور والا کی برکت وتوجہ سے الحمد للہ وساوس میں بہت کمی پاتا ہوں۔
تحقیق: بس وہی استحضار عہد کا وظیفہ ہے۔ اگرچہ وساوس بھی ختم نہ ہوں۔
حال: مجھ گنہگار نے حضور والا کے ارشاد کے مطابق بدنظر و بدخیال کو اختیار سے پاک کر دیا لیکن دل کی کمزوری کی وجہ سے ہمیشہ ثابت قدم رہنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔
تحقیق: اپنی طرف سے ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ سے دعائے استقامت کرتے رہو۔
حال: کبھی کبھی پکی توبہ یہاں تک کہ قسم بھی ٹوٹ جاتی ہے از روئے مہربانی خواہش نفسانی سے نجات پانے کے علاج سے مشرف فرمائیے۔
تحقیق: کل کو حرام غذا سے توبہ کر کے دعا کرانا کہ بھوک ہی سے نجات ہو جائے۔ (یعنی جس طرح زندگی میں بھوک ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔ اسی طرح خواہش نفسانی ہمیشہ قائم رہتی ہے ضرورت صرف اسی کی ہے کہ بھوک اور خواہش نفسانی کی ضرورت کو جائز طریق سے پورا کیا جائے اور حرام سے پرہیز کیا جائے۔ فقط محمد عبد السلام عفی عنہ ناقل مضامین) (النور، ذیقعد ۱۳۵۳ھ)

وساوس کا علاج

حال: جس وقت تہجد میں "تَبَّتْ یَدَا" پڑھتا ہوں تو خیال گزرتا ہے کہ حضور ﷺ کے چچا کا ذکر ہے شاید حضور کو ناپسند ہو۔
تحقیق: یہ خیال طبعی ہے محبت کے درجہ میں یہی ہونا چاہئے۔
حال: اور یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے اس کی آیت کے ساتھ اس قسم کا خیال کرنا گناہ نہ ہو طبیعت لرز جاتی ہے۔
تحقیق: یہ خیال عقلی ہے اعتقاد کے درجہ میں یہی ہونا چاہئے۔
حال: نماز میں خطرات بہت ہوتے ہیں۔ دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی نہ کسی رکن میں بے خبری ہو جاتی ہے۔ اور بھول کا بہت غلبہ رہتا ہے دعا و تدبیر کا طالب ہوں۔

تحقیق: اپنی طرف سے کلمات واذکار کی طرف توجہ رکھنا چاہئے۔ پھر اگر آئیں تو نقصان دہ نہیں اگر وہ توجہ ہٹ جائے دوبارہ کرلی جائے اور اس توجہ کے ہٹ جانے پر افسوس نہیں کرنا چاہئے۔ (النور، صفر ۱۳۵۹ھ)

وساوس کا علاج

حال: اب ایسا ایک گندہ حال عرض کرتا ہوں جس کا اظہار عام مومنین سے بھی دور اور شرم کا سبب ہے۔ تاہم بمضمون۔

ع نتواں نہفتن درد از طبیباں

(کہ طبیبوں سے درد ہم چھپا نہیں سکتے)۔

مجبوراً اظہار کرتا ہوں وہ یہ کہ بہت دن سے احقر میں فلاسفہ کے خیالات مرکوز ہیں اور روز بروز ختم ہونے کے بجائے بڑھ رہے ہیں۔ قبر اور قبر کے بعد کے حالات سے ایک قسم کے انکار کا وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے مراقبہ سے کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ حالت موت چونکہ مشاہد ہے لہٰذا اس کے مراقبہ ساتھیوں اور پڑوسیوں کی موت کے مراقبہ سے دل میں قوی اثر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ دنیا واسباب دنیا سے دل بالکل ٹھنڈا ہوگیا۔ اور یقینی طور پر یہ معلوم ہوگیا کہ یہ سب چند روزہ ہے۔ اور اس کے ساتھ مشغولی بے فائدہ ہے۔ البتہ جن امور کے ساتھ مشغولی کا شرعی حکم ہے ان میں اعتدال کا لحاظ رکھتا ہوں اگرچہ فلاسفہ کے برے خیالات کو فاسد جانتا ہوں اور یہ خیالات بے اختیار پیدا ہوتے ہیں نہ یہ مرض ہے اور نہ نقصان دہ ہے پھر بھی حالات میں کمی ضرور ہے۔ اور حالات اگرچہ مطلوب ومقصود نہیں محمود و معین ضرور ہیں اور حالات اگرچہ اختیاری نہیں مگر ان کے اسباب اختیاری ہیں۔ حضرت والا احقر اس گندہ حالت کی وجہ سے بہت بے چین ہے۔

تحقیق: اور اگر بے چینی ہی مطلوب ہو۔

حال: خدا جانے خاتمہ کیسا ہو۔

تحقیق: یہ خوف تو اس وقت بھی ہے جب وساوس نہ ہوں۔

حال: ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدایا! اس نالائق کو جس متبرک خاندان میں تو نے داخل کیا ہے اس خاندان کے بزرگوں کے طفیل سے اس نالائق کو گمراہی سے نجات دے۔ مگر قبولیت کا اثر ظاہر نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: کیا قبولیت کی صورت ہی مقصود ہے۔

حال: ان تحریرات سے غرض یہ ہے کہ حضرت والا اپنی عام شفقت سے اس نالائق کی طرف توجہ فرما کر جو تدبیر

احقر کے حال کے مناسب ہو عنایت فرما کر اس بے کار کو گمراہی کے گڑھے سے ساحل ہدایت پر پہنچائیں۔
تحقیق: تدبیر شر سے خیر کی طرف لانے کی ہوتی ہے۔ پہلے شر ہونا تو ثابت ہو جائے۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

دل افسردہ رہنے کا علاج

حال: دل ہر وقت افسردہ سا رہتا ہے۔
تحقیق: بلکہ افشردہ (نچوڑی ہوئی) رہنا چاہئے۔
حال: وہ حالت دعا و التجا کے وقت پہلی سی نہیں معلوم ہوتی بہت کوشش کرتا ہوں مگر نہیں ہوتی۔
تحقیق: تو دینی نقصان کیا ہے؟
حال: نماز وغیرہ میں بھی گرمی کی شدت کی وجہ سے خشوع و خضوع پہلے جیسا نہیں ہوتا۔
تحقیق: معذوری ہے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

تخیلات کا علاج

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)
گذشتہ مہینہ میں طبیعت پریشان رہی خط لکھتا مگر خدمت میں بھیجتا نہیں تھا۔ کیونکہ کچھ کا کچھ لکھ جاتا۔ پھر دوسرے وقت نہ بھیجنے کا فیصلہ طبیعت کرتی۔ پریشانی دراصل غیر معمولی تنگی سے ہے جو ساری تکالیف کا سبب معلوم ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ بھر ذکر بالکل چھوٹ گیا۔ اب بحمد اللہ معمولات پورے ہو جاتے ہیں۔ مگر کسی وقت اللہ تعالیٰ سے تعلق بالکل فرضی سا معلوم ہونے لگتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بس عمر ضائع ہوگئی۔ اس خیال سے ہر وقت ایک نیا ہی رنج رہتا ہے کھانے پینے سے بھی وہ رغبت نہیں اور یہی سلسلہ تخیلات کا رہتا ہے۔
تحقیق: یہ سب مجاہدات ہیں۔
حال: نہ معلوم اس احقر کا کیا انجام ہوگا؟
تحقیق: جو مسلمانوں کا انجام ہوتا ہے۔
حال: کبھی طبیعت بالکل مغلوب الحال ہو جاتی ہے۔
تحقیق: تو منصور و شبلی بن جاتے ہیں۔
حال: مگر حضور والا کے طفیل سے ابھی تک بحمد للہ اور کسی خاص چاہت پر عمل نہیں صرف اس کے کہ گذشتہ ہفتہ ذکر کی ہمت ہی نہ رہی اور یا کوئی غیر معلوم گناہ ہوتے ہوں گے "وما ابری نفسی" (میں اپنے نفس کو پاک

نہیں کرتا)۔

تحقیق: (یہ) تو علاج نہیں استغفار سے علاج کرنا چاہئے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

ایمان میں وسوسہ

حال: (کاتب ایک مستورہ ہے)

میں ایمان اس کو سمجھتی ہوں کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے ذریعہ جو باتیں ہم تک پہنچی ہیں ان کو سچ سمجھنا یہ ایمان ہے۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: بس اس بات میں کبھی شبہات آتے ہیں۔

تحقیق: کیا بے اختیار شبہ آنا سچا سمجھنے کے خلاف ہے۔

حال: اس وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ جانے ایمان ہے یا نہیں۔

تحقیق: اوپر جواب دے دیا ہے۔

حال: اور میں یہ چاہتی ہوں کہ شبہے نہ آئیں۔

تحقیق: کل کو یہ تمنا کرنا کہ بخار نہ آئے۔

دوسرا خط اسی کاتبہ کا جو بعد میں آیا جواب کے ساتھ منقول ہے۔

خط

حال: حضور! اگر بے اختیار شبہے آئیں تو وہ سچا سمجھنے کے خلاف نہیں ہیں مگر اس میں ایسا ہی حرج پیدا کرتے ہیں جس طرح بخار جسم کی طاقت میں۔ اگر بخار آجائے تو اس کو دوا سے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ازراہ کرم ان شبہات کے دور کرنے کی بھی دوا بتا دیجئے۔

تحقیق: مجھ کو صرف گناہوں کی دوا یاد ہے اس سے زیادہ سے میں جاہل ہوں اور کسی سے رجوع کرو۔

پھر تیسرا خط آیا جواب کے ساتھ منقول ہے۔

حال: جناب کے خط مبارک سے معلوم ہوا کہ شبہات کا آنا کوئی گناہ نہیں ہے جس کا علاج ہو اور علاج گناہوں کا ہوتا ہے۔ جو شبہات آئیں آنے دوں۔ اور اپنا کام کئے جاؤں میں حضور سے معافی کی خواستگار ہوں۔ میں نے ایسے فضول خط کو بھیج کر حضور کو پریشان کیا۔ ازراہ کرم معاف فرمایئے گا۔

تحقیق: تم کو ابھی عقل آئی نہیں ہاں آ چلی ہے۔ جب تک پوری نہ آ جائے خط و کتابت بند۔ تم میں اصل مرض اپنے کو عقل مند سمجھنے کا ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کا خبث ہے۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

علاج الخیال (یعنی خیال کا علاج)

تمہید

از خواجہ عزیز الحسن صاحب غوری رحمہ اللہ تعالیٰ

جب تخیلات کی زیادتی ہو تو فوراً کسی نیک خیال کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے

(الحمد للہ) ایک طالبِ اصلاح ان گناہوں کے بارہ میں جو خیال کے متعلق ہیں سخت خلجان میں رہتے تھے یہاں تک کہ اپنے کو قریب قریب مردود ہی سمجھ لیا تھا اور برے خیالات کی زیادتی نے زندگی تلخ کر رکھی تھی۔ اپنی اصلاح سے تقریباً مایوس ہی ہو چکے تھے۔ پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ خیال ایک ایسی چیز ہے کہ غیر محسوس طور پر بہت ہی تیزی سے آن کی آن میں کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کے حدوث یا بقا (پیدا ہونے اور باقی رکھنے) کا کون سا درجہ تو اختیاری ہے اور کون سا غیر اختیاری ہے۔ ایسے ہی خیال کو دور کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ غرض عملی گناہوں سے بچنا جن کا جوارح (اعضا) سے تعلق ہے ان گناہوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ سہل ہے جن کا تعلق خیال سے ہے۔ پہلے (یعنی جوارح کے گناہوں کی) تشخیص بھی سہل علاج بھی آسان۔ دوسرے (یعنی خیال کے گناہوں کے نظر نہ آنے کی وجہ سے) تشخیص بھی دشوار علاج بھی مشکل۔

حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم کی خدمت میں انتہائی پریشانی کی حالت میں خط تحریر کیا گیا تو حضرت والا نے نہایت پیچیدہ حالت ہونے کے باوجود قلم برداشتہ ایسا اکسیر (مؤثر) علاج تجویز فرمایا کہ جس مرض کو پہاڑ سمجھ لیا گیا تھا وہ ہوا ہو گیا اور زندگی بالکل تلخ نظر آ رہی تھی اس خلجان کے دور ہو جانے سے بفضلہٖ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے خوشگوار ہو گئی کیونکہ ایسا سہل جامع اور کلی علاج تحریر فرمایا جس کو ہمیشہ کے لئے بہ آسانی دستور العمل بنایا جا سکتا ہے اور خیالی گناہوں سے مثلاً کبر، عجب، سوءِ ظن، خیالات شہوانی، حسد، کینہ و بغض وغیرہ وغیرہ سے بہت ہی سہولت کے ساتھ اپنے آپ کو بچایا جا سکتا ہے اس میں یہ بھی خوبی ہے کہ علاج بھی ہے اور معیار تشخیص بھی ہے۔ حضرت والا کی برکت سے اس علاج کو پڑھتے ہی خط لکھنے والے کے تخیلات ایسے ختم ہوئے جیسے تھے ہی نہیں۔

امید قوی ہے کہ جس کو ذرا بھی باطن کے راستے سے مناسبت ہوگی وہ اس کلیہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے جملہ امراض باطنی کا بسہولت علاج کرسکتا ہے۔ اس کی نافعیت اور جامعیت پر نظر فرما کر حضرت اقدس نے اس کا ایک مستقل نام تجویز فرمادیا ہے یعنی "علاج الخیال" اس کی نافعیت اسی سے ظاہر ہے کہ متعدد طالبین نے اس کی نقلیں لی ہیں۔

(طالب کے خط کا خلاصہ اور حضرت والا کا جواب بلفظ درج ذیل کیا جاتا ہے)۔

حَالؒ: احقر کی حالت اتنی الجھی ہوئی اور مشتبہ ہے کہ میں اکثر پریشان ہی رہتا ہوں اور حضرت والا سے عرض کرنے کے متعلق حیران ہی رہتا ہوں۔ اس حالت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اندر جملہ رذائل (ساری بری عادتیں) پاتا ہوں۔ اور ایسی بری قسم کے کہ مجھ کو تقریباً یقین ہے کہ کسی انسان کے اندر نہ ہوں گے۔ مسلمان کا تو کیا ذکر ہے لیکن ساتھ ہی ملکات محمودہ (پسندیدہ پکی عادتوں) کا احساس بھی الحمد للہ اپنے اندر پاتا ہوں۔ غیر اختیاری کے مسئلہ نے میری کسی قدر ڈھارس بندھا رکھی ہے لیکن اس میں بھی سخت شبہ رہتا ہے کہ اس قسم کے تخیلات (خیالات) اختیاری ہیں یا غیر اختیاری۔ مجھ میں قوت تخیل بلکہ فساد متخیلہ (قوت خیالیہ کی برائی) بہت ہی زیادہ ہے بہت سے خیالی گناہوں کا سبب ہوتا ہے۔ اگرچہ حضرت اقدس کے طفیل سے اس وقت جبکہ برائیاں ابھرتی ہیں فوراً احساس ہونے لگتا ہے اور عمل نہیں ہونے دیتا۔ لیکن خیال کے درجہ میں تو گناہ ہو ہی جاتا ہوگا بلکہ ہو جاتا ہے۔ ایسے خیالی گناہوں سے بچنا بہت ہی دور نظر آ رہا ہے جیسے کبر، عجب، سوء ظن شہوانی خیالات وغیرہ۔ کیونکہ ان میں یہی پتہ نہیں چلتا کہ یہ گناہ کی حد تک کب پہنچے ہیں اور کس حد تک گناہ ہی میں داخل نہیں ہوتے۔ جب خیالات فاسدہ کی زیادتی ہے تو بالکل مردود ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے میرے باطن کی ایسی خراب حالت ہے کہ ہر بات میں منافقت ہی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ ہی آخرت میں شرم رکھے۔ اکثر حزن ہی طاری رہتا ہے اور ناامیدی کا غلبہ رہتا ہے ان سب ردی حالتوں کے باوجود حضرت والا کی توجہ کا بھی یقینی اثر محسوس کرتا ہوں۔ ذکر میں الحمد للہ انتہائی درجہ دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے مگر اس میں یہ شبہ رہتا ہے کہ یہ کیفیات تو مقصود ہی نہیں ہیں۔ جو مقبول نہ ہوں بلکہ کفار کو بھی حاصل ہوسکتی ہیں۔ غرض غالب حزن و ناامیدی ہی رہتی ہے لیکن اس لکھنے میں بھی متردد ہوں۔ کیونکہ اکثر استحضار حق و دلچسپی ذکر کی وجہ سے مسرور بھی رہتا ہوں کبھی ایسی اور کبھی اس کے خلاف رہنے کی حالت ہے۔ پس حضرت والا سے علاج چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمائیں اور ہلاکت سے بچائیں۔

تحقیقؒ: اس کا تو آسان علاج یہ ہے کہ جب ایسے خیالات کی زیادتی ہو تو اپنے ارادے اور اختیار سے کسی نیک

خیال کی طرف فوراً متوجہ ہوجانا اور متوجہ رہنا چاہئے اس کے بعد بھی اگر خیالات باقی ہیں یا نئے آئیں ان کا رہنا یا آنا یقیناً غیر اختیاری ہے۔ کیونکہ مختلف قسم کے دو خیال ایک وقت میں اختیار سے جمع نہیں ہو سکتے۔ بس شبہ ختم ہوگیا اور اگر اختیار سے اچھے خیال کی طرف توجہ کرنے میں بھول ہو جائے تو جب بھول کا علم ہو تو استغفار سے تدارک کیا جائے اور پھر اس تدبیر پر استحضار سے کام لیا جائے۔

حَال: میری حالت بہت بدلتی رہتی ہے جب دماغ میں سکون ہوتا ہے تو قلبی سکون بھی محسوس ہوتا ہے اور سیدھا سچا مسلمان معلوم ہوتا ہوں اور جب خیالات کی زیادتی ہوتی ہے تو پھر شیطان (معلوم ہوتا ہوں)۔ غرض میں خود ہی اپنی حالت کو نہیں سمجھا۔ حضرت والا سے کیا عرض کروں مگر حق تعالیٰ نے حضرت والا کو نور بصیرت پورا پورا عطا فرمایا ہے اسی عرض حال سے انشاء اللہ تعالیٰ سب کچھ سمجھ لیں گے اور میرے لئے کوئی راہ نکالیں گے اور عمل کا طریقہ تجویز فرمائیں گے۔

تحقیق: عمل کا طریقہ اتنا آسان ہے کہ اس سے آسان کوئی چیز ہی نہیں جو اوپر مذکور ہوا بس اس کو دستور العمل بنا کر بے فکر ہوجانا چاہئے۔ (النور، رجب ۱۳۵۳ھ)

واہیات خیالات کا دفع تصور شیخ ہے بشرطیکہ اس (یعنی شیخ) کو حاضر ناظر نہ سمجھے

حَال: ضعف قلب کی وجہ سے تنہائی میں عجیب عجیب واہیات خیالات کی زیادتی ہوتی ہے جس کی وجہ سے تہجد یا ذکر وغیرہ میں جیسی یکسوئی ہونی چاہئے نہیں ہو پاتی۔ کبھی تو یہ خیال آتا ہے کہ شیطان کسی شکل میں میرے سامنے نہ آجائے۔ کبھی یہ کہ کوئی جن آ کر میرے ساتھ نماز نہ پڑھنے لگے۔

تحقیق: ایسی حالت میں اپنے شیخ کا تصور ان پریشان خیالات کا ختم کرنے والا ہو جاتا ہے۔ مگر شیخ کو حاضر ناظر نہ سمجھے۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

برے خیالات کا علاج

حَال: حضور! نماز وغیرہ میں ارادے اور اختیار کے بغیر برے خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: نقصان کیا ہے۔

حَال: اور نماز وغیرہ میں وہ لذت نہیں ہے کہ روز بروز بندگی میں زیادہ سے زیادہ تر شوق وخواہش بڑھ جائے اور طبیعت کو تسلی ہو۔

تحقیق: کیا ایسی لذت کے مطلوب ہونے کی کوئی دلیل ہے؟ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

مومن نہ ہونے کے شبہ کا ازالہ

حَال: اب تک حضور والا غفلت میں انہماک بہت تھا۔ اب روز بروز غفلت کا نشہ کم ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں نہ میں مومن ہوں نہ مسلم ہوں۔ نہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ تعلق ہے نہ واسطہ۔ میرا ایمان اور اسلام صرف ایک رسم اتفاق قیل وقال اور ایک فرضی خیال اور دھوکہ ہے بلکہ حالت کو دیکھا جائے تو مجھ میں اور ایک دہریہ میں کچھ فرق نہیں۔

تحقیق: مریض کو اپنی صحت و مرض کی کیا تشخیص۔ یہ کام طبیب کا ہے اور مریض کا کام صرف طبیب پر اعتماد ہے۔ اگر میں طبیب ہوں تو تشخیص کر کے کہتا ہوں کہ یہ ایمان کامل کی علامات ہیں مگر ہیبت کے ساتھ جو ایک بلند حالت ہے اور صحابہ میں سے بعض کی یہی حالت تھی ان کی مشابہت مبارک ہو اور ایسے شخص کا خاتمہ بفضلہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ ان کیفیات پر جو کہ مصائب کے حصے ہیں اتنا ملے گا کہ آپ تمنا کریں گے کہ کاش ان کیفیات میں اور زیادتی ہوتی۔ (النور، رمضان ۱۳۵۴ھ)

وہم اور خیالات کی زیادتی کا علاج کسی چیز کی طرف توجہ کرنا مفید ہے

حَال: ایک طالب علم کو وہم و خیالات کی زیادتی بہت رہتی تھی۔ دماغی مرض بھی ساتھ ہے جس کا طبی علاج جاری ہے۔ اختیاری و غیر اختیاری کا فرق سمجھ کر غیر اختیاری پر عقلی پریشانی بھی نہیں ہوتی۔ مگر طبعی پریشانی کے ہر وقت موجود رہنے سے طبیعت ہر وقت مضمحل رہتی ہے۔ جس کے آثار ظاہری صورت پر بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ (ان خیالات وغیرہ کی طرف) توجہ نہ کرنے کی بار بار ہدایت کی گئی ہے جس سے زیادتی کمی سے بدل گئی مگر حق تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں خیالات پریشان کرنے والے خیالات مسلسل موجود ہیں۔ اس کے بارے کوئی مفید تدبیر ارشاد فرما دی جائے۔

تحقیق: صرف توجہ نہ کرنا کافی نہیں ہے بلکہ کسی مفید چیز کی طرف کرنے کی ضرورت ہے اس کی وجہ سے نقصان دہ چیز کی طرف توجہ نہیں ہوگی یہ توجہ کرنا مراد ہے وہ مفید چیز خواہ کوئی ذکر ہو یا کوئی کتابی مضمون ہو یا مطالعہ یا کسی اچھی چیز کا تصور ہو مثلاً کعبہ معظّمہ کا یا کسی بزرگ کا اور اس کے بعد بھی اگر کچھ اثر رہے اس کا کوئی علاج نہیں نہ اس میں کسی نقصان کا احتمال ہے۔

حَال: کیونکہ خوف ہے کہیں اس حالت کا سلسلہ (اللہ تعالیٰ کی) ذات و صفات کے انکار تک نہ لے جائے۔ والعیاذ باللہ۔

تحقیق: ہرگز خوف نہیں اوپر والی تدبیر کے ساتھ اس (انکار) کا ہونا ناممکن ہے۔ مگر اس تدبیر کو تدبیر کی نیت سے نہ کیا جائے نہ ثمرہ کا انتظار کیا جائے۔ نتیجہ سے نظر ہٹا کر ایک مستقل عمل سمجھ کر کیا جائے۔ (النور، شوال ۱۳۵۶ھ)

شبہ اور وسوسہ میں فرق

حال: کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ شبہ ہے وسوسہ نہیں ہے۔

تحقیق: یہ شبہ بالکل باطل ہے شبہ میں حزن نہیں ہوتا لہٰذا یقیناً یہ وسوسہ ہی ہے۔ ایک فرق تو دونوں میں یہ ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ شبہ اختیار سے ہوتا ہے اور یہ اختیار سے نہیں ہے ورنہ ختم کرنے کے ارادے سے ختم کیوں نہیں ہو جاتا۔

حال: وسوسہ کے بارے حضرت والا کے بہت سے ملفوظ یاد ہیں اور احقر نے بہت سے وسوسہ والوں کا علاج کیا اور ان کو شفا ہوئی مگر اپنے کام کچھ نہیں آتا۔ قدرت خدا نظر آتی ہے کہ وہ دل جس کو ہر چیز میں نور نظر آتا تھا اب ظلمت نظر آتی ہے۔

تحقیق: یہ ظلمت طبعی کدورت (گدلا پن) ہے نہ کہ اعتقادی ظلمت ہے۔

حال: جس چیز میں ہدایت تھی اس میں گمراہی ہے۔

تحقیق: اس کو گمراہی سمجھنا یہی غلطی ہے۔ غلطی کی وجہ سے ہر کدورت کو ظلمت سمجھتا ہے دونوں کے جدا ہونے کے باوجود جیسا کہ ہم نے ابھی کچھ پہلے ذکر کیا۔

حال: حضرت والا مدد فرمائیں۔

تحقیق: میں نے حقیقت ظاہر کر دی اس کا حقیقی وعین یقین کر لینا مدد کو لانے والا ہے۔ "فاستودع اللّٰہ امانتکم وعملکم" (کہ میں تمہاری امانت اور عمل کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں)۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

تسبیح پڑھنے میں شیطانی وسوسہ کا علاج

حال: ایک بات پوچھنی ہے کہ رات کو جب تسبیح لے کر پڑھنے بیٹھتی ہوں تو پانچ تسبیح آرام سے پڑھ لیتی ہوں۔ اس کے بعد شیطان یا نفس بڑے زور سے یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اب تسبیح کو ختم کر کے سو جا۔ مگر مجھے ضد ہو جاتی ہے کہ میں اپنے کام کو پورا کر کے اٹھوں گی اس کشمکش میں باقی وظیفہ پورا کرتی ہوں۔ حضور اس کے لئے کوئی تدبیر ارشاد فرمائیں کہ یہ وسوسہ مجھ کو نہ ستائے۔ فقط

تحقیق: اگر نیند کا غلبہ نہ ہو تب تو یہ صرف وسوسہ ہے جو غیر اختیاری ہے اور نقصان دینے والا نہیں ہے مگر اس پر

عمل نہ کیا جائے کہ وہ اختیاری ہے اور یہ ہی اس کا علاج ہے اور اگر واقعی نیند کا غلبہ ہو تو وسوسہ نہیں بلکہ طبعی ضرورت ہے جس پر مصلحت ہے یعنی سو جانا چاہئے۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

وساوس کا علاج

حَالؔ: مجھے نماز کا شوق بھی ہے اور برابر پڑھتا بھی ہوں لیکن پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں تو خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔

تحقِیق: اختیار اور ارادے سے یا بغیر اختیار اور بغیر ارادے کے۔

حَالؔ: اور نفس یہ چاہتا ہے کہ جلدی جلدی ختم کر دے۔

تحقِیق: اس چاہنے پر عمل ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو اختیار اور ارادے سے یا بغیر اختیار اور بغیر ارادے کے۔

حَالؔ: لیکن میرا دل یہ چاہتا ہے کہ نماز میں دل لگے۔

تحقِیق: دل لگنے کا حکم ہے یا لگانے کا خواہ لگے یا نہ لگے۔

حَالؔ: اور جتنی دیر ہو اتنا ہی ذوق اور شوق بڑھے۔

تحقِیق: کیا (ذوق وشوق کا بڑھنا) مقاصد میں سے ہے اور دلیل (کیا ہے)؟

(پھر دوسرا خط آیا جو اوپر کے خط کے بارے میں ہے)۔

حَالؔ: اختیار ارادے کے بغیر۔

تحقِیق: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اختیار ہو اور ارادہ نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے قصد واختیار کے معنی ہی نہیں سمجھے۔

حَالؔ: قصد تو یہی ہوتا ہے کہ دل لگے۔

تحقِیق: یہ بھی نتیجہ ہے اس نہ سمجھنے کا کیا دل لگنا اختیاری ہے جس کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

تخیلات و وساوس کا علاج

حَالؔ: محترم مکرم حضرت مولانا صاحب زاد لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے دعا کی بے حد ضرورت ہے۔ میں دعا کا بہت ہی محتاج ہوں۔ بارگاہ عالی میں میرے لئے دل کی گہرائی سے دعا فرمائیں۔ قلب سعید، عقل سلیم، صحت کامل، دین و دنیا میں عافیت کی دعا فرمائیں۔ میرے قلب میں اللہ اور اس کے حبیب کی محبت و یاد کے علاوہ دوسری اور کوئی خواہش پیدا نہ ہو۔ اس وقت بھی فسق و فجور لہو ولعب اور انتہائی گناہ میں پھنسا ہوا

ہوں۔ جسمانی و رحانی، ظاہری و باطنی امراض میں مبتلا ہوں۔ اس وقت میری عمر ۴۲ سال کی ہے۔ لیکن ایک جاہل معمولی سے ذاکر کی آٹھ دس سال کی صحبت سے میرے قوی بیکار ہوگئے ہیں جواب دے چکے ہیں۔ صحت ردی ہوگئی ہے۔ روح پریشان ہوگئی۔ نیک خصائل بدی سے بدل گئے۔ اس شخص سے میرا بگاڑ ہوگیا۔ اس سے مجھے بے حد نفرت ہوگئی ہے۔ اس کی ہر حرکات وسکنات فعل وقول یاد آ کر طبیعت کو وحشت میں اور منتشر کرتے ہیں۔

وہ شخص میرے ساتھ نفس سے بغض سے غضب سے پیش آیا۔ حالانکہ میں قلب سے خلوص سے خدمت سے پیش آتا رہا۔ اس نے ٹیڑھی ترچھی زہر آلود نظریں ڈال ڈال کر میرے تمام جسم کو اعضاء کو چھلنی زخمی کر دیا۔ اعضاء رئیسہ کو خراب بیکار کر دیا۔ میرے معمول کو خراب کر دیا۔ اکھیڑ دیا۔ جسم کے اندر کی رگیں کٹ گئیں۔ ہر وقت جسم کے اندر جسم کے ہر حصہ میں برچھیاں تیر ٹیڑھے ترچھے پھرتے رہتے ہیں۔ بیقرار، بے تاب کرب کی حالت پیدا کرتے ہیں۔ میری حالت ہر لحاظ سے ردی نہ بیان کرنے والی ہوگئی ہے لفظوں میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔

اس کے علاوہ دوسرے بہت سے امراض پیدا ہوجانے کی وجہ سے حالت بیان کرنے کے قابل نہیں ہے اور معصیت میں مبتلا ہو جانے کے برے خصائل پیدا ہوجانے کی وجہ سے طبیعت میں انتہائی انقباض، بخیلی، کج فہمی اور غمگین، بے ادبی، بداخلاقی، ٹیڑھا پن، ذرا سا حسد اور کینہ پیدا ہوگیا ہے۔ سب سے زیادہ جو عرصہ دراز سے مجھ میں ایک مرض جس کو خوش ہونا کہتے ہیں بے حد بڑھ گیا جس کی مجھے بہت ہی تکلیف ہے جس نے میرا ناس کر دیا ہے اور ناس کر رہے ہیں۔ دل و دماغ، سینہ میں سرایت کرگئی ہے اچھی طرح گھر کرگئی ہے اس کے دور کرنے کے لئے ہر طرح کی تدابیر خود بھی کیں اور اہل فن کی طرف بھی رجوع ہوا۔

عرصہ دراز سے ہر وقت بلکہ ہر سانس کے ساتھ ہمہ تن اس شخص کے خلاف (یعنی جس کی صحبت سے مجھے نا قابل برداشت تکالیف اور دین و دنیا کا نقصان مالی اور جسمانی روحانی نا قابل تلافی نقصان ہوا) منصوبے سوچتا رہتا ہوں۔ قانون کی گرفت میں لانے کی تجاویز سوچتا رہتا ہوں۔ اس کو نفرت وحقارت سے دیکھتا ہوں۔ خاص عام میں اس کو پھیلاتا ہوں اس کے عیوب کھلم کھلا بیان کرتا ہوں۔ جو کہ خود بخود میرے سینہ میں چلے آرہے ہیں۔ جو حقیقت ہیں سچے ہیں۔ بعض اوقات مبالغہ اور جھوٹ کے ساتھ فحش کے ساتھ بھی اس کی غیبت کرتا ہوں۔ ہر وقت اسی خیال میں رہتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح اس سے جائز ناجائز بدلہ لوں۔ اس کو نقصان پہنچاؤں۔ مارنے پیٹنے کے موقع کی تلاش میں رہتا ہوں۔ دوسروں کو بھی اس کے خلاف ابھارتا ہوں۔ بس اس کے سوا دنیا میں مجھے اور کوئی کام ہی نہیں رہا۔ میرے سینہ دماغ میں اس مضمون کے سوا اور کوئی مضمون ہی نہیں رہا۔ نہ پیدا ہوتا

ہے۔

غرضیکہ میری زندگی کا ایک ایک قیمتی سانس اس قضیہ میں برباد ہوگیا اور ہو رہا ہے اپنی ہمت اور سمجھ کے مطابق توبہ تائب سے استغفار لاحول سے درد وظائف سے بھوک فاقہ وغیرہ سے تنہائی سے مجلس سے سیر وتفریح سے اور ان خصلتوں کو ان کے اضداد سے بدلنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن سب بے فائدہ۔ میری زندگی کا ایک مستقل شغل بن گیا۔ یہی میرا وظیفہ ہوگیا۔ ایک طرح کی طبیعت ثانی ہوگئی۔ اس شخص کے پاس بھی کئی بار جا کر کئی کئی دن رہا۔ اس سے معافی بھی مانگی لیکن جب گھر آیا تو مرض پہلے سے بھی زیادہ بڑھا ہوا پایا۔ عجب پیچ وخم ہوش اڑانے والے جادو میں پھنس گیا ہوں۔ اس بات کا بہت غم ہے کہ قبر میں بھی خدا نہ کرے یہی تخیل رہے۔ (یہ تو واقعات وحالات ہیں آگے درخواست ہے)۔

خدارا جلد میرا کوئی علاج کریں۔ میں تو تھک گیا ہوں۔ مایوس ہوگیا ہوں۔ چکنا چور ہوگیا ہوں برائے خدا ہمت کمر باندھ کر فیض کی نظر سے مجھے اس جھمیلے سے نکال دیجئے گناہ کے گڑھے سے باہر نکال دیجئے۔ اوپر ذکر کی گئیں تمام کمزوریاں تمام امراض کو صحت سے اخلاق حسنہ خلوص ادب سے نیک خصائل سے بدل دیجئے۔ دل کو باشریعت بنا دیجئے۔ اللہ کی طرف لگا دیجئے۔ دل کی بربادیاں پھر آباد کر دیجئے میرے دل کے سوکھے ہوئے باغ کو نظر فیض کا پانی دے کر دوبارہ ہرا بھرا کر دیجئے۔ مجھے دنیا میں رہنے کا ڈھنگ بتا دیجئے۔ یہ سب کچھ علاج سے کیجئے۔ یا دعا سے کیجئے یا دربار مصطفیٰ میں پیش کر کے کیجئے (اس کا جواب خصوصیت کے ساتھ آگے ہے) یا بارگاہ عالی میں التجا سے کیجئے۔ جس طرح بھی اور جو بھی جناب مدد کر سکتے ہیں مدد کیجئے۔ وقت مدد وقت دعا ہے۔ کیونکہ مجھ پر ایک عجیب آ کر وقت پڑا ہے۔ میں کسی امتحان کے قابل لائق نہیں ہوں۔ اس رحیم کریم کا انتہائی فضل چاہتا ہوں۔ کسی جگہ جانے کے قابل نہیں رہا ہوں۔ آپ حکیم الامت ہیں۔ میں جناب سے علاج نہیں دریافت کرتا۔ نہ مرض تشخیص کراتا ہوں۔ میں نے اپنے تمام امراض عرض کر دیئے ہیں۔ ایک کایا کلپ اکسیر چاہتا ہوں۔ دعا کا ایک تیر چاہتا ہوں۔ فیض نظر لطف کی نگاہ چاہتا ہوں۔ ایسی اکسیر ایسی نگاہ چاہتا ہوں جو قبر میں کام آئے حشر میں کام آئے اور اس شخص کا پرتو اور اثر زائل کر دے (اس کا جواب بھی آگے مستقل ہے)۔

ایک دفعہ دوران صحبت میں اس شخص کی ایک حرکت دیکھ کر میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ شخص بہت شاطر (یعنی شطرنج باز) خدا جانے اس میں کیا راز تھا کہ میرے دل میں اس کا خیال آنا اسی دن سے اسی وقت سے مجھے شطرنج کا بے حد شوق بندھ گیا۔ حالانکہ میں نے کبھی نہ شطرنج کھیلا نہ کھیلنا آتی تھی۔ لیکن خود بخود زبردستی ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ میں سارا وقت شطرنج کھیلنے لگ گیا۔ گھر پر سفر میں جس جگہ بھی جاؤں شطرنج کے اسباب پیدا

ہو جائیں۔ اب اس کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ ملامت کرتا ہوں لیکن طبیعت کے ساتھ مل گیا۔ طبیعت ثانی بن گیا۔ کیا کروں میں انتہائی مایوس ہو گیا ہوں۔ تھک گیا ہوں۔ اصلاح کی یا کسی قسم کی ترقی یا صحت وغیرہ کی کوئی امید نہیں رہی جسے کوئی فن نہیں آتا وہ میں ہوں کوئی کل سیدھی نہیں رہی لیکن دل چاہتا ہے کہ کسی سے کچھ سیکھوں لیکن صلاحیت نہیں رہی نہ ہی طاقت رہی ہے کہ کسی کی خدمت میں جا کر رہوں۔ نہ مالی حالت اجازت دیتی ہے۔ طبیعت اتنی نازک ہو گئی ہے کہ چاہتا ہوں کہ طبیعت کو انتشار نہ ہو۔ میں کسی پر بار نہ ہوں۔ مجھ پر کوئی بار نہ ہو۔

کسی نے مجھے مشورہ دیا ہے اور میرے دل کو بھی پسند آیا ہے کہ آپ کا بچا ہوا پانی دیر تک استعمال کرتا رہوں۔ تو بہت فائدہ ہوگا اسی طرح کسی کھانے والی چیز پر آپ توجہ ڈال دیں یا کچھ پڑھ کر پھونک دیں۔ تو اس سے بھی بہت فائدہ ہوا۔ میرا دل کہتا ہے کہ آپ کے بچے ہوئے پانی وغیرہ سے اس شخص کا پرتو واثر تو ضرور ختم ہو جائے گا۔ (اس کا جواب بھی آگے مستقل ہے)۔

تحقیق: الجواب: السلام علیکم۔ پورا حال پڑھا۔ غالب یہ ہے کہ یہ سب فساد متخیلہ (قوت متخیلہ کی خرابی) ہے جس کو وسواس کہہ سکتے ہیں اور ضعیف احتمال یہ بھی ہے کہ اس شخص کے متخیلہ کا اثر ہو جس کو تصرف نفسانی کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو واقعات کا حاصل ہے۔

آگے درخواست کے بارے عرض ہے کہ اس میں بعض اجزاء تو صرف ناواقفی سے تجویز کئے گئے ہیں۔ جیسے دربار نبوی ﷺ میں پیش کر دینا یہ کس کے اختیار میں ہے یا ایسے تصرف کی درخواست جس سے اثر ختم ہو جائے یہ موقوف ہے مشق پر جس سے میں عاری (خالی) ہوں۔ یا بچے ہوئے پانی وغیرہ کا استعمال کہ ایسی برکت مجھ میں کہاں ہے۔ پس یہ تو کاتب کے وہم ہیں۔

اب صحیح تدبیر یہ ہے کہ پہلے چندہ وغیرہ کر کے (جس میں میں بھی شریک ہو سکتا ہوں) اتنی رقم جمع کر لو کہ کم از کم دو ماہ تک تمہارے اور ایک رفیق کے ضروری اخراجات اور درمیانی درجہ کی دواؤں کے لئے کافی ہو۔ پھر ایسی جگہ قیام کرو جہاں طبیب حاذق (ماہر) ہو اور عامل بھی ہو۔ اور شیخ مصلح شفیق بھی ہو اور اس مصلح کی رائے سے سب معالجات ایک دم سے جاری کئے جائیں۔ اس کی پوری پوری اطاعت ہر امر میں کی جائے اور اپنی رائے کو یا شک وشبہ واعتراض کو بالکل دخل نہ دیا جائے۔ یہ تدبیر ہوگی اور ساتھ ہی دعا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ سب شکایات ختم ہو جائیں گی باقی مدت واخراجات ابھی تخمینی ہیں ممکن ہے کہ کچھ اضافہ کی ضرورت ہو سو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے امید ہے کہ ضرورت کے وقت اس کا بھی انتظام ہو جائے گا ؎

مراد ما نصیحت بود و گفتیم ❁ حوالت باخدا کردیم و رفتیم

ترجمہ: ''ہماری مراد نصیحت کرنا ہے جو ہم کر چکے تمہیں خدا کے حوالے کر کے جا چکے۔''

والسلام (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۸، ۹ ۱۳۵ھ)

وساوس کا علاج

حال: اب اخیر عمر میں دل میں فتنہ پیدا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ کبھی خداوند تعالیٰ و رسول اکرم ﷺ تک بے ادبی و سب و شتم (برا بھلا کہنے) کے وساوس آتے ہیں۔ اس میں اختیار کا بھی کچھ دخل سمجھتا ہوں۔ اگرچہ استغفار بھی کرتا ہوں اور عقلا بڑی برائی سمجھتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بچائے۔ یہ شیطان نے میرے لئے کیا برائی پیدا کی ہے آخر عمر میں کیا نتیجہ پیدا ہوا۔ منافقت ہے یا نعوذ باللہ کوئی کفر کی حالت آنے والی ہے۔ علاج عطا فرمایا جائے اور دعا بھی کی جائے کہ مجھ کو نجات ہو۔

تحقیق: دعا تو ہر حال میں مطلوب ہے مگر یہ خیال کہ یہ وساوس اختیار سے ہیں یا نعوذ باللہ کفر و منافقت ہیں یہ خود ہی وسوسہ ہے جس کی طرف توجہ کرنا کوئی گناہ نہیں۔ مگر پریشانی کا سبب ہے۔ اگر علاج سے مراد گناہ سے بچنا ہے تو وہ اب بھی حاصل ہے اور اگر مراد ہے پریشانی سے بچنا تو اس کا طریقہ توجہ نہیں کرنا ہے (النور، ربیع الاول ۹ ۱۳۵ھ)

خیال ہونا اور عمل نہ ہونا اس کے لئے ہمت کی ضرورت ہے

حال: احقر میں ایک بڑا عیب یہ ہے کہ خیال و فکر تو ہر وقت اس بات کی رہتی ہے کہ آخرت کا سامان کرنا چاہئے لیکن صرف خیال ہی ہوتا ہے عمل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اپنے عیوب کا احساس تو بہت زیادہ ہے لیکن ان کی اصلاح کی کوشش نہیں ہوتی۔

تحقیق: خیال عمل کی ابتدا ہے۔ ابتدا کی توفیق بھی نعمت ہے۔ نعمت کا شکر کرنے پر مزید وعدہ ہے اور اس مزید میں عمل بھی داخل ہے۔ مگر عمل چونکہ اختیاری ہے لہذا ہمت کے ملانے کی بھی ضرورت ہے۔ اس شکر کا اثر یہ ہوگا کہ اختیار کے استعمال میں سہولت ہو جائے گی مگر ارادے کے بغیر اس مزید کا وعدہ نہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۹ ۱۳۵ھ)

وسوسہ کا علاج

حال: ذکر کے وقت جی یہ چاہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے علاوہ دوسرا کوئی کلمہ نہ پڑھوں۔ چنانچہ درمیان میں کبھی کبھی جب محمد رسول اللہ ﷺ پڑھتا ہوں تو ایک وسوسہ ہوتا ہے کہ ذات باری کی یاد و مشاہدہ میں کیوں حائل ہے۔ اس وسوسہ سے سخت کوفت ہوتی ہے علاج تجویز فرمایا جائے۔

تحقیق: جس وسوسہ سے کوفت ہو وہ معاف ہے۔ علاج اس (محمد رسول اللہ ﷺ کے کلمہ) کے معین ہونے کا اعتقاد و استحضار ہے اور اس کی چاہت پر عمل۔ یعنی کبھی کبھی اس کا تکرار معین ہونا ظاہر ہے۔ حضور ﷺ ہی کی بدولت تو توحید نصیب ہوئی۔

حال: صبح کی نماز کے بعد تلاوت کلام پاک کی عادت ہے مگر کچھ عرصہ سے نماز کے بعد گھر آ کر ذکر شروع ہو جاتا ہے اور پھر اس کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجبوراً وقت کے خیال سے پاؤ یا آدھ پارہ پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: کسی دوسرے وقت میں شمار کے قابل تلاوت کر لی جائے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۹ھ)

وساوس کا علاج

حال: یہ عرض کرتے حیا بھی آتی ہے اور خوف بھی۔ حق تعالیٰ حضرت کے قدموں کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائیں کہ کچھ عرصے سے کبھی کبھی حق تعالیٰ کا وجود اور اس کی مشیت و ارادہ سب ہی مشکوک نظر آنے لگتا ہے۔ عقل اور دلیل سے نہیں بلکہ طبیعت اور وجدان کی وجہ سے۔ امر و مشیت اور قصد و قدرت کے تحت ہونے کے بجائے ایک عمومی حرکت طبعی و مادی اور محرکات اتفاقیہ سے زیادہ بڑی نہیں معلوم ہوتی۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ لیکن اس کے باوجود گناہ کی بھی جرات نہیں۔ اس جرات کے نہ کرنے کا سبب صرف رسم و عادت اور قلبی ضعف معلوم ہوتا ہے۔ بے حد تاسف کے ساتھ خیال ہوتا ہے کہ اے خدایا جس ہستی کی رہنمائی نے نصف صدی تک امت مرحوم کے قلوب کو آپ سے جوڑا اور وہ جوڑا آگے پھیل کر وابستگی سے آگے بڑھ کر آفاق میں آج تک جاری ہے اور مخلوق کو آپ سے جوڑے ہوئے ہے "اراد به جده و كان كذالك" (اس سے اپنے دادا مراد ہیں وہ ایسے ہی تھے) آج کی اس اولاد کے لئے کیا ہونے والا ہے۔ اور وہ کس مرکز پر جا کر رکے گی۔ "اللهم ارحمنا واعف عنا واهدنا."

تحقیق: ایسے دشت پرخار (کانٹے بھرے صحرا) سے سب کو گزرنا پڑتا ہے اور جو مسافت کٹنے کی علامت ہے ورنہ گھر میں بیٹھے ہوئے کو محفوظ دیواروں کے علاوہ کیا نظر آئے گا مگر اس خارستان سے گزرنے والے کو یہ دیا جاتا ہے ؎

باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش ❁ بر جفائے خار ہجران صبر بلبل بایدش

ترجمہ: "باغباں کو اگر پھول کے ساتھ رہنے کی خواہش ہے تو اس کو بلبل کی طرح ہجر کے کانٹوں پر

صبر کرنا چاہئے۔''

کیا احادیث میں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی طرح کے خیالات کے بارے میں یہ عرض نہ کیا تھا کہ جل کر کوئلہ ہوجانا ان کو زبان پر لانے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سختی کے بجائے ان کی آسانی کے لئے یہ نہ فرمایا تھا ''الحمد للّٰہ الذی زد کیدہ الی الوسوسۃ'' (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مکر کو وسوسے تک رکھا) اور ''ذاك صریح الایمان'' (یہ تو صاف ایمان ہے) اور کیا یہ تعلیم دفع الوقتی تھی یا مغز تحقیق تھی اور کیا وہ تحقیق منسوخ ہوگئی یا قیامت تک باقی ہے۔ پھر باقی رہنے کے بعد کیا سوال رہا۔ اگر اس سے زیادہ گندے وساوس غیر اختیاری زیادہ ہوں اور تصدیق کا اختیاری درجہ باقی ہو تو یہی فیصلہ ہوگا ''لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجب کثرۃ الخبیث'' مع انضمام قولہ تعالیٰ ﴿وان جندنا لھم الغالبون﴾ (تَرجَمَۃ: ناپاک اور پاک چیزیں برابر نہیں ہوتی ہیں اگرچہ ناپاک چیزوں کی زیادتی آپ کو اچھی لگے...... اس ارشاد کے ساتھ...... کہ ہمارا لشکر ہی غالب ہوگا) بالکل بے فکر رہیں یہ سب خود ہوا ہوجائے گا۔

حَالؒ: ایسے اندھیرے حالات میں اپنی نظر صرف حضرت مدظلہ ہی پر جاتی ہے۔ کہ حضرت ہی مجھے اس دلدل سے نکالیں گے اور قلب کو شفا بخشیں گے ورنہ اپنا حال تو بد سے بدتر ہے۔

تَحقِیق: دلدل میں داخل ہی نہیں ہوئے جو نکلنے کی ضرورت ہو۔ قلب بیمار ہی نہیں ہوا جو شفا کی ضرورت ہو۔ آئینہ کے اوپر مکھی بیٹھ گئی اندر عکس نظر آنے لگا۔ آئینہ کی خاصیت معلوم نہ ہونے سے مکھی کو اندر سمجھ لیا۔

حَالؒ: حب دنیا اور افکار کا اتنا غلبہ ہے کہ اس انہماک سے کوئی وقت فارغ نہیں۔

تَحقِیق: ضرورت سے یا ضرورت کے بغیر پہلے میں انہماک نہیں۔ دوسرے کا ترک نقصان کا سبب نہیں۔

حَالؒ: اس جنگ ہی کے باعث ''اذا دخل الملوك فی قریۃ افسدوھا'' کا خوف و مراقبہ سوہان روح ہے۔

تَحقِیق: اگر یہ بے اختیار ہے تو مجاہدہ ہے۔

حَالؒ: جی یہ چاہتا ہے کہ قلب ان سب ہی سے بے پرواہ اور بیگانہ ہو کر صرف ایک لگن میں ڈوب جائے۔

تَحقِیق: کیا ہر تمنا خیر ہی ہے۔

حَالؒ: جو اپنی حالت تھی وہ اپنے وسیلۂ یوم وغد (یعنی آج اور قیامت) کی خدمت میں کمی زیادتی کے بغیر عرض کر دی جو ارشاد ہوگا ایک ایک جزو کی تعمیل کروں گا۔ دعا فلاح دارین و عافیت کی التجا کرتا ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں مگر وہ اتباع سے بے پرواہ کرنے والی نہیں ہے۔

حال: دمہ کی پرانی شکایت کا سلسلہ تو دومہینہ سے چلا آرہا تھا اس طرف اسی سلسلہ میں بخار آ گیا اور دو ہفتہ قریبا بالکل فریش رہا۔ اب بفضلہ اچھا ہوں مگر کمزوری بہت ہوگئی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ قوت بخشے۔ (النور، شوال ۱۳۵۹ھ)

جنت میں وسوسہ محبت اور خشیت ہونے کا جواب

حال: دوسرا وسوسہ مجھے یہ ہوا کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق جنت میں محبت کے ساتھ اہل ایمان میں خشیت بھی ہوگی تو اس کی موافقت آیۂ کریمہ ﴿لا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾ ﴿وغیرها من الایات الدالة علی عدم الخوف﴾ ترجمہ: "(جنتیوں پر) نہ ہوگا نہ غم ہوگا" اسی طرح دوسری آیات جو خوف نہ ہونا بتاتی ہیں سے کیسے ہوگی۔ اس کمتر کی کھوٹی سمجھ ہوگی۔ اس ناچیز کی فکر میں آتا ہے کہ خوف کا نہ ہونا جنت کی نعمتوں کے زائل نہ ہونے کا ہوگا اور خشیت جلال الٰہی سے ہوگی۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

تحقیق: ماشاء اللہ صحیح سمجھے۔

وسوسہ کا علاج

حال: یہ تو عام حالت ہے اس کے علاوہ اکثر حضرت کی زیارت کا دل میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ طبیعت چاہتی ہے کہ اسی وقت تھانہ بھون پہنچ کر حضرت کی زیارت کروں۔ اسی کے ساتھ ساتھ بعض ایسے ایسے وساوس آتے ہیں کہ زبان پر لاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ کبھی خیال آتا ہے کہ نہ معلوم اب حضرت کی زیارت نصیب ہوگی یا نہیں۔ کبھی گمان ہوتا ہے کہ میرے جیسے گنہگار اس قابل کہاں جو ایسے بزرگوں کی زیارت کریں بلکہ مجھ ایسوں کو دیکھ کر تو ان کے نورانی قلوب تکدر محسوس کرتے ہوں گے۔ کبھی خیال آتا ہے کہ حضرت اکثر علیل رہتے ہیں اور ضعف و اضمحلال اب زیادہ ہوگیا ہے۔ نہ معلوم میرے پیچھے ہی کیا ہو جائے۔ غرض اس قسم کے بیسیوں وسوسے آ آ کر پریشان کرتے ہیں۔ اور ایک بے خودی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

کبھی تو روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ جب بہت ہی بے چین ہوگیا اور صبر مشکل ہوگیا تو مولوی عبدالصمد صاحب بنارسی (مجاز حضرت اقدس) کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے تسلی و تشفی چاہی۔ انہوں نے بہت کچھ تسلی فرمائی۔ دلاسے دیئے مگر اس وقت تو عارضی سکون ہوگیا پھر وہی وسوسے اور خدشے پیدا ہو کر ہو کر فکرمند بنائے ہوئے ہیں۔

تحقیق: کلیہ ہے کہ جو حالت بے اختیار ہو وہ محمود ہی ہے۔ خصوصاً غلبۂ محبت کی حالت کہ اس کے بعض حصے یا بعض آثار ناقص تو ہو سکتے ہیں مگر برے یا نقصان دہ نہیں ہوتے۔ اس سے بے فکر رہیں اور ناقص کامل کے مقابلے میں ہے۔ کامل حالت وہ ہے کہ یہ عمل پر غالب نہ ہو۔ "کما كان عليها الصحابه رضی الله تعالٰی عنهم" (جیسے اس حالت پر صحابہ تھے) سو اس کے لئے تدبیر دعا ہے کہ ہر حال میں طبع پر عقل اور دین غالب رہے۔ دستور العمل کے بعد اس پر اجماع ہے کہ ؎

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ❁ بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

ترجمہ: "راہِ سلوک سالک کو جو کچھ پیش آئے اس کے لئے خیر ہے اے دل! صراط مستقیم پر کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔"

حال: چونکہ میں اس راستے کو بالکل نہیں جانتا ہوں اس لئے یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ حالت محمود ہے یا غیر محمود ہے۔ اگر محمود ہے تو اس کے استقرار و دوام کی دعا فرما دیجئے۔

تحقیق: اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ محمود ہے اگرچہ کسی خاص رنگ یا اثر سے ناقص ہو اس لئے بجائے ٹھہرے رہنے کے کمال کی دعا کرتا ہوں جو صحابہ کو عطا ہوا تھا۔

حال: اگر صرف قلب کی کمزوری اور بدگمانی ہو تو کوئی علاج ارشاد فرما دیجئے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو کر اس قسم کے خطرات (خیالات) سے محفوظ رہ سکوں۔

تحقیق: کمزوری اور بدگمانی بھی ہو تو غایت مافی الباب خلاصہ یہ کہ کمی ہوگی لیکن بری یا نقصان دہ لیکن مذموم یا مضر نہیں۔ وقیل عشق است و ہزار بدگمانی۔ ترجمہ: عشق ہو تو ہزار بدگمانیاں ہوتی ہیں۔

حال: اسی طرح اس ناکارہ کے حق میں حب الٰہی اور محبوبانِ الٰہی کی محبت پیدا ہونے کی دعا فرما دیجئے۔

تحقیق: دل سے (دعا ہے)۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

وساوس کا علاج

حال: بحمد اللہ حضرت والا کی دعا سے معمولات پر بدستور عمل ہے۔

تحقیق: بارک اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں)۔

حال: سفر نیز تبدیلی مقامات سے تقدیم و تاخیر ہو جاتی ہے وہ بھی جب بالکل مجبوری ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ایسی تبدیلیوں سے اکابر بھی خالی نہیں اس میں بھی حکمت الٰہیہ ہے کہ اپنے ضعف و عجز کا مشاہدہ ہو جاتا

ہے۔

حَالؔ: خدا کا شکر ہے کہ ظاہری امراض میں واضح فرق ہوگیا ہے لیکن قلبی امراض کی حالت کچھ ایسی ہے کہ کمی و زیادتی کا فیصلہ بہت مشکل ہے۔ کبھی کسی مرض میں کمی ہوتی ہے اور کسی میں زیادتی۔

تحقیقؔ: مثال (دیجئے)۔

حَالؔ: ۴۰ دن قیام تھانہ بھون کی واپسی کے بعد اسی طرح دوران قیام میں ہر حالت بہتر تھی۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد وہ حالت باقی نہیں رہی۔

تحقیقؔ: مثال (دیجئے)۔

حَالؔ: ادھر وساوس کی زیادتی ہے۔ نیز مزاج کے خلاف کاموں پر قلب میں سخت چڑچڑا پن پیدا ہوتا ہے جس سے وساوس بڑھ جاتے ہیں۔

تحقیقؔ: غیر اختیاری حالات پر ملامت ہی نہیں اور اختیاری سے بچنا اختیار میں ہے۔ اب کیا سوال رہا۔

حَالؔ: حضرت کا یہ ارشاد پہلے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ طالب کے لئے محبت ضروری ہے عقیدت ضروری نہیں۔ میں حیران تھا کہ زبردستی کیسے محبت پیدا کی جاسکتی ہے۔ لیکن دو مرتبہ کی حاضری میں یہ معلوم ہوگیا کہ حضور والا خود ہی محبت پیدا کر دیتے ہیں نہ صرف محبت بلکہ عقیدت و اطاعت ہر چیز بحمد اللہ حضور کے قدموں کے نیچے حاصل ہو جاتی ہے۔

تحقیقؔ: یہ تو مطلب پر مزید ہے ضرورت تو محبت عقلی کی ہے جو اختیاری ہے۔ اگر طبعی بھی ہو تو گویا چراغ میں ایک بتی اور چڑھ گئی۔

حَالؔ: اللہ تعالیٰ اس کو قائم رکھے میں تو ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں اور ان کے قیام کی دعا کیا کرتا ہوں۔

تحقیقؔ: اس راستے میں خوف ہی امن ہے۔ (النور، صفر ۶۲ ۱۳ھ)

ختم شد باب ہشتم

بعون اللہ الوھاب

نواں باب

متفرقات کے بیان میں

جائداد ملنے پر خوش ہونا یہ خوشی طبعی ہے

حال: جائداد کے بارے میں چند باتیں پوچھنی ہیں جس وقت اس کا بیعنامہ ہوگیا تو بہت خوشی ہوئی حتیٰ کہ رفتار میں ایک قسم کا تکبر محسوس ہوتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشی (شرعی) حدود سے زائد ہے۔ اس واسطے ارادے سے اس رفتار کو بدلا اور وہاں جا کر دو نفل پڑھ کر دعا مانگی۔ "اللهم لا تجعل الدنيا اكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا غاية رغبتنا اور اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت" پھر کئی دن تک وہاں نہیں گیا۔ اس میں کیا بات اصلاح طلب ہے اور کیا اصلاح ہ یہ خیال ہوا کہ اتنے کی زکوٰۃ اب نہ دینا پڑے گی۔ اس سے دل میں خوشی کا اثر محسوس ہوا۔ یہ حب مال ہے یا نہیں۔ یہ ہی ہوا کہ تقریباً ایک مہینہ کی کوشش کے بعد بیعنامہ ہوا تو دل میں جلدی تھی کہ زکوٰۃ کا وقت آنے سے پہلے بیعنامہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ احقر زکوٰۃ کا حساب اخیر یوم ذی حجہ میں کرتا ہے۔ غور کر کے دیکھا تو یہ تو نہ تھا کہ اگر تاریخ زکوٰۃ کی آ جائے اور بیعنامہ نہ ہوا ہوتو زکوٰۃ ادا کرنے میں طیب خاطر میں کچھ کمی ہو مگر کچھ جلدی ضرور تھی اور یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ تاریخ زکوٰۃ سے پہلے بیعنامہ ہو جائے یہ کیا ہے اس میں گناہ ہے یا نہیں۔ اور جیسے بیعنامہ ہوا ہے ایک قسم کا بھروسہ اس پر قلب میں ضرور محسوس ہوتا ہے اگر چہ اس پر بھی اطمینان ہے انشاء اللہ کہ اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو اب بھی اس کا ہاتھ سے نکل جانا یا کرایہ پر نہ چلنا سب کچھ ممکن ہے۔ دراصل بندہ نے اس کو اس غرض سے خریدا ہے کہ نہ معلوم کیا اتفاق ہے اگر مجھے موت آ جائے تو بال بچے کسی کے محتاج نہ ہوں۔ اور کچھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب سے بیعنامہ ہوا ہے۔ مطب کی آمدنی کم ہوگئی۔ اس کی احقر کو پروا تو نہیں بلکہ یہ دعا مانگا کرتا ہے۔ "اللهم اكفني كل مهم من حيث شئت ومن اين شئت" صرف خیال یہ ہے کہ اس میں کوئی گناہ اور خرابی تو نہیں جس کا یہ اثر ہو۔

تحقیق: الحمد للہ اس میں نہ کوئی خرابی ہے نہ گناہ ہے۔ یہ سب مال کی محبت کے آثار تو ہیں مگر یہ محبت طبعی ہے جو کہ بری نہیں نہ کہ محبت اعتقادی یا عقلی محبت جو کہ بری ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس کے فتح ہونے اور

غنائم کو دیکھ کر یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ آپ کا ارشاد ہے ﴿زین للناس حب الشهوات﴾ (الایۃ) ﴿جعل المزین هو الله تعالٰی وهو واحد وجوه﴾ الایۃ (مزین کرنے والا اللہ تعالیٰ کو قرار دیا جو ایک وجہ ہے) جب آپ نے یہ حب پیدا کی ہے تو فطری ہوئی اس لئے ہم اس کے ازالہ کی درخواست نہیں کرتے کہ جبلیات (فطرتیں) بدلا نہیں کرتیں لیکن اس کی درخواست کرتے ہیں کہ اس محبت کو اپنی محبت میں معین فرما کہ یہ اسباب طاعت میں سے ہو جائے اور طاعت کی رکاوٹوں کے لئے (جیسے ناداری کی پریشانی وغیرہ) یہ رکاوٹ ہو جائے کہ جبلیات کا ان کے مصرف میں صرف ہونا یہی ان کی تعدیل اور اسی کا حکم ہے۔ دوسری آیت ﴿قل ان کان اباء کم وابناء کم﴾ الی قوله تعالٰی ﴿احب الیکم من الله ورسوله﴾ (علق الوعید بالاحبیة لا بالحب) (وعید کو محبت کرنے پر معلق کیا نہ کہ محبت ہونے پر) لیکن اس حب طبعی کے آثار بعض اوقات بعض برائیوں کی طرف لے جانے والے ہو جاتے ہیں اس لئے اس کا وہی تدارک ہے جو آپ نے کرلیا ہے "فهنیا لکم العلم والحمد" (آپ کو علم وعمل مبارک ہو) واللہ اعلم۔ (النور، محرم ۱۳۵۱ھ)

امور دنیا میں تلون (غیر مستقل مزاجی) کا علاج

حال: حضرت والا! مجھ میں امور دنیا میں بھی تلون ہے لیکن احقر اپنی ناقص سمجھ میں اس کو اپنی ذات کے اعتبار سے تو نقصان دہ خیال نہیں کرتا اگر احقر کا یہ خیال صحیح ہے تو صحیح ورنہ مطلع فرمایا جائے تا کہ اس کی اصلاح کی بھی فکر کرے لیکن بظاہر یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ امور دنیا کا تلون پھر امور دینی کی طرف نہ لے جائے کیا احقر کا یہ خیال صحیح ہے۔

تحقیق: مثالیں لکھو۔

اس کے بعد ذیل کا خط آیا

حال: والا نامہ حضرت والا کا صادر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا ہے کہ امور دنیا کے تلون کی مثالیں لکھو چنانچہ احقر اس کی مثالیں عرض کرتا ہے۔

(اول): کسی کتاب کے مطالعہ کا کوئی وقت مقرر نہیں آج اس وقت ایک کتاب کا مطالعہ دیکھا تو دوسرے دن اس وقت دوسری کتاب کا مطالعہ دیکھوں گا۔

(دوم): احقر نے سوچا تھا کہ عصر کے بعد جنگل جایا کرے گا مگر کبھی تو مدرسہ ہی میں رہتا ہے اور کبھی بازار چلا جاتا ہے غرض ہمیشگی سے جنگل نہیں جاتا جیسا کہ ارادہ تھا۔

(سوم): ارادہ کیا تھا کہ اپنی چیزوں کو آٹھویں روز صاف کر لیا کروں گا۔ مثلاً لالٹین ہے اور کتابیں وغیرہ مگر کچھ ٹھیک نہیں کبھی تو آٹھویں، ہی روز اور کبھی اس سے زیادہ مدت میں اور کبھی دوسرے تیسرے دن۔ احقر کے ذہن میں اس وقت یہ تین مثالیں تھیں نمونہ کے لئے حسب ارشاد عالی عرض کر دی ہیں۔ اب جیسا حضرت والا کا ارشاد عالی ہو عمل کرے۔

تحقیق: یہ نہ اپنی ذات کے اعتبار سے نقصان دہ ہے نہ دوسرے تلون کی طرف لے جانے والا ہے انشاء اللہ تعالیٰ "للفارق بینهما" (دونوں میں فرق کی وجہ سے) بلکہ کبھی ایسے امور میں انتظام کا اہتمام دنیاوی کاموں میں اہتمام کی کمی کی طرف لے جانے والا ہو جاتا ہے۔ ہاں جن دنیاوی کاموں کا تعلق دوسروں سے ان میں تلون ان کی اذیت کا سبب ہو جاتا ہے۔ ان کی اذیت کا ان میں انتظام کا اہتمام رکھنا ضروری ہے اور درحقیقت ایسے امور امور دینیہ ہی ہیں۔ باقی امور دینیہ کے لئے خود مستقل اہتمام کی ضرورت ہے ہی۔ (النور، صفر ۱۳۵۱ھ)

تنگی رزق کے لئے عوام کو وظیفہ جائز ہے

حال: چونکہ امداد المشتاق کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مالی حالت کی تنگی کے لئے صبح کے فرض اور سنتوں کے درمیان فاتحہ شریف اپنے اکابر اس معمول کو اپنے لوگوں کو ارشاد فرماتے ہیں۔ بعض مواعظ سے معلوم ہوتا ہے۔ دنیا کے حصول کے لئے وظائف پڑھنا پسند نہیں فرماتے ہیں۔ کیا یہ پڑھنا خلوص اور رضا کے خلاف تو نہیں ہے۔

تحقیق: رضا ہر شخص کی جدا جدا ہے عوام کی رضا کا جو درجہ ہے یہ اس کے خلاف نہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

جسم قلب کے لئے ایک طرح کا جیل خانہ ہے

حال: آج کل ذوقاً یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ جسم قلب وروح کے لئے جیل خانہ ہے کہ اس کے تعلقات قلب وروح کو وہاں پہنچنے سے روکتے ہیں جہاں وہ پہنچنا چاہتے ہیں۔

تحقیق: ہاں ایک طرح کا ہے ورنہ ایک طرح سے یہی وہاں تک لے جانا والا بھی ہے۔ عبادات جسمانیہ خود روح کی ترقی کے لئے شرط ہیں اور وہ جسمی تعلق پر موقوف ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر جسم کی مان کر چلیں تو اس کا رکاوٹ ہونا صحیح ہے اور اگر وہ روح کی مان کر چلے تو وہ مقصود تک پہنچنے میں مددگار ہے۔ (النور، محرم ۱۳۵۲ھ)

لوگوں سے تکلیف پہنچنے پر چین نہ آنا گناہ نہیں

حال: خاکسار کو ایک مرض ہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کسی قسم کی تکلیف ونقصان پہنچائے جب تک اس سے انتقام نہ لوں تو چین نہیں آتا۔

تحقیق: چین نہ آنا گناہ نہیں صرف تکلیف ہے جس کو برداشت کرنا مجاہدہ ہے اور اجر کا سبب ہے تو چین نہ آنا نقصان دہ نہ ہوا بلکہ مفید ہوا باقی تکلیف کا علاج یہ معلم دین کا منصب نہیں لیکن بطور شفقت وہ لکھے دیتا ہوں کہ چند روز برداشت کرنے سے یہی عادت ہو جائے گی پھر اتنی تکلیف نہ ہوگی۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

احباب واقارب سے تعلقات نہ ہونے کو خلاف سنت سمجھنا سنت نہیں ہے

حال: ایک صاحب نے لکھا تھا کہ احباب واقارب سے تعلقات ومحبت جیسے پہلے تھے اب نہیں۔ اس پر افسوس ظاہر کیا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ حالت سنت کے خلاف معلوم ہوتی ہے یہاں سے یہ جواب دیا گیا۔

تحقیق: سب حالت ٹھیک ہے۔ یہ سنت خود مقصود نہیں مقصود تو حقوق کو ادا کرنا ہے وہ حاصل ہے۔ بعض طبعیتیں ایسی ہیں کہ (اگر وہ) اس سنت کا اہتمام کریں تو ان سے فرض ہی فوت ہو جائے یعنی اللہ تعالیٰ کا تعلق اس لئے ان کے حق میں یہی انفع واصلح (زیادہ مفید وبہتر) ہے جو پیش آ رہا ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

شاعری ترک کرنے کے متعلق ہدایات

حال: الحمد للہ حضرت کی توجہ ودعا کی برکت سے بدنگاہی کا مرض تو گویا عملاً بالکل ختم ہو گیا اگرچہ دل میں اب تک میلان موجود ہے۔ دعائے استقامت کی سخت ضرورت ہے جس کی نہایت عاجزی کے ساتھ التجا ہے۔ میلان کا بھی نہ رہنا اگرچہ مقصود نہیں لیکن اگر حق تعالیٰ اپنی محبت کو قلب میں غالب فرما دیں تو دوسری طرف میلان آن بھی نہ ہو۔ اگر ہو بھی تو کم از کم پریشان کرنے والا تو نہ رہے۔

پچھلے خط میں عرض کیا تھا کہ اب شاعری بھی اسی طرح چھوڑوا دیجئے تو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا کہ دو بوجھ نہیں اٹھتے ابھی تھوڑا ٹھہریئے۔ اگر اب وقت آ گیا ہو تو اس کا بھی خاتمہ کرا دیجئے۔ میرے اندر طبعی فطری جوش ہے وہی میلان حسن صورت وحسن صورت کا سبب ہے۔ جہاں گنگنانا شروع کیا۔ بس ایک جوش قلب میں پیدا ہو کر نفسانی ابھار پیدا ہو جاتا ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اس میں نفسانی شہوات کو بھی ابھار ہوتا ہے اگرچہ سننے والوں کو غالباً اچھے اشعار سے فائدہ پہنچتا ہے۔ مگر مجھے نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا میں اپنے لئے اس شغل کو بالکل حرام سمجھتا ہوں۔ جب اشعار کا مشغلہ ہوتا ہے تو ورد وظیفے سب چھوٹ جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا نقصان ہوگا میں اس شغل کو چھوڑ دوں تو غالباً معمولات کی پابندی بھی آسان ہو جائے اور تعریف سے نفس خوش بھی ہوتا ہے یہ صاف جاہ طلبی ہے۔ میرا خیال قریب بہ یقین ہے کہ اگر زبان کی حفاظت ہو جائے تو میری بہت کچھ اصلاح ہو جائے۔

پس سب سے زیادہ دو چیزیں میرے لئے بہت ہی نقصان پہنچانے والی ہیں۔ آنکھ اور زبان۔ فضول باتوں کے علاوہ دوسرے زبانی گناہ بھی ہوتے رہتے ہیں مثلاً غیبت اگرچہ کم موقع ہوتا ہے لیکن ہوتا ہے اور غصہ بہت ہے۔ کسی کو نصیحت کرنے میں یا کسی سے بحث میں سہولت سے گفتگو مجھ سے ہوتی ہی نہیں اور طعن آمیز ہوتی ہے جس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ غرض زبان کی حفاظت کی میں بہت ہی زیادہ ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ للہ! اس امر میں میری اعانت فرمائیں اور کوئی موثر تدبیر ارشاد فرمائیں۔ شاعری چھوڑنا مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ کیونکہ دل چسپی بھی ہے اور لوگوں کا اصرار بھی بہت ہوتا ہے اور اکثر ان کی خاطر شروع کرتا ہوں۔ پھر خود اتنی مشغولیت ہوتی ہے کہ بہت زیادتی ہو جاتی ہے۔ اگر بالکل شعر گنگنانا چھوڑ دوں تو طبیعت بالکل کند (مست) رہے لیکن بلا سے اس کی مجھے پرواہ نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کو کر بھی سکوں گا۔ دیندار حضرات بھی اپنے نفع کے لئے اس کی بہت فرمائشیں کیا کرتے ہیں اور بڑی دل چسپی سے سنتے ہیں۔

بعض ملنے والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے آنے پر اس کے علاوہ کہ اشعار سنائے جائیں کوئی اور گفتگو ہی نہیں سمجھ میں آتی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آیا اس کو بالکل بند کر دوں۔ کہنا اور سنانا بلکہ خود گنگنانا بھی یا کچھ حدود ہوں۔ حدود کے اندر رہنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے اور بالکل بند کر دینا بھی مشکل نظر آ رہا ہے۔ اگرچہ دل میں مصلحت یہی سمجھتا ہوں کہ بالکل چھوڑ دینے پر اللہ تعالیٰ بطفیل حضرت قادر فرمائیں۔ ''وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ'' اور اپنے ذکر و فکر سے پوری دلچسپی عطا فرمائے۔

اس کی وجہ سے دنیاوی کام بھی پڑے رہتے ہیں۔ سرکاری کام چوپٹ پڑا رہتا ہے۔ غرض دین اور دنیا دونوں کی خرابی ہے۔ اگر یہ چھوٹ گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ معمولات کی پابندی نصیب ہو جائے گی۔ شاعری کے بجائے اگر حضرت کے مواعظ سنانے لگا کروں تو کیسا۔ اگر کسی کو دلچسپی نہ ہوگی آنا ہی چھوڑ دے گا اور یہ اور بھی اچھا۔ غرض جو حضرت ارشاد فرمائیں گے اور دعا و توجہ سے مدد فرمائیں گے میرے لئے انشاء اللہ تعالیٰ اکسیر (موثر) ثابت ہوگا۔ اگرچہ یہ مرض آنکھ کے مرض سے بھی اس وقت سخت نظر آ رہا ہے لیکن

ع با کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ: ''کریموں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔''

اس وقت اس مصرعہ ہی کو گا کر پڑھنے سے ہیجان پیدا ہو گیا۔ گو شروع میں یہ ہیجان باطنی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ لیکن پڑھنے کے بعد نفسانی ہیجان سے مبدل ہو جاتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ اب اس کا بھی وقت آ گیا مجھ کو اتنی تفصیل سے نقصان کا علم نہ تھا۔ حقیقت میں میں نے اس

میں تسامح (یعنی غلط) کیا اور جو کچھ کہا سرسری طور پر کہا۔ اب علم ہوا تو قابل اہتمام معلوم ہوا۔ اس میں بھی ویسے ہی القاء کا منتظر تھا اس لئے جواب میں کچھ دیر ہوئی اب جو کچھ لکھ رہا ہوں بصیرت سے لکھ رہا ہوں۔

شاعری کے دو درجے ہیں ایک تصنیف یعنی شعر گوئی (شعر کہنا) دوسرا درجہ نقل یعنی شعر خوانی (شعر پڑھنا) شعر گوئی تو چند روز کے لئے بالکل ہی چھوڑ دی جائے اس چند روز کی کوئی مدت معین نہیں۔ اس کی مختصر حد یہی ہے کہ اگر کبھی بہت ہی تقاضا ہو مجھ کو اطلاع کر کے مشورہ کر لیا جائے۔ اگر کسی خاص حدود و قیود سے اجازت مصلحت ہو گی تنگی نہ کی جائے گی اور خلاف مصلحت میں گنجائش نہ کیا جائے گا یہ تو شعر گوئی کے بارے میں ہوا ہاں اس وقت اگر کوئی غزل وغیرہ ناتمام ہو اس کو تمام کر لیا جائے۔

اب رہی شعر خوانی بطور مشغلہ کے اپنے مزے کے لئے تو بلا ضرورت تو اس سے بھی دوری ہی مناسب ہے۔ اگر کوئی ذی اثر اصرار کرے کہ جواب دینے سے طبیعت پر بوجھ ہو اس کے لئے ایک دستور العمل ٹھہرا لیا جائے وہ یہ کہ

❶ ایک دن میں آدھے گھنٹہ سے ایک گھنٹہ تک وقت دیا جائے۔ گھڑی پاس رکھ کر بیٹھا جائے اور صاحب فرمائش سے پہلے ہی کہہ دیا جائے کہ میرے مشیر نے میرے لئے یہ تجویز کیا ہے اگر منظور ہو تو اس قید کے ساتھ حاضر ہوں۔ پھر اس میں اپنی سہولت و مصلحت دیکھ کر اختیار ہے خواہ وہ گھنٹہ کوئی خاص ہو مثلاً فلاں وقت سے فلاں وقت تک۔ خواہ جس روز جب موقع اور ضرورت ہو۔ اگر دوسرے وقت کوئی فرمائش کرے عذر کر دیا جائے کہ کل کو وقت دے سکتا ہوں ایک روز میں دوبار کی اجازت نہیں ہے۔

❷ اس گھنٹہ میں سے دس منٹ اور اگر آدھا گھنٹہ ہو تو اس میں سے پانچ منٹ بچا کر کوئی وعظ ضرور پڑھ دیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی سے اس کی شرط بھی لگا لی جائے۔

❸ اس جلسہ کو لازمی طور پر دعا پر ختم کیا جائے کہ اس میں نفسانی شبہ اور کدورت ہوں اے اللہ ان کو معاف فرما۔

❹ جتنی دیر یہ مشغولی رہے اندازہ سے اتنی ہی دیر استغفار کا شغل رکھا جائے۔ اس کے لئے ایک جگہ بیٹھنے کی ضرورت نہیں نہ شمار کی ضرورت، متفرق اوقات میں اتنا وقت اندازے سے پورا کر دیا جائے۔

فی الحال یہ معمول ۱۳۵۲ھ کے ختم تک کے لئے ہے۔ رمضان میں نصف گھنٹہ سے زیادہ نہ دیا جائے۔ آخر شوال یا ابتدائے ذیقعدہ میں پھر مشورہ کر لیا جائے اور دوسرے زبانی گناہوں کو جو لکھا ہے کہ جس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے تو اس کا علاج فی الحال یہ کافی ہے کہ ایسا ہو جانے کے بعد مخاطب کو خوش کر دیا جائے بڑے

سے معذرت کر کے اور چھوٹے کو کوئی احسان کر کے۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

مبتدی کو کتاب دیکھ کر بیان کرنا چاہئے

حَالؔ: گذشتہ خط میں میں نے مغرب کے بیان کے بارے میں پوچھا تھا کہ روزانہ تقریباً ۲۰ منٹ مغرب سے کچھ مسئلے وغیرہ بیان کیا کرتا ہوں۔ حضرت اجازت دیں تو یہ سلسلہ جاری رکھوں ورنہ بند کر دوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاری رکھو مگر جو بیان کرو بیان کے وقت کتاب دیکھ کر بیان کرو۔ اس نسخہ کی مجھے بڑی قدر ہوئی واقعی اکسیر (تیز اثر کرنے والا نسخہ) ہے۔ اس میں بڑے فائدے نظر آئے۔ بلاشبہ حضرت جیسے حکیم کا کام ہے ایسا نسخہ تجویز کرنا۔ برابر اس پر عمل کر رہا ہوں۔ حضرت ہمیشگی کے لئے دعا فرمائیں۔

تَحقِیق: دعا کرتا ہوں۔ (النور، شعبان ۱۳۵۲ھ)

خلاف شرع میں مروت نہیں

حَالؔ: مروت مجھ کو بہت ہے جس سے کبھی خلاف شرع کام بھی ہو جاتے ہیں۔ صرف اس خیال سے کہ دوسرے کا دل نہ دکھے انکار اتنا مشکل لگتا ہے کہ پسینہ آ جاتا ہے۔

تَحقِیق: مشکل ہونے سے غیر اختیاری ہونا لازم نہیں آتا۔ جہاں مروت کرنا خلاف شرع نہ ہو اس مروت پر عمل جائز ہے اور جہاں خلاف شرع ہو وہاں جائز نہیں اگرچہ مشکل اور تکلیف ہو۔ اس تکلیف کو برداشت کرو اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے

حَالؔ: جی چاہتا ہے کہ گاؤں کو بیچ کر کاشتکاری دوسروں کے سپرد کر کے اور قطع تعلق کر کے اپنے اوقات کو عمل کے لئے مقصود کروں۔

تَحقِیق: کیا گاؤں اور زمین اور کاشت وغیرہ عمل میں رکاوٹ ہیں۔

حَالؔ: والدہ صاحبہ مخالف ہیں لیکن جناب شیخ سعدی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے قول "تعلق حجاب است" (غیر کا تعلق حق کے تعلق کے لئے پردہ ہے) کو اختیار کروں۔ اور والدہ صاحبہ کی رائے کے خلاف کروں۔

تَحقِیق: پھر اس آیت کے کیا معنی ہیں۔ ﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ﴾ (سورہ رعد: آیت ۳۸) (کہ ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کو بھیجا اور ان کو بیبیاں اور اولاد دی) خلاصہ یہ

ہے کہ کیا اس سے ہر تعلق اور ہر حالت میں مراد ہے جو کام کرو سمجھ کر کرو۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

اپنے محسن بھائیوں سے نہ ملنا بے مروتی ہے

حَال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

میرے دو بڑے بھائی ہیں انہوں نے مجھے اولاد کی طرح پالا ہے۔ سفر سے طبیعت کے اکتانے کی وجہ سے ان سے بہت کم ملتا ہوں جس کے وہ شاکی ہیں۔ یہ بے مروتی تو نہیں ہے؟

تحقیق: بے مروتی تو ہے جبکہ ملاقات سے کوئی شرعی رکاوٹ نہیں۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

میونسپلٹی کی ممبری کو قبول کرنا جب تک نسبت مع الخالق نہ ہو اچھا نہیں

حَال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف سے)

مجھ کو میری خواہش کے بغیر میونسپلٹی کا ممبر تجویز کر دیا ہے، مجھ کو سخت وحشت ہے۔ حکام ضد کر رہے ہیں آخر میں طے ہوا کہ اپنے پیر و مرشد سے پوچھ لو، ثواب کا کام ہے۔ لہٰذا حضرت اقدس تحریر فرمائیں تاکہ جان چھوٹے۔

تحقیق: جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت مضبوط نہیں ہو جاتی اس وقت تک دنیاوی تعلقات ضرورت کے بغیر سارے کے سارے نقصان ہی ہیں اور جو فائدہ مخلوق کے حق کے ادا کرنے کا سوچا جاتا ہے وہ مخلوق کا واجب حق بھی جب ہی ادا ہوتا ہے جب خالق کے ساتھ نسبت مضبوط ہو جائے۔ ورنہ نہ خالق کا حق ادا ہوتا ہے نہ مخلوق کا حق ادا ہوتا ہے۔ یہ تجربہ ہے اور ایک کا نہیں بلکہ ہزاروں اہل بصیرت کا ہے کہ ہم سے اور آپ سے زیادہ اہل تمکین نے ایسے تعلقات کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حضرت شاہ شجاع کرمانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے واقعات معلوم ہیں اور حضرات خلفائے راشدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ پر اپنے کو قیاس نہ کیا جائے۔

ع کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

ترجمہ: "پاک لوگوں کے کاموں پر خود کو قیاس نہ کرو۔" (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

دنیاوی نقصان پر طبیعت کا بے قرار رہنا گناہ نہیں

پہلا خط

حَال: اگر کوئی دنیاوی نقصان ہو جاتا ہے تو اس پر طبیعت بے قرار رہنے لگتی ہے اور میرا دل یوں چاہتا ہے کہ اگر

دنیاوی فائدہ ہوتو خوشی نہ ہو اور اگر نقصان ہو تو غم نہ ہو۔ یہ ایک مرض ہے جو مدت سے احقر میں موجود ہے۔
تحقیق: مرض باطنی گناہ باطنی کو کہتے ہیں۔ کیا یہ حالت گناہ ہے؟

دوسرا خط

حال: عرض یہ ہے کہ طبیعت کا دنیاوی فائدہ پر خوشی اور نقصان پر غمگین ہونا ارادہ کے بغیر گناہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہیں نے اپنے بندوں کو جو وہ نہ کرسکیں اس کا حکم نہیں فرمایا۔ الحمد للہ صرف احسان الٰہی ہے میں نے جو اس کو مرض قرار دیا تھا اس لئے کہ حقیقت مرض معلوم نہ تھی۔ حضرت! یہ بات کبھی معلوم نہ ہوتی جو آپ نے احقر کے لئے تحریر فرمائی ہے۔ الحمد للہ آپ کی ایک ایک بات کا حق قیامت تک بھی ادا نہیں کرسکتا اور دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ دین میں سمجھ عطا فرمائیں۔
تحقیق: آمین (زبانی حاضرین مجلس سے فرمایا کہ دیکھئے اگر میں ایسا جواب نہ دیتا جس کو سختی کا جواب سمجھا جاتا ہے تو کیا یہ حقیقت ایسی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجاتی جن کے یہاں عرفی خوش اخلاقی ہے ان کے یہاں بھی کسی کی ایسی اصلاح ہوتی ہے وہاں اصلاح کرنا مقصود ہی نہیں ہوتا یہ غرض ہوتی ہے کہ ہمارا معتقد بنا رہے۔ ایسے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ہم سختی کے ساتھ اصلاح کریں گے تو ہم سے سب لوگ بداعتقاد ہو جائیں گے اور ہم اکیلے رہ جائیں گے ۱۲)۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

معانی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کا پتہ نہیں لگتا

حال: (ایک اجازت یافتہ کی طرف)
اگر کیفیات حاصل ہوں تو نور علیٰ نور ورنہ مقصود تو حاصل ہے۔ مگر حضرت صورت ہی صورت ہے معنی کا کہیں پتہ نہیں ہے۔
تحقیق: معانی تو ایسے ہی ہوتے ہیں جن کا پتہ نہیں لگتا اور جن کو معانی سمجھا جاتا ہے یعنی کیفیات وہ صورت ہے اسی لئے وہ صورت کی طرح نظر آتی ہیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

اصلاح تو حق کی ناپسندیدہ کی ہوتی ہے

حال: جتنا قلب و دماغ کی نگرانی وحفاظت جلوت (لوگوں) میں ہو جاتی ہے اور نہ کسی قسم کی پریشانی ہوتی ہے اس درجہ خلوت (تنہائی) میں اطمینان معلوم نہیں ہوتا۔ یہ الٹ معاملہ کیوں ہے اصلاح کی درخواست ہے۔

تحقیق: اصلاح تو حق کی ناپسندیدہ چیز کی ہوتی ہے اس میں ناپسندیدگی کیا ہے؟ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

رشتہ داروں کی شکایت کی پروانہ ہونے سے ڈرنا یہ ایمان کی علامت ہے

ایک مجاز کا پہلا خط

حال: احقر کے قلب سے غیروں کے رنج اور محبت اور تعریف اور شکایت کا اثر تو اٹھ چکا ہے ان کا رنج اور محبت اور تعریف اور شکایت برابر ہے باقی جو اپنے متعلقین ہیں اگر وہ بندہ پر اظہار غصہ کریں تو رنج ہوتا ہے اور اگر محبت کریں یا مدح کریں تو طبیعت خوش ہوتی ہے۔ لہٰذا جی یہ چاہتا ہے کہ جس طرح غیروں کی رنج اور محبت اور تعریف اور شکایت کی پروانہیں اسی طرح متعلقین سے بھی ان کی رنج اور محبت اور مدح اور شکایت کا اثر نہ ہو۔ عنایت فرما کر اس کا علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: "ام للانسان ما تمنی" (کیا جس کی انسان آرزو کرتا ہے وہ اسے ضرور ملتی ہے) کیا ہر جی چاہی چیز کی تحصیل واجب ہے جو اس کا علاج پوچھا جاتا ہے۔

دوسرا خط

حال: حضور نے جو ارشاد فرمایا ہے کیا ہر جی چاہی ہوئی چیز کو حاصل کرنا واجب ہے۔ جو اس کا علاج پوچھا جاتا ہے۔ بلاشک ہر جی چاہی چیز کو حاصل کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ ڈر لگتا ہے کہ اس چاہت کا (یعنی اوروں کی شکایت سے رنج نہ ہونا اور اپنوں کی شکایت سے رنج ہونا) سبب کوئی باطنی برائی نہ ہو اللہ تعالیٰ کے غصہ کا سبب ہو ورنہ جاہ پرستی ہے۔

تحقیق: یہ ڈر ایمان کی علامت ہے مگر اس ڈر میں غلو نہیں ہونا چاہئے جو احتمالات دلیل کے بغیر پیدا ہوں وہ توجہ کے قابل نہیں ہیں اگر زیادہ ڈر لگے حق تعالیٰ سے حفاظت کی دعا کی جائے خاص تدبیر کی ضرورت نہیں ہے۔

(النور، ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

جب خط لکھنے بیٹھتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا تو علاج یہ ہے کہ سب برائیاں کاغذ پر لکھ لو

حال: عرض یہ ہے کہ مجھ میں ایک بڑا مرض یہ ہے کہ جب میں حضرت والا کو خط لکھنا چاہتا ہوں تو میری سمجھ میں

یہ نہیں آتا کہ کیا لکھوں۔ جب اپنی برائیوں پر نظر کرتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ حضرت والا کو لکھوں تا کہ اصلاح ہو تو اس وقت اس خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ پہلے کس برائی کو لکھوں۔ اکثر اس میں خط لکھنا رہ جاتا ہے اور جب ایک برائی تجویز کر لیتا ہوں کہ اس کو لکھوتو یہ خیال آتا ہے کہ یہ تو خود بھی ذرا سی ہمت سے چھوڑی جا سکتی ہے۔ پہلے خود ہی چھوڑنے کی کوشش کر لی جائے۔ اگر کامیابی نہ ہوتو حضرت والا کو لکھا جائے۔

ان ہی خیالات میں الجھ کر خط لکھنا رہ جاتا ہے اور برائیاں ویسی کی ویسی ہی موجود رہتی ہے۔ بندہ کئی بار کوشش کرتا ہے لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔ جتنا بھی پکا ارادہ کرتا ہے اتنا ہی جلدی ٹوٹتا ہے اس لئے بندہ اس پریشانی میں مبتلا ہے کہ میری اصلاح کیسے ہوگی۔ جب کسی امر پر ہمیشگی ہی نصیب نہیں ہوتی۔ اب عرض یہ ہے کہ اس مرض کے واسطے از راہ کرم علاج تجویز ہو اور دعا بھی ہو کہ بندہ کو تمام رذائل سے نجات حاصل ہو جائے۔

تحقیق: علاج یہ ہے کہ ایک کاغذ پر اپنی سب برائیاں لکھ لو اور جو یاد آتی رہیں اس میں لکھتے رہو اور ان کا علاج بھی کرتے رہو اور علاج سے جو بالکل ختم ہو جائیں ان کا نام کاٹ دو۔ جو رہ جائیں پوری یا ادھوری ان کو لکھا رہنے دو پھر جب خط لکھنے بیٹھو ان برائیوں کی تعیین کے لئے قرعہ ڈال لو جس کا نام نکل آئے خط میں وہی لکھ دو۔ اگر اس کا کچھ علاج کیا ہو اس کی بھی اطلاع کر دو۔ بس اس طرح خط لکھتے وقت پریشانی نہ ہوگی۔ باقی دعا کرتا ہوں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

لباس اچھا پہننا تذلل (حقیر سمجھے جانے) سے بچنے کے لئے مضائقہ نہیں

حال: اس وقت علاج کبر کا جاری ہے میں سرکاری عہدہ پر ہوں تنخواہ ۲۷۰ روپیہ ہے۔ ہر وقت کبر سے محفوظ رہنے کی غرض سے لباس معمولی پہنتا ہوں لیکن جب دورہ پر جاتا ہوں یا حکام سے ملنا ہوتا ہے تو لباس فاخرانہ پہننے کو جی چاہتا ہے اس وقت معمولی لباس نہیں پہنتا۔ فاخرانہ لباس سے مطلب یہ ہے کہ قیمتی کپڑا ہوا چکن پائجامہ ایک ہی رنگ کا ہو۔ ٹوپی بھی ترکی ہو۔ پیر میں موزہ بھی ہو۔ غرض یہ ہے کہ یہ ظاہر ہو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایک حیثیت والا ہے۔ لیکن اتنا خیال رکھتا ہوں کہ غیر مشروع لباس نہ ہو لیکن نیت میری یہ نہیں ہے کہ لوگ میری تعظیم کریں اور سلام کریں بلکہ دل کی خواہش اتنی ہے کہ مجھے ذلیل نہ سمجھیں اور حکام حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ آج کل یہی دیکھا جاتا ہے کہ ظاہر داری کے بغیر لوگ ذلیل سمجھتے ہیں۔ مجھے اس کا خوف ہے کہ میری یہ حالت کہیں کبر کی وجہ سے نہ ہو۔ حضور کا جیسا ارشاد ہوگا اس پر عمل درآمد ہوگا۔

تحقیق: ان مذکورہ حالتوں کے علاوہ دوسرے اوقات میں اگر یہ تکلف کا لباس نہ پہنا جائے تو تذلل سے بچنے

کی مصلحت سے مضائقہ نہیں۔ (النور، رجب ۱۳۵۶ھ)

چھٹی کی تنخواہ میں اگر تردد ہو تو ذوق سے ترجیح ہوتی ہے

حال: خدمت عالی میں یہ عرض ہے کہ وہ جو ایک ماہ ہمشیرہ کی تیمارداری میں تعلیمی کام انجام نہیں دیا اس کی تنخواہ ۲۵ روپیہ تحصیلدار صاحب نے بھیجی تھی اور احقر قاعدہ سے مستحق بھی تھا مگر حضرت لیتے ہوئے حجاب آتا تھا اندر سے جی رکتا تھا آنکھ جھکتی تھی۔ یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ انہوں نے خود بھیجی ہے نعمت حق ہے لے لو کہیں ناشکرا بندہ نہ ٹھہروں۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ بعض لوگ مروۃً ایسا کرتے ہیں نیز یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ملا لوگ دوسروں کے تو نفع نقصان کا خیال نہیں کرتے اور ہم کوئی ایسی بات کر بیٹھیں تو ناگوار ہوگی مثلاً تنخواہ نہ دیتے تو ناگوار ہوتا۔ اور دی تو چپکے سے رکھ لی۔ اگرچہ ان کا یہ خیال نہ ہو۔ غرض کہ جی نے گوارا نہ کیا۔ اس وقت بس نہ لینے کو ہی دل نے گوارا کیا۔ احقر نے وہ تنخواہ واپس کر دی انہوں نے لے لی۔ حضور والا سے پوچھنا ہے کہ یہ خیالات اور یہ عمل نامناسب تو نہ ہوا۔ حضور کے ارشادات وتنبیہات کا بندہ ناکارہ سخت ترین محتاج ہے۔

تحقیق: ایسے امور میں ذوق سے ایک حصہ کو ترجیح ہوتی ہے اور وہ ذوق بھی مختلف اوقات میں مختلف ہوسکتا ہے۔ آپ نے ذوق حاضر پر عمل کیا اس وقت وہی مناسب تھا۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

حضرت کسی وارد کے خط کا انتظار نہیں کرتے

حال: یہ احقر اس دفعہ بہت دیر کے بعد حاضر خدمت ہو رہا ہے جس کی وجہ مکروہات دنیا اور اس کے تعلقات کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس درمیان میں کئی مرتبہ ارادہ ہوا کہ خط ادب پیش کروں یا خود ہی حاضر ہوں مگر مسلسل حالات و رکاوٹوں نے اس عزم پر عمل کرنے نہ دیا۔ کچھ عرصہ تک مکان کی تعمیر میں مصروف رہا پھر ایک قریبی عزیزہ گاڑی الٹ جانے کی وجہ سے بہت زخمی ہوئیں حتیٰ کہ کلائی کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ میرے یہاں وہ مقیم تھیں ان کی تدبیر و تیمارداری میں پریشان رہا۔

تحقیق: اگر میں احباب کے خط کا منتظر بھی ہوتا تب بھی یہ عذر انتظار کے کافی جواب تھے مگر الحمد للہ مجھ کو اتنا احساس ہی نہیں کہ کسی محبوب سے محبوب کے خط کا بھی انتظار کروں جس کی وجہ محبت کی کمی نہیں بلکہ انتظار کی تکلیف سے خود بچنا اور انتظار کی تکلیف کے ظلم سے دوسروں کو بچانا ہے۔

حال: مگر ان سب کے باوجود قلب حضرت والا کے تصور و تخیل سے کبھی غافل نہیں رہا۔ الحمد للہ کہ پہلے سے زیادہ حضرت کا تعلق اپنے قلب میں پاتا ہوں۔

تحقیق:

ع ادائے حق محبت عنایتے است زدوست

ترجمہ: ''محبت کے حق کا ادا کرنا دوست کی طرف سے مہربانی ہے۔''

حال: یہ گذارش قریب ہونے کی غرض سے نہیں اگر چہ دل قریب ہونے کی تمنا سے خالی نہیں ہے کیونکہ اللہ والوں کے قریب ہونا دونوں جہاں کی نجات کا سبب ہے مگر یہ گذارش اپنی غرض کی وجہ سے ہے۔

تحقیق: پس میں ایسے ہی خلوص کا طالب ہوں۔

حال: اس درمیان میں کئی مرتبہ حضرت والا کی زیارت خواب میں ہوئی۔

تحقیق: میں اس پر مسرور ہوں کہ یہ آپ کی توجہ کی علامت ہے۔

حال: اور اپنی اس کوتاہی پر کہ نہ حاضری کا عزم مکمل ہوسکا نہ خط ہی پیش کرسکا ایک ندامت یہی مستقل رکاوٹ رہی بالآخر ''الدکا دك بالاسحار هیجتنی'' بصد ندامت اس طویل غیر حاضری کی معافی پیش کرتے ہوئے حاضری کی جرات کررہا ہوں۔

تحقیق: ندامت فطرت کی سلامتی کی دلیل ہے۔ لیکن مجھ کو اتنا بار بھی گوارا نہیں۔ لہٰذا اس کو بھی بے تکلفی کے ساتھ ملا دیجئے وہ بے تکلفی یہ ہے کہ حاضری کو مسلسل کر دیجئے۔

حال: خانقاہ حاضر ہونے کو بے حد دل چاہ رہا ہے۔ ایک مرتبہ ارادہ بھی کیا مگر چونکہ والدہ صاحبہ محترمہ بھی حاضری کا ارادہ کر رہی ہیں سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے غور کر رہی ہیں کہ ذرا موسم گرم ہو تو ساتھ ہی حاضر ہوں رک گیا۔

تحقیق: والدہ صاحبہ تو اپنی ہمشیرہ سے (مراد اشرف علی کے گھر میں سے) جو چاہیں معاملہ رکھیں مگر آپ کا آنا بے معنی نہ ہونا چاہئے کیا وہ معنی مجھ کو بتلائے جاسکتے ہیں۔

حال: حالات پہلے کی طرح ہیں۔ فرائض و واجبات و موکدات کا التزام بحمد اللہ اکثر رہتا ہے۔ قیام مسجد بھی بشغل درود رہتا ہے۔ تصور ذات حق سے الحمد للہ کوئی لمحہ فارغ نہیں ہوتا۔

تحقیق: بڑی دولت ہے۔ اللهم زد فزد۔

حال: مگر اس کے باوجود کوئی خوف وخشیت اور اس کی مرضیات پر کوئی اہتمام بھی محسوس نہیں ہوتا۔

تحقیق: خوف وخشیت و اہتمام بدرجہ خاص درجہ میں خود ان ہی مقاصد کی ابتدائی باتیں ہیں جس کو میں نے دولت سے تعبیر کیا ہے۔ مقاصد کا عطا ہونا ابتدائی چیزوں کی تمنا وطلب سے بے پرواہ کرنے والا ہوتا ہے۔

حَالؔ: تعجب اور افسوس ہے۔

تحقیقؔ: تعجب تو حقیقت نہ جاننے کی وجہ سے ہے اور افسوس خود مستقل مفید مجاہدہ ہے۔

حَالؔ: مراقبہ موت ابا جان رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے بعد وفات ہی سے ہے اب یہ تصور بے اختیار زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

تحقیقؔ: دولت والا جواب یہاں بھی ہے۔

حَالؔ: مگر اس میں رغبت وشوق بقا تو کیا ہوتا ایک فرار کی کیفیت سی محسوس ہوتی ہے اور پہلے امر کی طرح اس میں بھی کوئی طاعات پر اہتمام نہیں۔

تحقیقؔ: وہی مقدمہ والا جواب یہاں بھی ہے۔

حَالؔ: بلکہ دنیا و متعلقین کی فکر زیادہ کارفرما نظر آتی ہے۔

تحقیقؔ: اس کا درجہ جو نقصان دہ نہ ہو مقصود کے خلاف نہیں بلکہ اگر ادائے حقوق کے لئے ہو معین مقصود ہے۔

حَالؔ: اللہ ہی جانے یہ ضعف قلب ہے یا نفس کا دھوکہ کہ کیفیت بظاہر اچھی ہے اور نتیجہ یقینی طور پر برا ہے۔

تحقیقؔ: اپنے نفس پر بدگمانی یہ خود ہمیشہ کے لئے اس سلوک کی چابی ہے۔

حَالؔ: حضرت ہی کچھ اس میں اصلاح فرمائیں گے۔

تحقیقؔ: اوپر سب عرض کر دیا۔ (النور، صفر ۱۳۵۷ھ)

گذشتہ مصائب کا اثر ظاہر ہونے کا علاج زوال مصیبت کی دعا اور استغفار ہونا چاہئے

حَالؔ: قبلہ مولانا صاحب دامت برکاتہم آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کئی دن سے دل چاہتا تھا کہ اپنی حالت لکھوں مگر چونکہ حضرت والا کو اپنی تکلیفات سنانے سے تکلیف ہوتی ہے اس خیال سے رکتا رہا۔ اب مجبورا عرض کرتا ہوں اور اس کے علاوہ کوئی دوسری حالت ہی نہیں جس کو عرض کرسکوں۔ آج کل گذشتہ مصائب کے اثر ظاہر ہو رہے ہیں۔ کاروبار لمبی غیر حاضری کی وجہ سے خراب ہوگیا۔ بچوں کو کبھی امرتسر لاتا ہوں کبھی گھر چھوڑنے جاتا ہوں۔ خیر خواہ احباب نے اس پریشانی کو دیکھ کر نکاح کا مشورہ دیا۔ اس سوال کو جب سے زیر بحث لایا گیا تب سے پریشانی اور بڑھ گئی ہے۔ ہر روز نئی باتیں نئے اعتراضات سننے میں آتے ہیں۔ دماغ ہر وقت اسی دھیڑ بن میں مصروف رہتا ہے کہ کن کن اعتراضات کا کیا کیا جواب دیا جائے کہاں کہاں پیغام نکاح دیا جائے اور اس پریشانی کا علاج جو نکاح تجویز ہوا ہے اس کے شافی ہونے میں بھی شبہ رہتا ہے۔ اس سے طبیعت اور گھبراتی ہے

کہ نہ معلوم کیسی صورت بنے اچھی یا بری؟۔

معمولات بالکل ہی خراب حالت سے اور بے وقت ادا ہوتے ہیں۔ ذکر شغل میں طبیعت لگتی ہی نہیں۔ اختیاری حالات کو غیر اختیاری سے تمیز کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ میری مصیبت کا خاتمہ ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواستیں بہت ہیں مگر میں خالی ہی ہوں۔ حضرت والا سے درخواست ہے کہ آیا میری جیسی حالت کا علاج ہوسکتا ہے اور اطمینان قلب مجھ کو کبھی حاصل ہوگا یا نہیں۔ اگر یہ حالت کسی تدبیر سے درست ہوسکے تو للہ میری درخواست کو منظور فرما کر مجھے اس سے مشرف فرمایا جائے۔ تنگی اور مصائب کے دور ہونے کی دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

تحقیق: اس کا ارادہ ہی چھوڑ دیا جائے اور موجودہ پریشانی ہی کے لئے اپنے کو تیار کرلیا جائے بس دو چیزوں کا التزام کرلیا جائے۔ مصیبت کے ختم ہونے کی دعا اور استغفار اور نتائج کو آخرت میں سمجھا جائے۔ بس یہ علاج ام العلاج ہے۔ جس میں علاج ہی مقصود ہے صحت مقصود نہیں۔

دوسرا خط جو خط بالا کے بعد آیا

حال: آج اپنی بے چینی کی حالت میں ڈاک کا منتظر تھا۔ ڈاک آئی خط ملا۔ پڑھا۔ بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ بار بار خط کو چومتا تھا اور ایسا معلوم ہوا جیسا کسی جلے ہوئے دل پر کافور رکھ دیا گیا اور دل سے بار بار دعا نکلنے لگی۔ اے اللہ جس طرح میرے رہبر نے میری مدد فرمائی ہے اے اللہ! آپ بھی ان پر رحمت فرمایئے۔ اب نہ وہ سستی ہے نہ وہ خدا تعالیٰ کی بے تعلقی کے وساوس آتے ہیں مگر وہ خط میرے پاس چھومنتر کا کام دیتا ہے فوراً ختم ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے فوری نفع ہوا میری جان کو گھن لگا ہوا تھا۔ شیطان میرا ساتھی بن گیا تھا۔ ہر وقت کہتا تھا دیکھو دنیا میں لوگ آرام سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو کیسا پھنسایا ہے بہرحال میں حضرت والا کا دل سے اس قدر شکریہ کررہا ہوں کہ قلم وزبان اس کے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

تحقیق: آپ کے سکون سے مسرت ہوئی اور دوبارہ دعا کی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضی کے موافق بنالے۔

(النور، جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

ایک جدید الاسلام نے بغرض تعلّم مشورہ لیا اس کو معذوری ظاہر کردی

سؤال: ایک دوسرے ملک کے جدید الاسلام صاحب نے ہندوستان میں احکام سیکھنے کی غرض سے قیام کرنے کے لئے معاش کا ذریعہ تجارت تجویز کرکے یہاں کے ایک قدیم التعلق صاحب کے واسطہ سے یہ مشورہ پوچھا

کہ یہاں کے منتسبین صاحبوں سے اگر رقم کے بارہ میں امداد حاصل کی جائے تو خلاف مصلحت یا خلاف مزاج تو نہ ہوگا۔ ان کے دریافت کرنے پر یہاں سے جواب حسب ذیل گیا چونکہ اس واقعہ کا تعلق تربیت اخلاق سے ہے اس لئے نقل کیا جاتا ہے۔

جواب: وہ (مجوز صاحب) معذور ہیں انہوں نے آنکھ کھول کر ایک ہی رنگ دیکھا۔ اب میں دوسرے رنگ پر جو کہ میرا ہے مطلع کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہر شخص اپنے اہل زمان و اہل مکان اور تعلق والوں سے زیادہ واقف ہے۔ عام حالت یہ ہے کہ جس شخص پر یہ پورا اطمینان ہو کہ اس کو یا اس کے مخصوصین کو ہم سے کبھی مالی حاجت نہ ہوگی، اس سے دینی فوائد حاصل کر لیتے ہیں ورنہ دینی انتفاع کا سلسلہ بھی بند کر دیتے ہیں۔ اب اس حالت میں غور کر لیا جائے کہ آیا اس شخص کے دنیوی نفع کو مقدم سمجھوں یا جماعت کے بنی نفع کو یہ سچا عذر ہے نہ بہانہ ہے نہ دھوکہ ہے۔ باقی ان کے لئے بھی دعائے سہولت کرتا ہوں۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

گذشتہ دنیوی ناکامیابی یاد آکر دل کا برا رہنا نہیں

حال: بعض اوقات گذشتہ عمر کی ناکامیابی یاد آکر دل پر برا اثر پڑتا ہے مثلاً فلاں وقت فلاں ملازمت کے لئے کوشش کی دعائیں بھی کیں پوری نہ ہوئیں یا مثلاً فلاں جگہ سے نفع کی امید تھی۔ مگر کوشش کرنے کے یا دعا کرنے کے باوجود نہ حاصل ہوا اسی طرح مثلاً فلاں جگہ نکاح کی سعی کی دعائیں کیں پوری نہ ہوئیں۔ جب یہ خیال آتا ہے تو ایک کے بعد دوسری ساری عمر کی ناکامیاں اور تکالیف کا ایک مضمون مستحضر ہو جاتا ہے اس سے دل پھیکا پڑ جاتا ہے۔ اعمال و معمولات کی چونکہ عادت ہے اس واسطے وہ جس طرح کے بھی ہوں ہو جاتے ہیں۔ بالفرض اگر عادت نہ ہو تو ان خیالات کے ہوتے ہوئے نماز و ذکر وغیرہ محال ہے۔ ان سے پریشانی رہتی ہے اور ہر وقت دل برا رہتا ہے۔ مختلف کتب کے مطالعہ یا قرآن مجید یا دیگر طریقوں سے یہ خیال دور نہیں ہوتا بلکہ کچھ دیر کے لئے سکون ہو کر پھر زیادہ لوٹ آتے ہیں تقریباً دو ہفتہ سے ان میں مبتلا ہوں ان کے لئے اگر کوئی تدبیر ہو تو مجھے اس سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

تحقیق: تدبیر تو بری چیز کو ختم کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ نہ کہ اچھی چیز کو ختم کرنے کے لئے۔ کیا یہ حالت بری معلوم ہوتی ہے نہ قرآن و حدیث میں غور کیا نہ اللہ والوں کے احوال میں غور کیا ورنہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا کی ناکامیابی خود مقبولین کا شعار ہے اور مسلسل کامیابی خصوصاً گناہوں کے ساتھ مردود لوگوں کا شعار ہے۔ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے واقعات قرآن مجید میں نہیں پڑھے۔ سورہ بقرہ کی آیت ﴿ام حسبتم

ان تدخلوا الجنة﴾ الایة (کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو گے) اور سورۃ احزاب کی آیت ﴿اذا جاء وك من فوقكم من اسفل منكم وامثالها﴾ (جب وہ تمہارے اوپر نیچے سے تم پر (چڑھ) آئے) اسی طرح کی اور مثالیں پڑھئے اور سمجھئے دنیوی کامیابی سے مقبولیت پر استدلال کفار کا طریقہ ہونا سورہ فجر میں منصوص ہے ﴿فاما الانسان اذا ما ابتلاہ ربه﴾ (جب انسان کو اس کا رب آزماتا ہے) الخ مولانا رومی کے ارشاد کو دیکھئے ؎

زاں بلاہا کانبیاء برداشتند ❁ سر بہ چرخ ہفتمیں افراشتند
گر مرادت۔ راںذاق شکر است ❁ بے مرادی نے مراد دلبر است

ترجمہ

❶ اگر تمہاری مراد کا مزہ میٹھا ہے تو کیا تمہارے محبوب کی مراد میٹھی نہیں ہے اس لئے اس سے گریز کیوں کرتے ہو۔

❷ جو بلائیں انبیاء (علیہم السلام) نے برداشت کی ہیں ان کی وجہ سے ان کے درجے ساری مخلوق سے بلند ہو گئے۔

ایسی یقینی بات میں کہاں تک تطویل کروں باقی دعا ہر حال میں کرنا سنت اور وظیفۂ عبدیت ہے۔ دعا کی برکت سے فہم اور رضا و تحمل سب نصیب ہو جاتے ہیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

ایک طالب علم کا خط اور اس کا جواب

(تمہید): ایک صاحب علم نے تربیت کی درخواست کی تھی اس کے جواب میں معذرت کا پرچہ بھیج دیا گیا۔ انہوں نے دوبارہ اپنی درخواست پر اصرار کا خط لکھا وہ خط جواب کے ساتھ ذیل میں منقول ہے۔ چونکہ یہ بھی ایک خاص حالت کے اعتبار سے ایک قسم کی تربیت ہے اس لئے اس کو نقل کیا گیا۔

حال: گذارش یہ ہے کہ والا نامہ سے حال معلوم کر کے تردد اور افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ جناب والا کے ذریعہ سے عرصہ دراز تک افادہ کا سلسلہ جاری رکھے۔ آمین۔ جناب والا کے ارشاد کے مطابق تعمیل حکم کے لئے کسی مجاز (حضرت کے اجازت یافتہ) سے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہے مگر عرصہ کے استخارہ کے بعد قلب نے حضرت والا کی طرف رجوع کیا تھا۔ اور اب بھی وہی رجوع قلب موجود ہے اور استخارہ مسنونہ کے باوجود تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس لئے دوبارہ تکلیف دینے کی جرات کرتا ہوں۔ باعتبار فرصت جو کم از کم یا مختصر ترین ہدایت فرمائی جائے

گی اس پر پابندی اور عمل کی کوشش کی جائے گی اور جہاں تک ہو سکے زیادہ زحمت کا سبب بننے سے بچوں گا۔ رجحانِ قلب جناب والا ہی کی طرف ہو رہا ہے۔ دوسری طرف رجوع ہی نہیں۔ اگرچہ دوسرے حضرات مجازین بھی جناب والا کے معتقد ہیں مگر رجوعِ قلب کے بغیر استفادہ دشوار ہے۔ اس لئے اگر جناب والا مہربانی فرما کر جتنا زحمت کے بغیر ممکن ہو توجہ فرمائیں تو عنداللہ ماجور اور میری بہبودی کا انشاء اللہ سبب ہوں گے۔

تحقیق: ماشاء اللہ خوب فیصلہ کیا اگر ہر طالب استخارہ کے بعد یہی کہے تو میرا وہ عذر کس کے لئے ہوگا۔ کیا لغو ہوگا اور جو قواعد اس کی وجہ سے لکھے ہیں کیا میں ان قواعد سے ناواقف ہوں۔ اور اختصار تعلیم کے مضمون سے تو اپنے اناڑی ہونے پر پوری حجت قائم کر دی۔ اور اگر مختصر علاج کسی مرض کے لئے کافی نہ ہو۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

پرانے تعلقات سے وحشت کا ہونا محمود ہے بشرطیکہ کسی کا حق ضائع نہ کیا جائے

حال: ایک نئی بات یہ پیش آ رہی ہے وہ یہ کہ احقر کے پرانے تعلقات بالکل ختم ہو گئے ہیں اگرچہ یہ تعلقات دینی طبقات سے تھے مگر اس رسوا کا اب دلی میلان ادھر بھی نہیں ہے۔ اگرچہ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ رواداری اور غلط فہمی دور کرنے کی وجہ سے زبردستی اپنے کو مجبور کر کے مل لیتا تھا مگر اب جو غور کرتا ہوں تو معاشرت میں بڑا واضح فرق نظر آتا ہے جس کا مجھے تحمل نہیں۔ اس لئے سب تعلقات کٹ رہے ہیں۔ اس پر بھی اپنا فکر رکھتا ہوں۔ اور حسنِ ظن و تاویل سے اپنے کو سمجھاتا رہتا ہوں اور غور کرتا ہوں مگر دل ہے کہ اس قسم کی معاشرت اخلاق سے نفرت ہی کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم احقر کے نفس کا دھوکہ نہ ہو حضرت سلمہ جو ارشاد فرمائیں گے اس طریق پر عمل کروں گا۔

تحقیق: مخلوق سے وحشت کسی طبعی وجہ کے بغیر حق تعالیٰ کے ساتھ انس اس کا سبب ہے اور پسندیدہ حالت ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ کسی کا ضروری حق ضائع نہ کیا جائے۔ خواہ ظاہری حق ہو جس کو سب جانتے ہیں یا باطنی حق مثلاً کسی کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ باقی طبعی غیر اختیاری گرانی پر ملامت نہیں۔ لیکن جہاں تک ہو سکے اس کا لحاظ رہے کہ دوسرے کو محسوس نہ ہو۔ جس سے دل شکنی کا احتمال ہو لیکن جو وہم بغیر دلیل کے پیدا ہوا اس میں مشغول نہیں ہونا چاہئے۔ اگر اس قسم کا وہم ہو تو اپنے لئے اور جس کی اذیت کا شبہ ہو اس کے لئے استغفار یعنی طلب مغفرت کافی ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

جہاں تعویذ گنڈے کا رواج ہو اس کو آہستہ آہستہ چھوڑایا جائے

حال: ایک عرض یہ ہے کہ میرے مکان سے ساڑھے پانچ میل کے فاصلہ پر بھد بھدا ایک مقام ہے جو شہر کے حصہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے آس پاس تین مواضع ہیں۔ ان میں مسلمان بھی آباد ہیں۔ وہاں پر گاؤں کے

لوگوں نے اپنے چندہ سے ایک مسجد بنوائی جو برسرارہ ہے۔ دو سال پہلے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی تھی۔ پھر مسجد بے چراغ ہوگئی۔ نماز نہ اذان۔

اب سال بھر سے وہاں کے لوگوں کے کہنے پر خادم جمعہ کو وہاں برابر جاتا ہے اور نماز پڑھا کر واپس آ جاتا ہے۔ صبح ۹ بجے یا دس بجے گھر سے چلتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ میں وہاں پہنچتا ہے اور شام تک واپس آ جاتا ہے۔ پہلے تو تین چار آدمی ہوتے تھے مگر اب ۲۴ یا ۲۵ آدمی ہو جاتے ہیں۔ اگر نہیں جاتا ہوں تو پھر وہ لوگ پریشان ہوتے ہیں گویا وہاں کی حاضری لازم ہوگئی ہے۔

اب ایک مشکل یہ پیدا ہوگئی ہے کہ وہاں ایک جاہل فقیر ایک جھونپڑی میں پڑا رہتا تھا۔ پہلے تو اس نے بہت ڈینگیں ماریں کہ میں ملاؤں کی نماز نہیں پڑھتا ہوں کہیں وہابی بتاتا کہیں گالیاں دیتا مگر آخر میں وہاں سے بھاگ گیا۔ وہ گاؤں کے لوگوں کو تعوذ گنڈے دیتا۔ کسی کو جھاڑتا۔ تعویذ پر جوتے مار کر باندھتا۔ غرض گاؤں کے لوگ اس کے معتقد تھے مگر خادم کے جانے کی وجہ سے لوگ اس نشیلے سے ناخوش ہوگئے اور وہ بھاگ گیا۔

اب یہ بلا میرے سر آئی بخار چڑھا ہے تعویذ دو۔ درد ہو رہا ہے گڑ پڑھو، میں کیا جانوں یہ کیا ہے نہ مجھے اس کی خبر نہ کبھی پرواہ ہوئی۔ اور نہ دل چسپی ہوئی۔ مگر اب جواب دیتا ہوں تو جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دیں گے اور اگر اقرار کروں تو کیا لکھوں۔ اب جو حکم ہو تعمیل کی جائے۔

تحقیق: اصل تو یہی ہے کہ اس علت کو بالکل ختم اور روک دیا جائے۔ اور کسی کے جمعہ چھوڑ دینے سے کسی کا کیا نقصان ہے۔ لیکن اگر غلبۂ شفقت سے کسی مصلح شفیق کو یہ گوارا نہ ہو تو آہستگی سے کام لیا جائے۔ جس کا نظام یہ ہے کہ اس سلسلہ کو ظاہرا جاری رکھا جائے لیکن ہر طالب سے یہ بھی ضرور کہہ دیا جائے کہ میں اس کام کو نہیں جانتا مگر تمہاری خاطر سے کئے دیتا ہوں۔ چند روز کے بعد یہ سمجھایا جائے کہ لوگ اس کو جس درجہ کی چیز سمجھتے ہیں۔ یہ اس درجہ کی چیز نہیں پھر چند دن بعد ایسا کیا جائے کہ کسی کو دے دیا کسی سے عذر کر دیا مگر نرمی سے پھر بالکل حذف کر دیا جائے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۹ھ)

مثنوی پڑھانے میں کلید مثنوی اوفق الشروح (سب سے موافق شرح) ہے

حال: کچھ مدرسہ کے طلبا نے اور دو ایک خاندانی مریدین نے مثنوی شریف کا ترجمہ پڑھانے کی خواہش کی۔ چونکہ کچھ سال پہلے بھی پڑھاتا تھا اس لئے منظور کر لیا اور یہ بھی خیال ہوا کہ اس بہانہ سے میرا بھی ورد ہو جائے گا۔ میری یہ غلطی ہے کہ حضرت والا کی اجازت کے بغیر میں نے درس شروع کر دیا۔ مگر یہ میں نے پڑھنے والوں

سے کہہ رکھا ہے کہ میں ہفتہ بھر غور کرنے کے بعد پھر اس ہمیشہ کرنے یا ترک کے بارہ میں طے کروں گا۔ اب حضرت والا جیسا ارشاد فرمائیں۔ اس سے پہلے کلید مثنوی حضرت والا کی شرح میرے پاس تھی لیکن آج کل نہیں ہے۔

تحقیق: اس کو تو پہنچانا نہایت ضروری ہے اس لئے نہیں کہ وہ افضل الشروح (سب سے افضل شرح) ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ہمارے خاص تعلق کی وجہ سے آپ کی طبیعت کے زیادہ موافق شرح ہے۔

حال: دوسری بعض شرحیں ہیں اور محشی مثنوی جسے مطالعہ میں رکھتا ہوں مثلاً مولوی احمد حسن صاحب کانپوری نے شاید ایک مثنوی مطلی چھپوائی تھی جس میں حضرت اقدس حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض حواشی معلوم ہوتے ہیں حضرت والا کے ملاحظہ سے گزری ہوگی جو رائے عالی ہو۔

تحقیق: اوپر عرض کر چکا ہوں کہ کلید مثنوی سے گو دوسری سب شروح و حواشی افضل ہوں۔ مگر افضیلت زیادہ موافق ہونے کے لئے ضروری نہیں اس کا مشاہدہ دونوں کے مطالعہ سے ہوگا جیسے بادشاہوں کے نسخے دیہاتیوں کو موافق نہیں آتے۔ (النور، صفر و ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

مخالفین فتنوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں ان کا علاج ترک تعلقات یا صبر ہے

حال: گذشتہ تین سال سیاسی تحریک کی وجہ سے میرے مخالفین کو میرے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے کا موقع بہت ملا۔ انہوں نے بہت حد تک مسلمانوں کے طبقہ کو میرے خلاف غلط فہمیوں میں مبتلا کیا۔ اب اگرچہ مجھ سے اس سلسلہ کی مخالفت نہیں کیونکہ میں اب ایک حد تک کانگریس سے بالکل علیحدہ ہوں جیسا حضرت والا کو علم ہے لیکن پھر بھی وہ تکلیف پہنچانے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اب اس مخالفین جماعت میں وہ لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو حضرت والا کی غلامی (اپنی آزاد خیالی اور بعض بدعی امور کی وجہ سے) میرے لئے پسند نہ کرتے تھے اور کچھ فتنوں کی صورتیں شروع کرنے کے ہمیشہ منصوبے باندھا کرتے ہیں مگر حضرت والا کی دعائیں ہمیشہ انہیں بہت زائد کامیاب نہیں ہونے دیتیں۔ مجھے ذاتی طور پر حضرت کے وسیلے کی وجہ سے کوئی خاص پریشانی نہیں مگر مسلمانوں کے بہت سے کام میرے سپرد ہیں جن کو نقصان پہنچتا ہے خود میرے مطب کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے جس کو میں ذریعہ معاش بنانا چاہتا ہوں۔ ان تمام امور کو دیکھتے ہوئے پریشانی رہتی ہے۔

تحقیق: آپ کی شان حسبی و نسبی کے مناسب اور بالکل متعین جواب صرف یہ ہے ؎

سرمد گلہ اختصاری می باید کرد ❁ یک کار ازیں دوکار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد ❁ یا قطع نظر زیار می باید کرد

ترجمہ

❶ سرمد! گلہ شکوہ چھوڑنا چاہئے دو کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہئے۔

❷ یا تو اس کی رضا کے حاصل کرنے میں جان دے دینی چاہئے یا تو یار ہی کو چھوڑ دینا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ میں دعا ہی کروں گا مگر آپ کی حالت کے مناسب یا ترک تعلقات ہے یا ان تعلقات کے نتائج پر صبر و رضا۔

حال: میں نے تجربہ کیا ہے کہ جب بھی میں نے حضرت کو اپنی پریشانی لکھی۔ حضرت کو خط پہنچنے کے دن سے اس میں کمی شروع ہوگئی۔ حضرت کی توجہ میرے یقین کے مطابق بالکل کافی ہے۔ اور اگر حضرت کوئی چیز اس سلسلہ میں ورد کرنے کو فرمائیں تو وہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ حضرت والا مناسب خیال فرمائیں۔

تحقیق: وردان اغراض کے لئے کیا کیا جاتا وہ تو صرف بلاواسطہ آخرت کے لئے ہونا چاہئے ”فاذکروا اباء کم ما صنعوا فی امثال ھذہ الحوادث“ (تم اپنے آباء کو یاد کرو کہ انہوں نے اس موقع پر کیا کیا تھا) لیکن اگر اس درجہ کا تحمل وجداناً محسوس نہ ہو پھر بتکلف اس کا ارادہ کرنا ابوالوقت (جو وقت کو اپنا تابع بنا کر کام کرے) ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس لئے اپنے کو ابن الوقت (وقت کے مطابق کام کرنے والا) سمجھ کر وہی تجویز کیا جائے جو اس وقت تجویز کیا گیا۔ فقط (النور، صفر و ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

اگر بظاہر دوستی کا دعویٰ اور بباطن دشمنی ہو تو اس سے قصد و اہتمام سے نہیں ملنا چاہئے

حال: آج کل احوال الصادقین ترجمہ تنبیہ المغترین دیکھ رہا ہوں نمبر ۳۴ میں منجملہ ان کے اخلاق کے ایک یہ ہے کہ جو لوگ بظاہر دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں اور باطن میں دشمن ہیں اور ان کا مقصود اختلاط سے یہ ہوتا ہے کہ اس کی کچی حالت پر مطلع ہو کر اس کو رسوا اور ہجو کر سکے ایسے لوگوں سے ملاقات میل جول رکھنے کو منع کیا گیا ہے۔ عبارت تو اس نمبر کی زیادہ تھی مگر احقر نے اپنی فہم کے موافق خلاصہ عرض کیا ہے۔ اس سے بھی حضرت والا سلمہ سے عرض کرنے میں احقر کا مقصود حاصل ہے۔ اس پر عرض ہے کہ میل جول کرنے یا بڑھانے کی الحمد للہ عادت نہیں اگر کوئی کرے تو ضروری ملاقات سے انکار نہیں۔ اس پر دوست دشمن سب برابر ہیں مخالف سے اتنا تو خوف اور احتیاط کرتا ہوں کہ احقر کو مالی بدنی نقصان نہ پہنچا سکے ورنہ اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ میرا کچا چٹھا معلوم کر کے رسوا کرے گا بلکہ اس کے عیب جوئی کرنے سے کبھی یہ نفع ہوتا ہے وہ عیب واقع میں مجھ میں ہوتا ہے۔ اب میرا یہ

حال ان بزرگ کے مخالف تو نہیں۔ حضرت سلمہ امید کہ اس میں اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: کچھ مخالف نہیں ان بزرگ کا مقصود یہ ہے کہ جب ایسے شخص کی غرض ملنے سے دین کے خلاف تو اس سے ارادے سے ملنا خلاف دین غرض کی اعانت ہے اور گناہ کی اعانت گناہ ہے۔ اس لئے منع کیا گیا اور آپ کا ملنا قصد و اہتمام سے نہیں صرف یہ ہے کہ نہ ملنے کا بھی قصد و اہتمام نہیں اور کسی کام کا قصداً اہتمام کرنا اور اس کی ضد کا اہتمام نہ کرنا یہ دونوں جدا جدا چیزیں ہیں پہلا ممنوع اور دوسرا آپ کا معمول ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

قرآن مجید میں سے نقشہ نعل مبارک نکال لینا بے ادبی نہیں ہے

حال: (ایک مستورہ) ایک عرض ہے کہ کنیز کے قرآن مجید میں نقشہ نعال پاک حضرت سرور کائنات ﷺ ایک عرصہ سے رکھا ہوا تھا کبھی ایسا خیال نہیں پیدا ہوا۔ ابھی چند روز سے ایک بار تلاوت میں اس پر نظر پڑی تو خدا معلوم کیوں ایک دم سے یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اس کے رکھنے سے قرآن کریم کی بے ادبی نہ ہوتی ہو۔ اور یہ خیال دل پر ایسا جما کہ کسی طرح دل نہ مانا۔ لہٰذا نقشہ شریف کو کلام مجید سے نکال کر ''حیات المسلمین'' میں رکھ دیا لیکن اب ہر وقت یہ خیال پریشان کرتا ہے کہ مجھے حضور ﷺ کی جناب میں تو بے ادبی کا گمان نہیں ہوگیا۔ توبہ توبہ لہٰذا التجا ہے کہ حضور والا صحیح طریقہ بتا کر کنیز کی پریشانی کو دور فرمائیں گے۔

تحقیق: ظاہر کہ نقشہ جو کہ نعل شریف کی تصویر ہے خود اصل نعل سے زیادہ متبرک و معظم نہیں۔ تو اگر اصل نعل کو اوراق محترمہ سے (نکال کر) ہٹایا جائے تو کیا اس میں حضور ﷺ کی شان مبارک میں بے ادبی کا گمان ہوسکتا ہے تو اس واقعہ میں یہ شبہ کیوں ہوا۔ مگر اس شبہ کا سبب بھی ادب ہی ہے لیکن قرآن مجید ادب کا بہت زیادہ مستحق ہے۔ فقط (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

فاقوں کا نازل ہونا مریدوں کی عید ہے کہ اگر فاقہ بلا اختیار پیش آئے تو مفید ہے

حال: ایک جگہ فرماتے ہیں فاقوں کا نازل ہونا مریدوں کی عید ہے۔ اکثر اوقات فاقوں میں معارف میں اتنی زیادتی ہوتی ہے نماز روزہ میں وہ زیادتی حاصل نہیں ہوتی۔ ملتمسانہ درخواست ہے کہ احقر اس عبارت کا حاصل نہیں سمجھا (کیا احقر کثرت سے روزہ رکھا کرے) امید کہ حضرت سلمہ اس عبارت کو آسان کر کے بیان فرمادیں کہ یہ کیسے حاصل ہو۔

تحقیق: یہ سوال ایسا ہے جیسے طاعون میں مبتلا ہوکر مرنے کی فضیلت اور اس سے درجہ شہادت حاصل ہونا سن کر سوال کیا جائے کہ یہ کیسے حاصل ہو۔ ہر سمجھ والا اس فضیلت کا محمل یہی سمجھے گا کہ مقصود یہ ہے کہ غیر اختیاری

طاعون سے گھبراؤ مت۔ اگر اس میں موت بھی آ گئی تو یہ فضیلت ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ اپنے اختیار سے طاعون کے اسباب جمع کر کے طاعون میں مبتلا ہو اسی طرح یہاں بھی مقصود ہے کہ اگر اختیار کے بغیر فاقہ پیش آئے تو اس کے نفع کو دیکھ کر پریشان مت ہو یہ نہیں کہ قصداً فاقہ اختیار کرو۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

اگر ذلت سے بچنے کے لئے صاف کپڑے پہنے جائیں، یہ مکاری نہیں

حَالٌ: اگر کوئی بڑے گھر کی عورت یا اپنے ماں باپ کے گاؤں کی مجھ سے ملنے کے لئے آئے یا بلائے اور میرے کپڑے زیادہ گندے ہوں تو نفس اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ اس گندی حالت میں ملوں۔ زیادہ بن ٹھن کر تو نہیں ملتی لیکن صاف کپڑے پہن لیتی ہوں۔ نفس بہانہ بناتا ہے کہ ذلت سے بچنا تو جائز ہے اور نیت بھی ذلت سے بچنے ہی کی کرتی ہوں لیکن نیت میں کھوٹ کی ملاوٹ نظر آتی ہے۔

عام حالات میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ عزت کی خواہش نہیں۔ لیکن جب کوئی ایسا موقع ملنے ملانے کا آتا ہے تو نفس ذلت سے بچنے کی مکاری کر کے کپڑے زیادہ جیلے ہوں تو دھلے ہوئے پہنا دیتا ہے۔ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ یہ ذلت سے بچنا ہے یا عزت کی خواہش ہے۔ حضرت اقدس! اگر میری یہ حالت بری ہو تو علاج ارشاد فرمائیں حضور کے ارشاد پر دل وجان سے عمل کروں گی۔

تَحْقِيق: اگر زیادہ زینت کے کپڑے موجود ہوں جو مثلاً عیدوں میں پہنے جاتے ہیں اور اس کے باوجود پھر معمولی مگر صاف کپڑے پہنے جائیں تو یہ مکاری نہیں۔ اور سوال اسی حالت کا ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

شرعی حدود میں لباس کی تبدیلی جائز ہے

حَالٌ: جب سے حضرت کے یہاں سے واپسی ہوئی ہے میں نے عام طور پر شروانی اور عمامہ کا اور عادۃً ہفتہ میں تین بار تبدیلی کا اہتمام چھوڑ دیا۔ اس سے طبیعت میں شکستگی محتاجگی اور تواضع پیدا ہوئی مگر دوسری جانب یہ اثر پڑا کہ امرا اور ارباب مناصب کے سامنے میں اپنے آپ کو کچھ ذلیل سا سمجھنے لگا اور اس کا اثر میری ہمت وجرات پر پڑا تو میں نے بہ تکلف یہ نیت پیدا کی کہ لباس ولباس کی تبدیلی کا اہتمام اپنی ذات کی بجائے خدام علم کی عزت کی خاطر بحدود جائز کیا جائے۔

تَحْقِيق: "عَيْنُ الصَّوَابِ وَيُؤَيِّدُهٗ حَدِيْثُ مَشْوَرَةِ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُوْدِ وَعَدْمُ النَّكِيْرِ عَلَيْهِ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" بالکل ٹھیک اس کی تائید حدیث سے ہوتی ہے کہ وفود سے ملنے کے لئے زینت اختیار کرنا اور حضور ﷺ نے اس کو منع نہیں فرمایا۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

ذکر الٰہی

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
شمس و قمر میں توہی تو   برو بحر میں توہی تو
قلب و نظر میں توہی تو   ہر سو ہے فیض امر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
ذرّوں میں اور کرنوں میں   قطروں میں اور جھرنوں میں
قوس و قزح کے رنگوں میں   آتا ہے جلوہ نظر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
کوئی ہے اونچا تو کوئی نیچا   کوئی ہے شاہ تو کوئی گدا
سارے جہاں کا ہے یہ تغیر   سب کچھ زیر و زبر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
تجھ بن کہیں بھی جی نہ لگے   اچھا تجھ سے کچھ نہ لگے
اب تو جی کو یہ ہی لگے   تجھ بن نہیں گذر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
سارے زمانے کی وسعت   تیرے سمانے کو ہے تنگ
اک مومن کا دل ہی ہے   ہوتا ہے یاں پہ بسر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
اٹھوں بیٹھوں جو بھی کروں   یاد میں اے رب تجھ کو کروں
ذکر کسی کا میں نہ کروں   لب سے اپنے مگر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
دل کو کیا ہے خالی سب سے   تیری طلب ہے آگے سب سے
قلب و جگر کو بھرا ہے تجھ سے   سانسوں میں ہے ذکر تیرا

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

خوابوں میں ہے خیالوں میں تو ہی ہے میری باتوں میں
انگ انگ میں ہے سانسوں میں ایسا ہے مجھ پہ اثر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

تجھ سے جو نسبت ہے میری دونوں جہاں کی ہے عزت میری
ساری عمر کی ہے پونجی میری یہ ہی بنا ہے فخر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

مجھ کو گناہوں سے اپنے ڈر ہے ہر دم مجھ کو اس کی فکر ہے
غفاری پر تیری نظر ہے ستاری ہے سپر سرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

رحمؔ ہے ارشاد ہی یہ یارب اس کو اپنا بنا لے اے رب
دل کے ارماں پورے ہوں سب ہو جو کرم اس پر تیرا